یعنی چمن پیرائی گلشن سخن دانی کا ورق نما شان کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوشربائی دو تقریر
نوعروس کلام زیبا و نوطرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا عنی

جلد ششم

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

دوم

تصنیف ناظم فصاحت نشان داستان گوئی شیریں بیان سخن سنج مصائب خوان
پسندیدہ مجالس امیران ذیشان سرآمد اہل فن نکتہ سنج اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص قمر

مطبع نامی منشی نولکشور میں بحلیۂ طبع محلی ہوئی

جزو

بیمن حمین پیرائی کون و مکان و کارفرمای داستان کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو تقریر
نو عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا اعنی

جلد ششم

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحب قران

بار اول

تصنیف ناظم و نثار زمان و داستان گوئے شیرین بیان سخن سنج مصاحب جوانان
پسندیدۂ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل فن شائستگان ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بقمر

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں بحلیۂ طبع محلی ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثناے خالق کون و مکان بانی بناے دو جہان جو ایک کلمۂ کن مین زمین و آسمان آفتاب عالمتاب ماہ تابان شجر و حجر بہشت و کوثر جملہ اشیاے موجودہ کو کتمان عدم سے جلوۂ ظہور مین لایا زمین کو پانی پر بچھایا آسمان کو بے ستون قائم فرمایا پس انسان ضعیف البنیان کی کیا مجال ہے کہ ادنی صفت اُس بے نیاز کی تحریر کرے زبان کی کیا طاقت کہ اس عقدۂ سخت و صعب مین تقریر کرے پس یہ اعتقاد ٹھیک ہے کہ وہ وحدہ لاشریک ہے نظم مصنف

خالق یکتا کہ بیک کاف و نون
از عدم آورد دو عالم برون
نقش طرازندہ کون و مکان

سقف فرازندۂ آسمان
ارض و سما نقطۂ پرکار او
نقش طرازی صور کار او

چہرہ کشاے صور کائنات
راہ نماے ہمہ سوے نجات
دادہ بلندی بہ سپہر برین

پہن بگسترد بساط زمین
نور قمر شمع شب افروز کرد
گرم بخور مہر کرہ روز کرد

نعت سرور کائنات اشرف موجودات اشرف انبیا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین بطور تبرک دو بند یکے مسدس و دیگر خمسہ اشعار سعدی مصرع ہاے مصنف

بہ تحریر اوصاف خیر الوریٰ
شدم سرنگون اے قمر از حیا

کہ ناگہ رسید این بگوشم ندا
بگو اے گرفتار رنج و عنا

حبیب خدا اشرف انبیا
کہ عرش مجیدش بود متکا

زہے صولت و حشمت مصطفیٰ | خہے عز و شان رسول خدا
خوشا رتبۂ پاک خیر الورا | حبیب خدا اشرف انبیا
کہ عرش مجید ش بود متکا

منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذو الفقار وصی احمد مختار شیر بیشۂ پروردگار کرار غیر فرار نظم

لکھون جو وصف شاہد ام الکتاب کا | سونا اتار لون ورق آفتاب کا | چمکے برنگ برق جو چہرہ جناب کا
خجلت سے جھلملائے چراغ آفتاب کا | وقت اذان صبح جو نام آیا آپ کا | خجلت سے منہ سفید ہوا آفتاب کا
لکھون ہلال تیغ علی کا اگر مین وصف | نقشہ بگاڑ دون سپر آفتاب کا | لکھتا ہون وصف مصحف رخسار شاہ دین
کرتا ہون اب ترجمہ مین خدا کی کتاب کا | آنسو بھرے ہین آنکھ مین دانتون کی یاد کر | معمور موتیون سے ہے ساغر شراب کا
لکھے مین ہیبت شکنی جب کیا نزول | تھا دوش پر نبی کے قدم بوتراب کا | کافر نہ راہ راست پہ آتے ابد تلک
ہوتا نہ درمیان اگر بوتراب کا | کیا خوف روز حشر کا ہو مجھکو اے قمر | مداح ہون مین شافع یوم الحساب کا

قمر فخر بر اوج خود سلیم | دگر کہ من ہم غلام در حیدرم | ز خاک درش چشم من را فروغ
ز اعجاز وصفش سخن را فروغ | شدم خاک راہ در بوتراب | باآن در شود جبہ سا آفتاب

شکر خالق کون و مکان درب الناس و جان کہ جلد ششم طلسم ہوش ربا کو شروع کیا حالات حقیر پر تقصیر سے ناظرین والا مقام آگاہ ہون کہ یہ داستان سرائی پیشہ جد و آبائی نہین ہے ایام غدر باغیان مین قریب پل آہنی آنزوے گومتی مکان سکونت اس حقیر کا تھا بروقت آمد فوج سرکاری چونکہ دو بھائی راقم کے مرزا بندہ حسن و بندہ حسین ناظم علاقہ بھندرو کولوا اگاڑہ وغیرہ تھے اور حقیر بھی علاقہ متعلقہ امام باغ جاگیر نواب علی نقی خان مرحوم تھا فوج ظفر موج دروازے پر موجود تھی لڑائی ہوئی دونون بھائی و بسیار کس ملازمان قدیم سیار گلشن جنان ہوے حقیر بعنایت رب اکبر بچگیا جرم بغاوت سے بریت ہوئی مگر مکانات و جائداد و علاقہ وغیرہ قریب سہ لاکھ روپیہ ضبط سرکار ہوئے بسبب صغر سنی دعوی اسکا نہ کر سکا وراثت جد و آبا سے محروم رہا اول قانون یاد کرکے برابر کچہری مین مختاری کی جب وقت امتحان آیا اسی جرم بغاوت مین امتحان نا منظور ہوا اسوقت سے طبیعت بہلانے کو شوق داستان سرائی ہوا چونکہ کوئی وجہ معاش نہ تھی رزاق مطلق نے اس پیشے مین سواد کامل عطا فرمایا دیگر نثر خوانی مصائب آل عبا علیہ التحیۃ والثنا اختیار کی اسمین بھی سرکار مظلوم کربلا سے تاثیر عطا ہوئی جابجا شہرون مین پڑھنے کی نوبت آئی رئیسان والا مقام نے مقبول فرمایا ہر خاص و عام و رئیسان ذوی الاحتشام عزت بجا لائے

مین ان دونون کامون مین وحید فرماتے ہین اُسی گردش لیل و نہار مین جناب منشی نولکشور صاحب سی آئی ای مالک مطبع اودھ اخبار کے ارشاد سے بواخر تحریر پر ان جلد ہوش ربا کی دست انداز ہوا سواد نظم و نثر سے بالکل ناواقف نادان والا مقام و شائقین خاص و عام سے ملتجی ہون کہ جس مقام پر مجھ سے خطا واقع ہو اُسکو چھپائین نظم

ہر اک سے ہے یہ التماس ہمدم	چھپائین مرے عیب کو سر بسر	نہ شاعر ہون مین اور نہ نثار ہون
حقیر و ذلیل و گنہگار ہون	مری عیب پوشی مناسب ہوئی	خطا پر خطا آکے غالب ہوئی
بشر ہون بشر ہون بشر ہون بشر	خطا ہم ہوستند اہل بشر	

دو کلمۂ داستان شوکت بیان آغاز جلد ششم و حالات جنگ ملکہ صنعت سحر ساز وزیرہ اعظم افراسیاب و عیاری چالاک و برق و جانسوز و ضرغام و شورش ملکہ صنعت و عیاری خواجہ عمرو بن امیہ نامدار و مہتر قران عالیوقار و ذکر قتل ملکہ صنعت سحر ساز ساقی نامۂ مصنف

ساقی مے بیخودی پلادے	آئینۂ قلب کو جلادے	ساغر نہ عزیز کر تھمے سے
ساقی اک مہر کی نظر سے	دور مے جنگ جوش پر ہے	رندون کی فنا در نظر ہے
کیا شرب شراب ناب ہوگا	رندون کا جگر کباب ہوگا	صنعت کوئی آج تو دکھادے
اک جام شراب کا پلادے	کر صبر ہر وقت غور ساقی	ہر ساغر غم کا دور ساقی
شمشیر سخنوری علم ہے	یہ کلک شراب کی قلم ہے	رندون مین فساد پڑ رہا ہے
مضمون بھی آج لڑ رہا ہے	ہر دور شراب دور گردون	فریاد ز دست جور گردون
سرمست شراب جنگ ہون مین	آئینہ کی طرح دنگ ہون مین	ساقی دریا دلی عیان کر
کشتی مے ناب کی روان کر	بجلی کی چمک شراب دکھلائے	ساقی صفت سحاب دکھلائے
ہو آب و شراب مین نہ کچھ فرق	قلقل کی صدا ہو خندۂ برق	بادل کی گرج سنائین میخوار
واعظ پہ ہو پھبتیون کی بوچھار	ہو جوش پہ بحر ساغر مل	کشتی شراب کا بندھے پل
برسات کا آگیا ہے موسم	عالم مین بہار کا ہے عالم	ہے ابر بہار پر سر جوش
بادل سے فلک ہے بادلہ پوش	گھنگھور گھٹائین چھا رہی ہین	زلفون کا سمان دکھا رہی ہین
خنجر لیے دوش ابر ہے برق	بجلی بنے گوش ابر ہے برق	کالے بادل گرج رہے ہین
نقارۂ ابر بج رہے ہین	تلوار کا باڑھ پہ ہے پانی	باغون مین کمر کمر ہے پانی

نارنج کدو کنول بنے ہین
گردون پہ حباب چڑھ گئے ہین
موجین گرداب ہین نظر مین
خشکی ہی جہان مین اک حصہ
لگتا نہین چاندنی کہان ہے
گرہی تو شراب کی دکان مین
حیرت ہے کہ ماہِ شب کہان ہے
عاشق کو کیا جنون نے بے صبر
رخ ابر کا بجر نے کیا زرد
بجلی نادم ہوئی لجائی
دریاے خیال جوش پر ہے
عیاریون کا سمان شیدا ہے

پھل تیغ دو دم کے پھل رہے ہین
اسدر جہ ہے آب کی روانی
کشتی کی طرح ہین بل بھنور مین
رکھتی نہین خاک پر ہوا پانون
غائب ہے کہ فرش ہر مکان ہے
گم دہر مین مہر کی کرن ہے
کیا جام شراب ارغوان ہے
سوجون پہ بہار جزر و مد ہے
برسات کا دونگڑا ہوا گرد
مضمون نے رنگ بھی جمایا
ان چشمۂ فکر پر نظر ہے

دریاؤن کے پاٹ بڑھ گئے ہین
فوارے اُچھ رہے ہین پانی
بارش کا ہوا طول قصہ
ملتی نہین دھوپ کی کہین چھانون
سورج کا پتا نہین جہان مین
گرہی بھی تو سازپیرہن ہے
ہے مطلع مہر مطلع ابر
سیلون کا حساب ہے نہ حد ہے
اشعار نے وہ تڑپ دکھائی
قصۂ دلچسپ یاد آیا
صنعت سے مقابلہ پڑا ہے

چہرہ صنعت نگاران صفحات سخنوری و معجز طرازان فصاحت گستری
اس داستان حیرت بیان کو کلک جادو تسلیم سے یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف

مرصع نگاران شیرین مقال | چنین می نگارد ز کلک خیال | جلد پنجم کو اس مقام پر ختم کیا کہ

صاحبقران اپنے لشکر مین مین لقاے افراسیاب جادو کو نار بامید طلب ساحران لکھا ہے اور شاہزادہ ایرج نوجوان نورنگاہ قاسم عالیشان طلسم اسکندری فتح کر کے طرف طلسم ہوش ربا کے چلے مین دیکھیے پہونچین یا نہ پہونچین لیکن لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ مین ہنگامہ عظیم برپا ہے یعنے صنعت نے سحر تیار کر لیا باغبان و بہار و مخمور وغیرہ سرداران لشکر مہرخ گرفتار ہوے سر میدان میداندار ی کی ملکہ سرخ موے کا کل کشا وغیرہ کو گرفتار کیا کسی کا کچھ زور نہ چلا نوبت و نقارے بجاتی ہوئی پلٹ گئی داخل قصر سحر ہوئی جس مقام پر حصار سحر کر چلی ہے شاہزادہ اسد نامدار براے تسکار تشریف لیگئے ہین نکتہ سنجان فصاحت آئین اس داستان حیرت آگین کو کلک سحر طراز سے یون تحریر فرماتے ہین جبکہ صنعت سحر ساز شعبدہ باز میدان کارزار مین لڑبھڑ کر چلی گئی ملکہ مہرخ مع سرداران نامی و ساحران گرامی پلٹ کر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئین ملکہ مہ جبین الماس پوش حیران و پریشان مضطر و بیقرار

برائے اسد نامدار اشکبار سریر جہانبانی پر آکے جلوہ فرما ہوئین ایک جانب خواجہ عمرو نامدار و عیاران باوفا
دربار مین حاضر ہین لیکن بارگاہ مین ایک سناٹا ایک سے ایک کلام نہین کرتا عیش و راحت کا ذکر نہین کھانے
پینے کی کسی کو فکر نہین سطلنج سر ڈہرے ہین ہر ایک کی آنکھون مین آنسو بھرے ہین بعد عرصہ دراز ملکہ مہرخ نے
سر اُٹھاکر فرمایا اے سرداران لشکر اسلام و اے ساحران خوش انجام حقیقت مین سحر صنعت سحرساز شعبدہ باز
سب صاحبون نے ملاحظ کیا ایک ہفتہ کی مہلت دیگئی ہے اس عرصہ کا گذرنا کیا بڑی بات ہے آخر سب صاحب
کچھ صلاح بتائین کہ ہم کیا کرین شاہزادۂ والاقدر کو برائے شکار روانہ کردیا اگر اس میدانداری مین ہوتے
یقین کامل تھا کہ صنعت انھین پر دست انداز ہوتی خیر اسقدر تسکین ہے کہ آقائے نامدار و مولائے خود والاقدر
بخیر و خوبی شکارگاہ مین بسر کررہے ہین خدا اب انکو دشمنون کے ہاتھ سے بچائے یقین کامل ہے کہ بعد ہمارے
وہ ہمارے خون کا بدلا لین اب سردست کچھ تدبیر کرنا واجب و لازم ہے جنگ اسی طرح قائم ہے اگر مرتبہ اگر فتنہ
برپا کریگی اسکا روکنا دشوار ہے یہ سنکر ملکہ مہ جبین طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہوئین دونون ہاتھ گلے مین ڈالکر
کہا نانا جان کچھ تدبیر فرمایئے آخر اسکا انجام کیا ہوگا یہ میعاد معینہ پلک جھپکانے مین گذر جائیگی طبل جنگی بجواکر
صنعت آئیگی خواجہ عمرو نے فرمایا صاحب آپ کے لشکر کے سیان مہتر برق و چالاک نامور فرماتے تھے
ہم حصار مین جائینگے صنعت سحرساز کا سر لائینگے کچھ ظہور مین نہ آیا تو انکار کرین کہ ہمسے کچھ نہین ہوسکتا یا کوئی
تو تدبیر کرین ورنہ لشکر سے نکل جائین چالاک تو کچھ نہ بولا لیکن برق تڑپکر اُٹھا کہا اُستاد ہماری کیا مجال ہے
جو آپکے سامنے عیاری کرین لیکن حضور اندر حصار سحر کے کیونکر جائین کوئی تدبیر آپ ہی فرمایئے خواجہ
سنسے کہا ابے کیون دیوانہ ہوا ہے ہمسے تدبیر پوچھتا ہے جسوقت ہمارا جی چاہیگا صنعت خود اندر حصار
سحر کے بلالیگی اپنے حصار کو شکست کردیگی برق نے کہا اُستاد کیا تدبیر ہے عمرو نے کہا بس اسی قدر کافی ہے
جب ہمارا جی چاہیگا عیاری کرینگے حصار سحر خود شکست ہوجائیگا انشاء اللہ صنعت آپ ہی آگر لیجائیگی
برق چپ ہورہا چالاک اُٹھا جانسوز دختر غام سے اشارہ کیا برق بھی چلا عمرو نے کہا ملکہ مہرخ
دیکھو یہ چارون نالائق جاتے ہین عیاری کی فکر مین ہے ورنہ کچھ ہو نہ سکیگا نام عیارون کا بدنام کرینگے
چارون کو قید کرلو اس زمانے مین لشکر سے نکلنے نہ دو ورنہ طریقۂ عیاری خراب ہوگا میرے دل کو رنج دینا
ہوگا برق غرفگی بیٹھ گیا کہا حضور قید کا ہیکو کیجے ہم آپ لشکر سے نہ نکلینگے حضور عیاری کرین ہمین کیا
وقوف ہے یہ عیاری حضور ہی کی ذات پر موقوف ہے یہ کہکر چارون عیار بیٹھ گئے ملکہ مہرخ بھی اور اور

باتون مین مصروف ہوگئین مگر یہ باتین عیارون کی سنکر ملکہ مہ جبین الماس پوش بہت بیقرار ہوئین کہا ماما جان
یہ الیس کی تکرار تو بہت بری بات ہے آپ فرماتے ہین مین عیاری کرون برق وغیرہ اپنا دعوی کرتے ہین پس اس
جھگڑے مین ہماری جان گئی شہریار کو بلا نہین لگتی خدانخواستہ اگر صنعت سحر ساز انکو دیکھ پائے خبر تو ٹوٹے
آفت دُعا سے اپنی ایذارسانی سے باز نہ آئے ابھی انکے دشمنون کو گرفتار کرکے لیجائے سب لڑائی بیکار ہو پھر کسی کا زور
نہ چلے انکے رہا ہونے سے قلب کو تقویت ہے کہ عنایت سے کریم کارساز کی کبھی تو طلسم کشا لوح پائیگا طلسم کشائی کریگا کس سے فر
ے آپ نے تنبیہ کی تو سے رہ گیا اب آپ استہال فرماتے ہین لونڈی کا اسی غم مین آب و دانہ ترک ہے دل پر حسرتون کا
ہجوم ہے طبیعت مغموم آپ ہی آپ کلیجہ منھ کو چلا آتا ہے انکی جدائی کا قلق دل دکھاتا ہے بس یہی جی مین آتا ہے کہ چیخین
مار کر روؤن یا کچھ کھا کے سو رہون اسطرح اپنی جان دون ہر روز کے یہ صدمے نہ سہون صاحبو مین بھی تو بشر ہون
کیونکر نہ فریاد کرون کسطرح خاموش رہون جان جاے تو کہینگے کہ دیکھیے عاشق صادق تھی اپنے دلدار کے جوش
محبت مین جینے کو دوبھر کبھی بار فراق نہ اٹھا سکی آخر کو اپنی جان دی ہاے ارمانون بھری مرمٹی نصیبون جلی
دنیا سے ناشاد و نامراد اٹھ گئی بقول میر جواد۔ شیرین رہی نہ خلق مین فرہاد رہگیا + باقی بس اک فسانہ آزاد رہگیا
اچھا اب آپ کوئی فکر نہ کیجیے میرے حال پر مجھکو رہنے دیجیے میرا بھی خدا مالک ہے کارسازی کریگا مجھ آوارہ دشت
بلاے فراق کی رہبری کریگا یا تو مین خضر وار چشمہ مراد پر پہونچ گئی یہ نہو گا کہ مثال اسکندر بے نیل مراد
پلٹے وہین کوہ و دشت مین سر ٹکرا کے جان دی یہ کہکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی آنسوؤن کی
جھڑی بندھ گئی یہ اشعار مصیبت خیز وحشت انگیز درد آمیز زبان پر لائی اشعار

فراق یار مین مجھپر اذیت بڑھتی جاتی ہے
شب ہجران تو گھٹتی ہے مصیبت بڑھتی جاتی ہے

عروج حسن ہے انکا محبت بڑھتی جاتی ہے
بہار آتی ہے جو میری وحشت بڑھتی جاتی ہے

مجھے منظور ہے دم بھر نہ وہ اوجھل ہون آنکھون سے
انھین پروا نہین کچھ اور نفرت بڑھتی جاتی ہے

بھلی کس طرح انکی طبیعت مین تلون ہے
خدایا خیر کرنا اب محبت بڑھتی جاتی ہے

بڑا اندھیر ہے زلفین تری رخ سے لٹک آئین
چھپا جاتا ہے خورشید اور ظلمت بڑھتی جاتی ہے

غم و رنج والم کی ہجر مین دل پر چڑھائی ہے
غضب کی جا ہے اس لشکر کی کثرت بڑھتی جاتی ہے

ترے گیسو کے سودے مین نکلتے ہین وطن سے بھی
غریبون کی مصیبت پر مصیبت بڑھتی جاتی ہے

دہن کی مدح مین فکر رسا بھی اندنون گم ہے
دقیقہ یہ وہ ہے جسمین کہ دقت بڑھتی جاتی ہے

بناؤ اسکا بہت دشوار ہو اب دیکھیے کیا ہو | وہ کم کرتے ہین اور میری محبت بڑھتی جاتی ہو
دکھایا یاس کو شوق سخن نے رنگ یہ اپنا | خدا کے فضل سے اسکی طبیعت بڑھتی جاتی ہو

ملکہ مہ جبین کے زار زار رونے پر بارگاہ مین ہنگامہ برپا ہوا ہر سردار بیقرار و اشکبار ہر ایک کا یہی قول ہو
صاحبو حقیقت مین وہ بیچاری ملکہ مہ جبین کتنے عرصہ تک تو شاہزادہ اسد نامدار کے ساتھ قید رہین
کیا کیا مصیبتین سہین ملکہ صندل جادو کو قتل کرایا صحرا سے حیرت فتح ہوا طلسم ہوش ربا کی پہلی و [illegible] کی
لڑائی کا بندوبست ہو کیونکر نہ بیچاری بیقرار ہون اول تو اپنی جان کا خوف دوسرے وارث کا خیال قلب
پر ہجوم غم و ملال بیان رونے پر ملکہ مہ جبین الماس پوش کے یہ باتین ہونے لگین کسی نے ملکہ مہ جبین
کو سمجھایا کہ اے ملکہ اسقدر بیقرار نہو اپنی جان ہر تو جہان تمھارا یہ غلط گمان ہو کہ خواجہ کوئی صورت نہ پیدا
کرینگے یاد رکھنا کہ اپنی جان لڑا دینگے صنعت کا سر لائینگے سرداران مقید کو چھڑائینگے انشاء اللہ تعالی فضل
باغبان حقیقی سے تمھارے ریاض لشکر پر بہار تازہ آویگی صنعت حیرت زدہ ہو کر مثل غنچہ پژمردہ
باد سموم حسد سے کمھلا دیگی شاہزادہ اسد بھی آوینگے انکے جمال حسن کی گلچینی کرنا ہم سب بھی دیکھکر
نہال ہونگے دشمن پائمال ہونگے بی بی اسوقت ہمکو نہ بھولنا خواجہ عمرو نے بھی گلے سے لگایا بہت کچھ سمجھایا
فرمایا اے نور نظر اسقدر نہ گھبراؤ خاطر جمع رکھو مین نے سمجھو تو کہ اسی خیال سے تمھارے ملال سے اسد
غازی کو برائے شکار روانہ کر دیا اسوقت تمھارے کلمات حسرت آیات نے خانۂ دل کو غم و الم سے
بھر دیا انشاء اللہ بہت جلد تدبیر ہو جائیگی صنعت بدبخت اپنے کیے کی معقول سزا پائیگی مہ جبین
نے کہا پھر انکو یہان بلوا لیجیے عمرو نے کہا بیٹا ابھی یہان بلانا مناسب نہین ہو دشمن درپے آزار
صنعت آمادۂ حرب و پیکار شاید کوئی دشمن اس فکر مین ہو لہذا چندے اور تامل کرو ہمارے
کہنے کو مانو مین خود جا کر بلا لاؤنگا میرے دل کو یقین ہو کہ تمھین فراق ناگوار ہو مگر یہ حقیر بھی مجبور
و ناچار ہو غرض ملکہ مہ جبین کو تسکین جو ہوئی خواجہ عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا برق و چالاک
وغیرہ کو دربار مین نہ پایا عمرو نے کہا لو غضب ہوا یہ لونڈے کہین گئے اب عیاری کی خرابی ہو
برق کو اسی سبب سے زیادہ اس مقدمہ مین گو بینائی ہوگی یہ کہکر چند و پرند کو بلایا فرمایا کہ
جاؤ تو لشکر مین یا کنارے لشکر کے یہ چارون موجود ہون تو کان پکڑ کے کھینچتے ہوئے لانا
چالاک سے کہنا چلو تمھارے باپ بلاتے مین برق دیکھنا میرے فرزندون کو بھی آوارہ کریگا ہر کارے

دوڑے سب طرف لشکر میں تلاش کیا چاروں عیاروں کا نشان تک نہ پایا بلکہ لوگوں کی زبانی سنا کہ
چاروں ساتھ گئے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ دیکھو صاحبو ہم ہی کو جا کر فوراً صنعت کو مارتے ہیں یہ جو خبر
خواجہ عمرو نے سنی پیٹ پکڑ لیا کہا صاحبو اتنا بڑا منھ سے نکل گیا تھا کہ ایک تدبیر حصار سحر میں جائینگے ہم
نہیں معلوم بیوقوفوں نے کیا سمجھا وہ جو اصلی بات ہے اُسپر تو اُنکا خیال کیا جائیگا مگر بات خراب ہوئی اُن
چاروں کی جان گئی کل تھا کردہ ایسوں کا یہی نتیجہ ہے مہرخ نے منھ پر ہاتھ رکھدیا کہا خواجہ ایسا
کلمہ نہ فرمایئے خدا نہ کرے وہ چاروں خیر و عافیت سے لشکر میں آئیں جان بخش سرداران نامی گرامی
عالی خاندان سرفروش جان نثار نیک طبیعت صاحب وقار ہیں عمرو نے کہا صاحب تم کیا جانو میرے
شاگردوں کے مقدمے میں دخل نہ دیا کرو قہر یقین کرکے آپ ہی لوگوں نے خراب کیا جب تو برق زمین
پر پاؤں نہیں دھرتا ہر وقت پھولا رہتا ہے مال کھرا چرا کے مال والا ہو گیا ہے کئی لاکھ روپیہ اُسکے
بنک گھر میں جمع ہیں اب وہ کسی کی کیا حقیقت جانتا ہے بھلا میرے تئیں کب مانتا ہے ملکہ مہرخ تو خاموش
رہیں لیکن سب سردار واسطے عیاروں کے دعائیں مانگنے لگے خداوندا اُنکو مظفر و منصور کر نا دشمن
مغلوب ہو چاروں عیار خیر و عافیت سے آئیں عمرو نے کہا وہ زندہ پلٹ کر نہیں آئینگے مرنے کی خبر ملیگی
سردار خاموش ہوئے خواجہ کہتے ہیں لونڈوں نے بڑا غضب کیا ایک مقام عیاری کا تھا وہ بھی
مٹایا ساتھ بہار و باغبان کے قید ہوئے بیان تو یہ ذکر اب وہ کلمہ داستان ملکہ صنعت
سحر ساز بیان ہوتے ہیں کہ اُسنے سرداران نامی کو زندان سحر میں قید کیا طائر بنے ہوئے پھڑک
رہے ہیں کبھی بہار و مخمور کے کراہنے کی آواز آتی ہے کہ زمین تھراتی ہے سننے والوں کے دل ہلتے ہیں
اِن مبتلائے بلائی مصیبت پر کف افسوس ملتے ہیں کبھی مخمور رنجور طائر تو گرفتار اپنی حالت اضطرار میں
رو رو کر یہ اشعار زبان پر لاتی ہے اشک حسرت دیدۂ غمناک سے رخسار گلعذار پر بہاتی ہے اشعار

تو گرفتاروں پر ایسی قید ہے صیاد کی
ای صبا تو نے ہماری خاک کیوں برباد کی
تشنۂ جام شہادت ہمیسے پیاسے رہگیے
مجھسے یہ ارمان تو اٹھینگی کبھی جلاد کی
روز رکھتا ہے قفس میں لا کے گلہائے حسین

ہیں قفس میں کیسے دمڑی تیلیاں فولاد کی
چپ ہوں کیونکر نہ میں بیداد صیاد کی
کسقدر ہے اب یہ تلوار ہے جلاد کی
جسجگہ دیکھا اُجاڑا آشیان اپنے مرا
رہتی ہے مجھپر عنایت نہ رتوں صیاد کی

اُسکے کوچے سے اڑا کر لیگئے بیداد کی
بلبل تصویر ہوں عادت نہیں فریاد کی
فصل گل ہی میں یہ سینا ہے مجکو بیڑیاں
باغبان میں ہو گئی خو آجکل صیاد کی
نالۂ عاشق نے آسنا تو اثر پیدا کیا

رہ گئے دل تھام کر وہ سنکے جب فریاد کی
سیکڑون تدبیرین کرتا ہو جلا نیکی مرے
جان شیرین باعث صائع ہوگئی فرہاد کی
لاکھ ضبط نالہ کرتا ہون مگر رکتا نہین
کیجیے اسکی مدد ہو یہ گھڑی امداد کی

باغ مین ہوگا خرامان جبکہ وہ سرو سہی
کیجیے کسسے شکایت اُس ستم ایجاد کی
اُسنے کی صحرا نوردی یہ پہاڑون مین ا
کیا کرون مین مجکو عادت ہو نہین فرہاد کی

خاک مین ملجائیگی یہ قد کشی شمشاد کی
سنکے شیرین کی خبر سر پھوڑ کر وہ مر گیا
حال وہ مجنون کا کیفیت یہ ہو فرہاد کی
یاس یہ رنج والم ہو یا علی جلد آیئے

یہ صدائین وحشت خیز مصیبت انگیز اِس زندان خانے سے آتی ہین مگر صنعت سحر ساز ہنس ہی ہو پکارکے آواز دیتی ہو بات طائران وحشی زمزمہ سرائی نہ بھولنا بغاوت پر نہ پھولنا اپنے دل مین یہ نہ سمجھے کہ شاہنشاہ طلسم ہوش ربا سے سرکشی کرکے کیا پھل پاؤگے آخر جانور نہے اپنی سزا کو پہونچے خوب سلطنت کی وزارت کا زور ہوا ملک کھیلے بڑے بڑے مزے اڑائے اب بھی توبہ کرو تو خطا معاف کرادین شاہنشاہ کے قدمون پر گرادین ہرچند سب طائر بنے ہوے ہین مثل انسانون کے کلام نہین کرسکتے لیکن اِن باتون کا اشارون سے جواب دیتے ہین کنایے سے صاف ہویدا ہو یہی پیدا ہو کہ افراسیاب کی اطاعت نہ کرینگے تڑپ تڑپ کے اِس قفس زندان مین مرینگے لیکن اتنا خیال ہے شعر ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا دہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے ۔ مصاحبان صنعت سامنے سے صنعت کے ہٹ جاتے ہین کانون پر ہاتھ رکھکے الامان الامان کہتے ہین آپسمین ذکر ہو کہ یارو اِنکی آہ سے بچنا چاہیے صنعت کہتی ہو سعادت خون حسین سحر ساز ابھی نہین ہوا حسین کے نام کے عدد نکالون گی ایک عدد پر دس دس ہزار کو قتل کرونگی تب بھی سعادت خون حسین سحر ساز نہوگا اِس اثنا مین دور سے رام رام ست کی آواز آئی صنعت نے سر اُٹھاکر دیکھا کسی غریب کا مردہ دو شخص ارتھی پر لیے ہوے ایک کٹھا برہمن ساتھ ہو ہاتھ مین ایک جلا ہوا کنڈا ایک ہانڈی مٹی کی اُسمین تبے پر لگی کسی قدر رنج ساتھ ساتھ اس ارتھی کے پیچھے ہاے بھائی کہکے روتا ہو ارتھی کو لیے ہوے اِسی جانب آتے ہین جب قریب حصار پہونچے نگہبانان ملکہ صنعت سحر ساز نے دس قدم آگے بڑھکے روکا کہا اِدھر سے ارتھی پھیر لیجاؤ حصار سحر ہو یہان نہ آؤ ملکہ عالم وزیر اعظم افراسیاب کی مخالفت ہو مردہ اب یہان نہین پھونکا جاتا برہمن نے بڑھکر کہا وہ مقام جو پیپل کا پیڑ ہو ہمارے نانا دادا سب اسی مقام پر پھونکے گئے ہم قوم کے برہمن ہین مدت سے جو مقام قرار داد ہو وہین پر یہ مردہ جلیگا جاؤ جاکر ملکہ صنعت سے عرض کرو کہ یہان برہمن دیوتا کو نہ ستاؤ نگہبانون نے کہا ارتھی ٹھہرالو ہم جاکے عرض کرتے ہین برہمن کا نام سُنکر سب ڈر گئے سامنے ملکہ صنعت کے

آکے کیفیت بیان کی کہ حضور برہمن کا مردہ ہر وہ کہتے ہین ہم اسی نخل کے نیچے مردہ جلائینگے اگر عرصہ ہوگا ہزار بھائی
ہمارے جمع ہو جائینگے جنیئون کو توڑ ڈالینگے آب و دانہ ترک ہوگا ایک مردے کے ساتھ ہزار برہمن جان دیگا
یہ سنکر صنعت بھی گھبرا گئی کہا صاحبو تمہاری کیا رائے ہر سبنے کہا مہارانی اگر برہمنون نے جنیو توڑ ڈالا بڑا پاپ
ہوگا پھر کیونکر ملاپ ہوگا یہ قوم برہمن نہایت سخت ہر جو کہینگے وہی کرینگے سامنے حصار کے مٹھکر پوجا شروع
کر دینگے گھنٹ ناقوس بجائینگے آفت مچائینگے صنعت نے کہا ارے حرامزادیون تم کیا جانو پاپ پن کہنا شروع
کر دیا مجھے عیاران اسلام کا بڑا خیال ہر ان نگوڑون کے نزدیک مردہ زندہ بننا کتنی بڑی بات ہر ایک ایک
عیاری کمبختون کی کرامات ہر مین بڑے بڑے دھوکے اٹھا چکی ہون کنیزون نے کہا حضور آپ بجا ارشاد
فرماتی ہین مردہ بنکر کیا عیاری کریگا یہان آنے دیجیے حضور خود موجود رہین اپنے سامنے لکڑیان
جمع کرکے مردے کو جلوا دیجیے حضور برہمن ہین آفت برپا کرینگے صنعت نے کہا اچھا جاؤ یہ اقرار کر لو کہ ہم
مردے کو کھول کر دیکھ لینگے تو جلنے دینگے کنیزون نے کہا حضور ہان اسمین انکو کیا عذر ہوگا صنعت
نے کہا ان باتون مین مجھے کسی کا اعتبار نہین ہر مین خود مردہ دیکھونگی بلکہ فصد کھلوا کر امتحان کرونگی یہ کہکر درخت
کے نیچے صنعت اگر کھڑی ہوئی کہا جاکر حصار باطل کرو ارتھی جاکر اپنے ساتھ لے آؤ یہان ان تینون برہمنون
نے ارتھی تو رکھدی ہر غل مچا رہے ہین یا سامری یا جمشید کے نعرے کبھی لات و منات کو پکارتے ہین
کنیزون نے جو کہین اما برہمن دیوتا مل نہ مچاؤ ساتھ آؤ یہ کہکر حصار سحر کو ہٹا یا دو نے ارتھی کو اٹھا یا ایک
روتا پیٹتا ساتھ چلا لیکن فریاد کرتا ہوا گسیان نے بڑا عرصہ کیا ہمارے بھائی کی لاش کو ٹھہرایا
یا سامری و جمشید روتے پیٹے زیر نخل ارتھی کو لاکر رکھا تینون برہمن سامنے صنعت کے آئے
پہلا اسیس دی کہا مہارانی کی جے جے کار رہے لکڑیان سرکار سے ملین آپ کے برہمن دیوتا کا مردہ جلایا جا
صنعت نے کہا بات سنو بگڑو نکرو ہمین اس مقدمہ مین شک ہر ناحق کی بک بک ہر ہم لکڑیان منگوا دینگے
اپنے سامنے لاش کو جلوائینگے تم کریا کرم کرنا ہمارا کچھ ہرج نہین ہر منہ تو کھولو ہم لاش کو دیکھینگے
شاید مکر و غدر نہو وے ان تینون نے کہا گسیان مردے پہ یہ بدعت ہم منہ کھولین آپ بادشاہ
عالیجاہ مین آپ منہ نہ کھولیے چہرہ دیکھ لیجیے اور زیادہ شک ہو فصد کھلوا دیجیے ہاتھ پاؤن
کٹوا ڈالیے تیرہ صدی مین سب کچھ ہوگا پوتھیون مین لکھا ہر اس تیرہ صدی مین پاپ
بڑھ جائیگا پن کا کوئی نام نہ لیگا صاحب آج آنکھون سے دیکھا مردے سے کیا شک آپکے نزدیک

یہ بات ہو کہ اپنے بھائی کو مردہ بنا کر لائے ہیں مُردے کو ہاتھ لگانا بڑا پاپ ہو صنعت نے کہا ہم اِن باتون کو نہ مانینگے مُردے کا مُنھ کھول کر دیکھ لینگے ایک کنیز جو بہت چالاک و چُست تھا بڑھا کہنے لگا گسیان اب دیر نہ کیجیے جلد قریب آئیے صنعت اپنے مقام سے بڑھی قریب ارتھی کے آئی وہ تینون برہمن بھی قریب آئے رام رام کرتے جاتے ہیں سنکھ بجا رہے ہیں سامری و جمشید کہا رغل مچا رہے ہیں صنعت جُھکی سینے کا بند کھولا گلے کے پاس کا بھی کھول چکی چاہتی ہو کہ چہرے سے بھی کفن ہٹاؤن جسکے ہاتھ مین کنڈا تھا کنڈا پھینک کر بڑھا کہا گسیان پاؤن کے پاس کا بند تو پہلے کھولیے صنعت ادھر ملٹی ہزار ہا کنیزین گرد تمام سرداران فوج صنعت جمع ہین سب خوف سے تھر تھر کانپ رہے ہین کہتے ہین ملکہ نے غضب کیا مردے کے بند کھولے اس حال یہ بچ جائین تو بڑی بات ہو کاہیکو یہ جھگڑے مچائے ہین لیکن صنعت جیسے ہی پاؤن کی جانب پلٹی کہ یہ بھی بند کھولون مردے نے پیر کھینچے ہوا کے جھونکے سے کفن مُنھ سے ہٹ گیا کنیزون نے دیکھا مردے نے ہاتھ اُٹھائے پیر کھینچے وہ تینون برہمن بھی مثل برق چلے مردے نے پاؤن سے حلقے کمند کے اُن تینون نے بھی حلقے کمند کے مارے مردے نے آواز دی باش او ملعونہ قضا تیری تیرے سر پہونچی نعرہ

به عیاری منم آن چست و چالاک	بچشم دشمن اندازم کف خاک	نه آید باد گرد تیز گامم
خلیفه او لم چالاک نامم	برق نے بھی تڑپ کے نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی عیار نامدار اشعار	
منم برق رفتار و خنجر گزار	منم یکه لیکن گران بر ہزار	منم سیل چون رو بیارم بکوه
کنم پر دلان را بعالم ستوه	کنم در وغا عرصه بر شیر تنگ	ہم آوردِ من نیست کس وقت جنگ
به گرز و به گوپال و تیر و سنان	بر آرم دمار از سر پردلان	ضرغام و جانسوز نے بھی نعرہ [illegible]

کیا چارون نے کمندین مارین لیکن صنعت ہوشیار تھی لٹکے اُٹھا چکی ہو حقیقت مین چودہ چودہ حلقے چارون نے مارے گردن و کمر مین صنعت کی پڑے صنعت برق بنکر چمکی کڑک کے آسمان پر پہونچی حلقے کمند کے جلتے عیار کنیزون پر گرے کسی کو خنجر مارا کسی کو للکارا ایک نے حقۂ آتشبازی مارا ایک نے حباب اچھالا ایک نے جنگی بان داغ دیا دو سو کنیزین صنعت سیہ بخت کی گرین صدائے گیر و دار بلند ہوئی اب کوئی عیارون کے قریب نہین آتا مارنے سے جادوگرنیون کے اندھیرا بھی ہو گیا ہو اُس تاریکی مین یہ چارون عیار بھاگے کہ پار نکل جائین صنعت آسمان پر چمکی کچھ حلقے جلائے کچھ حلقے جو گردن مین پڑ گئے تھے نقش و قفس جیدہ ہاتھون سے انکو توڑتی ہوئی زمین پر گری قریب تھا صدمے سے بیہوش ہو جائے مگر اسم سحر پڑھنے لگی دیکھا کتنی سو کنیزین

مری اُڑتی ہین چارون عیار بھاگے جاتے ہین ساحرون نے پیچھا کیا ہر لیکن یہ پلٹ کے حقہ ہاے آتشبازی
مارتے ہین جب دو تین کیٹرین مرتی ہین اندھیرا ہوجاتا ہر یہ پھر بھاگتے ہین صنعت نے آواز دی ارے
اِن کمبختون کا پیچھا نہ کرو کیا مجال ہر جو حصار سحر سے باہر نکل سکین جادوگر ٹھہرے عاجز تو ہو ہی رہے تھے
یہ چارون بھاگتے ہوے جب قریب اُس فلک کے پہونچے لڑکھڑا کے چارون گرے ہاے کہکر بیہوش ہوے صنعت
نے آواز دی مشکین باندھو کشان کشان سامنے صنعت کے لائے صنعت نے کہا او نالائقو مین نے
تمکو بلایا تھا بروقت آمد حصار سحر توڑا پھر قائم کر دیا تھا جانتی تھی اگر کوئی مکاری عیاری ہوگی بے میرے
قتل کیے نکل نہ سکینگے مابدولت کا قتل بہت دشوار ہر تم چارون تو آئے اُس بڑھے کو نہ لائے آجتک ساربان
زادے نے کوئی تدبیر نہ کی مین تو اُسکی مشتاق ہون وہ کالیا کہان ہر جو بغدے لیے پھرتا ہر اے برق و چالاک
قضانے تمھارا دامن پکڑ لیا ہر یہان تک کشان کشان پہونچایا ہر کل پھر جاکر لڑونگی سردارون کی گردن لونگی
تمھاری گرفتاری کی خوشخبری تو پہنچ گئی ہوگی اِس عذاب الیم سے تمکو قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا
تمھارے حال پر رونین مجھکو ترس نہ آئے نگوڑا ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ بڑی بڑی مکاریان کر چکا ہر
اب میرے ساتھ کیا کوئی عیاری کرسکتا ہر برق نے تڑپکر جواب دیا او بیحیا کیا بکتی ہر کیون اتنا غرور کرتی ہر
اپنے نزدیک تجھکو مارا اندر حصار سحر کے آکر للکارا تو سخت جان تھی نہ مری انشاء اللہ قبلہ و کعبہ آکر قتل
کرینگے ہم ایسے ہزارون اُنکے غلام ہین ہمارے گرفتار ہونے سے اُنکا کیا بیجا ہر گلاب کیوڑے سے کلی کرتب نام
ایسے بزرگون کا لے تو نے بے ادبی سے نام نامی اُنکا لیا اب یقیناً تو موت کی طالب ہر وقت یہ گزر جائیگا
زمان فرصت بھی نہ ملیگا صنعت نے کہا صاحبو دیکھو تو کیسا اُنکا دیدہ صاف ہر مابدولت سے خوف نہین کرتے
آنکھین چار کرکے بات کرتے ہین جو منھ مین آتا ہر بُرا بھلا کہتے ہین ان کمبختون کے مرگ کے دن آگئے ہین اب
جب قتل ہونگے تب آنکھیں کھلجاوینگی برق نے کہا ہم مرنے کو نہین ڈرتے جہان ڈر وہان ہمارا گھر جو کچھ تجھسے
ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر صنعت نے سحر کرکے اِن چارون کو بھی جانور بنایا اُسی قید خانے مین چھوڑ دیا
یہ سب معرکہ جو اسپان لشکر اسلام نے اپنی آنکھون سے دیکھا روتے پیٹتے بھاگے بیان عرض کرچکا ہون
بیقراری سے ملکہ مہجبین کی بارگاہ مین تلاطم ہر خواجہ فرمارہے ہین یارو خبر لو برق وغیرہ کہان گئے
معلوم ہوتا ہر کمبخت طرف لشکر صنعت کے روانہ ہوے جاتے ہی کمبخت پھنسینگے جوتیان کھائینگے ملکہ مہرخ
کہتی ہین خواجہ ایسے کلمات زبان سے نہ نکالو جانبازو سرفروش مین دریاے طراری و مکاری کے

جوش مین انشاء اللہ غالب آئینگے مگر صنعت خود سرکالا ئینگے یہ ذکر ہی تھا کہ چرند و پرند دوڑتے ہوئے آئے گر بد حواس
عالم یاس افتان وخیزان اگر سامنے گر پڑے ہاتھ اٹھا کر دعا دی عرض کی ملکہ عالم غضب ہوا چالاک و برق
عیاری کرکے گئے کیا کمال کیا کہ اندر حصار سحر کے پہونچے عیاری کی صنعت کو مار لیا ہوتا مگر وہ ملعونہ بہت ہوشیار
تھی آخر گرفتار ہوئے مجبور وناچار ہوئے اسی طرح جانور بنا کے قید خانے مین چھوڑ دیے گئے ابھی غلام اپنی
آنکھون سے دیکھکر آئے ہین اس حال پر ملال مین جان نثارون کو دیکھا یقین تھا کلیجہ شق ہو جائے قدم نہ اٹھتا
لیکن خبر پہونچانا ضرور تھا حاضر ہوئے بارگاہ مہرخ مین یہ خبر وحشت اثر سنکے شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر فرد بشر
اس زخم تازہ سے درد مند ہوا عمرو نے کہا صاحب ٹھہرو بات تو پوچھنے دو کہنے سے عمرو کے سب سردار خاموش
ہوئے لیکن ہچکیاں لگین مین ایک کو ایک بنظر یاس دیکھتا ہے عمرو نے ہرکارون سے پوچھا صاحبو کس عیاری
پر گئے بی مہرخ صاحبہ ذرا سماعت فرمائیے جس عیاری پر وہ ہرکارے کہین مین بیان کر دون مین تو لشکر
سے نہین نکلا ملکہ مہرخ نے کہا حضور سے زیادہ کون سمجھنے والا ہے آپ ہی ارشاد فرمائیے کس عیاری سے
گئے ہونگے عمرو نے کہا وہ جو میرے منہ سے نکل گیا تھا کہ حصار سحر خود برطرف کر دیگی بس بات مین سے بات
نکال لی عیاری خراب کی ای چرند و پرند سچ بتاؤ یہی معرکہ گذرا کہ اور صورت ہوئی کلام خواجہ سنکر ہرکارون
کو وحشت ہوئی عرض کی حضور بہت بجا ارشاد فرماتے ہین چالاک مردہ نے نیا دو نے ارتھی اٹھائی برق
نے کھلے برہمن کی صورت بنائی قریب حصار سحر کے داد و بیداد کی آخر صنعت نے بلا لیا مردہ کھول کر دیکھنے کا
قصد کیا چارون نے کمندین مارین صنعت برق بنکے جکی دام کمند سے نکل گئی آخر بھاگے حصار کے قریب
جا کے گرے بیہوش ہوئے عمرو نے کہا صاحبو سنا بس اب مین کسی مقدمہ مین دخل نہ دونگا نہ انکو رہا کرنے
جاؤنگا اب کوئی عیاری بھی نہ بن پڑیگی یہی ایک جگہ تھی کمبختون نے اسکو مٹایا اب کیا ہو سکتا ہے ایک زندہ
نہ بچیگا تم لوگون کو اپنے اپنے فعل کا اختیار ہے اب مین خدمت مین صاحبقران کی جاؤنگا طلسم ہوش ربا
مین نہ رہونگا مین عیاریان کرتے کرتے عاجز ہو گیا ان نالائقون کو موت نہ آئی یہ کہکے اٹھے مہ جبین کو
گلے سے لگایا کہا لو بی بی خدا حافظ ہم جاتے ہین ہمارا یہان رہنا بیکار ہے مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا
قبلہ وکعبہ آپ ایسا نہ فرمائین بعد خدا کے آپ ہی کا تو بھروسہ ہے ان عیارون نے بھی بہتری کی تھی برائے
قتل صنعت گئے اندر حصار سحر کے پہونچے لیکن سحر سے مجبور ہو گئے عمرو نے کہا عیاری خراب ہو گئی مین
ارتھی بنا تا دس بیس اور ساحرون کو ساتھ لیتا گھنٹ و ناقوس بجاتے ہوئے جاتے انکو بھی معلوم ہوتا

کہ حقیقت مین ہان کوئی مرا ہی ایک آدمی صرف ہمراہ دیکھتے ہی سمجھ گئی ہوگی کہ یہ عیار مکار مین آخر سب کو گرفتار کر لیا ملکہ نے کہا معاف فرمائیے تشریف رکھیے اب کوئی بات کبھی بے آپ کی صلاح کے نہوگی یہ شکل خواجہ بیٹھے ہر ایک رنج والم مین مبتلا برق و چالاک کا سب کو خیال غالب پر ہجوم غم و ملال ناگاہ طائر زرین بال آفتاب بعد پیچ و تاب آشیانۂ مغرب مین جاکر چھپا اور عقاب بلند پرواز ماہ تابان ثابت و سیارگان کو ہمراہ لیکر بعد کروفر تحت فلک نیلی پر مصروف نگر شکار ہوا بارگاہ مین روشنی ہونے لگی شمع عقل سب کی گل غم چالاک و برق مین شور گریہ وزاری کا غل پڑ گیا ایک اُسی ہنگامے مین لشکر حیرت سے صدا نقارون کی آئی عمرو نے سر اُٹھاکر فرمایا یارو خدا را یافت تو کرو کہ یہ کیا نقارہ بجا کیا کوئی نیا سردار ہمارے مقابل آگیا اُسوقت خود بخود قلب تھرا گیا مورخ نے عرض کی ہرکارے گئے ہوے ہین خبر لیکر آتے ہونگے اس عرصہ مین چرند و پرند حاضر ہوے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے اسطرح عرض کرنے لگے مخمس در مدح بادشاہ اسلام

خسروا چرخ کے سر گنبد دوار ہلال
حاضر خدمت عالی ہی بہر کار ہلال
خود لب عجز سے کرتا ہی یہ اقرار ہلال
گرز بردار ہی خورشید کمان دار ہلال
آسمان لیکے سپر چلتا ہی تلوار ہلال

دست ہمت ترا خورشید سے ہی بالاتر
آئین تیرے در دولت پہ گدا یانہ اگر
تیری بخشش سے ہی میان ہوق شرم مین تر
اپنے کاسے مین بھرے چرخ دہین مل و گہر
اور کشتی مین بھرے درہم و دینار ہلال

ذوق کرتا ہی سخن تیری دعا پر کوتاہ
تیری دولت سے ہون خرسند ترے دولتخواہ
عید ہر سال ہو فرخ تجھے با حشمت و جاہ
اور جو حاسد ہین ترے واسطے انکے ہر ماہ
چرخ پر تیز کرے خنجر خونخوار ہلال

اے شاہنشاہ گیتی ستان ظلمات جادو واکر طبل جنگی بجوا گئی پیام صنعت کا لیکر آئی تھی لشکر حیرت مین نام پر صنعت کے طبل جنگی بجگیا مشہور ہی کہ بوقت سحر اسی طرح اگے لشکر اسلام سے مقابلہ کریگی تیاری مین سب مصروف ہین بڑی خوشیان ہو رہی ہین عمرو نے کہا بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بعنایت رب اکبر طبل جنگی بجے یہان بھی صدائے طبل جنگ بیدرنگ بلند ہوئی تمام سردارون کو معلوم ہوا کہ کل پھر صنعت سے مقابلہ ہی جابجا تیاریان ہونے لگین لیکن لشکر مین سناٹا ہر سردار بیقرار و مضطر دلپر قلق رنگ چہرون کا فق فقط

قمر سب کی وحشت کرون کیا رقم
کہ مہرخ کے دل پر ہجوم و الم
وہ تاریک مثل دل کافران
ستارون پہ خال سیہ کا گمان
کہین شیر کے گونجنے کی صدا
کہین لوٹتا تھا پڑا اژدھا
کسی کو تردد کہین انتشار
کوئی خوف سے مرگ کے بیقرار
وہ لشکر مین ہر سمت تھا شور و شر
تردد مین بیتاب خواجہ عمرو
اندھیرا وہ پر ہول حیرت فزا
شب فرقت عاشقان سے سوا
صدائین وہ ہا ہو کی ہر سو بلند
کوئی شاد و خرم کوئی دردمند
کوئی شیر تھا صرف ذکر ستیز
کسی بزدلے کو تھی فکر گریز
ادھر فوج حیرت مین تھا اک غریو
ہر اک ساحر بد سیر مثل دیو
کہین گھنٹے بجتے تھے با صد خوشی
صدا تھی کسی جا پہ ناقوس کی
کہین جھانجھ بجتے تھے ڈھولک کہین
کہین بحر سے ہل رہی تھی زمین
کہین خیمے سے اٹھ رہا تھا دھوان
فسون سازیون کا ہر اک جا نشان
کسی جا پہ گوگل کے جلنے کی بو
اندھیرا دھوان دھار تھا چار سو
کہین شور یا سامری تھا بلند
جلاتا تھا رجین کوئی خود پسند
کوئی سر ہلاتا تھا بیٹھا کہین
کہین آئی کا ہوتا تھا پوجا کہین

ایک ہنگامہ دونون لشکرون مین پڑا تھا ملازمان حیرت کی خوشیان اہالیان لشکر مہرخ کی بیقراریان ادھر فتح و ظفر کی خوشی ادھر بیقراری و اضطراری شب تیرہ و تار داد و فریاد کی جا بجا پکار اسی ہنگامۂ مصیبت مین وہ شب غم بسر ہوئی تڑپ تڑپ کے سحر ہوئی سرداران لشکر اسلام بیقرار و ناکام اپنے اپنے مقام سے اٹھے خسرو خاور بصد کر و فر فوج شعاع ضیا کو ساتھ لیکر چرخ نیلی فام پہ برآمد ہوا ملکہ مہرخ نے ملکہ مہ جبین کو تخت پہ سوار کیا ساحران جانباز کو بلا کر حکم دیا کہ شہنشاہ گیتی ستان کے قریب رہنا بخوبی سب صاحبون پر ظاہر ہے کہ سرکار دولتمدار کو سحر نہین آتا کئی سو ساحران نامی نے تخت کو آکر ملکہ مہ جبین کے گھیر لیا ملکہ مہرخ آگے بڑھین ادھر سے دیکھا آمد فوج حیرت بصد شوکت و صولت ملکہ حیرت جا کر بلندی پر ٹھہرین صرصر و صبا رفتار قریب قریب قنطورہ ہائے زرنگتی و بانہائے عیاری سے آراستہ سلاح جنگ سے پیراستہ یہ بھی واضح رہے کہ لشکر حیرت کمر کھولے ہوئے برائے تماشا میدان مین آکر ٹھہرے ہوئے ہین آمد ملکہ صنعت سحر ساز کا سب کو انتظار لشکر مین انتشار ناگاہ مرگھٹ کی طرف سے گرد اڑی گرد کو مثل زلف مہوشان پیچ و تاب جنگ در باب بجتا ہوا صنعت بہ کبر و نخوت تخت پہ سوار بارہ ہزار ساحران خونخوار بموجب طریقہ قدیم گرد لشکر حصار سحر ایک جانب ملکہ طلسمات جا دو ایک سمت ملکہ گیسو کشا اسباب سحر سب کے ہاتھ مین ایک سمت آکر لشکر ملکہ صنعت سحر ساز

ٹھہرا صفین چین ملکہ صنعت سحر ساز نے دور سے ملکہ حیرت جادو خاتون شاہنشاہ افراسیاب کو بہ ادب جھک کے سلام کیا ملکہ حیرت نے کہا مزاج تو اچھا ہے صنعت سحر ساز نے دست بستہ عرض کی حضور کنیز سب طرح اچھی ہے ہمیشہ دعاے ترقی دولت مین مصروف رہتی ہے سامری و جمشید کی کرپا سے حضور کا نیر اقبال ہمیشہ اوج پر رہے دشمن پامال دوست نہال یہ کہکر فوراً نقیبون کو اشارہ کیا نقباے بلند آواز میدان کارزار مین آئے سرود چھیڑے اشعار عبرت آمیز پڑھے نظم مصنف

عجب گردش چرخ کجباز ہے	کہین سوز ہے اور کہین ساز ہے	کہین جاہ و دولت کا سامان ہوا
کوئی شل گیسو پریشان ہوا	کسی جا ہے شادی تو ماتم کہین	کہین قہقہہ چشم پر نم کہین
کسی نے رکھی سر پہ ترچھی کلاہ	سراسر کوئی ہو رہا ہے تباہ	کوئی ہجر ساقی مین ساغر بدست
کوئی بادہ کبر و نخوت سے مست	کوئی صاحب دولت و تاج ہے	کوئی دانے دانے کو محتاج ہے
شگفتہ ہوے غنچہ و گل کہین	تڑپتی ہے بیتاب بلبل کہین	ای اہالیان دنیا و دنیاے فانی مقام

لغزگاہ ہے اس تھوڑی سی زندگانی پر بھروسا کرنے والا گمراہ ہے بیت جدائی ہے لکھی تقدیر مین انسان تو عالم کی + حروف مفردہ سے ہے کتابت لفظ آدم کی + کسی کو ثبات نہین نیکنامی کسی کی ذات نہین جسکا جی چاہے اُبھر کر مرے عمل خیر کرے جلوۂ عروس مرگ دیکھے مردانگی کے جوہر دکھلائے جسنے خواہش کی کاہش ہوئی زندگی کو حباب لب جو سے مثال ہے اس سے جلد کنارہ کرے اتنا توقف بھی محال ہے ایسے اشعار عبرت آمیز وحشت خیز نقیبون نے پڑھے بہادر بحر جرات کے بے بہا در بادۂ شجاعت سے مست جھومنے لگے مرنے پر آمادہ ہوئے صنعت تخت سے کودی طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی میدان کارزار مین پہونچی عجائب و غرائب سحر دکھلائے نعرہ کیا کہ ملکہ مہرخ کسی کو جلد ہمارے مقابلے مین بھیج اب تم سب کا پیمانۂ عمر لبریز ہوا سر رشتۂ حیات منقطع ہو چکا جسکو تمناے مرگ ہو سامنے آوے مقابلہ کرے اگر جان شیرین عزیز سمجھے قدمون پہ گرے مہرخ نے بائین جانب دیکھا ملکہ ماران زمین کن ساحرہ پرفن طاؤس کو بڑھا کر سامنے ملکہ مہرخ سحر چشم کے آئی اجازت طلب کی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای نور بصر و ای لخت جگر تمکو خالق اکبر کے سپرد کیا بسم اللہ کرو شوکت و شان ملکہ ماران زمین کن دیکھکر دوست و دشمن روتے تھے غیر بھی اشکون سے منہ دھوتے تھے حسن جمال بے مثال کس ماہ تابان فلک حسن و خوبی نجم درخشان برج آسمان محبوبی گلعذار کبک رفتار نظم

سراپا کا اُسکے کرون کیا بیان	حسین مہ جبین قاتل عاشقان	وہ بوٹا سا قد بات مین دلبری

بھری چشم فتان مین جادوگری | دہن غنچۂ گلشن حسن و ناز | خبردار علم نشیب و فراز

ترچھی کلاہ باندھی اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا موتیون کا مالا گلے مین ڈالا کس نازو ادا سے وہ دلربا طاؤس
زرین بال کو اڑا کر طرف میدان کارزار کے چلی صنعت سحر ساز بھی صورت زیبا ے ملکہ ماران زرین کن دیکھکر
بیقرار ہوئی بے اختیار پکار اٹھی اے ماران زرین کن ارے واسطہ سامری کا اپنی جوانی پر رحم کر تیری خطا
شاہنشاہ افراسیاب سے معاف کرا دونگی تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ مجھسے مقابلہ کرے گنبد نور کا تجھکو
شاہنشاہ نے رازدار کیا تھا خوب خیرخواہی کی اسد غازی کو قید سے چھڑایا عمرو کا ساتھ دیا دیکھ آخر انجام
کیا ہوا ملکہ ماران زرین کن نے آواز دی او حیا باختہ جور وجفا ہمارا آغاز و انجام سب نیک ہے اگر تجھکو قتل کیا
فرد غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار مین نام لکھا گیا اگر مارے گئے سرشت عنبر سرشت ہے دنیا ے دون مقام
زشت ہے صنعت نے کہا اچھا اب حال کھلجائیگا جہان سے سحر کرو دل مین حوصلہ نہ رہجائے میرا سحر غضب
سامری و جمشید ہے ملکہ ماران زرین کن نے کہا اسمین بھی بھید ہے تقدم ہمارے بیان ناجائز ہے جب پروردگار
تیرے حربے سے بچائیگا اسوقت ہم بھی جواب دینگے یا اپنا خون اپنی گردن پر لینگے یہ سنکر ملکہ صنعت نے سحر کیا
ماران زرین کن نے دفع سحر کر دیا ملکہ اسرار جادو ثانی ماران زرین کن کی یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہے پچاس ہزار
ساحر پشت پر لشکر مین لڑ رہے ہین کہ اگر ہماری ملکہ پر کوئی چشم زخم ہو پہنچے فوراً جا پڑین اپنی جان دین مگر اپنے
مالک کو بچائین لشکر صنعت بھی آمادہ مقابلہ ہو کر آیا ہے دلون مین سبکے حوصلہ بھرا ہوا ہے ملکہ ماران زرین کن
مثل اسیر رنج و محن عرصہ دراز تک صنعت سحر ساز سے لڑا کی ایک مقام پر ملکہ صنعت نے ترنج کھینچ مارا ماران نے
یہ زہر اگلا کہ ترنج کو کاٹا ترنج سے برق چمکی مثل خنجر سر پر پڑی سر ملکہ ماران زخمی ہوا صنعت سحر ساز نے چاہا
بڑھکر سر کاٹ لون ملکہ اسرار جادو کو تاب نہ آئی دور سے للکارا او صنعت خبردار کیا کرتی ہے جبتک
ملکہ اسرار جادو پہونچے صنعت سحر ساز نے قدیم سحر کیا ملکہ ماران زرین کن زمین پر گری بصورت طوطی
زرین بال بنگئی فوراً اسنے اٹھا کر پنجرے مین بند کیا وہ قفس ملکہ ظلمات جادو کو دیا ملکہ اسرار
جادو صنعت پر جا پڑی فوج صنعت سحر ساز کی بڑھی دونون لشکر آپسمین مل گئے سحر چلنے
لگے ذرہ ہاے ریگ رواں چنگاریان بنکر ساحرون کے جسم پر پڑے اعضا جلنے لگے نظم مصنف

گری آکے صنعت بعید شد و مد | اشارون مین تھا سحر اک کارد | ہر اک نخل تھا مثل نخل چنار
طپش سے زمین کو چڑھا تھا بخار | برسنے لگی آگ افلاک سے | دھوان زرد اٹھنے لگا خاک سے

شرارے زمین سے نکلنے لگے
نہ ڈوبے تشنگان دشت وغا
یہان جا پڑے اور وہان جا پڑے
بدن پر گل زخم دل باغ باغ
تزلزل زمین کو ہوا سر بسر
وہ باجون کا غل دشت مین جابجا
نہایت شجاع و قوی و دلیر
سراپا تھے دریائے آہن مین غرق
جلال اُنکو آوے دم جنگ اگر
سمجھتے تھے رستم کو مانند زال

تو گرمی سے پتھر پگھلنے لگے
دلیران خونخوار بصد عز و شان
بصد کر و فر دشمنون سے لڑے
کہین برق شمشیر کی تھی چمک
پڑی چوب نقارۂ رزم پر
کسی کے پڑا سینہ پر آکے تیر
نیستان جرأت کے غرندہ شیر
پیادے تھے وہ مثل مور و ملخ
تو شق ہوئے ڈر سے عدو کا جگر

کہین بحر افسون کا طوفان اُٹھا
لیے ہاتھ مین تیغۂ خونفشان
گلستان جرأت کے روشن چراغ
کمانین دکھاتی تھین ہر جا کڑک
وہ قرنا کی آواز ہیبت فزا
کوئی سہم کر ڈر سے تھا گوشہ گیر
سر مو نہ تھا انکی جرأت مین فرق
جو اک دم مین اُلٹین زمین بلخ
یہ ادنے سا تھا اُنکی قوت کا حال

غرض تیغ نے دریائے لشکر مین غوطہ مارا ملکہ اسرار جادو چاہتی ہی اپنی لواکی ماران زمین کن کو جا کر رہا کرے صفون کو صنعت سحر ساز کی درہم و برہم کر دیا میدان کارزار لاشون سے بھر دیا لیکن صنعت سحر ساز عجب بلا سے لڑ رہی ہی زمین کو جنبش دی ہی جب دو تیر مارتی ہی دو عیار ساحر بیہوش ہو جاتے ہین اس سحر سے لوگ بہت گھبراتے ہین صدہا سحر سے اسکے بیہوش ہوے کئی سردار علاوہ ملکہ ماران زمین کن کے بزور سحر طائر بنا کر پکڑ لیے قفس آہنی مین بند کیے ملکہ مہ جبین کے تخت پر گولہ پڑا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دلارام وزیرزادی گود مین لیکر بھاگی اُس ہنگامۂ عظیم مین عمرو جان لڑا رہا ہی اتنی بڑی لڑائی کہ جہان غیر ساحر ٹھہر نہین سکتا کئی مرتبہ گھس آیا یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ خواجہ عمرو گلیم اوڑھکر کسی کو نہین مار سکتے جب اول اول کوہ سرانديب پر یہ تحفہ جات قبر بزرگان دین سے خواجہ عمرو کو حاصل ہوے ہین اور خواجہ خوشی خوشی یہ اسباب تبرک یعنی گلیم عیاری و جال حضرت الیاس و جام حضرت اسحاق و ہتھیارے آہن حضرت داؤد و زنبیل مزار جناب ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام و گوہر شب چراغ لیکر خدمت مین امیر حمزہ صاحبقران کی آئے عرض کی یا صاحبقران آپ مجھکو ساتھ لیکے تو کیا ہوا دیکھیے مین بزرگان دین سے یہ سب تحفہ جات لایا اگر نہ دیتے تو اپنا گلا کاٹ ڈالتا کیا آپ ہی ایک بڑے بزرگ ہین مین کوئی ایسا ویسا ہون اُسوقت صاحبقران نے اسلیے مذکورہ کے اوصاف پوچھے خواجہ عمرو نے مفصل بیان کیے صاحبقران نے اسی وقت اُن سب تبرکات کو خواجہ عمرو سے چھین لیا

چھین لیا مقبل سے کہا کہ اِن سب تبرکات عطیہ بزرگان دین کو لیجا کر ہمارے خزانے مین داخل کر دو یہ چیزین
اِس چوٹّے دغاباز نالائق کے لائق نہین عمرو نے جھلا کر کہا او حمزہ تیرا کیا اجارہ ہو امیر نے فرمایا کیون ہمین
بزرگ رحیم دل ہوتے ہین تم پیچھے پیچھے اُنھون نے مرحمت فرمایا تمھارا دل نہ دُکھایا اب تم تمام دنیا کو لوٹ لوگے
بندگان خدا کو آزار پہونچاؤگے ہرچند عمرو نے کہا تو پھر آپکا کیا مین چاہے کسی کو لوٹون چاہے کسی کو مارون امیر
نے کہا ہرگز تمھین دینا نہ چاہیے اپنے مقام پر اِس داستان کا ذکر ہو بیان تذکرہ گذارش کرتا ہوا اگر حیات مستعار
باقی رہی اور موقع نوشیروان نامہ وغیرہ کے لکھنے کا آیا تو انشاءاللہ اِس داستان کو بالتصریح عرض کرونگا عجب داستان ہے
بیان ہو خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار کی بیقراری امیر حمزہ صاحبقران کی عدالت آخر بعد کئی دن کے
خواجہ عمرو نامدار نے کہا یا صاحبقران مین اقرار کرتا ہون کہ راہ خدا مین جہاد کرونگا اِن تحفہ ہاے بزرگان دین
سے بجز جان بچانے اور کوئی کام نہ لونگا اُسوقت صاحبقران نے اقرار نامہ لکھوایا اُسپر بھی اکتفا نہ کی سردارون
کی مُہرین کرائین جب ضمانت سردارون کی لے لی تب یہ تحفہ جات خواجہ عمرو کو مرحمت فرمائے چونکہ امیر حمزہ
صاحبقران سے اقرار نامہ ہو اِسواسطے خواجہ عمرو گلیم اُوڑھکر کسی کو نہین مار سکتے صرف اپنی جان بچانا
گلیم اُوڑھکر ممکن ہو جب حملہ کرنا منظور ہوتا ہو گلیم اُتار کے نعرہ کرکے جا پڑتے ہین اُسوقت ساحر کو قتل کرتے ہین
لہذا مہر سپہر عیاری و قطب فلکِ خنجر گذاری گلیم اُوڑھے ہوے لشکر ساحران مین موجود ہین جب کسی ساحر کو
قتل کرنا مدِنظر ہوا گلیم سر سے اُتاری نعرہ کیا مہر سپہر عیاری جب آنکھ چار ہوئی خواجہ عمرو تڑپکر اُس نابکار
پر وار کرتے ہین پھر اُسکو پلک جھپکانا دشوار ہوتا ہو محال ہو کہ حربے سے خواجہ عمرو کے بچ جاے یہ تو اکثر
ہوتا ہو کہ خواجہ عمرو نے تڑپکر خنجر سر پر اُس خود سر کے مارا دھڑ سے زمین پر گرا موت نے دستگیری کی
سید جہنم مین پہونچا انھون نے لاکھ مین اُسکے کپڑے اُتار لیے اگر کسی نے سحر کر دیا دم سے گرنے
لگے تو زور چلانے لگے کہ ای ملکہ مہرخ ارے جلدی دوڑو مجھے ساحر قتل کیے ڈالتا ہو جس ساحر کی نگاہ پڑگئی
اُسنے اگر بچایا گلیم اُوڑھی کودکے بھاگے غائب ہوگئے آج خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار اِس جنگ مین
رستمانہ بلنگانہ کارزار کر رہے ہین کسی کو خنجر مارا کسی کو للکارا کسی کو حباب بیہوشی مار دیا کبھی جھپٹکر کسی کو
حلقہ ہاے کمند سے گرایا گر مزاج کی چالاکی نہین جاتی جب خنجر مارا ساحر گرا گرتے گرتے پگڑی سر سے
اُسکی اُتار لی آپ فوراً گلیم اُوڑھکر غائب ہوگئے مُردون کی کمرین ٹٹولتے پھرتے ہین جسکی کمر مین ہمیانی
نکل کھول لی اگر کمر مین کچھ نہ پایا جھلا کر ایک لات ماری کہا کیون بے نالائق دنی عمر بھر تو نوکری کی مگر خواجہ کے لیے کچھ

زلما بازو دو الکرا شہ اسکا جلادیا اسی ہنگامہ گیرودار مین عمرو چاہتا ہے اپنے کو قریب ملکہ صنعت پہونچاؤن
کوئی کاریگری کرون مگر شعلہائے آتش بھڑک رہے ہین دریائے سحر جاری ہزارہا ساحر ڈوبے
ابر و بجانا دشوار نہنگان دریائے جرأت شناوری کر رہے ہین کنارہ دریائے سحر کا نہین ملتا ہے ایک
گرداب خنجر آبدار ہر موجہ شمشیر تابدار مچھلیون کی ماہیت سے کون ماہر ہے مگر صاحب فہم و فراست پر مثل آئینہ
صاف ظاہر ہے دریائے سحر طرازان صنعت کا بنا نا جوش مین ملکہ بہرخ کا سٹانا کبھی ہونون پر چاک
جسم سے سپاہ دشمن دریائے سحر مین جا کر نہنگان خون آشام سے لڑین دریائے سحر مین دریائے
خون شریک ہوا دریائے سحر شامین لڑتی بھڑتی دریائے سحر خشک کر کے نکلین فوج صنعت پر جا پڑین بسکہ
صنعت سحر ساز صدہا کو قتل کر رہی چند سرداران نامی بیہوش ہوے بعض سرداران نامی گرتے گرتے جاگے
بچگئے کلیجے تیر بدعت سے چھن گئے دم نہین لیتی سب طرف لشکر مین ہنگامہ ذالدا ہے یہ بتفریح گذارش کر چکا ہون
کہ ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لیکر دلارام وزیرزادی لشکر سے نکلی دور جا کے ٹھہری خیمہ ملکہ لالان خون قبا
مین آفت برپا ہے ملکہ سر پیٹ رہی ہین ملکہ اسرار جادو لاچار ہوئی یقین کامل ہوا اب رہائی ملکہ ماران نہین کن
دشوار ہے قفس ملکہ ماران ہاتھ مین ظلمات جادو سے لڑتی ہوئی اسرار آتی ہے یکایک رونے کی آواز کان مین
آئی پلٹ کے دیکھا بارگاہ ملکہ لالان سے شور گریہ و زاری بلند ساحران نگہبان دردمند عرض کر چکا ہون کہ
ملکہ اسرار جادو ضعیف و جہان دیدہ کار آزمودہ ہے اس حال پر ملال کو دیکھکر بہت گھبرائی رونے لگی اپنے
ساتھ والون سے کہا صاحبو ناموس طلسم کشا برباد ہوا چاہتا ہے اسکا پاس واجب و لازم ہے وزیرزادی دلارام
دختر افراسیاب کو لیکر نکلگئین کیا لالان خون قبا ناموس اسد نامدار نہین ہر چند ساحرون کو حکم دیا ابھی
لشکر سے ملکہ کو سوار کر کے نکلیو دلارام کو پیغام دینا کہ ملکہ لالان خون قبا و ملکہ مہ جبین کو ایک ہی مکان مین
سوار کرے جسطرف مناسب سمجھے نکل جاے یہ لڑائی فتح نہو گی کنیزان ملکہ اسرار جادو وردِ دولت پر
ملکہ لالان خون قبا کے آئین جب سوار کرنیکا قصد کیا لالان خون قبا نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو مین
یہان سے نجاؤنگی میرے وارث اسد نامدار نے جس مقام پر بٹھا دیا ہے اُسی مقام پر جان دونگی وارث بھی
اگر لاش اسی مقام پر ہاے صاحبان عصمت یہ تو کہین کہ ثابت قدم کوے محبت تھی جہان وارث نے
بٹھا دیا اسی مقام پر جان دی ہین جانتی ہون کہ بہر و ساحری سے آگاہ نہین ہون ساحر مجھکو ذلیل کرینگے اگر اب تم
اسرار جادو سے کہدو کہ آپ مطمئن رہیے کوئی مجھکو زندہ نہ لیجا یگا خنجر مار کر جان دونگی اسطرح

چون دل نتواند کہ کند ترک وفا را
سن طرفہ لغت می شمرم افقار ما را
تقدیر بجا ماند چسان حیرتم اینست
این عقدہ کہ وا کرد ببر سید صبا را
با من نبدی ذکر عزیزان چہ ضرورت
در صحبت ما دخل دو ارانہ غذارا
ناگاہ ز قمری چو شنیدیم صدائے

انگاشتہ ام مہر بہ عشق تو جفا را
بوئے کہ برد ہوش ز شگفتن گل نیست
آن روز کہ مژگان ترا کرد صفا را
او قاتل خلق است ہر آن کس کہ نشناخت
بشناختم او دوست بخوبی ہمہ ما را
میشد طرف باغ چو سودا گذر ما
گفتیم و برفتیم کہ عشقست صدا را

در سلسلہ ام نیست بجز درد اسیری
تا او بہ چمن وا نہ کند بند قبا را
بود در گرہ طرہ سنبل نہ چنین است
در جلوہ حسن تو حسین ناز و ادا را
بیمار تو میگفت سحر گہ بہ پرستار
بودند ہمہ مرغ چمن زمزمہ آرا

اسطرح سے رو رو کر جو یہ اشعار ملکہ لالان خون قبا نے پڑھے شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر چند سب نے بہ اصرار کہا مگر ملکہ لالان خون قبا نہ سوار ہوئی جام زہر بھر کر رکھ لیا خنجر کھینچا کہا جا کر ملکہ اسرار جادو سے عرض کرو کہ خیر خواہان تمنے دوستی ختم کی مگر مجھے اطمینان رکھو لاشہ ہمارا جائیگا کوئی ہمکو زندہ نہ پائیگا مشہور رہیگا لالان خون قبا شیر ہابا محبت دین اسلام میں ابھی تک بقا ہوا تمنے سمجھا دیا تمہارا احسان ہوا یہ خبر ملکہ اسرار جادو کو معلوم ہوئی لڑتی ہوئی قریب ملکہ مہرخ کے آئی کہا ای ملکہ عالم و ای بادشاہ ذی حشم افسوس کہ مہ جبین الماس پوش کو دلارام نکال لے گئیں مگر ملکہ لالان خون قبا کی خبر نہ ملی میں نے اسوقت اپنے ملازموں کو بھیجا تھا کہ ملکہ کو سوار کراکے لیجاؤ وہ بی بی نہیں جاتی للہ کوئی تدبیر کرو ناموس طلسم کشا برباد ہو میں تو پہلے ہی لٹ گئی میری نواسی ماہ ران زرین کمر مجھسے چھٹ گئی صنعت نے گرفتار کر لیا لڑائی بگڑ چکی ہے اب کیا صلاح ہے مہرخ نے کہا اب اسوقت صلاح کیا اور فلاح کیا ازبسکہ جان دینگے پڑا وسے قدم نہ ہٹائینگے جو مرضی پروردگار بندہ مجبور ولاچار صنعت کی بدعت کم نہیں ہوتی حیرت بیغیرت تماشا دیکھ رہی ہے مدد کو برابر فوج روانہ کر رہی ہے جتنے دس ہزار قتل کیے اسنے بیس ہزار اور بھیجدیے ہمارے لوگ جسقدر قتل ہوے اتنے اور کم ہوے ایسی شکست کا درست ہونا مشکل ہے ہر چند دلارام مہ جبین کو ہٹا لگئی ہے لیکن مہ جبین بھی دور نہ جائیگی اپنے وارث کے انتظار میں بیٹھ رہی ہوگی ملکہ اسرار جادو اور ملکہ مہرخ جس مقام پر یہ باتیں کر رہی ہیں اور بھی سردار زخمی ہوئے زخم اٹھاتے ہوئے اپنے مالک کو دیکھکر اس مقام پر آئے ہر ایک نے کہا ای ملکہ عالم اب طاقت جنگ ہم میں باقی نہیں ہے جو ارشاد ہو وہ کریں آرزو یہی ہے کہ ازین بہترین جان دیں مگر قدم میدان کارزار سے نہ ہٹائیں اپنے کو

شل نقش قدم شائین سرداروں کی زخمداری مجبوری ولاچاری دیکھکر ملکہ مہرخ بہت روئین کہا صاحبو مین کیا
جواب دون تم سب صاحبون کی خدمت گذار ہون لشکر ہمارا برباد ہوا قید خانہ صنعت کا آباد ہوا جاتا ہے
سرداران نامی وگرامی طائر بنا کرے لئی ہر جانباز سر فروش قفس مین پھڑک رہے ہین خدا انکو پنجہ بدعت صیاد
سے بچائے اس قید مصیبت سے چھڑائے آپسمین یہ کلام ہین لیکن دم لینے کی ثبات نہین ابر سحر گھرے
ہوئے ہین کسی ابر سے پانی برسا کسی ابر سے بارش تیر وخنجر کہین تلوار کا چھنا تا تیر کا سناٹا گرز ہائے گران سنگ
کی آواز آمادہ مرگ سرداران جانباز لشکر دشمن کی تلوارین تیز بہیان کے تیغے بیدم خنجرون مین چین خم نیزے
سرنیزی بجوئے کلہ ہائے عمود بیکار کمانین جھک گئین تیر سہمے ہوئے ترکشون مین چھپے ہوئے ہین نیزے
کانپ رہے ہین ہزارہا مرکب کوتل بیدلون مین بل چل صفین صف ماتم فوجین درہم وبرہم خیمے سرنگون سرداران
جگر خون باجے سب لشکر کے بیکار نقارے چوبون سے سر پیٹ رہے ہین دمامے پھوٹے ہوئے قرنا
الٹی سانسین لیتی ہر خاموشی پر جان دیتی ہر شکست کامل لشکر کو آئی ملکہ مہرخ بہت گھبرائی ملکہ اسرار جادو
سے کہا قربان جرأت عمر نامدار مین نے سنا تھا کہ جنگ مین مصروف تھے کئی سو ساحر مار چکے چار پہر لڑتے
ہوئے گذر چکے سردار سب زخمی ہوئے کچھ بسبب زخمداری کے بیکار ہوئے کسی بلا مین گرفتار ہوئے
اگر خواجہ ملتے تو اُنسے پوچھتی کہ ای شہنشاہ اوج عیاری اب کیا کیا جائے ہمیشہ عنایت پروردگار سے
طرفینے کفاری کے طبل بازگشت بجا کیا آج شکست فاش ہوئی جان نثارون کو بھاگنے کی تلاش ہوئی
اب اگر وہ حکم دین مجبور رہین لاچار ہین طبل بازگشت بجوائین آج تو جان بچائین اسرار جادو نے کہا
ای ملکہ عالم زہی خاتون معظم آپ جو کچھ فرماتی ہین بجا اور درست ہر بقول سعدی شیرازی بیت
نہ ہر جائے مرکب توان تاختن ۔ کہ جاہا سپر باید انداختن مگر خواجہ عمرو نامدار کی رائے واجب اللازم ہی
دیکھیے طراز ان صنعت روتے ہنستے قریب بارگاہ ملکہ لالان خونین قبا پہونچ چکے ہین وہ صاحب
عصمت ہر فوراً جان دے دیگی اگر شاید زندہ بچگئی تو سامنے شاہزادہ اسد نامدار کے بڑی خفت ہوگی
منہ دکھلانیکے قابل نہ رہینگے ارشاد ہوگا ہمارے ناموس کی بھی حفاظت نہ کرسکے اسکا کیا جواب دینگے
مگر بدون صلاح خواجہ عمرو کوئی کام نہین کرسکتے یکایک پہلو مین سے آواز آئی یہ پیر غلام حاضر ہر پلٹکر
ملکہ مہرخ نے دیکھا خواجہ عمرو ایک جادوگر کی شکل بنے ہوئے کھڑے رو رہے ہین ملکہ مہرخ
دوڑ کر قدمون سے خواجہ عمرو کے لپٹ گئین کہا ای شاہنشاہ اوج عیاری آپ نے یہ بنا

دیکھی صنعت نے قیامت برپا کردی ہے سحر بھی ملعونہ پر تاثیر نہین کرتا اگر آپ کی مرضی ہو تو طبل بازگشت
بجوائیں آئندہ جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا شاید کوئی سامان فتح و نصرت کا پروردگار پیدا کرے
عمرو نے کہا بسم اللہ مین کیا منع کرتا ہون طبل بازگشت بجوائیے جسطرح بن پڑے جان بچائیے فوراً
ملکہ مہرخ نے گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا طبل بازگشت پر چوب پڑی لشکر الگ ہوے صنعت
اُسی طرح مقیدان لشکر اسلام کو قفس مین بند کرکے نوبت و نقارے بجاتی ہوئی طرف
لشکر کے روانہ ہوئی جیسا کچھ تحریر کر گیا ہون اگر مسافر راہ مین لگیا بیگناہ کو عیار جانکر قتل کیا صدہا
بیگناہ اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے حیرت جادو خوشی خوشی پلٹی افراسیاب کو
فتح نامہ لکھا اُسمین تحریر کیا اتنے سردار صنعت نے گرفتار کیے اتنے قتل ہوے بروقت شکست
فاش مہرخ طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گئی کیا عجب ہے کہ مہرخ بھاگ کر نکل جاے حال مسلمانون کا
بہت ابتر ہے ستارۂ ملازمان شاہنشاہی اوج پر ہے خوشی مین حیرت نے صحبت جشن ترتیب کی
مگر ملکہ مہرخ شکست خوردہ اُفتان و خیزان حیران و پریشان آکر داخل بارگاہ ہوئی دلارام وزیرنی
ملکہ مہ جبین کو لیکر پلٹی ارادہ تھا دور نکلجاؤن مہ جبین نے دور جانا قبول نہ کیا اب جو آکر دیکھا تمام
سردار گرفتار ہوے دنگلون پر غاشیہ پڑے ہین بے اختیار حال بارگاہ کا دیکھکر رونے لگی یہ بھی
واضح رہے کہ صنعت سحر ساز چار پہر کامل اہل اسلام سے لڑی اسکے بھی بڑے بڑے سردار مارے گئے
خود بھی زخمی ہوئی ہے بروقت پلٹنے کے کہ گئی ہے اے فرقۂ خدا پرستان و اے ملکہ مہرخ ایک ہفتے کی اور
مہلت دیتی ہون آپس مین صلاح کرکے مجھکے خدمت مین ملکہ حیرت کی چلے آؤ خطا اپنی معاف کراؤ
لہذا ملکہ مہ جبین نے پوچھا اے مادر مہربان آئندہ کیا کیفیت ہوگی کوئی لائق مقابلہ نہین ہے اب جو صنعت
آئیگی کون مقابلہ کریگا کسکے منھ مین زبان ہے کون سامنا کریگا کون جواب دیگا سردارون مین معمار قدرت
ملکہ سرار جادو و گلزار و شمیم وزیر و حشمیم وغیرہ چند سرداران نامی موجود ہین لیکن انکا ہونا نہونا برابر ہے
چونکہ نہایت زخمدار ہین بہت بیقرار ہین لائق مقابلہ و مجادلہ نہین بستر خاک پر پڑے ہوے کراہ رہے
ہین صدا آہ کی بلند ہے ایک سر فروش و دردمند بارگاہ کو دیکھکر کلیجہ پھٹا جاتا اُسوقت ملکہ مہ جبین بہت
روئین ملکہ مہرخ نے سنگ صبر کلیجے پر رکھا گلے سے لگایا فرمایا اے نور نظر و اے پارۂ جگر صبر کرو
دلیر جبر کرو تمہارے رونے سے اہالیان لشکر اور گھبرائینگے ایک لڑائی انشاء اللہ ایسی لڑینگے

صنعت کے بھی دانت کھٹے کرینگے میدان کارزار لاشون سے بھر دینگے کسی سردار نے کہا جلد اسکا تو
انتظام کیجیے ایسا نہو بہان کی خبر وحشت اثر سنکر اسد دلاور نہ چلے آئین بڑی خرابی ہو سب ساحر انجمن
کے تو نام کے دشمن ہین یہ سنکر ملکہ مہجبین گھبرا گئین کہا ای مادر مہربان حقیقت مین بڑی مشکل ہے مہرخ
نے کہا کسی کو بھیجو جا کر عرض کرے کہ ای شہریار ابھی دو چار روز نہ تشریف لائیے عمرو نے کہا گویا یہ تو
سوتے کو جگانا ہے ہوشیار کرنیکا بہانا ہے سنتے ہی آئیگا جانیگا لشکر پر کیوں جفا ہے آج بھی مجھکو خیال ہے اسکے
ناموس کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے مژدہ خواب پریشان دیکھے گا فوراً آئیگا اِس حال پُرملال کو دیکھکر
رونیکا قصد کریگا لشکر پر حیرت کے جا پڑیگا افسوس یہ ہے کہ علاوہ لوح کے اور کوئی تحفہ طلسمی اسد کو ممکن
نہوا کہ جس سے ہمارے قلب کو قوت ہوتی سحر ہر کس و ناکس کا اُسپر تاثیر کریگا ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ جناب
آپ بہت بجا ارشاد فرماتے ہین یہ مقام طلسم ہوش رُبا ہے ہر طریقہ یہان کا ہوش رُبا ہے اگر کوئی تحفہ
کسی طور سے ملن بھی ہو تو ساحر یہان کے بلائے روزگار ہین اکثر جو ساحر یہان سے برائے
مقابلہ صاحبقران گئے جسنے قصد کیا فوراً اسم اعظم صاحبقران نے بند کیا اِس سے بڑھکے کونسی نعمت
اور دوسری ہمہ یہان کے ساحر تسخیرات سے بخوبی ماہر ہین بدون لوح کے اسد نامدار رہنین سکتے
شاید ہماری زندگی مین وہ بھی دن آجائے اب تو گور مین پاؤن لٹکائے بیٹھے ہین لوح کا کیا ذکر ہے اگر کوئی
جاکر اسد سے کہیگا کہ آپ دو چار روز لشکر مین نہ آئیے فوراً سمجھ جائینگے لشکر پر کچھ افتاد ہے ہمارے
ساتھ والون پر کوئی بیداد ہے اُنکو کب گوارہ ہوگا نام خدا صاحب قوت و شجاعت ہین ہم سبکی بیقراری
گریہ و زاری دیکھکر کب قرار لینگے فوراً ہی تو لشکر صنعت پر جوش جرأت مین جا پڑینگے برہم کیا کرینگے
واسطے خدا کا اب کچھ جلد تدبیر کیجیے تساہل کو کام نہ فرمائیے یہ ایک ہفتہ بھی چشم زدن مین گذر جائیگا ان کلمات
حسرت آیات سے مہجبین بہت بیقرار ہوئی اُسی عالم یاس مین یہ اشعار زبان پر لائی بیقرار ہو کر رونیلگی اشعار

نخورد آب باہم دل دردنوشی ما
بزند خندہ بما عاقبت اندیشی ما

ہست بیگانہ ز ما رابطہ جوشی ما
ما نہ نالیم ز جور فلک دون خود را

سعی امروز کنم از چہ برائے فردا
شانۂ زلف جفا ساختہ درویشی ما

یہ اشعار پڑھکر دامن خواجہ عمرو کا تھام لیا عرض کی حقیقت مین تا ناجان ہماری نانانی ملکہ مہرخ صاحبہ
بہت بجا ارشاد فرماتی ہین کہ ایک ہفتہ پلک جھپکا نہین گذر جائیگا اِس اثنا مین ایسا نہو اسد نامدار
بھی لشکر مین چلے آئین اور ہمکو اِس حال پُرملال مین دیکھین رونیکا قصد کرین انکو کیون روکے گا

کوئی جاکر خبر صنعت حرامزادی کو پہونچادے یہ تو اُسکو اب یقین کامل ہو کہ سب سردار زخمدار ہین لائق مقابلہ نہین
ہین یہ بھی سُن پاوے کہ اسد کو کہین چھپایا اب وہ ظاہر ہوسے رات ہی کو آئیگی دشمنون پر دست انداز
ہوگی بھلا کون اسکو روک سکتا ہو وہ سحر ساحری مین یکتا ہو براے خدا کچھ فرمائیے اگر صرف کی ضرورت ہو تو
مین حاضر ہون لونڈی کو سر بازار فروخت کر لیجیے کسی سردار کو آپسے عذر نہین ہو زیور وغیرہ میرا حاضر ہو سب
سردار بھی آمادہ ہین جسطرح فرمائیے بجا لائین عمرو نے یہ سُنکر سر جھکا لیا سب سردار دست بستہ کھڑے ہین
مہر قران سامنے موجود یہ بھی عرض کر رہے ہین کہ اُستاد حقیقت مین اب وقت دستگیری ہو جب قران
نے یہ کلمہ کہا عمرو نے سر اُٹھایا کہا کیون رے کالے تو بھی کہتا ہو کہ تدبیر کیجیے تم آپسے زیادہ کون عیار ہو آپکا
بقدہ طلسم ہوش ربا مین مشہور ہو جاکر صنعت کو ایک بقدہ مار کے سر اُسکا گھٹا تا پھرے سردار رہا ہو جائین
یہ ہم وعدہ کرتے ہین کہ صنعت کے مرتے ہی بہار وغیرہ کو ہوش آجائیگا حیوانیت سے جامۂ انسانیت مین
آئینگے بارہ لاکھ ساحر کا لشکر صنعت کے ساتھ ہو اُنکی کائنات ہو بہار و باغبان وغیرہ سبکو مارینگے
یہانسے مہرخ جا پڑینگی اور لڑائی مچائیگی لشکر اُسکا تاب نہ لاسکیگا تدبیر مین نے بتا دی جاکے صنعت
کو مارئیے تمکو للکارئیے قران نے سر جھکا لیا کہا اُستاد اگر وہان حصار سحر نہوتا اُسکے باپ پر بقدہ مارتا
اب کوئی آپ ہی معقول تدبیر فرمائیے عمرو نے کہا او قران جو تدبیر اندر حصار کے جانیکی تھی وہ تو لونڈون
نے بتا دی اتنا جو میرے منہ سے نکل گیا کہ ایسی تدبیر کرینگے وہ خود اندر حصار کے بلا لینگی بس یہ برق نے دونو
سب کو لیجا کر حرامزادے نے پٹنوا دیا اب اسکے علاوہ کوئی تدبیر نہین ہو مین بھی لاچار ہون تم سے زیادہ
بیقرار ہون ملکہ مہرخ و ملکہ مہ جبین الماس پوش و سمار قدرت و جملہ سرداران باقی ماندہ نے
ہاتھ باندھکر کمال عجز و انکسار سے عرض کیا کہ حضور اب سبکے حال پر خیال پر رحم کیجیے ہر سردار خدمتگذاری
کریگا ہم سبکو معلوم ہو کہ حضور قرضدار ہین یہی باعث انتشار ہو ہم سب ملکے ابھی حضور کا قرضہ ادا کرینگے
خواجہ عمرو نے کہا تم لوگ کیا قرضہ ادا کرسکوگے حمزہ نے بیٹی دیکر مجھے لوٹ لیا تم مجھے ہاتھون مین باندھکر
پیش کر رخصت کر دیا مین لگیا اپنی بات کے خیال مین مہاجنون سے قرضہ لے لیا ادا کرتے کرتے ہڈیان
نکل گئین آپ لوگ اپنی حقیقت کے موافق فرمائیے مین اُسکی تدبیر بتاؤن روپیہ صرف کرنا آپ لوگون کا
کام ہو جانبازی مین سر ابھی نام ہو ملکہ مہ جبین نے بحاشی توڑے منگوا کر سامنے رکھدیے اور
سردارون نے موافق اپنی حیثیت کے حاضر کرنا شروع کیا آفتاب زر و جواہر نے طلوع کیا خواجہ عمرو

دیکھ رہے ہین کچھ فرماتے نہین جب بلبغ خطیر جمع ہوے عمرو نے اُٹھا کر نذر زنبیل کیئے اور فرمایا سنو صاحبو اور کوئی تدبیر نہین ہے مین اب نہین بیٹھتا آقا کی جاتا ہون صاحبقران کو لیکر یہان آونگا وہ اسم اعظم پڑھکر حصار سحر کو باطل کرینگے صنعت کے لشکر سے اُٹھینگے صاحب اسم اعظم امیر محترم و محتشم ہین برق شمشیر سے خرمن حیات ساحران جلا دینگے پھر مین لڑائی فتح ہوگی خبر سنکے تم بھی نہ چلانا سحر بھی کرنا اور مین انشاء اللہ بہت جلد آونگا تین مہینے کا راستہ جاتے اور تین مہینے مین واپس ہونا چھ مہینے مین فیصلہ ہے لیکنا کہ حمزہ نے ذکر کر صنعت کو مارا یہ سنکے رنگ رو ملکہ مہر رخ متغیر ہو گیا سب سردار منہ دیکھنے لگے کہ خواجہ کیا فرماتے ہین چھ مہینے تک ہم کیونکر زندہ بچینگے صنعت جیتا کبھی نہ چھوڑیگی ہرگز ہرگز ہمارے قتل سے منہ نہ موڑیگی عمرو نے کہا علاوہ اسکے کوئی تدبیر نہین ہے جب صنعت مقابلے کو آئے صاف جواب دینا کہ ہمارے آقاے نامور خواجہ عمرو کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر تشریف لے گئے ہین وہ آئین تو ہم لڑینگے اسی طرح وعدہ وعید مین اتنا زمانہ بسر کرنا پلک جھپکانے مین چھ مہینے گذر جائینگے مین بھی جانتا ہون کہ اہالیان دربند ہوشربا راہ مین روکینگے اُنسے لڑتا بھڑتا ہوا جاؤنگا معمار قدرت و دیگر سرداران نامی بھی میرے ساتھ چلین لڑائی مین سحر کی یہ لوگ کام آئینگے مین عیاریان بھی کرونگا اور مقبل قران بھی ساتھ ہونگے انکی عیاری ہوگی کہین مین بھی ہاتھ پیر ہلاؤنگا کہین معمار قدرت کی خشتہاے زرین چلینگی کہین بی ملکہ اسرار کہین بی ملکہ زیور محل نشین جلالت آئین سر سے قیامت برپا کرینگی کہین یہ سیان لاہوت جادو جرأت دکھائینگے دربند فتح ہو جائینگے ہم تا بہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی پہونچ جائینگے بروقت واپسی یہ فسادات برپا نہ ہونگے انشاءاللہ صاحبقران آکر لڑائی فتح کرینگے ان کلمات حسرت آیات کو سنکر بارگاہ مین ہنگامہ برپا ہوا سبکو حیرت ہو گئی عرض کی آپ مالک و مختار ہین اسوقت ہم صنعت سے ہم سب مجبور و لاچار ہین ہمارے حق مین جو مناسب جانیے وہ کیجیے عمرو نے کہا اب اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہے ملکہ مہ جبین نے ملکہ مہر رخ سے اشارہ کیا کہ نانی اماں اب آپ خواجہ سے کچھ کلام نہ کیجیے پھر خوب ظاہر ہوا اپنی جان بچا کر جاتے ہین اسپر طرہ یہ کہ ساحران نامی جو موجود ہین انکو بھی ہمراہ لیجائینگے اب چلا یہ کیا واپس آئینگے زیادہ کہنا مناسب وقت نہین ہے بسم اللہ انکو جانے دیجیے جو ہم پر گذریگی جھیلینگے جان پر کھیلینگے دربند ہاے طلسم ہوشربا فتح ہونا کیا آسان ہے صرف دربند فرنگار جہان کی مالک فیروزہ فیروزہ پوش ہے اگر ہم لڑائیان فتح ہوتی رہین جب بھی ایک سال مقابلہ ہو

عیار ہین زہر کھا کر نکل جائینگے ساتھ والون کو کسی بلا مین مبتلا کر دینگے ملکہ مہرخ نے اشارہ کیا مقیا خاموش ہو ایسا
کلمہ زبان سے نہ نکالو کون ایسا لشکر مین باقی ہے جسپر خواجہ نے احسان نہین کیا کیسی جانبازیان کین جن مقامات پر
طائر وہم و خیال نہ پہونچا تھا اُن مقامات پر جا کے عیاریان کین سرداران و ساحران گرامی کو بچایا گنبد نور
سے اسد غازی کو کہ مدتون قید سخت مین مبتلا رہے کس مردانگی سے چھڑایا جو کچھ فرماتے ہین ضرور اسمین
کچھ نکچھ بھید ہے کچھ تو ہمارے حق مین مناسب سمجھا ہوگا آنچہ رائے سوالی زہے اولیٰ تو تمہین یہ اشارے کنایہ
کرکے ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بسم اللہ جو آپکے نزدیک مناسب وقت ہو وہ کیجیے عمرو نے کہا انتظام اول
یہ ہے کہ حیرت کو ثابت نہونے پائے خواجہ عمرو صاحبقران کو لینے جاتے ہین دوسرے یہ کہ جہانتک
ہوسکے اسد نامدار کو بھی یہان کی خبر نہ ہو یہ سنکے ملکہ مہجبین سے ضبط نہو سکا چونکہ کمسن ہے دختر بلند اختر افراسیاب
ہمین سے ہوش ربا کی حکومت کی بول اُٹھی دامن تھام لیا کہا نانا جان ہماری جان سے جان طلسم کشا
کی خبر ہے یہ نالائق حضور کی کنیز ہے اتنا احسان کیجیے اپنے نور نظر پارۂ جگر اسد نامور کو بیہوش کر کے زنبیل مین
ڈال لیجیے یا ظلمات مین لیجائیے انکو یہان نہ چھوڑیے اگر شکارگاہ مین ہین اسکی خبر حیرت کو ملجائیگی تو ضرور ا
قصد کریگی کہ جا کر اُنکے دشمنون کو گرفتار کرلون اُنکا گرفتار ہونا بہت آسان ہے ایک ساحر جائیگا گرفتار کر لائیگا
بسبب محبت صندلان صندل پوش صرف ملکہ کو ہر جادو ہمراہ گئی ہے اُسکی کیا حقیقت ہے جو ساحر جائیگا
اُسپر غالب آئیگا وہ بیشک جانباز و سرفروش ہے لڑ بھڑ کر مر جائیگی اور کیا کریگی عمرو نے یہ سنکر بہ نگاہ قہر و غضب
طرف ملکہ مہجبین کے دیکھا کہا کیون او چھوکری مجھے تعلیم کرتی ہے جو میرے دلمین آئیگا وہ کرونگا تجھے
اسمین کیا دخل ہے اسد غازی کو لیجاؤنگا طلسم کون فتح کریگا تو جانتی ہے کہ مین جان بچا کر بھاگا جاتا ہون
چھپے بیٹھے ہین تجھ سے نزدیک گذرنا بڑی بات ہے جسنے سمجھا دیا ملکہ مہرخ سمجھ گئین تم یہان اسد غازی کی
زوجہ ہو تمہین کچھ تھا وہ بھی تو ہم سردار و ہم عیار ہین عیاریان تمکو سکھائی ہونگی گنبد نور مین اُنکے ساتھ
قید رہین کیا کیا نہ سختیان سہین اگر لیجاؤن تو تم کیونکر زندہ رہوگی عمرو کی جو ذرہ سی آنکھین جوش و خروش مین
آئین بیقدر مہجبین ایسی سخت لفظین فرمائین کہ ملکہ مہجبین رونے لگی کہا نانا جان آپکو اختیار ہے مین نے
اسواسطے عرض کیا کہ ہم لوگ تو حباب لب دریا چراغ سحری آفتاب لب بام ہین صنعت آمادۂ قتل
فلک بر سر بیداد ایسے وقت مین آپ سفر فرماتے ہین ہمکو تو یہ منظور ہے کہ اُنکی جان بچ جائے
اُنکے آفتاب اقبال پر زوال نہ آنے پائے خداوند کریم ہر آفت سے بچائے روز سیاہ نہ دکھائے یہ کہکر

چیخ مارکر روئی عمرو نے گلے سے لگایا دامن سے اشک پاک کیئے کہا بی بی یہ مقدمات عیاری ہین اتنا غم
دخل نہ دو انشاء اللہ پروردگار فضل اپنا شریک کریگا طلسم ہوش ربا فتح ہوگا تمکو سلطنت ہوش ربا ملیگی اطراف
ملک پر حکمرانی کروگی دھوم سے اسد نامدار کے ساتھ شادی کرینگے بچے تمھارے گود مین کھلائینگے
ہم بہت جلد آئینگے بس اب کچھ نہ کہو خاموش رہو اپنے پروردگار کو یاد کرو اُسی سے فریاد کرو ہرچند کہ
دل مہ جبین کا ٹکڑے ہوگیا لیکن سوا سر جھکانے کے کوئی چارہ نہ تھا سوچی کہ گمان نانی امان کا
بہت جاتا ہے ہم اپنی جان بچاتے ہین خدمتمین اپنے آقا کے جاتے ہین ای مہ جبین اب کنارہ و نا
پیٹنا بیکار ہے رب اکبر مختار ہے بقول اسد نامدار خالق بے نیاز کریم کارساز پر تکیہ کرنا مناسب ہے انہین
باتون مین مسافر روز یعنے آفتاب عالم افروز منزل مشرق کو طے کرکے سرائے مغرب مین داخل ہوا شہنشاہ
ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان برائے رزم میدان چرخ نیلی مین صف آرا ہوا خواجہ عمرو نے
کمر چست باندھی مہتر قران سے فرمایا اے صاحب بندہ گران نظر کردہ بزرگان جلد تیار ہو معمار قدرت
و ملکہ زیور محمل نشین و لاہوت جادو و ملکہ اسرار وغیرہ سبکو حکم ہوا کمر باندھو چار لاکھ ساحر اہالیان
فوج عمدہ عمدہ چھانٹ کر ساتھ لو دس دس پانچ پانچ سو سوار دہیل دامن طرف صحرا کے نکالو زیر کوہ صحرائے
ہامانیہ مثل صفین باندھ کر پرے آراستہ کرنا مین بھی آتا ہون اتنے ملکہ مہرخ سے صبر نہو سکا ہرچند کہ
نہایت عقیل بادشاہ جلیل و منتظم ہے لیکن بیقرار ہوکر بول اُٹھی کیون خواجہ ایک ہم ہی گنہگار ہین سحر مین کیا
بیکار ہین چار پانچ لاکھ جادوگر جب آپ لیجائینگے تھوڑے سے حقیر و ذلیل ساحر یہان بھی رہجائینگے
انمین کون لڑنے کے قابل ہے ہرچند جو ساحران نامی باقی رہگئے تھے اُنکو تو حضور اپنے ساتھ لیجاتے یہان
کون مقابلہ کریگا بار لشکر صنعت کون اُٹھا سکیگا عمرو نے تیوری بدل کر جواب دیا ہمارے مقدمہ مین
دخل نہ دو جو مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا ہر بات مین اعتراض کرتی ہو ما بدولت کو ناراض کرتی ہو
بس خبردار سوا بہت خوب کے اور کچھ نہ کہنا ورنہ ابھی پاس ملکہ حیرت جادو کے چلا جاؤنگا
اور صاف صاف کہدونگا کہ ملکہ عالم مین جنگ سے عاجز ہوا مجھے تا بہ کوہ عقیق خدمت مین
آقا کی پہونچا دیجیے زاد راہ بھی رحمت فرمایئے حیرت جادو لاکھون روپے دیگی تخت سحر پر خود
سوار کرا کے تا بہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی بخیر و عافیت تمام اس ناکام کو پہونچا دیگی مہرخ نے
سر جھکا لیا اب تھوڑے تھوڑے ساحر بحکم خواجہ طرف صحرا کے جانے لگے معمار قدرت اپنی فوج لیکر

گیا ملکہ اسرار نے اپنے ساتھ والون کو ہمراہ لیا لاہوت وزیر محل نشین نے اپنے لشکر کو تیار کیا اسی
شب تیر و تار مین طرف صحراے ہامانیہ کے روانہ ہوگئے چند ساحر و سردار مثل کمیدان و رسالدار
حاضر رہے جب نصف لیلاے شب کرے گذری اسوقت خواجہ عمرو نے اسباب سفر ذات پر آراستہ کیا
ملکہ مہرخ پر خوب تاکید کی کہ خبردار یہ خبر وحشت اثر ظاہر ہونے پاے لیکن اپنی حسرت پر رو یا چالاک
و برق کو بہت یاد کیا فرمایا اسوقت میرا شاگرد رشید و فرزند ارجمند ہوتا میری صورت بنکر میرے مقام پر
موجود رہتا دو چار روز بھی اب اس خبر کا چھپانا دشوار ہو کس سے کہون جو عیاری کا انتظام کرے لیکن ای ملکہ تم
ارباب بارگاہ الگ استاد کر ایسے مشہور کرنا کہ خواجہ عمرو بہتر قران علیل ہوگئے ہین صاحب فراش ہین پلنگ
سے اٹھ نہین سکتے اتنا تو ضرور ہی مشہور کرنا خبردار اس انتظام مین قصور نہ کرنا ملکہ مہرخ نے عرض کی
جو کچھ مجھسے ہوسکیگا وہ کرینگے اپنا حال دل آپسے کیا عرض کرین ملکہ مہرخ ابھی یہ کہہ رہی تھین کہ مہ جبین نے دامن سے
لپٹکر کہا نانا جان اپنا تو اب یہ حال کہ زندگی محال ہر نظم

دل ہی قابو مین نہین زور چلے کیا میرا	آج پرخاش پہ ہر مجھ سے ارادا میرا
کشمکش ہجر بیان بھی ان ارادے کو دو	آج جھگڑا ہی مٹا جاتا ہر تیرا میرا
نہ اٹھا منھ سے کفن لوگ سمجھ جاینگے	ہاے رہنے دے بس مرگ تو پردا میرا
شمشین دیدہ کی جنبش نہین کرنے دیتین	روکنے آئے ہین دشمن مرے رستا میرا
ہاے مرنے سے بھی راضی نہوا جی افسوس	حوصلہ کوئی بھی سمجھے تو نہ دیکھا میرا

اسوقت لشکر مین عجب تلاطم برپا ہر شور گریہ و زاری بلند سکو یقین کامل ہر کہ خواجہ اپنی جان بچا کر جاتے ہین
ہم سب بلا مین پھنسے اور اسباب کے ہاتھ سے کیونکر بچینگے افسوس ایسے عیار کا ساتھ دیا جسکو اپنے فرزند
سے بھی محبت نہین بس ہاری کیا حقیقت ہر ایسون سے بیکار شکایت ہر مہ جبین نے کس کسطرح سے کہا کیسے
جواب تلخ سنے شربت کے سے گھونٹ پی لیے یہ خواجہ کو مناسب نہ تھا لیکن مکار کی بات کا کیا اعتبار
اپنی جان کو غنیمت جانا مرتبہ اسد نامدار کو نہ سمجھا خدا ایسے کی صورت نہ دکھلائے لوٹنے مارنے آیا تھا
مال جمع کرکے چلا بعض ساحر کہتے ہین چلو چلکر کسی گوشے مین چھپ رہین عمرو کو پکڑ لین اسکی زنبیل چھین لین
اسمین بہت کچھ مال ہوگا سر کاٹ کر کنارے ڈالدین اسکی یہی سزا ہر تب اسکو معلوم ہوگا کہ بندگان خدا کو
بلا مین پھنسانے سے برا انجام ہوتا ہر بعض کہتے ہین چپ رہو اگر سُن لیگا قیامت برپا کریگا دیکھو چلکر دون پیا

مال لدوایا خزانہ بھی ہمراہ لیجاؤ اب بچاری مہرخ تنخواہ کہانسے دیگی ہم غریبون کی کیونکر بسر ہوگی بعض کہتے ہین
ہم بھی نکلجاینگے افراسیاب کے جاکر قدمون پر گر پڑینگے بادشاہ ہر خطا معاف کردیگا ناحق ہمنے اس
ساربان زادے کا ساتھ دیا خواجہ عمرو یہ سب باتین سن رہے ہین کسی کو جواب نہین دیتے بلکہ انہین
لوگون سے وداع ہو رہے ہین فرار ہے ہین جابجا چھٹے مہینے مین آجاؤنگا ساتوان مہینہ نہ گذرنے
دونگا مہ جبین عرض کرتی ہے نانا جان یہ لفظ نہ فرمایئے لوگ زیادہ گھبرا اٹھینگے عمرو نے کہا صاحب مین
جھوٹ بولنے کا عادی نہین جو امر حق ہے وہ کہتا ہون مین کیون چھپاؤن حقیقت مین عرصہ ہوئین میرا کیا
اختیار ہے سال کے اندر جبتک آجاؤنگا لڑائی مین دیر ہو تو البتہ مین مجبور ہون یہان اسوقت اک شور
گریہ و زاری بلند ہوا عمرو سے مہ جبین خوب لپٹکر روئین ملکہ مہرخ کو روتے روتے غش آگیا
صاف ظاہر ہوتا تھا کہ گویا کسی کا جنازہ جاتا ہے آگے آگے خواجہ عمرو عقب مین سرداران نامور شب
تیرہ و تار کا سناٹا سردارون کا بلک بلک کے رونا ملکہ مہ جبین و لالان خون قبا کا جان کھونا عمرو
آخر الامر سبکو سمجھا کر آگے بڑھے خدا حافظ کہکر پائے شاطری مارتا ہوا مع سرداران تہمتن و مترقان صف شکن
ملکہ لالان خون قبا و ملکہ مہ جبین و ملکہ مہرخ و دیگر جادوئیان کو تنہا چھوڑ کے طرف صحرا کے روانہ ہوگیا

دو کلمہ داستان عیاری خواجہ عمرو ذکر قتل صنعت سحر ساز بیان ہوتے ہین خمسہ

پیش ازین کیا زور تھا شیرون کی طاقت ہاتھ مین
طوق آہن توڑتا تھا تھی یہ قوت ہاتھ مین
ضعف کی اب اندنون ایسی ہے قوت ہاتھ مین
چاک کرنیکی نہین پاتا ہون طاقت ہاتھ مین
ہے گریبان دیر سے ای جوش وحشت ہاتھ مین

ہوگئی ہے گرد ہاتھون سے صفائے آئینہ
کس لیئے کمرے مین اپنے وہ لگائے آئینہ
کچھ نہین محتاج وہ خود ہین برائے آئینہ
صبح اٹھکر دیکھتا ہے ہاتھ جائے آئینہ
یہ صفائی ہے نظر آتی ہے صورت ہاتھ مین

پھیلاؤن راہ سے کیونکر کہ جا سکتا نہین
ناتوانی زور پر ہے لب ہلا سکتا نہین
بلکہ جو ولین سخن ہے لب تک آسکتا نہین
وہ چلے جاتے ہین لیکن مین بلا سکتا نہین
ضعف سے جنبش نہین بہر اشارت ہاتھ مین

ہے بعین ہو طاہر رنگ حنا سے ہر زبان
بھولکر شادی سے یہ کیا کیا بجلائے تالیا

طوق ہو رہکر انگشت پر یہ وسبے گمان
سمجھین شاخ سرو مین سب فاختہ کا آشیان
طائر دل کو جو لے وہ سرو قامت ہاتھ مین

سحر ہی اعجاز ہی اُس شوخ کا ہر عضو تن
رشک نخل طور ہی نخل قد رشک چمن
ہونٹھ ہیرے لال ہو جائین اگر چوسون دہن
کیا فروغ حسن ہی چھولون اگر اسکا بدن
پنجہ خورشید کی ہو جائے حالت ہاتھ مین

منہ نہ موڑا تیغ قاتل سے کبھی جبتک جیے
ایک دن پر کیا ہی کام اسطرح کے اکثر کیے
جوہر اپنے آپ وقت امتحان دکھلا دیے
تیغ قاتل نے علم کی کان جسنے چھو لیے
ہی زیادہ رستم دستان سے جرأت ہاتھ مین

کیا تجلی ہو اگر دیکھے نظر بھر کر کلیم
ہاتھ پھر ملتا رہے حسرت سے تا محشر کلیم
پھر نہ دکھلائے کسی کو بھی کف انور کلیم
دیکھ پائے دست جانان کی تجلی گر کلیم
روشنی ہو جائے مثل داغ حسرت ہاتھ مین

جب بھوین یاد آئین دیکھا کھینچکر تلوار کو
ہی بہانے سے تسلی دی دل افگار کو
چین آتا ہی نہین اس طالب دیدار کو
یاد کرتا ہون کسی کے صحف رخسار کو
زاہدا مصحف نہین بہر تلاوت ہاتھ مین

اپنے فن مین نکتہ دان سب مثل ہی یکتا ہی وہ
عاشقون کے حال سے دانستہ بے پروا ہی وہ
چپ نہین رہتا کبھی ظالم ظریف ایسا ہی وہ
ہاتھ اُسکے چوم لیتا ہون تو کیا کہتا ہی وہ
ہین لکیرین یا کوئی لکھی ہی آیت ہاتھ مین

کاٹے کھاتی تھی مجھے ہر دم جدائی آپکی
شکر ہی ہونے لگی ظاہر صفائی آپکی
رنگ مہندی اسقدر تلوون مین لائی آپکی
گر مین سہلاؤن کف پا سے حنائی آپکی
ہو زیادہ پنجہ مرجان سے رنگت ہاتھ مین

ہجر ساقی مین کھلا رونے سے پردا ابر کا
چشم تر نے سامنے کھینچا ہی نقشا ابر کا
ہون وہ گریان میرے آگے مرتبہ کیا ابر کا
پونچھکر آنسو بنایا مین نے ٹکڑا ابر کا
جب لیا رومال وقت جوش رقت ہاتھ مین

چشم گریان ہجر مین ہر جو سے گلزارِ وطن | صورت آباد و سوکھون بوٹے گلزارِ وطن
بخت اگر دکھلائے مجھکو روئے گلزارِ وطن | ارمغان لیجاؤن ناسخ سوئے گلزارِ وطن

چن لیے ہین خارہائے دشتِ غربت ہاتھ مین

شہسوارانِ توسنِ عیاری وگام فرسایانِ صحرائے پر آفات خنجر گذاری سمندِ تیز گام کلک کو میدانِ نگاری
مین یون جولان کرتے ہین کہ جسوقت خواجہ عمرو ملکہ مہ جبین و ملکہ مہرخ کو روتا پیٹتا چھوڑ کر سبکی محبت سے
منھ موڑ کر مع خزانہ و بارگاہ بصد عز وجاہ آمادہ سفر ہوے ملکہ مہرخ و ملکہ مہ جبین و ملکہ لالان خون قبا
روتی پیٹتی خاک اُڑاتی لشکر مین آئین لیکن مرنے پر کمر باندھے ہوے انتظارِ صنعت مین تھی ہین یہی خیال ہے
دل پر ہجوم غم و ملال ہے کہ اب صنعت سحر ساز آئیگی ہم چند دست و پا شکستہ کو مشکین باندھکر لیجائیگی بیان
ملکہ مہرخ نے گھبرا کر جاسوسانِ لشکرِ اسلام یعنے چہرند و پرند کو بلایا حکم دیا جاکر قریب حصارِ سحر صنعت سحر ساز
ٹھہرو جسوقت وہ وہان سے سوار ہو یا اور کچھ سانحہ گذرے فوراً ہمکو خبر ہونچا تا مہ جبین و لالان کو کہین
چھپا دینگے ہم بڑھکر لڑینگے صنعت پر جا پڑینگے خیر جن سردارون کی جان بچی بہتر ہوا خواجہ نے ہمپر بڑا
احسان کیا وقت مصیبت مین ہمارا ہاتھ چھوڑا پروردگار اُنکا انجام بخیر کرے جو ارادہ کیا ہو وہ پورا ہو یہ تو
یقین کامل ہے کہ دو برس مین یا چار برس مین صاحبقران ضرور تشریف لائینگے کنیزون اور غلامون کے خون کا
بدلا لینگے مگر افسوس ہے فتح طلسم ہوشربا کو نہ دیکھا حسرت و یاس ہی دل مین لیکر چلے اس غم سے
قبر مین بھی چین نہ لگے گی تا روز حشر گھبرائینگے گوشۂ تنگ و تاریک مین آرام نہ پائینگے بارگاہ مین اسطرح سناٹا ہے
گویا کوئی لوٹ کر لیگیا ہے دنگلون پر غاشیے پڑے ہین بیچارے کیدان برسالدار برائے رونق بارگاہ مین
آکر بیٹھے ہین ہر ایک مبتلائے دامِ حسرت گرفتارِ زندانِ مصیبت صورت ملکہ مہ جبین الماس مہوش کی
دیکھکر روتے ہین ہر ایک کو یہی خیال ہے کہ ہم لوگ ساحر ہین اُڑ کر نکلجائینگے کسی گوشے مین جاکر چھپینگے یہ دست و پا
شکستہ سحر و ساحری سے ناواقف کہان جاکر چھپیگی کون دامن پناہ دیگا آسمان دشمن زمین رہزن ساکنانِ
ہوشربا جستجوے گرفتاری مین یہ آفت رسیدہ مضطرب و بیقراری ہین علاوہ ازین دخترِ افراسیاب
سطوت وصولت مین انتخاب جس مقام پر جاکر چھپیگی حال ظاہر ہو جائیگا گرفتار کرکے سامنے افراسیاب
کے لیجائیگا افراسیاب آمادۂ ظلم و بدعت ہے بار و مقام عبرت ہے اشارہ سونگ کی حاکم معشوقۂ طلسم کشا
اُسپر یہ ظلم و جفا خداوندا اسکا انجام بخیر ہو تو اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سامان پیدا کر یہ لڑائی ہم بھون سکے

ہاتھ سے فتح ہو صنعت سحر ساز کو قتل کرین اُسکے ساتھ والون کے خون سے ہاتھ بھرین خواجہ اگر ہمکو فتح و فیروزی پائین حیران ہو جائین خداوندا تیری ہی ذات پر تکیہ کیا ہی تو پیدا کرنیوالا ہی اے معبود حقیقی و رب تحقیق دعا ہماری قبول کر اے ظلم و بدعت سے صنعت سحر ساز کی بچا لے ابکی مرتبہ جو طبل جنگی بجا ایگی میدان کارزار مین آئیگی کون اُس سے مقابلہ کریگا اب تو گرفتار ہوئے ہم مجبور و لاچار ہوے فی الحقیقت چشم زدمین رنگ عالم دگرگون ہوتا ہی کبھی عیش کبھی رنج کبھی مفلسی کبھی گنج کبھی مصیبت کبھی راحت کبھی سحر فرحت کبھی شام مصیبت

نظم

کہان ہر ایک طرح پر یہ دور سیل و نہار	کبھی ہر شام مصیبت کبھی ہر صبح بہار	کشاکش نفس چند ہر پیام اجل
ہواے بے ادبی ہر ہمیشہ بیکار	خیال جام عبث اشتیاق مے بیجا	دکھا رہے ہین دم سرد گرمی بازار
بسان دیدۂ ممسک ہر تنگ وصل عمر	لحد کشادہ دہن ہر بشوق بوس و کنار	طلسم عالم اسباب چند ساعت ہی
جو ہو سکے سو ابھی ہر اٹھا نہ رکھو زنہار		

دکھین گردش گردون دون یہ انقلاب سپہر بوقلمون کیا رنگ دکھاے

بعد خواجہ کے کیا پیش آے ان باتون پر ملکہ مہرخ کی شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر کسو ناکس کا یہی ارادہ ہی کہ لشکر سے نکل جائین اپنی جان بچائین بعض کہتے ہین صاحبو اب وقت زوال ہر زمانہ جلال ختم ہوا ماہ تابان کبھی بدر کامل کبھی ہلال ہر ترقی و تنزل کا یہی حال ہر لشکر اسلام کا خوب اوج ہو اب وقت مصیبت آیا کہانتک جلال رہے اب جو انکا ساتھ دے وہ مصیبت سہے ملکہ مہرخ نے جو ایسی باتین سنین غصہ مین فرمایا تھیون کو بلاؤ لشکر مین پکار دین ہمے صنعت سے مقابلہ ہر بیشک وہ غالب ہر سرداران نامی کو گرفتار کر لیگئی ہر ہمکو داغ حسرت دیگئی ہر فلک درپے آزار ہر ہمارا ساتھ دینا سراسر بیکار ہر جن صاحب کو جان بچانا ہو وہ نکل جائین ہمارے لشکر مین نہ رہین ہم آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین لحد مین پاؤن لٹکاے بیٹھے ہین ابکی جو وہ آئیگی زنہار گریا تو اسکو مارینگے سر میدان للکارینگے یا اپنی جان دینگے راہ خدا مین شہید ہونگے عاقبت بخیر ہوگی پس مرنیوالون کا ساتھ دینا کیا ضرور ہر اپنے کو دانستہ مبتلاے بلا کرنا سراسر عقل کا قصور ہر بلکہ فہم و فراست سے دور ہر پروردگار کا شکر ہر کہ ہمکو بادۂ جرات کا سرور ہر جوانان صف شکن و جان نثاران تیغ زن نے جو یہ کلمات حسرت آیات سنے قبضون پر ہاتھ ڈالکے پایۂ تخت شاہنشاہی سے لپٹ گئے عرض کی حضور آپکا نمک کھایا عزت و آبرو پائی اسوقت مین آپکا ساتھ کیا چھوڑینگے جان دینے سے منھ موڑینگے اگر حکم ہو تو ابھی سر قدم مقدس پر نثار کرین تصدق ہو جائین دولت کو نہین چاہتے ہین زوال و جلال سے کیا کام ہر سپاہی کا مرنے مین نام ہر ہمیشہ افراسیاب سے لڑے کیسے کیسے معرکے پڑے جنکی ہوت تھی

مارے گئے آپ کے ساتھ آئے تھے عدم تک ساتھ نہ چھوڑینگے سایہ دامن دولت مین جان دینگے انشاء اللہ وہ تلوار چلینگی کافرون کے دانت کھٹے کر دینگے میدان کارزار لاشون سے بھر دینگے حضور ہی کے در پر دم دینگے نظم

ہست از مایہ و بجان خوشنما افتادگی
ہست شاید بیچگی ہاے مرا افتادگی
در فن افتادگی از بسکہ کامل گشتہ ام
دستگیری گر نمی کردی مرا افتادگی

زلف معشوقم سے زیبد زما افتادگی
از تو ناز و عشوہ می زیبد ز من عجز و نیاز
از من آموزد مگر شکن نقش پا افتادگی
سر خرد خیزد بہر ذرہ ز حشر سود اچون شہید

غنچہ چون گردد ثمر از شاخ می افتد بخاک
سرکشی از شعلہ آید از گیا افتادگی
دل طپیدن ہا ز خاک آستانش بردہ بود
ہر کہ سید اندر بخاک کربلا افتادگی

سرداران نامی نے جو اسطرح رو رو کر کہا ملکہ مہر رخ نے ایک ایک کو گلے سے لگایا محبت و شفقت فرمایا کہ خدا تم سبکو سلامت رکھے ہمین تم سب صاحبون سے بڑی امید ہی یہ سمجھ لو کہ خواجہ کے تشریف لیجا نے مین کوئی بھید ہی ایسی بے اعتنائی کبھی خواجہ نے نکی تھی ایسے کلمات زبان پر جاری تھے کہ نام سے اُنکے نفرت ہوتی ہی بس صاف ثابت ہی کہ اس مین کوئی مطلب حاصل ہوگا اُنکی باتین عیاری کی گھاتین ہین ہم کہان سمجھ سکتے ہین خواجہ عمرو ایسے نہین ہین کہ اسد و مہ جبین کو اس مصیبت مین چھوڑین مجھے ایسے حال پُر ملال مین مُنھ موڑین انشاءاللہ بہت جلد ظہور ہوگا قلب مضطر کو سرور ہوگا یہ فرما کر ہرکارون کو حکم ہوا کہ واسطے دریافت حال کے جاؤ دیکھو صنعت کیا کرتی ہی جو گذرے حرف بحرف ہمکو خبر دو اُسی وقت ہرکارے لشکر صنعت سحر ساز کی طرف روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑو اب حال صنعت سحر ساز گذارش ہوتا ہی تحریر کر چکا ہون صنعت نے وہ گھٹ پر قصر سحر تیار کیا ہی تین کوس کے گرد مین حصار سحر کھینچا ہی چار سو سردارون کو گرفتار کرکے لیگئی ہی نوبت و نقارے بجاتی ہوئی اپنے مقام پر آئی سرداران مقید کو طائرون کی صورت بنایا زندان خانہ مین سبکو چھوڑ دیا آپ اسی قصر مین آکر ٹھری اہالیان لشکر نے مبارکبادی نذرین گذرانے نگین صنعت نے حکم دیا کہ صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئے انکو اران افراسیاب واہ ساحران لاجواب تنے بڑا نام کیا مسلمانون سے کیسے کیسے لڑے اگر سامری و جمشید ہوتے تمہارے سحر و ساحری کی تعریف کرتے بڑے بڑے ساحران جلیل انکو دامان ذلیل کے ہاتھ سے مارے گئے مگر فتح تو تمہارے ہی نام لکھی ہی عشاق سبز رنگ کیسا اُستاد زبردست کہ سحر و ساحری مین یکتا تھا سحر سے اُسنے ملاتران شمشیر زن کو قتل کیا کیسا عقلمند و ہوشیار صاحب سامری و جمشید اپنے کو کیا کیسا اُسنے عمرو سے بچایا عیش و آرام ترک کر دیا تھا لیکن کچھ ہوشیاری نہ چلی سادبان زادے نے کس کس کو فریب دیا کس کس کا ذکر کرون شاہنشاہ کو تو عاجز کر دیا قصر قلب ملکہ حیرت کو غم و الم

سے بھر دیا گرمین نے کیا تدبیر معقول کی نگوڑا ساربان زادہ یہان عیاری کرنے نہ آیا مردہ بنکر یہان چالاک آئے
برق بھی خوب تڑپے پھڑکے یہان جانسوز و ضرغام بھی تو ہمراہ تھے پھر میرا کیا کرسکے قید خانہ مین جانور
بنے ہوئے پھڑک رہے ہین ساربان زادہ خود نہ آیا کالیا کیا ہوا عبداللہ نے پھرتا تھا بڑے بڑے ساحرون کو
اُسنے ٹوک کر مارا ابدولت کے سامنے نہ آیا جلا کر خاک کرتی مہینون مین تو لڑی اول مین بڑے بڑے رنج اُٹھائے
اب بعنایت سامری و جمشید منزل مقصود تک پہونچی ہون جو ابدولت اگر حصار سحر مین قدم رکھے موت کا
مزہ چکھے ملکہ ظلمات جادو و وزیرزادی و گیسو کشا و نہنگ و پلنگ و اژدر بیران وغیرہ
ساحر عرض کر رہے ہین حضور آپکا مثل کون ہے اگر آپ کا قدم درمیان مین نہوتا طلسم ہوش رُبا کا خاتمہ ہوگیا تھا
آپ ہی نے نام سامری پرستی روشن کیا چراغ مسلمانان گل کر دیا یہ چار سر دار مخمور و باغبان و بہار وغیرہ
کیسے زبردست تھے تعلیم کردہ افراسیاب سحر و ساحری مین لاجواب اُنپر دست اندازی دشوار تھی
زمین کانپتی تھی جب بہار نے سحر کیا باغ پُر بہار تیار ہوا طائران زمزمہ سرا آشکار ہوئے جنہے اُس باغ کی
ہوا کھائی بہار کا ہوا خواہ ہوا برباد و تباہ ہوا میان مصور جادو مرشد زادے کہلاتے ہین بارگاہ مین جھکڑ بڑی
باتین بناتے ہین بہار نے کیسا کیسا ذلیل کیا باغ سحر مین پھنسایا کچھ کسی سے نہ بن پڑا آخر شاہنشاہ نے آکر چھڑایا
باغ بہار کس قہر و غضب سے جلایا آپ نے اُس بہار جادو کو کس تکلف سے گرفتار کر لیا عندلیب خوشنوا
بنی ہوئی قید خانہ مین مثل مرغ بسمل تڑپ رہی ہے باغبان کو کس لطف سے پکڑا بی مخمور کا نشہ ہرن ہوگیا اب لشکر
اسلام مین کون رہنے والا ہے صرف بی مہرخ باقی ہین اتنی تو ہرکارون نے خبر دی ہے کہ سب ساحر ساتھ چھوڑ کر
چلے گئے بڑے بڑے مرنے والے جا کر دیہات مین چھپے یقین ہے اسی ہفتہ مین بی مہرخ و ملکہ مہ جبین
اصلاح کا پیغام دین اگر قدمون پر گرین صنعت نے کہا توبہ اب مین عذر و انکسار کسی کا کب مانتی ہون ان
سبکو اپنا دشمن جانتی ہون سبکو ایک دن قتل کردنگی اتنو چین کر دو دور جام سے ارغوانی پیو طائفے معقول طلب
ہون لیکن اے ظلمات اسکا خیال رکھنا جو طائفے یہان موجود ہو وہین رہی آکر مصروف رقص و سرود ہون
اگر کوئی ساز مزہ بھی کم ہو خبردار حصار سحر سے کسی کو آنے نہ دینا ظلمات نے عرض کی لونڈی نے سب سامان
کر لیا ہر کل سامان عیش و نشاط اندر حصار کے حاضر ہے لونڈی ان امورات کی ناظر ہے کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ جسکی
یہین ضرورت ہو آپ مطمئن رہین کیا مجال ہے کہ جو پرندہ پر مار سکے محال ہے کہ دو مذہ اندر حصار سحر کے آسکے
لیکن ظلمات جادو نے اپنی لشکر مین حکم عام دیا ملکہ عالم نے فرمایا ہے کہ سامان عیش و نشاط مہیا ہو جملہ سردار و پیادے لازم

دلگیر ان معروف سامان عیش و نشاط ہون بعد ایک ہفتہ کے بی مہرخ پر شکر کشی ہوگی ابھی مرتبہ خاتمہ پر عزم عیش کر و مہدہ باسے جلیل ملینگے غنچہ آرزو کھلینگے افراسیاب ایک ایک کو نہال کردیگا اس تنا گل مراد سے پھر دیگا اندر حصار کے بارہ لاکھ ساحر فرد کش ہین دو لاکھ ساحر ان جلیل سامری پرستون کے کفیل یہ خبر فرحت اثر سنکر شاد ہوئے جا بجا بارگاہین بچھے استاد ہوئے ملکہ صنعت سحر ساز قصر عالی پر آکر بیٹھی مصاحبون نے گھیر لیا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ساقیان لالہ رخسار و رقاصان گلعذار حاضر ہین بہار سلیں ہوئے ایک ایک حور شمائل پری طلعت خوبصورت نشہ مین شراب کے مست ساقی بنے جام مئے گلنار پلاتے پھرتے ہین بعض نشہ مین لڑکھڑا کر گرتے ہین ایک نازنین مہ جبین نشہ مین چور اپنے حسن و جمال پر مغرور رقص کرکے سامنے ملکہ صنعت سحر ساز کے کس ناز و انداز سے یہ غزل محبت خیز عشرت انگیز گانے لگی پھر تو اک عجب عالم محویت ہوا صدائے واہ واہ بلند ہر شخص خورسند

غزل

لب تک آ کر بادہ کش و آئینہ سکتی توبہ
رہ گئی باب اجابت تلک آ اپنی توبہ

مین تو آمادہ ہون پر کیا کرون اے واعظ پیر
کی ہے کیا تو نے پلا دیگی بھی ساقی توبہ

بادہ خواری کا کیا قبر مغان پر جا کے
خوف عصیان سے جو کرتا ہے یہ جلدی توبہ

توڑ ڈالا ہو زمانہ نے مجھے اے واعظ
سامنا یار کے دکھلا نیکو کر لی توبہ

دیکھ لیتا جو کبھی دختر رز کا جوبن
تجھے کہنے کو بھی رو دن رہنا ہی توبہ

موسم گل تو ہر دو چار ہی دن کا مہمان
تو قلق نے بھی نصوحا کی طرح کی توبہ

بنتے ہر موج نے ناب کی میری توبہ
کسی انسان کا دل تو نہین تھی واعظ

کرنے دیتی نہین ایام جوانی توبہ
شرم آ گئی مجھے پیر مغان سے واعظ

مجھے امسال بڑے دھوم سے توڑی تھی
مست ہو جاتا ہون از خود جو بہار آتی ہے

ورنہ خرمستی سے ٹوٹی نہین میری توبہ
دل تو شکنی پہ ہر شکستہ حالی

واعظا تو نے مری طرح سے توڑی تھی
دل غلو سے تقاضا نہ اٹھا کیا کرتے

مین نے سرے سے بھی کر سکتا ہون ساقی توبہ
ہن وہ مجلس کہ پھرے راہ لگی توبہ

کیا خطا اس مین ہوئی مین مجھے توڑی تھی
توبہ بادہ کشی کی ہے بھلا مین نے تو

مین نے ایام جوانی مین اگر کی توبہ
لب رحمت سے صدا آئی ہے آمین آمین

چار دن بھی نہین مجبور نہ سے میری توبہ
سکتی مجھے تو دو دن بھی نہین محبت کی

رند محتاج کی ثابت نہین رہتی توبہ
حرمت توبہ بھی مجبور نہ ذرا استغفار

قرض مین بادہ فروشون کو لگا دی توبہ
یہ تماشا ہے کہ شہرہ ہو ہر اک آب مین

دور جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہے ملکہ صنعت سحر ساز تخت نکہت پر مست شراب ناب جھوم رہی ہے قصر کی یہ قطع ہے کہ سامنے کا دروازہ سامنے سے کھلا ہوا ہے ایوان لشکر پیش نظر معلوم ہوتے ہین جا بجا فرش بچھے ہین لالے جل رہے ہین جھاڑ و کنول روشن در و دیوار پر گلاس

چڑھے ہوئے روشنی بحجاب کہین پیادے جمع ہین کہین پچپین رسالدار گرد اُنکے سوار ایک بیاتن نشہ مین شرابور
ٹھمریان گا رہی ہی رسالدار صاحب کو لبھا رہی ہی ہر مرتبہ جیب مین ہاتھ ڈالا روپیہ اشرفی نکالا رنڈی سے ہاتھ ملایا
دہ بھی خوشی مین آکر بیٹھ گئی دیہات کی رہنے والی تہانا نہین جانتی اپنے گنوار آشناؤن کا نشان بتاتی ہی ہنسی کے
مارے لوٹی جاتی ہی دیہات کی وضع گلبدن کا چوڑی دار پاجامہ اسمین تول کی گوٹ زنگاری دوپٹہ بر سات
کھایا ہوا کہین سے سفید کہین زنگاری ہر طرح کی اسپر گلکاری چٹکی کی چھپریان لگی ہوئی کالی کالی صورت پھولے
پھولے گال نشہ مین عجیب حال پیل ملنے کی خوشی مین مچل رہی ہی رسالدار صاحب بھی مبہوت اشارے کر رہے
ہین ہمارے خیمے مین چلو وہ ہنسکر بول اُٹھی میان مثل مشہور ہی وہ دل راضی تو کیا کریگا قاضی ہم تم آنکھین بند
کرلینگے جانینگے کوئی نہین دیکھتا کہین لاؤ لاؤ کی صدا ہی دور شراب کے چل رہے ہین دو کانون پر سوداگرون
نے بھی چندہ جمع کرکے ناچ کرایا ہی بازار مین میلا ہی بکار کا جمیلا ہی ہنگامہ مین دو کانون پر بیٹھی ہین شراب پر کاسے
لی ہی ایک ایک جام پیا چرس پر دم مارا مبہوت ہو کر بیٹھے ہین بار بار کہہ رہے ہین بی ساقن دم کی خیر ہے ایک جام
اپنے ہاتھ سے پلا دو ساقی جمال کا ٹرہ جاو ساقن مسکرا کر رہ جاتی ہی کچھ جواب نہین دیتی کہین سبزی گھٹ رہی ہی
ایک سمت کمارون کا جلسہ ہی کہ بجاتے ہین گانجے پر دم لگاتے ہین نشہ مین پکار اُٹھتے ہین بھائی عمر آج تو نشہ
بیڈول ہی اپنا تو یہ قول ہی۔ جسنے نہ پی گانجے کی کلی تو اُس سے بیٹے سے بیٹی بھلی۔ پلٹنون مین رسالون مین
جلسے جمے ہوئے نشہ شراب کے جوش بعضے سرمست بعضے مدہوش کوئی کیچڑ مین پڑا لوٹ رہا ہی کوئی موری مین
جا گرا ہی صنعت سامنے سے بیٹھی دیکھ رہی ہی کہتی ہی کیون صاحبو یہ جلسے تو چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے
اگر شہنشاہ افراسیاب جادو ہوتے بہت پسند کرتے کل کے جلسہ مین شہنشاہ کو بھی طلب کرونگی ملکہ حیرت
خاتون محل شاہنشاہ بھی سرفراز فرمائینگی ضرور اس محفل عیش مین آئینگی تمام سرداران صنعت سحر ساز بھولے
ہوئے اُنکو بھولے ہوئے نشہ شراب مین جھوم رہے ہین کبھی کہتے ہین ای یادگار سامری و جمشید کون
آپکا پردہ دنیا مین مثل و نظیر ہی جب شاہنشاہ کل طلسم ہوشربا حضور ہی کے سپرد کر دینگے ملکہ حیرت
کو کیا دخل رہیگا وزارت کسی اور کے نام ہوگی سلطنت حضور کے نام ہوگی ہم لوگ سرفراز ہونگے اپنے اپنے
مرتبہ پر ناز ہونگے یہ باتین آپسمین ہو ہی رہی تھین کہ یکایک صحرا سے اک روشنی معلوم ہوئی اسقدر باجون کا شور دیتا تھا
کہ گوش گردون کر ہوتا تھا تمل ہائے صحرا جھک گئے پہاڑ تھرائے اسقدر غل و شور جو ہوا ملکہ صنعت نے
سر اٹھا کر دیکھا اسقدر روشنی معلوم ہوتی تھی کہ گویا جنگل مین آگ لگی ہو ہزار ہا چتر ہائے طلائی و نقرہ کار جواہر نگار

گیا ہوا بعد بچشاخے والون کے ہزار ہا مشعلچی گنگا جمنی دستیان ہاتھ مین گلنا جوڑے لباس زرق برق شتر و کے پائجامے مینون کے انگرکھے سرخ گڑیان اُنپر سنہری کام ایک جانب ہزار ہا تخت اُنپر جھاڑ بلورین گلاس الماس کے لالٹینین یاقوت نگار ساتھ ساتھ روشن گلدستون پر بہار غول کے غول سامنے سے نکلے انکے بعد لاکھون سوار لباس ہائے فاخر زیب جسم دور کا بنے مرکب رو اروی سے طلب پیدل غول کے غول غٹ کے غٹ جوڑے سرخ پہنے ہوئے لالہ زار کھلا ہوا معلوم ہوتا ہو صدہا تخت کسے ہوئے کہار زرق برق وردیان بانات سلطانی کی اُسپر کام زردوزی بنا ہوا تخت کاندھون پر اُٹھائے ہوئے اُن تختہائے زرین پر نازنینان پری چہرہ دریائے جواہر مین غوطہ زن باناز و کرشمہ اُن تختون پر متمکن پہلو مین خوش گلو سازندے تائین مارتی ہوئی غزلین عاشقانہ خوشی خوشی گا رہی ہین شعر وہ بلبلون کی آواز کی صدا زدہ گا تا کہ اچھا بنا لا ڈ لا
کبھی خوشی مین اگر پھول جاتی ہین یہ سہرا گاتی ہین سہرا

ای جوان بخت مبارک تجھے سر پر سہرا
کشتیٔ زر مین مہ نو کی لگا کر سہرا
وہ نے کے صل علے یہ کہے سبحان اللہ
گوندھے سورۂ اخلاص کو پڑھکر سہرا
روئے فرخ پہ جو ہین تیرے برستے ہوئے نور
سر پہ دستار ہو دستار کے اوپر سہرا
پھرتی خوشبو سے ہر اترائی ہوئی باد صبا
کنگنا ہاتھ مین زیبا ہو تو سر پر سہرا
کثرت تار نظر سے ہو تماشائیون کے
واسطے تیرے ترا ذوق تماشا گر سہرا

آج ہر رومین سعادت کا ترے سر سہرا
تابش حسن سے مانند شعاع خورشید
دکھین پھر یہ جو ترے سر اختر سہرا
دھوم ہر گلشن آفاق مین اس کی
تار بارش سے بنا ایک سراسر سہرا
اک گہر بھی نہین صدکان گہر مین چھوڑا
اللہ اللہ رے پھولون کا معطر سہرا
رونمائی مین سبھے دے مہ و خورشید و فلک
قوم نظارہ ترے روئے نکو پر سہرا
جسکو دعویٰ ہو سخن کا یہ سنا دے اسکو

آج وہ دن ہو کہ لائے در انجم سے فلک
رخ پُر نور سے تیرے ہو منور سہرا
تا بنی اور بنے ہین ہے اخلاص بہم
کا ئین مرغان نوا سنج نہ کیونکر سہرا
ایک کو ایک پہ تزئین ہو دم آرائش
تیرا نوا یا ہے لیکے جو گو ہر سہرا
سر پہ طرہ ہو مزین تو گلے مین بدّھی
لکھ لے شہ کو جو تو منھ سے اٹھا کر سہرا
دُرِ خوش آب مضامین سے بنا کر لایا
دیکھو اسطرح سے کہتے ہین سخنور سہرا

بیختہائے زرین ہزار در ہزار نازنینان مہ جبین کے گانے کی پکار اسکے بعد ایک مست ہاتھی نظر آیا چار دن بھیان بیکنا ہوا اتھارنگین ہلال زرین کلکل کی لاکھ روپے کی تیاری کی گلے مین گھنٹی سونے کی ٹھن ٹھن بجتی ہوئی گردن پر فیل مست کی ایک جوان فیلبان کئی ہزار روپے کی تیاری کا جوڑا زیب جسم گڑی پر الماس کا پھول آراستہ کچبا ک سونے کی ہاتھ مین تخت طاؤسی پُر فیل مست پر کسا ہوا اُسپر حسین و کمسن مراد ون کے دن

چہرۂ مثل آفتاب عالمتاب صورت مین لاجواب سہرا از زرتار اُسپر بھاری سہرے کی بہار زربفت کا رومال ہاتھ مین نوشاہ مُنھ پر رکھے ہوے پشت پر نوشاہ کی ایک جوان سپاہی وضع با فر و شوکت جوڑا زربفت کا پہنے ہوے دریاے سلاح مین غوطہ مارے تیغۂ آبدار کمر مین جوڑی خنجر نایاب کی لگی ہوئی قرولی زیب کمر سُنہرا فیتہ شان لکھستان دکھاتا ہو خود زرین صیقل مصیقل مثل آفتاب عالمتاب تابان و دُرخشان سر پر ایک رومال ہاتھ مین مگس پرانی نوشاہ کی کرتا ہو پُشت پر لکھو در لکھو فوج دریا موج جوڑے سبکے رنگین جوانان خوش آئین پھریرے علم ہاے زرنگاری کے کھلے ہوے اُنپر تعریف پوسنے دوسو خداوندون کی کجلا جلی مرقوم برات کے آمد کی دھوم نوشاہ پر زر و جواہر لُٹتا ہوا ہزارہا شہدے روپیہ لوٹ رہے ہین آواز دیتے جاتے ہین ارے چھپک ارے چھپک مُٹھار وپیون کا برابر چل رہا ہو لُٹیرے لوٹ رہے ہین شہدون کی کمرون مین ہنڈیان روپیون کی چڑھی ہوئی ہین ہزارہا ساقی گلرخ دُر در گوش مرصع پوش اس رہ روی مین جام و سبو گردش مین ہاتھ مین دست کر نیکی کوشش ہر خوشی خوشی آپس مین چہلین کرتے جاتے ہین ٹھٹھے لگاتے ہین خوش فعلیان کر رہے ہین شراب پلاتے جاتے ہین نشہ مین شراب کے مستانہ وار جھوم جھوم کر یہ اشعار کیفیت تمام گاتے ہین اشعار

دکھا ہر ساقی گلرنگ چہرا
ہی بنت العنب سا غونہا ہو
قمر کا جام سے ہو رنگ پھیکا
کلس شادی کا بجا ٹھا سُعرا ہو
عنادل چومتے ہین گل کا چہرا
سر طاوس کی کلغی بنے مور
بکار آمد گلون کی پنکھڑی ہو
صبا غنچے کا کنگن کھولتی ہو
ہر اک سرو سہی ہو شمع تابان
کنول ہین روشنی کے جو کنول ہین
بعینہ عطر کی شیشی کلی ہو
ہر اک طاوس ہو پشواز پہنے

لگا لا کشتی صبا مین سہرا
بہم سامان شادی ہون ہر طور
جبین پر عکس مینا کا ہو ٹیکا
مبارکباد کا ہر جا پہ غل ہو
ہزار زلف سنبل کا سہرا
نظر مین مور چھل مورون کے پر ہین
دل بلبل کو پھولون کی چھڑی ہو
خیابان محفل عشرت بنی ہو
ہر اک شمشاد ہو سرو چراغان
ہین بزم آرا جوانان گلستان
گل سوسن ہین چکنی ڈلی ہو
ترانے طوطی و بلبل ہین گاتے

خوشی کا میکدے مین سامنا ہو
سر ساغر پہ دست رند ہو مور
ہو ساز عیش سے ہر شے مشابہ
دولھن ہو بوے گل نوشا گل ہو
گل صد برگ مین شعلے کے ہین طور
سنین ہین بال و پر بلبل حضور ہین
دُر امید شبنم رولتی ہو
ہر خیمہ ابر سبزہ چاندنی ہو
سو البوتر کی باندی کے محل ہین
ہر اک برگ شجر ہو بیڑہ پان
جلو رین ہین لباس ناز پہنے
مجیرے ہین گل نسرین بجاتے

بنا سارنگیا ہر ایک زنبور
ہر اک فوارہ پچکاری لیئے ہو
گلال انگور کے منھ پر لگا ہو
سراسر رنگ مین ڈوبی ہوئی ہو
غرض کیا ذکر لطف بوستان ہو

بجاتے ہین خوش الحان لال طنبور
نظیر قمقمہ گل بن رہے ہین
رخ گل پر عبیر زر لگا ہو
گلے ملتی ہو شبنم جزو کل سے
کہا تک طول گیسوئے بیان ہو

ہر اک گل بادۂ شبنم پیے ہو
شرابی کبک و بلبل بن رہے ہین
ہر اک شے مین نئی خوبی ہوئی ہو
صبا سے گل نسیم صبح گل سے
قمر ساقی بجے ہین دل لبھاتے
کبھی ٹھمری کبھی غزلین ہین گاتے

غزل موافق مضمون

مختصر ہو نہین ای یار جو قابو ہوتا
جب بھی ای یار ترا سایۂ گیسو ہوتا
خوب ہی پھر تو گھٹا مین دل شمن سے
طول شب سلسلۂ دامن گیسو ہوتا
واہ کیا خوب گذرتی نفس چند ای دل
ذرہ افشان کا جو ہم صحبت گیسو ہوتا
جب سمجھتے تجھے ہم صاحب تاثیر ای دل
سامنے آنکھوں کے آئینۂ زانو ہوتا
کچھ نہ کچھ صورت امید نظر آجاتی
نم مری طرح سے ہر سر ولب جو ہوتا
یہ ستم کاہے کو سہتے بت ظالم کے کبھی

خال بنکر مین ترا نقطۂ ابرو ہوتا
کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسار و بر
ایک ساعت مرے پہلو مین نہ گر تو ہوتا
خوب پہلو مین سلاتا تجھے تکیے کے عوض
ہم بغل تجھسے جو وہ یار پری رو ہوتا
ڈھنگ آتا جو اسے روز ملاقات کا
زیب آغوش جو وہ دلبر مہ رو ہوتا
پھر تو دیتے آب ہزارون کے گلے کٹوا
دھیان قاتل کا مری طرح جو گیسو ہوتا
بعد مُردن بھی دکھاتی مری وحشت تاثیر
ہمکو اپنے دل مضطر پہ جو قابو ہوتا

تیرہ بختی مجھے گر اپنی پہچان کرتی
کاش ای آفت جان مین ترا آنسو ہوتا
اور چندے نظر آتا نہ اگر روئے سحر
گر مرے پاس جگایا ہوا جادو ہوتا
نکتۂ مار سیہ کا مجھے رہتا دھوکا
میرا نالہ بھی مزاج بت بدخو ہوتا
دل شاد کا کسی بیرحم سے در رنہ ہر دم
ہم شمشیر جو ہمصورت ابرو ہوتا
سچ تو یہ ہو نہ پڑا بار محبت و رنہ
خاک ہوکر کبھی مین گرد رم آہو ہوتا
جا بجا شوخی خاطر نظر آتی ہے نسیم
کون سے شعر مین تیرے نہین پہلو ہوتا

وہ ہنگامہ برات کا ہو کہ ملکہ صنعت سحر ساز دیکھکر متحیر ہوئی ہزارون چھکڑون پر پکوان و مٹھائی لدی ہوئی ایک جانب چھکڑے چلے آتے ہین ہاتھی دولھا کا حصار کی جانب بڑھا ملازمان صنعت سحر ساز نے غل مچایا خبردار برات کو روک لو اب آگے نہ بڑھو جو آگے بڑھیگا بیہوش ہو کر گر پڑیگا یہ پکار کر کہا ہزارہا ساحر ہزار ہا دلاور دولھا کے ساتھ واسطے اسباب سحر ہاتھ مین لیئے ہوے قریب حصار آکر پکارے ارے یکسنے حصار کیا ہو کیا یہ سرزمین طلسم ہوش ربا کی نہین ہو اگر یہ سرحد ہوش ربا نہین ہو ہم اور جانب بڑھک کر نکل آئے تو ابھی طبقے زمین کے آسمان پر اڑادینگے

حصار کرنیوالے کو خاک مین ملا دینگے نگہبانان صنعت نے جو دیکھا کئی ہزار ساحران غدار صورتمین خونخوار بلاے روزگار
مرنے پر تیار آمادۂ حرب و پیکار جھوم جھوم کر بڑھے آتے ہین کئی سو برہمن پنڈت پوتھیان ہاتھ مین اشلوک پڑھتے
ہوے ساعت بچار رہے ہین وہ بھی پکار رہے ہین لگن تنگ ہو جس سے لڑوگے غالب آوگے نگہبانان
صنعت نے جو یہ قیامت دیکھی پکار کر سرداروں سے کہا آپ لوگ اسقدر نہ گھبرائین یہی سرحد ہوش ربا ہی
ملکہ صنعت سحر ساز نے حصار سحر بنایا ہو یہ سنکر وہ سردار پٹے سر پر دولہا کے جو جوان گھس پر آئی کر ہاتھ اُس سے
عرض کی کہا ہے سر فرودش جادو ملکہ صنعت سحر ساز نے حصار بنایا ہو کیا حکم ہوتا ہو ابھی اگر آپکا ارشاد ہو
جان لڑا دین اس حصار سحر کو مٹا دین اُس جوان نے منع کیا ملازمان صنعت کو قریب ہاتھی کے بلایا کہا جاکر
ملکہ صنعت سحر ساز سے کہو ہمارے بھتیجے شاہنشاہ تاجدار ممالک اقلیم مغرب کے صاحبزادے کی
شادی ہو برات لیئے جاتے ہین وہ سامنے جو چیل ہو وہان پوجا پاٹ کرینگے چند ساعت کے واسطے
حصار سحر ہٹا لیجے دولہا آپکو نذر دیگا ہم سمجھے تھے شاید کسی غیر کا مقام ہو جاؤ سمجھا کر ملکہ صنعت سے
کہو اور یہ بھی کہنا کہ برادری مین آپ بدنام ہو یمین اس جلسہ مین شریک نہو سکین چودھری صاحب
آپکا حقہ پانی بند کر دینگے کچی پکی دونون ٹوٹ جائیگی جلد حصار ہٹائیے ہماری ساعت مین فرق نہ آنے پائے
ورنہ آپ سے پھر کچھ نکہین گے فوج کو پامال کرکے نکل جائینگے صبح ہوتے ہوتے شاہنشاہ جمادی
تشریف لائینگے بیس لاکھ برادری والے اُنکے ساتھ ہین ہم سب پوجا پاٹ کرینگے اسواسطے آگے
بڑھ آئے اگر ایک دن بھی برات رک جائیگی سارا خرچہ دینا ہوگا سوائے رنج و ملال کے پھر اور
کیا ہوگا ہم آگاہ کیے دیتے ہین ہمارے شاہنشاہ تاجدار ممالک اقلیم مغربی اور تمہاری
ملکہ صنعت سے مفت بگڑ جائیگی آفت آجائیگی ملازمان ملکہ صنعت دوڑے ہوے گئے تمام کیفیت
ملکہ صنعت سحر ساز سے بیان کی صنعت سحر ساز نے کہا صاحبو حقیقت مین بڑا غضب ہوا قصہ
آیا تھا لڑائی مین مجھکو اصلا خیال نرہا برادری مین بیشک میری تلاش ہوئی ہوگی لیکن میری جانب
سے ہاتھ جوڑکر عرض کرو کہ ہمین آپ کے فرمانےمین عذر نہین ہے برادری سے کوئی سرکشی نہین کرتا ہی
نہ یہ کہ ہمارا اور اُنکا تو ایک واسطہ ہو مگر اس حصار مین گنہگاران شاہنشاہ ہوش ربا قید مین
آپ اتنی تکلیف کیجیے پانچ کوس چڑھکے نکلجائیے شاہنشاہ افراسیاب جادو کا حکم ہو یہ جواب
ملازمان ملکہ صنعت سحر ساز نے کہا وہ جوان صاحب شوکت و شان یعنے سر فرودش جادو بگڑ گیا

غصے سے سرخ ہو گیا قبضے پر ہاتھ رکھا بڑا سا گولہ جھولی سے نکالا ملازمان صنعت سحر ساز نے جب یہ انداز
دیکھا کہ بہت بڑا گولہ آہن کا علیکئی من کا اُسپر خون کے چھینٹے دیے ہوے ہاتھ پر رکھا چرخ دیا یا سامری
و جمشید کہکر نعرہ کیا باشید ای ملازمان صنعت ہوشیار ہو جاؤ تم سرفروش جادو فرزند دلبند شاہنشاہ
جان نثار جادو سپہ سالار لشکر ظفر اثر شاہنشاہ تاجدار جادو یاد رکھو کہ یہ گولہ موت کا چلتا ہے پھر اصلا
کوئی شاہنشاہ سے شکایت نہ کرے ہم آگاہ کر چکے ہماری ساعت مین فرق آتا ہے زیر تحمل ہو جاباٹ
کرینگے صبح ہوتے ہوتے برات دولھن کے مکان پر ہونچیگی اگر دن نکل آیا برات پلٹا لیجائینگے
ہمارے شاہنشاہ تاجدار آکے خون کی ندیان بہا دینگے یہ گولہ خاص خداوند سامری و جمشید کا
بنایا ہوا ہے کچھ بہت بڑا سحر نہین ہے صرف گیارہ لاکھ آدمی مریگا سر ٹکرا کے جان دیگا یہ بھی اب جاکر
ملکہ صنعت سحر ساز سے کہدو کہ دیکھیے برادری مین بگاڑ ہوتا ہے ہم خطا سے بری ہین آپ کو اب
اپنی وزارت پر غرور ہے پھر ہمارا کیا قصور ہے برادری کو چھوڑیے وزارت کی پابند رہیے مگر آپ اتنا تو
بندگان سامری پر رحم کیجیے ورنہ روبرو خداوند سامری و جمشید کے یہ روبکاری ہوگی پوچھا جائیگا
ہمارے بندون کو کیون مارا ہم صاف کہدینگے بی ملکہ صنعت سحر ساز نے آپکے بندون کو قتل کرایا
ہمارا کوئی قصور نہ تھا برات کو روکا ما بدولت کو ٹوکا یہ کہکر گولہ اُچھالا یہ قیامت جو ملازمان صنعت
نے دیکھی فریاد کرنے لگے کہا میان سرفروش جادو واسطہ سامری و جمشید کا ذرا اور ٹھہر جاؤ
ہم غریبون کے حال زار پر رحم کھاؤ ایک مرتبہ ہم سب اور جاکر ملکہ صنعت کو سمجھالین پھر آپکو اختیار ہے
اُس جوان نے مسکرا کر کہا دل تو نہین مانتا مگر خیر تم جاؤ جلد جواب لاؤ کہدینا کہ اے صنعت آنا غرور نہ کر
بہت جلد تجھسے انتقام ہوگا دیکھنا تو سہی کہ اس فساد کا کیا انجام ہوگا ملازمان صنعت روتے پیٹتے دوڑ کر
ملکہ صنعت کے آگے گھبراہٹ مین منہ کے بل زمین پر گر پڑے کہا اے ملکہ واسطہ سامری و جمشید کا
ہم سبکی جانین بچاؤ سرفروش جادو بگڑ گیا اتنا بڑا گولہ نکالا کہ ہمنے کبھی نہین دیکھا اگر اُسکا گولہ چلیگا کہتا ہے
کہ گیارہ لاکھ آدمی مریگا پانچ لاکھ جادوگر ساتھ ہین سب لڑنے مرنے پر تیار ہین سرفروش جادو بھی
ساحر بے نظیر خوش تقریر ہے گولہ اُٹھا کر سحر کے وہ الفاظ پڑھے کبھی ہمارے دادا نے بھی نہ سُنے تھے
ہمارے تو قلب کانپ گئے اتنا جو ہمنے کہا کہ پانچ کوس برات چڑھکے لیجائیے سرفروش جادو بگڑ گیا
کہتا ہے صبح ہونے برات ہماری دولھن کے مکان پر پہونچا چاہیے ہزارون قلعہ آتشبازی ساتھ ہین سیکڑون

چھکڑوں پر لکھوان لدا ہے حضور برابر روپیہ لٹ رہا ہے سنا ہے چار کروڑ روپیہ کی شادی ہوئی و الا بھی بڑا ایسٹھ ہے برات
سات روز تک وہاں رہیگی آپ اتنی بڑی برات کا بار اٹھائیگا سرداروں نے بھی ملکہ صنعت کو سمجھایا
بندگان سامری پر رحم کیجیے آپسمین نزاع واسطے حضور نے سرفروش جادو کو بہت سمجھایا کہ گولشکر
صنعت پر نہ جھکیے تب اُس نے ہاتھ روکا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ دولہا ملکہ صنعت کو نذر دیگا ورنہ ہمارے
شاہنشاہ تاجدار جادو شکایت کرینگے ملکہ صنعت سحر ساز کو یہ باتین سنکر اک سناٹا آگیا ظلمات جادو
وغیرہ سے کہا کہو کیا جواب کیا صلاح ہے سب نے کہا حضور ہمارے نزدیک اسی مین فلاح کہ آپ یوہین قصر
مین بیٹھی رہیے راہ راہ برات نکل جانے دیجیے وہ رواروی کرکے چلے جائین اسقدر ٹھہرنے بنائین انکو تو خود جلدی ہے
ایک ایک منٹ گذرنا انکو شاق ہے وہاں دولھن کے مکان پر جاؤ ہوگا صبح کو شاہنشاہ تاجدار جادو بھی
برادری والون کو ساتھ لیکر اسی راستہ سے جائینگے آخر ملکہ صنعت کو کچھ نہ بن پڑا کہا اے ظلمات تم جاؤ اور
چند ساعت کیواسطے حصار سحر برطرف کردو مین قصر سے دیکھ رہی ہون قصور اپنا شاہنشاہ تاجدار سے
معاف کرالونگی یہین سے بیٹھے بیٹھے دولھا کی نذر لونگی جب برات نکلجائے فوراً حصار سحر آراستہ کردینا
ظلمات وگیسو کشا وزیرزادیان مع چند مصاحبون کے چلین یہان دولھا کا ہاتھی قریب حصار جھوم رہا ہے
بڑے بڑے ساحر ترنج و نارنج ہاتھ مین لیے ہوئے کہ رہے ہین کیون میان سرفروش جادو حصار سحر
توڑین آگے بڑھین طبقے زمین کے اُلٹ دین آگ برسائین آپ کے دشمنون کو جلائین سرفروش جادو
کہ رہے ہین ہم مورت سے منھ نہ موڑینگے رشتہ یگانگت کو نہ توڑینگے ذرا اور ٹھہر جاؤ جواب باصواب
آلینے دو یکایک سامنے سے ظلمات جادو و ملکہ گیسو کشا پہونچین یہ سامان یہ آمدگی ساتھ والون کا غصہ
فوج والون کی تیاری بندقون کی بیقراری پکار رہے ہین ہمارے کار مین فرق آتا ہے ساعت گذری جاتی ہے
سنو کہ دولہا دولھن کا نہ ملیگا ملکہ ظلمات وگیسو کشا کے ہوش اڑ گئے اور یہان ملکہ صنعت سحر ساز نے
بھی حکم دیا فوج تیار ہو دونون جانب فوج کی صفین باندھو بیچ مین سے برات گذرے بارہ لاکھ ساحرون کا
لشکر ملکہ صنعت سحر ساز نے تیار کرایا دو رستہ جم کر کھڑا ہوا ظلمات وگیسو کشا نے حصار سحر کو دفع کیا پکار
کے آواز دی بحکم سامری برات آگے بڑھے بیچ مین سے ہماری فوج کے برات خرامان نکلجائے
میان سرفروش جادو نے آواز دی اول توزک جلو پہونچا واجب و لازم ہے وہان پر جاکے پوجا پاٹھ ہو
پنڈت و برہمن آگے بڑھین یہ کہنا تھا کہ برہمنون کے غول کے غول آگے بڑھے اور راج کے اہلے

ہاتھ میں چھتری دھوتیاں کُھلی ہوئی اب فوج خرامان خرامان دولھا کا ہاتھی جھومتا ہوا سونڈ ہلاتا ہوا بڑھا دورا ستہ زرجین ملکہ صنعت سحر ساز کی تجین سے برات جاتی ہے نوبت و نقارے بجتے ہوے ہزارہا ہزار رے روشن بخشانے لکھو در لکھ فلیتے جو جلگئے انکو بخشانے والون نے بیکار جانکر پھینکدیا صاف ثابت ہے کہ آسمان پر تارے جھل ملا رہے ہین ملکہ صنعت سحر ساز جس قصر مین جلوہ فرما ہے دریچہ اسطور سے سر راہ واقع ہوا ہے کہ جب ہاتھی دولھا کا زیر قصر پہونچیگا دولھا کھڑا ہو کر نذر دے سکتا ہے ہاتھ دولھا کا صنعت تک پہونچ جائیگا گر سیان سرفروش جادو جو دولھا کی نگس برائی کر رہے ہین نہایت بہادر وجری جوان قدر دار شجاعت و لیاقت چہرے سے آشکار پکار کر آوازدی اپنے اپنے کام پر سب ہوشیار ہو جائین اتنا جو سرفروش جادو نے کہا ہزار ہا آتشباز کمرین باندھے آستینین چڑھاے ہوے جھکڑ دن پر قلعہ لدے ہوے تھے آتشباز بہل شعلۂ جوالہ جھپٹے ہزار ہا پارچہ سندہی بلیاگرین نچیان اسمین بندھی ہالیان لشکر صنعت حیران ہین ملکہ غلغلہ کر رہے ہین کہ یار وہان قلعہ نہ داغنا گھوڑے لشکر کے چراغ پا ہو جائینگے مگر کون کسکی بات سنتا ہے اندر حصار سحر کے آگئے ہر گوشے پر دو دو قلعہ آتشبازون نے چڑھا دیے لاؤ لاؤ کی صدا بلند ہے فرفرد ٹھیان ہو بجا رہے ہین آتشباز باندھتے جاتے ہین لاکھو لاکھو ملازمان صنعت نے پکار آآتشباز ان شعلہ مزاج کسکو جواب دیتے ہین چھچھوندر کی طرح دوڑتے پھرتے ہین اب ہاتھی دولھا کا قریب قصر ملکہ صنعت سحر ساز ہو بجا طائفون نے بھی اسی مقام پر ہجوم کیا ساز بج رہے ہین تانین اڑ رہی ہین ایک گائن کہ نہایت خوش آواز بصد ناز و انداز یہ اشعار بیقرار ہو کر گا رہی ہے دل محفل کو لبھا رہی ہے کرشمہ معشوقانہ دکھا رہی ہے اشعار

ہوش و خرد گئے نگہ سحر فن کے ساتھ
سیدھی جو بات بھی ہے تو اک بانکپن کے ساتھ
یاد آگیا ترا قد رعنا جو باغ میں
جنگل میں پھر رہا تھا قلاچین ہرن کے
افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف
سر مارتے یہ آہ سپہر کہن کے ساتھ
گندم ہے سینہ چاک فراق بہشت مین
پشک زنی کرے ہے سُہیل یمن کے ساتھ

اب ہے جو اپنی بات سو دیوانپن کے ساتھ
روز آفتین نئی ہین دل پرمحن کے ساتھ
کیا کیا لپیٹ کے رکھے ہین سر رگ تن کے ساتھ
ناخن نہ دے خدا تجھے اے گریۂ جنون
لپٹا پڑا ہے مُردہ سا گر یا کفن کے ساتھ
دوزخ میں بھی پڑیگی تو ہیگی ان کی شرشت
آدم کو کیا انوکی محبت وطن کے ساتھ
وحشت گئی نہ بعد فنا بھی مرا غبار

ہے انکی سادگی بھی تو کس بانکپن کے ساتھ
جب دیکھو زخم تازہ ہے زخم کہن کے ساتھ
وحشی کو جسنے دیکھا جو اسکی نگاہ سے
اکر و سے اڑا دے جسم کے تو پیرہن کے ساتھ
پایا ذرا اثر نہ کمین رات بھر سے
آتش میں پیچ و خم ہین کس رسن کے ساتھ
اللہ رے تاب حسن کہ اسکا در طلاق
پایئن کرے ہے سقف سپہر کہن کے ساتھ

تیرے بلاکش از درِ دوزخ کو کھینچ لین	اک آتشین کمند دل شعلہ زن کے ساتھ	ممکن نہین ہر ذوق علایق سے چھوٹنا
ہیبتناک کہ روح کو ہو تعلق بدن کے ساتھ

اسوقت وہان پر ایک عجب طرحکا ہنگامہ برپا ہو گا نیکی آوازین تا بہ فلک جا رہی ہین قدسیون کے دل کو تڑپا رہی ہین ملکہ صنعت سحر ساز بصد عشوہ و ناز تاج مرصع سر پہ رکھے ہوے آمی طرف ٹکٹکی لگاے دیکھ رہی ہو میان سرفروش صاحب تختیان الماس کی برلے نذر کمر سے نکال رہے ہین ایک سفید رومال بھی کمر سے نکالا ہو ملکہ صنعت اُن تختیون کو دیکھ رہی ہو ملکہ دولھا نے سرہلایا کچھ چپکے سے کان مین سرفروش سے کہا سرفروش نے ہنسکر جواب دیا بیٹا دولھا صاحب مجھے خوب یاد ہو یہ تختیان براے نذر شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا تمھارے والد ماجد نے مرحمت فرمائی تھین مگر میان تم یہ بھی جانتے ہو کہ ملکہ صنعت سحر ساز ساحرون مین ممتاز قوت بازوے شاہنشاہ افراسیاب جادو ہین علم نیرنج و شعبدہ بازی مین منتخب ولاجواب ہین انکا مرتبہ کوئی ہمسے پوچھے انکا بچپن ہمنے دیکھا جواہرات کے کھلونون سے کھیلتی تھین ہمیشہ سے فیاض و سخی عاقل کامل رتبہ شناس نیک اساس خوش خلق و رحمدل ہین بس انمین اور بادشاہ مین اتنا فرق کافی ہو کہ انکو ایک سو دینا ایک سو ایک تختی الماس کی شاہنشاہ افراسیاب جادو کو دینا انکو سو تختیان دو میرے نزدیک اتنا فرق بہت ہو میان دولھا صاحب دیکھو وہ سامنے قید خانہ ہو سب سرکشون کو پکڑ لیا ہو انسانون کو حیوان بنا دیا ہو انصاف تو یہ ہو کہ آبرو اب انہون ہی نے ہوش ربائی رکھلی ورنہ یہ شادی کا ہیکو ہوتی خانہ بربادی تھی ہم لوگ سب بھاگے بھاگے پھرتے مسلمان ہم لوگون کو چُن چُن کے قتل کرتے دین سامری و جمشید مٹجاتا مذہب خداے نادیدہ پھیلتا انہون نے ہم سبکو بچا لیا کہانتک انکا شکریہ ادا کرین افراسیاب تو ناقدر ہو ملکہ صنعت آسمان سحر و ساحری کی بدر ہو اسکی صورت قابل زیارت ہو کیسی صاحب شان و شوکت ہو تو تختیان رومال پر رکھو بڑے ادب سے نذر دو سامری و جمشید نے بڑا افضل شریک حال کیا تمھاری شادی بھی مبارک ہوئی اسطرح جو باتین سرفروش جادو نے دولھا سے کین صنعت نے گوش دل سے سنین خوشی سے پھول گئی سارا آغاز و انجام اپنا بھول گئی مصاحبون سے کہا سرفروش جادو ہمارا رتبہ شناس ہو کیون نہو وہ خود بھی فلک اساس ہو ہمکو بچپن سے جانتا ہو بخوبی پہچانتا ہو یہ خود بھی رئیس ہو بڑا ساحر نفیس ہو دیکھو تو گفتگو کیسی سلیس ہو دبدبہ و شوکت سطوت و صولت چہرے سے آشکار جلالت شعار صاحب اقتدار ہو اسکی لیاقت و ریاست کا کسکو انکار ہو مصاحبون نے عرض کی حضو

سارے ہوش رُبا مین ہُوا ہی کہ آپ نے اہالیان طلسم ہوش ربا کی جان بچائی مسلمانون کو بڑے زور و شور سے
شکست دی بیساختہ دریچہ سے سر نکالدیا کہا میان سرفروش صاحب اچھے تو رہے یہ شاہنشاہ تاجدار
کا فرزند ارجمند ہی ہمین تمھاری بھی لیاقت بہت پسند ہی سرفروش جادو نے کہا حضور آپ نے ہمکو نہ پہچانا
آپکا نام سنکر ہم بھی خوش ہوئے ورنہ اتنی دیر اگر کوئی ہماری برات کو روکتا اسطرحسے بڑھکر ہمکو ٹوکتا ایک
گولے مین زمین ہلا دیتے لیکن آپ کے تو تابعدار ہین سرفروش وخدمتگذار ہین لڑکا ابھی مین جانتا کیا تھا
انکو اشرفیان نذر دو مین نے سمجھایا آپ افراسیاب کے تاج سر ہین رتبہ مین سب سے بہتر ہین یہ باتین
کر رہے ہین اور ہاتھی بڑھتا چلا آتا ہی فیلبان کو اشارہ کیا ہاتھی کو اڑا کر دیوار سے ملا دو دُولہا سے کہا اب
صاحبزادے اُٹھو کھڑے ہو کر نذر دو انکے سامنے سب سرنگون ہوتے ہین یہ سنکر ملکہ صنعت سے آنکھ لڑائی
صنعت دل مین کہنے لگی کیا جوان عالی شان ہی کیا آن بان ہی چہرہ پُر نور رشک آفتاب ابرو ہلال ہی ادا
مین کمال ہی بڑا خوش جمال ہی اگر اس سے صحبت ہو بڑا لطف حاصل ہو سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری
ناک بڑی اتنے مین سرفروش نے کہا حضور بعد اس شادی کے گھڑی دو گھڑی کو حاضر ہونگے صنعت
نے کہا میان سرفروش جادو ہاتھی سے اُتر آؤ برات کو آگے بڑھنے دو صبح کے وقت چلے جانا نزدیک
ہو جانا تھکے ماندے ہو دو گھڑی یہین آرام لے لو سرفروش جادو نے مسکرا کر جواب دیا اسوقت
تو نہ اُترینگے رات کم باقی ہی ہان اُدھر سے پلٹکر ضرور آپ کے پاس آئینگے ابتو نذر لیجیے دُولہا اُٹھا سو
تھیلیان الماس کی ہاتھ پر رکھین یہ تو ظاہر ہی کہ دولہا عطر مین ڈوبا ہی خوشبو آئی دماغ جان معطر ہوگیا دولہا
جھکا صنعت نے ہاتھ بڑھایا سرفروش جادو نے آواز دی ہان یارو آتشبازی دغے خبردار
دغانہ کرنا بارہ لاکھ ساحرون کے بیچ مین ہو سب تماشا آتشبازی کا دکھین گھنگر چلے پھلجڑی چھوٹے چھچھوندر دغے
غبارے اڑا دو قلعون مین آگ لگا دو انار چھوڑو ماہتابین روشن کرو اسی وقت آتشبازی چھوٹنے لگی
ہزارون ہوائیان چھوٹین غبارے اُڑے ہوا ہوے قلعون مین آگ لگی گولے چلے زمین ہلی
گویا شب برات آئی عجب ہنگامہ بلند ہوا تمام عالم دھوان دھار ہوگیا رباعی بقول شاعر

آمد شب برات تماشا عجب نہ بست | حلوائے تر مرغن گرز و ق سے تو بہ شب | جھلکین دکھو دین ادھر کے مانند مجوت
جب چھٹنے لگی پھچھوندر چرخ زمین پہ بیٹھ | ادھر تو چار سو قلعہ ایک مرتبہ داغ دیا گیا دنانا تشنا ناد صوفین سنے سارے

شکر کر گھیرا ابر دھوان دھار چھا گیا ادھر صنعت تیرہ بخت واسطے نذر لینے کے جھکی دُولہا یعنی خواجہ عمرو

بن امیہ نامدار فلک وقار عیار طرار خنجر گذار نے نذر دینے مین سہرے کو جنبش دی پھولون پر عطر بیہوشی
ملا تھا دماغ مین صنعت کے بو پہونچی ارے کہکر نتھنون پہ ہاتھ رکھکے طرائی سرفروش جادو بکرمیان
قران آئے تھے پہونچکر کے چوٹی پر ہاتھ ڈالا بغدہ گران کمر سے نکالا نعرہ کرکے مارا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری | جہان سرہنگ در خنجر گذاری
ہم بہتر قران شیر شہانم | بمیدان اژدر آتش فشانم

ادھر بھر تو وہ ملا صاحب نے بھی جلدی سے بہاری سہرے کو
اسی دم برج خسوف سے بیباک اُچک کے تاج صنعت لیا نعرہ کیا نعرہ

عمرو ہون مین عیار صاحبقران | مرے کر سے کانپتا ہے جہان | تراشندہ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون | مرا تیز رفتار گر ہو قدم | صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو | بنائے مری گرد پاپوش کو | دوندہ جہان گرد و طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون

اے ساحران غدار عیاری خواجہ عمرو عیار نامدار کی دیکھی ادھر
بہتر قران کا بغدہ پڑا صنعت کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے ادھر آتشبازی دغی بارود مین بیہوشی ملی
ہوئی تھی دود بیہوشی بلند ہوا ساحران صنعت دھم دھم قدم قدم پر گرنے لگے ہمراہیان عمرو تو نخجی آگاہ
ہین اپنے دماغ مین روئی دے لی ہے صنعت کے مرتے ہی ابر آتش فشانی چھا گیا صداہاے مہیب آنے لگین
زمین تھرائی آندھی سیاہ چھائی سنگ باری ہونے لگی بیرون نے غل مچایا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی
کشتی مرا نام من ملکہ صنعت سحر ساز جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نہ رسیدیم
جس قیدخانہ مین سرداران اسلام طائر بنے ہوئے قید تھے اُن سب پر سے سحر اُترا تڑپ تڑپ کے
گرے بصورت انسان ہو گئے بہتر برق فرنگی تڑپ کر بھاگا بہتر چالاک بن عمرو بن امیہ نامدار
فوراً قصر کو دوڑا قصور نہ کیا جانسوز و ضرغام شیردل نعرے کرکے چلے ملکہ بہار و ملکہ مخمور رو
باغبان قدرت اندھیرے مین گھبرائے ہوئے بیرون قیدخانہ آئے صدائین مہیب آرہی ہین زمین کو زلزلہ
ہے شعلے بھڑک رہے ہین ایک طرف سے صدا آتی ہے ہم نجم درخشان برج عیاری طرار فرار خواجہ عمرو
بن امیہ نامدار ایک سمت سے صدا بلند ہے ہم صاحب لیاقت و شوکت یعنی معمار قدرت ایک طرف سے
آواز نعرہ ملکہ اسرار جادو و ملکہ زیور محمل نشین ولاہوت جلالت قرین ان سرداروں نے بھی نعرے
کیے ساحران ملکہ صنعت سحر ساز دو چار لاکھ گر کر بیہوش ہوئے اونکو معمار قدرت وغیرہ نے مارا ایک

ملکہ کا اگرچہ بیہوش نہوے تھے اُنکو جو معلوم ہوا کہ ملکہ صنعت سحر ساز قتل ہو گئین گرے ترنج و نارنج لیکر برست
لشکر اسلام سے لڑنے لگے مگر گھبرائے ہوئے ہین کہ شادی مین کیسی بربادی ہوئی یارو یہ معرکہ کیا ہوا کیونکر
ہماری ملکہ کو مارا غضب ہو گیا ساربان زادہ کیونکر ہو چکا سرداران عمرو کیونکر آ گئے افسوس ہو کہ ہمنے بڑا دھوکا کھایا
حصار سحر کے اندر کیون آنے دیا مگر اب کیا ہو سکتا ہو سر پر ہاتھ دھر کے رونا پڑا ہماری غفلت نے ملکہ عالم
کو ہاتھ سے دریائے فنا مین ڈبویا بقول کسے مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد اب عمر بھر رونیگے
ملکہ عالم کے غم مین جان کھو نینگے افسوس کسی نے خبر بھی نہ کی یہ کہتے ہین گر پڑتے جاتے ہین سرداران اسلام پر
بلوہ ہر سردار جو قید سے چھوٹے ہوئے ہین وہ بھی گھبرائے ہوئے ہین لیکن جو اسیران لشکر اسلام یعنے
چرند و پرند مجنون و دد رسند ایک دَرّہ کوہ مین پڑے سو رہے تھے یکایک گیرودار کی صدائین سنین آنکھین
ملتے ہوئے اُٹھے دوڑ کر قریب لشکر صنعت آئے دیکھا آگ برس رہی ہے صدا خواجہ عمرو کے نعرے کی
آتی ہے ملکہ بہار و باغبان قدرت وغیرہ کے بھی سحر کی تاثیر ظاہر ہو چکا کسی سے دریافت کرین مگر
کس سے پوچھین ہر خورد و کلان از پیر تا جوان بلا مین مبتلا کوئی بھاگا جاتا ہے کوئی قتل ہوتا ہے کوئی چیخ رہا ہو ہائے
ملکہ صنعت قتل ہو گئین اسے یارو دُولھا نکلے ساربان زادہ آیا عیاری سے برات لایا دُولھا کے
ہاتھ سے صنعت کی جان پر بنی تو بہار و مخمور و ماران و باغبان وغیرہ بھی رہا ہو گئے اب ذرا چلکر
ملکہ حیرت جادو کو خبر کرو شاہنشاہ افراسیاب جادو سے فریاد کرو آکے مدد کرین اس بلائے
تازہ کو رد کرین عقل سے سردار سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو نے عیاری کی صنعت قتل ہوئی فوراً پلٹے کہ اب
جا کے ملکہ مہرخ سے خبر کرین ادھر تو یہ ہرکارے روانہ ہوئے لیکن ملکہ صرصر شمشیر زن بحکم شاہنشاہ
افراسیاب برائے ملاقات ملکہ صنعت سحر ساز چلی تھی راہ مین ہنگامہ سنا کان مین آواز آئی کشتہ شد ملکہ
صنعت سحر ساز بود گھبرا کر بھاگی لیکن ملکہ مہرخ و مہ جبین بارگاہ مین حیران و پریشان بیٹھی ہین وہ شب
ہولناک لشکر مین سناٹا بازارین بند پڑی ہین سوداگر بھاگے جاتے ہین سرداروں کے قلب تھرّاتے ہین
ملکہ مہ جبین الماس پوش بصد جوش و خروش رو رہی ہین اشک حسرت سے مُنھ دھو رہی ہین برابر
آنکھون سے آنسو جاری حد کی بیقراری گر جو کوئی خواجہ عمرو کو بُرا کہتا ہے ملکہ مہرخ خشمناک ہوتی ہین
جھڑک کر فرماتی ہین صاحبو یہ بیہودہ باتین نہ کرو ع امور مملکت خویش خسروان دانند جو مناسب سمجھا وہ کیا
اچھا ہوا چلے گئے ہمین کوئی فکر نہین اُنکا روح رَوان آرام جان صاحب عزم و شان شاہزادہ اسد نوجوان

تو طلسم ہوش رُبا مین موجود ہو ہم کیونکر کہین وہ چھ مہینے کے بعد تشریف لاوینگے کیا نادان ہین حالِ ہوش رُبا
سے آگاہ نہین ہین لمحہ بھر مین قیامت برپا ہوتی ہو وہ چھ مہینے تک نہ آسکینگے کچھ تو اسمین راز ہو جو اُنھون نے
ایسا فعل کیا دیکھین انجام کیا ہوتا ہو مہ جبین کی رِقت سے نہین رُکتی رُومال پر رُومال تر ہوتا ہو ملکہ بہار رُخ برابر
سمجھا رہی ہین بی بی تم اسقدر کیون روتی ہو کاہیکو اپنی جان کھوتی ہو بہار امرُدہ دیکھیے اب نہ رو ہمارے
سر کی قسم اشکون سے منھ نہ دھو چلو چلکے آرام کرو خداے کارساز پر تکیہ کرو اتنی بدحواس ہوتی ہو بی خدا
تمھارے وارث کو زندہ رکھے وہ اِن کفارانِ پُر دغا بانی جور و جفا کو سزاے معقول دینگے کریم الرحیم وہ بھی
دن لائیگا ہوش ربا آن واحد مین فتح ہوجائیگا دینِ اسلام کا جھنڈا گڑ جائیگا ملّت سامری پرستی باطل ہوجائیگا
گر بیا یاد رکھو کہ تحرک ذرۃ الا باذن اللہ بے اذن پروردگار ذرہ حرکت نہین کرسکتا مصداق کل امر مرہون باوقاتہا
کل کام اپنے وقت پر موقوف ہین جب انشاء اللہ وقت آئیگا غنچہ بستہ دلِ خاطر تمھارا خود بخود کھل جائیگا تمھارے
دشمن پامال ہونگے دوست نہال ہونگے تمھارا یہ حال پُرملال دیکھ کر میرا کلیجہ شق ہوتا ہو ہاتھ پیر پھولے جاتے
ہین دیکھو سردار بھی بیدل ہورہے ہین اپنے کو سنبھالو تاکہ انکے بھی قلب مضطر کو تسکین ہو ورنہ اِس صورت مین
بڑی خرابی ہوگی رہے سہے لشکر کی اور بھی بربادی ہوگی ہمکو دیکھو کہ شمع صفت جلتے ہین صدمۂ غم و الم
سے گھلتے ہین منھ سے اُف تک ہم تو نہین کرتے اپنے معبود سے لَو لگائے بیٹھے ہین وحدہٗ لاشریک
کا دم بھرتے ہین اُسی کے نام پر مرتے ہین ہمین خواجہ عمرو کا کلمہ بہت پسند آیا دل سے بھایا چلتے وقت وہ
جیسے فرما گئے ہم نصیحت کرتے تھے کہ اے ملکہ تم رضاے خدا پر راضی رہنا صبر کرنا اِسقدر مضطر و
بیقرار ہونا یاد رکھو کہ ان اللہ مع الصابرین خداوند کریم صابرون سے راضی رہتا ہو وہ کریم و کارساز ہو
خالق بے نیاز ہو اُسی سے فریاد کرنا وہ رب اکبر تمھاری داد دیگا ہرگز ہرگز مضطر نہونا اے مہ جبین اب
تو بھی طلبیدا کر بدرگاہ خالق اکبر دعا کر انشاء اللہ بہت جلد دعا تیری مستجاب کریگا تیر مقصد ہدف مراد پر پہونچیگا
اسطرح جیسے زورق مراد کہ بحرِ اضطرار مین اگر بادِ مخالف کے تھپیڑے کھارہی ہو تیغ منجدھار مین ڈوبا
چاہتی ہو کنارے جالگے گی پھر کاہیکو یہ بیقراری رہیگی گوہر مراد حاصل ہوگا باعث تسکین دل ہوگا اُسوقت
ملکہ مہ جبین نے فرمایا نانی اماں آپ سچ فرماتی ہین بجز ذات پروردگار اور کسکا سہارا ہو دہی تو مالک
مختار ہمارا ہو دعا بھی کرتے ہین بڑی امید اُسکی ذات سے رکھتے ہین مگر کیا کرون اپنے دل سے
مجبور ہون لاکھ ضبط کرتی ہون دل نہین مانتا آنسو کسی طرح نہین رُکتا دریاے رقت کا جوش کلیجہ پانی

ہے

پانی ہوا جاتا ہے جان پر بن جائے خدا آبرو بچا لے میرے وارث کو خالق اگر مجھسے ملائے دنیاے فانی ناپایدار ہے
آخر زندگی کا کیا اعتبار ہے حباب لب جو تصور کرنا بجا ہو گئے اس سُراب گاہ پر بھروسا کیا ہے مجھکو اسکا افسوس ہے
کہ دو دن بھی اپنے وارث کو دیکھنے نہین پائی کہ فلک شعبدہ باز تفرقہ ڈالدیتا ہے دو دن بھی راحت آرام سے
نہین دیکھ سکتا۔ بیت یہ دو دل کو یکجا بٹھاتا نہین ۔ کسی کا اُسے وصل بھاتا نہین ۔ نہین معلوم
کہ وہ شکار گاہ مین عیش و آرام بسر کرتے ہین یا خدا نخواستہ دام بلاے ساحران پُر دغا مین گرفتار ہین کوئی تحفہ طلسمی بھی پاس
نہین رکھتے خدا انکو سحر ساحران سے بچائے انکے دُشمنون پر آنچ نہ آئے ہم اپنی زندگی کا کیا بھروسا کرین
مثل چراغ سحری جھلملا رہے ہین ہاے یہی کاہش ہے اسی غم سے تلملا رہے ہین صنعت کے بخت کی
کس سے فریاد کرین زندگی سے نا امید بجز اجل کے صید بلبلا رہے ہین دو دن مین صنعت اگر ہم
بدبختون کو قتل کریگی اب زندہ بچنے کی کونسی امید ہے راحت و استراحت کہان آرام جان تو خواجہ عمرو کے ساتھ گیا آپ
مجھکو سمجھاتی ہین مین جواب نہین دے سکتی خواجہ نے بڑا غضب کیا مجھکو تو زندہ در گور کر گئے ہم ایسا بیمروت ہرگز
نہ سمجھتے تھے یکایک یون رشتۂ محبت توڑا ہے ایسے حال پُر ملال مین مثہور ہوا ایسی باتین کین گویا ہے
کبھی کی ملاقات ہی نہ تھی آخر کار انہین باتون مین تڑپ تڑپ کے رات گذری یکایک لشکر مین غل ہوا کنیزین
دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور ابھی ہرکارے دوڑے ہوے آئے ہین خوشی مین مُنہ سے بات نہین نکلتی
مبارک مبارک کہتے ہوے چلے آتے ہین جو کوئی پوچھتا ہے حال تو بتاؤ یہی کہتے ہین مبارک ہو ملکہ مہرُخ گھبرا کر
اُٹھ کھڑی ہوئین سرِ جبین مہ تخت سے اُتر ین بیرون بارگاہ آئین کہا چرند و پرند کو ہزارون آدمی گھیرے
ہوے ہین پوچھ رہے ہین نا دیدہ اسپان لشکر اسلام والی برادران خوش انجام کس بات کی مبارکباد دیتے ہو وہ
یہی کہے جاتے ہین خدا نے بڑا اپنا فضل کیا خوشی کرو فتح مبارک ہو حیات تازہ پائی خوشی کی خبر آئی مہرُخ نے
سبکو ہٹایا چرند و پرند کو اپنے قریب بلایا کہا ارے جلد بیان کرو خبر بتاؤ جب ملکہ مہرُخ نے اسطرح پوچھا
ہرکارون نے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی رباعی

شاہا تجھے باد دولت و بخت فیروز
فرخ ہو صدا جہان مین جشن نوروز
ہووے شرف اندوز ترے طالع سے
ہر سال گل ہین مہر عالم افروز

پروردگار تجھے تا قیام قیامت صحیح و سلامت رکھے جاہ و جلال زیادہ ہو
دوست نہال دشمن پامال غلام واسطے خبر کے گئے تھے یکایک کان مین آوازین آئین گشتی مرا نام ہے ملکہ
صنعت سحر ساز جادو بر باد خواجہ عمرو و شتر قران سکتے کی آوازین آرہی ہین بہار و باغبان کے

نعرے کی آواز سُنکر دل باغ باغ ہوگیا اُس ہنگامہ مین ہم نہ جاسکے آگ برس رہی ہو دریاے سحر جوش مارتا ہو آبرو
بچا کر سوار ہو آخر خبر لیکر حضور کے پاس آئے جلد تشریف لیچلیے راہ مین منے صرصر شمشیر زن کو بھی دیکھا طرف
بارگاہ حیرت جادو کے گئی ہو یہ سُنکر ملکہ مہرخ جادو نے کہا کیون بی بی سُنا تم خواجہ عمرو کو بیوفا کہتی تھین ہم
کہتے تھے کہ اِس بیرونی سے کوئی نہ کوئی مطلب ہو یہ کہکر نفیر سحر بجائی لشکر ظفر اثر تیار ہوا نقارہ سحری چمکا جاتا ہی
ملکہ مہرخ سُرخ چشم بصد شوکت وحشم طرف لشکر نکبت اثر صنعت سحر ساز کے روانہ ہوئین یہان حیرت
خفتہ بخت آرام کر رہی تھی کہ صرصر شمشیر زن بصد رنج و محن آکر پہونچی قدمون پر ہاتھ رکھا ملکہ نے گھبرا کر آنکھ کھولی
پوچھا اے صرصر خیر تو ہو عرض کی واری غضب ہوا مین نے اپنے کانون سے سنا کہ ملکہ صنعت سحر ساز قتل ہوگئین
حیرت نے کہا خاموش رہ صنعت سحر ساز کو کون قتل کر سکتا ہو وہ حصار سحر مین ہو وہان کب کوئی عیار مکار پہونچ سکتا ہی
صنعت کے یہان آج جشن ہو بیرون کی بھی دعوت کی ہوگی غُل مچاتے پھرتے ہونگے اُنکی بات کا کیا اعتبار ہو تم نے
خود جا کر دیکھا صرصر نے کہا مین خود تو اُس مقام پر نہین گئی دُور سے جنگل مین آواز سُنی کشتی مرا نام من صنعت
سحر ساز جادو بود یہ سُنکر ملکہ حیرت جادو گھبرا گئی زانو پر ہاتھ مارا کہا صرصر بڑا غضب ہوا اگر ملکہ صنعت
قتل ہوئی رُکن طلسم ہوش رُبا گر گیا شاہنشاہ کا بازو ٹوٹ گیا مجھکو اس امر مین حیرت ہو کہ کسنے مارا کیونکر قتل کیا
یہ فرما کر آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی دیکھا کہ شہنشاہ انجم سپاہ شکست کھا کر قلعہ مغرب مین پہونچا محصور ہوا بادشاہ فلک
چارم یعنی نیر اعظم بصد جاہ وحشم قصر مشرق سے برآمد ہوا چاہتا ہی ملکہ حیرت جادو سوار ہوئی مصور جادو
ملکہ صورت نگار وزیرانے برف انداز و ابریق کوہ شگاف دونون وزیر گھبرائے ہوئے
خیمون سے نکلے کہا کیون ملکہ عالم یہ کیسی خبر وحشت اثر سُنی ہو ہائے افسوس ملکہ صنعت سحر ساز کو کسنے مارا
وہ تو بڑی ہوشیار تھی اُسپر دست اندازی ہر کس وناکس کی دشوار ہو پانچ کوس کے گرد مین حصار سحر کر کے
بیٹھی تھی اگر اصل مین یہ خبر سچ ہو ہمارا بازو بے قوت ہوا سیطے باغبان نکلگیا غارت صنعت سحر ساز قتل
ہوئین چار رکن وزیر قوت بازوے افراسیاب سے تھے افسوس کہ اب ہم دوہی رہگئے ارکان عناصر مین خلل
پڑا حیرت نے کہا مجھکو بھی بڑی حیرت ہو سامری کرے یہ خبر جھوٹ ہو اگر شاید وہ قتل ہوگئین سرداران
اسلام کو چلکے مار لینگے نام باغیون کا نشان مٹا دینگے سرمانے برف انداز و ابریق کوہ شگاف وغیرہ نے کہا بہتر
تشریف لیچلیے بارہ لاکھ ساحر کا لشکر آمادہ جنگ ہوکر چلا وزیرزادیان حیرت جادو کی سوار ہوئین شترغمزہ
نقارے پر چوب پڑی زمین کانپی علم ہائے خرس پیکر کے کھُلے یہان ملازمان صنعت مصروف جنگ ہین

ظلمات جادو و ملکہ گیسو کشا فوج کو لڑا رہی ہین ظلمات نے دیکھا کہ ملکہ بہار سحر کرتی ہوئی آتی ہے فوراً
ظلمات نے للکارا کہ او بہار کہان جاتی ہے منم ملکہ ظلمات جادو وزیر اعظم ملکہ صنعت سحر ساز
بہار ہنسی فرمایا ہان ظلمات ابتو دن ہو گیا یہ کیا اندھیر ہے کہ تم چلی آتی ہو اپنا منہ کالا کرو سامنے سے ہٹو نگوڑی
کلموہی کالے کوسے کی جورو کیون شامت آئی ہے ظلمات کی آنکھون مین یہ سنکر اندھیرا آگیا بہار نے کالے
کوسے کی جورو جو کہا اسنے جواب دیا تو ہی تو ہے بہار نے کہا کیون شرماتی ہے اندھیر مچاتی ہے ظلمات نے رائی
کے دانے پھینک مارے ملکہ بہار نے اسم سحر پڑھکر کالے اش پھیکے اسکے سحر کو دفع کیا جب ظلمات نے
کئی سحر کیے اور بہار نے دفع کر دیے ابتو بہار نے بھی پھولون کی بدھی اتاری کہا ہان ظلمات لو یہ کہکر بدھی
پھینک ماری پھول برسنے لگے چند پھول ظلمات نے اٹھا لیے سونگھنے لگی اسکے ساتھ کی چار سو کنیزین آئی تھین
سو ملکہ بہار سے ست ہو گئین ظلمات نے آواز دی ملکہ بہار کیا حکم ہوتا ہے مین تو تابعدار ہون گل چین گلشن
حضور بے قصور جو ارشاد ہو بجا لاؤن گردن تابی نکرونگی ملکہ بہار نے کہا میرے پاس آؤ ظلمات جھومتی ہوئی حضور
ملکہ بہار کے آئی بہار نے گلے سے ایک بدھی اتار کے ظلمات کو پہنا دی ہار جیت ہو گئی طرہ یہ کہ مسکرا کر فرمایا
اے ملکہ ظلمات جادو ہمارے دشمنون کو مارو ظلمات بہت خوب کہکر چار سو جادوگرنیون سمیت فوج صنعت پر
جا پڑی قتل کرتی پھرتی ہے یکایک ابر گلنار پیدا ہوا سب نے دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم کا نعرہ ہوا آسکھا خفا
فرمایا دیکھا ہمارے سب سردار لڑ رہے ہین خواجہ عمرو لوٹ رہے ہین برق لامع تڑپ رہی ہے رعد
گرج رہا ہے بہار نے پھول برسائے مخمور سرخ چشم نشیلی نگاہین ڈالتی پھرتی ہے صدہا ست ہو کر مرے
ناوک اجل کا نشانہ بنے ایک سمت باغبان قدرت سنکرے کی آواز بلند ہے ملکہ مہرخ کا خوشی سے
چہرہ سرخ ہو گیا ملکہ جبین الماس پوش تخت پر سوار گرد ساحران جان نثار مہرخ بھی نعرہ کرنے لگین انگنے لگین
بہار نے مہرخ سے اشارہ کیا حضور ملاحظہ فرماتی ہین ظلمات کیا کام کر رہی ہے بہت سے ہمارے دشمن
مارے ہماری عاشق جانباز ہے دیکھیے کلام مین کیا سوز و گداز ہے مہرخ نے پلٹ کر دیکھا ظلمات سیاہ
مست ہو رہی ہے عشق مین ملکہ بہار جادو کے لڑ رہی ہے جھوم جھوم کر مستانہ وار یہ اشعار عاشقانہ
بار بار پڑھتی جاتی ہے غزل موافق مضمون جناب سید محمد تقی صاحب متخلص جواد

رہین جو داغ محبت کے تو جگر نہ رہے فنا ہون شعلۂ غم قلب مین اگر نہ رہے	بتون کی زلف کا سودا رہے تو سر نہ رہے صنم کدہ ہی مین کیون چلکے ہم نہ بیٹھ رہین	بقا ہماری ہے جلنے سے شمع کے مانند بتون کے عشق مین آخر کو معتبر نہ رہے

عزیز دونون ہین دونون ہی تھی شمار ہین
جگر کے داغ سلامت رہین جگر نہ رہے
کمی تڑپنے مین تو کیونکر ہو دل زار
اُدھر کو جاکے رہے دم جدھر ہم نہ رہے
جو آہ کہتے ہین سب فلک مین رخنہ

یہ بات کوئی نہین دل رہے جگر نہ رہے
خیال یار مین غافل گزار اسطرح اے دل
ہماری آہ مین باقی رہے اثر نہ رہے
رہے نہ دونون کی عزت غرور طلعت سے
زمین کوچہ جانان پہ جاکے مر نہ رہے

ہمارے چین کی صورت نہین ہے اے دل
کہ مجھکو اپنے سر و پا کی بھی خبر نہ رہے
بشر زیا نہین گر عافیت کا خواہان ہو
مقابلہ پہ اگر شمس کے قمر نہ رہے

ملکہ مہرخ نے بہار کو گلے سے لگایا خوش ہوکے فرمایا ملکہ بہار واہ کیا کہنا کبھی تیرے گلشن حسن مین خزان نہ آئے گل رخسار سرسبز و شاداب رہے تسخیر تیرے اختیار مین ہے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ چار سو نقارے پر چوب پڑی نعرہ ہوا شمع خاتون محل شاہنشاہ ملکہ حیرت جادو ایک جانب سے سرما نے نعرہ کیا ایک جانب سے ابریق کوہ نگاف نے تیر برسائے سرمائے برف انداز نے برف برسا کر ہزارون کو ٹھنڈا کیا اُس سنگدل کے پتھرون سے صدہا کے کاسہ سر چور ہوے دونون بھیا اپنے سحر کی نیرنگیان دکھا کر بہت مغرور ہوے باغبان قدرت نے پڑھکے سحر کیا پھر پلٹ کر اُس بُت پرست کے لشکر پر پڑے خورشید زرین سحر ابر سرما پر جاکے چمکا برف باری موقوف ہوئی مگر حیرت جادو جو آگر گری بہار نے ظلمات جادو سے اشارہ کیا کہ اے دوست صادق و اے یار موافق دیکھو ہمکو ملکہ حیرت جادو قتل کرنیکو آئی ہین تم بتاؤ کہ ہم اب کہان چھپین پر دہ ظلمات مین چلے جایئن اِس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر نجات پایئن ظلمات نے کہا حضور کیون بہار نے کہا حیرت جادو افراسیاب کی زینت پہلو دیکھو گرے پھیک رہی ہے اب ہم کیونکر بچینگے ظلمات نے کہا حضور اُسکی کیا مجال ہے چشم زدنین شکست دونگی افسرون کی ناک کاٹ لونگی میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائینگے حضور کیون گھبراتی ہین یہ کہکے کنیزون کی جانب دیکھا کہا لو صاحبو تمھارے مالک کی دشمن آگئی حیرت جادو جانے نپائے بڑھکے سر کاٹ لو نہین تو چوٹی پکڑ کھینچتی ہوئی لاؤ نمونہ قہر و غضب دکھاؤ چار سو کنیزین جھوٹتی ہوئی طرف حیرت بکھین کو لے ترنج و نارنج ہاتھ مین لیے ملکہ خاموش سر جھکائے ہوے ملکہ حیرت نے جو ظلمات جادو کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی اے ظلمات یہ کیا اندھیر ہوا تمھاری بی بی کو مسلمانون نے کیونکر مارا تم کہان تھین قوت بازوے افراسیاب کو نہ بچایا کیون خاموش ہو جواب دو ظلمات جست کرکے قریب حیرت آئی ملکہ حیرت آنکھین قدمون کو بوسہ دونگی لپٹ کے رودونگی ہاتھ پھیلا دیے چاہا سر سینہ سے لگالون ظلمات نے قریب آکے تیغہ

مارا چارسو کنیزون نے برابر گولے ترنج و نارنج مارے عین غفلت مین ملکہ حیرت زخمی ہوئی شعلہ ہاے آتش نے
گھیرا چارسو جادوگرنیون کے سحر نے آگ لگادی حیرت زخمی ہو کر پیچھے ہٹی چار سو کنیزون نے چار ہزار کو مارا
حیرت تڑپکر ایک نخل کے سایہ مین آئی دوپٹہ پھاڑ کر زخم سر باندھا اب پلٹ کر جو دیکھا گلے مین ظلمات بسکے
بدھی سحر کی پٹری پر ہبوط ہو رہی ہے آواز دی صاحبو ظلمات سے بچو یہ سحر مین بی بہار جادو کے مبتلا ہین
یہ کہکر زخم سر باندھ کر لڑتی ہوئی بڑھی ظلمات نے جو ملکہ حیرت جادو کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی بڑی تو بھی
سخت جان ہے بچ گئی اب میرے ہاتھ سے زندہ بچکر کہان جائیگی یہ کہکر پھر گولہ مارا اب حیرت کب مانتی ہے
سب سے زیادہ اسکو حقیر و ذلیل جانتی ہے گولہ روک لیا کہا دیکھ ظلمات ہوش مین آ یہ کہکر باران سحر برسایا
کہ سحر ظلمات پر سے اُتارلون بہار نے دستک دی اور سحر کو زور دیا ظلمات جھومتی ہوئی حیرت پر
جا پڑی باران سحر نے کچھ تاثیر نہ کی حیرت کو اب کچھ نہ بن پڑا دیکھا کہ دم بھر مین یہ ہزارون کو قتل کریگی کیا یک
سحر بہار اُترنا دشوار ہے غصے مین پنجہ کھینچکر جا پڑی ظلمات بھی تلوار لیے ہوے سامنے آئی حیرت پر وار کیا
حیرت نے یا سامری کہکر تیغہ ظلمات کا سپر پر روکا وار کو اُس شیداے بہار نے دفع کیا نعرہ کیا دیکھو
ظلمات تو نے کلیجہ پکا دیا اب مین لاچار ہون یہ کہکے پنجہ ہلالی چمکایا ظلمات پر تیغہ برق مثال کا وار کیا ایسا
ظلمات نے چاہا کہ چون بچا غیر ممکن سپر کو کاٹ کر پنجہ سر پر گرا ظلمات کے دو ٹکڑے ہوے کنیزین ظلمات
کی پیٹنے لگین آواز جو آئی کُشتی مرا نام سن ملکہ ظلمات جادو بود اُسوقت کنیزان ظلمات نے چاہا بڑھکر حیرت
کو مار لین حیرت نے ان سبکو گولے مارنا شروع کیے جسپر گولہ مارا اُسکا سر پھٹ گیا کسی کو جلا دیا کسی کو چیر کر پھینکا
تھوڑے ہی عرصہ مین چار سو کو مار ڈالا اگر رد کی جاتی ہے قتل کرتی جاتی ہے کہتی ہے صاحبو یہ سب بیچاریان بے خطا
تھین سحر سے بہار کے مبہوت ہو گئی ہین کیا کرون اگر تامل کرتی سارے لشکر کو یہ مٹا دیتین مجھکو کچھ نہ بن پڑا
آخر قتل کیا لیکن افراسیاب کو بڑا ملال ہوگا ظلمات جادو بڑی ساحرہ زبردست تھی اس عرصہ مین
ملکہ گیسو کشا سامنے سے لڑتی ہوئی آئی ظلمات کا لاشہ چورے ہوے دیکھا آنکھون مین اندھیرا چھا گیا
بیقرار ہو کر پوچھا حضور میری بہن کو کسنے قتل کیا ابھی اسنے دنیا کا کیا دیکھا تھا حیرت نے کہا بی ظلمات کی موت
آئی قتل ہو گئین گیسو کشا نے کہا قاتل کا نام تو بتایے مین جا کر اُسکو قتل کرون بلا خون کا لون کسی کنیز نے مُنہ پر
کہدیا کہ ملکہ عالم نے قتل کیا کوئی کلمہ سخت و سست نہ کہا ملکہ گیسو کشا نے بال کھولدیے سر پیٹنے لگی رو رو کر ملکہ
کا دامن پکڑ لیا کہا کیون داری گنواری کی یہی قدر ہوتی ہے ہم تو آپ کے نام پر جان دین مگر بار چھوڑین اگر ہم آپ کے

ساتھ ہین کیا اسنے خطا کی جو آپ نے قتل کیا حیرت نے غصے مین دامن جھٹک دیا کہا بی گیسو کشا جاؤ لڑائی مین مصروف
ہو یکجہتی نکرو جو مناسب وقت جانا وہ کیا تجھے کیا دخل ہی زیادہ باتین کرنا اچھا نہین سردار لڑتے ہوئے سحر کرتے
ہوے بڑھتے آتے ہین بہار و باغبان نے قیامت برپا کردی ہی زمین میدان کارزار لاشون سے بھری ہوا قوت
گیسو کشا نے کہا میری فریاد کو ہو پہنچے لونڈی قدمون پر نثار ہو جائیگی پہلے مفصل بتائیے کیا میری بہن عمرو
سے ملگئین تھین کوئی خطا تو ثابت کیجیے مین بھی تعلیم کردہ ملکہ صنعت ہون کچھ دو چار سحر انکو مجھسے بڑھکر یاد ہونگے
مین پایہ کی کاہین رکھتی ظلمات کا خون بالا بالا نہ جائیگا اگر کچھ خطا کی بھی تھی تو گھرک دیا ہوتا یا جرمانہ یا دو چار روز
نظر بند کیا ہوتا نہ یہ کہ بالکل قتل کر ڈالا اور مین خیال کرکے دیکھتی ہون ہاے اسکے ساتھ کی چار سو مصاحبین بھی
سب قتل ہو گئین ہاے ہمنے کس طرح سے ان سب کو پالا تھا خون جگر پلا پلا اب انکے لاشے یون پڑے ہین خون مین
لوٹ رہے ہین آپ نے تو جلاد کا کام کیا ان چاند کے ٹکڑون کو بھولی بھولی صورتون کو خاک مین ملا دیا حیرت
تو ٹالتی ہی مگر گیسو کشا نہین مانتی وہ تین ہزار جادوگرنیان مطیعان گیسو کشا قریب آگئین وہ بھی چاؤن چاؤن
کرنے لگین کوئی کہتی ہی واہ بی بی یہ مناسب نہ تھا ملکہ حیرت بڑی جلاد ہین بہار و باغبان پر تو زور نہ چلا
اپنے ساتھ والون پر ہاتھ صاف کیا خوب انصاف کیا ضرور اسکا بدلا لینا چاہیے بادشاہ کی جورو بن بیٹھین
جب تو ملکہ بہار نے ساتھ چھوڑ دیا انھین باتون پہ بہار نکل گئین باغبان بھی کھسک گیا گلچین و خارگزار
سب سردار بھاگ کر الگ ہو گئے غیرون کے ساتھ جانبازی کر رہے ہین ایک نے کہا بوا بہار کی لشکر اسلام
مین بڑی آبرو ہی کیسی ساحرہ خوش خو ہی صاحبقران کی بہو کہلاتی ہی لشکر اسلام مین جاتی ہی بادشاہ کی پہلو نشین ہی
سب سردار برائے استقبال آتے ہین تاجداران عالی وقار باعزاز و اکرام لیجاتے ہین بادشاہ جمجاہ سعد
بن قباد انپر عاشق ہین یہان لشکر مین اختیار ہی جو چاہے سو کرے کیا انکے حکم مین کوئی دخل دے سکتا ہی
سامری و جمشید اس ناقدری کے پاس سے نکالین صورت اسکی نہ دیکھین کیسی جلاد صاحب بیداد ہی
اپنے حسن پر بھولی ہی ایسی دن بھولگئی کوئی کہتی ہی ہی ہی میری خالہ کو مارا کوئی کہتی ہی ائے لو میری نانی کا بھی لاشہ
پڑا ہی ایک نے کہا ہی ہی میری نوجوان بیٹی ایک نے کہا ہی ہی میری بہو میرے بیٹے کی زینت بہلوا دے
اسکا تو پیر بھاری تھا حیرت چونکہ بار جنگ سنبھال رہی ہی گو سے بیٹھی جاتی ہی بیلکے سحر دفع کرنے مین
مشغول ہی صدمے کی طول ہی مگر کانون سے یہ سب باتین سن رہی ہی گیسو کشا بال کھولے پیٹ رہی ہی ساتھ والیان
بین یہ ہنگامہ ہی ذرا ادھر سنیے ہوئی بہار و باغبان نے اودھم ڈالا ہی مرغ بھی آگئی ہین بڑھ بڑھکے

لڑتی ہیں ایسے ایسے گولے مارے کہ زمین تھرائی حیرت نے جو یہ باتیں سنیں پلٹ کر ملکہ گیسو کشا سے کہا جا جا سے آگے
سے دور ہو ہماری لڑائی بگڑ جائیگی دیکھ سردار بڑے آتے ہیں لاکھوں قتل ہو رہے ہیں کیا بیہودہ باتیں بکتی ہی جو ن
بیکار کی جانیں جاتی ہیں ہم بادشاہ لشکر ہیں جو دل چاہتا ہی وہ کرتے ہیں کسی کا اجارہ ہی خوب کیا مار ڈالا ایک
گولہ تجھکو بھی مارونگی کہ سر پھٹ جائیگا ہمارا کون ہاتھ پکڑنیوالا ہی شہنشاہ نے ہمکو اختیار دیا ہی جب تو گیسو کشا نے
کہا اچھا لے تیری بہن اور مصاحبوں کو تو اسکے قتل کیا اور پھر جھلاتی ہی بگڑ بگڑ کر کلام سخت سناتی ہی ہم کیا تیرے باپ
کی لونڈی ہیں ہاں صاحبو لینا اس بد زبان کو یہ جو گیسو کشا نے کہا ساتھ والیاں بگڑی کھڑی تھیں اپنے اپنے
عزیزوں کے لیے رو رہی تھیں یکایک گولے ترنج و نارنج گچھے پیکان کے تیر و تبر تلوار و خنجر جو جسکے پاس موجود
تھے سب نے ملکہ حیرت پر حملہ کیا گیسو کشا نے بھی گولہ مارا گیسو کشا کا گولہ پیشانی پر حیرت کی پڑا اگر طلسم بندی نہ ہوتی
تو سر پھٹ جاتا تیں چرخ کھاتے چار ہزار کے سر سے آگ برسی خنجر گرے تلواریں چمک چمک کے جسم حیرت
پر گریں تیر سنناتا ہوا کے آے حیرت چھپ گئی اڑکر اسکے گری گیسو کشا نے کہا شکلیں باندھ لو افراسیاب کو ہم
جواب دے لینگے کہاں تک بدعت اٹھائیں کیونکر صبر کریں حیرت تو گری ایڑیاں رگڑنے لگی سب جادوگرنیاں چمٹیں
کہ حیرت کو پکڑ لیں ناگاہ زمین سے ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا اسنے ہٹاتے ملکہ حیرت جادو کو پانی کا چھینٹا مارا ہاں ہاں
کرکے جادوگرنیوں کو ہٹانے لگا آواز دی ملکہ عالم سنبھلیے اب جو حیرت کی آنکھ کھلی دیکھا فولادی پتلہ پکارتا ہی غل مچاتا ہی
ہر چند ہشو ہشو کرتا ہی کنیزان گیسو کشا نہیں ہٹتیں لپٹی جاتی ہیں جاتی ہیں سب ملکہ شکلیں باندھلیں یک لخت ہوا اسکی
زبان میں سوزن دو ناک چوٹی کاٹ لو بڑی ظالم ہی بس حیرت نے جو ہنگامہ سنا جھلائی وزیرزادیاں ملکہ
حیرت کی دوڑیں زمرد جادو وغیرہ بیچ میں کود پڑیں مصور جھپٹ کر آیا دیکھا ملکہ حیرت کا عجب حال ہی سر سے
خون جاری جسم فگار حیران چار جانب دیکھ رہی ہی مصور لڑنے لگا سرما و ابریق نے آنکر مدد کی
اب جو اتنی مہلت حیرت نے پائی غصے میں طرف گیسو کشا کے جھپٹی ادھر پتلا حیرت کو بچا کے غائب ہوا
گیسو کشا نے پھر گولہ مارا حیرت نے گولہ خالی دیکر کارد سحر جھولی سے نکالی اپنے خون سے اسکو رنگین کیا ہر چند اب
طاقت جنگ حیرت میں نہیں ہی مگر مارے غضب کے چہرے اٹھا جلتی ہی سانس لینا دشوار ہی مگر زوجہ شاہنشاہ
افراسیاب سرہ ساحری میں لاجواب کارد سحر کھینچ ماری ہر چند گیسو کشا نے روکا کارد سحر سینہ پر پڑی پشت کو توڑ کر
پار گذری تاریکی چھائی بعد برف باری و سنگ باری کے آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ گیسو کشا سے جادو بود
افسوس مردم و جان دادم و مطلب خود نہ رسیدم اب کنیزان گیسو کشا پر گری کسی کو چیر کے پھینک دیا کسی میں ہاتھ چمکایا

برق گری کئی سو سر اڑ گئے سرما و ابریق نے شریک ہو کر کئی ہزار کنیزان گیسو کشا کو مارا جادوگرنیون کا ستھراؤ ہوگیا
زمین پر خون کا چھڑکاؤ ہوگیا اس اثنا مین باغبان و ابریق سے مقابلہ پڑا ابریق کوہ شگاف نے سحر سے
باغبان قدرت پر پتھر برسائے باغبان نے سحر کو اسکے دفع کیا تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا للکارا او نامرد کیا دور سے
سحر کرتا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر قریب آ کر وار کر سرمایہ برف انداز نے ہاتھ تلوار کا اسکے سر پر مارا باغبان نے
دفع کیا پر قدمین جھکین باغبان نے اپنکو بزور سحر بچایا تیغہ برق شال کا وار کیا سر اُس خود سر کا زخمی ہوا باغبان
نے قصد کیا سر کاٹ لون ابریق جست کرکے سامنے سے بھاگا سرمایہ برف انداز لڑتا ہوا قریب
ملکہ مخمور آیا مخمور سے مقابلہ ہوا دو چار سحر آپس مین چلے مخمور نے چاہا میان سرما کو ٹھنڈا کر دون سارا برف
برسانا بھول جائین دو تین سحر سرما نے کیے مخمور نے خالی دیے دانۂ یاقوت احمر گنٹھے سے نکالا فوراً
سرما پر کھینچ مارا تڑاقا ہوا دانہ ٹوٹا اس دانائی کو کیا جانے برق کڑک کر گری شانہ سرما کا جھلس گیا کون دستگیری
کرے قوت بازو پہلے ہی زخمی ہوا جادوگر ہزارہا ملازم اسکے ٹوٹ پڑے دیکھا شانہ نشانہ ہوچکا ہاتھون
ہاتھ گود مین اٹھایا میدان جنگ سے اسکو لے بھاگے میان مصور تصویرین لیکر بڑھے انکا یہ نقشہ ہوا مارا ان کا
سحر چلگیا سانپ برسے مصور گھبرانے مار ان سے جو لہرائے ارے لگے بھاگے صورت نگار کو
ملکہ زیور محل نشین نے زخمی کیا لاہوت جادو نے صفین پامال کین ملکہ سرخ موے کاکل کشا نے
زلف عنبرین کو کھولا بوے مشک عنبر آئی خطا کار گھبرائے آنکھون مین اندھیرے چھائے جال سنہرا گرا سیکڑون کو
دام سحر مین پھنسایا خورشید زرین سحر نے چمک کر حدت دکھائی زمین میدان کارزار تپنے لگی ملکہ ہلال سحرافگن
ابروے خمدار ہلاتی ہوئی بڑھی طلاے زرین چھلے کفار انگشت نما ہونے لگے اسرار جادو کے بھید سے کون
ماہر ہے ایسے ہو گئے سیکڑون جادوگر معدوم ہوئے باغبان قدرت نے ہزارون پامال کیے اب تو
حیرت جادو گھبرائی گیسو کشا وزیرزادی ملکہ صنعت سحرساز کے ہاتھ سے پہلے ہی زخمی ہوچکی ہے سرما و ابریق
بھاگ کے نکلے لشکر مصور نے شکست کھائی اب حیرت نے دیکھا سردارون نے چار جانب سے مجھکو گھیرا ہے
گھبرائی مگر غیرت آئی غصہ مین اپنی بوٹیان کاٹ رہی ہے سردارون نے بلوہ کیا مرخ و بہار نے کہا آج حیرت کو
پکڑو صنعت سحرساز کی فوج کچھ بھاگی کچھ پامال ہوچکی ہے کچھ ساحر گھرے ہوئے ہین بہار جادو لڑتی ہوئی آتی ہے تخت
ملکہ مہ جبین الماس پوش معہ جوش و خروش قلب لشکر مین ہے دلارام وزیرزادی تخت سے لپٹی ہوئی ہے صدہا
سردار قریب ملکہ عالم جانبازی دکھاتے ہین حیرت نے عین جنگ مین ملکہ مہ جبین کو تخت پر دیکھا جل گئی للکار کہ

واہ بی مہ جبین تم نے کہاں سے یہ مرتبہ پایا تاج و تخت نصیب ہوا یہ تو ناظرین پر ظاہر ہو شاید محرر ہر چہار جلد نے لکھا ہو حقیر کو تو گمان غالب ہے کہ نہ لکھا ہوگا ملکہ مہ جبین بطن سے حیرت جادو کے نہین ہے ملکہ مہرخ کی دختر بلند اختر کے بطن سے ملکہ مہ جبین الماس پوش پیدا ہوئی حیرت جادو کے بطن سے ملکہ خوبصورت معشوقہ شاہزادہ شکیل جسکا ذکر جلد اول مین ہوا ہے کہ شاہزادہ شکیل جا کر ملکہ خوبصورت کو نکال لایا ہے پھر افراسیاب نے اسکو گرفتار کر کے بالاے دریاے خونروان ہنڈولے پر بٹھادیا تھا جب ملکہ بران شمشیرزن نے دریا خشک کیا اور پل پرزاوان کو توڑا تب خوبصورت بھی رہا ہوئی تھی پس مہ جبین کو ایسے کلمات جو حیرت نے کہے مہ جبین نے ہنسکر جواب دیا واہ بی حیرت شرم نہین آتی اگر او رمہربان ہماری نہ انتقال فرماتین یہ دن کاہیکو تمھین نصیب ہوتا حیرت جھلا کے چلی کہ بل مہ جبین آج تمکو گرفتار کر کے لیے چلتی ہون سامنے افراسیاب کے پہونچاؤن مارے کوڑون کے تمھاری کھال گرا دیگا کہتی ہوئی بڑھی سب سردار بڑھنے سینے اپنے سپر کر دیے ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی او حیرت تو بڑی بیغیرت ہے ہم تیری آبرو بچاتے ہین لیکن تیری شامت دامنگیر ہو بڑی ذلیل و حقیر ہے خواجہ عمرو کے ہاتھ کی جوتیان کھائین اُنھون نے رحم کیا کہ پھر تیرے دھڑ سے بجائین تجھکو سولا دیا سر بارگاہ جوتیان کھائین مگر تجھکو پھر بھی غیرت نہ آئی دونون بہنون مین تکرار ہوگئی پھر تو بہار نے بڑھکر گلدستہ مارا کہ آج تک تنگے خوار ونگی گلدستہ جو پھٹا حیرت بحواس ہو رہی تھی چاہتی تھی دفع سحر کرے باغبان قدرت نے گیند پھولون کا مارا برق لامع آسمان پر کڑکی رعد جادو نے چیخ ماری ملکہ حیرت ان سب کے سحر دفع کرنے مین مشغول ہوئی برق لامع سے یہ خوف ہوا ایسا نہو دو ٹکڑے کرے رعد جادو کا سحر پورا ہوگا لہذا اسکے گرنے سے پہلے تو سحر دفع کیے بہار کے سحر کا خیال نہ رہا گلدستہ سر پر آکر پھٹا رنگ بہار جم گیا پھول برسے غنچے چٹکے زرد پتے ہرے ہو گئے نخل جھومنے لگے طائر زمزمہ سرا ہوے سرو پر قمریون نے صداے کوکو بلند کی عندلیبان خوش نوا نے منقارین کھولین بہ لحن دلکش یہ غزل گانے لگین

غزل

بہار آتے ہی سے نکلا ہمیں دیوانہ پن اپنا
برنگ بوئے گل برباد کر آئے وطن اپنا

دکھاتا عشق زلیخا کو بھی وہ دیوانہ پن اپنا
کہ یوسف ہوش کھو کر پھاڑتے خود پیرہن اپنا

وہ داغ اے عشق دکھلائیں کہ عاشق ہو چمن اپنا
وہ گل کھائیں کہ گلدستہ بنائے انجمن اپنا

لگا ہے شوق عریانی میں ہم جامہ سے باہر ہیں
کہ اپنی جستجو مین پھر رہا ہو پیرہن اپنا

جگہ کیا گور مین پائی عذاب گور جب ٹھہرے
کفن مین کیا رہے جب داغ ہی سمجھا کفن اپنا

جو یون بتلا نہین سکتے بتا دو پوچھکر ہمکو
نزاکت سے مگر اپنی خموشی سے دہن اپنا

کوئی دامن جنون مین کھینچتا ہی آستین کوئی
اُتارے لیتے ہین خار بیابان پیرہن اپنا

ہلا دیتا فلک کو بے ستون کی کیا حقیقت تھی
بتاتا نالۂ دل کو جو تیشہ کوہکن اپنا

عجب احسان حیرت نے کیا ہی بزم جانان مین
کہ آئینہ مجھے سمجھے ہر ساری انجمن اپنا

صبا بھی جب ہوا خواہون مین ہو صیاد و گلچین کے
کرے کیسے چمن مین ہمصفیران چمن اپنا

پھر راہ راست پر آتا تو مین بھی اس سے جھک جاتا
فلک نے کجروی چھوڑی نہ مین نے بانکپن اپنا

پتا کیونکر ملے قاتل کسی پیکان کا تیرے
لگا جو تیر آ کر ہو گیا جزو بدن اپنا

سراپا درد ہو کر شکل پیدا کی جو پھوڑے کی
تو نشتر چھیڑنے کو بنگیا ہر موے تن اپنا

کسی خوش چشم کی آنکھون کا سودائی جو سمجھے ہین
سمجھتے ہین راستہ رو کے بیابان مین ہرن اپنا

ترے وحشی سے ملنے کی تمنا رہگئی انکو
نکیرین آئے مرقد مین تو خالی تھا کفن اپنا

جو آہون کے مصاحب ہین تو نالے سے مخاطب ہین
یہی چند اپنے ہمدم ہین یہی اک ہم سخن اپنا

دیار عشق سے جو وادی وحشت مین آ نکلے
ہم اُس سے دور کر لیتے سمجھکر ہم وطن اپنا

جلال اُس بت کا بندہ دل سے ہو جاؤن جو سمجھا
یہ کیا جھگڑا لیے پھرتے ہین شیخ و برہمن اپنا

طائرون نے جو زمزمہ سرائی کی عندلیبان خوشنوا نے غزلین گائین خوشبوئین دماغ مین آئین قلب حیرت کا اٹکنیا جھومنے لگی سات سو کنیزین پشت پر ملکہ حیرت کے تھین وہ بھی سب مبہوت دہن پر مہر سکوت بہار سے آنکھ چار ہوئی اتنا منہ سے نکلگیا کیون ملکہ عالم مزاج کیسا ہی ملکہ بہار نے کہا ع ویسے ہی ہین خدا کی عنایت سے جیسے تھے تم اپنا تو حال کہو کیون گل سا چہرہ کمھلایا کس نونہال باغ حسن وخوبی کی تلاش ہی ہمکو کاہیکو دل سے بھلایا حیرت نے سوچکر جواب دیا ہم تمکو بخوبی پہچانتے ہین اے سرو قد یاسمین عذار لالہ رخسار تیرے ہی تو باغ حسن کے نثار ہین بہار نے کہا ذرا میرے پاس آؤ حیرت جھومتی ہوئی بڑھی کھچتی جاتی ہی کہا اے غنچہ دہن عقدہ سربستہ وا کر ہم گلچین گلشن جمال ہین تیرے باے نازک خیال کے پامال ہین بہار مسکراتی ہی پھول جھڑتی جاتی ہی ہمعیان صد ہا اچھا لین وسلین بھی دین سحر کو زور دے رہی ہی چاہتی ہی جب قریب آئے مین گلے مین اِس نو گرفتار دام محبت کے ہار پہنا دون آج اسکو رشتہ زنجیر سحر مین گرفتار کرون لشکر مین غریو بلند ہی ہر کس و ناکس دیدہ منداکر کف افسوس مل رہے ہین کہ رہے ہین لو صاحب غضب ہوا ملکہ حیرت جادو پر بھی بہار کا رنگ جما خوشامد بہار

کر رہی ہین دیکھیے اب کیا ہوتا ہے جو ملازمان حیرت دور دور تھے وہ بھی سحر کرتے ہوے دوڑے آگ برسانے لگے
اُن سبکو باغبان وغیرہ نے تندو کا کہ کوئی قریب حیرت نہ آنے پاوے ہر ایک تعریف بہار کر رہا ہے گلچین و
باغبان کہہ رہے ہین ای بہار کیا کہنا مگر بی ہوشیار رہنا چند قدم حیرت چلی تھی جنگ بھی بڑے زور شور
سے واقع ہوئی ملازمان حیرت غل مچاتے ہین ای خاتون محل شاہنشاہ کہان تم جاتی ہو ہوش مین آؤ اپنے کو ذرا
سنبھالو حیرت کسی کو جواب نہین دیتی بہار سے آنکھین لڑاتی ہوئی چلی جاتی ہے کبھی خود بھی مسکراتی ہے اُسوقت
لشکرون مین عجب طرح کا غریو بلند ہے ہر ایک کہتا ہے بہار نے برائے ملکہ حیرت دام رنگ گل بچھایا ہے مرغ
طائر زیرک کو پھنسایا آج حیرت کا بچنا دشوار ہے دیکھو کسقدر محجوب و شرمسار ہے اپنے کو سنبھالتی ہے لیکن نہین
سنبھل سکتی بادۂ سحر بہار سے سرشار ہے سر و پا کی خبر نہین سوداے محبت کی خریدار ہے ادہر بہار نے
پڑھ کیا کہ سحر کو اور زور دیا حیرت کو اپنی جانب بلایا تو حیرت خرامان جاتی تھی یا جھپٹ کر چلی
جاہتی ہے کہ بہار تک پہونچون بہار بھی تمام ترتیب کہ بدھی پھولون کی اسکے گلے مین ڈالدون رشتۂ حیات اسکا
منقطع کرون یکایک آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم شاہنشاہ طلسم ہوش ربا او بہار غضب کیا میرے
گلعذار کو دام تزویر مین پھنسایا یہ کہتا ہوا اچک کے گرا پہلے تو لپٹ کر حیرت کی جانب اشارہ کیا ایک تختۂ انجم
پیدا ہوا حیرت کی کمر مین پڑا وہ پنجہ دستگیری کر کے حیرت کو اٹھا لیگیا اب افراسیاب طرف بہار کے پنا
بہار نے گلدستہ مارا مگر بھاگی سرداران نامی کے ہوش و حواس باختہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ نعرے سے
افراسیاب کے تھر تھر کانپ رہے ہین اسکی صورت دیکھکر ساحران زبردست کو غش آجاتے ہین مگر لوگ
ایسے ہی جانباز و سرفروش ہین کہ افراسیاب پر بھی سحر کرتے ہین جان دینے پر مرتے ہین لشکر مین کھلبلی پڑگئی
باغبان و معمار نے بڑھ بڑھ کے سحر کیے افراسیاب نے اشارے سے دفع کر دیے جب ہاتھ اپنے
چمکاتا ہے نعرہ کرتا ہے دو دو چار چار ساحر گر پڑتے ہین کبھی سنگریزے اٹھا کر مارتا ہے پتھر برستے ہین ہزارون
کے سر پھٹتے ہین افراسیاب نے دو ہی حملون مین میدان کارزار لاشون سے بھر دیا بھاگنا دشوار کر دیا
اب اہل اسلام گھبرائے کہ فتح کی شکست ہو لی کل فوج بھی پست ہوئی دلارام نے ملکہ مہ جبین کو تخت
سے اُتار لیا گود مین لیکر بھاگی تمام سردار دوڑ پڑے کہ مہ جبین کو نہ گرفتار کرے عین گرمی جنگ مین
افراسیاب پامال کرتا ہوا جاتا ہے مہرخ و بہار کبھی بھاگتی ہین کبھی سینہ سپر کر کے لڑتی ہین ذرا ٹھہر گئے
دو چار سحر بھی کر گئے جب سحر تاثیر نہین کرتا بھاگ پڑتا ہے کبھی افراسیاب مغرور مخمور کو دیکھتا ہے غصے مین کانپتا ہے

گر حسن زیبا دیکھکر ٹھہر جاتا ہو کلیجہ منھ کو آتا ہو کبھی جمال بے مثال بہار گلعذار پر نگاہ ہو کبھی آہ کبھی واہ ہو بہار کا یوں ہنسا دیکھ کر جھول سے عارض مرجھائے ہوئے بدھیان گلے کی خشک ہوگئیں منہ چھپا موتیوں کا سہرے گر گیا افغان و خروش جاتی ہو افراسیاب نے سحر کرتے کرتے ہاتھ روک لیا بے اختیار پکار اٹھا اشعار موافق مضمون

صد طعنہ بر آتش زدہ دودِ نفس ما
اندر دلِ پُر درد صدائے جرس ما
نگرفت بہی دستی ما کز سرِ ہمت
شد رشکِ گلستانِ ارم مشتِ خسِ ما
گر آہ کشد از جگرِ سوختہ مخفی
آتش بدلِ بحر فتد از نفس ما

ای وائے اگر صبر نبودے نفس ما
کردیم بسے از ستمِ جور تو فریاد
بر سفرۂ حاتم ننشیند مگس ما
در راہِ وفا ما سگِ عشقیم کز اول

گر زمزمۂ ما شنود سنگ شود نرم
جز گریہ نشد یاور و فریادرس ما
اندر دیدہ شب ہجر زبس خون جگر ریخت
گردند ز زنجیر محبت برس ما

یہ اشعار عاشقانہ جو بیقرار ہو کر افراسیاب نے پڑھے ملکہ بہار کے ازدسے خمدار پر بل پڑے یہ عاشق جمال عدیم المثال بادشاہ لشکر اسلام افراسیاب کی باتوں سے کیا کام ہر غصے میں کئی گلدستے مارے افراسیاب ہنستا ہو پھول جل جاتے ہیں برق لامع بھی کڑک کے گری رعد جادو نے چیخ ماری باغبان نے کیسے کیسے سحر کیے مہرخ نے برابر گولے مارے افراسیاب ٹھہرا کے رہجاتا ہو لیکن جب جھوم کے نعرہ کیا سب بھاگے ادھر باغبان نے دیکھا کہ دلارام وزیر زادی مہ جبین کو لیکر بھاگی تھی مگر افراسیاب کی نگاہ پڑ گئی اُسی طرف جھپٹا باغبان بیچ میں آگیا افراسیاب پر ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب کی آنکھوں میں خون اُتر آیا باغبان کا وار روک کر تیغہ مارا باغبان نے سپر سحر پر روکا اِس ملعون کا وار کب رکتا ہو ٹوٹکر تلوار گری سر باغبان کا زخمی ہوا افراسیاب نے چاہا سر کاٹ لون کئی سردار بیچمیں آئے اپنے کو زخمی کرایا چاہا باغبان کو بچائیں افراسیاب نے پیچھا کیا اب لشکر میں غلغلہ ہوا کہ باغبان کو افراسیاب قتل کرتا ہی بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتا ہو ملازمان افراسیاب جو بھاگ گئے تھے پلٹ پڑے حمایتی کو دیکھکر ڈٹ گئے کئی ہزار آدمی اُس مقام پر قتل ہوا لیکن باغبان نہ نکل سکا قریب تھا کہ افراسیاب ہاتھ مارے سر باغبان کا اُڑا دے اُن ساحرون کے غول میں ایک ساحر دُبلا پتلا گو لیے ہوئے غول سے نکلا پکار کے آواز دی کہ ای شاہنشاہ دیکھیے مسلمانون نے قیامت برپا کر دی ہو میں ابھی باغبان کو قتل کرتا ہون لیکن بہار ہاتھ باندھے کھڑی ہو خطا اُسکی معاف کیجیے امان دیجیے افراسیاب خوشی میں پلٹا اُس دُبلے ساحر نے جھپٹ کر حلقے کمند کے گردن میں افراسیاب کی ڈالدیئے اور نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو م کلاہ از سرِ قیصر بہ برم | رنگ از رُخ نجاک بہ تحیر ببرم | در مجلس خسروان چو گرم ساقی

تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم

افراسیاب ارے کہکے پلٹا عمرو نے جاب بیہوشی مارا فورًا
افراسیاب بیہوش ہوکے گرا عمرو کمند چھوڑ کے بھاگا سب سردار دوڑے کہ افراسیاب کو گرفتار کرین
یکایک آسمان سے نعرہ ہوا باشید ای فرقہ مسلمانان کیون قضا آئی ہی ہم ملکہ ماہیان زمردپوش سب نے
دیکھا کہ ملکہ ماہیان زمرد پوش بصد جوش وخروش مثل شعلہ جوالہ کے گری سب کی پلکین جھپک گئین
کہ وہ دیکر افراسیاب کو لے اُڑی اب مہرخ و بہار نے ساحران باقی ماندہ کو گھیر کر مارا ایک ایک کو ہلاک
جادو جلنے لگی آواز الامان بلند ہوئی ہزارون ساحر بھاگے بہت سے گرفتار ہوئے بعد بیہوشی تمام در اسلام
مین داخل ہوئے ملکہ مہرخ سحرچشم بفتح وظفر اپنے سرداران نامی کو لیکر بیٹھین ملکہ مہ جبین کو تخت پر
سوار کیا خواجہ سامنے سے آئے مگر منہ پھلائے ہوئے مہ جبین تخت سے کود پڑین گلے مین ہاتھ ڈالکے
کہا نانا جان کیا کارِ نمایان کیا عمرو نے کہا تمھے بات نہ کیجیے مین ہوش ربا مین آکر لُٹ گیا کروڑ روپیہ
شادی مین لگا اس لالچ سے دولھا بنے کہ سسرال جائینگے ساس سالیان پکارینگی رُکا آیا بالائی پراٹھے
کھانیکو ملینگے عین دروازے پر سسرال کے جھگڑا ہوا ماجنون نے دو صندوقچے دیے تھے جھگڑے مین
کم سے کر گئے اب مہاجن میرا کیا حال کرینگے آپ تو تخت پر بیٹھی چین کر رہی ہین آپکو کیا فکر ہی ہماری آبرو
پر بنیگی ہم جائینگے اب نہ ٹھہرینگے محبت نے دامن نہ چھوڑا الٹ پڑے شامت اعمال یہ نہ سمجھے تھے کہ دوسری
بلا مین مبتلا ہونگے خوب راضی ہوئے ملکہ مہرخ نے ہنسکر عرض کی ای شاہنشاہِ اوجِ عیاری جان و مال
آپکے نام پر فدا ہو سب کچھ حاضر ہی لیکن خزانہ جو اپنے ہمراہ لیگئے تھے وہ کیا ہوا عمرو نے کہا ہماری
شادی مین صرف ہوا پھر یہی دوطرفہ ہنسی ٹھٹھے چہچہے کرتے ہوئے اپنے مقام لشکر پر آئے شکارگاہ مین
شاہزادہ اسد نامدار مصروف شکار تھے صندلان صندلی پوش شاہزادے کے ہمراہ شاہزادہ
شکار کھیل رہا ہی ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر ٹھہرا صندلان بھی اپنے سردارون کو ترتیب کر رہا ہی ناگاہ
صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار جوانان جرار
آمادۂ حرب وپیکار مار امار کرتے چلے آتے ہین واضح ہو کہ اس پہلوان کو میلاد صحرائی کہتے ہین ملازم
افراسیاب ہی اسکو خبر پہونچی کہ نبیرہ صاحبقران نے شہنشاہ افراسیاب کو بہت تنگ کیا ہی بقہر و
غضب جوانان زبردست سامری پرست ہمراہ لیکر چل نکلا تھا اسوقت آکر پہونچا ہرکارے نے اسکو

خبر دی کہ طلسم کشا شکار مین مصروف ہر دُور سے جمال بیمثال کو دیکھا فوج کو روکا گھوڑے کو مہمیز کیا میدان
مین آکر پکارا بآ شیدای مسلمانان اس صحرا مین کیون شکار کھیلنے آے اب مین تم سبکو شکار کر دونگا یا تو سامنے
سے ہمارے چلے جاؤ یا ہمسے آکر مقابلہ کرو یہ سنتے ہی اسد نے چاہا گھوڑے کو بڑھاوین صندلان نے
عرض کی حضور مجھے اس مغرور سے مقابلہ کی اک مدت سے آرزو تھی آپ تماشہ دیکھین ابھی مشکین باندھکر اسکو
لاتا ہون ہر چند اسد دلاور نے منع کیا مگر اس بہادر نے نہ مانا مرکب کو مہمیز کرکے میدان مین آیا نعرہ مردانہ کیا
او بیحیا بانی جور و جفا اسقدر کیون لاف و گزاف بکتا ہر تہر خدا سے نہین ڈرتا ہر طلسم کشا کو کیا پڑی ہر کہ تجھ
ایسے نالائق سے مقابلہ کرین اُنکے غلام سرفروش توموجود ہین اب جلد وار کر اگر بیہودہ کلام نکالیگا مین زبان
تیری چھید لونگا اس سرکشی و خودسری کی سزا دونگا میلاد صحرائی نے تنکر نیزہ مارا صندلان نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر روکا نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل صندلان صندلی پوش و میلاد صحرائی سے نیزہ چلا
اسد نامدار صندلان کی تعریفین کر رہے ہین میلاد صحرائی بھی جان دیے ہوے لڑ رہا ہر صندلان کی
تیزی آن بان سے نیزہ بازی کر رہا ہر ایک مقام پر کانتہ کر نیزہ مارا ہاتھ سے میلاد کے بدر ہوا میلاد ابتو
غصّے مین کانپا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے جا پڑا صندلان کو خوشی ہر کہ مین اسکی مشکین باندھون
گرد اسپر کا سر پر کھینچا نگاہ تلوار کی بازو پر چاہتا ہر لپٹ پڑون گھوڑے نے سکندری کھائی گرد اسپر کا ہٹا خود
سرسے گرا صندلان کا سر زخمی ہوا دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا لیکن چادر خون کی سر سے جاری ہوئی
اُسپر بھی اس جری نے جی داری کرکے جواب مین ہاتھ مارا اُس نے گینڈا اٹھالیا سر صندلان کا زین پر بھر نے
کے پہونچا میلاد نے چاہا سر کاٹ لون اسد غازی کی آنکھون مین اندھیارا آگیا وہین سے نعرہ کیا او بیحیا
بانی مکر و دغا قابو پرست بدست خبردار کیا کرتا ہر مین آن پہونچا گھوڑے پر کوڑا کیا اتنا جلد اسد نامدار آئے
کہ ہاتھ اُس نابکار کا بلند ہونے پایا تھا گھوڑا بیچ مین ڈالدیا صندلان کو ہٹایا سینہ سپر کردیا نظر میلاد کی جمال بیمثال
اسد نامدار پر پڑی حیران جمال محو دیدار تھا کہ خورشید درخشان یا ماہِ تابان آسمان سے کیونکر اُترآیا فرِ
شوکت چہرے سے ظاہر مرد میدانِ کارزار جری صف شکن جرار جلالت آثار تہور شعار گھبرا کر پوچھا اے جوان
تیرا کیا نام و نشان ہر مین نے تو طلسم کشا کو طلب کیا تھا تو کسواسطے آیا ہر تیرا نام کیا ہر اسد نامدار نے
سر جھکا کر فرمایا اے میلاد ہمارے قتل پر کمر باندھی ہر لیکن صورت سے آگاہ نہوا میلاد نے کہا مین خوب
سمجھتا ہون جسکا طلسم کشا لقب ہوگا ستوگز کا تو قد اسکا ضرور ہوگا تو تو معشوق وضع ہر ہرگز مین نہ مانونگا کہ

تو ہی طلسم کشا ہی اسد نے فرمایا او مغرور اسقدر کبر و نخوت انسان کو زیبندہ و سزاوار نہین ہی مین عبد ذلیل رب جلیل کا ہون قد و قامت کیسا جرأت و ہمت کو دیکھ زور کا امتحان کر میلاد صحرائی نے کہا آپ ہی کا نام نامی اسم گرامی اسد دلاور ہی شاہزادہ اسد نے جواب دیا ایک مرتبہ تو تبلا چکے تو نے تو مکتب خانہ سمجھا ہی سبق پڑھتا ہی میلاد نے کہا ای جوان دربار افراسیاب مین میرا بڑا مرتبہ ہی نہایت قدر و منزلت فرماتا ہی مین جو کچھ کہتا ہون شاہنشاہ قبول فرماتے ہین اگر میرے ساتھ تو چلے خطا معاف کرا دونگا مہرخ و بہار سے شاہنشاہ سمجھ لینگے تجھکو کچھ نہ کہینگے اسد دلاور نے فرمایا تمھاری مہربانی کہ ہمارے حال پر رحم کرتے ہو یہ میدان کارزار ہی لاف و گذاف بیکار ہی کچھ فنون سپاہ گری دکھلاؤ اسقدر باتین نہ بناؤ تبو میلاد کو غصہ آیا جھلا کر قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہا ای جوان مجھے تیرے حال زار پر رحم آتا ہی اگر تو خداوند لات و منات کا دشمن ہی اور خداوند لقا کو برا کہتا ہی تیرا قتل واجب ہوا یہ تلوار خون مسلمانان کا مزا چکھ چکی ہی ابھی صندلان صندلی پوش کو زخمی کیا خون پیا مگر اسکا پیٹ نہین بھرا چہرے پر لالی ہی شکم اسکا خالی ہی مگر کیا کرون مجھکو تیرے حال پر افسوس آتا ہی میرے دست زبردست سے قتل ہوگا اپنے خون مین لوٹے گا ہاے تو نے مفت اپنی جان دی ایسے ایسے بیہودہ کلام کرکے اُس بدانجام نے ہاتھ تلوار کا مارا اسد غازی نے بفنون سپہ گری بار بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالا میلاد لپٹ پڑا دونون دلاور گھوڑون سے کود کے کشتی ہونیلگی واضح ہو کہ ملکہ گوہر جادو عاشق شاہزادہ صندلان ہی جب شاہزادہ شکار کو چلا ملکہ گوہر جادو نے چاہا کہ مین بھی ہمراہ چلون اسد نامدار نے فرمایا شکارگاہ مین ساحر کا کیا کام ہی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای گوہر جادو تم صحرا مین مخفی رہنا سامنے شہریار کے نہ جانا مگر نگہداشت رکھنا بہت ہوشیاری کرنا ایسا نہو کوئی ساحر ملازم افراسیاب مکر کرکے انکو پکڑ لیجائے پھر اور بھی مشکل ہو لہذا گوہر جادو صحرا مین اُتری ہوئی تھی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ ایک پہلوان سے اور طلسم کشا سے مقابلہ پڑ گیا گوہر جادو فوراً تیار ہو کر چلی نخلستان کی آڑ کرکے دیکھنے لگی کہ اسد نامدار بڑے کر و فر سے ایک پہلوان سے لڑ رہے ہین مگر اُسکو دنگ کر دیا ہی گھبرا رہا ہی بغلین جھانکتا ہی چاہتا ہی چھوٹ کر نکل جاؤن اپنی جان بچاؤن گوہر جادو جرأت سے بخوبی آگاہ ہی کہ صندلان کو زیر کیا چونکہ صندلان پر عاشق ہی جانتی ہی کہ اُس سے بڑھکے کوئی زور و قوت مین زیادہ نہین ہی جب میرے معشوق پر غالب آیا تو اسکی کیا حقیقت ہی اس عرصہ مین اسد نامدار

میلاد کو پکڑ لائے بائین ہاتھ کی اندری چڑھا کر اکھیڑ ماری زبردستی گھٹنہ پشت پر رکھکر دو تین گھسے
مارے سارا غرور اُس مغرور کا نکال دیا میلاد گھبرایا اور تو کچھ نہ بن پڑا کہنے لگا ای طلسم کشا ذرا ٹھہر جا کہ
پھر مین آپ سے لڑون حوصلہ دل کا نکالون اسد نے چھوڑ دیا مسکرا کر فرمایا اچھا دم لے لو میلاد اُٹھا
پہلے تو ٹہلنے لگا صندلان نے پکار کر آواز دی آپ نے چت کرتے کرتے کیون اِسکو چھوڑ دیا اسد نے
کہا ای برادر کیا مضائقہ ہر وہ کہتا ہر ذرا دم لے لون صندلان نے کہا حضور کوئی حریف کو دم لینے
دیتا ہر اسد نے فرمایا ای برادر ہم بہادر کو عاجز کرنا نہین چاہتے خدا چاہیگا تو ابکی مرتبہ زیر کر لینگے میلاد
نے جو دیکھا کہ اسد اپنے سردار سے باتین کر رہے ہین اپنے لشکر کی طرف بھاگا لشکر والون سے
کہا تم دیکھ رہے ہو کہ طلسم کشا مجھے زیر کرنیکا قصد کرتا ہر مجھے بچاتے نہین ارے یارو طلسم کشا بڑا
زبردست ہر اسمین تو کوٹ کوٹ کر زور بھرا ہر فوج بلوہ کرکے اسد کی طرف چلی میلاد قلب فوج مین پہنچا
اسد نے جو پلٹ کر دیکھا کہ گھٹا فوج کی سیر سے ہی اُوپر آتی ہر فوراً قبضہ پر ہاتھ ڈالا نعرہ کرکے جا پڑے
اِدھر سے صندلان صندلی پوش چلا دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی اسد نامدار نے لاش پر
لاش گرا دی صندلان صندلی پوش نے صفین درہم و برہم کر دین ہین ملکہ گوہر جادو دیکھ رہی ہر
ہنس ہنس کے کنیزون سے کہتی ہر یہ نامرد کس بھروسے پر لڑنے آیا ہر وہ دیکھو طلسم کشا نے رسالدار کو
مارا صندلان صندلی پوش نے کیدان کو للکارا کس آن بان سے قتل کیا صندلان کیا طلسم کشا سے
کسی بات مین کم ہر طلسم کشا کو ذرا زیادہ قوت ہر جس زمانے مین صندلان زیر ہوا ڈنڈ و مگدر چھوٹے
ہوئے تھے کثرت بھی کم کرتا تھا اب آجکل ماشاء اللہ زور رون پر چڑھا ہوا ہر پہلوانان عالم سے بڑھا ہوا ہر
تمام صفین پامال کر دین بیشہ جرأت کا شیر ہر کیسا دلیر ہر گو ہر تو یہ باتین کر رہی ہر نگاہ اُسی جانب لڑی ہر
لیکن اسد نامدار لڑتے بھڑتے قریب میلاد پہونچے نعرہ کیا او نامرد کہان جاتا ہر ہماری خطا حلقے
افراسیاب سے نہ معاف کرائیگا کہان بھاگا جاتا ہر میلاد پھر پلٹ پڑا تلوار کا وار کیا اسد نے روک کر
کمر کو تہا کے سر کا ہاتھ مارا وہ فنون سپاہ گری کے ہر سے آگاہ نہ تھا رو سیاہ نے سپر کو سر کی پناہ کیا گردا سپر کا
کٹا خود سر کا زخمی ہوا پھر سامنے سے بھاگا اسد نے پیچھا کیا اور سردار بیچ مین آئے ہاتھ سے اسد کے واصل جہنم ہوئے
یکایک آسمان پر برق چمکی ایک ساحر اقرار خونریز نامے اِسی صحرا کا رہنے والا پانچ سو جادوگر ساتھ ہوا پر اڑتا
ہوا جاتا ہر صدائے گیر و بند سنکر ادھر متوجہ ہوا دیکھا طلسم کشا لڑ رہا ہر تصویرین طلسم کشا کی ہر ساحر کے

پاس موجود ہین پس فولاد دیکھتے ہی اُسنے پہچانا خوشی خوشی ہوا سے اُتر آیا آتے ہی نعرہ کیا اے طلسم کشا تمھاری
فکر مین لاکھون ساحر پھرتے ہین لیکن میرا اقبال ہے کہ تمکو اسطرح پا گیا صرف بہار سے ڈرتا تھا اسوجہ سے
تمھارے لشکر پر لشکر کشی نہ کی اب یہان بی بہار کہان ہین کہ تمکو آکے بچائین یہ کہکر زمین پر اُترا اُترتے
اُترتے اِس ملعون نے گولہ مارا کئی سو جوان گھوڑون سے گر پڑے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی جلنے لگا شعلہ ہاے
آتش بھڑکنے لگے ادہر کڑکے صندلان بھی گھوڑے پر ٹھہرا یا گوہر جادو نے جو دور سے یہ معاملہ
دیکھا گھبرا گئی نعرہ کرکے وہین سے دوڑی آتے ہی سحر کیا وہین سے للکارا پہلے صندلان کو دفع سحر کرکے
سنبھالا پھر فوج پر سے سحر اُتارا ساحران غدار پر جا پڑی اقرار خونریز نے ملکہ گوہر جادو کو پہچانا للکارا
کہ او گوہر جادو مین تجھے بخوبی پہچانتا ہون طلسم صندل برباد کرایا اب یہان آئی ہے میرے ہاتھ سے
کیونکر بچیگی اب گوہر جادو کو مشکل یہ ہے کہ اگر بڑھکر لڑتی ہے تو لشکر صندلان پامال ہوتا ہے اسکا خیال ہے کہ
ایسا نہو اقرار خونریز طلسم کشا کو گرفتار کرے ساری کدوکاوش بیکار ہو جاے ملکہ مہرخ و ملکہ بہار کو
کیا منھ دکھاؤنگی اب تو میلاد صحرائی نے دباؤ ڈالا اقرار خونریز کہ رہا ہے کہ اے میلاد جلکے سر کاٹ لے
یہ نامرد جسکو مبتلاے سحر دیکھتا ہے اسی کو بڑھکر قتل کرتا ہے اور جو بہادر اسیر تلوار کھینچکر چلا جاتا ہے بلکہ چلاتا ہے
کہ میان اقرار خونریز جلد میرے پاس آؤ مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ اقرار خونریز سحر کرکے
اُسے گرا دیتا ہے تب یہ نامرد تلوار مارتا ہے اسوجہ سے گوہر جادو بہت پریشان ہے کہین کیا تدبیر کرون
سحر تو کر رہی ہے لیکن تردد و تشویش ہر مرتبہ زمین کے طبقے ہلا دیتی ہے منتظر حوالی طلسم صندل اپنے معشوق کے
واسطے بیکل تڑپ رہی ہے کبھی رو پر کبھی پشت پر کبھی وسط لشکر مین کبھی سامنے اسد غازی کے سینہ سپر کرتی ہے آگے
کبھی صندلان صندلی پوش کی طرف دیکھتی ہے کہ یہ صف شکن سحر سے لاچار غصے مین اپنی بوٹیان کاٹ رہا ہے
کبھی قصد کرتا ہے کہ اپنی تلوار اپنے گلے پر پھیرون گوہر قریب آکر ہاتھ تھام لیتی ہے کہ اے بہادر یہ کیا کرتا ہے
سحر مین جرأت کو کیا دخل ہے مین ابھی اس ملعون کو قتل کرتی ہون مگر طلسم کشا کیواسطے بہت بیقرار ہون
ایسا نہو اُنکے دشمنون پر کوئی اُفتاد پڑے اتنی ہی عرصہ مین خون کے دریا جاری ہو گئے ملکہ گوہر چاہتی ہے کہ
مین اپنے کو قریب اقرار خونریز کے پہونچاؤن اس ملعون کو مارون کسی طرح ممکن نہین ہوتا بہت
سے ساحر اقرار خونریز کے جہنم واصل کر چکی ہے اسکی بھی بہت سی کنیزین قتل ہو چکین ہین نہایت پریشان
و مضطر ہے اسکو تو اسی مقام چھوڑیے دو کلمہ احوال ملکہ مہرخ سحر چشم سُنئے کہ جب لشکر ظفر اثر ملکہ بہار

سحر کی ہیبت خیز سے فتحیاب ہوکر واپس ہوا ملکہ مہرخ نے مہتر قران سے فرمایا کہ ای مہتر نامدار شکار گاہ سے شاہزادہ اسد نامور کو پھیر لاؤ مژدہ فرحت اثر سناؤ مہتر قران بمجرد فرمانے ملکہ مہرخ کے خوشی خوشی روانہ ہوے یہان جب گوہر نے دیکھا اب کچھ بن نہین پڑتا تیغہ سحر کھینچکر اقرار خونریز پر جا پڑی اُسنے کئی گوے مارے ملکہ گوہر جادو نے سحر کر کے سناٹے آواز دی کہ او نامرد ہمارے تیرے تلوار چلے مزا شجاعت کا ملے کیون مثل خوک صحرائی بھاگتا پھرتا ہے اقرار خونریز نے جو ملکہ گوہر جادو کو اسطور پر دیکھا کہ گاتی بندھی ہوئی غصے سے چہرہ سرخ آنکھین اُبلی ہوئی ابروے خمدار بل کھا رہے ہین کتنے ساحرون کو اقرار کے سامنے مارا تو اقرار بھی تلوار کھینچکر طرف ملکہ گوہر جادو کے چلا ادھر گوہر جادو نے قصد کیا بیچ مین اور چند ساحر آ گئے خوب گہرے ترنج و نارنج گھچے پیکان سے چلا کیے کئی سو ساحر جانبین کے مارے گئے لاشے زمین پر پھڑکنے لگے ناگاہ ملکہ گوہر ساحرون کو قتل کرتی ہوئی قریب اقرار خونریز کے پہونچی اُسنے تیغہ سحر کا وار کیا ملکہ گوہر نے تیغہ ہلالی پر لگا تھا شعلہ ہاے آتش سے بھی اپنے کو بچایا خبردار رکھے تیغہ مارا اُسنے چاہا سپر سحر پر روکون تیغہ گوہر کا تڑپ کے گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سر اِس ملعون کا زخمی ہوا چاہا بھاگون ملکہ گوہر نے سایہ مین تلوار کے لیا قصد کیا کہ تیغہ ماردون سر اِس خودسر کا اُڑ جاے اقرار کو یاد آیا کمر مین اِسکی ڈبیا خاک قبر جمشید کی ہے نکال کر اُسکو کھولدیا اِس خاک کی تاثیر ہے خاک مین ملادیتی ہے گوہر کے دل پر غبار غم و الم چھایا اُڑ لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی یہ سحر کہ دور سے صندلان صندلی پوش نے دیکھا کہ ملکہ گوہر بیہوش ہو کر گری کنیزین ٹوٹ پڑی ہین اپنی جان دے رہی ہین لیکن کچھ بن نہین پڑتا سیکڑون کنیزین اُسی مقام پر قتل ہو چکی ہین صندلان بیتاب ہو گیا گھوڑا اُچھالکر قریب اقرار خونریز پہونچا اُس بیحیانے ایک دانہ ماش کا مارا صندلان بھی مجبور ہوا لڑکھڑا کے گھوڑے سے گرا شاہزادہ اسد کو یہ حال پُرملال دیکھکر تاب نہ آئی فوراً گھوڑا اُٹھا کر کے قریب اقرار خونریز پہونچے نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ | بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران | اسد شیر دل ابن صاحبقران

نعرۂ رستمانہ کر کے شاہزادہ اسد نامور نے کمان کیانی دوش سے اُتاری میلاد صحرائی کو بھی اب جوش ہوا اقرار خونریز سے کہا آپ تامل فرمایئے دیکھیے تو مین ابھی طلسم کشا کو مارے لیتا ہون یہ کہکر خبردار خبردار کہتا ہوا قریب اسد نامور پہونچا کہنے لگا کیون

طلسم کشاد کھولی گوہر اور میان صندلان صندلی پوش کا کیا حال ہوا اقرار خونریز نے بسکے جی چھوڑ دیا
شاہزادہ اسد بیساختہ ہنس پڑے کہا او سفلے نامرد ساحر کے آنے سے بہت خوش ہوا ہر ملک الموت
تیرے سر پر کھڑا ہے میلاد نے تیغ کمر سے نکالا اسد غازی پر ہاتھ مارا اسد نے وار کو اُس نابکار کے
رد کیا غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر میلاد کو قاش زین سے اٹھا لیا
گرد سر چرخ دیکر طرف آسمان کے پھینکا دس گز بلند ہوا بروقت اُترنے کے ہاتھ مارا نامرد کو جو رنگ ہوائی کیا
دشمنوں کی زبان سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی ملازمان صندلان پکار اٹھے ای شہریار سبحان اللہ قطعہ

آنکھ دشمن سے تری تیغ سے جو ہر جو ملائین | خون آنکھون مین اُتر آئے لہو کا ہو یہ جوش
پشتہا پشت رہے تیغ کی برش کا اثر | کہ عدو زادہ ہو پیدا تو جدا ہو سر دوش

تیغ وہ تیغ ہے جسے دیکھ کے حاسد کٹ جائین دیگر صفا اور چلنے کی تو نوبت بھی نہوا بردار

برش تیغ کی تعریف نہین ہو سکتی | پڑ گئی پیکرِ دشمن پہ اگر یہ اک بار
واہ رے کاٹ کہ جو رنگ عناصر کو کیا | ایک اک جز کے برابر سے ہوے حصے چار

اہالیان فوج میلاد تھرا گئے مگر اقرار خونریز نے دیکھا کہ طلسم کشا نے بڑے گرو فر سے میلاد صحرائی کو
مار اب تیری جانب آتا ہے جرأت و ہمت دیکھکر وجد کرنیلگا اسد دلاور نے کمان کاندھے سے اُتاری
تین بھال کا تیر اقرار خونریز کو مارا خطاکار نے سحر کیا تیر سہم کر جل گیا کمان مین خم آیا ترکش شانہ سے
طلسم کشا کے گرا اب دوبارا اُس بیحیا نے دو ہتڑ زمین پر مارا گھوڑا اسد کا بدلگامی کرنے لگا طرارے
بھرنے لگا سم گھوڑے کے جلنے لگے زمین سے شعلہاے آتش نکلنے لگے اُسوقت اسد نامور کی تیغ اُڑی
ہاتھ پاؤن بیکار گھوڑا اچھلتا ہے سوار کو پٹک دون زیر ران سے نکلا اون ساتھ والے ٹوٹ پڑے زین
چلتے ہین اپنے آقا کو بچائین ساحرون کا بلوہ بڑھکر ساحر پر وار کیا اگرچہ اُسنے سحر کر دیا بہادر کی حسرت
دل مین رہی منہ کے بل زمین پر گرے الگ انکا وار چل گیا ساحر کے دو ٹکڑے ہوے بعضے جوش جرأت
مین ساحرون سے لپٹ پڑے گر پڑے پر لا دے مار ادہ بیحیا دم سے گر اچھاتی پر چڑھکے سر کھینچ لیا
لاشہ ساحر کا زمین پر تڑپا علامت اُسکے مرنیکی ظاہر ہوئی بیچ مین اسد نامدار سحر مین اقرار کے مبتلا ہو
گرد جوانان صف شکن تیغ زن کا مجمع ہر کتون نے ملکہ گوہر جادو پر سینہ سپر کر دیا ہر کہ بیہوشی کے عالم مین
کوئی اسکا سر نہ کاٹ لیجاے پھر تو غضب ہی ہو جائیگا بعض دلاوران سرفروش صندلان صندلی پوش کو

بیہوشی مین اُٹھا لیگئے اقرار خونریز ساتھ والون سے کہتا ہی دیکھو خیرخواہ ایسے ہوتے ہین کیسے خوشی خوشی
جان دے رہے ہین ہرچند کہ غیر ساحر ہین مگر فنون جان نثاری سے خوب ماہر ہین یارو مین نے طلسم کشا کو
بیکار کیا مثل تصویر خاموش کھڑا ہی تم لوگون سے اسقدر نہین ہوسکتا ہی کہ بڑھکر قتل کرو گوہر جادو
کو تو بیکار کردیا طلسم کشا بھی مبتلاے سحر ہوا اُسپر بھی قریب جاتے ڈرتے ہو بڑے نامرد ہو اپنی جان
بچاتے ہو دیکھو مسلمان اُنھین کہتے ہین کیسے یکدل ہین جانبازی و سرفروشی مین کامل ہین یہ کہکے سحر کرتا ہوا بڑھا ہمراہیان
اسد نے دیکھا ہمارے آقاے نامدار سحر سے بیکار و بیقرار ہین اقرار خونریز سحر کرتا ہوا آتا ہی بے اختیار
زار زار رونے لگے اُسوقت اسد نامدار نے بھی دل کو رجوع کیا بیقرار ہوکر پکارا اے معین و مددگار و اے
مالک و مختار اے رزاق مطلق و اے کارساز برحق اس بیکسی مین سواے تیرے کس سے فریاد کرین اپنے
بندگان گنہگار کو اس ظالم خونخوار سے بچالے اس بلاے ناگہانی سے نجات دے سب نے ساتھ مین آمین
کے دعائی تیر دعا بہدف مراد پر پہونچا صولت سے گرد اُڑی اُس گرد سے آواز مہیب آئی او ساحر غدار خبردار
دست خود را نگہدار کہ باہم رسیدیم آگے قدم نہ بڑھانا طلسم کشا پر دست بدعت نہ اُٹھانا دیکھ شاہنشاہ
نے کیا تحریر فرمایا ہی اقرار خونریز نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر مہیب جست و خیز کرتا ہوا چلا آتا ہی ہاتھ مین
فرمان افراسیاب ہی مثل برق جہندہ جست و خیز کرکے ہو ہو کرتا ہوا قریب اقرار خونریز کے پہونچا وہ فرمان
اقرار کے ہاتھ مین دیا کہا اسکو پڑھے تب طلسم کشا کو قتل کر اقرار نے کاغذ ہاتھ مین لیا دیکھا سر نامے پر
مہر شاہنشاہ افراسیاب جادو کی ہی فرمان سر پر رکھ لیا مہر کو بوسہ دیا کہا میان ساحر صاحب آپکا کیا
نام ہی ساحر نے جواب دیا ہمارے نام سے تجھے کیا کام ہی جو کچھ کاغذ مین لکھا ہی اُسپر کاربند ہو نام بھی ہمارا تمام
ہوجائیگا اقرار خونریز نے دیکھا لفافہ مین تہ لگادی ہی بند نہین کیا اُسنے تہ کو کھینچا لفافہ سے دھوان نکلا
فوراً ایکبارے کھلکر اُٹھ آیا ساحر نے نعرہ کیا نعرۂ قران

سرِ تیغ اسیر چون باد بہاری | بمیدان سرہنگ در خنجر گذاری
منم برق قہرمان شیر ببرانم | بمیدان اژدر آتش فشانم

تہ قران نے جھپٹکر ایک بغدہ مارا اقرار موت سے انکار نہ کرسکا
سر پھٹ گیا لڑکھڑا کر زمین پر گرا اندھیرا چھا گیا ساحرون کا قلب تھرا گیا صداے مہیب آنے لگین بیرون
غل مچا ہاے وا ہاے کشتی مرا نام مین اقرار خونریز جادو بود افسوس مُردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم
ملکہ گوہر جادو نے قتل کرنا شروع کیا ملازمان سیلاد فریاد کرنے لگے رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت اسد نامدار

مین حاضر ہوے مطیع الاسلام ہونے لگے فتح کے نقّارے بجے شام ہوتے ہوتے بفتح وظفر واپس ہوے بارگاہ
اُستاد ہوئی ملکہ گوہر جادو و شاہزادہ صندلان صندلی پوش و مہتر قران نامدار بارگاہ مین آکر جلوہ
فرما ہوے شاہزادۂ اسد نے قران سے پوچھا کہ ای سرکردۂ عیاران و ای نظر کردۂ بزرگان اسوقت کیا
تماسا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا مہتر قران نے عرض کی ای شہریار کیا عرض کرین آپ سے سب صاحبون نے
اس معرکۂ عظیم کو جُھپایا صنعت نے قیامت برپا کی تھی آپکے کل سردار گرفتار پنجۂ تقدیر ہوے ہمارے
اُستاد والانژاد نے یہ صلاح کی کہ اسد نامدار کو لشکر سے جدا کرو ایکا رہنا یہان بہتر نہین ہر کیا گذارش کرین
عجب ہنگامہ برپا تھا حقیقت مین جسوقت اُستاد لشکر ظفر اثر سے نکلے صاف ثابت ہوتا تھا کہ کسی نوجوان کا جنازہ
جاتا ہر غلام کو بھی ہمراہ لیا برق و چالاک و جانسوز و ضرغام بھی قید ہو چکے تھے حقیقت مین حضور
چالاک نے بھی ایسی عیاری کی کہ جسکا مثل و نظیر نہین لیکن نہ بن پڑی مُردہ بن کے اندر حصار سحر کے گیا تھا مگر
صنعت نے پکڑ لیا سوا ے غلام کے اُستاد کے ساتھ کون جاتا حضور چار لاکھ ساحر ساتھ تھے اُستاد دولھا
بنے تھے وہ سامان برات کیا تھا کہ مصور خیال نقشہ نہین کھینچ سکتا حصار سحر صنعت کے پہونچے تصدق
اُستاد والانژاد کا اب کبھی کلمۂ غرور کا زبان سے نہ نکلونگا بخدا باغ ملکہ زیور محمل نشین مین اُستاد نے
وہ عیاری کی کہ مجھ ایسے ناچیز کو تمیز نہوئی مطلق نہ پہچانا پھر بجلا صرصر کی کیا حقیقت تھی بس جو کچھ اُستاد نے
تعلیم کیا تھا اُسی پیرایہ مین صنعت سے کلام کیے آخر صنعت نے حصار سحر شاد یا مین نے جاکر اُستاد کے
ہمراہ اُس روسیاہ کو مار افیات کی لڑائی بڑی خدا نے سبکو عمر دوبارہ و حیات تازہ عطا کی مگر اب خدا انجام
بخیر کرے آپکے دشمنون کو زیر کرے افراسیاب خانہ خراب اس لڑائی مین بڑی ذلت اُٹھا گیا ہر
دیکھیے کیا بلا نازل کرتا ہر ماشاء اللہ حضور کے سرداران تہور شعار نے ایسی کارزار کی کہ افراسیاب و
حیرت کے دانت کھٹے کر دیے اب آپ بسم اللہ سوار ہون سب اہالیان لشکر حضور کے قدوم میمنت
لزوم کے مشتاق ہین ملکہ مہ جبین کو دن مفارقت کے بہت شاق ہین مجھکو بھیجا تھا کہ جاکر شہریار کو لاؤ
مین نے آکر آپکو اس بلا مین مبتلا دیکھا شکر ہر کہ اُسکو واصل جہنم کیا اسد نامدار نے مہتر قران کو بھاری خلعت
عطا فرمایا مہتر قران نے خلعت پہنا پھر اُتارکے رومال مین لپیٹ لیا شاہزادۂ اسد نے پوچھا کہ کیون
خلعت اُتار ڈالا حقیقت مین تمھاری لیاقت کے موافق تو نہ تھا قران نے عرض کی میری کیا حقیقت ہر
یہ تو میری لیاقت سے دو چند ہر لیکن حضور رنجونی آگاہ ہین گھڑی دو گھڑی پہنون کوئی ستارہ یا تار گر جائے

استاد حساب پوچھینگے مگر احتیاطاً ظاہر ہو کہین دو چار گھڑی کے واسطے جو غائب ہو جاتے ہین تو فرماتے ہین کہ لوٹ
مار کرنے گئے تھے لاؤ حساب بتاؤ ہر چند عذر کرتے ہین کہ برائے سیر گئے تھے یا شکار گاہ مین تھے فرماتے
ہین کتنے جانور شکار کیے گوشت اُنکا سرداروں کے ہاتھ بیچ لینگے خدا انکو سلامت رکھے اُنکے دم سے
حضور عیاری کی آبرو رہی اسد نامدار کو سُرورِ تازہ و فرحتِ بے اندازہ حاصل ہوئی ملکہ کو ہر و صندلان
کو حکم دیا جلد لشکر تیار ہو میلاد صحرائی کی بھی دولت ہاتھ آئی اقرار کے بھی خیمے و خزانے صندلان نے
بار کرائے شاہزادہ اسد نامور بعد کرّ و فر پشتِ مرکب پر سوار ہوئے مہتر قران ساتھ ساتھ
ہین شاہزادہ اسد احوال پوچھتے جاتے ہین مہتر قران حرف بحرف بیان کر رہے ہین کہ حضور آج
ایک رکن طلسم ہوش ربا گرا اور اسباب جادو کا بازو ٹوٹ گیا قتل ملکہ صندل سے بہت بد حواس تھا
بیان ہرکاروں نے بڑھکر ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ شاہزادہ اسد نامدار بعد شوکت و وقار تشریف
لاتے ہین لیکن حضور خدا نے اپنا بڑا افضل شریک حال کیا ایک ساحر نے انکو گھیر لیا عین وقت پر
مہتر قران نامور پہونچے کس مردانگی سے ٹوک کر اس ساحر خود سر کو مارا میلاد صحرائی نامے ایک
پہلوان ہاتھ سے شاہزادہ اسد دلاور کے واصلِ جہنم ہوا ملکہ مہرخ نے سرداروں کو حکم دیا
کہ برائے استقبال شاہزادہ نیک خصال جاؤ خود بھی برائے استقبال کئی سو سرداران نامی گرامی ہمراہ
لیکے انھین خوشی خوشی روانہ ہوئین شاہزادہ اسد سے آکر ملاقات کی اسد پشتِ مرکب پر سے کود پڑے
اپنے سرداران ہمتن صف شکن سے ملے جسکو دیکھا زخمدار و بیقرار پایا کے پیشان چڑھی ہوئین زخم و زبان
کی ہوئین چہرے اُترے ہوئے سب نے اسد نامدار کو گھیر لیا ملکہ مہرخ نے سر سے پاتک بلائین
لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین اسد نامدار بارگاہ مین آئے دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوئے
ملکہ مہرخ نے فوراً حکم دیا شادیانے بجائے جائین خواجہ عمرو کا بھی دماغ تر ہو محفل عیش و نشاط آراستہ
ہوئی ساقی بچہ ہائے شوخ و شنگ و گلعذاران ماہ پیکر سیمبر آکر حاضر ہوئے جام ارغوانی گردش مین آیا
صدائے ہوشاہوش و نوشانوش بلند ہوئی ملکہ مہ جبین الماس پوش کو نذرین گذرنے لگین جلسۂ
عیش و سُرور درست ہوا ساز نوازی خواجہ عمرو کی چھڑی برق و چالاک وغیرہ کا انتظام خیرخواہان
دولت کو عیش و راحت سے کام یہان شاہزادہ اسد نامدار مع اپنے سرداران عالی وقار کے مصروف
جلسۂ عیش و نشاط ہین ذکر انکا انشاء اللہ وقت پر کیا جائیگا لہٰذا خاطر عاطر ناظرین والا مقام رہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان صلاح کرنا افراسیاب کا بمقدمہ حجرۂ ہفت بلا شرطین بیان کرنا زال جادو بادشاہ قلعہ تحت الشعاع کا اور کھلنا حجرۂ اول کا کہ جسکا حاکم مشعل جادو ہے عجب داستان پرنور مضامین سے معمور مصنف کی روشن بیانی دلچسپ کہانی ساقی نامہ بطرز مذاق بمضمون طمطراق

رندون کی محبوبن ساقن
آڑی ترچھی سے کٹنے والی
ہر شوا بندہ تیرا
مرد ترے ہین عورت تیری
زیور گہنا پاتا تیرا
بخشش تیری احسان تیرا
کوٹ تیرے پتلون ہین تیرے
بنیا تیرا گولک تیری
ہنسنا تیرا برق بلا ہے
تیرا جانا جان کا جانا
نازنئے انداز کے تیرے
عشوہ تیرا غمزہ تیرا
پھول ہین تیرے خار ہین تیرے
دخت رز ہے پالک تیری
کشتی تیری دریا تیرا
کالی گھٹا ہے کلی تیری
پیر مغان گھر والے تیرے
اٹو کرنا کام ہے تیرا
چلتے پرزے ہاتھ مین تیرے

دھومی خان کی دھومن ساقن
سرستون کی پیاری تو ہے
گورا کالا بندہ تیرا
گلیون گلیون راج ہے تیرا
مسند تکیہ چھاتا تیرا
ڈفلے ڈھول دمامے تیرے
بیمن تیری سیون تیرے
طبلہ اور سارنگی تیری
کسنا تیرا سیف جفا ہے
دل کی دشمن الفت تیری
صدقے دل ہے ناز کے تیرے
حصہ تیرا خنجر تیرا
طرہ بدھی ہار ہین تیرے
خم تیری خمخانہ تیرا
شہر ترا ہے قریا تیرا
بھٹی تیری ہوٹل تیرا
بال ہین گھونگھر والے تیرے
تیری آنکھین صاف کٹورے
بیفکرے سب ساتھ ہین تیرے

راج محل کی رہنے والی
مستی تو ہشیاری تو ہے
مال ترا ہے دولت تیری
سوپ ترا ہے چھاج ہے تیرا
جان تری ہے ایمان تیرا
پگڑی اور عمامے تیرے
جھانجھ تیرے ہین ڈھولک تیری
نیبوا اور نارنگی تیری
تیرا آنا موت کا آنا
جان کی خواہان فرقت تیری
الف ترا ہے ہمزہ تیرا
ناز ترا ہے نخرا تیرا
ہر ناشتے پر کالک تیری
بط مینا پیمانہ تیرا
بجلی حکمت عملی تیری
کرسی مونڈھا دنگل تیرا
شیشہ بوتل جام ہے تیرا
جال کے پھندے انکے ڈورے
تیری یاد مین سب کو بھولے

اندھے کانے لنگڑے لولے
تخت ترا ہے افسر تیرا
ٹھمری گیت ترانہ تیرا
فیض کا دریا چلو تیرا
بندے تیرے عزت والے
میمون پہ ہے سایہ تیرا
تیرے بس میں ناچ نچانا
تو ہی پھول ہے تو ہی بو ہے
آئے تیرے ارجا پہ جا
بجلی چمکی کوندا لپکا
روشنی لیکر بجلی آئی
کوندے سے ہی دھونا سینکا
پیڑ میں سب اُڑ ائیاں لیتے
سرد ہوئی سب آتش گل کی
غنچے سوکھے کلیاں ٹوٹیں
مست بنانے والی ساقن
کاگ اُڑیں اور شیشے ٹوٹیں
لا دو ساقن بوتل مے کی
صاف نہیں تو جھٹ دیدے
ناک میں دم ہے تیرے مارے
پھر گئیں آنکھیں تکتے تکتے
دھکا اُٹھی آفت آئی
تھوڑی دیر میں چٹ پٹ سب تھے

یہ تیرا ہے شان کا لشکر
امن کا گوشہ ہے گھر تیرا
جاڑہ تیرا گرمی تیری
بلبل ہے ہر اُلّو تیرا
دامن زاہد صافی تیری
تارے سے اونچا پایہ تیرا
ہاں سبکو بیفکر بنا دے
جو کچھ ہے ان سب کی تو ہے
خیمہ تیرا لایا بادل
بوند گری یا آمیز ٹپکا
نوبت رعد بجاتا آیا
زاہد نے تن مسند پھینکا
غل ہے فصل بہاری آئی
گرم کر اب تو بھٹی مل کی
اُٹھ او بڑھیا رانی ساقن
ناچنے گانے والی ساقن
مزے اُڑائیں اپنی دھن میں
ہاتھ سے رکھدے جوڑی زر کی
ہاتھ سے تو اب دینار رکھدے
اب کیا کوئی سر دے مارے
آخر عورت تھی بیچاری
میخواروں کی شامت آئی
آفت یا بیہوشی وہ تھی

یا سب ہی شیطان کا لشکر
موسم فصل زمانہ تیرا
شرم تری بے شرمی تیری
چیلے تیرے دولت والے
لاکھوں کی صنعت آنی تیری
تیرا حصہ مست بنانا
تازی تازی سیر دکھا دے
دیکھ وہ بادل اُٹھ کر گرجا
کالا بھورا آیا بادل
ابر گھرا تاریکی چھائی
باد مبارک گاتا آیا
کھل کر پھول میں لپٹیں دیتے
میخوارے کی باری آئی
روتے روتے آنکھیں پھوٹیں
بدمستوں کی جانی ساقن
شیخ و زاہد پینے کو ہیں
سب پے گائیں اپنی دھن میں
دینا ہو تو جھٹ پٹ دیدے
سامنے لا کر مینا رکھدے
سوکھ گیا منہ بکتے بکتے
ڈر کر بولی آئی میں واری
اُسکے مارے بچتے کب تھے
دارو یا بیہوشی وہ تھی

کیسی مری کیسا نالا
سنبھلا اور پھر تیور آیا
رو رو کر اک آہیں بھرتا
کوئی اُلٹا گالی دیتا
دخترِ رز پھٹکار ہو تجھ پہ
کیسے بدتر حال ہیں تیرے

دیکھتا اب تھا گرنے والا
کیسا رستہ چلنا کس کا
ہنس ہنس کر اک باتیں کرتا
تف مستی سرشاری تجھ پہ
سارے شہر کی مار ہو تجھ پہ
آئی ادھر ادھر سے آفتیں

جو اُٹھا اک چکر آیا
اُس کا پاؤں نہ رکتا اُس کا
کوئی اندھا تانیں لیتا
لعنت اور مے خواری تجھ پہ
کیا ناقص افعال ہیں تیرے
زور سے تیری ناپوں گردن

چہرہ شعلِ فروزانِ محفلِ سخنوری و روشنی گیرندگانِ جلسۂ عیاری و طراری شمع کلکِ جواہر سلک سے شبِ تاریک مضامین بیان کو یوں منور کرتے ہیں شعر نگار بندہ داستانِ عجیب پر رقم کرتے ہیں یہ بیانِ عجیب۔ اب حال پُر ملال افراسیاب خانہ خراب بیان ہوتا ہے کہ جب صنعت بدبخت قتل ہوئی حیرت جادو پردۂ ہیبت افراسیاب پر وہ آفت نوج تباہ لشکر برباد سرداران شاد محافظان افراسیاب اسکو باغِ سیب میں آسکے مصاحبین وزیر زادیاں دوڑیں دیکھا ملکہ ماہیان زمرد پوش آج عجب خرابی میں لیکر افراسیاب کو آئی ہے تاج سرنگوں دلباس پارہ پارہ حلقہ ہاے گیسو گلے میں پیوستہ کیفیت یہ حالتِ مصیبت دیکھکر اک شور گریہ و زاری بلند ہوا اپنے ہاتھوں ہاتھ افراسیاب جادو کو لیا ملکہ ماہیان زمرد پوش افراسیاب کی نانی لرزان و ترسان حیران و پریشان گود میں افراسیاب کو لیکر بیٹھی کمندیں گلے سے کاٹیں افراسیاب کو ہوشیار کیا آنکھیں کھلتے ہی بخشنہ بخت غصے میں اٹھا گویا فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا کہا ابھی سبکو جاکر مار ڈالونگا ایک کو جیتا نہ چھوڑونگا ہاے میری زینت پہلو ساحرہ خوشخو سرداروں میں ممتاز ملکہ صنعت سحر ساز کس ذلت و رسوائی سے قتل ہوئی ہیں تب تو ملکہ ماہیان زمرد پوش سمجھانے لگی یکایک پنجہ لیے ہوے ملکہ حیرت جادو کو آیا افراسیاب نے ہاتھوں ہاتھ پنجے سے لیا حیرت جادو پیٹنے لگی کہا اے شاہنشاہ میں زندہ نہ رہونگی اپنی جان دونگی مجھکو مسلمانوں نے بہت ذلیل کیا آپ نے دیکھا کس قیامت کی لڑائی پڑی صنعت ایسی عقیل و فہیم دامِ عیاری عمرو میں پھنسی دودھا بکر آیا مہتر قران نے بغدہ مارا ہیں خادم میری خیرخواہ کا اُسنے لاشہ بھی اٹھایا افسردہ بی بخت کا ملال ہوا افراسیاب نے کہا اے حیرت تم صبر کرو اسی ہفتے کے اندر دیکھ لینا کہ اگر کوئی بھی مسلمان واسطے علاج کے بچے تو جو بات کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا نہ کہتا حیرت نے کہا آپ ہمیشہ اسی طرح

فرماتے ہین افراسیاب نے کہا ابھی جاؤن سب کے سر کاٹ لاؤن ملکہ ماہیان زمرد پوش نے کہا ای حیرت بانیانِ طلسم نے منع کیا ہو کہ شاہنشاہ اپنے ہاتھ سے نہ کسی کو قتل کرین کہ جسم کا خون گھٹتا ہو ورنہ ابھی ممکن ہو کرین اور افراسیاب جاؤن تمام دنیا کو پامال کر دون یہ سحر و ساحری مین نظیر مین سکاری و طراری مین مجل یہ بادشاہ ہوش رُبا مین علم و نیرنج مین وحید دکیتا یہ یادگار فرقہ سامری پرستان مین رُکن قصر زر دستان لیکن ستارہ شناسون نے ثابت کر دیا کتب ہاے قدیم کو ان احکامات سے بھر دیا کہ ملازم شاہنشاہ و ذرین یکبہ عزیز و اقارب بھی دست انداز ہون علاوہ ازین ملازمان جانباز و سر فروش کیا کم ہین اگر ناظمان در بند اپنے اپنے مقام سے جنبش کرین گا و زمین تھرا جاے یہ کہکر ملکہ ماہیان زمرد پوش نے کہا کہ ای افراسیاب ملکہ حیرت جادو کو بطرز قدیم لشکر ساتھ کر کے مقابلے مین روانہ کر دو تاکہ مسلمانون کو خوف ہے گر طبل جنگی نہ بجے مین جا کر ناظمانِ در بند ہوش رُبا کو نامے لکھتی ہون میرا ارادہ ہو کہ اپنے عزیزون کو مع اہالیانِ پردۂ ظلمات طلب کرون وہ آکر قیامتین برپا کر دینگے زمین میدان نبرد لاشون سے بھر دینگے ساکنانِ پردۂ ظلمات ہین صاحبان کرامات ہین اندھیر مچا دینگے آتش قہر و غضب سے خرمن ہستی مسلمانان کو جلا دینگے کالی کالی صورتین لباس بھی کالے قلب بھی سیاہ رو سیاہ کسی مقام پر نہ رُکینگے دھوان دھار مچا دینگے افراسیاب نے بصد پیچ و تاب کہا آپ جا کر نامے ترقیم فرمایئے ماہ دولت کی خدمت مین سکو بلوالیے جسکو مناسب جانو نگا اُسکو بھیجونگا اور جو میرا ارادہ خاص ہو اُسکو زبان پر نہین لا سکتا بروقت ظاہر ہو جائیگا زمین و آسمان تھرائیگا ملکہ ماہیان زمرد پوش تو بخوبی افراسیاب کو سمجھا کے طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہوئی مگر افراسیاب کو انتہا کا قلق ہو رنگ چہرے کا فق ہو دل مین پیچ و تاب چہرے پر عتاب یکایک آسمان سے برق چمکی اک جادوگر نے افراسیاب کو نامہ دیا افراسیاب نے نامے کو پڑھا طرفے زال جادو بادشاہ قلعہ تحت الشعاع کے مرقوم تھا کہ ای شاہنشاہ عالم پناہ بعد ایک سال کے جشن جو اس قلعہ پر ہوتا ہو کل سامان مہیا ہو صرف حضور ہی کا انتظار ہو حالانکہ رنج و ملال بھی ہے بسبب قتل ملکہ صنعت سحر ساز کی اس خیر خواہ دولت کو خبر ہوئی بخوبی ظاہر ہوا کہ دن بدن ترقی فرقہ مسلمانان و تنزل سامری پرستان درپیش ہو بندگان عالی کو پسِ پردہ یہ براہ خیر خواہی کچھ عرض بھی کرونگا یقین ہو کہ آئینہ مراد مین جلوہ عروس فتح و ظفر نظر آئے مطلب دل حاصل ہو جاے جلد تشریف لایئے افراسیاب نے کہا ای حیرت جادو یہ ظہور قدرت سامری ہو ابھی دل مین آیا تھا کہ

زال جادو کو طلب کرون تجربۂ ہفت بلا جو ہماری عملداری مین ہین زال جادو اُسکا رازدار ہی اب
جسطرح بن پڑتا ہی مشعل جادو کو لاتا ہون وہ آتے ہی سبکو پھونک دیگا نہ کہ زال جادو نے خود طلب کیا
تم سامانِ لشکر کشی کرو مقابلہ مسلمانان مین جاکر اُترو ما بدولت جو مناسب وقت ہوگا تحریر فرمائینگے بموجب
اُسکے کاربند ہونا حیرت نے شرما کے سر جھکالیا کہا مین جانیکو حاضر ہون کیفیت مشعل بھی اپنے بزرگون
سے سُن چکی ہون وہ بڑا مغرور ہی اُسکو طلب کرنا سراسر عقل کا قصور ہی اگر وہ آپکا اقرار کرے مین جان
دینے کو حاضر ہون افراسیاب نے حیرت کا سینے سے لگالیا کہا ای روح روان و ای آرام دل
مشتاقان اگر تجھپر کوئی زوال ہو مین اپنی جان تجھپر نثار کرون جو کچھ باتین سُنی ہین اُنکا خیال نہ کرو تم لشکر لیکر
چلو مین جاکر قدمون پر گرتا ہون خون صنعت کا بہت بڑا معاوضہ ہوگا یہ کہکر افراسیاب نے حیرت کو
مع لشکرِ بیشمار برائے مقابلہ لشکر اسد روانہ کیا آپ سوار ہوکر برائے ملاقات زال جادو چلا یہان
زال جادو نے قلعہ کو آراستہ کیا ہی تمام کاہنان طلسم و پنڈت و برہمن اُستادان پُر فن جمع ہین تخت زرنگاری
برائے افراسیاب آراستہ کیا ہی آمد شاہنشاہ کا انتظار ہی یہی ذکر ہو رہے ہین ستارہ شناس کہتے ہین
ای رُکن طلسم ہوش رُبا طلسم کے بچانیکی کچھ تدبیر کیجیے تجربہ ہا کے کھولنے کی تقریر کیجیے زال کہتا ہی یارو
بڑی مشکل ہی یا الحکماے طلسم نے جو قاعدہ برائے آمد مشعل جادو قرار دیا ہی اُسکو زبان سے نہین کہہ سکتا
ہر چند وزرا اُمرا پوچھ رہے ہین زال کہتا ہی میری تقدیر برداں ہی مشعل جادو کا آنا بہت محال ہی یہ ذکر
تھا کہ سب نے دیکھا کہ ابرِ ہفت رنگ نشان آمد افراسیاب ظاہر ہوا زال جادو برائے استقبال
اُٹھا تمام سرداران نامدار و تاجداران عالی وقار سحر کرکے بلند ہوے پایۂ تخت افراسیاب سے لپٹگئے
باعزاز و اکرام تخت پر لاکر بٹھایا جلوے تخت مین ذنگل زال جادو گردجوبی و رمال ستارہ شناس تاجدار و
ساحران غدار جمع ہین تمام دربار معمور ہوا ساقی بچے آکر حاضر ہوے افراسیاب نے کہا ای زال ج
جلسۂ شراب و کباب موقوف رہے ما بدولت کو تم سے کچھ صلاح کرنا ہی پہلے اُسکی تدبیر کرو جواب باصواب دو کیا
بتاؤن کسقدر ملال ہی دل چاہتا ہی فقیر ہوکر قبر سامری و جمشید پر جا بیٹھون ترک سلطنت کرون اس عرصہ
مین ایسے ایسے ملال اُٹھائے کہ بیان نہین ہوسکتے وقایع نگارون نے سب لکھے ہونگے میرے
کہنے کی کیا ضرورت ہی بس اب تمام عیش و نشاط سے نفرت ہی ای زال جادو ما بدولت چاہتے ہین کہ شمع
تقدیر روشن کرو تدبیر آمد مشعل جادو بتاؤ اگر ہم قصد کرین کہ مشعل جادو سے ملاقات ہو اور اُسکو بلے

مقابلہ مسلمان لیجا ہین تو کیا کام کرین کیا سامان مہیا ہو یہ فقرہ سنکر زال جادو نے سر جھکا لیا کہا اے شاہنشاہ مشعل جادو و زینت محفل سامری رونق دربار جمشید شمع بزم افسونگری چراغ سحر و ساحری اپنے کو محبت سامری مین زمین مین دفن کرا دیا اب مین قواعد عرض کرتا ہون بگوش ہوش سماعت فرمائیے آپ عقیل و فہیم و دانا ہین حرف بحرف سمجھانا کیا ضرورت ہی آپ خود ہی سمجھ جائینگے مفصل کیونکر عرض کرون قلب میرا اب تھرّاتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی گرچہ افشائے راز نہین ہوتا اشعار

گذرتی عمر ہی یون دورِ آسمانی مین
کہ بو فساد کی آتی ہی بند پانی مین
کہانیان ہین حکایاتِ خضر و آبِ بقا
سیاہ پوش ہوے ماتمِ جوانی مین
ہمیشہ ہونگے سرایۂ بقا مین بقا

کہ جیسے جاے کوئی کشتیِ دخانی مین
وفورِ اشک اگر سر بہ اوج ہو اپنا
بقا کا ذکر ہی کیا اس جہان فانی مین
وہ سیدھے گھر کو سدھارے اور [illegible] مین ہم
حیات دار ہون مین آبِ زندگانی مین

رو کا و خوب نہین طبع کی روانی مین
فلک برنگِ گلِ نیلوفر ہو پانی مین
نہین خضاب سے مطلب ہین یہ موے سفید
پھرے بھٹکتے ہوے کوے بدگمانی مین

افراسیاب نے کہا مین اس معمے کو نہین سمجھا زال جادو نے کہا اصل مدعا میری زبان سے نہین نکلتا افراسیاب نے کہا تم قاعدہ بیان کرو کرنے نہ کرنیکا ہمکو اختیار ہی زال نے عرض کی اے شاہنشاہ اگر بادشاہ طلسم ہوش ربا قصد کرے کہ شاہنشاہ مشعل جادو سے ملاقات کرون اوّل یہ مناسب ہی کہ جس معشوق کو بادشاہ زیادہ چاہتا ہو در دولت مشعل پر اسکو اپنے ساتھ لیجاے سامری و جمشید کی پوجا کرنیکا سیندور ہی الفاظ سحر و ساحری سے معمور ہی اُس سیندور کا معشوق کے ماتھے پر ٹیکا دے گویا وہ کلنگ کا ٹیکا ہی اُسوقت وہ معشوق خود خواہش کریگا کہ مجکو نامِ سامری پر نثار کیجیے تب بادشاہ عالی جاہ سنگ صبر دل پر رکھے نمک زقت کا مزہ چکھے یعنے اپنے ہاتھ سے اُس معشوق کو ذبح کرے کاسۂ بلورین مین خون اُس معشوق کا لے اُسوقت در دولت پر مشعل کے آواز دے کہ اے شاہنشاہ مشعل آپکی خدمت مین حاضر ہوا ہون وہ آواز دیگا کیا تحفہ ہمارے واسطے لایا کیون ہمین ستانے آیا جواب دے کہ شاہنشاہ خوش اسلوب قابل محبوب و مطلوب ہے در دولت پر خون معشوق بہایا کچھ افسوس نہ آیا یہ جام شراب خون معشوق آپکے واسطے حاضر لایا ہون اے شاہنشاہ تب دروازہ کھلیگا پھر جاکے مشعل جادو سے ملاقات کرے افراسیاب نے رو کر کہا اے خدرت سامری کیا خوب طریقہ ملاقات شاہنشاہ مشعل جادو ہی افسوس ہی کہ مین نے یہ کیا کیا ع اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی - چراغ محبت گل کرکے شمع حیاتِ محبوب بجھاؤ تب صورت

ملاقات مشعل نظر آئے زال نے کہا ای شاہنشاہ ابھی سماعت فرمایئے زیادہ نہ گھبرائیے جب سامنے اُس بلا حجرۂ اول کے رسائی ہو جام خون مطلوب اُس مست بادۂ سامری کے سامنے پیش کرے وہ بخوشی نوش کریگا مزاج مین بحالی خون پینے سے چہرے پر لالی ظاہر ہو گی تب کیفیت پوچھیگا شاہنشاہ عرض کیجیے ظاہر کیجیے اپنے حال مصیبت مآل سے اُس خونخوار کو ماہر کرے آنے نہ آنے کا اُسکو اختیار ہی کسی کا تابعدار نہین ہی افراسیاب نے کہا دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی تمہاری تقریر سے کلیجہ منہ کو آتا ہی نظم

تیز اسنے جو کی تیغ ستم اور زیادہ
جیون شاخ بڑھے ہو کے قلم اور زیادہ
دیتا ہی وہ دم باز جو دم اور زیادہ
ذوق نمک درد و الم اور زیادہ
کیا ہوویگا دو چار قدح سے مجھے ساقی
ہو پشت فلک مین ابھی خم اور زیادہ
اُس زلف کے مارے کی اگر خاک کو سونگھے
ہو زہر نہ کھانا سمجھے سم اور زیادہ
وہ دل کو چرا کے جو لگے آنکھ چرانے
کر گردن تسلیم کو خم اور زیادہ
جز کنج قناعت مین ہین تقدیر پہ شاکر
مشتاق شہادت ہوئے ہم اور زیادہ
گر شرح جنون کیجیے رقم اور زیادہ
شیشے کی طرح پھوٹے ہین ہم اور زیادہ
کرنے کو سیہ نہ ورق چرخ کو ایدل
ہین لونگا ترے سر کی قسم اور زیادہ
ہو جسکو بس مرگ بھی یاد دہن تنگ
پیدا دم افعی مین ہو سم اور زیادہ
ہستی تنگ مایہ نے کچھ بھو کا ہی ایسا
یارون کا گیا اُنپہ بھرم اور زیادہ
لیتے ہین ثمر شاخ ثمر در کو جھکا کر
ہو ذوق برابر اُنھین کم اور زیادہ
سرکش کے سرافراز ہین ہم اور زیادہ
ہو چاک ابھی جیب و قلم اور زیادہ
لذت سے محبت کی ہی ہر زخم جگر کو
نالے سے ہین کوئی قلم اور زیادہ
گر سیری طرح دوش پہ ہو بار محبت
تنگ اُسکو کرے کنج عدم اور زیادہ
اُس شوخ ستمگر کو مری مرگ ہی منظور
اُبھرے ہین حباب لب یم اور زیادہ
ہی باغ جہان مین تجھے گر جبہ عالی
جھکتے ہین سخی وقت کرم اور زیادہ

اے زال مین خود کیا کسی سے کم ہون ایسی بلا کو میری بلا بلاے جو پہلے ہی معشوق کو کھا جاے زال نے کہا جہان حضور نے مصیبت سُنی حالات اختیارات مشعل تو سماعت فرمایئے کہ اُسکی کیا کیفیت ہی سحر اُسکا کیا ہی حقیقت مین کامل و یکتا ہی بے مثل و بے نظیر چرخ افسون سازی کا مہر منیر ای شاہنشاہ جب اُسنے اقرار کیا کہ تمہارے دشمنون سے لڑونگا اول بار خاطر اُسکا بہت گران ہی یعنے شراب بے حساب پیے گا ہر وقت اُسکے پاس ساقی بچے موجود رہین برابر شراب پلاتے جائین جب طبل جنگی بجے وہ میدان کارزار مین نکلے جو اُسکے مقابلے مین آئیگا یہ مشعل عمل مقناطیس کا عامل ہی کشش کرنیین روح کے کامل ہی یعنے کیسا ہی ساحر اُسکے مقابلے مین آئیگا یہ روح اُسکی کھینچکر ایک طائر کو مردہ بنائیگا طائر مردہ کے جسم مین

روح اپنے ہم نبرد کی نذر کریگا وہ مقابلہ کرنیوالا مُردہ ہو کر زمین پر گریگا روح اُسکی جسم مین طائر کے ہی جب جل جاتا ہی
طائر کو جلا دیجیے وہ جسم مُردہ بیکار ہو یہ صورت اِسکے مقابلے کی ہی اب دوسرا اختیار سماعت فرمایئے یہ
عبادت سامری کرکے کایا پلٹ ہو گیا ہی یعنے اگر کوئی ساحر زبردست اِسکے مقابلے مین آوے تیغ سحر کا
ہاتھ لگائے یا گولہ مارے اور اِسکے دو ٹکڑے ہون یہ تو بخوبی ظاہر ہی کہ کیسا ہی وار کسی پر پڑے عرصے تک
آدمی تڑپتا رہیگا لیک روح جسم سے نہین نکلتی کوئی شخص طائر مُردہ لیکر اِسکے دہن سے لگا دے روح مشعل
جسم مین طائر کے اُتر آئیگی طائر مردہ چہکارہ ماریگا اب ایک شخص ساحر یا غیر ساحر کو مُردہ کرنا چاہیے
یعنے گردن مروڑی جائے جسم سالم رہے اُس طائر کو اس انسان مُردہ کے دہن سے لگا دے
روح مشعل جسم طائر سے جسم انسان مین اُتر آئیگی فوراً اِس جسم مین اُٹھکر نعرہ کریگا نام مشعل جادو
پھر وہی اپنی روشنی دکھائیگا اِس صورت مین فرمایئے کیونکر مارا جائیگا ہر مرتبہ ایک جسم قتل ہوگا آپ تو
بادشاہ نامدار ہین کل رعایا کا آپکو اختیار ہی روز دو چار کی گردن مروڑیے جسم قتل ہوگا روح مشعل مجروح
نہوگی یہ حالات سُنکر افراسیاب وجد مین آیا تاج کو کج کیا پکار اُٹھا نام شاہنشاہ طلسم ہوشربا لیکن ای
زال جادو معشوقۂ دل نواز عشوہ ساز حسین وجمیل صاحب سطوت وشوکت زوجہ میری ملکہ حیرت ہی
ہائے اُسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرون خون اُسکا اُس سیاہ رو ملعون مردود کو پلاؤن میرے دل سے
یہ کبھی نہوسکیگا کہو تو اپنا خون پلاؤن تمکو یاد ہوگا کہ جب چاہ زمرد کا سلسلہ ہوا تھا مین نے رازداران طلسم کو بلاکر
پوچھا کہ مین انگشتری جمشید کیونکر منگاؤن رازداران طلسم نے کہا سات بوٹیان اپنے جسم کی کاٹیے یاقوت
کی ثمرن بنائیے اُس ثمرن کو پنجہ سامری مین پہنایئے تب انگشتری جمشید ہاتھ آئے مین نے فوراً
گوارہ کیا ثمرن بنائی انگشتری جمشید منگالی ہاتھ مین مابدولت کے موجود ہی لیکن معشوقہ کا قتل کرنا اپنے
ہاتھ سے تیغ ستم اُسکے گلوئے نازک پر پھیرنا یہ تو کسی جلاد نامراد سے بھی نہوگا زال جادو نے کہا
ای شاہنشاہ ملکہ حیرت جادو تو آپکی زوجہ خوشخو ہی اُسکو ہم کیونکر کہینگے کہ قتل کیجیے لیکن اور بھی تو آپکی
محبوب ومطلوب ہین کیسے کیسے ساقی بچہ ہائے خوش اسلوب ہین اُنہین سے کسی کو تجویز فرمایئے
یہ سُنکر افراسیاب نے کہا ہان ایک دلبر رشک قمر اب بھی ہی مین نے اُسکو بادشاہ عالی جاہ کیا ہی اُسکے
ساتھ محبت کا نباہ کیا ہی بچپن سے اُسکو پالا یہ گزرے کا ذکر تھا مابدولت برائے شکار صحرا مین گئے دیکھا یہ
کھیل رہا تھا اُسکا حسن دلربا آنکھون مین چھبا دل کو بیچین کیا مابدولت کو بہت پسند آیا اُٹھا لایا ای زال جادو

اسکو گودیوں میں پالا بنا ساقی بنا یا زال نے کہا آپ مجھکو تو وہاں لیچلیے اے شاہنشاہ اب بڑی قباحت ہے آپ ارادہ کھو سلنے جچو بلا کا کیچکے ہیں اگر اب نہ کھو لیے گا تو بڑا پاپ ہوگا سامری و جمشید کو ملال گذریگا جسوقت در شعل پر لاونگا سینہ ور کانپگا دونگا بھوت ہو کر خود کیگا مجھے نام سامری پر نثار کیجیے افراسیاب یہ سنکر بہت بیقرار ہوا خیال کرتا ہوا اب کیا کروں ارادہ کرکے باز رہنا باعث خرابی ہے یہ سوچ کے تخت پر سوار ہوا زال جادو کو ہمراہ لیا تخت اڑتا ہوا روانہ ہوا قریب قلعہ آکر پہونچا زال جادو نے آکر دیکھا قلعہ میں کیا کیا جوانان ماہرو خوش نحو طفلان سادہ رو تند خو صاحب حسن و جمال ستارہ جمال عدیم المثال جام ارغوانی ہاتھ میں لیے بناتیکی گھات میں خرامان اٹکھیلیاں کر رہے ہیں بات بات پر قہقہے پڑ رہے ہیں آپس میں خوش فعلیاں ہو رہی ہیں کسی جگہ چھچھڑی کی کڑاہی چڑھی ہے گلگلے پوریاں پک رہی ہیں کوئی ناچتا ہے کوئی گاتا ہے جوار تانیں اڑ رہی ہیں زال جادو حیران ہو گیا کہا واہ شاہنشاہ کیا ملک آباد کیا ہے ہر ایک طرز بیان کا دل بائی جب قریب دار العمارہ پہونچے دیکھا چوبدار و حاجب و دربان زرق برق پوشاکیں زر بفتی زیب جسم گلنار جوڑے پہنے ہوے پگڑیاں سرخ سرخ اپنے مقام پر کھڑے ہیں اندر قصر دلنشین کے جشن و لہو و لعب ہو رہا ہے طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے بانسیاں چھڑ رہا ہے سارنگی بل رہی ہے ہر نوجوان اپنی آن بان سے نشہ شراب حسن میں مست جام بادہ گلنار بدست تانیں مار رہے ہیں غزلیں گا رہے ہیں

غزل

سکتے ہیں یہی ناز و غماز کسی کے
گھر کر گئے ہیں دل میں کچھ انداز کسی کے

آئینہ میں کیوں دیکھ لیے ناز کسی کے
سیماب کو شرماتے ہیں انداز کسی کے

دیکھا ادھر اور دل تو نہ قابو میں رہیگا
آنکھوں کے اشارے ہیں فسوں ساز کسی کے

محرم نے زیادہ ترے سینے کو ابھارا
افشا کیے ہمراز ہی نے راز کسی کے

مشتاق ہیں کس کا دل گوے سر طور
کیا کان تک کھولے تری آواز کسی کے

بے بال و پری پر کوئی کیوں اپنی ہو نالاں
نکلی جو نہ لے حسرت پرواز کسی کے

کی موت نے تاخیر تو مر جائینگے بجھکر
ممنون نہ ہوں گے ترے جانباز کسی کے

وہ ساتھ بھی سویا تو نہ جاگی مری تقدیر
کیا گھنگرو دوں میں بھی سنیں آواز کسی کے

تدبیر سے تقدیر موافق نہیں ہوتی
بیکار کسی سے ہیں یہ ہم ساز کسی کے

اک دل کا وہ خواہاں ہیں سو دل اسے دیگا
تیور بھی تو دیکھے نگہ ناز کسی کے

ہو رہتے ہیں او خانہ برانداز کسی کے		سمجھا دو جلال آئے اگر یار پہ اب دل

افراسیاب اپنے معشوق دل نواز کی آواز دلکش سنکر جھومنے لگا کہا ای زال جادو سنتے ہو کہ
اسوقت اپنی دھن میں کس خوبی سے گا رہا ہی میں نے خورشید تاج بخش اسکا نام رکھا ہی اس اقلیم کے بادشاہ
بے اسکے حکم کے سلطنت نہیں پاتے ہیں بڑے بڑے سرکش اسکے سامنے سر جھکاتے ہیں جب یہ اپنے پاؤں
کے انگوٹھے سے ماتھے میں ٹیکا لگا دیتا ہی تب اُسے سلطنت ملتی ہی ادھر خادموں نے دوڑ کر خورشید سے
خبر دی کہ حضور شاہنشاہ افراسیاب تشریف لاتے ہیں یہ سنکر اٹھ کھڑا ہوا برائے استقبال
آگے بڑھا افراسیاب و زال نے دیکھا خورشید سامنے سے جھکا ریا ہے جواہر میں غوطہ زن
ناز و انداز میں پُرفن چالیس پچاس مصاحب ساتھ ساتھ مہندی ہاتھوں میں لگی ہوئی برائے تسلیم شاہنشاہ
افراسیاب خم ہوا افراسیاب نے خورشید کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا دولت کوئین اٹھا لگی خورشید
نے لاکر افراسیاب کو تخت پر بٹھایا سنکر اکر پوچھا اسوقت دھوپ میں شاہنشاہ کہاں سے تشریف
لاتے ہیں زال تو اسکی باتوں پر لوٹا جاتا ہی شاہنشاہ تو اسکو دیکھتے ہی بیہوش ہو گئے خورشید نے
جام مے گلگون بھر کر پیش کیا افراسیاب نے جام تو لیکر پی لیا مگر آنکھوں میں آنسو بھر آئے دل سے
کہتا ہی یہ کمبخت کیونکر قتل ہونا گوارا کریگا رو رو کے جل تھل بھر دیگا زال نے چٹکی لی کہا ای شاہنشاہ
ملک و مال پر خیال فرمائیے اسکی جان کا ملال نہ کیجیے طلسم ہوش ربا ہاتھ سے جاتا رہیگا بڑی کچھ تدبیر
غلام نے نکالی ہی آپ ذکر فرمائیے دیکھیے تو کیا جواب دیتا ہی افراسیاب نے کہا ای زال تم کہو میرے
منہ سے نہیں نکلتا ہی رہ رہ کے کوئی کلیجہ ملتا ہی زال نے کہا میاں خورشید تاج بخش صاحب کچھ ہم عرض
کیا چاہتے ہیں خورشید نے مسکرا کر جواب دیا شوق سے آپ فرمائیے اپنے دل کا مدعا بیان کیجیے
زال نے کہا آپ کو کچھ خبر بھی ہی آپکے شاہنشاہ پر مصیبت پڑی ہی ملک و مال دشمنوں نے چھین لیا اسد
آمادۂ فتاحی طلسم ہوش ربا ہی اب بربادی مسلمانان کی ایک تدبیر ہی وہ تمہاری کوشش پر موقوف ہی
ہر ایک نکو آر آج کل جانبازی میں مصروف ہی تم بھی کچھ شاہنشاہ پر احسان کرو خورشید نے کہا
ای زال کیا کہتے ہو میری کیا ہستی کیا لیاقت ہی جو شاہنشاہ پر احسان کروں یا شاہنشاہ کے کام آؤں
البتہ دعا گوے دولت ہوں جان سے حاضر ہوں جس جگہ شاہنشاہ کا پسینہ گرے اپنا خون بہانیکو
موجود ہوں سلطنت شاہنشاہ کی قائم رہے شاہنشاہ کی زندگی سے ہم سبکی بھی زندگی ہی اگر بال بیکا ہو

اپنی جان دین شاہنشاہ پر چشم زخم نہ آنے دین زال جادو نے کہا مرحبا صد مرحبا تمکو ازبادۂ اطاعت سے سرشار سرفروشی مین کامل جان نثاری کے عامل ایسا ہی کرتے ہین نام پر مرتے ہین موت سے کب ڈرتے ہین لیکن یہ تو خیال کرو کہ شاہنشاہ سے کب ہوسکیگا کہ تمھاری جان کو ضرر ہو تم ابھی محبت دلی سے اچنے شاہنشاہ کی ہجر سے بیخبر ہو اکثر شب فراق مین فرماتے ہین کہ اگر میرا خورشید ہوتا تو دیدۂ دل منور ہوتا قلب ناصبور آرام پاتا یہ باتین زال سے سنکر خورشید شل گدھے کے پھولگیا کہا میان زال مین اپنا حال کیونکر تمسے بیان کرون کیا بتاؤن کسطرح راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے بسر کرتا ہون میرا حال زار بخوبی ظاہر ہو گا نہ بیچارے شاہنشاہ عالیوقار کے زندگی دوبھر ہو موت آنا بہتر ہو

نظم

اے ذوق وقت نالے کے رکھلے جگر پہ ہاتھ ورنہ جگر کو روئیگا تو دھر کے سر پہ ہاتھ
مین ناتوان ہون خاک کا پروانے کی غبار اٹھتا ہون رکھ کے دوش نسیم سحر پہ ہاتھ
خط دیکے دل مین تھا کہ زبانی بھی کچھ کہے پر اسنے رکھدیا دہن نامہ بر پہ ہاتھ
کھاتا ہو اس مزے سے غم عشق میرا دل جیسے گرسنہ مارے ہے حلوائے تر پہ ہاتھ
جون پنجشاخہ تو نہ جلا انگلیان طبیب رکھ کر رکھ کے نبض عاشق تفتہ جگر پہ ہاتھ
اے شمع ایک چور ہے باد نسیم صبح مارے ہے کوئی دم مین ترے تاج زر پہ ہاتھ
چھوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نہ شکیب تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ
قاتل کبھی نہ تو نے اٹھائے ہزار حیف آ کر ہزار کشتۂ تیغ نظر پہ ہاتھ
جو دیکھے اسکو تھام کے دل بیٹھجائے ذوق جب ناز سے کھڑا ہو وہ رکھکر کمر پہ ہاتھ

اے زال جادو رات بھر ایسے اشعار پڑھکے دلکو بہلاتے ہین جب دم لبون پر آتا ہے تب سحر ہوتی ہے بس ہماری تو اسی طرح سے بسر ہوتی ہے جسوقت مزاج مین آئے شاہنشاہ ہمارا امتحان کرلین دل و جان سے حاضر ہین ثابت قدم کوچے محبت سرفروش میدان الفت ہین جان سوجان انپر نثار ہے یہ تو میرے وارث ہین علاوہ اسکے گود مین مجھکو پالا ہے انصاف کرو تو والدنا مدار ہین یہ بھی ظاہر ہے کہ میرے عاشق زار ہین مین انکے صدقے قربان یہ کہکے افراسیاب سے لپٹگیا منہ پر منہ ملنے لگا کبھی بلائین لین کبھی دعائین دین کبھی کہتا ہے میرے اچھے شاہنشاہ آج شبکو اسی مقام پر تشریف رکھیے مین آپکو جانے نہ دونگا رات بھر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہو سماعت فرمائیے گا مین نے ستار بجانا سیکھا ہے آپ سنئے

خوش ہو گئے افراسیاب بیقرار ہو گیا مگر زال نے اشارہ کیا کہ ای شاہنشاہ اسوقت محبت کو ملے دور کیجیے
بربادی طلسم ہوشربا کو تصور فرمائیے اسکے دام تقریر سے نکلیے ورنہ کوئی تدبیر نہو سکیگی سب کام اسیر کا
آج تک ہمکو یہی خیال تھا کہ سوائے ملکہ حیرت جادو کون حضور کا معشوق خوشخو ہے کون ایسا زینت پلو ہے
جسکا بھوگ دیں اب اسکو دم دیکر چلیے دردولت مشعل جادو پر ہو چلکر اس تندخو کو ایسا راضی کرونگا کہ
خود اپنا گلا دم خنجر پر رکھدیگا جسوقت سیندور کا ٹیکا اسکی پیشانی پر لگادونگا ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیا تماشے کریگا
سامری و جمشید کے نام پر مریگا افراسیاب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے منہ پھیر کر اس سے
اشارہ کیے کہا میاں خورشید تاج بخش ہمارے ساتھ قلعہ تخت الشعاع میں چلیے وہاں سامان جشن
مہیا ہے عین جشن میں شاہنشاہ نے فرمایا بدون معشوق ہمارا دل گھبراتا ہے چلکر خورشید تاج بخش کو بھی اس
جلسے میں لائیں علاوہ ازیں وہاں جنگلوں کی کیفیت تمکو دکھائینگے حوالی قلعہ کی سیر کرائینگے حیرت جادو
مقابلہ مسلمانان میں مصروف ہے دو چار دن شاہنشاہ وہیں تشریف رکھینگے شاید یہاں کی خبر ملکہ حیرت کو
کوئی پہونچا دے فوراً دوڑی آئے تمہارے نام سے جلتی ہے وہ اپر کچھ نہیں کر سکتی ہے اگر وہ ہمکو ضد ہے
یہ سنکر خورشید خوش ہو گیا مصاحبوں سے کہا جلد ہمارا لباس لاؤ تم سب ہمارے ہمراہ چلو زال نے
کہا ای خورشید وہاں سب خادم و مصاحب حاضر ہیں صرف تنہا تشریف لیچلو یہ سنکے خوشی خوشی اٹھا حمام کیا
لباس فاخرہ زیب جسم کر کے قریب شاہنشاہ آیا افراسیاب کا عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے خورشید
نے کاندھے پر افراسیاب کے ہاتھ رکھدیا کہا شاہنشاہ اٹھو جہاں چاہو ہمکو لیچلو ہم تمہارے ساتھ ہیں
وہاں جشن میں چلکر خوب گائینگے تمکو شراب ناب پلائینگے زال نے افراسیاب کو جو زرد دیکھا پایا
گھبرا گیا ایسا نہو بنا بنایا کام خراب ہو خورشید تاج بخش کو تخت پر سوار کر لیا افراسیاب سے کہا
ای شاہنشاہ تشریف لائیے مجبوری افراسیاب تخت پر سوار ہوا زال جادو نے تخت کو اڑایا
لیکن افراسیاب نے چلتے وقت ایک نامہ واسطے ملکہ حیرت جادو کے لکھکر مگلہ سحر کو دیا مضمون یہ تھا کہ
ای ملکہ عالم مشعل جادو کے لائے کی بادولت نے تدبیر کی ہے یقین کامل ہے کہ مشعل جادو کو عنقریب لیکر
آؤں اب اگر کوئی سردار آئے خبردار طبل جنگی نہ بجوانا یہ بات ابھی مشتہر نہ ہونے پائے کہ شاہنشاہ
قلعہ تخت الشعاع میں تشریف لے گئے ہیں باغبان وغیرہ سب رازدار ہیں فوراً سمجھ جائینگے کہ مجرہ ملا کے
کھلنے کی تدبیر ہے شاید کوئی فکر کریں غرض یہ نامہ لیکر طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا یہاں لشکر اسلام میں کئی

ون سے برابر جشن ہو رہا ہے عین جشن مین دیکھا ملکہ حیرت جادو مع لشکر بیشمار تخت نکہت اثر پر سوار گرد ہزارہا ساحران غدار یا سامری و جمشید کی پکار ہمراہی مصوّر و ملکہ صورت نگار و دیگر سرداران نامدار میدان کارزار مین آکر بہونچی بارگاہ استادہ ہوئی لشکر فرو کش ہوا خواجہ عمرو نے برق سے فرمایا جلد خبر لاؤ کہ حیرت جادو کس ساحر کو برائے مقابلہ لائی ہے مفصل حال معلوم ہو تو اسکی کوئی فکر کیجائے یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ قتل ملکہ صنعت سحر ساز کا افراسیاب کو بڑا ملال ہے کوئی فکر کامل کریگا خدا اُسکے شر سے بندگان خدا کو بچائے چالاک نے کہا مین جاکر ابھی مفصل خبر لاتا ہون خواجہ عمرو تو بخوبی آگاہ ہین کہ چالاک کشتۂ تیغ ابرو و اسیر طرۂ گیسو ہے ملکہ حیرت جادو ہے فرمایا آپ مہربانی رکھیے لشکر حیرت مین تشریف نہ لیجائیے برق جاکر خبر لائیگا چالاک نے کہا مین فوراً حاضر ہوتا ہون یہ کہکر باہر آیا بانداز سنگہای سے آراستہ ہو کر لشکر ملکہ حیرت مین پہونچا دیکھا نازنینان مہجبین وغیرہ سب حاضر ہین ایک کنیز کو اشارے سے چالاک نے بلایا اُسنے دیکھا ایک خدمتگار اشارے کرتا ہے قریب آئی مسکراکر پوچھا کیون میان خدمتگار خیر تو ہے چالاک نے کہا میری جان تجھ پر جاتی ہے اُسنے مُنہ پھلاکر کہا میان فاقون سے مرتے ہو گے اپنا مُنہ بنواؤ چالاک نے کہا جان من خفا نہو وہ دیکھو سامنے جنگل مین سانپ اور نیولا لڑ رہا ہے چلو تمکو تماشا دکھاؤن اُسنے کہا میان کہان چالاک باتون مین لگاکر زیر جنگل لایا ایکجا ب مارا کہا یہ تماشا دیکھا وہ بیہوش ہو کر گری چالاک نے اُسکو تو کنارے ڈالدیا آپ اُسی کی سی صورت بنکر چلا اب سوچا کہ مین نے بڑی نادانی کی اسکا نام نہ پوچھ لیا یہ سوچتا ہوا بارگاہ حیرت پر آیا لیکن جھینپتا ہے کسی کو دکھا دیا کسی سے جھکی ہی ایک نے کہا اری شمشاد تو تو آپ ہی آپ اکڑتی ہے جوانی کے جوبن مین بھی پڑی ہے شمشاد لقب یعنے چالاک بیباک نے کہا بُوا تمہاری آنکھین پھوٹین ایسی بات نہ کہا کرو بکتا جھکتا بڑھ آتا بصورت شمشاد اندر بارگاہ کے آیا دیکھا ملکہ حیرت تخت زرّین پر جلوہ فرما ہے دریائے جواہر مین غوطہ زن آنکھین نرگس شہلا پر چشمک زن ابروے خمدار خونریزی مین لاثانی رشک تیغ اصفہانی ہلال عید سے مثال بیجا ہے محراب عبادت عاشقان کا دھوکا ہے پیشانی تختی نور یا لوح بلور قد سرو باغ دلربائی بات بات مین مسیحائی عاشقون سے کج ادائی زلف عنبرین مشک آگین عارض نور پر لہرا رہی ہے چالاک نے جوبن حیرت کا دیکھا کلیجہ تھام لیا حلقہ ہائے گیسو مین دل اُلجھا کشاکش مین پڑ گیا یہ اشعار اوصاف گیسو مین بے اختیار زبان پر جاری ہوئے

نظم

بے اجازت کوئی چھو سکتا ہی کیونکر گیسو
بل کی لیتا ہی کبھی ہم سے کبھی برہم ہی
دل کی چوری کا اُسے عہدے لپکا تھا یقین
چھپ گیا شرم سے چاند ابر سیہ مین شب وصل
سانپ پانی مین در آتا ہی نکلکر جیسے
یہ گلا کاٹیگا عاشق کا وہ پھانسی دیگا
شب وعدہ بھی تم آئے تو ڈراتے آئے
کی شب وصل بسر اُنسے یہ کہکے جلال

یون بگڑتے ہین عاشق سے بنا کر گیسو
ہو گیا عاشق گیسو کا مقدر گیسو
کچھ لڑکپن ہی سے تھے آپ کے ابتر گیسو
تنے اندھیر کیا رخ سے ہٹا کر گیسو
دل مین کر لیتے ہین عاشق کے یون گھر گیسو
اسی تدبیر مین ہی یار کا خنجر گیسو
کبھی بنجاتے ہین افعی کبھی اژدر گیسو
دیکھین عارض پہ بکھر جاتے ہین کیونکر گیسو

چالاک خستہ جگر حیران جمال دلحو دیدار براے خبر آیا تھا دست و پا کی خبر نہ رہی بدحواس چہرہ اُداس عالم یاس کلیجہ سوسے قریب تخت آیا مگس پرانی کرنیلگا نظارۂ جمال خورشید مثال کر رہا ہی جھک جھک کے باتین کرتا جاتا ہی کبھی دست بستہ عرض کرتا ہی حضور کا مزاج کیسا ہی شاہنشاہ نے حضور ابھی کسی ساحر کو برلیے مقابلہ مسلمانان نہین بھیجا اب حضور کیا ارادہ ہی ملکہ حیرت نے مُسکرا کر فرمایا کیون شمشاد تمھین بڑی فکر رہتی ہی جو کوئی آئیگا آپ ہی معلوم ہو جائیگا ای شمشاد یہ سمجھنا کہ خون ملکہ صنعت سحر ساز بالا بالا جائیگا بی مہر رخ و بہار کو آٹھ آٹھ آنسو رلائیگا گھوڑا سار بان زادہ تین روپیہ کا پیادہ اپنا سر پیٹے گا طلسم کشا مارا جائیگا بی مہ جبین کا بھی لکھا پورا ہوگا شہنشاہ ایسے مقام پر تشریف لیگئے ہین کہ اگر وہ کو ساتھ آئے زمین و آسمان تھرا اُٹھینگے مسلمانون کو اُس نام سے غش آجائینگے چالاک نے کہا حضور کیا بڑے ساحر زبردست کو لینے گئے ہین یا نانی اماں ملکہ ماہیان مرد پوش اگر آئینگی یا ملکہ آفات چہار دست تشریف لائینگی حیرت نے کہا وہ کہنے کے لائق نہین ای شمشاد عیاران اسلام کے حال سے تو بخوبی واقف ہو گو کہ ہر وقت موجود رہتے ہین علاوہ ازین در و دیوار ہم گوش دارد کیونکر بیان کرون چالاک نے قصد کیا کہ دم دیکر پوچھون یکایک آسمان پر برق چمکی فولادی پتلے نے آکر حیرت کو نامہ دیا حیرت نے اُسکو پڑھا جو سابق مین مضمون تھا اُسی کے مطابق اب بھی پایا چالاک نے بھی پشت پر سے حرف بحرف پڑھا حیرت نے نامہ پڑھکر چاک کر ڈالا اگالدان مین پرچے ڈالدیے جواب مین تحریر کیا ای شاہنشاہ جو کچھ آپ نے لکھا مین سمجھ گئی نامہ دار تو اسطرف مدد نہ ہلا

مجرد اس مضمون پڑھنے کے چالاک وہان سے بھاگا خدمت مین ملکہ مہرخ کی آیا یہان سب سردار جمع مین
چالاک نے کل کیفیت بیان کی کہ ایک پنجۂ فولادی آیا نامۂ افراسیاب حیرت کو لاکر دیا مین پشت حیرت پر
بصورت شمشاد کھڑا ہوا تھا مین نے بھی حرف بحرف نامہ پڑھا حیرت نے نامہ پڑھکر فوراً چاک کر ڈالا بلکہ
جواب نامہ لیکر طرف قلعہ تحت الشعاع کے روانہ ہوا نام قلعہ تحت الشعاع سنکر سبکے دست و پا مین رعشہ
آگیا باغبان قدرت نے کہا او خواجہ غضب ہوا افراسیاب خانہ خراب تجربہ بلا کھونے کی فکر مین
گیا ہے اے شاہنشاہ اوج عیاری اگر شاہنشاہ شعل جادو نے روشنی دکھائی سبکے چراغ عقل گل ہونگے
محفلون مین سناٹا ہو جائیگا یہ کہکے باغبان اٹھا کہا اے شاہنشاہ اوج عیاری ایک فکر واجب لازم ہے کہ اس
ہنگامے کی خبر طلسم کشا کو ہونے پائے مین اس راز سے بخوبی ماہر ہون زبانی ملکہ ماہیان زمرد پوش
کے سنا ہے کہ شعل جادو دو سو برس سے تحت سامری مین دفن ہو گیا جب نکلے گا تو کایا پلٹ ہو جائیگا
جسم تبدیل کریگا اسکا قتل کرنا غیر ممکن ہے مہ جبین سے کہا کہ اب تم دربار مین نہ آیا کرو الگ بارگاہ ترتیب کراؤ
یہان تو یہ سامان ہونے لگے لیکن افراسیاب جادو خورشید تاج بخش کو ہمراہ لیے ہوئے داخل
قلعہ تحت الشعاع مین آیا یہان سامان جشن مہیا تھا زال نے کہا اے شاہنشاہ آپ تو یہان ناچ رنگ
مین مشغول ہون مین جاکر مقام شعل دریافت کرکے حاضر ہوتا ہون اور سینہ ور سامری کے
پوجے کا عمل کرون افراسیاب شریک صحبت ہوا خورشید تانین اڑانیلگا جام مے گلگون بھر بھر کر
افراسیاب کو پلاتا ہے خوشی خوشی کبھی ستار بجاتا ہے کبھی یہ اشعار آبدار گاتا ہے حاضرین محفل کا دل لبھاتا ہے

غزل موافق مضمون جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

خبر وصل جب سے پائی ہے
دیکھیے کسکی موت آئی ہے
سرو کیونکر کہون مین قد کو ترے
مہندی ہاتھون مین کیون لگائی ہے
باتون باتون مین لے لیا بوسہ
شب کا جاگا ہے نیند آئی ہے
مین ہون بیگانۂ عیش و راحت سے

تن بیجان مین جان آئی ہے
مین بڑھا اک ذرا جو انکی طرف
راستی کب یہ اسنے پائی ہے
الدن اے دل نہو گا تو بن دکھو
دل کو دیکر یہ چال آئی ہے
نہین معلوم کب وہ آئینگے
غم الفت سے آشنائی ہے

باندھکر پیچ وہ نکلے ہین
ہنسکے بولے کہ شامت آئی ہے
آج کسکا لہو بہاؤ گے
تجھکو انکی ادا تو بھائی ہے
میری میت پہ مسکرا کے کہا
شاق دلگیر غم جدائی ہے
کی ہے رورو کے ہمنے طبع جواد

جب شب وصل یاد آئی ہی | کبھی بصد کرشمہ و ناز اٹھلا کر اٹھتا ہی شکر اکر باہین گلے مین افراسیاب کے ڈالدیتا ہی

افراسیاب شوخیان اور بیباکیان خورشید کی دیکھکر بیتاب ہو رہا ہی آنکھوں سے برابر آنسو جاری ہین کبھی بیقراری انجام پر نظر کرتا ہی بار بار آہ سرد بھرتا ہی دل سے باتین کر رہا ہی کہ افراسیاب تیرا ہاتھ کیونکر اس معشوق پر اٹھیگا اسے کیونکر قتل کریگا کلیجہ پھٹیگا دل بیٹھیگا بھلا یہ کب اپنی جان دینا گوارہ کریگا کیسی تو آفت ڈھائیگا ایسی آمد مشعل پر آگ سی لگی کہ جس سے اپنا دل جلے کلیجے پر چھری پھرنا کیا آسان ہی رات تو اسی عالم مین افراسیاب نے تڑپ تڑپ کے گذاری جلسۂ عیش و طرب بالکل افسانہ کی بوقت سحر زال بھی آیا افراسیاب سے عرض کیا کہ ای شاہنشاہ گیتی پناہ اب آپ تشریف لیچلیے سب سامان اس غلام نے درست کر لیا ہی بڑی مشکل سے بنا لگا ہی زال جادو افراسیاب کو الگ ایک گوشے مین لایا کہا ای زال جادو اب تم کتنا سے دریغ نہین دیکھو اتنا مجھپر اور احسان کرو کوئی تو ایسی تدبیر نکالو کہ اپنے ہاتھ سے اسکو قتل نکرون زال نے عرض کی حضور واسطہ سامری و جمشید کا صبر کیجیے کلیجے پر پتھر رکھیے زیادہ تردد نہ فرمائیے خورشید کو لائیے وقت زوال اس خورشید جمال کا قریب آیا رضائے سامری پر شاکر رہیے علاج مین محبت کی توڑ اپنے منھ سے اف نہ کیجیے قاعدہ طلسمی مین فرق پڑیگا آپ کا قصد کامل ہو چکا ہی اب باز رہنے مین قباحت ہی بڑی آفت ہی یہی قاعدہ سامری و جمشید مقرر فرما گئے ہین گردن تابی مناسب نہین افراسیاب نے رنجیدہ ہو کے سر جھکا لیا زال نے افراسیاب و خورشید تاج بخش کو تخت پر سوار کیا بارہ ہزار فوج کو ساتھ لیا خورشید پہلو مین افراسیاب کے بیٹھا ہی پوچھتا جاتا ہی میرے شاہنشاہ اسوقت کہان چلیے گا افراسیاب کہتا ہی اسوقت صحرا کی سیر منظور ہی آپ ہی آپ دل گھبراتا ہی قلب تھراتا ہی زال قلعہ سے دو تین کوس چلا تھا کہ صحرائے خارستان ملا سناٹا جنگل کا موج ہائے دریائے ریگ رواں صحرا پر گرد نا کا گمان ہی ہوائین مختلف چل رہی ہین بوم کا اس مرز بوم مین نام نہین مسافر کو رہبری سے کام نہین طائر عقل کے ہوش اڑتے ہین اکثر زاغ و زغن خاک اڑا رہے ہین بتون کی کھڑکھڑاہٹ سے خوف معلوم ہوتا ہی نہ آہو کے قدم کا نشان نہ کہین زراعت کا نشان عجیب ہول خیز میدان جھونکے ہوائے گرم کے جو چلے گل عارض خورشید کمھلا نیلگا کہا ای شاہنشاہ مجھے اب آپ کہان لیے جاتے ہین جنگل و ویرانہ دیکھکر کلیجہ دھڑک رہا ہی طائر روح قفس جسم مین پھڑک رہا ہی افراسیاب صدمۂ غم و الم سے جواب نہین دیتا

پشت پر ہاتھ پھیرتا ہی دلاسا دیتا ہی کہ اے ہمراہی آرام جان اب نہ گھبرا تھوڑی دیر مین واپس چلتے ہین ہمراہ
زال سے اشارہ ہی کہ اب بھی پلٹ چلو مشعل کے منہ کو آگ لگاؤ مین خود ڈنگا مرونگا کیا کسی سے
پایہ کمی کا رکھتا ہون زال جواب دیتا ہی او شاہنشاہ خاموش رہیے اب کچھ زبان سے نہ کہیے
افراسیاب دیکھتا ہی خورشید کی رنگت زرد ہوئی جاتی ہی ہاتھ پیرون مین رعشہ ہی چہرے پر مُردنی
چھائی ہوئی اس درد اس عالم یاس انتہا کا بدحواس گلے مین افراسیاب کے باہین ڈالے دیتا ہی کہتا ہی
دھوپ بہت کڑی پڑ رہی دیکھو پسینے مین ڈوبا جاتا ہون ابتو دم نکلنے کی نوبت پہونچی ہی دیکھو وہ
بونڈر لگا گرد کا اُٹھا ہی یا کوئی دیو مہیب آتا ہی یہ گردباد چرخ مار کر مجھکو ڈراتا ہی ایسا بیابان پُر وحشت
مین نے تو کبھی نہین دیکھا کہ جسکے دیکھے سے ایسا خوف آوے کہ جان پر بنجاوے یہان کبھی کوئی
کاہیکو آتا ہوگا جادۂ راہ بالکل معدوم خضر منزل بھی بھولے گرد کے ہین نہین معلوم کہان لگا کر لیجائینگے عمر بھر خاک
چھنوائینگے یہی راستہ بتائینگے انسے ڈرنا چاہیے غول بیابان آئینگے آنکھین نکالکر مجھکو ڈرائینگے پھر بھاگ کر
ہم کہان جائینگے دیکھیے آپکا بھی چہرہ غبار آلود ہی مصیبت و الم کا سامان موجود ہی زال جادو ویسی ہی تین
سنگ تخت کو اور تیز کرتا جاتا ہی جب بارہ کوس وادی ہلاکت طی ہوا افراسیاب نے دور سے ایک
نخل خار دیکھا کہ وہ نخل پُرخطر بے شاخ و بے ثمر تنے کا پتا نہین مثل دہن اژدر چنگاریان نکل رہی ہین جنکے
گرم سے شاخین جل رہی ہین زال نے اشارہ کیا او شاہنشاہ زیر تخت اُتر آیئے یہی مقام مشعل ہی
افراسیاب نے فوراً تخت اُتارا بارہ ہزار فوج جو ساتھ آئی ہی اسی ریتی کے میدان مین اُتری خیمے جو
استادہ کیے صاف معلوم ہوتا ہی کہ کسی ناشاد و نامراد نے غم مین رونے کا ارادہ کیا ہی خیمہ نہین ہی بلکہ بگولہ شدہ ہی
لیا ہی یا غبار زرد اُٹھا ہی یا دریاے ریگستان کا حباب ہی طنابون کو پیچ و تاب ہی ستون خم ہوے جاتے
ہین رنگین حباب ابھرتے ہین زال نے خورشید کا ہاتھ تھام لیا افراسیاب سے کہا خنجر اپنے ہاتھ مین لیجیے
نام سامری و جمشید ورد کیجیے زمین اپنے ہاتھ سے کھود دیجیے کہ دو کاوش ضرور ہی آپ تامل کرینگے نہین
سراسر قصور ہی کوہ کندن و کاہ برآوردن کا مضمون قریب آیا افراسیاب نے خنجر ہاتھ مین لیا زمین
کھودنے لگا خورشید نے جو دیکھا شاہنشاہ زمین کھود رہے ہین رونیلگا کہا شاہنشاہ کیا مجھکو دفن
کیجیگا آخر مین نے کیا خطا کی جو مجھکو زندہ در گور کرتے ہین افراسیاب نے کلیجے پر پتھر رکھا کچھ جواب
نہ دیا دو ہاتھ زمین کھودی تھی کہ ایک در کہنہ ظاہر ہوا ایسا بدان شتر کے قفل دیا ہی زنگ مین آلودہ ہو لوہا

تمکگل کر گر پڑا ہے مگر دروازہ بند ہے زال جادو نے جیب سے پڑیا سیندور کی نکالی ٹیکا اسکا ماتھے پر
خورشید کے دیا جیسے کسی پر بھوت سوار ہوتا ہے بال کھولدیے سر ہلانے لگا کہتا ہے ای شاہنشاہ تیرے
صدقے ہوجاؤں خنجر میرے گلے سے لا دے مجھے خدمت سامری و جمشید میں پہونچا دے پردے
آنکھوں سے اٹھگئے وہ سامنے سامری و جمشید بیٹھے ہیں اشارے کرکے مجھے بلاتے ہیں وہ دیکھو
سامرن بھی لنگا بلاتی ہوئی آئین میں جاکر خدمت سامرن میں حاضر رہونگا کہتی ہیں تمکو بیٹھے پہونچا دینگے
اپنا مصاحب بنائینگے یہ جو خورشید نے بہوت ہوکر کہا افراسیاب کے ہوش و حواس باختہ ہوے کہا ای
زال یہ کیا شعبدہ ہے عرض کی قدرت سامری ظاہر ہے اس بھید سے کون ماہر ہے آخر دیکھیے یہ وہی تو
مہ جبین ہے کہ نام سے سپر و شمشیر کے ڈرتا تھا ذکر جنگ سے ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا اب آپ تامل نہ فرمائیے
شل نرگا و اسکو پچھاڑیے کاسہ بلوری حاضر ہے غلام کل امورات کا ناظر ہے اب آپ اپنا کام کیجیے محبت
ملکہ زال کو دل میں جگہ دیجیے اگر سلطنت باقی رہیگی ایسے ایسے ہزاروں دلبر پری پیکر حسین مہ جبین
ممکن ہے جائینگے حقیقت میں جلادی کا کام ہے مگر حضور ای سنام ہے دل کو نرم نہ کیجیے اسکے قتل پر سرگرم ہوجیے
افراسیاب لاچار و مجبور اس بے قصور کی جانب بڑھا بہ آہستگی تمام اس نازل آرام کو گود میں اٹھا زمین
پر لٹایا خنجر برہنہ کھینچکر سینہ پر سوار ہوا خورشید نے گلا دم خنجر پر رکھدیا افراسیاب کا ہاتھ کانپا جاتا تھا لیکن
ضبط کرکے خنجر پھیرا ازخرہ تک گذریا خون کا جاری ہوا زال نے بڑھکر کاسہ بلوری گلے بریدہ سے لگایا خون
خورشید تاج بخش سے کاسے کو معمور کیا لاشہ اس کشتہ تیغ جفا کا زمین پر مثل مرغ بسمل تڑپا ادھر
افراسیاب بچشم پر آب دم بخود سر جھکائے کھڑا ہے مثل بید کانپ رہا ہے زال نے وہ کاسہ
خون ہاتھ میں افراسیاب کے دیا دروازے پر دستک دی فوراً اندر سے آواز نحیف
آئی کون ہے زال نے جواب دیا ہے صاحب سامری داہر شاہنشاہ اقلیم افسونگری روشنی بخش محفل سحر
ساحری بادشاہ طلسم ہوشربا در دولت پر حاضر ہے آواز آئی کہ ہمارے واسطے کیا لایا کیون آیا
زال نے جواب دیا خون دلربا آپکے واسطے لایا ہے نوش فرمایئے دروازہ خود بخود کھلا افراسیاب
اندر آیا دیکھا ایک چوکی سنگ مرمر کی بچھی ہے اسپر ایک ساحر کریہ منظر پوست و گوشت گل گیا ہے صرف ہڈیاں باقی
ہین چہرہ سیاہ پوست عارض ڈھلکا ہوا آنکھین زرد زرد و سیاہ رو دبترہ درون افراسیاب یہ ساحر کو
یہ صورت مہیب دیکھکر گھبرا گیا اب مشعل نے چاہی کی زال نے اشارہ کیا افراسیاب نے بڑھکر وہ کاسہ بلوری

اُسکے مُنہ سے لگا دیا مشعل قہقہہ مار کر ہنسا خون پر جھک غٹ غٹ پینے لگا جب سارا جام پی گیا ڈکار
لیکر جھوما کہا اے زال تو نے در دولت پر آواز دی کہ شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا آیا ہے بادشاہ کہاں ہے
زال جادو نے طرف افراسیاب کے اشارہ کیا مشعل نے بقہر و غضب کہا او بے ادب کیا
کہتا ہے شاہنشاہ لاچین کہاں ہے افراسیاب تو تھرا گیا زال نے بڑھکر عرض کی حضور لاچین
نے انتقال کیا خدمت سامری میں پہونچا اُسکے مقام پر یہ افراسیاب بادشاہ ہوا اسی نے آپکے
در دولت پر اپنے معشوق کو ذبح کیا جام فرحت انجام آپکو پلایا یہ سُنکر مشعل بہت خوش ہوا کہا ہمارا دوست
صادق ہے اے شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا بیٹھ جاؤ اپنی کیفیت بیان کرو کیا مصیبت اُٹھائی کیوں تکلیف
فرمائی افراسیاب نے کہا آپ پر سب ظاہر ہے ع عرض حاجت بر تو حاجت نیست میدانی کہ چیست
کیا گذارش کروں مسلمانوں نے مجھپر خروج کیا طلسم کشا اسد غازی آگیا تصویر اُسکی بانیان طلسم تحریر
فرما گئے ہیں حقیقت میں سر مو فرق نہیں ہے شُہرہ سو سوار کا ہوش رُبا کے راز دار شریک طلسم کشا ہوئے
لوح تو میں نے ایسے مقام پر پہونچا دی کہ طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچیگا بانیانِ طلسم تحریر فرما گئے ہیں کہ
امتحان طلسم کشا دریائے نیل ضرور ہوگا تہر یہ کو جان بچانا مشکل ہوگی فوج ہماری بیدل ہوگی
وزیر اعظم ملکہ صنعت سحر ساز قتل ہوئیں مشعل نے ہنسکر کہا جو بڑا ظالم ہے اُسکا تو نام لو جس سے
سامری و جمشید ڈرے افراسیاب کانپ گیا کہا اُسکا نام نہ لونگا صرف پتا بتلائے دیتا ہوں
آپ خود ہی سمجھ جائینگے مجھکو ڈر ہے کہ وہ نڈر اسی مقام پر نہ آجائے اور آفت آئے کوئی نہ کوئی فطرت
کرے حضور کو زک پہونچائے

قطعہ

دُزدیست کہ زہر از دہن مار بدزدد	خال از رُخ زنگی بہ شب تار بدزدد
پاپوش بدزدد و ز پئے پیک دوندہ	نعل از قدم اشتر رہوار بدزدد

مشعل نے کہا میں سمجھ گیا سامری نامے میں پڑھ چکا ہوں نقشہ اُسکا آنکھوں کے سامنے پھر گیا لیکن
کیا غم ہے ما بدولت تیرے ساتھ چلیں گے تمام عالم میں گشت کرکے تیری علداری کرا دینگے تو نے
وہ نعمت کھلائی قلب کو خنکی حاصل ہوئی لیکن جسم ہمارا بوسیدہ ہو گیا روح جوان ہے اس جسم کو اگر لیکر
چلینگے منسک لوگ مضحکہ کرینگے کوئی ساحر تجویز کرو جسکے جسم میں چلیں زال جادو نے دست بستہ عرض کی
جس معشوق کو افراسیاب نے قتل کیا ہے مردہ اُسکا در دولت پر پڑا ہے اگر حکم ہو تو اُسے لاؤں اُسی جسم میں

جیسے مسلمان دھوکے سے ساقی بچہ سمجھینگے دیکھنے والے خوش ہونگے مشعل نے کہا لاؤ زال فوراً اٹھا اور وہ خورشید تاج بخش کا اندر حجرہ کے لایا مشعل صورت زیبا ئے خورشید تاج بخش دیکھکر بہت خوش ہوا وضع وطرح بہت پسند آئی صورت زیبا دل سے بھائی کہا گردن میں اسکی ٹانکے دو زال نے بہت خوب کہکر گردن میں ٹانکے دیے پٹی مرہم کی چڑھائی مشعل نے کہا اے افراسیاب اب ہم جو لاابد سوتے ہیں دو دو سو برس کے بعد زمین سے نکلتے ہیں دو چیزوں کا ضرور ہمکو خیال ہے ایک تو شراب تند کہنہ سال و ساقی بچہ خوش جمال نازک خیال گانے والے دل لبھانیوالے شراب حسن ناز سے مست بنانے والے جنکے دیکھنے سے دل کو سرور ہووے ہمارے واسطے تجویز کرنا پڑینگے دو سو برس کے بعد دولت ترے ہوئے ہیں شکم سیر کرنا تیرا کام ہے علاوہ طلسم ہوشربا تمام عالم میں تیری عملداری کرادونگا چھ مہینے گشت میں گذرینگے اہالیان طلسم نور افشاں سے بھی یقیناً فساد ہوگا خداوند سامری ہمسے بیان کر گئے ہیں افراسیاب نے کہا بادشاہ طلسم نور افشاں یعنے کوکب روشن ضمیر شریک طلسم کشا ہے مشعل جادو نے کہا پھر کیا پروا ہے ہمارے روبرو کوکب و دیگر شاہان اولوالعزم سب برابر ہیں ہمسے کوئی نہیں لڑسکتا ہے روحیں سبکی قبض کرلینگے وہ مزے معقول دینگے کہ جس سے تم بھی خوش ہوگے یہ کہکر مشعل چوکی سے کودا خورشید کے منہ سے منہ لاکر تین ہچکیاں لیں جسم خورشید میں روح مشعل اتر آئی وہ جسم بوسیدہ بیکار ہوکر گر پڑا خورشید بیماری لیکر اٹھ کھڑا ہوا پھر آواز دی کہ تم شہنشاہ مشعل جادو افراسیاب کے ہوش اڑ گئے کہا حقیقت میں یہ کایا پلٹ ہے اسکو کون مار سکتا ہے وہ جسم بوسیدہ مشعل نے جلوا دیا اب شہنشاہ مشعل افراسیاب کا ہاتھ پکڑے ہوئے بشکل خورشید تاج بخش باہر آیا یہاں تمام اہالیان لشکر دھوپ میں بیقرار ہو رہے تھے سب نے دیکھا وہی گذرے کا رنگ کا جو افراسیاب کا ساقی بچہ تھا گوٹے ٹنکی کی ٹوپی ہلکے کپڑے پہنے ہوئے اکڑتا باہر آیا افراسیاب نے تخت زریں پہ جلوس کیا خوشی خوشی نوبت و نقارے بجاتے ہوئے طرف قلعہ تخت الشعاع کے روانہ ہوے

دو کلمہ داستان سحر بیان شہنشاہ مشعل جادو کا بصورت خورشید تاج بخش حجرہ بلا سے نکلنا اور پہونچنا تا بلشکر نگہت اثر ملکہ حیرت جادو اور عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری و مہتر برق فرنگی ذکر ہوتے ہیں ناظرین ملاحظہ فرمائیں تاکہ آگے کی باتیں کھلا اٹھائیں خمسہ

ترے ابرو مین عیاری جو آگے تھی سو اب بھی ہر
نگاہون مین دل آزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہر
وہ پلکون مین جفاکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہر
وہی چتون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہر
تری آنکھون کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہر

نسیم صبح صدقے ہوتی ہر صحن گلستان پر
خدا کی شان ہر جنت کا عالم ہر بیابان پر
چراغ لالہ ہر شب خندہ زن ہر باغ رضوان پر
وہی نشو و نمائے سبزہ ہر گور غریبان پر
ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہر

گنوانا آبرو ہر زندگی سے ہاتھ دھونا ہر
نہ جلنا ہر نہ پھرنا ہر نہ راحت ہر نہ سونا ہر
جدائی مین تری اے یار ہر دم جان کھونا ہر
وہی سر کا پٹکنا ہر وہی دن بھر کا رونا ہر
وہی راتون کو بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہر

کرون شکوہ مین کیا اُس خسرو شیرین شمایل کا
زمانہ پھر گیا لیکن نہ بدلا طور قاتل کا
زبان ہر بند جادو ہر کسی عیار کامل کا
وہی دل کا جلانا ہر پھکنا ہر وہی دل کا
وہ اُسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہر

خدا محفوظ رکھے عاقبت کی روسیاہی سے
خطاب اُلفت کے ہوتے ہین وہی کفر الٰہی سے
بچے افسوس اب تک ہم نہ دنیا کی تباہی سے
نیاز خادمانہ ہر وہی فضل الٰہی سے
بتون کی نازبرداری جو آگے تھی سو اب بھی ہر

تری زلفون کا سودائی ہون سو پیچ کرتا ہون
بسر کرتا ہون رو کر رات دن بھر آہین بھرتا ہون
بگڑتا ہون طبیعت سے کبھی اور کبھی سنورتا ہون
فراق یار مین جسطرح سے مرتا تھا مرتا ہون
وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہر

پڑا ہر سر پہ اک جنجال اُن زلفون کے سودے سے
جنون بڑھتا ہر کچھ ہر سال اِن زلفون کے سودے سے
دماغ عقل ہر پامال اُن زلفون کے سودے سے
تعلق ہر وہی تا حال اِن زلفون کے سودے سے
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہر

گئے ہین سیکڑون پھر ہم اُس شہ خوبان کی محفل مین
پڑا ہر سکۂ داغ جنون پھر قلب بسمل مین
لڑائی پھر وہی ہر عقل مین اور عشق کامل مین
رواج عشق کی راہین وہی ہین کشور دل مین

رہ و رسم جفا کاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

سوئے صحرا وہی عزم مصمم جو کہ سابق تھا / اُلجھ پڑنا نقاہت سے وہ ہر دم جو کہ سابق تھا
وہی احوال اب بالکل ہی ہمدم جو کہ سابق تھا / وہی سودا ہے کاکل کا ہی عالم جو کہ سابق تھا

یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

ہوئے ستے دوست دشمن اک زمانہ ناموافق تھا / تپ غم ہڈیون مین رچ گئی تھی جان سے فائق تھا
افاقہ کسطرح ہوتا کہ دیوانہ تھا عاشق تھا / وہی سودا ہے کاکل کا ہی عالم جو کہ سابق تھا

یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

جہان پر شور پھر ہونے لگا افسانون سے اپنے / وہی اگلی سی باتین سنتے ہین ہم کانون سے اپنے
وہی دلسوز باتین شمع کی پروانون سے اپنے / جنون کی گرم جوشی ہی وہی دیوانون سے اپنے

وہی داغون کی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

طپان رہتا ہی الفت مین وہی عالم فروز آتش / پیام مہر آتے ہین انہین ہر وقت روز آتش
زری کی طرح سے پھرتا ہون آہ سینہ سوز آتش / وہی بازار گرمی ہی محبت کی ہنوز آتش

وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

افراسیاب جادو بعد شوکت وصولت مشعل جادو کو لیکر قلعہ تخت الشعاع کو چلا نامہ ملکہ حیرت کو تحریر کیا کہ ای خاتون محل مبارک ہو کہ مین نے کلیجے پر چھری پھیری شاہنشاہ مشعل کی روشنی ظاہر ہوئی ظلمات سحر مین رہبری کریگا کسکا ایسا دل و گردہ ہی کہ اسکی برابری کریگا ای حیرت تیاری کر و ابریق کوہ شگاف و سرمایہ برف انداز کو لگا تماشا خانہ درست کرا و کشید شراب شروع ہو قرابہ شراب ناب کا طلوع ہو ساقی بچہ ہای مہر طلعت شکیل و کمسن و خوبصورت شوخ طبیعت حاضر رکھو اب تو ملک زوال کی جان پر آفت ہی قلعہ تخت الشعاع پر فروکش ہون فوراً کوچ کرونگا زیادہ نہ ٹھہرونگا یہ نامہ وار جوڑ گلنار پہنے سانڈنی اڑاتا ہوا لشکر حیرت مین پہونچا بحکم شاہنشاہ افراسیاب وہین سے شتر سوار نے آواز دی ای ملازمان شاہنشاہ طلسم ہوش ربا مژدہ باد کہ شہنشاہ گیتی پناہ نے اپنے کلیجے پر چھری پھیری لیکن مشعل جادو کو حجرے سے نکالا قلعہ تخت الشعاع سے کوچ کیا ہوگا صبح و شام مین مشعل جادو روشنی دکھائیگا سلمانون کا دل جلائیگا سحر اسکا غضب

سامری ہر بات بات مین افسونگری بھری ہر شکرافزا سیاب مین تر ہوگیا شتر سوار کو سب نے گھیر لیا یہان حیرت کو خبر پہونچی ملازمون کو روانہ کیا حکم دیا ارے شتر سوار کو یہان لاؤ خبرِ فرحت اثر ہمکو بھی سناؤ ملازمانِ حیرت باہر نکلے دیکھا صدہا آدمی شتر سوار کو گھیرے ہوے ہین ایک ایک خبرِ مشغل پوچھتا ہر شتر سوار بیچارہ وبیزار کسی سے کہتا ہر دستی کپّی والا آتا ہر جب لوگ خفا ہوتے ہین تب کہتا ہر ہان مشغل جادو آنکو ہار رہا تھے تو مجھکو گھبرا لیا کس کس کو خبر سناؤن کس کس سے نام بتاؤن اِس اثنا مین مصاحبان ملکہ حیرت پہونچے بجبر ہٹاتے ہوے بمشکل شتر سوار کو اندر بارگاہ کے لائے اُسنے پایہ تخت ملکہ حیرت کو بوسہ دیا بعد دعا وثنا کے دست بستہ گذارش کیا کہ ملکۂ عالم اے خاتونِ معظم مبارک ہو ہزار ہزار شکر سامری وجمشید ہر فرد سبز پوشے بمیان آمد وشادان برخاست ؛ نونہالیست کہ از صحن گلستان برخاست ؛ اب وقت سرور آیا زمانۂ غم والم دور رہا بیت ہر کس نظرش برقد بالائے تو افتاد بجود شدہ چون سایہ وبرپائے تو اُفتاد ؛ حضور کا ستارہ اقبال اوج پر ہر سامری وجمشید کی نظر مہر ہر بھلا کسکی طاقت ہر کس مین قوت ہر کسکا دل گردہ کسکا ایسا کلیجہ ہر کہ آپ سے مقابلہ ومجادلہ کر سکے کسکو تاب کہ حضور کے خورشید جمال پر نظر بھر کر دیکھے آنکھ ملا سکے نیمچۂ ہلال ابرو اشارۂ نظر مین چور نگ کرے تیر نظر جگر کو تاکے دشمن سہمے گوشہ بنیاہ ڈھونڈھے فوج مژگان برچھیان تان کر گھیرے تیغہ برق ابرو چمک کر گرے اُس کشتۂ تیغ جفا کو جلا کر خاک کرے بیت دمِ تیغ تو کہ اعجاز مسیحا دارد ؛ خضر گر کشتۂ تیغ تو شود جا دارد ؛ ہمیشہ نام سامری پرستی روشن رہے ابیات

منور ہوگا دل گر شعلۂ داغ جنون بھڑکا ؛ کہ شمع مہر سے ہوتا ہر پیدا نور کا تڑکا
جو روشن طبع ہین ایمن ہین سیلاب حوادث سے ؛ نہین ہر زورق خورشید کو طوفان کا دھڑکا
خزان کا دخل گلزارِ معانی مین نہین ہوتا ؛ بہارِ باغ مضمون کو نہین ہر خوف پتجھڑ کا
شکر خورے کو مل رہتی ہر شکر یہ مثل سچ ہر ؛ ہوا دل اُسکا حاصل جس کسی پر دم اژدہڑ کا
نہین ہر نوش عالم مین کسی جا نیش سے خالی ؛ شبِ وصلت مین کب جاتا ہر روز ہجر کا دھڑکا
نہین ہوتا قصون کو آگہی کامل کی صحبت سے ؛ کسی پر حال کب روشن ہوا مجذوب کی بڑ کا
جو چاہے نورع فانی فنا ہو آتشِ غم مین ؛ جلے مشعل تو بنجاتا ہر شعلہ لعل کو دڑ کا
سخن جو زم دل مین سرکشی ظالم کی کھوتے ہین ؛ بجھا سکتا نہین جز آب جب شعلہ کوئی بھڑ کا

شہنشاہ افراسیاب نے مشعل جادو کا جگر کھولا وہ بلاے روزگار ساحر غدار یکتاے افسونگری صاحب ساحری قہرلات ومنات جمشید کرامات بندۂ خاص خداوند لقا بانی جور وجفا کون تم آیا چاہتا ہی مصور جادو نے گھبرا کر پوچھا ارے خون کسکا پایا کسکا چراغ حیات گل کیا کسکو اپنے ہاتھ سے قتل کیا شتر سوار نے جواب دیا ملک خورشید تاج بخش جو شاہنشاہ افراسیاب کا معشوق تھا اُسی کو ذبح کیا اب وہی خورشید تخت پر سوار ہی چہرے سے رعب وداب آشکار ہی لوگ کہتے ہین کہ یہی مشعل نامدار ہی غلام اس اسرار کو نہ سمجھ سکا شہنشاہ نے یہ نامہ بھیجا ہی اسکو پڑھوا لیجئے حیرت نے دیکھا وہ کاغذ مین سرما وابریق کا نامہ اُنکو دیا سکرا کر کہا لو تمکو بھی مبارک ہو شراب ناب کھچوا او جلد ساقیان ماہرو خوشخو پری پیکر سیم بر گلعذار طرحدار گلبدن کمسن جمع کرو قدوسہ خم کی ہر روز فرمائش ہی یہ بڑی کاہش ہی سرما وابریق نے شرما کے سر جھکا لیا کہنے لگے ای ملکہ خانۂ دل کو شمع جمال سے روشن تو ہونے دیجیے بسر وچشم خدمت کرینگے کسی طرحکا عذر نہو گا

نظم

اطاعت مین اغیار خامی کرینگے
یہی ناکہ شیرین کلامی کرینگے
یہ جانو کہ ہوگی جہان خاک عاشق
وہی آپ کی نیکنامی کرینگے
کہانتک اُٹھائین یہ نازک مزاجی
وہ خود اُسکی قائم مقامی کرینگے
مرے قتل کے روز میلہ لگیگا
ادا سب بیامی سلامی کرینگے

ہمین بندہ پرور غلامی کرینگے
یہ ٹھہری ہی آوارگان محبت
وہین تو وہ محشر خرامی کرینگے
کرین ہم دغا آپ سے توبہ توبہ
کسی اور کی اب غلامی کرینگے
قیامت بھی شرمائیگی ہر قدم پر
یہ جلسہ وہ اک دھوم دھامی کرینگے

وہ کیا چارہ تلخ کامی کرینگے
جناب خضر کو مقامی کرینگے
ہوے آپ بدنام جن کے سبب سے
یہ کوفی کرینگے یہ شامی کرینگے
رہیگا نہ دشمن تو مجھکو خوشی کیا
قیامت کی وہ خوشخرامی کرینگے
نہ گھبراؤ تم داغ مطلب تمھارا

یہ اشعار آبدار پڑھتے ہوے ابریق برق انداز فوراً تو شیخ انتظام کرنیکو باہر آئے بھپکے چڑھ گئے شراب کھنچنے لگی پری شیشے مین اُتری ہر قرابے مین جلوہ آفتاب نظر آنے لگا سرما وابریق آپ خود واسطے تلاش معشوقان سیمبر کے روانہ ہوے حیرت نے نامہ پڑھکر لشکر مین مشتہر کیا کہ کل شہنشاہ مشعل جادو کا داخلہ ہی مسلمانون سے کہو کہ سوراخ مور ومار تلاش کرین اب جاکر کسمین چھپین چرند وپرند ہر کارے لشکر اسلام کے موجود تھے خبرین لیکر چو بھاگے یہان سب سرداران نامدار بارگاہ مین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی خدا خیر کرے

یکایک ہرکارے گھبرائے ہوئے بارگاہ مین آئے عرض کی مشعل جادو کل داخل ہوگا باغبان قدرت
نے کہا لو آفت آئی غضب ہو گیا بیشک اب معاملۂ جنگ سخت و صعب ہو گیا اتنا تو دریافت کرو کہ افراسیاب
نے خون کسکا پلایا حیرت جادو تو زندہ ہی ہے بہار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے بے اختیار زار زار
مثل ابر نوبہار رونے لگی کہا خدا میری بہن کو بچائے ارے صاحبو کوئی اتنا جا کر کہے کہ ملکہ یہان آپ
بھاگ کر چلی آئے یہ عیش و آرام تشریف رکھیے باغبان نے کہا اب کیا خوف ہے بے خون پیے
ہوئے وہ اپنے مقام سے اٹھا نہ ہوگا پہلے ہی دروازے پر اُسکے افراسیاب نے کسی اپنے
معشوق کو قتل کیا ہوگا جب دروازہ کھلا ہوگا مگر مین حیران ہون کہ اسکا کون معشوق تھا ہرکارون نے
عرض کیا ہمنے دریافت کیا تھا عجب طرح کی بات ہے جسکو ذبح کیا ہے وہ افراسیاب کا ساقی بچہ گزرے کار کا
تھا مشعل اُسی کی شکل پر آتا ہے نام لینے سے کلیجہ دہلا جاتا ہے خواجہ عمرو مجرد اس خبر وحشت اثر
سُننے سے بیہوش ہو گئے اور سرداران نامور تھر تھر کانپنے لگے عمرو کو گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا
عمرو نے دیکھا اہالیان دربار مرجائینگے ایک ایک کو سمجھانا شروع کیا ارے یارو جرات کو دخل دو
نامردی نہ کرو ذرا صبر کرو اسقدر بیقرار نہو آتے ہی اُس حرامزادے کو مارونگا شمع حیات مشعل
گل کرونگا خاطر جمع رکھو اسکو زندہ نہ چھوڑونگا جان دینے سے منھ نہ موڑونگا یہ بڑا نامی ساحر ہے
دو سو برس کے بعد زمین سے نکلا ہے روپیہ و اشرفی بہت سا جمع کیا ہوگا خزانے بھی ساتھ لایا ہوگا
افراسیاب بھی بہت کچھ دیگا مجھکو خود فکر ہے کہ آتے ہی مار ڈالون ایسا نہو کہ سب روپیہ صرف کر ڈالے
مفت کی سوختی ہو کچھ ہاتھ نہ لگے میری محنت بیکار ہو تم لوگون کو تو اسکا خیال نہین ہے کہ مین فاقے کرتا ہون
مصیبت بھرتا ہون دیکھو ابھی مجھے مارے بھوک کے غش آگیا تھا یون ہی سوکھ سوکھ کر مرجاؤنگا اس سے
اب آپ اپنی فکر کیون نہ کرون کاہیکو مصیبت بھرون باغبان نے کہا خواجہ بھلا کیسے مارو گے وہ کایاپلٹ
ہوکے آتا ہے عمرو نے کہا کایاپلٹ کے باپ کو مارینگے اُسکے مال پر قبضہ کرینگے کوئی شے خدا نے ایسی دنیا
مین خلق نہین فرمائی ہے کہ جسکے لیے فنا ہو مصداق آیۂ وافی ہدایہ کل من علیہا فان شجر و حجر سبکا انجام
ایک ہے اُسی کی ذات کو بقا ہے کوئی نہ کوئی اُسکی بھی تدبیر نکل آئیگی نہ مرنا کیسا خبردار اب جو کوئی ایسے
ذکر کریگا اُسے بارگاہ سے نکلوا دونگا ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا کوئی کلمات حسرت و یاس زبان سے
نہ نکالے لشکر تباہ ہو جائیگا بڑی مشکل ہے کہ جو جو اُسکے اوصاف ہین اُنکا ذکر نہ کرو مین اب خدمت مین بادشاہ

کوکب روشن ضمیر کی جادو نگاکل کیفیت دریافت کرا دونگا ابھی کیا جلدی ہی اُس ملعون کو آنے تو دو پیش از مرگ
واویلا نہ کرو صنعت سحر ساز کا بھی تو یہی ارادہ تھا کہ وہ قتل ہو گی کیفیت دریافت تو ہو تے دو سرداران
افراسیاب بڑے نامرد ہین ابھی یہان سے نکلجا دین سب کی گردن مین ہاتھ دو اور یہ باغبان بڑا
نامرد ہی آٹھ پہر ہائے ہائے کیا کرتا ہی باغبان تو خاموش ہوا سب کو سمجھا کر عمرو بیرون بارگاہ آیا عیارون
سے اشارہ کیا خبر تو لو یہ ملعون کیونکر آتا ہی کیا رنگ بنایا ہی برق فرنگی سامنے کھڑا تھا کہنے لگا استاد
جس روز آئیگا اُسی دن مارونگا عمرو نے کہا آپ مہربانی فرمائیے ہرگز ہرگز عیاری نہ کیجیے بڑا بیباک ہی یہ
ہر بات مین بول اُٹھتا ہی صنعت کا جھگڑا تیری ہی ذات سے ہوا چالاک کو مُردہ بنا کے لے دوڑا
برق منھ چھپا کے کنارے ہوا بڑبڑاتا چلا راہ مین جانسوز سے ملاقات ہوئی پوچھا کیون بھائی خیر تو ہی
برق نے کہا ہمارے اُستاد کو سودا ہو گیا ہی عیاریان تو بھول گئے حکومت کرتے ہین اس بات کا ابھی بدلا
مشعل کو ہمین گل کرینگے یہان عمرو نے اسد و مہ جبین کا بارگاہ مین آنا موقوف کرایا الگ الگ ایک
بارگاہ استادہ کرائی چند ساحر برائے نگہبانی مقرر کیے ملکہ مہ جبین کو بٹھا دیا اسد نامدار کو یہان بلاؤ
اسد سے اتنا کہدو کہ تیاری سفر کی ہو رہی ہی بعد ہفتہ دو ہفتے کے طرف دریائے نیل کے
کوچ ہوگا امتحان طلسم کشائی قرار پائیگا اسد کو اس دھوکے سے بارگاہ مین ٹھہرایا عمرو نے آراستگی
لشکر کا حکم دیا بیرون بارگاہ سائبان زربفتی کھچوا دیا زیر سایۂ سائبان بصد تجمل و شان تخت پر ملکہ مہرخ
گرد شہرہ سو سرداران عالی تبار اپنی اپنی کرسی برابر تخت مہرخ کے عیارون کے مقام بھی مناسب جگہ پر قرار پائے
چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی ناگاہ نیر اعظم بصد شوکت و حشم مشعل شعاع و ضیا لیکر بصد کرو فر
برائے روشنی عالم پردۂ تاریک مغرب سے برآمد ہوا تمام عالم منور ہوا خواجہ عمرو نے مناسب طور پر
دربار آراستہ کیا تشفی و تسلی کے واسطے اہل لشکر کو نئی وردیان تقسیم کین اب دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو
برائے استقبال مشعل چلی تمام لشکر حیرت کے ہمراہ نوبت و نقارے بجتے ہوئے ایک جانب
مصور جادو وغیرہ سامری و ملکہ صورت نگار ایک جانب سرمایۂ برف انداز و ابر بلق
کوہ شگاف تمام شاہزادیان و وزیرزادیان اشتیاق دیدار مشعل جادو مین تخت کو گھیرے ہوئے
بیچ مین ملکہ حیرت مثل ماہ تابان گرد شاہزادیان مثل ثابت و سیارگان چالاک بصورت مہ دل نظارہ
جمال ملکہ حیرت کرتا ہوا دوڑا جاتا ہی حسن و جمال ملکہ حیرت دیکھکر بیتاب ہو گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا یہ

یہ اشعار رو رو کر پڑھنے لگا اشعار

یون ہی شعاع داغ مرے دل کے آس پاس
ہالہ ہو جسطرح مہ کامل کے آس پاس

ڈوبا جو کوئی آہ کنارے پہ آگیا
طغیان بحر عشق ہی ساحل کے آس پاس

یہ غیرت وفا کا اثر ہی کہ بوالہوس
بسمل تڑپتے ہین ترے بسمل کے آس پاس

ای قیس تیرے نالے کی عبرت کو کیا ہوا
لیلی نے رنگ باندھے ہین محمل کے آس پاس

مرجائین تا خوشی سے عدو سن وصال کی
یارو فغان کرو گلے مل مل کے آس پاس

کیا کیا جلے ہی بزم مین تجھسے نہ جب پھرے
پروانے شمع شعلہ شمائل کے آس پاس

ہی تو ہی بیوفا نہین باور تو دیکھ لے
گل جامہ در ہین گور عنادل کے آس پاس

تمام شاہان طلسم ہوشربا ملکہ حیرت جادو کو گھیرے ہوے ہر ایک کو یہی انتظار ہی کہ اب دیکھین شاہنشاہ مشعل کس صورت مین آتا ہی کیا وضع رکھتا ہی دو سو برس کے بعد زمین سے نکلا ہی یقین ہی انتہا کا ضعیف و نحیف ہوگا ہر ایک کو یہی انتظار ہی کہ دیکھین مشعل جادو کیا شعبدہ دکھاویگا کیونکر آویگا اسکو تو کلام کرنا دشوار ہوگا ضعف و نقاہت سے بیقرار ہوگا بیٹھنے سکتے ہین وہ مصاحب سامری و جمشید ہی ہر بات مین اسکی بھید ہی ہنوز یہ ذکر ہی تھا کہ سامنے سے نشان فوج معلوم ہوے دیکھا سب نے آگے آگے زال جادو اہتمام سواری کرتا ہوا ایک مرکب بادرفتار پر خود شہنشاہ افراسیاب جادو بہ کبر و نخوت سوار ہی پرے سے کے پرے فوج کے سامنے سے گذرے بعد اسکے جلوس و سامان ماہی مراتب آنے لگا خواجہ عمرو بھی ملاحظہ فرما رہے ہین ملکہ مہرخ و ملکہ بہار وغیرہ کی بھی نگاہ لڑی ہوئی ہی سب نے دیکھا کہ اک جوان رعنا شکل زیبا سبزہ بھی ابھی اچھی طرح سے آغاز نہین ہوا عمر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ؎ جوانی کی راتین مرادون کے دن ؎ تاج زرّین سر پر لباس پُرتکلف زیب جسم بھولی بھولی صورت تخت زمرد پر سوار گرد معشوقان طناز با کرشمہ و ناز کمسن کمسن لڑکے کیفیت دیکھکر مہرخ و بہار وغیرہ کے دل سینے مین دھڑکے سناٹا آگیا قلب ٹھہر گیا بغور جو دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو وہی گذرے کا لڑکا کہ جسکو افراسیاب نے پالا تھا ملکہ حیرت جادو برائے تسلیم مشعل بحکم افراسیاب خم ہوئی چوبدار نے آواز لگائی ای شہنشاہ مشعل ملکہ حیرت جادو زوجہ شہنشاہ طلسم ہوشربا برائے تسلیم حاضر ہی اُسی نوجوان نے سلام لیا مسکرا کر حیرت سے پوچھا مزاج تو اچھا ہی

حیرت جادو بہ نگاہِ حیرت دیکھنے لگی کہ یہ تو ہُو بہو وہی ساقی بچہ افراسیاب کا پیارا گزرنے والا ہے اسکو
متوحش دیکھکر افراسیاب قریب آیا کہا اے ملکہ یہ صورت نہ پیا کرامات سامری و جمشید ہے مین نے تمھاری جان
بچائی اسی لڑکے کے سر ساری آفت آئی اپنے ہاتھ سے اپنے دلربا کو قتل کیا ذرا بھی رحم نہ کھایا جسم
شہنشاہ مشعل بوسیدہ ہو گیا تھا دیکھو گلے میں ٹانکے لگے ہوئے ہیں یہ صورت شہنشاہ کو پسند آئی
اپنی روح کو اسکے جسم میں اُتار لیا پہلی آنکھ ہی کرامات ہے مشعل کی ساحری کی کیا بات ہے تعجب نہ کرو
قدرت سامری و جمشید پر نگاہ ڈالو کیا کیا بندے بنائے کیسے کیسے کمال دکھائے ہر جسم میں جا سکتا
انکو اختیار ہے شعبدہ بازی فلک بے رفتار انکے آگے بیکار ہے اب حیرت کو تسکین ہوئی ورنہ غصے سے چہرہ
لال تھا انتہا کا ملال تھا پانچوں عیار بھی یہاں بھی حاضر ہیں ہوش و حواس انکے بھی باختہ ہیں آپس میں اشارے
ہو رہے ہیں صاحبو یہ رنگ کبھی نہ دیکھا تھا اب سبکی قضا آئی ہے اسپر بھلا کون عیاری کریگا مشعل کو اس
شان و شوکت سے لاکر داخل بارگاہ کیا مشعل آکر تخت پہ بیٹھا ملکہ حیرت کرسی پہ گرد تمام وزرا امرا ارکانِ دولت
جمع ہیں افراسیاب نے کہا اے ملکہ حیرت تم خاطرداری شاہنشاہ مشعل میں مصروف رہو میں پردہ ظلمات
پاس نانی امان ملکہ ماہیان زمرد پوش کے جاتا ہوں اُنکو بھی جاکر آمد مشعل کا مژدہ سناتا ہوں پھر آکر
طبل جنگی بجواؤں گا مسلمانوں کا خون بہاؤں گا شہنشاہ مشعل باغیوں کو آتش قہر و غضب سے جلا کر خاک
کرینگے یہ سب جھگڑا بکھیڑا پاک کرینگے ابریق کے کان میں کہا دیکھو اسکا ضرور خیال رہے شہنشاہ مشعل کی
کسی طرح دلشکنی نہونے پائے شراب دو آتشہ پے در پے پہونچے ساقی بچے نازنین پُرتمکین کمسن حاضر رہیں
یہ کہکر افراسیاب طرف پردہ ظلمات کے روانہ ہو گیا صحبت ملکہ ماہیان زمرد پوش میں پہونچا
تمام ماہیت مشعل ملکہ ماہیان زمرد پوش سے بیان کی ملکہ ماہیان نے جواب دیا حقیقت میں
مشعل کا یہ پلٹ ہے سحر و ساحری میں چنداں کمال نہیں رکھتا لیکن عمرو کے ہاتھ سے بچا دشوار ہو ا ان تجربہ ہے
کہ عمرو قاتل مشعل ہے افراسیاب نے منہ پھیر لیا کہا نانی امان تمکو کیا جواب دوں لکھنے والا گدھا تھا
سودا ہو گیا تھا یہ کہکر صحبت ماہیان میں شراب خواری کرنے لگا کنیز و خالی ہوتے ہیں اب مشعل حیرت سے
متوجہ ہوا کون کون شریک طلسم کشا ہے کس کس نے سامری پرستی سے کنارہ کیا ہے افسر کلان کون قرار پایا ہے
حیرت نے بیان کرنا شروع کیا سب سے پہلے ملکہ مہرخ کا نام لیا کہ وہ سبکی بادشاہ ہے سب اسی کے
حکم میں ہیں ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ جب مشعل جادو بصورت خورشید تاج بخش حجرے سے نکلا تھا تو اُسنے

زال جادو سے کہا کہ سامنے ذرّہ کوہ کے جاکر آواز دو کہ اے اقرار و قرار جادو شہنشاہ شعل حجرے سے برآمد ہوے ہماری فوج قدیم لیکر جلد حاضر ہو جب زال نے جاکر آواز دی اقرار و قرار بارہ ہزار ساحران غدار سے آکر حاضر ہوے وہ خاص ہمراہیان شعل جادو ہین پس جبکہ ملکہ حیرت نے نام مہرخ کا لیا شعل نے باپ دادا کا نام لیا کہا مین انکو نہین جانتا مگر باپ دادا اسکے ضرور ہمرے ہمصحبت رہے ہونگے ایک نامہ ہماری جانب سے ملکہ مہرخ کو تحریر کرو کہ ہمارے پاس آؤ ہم خطا تمہاری افراسیاب سے معاف کرا دینگے جو فیصلہ ہم کر دینگے کسی کو عذر نہوگا ملکہ حیرت نے کہا اے شاہنشاہ بالکل بیکار ہے ملکہ مہرخ کبھی نہ مانین گی یہ لوگ بڑے سخت ہین کسی ہیبت سے نہین گھبراتے آخر ین انھین کی فتح ہوتی ہے شعل نے کہا بموجب ہمارے حکم کے کاربند ہو ہمارے مقدمے مین دخل نہ دو ہم بندگان سامری کو سمجھا لینگے اگر انکار کیا ایک ہی دن مین سب کا کام تمام کر دینگے ملکہ حیرت جادو نے فوراً نامہ لکھا اک کنیز کو دیا وہ کنیز نامہ لیکر لشکر مہرخ مین آئی ملکہ مہرخ تخت پر جلوہ فرما تھین نامہ دیا مہرخ نے نامہ پڑھا خواجہ سے کہا برائے ملاقات مجھکو شعل طلب کرتا ہے کیا حکم ہے عمرو نے کہا ضرور جاؤ جاکر کلام کرو جیسا سوال کرے ویسا جواب دو ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ شعل کے سامنے مین ہرگز نجاؤنگی ایسا نہو روح تن سے کھینچ لے عمرو نے کہا پھر بادشاہ لشکر بنکر بیٹھی ہو کلام کرتے نہین دم نکلتا ہے مہرخ نے کہا خواجہ وہ تو ملک الموت ہے نام سے اُسکے دل گھبراتا ہے جبر اپنا اختیار نہو کیونکر نہ دل گھبرا اسے مرنا اُس ملعون کا غیر ممکن ہے اگر وہ کچھ کلام سخت و سست کرے پرائی محفل مین کیا جواب دین مفت مین حجاب ہو بس جواب صاف تحریر فرمایئے کہ مناظرہ ہمکو منظور نہین ہے میدان کارزار مین آؤ جیسا سوال کروگے ویسا جواب دینگے یا رہینگے یا رہینگے پر اسکے گھر مین آنا منظور نہین ہے میدان کارزار مین آکر طبل جنگی بجاؤ فتح و شکست خدا کے اختیار ہے عمرو نے کہا یہ بجا آپ نے فرمایا مگر آپ تو پیرو مذہب حق ہین جو اُدھر سے سوال ہو اُسی کے موافق جواب دو ہر طرح حریف قایل ہو مہرخ نے کہا ہم جواب و سوال سے باز آئے صاف تو یہ ہے کہ پرائے گھر نہ جائینگے جب عمرو نے دیکھا کسی طرح مہرخ نہین مانتی ہاتھ پکڑ کے تخت سے اُٹھایا کہا تمسے الگ ہم کچھ باتین کرینگے سب نے دیکھا خواجہ عمرو و ملکہ مہرخ گوشۂ تنہائی مین سے گئے تھوڑی دیر کے بعد حضرت ملکہ مہرخ خیمے سے برآمد ہوئین سرداروں سے فرمایا خواجہ عمرو برائے ملاقات شاہنشاہ کو کب تشریف لیگئے ہین ہم

براے مناظرہ دربار مشعل مین جاتے ہین حقیقت مین مناظرہ مین کیا خوف ہو جیسا سوال ویسا جواب
اکثر سرداروں نے کہا ہم ہمراہ چلین ملکہ مہرخ نے کہا مین کیا کسی سے مقابلہ کرنے جاتی ہون اگر وہ
پیام صلح دیگا صاف جواب ہو کہ شاہزادہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران کو افراسیاب نے
قید کیا ہو انکو ہمین دیدو ہم اپنے سرداروں کو لیکر خدمت مین صاحبقران کی چلے جائین ہوش رُبا
مین ہمارا کیا کام ہو جب تک ہمارا شاہزادہ نہ ملیگا لڑینگے مرینگے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرینگے جو کچھ تم سے
ہو سکے تم بھی کرو یہ سوال وجواب کرکے چلے آئینگے سرداروں نے سر جھکا لیا کہ بادشاہ کی بات کا
کون جواب دے سب نے کہا بسم اللہ آپ تشریف لیجائیے پروردگار انجام بخیر کرے ملکہ مہرخ
نے صرف چند کنیزون کو ساتھ لیا تخت پر سوار ہو کر طرف لشکر حیرت جادو کے چلین ہرکارون
نے جاکر مشعل جادو سے اطلاع کی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم تشریف لاتی ہین مشعل نے ملکہ حیرت سے
کہا آپ کسی بات مین دخل نہ دیجئےگا جو مناسب وقت ہو گا سوال وجواب کرونگا یقین کامل ہو کہ
اصلاح ہو جاے ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ اسوقت دربار مین پانچون عیاربچیان و شاہزادیان ایرج
وغیرہ سب حاضر ہین مشعل بیٹھا شرابخواری کر رہا ہو جام شراب ایک لمحہ اسکے ہاتھ سے نہین چھٹتا
کیسی کیسی شرابین دو آتشہ حیرت منگواتی ہو جب جام وہ بدانجام پیتا ہو کہتا ہو افسوس شراب تلخ بھی
نہین دیتی نشہ نہین ہوتا اب خبر پہونچی کہ ملکہ مہرخ تشریف لاتی ہین چند وزرا اُمرا کو براے استقبال
ملکہ مہرخ روانہ کیا سردار براے استقبال چلے رنگ محفل عرض کر چکا چند اشعار موافق مقام
کیفیت انجام ملاحظہ ہون

نظم مصنف

اے ساقی مہربان کدھر ہو
عیاری کا لطف بھی دکھادے
اب بزم مین معرکہ پڑا ہو
نقاش مصور خیالی
روشن ہو قمر کہ خوش بیان ہو

رندون کی بھی کچھ تجھے خبر ہو
روشن ہو کہ طبع رنگ پر ہے
شمع و مشعل کا سامنا ہو
کرنے ہین رقم لقب شفقت
ہان جودت فکر بھی عیان ہو

ہان گردش چرخ سے بچالے
ہان مشعل فکر گل نہو جاے
روشن کن بزم فکر عالی
دکھلاتے ہین رنگ لطف صحبت
اشعار دگر موافق مضمون

دل مین رہتا ہو ہمیشہ مرے داغ سے روشن چراغ
کب یقین ہو قبر پر اپنی رہے روشن چراغ

گھر ہو عاشق کا بیان جلتا ہو بے روغن چراغ
تم جلانے بھی نہ آؤگے پس مردن چراغ

شعلہ دیتے ہین بدن مین جسقدر ہین استخوان
جلوہ گر رہتے ہین میرے زیر پیراہن چراغ

بعد مدت گرم صحبت ہی جو وہ آتش مزاج
شعلۂ افسوس سے ہی سینۂ دشمن چراغ

مخلصی مطلوب کی طالب سے ہو ممکن نہین
قید رکھتا ہی کنار شوق مین روغن چراغ

ایک بھی منت نہ برآئی وہ خوش اقبال ہون
مدعی میرے سبھی کرتے رہے روشن چراغ

اک تماشا ہی فروغ کرمک شب تاب سے
باغ مین ہی پھول رکھتا ہی نہ دامن چراغ

روشنی دیتے ہین داغ دل شگاف قبر سے
جانتے ہین لوگ جلتے ہین تہ مدفن چراغ

جسقدر بے مائگی ہو باعث آرام ہی
بجھ کے سو رہتا ہی جب ہوتا ہی بے روغن چراغ

یہ جلاتا ہی انھین آتے ہین پروانے جو پاس
وائے قسمت دوستون کا اپنے ہی دشمن چراغ

شب کی تاریکی لحد پر داغ تن زیر لحد
تیرگی بالائے مدفن ہی تہ مدفن چراغ

یون ہی مر جاؤنگا مین بھی سوز غم سے ای صنم
جل کے بجھ جاتا ہی جیسے شبکو بے روغن چراغ

عکس عارض سے تمھارے بڑھ گئی دونی چمک
چشم بد دور آج رکھتا ہی عجب جوبن چراغ

امتحان کیواسطے اکثر بجھاتا ہون جو مین
تابش رخسار سے تم کرتے ہو روشن چراغ

انتقال روح عاشق کا زمانہ ہی قریب
لو مبارک ہو تمھین روشن کرے دشمن چراغ

بجھون کو بھی تمھارے حسن سے ملتا ہی فیض
رات بھر رہتا ہی ہر دیوار مین روشن چراغ

ای نسیم اب تم بدلکر قافیہ لکھو غزل
جوش مضمون کہ رہا ہی اور ہو روشن چراغ

ملکہ مہرخ سحر چشم بحشم وخدم داخل بارگاہ حیرت ہوئین اس رعب وداب سے جیسے جو
ملکہ مہرخ کو دیکھا کہ تاج یاقوتی برسر لباس فاخرہ دربر نیمچہ کمر مین سپر پشت پر بارگاہ مین آتے ہی شل
اہل اسلام سلام کیا لوگ چین بر جبین ہوے مشعل نے منع کیا کہا صاحب جس مذہب مین ہو اسکی
صفت کرتی ہو اسکا غصہ کیا یہ کہکے خود واسطے تعظیم کے اٹھا کہا ملکہ عالم تشریف لائے ہین
خوب ثابت ہوا کہ آپ نے دین اسلام قبول کیا آئیے تشریف رکھیے داہنے پر ملکہ حیرت جادو
بائین پر ملکہ مہرخ کو کرسی دی ساقی بچے کو اشارہ کیا اسنے ملکہ مہرخ کے سامنے جام پیش کیا ملکہ
مہرخ نے کہا ای شاہنشاہ مشعل آپ روشن مزاج ہین ساحرون کے سر کے تاج ہین ہم آپکی
شراب نہین پی سکتے ہمکو معاف فرمایئے آزردہ نہوجیے مشعل تو نہایت زکی وفہیم ہو دو سو برس

زمین مین دفن رہا شیطان مجسم ہو گیا ہنسکر کہا ای ملکہ عالم اچھا کیا مضائقہ ہی خشک سبوہ نکادین مہرخ
نے کہا آپ کے تمر کلام سے مزا ملتا ہی کسی شی کی کیا احتیاج ہی جس مطلب کیو اسطے یاد فرمایا ہی اب
اُس سے آگاہ کیجیے اہالیان دربار سب گوش بر آواز ہین کہ دیکھین ملکہ مہرخ و شہنشاہ شعل سے
کیا باتین ہوتی ہین چہرے پر ملکہ کے ذرا ہم و ہراس نہین ہی شگفتگی سے دیکھو تو کلام کر رہی ہی تعلیم
یافتہ صحبت عمرو ہی جرأت خود مقرر ہی کہ یکہ و تنہا محفل دشمن مین آئی شعل نے پوچھا ای ملکہ جنے خاص
تمھارے واسطے تکلیف فرمائی شہنشاہ ہوش ربا نے کیا کرامات دکھائی اپنے کیسے معشوق
کو قتل کیا خون اُسکا ہمکو پلایا اب ہم آئے ہین کہ اُسکے دشمنون کو سزا دین سارا جھگڑا اور فساد
مٹا دین لیکن تم سب سرداران نامدار طلسم ہوش ربا کے رازدار اُسطرف شریک ہوئے بدولت
نے سنا اصل صرف چند عیار اور ایک سردار باقی تم سب مبتلاے رزم و پیکار ہو لہذا ہمکو منظور ہوا
آن سب صاحبون سے تو سمجھا جائیگا دشمن افراسیاب طلسم ہوش ربا مین نہ رہ سکیگا اب بدولت کا
قدم آیا جنگ ہماری نمونہ قہر سامری و جمشید ہی آپکو تو ثابت ہو گا ہمارے ہر امر مین قدرت کا
بھید ہی ہمکو کوئی قتل نہین کر سکتا مرنا غیر ممکن ہی موت سے دل مطمئن ہی پس ہمسے مقابلہ کرنا حماقت ہی
تم آپ عقیل و فہیم ہو ہمارے کلام جلالت انجام کو سمجھو افراسیاب سے ملجاؤ تمھون عیار اور طلسم کشا کے
حق مین جو مناسب وقت ہو گا کیا جائیگا ایک چشم زدن مین اُنکو بلا کر سزا دینگے بدولت براے سیر تا بہ
کوہ عقیق گلزار سلیمانی جائینگے لشکر حمزہ کو بھی مٹا دینگے اندر ایک سال کے ہفت اقلیم کی سیر کرینگے
افراسیاب نے وہ احسان کیا تمام عالم مین گر وسکہ اُسکا جاری کرکے پھر اُسی طرح دفن ہو جائینگے
ہر چند کہ بعد دو سو سال کے ہوا دنیا کی کھائی اب دل نہین چاہتا ہی کہ پھر گوشہ تاریک مین جا کر بیٹھین
اگر یہ سب امورات خوشی پر افراسیاب کی موقوف ہین اب ہم آبادی طلسم ہوش ربا مین مصروف
ہین ایسے ہی خرافات عرصہ دراز تک شعل بکا کیا جب خوب اپنی عظم و شان بیان کر چکا ملکہ مہرخ
ہنسا کین جب شعل خاموش ہوا ملکہ مہرخ نے غنچہ دہن کھولا مثل عندلیب خوشنوا زمزمہ سرائی شروع
کی کہا ای شعل جادو دا اسوقت تو عجب طرح کے کلمات مہملات تمنے کہے کہ کوئی عقلمند قبول نہ کریگا تمھارے
مانند بہت سے ساحر آئے ہمارے ہاتھ سے قتل ہوے ساری خود سری بھول گئے انجام کار
اجل نے دستگیری کی براہ راست جہنم مین پہونچے تمھارے آنیکا کب ہمکو دھڑکا ہی جانتے ہین کہ پیمانہ عمر تمھارا

لبریز ہوا آفتاب لب بام ہو چراغ حیات بھڑکا ہی تھوڑے ہی عرصہ مین باد خزان اجل کا طمانچہ لگیگا
خاموش ہو جاؤ گے مثل اورون کے تم بھی آئے ہو تمکو بھی قتل کرینگے اگر سحر مین کمین کمی پائی بہار و
باغبان وغیرہ تمھاری گردن نا بین گے اگر سحر مین زور نہ چلا عیاران نامدار خواجہ عمرو و فلک وقار
مثل عشاق سبز رنگ و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ تمکو عیاری کرکے مارلین گے اور یہ جو تمنے
کہا کہ ہمکو موت نہین سب مذہبون سے یہ کلمہ خلاف ہی جملہ مذہب کی کتابون مین یہ تحریر ہی صاف
صاف تقریر یہ ہی جو شی کہ دنیا مین پیدا ہوئی ایک دن نابود ہو گی پروردگار کی ذات کو بقا ہی
ہر شی کو فنا ہی شجر بھی مثل انسان ضعیف ہوتا ہی برگ و ثمر موقوف ہو جاتے ہین آخر جھونکے سے
ہوا کے گر جاتا ہی یا جفائے تبر وارہ اُٹھاتا ہی تمھارا مرنا کیسا ناممکن ہی وہ بات کہو جو عقل مین
آئے انتہا یہ ہی کہ سامری و جمشید کو خدا کہتے ہو وہ بھی مرے پھر تمھاری کیا ہستی ہی ہر ایک
انسان و حیوان لذت موت چکھنے کو پردۂ دنیا مین آیا ہی تمنے تو یہ نیا شعبدہ نکالا ہی اسکی ہمکو
دلیل بتلاؤ نہ مرینگی کیا وجہ ہی اگر ہمکو ثابت ہو جاے کہ تم نہ مروگے البتہ تمھاری اطاعت کرین
سنکے ذرین مشعل ہنسا کہا اے ملکۂ عالم کیا خوب تمنے دلیل کی لیکن ہم عبادت سامری کرکے
کایا پلٹ ہو گئے دیکھو جسم ہمارا بوسیدہ ہو گیا تھا ہمکو شرم آئی کہ اُس جسم مین کیا پنجرے سے
نکلین جسم نوجوان مین اُتر آئے جسم ہمارا اور ہی روح وہی ملکہ مہرخ نے کہا یہ تو آپ نے
عجب واہیات بات کہی صورت بدلنا کیا بڑی بات ہی یہ کونسی کرامات ہی عیاران عمرو دم بھر مین
صورتین بدلتے ہین ابھی کل کا ذکر ہی کہ خواجہ عمرو دُولہا بنگئے مہتر قران کو بشکل ساحر
بنایا صدہا برہمن بنائے بڈھون کو جوان کیا جوانون کو ضعیف کیا اسکے علاوہ حیرت بنکر
عشاق سبزہ رنگ کو مارا کیا کیا کارنمایان کیے برق وغیرہ اس دربار مین کنیزون کی
شکل بنے ہوے موجود رہتے ہین اُنکو کوئی نہین پہچانتا کیا کیا کام کرتے ہین مجھکو بھی اسقدر
قوت ہی اگر فرمائیے ابھی صورت تبدیل کردون مرد بنجاؤن طائر بنکے اُڑون اسی طرح
آپنے بھی صورت بدلی ہی اسکا فخر کیا مشعل نے دوبارہ قہقہہ مارا کہنے لگا مینے صورت
تبدیل نہین کی ہی بلکہ روح ہماری اس جسم مین آئی ہی ہمسے یہ صورت نہین بنائی ہی اگر ہمکو
کوئی قتل کریگا روح ہماری دوسرے جسم مین اُتر آئیگی وہ جسم مُردہ ہو جائیگا روح ہماری زندہ

رہیگی دوسرے جسم مین اُتر کر پھر اُڑ جائیگی اسوجہ سے ہمارا مرنا ناممکن ہی ہمارا دل بخوبی مطمئن ہی ملکہ مہرخ
نے کہا اسکا ہمکو اعتبار نہین آتا جس بات کو کبھی نہ دیکھا ہو بلکہ سُنا بھی نہو بس کیونکر یقین مانین کلام عجب غلط
پر ملکہ مہرخ کے سب وجد کرنے لگے مشعل نے کہا اے مہرخ حقیقت مین تم سچ کہتی ہو یہ شرف کسی کو نہین ملا
دو سو برس ہمنے ایسی عبادت کی کہ یہ کمال حاصل ہوا مہرخ نے کہا ہم یقین نہ مانین گے یہ فعل
کر کے دکھائیے مر کے زندہ ہو جائیے تب ہم آپ کی اطاعت کرین ہمین خوف ہو مشعل نے کہا پھر
آپکا انکار نہ بن پڑیگا ملکہ مہرخ نے کہا بسم اللہ ہم راضی ہین اُٹھیے مگر ہم اپنے ہاتھ سے قتل کرین اور
آپ زندہ ہو جائیے تب ہمکو یقین کامل ہو اور کسی کے قتل کرنیکو ہم ہرگز نہ مانین گے اُسکو شعبدہ
جانین گے تمام اہلیان دربار ان باتون کو بگوش ہوش سُن رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ
ملکہ مہرخ نے کیا خوب بات فرمائی ہے مشعل نے کچھ کان مین ملکہ حیرت کے کہا حیرت اُٹھکر تخلیہ مین گئی
ملکہ مہرخ نے مشعل پر تاکید کی نے آپنے سر جھکا کر بیٹھیے ہم ہاتھ تلوار کا مارین آپ کا پلٹ ہو کر
زندہ ہو جائیے ہم ابھی اطاعت کرین کل سردار ہمارے قبضے مین ہین سبکو لاکر قدمون پر گرادین ابھی کل
مقدمہ صاف ہو جائے مشعل نے کہا ذرا تامل فرمائیے ملکہ حیرت بھی تشریف لائین ملاحظہ فرمائین تم
اپنے ہاتھ سے قتل کرنا خوب تلوار کو تیز کر رکھو ملکہ حیرت نے گوشے مین جا کر یہ سامان کیا ایک طائر منگا کر
اُسکی گردن مروڑی مردہ طائر کو دوپٹے مین چھپایا ابریق کو بلا کر حکم دیا کہ ایک جوان خوشرو کو تنہائی
مین لیجاؤ اُسکی گردن مروڑ کر مردہ بناؤ زیر تخت لاکر چھپاؤ جسوقت ملکہ مہرخ مشعل جادو پر ہاتھ لگائین
مین فوراً طائر مردہ اُسکے دہن سے لگا دونگی تم مردہ میرے سامنے پیش کرنا طائر کو روبرو مردے
کے کردونگی طائر سے روح مردے کے جسم مین اُتر آئیگی مردہ زندہ ہو کے اُٹھیگا تم شاہنشاہ مشعل
مہرخ قائل ہوگی آج ہی خاتمہ ہو جائیگا حیرت یہ انتظام کر کے طائر مردہ کو اپنے دوپٹے مین چھپائے
ہوئے آکے کرسی پر بیٹھی ابریق نے زیر تخت مردہ انسان کا عقلمندی سے پہونچایا اب مشعل نے
جب دیکھا کہ کل سامان ہو گیا کہا کیون ملکہ مہرخ آؤ امتحان کر دیکھو واضح رہے کہ یہ مہرخ نہین ہے
بلکہ خواجہ عمرو ملکہ مہرخ بنکر آئے ہین باغبان وغیرہ نے خواجہ عمرو کو سمجھا دیا تھا کہ مشعل کا پلٹ ہی
کیا عجب ہے طائران مردہ موجود رہین مردہ انسان کا بھی ایک نہ ایک ضرور حاضر رہیگا گرتے ہی لاشہ
مشعل کے طائر مردہ کوئی اُسکے دہن سے لگائیگا پہلے وہ جسم طائر مین اُتر آئیگا پھر قالب انسان

مین جائیگا اب خواجہ عمرو کو طریقے سے معلوم ہوا کہ حیرت انتظام کر کے آئی ہو چالاک بصورت مبدل
دربار مین موجود ہو عمرو نے کہ بشکل مہرخ تلوار لیے کھڑے ہین پکار کر آواز دی کہ بلا سے بیٹھے اپنے
کام پر مستعد ہون انتظام مین مصروف رہین حیرت زوجہ شاہنشاہ افراسیاب تماشا دیکھ رہی ہی فورًا
چالاک سمجھ گیا کہ قبلہ وکعبہ کی مراد یہ ہو کہ حیرت کو روکا جائے فورًا کنیز بنکر پشت حیرت پر کھڑا ہوا
برق تڑپکر بشکل ساحرہ ابرق کے سر پر پہونچا چالاک نے آواز دی کہ ای ملکہ مہرخ اب تلوار
شاہنشاہ مشعل پر لگا دیجئے آپکی تلوار کا کاٹ دیکھین عمرو نے پلٹ کے دیکھا برق نے بشکل کنیز
پشت ملکہ حیرت پر کھڑا ہو پیر الجبور یا بھی پہونچگیا مطلب تو یہ تھا کہ انتظام ہونے پائے اور روح
مشعل جسم سے نکلجائے اب ملکہ مہرخ نقلی تیغہ برق زا نیام سے کھینچکر بصد کر وفر اٹھین مشعل بھی
دو چار جام اور پیکر تخت سے کودا کہنے لگا میر جواد بیت مین بھی تجھکا کے سر ہون سر خاک تیمیا
تم قتل کرنے آؤ سر دہی سنبھال کے عمرو نے پیترا بدلا چاہا ایسا نیچا مارون کہ دو ہی ٹکڑے
ہون تسمہ بھی نہ لگا رہے بقول آتش فرد زخمی نہین جو مست ہم اٹھاؤن مین وہ تلوار وہ پڑی کہ نہ
تسمہ لگا رہا عمرو نے تو یہان پیترا بدلا لیکن فلک کجرفتار گردون غدار در پے آزار ہو عقل فطرت
سب بیکار ہو چشم زدن مین رنگ تفرقہ جھلکتا ہو اسکی شعبدہ بازی سے بچنا غیر ممکن ہو افراسیاب
پہلو سے ملکہ ماہیان زمردپوش مین بیٹھا ہوا شرابخواری کر رہا ہو یکایک ملکہ ماہیان نے کہا دیکھو جی
افراسیاب تو مشعل جادو کو چھوڑ کر یہان چلا آیا ایسا نہو ہو اسے بدبخت عیاری عمرو اسکو قتل کرے
وہ بلا سے روزگار ہو افراسیاب نے کہا نانی اماں ورق سامری تو دیکھے پرچہ اٹھا کر ماہیان
نے دیکھا منھ پیٹ لیا کہا او افراسیاب جلد اپنے کو بارگاہ مین پہونچا عمرو اسکو بشکل مہرخ کے
مارا چاہتا ہو افراسیاب بدحواس ہو کر اٹھا مثل برق جہندہ کر کا عمرو چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے
آسمان سے آواز آئی او ساربان نزادے کیا کرتا ہو شہنشاہ افراسیاب ای شہنشاہ مشعل
آپ نے ہزاد عوکا کھایا چالاک تو ایکجانب بھاگا برق تڑپکر نکلگیا افراسیاب بجلی کی طرح کوندہ کر زمین پر
گرا عمرو کود کر کنارے ہوا افراسیاب و حیرت و مشعل عمرو کے پیچھے دوڑے باہر بارگاہ کے
بائیس لاکھ فوج جرار فردکش ہو افراسیاب و قرار جادو و سرداران مشعل بھی موجود مین عمرو جست کر کے
بارگاہ سے پچاس قدم باہر آیا افراسیاب و مشعل بھی نکلے عمرو نعرہ کر کے ٹھہرگیا نیمچہ کاندھے پر رکھکر نعرہ کیا

اوشعل بعقل معلوم ہوا تو صرف کایا پلٹ ہی ہر مین نے تو ابھی تجھکو مارا ہوتا مگر بچگیا بڑا بیغیرت ہر مین غیر ساحر ہون
کیا بڑا اچھا کرتا ہی بائیس لاکھ ساحر فوج کش ہر اگر دعوی مردی رکھتا ہو ان سکو حکم دے کہ مجھکو گرفتار کرین لیکن
سحر نہ کرین دیکھ تو کیسا شکار کھیلتا ہون مین اُسکا عیار ہون جسکا لقب ہر کشندۂ جنت سیمرغ بروز مصاف
و برہم زنندہ لشکر دیوان قاف امیر حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان قاتل کافران داماد نوشیروان اُس آقاے نامدار کے ساتھ صف شکنی تیغ زنی کی ہر
آج تماشا جرات کا بھی دیکھے اے افراسیاب مقام غیرت ہر کہ تو تنہا اس ہو ضعیف مشت اُستخوان کو
سحر سے مجبور کرتے ہو دیکھو اکیلا سر میدان بارہ لاکھ جوان کو ٹوکتا ہی جو مرد ہون تلوارین کھینچکر آئین
اگر مجھے بہ جرأت گرفتار کرلین ابھی تیرا مذہب اختیار کرون افراسیاب شرما گیا شعل کے سینہ آگیا
سب نے دیکھا کہ عمرو بصورت اصلی نیمچہ کھینچے کھڑا ہر پکار رہا ہر جسکو دعوی جرأت ہو مجھسے آنکھ ملاے
بس غصے مین افراسیاب نے آواز دی خبردار کوئی عمرو پر سحر نہ کرے تیر و تلوار و نیزے سے
مارلو تمام کفاران خرس طینت میمون خصلت عمرو پر بلوہ کرکے جا پڑے عمرو نے نام رب اکبر کا لیا
قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے نعرہ مردانہ کیا **نعرہ**

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانیکا مکار و غدار ہون
مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندہ ریش کفار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
جہانگیر عالم کا عیار ہون
نہ پاوے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہان گرد و طرار ہون

نعرہ شیرانہ کرکے لشکر فجار پر مردانہ وار جا پڑا اشل برق جہند
تڑپ تڑپ کر گر رہا ہی فوج ستم کی کالی گھٹا چھائی ہو تلوار پر تلوار برس رہی ہو یہ بھی صدہا کو زخمی کرچکا ہر **بیت**

لگے را بہ بازو لگے را بہ سر
لگے را بہ پشت و لگے را بہ کمر
کہ غافل بشہ حرب و جرأت کا شیر
یگانہ نہ لڑنے لگا وہ دلیر

جھپٹکر جسپر تیغ مارا اسپر ساحر کے پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے
عمرو نے تڑپ کے جست کی کبھی کسی ساحر کے کاندھے پر پاؤن جما دیے وہ گھبرا گیا عمرو نے
لیٹ کر خنجر مارا سر اُسکا دھڑ سے زمین پر گرا کسی نے عمرو پر نیزہ مارا عمرو نے کج ہوکر خالی دیا
وہ سنان مین جھکا عمرو نے کمر پر ہاتھ مارا اشل خیار تر ساحر زبون سیر کے دو ٹکڑے ہوے
کسی کو اُسکا ہاتھ مارا شکم ساحر کا چاک کیا جگر ادا پاک کیا ہمہ تن چشم بنا ہوا اُڑ رہا ہی کاغذی سپر ہاتھ مین

ہر ایک کے قتل کی گھات مین چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین ساحر کف افسوس مل رہے ہین کسی کو سرتا پا کن
دیکے کمر پر ہاتھ مارا کبھی بیٹھ کے پالٹ کا ہاتھ لگایا چار چار کے سر اڑ گئے کبھی لوٹ ماری قتل کرتا ہوا گردون
مین جا کر چھپا پھر اٹھکر جست کی بلند قدون کی ہمت پست کی اکثر زخم بھی کھائے جرات کے مزے
اٹھائے بجلی آنکھون مین چکاچوند ہے برق شمشیر چمک رہی ہے سپرون کی کالی گھٹا چھائی ہے سر برس رہے ہین
دریاے خون جاری نقیب پکارتے پھرتے ہین اشعار

آج مقتل مین یہ جانبازون کی کثرت ہوگی — تیغ قاتل کو نہ دم لینے کی مہلت ہوگی
سیر ہی آب دم تیغ سے ہو جاینگے — چشم جوہر مین کہان تک نہ مروت ہوگی
کون ہوگا مرے بعد اسکے سوا ماتم دار — بیکسی سوگ نشین غمزدہ حسرت ہوگی
کرسکیگی مجھے میزان قیامت نہ سبک — میرے سینے پہ اگر آپ کی رحمت ہوگی
اپنے بسمل کا نہ تسمہ بھی لگا رکھے گا — میرے قاتل مین اگر کچھ بھی مروت ہوگی

ہنگامہ گیر و دار بلند ہے افراسیاب و شعلہ دیکھ رہے ہین جرات عمرو پر وجد کر رہے ہین
سکتے کا عالم ہے اپنی فوج کے قتل ہونیکا غم ہے ہر ایک کی چشم پرنم ہے ہزار ہا بسمل پڑے سسکتے ہین کتنے بیجان
ہو چکے ہین قرنا الٹی سانسین لے رہی ہے دمامے پھول کر ڈھول ہوے ڈھول کا پیٹ خالی تاشے
چوبون سے سر پیٹ رہے ہین لینا لینا کے بدلے صدا بھاگو بھاگو کی آتی ہے نعرہ عمرو سے زمین تھراتی ہے چہرہ
غصے سے گلنار ہاتھ مین کھنچی ہوئی تلوار نیزون کی سنانین اڑا دین طعن کون کرے زبان قلم ہوگئے
چرخ مین شل سپر کانپ رہی ہین لرزہ چڑھا ہے علمون پر بار الم پھریرون کو چاک ہونیکا غم بہت سے
علم لنگر زمین پر گرے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کفن پہن مردے ہین زمین خون سے لال ساحرون کا
عجب حال کوئی زخمی کوئی پامال ساحر تلوار کی لڑائی سے عاجز ہین کبھی بھاگتے ہین کبھی کہتے ہین
یارو کس سے لڑین عمرو ہمکو معلوم نہین ہوتا بجلی تڑپ رہی ہے شعلہ نے قرار و اقرار کو حکم دیا
ارے تم کیا دیکھ رہے ہو تلوار سے سر عمرو کا کاٹ لو فقلے کار قرار جادو اپنے کو بیلون
جانتا ہے مکیت بھی ہے خبردار ہوکے بڑھا او ساربان زادے تم قرار جادو و زنبت بیلے
شاہنشاہ شعلہ خونخوار عمرو نے پٹ کر دیکھا ایک ساحر مہیب قوی تن قوی من سیہ فام بد انجام سر
بدل رہا ہے عمرو نے کہا اب یہ نٹ بازی کیسی قریب آکر ذرا دیکھ مجھکو ساحرون کے حربے سے ملک

نہین ہو برابر روک رہا ہون تو بھی آکر مقابلہ کر جہنم مین پہونچا دون شعلۂ شمشیر بھڑک رہا ہو اقرار نے تلوار کھینچکر
جا پڑا عمرو پر ہاتھ مارا عمرو نے وار کو اس نابکار کے خالی دیا بڑے زور و شور سے اسنے ہاتھ
مارا تھا جھونک مین تلوار کے جھکا عمرو نے اوپر سے ہاتھ مارا اسنے سر اٹھایا برق شمشیر چمک کر
گری خود و دو بلغہ و درع چینی کاٹ کر سراسر نکلے اور جبڑے کو کاٹا زمین مین تلوار نے بوسہ دیا خاک
اڑی عمرو نے نعرۂ تکبیر کیا آواز دی وہ مارا اقرار جادو نے دور سے جو دیکھا کہ قوت بازو مارا گیا
ہاے کہکے کلیجہ پکڑ لیا ہاے بھائی ہاے بھائی کہکے چیخنے لگا لڑائی بھڑائی بھولا غصے مین طرف عمرو
کے چلا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ صاحبو یہی طرح کی بات ہے شہنشاہ ہمکو حکم دیتے ہین تلوار سے
لڑو سحر و ساحری نہ کرو ہم لوگ تیر و تبر کو کیا جانین سحر و ساحری کے واقف کار فنون سپاہ گری مین
بیکار اسی وجہ سے ہمارا بھائی بھی مارا گیا کیسا ساحر زبردست تھا یہ کہکے جھولی سے گولہ نکالا سحر
پڑھتا ہوا چلا اقرار کے مرنیکی جب آواز کان مین مشعل کے پہونچی بیقرار ہو گیا افراسیاب سے
کہا اے شہنشاہ غضب ہو گیا میرا بڑا نامی سپہ سالار مارا گیا افراسیاب نے کہا لڑائی مین یہی ہوتا ہے
اتنی دیر مین اقرار ہٹو ہٹو کرتا ہوا بڑھا قریب عمرو کے پہونچا داہنے ہاتھ مین تلوار بائین ہاتھ مین
گولہ زیر دامن چھپائے ہوے نعرہ کیا او ساربان زادے تو نے میرے بھائی کو مارا میرا
کچھ خوف نہ کیا اب شربت مرگ کا مزہ چکھ منم اقرار جادو دل سے اقرار کرکے چلا ہون کہ بدون
قتل عمرو نہ پلٹونگا یہ کہکے آواز دی کہ صاحبو گرد سے عمرو کے ہٹ جاؤ قریب نہ آؤ مین اپنے
بھائی کے خون کا بدلا لونگا عمرو کا سر کاٹونگا جادوگر الگ ہوگئے عمرو تیغہ کاندھے پر رکھے سامنے
اقرار کے آیا کہا اپنے بھائی سے تجھکو بڑی محبت ہے اسی کے پاس تجھکو پہونچا دونگا وہ بھی
تیرا انتظار کر رہا ہے اب افراسیاب و مشعل نے بھی دیکھا کہ بائین ہاتھ مین اسکے گولہ ہے زیر
دامن چھپائے ہوے ہے افراسیاب نے پکار کے آواز دی اے اقرار خبردار اے بددولت اور
شہنشاہ مشعل عہد کر چکے ہین عمرو پر سحر نہ کرنا اب آبرو جائیگی ایک پر لاکھون گرتے ہین آپکی
جرأت دیکھو ہم انصاف پسند ہین اقرار نے افراسیاب کو تو کچھ جواب نہ دیا مشعل نے بھی پکارا
اے قوت بازو و اے زینت پہلو خبردار سحر نہ کرنا اقرار نے کہا آپ ایسا نہ فرمائین ہم سپاہی ہین مین
شمشیر زنی کیا جانین سحر کو بخوبی جانتے ہین اسی جھگڑے مین ہمارا بھائی مارا گیا ہم ہرگز نہ مانینگے

مشعل و افراسیاب ہان ہان کرتے رہے اُسنے جھپٹکر گولہ سحر کا عمرو پر مارا گولہ پھٹا عمرو لہرا کے زمین گرا گرتے گرتے آواز دی ای افراسیاب و ای مشعل لعنت ہو تم پر آخر تلوار و تیر سے کام نہ چلا تمکو کوئی بھی قتل نہ کرسکا آخر ملعون نے سحر کیا دیکھو اسکو منع کر انجام اسکا بد ہی میرے شاگرد قیامت بپا کرینگے افراسیاب و مشعل کو پکارا کسی نے جواب نہ دیا اب تو عمرو گھبرایا ادھر اقرار تیغ آبدار کھینچکر بڑھا عمرو اور زیادہ مضطر و بیقرار ہوا کہ اقرار مجھے قتل کرنے آتا ہی افراسیاب و مشعل کو پکارا اُنمین سے کسی نے جواب نہ دیا یاس سے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھا ای خالق لیل و نہار ای پروردگار و ای حامی و مددگار اِس نامرد کے ہاتھ سے بچا لے اُسوقت تو تمام لشکر مین اک غلغلہ بلند ہی ہر ایک یہی کہتا ہی اقرار جادو نے جرأت سے خلاف کیا سبکو بدنام کریگا مگر اقرار کسکی سُنتا ہی عمرو بلبلا بلبلا کر رجوع قلب سے دعا کر رہا ہی کہ ای

نظم

شاہا ز کرم بر من درویش نگر
بر حال من خستہ و دلریش نگر
ہر چند نیم لایق بخشایش تو
بر من منگر بر کرم خویش نگر

ای معبود کون سر اندیب پر وعدہ ہو چکا ہی آج تو موت کا سامنا ہی اِس آفت آسمانی سے بچا لے سب نے دیکھا کہ اقرار قریب عمرو پہونچا عمرو کے ہاتھ پانوٗن بیکار سحر مین اقرار کے پھنسا ہوا کبھی اُٹھا کبھی بیٹھا کبھی گرا ایسی حالت مین اُس نامرد نے آکر تیغ مارا سب نے دیکھا عمرو پر تلوار پڑی عمرو کے دو ٹکڑے ہوے اک غبار بلند ہوا اندھیرا چھا گیا افراسیاب نے پکار کر کہا بڑا غضب ہوا اب شاگرد ان عمرو اقرار کو نہ چھوڑینگے خیر جو ہوا آج فیصلہ ہو گیا اب کسکا ڈر ہی یہ سارا بان زادہ بڑا فطرتی تھا آج کس ذلت و خواری سے مارا گیا اب تو مہرخ و بہار کے دانت کھٹے ہو جاینگے کس برتے پر لڑینگی مسلمان اپنا سر پیٹینگے ہوش رُبا سے بھاگ جاینگے یکایک وہ غبار شق ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من اقرار جادو بود اب جو سب نے دیکھا لاشہ اقرار پڑا ہوا تڑپ رہا ہی عمرو ندارد لیکن ایک برق آسمان پر چمکی آواز آئی سنو شہنشاہ کوکب روشن ضمیر او افراسیاب شرم نہ آئی کہ ایک عیار کو با ایمین لاکھ نہ قتل کرسکے آخر سحر و ساحری سے کام لیا ہماری زندگی مین محال ہی کہ کوئی خواجہ عمرو کو مار سکے دیکھ یون لیجاتے ہین افراسیاب گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہوا چاہا قصد کرے کوکب پر جا پڑے مگر حیرت کمر سے لپٹ گئی کہا ای شہنشاہ جانے دیجیے مشعل جادو بہت بڑا کا اقرار و قرار سے مارے جائیگا

صدمہ عظیم ہوا کہا اے افراسیاب اب مسلمانوں کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ پُرانے سردار مارے گئے افراسیاب نے کہا ہزارہا خدمتگذار حاضر ہیں پھر چند سرداروں سے تاکید کی کہ خبردار ہمیشہ خدمت شہنشاہ مشعل میں حاضر رہو فرمانبرداری میں کبھی عذر نہ کرنا جس امر کو شہنشاہ بھیجیں پھر بھی فرماویں قبول کرنا بسر و چشم وہ کام کر دینا مجھسے بڑھکر شہنشاہ کو سمجھنا اب دو کلمہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے گذارش ہوتے ہیں کہ خواجہ تو تج ہوا سے بیہوش ہوگئے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو قصر جمشیدی میں پایا شہنشاہ کوکب روشنضمیر و برہمن مؤمن تن و ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ آختر بن سہیلان و ملکہ حنائے گلگون پوش وغیرہ سب دربار میں موجود ہیں شہنشاہ کوکب نے خواجہ عمرو کو گلے سے لگالیا کہا خواجہ آپ نے کیا کیا اکیلے رائے دربار میں چلے گئے عمرو نے کہا اے کوکب میں نے حرامزادے کو مارا ہوتا مگر افراسیاب آگیا کوکب نے کہا خواجہ میں دیکھ رہا تھا مرات واقعہ میں سب حال مجھپر آئینہ تھا بیقرار دل کوکب قرار ہی جسوقت سے یہ ملعون آیا آب و دانہ حرام ہوا اُستاد فیض بنیاد نور افشان جادو نے مجھکو نامہ لکھا تھا کہ خواجہ عمرو کو بلا بھیجو میں کچھ صلاح کرنا ہو آپ اب تشریف رکھیے میں اُستاد کو بلاتا ہوں برہمن ایسا نجومی کامل و اکمل ستارہ شناس فلک اساس سر جھکائے بیٹھا ہے خواجہ نے کہا اے برہمن تم کو کیا ہوتا ہے برہمن نے کہا خواجہ اتو سر پر ہاتھ دھر کر روتا ہے پروردگار انجام بخیر کرے برہمن کی خواجہ سے باتیں ہونے لگیں برہمن کی باتوں سے خواجہ عمرو کے ہوش اُڑ گئے کہ ایسا نجومی کامل و اکمل ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے نکالتا ہے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے لیکن کوکب نے اُسی وقت ایک نامہ لکھکر طرف قصر نور افشانی کے روانہ کیا بعد چند عرصے کے نور افشان جادو تخت پر سوار دونوں شاہزادیاں ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دونوں پہلوؤں میں نور افشان آنکر پہنچا خواجہ سے بغلگیر ہوا دونوں شاہزادیوں نے سلام کیا عمرو نے دعا دی نور افشان نے کہا اے شاہنشاہ اوج عیاری چند باتیں مجھے آپ سے عرض کرنا ہیں انکو اب بگوش ہوش سماعت فرمائیے جس طرح سے بنے اُسکا انتظام اُسی طور سے کیجیے ہرگز ہرگز خلاف نہ کیجیے گا ورنہ بڑی قباحت ہے سخت مصیبت ہے اک اور بھی آفت ہے کہ پھر یہ نازنینان ماہ رخسار گلعذار مفت ہاتھ سے جاتی رہینگی بجز کف افسوس ملنے کے کچھ نہ ملیگا اب ذرا بھی غفلت نہ کیجیے گا سمجھ بوجھکر کام کیجیے گا الٰہی کو کام نہ فرمائیے گا مشعل کا معاملہ شل او ہوں کے نہیں ہے عمرو نے کہا آپ فرمائیے نور افشان نے کہا

خواجہ جب مقابلہ شعل سے ہو اپنے عیارون پر تاکید کیجیے آپ بھی اس مضمون کو بگوش ہوش سن رکھیے
جسوقت کہ آپکا سردار مقابلہ مین اُس آتش مزاج شعلہ خو یعنے شعل جادو کے جاے وہ ملعون آتش
قہر و غضب سے بھڑک کر اپنی روشنی دکھاے سردار آپکا بیدم ہوکر زمین پر گرے اور وہ ملعون اُسکی
روح کو جسم طائر مین بند کرے لاشہ نہ جانے پاے وہ ناری قصد کریگا کہ جسم خاکی کو اُسکے جلادون
خاک مین ملادون اُسوقت عیاری کا یہ کام ہو جسطرح ہوسکے لاشہ اپنے قبضے مین کیجیے ایک بارگاہ
استادہ کرا ئیے اسمین باحتیاط لاش رکھیے نگہبان مقرر فرمائیے اُن لاشون پر کوئی آنچ نہ آنے پاے
شاید انجام بخیر ہو خداوند کریم فضل اپنا شریک حال کرے جو تدبیر کہ ہم سوچے ہین وہی بن پڑے
پروردگار عالم مردون کو زندہ کرے بس اب آپکی اتنی اُستادی ہو کہ لاشے اُن کشتگان حسرت و یاس
کے نہ جلنے پائین لیکن افراسیاب جادو تو سامنے ہی موجود رہیگا البتہ اُسکے سامنے عیاری کرنا ایسے
دانشمند کو دھوکا دیکر آگ سے لاشے اُٹھانا امر دشوار ہو لیکن خواجہ صاحب جان لڑا دیجے جسطرح
ہوسکے ان نازنینان شعلہ خو کو جلنے سے بچائیے عمرو نے کہا اے نورافشان بہت مشکل ہو زبان سے
کہدینا کتنی بڑی بات ہو نورافشان نے کہا مین تو خود یہی عرض کرتا ہون کہ نہایت دشوار ہو آپ اگرچہ
ایسی ہی کد و کاوش کرینگے تو کیا عجب ہو کہ پروردگار آسان کرے یاد رکھیے اگر لاشے نہ بچائیے گا
جس سردار کی روح اُسنے قبض کی انجام مین کوئی صورت نہین عمرو نے جواب دیا جانتک ہوسکیگا کوئی
دقیقہ نہ اُٹھا رکھینگے دام تزویر بچھائینگے اپنے کوشش نقش قدم سا کرینگے لاشے بچائینگے نورافشان و
خواجہ عمرو سے ایک عرصہ تک یہی رد و قدح رہی نورافشان خواجہ کو تنہائی مین بھی لیگیا بہت کچھ
سمجھایا بیان کوکب و بُران از حد بیقرار حد کا انتشار ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہو یہ بھی کہتے ہین کہ
بھلا کیونکر ہوسکتا ہو برائے مدد لشکر اسلام نہ جائین اگر جائین تو کس سے مقابلہ کرین کیا کرین وہ تو
ایک اشارے مین روح قبض کرتا ہو خدا عزت و آبرو بچاے اِس موذی کے پنجگل سے چھڑاے
نورافشان سے باتین کرکے خواجہ باہر آے نورافشان و برہمن رخصت ہوکر اپنے قصر کی طرف
گئے خواجہ عمرو کوکب سے رخصت ہوے کوکب کے کان مین کہدیا خبردار خبردار بُران وغیرہ کو
نہ آنے دینا جہان زور نہ چلے وہان کیا ضرور ہو ہم تو سینہ سپر ہین مرنے سے نڈر ہین اسد نامدار کو
الگ چھپایا ملکہ مہ جبین کو منع کردیا بارگاہ مین شاہ ذوالفرخ ہی کے سر پر سارا بار ہو اُسکا بچانیوالا پروردگار ہو

کوکب بھی ملکہ خواجہ سے بت روبا خواجہ رخصت ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلے لیکن افراسیاب نے ایک
بارگاہ الگ برائے شعل جادو استاد کرادی ہرچند طفلان کم سن اسکے سپاہ میں ہیں قرابے شراب کے رکھے
ہوئے ہین شراب خواری مین مشغول ہیں ان لڑکون سے مشغول بازی کرتا جاتا ہے کسی کا ہاتھ تمام لباس کر
گود مین کھینچا رات کا وقت ہے اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا آج دیکھ رہا ہے کہتا ہے کل شہنشاہ طبل جنگی بجوائینگے اب دولت کو خود
انتظام کرنا ہوگا طائر بھی تیار رہین مردے آدمیون سے کے چند موجود رہین جسوقت جسکا کام ہو تلاش نہ کرنا پڑے
یہان مہتر برق فرنگی شام کو اپنے لشکر سے نکلا خیال کیا چلو چلے لشکر حیرت سے خبر لائین بانہا سے
عیاری سے آراستہ ہوکر چلا جنگل مین آکر دیکھا ابریق کوہ شگاف وزیر اعظم افراسیاب دو لڑکون کو
بھگاتا ہوا لیے جاتا ہے وہ جانا نہ قبول کرتے تھے زبردستی انکو پکڑا ہے بیچارے غریبون کو رستے مین جگہ جگہ
دو دو اور فریاد کرتے ہین ابریق ان بیچارون کو نہین چھوڑتا سمجھاتا ہے ارے خدمت شہنشاہ شعل میں چلو
لباس پرتکلف پہنے کو روپے صرف کرنے کو ملینگے جاگیر دلوائینگے گاؤن مین بطور رعایا رہتے ہو زمیندار دن
کی جا مین سے ہو تمکو ٹھاکر بنائینگے گاؤن بھی معافی مین دلوائینگے وہ بیچارے روتے ہین کہتے ہین ہمارے
دو بھائی کل اسی طرح سے گئے پٹ کے نہ آئے نہین معلوم انپر کیا گذری یہ جو برق نے سنا کہ وہ لڑکے یوں
الغیاث کرتے ہین ابریق خوشامدین کر رہا ہے گاؤن سے اتفاقاً دس بارہ گنوار آتے تھے انہون نے دیکھا
ہمارے گاؤن کے لڑکون کو ایک شخص پکڑے لیے جاتا ہے لٹھ تان کے دوڑے کہا ارے یہ بردہ
فروش ہے اسکو پکڑو ٹھاکر کے سامنے لے چلو ابریق نے جو دیکھا کہ دس بارہ گنوار آپڑے ایسا نہو کسی کا لٹھ سر
پڑ جائے سر پیٹتے ہاتھ منہ نوچے لڑکون کو چھوڑ کے بھاگا گنوار دوڑے ابریق نکل گیا پہاڑ مین جاکر چھپا گنوارون
نے آکر لڑکون کو کھولا طرف اپنے گاؤن کے لیگئے اب ابریق پریشان ہوا درہ کوہ سے بصد اندوہ
سوچتا ہوا نکلا کہ یہ تو بڑی بری بات ہوئی گنوار مجکو اب پہچان گئے لڑکے نہین ملتے افراسیاب خفا ہوگا
شاہنشاہ شعل کی رات کیونکر کٹیگی برق نے جو یہ معرکہ دیکھا خیال مین آیا چلو آج مشعل کا چراغ حیات
گل کرین یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری نکالا اک کم سن خوبرو کی وضع بنکر تیار ہوا بظاہر پندرہ سولہ برس کا سن
معلوم ہوتا ہے سر پر کارچوبی ٹوپی ترچھا چوترا اندھا سا ہوا انگرکھا جوڑا بدن مین کامدار جوتا پہنے ہوئے عطر ملے مستی
دانتون مین لگائے کاجل آنکھون مین کھنچی ہوا اٹکھیلیان بجاتا گاتا مسکراتا اٹکھیلیان کرتا چلا آتا ہے ابریق صورت
زیبا دیکھکر نہال ہوگیا جی مین کہنے لگا بے مثل نازنین ہے ایسا حسین و مہ جبین ابتک کاہیکو ملا تھا فوراً آواز دی

شعر اسطرف دیکھو سے منہ پھیر کے جانے والے ✤ یہان بھی رہتے ہین ترے ناز اُٹھانے والے ✤ برق نے پلٹ کر دیکھا انسکر اکر جواب دیا او نٹ کھٹ تو کون ہی چور راہ گیر دن کو روکتا ہی ہمکو کیون ٹوکتا ہی تیرا مطلب کیا ہی کیا کوئی چور اچکا ہی یا کوئی نیا بگڑا ہی قطع مبارک تو مسخرون کی سی معلوم ہوتی ہی ابریق ان چٹکلون سے پھڑک گیا اتنا کا خوش ہوا قریب آ کے ہاتھ تھام لیا کہا میان ہمارے ساتھ چلو ایسے کا سامنا کرا مین تمکو ہزارون روپے ملین تبا اندو دان ہی برق نے ہنسکر کہا وہ نگوڑا کون ہی اسکا نام تو بتاؤ مین تمھارے ساتھ چلتا ہون وہ کھیل دکھاؤن گھبرا جاؤ پھر کبھی دوسرے کو نہ جا ہین کسی اور کا نام نہ لین میری ہی جوتیون کے تلے رہین پانی بھرا کرین ابریق باتین کرتا ہوا چلا ولین کہتا ہی کر ڈکا برا شوق تراق ہی چٹکیان بجاتا ہی غزلین گاتا ہی اس عرصے مین برق نے اُسی طفل خورد سے کہا سنو میان ابریق ہمارے استاد بڑے مزے سے یہ غزل گایا کرتے تھے ہمنے بھی یاد کی ہی غزل

کیا مد نظر ہو تمھین یارون سے تو کیجے
گر کیجے نہ لاکھون سے ہزارون سے لگے
پھر تم نہ کہین حضرت عیسیٰ کی طرح نے
دست ہر سبب غم کے ہزارون سے تو کیجے
ان داتون کو کیا ہوس ہے کئے ہو تماشا
کس واسطے یہ سینہ فگارون سے تو کیجے

گر ہوتے ہین کیسے اشارون سے تو کیجے
کیا کتے ہی اٹھیگے سر خاک شہیدان
کیجیے یہ غم عشق کے مارون سے تو کیجے
موقوف ہو گر دل کا شکار آن و ادا پر
ہوتے ہین کچھ ال ستارون سے تو کیجے
کیجیے نہ تنگ ظرف سے یہ ذوق کی باتین

حال دل بیتاب کہا جاسے تو کیجے
کچھ فتنے اٹھانے ہون ہزارون سے تو کیجے
کچھ سوز دل اپنا کسی دلسوز کے آگے
تو ہلے کچھ ان سر شکارون سے تو کیجے
شانے کا دل چاک پسند انکو آیا
کنگر سے غم تھا ہو ہزارون سے تو کیجے

ابریق ان اشعار کو سنکر بہت مسرور ہوا جی مین کہنے لگا جبکہ شہنشاہ مشعل تشریف لائے ایسا معشوق پری پیکر سیمین بر طرار و فراط حدا یکن ہوا تھا کیا عجب ہی ہمارے شہنشاہ افراسیاب بھی شوقین ہین اپنی خدمت سے سرفراز کرین ہنستا ہوا باتین کرتا طرف بارگاہ مشعل کے لے چلا خیال ہین گذرا کہ ابریق اگر ہمارے شاہنشاہ افراسیاب جادو نے پسند کر لیا تو بڑی مشکل ہوگی خدمتین شاہنشاہ مشعل ہی کے لے چلو آج شب بھی وہان گانا و شراب ہی ساقی بیچے بہت کم ہین یہ سوچتا ہوا در دولت مشعل جادو پر آیا حاجب دربان پاس حاضر ہین ابریق وزیر اندر گیا برق عیار کو باہر چھوڑا مشعل جادو کو جھککر سلام کیا عرض کی حضور آج ایک معشوق دلفریب لایا ہون امید وار ہون کہ دعا دیجیے سامری سے کہ میری عمر بڑھ ہو ادیجے مشعل نے کہا ای ابریق ایسا ہی تجھار اکر نیگے کہ نامان در بند طلسم ہوش ربا رشک کرین اب بہت جلد لاؤ ہم بدولت بیقرار ہین برق تڑپ کے اندر آیا مشعل کی نگاہ پڑی نہایت حسین گلعذار طفل اور خسار

طرحدار وضعدار قد موزون سرو باغ دلفریبی رعنائی و زیبائی کرشمہ و ناز دست بستہ ساتھ مین برق بصد ناز و انداز
واسطے تسلیم کے جھکا مشعل نے مسکرا کر ہاتھ بڑھا دیے چاہا گلے سے لپٹا لون برق نے ایک طمانچہ مارا
تڑاق سے آواز آئی کہا گنوار سے گنوار لپٹا ہی جاتا ہے ادب سے رہ مشعل بھڑک گیا اس ناز و ادا پر مرگیا طمانچہ
کھا کے گال سہلانے لگا برق الگ جیٹھا ابریق تو سلام کر کے چلا گیا بارگاہ افراسیاب مین پہونچا افراسیاب
نے کہا اے ابریق کہو کوئی ساقی بچہ بھی خدمت شاہنشاہ مشعل مین پہونچایا ابریق نے کہا اے شاہنشاہ دیہات
و قریات مین غلام بدنام ہو گیا اب ہر جگہ یہی مشہور ہے کہ ایک بردہ فروش آتا ہے لڑکون کو پکڑ لیجاتا ہے آج تو
گنوارون نے مجھکو گھیر لیا تھا آپ کے اقبال سے بچا مگر آج ایک طفل مہروجبین وجمیل نہایت کوشش سے ملا ہے
کمبخت کی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہے یقین ہے شاہنشاہ بہت خوش ہونگے مجھے فرمایا ہے تمہاری عمر بڑھا دیگی اسوقت
افراسیاب نے کہا اے وزیر اعظم اسکی کیا حقیقت ہے وہ کیا عمر بڑھا سکتا ہے صرف عبادت سامری کر کے اسکو
یہ کمال حاصل ہوا کایا پلٹ ہو گیا اور اسکو کچھ نہین آتا لیکن جسدن سے اقرار جادو مارا گیا کوکب نے آکر
عمرو کو بچایا آج صرصر نے کہا تھا کہ عمرو پلٹ کر لشکر مین نہین آیا یقین ہے کچھ تدبیر کرتا ہے عیارون کی فکر واجب لازم ہے
مشعل کی جانبری کی بروقت تدبیر ہے ابریق جا کر اپنے کار ضروری مین مصروف ہوا افراسیاب زائچ
دیکھنے لگا حیرت جادو سے باتین کر رہا ہے حیرت کہتی ہے اے شہنشاہ کل ضرور طبل جنگ بجوائیے اُن جیالون کو
لڑوائیے لاکھون روپیہ خاطر مین صرف ہوئے میخانہ مین ایک شراب کا قطرہ نہین ہے جسقدر تیار ہوا تھا ہے
اُسی کے واسطے بھیجدیتے ہین بڑا پینے والا ہے افراسیاب نے کہا وہ تو سو برس کے بعد زمین سے نکلا ہے
کلیجے سے شعلے نکل رہے ہین گرمی عبادت سامری سے استخوان جل رہے ہین اب شراب سے ٹھنڈا کرتا ہے
اور آگ زیادہ بھڑکتی ہے حقیقت مین اگر دو چار مہینے یہ اسی طرح رہا ایک قطرہ کسی کو شراب کا ممکن نہوگا گرفتاری
طفلانِ غربا سے بدنام ہوا ابریق کہتا تھا آج گنوارون نے گھیرا اگر وہ ساحر زبردست نہوتا سلامت
نہ آتا ہاتھ پیر توڑتے دہشکین باندھکر لیجاتے مین بھی چاہتا ہون یہ جھٹ پٹ لڑائی فتح کرے مین اسکو طرف
کوہ عقیق کے روانہ کرون بار خاطر داری خداوند کے ذمے ہے ایک ہفتہ سنبھالنا مشکل ہو جائیگا دیکھنا
کہ سلیمان عنبرین موے کو بھی گھبرا دیگا شہرون شہرون اُسکا پھرنا بستی جس دن جہان رہے وہان کا حاکم
شراب و کباب پہونچائے لیکن طفلان خبر دو ناممکن ہونگے اپنی اپنی عملداری مین ہر ایک کو اختیار ہے جسطرح چاہے
دعوت کرے یہ کہتے تھے کہ دیکھین شہنشاہ مشعل کیا کرتے ہین سُنتا ہوا چلا لیکن مہتر برق فرنگی نامدار بشکل

معشوق طناز سامنے مشعل جادو کے بیٹھا ہوا ٹھمری اُن گا رہا ہو دلکو اُس بیچارے کے لبھا رہا ہو مسکرا کر مشعل نے کہا ای
میرے محبوب جانی دای یار جادو دانی دل بیقرار ہوا اپنے ہاتھ سے اک جام شراب پلا ہا ہے کیا کرون نشہ
نہین ہوتا شراب سے پیٹ بھر جاتا ہے آنکھون مین سرور نہین آتا یہ کہنا تھا کہ برق نے فوراً جام شراب لبریز
کیا اگھائی سے پُر بیداروے بیہوشی کی شراب مین ملائی مسکرا کر کہا لو صاحب پیو تمہاری تو صورت سے
مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے خبردار رہیے رہنا مجھے ہاتھ نہ لگانا مشعل اس ناز و کرشمہ پر مر گیا جام لیکر غٹ غٹ
پی گیا برق آنکھ ملاتے ہوئے دیکھ رہا ہے سارا جام مشعل چڑھا گیا آنکھون پر اُس بد مست کے سُرخی بھی آئی
برق سمجھا مین نے دھوکا کھایا بیہوشی شراب مین نہین کری شاید پڑیہ بدل گئی ورنہ ہماری بیہوشی اگر تولہ بھر دریا مین
ڈالدین مچھلیان بلبلا کر نکل آئین اس بیہوشی کا دیوتا نچہ نام ہے کسکی مجال ہے جو اسکی حدت ضبط کر سکے لیکن تردد کیا ہے
مانگنے والا اور مانگ رہا ہے لاؤ لاؤ کی صدا بلند ہے مشکل کی شکل پیے جاتا ہے دوسرا جام ترکر برق نے بھرا
یہ بھی دیکھا کہ وہ کچھ تعرض نہین کرتا باطمینان کمر سے پڑیہ بیہوشی کی نکالی جام شراب مین ملا کر مشعل کو پلا دیا
وہ اُسی طرح بخوف پی گیا آنکھون پر سرخی بھی نہ آئی اتنا تو کہا کہ ای جان من تیری صورت دیکھکر خمار آگیا شراب مین
ذرا تلخی معلوم ہوئی برق کے ہوش اُڑ گئے حیران ہوا کہ اب کیا کرون اول تو یہ دھوکا ہوا کہ شاید بیہوشی
شراب مین نہین ملی اُستادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو اسی طرح تحریر فرمایا ہے یہ بھی واضح رائے
ناظرین ہو کہ یہ شجرہ ہفت بلا خاص ترتیب کردہ حقیر ہے حصہ اول کو اسمین بالکل وقعت نہین اول کی داستانون
مین اتنا تحریر فرمایا تھا کہ طلسم ہوش ربا مین شجرہ ہفت بلا ہے جب کل طلسم کی سیر کی تب ملا پایا اگر کچھ نشان ملا بھی
تو مرحلہ جات طلسمی پر نشان ملا مختصر طور سے مگر اُنکے نام اور طریقے اور ہین پس یہ حقیر بہ تقصیر اضعاف طلب ذکر
جب طلسم کُشا کے پاس لوح موجود ہے لوح ہر مقدمے مین ہدایت کرتی ہے کہ فلان ساحر جب سحر کرے اسم حاشیہ لوح
پڑھنا خائف ہونا جب قاعدہ بتلانے والا بتلا رہا ہے پھر دھوکا کھانیوالا کیون پھنسیگا لوح دیکھکر اُسکو ماریگا پس
اس حقیر نے شجرہ ہفت بلا کو اس طور سے ترتیب کیا کہ ایک ایک داستان اسکی فخر دفتر طلسم ہوش ربا ہے
عیارون کے طریقے ایسے ایسے واقع ہونگے یقین کامل ہے کہ ناظرین بہت لطف اُٹھائینگے دوسرا امر بھی
واضح ہو کہ جناب میر احمد علی صاحب مرحوم نے طلسم ظاہر کو زور دیا جب طلسم کشا کو لوح ملی وہ کیفیت
نہ باقی رہی کچھ عجائب و غرائب مرحلہ جات تحریر فرمائے پس تمام طلسم باطن حقیر نے لفظاً لفظاً تازہ کیا جلد ہفتم
مین بعد حصول لوح ذہانت و عدم ذہانت ظاہر ہو جائیگی محرر ہر چہار جلد طلسم باطن لکھیگا دفتر اصلی کا نمونہ ہوگا

حقیر نے سراپا تصنیف کرکے نام تو البتہ طلسم ہوش رُبا رکھ دیا مگر کُل داستانہائے رنگین فصاحت آئین کو
تازہ کیا سامعان بلند مقام و شاہزادگان ذوی الاحتشام سالہا سال زبان سے حقیر کی بخوبی سماعت
فرما چکے ہین اور اب اُن سامعین کے سامنے عرض کرتا ہون کہ جن صاحبین نے اُستادان قدیم و جدید
کو سماعت فرمایا ہی لیکن حقیر کی آبرو بڑھاتے ہین ارشاد فرماتے ہین کہ جسطور سے حقیقت مین و فاترِ نیفے
نوشیروان نامہ وغیرہ و ہوش رُبا تو نے بیان کیا یہ داستانہائے دلچسپ کبھی نہ سماعت کی تھین ہر روز
اشتیاق نوبیان نو عیاریان بطرز جدید حالات کارزار فرزندان صاحبقران حمزۂ نامدار و سرداران
عالی وقار ہر مقام پر نئے طور سے واقع ہوئے اُسوقت مُمیان والا مقام نے بمبذ کمال ارش شکستہ
بال کو سرفراز فرمایا ہی حقیر کا رتبہ بڑھایا ہی نظم

قمر توسن کلک کی باگ سے لے
عقل و سبک خیز و بیباک سے لے
تڑپتا تھا دل مین یہ کیا ہو گیا

نشان برق عیار کا جلد دے
دیے بھر کے مشعل کو با شد و مد
غم و رنج مین مبتلا ہو گیا

کئی جام وہ برق چالاک نے
کسی طرح پائی نہ اُسنے سند
جب برق نے چار پانچ جام

اُس بدانجام کو دیے بیہوشی ڈھیر دن ملائی کوئی کیفیت اُس بدست شراب کبر و نخوت کی دگرگون نہوئی اتنا
البتہ ہنسکر کہا تیرے ہاتھ کی شراب مین ذرا تلخی ہی یقین تہ اُ صدمۂ غم و الم سے خود برق بیہوش ہو جائے
پھر دلکو مضبوط کرکے سوچا کہ ای برق شاید یہ بیہوشی عرصۂ دراز کی تھی جو بخوبی تاثیر نہ کی جاب بیہوشی تو ہر وقت
نئے تیار ہوتے ہین اُنکی تاثیر کامل ہوگی یہ تصور کرکے ہنستا ہوا قریب مشعل آیا زانو سے زانو ملا کے
بیٹھا پانچون اُنگلیون مین پانچ جاب بیہوشی دبا نے مسکرا کر کہا کیون او نالائق مجھکو نگاہون مین کھائے
جاتا ہی یہ کہکر پانچون جاب بیہوشی دماغ پر مشعل کے تڑاق سے مارے مشعل نے اوپر کی سانس لی
کہا میرا معشوق جاب مارتا ہی سنئے کرشمہ دکھاتا ہی برق نے دوسرے ہاتھ سے بھی پانچون جاب
مارے وہ مسخرہ اور زیادہ خوش ہوا ناگاہ افراسیاب پردہ اُٹھا کے اندر بارگاہ مشعل کے آیا دیکھتے ہی
اُسنے پہچانا کہ برق فرنگی مشعل کے زانو سے زانو ملائے بیٹھا ہی چھلبازی کر رہا ہی تاک تاک کے جاب
بیہوشی مارتا ہی مشعل بھی سہے جاتا ہی کیا اچھا معشوق شعبدہ باز طناز ملا ہی کس حسن و خوبی سے جاب مارتا ہی
یا گوہر آبدار وار تا ہی دریغا کہ حسن و جمال کا دُرِ یتیم ہی اُسکے خنجر ابروئے خمدار سے دل دو نیم ہوا اب آبرو اسکی
بڑھاؤنگا معشوق خاص بناؤنگا افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہی کیا بلا کا عیار ہی بڑا مکار ہی

اگر شعل ایسا اچک پننے والا نہوتا او ندھا ہوجاتا پس افراسیاب نے نعرہ کیا کہا ای شاہنشاہ حباب اُچھالنا کیسا یہ شاگرد عمرو برق فرنگی عیار ہی حباب بیہوشی مار رہا ہی اپنے کو بچائیے ہوش مین آئیے برق نے جو دیکھا کہ افراسیاب آپہونچا گھبرا گیا کہ ہاے مین سنے تو اتنا بڑا کام کیا کوئی مطلب حاصل نہوا مگر دلیرانہ رستمانہ کمر سے خنجر کھینچا نعرہ کیا نعرہ تہر برق فرنگی

منم برق رفتار و خنجر گذار
کنم پردلان را بعالم ستوہ
بگرز و بگوپال و تیر و سنان

منم یکہ لشکن گران بہر ار
کنم در وغا عرصہ بر شیر تنگ
برآرم دمار از سر پردلان

کنم سیل جون رو بیارم بکوہ
ہم آورد من نیست کس وقت جنگ

یہ کہکے تپاک سے خنجر مارا شعل نے سر ہٹالیا خنجر ران پر پڑا تا باستخوان پہونچا اُسنے خنجر کو ٹیک کر جست کی سراپچے کے اُس پار نکلگیا فوراً افراسیاب نے آواز دی کہ لینا جانے نہ پاوے باہر خیمے کے نگہبان کھڑا تھا اُسنے برق سے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا برق نے اُسکی کوکھ پر بہ قوت تمام خنجر مارا ساحر زخمی ہوکے گرا فوراً مرگیا اندھیرا ہوا تاریکی مین برق تڑپ کے نکلگیا افراسیاب نے جو آکے دیکھا شعل اپنے خون مین غوطے کھارہا ہی ہاے ہاے کی صدا بلند ہی افراسیاب نے فوراً اسر اُٹھاکر زانو پر رکھا ملکہ حیرت جادو و دوڑی سرما و ابریق و مصور صورت نگار وغیرہ نے آکے جو دیکھا سر شعل جادو کا گود مین افراسیاب کے ران سے خون بہ رہا ہی میان شعل کراہ رہے ہین کہتے ہین کیا اچھا معشوق تھا حباب پھرتا تھا بیا ایک خنجر مار کے بھاگ گیا ما بدولت کے درد ہوتا ہی افراسیاب نے کہا جرّاح کو بلاؤ وزیرون نے جرّاح کو بلوایا جرّاح نے آکر زخم دوزی کی پھاہے مرہم کے چڑھائے تب ذرا شعل کے ہوش درست ہوے افراسیاب نے کہا ای شاہنشاہ یہ کیا غضب ہوا آپکو سامری و جمشید نے اسوقت بچایا بیہوشی تو نہین پلانے پایا شعل نے کہا بیہوشی سے مجھے کیا خوف ہی کئی جام اُسنے پلاے مجھکو ذرا تلخی معلوم ہوئی جب حباب اُسنے مارے مجھکو اک لطف ملتا تھا تمنے نعرہ کرکے سارا مزا کھو دیا وہ دیکھ بھاگ گیا افراسیاب نے کہا وہ حباب بھاے بیہوشی مار رہا تھا شعل نے کہا میرا نقصان ہوا تمنے ناحق نعرہ کیا افراسیاب نے کہا خیر ہوئی سامری و جمشید نے اسوقت بچالیا اگر خنجر سر پر پڑتا سر اُڑجاتا بہتر ہوا کہ ران پر پڑا اسوقت طائر کمان تھا جسکے جسم مین آنکو اُتارتا یا مُردہ انسان جبتک ممکن کرتا روح آپکے جسم سے نکلجاتی یہ سنکر شعل بھی ڈرا کہا سچ کہتے ہو برسے حفاظت ساحران معقول جو

جو عیارون کو پہچانیں مقرر کرو افراسیاب نے کہا سوائے عیار بچیون کے اور کوئی بھی نہ پہچانیگا پس صرصر و
صبا رفتار برائے نگہبانی مقرر ہوئیں مشعل پھر شعر اجواری مین مشغول ہوا یہان ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما
ہین سب سردار آکر جمع ہوئے کہ خواجہ عمرو طلسم نور افشان سے آئے کُل حالات نور افشان جادو کے بیان کیے
ملکہ مہرخ نے کہا خدا مالک ہے حقیقت مین آپکے واسطے بڑی مشکل ہے عمرو نے برق کو پوچھا چالاک نے کہا شام سے فکر
مشعل مین گیا ہے ابھی تک نہین پلٹا عمرو نے گھبرا کر کہا نور افشان مجھے آگاہ کر چکا ہے کہ بیہوشی سے زوال مشعل
نہوگا خدا برق کی جان بچائے یہ ذکر تھا کہ برق آکر پہونچا پسینے پسینے گھبرایا ہوا عمرو نے برق کو گلے سے لگالیا پوچھا
فرزند کیا گذری برق نے کہا اُستاد مین نے کئی تولہ بیہوشی اُس ملعون کو پلائی مگر کچھ تاثیر نہوئی مین حباب بیہوشی [illegible]
وہ شے کی لیکر کہتا تھا کہ لطف آتا ہے آخر افراسیاب آگیا تب مین نے خنجر مارا اسے کی تو آواز آئی تھی پھر نہین معلوم کیا ہوا
گرچہ ندو پرند ہرکارے آکر پہونچے عمرو نے پوچھا کہو مشعل کا کیا حال ہے عرض کی حضور برق نے بڑا کام کیا خنجر مارا
اُسکی ران پر پڑا ابت حیران ہوا ہاے ہاے کر رہا ہے اب دربار مین آکر بیٹھا ہے اپنی زبان سے کہتا ہے کہ میرا بیہوشی
کیا کر سکتی ہے ملکہ اُسنے جو مجھکو جام پلایا لطف شراب ملا یہی نسخہ جاری رکھو میرے واسطے شراب مین بیہوشی ملادیا کرو اب
صرصر و صبا رفتار برائے نگہبانی مقرر ہوئی ہین آج اُسکو انتہا کا غصہ ہے کہتا ہے مسلمانون کو سزا دے کامل دونگا یہ
دونون سپہسالار بھی مارے گئے برق نے مجھکو بھی خنجر مارا یہ خبر سنکر دربار مین سبکے ہوش اُڑ گئے ہر ایک یہی
کہتا تھا کہ عیار بیچارے کیا کرین اتنا بڑا کام کیا آخر کیا انجام ہوا اسی ذکر مین تمام دن گذرا ناگاہ مشعل ماہتاب
بصد آب و تاب روشن ہوئی محفل فلک نیلی مین جوانان ثابت و سیارگان کا ہجوم ہوا مشعل ماہ نے
ضیا دکھائی شاہنشاہ افراسیاب جادو دربار مین بصد کبر و غرور تخت نکہت پر تاج کج کیے بیٹھا ہے
ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے ناچ ہو رہا ہے جام مئے ارغوانی گردش مین صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان طبل جنگی بجوانا شہنشاہ مشعل جادو کا اور آنا میدان کارزار مین اور
مقابلہ بصورت عجائب و غرائب مخمسہ موافق مقام یعنے ردیف آگ

آہون سے مری کوہ و بیابان مین لگی آگ	سب جلنے لگے اشجار گلستان مین لگی آگ
کیا دل کو مرے فرقت جانان مین لگی آگ	ایسی تپ غم سے دل نالان مین لگی آگ

جب نالہ کیا عالم امکان مین لگی آگ

انگارے سے خورشید کو سمجھو نہ ذرا کم	دم مین جلینگے ہفت طبق چرخ کے پیہم

کچھ دور نہین عرش بھی جلجاے جو اسدم | ہی صبح شب وصل ہوے گرم فغان ہم

سمجھو شفق گنبد گردان مین لگی آگ

ای غنچہ دہن نام خدا منھ ہی غضب سرخ | لالے کو نہین مرتبہ یون لعل ہی لب سرخ
لاکھا جو جمایا ہی تو وہ بھی ہی عجب سرخ | تیرے لب جان بخش ہوے پان سے جب سرخ

عالم نے کہا چشمۂ حیوان مین لگی آگ

اک غیرت پرکالۂ آتش ہی مرا دل | دنیا ہی مجھے دل کے لگانے کی سزا دل
تیرے بدن زار کو ہی قہر خدا دل | پہلو کی رگین پھک گئین نالان جو ہوا دل

یان شیر کے نالون سے نیستان مین لگی آگ

یہ ظلم تو مدت سے ہین اس کا نہین شکوہ | دل کو کوئی سمجھائے اللہ نہ سمجھا
ہی اس سے فزون آگے بھی تو سانحہ گذرا | غم نے دل صدپارہ جلایا تو عجب کیا

جب ظلم سے سیپارۂ قرآن مین لگی آگ

موجون مین بھی ہاتھون نے ترے آگ لگائی | سب شکل حبابون نے بھی انگارون کی پائی
ہر ماہی دریا وہین بھُن کے تر آئی | دریا مین لگا دھونے جو تو دست حنائی

مشعل کی طرح پنجۂ مرجان مین لگی آگ

کیون گرمی کے مارے نہون ذرات پریشان | انگارے برسنے لگے ہین ہمرہ باران
کیا خاک بچا پوچھون کہ جل جائیگا دامان | ساتھ اشکون کے آنے لگے لخت دل سوزان

دیکھو کہ ہی چشمانہ مژگان مین لگی آگ

آباد نہ کیون زیست ہو بیکار ہماری | لیتا نہین بھولے سے خبر یار ہماری
کی سب نے تلاش آہ کئی بار ہماری | بدنام ہوئی آہ شرربار ہماری

ناسخ جو کبھی کوچۂ جانان مین لگی آگ

مشعل جمل منور رشک شراب خواری مین مصروف ہی درد سے ران کے بیقرار جب کو نہ نشہ شراب کا ہوا پیچ و تاب کھا کر کہا ای شہنشاہ طلسم ہوشربا ای یکہ تاز میدان سحر سازی و ای شہسوار عرصۂ شعبدہ بازی حکم دو کہ طبل جنگی بجے اب مابدولت کو تامل ناگوار ہی مسلمانون کی موت قریب آئی مابدولت نے

آتے ہی بڑی مصیبت اٹھائی دو سپہ سالار قتل ہوئے خود ران پر زخم کاری کھایا کسقدر حیران و پریشان
ہوا اب تساہل کیا فرو رہا اسوقت قلب کو سروری بموجب حکم مشعل اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی لشکر
افراسیاب مین ہنگامہ ہوا شہنشاہ مشعل نے طبل جنگی بجوایا اب مسلمان سوراخ مور و مار تلاش
کرینگے بھاگتے پھرینگے جو ایمان لشکر اسلام جو برائے خبر حاضر تھے خبرین دریافت کرکے چلے یہان
لشکر اسلام مین بارگاہ آراستہ و پیراستہ جہون عیار بھی موجود ہین ذکر عیاری برق ہو رہا ہے برق کہتا ہے
کیا کہون خنجر نے خطا کی سر پر اس خود سر کے نہ پڑا ورنہ مثل ماہی بے آب تڑپتا خواجہ عمرو فرماتے ہین
حقیقت مین برق نے بڑا کام کیا لیکن اسکی موت نہ تھی دیکھیں فلک کیا رنج والم دکھاتا ہے سامان
خرابی نظر آتا ہے یہ ذکر تھا کہ سرکار سے آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر دعاے جان [illegible] دی نظم مسدس

رہے نام سلیمان تا نگین حکم رانی سے رہے دارا کو تا نام آوری تاج کیانی سے	رہے نام فریدون تا درفش گاویانی سے سکندر تا ہو نامی سکۂ کشور ستانی سے
ترا ای خسرو والا حشم عالم مسخر ہو	سریر سلطنت پر تو ہمیشہ دادگستر ہو
بخار ارض سے تا ابر ہو اور ابر مین پانی زمین مین تا ہو کان اور کان مین ہو جوہر کانی	روان پانی سے تا دریا ہو اور دریا کو طغیانی پلے جوہر وہ قیمت اور قیمت کو فراوانی
تری شمشیر جوہر دار مین نصرت کا جوہر ہو	ترے قبضے مین بحر پر گہر ہو کان پر زر ہو

شہنشاہ گردون پناہ کی عمر دراز ہو ترقی جاہ و جلال دوست شاد دشمن پائمال مشعل جادو نے
طبل جنگی بجوایا کل اس ملعون کا قصد ہے کہ لشکر ظفر اثر سے مقابلہ کرے ملکہ مہرخ کو سناتا آگیا لیکن
خواجہ نے بشاش ہو کر حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے بموجب حکم
قضا شیم چارے نقارے پر چوب پڑی زمین تھرائی لشکر مین مشہور ہوا کل مشعل سے مقابلہ ہے خدا اسکی
گرمی سے بچائے جان دینے والون نے کہا انشاءاللہ دم جرأت بھرینگے مشعل کو ٹھنڈا کرینگے لیکن
خواجہ عمرو نے الگ ایک خیمہ استادہ کرایا انجمن مشاورت کو منعقد کیا برق و چالاک و جانسوز
وضرغام و بہتر قران کو اس خیمے مین بلایا حکم ہوا کوئی سردار اسوقت یہان نہ آئے عیارون مین
صلاح ہو شاید اسی مین صورت فلاح ہو جب یہ عیار آئے عمرو نے کہا ای عیاران نامی و ای
سرہنگان گرامی کل صبح کو قیامت برپا ہوگی حالات سحر مشعل سن چکے ہی اسکا سحر ہے آگ ملتے ہی

روح قبض کر لیتا ہی سب طرح سے وہان سامان تیار ہو رہے ہین مجھے خبر پہونچ چکی افراسیاب نے
کئی جوان ہلاک کرکے مُردے ممکن کیے جانور باز و عقاب و عندلیب و طوطیان زرین بال وغیرہ جمع
کر لیے جسوقت ہمارا ساحر گریگا روح اُسکی مٹھی مین مشتعل سے ہوگی جسم طائر مردہ مین بند کریگا اُن طائرون کا
نگہبان عقاب جادو قرار پایا ہی سُنا ہی کہ وہ اُن طائرون کو قفس مین بند کریگا حفاظت مین اُنکی
مصروف رہیگا ایک جانب صحرا مین آتش روشن ہوگی چند ساحر مقرر ہونگے کہ ہمارے ساحر کا مردہ
اُٹھا کر اُس آتش سوزان مین ڈالدین افراسیاب سامنے برائے انتظام موجود رہیگا اسوقت یہ کام ہی
ہمارے ساحر کا مردہ وہ نہ اُٹھانے پاوے جسطرح سے بنے آپ لوگ اُس لاش پر قبضہ کرین اُٹھا
کے لاکر اک خیمے مین رکھین شاید مسبب الاسباب کوئی سبب پیدا کرے نور افشان جادو نے تاکید
بلیغ کی ہی کہ مُردے نہ جلنے پائین سب نے عرض کی اپنی جان نثار کرینگے لیکن مردے خیر خواہان و
اُٹھا لینگے عمرو نے ایک ایک کو گلے سے لگایا کہا بھائیو حقیقت مین مقام سخت ہی سامنے افراسیاب کے
بیباکانہ جاکر آنکھون مین اُسکی خاک ڈالکر مُردہ اُٹھانا بہت مشکل ہی مین بھی تم سبھون کے ساتھ موجود ہونگا
جو کچھ ہو سکیگا سب صاحب ملاحظہ فرمائینگے سب نے سر جھکا لیا کہا حضور ہی کے قدم کی برکت ہی ہماری
کیا لیاقت ہی کہ حضور کے سامنے عیاری کرین عمرو نے بخوبی سب کو سمجھایا جلسہ عیاران برخاست ہوا ہیان
سرداران نامدار باغبان و بہار وغیرہ اپنے اپنے خیمون مین آئے ہوم خانے آراستہ ہوئے
سحر تیار ہونے لگے گل ساچہرہ بہار کا کھلایا ہوا نافرمان سب سے زیادہ متردد و جیبدن ہی یہ
شریک لشکر اسلام ہوئی اپنا طریقہ مقرر کر لیا جو کوئی ساحر چھوٹا یا بڑا آیا جاکر پہلے اُس سے مقابلہ کیا
کبھی نافرمان نے نافرمانی نہین کی مقدمۃ الجیش لشکر اسلام کہلاتی ہی یہ بھی سحر تیار کر رہی ہی
ہر شخص کو عالم یاس ہی اسی ہنگامے مین شمع ماہ تابان جھلملائی چراغ آفتاب عالمتاب روشن ہوا طائران
زمزمہ سرائی کی نسیم سحری کے جھونکے چلنے لشکر اسلام مین صدائے تکبیر بلند ہوئی ملکہ مہرخ سحر چشم تخت
زرین پر سوار ہو کر برآمد ہوئین ملکہ بہار و باغبان نے سلام کیا ملکہ نافرمان و ملکہ سرخ مو گیسو
کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن و گلزار چشم و زیور چشم چارون شاہزادیون نے تخت شہنشاہی
گھیر لیا شاہزادہ خورشید زرین سحر و شکیل جادو و نور نگاہ و مہرخ خوشخو و معمار قدرت
وغیرہ بھی مرکبہائے باد رفتار پر سوار اسباب سحر سے آراستہ طرف میدان کارزار کے چلے اُدھر

افراسیاب خانہ خراب اول در دولت مشعل پر آیا دیکھا یہ ملعون اسی طرح مصروف شراب خواری طفلان امرد جمع ہیں انسے مذاق کر رہا ہی ملازمون نے کئی مردے اٹھا کر صحرا مین پھینکے یہ بھیا تاج زرین پہنکر بارگاہ کے باہر آیا افراسیاب نے سلام کیا مشعل مسکرایا کہا ای افراسیاب تیری عمر برہواد ینگے تجھکو کایا پلٹ کرینگے مشعل نے اشارہ کیا مرکب باد رفتار سامنے آیا مشعل سوار ہوا اسقدر خوشی ہی کہ افراسیاب پیدل چلا ملکہ حیرت تخت پر سوار تمام ناظمان و ربند ہائے طلسم ہوشربا برائے تماشا آئے ہین صورت مشعل دیکھکر سب کو حیرت ہی کہ یہ تو وہی لوندا خورشید تاج بخش ہی کیا عمدہ زیر ران رخش ہی تاج سر پر بھاری لباس سبزہ آغاز شبدہ باز مرکب کو بڑھاے ہوئے نقیب آواز لگائے ہوئے علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے لشکر بے خد شیار تمام شاہان جلیل چلے آتے ہین کوئی بیس ہزار ے کوئی بیس ہزارے و جون کے پرے جمے ہوئے نوبت نقارے بج رہے ہین زمین و زمان گرج رہے ہین لشکر کفار کی شوکت مسلمانون پر ہیبت سب کے چہرے اترے ہوئے ہر ایک کو اپنی جان جانے کا ملال مشعل کی گرم مزاجی کا خیال اب صفین جمنے لگین میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ چودہ صفین حرب و ضرب کی تیار ایک نے بڑھکر سحر کیا جھونکا ہوا کا چلا خس و خاشاک کو میدان کارزار سے اڑا دیا ایک نے جوش جرائت میں دریا دلی دکھائی پانی برسایا چھڑکاؤ ہوا ایک نے سخت سحر کیا تبر برسے نخل کٹے گرے میدان ہموار ہوا مثل آئینہ تیار ہوا نقیبان خوش آواز کو حکم ہوا جانبین سے نقیب نکلے خوش آواز خوش الحان گویتون کے لڑکے گوری گوری صورتین سرود بجایا گنگنا کے آوازین لگائین وہ اشعار عبرت آئین

پڑھے کہ جوانان صف شکن کے دل بھر آئے قلعہ قمع نظم مسدس

کیا کہین حال جہان بے ثبات بے مدار		آج تو تخت طلا ہی کل ہی مرقد کا کنار
تھا کہان جمشید کس جا تھا فریدون کو قرار		قصر ایوان تو کہان ملتے نہین انکے مزار
ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانہ		ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ

ای جوانان صف شکن دنیا مقام عبرت ہی لطف محبت اٹھتا جاتا ہی ہر ایک مغرور متکبر اپنے کو شداد نمرود جانتا ہی آخر شداد نمرود کیا ہوئے پیوند خاک ہوئے چشم زدن مین سب کے قصے پاک ہوئے ایک کو ایک سے محبت چاہیے ایک رات بھر کے واسطے سرا مین آئے ہو صبح کو

سفر در پیش ہی عذاب در پیش ہی صاحبان دل کا خنجر غم والم سے دل ریش ہی آپس کی ملاقات غنیمت جانو
پھر ہم کہاں تم کہاں افسوس صد ہزار افسوس ‌‌‌نظم

چیست الفت کیمیا کاندر جہان نایاب شاذ
تو نویسی خط بما ای مہربان شاذونت شاذ
خالی از حکمت نخواہد بود ربط تازہ اش
این کرم ای مایۂ آرام جان شاذونت شاذ
تا در انصاف از نقش دہد پس یا درست
در دیار ہند جنس اصفہان شاذونت شاذ

دوستی در دوستان این زمان شاذونت شاذ
گردش روزی بود در آسیای زمہر
باعث این اختلاط ای دوستان شاذونت شاذ
بیوفائیہا شعار او بود خود دیدہ
از تو باید داد دل این خستہ جان شاذونت شاذ
گفت سودا شنیدہ او نالہ بی رحم کرد

در فراموشی شعاران کم بود یاد آوری
خلق را آرام زیر آسمان شاذونت شاذ
بود کی چشم کرم تشریف آوری از عین لطف
ای دل اندا وفا از دوستان شاذونت شاذ
گر کسی در کفر برگردد با یمان درست
گوش از و فرمودن شور و فغان شاذونت شاذ

ای حاضرین میدان کارزار ہوشیار و خبردار ہو جاؤ آنکھیں کھولکر رنگ باغ عالم دیکھو جب گل ہنسا گلچین کو ناگوار ہوا دست بدعت دراز کیا عین بہار مین پھول توڑ لیا بلبل شیدا کا خیال نہ آیا اُس عاشق صادق کا کلیجہ خون ہوا گلچین و باغبان کو رحم نہ آیا ہائے جوانان نامدار حیات مستعار کا کیا اعتبار ہی آج جو کچھ مردانگی دکھانا ہو دکھاؤ نقیبون نے جو یہ آوازین لگائین صاحبان فہم وخرد تڑپ گئے پسینے آگئے قلب تھرا گئے ہر طرف سے صدائین بلند ہوئین ہر شخص کا قول تھا کیا شعر پڑھتے ہین حقیقتؔ دنیا اس سے بدتر ہی ابیات
دنیا اک زال بیوا ہی ٭ بے مہر ہی اور بے وفا ہی ٭ مردون کے لیے یہ زن ہی رہزن ٭ دنیا کی عدو ہی دین کی دشمن ٭ دام زلف دنیا سے بچنا دشوار ہی ہر طائر زیرک اس صیاد جلاد کا شکار ہی یارو آج لڑو مرو جان دو مشعل کو قتل کرو نام بزرگون کا روشن ہو شمع حیات اسکی گل کرو اس تیرہ بخت کے سنانے مین نہ تامل کرو ناگاہ مشعل جادو نے اپنا گھوڑا صف سے نکالا سامنے تخت حیرت کے آیا حیرت نے تخت رکھوا دیا مشعل نے کہا ای ملکۂ عالم اجازت میدان دیجیے ملکہ حیرت نے کہا سامری جمشید کے سپرد کیا مشعل جادو گھوڑے سے اُترکر طرف میدان کارزار کے چلا اب سب نے دیکھا کہ افراسیاب انتظام کر رہا ہی ایک طائر مردہ زیر دامن لیے مردے آدمیون کے چارپائی پر رکھے ہین ایک جانب لشکر سے ہزار پانسو قدم الگ آگ روشن ہی ایک جانب چند ساحران سیہ فام ٹہل رہے ہین اس امر پر آمادہ کہ اہل اسلام کوئی مردہ ہو کر گرے اُٹھا کر آگ مین ڈالدین جیونؔ عیار بھی ساحر بنے ہوئے افراسیاب کے جادوگرون مین ملے ہوے گولے اُچھال رہے ہین ناگاہ مشعل میدان کارزار مین

آیا اول پکار کر آواز دی ای ملکہ مہرخ بہتر یہ ہی کہ اگر اطاعت کرو اس باغ بے خزان کو نہ شاد و میرے ہاتھوں سے غنچہ و گل بوٹہ نہ بچیگا ہر نخل قد کو قلم کرونگا بہار ایسی گلعذار کو شاد ونگا باغبان بے گلچینی کرا دونگا اے باغبان و گلچین ضیاد ہون تم سب کی جان کا جلاد ہون دیکھو چلے آو شہنشاہ کے قدمون پر گرو یہاں سردارون نے گھوڑے چمکا کر آواز دی او بے حیا کیا بکتا ہی اپنے ہوش مین آ یہ سنکر مشعل نے آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مجھسے مقابلہ کرے لشکر اسلام مین غریو بلند ہوا ایک کی ایک صورت دیکھتا تھا طرف میدان کارزار کے قدم نہ اٹھتا تھا ہر شخص کو یقین تھا نکلے اور مارے گئے مشعل کے ہاتھ سے بچنا دشوار لیکن ملکہ نافرمان جادو صف سے نکلی سامنے ملکہ مہرخ کے آئی عرض کی حضور اجازت میدان دیجیے اسوقت تمام اہالیان لشکر جملہ شاہزادیان روے زیبا ے نافرمان دیکھکر روتی تہین کہ افسوس یہ صورت زیبا و طلعت جہان آرا آنکھوں سے چھپ جائیگی اب یہ صورت نظر نہ آئیگی ملکہ مہرخ نے تخت رکھوا دیا کہا ای نافرمان تمہارے بڑے احسان ہین ہمیشہ تم سب سے پہلے لڑین زخم کھائے رنج عظیم اٹھائے آج ہم تمکو میدان مین نہ جانے دینگے تم سب صاحبون مین ہمکو اپنا افسر جانتی ہو پس قافلہ سالار کو مناسب ہی کہ اپنے کاروان کے آگے رہے لہذا ہمین کو تم سب صاحب رخصت دو جا کر مشعل شعلہ مزاج سے لڑین تم سب صاحبون پر نثار ہو جائین مشہور ہو کہ ملکہ مہرخ بادشاہ لشکر اپنے ساتھ والونپر تصدق و نثار ہوئی اپنے دوستون کا غم گوارا نہ کیا ملکہ نافرمان نے قدمون کو بوسہ دیا اک آہ کی کہ زمین ہلگئی یہ اشعار عبرت آثار بے اختیار ہو کر پڑھے

نظم

دل گوشہ ویران وطن ما و مقام است
لبریز ز خون جگرم ساغر و جام است
در دہر ز قید تو نماند دلے آزاد
ہر شب کہ ترا دلبر ایام بکام است

چون چند ندانیم کہ معمورہ کدام است
تا شیشہ ناموس شکستیم حریفان
چون باد تو صیاد و سر زلف تو دام است

ساقی بدہ آن بادہ کہ از روز نہ خستم
کوتہ نظر است آنکہ گرفتار بدام است
مخفی بستان کام دل از ساغر ساقی

ای ملکہ عالم آپ بادشاہ عالی جاہ ہین فلک جلالت کی ماہ ہین ہمارے نہونے سے لشکر تباہ نہوگا خدا آپکو سلامت رکھے آپکی عدالت و لیاقت کے شہرے ہین ہمارا انجام بخیر ہوگا نمک سرکار سے ادا ہوتے ہین سب صاحب کیون بیقرار ہو کر روتے ہین کیترون کے واسطے اسقدر رنج و ملال زیبندہ نہین ہی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای نافرمان تجکو خدائے جہان آفرین کے سپرد کیا پروردگار تجھے مظفر و منصور کرے بہار وزر کر نافرمان سے لپٹی ایک ایک شاہزادی نافرمان سے مل کے

روتی تھی مشعل نے آواز دی ابھی سے اپنے حال پر روتے ہو مقابلے مین کوئی نہ آئیگا لیس نافرمان نے
سب سے دامن چھڑایا کہا صاحبو ہمارے حق مین دعا کرو یہ کہکر نافرمان طرف میدان کارزار کے
چلی مشعل نے جو نافرمان کو آتے دیکھا پکارکر آواز دی ای نافرمان سحر کرلو حوصلہ دلمین نہ رہجائے
نافرمان نے کہا ہمارا طریقہ پیش دستی نہین ہی جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ
کرینگے یہ سنکر مشعل نے جھولی سے گولہ نکالا طرف نافرمان کے پھینکا نافرمان نے سحر کرکے وہ گولہ
کاٹا آپس مین دس پانچ سحر اسطرح کے چلے زمین تھرائی گل چلے بس یکایک مشعل بھڑکا شعلہ جوالہ بڑھا
آواز دی او نافرمان ادھر دیکھ برہن نگر منم شہنشاہ مشعل مصاحب سامری جمشید نافرمان نے
آنکھ ملائی مشعل نے ہاتھ بڑھائے جیسے کوئی کشش کرتا ہی اسطرح بڑھائے اور کھینچے پہلی مرتبہ کے بڑھانے
مین ملکہ نافرمان خاموش ہوئی دوسری دفعہ مین مثل بید تھرائی تیسری مرتبہ مین تھراکر زمین پر گری مثل
مردہ صدسالہ تھی مشعل نے پلٹ کر افراسیاب سے طائر مردہ لیا جسم مین طائر مردہ کے روح
نافرمان پہونچادی طائر سر اٹھا کر بولنے لگا ہوش سب کے اڑگئے وہ پنجرا تو اسنے عقاب جادو کو
دیا وہ ساحر پنجرا لیکر بھاگا افراسیاب نے اشارہ کیا مردہ نافرمان کا اٹھا کر آگ مین پھینک دو ای
غول مین سے ایک ساحر سیہ فام بہت خوب لکھے بڑھا جھپٹ کر مردہ اٹھا کر کاندھے پر ڈالا طرف آگ کے چلا
افراسیاب سمجھا ہمارا نوکر لیے جاتا ہی مگر وہ جوان قریب درہ کوہ آیا پہاڑ کے اندر چلا ایک جادوگر وہان
کھڑا تھا اسنے کہا میان ساحر ادھر کہان جاتے ہو اسنے کہا مردہ نافرمان کا لیجا کر دفن کرینگے ساحر
ملازم افراسیاب نے کہا دفن کرنا کیسا ادھر چلو آگ مین جلانے کا حکم ہی اس ساحر نے کہا تمہارا حکم جانین
کہ شہنشاہ کا دیکھو شہنشاہ کیا کہتے ہین وہ ساحر ملتفت ہوا اسنے ایک خنجر کوکھ پر اسکی مارا اور نعرہ کیا او بھیا
منم مہتر ضرغام شیر دل ایسی سردار کا لاشہ آگ مین جلائینگے ساحر گرا اندھیرا ہوا ضرغام مردہ کو
لیکر درہ کوہ مین گھسگیا افراسیاب نے قصد کیا کہ تعاقب کرون مشعل نے منع کیا ای شہنشاہ جانے
دو روح ہمارے قبضے مین جسم مردہ لیکر کیا کریگا مسلمان اسکو دیکھکر روئینگے پیٹینگے دس پانچ دن مین
لاش سڑجائیگی یہ کہکے افراسیاب کو روکا لیکن ضرغام شیر دل لاش کو لیکر جیسے ہی لشکر ظفر اثر
مین پہونچا تمام شاہزادیان چیختی ہوئی دوڑین ملازمان نافرمان نے اپنے سر دے مارے کسی نے چاہا
اپنے کو ہلاک کرے کسی نے چاہا خنجر مارے ایک نے ایک کو تھامنا کہا یارو صبر کرو خواجہ عمرو دوڑکر

آسے سب کو سمجھایا کہا تم لوگ نادان بنتے ہو کشتہ سحر جیسے ملکہ بران کو عشاق نے قتل کیا تھا آخر ملکہ
زندہ ہوئین یا نہین کئی مہینے تک لاشہ اُنکا تالاب مین رکھا رہا جب عشاق قتل ہوا ملکہ زندہ ہوگئین انشاءاللہ
یہ بھی اسیطرح زندہ ہونگے لیکن جو اس امر کے راز دار ہین وہ انتہا کے بیقرار ہین جانتے ہین روح نافرمان
جسم مین طائرون کے بند ہو روح اس ملکہ عالم کی کیسی گھبراتی ہوگی روح انسان کا جسم حیوان مین جانا کیسی ترین
دلگیری ہوگی خداوندا اُسکی حال پر رحم کر کاشکے انسان مرجاے یہ جفا نہ اُٹھاے اور رب اکبر ملکہ نافرمان پر
رحم کر لشکر مین تلاطم برپا ہوگیا کوئی کہتا ہو ہاے اس تن کا نخل نہ قلم ہو کوئی حسن وجمال کو یاد کرتا ہو کوئی
نام لیکر فریاد کرتا ہو ملکہ مہرخ فرماتی ہین ہاے نافرمان کی جوانی جان دی مگر نافرمانی نہ کی مشعل
جادو نے جو یہ ہنگامہ برپا دیکھا پکار کر آواز دی او سرکشو نافرمان کے واسطے کیا روتے ہو اپنی تو
خبر لو سب کا یہی حال کرونگا ایک ایک کو پھونک دونگا بمصداق مضمون شعر صاحبزبان

ای دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری ٭ شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود ٭ براے نافرمان
کیون پس وپیش ہو تم سب کو یہی راہ درپیش ہو اک نمونہ دکھلایا ہو اب بھی اگر اطاعت کرو لاشہ کٹے
نافرمان کا اُٹھالیا مین زندہ کرنے پر قادر ہون اور کسی کو بھیجو یہ سنکر ملکہ سرخ موے کا کل کشا
پیچ وتاب کھاکر جا پڑی اب تو مشعل نے سحر کا بھی انتظار نہ کیا جیسے ہی سرخ مو سامنے پہونچی آنکھ
ملتے ہی اُسنے نعرہ کیا ہاتھ بڑھاکر اپنے عمل کو صرف کرنے لگا تیسرے اشارے مین سرخ موے مشکل
زلف پریشان بصورت آئینہ حیران لڑکھڑاکر گری صاف ثابت ہوا ستارہ سحری آسمان سے گرا آخر مشعل سے
شمع حیات سرخ مو گل ہوئی مشعل نے روح طائر مین بند کی یہ قفس بھی عقاب کو دیا اُسکی پہچان کر
محیل جادو کو آواز دی وہ خاص غلام افراسیاب ہو جوان زبردست کہا ای محیل لاشہ سرخ مو
اُٹھاے محیل نے لاشہ اُٹھایا کاندھے پر ڈالکے لیچلا افراسیاب آواز دے رہا ہو ای محیل اس
آتش خوشمزاج کے لاشے کو آتش سوزان مین پھینکدے محیل جست وخیز کرتا ہوا چلا جب سو قدم
لشکر سے نکلگیا غول مین سے ساحرون کے اک ساحر سیہ فام جست کرکے نکلا پکارتا ہوا ای برادر محیل
مین بھی آیا افراسیاب طرف مشعل کے پلٹا وہ ساحر جھپٹ کے قریب محیل پہونچا ایک راستہ طرف
درۂ کوہ کے ایک سمت آتش سوزان اس ساحر نے قریب آکر محیل سے کہا ادھر کہان جاتا ہو طرف
درۂ کوہ کے چل آتے پلٹ کے اک ساحر قوی تن کو دیکھا جواب دیا حکم شہنشاہ ہو لاش کو لیجاکر آگ مین

ڈالدو ادہر جاکر گیا کرن ساحر نے کہا دیکھو شہنشاہ بہی تو کہتے ہین جیسے ہی طرف افراسیاب کے وہ علیا ساحر
برابر تو پہونچ ہی چکا تھا نعرہ کیا او بے حیا نعرہ قران

منم مہتر قران تیغ زبانم	بیت	بمیدان ار در آتش فشانم	جہان سرہنگ جون خنجر گذاری	سریع السیر جون باد بہاری

ایک ہی نیمچہ مارا محیل کا سر کٹ گیا مہتر قران نے لاشہ سرخ مو لیا درہ کوہ مین گہس گیا افراسیاب نے
پلٹ کے دیکھا لاشہ محیل زمین پر تڑپ رہا ہے مہتر قران لاشہ سرخ مو لیکر نکلگیا لشکر مین پہونچ چکا افراسیاب
نے چاہا لشکر مہرخ پر جا پڑون لاشہ سرخ مو چہین لاؤن مشعل نے کہا ای افراسیاب کیا فرد دوج
تو اُسکی میرے پاس ہے مگر کس قیامت کے عیار ہین سر میدان یہ زبردستی کس زور و شور سے محیل کو مارا لاشہ
لیگیا افراسیاب نے کہا اب مین دو چار اور ساحر بہی ساتھ کردیا کرونگا وہ اسکی حفاظت کرینگے لیکن اب لشکر
اسلام مین اسکا شور گریہ و زاری بلند ہوا افراسیاب کی بہی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا شہنشاہ مشعل اب طبل بازگشت
بجوا دیجیے مشعل نے کہا مابدولت کو بہت ناگوار ہے سرکشی مسلمانان سے دل فگار ہے جی چاہتا ہے آج ہی سبکو
فنا دون کہنے سے افراسیاب کے مشعل اور بطرز کا آواز دی ای فرزند نمک حرام کسی نبے ساحر کو مجھ تک
بہیجو گیز سحر کا ملے اشارے کا جواب نہین دے سکتے صنعت بڑی شیر تہی اورون کے لیے دلیر تہی یہ جو اپنے
پکار کر کہا ہر چند کہ لاشہ سرخ مو خیمے مین رکھا ہے ملکہ ہلال سحر افگن بین اسکی پیٹ رہی ہے ہر سردار گریان و
نالان حیران و پریشان مضطر و بدحواس عالم یاس لیکن مشعل نے جو پکارا باغبان قدرت کو تاب نہ آئی
مرکب باد رفتار سے کود پڑا پایہ تخت مہرخ کو بوسہ دیا کہا اجازت میدان کارزار مرحمت ہو غلام برائے
جانبازی رخصت ہو ملکہ مہرخ نے سر پیٹ لیا کہا کیون صاحبو یہ داغ سب کے اٹھانا میری تقدیر مین لکھا تھا
مین اب خود جاؤنگی جاکر مقابلہ کرونگی لڑونگی مرونگی نازنینان سہ جبین و شیران دشت نبرد کے داغ مجھ سے نہ
اٹھائے جائینگے باغبان نے کہا غلام کو رخصت دیجیے مجھ سے اب صبر نہین ہو سکتا بہار نے اپنے طاؤس کو
بڑھایا کہا ای باغبان قدرت ای صاحب شوکت و لیاقت تجھ سے سب طرح کی اُمید ہے لیکن ہمارے مرنے مین
کیا نقصان ہے تم شیر دشت نبرد ہو ماشاء اللہ کیسے مرد ہو تمھارے رہنے سے لشکر مین رونق ہے اگر کوئی افتاد
پڑے طلسم کشا کو لیکر نکلجانا تا بہ لشکر صاحبقران پہونچانا تم طلسم کے رازدار ہو جو ان نامی و نامدار ہو
تا بہ کوہ عقیق پہونچ جاؤگے ہم سے کیا ہو سکیگا تڑپ تڑپ کے رہجائینگے باغبان قدرت نے
قدمون کو بہار کے بوسہ دیا گرد پہرا کہا تم شیر زن ہو صفدر و صف شکن ہو رازداری طلسم تمھاری

ذات پر موقوف ہے ماشاء اللہ رنگ سحر و ساحری مین کیا وقوف ہے اب مین بدنام ہو جاؤنگا تمکو اپنے سامنے میدان مین نہ نکلنے دونگا باغبان کے سامنے گل حیات بہار پر خزان آئے واے بران باغبان گلا کاٹ کے نہ مرجاے ایسی سرو قد اسمن عذار کو پامال ہوتے دیکھوں آنکھین پھوڑین علاوہ شرف سحر و ساحری منظور نظر بادشاہ اسلام اگر زندہ رہوں یہ روے سیاہ اُنکو دکھاؤں نام بادشاہ سنکر بہار نے آہ کی کہا اے باغبان عجب طرحکا کلمہ تم نے اسوقت زبان سے کہا تصویر خیالی حضور آنکھوں کے سامنے پھر گئی اگر جاتے کہ موت قریب ہے دو چار روز پیشتر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاتے بعد قدم بوسی کے دامن تھام کر عرض کرتے **نظم**

بی گل روی تو یکدم زندہ بودن مشکل است	پیش اے شوخ ستمگر لب کشودن مشکل است	اہل باشد اشک ریزی ہمچو ابر نو بہار
نالہ بر لب دیدہ خونبار بودن مشکل است	نیست ممکن ہمنشینی دلبران پر حجاب	پیش تیغ ہجر او جولان نمودن مشکل است
بی وصال دوست دشوار است بر من زندگی	نشتر الماس را با دیدہ سودن مشکل است	وز طریق عشق رو گردن بوادی کار نیست
روبروی غمزۂ دلدار بودن مشکل است	یک نظر دیدہ ترا مخفی و شد دیوانہ	پیش چشم مست تو ہشیار بودن مشکل است

ان اشعار کو پڑھکر ملکہ بہار اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی طاقت کلام باقی نہ رہی باغبان قدرت سب سے رخصت ہو کر چلا گلچین جادو زوجہ باغبان نے دامن تھام لیا کہا اے شہریار لونڈی کو آپ کسکے سپرد فرماتے ہین مجھے صبر ہو سکیگا لونڈی کو ساتھ لیجیے آپ سے پہلے سینہ سپر کرونگی **نظم**

بادہ در گلزار خوردن کی ہوس باشد مرا	نشۂ بوی گلستان تو بس باشد مرا	سیکشان مندور گر در بزم ای گتر گشتیم
بوی ای پیوستہ جاسوس عسس باشد مرا	غنچۂ دل نشگفد مرغ دلم را در چمن	تن گرفتار غم گلشن قفس باشد مرا
بر تن من بی زبان ہر موی فریاد ے کند	گر ز بیداد فلک فریادرس باشد مرا	بسکہ در کنج قفس مرغ دلم بی طاقت است
راضیم کن زندگانی یکنفس باشد مرا	با وجود تنگدستی باز عالی ہمتے	تا بہار از ہمت جان در قفس باشد مرا
کوے تنہائی گزیدم سالہا یعقوب وار	صورت یوار غم گر ہمنفس باشد مرا	گر برآورد گرد دم ز شست زین چہ غم
وادی من تا آخر منزل فرسی باشد مرا	بر فشان پای محمل در رہ وادی عشق	نالہای زار مخفی چون جرس باشد مرا

گلچین جادو اسطرح بیقرار ہو کر روئی کہ سب کے کلیجے پھٹنے لگے باغبان قدرت نے ضبط کر کے کہا صاحب کیا ہمکو بدنام کروگی کسائی پر صاحبقران کی نثار کرو اسوقت محبت ترک کرنا مناسب ہے تمہاری ثابت قدمی کا ذکر سامنے زوجات صاحبقران کے ہوگا سب تمہاری تعریفین کرینگی کہینگی اس بی بی نے اپنے شوہر کو ہمارے فرزند پر نثار کیا گل روے گلچین مرجھا گیا رنڈاپا چہرے پر برسنے لگا

وہ پٹہ سر سے ڈھلکا کلیجے پر ہاتھ رکھ کے کہا بسم اللہ سدھارو لیکن اس کنیز سے صبر نہو گا رہ جاکر رہگئی باغبان
لشکر سے بڑھا معلوم ہوتا تھا نوجوان کا جنازہ جاتا ہی گلچین ہائے کہکر زمین پر بیٹھ گئی باغبان قدرت بصد
صولت و شوکت سامنے مشعل کے پہونچا اُس بےحیا نے باغبان قدرت کو دیکھتے ہی گولا جھولی سے
نکالکر مارا باغبان نے اسکو کاٹا مگر منہ اپنا پھیرے ہوے آنکھیں مشعل سے چار کرتا ہر چند مشعل پکارتا ہی
ای باغبان برہن نگر برہن نگر باغبان منہ کو پھیرے ہوے سحر دفع کرتا ہوا قریب مشعل کے چلا آتا ہی جب
دیکھا باغبان قدرت بجرأت قریب مشعل ہو پہونچا اُسنے تیغ مارا باغبان قدرت نے سپر سحر پر روکا ہر چند
مشعل چیخا ای باغبان ادھر تو متوجہ ہو دم شمشیر پر نگاہ کر لیکن باغبان قدرت نے سر نہ اُٹھایا سپر کو
دار کو اُسکے روکا صاف بآسیب سپر تلوار کو اُسکی رد کیا اب باغبان قدرت نے نعرہ کیا او بے حیا نظم

	ہمہ شادی از دل فراموش کن ہر کرا پنج روز نوبت اوست	دیگر	تو ضربے زدی ضرب من نوش کن دور مجنون گذشت و نوبت ماست	

نشگاہ پلنگانہ پیترہ بدلا اُس نامرد کو سایہ میں تلوار کے لیا وہ ضرب لگائی کہ زمین تھرائی سپر کو اُس
روسیاہ نے سامنے کیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے ہر چند مشعل نے اپنے کو بچایا جنیو کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ
مین مع سپر قلم ہو کے زمین پر گرا باغبان نے جھوم کر نعرہ کیا وہ مارا ہر چند لشکر اسلام میں سب بیقرار تھے
لیکن جرأت باغبان پر اُچھل پڑے ہر طرف سے صداے احسنت و آفرین آئی زوجہ باغبان
مثل گل شگفتہ ہو گئی چہرے پر سرخی آئی سب نے جو تعریفین کین باغبان سب کو سلام کرنے لگا لاش مشعل
زمین پر تڑپا افراسیاب طائر مردہ لیکر دوڑا دہن سے مشعل کے لگا دیا روح مشعل جسم طائر مین اُتر آئی
افراسیاب نے فوراً ایک مردہ نوجوان ساحر کا سامنے منگایا سیکڑون بے گناہ مار ڈالے طائر لاکر اُسکے
دہن سے ملایا چشم زدن مین یہ سب معاملہ ہوا طائر سے جسم ساحر مین اُتر آیا اُٹھ کر نعرہ کیا منم مشعل جادو باغبان
یا تو سب کو سلام کر رہا تھا زوجہ اسکی زمین پر سجدے کر رہی تھی ہاتھ اُٹھا کر عرض کرتی تھی پروردگارا تو نے کنیز پر
رحم کیا تیری کریمی کے نثار ہو جاؤن بیان نعرہ مشعل کی جو صدا آئی باغبان گھبرا کے جو پلٹا دیکھا اک جوان
سیہ فام منم مشعل منم مشعل کہتا ہوا آتا ہی باغبان کے ہوش اُڑ گئے یہ کیا مشعل سیاہ روزِ
روشن کیا ہوا اس دھوکے مین آنکھ ملگئی مشعل نے ہاتھ بڑھا کر گشش روح کی پہلے ہی رتبہ کی ہاتھ بڑھا کے
مین روح پر باغبان کے صدمہ پہونچا گویا مجروح ہوا جسم کی طاقت کم فراغ بر ہم سحر فراموش حیرت و

عبرت کا جوش دوبارہ جو مشعل نے ہاتھ بڑھایا رنگ روے باغبان متغیر ہوا گلچین تھرائین سہ بارہ جب مشعل
نے اُسی طرح انگلی ملا کر اشارہ کیا باغبان گر کر مردۂ صد سالہ ہوا روح نکلکر اک باز بلند پرواز کے جسم مین بندی
قفس بھی عقاب جادو کو دیا باز جو ہوا کہ باغبان مارا گیا ہاتو گلچین سجدے کر رہی تھی سر اُٹھا کر جو لاشہ
باغبان دیکھا تاب نہ باقی رہی ہاے میرے وارث کہکے مشعل پر جا پڑی گر گرا کر گری اس زور سے خنجر
مارا شکم پر مشعل کے پار شکم جانب ہوا مشعل گر کر زمین پر تڑپا گلچین دوڑی پکارتی ہوئی کہ اے صاحب میرے
تمھارے دشمن کو مارا مجھے بیوہ کر گئے بات تو مجھسے کرو کہان بیٹھکر رنڈاپا کاٹون صبح تک سہاگن تھی اب
بیوہ کہلاؤنگی کسکو منھ دکھاؤنگی میان افراسیاب نے پھر اُسی طرح پر روح مشعل کو طار مین کیا جلدی ہی چارپائی
پے ایک مردہ کھینچا ساحر پیر کا لاشہ تھا جلدی مین بڈھے جوان کو نہ دیکھا اُس جسم مین مشعل اُتر آیا اُس جسم مین اُٹھتے
اُٹھتے نعرہ کیا منم شہنشاہ مشعل اور گلچین نے پلٹکر اک بڈھے جادوگر کو آتے دیکھا نیچہ کھینچکر چلی پکارتی ہوئی او
بڑھاپے بیٹے تو کون ہے مشعل کی شمع حیات کو مینے گل کیا وہی خنجر خون آلودہ لیکر جھپٹی آنکھو چار ہو گئی مشعل نے
وہی کشش کی گلچین نے آہ کا نعرہ مارا معلوم ہوتا ہے روح پر صدمہ پہونچتا ہے پلک جھپکاتے جھپکاتے مشعل نے
اپنا کام کیا گلچین تسل اپنے شوہر کے لاش گری اہل اسلام مین شور گریہ وزاری بلند ہوا مشعل تو یہ کہکر پلٹا کہ افراسیاب
ان زن و شوہر کے لاشے جلوا دے اسوقت مابدولت کی روح پر صدمہ پہونچا صحبت شراب کباب سے دل
بہلاؤنگا مشعل تو یہ کہتا ہوا چلا افراسیاب نے دس بارہ جادوگرون کو اشارہ کیا ایک ساحرہ نے لاشہ
گلچین کا اُٹھایا جادوگر نے باغبان کا لاشہ لیا بارہ جادوگر تلوارین ہاتھون مین کھینچے ہوے گرد ان دونون
کے جنبو جنبو کرتے ہوے طرف آگ کے چلے جو کوئی اِدھر آیا اُن بارہ نے منع کیا اِدھر نہ آؤ ہم گنہگارون کے
لاشے لیے جاتے ہین بلکہ کئی راہ گیرون کو مار بھی ڈالا قریب آگ نخل کے پہونچے دیکھا ایک جادوگر شکل غریب
کھڑا ٹہل رہا ہے اُن جادوگرن سے پوچھا تم کیسے ساحر ہو لاشے لیے جاتے ہو رام رام ست نہین کہتے دو بانس
بھی نہ میسر ہوے کہ ارتھی تو بنا لیتے دو پیسے کی کوزیان پیسے کے تال کھانے بھی نہ لنا بیے بڑے نالائق
معلوم ہوتے ہو وہ جادوگر ہنس پڑے کہا میان ساحر صاحب یہ دشمنان شہنشاہ کے لاشے ہین آگ مین جلانے کو
لیے جاتے ہین اُس جادوگر نے کہا کسی کی لاش ہو ارتھی ہم بنوا دینگے مردون کے وارثون پر احسان کرینگے
لاؤ لاشے رکھدو اُن ساحرون نے کہا لاشون کے رکھنے کا حکم نہین ہے ساحر نے ہنسکر کہا شہنشاہ کا تمھارے
لاشہ بھی اسی طرح اُٹھایا جائیگا ہم لوگ برہمن ہین سامری جمشید پوتھیون مین لکھ گئے ہین کہ اگر کسی کا

لاشہ بے قاعدے اُٹھایا جاے اُسمین دخل دینا بلکہ اُسکو سزا دینا واجب ولازم ہی دیکھو پوتھی مین لکھا ہی جیسے
پرچہ اُس جادوگر نے ہاتھ مین لیا نگاہ اُسپر ڈالی اور پرے بغدہ پڑا جسکے کاندھے پر لاش باغبان تھی
اُسکا سر کھنچا ہاے کہکے وہ گرا مہتر قران نے لاشہ اُٹھایا اور کہا بجا ہو رسم شروع کرو جسکے کاندھے پر لاشہ
گلچین تھا اُسکے گلے مین حلقے کمند کے پڑے نعرہ ہوا منم مہترین مہتر چالاک بن عمرو وہ گرا چالاک نے
خنجر مار کر لاشہ گلچین لیا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم مہتر برق فرنگی یہ کہکے ایک جادوگر کو تلوار کا ہاتھ مارا
ایک کو ضرغام نے قتل کیا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم مہر سپہر عیاری چالیس حقے آتشبازی کے مارے
کئی کے مُنھ جھلسا دیے آواز دی ہان نکل جاؤ اب نہ ٹھہرو اُس اندھیرے مین سب عیار لڑتے بھڑتے نکل گئے
افراسیاب دربارگاہ پر پہونچ چکا تھا یکایک ہنگامہ سنا پلٹ کے پوچھا ارے یہ کیا ہوا صرصر نے بڑھکر عرض
کی عیارون نے بارہ جادوگرون کو مارا لاشہ گلچین و باغبان لیگئے یہ سنکر افراسیاب غصے مین کانپنے لگا
مشعل نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اے افراسیاب سلطان کیا سمجھکر لاشے اُٹھالیجاتے ہین جو اصل مراد ہی وہ تو کبھی
بھی نہونگے صرف اسواسطے لاشے اُٹھالیجاتے ہین وجہ یہ ہی کہ ہر مذہب مین مردے کی کوئی تکلیف جائز نہین
رکھتا کوئی جلاتا ہی کوئی دفن کرتا ہی کوئی آبرودار لاشے کے گلے مین گھڑے باندھکر ڈبو دیتا ہی اہل اسلام
نہلاتے دُھلاتے ہین براعزاز واکرام ہی آخر مین دفن کرتے ہین اسواسطے کوشش کر رہے ہین لاش
لینے پر مر رہے ہین ورنہ لاشون کے لینے سے کیا کام اب دوسری میدان داری ہین اور انتظام ہوگا کل
بادولت بڑے بڑے نامی گرامی ساحرون کو للکارینگے نام ایک ایک کا لیکر پکارینگے افراسیاب کا
دل دُکھ رہا ہی دل سے کہتا ہی کہ ہاے مخمور و بہار پر کیا گذریگی وہ شعلہ جوالہ نکلینگی مقابلے ضرور کرینگی
ایسی معشوقان حور پیکر مرینگی کیونکر ان کمبختون کو بچاؤن دل سے یہ باتین کرتا ہوا بارگاہ مین آیا مشعل تو
وہی تخلیہ مین چلاگیا جاکے شراب خواری کرنے لگا افراسیاب آکر تخت پر بیٹھا صحبت عیش ونشاط آراستہ ہوئی
ناچ شروع ہوا برائے مشعل پتیلے شراب کے جانے لگے یہ ملعون اپنے امورات قدیم مین مصروف ہی لیکن
عیاران لشکر اسلام اُدھر کر لاشہ باغبان و گلچین لیکر لشکر مین آئے ملکہ مہرخ و بہار و مخمور وغیرہ سب
کو خبر ہوئی دو زن معمار قدرت نے قصد کیا اپنے کو ہلاک کرون جان دیدے وفادار ملازمان باغبان
و گلچین نہایت اندوہ ہین لیکن جرأت پر عیارون کی سب تعریفین کرتے ہین ملکہ مہرخ نے کہا اے شہنشاہ
اقلیم عیاری اس کد وکاوش سے کیا فائدہ آپ کیون مفت مین اپنی جان دیتے ہین مردون کے واسطے

مرنا کیا ضرور ہی سراسر عقل کا قصور ہی ہم جانتے ہین آب نکو اروں کی آبرو بڑھاتے ہین لڑ بھڑ کر جان نثار ان کے لاشے لاتے ہین لیکن اسکا انجام کیا عمرو نے کہا اے ملکہ مہرخ جس حکیم نے اک قطرۂ نجس کو یہ لیاقت عطا فرمائی شکم مادر مین جگہ دی بعد نو مہینے کے سامان ولادت ہوا جوان ہوکر صاحب شوکت ہوا پس اُسکو یہ بھی اختیار ہی کہ اس جسم خاکی مین پھر روح کو داخل کرے اُس بے حیا شیطان کو یہ لیاقت بہم پہونچی کہ روح کو کھینچ لیتا ہی وہ حکیم و علیم رحیم و کریم ایسا سبب کیا ظاہر نہین کرسکتا کہ اسکا کوئی بندہ صاحب کمال انکے جسم خاکی مین روح کو پھر داخل کریگا اسی وجہ سے اپنی جان دیتے ہین یہ مقدمہ راز و نیاز ہی وہ کارساز ہی شاید انکو پھر روح عطا فرمائے یہ کہکر عمرو بہت رویا اُسی خیمے مین لاکر دو چھپر کھٹ بچھوائے باغبان و گلچین کو باحتیاط تمام اُن چھپر کھٹ پر آرام کرایا کنیزین مصاحبین اپنے اپنے مالک کی لاش کے گرد آکر بیٹھین منہ اون پر ہاتھ رکھدیے پاے سے سر لگاتی ہین کبھی نام لیکر پکارتی ہین بی بی اُٹھو خاصے کا وقت آگیا کہانتک آرام کروگی ہم روتے ہین تسکین دیجیے شاہزادیان آکر ان سب کو سمجھاتی ہین ارے صبا جو صبر کرو انشاءاللہ خواجہ عمرو مشعل کو مارینگے کنیزین بیچاری خاموش ہو رہتی ہین چپکے چپکے روتی ہین ہلال سحر افگن قریب لاشہ سرخ موے کاکل کشا پٹی رہی ہجا دین ملکہ سرخ موے کاکل کشا کی پریشان لیشا زبان پرجاری ہین نظم

یہ گلستان سراے تماشا نہین رہا
وہ حسن جس سے عشق ہو برپا نہین رہا
اے چرخ چاہنے سے رہے روزگار کو
وہ شمع روے انجمن آرا نہین رہا
کسکو گلے لگائیے اے شوق ہم کنار
دنیا مین ہاے نام وفا کا نہین رہا
اُس نور چشم حسن کو کیونکر نہ روئیے
وہ نو بہار گلشن دنیا نہین رہا
حیف اپنی تلخ کامی و شوریدہ طالعی
کیا چاہین روزگار تمنا نہین رہا
ولین جگہ نہ ہونے کا کس سے گلا کرون
وہ خوش گلوے سینہ مصفا نہین رہا
اب کسکو دیکھیے کہ کسی کو نہ دیکھیے
آنکھون مین آئے اب کوئی ایسا نہین رہا
افسوس کوئی پردہ نشین پردہ در نہین
جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہین رہا
اپنی خرابیون کو کہان جاکے روئیے
وہ قدردان شکوہ مسیحا نہین رہا
کس سے نباہیے کہ سواے وفا کے
وہ پردہ سوز چشم تماشا نہین رہا
ہردم جبین آئینہ آلودہ نم سے تھی
یہ آب و تاب حسن اُسی کے دم سے تھی

آفات جادو شوہر ہلال روتا ہوا آیا کہا صاحب آج تو صبر کرو کل ہم تمھاری ہمشیر کی خدمت مین جائینگے جو پیام دنیا ہو کہدو صاحب اپنے حال پر رونا چاہیے چند ساعت کا یس و پیش ہی سفر منزل عدم سب کو درپیش ہی دیکھنے فردا فردا شروع ساحرون کا ذکر نہین کیا تین دن کی میدان داری مین چالیس سردار ان نامی ہاتھ سے مشعل ملعون کے اسی حال حسرت مآل مین مبتلا ہوے

لشکر مین تلاطم ہے لیکن یہ خبرین تمام دنیا مین مشہور ہوئین کہ مشعل جادو نے سرداران اسلام کو مار امردہ بنادیا اب اہل اسلام کا اختتام قریب ہے کوکب روشن ضمیر نے یون خبرون کو ملکہ بران شمشیر زن سے چھپایا ملکہ بران داخل باغ نگارین ہوئین اتنا کہلا بھیجا کہ بی بی آجکل لشکر اسلام مین مقابلہ موقوف ہے جانے کا قصد نہ کرنا خواجہ نے تمکو نامہ لکھا تھا کہ افراسیاب نے ایک مہینے کی مہلت لی ہے بعد ایک مہینے کے طبل جنگی بجیگا ہم تمکو اطلاع دینگے آجکل باغ نگارین سے باہر نہ جانا چند ناظمان دربند ہوش ربا نے خروج کیا ہے جابجا غدر ہے اسوجہ سے تمکو منع کیا ملکہ بران شمشیر زن باغ نگارین مین داخل ہین مگر متردد و متوحش گلشن کنیز کو حکم دیا جا کر لشکر اسلام کی خبر لا او خواجہ عمرو سے ملاقات کرنا پوچھنا کہ شہریار خیر و عافیت تو ہے آپ عرصہ دراز سے یہان کیون تشریف نہین لاے نہایت انتشار ہے کنیز آپکی بیقرار ہے اپنے دست حق پرست سے جواب خیر و عافیت تحریر فرمایئے یہ فرماکر گلشن کنیز کو روانہ کیا گلشن نامہ لیکر طرف لشکر اسلام کے چلی یہان لشکر مین تلاطم برپا ہے قضاے کار گلشن کنیز آکر پہونچی کنارے پر لشکر اسلام کے دیکھا سناٹا پڑا ہے بازارین بند ہر ایک دردمند لشکر افراسیاب مین چہل پہل گلشن نے کنارے پر آکر کسی سے پوچھا کیون صاحب لشکر اسلام کے لوگ کیون بھاگے جاتے ہین وہ شخص رونے لگا کہا اے نیک بخت کیا مصیبت بیان کرین مشعل جادو نے آکر قلعہ جلادیا چالیس ساحران نامی استیلا گلشن حیران ہوے وہ سامنے بارگاہ مین سب کی لاشین رکھی ہین عزیزدار انکے پیٹ رہے ہین لشکر خواجہ عمرو پر زوال آیا اسد نامدار کو چھپا دیا ہے مشعل دربئی ہزار ساحران نامی و نام آور کا ہے خواجہ عمرو اپنی جان لڑاتے ہین جستجو کرکے مردے اٹھا لاتے ہین زندے مردون کو دیکھکر رو رہے ہین ابھی کسی کو دفن بھی نہین کیا شاہزادیون کو دفن و کفن بھی نصیب نہین ہوا دیکھین اب انجام کیا ہو یہ سنکر گلشن کا کلیجہ پھٹ گیا سمجھی کہ خواجہ عمرو کی ملاقات کرنے سے کیا فائدہ اور حالات غم و الم سننا پڑینگے چلکر ملکہ سے عرض کرو روتی پیٹتی یہ کنیز ملکہ بران سمت باغ نگارین روانہ ہوئی اسکو راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان مصیبت بیان پھر طبل جنگی بجوانا مشعل کا و مقابلہ بہار و مخمور و آمد ملکہ بران شمشیر زن عجب داستان حیرت خیز و آفت انگیز ہے ساقی نامہ

ساقی رخ مدعا دکھا دے	للہ مجھے چاند سا دکھا دے	للہ مہ آرزو بڑھا دے
چہرہ مجھے چاند سا دکھا دے	مین گھیر کے تجھکو سب پیالا	میخوار ہین قمر کا ہالا
مانند قمر کمال دکھلا	ابرو سے رخ ہلال دکھلا	صہبا مین قمر کی روشنی ہو

ساقی شراب چاندنی ہو
تنزل بنے دست ہر جزو کل
ساغر بنے چاند چودھوین کا
بدلا ہی صبا سے مہر نے روپ
پہنا سر آسمان نے گہنا
ٹھنڈا ہوا کبک کا کلیجا
معشوق سما کے متصل ہی
گری ہوئی دو جہان کا نور
پانے لگے پرورش نباتات
جس ذرے مہ کی روشنی سے
ہالہ نہ سر کا ساحل آب
یہ چاند ہی زیور سر شام
مشعل کہ چراغ دست گردون
رخسارۂ گل عذار ہی یہ
ہی یوسف مصر کاروان مین
تاج سر چرخ کا نگین ہی
ہندو کو امرت کا پیالا
قرطاس یہ ہی وہ حرف تحریر
سرمہ وہ یہ چشم سرمگین ہی
طاوس کا پر یہ داغ ہی وہ
ماتھا وہ یہ ماتھے کی شکن ہی
مہتاب گلو ہی طوق ہالا
دانہ اسے کہیے دام ہی وہ

مہتاب منیر جام بن جائے
گردش کرے ماہ ساغر مل
گردون پہ مہ تمام نکلا
کیا لطف ہی چاندنی سے روپہ
گردون کو بنایا چاند نے ڈھال
آرام جگر خدا نے بھیجا
شرمندہ ہوئی جبین ہوش
سردی نے دکھایا لطف کا نور
آنکھین کھلین مردم بشر کی
چھپنے لگے زخم چاندنی سے
اس ماہ کی اب صفت رقم ہی
زینت دہ تخت کشور شام
سچ ہو جو خدا کا نور کہیے
اک لالۂ داغدار ہی یہ
روشن ہی اسی سے خانۂ شب
شاہ خاور کا جانشین ہی
پر داغ جگر جو ماہ کا ہی
وہ جوہر تیغ ہی یہ شمشیر
یہ مُہر وہ مہر کی نشانی
یہ شعلۂ گل چراغ ہی وہ
اِسکو دل داغدار کہیے
یہ کان وہ کان کا ہی بالا
فانوس وہ شمع انجمن یہ

میخانہ مہ تمام بن جائے
ہو دور جو آب آتشین کا
حیرت ہی کہ خم سے جام نکلا
عالم نے لباس نور پہنا
دکھلایا عروس شام نے گال
پُرزے پُرزے کتان کا دل ہی
آیا ہی کنول کے پھول کو غش
دکھلائی خدا نے چاندنی رات
افزون ہوئی روشنی نظر کی
ٹھنڈا ہوا بحر مین دل آب
تنزل پہ روان مہ قلم ہی
لیلی شب سیہ کا مجنون
حق بو لیے برق طور کہیے
روشن ہی نجوم آسمان مین
فونو ہی اسی کا ماہ نخشب
ہر بزم کے واسطے اُجالا
سکہ کسی بادشاہ کا ہی
وہ نقش نگین ہی یہ نگین ہی
پانی کی وہ لہر ہی یہ پانی
یہ جامہ وہ چین پیرہن ہی
اُسکو خط روے یار کہیے
یہ جام ہی خط جام ہی وہ
پنجرا وہ ہی بلبل چمن یہ

کشتی یہ ہی اور وہ بھنور ہی
وہ دیدۂ حور ہی یہ کاجل
مشہور جہان کمال سے ہی
ہر گھر مین اسی سے ہوتی ہی عید
ہی یوسف مصر کا گریبان
انگلی ہی یہ پنجۂ حسین کی
نعل فرس فلک یہی ہے
نقش سیماے حور کہیے
پورا قصہ کلام کر دے

وہ چاند سپہر کا یہ سپر ماہ ہی
طاق اسکو اسے چراغ کہیے
انگشت نما زوال سے ہی
اب وصف ہلال یون رقم ہی
رشک سر ناخن حسینان
پہلی آغوش آسمان ہی
کہتا ہی گمان دہنک یہی ہی
خاموش قلم بہت ہوا طول
ماہ مطلب تمام کر دے

یہ صفحہ کا حرف ہی وہ جدول
سینہ اسے اسکو داغ کہیے
ہی کلک اسی کے شایق دید
ابروے خمیدۂ صنم ہی
ہنسلی ہی گلوے نازنین کی
کاندھے پہ لیے فلک کمان ہی
محراب مکان نور کہیے
کبتک یہ فروغ ذکر معقول

چہرہ رہروان منازل صعوبت گزینان مراحل صعوبت براہ خارستان رنج والم کے آبلہ فرسا سے طی کرکے جستجوے مطلب وسیر ادین یون سرگردان ہین سخن معنی تصور شعاران شیرین زبان یہ رقم میکند داستان دلستان مشغل جادو چند میدان داریان کرکے کئی دن مصروف عیش و نشاط رہا افراسیاب نے وہ سامان فرحت و انبساط اس ملعون کے واسطے مہیا کیا ہی کہ عیش خانہ سے نکلنے کو دل نہین چاہتا تھا آٹھو پہر شراب خواری بدمستی حسن پرستی خرید کئی دن کے افراسیاب خدمت مین حاضر ہوا عرض کی کہ ای شہنشاہ نامدار باغی لوگ خوش ہین کہ اب شہنشاہ طبل جنگی نہ بجوائینگے میدان کارزار مین نہ تشریف لائینگے امید وجیسا مزاج مبارک مین آے مشغل اسقدر بیہوش ہی افراسیاب کو جواب دیا مابدولت سمجھے تھے دشمنون سے مصالحہ ہو گیا مہرخ وغیرہ نے اطاعت کی افراسیاب نے کہا حضور وہ آپ ایسے سرکش ہین اگر ایک بھی باقی رہیگا جفا جان دینے کی سہیگا لیکن مصالحہ نہ کرینگے صنعت نے بالکل خاتمہ کر دیا تھا قید خانے کو قیدیون سے بھر دیا تھا لیکن مصالحہ کا ذکر بھی نہ آیا اب بھی وہی کیفیت ہی نہ انکو آپ کا خوف ہی نہ عبرت ہی مشغل اسی وقت اٹھا دربار افراسیاب مین آیا تخت پر بیٹھا دو چار جام شراب کے پیئے مغرور نے حکم دیا طبل جنگی بجے جو اسپیان لشکر اسلام خبرین لیکر چلے دربار مین آکر حاضر ہوے دعا دی نظم

رنگین تا عود کو آتش پر اور آتش کو مجمر مین
رہے نافے مین مشک اذفر اور بو مشک اذفر مین
ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو

گل تر تا ہو گلدان مین تری تا ہو گل تر مین
سبزہ بن مین تا ہو گوہر اور رہے تا آب گوہر مین
نسیم خلق سے تیرے جہان ہمگیر معطر ہو

اے شہنشاہ گیتی ستان بلاے آسمانی سے پروردگار حفاظت مین رکھے دشمن آپکا نمک بحرمت آسمانی کا مزا چکھے آج لعد کئی دن کے مشعل جادو بارگاہ مین آیا اسفند بخیر ہی افراسیاب سے پوچھتا ہی کہ لشکر مہرخ سے صلح ہوگئی افراسیاب نے کہا وہ لوگ عجز کرنے والے نہین ہین تب اُن ملعون نے طبل جنگی بجوایا کل اُسکا ارادہ ہی کہ میدان مین آکر گرمی دکھاے آپسے مقابلہ کرے نام طبل جنگی لشکر ہوش سردارون کے اُڑ گئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا مگر ضبط کرکے ملکہ مہرخ نے فرمایا بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی عنایت سے پروردگار کے طبل جنگی بجے یہان تو دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین اہالیان لشکر مہرخ بھاگے جاتے مین شہلین خالی ہوگئین رسالون مین خاک اُڑ رہی ہی بازارون مین سناٹا دوکاندار حیران و پریشان جنس غم والم اَرزان تاجر حیران و پریشان شام سے چراغ گل برنجیے مین رونے کا غل لیکن آجکی شب ملکہ بران شمشیرزن خود بخود خود وحشت سب کو اپنے پاس سے ہٹا دیا صرف ازدار قدیم مصاحب ندیم ملکہ شگوفہ سحر ساز بھی فرماتی ہین کہ اے شگوفہ آج بہت دل گھبراتا ہی نہین معلوم شاہزادہ ایرج نوجوان پر کیا گذری جب ہم طلسم سکندریہ پر گئے تھے شاہزادہ صیقل آئینہ دار آمادہ ہوا تھا کہ ہم آپکو طلسم ہوشربا مین لیچلین ماشاءاللہ صاحب اقبال ہین ہمراہ اُنکے جاہ و جلال ہین لشکر بیحد جمع ہوگیا تھا ہمنے صیقل کو اشارون سے منع بھی کیا کہ اُنکے سامنے ہوشربا کا ذکر نہ کرو مگر اُسنے نہ مانا اُنکو آمادہ کیا تھا یقین ہی وہ چل نکلے ہون اس خیال سے آج دل بیقرار ہی کبھی لشکر خواجہ عمرو کا خیال آتا ہی کبھی اُنکے ذکر سے قلب تھراتا ہی کیا حال دل کہین یہ کیفیت ہی اے شگوفہ عجب مصیبت ہی **نظم**

باشد ز گریہ ام دل سوزان من در آب
باشد مرم در آتش سوزان من در آب
گردید سنگ آب ز شرم لبت عقیق
گردید ہمچو مردم آبی وطن در آب
سودا بگریہ شور و فغانم نگشت کم

این طرفہ آتشی ست کہ دارد وطن در آب
زان آتشی کہ عشق تو در جان من بسوخت
شد غرق ہمچو خطہ یونان مین در آب
گردد گہر بحرف صدف قطرہ گلاب
حرفیست اینکہ نیست صدای سخن در آب

مانند شمع ز آتش سودا و جوش اشک
گو ہر شرر شود چو فتد عکس من در آب
از جوش گریہ مردم چشمم شب فراق
شوید چو روی خویشتن آن گلبدن در آب

شگوفہ نے عرض کی حضور حقیقت مین اگر وہ طلسم ہوشربا کا قصد کرینگے بقول حضور صاحب اقبال ہین لڑبھڑ کے ضرور پہونچینگے لیکن حالات لشکر اسلام دریافت ہم نامردون اُڑتی اُڑتی خبر سُنی تھی کہ شاید مشعل جادو مقابلہ اہل اسلام مین آگیا مگر حضور کے والد نے یہ فرمایا تھا کہ مشعل نہین آئیگا ملکہ ہمنے جو زیادہ ذکر کیا تو غصے مین فرمایا لاب بات کو طول نہ دو جسقدر ہین دریافت ہی تمہین نہین خبر ملسکتی کچھ اسمین نکتہ ہی آپکے والد نامدار نے خبر چھپائی خدا انجام بخیر کرے ضرور کوئی خرابی ہی لونڈی کے دلکو خود بخود بیتابی ہی

معلوم ہوتا ہے مشعل آگیا سنتے ہیں بہت بڑا جادوگر ہے اُس ملعون کے آنے مین سب کی جان کا خطرہ ہے انھین باتون
مین ملکہ بُران نے تڑپ تڑپ کے شب بسر کی یکایک نخلِ نورانی ماہ تابان درہم و برہم ہوئی ستارے جھلملائے
شمع ماہتاب پر زردی آئی لہرا کر گل ہوئی شہنشاہ زرین افتاب بصد رونق و آب و تاب مشرق سے برآمد ہوا
گلشن عالم مین لالہ زار شفق ظاہر ہوا گل صد برگ مہر درخشان سے ضو دکھانے لگا ملکہ بُران خاموش سر جھکائے
ہوے کہ گلشن کنیز آکر پہونچی مگر گھبرائی ہوئی ملکہ بُران نے کہا گلشن خیر تو ہے عرض کی حضور غضب ہوا چالیس
سرداران اسلام مارے گئے آتش سحر نے بھوک کے یا آگ لگا دی اُس گلشن پُربہار پر خزان آئی غنچہ و گل مرجھا گئے
صیاد فلک نے دام بدعت بچھایا اُن گلعذارون کو جال مین پھنسایا یہ سنکر ملکہ بُران کے ہوش اُڑ گئے کہا کیون
شگوفہ ہماری پریشانی کا انجام دیکھا فلک نے تفرقہ پردازی کی عجب رنگ مین دست اندازی کی ہم سے تو نہین
ممکن کہ ہم تامل کرین بیشک والد نامدار نے ہمے چھپایا یہ فرما کر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین شگوفہ سے
کہا خبردار کسی کو خبر نہو ہم سے بربادی باغ لشکر خواجہ نہ دیکھی جائیگی بس اب تامل بیکار ہے یہ فرما کر بتغیر و غضب
تمام طرف لشکر اسلام کے چلین لیکن مجلس جادو واسطے سلام کے آئی تھی اُنسے جو دیکھا ملکہ بُران جاتی ہین دو
مہربان کہکر یہی بلند ہوئی پکار کر آواز دی لونڈی بھی لشکر اسلام پر آفت برپا ہے یہ کہکے سحر کیا مثل ستارہ ٹوٹی
جلکر ڈوبی یہان بوقت سحر لشکر اسلام و فوج افراسیاب میدان کارزار مین پہونچی صفین جمین مشعل کہ یہان دیکھا
ہوا لشکر سے آگے بڑھا ہوا میدان کارزار مین پہونچا بعد صفوف آرائی بطور قدم میدان مین آیا ملحوظ خاطر
ناظرین رہے قفس ہاے طائران صحرائی مستعد موجود ہین اور مردے انسانون کے چارپائیون پر پڑے ہین
آج افراسیاب نے از میدان تا بمقام آتش سوزان ہزارہا جادوگرون کو ٹھہرا دیا ہے حکم اُنکو مل چکا ہے
کہ کسی غیر کو اپنے قریب آنے دینا جسوقت لاشہ سردار باغیان کا اُٹھایا جاے تم سب خیال کر کے آگ مین
پھکوا دینا صدہا جادوگرامی خدمت پر مقرر ہین لیکن قضائے کار مشعل ابھی میدان مین ٹھہرا ہے مبارز طلبی ابھی
نہین کرنے پایا یہان سے قریب ایک قصبہ ہے دیلم جادو وہان کا زمیندار ہے اُسکے دو بھائی اور دو بیٹے ملازمان
ابرق دم دیگر لائے خدمت مین مشعل کے پہونچایا اس ملعون کے جسم مین تو آگ بھری ہے جس پر نگاہ ڈالی
وہ لڑکا پھڑک کے مر گیا دیلم چار روز سے دیوانہ وار براے فرزندان و برادران روتا پھرتا ہے تمام
قصبے مین ہنگامہ برپا ہے بیس ہزار جادوگر اس قصبے مین رہتے نہین پاسیون کو بلا کر دیلم نے تاکید کی کہ پتہ
لگا دو میرے دونون فرزند و دونون برادر کیا ہوے پاسی پھرتے پھرتے جنگل مین آئے پہلے دن ایک لاش

پایا لیکن عجب حیثیت سے کہ لباس فاخرہ جسم مین جو زیور گھر کا تھا اُسکے علاوہ اور بھی سب ساذوات پر آراستہ
پاسی وہ لاشہ اٹھا کر لائے یا تو لوگون کا قول تھا کہ زیور کے واسطے کوئی لگا کر لیگیا اب جو یہ حال دیکھا کہ یہ کیا ہم
ہی کوئی طالب زیور نہ تھا اور زیور زیادہ موجود ہو لباس بھی ایسا کر شاہ و شہریار پہنتے ہین دوسرے دن دوسرے
کی لاش ہی آج صبح کو جنگل مین گئے دونون کے لاشے اُسی طور سے ملے اب تو دلیم نے تمام گاؤن کے رئیسون کو
جمع کیا کہا یارو تم سب سے فریاد کرتا ہون میرے چار کلیجے کے ٹکڑے کسی نے مٹائے انصاف کرو تو پرکا یہ کام تین
ہزار ہا روپیہ کا زیور پہنا دیا مگر کسواسطے ہلاک کیا عقیل و فہیم جو لوگ تھے واسطے تحقیقات کے قریہ سے نکلے جو جو گاؤن
قریب تھے وہان کے رہنے والون سے جو ملاقات ہوئی کسی نے کہا ہمارے گاؤن سے چار غائب ہوئے کسی نے کہا
دو کا پتہ نہین ہوتا تلاش کرتے کرتے آخر خبر سُنی مشعل جادو مالک حجرۂ بلا معان افراسیاب ہوا ہی اُسی کے واسطے
طفلان حسین پکڑے جاتے ہین صدہا لاشہ جنگل مین ملا دلیم کو یہ سب خبرین گذرین دلیم نے اک آواز دی دیہات
سے گنوار جمع ہوئی ساٹھ ستر ہزار گنوار سب کا افسر دلیم اور سب پٹی دار سب کے سامنے دلیم نے بدعت افراسیاب
ظاہر کی سب نے کہا ایسے بادشاہ کا منھ جلانا چاہیے تمام دیہات کے لڑکے غائب ہوے سب کے گھر سے ملے چلکر اُس
حرامزادے جیا کو مارو پکڑ کر اسکی بھی ذلت کی تدبیر کرو یہی اُسکی سزا ہی افراسیاب بولیگا اُس سے بھی
موجود ہین اب دیہات مین غل ہوا ساٹھ ستر ہزار زمیندار پاسیون کے پرے جمے ہوے تیر کھینچے لیے ہوے
دیہات سے نکلے طرف لشکر افراسیاب کے چلے یہان وہ وقت ہی کہ مشعل میدان مین کھڑا ہی جابتا ہی کہ بار طلبی
کرون افراسیاب قریب تخت حیرت برائے انتظام کھڑا ہوا ٹہل رہا ہی کہ دیکھا صحراے گرد اُٹھی گنوارون
کا لشکر لعبہ کروفر گنوار ٹٹوؤن پر سوار ڈھال پھٹکے باندھے ہوے ایک سمت پاسیون کے پرے خبر دارون نے کہا
گستان وہ مشعبدہ باز کھڑا ہی گوڑے نچے کے گھر سے پہنچے ہی افراسیاب سمجھا تھا یہ سب زمیندار عابد دولت کی مدد کو آئے
ہین یا یکایک سب بلوہ کر کے طرف مشعل کے چلے گالیان دیتے ہوے افراسیاب پکارا ارے تم کون ہو جوش
محبت مین اپنے اپنے فرزندون کی مشعل پر جا گرے دلیم نے جھپٹکر مشعل کو نیزہ مارا کوئی گرز لیکر بڑھا پاسیون نے
تیرون کی بوچھار کی جبتک فوج افراسیاب پہونچے مشعل کو کشتی چھوٹیون سے لپٹ گئے وہ جو آپس مین وعدے
کر کے چلے تھے بول کی سے چلی سنگین ہاتھ مین چاہتے تھے مشعل کے ساتھ مین وہی بات کرین افراسیاب جا پہنچا
سرما ابریق دوڑے لیکن مشعل کو نیم بسمل کر دیا ایسے قبضے ملیک پڑے بیہوش ہو گیا افراسیاب مشعل چھوڑ کر لایا سرما
ابریق نے مشعل کو زمین سے اُٹھایا مشعل بیہوش و مدہوش سر پھٹا ہوا جسم تمام پارہ پارہ علم کا یا پلٹ کا بھولا

جب افراسیاب نے آگرہ دکی کل زمیندار تلوارین کھینچکر لشکر افراسیاب پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ستر ہزار نے
جو ایک مرتبہ بلوہ کیا بارہ چودہ ہزار ملازمان افراسیاب بیس بائیس ہزار نامرد مارے گئے دیلم زمیندار جنگلہ
پلنگانہ لڑ رہا ہے اسکے ساتھ ساحر بھی ہین ساحرون نے سحر کیے غیر ساحر تلوار و خنجر سے لڑے لیکن فوج افراسیاب کی
کیا تاب لا سکتے تھے مشعل کو تو سرباد ابرق اٹھا کے لیگئے عمرو بھی نیچہ کھینچکر چلا ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ آپ نہ قصد
کرین عمرو نے کہا ذرا تماشا تو دیکھین ہاے افسوس ہے مشعل بچکر نکلگیا بڑا قلق ہوا لیکن دیلم انتہا کا زخمی ہوا بس
پکار کر آواز دی اے سرداران اسلام مین ناکام تم سبکو گواہ کرتا ہون کہ مینے پونے دو برس خداوندون پر لعنت کی
اعتقاد وحدانیت ہوا مذہب حق کی اطاعت کی افراسیاب ظالم نمک حرام بدانجام باقی اراکین ظالم بندگان خدا کو
کس بے عتی سے تباہ کیا صدہا کم سن لڑکے غریب بیچارے اس بے حیا کے ظلم سے حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا سے گئے نخل
شباب سے پھل نہ پایا اسی طرح پروردگار اسکی بھی شاخ تمنا قلم ہو یہ جو عمرو نے سنا دیلم کے ساتھ اب کوئی دس
پانچ ہزار باقی رہگئے فوج افراسیاب نے چشم زدن مین سبکو قتل کیا لاشے بیچارون کے پھڑکتے ہین لیکن ایک
ایک نے چار چار کو مارا خوب گنوارون کا لٹھ چلا عمرو قریب دیلم کے صورت بدلکر ہو پہونچا دیکھا اس بہادر نے زخمی
ہوکر گھٹنے ٹیک دیے غش چلا آتا ہے عمرو نے بشکل ساحر قریب آکے بازو تھاما کہا اے دیلم آنکھین کھول نگھبرا مین بیچارا
منم مہر سپہر عیاری تجھکو لشکر اسلام مین لیے چلتا ہون دیلم نے آنکھین کھولکر اک ساحر کو اپنے قریب پایا کہا اے جوان
مینے عمرو کی تصویر دیکھی ہے مجھکو کیون دھوکا دیتا ہے خواجہ پر مینے کیا احسان کیا کہ جو مجھکو دم لینے کو آتے لیکن خدا انکو
سلامت رکھے سردار مسلمانان ہین اب نفس میرا تو اب خاتمہ ہے لیکن تو خواجہ عمرو سے ہماری تسلیم عرض کرنا اور کہنا اگر ہوسکے
لاش غلام کا پامال نہونے پاوے بطور اسلام غلام جدید کو دفن کرا دیجیگا کہ انجام بخیر ہو اپنے دست حق پرست کو قبر پر
رکھکر فاتحہ پڑھیے گا یقین ہے اس سعادت سے نجات ہو عمرو بے اختیار رونے لگا فوج افراسیاب کا خوف نکیا فوراً
رنگ روغن عیاری کا چہرے سے چھڑایا جمال اصلی دکھایا دیلم قدمون سے لپٹ گیا یکایک سرباد ابرق نے دیکھا
عمرو کھڑا ہوا دیلم سے باتین کر رہا ہے فوج والے اسکے کچھ بھاگے کچھ مارے گئے کچھ باقی ہین گرد گھیرے ہوے لڑتے ہین سرباد
ابرق نعرہ کرتے بڑھے اس قصد سے کہ دیلم کو قتل کرین عمرو کو پکڑ لین عمرو نے نعرہ شیرانہ کیا او تامردو کمان
آتے ہوے کھینچکر چالیس حقے آتشبازی کے نکالے فلیتے داغ کر پھینک مارے کسی کا منھ جلا کوئی شعلہ ہاے آتش
مین گیا اتنے عرصے مین عمرو نے دیلم کو اٹھا کر زنبیل مین ڈالا ساتھ والون کو آواز دی ہان بھاگو طرف ہمارے
لشکر کے نکل جاؤ اب اس مقام پر نہ ٹھہرو آٹھ ہزار جوان اسی اندھیرے مین لڑتے بھڑتے لشکر اسلام مین پہونچ گئے

ملکہ مہرخ نے باغ ازسب کو ہاتھون ہاتھ لیا افراسیاب نے لیکر دیکھا سرما و ابریق کے مُنہ جھلسے ہوے بھاگے
آتے ہین عیاران عمرو نے آگ برسادی دیلم کو نکال لیگیا غصّے مین چاہا لشکر اسلام پر جا پڑون حیرت نے دامن
تھام لیا کہا چلکر شہنشاہ مشعل کی خبر لیجیے گنوارون نے اسقدر مارا ہے پڑے ہوے تڑپ رہے ہین فرماتے ہین
افراسیاب کو بلاؤ ایک جوان کو مردہ کرکے لاؤ ہم اُس جسم مین اُترجائین روح کو راحت ہو سب گنوارون نے ہڈیان
پسلیان توڑ ڈالین مارپیٹ سے دہقانون کی جسم فگار ہے متردد متوحش حیران و پریشان دردِ دل کے بیقرار ہے افراسیاب
نے کہا اے حیرت مجھے کچھ نہین پڑتا اس بے حیا نے مجھکو ظالم مشہور کردیا آج تو سارے طلسم ہوش ربا مین خبر ہوگئی ہوگی
کہ ہزارہا طفل خوبصورت ہلاک ہوے میان مشعل کا روے سیاہ جھلسا گیا پڑے تڑپ رہے ہین اور اب اور بے گناہ جوانون
کی گردن مروڑون تب انکو چین آئے کیسی بدعت ہے مجھکو بڑی خفت ہے حیرت نے کہا اندر تو چلیے نہایت بیقرار ہین اگر
عمرو گنوار کو لیگیا ہمارا کیا نقصان ہے عجب قربایت پھکوا دینگے فوج کو حکم ہوگا جاکے سب مال اسباب لوٹ لین اراضی
پامال کرین پھر نہ کوئی ایسی حرکت کرے لاچار افراسیاب پلٹ آیا اہالیان فوج نے کمر کھولی لیکن ہر جگہ یہی چرچے
ہین یارو فوج مہرخ و بہار سے بڑے بڑے سورما کے پڑے آج نئے طور کی لڑائی لڑے گنوارون نے
میان مشعل کو خوب درست کیا لوگ کہتے ہین ارے میان گنوار بڑے ظالم تھے میان مشعل کے جسم کے ٹکڑے اڑا دیے افراسیاب
جلد نہ پہونچتا تو کام تمام کیا ہوتا اچھا ہوا حرامزادہ اسی لائق تھا افسوس ہے بندگان سامری کی اولاد کے ساتھ اِس
ذلت سے پیش آتا ہے حرامزادے کو کچھ خوف نہین ہے بیچارے گنوارون کے کمسن لڑکے بڑی بدعت اٹھا کے مرے آج
حرامزادے کو صدمۂ عظیم پہونچا سنا ہے کہ پڑا ہوا ہاے ہاے کر رہا ہے افراسیاب بارگاہ مین آیا دیکھا شہنشاہ پڑے ہوے
تڑپ رہے ہین افراسیاب کو دیکھکر اٹھ بیٹھا کہا اے شہنشاہ مابدولت کا حال بہت ابتر ہے جلد ایک جوان کو
گردن مروڑ کے مردہ بنائیے مابدولت کے سامنے لائیے مابدولت روح کو اپنی دوسرے جسم مین اتارین اس جسم کو
گنوارون نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہے بڑی مابدولت پر بدعت کی افراسیاب نے سر جھکا لیا کہا اے شہنشاہ مابدولت بہت
بدنام ہوگئے تمام دنیا مین آپکے ظلم کا شہرہ ہوا دیکھا آپنے دیلم نے کیا کیفیت کی آج کئی سو قریہ ویران ہوگیا اب مجھکو اُنکا
ملنا دشوار ہے اہالیان فوج طعن و تشنیع کر رہے ہین جس ملازم کو علیحدہ بلاتا ہون وہ جانتا ہے مجھکو قتل کرینگے آپ تو پکے
پھر وہی خواہش کرینگے مین کیا تدبیر کرون مشعل نے کہا او افراسیاب خانہ خراب مابدولت اسی واسطے تجھ سے
نہین نکلتے تھے تجھے عہد کر لیا تھا اب اگر اسکے خلاف ہوگا خوب جان لے کہ ہم تیری روح نکال لینگے جسم مین تیرے چند صحرائی کی
روح کو بند کرینگے حیرت کو مادہ تجھکو نر بنا کر کسی ویرانے مین چھوڑ دینگے کوئی صیاد آکر شکار کریگا باز و عقاب کا طعمہ ہوگے

افراسیاب تھرّانے لگا سر جھکا لیا سوچا کہ ایسا نہو آنکھ ملتے ہی اپنا کام کر بیٹھے عرض کی کہ ابھی حاضر کرتا ہون جہان پناہ
ہوگا آپکے لیے سامان عیش و نشاط مہیا کرونگا یہ کہکر نکلا اک جوان کو حیلے سے بلایا گوشے مین لاکر اسکی گردن
مروڑی خدمت مین مشعل کے لایا مشعل گھبرایا ہوا تھا جلد اُس ساحر کے مردے سے لپٹ گیا منھ سے منھ ملایا روح اسکی
جسم مین اُس جوان کے اُتر آئی وہ جسم جسکے استخوان چور تھے بیکار رہوا اسکو صحرا مین پھنکوا دیا اُس شکل پر آکر مشعل اپنے
مقام پر بیٹھا جسکی شکل پر یہ بیٹھا ہے وہ فوج مین افراسیاب کی جمعدار تھا اُسکا بھائی ڈھونڈھتا ہوا نکلا بارگاہ مین
آکر دیکھا میرا بھائی تخت پر بیٹھا ہوا ہے کہا بھائی چلو کھانا تیار ہے بھابی صاحبہ بُلاتی ہین مشعل نے کہا اسکی گردن مین
ہاتھ دو اب جو فوج مین بھی یہ چرچا ہوا جمعدار نے جاکر کسیدان سے کہا آج میرے بھائی کی شمع حیات گل ہوئی
مشعل بنا ہوا بیٹھا ہے کسیدان نے کہا خاموش رہو شہنشاہ خفا ہونگے اب سب کو یقین ہوا کہ افراسیاب کو اہالیان رعایا
نہین ملتے اہالیان فوج پر دست اندازی شروع کی اپنے اپنے کمسن لڑکون کو کسی نے گھر روانہ کیا کسی نے کہین قریہ وغیرہ
مین چھپایا لیکن مشعل جادو تخت پر بیٹھا شراب خواری کر رہا ہے افراسیاب پر تاکید کہ طفلان حسین بلاؤ مابدولت تنہائی
مین گھبراتے ہین افراسیاب نے حکم دیا سرما و ابریق مارے مارے پھرتے ہین جس قریہ مین گئے گنوار لٹھ لیکر دوڑے
سرما و ابریق بھاگ گئے ہین مشعل ایک یا دو ساقی نیچے مگن ہوے اُنسے یہ ملعون خوش نہین ہوتا افراسیاب نے دست بستہ
عرض کیا حضور طبل جنگی بجواتا ہون مسلمان آمادہ سرکشی ہین سامان لشکر کشی ہین مشعل نے کہا جلد طبل جنگی بجوا دو ہمکو تمہاری
خوشی منظور ہے کل ہی سب کا خاتمہ کرینگے نامی ساحرون کے نام لکھکر ہمکو دیدو ہم اُنکے نام لیکر للکارین جھٹ پٹ خاتمہ کر دین
مگر اب مابدولت نے دنیا کی ہوا کھائی اب وہ حجرہ تاریک و تنگ نہین پسند آئیگا یہین تشریف رکھینگے افراسیاب
تھرّا گیا کہ روز طفلان حسین کہانسے لاؤنگا دیکھیے کس عذاب مین پڑا یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی بجے اُسوقت نقارہ
رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے جاکر خواجہ عمرو کو خبر دی یہان بھی نقارہ رزمی بجا لشکرون مین تہلکہ پڑا لشکر
اسلام کو تو جان کی پڑی ہے افراسیاب کے لشکر مین یہ کھلبلی ہے کہ یارو جب یہ ملعون مارا جائیگا ہم مین سے
ایک کی گردن افراسیاب مروڑ دیگا دیکھو جسم مین جمعدار کے بیٹھا ہوا اکڑ رہا ہے اُسکا گھر برباد ہوا جورو اُسکی ڈھونڈھتی
پھرتی ہے ایک ایک کے قدمون پر گرتی ہے میرے شوہر کا پتہ بتاؤ ابھی اگر اس سے کہدین کہ تیرے شوہر کو افراسیاب نے
مارا ابھی چیختی ہوئی دربار مین گھس جائے جنے اُسکو بہلا دیا کہ شوہر تیرا علاقے پر بھیجا گیا اس لشکر مین یہ ہنگامہ
اُس لشکر مین یہ قیامت دوست و دشمن نام سے مشعل کے جلتے ہین ہر ایک کہتا ہے یہ ملعون جلد واصل جہنم ہو یہ جفا
لشکر مین کم ہو چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جب صبح دغا دو لعبت کار و مشعل ضیا و شعاع ہمراہ لیکر عروس جانب تخت چرخ

ندلی پر جلوہ فرما ہوا بموجب قاعدۂ قدیم لشکر میدان مین آکر جمے افراسیاب نے سامان کر لیا ہو مشعل جادو جھگر
صف سے بڑھا میدان مین آکر پکارا ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو صف سے نکلے نکلکر ہم سے مقابلہ کرے
گل با دولت نے بڑا صدمہ اٹھایا آج اسکا بدلا لونگا دیلم زمیندار بھی صف لشکر مین حاضر ہو مشعل کو میدان مین دیکھکر
جلگیا لٹھ کاندھے پر رکھے جھوما کہ جاکر لٹھ مارکر اسکا سر پھاڑون سردارون نے روک لیا کہا ای دیلم تمھارا کام
نہین ہی یہ ملعون جلاے روزگار ہی اس سے مقابلہ کرنا بیکار ہی لیکن جیسے ہی اسنے پکارا ملکہ بہار نے طاؤس صفت بھی
بڑھایا غلغلہ ہوا پارہ باغ لشکر اسلام مین خزان آتی ہی بہار جادو مرنے کو جاتی ہی کوئی قدمون سے لپٹا کوئی چیخ
مارکر روتا تھا کوئی مثل گل کے بکھر کے رہگیا کسی کا چہرہ مثل گل مرجھایا کنیزان بہار کے چہرے مثل برگ خزان دیدہ
زرد تھے شمشاد نے کمر تمام ہی خمیدہ ہوگئی غنچہ دہن گم صم تھی ایک ایک کا منہ دیکھتی تھی نرگس کی آنکھین تھرا گئین سنبل
نے موے مشکین کھولدیے سوسن نے لباس سیاہ پہنا گلشن لشکر بہار مین شور گریہ وزاری بلند ہر چند ملکہ مہرخ نے
کہا بہار نے نہ مانا کہا اس حرامزادے کو تنکے چنوا کے نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ رکھا بدقت انتہا پر
پہونچی ملکہ مہرخ نے رو رو کر بہار کو رخصت کیا افراسیاب نے آج آگ پر اور انتظام کیا ہی آتشبار جادو کو
آگ کا منتظم کیا کہ تو اندر آگ کے موجود رہ جب لاکر لوگ لاشہ پھینکین آگ سے نکلکر لاشہ اسکا آگ مین ڈالدینا عیاران
اسلام نے صدہا طریقون سے لاش لانے والون کو مارا اسوجہ سے افراسیاب نے یہ انتظام کیا کہ آتشبار اندر
آگ کے رہیگا آتش اصلی مین اسکے پاس کون پہونچ سکیگا یہان تو یہ انتظام ہی فراق بہار مین ہر گلعذار گریبان
چاک چہرون پر ناخنیان رنجبین کے خاک بہار جادو بعد کروفر میدان کارزار مین آئی افراسیاب کا کلیجہ
پھٹ گیا مثل مرغ بسمل تڑپا کلیجہ تھام لیا حیرت سے کہا لو ملکہ غضب ہوا آج تمھاری بہن مقابلہ مشعل مین آئین
بچنا دشوار ہی حیرت جادو بھی رونے لگی کہا ای شہنشاہ کیا چارہ ہم نے لاکھ سمجھایا مگر بہار نے ہمارا کہنا نہ مانا
اب آج خاتمہ ہی ہاے ہم باواجان حیات جادو کو کیا جواب دینگے فرماینگے ایسی گلعذار کو تو نے مٹا دیا ہماری
جان پر آفت ہوگی سخت مصیبت ہوگی لیکن بہار نے مشعل سے آنکھ نہ ملائی مشعل کا دستور ہی پہلے اک سحر مختصر سا
کرتا ہی بخوبی جانتا ہی یہ لوگ پیش قدمی نہین کرتے مشعل نے ایک گولہ پھینکا بہار نے گولا کا گلدستہ جھولی
سے نکالا اسم سحر کا پڑھکر نعرہ کیا او مشعل ہوشیار رہ جا اب مشعل کو آتش گل جلائیگی آہ بلبل زار پھونک دیگی گلدستہ
بہار کا چلا افراسیاب نے کہا لو ملکہ حیرت غضب ہوا بہار کا سحر رنگین چلگیا بیشک تنکے چنوا دیگی گلدستہ
بہار کا پھٹا پھول برسنے لگے باد صبا نے زر گل لٹانا شروع کیا غنچے چٹکے باغ سحر کے پھول کھلے زرد پتے

سبز ہوے سبز بختان چمن کی بن آئی نغمہ سنجان گلشن نے یہ غزل گائی غزل

یاد اسکی گرمیٔ صحبت بڑھاتی ہی بہار
مین تو کیا انکو بھی دیوانہ بناتی ہی بہار
جلوۂ لالہ رقیبون کو دکھاتی ہی بہار
سبزۂ خوابیدہ سے مخمل بچھاتی ہی بہار
ہی خزان مین بھی ہی جوش جنون کیا ہوگیا
رنگ صحبت سے مری کیا رنگ لاتی ہی بہار
امتیاز دلبری و دلدہی مین فرق ہی
جبل تصویر کو کب یاد آتی ہی بہار
ابتدائے فصل ہی مین غنچے بھی کھائے گل
عطر فتنہ مین گل نرگس بساتی ہی بہار
کچھ سوائے گریۂ خون ریز اپنی قسمت مین نہین
خیر مقدم گلشن ایمان مین آتی ہی بہار

آتش گل سے مرا سینہ جلاتی ہی بہار
کھل چکی نرگس کہ شرمائی ہی جاتی ہی بہار
داغ کھانے پر سے کیا داغ کھاتی ہی بہار
خاک تو مرغ گلستان کو خزان ہی نے کیا
اب کہین باہر اپنے مجکو بھی بلاتی ہی بہار
داغ اور زخم سمن ہیچ لالہ و گل ہین مین
تمکو بھاتی ہی خزان ورنہ مجکو بھاتی ہی بہار
میری ضد سے غیر پر تیری عنایت دیکھکر
دیکھیے اس سال کیا کیا گل کھلاتی ہی بہار
خندۂ دیوانگی یان بعد مردن بھی رہا
زعفران کی کیون نہ مجکو رلاتی ہی بہار

کوہ و صحرا یہ فرحت مین پھراتی ہی بہار
دیکھکر اسکی بہار آنکھین چراتی ہی بہار
آمد آمد ہی چمن مین کس حسن اندام کی
دیکھیے اب آنکر کیا خاک اوڑاتی ہی بہار
جوش گل سے یاد آتی ہین تری زنجیریان
فصل ہی یا آنکے عاشق کی چھاتی ہی بہار
محو حیرت کو وصال و ہجر دونون ایک ہین
سبزۂ بیگانہ کے قربان جاتی ہی بہار
چشم گلشن پر قدم رکھتا ہوا کون آئیگا
خاک سے اگتے ہین گل انکو بہناتی ہی بہار
غنچہ ہائے آرزوئے مومن اب کھلنے کو ہین

دیکھا اب سے مشعل جادو جھومنے لگا پھول اٹھا اٹھا کے سونگھتا تھا بڑا اعتراض یہ ہی بہار جادو مشعل جادو سے انکو نہین چار کر سکتی تاثیر انجام سحر کیونکر ہو یہ سوچکر بہار گھبرائی دو تین گلدستے اور مارے مشعل جادو پکارتا ہوا اثر جاتا ہی اے ملکہ بہار تمہارے جمال کا مشتاق ہون روئے زیبا دکھادو بہار گلعذار کو کہان ڈھونڈھون چیخین مارتا تھا آنسو جاری پریشان حال باآہ و فغان اضطرابانہ یہ غزل عاشقانہ پڑھتا تھا غزل

قالب ہوا خراب ترے غائبانہ کیا
ای دوست بے اثر تھا ہمارا فسانہ کیا
یاران غمگسار بہت جلد اٹھ سے گئے
دیکھین تو آج یار کریگا بہانہ کیا
آغاز گفتگو ہی سے ہین بدگمانیان
رہو اگر کو خلش تازیانہ کیا
زلفون کی بھی ہوس ہی مجھے مشت کیا کی

او مرغ روح ہو گیا آشیانہ کیا
شب کیا ہوئی جہان مین اندھیر ہو گیا
کیا ہو گئے وہ لوگ ہوا وہ زمانہ کیا
دو دن کے شور ہین ترے حسن ملیح کے
سمجھائے کوئی دوست انھین ع ستانا کیا
ثابت ہوا کہ عالم ہستی ہی بے ثبات
لائیگا اپنے دام مین مجکو یہ دانہ کیا

مجنون کی سرگذشت نہایت ہوئی پسند
بدلا ہی ایک رنگ مین رنگ زمانہ کیا
مانع ہوئی خفائے قدم گل [illegible] ام کی
ای دوست یہ رہیگا ہمیشہ زمانہ کیا
یہ بیلے دکھاتا ہی چالاکیان کے زور
کھینچیگا پھر عدم کی طرف آب و دانہ کیا
منظور جبہ سائی عاشق نہین تجھے

خالی پڑا رہیگا یوہیں آستانہ کیا
عاشق کا دل نہ دیکھ کر جاتے جہاں سے
مطرب نے میرے حال کا گایا ترانہ کیا
نغمہ ناتمام سائل رخصت ہے مرغ روح
لکھی نسیم نے غزل عاشقانہ کیا

مقتل میں ہے اجازت جاروب قتل
نظارہ سوے سینۂ صدچاک شانہ کیا
دیکھا اُدھر کو تو نے پڑا تیر ناز ادھر
قاصد سے پہلے ہوگا یہی خود روانہ کیا

تاقتل مگر پڑھیگا نماز دوگانہ کیا
رویا یہ آسمان کہ ہے تر دامن زمین
اُستاد رخ بدلکے اُڑایا نشانہ کیا
کیا تاب مدعی جو زبان تک بلاسکے

اشعار پڑھ کے مشعل کپڑے پھاڑنے لگا چاہا نخل گل پر سر دے مارون اُسپر کہ بہار روے زیبا نہین دکھا سکتی منھ پھیرے ہوے سحر کر رہی ہے افراسیاب نے دیکھا مشعل سر ٹکرا کر مر جائیگا بڑھ کے اُٹ جو کہا پھول بہار کے جلنے لگے طائران زمزمہ سرا کباب ہوکر گرے وہی شعلہ بھڑک کر مشعل پر گرا اُسی آگ نے پھول جلاے اُسی شعلہ نے مشعل کو ٹھنڈا کیا مشعل کو ہوش آگیا غصے مین طرف بہار کے دو تین کلمات سخت جو کہے بہار کو ناگوار ہوا طرف افراسیاب کے چلکر آواز دی ای افراسیاب یہی بے حیا مالک مجرہ بلا ہے تونے بچالیا ہمارا سحر مٹایا آج سے بھی آج اُڑونگی دیکھا گلدستہ لیکر بڑھی مشعل کو دیکر سامنے آیا آنکھین چار ہوئین مشعل نے ہاتھ بڑھا کر کھینچے گل عارض بہار مرجھایا سرقد مین خم آیا سنبل زلفین عنبرین پریشان ہوئین غنچہ دہن ہمہ سکوت چشم نرگسی مین آنسو بھر آے جام گل شراب شبنم سے معمور ہوا دوسری مرتبہ مین بہار لہرا کر گری مشعل نے روح کو قبضے مین کیا عندلیب کے جسم مین بند کر لیا ملازمان افراسیاب چلے کہ لاشہ اُٹھائین مخمور نے بڑھکر دانہ یاقوت احمر کا مارا کنیزان بہار دوڑ پڑین کئی کنیزان بہار قتل ہوئین اس ہلڑ مین عمرو نے بڑھکر لاشہ بہار کا اُٹھالیا افراسیاب نے جو منکا ڈھلا ہوا بہار کا دیکھا کلیجہ پھٹ گیا پکار کر آواز دی لاشۂ بہار لیے نے دو او نامردو پہلے لاشہ نہ اُٹھایا جب عمرو لیچلا تب فساد برپا کرتے ہو جان بچانے پر مرتے ہو افسوس ایسی حسین پردہ دنیا سے اُٹھ گئی کلیجے کے ٹکڑے ہوتے مین ہاے کس سے اپنے حالات دل کہوں تنہائی مین یہ اشعار پڑھنے لگا **نظم**

تا بہ کی دارم نہان در سینہ عشق پاک را
تیرہ سازد دود آہم انجم افلاک را
درد عاشق پیشہ را دیوانگی تہمت بود
سرخ میسازد جنون عاشقان خوراک

چند دارم در جگر این آہ آتشناک را
از غم لیلی بصحراے محبت دست شوق
نوری بخشند محبت دیدۂ ادراک را

بلکہ شد از سوز عشقت آہ سردم شعلہ ریز
تاقیامت بر سر مجنون فشاند خاک را
شہسوار عشق مخفی بردم از تیغ نگاہ

حسب مرت نے کہا اشعار پھر پڑھیے گا دیکھیے بی مخمور نے نشہ محبت بہار مین صدہا نگہبانون کو مارا اُسی غصے مین مشعل پر جا پڑین مشعل تو بالکل گدھا ہے کچھ بھی نہین جانتا سحر مخمور نہیں روک سکتا دیکھیے وہ برس پڑی اُس قتل کیا چاہتی ہے حقیقت مین بہار کا لاشہ ملکہ مخمور نے دیکھا کلیجہ

پھٹ گیا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا زلفین چھوڑین عارض نور پر بل دیے ہین غصہ سے ابرو پر
شکن دل تردد مند نزل پر ہجوم لشکر رنج و محن کف منھ مین بھرا ہوا چشم حق بین سے آنسو جاری عالم بیقراری
کی تھی نگہبان مارے جو لاشہ اُٹھانے کو آئے تھے انکو چشم زدن مین واصل جہنم کیا لشکر افراسیاب کے ہوش
اُڑ گئے حقیقت مین آج محمور نے اتنے عرصے مین وہ جرأت دکھائی زمین میدان کارزار تھرائی ملازمان افراسیاب
الامان الامان کر رہے ہین ادھر تو ملکہ بہار پر یہ سانحہ گذرا اب محمور لڑ رہی ہے افراسیاب چہرۂ زیبائے محمور
کو دیکھتا ہے ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہے اس خیال مین کہ ہائے اب محمور بھی قتل ہوا چاہتی ہے دونون آنکھین میری
پھوٹتی ہین ملکہ بہار کے مرنے سے باغ عالم مین خزان آگئی یا سامری محمور کو بچا لو ورنہ میخواری کا مزا جاتا رہیگا
اس مصیبت کو اسکی دیکھکر نشہ اتر گیا مثل برگ بید کانپ رہا ہے محمور ہر مرتبہ قصد کرتی ہے تلوار کھینچکر مشعل پر جا پڑن
نیچہ مارون کہ حرامزادی کا بھنڈارہ کھلجائے مشعل بھی گھبرایا ہوا ہے اتنے عرصے مین محمور نے کئی سو ساحر مارے مشعل
چاہتا ہے مجھ سے آنکھ ملائے تو مین اپنا علم ظاہر کرون محمور بہت لڑ رہی ہے ایسے ایسے سحر کیے زمین کانپی آسمان تھرایا
جرأت محمور دیکھکر بڑے بڑے بہادرون کو غش آیا ایک مقام پر مشعل نے گولہ مارا ملکہ محمور جادو نے کاٹا
زمین سے ایک برق چلی شانہ ملکہ محمور جادو کا زخمی ہوا شانے کو کسکر باندھا مست بادۂ جرأت تو ہو رہی
تھی نیچہ کھینچکر مشعل پر جا پڑی برق چمکائی مشعل کی پلک جھپکی محمور جادو نے تیرا بدلکے نیچہ مارا مشعل کے
دو ٹکڑے ہوئے محمور نے جھومکر آواز دی اے بہار گلعذار میٹھے تیرے خون کا بدلا لیا شمع حیات مشعل کو گل
کیا لیکن ہمارے خود چراغ عقل گل ہین تجھ ایسی ماہتابان مہر درخشان پردہ دنیا سے اُٹھ گئی لطف زندگی باقی
نہ رہا محمور تو یہ باتین کرکے روئی تلاطم ہوا کہ مشعل مارا گیا افراسیاب پیٹتا ہوا جھپٹا طائر مردہ ہاتھ مین لیکر
دہن مشعل سے ملایا طائر نے چہکارہ مارا ایک ساحر جوان کا مردہ بھی موجود تھا افراسیاب نے طائر کو
دہن ساحر مردہ سے ملا دیا وہ جوان نعرہ کرکے اُٹھا مثل مشعل جادو محمور جادو غم مین بہار جادو
کے رو رہی تھی کہ مشعل سامنے پہونچا محمور کچھ بھی کرنی اور جادوگر آیا آنکھ ملاکر للکارا آنکھ ملانا تھا کہ غضب ہوا مشعل نے
اپنے عمل قدیم کو صرف کیا محمور تھرائی دوبارہ ہاتھ ہلانے مین شمع حیات محمور بھی گل ہوئی لشکر ظفر اثر مین
غل ہوا افراسیاب نے جادوگرون کو اشارہ کیا ملکہ مہرخ تخت پر سے پھاند پڑین برق لامع کو لیکے
گر گئی ہے جادوگرون کو کاٹا مشعل سے آنکھ ملگئی برق لامع بھی ہائے کہکے گری اُس بے حیا نے پلٹ کر
روح محمور و برق لامع کو بھی جسم مین جانورون کے بند کیا لاشۂ محمور و برق لامع ملکہ مہرخ نے اُٹھا لیا

افراسیاب چلاتا تھا مشعل نے روکا کیون جاتا ہو ما بدولت کافی ہین دیکھنے والے حیران کہ اتنی دیر مین دو جسم تبدیل ہوئے اب بھی کھڑا ہوا جھوم رہا ہو جب جسم ثانی مین آتا ہو وہی جودت وہی زور وہی ہوش کی قوت خستگی شکستگی بھی رفع ہو جاتی ہو روح جسم نو مین آتی ہو لشکر اسلام مین تو قیامت کا ہنگامہ ہو مخمور و بہار و برق لامع و چند ساحران دیگر کہ جنکے نام نہین لکھے سات ساحران نامی پر نوبت پہونچ چکی دو پہر کا وقت ہو مشعل میدان کارزار مین بھی شراب پیتا جاتا ہو ساقی بچے موجود ہین ہر مرتبہ لاؤ لاؤ کر رہا ہو ساقی بچے نے بڑھکر جام دیا یا سامری کہکر پی گیا جھومنے لگتا ہو یہ ضرور کہتا ہو ہاے شراب مین تلخی نہین لطف شراب نہین ملتا افراسیاب کے ہوش اڑتے ہین کہ کہانسے شراب منگاؤن اس بدمست کو کہان تک پلاؤن کہین جلد اس سے مہلت ملے لڑائی تمام ہو جائے کسی قریہ مین اسکو بھیجدون اب طفلان حبشی بھی نہین ملتے ظالم مشہور ہوا رعایا بگڑی جاتی ہو اہالیان فوج کو رنج و ملال دیکھیے انجام کیا ہو لیکن مشعل بجیا دو چار جام پیکر میدان کارزار مین مثل شعلۂ جوالہ بھڑکا آواز دی اب کوئی میرے مقابلے کو نہین آتا بڑے بڑے ساحر کیا ہوے کہان جا کے چھپے جرات نہین دکھاتے میان لشکر مین کسی کے ہوش درست نہین لاشے لا کر ان شاہزادیون کے جو رکھے کنیزین مصاحبین پایہ سے لپٹی ہوئی رو رہی ہین ہر ایک کی یہی زبان پر ہو کاش ہم کو موت آتی ان شاہزادیون کو اس حال پرملال مین نہ دیکھتے ملکہ مہرخ پچھاڑین کھا رہی ہو پکارتی ہو کہ اے شاہزادیوا کے ثابت قدمان کوے محبت سنتے ہیں کہ ہم سے پیشتر جان دی مین قافلہ سالار تھی پہلے ملک عدم مین پہونچتی تمھارے لیے سامان خیر بارگاہ مہیا کرتی دنیا مین خدمتگزار رہی منزل عدم مین ساتھ نہ گئی یکایک ہارا ہوا مصاحبون نے بڑھکر کہا حضور مشعل جادو مبارز طلبی کرتا ہو لڑنے پر مرتا ہو ملکہ مہرخ نے حیران ہو کر سر اٹھایا اشک پاک کیے اس خیمے سے نکلین کہا مین جاکر ملعون کو جواب دیتی ہون مین مخمور و بہار کا ساتھ نہ چھوڑونگی انکی محبت سے منھ نہ موڑونگی استادان مخمور نے تحریر کیا ہو سو علاوہ ان زبردست پر یہ سانحہ مصیبت خیز گذر چکا اب کون ہو جو جاکر جواب دے ملکہ مہرخ نے فرمایا خواجہ عمرو کو بلاؤ مین انسے رخصت ہو لون اپنی نواسۂ جبین الماس پوش کے واسطے سفارش کرون بلکہ اب انکو یہی ترغیب دون کہ براے خدا حبشین واسد کو زنبیل مین ڈال لین طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلے جائین اب یہان انکا ٹھہرنا مناسب نہین ہر چہار طرف ڈھونڈھا خواجہ عمرو کو نہ پایا مہرخ نے کہا خیر جب تشریف لائین ہمارا پیغام کہدینا وہ بھی کسی کام مین ہونگے حقیقت مین واے برحال عمرو ایک سر ہزار سودے کس کس کام کو دیکھے کسی کار ضروری مین مصروف

ہو گئے یہ کیفیت ہوئی ملکہ قلب لشکر مین تن بیان مشعل جبلا رہا ہی افراسیاب نے آتشبار جادو کو اس آتش اصلی مین مقرر کیا ہی کہ تو آگ مین گلزار بنا اگر جو سردار مارا جائیگا مین خود لاشہ لیکر تجھکو دونگا تو فوراً آگ مین ڈالدینا میرے سامنے تو کسی کی مکاری عیاری نہ چلیگی یہ جملہ واسطے سمجھنے ناظرین کے تحریر کردیا لیکن مشعل جو بلبلا یا لشکر اسلام پر نعرہ مارا امبارز طلبی کی ملکہ مہرخ نے قصد کیا جاؤن مشعل سے مقابلہ کرون تمام سردار قدمون سے لپٹ گئے کہا ای ملکہ عالم اگر تمھارے آفتاب حیات پر زوال آیا پھر لشکر نہ رک سکیگا ملکہ نے کہا اب مجھکو نہ روکو تم سب پر نثار ہو جاؤن چاہتی تھین ملکہ مہرخ کہ سرداران نامدار سے دامن چھوڑا ئین مشعل نابکار پر جا پڑین کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا آفتاب آسمان حسن و جمال صاحب جاہ و جلال صفدر و صف شکن ملکہ بران شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار راہ مین جو حالات بربادی لشکر اسلام سُنے ہین آنکھون سے اشک گلرنگ جاری ہین پھول سے عارض کملائے ہوئے چہرہ غصہ سے لال ابرو رشک ہلال آنکھین غزال قد دل جو سرو لب جو دو دسے یہ معرکہ دیکھا کہ لشکر اسلام مین قیامت برپا ہی کوئی نام ہمارا لیکر روتا ہی کسی کی زبان پر نام محمور کوئی واسطے برق لامع کے تڑپ رہا ہی ملکہ مہرخ کو تمام سردار لپٹے ہوئے ہین کہ ای سر پرست ای بادشاہ عالیجاہ ہمارے لشکر کا انتظام آپکے دم سے ہی اس لشکر مین برکت آپکے قدم سے ہی ہم آپکو میدان کارزار مین نہ جانے دینگے ہم پہلے سب نثار ہو لین تب حضور کو اختیار ہی ملکہ مہرخ ٹھنڈی سانس بھر کر فرماتی ہین نظم

شود دلم چو بہدم دو چار نالد و گرید
بچرخ آید و دولاب نالد و گرید
دلم ازان مژہ خونوارہ وار گشت شبک
بنزار بر او بر مزار نالد و گرید
عجب مدار ز چندین جفا و جور کہ وارو
بہ پیش حاکم روز شمار نالد و گرید
چنان مکن کہ ز دست جفا و جور تو شہا

ستم رسیدہ بر غمگسار نالد و گرید
سحر ز در آئینہ یارب بہ بیند او رخ خود را
عجب مدار کہ چون آبشار نالد و گرید
بسینہ خون شدہ از ضبط آہ و گریہ خدایا
ز دست ظلم تو گر روزگار نالد و گرید
تو خندہ غنچگی اید دست بر خرابی عالم
ز دور شمر تو در سیر بہار نالد و گرید

سلام این دل سرگشتہ گرد آن غم حبیب
چو من مباش شبہای تار نالد و گرید
کہ چشم تر کند اندر غرای چون من بیکس
اجازتی کہ دل بیقرار نالد و گرید
مکن تو جور بہدی کہ بیدلی ز جفایت
عدو چو بیندم از در روزار نالد و گرید

اسطرح ملکہ مہرخ بلک رہی ہین کہ کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی مہرخ کے رونے پر تمام لشکر روتا ہی جیسے ہی ملکہ مہرخ نے ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھا آواز دی ای نور نظر ای پارۂ جگر کوکب نامور برای خدا طرف میدان کارزار کے نجاؤ ہم تک آؤ ملکہ بران نے یہ جواب دیا حضور کلام مصیبت انجام سننے کی قلب مین طاقت نہین ہی بس کنیز رخصت ہوتی ہی مین سب حال

سن چکی اب مجھ سے صبر نہو سکیگا یہ کہکر ملکہ بران طرف مشعل کے چلین لشکر افراسیاب مین بلڑ ہوا بران
آپہونچین افراسیاب دیکھکر شاد ہوا کہا لو ملکہ حیرت اب طلسم نور افشان پر آفت آئی بران واسطے
مقابلے کے آگئی اسکا لاشہ مین خود ساتھ جا کر آگ مین پھکوا دونگا یہ کہکر افراسیاب آمادہ ہوا ایک جادوگنی
نے پاس کھڑا کر لیا اور یہ کہا کہ ای ساحرہ لاشہ بران کا تو اٹھانا مابدولت کیون ہاتھ لگائین مگر ملکہ
بران شمشیر زن طاؤس سے کودین سامنے مشعل جادو کے پہونچین للکارا او بے حیا بڑی بدعتین کر چکا
اب تیری قضا آئی یہ کہکر طرف مشعل کے چلین مشعل نے گولہ مارا بران نے رد کیا اختر مروارید جوڑے سے
نکالکر کھینچ مارا سینہ پر مشعل کے پڑا لیکن یہ بھی محفوظ رہے جب ملکہ بران مقابلہ مشعل مین پہونچین مہرخ
نے آواز دی ای بران اگر ہمارا کہنا نہین مانتی خبردار اس ملعون سے آنکھ چار نہ کرنا وہی بران نے کیا
منھ پھیر کر اختر مروارید مار دیا سینہ پر کینہ مشعل پر پڑا توڑ کر سینہ پر کینہ کو پار گذرا ملکہ بران شمشیر زن نے جھپٹ کر
اپنا اختر لیا مثل برق آسمان پر چمکین نعرہ کیا وہ مارا ملکہ بران شمشیر زن تو بلندی پر جا کر اپنے کو آراستہ
کرنے لگی کہ کوئی اعضائے جسمی نہ کھلجاے خدانخواستہ نامحرم کی نگاہ پڑے یہان افراسیاب جادو نے
جو دیکھا کہ مشعل زمین پر گرا افراسیاب نے طائر مردہ دہن سے لگایا اس طائر کو انسان کے مردے
کے دہن سے ملا دیا مشعل نے نعرہ مارا منم شہنشاہ مشعل جادو ملکہ بران چاہتی تھین اب لشکر اسلام مین جاؤن
کہ نعرہ مشعل کی آواز آئی پھر جھپٹ کے جانا پڑا استادان سخن نے تحریر فرمایا ہے کہ تین مرتبہ ملکہ بران نے
مشعل کو اختر مروارید سے مارا چوتھی مرتبہ آنکھ چار ہوگئی مقام الفصاف ہے کہ جس سے مقابلہ کرے اس سے
آنکھ کیونکر چار نہو آخر چوتھی مرتبہ آنکھ چار ہوتے ہی بیکار ہوئین لہرا کر زمین پر گرین مشعل نے روح بران کو
اک طوطی زرین بال کے جسم مین بند کیا افراسیاب جھپٹ کر قریب لاشہ بران آیا چند سنگریزے ہاتھ مین
لیے طرف لشکر ملکہ مہرخ کے نعرہ کیا خبردار جو کسی نے قدم بڑھایا آتش قہر و غضب مین پھونک دونگا کوئی آگے
نہ بڑھ سکا اس ساحرہ سے افراسیاب نے کہا لاشہ اٹھائے ساحرہ آگے چلی افراسیاب ساتھ ساتھ تیغہ
کھینچے ہوے نعرے کرتا ہوا خبردار جو کوئی مابدولت کے قریب آئیگا مارا جائیگا اپنا بیگانہ کوئی قریب نہ آسے
اب چالاک و برق و جانسوز و ضرغام و مہتر قران دور سے دیکھ رہے ہین افراسیاب کے سامنے
کون جاے گھبرا کر قران نے کہا ای چالاک دیکھ تو استاد کہان ہین ہاے غضب ہوا لاشہ بران جلایا جائیگا
بری چالاک نے کہا عرصہ سے قبلہ و کعبہ کا پتہ نہین ہے کسی جستجو مین تشریف لیگئے حقیقت مین ہم سب کو بہت

ذلیل کرینگے مگر خلیفہ کہو تو جا پڑین افراسیاب قریب نہ آنے دیگا لاش کو ہاتھ نہ لگانے دیگا مفت مین جان
جائیگی قران بھی بدحواس دور سے دیکھ رہے ہین افراسیاب جست وخیز کرتا ہوا ساحرہ کو ساتھ لیے ہوے
قریب آتش سوزان پہونچا دیکھا آتشباز جادو آگ مین کھڑا ہی پکار رہا ہے اے شہنشاہ لائیے لاشۂ تران مجھے
دیجیے افراسیاب نے ساحرہ سے اشارہ کیا ساحرہ نے لاشہ پھینکا حدت آتش سے قریب آگ کے نہ جا سکی
آتشباز نے بڑھکر لاشہ گود مین لیا لاشہ لیتے ہی ایک چادر مین لاشہ تران لپیٹا افراسیاب سے آنکھ ملائی کہا کیون
او افراسیاب خانہ خراب تو نے اپنے باپ کو پہچانا منم آفتاب عالمتاب عیاری نیر برج چرخ خنجر گذاری
تیرے آتشباز کو پہلے ہی پکڑ لیا اسکی شکل پر آگ مین کھڑا ہون حفظ ابن داود کو مار کر مینے روغن موسیقار لیا
تھا وہ بدن مین ملا ہوا ہے اس روغن پر آگ تاثیر نہین کرتی اسی روغن مین چادر تر کرکے لاشۂ تران لپیٹا ہے
اسکا بھی موے جسم نہین جل سکتا دیکھ آتشباز میرے پاس موجود ہے یہ کہکر لاشۂ تران کاندھے پر ڈالا آگ سے
لاشہ آتشباز نکالا ایک خنجر اسکے شکم پر مارا لاش آتشباز جلنے لگی آتش کی بارش ہوئی لاشۂ تران
لیکر عمرو اسی آگ مین کود پڑا اندر نقب لگا رکھی تھی نقب مین سے نکلگیا افراسیاب چیختا پیٹتا دوڑا عمرو
آدھ کوس بھر پر جا کر نکلا نعرے کرتا ہوا دم جرأت کا بھرتا ہوا قریب لشکر اسلام پہونچا افراسیاب جادو کے
ساحر لپٹ گئے شہنشاہ آگے نہ جائیے ایسا نہو عمرو نے کوئی جال بچھا رکھا ہو کوئی کنوان گڈھا کھودا ہو اسمین
سرکار کو گرا دے ہاتھ منہ نوٹے آخر لاشۂ تران لیکر گیا بیکیا افراسیاب غصے مین پیچتا لاشۂ تران کو سرداران
مہرخ نے گھیر لیا عمرو بھی انتہا کا بیقرار چیخین مارتا تھا لب پر آہ کے نعرے گریہ کنان یہ شعر زبان پر جاری تھا
گر بپر نود سالہ بمیرد عجبے نیست ٭ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد ٭ کیون بنیا بران مین کوکب روشن ضمیر کو
کیا جواب دونگا چراغ طلسم نور افشان گل ہوگیا سیان یہ ہنگامۂ قیامت برپا ہے کہ آسمان پہ برق چمکی ملکۂ مجلس جادو
عقب مین ملکہ تران کے چلی تھی اسوقت آنکر پہونچی آسمان سے دیکھا ملکہ تران کا لاشہ بیچ مین گرد تمام سردار پیٹ
رہے ہین شور گریہ وزاری بلند ہے ایک دردمند ایک جادوگر میدان کارزار مین للکار رہا ہے اے ملکہ مہرخ
کسی کو ہمارے مقابلے کے واسطے بھیجو تران کو تو نے قتل کیا شمع انجمن طلسم نور افشان کو بجھا دیا یہ جو آواز
کان مین ملکہ مجلس کے پڑی سمجھ گئی کہ اسی جادوگر نے مادر مہربان کو مارا ہے وہین سے نعرہ کرکے چلی اس زور
وشور سے کڑک کے مشعل پر گری افراسیاب کہتا ہوا وزرا اے مشعل بچنا یہ چھوکری بلائے روزگار ہے مجھے
میتن کم سن روح سامری اسمین سما گئی ہے مگر مجلس کب رکتی ہے لاشہ تران کو دیکھا کلیجہ پھٹ گیا غش بیق

جبندہ گرتے گرتے غنچہ مارا مشعل کے دو ٹکڑے ہوئے مجلس آسمان پر چلی افراسیاب نے دوڑ کر بطور مذکور
بندہ کیا نعرہ ہوا تم مشعل جادو مجلس گھبرا گئی لکھا ہی پانچ مرتبہ مجلس نے مشعل کو مارا جب گری دو ٹکڑے
کیا چھٹی مرتبہ آنکھ ملگئی مجلس لہرا کر گری افراسیاب نے آواز دی لاشہ اسکا لینا اک ساحر جھپٹا دوسرے
نے کہا بھائی مین بھی آیا افراسیاب سمجھا دونون میرے ملازم ہین اول والا جب قریب لاشۂ مجلس پہونچا
چاہا لاشہ اُٹھالے دوسرے نے قریب آکر خنجر مارا نعرہ کیا تم مہتر برق فرنگی مرنے سے ساحر کے اندھیرا ہوا
اُس تاریکی مین برق لاشۂ مجلس لے بھاگا جس وقت لشکر مین پہونچا سب نے لاشۂ مجلس کو بھی دیکھا جلسۂ
ساحران درہم و برہم اہالیان لشکر بھاگنے لگے اب سب کو یقین کامل ہوا کہ کوئی مشعل کے ہاتھ سے نہ بچیگا مشعل تو
طبل بازگشت بجوا کر بیٹھا اہل اسلام خاک اُڑاتے ہوئے اُسی بارگاہ مین لاشۂ مجلس و تران لائے شاہزادون نے
شور گریہ و زاری کیا ہر کس چاہتا ہی اپنی جان دیدین ان چاند کے ٹکڑون پر اپنے کو نثار کرین لیکن ملحوظ
خاطر سامعین ہو جسوقت ملکہ تران شمشیر زن ہاتھ سے مشعل کے سیارۂ گلشن جنان ہوئین صدہا طائر گوشہ صحرا
سے پیدا ہوے پرون سے سر پیٹتے ہوے درِ طلسم نور افشان کے چلے جسدن سے یہ مشعل لڑنے آیا نور افشان
جادو اُستاد کوکب روشن ضمیر آٹھ پہر پھرا کرتا ہی تدبیرین سوچتا ہی کہ کیونکر مشعل کے ہاتھ سے اہل اسلام کو بچاؤن
اسی فکر مین کہین گیا ہی لیکن آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران نور افشان انکا حال
اکثر تحریر کیا ہی یہ کسی شاہ کی بیٹیان ہین نور افشان نے انکو بفرزندی پرورش کیا حسن و جمال کا بھی انکے
ذکر کر چکا ہون کہ ہر وقت اس کوچہ مین عاشق تن جمع رہتے ہین بہت سے عاشقون نے تڑپ تڑپ کے جان
دی سامنے قصر نور افشان کے مزار عشاقان آراستہ ہین چالیس قبرین عاشقون کی اُداسی اُنپر برس رہی
ہی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ گشتہ ہائے حسرت و یاس کی قبرین ہین عود سوز روشن دھوان پیچ و تاب کھاتا ہوا
اُٹھتا ہی صاف روشن ہی کہ عاشقان زلف مسلسل کے مزار ہین چادرین پھولون کی قبر پر پڑی ہین ہر چند کہ پھول
نہ کھلنے پائے غنچۂ آرزو شگفتہ نہوئے شاخ تمنا خشک ہوئی بار غم و الم سر پر لیکر باغ دنیا سے اُٹھے جوانی سے
پھل نہ پایا کسی جگہ عاشق تن دھونی رمائے بیٹھے ہین کہین آہ کہین واہ لیکن دونون شاہزادیان قصر
نور افشان پر جلوہ فرما ہین گرد کنیزان زرین پوش دونون بہنین آپسمین ذکر کر رہی ہین آجکل ہمارے
قبلہ و کعبہ بڑے تردد مین ہین کل شب کو خاصہ بھی نوش نہین فرمایا ہمنے جو پوچھا تو یہ جواب دیا اے نور نظر
آجکل مشعل جادو مالک حجرۂ بلائے اول خروج کرکے آگیا اہل اسلام سے مقابلے پڑے ہین ہر چند

گروہ ساحر زبردست نہین ہو لیکن یہ بڑے غضب کی بات ہی کہ مرکر زندہ ہوتا ہی مصیبت لشکر اسلام پر دل رکھتا ہی
آج بھی صبح سے کہین تشریف لیگئے ہین ہلال نے جواب دیا ہو اچھا اسوقت مین اہل اسلام کا ساتھ دین لڑین
ہمارے قبلہ وکعبہ کا نام روشن ہو ابتک ہمارے قبلہ وکعبہ نے لشکر کشی کی شرم کی بات ہی کہ اسوقت مین طلسم کشا
کی مدد نہ کرین نہین معلوم ہمارے سرور قلب کوکب روشن ضمیر ملکہ برّان شمشیر زن کس مقام پر ہین یقین ہی
وہ ضرور گئی ہون انکو اہل اسلام کا بڑا خیال ہی ارے خبر تو منگوا اور پوچھ کنیزین جائین اپنی آنکھون سے کل کیفیت دیکھ
آئین یہ کلام ناتمام تھا دیکھا چند طائر پرون سے سر پیٹتے ہوے آتے ہین منقارین کھلی ہوئی صدا ہے ہیہات و
افسوس بلند صاف ظاہر ہی کہ کسی کے سوگ مین ہین ہلال نے کہا لو بہن خدا خیر کرے طائرون کو دیکھکر ہوش اڑ گئے
اور طائر وحشت ہو گئے ایک طائر قریب قصر نور افشانی لہرایا ہلال نے اشارہ کیا طائر ہاتھ پر آبیٹھا آفتاب نے
پشت پر طائر کے ہاتھ پھیرا اور پوچھا ای طائر خیر تو ہی کیون آنکھون سے آنسو جاری ہین طائر سر پیٹنے لگا کہا ای ملکہ عالم برّان
ومجلس جادو وبہار ومخمور وغیرہ ہاتھ سے مشعل کے سیار گلشن جنان ہوئین ہم خبر مرگ برّان لیکر نکلے ہین
سر پیٹتے پھرتے ہین اب خدمت مین کوکب کی جائینگے یہ خبر دہشت اثر سنائینگے یہ کہکر طائر جل گیا خاک سے بھی
طائر کے صدائے ہیہات وافسوس آئی دونون شاہزادیان سر پیٹتی ہوئی طاؤسان زرین بال پر سوار ہوئین
کنیزون سے کہا قبلہ وکعبہ سے کہدینا کہ آپکی کنیزین برائے ملاقات برّان گئی ہین اب ہمین نہ تلاش کیجیے گا عدم
مین ملاقات ہوگی اگر تامل کرین حضور کے واسطے بدنامی ہی یہ کہکر اول آفتاب گوہر دندان تڑپ کے آسمان
مین دوڑی جانب لشکر اسلام کے چلی عقب مین اپنی بہن کے ملکہ ہلال گوہر دندان بھی روانہ ہو

دو کلمہ داستان حیرت عنوان مشعل جادو وآمد آفتاب گوہر دندان وہلال گوہر دندان دختران نور افشان وعیاری خواجہ عمرو لائق ملاحظہ ناظرین والا تمکین

خمسہ

لب ہلا سکتے نہین زخمی نگاہ یار کے — کس طرح عقدے کھلین قاتل تری گفتار کے
بیچے دیکھے نہین اس باڑھ کے اس دھار کے — تیغ مین جوہر کہان اس ابروے خمدار کے
زخم دکھلائی نہین دیتے ہین لیس تلوار کے

پھول ہون کیونکر عزیز ایسے کسی گلزار کے — تار گیسو کے نکلتے ہین عنبر تاتار کے
وصل کی شب مین مزے ہین وصل کی بازار کے — ڈالدیتا ہون جو مین انکو گلے مین یار کے
بوے یوسف آنے لگتی ہی گلون سے ہار کے

اب بھلا کیا ہون نظارے آتشین رخسار کے
ولولے نکلے نہ آخر خاطر بیمار کے
ہو گئے غش چاہنے والے جمال یار کے
رہ گئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے
مار ڈالا اک ہی بیکرنے جھرمٹ مار کے

کسقدر عاشق ہین یارب اس بت عیار کے
ٹکٹکی باندھے ہوے سب لوگ ہین بازار کے
چار شور ہتے ہین نالے کا فزو دیندار کے
حلقۂ چشم ہی روزن ہین قصر یار کے
جن چرھے اسپر ہیٹھے سائے مین دیوار کے

دلسے وارفتا ہین تیرے قد کے اور رفتار کے
گر میتسر ہون تو نظارے ترے رخسار کے
قبر بھی مر کر بنے نیچے تری دیوار کے
گوش افسانے سنے جو تجھسے خوشرو یار کے
آنکھ دے اللہ تو قابل ترے دیدار کے

شہر مین شہرے ہین اس تیرے حسن نثار کے
حور کی آنکھون کے پردے پڑے ہین تار کے
تار چلمن کے ہین ڈورے چشم آفت کار کے
حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے
جن چرھے اسپر جو بیٹھے سائے مین دیوار کے

دھیان مین گھلتا ہون انکے چاند سے رخسار کے
رات کٹتی ہی بڑی مشکل مین نعرے مار کے
چاندنی کے پھول ہین یا زخم جسم زار کے
دن بسر ہوتا ہی یون سودے مین زلف یار کے
دھوپ سے اٹھے تو بیٹھے سائے مین دیوار کے

قد ہی تا حشر بالا زلف شبگون ہو دراز
بس حضور اب عاشقون نے ہو چکے انداز ناز
اک جہان ہی آپکا شیدا لے حسن سحر ساز
فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز
گل بھی سبزے کی طرح پامال ہون رفتار کے

ہمسری سنبل کو اسکی زلف سے زیبا نہین
تو نہالان چمن مین رنگ یہ دیکھا نہین
یار کو دعوی گل اندامی کا کچھ بیجا نہین
لالہ بھی داغی غلام اس گل سے چہرے کا نہین
سرو بھی ہین بندۂ آزاد قد یار کے

ہی خزان ساری بہار گردش لیل و نہار
ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار
عیش مین بھی سوچتا ہون ہر گھڑی انجام کار
چھوڑ کر ہمنے امیری کی فقیری اختیار

بوریے پر بیٹھے ہیں قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہیں جو ہیں مستانِ عشق
جسم و جان قلب و جگر ہیں تابعِ فرمانِ عشق
جسم پر زیبا ہی ہے خلعت سامانِ عشق
دیکھیے کس سمت کو بھجواتے ہیں سلطانِ عشق

کوہ و صحرا دو علاقے ہیں اسی سرکار کے

راحتِ روح و جگر ہی بوے زلفِ تابدار
حضرتِ خضر و مسیحا کی مدد ہی ناگوار
زیست کا نقشہ دکھاتا ہی رخِ معجز نگار
مرہم زنگار ہی زخمی کو خطِ سبز یار

خالِ لب حبِ شفا ہی واسطے بیمار کے

خالِ رخ پر کیجیے ساتون ستارون کو سپند
گورا چہرہ روشنی میں چاند سے بھی ہی دوچند
نور کے سانچے میں ڈھالا ہی خدا نے بند بند
دیکھ کر آئینہ کہتا ہی وہ آرایش پسند

طرے کے قابل ہی سر گردن ہی لایق ہار کے

حسن کے مذہب میں فرض پنجگانہ عشق ہی
اور لوگون کو یہ اندازِ زمانہ عشق ہی
عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہی
ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہی

کن سزا ہی آنسے ہو سائل جو ہون بیمار کے

جانِ عالم کی طرح جلوے ہما کے پر کے ہون
یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون
پھول قیصر باغ کے قربان تاجِ سر کے ہون
خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون

طرے جتنے ہین وہ جا ہین تری دستار کے

خندہ زن رہتے ہین چشم زخم سے کچھ مطلب نہین
عیش پر مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین
کاروبار زندگی سے ہم سے کچھ مطلب نہین
کام ہی اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین

مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بارہا
دل کا وہ کن چھان ڈالے ہین مژہ نے بارہا
منھ کو شرما کر چھپایا مہر و مہ نے بارہا
باغ مین پی ہی شراب اُس گلکلہ نے بارہا

جیتھڑے اکثر کیے ہین لا کے کی دستار کے

بیا ای خرد مند شیرین کلام		بیا ای ہنر مند فرخندہ نام	دگر	بیا ای خوشی عبرت طراز نی

بیا ای راقم حیرت طرازی	کجا بودی بیا ای قصہ پرواز	بیا ای جان من ای شوخ طناز
قلم مضمون نو دمساز سازم	بہ بین این قصہ را آغاز سازم	گل باغ مضامین بو نمایم
سوے گلزار مطلب رو نمایم	چمن پیرای این شیرین حکایت	نویسد نامہ حرف شکایت

لشکر ظفر اثر مین ملکہ مہرخ کے تلاطم برپا ہی آب و دانہ حرام آٹھ پہر رونے سے کام عمرو دیوانہ وار وحشی
مثال مارا مارا پھرتا ہی کبھی لشکر افراسیاب مین جاتا ہی کبھی سر پر خاک اڑاتا ہی کبھی سوچتا ہی کہ اے فلک
کج رفتار گردون غدار نے کیا رنگ دکھایا خدانخواستہ اگر یہ خبر وحشت اثر لشکر مین امیر حمزہ کے
پہونچ گئی وہ سوختہ آتش دوری و افروختہ شعلہ مہجوری فراق نصیب معشوق سے دور رنج و
الم سے قریب خانہ اندوہ و الم کا مہمان شاہزادہ ایرج نوجوان سن لے فورًا اپنے کو ہلاک
کرے یا جب کوکب کو یہ خبر پہونچیگی یقین ہی گلا کاٹ کے مرجائیگا مین کیا اُسکو روے سیاہ دکھاؤن ڈوبکر مر
جاؤن یہ گمان نہ تھا کہ مشعل یہ دلسوزی کرے گا ایسی ایسی نازنینان مہ جبین کو جلا دیگا ہمارا کچھ زور نہ چلیگا
یہان تو یہ قیامت برپا ہی افراسیاب کے لشکر مین سامان عیش و نشاط لشکر اسلام مین صدا رونے کی ہی لب
گریان و نالان سامان بیقراری و اشکباری وہان جشن کی تیاری ہی آج افراسیاب اپنے کو بھولا ہوا
مشعل آگ خوشی سے تخت پر بیٹھا دو چار طفلان خوبصورت جابجا سے ممکن کیے خدمت مین اُس مردود
ازلی کے حاضر ہوے لیکن لرزان و ترسان صورت بد کو اُس بھیانک دیکھتے ہین مُنھ سے ڈر کے مارے نہین بول سکتے
شراب خواری کر رہا ہی کہتا ہی ای افراسیاب عمدہ شراب منگوا ما بدولت کو نشہ نہین ہوتا جلد ہی
اگر شراب عمدہ نہ ملیگی ما بدولت اور اقلیم مین چلے جائینگے افراسیاب جادو نے کہا مین نے
میخانے درست کرائے بڑے بڑے کارگذار بلائے براے انتظام مین اپنی ذات سے موجود ہون حضور
پر واضح ہی کہ مین نے کلیجے پر اپنے چھری پھیر ناگوارا کری مخمور و بہار جادو کا غم سہا زبان سے کچھ
نہ کہا آج طبیعت بہت خوش ہی چراغ طلسم نور افشان گل ہوا برق نے بہت ستایا تھا دریاے
خون رواں خشک کیا ایل پریزادان توڑا بڑے بڑے ملک تباہ کیے اب دیکھیے میان کوکب کیا کرتے
ہین مگر اب میدان کارزار مین بہت ہوشیار رہنا مناسب ہی گمان غالب ہی کہ خود کوکب میدان جنگ
مین آکے آپ سے مقابلہ کرے ایسی صاحب شوکت بیٹی اُسکی قتل ہوئی طلسم نور افشان کی رونق مٹی مشعل
نے جواب دیا ای کافر افراسیاب وہ کیا ہی اگر وہ نہ آئیگا مین خود طلسم نور افشان مین گھس جاؤنگا مثل

نقش قدم اُس تاجدار کو مٹا دونگا بلکہ نامہ لکھکے روانہ کردے کہ اے کوکب تمھاری بیٹی کو مٹایا اب تمھارا بھی وعدہ برابر آیا کہانتک طلسم نور افشان مین چھپو گے میدان کارزار مین آؤ کچھ شعبدہ سحر سازی دکھاؤ افراسیاب نے کہا میرے لکھنے پر کیا موقوف ہے وہ آٹھ پہر اسی فکر مین مصروف ہے فوراً آئیگا خبر اُسکو پہونچیگی تبران کا مرنا ایسا ہے زمین طلسم نور افشان تھرا رہی ہوگی طائران سحر نے کوکب کو خبر پہونچائی ہوگی جب تبران گری تھی چند طائر گوشۂ صحرا سے پیدا ہوے ماہ دولت نے خود دیکھا سر پیٹتے ہوے چہار جانب گئے چند اُسمین سے قصر جمشیدی پر گئے ہونگے کوکب کو خبر پہونچی ہوگی اب تامل بیکار ہے اگر حکم ہو طبل جنگی بجواؤن مشعل نے اشارہ کیا تامل نہ کرو طبل جنگی بجوا و نقارہ رزمی پر چوب پڑی زمین تھرا اُٹھی ہرکارے بھاگے بارگاہ مہرخ مین روتے پیٹتے آئے یہان سب گریان و نالان ہرکارون نے ہاتھ اُٹھا کر دعا جان درازی کی نظم

ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو
طریق رہبری مین خضر ہو جب تک بہ اثبات فن
رہے ادریس تا قطع تعلق سے جہان مسکن

دیگر

شمیم خلق سے تیرے جہان یکسر معطر ہو
سہارا ہووے تا بحر غریق الیاس کا دامن
مسیحا کا ہو بالاخانہ تا خورشید سے روشن

چراغ عمر سے تیرے جہان سارا منور ہو
فروغ اسلام کو ہو رونق دین پیمبر ہو

اے شہنشاہ گیتی ستان آج تو افراسیاب خانہ خراب اپنے جامہ سے باہر ہے بڑی خوشیان کر رہا ہے مشعل نے پھر طبل جنگی بجوایا کل اُسکا ارادہ ہے کہ پھر معرکہ آرا ہے نبرد ہو ملکہ مہرخ نے سنکر سر جھکا لیا طرف عمرو کے دیکھا عمرو نے کہا ساتھ مایوسی کے کہ خیر بسم اللہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے اُسی وقت نقارہ رزمی بجا ملکہ مہرخ نے خواجہ عمرو سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری بوقت سحر اُسکو کلام کرنے کی مہلت نہ ملیگی چار پہر کی فرصت ہے آپ جلد اسد و حسینون کو زنبیل مین چھپالین طرف کوہ عقیق کے چلے جائین مشعل کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا اگر لاشے اُٹھا کر رکھے تھے اسکا انجام کیا روحین سب کی اُسکے قبضے مین عقاب جادو ساحر زبردست قفسہائے آہنی کو لیے اک بارگاہ مین بیٹھا ہے اگر ہم اُن طائرون کو پا جائین تو کیا کرین ہم اس عمل سے نہین آگاہ ہین کہ روحون کو جسم مین داخل کرین پس ہمارے نزدیک سب اموات بیکار رہین بلکہ آجکی شب یہ سعادت حاصل کیجیے ان بیچارے کشتگان حسرت و یاس کو گوشۂ قبر مین دفن کیجیے فاتحہ خیر تو پڑھ لین ہماری تقدیر مین یہ بھی نہین ہے کوئی ہمین دفن کریگا کون

فاتحہ خیر پڑھیگا لاشے زمین مین پڑے رہینگے جفاے صحرا سہینگے ان باتون پر ملکہ مہرخ کے شور گریہ و
زاری بلند ہوا عمرو نے ضبط کر کے جواب دیا اے ملکہ مہرخ صاف تو یہ ہے مین اسد سے تم سب کو بہتر جانتا
ہون بندگان خدا غریب الوطن گرفتار محبس رنج و محن جو کچھ جسپر پڑیگی جھیلیگا تم سبھون کی صلاح سے اسد
کو چھپایا جو انکے مزاج مین آئیگا وہ کرینگے ہم کل تمھارے ساتھ میدان کارزار مین مرینگے علاوہ ازین
اسد غازی جانا قبول نہین کریگا جسوقت ہوشیار ہوگا اپنا گلا کاٹ کے مرجائیگا نہ گھبراؤ وہ حافظ حقیقی
مالک تحقیقی مسبب الاسباب کوئی سبب پیدا کریگا کل دیکھ لینا یا ہمنے مشغل کو مارا یا ہماری بھی اسکے ہاتھ سے
موت ہے لطف زندگی دلسے فوت ہے مہرخ نے کہا خواجہ مشغل کو کس کس نے نہین مارا لیکن انجام کیا ہوا
تین روپیہ کا توکر افراسیاب کا مرگیا تیر و تلوار بالکل بیکار اگر وہ بے حیا زخمی ہوا اور جسم مین اتر گیا کوئی
کیا تدبیر کرے جو مینے عرض کیا بس اب وہی انتظام کیجیے ہم کل لڑینگے مرینگے ہزاران نامی جان نثاران
گرامی موجود ہین انکا غم و الم نہ دیکھینگے عمرو نے کہا اے ملکہ وہ مسبب الاسباب ہے زبان سے کہنا
بیکار ہے جو کچھ ہوگا دیکھ لینا دیوار دارد و رہم گوش دارد یہ کہکر عمرو نے چالاک و برق کو بلایا کچھ آپسمین
سرگوشی ہوئی سردارون مین بھی صلاح ہو رہی ہے سحر آراستہ کر رہے ہین ناگاہ انجمن انجم مین آثار انتشار
ظاہر ہوے شہہاے ثابت و سیارگان پر زردی آئی رنگ روے ماہ تابان فق ہوا محفل پرنور برہم ہوئی
ضیاے ماہ کامل کم ہوئی نیر اعظم بلند شوکت و حشم مشعل مہر عالم افروز لیکر مشرق سے برآمد ہوا طائران صحرا
آشیانون سے نکلکر حمد مین اپنے معبود کی مصروف ہوے نسیم سحری اٹکھیلیان کرنے لگی دم محبت باعنادل
دفعتاً دم بھرنے لگی گلون نے آب شبنم سے منھ دھویا طفلان غنچہ نے بھی زبان کھولی شاخین بار اثمار سے
نہال فرط خوشی سے ہر گل کا چہرہ لال زرگل سے سبز بختان چمن مالا مال نرگس شہلا کو دیدہ بازی مین کمال سنبل
نے گیسوان عنبرین کو سنوارا سوسن نے زبان کھولی گلچین و باغبان کو للکارا ہواے سبز عیسی دم مسیح نفس
چل رہی ہے عندلیبان خوشنوا چہچہہ زن رنگین مزاجی سمن یاسمن کی ناگاہ صیاد باغ پربہار اعنی مشغل نابکار
خواب خرگوش سے بیدار ہوا مست شراب نخوت حریص طینت میمون خصلت افراسیاب خانہ خراب واسطے
سلام کے آیا دیکھا مشغل نشے مین شراب کے چور ہے لاشہاے طفلان حسین فرش پر پڑے ہوے چند غلام
بے حیا کے گرد حاضر ہین افراسیاب کی آنکھون مین خون اتر آیا لڑکون کے لاشے دیکھکر گھبرایا عرض کی
اے شہنشاہ مشغل اس بدبخت کو موقوف کیجیے ورنہ میری عملداری مین خلل آجائیگا ہر شہر و دیار مین ظالم مشہور ہوا

اہالیان فوج بھی برہم ہیں ایک سردار کے ہاتھ سے آپ چار چار مرتبہ قتل ہوتے ہیں جب بندہ سامری کو
پکڑ کے گردن مروڑتا ہوں اُسکے عزیز بیقرار ہو کر روتے ہیں یقین ہی میرے دامن گیر ہوں یہ سُنکر مشعل
مشل شعلہ جوالہ بھڑکا کہا کیوں افراسیاب کیا ماہدولت نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ ہم کو حجرے سے
نکالو تو نے یہ اعزاز و اکرام کیا اپنے معشوق کا خون پلایا او جلاد تجھکو رحم نہ آیا ماہدولت کو ظالم بتاتا ہی ماہدولت
ابھی چلے جائینگے ان دونوں خاطروں میں اگر فرق پڑیگا بہت بڑی طرح پیش آئینگے افراسیاب تھراگیا
بیرون بارگاہ آیا مشعل کی سوار ہونے کی تیاری ہوئی افراسیاب غصے میں خاموش نہل رہا ہی ملکہ
حیرت جادو بارگاہ سے برآمد ہوئیں گرد مصاحبان دمساز کنیزان ہمراز حیرت نے دیکھا شہنشاہ خاموش
کھڑے ہیں پوچھا کیوں حضور کیسا مزاج ہی آج حضور کیوں خاموش ہیں افراسیاب نے کہا ای ملکہ کیا کہوں
کس عذاب میں ہوں مشعل عجب طرح کا بے حیا ہی لاشہائے طفلان خوبصورت کہاں چھپاؤں ہر دیہات و
قریات والے ڈھونڈھتے پھرتے ہیں وہ مغرور اپنی ہی کہتا ہی کہ اگر طفلان خوبصورت نہ ملینگے ماہدولت قیامت
برپا کرینگے کیا کہوں حرامزادے کو چیر کر پھینکدونگا ساری مصاحبت بھلا دونگا ماہدولت سے ایسا کلام کیا
بڑا مغیرت ہی حیرت نے کہا ای شہنشاہ حضور کے خوف سے کچھ کہہ نہیں سکتی آپ کے ملک میں غدر ہو گیا
سب آپ کو بُرا جانتے ہیں یہ بدعت طفلان حسین ایسی مشہور ہوئی کہ ہر کس اعتراض کرنے لگا افراسیاب
نے کہا دیکھیے کیا ہوتا ہی سحر میں ایسا کم ہی جو سردار آیا اُسنے مار لیا ماہدولت میدان میں مشقت کرتے
کرتے تھک جاتے ہیں یکایک پردہ اُٹھا مشعل برآمد ہوا تخت پر سوار طفلان حسین ہمیں و یسار شراب
کے قرابے رکھے ہوئے میخواری میں مصروف تمام لشکر تیار ہوا جس نے مشعل کو دیکھا گالیاں دینے لگا
آپس میں کہتے ہیں یا سامری جمشید اس بلا کو ہمارے سر سے دفع کرو آپس میں کہتے ہیں یارو لڑائی
میں اگر اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوتے تھے اسکا افسوس کیا یہ گردن مروڑی جانا بہت شاق ہوتا ہی
دیکھو مردے ساتھ میں ہمارے ہی لشکر کے جوانان جنگجو ہیں لشکر میں تہلکہ ہر ایک کو اپنی جان کا خوف اُدھر
بوقت سحر خواجہ عمرو دربار میں آئے ملکہ مہرخ کو تخت پر سوار کیا یہ کہدیا کہ ملکہ خبردار تم نہ نکلنا اگر خدا
نخواستہ تم پر کوئی اُفتاد ہوئی فوج برباد ہوئی پھر لشکر کا تھمنا بہت دشوار ہی آج انشاءاللہ تعالے
یا تو اس ملعون کی گردن لی یا اپنی بھی جان دی مہرخ نے کہا خواجہ کونسی صورت ہی روبرو ے
افراسیاب کیا ہو سکتا ہی عمرو نے کہا جو کچھ ہو گا کھل جائیگا یہ کہکر عمرو نے برق و چالاک کو

کچھ اشارہ کیا یہ دونوں بادشاہ عیاری سے آراستہ ہوکر نکل گئے عمرو نے بھی اپنے کو قطورۂ زنبقی سے آراستہ کیا ایک جانب نکلگیا ملکہ مہرخ معہ سرداران نامی وساحران گرامی میدان کارزار مین آئین دیکھا لشکر افراسیاب مثل مور وملخ کے جمع ہے صفین جمین لیکن ملکہ مہرخ کو بھی خبر پہونچی کہ لشکر افراسیاب بھی بیدل ہے بدعت مشعل نے سب کو پریشان کیا ہر دیہات وقریات مین یہی ذکر ہے اپنے لڑکون کے بچانے کی فکر ہے چند وپرند نے آکر عرض کی آج لشکر افراسیاب مین عجب چرچے ہو رہے ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا ہمین پرائے لشکر سے کیا مطلب اپنی خیر مناؤ ہرچند خواجہ عمرو نے سمجھایا مین آج نہ مانونگی مین سب کے پہلے میدان کارزار مین جاونگی سردار آنکھون مین آنسو بھرے کھڑے ہین روے زیبائے مہرخ کو بحسرت دیکھ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے اے پروردگار ہمارے بادشاہ کا رنج وملال ہمکو نہ دکھانا ہر شخص پریشان وحیران اس عرصہ مین صفوف قتال وجدال آراستہ ہوئین نقیب نکلے اشعار عبرت آمیز پڑھکر ہٹے صفون پر سناٹا آیا مشعل تخت سے اُترا حیرت جادو سے اجازت لی افراسیاب سے کہا اے مقبول بارگاہ سامری ماند دولت میدان کارزار مین جاتے ہین ہوشیار رہنا افراسیاب نے کہا سب سامان حاضر ہے مشعل میدان مین آیا نعرہ کیا زمین کانپی لشکر مہرخ مین ہنگامۂ عظیم برپا ہوا ہر ایک سردار چھپا پھرتا تھا چاہتے تھے کنوئین مین گرین لیکن اس ملعون ناری کے سامنے نہ جائین ملکہ مہرخ یہ حال دیکھکر تخت سے کود پڑی قصد ہوا میدان کارزار مین جائین فولادی گولہ ہاتھ مین اسباب بحر تیار فرمایا یارو یہ گولا انشاء اللہ کلیجے کو بے حیا کے برمائیگا اپنے افعال قبیح پر شرمائیگا سردارون نے کہا ہم آپ کو نہ جانے دینگے ہم آپکے سامنے مرینگے ملکہ مہرخ نے نہ مانا پیدل غصے مین چلی گوسے کو چرخ دیتی ہوئی سردار سر پیٹتے ہوے ساتھ ہر مرتبہ ملکہ مہرخ دامن چھوڑاتی ہین ہر مرتبہ شاہزادیان دامن دولت سے لپٹ جاتی ہین یکایک آسمان پر برق چمکی ملکہ ہلال گوہر دندان دختر شہنشاہ نور افشان آسمان پر ظاہر ہوئین حقیقت مین چہرۂ آفتاب عالمتاب مثل عروس شب اول آراستہ وپیراستہ سرو نوخاستہ گلرو دہن تو خوشخو خال ہندو چشم جادو لیکن دونون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے صدف چشم گوہر آبدار اشک کی لڑی بندھی ہوئی ہے لشکر مین جو تلاطم دیکھا مشعل کو میدان مین پایا یقین کامل ہوا یہی قاتل برادران شمشیر زن ہے مثل برق چمکی نعرہ کیا منم ملکہ آفتاب گوہر دندان دختر بلند اختر نور افشان سب نے دیکھا مشعل حیران ہوکر رہگیا آفتاب جلال مین گری نیمچہ مارا مشعل کے دو ٹکڑے ہوے خوشی مین آگ بلند ہوئی افراسیاب نے فوراً اُسکی روح کو طائر مین لیا طائر نے جسم مین جادوگر کے آیا چند قدم بھاگی

ہوئی تھی کہ کان میں آواز آئی ہم مشعل جادو آفتاب گوہر دندان گھبرا گئی کہ یہ کیا معرکہ درپیش ہوا
یہ کیسی آواز آئی گھبرا کر زمین پر گری دیکھا یہ تو اور کوئی ساحر ہے حیرت میں آکر دیکھنے لگی مشعل جادو نے
سر اُٹھا کر آنکھ چار کی آنکھ چار ہونا غضب ہوا آفتاب گوہر دندان کا چہرہ زرد ہو گیا ہاتھ پاؤن سرد ہوئیں
درد لہرا کر زمین پر گری مشعل جادو نے روح کو لیا جسم طائر میں بند کر کے عقاب جادو کو دیا لشکر اسلام
میں غریو ہوا حسن و جمال سن و سال آفتاب گوہر دندان کا دیکھکر دشمن بھی رونے لگے ہر طرف سے
صدائے گریہ و زاری آئی زمین میدان کارزار تھرائی ایک جادوگر بڑھا کہ لاشہ آفتاب گوہر دندان کا
اٹھا لون جا کے آگ مین پھینکون افراسیاب جادو بھی بشکل تصویر بغور حیران حیران دیکھ رہا ہے جو جادوگر لاشہ
اٹھانے چلا تھا قریب لاشہ آفتاب گوہر دندان پہونچا وہان پر ایک نخل تھا سر نخل سے آواز آئی او
بے حیا کیا کرتا ہے شاخ نخل پر مہتر قران چھپا ہوا بیٹھا تھا کود پڑا ساحر حیران و پریشان ہوا کیا بلا آئی مہتر قران
نے کودتے ہی بندہ مارا ساحر کا سر کھینچا مہتر قران نے لاشہ آفتاب گوہر دندان اُٹھا کر دوش پر ڈالا بھاگ کر
لشکر اسلام مین آیا لاشہ آفتاب گوہر دندان دیکھکر سب رونے لگے شور گریہ و زاری بلند ہوا مشعل جادو
جھوم رہا ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا ہم ملکہ ہلال گوہر دندان ماگتی ہوئی پکارتی ہوئی کیون بہن آفتاب
تمہارے ماہ حسن پر زوال آیا ہلال بدنصیب انگشت نما ہونے کو زندہ رہی پہلے مجھکو موت نہ آئی یہ کہتی ہوئی
مشعل جادو پر گری اب اسوقت نہ لشکر اسلام کا شمار ہے نہ لشکر افراسیاب کو کوئی دیکھتا ہے ہزار ہا ساحر
میدان مین کھڑے چپ رہے ہین افراسیاب جادو بھی خاموش آتنا افراسیاب جادو نے دیکھا کہ
ہلال گوہر دندان نے گھتے گھتے ہلال زرین چولی سے نکالکر مشعل جادو پر مارا مشعل جادو نے
چاہا رد کرون یہ وار کب رکتا ہے گلوگاہ پر ہلال زرین پڑا مشعل جادو کا سر کٹکر دھڑ سے گرا ہلال چمک کر
آسمان پر پہونچی نعرہ کیا بہن کے خون کا مینے بدلا لیا افراسیاب جادو جھپٹا طائر کی گردن مروڑتا
ہوا ایک جادوگر افراسیاب جادو کی پشت پر کھڑا تھا اُسنے کہا اے شہنشاہ داہنی طرف سے طلسم
نور افشان کے ابر عظیم اُٹھا ہے شاید کوکب روشن ضمیر آتا ہے افراسیاب جادو پلٹا روح مشعل جسم ا
مین گھبرا رہی ہے سر زمین مین تڑپتا ہے آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہے کہ افراسیاب جادو جلد آئے ایسا
نہو روح جسم سے نکل جائے ایک جادوگر بلا نیلکنٹھ ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑا تھا جھپٹ کے قریب
مشعل جادو آیا نیلکنٹھ کو دہن سے مشعل جادو کے ملا دیا روح مشعل جادو نیلکنٹھ مین تڑپ آئی

بیان افراسیاب جادو بلنا ابر وغیرہ نہ دیکھا ساحرے کہا ارے ابر کہان گیا جادوگر غائب ہوا افراسیاب
گھبرایا کہ یہ کیا شعبدہ تھا دوڑا کہ مشغل کی روح نہ نکل جاے دیکھا ایک جادوگر نے غلیلنہ مین لیا لیکن منقار
کو تار ہاے آہن سے باندہ رہا ہی غلیلنہ سے آواز قون قون کی آتی ہی اُس قون قون مین صاف صدا آتی
ہی افراسیاب دوڑ مجکو عمرو لیے جاتا ہی عمرو نے شیر نعرہ کیا منم ہزبر دشت طراری گوہر آبدار بحر زخار عیاری
سرکوب ساحران ریش تراشندہ کافران عیار زلزلہ ثانی سلیمان طرار خنجر گذار عمرو نامدار نعرہ عمرو

گزران استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گذاری

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار

بباغ دین زمکرش گل بیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

او افراسیاب خانہ خراب دیکھ شمع حیات مشغل کو گل کرتا ہون غلیلنہ مین اس بے حیا کو بند کیا دیکھ لیے جاتا
ہون یہ کہتا ہوا عمرو بھاگا قون قون کی آواز آتی ہی اب صدا خفیف ہوتی جاتی ہی عمرو نے منقار کو آہن کے
تارون سے باندھا آنکھون مین ٹانکے دیتا ہوا مقام بدن کو بھی باندھا کوئی روزن کھلا نہ رہے جال الیاسی
مین لپیٹ کر زنبیل مین رکھا صداے مشغل جادو آنا موقوف ہوئی افراسیاب جادو دوڑا آواز دی
ارے ان سب کو مار لو نعرہ کیا او عمرو نہ جانے دونگا عمرو نے توگلیم اوڑھ لی لیکن افراسیاب جادو
فوج مہرخ پر جا پڑا طبقے زمین کے ہلانے لگا آگ برسادی جب گولہ مارا دو دو کے سر پھٹ گئے
سنگ ریزے پھینک دیے تیر برسنے لگے افراسیاب نے دم بھر مین شہرا اُگر دیا یہ کہتا ہوا دوڑا
کہ اب مین اُن لاشون کو تو جا کر پھونکے دون ہر چند کہ روح سب کی میرے قبضے مین ہی جسم تو سب کے
لیکر جلا دون ملکہ مہرخ بھاگ کر اُس خیمے کے دروازے پر آکر رکی جسمین لاشے رکھے ہین ہلال
گوہر وندان بھی ملکہ مہرخ کے ساتھ لڑ رہی ہی ہر چند کہ افراسیاب جادو پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا
لیکن افراسیاب جادو پر سب برس پڑے افراسیاب جادو سب کی چوٹین کھاتا ہوا زمین کے
طبقے ہلاتا ہوا سامنے اُس خیمے کے پہونچا دیکھا سب سرداران مہرخ ڈٹے ہوے گرد خیمے کے موجود
ہین لیکن سب زخمی ہین افراسیاب جادو کے سحر نے قیامت برپا کی پکار رہا ہی او مہرخ عمرو کو حوالے
کردے غلیلنہ مجھے دیدے مین جان بخشی کرونگا الٹ جاؤنگا ملکہ مہرخ نے آواز دی او افراسیاب
ہم آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین عمرو پر ہمارا کیا اختیار ہی جو تجھ سے ہو سکے وہ کر ہم سب سینہ سپر ہین
افراسیاب جادو نے کہا خیمے کے سامنے سے ہٹو سب کے مردے لیجاؤنگا ابھی جا کر پھونک دونگا

کچھ تو میرے دلکو صبر آئے خالی آج نہ پلٹونگا طنابین آسمان کی زمین پر کھینچ دونگا ملکہ مہرخ وغیرہ سنے
سحر کی افراسیاب جادو پر بوچھار کی افراسیاب جادو سب کے سحر دفع کر کے آگے بڑھا سنگ خیج
اٹھا کر مارے پتھر برسے ہزارہا کے رچپٹ گئے آخر تاب نہ لا سکے سب بھاگے افراسیاب جادو نے دیکھا
ملکہ مہرخ وغیرہ دور جا کر کھڑی ہوئی در خیمہ پر ستنا پردہ اٹھا ہوا نازنینان مہ جبین کے لاشے چارپائیون
پر پڑے مین کنیزین جو رو رہی تھین وہ بھی بھاگین افراسیاب جادو سمجھا کہ مین لاشے سب کے قبضے مین
کرون آتش سحر مین سب کو جلا دون دیکھا گرد خیمے کے دھوان چھا گیا خیمہ چھپ گیا افراسیاب جادو
نے للکارا کسی نے سحر کیا ہی خیمے کو چھپایا ہی زمین مین گولہ پڑا تھا اٹھا کر طرف دھوئین کے مارا گولہ جب
قریب دھوئین کے پہونچا دھوئین سے اک سنہرہ پنجہ پیدا ہوا اُس سنہرے پنجے نے گولے پر تھپکی ماری وہ گولہ قریب
افراسیاب جادو آگرا دھوئین سے آواز آئی او افراسیاب لاشون کے لیے اپنی جان نہ دے
اسی مین خیر ہی کہ چلا جا ابکی اگر گولہ دھوئین پر ماریگا تیرے سر پر پڑیگا او مردود دماغ سے غرور ہتین نکلتا
بس ہوا بس جا زیادہ کد و کوشش نہ کر اپنے گھر کی جا کر خبر لے دیکھ وہان کیا گذری یہ خبر دھوئین سے آواز
آئی افراسیاب جادو اور زیادہ جلا یا دھوئین پر نگاہ ڈالی آتش قہر شعلہ زن ہوئی پکار کر آواز دی
ارے کوئی حاضر ہی افراسیاب کا یہ کہنا تھا آسمان پر برق چمکی دیکھا اک پری زاد طبق زرین ہاتھ مین
جسمین چند گولے آہن کے لا کر افراسیاب کو دیے پری زاد تو چلی گئی افراسیاب جادو نے گولہ
چرخ دیگر دھوئین پر مارا گولہ جا کر ٹھپا سنہرہ پنجہ پھر پیدا ہوا گولے پر تھپکی پڑی قریب پانون کے افراسیاب
کے آگرا افراسیاب نے جست کی ورنہ گولہ پانون پر پڑتا جست کرنے سے بچا یہ افراسیاب جادو
کو بہت ناگوار ہوا گولہ جیب سے نکالا اسم سحر پڑھنے لگا جب اسم پڑھ چکا پیشانی پر نشتر مار اخون اپنا
گولے پر ڈالا جھٹکر آواز دی اگر یہ گولہ آسمان پر مارون طنابین آسمان کی زمین پر کھینچلون طبقات
زمین آسمان پر اڑا دون گولے کو تیار کر کے قصد کیا کہ دھوئین پر پھینکون دھوان شق ہوا آواز آئی
او افراسیاب خانہ خراب او مغرور متکبر ادھر دیکھ خبردار گولہ نہ پھینکنا ورنہ تیرے سینۂ پر کینہ پر پڑیگا
ہم جانتے ہین تو سخت جان ہی مگر ہڈیان تو ٹوٹ جائینگی مدت تک یاد کریگا اپنی نانی دادی سے فریاد
کریگا افراسیاب جادو نے سر اٹھایا دیکھا نور افشان جادو غصے مین کھڑا ہوا کانپ رہا ہی افراسیاب
نے کہا اے نور افشان ہٹ سامنے سے مردون کو نہ چھوڑونگا سب کو جلا دونگا نور افشان نے کہا

ای افراسیاب جادو مینے تجکو بھی مثل کوکب پرورش کیا علوم سحر تعلیم کیے اسوجہ سے تیرا پاس کرتا ہون
ورنہ اپنے کو نہ ظاہر کرتا پس چلا جا سحر پر ناز نہ کر بہت پچھتائیگا سواے افسوس کچھ نہ ہاتھ آئیگا افراسیاب کو
غصہ آیا کہا ای نور افشان مین بادشاہ طلسم ہوشربا ہون سحر و ساحری مین یکتا ہون وہ زمانہ اور تھا
جب تعلیم کیا اب اگر سامری جمشید ہوتے ما بدولت کے آگے سر جھکاتے بانی بنا ر سحر و ساحری ہون تاجدار
اقلیم افسونگری ہون ابھی تماشا دکھاتا ہون یہ گولہ خالی نہ جائیگا یہ کہکر افراسیاب جادو نے گولہ تانا
نور افشان جادو سینہ سپر کرکے کھڑا ہوا افراسیاب جادو نے قصد کیا گولہ پھیکون زمین شق ہوئی
ماہیان زمرد پوش زمین سے نکلی ہاتھون سے افراسیاب جادو کے لپٹ گئی کہا ای افراسیاب
کیا کرتا ہی اسوقت نور افشان کو بڑا غصہ ہی یہ رکن طلسم نور افشان و ہوش ربا ہی ای افراسیاب غضب
ہو جائیگا اس خیمے مین سواے لاشون کے اور کیا ہی جہان روحین بند ہین چلکر ان طائرون کو جلادو جسم
ہاے خاکی کیا کرینگے کسی طرح افراسیاب جادو نہ مانتا تھا لیکن ماہیان زمرد پوش لپٹ گئی گود
مین لیکر افراسیاب جادو کو بھاگی نور افشان جادو در خیمہ پر کھڑا رہا سرداران پنج کو دور سے دیکھا کہ
افراسیاب جادو کو ماہیان زمرد پوش لیگئی سب خاک اڑاتے ہوے چلتے زمین شق ہوئی کوکب
بھی آکر پہونچے کوکب روشنضمیر نے کہا کہ خواجہ عمرو کو بلاو خواجہ عمرو وہین گلیم اوڑھے موجود
تھے کہا ای نور افشان مین تمھاری جرأت دیکھ رہا تھا ماشاء اللہ کس زور و شور سے افراسیاب کو
روکا نور افشان جادو نے سر جھکا لیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری جس روز سے یہ معرکہ واقع ہوا مین
رات دن اسی جستجو مین رہا کسی عیار کو بھیجو کہ خبر لاے افراسیاب جادو اُن طائرون کو جلانے گیا ہی
دیکھو وہان کیا گذرتی ہی کیونکہ جلانے گیا ہی حقیقت مین افراسیاب جادو جو وہان پہونچا دیکھا عقاب
جادو مرا پڑا ہی بارہ ہزار ساحرون کے سر قلم قفس ہاے طائران ندارد گھبراکر افراسیاب جادو نے
پوچھا ارے یہ کیا ماجرا ہی کہا حضور یکایک یہان اک برق چمکی ساحرون کے سر اڑ گئے قفس یکایک غائب
ہوے نہین ثابت ہوا کون آیا کون لیگیا افراسیاب جادو غصے مین کانپتا ہوا بارگاہ مین آیا قصد
ہی کہ طبل جنگی بجواؤن خود جاکر لڑون لیکن ماہیان زمرد پوش حیرت جادو کو سمجھا گئی کہ خبردار شہنشاہ
کو جانے نہ دینا بارگاہ مین بلاؤ مین جاکر کچھ تدبیر کرتی ہون افراسیاب جادو کو حیرت جادو باتون
باتون مین بہلا رہی ہی صرصر کو براے خبر روانہ کیا

دو کلمہ داستان ذکر قتل مشعل جادو و حال کوہ زبرجدی مقام آفات چہار دست خمسہ

برگ نخل گل گلزار کو خنجر سمجھا
شاخون کو دست بریدہ سےبھی بدتر سمجھا
سب گلون کو مین گل زخم سراسر سمجھا
صحن مین باغ کو مقتل کے برابر سمجھا
سایہ سرو کو مین لاشۂ بے سر سمجھا

مہر تابان کو نہ کم ذرے سے سمجھا حاشا
بدر کا مجھکو ستارون نے دکھایا جلوا
ناتوان ہین مری آنکھین نہین اصلا اصلا
چشم کم سے نہ زمانے مین کسی کو دیکھا
کبھی جگنو نظر آیا تو مین اختر سمجھا

میری تقدیر مین لکھے ہین بہت رنج والم
مجھکو قاصد نہین ہرگز ملک الموت سے کم
شک نہین اسمین کہ دم بھر مین نہین تن مین دم
ایسے مضمون کیے ہین مجھے قاتل نے رقم
طائر روح روان نامے کو شہپر سمجھا

کس سے سیکھا ہی یہ آراستہ رہنا تو نے
کچھ نئے رنگ سے پہنا ہی یہ گہنا تو نے
فصل کا مان لیا ان دنون کہنا تو نے
لال جوڑا جو یہ برسات مین پہنا تو نے
تجھکو خورشید شفق کے مین برابر سمجھا

کیا تڑپ یہ قفس جسم مین دکھلانے لگا
ساتھ نالون کے دھوان بنکے یہ اڑجانے لگا
اسکی گرمی سے مین ایذا مین بہت پانے لگا
سوزش داغ جہان کم ہوئی گھبرانے لگا
طائر روح روان کو مین سمندر سمجھا

مشفق عاشق بیتاب کہان ہی ظالم
تنگ کرتا ہی تجھے غنچہ دہان بھی ظالم
کیا کہون مین کہ غضب سحر بیان ہی ظالم
کیا ہی دلربا بھی وہ دشمن جان ہی ظالم
آج آتے ہی جو بندہ سب مرے تیور سمجھا

حشر کی صبح سے کم آج کی کچھ شام نہین
آگ ہین پھول جو وہ چہرۂ گلفام نہین
جان جل جاتی ہی ہر گام پہ آرام نہین
ساتھ گلگشت مین وہ سرو گل اندام نہین
آج گلشن کو مین گلخن کے برابر سمجھا

پیروی اسکی نہ کرنی تھی مجھے کچھ اصلا
کچھ طریقہ نہ رہا یاد مین بھولا ایسا

آگیا اسکے فریبون مین غضب مینے کیا — دل نے جس راہ لگایا مین اسی راہ چلا
وادی عشق مین گمراہ کو رہبر سمجھا

ابھی ایسا بھی تن صاف نہ تھا پیش نظر — صاف ہے رشک وہ آئینہ شمس و قمر
اس صفائی نے مگر مجھکو بنایا ششدر — پڑگیا عکس زر گل جو تن عریان پر
مجھکو مین پہنے ہوے خلعت پر زر سمجھا

گھر کوئی لوٹ گیا یاد جو آیا ساقی — صبر سب چھوٹ گیا یاد جو آیا ساقی
آبلہ پھوٹ گیا یاد جو آیا ساقی — دل میرا ٹوٹ گیا یاد جو آیا ساقی
شیشۂ مے کو شب ہجر مین چشمہ سمجھا

ہے وہ ساقی کہ ہر پیمانہ دل مین تو مقیم — ہوئی آبادی ہر ویرانہ دل مین تو مقیم
کونسے وقت نہین خانہ دل مین تو مقیم — رات دن ہے مرے کاشانہ دل مین تو مقیم
ہو گیا چاک جو سینہ مین ترا در سمجھا

ہر سے مطلب ہو کسے کام ہر گل سے بلبل — سر عاشق نہ پھرا نالون کے غل سے بلبل
دل مرا کم نہین کچھ شیشۂ مل سے بلبل — ہمہ تن آبلہ ہون آتش گل سے بلبل
پھول مارا جو کسی نے تو مین پتھر سمجھا

اک کسی پھول مین ہے اسکے بدن سے نرمی — دعوۂ حسن کرے حور تو ہے بے شرمی
راست کہتا ہون نہ بھاتا اسے [illegible] — اک گوارا ہے نزاکت سے شرر کی گرمی
سنگ تکفیر جو اٹھایا تو وہ اخگر سمجھا

سیل خون آنکھون سے دن رات بہا ای ناسخ — شل آباد نہ کچھ حرمت کہا ای ناسخ
لکھدیا بخت مین جو رنج سہا ای ناسخ — زیست بھر شوق خط یار رہا ای ناسخ
جب ملک نزع مین آیا مین کبوتر سمجھا

چہرہ ساقیان میکدۂ شیرین بیانی و سرشاران ساغر شراب تخندانی بزم بیان داستان فرحت عنوان کو یون زینت دیتے ہین

نظم

غنیمت شمر صحبت دوستان — کہ گل پنجروز است در بوستان

چمن را تر و تازہ آراستند		چو شبنم نشستند و برخاستند

حقیر نے تحریر کیا کہ حیرت جادو نے افراسیاب کو باتون مین بہلایا ہی شراب و کباب کا چرچا کیا اور
طرح کے ذکر درپیش ہین لیکن صرصر وصبا رفتار کو بجاے خبر بسمت لشکر ظفر اثر روانہ کر دیا جب نور افشان
نے دیکھا کہ افراسیاب چلا گیا سرداران شکست خوردہ مہرخ کو آواز دی سب سردار عیار اگر جمع
ہوے برہمن روئین تن آیا نور افشان نے پوچھا ای برہمن تو نے کیا کیا برہمن نے کہا اُستاد
مینے جا کر عقاب جادو کو مارا کوکب نے عرض کی مینے سب قفس قبضے مین کیے ساتھ احتیاط کے لایا
کسی طائر کو صدمہ نہین پہونچا اب بارگاہ استاد ہوئی صرصر صبا رفتار بصورت مبدل دیکھ رہی ہین
کہ نور افشان و کوکب و برہمن وکل سرداران صف شکن دربار مین جمع ہوے نور افشان نے
کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اب اُس غلبکند کو نکالیے حقیقت مین آپ نے کیا کار نمایان کیا لیکن یہ
خیال رہے اگر کوئی روزن کھلا رہجائیگا وہ ملعون ہوا ہو پھر قبضے مین نہ آئیگا عمرو نے کہا مینے سب
روزن اُسکے بند کیے لوہے کے تارون سے منقار باندھی جال الیاسی مین لپیٹ لیا نور افشان
نے کہا اب کیا کرنا چاہیے خواجہ نے کہا پہلے ایک بات بتلاؤ کہ ان سردارون کے زندہ ہونے
کی کوئی تدبیر ہی نور افشان نے کہا انشاء اللہ اسی دن کے لیے عرض کیا تھا کہ مردون پر قبضہ کیجے عمرو
نے کہا تدبیر قتل مشتعل مین کرتا ہون یہ کہکر عمرو نے حکم دیا گڑھا کھودا بڑا سا منگایا دو من تیل اُسمین ڈالا آتش
روشن ہوئی روغن اُچھلنے لگا عمرو نے تو جال الیاسی نکالا صرصر و صبا رفتار دیکھ رہی ہین مُردے سرداران
مذکور رکھے ہین قفس ہاے طائران خیمہ مین روح بہار و تذران و باغبان وغیرہ موجود ہی طائر
پھڑک رہے ہین بارگاہ مہرخ مین تو یہ کیفیت ہی صرصر و صبا رفتار کو نہایت عبرت ہی ایک جملہ عرض کیا
جاتا ہی ہر چند کہ وہ مقام اس تحریر سے خارج ہی لیکن مجھکو ذکر کرنا اس مقام پر واجب و لازم ہوا واضح
راے ناظرین والا مقام ہو کہ آفات چہار دست کو یہ شرف حاصل ہی کہ چار سو پتلیان سنہری قصر
زبرجدی مین موجود ہین ایک ایک حسین مہجبین غنچہ دہن سیم تن پُرفن ہر وقت آفات چہار دست
سے اخبار عبرت آثار آیندہ و گذشتہ بیان کیا کرتی ہین ہمیشہ بوقت سحر آفات چہار دست اپنی بارگاہ کو
آراستہ کرکے تخت پر بیٹھتی ہی وہ چار سو کنیزان سامری بہ رعنائی و زیبائی قصر سے باہر آتی ہین کرسیون پر
جلوہ فرما ہوتی ہین آفات نے کتاب ہاتھ مین لی ہنسکر کہا شاہزادیو کچھ کلام کرو خبرین ادھر اُدھر کی سناؤ

وہ خبرین بیان کرتی ہین آفات اُنکا بیان درج کتاب کرتی ہو اُس کتاب کا روزنامچہ آفات چہاردست
لقب ہی ہر وقت برخاست آفات تزئکر سمت قریہ جات وہ بیابان جاتی ہو دو کس بندگان خدا کو پکڑ لاتی ہو لاکر انکو
ذبح کیا خون اُنکا ناندے مین بھر دیا وہ چار سو پتلیان اُس خون کو پی جاتی ہین اُس خون کے پینے سے
چہرے اُنکے خل یاقوت احمر سرخ ہو جاتے ہین ہنستی ہوئی قصر مین چلی جاتی ہین جہان وہ قصر مین گئین آفات نے
دروازے بند کر دیے بعد اس شغل کے امورات مالی وملکی مین مصروف ہوتی ہو جسدن سے مشعل حجرے سے
نکلا روز آفات حال میدان کارزار دریافت کرکے خوش ہوتی ہو جس میدان داری مین خواجہ نے روح
مشعل کو نیلکنڈ مین لیا اُسدن جو آفات نے پوچھا کنیزان سامری نے کچھ جواب نہ دیا ہر چند آفات نے
شراب پلائی خدمت گذاری کی کسی نے کچھ جواب نہ دیا دوسرے دن آفات آکر تخت پر بیٹھی کنیزان سامری کی
اکٹھا ہوا اور سب مصاحب رفقا آفات کے حاضر ہین آفات نے کتاب کھولی کہا اے مصاحبان سامری
کیون مزاج کیسا ہی ایک جبین تیور پر بل ڈالکر بولی سنو جدہ ہم مدت سے تمھاری خدمت مین حاضر ہین تمھارے
حالات نیک و بد کے ناظر ہین لیکن آپکو ہمارے دلکا حال کیا معلوم دنیا بہت بُرا مقام ہو آخر مین سامری
پرستون کا بدانجام ہو سامری جمشید نے سب کچھ کیا تقدیر کا لکھا نہ مٹا یا مذہب کو ترقی دی سحر نبات اُنکے
پرستارون کو بڑے بڑے شعبدے ہاتھ آئے ہمکو کس ترکیب سے بنا گئے پردے ہماری آنکھون سے اُٹھے
ہوئے ہین آنے والی باتین سمجھتے ہین بعض باتین ایسی ہین کہ اُنکو منہ سے نکالنا نہ چاہیے گو ہم مشکل ورنہ
گو ہم مشکل دنیا مین انقلاب ہی اسوقت دل ہم سب کا بیتاب ہو ہاتھ پانُون مین رعشہ بدن سنسناتا ہی کلیجہ
منہ کو آتا ہی صاحبان اختیار بیکار ہوے روح قبض کرنے والے مجبور ولاچار ہوے یہ چاہتے تھے کہ
طائرون کو صید کرینگے شکار کھیلینگے ایسے غافل ہوے انجام کو بھولے شراب وکباب کے نشے مین مست
رہے یہ خیال کیا کوئی ہمارے بھی طائر روح کو صید کریگا قفس تنگ وتاریک مین قید کریگا غرور کا انجام
بد ہی دشمن کو اُسنے منانے مین کدی مصاحب سامری دھرے گئے روح سامری کو صدمے پہونچے دو
دن کے اختیار پر فرعون ثانی بنگئے یہ نہ سمجھے پر فرعونے راموسے شداد پر کیا بیداد ہوئی تمام عالم سے جواہر
جمع کیا باغ بہشت بنوایا آخر سیر کا قصد کیا دلمین یہ تھا کہ مین خداوند ہون اپنے بہشت کی سیر دیکھون جب در
باغ پر پہونچا اس حال سے نہ ماہر تھا ایک قدم اندر ایک باہر تھا قبض روح کا حکم ہوا ساری خداوندگی
بھولے آرزوے سیر باغین ایسے بھولے باغ کی سیر نہ دیکھ سکے نہ پھولے نہ پھلے حسرت لیکر باغ دنیا سے

بو دمشعل تیلی ہی مین جلا سیان دربار عمرو مین ملکہ کوئی بیہوش ہوا کوئی تھرتھرا کے گرا کسی کو غش آگیا وہان
قصر زبرجدی مین جو کنیز سب کے آگے کھڑی کلمات عبرت آمیز کہ رہی تھی آہ کا نعرہ کیا کہا ہو ائے جو مشعل جلایا گیا یہ
کہکر آہ کی منھ سے شعلۂ آتش نکلا جلنے لگی دوسری تپلی لپٹی اُسکے بھی جسم سے شعلے نکلے ہو ا ہوا سکے لپٹتے لگین
شعلہ ہاے آتش نے ہر ایک کو گھیرا لیکن پکارتی ہین دی آفات ہمین بچا ادھرا مزادی ہم پہر بجہ سے بجھاتے
تھے تجبہ پیر زال کے ذہن مین نہ آیا ہم نے سب کچھ کہدیا تو نہ سمجھی ارے مشعل مارا گیا عمرو نے تیل مین جلا دیا یہ جو
آفات نے قیامت دیکھی کڑک کے گری گود مین اُٹھا اُٹھا کے کمرے مین پھینکنا شروع کیا مصاحبون سے
کہا ارے دروازے بند کرو تین سی تپلیون کو آفات نے کمرے مین اُٹھا کے بند کیا سو تپلیان جلگئین قصر زبرجدی
مین تاریکی چھائی وہ آواز مہیب آئی قریب تھا آفات کا کلیجہ پھٹ جاے قصر زبرجدی سے باہر نکلی دیکھا آسمان پر
تاریکی چھائی ہی ہزارہا زاغ و زغن بلند ہو کر صداے ہیہات و افسوس دے رہے ہین پرون سے سر
پیٹتے ہین کبھی آواز دیتے ہین ہاے مشعل جلگیا یہ کہتے ہین خود بھی جلکر زمین پر گر پڑتے ہین آفات
گھبرائی مصاحبون سے کہا لو صاحبو غضب ہوا مشعل کسی وجہ سے مارا گیا تپلیان اندر کمرے کے سر ٹکرا رہی
ہین آواز دیتی ہین او آفات ہمین کیون بند کیا اپنی بہنون کے ساتھ ستی ہو جاتے ارے ہمارا کلیجہ ٹھنڈا ہوا
کر بس آفات نے جلدی مین دو تین جلشتین پکڑ کر ذبح کر ڈالین اُنکا خون ناندے مین بھرا وہ ناندا اندر
کمرے کے رکھدیا کہا بی بیو کلیجہ ٹھنڈا کرو ہاے مین پہلے تمہاری چیلیان نہ سمجھی ورنہ سب کو بچا لیتی یہ کہکر
اُس کمرے مین قفل لگایا طرف بارگاہ افراسیاب کے چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ افراسیاب بھی صداے
ہولناک سُنکر بارگاہ سے نکل آیا ہی حیرت کانپ رہی ہی کہ آفات آکر پہونچی افراسیاب نے قصد کیا
کہ لشکر مسلمانان پر جا پڑون آفات نے آکر دامن تھام لیا کہا او افراسیاب مشعل ایسے عاقل و کامل
کو خاک مین ملایا یہ کیونکر مارا گیا مین تو لٹ گئی کنیزان سامری سے چھٹ گئی بڑی خیر ہوئی پہر بھی بہتر ہے
اُنہون نے مجھکو خبر دی لیکن مین بدنصیب نہ سمجھی اب اسوقت دربار مسلمانان مین نور افشان و کوکب
و برق سب جمع ہین وہان جانے کا قصد نہ کرنا اب تیرے واسطے بڑا شرف حاصل ہوا ادائی امان کی ملکہ تاریک
شکل گُش گنبد تاریک سے نکلنے کی مجاز ہوئین وہ آکر سب کو چیر پھاڑ کر کھا جائینگی ابتک اُسکو بھی عذر
تھا کہ مین حالم حجرۂ دوم ہون بدون خاتمہ مشعل نہین جا سکتی لکھو اُسکو کہ شمع حیات مشعل گل ہوئی اُسکو
بھی کئی سال گذرے کہ گنبد تاریک سے باہر نہین نکلی گھبراتی ہوگی مژدہ قتل مشعل سنتے ہی آئیگی وہ ساحرہ

بھی زبردست ہی بکیفیت کیا جاتا تھا سواے تبدل روح کے یہ کہکر افراسیاب کو آمادہ کیا کہ واسطے
دو چار روز کے پردہ ظلمات چلے جاو یہان کا حال سنکر اور قلق ہوگا پھر آگے نامہ لکھنا اُسی وقت آفات
نے افراسیاب کو تخت پر سوار کیا طرف پردہ ظلمات کے روانہ کیا حیرت جادو فروکش ہی آفات
طرف قصر زبرجدی کے گئی لیکن جب مشعل کو عمرو جلا چلے پہر بھر کامل سناٹا رہا بعد پہر بھر کے سبکے ہوش و حواس
درست ہوے نور افشان نے وہ قفس منگاے بمشقت تمام روح بہار جسم بہار مین روح تبران جسم
تبران مین مُستادان سخنور نے تحریر کیا ہی کہ تین شبانہ روز برہمن و کوکب و نور افشان کو اس مشقت مین
گذرے تب روحین سرداران مذکور کے جسم مین سب کی داخل ہوئین یہ کمال نور افشان تھا تعلیم یافتہ
صحبت سامری و جمشید ہی اسی وجہ سے نور افشان نے حکم دیا تھا کہ خواجہ مُردے جہانتک ہو سکین
قبضے مین کرنا خواجہ نے مردون کے واسطے جان لڑائی لیکن تین دن کے نور افشان نے سحر سازی کل
ساحران مذکور کو زندہ کیا بعد روح داخل ہونے کے بھی ایک ہفتہ کامل باغبان و بہار وغیرہ گھبراتے
تھے سحر نہ یاد آتے تھے روحین کمزور ہو گئین ایک ہفتہ کامل نور افشان و برہمن و کوکب لشکر اسلام مین
رہے جب انکو خوب درست کیا سحر و ساحری مین بھی چالاک و چست کیا تب نور افشان یہ کہکر خواجہ سے
رخصت ہوے ای شہنشاہ اوج عیاری اب غضب برپا ہوگا اگر تاریک شکل کش نے قصد کیا اُسکا توڑ
مجھکو کوئی نہین معلوم ہوتا اپنا سحر و ساحری مین مثل و نظیر نہین رکھتی خواجہ نے کہا ای نور افشان ہیت
مشکلے نیست کہ آسان نشود مرد باید کہ ہراسان نشود القصہ کوکب و برہمن و نور افشان طرف اپنے
اپنے قصر کے روانہ ہوے یہان لشکر اسلام مین جشن کی بنا ہوئی یہ سب مصروف عیش و نشاط ہین اس حالکو چھوڑیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان آمد نیرنگ عنقا صورت و گیرنگ عنقا صورت و ملکہ سوسن زبان
دراز برادران حیرت و دایہ سیرت و اول عیاری خواجہ عمرو و صاحبقران نامدار ساقی نامہ

ساقی شکل طرب عیان کر
خورشید شراب مشکبو ہو
قطرے مئے ناب کے ہون اختر
بط مے کی عقاب آسمان ہو
ساقی کے گلے سے ہم ملے ہون

میخانے مین سیر آسمان کر
ہو غرب وہان جام خم شرق
ہو چادر ابر صافی تر
ہو حوت مئے کباب نخچیر
جوزا کی طرح ہم ملے ہون

ساغر ہو نسر فلک سبو ہو
ہو بادہ ناب کی چمک برق
موج مئے ناب کہکشان ہو
ہو تیغ کمان قوس کا تیر
ہی یون نکلے سبھے مے سے

نکلے مشرق سے مہر جیسے
وصف شمس الضحیٰ بیان کر
رہتا نہیں کوئی اس سے محروم
آئینہ ہے رخ سحر ہی
کرتا ہے سواد شب کو کافور
حدت میں بخار سے زیادہ
ہم پنجۂ نشتر سے تیز
گیسو سے سپید پر ہے کیسے
یہ رو ہے مخطط بتان ہی
یہ صورت سنگ ہے شررو
یہ چشم پری وہ موے مژگان
یہ چرخ برین ہے کہکشان وہ
عالم میں مسافر سحر خیز
پری کی طرح جو زر فشان ہو

ہان بلبل فکر آسمان پر
ذکر خورشید آسمان کر
شانہ ہے زلف شام ہے یہ
یہ نشو و نما ہے سحر ہی
پھولوں میں ہے رنگ بو اسی کی
شعلے سے شرارے زیادہ
لوگوں کو شعاع پر یہ شک ہے
موج دریاے شیر کیسے
وہ زر گل آفتاب ہے یہ
یہ چشم ہے رشتۂ نظر وہ
یہ خامہ وہ ریشۂ قلم ہے
یہ آگ ہے آگ کا دھوان وہ
مشرق جو بنا خیال رنگین
قرطاس یہ دھوپ کا گمان ہے

لا نفرہ مدعا زبان پر
عالم میں ہے اسکو فیض کی دھوم
عیسیٰ فلک مقام ہے یہ
دیتا ہے یہ چشم ماہ کو نور
ہے چاک کتان رفو اسی سے
ہمسایہ نالۂ شرر ریز
زنجیر طلائی فلک ہے
وہ خط عذار نوجوان ہے
وہ سیخ صفت کباب ہے یہ
یہ شیر زیان ہے وہ نیستان
زنجیر وہ اور یہ قدم ہے
ہے چرخ برین کی چشم خون ریز
خورشید افق ہوے مضامین
چہرہ محرران فسانۂ رنگین ورا قان

مضامین فصاحت آئین اس داستان نیرنگ کو بصد زیب و زینت یون درج اخبار کرتے ہین شعر نگار زندہ داستان کہن بہ منوز چنین کرد بزم سخن بعد جانے افراسیاب بسکے ملکہ حیرت جادو نے خبر پائی کہ لشکر اسلام مین جشن کی تیاری ہے ملکہ بہار وغیرہ نے روح تازہ پائی ملکہ تران زندہ ہوکر بصد کروفر طرف طلسم نور افشان کے تشریف لیگئین آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران شہنشاہ نور افشان ہمراہ نور افشان سمت قصر نور افشان گئین بزم جشن ترتیب ہے حال فرحت مآل ملکہ مہرخ ستمگر حیرت جادو جلگئی ملکہ صرصر سامنے حاضر ہے کہا ذرا خبر تو لے حقیقت مین سب زندہ ہوگئے صرصر نے کہا حضور مین اپنی آنکھوں سے دیکھ آئی بہار و باعنبان و برق لامع وغیرہ سب دربار مین جمع ہین آج اسد دو جبین بھی جلوہ فرما ہین سب کو خلعت مل رہے ہین کنیز سے نہ دیکھا گیا آخر چلی آئی سب سے زیادہ بی بہار پھولی ہوئی ہین باعنبان اکڑ رہے ہین نور افشان ایک ہفتہ رہے ملکہ بہار و باعنبان وغیرہ سب بدعا اس سے تھے

سحر سبکے درست کرائے بڑے بڑے کمال کیے نور افشان نے اپنی جان کو مٹایا لیکن سبکو رنگ اصلی پر لایا یہی بھائی کا وہی قول ہے جو کوئی مجھسے مقابلہ کرے اُسکو تنکے چبوا دون باغبان فرماتے ہین نخل حیات دشمن قلم کردن بی برق فرمائی ہین سر ٹبون لشکر حیرت پر جا پڑون اور لنگوٹا عمرو کو توآج بڑا مال ملا ہے اپنے ہوش مین نہین ہے زیرہ سی آنکھین چمکار رہا ہے نشے مین ڈی بجا رہا ہے سب سردارون نے زیور تک اُتار کے دے دیے یہ حالات سنکر حیرت بھی کانپنے لگی کہا جی چاہتا ہے ابھی طبل جنگی بجوا کر دم بھر مین سبکو مٹاؤن پر نہ اپنے دل مین مسلمان سمجھین کہ مین کسی سے کم ہون مشعل کے مقدمہ پر کیا خوش ہوئے ہین اُسکو بددعائے ساحری پرستان کھا گئی غضب کی بات ہے اپنے نوکرون کو ہمنے اپنے ہاتھ سے قتل کیا رعایا کی اولاد گرفتار کرکے ملعون کے حوالے کردی آخر ان بکی آہ و فغان خالی اُسکو عمرو نے نہین مارا آہ بیکسان اور مظلومان نے جلا دیا بقول سعدی شعر

نیم شب آہ زند پیر زال + دولتِ صد سالہ کند پائمال +

صاحب ہم خوب سمجھے ہین ہم بادشاہ لشکر ہین کل حالات سے بخوبی ماہر ہین مصاحبون نے عرض کی حضور تامل فرمائین شہنشاہ تشریف لائینگے ایکی مرتبہ سبکا خاتمہ ہو جائیگا ایک زندہ نہ بچے گا شہنشاہ سب انتظام کر چکے حیرت ان باتون مین مصروف تھی کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی برادر بجان برابر شاہزادہ نیرنگ عنقاصفت و شاہزادہ گیرنگ عنقاصورت و دایہ امان آپکی ملکہ سوسن زبان دراز تشریف لائی ہین کل یا پرسون قریب لشکر حضور پہونچ جائینگی لشکر بہت ساتھ ہے سنا ہے ہمنے کہ یہ فرما کر ملکہ چلی ہین کہ دشمنون کو حیرت کے جاتے ہی مٹا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ سنکر حیرت نے فوراً افراسیاب کو نامہ لکھا کہ میرے دونون بھائی نیرنگ و گیرنگ مع ملکہ سوسن با فوج قاہرہ آپہونچے اب حضور کچھ اور فکر نکرین آکے لڑائی کا تماشا دیکھین یہ نامہ جادوگر لیکر پاس افراسیاب کے روانہ ہوا افراسیاب نے دیکھتے ہی غصے مین جواب لکھا ای حیرت خبردار اپنے بھائیون کو مقابلہ کرنے دینا مین کسی کا احسان لینا نہین چاہتا مین کیا کسی سے کم ہون یہ جواب جب ملکہ حیرت جادو کے پاس آیا غصے مین کانپنے لگی کہا دیکھو صاحبو شہنشاہ کا یہ حال ہے دونون شاہزادے ہزارہا کوس سے کوچ کرکے آئے ہین وہ فرماتے ہین ہمکو کسی کا احسان لینا گوارا نہین ہے وزیر زادیون نے عرض کی حضور برائے استقبال تشریف لیچلین لاکر دو چار روز یہان اُتارین سامان دعوت مہیا ہے بعد اسکے رخصت کردیجے کیون لڑین کا ہیکو تکلیف اُٹھائین حیرت نے کہا بہت درست تم سب صاحبون نے کہا مان تیاری کرو کل سامان عیش و نشاط ہمراہ لے لو اسیوقت ملکہ حیرت جادو برائے استقبال

اپنے بھائیون کے چلی تمام وزیرزادیان اور شاہزادیان ساتھ مین یکایک نوبت اور نقارے بجے خواجہ عمرو
نے سر اٹھاکر پوچھا لشکر حیرت مین کیا ہنگامہ ہی ہرکارے گئے تھوڑی دیر مین واپس آئے عرض کی ملکہ حیرت
کے دونون بھائی نیرنگ عنقا صورت وگیرنگ عنقا صورت مقابلہ کو لشکر اسلام کے آئے ہین حیرت
واسطے استقبال کے جاتی ہی بہار نے گھبراکر کہا یہ تو دریافت کرو سوسن زبان دراز بھی ہمراہ ہی یا نہین کارن
نے عرض کی ہمکو بخوبی معلوم ہوا یہ بھی مشہور ہی کہ دائی امان ملکہ حیرت کی آئی ہین رنگ روے بہار متغیر ہوا
باغبان گھبرا گیا خواجہ عمرو اٹھے ملکہ مہرخ نے دامن پکڑ لیا کہ خواجہ اُسکے لشکر مین نہ جاؤ وہ بلاے بے درمان
آفتِ روزگار ہی عمرو نے کہا صرف لشکر کو دیکھکر چلے آئینگے ہرچند سب سردارون نے روکا عمرو نے نمانا
طرف لشکر نیرنگ وگیرنگ کے روانہ ہوا یہان نیرنگ وگیرنگ اک صحرا مین فروکش تھے کہ خبر ہوئی
کہ ملکہ حیرت جادو واسطے استقبال کے آئی ہی نیرنگ وگیرنگ بارگاہ سے نکل آئے دونون نے حیرت
کو سلام کیا حیرت جادو نے دونون بھائیون کو گلے سے لگایا ملکہ سوسن کو جھککر سلام کیا سوسن نے سر سے
پانک حیرت کی بلائین لین کہا بی بی ہمنے سنا ہی تمھارے ملک مین بڑا غدر ہی مسلمانون نے جابجا قبضہ
کرلیا مشعل ایسا جادوگر مارا گیا ملکہ حیرت جادو نے جواب دیا دائی امان آپ ان باتون کو نہ دریافت کیجیے
افراسیاب غرور مین اپنے ملک کو تباہ کر رہا ہی آپ چلکر دو روز مجھے سرفراز کیجیے آپکے آنے سے میری عزت افزائی
ہوئی بعد مدت کے اپنے بھائیون کو دیکھا طلسم کے مقدمہ مین انکو اختیار رہی ہین ہروقت اُنکا نام ورد زبان ہی
سوسن نے کہا بی بی ہم تو خاص اسواسطے آئے ہین کہ مسلمانون کو قتل کرین علمداری صاف کردین سنا ہی بہار شریک مسلمانان
ہوگئی ہین انکو گرفتار کرکے سزا دین حیرت نے کہا اور کسیوقت ان امورات کو مین عرض کرونگی اب آپ سوار ہوجیے
ہرچند سوسن نے پوچھا حیرت نے کچھ نکہا اُسوقت نیرنگ گیرنگ گھوڑون پر سوار ہوے سوسن کو اک تخت پر بٹھا کے
کروفر سے حیرت لیکر چلی قضاے کار خواجہ عمرو جو چلے تھے اک ساحر کی صورت بنے ہوئے سامنے آکر پہونچے دیکھا
بڑے کروفر سے لشکر نیرنگ وگیرنگ آتا ہی دو شاہزادے نوجوان پشت ہاے مرکب پر سوار ایک تخت پر حیرت ایک تخت
کو دیکھا ظاہر مین بالکل خالی معلوم ہوتا ہی دھوان اُس تخت کو گھیرے اُسکے اندر سے باتین کرنے کی آواز آتی ہی روپیہ
اشرفیان لٹ رہے ہین خواجہ کے منھ مین پانی بھر آیا کنارے آکر زنگ روغن عیاری نکالا شہد کی شکل بنکر تیار ہو
جب مٹھا اشرفیون کا حیرت نے پھینکا عمرو نے جست کی پانچ قدم سب شہدون سے بلند ہوکر سب اشرفیان لوٹین
شہدے منھ کے بل زمین مین گرے آپسمین کل چلنے لگا کسی نے کنکر کسی نے پتھر پایا آپس مین شہدے کہتے ہین اشرفیان

کون اوچڑھ گیا اسی مرتبہ جو اسیطرح عمرو نے اشرفیان لوٹین شہدون مین ہنگامہ ہوا صرصر قریب تخت ملکہ حیرت چلی
آئی ہو دیکھتے ہی پہچانا ملکہ حیرت سے کہا دیکھیے عمرو شہد بنا ہوا اشرفیان لوٹ رہا ہی بڑا ظالم ہی اب کسی شہد
کو کچھ نہین ملتا حیرت نے جس تخت سے دھوان پچھیرہ ہی اسکے قریب منھ بڑھا کر کہا دیکھیے ائی امان وہ شہد اچھا مارو
ساری بربادی اسکی ذات سے ہوئی صنعت وغیرہ کو اسی نے مارا یہی طلسم ہوشربا فتح کر رہا ہی یہی عمرو عیار ہی
سوسن نے کہا بیٹا اسکو پکڑ کے مار ڈالو حیرت نے کہا نہین ائی امان آپ دخل نہ دیجیے بلکہ حیرت نے
منھ پھیر صرصر نے دیکھا دھوئین کے اندر سے تین ٹین زرد نکلے مثل شعلہ بلند ہوئے جیسے ہی عمرو لوٹنے کو بڑھا
ایک ٹیان ناک پر جما دو دونون کانون پر رنگ روغن عمرو کے چہرے سے اڑ گیا عمرو نے ایک چیخ ماری خود دہائی دیتا
ہوا طرف تخت سوسن کے چلا سب نے دیکھا عمرو بصورت اصلی ٹین ناک پر جمے ہوئے روتا ہوا قریب تخت
سوسن آیا سوسن نے اشارہ کیا دھوان شق ہو گیا اب عمرو نے ایک ساحرہ عذارہ پیر زال بالشت خمیدہ بیٹھے
کو دیکھا ہنس رہی ہی عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون نگوڑے میرے لشکر مین کیون آیا عمرو نے کہا دائی امان پیٹ بھر کا قحط
روپیہ لوٹتے تھے چلا آیا توبہ کرتا ہون اب کبھی نہ آؤنگا سوسن نے وہ ٹین تو اٹھا لیے ساحرون سے کہا اسکی مشکین
باندھ لو جلاد کو بلاؤ سر کاٹ کر صحرا مین پھینکدو ہماری چھوکری کو ستاتا ہی بڑا نگوڑا عیار بنا ہی اپنے کسی حمایتی کو بلا
ہمارا مین مجھکو چھوڑا کر لیجائین عمرو نے کہا ان سبھون نے مجھکو نکالدیا دائی امان مین آپکی خدمت مین بہ رہونگا
صرصر ہنس رہی ہی سوسن نے کہا بھلا ساربان زادے تو نے مجھکو حیرت اور افراسیاب بنا رکھا ہی مین تیری
ان باتون کو کب مانتی ہون اب لشکر سوسن مین بڑا ہوا عمرو عیار پکڑا گیا ملکہ سوسن نے بہ آسانی گرفتار کر لیا کوئی
عیاری مکاری نہ چلی سوسن زبان دراز نے جلاد کو اشارہ کیا ہر چند عمرو چیخا چلایا سوسن نے کچھ خیال نکیا
چاہتی ہی جلاد کو حکم دے ایک طرف سے ہٹو ہٹو کا غل ہوا دیکھا اک ساحر سیہ فام نامہ افراسیاب لیے ہوئے
پکارتا ہوا ملکہ سوسن ٹھہر جاؤ عمرو کو قتل نکرنا جلاد ٹھٹھرا ساحر جھپٹ کر قریب سوسن آیا نامہ افراسیاب ہاتھ مین
دیا سوسن نے پڑھا اسمین طرف سے افراسیاب کے تحریر تھا ہمنے اپنے ملازم کو روانہ کیا ای سوسن خبردار عمرو
کو قتل نکرنا اس ساحر کے حوالے کر دے یہ ہمارے پاس لے آئیگا ہم قاعدے سے قتل کرینگے سوسن نے غصے مین کہا
لیجاؤ میری بلا پوش سے لیکن خبردار جاتے ہی قتل کرنا اس ساحر نے کمر مین ہاتھ دیکر عمرو کو کاندھے پر ڈالا کہا ملکہ اپنا سحر
اٹھا لیجیے مین اپنا سحر قائم کردن سوسن نے اپنا سحر اتار لیا سوسن کو ایک پرچہ دیا کہ شہنشاہ نے یہ کہا تھا آخر مین
یہ پرچہ دائی کو دینا چنانچہ راز کی باتین تحریر ہین وہ پرچہ دیکھا ساحر جست و خیز کرتا ہوا عمرو کو لیکر نکل گیا سوسن نے

کاغذ کھولا اسمین لکھا تھا او سوسن اب کبھی زبان درازی نکرنا منہ مہتر قران دیکھو تیری آنکھون مین خاک ڈالکر
اپنے اُستاد کو لیگئے ٹھنڈی ٹھنڈی پلٹ جا کیون شامت آئی ہی سوسن نے جو یہ مضمون پڑھا بہت ہی جھلائی
کہا لو بی حیرت تمنے سنا یہ مہتر قران عیار تھا میرے ساتھ بھی عیاری مکاری کی اب مین بی قتل کیے نمانونگی
حیرت نے کہا دائی امان واسطہ سامری جمشید کا آپ اس جھگڑے مین نہ پڑے سوسن نے کہا چھوکری اپنا
سر پیٹ لونگی میرے سامنے شعبدے عیاری ہین نے آنکھین سامری جمشید کی دیکھی ہین بی بہار و باغبان مجھے
اڑنگے عیارون کا مطلب مین سمجھ گئی کیا مجال جو میرے قریب بھی آسکین مین اب نمانونگی ان سبکو اس ذلت سے قتل
کرونگی کہ پھڑک پھڑک کے اور تڑپ تڑپ کے مرین یہ بات تمام دنیا مین مشہور ہو گئی کہ قران نے ملکہ سوسن کو دھوکا
دیا اہالیان طلسم ہوش ربا کیا کہین گے مجھکو بدنام کرینگے یہان خواجہ عمرو کو قران لیے ہوے صحرا مین آئے
لاکر چھوڑا کہا اُستاد آپ غضب کرتے ہین عمرو نے کہا بھائی مین تماشا دیکھنے گیا تھا تم کاہیکو دوڑے آئے وہ کیا
حرامزادی مجھکو قتل کرتی قران نے سر جھکا لیا خواجہ باتین کرتے ہوے لشکر مین آئے ملکہ مہرخ وغیرہ نے کہا اُستاد ارے
خدا تمنے سنا ہی افراسیاب نے منع کر دیا کہ نیرنگ و گیرنگ و سوسن اہل اسلام سے مقابلہ کرین دو چار روز کو
یہ لوگ مہمان آئے ہین انکو نہ ستاے عمرو نے کہا سبحان اللہ مین نے کیا اُس حرامزادی کو چھیڑا تھا تماشا دیکھنے
گیا تھا ناحق مجھکو پکڑ لیا بہار نے کہا خواجہ یہ جھگڑے ہوگئے سوسن بڑی بدمزاج ہی اُس سے مقابلہ مشکل ہی ہم مین
کوئی اُسکا ہم نبرد نہین ہی یہ ذکر تھا کہ صدا نوبت نقارے کی آئی دیکھا ملکہ حیرت بڑے کروفر سے ساتھ لیے ہوئے
نیرنگ و گیرنگ و سوسن کو قریب اپنے لشکر کے پہونچین سوسن بھی ڈر گئی ہی کہ قران میرے سامنے سے عمرو کو
لیگیا ہی تخت سے کودی لشکر مہرخ کو دیکھا بہار پر نگاہ پڑی بہار نے سلام بھی نکیا سوسن نے پکار کر آواز دی کیون
بی بہار تم بہن کا گھر برباد کرتی ہو تم سب صاحبون کے واسطے بہتر یہی ہی کہ عمرو کی مشکین باندھکر میرے پاس بھیجدو
اُس نگوڑے کو قتل کرون اور لڑکون کو لیکر چلی جاؤن اگر اسکے خلاف کیا تو مین طبل جنگی بجوا ونگی میدان کارزار مین آکر
قیامت برپا کرونگی یہان سے سردارون نے آواز دی او بیحیا کیا بکتی ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نکر تجھ ایسے بہت سے
آئے ہم اپنے ہاتھ سے عمرو کو گرفتار کرکے بھیجدین خیال خام و تصور ناتمام آئی ہی دعوت وغیرہ کھا کر چلی جا بس یہ سنکر
سوسن گوشہ صحرا مین آئی نیرنگ و گیرنگ کو ساتھ لیلیا چند خادم ہمراہ لے صحرا مین کھڑی ہو کر دو گوے
دست راست و دست چپ پھینکے ایک آگ کا مکان بنکر تیار ہوا نیرنگ و گیرنگ کو لیکر اندر اُس قصر آتش
کے چلی گئی لیکن پکار کر کہہ گئی دیکھون عیار یہان کیونکر آتے ہین حیرت سے پکار کر کہا بی جا کر طبل جنگی بجوا دو

ہم اسکے اندر رہین گے اب تو عیار یہان نہ آسکین گے ہمنے سامان آسایش کر لیا آتش سحر سے اس مقام کو
آراستہ کر دیا اسی مکان مین سب کو قید کرونگی جلا جلا کے مارونگی دیکھون تو یہ لوگ میرا کیا کرتے ہین ہر چند حیرت
نے منتین کین لیکن سوسن نے نہ مانا اندر اُسی قصر آتش کے جا بیٹھی لشکر اسلام مین ہنگامہ ہوا خدا خیر کرے
سوسن اڑ گئی اب بیشک مقابلہ کرے گی اسنے سامری جمشیدی آنکھین دیکھی ہین اسپر سحر کرنا دشوار ہو مفت
مین بیٹھے بیٹھے خواجہ نے فساد مول لیا عمرو کو بھی تردد ہوا اگر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہو جائے

دو کلمہ داستان طبل جنگی بجانا سوسن زبان دراز کا و مقابلہ اہل اسلام و عیاری خواجہ عمرو بشکل گندھیا و کیفیت قتل سوسن و نیرنگ و گیرنگ غزل

جتنے قصے ہین مرے شکوۂ بیداد ہین سب
جو ستم تمنے کئے ہین وہ مجھے یاد ہین سب
خواستگاران قضا ہین تہ خنجر بیتاب
نالہ و آہ و فغان تیرے ستم زاد ہین سب
طوق و زنجیر کے خواہان ہین ترے دیوانے
حسن جتنے ہین زمانے مین خداداد ہین سب
اب یہ حالت ہے کہ دشمن بھی دعا دیتے ہین
ضعف سے موے بدن خنجر فولاد ہین سب
مین ہوا قیس ہوا وامق بیچارہ ہوا
جسطرح چاہے بلا تیرے ہی ارشاد ہین سب
ایک سے ایک نرالا ہے زمانے مین حسین
حرف جتنے نظر آتے ہین مجھے صاد ہین سب
اپنے اشعار کا آتش نے دیا آپ جواب
اپنے انداز مین بے شل ہین اُستاد ہین سب

تو رکا بسکہ مین افسانۂ فریاد ہین سب
جسطرف دیکھیے دو تین لٹے کرتے ہین اسیر
شائق حسن اجازت ترے جلاد ہین سب
پھوٹ جاے جو پھپھولا تو رواں آتش ہو
روز و شب منتظر خدمت حداد ہین سب
تاک کا دشمن صیاد اجل ہے نزدیک
دست بردارشتہ میرے لیے جلاد ہین سب
سخت جان ہون مری تسکین کو بتاتے ہین
دل گرفتار ہین سب عاشق ناشاد ہین سب
آمد آمد ہے مگر میرے سہی قامت کی
جلوۂ نور الٰہی ہے پری زاد ہین سب
دو تک تیری گذرگاہ جفا ہے اے ترک
معترض ہو جیے تو قابل ایراد ہین سب

الحمد للہ کہ مین تجھ سے فراموش نہین
کیون نہ صیاد خوشی ہو قفس آباد ہین سب
انکو تکلیف رسائی کی عبث ہے تعلیم
اشک ایجان جہان کا بانی بنیاد ہین سب
کفر و اسلام برابر ہین زمان رحمت
ایک دن اس قفس جسم سے آزاد ہین سب
ناتوان وہ ہون کہ ہر بال وبال جان کا
کسقدر رگ مین ترے خنجر فولاد ہین سب
عاشق و وحشی و دیوانہ و رسوا ہمکے
باغ مین ہر طرف استادہ جو شمشاد ہین سب
تیری آنکھون کے جو مضمون مجھے ہین مینے
ہفت اقلیم مرے مسکن فریاد ہین سب
ریاست کہتا ہون نہین ناسخ و سودا و نسیم

ملکہ حیرت جادو نے آکر بارگاہ مین وزرا امرا سے صلاح کی ہمنے کہا حضور ملکہ شہنشاہ سے سراسر خلاف ہے صاف صاف تحریر فرمایا ہے کہ دو چار دن دعوت کرکے ملکہ سوسن کو رخصت کرو یہان بگڑی الجھ گئی کیونکر منع کرین مکان آتش بنالیا وہ حصن حصین سمجھی ہین صنعت نے کیا

سامان کیا تھا مگر ہٹ پر قصر سحر بنایا عمرو دولھا بنکر وہان پہونچا آخر قتل ہی کیا یہ تو ظاہر ہو کہ انکی آتش سحر مین کوئی
جا نہین سکتا جو جائیگا آتش سحر مین پناہ بنائیگا جل بھن کر خاک ہوگا لیکن شہنشاہ کے خلاف ہو عیاران لشکر اسلام
بھی دربار مین خیرت کے حاضر ہین یہ صلاحین سن رہے ہین ناگاہ گل صد برگ آفتاب مرجھایا گل سوسن
ماہتاباں گلشن فلک نیلی مین پھولا چمن سیارگان آراستہ ہوا برق شبل ساحر کو ظاہرا دیکھ رہا ہو کہ سوسن اگر بارگاہ
حیرت مین پہونچی کہا کیون چھوکری ہمنے تجھکو خون جگر پلا کر پرورش کیا اب آج بادشاہ کی جورو بنکر بیٹھی ہماری
بات کا خیال بھی نہین شام ہوگئی طبل جنگی نہین بجوائی تیری پیاری جان کی قسم مین اب بے قتل مسلمانان آرام
نہ لونگی عمرو منت خوشامد کرتا تھا مین نہ قتل کرتی چھوڑ دیتی میان مہتر قران کیا سمجھ کر دوڑے تے ملازم افراسیاب
بنکر عمرو کو لیگئے اب میرے واسطے بڑی بدنامی ہو جو مین ان سبکو سزاے کامل نہ دون یہ کہکر حکم دیا ہان طبل جنگی
بجے عیار دیکھ رہے ہین طبل جنگی تو اسیوقت بجا اس فکر مین عیار کھڑے ہین کہ سوسن پر کچھ عیاری کرین مگر
سوسن طبل جنگی بجوا کر اٹھی پر پرواز پیدا کرکے اسی قصر آتش مین چلی گئی عیار مجبور ہو لاچار پلٹے آکر ملکہ مہرخ سے
اطلاع کی حضور سوسن نے طبل جنگی بجوایا لیکن بارگاہ مین ٹھہری نہین حکم دیکر چلی گئی اسی قصر آتش مین جا کر
ٹھہری ہو شعلہ ہاے آتش آسمان پر سر کھینچ رہے ہین نخل تمام آتش بار ہو رہے ہین ملکہ مہرخ نے حکم دیا کہ ہمارے
یہان بھی طبل جنگی بجے دیکھین انجام کار کیا ہوتا ہو بہار نے کہا حضور خدا اسکی بدعت سے بچائے تعلیم یافتہ صحبت
سامری ہو اسیر سحر کرنا دشوار ہو نیرنگ و گیرنگ اسی کے تعلیم کردہ ہین افراسیاب منع کرچکا تھا مگر عیارون
نے چھیڑ کر یہ بلا نازل کرائی ورنہ وہ دو چار دن مین چلی جاتی اب جو کچھ فلک دکھائیگا وہ دیکھین گے افراسیاب
فکر مین تاریک شکل کش کے گیا ہو یہان یہ ہنگامہ برپا ہو فلک بر سر گردش ہو دیکھین انجام کار کیا ہوتا ہو کل
سردارون کو سناٹا نام سے سوسن کے زبانون مین لکنت گرفتار رنج و مصیبت یہان حیرت نے بعد طبل
جنگی بجوانے کے نامہ افراسیاب کو بھیجا کہ عیارون نے دائی امان کو ستایا انکو غصہ آیا طبل جنگی بج گیا صبح کو
مقابلہ ہو اگر مہلت ہو تو آپ بھی تشریف لائیے ساحر ادھر گیا یہان تیاریان دونون لشکرون مین ہونے لگین
قصر سوسن مین دود سیاہ اٹھ رہا ہو شعلہ ہاے آتش بلند سوسن اندر قصر آتش کے بیٹھی سحر تیار کر رہی ہو نیرنگ
و گیرنگ سے کہتی ہو ای فرزند صاف تو یہ ہو کہ مین عیاران لشکر اسلام سے ڈر گئی سحر مین کوئی میرا سامنا
نہین کرسکتا لیکن نگوڑا قران آنکھون مین خاک ڈال کے عمرو کو لے گیا مین نہ پہچان سکی اسواسطے مین نے
قصر آتش بنالیا اور خوب بچایا یقین کامل ہوا کہ جو عیارون سے بچے گا لڑائی فتح کریگا نظم

گوہر کو جوہری صراف زر کو پرکھے
جسکا ندیم ہووے اُسکی نظر کو پرکھے
درسخن کے خواہان وہ یار ہیچ انمین
ظالم اگر تو میرے لخت جگر کو پرکھے
درسخن کو اپنے پرکھائے آدمی سے

ایسا نہین ہے کوئی وہ جو بشر کو پرکھے
جوہر نہووے جسمین جوہر شناس کیونکر
جنمین نہ جھوٹے سچے کوئی گہر کو پرکھے
خاطر مین وہ نہ لادین رکھا ہو ابرنیسان
ہرگز نہ کہہ تو سودا پرجانور کو پرکھے

وہ شخص بار خاطر ہرگز نہو کسی کا
جو صاحب ہنر ہو وہ ہی ہنر کو پرکھے
سمجھے کہ چشم عاشق معشوق کا ہے معدن
جو قطرہ ہاے اشک مژگان تر کو پرکھے
ہے نور نظر انسان کا پہچاننا مقام کی

حقیقت کا سمجھنا بہت دشوار ہے اگر افراسیاب جادو اس نکتہ کو سمجھ جاتا لونڈی غلامون کے ہاتھ سے شکست نہ کھاتا مین چند میدان ماریون مین اس لڑائی کو فتح کر دونگی اس قصر آتش کو قید سرداران سے بھر دونگی کل سامان میرا اسی مین رہیگا خاص وقت مقابلہ کے مکان آتش سے باہر جاؤنگی سب شراب کباب کا چرچہ کھانا پینا اسی مقام پر رہے عیار بیچارے کیا آسکینگے ساحر مجھ بڑھیا کے سامنے کیا زبان ہلا سکینگے یہ کہتی جاتی ہے سحر نثار کر رہی ہے چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا اُدھر سے حیرت سوار ہوئی اُدھر ملکہ مہرخ و بہار کل سرداران نامدار بصد کر و فر میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین جمین میدان آراستہ ہوا یکایک قصر آتش مین ہلہلا ہوا شعلے بھڑکے دود غلیظ بلند ہوا دیکھا سب نے نیرنگ گیرنگ تاج سر پر پہنے ہوئے اسباب سحر سے چاق چوبند پہلو مین سوسن زبان دراز قصر آتش سے نکلے اشارہ کیا نیرنگ سے یہ میدان کارزار مین آیا نعرہ دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے منم شاہزادہ نیرنگ عنقا صورت اُدھر سے نافرمان جادو مقابلہ نیرنگ مین آئی آپس مین دو دو سحر چلے نافرمان نے بڑھکر گولا مارا نیرنگ نے کاٹا لیکن مرکب اسکا مارا گیا نافرمان نیچہ پکڑے جا پڑی تلوار چلی سر نیرنگ زخمی ہوا جیسے ہی اسکے سر سے خون جاری ہوا سوسن بیتاب ہوکر دوڑی نعرہ کیا او نافرمان بے ادبی کرتی ہے یہ کہکر جھپٹی قریب اسکے پہونچی سب دیکھ رہے ہین نہین معلوم سوسن نے قریب نافرمان کیا زبان درازی دکھلائی کہ نافرمان بیہوش ہوکر گری سوسن نے اُٹھا کر اسی قصر آتش مین پھینکدیا نیرنگ کو میدان کارزار سے ہٹایا نعرہ کیا جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے اے بی بہار تمھارے سحر کے بڑے زور و شور سنے ہین سنا ہے تمنے ہزارون کو تنکے جیوانی مارا میرے سامنے آؤ مجھکو تنکے چنواؤ یہ سنتے ہی بہار جادو صف سے نکلی ملکہ مہرخ سے اجازت لی میدان کارزار مین پہونچی سوسن نے بہار پر آگ برسائی ملکہ بہار نے باران سحر برسا کے آگ کو بجھایا اُٹھا کر گلدستہ مارا کھا او سوسن نے سب نے دیکھا ہوا سرد عیسی دم مسیح نفس چلی نخل جھومے شاخون نے بردے

دست بوسی ہاتھ بڑھائے ستون سے صدائے جلاجل آئی بلبلین غزلین عاشقانہ گانے لگین غزل

بتا سکے نہیں شوخی سے جسکی پڑوالا ہی
وہ دل ہی ہُوگی حسرت ہی وہ مین نکالا ہی
سیہ بختی ہی کو ہم یہ دیکھا سیہ بختی سے
کسیکا دم کے ساتھ ارمان بھی تو نے نکالا ہی
اُٹھاتا ہی وہی دل ہجر مین جھٹکے پہ جھٹکے
اجالے مین اندھیرا ہی اندھیرے مین اجالا ہی

ہماری داد بھی محشر مین کوئی دینے والا ہی
کہین ایسا نہو وہ چھوٹ کر آنکھون سے بہ جائے
یہ کل ہی فقیر دن کا وہ شاہ دن کا دوشالا ہی
تڑپ لگی رہی ہی گو کہ سو لطف قاتل نے
تمھاری زلف نے سایہ مین جسکو پالا ہی
وہ سب فرقت مین گذرین جتنی آئین بہارین تھین

خبر ہی کوئی اس محفل مین سونگھنے والا ہی
جسے کہتے ہین دل سینے کا اپنے ایک چھالا ہی
اجل سے پوچھتے ہین نزع مین حسرت سے گھبرا کے
بہت ہم لگے لیکن ابھی تک زخم آلا ہی
تماشا ہی طلسم زلف و رخ کا دید کے قابل
پھنسا ہون جلال اپنی گرانجانی نے ٹالا ہی

پھول آسمان سے برسے سوسن زبان دراز خاموش ہو کر کھڑی ہوئی پھول سونگھنے ہوا گلشن بہار کی کھائی بہار نے جو دیکھا سوسن جھوم رہی ہی آنکھین سرخ پھول سونگھنے سے بیہوش طلب پر مہر سکوت ملکہ بہار نے بڑھکر للکارا او سوسن ساری زبان درازی بھولی ہوا کھا کے بھولی سوسن نے کچھ جواب نہ دیا بہار بھی یہ بیہوشی ہو چلی کچھ جھنجھلا کر جا پڑی سوسن کو ہاتھ مارا سوسن نے سر جھکا دیا شعر

عدم سے جانب ہستی تلاش یار مین آئے
خیال گل مین ہم اس وادیٔ پرخار مین آئے
سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے
اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا

نتیجہ بہار کا پڑا سوسن کا سر کٹکر زمین پر گرا بہار نے نعرہ کیا وہ مارا جسم لاشہ سوسن کے چنگاریان نکلین پھول جلنے لگے ہر برگ و بار سے شعلے نکلنے لگے بہار گھبرائی یہ کیا ہوا زمین شق ہوئی سوسن نعرہ کرتی ہوئی نکلی او بہار ابھی چھوکری ہی کسی نادانون کو تنکے چنوائے ہونگے ہم ملکہ سوسن زبان دراز سحر ساز شعبدہ باز جب تک بہار بڑھے سوسن نے زمین پر دو ہتڑ مارا بہار بیہوش ہو کر گری سوسن نے اُٹھا کر بہار کو بھی قصر آتش مین پھینکدیا غصے مین باغبان قدرت جا پڑا خوب ایسین سحر ہوئے آخر مین باغبان بھی بیہوش ہوا سوسن نے اُٹھا کر باغبان کو بھی پھینکا اسی طرح سوسن نے شام تک بیس سردار نامی گرامی گرفتار کیے اُسی قصر مین سبکو قید کیا شام کو یہ کہکے پلٹی کل تم سب کا خاتمہ کرونگی ایک کو بھی زندہ نچھوڑونگی سحر ابد دولت کا دیکھا منظور نظر سامری و جمشید اہل اسلام رنجیدہ کبیدہ پلٹے سوسن بیرنگ دگیرنگ کو لیکر داخل قصر آتش ہوئی استادان سخن ور نے تحریر فرمایا ہی کہ چار میدان واریان سوسن نے اسیطرح کئی پچاس سردار نامی گرامی پکڑے گئے قصر آتش مین قید کیے پانچوین دن شام کو سوسن نے آواز دی یا شیدا مسلمانان دو روز کی تمکو مہلت دیتی ہون سمجھ کر آنکی حیرت کے قدمون پر گر خطا اپنی معاف کراؤ ورنہ کبھی

مرتبہ جو طبل جنگی بجا کر میدان کارزار مین آونگی لطف گرمی سحر دکھاونگی یہ آتش شعلہ ور ہو کر تم سبکو جلا دیگی خاک مین
ملا دیگی یہ نہ سمجھنا کہ فرداً فرداً مقابلہ کرنے مین عرصہ ہوگا بحکم سامری بابدولت کو سب طرح کا اختیار ہی لاکھون کو
ایک دن مین مٹاؤن اُف کر دون تو دریاے آتش پیدا ہو سب کو جلا دے کوئی زندہ نہ بچے ایسے کلمات کہکر
پلٹ گئی اہل اسلام حیران پریشان پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئے مہرخ نے خواجہ عمرو سے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری
آپنے ملاحظہ فرمایا جو سرداران نامی تھے گرفتار ہوئے اب کچھ تدبیر کرنا چاہیے عمرو نے کہا میرے کیے کچھ نہین ہوسکتا
سب عیار موجود ہین تنخواہ کھاتے ہین جام بادۂ عیاری سے مست ہین مشہور ہی کہ بڑے زبردست ہین سوسن کو
جا کر مارین مین کیا کسی صاحب کو منع کرتا ہون ملکہ مہرخ نے طرف چالاک وغیرہ کے دیکھا سبنے دست بستہ عرض
کی ہمسے کچھ کہنے کی احتیاج نہین ہی ہم ہر وقت اسی فکر مین ہین آگ سے لاچار ہین بالکل بیکار ہین جو ہو سکے گا
کر گذرینگے قصر آتش سے وہ ملعونہ باہر نہین آتی دربار مین ایک دن آئی تھی ہمنے چاہا جا پڑین اس بدزبان کو
گرفتار کرین وہ نہ ٹھہری پلک جھپکنا دشوار ہوا ایسی ملعونہ کا کیا کرین آگ کے اندر رہتی ہی ملکہ مہرخ نے یہ کلام
حسرت انجام سنکر سر جھکایا عیار اُٹھے اپنی اپنی فکر مین نکلے برق فرنگی تڑپتا ہوا قریب قصر آتش پہونچا چاہا رجاب
پھر الکین راستہ نپایا ناگاہ شعلہ جوالۂ مہر درخشان نے آتشکدۂ چرخ نیلی کو بھڑکایا چنگاریان ثابت و سیارگان
کی فرو ہوئین ذرہ ہاے بیابان نے رونق پائی چمک ریزہ اعظم سے آنکھ اڑائی برق تڑپتا ہوا اطراف صحرا کے
چلا ایک نخل کے سایہ مین جا کر ٹھہرا اور رو رہا ہو کہ ای برق کیا کرون کیونکر اپنے کو تا بہ سوسن پہونچاؤن کوئی تدبیر بن نہین
نہین آتا کہ اُسکی شکل بنکر پہونچون حیرت جادو کے یہان سے کوئی نہین جاتا پس کیا تدبیر کرون اُستاد
ذرا ذرا سی بات مین طعن و تشنیع کرتے ہین آخر جب کوئی تدبیر بن نپڑی سامنے اک پختہ کنوان تھا زمین کی شکل
بنکر کنوئین پر آبیٹھا لٹیا ڈول رکھ لیا جل ٹھنڈا ہا پکارتا ہی کبھی غصے مین جو کوئی مسافر نکل آیا اُسکو پانی پلا کے ٹھنڈا
کیا پھر آپ ہی سوچا اس غریب کے مارنے سے کیا فائدہ ہوا برق تو اس فکر مین کنوئین پر بیٹھا ہی مگر خواجہ عمرو
بھی رات بھر گرد پھرے قصر آتش کے مگر راستہ نپایا گھبرا کر صحرا مین آئے ایک درۂ کوہ مین گھس گئے سر جھکا کے
بیٹھے سوچ رہے ہین کہ اب کیا کرون آج کا دن گذرے گا شب کو طبل جنگی بجوا کے میدان کارزار مین آئیگی
کون اُسکو جواب دے گا عجب گرما گرم سحر کرتی ہی شعلہ مزاجی پر مرتی ہی لیکن اس گرم مزاجی کا بد انجام ہوگا جو
آگ کھائیگا انگارے ہگیگا سوچتے سوچتے تصویرین شاہان گذشتہ کی نکالین کندھیا کی تصویر پر نگاہ پڑی
دیکھا جوان خشرو بیٹھا ہوا بین بجا رہا ہے بس عمرو کو خیال آیا کہ اسکی صورت پر اپنے کو تا بہ سوسن پہونچا بین لیکے

مبہوت ہو جائیگی ضرور دھوکا کھائیگی پھر خیال آیا آگ جلادیگی سوچے دہی روغن موسیقار یاد آیا عمرو نے تمام جسم پر لگایا کند صیاد کی صورت بنکر تیار ہوا الکٹ سر پر رکھا لباس فاخرہ زیب جسم کیا اک مرکب طلسمی کر کے اوپر سوار ہوا اس شان و شوکت سے عمرو درہ کوہ سے نکلا صحرا کا سناٹا طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین عمرو نے نَے کو دہن پر رکھکے بانسری کو دھر پھونکا نَے بجاتا ہوا نئے طور سے چلا فن نَے نوازی عمرو کو مرحمت ہوا ہے جنگل صحرا مین جو شروع کر دیا طائران صحرا بیقرار ہو کر شاخہاے درخت سے اُتر آئے پرون کا سر عمرو پر سایہ کیا عمرو سلیمان وقت بنا ہوا یہ غزل عاشقانہ گاتا ہوا چلا جاتا ہے

غزل

رحم آجاتا ہے دشمن کی پریشانی پر
نقطہ دینا تھا یہ تیری خط پیشانی پر
آمد فصل بہاری ہے بڑے استقبال
پاسبان پاتے ہین الزام نگہبانی پر
برہمی کرتی ہے مجموعۂ خاطر برہم
کفر ہے صورت شک آیۂ قرآنی پر
آسمان صحبت احباب کب خالی ہے
زخم کھاتے ہین سیہ نمک افشانی پر
راہ بر گشتہ نصیبی نظر آئی کیا کیا
مختصر قصے ہوئے قصۂ طولانی پر

زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر
صاف رکھ قاتل عالم شکن ابرو کو
لوٹے ہین شوق مین مرغان گلستانی پر
ہوگئی بے سخنی قفل دہن غنچون کو
صبر کھو دیتی ہے زلفون کی پریشانی پر
تیرے آگے تو فروغ رخ روشن معلوم
نالے رہتے ہین ہمارے فلک ثانی پر
مرگئے ایک ہی جلوے مین پریرویون کے
خضر کا شک ہے مجھے غول بیابانی پر
قبر مین جوشش گریہ نے ابھارا ہے نسیم

کیون رکھا کاتب قدرت نے فلک کو خورشید
مورچہ خم نہ ہے تیغ خراسانی پر
نالۂ زنجیر سے چھپ چھپ کے نکل جاتا ہے
تھا شک بی ادبی خندۂ پنہانی پر
نقطۂ حسن ہے تل مصحف رخ پر تیرے
دیکھے نقطہ شک یوسف کنعانی پر
ہم وہ مشتاق اذیت ہین کہ ہر دم قاتل
پاؤن رکھا بھی تو تھا تخت سلیمانی پر
مرگئے کہتے ہی کہتے ترے گیسو کا حال
ہم تہ خاک بھی رہتے ہین صدا پانی پر

مہتر برق فرنگی کنوئین پر برہمن بنا بیٹھا ہے کہ کان مین آواز نَے نوازی کی آئی گھبرا گیا کہ یہ کہان سے صدا آئی ہے یکایک دیکھا کہ گوشۂ صحرا سے ایک جوان خوشتر سبزہ رنگ مرکب باد رفتار پر سوار دریاے جوانی مین غوطہ مارے ہوئے نَے بجاتا ہوا آتا ہے لیکن صدہا جانوران صحرائی پرند چار جانب سے گھیرے ہوئے چلے آتے ہین بعض نے پرون کا سایہ کیا نَے کے مست ہین منقارین کھولکر رہجاتے ہین اپنی زمزمہ سرائی بھولے نَے سنکر ایسے بھولے برق گھبرایا کہ یہ کیا بلا نازل ہے شاید افراسیاب نے کسی ساحر کو بھیجا ہمارے گرفتاری کو بھیجا ہے اس وجہ سے نَے بجاتا ہے نیا شعبدہ دکھاتا ہے خدا اس آفت سے اہل اسلام کو بچائے دم بدم بلاے تازہ نازل ہوتی ہے اُدھر ہے عت سوسن ہے یہ بھی کوئی راہزن ہے ای برق اسکو بہن رو کر یہ سوچ کر

برق نے حقۂ آتشبازی تو بجرے سے نکالا اُسمین بیہوشی بھی بھر دی اب سنبھل کر کھڑا ہوا کہ قریب اُس نخل
کے پہونچے حقۂ آتشبازی مارکر بیہوش کرون پھین سر کاٹ ڈالون تا بلشکر نہ جانے دون خوب سنبھلکر کھڑا ہوا
جیسے ہی مرکب خواجہ عمرو کا قریب اُس نخل کے پہونچا یہ تو اپنی دھن مین ڈبجار ہے ہین کہ پہلوے نخل سے
نعرہ ہو اباش او ساحر کہان جاتا ہی منم مہتر برق فرنگی عمرو کی نگاہ پڑی کہ سایۂ نخل سے برق تڑپکر نکلا گھبرا کے
ڈر کی صرف اتنا منھ سے نکلا کہ ارے یہ کیا کرتا ہی قصد ہو کہ زبان سے کہے مین عمرو ہون زبان سے نہ نکلنے پایا
حقہ برق کا جل گیا دھوان اُسمین سے نکلا عمرو بیہوش ہو کے دم سے گرا برق مثل برق جہندہ خنجر کھینچکر دوڑا
کہ چھاتی پر چڑھکر سر کاٹ ڈالون جاکر سینے پر بیٹھنے رکھا قصد ہی کہ خنجر مارون پہلو سے آواز آئی او ظالم کیا کرتا ہی عمرو
پھر پچھتائیگا بجز افسوس کچھ ہاتھ نہ آئیگا خنجر روک پلٹ کر برق نے دیکھا نور افشان جادو پکارتا ہوا مثل
برق جہندہ برابر برق کے پہونچا ہاتھ برق کا تھام لیا اگر ذرا پلک جھپک جاے خنجر بران پھر چکا تھا نور افشان
نے کہا ای برق غضب کیا تو نے پہچانتا ہی یہ کون ہین برق نے کہا کوئی بلا ہی نور افشان نے کہا تمھارے
اُستاد والا نژاد ہین جب تو برق تڑپ گیا نور افشان نے عمرو کو ہوشیار کیا عمرو کی آنکھ کھلی نور افشان
کو قریب پایا برق کے کان پکڑ کے اک دو طمانچے مارے کہا کیون بے یہ تو نے کیا کیا برق نے کہا اُستاد
مین کیا پہچانتا تھا مین سمجھا کسی ساحر کو افراسیاب نے بھیجا ہی براے جستجوے عیاران جاتا ہی ہمین اسکو
مار لین عمرو نے کہا آپ بہت تیز ہو گئے ہین برق نے کہا سب آپکا تصدق ہی اب نور افشان خواجہ کو
ساتھ لیکر اک گوشہ مین آیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری کیا سمجھکر یہ صورت بنائی عمرو نے کہا مین نے روغن
موسیفار مل لیا ہی کہ آگ تاثیر نہ کرے نور افشان نے کہا اُستاد وہ آتش سحر ہو وہان اِس روغن کا کیا کام
جلتے ہی آپ جل جاتے جسوقت مین نے قصر نور افشان مین یہ عیاری حضور کی دیکھی بیقرار ہو کر چلا کہ
خواجہ کو روکون یہان آکے دیکھا میان برق آپکی چھاتی پر چڑھے بیٹھے ہین بمشکل بچایا بہر نوع خدا نے اپنا
شریک حال کیا وقت پر پہونچ گیا اگر آپ وہان جاتے تو خرابی تھی برق کی عیاری سے بیتابی تھی عمرو
نے کہا ای نور افشان صرف آج دن اور رات باقی ہی کل سوسن میدان کارزار مین آئیگی آفت مچائیگی
اسکی کیا تدبیر ہو آتش سحر تک جانا دشوار ہی حقیقت مین یہ میری عقل مین نہ آیا کہ روغن موسیفار کو آتش سحر سے
کیا مطلب عقل پر پردے پڑ گئے ای نور افشان ہم تو اپنی زندگی سے بیزار ہین آٹھ پہر موت کا سامنا
ابھی دو دن نہین گذرے مشعل کی گرمیان اُٹھائین آرام نہ لینے پائے تھے کہ حرامزادی سوسن آئی

بیشک اسنے بڑے غضب کے سحر کیے دل ہلا دیے میدان کارزار مین آئی ہو اٹھ کر پھر اسی قصر آتش مین چلی جاتی ہی نور افشان نے کہا اور تو کچھ عرض نہین کر سکتا آج کل ہوش وحواس درست نہین ہین بڑی بڑی مصیبتین انکو جھیلنا ہین جان پر کھیلنا ہی لیکن اب اسوقت سردست ایک صورت ہو سکتی ہی اک نقش آپ کو دیتا ہون ستارہ شناسان دوربین نے اسکو ترکیب سے بنایا ہی عجب تدبیر ہی کیا معقول تحریر ہی سوا پہر تک آپ پر آتش سحر تاثیر نکریگی اسکو بازو پر باندھ لیجیے جسکے جسم سے مس کر دیجیے گا اُسکے جسم پر بھی آتش سحر تاثیر نکریگی لیکن سوا پہر کے عرصے مین جو کچھ ہو سکے کر لیجیے آیندہ نقش بیکار ہو جائے گا عمرو نے کہا ای نور افشان سوا پہر بہت ہوا لاؤ نقش مجھکو دو مین اسی صورت پر آتش سحر مین جاؤن گا خدا چاہے گا تو اتنے عرصے مین بی سوسن کی زبان درازی کا علاج کر لون گا برق نے کہا اُستاد مین بھی چلون گا کند ھیا کے ساتھ معشوق ہونا واجب و لازم ہی نقش میرے جسم سے مس کر دیجیے یہ کہکر برق اک نازنین چاردہ سالہ کی شکل بنکر تیار ہوا دریای جواہر مین غوطہ زن ترچھی نگاہ انکھڑیون مین شوخی سرمہ دنبالہ دار دیا ہوا یار کے ہاتھ مین عصا قالب بعلین پر لاکھا جما ہوا مجلس حیران کی زیبائی باتون مین مسیحائی سراپا خوبصورت مرغوب مطلوب بھولی بھولی صورت حسن مین صباحت ملاحت جادو تقریر کلام دلپذیر عمرو وہی صورت دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا برق غضب کرتا ہی بےتو تو بجا طرار و فرار ہو اپکا عیار ہوا برق نے مسکرا کے سلام کیا کہا اُستاد سب آپکا تصدق ہی عمرو نے وہ نقش برق کے بھی جسم سے مس کیا نور افشان رخصت ہو کر طرف قصر نور افشانی کے گیا عمرو پشت مرکب پر سوار ہوا برق نکرے اُستاد کی لپٹ گیا گھوڑا اُڑاتے ہوئے خواجہ چلے اُنکو پھر شروع کیا ٹھمریان غزلین دوہرے کبت کبھی رنگ عشرت کبھی مضمون وصل و فرقت وقت سحر ہی بھیرون کی دھن مین گلا ہوا الھیا ہوا اسوقت بھی دل کو اک مزا ملا اپنے آقا کا ہجر فراق یاد آیا آتش سحر مین بے تکلف گھوڑے کو ڈالدیا خود بھی آنکھون سے آنسو جاری قلب پر ہجوم بیقراری یہ اشعار آبدار زبان نئے طور سے نکلتے ہین اشعار

ہر سے کرنہ بارو سے خوش بادۂ ناب است
لیکن گرمی ہنگامہ ز گرمی شراب است
بنیاد شش و چار دو عالم بحقیقت
مضمون حروفش ہمہ اجزای کتاب است
تا پیک خیالت بنظر آمدہ مخفی

رندہ بہ لخانہ آن عمر خراب است
غافل نشوی زمزمۂ عشق کہ در عمر
چون موج حباب است کہ بر چہرۂ آب است
گہ خانہ نشین می شود و مردمک چشم
ہم دشمن بےخوابی ہم دشمن خواب است

پیمانۂ دل پر کن و در جام نگہ ریز
ایام طفولیت ہنگام شباب است
بر پشت کتابے کہ بود حرف تواریخ
پیرے تو این خانہ چو بر موجۂ آب است

سوسن زبان دراز سابہ مین

اک نخل کے نیچے بیٹھی ہوئی شراب خواری کر رہی ہو نیرنگ و گیرنگ پہلو مین ناگاہ گانے کی آواز آئی گھبرا کر کہا ای
فرزند و یہ کون ذی بجا رہا ہی کلیجہ نکالے لیتا ہی تواریخ مین دیکھا ہی ہمارے ہادی رہبر کندھیا فن بانسری
کے استاد تھے سنتے ہین کہ اُنکے بجانے پر چرند و پرند مست ہوتے تھے بے زبان رونے لگتے تھے آج وہی طور معلوم
ہوتا ہی کوئی کلیجہ کھینچتا ہی قلب پر نشتر پڑ رہا ہی نیرنگ و گیرنگ نے کہا یہ آواز تو خاص ہمارے حصار کے
اندر سے آتی ہی سوسن گھبرا کر اُٹھی نیرنگ و گیرنگ دونون تاج پہنے ہوئے چند قدم آگے بڑھے تھے دیکھا
فی الحقیقت تصویر مین جو صورت دیکھی ای وہی صورت زیبا ایسا ہی لباس کندھیا خلک اساس پہنے ہوئے
بانسری بجا رہے ہین ایک نازنین پرہبار نہایت حسین پشت پر کمر مین ہاتھ ڈالے لپٹی ہوئی کبھی گنگنا کے
یہ بھی تان مار رہی ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کالی چاٹ گئی اس آتش سحر مین گھوڑا اُڑاتے پھرتے ہین شوق
مین بانسری سننے سے طائر تڑپ تڑپ کے گرتے ہین لیکن جل جل جاتے ہین شوق مین جلنا گوارا ہی چلے ہی
آتے ہین سوسن بے ہوش ہوگئے کہا ای فرزند و ظہور بزرگان دین ہوا اس آگ مین سوائے افراسیاب کے
کسکی طاقت تھی جو قدم رکھ سکتا جو آتا جل کے خاک ہو جاتا لیکن آتش سحر انپر کیا تاثیر کر سکتی ہی یہ ان سب چیزون کے بانی
ہین زمین و آسمان انکے قدم سے قایم ہی یہ کہکے دوڑی آئی رکاب سے لپٹ گئی کہا حضور کو مین نے پہچانا تشریف
لائیے مجھکو سرفراز کیجیے کندھیا جی نے مسکرا کر فرمایا اری سوسن تیرا ہی نام ہی دشمنان افراسیاب کو تو نے
درہم برہم کیا سر جھکا کر سوسن نے عرض کی آپکے تصدق سے فرمایا تیرا بڑا مرتبہ ہوا ہم خاص تجھکو دیکھنے کو آئے
تھے امتحان کر رہے تھے کہ دیکھین تیری آتش سحر کیسی ہی پھر کیون نہین تاثیر کرتی سوسن نے کہا آگ کی کیا مجال
آپکو گرمی دکھا سکتی ہی اگر آپکو گرمی دکھائے خاک ہو جائے آپکی برکت سے تمام دنیا قایم ہی میرے لیے بڑی سرفرازی
ہوئی آپ تشریف لائے قدمو نپر آنکھین ملین نیرنگ گیرنگ تصدق ہوئے گرد پھرے لیکن نازنین کو دیکھکر
مر گئے کلیجے تھام لیے اس نازنین نے بھی دونون پر نگاہ محبت ڈالی مسکرا کر پوچھا شاہزادو ان تمھارا کیا نام ہی
ان دونون نے دست بستہ عرض کی نیرنگ و گیرنگ ہمارا نام ہی باپ ہمارا حیات جادو شہنشاہ صاحب
ہین ہماری ملکہ حیرت خوبصورت زوجہ شہنشاہ باشوکت اس نازنین نے ہنسکر کہا بڑے صاحب نسب ہو
تمھارے بڑے مرتبے ہین سوسن نے کندھیا کو ہاتھ تھام کے اُتارا یہ نازنین مرکب سے کود پڑی نیرنگ
و گیرنگ بیقرار ہوئے جاتے ہین گر خاموش بھائی سے بھائی اشارہ کرتا ہی دیکھو کیا مہ جبین ہی انتہا کی حسین ہی
لیکن مجھپر نگاہ محبت ڈال رہی ہی دوسرا کہتا ہو واہ مجھکو پسند کیا کندھیا نے سوسن کا ہاتھ تھام لیا سوسن نے جھک

شرمائی جاتی ہو دل سے کہتی ہو ہائے اگر جوان جان ہوتی حضور سرفراز فرماتے اب یہ پیرزن بہ امید عنایت ہین لیکن حقیقت مین بڑے قدر شناس ہین کس نگاہ سے مجھکو دیکھ رہے ہین یہ تو صاحب کشف و کرامات ہین میرا شباب انکی نگاہ مین ہوگا جب یہ سوچتی ہو خوش ہو جاتی ہو کبھی شرماتی ہو کبھی افسوس کبھی تردد کبھی انتشار اس مقام پر لاکر بیٹھایا جہان فرش قالین بچھا تھا مسند مقول آراستہ تھی سوسن نے عرض کی تشریف رکھیے مسکراکر فرمایا کیون ری بیمروت کبھی ہمکو یاد بھی نہ کیا ہم خود تیرے مشتاق ہو کر آئے اب آج سے ہمارا تیرا ساتھ رہیگا سوسن اپنی ضعیفی پر رونے لگی کہا حضور مین اس قابل کہان ہون یہ معشوق آفتاب جمال آپ کے لائق ہی مین تو اب خدمت گذاری کے قابل نرہی مسکراکر فرمایا اری کیا ہم تجھکو جوان نہین کر سکتے جب جی چاہے جمال عطا کرین کیا تیری اس صورت پر وصل حاصل کرینگے تجھکو جوان بناکر ابھی پہلو مین بٹھائینگے شراب شباب پلائین گے شراب شباب کا نام سنکر وہ نازنین جو ساتھ ہی بے اختیار زار زار رونے لگی کہا کیون حضور شراب شباب کا کیون آپنے نام لیا وہ ہمارا حصہ ہو چکا مین تو بی سوسن سے زیادہ ضعیف تھی اپنے مقام سے اُٹھ نہ سکتی تھی حضرت شباب پلاکر جوان کیا پہلو مین اپنے بٹھایا شہرون شہرون اپنے ساتھ لیکر پھرے یکایک ہم آپکی نگاہون سے گرے شراب شباب کا نام نہ لیجیے اپنی جان رہد دنگی سنو بی سوسن مین ایک غریب دیہات کی رہنے والی گائے بکریان چراتی تھی ویرانے مین پڑی رہتی تھی ہمارے حضور اک دن آئے شراب شباب پلاکر جوان کیا ہلکون ہلکون لیکر پھرے اسوقت تجھکو شراب شباب پلانے کو کہتے ہین اری سوسن یہ بڑے بے وفا ہین انکی محبت کا کیا اعتبار مجھسے اقرار تھا دوسری عورت پر نگاہ نہ ڈالونگا تجھکو دیکھکر بھول گئے بعد چندے اسیطرح تجھکو بھی جلائینگے کندھیا نے جواب دیا یہ بتلا کہ تیرے دل مین کیا آیا اسوقت ہمنے خیال کیا تیرے دل مین محبت نیرنگ و گیرنگ کی کی ہمارا نقش الفت تیرے صفحۂ قلب سے مٹ گیا ان دونون کو تیرے مقدمہ مین اختیار ہو اپنا حصہ کرلینگے ہم اب سوسن کو اپنا معشوق بنائینگے لا شراب شباب حوالے کر ویسی ہی بڑھیا بن جائیگی اسی طرح ٹھوکرین کھائیگی وہ نازنین رونے لگی کہا اے حسین و مددگار ایسی بیمروتی کی امید نہ تھی یہ کنیز بے تمیز اول شباب مین لطف دنیا اُٹھا چکی تھی چالیس شوہر کیے مزے اڑائے لڑکے جنے اب ضعیف ہو کر گوشۂ صحرا مین پڑی رہتی تھی تباہی کی جفائین سہتی تھی جانتی تھی اب مجھکو کون پوچھیگا آپنے سرفراز کیا معشوقان دنیا مین ممتاز کیا ضعیفی مین آبرو کی جوان بنایا اب خدمت سے جدا فرماتے ہین جان دونگی شراب شباب کو اپنے سینے سے نہ جدا کرونگی رحم کیجیے کندھیا نے نگاہ قہر و غضب دیکھکر فرمایا او زبان دراز خاموش رہ ہمین نے اسواسطے تجھکو شباب مرحمت فرمایا تھا کہ اور روز نگاہ محبت ڈالے اسوقت ہم صرف سوسن کو فرد دلیل

بخشیان دینے کو آئے تھے دونے نیرنگ و گیرنگ کو بنگاہ محبت دیکھا ہمکو نفرت ہوئی اب تیرے سامنے سوسن کو
جوان حسین بنائینگے تو ان دو کی خدمت مین حاضر رہ ہمکو مکار تلک نہین ہی یہ سنکر سوسن پھول گئی مسکرائی
اکڑنے لگی کہا بی بی شہنشاہ روشنضمیر ہین صاحب جاہ و وقار بڑے اوتار ہین انکے سامنے عیاری مکاری نچلیگی
ہمنے جسوقت سے جمال بیمثال دیکھا نقش محبت صفحۂ قلب پر جم گیا اپنے چاہنے والے کو سب سرفراز کرتے
ہین اسوجہ سے ہمپر مہربان ہوئے یہ سنکر اس نازنین نے بنگاہ قہر طرف سوسن کے دیکھا کہا او برائی سوت تو
کبھی ہمسے کلام کرتی ہی اچھا جوان دیکھکر خوش ہوئی یہ آٹھوین دن جوتیان مارکر نکال دینگے خنجر تیرے گلے پر پھیرینگے
تیرے قاتل ہین ظلم و بدعت مین کامل ہین تجھ ایسی ہزارون کو قتل کیا شراب شباب مین سنکھیا ملی ہی پیتے ہی
تیرا کلیجہ کٹ جائیگا ابھی تڑپ کر مریگی انکو پہچان رے تجھسے صاف صاف کہتی ہون تیری موت آئی ہی سوسن
نے کہا تیری بلا سے قتل کرینگے تو نہ ہمکو بچانا کندھیا نے ہنسکر کہا ای سوسن اب اسکی ضد پر تجھکو بارہ برس کی
نازنین بنا دینگے ہمیشہ یہی سن رہیگا ای سوسن جواب دے کہ لا شراب شباب اگر اسمین سنکھیا بھی ہی تو ہمارے
واسطے امرت ہی اوتار کو سب طرح کی قدرت ہی سوسن نے کہا او سوت لا جلد شراب نکال اب باتون مین ٹال
تجھے کیا کام ہی ہم زہر سنکھیا کھائینگے تجھے آتش رشک سے جلائینگے جب تو اس نازنین نے انگیا مین ہاتھ
ڈالا ایک شیشی نکالی کہا پی اسکو کلیجہ ٹکڑے ہو جائیگا کندھیا نے اشارہ کیا سوسن نے تھیلی شیشی شراب
کی اٹھائی کندھیا نے کہا سب پیجا اسی قدر شراب شباب ہمنے بنائی تھی آج سے اس شراب کو کوئی نپائیگا
پیتے ہی حال کھل جائیگا اب مابدولت بہت بیقرار ہوتے ہین بس سوسن نے وہ شیشی خوشی خوشی دہن سے
لگائی اس نازنین نے دوسری کٹوری سے اور ایک شیشی نکالی نیرنگ و گیرنگ سے کہا لو پیارے تم ہمارے
ہاتھ سے شراب پیو ان دونون کو برق نے پلائی سوسن خود پی گئی پیتے ہی ساری زبان درازی بھولی
گھبرا کے اٹھی کہا ای شہنشاہ کلیجہ مین آگ لگ گئی ہڈیان جلی جاتی ہین ادھر نیرنگ و گیرنگ اٹھے تینون
لڑکھڑا کے گرے عمرو نے نعرہ کرکے نیمچہ مارا وہ روئین تن تھی نیمچہ ٹوٹ گیا عمرو گھبرایا کہا میا برق یہ تو روئین تن
ہی بڑی ساحرہ پر فن ہی برق نے ایک پتھر کی منکا اٹھا کر مار دیا اسکا سر پھٹا نیرنگ و گیرنگ کو خنجر سے مارا
اب تو قیامت برپا ہوئی مکان آتش سے صداے گیر و دار بلند ہوئی روح سامری دردمند ہوئی ملکہ حیرت
نے قصد کیا ہی کہ جاکر بھائیون کو دیکھ آؤن دربارگاہ پر آئی تھی کہ مکان آتش مین ہملہ ہوا آواز آئی کشتے تمام
تمام من ملکہ سوسن زبان دراز و نیرنگ اور گیرنگ عنقا صورت بود حیرت جادو نے منھ پیٹ لیا گھبرا کے

دوڑی کہ ارے قیدیون کو تو مار لو تمام لشکر حیرت چلا یہان بہار وغیرہ کو ہوش آچکا تھا سوسن نے پنجۂ جلال
کے زور مین کسی کی زبان مین سوزن نبیا تھا ادھر سوسن مری اور آواز آئی کہ تھے مرا نام من سوسن زبان ہاے
دو نیرنگ و گیرنگ بود پس سب ہوشیار ہوئے قصد ہوا کہ چلین اتنے مین صدائے نعرۂ حیرت آئی بہار نے
چند سنگریزے اُٹھا کے پھینکے لشکر حیرت پر پڑے اور تاریکی چھا گئی ہزارہا ملازمان حیرت واصل جہنم ہوئے
برق نے بڑھکر ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ خواجہ نے سوسن کو مارا لیکن حیرت لشکر لیکر جا پڑی ایسا نہو بہار
وغیرہ کسی بلا مین مبتلا ہو جائین مہرخ فوراً سوار ہوئی تمام سرداران صف شکن اُسیوقت پہونچے ملکہ حیرت نے
سرخ مو و ہلال وغیرہ کو زخمی کیا ہے لیکن بہار حیرت سے مقابلہ کر رہی ہے گلدستہ چل رہا ہے حیرت اس
عرصہ مین بہار پر جا پڑی سر بہار زخمی ہوا برق لامع نے دیکھا حیرت چاہتی ہے سر بہار قلم کرون کر کر کے
حیرت پر گری شانہ حیرت کا نشانہ ہوا رعد جادو قریب حیرت آیا چیخ ماری حیرت تھرائی ملکہ صورت نے
اگر حیرت کو سنبھالا عمرو نے بعد مہرہ بجایا آواز دی اے ملکہ مہرخ اپنے سردارون کو لیکر چلی آؤ ایسا نہو افراسیاب
آجائے سب سرداران لشکر مہرخ یہ سنکر حیرت سے لڑتے ہوئے الگ ہوئے حیرت چونکہ زخمدار بھائیون
کے واسطے بیقرار چاہتی تھی ان سب کو نہ جانے دون مصور نے منع کیا حیرت ناچار واپس ہوئی مہرخ
کنارے تک اپنے لشکر کے پہونچی ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم افراسیاب کے دیکھا اہل اسلام تو جا چکے
لیکن میدان لاشون سے بھرا ہے حیرت لاشۂ نیرنگ و گیرنگ اور سوسن پر بیٹھی ہے افراسیاب
نے جو یہ حال دیکھا رنجیدہ پلٹ آیا حیرت کا ہاتھ تھام لیا کہا اے خاتون محل بہنے لکھ بھیجا تھا کہ اُنکو لڑنے نہ دینا
لیکن بہار انکا نہ مانا آخر سار بان زادے نے یہ بدعت کی حیرت جادو رد دے لگی افراسیاب نے کہا اے
ملکہ عالم شاہون کو کسی کا غم والم کرنا مناسب نہین ہے لازم تدبیر کرینگے لاشہ اُنکا مرگھٹ پر لیجا کے جلا دینگے پھر بہر
بربادی باغبان کر چکا سمجھا کے حیرت کو بارگاہ مین لایا وہان خواجہ مع سرداران نامی واپس ہو کے بارگاہ
مین آئے جشن عالی ترتیب ہوا چونکہ سبکو معلوم ہے کہ افراسیاب بارگاہ حیرت مین موجود ہے ایسا نہو کہ صدائے
رقص و سرود سنکر غصہ مین یہان آپڑے تو اسکو کون روکیگا عمرو نے کہا مین جا کر خبر لاؤن دیکھون کیا
صلاح ہو رہی ہے باغبان نے کہا اے شہنشاہ عیاران کیا عرض کرون جو دل کر فتار ہے خدا نے بڑا فضل
شریک حال کیا کہ مشعل ایسا شخص مارا گیا از روے قاعدے اب حجرہ دوم کی بلا کھلنا چاہیے جسکی مالک
تاریک شکل گنش ہے یہ نیرنگ وغیرہ بھاند پڑے ورنہ اسی فکر مین افراسیاب پردۂ ظلمات گیا تھا اب

پلٹ سکے ایا ہی وہی صلاح ہو رہی ہوگی آپ تشریف نہ لیجائیے اسبا نہو آپ کو پہچان سے اسوقت حیرت بھی غصہ مین ہی عمرو نے کہا ای باغبان جس عیاری مین مین نے سوسن کو مارا اُسمین مدد نور افشان جادو کی بھی ہوئی پس مقدمہ تاریک جو کچھ اُسنے بیان کیا غلب ٹھہر گیا باغبان نے کہا اُسکے حالات سے ہر کس لہر نہین ہو ایک لفظ کافی ہو کہ وہ کل فنون مین طاق شہرۂ آفاق ہو اُس سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا مشعل ایک فن مین کامل تھا یہ جملہ فنون سحر و علم شعبدہ کی حاکم ہو عمرو سکو سمجھانے لگا باغبان سے اشارہ کیا سر دربار حالات اسکے نہ بیان کر دہا ہالیان لشکر گھبراتے ہین نام سے تاریک کے بھاگے جاتے ہین خدا اُسکی بدبخت سے بچائے یہ کلام در پیش تھا کہ چرند و پرند ہرکارے سامنے آئے عرض کی افراسیاب ملکہ حیرت کو سمجھاکے بارگاہ مین لے گیا حیرت کو بڑا ملال تھا افراسیاب نے محفل عیش و نشاط کو آراستہ کیا ہی لیکن مشیران سلطنت جمع ہین حکم ہوا بارگاہ مین تخلیہ کیا جائے اور یہ بھی غلامان جان نثار نے سنا کہ کسی ساحر کو افراسیاب نے بلایا ہی کوئی مقام ہی گنبد تاریک جمشید کا الاؤ وہان نامہ روانہ کرنا منظور ہی باغبان نے کہا خواجہ گنبد تاریک اُس مقام کا نام ہی جہان تاریک شکل کش رہتی ہی الاؤ جمشید کا وہان روشن ہی کسکی مجال ہی کہ اُس صحرائے آتش مین قدم رکھے کسی ساحر رازدار کو بلایا ہوگا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی اُس ملعونہ کا نام سنکر دل روتا ہی عمرو نے کہا ای باغبان ہم بھی سر ہتھیلی پہ لیے بیٹھے ہین مرنے والے سے ڈرنا چاہیے خوب آگاہ ہو چکے کہ فتح طلسم ہوش ربا دشوار ہی لیکن افراسیاب کو آرام نہ لینے دینگے شاید کوئی دباؤ ہمارا بھی اُسپر پڑے اتنا سوال کرینگے کہ بدیع الزمان کو دیدے ہم تیرے طلسم ہوش ربا سے چلے جائین ورنہ انشاء اللہ غدر ڈالدینگے راہگیرون کو راستہ چلنا دشوار ہوگا اب جاکر خبر لاؤن یہ کہکر خواجہ نے باہنہائے عیاری جسم پر آراستہ کیے بصورت مبدل جانب بارگاہ افراسیاب کے روانہ ہو

دو کلمہ داستان عبرت انگیز و حیرت خیز نامہ لکھنا افراسیاب کا برائے ملکہ تاریک شکل کش بدست طاؤس جادو عمرو کا طاؤس جادو کو گرفتار کرنا و بصورت طاؤس جادو جانا سامنے تاریک شکل کش کے و حالات گنبد تاریک

جب تلک بندگی شیخ مین تھا حلقہ بگوش
آپ سے شاہد مقصد کو مین پایا روپوش

آخر کار گئی جرعۂ می کرکے نوش
سرخوش از کوی خرابات گذر کردم دوش

طلبگار ئی ترسا بچۂ بادہ فروش

پھر تو یہ ولولے تھے دل پہ جنون کے مارے
پھاڑ کر پھینکدون مین کپڑے بدن کے سارے

خبر گذری کہ ای کشش دل بارے
پیشم آمد بر کوچہ پری رخسارے
کافرے عشوہ گرے زلف چو زنار بہ دوش

بسکہ اس دلکو بھی اس آفت دین کی درخواست
ہوکے بے صبر مین جا سامنے اُسکے اک راست
اپنے احوال پہ مین رہ نسکا بے کم وکاست
گفتم این کوے چہ کوئیست ترا خانہ کجاست
اے مہ نو خم ابروے ترا حلقہ بگوش

کھینچ لایا ہی مجھے عشق یہان مار کمند
لگے یہ عرض مری ہو متامل یک چند
شیخ و زاہد ہی مین کافر ہون جہانون پابند
گفت تسبیح بخاک افگن و زنار ببند
سنگ بر شیشہ تقوی زن و پیمانہ بنوش

الفت دین کو دل اپنے سے تو اب کرکے پرے
شوق جسدم ترا کچھ مین سے تجھے دور کرے
دے مے امر کہ جاگہ تو یہ در بے این درے
بعد ازین پیش من آتا بتو گویم خبرے
راہ بنمایم اگر بر سخنم داری گوش

دے ٹپک سر سے تو عمامہ پڑے اپنے غضب
ساغر حور سے رکھ دور ہوس اپنے کے لب
پہونچا اس بوجھ سے تو منزل مقصود کو کب
بگذر از صومعہ و راہ بمیخانہ طلب
خرقہ بیرون فگن و کسوت رندانہ بپوش

جب سنے اس سے یہ مینے سخنان دلکش
پھر سنبھال آپ کو جسوقت چلا وہ مہوش
مجھکو تاثیر معانی سے لگا آنے غش
دل ز کف دادم و بیہوش شدم در پیشش
تا رسیدم بمقامے کہ نہ دل ماند نہ ہوش

کفر و اسلام کا دیکھا وہ مکان مین مسجود
اپنی نظرون مین جب اُسکا نہ رہا مین موجود
پایا مغز اُسکا جو ہی عالم ہستی مین نمود
محو گشت از ورق کون و مکان نقش وجود
نہ ملک ماند و نہ آدم نہ طیور و نہ وحوش

پردے اُن چشم کے ہل نہ بلند اور نہ پست
کی جو میری نگہ چشم نے آہو کی جست
ایک میدان ہی فقط وان نظر آیا لق دست
دیدم از دور گروہے ہمہ دیوانہ و مست
بے دف و بادہ و نے آمدہ در جوش و خروش

ایک سے ایک فزون نشۂ وحدت سے چور
اور اسباب طرب کیسے سودان کیا مذکور
ایک سے ایک فزون ہین خرد و ہوش و شعور
بے نی و مطرب و ساقی ہمہ در عیش و سرور
بے مے و جام صراحی ہمہ در نوشا نوش

جب مجھے وان نظر اس طور کا آیا عالم
کچھ نہ سمجھا یہ ملک ہین کہ ز نوع آدم
صورت آئنہ حیرت سے ہوا مین اسدم
چونکہ سر رشتہ دریافت برفت از دستم
خواستم تا خبرے پرسم از و گفت خموش

پھر لگا کہنے یہ بہتر ہی کہ رکھ مجکو معاف
یہ نہین صومعہ زنار سے جہان لاف و گزاف
پر جو ہی درپے تحقیق تو سن صاف صاف
نیست این کعبہ کہ بی پا و سر آئی بطواف
نیست مسجد کہ درو بے ادب آئی بخروش

گر یہ مسکن تجھے آیا ہی مرے یار پسند
دل کو شیخی و نخوت کا نہ کہیان پابند
دین و دنیا سے چھوٹا خواہش دل کا پیوند
این خرابات مغانست درو مستانند
از دم صبح ازل تا بقیامت مدہوش

نہ تو یان دیر و حرم کی سی مکان مین تنگی
دل مین سودا تو خیالات نکر جون بنگی
خانقہ مدرسہ کی طرح نہ صحبت جنگی
گر ترا ہست درین کوچہ سر یکرنگی
دین و دنیا بیکے جرعہ عصمت بفروش

چابک خرامان عرصۂ عیاری و وافقان مذاق خنجر گذاری راہ منازل بیان برخوف و خطر کرین طی کرنے ہین شعر سخن سنج و غواص دریاے ہوش و چنین ریخت گوہر بدامان گوش + راویان شیرین کلام و محرران خوش انجام نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ جب خواجہ نے سنا کہ افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا ہی بصورت مبدل بارگاہ افراسیاب مین آکر کھڑے ہوئے دیکھا کہ حیرت غم مین اپنے بھائیون کے بہت بیقرار ہی افراسیاب سمجھا رہا ہی حیرت کو بہلا رہا ہی کہتا ہی کہ ای ملکہ عالم صاف تو یہ ہی کہ مین دل سے چاہتا تھا مشعل کی شمع حیات گل ہو وائی امان ملکہ تاریک شکل کشن تشریف لائین جب مینے انکے سامنے حالات مصیبت آیات بغاوت سرداران رازدار بیان کیا ابھی ارشاد فرمایا کہ ای نور نظر مین عرصے دراز سے اس گنبد تاریک مین گھبراتی ہون کہ براے سیر نکلون لیکن سامری و جمشید مقید کر گئے ہین کہ

جبتک حاکم حجرۂ اول پر کوئی افتاد نہ پڑے ناظم حجرۂ دوم نہین نکل سکتا اب جاکر عرض کرونگا کہ مشعل کو عمرو نے
قتل کیا اب گنبد تاریک سے حضور کے برآمد ہونے کا وقت آیا شاد ہو جائیگی ہرچند کہ اُنکی خوراک مین آجتک
مین نے فرق نہین آنے دیا دس آدمی روز شام کو اُنکی خدمت مین حاضر کیے جاتے ہین رات بھر اُس سے
کھیلتی ہین صبحکو اُنکو چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہین یہ اُنکی نہاری ہی علاوہ ازین ایک میخانہ صرف اُنکے واسطے درست
کرادیا ہی کئی سو خم روز تیار ہوکر پیش کیے جاتے ہین اُن تک ہر کس و ناکس جا نہین سکتا اب مین طاؤس
کو بلاکر روانہ کرتا ہون عرضی مابدولت کی لیکر جائیگا خود جواب معقول تحریر فرمائینگی خوشی اُٹھینگی یہ کہکر
طاؤس جادو کو افراسیاب نے بلایا عرضی اپنے ہاتھ سے لکھی کہا ای طاؤس جادو طرف مشرق
کے روانہ ہو جب سو کوس راستہ طی ہو دیکھنا سامنے ایک گنبد سیاہ ہی کوس بھر تک گرد آگ جل رہی ہی لیکن خبردار
اُس آگ کو آتش سحر تصور نکرنا وہ آگ اصلی ہی اُسی مقام پر ٹھہر جانا وہان سے نگہبانان گنبد تاریک کو
آواز دینا کہ مین فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہون نگہبان آئینگے کسی تدبیر سے تمکو تا بہ گنبد تاریک لیجائینگے
نامہ اندر بھیجدینا اگر تمکو اپنے سامنے طلب فرمائین بیخوف جانا جو کچھ بیان مقدمۂ مشعل مین دیکھا ہی سب
زبانی بیان کرنا اور یہ بھی عرض کردینا آپکے فرزند دلبند پر وقت تنگ ہی حضور خوب واقف ہین کہ وہ دریاے
سحر کا نہنگ ہی اگر دیر ہوئی تو خود مقابلہ کرے گا آپ ہی نے منع فرمایا ہی کہ بادشاہ اپنے ہاتھ سے دشمن کو
نہ قتل کرے ورنہ اُنکی کیا حقیقت ہی جواب باصواب اسی کاغذ پر لیکے آنا بخوبی طاؤس جادو کو سمجھا کے
نامہ دیا خواجہ یہ سب باتین کھڑے سن رہے ہین جب طاؤس نامہ لیکر نکلا عمرو اُسکے پیچھے چلا جب وہ
دو کوس پر آیا تب عمرو نے ایک ساحر کی صورت بنکر آواز دی میان جانے والے ٹھہرو کہان جاتے ہو طاؤس
نے ایک ساحر معقول کو دیکھا قریب اگر پوچھا تو کون ہی یون بیخوف راستہ چلتا ہی طاؤس نے کہا مین نامہ
شہنشاہ طلسم ہوش ہون طرف گنبد سیاہ کے جاتا ہون ساحر نے کہا ای بھائی تم نہین جانتے ہو کہ طلسم مین
غدر ہی عیاران مہرخ پھرا کرتے ہین جسکو جہان پایا مار ڈالا تم کیسے ساحر ہو کہ زمین پر راستہ چل رہے ہو
اگر کوئی عیار آجاے تمکو مار ڈالے صدہا مسافر روز قتل ہوتا ہی ہم براے نگہبانی پھرا کرتے ہین جاؤ جلد نکل جاؤ
طاؤس نے دعائین دین کہا بھائی تمنے خوب آگاہ کیا یہ کہکے قصد ہوا کہ پرپرواز پیدا کرکے اُڑے عمرو نے
حباب بیہوشی مارا طاؤس جادو بیہوش ہوا خواجہ اُسکو کھینچ کر کنارے لائے کپڑے اُتار لیے اُسکو ایک
گوشہ مین ڈالدیا نامہ لے لیا طاؤس کی صورت بنکر عمرو سمت گنبد تاریک چلا بعد قطع منازل و طی مراحل سامنے

اُس آگ کے پہونچا دیکھا شعلہ ہاے آتش نے سر آسمان پر کھینچا ہی اگر کوئی طائر آنکلا کباب ہو کے زمین پر گرا
دور سے گنبد سیاہ معلوم ہوتا ہی اندر سے دھوان نکل رہا ہی عمرو کے ہوش اُڑ گئے دور کھڑا ہوا گرمی سے
جسم پھکا جاتا ہی قلب تھراتا ہی دل سے کہتا ہی آخر یہ کوشش بیکار کی اُس آدم خوار مکار دغا باز کی صورت تو
دیکھ لیتے شاید کوئی فقرہ چل جاتا آخر خیال مین آیا کہ روغن موسیقار بدن پر ملکے چلو یہ تو بخوبی ظاہر ہو چکا کہ آتش اصلی ہی
یہ سوچکر عمرو نے روغن موسیقار نکالکر جسم و لباس پر ملا اپنے کو آراستہ کر کے اُسی آتش سرکش کو روندتا ہوا چلا
لیکن گرمی سے کلیجہ بھنا جاتا ہی یاد کر رہا ہی کہ ای معبود میرا آقاے نامدار مولاے قدر شناس نبیرہ حضرت خلیل جلیل
ہی تو ہی ایسے مقام شعلہ خیز مین معین و کفیل ہی میرے آقا کے جد امجد پر آتش کو گلزار کیا اُنکے خاندان کو نامی نامدار
کیا دعا مین کرتا ہوا اُس آتش کو طی کر رہا ہی بمشکل تمام اُس آتش انجام کو تمام کیا قریب گنبد سیاہ پہونچا دیکھا در گنبد پیدا
پر صد ہا گھنٹے نواز ناقوس نواز حاضر ہین بیسنے گھبرا کر خواجہ عمرو سے پوچھا ای ساحر تو یہانتک کیونکر آیا ہم کا یہان
کام نہین افسونگری کا نام نہین جسم کیونکر سالم رہا بھنکر کباب نہو گیا عمرو نے کہا میرا نام طاؤس جادو شہنشاہ کا
زینت پہلو نامہ مرحمت ہوا کہ جا کر دائی امان کو پہونچا دے مین نے عرض کی کہ مین مشتاق زیارت ملکہ عالم ہون شہنشاہ نے
ایسی تدبیر بتلا دی کہ یہان تک پہونچا ملکہ عالم سے عرض کرو کہ آپکے نور نظر کا پیغامبر در دولت پر کھڑا ہی زیارت
جمال بیمثال کا مشتاق ہی اپنے سامنے بلائین تب مین عرضی پیش کرون برہمنون نے کہا ای طاؤس جادو زیارت
ملکہ تاریک شکل گشن دیدار سامری و جمشید ہی ہر کس و ناکس کا گذر ہونا ناممکن نامہ ہمکو دو ہم جواب لا دین
کسکی مجال ہی کہ روے سیاہ ملکہ تاریک شکل گشن پر نگاہ ڈالے بڑے بڑے ساحران رستم صولت کو غش
آتے ہین واقف کاران مذہب سامری کے قلب تھراتے ہین ملکہ حیرت جادو خاتون محل شہنشاہ تشریف
لائین تھین غش کھا کے گر پڑین کئی دن تک زبان مین لکنت رہی ایسی جا نسی پھر جب سے حاضر نہوئین سواے
شہنشاہ کے کسکی مجال ہی کہ ملکہ عالم سے بات کرے ملکہ تاریک نمونہ قدرت سامری ہین ہرچند کہ عمرو
گھبرایا لیکن کلیجہ پر پتھر رکھا اُس سے کہا تم سب صاحب اسمین کلام نکرو میرا پیغام پہونچا دو ایک برہمن پردے کے
قریب گیا پکار کر آواز دی ای مصاحب خداوند جمشید و سامری ای حاکم اقلیم افسونگری ای زندہ کن نام جمشید
و سامری آپکے نور نظر نے نامہ دار بھیجا ہی طاؤس جادو حاضر ہی لیکن مشتاق زیارت جمال بیمثال ہو کر آیا ہی
عمرو نے سنا اندر سے ایک دیونی کی آواز آئی گنبد سیاہ تھرا گیا یہ صدا تھی کہ نامہ بر کو اندر بھیجدو عمرو بیدغدغہ
اندر گیا دیکھا ایک گنبد انتہا کا تاریک ایک جانب آگ جل رہی ہی ایک جانب پلٹ کر ایک دیونی کو دیکھا

حقیقت مین دیو کی قالب انسان مین سمائی ہوئی سر مثل گنبد خام سیاہ چہرہ نیلی کرنجی کیجی آنکھان کا لہنگا از سر تا ناخن پا
بصورت دل کافر سیاہ مثل پردہ ظلمات کے سر اٹھا ہی حقیقت مین اُلٹا توا ہی زبان منھ سے نکلی ہوئی رال ٹپک رہی
ہی دونون ہاتھ زمین مین ٹیکے ہوئے بیٹھی جھوم رہی ہی دس جوان ایک جانب سر جھکائے مثل برگ بید کانپ رہے
ہین جیسے ان بیچارون کے اوداس عالم یاس ایک پہلو مین مٹکے شراب کے مٹکا شراب کا اٹھایا منھ سے لگایا غٹ
غٹ پی گئی ایک جوان کی ٹانگ پکڑ کے مع استخوان چبانا شروع کیا جب ایک جوان کو کھا چکی تب طرف خواجہ
عمرو کے متوجہ ہوئی دیکھتے ہی اسکی صورت نحس قریب تھا کہ عمرو کو غش آجائے کانپ گیا پسینے پسینے خاموش
مثل تصویر بکف الہو دل مین منفعل کہ مین کیون آیا دل سے کہتا ہی ای حاکم نور و ظلمات اس بلائے سیاہ کے شر سے
مجھکو بچانا تاریک نے ڈکار لی دھوان منھ سے نکلنے لگا جیسے ہی عمرو پر نگاہ ڈالی رنگ روغن عیاری
عمرو کے چہرے سے اتر گیا بصورت اصلی ہو گیا قریب تھا روح جسم خاکی سے عمرو کے نکل جائے تاریک نے مسکرا کر
کہا کیون خواجہ مزاج تو اچھا ہی رنگ روغن عیاری کا کیا ہوا ہر چند کہ تاریک نے بہ سہولیت کہا مگر گنبد گونج
گیا اب جو عمرو نے خیال کیا مین بصورت اصلی کھڑا ہون تھرا کے قدمون پر تاریک کے گرا کہا دائی امان مدت
سے زیارت کا مشتاق تھا دیکھیے مینے کیا کمال کیا آتش اصلی کو طی کر کے یہان آیا تاریک نے کہا خواجہ ملک
ترکستان مین حفظ بن داؤد روغن موسیقار بنا کر لایا تھا وہ روغن تمنے عیاری کر کے لیلیا جسم مین مل کے چلے آئے
کمال کیا اب یہی شرط کہ تجھکو کھا جاؤن یہ کہکے عمرو کے ہاتھ پاؤن ٹٹولنے لگی کہا دور نگوڑے جسم مین تیرے
نری ہڈیان ہین یہ کہکے عمرو کی گردن پکڑ کے اٹھا لیا کہا کہ گرم کرون عمرو بے اختیار رویا تعریف مین اسکی یہ شعر پڑھا
ای چہرہ زیبائے تو رشک بتان آزری + ہر چند وصفت میکنم در حسن زان بالاتری + اس الحان مین عمرو نے یہ شعر پڑھا
کہ تاریک جھومنے لگی کہا ارے تو تو بڑا خوش آواز ہی تیری صدا مین سوز و گداز ہی یہ کہکے عمرو کو چھوڑ دیا کہا بیٹھ
مجھے شراب پلا کوئی اچھی سی غزل میرے سامنے گا تیرا گانا کانون کو بہت پسند آیا عمرو نے کہا دائی امان یہ مٹکا
مجھسے کیونکر اٹھیگا کسطرح شراب پلاؤن تاریک نے کہا ای عمرو شراب کا مزا نہین ملتا نشہ نہین ہوتا کسیقدر
دماغ گرم ہو جاتا ہی افراسیاب سے ہماری شراب کا انتظام نہین ہو سکتا یہ کاسۂ چینی رکھا ہی اسمین پلا سامنے
میرے بیٹھ جا عمرو مودب ہو کے بیٹھا مگر دل سے کہتا ہی کہ ای عمرو یہ زندہ تجھے نہ چھوڑے گی جو کچھ کرنا ہو کر گذرو ایسا نہو
اک نوالہ کر جائے انھین جوانون کو اٹھا اٹھا کے کھا رہی ہی ہڈیان تک کر چبا رہی ہی فوراً عرض کی ای
دائی امان یہ جو آپ نتھ پہنے ہین اسمین موتی چھوٹے ڈالے کیسی بے آبروئی ہی تاریک نے کہا میرا

گوہر بے بہاے قلزم سلطنت افراسیاب باشوکت سلامت رہے اُسکی سلامتی کی برکت سے ہی جیسے موتی دستیاب ہو
پہن لیے کیا تیرے پاس موتی ہین عمرو نے عرض کی حاضر ہین کہکے جیب مین ہاتھ ڈالکر تین مروارید بے بہا مثل
بیضۂ کبوتر مثل ستارۂ سحری درخشان رنگ وھنگ مین بے مثل ہتھیلی پر رکھکر عمرو نے تاریک کو نذر دیے تاریک
نے ہاتھ بڑھایا عمرو نے ہتھیلی پر تاریک کے رکھ دیے تاریک نے بہت پسند کیے لیکن جیسے ہی ہتھیلی پر پہنچے
وہ موتی تڑاق تڑاق ٹوٹے اُسمین سے دھوان نکلا دماغ پر تاریک کے پہونچا تاریک ہنسنے لگی کہا ای عمرو
یہ موتی کیسے تھے عمرو نے گھبراکر کہا غضب ہوگیا موتی ٹوٹ گئے تاریک نے کہا ای عمرو اسکے دھوئین سے دماغ مین
گرمی آگئی تیرا بڑا نقصان ہوا مین افراسیاب کو لکھ بھیجون گی وہ اسکی قیمت تجھے دیگا عمرو نے کہا حضور آپ پر
تصدق ہوے آپ شراب نوش فرمائیے لیکن ہوش عمرو کے اُڑ گئے کہ یہ موتی بیہوشی کے بنے ہوئے تھے وہ
کیسی ہی گرمی معلوم ہوئی لیکن معلوم ہوتا ہی شاید میرے موتی بدل گئے اب عمرو نے باتون مین تاریک کو مشغول
کر لیا تاریک نے کہا باتین نہ بنا جسطرح تو نے ابھی گلا ہلایا تھا اُسی طرح کوئی غزل عاشق و معشوق کے ذکر کی
جلدی گا کہ دل خوش ہو عمرو نے فوراً گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ سامنے ملکہ تاریک کے شروع کی غزل

ہاتھوں مین آج کی شب مہندی لگائیے گا
آخر کبھی تو میرے قابو مین آئیے گا
ذاتِ شریف ہو تم مین خوب جانتا ہون
بڑھ جاؤنگا جہانتک مجھکو گھٹائیے گا
بے وجہ یہ نہین ہی انداز گفتگو کا
جھوٹی نہین قسم ہون ہر دم جو کھائیے گا
مشتاق نے تو جان کی گلگون لباس مین مجھ
کیا مختار اب آپکا ہی جو منہ چھپائیے گا
آخر کچھ انتہا بھی بے رحمیون کی صاحب
کیا قہر آج کی شب ہمپر نہ لائیے گا
سمجھے ہوئے ہین کچھ دل مین بھری گی آج
مجھکو نہ پائیے گا مجھکو نہ پائیے گا

سمجھے یہ رنگ ہم بھی کچھ رنگ لائیے گا
پھر مین بھی کچھ کہونگا دیکھو زبان روکو
طوفان اور کوئی مجھپر اُٹھائیے گا
امیدوار باقی کچھ اور رہ گئے ہین
پھر کل کیطرح ایجان باتین سنائیے گا
یکسون ہی نا امیدی درگاہ کبریا سے
یہ رنگ نو عروسی کسکو دکھائیے گا
ہم خوب جانتے ہین گستاخیان تمہاری
کیجیے تو عاشقون کو کبتک ستائیے گا
لخط بلطف بھر و تا روح تن سے نکلے
کا ہیکو آئیے گا کا ہیکو آئیے گا
مین لیجیے گا جو کچھ مدت سے آرزو ہی

یہ شوخیان تمہاری لکھی ہوئی ہین دلبر
پھر منہ چھپا کے مجھسے آنسو بہائیے گا
ان شمع کا مین گل ہون ناصح کی گفتگو کیا
پھر بھی نقاب گیسو منہ سے ہٹائیے گا
مین ہون مزاج قاتل لازم ہی خوف مجھسے
جو کچھ کہ آرزو ہی ویسا ہی پائیے گا
دیکھو رقیب نے دیکھو رقیب آئے
محفل مین بیٹھے بیٹھے آنکھین ملائیے گا
ممکن نہین جو نیت بدلے تمہاری یکجان
آئیگی اور آفت گر آپ جائیے گا
آؤ تو جلد آؤ دم بھر کے بعد ایجان
فرصت ہو گر میسر دم بھر کو آئیے گا

کچھ دور نہیں مین لازم ہی یاد کرتی | ٹھنڈی ہی ہوتی کیا گر میان تمہاری
آخر نسیم کا دل کبتک کھلا رہے گا | مانند دل مجھے بھی پہلو مین پائیے گا

عمرو نے گانے گاتے جام شراب لبریز کیا پڑیہ بیہوشی کی ملا کے تاریک کے سامنے پیشکش کیا تاریک اُٹھاکر جام کو پی گئی عمرو آنکھ ملائے دیکھ رہا ہی تاریک کی آنکھون پر سرخی بھی نہ آئی اسنا کہا کہ ای عمرو تیرے گانے نے دلکو بہت خوش کیا شراب نے تلخی دی ایک جام خوب لبریز کرکے پلا شعر

ساقیا وہ برانڈی اب ڈھال | مجھکو کم نہین ساقی پر پروا رست
کاگ بوتل کا بھی اُڑتا ہی تو سے علی نا | کاگ اُڑتا ہو جسکی بوتل کا

عمرو نے کہا حاضر دوسرا جام عمرو نے لیا چھ ماشہ کی پڑیہ بیہوشی کی نکالی جام مین ملا کر تاریک کو جام دیا تاریک پیکر خوب قہقہا مار کر ہنسی بہت خوش ہوئی کہا ای عمرو اسوقت تو احسان کیا کسی قدر سرور ہوا ہمارے سر کی قسم تیرے پاس کیا ہی ایسے دوچار جام پلادے کہ سرور حاصل ہو سالہا سال گذرے کہ شراب پیتے پیتے پیٹ پھول جاتا ہی نشہ نہین ہوتا اسوقت طبیعت بہت خوش ہی جو کچھ تیرے پاس ہو چھپا کے نہ لا جام شراب بھر دے ای ساقی خوش آواز مست کردے عمرو نے گنگنا کے یہ مطلع مصنف کا پڑھا مطلع مصنف

ساقی شراب شوق سے دل چور چور ہی + اس چشم مست کا مجھے ابتک سرور ہی + تاریک گانے پر عمرو کے بیقرار ہی اچھل رہی ہی کود رہی ہی گنبد کو سر پر اٹھالیا جب ڈکار لیتی ہی منھ سے دھوان نکلتا ہی کبھی عمرو کا شانہ پکڑ کے اٹھا لیتی ہی کاندھے پر بٹھالیتی ہی سارے گنبد مین دوڑی دوڑی پھرتی ہی خود بھی کبھی گانا سناتی ہی اسکی آواز سے عمرو کو خوف آتا ہی گویا بھینسا اراتا ہی دو گھڑی کامل عمرو کو لیے پھری اُسی طرح ہاتھ ٹیک کر بیٹھی عمرو سے کہا کیا تمنے ہماری شراب مین ملایا تھا وہی نکالو عمرو نے لاچار ہو کر پڑیہ بیہوشی کی نکالی کہا ای ملکہ عالم یہ نسخہ ہی ایک اسکو صاحبقران ملا کر پیتے تھے سنا ہون مقوی آنکھون مین بصارت ہو روح کو راحت ہو دن کو تارے آسمان کے گن لے جب تو حمزۂ عرب بڑے بڑے پہلوانون سے لڑتا ہی اسکا نام نوش دارو ہی یہ کہکر عمرو نے جام شراب مملو کیا سامنے تاریک کے بیہوشی ملائی تاریک نے پیکر ایک موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر عمرو کو پہنا دیا عمرو نے جھک کر سلام کیا مگر ہاتھ پاؤن مین رعشہ دیکھا تاریک شکل کش شراب مین بیہوشی ملا کر پینے لگی سب بیہوشی ملا کر پی گئی عمرو نے دیکھا بیہوشی نے کچھ تاثیر نہ کی اب عمرو حیران کہ مین کیا کرون لیکن تاریک نے کہا خواجہ یہ نسخہ ہمکو بنوا دو ہم روزمرہ شراب مین ملا کر پیا کرین ای عمرو تو مصاحب معقول ہی ہمارے پاس رہو لاؤ نامہ دو عمرو نے نامہ نکال کر دیا تاریک نے کہا خواجہ طاؤس جادوگر تمنے بیہوش کر کے

کوہ مین ڈالدیا وہ اب بارگاہ مین افراسیاب کی پہونچ گیا ہوگا مین نے یہین سے بیٹھے بیٹھے اپنے پیر کو حکم دیا تم
معقول ہوگئی عمرو نے ہاتھ باندھے کہا دہائی امان اگر یہ ضرورت نہ بنتا آپکی زیارت سے کیونکر مشرف ہوتا تاریک
نے سر ہلایا کہا او نگوڑے تو میرے قتل کرنے کی فکر مین آیا ہی ایک ہاتھ تلوار کا لگا خنجر کھینچ دیکھ تو کیا ہوتا ہی او دیوانے
مینے آنکھین سامری کی دیکھین ہین مین مشعل جادو نہین ہون ساری روشنی رات بھر کی صبح کو پچشاخہ ہاتھ
مین لیکن تو اپنے دل مین بہت خوش تھا کہ ملکہ تاریک کو قتل کرونگا اب کہ کیا ارادہ ہی عمرو ہاتھ جوڑنے
لگا گڑگڑا کے کہا ای تاریک حقیقت مین تجھ ایسا ساحر حاکم اقلیم سخنوری میری نگاہ سے نہین گذرا حقیقت مین
آپ نمونہ قدرت سامری ہین اب اس زمانہ مین کوئی آپکا مثل نہین ہی جبسے مین اس طلسم مین آیا بڑے
بڑے ساحر دیکھے مقابلے پڑے ہاتھ سے میرے مارے گئے لیکن آپ ایسا نگاہ سے نہین گذرا آج مجھکو ثابت
ہوا کہ رکن طلسم ہوش ربا حضور ہین آپکے قدم سے طلسم آباد رعایا دل شاد ہی تاریک نے ہنسکر کہا ای خواجہ کی
مہربانی ہی تم ایسا عیار بھی ناممکن ہی مین خبر سن چکی ہون کہ تمنے دمامہ و شمشش کو مارا بڑے بڑے ساحرون کو
للکارا اب افراسیاب نے مجھکو طلب کیا ہی مین گنبد سیاہ مین خود گھبرائی تھی کئی سو برس سے گوشہ نشین ہون
اب نکلونگی اپنے بچے کی سلطنت بچانا واجب و لازم ہی تم ہی جواب بھی نامہ کا لیجاؤ یہ جواب افراسیاب کو دینا
عمرو نے کہا شہنشاہ مجھے قید کرینگے بہت مجھسے خفا ہین تاریک نے کہا نہین ہم سفارش لکھدینگے تمکو انعام
دیگا ہرگز قتل نہ کریگا مگر یہ بتلاؤ پھر عیاری بھی کروگے عمرو نے کہا دہائی امان کیا مجال مین جواب شہنشاہ کو
آپکا دیکر طلسم ہوش ربا سے نکل جاؤنگا جان بچا کر چل جاؤنگا آپکے گنبد کے جانب کبھی منہ کر کے نہ سوؤنگا لیکن
مجھکو اب رخصت کیجیے جواب نامہ کسی اور کی معرفت روانہ فرمائیے تاریک نے کہا نگوڑے کیون مرا جاتا
ہی ہم تیرے ساتھ احسان کرتے ہین کئی سو کوس کا راستہ ہی ان جنگلون پہاڑون مین مارا مارا پھریگا ہماری
مدد سے تو جلدی پہونچ جائیگا افراسیاب تجھکو چھو نہ لیگا عمرو نے لاچار ہو کر سر جھکا لیا سوچا اگر یہ اور کہون گا یہ
اٹھا کے کہا جائیگی تو مین کیا کرونگا تاریک نے جواب نامہ افراسیاب جادو کو لکھا مضمون یہ تھا ای
نور نظر ای پارہ جگر ای چراغ طلسم ہوش ربا ای ساحر کیتا ای سرو باغ سحر سامری ای رنگ دیبے گل گلشن
افسونگری نامہ تیرا معرفت عمرو ہمارے پاس آیا حقیقت مین اس عیار نے بڑی مشقت کی کا یا جا یا ہمکو بہت
راضی کیا ہم اسکے ہاتھ نامہ روانہ کرتے ہین خبردار اسکو خلعت دینا بدلا ان برائیون کا نہ لینا فوراً رہا کر دینا اور من
مدعا اسکا زر سرخ و سفید سے بھر دینا با دولت حجرے سے برآمد ہوتی ہین بارگاہ مین عمدہ ہمارے واسطے آراستہ کر

بادشاہان طلسم کو ہماری زیارت کے واسطے بلاؤ ہم آکر ایک ہفتے مین کوکب و برہمن و نور افشان کو سنگسار
سب کو سزا دینگے مہرخ اور بہار و باغبان کا کیا ذکر وہ غلام و لونڈیان ہین خود آکر اطاعت کرینگی اگر خلاف
وقوع پذیر ہوا سب کو چیر پھاڑ کر کھا جائینگے حیرت کو لکھا ہو کو بعد از دعا معلوم ہو کہ مدت سے مجھکو نہین دیکھا
ہمارے لیے سامان عیش و نشاط مہیا کرو مخانے آراستہ کرا و پیٹ بھرنے کی بھی تدبیر ضرور رہے تامل کرنا قصور ہے خطوط
لکھے کو بہت جا نتا بہت جلد با بدولت تشریف لائینگی نامے کو ملفوف کیا سر نامے پر اپنی مہر کی عمرو کے ہاتھ مین دیا
ماش کا دانا اٹھا کر اک طاؤس بنایا کہا لو خواجہ اسپر سوار ہو لاچار و مجبور عمرو کانپتا ہوا اٹھا طاؤس پر سوار ہوا
تاریک نے کہا ای طاؤس سحر سامری ای طائر افسونگری عمرو کو لیجا خاص بارگاہ افراسیاب مین پہونچا
ہمارا بندہ خاص اطاعت گذار با اختصاص ہی اسکو کچھ تکلیف نہ پہونچے بہت احتیاط سے لیجانا یہ تاریک نے
جو کہا طاؤس عمرو کو لیکر بلند ہوا جب طاؤس خواجہ کو لیکر چلا عمرو نے تاج کالا کر پہنا قبائے قلم کا زیب جسم کی
تنکر طاؤس پر بیٹھے دل دھڑکتا گھبرا نا بیکار ہی پروردگار مالک و مختار ہی طاؤس اڑتا ہوا جاتا ہی قضا سے کار یہان
ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ بیرون بارگاہ جلوہ فرما ہین چالاک و جانسوز و برق و ضرغام و قران بھی
اسوقت حاضر ہین یکایک لشکر مین غل ہوا سب نے کہا دیکھو شہنشاہ اوج عیاری طاؤس پر سوار اڑے ہوئے
آتے ہین ملکہ مہرخ نے سر اٹھا کر دیکھا حقیقت مین خواجہ عمرو طاؤس پر سوار تاج سر پر رکھے ہوے لباس
فاخرہ زیب جسم ملکہ مہرخ گھبرا گئی بہار و باغبان اٹھے کہ ہم خواجہ کو روکین عمرو نے وہین سے نعرہ کیا کہ ہم
مصاحب ملکہ تاریک شکل کش خبردار ای مسلمانو مجھپر نگاہ نہ اٹھانا ورنہ ایک ایک کو خنجر مار دونگا عیارونکو
آواز دی با شید ای مکاران سرحد طلسم سے نکل جاؤ ورنہ ملکہ عالم تشریف لاتی ہین سب کو چیر پھاڑ کر کھا جائینگی بھاگنے کا
راستہ نملیگا عمرو نے جو ملکہ مہرخ کے لشکر سے یہ باتین کین صرصر و صبا رفتار کنارے لشکر حیرت پر بیٹھی ہوئی
تھین انھون نے آواز عمرو کی سنی کہ آسمان سے باتین کر رہا ہی سر اٹھایا صرصر تو خوب ہنسی دوڑی ہوئی بارگاہ
افراسیاب مین آئی کہا ای شہنشاہ ذرا اٹھکر ملاحظہ کیجیے عمرو اک طاؤس پر سوار اڑا ہوا آتا ہی اپنے لشکر والونکو
گالیان دیتا ہی کہتا ہو سبکو مار ڈالونگا مین مصاحب ہون ملکہ تاریک شکل کش کا افراسیاب نے کہا تمھین
نام سن پایا ہوگا وہ دائی امان کو کیا جانے وہان کوئی جا سکتا ہو یہ باتین تھین کہ بالائے بارگاہ افراسیاب عمرو
آکر پہونچا سب حیران ہوگئے طاؤس نے عمرو کو بیچ بارگاہ افراسیاب مین پہونچایا طاؤس تو اڑ گیا خواجہ نے
جھککر افراسیاب کو سلام کیا نامہ تاریک شکل کش کا دیا افراسیاب نے شعاد نگ ہوگیا کہا خواجہ کنبہ تاریک

مین تم گئے تھے عمرو نے کہا مین نوکر ہو گیا لائیے تنخواہ دلوائیے نامے مین لکھا ہی ملاحظہ فرمالیجیے افراسیاب نے
پڑھا بیشک لکھا ہی کہ عمرو کو خلعت دینا ہمارا مصاحب خاص ہی جو کوئی اسکو ستائے گا ہمارا دشمن ہی تمام اہالیان
دربار گھبرا گئے رنگ چہرہ حیرت متغیر ہوا عمرو نے کہا ملکہ عالم ہو جی صاحب آپکو بھی تو کچھ لکھا ہی افراسیاب
نے پڑھکر سنایا حیرت نے کہا ای عمرو سچ کہہ تو وہان کیونکر گیا اب اسوقت تجھکو کوئی قید نکریگا ملکہ عالم نے
سفارش کی ہی افراسیاب نے عمرو کو کرسی دی خواجہ عمرو آکر بیٹھے پٹر پٹر باتین کرنے لگے کہا ای شہنشاہ سماعت
فرمائیے جب حضور نے نامہ لکھا طاؤس جادو کو دیا مین کھڑا دیکھ رہا تھا جنگل مین جاکر طاؤس کو بیہوش
کیا حضور اُسکی شکل بنکر گیا قریب شعلہ ہاے آتش پہونچا روغن موسیقار ملکر شعلہ آتش روندتا ہوا قریب گنبد سیاہ
پہونچا اب مین حضور سے کیا پردہ کرون اب تو میرا اور حضور کا مقدمہ واحد ہی خداوند سامری شاہد ہی اب مین
آپ سے پردہ کا ہیکو کرون صاف ملکہ عالم سے کہلا بھیجا سب باتین عمرو کی سنکر دنگ ہو رہے ہین افراسیاب
نے کہا خواجہ اندر گنبد سیاہ کے گئے تھے عمرو نے کہا جانا کیا ملکہ عالم سے صحبت رہی ایسا مقرب ہوا جب تو
نامے مین تحریر فرمایا کہ عمرو کو قید نکرنا انعام دینا اور مجھکو حکم ہی کہ نسخہ تیار کرو ملکہ عالم کو نشہ نہین ہوتا مین نے جو
دو جام پلائے ایسا سرور ہوا تمام گنبد سیاہ مین دوڑی پھرین دسون جوانون کی نہاری میرے سامنے کھائی
ایک طرف آگ روشن ہی جسکو جمشید کا الاؤ کہتے ہین کیون شہنشاہ یہ کی باتین ہین افراسیاب نے کہا
ای عمرو تو نے غضب کیا کیا دائی امان کو بیہوشی پلائی تھی عمرو نے کہا حضور مین نے سب تدبیرین کین ذرا
بھی غافل پاتا مار ڈالتا لیکن وہ نمونۂ قدرت سامری ہین اُنکو کون مار سکتا ہی جب سب تدبیرین کرچکا تب
مین اُنکا مطیع ہوا اب جو کوئی اُنکا دشمن ہی مین اسکا دشمن ہون دیکھیے بی مہرخ وغیرہ کا کیا حال کرتا ہون
آپ سے اور ہمسے نبھیگی دائی امان کی خدمت مین رہینگے وہ حقیقت کو پہچان گئین آج ہمارے مذہب کا
بھی حال کھل گیا افراسیاب حیران حیران باتین عمرو کی سن رہا ہی حیرت غرق دریاے حیرت افراسیاب
کو پیچ و تاب اہالیان دربار خاموش صرصر مسکرا رہی ہی عمرو نے صرصر کو دیکھکر کہا تم کیا ہنس رہی ہو اب
تمہارے ساتھ میری شادی ہوگی دائی امان میرا رنج و ملال نہین کو ساکنگی لاکھون روپیہ میری شادی مین
صرف ہوگا مالک ہوشربا سے میری جاگیر الگ ہوجائیگی کچھ تمہارے نام بھی تحریر کرا دونگا صرصر گالیان دینے
لگی کہ تو کچھ دیوانہ ہوا ہی شہنشاہ کے سامنے یہ باتین بنانا ہی انکو یقین آئیگا وہ تیری باتین مانینگے تو نے جاکر وہان بھی
دام مکر پھیلایا ملکہ عالم کو بھی پھنسایا ای شہنشاہ اسکو قید کیجیے عمرو نے کہا سبحان اللہ مین تو موجود ہون بھلا قید کرنا

تو بڑی بات ہی اب عنایت لات و منات ہی کوئی ترچھی نگاہ سے تو مجھکو دیکھے دائی امان سے کہدون کی ہونگی
شہنشاہ جلد سامان کیجیے مین آپ سے عرض کیے دیتا ہون ملکہ عالم نے ارشاد فرمایا ہی مینخانے درست ہوں جبرونا
سے وہ گنبد سیاہ سے نکلین اُنکی نہاری مین فرق نہ آئے جب یہان آجائینگی اور لڑائی شروع ہو جائیگی اپنی آ
خوراک پیدا کر لین گی علاوہ ازین مین تدبیر کرونگا کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا جا بجا سے جوان جوان آدمی ملکہ کی
خدمت مین لاکر حاضر کرونگا ماحصر تو اُٹھکے چلی گئی مگر خواجہ عمرو اُٹھے افراسیاب سے کہا اے شہنشاہ مین
رخصت ہوتا ہون جاکر مہرخ وغیرہ کو سمجھاؤن شاید مان جائین افراسیاب کو بموجب تحریر کے کچھ بن نہ پڑا
خلعت فاخرہ اور پانچ توڑے اشرفیون کے منگوا کر عمرو کو دیے عمرو خوشی خوشی بارگاہ افراسیاب سے نکلا
یہان ملکہ مہرخ وغیرہ گھبرا رہی تھین کہ خواجہ بارگاہ افراسیاب مین گئے ہین نہین معلوم یہ طاوس سحر کہانسے ملا
برق وغیرہ نے آکر ملکہ مہرخ سے بیان کیا کہ حضور اُستاد خلعت پہنکر آتے ہین سب سردار باہر نکل آئے دوڑ کر
ملکہ بہار لپٹ گئی کہا خواجہ یہ کیا معرکہ تھا عمرو نے تمام کیفیت سامنے سردارون کے بیان کی کہا یارو مینے تو
اپنی جان بچائی مگر تاریک بلا سے بے درمان آفت روزگار ہی جسوقت آئیگی اندھیر مچ جائیگی کیا کہون کہ کیا دیکھا
اسوقت تک کلیجہ تڑپ رہا ہی یقین تھا کہ روح نکل جائے اُدھر بادہ بیہوشی آدم خوار کو پلا دی اُسکا جواب دیتی ہی
کہ خواجہ ایسی ہی شراب پلاؤ یہ نسخہ تیار کرو ایسی کا کوئی کیا کر سکیگا میرے تو ہوش نہین درست ہین حقیقت مین
مشعل کی کیا حقیقت تھی اسکے سامنے کوکب روشن ضمیر کیا اب اُسکے روبرو طفل مکتب ہین باغبان
نے کہا خواجہ حقیقت مین آپ سر ہتھیلی پر وہان گئے نہین معلوم اسکے ہاتھ سے کیونکر بچے حاکم حقیقی نے آپکو
بچا لیا پھر ہمسے ملایا عمرو تو اس تردد مین ہی بعد جانے عمرو کے افراسیاب جادو نے حکم دیا بارگاہ
زربفتی نکلوائی سرپا و ابریق مینخانے درست کراؤ حاکمان ممالک ہوش ربا کو تحریر کرو کہ جسکو زیارت
ملکہ تاریک شکل کش کرنا منظور ہو آکے زیارت سے مشرف ہو فلان دن تشریف لائینگی تیاریان آمد
تاریک کی ہونے لگین لشکر اسلام مین تردد انتشار عمرو نے جو حالات گنبد سیاہ بیان کیے سبکے ہوش حو
ہر خرد و کلان زندگی سے نا امید باغبان قدرت وغیرہ جو راز دار طلسم ہوش ربا ہین انکو تو آب و
دانہ حرام ہی آٹھ پہر بیقراری سے کام ہی ہر ایک کا یہی قول ہی اب نہین جان بچ سکتی تاریک شکل کش
کی آمد ہی افراسیاب کو ہم بلکے شانے مین کہ ہی افراسیاب کے یہان سامان عیش و نشاط و فرحت
ملازمان ملکہ مہرخ سحر چشم گرفتار دام مصیبت دونون لشکر اس حال مین ہین

دو کلمہ داستان آمد تاریک شکل کش و شعبدۂ اول تاریک شکل کش اوپر کوکب روشن ضمیر و برہمن روئین تن کے خمسہ

اجل کی آمد آمد جان نے جانیکی ٹھانی ہے
بدن لاغر ہے چہرہ زرد مرنے کی نشانی ہے
دو روزہ زندگانی خواب ہے قصہ کہانی ہے
بھروسا زندگی کا کیا مقرر جان جانی ہے
اٹھاتے ہیں جو ناز اکدن انھیں میت اٹھانی ہے

چمن سیراب ابر تر میں دریا کی روانی ہے
سنا اس مطلع رنگین کو بلبل کی زبانی ہے
خس و خاشاک پر جوش نہ برگ خزانی ہے
دہن غنچہ بنا وہ مائل رنگین بیانی ہے
بہار آئی ریاض حسن میں کیا گل فشانی ہے

کسی دن جذبۂ دل گھر سے انکو کھینچ لایا
اکیلے راز دل کہنے کا موقع جب گھڑی پایا
مبارک مبارک ہو زبان نطق پر آیا
سنا بننے یہ حال صدمۂ فرقت یہ فرمایا
کدھر کا ہے یہ افسانہ کہاں کی یہ کہانی ہے

کہی پھبتی قمر نے چاندنی کی صاف افشاں پر
فروغ روئے انور طعنہ زن ہے مہر تاباں پر
یقین کالی گھٹا کا سکھو ہے زلف پریشان پر
نظر آتے نہیں تل عارض شفاف جاناں پر
دیار حسن پر کس درجہ غلے کی گرانی ہے

دکھاتے ہیں تجلی دمبدم رخسار سے اپنے
کیا موسے کو قائل ہو لب گفتار سے اپنے
جلاتے ہیں گلوں کو شعلۂ رخسار سے اپنے
بتوں کے قول ہیں یہ طالب دیدار سے اپنے
خدا کا قہر شد ون کے لیے لن ترانی ہے

سمندر کی دکھائی بارہا چشم رشک جیحون نے
دکھائے جوہر حسن بیان شمشیر مضمون نے
پری شیشے میں اتری یہ کیا ہے کام مجنون نے
کہے ہیں شعر موزون ابرون کے طبع موزون نے
ہمارے شعر میں بھی مطلب شمشیر خوانی ہے

چھپائے چاند سے رخسار ہیں جسے بردہ میں
لگاتے تیل ہیں بالون میں اجب منگلے میلے میں
سحر سے شام تک مصروف ہیں زینت کے جلسے میں
ستارونکی جبیں جھلملا رہے ہیں وہ دوپٹے میں
گرن سورج کی چکا برق کا رنگ آسمانی ہے

وہ دیکھو بے ستون ہی نجد کے دامن نظر آئے | ہوا چلتی ہو ٹھنڈی نجد کے جھونکے غضب آئے
اگر دم لے دل قیس حزین بھی خرمی پائے | یہ کہدو ساربانسے ناقۂ لیلی کو ٹھہرائے

نہایت چھاؤن نخل بید مجنون کی سہانی ہو

فراہم گوہر مضمون ہون یا کو بھی حیرت ہو | نظر ہو جسکی غرق موجۂ تشویش حسرت ہو
عجب کیا ہی غضنفر کو مخمس سے فرحت ہو | تعجب کیا اگر ای مقصود حاسد غرق خجلت ہو

کہ اس طبع روانمین صاف دریا کی روانی ہی

افراسیاب جادو خیال آمد تاریک تخل کش مین باغ باغ غم سے دلکو فراغ تیاریان ہو رہی ہین بارگاہ زرفبتی نکلوائی استادہ ہوئی وزیر اعظم دستور معظم سرما مابریق اور بڑے بڑے بادشاہ جلیل تیاری مین شراب کی مصروف ہین افراسیاب کا حکم ہی دائی امان کے واسطے کئی ہزار خم ہاے کلان مملو از شراب ناب ہر وقت تیار رہین دائی امان کو اسکی بڑی خواہش ہی لیکن جب حیرت جادو پوچھتی ہی ساربان کہ وہ سچ کہتا تھا خاص گنبد تاریک مین گیا دائی امان کو بھی دھوکا دیا افراسیاب نے کہا اسکو کیا دھوکا دے سکتا ہی مگر گانا اسکا سحر کامل ہی بڑا فہیم و عاقل ہی مدت سے دائی امان گنبد تاریک مین بند ہین ہمیشہ سے عشق پرور رہی ہین اب عرصہ دراز سے سب سامان عیش و نشاط ملتوی ہوا گنبد سے نہین نکلین اسکا گانا سنکر خوش ہو گئی پر یہ جانتی ہین کہ میرا کیا کر سکتا ہی نامہ لکھدیا ای حیرت ان سبکو بھاگنے کا راستہ نہ ملے گا کوکب و برہمن و نور افشان مثل چاکران کمترین حاضر خدمت ہونگے قدمونپر گرینگے یا بدولت سماعت فرمینگی دائی امان کا سحر نہین ہی نہ سامری و جمشیدی اول تو یہ جو مقدمہ مشعل مین سانحہ گذرا کہ نور افشان نے ساربان زادے سے لکھدیا تھا کہ لاشین بیکی بچانا وہ بھی تو مصاحب سامری ہی آخر دیو بہار دیو کی جسم مین سبکے داخل کردین انکی لڑائی مین یہ غیر ممکن ہی جسکو پکڑینگی چیر پھاڑ کر کھا جائینگی حقیقت مین یہ امر ملحوظ خاطر ناظرین رہے جو ہاتھ سے تاریک کے مارا گیا وہ اصل مین مرا خدا اسکی شر سے اہل اسلام کو بچائے روز سیاہ نہ دکھائے افراسیاب ٹہل رہا ہی کہ دیکھا چند ساحر اڑے ہوئے آئے بعد از دعا و ثنا عرض کی ای شہنشاہ مبارک ہو حضور کی دائی امان بصد شوکت و شان گنبد سیاہ سے باہر تشریف لائین مع ڈیڑھ لاکھ ساحرون کے آج کوچ کیا قطع منازل و طے مراحل کرتی ہوئی تشریف لاتی ہین جس شہر کے قریب پہونچین شاہان عالیجاہ براے دعوت حاضر ہوتے ہین لیکن ابھی تک کسیکی دعوت قبول نہین فرمائی حکم ہوا بعد فتح جنگ باغیان ایک ایک دن دائی امان دعوت

قبول کرینگی زیادہ تکلیف نہ دینگی افراسیاب نے کہا ای ملکہ حیرت برائے استقبال جلو ایسا خوش ہوا بند قبا
ٹوٹ گئے حیرت جادو نے عرض کی ای شہنشاہ ایک مرتبہ مین سامنے گئی تھی آجتک آنکھون کے آگے
وہ صورت پھرتی ہی حضور کو یاد ہوگا مین بیہوش ہوگئی تھی افراسیاب نے کہا چپ رہو ایسی باتین نہ کہو
دائی امان کو تمسے قلبی محبت ہی فرمائی ہین میری بہو صاحب عصمت و عفت ہی اچھا تم یہان کنارے پر لشکر
ملاقات کرنا مجھے دو منزل آگے بڑھ جانا مناسب ہی لیکن خبردار جب تشریف لائین سلام کرکے لپٹ جانا ملکہ
حیرت نے کہا جو مجھسے ہوسکے گا وہ کرونگی افراسیاب پشت مرکب پر بیٹھکر برائے استقبال ملکہ
تاریک نہنگل کش چلا یہان لشکر اسلام مین ملکہ ہوا ملکہ مہرخ نے تاکید کی خبردار برائے خدا کوئی عیار
لشکر مین تاریک نہنگل کش کے بجائے فوراً یہان لیگی چیر پھاڑ کر کھا جائیگی فرداً فرداً جانیکا قصد نہ کرو
ہم تم سب ساتھ مرینگے بہار جادو اپنی بارگاہ مین تھی گرد مصاحبان خاص بانیسان با اخلاص لشکر اسلام
کا ذکر ہو رہا تھا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور افراسیاب برائے استقبال ملکہ تاریک
گیا ہی حیرت انتظام آمد تاریک مین مصروف ہی یہ سنکر رنگ روے بہار متغیر ہوگیا کہا صاحبون ارادہ تھا
کہ جاکر برائے چند ساعت بادشاہ تجاہ سے ملاقات کر آؤن یہ بھی عرض کرتی کہ اب ہمارا حاضر ہونا خدمت
فیضدرجت مین نہوگا حال تاریک مفصل نہ عرض کرتی اسنا آگاہ کردیتی کہ حضور اب لڑائیان سخت درپیش ہین
کنیزان حضور دلریش ہین اگر حضوری مین تامل ہو تردد نہ فرمایئے گا ہمارے عرض کرنے سے شہنشاہ پناہ
کو تسکین ہوتی حقیقت مین سر اقدس پر بار عظیم ہی اتنے بڑے لشکر کا انتظام کرنا انہین کا کام ہی روز ساحر مارے
جاتے ہین سب بیجا انہین کی جانکے دشمن ہین اگر ایک ہفتے کی مہلت ملتی جاکر زیارت سے مشرف ہوکر
عرض کردیتی کہ اب حاضر ہونا غیر ممکن ہی ای شہریار آمد تاریک نہنگل کش ہی اسکے نام سے طبیعت شوش
ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ اُس شہریار کا بیٹا شاک آناد شرار ہی دلو اعاف ثانی سلیمان فلک قتل مین لقا کے ہین جبتک
وہ شکست کھاکے اسطرف نہ آئے گا صاحبقران قصد ہوشربا نہ کرینگے یہ فرمایا اور آنکھون سے اشک
حسرت جاری ہوئے گلعذار قدمون سے لپٹ گئی تسکین دی کہا خدا حضور کو سلامت رکھے انشاء اللہ
یہ بلا بھی رد ہوگی غیب سے مدد ہوگی ملکہ بہار نے کہا ای گلعذار تاریک کا قتل ہونا ممکن نہین کون اُسکا
جواب دے سکتا ہی زندگی سے یاس ہی دل اُداس ہی صرف یہ حسرت ہی کہ ایکی مرتبہ قدمبوس ہوکر حال
دل عرض کرکے یہ اشعار آبدار موافق اپنے حال زار کے مین اُنسے پردے مین کیفیت سے دل تردد

منزل کے آگاہ کردینی نظم

چشم گریانم پیاپے از بہار آوردہ ام
تخم این گل را ز باغ روزگار آوردہ ام
دادہ ام دل را بدست کافر بدکیش زلف
بردہ ام بے اعتباری اعتبار آوردہ ام
بعد عمرے کردہ قصد جان قیمان سست
کشتی بیطاقتے را بر کنار آوردہ ام

تا شمام بوئے خوشی از زلف یار آوردہ ام
از دیار عشق می آیم دیار من غم است
قطرۂ خون جگر را یادگار آوردہ ام
قطرۂ خون جگر جائے دلم در سینہ بود
مرغ دل را صید آن تیر شکار آوردہ ام
ہر طرف ہنگامہ گرم است از غوغای کنا

تشنہ بوئے گل داغم پریشانے بود
درد دل چندانکہ خواہی ان دیار آوردہ ام
اعتماد عشق را نازم کہ بر درگاہ او
زان ہم از راہ دلم بہر نثار آوردہ ام
سالہا خون خوردہ ام در موجہ طوفان غم
نقش انگلی عجب بر روئے کار آوردہ ام

اسطرح کے اشعار دردآمیز فرقت خیز جو ملکہ بہار نے پڑھے انیسان دمساز مصاحبان ہمراز بے اختیار رونے لگین بارگاہ بہار مین اسوقت عجب رنگ کنیزین دنگ مالک اپنی زندگی سے تنگ قضاے کا ملکہ مخمور رنجور اپنی بارگاہ سے نکلی ہی چند کنیزین ہمراہ یہ بھی رازدار ہی آہ تاریک سنکر انتہائی بیقرار ہی ساتھ والیون سے کہتی چلی آتی ہی صاحبون اب افراسیاب جادو ملک الموت کے استقبال کو گیا ہی لطف زندگی دل سے فوت ہی ہم سبکی جان کو تاریک شکل کش ملک الموت ہی ساحرہ نامدار آدم خوار اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی حقیقت مین وہ ملعونہ بلاے روزگار ہی ہمارے واسطے زیادہ قباحت ہی مشہور ہی کہ مخمور صاحب شوکت ہی ہم ایسے جو دو چار نامی ساحر ہین دشمن اسکو سمجھا ئینگے سب سے پہلے ہماری ہی فکر ہوگی حیرت ہمارے نام سے جلتی ہی کہیگی مخمور و بہار کا نام لیکر للکارو پھر غیر ممکن ہی کہ ہمارا نام نے اور براے مقابلہ نجائین کیونکر جان بچائین یہ باتین کرتی ہوئی قریب بارگاہ بہار جادو پہونچی رونے کی آواز سنی بیقرار ہوکے اندر بارگاہ بہار کے آئی بہار نے جو مخمور کو آتے دیکھا آنسو پوچھ ڈالے براے استقبال اٹھی کہا لو مخمور آؤ مزاج کیسا ہی مخمور نے جو بہار کو دیکھا بے اختیار گلے مین ہاتھ ڈالدیے دونون رونے لگین ملکہ بہار کی بیقراری مخمور کی اشکباری بہار کی تڑپن مخمور کی پھڑکن بہار کا نگاہ حسرت سے مخمور کو دیکھنا مخمور کا بلائین لینا بہار کا ہاتھ تھامنا اور کہنا ای مخمور اسوقت ہم خاص تمہاری ملاقات کے طالب ہی مخمور خدا انکو خیر و عافیت سے رکھے اگر بعد ہمارے کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر گذر ہو بادشاہ تمجاد سے عرض کرنا کنیز آپکی اسد نامدار پر نثار ہوئی ایسی مجبور و ناچار ہوئی کہ براے قدمبوسی نہ آسکی ایسی بلا مین پھنسی حضور صبر کرین دل پر جبر کرین ای مخمور اگر اس آتش غم کو ضبط نہ کرینگے قصر تن پھک جا تا ہڈیان تک خاک ہوجاتین نظم

اگر تا ضبط میں نالہ تو پھر ایسا دھواں ہوتا
کہ تا شاخ کماں ہر اک کی میرا آشیاں ہوتا
نہ ہوتی دل میں گر خواہش کسی کے نوش کا کی
اگر تیرا اسیر بوسہ خال دہاں ہوتا
بگولا گر نہ ہوتا وادی وحشت میں اے مجنوں
تو مژگاں کی طرح سے نکلی دائم خوں چکاں ہوتا
اگر تا ضبط میں کب یہ تو اے ذوق اگر تجھ میں

کہ نیچے آسمان کے اک نیا اور آسمان ہوتا
عزاداری میں ہے اُنکی یہ چرخ ماتمی جامہ
تو کیوں ہر موئے تن حق میں تیرے خنجر نشاں ہوتا
جو روتا کوہ کی طرح تنگنائے ہجر میں عاشق
تو گنبد جیسے سر کشتوں کی تربت کا نشاں ہوتا
نہ اوٹھے گی اس قاتل کی وقت ذبح ظاہر ہے
کبوتر کی طرح سے غرق حیرت آسمان ہوتا

لیے ہو مرغ دل اے کاش میں تا غ کماں ہوتا
کہ جب چابک کی صورت ہی کہکشاں میں ہوتا
نہ دکھتا بہ نہ کرتا منہ لپیٹے تو یہ مرض غم
تو جو سے کہکشاں میں بھی فلک پر خوں رواں ہوتا
ترے خون جگر کی خاک پر ہوتا اگر سبزہ
کہ خنجر ہو مری گردن پہ رگ کے رواں ہوتا

تمور رونے لگی کہا اے ملکہ عالم یہ غم و الم ہماری تمہاری جان کے ساتھ ہے حقیقت میں اب افراسیاب جادو نے وہ سامان کیا کہ ایک کی بھی جان نہ بچے گی ان حالات کو بزرگوں سے سن چکے ہیں ہر چند کہ ہفت چہرہ بلا مشہور ہے دو وطلجات طلسم باطن پر اور پانچ طلسم ظاہر میں لیکن سب میں تاریک سر گروہ ہے ساحرہ مکارہ غدارہ ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر سامری جمشید کی مشیر وایہ افراسیاب بے پیر پر دبار آدم خوار لشکر شیاطین کی سپہ سالار ہیں اُسکے سامنے ہم کیا اور ہمارا سحر کیا اک اشارے میں زمین آسمان تھرا اُٹھینگے اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر جان بچائینگے دل کہتا ہے کہ تا بہ محبوب مطلوب پہونچا میں پاؤں چل نکلے ہیں کہ اس راہ کو طے کریں ہاتھوں کو شوق ہے کہ گریبان چاک کریں آنکھیں مشتاق جمال بے مثال قلب پر ہجوم غم و ملال اپنے اختیار میں نہیں دشمن کا سامنا وہ ہر وقت دے آزار عالم عالم دشمن دنیا دنیا رہزن ہر وقت بحر غم و الم کا جوش مثل تصویر خاموش یہ اشعار آبدار موافق حال اشعار

خون ٹپک کر آنکھ سے جو اشک تر پیدا ہوا
ہر بن مو ساتھ اُسکا ہم سفر پیدا ہوا
خود بخود زنجیر کھینچ آئی تعجب ہے مجھے
تخم جو دہقان نے بویا نیشکر پیدا ہوا
رات دن بٹنے میں جو ہر ایک دم وحشت کی ہے
آدمی مستی سے اپنی بے خبر پیدا ہوا
کیا غضب ہے جسم خاکی کے قفس میں بند ہے
جب زمانے میں کوئی اہل ہنر پیدا ہوا

معدن لعل بدخشاں سے گہر پیدا ہوا
سر ترا اٹھا فلک پر تیغ ابرو پر اڑ گئی
سنگ مقناطیس کا کل میں اثر پیدا ہوا
کیا غلط فہمی ہوئی تار نظر اپنا وہ تھا
وہ شجر دیوانہ ہے جسمیں ثمر پیدا ہوا
عمر گذری جستجو میں حوصلہ کچھ کم نہیں
یہ وہ طائر ہے جو بام عرش پر پیدا ہوا

دہر میں کب سایہ جسم بشر پیدا ہوا
ماہ نو کا ہے کو ہے زخم جگر پیدا ہوا
جس زمیں پر پڑ گیا عکس لب شیریں ترا
جانتے تھے جسکو ہم وہ نیشکر پیدا ہوا
کچھ نہیں ثابت کہاں تھے کیا ہیں کیا ہو جائینگے
بے کمر تو ہے تو میں بھی بے جگر پیدا ہوا
چین ٹوٹا آسیائے چرخ نے اسکو نسیم

ای ملکہ بہار گلعذار ہمارا حال لائق رونے کے ہے کاتب قدرت نے

کلک قدرت سے صفحۂ قسمت پر خط شکست سے لکھا پریشانی تقدیر مین ہی اور حیرانی تدبیر مین ہی بہار جادو نے کہا ای ملکہ مخمور اپنی تو اب یہ کیفیت ہی اشعار

نہ رست سبزہ شوق زخاک ہستی ما
نہ دید دامن وصل ہماز دستی ما
اگر بچشم حقیقت نگہ کنی بینی
بروز کار تباشد بنائے ہستی ما

نمود نشۂ ذوق شراب مستی ما
اگر نہ لطف خدائے گناہ ما بخشد
بہ بام عرش برین بن مقام مستی ما

بہار عمر گرامی بجستجو بگذشت
بہ پیرگاہ نیز ز خدا پرستی ما
زہمرہان ہمہ دنبال آمدہ مخفی

اشعار عاشقانہ پڑھکر بہار و مخمور اسقدر روئین کر جل تھل بھر دیے کنیزون نے دیکھا ایسا نہو ان دونون کا دم نکل جائے آہ شرربار سے ہڈیان نہ جل جائین دونون صاحبون سے کہا ای شاہزادیون تمھاری حسرت و یاس پر کلیجہ پھٹتا ہی خنجر غم و الم سے گلا کٹتا ہی برائے خدا دونون صاحب یگانۂ آفاق سحر مین مشاق ہو ابھی تاریک کے آنے مین عرصہ ہی ایک دن بھر کے واسطے چلی جاؤ اپنے اپنے معشوق کو دیکھ آؤ حقیقت مین بعد آنے تاریک کے سانس لینا دشوار ہوگا ندرا شکار ہوگا افراسیاب مقدمہ مشعل مین بہت جلا ہوا ہی مٹانے مین کمی نہ کریگا جسوقت تاریک کے سامنے آپ لوگون کے حال کہیگا کہ یہ سب صاحب میرے طلسم کے مٹانے مین در پی ہین لوح کے لیے بڑی کدوکوشش کرچکے سیماب جادو مارا گیا دربند مہر و ماہ فتح ہوا اسی وقت وہ بلائے سیاہ اُٹھیگی سنتے ہین آدمی کو چیر پھاڑ کر کھاتی ہی انسان اُسکا روکی خوراک ہی ایسے کے سامنے دم بھر مین قصہ پاک ہی کسی حیلے سے دونون صاحب صلاح کرکے چلی جاؤ ہمسے اگر خواجہ پوچھینگے کچھ حیلہ کردینگے دونون صاحب سحر تیار کرنے گئی ہین اتنا خیال رکھیے ایک شب سے زیادہ نہ گذرے ابھی تو افراسیاب برائے استقبال گیا ہی راہ مین اُسکی دعوتین ہوتی ہونگی ابھی اسکو آتے آتے عرصہ چاہیے اگر جلد آئیگی تو بعد دو چار دن کے یہان پہونچیگی اپنے کو سنبھالیے غم و الم کو ٹالیے صاحب نے جو اسطرح سمجھایا مخمور نے بہار سے کہا چلیے ہم آپ ہمراہ چلین بہار نام کو وہ عقیق سنگ شگفتہ ہوگئی یا تو روتی تھی یا ہنس پڑی کہا ای مخمور کوئی راستہ خیال مین ہی کہ بہ تعجیل نکل چلین پہر دو پہر مین پہونچ جائین مخمور نے کہا طلسم جمشید طلسم گوہر افراسیابی طلسم ہزار برج طلسم آئینہ یہ سب مقام فتح ہوئے اِن طلسمات مین ملازم صاحبقران موجود ہین ہفت دربند کا راستہ چھوڑ دینگے اِن طلسمات کی راہ سے چلین گے بہت جلد پہونچین گے طلسم جمشید سے راستہ بہت قریب ہی دونون نے آپس مین صلاح کی بھاری جوڑے پہنے زیور جواہر جسم پر آراستہ کیا بارگاہ سے نکلین اس خیال مین کہ جلدی نکل جائین جیسے دربارگاہ پر آئین دیکھا

خواجہ عمرو و برق ناموروں ممرخ والا گہر کھڑے ہوئے باتین کر رہے ہین مخمور و بہار کو دیکھکر عمرو نے پوچھا
ای بہار و مخمور اسوقت کیا ارادہ ہی بہار تو گھبرا گئی شرما کے سر جھکا لیا لیکن مخمور نے کہا ای شہنشاہ عیاران
ای افسر خنجر گذاران ہمنے ابھی بہار سے صلاح کی کہ تاریک کے مقابلے مین بڑی قیامتین برپا ہونگی ہم بھی اپنے
کائنات کے سحر تیار کر لائین ممرخ نے تو کہا بہت مناسب ہی مگر خواجہ ہنس پڑے بہار اور زیادہ شرمائی مخمور
نے کہا خواجہ کیا ہنسے آپکی خوشی نہین ہی سحر تیار کرنے جاتی ہین عمرو نے کہا ضرور جائیے لیکن آج کل طلسم ہوشربا مین
قدر سحر شاہان دربند بھی آتے ہین اگر کوئی مل گیا سب تمہارے نام کے دشمن ہین فوراً گرفتار کر لینگے ہمکو خبر بھی
نہو گی خیال کرو یہ باعث خرابی کا ہی آیندہ جو مناسب وقت ہو مخمور نے کہا شب بھر ہمکو گذریگی سحر تیار کرکے
چلے آئینگے مخمور خواجہ سے یہ باتین کر رہی ہی کہ باغبان قدرت بھی آیا رعد و برق و برق لامع
چند سردار نامدار بہار کو دیکھکر آ گئے حال پوچھنے لگے یہ تو شرم سے پسینے پسینے لیکن مخمور نے سبکے سامنے
بھی یہی کہا باغبان نے جواب دیا ای ملکہ بہار و مخمور رحم کیا اور بہار اسحر کیا تاریک کے سامنے سب کد و کاوش
بیکار ہی اسکی آمد سنکے ہمکو تو بڑا انتشار ہی لشکر سے کہین جانیکا قصد کرو ایسا نہو کسیکے دام مکر مین پھنسو مخمور نے
کہا نہین ہم شب بھر کے واسطے جاتی ہین سحر تیار کرکے چلے آئینگے ہمین نہین کوئی روک سکیگا عمرو نے باغبان
کو اشارہ کیا ای باغبان تاویل نکرو انکا جانا مناسب ہی یہ ذکر ہو رہا ہی سب سردار جمع ہین کہ لشکر حیرت مین
نوبت نقارے بجے سبنے دیکھا بڑے بڑے سردار نامدار وردیان عمدہ پہنے ہوے جاتے ہین حیرت
تخت پر سوار مصاحبان نامور مین دیبار چند و برہند نے بڑھکر ملکہ ممرخ کو خبر دی حضور تاریک آ پہونچی
حیرت برائے استقبال جاتی ہی بازارین آراستہ ہو رہی ہین یہ سنکر سب سردار گھبرا گئے عمرو نے کہا ملکہ
مین تو چھپ جاؤن مجھکو دیکھے گی تو بلائے گی خواجہ عمرو تو گلیم اوڑھکر کنارے ہوئے لیکن ملکہ ممرخ
نے سردارون سے کہا آدم خوار آتی ہی تو آنے دیجیے آپ تخت پر جلوہ فرما ہون دربار آراستہ رہے
یہ سنتے ہی ممرخ نے اشارہ کیا سائبان زربفتی بیرون بارگاہ کھنچ گیا صندلہائے زرین پر سرداران نامی آکر بیٹھے ممرخ
نیک اختر سریر جہانبانی پر ایک دن پیشتر سے صلاح کر کے اسد غازی کو الگ بارگاہ مین مخفی کیا ہی ضرغام
کو برائے حفاظت قرار دیا چند ساحر برائے خدمت چھوڑے باقی جملہ سرداران صف شکن تہور شعاران
تیغ زن گرد تخت ملکہ عالم باطمینان تمام آکر بیٹھے بہار و مخمور کے چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین مخمور نے
بہار سے اشارہ کیا اب دم بھر کو ٹلنا یہانسے دشوار ہی دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہی مہتر قران و چالاک

ودبرق فرنگی وجانسوز وضرغام عیاران نیکنام صورتین تبدیل کرکے لشکر سے نکل گئے جاکر زیر کوہ ٹھہرے سامان آمد سواری تاریک شکل کش دیکھ رہے ہین ملکہ حیرت جادو تخت پر سوار جاتی ہی عمرو کنیزکی شکل بنا ہوا پہلوے تخت ملکہ حیرت مین کنارے لشکر کے آکر حیرت ٹھہری فوجین جمین بازار ہوئے راستہ صغیر وکبیر برنا وپیر خورد وکلان ادنیٰ اور اعلیٰ ہر پیر وجوان صورت نحس تاریک کے مشتاق ہین دیکھا نوبت نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی ہزار ہا علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے سامنے سے گذرے سامان عظم وشان مثل ماہی ومراتب ساحران جلیل اہتمام کرتے ہوے ایک جانب آکر ٹھہرے خواجہ اک نخل کی آڑ پکڑے ہوے کھڑے ہین یکایک افراسیاب جادو گھوڑے کو بڑھاے ہوے خود اہتمام کرتا ہوا سامنے سے نمایان ہوا اول قریب تخت حیرت آیا کہا اے ملکہ عالم ہوشیار خبردار رہو تخت والی امان کا آتا ہی یہ کہکر گھوڑے کو جھکاکر پھر نکل گیا بعد تھوڑے عرصہ کے سبکی نگاہ پڑی اک تخت پر ایک دیو سیہ فام بجاپکی خالہ پردہ ظلمات کی نشانی کلوا کی نانی لنگا بہت بھاری کالی کالی صورت اسپر چیچک کے داغ صاف ظاہر ہی کالے گوبر پر اُدے پڑے ہین بال کھلے ہوے برگد کی داڑھی سے مثال آنکھین غار مہیب صورت عجیب وغریب دونون ہاتھ تخت پر ٹیکے ہوے زبان منھ سے نکلی ہوئی باچھون سے خون ٹپک رہا ہی دیکھکر قلب کانپتا ہی خوف ہی طائر روح قفس جسم سے نہ نکل جاے بموجب شعر نوگوئی تا قیامت زشت روئی + بر دختم ست بر یوسف نکوئی + خال چہرہ شب قد ملعونہ تارکا درخت ہول مثل سنگ سخت درخت جب ڈکار لیکر سر اُٹھایا منھ سے دھوان نکل کر آسمان پر پہونچا گویا ابر دھوان دھار چھاگیا شراب کے مٹکے پیتی ہوئی بجاے گزک ران بھیسے کی ہاتھ مین اُسکو چباتی ہوئی باچھون سے خون ٹپک رہا ہی لخت خون کے سینے پر جمے ہوے گویا صفحہ سنگ سیاہ پر سرخ جانور بیٹھے ہین جیسے ہی چوبدار نے بڑھکر آواز دی اے ملکہ حضور کی بہو زوجہ شہنشاہ نگاہ روبرو تاریک نے سر اُٹھایا حیرت کی آنکھ جو پڑگئی گر کر بیہوش ہوئی منھ سے آہ نکل گئی رنگ رو متغیر ہوا یقین تھا حیرت کی روح نکل جاے وزیرزادیون نے دوڑکر ملکہ حیرت کو گود مین اُٹھالیا ہر طرح ہوا ملکہ تاریک شکل کش نے پوچھا کیا ہوا چوبدار نے عرض کی حضور کی بہو کو غش آگیا تاریک ہنسی افراسیاب کو قریب بلایا کہا ہماری بہو ہمکو دیکھکر گھبراجاتی ہی اسکا کیا باعث ہی افراسیاب نے کہا حضور قہر در رعد نازو نعم پاناز مین کبھی آنے کا نہین اتفاق ہوتا نازک مزاج ہی ہواے گرم چلی پھول کی طرح کمہلاگئی آپ کو دیکھکر کیا غش آگیا ملکہ حیرت کو

تو شاہزادیان بے بھاگین لیکن افراسیاب نے اشارہ کیا طرف لشکر مہرخ کے کہ دائی امان ملاحظہ فرمایئے
لونڈی غلام نے لشکر جمع کیا ہی تاریک نے سر اُٹھا کر دیکھا قہقہا مار کر ہنسی جو جادوگر قریب تھے اُنکے کلیجے
پھٹ گئے معلوم ہوا رعدگر جادیر تک ملکہ تاریک ہنسی ہنسی کے مارے لوٹ گئی جب ہنسی سے فراغت
ہوئی تخت سے کودی افراسیاب کر گود مین اُٹھا لیا مثل اطفال خردسال کاندھے پر سوار کیا کہا صاحبو! یہ
بچے کو ابھی بالکل کلام کی لیاقت نہین مُنھ سے دودھ کی بو آتی ہے ان سبکو دشمن سمجھا ہے اُنکی کیا حقیقت ہے الکُن
کی سب خوراک ہین شراب اچھی ملے سرور ہو جائے گزک ان سبکو کھا جاؤن مرد عورت سب خوبصورت ہین
خوبصورت کا گوشت بھی مزے کا ہوتا ہے مجھے کنکے مقابلہ مین لایا لیکن بچے کی بات کا کیا اعتبار یہ کہکر افراسیاب
کو کاندھے سے اُتارا ہاتھ تھام کے افراسیاب کا جھومتی ہوئی چلی معلوم ہوتا ہے کالی آندھی اُٹھی ہوے سر
سراسر کھلے ہوے زمین مین پڑ گر گئے ہوے گرد ہزارہا ساحران زبردست لیکن خاموش اسطرح جھومتی جھامتی
مثل فیل مست دربارگاہ پر پہونچی حیرت دوسرے خیمے مین جاکر چھپی ہے اب جو ہوش آیا کانپتی ہے ہمزہ زادیکی
نے عرض کی حضور روزن کرکے دیکھیے سامنے تجائیے حیرت نے خیمہ مین روزن کیا تاریک بارگاہ دیکھی
آہ کرکے بیٹھ گئی تاریک اندر بارگاہ کے پہونچی افراسیاب نے تخت بچھوایا تھا جلکے تخت پر بیٹھ گئی
افراسیاب کو قریب اپنے جگہ دی شراب بے حساب چلنے لگی جام پر جام پیے جاتی ہے کہتی ہے افراسیاب
بابدولت کو بہت ناگوار ہوا لونڈی غلامون سے مقابلہ ان مین کوئی اس لائق بھی نہین کہ سحر کا جواب تو دے جاتو
مین چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگی دو سو برس کے بعد لالو سے جمشید کے اُٹھی گرم و سرد عالم کو دیکھا کلیجہ ٹھنڈا ہوا چاہتی ہون
کمال ظاہر کرون اپنے زمانے مین سامری و جمشید اپنا قوت بازو بناتے تھے اپنے پہلو مین بٹھاتے تھے جب سحر
تو تیار ہوتا تھا ہم اسمین شراکت کرتے تھے اب زمانہ ایسا کمال سے خالی ہوا مشعل کو انھین سینے مل کے
گل کیا اللہ بھی نہ علم کرسکا افراسیاب نے کہا دائی امان بگوش ہوش سماعت فرمایئے مفصل کیفیت ظاہر کرون
صرف لونڈی غلام میرے نہین مین بادشاہ طلسم نور افشان کوکب روشن ضمیر اُسکا اُستاد بہمن رو مین تن
نور افشان صحت شکن یہ سب میرے دشمن ہوے جب میرے سلاحون نے دہ سحر کئے کہ جنکو لونڈی غلام
دفع نہ کرسکے کوکب نے اپنے سپہ سالار مثل بلور چہار دست و ماہی پریزاد وغیرہ روانہ کئے اُن سردارون
نے آکر ان سبکو رہا کیا ہزارہا ملازم میرے قتل ہوے کوکب کی وجہ سے یہ لوگ تھے ہین دختر کوکب بلبلان
نے دریائے خون روان خشک کیا پل پریزاد ان نور آراستہ کھلا صدہا شہر میرے قبضے سے نکل گئے اب بھی

جب کوئی لڑائی سخت پڑتی ہی کوکب و برہمن آتے ہین شعبدہ و سحر دکھاتے ہین مین نے اکثر قصد کیا کہ طلسم
نورافشان مٹا دون کوکب کو قتل کردون لیکن نہین بن پڑا بڑی بڑی لڑائیان پڑین اکثر اسکے ممالک پر قبضہ
بھی کیا کوکب پر پنجہ قابض نہوا اگر کوکب اُنکے شریک نہوتا لونڈی غلام باغی ہوکر دو لڑائیان لڑتے آخرہ مر بھی
جاتے یہ مدد کوکب مغرور ہی ابھی بمقدمہ مشعل نورافشان نے بڑا شعبدہ دکھایا جلتی روحین قبض کرلین تھین
انکو بچایا میرے مقابلے کو آیا محو خاطر ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو بصورت چوبدار اک گوشے مین کھڑے ہوے یہ سب
باتین سن رہے ہین جب افراسیاب نے سرکشی کوکب و برہمن سامنے تاریک کے کی وہ ہنسی کہا بیٹا کوکب
و برہمن کی کبھی یہ حقیقت ہی کہ اہالیان ہوش ربا سے مقابلہ کرین تمھارے سامنے دم جرأت کا بھرین کوکب
و برہمن جو آج ہی تمھاری اطاعت کرین پھر تو لڑائی کی احتیاج نہین ہی افراسیاب نے کہا کوکب و
برہمن اگر شریک ہوجائین مدد مسلمانان سے ہاتھ اُٹھائین ان سبکی کیا حقیقت ہی ایک سردار کو حکم دون
سبکی مشکین باندھکے آوے صدہا مرتبہ گرفتار کرلیا کبھی عیارون نے آکر چھوڑا یا کبھی کوکب برائے مدد آیا
تاریک نے کہا عیارون کا نام سنے اُن سب کا افسر عمرو گنبد تاریک مین گیا تھا گنبد مین قدم رکھتے ہی
رنگ روغن عیاری کا اُڑ گیا مین نے اُٹھا کر چاہا ایک لقمہ کرون قدمون پر گر پڑا یقین تھا روح قالب سے
نکل جاے لیکن نہایت خوش آواز ہی مصاحب و مساز ہی دو چار جام شراب کے اُسنے بابدولت کو ایسے
پلائے اسوقت تک زبان پر لذت ہی اُسنے نسخہ بھی کہا ہی کہ بنادونگا اگر ملے تو بلا بھیجو افراسیاب نے کہا
وہ بلاے روزگار ہی آپکے سامنے کچھ اور نہ بن پڑا کا بجاے جان بچائی شراب مین بیہوشی ملا کے آپ کو پلائی
آپ فرماتی ہین کیفیت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی تاریک نے کہا بیہوشی کیسی تلخی شراب کا نسخہ ہم ایسے
گدھون کے واسطے بیہوشی ہی اچھا تیری خوشی ہی اُنکی بھی تدبیر کرونگی دیکھ ابھی نقش جمشیدی نکالتی ہون
برہمن و کوکب رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر ہونگے تسخیر میری نگاہ مین ہی کوکب کی کیا حقیقت ہی اور
برہمن ہمارے گھر کا بھجک وہ سحر کیا جانے ساعت بچارتا ہی تو نے اُسکو بھی ساحر بنایا عمرو کے ہوش
اُڑے ہین ان باتون کو سنکر حیران پریشان کہ اے پروردگار خیر کیجیو کیا کوکب اور برہمن کو پکڑوا بلائیگی
گرفتار کریگی لیکن خاموش ایک کونے مین کھڑا ہوا سن رہا ہی تاریک باتین کرنے کرتے افراسیاب
کی طرف متوجہ ہوئی افراسیاب نے خوان منگا کر کباب کے حاضر کیے پورے پورے جانور بھنے ہوئے
تاریک نے ہنسکر کہا اے فرزند اس سے مزا نہین ملتا نہارمی کے بدلے اسوقت دو آدمی ہوتے شراب

پی ہو کھانے کی خواہش ہی افراسیاب نے سر جھکایا پردے بارگاہ کے اٹھے ہوئے ہین دور سے دیکھا دو مسافر
جاتے ہین بس تاریک باتین کرتے کرتے کڑک کر اٹھی ان دونون بیچارون پر جا کر یون گری جیسے بجلی گرتی ہی
دونون کی گردن پکڑ کے اٹھا لائی عمرو نے دیکھا وہ بیچارے سہم گئے دونون کی ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا بجلے گزک
چبانا شروع کیا ہڈیان تک کھا گئی اہالیان دربار کے قلب کانپ گئے بعض کو غش آگیا یقین تھا عمرو کی روح
نکل جاے تاریک ان دونون کو کھا کر مطمئن ہوئی ڈکار لی جیب سے نقش جمشیدی نکالا کہا افراسیاب بے
دیکھ یہ اسکا کام ہی مصاحبان سامری کا یہ کام ہی یہ کہکر تاریک نے ایک چیخ ماری یا جمشید یا سامری بارگاہ
ہل گئی تاریک نے اس نقش کو ہاتھ کے نیچے دبایا ہونٹھ ہلے کچھ پڑھنے لگی یہان تو یہ کیفیت ہی تاریک نے
نقش جمشیدی ہاتھ کے نیچے دبایا شراب بنا پی رہی ہی مثل فیل مست جھومتی ہی لیکن کوکب روشنضمیر قصر
جمشیدی مین دنگل زرین پر جلوہ فرما ہی بران وغیرہ امورات مالی وملکی مین مصروف ہین اسوقت صرف وزیران
سلطنت مشیران باہمت مثل خورشید روشن راے وغیرہ حاضر ہین خدمت فیضدرجت مین وہان تاریک نے
نقش جمشیدی ہاتھ کے نیچے دبایا یہان کوکب کا عجب نقشہ ہوا خانۂ دل مین اضطراب خود بخود پیچ وتاب مثل بید
تھرایا بیٹھے بیٹھے گھبرایا رنگ رو متغیر اُف اُف کرنے لگا خورشید روشن راے نے دست بستہ عرض کی کہ ای
شہنشاہ خیر تو ہی اسوقت آئینۂ رخسار پر گرد ملال ہی شہنشاہ کا کیا حال ہی کوکب نے آہ کر کے زانو پر ہاتھ مارا
کہا ای وزیر اعظم ای دستور معظم ای کلید قفل خزانۂ فطرت ای رکن سلطنت خوابش دنیا مین کیا کر بیٹھا صاحب اہل و
عیال حاکم ملک ومال افراسیاب ایسے بادشاہ سے مین نے بگاڑی ایک عمرو عیار کے واسطے بادشاہ
ہوش ربا سے فساد مین نے پیدا کیا آپ لوگون نے بھی نہ مجھکو سمجھایا اول مین یہ خیال نہ آیا ابھی وہ میرے ملک پر
چڑھ آے تو مین اس بادشاہ سے لڑ سکون گا بران وجمشید قتل ہوجائینگے ملک ومال قبضے سے نکل جائیگا عمرو مجھکو
بچانے گا اک عیار جلساز مکار لقا کے خوف سے بھاگ کر یہان آیا یہان آکر یہ دام پھیلایا مجھکو میرے بھائی افراسیاب
سے لڑوا دیا ہمیشہ سے ان ملکون مین یہی قاعدہ رہا اگر کوئی رنج وملال اہالیان ہوشربا کو ہوا ہم جا کر شریک ہوئے
ہمپر کوئی مصیبت پڑی وہ بیچارے مدد کو آے سب آپسمین سامری پرست عمرو مذہب سے خلاف ہو گئے
دوسو خداؤن کو برا کہتا ہی اس فساد مین مذہب جدوا با بھی چھوٹا طلسم نور افشان نہ بچے گا جسدن افراسیاب
قصد کریگا پناہ نہ ملیگی کلی آرزو نہ کھلے گی افراسیاب بادشاہ قاہر وجابر ہی فنون جرأت ولیاقت سے بخوبی نا
ہی مین اسکا مقابلہ کر سکتا ہون ایک سحر مین طبقے زمین وآسمان کے ہلا دیگا مین اسکا ہمنبرد نہین ہون افسوس

بران اور جمشید کی شادی بھی نہ کرنے پایا کہ پیام مرگ آیا یہ کہکر کوکب رونے لگا کہا ای وزیر باتدبیر کوئی صلاح
نیک بتا کہ میری جان و مال بچے اولاد پر زوال نہ آنے پائے خورشید کا چہرہ زرد ہوگیا جی مین کہتا ہی جو ایسا
صاحب جرات و شوکت و لیاقت ہو اسکو یہ ہراس یہ کیا غضب ہوگیا اب کیا صلاح دون لیکن نہ جواب بھی خیال
خلاف ادب شہنشاہی ہی اس نامردی مین بڑی تباہی ہو اگر دشمن سن پائے ابھی گھر مین گھس آئے ایسے کلام
نامردی کبھی زبان سے اس عالی ہمت کے نہ نکلے تھے سوچ سمجھ کے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ عالیجاہ
افراسیاب کی کیا حقیقت ہی آپنے اس سے کیسے کیسے مقابلے کیے آپکا تو بڑا مرتبہ ہی آپکی دختر بلند اختر بران
نامور نے افراسیاب کو کیسے کیسے رنج و ملال پہونچائے وہ کیا کر سکا جو حضور نے جو کچھ کیا وہ کیا عمرو ایسے شخص
کا ساتھ دیا ہر چند کہ عمرو عیار ہی اسکا آقا شہنشاہ عالیوقار ہی صاحبقران زمان قاتل دیوان قاف غازی مجاہد
صاحب شوکت و حشم مورد فیوض نامتناہی حافظ اسماے الٰہی آپنے انکا ساتھ دیا ہی آخر زمانے مین جہانگیر کے
صاحبقران تشریف لائے جہانگیر کو دربرکے لیگئے افراسیاب کیا کر سکا اسطرح جب آپ پر کوئی رنج و ملال
ہوگا پانچ ہزار پانچ سو چھپن سردار کل تاجداران عالیوقار آپکی مدد کو آئینگے افراسیاب کیا کر سکیگا اسد غازی
فاتح طلسم ہوش ربا ہی لوح دستیاب ہوگی اگر شہر کو کچھ زیادہ تردد ہو چندے برائے مدد تشریف لیجائیے مگر اسقدر
نہ گھبرائیے اسطرح جو خورشید نے کہا کوکب نے بہ نگاہ قہر طرف خورشید روشن راے کے دیکھا کہا کیون ای
وزیر اعظم ہم تجھسے صلاح نیک کے طالب ہوے تو نے یہ کہانی طولانی ہمارے سامنے بیان کی ابھی ذرا سی سختی
پڑیگی تو بھاگ کر چلا جائیگا اپنی جان بچائیگا مین عیال کو لیکر کدھر جاؤن سوائے اسکے کہ جان دون مر جاؤن
خورشید روشن راے نے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی بہت بجا ارشاد ہوا ع امور مملکت خویش خسروان
دانند یہ غلام کو کیا دخل ہی جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے ہم خیر خواہان دولت ہین جو عقل مین آیا وہ کہا
کوکب پریشان ہوکر اٹھا کہا تم سب چاہتے ہو میرا ملک و مال برباد ہو مین اپنے عاشق صادق یار موافق
سفدر وصف شکن پاس برہمن روئین تن کے جاتا ہون جو وہ کہیگا وہ کرونگا خورشید روشن راے
نے کہا بسم اللہ غلام بھی ساتھ چلے کوکب نے کہا کیسی ضرورت نہین ہی بدولت یکہ و تنہا جائینگے یہ کہکر کوکب تخت پر
سوار ہو یکہ و تنہا بدحواس گھبرایا ہوا منھ پر ہوائیان اڑتی ہوئین طرف قصر برہمن کے چلا احوال برہمن
تحریر ہوتا ہی کہ جسطرح بیٹھے بیٹھے کوکب گھبرایا اسی طرح برہمن بھی اپنے قصر مین بیٹھا تھا کہ یکایک خود بخود گھبرایا
بیتاب ہوکے اٹھا مصاحبون نے پوچھا کیون استاد خیر تو ہی اسوقت ہم آپ کو بہت پریشان پاتے ہین غلام

بہت گھبرائے ہین برہمن نے کہا یارو انجام کا خیال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے بڑی خرابی درپیش ہے ہمارے شہنشاہ
نے بڑا غضب کیا افراسیاب ایسے بادشاہ سے بگاڑی انجام نہ سوچا افراسیاب نے بڑی مہربانی فرمائی
سبکے حال پر رحم کیا جب قصد کرتا ہم سبکو قتل کرنا کیا مشکل تھا ذرہ آفتاب سے آنکھ ملا سکتا ہے کجا پشہ کجا فیل
ہم حقیر وہ بادشاہ زبردست بیٹے نے کہا پھر کیا ارادہ ہے برہمن نے کہا حفاظت جان کی واجب و لازم ہے کوکب
بہت خفا ہونگے نوکری سے چھوڑا دینگے افراسیاب ملازم رکھیگا اور جس بادشاہ کے یہان چلے جاینگے عزت و رزق
پاینگے لیکن جان بچانا ضرور ہے اگر جان پر کوئی زوال آیا کیا کوکب ہمکو زندہ کر لینگے انہین کی جان بچانا دشوار ہے
اب افراسیاب آمادہ حرب و پیکار ہے مصاحبون نے کہا حضور افراسیاب کیا مال ہے وہ تلوار چلیگی اسکے
دانت کھٹے کر دینگے تلوارین کھینچکر جا پڑینگے وہ نامرد کیا لڑے گا جاگتا پھرے گا برہمن نے کہا آپ لوگ اسوقت
میرے پاس سے رخصت ہو جائین ہمسے زبان نہ لڑائین بے سمجھے بات کرنا اسکا جواب کیا دین سب مصاحب
رنجیدہ ہوکر بیرون قصر گئے برہمن یکہ و تنہا قصر مین ٹہل رہا ہے دل سے باتین اطاعت افراسیاب کی کہا مین کرتا ہی ویسے
آواز آئی ہے او نادان جان کو غنیمت جان افراسیاب سے جا کر مل جا اپنے کو ذلت و رسوائی سے بچا برہمن کچھ
بھی نہین بڑبڑا دل کی یہ ہدایت ہے افراسیاب سے لڑنا مناسب نہین یکایک آسمان پر برق چمکی برہمن نے
دیکھا کوکب روشنضمیر عجب حال پر ملال سے آتا ہے تاج ڈھلکا ہوا سر بھی پشت پر نہ دار و دواب کمر مین لگی ہے نہ خنجر
نہ تلوار نہ تیر نہ ترکش خود بخود کشاں کشاں برہمن نے بلند ہوکر پایہ تخت پر ہاتھ ڈالا کوکب قصر برہمن مین
آگرا برہمن نے دوڑ کر قدمون کو بوسہ دیا لپٹ کر رونے لگا کہا اے شہنشاہ مین خود خدمت مین حاضر ہونے کو
تھا اسوقت بیٹھے بیٹھے مین نے انجام سوچا بڑی خرابی درپیش ہے سنا ہے افراسیاب سامان لشکرکشی مین مصروف
ہے کوکب نے کہا اے برادر لشکرکشی کیسی تاریک قفل کش آگئی پہلے وہ طلسم نور افشان کا قصد کرے گی
پھر اسکو کون روکے گا مصاحب سامری سے مقابلہ کرنا نہایت دشوار ہے برہمن نے کہا پھر حضور سب سے
پہلے ہم اور آپ پیچھے جاینگے ظالم کے ہاتھ سے کیونکر امان پاینگے عرصہ دراز تک دونون مین یہی باتین تھین
ہر بات مین کوکب روشنضمیر نے کلام برہمن روئین تن کی تائید کی برہمن نے ہر بات موافق
مزاج شہنشاہ کہی دونون ایک حال مین ہین ایک کو تردد دوسرے کو انتشار ایک مضطر دوسرا بیقرار بموجب شعر
قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو + خوب گذریگی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو + دونون کی رائے ایک طور پر
کوکب کہتا ہے افراسیاب بڑا زبردست ہے برہمن کہتا ہے بادہ جرأت سے بھی مست ہے آخر برہمن نے کہا

ای شہنشاہ ہم آپ دونوں چلیں افراسیاب کے قدموں پر گر پڑیں وہ بادشاہ عالیجاہ خطا معاف کردیگا تامل
میں خرابی ہی کوکب نے کہا مجھے تمسے زیادہ بیتابی ہی لیکن اس حال سے چلو کہ اُسکو رحم آجاے سرکشی ثابت نہو
خطاہاے گذشتہ کا اقرار کرینگے جواب صاف یہی ہی کہ حضور از خوردان خطا و از بزرگان عطا ضرور خیال کریگا
دونوں نے اس صلاح کو پختہ کیا کوکب نے تاج بھی اُتار ڈالا کلاہ سر پر پہنی برہمن سر برہنہ لباس میلا کچیلا
دونوں اس حال پُر ملال میں تخت پر سوار ہوے برہمن نے تخت اُڑایا حسرت و یاس کی باتیں کرتے ہوے
طرف افراسیاب کے چلے برہمن کہتا ای شہنشاہ افراسیاب مجھکو قتل کرے مگر آپکی جان بچ جاے
میں جاتے ہی قدموں پر گر پڑوں گا اگر قتل بھی کرے گا تو بھی نجات ہی افسر مذہب لات و منات ہی کوکب
نے کہا مجھسے زیادہ عذر نہ کیا جائے گا اتنا کہدوں گا کہ ای شہنشاہ لوگوں نے ہمکو بہکایا ناحق لڑوا دیا اب تمسے
سرکشی نہ کرینگے خواہ قتل کر خواہ بخش بس یہی بہتر ہی برہمن نے کہا اسی قدر کافی ہی یہی صورت معافی ہی
یہ باتیں کرتے ہوے دونوں بہ تعجیل تمام جاتے ہیں اسقدر سہمے ہیں کہ دیر ہونے سے گھبراتے ہیں کئی کوس
راستہ طی کیا تھا کہ اک قصر رفیع سامنے سے نمایاں ہوا برہمن و کوکب نے دیکھا نور افشاں جادو اُس
قصر پر ٹہل رہا ہی لیکن حیران حیران انتہا کا پریشان اسی جانب دیکھ رہا ہی جیسے ہی کوکب کی نگاہ نور افشان
پر پڑی کہا ای خیرخواہ دولت اُستاد کھڑے ہیں انکو بھی ساتھ لے چلو برہمن نے کہا بہت مناسب ہوگا بڑے
خطاوار یہی ہیں قصر نور افشانی میں عمرو نے جلسہ قرار دیا اور رندوں سے مناظرہ کیا پہلے سب یہیں اکٹھے
ہوے تھے یہ کہتے ہوے کہ مذہب اسلام خوب ہی عمرو کا ساتھ دینگے افراسیاب سے لڑینگے انہیں کی راے
پر سب کاربند ہوے انہیں کے اعتقاد سے دردمند ہوے اگر بخوشی نہ چلینگے ہم تم دو ہیں وہ تنہا گردن پکڑکے
لیجائینگے اپنی حفاظت جان واجب و لازم ہی لحاظ و پاس کیسا جان ہی تو جہان ہی بموجب رباعی

نہ صبر و سکون کا گھر میں بار مجھکو
بیتاب یہ دل نے آہ مارا مجھکو دیگر
بیزار ہوا ہوں اسقدر دنیا سے
صد برق طپاں نہاں ہی بیتابی میں
کیا خوب عذاب میں گرفتار ہوں میں
جاتی ہی کہ زندگی سے بیزار ہوں میں

ہر کوچۂ یار میں گنہگار اُجھکو
کیا طول عمل سے جان کو شاد کروں
گر ہاتھ لگے تو خوب برباد کروں دیگر
اک آن بھی دل کو چین لینے نہ دیا
جان دادہ و لطف رشک اغیار ہوں میں

سیماب کی طرح ایکدم چین نہیں
حسرت سے دل خراب آباد کروں
آرام و سکون کہاں ہی بیتابی میں
تیری ہی یادی خیال میں بیتابی میں دیگر
جینے سے مرے وہ دشمنی سے خوش ہی

لیکن نور افشاں جادو نے جو برہمن و کوکب کو بیتاب دیکھا ایکدم

کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان و ای برہمن عالیشان ہم عرصہ دراز سے تمھارا انتظار کر رہے ہین ہمارے پاس آئیے کوکب نے کہا حاضر ہوا دونون نے تخت اپنا سامنے نور افشان کے اُتارا نور افشان نے دیکھا انہا غم دونون بدحواس ہین چاہتا تھا کچھ کلام کرے کہ کوکب نے کہا استاد صاحب کچھ آپکو حال بھی معلوم ہے ہمارے حجرے سے نکل آئی اب کیسے کہان چھپین افراسیاب بر سر آزار ہم مجبور و ناچار آپنے مذہب عمرو کا اعتقاد کیا اہالیان طلسم نور افشان کو برباد کیا ہم تو دونون اُستاد و شاگرد خدمت مین افراسیاب کی جاتے ہین خواہ خطا بخشے یا قتل کرے کوئی چارہ نہین آپکو یہ دن یاد نہ تھا بزرگ ہوکر ہمکو بدراہ کیا دین سے بیگانہ کیا تیر اجل کا نشانہ کیا نور افشان جادو نے دونون کو گلے سے لگا لیا کہا حقیقت مین میری عقل پر پتھر پڑے لیکن جو تمھاری رائے ہو مین تمھارے شریک ہون تاریک شکل کش ہماری ہم صحبت ہو اُسکو ہمسے انتہائی محبت ہی فوراً خطا معاف کرا دیگی ابھی صفائی ہوجائیگی طبیعت تسکین پائیگی ملک و مال پر زوال نہیں آنے دونگا مجھے بھی ساتھ لیچلو جو گذرا وہ گذرا اسکی شکایت نہ کرو ابھی چلکر انتظام کرینگے افراسیاب کے شریک ہوکر عمرو اور مہرخ سے لڑینگے افراسیاب خوش ہوجائیگا نور افشان نے موافق مزاج برہمن و کوکب جو کلام کیا دونون خوش ہوگئے کہا اُستاد جلد چلیے اب دیر نہ کیجیے نور افشان نے کہا بیٹھ جاؤ ہوش و حواس درست کرو جلدی کیا ضرور ہو بیتابی عقل کا قصور ہی ہم سب انتظام کرلینگے جب ہمین اُسکے دشمنون سے مقابلہ منظور ہی پھر کیا قصور ہی ابھی ہماری خیرخواہی اُسپر روشن ہوجائیگی دونون کو سمجھا کر نور افشان نے مسند پر بٹھایا مگر دونون گھبرا رہے ہین کہتے ہین استاد دیر نہ کرو جلد چلو ایسا نہو کوئی افتاد پڑجائے نور افشان اچھا اچھا کہتے ہوے ایک کمرے مین گئے برہمن کوکب کو وہان بلا لیا کمرے مین جو برہمن و کوکب پہونچے دیکھا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی آراستہ ہین کمرہ خوب سجا ہوا ہی ایک گلابی نور افشان نے اُٹھالی جام لبریز کیا کوکب سے کہا ای نور نظر اک جام نوش کرو کوکب نے کہا اُستاد کیسی شراب کیسا کباب ہوش پراگندہ ہین خوف جان و ایمان ہو بقول حضرت ناسخ مطلع

بیتاب ہون میں دل نہین خواہش شراب کی + دل ہی نہین رہا کسکو ہوس ہو کباب کی +

نور افشان نے کہا مینا کا ہیکا تردد کیسا انتشار اسقدر بیقرار نہو سمجھا کے زبردستی کوکب کو جام شراب پلایا دوسرا جام برہمن کو دیا یہ بھی نہ پیتے تھے نور افشان نے مجبور پلایا جیسے ہی دونون نے شراب پی سامنے چھپر کھٹ آراستہ تھے کہا اُستاد ہم ذرا آرام کرین نور افشان نے کہا تمھارا گھر ہی دونون چھپر کھٹ پر جاکے لیٹے بعد لمحہ نور افشان نے اُس قصر مین قفل لگایا دوسرے قصر سے کوکب و برہمن نکلے نور افشان نے دونون کو تخت پر سوار کیا کہا جلد دربار افراسیاب

مین جاؤ ہم بھی آئینگے دونون تخت اڑاتے ہوے چلے یہان دربار تاریک شکل کش مین خواجہ عمرو اک گوشے
مین کھڑے دیکھ رہے ہین تاریک نقش جمشیدی کو ہاتھ سے دبائے ہوے کہ رہی ہی برہمن و کوکب
آئے عمرو حیران ہی کہ کیا برہمن و کوکب یہان چلے آئینگے وہ دونون ایسے جوان ہین اس سوچ مین کھڑا
تھا کہ لشکر افراسیاب مین غل ہوا ہرکارون نے بڑھکر افراسیاب سے کہا برہمن و کوکب تخت پر سوار
آتے ہین لیکن بہت بدحواس ہین عمرو کے ہوش اڑ گئے گھبرا کے باہر آیا دیکھا حقیقت مین برہمن و کوکب
دربارگاہ پر آپہونچے عمرو نے چاہا بصورت مبدل انسے ملاقات کرون کچھ بات کرون پوچھون کہ تم کیون آئے
تاریک ایسی ملعونہ موجود ہی جب لشکر کشی کرتے سمجھا جاتا کوئی اسطرح دشمن کے گھر مین آتا ہی جبتک عمرو بڑھے
وہ دونون پردہ اٹھا کر اندر بارگاہ کے داخل ہوے دیکھا تاریک میٹھی شراب پی رہی ہی دونون نے تاریک
کو سلام کیا کوکب نے کہا اے تاریک شکل کش اگر تنے ہمکو غفلت مین بلایا کیا کمال کیا ہاتھ کے نیچے نقش
جمشیدی کیون دبایا ہی اسکو ہٹا کر ہمسے کلام کرو اگر حقیقت مین خطا ہو سزا دو حال تو سنو افراسیاب نے ہمارے
ساتھ کیا کیا ہمسے کیا معاملہ سرزد ہوا لیکن اسطرح ہم کلام کا جواب نہ دینگے نقش جمشیدی آگ مین جلا دو تب ہمسے
کلام کرو یہ سنکے تاریک نے غصے مین آکے نقش جمشیدی ہاتھ مین لیکر منقل آتش مین ڈالدیا نقش جلا دھوان
بلند ہوا تاریک نے کہا آؤ بیٹھو کل کیفیت بغاوت وعدم بغاوت سامنے ہمارے ظاہر کرو ہم تمھین افراسیاب
سے ملوا دینگے یہ سنکر کوکب نے ہنسکر کہا او تاریک تیری کیا مجال ہی کہ کوکب روشن ضمیر اور برہمن روئین تن
کو اپنے دربار مین بلائے کوکب بادشاہ عالیجاہ اور برہمن فلک شرافت کا ماہ کوکب جری بہادر برہمن
بحر لیاقت کا بے بہا در انپر تیرا شعبدہ چل سکتا ہو ہم غلامان نورافشان جادو ان دونون شیرون کو استاد نے
روک لیا ہی منھ سیاہ کرنے کو ہم ایسے حقیر غلامون کو بھیجدیا اب جو اسنے سر اٹھا کر دیکھا کوکب برہمن نہین
دو غلامان زنگی کھڑے ہوے تاریک سے باتین کر رہے ہین تاریک جھلائی قصد کیا تخت سے اٹھون
دونون غلامان زنگی خیرخواہان رنگی ہنسکر پیچھے ہٹے دونون نے زمین پر پاؤن مارے غرق زمین ہو گئے
یہ شعبدہ دیکھکر تاریک بہت جھلائی کہا اور کیفیت دیکھو نورافشان نے میرے ساتھ شعبدہ کیا یہ نقش
مٹوایا اتنا بڑا سحر خاک مین ملایا دیکھو تو کیا آفت برپا کرتی ہون قہر و غضب مین تخت سے اٹھی سب نے دیکھا
بیرون بارگاہ چلی افراسیاب بھی حیران خوف کے مارے خاموش حیرت جادو و اندر سے بارگاہ کے دیکھ
رہی ہی عمرو بھی گھبرا کے بیرون بارگاہ آیا ادھر لشکر اسلام مین ہنگامہ ہوا ہرکارون نے بڑھکر خبر دی تاریک

غصے مین باہر آئی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی مہرخ و بہار وغیرہ گھبرا کے سر برہنہ پا پیادہ دیکھنے کے اشتیاق مین لپکیں
آگر گھر مین سب نے دیکھا تاریک اک جنگل مین آکر بیٹھ گئی غذ کھولا یا دھوان وہین مجس سے نکلنے لگا بقدر
دھوان نکلا اک مکان عالیشان دھوئین کا بنکر تیار ہوا بیچ اک پلنگ پر آکے بیٹھی تاریک نے مقرر کیے اور
افراسیاب سے پکار کر کہا شراب وغیرہ ہمارے واسطے اسی مقام پر بھیجدو کتنی ہی سال کے بعد گنبد سیاہ سے
نکلی ہون بارگاہ مین دل گھبراتا ہی صحرا نہایت پُر فضا ہی یا بدولت اسی مقام پر تشریف رکھینگی آج کی شب
تامل کرو کل سے لڑائی شروع ہوجائیگی نور افشان و کوکب و برہمن و مہرخ و بہار وغیرہ سب کا حال
کھل جائیگا سحر و ساحری کی کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہتی ہوئی تاریک اندر اُسی مکان دخانی کے داخل ہوئی
دونون چیلے دروازے پر بطور نگہبان ٹہلنے لگے عمرو نے مہرخ سے کہا حقیقت یہ ہی آج نور افشان نے بڑا کام
کیا انہین معلوم یہ کیا شعبدہ تھا غلامان زنگی بصورت برہمن و کوکب آئے تاریک کا نقش جمشیدی مٹا کے
چلے گئے مین جا کر خبر لاؤن اسیوقت عمرو طرف قصر جمشیدی کے چلا اب واضح ہو اے ناظرین جب تاریک
نے کوکب و برہمن کو مبہوت کیا قلب کٹ دیے اور یہ دونون بطور مذکور چلے نور افشان کو علم ستارہ شناسی
سے ثابت ہوا راہ مین آکر قصر سحر بنایا کوکب و برہمن کو شراب سحر پلا کر بیہوش کیا اُنکے ہمشکل یہ دو غلام
روانہ کر دیے جب ملازمان زنگی چلے گئے نور افشان نے برہمن و کوکب کو ہوشیار کیا اب جو یہ اُٹھے ہوش
مین تھے اُسی جرأت کے جوش مین تھے نور افشان نے ساری کیفیت بیان کی کوکب و برہمن بحال
ہوگئے نور افشان کو لیکر قصر جمشیدی مین آئے خواجہ بھی آگے ہوئے تھے دیکھا نور افشان برہمن کوکب
قصر جمشیدی مین جلوہ فرما ہین خواجہ کو دیکھکر سب برائے تعظیم اُٹھے نور افشان نے پوچھا خواجہ آپ
کہانسے آتے ہین عمرو نے تمام کیفیت بارگاہ افراسیاب سامنے نور افشان کے بیان کی نور افشان نے
کہا خواجہ یہ دونون اسقدر مبہوت تھے قریب تھا اپنے گلے کاٹ ڈالین خدا نے فضل کیا مجھکو حال معلوم ہوگیا
راہ مین آکر روکا نقش جمشیدی کو مٹایا لیکن خواجہ انجام اسکا بہ افراسیاب کہا بالیان نور افشان سے بڑی
کدی ہی ہر چند کہ آج مین نے بڑی جستجو کی دونون نوجوانون کو بچایا مگر تاریک علم سحر و ساحری مین یگانہ آفاق ہی کل
فنون مین طاق ہی دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی اب آپ جا کر لشکر کی خبر لیجیے کوکب کو نور افشان نے حکم دیا خبردار
قصر جمشیدی سے باہر نہ نکلنا تاریک اب قیامتین برپا کریگی اور خواجہ برائے خدا عیاری کرنے کا قصد نکرنا تاریک
عیاری اُسپر نہ چلیگی بیہوشی پلا کے دیکھ چکے وہ کہتی تھی یہ نسخہ میرے واسطے بناؤ ایسے کا کوئی کیا کرے گا ہم بھی تدبیر مین

مصروف ہین یہ مقدمات اُسکی عنایت پر موقوف ہین اب مین براے تدبیر جاتا ہون نورافشان تو اُسی وقت روانہ ہوگیا خواجہ طرف لشکر کے چلے لیکن کنیزان بُران شمشیر زن دربار کوکب روشنضمیر مین حاضر تھین تمام کیفیت دریافت کرکے خدمت مین ملکہ بُران کی حاضر ہوئین اُسوقت ملکہ بُران شگوفہ سحر ساز اپنی وزیر زادی سے فرماتی ہین کہیو ن اے شگوفہ تجھے حال شاہزادہ والاقدر سنا طلسم اسکندریہ فتح کرکے باشکرگران طرف طلسم ہوشربا کے متوجہ ہوے تھے اکثر مین نے طائران سحر براے خبر بھیجے کچھ کیفیت معلوم نہوئی کس سے دل کا حال کہون دل اُنکے ساتھ ہی دام گیسو مین جاکر پھنسا اپنا تو بدین مضمون ترکیب بند یہ حال ہے نظم بطور ترکیب بند

درد طلب و غم جدائی
پروانہ فدائے گل ہے شاید
تو رشک پری تری بلا دے
امید نہین رہی کہ دل کی
اُس در پہ جو مین غبار ہوتا
دل پھرتے کبھی اگر یہ بھی
جنت یہ مرے ہی نہ ہو اے کاش

دل جاتے ہی کیا مصیبت آئی
اے چرخ نے کسطرح سے ہمکو
دکھاترا یہ چہ سعنائی
ہے پردہ نشین وہی ہے سودا
آسیب زدون کو بھی کھائی
اے یاس وصال سنگدل ہے
ایسے سے ہو کسطرح رہائی
اُس شوخ جہان ربودہ من
شکو دم شعلہ بار ہوتا
بیکار ہون یہ ڈر ہے اے کاش
کیا گردش روزگار ہوتا
یہ بات زبان سے کب نکلتی
اُس کو مین کبھی گذار ہوتا
اے بند شعار ہوش مین آ

دکھا گئی یہ دل کے ہمراہ
آسودگی شکستہ پائی
اے آہ ذرا بتادے سیدھا
پھر شکل اگر نظر نہ آئی
ہون خاک در اسکا جبکہ فلک نے
بیفائدہ زور آزمائی
آوارہ دشت بیکسی ہون
گوئی کہ دلم ربود از من دیگر
اُس زود گسل سے خود بگی
ناکام مآل کار ہوتا
کہتا ہے کہ چھوڑ اسکو جیسے
ناصح جو تو دوستدار ہوتا
اُس غیرت حور کو بلاؤ
کوئی بھی ہے آپ خوار ہوتا

ظاہر ہوئی جانکی بیوفائی
ہے چرخ مین بخت کج ادائی
گردن مرے سامنے جھکائی
مبہوت شراب بیکسی ہون
گر عمر کا اعتبار ہوتا
دشمن سا ہے جان نثار ہوتا
واعظ نہین شرمسار ہوتا

کیون شگوفہ کنیز دریافت ہو کہ راہ مین اُنپر کیا گذری کسی طرح کی مشکلین درپیش ہین بہت سے بچیا اُنکی صورت سے نہین واقف ہین لیکن اُنکے بزرگون کے ہاتھ سے مارے گئے وہ معاوضہ کے متلاشی ہین اگر اُنکے کسی عزیز و اقارب کو پائین صدمات پہونچائین سدہا پہلوانان زبردست و ساحران خود پرست اُنکے

ہاتھ سے مارے گئے جمین سے خروج کیا جابجا اڑے ہنگامۂ عظیم پڑے وہ بھی سب بے شرم و بے حیا انکے دشمن
ہین ان راستون سے گذر کرنا تا بہ ہوش ربا پہونچنا بہت دشوار ہے شگوفہ نے کہا فوج تو خوب جمع ہو گئی ہے ساحر
بھی بڑے بڑے زبردست ہمراہ ہین صیقل آئینہ دار فرزند بادشاہ طلسم اسکندریہ انکے سرداران صف شکن
بھی سب انھین کے ساتھ ہین کوئی انپر دست انداز نہین ہوسکتا یہ باتین تھین کہ چند کنیزین اگر حاضر ہوئین
عرض کی حضور آج خدا نے بڑی خیر کی آپکے والد نامدار و برہمن عالیمقدار دام شعبدہ تاریک شکل کش
مین پھنس گئے تھے اُستاد کلان نورافشان نے بچایا خواجہ عمر بھی تشریف لائے تھے کچھ صلاح بھی ہوئی خواجہ
طرف لشکر کے تشریف لیگئے ہین نورافشان اسی فکر مین سرطرون آپکے والد نامدار حیران و پریشان سنتے ہین
اُسنے قصر دھومین کا بنایا ہے اسمین جاکر بیٹھی ہے اُستاد کلان نے یہ بات کہی کوئی اُسکے مقابلہ مین بجائے ملکہ بران
نے کہا یہ ناممکن ہے اہل اسلام پر مصیبت ہوا ور ایسے وقت مین شراکت نہو جانے والے ضرور جائینگے اپنی جان لڑائینگے
کنیزون نے عرض کی واری کوکب کو تو اُستاد کلان نے منع کیا آپ کا جانا غیر ممکن ہے یہ باتین تھین کہ خورشید
وزیر اعظم کوکب آکر پہونچا ملکہ کو نذر دی عرض کی حضور مبارک ہو آج حافظ حقیقی نے جان و آبرو شہنشاہ عالیجاہ
کوکب روشن ضمیر کی بچائی خود بخود بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے مجھسے ایسی باتین کین کہ مین جواب نہ دے سکا بارے
انجام بخیر ہوا آپکے والد نامدار نے ارشاد فرمایا ہے کہ آجکل سوائے باغ نگارین کے کہین جانیکا ارادہ نکرنا بران نے
سر جھکا لیا کہا بہت خوب بدون حکم شہنشاہی کیا مجال ہے کہ جادۂ اعتدال سے قدم بڑھائین یہ کہکر خورشید کو رخصت
کیا جب وزیر اعظم جا چکے ملکہ بران نے فرمایا بزرگون کی بات مین دخل دینا سراسر حماقت ہے لیکن یہ ناممکن ہے کہ
وہ لوگ قتل ہون ہم جاکر شریک نہون بزرگ ہین جو سزا دینگے سعادت دارین جانکر قبول کرینگے البتہ خبر کا معلوم
ہونا ضرور ہے یہ فرما کر چند کنیزون کو حکم دیا کہ جاکر لشکر مہرخ کی خبر لاؤ کنیزین اُسطرف چلین وہان خواجہ عمر وے نیاز دکھلا
افراسیاب بارگاہ مین داخل ہے لشکر مہرخ مین انتشار ہر خرد و کلان بیقرار برق وغیرہ سے پوچھا افراسیاب
کا کیا قصد ہے عیارون نے عرض کی تاریک شکل کش نے کہلا بھیجا ہے فردا بابس فردا طبل جنگی بجے گا تاریک
میدان کارزار مین آئیگی پروردگار اسکی شر سے سبکو بچائے عمرو نے ہرکارون کو حکم دیا مفصل خبرین لاؤ دیکھو
افراسیاب کیا کرتا ہے اسکا کیا ارادہ ہے خواجہ عمرو بارگاہ مہرخ مین تشریف رکھتے ہین ہرکارے بعجلت تمام تفحص حالات کے
واسطے خبر کے سمت بارگاہ افراسیاب جادو جاتے ہین ان سب لوگون کو اس حال
مین چھوڑو وقت پر سب کا ذکر بیان کیا جائیگا

دو کلمہ داستان لشکر امیر حمزہ صاحبقران اور لشکر لقا روانہ ہونا آہنگ فلک سیر کا برائے مدد لقا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ساقیا زہر پلا دے مجھکو
مے وہ دے یعنے کف مار سیاہ
کیا ذرا سود وہ الماس نہین
اور نہین پاس تو جا لا جلدی
بھر دے اک جام کہ مر جاؤن ابھی
ایسے جینے سے تو مرنا اچھا
کبتلک نزع کی حالت مین ہو لٹنا
ورد لب نعرۂ الندر ہے
عمر برباد نہ جائے ای کاش
مین جیون اور مرا دل مر جائے
جو کسی پر نہین مرتا ہرگز
رنج سا رنج ہی غم سا غم ہی
درد ہجران سے بھی کوہی فراغ
غم دوران کا ہی کسیکو کیا غم
کون سنتا ہی فغان درویش

شربت مرگ چکھا دے مجھکو
تلخی پاس عبادت کبتک
سم بلاہل ترے کیا پاس نہین
کیا خمار خفقان ہی ظالم
بھولکر آپ مین آؤن نہ کبھی
کاش مر جاؤن کہ چین آگے نہین
کبتلک یون ستم مرگ سہون
کبتلک چشم سے خون ہو جاری
دل کی آئی مجھے آئے ای کاش
ہو وصال اب نہ جدائی مجھکو
جینے سے جی نہین بھرتا ہرگز
دیکھتا ہون عجب احوال اپنا
بات پوچھے کوئی یہ کسکو دماغ
کون پوچھے ہی کسی کا احوال
قہر درویش بجان درویش

یان سیہ مستی حرمان یہ نگاہ
حضرت ذوق شہادت کبتک
گر یہان ہی تو اٹھا لا جلدی
بس چلا جی تو کہان ہو ظالم
کاسۂ عمر کا بھرنا اچھا
بد دماغی سے سر زیست نہین
کبتلک ناک مین دم آہ رہے
کبتلک درد کرے دلداری
ہائے یہ ظلم سہا کیونکر جائے
آئی دشمن کی بھی آئی مجھکو
جان ہمہ رنج و سراپا غم ہی
کیا کہون کس سے کہون حال اپنا
سب ہین بے درد نہین کسکا غم
جانتے ہم ہین سبھی کا احوال

حاکیان حکایات رنگین ویراویان روایات دلنشین راقمان عبارات عشق انگیز دکانبان کتبۂ عبرت خیز کیفیت داستان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر

جو ہین زبدۂ زمرۂ داستان | وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان

افراسیاب سامان دعوت ملکہ تاریک مین مصروف ہی سرمایے برق انداز نے بڑھکر عرض کی کہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے نامہ خداوند لقا کا آیا ہی افراسیاب نے لیکر پڑھا اوسکی کیفیت مرقوم تھی کہ اوا فراسیاب مغرور تجھے طلسم کو خاک مین ملا دونگا عرصہ دراز گذرا قدرت کوہ عقیق پر تشریف لائے تو برائے قدمبوسی قدرت نہ آیا اسقدر مغرور ہوا یا خود حاضر ہو یا کسی ساحر زبردست کو برائے خدمت گذاری روانہ کر افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا

حیرت سے کہا دیکھو صاحب فتح کی کون صورت ہی قدرت کی یہ کیفیت ہی تقدیر بربادی طلسم فرمانے ہین مابدولت
کیونکر جائین ایک سرہزار سنو دے بلکہ وتنہا جاؤن لیاقت سے مابدولت کی خلاف ہی اگر لشکرکشی کرون گا وزمین
تھرائے آب رآور وقہ ممکن نہو بندگان سامری تڑپ تڑپکے مرین خیر اسکا سامان مابدولت کرینگے یہ لکھکے سرما
سے کہا طرف مشرق کے جاؤ اک پہاڑ ہی اسکا کوہ سیاہ نام ہی سرکوہ پر جاکے آواز دینا ای آہنگ فلک سیر
تجھکو شہنشاہ نے بلایا ہی اک ساحر زبردست تمھارے سامنے آئیگا یہ نامہ ہمارا اسکو دینا زبانی بھی سمجھانا کہ برائے
خدمت خداوند لقا جاؤ مگر غرور نہ کرنا وہ دربار خداوندی ہی بہت احتیاط سے لشکر حمزہ سے اٹھا کر قدرت کو
بالائے قیطول پہونچاؤ سرمایہ نامہ افراسیاب لیکر چلا بالائے کوہ سیاہ آیا نام آہنگ لیکر آواز دی فوراً کوہ
شق ہوا ایک ساحر زبردست سیہ فام بدانجام کرگدن پر سوار بارہ ہزار ساحران غدار پشت پر سامنے آیا نامہ دیکر
زبانی بھی سمجھایا کہ ای آہنگ فلک سیر سامنے قدرت کے غرور نکرنا دم خاکساری کا بھرنا آہنگ نے عرض
کی ای وزیراعظم مابدولت مدت سے مشتاق تھے کہ برائے زیارت قدرت جائین عقلمند کہین غرور کرتے ہین
جاتے ہی سبکو قتل کرونگا ایک کو زندہ نچھوڑونگا قدرت کو بڑی دھوم سے لیکر ملک باختر مین پہونچاؤنگا شیر قدرت
لقب پاؤنگا طرہ ہمبری ملے گا غنچہ آرزو کھلے گا قدرت کیا کیا دولت عطا فرمائینگے دولت اولاد خزانہ جواہر سے تقدیر
کردینگے دامن آرزو گل مراد سے بھر دینگے سرما نے پشت پر ہاتھ پھیرا کہا مرحبا صد مرحبا یہی اعتقاد چاہیے جلد
اپنے کو پہونچاؤ آہنگ فلک سیر اسی وقت بارہ ہزار فوج لیکر سمت کوہ عقیق روانہ ہوا منزلین طے کرتا ہوا جاتا
ہی واضح رائے ناظرین ہو ملکہ سرخ موے کاکل کشا جو خدمت مین خواجہ عمرو کی حاضر ہی قلعہ سرخ مویان پر
سالہا سال لڑائی رہی اب لشکر اس مقام سے بڑھ آیا ہی ملکہ نرگس جادو خالہ زاد بہن ملکہ سرخ مو کی گلریز جادو
شوہر نرگس یہ زن وشوہر کئی مرتبہ خدمت ملکہ سرخ مو مین حاضر ہوے لڑے بھڑے اپنے قلعہ گلریز پر چلے
گئے اب فی الحال ملکہ سرخ مو نے نامہ لکھا ای برادر گلریز وای ہمشیرہ ملکہ نرگس ہم لوگ نوبت بجان وکارد
باستخوان مین تجربہ دو دم بلا کھولا گیا تاریک شکل کش ہم لوگون کے مقابلہ مین آئی اسکے مقابلہ سے جان بچنا دشوار
ہی اگر ہوسکے تو اس زمانہ مین ہمسے ملاقات کرجاؤ ورنہ دیدار ہمارا تمھارا قیامت پر گیا شہنشاہ گلریز جادو
وملکہ نرگس نے جو یہ نامہ پڑھا زن وشوہر بیقرار ہوگئے فوراً سو دو سو کنیزین اپنے ساتھ لین ایک خیمہ مختصر
بصد کروفر طے منازل وقطع مراحل کرتے ہوے زن وشوہر جاتے ہین صحرائے دربند جالندھر مین اگر دو کش ہوے
خیمہ استادہ ہوگیا کرسیان بچھ گئین ایک پر گلریز ایک جانب ملکہ نرگس آگر متمکن ہوے صحرائے سبزہ نما کی کیفیت

دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک جادوگر تخت پر سوار ہمراہ اربارہ ہزار ساحران غدار بڑے زور و شور سے
آتا ہی گلریز نے کہا کوئی خراج گذار افراسیاب کا جاتا ہی ملکہ نرگس جادو نے کہا سامان لشکر کشی ہی کل خراج
گذاران افراسیاب جائینگے اسوقت مین نہ شریک ہونا باعث خرابی ہی یہ ذکر تھا کہ وہ ساحر اگر اترا کار گذار
بارگاہین استادہ کرنے مین مصروف ہوے واضح ہو کہ یہ وہی آہنگ فلک سیر جادو ہی سمت لشکر لقا جاتا ہی
اسوقت اگر یہان اترا سر اٹھا کر دیکھا نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین ایک خیمہ مختصر سا استادہ ہی ایک تاجدار
دوسری شاہزادی عالیوقار در خیمہ پر استادہ ہین کسی سے اسنے پوچھا یہ کسکا لشکر ہی ساتھ والون نے عرض کیا
ہم نے دریافت نہین کیا لیکن ہمارے ہی شہنشاہ کا کوئی ملازم یا خراج گذار ہوگا اس اقلیم مین غیر کا گذر کہان ہی
آہنگ تاج سر پر رکھے ہوے اسی جانب چلا کہا جا کر ملاقات کرین معلوم ہو جاے یہ کون لوگ ہین کس ملک
کے حاکم ہین یقین ہی اسی سرحد کے ناظم ہین اسلیے ضروری کا انجام ہوگا لیکہ وہ تنہا لشکر مین ملکہ نرگس کے آیا
کنیزون نے بڑھکر گلریز کو خبر دی اے قبلۂ عالم آہنگ ملازم افراسیاب آپکی ملاقات کو آتا ہی گلریز نے کہا
کرسی بچھے براے استقبال کھڑا ہو گیا چند قدم بڑھکر آہنگ سے ملاقات ہوئی لا کر کرسی پر جگہ دی آہنگ
کرسی پر بیٹھا جمال بیمثال ملکہ نرگس پر نگاہ پڑی دیکھا اک نازنین خوشنما آنکھین رشک چشمان آہو پیشانی نور آگین
صاحب جاہ و تمکین بصد رعنائی و زیبائی کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہی دیکھتے ہی مر گیا آہ کر کے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا
بنگاہ حسرت دیکھنے لگا شہنشاہ گلریز نے جو طریقہ کہ شاہان عالیوقار کا ہی نام و نسب بھی نہین پوچھا پہلے ساقی سے
طلب کیا جام مے ارغوانی پیش کیا اس ملعون نے دو چار جام پیے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اور نشہ
مغرور بے شرم ہوا طرف شہنشاہ گلریز کے متوجہ ہو کر پوچھا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کیا آپ اس سرحد کے
مالک ہین یا مثل ہمارے مسافرانہ اس صحراے پرفضا کے سالک ہین شہنشاہ گلریز نے بفصاحت و بلاغت
فرمایا ہماری ملکہ عالم ہمشیرہ ملکہ سرخ موے کاکل کشا ہین لشکر طلسم کشا کی جانب جاتے ہین آپ کہان تشریف
لیجائینگے اس بے حیا نے جواب دیا بدولت کا نام نامی اسم گرامی آہنگ فلک سیر براے قتل مسلمانان
سمت کوہ عقیق جاؤنگا لیکن بڑے افسوس کا مقام ہی تم زن و شوہر نے شہنشاہ کا خوف نہ کیا باغیون کا ساتھ دیا
خیر جو گذرا وہ گذرا اب میرے ساتھ چلیے مین قدمون پر قدرت کے گرا دونگا قدرت اپنا سفارش نامہ رحمت
فرمائینگے شہنشاہ کچھ نہ کہین گے گلریز نے جواب دیا اے آہنگ فلک سیر جو تمنے مناسب جانا وہ کیا تمھین
ہمارے معاملات مین کیا دخل ہی اتفاق سے ملاقات ہو گئی آپنے ہمکو سرفراز کیا ماحضر موجود ہی براہ عنایت

تناول فرمایئے اپنا راستہ لیجیے ہمارے مقدمات طشت از بام افتادہ ہو چکے سالہا سال لشکر مین خواجہ عمرو کے رہ کر
روز فتح و شکست کا سامنا تھا نرگس جادو کو تو بہت ناگوار ہوا شوہر سے اشارہ کیا کیون ایسے بیجا سے
عذر کرتے ہو یہ بگڑے گا تو ہمارا کیا کرے گا یہی چار سو کنیزین کافی ہین ابھی لشکر کو الٹ پلٹ کر دونگی میدان کارزار
لاشہ ہائے ساحران سے بھر دونگی گلریز نے منع کیا اشارہ کر دیا مین ابھی سمجھا کے اسکو رخصت کیے دیتا ہون ہم
بر سر راہ ہین کیا ضرور ہی کہ اس مقام پر فساد ہو آیندہ نہ آئیگا سمجھا جائیگا لیکن آہنگ نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر کہا
میان گلریز صاحب اٹھیے میرے ساتھ طرف کوہ عقیق کے چلیے دل مین اس ملعون کے یہ ہی فساد کرون لڑائی
ہو کسی طریقے سے ملکہ نرگس جادو پر قبضہ ہو مرد مارا جائے تب عورت پر قبضہ ہو بیہودہ کلام کرنے لگا گلریز نے
تو طرح دی یہی کہتا ہی کہ ای آہنگ فساد کا قصد نہ کرو اپنے لشکر مین جاؤ اگر لڑنا منظور ہو طبل جنگی بجواؤ اسوقت تم
یہان بطور مہمان آئے ہو مین کچھ کہنا مناسب نہین ہی اور یہ بے حیا سمجھا کہ یہ مجھسے دب گیا فورًا اسکو قتل کرون
اس مہ جبین حور مثال کو پہلو مین بٹھاؤن جب اسنے چند کلمات سخت کہے ملکہ نرگس نے آنکھین پھیر لین گال
ڈورے نشہ وحشت کے پڑ گئے غصے سے چہرہ گلنار ابروے خمدار بلے گویا تیغہ ہلالی چمکے پلکون نے صفین جمائین
چھریان کٹاریان چلنے لگین غصے مین کرسی سے اٹھین کہا او بیحیا اپنے دل مین کیا سمجھا ہی شوہر ہمارا خوشامد
کرتا ہی تو مثل گدھے کے پھول گیا اپنی حقیقت کو بھول گیا جا دور ہو لشکر سے ہمارے نکل جا یہ کہکر کنیزون کو
اشارہ کیا اس مردود کو ہمارے لشکر سے نکال دو دو چار کنیزین چلین ایک حبشن نے ہاتھ پر آہنگ کے
ہاتھ ڈالدیا کہا ای شخص دیکھ حکم شاہنشاہی صادر ہو چکا اب تو نہین ٹھہر سکتا اس بیحیا نے حبشن کو ہاتھ تلوار کا
مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے ملکہ نرگس نے بنگاہ قہر و غضب دیکھا برق چمکی شانہ اس ملعون کا نشانہ ہوا گلریز
پھر بیچ مین آگیا کہا ملکہ جانے دو اسے گلریز پر ہاتھ مارا لکارا ٹھا تجھکو قتل کرکے اس معشوقہ کو قبضے مین کرونگا
زخمی ہونا جوہر عاشقی ہی یہ زخم کیا کلیجے مین ناسور ہی دل عشق منزل ناصبور ہی تلوار چلا اسکی پڑی گلریز کا
سر زخمی ہوا ملکہ نرگس ہو صاحب کہکے بڑھین تیغہ ہلالی کھینچکر جا پڑین جیسے ہی ملکہ نے تیغہ اٹھایا یہ نامرد
پکارا اٹھا ایجان جہان وای آرام دل مشتاقان سر حاضر ہی کاٹ لو یک قطرے خون گلو سے عاشق صادق ہون سر
ہتھیلی پر رکھا ہو دیکھ وار لگایئے

اشعار

عشق کی چوٹ کا کچھ دل مین اثر ہو تو سہی	درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی	دیکھون نشتر زن دل کی نظر ہو تو سہی
چھیڑ لچھ ای مژہ دیدہ تر ہو تو سہی	آہ کیسی ہی سے ڈھونڈھون تر ہو تو سہی	نکلے اپنے تلاشی کو مگر ہو تو سہی

دیکھنا لیتی ہین کیا دل کی تمنا مین تجھی
دلمین گھر کرنے کو کچھ تیری نظر ہو تو سہی
دلکو کیا دخل رہے یار جو مجھسے شب وصل
قابل اسکے تری بل کھا کے کمر ہو تو سہی
دل کی خواہش ہی کہ مہمان بلاؤ اُسکو
دلمین آتا ہی کوئی اسکی خبر ہو تو سہی
دی اجازت بس پردہ ہی ٹھہر گئی ہین
آنکھ کمبخت اگر خشک ہی تر ہو تو سہی
یہی قاتل سے ہی اظہار کا پہلو اچھا
پہلے اُسکا دل بیتاب مین گھر ہو تو سہی
کہتی ہین حسرت دیدار سے آنکھین اپنی
اس گلی کی کسی غافل کو خبر ہو تو سہی
قطع یہ وصل کی امید ہی کاش طلال
جوشش گریہ سے بہا خون جگر ہو تو سہی
یا ہمین کھینچ بلا لینگے انھین یا وہ ہمین
خیر سمجھونگا کوئی مانع شہود تو سہی
نہ سنے گا جو مری داور محشر نہ سنے
کہتی ہی خانہ بدوشی کہین گھر ہو تو سہی
کیون فلک وصل کی شب بھی نہ بنیگی یار سے
جلوے گو ہین ترے کچھ پیش نظر ہو تو سہی
اپنی کیفیتین دکھلاتا ہی مجھ مست کو کیا
آرزو دل کی کوئی زخم جگر ہو تو سہی
ضبط بھی کر نہ سکون لے وہ جگر مین چٹکی
دیکھ لینگے ہم اُسے تاب نظر ہو تو سہی
صبح ہوتی نہین کیونکر شب فرقت دیکھین
زیست ایام جدائی کی بسر ہو تو سہی
تیر ہو جائے کہ برچھی کہ کٹاری کہ چھری
کشش عشق ادھر خواہ ادھر ہو تو سہی
زلف کے جھونک اُٹھائیگی نہ ہنگام خرام
عرصۂ حشر مین اچھا وہ نڈر ہو تو سہی
رو لون آنکھون ہی مین آگے نہ بڑھنے دون کبھی
شام سے ہی یہ ڈھلی کہ سحر ہو تو سہی
آئے مین ہو کے رلا کر مجھے پوچھین مرے اشک
جام جم پہلے مرا دست نگر ہو تو سہی
ٹھہرے خود یاد رکھیگی تو اسے بھی ٹھہرائے
میری فریاد مین پیدا کچھ اثر ہو تو سہی
غیر ہی کچھ مری جانب سے لگا دے جا کر
دل مایوس کو کچھ اسکی خبر ہو تو سہی

یہ اشعار بیقرار ہو کر جو اس نامرد نے سامنے ملکہ نرگس کے پڑھے اُس صاحب عصمت و عفت کی آنکھین ابل آئین دل پر چوٹ لگی یہ اشعار تیر بنکر کلیجے پر پڑے شوہر کو اشارہ کیا وہ صاحب شعور اس نامرد کی باتین سنتے ہو کیا کوئی بازاری مقرر کیا ہی کیا سمجھا ہی ہمین براے اطاعت افراسیاب ترغیب دیتا ہی مین ابھی عشق اسکا نکالے دیتی ہون یہ کہکے ابرو ملے آنکھون سے تیر چلے نیچہ قریب جاکے مارا ہر چند اس بیچارے نے رد کا سحر بھی کیا لیکن تڑپ کر رہ گیا اس خود سرکار زخمی ہوا یا تو دم عشق بھرتا تھا تلوار کھاتے ہی چیخنے لگا افسرون کو آواز دی یارون دوڑو یہ زن و شوہر مجھکو مارے ڈالتے ہین بارہ ہزار ساحر دوڑ پڑے اب زن و شوہر سنبھلے آہنگ فلک سیر کو ان سبھون نے ہٹا لیا اسنے زخم باندھا بارہ ہزار ساحرون کا بلوا ہوا یہان صرف چار سو کنیزین ہین مگر یہ لوگ جنگ و افراسیاب کی مار اُٹھائے ہوے ہین نرگس نے بڑھکر سحر کیے سیکڑون کو نابینا کر دیا جسپر نگاہ ڈالدی ہاے کہکے گرا تڑپنا پھرتا ہی منھ کے بل گرتا ہی گلریز نے صدہا کے نخل قد قلم کیے کسیکا غنچۂ آرزو نہ کھلنے پایا ہواے گرم چل رہی ہی باغ حیات مین باغیون کے خزان آئی مثل برگ خزان دیدہ سر گرنے لگے گل حیات سبکے مرجھائے کنیزون نے کاتیان باندھین تیغے کھینچکر جا پڑین ہزارہا بیچارے گئے

چونکہ افسر زخمی ہو چکا تھا آخر نہ تاب لا سکے ملکہ نرگس و گلریز کے سامنے سے بھاگے ملکہ نرگس پلٹی تھین خیال عصمت
سے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے آخر گلریز نے ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ جانے دو نامردی کی سزا ہو گئی کئی ہزار بے حیا
مارے گئے ملکہ نرگس نے کہا صاحب مجھے انتہا کا غصہ ہے کلمات جہالت ملعون کے سنے افسوس ہے زندہ بچکر
نکل گیا گلریز نے کہا اب لشکر اسلام مین چلتے ہین وہان ضرور آئیگا جادوگر نامی ہے اسکا ذکر خواجہ سے ہوگا ملکہ نے
کہا کیا واہیات بات کا ذکر کرینگے لیکن انشاء اللہ میدان کارزار مین سمجھا جائیگا شوہر کو بھی منع کیا کنیزون نے بھی تاکید
کی کہ خبردار لشکر خواجہ مین ذکر نہ کرنا ان زخمون کا ذکر آئے ہمشیرہ پوچھین کہہ دینا راہ مین کچھ ساحرون نے گھیر لیا تھا
لڑ بھڑ کر نکل آئے اس زمانے مین لڑائی کیا مشکل ہے تمام ممالک مین غدر ہے ملازمان افراسیاب آمادہ سرکشی ہر جا بجا
سے لشکرکشی سب نے بھلا کر ملکہ نرگس کو پھیرا کنیزین بھی زخمی تھین زن و شوہر نے بھی زخم کھائے قصد ہوا
کہ شب کو اسی مقام پر رہنا چاہیے زخم دور نیان ہونا واجب و لازم ہے اسی مقام پر خیمہ استادہ ہوا ملکہ نرگس خیمے مین
آئین پٹیان مرہم کی چڑھائی گئین چند کنیزین برائے حفاظت مقرر ہوئین ملکہ نے بعد خاصہ نوش فرمانے کے
آرام کیا لیکن یہ بچیا آہنگ فلک سیر بھاگ کر پانچ کوس پر ٹھہرا سردارون نے بارگاہ وغیرہ استادہ کی سب
کہتے ہین کہ کیا زوال دولت افراسیاب کے سامان ہین عورتون کے ہاتھ سے شکست کھائی ہمارے شہنشاہ کو
بیٹھے بیٹھے یہ کیا سوجھی پرائے گھر مین جا کر فساد برپا کیا خوب ذلیل ہوے بڑی خیر ہوئی کہ وہ سب رک گئے ورنہ
اُنکے ہاتھ سے ایک زندہ نہ بچتا ایک نے کہا ملکہ سرخ مو کی خالہ زاد بہن ہے افراسیاب سے سیکڑون مرتبہ لڑائی
پڑی ہوگی بھلا اُنسے وہ کیا دبتی ملازمان سرخ سب بلا کے ہین جب تو ملازمان بادشاہ ہوشربا سے مقابلہ کرتے ہین
جان دینے پر مرتے ہین پھر مرنے والے سے کون لڑے آخر سینے اُبھر کر صدہا ممالک پر قبضہ کر لیا آہنگ
بیہوش ہے یہ باتین سن رہا ہے سردارون نے لا کر بارگاہ مین اتارا زخمون مین ٹانکے دیے آنکھ کھولی سردارون نے
طعن و تشنیع کیے کہا حضور آپنے ہم سبکو ناحق ذلیل کیا دو ہزار بے گناہ مارے گئے بڑی خیر ہوئی ملکہ نرگس خود
پلٹ گئین نگاہ نے اُنکی ہزارون کو زخمی کیا ترچھی نگاہون سے چھریان کٹاریان چلتی تھین تیر مژگان نے کلیجے
مشبک کر دیے آہنگ نے کہا بھائیو کوئی میرے دل سے پوچھے میری تو جان پر بنی ہے اگر وصل نرگس جادو
نہ حاصل ہوگا آہوان صحرا سے اُنس کرونگا جنگلون مین مارا مارا پھرونگا بیٹے نے کہا حضور صبر کیجیے ایسی معشوقہ کا نام
نہ لیجیے جان بچانا دشوار ہوگی ابکی مرتبہ قتل ہی کر ڈالے گی آہنگ ہائے وائے کرنے لگا کہا صاحبو تمکو میرے
دل کی خبر نہین ہے میری جان پر بنی ہے سب نے کہا پھر ارشاد فرمائیے پھر چلیے چلکر لڑین اب بھی آپکے ساتھ بہت لوگ ہین

آہنگ فلک سیر نے گھبرا کے کہا ظاہر مین جانا بہتر نہین ہی کیونکہ اور تدبیر بتلاؤ دوجی مجھپر مائل ہوا ہو لیکن مین نے
اُسکے شوہر کے سامنے جو اشعار عاشقانہ پڑھے اُسکو ناگوار ہوا آخر مین سے کوئی ایسا ہو میرا نامہ اشتیاق اُس محبوب جانی
یار جادو ادا تک لیجائے یقین ہی نامہ پڑھتے ہی چلی آئیگی شوہر کو دھوکا دیگی سردارون نے کہا بھلا کسکی قضا آئی ہی جو آپکا
نامہ لیکر سامنے اُس قتالۂ عالم کے جائے نہین معلوم کیا حال کریگی آپ خود تشریف لیجائین تو بہت بہتر ہی جب سردارون
نے جواب کہا تلملا کے اُٹھا کہا صاحبون مین کیا تمہارے بھروسے پر آیا ہون لشکر حمزہ سے مقابلہ کرنے جاتا ہون اُس
عاشق ہوا اسوجہ سے زخم کھایا ورنہ کسکی کیا مجال ہی سحر و ساحری مین جو اہل دولت سے مقابلہ کرے مین ابھی جاتا ہون
اپنی معشوقہ کو لاتا ہون رات ہی کو یہ رو سیاہ اُٹھا طرف لشکر ملکہ نرگس کے چلا جب قریب لشکر پہونچا دیکھا چند کنیزین
پھر رہی ہین صدائے حاضر باش بلند ناگاہ گلریز جادو بھی خیمہ سے نکل آیا کنیزون کو پکار کر آواز دی ہوشیار رہنا
ملکہ عالم نے آرام فرمایا کچھ رات جب باقی رہے سفر کی تیاری کر دینا فصل گرما مین سفر ہی ہر منزل مین خوف و خطر ہی
جلد اپنے کو خدمت خواجہ مین پہونچائین سنتے ہین آجکل قیامت کے مقابلے ہین لشکر طلسم کشا پر دباؤ پڑا ہی کوئی
ساحر زبردست آیا ہی یہ بھی سنا تھا کہ تاریک شکل کش آگئی خدا اُسکی بدعت سے اہل اسلام کو بچائے کنیزون کو
ہوشیار کر کے گلریز اندر گیا آہنگ نے یہ سب ہو کر دیکھا خائف ہوا پھر سوچا اگر خالی پھر جاؤنگا سردار ہنسین گے
اگر لشکر مین جاؤن کنیزین جاگ رہی ہین اسی تردد مین جب دو پہر شب گذر گئی سوچا کہ اب جانبازی کر
دونون پیر مار کر غرق زمین ہوا نقب سحر دیتا ہوا خیمہ مین ملکہ نرگس کے پہونچا دیکھا شاہزادہ گلریز نے بھی آرام کیا
ملکہ نرگس اپنے چھپر کھٹ پر سو رہی ہی چار کنیزین چپی بر حاضر ہین اس ملعون نے سحر کیا کنیزین بیہوش ہو گرین
ملکہ نرگس پر بھی سحر کیا سوتی تھی ہاتھ پاؤن سحر سے بیکار ہو گئے غفلت کا غلبہ ہوا جب اس بیحیا نے دیکھا سحر نے
میرے تاثیر کی قریب ملکہ نرگس آیا گرین بچہ دیکے اُسی طرح غرق زمین ہوا پہر رات رہے اپنے لشکر مین پہونچا
زبان مین ملکہ نرگس کے سوزن دیا خوف ہی اگر بیدار ہو گی قیامتین برپا کرے گی ساتھ والون سے کہا دیکھو
صاحبون معشوقہ سرکش کو گرفتار کر لایا شوہر کو اُسکے زخمی کیا کنیزین سب بھاگ گئین لیکن اب یہان ٹھہرنا کیا ضرور
اسی وقت لشکر تیار کر و خدمت خداوند لقا مین جلد پہونچین اس ملعون نے اُس گوہر بے بہا کے حسن و خوبی کو
اک صندوق مین بند کیا اسی وقت لشکر تیار کر کے طرف کوہ عقیق کے روانہ ہو گیا یہان بوقت سحر گلریز کی آنکھ
کھلی چھپر کھٹ ملکہ کا خالی پایا کنیزین بیہوش گھبرا کے آواز دی کنیزین تیاری کر رہی تھین گھبرا کے اندر آئین
گلریز نے گھبرا کے پوچھا ملکہ عالم کیا واسطے رفع حاجت کے گئی ہین سبنے کہا حضور ابھی تو باہر بھی نہین نکلین

کنیزون کو پیار کیا کہا ارے ملکہ عالم کہان ہین اُن کنیزون نے کہا حضور بڑی رات گئے خود بخود ہمپر نیند طاری ہوئی
نہین معلوم کیا امر کہ غائب کنیزون نے چار جانب ڈھونڈھا کہین پتا نہ لگا گلریز گھبرا گیا دیوانہ وار یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

افسوس کہ بعیش جہان را قیام نیست
چندے نشان بخاک برابر کہ نام نیست
فرصت رود و شب ہمہ دیدم خوش تلاش
پروانہ با سوے چمن بے خرام نیست
افتادگی مشاہدۂ پختہ مغز بست
در گوشۂ قفس خطر و خوفِ دام نیست
از فکر راہ چہ غافل نشستہ
جام بہ او میدہ این ہم بدام نیست
سودا بجا سلام ہما استخوان بہ بد

بے گردش زمانہ درین بزم جام نیست
آخر مآل کار ترقی تنزل است
ایفائے وعدۂ تو درین صبح و شام نیست
قاضی اگر نگہ بسوے تا ظلم کند
کان ثمر بشاخ بماند کہ خام نیست
مومن زحور گوید و ترسا ز دخت رز
این منزل خراب محل قیام نیست
سیخ راست تا بخلوت خاصش نہ ملک
کس را بہ پیش یار مجال پیام نیست

ہم و نشان مخواہ بعالم گذشتہ اند
جز کاستن بطالع ماہ تمام نیست
تا مرغ رشتۂ گلزار عالم ایم
خون مرا بجملہ انتقام نیست
آزردگی با من اسیری نمی رسد
ما را دماغ بحث حلال و حرام نیست
از شیشۂ فلک مطلبی کہ این روی
دامن ادب کشید کہ باش ازان مقام نیست

اسطرح گلریز نے پڑھا پھر کا کنیزین تھا جبھی
سب رونے لگین ایک کنیز نے گھبرا کر کہا دیکھیے حضور قریب چھپر کھٹ کے یہ نقب ہے کا معلوم ہوتا ہے فوراً
گلریز اُس نقب مین پھاند پڑا ہر چند کنیزون نے کہا حضور نقب مین کوئی ہو گا نہ گلریز کے کلیجے پر چھریان پھر رہی
ہین بیتاب و بیقرار نقب کو طے کرتا ہوا چلا کنیزین بھی عقب مین سر پیٹتی ہوئی صحرا مین آ کر گلریز نکلا نشان نقش پا
دیکھتا ہوا اُس مقام پر آیا جہان لشکر آہنگ فلک سیر شکست کھا کے اترا تھا یہ تو پچھلی رات ہی کو کوچ کر کے
چلا گیا دو چار ساحر جا نتہائے زخمی تھے وہ پڑے ہوئے کراہ رہے ہین آہنگ کا نام لیکر گالیان دیتے ہین کہ
وطن سے حرامزادہ ہمکو لایا ناحق کو ڈا زخم داری مین ہمکو چھوڑ کر چلا گیا گلریز اُنکے قریب آیا اُنسے حال پوچھا تھا
افسر کہان گیا تم لوگ کیون بیقرار ہو اُن سب نے کل کیفیت بیان کی کہ آپکے ہاتھ سے زخمی ہو کر یہان اترا تمام
لیکر ملکہ نرگس کا روتا تھا سب سردارون سے کہا میرا نامہ لیکر پاس معشوق کے جاؤ سمجھا کے اُس کو میرے پاس
لاؤ ورنہ فراق مین مر جاؤنگا سبنے حضور انکار کیا آخر وہ نابکار خود گیا نہین معلوم ملکہ کو کیونکر لایا کہتا تھا کہ مین اُٹھوا کر
لایا ہون شوہر کو اُسکے زخمی کیا کنیزین بھاگ گئین ملکہ کو مین لے آیا رات ہی رات اُسنے لشکر تیار کیا طرف کوہ عقیق
کے گیا گلریز کے ہوش اُڑ گئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ بیقرار ہو کے پکار اُٹھا اے فلک تو نے یہ کیا کیا سنگ تفرقہ پھینکا
میری پہلو نشین کو مجھسے جدا کیا ع وائے برباد گرفتار ے ماہ کس انقلاب کا سامنا ہوا نہین معلوم زمانہ موت کا

قریب ہوا یون فراق نصیب ہوا اشعار

حسن کی بازار مین گو ہی جز اشیائے فراق
دل رہیگا ایکدن ہرگز نہین جا فراق
بس شقا کو داغ ابلق جو تو اسکے دل جلا
ہی جو مغرور سے شہر سیان پاے فراق

دیگر

تجھ بن اعضا کا ہی یہ تیرے حال
ایک عضو کو نہین ہی مجھسے نفاق

دیکھے نقد دل نکر زنہار سوداے فراق
لطف ان دو رازو فاؤن سے محبت کا نہین
اس کی آتش کو ڈرتا ہون نہ لگاے فراق
زندگی کیون نہوے مجھپر شاق
تار شیرازہ بن ہون جزو اوراق

دوستان رفتہ کا آتا فراق اب دل مجھے
خانۂ دل کو عبث کیون کیجئے واے فراق
وصل گر اس شوخ کا سودا ہو تو یہ سست اداے
یار بے اعتنا و دل مشتاق
عشق تیرے بن سب منافق ہین

اسطرح گلریز بیقرار ہوا گھبرا گیا کبھی مثل تصویر تصور خاموش کبھی بحر الم کا جوش کنیزین سب آکر جمع ہوگئین اس صحراے ہول خیز مین جا بجا ڈھونڈھتی پھرتی ہین کوئی روتی ہی کوئی اشکون سے منھ دھوتی ہی کوئی نام لیکر پکارتی پھرتی ہی کوئی بدحواس ہو کر گرتی ہی آخر گلریز نے کہا صاحبو جو ہونا تھا وہ ہوا رونے پیٹنے سے کیا ہوگا جستجو کرنا مناسب ہی یہ عاشق زار اپنی جان دینے کا طالب ہی یہ بخوبی ظاہر ہوا کہ آہنگ طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے گیا ہمارے آقا سے معرکہ درپیش ہی ہمین ناحق کا پس وپیش ہی تم سب صاحب خدمت مین خواجہ عمرو کی جاؤ معرفت ملکہ سرخ موے کا گل کشا کے اس آفت سماوی کا ذکر کردینا مین ابھی جاتا ہون یا جان دونگا یا اس محبوب گم گشتہ کو ڈھونڈھ کر لاونگا اس حیلہ سے خدمت مین آقاے نامدار کی پہونچونگا قدمبوسی سے مشرف ہونگا کنیزون نے عرض کی اس راہ مین دربند جالندھر پڑیگا شمیم جالندھری اس دربند کی حاکم ہی طرف سے افراسیاب کے ناظم ہی ضرور حضور کو روکے گی گلریز نے کہا شمیم کی بھی یہ لیاقت ہی کہ ہمکو روکے اگر سامنے آئیگی انشاء اللہ لطف اٹھائیگی رکنا مناسب نہین ہی سبنے عرض کی بسم اللہ مگر اسوقت مین حضور کا ساتھ نہین چھوڑینگے کیا روے سیاہ جا کر ملکہ سرخ مو کو دکھائین شرم کی بات ہی پس حضور کا ہمارا ساتھ ہی گلریز فوراً اک طاؤس پر سوار ہوا چار سو کنیزین پشت پر گولا سحر کا ہاتھ مین لیا بقہر وغضب تمام چلا اور آہنگ فلک سیر جب قریب دربند جالندھر یا پہونچا شمیم کو خبر ہوئی یہ واسطے استقبال کے گئی آہنگ نے کہا مین خدمت خداوند لقا مین جاتا ہون شمیم نے سب سامان دعوت کیا صبحکو یہ رخصت ہوکے آگے گیا شمیم بام قلعہ پر کھڑی ٹہل رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا اک نوجوان تاجدار طاؤس سحر پر سوار پشت پر مصاحبان نامدار لیکن مثل شعلہ جوالہ برسر قلعہ آکر چمکا شمیم نے آواز دی کون جاتا ہی گلریز نے فوراً طاؤس روک لیا آواز دی او شمیم ہمکو نہین پہچانتی ہم شاہزادہ گلریز جادو بھتیجے بھائی ملکہ سرخ مو مصاحب خاص

طلسم کشا او شمیم سچ بتلا آہنگ فلک سیر اسطرف سے گیا ہی حرامزادے نے مکر کیا بھاگ کر نکل گیا شمیم
شاہزادہ گلریز کو غصے مین دیکھکر گھبرائی خائف ہو کر جواب دیا ای شہریار حقیقت مین وہ آیا تھا یہان سے روانہ
ہوگیا مین آپ کو نہین روکتی گلریز نے کہا مین موجود ہون یہان بھی لڑنا وہان بھی جانبازی کرنا مرد سپاہی کا
یہی کام ہی جنگ وجدل مین اپنا نام ہی یہ کہتا ہوا سامنے شمیم کے پہونچا شمیم دل مین سوچی فی الحقیقت بڑے
قہر وغضب مین جاتا ہی اسکو روکنے مین خرابی ہی پہر وہ پہر مین جاکے آہنگ سے بھڑ جائیگا تا بہ کوہ عقیق
وہ نہ پہونچ سکیگا اس کو بہکا دون پس شمیم نے کہا ای شاہزادہ والاقدر آپ طرف سے طلسم آئینہ کے تشریف
لیجائیے یہ راستہ سیدھا ہی اسی طرف سے کوہ بھی گیا ہی یہ سنکر شاہزادہ گلریز مثل شعلہ جوالہ بھڑک کر چلا چھپتا ہوا
جاتا ہی جاہتا ہی راہ مین پڑا ہون تا بہ لشکر صاحبقران نہ پہونچنے دون دل سے کہتا ہی افسوس کسطرح سے براے
ملاقات صاحبقران چلے اس شیر بیشۂ جرأت سے جاکر یہ ذکر کرون کہ میری زوجہ کو چھین لایا کاشکے راہ مین
پاؤن اٹھکر جھیلون نہین معلوم اس محبوب جانی یار جادو والی پر کیا گذری ہوگی صاحب عصمت وعفت
مزاج مین جرأت ولیاقت ایسا نہو سر پٹک پٹک کے اپنی جان دے اگر رہائی پائی اسکو بدون میرے
کہان قرار تھا فوراً اپنے کو مجھ تک پہونچاتی

ابیات

یار بودہ جذب عشقم ہوش مطلوب مرا
کو نسیمے تا کشاید چشم یعقوب مرا
بس سکندر طالعم یابد فزون جائے رشک
وائے گر خواہد بمحشر زشت یا خوب مرا

یا تغافل گشتہ سد راہ محبوب مرا
سد چنانم راقوی در جانفشانی اے عشق
باد اگر خواہد ہر دم سوے تو مکتوب مرا
ہمنشینان بہت کا فزونی ہائے درد

یوسف گل پیرہن را در چمن بر تن دریدہ
کردہ قانون محبت طرز اسلوب مرا
شستہ ام صد رہ ز عصیان نامۂ اعمال خویش
برد تحفی از دل من صبر ایوب مرا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا رہروی کر رہا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی قضائے کار ملکہ خنظل جادو بادشاہ
طلسم آئینہ فیل بند کے دروازے پر جلوہ فرما ہی سر اٹھاکر دیکھا اک لڑکا ابر گرجتا ہوا جاتا ہی خنظل کو گمان ہوا شاید
کوئی ملازم افراسیاب اس جانب آتا ہی پھاٹک سے لپٹے اترآئی آواز دی کون آتا ہی مقام ادب ہی
یہان عملداری ہی ذوالرقات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران گردون کلاہ نام پر شہنشاہ گیتی ستان سعد بن
قباد والاشان کے جاری ہی فتاح اس طلسم کا نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان
جو کوئی لقا پرست یالات پرست ہو اور بادہ کفر ونخوت سے مست ہو پلٹ جائے ہاتھ سے غلامان
صاحبقران کے اپنی آبرو بچائے گلریز نے جو یہ سنا آواز دی ای ملکہ خنظل شکر ہی ہم بھی اسی شجر کے پتے ہین

یہ کہکے اشارہ کیا ابرشفق ہوا طاؤس تڑپکر زمین پر آیا ملکہ خنظل جادو نے ایک جوان تاجدار صاحب شوکت و
شان کو دیکھا آپس مین بغلگیر ہوئی حال پرسی کی گلریز نے تمام کیفیت آہنگ فلک سیر ظاہر کی یہ سنکر خنظل
نے کہا تمکو شمیم جالندھری نے دھوکا دیا اس راستہ سے کسکی مجال ہی جو گذر کرے عرصہ دراز ہوا کہ طلسم قبضہ
مین صاحبقران کے آیا ملازمان افراسیاب ادھر سے نہین آتے از طلسم آئینہ تا طلسم گوہر افراسیاب ایک
واندا ہی آپس مین ہم سبھون مین نامہ و پیغام رہتے ہین اگر کوئی سامری پرست آیا واصل جہنم ہوا ہم لوگ روز و شب
اسی فکر مین رہتے ہین جانتے ہین لڑائی درپیش ہی جسدن طلسم کشا بر سر دریاے نیل جائیگا ہم لوگ بھی اپنے کو
پہونچا دینگے اہالیان دربند سے مقابلہ کرنا نہین چاہتے خود افراسیاب سے جا کر لڑینگے طلسم کشا کے شریک
ہونگے ای شاہزادہ گلریز ہم بھی تمہارے ساتھ چلین اگر راہ مین ملجاے حرامزادے کو سزاے معقول دین بڑا
کوئی نامرد ہی عجب حرکت ناشایستہ کی لیکن اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جائیگا ہاتھ سے فرزندان عمرو کے سزاے
معقول پائیگا جاتے ہی وہ گردن لینگے استاد والا شان ہمارے ایک لاکھ چوراسی ہزار شاگردان رشید فرزندان سعید
چھوڑ آئے ہین وہ پہونچتے پہونچتے ساحر کی گردن لیتے ہین گلریز نے کہا ای خنظل بڑے حجاب کی بات ہی کبھی لشکر
ظفر اثر مین مین نہین گیا قدمبوسی سے امیر با توقیر کی مشرف نہین ہوا جانے مین نہایت حجاب ہی اس مقدمہ کو
ذکر کرنے مین دلکو پیچ و تاب ہی خنظل نے کہا ہم تمہارے ساتھ چلتے ہین گلریز خوش ہو گیا اور خنظل نے یہ بھی کہا
ہمارے آقا کی بارگاہین وہان خالی ہین ہمارے واسطے سامان وغیرہ سامان کی کیا ضرورت ہی ہمارا شاہزادہ والا قدر
بڑے فتاح طلسم اسکندریہ تشریف لیگیا ہی ہماری دختر بلند اختر ملکہ نرگسی چشم عقد مین خاور سپاہ کے ہی اکثر جانیکا
اتفاق ہوتا ہی ہر چند گلریز نے منع کیا خنظل نے تخت منگایا اتنے عرصہ مین شربت وغیرہ منگا کر ہمراہیان شاہزادہ
گلریز کو پلایا تخت پر گلریز کو سوار کر کے اپنے ساتھ چند کنیزین لین طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوئی اگر حال
خیریت مآل زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان تحریر ہوتا ہی مقابلہ لشکر زمرد شاہ باختری
مین غور کش ہین لقا کو انتظار ہی کہ کوئی ساحر طرف سے طلسم ہوش ربا کے آئے تو سامان جنگ جلد ہو کئی مرتبہ
سلیمان عنبرین موے کوہی نے کہا یا خداوند طبل جنگی بجوا دے لقا نے کہا بندے یہی تقدیر کی ہی کہ سلیمان
سب مسلمانون کو قتل کرے گا بختیارک نے کہا یا خداوند ایسی تقدیر نفرمائیے اندھے کی ایک ہی لاٹھی ہی اگر
سلیمان پر کوئی زوال آیا کوہ عقیق پر قدم نہ ٹھہریگا تا ہوش ربا پہونچنا دشوار ہی حمزہ راہ مین گردن لیگا کئی مرتبہ
قدرت پر چڑھ گئے حمزہ نے چھوڑ دیا اس ملک پر فرزندان حمزہ نے بڑے بڑے صدمات اٹھائے ہین ابکی جو

نہین قبضہ ہو گیا قدرت کو بھی جان بچانا دشوار ہو گئی لقا نے اک دھول ماری رفیدہ بختیارک کا زمین پر گرا
جھاڑ پونچھ کر اسے سر پر رکھا کہا خداوند دھول دھپے کا آپکو اختیار ہے ہمیشہ یہی بچاتا رہتا ہون ساحر کے آنے سے
ذرا چل بچل ہو جاتی ہے سلیمان کا اُڑنا بہتر نہین ہے یہان بارگاہ لقا مین تو یہ ذکر ہے وہان صاحبقران زمان کئی
دن گذرے طبل جنگی نہین بجا شاہزادہ داراب کشورکشا فرزند رشید صاحبقران جو اپنی بارگاہ سے نکلے
فتاح کشوری عیار نے عرض کی حضور کل غلام برے بالا دوی گیا تھا صحرا ے پر فضا مین شکار متعدد ہے
آج صاحبقران سے اجازت لیجیے پہر دو پہر شکار کھیلیے داراب جب دربار مین آئے صاحبقران سے
عرض کی اگر حکم ہو غلام واسطے شکار کے جائے صاحبقران نے فرمایا ای فرزند ممالک پُر آشوب کو میونکا جانا
دخل ہے صدہا کوہی مارے گئے اکثر شریک ہوے ایسا نہو کسی سے فساد برپا ہو عرض کی غلام پہر چار گھڑی مین
کوس دو کوس جاکر واپس آئیگا صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ لیکن شکور ہنے کا ارادہ نکرنا خوب آگاہ ہو ہم
واسطے ایرج نوجوان کے بہت بیقرار ہین ایک تاجر نے خبر دی تھی کہ طلسم اسکندریہ فتح ہوا لیکن ابتک واپس
نہ آئے خدا بخیر و عافیت سے انکا جمال ہمکو دکھاے ذکر ایرج جو آیا قاسم عالیشان کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے
رستم پیلتن بیقرار ہو گئے صاحبقران نے قاسم کو گلے لگایا رستم کی پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا ہم خوب جانتے
ہین واسطے اپنے نور نظر کے مکدر ہو انشاء اللہ وہ صاحب اقبال بہت جلد بفتح و فیروزی آئیگا قاسم دلشاد نے
دست بستہ عرض کی خدا حضور کو سلامت رکھے غلام بھی حضور کا آجائیگا افسوس یہ ہو کہ عیار بھی انکا واپس نہ آیا
کہ کیفیت مفصل معلوم ہوتی صاحبقران نے فرمایا جسطرح عمرو میرا عاشق ہے اُسی طرح فرزند اسکے میرے
فرزندون کے خیر خواہ ہین وہ کیونکر واپس آتا اپنے آقا کے ہمراہ ہوگا دیکھین ہمارا یار وفادار عمرو نامدار ہم سے
کب ملے سنتا ہون طلسم ہوش ربا مین قیامتین برپا ہین طلسم بہت وسیع ہے ابھی تک اسد غازی نے کوچ
تک نہین پائی کوئی تو عمر کہ ایسا در پیش ہو کہ ہمارے یار وفادار نے ہمکو فراموش کیا نہین معلوم ہمارے
نور نظر بدیع الزمان گردشکر شکن کا بھی کچھ پتا ملا یا نہین ملا اسد نامدار بدون حصول مقصد واپس نہوگا
وہ خیر ہی جان لگا دیگا ذکر بدیع و اسد جو صاحبقران نے کیا بارگاہ آسمان جاہ مین شور گریہ و زاری بلند
ہوا ہر خرد و کلان دردمند ہوا بادشاہ جمجاہ کے بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوے فرمایا ای شہریار صعب دست
ملاست بسبب ہونے عمر نامدار کے ویران ہے دنگل بے غاشیہ دیکھکر کلیجہ پھٹتا ہے مشیران سلطنت وزیران اہبت
نے عرض کی حضور انشاء اللہ بہت جلد ان شاہزادگان والا قدر سے ملاقات ہوگی سب صاحب فتح و فیروزی

آئینگے دیکھا چاہیے کہ صاحبقران بہت بیتاب ہین اور ذکر شروع کردیے لیکن داراب اپنی بارگاہ مین آئے
چند بیلیے قراول ساتھ لیے مع دو ہزار جوانون کے برائے شکار چلے حکم صاحبقران ہو چکا ہی کہ بہت جلد
واپس آنا آتے ہی شکار شروع کردیا قصد ہو بہت جلد واپس چلین فتاح نے بھی یہ انتظام کیا کہ تین کوس سے
زیادہ ملازمان سرکاری نہ بڑھنے پائین اُسی مقام پر بے شکار کھیل رہے ہین داراب نے ایک آہو کو شکار کیا
زیر بغل آکر گھوڑے ہیز . ساتھ والے آتے جاتے ہین فتاح نے عرض کی آپ کا وقت وعدے کا گذرا جاتا ہی
خاصہ پر آپکی تلاش ہوگی اب واپس ہوجیے اگر آپ کج وقت پر پہونچینگے کل پھر رخصت حاصل ہوجائیگی
جبتک طبل جنگی لشکر لقا مین نہ بجے روز تشریف لائیے اتنے ہی عرصہ تک شکار کھیلیے بہ تعجیل پلٹ پڑیے
داراب نے بھی حکم دیا حقیقت مین واپس ہونا چاہیے شکار اُٹھا کر اربر لادے چاہتے ہین کہ واپس
ہون صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے دیکھا آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا آگے ہے علمدار گذرے ایک جوان
قوی تن قوی تن گینڈے پر سوار پشت پر پرے فوج کے جمے ہوے فتاح نے بڑھکر خبر دریافت کی معلوم
ہوا سرخاب کوہی بھانجہ سلیمان عنبرین موے کوہی کا برائے مدد لقا جاتا ہی اُدھر سرخاب
کو دریافت ہوا کہ فرزند حمزہ داراب کشور کشا برائے شکار آیا ہوا ہی گینڈے کو روک لیا فوج تھمی اک سوار نے
اشارہ کیا جا کر پسر حمزہ سے کہو ہماری خدمت مین آکر حاضر ہو ہم تمکو خدمت خداوند مین لیجائینگے خطا معاف
کرادینگے مابدولت کو ضرورت ہی کوئی تحفہ معقول برائے نذر خداوندی چاہیے پس اس سے بہتر کیا تحفہ ہی
کہ تمکو بطور نذر پیش کرین اک پہلوان اسکے ساتھ کا نہایت زبردست گینڈے کو جھکا کر پرے سے نکلا کہا حضور
مین ابھی لاتا ہون خوب بات آپنے تجویز کی نذر خداوندی کے لیے ایسی شے چاہیے لاف وگزاف کرتا ہوا گینڈے
کو جھکا کر قریب داراب آیا قد و قامت وجمال دیکھکر اور زیادہ پھولا قریب آکر کہا ای جوان چل ہمارے آقا
نامدار تجھکو بلاتے ہین برائے نذر خداوند لقا لیجائینگے لیکن ارشاد فرماتے ہین جان بخشی کرادونگا داراب نے
فرمایا جا کر اپنے پہلوان سے کہہ اس صحرا مین ایسی باتین کرتا ہی لشکر لقا مین جا کر طبل جنگی بجوانا ہمارا نام لیکر کال ملا
ہم تیرے مقابلہ مین آئینگے پھر اُس وقت گرفتار کرنا اسوقت تجھکو اختیار ہی اس کوہی نے جھلا کر جواب دیا کیون اے
پسر حمزہ مین کیا پیغامبر ہون مجھے حکم ہی کان پکڑے لاؤ چپکے چلے چلو اسی مین خیر ہی ورنہ کھینچتا ہوا لیجاؤنگا
یہ کہکے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلون داراب نے اُلٹا ہاتھ مارا غصے مین آکر فرمایا او بیحیا شامت آئی ہی
قضا گھیر کر یہانتک لائی ہی جب تو اُس کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا فتاح نے آواز دی حضور ہوشیار ہوجائیے

داراب نے جلدی جن کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پٹا یہ بھی گھوڑے سے کودے کشتی ہونے لگی سرخاب
نے جو دیکھا میرے پہلوان سے پسر حمزہ لڑنے لگا گینڈے کو بڑھا کر آواز دی یاروں کیا دیکھتے ہو سبکی مشکین
باندھ لو لاکھ سوار پیدل لینا لینا کہکر دوڑ پڑے فتاح نے آواز دی ای شہریار غضب ہوا کل فوج نے بلوہ کر دیا
داراب نے جلدی مین اُس پہلوان کو کولے پر لادا اُکھیڑ کر مارا کود کر چھاتی پر لیکن ساتھ والے اسکے چار
جانب سے آپڑے نیزہ تیر تفنگ چلنے لگا داراب نے قاعدے کو صرف کیا یہ فرمایا او بیحیا کہ شناخت مین
پروردگار کی کیا کہتا ہی اسنے جواب سخت دیا داراب نے غصے مین اس کوہی کو چیر کر پھینکدیا تمام کوہیون نے
شاہزادے کو گھیر لیا مرکب پر سوار ہو کے کئی کوہیون کو مارا کہ سرخاب برابر آگیا للکار کر آواز دی او جوان
غضب کیا میرے پہلوان کو مارا ایک لنگ اُس بیحیا نے ہاتھ تلوار کا مارا خود گینڈے پر سوار یہ پیدل دوسری
طرف سے ایک بیحیلے نے نیزہ مارا نیزہ دار کو نیزہ خالی دیا مگر تیغہ سرخاب کا سر پر پڑا تا ابرو شاہزادے کے پہونچا
اسپر بھی داراب نے جیداری کر کے پالٹ کا ہاتھ مارا دو پاؤن اُسکے گینڈے کے اُڑ گئے کود کر سرخاب
الگ ہوا دوسرا ہاتھ مارا شاہزادہ چرخ کھا کر زمین پر گرا کوہی ٹوٹ پڑے از روے بلوے کے شاہزادے کو
زخمداری مین پکڑ لیا ساتھ کے دو ہزار لڑنے لگے جا بجا گھر گئے فتاح کشوری نے جو یہ حال دیکھا طرف
لشکر اسلام کے بھاگا کنارے پر لشکر کے رستم ہلیتن علشاہ نوجوان لگا بداشت مین زنجی فوج کے مصروف
تھے کہ سامنے سے فتاح نمایان ہوا پکار کر آواز دی ای شہریار کے بھائی صاحب داراب کو کوہیون نے
بلوہ کر کے پکڑ لیا ساتھ والے لڑ رہے ہین اپنے کو جلد پہونچائیے اپنے قوت بازو کو بچائیے یہ سنتے ہی استلام کو
پر سوار ہوئے طرف صحرا کے چلے مہتر سمک یلدق نے جو یہ حال دیکھا بڑھکے قاسم و علشاہ کو خبر کی قاسم یہ
سنتے ہی پشت مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی پر سوار ہو کے چلے انکے بعد انکے سواروں کا تانتا بندھا
ہرکارے لشکر کفار کے وسواس خناس و خوش آمد برآمد یہ خبر دریافت کر کے بھاگے دربار لقا مین
آ کر عرض کی حضور سرخاب برائے مدد خداوندا آتا تھا راہ مین داراب کشورکشا سے مقابلہ پڑا تھا
داراب کو اُسنے پکڑ لیا علشاہ و قاسم خدار سپاہ ہمارے سامنے برائے مدد گئے ہین زنہار فوراً سر راہ جاتے
ہین یہ سنکر سلیمان عنبرین موے کوہی ذنگل سے اُٹھا یہ کہتا ہوا وہ میرا بھانجہ ہی جرأت مین بے نظیر
صاحب جاہ و توقیر کل مسلمانون کو قتل کرے گا دیکھیے آتے ہی کیسے قیامت برپا کر دی داراب ایسے
جوان کو پکڑ لیا یہ کہکر باہر آیا فوج کو وہان لیکر چلا لقا نے کہا قدرتہ نے نو سے ہزار برس بیشتر ہی تقدیر لکھی تھی

کہ آج کل مسلمانون کا ہاتھ سے سرخاب کے خانہ کرا مینگے یہ کہکر تخت پر سوار ہوا تمام فوج لیکر چلا یہان سرخاب نے داراب کشور کشا کو گرفتار کیا ساتھ والے لڑ رہے ہین کچھ قتل ہوے کچھ باقی تھے کہ نعرہ شیر کی صدا آئی باشیدای کفاران بے سیاداری نابکاران پردغا سنم رستم مسلمین و بلکین کشندہ دو یل ہندی وقویل ہندی و کشندہ کپتان فرنگی سرفتنہ ملک فرنگستان نعرہ علمشاہ

ارشد اولاد امیر عرب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
آفتاب مشرق دین پروری
ز تیغ برابر نیزہ بماہ

لیست علمشاہ جو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور

دوسری جانب سے نعرہ ہوا نعرہ قاسم فرزند رستم نبیرہ صاحبقران

شہسوار لعل پوش خاوری
ز آب دم تیغ شستہ زمین

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ہمہ باختر شد بزیر نگین

سرداروں کا ہر جانب سے نعرہ ہوا لا اگرد فرنگی وہالا اگرد فرنگی کیتی ارزال و کیتی زلزال ونہنگ بحیرہ دریائی وساقط شاہ دربندی اسطرف سے قیماس خان خاوری وحسن خان خاوری والماس خان خاوری ومالک ترک سفید جامہ وتوسن بن ترک ومعظم خان بن بہرام تلوارین کھینچکر آئے اور شریک جنگ ہوے علمشاہ وقاسم شاہ نے صف کوہیان کو درہم وبرہم کر دیا یہان صاحبقران زمان محل مین دسترخوان پر خاصہ نوش فرمانے کو ہین لیکن دربار برخاست ہو چکا ہی خاصے پر امیر نے ارشاد فرمایا ابھی تک داراب کشور کشا واپس نہ آئے ملکہ صنوبر خاتون مادر داراب نے عرض کی مین نے بھی دریافت کیا ابھی تک غلام آپ کا شکار سے نہین پلٹا کسی کو حکم ہو دریافت کرے امیر نے محلدار سے حکم دیا مقبل وفادار سے کہو صحرا مین جا کر داراب کو بلا لائے مقبل در دولت پر حاضر تھا محلدار نے حکم دیا مقبل پشت مرکب پر سوار ہو کے چلا لشکر مین جو دیکھا سرداران قاسم شاہ وعلمشاہ مسلح ہو کے چلے جاتے ہین مقبل نے پوچھا معلوم ہوا صحرا مین لڑائی پڑ گئی لندھور ومالک کو خبر پہونچی وہ نام داراب سنکر بیقرار ہوے پشت مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہو کے طرف صحرا کے روانہ ہوے مالک کو بھی خبر ملی فوراً مادیان عربی پر سوار ہو کر نیزہ داران عرب کو ہمراہ لیا یہ بھی چلے مقبل نے دیکھا سرداران صاحبقران جاتے ہین ایسے وقت مین منہ پھیرنا شیوہ جرأت کے خلاف ہی یہ بھی لندھور کے ہمراہ ہو لیا صاحبقران نے محل مین جب دیکھا مقبل کو عرصہ ہوا سمجھے شکارگاہ مین فروکش ہوے خاصہ نوش فرما کے آرام کیا یہان لندھور اسوقت پہونچے کہ قاسم وعلمشاہ نے لڑ بھڑ کر داراب کو رہا کیا گھوڑے پر سوار کیا

سرخاب ٹوٹ کر علمشاہ پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کستان فرنگی پر تلوار کو اسکی کانٹھا الجھاوے مین
ہاتھ تلا تلا وار کیا سرخاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر کے دو ٹکرے ہوے شب فراق سرخاب کٹی تیغہ
خود پر گرا خود و ملغہ کاٹ کر تیغہ رستم تا دو ابرو پہونچا دوسرا تیغہ اسنے مارا تیغہ زور مین جاتا تھا گینڈے کی گردن
قلم ہوئی سرخاب گرا ساتھ والے اسکے ٹوٹ پڑے ہاتون ہاتھ لے بھاگے کہ لندھور و مالک کا
بھی نعرہ ہوا فوج سرخاب نے شکست کھائی قریب تھا کہ بھاگ جاے کہ سلیمان عنبر مو معہ کوہی
فوج بے حساب یلدرم پہونچا شکستہ فوج سرخاب کو اسنے روکا تلوار چلنے لگی لقا بھی مع فوج تسخیان وباختر اسی
وقت پر پہونچا اب لندھور و مالک و علمشاہ و فا م رستم دریاے فوج کفار مین شناوری کر رہے ہین
قاسم نے طرف لقا کے رخ کیا چار سو سردار انکے قیماس وغیرہ لڑتے ہوے سامنے تخت لقا کے پہونچے
تلوار چلنے لگی قاسم نے جو مہلت پائی لقا پر جا پڑا لقا نے آواز دی او بندۂ خدائی قہر و جلال خداوندی
نہین ڈرتا ہی شہزادہ کہ سنگ سیاہ کر دون بختیارک نے سلیمان کو آواز دی یارو جلد آکر بچاؤ شہرے اور
واداوے تھا لہو سلیمان نے گبرو بڑھا النندھور نے بڑھکر سلیمان کو روکا یہان تیغہ قاسم سر لقا پر
ایل گیا فرق قدرت زخمی ہوا لقا نے چیخ ماری تالیان فوج لقا ٹوٹ پڑے ہزار ہا ہاتھ سے سرداران قاسم
مارے گئے سلیمان نے لندھور پر ہاتھ مارا النندھور نے روک کے تبر دو دہنی کا وار کیا سلیمان
بھی زخمی ہوا سرخاب و سلیمان و لقا زخمی ہوے قریب ہی کہ فوج شکست کھا کے بھاگے لندھور وغیرہ
نے خون کے دریا بہا دیے لقا اپنے آنے پر منفعل ہی سر زخمی گینڈے پر سوار ہی تخت کو ترک کر دیا چاہتا ہی کہ
بھاگ کر نکل جاؤن بجائی باختری نام اہل اسلام سے بھاگتے ہین دور سے لینا لینا کر رہے ہین قریب نہین آتے
بعض سردار پکار رہے ہین یا خداوند تقدیر گریز کیجیے اب ٹھہرنا بہتر نہین ہی لقا بختا ہی قدرت عو صدہا
سے تقدیر گریز کر چکے لیکن بندگان خدائی بڑے بے ادب ہین فرق قدرت زخمی ہوا قدرت کے صبر و
جبر کو دیکھے ابھی چاہین تو سنگ سیاہ کر دین لیکن رحم آتا ہی کس ناز و نعم سے انکو پالا عزت اور آبرو عطا کی خود شکست
کھائی انکی آبرو بڑھائی ملک موروثی اپنا چھوڑ دیا قدرت انکی صورت دیکھنا نہین چاہتے یہ سب سرکشی
دکھاتے ہین قدرت انکے ناز اٹھاتے ہین غل مچانے پر لقا کے سرداران نامی ہنس رہے ہین قاسم نے
ہاتھ روک لیا رستم نے بھی اشارہ کیا اسکو نکل جانے دو ای فرزند مرد کو اسکو قتل کرنے سے کیا ملیگا قاسم
و علمشاہ نے گھوڑے ہٹا لیے لقا بھاگ کر قریب سلیمان آیا کہا ای پہلوان قدرت نکل چلو اسوقت

تقدیر برعکس ہو گئی سر قدرت زخمی ہوا سلیمان غصے مین کانپ رہا ہی کہا یا خداوند آپ کیون اُسے جسد دیتے
سرفراز کیا تقدیر برعکس ہی ہوئی ہی ہزارہا جانی میرے مارے گئے قدرت کو حال مسلمانان پر رحم آتا ہی اپنے
بندگان خاص کو قتل کراتے ہین چنانچہ میرا سرخاب انتہا کار خمدار ہی تمام فوج اُسکی پامال ہوئی اسوقت تو
کوئی تقدیر مضبوط کیجیے ان سرکشون کو مٹائیے لقا گھبرایا غصے مین جواب دیا مشیت قدرت مین دخل دیتے
ہی ہمکو دشنام سیاہ کرو وہ سرخاب سبب ہمارے حلم کیون لگا قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین ہی جو مناسب جانینگے
کرینگے یہ سب ہمارے بندگان مقبول ہین حمزہ و فرزندان حمزہ ظاہر مین ہمکو برا کہتے ہین رات کو توبہ کرتے
ہین قدرت انکے گناہ بخشدیتے ہین جسدن توبہ سے غافل ہونگے اُسدن سمجھا جائیگا سلیمان کانپنے لگا کہا
یا خداوند معاف فرمایئے خطا ہوئی اب کبھی مشیت قدرت مین دخل نہ دونگا مگر پشت دکھانا ناگوار ہی اسوجہ سے
غلام بیقرار ہی لقا نے کہا جب قدرت نے فرار برقرار کیا تب تمکو کیا شرم ہی قدرت نے آج یہی تقدیر کی
ہی بھاگنے کی تدبیر کی ہی بختیارک ہان ہین ہان ملا رہا ہی مسخراپن کرتا ہی کبھی کہتا ہی ای سلیمان دیکھو قدرت
کیسے تمپر مہربان ہین یہ قد و قامت سلطنت لیاقت مرحمت فرمائی قدرت کے حکم مین دخل نہ دو ایسا نہو قدرت
بگڑ جائین لقا کے کہنے سے سلیمان لوٹتا ہوا پیچھے ہٹا لقا بھی چاہتا ہی نکل جاؤن کہ آسمان سے لکہ ابر سیاہ
پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک بختیارک نے کہا یا خداوند آپنے کوئی تقدیر تو کی آگاہ فرمایئے لقا سبب
زخم کے اپنی جان سے بیزار ہی جواب دیا قدرت جانتے ہین لیکن نہ بتلائینگے ای شیطان خاموش رہ
یکایک وہ لکہ ابر شق ہوا ایک ساحر کو دیکھا تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار آہنگ فلک سیر نے سر جھکا کر
دیکھا ہزارہا لاشے تڑپ رہے ہین صدہا جوان زخمی ہین ایک شخص بڑے قد و قامت کا سے خون
جاری گینڈے کو بھگائے ہوے جاتا ہی آہنگ فلک سیر نے اک ساحر کو حکم دیا دریافت تو کر یہ کون
لوگ مصروف جنگ ہین ساحر قریب بختیارک آیا کہا ہمارے شہنشاہ آہنگ فلک سیر براے مدد
خداوند لقا جاتے ہین دریافت فرماتے ہین کہ اس جنگ کا کیا باعث ہی بختیارک نے جو یہ سنا اُس
ساحر کو لقا کے سامنے لایا ساحر سے کہا قدرت کو سجدہ کرو اُس ساحر نے جو اس حال زار سے لقا کو دیکھا
ریش تمام خون سے تر دیو کے برابر قد و قامت نہ سطوت نہ صولت جلے دو گز ہنس پڑا کہا ای شخص مجھکو دھوکا
دیتا ہی یہ خداوند ہی یا غول بیابانی یا عوج بن عنق کا بھائی یا برادر چیچک یہ سنکر لقا نے کہا اس بندے
بے ادب کو جوتیان مارو قدرت پر پھبتیان کہتا ہی جادوگر پر مار پڑنے لگی زخمی ہو کر بھاگا آہنگ کے

سامنے آ کر گر پڑا کہا ای شہریار عجب طرح کا معرکہ ہو وہ سامنے دیو خصال شکست خوردہ زخمی بیقرار گینڈے پر سوار ہی
لوگ کہتے ہیں یہ خداوند لقا ہیں میرے منھ سے نکل گیا کہ یہ غول بیابانی سا کھو کا الٹا الو کا بچا بیہودہ کیا یکتا ہی خداوند
ایسے ہوتے ہیں مجھکو جینے ملکے زخمی کیا بڑی مشکل سے آپ تک آیا آہنگ گھبرا گیا خود تخت سے اترا فوج کو
کھڑا میں ٹھہرایا آپ قریب گردن لقا آیا جھککر سلام کیا عرضی افراسیاب کی نکالکر ہاتھ میں لقا کے دی کہا اگر
آپ خداوند ہیں تو مجھکو شاہ نے برائے خدمت گذاری بھیجا ہی آہنگ فلک سیر نام ہی جانبازی سرفروشی
ہمارا کام ہی لقا نے عرضی دیکھی بے اختیار پکار اٹھا سنو خداوند زمرد شاہ باختری ہر طرح اپنے بندوں کو جلال
دکھلاتے ہیں زخمی بھی ہوجاتے ہیں ای بندۂ خاص الخاص بندگان خوابی نے قدرت کو صدمۂ عظیم پہونچایا فرزندان
حمزہ و سرداران حمزہ لڑ رہے ہیں ان سبکا خون تیری تلوار کے سپرد کیا خبردار بیجا نہ جانے دینا میں قدرت تجھکو
ارزانی تیغ کی عطا فرمائینگے شیر قدرت بنائینگے آہنگ گھبرایا لیکن دل میں سوچا جا لگی جت کے خداوند ہیں ان
بھی کچھ بھید ہوگا سامری جمشید بھی تو در در بھیک مانگتے تھے ویسے ہی یہ بھی خداوند ہیں بہت خوب کہکے
پھرا ساحروں کو آواز دی یہاں لندھور نے علمشاہ سے کہا ای فرزند ساحران غدار آ گئے بہتر یہ ہے کہ نکل چلو
دیکھو اب سحر ہوا چاہتا ہے ہمنے لقا کو مان دی تھی وہ دم نہ لینے دیگا رستم نے کہا عم نامدار کافروں کو پشت
دکھانا جرات سے بعید ہے لندھور نے زبردستی مرکب علمشاہ ہٹایا قاسم کو بھی اشارہ کیا چاہتے ہیں
گھوڑوں کو مہمیز کریں آہنگ فلک سیر بڑھا بارہ ہزار ساحران غدار نے سحر کیا کس لطف سے سرداران
قاسم و علمشاہ لڑ رہے تھے کوہیوں کے پیر اکھاڑ دیے باختری بھاگے جاتے تھے بعض نامرد ہمراہیان
لقا غل مچاتے تھے ساحروں کا سحر جو چلا یہ بھی بچا پلٹ پڑے سرداروں نے جرات کی ساحروں پر بھی
جا پڑے کسی کو نیزے سے کسی کو تلوار سے مارا بعض شیر دل کود پڑے ساحر سے لپٹ گئے اٹھا کے دے مارا
چھاتی پر چڑھ بیٹھے سر کھینچکر پھینکدیا بعض کا یہ حال ہے ساحر کا سحر چل گیا آگ برسنے لگی گھوڑے نے بدلگامی کی
پڑی نہیں جبھی گھوڑے نے جست و خیز کی سوار گھوڑے سے گرا کوہیوں نے بڑھکے قتل کیا ہاتھ پاؤں بالکل بیکار
لشکر میں ہلا پڑ گیا دو ہزار ساحر ہمراہیان رستم وغیرہ نے مارے مگر رستم لڑتے ہوئے جاتے ہیں عیاروں
نے حقہ ہائے آتشبازی داغے دس بیس ساحروں کے منھ جلا دیے یا تو لقا بھاگنے کا قصد کر رہا تھا اب اوٹھ بیٹھا
پڑا باختریوں کو آواز دینے لگا خبردار سبکو گھیر کر مار لو کیوں بندگان من دیدی قدرت مرا کیا برجستہ تقدیری معقول
تدبیری سنجالی باختری بھاگے ہوئے پلٹ پڑے بیکسی بے بسی میں قتل کرنے لگے علمشاہ شمشیر زنی کرتے ہوئے

آتے ہین آہنگ فلک سیر نے دیکھا اک جوان رعنا بلند بالا خورشید جمال شمشیر زنی کرتا ہوا آتا ہی کئی جادوگر
سامنے اسکے چیر کر پھینکدیے اگرچہ مین کوئی پہلوان جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا اُس شیر دل نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے
تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکے اُس پہلوان کو اُٹھایا چورنگ ہوا ای قلم کیا یہ سطوت وصولت آہنگ دیکھکر
وجد کرنے لگا رستم آہنگ پر جا پڑے اس بہیلے نے اُٹھا کر ماش کا دانہ پھینکا رستم گھوڑے سے گرے سرداران
رستم آمادۂ جانبازی گھوڑون سے کود پڑے کئی سو ساحرون کو اس مقام پر مارا خون کا دریا بہا گیا آہنگ
کے ہوش اُڑ گئے ساتھ والون سے کہا اگر یہ لوگ سحر جانتے ہوتے قیامتین برپا کرتے بجانِ نے پہر کے گلے اپنے
پر شمشیر رکھتے ہین کیا بہادر ہین خوشی خوشی موت کے مزے چکھتے ہین ٹکڑے ہوکر گرے مارنا شروع کیے زخم
غش کھا کھا کے گرے آہنگ نے سبکو گرفتار کر لیا لقا نے اپنے ملازمون کو حکم دیا آہنگ آئے سب کو مسلسل
و مطوق کیا جتنے سردار یہان آئے تھے سب گرفتار ہوے آہنگ نے پلٹ کر لقا کی قدمبوسی کی اسی مقام
پر بارگاہ مین استاد ہوئین لقا آکر تخت نکبت پر بیٹھا تاج نخوت سر پر رکھا سر مین ٹانگے دیے گئے آہنگ کی بڑی
خاطر ہوئی سب ساحرون کو خلعت ملے لیکن عیاران لندھور و علمشاہ و قاسم یہ حال زار دیکھکر خاک اڑاتے
ہوے بھاگے یہان صاحبقران زمان آخر وقت کے دربار مین بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے بادشاہ جمجاہ
نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور آرام فرماتے تھے داراب کشور کشا سے شکارگاہ مین کسی کوہی سے فساد ہوا
یہان سے علمشاہ و قاسم و لندھور و مالک خبر کو گئے کوئی ابھی تک واپس نہین آیا نہین معلوم کیا معرکہ
گذرا صاحبقران پریشان ہوے فرمایا ہم اسیواسطے اجازت شکار نہ دیتے تھے ممالک پر آشوب کوہی
رہزن یہ سب صاحب آتش خو شعلہ مزاج کیونکر نہ فساد ہو جلد خبر منگوائیے جواہر بن عمرو کو حکم ہوا یہ کرسی سے
اُٹھا قصد کیا روانہ ہون کہ سیارہ و سمک و الیاس ہندی و عرب دراز عیاران سرداران نکو
آکر حاضر ہوے صاحبقران نے فرمایا خیر تو ہی عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان بے سبب فساد ہوا سرخاب
نے زخمی کرکے داراب کو گرفتار کر لیا ملازمان جانباز لڑ رہے تھے یہان سے رستم وغیرہ پہونچے سلیمان
واسطے مدد سرخاب کے گیا لقا بھی لشکر گران لیکر پہونچا آپکے فرزندان عالیوقار و سرداران نامدار نے سبکو
شکست فاش دی قریب تھا کہ لقا بھاگ جاے ساحر آہنگ فلک سیر نامی فرستادۂ افراسیاب آکر
پہونچا چشم زدن مین سبکو گرفتار کر لیا اُسی مقام پر لقا نے بارگاہ استاد کرائی ہے تقدیرین بگھار رہا ہے یہ سنکر
صاحبقران نے حکم دیا لشکر تیار کرو مین خود جاؤنگا ایسا نہو بختیارک ساد دشمن موجود ہے سب سردارونکو

قتل کرا ڈالے بادشاہ تجاہ نے کہا حضور لشکر لیکر تشریف لیچلیے لڑا کر خوف تو ہو صاحبقران نے فرمایا جیسی
رائے اقدس مین آئے سب سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھنے لگے صاحبقران کا سوار ہونے کا قصد ہو ہرکارون
نے بڑھکر عرض کی بادشاہ طلسم آئینہ ملکہ خنظل جادو اور ایک جوان تاجدار مع چند کنیزون کے آکر اترے
ہین صاحبقران نے حکم دیا بارگاہ حشامی مین اُن سب صاحبون کو لیجاؤ واضح رائے ناظرین رہے کہ
بارگاہ سلیمانی مین ساحر نہین آسکتا بہرام وغیرہ سرداران کو بھیجا چند تاجدار گئے ملکہ خنظل کا استقبال کیا
مع شاہزادہ گلریز ساتھ لیکر بارگاہ حشامی مین آئی کرسیان مکلل بجواہر سبکو ملین صاحبقران بھی تشریف لائے
ملکہ خنظل نے اُٹھکر قدمون کو بوسہ دیا گلریز جادو نے بڑھکر نذر دی صاحبقران نے بخلق سینے سے لگایا
پہلو مین اپنے جگہ دی ملکہ خنظل کی جانب متوجہ ہوے فرمایا اُنکے اوصاف حمیدہ ظاہر کرو ملکہ خنظل نے تمام
کیفیت نامردی آہنگ فلک سیر از اول تا آخر ظاہر کی شاہزادہ گلریز بے اختیار رونے لگا دامن
صاحبقران تھام لیا آنکھون مین آنسو بھرکے عرض کی ای یاور غریبان وای دادرس بیکسان شعر

سر لطف بیش تو ای ظل اگر آمدہ ایم + سایۂ رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ایم + اُس ملعون نے ایسا صدمہ عظیم دیا
جسکو حجاب سے بیان نہین کرسکتا عرض کرتے شرم آتی ہے ملعون نے مکاری کی شب کو آکر نقب سحر دیکر ملکہ عالم
کو اُٹھا لیگیا راستے مین مین نے تلاش کیا تا بہ طلسم آئینہ پہونچا چونکہ کبھی خدمت مین مشرف نہوا تھا خنظل
کو برائے سفارش ہمراہ لایا یہ جو خبر مشہور ہوئی کہ ہوشربا سے کوئی ساحر آیا ہے بادشاہ تجاہ وجملہ سرداران فرزندان
عمرو نامدار آکر بارگاہ حشامی مین جمع ہوے ہر ایک چاہتا تھا کہ گلریز سے حال اسد وعمرو وغیرہ دریافت
کرین بادشاہ تجاہ نے ملکہ بہار کو پوچھا نورالدہر بن بدیع الزمان نے ملکہ مخمور کی کیفیت پوچھی اور
صاحبقران نے فرمایا ای برادر یہ بتلاؤ کہ ہمارے نور نظر بدیع الزمان کا بھی کچھ احوال دریافت ہوا ہے
گلریز نے عرض کی ای شہریار خواجہ عمرو نے اسد نامدار کو بڑے زور وشور سے گنبد نور سے رہا کیا اور
اسد غازی کو ہمراہ لیکر تلاش لوح مین نکلے تا بہ باغ سیماب پہونچے بڑے بڑے معرکہ پڑے مگر لوح دستیاب
نہوئی پھر خواجہ ملک داؤدیہ مین پہونچے خداوند داؤد کو گرفتار کیا اُسکی نکل بنکر افراسیاب سے لوح
لی بعد چندے لوح قبضے سے نکل گئی پھر خواجہ اسد کو لیکر طلسم صندل ن پہونچے اُسکو بھی فتح کیا مہرو
ماہ جادو کو مارا حضور ان مقامات پر شاہزادہ بدیع الزمان نہین ملے اب افراسیاب نے بڑا
دباؤ ڈالا ہے خدا سکی جان بچائے حجرہ ہاے بلا کھلے ہین غلام بھی یہی خبر سنکر چلا تھا ایک محرم بلاوے کو خواجہ

سنایا حالات مشعل جادو جو گلریز نے سامنے سرداروں کے بیان کیے سب کے ہوش اڑ گئے صاحبقران کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہی جب عیاری عمرو کا ذکر آتا ہی فرماتے ہین پروردگار میرے یار وفادار کو سلامت رکھے طلسم ہوش ربا مین جاکر بڑا نام کیا اصل یہ ہی کہ وہی طلسم کشائی کر رہا ہی مگر حال بدیع الزمان سنکر صاحبقران آبدیدہ ہوے بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا حال جرأت اسد سنکر صاحبقران نے سجدہ شکر پروردگار کیا سبنے دعا کی یا الٰہی ان سبکو اپنی حفاظت مین رکھنا حقیقت مین بلاے آسمانی نازل ہوئی ہی تاریک کی بدعت سے خدا اسکو بچاے بادشاہ حمزہ نے فرمایا جد عالی تبار برائے پروردگار اٹھ کر تے ہوش ربا مین چلیے یہ وقت شراکت اسد نامدار ہی صاحبقران نے فرمایا مین مجبور و لاچار ہون لقا شکست کھا کر جاے مین بھی اپنے کو پہونچاؤن گلریز کے مقدمے مین ارشاد ہوا ای عیاران نامی ای فرزندان عمرو گرامی ملکہ نرگس جادو و زوجہ اس شیر بیشۂ جرأت کی قید مین آہنگ کی ہی لشکر لیکر تو ہم آتے ہین انشاء اللہ گھسکر اس ملعون کو مار ا سزاے معقول ندی تو نام اپنا صاحبقران نہ پایا لیکن مقام خوف ہی ہمنے دبا ڈالا اس بیچارے نے کسی طرح کا اسکو آزار پہونچایا یا قتل کر ڈالا یا لیکر طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگ گیا تو بڑی مشکل ہوئی گلریز نے عرض کی مین صرف اسکی تلاش مین آیا شکر ہی قدمبوسی سے مشرف ہوا اب حضور تکلیف نو فرمائین یہی چار سو کنیزین کافی ہین جلتے ہی انشاء اللہ آپکے اقبال سے بجھ لڑنگا صاحبقران نے ہاتھ تھام لیا کہ تم ہمارے ساتھ چلنا اب تم دخل ندو یہ فرزندان عمرو جاتے ہی تدبیر کر لینگے صاحبقران فرماتے ہی رہے جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گذار و مہتر ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی وغیرہ چار سی پیک بچہ روانہ ہو گیا صاحبقران نے پلٹ کر فرمایا جواہر بن عمرو کہان ہی نامیان خبری وغیرہ نے عرض کی جب حضور نے ذکر کیا تھا اسی وقت وہ سب گئے کبکے ہین کر جاتے ہی ملکہ نرگس کو رہا کرینگے یا اپنی جان دینگے گلریز نے ہر چند چاہا کہ مین پیشتر جاؤن صاحبقران نے قبول نہ فرمایا اسی وقت سوار ہوے حنظل و گلریز بھی ہمراہ ہین لیکن گلریز گھبرا رہا ہی کہ مین علیحدہ جاؤن بارگاہ مین اس ملعون کی جاکے گھس پڑون جب لشکر روا روی کرکے چلا گلریز نگاہ صاحبقران بچا کر پیچھے ہٹا کسی نے پوچھا کہا رفع حاجت کرکے حاضر ہوتا ہون خادم کو آواز دی آفتابہ لیکر وہ ساتھ ہوا اک گوشے مین آکر بیٹھا جب دیکھا لشکر بڑھ گیا دونون پاؤن مار کر غرق زمین ہوا جب عرصہ گذرا اس نے آکر دیکھا گلریز کو اس مقام پر نہ پایا بیقرار ہو کر وہ خدمت مین صاحبقران کی آیا عرض کی ای شہریار گلریز صحرا مین جاکر غائب ہو گیا صاحبقران نے فرمایا

اُس صاحب غیرت کو بڑا قلق ہوا خنظل جادو نے کہا حضور وہ مجھسے کہتا تھا کہ مین زیارت سے امیر نامور کی مشرف ہوا حال بھی مجھکو معلوم ہوچکا کہ سرداران سرکار کے ساتھ بھی اُسنے بے ادبی کی اب مین جاکر لڑبھڑ کر مرجاؤنگا یا اپنی زوجہ کو رہا کرونگا معلوم ہوتا ہی وہ وہین گیا حضور مین جاکر اُسکی خبر لون صاحبقران نے فرمایا ای خنظل اگر ملجائے تو سمجھا کر پھیر لاؤ مین پہونچتے ہی انتظام کرونگا خنظل جادو نے فورًا طاؤس اپنا اُڑایا تلاش مین گلرینہ کے چلی یہان لقا نے جب بارگاہ استادکرائی آہنگ کو خلعت ملا یہ ملعون ہاتھ باندھکر سامنے لقا کے کھڑا ہوا عرض کی یہ بندۂ خاطی آپکا کچھ گذارش کیا چاہتا ہی لقا نے کہا دریاے رحمت خداوندی جوش مین ہی جو کہنا ہو کہ عرض کی غلام اک محبوب مطلوب پر مائل ہی اُسکو قید کرکے لایا ہون سامنے حاضر کرون قدرت تقدیر کرین قلب اُسکا اُلٹ دین کہ وہ مجھکو بشوہری قبول کرے زبان سے افراسیاب کی سن چکا ہون کہ قدرت کو غرور ناپسند ہی عہد کرتا ہون کبھی غرور کا خیال بھی دل مین نہ آئیگا کل ہی قدرت برلے مقابل سلطان چلین طبل جنگی میرے نام پر بجا مین مین سبکو گرفتار کرکے خدمت قدرت مین حاضر کرونگا تا بہ آخر پہونچادونگا بالاے قیطول جلوس خداوندی ہو ہمیشہ خدمت مین حاضر رہون مشیر قدرت لقب پاؤن مگر اُس نازنین کے دل سے پردہ حجاب اُٹھا دیجیے لقا نشے مین مچا ہی فتح بھی حاصل ہوئی سرداران مذکور قید مین مبتلا ہے ہین لقا بول اُٹھا جلد لاؤ ابھی کلام سے قفل قلب کھولدینگے مثل تمھارے تمپر عاشق و مطلوب کنیزان کمترین خدمت مین حاضر رہیگی قدرت دھوم سے تمھارے ساتھ شادی کرینگے آہنگ فلک سیر پھول گیا دوڑا ہوا اپنے خیمے مین آیا ملکہ نرگس جادو کو صندوق سے نکالا لیکن زبان مین سوزن دیا ہوا کئی دن کے بعد ملعون نے سحر اُتارا ملکہ نرگس کو ہوش آیا گھبرا گئین کہ مین کس مقام پر ہون چہار جانب دیکھنے لگین زبان مین اپنی سوزن پایا آہنگ نے دست بستہ ہوکر کہا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی مین تابعدار ہون حب عشق سے بیقرار ہوا ارات کو سحر کرکے تمھارے خیمہ مین پہونچا تمکو لے آیا اب چلکے جمال خداوندی دکھیو قدرت ہماری تمھاری شادی کرینگے ہم مشیر قدرت کہلائینگے یہ حالات سنکر ملکہ نرگس کی آنکھین اُبل آئین زبان مین تو سوزن تھا قریب تھا کہ روح نکل جائے آنکھون سے آنسو جاری ہوے بنگاہ قہر طرف آہنگ کے دیکھا آہنگ تیور دیکھکر ڈرا دو تین کنیزون سے کہا انکو لیکر دربار خداوندی مین آؤ قدرت فورًا تقدیر فرمائینگے اور ہی صورت ہوجائیگی خود میرے عشق کا دم بھرینگی یہ کہتا ہوا پہلے دربار لقا مین آیا کہا یا خداوندا اُسکو تو بڑا غصہ ہی جان دینے پر آمادہ ہی غصے مین کانپ رہی ہی اگر زبان مین سوزن نہ ہوتا مجھپر آپڑتی یا خداوندا ساحرہ بھی زبردست ہی

مین اُسکے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہون اسوجہ سے ڈرتا ہون لقا نے کہا سامنے قدرت کے لاؤ نہ گھبراؤ اب اُسوقت
دربار لقا معمور چوبدار یساول حاجب دربان کمیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین کہ پردہ بارگاہ
کا اُٹھا اسکی نگاہ پڑی ایک مہ جبین نہایت حسین بوٹا سا قد آنکھین رشک غزال چہرہ ماہ آسمان کمال ابرو جھکی
کھینچے ہوے تلوار رعنائی و زیبائی لبون مین مسیحائی غنچہ دہن سیمتن رشک چمن کبک رفتار شیرین گفتار لیکن
اُداس عالم یاس چہرہ زرد ہونٹھ خشک آنکھون مین تری حواس مین ابتری مثل شمع سحری لہراتی ہوئی سر
جھکائے ہوے شرم سے عرق عرق محجوب حیران و پریشان جیسے ہی لقا کی نگاہ جمال بیمثال پر اُس حور وش کے
پڑی نشہ مین بیٹھا تھا بیقرار ہو گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا نرگس تو خاموش کھڑی ہو دل سے کہتی ہی زمین شق ہو
مین سما جاؤن ای معبود میری عصمت بچانا لیکن لقا نے آہنگ کی طرف دیکھا کہا ای مشیر قدرت پانچسو برس
کی عمر قدرت تمکو عطا فرماتے ہین پیغمبر صاحب کتاب بناتے ہین لیکن قدرت اس محبوب مطلوب پر مائل ہوے
یہ اس لائق نہین کہ تمھارے پہلو مین بیٹھے زمرہ حوران قدرت مین اسکو درج فرماینگے اور کسی شاہزادی کے ساتھ
تمھاری شادی کرینگے آہنگ گھبرا گیا تھر تھر کانپنے لگا اور کہا یا خداوند مین تو مر جاؤنگا لقا نے کہا او بے ادب
خاموش رہ قدرت کی بات کا جواب دیتا ہی ابھی سنگ سیاہ بنا دون آہنگ ڈرا لیکن دل مین جوش محبت
کہا یا خداوند مین تو اسکے واسطے بہت بدنام ہوا زخم کھایا لشکر میرا تباہ ہوا بمشکل یہان تک پہونچا آپ صرف
اسکا قلب اُلٹے ہین صدہا حوران قدرت خدمت مین ہین اسکو معاف فرمائیے اپنے بندے کے حال پر رحم
کیجیے لقا مست بیٹھا ہی اپنی کہے جاتا ہی بختیارک چٹکی لیکر سمجھاتا ہی یا خداوند یہ آپکو کیا ہو گیا اگر بگڑ جائے تو اسکے
بار سحر کو کون سنبھالے لقا نے پلٹ کے کہا او شیطان کارخانہ قدرت مین تجھکو کیا دخل ہی آہنگ مایوس
کھڑا ہی لقا طرف ملکہ نرگس کے متوجہ ہوا کہا ای بندی خاص ای معشوقہ با اختصاص قدرت تجھکو حور مقصورہ
بنائینگے شرف خدمت خداوندی پائیگی سب بندے ہمارے تجھکو بھی سجدہ کرینگے خدا بنتی کہلائیگی یہ کلمات سنکر
ملکہ نرگس کانپی زبان مین لکنت تھی بمشکل ضبط کر کے کہا او غول مجہول او پرانے چنڈول یاوہ گو کیا بیہودہ
بکتا ہی اگر زبان سے سوزن نکل جائے تو تجھکو جواب معقول دون اس ملعون کی ابھی بوٹیان کاٹ کر پھینکدون
یہ کہکر بے اختیار رونے لگی مجبور و لاچار مردون کا دربار کوئی ہنسا کسی نے آوازہ کسا کسی نے آنکھون کی تعریف
کی کسی نے حسن و جمال کی توصیف کی کوئی لقا کی باتون پر ہنستا تھا کوئی آہنگ کو برا کہتا تھا کہ نالائق ہی پرائی
زوجہ کو گرفتار کر کے لایا اب قدرت نے پسند فرمایا بیچاری عجب مصیبت مین ہی دیکھین یہ مہ جبین کسکی قسمت مین

بعض نے کہا اب خداوند کی پہلو نشین ہوگی ہم سب اسکو سجدہ کرینگے کسی نے کہا حقیقت مین حسن مین بے نظیر
چہرہ رشک ماہ منیر صاحب عزت و توقیر خوش مزاج خوش تقریر کیونکر قدرت بیقرار نہون جو یہان قدرت مین
کوئی ایسی حسین زہرہ جبین ماہ طلعت صاحب عصمت نہین ہی قدرت نے شاید اپنے ہاتھ سے بنایا ہی نظم

جہان راستی چاہیے راستی
کجی جس جگہ چاہیے وان کجی
تبسم حیا ناز شوخی غرور
ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور
کٹار بان سینے پر چل رہی ہین کلیجے دیکھنے والون کے نکلا شعر
قمر کی روشنی تھی کہ چراغ خانہ تھا
نور سے تیرے صنم روشن مرا کاشانہ تھا
جنبش تیغ نگہ سے جبکہ بسمل ہوگیا
ہنس کے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا
مانگ اُسکی کہکشان زہرہ جبین پر ہلال
پنجہ خورشید اُسکے گیسوؤنکا شانہ تھا

کس زبان سے اس ظالم کی تعریف کرین دربار مین تو یہ چرچا ہی آہنگ فلک سیر سر جھکائے کھڑا ہی کبھی عرض
کرتا ہی یا خداوند مین نے اپنے کئی ہزار جوان قتل کرڈالے تب اس قاتل پر قبضہ کیا جلد تقدیر کے دل پھیر دیجیے
قدرت نہ اسیر نگاہ محبت ڈالین لقا نے کہا کیون او بے ادب اپنی ہی کہے جاتا ہی ابھی تجھکو گدھا بناونگا اہالیان
دربار باتون پر بندے اور خداوند کی ہنس رہے ہین بعضون کے اشارے ہین کہ بندہ بے ادب خداوند کے
تیور پر قہر و غضب دیکھیے کیا ہوتا ہی سب طرح خرابی ہی لیکن لقا نے آہنگ کو غصے مین جواب دیا کہ بس اب
معشوقہ کا نام نہ لینا اور طرف ملکہ نرگس کے دیکھ کر کہا کیون ای مہ جبین قدرت سے راضی ہوئی قدرت تجھکو
عرش اعلیٰ پر لیجائینگے بہشت و دوزخ کے تماشے دکھائینگے بس ملکہ نرگس نے بیقرار ہوکر چار جانب دیکھا
بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ یہ کیا غضب ہی مین سنتی تھی اس ملعون و مردود کی مقابلے مین ہمارے آقا نعمدار
صاحبقران زمان فرد کش ہین شاگردان خواجہ عمرو و فرزندان نامور مہتران والا گہر یہان موجود ہین یہ
بیحیا میری آبرو لینے کا قصد رکھتا ہی کوئی میری مدد کو نہین آتا یہ کہنا تھا کہ خدمتگار رغول مین سے نکلا کہا
ای ملکۂ عالم سب تمھاری خدمتگذاری کو یہان حاضر ہین کسی کی کیا مجال جو تمھارے دامن عصمت کو چھو سکے
دوسری طرف سے ایک چوبدار نے کہا بھائی دیر کیا ہی خدمتگار نے جھپٹ کر زبان سے سوزن نرگس
کے لیا اور نعرہ کیا منم چالاک ابن عمرو چوبدار نے عصا اٹھا کر ایک ساحر کے سر پر مارا آواز دی منم شعبان
خنجر گذار برق نگاہ خواجہ نامدار ایک طرف سے اک حاجب نے بڑھکر اک کو ہی کو خنجر مارا آواز دی منم مہتر
ابوالفتح اصفہانی ایک طرف سے حقہ آتشبازی چلا آواز آئی منم مہتر برق خطائی ایک جانب سے نعرہ
ہوا منم گلباد عراقی و کلباد عراقی و منم مہتر سنجر و عمران خطائی چار سو پیک بچہ اُسی بارگاہ مین سے

پیدا ہوا چوبدار خدمتگار ساحران آہنگ خلاف سیر مین ملے گھوڑے تھے ساحرون کو قتل کرکے تیغچہ کھینچ کھینچکر
بیچ بارگاہ مین آئے نرگس کو سبنے گھیر لیا کہا کیون ملکہ عالم غلامان عمرو کو پہچانا یہان کون تمکو قتل کرسکتا ہی نرگس
پھول گئی جی مین کہتی ہی سبحان اللہ کیا جانباز وسر فروش ہین لقا تخت سے کودکر بھاگا کہتا ہوا او آہنگ
مار سبکو دیکھو قدرت نے غدر کردیا جلد سبکو قتل کر ورنہ تجھکو سنگ سیاہ کردونگا آہنگ گھبرا کے پلٹا دیکھا نرگس
نے اٹھا اٹھا کر سنگریزے مارے سنگدلون پر پتھر برسے عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مار کر بارگاہ کو دھرن
دھار کردیا لاشہ ہاے ساحران سے بارگاہ کو بھردیا نرگس جانتی تھی یہ سب سحر جانتے ہونگے نگاہ اٹھا کے
دیکھا جہان کسی ساحر کا سحر چل گیا عیار لڑکھڑا کے گرا دوسرے عیار نے تاک کر اسی ساحر کو مارا وہ عیار اٹھا
اٹھتے اٹھتے اسے ایک پرحلقہ کمند کے مار دیے وہ دھم سے گرا دوسرے نے تیر مار دیا اب عیار ملکہ نرگس
کو گھیرے ہوے لڑتے بھڑتے باہر نکلے اب لشکر کوہیان مین قرنا ہوئی آہنگ بھی سنبھلا نرگس نے دیکھا
کسی کوہی نے جھپٹ کر نیزہ مارا سینہ بے کینہ عیار کو توڑ کر پار گذرا اسنے اٹھا کر دے مارا استخوان چور چور ہوے
نرگس نے سنگریزہ پھینک مارا اس کوہی کا سر پھٹا اسنے پکار کر آواز دی ای عیاران نامی تم لوگ نکل جاؤ
مین جانتی تھی تم لوگ سحر وساحری سے واقف ہو لیکن ماشاء اللہ کیا کہنے ہین جواہرن عمرو نے کہا ای نرگس
یہ ہوسکتا ہی کہ تمکو تنہا چھوڑکر نکل جائین جان بچائین ہمارے قبلہ وکعبہ ہوشربا مین فرمائینگے کہ ملکہ نرگس کی کسینے
خبر نہ لی ہمارے کیا شاگرد وفرزند مرگئے تھے ہم آپکے ساتھ ہین جان دینگے لیکن ساتھ نہ چھوڑینگے نرگس حیران
کہ مین اپنے کو بچاؤن یا ان بیچارون کی فکر کرون دیکھون انجام کیا ہوتا ہی ادھر آہنگ اب سنبھلا ہزار بارہ
ساحر اسکے مارے گئے سحر کرکے ملکہ نرگس کو زخمی کیا اس ماہ پیکر پر ہر طرف سے بلوہ ہی گیر ودبند کی صدا
بلند عیار دردمند یکایک زمین شق ہوئی گلریز جادو پیدا ہوا دیکھا ملکہ نرگس زخمی دس مین عیار لوٹ
رہے ہین دس مین زخمی چند مارے گئے باقی مردانہ وار لڑ رہے ہین نرگس کا ساتھ نہین چھوڑتے جانبازی
سے منھ نہین موڑتے نعرہ کرکے فوج ساحران پر جا پڑا عیارون کی کیفیت دیکھکر دنگ سحر کرنے لگا نرگس
نے جو شوہر کو دیکھا بیقرار ہوگئی کہا صاحب تم نکل جاؤ فوج بھی ساحرون کی بہت ہی لشکر کوہیان بے حد ہے
شاگردان عمرو مارے گئے میرے واسطے بیچارے جان دے رہے ہین گلریز نے بڑھکر عیارون پر سینہ سپر
کردیا مگر بدحواس آہنگ کے کل ساحر سحر کر رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ خنطل جادو آکر پہنچی آتے ہی
شریک جنگ ہوئی عیارون نے جو دیکھا کہ تین ساحر ایک مقام پر ہوے ملکہ خنطل نے آتے ہی زمین ہلا دی

غول ساحروں کے جا پڑے جواہر بن عمرو نے زنبیل بجلی عیار منتشر ہوئے دو چار نکل کر بھاگے کہ جا کر امیر کو
خبر کریں لیکن جواہر بن عمرو صورت تبدیل کر کے در زندان خانہ پر آیا جہاں سردار قید تھے دور سے دیکھا
کئی سو کو ہی چند ساحر نگہبان ہیں کنارے آگر رنگ روغن عیاری کا لگا یا مہتر وسواس کی صورت بنا کر تیار
ہوا سامنے قید خانے کے آکر آواز دی ارے جلد چلو دیکھو قدرت بھی سوار ہوئے لڑائی ہو رہی ہے عیاروں نے
قیامت برپا کی ہے کیا قیدیوں کو کوئی لیے جاتا ہے قدرت سب کو بلاتے ہیں یہ سنکر کو ہی چلے کہا میاں وسواس
اور وں کو لا کر اس مقام پر پہرہ قایم کرو جواہر نے جواب دیا میں تدبیر کر لونگا جادوگروں سے کہا ان سرداران
قیدی پر سے اپنا سحر اُتار لو میں جلادوں کو لا کر سبھوں کو قتل کر اُڈالوں حمزہ کے دل پر داغ ہو ساحروں نے
سحر اُتار دیا سمجھے یہ عیار خداوند ہی کا ہے علم اسکو مل گیا ہوگا جب ساحر اور کو ہی جا چکے تب جواہر قید خانے میں آیا
بیلی قید کاٹی علمشاہ و قاسم و سرخاب و لندھور و مالک و مقبل وغیرہ قید سے رہا ہوئے باہر
نکلے کسی نے ستون بارگاہ اُٹھالیا لندھور نے دوڑ کر اک نخل اکھیڑا کاندھے پر رکھا علمشاہ نے دیکھا
گھوڑے ہمارے پھر رہے ہیں فوراً سوار ہوئے نعرہ کر کے گرے سرخاب نے دیکھا قیدی چھوٹ گئے
صفوں کو درہم و برہم کرنے لگے لندھور کو دیکھا درخت کاندھے پر جب شل گرنے کے اُٹھا کر مارا چار چار
مر گئے لڑنے میں ہیچ لیتے ہوئے ہیں ہنگامہ بپا کر دیا تاہی علمشاہ نے آکر نعرہ کیا قریب گلریز آگر علمشاہ لڑنے
لگے گلریز نہال ہو گیا دیکھتا ہے کہ ایک ایک کو ہی ذکر ہے گلریز نرگس کو بچا میں سنان نیزہ سے سینے ملا دے
دم شمشیر پہ گلے رکھتے ہیں بے خوف لڑ رہے ہیں جان دینے کو کھیل جانتے ہیں خوشی خوشی مرتے
مرنے چلتے ہیں عین گرمی جنگ میں طبل سکندری پر چوب پڑی زمین تھرائی نعرہ صاحبقران کی صدا آئی نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا بستہ شمشیر چار

کہ تیغ عقرب کہ ذوالجام
بن کافران از جہان پاک کرد

کہ تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

دوسری جانب سے نقارخانہ سلیمانی بجا بادشاہ سجاہ کا نعرہ ہوا نعرہ بادشاہ اسلام

سمن شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس جم

مزہ صف شکن صاحب تاج و جاہ
یل نامور سعد عالم پناہ

جملہ سرداران جلادان عالیمقام نعرہ شیرانہ کر کے لشکر لقا پر گرے
صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے چلے دیکھا ملکہ نرگس و گلریز غول میں آہنگ کے گھڑے اڑ رہے
ہیں ملکہ خفقل نے بڑی بڑی کد و کاوش کی لیکن دس ہزار ساحروں میں تن تنہا گھرے کھڑے ہوئے

نکلنا دشوار ہی آہنگ نے آگ برسادی برق چمکا کر دریاے سحر تیار کیا صدہا بندگان خدا اسمین ڈوب گئے
خنظل کنارے دریاے سحر کے کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی لیکن دریا کا جوش و خروش نہین کم ہوتا صاحبقران
نے آتے ہی شاہزادہ گلریز کو سنبھالا فرمایا ای برادر ہوشیار ہو جاؤ گلریز نے جو صاحبقران کو دیکھا مثل گل
شگفتہ ہو گیا گرد سواروں کو چھوڑا صاحبقران نے اُن سرداروں سے فرمایا ای غازیان دیندار و ای مجاہدان
تہور شعار اپنے مہمان کا خیال رکھنا سرداران نامی برابر گلریز کے کھڑے ہو کر لڑنے لگے لیکن سحر سے مجبور
و لاچار ہین صاحبقران نے دیکھا بلوہ ساحران نہین رکتا لڑتے بھڑتے قریب آہنگ پہونچے ساحر
نے صاحبقران کو گھیر لیا سحر کرنے لگے صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی باواز بلند پڑھا سحر ساحروں کے
باطل ہونے لگے آہنگ نے دیکھا ایک جوان خوشرو خوش چہرہ آفتاب عالمتاب جرات و شوکت مین
لاجواب ساحروں کو قتل کر رہا ہی کسیکا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا سمجھا یہ بھی کوئی ساحر زبردست ہی گولہ سحر کا مارا
گولہ پھٹکر گرا تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا صاحبقران نے تیغ عقرب پر گانٹھا ہزارہا شعلے بھڑکے امیر پر تاثیر
سحری تلوار کو اسکی روکا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا لگایا آہنگ نے سپر سحر کو اُٹھایا تیغ عقرب سلیمانی
نے سپر کو کاٹا ہر چند آہنگ نے اسم رد سحر کے پڑھے وہ تیغ قضا اثر کا مع گینڈے اس بجیلے کے چار ٹکڑے
ہوئے ہونے سے آہنگ کے زمین کانپی ابر تیرہ و تار آسمان پر ظاہر ہوا آواز آئی کشتے مرا نام من آہنگ بود
افسوس مردیم و جان دادیم مطلب خود نرسیدیم ساحر یہ صدا سنکر گھبرا گئے صاحبقران پر جا پڑے
ایک سمت سے خنظل نے آکر سحر کیا نرگس و گلریز بڑے زور و شور سے لڑے مجمع ساحران پراگندہ
ہوا جب ہزار دو ہزار باقی بچے اسمین صلاح کی نکل چلو مشکل لاشہ آہنگ اٹھا یاروتے پیٹتے طرف ہوشربا
کے بھاگے اب صاحبقران زمان طرف خنظل و گلریز و نرگس کے پلٹے فرمایا اب سحر نکرنا ساحر
بھاگ گئے غیر ساحروں پر سحر کرنا مناسب نہین ہی گلریز نے عرض کی آپکے سرداروں کو اس بجیلے نے گرفتار
کر لیا تھا حضور ہمکو منع کرین ابھی جا کر لقا کو مارتے ہین صاحبقران نے فرمایا میرا یہ دستور نہین عنایت
سے پروردگار کی لاکھوں لڑکے ساحر مطیع و منقاد ہین اپنے ملک مین آباد و شاد ہین کبھی مین نے کسیکو اپنے
ساتھ نہین رکھا مدد ساحروں کی قبول نہین کی اُن لوگوں کو مکر و حیلہ کرنے کا اختیار ہی ہمارا معین و مددگار
پروردگار ہی ملکہ نرگس و گلریز و ملکہ خنظل صاحبقران زمان کو دعائین دینے لگے تماشا دیکھنے مین
مصروف ہوے سرداران تہمتن و عیاران صف شکن نے بجز داراب وغیرہ کو انتہا کا زخمی دیکھا و تمام

کوئی زخمدار ہوا کوئی گھیرے ہوئے یہ شیر اسی حال مین مصروف جنگ ہین بادشاہ نے مرکب باد رفتار طرف تخت لقا کے بڑھایا سبکو آج انتہا کا ناگوار ہی سب سردار بلوہ کرکے لڑتے ہوئے چلے سلیمان عنبرین مو نے کوہی بصد شد و مد آگے بڑھا آواز دی یارو سب مسلمانون نے طرف خداوند کے قصد کیا ہی اسوقت قدرت کو بچاؤ تمام کوہی اسی مقام پر آکے جمے تلوار چلنے لگی زمین و آسمان سے خون برس رہا تھا ہزار ہا لاشہ اسی مقام پر تڑپ رہا ہی ابر تیغ سے خون کی بارش ہی نہنگان دریاے جرات کو شناوری کی کوشش ہی دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات لقا پرستان طوفانی نقیب لشکر ترغیب دے رہے ہین ہان ای مردان عالم یہ وقت جرات ہی دنیا ناپایدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی لڑ بھڑ کے نام کرو بزرگون کے نام روشن ہون وہ کام کرو مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر
وجہ ہوا اسکی بظاہر عقلا کے اوپر
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن کے باہر
یعنے وہ کہتا تھا بہ دست تہی دکھلاکر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
صفرے دور و دراز ست و ما بیخبریم

ہنگامہ گیر و دار بلند کوہیان خود پسند مغرور و متکبر لیکن نہیب شمشیر فرزندان صاحبقران سے متحیر ایک جانب سے بادشاہ جہجاہ لڑتے ہوئے قریب تخت لقا پہونچے سرخاب نعرہ کرکے مقابلہ مین آیا نگاہ پڑی شاہزادہ داراب کشور کشائی کہ میرا حریف وہ جاتا ہی بیچ مین مرکب ڈالدیا آواز دی او نامرد تونے اسوقت از روے بلوے کے گرفتار کرلیا تھا اب تو مردان عالم سے آنکھ چار کر ادھر کہان جاتا ہی جبر وار کر سرخاب نے جو داراب کو زخمدار دیکھا پلٹ پڑا آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا داراب نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا زخمی جان کے سرخاب لپٹ پڑا دونون گھوڑون سے کود کے چار جانب برق شمشیر چمک رہی بیچ مین یہ کشتی مین مصروف ہوے لیکن کوہیون نے قصد کیا بلوہ کرکے داراب کو پھر گرفتار کرلین شاہزادہ صف در و صف شکن ہاشم تیغ زن نے جو دیکھا کہ بھائی صاحب سرخاب سے لڑ رہے ہین ہمراہیان سرخاب نے بلوہ کیا ہی نعرہ کرکے قریب آے ایک جانب سے خورشید بن ہاشم آگئے کوہیون کو آواز دی او نامرد خبردار قریب نجانا دو جانب سے دو شیر آگئے شمشیر زنی کرنے لگے اتنی جو مہلت داراب نے پائی سرخاب کو لے دوڑے ہر چند سرخاب چاہتا ہی رکون لیکن داراب شیر کے قبضے شکار آگیا زیادہ غصہ یہ کہ چھانان دست چپ میری مدد کو آئے دس قدم تک اسکو

ریل کے لائے ایک ہلہ مارا دونون گھٹے سرخاب کے آشنا نہین ہوسا نے چاہا لنگر قایم کرون حریف زبردست
کب لنگر قائم ہونے دیتا ہی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے زور کیا سرخاب کو اٹھا لیا ہر چند تڑپا لیکن داراب نے
سر سے بلند کیا چار جانب سے کوہی ٹوٹ پڑے کئی زخم داراب نے کھائے لیکن سرخاب کو نہ چھوڑا
زمین پر مارا ہاشم وغیرہ گھوڑون سے کود پڑے وہان خوب تلوار چلی کئی سو کوہی مارے گئے ہاشم و خورشید
خوب لڑے داراب نے سینے پر گھٹنا رکھکے اس ہنگامہ مین بھی فرمایا حالا و رشناختن پروردگار کیجئے یہ سنکر
سرخاب نے جواب دیا اے پسر حمزہ سر میدان تو نے آبرو لی اب مذہب کا سوال کرتا ہی لاکھ جان میری لات
و منات پر نثار ہی داراب نے سر کھینچکر سرخاب کا پھینکدیا ہمراہیان سرخاب ٹوٹ پڑے داراب
کو سرداران داراب نے مثل مرکب پر سوار کر لیا لقا کو معلوم ہوا کہ سرخاب خانہ خراب واصل جہنم ہوا
سلیمان عنبرین مو سے کہا ہی قریب تھا لقا نے کہا اے بندہ خاص یہ سرخاب بڑا سبز قدم تھا سالے آئے
ہی کسقدر کشت و خون ہوا قدرت نے اسکو سپہ سالار قدرت کے فرزند کے ہاتھ سے قتل کرایا سلیمان غصہ مین کانپنے
لگا مگر معتقد ہی سر جھکا لیا کہا یا خداوندا آپ سے ڈرنا چاہیے اسی طرح ہمارے مقدمہ مین بھی تقدیرات برعکس کردے
ہین لقا نے کہا اسوقت تقدیر قدرت نے زبردست کی ہی حمزہ کو قتل کر سلیمان یہ سنکر خوش ہوگیا گینڈا بڑھا کر
جا پہونچا آواز دی اے حمزہ کہان جاتا ہی آج تیری میرے ہاتھ سے قضا ہی صاحبقران نمک خوار کو میدان مین جنگ
کر رہے تھے سلیمان نے جو نعرہ کیا پلٹ پڑے آتے ہی سلیمان سے نگاہ دوچار ہوے سلیمان جی مین خوش ہی
آج قدرت نے حمزہ کے قتل کی تقدیر کی ہی خبردار ہوکے ہاتھ مارا امیر نے سپر پر روکا آواز دی اے سلیمان ہوشیار
تیغ سعقرب سلیمانی چمکا کے قریب جاکر ہاتھ مارا اُسنے سپر پر روکا تیغ سعقرب مثل برق گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے
خود کو کاٹ کر سر پر زخم کاری آیا گینڈا ابھی اسکا مارا گیا سلیمان کود کر بھاگا ملازم اُسکے دوڑ پڑے سلیمان نے کہا یارو
بہر فرق خلد زخمی ہوا ہی مین حمزہ کے مقابلہ مین بچا ناتھا قدرت نے تقدیر کرکے مجھکو زخمی کرایا سرخاب قتل ہوا
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ قدرت کو بربادی خاندان کو یہان منظور ہو صد ہا ملک تباہ ہوے جسدن سے قدرت
تشریف لائے سوائے شکست کے فتح حاصل نہوئی یہ کہکے ہوادار پر سوار ہوا کہ اے یارو نکل چلو قدرت بھی چلے
آئینگے فوج سلیمان بیدل ہو رہی تھی سب بھاگے لقا نے جو پلٹ کے دیکھا سب کوہی بھاگے جاتے ہین گھبرایا
پکارنے لگا او نامردو قدرت کو تنہا چھوڑ کے بھاگے جاتے ہو سبکو سنگ سیاہ کر دونگا کوہی ایسے گھبرائے
ہوے تھے کسی نے جواب بھی نہ دیا کہ رستم لڑتے ہوے قریب لقا پہونچے نعرہ کیا لقا نے گھبرا کے کہا اے شاہ

اسوقت قدرت سے مقابلہ کرنا قدرت کو بہت غصہ ہوا علمشاہ نے کہا اپنے اوپر غصہ اُتارو بموجب مثل قہر درویش
بر جان درویش لقا نے تیغ جھکا کر رستم پر ہاتھ مارا رستم نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر
پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے لقا کو اٹھا لیا لقا نے غل مچایا ای بندگان من قدرت کو اس رومی بچے سے بچاؤ
قدرت گرفتار ہوے جاتے ہین اگر قید ہو گئے سبکو سنگ سیاہ کر دینگے کوہی تو ایسے بیزار تھے کہ اُنھون نے
پلٹ کے بھی نہ دیکھا لیکن سنجانی باختری مشتری حصاری دوڑ پڑے یہ تو سب جانتے ہین کہ ہماری زندگی کا
سہارا یہی ملک بہ ملک اِسکے ساتھ بھاگتے پھرتے ہین سب اسکو خداوند جانتے ہین یہ بزرگی مانتے ہین اگر یہ
نرہیگا ہمکو کون پوچھیگا یہ سوچکر ٹوٹ پڑے صدہا نے اپنی جان دی آخر رستم اسکو گرفتار نہ کر سکے ہاتھ سے
رستم کے چھوٹا زمین پر گرا باختری لے بھاگے سردار جھلائے ہوے قتل کرتے ہوے لشکر لقا کو چلے امیر نے
جب دیکھا سردار نہین مانتے تعاقب مین مصروف ہین صاحبقران نے آواز دی ای غازیان دیندار وای
مجاہدان تہور شعار بھاگے کا پیچھا نہ کرو وہ شکست خوردہ ہین نکل جانے دو یہ فرما کر تلوار کو نیام انتقام مین کیا سب
سردار رک گئے صاحبقران نے سبکو ساتھ لیا دیکھا سردار بہت زخمی ہوے سردارون کے ہاتھ سے بہت
کوہی مارے گئے انتہا کا صدمہ ہوا لیکن ضبط کیا سبکو ہمراہ لیکر داخل لشکر ظفر اثر ہوے اول بارگاہ شاہی
مین گئے ملکہ نرگس جادو شاہزادہ گلریز و ملکہ خنظل بھی ہاتھ سے آہنگ فلک سیر کے زخمی ہوے
تھے پہلے انکی زخم دوزی کو حکم دیا ملکہ خنظل تو محلات مین آئی اپنی دختر بلند اختر ملکہ نرگسی چشم معشوقہ شاہزادہ
سے آکر ملی ملکہ نرگسی چشم نے مان کو سلام کیا کہا ای مادر مہربان آپکو کچھ احوال شاہزادہ ایرج نوجوان کا بھی
معلوم ہے عرصہ دراز گذرا برائے فتح طلسم اسکندریہ گئے تاجرون کی زبانی خبر سنی بعد فتح طلسم اُس شیر دلیر نے
طرف ہوشربا کے قصد کیا کوئی سردار صیقل آئینہ دار انکو دستیاب ہوا اُسنے رہبری کی طلسم ہوشربا کی طرف
روانہ ہو گئے اُنکے والد نامدار یاد مین اپنے نور نظر کے بیقرار رہتے ہین لیکن جری بہادر ہین زبان سے کچھ
نہین کہتے آپ یہان سے جا کر چند ساحرون کو روانہ کیجیے کہ وہ خبر مفصل لائین بلکہ کسی ایسے معتبر آدمی کو روانہ کیجیے
کہ انکو سمجھا کر پھیر لائے اُنکے والد نامدار سے انکو ملائے آپکا بڑا احسان ہوگا یہ سنکر ملکہ خنظل گھبرا گئی کہا واری
مین ابھی جاتی ہون کسی ساحر کو روانہ کرتی ہون بلکہ بعد انتظام طلسم آئینہ مین خود جاؤنگی شاہزادہ والا قدر کو یا تو
پھیر لاؤنگی یا خود ساتھ رہونگی ہوشربا مین شریک رہنا ہم ایسونکا واجب و لازم ہے اگر طلسم ہوش ربا مین ہم
گئے ہین وہان کے راستون سے بھی واقف ہین یہ کہکر ملکہ کی بلائین لین رخصت ہو کر باہر آئی صاحبقران

کے سامنے آکر کل کیفیت عرض کی صاحبقران نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا ای خنظل کیا کہین اُس
شیر کے نہونے سے بارگاہ مین سناٹا ہی ذنگل پر اُس خیر کے غاشیہ پڑا ہی ہمارا کلیجہ پھٹتا ہی خنظل نے کہا لونڈی
جاتی ہی اسکا انتظام کریگی صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ خنظل اُسیوقت طاوس پر سوار ہوئی قاسم کلیجہ تھامے
بیرون بارگاہ آئے کہا ای خنظل مین سامنے جد عالی تبار کے کچھ نہ کہہ سکا لیکن واسطے ایرج کے دل بیقرار ہی
خنظل نے عرض کی لونڈی اسمین فکر معقول کریگی قاسم نے بھی بخوبی سمجھا دیا ملکہ خنظل جادو سامنے قاسم
کے طاوس پر سوار ہوئی طرف طلسم آئینہ کے روانہ ہوئی یہان صاحبقران نے ملکہ نرگس و شاہزادہ
گلریز کی تین روز برابر دعوت کی تیسرے دن دونون نے عرض کی لونڈی غلام اب رخصت ہوتے ہین
صاحبقران نے فرمایا ای نرگس ہماری جانب سے ہمارے دوست صادق محب واثق عمرو سے کہنا
کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو لاکر ہمسے ملاؤ اسد نامدار کے دیدار کے سب مشتاق ہین سب سردارون نے
عمرو کے واسطے نامے لکھے سب نامے ملکہ نرگس نے جھولی مین رکھے صاحبقران سے زن و شوہر رخصت
ہوے اُسوقت لشکر مین اک عزیز تھا ہر شخص نے ملکہ نرگس کے قریب آکر عرض کی خواجہ عمرو کو سلام کہنا الیجانب
سے کرب نامدار آنکھون مین آنسو بھرے ہوے قریب شاہزادہ گلریز کے آئے گلریز نے سنا ہی کہ یہ
طلسم کشا کے والد نامدار ہین قدمون سے لپٹ گیا کہا ای نظر کردہ بزرگان جوار شاد ہو فرمایئے کرب نے کہا
ای گلریز نور نظر کے فراق نے ہمارا یہ حال کیا آنکھون سے نہین سوجھتا آلمو ار کھینچنے مین خفت کاٹ مین تلوار
کے فرق آگیا وہ شوکت وجلالت باقی نہی کہنا ای نور نگاہ ای فرزند عالیجاہ اب اپنا روے زیبا ہمکو جلد دکھاؤ
تمہاری والدہ ماجدہ ملکہ زبیدہ شیر گیر آٹھ پہر روتی ہین اشکون سے مُنھ دھوتی ہین بیان پر کرب کے
نرگس وگلریز خوب روے شور گریہ وزاری بلند ہوا صاحبقران کو خبر پہونچی کہ آج کرب نامدار کو یاد
فرزند نے بہت بیقرار کیا ہچکیان لگی ہوئی ہین ایسا نہو روح قالب سے نکل جاے صاحبقران باہر آئے
دیکھا کرب نامدار مثل ابر بہار زار زار رو رہے ہین ملکہ نرگس وگلریز کہہ رہے ہین حضور انشاء اللہ اِس
سال مین طلسم ضرور فتح ہوگا ان بلاؤن سے خدا بچاے اب آج کل مقابلہ ملکہ تاریک شکل کشش شروع
ہوگئے ہین اگر خدا نے اُس سے بخیر وعافیت بچایا حضور سب کا قول ہی ہی کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوشربا
ہی وہ شیر دلیر ایسا ایسا لڑا ساحرون کے دانت کھٹے کر دیے بڑے بڑے کھیت پڑے زرد رو سارے گئے
یہ ہر مقام پر سرخرو رہے جرأت اپنے فرزند کی سنکر چہرہ کرب نامدار کا سرخ ہو گیا خوش ہو کر فرمایا ہمنے اُسکو

پروردگار کے سپرد کیا ہماری جانب سے دعا کہنا اور کہدینا کہ ای نور نظر تمنے اپنے نانا جان کا نام روشن کیا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے صاحبقران نے کرب کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ بیٹا دو رکعت نماز شکریہ بے نیاز کی ادا کرو جس معرکہ پر تمھارا بیٹا پہونچا اور جس طلسم پر دست انداز ہوا کبھی ایسا طلسم ہمکو بھی نہ ملا تھا کرب نے سر جھکا لیا کہا سب حضور کا تصدق ہی الغرض ملکہ نرگس و شاہزادہ گلریز سب سے رخصت ہوے تخت پر بیٹھکر معہ چار سو لشکریون کے طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوے یہان لقا جو شکست کھا کے آیا غصے مین حلم و حیا واسطے افراسیاب خانہ خراب کے نامہ لکھو کہ کیون اوسیجا بڑا مغرور ہو توسراپا قصور ہو اہالیان حجرۂ بلا کو تقدیر کرکے قتل کرا دینگے قدرت سبکو مٹا دینگے ایسے ساحرون کو بھیجتا ہی جو سراپا غرور سے معمور قدرت کیلئے غرور کو کبھی پسند نہ فرمائینگے بہت سے مغلظات لکھوا کر بطور مذکور روانہ کیے

دو کلمہ داستان ملکہ نرگس جادو و شاہزادہ گلریز کا طرف طلسم ہوشربا کے گئے غزل

جاؤن مین کسطرف یہ سمجھ کر کہان نہین
ڈھونڈھو تو کس مکان مین وہ لامکان نہین
ایسا ہو کہ درد تمھاری کمر مین ہو
گلزار عاشقی سے کہین زعفران نہین
کیا اختیار ایسے تلوّن مزاج کا
سیارہ ہو فلک پہ سڑک کہکشان نہین
وہ دل اسیر دام بلا رہتا ہی مدام
ایسا تو زلف یار کا سودا گران نہین
جلوے کو تیرے کیلئے ہی مجھسے دشمنی
جو قائل کرامت پیر مغان نہین
دلسے بھلا دیا ہو گلون ہی نے کیا مجھے
اپنا ہما فریفتۂ استخوان نہین

وہ سرزمین ہی کون جہان آسمان نہین
مجھسا بھی کوئی بلبل بے خانمان نہین
اچھا یہ بار گیسوے عنبر فشان نہین
کرتا دہان یار کی رنگینون کا وصف
جو مہربان کبھی ہو کبھی مہربان نہین
جھوٹے ہاتھ غنچے مین دعوت کرو نگا کیا
جو کوچہ گرد گیسوے عنبر فشان نہین
تظروہ مین غیر کی جو سبک ہون تو کیا عجب
ای ماہرو یہ ہی دل عاشق کتان نہین
محو نظارہ دل تو وہ بت ہی حجاب مین
اب برق کو بھی یاد مرا آشیان نہین
کس لالہ رو کے گھر مین نہین دل بداقلق

دلمین نہین کہ آنکھون مین جلوہ کنان نہو
باغ جہان مین جسکا کہین آشیان نہین
عاشق کے رنگ زرد پہ ہنستا نہین ہی کون
مجبور ہی کہ غنچے کے منھ مین زبان نہین
اس غیرت مسیح کی گلی کے واسطے
قابل سگ حبیب کے یہ استخوان نہین
لون دیکے نقد ہوش تک آ کے جو بکتا
صد شکر طبع یار پہ تو مین گران نہین
کیفیت آگے میکدہ مین دیکھ جاے وہ
حیران ہی آئینہ رخ جانان عیان نہین
وہ دل چین اور مرتے ہین جلوہ گری کو کسی
وہ کونسا چمن ہی جہان آشیان نہین

یہ دونون زن و شوہر یعنے ملکہ نرگس و شاہزادہ گلریز طرف طلسم ہوش ربا کے چلے ملکہ نرگس نے کہا صاحب راستہ اصلی ترک کرو کوہستان دھارستان کی جانب چلو ورنہ شمیم جالندری ملازم افراسیاب

رو سکے گی شہزادہ گلریز نے کہا مین تعاقب مین آہنگ فلک سیر کے اُس جانب سے آیا مکارہ گرفتار نے
لگی وہ کیا رہ سکے گی اور کسی راستے سے جا مینگے عرصہ ہوگا خواجہ عمرو فرمائینگے ایسے وقت مین ہمارے نمکخوار
نہ حاضر ہوے یہ وقت جانبازی ہی جلد پہونچنا مناسب ہی اسوقت مین ہر جانباز خیرخواہی کا طالب ہی چلو اِی
طرف سے نکل چلین ملکہ نرگس نے کہا بسم اللہ طرف دربند جالندریا کے چلیے لیکن شمیم جالندری جب آئے
گلریز کو راستہ بتلایا اپنی کنیزون سے صلاح کی کہ یہ جوان جا کر لشکر خداوند مین ضرر و فساد برپا کریگا آہنگ
گھبرایا ہوا گیا ہی مقابلے مین بھی یقین ہی یہی غالب آئے یہ ذکر تھا کہ تیسرے دن خبر آئی کہ لاشہ آہنگ اُسکے
ملازم لیے ہوے آئے اِسنے اُن سب سے حال پوچھا معلوم ہوا مارا گیا کہا کیون صاحبو ہزار ہا ساحر لشکر
خداوندی مین گئے کوئی زندہ نہ واپس ہوا اب یقین ہی کہ اس طرف سے دو دشمن بھی واپس ہون کنیزون سے
صلاح کرکے بالاے قلعہ آکر ٹھہری دیکھا زن و شوہر آتے ہین بس شمیم نے بڑھکر سلام کیا کہا ملکہ نرگس صاحب چند
ساعت ہمارے قلعہ مین ٹھہر جائیے جو کچھ ماحضر اس کنیز کو ممکن ہی تناول فرمائیے مین کچھ عرض بھی کرونگی زن و شوہر
اُسکی چرب زبانی پر اُتر آئے دونون کو یہ استقبال کرکے دار العمارت شاہی مین لائی عرض کی حضور ہمارے تو
اعتقاد مین فتور آگیا ہزار ہا ساحر برائے مدد خداوند لقا اسی جانب سے گئے کوئی زندہ نہ پلٹا ہوشربا مین دمبدم
طلسم کشائی ترقی ہی لونڈی کو اپنے ساتھ لیے چلیے چلکر ملکہ مہرخ سے ملا دیجیے یہ سنکر نرگس جادو خوش ہوگئی گلریز نے
گلے ملا آنکھوں پر جلوہ طلسم کشا جوہر شناس فلک اساس صاحب جوہر جری بہادر صاحب حسب و نسب اُنکے
لشکر سے ہم آئے ہین بزرگ اُنکے سب لئیق حسین فیاض ہم لونڈی غلام کے واسطے ہزار ہا ملازم قتل کرا دیے
مگر ہماری داد کو پہونچے لشکر لقا مین بھگا ڈالے چلتے چلتے کس لطف سے رخصت کیا ہی ایک ایک خلق و مروت
ملا شمیم نے کہا اب آپکے سبب سے ہم بھی اُن صاحبون کو دیکھینگے ملاقات ہونگی گلریز و نرگس تعریف خلق
و اخلاق صاحبقران کی کر رہے ہین شمیم نے فورًا سامان دعوت مہیا کیا طائفے بلائے سامان رقص و سرود
آراستہ ہوا گھڑی دو گھڑی تو اس ملعونہ نے دعوت سادہ کی جب دیکھا یہ سب کھانے پینے مین مصروف ہوے
کنیزون کو اشارہ کردیا شراب مین بیہوشی ملائی جام آغشتہ بدارو بیہوشی زن و شوہر کو پلائے پیتے ہی یہ
بیہوش ہوے کنیزون کو بھی گرفتار کرلیا ان دونون کی زبان مین سوزن دیا مسلسل و مطوق کیا اب جو زن و
شوہر کی آنکھ کھلی اپنے کو بلا مین مبتلا پایا شمیم نے آواز دی مین نے تمسے اُٹھنا مناسب نجانا اب تمکو خدمت افراسیاب
مین روانہ کرتی ہون شہنشاہ قتل کرینگے قلزم جادو اپنے سپہ سالار کو بارہ سو ساحران غدار ہمراہ کرکے

حکم دیا ان گنہگارون کو خدمت مین شہنشاہ کی لیجاؤ قلزم ملکہ نرگس گوہر دریاے حسن و خوبی و شاہزادہ گلریز نہنگ
دریاے جرات کو ذرا بہ بڑا لشکر قلعہ سے نکلا مگر جب ملکہ نرگس و گلریز اپنے قلعہ سے چلے تھے ملکہ سرخ مو کو عرضی
لکھ بھیجی تھی کہ ہم فلان تاریخ اپنے قلعہ سے روانہ ہونگے یہان لشکر اسلام مین آمد تاریک کا ملکہ ہو سکھوا اپنی ابھی
جان کی پڑی ہی ملکہ سرخ مو نے ایکدن ہلال سحر افگن سے کہا بہن مجھکو بڑا تردد ہی ہمشیرہ ہماری ملکہ نرگس
اور بہنوئی ہمارے شاہزادہ گلریز اپنے قلعہ سے روانہ ہوے لیکن یہان نہین پہونچے مقام اقتدار ہی آٹھ پہر
اُنہین کا انتظار ہی ہم چاہتے ہین اسوقت بدین مع عزیز و اقارب طلسم کشا پر نثار ہون شاید انیر راہ مین کوئی
افتاد تو نہین پڑی ملکہ ہلال نے فرمایا اس زمانے مین افتاد پڑنا کیا مشکل ہی کسی ساحر نے روک لیا ہو مگر بہتر ہے
ایک کنیز کو روانہ کرو اپنی آنکھون سے ملکہ نرگس کو دیکھ آوے مفصل خبر لاے ملکہ سرخ مو نے اسی وقت
ایک کنیز کو روانہ کیا وہ گئی اور واپس آئی عرض کی اہالیان قلعہ سے ثابت ہوا دو ہفتے گذرے اپنے قلعہ سے
کوچ کیا فلان منزل تک تو نشان معلوم ہوا ابھی شاید راہ مین کسی سے مقابلہ پڑا ادھر نشان نہین ملتا یہ حال سنکر
ملکہ سرخ مو بہت پریشان ہوئین بے اختیار رونے لگین ناگاہ خواجہ عمرو تشریف لاے پوچھا کیون خیر تو ہی
پریشان بہت ہو یہ ظاہر ہی کہ آجکل بلائین نازل ہین افراسیاب سامان دعوت تاریک سے مہلت پایگا
قیامتین برپا کریگا کوئی رنج تازہ پہونچا سرخ مو نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا ای شہنشاہ اوج عیاری
و مہ فلک طرفہ گردون غدار نئی مصیبت دکھاتا ہی انقلاب عجیب پہونچاتا ہی اب تو یہ کیفیت ہی شعر

ز شمع تحت خواہم ز مہر ہمگنان شرا
تازہ بتازہ تازہ ترے میرسد
خواہم کشم بہ کیسوے از مردمان عنان را دیگر
ہر دم از این باغ برے میرسد

ابھی خبر آئی ہی ملکہ نرگس بہن میری و شاہزادہ گلریز شوہر اسکا اپنے
قلعہ سے چلے راہ مین آکر غائب ہوگئے راہ مین کسی نے قید کر لیا افراسیاب آجکل یہان مصروف سامان
جنگ و جدال ہی جابجا عملداری مین خلل ہی اب مین کہان تلاش کرون اگر انیر کوئی حادثہ پڑا اور بہنے خبر
ملی یہ بھی مشکل ہی کہ قصر حیات متزلزل ہی ابھی تو افراسیاب سامان دعوت تاریک مین مصروف ہو
لڑائی اُس آدم خوار کی خوشی پر موقوف ہی اگر خلاف ہو تو مین جا کر بہن بہنوئی کو تلاش کرون خواجہ نے کہا
مین برق و جانسوز کو روانہ کرتا ہون مین خود اُنکی تلاش مین جاؤن سرخ مو نے کہا اسوقت مین آپکا لشکر سے
دم بھر جدا ہونا مناسب نہین ہی مین جابجا تلاش کرونگی اگر پتہ ملگیا فبہا ورنہ بہت جلد واپس آؤنگی یہ ذکر تھا
کہ مہر چالاک بن عمرو آیا کچھ ہنستا ہوا آنکھون مین آنسو بھی بھرے ہوے عرض کی قبلہ و کعبہ کیا عرض کرون

اسوقت غلام آپکا دربار افراسیاب مین گیا تھا کچھ جادوگر شکست خوردہ کوہ عقیق سے آئے انہون نے بیان کیا کوئی آپکا رفیق اور ایک شاہزادی والاقدر لشکر صاحبقران مین پہونچے وہان بڑی لڑائی پڑی کئی سردار افسر آہنگ فلک سیر جادو مارا گیا یہ تو شکست کھا کے چلے آئے وہ زن و شوہر وہین رہگئے عمرو نے کہا ای ملکہ شرخ مو معلوم ہوتا ہی کسی وجہ سے ملکہ نرگس و نگر یزنام بہ لشکر صاحبقران پہونچے یہ تو دریافت ہوا کہ وہان لڑائی پڑی ہیانکا ساحر مارا گیا اب اثنا راہ مین کوئی افتاد پڑی بیٹا چالاک بڑھکر خبر تو لا اپنے کو تابہ دربند جالندر یا پہونچا و ہمشیرہ ملکہ شرخ مو کی خبر لا و شرخ مو بہت پریشان ہین شرخ مو نے عرض کی اُستاد بال بال گنہگار کی فلک دربے آزار ہی مین پتا لگاکے آؤنگی چالاک نے کہا مجھکو جانے دیجیے عمرو رونے لگا کہا ای ملکہ آشنا عوض راز ہوا لشکر سے اپنے جدا ہوئے تمام لشکر اسلام سنکر یہی گھبرا گیا مین بھی متردد ہون فراق مین اپنے آقا نامدار کے یہ کیفیت بہم پہونچی ہی بمضمون اشعار اشعار

خفا کیطرح خلق سے عزلت گزین نہین
مین بن تمہارے ایسا جہان تم وہی نہین
تارا سا ہو رہا ہون مین نگین کی ہی رنگ ہے
پر اڑ کے جا پہونچتا کہین کہین نہین
گو اضطراب دلکو بیان کرتے ہم نہین

ہون اس طرح جدا نہین کہ گویا نہین ہمین
اُس در پہ شوق سجدہ سے فرش زمین ہمین
تا آسمان پہر ہو طرز ریزہ زمین ہو نہین
دیگر عمر نامہ اپنا صفحہ محشر سے کم نہین
ہر جا نگاہ ہو رگ بسمل سے کم نہین

مین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہو نہین
مانند سایہ سر سے قدم تک جبین ہو نہین
ہون طالع خیال رخ پر یہین میرے بال
ہی شور الغیاث سر پر قلم نہین

ایسے دو چار اشعار اپنے آقا کی یاد مین عمرو نے پڑھے کہ سب رونے لگے چالاک نے فوراً بانائے عیاری جسم پر آراستہ کیے عرض کی غلام کو بعنایت رخصت دیجیے انشاء اللہ انکو تلاش کرکے لاؤنگا ہرچند شرخ مو نے کہا چالاک ہمین جانے دو چالاک نے کہا مجھکو نہ فرمایئے یہ کہکر فوراً روانہ ہوا بعد جانے چالاک کے عمرو نے کہا ای ملکہ شرخ مو انصاف کرو ایک لاکھ چوراسی ہزار ایک بچونکا افسر ہی عیاری مین سب سے بہتر ہی صاحبقران میرے فرزندون کی تعریف کرتے ہین اسوقت اپنے بھائیون کو یاد کرکے بیقرار ہوا اس خواہش سے گیا ہی کہ خیر و عافیت تو سنی سنون یہ کہکر عمرو باہر نکلا تردد مین مصروف ہوا حال بیان کا تحریر ہوگا لیکن مہتر چالاک بن عمرو فی الحقیقت مشتاق خبر لشکر ظفر اثر خواہان حالات برادران نامور لشکر سے نکلا بھاگا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر آسنے دیکھا کہ دن قلیل باقی ہی ایک سائیس ایک مرکب کو تھامے ہوئے قریب درہ کوہ کھڑا ہی چالاک رنگ روغن عیاری کا لگاکر اک گنوار کی صورت بنکر سامنے سائیس کے آیا پوچھا بھائی مرکب یہ کسکا ہی سائیس نے کہا ہمارے

مالک شکار کھیلنے آئے ہین آہو زخم کھا کے درۂ کوہ مین آیا اسکو ڈھونڈھنے گئے ہین چالاک نے پوچھا تمھارے مالک کا نام کیا ہی سائیس نے کہا قلزم جادو نام ہی قیدیون کو لیکر در بند جالندریا سے چلے ہین خدمت افراسیاب مین جاتے ہین چالاک سمجھا حباب مارکر سائیس کو بیہوش کیا ٹانگ پکڑ کے اسکو لڑکنا رے ڈالدیا گھوڑا مقام کے گھوڑا ہورہا بعد تھوڑی دیر کے قلزم جادو اپنی موج مین آہو کی ٹانگ پکڑے ہوئے کھینچتا ہوا باہر آیا آہو کو شکار بند سے باندھا گھوڑے پر سوار ہوا چالاک نے رکاب پر ہاتھ رکھ لیا ساتھ ساتھ چلا تھوڑی دور بڑھ کے دیکھا بارگاہ استادہ ہی ابالیان فوج فرو کش ہین کنارے لشکر کے آکے اترا چالاک سے کہا گھوڑا لیجا کر تھان پر باندھو چالاک نے گھوڑا لیجا کر تھان پر باندھا ٹہلتا ہوا در بارگاہ پر آیا قلزم تو اندر بارگاہ کے ہی چالاک ٹہلنے لگا ایکطرف سے طبلے سارنگی کی آواز آئی چالاک نے دریافت کیا معلوم ہوا میان قلزم کی آشنا آبرو دار ہی محیط گا گا عندا بڑی نامی کسبی مجرا کرتی ہی چالاک بھی ٹہلتا ہوا آیا محیط کو جھک کر سلام کیا کہا صاحب ہم بھی ذرا ٹھیکہ چھیڑین بارہا سنا مین محیط ہنسنے لگی سائیس کو بچانتی ہو کہا او نگوڑے تو سائیسون کا کام جانتا ہی یا گانے بجانے مین بھی دخل ہی صرف تھان کا ٹرا ہی نگوڑا شکور کہنہ لنگ ہر وقت اپنی جان سے تنگ چالاک نے کہا بی محیط صاحب سائیسی علاوہ ہی ہمنے بھی گانا سیکھا ہی ہمارے گاؤن مین بڑے بڑے گانے والے رہتے ہین یہ کہکے طبلہ اپنے آگے ہٹایا پہلے تو کچھ اینڈے بینڈے ہاتھ مارے جب سب ہنسنے لگے تو چالاک نے پہلے تو سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجایا پھر ٹکڑے باندھنے لگا زبان سے بول بھی کہتا جاتا ہی اب تو سب دھاڑی تعریفین کرنے لگے کہا میان اپنا نام تو بتاؤ چالاک نے کہا پودینہ نام ہی محیط بہت ہنسی کہا میان پودینہ کوئی غزل بھی یاد ہی کہا حضور ہم شعر کہتے ہین ابھی ایک غزل کہی ہی سن لیجیے اب تو سب مشتاق ہوئے پودینہ نے غزل گائی غزل

آنکھیں مری تلووں سے وہ ملجائے تو اچھا
جو دل کہ ہو بے داغ وہ جلجائے تو اچھا
ہو تجھسے عیادت جو نہ بیمار کی اپنے
اژدر کوئی انسان کو نگل جائے تو اچھا
تاثیر محبت عجب اک حب کا عمل ہی
کانٹا سا کھٹکتا ہی نکل جائے تو اچھا
دل گر کے نظر سے تری اٹھنے کا نہین پھر
ہی حسرت پابوس نکل جائے تو اچھا
بیمار محبت نے لیا تیرے سنبھالا
لینے کو خبر اسکی اجل آئے تو اچھا
ہی گریہ نہ کہ میرے تن خشک کو غرقاب
لیکن یہ عمل یار پہ چل جائے تو اچھا
ہان کچھ تو ہو حاصل ثمر نخل محبت
گرنے سے پہلے ہی سنبھل جائے تو اچھا
جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر
لیکن وہ کہ سنبھالے سے سنبھل جائے تو اچھا
کھینچے دل انسان کو نہ وہ زلف سیہ فام
لکڑی کی طرح پانی مین گل جائے تو اچھا
فرقت سے تری تار نفس سینے سے میرے
یہ سینہ پھپھولون سے جو پھل جائے تو اچھا
وہ صبح کو آئے تو کرون باتون مین دو پہر

او چاہوں کروں ٹھوڑا سا جلا جائے تو ہم	اُوجل جائے جو دن بھی تو اسی طرح کرون شام	اور پھر کہون کہ آج سے کل جائے تو اچھا
جب کل ہو تو پھر وہی کہون کل کی طرح سے	گر آج کا دن بھی یونہین ٹل جائے تو اچھا	القصہ نہین چاہتا وہ جائے یہان سے
دل اُسکا یہین کچھ بہل جائے تو اچھا	ہی قطعہ رہ عشق میں ذوق ادب شرط	جون شمع تو اب یہین کے جل جائے تو اچھا

اس طرح اس غزل کو چالاک نے سر ملا ملا کے گایا سب آفرین کرنے لگے محیط نے کہا میان پودینہ تم تو خوب گاتے ہو یہ کمال کیونکر حاصل کیا کہا صاحب اُستادون کی برسون جوتیان اُٹھائین جب یہ باتین حاصل ہوئین یہ کہکر محیط نے اشارہ کیا مُٹھی سے نکال کے اشرفیان دکھائین محیط بھی پودینہ پر تجھ پڑتا ہی اس نگوڑے کی اشرفیان نہ لین تو کچھ کام کیا یہ نگوڑا کیا ہاتھ لگا سکے گا رعب مین رہجائیگا ہاتھ پکڑ کے کہا ارے پودینہ آج شکار کا حال بیان کر میان نے کئی شکار کیے یہ بھی سفتی ہوئی ساتھ ہوئی گوشہ مین اگر پودینہ نے پہلے اشرفیان نکالین کہا یہی محیط ہم بھی تمھارے حوض مین غوطہ لگالین گھوڑے کا دانہ کھالر یہ مہرین جمع کین محیط نے اشرفیان تو ہاتھ مروڑ کر چھین لین پے پٹکے دو طمانچے مارے کہا کیون نگوڑے مالک سے کہدون پودینہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا صاحب ہماری اشرفیان دیدو ہم کبھی ایسا ارادہ نہ کرینگے محیط نے کہا اچھا جا کل دیدینگے چالاک نے کہا اچھا صاحب یا مہری مہرین دو دیا وہ بات مان لو محیط نے کہا جا دور ہو ارے اس دریا مین بہت سے ڈوبے کوئی نہ ابھرا اچھا جا نہین مالک سے کہکے سزا دلوا دونگی چالاک نے اپنے پاس سے ایک بیڑہ پان کا نکالکر کہا اچھا لی بی میرے ہاتھ کا بیڑہ تو کھالو مہرین تمپر صدقے کین محیط نے بیڑہ کھایا کھاتے ہی لڑکھڑا کے گری اُسکو چالاک نے اُٹھا کر ایک صندوق مین بند کیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر محیط کی شکل بنکر باہر نکلا تائکہ نے پوچھا پودینہ کو کیا کیا چالاک نے کہا امی جان اُسکا ذکر نہ کرو اشرفیان مین نے لین آخر گردن مین ہاتھ دیا اشرفیان سبکے سامنے ڈالدین تائکہ خوش ہو گئی چالاک اُسکی شکل بنکر بیٹھا ہی اب فکر ہی کہ کچھ تدبیر کرون آج شکو قلزم کو دریا دکھاؤن غرق محیط بلا کرون کشتی ساحران ڈوبے ملکہ نرگس و گلریز کو گرداب آفت سے نکالون یکا یک بلا ہوا کہ قلزم جادو آتا ہو سنتے کہا آج نئی بات ہو کبھی قلزم نہ آتا تھا اتنا بڑا افسر اعلی کری باعث ہی چالاک گھبرایا کہا امی جان مین تو بھول گئی کیا کبھی خیمے مین ہمارے نہین آیا تائکہ نے کہا بیٹا تم بھول جاتی ہو جیسے تم نوکر ہو مین وہ اس خیمہ مین کبھی کا ہیکو آیا چالاک نے جلدی سے لوٹا اُٹھایا کہا مین پیشاب کر آؤن تم اُنکو بلا کے بٹھالو کہکے چالاک بیت الخلا مین گیا قلزم گھبرایا ہوا آتے ہی سب سے پوچھا محیط کہان ہین تائکہ نے کہا میان خیر تو ہی اسوقت تم گھبرائے ہوے کیون ہو لونڈی تمھاری پیشاب کو گئی ہی

کیا کچھ رات کو لڑکے آئی تھی مجھسے مفصل کہو قلزم نے کہا جلد اُنکو بلاؤ تم کیا جانو میری جان پر صدمہ ہی دیکھیے جان
کیونکر بچتی ہی چالاک نے یہ سب باتین سنی لوٹا پاخانہ مین رکھکر کود کے نکل گیا دوسری جانب سے ایک فقیر کی
صورت بنکے اُٹھ کھڑا ہوا سوال کرکے بیٹھ گیا یہان جب عرصہ ہوا قلزم نے کہا ارے جلد بلاؤ نائکہ کانپتی ہوئی
دوڑی اور نوچیان ساتھ مین اُنسے کہتی ہی محیط کی بدمزاجی نے مجھکو مارا رات کو لڑی ہوگی نازک مزاج ہی وہ
نوجوان تنخواہ الگ دیتا ہی گھر کا سارا خرچ اُسکے ذمے عید ہولی دیوالی وغیرہ مین جوڑے بنادیتا ہی آج سب ہی
غصے مین ہو ارے تم سب ملکر اُسکو سمجھانا بدصورت ہی تو بلاسے چار پیسے تو دیتا ہی ہم لوگ ذمیون کو راضی
کرکے چار پیسے لیتے ہین ایسی خدمت کرتے ہین گھروالون کو بھلا دیتے ہین قلزم نے جو دیکھا انکا قریب پانچ
کے گھڑی گھمر بھیر کر رہی ہی جھلا کر اُٹھا کہا ارے صاحب جلد محیط کو بلاؤ نائکہ نے کہا میان تمھارے آنے کی
خبر سنکے بڑلائی پیشاب کو چلی گئی ابھی آتی ہی قلزم نے کہا تم کیا جانو اپنی کہے جاتی ہو میری آبرو پہ بنی ہی پہلے
پاخانہ مین خود گھس گیا دیکھا خالی لوٹا رکھا ہی قلزم سر پیٹنے لگا کہا بڑی بی تمنے ایسی گھمر بھیر کی وہ سمجھ گیا دیکھیے
اب میری جان کیونکر بچتی ہی اے میری آشنا کہان ہو نائکہ نے کہا میان صاف صاف کہو قلزم نے کہا مین بارگاہ
مین بیٹھا تھا میرے پیر نے مجھکو خبر دی کہ عیار خیمے مین محیط کے پہونچا اُسکی صورت بنا بیٹھا ہی مین دوڑا کہ جاکے
اُسکو گرفتار کرون تنے عرصہ کیا وہ بھاگ گیا اب تو نائکہ بھی پیٹنے لگی نوچیان پچھاڑین کھاتی تھین یہ ہی ہماری
باجی ہان کہان گئین آپ کا سائیس پودینہ آیا تھا اُسی نے اچار بنایا پہلے چاشنی دکھائی طبلہ بجایا پھر الگ
بلاکے لیگیا ابھی تو وہ آکے بیٹھی تھین قلزم نے تلاش کیا دیکھا صندوق مین محیط بیہوش پڑی ہی اتنے
عرصہ مین سردار بھی قلزم کے آنے سے سنکے آ پہنچے کہا حضور عیار کو پکڑا اُسنے کہا صاحب وہ بڑا مکار ہی میرے
پہونچتے وہ نکل گیا آشنا کو میری صندوق مین بند کر دیا بڑی خیر ہوئی لیکن اب ہوشیار رہو محیط جو لگی گھرا
ہوئی کہا صاحب دیکھو وہ نگوڑا پودینہ مجھکو کیا کیا باتین کہتا تھا قلزم نے کہا ملکہ تصدق اُتارو جان تمھاری
بچ گئی اب دیکھیے مین تابہ لشکر افراسیاب کیونکر پہونچتا ہون وہ ابھی اسی لشکر مین موجود ہی رنڈی سے تاکید
کی خبردار یہان کوئی غیر نہ آنے پائے خوب سمجھا کے باہر نکلا چالاک فقیر بنا ہوا یہ سب کیفیت دیکھ رہا تھا جب قلزم
یہ سب انتظام کرکے طرف اپنی بارگاہ کے چلا لیکن ساتھ والون سے کہا میرا سائیس درہ کوہ مین بیہوش پڑا ہی
اُسکو جلد ہوشیار کرکے لاؤ چالاک یہ سنتے ہی بھاگا کہ جان پر کھیلے ہوئے دل سے کہتا ہوا کہ یہ ملعون بڑا ہوشیار
ہی یا تو اپنی جان دون یا ملکہ نرگس وغیرہ کو رہا کرون یہ سوچتا ہوا درہ کوہ مین آیا سائیس کو کنارے ڈالدیا

اپ اصلی شکل بنکر اس مقام پر لیٹ رہا قلزم کے لوگ آئے اسکو ہوشیار کیا چالاک اُٹھتے ہی رونے لگا کہتا ہوا
چلا حضور مین نے کیا خطا کی تھی جو مجھکو یہان ڈالدیا بیسنے کہا ارے تو کیا جانے عیار نے آکے تجھکو بیہوش کیا
تیری شکل بنکے مالک کی رنڈی کے خیمے مین پہونچا ہمارا آقا بڑا ہوشیار ہے فوراً خبر پا گیا وہ عیار نہ ملا چالاک
نے کہا حضور مین نوکری نہ کرونگا یہ باتین مجھکو نہ سکھائیے بڑھاپے یار دوست کوئی نہ تھا مین نے ہرن کو
گردن پر نہ لادا ای خطا پر مجھکو یہان ڈال گئے روتا پیٹتا سامنے قلزم کے آیا اور دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا
حضور میری تنخواہ بیباق کیجیے مین اپنے گھر جاؤن آپنے مجھکو درہ کوہ مین ڈالدیا کوئی جانور آتا مجھکو کھا لیتا
ابھی مین بنیا دھر بخار کے آیا ہون جورو نوجوان محلے والے بدمعاش خوشیان کرتے ہونگے کہ اچھا ہوا یود ینہ مرگیا
مین گاؤن مین جاکر کھیتی کرونگا نوکری مین جان کا خوف ہے قلزم نے کہا ارے سُن تو اسمین میری کیا خطا ہے
عیار بیہوش کرکے ڈال گیا میری ہی جان جاتی اگر مین جلدی نہ بیر نکرتا میری رنڈی کی شکل بن چکا تھا اتفاق
مین نے بیٹھے بیٹھے خیال کیا چالاک نے کہا حضور میرا کلیجہ جل رہا ہے جتنی دیر مین سویا بڑے بڑے خواب دیکھے
فوج لیکر بڑے بڑے وزیر آئے مجھکو تخت پر بٹھاتے تھے آپکے لوگون نے جاکر جگا دیا میری سلطنت مٹ گئی اب
کنارے چلیے تو مین مفصل حال آپسے کہون اب بھی میرے سامنے بڑے بڑے تماشے ہو رہے ہین لوگون نے
کہا بیہوشی کا نشہ ہے ایسی ایسی باتین کرتا ہے حضور ایکا پرانا نوکر ہے اسکو تسکین دیجیے قلزم نے ہاتھ پکڑ لیا تنہا خیمے
مین لایا کہا بیان کر کیا تجھکو معلوم ہوتا ہے کہا گوسیان سب خداوند آئے ہین مجھکو بلاتے ہین مین کہتا ہون مین نے
نجاؤنگا میری جورو کو پکڑنے جاتے ہین کالے کالے آدمی مجھے ڈراتے ہین قلزم ہنستا جاتا ہے اور کہتا ہے گھڑی
دو گھڑی مین تیرے ہوش درست ہو جائینگے کوئی نہ تجھکو گرفتار کریگا ہم گھر پر تیرے فوج روانہ کر دینگے تیری
جورو کی حفاظت کرینگے کوئی اُسکو نہ پکڑ سکیگا چالاک نے کہا نہین صاحب میرے گھر پر نہ کسی کو بھیجیے میری
جورو بڑی بدمزاج ہے سبکو گالیان دیگی اسی طرح کی باتین کرنے کرتے چالاک نے باتون مین مصروف کیا یکایک
گھبرا کر کہا دیکھیے کالے آدمی خیمے مین آگئے قلزم پلٹا چالاک نے حلقہ کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارا قلزم
بیہوش ہوا چالاک نے قلزم کی زبان مین سوزن دیا چٹائی مین لپیٹ کر اُسکو لٹرا کر دیا پٹی بیہوشی کی دماغ پر
چڑھادی آپ شکل قلزم تاج پہنکر باہر آیا بیسنے کہا حضور یود ینہ کو کیا کیا کہا اُسکو بیہوشی کا نشہ تھا مین نے سمجھا
کرکے اُسے سولا دیا ورنہ سر پٹک کر رہا تا مین ابھی فیصلہ کیے دیتا ہون قیدیون کو قتل کروا ڈالون فساد مٹ
جائے عیار لشکر مین آگیا ہے کسی اور صورت سے مجھ تک پہونچے گا جلد قیدیون کو لاؤ آپ اُچک کر تخت پر بیٹھا

مصاحب گرد شمن ہوئے داروغہ قید خانے کا گیا ملکہ نرگس وشاہزادہ گلریز کو دربار میں لایا زن وشوہر بغرا
اپنے حال زار پر رو رہے ہیں نرگس جادو کہتی ہے دیکھو صاحب کس لیے چلے تھے کیا کیا صدمات اٹھائے
لیکن معلوم ہوتا ہے ہماری خبر لشکر اسلام میں پہونچ گئی کوئی عیار آیا اُسنے عیاری کی اسی غصے میں قلزم نے
ہمیں تمھیں طلب کیا ہے ارادہ اسکا قتل کا ہے گلریز نے کہا جو مرضی خدا کیا چارہ ہے اپنی تو یہ کیفیت ہے اشعار

ہر دم دل خون گشتہ میں اک جوش جنون ہے
برگشتہ جو قسمت ہے سو بخت نگون ہے

جم آہ ہے سینے میں وہ فوارۂ خون ہے
قائم ہے بنا درد کی فریاد سے اپنے

پھر جاتی ہے سینے کو مرے آہ بھی اُلٹی
جو نالہ ہے ایوان محبت کا ستون ہے

اپنی حسرت و یاس لائق بیقراری کیفیت اپنی قابل اشکباری بخت رسا نے یہ رسائی کی صاحبقران کی قدمبوسی
نصیب ہوئی لیکن فلک نے اس بلا میں پھنسایا اب قلزم قتل کریگا ہمیں سب سے زیادہ صاحب تمھارا
غم ہے افسوس اس زمانے میں جاکر شریک لشکر اسلام ہوتے جان اپنی نثار کرتے تقدیر کو نہ منظور ہوا نہیں معلوم
ہم سے کیا قصور ہوا ایسے کلمات حسرت آیات زن وشوہر میں ہوتے ہوئے اپنی مصیبت پر روتے ہوئے
بارگاہ میں سامنے قلزم کے آئے قلزم نقلی نے دیکھتے ہی بقہر وغضب تمام آواز دی کیون اے نرگس وگلریز تمھارے
ساتھ افراسیاب نے کیا برائی کی کیون نرگس کبھی تجھکو شہنشاہ نے آنکھ دکھائی یون یکایک نگاہ پھیر لی ہے
بس بہتر یہ ہے سامری و جمشید کو سجدہ کرو ورنہ ابھی قتل کرونگا گلریز نے کہا او بیحیا مرنے سے کسے ڈرتا ہے
جسدن سے افراسیاب سے بگڑی اسیدن سے جان اپنی طلسم کشا پر نثار کی تجھسے جو ہوسکے قصور نہ کر مجھے
اطاعت کی امید نہ رکھ قلزم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا میں تمکو زندہ تا بہ افراسیاب لیجاتا لیکن فرزند عمرو نے
اگر مجھکو ستایا میری آشنا کو بیہوش کیا اب بھی میری فکر میں ہوگا میرا سحر مجھکو خبر دے رہا ہے میں تمھارا تو خاتمہ کردون
لیکے تخت سے اُٹھا کہا تمکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا سرداروں نے کہا آپ کیون تکلیف کرتے ہیں چالاک
نے کہا خبردار کوئی صاحب دخل نہ دو تلوار چمکاتا ہوا قریب نرگس آیا کہا دیکھو میں اک بات بتاتا ہون اگر
نہ مانوگی بہت پچھتاؤگی سر جھکاکے کان میں کہا اے ملکہ نرگس میں چالاک بن عمرو ہون نرگس حیران ہوگئی کہا کیا کہا
کیا چالاک نے گلریز تو حیران ہے کہ میری زوجہ سے کیا چپکے چپکے باتیں کرتا ہے یہ ہنسی کیون کچھ سحر نہ کرے لیکن
اک رفیق قلزم کا کسی کام کو اُس خیمہ میں گیا ہاتھ قلزم کا چٹائی سے باہر نکلا ہوا تھا اُسنے گھبرا کے چٹائی کو کھولا
دیکھا کہ ایک شہنشاہ اندر ایک باہر ایک کے دو بنگئے یہ کیا معرکہ ہوا دیکھا دماغ پر پٹی بیہوشی چڑھی ہے اور زیادہ گھبرایا
کہ یہ کس نے چڑھائی ڈرتے ڈرتے پٹی اتاری چھینٹا پانی کا دیا قلزم نے گھبرا کے آنکھ کھولی رفیق نے کہا

حضور یہ کیا سحر کی ہی آپکو کون چٹائی مین لپیٹ گیا آپکی شکل کا دوسرا آدمی تخت پر بیٹھا عدل کر رہا ہی قیدیون کو بلا کے
قتل کا حکم دیا چاہتا ہی قلزم نے کہا غضب ہوا ارے وہی عیار ہی مین نے بڑا دھوکا کھایا سائین بنکر وہی
آیا تھا خیمے مین اسباب سحر لیکر چلا چالاک نرگس سے باتین کرتا ہی گلریز پر بھی اپنا حال ظاہر کیا زن و
شوہر کو اپنی عیاری سے ماہر کیا لیکن کہتا ہی شکو شراب مین بیہوشی پلا کے بیہوش کرون لشکر بیت اللہ نرگس
لیتی ہی ای مہتر واللہ گھر ہم اہالیان فوج سے سمجھ لینگے گھوڑے شکست دینگے چالاک کو خیال ہی ایسا نہوای
کوئی زخم پہونچے ملکہ سرخ مو پریشان ہونگی یکایک اندر سے خیمے کے نعرہ ہوا باش او عیار مکار ستم قلزم جادو
چالاک نے پلٹ کے قلزم کو دیکھا نرگس و گلریز کی زبان سے سوزن لیا اور پلٹ کے دربار والون سے
کہا ارے یارون اسکو لینا اسکا کلیجہ تو دیکھو مابدولت کی شکل بنکر آیا ہی رفیقون نے اسباب سحر ہاتھ مین لیے جنگ
قلزم اصلی چھپٹے اُن سبھون نے گولے نارنج ترنج قلزم جادو پر مارے قلزم پر شعلے آگ کے گرے یہ
گالیان دیتا ہی اور نامردو کیا کرتے ہو وہ عیار ہی اسکو پکڑ لو مین تمہارا بادشاہ قلزم جادو ہون چالاک
اپنی کہے جاتا ہی ارے یارو اسے مار لو میری شکل بنکر بارگاہ مین گھس آیا جتنے ساحر بارگاہ مین تھے سب قلزم
اصلی پر ٹوٹ پڑے کسی نے قریب جاکر ہاتھ تلوار کا مارا کسی نے دور سے تیر سحر کمان مین پیوست کیا خطا کا رکو
نشانہ بنایا کسی نے ماش کے دانے پھینکے قلزم اگر ساحر زبردست نہوتا ٹکڑے ٹکڑے اُڑ جاتا زخم تو دو تین کھائے
دو چار ساحرون کو مار اسکو چیرے پھینکدیا مثل برق چمک کر بلند ہوا اس عرصے مین نرگس و گلریز بھی اُٹھ کے
چمک چمک کے گرنے لگے چالاک تو علیحدہ ہوا جب قلزم نے دو تین زخم کھائے دس مصاحب اپنے
قتل کیے اور چالاک غائب بھی ہوا جتنے ساحرون مین مل گیا اب جتنے جانا کہ ہمارا مالک یہی ہو اتنے عرصے مین
نرگس و گلریز بھی لڑتے ہوے بارگاہ سے باہر نکلے ملکہ نرگس نے بڑھکر اپنی کنیزون کو بھی رہا کیا اُٹھتے
اُن سبنے بھی سحر کیے اب قلزم نے ساحرون کو آواز دی چہار جانب سے گلریز و نرگس پر یلغار ہوا لیکن
نرگس نے سیکڑون کو اشارہ زمین مارا جسپر نگاہ ڈالدی دیوانہ ہو گیا نرگس کا بیمار ہوا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا **نظم**

اگر جان خدا لے کر وعدہ وفا ہوتا	مرنا ہی مقرر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا	ایک ایک دم سو سو ہی ہی جذب اسکا
کیونکر لب قاصد سے پیغام ادا ہوتا	اچھی ہوئی وفا مجھسے جلتے ہین جلین دشمن	تم آج ہوا مجھ جور و جفا ہوتا
جنت کی ہوس نا غلط بیجا ہو کہ عاشق ہون	ہان سیر مین جی لگتا گر دل نہ لگا ہوتا	اس لطف کی حسرت پر کیا جانتی الفت
کب ہمکو فلک دیتا گر غم مین مرا ہوتا	ہی صلح عدو بے خطا تھی جنگ غلط فہمی	جیتا ہی تو آفت ہی مرتا تو بلا ہوتا

ہوتا تھا وصال اک شب قسمت میں جاے کو
جب میں نہوا اپنا وہ کیونکہ مرا ہوتا
اچھی مری بدنامی اچھی بات تری رسوائی
ناخن جو نہ بڑھ جاتے تو عقدہ نہ وا ہوتا

تو مجھ سے خفا ہوتا میں تجھ سے خفا ہوتا
اس بخت پہ کوشش سے تھکنے کے سوا حاصل
گر چھوڑ نہ دیتا میں پامال جفا ہوتا
ہم بندگی بت سے ہوتے نہ کبھی کافر

ہر بیخودی دائم کیا شکوہ تغافل کا
گر چارۂ غم کرتا رنج اور سوا ہوتا
دیوانے کے ہاتھ آیا کب بند قبا اسکا
ہر جائے گری مومن موجود خدا ہوتا

بعضے اس بیقراری میں گریبان چاک منھ پہ خاک مبہوت بیباک پکارتے پھرتے ہیں نظم

عارض میں تمھارے کیا صفا ہی
وہ تیغ نگہ کا پرتلا ہی
دو لاکھ فریب حضرت عشق
نقشہ کف پاے یار کا ہی
مارا ہی دکھاکے دست رنگین
دل روز دعا میں مانگتا ہی
جوبن پہ ہیں ابھو نار پستان
بندے کا بھی ای بت خدا ہی
رونے میں ہیں یاد دانت اسکے
وہ بت اک قدرت خدا ہی

منھ آئینہ اپنا دیکھتا ہی
بیمار جو تیری چشم کا ہی
بندہ نہ کیے گا بت خدا ہی
گردش میں ہی چشم زیر ابرو
شاہد مرے خون کی حنا ہی
کانٹوں سے یہ کہ رہی ہی لیلی
نخل قد یار کا بھلا ہی
کرتی نہیں کیوں سفر مری روح
ہر گوہر اشک بے بہا ہی

دنبالہ جو سرمہ کا بنا ہی
نرگس پہ کب آنکھ ڈالتا ہی
لب کہتے ہیں جسکو ماہ کامل
کیا غنچہ چرخ پر چڑھا ہی
پھر آئے بہار پھر ہو وحشت
مجنون مرا برہنہ پا ہی
بیوہ جو پھر گئے ہو پھر جاؤ
کیا بند عدم کا راستا ہی
وصف اسکا قلق ہو کس زبان سے

گلریز جادو نے دیکھا کہ ملکہ نرگس جادو نے سیکڑوں کو گھیر لیا ہی کوئی دیوانے غل مچانے لگے زنجیریں ہلانے لگے یہ جوان طرف قلزم کے اڑتا پھرتا چلا چالاک بھی حقہ بازی آتشبازی مار رہا ہی ساحروں کو للکار رہا ہی کبھی کسی کے سحر میں پھنس جاتا ہی ملکہ نرگس اپنے کو نورا یہو بچاتی ہی چالاک کو بچاتی ہی عیاری پر اسکی ناز ہی کیا کارنمایاں ہوا حقیقت میں یہ عیار ہر مقام پر اپنی جان دیتے ہیں اگر انکا قدم بھی تھمتا ہو شربا میں دشوار تھا زخم کھاتی ہی مگر چالاک کو بچاتی ہی گلریز قریب قلزم کے پہونچا لاکہ اوناموہی میں آپہونچا اب کہاں بچ کے جائیگا انشاءاللہ کبھی اس تسمیم سے بھی سمجھیں گے تسمیم کے دماغ میں گھر لشکر بھرا ہی مکارہ کو معلوم ہو گا انشاءاللہ چند روز میں طلسم ہوشربا معدوم ہو گا بادشاہ اسلام کے ٹڈے کے جیسے امیر کا بھی داخلہ ہوا چاہتا ہی کہاں کنیزوں پر جاتا ہی جسے آنکھ چار کرو ان عالم پر وار کر قلزم کا دریائے غیرت جوش میں آیا جنگ سے کنارہ نہ کیا اتنا خوب جانتا ہی اب زندگی حباب دریا ہی جوش جرات میں گلریز نے

آگئیں سحر چلنے لگا دونوں نے دریا دلی دکھائی قلزم بھی جان کر رہا ہو دل سے۔ کہتا ہے بموجب مثل چون آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست یہ سجلہ سحر کرتا ہوا قریب گلریز پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا گلریز نے سپر سحر کو گردش دی تاریکی پیدا ہوئی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا اُس حال میں گلریز نے تیغہ سحر مارا قلزم گھبرا گیا سپر سحر تک نہ اُٹھا سکا گلریز کا ہاتھ پڑا قلزم کا بھنڈارا کھل گیا غرق دریاے عدم ہوا آوازیں مہیب آنے لگیں قلزم کے مرنے سے سیکڑوں چشمے خشک ہوگئے پناہ بالائی دشوار تھی بیروں کو جوش خروش تمام ساحر خاموش آواز آئی کہ نیمی مرا نام مین قلزم جادو وا فسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم گلریز قلزم کو مار کر ساحروں کی جانب چڑھا ہزاروں بیچارے مارے گئے ہزاروں جان بچا کر بھاگے ہزاروں نے چادر ہلائی الامان الامان کی صدا بلند ہوئی کوئی بیتاب ہو کر پکارا ہم دین طلسم کشا قبول کرتے ہیں سعادت دارین حاصل کرتے ہیں گلریز و نرگس نے ہاتھ روکا کئی ہزار ساحر مطیع الاسلام ہوے چالاک بن عمرو کو گلریز نے گلے لگایا پوچھا اے بہتر والا اے قوت بازوے خواجہ عمرو آپ کو کیونکر معلوم ہوا چالاک نے سب کیفیت بیان کی لیکن بیتاب ہو کے پوچھا حال صاحبقران جہان و سرداران لشکر و کیفیت عیاران نامور جلد بیان فرمائیے دل مشتاق ہے ملکہ نرگس نے ہنس کر کہا لشکر اسلام کے عیاروں کا کیا پوچھنا سامنے لقا کے اُسکو چھڑایا قید سے اپنی جان کا بالکل خوف نہ کیا جرأت و جوانمردی بہت ظاہر ہو کر ساحر و غیر ساحر سے لڑے خوب معرکہ پڑے خدا سلامت رکھے خود صاحبقران اگر شریک ہوے کل سردار ہماری مدد کو آئے بڑے کھیت پڑے ماشاء اللہ ہمارے واسطے جانباز و سرفروش کیا کیا لڑے دو روز ہم صاحبقران کے مہمان رہے سب مہ جبینوں نے واسطے خواجہ عمرو کے نامے و پیام دیے ہیں انشاء اللہ اب جلد تشکیش کرینگے دامن مراد گل آرزو سے بھرینگے چالاک نے کہا آجکل لشکر میں قیامت برپا ہے دیکھیں تاریک کیا اندھیر کرتی ہے ہم رخصت ہوتے ہیں نرگس و گلریز نے عرض کی انشاء اللہ ہم بھی آ پہونچتے ہیں ایک ایک لمحہ ہمکو ناگوار ہے ہمشیرہ صاحبہ کا انتظار ہے غرض اسی وقت لشکر تیار کیا چالاک رخصت ہو کر روانہ ہو گیا ملکہ نرگس جادو و شاہزادہ گلریز خوش خوش لشکر ظفر اثر تیار کر کے طرف لشکر مہرخ کے روانہ ہوے اُنکو تو راہ میں چھوڑو

دو کلمہ داستان مصیبت خیز و حسرت انگیز طبل جنگی بجوانا ملکہ تاریک مشعل کش کا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ای بادہ جام تشنہ دانی | وی جام شراب مہربانی | ای منبع عزیز می نوشش

وہ بے ستی و نشۂ مے ہوش
گھٹی مین جو انکی پڑی ہی
پستانِ زچہ کباب انھین ہی
ہین شیرِ زچہ کی طرح پرجوش
مستی سے ہین لوٹتے سرِ خاک
ہی طفلکِ شیر خوار ہر گل
گلشن کی تری ہی شیرِ پستان
بوجوم رہی ہی پھول کے گال
طفلِ گل کو ہنسا رہے ہین
غنچہ جو مچلتا ہی چٹک کے
کر دے گی شراب ناب نیکی
دنیا مین جو آگئے عدم سے
آغوش کے پالنے مین جھولے
جاے مین ہر ایک شخص پھولا
خیرات کے در کا قفل ٹوٹا
اس ذکر مین کیا ہو مو شگافی
آغوشِ سخن لبِ قلم ہی
آغوشِ کرم مین جی رہے ہین
گر ہی بھی تو گود مین مچلنا
دل ہی غمِ دنیوی سے روٹھا
ہر آنکھ ہی معدنِ معالی
واقف نہ ملال سے نہ غم سے
چلاؤ تو چپ رہین جھجک کے

طفلی کا نگاہ مین سمان ہی
مدہوشی سے کام ہر گھڑی ہی
شکل انکی ہی سائلِ مے لال
بچون کی طرح نہین ذرا ہوش
باغون مین بھی ہی بہارِ طفلی
صدقے مین اتر رہی ہی بلبل
پھولون کو صبا کھلا رہی ہی
شبنم جسے کہتے ہین وہ ہی رال
پتے ہین نظیرِ دستِ مادر
برگ اسکو سُلاتا ہی تھپک کے
لا طفلکِ جام کو کھلا لون
مٹی کی حنا لگی قدم سے
مادر کو لقب دیا زچا کا
ہر سو ہوا غل بجے جھنڈولا
ہر وقت رہے خوشی کے جلسے
تھا صرف اقتدار اشنا کافی
اب اور ہی کچھ ادھیڑ بن ہی
لیٹے ہوے دودھ پی رہے ہین
مشتاق ہین دودھ ڈالنے مین
مرغوب ہی چوسنا انگوٹھا
مٹی کو سمجھتے ہین بچھونا
کچھ خوف نہ اژدہے کا غم سے
خوش ہوگئے جب بجائی تالی

ہر رند پہ طفل کا گمان ہی
شیرِ مادر شرابِ انگبین ہی
ٹپکی پڑتی ہی جام پر رال
اطفال کی طرح ہوے مبارک
نخلون مین پھلا ہی بارِ طفلی
ہی شاخِ شجر نظیرِ پستان
آغوشِ شجر بلا رہی ہی
غنچے جھنکی بجا رہے ہین
آنچل ہی گلون کو سر کی چادر
لکھنا ہی بہار بچپنے کی
قلقل سے سنو صداے غون غون
مشہور جہان ہوے جھڑولے
دل خوش کیا باپ کا چچا کا
لوگون نے زرِ مراد لوٹا
بڑھکر ہوے جشن آج کل سے
طفلی کی بہار اب رقم ہی
کھلتا نہین کس مزے کی دھن ہی
اٹھنا ہی نہ بیٹھنا نہ چلنا
لیٹے ہین مزے سے پالنے مین
ہی درج دہن گہر سے خالی
توڑا جو کری ملا کھلونا
سو مین جو سلاے تھپک کے
شرماے اگر زبان نکالی

جس نے لیا گود مین اٹھایا
چوما چپاتا گلے لگایا
مچلے جو کبھی زمین پکڑ کے
رونے لگے ایڑیان رگڑ کے
مان نقد نگاہ وارتی ہی
پیارا رکھکر پکارتی ہی
سن پا کے جو گھٹنیون چلے ہین
پھل نخل مراد مین لگے ہین
ہین دانت انار کے سے دانے
منھ موتیون سے بھرا خدا نے
تتلا کے جو بات کر رہے ہین
مینا کو بھی مات کر رہے ہین
بن بن کے بگڑتے ہین گھروندے
سبزے جو کہین ملے وہ روندے
پروا نہین دھوپ اگر کڑی ہی
جب دیکھیے کھیل کی پڑی ہی
پڑھنے لکھنے کا جب سن آیا
آغاز کتاب کا دن آیا
آنکھین ہین لڑی ہوی سبق سے
صفحے سے سطور سے ورق سے
استاد کے رعب و داب مین ہین
معصوم غم عتاب مین ہین
ہجون کے سمجھتے ہین مطالب
ہی خوف ادیب دل پہ غالب
بڑھنے لگی حافظے کی طاقت
ہونے لگے صاحب لیاقت
پانے لگے خلعت معلم
ہونے لگی بزم جہل برہم
سب بھولے وہ بچپنے کے اشغال
محنت کا ہوا نصیب جنجال
نازل ہوئین سب بلائین سر پر
صدمہ ہوا فکر کا جگر پر
دل ارزوے ہوس نے گھیرا
ہر وقت کے پیش و پس نے گھیرا
پھانسا خلش و رنج دنیوی نے
تاکا گردون کی کج روی نے
شادی نے لیک کے ہاتھ پکڑا
مان باپ نے بیڑیون مین جکڑا
دنیا کا بلند و پست سمجھے
نصرت سمجھے شکست سمجھے
واقف ہوے درد اہل غم سے
آگہ ہوے کاہش و الم سے
وہ کھیل نہ ہین نہ وہ کھلونے
نرغا کیا ایک دل پہ سو نے
سب بھول گئے سیانے ہو کر
ہوش آیا لڑکپن اپنا کھو کر
پچھتاتے ہین سب اسے گنوا کر
روتے ہین سب اسکو عمر پا کر
راحت کا نچوڑ بس یہی ہی
آرام کا توڑ بس یہی ہی
یہ جامۂ عیش ہی سراپا
انجام حیات ہی بڑھاپا
یہ عیش و نشاط کی ہی بانی
باقی فساد ہی جوانی
وہ موت بشر حیات یہ ہی
وہ غم کی خوشی کی رات گزری
ای ساقی جم حشم دل آرام
دے بادۂ لالہ گون کا اک جام
طفلی کی سنا چکے کہانی
ہی جوش پہ موسم جوانی
اب رنج و الم کا سامنا ہی
کیا رنگ فلک دکھا رہا ہی
ساقی کی نگہ سے آج ڈر ہی
میخانے مین کچ شور و شر ہی
رندون پہ بلا نئی ہی آئی
ای پیر مغان تری دہائی
ساقی کی نگاہ پھر گئی ہی
میخوارون کی جان پر بنی ہی
ذکر تاریک رو سیہ ہی

یہ منزلِ سخت ہو کہین طے
اب فکر ہی جوشِ بحرِ غم ہی

لکھنا ہی قشم بلا کا مضمون
مضمون مصیبت و الم ہی

تاریک ہی صاف قصر مضمون
رہروان جادۂ مصیبت و الم و طے

کنندگان منازل رنج و غم باپاے آبلہ دار اِس صحراے پر بلاے مضامین حسرت آگین کو یون طے کرتے ہین شعر

جو ہین فشانِ بلاغت نشان
وہ لکھتے ہین اِسطرح یہ داستان

سابق مین تحریر ہوا کہ تاریک

نے بزورِ نقش جمشیدی کوکب و برجمین کو بلا یا نورافشان نے روکا دو پتلے بناکر بھیجدیے تاریک
یہ معرکہ دیکھکر بہت جلالی میدان مین آکر مثمرے اسقدر دھوان چھوڑا کہ قصر بنکر تیار ہوا اسمین داخل ہوگئی
دو پتلے در روانے پر واسطے چوکی پہرے کے مقرر کیے اندر بیٹھکر شراب پینے لگی مقرری خوراک کے آدمی
افراسیاب نے بھیجے تاریک نے حکم دیا کہ طبلِ جنگی بجے افراسیاب نے اُسوقت نقارۂ زری بجوایا
لشکر کفار مین ہنگامہ ہوا کل تاریک شکل کش مقابلہ کریگی یہان بارگاہ ملکہ مہرخ مین سب سردار جمع
ہین ناگاہ لیلاے شب نے موے مشکین کھولے چادرِ ظلمانی نے تمام عالم کو گھیر لیا ضیاے مہرتابان معدوم
ہوئی چہار جانب تاریکی معلوم ہوئی شب ہولناک ہرسمت اندھیر الشکر غم و الم نے گھیر الملکہ مہرخ حیران
و پریشان سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین ذکر لشکر افراسیاب و تاریک خانہ خراب ہو رہا ہو کہ جو سپاہ
لشکر اسلام حیران و مضطر و ناکام آکر حاضر ہوے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجالاے مسدس

شفق گلگون ہو جبتک سحر کے روے نیلو کو
ثریا نورتن تا لگشان کی ہوے بازو کو

کرے آراستہ تا شام رنگی موے گیسو کو
کرے دیکھے سے تا قوس قزح سبز اپنی ابرو کو

لبِ پان خوردہ دشمن کے لہو سے تیرا خنجر ہو
سر بدخواہ فندق تیری انگشت سنان پر ہو

شہریارِ عالم کی عمر دراز ہو دشمن مبتلاے محبس سوز و گداز ہو واضح ہو کہ تاریک ملعونہ نے طبلِ جنگی بجوادیا کل
اُسکا ارادہ ہی کہ کل کو مقابلہ کرے افراسیاب مصروف عیش و نشاط ہی خوشیان ہین کہ کل اہل اسلام کو قتل کرو
ملکہ مہرخ نے بلا تکلف حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید سبحانی طبلِ جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل
و کاتب قسمت نے ہمارے مقدر مین تحریر کیا دہی پیش آئی ہی یہان بھی نقارۂ رزمی کڑکڑادیا اشعار

بزد طبل زن آنچنان طبل زن
ہو مین دین اودین اودین او

کرو تربیت نہیت کفن
تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ کل تاریک میدان کارزار مین آئیگی سارے

دہل زن دہل زن کہ تحسین او

لشکر مین تلاطم ہر سمت ہنگامہ شب ہولناک ہوے لیلائے شب کھلے ہوے ہر سمت تاریکی اندھیرا اشعار

سیاہی وہ اُس رات کی ہولناک
کہ جسکے نہ باقی رہے عقل وہوش
کوئی جان دینے پہ آمادہ تھا
مصیبت مین تھے سب وہ راحت پسند
کہین سُرخ مو بال کھولے ہوے
مشوش نہ ایسے ہوے [illegible] الم
مصیبت تھی سردارِ لشکر کو غم

گریبان مہتاب تھا چاک چاک
اندھیرا ہر اک سمت تھا آشکار
کوئی مثل تصویر استادہ تھا
یہ کہتے تھے الجھ کے مرجائنگے
پریشان و مضطر غم و رنج سے
ہوا باغبان کا بھی پژمردہ دل
نہ راحت نہ عشرت نہ وہ انتظام

ہوا فوج اسلام مین غم کا جوش
دلون پر غم و رنج کا تھا غبار
کوئی اشکبار اور کوئی دردمند
مرینگے وہ بے نام کر جائنگے
شکیل دلاور کو تھا رنج و غم
بہار اُس چمن مین تھی افسردہ دل
ہزارہا خوف جان سے بھاگے

جاتے ہین بہ خوف تاریک سے قلب تھرّاتے ہین کوئی فرزند کو گلے لگا کر کہتا ہو اے نور نظر مین پیر زمین گیر ہون تجھسے میرا نام روشن ہوگا بیٹا لشکر سے نکل جا تیری زندگی سے ہمارا نام روشن رہیگا یہان جانا بدعت ہوگا باپ نے بجوش محبت یہ کہا فرزند نے بجرأت جواب دیا اے والد نامدار بڑے افسوس کی جا ہی نمک ملکہ مہرخ کھایا آرام و چین پایا ہم ایسے حقیرون کا مرتبہ بڑھایا سپاہی تھے افسر بنایا اسوقت مین انکو چھوڑین مصیبت مین منہ موڑین جان جائیگی قضا سا تھ ہی ہمارا گریبان اُسکا ہاتھ ہی کوئی نہ ہمیشہ جیا ہی نہ جیے گا اگر چارپائی پر پڑ کر مرے کیا مزا ملا عمر بھر بدنام رہے بعد مرگ نمک حرام کہلائے وہان بھی قادر مطلق پوچھے گا سوال و جواب مین عاجز رہینگے محبس مصیبت ملک عدم ہوگا مقام خاص جہنم ہوگا باپ نے خوش ہو کے بیٹے کو گلے لگایا فرمایا مرحبا صد مرحبا مین تیرا امتحان کرتا تھا بیٹا سپاہی نام پر مرتے ہین عدالت رب اکبر سے ڈرتے ہین مردون مین یہ چرچے نامردون کو بھاگنے کی فکر ہی ہر مقام پر یہی ذکر ہی تاریک صبح کو اندھیر مچائیگی ایک ایک کو کھا جائیگی نکل چلو کہین اور نوکری کرینگے کون بدنام کرے گا کہدینگے افسر سے نہ بنی اگر برا جانتے ہو جیسے نہ لوگ دس برا کہینگے دو کہین گے اچھا کیا خوب کیا جان بچائی مرنے سے کیا فائدہ جو مارے گئے انکو کیا فخر حاصل ہوا ملکہ مہرخ نے انکے گھر والون کو کیا نہال کر دیا بڑا کمال یہ ہوا دس پانچ روپیہ مہینا خون بہا مین مقرر ہوا جب ہم مرے اہل و عیال بھوکون مرین یا فاقے کرین اپنی جان تنگ سارا افزا ہی شکوہ شکایت کسیکا بیجا ہی لشکر اسلام مین جا بجا یہ ہنگامہ کہین شور کہین غل کہین تیاری جنگ کوئی جان سے تنگ کوئی آمادہ حرب و پیکار کوئی مضطر و بیقرار لشکر افراسیاب مین غلغلہ ہی کل ہالیان لشکر مہرخ قتل ہونگے ہم

مال و اسباب لوٹینگے اِن لوگون نے بڑے مال جمع کیے شہرون سے خراج آتے ہین ایک ایک غنی ہو جائے گا کہین شادی کہین غم کہین عیش کہین الم دونون لشکرون مین ہنگامہ عظیم ایک جانب بجا دے بجتے ہین ایک سمت ہوم خانے آراستہ کوئی اپنے پیدا کرنے والے کی مدد کا طالب کسیکو نام سامری جمشید پر ناز حق و باطل کا سامنا ہو رہا ہے

ہوا مرغِ شب جب الم سے ہلاک
برآمد ہوا شرق سے یک بیک
گلشنِ دہر ہو اُداس اُداس
دل پہ ہو ابر حسرت و حرمان
کفِ افسوس برگ ملتے ہین

سحر کا گریبان ہوا چاک چاک
رخ افلاک پُر کدورت ہین
عالمِ حزن اور حسرت و یاس
نخلِ ماتم کی طرح نخل چمن
آتش رنج و غم سے جلتے ہین

دیگر

ملے خاک غم منھ پہ مہرِ فلک
انجم سب مائلِ مصیبت ہین
ہی ہر اک وحش و طیر نالہ کنان
غمکدہ ہی بنا ہر اک گلشن
صبا خاک اُڑا رہی ہی جھوکون سے

ہوا کے رونے کی صدا آ رہی ہی سبزہ مائل پامالی لالے کے چہرے پر غصے سے لالی موے سنبل پریشان چشم نرگس اشک فشان سرو چمن کو سکتا خوف تبر سے لرزان چشمے اُبل رہے ہین درختون پر آرے غم و الم کے چل رہے ہین عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی بھولین پہلوے گل ترک کیا گریہ و زاری مین مصروف طائرون کو رنج و مصیبت کا وقوف قمری کو کو سے ہوش اُڑتے ہین سرو و شمشاد اکڑنا بھولے صحرا اُکا اس پہاڑ تھرا رہے ہین سنگدلون کو بھی غش آ رہے ہین ناگاہ **افراسیاب** مثل فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا پوجا پاٹ کر کے باہر آیا حیرت تخت سوار ہوئی لشکر ساحران غدار تیار ہو کر حاضر ہوا نوبت نقارے بجاتا ہوا **افراسیاب** طرف میدان کارزار کے چلا یہ تو تحریر کر چکا ہون کہ لشکر سے الگ ملکہ مہرخ نے ایک خیمے مین **اسد و مہ جبین** کو چھپا دیا چند ساحر وہان مقرر کیے ضرغام شیر دل کو برائے حفاظت مقرر کیا دیدہ دولت ملکہ مہرخ پر ملکہ بہار و نافرمان وغیرہ آ کر ٹھہری ہین انتظار آمد شاہنشاہی مرحبا سے پوچھ رہے ہین برآمد ہونے مین ہمارے بادشاہ عالیوقار ملکہ مہرخ نامدار کے کیا عرصہ ہی کنیزین عرض کرتی ہین ملکہ عالم برآمد ہوا چاہتی ہین لیکا یک پردۂ زنبوری کھنچا غرّاٹے کی آواز ہوئی دیکھا سب نے ملکہ مہرخ اُداس چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئین نہایت حیران و پریشان ظاہر ہین اطمینان سب سے پہلے بڑھ کر ملکہ بہار نے سلام کیا باغبان نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ مہرخ ہوے **کاکل کشا** سلطنت آئین ہلال سحر افگن بڑھی اُسیوقت ملکہ نرگس و شاہزادہ گلریز آ کر پہونچے مجرے سے مشرف ہوے خواجہ عمرو نے دوڑ کر ملکہ نرگس کو گلے سے لگا لیا ملکہ نرگس نے جھولی سے نامہ صاحبقران زمان کا نکالا خواجہ عمرو کے ہاتھ مین دیا سب سردار اُسی مقام پر ٹھم گئے کہا خواجہ نامہ

صاحبقران زبان باواز بلند پڑھیے ہم سب مشتاق ہین عمرو نے اُس مکتوب غم والم کو کھولا صاحبقران
کی طرف سے مرقوم تھا ای ساحران نامی و ای سرفروشان گرامی تم سب نے میرے نواسے اسد نامدار و عمرو عیار
کا ساتھ دیا مین تم سب کا ممنون و مشکور ہون تمھارے پاس آنے مین مجبور ہون لیکن فراق فرزند نور عین
راحت جان شاہزادہ بدیع الزمان مین اب بہت بیقرار ہون جو ساحر یہان برائے مدد لقا آئے تھے اُنکی
زبانی سنا کہ آپ لوگ بڑی بلا مین مبتلا ہین کوئی ساحرہ تاریک فکل کش آئی ہی بلائے مجرہ دوم کہلاتی ہی
بندگان خدا کو چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہی اُسکی بدعت سے خدا آپ سب صاحبون کو بچائے خواجہ عمرو کو لکھا تھا
برادر بجان برابر ای یار شاطر ای محب باطن و ظاہر ای افسر خیرخواہان ای معین و مددگار لشکر مسلمانان ای تاج
سر حمزہ عرب ای نمک خوار با ادب ای مونس و غمگسار ای سرفروش و جان نثار حمزہ پر تیری جدائی اب
بہت شاق ہی دل ملاقات مسرت آیات کا بہت مشتاق ہی ہمنے سنا تمھارے اوپر نزول بلا ہی یعنے تاریک
ملعونہ کوئی بد بلا ہی خدا اُسکی بدعت سے تم سب کو نجات دے اب ہمسے ملنے کی تدبیر کرو ہمپر بھی یہان ہنگامہ ہی
کفار کا چہار جانب سے بلوہ ہی بڑے بڑے ساحر آتے ہین اپنے اپنے شعبدے دکھاتے ہین تمھارے فرزندون
نے خوب نام کیے بڑے بڑے کام کیے جادوگر جنکے مارے اگر کل کیفیت لکھین خط تمام ہو یہ چند اشعار
کہ بار موافق ہمارے حال مصیبت مال کے ہین نظم

زادم کہ در جلوهٔ صیاد در قفس
درین ہر دو این اسیر شد آزاد در قفس
نکشود کس بہ سلسلہ ام چشم در چمن
از بلبلان شنیدن فریاد در قفس
سود اشنیده ام کہ بعہد بہار ہم
آزاد گشت بلبل و صیاد در قفس

نے گل بخاطرم نہ چمن یاد در قفس
گل را نمی شناسم و نی رو شناس گل
از بیضہ تا بر زدن شد و افتاد در قفس
تیر است از برائے دل درد آشنا
روزے عجیب حادثہ رو داد در قفس

شادی نہ از بہار و نہ غم از خزان بدل
جستم ز تخم مرغ قفس زاد در قفس
باشد نصیب ساعد صید پیشگان
ہر نالہ ز مرغ چمن زاد در قفس
من مردم از تغافل و شد بقید غم

یہ نامہ جو عمرو نے اپنے آقائے نامدار کا پڑھا روتے روتے ہچکی لگ گئی
سردارون کے رومال پر رومال تر ہونے لگے آج سبکو معلوم ہوا صاحبقران و خواجہ عمرو مین یہ راز و
نیاز ہین مصاحب کیسے یہ ایک مونس و دمساز ہین عمرو نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا مجھے اجی چاہتا ہی اسی وقت
اپنے کو خدمت مین اپنے آقا کی پہونچاؤن مگر اسد کے پاؤن مین زنجیر ہی نکل جانے کی کیا تدبیر ہو روتے ہوئے
سب سردار جلوخانے سے باہر نکلے ملکہ مہرخ کے تخت کو گھیرے ہوئے ایک ایک کے منھ پر مردنی چھائی ہوئی

ہر ایک کو گمان ہی کہ ہم ہی میدان کارزار مین جا نیکلے تاریک جیر پھاڑ کر کھا جائیگی افسوس لاش کو دفن کفن بھی نہ ملیگا اس حسرت و یاس مین میدان کارزار مین آئے دیکھا افراسیاب برے فوج کے جمار ہا ہی تاریک دھوئین سے سر نکالے بیٹھی ہی اک دیونی ہی کہ جھوم رہی ہی سر کے بال مثل نشتر کھڑے ہوے دس آدمی کھا چکی ہی گرد ہڈیان پڑی ہین لخت خون کے سینے پر جمے ہوے دیکھکر دل تھرا آتا ہی کیا مہیب سراپا ہی نیلی کرتی کالی صورت بیچارگی کی مورت حیرت تخت پر منھ پھیرے ہوے بیٹھی ہی نگاہ حسرت سے بہار کو دیکھ رہی ہی بہار سے نگاہ جو ملتی اشارہ کیا کہ اری کمبخت بھاگ جا اس بلا سے اپنی جان بچا لے باپ کو کیا جواب دونگی یہ تصویر صفحہ ہستی سے مٹ جائیگی اُسی طرح اشارے مین بہار کا جواب ہی ای حیرت مغرور نہو یہ بلا رد ہوگی غیب سے مدد ہوگی تکیہ ہمارا پروردگار پر ہی سواے پیدا کرنے والے کے کسی سے نہین ڈرنے مرنا ہمارے واسطے زندگی سے بہتر ہی یہ لشکر صاحبقران نامور ہی حیرت نے سر جھکا لیا افراسیاب بھی مخمور و بہار کو بنگاہ محبت دیکھکر ٹھنڈھی سانسین بھرتا ہی دل سے دعا کرتا ہی یا سامری و جمشید دلکو مخمور و بہار کے پھیر دو میرے پاس چلی آئین اب میدان کارزار آراستہ ہونے لگا صفین مثل صف مژگان جم گئین سقون نے آب پاشی کی تبرداروں نے جو نخل کہ حائل نظر تھے کاٹ کر پھینک دیئے میدان مثل آئینہ کے تیار ہوا نقیبون کو حکم ہوچکا گویون کے لڑکے میدان کارزار مین آکے سرود بجاے یہ اشعار عبرت آمیز حیرت خیز پڑھے قطعہ

نہ سکندر رہی نہ دارا نہ فریدون باقی
صاحبِ جاہ و حشم قبر کو محتاج رہے
تھا کہان جمشید کسجا تھا فریدون کو تاج
ہست و بود فنا احوال صاحب خانہ

نہ ہی ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی
کیا کہین حالِ جہانِ بے ثبات عبث ہے
قصر و ایوان تو کہان ملتے نہین انکے [illegible]

نہ وہ دیہیم رہے اور نہ وہ تاج رہے
آج تو تختِ طلا ہی کل ہی مرقد کا کنارہ
ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانہ

اس نظم کو جو نقیبون نے پڑھا نقشہ موت کا آنکھون کے سامنے پھر گیا سخن سنج غم و رنج مین مبتلا بھائی کا بھائی کو خیال باپ کو بیٹے کا ملال ہوا ایک نقیب ہٹے تاریک نے لشکر اسلام کو دیکھکر اک قہقہا مارا افراسیاب سے کہا اب ہماری خوراک ہی ایک ہی دن مین قصہ پاک ہی یہ کہکے پتلے سے اشارہ کیا ہان ان سبکو للکارے منھ بدمزا ہو رہا ہی شراب پی ہی گزک کی خواہش مین بیقرار ہون یہ سنکر پتلہ میدان مین آیا آواز دی کہا ای یاغیو تم مین سے جسکو تمنا مرگ کی ہو نکل آئے مین ایک ادنیٰ غلام ملکہ تاریک شکل کش کا ہون مجھسے مقابلہ کر جواب دو یا قدمون پر افراسیاب کے گرو اب مہلت نہ ملے گی یہ جو اس نے پکار کر کہا سرداران جمہرخ کو جوش آیا مرنیکا ہوش آیا سب سے پہلے

ملکہ **نافرمان** عالیشان کہ ہمیشہ سینہ سپر کرتی ہی جان دینے پر مرتی ہی طاؤس سے اپنے کود کر سامنے ملکہ مہرخ کے آئی مہرخ نے تخت رکھوا دیا گلے لگا لیا کہا ای **نافرمان** جس دن سے تم شریک ہوئین کبھی نافرمانی نہین کی ہمسے تمہارا فراق نہ اُٹھے گا جی چاہتا ہی سب سے پہلے ہم جائین تم سب نے ہمکو افسر بنایا اس مرتبہ اعلی کو پہنچایا **نافرمان** نے عرض کی جو روز اول سے قاعدہ مقرر ہو گیا اُسکے خلاف ہنوا اس راہ مین مرنا عین زندگی ہی پس اجازت عنایت ہو ایسی کنیزین بہت نثار ہونگی آپ کس کس کے واسطے بیقرار ہونگی حضور کو یاد ہی کہ **مشعل** کے مقابلے مین بھی یہ لونڈی پہلے گئی تھی قاعدے کو ہاتھ سے نہین جانے دیتی جان کو عزیز نہین کرتی گیا ہمین امید تھی کہ آپ لوگون سے ملین گے ملکہ مہرخ نے کہا ای **نافرمان** وہ اور صورت تھی یہ اور کیفیت ہی یہ ملعونہ آدم خوار پہلو نشین ساحری دیکھو خود نہ میدان مین آئی ایسا ہمکو حقیر جانا اپنے غلام کو میدان مین بھیجا **نافرمان** بہا حضور سلی ہی تو کنیز جاتی ہی افسر لشکر ملکہ بہار و **باغبان** و **مخمور** وغیرہ ہین ہم تو جان نثار و خدمت گذار دعا گو لشکر اسلام کے ہین اسوقت بہار و **باغبان** و **مخمور** وغیرہ **نافرمان** سے لپٹ لپٹ کر خوب روئے ملکہ بہار گلعذار کہ سب سے زیادہ بیقرار تھی کہا ای **نافرمان** چند ساعت کا عیش و پس ہی اب کسکو زندگی کی ہوس ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی یہ اشعار حسب حال ہین اشعار زبانی بہار

بہار عیش جاتی ہی خزان پیری مین آنے کو
اجوانی روٹھی جاتی ہی کہین کس سے منانے کو

مری بے خانمانی کچھ نہ پوچھو مین وہ بلبل ہون
جگہ دل مین گلون کے ڈھونڈھتا ہون آشیانے کو

وہ دانہ ہون کبھی دیکھا نہ جسنے روی سر سبزی
وہ خرمن ہون نہ آئی جسکو بجلی بھی جلانے کو

جنون ماتم نشین ہی خاک اُڑاتی پھرتی ہی وحشت
وہ دیوانہ ہون پریان آئی ہین تابوت اُٹھانے کو

جوان مرگی نے بند ھوایا سر تابوت پر سہرا
عزیز آئے عروس مرگ کا دولہا بنانے کو

عجب انصاف تیرے دور مین ای آسمان دیکھا
زمانہ چین کرنے کو ہی ہم ایذا اُٹھانے کو

اِن اشعار کو پڑھکر بہار زار زار روئی **باغبان** پچھاڑین کھانے لگا **نافرمان** کے جانے پر راضی ہنوتا تھا سب کا یہی قول تھا سب ملکر ایک مرتبہ گر پڑین لشکر **افراسیاب** پر جا پڑین ایک کا ایک داغ نہ دیکھے مرگ انبوہ جشنے دارد **نافرمان** نے سب سے کہا اب رونا موقوف کرو بعد ہمارے رو لینا صاحبقران سے کہنا کنیز حضور کے جمال کی مشتاق رہی **نافرمان** نثار ہو گئی حضور کا داخلہ ہوا مقام قبر تو ہمارا دیکھیگا قبر ہماری شکم تاریک ہی لیکن اس مقام پر کھڑے ہو کر فاتحہ خیر پڑھ دیجیے گا روح کو راحت ہوگی جسم خاکی

اگر اُس ملعونہ نے کھالیا کیا نقصان ہی ہماری روح کے رہنے کو بہشت ایسا مقام ہی معتقد ان یزدانِ پاک سے
ہین نشان انسان ضعیف البنیان سے ہین ظاہراً خاک سے ہین روح لطیف نکل جائیگی قفس خاکی سے رہائی پائیگی
بڑے بڑے شرف حاصل کیے لشکر ساحران سے خوب خوب لڑے صاحبو مبتلاؤ دنیا نے کسکے ساتھ وفا کی خاصان
خدا پر جفا کی بزرگون نے نہ پسند کیا ہر ایک صاحب جوہر کو اسنے دردمند کیا اُٹھی شب بھر کے واسطے بسے اپنے مقام
اصلی کے جانب چلے مقام خوشی ہی جبتک نشان دنیا مین رہیگا رنج وملال کا سامنا ہی بار گناہ بڑھتا جاتا ہی جسم نحیف
وضعیف بار عظیم کیونکر اُٹھائیگا منزل عدم دور و دراز نہ کوئی مونس نہ کوئی دمساز اُسکی ذات رہبر ہی اُسکی قوت پر سفر ہی
شعر
ہو شرط مسافر نواز بہتیرے ۔ ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہی ۔ سامان ممکن ہو جائینگے گھر سے نکلتے ہی آرام
پائینگے ان باتون نے نافرمان کی سب کو بیہوش کردیا ہر ایک کے خانۂ دلکو غم و رنج سے بھر دیا ایک ایک نے
نافرمان کی بلائین لین نافرمان لشکر سے نکلی گو چہرے پر مردنی چھائی ہوئی دل مین شاد و بشاش ہر اس کا نام نہیں
معلوم ہوا سبکو کہ نوجوان کا جنازہ جاتا ہی کنیزین بیٹھ رہی ہین مصاحبون نے بال کھولدیے جیسے ہی سامنے
پتلے کے نافرمان پہونچی دکھلانے کو اُسنے اک ماش کا دانہ مارا نافرمان نے رفع سحر کیا پتلے نے اک چیخ ماری
زمین تھراگئی تاریک پکار رہی ہی ارے جلد لا گزک کی خواہش ہی بھوک سے بڑی کاوش ہی یہان میدان مین
پتلے نے یا سامری و جمشید کہکے نعرہ کیا زمین تھرا گئی سب نے دیکھا نافرمان تھرائی گویا شمع سحری لہرائی جنبائی
ہو کے زمین پر گری بیہوش ہوگئی پتلے نے بیدردی سے ٹانگ پکڑ کے کھینچا وہ جسم پروردۂ ممنازونعم اسیر
مصیبت و الم وہ بیحیا بد انجام پتلا سیہ فام کھینچتا ہوا طرف تاریک کے لیچلا تاریک خوش ہو کر دھوئین مین سے
نکل آئی جھومتی ہوئی بلاے مہیب شکل عجیب قریب نافرمان پہونچی دونون پانون پکڑ کے جھٹکا مارا چیر کر
چبانے لگی لشکر مین قیامت برپا افراسیاب ہر چند کہ خوش ہوا مگر کانپ گیا حیرت کو غش آیا لحم استخوان
تو اس بے حیا نے پھینک دیے باقی چبا گئی ڈکار لیتی ہوئی اُسی طرح اُس قعر مین جا بیٹھی منھ طرف آسمان کے اٹھایا
منھ سے دھوان نکلنے لگا لکھا ہی چار کنیزین ملکہ نافرمان کی فرداً فرداً مقابلے مین اُس پتلے کے گئین
نافرمان سے تو اک سحر بھی چلا لیکن انہیر یون جا پڑا جس طرح باز گنجشک کو دبوچتا ہی گردن پکڑ لی سامنے
تاریک کے لا کر ڈالدیا اس ملعونہ نے اُسی طرح چیر پھاڑ کر کھالیا شام کو سر دھوئین مین کھینچا پتلے کو
بلالیا آواز دی ای مسلمانو نمونہ جنگ مابدولت دیکھا کل سب کا خاتمہ کردونگی بعد کئی سو برس کے
حجرہ سیاہ سے نکلی ہون محبت سامری مین اللاوہ جمشید کے اوقات بسر کی اب دنیا کی ہوا کھائی

اب مجھکو مزا ملا میرے بچے پر تم سبھون نے بدعت کی اب اُسکا بدلا لونگی کون اس ملعونہ کو جواب دے اپنی
مصیبت مین مبتلا حیران و پریشان وہ جو چند ناشتخوان اُن بیچاریون کے پڑے رہگئے تھے اُنھین کو جنازہ
جانکر اُٹھایا مردہ بنایا جاکر دفن کیا انشاءاللہ اس حجرے کی داستان مین ایسی تحریر کرونگا ناظرین و مشتاقین نہایت
خوش ہونگے یہ لحوظ خاطر رہیگا کہ بنا رحجرہ بلا اس حقیر پر تقصیر نے خاص کرکے تمام عیاریان اور لڑائیان تصنیف
کرکے درج کین لیکن مصنف نے یہ داستان روبروے شاہزادگان والامقام مجمع عام مین بیان کین ہین جن
صاحبون کو دزدی کا مزا ہی انھون نے لوگون سے پتے پوچھ پوچھکے خود بھی کسی طور سے اس حقیر سے لیکر
اس تحفہ نایاب کو پایا گویں لمن الملک بجایا اور شہر والے تو یقین ہو کہ یہی جانینگے کہ یہ حجرہ بلا مصنف سابق
کا ہی لیکن حقیر مکرر عرض کرتا ہی کہ صدہا داستان حیرت بیان تصنیف کرکے اس طلسم ہوشربا مین ملادین اور
اول مین جو چارون جلدین تحریر ہوکر چھپ گئین اُنکی صنعت مجھسے ممکن نہین ہی لیکن اگر حیات مستعار باقی
ہی اور جناب منشی صاحب مالک مطبع اودھ اخبار نے قدردانی فرمائی تو انشاءاللہ جب اُن ہر چہار جلدونکا نئے
طور پر تحریر کرونگا تو ناظرین پر واضح ہوگا کہ یہ خاکسار مصنف طلسم ہوش ربا ہی بہت سی داستانین ان
ہر چہار جلد کی اب بھی پردۂ کتمان مین کہ جو بیان پر اس خاکسار بیمقدار کے موقوف ہین رئیسان لکھنؤ بسن چکے
داد سکی پائی خلعت ملے غنچہ آرزو کھلے اب بھی جلسہ ہاے رئیسان نامدار مین عرض کرتا ہون بہرنوع جب
اسی طرح کئی میدان نداریان تاریک شکل کش نے کین چالیس پچاس سردار سیار گلشن جنان ہوے
وہ نجم درخشان پردۂ تاریک عدم مین نہان ہوے ساتوین دن جو ملکہ مہرخ وغیرہ ملیشین آکے انجمن
مشاورت کو منعقد کیا خواجہ سے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اسکی کوئی تدبیر کرو روز میدان داری ہو جسکو گرفتار
کرے قید مین رکھے جب ہم سب گرفتار ہوجائین تب اُسکو قتل وعدم قتل کا اختیار ہی عمرو بیقرار ہوکے محفل ملکہ مہرخ
سے اُٹھا طرف قصر نور افشانی کے چلا رہروی کرکے جب قریب قصر نور افشان پہونچا نور افشان قصر سے
اُترآیا خواجہ کا استقبال کیا باعزاز و اکرام تمام لا کر قصر نور افشان مین پہونچایا مقام صدر پر جگہ دی بیٹھتے ہی
خواجہ کے نور افشان رونے لگا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری عالم اقلیم طراری سب کیفیت مجھکو بدعت
تاریک کی ظاہر ہی فکر مین مصروف ہون کچھ بن نہین پڑتا عمرو نے کہا ای برادر مین نے تو روز اول ہی
گنبد تاریک مین جاکر عیاری کی بیہوشی کو نسخہ تلخی شراب کہتی ہی مین اُس دن سے سامنے
نہین گیا افراسیاب سے کہتی تھی میرے مصاحب خاص کو بلا در و یہ دیگر نسخہ تلخی شراب بنوا و پس مین کیا کرون

اب تو آئی بھولی عقل جاتی ہی چالیس سردار نامی گرامی سرمیدان کھاگئی مکارہ نے ڈکار نلی ابتک وہ خود کیلئے
مقابلے مین نہین نکلی حقیر جانتی ہی کہتی ہی مین کس سے مقابلہ کرون ایسی ملعونہ بیدھڑک ہی کہتی ہی میری خبر بھی
اُڑگ ہی ای نور افشان تمھارا اُسکا ساتھ رہا ہی پروردگار نے تمکو شرف اسلام دیا وہ شیطان ہی اگر مناسب ہو تو
ایک نامہ لکھو کہ ای تاریک یہ مناسب نہین ہی کہ اُسی وقت گرفتار کیا چیر پھاڑ کے کھالیا جسکو گرفتار کرو قید
مین رکھو جب کل سردار تمھارے قبضے مین آجائین جو شاہان جلیل کا دستور ہی اول سوال مذہب کرو اطاعت
کو جب منا نہین قتل و عدم قتل کا اختیار ہی نور افشان نے کہا بہت بہتر ہی لیکن مین نامہ روانہ کرون یا لکھا اُسکو
دیدون آپ بھیج دیجیے گا عمرو نے کہا آپ مجھے مرحمت فرمایئے مین خود لیکر جاؤنگا نور افشان نے مضمون
مذکور نہایت فراست ولیاقت سے تحریر کیا سرنامے پر مُہر کی بہت کچھ عبرت لکھی وہ نامہ خواجہ کو دیا خواجہ
اُس نامے کو لیکر لشکر مین آے تمام اہالیان لشکر بیقرار و بیتاب حیران و پریشان مضطر دل ریش ملکہ نے پوچھا کہو خواجہ
کہان گئے تھے عمرو نے کہا اک نامہ نور افشان کا لایا ہون اب پاس افراسیاب کے جاؤنگا کہ جسطرح
اِس تحریر کرتا یہ تاریک پہونچاؤن ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ تمھارا جانا مناسب نہین ہی عمرو نے کہا اور کسکو
بھیجون ابتک چھپتا پھرتا تھا آج تاریک کے سامنے جاؤنگا سوا میرے کوئی سمجھا نسکیگا اگر قضا
لیجلی ہی مجبور ولاچار ہون اگر حیات مستعار باقی ہی کوئی کچھ نہین کر سکتا یہ کہکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
نے بانداز عیاری ذات پر آراستہ کیے بصورت اصلی دربارگاہ افراسیاب جادو پہونچا افراسیاب
کو خبر پہونچی کہا بلالو خواجہ عمرو نے آکے سلام کیا افراسیاب نے کہا کہو خواجہ کیسی گذری عمرو نے کہا
الحمد للہ کچھ نہ تردد ہی نہ انتشار ہی یہ حقیر آمادہ حرب و پیکار ہی لیکن یہ تو ہمیشہ سے ہمین منظور تھا کہ آپ سے
اصلاح کرین لیکن آپ نے کبھی بوجہ احسن کلام نکیا ہم بھی آمادہ سرکشی رہے اب اصلاح کی کون صورت
آپ غالب آے ہم مغلوب ہین لیکن بہتر یہ نہین ہی کہ جسکو پکڑا آپ کی دائی امان نے کھالیا ایک نامہ
نور افشان جادو نے لکھا ہی آپ میرے ہمراہ چلین سامنے ملکہ تاریک شکل کش کے پیش کرا دین
مین اپنے طور سے کلام کرونگا افراسیاب نے کہا ای خواجہ یہ تو مجھکو بھی منظور ہی کہ سب سردار گرفتار
کیے جائین مین اُنسے سوال اطاعت کرون جب نمانین سمجھا جاے پھر جلاد ہی دار ہی ما بدولت کو سب
طرح کا اختیار ہی ما بدولت نے کہا تھا دائی امان سے نہین مانا وہ فرماتی ہین تو دیوانہ ہوا ہی ان سب کا
مار ڈالنا بہتر ہی یہ سب تیرے دشمن ہین کبھی اطاعت نہ کرینگے عمرو نے کہا آپ مجھکو ہمراہ لیچلیے مین

اپنے طور سے کلام کرونگا افراسیاب نے کہا چلو صرصر شمشیر زن بھی خاموش ہو رہی حیرت نے کہا
وہان جاکر کچھ عیاری نکرے صرصر نے کہا دائی امان کے سامنے اسکی دال نگلے گی جہان بیہوشی بیکار ہی
وہان عیار مجبور و لاچار ہی کل لشکر کو یہی منظور ہی کہ سب سردار گرفتار ہین افراسیاب کی اطاعت کرین
حقیقت مین ایسے سرداران طلیان حسین جمیل نامی نام آور بہتر سے بہتر لاکھون کے افسر ممکن ہونگے جب دباؤ
کا پڑے گا ضرور اطاعت کرینگے صرف اسد غازی چھ عیار قتل ہو جائین لڑائی کا خاتمہ ہی جتنے سردار
ہین سب ملازم افراسیاب نامدار ہین مہ جبین بھی اپنے باپ سے ملجائیگی اسکی محبت سے ہاتھ
اٹھائیگی ہر جگہ یہی چرچا ہی لیکن افراسیاب خواجہ کو لیکر در قصر تاریک پر آیا دو تیلے پہرے پر کھڑے
ہین افراسیاب نے کہا دائی امان سے عرض کرو آپکا فرزند در دولت پر حاضر ہی تیلون نے جاکر
کہا تاریک نے دھوین سے سر نکالا وہان لشکر سے ملکہ مہرخ و باغبان قدرت وغیرہ دیکھ رہے
ہین کہ عمرو سامنے تاریک کے پہونچا افراسیاب نے سلام کیا اسقدر افراسیاب کو خاطر ملکہ تاریک
کی منظور ہی فرش خاک پر بیٹھ گیا جیسے ہی تاریک نے خواجہ عمرو کو دیکھا قہقہا مارا غصہ ور تنک ہنسی کہا ای
مصاحب قدیم کہان تھا میرے لیے نسخہ بنایا عمرو نے کہا تدبیر کر رہا ہون بہت سی دوائین ایسی ہین کہ مشکل
سے ملتی ہین جمع کر رہا ہون تاریک نے ہاتھ بڑھا کے عمرو کی گردن پکڑلی کہا کیون نگوڑے میرے سامنے جھوٹ
بولتا ہی کھا جاؤن یہ کہکے تاریک نے منہ پھیلایا عمرو نے کہا دائی امان مین نے تھوڑا سا نسخہ بنایا ہی
کہا لا میٹھے شراب پلا تب مین تجھسے بات کرونگی اور ایک غزل عاشقانہ میرے سامنے گا مین سمجھی ہون
جسواسطے نگوڑے تو آیا ہی افراسیاب بھی تاریک کی ان حرکات کو دیکھکر کانپ جاتا ہی تاریک
نے عمرو کو ہاتھ سے رکھدیا افراسیاب نے بھی اشارہ کیا ارے دو چار جام پلا ذرا دائی امان کا دماغ تر ہو
ابھی صرف نہاری کھائی ہی تمھاری باتین چٹپٹی کی اٹھار کھا جائینگی عمرو نے جام لبریز کیا پڑیہ بیہوشی کی
اپنے پاس سے نکالی کہا ای شہنشاہ دیکھیے میرا سراسر نقصان ہوتا ہی افراسیاب نے کہا مین تجھکو اسکا
بدلا دونگا سامنے افراسیاب کے عمرو نے بیہوشی ملائی جام لبالب کرکے تاریک کو دیا تاریک
نے اُس جام کو خوشی خوشی پیا ڈکار لی کہا ای عمرو میری صورت تجھے اچھی معلوم ہوتی ہی یا تو نگوڑے
مجھے لگا ہون مین کھا سیجاتا ہی تجھے تیرا اگانا بہت پسند ہی ہمارا اسلئے گیسوے مشکین تیرے واسطے کھلی ہی
عمرو نے دست بستہ عرض کی مدت سے عشق و عاشقی سے ہاتھ اٹھایا اگر زمانہ شباب کا ہوتا آپ ایسی

حسین مہ جبین کی خدمت میں عمر بسر کرتا ہے لیکے عمرو نے دوسرا جام دیا تاریک بہت خوش ہوئی افراسیاب
کے گلیسے موتیوں کا مالا اتار لیا عمرو کے گلے میں پہنا دیا کہا کہ ای عمرو کوئی اچھی غزل سنا ہمارے سراپا کی تعریف کرنا
سامری و جمشید جو بہت پسند کرتے تھے میری تعریف میں غزل گانا اچھے اچھے شعر سنانا عمرو نے لاچار ہوکر
بموجب مثل قہر درویش بجان درویش یہ غزل سامنے تاریک کے گانا شروع کی غزل

لہراتے ہیں طرۂ زلف دوتا کے سانپ
اڑنے لگے زمین سے فلک تک بلا کے سانپ

اچھا نہیں ہے طولِ بلا و ستم شعار
ایذا دے ہیں یہ فریب و دغا کے سانپ

کافر کھلیگا حال جب اسلام و کفر کا
کام اپنا کر چلے تری زلف دوتا کے سانپ

جنبش ہے بات بات میں افعی زلف کو
نکلے نہیں ابھی مری ماتم سرا کے سانپ

شانے کیے ہیں یار کی زلفِ سیاہ میں
دکھلائے جائینگے جو عذاب کے سانپ

دیوانہ تیرے طرۂ گیسو نے کر دیا
محفوظ گنج حسن کیا ہی بجا کے سانپ

انصاف ہی تو جلوۂ حسنِ سیاہ دیکھ
بل کر رہے ہیں پیش نظر کس بلا کے سانپ

لائی صبا ہی زلفِ مسلسل کی نکہتیں
پاؤں تک آ چلے تری زلف دوتا کے سانپ

دشوار کیوں نہو تری زلفوں سے جان کی
ہنگام مرگ آ کے ڈسینگے بلا کے سانپ

زلفوں کو کھول منجر آگاہ ہو زمین
لائے کمانے پہ منتر پڑھا کے سانپ

آنکھیں ہے سنگ خبر کا گیا رقیب
پالے ہیں جس نے ہاتھ پر اپنے کھلا کے سانپ

خوگر ہوئے جو الفت زلفِ سیاہ کے
کیسا الگ ہو اب مجھے رستہ بتا کے سانپ

زلفیں چھوئیگا یار کی یہ منھ تو دیکھیے
پیدا کیے نسیم نے کس کس بلا کے سانپ

آگے لگے ہیں سینۂ سوزاں سے پھونک دمیں
اتنے ہیں گرم جاننے میں ہر بلا کے سانپ

دھوکا ہے حسن کے ہیں پیچان یار میں
زور ولی چڑھ گئے ہیں یہ قہر خدا کے سانپ

تریاق کیا کرے کہ ہیں سان زہر چڑھا
سوتے ہیں کیوں کیا کوئی اور دکھا کے سانپ

ولے خیال زلف کسی وقت کم نہیں
ہر جا کاکل خون سے کیا آدم دبا کے سانپ

کیا کیا ہوئی ہیں منکر عقبیٰ کو حسرتیں
کیا کیا بلائیں ہمنے اٹھائیں بلا کے سانپ

پوچھ کب ہیں رخ پہ ترے حلقہ ہائے زلف
سر پر عدو کے کھیل رہے ہیں قضا کے سانپ

تاریک شکل کش ناچنے لگی
افراسیاب بہت رویا دل میں یہی تصور ہی کہ اب بہار و مخمور نہ چمن کی افسوس اس باغ پر بہار حسن حال
بہار میں خزان آ جائے گی مخمور کے نہونے سے نشہ اتر جائیگا کیونکر قلب آرام پاوے گا اور عمرو نے بھی تو رو کے
گایا چار پانچ جام بیہوشی کے ملا کر تاریک کو پلائے تب طرف خواجہ کے متوجہ ہوئی کہا کیوں ای صاحب
اسوقت آنیکا کیا باعث ہی خواجہ عمرو نے نامہ نورافشان جادو کا پیش کیا تاریک نے پڑھکر سر ہلایا
کہا ہرگز میں اس بات کو قبول نکرونگی افراسیاب نے ہاتھ اٹھایا کہتا ہی اپنے کھانے کی فکر کیجیے اگر میں
اس بات کو مانوں خدا کی کیا تدبیر ہو عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اور افراسیاب سے بھی اشارہ کیا یہی

بان مین ہان ملاتا جاتا ہی افراسیاب کا بھی یہی مدعا تھا کہ تاریک اس بات کو قبول کرے کہ جب سب گرفتار
ہو چکین ایک من دربار مین بچھایا جائے جو مانین خدمت مین رہین جو نہ قبول کرین قتل کی جائین مگر تاریک
نہین مانتی جب خواجہ عمرو نے بہت کہا تاریک نے کہا خواجہ میری خوراک کی فکر کردین جسکو گرفتار کرونگی
قید مین رکھونگی اسکے بدلے مجھے روز دس آدمی پہونچاؤ اور یہ بھی مین تیری خاطر کرتی ہون نور افشان کا
مجھکو پاس نہین ہی وہ پہلو نشین سامری تھا اسنے بڑا غضب کیا مذہب قدیم کو چھوڑدیا خواجہ چونکہ تمہارے
ساتھ کل ملازمان افراسیاب ہین مین رحم کرتی ہون جسدن لشکرکشی کرکے طلسم نور افشان پر جاؤنگی
برابر قصر جمشیدی مقابلہ پڑیگا تب بدعتین میری دیکھنا کوکب اور برہمن و نور افشان کو کلام کرنا دشوار
کرونگی ایک ہی دن مین لاشون سے میدان بھردونگی ابھی تک جنگ کا قصد نہین کیا صرف میرے لونڈی
غلام نکلتے ہین ان لونڈی غلامون سے مین کیا مقابلہ کرون نور افشان و برہمن و کوکب سے جنگ
ہوگی دیکھون میان نور افشان سے کیا گذرتی ہی اور کوکب کہان چھپتا ہی برہمن بڑا ستارہ شناس ہی دیکھون
کیونکر جان بچاتا ہی افراسیاب نے آجتک غفلت کی ورنہ طلسم ہوشربا کی جانب کوئی نگاہ اٹھاکے دیکھ سکتا
پس تیری خاطر سے اے عمرو اتنا ممکن ہی کہ جس جسکو گرفتار کرونگی قید رکھونگی لیکن روز بوقت سحر دس آدمی
جوان فربہ لاکر میری خدمت مین پہونچادیا کر مین اسی پر اکتفا کرونگی خلاف وقت جو خواہش ہوگی راہگیرون
پر دست اندازی کرونگی سناٹا بھرکے دو چار کوس نکل جاؤنگی تکلیف کرونگی مشقت کرکے پیٹ بھرونگی اگر
یہ منظور نہو تو جاکر آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو اور خبردار یہ شخص بنوا کر ہمارے واسطے بھیجنا یہ جو تو ملاکر پلاتا
ہی شراب کا مزا ملتا ہی عمرو لاچار ہوا عرصہ دراز تک سوچا کیا کہ دس آدمی روز کہان سے لاؤنگا سچ کہ
عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ بہت خوب دس آدمی روز حاضر کرونگا تاریک نے کہا دیکھو سمجھ کے اقرار
کرو جسدن خوراک نہ ملی ہوگی لشکر مین گھس پڑونگی دس کے بدلے سو کو کھا جاؤنگی ایک ہی دن مین
لشکر پامال ہوگا تیری خاطر سے مین نے یہ قبول کیا ورنہ مین لڑائی فتح کرنے آئی ہون یا عرصہ لگانا منظور
ہی اصل لڑائی تو طلسم نور افشان پر ہوگی یہ تو صرف کھیل ہی اگر منظور ہو آج ہی فتح کرلون عمرو نے مجبور
ولاچار بہت اچھا کہکے وعدہ کیا لیکن رنجیدہ کبیدہ حیران و مضطر اٹھا تاریک سے رخصت ہوا
تاریک نے کہا دیکھو خواجہ عمرو میری ہماری مین فرق نہ آئے ورنہ قیامت برپا کرونگی صرف عرصہ
اسیواسطے لگایا کہ یہ سب ملازمان افراسیاب ساحران لاجواب خائف و ترسان ہوکر افراسیاب

اطاعت کرین عمرو نے کہا مین خلاف نہ کرونگا افراسیاب کے ساتھ دھوین سے باہر آیا جب عمرو افراسیاب
سے رخصت ہونے لگا افراسیاب نے کہا ای خواجہ خوب بیہوشی تمنے دائی امان کو پلائی لیکن امتحان ہو چکا
اب تمکو اطمینان کامل ہوا جاکر مخمور رو بہار کو سمجھا دو کہ خبردار تم میدان مین نہ نکلنا اوّل تو دس آدمی تم کہان سے
روز لاؤ گے جس دن خلاف ہوگا اسی دن وہ لشکر مین گھس پڑینگی خواجہ مین خود تاریک کو بلا کے پچھتایا مگر
تمنے ایسا تنگ کیا اب لکو یہان سے تا بہ کرہ عقیق اور تا بخانہ کعبہ لیکی بھی زندہ نہ بچے گا عمرو نے کہا ہان ای شہنشاہ
اپنی حماقت پر نادم ہون مین جاکر سمجھاؤنگا مخمور رو بہار کو بھیجدونگا عمرو خائف ہی کہ اس بلا سے جان بچی
نہ کوئی حرکت کر بیٹھے یا غصے مین گرفتار کرے بہت خوب بہت خوب کہکے بھاگا لشکر مین آیا دربار مین سب حیران
و پریشان بیٹھے رو رہے ہین ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہی جیسے ہی خواجہ کے صرصر نے کہا کہو خواجہ کیا
فیصلہ کیا عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری کہا کیا کہون وہ نہین مانتی یہی قول ہی کہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی سب کو
کھا جاؤنگی آخر مین نے لاچار ہو کے یہ قول کیا کہ دس آدمی روز حاضر کرونگا سردارون کو ہمارے قید کیجیے
انجام مین اختیار ہی صرصر نے کہا خواجہ کیا غضب کیا دس آدمی روز کہان سے آئینگے عمرو نے اشارہ کیا
اسکو بالتصریح نہ پوچھو جسطرح بنے گا سوداگرون سے خریدینگے دس آدمی روز ممکن ہونگے جسدن نہ ہونگے کام
چھوٹون عیار جاکر اس مردار کے منہ مین پھاند پڑینگے اب زندگی سے یاس ہی اپنا تو یہ حال ہی بمضمون نظم

عذاب مرگ لحد کا فشار باقی ہی ہمارے بعد تمھیں اختیار باقی ہی	بڑی بڑی خلش روزگار باقی ہی	جلاد و پھینک دو چاہ زمین مین فوراً

اِن کلمات حسرت و یاس پر خواجہ عمرو کے سب اہالیان دربار بیقرار
ہو کے روئے عمرو نے کہا آج بھی آدھ پاؤ بیہوشی اس مکارہ غدارہ کو پلادی اسکو خبر بھی نہوئی نسخہ کی
طالب ہی کہتی ہی روز ہمارے پاس آیا کرو یہان اتنے ہی عرصہ مین خون خشک ہو گیا مثل چھپکلی
کے ملعونہ نے اُٹھا لیا خدا نے رحم کیا اگال بھی اسکا گرم نہوتا ہڈیان تک جیا جاتی کون اُس کالا من پڑتا
ایسی بلا سے مبرم سے کون لڑتا خواجہ عمرو نے مہتر قران اور برق فرنگی کو بلا کر کچھ چپکے سے انکے
کان مین کہا اور یہ بھی کہا کہ سب صاحبون کو بخوبی سمجھا دو قران و برق نے عرض کی انشاء اللہ یہی ہوگا
حضور کسی طرح کا تردد نہ فرمائین اسکا انتظام ہو جائیگا غلام کمی نکرینگے قران نے اتنا کہا کہ استاد
بڑا غضب کیا خواجہ عمرو نے کہا بیٹا کیا کرتا جب انسان کا زور نہ چلے بڑا دعوے عیاری پر
وہان عیاری بالکل بیکار بتلاؤ تو آخر کیا کرتا پروردگار انجام بخیر کرے ہم تو زندگی سے ہاتھ دھو چکے

انھین باتون مین گل مہتاب گلشن فلک نیلوفری پر پھولا گلہائے ثابت و غنچہاے سیارگان اپنی بہار دکھانے لگے شام مصیبت انجام نے چہرہ دکھایا شہنشاہ ظلمات کی عملداری ہوئی غم مین اہل اسلام کے لیلاے شب نے گیسو کھول دیے سامان روشنی ہونے لگا لیکن آنکھون مین سبکی اندھیرا ہی لشکر تارکی نے گھیرا ہی تمام سردار گوش بر آواز ہر کارون سے حکم ہی لشکر افراسیاب کی خبر لاؤ دیکھو وہ ملعون کیا کرتا ہی رو رو کر کون کٹتا اب شب اندوہ و الم کا سامنا ہی تاریک ضرور طبل جنگی بجوائیگی صاحبو جا کر خبر لاؤ کوئی صورت فتح و ظفر کی نہین معلوم ہوتی کوئی روتا ہی کوئی اشکون سے منھ دھوتا ہی ایک کو ایک بنظر حسرت و یاس دیکھ رہا ہی عمر و جمال بالکمال ملکہ بہار گلعذار کو دیکھ آنکھون مین آنسو بھر لاتا ہی بہار کہتی ہی خواجہ دیدار شفقت کی حسرت رہگئی کئی مرتبہ قصد کیا لیکن بنجا سکی یہ نہ سمجھی کہ یہ بلا نازل ہوگی جو مرضی قضا و قدر بندہ مجبور والا جاہ ہی وہ مالک و مختار ہی دربار اہل اسلام مین حسرت و یاس کی باتین ہو رہی ہین

دو کلمہ داستان گلریزی کلک جواہر سلک طبل جنگی بجوانا تاریک شکل کش کا اور آمد ملکہ ارمان جادو بھانجی افراسیاب کی اور مقابلہ بہار گلعذار سے غزل

کسکو غرض رہے جو اسیر بلا کے ساتھ
اوبت نگاہ کرکے نہین کچھ خدا کے ساتھ
ممکن نہین نصیب ہو بے رحم کو رفیق
رکھیں مری امید بھی اپنی حیا کے ساتھ
جب لیچلے اٹھا کے جنازے کو اقربا
ٹھہرا نہ ایکدم کر اڑا مین ہوا کے ساتھ
یہ بے سبب نہین کہ جو مرتے ہین سیکڑون
تو بھی شریک غم ہو سا غو اٹھا کے ساتھ
رکھتا ہی بال بال مین قسمت رخ خدا کی ہی
کیا کیا دیا نہ آپنے ایجان لا کے ساتھ
اچھا ابھی مریض ہوا ای غیرت مسیح
آنے بھی میرے پاس تو شرم و حیا کے ساتھ

بلکیس وہ ہون اثر بھی نہین ہی دعا کے ساتھ
کیا بات ہی لطافت جسمی جو ہو نصیب
دیکھی نہ ایک شخص بھی ہمنے قضا کے ساتھ
باتین سنین عتاب اٹھائے جفا سہی
محروم یان مری ہو دین آنسو بہا کے ساتھ
کہتی تھی وقت نزع یہی روح بار بار
شاید کچھ اور بھی ہی ترے نقش پا کے ساتھ
حرفون کے بوسے لفظ کا منھ چومتا ہون
شانہ بھی ناز کرتا ہو زلف دوتا کے ساتھ
فریاد کی یہ جسم نے وقت فراق روح
گر دو ملا لعاب دہن تم دوا کے ساتھ
کبتک تپ جدائی مین تڑپا ہوگے مجھے

مین ہون رغیر پاس تم بے نیاز ہون
پیتا نہین ہی رنگ حنا کا حنا کے ساتھ
لیجائیے اسے بھی سبکدوش ہون کہین
کس کس طرح ذلیل ہوئے التجا کے ساتھ
وہ خاک ہون زمین نے جسکو لیا نہ
ای جسم دیکھ جاتے ہین تنہا ہم کے ساتھ
واعظ الٰہی تابادہ پرستی ضرور ہی
الفت ہی مجھکو سلسلۂ مدعا کے ساتھ
دامن مین اشک و ملین مت لیین آہ
افسوس آشنا رہے نا آشنا کے ساتھ
حاصل ہوا یہ لطف شب انتظار مین
لازم ہی تجو سو رہا ایجان آ کے ساتھ

ہی بخت اپنا اوج پہ خالق کا شکر ہی
اس شمع کو نہین ہی تعلق ہوا کے ساتھ
گھبرا گئے تم ایک ہی عرض ہیں آج
کچھ لطف بھی شریک ہی طرز جفا کے ساتھ

کرتا ہی مجھکو یاد وہ مہر و وفا کے ساتھ
گر دل دیا بتون کو تو گیا اس سے خدا کے ساتھ
سو حسرتین ہین یاد وری التجا کے ساتھ
کیا التماس حال کرون آپ سے نسیم

روشن ہین جو وہ بجنوے سینے مین اعجاز حسن
الفت بشر کو چاہیے اپنے خدا کے ساتھ
ہنس ہنس کے قتل حکم سناتا ہی دلربا
پھر سابقہ ہوا ہی کسی بیوفا کے ساتھ

اہل اسلام اپنی بارگاہ مین حیران و پریشان بیٹھے ہین یکایک صدائے طبل جنگ لشکر افراسیاب سے بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے سر اٹھا کر فرمایا جلد خبر لو یہ کیسا نقارہ بجا کارگزارون نے عرض کی ہرکارے گئے ہوے ہین حاضر ہوا چاہتے ہین دیکھا چرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے افتان و خیزان آئے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے مسدس

گلستان مین چمکتا گل اور گل سے شاخ ہو زیبا
نہال تاک مین انگور ہو انگور مین صہبا
نیستان مین ہو نالی اور نی سے نغمہ ہو پیدا
نشہ صہبا مین ہو اور ہو نشہ جب تک نشاط افزا

شراب عیش سے خالی کبھی تیرا نہ ساغر ہو
ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

پروردگار آپ کو اپنی امان مین رکھے اس بلا کو رب اکبر جلد دفع کرے ابھی تاریک نے پاس افراسیاب کے کہلا بھیجا افراسیاب نے طبل جنگی بجایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ پھر میدان کارزار مین نکلے یہ سنکر سب کے ہوش اڑ گئے مگر مجبور و لاچار حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجے لشکر اسلام مین صدائے طبل جنگ بلند ہوئی لیکن ایک منتشر ہجر اس کہ دیکھین اب تقدیر کیا دکھاتی ہو لشکر افراسیاب مین گھما گھم یہان رنج و الم وہان صحبتین آراستہ یہان بربادی کا سامنا جو ثابت قدمان کوے محبت ہین وہ چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کر مرجائین کسیکا رنج و الم نہ دیکھین چالیس سردار ایسے مارے گئے کہ جنکا مثل نہ ممکن ہوگا مشعل کے زمانے مین یہ روشنی باقی تھی کہ لاشے تو سامنے موجود ہین انکو دیکھکر دلکو تسکین دیتے تھے یہان آنکھون کے سامنے وہ ملعونہ جیر پھاڑ کر کھا گئی بیچارون کو دفن و کفن بھی نصیب نہوا ہزارہا آدمی بھاگ کر نکل گئے ملکہ مہرخ نے حکم دے دیا ہمارے لشکر مین پکار دو جو صاحب اپنی جان کا خوف کرین ہم خوش ہین نکل جائین وقت جنگ نہ منھ پھیرین اس شب کو بہار بہت بیقرار چند کنیزین ہمراز دمساز قتل ہوئین انکا فراق بہت ناگوار ہی یاد بادشاہ مین دل بیقرار ہی شب بھر فرش خاک پر تڑپی چار پہر رات اسی تڑپن پھڑکن مین کٹی شاخ گلستان سے گل و غنچہ کو اکب مرجھا کے گرنے لگے خزان نے اپنا دخل کیا جھونکے ہوا سرد کے چلے

اہالیان لشکر اسلام بدحواس مضطر اپنے اپنے مقام سے اٹھے دربارگاہ مہرخ مین آئے ملکہ مہرخ بھی برآمد ہوئین
عیاران نیکنام سامنے حاضر ہین بقدمہ تاریک عیاری مین قاصر ہین سواری باہر نکلی سب سردار آتے
جاتے ہین پایہ تخت کو بوسہ دیا ہمراہ ہو لیے کیسا نوبت نقارہ مرنے کی نوبت ہی علم بال کھولے ہوے پھریرے
ہوا مین اڑتے ہین صاف ظاہر ہی کہ دامن پھیلا کر رب اکبر سے دعا مانگ رہے ہین کہ فتح وظفر نصیب ہو
دشمن بے نصیب ہو جھانجھ غم والم کی جھانجھ ہین قرنا کا دم پھولا دہل اپنی رعنائی بھولا چوب سے سر پیٹتا ہی
یا تو تاشے بجتے تھے تا سر فلک گونج جاتا تھا اب آواز مین بھیانک آثار مصیبت صفین صف ماتم جابجا ہجوم غم و
الم شہنہ بیدم اس کیفیت سے وارد میدان کارزار ہوے ادھر لشکر افراسیاب بڑے کر وفر جاہ وحشم سے
نوبت نقارے بجتے ہوے زمین وزمان گرجتے ہوے قضاے کار ملکہ مہرخ نے طرف ملکہ بہار گلعذار کے
دیکھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بدھیان پھولون کی زیب جسم گلپیرہن وزیرزادی کا ہاتھ تھامے
بدحواسی مین یہ اشعار آبدار ملکہ بہار پڑھ رہی تھی نظم

سبک رفتم چون بوکہ دنبال صبا رفتم
چو دامن گرد در غربت بکام اژدہا رفتم
نجات از غم چسان یابم کہ ہر دم میروم محنت

گران بارم چنان از غم کہ گر خیزم زجا رفتم
نہادم روز ناکامی زمین گو ادی نیلم
چو مرغ بے پر و بالم بکام اژدہا رفتم

سفر کردم کہ بکشایم دل از سیر جہان گردان
ضعیف و قوت طالع کجا خیزم کجا رفتم

ملکہ مہرخ نے ملکہ بہار کو اپنے
قریب بلایا گلے سے لگایا کہا ای بہار دل کو صبر دو کج ہم تم کو بہت حیران و پریشان پاتے ہین دل بہار کا
بھرا ہوا تھا فورًا آنسو ٹپک پڑے کہا ای شہنشاہ چالیس سردارون کا مارے جانا باعث حسرت و یاس
ہی دل باغ عالم سے گھبرا یا چاہتے ہین اب کاروان اٹھائین قدم بڑھائین داخل باغ ملک عدم ہون دو
دل سے رنج وغم ہون اب صدمات نہین اٹھتے جدائی ساتھ والون کی شاق ہی دل تو دو منزل گلشن
قبر کا مشتاق ہی خارستان دنیا سے دل گھبرایا خوب دنیا کی بہار دیکھی دل بھر گیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے
کہا ای ملکہ بہار ایسی باتین نہ کرو کلیجہ پھٹتا ہی حافظ حقیقی بچانے والا ہی ادھر لشکر افراسیاب خانہ خراب
اگر جما تاریک مخمل کش نے دھوئین سے سر نکالا قریب ہی کہ تاریک چلے کو حکم دے کہ جا کر تو
للکار کہ آسمان پر لکہ ابر مرواریدی پیدا ہوا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلنے لگی اس ابر فرحت افزا کو
دیکھکر گل ہنسے غنچے مسکرائے نخل صحرا وجد مین آئے قمریون نے کوکو کی صدا دی افراسیاب جادو
بھی دیکھنے لگا وہ لکہ ابر شق ہوا سب نے دیکھا تخت پر اک نازنین گلگون پوش پھولون کا گہنا پہنے ہوے

دریاے جواہر مین غوطہ زن رشک چمن زلفین عارض پر نور پر بل کر رہی ہین جنکو دیکھکر سنبل پیچان شرمائے بقول شاعر نظم

سنبل و زلف سیہ کاکل و شب چارون ایک
غمزہ و ناز و ادا جنبشِ لب چارون ایک

دیکھیے کیونکہ بچے جی کہ ہوے ہین تیرے
تجھ بن اب درد و غم و رنج و تعب چارون ایک

باتین دو کہنے کی ہین دو نہین کہنے کی انھین
لب پہ کر ڈالے ہی تجھ آگے ادب چارون ایک

گل و خورشید مہ و شمع ترے چہرے سے
ہین کسب کرنے مین پہ نور کا اب چارون ایک

شعلہ و برق و تجلی و شرارے سودا
رکھتے ہین زیر فلک حسب و نسب چارون ایک

جسکی نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی کلیجے پہ ہاتھ رکھ لیا تمام اہل لشکر نظارہ کرنے لگے جوانان
حسن پرست ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے گروہ حور طلعت پری پیکر زہرہ جبین مسکراتی ہوئی گلدستے گرد تخت
کے چنے ہوے قریب افراسیاب کے آگئی مسکراتی ہوئی واسطے تسلیم کے خم ہوئی افراسیاب نے
گلے سے لگا لیا پیشانی پہ بوسہ دیا کہا کیون ای ارمان جادو اسوقت کیونکر تمھارے آنے کا اتفاق ہوا اُسنے
مسکراکر عرض کی کنیز نے سنا کہ بی بہار جادو جسکو آپ نے بہت سر چڑھایا اُنھون نے ہزارہا ملازم آپکے
دیوانے بنا کے قتل کرائے اُنھین شرم نہ آئی بی بہار ایسی پھولین اپنے کو بالکل بھولین کنیز نے بھی اُسی رنگ
کا سحر حاصل کیا والدہ نے یہی تعلیم کیا آپ سے بھی اکثر سیکھا ہمیشہ باغون مین گذر ہوتا ہی یہ رنگ بہت پسند
آیا اسی مین مشقت کی سامری جمشید کی عنایت سے اب گلشن سحر بہار یہ ہی رنگ سب پھولون کے
قبضے مین آئے گلدستون کے رنگ گئے ہین پھول کی ہوا سے سحر مین پلٹتے ہین آج مشتاق ہوکر آئی
ہون کہ ملکہ بہار جادو سے مقابلہ کرون وہ بھی جانین کہ اس رنگ مین دوسرا بھی کامل ہی بہار جادو
کو ننگے جتنا دون کنیز بنا کے اپنے ساتھ لیجاؤن باغ حسن و جمال کی گلچینی کراؤن افراسیاب نے
کہا ای نور نظر و ای لخت جگر سابق مین بڑے بڑے معرکے گذرے حقیقت مین بہار نے بڑے بڑے
صدمے پہونچائے اب مین نے اپنی دائی امان ملکہ تاریک شکل کش کو بلایا حجرۂ دوم بلا کھولا
گنبد تاریک اُن سے چھوٹا انھون نے آکر سب کے ہوش اُڑا دیے چار میدان داریون مین سبکے
جی چھوٹ گئے موت مانگتے ہین اب کسی کی ضرورت نہین ہی کل میدان داری مین نے بند کر دی کوٹھے
پر ہوکر تماشا دیکھو دیکھو تو کیسے کیسے جھگڑے پڑتے ہین خاص اُنکی تیاری کا وقت ہی ایک کو زندہ نہ چھوڑینگی
ارمان نے کہا ای ماموں جان بڑے حسرت کی بات ہی یہ سحر نہین کرامات ہی بہار سے مین آج ضرور

مقابلہ کرونگی کنیز بناکر لیجاؤنگی عہد کرتی ہون اگر عمر بھر میرا ساتھ چھوٹے تو ارمان جادو نہ فرمائیگا جب
ارمان نے بہت ضد کی افراسیاب کو کچھ نہ بن پڑا کہا دائی امان کے پاس چلو انکا حکم ضروری ہے یہان
اہل اسلام حیران و پریشان ہین کہ نقیب نقابت کر چکے پھر دیر ہونے کا کیا باعث ہی ہتھیلی پر سب سر
رکھے کھڑے ہین ہرکارون سے کہا خبر تو بہ سعکر لو ہرکارے چلے افراسیاب ارمان جادو کو لیکر سامنے
دھوئین کے آیا آواز دی دائی امان صاحب دیکھیے کنیز آپکی کیا کہتی ہی ملکہ تاریک نے دھوئین سے
سر نکالا نگاہ جو پڑی بی ارمان کے سب ارمان دل ہین رہگئے کانپ کر گر پڑی بیہوش ہوگئی افراسیاب
نے گود مین اٹھا لیا کہا دائی امان تمھاری صورت کو آگ لگے دیکھو میری بھانجی زندہ رہتی ہی یا نہین سامری
اور جمشید نے کیا نقشہ بنایا دیکھکر روح نکلتی ہی چھوکری ایڑیان رگڑ رہی ہو تاریک خوب ٹھٹھا مار کر ہنسی
زمین ہل گئی کہا کیون نگوڑے یہ سحر کیا کرینگی جو ہماری صورت دیکھکر بیہوش ہوتی ہین اگر کوئی پیر سامنے آجاے
یہ کیا تدبیر کرینگی نہ جیین گی نہ مرینگی تڑپ تڑپ کر رہینگی لیکن بیان کرو مطلب کیا ہی اس چھوکری کو کیون
لایا ہو افراسیاب نے تمام کیفیت بیان کی کہ اسنے رنگ سحر بہار مین کمال پیدا کیا ہی چاہتی ہی کہ بہار
سے مقابلہ کرون لہذا آپ سے پوچھنا واجب و لازم ہوا تاریک نے کہا میرا دن ناغہ جائیگا نہاری
کون کھلائیگا افراسیاب نے کہا چھوکری کی خاطر منظور ہی مین خود حاضر کرونگا تاریک نے کہا اچھا
جانے اٹھے میرا کیا نقصان ہی ہم بھی دونون کے سحر کا تماشا دیکھین گے یہ کہکر تاریک تو دھوئین سے
سر نکالکر بیٹھی افراسیاب ارمان کو گود مین لیکر قریب تخت ملکہ حیرت کے آیا خوب مسوس مسوس
کے کلیجے لگا یا دل مین کہتا ہی ای افراسیاب کیا شعلہ جوالہ ہی مقام میدان کار زار ہوتا تو مطلب
دلی اس سے حاصل کرتا ہاے یہ شعلہ جوالہ قیامت کا پرکالہ حسین زہرہ جبین ماہ پیکر حور طلعت کسی اور
کے قبضے مین جائیگی بڑے افسوس کی بات ہی ملکہ حیرت نے جو دور سے دیکھا کہ افراسیاب
ارمان کو گود مین لیے ہوے آتا ہی لیکن عین شباب یہ تو اسکے افعال سے بخوبی آگاہ ہی تخت سے
اتر کر ایک دوہتڑ مارا کہا بھیا خدا تجھکو غارت کرے بیٹی بھی بناتا ہی کس خیال سے گلے لگاتا ہی
افراسیاب نے کہا تم کیا جانو گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا ارمان کو ہوش آیا کہا ماموں یہ سیہ فام چچا کون تھی
قریب تھا میرا کلیجہ پھٹ جاے افراسیاب نے کہا بی بی ہماری دائی امان ہین انھین کے دودھ
کی یہ طاقت ہی کہ کوئی دنیا مین مجھسے مقابلہ نہین کرسکتا ارمان نے کہا سامری جمشید اسکو غارت کرین

دیکھو ماموجان جب تک میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی مہلت آپنے حاصل کی افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ تمھین
اختیار ہی لیکن بہار سے سمجھ کے مقابلہ کرنا دیکھو وہ سامنے پھولون مین لدی کھڑی ہی ارمان بہت
اچھلکے ہنستی ہوئی طاؤس پر سوار ہوئی میدان مین آکر سحر عجائب و غرائب دکھانے لگی جس نخل کے
سایے مین آکر ٹھہری وہ نخل بیتاب ہوگیا سرسبز و شاداب ہو گیا جس جانب مسکرا کے دیکھتی ہی مہک
پھولون کی آتی ہی طائر پرون کا سر پر سایہ کیے ہوے مثل ستارہ سحری چمک رہے ہین پکار کر آواز دی ای بہار
اگر ہمسے مقابلہ کرو ہمنے تمھاری بڑی تعریف و توصیف سنی ہی ملکہ بہار نے فوراً طاؤس زرین بال کو
بڑھایا اب ساحرون نے ملکہ بہار کو گھیر لیا گرد نازنینان گلعذار بیچ مین ملکہ بہار ہر ایک کو یہی خیال
ہو تا یک گل کش نے کوئی دام نہ پھیلایا ہو اجازت نہ ملتی تھی تشکل ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا ای
ملکہ بہار چمن پیرای ازل نے تمکو سپرد کیا باغبان حقیقی تمھارے اس گل سے چہرے کو دکھائے باغ
حسن مین ہمیشہ بہار رہے باغبان قدرت بھی ملکہ بہار کو دعائین دے رہا ہی گلچین جادو زدہ
باغبان آنکی نثار ہوتی تھی کبھی واسطے بہار کے زار زار روتی تھی بہار نے سب سے اجازت لی میدان
کارزار مین پہونچی ارمان نے دیکھتے ہی بہار کو گلدستہ مارا بہار نے گلدستے کو کاٹا پھول برسنے
لگے ہوا نے بنی ہوا باندھی درختون کو وجد ہوا سرو صحرائی اکڑنے لگی بلبلین چہچہا زن بہار چمن
بہار جادو بھی جھوم گئی سب نے دیکھا بہار کی آنکھین سرخ ہوئین گل سا چہرہ کملایا ارمان نے
آواز دی ای ملکہ بہار کیا سیر گل و لالہ مین مصروف ہو بہار نے گلشن جمال کی گلچینی کروا سقدر خود بینی
کرو منع کیا ارمان جادو وافراسیاب نے دیکھا بے اختیار ملکہ بہار گلعذار کے منھ سے نکل گیا نظم

سنائی باغ مین سوسن نے گفتگو تیری | چٹک گیا کہین غنچہ تو آئی بو تیری | ہوس نہ تاج کی ہی اور نہ ملک و مال کی ہی
ہمارے دلمین اگر ہی تو آرزو تیری

یہ کہتی ہوئی بہار جادو طرف ارمان جادو کے بڑھی لشکرون
مین غل ہوا ارمان کا ارمان نکلا بہار کو دام رگ گل مین پھنسایا کیا غضب کا صیاد ہی نہایت صاحب
بہادری موج گل کی بیڑیان پڑ گئین دیکھو اس مین نگاہین گڑ گئین لیکن ملکہ بہار گلعذار جھومتی ہوئی
چند قدم بڑھی تھی کہ پہلو سے زمین شق ہوئی اک نازنین مہ جبین سرخ پوش بصد جوش و خروش نہایت
خوبصورت ماہ طلعت مہر جبین حور تمکین گلدستہ ہاتھ مین لیے ہوے زمین سے نکلی ہاتھ مین پچکاری تھی
اسمین گل کاری تھی منھ پر بہار کے پچکاری مین ماری اس رنگ کا جو چھینٹا ردے بہار شعلہ رخسار پر پڑا چہرہ

گلنار ہو گیا ہوش آیا غنچہ دہن وا کرکے کہا اری نکہت لا گلدستہ مجھے دے اُسنے گلدستہ ہاتھ مین بہار
کے دیا وہ نازنین تو اسی طرح گلدستہ دیکر غرق زمین ہوئی مثل بوے گل آنکھون سے چھپ گئی لیکن بہار
نے شگفتہ ہو کر اسم سحر پڑھا کہا او ارمان ہوشیار ہو جا کوئی ارمان باقی نہ رہجاے بموجب مثل کر نا ارمان
نکرنا پشیمان کہا زبردستی توہم کو تسخیر کریگی بقول شخصے مان یا نہ مان مین تیرا مہمان ایسے بہت سے کلام
رنگین بلاغت آئین بہار نے کہے اور گلدستہ مارا پکار کے آواز دی یہ مطلع مصنف کا پڑھا مطلع

آج بیلا بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین
شاخہاے گل لٹاتے ہین زر گل باغ مین

ہر طرف بلوہ ہوا بہار کا گلدستہ چل گیا وہ دیکھو بہار نے اپنا رنگ جمایا ارمان کا ارمان نکلا ہوا ے
سرد چلی ہوا اعتدال پر نہ گرمی نہ سردی غنچے چٹکے پھولون نے اپنا رنگ جمایا ابر سیاہ آسمان پر چھایا
بارش پھولون کی ہونے لگی تمام زمین بوقلمون ہر نخل کا قد موزون عروسان چمن نے نکھار کیا جانان
گلشن نے دل اپنا نثار کیا قصد و دوڑے دوڑے پھرین خزان کو اُس چمن مین بار نہ تھی باغبان و
گلچین آپس مین لڑتے تھے صیادان طائران بوے چمن برباد صحراے خارستان پر افتادہ ہوا نے
کانٹون کو ہٹایا دامن بہار سے کانٹا نہ اُلجھا ہر سمت جوش بہار سحر بہار کی پکار خوشنوایان چمن نے لگے

جام گل تیرے سے اب بلبل کو مستی ہی بہار
خندہ گل نے کیا ہی بلبلون کا قتل عام
جوش سے میرے جنون کے کیا خوش آئی ہی بہار
آشیان باندھے ہی کس امید پر ای عندلیب
کسکو گلگشت چمن کا ہی دماغ ای باغبان
دل فسردون کو کہان خون گرم کرتا ہی جنون
شور سنکر ہم نوایون کا اُبلتا ہی یہ دل
عارض گل پر نہین شبنم عرق ہی شرم کا
کسکی آنکھون سے کہو آئی ہی مستی سیکھ کر
خوش رکھو ای عندلیبون اپنے گلشن مین ہمین
اب خدا حافظ ہی سودا کا مجھے آتا ہی رحم

دیگر

ہمکو آنکھون سے یہ ذوق مے پرستی ہی بہار
پھیر اب گلشن مین کیا منھ لیکے ہنستی ہی بہار
پیرہن مین گل نہین پھولے سمائی ہی بہار
آتش گل سے کوئی دن مین جلائی ہی بہار
کھینچکر میرا گریبان یان لے آئی ہی بہار
کیون مجھے ہر سال ناالحق تو ستاتی ہی بہار
رخصت یک سالہ ای صیاد آئی ہی بہار
دیکھکر میرا جنون یاد دلجائی ہی بہار
اس برس نرگس پہ کیا دھومین مچائی ہی بہار
خانۂ زنجیر تھا خالی بلاتی ہی بہار
ایک تو تھا ہی دیوانہ اُسپہ آئی ہی بہار

سب نے دیکھا ارمان کا رنگ متغیر ہوا وہ چہرہ جو رشک گل نیلوفر تھا مثل زعفران زرد ہوا اصلاً ظاہر تو ہوا نہ کہ اس مہ جبین کے دل مین درد ہوا ہونٹ خشک ہوے چہرہ اُداس عالم یاس چہرہ فق رنگ رو سے ظاہر قلق انتہائی ساحرہ ہی اپنے کو روکتی ہی بلکہ قصد ہی مثل بوے گل اُڑ جاؤن کسی پھول مین جاکر چھپون یا ہوا بنکر نکل چلون کئی مرتبہ جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ پھول سونگھے ہوے نکالے سحر نہ کر سکی اسقدر بھولی اپنے کو بھولی وہ پھول خشک اس گل تر کے ہاتھ سے گر پڑے مثل تصویر خاموش دریاے حیرت و عبرت کا جوش ادھر سے بہار نے سحر کو اور زیادہ زور دیا بدھیان پھولون کی گلپیے اُنارین طرف ارمان کے اسم سحر پڑھکر پھینکدین نسیم عنبر شمیم چل رہی ہی خوشبو سے بلکے دماغ ہیے ارمان کے گل عارض کملاے ہوے دیکھکر عندلیبان خوشنواے آواز سے طائران سحر بہار نے گھیر لیا ایسے اشعار بہاریہ گائے ارمان کے ہوش اڑ گئے زیر نخل کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہی لیکن موسم بہار کا جوش کبھی ہنستی ہی کبھی مسکراتی ہی کبھی ورسی مین اپنے چہرے کو دیکھکر شرماتی ہی دیکھتی ہی چہار جانب جوش بہار ہر گلرو کا نکھار پھول برس رہے ہین ارمان نے پھول دامن مین بھر لیے پھولون کی خوشبو نے مست کر دیا گل سا چہرہ کملانے لگا جبین نورانی پر پسینہ آنے لگا بہار نے دیکھا بوے گل ولالہ نے مست تو اسکو کر دیا لیکن اپنے کو سنبھالتی ہی طائر زیر بگ ہی جاہتی ہی دام رگ گل سے نکل جاؤن جال مین نہ پھنسون ابکی بہار نے دوسرا گلدستہ مارا دوسرا جھونکا ہوا کا چلا بو کے خوش دماغ مین ارمان کے آئی بہار نے اک کنیز کو اشارہ کیا وہ فوراً دوڑی سامنے ارمان کے آکر اُسکے حسن کی تعریف کرنے لگی یہ اشعار پڑھے

اشعار

پہنے نہین ای غیرتِ گل تو نے کرن پھول ۔ تیرے چمنِ حسن مین پھولا ہی کرن پھول

بے شبہ ہی ای رشک پری تو ہمہ تن پھول ۔ غنچہ ہی دہن ہونٹ گل برگ ذقن پھول

اُس گل کے گلے سے ہی عیان پان کی سرخی ۔ غنچے کی گلابی سے ہی یا عکس فگن پھول

اللہ رے فیضِ سحرِ عارض تابان ۔ مثلِ گل خورشید ہو تابندہ کرن پھول

ابکی نئی صورت سے بہار آئی جنون خیز ۔ غنچون کی طرح کھاکے ہوے داغ کہن پھول

کیونکر نہ شبِ زلف مین یہ نور فشان ہو ۔ من افعی گیسوے سیہ کا ہی کرن پھول

عشاق کی قبرون پہ جو پھول اُسنے چڑھاے ۔ مردے بھی کفن مین سے گئے مانین کفن پھول

رنگینی مین وہ سادگی کا کب ہی تکلف ۔ لائینگے کہان سے ترا بیساختہ پن پھول

تو لو زرِ گل سے اُسے کانٹے مین جھاؤ
ای بلبلو اُس رشکِ چمن کا ہی بدن پھول

دو دن مین بہارِ چمن حسن خزان ہی
اِتنا گلِ عارض پہ نہ ای غنچہ دہن پھول

گلزار مین ہر سمت گھٹا چھا گئی ساقی
غنچے کی گلابی مین بھرا ای مشفقِ من پھول

خار اُسنے دیا مجھکو تو یون غیر کے پھول
مجروح کا جسطرح سے جاتا ہی بدن پھول

آیا پئے گلگشتِ چمن جب وہ شہِ حسن
بلبل نے تصدق مین لٹائے کئی من پھول

ای گل جو ترے گوہرِ دندان کا پڑے عکس
بنجائین ابھی موتیے کے دُرِ عدن پھول

مہرِ رخِ انور سے جو اُٹھین گے نقاب آپ
بنجائیگی سورج مکھی ای غنچہ دہن پھول

جب کرتے ہین سیرِ چمنستانِ مضامین
چُن لاتے ہین گلچین کی طرح اہلِ سخن پھول

خوش چشمون کی پڑتی نہین آنکھین گلِ رخ پر
سبزے کی طرح چرتے ہین ای گل پیرہن پھول

لکھی جو تری رنگ طلائی کی صفت خوب
سونے کے لگاؤن گا دمِ فکرِ سخن پھول

چڑیا تری انگیا کی بھی بنجاتی ہی بلبل
محرم مین جو رکھتا ہو تو ای رشکِ چمن پھول

ہوگی نہ کبھی اُس لبِ رنگین کے مقابل
جسطرح سے چاہو ای شفقِ شام مین پھول

کیون اِتنا چمکتا ہی شبِ زلف مین ای گل
کیا صبح بنا گوش کا تارا ہی کرن پھول

زیبا ہی قلق یار کو کیا پیرہنِ سرخ
پیدا اگر کرے اُس گلِ خوبی سے چمن پھول

اسطرح کے جو ملکہ بہار گلعذار نے انتظام کیے ارمان نہ سنبھل سکی بے اختیار ہوکر پکار اُٹھی شادی جمال بہار
ای ملکہ عالم مین تو برائے گلچینی گلشن جمال آئی تھی یہ کہتی ہوئی آگے بڑھی جس کنیز نے اشعار پڑھے تھے
ملکہ بہار نے اشارہ کیا وہ طرہ بھی لیکر بڑھی بہار مسکراتی ہوئی آتی ہی ہر مرتبہ برق دندان چمک جاتی
ہی یہ حال پُر ملال افراسیاب خانہ خراب نے جو دیکھا گھبرا گیا کہ ارمان کے کانپنے لگا اگر وہ طرہ بھی پہنایا
اور غضب ہوا دم بھر مین بازی جیت ہوجائیگی بہار کنیز بنا کے لیجائیگی کھڑے کھڑے اک سنگریزہ اٹھا کر
پھینک دیا افراسیاب کا سحر چلا اُس کنیز پر برق گری وہ تو جان بچا کے غرق زمین ہوئی لیکن
پھول جلنے لگے زمین سے شعلے آتش نکلنے لگے یا تو صحرا پُر بہار تھا یا ہو کا مقام معلوم ہونے لگا ایک طائر
نے سر پر ارمان کے جاکر اک چیخ ماری کہ ای گل باغ محبوبی ای عندلیب چمن خوبی ہوشیار ہوجا یہ
چیخ مار کر طائر ہٹا ارمان جادوگر کو ہوش آیا اتنا تو ملکہ بہار نے پکار کے کہا او خار بیابان ظلم و بدعت

او نخل صحرا اسے ذلت مین سمجھ گئی ارمان کو بچا لیا بڑا ناز کرکے آئی تھی بایک سحر مین بھولی سب کچھ بھولی گل حیات مرجھا چکا تھا اب سحر سے تو نے تازہ کیا کوئی ہم نبرد تیرا ہوتا تجھکو جواب دیتا افراسیاب نے کچھ جواب نہ دیا لیکن کنیزان حیرت ہنسین مصاحبان بہار نے بھی غل مچایا ملکہ بہار نے ارمان کو چھینا لیا تھا افراسیاب نے بچایا ارمان جادو حجاب سے عرق عرق ہو گئی غصے مین تیغ کھینچا بہار پر جا پڑی کہا او بہار تو نے سر میدان مجھکو ذلیل کیا اب مین بے قتل کیے نہ پلٹون گی بہار نے کہا تجھسے کون بات کرے جسطرح جی چاہے دونون نازنینان مہر جبین ومہ جبینان مہر تمکین نے تیغہا ہے ہلالی کھینچے ارمان کو حجاب بہار کو غصے سے پیچ وتاب ایک ماہ تابان دوسری مہر درخشان ایک زہرۂ فلک حسن وجمال دوسری مشتری آسمان جاہ وجلال آپس مین تیغے چلنے لگے چھوٹے کے ہاتھ چل رہے ہین پھلجھڑی کی کھائیان ہاتھون مین چمکتیان جب بہار نے تیغہ مارا سپر کو تا بستہ وانخل قد ارمان قلم ہوا ارمان نے بھی جواب مین وار کیا یقین ہوا کہ شاخ نخل حیات بہار کٹی لیکن بہار نے بھی بچالی دیا دونون لڑتے لڑتے مست ہو گئین ایک مقام پر ارمان نے جب دیکھا کہ بہار اسمین بھی طاق فنون سپاہ گری مین شہرۂ آفاق ہے چوٹ نہین کھاتی کان کا موتی نکالا بہار پر پھینک مارا بہار نے اُس موتی کو روکا اُس حال مین گوہر حسن وجمال نے چمک کے تیغہ مارا سپر کو نہ اُٹھا سکی سر بہار زخمی ہوا قطرات خون عارض انور پر پڑے چہرہ گلنار ہو گیا اگر بہار زخم کھا کر غصے مین ارمان پر جا پڑی کہا او مکارہ لے یہ لیکے کر کو بتا کے سر پہ ہاتھ مارا زخم کاری سر پر ارمان کے بھی آیا ارمان لڑکھڑائی گرتے گرتے زمین پر دو تیغہ مارا اک برق چمکی پہلے ارمان بیہوش ہوئی اُف کرکے بہار جادو نے بھی گھٹنے ٹیک دیے اتنی آواز دی کہ یہ شکست ہاتھ سے افراسیاب کے ہوئی ورنہ اسکو کنیز بنا کے لیجاتی یہ کہکر بہار بھی بیہوش ہوئی اِدھر افراسیاب دوڑا اُدھر سے باغبان رنگین نے آکر بہار جادو کو اٹھا لیا کہا ایسا نہو افراسیاب گرفتار کرلے لیکن افراسیاب نے تعرض نکی ارمان کو لیکر لشکر مین آیا طبل امان بجے ملکہ مہرخ وغیرہ بہار کو زخمی لیکے چلین ملکہ تاریک شکل کش نے کہا عمرو سے کہدو ہماری خوراک پہونچائے ہماری مین فرق نہ آئے اِس میدان داری سے ہمکو کیا کام عمرو لشکر سے نکلا کہا دائی امان آج تو میدان داری تمام ہوئی تاریک نے کہا کیون شامتین آئی ہین میدان داری وغیرہ میدان داری کیا چیز ہے ہر وقت ہمکو اختیار ہے ابھی لشکر پر آ پڑون اپنی خوراک حاصل کرلون اگر لشکر بھاگیگی تو دس کے بدلے پچاس کو

کہا جاؤنگی ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ آئندہ عمرو نے کہا تم ان باتون مین دخل ندو مثل مشہور ہی جو گڑ دیے مرے
اُسے زہر کیون دو جو ساعت ہی غنیمت ہی دیکھو رب اکبر مالک بحر و بر پردہ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہی ساعت
ہاے سخت کو کاٹنا چاہیے لشکر پر قران نحس آیا ہوا ہی ستارہ گردش مین فلک مٹانے کی کوشش مین انشاء اللہ
یہ سختی دفع ہوگی یہ کہکر عمرو نے برق و قران کو آواز دی دس آدمی لاؤ خدمت مین ملکہ تاریک کے
حاضر کرو قران و برق چالاک دس آدمی زنجیرین بندھے ہوے لاے تاریک نے تیلون
کو اشارہ کیا اشان کشان اُنکو دھومین کے اندر لیگئے تاریک نے چیر پھاڑ کے اُنکو کھایا شراب خواری
مین مصروف ہوئی ملکہ مہرخ نے گھبرا کر پوچھا کیا لشکر سے دس آدمی لیلیے عمرو نے کہا اک تاجر آیا تھا
روپیہ دیکر غلام خریدے وہی سلسل کرکے تاریک کو دیدیے مین اپنے لشکر والون کو دونگا اگر کل ہوشربا
وہ بخش دے ایک سائیس اپنے لشکر کا ندون ان مقدمات مین دخل ندیا کرو روپیہ کے زور سے ممکن
کرینگے لیکن افراسیاب جادو ارمان کو لیکر آیا زخمون مین اُسکے ٹانکے دیے ارمان کو ہوش آیا کہا
اموجان مین نے بار غم و الم اُٹھایا بدون سامان چلی آئی بہار کے ہاتھ سے شکست کھائی اب مین اپنے
قلعہ مین جاؤنگی یہان کی آب و ہوا کا اختلاف ہی زخم بگڑ جائینگے وہان جاکر صحت پائینگے افراسیاب جادو نے
رخصت دی ارمان ٹہلتی ہوئی بارگاہ سے نکلی کنیزون کو آواز دی کنیزین اُسکی حاضر ہوئین کنارے تک
لشکر کے آئی اُدھر سے مہتر قران اک ساحر بنے ہوے آتے تھے سایے مین نخل کے کھڑے ہوے نگاہ
جمال جہان آراے ملکہ ارمان پر پڑی بیتاب ہو گئے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا قصد ہوا کہ اُسکے قدمون پر جا
گر پڑون بقیہ عمر اُسکے ہواے وصل مین صرف کرون لیکن دیکھا ارمان جادو طاؤس زرین نہار کنگی
کنیزین گرد آگئین مہتر قران نے دیکھا یہ جاتی ہی کیونکر طبیعت تسکین پائیگی ہر وقت دل گھبرائیگا جلدی مین
اسباب تصویر کشی اپنے پاس سے نکالا ارمان جادو کی تصویر کھینچ لی اس تصویر سے کیفیت حاصل
ہوگی آگے بڑھکر سامعین پر حال کھلیگا جتنے عرصے مین مہتر قران نے تصویر کھینچی اُتنے ہی عرصے
مین ارمان نے طاؤس کو اُڑایا کنیزین گرد آگئین ارمان مع کنیزون طرف اپنے قلعہ کے روانہ ہوئی
تصویر مہتر قران کے پاس رہی اس تصویر کا ذکر وقت پر آئیگا لیکن افراسیاب بعد جانے ارمان
شریک صحبت عیش و نشاط ہوا یہان خواجہ عمرو وغیرہ بہار کو لیکر داخل لشکر ظفر اثر ہوے ملکہ بہار کی
زخم اور مدہوشی کی پٹیان مرہم جمشیدی کی چڑھائین جب بہار کو ہوش آیا کہا خواجہ آپنے چالاکی افراسیاب

کی دیکھی کس طور سے اپنی بھانجی کو لے گیا مین اپنے سحر مین پھنسا چکی تھی اُسنے سحر کر کے بچایا میرا سحر مٹایا اُسی حجاب مین وہ آ پڑی بہت شرمندہ ہو گئی خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اس لڑائی مین بھی سحر افراسیاب شریک تھا ورنہ اُس ملعونہ کے ہاتھ سے مین اسقدر زخمی ہوتی کچھ خبر دریافت ہی کہ ارمان جادو کہان گئی ہرکارون سے خبر پہونچائی ارمان طرف اپنے ملک کے گئی افراسیاب سے عذر کیا کہ یہان کی آب وہوا میرے واسطے نہایت ہی خلاف ہی ملکہ بہار نے فرمایا خیر ع زندہ ہین اگر یار تو صحبت باقی

دو کلمہ داستان حسرت و مصیبت گرفتار ہونا جملہ سرداران طلمہ مہرخ سحر چشم کا سحر تاریک سے اور عمرو کا ان سبکو بچانا خوراک تاریک دیکر اور حال کھلنا عیاری عمرو کا اور غصے مین جا پڑنا تاریک کا لشکر مہرخ پر اور پٹا ملنا بارگاہ اسد غازی کا عجب داستان رنج و الم ہی خمسہ

بوسہ دینے مین غضب لائیے گا — جھوٹے سچ بول کے بہلائیے گا
آج تو کہتے ہو کل پائیے گا — کل بھی مُنھ پھیر کے فرمائیے گا
آج گھر جائیے کل آئیے گا

سچ تو اغیار سے فرمائیے گا — جھوٹے فقرے مجھے بتلائیے گا
مین سمجھتا ہون جہان جائیے گا — میرے گھر کا ہیکو اب آئیے گا
خیر بندے ہی کو بلوائیے گا

غصہ اُترے گا تو غم کھائیے گا — رنج تنہائی سے گھبرائیے گا
اب تو کیا ہوش مین جب آئیے گا — میرا دل پھیر کے پچھتائیے گا
ایسا جانباز کہان پائیے گا

مدتون لطف ہزارون دیکھے — ایسے بیزار نہ تھے وہ پہلے
اب تو بگڑے ہین یہان تک بے — وصل مین کہتے ہین میٹھے تیکھے
آپ سایہ ہین لپٹ جائیے گا

چند ساعت مین رہی ہو سامان — جسکا تھا دل مین تمھارے ارمان
پوچھئے کیا ہو پیارے جان جہان — کسطرح ہجر مین جاتی ہی جان

دیکھنے سیر چلے آیئے گا

گر پڑے اشک جو بگڑا وے — ہنس کے فرمایا کہ اچھا روسیے
جبکہ اندوہ سے دفتر کھولے — سنئے حالِ شبِ فرقت بولے

کیجیے کچھ اور بھی فرمایئے گا

روز کل کل ہے کہ کل آیئے گا — کون سی کل ہے یقین ہو جسکا
آجکل ڈھنگ تمھارا ہے نیا — کل گئی آج ہے کل کا وعدا

جیسے کل آئے تھے کل آیئے گا

بلاہل کو نہیں جاے مے — کوئی مرجانے کی رکھتے نہیں شے
کس طرح رات کٹے گی ہے ہے — دیکھیے جان پہ کیا بنتی ہے

آپ تو اٹھ کے چلے جایئے گا

پارسا بنکے جو آتے ہین آپ — اب کھلا جال مین لاتے ہین آپ
ہم سے ظاہر یہ دکھاتے ہین آپ — چھپ کے غیرون کو بلاتے ہین آپ

دیکھیے دیکھیے پچھتایئے گا

جبکہ مشتاقِ دعا ہوتے ہین — کب وہ پابندِ حیا ہوتے ہین
منھ سے اقرار سدا ہوتے ہین — ایسے بھی وعدے وفا ہوتے ہین

ہان بجا سچ ہے ضرور آیئے گا

بوسہ دین آپ اگر ہین شاہد — پھر نہ مانین گے خدا ہے شاہد
ہم ہین آزاد نہین کچھ زاہد — جیسے جی ہو جیے واحد شاہد

کچھ قیامت مین نہ کام آیئے گا

کیسے گنتے ہو گھڑیان چھ سات — جانتے ہین کہ بہت کم ہے رات
جی مین چل دینے کی سوجھ ہو گھات — ہم وہ ہین دل کی سمجھتے ہین بات

آپ کچھ منھ سے نہ فرمایئے گا

خیر بہتر ہے اب ایسا نہ سہی — ہر سحر گردشِ پیمانہ سہی

یون ہی منظور تو اچھا نہ سہی | روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی
چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا

اندنون تمنے جو پرسشش کم کی | آرزو ہی گلہ بیہم کی
گو کہ تکلیف تو ہی کچھ دم کی | بات رہ جائے مریض غم کی
دو گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جائیے گا

جب پسند آئے گا اچھا کہنا | تنگ سمجھو گے یہ بیجا کہنا
رونا ہو گا کبھی میرا کہنا | بڑھ گئے ربط تو پھر کیا کہنا
لاکھ بار آئیے گا جائیے گا

مثل خون گرچہ نہ بہلے نکلی | پھر بہت رنج یہ سہکے نکلی
چند دن تن مین جو روکے نکلی | روح قالب سے یہ کہکے نکلی
دل کسی اور سے بہلائیے گا

خون کس کس کا کریگی نہ یہ آنکھ | کیا مری جان کو لیگی نہ یہ آنکھ
رنج کیونکر مجھے دیگی نہ یہ آنکھ | پیٹھ موڑی تو رہیگی نہ یہ آنکھ
ایک کروٹ مین بدل جائیے گا

یہ نسیم آپکا حیران ہی یہ | دین ہی یہ تو نہ ایمان ہی یہ
دشمن جان و جگر ہان ہی یہ | ای خلیل افعی بیجان ہی یہ
زلف کو چھو کے خطا پائیے گا

اُستادان سخنور نے اس داستان حسرت و مصیبت کو اس طرح تحریر فرمایا ہی کہ جب ارمان جادو جا چکی تاریک نے کہلا بھیجا افراسیاب نے طبل جنگی بجوایا اہل اسلام کو خبر پہونچی مجبور ولاچار طبل جنگی بجا مگر برائے اہل اسلام یہ طبل جنگی کوس رحیل ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ خدا ہمارا الکفیل ہی یہ افراسیاب مکّار و محیل ہی وہ خدا سب سے عدیل ہی تیاریان ہوئین لشکر افراسیاب مین خوشی بیان کون سحر تیار کرے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ تاریک کے سامنے سحر و ساحری بیکار مرنے پر تیار ہین ملک الموت کا سامنا کس سے لڑین کس پر سحر کرین بلائے مبرم سے لڑائی سحر کی رعنائی زیبائی

ہو چکی اب اپنے پروردگار کو یاد کرو یا ورغریبان و دادرس بیکسان سے فریاد کرو وہی بچائیگا عمرو دیوانہ وار وحشی
مثال فکر خوراک تاریک شغل کش مین مارا مارا پھرتا ہو قران و برق وغیرہ بھی اسی تدبیر مین مصروف
ہین یہ انتظام انہین کی راے پر موقوف ہین عمرو کبھی مغرب کبھی مشرق کبھی جنوب کبھی شمال وہ شب تیرہ و تاریک
خوف بدعت تاریک مین گم ہی حیران ہی کیا کرون زمین سخت آسمان دور انسان ضعیف البنیان لاچار و مجبور
اسی ہنگامہ مین چار پہر رات بسر ہوئی جلاد مہر تابان نے لباس خونی زیب جسم کیا خنجر شعاع ہاتھ مین لیا
میدان چرخ نیلی مین مصروف جنگ ہوا لشکر جانبین میدان کارزار مین آے افراسیاب بے ایمان بصد عظم و
شان میدان کارزار مین آیا لشکر جانبین کے جمے صفین آراستہ ہوئین تاریک ملعونہ نے سر دھوین
نے نکالا پتلے دونون میدان مین ٹہل رہے ہین ناگاہ پتلہ تاریک کا میدان مین آیا نعرہ کوہ شگاف
کیا ای ملکہ مہرخ بھیجو کسیکو ابتک تم سب نے طور مصالحہ کا نکیا اب آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو جیسے ہی
پتلے نے نعرہ کیا ملکہ مخمور رنجور نے طاؤس اپنا بڑھایا مخمور کا نکلنا لشکر مین ہنگامہ ہوا لوصاحبون ملکہ
مخمور جاتی ہین بہار و باغبان و رعد و برق وغیرہ دوڑ پڑے کہا ای مخمور ہم تم ساتھ مرینگے
مرگ انبوہ جشنے دارد اسوقت مصیبت مین ساتھ نہ چھوڑو ہماری محبت سے منھ نہ موڑو ہم سب آمادہ مرگ
و مہیاے قضا ہین کسیکو زندگی درکار نہین ہی اگر تمھاری خوشی ہی ہم سب ملکر ابھی جا پڑین لڑ بھڑ کر جان
دین ملکہ مخمور نے کہا آپ سب صاحبون کو خدا سلامت رکھے آپ سب صاحب جانباز و سرفروش ہین
اب اس کنیز کو نہ روکیے جانے دیجیے عمرو نے جو سنا کہ مخمور جاتی ہی بیقرار ہو کر اپنے کو ظاہر کیا آگے
مخمور سے لپٹ گیا کہا ای مخمور کیا غضب کرتی ہی مین تدبیرین کر رہا ہون خدا چاہے گا تو کوئی سامان
پیدا ہوگا اور سردار ہین وہ مقابلہ کرینگے چیر پھاڑ کے کھا جائیگا تاریک سے عہد کر چکا ہون تین دن سے
دس آدمی روز اس مردار خوار کو پہنچتے ہین مشرق و مغرب مین اپنے کو بیو پاری تاجر ڈھونڈھے
بردے خریدے اسواسطے کہ جو سردار ہمارا گرفتار ہوا اسکو وہ قید کرے قتل نکر سکے مخمور نے کہا خواجہ
قید کیا تو کیا چیر پھاڑ کر کھا گئی تو کیا اب موت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی فراق مین نور الدہر کے
زندگی سے بیزار ہون موت کی امیدوار ہون بموجب مضمون ان اشعار عبرت آثار کے اکثر یہی
وردہی صفحۂ قلب پر یہ مضمون مرقوم ہی جان لیکے ہاتھ سے نہ بچے گی تجلی معلوم ہوا ہجر غالب
آنا غیر ممکن رو رو کر ملکہ مخمور نے یہ اشعار پڑھے نظم

مائیم و گریہ کہ بطوفان مصاحب است
دست الم بچاک گریبان مصاحب است
خواہی حریر بستر و یا خواہ بوریا
عاشق ہمیشہ بسر و سامان مصاحب است
مخفی ز سوز آتش عشق تو سالہا ست
مژگان دیدہ گہر جان مصاحب است
بلبل ہزار نالہ و زاری کہ بے نوا
پہلوے بخت با مغیلان مصاحب است
نازم بصبر حوصلۂ دل کہ عمرہا ست
با من ہمیں دو دیدۂ گریان مصاحب است
مجنون صفت ز دوری وصل تو در غربت
مرغ دلم بزلف پریشان مصاحب است
زاد رہ لباس نباید براہ عشق
و ز تنگنائے سینہ بافغان مصاحب است

خواجہ عمرو یہ باتیں سنکے مخمور کی بے اختیار رونے لگے ہر چند سب نے سمجھایا مخمور نے نہ مانا جسوقت مخمور لشکر سے نکل کر چلی صاف ثابت تھا کہ جوان کا جنازہ جاتا ہی ہر سمت شور گریہ و زاری بلند تھا ان دم درد مند مخمور جھومتی ہوئی طرف میدان کارزار کے چلی بہار کا نگاہ پاس سے دیکھنا دوڑ دوڑ کر لپٹ جاتی ہی مخمور نے کہا اے بہار اب صبر کرو انشاء اللہ اگر زندہ ہیں تو ملینگے ورنہ عدم میں ملاقات ہوگی بہار نے آہ کھینچی کہا ہم تمھارے ہمراہ ہیں نظم

کاش مرجائے کسی کوچے میں ہم فرقت نصیب
تھا بہت مشتاق ان چاند کا آفت نصیب
شکر کر اے دل کسے ملتا ہی داغ عشق دوست
دل الم درمان نصیب آنکھیں ہیں حسرت نصیب
تفرقہ پرداز ہونگی داد دینے کو مجھے
تھوڑی جا ہو کسے ہمتی ہی یہ ذلت نصیب
پوچھتے کیا نام ہو سودائی گیسو کا تم
یہ بھی دور افتادہ ہی اپنا فرقت نصیب
یاد تو کرتا کوئی لیکن کبھی جنت نصیب
واہ ری تقدیر اسکی یار جسکو رنج دے
خوش نصیب انکو ہوا کرتی ہی یہ دولت نصیب
شب کی باتیں تاسحر دل کرتا ہی یا رب خیر ہو
اے فلک کیا رہ گئے تھے اک ہمیں فرقت نصیب
کام اپنا کر چلا آئینہ آرایش یار
تیرہ بخت آشفتہ دل شوریدہ سر وحشت نصیب
شوق نے پاؤں بنتے تری الجھیاں (?) [illegible]
عاشقوں میں بھی نکل کے رہیگے آفت نصیب
وائے ناکامی یہ کیسے عاشق ناکام کی
وصل میں بھی کچھ نہ آفت لائے آفت نصیب
سامنے تو ہیں مگر ہم میں ہم سے دور
اور تو دیکھا کیا اور دیدۂ حسرت نصیب
نقش پا سے یار خضر راہ کیا ہوگا جلال

مخمور و بہار خوب ملکر روئیں دونوں کو ہچکی لگ گئی اسوقت زمین کانپتی تھی کل اہل لشکر میں سکتہ کا عالم مخمور نے کہا اے بہار زیادہ نہ رلاؤ بس اب ہمکو رخصت کرو یہ کہکر مخمور حیران و پریشان میدان کارزار میں آئی بہار روتی ہوئی پلٹ گئی جیسے ہی تلکے نے مخمور کو دیکھا تڑپ کر چلا اسوقت افراسیاب بھی بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان صبر نہو سکا بڑھکر پکارا اے مخمور بھاگ یہ ظالم آتا ہی مخمور نے کچھ جواب نہ دیا شیرانہ سینہ سپر کیا جیسے ہی تلکے نے گولہ مارا مخمور نے برق چمکائی گولہ کا ٹکڑا تاریک دھوئیں سے سر نکلے دیکھ رہی ہی مخمور نیچہ کھینچکر مثل برق جہندہ تلکے پر جا پڑی ہر چند اسنے چاہا سنبھلوں مخمور نے نہ سنبھلنے دیا قریب جاکر تیغہ مارا تلکے کے دو ٹکڑے ہوے زمین پر گرا خون کا فوارہ جسم سے

نکلا آواز آئی کشتی مرا نام من غلام ملکہ تاریک شکل کش بود تاریک نے یہ جو دیکھا غصے مین کانپ گئی دوسرے پتلے کو اشارہ کیا وہ بجیا شل شعلۂ جوالہ بھڑکا اس زور و شور سے مخمور پر جا پڑا مخمور کی آنکھ بند ہو گئی وار نہ کر سکی تیغ ہاتھ سے چھوٹ گیا بیہوش ہو کر گری پتلے نے اٹھا لیا لیکر طرف تاریک کے چلا عمرو کا کلیجہ پھٹ گیا بیقرار ہو کے دوڑا سامنے تاریک کے آکر کہا دائی امان الکریم اذا وعدہ فا جو فرمایا ہی اسپر کاربند ہو جیسے ملکہ مخمور کا قید کرنا مناسب ہی مین ابھی دس آدمی نوجوان لاتا ہون تاریک نے کہا خواجہ لائیے ہم اسکو قید کرتے ہین عمرو نے کہا ابھی حاضر کرتا ہون یہ کہکر مہتر قران کو آواز دی قران دس آدمی زنجیرون مین بندھے ہوے لایا تاریک کے حوالے کر دیے تاریک نے خوشی خوشی سر زنجیر کو تھام لیا مخمور کو اٹھا کر اُسی مکان دھوئین مین ایک جانب پھینکدیا وہ جو آدمی پاے اُنکو لیکر کھانے لگی راہگیرون کی جدا خیر منائی ہی جب جی چاہا میٹھے میٹھے جا پڑی راہگیرون کو اُٹھا لائی چیر پھاڑ کر کھا گئی شراب کے مٹکے بھرے ہوے رکھے ہین پی رہی ہی میخانے کے میخانے خالی کر دیے بعد گرفتاری مخمور کئی کنیزین اسکی نکلین وہ بھی اُسی طرح گرفتار ہوئین تاریک نے اُٹھا کے دھوئین مین پھینکدیا شام کو اہل اسلام ناکام غمگین سرداران مین سر پر خاک اُڑاتے ہوے داخل بارگاہ ہوے افراسیاب پلٹا آکر تخت پر بیٹھا ظاہر مین تو خوش ہی مگر باطن مین گرفتاری مخمور کا نہایت قلق خیال ہی کہ ایسا نہو کسیوقت خوراک ہو جانے مین تامل ہو اُس محبوب مطلوب کو کھا جائے مین اُسکا کیا کرونگا سر پیٹ پیٹ کے خاموش ہو جاؤنگا نہایت مشکل ہی اگرچہ زبان ہلا اون اہالیان طلسم بدنام کرین نہین بولتا تو کلیجے پر چھریان پھرتی ہین غم مخمور مین سینے کو بجلی لگی ساغر چشم پر آب ڈبڈبائے موجۂ شراب کے خنجر چل رہے ہین میخانے مین بھبھون کے کلیجے سے شعلۂ غم کے نکل رہے ہین سبو ماتم کدہ ساقی بے پروا اُس پیر مغان کو عالم یاس ہو تلبین سرنگون پڑی ہین دختر رز بیتاب اہل میکدہ بیحواس ہر سو افراسیاب قصد کرتا ہی تاریک سے جا کر مخمور کو مانگ لون کسی خیمے مین قید کرون لیکن ڈرتا ہی کہ اُسکے مزاج کے خلاف ہو ابھی دو ردو رجاتا ہی طلسم نور افشان کو مٹاتا ہی اب طریقہ یہ مقرر ہی کہ عمرو دس آدمی روز لا کر تاریک کو دیتا ہی یہ بلاے آدم خوار خوشی خوشی لیکر کھاتی ہی مزے اُڑاتی ہی لیکن تین میدان تاریک نے اسطور سے کیئے چالیس سرداران نامی و گرامی گرفتار ہوے نیاز مندکا بیان مین بھی دستور یہی ہی کہ مضامین مکرر کو بیان کرنا اچھا نہین جانتا سامع خاطر پراگندہ ہون وہی صورت تحریر ہی کہ تاریک مذکور نے چالیس سردار گرفتار کیے عمرو نے ہر ایک کے بدلے دس آدمی دیے تاریک نے

انکو قید کیا ساتوین دن لشکر مین افراسیاب کے ہلڑ ہوا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہی کہ سپہ سالار لشکر
اور بہت سے سپاہی کچھ سوار کچھ پیدل روتے پیٹتے سامنے افراسیاب کے آئے عرض کی ای شہنشاہ ہوشربا
عجب طرح کا معرکہ ہی کسی نے کہا میرا بھائی کسی نے کہا بیٹا کسی نے کہا غلام کسی نے کہا میرا سائیس سودا لینے کو بازار
گئے اب انکا پتا نہین ملتا ہر طرف تلاش کرتے پھرتے ہین حیران ہین کہ کیا کرین کہان تلاش کرین کہان
جائین کس سے پوچھین بازار تک جانیکا پتا ملتا ہی نہین معلوم زمین کھا گئی یا آسمان سے برق گری اب تو
افراسیاب خائف ہوا کہ انہین دائی امان نے نہ کھا لیا ہو اُن سب کو تسکین دی کہا اپنے اپنے مقام پر
بیٹھو بادولت تدبیر کرتے ہین شکار وغیرہ کھیلنے چلے گئے ہونگے مین پتا دونگا یہ کہکے اُن سب کو رخصت کیا
حیرت سے پوچھا ای شہنشاہ مین نے شمار کیا کئی سو آدمیون کا پتا نہین ملتا یہ کیا غضب ہو گیا ہی
افراسیاب نے کہا ای حیرت مین ابھی زبان سے کیا کہون دائی امان کے پیٹ مین آگ لگے مشعل کے
مقدمہ مین بدنام ہو چکا ہون پر اب دوسری آفت ہی اگر انہین ظاہر ہو جائے سارا لشکر مجھسے بگڑ کے نوکری
چھوڑ دے مین الٹا مین عاقل کامل ہون لیکن تنہا کیا سلطنت کرون جماعت کی کرامت ہی دائی امان کی شامت
ہی جلکے پوچھتا ہون عرض کرونگا برائے سامری دس آدمی روز عمرو دیتا ہی اسپر اکتفا کرو ادھر کے آدمی
نکھاؤ میرے لشکر کے کئی سو آدمی کم ہو گئے تمنے تو نہین کھا لیے حیرت نے کہا ای شہنشاہ جلد جائیے اگر یہ
برس دو برس رہینگی تو کیا غضب ہوگا آدمی کہین نام کو نہ باقی رہینگے فتح و شکست دونون برابر ہی یہ خبر سنکر دل
بیقرار و مضطر ہی افراسیاب اٹھکر دروازے پر تاریک کے آیا دیکھا دو پتلے ٹہل رہے ہین ایک پتلہ عمرو
نے مارا تھا دوسرا اُسنے پھر بنا لیا افراسیاب نے عرض کرائی تاریک نے بلا لیا افراسیاب نے
سب کیفیت بیان کی کہ دائی امان اسی ہفتے عشرے مین کئی سو آدمی میرے لشکر سے غائب ہو گئے تم رات
کو جاکر تو نہین پکڑ لائی ہو تاریک نے کہا افراسیاب تیرے سر کی قسم مین بھوکی بیٹھی رہتی ہون جبسے آئی
ہون تیرے لشکر مین آج تک نہین گئی اسیواسطے مین نے اپنے رہنے کا مکان الگ بنا لیا راہگیر کوئی بھٹکا ہوا
نکل آتا ہی تو دل نہین مانتا جا پڑتی ہون علاوہ ازین ہماری میری عمرو سے مقرر ہی کیا نوجوان آدمی لاتا ہی
دل نہ سے اٹھاتا ہی بلکہ تو جو بھیجتا تھا بڈھے ضعیف ڈانگر سا مگر جس دن سے عمرو سے معاملہ ہو گیا مزے سے
گذرتی ہی افراسیاب نے کہا دائی امان پھر میرے کئی سو جوان کیا ہوئے تاریک نے کہا میری بلا جانے
جلے گیا مین تمام دنیا کی وقائع نگار ہون تو بادشاہ ہی دریافت کر اپنے لشکر کی خبر نے مین گوشہ نشین ہون

ان باتون سے کیا کام ابھی تو سالہا سال مقابلے پڑینگے طلسم نور افشان مین جاکر قیامتین برپا کرونگی بران
وجمشید کو کھاؤنگی پھر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پہ جاؤنگی فرزند حمزہ پروردہ مہد ناز و نعم اُنپر مہتے پڑینگے اور ملک
وہان بہت ہین باختر ایسا شہر جسمین بے حساب آدمی بستے ہین یا ملک ترکستان مین بڑے بڑے قد کے
جوان ہوتے ہین سفر مین جنگلی آدمی بہت ملینگے اب مین تجھکو تکلیف نہ دونگی مشقت کرکے کھاؤنگی افراسیاب
نے سر جھکا لیا لشکر مین آیا بوقت سحر تخت پر بیٹھا اک سپاہی روتا پیٹتا سامنے آیا کہا شہنشاہ طلسم ہوشربا کی
دہائی ہی میرا جوان بیٹا کیا عمدہ سپاہی تھا جب لڑائی پڑی مسلمانون کو قتل کیا مکر و حیلے مین طاق علم
افسون مین شہرۂ آفاق لپشت لشکر مسلمانان پر جا پڑتا تھا چھپکے اُسنے سیکڑون کو مارا رات سے غائب
ہوگیا نہین معلوم اُسپر کیا معرکہ گذرا رات سے غلام سویا نہین آب و دانہ حرام ہی اپنے غلام کے لیے
فکر کیجیے لشکر مین کوئی اُسکا دشمن نہ تھا راہ مین کوئی رہزن نہ تھا کون مار آستین گرگ بغل آیا میرے فرزند کو
اُٹھا لیگیا مجھے داغ دے گیا ایک صراف دوکاندار دوڑا ہوا آیا کہا ای شہنشاہ پندرہ سولہ برس کا میرا
لڑکا جاتا تھا راہ سے غائب ہوگیا رات سے اُسکی مان روتی پھرتی ہی کہان جاکے تلاش کرون اپنی
مصیبت کس سے کہون ایک اور بقال آیا اُسنے کہا بھائی میرا غائب ہوا آب و دانہ سے غلام تائب ہوا
چند افسر بھی اُٹھے روئے پیٹے سامنے افراسیاب کے سر دے مارے سبنے کہا شہنشاہ ہمارے عزیزون
کا پتا نہ ملیگا تو ہم نوکری چھوڑ دینگے گلے کاٹ کے مرجائینگے مشعل حرامزادہ آیا اُسنے سبکو کیا کیا جل دیے
مردے تادمینکے دھبا لگا دیا دائی امان صاحب آکی یہ قیامت برپا کر رہی ہین ریناز ورد کھاتی ہین رات کو آکر
کھا جاتی ہین افراسیاب نے کہا مین نے دائی امان سے پوچھا تھا وہ قسمین کھاتی ہین کہ جو عمرو دس آدمی
دیتا ہی اُنھین پر اکتفا کرتی ہون بلکہ بھوکون مرتی ہون صرصر بھی اسوقت حاضر ہی یکایک ہنس پڑی کہا کیون
ہنسا افراسیاب نے کہا کیون صرصر کیا تجھے ان لوگون کا حال معلوم ہی صرصر نے کہا ای شہنشاہ ایک
بات میری سمجھ مین آئی ہی سامری و جمشید جھوٹ نہ بلوائین کیا عجب ہو کہ یہی بات ہو افراسیاب نے
کہا کیا بات ہی صرصر نے کہا جلدی کہنا مناسب نہین ہی مین کان مین عرض کرونگی افراسیاب نے کان
جھکایا صرصر نے کہا ای شہنشاہ مین بہت حیران تھی کہ عمرو نے دس آدمی روز دینے کہے ہین اہل
اسلام مین یہ دستور نہین ہی کہ کسیکو حقیر و ذلیل جانین سبکا مرتبہ برابر ہی ایک اپنے خدمتگار کو بھی آزار
پہونچانا نہین چاہتے یہی باعث ہی کہ اُنکے نام پر جان دیتے ہین کیا عجب ہو کہ عیار آکر آپکے لشکر سے

دس آدمی رسن زنجیر لیجاتے ہوں اُنکی صورت بدل کے پاس ملکہ تاریک لیجاتے ہوں افراسیاب بھی سنکر گھبرا گیا
کہا کیونکر امتحان کروں کہا ابھی مہتر قران رسیوں میں باندھکر دس آدمی لایا تھا دائی امان نے ابھی کھانے کھونگے
افراسیاب اٹھا صرصر بھی چلی سب سردار افراسیاب کے حیران کہ صرصر افراسیاب کو کہاں لیجاتی
ہی افراسیاب غصے میں بھرا ہوا صرصر سرگوشی کر رہی ہی جتنے عزیز و اقارب غائب ہوے ہیں وہ روتے
بیٹھے ہمراہ ہیں ہرچند افراسیاب کہتا ہی تم لوگ ٹھہرو میں دریافت کرنے جاتا ہوں ابھی واپس آتا ہوں وہ لوگ
نہیں مانتے افراسیاب جنگ غصے میں آمادۂ جنگ انکو جھڑک دیا انکو گھر کا قریب قصر تاریک پہونچا
اُسوقت تاریک دھوین سے سر لگائے شراب پی رہی ہی دس آدمی جو ابھی آئے تھے اُنمیں سے چار کو
چیر پھاڑ کر کھا چکی ہی باقی جو بیٹھے ہیں غین غین کر رہے ہیں مُنھ سے بول نہیں سکتے مُنھ کھول کے رہجاتے ہیں
کبھی گھبراتے ہیں صرصر نے کہا دیکھیے شہنشاہ علامت ظاہر ہی باقی ماندہ بول نہیں سکتے دیکھیے گلے انکے
پھولے ہوے ہیں عیاروں نے شاید گلوں میں گیند ٹھوس دیے ہیں آپ دائی اماں کو منع کیجیے بڑھکر
انکے گلوں سے گیند نکالیے مُنھ دھلوائیے اپنا حال مفصل کہیں ابھی کھل جائیگا افراسیاب دوڑکے قریب
آیا ایک کے گلے سے گیند نکالا جیسے ہی اسکے گلے سے گیند نکلا اُسنے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ دہائی ہی یہ غلام آپ کے
کمیدان کا بھائی ہی وہ کمیدان بیقرار ہوکے دوڑا بھائی بھائی کہکے لپٹ گیا لیکن کہتا تھا ای میرے بھائی تو تو
گور اتھا کالا کیونکر ہو گیا صرصر نے کہا ارے مُنھ دھلاؤ جیسے ہی مُنھ دھلایا دیکھا حقیقت میں لشکر کا رہنے والا
کسیکا بہنوئی کسیکا سالا اُن پانچوں کے بھی مُنھ دھلائے اب تو ہلڑ ہوا کسیکا بھائی کسیکا بیٹا سب پیٹنے لگے
غل ہوا دہائی ہی سامری و جمشید کی جب بادشاہ ہمارا ہمکو قتل کرتا ہی تو کون بچائے واہ اچھی بی دائی اماں
ہیں خاک انکے مُنھ میں ہمارے بال بچوں کو کھا گئیں اب اس طلسم میں بڑی بدعت شروع ہوئی تو رعایا ان
چھوڑ دینگے بھیک مانگ کھائینگے ایسے ظالم کے دروازے پر نہ آئینگے یہ بدعت عمرو کی محبت و لیاقت دیکھو
خوب گوشت خوردنداں سنگ گرفتہ اسکا قول ہی جسطرح ساحر نے اُسکو مار دیا بھی اُسنے خوب تدبیر کی آتے
سردار بچائے ساحروں کو کھلا دیا کھانے والی بجون کھا گئیں لڑکا رہی نہ لی افراسیاب بھی گھبرا گیا سارے
لشکر میں غریو ہوا تاریک نے کہا ارے مجھکو تو سمجھا یہ کیا معرکہ ہی میری ہماری میں خلل ڈالا میں تمہاری
باتوں کی نہ جیتی میرا ابھی پیٹ نہیں بھرا یہ جو سامنے کھڑے ہیں انکو چیر پھاڑ کر کھاؤنگی افراسیاب نے
بڑھکر کہا سب کے بدے مجھکو کھا جائیے آپ تو ہر وقت نشے میں چور رہتی ہیں کچھ نیک و بد نہیں سمجھتیں

عمرو آپ سے دس آدمی روز کا وعدہ کر گیا تھا میرے لشکر کے آدمی پکڑ کے اُسنے حوالے کیے سارا لشکر فریادی
ہی سراسر آپکی جلادی ہی آپ کے تشریف لانے سے یہ مجھکو نفع ملا اب سرداران لشکر اپنی زندگی سے بیزار
اپنے عزیزون کے سوگوار ہین عمرو کو جب کچھ نہ بن پڑا تب اُسنے یہ عیاری کی ہین میرے لشکر کو برباد کیا یہ بہاک
افراسیاب نے تاریک سے کہا تاریک جھلائی کہا ساربان زادے نے میرے ساتھ عیاری کی تیرے
ملازمون کو مین نے کھایا عمرو کی اب یہ مجال ہوئی بادولت کے ساتھ اب یہ گستاخی یہ کہکر اپنے مقام سے
تاریک اُٹھی دیونی نے ڈکار لی لنگے کو جھاڑتی ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی قضائے کار یہان عمرو اور جملہ
عیار مہرخ سے کہہ رہے ہین کہ افراسیاب کے لشکر مین ہلڑ ہو گیا اب ہمکو آدمی نہین ملتے کئی سو
تو پکڑ کے کھلا دیے لیکن اب حال کھلا چاہتا ہی یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی
ملکہ مہرخ وغیرہ بارگاہ سے نکل آئین دیکھا تاریک لشکر پر آگری جسکو پکڑا اچھالا مار کر چیر ڈالا چبانا شروع کیا
پامال کرتی ہوئی آتی ہی اگر کسی خیمے کے قریب پہونچی طناب پکڑ کے ہلا مارا خیمہ گرا کئی سو دب گئے جو کوئی زندہ
بچ کے نکلا تاریک نے پکڑ کے چیر ڈالا تمام سردارون نے جو یہ قیامت برپا دیکھی برق لامع کڑک کر
بلند ہوئی وہانسے تاریک پر گری تاریک روسیاہ کو خبر بھی نہوئی صرف ہاتھ ہلا دیا جیسے کوئی مچھر کو اڑاتا
ہی سب سردار ملکے سحر کر رہے ہین لیکن تاریک پر تاثیر نہین ہوتی باغبان نے بڑھ بڑھ کے کئی
گیند مارے تاریک پر تاثیر نہین ہوتی برق تڑپ تڑپ کے گری ہی رعد چیخین مارتا ہی خورشید
نے آگ برسائی ملکہ مہرخ نے گولے فولادی قریب جاکر مارے جسم پر تاریک کے فولادی گولے
پڑ رہے ہین اُف بھی نہین کرتی دریائے فوج مین شناوری کرتی ہوئی جاتی ہی ہزارون کو چیر پھاڑ کے
پھینکدیا بارگاہین پامال صفین اُجاڑ افراسیاب نے قصد کیا مین بھی جا پڑون تاریک نے آواز
دی خبردار اے افراسیاب تو یہان نہ آنا آج مین ایک کو زندہ نچھوڑونگی دور سے تماشا دیکھ یہ کہکے
بیچ لشکر مین ڈٹ گئی سب سردار دیکھ رہے ہین تاریک کے سحر کا عجب طریقہ ہی نہ کوئی اسم سحر پڑھتی ہی نہ
سنگریزے پھینکتی ہی پامال کر رہی ہی صفون کو الٹ دیا سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا جب چار سو سردارون نے
ملکر سحر کیے ایک یا دو زخم جسم پر اوچھے اوچھے آگئے سر جھنڈا سا کھلا ہوا مٹکے کا دور نلی کرتی بہنے خون
کے جمے ہوئے مثل بلائے مہیب تڑپتی پھرتی ہی چشم زدن مین خون کے دریا بہ گئے جسکو نوجوان دیکھا چیر
پھاڑ کے کھا گئی اگر ضعیف سامنے آئے انکو چیر کے پھینکدیا منہ بھی نہ لگایا گلے کے پاس منھ لگا کے خون پی گئی

جب ڈکار لیتی ہی دھوان مُنھ سے نکلتا ہی خونکا دریا بہ رہا ہی لاشین صد ہا پھڑک رہین ہین مہرخ پیرجو گی
بڑی پکار کر آواز دی او مہرخ بہتر یہ ہی کہ عمرو کو پکڑ کر میرے حوالے کر اُسنے میرے ساتھ عیاری کی ہی مین
اہالیان لشکر سے شرمندہ ہون ایک کو زندہ نچھوڑون گی سار بان زادہ بچاجائے نوین پلٹ جاؤن ہر چند کہ
پیٹ نہین بھرا صرف کلہ گرم ہوا ہی مہرخ نے پکار کر جواب دیا ای ملکہ تاریک ہمارا عمرو پر کیا اختیار ہی
آپکو آتے دیکھا وہ بھاگ گیا خدمت مین اپنے آقا کی چلا گیا ہوگا آپکے نام سے بہت ڈرتا ہی اُسکو تلاش کیجیے داڑ
گھسیٹیے ہمین کیا عذر ہی ہمپر ناحق غصہ کیا اُسیطرح میدان کارزار مین مقابلہ کیجیے تاریک نے کہا او چھوکری
میرے ساتھ فقرہ کرتی ہی بات بنانے پر مرتی ہی نگوڑے عمرو کو مین نے سرفراز کیا اپنا مصاحب بنایا اُسنے میرے
اوپر عیاری کی یہ کہکر پھر گرج گرجی دو چار سَو کو پامال کیا بارگاہ ملکہ مہرخ کو پھونک دیا جب مُنھ سے ان کی
ہی شعلہ ہاے آتش نکلتے ہین نخل مثل شمع کافوری جلتے ہین آخر کو ملکہ مہرخ کا پاؤن اُٹھا ساحرون نے خوب
خوب سحر کیے جب دیکھا سحر تاثیر نہین کرتا بھاگے آخر کو یہ راے ہوئی کہ نکل چلو اس بلاے روزگار سے
جان بچاؤ کسی درۂ کوہ مین جا کر چھپ رہین اب قدم نہین جمتا لشکر نہین ٹھمتا پروردگار کوئی سامان غیب سے
ظاہر کرے گا چیختے چلاتے سب بھاگے جاتے ہین لیکن تاریک پیچھا نہین چھوڑتی افراسیاب قریب
تخت حیرت کھڑا ہوا تماشا ہی لشکر مسلمانان پر ہنس رہا ہی کہتا ہی اب کوئی داؤد امان سے مقابلہ نہین کرتا یہ سب
باغبان باغی ہوے تھے اسوقت بھاگے جاتے ہین پہلے کیا سمجھے کانٹون مین اُلجھے کل لشکر ذلیل و
خوار ہوا داؤد امان کے سامنے سبکا سحر بیکار ہوا اب آج کوئی زندہ نہ بچے گا کیون ملکہ حیرت تمنے آج سحر
داؤد امان کا دیکھا کوئی جواب نہین دے سکتا یہ طریقے سحر سامری جمشید کے ہین داؤد امان سب پر قادر
ہین حال فنون سحر ہاے کلان اُنپر ظاہر ہین القاب سامری کی حافظ بندگان جمشید کی محافظ لیکن کیا
باغ بیخزان پامال ہوا جب مین چاہتا اِسیطرح تباہ کر دیتا قصد تھا ان سبکو قید کرون میرے مطیع ہون اسطرح
طلسم مین بسین عمرو نے عیاری کرکے غضب کیا افراسیاب یہ باتین کر رہا تھا حیرت کف افسوس مل رہی
ہی کہ صرصر سامنے سے دوڑی ہوئی آئی کہا ای شہنشاہ اک خوشخبری آپکو سناؤن مہرخ و بہار کے حرمزنے
سے لڑائی کا خاتمہ ہوگا طلسم کشا اور لشکر جمع کرکے لڑے گا مین نے جو دیکھا مسلمانون نے آمد تاریک
سنکر اک انتظام کیا ہی اسد غازی کو بہلا کر لشکر سے الگ کر دیا ہی لشکر سے دو کوس الگ اک بارگاہ استادہ
کرائی اسد اُسی بارگاہ مین رہتا ہی چند مصاحب مقرر کر دیے وہ خدمت مین حاضر رہتے ہین اُس کو

سمجھا دیا دو تین ہفتے کے بعد جستجو سے لوح کی ملیگی اسوقت مین نے دریافت کیا وہ سامنے دو کوس پر جو خیمہ استادہ
ہی اُسی مین اسد نامدار مصروف مے کشی ہی اُسکو تباہی کی اپنی خبر نہین کی ورنہ وہ صاحب جرأت و شوکت
تلوار کھینچکر مقابلے مین تاریک کے نکل آتا سب سردار کیا راسخ الاعتقاد ہین ان سبکو فنون خیر خواہی یاد
ہین اپنی جان دیتے ہین لیکن طلسم کشا کو بچایا ملکہ تاریک سے اتنی خبر کر دیجیے کہ مہرخ و بہار کو بھگا کر
اُس خیمے پر جا پڑین خیمے مین گھسکر اسد نامدار کو کھا جائین شیر کو کھا جائینگی پیٹ بھی بھر جائیگا آپکا بھی قلب تسکین
پائیگا یہ سنکر افراسیاب خوش ہو گیا ایک پرچے پر یہ سب مضمون لکھا ہوا پر اُڑا دیا تاریک جس مقام پر
لڑ رہی تھی جھپٹ جھپٹ کے جاتی تھی اہل اسلام مین صداے فریاد و الغیاث بلند ہر چند جانتے ہین کہ سحر تاثیر
نہین کرتا لیکن جانبازی سے ہاتھ نہین اُٹھاتے دس قدم بھاگے پھر پلٹ پڑے تاریک سے جم کر لڑے
ہزار دو ہزار قتل ہوے پھر بھاگے اسطرح پر آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین سب جانباز و سرفروش جرأت کے
جوش یہی چاہتے ہین میدان کارزار سے نہ ہٹین جان دیدین شرف آخرت حاصل کرین مگر تاریک پر
زور نہین چلتا لاچار ہو جاتے ہین اپنی بیکسی پر روتے ہین ناگاہ گود مین تاریک کے اگرہ پرچہ گرا تاریک
نے وہ پرچہ پڑھا افراسیاب نے لکھا تھا دائی اماں لشکر اسلام سے نکل کر فلان جنگل مین جو جھیل ہی اُسی مین وہ
طلسم کشا صاحب بیٹھا ہی یہ سنکر تاریک خوش ہو گئی خوب قہقہا مار کر ہنسی لوگ حیران کہ خدا خیر کرے
لڑائی مین ہنسنا کیسا مگر تاریک نعرہ کر کے بڑھی دو تین سحر کیے کچھ سنگریزے پھینکے مُنھ سے دھوان چھوڑا
تمام صحرا تاریک ہوا تاریک تو اسطرح بھاگی جاتی تھی یا طرف خیمہ اسد کے متوجہ ہوئی مہرخ و بہار وغیرہ
یا تو بھاگے جاتے تھے یا پلٹے غل مچانے لگے او مکارہ اُدھر کہان جاتی ہی شاہزادہ شکیل وغیرہ دو تین ساحر
نامی دربارگاہ اسد پر موجود تھے تاریک کو جو آتے دیکھا ہوش اُڑ گئے اُدھر سے مہرخ وغیرہ نے
بڑھکر سحر کیے شکیل وغیرہ تلوارین کھینچکر دوڑے لیکن یہ ملعونہ ہی کہ جسپر تیر تفنگ تلوار کچھ تاثیر نہین کرتا
کئی جوان جیداری کر کے برابر پہنچے تلوار کا ہاتھ مارا اُسنے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی ایک طمانچہ مارا سر
اُڑ گیا پانو مین پکڑ کے چیر ڈالا ہر ہان چبا گئی دو چار کو کھا گئی بڑھکے دھوان منھ سے چھوڑا آگ برسائی
کئی ہزار نابینا ہوے کچھ جلکر گرے خیمے کے دروازے پر کوئی باقی نہ رہا خادم خدمتگار چوبدار
لیسا دل بیقرار سٹپٹے ہوے بھاگے کوئی جا کر جھیل مین گرا کوئی پتھرون سے سر ٹکرانے لگا ہر طرف سے
غلغلہ ہو رہا ہے کہان جاتی ہی ہم لوگو ٹھیرو اُدھر تکا لیکن وہ کب سماعت کرتی ہی خیمے پر سناٹا پایا سرداروں نے

چڑھو چڑھ چلے بہت سحر کیے بعض جیت رہے ہین ہائے غضب ہوا ہمارا اسد نامدار خیمے مین بیٹھا ہی اب یہ ملعون جاگ کھا جائیگی ہائے ہم کیا کرین ہم لوگ کاشکے مرجاتے یہ مصیبت بلاخیز نہ دیکھتے اُدھر تاریک مکار ضعف اُس شیر نے تیرا کیا لیا ہی اس مضمون کو سمجھے بقول شاعر نظم

کسی بیکس کو ای بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اُسکو گر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر ہو جاتا
اگر پارے کو ای اکسیر گر مارا تو کیا مارا

بڑے موذے کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

خطا تو دل کی تھی قاتل بہت سی مار کھانے کی
تری زلفون نے مشکین باندھکر مارا تو کیا مارا

نہین وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دیکر
جو اُسنے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

تفنگ و تیر تو ظاہر نہ تھا کچھ پاس قاتل کے
الٰہی پھر جو دل پر تاک کر مارا تو کیا مارا

ہنسی کے ساتھ یان روتا ہی مثل قلقل مینا
کسی نے قہقہا ای بیخبر مارا تو کیا مارا

مرے آنسو ہمیشہ ہین برنگ لعل غرق خون
جو غوطہ آب مین تو نے گہر مارا تو کیا مارا

دل سنگین خسرو پر بھی حرب کوہکن پہونچا
اگر تیشہ سر کہسار پر مارا تو کیا مارا

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نکرنے مین
اگر لاکھون برس سجدے مین سر مارا تو کیا مارا

دل بدخواہ مین تھا مار یا چشم بدبین نے
فلک پر ذوق تیر آہ گر مارا تو کیا مارا

ہزارہا لوگ پیٹے چیخے عذر بھی کیا ڈرایا دھمکایا جھپٹ جھپٹ کے جا مین دین تاریک روسیاہ نے ایک فریاد نہ سنی پردہ اُٹھا کر اندر خیمے کے گھسی دیکھا مسند پر اسد نامدار بیٹھا ہی چہرہ آفتاب عالمتاب خود زرین سر پر سپر تلوار آگے رکھی ہوئی ہزارون پہلے ہی بھاگ گئے دو چار مصاحب بیٹھے تھے اسد کے جمال بیمثال کو دیکھ کر تاریک نے اک قہقہا مارا منھ سے دھوان چھوڑا جو لوگ گرد بیٹھے تھے نابینا ہوگئے اسد نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا القصہ کیا اُٹھے تاریک نے اک چیخ ماری کہا او ظالم تو نے میرے بچے کو بڑے آزار پہونچائے طلسم کشا بنکر بیٹھا ہی میرے نام سے آگاہ نہ تھا اس زور سے چیخ ماری کہ اسد ابھی اُٹھنے نہ پائے تھے کہ تاریک نے کمر مین ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا خیمے پر منھ سے انگارا چھوڑا خیمہ جلنے لگا اب جو دور سے سردارون نے دیکھا اسد نامدار کو لیکر تاریک نکلی پکارتی ہوئی ای افراسیاب دیکھ یہی طلسم کشا ہی مین اسکو کھائے جاتی ہون کیا خوبصورت جوان ہی نہایت مزا دیگا غنچہ آرزو کھلے گا

شیر کو کھا جاؤن بڑا مزا اٹھاؤن سب سرداروں نے جو دیکھا کہ اسد کو لیے جاتی ہی چیختے پیٹتے دوڑے لیکن تاریک اسد کو لیکر کسی جانب متوجہ نہوئی شلنگین لگاتی ہوئی طرف اپنے قصر کے چلی عقب مین سردار سر پیٹتے ہوے دوڑتے دوڑے گوپے بھی مارتے ہین للکارتے ہین او بیحیا ہمکو کھا جا اس شیر کو چھوڑ دے تاریک قریب دھوین کے پہونچی دونون ٹانگین پکڑکے اسد کی چیر ڈالا کر ہڑیان چبانے لگی یا تو عمرو درہ کوہ مین کھڑا تھا بیتاب ہو کے درہ کوہ سے نکل آیا عیار قران وچالاک یا تو اپنی جانین بچا بچاکر چھپے تھے یا بیقرار ہوکر دوڑے عمرو نے پکار کر آواز دی لو یارو وقت مرگ ہمارا آگیا اب یارو مین تاب نگرون گا جاننک ہوسکے گا غدر ڈالدونگا ہاے میرے شیر کو چیر پھاڑکر کھا گئی اپنے آقاے نامدار کو کیا منہ دکھاونگا افسوس صد ہزار افسوس نظم

کاروان عمر رفت نقش پاے برنخاست | اودنای ناقہ ہستی صداے برنخاست | قصہ تنہا ویلہ خویش و جاے بر زمین
از براے دردمندانش ہاے برنخاست | روزگار رم از پے محمل گراہی گذشت | در بیابان تنہا رہنماے برنخاست
شد چنان کوتہ زبان ہاے اہل کرم | بر سر خوان مروت ما صلاے برنخاست | شد خزان فصل بہار عمر و در شاخ گلے
یکشب از مرغ نشاط من نواے برنخاست | تیشہ بر سنگ نزد فرہاد بر کہسار عشق | از میان سنگ آہ مبتلاے برنخاست
آہ مخفی سوخت عالم را ولیکن آشکار | در جہان از گریہ اش دود نجاے برنخاست | اسوقت لشکر اسلام مین چہار جانب سے

شور گریہ و زاری بلند ہوا صدہا نے تلوارین کھینچین کہ اپنے گلے کاٹ ڈالین بعض کا قول ہو کہ ارہ پر چلیگی سب ٹوٹ پڑو ہمکو بھی کھا جاے مثل نقش قدم مٹجاین نظم

جو کھاے یہ داغ شعلہ زا کیا خاک جیے | جو زیست سے جلتا ہو بھلا خاک جیے | ہوتے جاتے ہین خاک اجزاے جگر
پھنسند جو یون جیے تو کیا خاک جیے | چھٹون عیار جملہ سردار خاک اُڑاتے تلملاتے ہوے ہر شخص یہی چاہتا

ہی کہ بڑھکر اپنی جان دین لیکن تاریک اُن دونون ٹکرون کو کھاکر دھوئین کے اندر داخل ہوگئی یہ بھی خبر اُسنے دیکھا کہ یہ لوگ کیون چیختے پیٹتے ہین دو پتلے واسطے پہرے کے دروازے پر کھڑے کردیے کہدیا خبردار یہان کوئی نہ آے وہ دونون پتلے تیغے کھینچے ہوے ٹہل رہے ہین آواز دی خبردار ادھر کوئی آنیکا قصد نکرے تمام سردار عیار بیقرار کھڑے پیٹ رہے ہین کہ ہنگامہ ہوا شاہزادیان ناموس اسد نامدار نکل آئین آگے آگے مہ جبین پشت پہ ہزار ہا شاہزادیان وزیرزادیان دوہتڑ چلتا ہوا موے مشکین زلف عنبرین کھولے ہوے مہ جبین کے بیان بر کلیجے پھٹتے ہین پکارتی ہی یارو میرا وارث کہان ہی ہاے خداوندا تک پہونچاؤ صورت دنیا اُس شہریار کی مجھے دکھادو مجھے صبر نہوگا مین تو کرون وارث کی لاش تو دیکھون نظم

مدفن بنے زمین چمن وا مصیبتا
جو جور سے کرے نہ سخن وا مصیبتا
دیتے تھے جو روش بھی چمن ام دیکھا
ہو اسکی خاک وقت محن وا مصیبتا
کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہی یہ

معدوم ہو وہ غنچہ دہن وا مصیبتا
جو عرض مہر تازہ ہمہ سے ہو سرنگون
اسکا غم ہلاک شدن وا مصیبتا
وہ خانہ باغ عیش محل جسکا نام تھا
عشرت سرا کبھی کبھی ماتم سرا ہی یہ

دے منکر و نکیر کو ناچار وہ جواب
اسپر جفائے چرخ کہن وا مصیبتا
پھولون کو جسکی بو نے ملایا تھا خاک مین
کہتے ہین اسکو بیت حزن وا مصیبتا

شاہزادیون نے مہ جبین کو سنبھالا دوسری جانب سے وہ صدائے دردناک آئی کہ زمین تھرائی لالان خون قبا دختر خداوند دوڑتی ہوئی بنگلے سے نکل آئی کہا ای فلک اول تو نے مجھکو یتیم کیا جلانے والا باپ سر سے اٹھ گیا اب وارث سے جدائی ہوئی مجھ بدبخت کو موت نہ آئی اپنی بدنصیبی سے حیران ہون میرا وارث کہان ہی مجھکو قریب اسکے پہنچا دو سلطنت خاک مین ملی اب کون ہمکو شاہزادی کہے گا کوئی حال بھی نہ پوچھیگا

قطعہ

کیا میرا سدراہ ہی سنگ مزار حیف
دیکھا کیے وہ میری طرف بار بار حیف
جرگا خونکی قبر پہ جانا نہ تھا کبھی
مایوس ہو گیا دل امیدوار حیف
یہ نیم جان بھی کاش اجل کی پسند ہو

چھاتی کا پتھر آ گئی ہوا انتظار حیف
دم کی لگی نہ آتش یاقوت کو ہوا
چڑھتے ہین اسکی گور پہ اب گل ہزار حیف
زندہ رہو نہین اور وہ مر جائے ہم نفس
شیون کا غلغلہ مرے گھر سے بلند ہو

ای مرگ چشم لطف کہ حسرت سے مرتے ہم
کیا خاک ہو گیا گھر آبدار حیف
اللہ مرگ کی بھی خبر آئی آرزو
کیا اعتبار ہستی بے اعتبار حیف

چہار جانب قیامت برپا ہی ہر خرد و کلان ادنی و اعلی اس مصیبت مین مبتلا ہی ہر شخص چاہتا ہی ہم اپنی جان دین عدم مین جاکر آقا سے ملین عمرو نے گھبرا کر آواز دی یارو دیکھو تو یہ جوانا مرگ ضرغام کہان ہی یہ قیامت برپا ہوئی اسکے کان پر جون بھی نہین رینگی کیا میری جانبازی بقدر آقائے نامدار اس بچے نے نہین سنی تمام عالم مین مشہور ہی کہ میرے آقا ملک مصر مین قید ہوئے مین مردہ بنکے کنوئین سے نکلا وہان اک نجومی قیامت کا تھا اسنے یہ کلمہ کہا کہ یہ شخص مرا نہین ہی خانہ حیات اسکا باقی ہی لوگ اٹھا کر میرے مردے کو دربار مین عزیز مصر کے لیگئے وہ روغن جسنے لگایا تھا کہ جابجا سے جسم شق مردے کی ہو مگر اس ستارہ شناس نے یہی کہا یہ سب مکر ہی اور میرے قریب آکر اسنے کہا خواجہ عمرو اٹھو کہ ہم تمھاری لاش کے ٹکڑے کرکے دفن کرا دونگا زندہ کو مردہ بناؤنگا اول سے ہمنے کہا اٹھنا کیسا مردے کہین اٹھتے ہین اگر اٹھین تو قیامت برپا کردین اس ملعون نجومی نے کہ اپنے فن مین کامل تھا لوہے کی کیلین منگوائین پکار کر کہا خواجہ اب وہ تدبیر کرتا ہون کہ چیخ مار کر اٹھ بیٹھو گے مین نے دل سے کہا یہ کیا بکتا ہی مردان عالم نے جبر کیا وہ کیسا

اُس ملعون نے دسون اُنگلیون مین میری دس کیلین آہنی ٹھکائین مینے سانس نہ لی تمام اہالیان دربار اُس
نجومی سے بگڑے کہ تو مردے پر بدعت کرتا ہی ہرچند مردہ غیر مذہب ہو مگر جائے ادب ہی مردے پر کوئی بدعت نہین کرتا
تمام جمعدار کمیدان بگڑے کہا لیجا کر اسے دفن کراؤ بادشاہ نے کہا او ظالم یہ مردہ ہی اُسنے نقشہ دیکھکر کہا ہرگز مین نمانونگا خانہ
حیات اسکا معمور ہی اور ایک فعل کرونگا تابہ آہنی منگاؤ وہ نجومی بادشاہ کا وزیر اعظم تھا فوراً سب سامان مہیا
ہوگیا ایک من کوے مین اسکو گرم کیا اُس بیدرد نے جب دیکھا کہ شل آتش ہوگیا سنسی سے اُٹھاکر میرے سینے پر رکھدیا
مگر اس حقیر کا دل ثابت قدم رہا آہ تک نہ کی خاموش پڑے رہے دلسے یہ سوال تھا او خانہ خراب کیون تڑپاتا ہی جو مردہ تن
عالم نے کیا وہ کیا اس حرکت پر ستارہ شناس کی پرتھی بادشاہ نے پھاڑ ڈالی کہا او کمبخت مُردے پر یہ بدعت کرتا
ہی دم ستارہ شناسی کا بھرتا ہی یہ صدمہ عظیم کسکی مجال ہی کہ اُٹھا سکے اگر زندہ ہوتا چیخ مار کر اُٹھ بیٹھتا نجومی نے
مُنھ اپنا پیٹ لیا کہا اے بادشاہ آپنے نقشہ کیون چاک کر ڈالا اب بھی میرے دلکو یقین ہی بطور اسکے مذہب کے مین
اسکو دفن کراؤنگا قبر پر اسکی پہرہ مقرر کرونگا میری نجوم یہی خبر دیتی ہی کہ یہ زندہ ہی بادشاہ نے کہا اسکو لیجا نجومی نے
چارپائی اٹھوائی کنارے دریا کے قنات استادہ کرائی مردہ لاکر تختے پر رکھا گیا پیرا شمدہ واسطے نہلانیکے آیا اب مینے
تنہائی پائی اُٹھ بیٹھا کیلین ہاتھون سے نکالین چپکا ہوکے لیٹ رہا جب میان پیرا نے آکر نہلانے کا ارادہ کیا مین
اُٹھ بیٹھا اور کہا بھائی ذرا اچھی طرح نہلاؤ مین برمہراکس ہون سارے گھر بھر کو تمھارے کھاجاؤنگا آواز کے پیرا
بیہوش ہوگیا اُسکو مینے اپنی صورت بنایا مین اُسکی صورت بنکے باہر نکلا وزیر صاحب سے کہا اس مردیکا نہلانا بہت
دشوار ہی ہزار روپے منگوا دیے تو نہلاؤن بوجہ خوشامد اُسنے ہزار روپے منگوا دیے اور کہا پیرا اس مردے کی
ہڈیان توڑ دینا مینے عرض کی خداوند ایسی ایسی ہڈیان بہت نہلائی ہین یہ کہکے اندر گیا اُسکو نہلایا کفنایا چارپائی
پر لادکے چلا جہان ذرا پیرا نے کروٹ لی اور مینے پکار کر کہا کہ مین تیرے ساتھ ہون جب وہ آنکھین کھولے
مجھکو اپنی صورت پر دیکھتا تھا آنکھین بند کر لیتا تھا جب تکیے پر پہونچے قبر کھدی ہوئی تیار تھی وزیر نے کہا پیرا
تمھین قبر مین بھی اس مردے کو اُتار دو جب مینے قبر مین اُتارا تب اُسنے کہا برمہراکس صاحب کیا مجھکو اب
دفن کروگے مینے کہا نہین تم صاحب اہل و عیال ہو جب تکیے پر لینا لینا کا ہڑ ہو تب تم قبر سے نکلنا اپنے گھر
کی طرف چلے جانا مینے چند تختے لگا دیے باہر نکل کہا وزیر صاحب میری دو باتین سن لیجیے کنارے چلیے خود
کچھ کہتا ہی مین آپکے کان مین کہونگا جب وہ کنارے آیا سر جھکایا مینے ایک دھول اُسکے سر پر دی مندیل اُتار لی
وہ منھ کے بل گرا مین نعرہ کر کے بھاگا لینا لینا کا ہڑ ہوا میان پیرا بھی قبر سے نکلے کفن پہنے ہوے اُسکو دیکھکر

لوگ بھاگے غل ہوا مردہ آتا ہی بیرا پر چار طرف سے ڈھیلے پڑتے تھے شہر کے دروازے بند ہو گئے بیرا اپنے
محلے میں ہو تک سب نے دروازے بند کر لیے کوٹھوں پر سے لینا لینا کرتے تھے بیرا کے چار بیٹے تھے جوان جوان بڑے بہادر اور
جورو بھی نوجوان دروازے بند کرکے اپنے کوٹھے پر سے پکارتے تھے ابے مردے ادھر نہ آنا یہ بیچارہ کبھی جورو کو پکارتا
تھا کبھی بیٹوں سے کہتا تھا میں بیرا شہید تمہارا باپ ہوں وہ جواب دیتے تھے ہم تمہارے باپ کے باپ ہیں
کہانکا مردہ ہمارے گھر آیا ہی جب اسنے بہت منتیں کیں اور پتے بتائے یہ بھی کہا کہ عمرو مجھکو مردہ بنا کر چلا گیا اس محلے
کے جو پڑھے لکھے تھے وہ دعائیں پڑھنے لگے تلواریں کھینچے ہوئے اُسکے چاروں بیٹوں اور زوجہ کو سمجھایا بڑی مشکل میں بیرا
گھر میں جانا ملا جورو کے پاس نہ سونے پایا بانس میں باندھ کے کھانا دیا جاتا تھا کرنے میں بیٹھا رہتا تھا بیوی کا حکم تھا باہر جانا
جو دیکھتی تھی تو چھکیا ہاتھ نہ لگاتا غرض اس حیلے سے یہ ہی کہ آقائے نامدار کو اتنی بڑی سختی اٹھا کر بچایا تفصیل اس عیاری کی
نوشیروان نامے میں موجود ہی اگر حیات مستعار باقی ہی ان دفتروں کو تحریر کیا اور نوبت طبع آئی تو ناظرین ملاحظہ
فرمائینگے عمرو نے پکار کر کہا اُس نامرد کو بلاؤ اپنے آقا کو مٹوا دیا اُس بچیا کو میں اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اسد مارا جاتا
میں اکیلا بھیجتا ہمارے لشکر میں الٹی عمرو نے خنجر کھینچا قران سے کہا او کالے کلوٹے دیکھ رہا ہی ضرغام کی مشکیں
باندھ لا اسکو قتل کروں تو خود بھی جا کر جان دوں سب آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہیں تاریک تو اندر دھوئیں کے
چلی گئی دھواں لگ چلا لشکر افراسیاب پر گریں ہر چند کہ افراسیاب ہمارے قتل کرنے سے نہ رکیگا حیرت کو تو مارنے لشکر
کی پامالی پر قادر ہیں ایک ہم میں کا مریگا دس کو قتل کریگا اکیلا افراسیاب علمداری لیگا قران و برق ضرغام کو
ڈھونڈھنے گئے کل لشکر اپنے پڑاؤ پر جمع ہو دیکھا ضرغام صحرا کی طرف سے بھاگا ہوا آتا ہی جیسے ہی عمرو نے ضرغام
کو دیکھا کہا او بچیا تو کہاں تھا تیرے آقا کو تاریک چیر پھاڑ کر کھا گئی تجھکو کچھ افسوس نہیں ہوا ہائے میرے فرزند
اسد شیر دلکو دفن و کفن بھی نصیب نہوا میں تجھکو بھی قتل کرونگا یا مشکیں باندھ کر پاس تاریک کے پہونچا دونگا
وہ چیر پھاڑ کر کھا جائے میرا قلب تسکین پائے ہائے تو زندہ پھرتا ہی میری آنکھوں میں خون اترا آیا یہ کہکر عمرو نے
چاہا ضرغام کو خنجر مارے یا مشکیں باندھے ضرغام نے پکار کر کہا قبلہ و کعبہ میری کیا خطا ہی میں واسطے شکار کے
جنگل میں گیا اگر میں یہاں ہوتا اپنی جان دیتا انکو کھا گئی میں کیا کروں میرا کیا اختیار ہی میں نے اس سے کہا تھا
کہ میرے آقا کو تو کھائے جسطرح انکی موت تھی وہ ہوا عمرو اور زیادہ جھلایا کہا بچیا باتیں بناتا ہی ضرغام نے خواجہ
کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا قبلہ میری بات تو سنیے آپ تو میرے قتل پر آمادہ ہیں میرے مرنے سے اسد
زندہ ہو جائینگے یہ کہکر عمرو کے کان میں کچھ کہدیا جسنے دیکھا یا تو عمرو رو رہا تھا یا خاموش ہوا اور پکار کے کہا

صاحبو حقیقت مین سچ کہتا ہی مرضی پروردگار کی باغبان وغیرہ سبنے اسلحہ کی باتین کین خیر اگر آقا ہمارا مارا گیا ہم اُٹھینگے بدلا لینگے جو منظور پروردگار کو یہ داغ بھی دل پر اُٹھائینگے صرصر نے مہ جبین وغیرہ کو کچھ چپکے سے سمجھا یا وہ بھی کنیزون کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوئین مگر عمرو نے ایک نامہ مندرج جملہ حالات طرف کوکب کے روانہ کیا الحفیظ ناظرین ہوا بالیان لشکر اسد غم اسد مین بیقرار افراسیاب نے سامان جشن کیا دھوم ہو کر اسد مارا گیا افراسیاب کو یہ بھی گمان ہی کہ میرے سردار اگر اطاعت کرینگے تاریک سے کہلا بھیجا ائی امان آپکی خوراک مین روز مرہ ہو چکا و نگا میخانہ عمدہ طیار ہی شراب بھی حاضر ہوگی ایک ہفتہ کی مسلمانون کو مہلت دیجیے رو پیٹ کر حاضر ہونگے اگر شراکت کرینگے تاریک نے اہل اسلام سے کہلا بھیجا کہ اب غم مین اسد کے رو پیٹو پھر سمجھا جائیگا ایک ہفتے کی مہلت دی

دو کلمہ داستان لشکر کشی کرنا برہمن کا برائے مقابلہ ملکہ تاریک اور خبر پہونچنا افراسیاب کو اور نامہ لکھنا ہو مان کو واسطے روکنے برہمن کے راہ مین عیاری صرصر و آمد کوکب اور زمین سے برآمد ہونا ملک اطلس گلگون پوش کا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا خمسہ

نہ تو گھر بھاتا ہی مجھکو نہ چمن ان روزون چپ سی کچھ لگ گئی ہی اہل وطن ان روزون	مثل آئینہ ہون ششدر ہمہ تن ان روزون خامشی مجھکو ہوئی قفل دہن ان روزون

چھٹ گیا مشغلۂ شعر و سخن ان روزون

چہچہے سنکے مرے آتی تھی خاموش ہزار ہان مگر جو بنا مجھکو ہوا یہ آزار	زمزمے میرے تھے مرغان چمن کو دشوار گم ہوئی ہی مری گلبانگ سے راہ منقار

کیون نہون گرم فغان زاغ و زغن ان روزون

ایسے جینے سے ہو انسان کو مرنے کی خوشی پاؤن لٹکائے ہوئے قبر مین بیٹھا ہون ابھی	میرے دشمن سے بھی حالت نہین کچھ چھپی تی ناتوانی نے کیا مردہ مجھے جیتے جی

پیرہن تن پہ ہی مانند کفن ان روزون

تیرے عاشق کو یہی وسطے ہی مرغوب مرین واسطے اپنے ہی بس غم مین یہی خوب مرین	اور منظور یہی ہی بہرا سلوب مرین زیست سے تنگ دل ایسے مین کہ اب ڈوب مرین

نظر آئے جو کوئی چاہ ذقن ان روزون

دل مین حسرت تا زیستا پنے بہر کا تھی ناسخ	گھر سے جانے کو نہین چاہتا ہی جی ناسخ

	ہیں جفائیں جو یہی اہل وطن کی ناسخ		پر مجھے چپکے سے حیدر نے خبر دی ناسخ	

تجھ سے چھٹنا نظر آتا ہے وطن از روز ون

کوکب قصر جمشیدی میں داخل ہی ہوا مگر نہایت پریشان ہرکاروں سے خبریں سنیں کہ تاریک نے قیامتیں برپا
کیں چند سردار مارے گئے چند قید ہیں اس تردد میں تھا کہ آسمان سے برق تجلی مہرخ کی کنیز نے نامہ ہاتھ میں کوکب
کے دیا دیکھا سر نامے پر مہر عمرو کی تھی نامہ کھولا اول القاب تھا بعد اسکے کل کیفیت مرقوم تھی کہ اسقدر سردار مارے گئے
اسقدر قید ہوے اب ہم سب نوبت بجان و کارد باستخوان ہیں فی الحال بڑی قیامت ہوئی تاریک بارگاہ آسمان
تامدار پر جا پڑی تھی خدا نے خیر کی ضرغام نے حیلے سے عیاری کی اسد کو درہ کوہ میں چھپا دیا ایک شخص کو
اسکی صورت بنا کے بٹھا دیا تھا تاریک اسکو چیر پھاڑ کے کھا گئی یہ مقدمہ راز و نیاز ہی کھلنے نہیں پایا افراسیاب
یہی جانتا ہے کہ طلسم کشا مارا گیا تمکو بھی یہ حال تحریر کیا ایک ہفتے کی تاریک نے مہلت دی آیندہ جو مرضی یزدی ہوگا
برادرم آپکا قصد کرنا بران کو چھپانا جو کچھ ہمپر لذیذی جھیلینگے یہ مضمون پڑھکر بیقرار ہو گیا سر پیٹنے لگا فوراً اسلاح
جنگ فوات بر آراستہ کیے حکم ہوا مرکب باد رفتار ہمارا تیار ہو ہم برائے مقابلہ تاریک جائینگے یہ سنکر قصر جمشیدی
میں تلاطم ہوا بطور چہار دست لشکر تیار کرنے لگا فوراً ہوئی ساحروں میں کمربندی ہونے لگی کوکب روشن ضمیر
بصد جاہ و توقیر قصر جمشیدی سے اترا چاہتا تھا پشت مرکب پر سوار ہوں کہ آسمان برق تجلی کوکب نے دیکھا کہ
برہمن مع جوانان صف شکن آکر پہونچا کوکب کے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان کیونکر ہو سکتا ہے
غلام موجود ہوں اور آپ برائے مقابلہ تاریک جائیں یہ نہو سکیگا گھوڑے سے آپ اتریے آرام کیجیے غلام جائیگا
میں اس سے مقابلہ کرونگا باقبال شہنشاہی رب تائید فیوض ناصنا ہی اس ملعونہ کو سزائے معقول دونگا ہزارہا
بندگان خدا کا خون اسکی گردن پر ہے معاوضہ معقول ہوگا قضا لیے جاتی ہے آپ کو نہ جانے دونگا ہرچند کوکب
نے کہا مگر برہمن نے نمانا کوکب نے کہا ای برادر ہم تم ساتھ چلیں برہمن نے کہا قاعدے کے خلاف ہے مالک
اپنے مقام پر رہے جان نثار جا کر مصروف جنگ ہوں جب کچھ ضرورت ہو یہاں سے مدد روانہ کیجیے راہ میں بھی
غلام سے مقابلہ پڑینگے خراج گذاران افراسیاب روکینگے منزل منزل کا حال تحریر کرونگا کوکب نے برہمن
کو خلعت عنایت فرمایا اور اپنی فوج کو حکم دیا ہمراہ برہمن اُستاد کے ہمراہ جائیں جانبازی و سرفروشی کی آفریں برہمن
بصد شوکت و حشمت پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوا جمشید بن کوکب کو تخت نشین کیا بطور ہمہ و سپہ سالاری
آگے بڑھا طبلہاے زنگاری بجے پھر یہ سب گرد نیستان سے بجتے ہوے طرف تاریک کے روانہ ہوے

لیکن طور چہار دست کا یہ طریقہ تھا کہ دس کوس آگے بڑھجاتا تھا جو دیہات و قصبات ملے وہانکے رئیس کو
پیغام بھیجا کہ شہنشاہ کی اطاعت کرو جسنے اطاعت کی اُسکو پناہ دی ورنہ لڑ بھڑ کے قصبات کو پھونک دیا رئیس کو
قتل کیا گو وسکہ نام پر کوکب کے جاری کرتا ہوا چلا جاتا ہی جب برہمن اُس مقام پر آتے ہین پاک صفات
پلٹے ہین خارہائے کفر مٹا دیے گل اسلام کی خوشبو ہی جب دس پانچ مقام برباد ہوے زمینداروں نے عرضی
خدمت مین افراسیاب کے روانہ کی افراسیاب بارگاہ مین بیٹھا تو کہ عرضی ان سبھون کی پہونچی افراسیاب
بہت بگڑا کہا اس برہمن بچے کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ بادولت کے مقابلے مین آتا ہی یہ کہکر نیچہ ٹیک کر اُٹھا وزرا
اُمرانے دامن تھام لیا عرض کی اگر حضور اُدھر جائینگے یہان مقابلے مین کمی ہوگی مریخ کی بارگاہ مین صف ماتم
اسد کبھی ہی صبح و شام مین وہ لوگ پیغام صلح دیا چاہتے ہین یہان کسکو یہ اختیار ہی کہ جواب و سوال کرے
بدون حضور یہ جھگڑا رہجائیگا مقدمہ فیصل نہ پائیگا کسی اور حاکم زبردست کو تحریر فرمایے وہ برہمن کو روک لیگا
افراسیاب کو یہ بات بہت پسند آئی راہ مین ایک ملک ہی ابلق نگار و قطع جمشیدی اُسکا لقب ہی اس
ملک کے لوگ عبادت گذار سامری کہلاتے ہین جب شوہر مرا عورتین جلکر ستی ہوئین جو عبادت کرنے
والے بوڑھے ہوے اُنہون نے اپنے کو زندہ دفن کرایا اکثر نوجوان بھی دفن ہوے پہلو نشین سامری
بنے تمام اہالیان طلسم ہوشربا باشندگان قطع جمشیدی کو معزز و مکرم جانتے ہین اطاعت گذاران جمشیدی
اُن سبکے لقب ہین بہت مضبوط اُن سبکے مذہب ہین وہانکا بادشاہ بھی نہایت ساحر زبردست سحر و ساحری
مین مشہور عالم مکار و غدار ہومان ابلق سوار افراسیاب نے ایک نامہ بنام ہومان تحریر کیا
لکھا تھا ای پیشوائے مذہب سامری ای شہنشاہ اقلیم افسونگری ای مقبول بارگاہ سامری و جمشید ای گل
گلزار باغ امید برہمن کو سودا ہوا ہی ہمارے مقابلے کو آتا ہی ای خیرخواہ دولت ای صاحب شوکت یہانتک
وائی امان نے لڑائی کو فتح کیا طلسم کشا کو کھا لیا امروز فردا مین لونڈی غلام خدمت مین حاضر ہوا چاہتے
ہین لہذا بادولت کا تشریف لانا مناسب وقت نہین ہی اُس ڈانڈے سے برہمن آگے نہ بڑھنے پائے
اور بہت کچھ تحریر کرکے ایک ساحر تیرہ رو کو دیا ساحر نامہ لیکر روانہ ہوا بعد جانے نامے کے صرصر کو حکم ہوا
کہ جا کر تم بھی اس معرکے کو دیکھو موقع ملے تو ہمارے خراج گذارون کی شراکت کرو صرصر بھی بانہائے
عیاری سے آراستہ ہو کر روانہ ہوئی یہان نامہ دار نے نامہ ہومان کو دیا سنتے ہی ہومان بہت تلملایا
اُسیوقت لشکر تیار کیا سات لاکھ سوار پیدل فوج کے دل کے دل لیکر قلعہ سے باہر نکلا وزیرون سے کہا کہ یہ بت

شاق ہی کہ اس سرحد مین خونریزی ہو ہمارے بزرگ جا بجا دفن ہین عورتین ستی ہوئین اسوجہ سے اس سرحد کا قطع جمشیدی لقب ہوا اس سرحد مین بے ادبی واجب ولازم نہین قلعہ سے دس کوس آگے بڑھ چلو آگے چلکر اسکو روکونگا تو کر برہمن کو مارونگا قوم کا برہمن ملیچھ ہو گیا یہ بڑی بات ہوئی کہ طلسم کشا قتل ہوا اہالیان طلسم ہوش ربا کو اسکا بڑا خوف تھا ہر کتاب مین یہی مرقوم ہی اسد غازی فتاح طلسم ہوش ربا قاتل افراسیاب گر تاریک کو یہ شرف حاصل ہوا کہ احکام سامری و جمشید مین خلل ڈالدیا انکے مرتبے کو بڑی ترقی ہوئی عبادت سے یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہی کہ خداوند کے احکام مٹ گئے اسطرح کے حکم دیکر قوراً سوار ہوا دس کوس آگے بڑھکے لشکر کو اتارا پہر دن پچھلا باقی تھا کہ بلور مع شاہزادہ جمشید والا قدر آسمان کوکب روشن ضمیر کا بدرقہ آگر پہونچے بلور کو معلوم ہوا کہ کیوان آگر سد راہ ہوا ہی بخوف لشکر اتار بارگاہ مین استادگرائین ساتھ والون نے کہا بھی کہ استاد کو نامہ لکھیے وہ آجائین بلور نے کہا بڑے افسوس کی بات ہی ہر مقام پر لڑے معرکہ ہائے عظیم پڑے ایک بادشاہ اگر سد راہ ہوا اسکے واسطے برہمن کو تکلیف دین اپنے وقت پر وہ آئینگے یہ کہکر بلور خاموش ہو رہا ہومان نے بلور سے کہلا بھیجا یہ سرحد قطع جمشیدی ہی اِدھر سے کبھی کسی غیر کا گذر نہین ہوا لشکر کو ہٹالو اور طرف سے جاؤ بلور نے کہلا بھیجا مردان عالم کا یہ دستور نہین ہی جس راہ سے قصد کیا اسی راہ سے جائینگے تم خود لشکر ہٹاؤ لشکر قہار کوکب روشن ضمیر سے جان بچاؤ یہ جواب سنکر ہومان جل گیا طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے آکر سامنے جمشید کے زمین ادب کو لب

عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے سدس

رہے تا کام دینداروں کو احکام شریعت سے
رہے تا عابدون کو شوق محراب عبادت سے

خوشی تا حاجیون کو ہوے کعبے کی زیارت سے
نماز اہل سنت تا ہو مسجد مین جماعت سے

تا خطبے مین ہو نام اور خطبہ زیب منبر ہو
فروغ اسلام کو ہو رونق دین پیمبر ہو

شہنشاہ عالیجاہ کی دولت دعمر افزون ہو ہومان نے طبل جنگی بجوایا کل ہمکو بندگان عالی سے مقابلہ کریگا جمشید نے حکم دیا بیان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑے لشکر مین تیاریان ہونے لگین ہوم خانے اسناد ہو گئے سحر تیار ہونے لگے ہومان نہایت مغرور ہو اپنے نزدیک بہت دور ہی ناچ راگ رنگ مین اوقات بسر کی کہتا ہی تمام اہالیان طلسم ہوش ربا نے طور پوجے پاٹ کا ہمارے بہلانے سیکھا سامری و جمشید ہمارے عزیز دار ہمارے بزرگ

اُنکے پُتلے پرستارہمین سحر کے تیار کرنے کی کیا ضرورت ہو سکہ سحر نے ہمارے نام سے رواج پایا ملکون مین ڈنکا بجا
معلوم ہوا زوال دولت کوکب کا قریب آیا ہے اگر اجہای یا بدولت قلعہ سے نکل آئے اب لڑتے بھڑتے تا بہ
طلسم نور افشان جائینگے کوکب کو سلطنت سے معذور کرینگے میدان طلسم نور افشان لاشون سے بھر دینگے
ایسے کلمات مہملات بکا کیا جسوقت کہ ساحر روشن مزاج صاحب تخت و تاج یعنی ماہِ تابان لرزان و ترسان مع
ثابت و سیارگان بخانۂ مغرب مین داخل ہوا شہنشاہ زرین پوش کو مرتبۂ سلطنت حاصل ہوا اشعار

روز دیگر کہ این جہان پرغرور | یافت از چشمۂ خورشید نور
ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر | ترک روز از خنجر بابن زرین سپر

جانبین سے لشکر طرف میدان کارزار کے چلے ہومان مغرور آگے اپنی فوج
کے بڑھا ہوا اسباب سحر سے آراستہ چالیس قدم آگے بڑھکر ٹھہرا اُدھر سے آمد آمد لشکر بلور وجمشید تخت زرین پر سوار
بلور ایسا سپہ سالار تین لاکھ فوج لیکن سب جوانان صف شکن تیغزن لڑے بھڑے جانباز و سرفروش آکے
میدان کارزار مین جمے ہومان کو بہت ناگوار ہوی کہ ہمارے ملک مین کبھی کسینے لشکر کشی نہین کی تھی لشکر جمنے بھی
نپایے تھے کہ فوج کو حکم دیا ان سبکو مار لو بلور بھی سمجھا تھا جو طریقہ مردان عالم ہی فرداً فرداً مقابلہ پڑیگا ایک ایک ساحر
لڑیگا یکایک دیکھا اُسکی فوج مین جنبش ہوی بلوہ کرنے کی کوشش ہوی علم ہاے سیاہ کے پھریرے کھلے لپنا لپنا
کہکے بڑھے بلور نے جو یہ دیکھا اللکار کر آواز دی او بیحیا معلوم ہوا زیادتی فوج پر نازاں ہوا اسطور سے جنگ آغاز کر
کیا مضایقہ ہے ملازمان کوکب سبطرح موجود ہین مرکب بڑھایا نعرہ کرکے لشکر ہومان پر جا پڑا جمشید نے تخت
کو ترک کیا پشت مرکب پر سوار ہوا تمام فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر آپسمین مل گئے سحر سے زمین کانپی دھوئین
نکلنے لگے نخل جلنے لگے ہومان نے گینڈے سے اُترکر ایک گولا زمین پر مارا طبقہ زمین کا پھٹا دریا جوشان
وخروشان ہزارہا ملازمان جمشید ڈوبے بلور نے دیکھا کہ اس دریا نے آبرولی صدہا ڈوب گئے ہین نہنگ نکلکر
کھا جاتے ہین مچھلیان تڑپ رہی ہین جنکے سینے پر پڑین توڑکے پشت کے پار گذرین جمشید بھی پشت مرکب سے
پھاندا کنارے دریا کے اگر جوش مین نعرہ کیا بلور بھی اُبل پڑا نہنگانِ دریا مین پھاندا نہنگون کو چیر کر پھینکدیا
مچھلیون کو جلایا ہومان نے اشارہ کیا ہزارون جلو و گردام سحر لیکر کودے کہ اس شناور دریاے جرات کو
پکڑلین صدہا جال کیے ہر دام کو اس خوش انجام نے توڑا اندر دریا کے اُن ساحرون کو ڈوبا چیر پھاڑ کر اُنکو
چیر کر پھینکدیا ہزارون کو قتل کر ڈالا دریاے سحر ہومان کو مٹایا خاک اُڑنے لگی نعرہ کرکے بلور نکلا ہومان نے
جو یہ دریادلی بلور کی دیکھی پناہ پائی مشکل ہوی للکارا او بلور کہان جاتا ہی بلور اور ہومان کا سامنا ہوا ہومان

نے طرف اپنے قلعہ کے دیکھکر دستک دی سو جوان سیاہ رو تیرہ درون بصورت میمون ترسول ہاتھ مین اچھلتے
کودتے نمایان ہوئے ہومان نے آواز دی ہان بلور کو پکڑلو یہ جوان جانے نپائے یہ دیکھکر بلور نے مٹھیان
کھولین پانچ پتلے سنہرے اڑی بتیان باندھے ہوئے چھوٹے چھوٹے نیچے ہاتھ مین ظاہر ہوئے بلور نے اشارہ
کیا ای جانبازو سرفروش و ای سرفروشان ذیہوش ان بچاؤن کو لینا یہ پانچ پتلے سپاہی وضع نیچے کھینچکر ان چالیسون
پر جا پڑے وہ چالیسون بندرون کی طرح ترسول لیے ہوئے اُچھلتے تھے چاہتے تھے انکو لپٹ جائین یہ پھکیت
پیترے بدلتے ہوے جسپر جا پڑے نیچہ مارا دو ٹکڑے ہوئے شمشیر آبدار سے ان جوانان عالیوقار کے دمین کائی
ایک چشم زدن مین یہ پانچ بڑے پانچ تھے چالیس کو لاچار کیا اُن سب کو شش و پنج جان جانیکا رنج یہ پانچ شش جہت
مین یکتا ایک کے دو بناتے تھے نیچے کھینچکر غول مین گھس جاتے تھے چشم زدن مین پانچ نے چالیس کو مارا ہومان
گھبرایا کہ میرا دیلے سحر بھی مثل میمونان سامری بھی مارے گئے پانچون پتلے بلور کے مثل برق چمک رہے ہین
اب غول مین گھسا چاہتے ہین غصے مین بڑھا خنجر سے ران کو چاک کیا الوئے چلو مین خون لیا ان پانچون پتلون
پر پھینک دیا قطرات خون اس روسیاہ کے شعلۂ آتش بنگئے پانچون پتلے جلنے لگے وہی چند قطرے خون کے
ہومان نے بلور پر پھینکے بلور کی مٹھیان بند ول دردمند چہرے پر یہ معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی نشے مین ہو
بدمست ہوکر بلور جھومنے لگا اس حال پرملال مین ہومان نے قریب آکر نیچہ کھر مارا سر بلور زخمی ہوا چاہا کہ
سر کاٹ لون ہمراہیان بلور ٹوٹ پڑے کئی ہزار اس مقام پر مارے گئے سحر کا ذنا نا تمام ہومان مثل رعد
گرج رہا ہی ابر خونی برس رہا ہی جسپر قطرۂ خون پڑا جل گیا یاران اپنی کاٹ کر اہالیان لشکر بلور کو اسنے حیران کر دیا
خون برسا کر ہزارون کو مارا جمشید نے جو دیکھا کہ بلور کا عجب حال ہی کئی زخم کھا چکا مگر مقام سے نہین ہٹتا جاتا
ہی کمبخت نہ چھوٹے مُسر ہوکر مردون جمشید تیغہ پکڑ کے کود پڑا انگشتر پھینکنا شروع کین جب نگینہ جھکا چار چار
دس دس جل گئے گھسا ہوا لڑ رہا ہی اپنے سپہ سالار کے لیے سینہ سپر کردیا بلور کو بچایا مگر بلور کا یہ حال ہی جیسے
اسپر قطرات خون پڑے ہین مبہوت لب پر مُہر سکوت حیران حیران چہار جانب دیکھتا ہی جمشید سے کہا ای
شاہزادہ والا قدر مجھکو سحر فراموش ہی بیہوشی کا ہوش ہی جرأت سے لڑ رہا ہون قدم نہین جمتے قلب تھرا رہا
ہی غش آیا چاہتا ہی حضور مرکب پر سوار ہوکر نکل جائین یہ خیرخواہ اسی مقام پر جان دیگا لڑ بھڑ کر مرجائے گا
جمشید نے مصاحبون سے اشارہ کیا کہ بلور کو ہٹاؤ ایسا نہو ہمارا سپہ سالار مارا جائے ہومان کا خون
بلور پر پڑگیا اُسکے سحر نے مبہوت کر دیا قریب تھا کہ لشکر کے پاؤن اُٹھین ہومان نے ابر خونی کو حکم دیا اُس سے

خون برسنے لگا ہزارہا ملازمان بلور و جمشید جل کر خاک ہوے اب جمشید کو کسی طرح کی فکر ہی بلور کو بچا کے فوج
کو روکے ترغیب جنگ کرے خود بھی سحر مین مصروف ہی ہومان نے دیکھا کہ جمشید نے لڑائی کو روکا ابر کو اشارہ
کیا ابر سے اک برق گری سر جمشید بھی زخمی ہوا اب فوج مین ہلّا ہوا قدم جوانان ثابت قدم کے اُٹھے ہومان
قتل کرتا ہوا بڑھا جمشید نے بیقرار ہوکے دعا کی ای مالک بے نیاز و ای رب کارساز بدعت سے اس بیحیائی
بچالے بندے تیرے مجبور ولاچار ہین آمادۂ بدعت ساحران غدار ہین تہ دلسے جو اس شاہزادے نے دعا
کی دیکھا سینے کہ صحرا سے گرد اُڑی برہمن روئین تن مع چند جوانان صف شکن تیغ آبدار کھینچے ہوا آ پہونچا
بلور و جمشید کو زخمدار پایا وہین سے نعرہ کیا او بیحیا ہومان بچہ شیطان تجھکو بھی یہ دن میسر ہوا کہ فرزند ارجمند
کوکب پر دست انداز ہو پہونچتے پہونچتے گولہ کمر سے نکال کے اس ابر خونی پر مارا دیکھا سینے یا تو وہ ابر لشکر
جمشید پر برس رہا تھا وہ ابر پلٹا لشکر ہومان پر برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا جل گیا بلکہ ابر نے اور نئی صورت
پیدا کی برق کی چشمک زنی شروع ہوئی رعد گرجا برق چمکی بوندیان پڑین جس ناری پر قطرہ پڑا آگ لگ جل گیا
خاک کا ڈھیر تھا ہومان کی تقدیر کا پھیر تھا دو تین گولے اور برہمن نے مارے جب گولہ پھٹا اسمین سے گولیان
کنکریان چھریان سن سن نکلین جسکے سینے پر پڑین پشت کو توڑ کر پار گذر گئین ہر گولے مین دو سے گرے چارسو کے
سر پھٹے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی سامری و جمشید کا نام لیتے تھے بھاگ کر جان دیتے تھے نامردون
کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا تھا ہومان ہر چند چاہتا ہی ابر سحر کو پلٹاؤن وہ ابر فوج پر آکے جم گیا دمبدم زیادہ
ہوتا جاتا ہی ہومان گھبرایا اتنے عرصے مین برہمن نے جمشید کو تخت پر سوار کیا بلور کا آب دمیدۂ سحر سے
منھ دھلایا زخم سر بلور باندھا یہ بھی بجرأت پشت مرکب پر سوار ہوا برہمن آگے نعرہ کرتا ہوا جاتا ہی مین
برہمن روئین تن غلام کوکب صف شکن ہون او نامرد تجھکو دور جانتے تھے اب ہو بچا اب کہان بھاگا
جاتا ہی تو حاکم قطع جمشیدی ہی بڑا تجھکو ناز ہی شیطان بیداد ساز ہی اپنے بزرگون کو بلا نامردون نے اپنے کو
زندہ دفن کرایا کچھ خاک نہ حاصل ہوا فی الحقیقت شیطانون مین مل گئے تیرے کام نہ آئے عورتون نے اپنے
کو ستی بنا لیا کیا پھل پایا دیکھو انشاء اللہ ستاب قطع جمشیدی مین جاکر یہ سب بزرگان پرست مارے جائینگے سب شیاطین
بھاگ جائینگے ہومان ان کلمات کو سنکر غصے مین آیا کہا جا کر ابھی مین اس برہمن کو مارتا ہون بزرگون کا
نام لیتا ہی تشنیع دیتا ہی نیمچہ کھینچکر چلا اودھر سے برہمن نے گھوڑا بڑھایا سینے دیکھا برہمن شیرانہ جا پڑا
اسمین بگادر زن ہوے سپرون سے شعلے جھڑکے کھانے سپر مثل گل آتشبازی شرر افشان صدہا ری

اُن شعلون سے جلے خاک کے ڈھیر ہو کر رہ گئے ہومان نے ایک ترنج نکالا خون سے اُسکو رنگین کر کے لگا برہمن
نے کہا او ملعون اس خون مین اب تاثیر نہ رہی اب تیرا خون رنگ لائیگا دیکھ ابھی سے رنگ رو متغیر ہی گرگٹ
کی طرح رنگ بدلتا ہی دیکھ دم بھر مین اپنی آگ مین آپ جلتا ہی ہومان نے وہ ترنج خون سے رنگکر غصے مین
برہمن پر پھینک دیا اس سحر پہ اسکو بڑا ناز ہی اپنے نزدیک غضب کا سحر کرنے لگا جب وہ ترنج قریب
برہمن کے پہونچا برہمن نے انگلی سے اشارہ کیا ترنج پھٹکر اُسی کے لشکر پر گرا کئی ہزار کے سر پھٹ گئے لشکر مین
شور ہوا ای بادشاہ کیا کرتا ہی اپنی فوج کو تباہ کرتا ہی سحر کرنے پر مرتا ہی ایک طرف سے بلور نے دباؤ ڈالا جمشید
بھی تیغ بکف ٹوٹ کے جا پڑا فوج ہومان کی مثل مور و ملخ کے بلوہ کر کے آئی تھی اب متفرق ہو کے بھاگنے لگی برہمن
نے زمین کو ہلا دیا پانچ چار سحر ہومان نے برہمن پر کمالات کے کیے لیکن وہ سحر اُلٹے پلٹے اُسی کے ساتھ والے
مارے گئے نخل تھرا رہے ہین برہمن نے دستک دی ہواے گرم چلی چشمے اُبلنے لگے بھاگنے والے اُسمین
گرتے ہین بعضے پتھرون سے سر ٹکرا رہے ہین بلور نے جمشید سے کہا کیون ای شہریار مشہور تھا کہ برہمن
صرف ستارہ شناس ہی کبھی کسی میدان مین نہین لڑا ساعت نیک بد بتاتا ہی آج جرأت برہمن کی دیکھی
لشکر ہمارا بیکار ہو چکا تھا دیکھو سات لاکھ مین کس زور و شور سے لڑ رہا ہی جمشید نے جواب دیا ای سپہ سالار
یہ جوان رابط و ضابط بھی بہت کم لڑتا ہی ورنہ شاگرد رشید نور افشان جادو ہی جوان خوشخو ہی صاحب
شوکت و لیاقت جرأت اسکی گھٹی مین پڑی ہی دیکھو حریف سے نگاہ کیسی لڑی ہی ہومان سا بے بقا
بلو جب لیا نور افشان کو اطمینان ہوا کہ برہمن کی راے پر کل امورات طلسم نور افشان نے چھوڑا کوکب
کا نگہبان کیا نہایت جوان لئیق ہی ہمارا اتالیق ہی وہان برہمن نے تیغ کھینچکر ہومان پر جا پڑا آواز دی او مردود
دور سے کیا چھو چھکا کرتا ہی آنکھ چار کر قریب آ تلوار کا وار کر سحر کے مزے اُٹھا چکا فوج کو اپنی جلا چکا بڑے
نالایق ہین جو تیرا ساتھ دیتے ہین وہان سے نوکر رکھکے لایا یہان بیچارون کو جلا کر خاک کیا ایسے کلمات
جو برہمن نے کہے ہومان حیران تھا کہ فوج تباہ ہو چکی بھاگے جاتے ہین لینا لینا کے بدلے بھاگو بھاگو
کا غل ہی شکست خوردہ لشکر کا یہی تحمل ہی خیمہ سرنگون خیر خواہان ہومان کا کلیجہ خون ہوا لگا چیخنا
کہان جاتے ہو سب کے لیے بد دعا کرونگا سب تڑپ تڑپ کے مر جاؤ گے دیکھو اب بھی خیر ہی پلٹ
آؤ سب کے اہل و عیال کو قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا میرے ساتھ لڑنے آئے تھے بھاگے جا
ہو آفت برپا کرونگا گھر بار تمہارا مٹا دونگا بھاگنے والے جواب نہین دیتے بعضے کہتے ہین آپ بادشاہ

ہین آپکو سلطنت پھر نہ ملیگی ہم جہان جائینگے تین روپیہ کی نوکری پائینگے آپ اپنی خبر منائیے گھر بار کا نام نہ لیجیے
اپنے سے کچھ نہین ہو سکتا ہمکو پکارتا ہی دشمن کو نہین للکارتا برہمن کا مقابلہ کرو دیکھو اُس شیر نے کیا قیامتین
برپا کین ہمارے اہل و عیال کی کیا خطا ہی اُن بیچارون کا کیون نام لیتا ہی یہ کہتے ہین اور بھاگے جاتے
ہین قدم نہین جاتے ہوش سبکے پراگندہ ہین برہمن نے آگ لگا دی کہین پانی برسایا کسی کو آگ سے
جلایا کسی کو آب سحر سے ٹھنڈا کیا فوج کو خوب پامال کیا افسرون کو بیحال کیا اُڑتا پھرتا برہمن قریب
ہومان ابلق سوار جا پہونچا ہومان کے جی تو چھوٹ گئے ہین سحر سب اپنے کائنات کے کرچکا
اب کوئی چارہ نہین آخر تلوار کھینچکر برہمن روئین تن پر جا پڑا کئی وار برہمن پر ایسے کیے ابر بہمن
یہ ماہ تابان فلک جرأت چھپ گیا مثل نیّر اعظم چمکا وار اُس ناہنجار کے رد کیے جب تُلکے
وار رد کرچکا نعرہ شیرانہ کیا ہمارے وار تو روک اُسنے سپر سحر کو اُٹھایا برہمن نے تیر اجل کے ہاتھ مارا
تیغہ برق مثال چمک کر گرا کھاٹ سے پڑا گھاٹ نہ کی آب تیغ کی طغیانی نے کشتی حیات اُس بے آبرو
طوفانی کی دو ٹکڑے ہوئی ہومان کا مارا جانا اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی
بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من ہومان ابلق سوار بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب
خود نرسیدیم سات لاکھ فوج لیکر ہومان ابلق سوار آیا تھا دو لاکھ مارے گئے کچھ بھاگے جو موجود
تھے اُنھون نے لاشہ ہومان دیکھا گھبرا گئے جان دیکر لاشہ اُسکا اُٹھا بطرف قلعہ قطع جمشیدی کے
بھاگے ہمراہیان جمشید بن کوکب و برہمن روئین تن نے بھاگنے والون کو بڑھ بڑھکے قتل کیا
دو کوس تک مارتے ہوے آئے پڑاؤ ہومان کا لوٹ لیا برہمن نے چاہا تھا کہ آج ہی اُڑتے ہوے
قلعہ جمشیدی مین داخل ہو جائین لیکن فوج نے شکست فاش اُٹھائی تھی اب آگے بڑھنا ناممکن ہوا
اُسی مقام پر سب ٹھہر گئے برہمن نے بھی دیکھا فوج کے پانون نہین بڑھتے تلوار روک لی گھوڑے سے
اُتر پڑا جمشید و بلور بھی زخمدار تھے ساتھ والے اُنکے بھی بہت قتل ہوے بارگاہ ہومان پر آکے
قبضہ کیا اُسی بارگاہ مین داخل ہوے زخم دوزیان ہوئین سامان عیش مہیا ہوا شاہزادہ جمشید کو اس فتح
کی بڑی خوشی حاصل ہوئی ہزار ہا روپیہ غریب فقرا کو تقسیم ہوا اتالیقون کو خبر پہونچی براے مبارکباد حاضر ہوے
شاہزادہ جمشید بن کوکب سریر جہانبانی پر آکے متمکن ہوا دنگل شوکت پر برہمن روئین تن دست
چپ پر بلور چہار دست گلہاے زخم جسم پر ان مردان عالم کے کھلے ہوے پٹیان چڑھی ہوئین [illegible]

پڑی ہوئین سب جانانان نیکو سرخرو قصد ہی کہ کل انشاءاللہ قلعہ و قطع جمشیدی مین داخلہ کرینگے اور سکہ کوکب روشنضمیر کا جاری ہو ہمارے شہنشاہ کی عملداری ہو سب جوان اسی خواہش مین ہین اسکے جمشید نے حکم دیا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین ایک ایک حور جمال پری تمثال نازو کرشمون مین طاق شہرہ آفاق آکر سامنے حاضر ہوئین مبارکباد گائی ایک حور پیکر نے جمشید سے آنکھ ملائی یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

دوسرا نہین ہی سرے کا چشم سیاہ مین
مانند خار الجھتے ہین اغیار راہ مین
ہر دم وہ سلک گوہر دندان ہون گھونٹتا
رہزن ہی سے ہو کاش ملاقات راہ مین
چھپتا گلی مین ہی حسینون کے نقد دل
پٹھا لگا ہی تیغ کا تیری کلاہ مین
دل آگیا دہن پہ ترے یک بیک مرا
ہنگامہ جان نثارون کا ہی قتلگاہ مین
سیندور اسکی مانگ مین دیتا ہی یون بہار
کوئی ہی فکر نان مین کوئی فکر جاہ مین
کیا دون مین اسکے چہرۂ پر نور سے مثال
بل پڑ گیا ہی یار کی تیغ نگاہ مین
فریادرس کی پہونچی نہ فریاد کان تک
کوئی نہین شریک کیے کے گناہ مین

بانا پڑا ہی یار کے پلے نگاہ مین
گھر اسکے دل مین کر گئی مفت اپنی جان
موتی پرو رہا ہون مین تار نگاہ مین
آنیکا انکے کوئی مقرر نہین ہی دن
لوٹا ہی رہزنون نے مسافر کو راہ مین
اٹھتے ہی اس سے آنکھ فنا ہی حجاب کا
گرتا ہی کوئی دیدہ و دانستہ چاہ مین
ای سرو قد گیا ہون پئے سیر باغ جب
جیسے دھنک نکلتی ہی ابر سیاہ مین
لکھتے ہین دیکھنے مین مبصر اگر اسے
دھبا لگا ہوا ہی بڑا روے ماہ مین
اغیار منھ چھپا لینگے ہمسے کہانتک
ارمان رہگیا یہ دل دادخواہ مین

ہر دم جو مین کھٹکتا ہون انکی نگاہ مین
کشتی ہماری ڈوب گئی آکے تھاہ مین
ملتا نہین ہی منزل مقصد کا راہبر
آ نکلے ایک بار کہین سال و ماہ مین
کرتی ہی قتل بانکی ادا اسکی خلق کو
بحر قضا کا گھاٹ ہی تیغ نگاہ مین
ہی شور آمد آمد قاتل جو دیر سے
لپٹا ہون ہر شجر سے ترے اشتباہ مین
غفلت ہی ہر کسیکو نہین قبر کا خیال
یہ جنس بے بہا ہی ہماری نگاہ مین
ترچھی نظر سے اسنے جو دیکھا یقین ہوا
ہوگی کبھی تو ہمسے ملاقات راہ مین
منزل ہی اپنی اپنی قلق اپنی اپنی گور

شب بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز نازنینان حور مثال نغمہ سرایان خوش جمال اس محفل خلد منزل مین حاضر ہین بر ہمن رو مین صبح اس فتح کی ایک عرضی خدمت مین شہنشاہ کوکب روشنضمیر کے روانہ کی مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ کوکب روشنضمیر دادئی ناظم باتدبیر واضح رائے بیضا ضیا ہو کہ آپکے اقبال سے یہ جنگ سر ہوئی بڑی فتح میسر ہوئی لیکن شاہزادہ جمشید اس جنگ مین بہت زخمی ہوا شیرانہ لڑا انتہا کا معرکہ پڑا ہوا مان ابلق سوار مع جانانان نامدار واصل جہنم ہوا کل آپ کے اقبال سے یہ نیازمند مع فوج ظفر موج

داخل قلعہ قطع جمشیدی ہوگا اطلاعاً گذارش کی جان نثارون نے اس لڑائی مین بڑی کوشش کی
مگر واسان قدیم کا خیال واجب و لازم ہی نامہ ایک ساحر کو دیا وہ نامہ لیکر طرف قصر جمشیدی کے
روانہ ہوا جبکہ برہمن آفتاب تابان دیر مشرق سے رفتار شعاع دیب گلو کرکے پوجتی ضیا کی ہاتھ مین
لیکے چرخ نیلی پر برآمد ہوا شاہزادہ جمشید بن کوکب نے حکم دیا لشکر تیار ہو آج اندر قلعہ قطع جمشیدی
کے مقام کیا جائے بعد تسخیر قلعہ طرف لشکر خواجہ عمرو کے کوچ کیا جائے بہت جلدی ہی بلور نے
عرض بھی کی آپ کے لشکر والے زخمی ہین دو مقام اس جگہ پر کرنا واجب و لازم ہی آئندہ جو حکم
شہنشاہی برہمن روئین تن نے بھی کہا ای سپہ سالار وہی بلور چہار دست نامدار حقیقت مین
شاہزادہ جمشید نے بہت بجا ارشاد فرمایا ایک ایک دم ہمکو زیر دم شمشیر گذرتا ہی تاریک شکل کش
سے ہمین معلوم لشکر ملکہ صرصر سحر چشم پر کیا قیامتین برپا ہونگی ہر ایک مقام پر رک رہنا بہت
شاق ہی دل مقابلے تاریک شکل کش کا بہت مشتاق ہی یا تو ہمکو قضا لیے جاتی ہی یا باقبال
شاہنشاہی اُس ملعونہ کو جا کر مارا حقیقت مین راہ مین بھی معرکہ ہائے عظیم پڑینگے یقین ہی وہانتک
پہونچنے پہونچتے اکثر ناظمان افراسیاب روکین اُنکے بھی نالے پہونچین گے کیا عجب ہی کہ خود
افراسیاب آکے ہمکو روکے لیکن جانان صف شکن کب رکتے ہین ایسے سرکش سے کب
جھکتے ہین یہ بھی یقین کامل ہی خود بخود ترقی پر بیتابی دل ہی قطع جمشیدی بہت قلعہ وسیع ہی بحساب ساحر بستے
ہین مین اپنے بزرگون سے سُن چکا ہون کہ قلعہ مین آکر خود جمشید بعد دعوی ملکائی پر مکر کو کسا جابجا بٹھلا کر سحر تیار
کیے بہت اُنکے مصاحب میمون خصلت شیاطین ہیئت سحر کرنے مین شراب پیکر مرے مرنے ہی شریک انکے
شیاطین ہوئے بعض مر مرے اُنکی عورات پر شیاطین نے قبضہ کیا جنکے عزیزون نے منہ بنا دیے ہر سال وہان میلا
ہوتا ہی تمام دنیا کے ساحر اپنا شرف جانکر آتے ہین مٹھون پر نذر و جواہر چڑھاتے ہین اسی وجہ سے ہالیان
قطع جمشیدی کو بے اپنے سحر پر ناز ہی ہمکو ضرور روکین گے قلعہ مین نہ آنے دینگے ضرور لڑائی پڑیگی
بلور نے اُسیوقت لشکر تیار کیا یہ کہکے نیاز مند عین در قلعہ پہ جاکر بارگاہ استادہ کر دیگا برہمن روئین تن
نے کہا اب ہمسے جدا ہونا مناسب نہین ہی بارگاہ ہمراہ ہے یہ یا انکو کوئی آفتاد ہے بلور چہار دست
نامدار کوس آگے بڑھ گیا اور سراسیمہ ہومان ابلق سوار لیکر بہان فوج بھاگے تھے لیکر قلعہ مین پہونچے
کیوان ابلق سوار بھائی ہومان کا اپنے بھائی کے مقام پر بیٹھا ہی یہی ذکر درپیش ہی کہ بھائی صاحب نے جاکر

کوکب کو شکست دی ہوگی لڑائی فتح کر کے آئینگے سردار کہ رہے ہیں حضور آپ کے بھائی صاحب جو کہہ گئے
ہیں وہی کرینگے ایسا نہو لڑتے بھڑتے تا طلسم نور افشان چلے جائیں کوکب پر جا پڑیں انکا غصہ بڑے
غضب کا ہو مقبول بارگاہ سامری ہیں انکے منہ کون چڑھیگا کون انکے سامنے لڑائی کو بڑھیگا
آپکی قوم سے کون مقابلہ کر سکتا ہو افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا کا بھی قول ہو کہ قطع
جمشیدی کے باعث سے طلسم ہوش ربا مین برکت ہو بڑے بڑے پنڈت پوجا پاٹ کرنیوالے
اس قلعہ مین رہتے ہین کبھی اس ملک پر کوئی چڑھکر نہین آیا سب بادشاہون کو یہان کا پاس ہو
کوکب نے اس بدعت کا قصد کیا انکا زوال دولت قریب آیا اب طلسم نور افشان تباہ ہو جائیگا یہ
ہم لوگون کی بد دعا غضب سامری و جمشید ہو یہ باتین تھین کہ رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی کیوان
نے کہا خیر تو ہو لاشہ ہومان لا کر لازمون نے سامنے پہونچایا کیوان نے اپنے کو تخت سے
گرا دیا تاج دے مارا کہا میرے بھائی کو کسنے قتل کیا سب نے عرض کی حضور لڑائی فتح کر چکے
تھے وقت پر برہمن آگیا اُسنے فوج کو تباہ کیا آخر شہنشاہ مارے گئے خزانہ و مال لٹ گیا ہمارا
افسر بھی چھپ گیا وعدہ دراز تک شور گریہ و زاری بلند رہا کیوان نے کہا ہمارے بزرگون کی
عبادت کا ثمر کار سامری و جمشید سے کیا خوب پھل ملا ایک حقیر برہمن کے ہاتھ سے اسنے
بڑے بزرگ کو قتل کرایا اب جلد ارتھی بنا کر لاشہ انکا جلاؤ ہم کریہ کرم بھی نہ کرینگے بھائی کے خون کا
بدلہ ابھی لینگے بڑا ہی غضب ہو گیا افراسیاب ہم لوگون کی طرف سے بڑا غافل ہو افسوس کہ ہم نے کیون
ایسے کا ساتھ دیا پہلے ہی سے نہ اندیشہ کیا صاحب کتاب سامری و جمشید ہو کیا اُسنے کتاب
نہ دیکھی ہوگی معلوم نہ ہوا ہوگا برائے امداد برادر نیک نہاد وہ بانی فساد نہ آیا ہمارا گھر برباد
کرایا خیر سمجھا جائیگا معلوم ہوا اب افراسیاب کو بڑا غرور ہو گیا ہو پہلے تو برہمن کی فکر کرلین بعد ازین
شاہنشاہ سے کلام ہوگا دیکھے اسکا کیا انجام ہوگا ایسا کامل و اکمل مارا گیا اب ہمکو تا بجان نظم

تسلی دم واپسیں ہو چکی
امید اجل آفریں ہو چکی
یہاں دم نہیں شوق سے قتل کر
کہ اس سے زیادہ نہیں ہو چکی

ہمیں ہو چکے جب نہیں ہو چکی
بلا اس سیہ روز کو زمزمیں
ہے خون سے تر آستیں ہو چکی
خیال اجل سے تسلی کرون

قلق کشتہ سخت جانی ہو پھر
شب عیش اے مہ جبیں ہو چکی
کہو مرگ سے ہان نوازش کرے
وہ طاقت بھی جان حزیں ہو چکی

ثوابت ہین سیار شل ششدر | مری آہ کرسی نشین ہو چکی
بس اب پاسبانی دین ہو چکی | الٰہی مین ہو مومن وہ کافر صنم

یارو جلد لشکر تیار کرو ابھی جاکر اُس برہمن بچے کو مارونگا لشکر مین قرنا
ہوئی کیوان ابلق سوار بقہر و غضب تمام سوار ہوا فوج کو ہمراہ لیکر چلا یہی کہتا ہوا یارو جلد چلو کہ
وہ لوگ ہماری سرحد مین نہ آنے پائین اِس سرزمین پر کبھی خونریزی نہین ہوئی جا بجا ستیون کے
مٹھ بزرگون کے دفن ہونے کے مقام ہین ایسی بزرگ سرحد مین خونریزی ہونا مذہب کی خرابی ہے
اِس سے اور زیادہ بدبلائی ہے یہ کہتا ہوا قلعہ سے نکلا فوج بیشمار پشت پر ساحران غدار قلعہ سے
تھوڑی دور وہ مغرور بڑھا تھا کہ اِسنے دیکھا اُدھر سے بلور چہار دست بادۂ جرأت سے
مست اُٹھالا بارگاہ کا لیے ہوے بڑے زور و شور سے آتا ہے یہی قصد ہے کہ سواری قلعہ مین
داخل کرون جب مین قلعہ مین پہونچ لون تب برہمن و جمشید آئین جانتے ہی گز و سکہ نام اپنے
شہنشاہ کے جاری کرون کیوان ابلق سوار نے جو بلور چہار دست کو آتے دیکھا جلکر خاک
ہو گیا آواز دی یارو تمنے دیکھا اب اِنکو یہ حوصلہ ہوا قلعہ کے قریب آ پہونچے سرحد قطع جمشیدی
مین آگئے لو دھرم ناس ہوا شرف مذہب جمشیدی تا سامری و جمشید کو یہی منظور ہے کہ اب
خداے نادیدہ کا مذہب رونق پائے پورے دو سو خداوندون کا نام سمجھائے کہان خداے
نادیدہ اکیلا اور یہان تو پورے دو سو خداوند ہین مگر اب ظاہر ہوا کہ خود بینہ ہین سمجھکے تقدیر
نہین کرتے جب تو یہ خرابی در پیش ہے اہالیان ہوش رُبا کو بس پیش ہے ان سبکو بار لو خبردار یہ
آگے نہ بڑھنے پائین یہ کہکے کیوان ابلق سوار گھوڑے سے کود ا اسباب سحر ہاتھ مین لیا
پانچ چھ لاکھ ساحر تمام اہالیان شہر اُسکے ساتھ چلے آئے ہین لشکر بلور پر سحر کی بوچھار کر دی ہے
چار جانب سے گھیر لیا جبتک بلور اپنے کو سنبھالے سحر کرنے کا قصد کرے کئی ہزار جوان
قتل ہوے کیوان نے آتے ہی بارگاہ پر قبضہ کر لیا نگہبانان بارگاہ لڑے لیکن بیکم ایک
ایک پچاس پچاس ٹوٹ پڑے بارگاہ کیونکر رُکے آخر قبضے سے نکل گئی بلور نے پلٹکر
دیکھا غضب ہوا تیغہ کھینچکر جا پڑا استھیان کو لین اُس سرحد مین تپلے نہین نکلتے تمام سرحد قطع جمشید جرنیل
جب تو آجتک کسی نے اِس سرحد مین آنیکا قصد نہین کیا افراسیاب اِس سرزمین کو برکت طلسم ہوش ربا
جانتا ہے خراج اگر یہان سے پہونچ گیا لے لیا اگر نہ پہونچا کبھی تاکید نہ کی تحفہ جات یہان کے بادشاہ کے لیے

ہمیشہ ہتیار رہتا ہے جب بلور چہار دست نے دیکھا ٹیلے میری مٹھی سے نہین نکلتے پریشان ہوا لیکن مرد سپاہی جی دار ہے تلوار آبدار کھینچکر جا پڑا دریائے فوج مین غوطہ مارا چاہتا ہے بارگاہ پر قبضہ کرون غیر ممکن ہے اندر سے قلعہ کے ہزار ہا ساحر چلے آتے ہین غل مچاتے ہین جلد ملازمان کوکب کو مارو لشکر بلور کو گھیر لیا بلور کے ساتھ صرف لاکھ سوار آمادہ فوج کا لیکر بڑھ آیا تھا چار جانب سے گھر گیا لیکن جان نثاران لشکر بلور تلوارین کھینچکر جا پڑے گولے ترنج و نارنج چلنے لگے ایک ایک جوان ایک غول پر جا پڑا اسحر کر رہے ہین دم جرات کا بھر رہے ہین جب دیکھا گھر گئے اب وقت قتل ہمارا قریب آیا تلوار کھا کے گرے گرتے آواز دی یارو شکر ہے آج حق نمک شہنشاہ کوکب سے ادا ہوے اپنے آقا پر فدا ہوے بعض جوان اپنے ساتھ والون کو آواز دے رہے ہین کہ یہ تو ظاہر ہے کہ ساحران مکار غدار کے دھوکے مین آ پڑے جانبازی کرو سینے سپر کرکے ان بچاؤن سے رزمگاہ میدان کارزار ان نامردون کے لاشون سے بھر دو آخر مرنا ضرور ہے اس مرنے مین قلب کو سرور دنیا کی کشاکش سے چھوٹین عقبیٰ کے مزے لوٹین اشعار

یاد ایام عشرت فانی	نہ وہ ہم ہین نہ وہ تن آسانی	جا ہین وحشت مین سوئے صحرا کون
کم نہین اپنے گھر کی ویرانی	خاک مین اشک آسمان سے ملے	ہائے کیسی بلند ایوانی
کردیا گردش سپہر نے حیف	برج خاک سیر کیوانی	ایسی وحشت سرا مین آئے کون
بسیدری کر رہی ہے دربانی	نکتہ سنجون سے جی مین ہے پوچھو	کہ مین شہری ہون یا بیابانی
کیا ہوئی وہ بلندی دیوار	کیا ہوے وہ محل دھلوانی	جائے گل ہین چمن مین ریزہ سنگ
کاہ کرتی ہے ناز ریحانی	اٹ گئے حوض دھر غیر از چشم	ایک قطرہ کہین نہین پانی
نہ ملا کچھ نشان آب روان	خاک سارے جہان مین چھانی	سقف رنگین و زرنگار کہان
جز سپہر و نجوم نورانی	شور زاغ و زغن ہے سمع خراش	اب کہان بلبل و غزل خوانی
نظر آتی نہین وہ تصویرین	نقش دیوار کیون نہو فانی	صرف دلق گدا ہوے پردے
زینت افزائے کاخ سلطانی	آب کاشانہ فرش خاک ہوا	کیسے قالیچہ ہائے کاشانی
باضرف و ساطے مجھے تھا	دعویٰ قیصری و خاقانی	پا نہین ہے مرقعہ و کشکول
ہم گرون تازہ رسم ساسانی	سند گوہرین کا دھیان آیا	پوچھتے کیا ہو وجہ گریانی

بالش سنگ و خواب وا ویلا
خون پلاتا ہو قہر یزدانی
شور مستی و عائے نوح نہ تھا
نقل مجلس ہر دلکی بریانی

بار خاطر ہوئی گران جانی
زہر ملتا نہین کہ پی جاؤن
کشتی ہستی ہوئی جو طوفانی

ہم ہین اور حسرت مئے گلگون
اب کہان وہ شراب ریحانی
وہ گزک کیسی وہ کباب کہان

ان اشعار عبرت آثار سے جانان صف شکن کے دل بڑھا ئے فوج ضلالت موج کیوان ابلق سوار پر جا پڑی خوب جم کر لڑائی ہوئی بلور چہار دست بھی انتہا کا زخمی ہوا لیکن ہمت نہ چھوڑا سرخرو نیک خوشبخت وہ بلور زخمی تلوار خونچکان ہاتھ مین جرات و ہمت بات بات مین جس غول پر جا پڑا اصفون کو درہم و برہم کر دیا بارگاہ کے چمن جانیکا بڑا قلق ہر غم سے کلیجہ شق ہو رہا تھا کہ فوج بلور کی شکست کہا ئے بلور نے پلٹ کر دیکھا قلعہ سے ہزارہا ساحر چلے آتے ہین جو آیا مان کوکب سے قتل کر نیکی فکر کرنے لگا اب بلور چہار دست نے کہا کس آفت مین پڑے یہان سے بچکے جانا دشوار ہے اب کدو کاوش بالکل بیکار ہے فلک کجرفتار دے آزار ہے موافق مضمون اشعار

بے ماتم اس چمن مین نہین خندہ تاز
سایہ کو احتیاج نہین نردبان تلک
سیدھون سے منحرف ہو رہا ہے وہ
شمشیر نا اصیل رہے جو کمان تلک
پابوس پر کسی کے نہ پیدا کرین غرور
پھرتے ہی دیکھتا ہون صدا آسمان تلک
سختی سے گذری اہل سعادت کی بود و باش
ہے بحر غرض کسو کو نہ سود زبان تلک

ہر کسوت کبود گل زعفران تلک
گرداب تک پہونچ کے شناور ہوئے ہین غرق
جھنکا جو راستی سے گیا رہزنان تلک
لاف سپہ گری نہ بکے مرد راست باز
پہونچا دے یہ سخن کوئی گر دکنان تلک
گرین لگی ہو راستی دنیا مین پیش رفت
ہر منحصر غذا سے ہمان استخوان تلک

افتادگان نہ لین مدد غیر بہر اوج
ٹکراتے اپنے سر کو مین گم گشتگان تلک
کیا اسکی قدر ہو جو سپاہی ہو نو نجیب
یاد ے نہ راہ حرف زبان سنان تلک
راحت انھین کہان ہے جہانی جوان شود وہ
وابستہ ہو نہ تیر کا چلنا کمان تلک
آتش بلند ہوکے تو غیر از تلاش آب

الغرض دل سے یہ باتین کر کے بلور آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہوا اس عالم یاس مین بصد ہراس التجا بدرگاہ بے نیاز کریم کارساز کے لے گیا الحاح و زاری کر کر کے کہا اے خالق لیل و نہار و اے مالک و مختار حقیقت مین اس جبر سراپا تقصیر نے غرور کیا تھا کہ قلعہ قطع حشیدی مین جاتے ہی داخل ہو جاونگا لفظ انشاءاللہ زبان سے نہ کہا تھا واسطہ اپنی کبریائی کا معاف کر تو معبود بے نیاز خالق کارساز ہے اب کبھی غرور نہ کرونگا آرزو ہے کہ جاکر اس مصیبت مین شریک لشکر اسلام ہون جاکر ملکہ تاریک شکل کش سے لڑین اور خواجہ عمرو نامدار کے ساتھ جان دین وقت مدد ہے سب نے

دیکھا کہ بلور دعا مین مصروف ہے سب نے آمین کہی یکایک آسمان سے ابر نمایان ہوا لیکن وہ ابر آتش فشان بصد عزم و شان بڑے زور و شور سے آتا ہے قریب میدان حرب آ کر وہ ابر شق ہوا آگے تخت پر شاہزادہ جمشید بن شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بصد عزت و توقیر مرکب باد رفتار پر سوار ہمراہی برہمن رویین تن آگے پہونچا برہمن نے دیکھا کہ اسنہ قطع جمشیدی مین بڑے زور و شور سے تلوار چل رہی ہے بلور انتہا کا زخمدار و بیقرار ہے گرد لاشون کا انبار ہے ہر چند کہ ہمراہیان بلور نے یکیفیت دیکھتے ہی برابر قتل کرنا شروع کیا اسقدر ساحر مارے کہ دریاے خون جاری ہوا مگر اُنکا بچاؤ بڑھا ہی جاتا ہے اندر سے قلعہ کے چلے ہی آتے ہین اور کیوان ابلق سوار بیباک و سفاک لڑ رہا ہے ہزارون کو آتش سحر سے جلایا غول کے غول پامال کر دیے فوراً برہمن کی نظر مین زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا آخر کو صبر نہ کرسکا نعرۂ مردانہ کرکے جا پڑا اللکارا کہ او بیحیا خبردار کیا کرتا ہے ستم رسیدگان غربا پر کیا دست بدعت دراز کرتا ہے آتے ہی برہمن نے پہلے تو بلور چہار دست کو اٹھایا بہ مشکل پشت مرکب پر سوار کیا تیغۂ برق تاب کھینچکر جا پڑا جمشید نے کل فوج کو اشارہ کیا ان جوانان شیردل نے جو اپنے ساتھ والون کو مبتلاے بلا دیکھا سحر کرتے ہوے بڑھے شیرانہ لشکر کیوان پر جا پڑے چشم زدن مین طبقے زمین کے ہلا دیے ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا شاہزادہ جمشید بن کوکب بھی مرکب بڑھا کر لڑنے لگا جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کیوان ابلق سوار نے جو برہمن رویین تن کو آتے ہوے دیکھا جلگیا یاد آیا کہ یہ میرے بھائی کا قاتل ہے اہالیان فوج کو اشارہ کیا لو صاحبو وہ شخص آیا جس سے بدلا لینا منظور ہے اسی ظالم نے بازو ہمارا توڑا جب تمسے بھائی صاحب واسطے گئے کہ مین وہ وہی رنگت زرد ہے ایک حربے مین گرد برد ہے اب میرے ہاتھ سے بچکر ظالم کہان جاتا ہے اپنی سرکشی کی سزا پاتا ہے دیکھو تو کیا رنگ دکھاتا ہون مجکو بھی شل ہو مان کے سمجھا ہے کیسا ہو اہالیان فوج کو رعب دکھاے دو ٹا فوج تو حقیقت مین خستہ و شکستہ ہے مگر برہمن نے بڑھکر نعرہ کیا کہ او کیوان بے ایمان تیرے بھائی نے بھی بیوجہ جان دی کیون تیری شامت آئی ہے پلٹ جا اطاعت ہمارے شاہنشاہ کوکب کی قبول کر خطا تیری معاف کرا دینگے ورنہ تیرے تئین بھی شل ہومان کے واصل جہنم کرونگا نعرۂ برہمن سنکر کیوان اور زیادہ بھبولا نقیبون کو آواز دی کہ کیت بڑھے آواز مین لگا فخر کرنے یہ وہ لوگ ہین کہ نامردو کو مرد بنا دین اپنے سخندان بجرأت آمیز جرأت خیز سے غیرت مین لا کر دیوے لڑوا دین سکے

دلون مین جوش جرأت ہوا ہر ایک جوان بادۂ شجاعت سے مست ہوا اب معرکہ جنگ سخت ہوا ہجوم گرانی ہونے لگی بہادر دریاے غیرت مین شناوری کرنے لگے آبرو کا خیال ہوا جان دینے پر تلے دونون لشکر مثل شیر و شکر آپس مین ملگئے سپر بن ملکر جو اُٹھین گھنگھور گھٹا چھائی تلوارون کی چمک بجلی کی کڑک برسنے لگے پرنالے خون کے جاری ہوے مردان دریادل نے برسات کی کیفیت دکھائی رنگ موسم برسات جو نظر آیا لڑکیون نے یہ غزل جنون خیز وحشت انگیز شروع کی نظم

گھٹا چھائی ہوئی ساقی عجب عالم ہر گلشن پر ۔ مے گلگون کی بارش چاہیے سبزہ ہو جوبن پر
تاسف ہو کہ بعد دفن کوئی بھی نہ یان ٹھہرا ۔ ہمارے رونیوالون مین فقط ہو شمع مدفن پر
کبھی بار ندامت سے نہ ہرگز سر اُٹھائیگا ۔ رہیگا بوجھ میرے خون کا قاتل کی گردن پر
نہین معلوم کن کن آفتون کا سامنا ہو گا ۔ قیامت ہو دل اپنا آگیا ہو ایک پُرفن پر
بناتا ہو نشانہ چرخ گردان روز و شب ہمکو ۔ جو مہر و ماہ کو ترجیح ہو سنگ فلاخن پر
ترے مجنون کے تلوے ہین جو زخمی دشت گردی سے ۔ ملمع ہو طلائے خون کا زنجیر آہن پر
تمہاری سرد مہری سے ہوا اتنا اثر مجھ مین ۔ ابھی تو سرد ہو جائے جو چھو جائے گلخن پر
ٹھکانا جب نہ رہنے کا کسی کے دل مین پایا ہے ۔ ہمیشہ آرزو رہا کرتی ہی میرے مدفن پر
جوان مرد وجو دنیا سامنے بن بنکر آتی ہو ۔ نہ عاشق ہو زن بیباک وہرجائی کے جوبن پر
نہین رومال باندھا ریشمی سُرخ اُس ستمگر نے ۔ شہید ناز کا یہ خون ہو قاتل کی گردن پر
عوض لین ظلم کرنیکا جو اکدن پُر اثر آہین ۔ پھرین خنجر یہ بلبل کے صیادون کی گردن پر

یہ غزل گویتون کے لڑکون نے اس دُھن مین گائی سُننے والون کی طبیعت چرائی جوانمرد جان دینے پر مستعد ہوے سنان نیزہ سے سینے ملادیے طبقے زمین کے ہلا دیے دم شمشیر پر گلے رکھے جوش جرأت مین موت کے مزے چکھے لیکن برہمن نے کیوان کو تاکا رُخ تابڑ توڑ طرف کیوان کے چڑھا تو کیوان بھی آمادہ ہوا تھا لیکن دو رستے حملہ ہاے شیرانہ کیے پرے کے پرے درہم و برہم کردیے کیوان گھبرایا دیکھا ایک اکیلا ہزارون کو جواب دے رہا ہو جب چارہ نہ دیکھ لیا مثل شاہباز اجل طائران روح ساحران پر دغل پر جا پڑتا ہو سیکڑون کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا غلغلہ برپا ہو کیوان ہیچے ہٹا بے اختیار منہہ سے نکلگیا بار وبڑے شیر کا سامنا ہو اسکو دیکھکر دل کانپتا ہو جب

برہمن رؤئین تن قریب آیا کیوان ابلق سوار سامنے سے بھاگا برہمن روئین تن نے تعاقب کیا لجوری
فلک بجز قار شعبدہ باز ظاہر ہی ہر ایک اسکی بدعت سے ماہر ہی لشکر اسلام نے اب فتح پائی بڑھتے ہوے
چلے جاتے تھے ساکنان قلعہ قطع جمشیدی کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا تھا بھٹکتے پھرتے تھے ملازان کوہ کب
سرخرو بڑھتے ہوے جاتے تھے ناگاہ ملکہ صرصر شمشیر زن کہ اسکو افراسیاب جادو نے بھیجا تھا راہ مین
اسنے خبر پائی کہ ہوبان ابلق سوار مارا گیا گھبرا گئی کہ افراسیاب نے حکم دیا تھا ہمکو خبر پہونچا نا مین
وقت پر نہ پہونچی شہنشاہ بہت آزردہ ہونگے پھر راہ مین خبر ملی کہ کیوان ابلق سوار اسکا بھائی مصروف
جنگ ہی برہمن روئین تن آپڑا سکے ہوش اڑا دیے ہین صورت تبدیل کرکے آئی دیکھا لڑائی بڑے
زور وشور سے ہو رہی ہی برہمن نے ہزارون کو پامال کر ڈالا ہی کیوان بھاگا ہوا جاتا ہی برہمن تعاقب
مین کیوان کے ہی صرصر شمشیر زن ایک گوشے مین آکر ٹھہری تماشا دیکھنے لگی کہ شاہزادہ جمشید دلاور
فوج پر گرے ہین لیکن برہمن نے کیوان کو تاکا ہی وہ منہ پر نہین چڑھتا جب سختی کا سامنا ہوا یہ
بھاگ کر قریب درۂ کوہ پہونچا برہمن نے وہان بھی جا کر للکارا او نامرد کہان جاتا ہی کس واسطے اب
گوشے مین چھپا ہی صرصر نے جو یہ معرکہ دیکھا رنگ و روغن عیاری کا نکالکر بصورت عمرو تیار ہوئی
درۂ کوہ مین در آئی برہمن گھبرایا ہوا ڈھونڈھ رہا ہی کہ کیوان کدھر گیا کبھی آواز دیتا ہی او نامرد یا تو تو
بندگان خدا کو قتل کرتا پھرتا تھا اب سامنے نہین آتا گوشے مین چھپ رہا شرم نہین آئی معلوم ہوا
کہ تو بڑا بے شرم ہی یکایک پاؤن کے آہٹ کی آواز کان مین آئی پلٹ کے دیکھا خواجہ عمرو تشریف لائے
ہین خوش ہوکے پوچھا اے شہنشاہ اوج عیاری اسوقت کیونکر آپکا اتفاق ہوا عمرو نقلی نے
کہا اے برہمن ملکہ تاریک شکل کش نے قیامتین برپا کر دی ہین سیکڑون کو چیر پھاڑ کر کھا گئی لشکر کو
ٹکڑے ٹکڑے شکست دی اس گلزار پر بہار پر خزان آئی تم یہان کانٹون مین الجھے ہوے ہو
کس سے لڑائی پڑی برہمن نے کہا خواجہ مجلوبھی بڑی تعجیل ہی مگر کیا کرون کیوان ابلق سوار
بڑا بخیل ہی لڑتے لڑتے میرے سامنے سے بھاگا اس درۂ کوہ مین کہین آکر چھپ رہا ہی مین کیا اس
سختی سے ڈرونگا پہاڑ کو سحر کرکے ڈھا دونگا اس نامرد کو سزا دونگا خواجہ عمرو یعنے صرصر نے کہا
جلدی چلکر ڈھونڈھو اس لڑائی کو سر کرکے چلو عرصہ نہ کرو ملکہ مہرخ انتظار مین ہین یہ کہکے صرصر
پیچھے آئی برہمن بہت خوب کہکے آگے بڑھا صرصر نے حلقۂ کمند کے گلے مین برہمن کے ڈالدیے

برہمن اسے لیکے پتا صرصر نے جھٹکا مارا گرتے گرتے دشنون حجاب ہارے برہمن بیہوش ہو کے گرا اب
صرصر نے آواز دی اے کیوان ابلق سوار کیون چھپا ہی مین نے برہمن کو پکڑ لیا کیوان صرصر کی
آواز سنکر سامنے آیا برہمن کو بیہوش دیکھا خوش ہو گیا زبان مین برہمن کی سوزن دیا ہاتیان فتح
کو آواز دی دس پانچ ساحر اندر آگئے برہمن کو اٹھا کے تخت پر ڈالا صرصر کنارے ہوئی بلور و
جمشید کی نگاہ پڑی ہرکارون نے بھی خبر دی اے شہریار غضب ہو گیا نہین معلوم کسطرح برہمن کو
گرفتار کر لیا تخت پر ڈالکرے نکلے ہین اب کیوان آتا ہی سحر سے طبقے زمین کے ہلاتا ہی دونون
جوانمرد زخمی ہو چلے تھے یہ خبر وحشت اثر سنکر گھبرا گئے بلور نے کہا اے شاہزادہ والا قدر اب بڑا
غضب ہو گیا برہمن کو وہ کیا گرفتار کرتا کوئی اُفتاد پڑی شاید کوئی عیار بچی آگئی اسنے برہمن کو
گرفتار کیا اب فوج کا تھمنا پاے استقامت کا جمنا نہایت دشوار ہی جمشید نے کہا مین اپنی جان
دونگا قدم نہ ہٹاونگا بلور نے کہا یہی ارادہ غلام کا بھی ہی لیکن مجبوری سب کچھ کراتی ہی دیکھین کیا پیش
آتی ہی قضا لیکر آئی تھی اتنے عرصے مین پہلے شکست ہوئی پھر فتح پائی چشم زدن مین فلک ناہنجار
نے کجروی دکھائی سنگ تفرقہ پھینکا یہ ذکر تھا کہ کیوان نے بلوہ کیا بھاگے ہوے ساحر پلٹے ان
نامردون نے جو مہلت پائی سرکشی دکھائی جمشید و بلور کمر ہمت چست باندھے ہوے لڑنے پر آمادہ
ہین لیکن ہاتھ دستگیری نہین کرتے قدمون سے ثابت قدمی جدا ہوئی دل پر ابر غم و الم چھایا خماری
سے پریشان کیوان سے بلور نے کئی مرتبہ بڑھکر مقابلہ کیا لیکن زخمی ہوا صدر زین سے زمین پر
آیا کیوان نے چاہا سر کاٹ لون ساتھ والون نے جی داری کی کئی ہزار نے اپنی جان دی مگر بلور
کو ہوادار پر ڈالا بلور زخمہاے کاری سے چور تھا بیہوش ہو گیا جمشید نے بہت کد و کاوش کی
بڑی کوشش کی کچھ نہو سکا زخمی تو ہو ہی چکا تھا غش آیا قلب تھرایا ساتھ والون نے اسکو بھی ہوادار
پر ڈال لیا طرف صحرا کے بھاگے کیوان نے پیچھا کیا تعاقب نہین چھوڑتا قتل کرتا ہوا چلا آتا ہی ان بیچ
چاہا پڑاو پر لیکن کیوان آپڑا آخر پڑاو بھی چھوٹا سحر کرتے ہوے طرف صحرا کے بھاگے خود بھی زخمدار
بیقرار و اشکبار بارہ کوس پر ایک صحراے ویران مین آکر ٹھہرے اُسی مقام پر آکر اُتر پڑے
کیوان فتح کر کے پلٹ پڑا مال و اسباب لشکر بلور کا اپنے قبضے مین لایا ڈیرے گرد و فرے آکر داخل
بارگاہ ہوا براے حفاظت برہمن رومین تن بارہ ہزار ساحر مقرر کیے ملکہ صرصر شمشیر زن نے

اپنے کو ظاہر کیا کیوان نے بہت کچھ انعام و اکرام دیا کہا اے صرصر میرا بھائی صاحب لیاقت و شوکت
مارا گیا اب میں صبح کو اس سردار کو دار پر کھنچواؤنگا اپنے بھائی کے خون کا بدلا لونگا صرصر نے کہا آپ کو اختیار ہے
اس مقدمے میں کون دخل دے سکتا ہے حقیقت میں آپ کے ہزاروں سردار مارے گئے ہیں ہاں
ایسے جری کو سامری و جمشید نے بلا لیا شہنشاہ بھی بڑا افسوس کرینگے اگر آپ نے برہمن کو قتل کیا
باعث خوشنودی شاہنشاہ ہوگا اس برہمن کی وجہ سے شہنشاہ نے بڑے بڑے صدمے اٹھائے
جا بجا یہ خوب لڑا آکر ملکہ یاہیان زمرد پوش کو زخمی کیا قوت بازوے کوکب ہے اسکے قتل کرنے میں
بڑا مطلب ہے رکن اعظم نور افشاں گر جائیگا پھر یقین ہے کہ کوکب ہمارے شاہنشاہ سے نہ لڑ سکے
اصلاح کا پیغام دے یہ فتح سامری کے کرم سے آپ کے نام تحریر ہوگی مہرخ و بہار پر تو ملکہ تاریک
غالب آئیں اسد نامدار کو چیر پھاڑ کر کھا گئیں وہ سب تو بیدل ہو چکے ہیں صرف کوکب و نور افشاں
و برہمن رویئں تن کی قوت پر لڑ رہے ہیں ادھر برہمن رویئں تن قتل ہوا ادھر کوکب نے فرار پہ
قرار پکڑا اتنا تو کیوان پھول گیا اپنے کو بھول گیا ایک ایک سے کہتا ہے دیکھو صاحبو بڑے بڑے معرکے
پڑے ہمارے شاہنشاہ کہاں کہاں جا کر لڑے مگر یہ لڑائی ہمارے ہی ذات نیک صفات
سے فتح ہوئی اگر شاہنشاہ انصاف کریں تو انتظام سلطنت ہوش ربا کو ہمارے بابے نام کر دیں
ہم خوب انتظام کرینگے پھر کبھی انقلاب نہوگا شہنشاہ بیٹھ کر چین کریں ہم سب ملک دیکھ لینگے کیا مجال ہے
کہ پھر کوئی سرکشی کر سکے اگر پیشتر سے انتظام ہوتا یہ ساربان زادہ طلسم میں کیونکر آ سکتا چند عیاروں
نے آکر ہنگامہ ڈالدیا یہ صرف غفلت شہنشاہ کی حماقت کا باعث تھا اب سبکو معلوم ہوگا مابدولت
فوج گران ہمراہ لیکر کوچ فرمائینگے تا بہ کوہ عقیق جائینگے صاحبقران و اولاد حمزہ کو ایک دن میں
گرفتار کر لائینگے خداوند لقا کو بالاے قیطول پہنچائینگے شیر قدرت کھلائینگے صرصر نے بھی
بڑی خوشامد کی کہا آپ نے بہت بجا ارشاد فرمایا رات بھر عیش کیجیے صبح کو برہمن رویئں تن کو
قتل کیجیے میں بھی قتل برہمن دیکھکر خدمت شاہنشاہ میں جاؤنگی مفصل خبر پہنچاؤنگی کیوان صرصر
کی باتوں پر سکرا دیتا ہے کبھی لچھا یاقوت احمر کا کبھی موتیوں کا مالا ۔ یا مراد کیوان کی یہ ہے کہ صرصر خوب
راضی کر دوں یہ جا کر شاہنشاہ سے یہ نہ کہے کہ میں نے عیاری سے گرفتار کیا جب عرضی جائے صرصر خود
کہے کہ کیوان نے سحر کرکے برہمن کو پکڑ لیا ہے صرصر بھی خوشامد سے ہنسکر جواب دیا اے شاہنشاہ مجھے

کبھی ایسی خطا نہو گی آپ کے حکم کی پابند رہونگی جو آپ فرمائینگے وہی کہونگی کیوان نے صرصر کو بڑا بھاری خلعت دیا اب سامان عیش و نشاط مہیا ہوا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا کیوان نشے مین جھوم رہا ہی طائفے ناچ رہے ہین بلبلا کر کہتا ہی بھائی صاحب کو کیا لیاقت تھی برہمن روئین تن سے نہ لڑسکے ہمنے سر میدان گرفتار کیا کیون ملکہ صرصر کیسا اس چڑوسر کو سر میدان تو کا صرصر کہ رہی ہی حضور سچ تو یہ ہی کہ ایسے سحر ہمنے کبھی کاہیکو آنکھوں سے دیکھے تھے کیا کیا سحر آپ نے کیے ہین صرصر نے بھی دو جام پیے لال ڈورے نشۂ وحشت کے آنکھون مین پڑے کیوان کی جو نگاہ پڑی بیقرار ہوگیا کیسی کیسی نازنینان خوش گلو کشیدہ ابرو و تندخو آپس مین شیر و شکر کی طرح گھل ملکے خوش فعلیان کر رہی ہین قہقہے پڑ رہے ہین گلے مل رہی ہین تانین اڑ رہی ہین ایک معشوق کرشمہ ساز بادۂ حسن سے مست نئے انداز سے یہ غزل گا رہی ہی کیوان گوش بر آواز مبہوت بنا ہوا بیٹھا ہی وجد کر رہا ہی

غزل

پاؤن سے کہتے ہین کہ چل کوچۂ جانان کی طرف
وحشت دل لیے جاتی ہی بیابان کی طرف

پڑ گئی جسکی نظر عارض جانان کی طرف
اسنے بھولے سے نہ دیکھا مہ تابان کی طرف

گل عارض پہ نہ عاشق کہین بلبل ہوجاے
بے نقاب آپ چلے کیون ہین گلستان کی طرف

پیچ قسمت مین ہی شاید کہ پریشان ہونگا
دل الجھکر ہی چلا کاکل جانان کی طرف

روح خوش ہوکے مری گر دہر بھی اونکے
آنکلیگے وہ جو کبھی گور غریبان کی طرف

کرچکا چاک گریبان جب اپنا مجنون
ہاتھ دوڑانے لگا دشت کے دامان کی طرف

ای جنون کیا چمنستان مین بہار آئی ہی
ہاتھ بڑھنے لگے جو میرے گریبان کی طرف

رحم دل مین سمجھے فوراً وہ رہا کر دینگے
میری قسمت سے جو جائینگے وہ زندان کی طرف

غیر کو بوسۂ عارض کی اجازت جو ملی
یاس سے مین نے نگہ کی رخ جانان کی طرف

دیکھین گر ایک نظر کوچۂ جانان کی بہار
بلبلین بھول کے جائین نہ گلستان کی طرف

یاخدا خیر ہو بلبل پہ نہ آفت آئے
آج پھر جاتا ہی صیاد گلستان کی طرف

زلف جانان لب رنگین کے قرین ہی دیکھو
کیا دھوان دھار گھٹا آئی بدخشان کی طرف

چلنے دیتی نہین یہ آبلہ پائی سطوت
یاس سے دیکھتا ہون خار بیابان کی طرف

کیوان گھورنے لگا جمال بیمثال صرصر دیکھکر دست درازی کا قصد ہوا صرصر اپنے کو بچانے لگی کبھی بچا ہوا چاہو

اس کمبخت کو بربادی منظور ہو ہماری جانبازی کو خاک نہ سمجھا تو ربدل کے کہا دیکھیے حضور ذرا ہوش مین آئیے
دست درازی نفرمائیے آپ خوب آگاہ ہین اٹھارہ سو ملک مین یہ کنیز پھرتی ہی بڑے بڑے تاجدار صاحب
اقتدار خواہان ہوے یہ کنیز محفوظ رہی شہنشاہ افراسیاب میری عصمت پر گواہ ہین کیوان ڈر گیا ایسا
نہو کہ بگڑ جائے اور افراسیاب سے کہدے کہ برہمن رو مین تن کو مین نے گرفتار کیا تھا بڑی خرابی ہو
اتنو مین سب مین مشہور کر چکا کہ مین نے بزور سحر گرفتار کیا یہ تو انتظار سحر مین بیٹھا ہوا جھوم رہا ہو رات بھر صرف
اسواسطے جاگا کہ شاید برہمن کیواسطے کوئی رہائی کی تدبیر کرے آج کی شب جاگ کر بسر کرنا چاہیے حفاظت
واجب و لازم ہو تمام ساحر جاگ رہے ہین لیکن وہ آفت نصیب مصیبت زدہ خستہ و شکستہ زخمدار و بیقرار و رنجور
یعنے سپہ سالار بلور و شاہزادہ جمشید بن کوکب اک دشت ہولناک مین آکر فروکش ہوے خیمہ و خرگاہ
ندار و ملازمون نے آکر اسی خارستان مین اپنے سردارون کو اُتارا صدا ے گریہ بلند ہوئی ایکنے
قالین تلاش کرکے زمین پر بچھایا جمشید و بلور چہار دست کو یہ سب بند و بست کرکے اُتارا آپ ہی
بیٹھکر بیچارون نے زخمدوزی کی مرہم کیسا علاج کسکا حیران و پریشان گریان و نالان اس حال
پُر ملال مین اپنی حسرت و یاس پر خوب روے سردارون نے عرض کی حضور یہان بالکل بیسر و سامانی ہی
طرف قصر جمشیدی کے تشریف لیچلیے ایسا نہو دشمن کو خبر ہو یہان بھی آپڑے ہمنے بمشکل آپ کے زخم
دھوئے مرہم ناممکن آب و آذوقہ کی شکل نہیں بیگانے مین بے آب و دانہ پڑے رہنا اندیشے سے
خالی نہین ہو لہذا اگر حکم ہو تو طرف قصر جمشیدی کے چلین بلور نے کچھ جواب نہ دیا شرما کے سر جھکا لیا مگر
شاہزادہ جمشید نے کہا اے سرداران تہمتن وا اے صف شکنان تیغ زن بڑے افسوس کی بات ہو کیونکر
ہو سکتا ہو کہ اس حالت زخمداری و بیقراری مین جاکر باپ کو صورت دکھائین اپنی زبان سے بیان کرین
کہ آپ کے قوت بازو اُستاد خوشنو کو گرفتار کرا کے آئے ہین کیا شہنشاہ ہمسے خوش ہونگے یقین ہو کہ صورت
سے نفرت کرین خدا کی عنایت سے بادشاہ با وقار جرأت و ہمت آشکار صاحب اقتدار ہم سب کے مالک
مختار ہین آپ لوگون کو یاد ہوگا زمانے مین جہانگیر کے کسی مقام پر منہ نہین پھیرا لوح طلسمی جب قبضے
نکلگئی اُسی رنگ سے لڑتے رہے گل جات کوکب اُنہے پایا اُنکے گلشن آرزو مین ہوا ے فرار کا
نام نہ تھا سنو طلسم نور افشان ہین وہ کب جا بڑ نکلے کہ شکست کھا کر بھاگ آئے وہین نہ مر رہے بلکہ تم
کیوان کو قتل کرتے یا بسمل کی طرح آپ اپنے خون مین تڑپتے اشعار

ای بر زدہ دامن بلا را
از کوچہ ما طلب وفا را
دیوانگری محبت تو
آوارہ زکفش کردہ پا را
آمادہ صد سرود دردم
ناکردہ بدوش یک قبا را
یا دست جفاے چرخ بربند
آفات ہجوم فتنہ زا را

سر در پے خویش دادہ مارا
یادم نہ کنی و ہیچ گہ من
کم زور سلم است مارا
جان و دل من پر از غم تست
ناکردہ تمام یک نوا را
ای بخت چنان مکن کہ آخر
یا بخل عطاے مدعا را
یارب چہ عداوت است بامن

چون در رہ مردمی نہی پا
بے مژدہ نہ دیدہ ام صبا را
بیگانہ ز تاج کرد تارک
بحر تو تہی کنم چہ جا را
صد چاک سپردہ ام بہر دست
ممنون اثر کنم دعا را
تا کی بہ شکیب در پذیرم
این کارکنان کبریا را

ان اشعار عبرت آثار کو پڑھکر شاہزادہ جمشید بن کوکب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا صاحبو میں اپنے کو ہلاک کرونگا اس حال پر ملال میں قبلہ و کعبہ کو صورت نہ دکھاؤنگا بلور نے ہاتھ تھام لیا کہا اے شیر بیشہ جرات واے ننگ بجرات غلام خود اس امر کو قبول نہ کریگا یا تو اپنی جان دیگا یا اُستاد والا نژاد کو جاکر بچا لیگا بموجب مصرع ع وائے برما و گرفتاری ما۔ سپاہی کے واسطے جان دینا اپنا خون اپنی گردن پر لینا بھی جرات ہی کیا حماقت ہے کہ روسیاہ جاکر اپنے شاہنشاہ آسمان جاہ کو دکھائیں خبر وحشت اثر سنائیں آپکی راے سے غلام کی راے مطابق ہے یہ بھی نمکخوار صادق ہے ہرکارے روانہ کیجیے معلوم ہو کہ اُنھون نے کیا کیا چند ساحر حاضر تھے اُنھون نے عرض کی بعد شکست حضور ہم بھاگ گئے تھے دریافت ہوا کہ صرصر نے برہمن روئین تن کو گرفتار کر لیا اُس ملعون کی کیا لیاقت تھی کہ برہمن روئین تن پر دست انداز ہوتا اُسوقت جمشید نے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا بڑے افسوس کی بات ہے خواجہ نے ہماری خبر نہ لی صرصر کی تو یون ہوا بندھے اور وہ سرو بوستان عیاری گل گلشن طراری سرفراز نہ کریں معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو ہماری خبر نہیں پہونچی بلور نے کہا راہ سے تو عرضیان لکھیں فتح کی خبریں انکو ملیں اس مصیبت کا حال نہ دریافت ہوا ہوگا ورنہ ضرور تشریف لاتے مصاحبون نے عرض کی اگر اجازت ہو ابھی جاکر خبر لین جمشید و بلور نے کہا آتش زمانہ کہاں باقی ہے رات تھوڑی سوانگ بہت اب یہی دریافت کرو کہ اگر وہ ملعون برہمن روئین تن کو قید کر کے طرف افراسیاب جادو کے روانہ کرے تو راہ میں جاکر نگرین اگر اُسکا قصد ہو کہ قتل کریں تو عین وقت پر لینے کو پہونچائیں اس راے کو سب نے پسند کیا جمشید

دلبور نے ہرکارے روانہ کیے خبردار تو اُس جانب جاتے ہین لیکن کیوان نے بھی نامہ دار خدمت مین
افراسیاب کی روانہ کیا ہی اُس نامہ دار نے جاکر افراسیاب کو نامہ دیا افراسیاب شریک صحبت تھا
نشے مین شراب کے بلبلا رہا ہی اُبلا ہوا بیٹھا ہی ایک ایک سے کہہ رہا ہی کیون صاحبو بخیر سامری نامہ کی
سراسر غلط ٹھہری بلکہ انشا غلط املا غلط خداوندون نے نہین لکھا ہی ستارہ شناس اپنا زور طبیعت دکھاتے
کو ایسی ایسی باتین لکھا کرتے ہین بس جگہ ہی تحریر ہی سراسر غلط تقریر ہی کہ اسد غازی بادشاہ طلسم ہوشربا
کا قاتل ہی لکھنے والا بالکل جاہل ہی اسد مارا گیا واہ امان کہا لکھین اب مجھکو ہزار برس نہین کوئی مٹا سکتا
اب خروج کرونگا سب ملکون پر قبضہ کرونگا کوئی صاحب تاج وتخت باقی نہ رہے سب بدولت کو خراج دینگے
کل کی تاج بخشی کرونگا سب سے خراج لونگا سب سردار بھی خوش ہین حیرت البتہ واسطے ملکہ بہار کے
رنجیدہ کبیدہ بات کا افراسیاب کی جواب نہین دیتی اس حال مین نامہ دار نے آکر نامہ دیا افراسیاب
پڑھنے لگا تاج کو کج کیا بے اختیار منہ سے نکل گیا وہ مارا حیرت نے پوچھا کیون شہنشاہ کیا خوشی کی خبر آئی
افراسیاب نے کان مین کہا ہومان الیق سوار دو مارا گیا مگر کیوان نے بڑا کار نمایان کیا مجھسے دریافت
کرتا ہی کہ برہمن کو زندہ لاؤن یا قتل کرون مین جواب لکھے دیتا ہون فوراً قتل کرنا اس ظالم کے خون
ہاتھ بھرنا دو فقرے لکھکر نامہ دار کو نامہ دیا کہا جلد اپنے کو پہونچا لیکن برق بصورت مبدل دربار مین
افراسیاب کے حاضر تھا حیران ہوا یہ نامہ دار کہان سے آیا افراسیاب نے بہت خوش ہوکر جواب لکھا
یہ سوچکر اسکا پیچھا کیا جب وہ لشکر کا لشکر پہونچا برق نے بشکل ساحر آواز دی میان جانے والے کہان
جاتے ہو وہ ساحر ٹھہرا برق قریب آیا کہا بھائی کون ہو کہان سے آتے ہو اُسنے کہا قطع جمشیدی سے
آتے ہین برہمن کو ہمارے آقا نے گرفتار کیا شہنشاہ کو لاکر نامہ دیا جواب مل گیا اب وہین جاتے ہین
برق گھبرا گیا کہا بھائی ہمنے کہا کہ تم پیدل جاتے ہو ایسا نہو عیار آکر مار ڈالے بہ پرواز پیدا کرو اڑکر
نکل جاؤ کہین دنیا سے اڑو عیار بڑے صیاد ہین صاحب ظلم وبیداد ہین ہر وقت فکر مین رہتے ہین ساحر
نے کہا بھائی تمنے بڑا احسان کیا ہمکو آگاہ کردیا برق باتین کرتا ہوا ساتھ ہولیا جب تنہائی مین پہونچا باتون
مبہوت کرچکا تھا حلقہ ہاے کمند مارے بیہوش کیا زبان مین سوزن دیکر اُسکو کنارے ڈالدیا نامہ لیکر
خدمت مین خواجہ کی آیا خواجہ کنارے لشکر کے خاموش کھڑے ہوے تھے برق نے لاکر وہ نامہ دیا کہا
استاد بڑا غضب ہوا کوئی مقام قلعہ قطع جمشیدی ہی وہان برہمن پکڑا لیا گیا افراسیاب سے کچھ

جواب لکھا مین ساحر کو بیہوش کر کے ڈال آیا نامہ حاضر ہی عمرو نے برق کو گلے سے لگا لیا کہا بیٹا بڑا کام کیا مگر آجکل ہوش وحواس درست نہین ہین تاریک کی فکر مین گھرا ہون کوئی بات عقل مین نہین آتی مگر اب لشکر سے ہوشیار رہنا مین برائے رہائی برہمن جاتا ہون اگر وہ جوان قتل ہو گیا کوکب کا بازو ٹوٹ جائیگا برق پلٹا عمرو نے اسیوقت اپنے کو بانائے عیاری سے آراستہ کیا سمت قلعہ قطع جمشیدی روانہ ہوا اُس شب کو کیوان تو مصروف عیش ونشاط ہوا پہر رات باقی تھی بلور وجمشید کو آکر ساحرون نے خبر دی ای شہریار غضب ہوا وہان میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہی ارادہ ہی بوقت سحر برہمن نامور کو قتل کرین حضور بھی دربار مین حاضر ہی لشکر بے انتہا جمع ہوا آپسمین ذکر ہو رہے ہین یہ مقام متبرک ہی کبھی یہان خونریزی نہوئی تھی اب کوئی مسلمان زندہ نہ بچے گا برہمن جس بارگاہ مین قید ہی بارہ ہزار ساحر مقرر کیے ہین وہ سب حفاظت مین مصروف ہین کیوان بھی جاگ رہا ہی آپ سے باہر ہی خود برائے حفاظت قریب قیدخانہ آتا ہی نگہبانون کو جگاتا ہی یہ سنکر شاہزادہ جمشید وبلور جہاردست اپنے مقام سے اُٹھے سلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے مشت خاک اُٹھا کر گریبان مین ڈالی کفن سر سے لپیٹا کہا ای خاک تو لحد ہی اب جان دینے کی جد وکد ہی بلور نے تاج سر جمشید کے رکھا جمشید نے کہا ای افسر والا تامدار اب تاج وتخت کیسا فلک نے گردش دکھائی چلکر جان دیتے ہین بموجب مصرع مصرع حرمت شاہ وگدا زیر زمین یکسان ست بہ وقت مرنیکا قریب آیا اب رعنائی زیبائی کی کیا ضرورت ہی اب بڑی رعنائی زیبائی یہ ہی کہ میدان سے قدم نہ ہٹے غیرت ہمراہ رہے ہوس دنیا دامن نہ کھینچے لابھڑ کر مر جائین یا استاد کو رہا کرین قبلہ وکعبہ آگر دیکھین کہ ہمارے فرزند نے رفیق جانبازکو بچایا طلسم نور افشان مین سب تعریف جرأت کرین نامردی مشہور نہو بلور نے کہا تاج وتخت کی برکت ہی غلام حضور سے آگے بڑھکر مریگا حضور رغیب دینگے مرنے والے بڑھ جائینگے جمشید نے سبکو آمادہ پایا ہرچند کہ بھوکے پیاسے خستہ شکستہ زخمدار بیقرار تھے مگر حکم ملتے ہی تیار ہوے مسلح ہوکر برائے جانبازی حاضر ہوے بڑے جم گئے جمشید نے سبکو آفرین کی کہا یارو اگر حیات باقی ہی کوکب ایک ایک کو نہال کریگا عہدہ ہائے جلیل ملینگے سبنے عرض کی حضور کو پروردگار سلامت رکھے سب کچھ ملیا عزت آبرو ملی طلسم نور افشان مین نام ہوا اب تو جان دینے مین نیک انجام ہی اسیقدر رات باقی تھی کہ یہ دونون جوانمرد بہشت پائے مرکب پر سوار ہوے فوج ظفر موج لیکر چلے لیکن کیوان ابلق سوار تیرہ روزگار حکم دے چکا ہی میدان خونی کی تیاری ہو چکی برہمن قید خانے مین تمام جسم پر قید سحر زبان بلا تاو شمار ہی نہایت مجبور لاچار

ہی وہ شب مصیبت سے تڑپ تڑپ کے کاٹی سبکو دیکھتا ہی دشمن جان تشنہ خون ہین ایک کا یہی قول ہی کہ اس
جوان کو قتل کرین اپنے آقا کے خونکا بدلا لین اسنے چراغ قلعہ قطع جمشیدی گل کردیا خانۂ دلکو غم والم سے بھر دیا
ناگاہ مشعل ماہ گل ہوئی شمع ہاے سیارگان لرزین آفتاب عالمتاب بصد قہر و عتاب تیغۂ مہر کو حمائل کرکے
توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا برہمن نامدار کو نگہبانون نے زنجیر تھام کر کھینچا کشان کشان سمت میدان خونی
لیچلے کیوان پشت مرکب پر سوار ہوا سات لاکھ فوج ریشان شہر ہمراہ رکاب ہر ایک کو بیچ و تاب ہے صبر کنار
کھڑی ہوکر تماشا دیکھنے لگی مشتاق ہی کہ برہمن قتل ہوئے تو خبر لیکر خدمت مین افراسیاب کے جاؤن جاکر خوشخبری
سناؤن یہ سوچکر کنارے آکے ٹھہری برہمن کو کشان کشان لیکر آگے بڑھے دیکھا برہمن صف شکن مسلسل
و مطوق زبان مین سوزن ہمراہ ساحران رہزن قتل بار آتشین وہین پر چڑھا ہوا گلے مین ہار ان سیاہ لپیٹے
ہوے کیوان کو بڑا خوف ہی کہ ذرا بھی غفلت ہوئی یہ ظالم رہا ہوجائیگا اسکا چھوٹنا قیامت برپا ہوگی ایک
کو زندہ نچھوڑے گا بعض مصاحب کیوان سے کہرہے ہین جلدی کیجیے ایسا نہو کوکب کو خبر پہونچے اُس
سے کون مقابلہ کرسکیگا وہ بادشاہ جلیل اس جوان کا کفیل اُسکو کون جواب دیگا کیوان بھی بجا سچ کہتے
ہین ہونگا جلادون کو حکم دیا اس کو قتل کرو جلادون نے سر زنجیر برہمن کو تھام کر کھینچا چبوترہ ریت کا
بنایا اُسپہ برہمن کو بٹھایا اسوقت سب طرح کے لوگ وہان جمع ہین شوکت و لیاقت برہمن کو خوب جانتے
ہین اس جوان رعنا کو شکل پہچانتے طلسم نور افشان و طلسم ہوشربا کے بخوبی پہچانتے ہین مشہور ہی یہ جوان
خیرخواہ دولت شہنشاہ کوکب روشنضمیر صاحب جاہ و توقیر ساعت نیک دیکھ ہر وقت کوکب کو بتاتا ہی
ستارہ شناس فلک اساس صاحب حسب و نسب مشیر باادب اسکی یہ خرابی درپیش ہی مقام عبرت پیش ہی
سب کہتے ہین حقیقت مین دنیا مقام عبرت ہی نہ جاے عشرت ایک لمحہ بھر مین کیا کا کیا ہوتا ہی کوئی ہنستا ہی
کوئی روتا ہی دنیا مین اگر آسایش غیر ممکن ہی دو چیزین ہر شخص کے ساتھ ہین از فقیر تا شاہ یعنی ہوس دنیوی
و خواہش کاہش اگر بادشاہ ہفت اقلیم ہی قصد رکھتا ہی تو بھی کہ ایک اور اقلیم پیدا ہو اسکو بھی قبضہ کرون
درویش جلد ریش ترک دنیا کرچکا لیکن فکر آب و نان مین مصروف ہی کل امورات دنیا خواہش و کاہش
پر موقوف ہی آرام ملنا دشوار کوئی مضطر کوئی بیقرار بقول شاعر نامدار اشعار

سرے در عہد ما سامان ندارد
ز درد مفلسی درمان ندارد

کسے گر آب در دکان ندارد
بشیرین سخاوت جان بود لیک

شادی میز ند درویش جہت پاس
کسے کو زر ندارد جان ندارد

چنان عام ست بے آبی درین عہد
بجز یک نان فلک در خوان ندارد
حدیثی از زبان دیگران ست
کہ پیر وی بشکند نادان ندارد
بیابان طی مکن کش ہر بن خار
گدائی شیر غولستان ندارد
لب در شکر جنباند بداند
ز مردم عیب خود پنہان ندارد
کسے کو راند و نرگش تواند
دگر کافر بہ بت ایمان ندارد
کسے کو ترک گیرد گر بداند
نکو بشنو کہ گوش آن ندارد

کہ بہرام آب در پیکان ندارد
محول او کہ از بس تنگ دستی
زمین این گفتگو امکان ندارد
بدریا در مشو کز زرد اشوب
کم از صد غول سرگردان ندارد
ز نافرمانی و ناشکری حق
کہ منعم نعمت ارزان ندارد
گر دشمن چون بطعنش لب کشاید
وی آہنگ ترک آن ندارد
کسے کو نے بداند نے تواند
ہمانا نان ایزدش حیران ندارد

ز نخطانان بہمائی عیسے
خزف ہم در صدف عمان ندارد
چرا دستے نگہدارد زمانہ
جہان یک قطرہ بے طوفان ندارد
بیابان چیست آن عہد وگر بود
ہزاران عید یک قربان ندارد
کسے کو واند و مغلوب نفس ست
ہمان نقش نگہ انسان ندارد
اگر مومن بود زنجیر قلاب
بمعشوق ازل پیمان ندارد
ہمین گفتن نکو آید ز عرفی

اسوقت ایک ہنگامہ ہی کوئی عبرت مین کوئی عشرت مین کوئی کہتا ہی بڑا جلیل قتل ہوتا ہی کوئی کہتا ہی ایسے کا قتل ہونا بہتر ہی سامری پرستون کا قاتل ہی قوم برہمن مگر بالکل جاہل ہی اسکو مناسب تھا کہ کوکب کو سمجھاتا کہ عمرو کا ساتھ نہ دو افراسیاب سے دشمنی نہ پیدا کرو بدون باد نہ تھا اب کیا بدحواس ہی حیران حیران چار جانب دیکھ رہا ہی اب جان کا خوف ہوا اگر اسوقت شہنشاہ سامنے ہوتے اُنکے قدمون پر گرتا خطا معاف کراتا بعض نے کہا واہ بہادر ایسا نہین کرتے یہ مرد سپاہی ہی افراسیاب کے سامنے کبھی سر نہ جھکایگا صاحب غیرت ولیاقت جرأت وسخاوت اسکا شیوہ ہی بڑے بڑے مقامات پر لڑا ہی کبھی منہ نہین پھیرا فوج مین تو یہ ہنگامہ ہی لیکن جلاد صاحب بیداد نے برہمن کو کھینچکر آواز دی ای بادشاہ جمجاہ ای عالم پناہ حکم اجل بجھا دیجیے گا بڑا شخص جلیل ہی اسکے خون کے دعویدار بہت ہین ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ بڑی فکر کریگا اسکے واسطے جان لڑا دیگا کوکب روشن ضمیر و نور افشان اسکے نام کے عاشق ہین وہ بھی آئینگے اپنی جان لٹائینگے کیوان نے جواب دیا او بیحیا کیا بکتا ہی ہمنے ایسے ہزارون قتل کیے کوکب و نور افشان کیا کر سکتے ہین ہم خود لشکر کشی کرکے برج طلسم نور افشان جائینگے اسطرح میان کوکب کو بھی پکڑ لائینگے یہی انکا بھی حال ہوگا اسکو بابدولت نے

لڑائی پر کمر باندھی ہی بھائی کے خون کا معاوضہ لینا واجب ولازم ہی اب جلاد نے شانہ پکڑ کے برہمن کو بلایا
کہا ای جوان جو کھانا ہو کھالے جو پانی کی ہوس ہو دریا دلی دکھا مین آب شمشیر پلا مین اگر کسیکے دیکھنے کی ہوس ہو اسکو
بلادون جو دل مین اشتیاق ہو ظاہر کر پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا رشتہ حیات منقطع ہوا یہ سنکر برہمن نے سر ہلا دیا
کلام کی طاقت نہ تھی زبان مین سوزن دہن پر قفل مار آتشین نہایت اندوہگین لیکن اشارے سے مراد بھی
کہ او نامرد کھانے کے واسطے لخت دل بجاے آب خون جگر اسوقت کچھ ہوس نہین ہی آرزوے دیدار اپنے
آقاے نامدار کی دنیا سے لیچلے یہ اشارہ کرکے برہمن کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے چار
جانب حیران دیکھتا تھا کوئی دوست مونس غمگسار نظر نہ آیا اس بیکسی مین اپنے پیدا کرنے والے کو
یاد کیا دل رجوع ہوگیا عرض کرتا تھا ای معبود تو ہر مقام پر موجود ہی دشمنون سے کیا ڈر بموجب مضمون
مصرع مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست بطن مادر مین جگہ دی ایک قطرہ نجس کو مرتبہ عنایت
ہوا صاحب شوکت ولیاقت ہوا اسوقت بھی تو معین ومددگار ہو اپنے ناخداے حقیقی کو یاد کیا اب بیڑا
پار ہی برہمن نے ملک کر دعا کی کیوان نے قتل کا حکم دیا جلاد نے تیغہ بیداد کھینچا چاہتا تھا ہاتھ مارے سب نے
دیکھا برق چمک کر گری جلاد ملعون کے دو ٹکڑے ہوے صداے نعرہ شیر آئی زمین تھرائی نعرہ کوکب

منم مالک ملک افسونگری	منم رائج سکۂ ساحری	منم صاحب شوکت وعز وجاہ
دلیر قوی پنجہ انجم سپاہ	منم گوہر بحر جاہ وجلال	منم آفتاب سپہر کمال
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر	ملقب بہ القاب روشنضمیر	جلالت شعار وفریدون حشم
قوی دست بازو و رستم شیم		

سب نے دیکھا اس برق جہندہ سے کوکب ظاہر ہوا تاج شہریاری
برسر دہ یاقوتی دربر دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے غصے سے چہرہ گلنار ابروے خمدار ملے ہوے
تیغہ برق تاب بصد قہر وعتاب ہاتھ مین غصہ بات بات مین آتے ہی برہمن کی زبان سے سوزن
نکالا کچھ خاک اٹھا کر اڑا دی خاک اڑتے ہی ان بیچارون کے دل غبار الم چھا گیا ہزارون نے جھوم کر
آواز دی منم غلامان شہنشاہ کوکب روشنضمیر یہ کہکر آپس مین لڑنے لگے کوکب نے خاک دو جگہ پہ
زمین تھرائی فوج کیوان ابلق سوار گھبرائی بھائی کو بھائی نے مارا باپ کو بیٹے نے للکارا کوکب نے
تو یون فوج کفار کو مٹانا شروع کیا لیکن برہمن تکلیف اٹھاے ہوے غصے مین اٹھا بہ قہر وغضب تمام
جا پڑا اسکو چیر کر پھینک دیا کہین جھپٹ کر گلا مارا آگ برسائی کبھی دریاے سحر نے جوش مارا برے بر ٹکڑے

پہلوانون کو بڑھکر برہمن نے للکارا کوکب بھی لڑتا ہوا طرف کیوان ابلق سوار کے جاتا ہی نامردی اسکی
ناگوار جام بادۂ شجاعت سے سرشار دس بارہ ہزار کے قلب اُلٹ دیے بارہ ہزار ساتھ لاکھ پر جا پڑے
جان جانیکا خوف نہ تھا دام سحر کوکب مین پھنسے ہوے ایک ایک کو یہی اشتیاق ہی کہ ہزارون کو مارین
لیکن اُڑتا پھرتا للکارتا ہوا صفون کو درہم کر رہا ہی کیوان بڑے بڑے سحر کرتا ہی کوکب نے جب اشارہ کیا
سحر اُسکا دفع کر دیا برہمن نے لاشون سے میدان کارزار بھر دیا عین گرمی جنگ تھی ان شیرون کا وہ روباہ
صفت بار نہ اُٹھا سکتے تھے بڑے بڑے پہلوانون کو آئینہ وار سکتے تھے کہ صحراے گرد اُڑی جمشید بن کوکب
و بلور چہار دست مع فوج ظفر موج آ کر پہونچے جمشید نے اپنے والد نامدار کی آواز سنی بلور سے کہا
ای برادر تو شہنشاہ کے نعرے کی آواز آتی ہی معلوم ہوتا ہی مرأت واقعہ مین حال آئینہ ہوا اب نامردون کی
قلعی کھلے گی بلور نے کہا خدا شہنشاہ کو سلامت رکھے اپنے نمکخوار کا قتل کب گوارا کرتے اہالیان فوج کے
بھی خوشی سے چہرے سرخ ہوے تلوارین کھینچکر ان شیرون نے بھی نعرے کیے فوج کیوان پر جا پڑے
کوکب اس جوش مین تھا کسی کا خیال نکیا کیوان کو تاکے ہوے جاتا ہی ہر مرتبہ یہی نعرہ ہی او نامرد ازلی
واہ ری تو نے برہمن کو بے وارث جانا تھا عیارہ کے بھروسے پر قلعہ سے نکلا اب بھی خیر ہی رومال سے
ہاتھ باندھ لے برہمن سے خطا معاف کرا اُنھین کا تو خطاوار ہی مین کچھ نہ کہونگا وہ بچیا مغرور ہر مرتبہ سحر کرتا ہی
چہار جانب سے کوکب پر گولے پڑ رہے ہین جمشید و بلور بھی لڑ رہے ہین کوکب نے اُٹھا کر اک سنگریزہ
مارا اُن سنگدلون پر پتھر برسے ہزارون کے سر پھٹ گئے کیوان کا تخت ٹوٹا یہ بدبخت تخت سے گرا
چاہا بھاگ کر قلعہ مین جاؤن کوکب نے بلور و جمشید کو بہ قہر و غضب تمام آواز دی خبردار یہ بچکر قلعہ مین
جانے پائے مین بے قتل کیے اسکو نچھوڑونگا بلور و جمشید غصہ کوکب کا دیکھکر کانپ گئے لڑتے ہوے
چھپٹے جا کر قلعہ کو پشت پر لیا خندق کو لاشون سے پاٹ دیا اب کیوان گھبرایا دیکھا در قلعہ پر ساتھ والے
جمشید و بلور کے راہ روکے کھڑے ہین جو اُدھر گیا واصل جہنم ہوا مجمع ساحران قطع جمشیدی کا درہم
برہم ہوا لاشون سے میدان معمور ہزارہا تڑپ رہے ہین اب کیوان کو کچھ بن نہین پڑتا بھاگا بھاگا پھرتا ہی
ملحوظ خاطر ناظرین و شائقین ہو بزرگی اس قلعہ کی تحریر کر چکا ہون سیتون کے مٹھ بھی اس سرحد مین بہت ہین جن
پرستاران سامری کو اپنی عبادت پر ناز ہوا اپنے کو زندہ دفن کرایا جا بجا گنبد بنے ہوے ہین یعنی وہ نشان ہی
کیوان پہچانتا ہی کہ فلان بزرگ ہمارے اس مقام پر دفن ہوے ایک گنبد کلان بنا ہوا ہی کیوان

جب بہت گھبرایا اُس گنبد کی جانب بھاگا کوکب نے تعاقب کیا برہمن بھی دیکھتا ہوا جاتا ہی کہ کیوان
ہر مقام پر ٹھہر جاتا ہی کوکب پر سحر ہو رہے ہین لیکن کوکب دریاے آتش کو جھیلتا جاتا ہی اگر دریاے آب ملا
جوش قہر و غضب مین پھاند پڑا چند ساعت مین دریا کو خشک کیا آگے بڑھا آگ کا دریا مل گیا گرم مزاج
صاحب تخت و تاج وہان کھڑے ہو کر پانی برسایا اُس دریاے آتش کو بھی مٹایا خود شعلہ بنا ہوا جسم برق
سے سحر کے چھینا ہوا تاج کو سنبھالتا جاتا ہی فوجون کو شکست دی یہی فکر ہی کیوان کو نہ جانے دون اس
بچانے میرے قوت بازو کو بڑی تکلیف پہونچائی اب کیون بھاگا بھاگا پھرتا ہی کبھی نعرہ کیا او غول صحرا
نامرد ٹھہر جا مقابلہ کر تو نے برہمن کو گرفتار کیا تھا مجھسے بھی تو آنکھ چار کر بڑھکر کوئی وار کر کیوان
کو اندیشۂ شمشیر کوکب مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیتا ہی سواے بھاگنے کے کچھ نہین بن پڑتا اُس
گنبد کلان کے جانب جاتا ہی برہمن نے دور سے دیکھا میرے شاہ نے بڑی شفقت کی فوجین بیچ
مین حائل ہین میرے شہنشاہ گھائل ہین یہ سوچکر تیغہ ٹیک کر جست کی ہر غول مین لڑا افسران نامی کو
ٹک کر ڈالا ساحر بھی کٹتا ہی شمشیر زنی بھی صف شکنی بھی کیوان نے دیکھا اب دو شیر میرے تعاقب مین
آتے ہین کہان بھاگ کر جاؤن کیونکر جان بچاؤن برہمن برابر پہونچ گیا کوکب نے بھی دور سے
دیکھا کہ برہمن نے کئی افسر مارے قریب کیوان ابلق سوار کے پہونچ گیا کیوان نے وار کیا
برہمن نے روکا تلوار کا وار کیا کیوان نے سپر سحر کو پناہ کیا تیغہ برہمن تڑپ کر گرا اُسکا سارا زخمی ہوا
اب خود سر کو سواے بھاگنے کے کوئی راستہ نہ ملا جست کرکے اُس گنبد کلان مین پہونچا قطع اُسکی یہ ہی کہ چہار
جانب سے دروازے کھلے ہوے بیچ مین چند سنگریزے رکھے ہین اُسپر کچھ ہار پھول پڑے ہین ذہن مین
نہین آتا کہ یہ کیا مقام ہی جیسے ہی کیوان اندر گنبد کے پہونچا جدھر سے برہمن آتا تھا اُدھر کا دروازہ
اُسنے بند کیا برہمن نے ایک لات ماری کہ وہ در کفو نفاق گرا برہمن بھی اندر آیا اُسوقت کیوان نے اک
چیخ ماری اور یہ آواز دی کہ دادا جان مجھکو بچایئے جیسے ہی اُسنے یہ صدا دی زمین سے آواز ہیبتناک
آئی قریب تھا کہ کان کے پردے شق ہون برہمن نے اسپر بھی کچھ خیال نہ کیا چاہا کیوان پر ہاتھ
مارے کہ زمین سے دھوان نکلا شعلۂ آتش بھڑکا چند شعلہ ہاے آتش برہمن کے گرد ہو گئے آہ آہ کی
آواز دینے لگا تلوار چھوٹ پڑی سپر نے پشتی بانی نہ کی کمان مین خم آیا خنجر مین دم نہ تھا مثل تصویر تصور برہمن
خاموش ہو کے کھڑا ہو گیا کیوان نے جو برہمن کو اس حال پُرملال مین دیکھا تیغہ کھینچکر قریب آیا کہ سر کاٹے

یون کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ برہمن اندر جا کے مبہوت ہو گیا کیوان سر کاٹا چاہتا ہے تاب باقی نہ رہی آواز
دی اے فاجر بد پرست بد مست کیا کرتا ہے دست خود در آتش مدار اینک رسیدم اسلحہ کا نعرہ کوہ شگاف کیا کیوان
اندر گنبد کے ٹھٹھر گیا ہاتھ روکا کوکب بتعجیل اندر گنبد کے پہونچا برہمن کو پشت پر لیا کئی مرتبہ آواز دی
اے یار وفادار ہوشیار ہو جاؤ برہمن نے کچھ جواب دیا آنکھیں پتھرائی ہوئی ہاتھ پاؤن بیکار صاف ظاہر
ہے کہ کوئی اعضائے جسمی برہمن کا قابو مین نہین ہے کوکب نے کیوان کو دیکھا کئی شعلہ ہائے آتش
بھڑک کر کوکب پر آئے کوکب بادشاہ طلسم نور افشان اُس آگ کو کب مانتا ہے ہاتھ سے اشارہ
کیا چند قطرات آب پیدا ہوے شعلے بجھ گئے کیوان نے اتنی مہلت پائی یہ بھی دیکھا کہ کوکب برائے
برہمن سینہ سپر ہے ہاتھ تلوار کا بر سر کوکب لگایا کوکب کو نہایت غصہ تھا بڑھ کے کلائی پہ ہاتھ ڈالا
جھٹکا مارکر تلوار چھین لی وہ ملعون جیسا کہ لپٹ پڑا مگر پکارتا جاتا ہے داداجان دوڑو مجھے اس ظالم کے ہاتھ
سے بچاؤ جب وہ آواز دیتا ہے شعلہ ہائے آتش کوکب کو گھیرتے ہین اکثر کئی آبلے پڑے کڑیان زرہ کی چٹخین
لیکن کوکب نے کچھ خیال بھی نہ کیا جیسے ہی وہ لپٹ پڑا غصے مین گردن پہ ہاتھ ڈالکر یکبار وہ بیچارہ منھ کے
بل زمین پر آیا کوکب نے کمر مین ہاتھ ڈالکے کیوان کو اٹھا لیا سر سے بلند کیا زمین پر مارا چھاتی پر
چڑھ کے سر کھینچ لیا اُدھر تو کیوان مارا گیا لاشہ زمین پر تڑپا صداے ہا ہو کان مین آئی کوکب نے چاہا
کہ اسکو گنبد سے نکلوں آواز آئی او شخص تو کون ہے روح سامری کو ستایا بے ادبی کرتے ہوے کچھ خوف نہ
آیا کوکب نے چار جانب دیکھا کوئی کہنے والا معلوم نہوا برہمن اُسی طرح جلا ہے آتش مین پھنسا ہے آہ آہ کر رہا
ہے معلوم ہوتا ہے جل جائیگا ابھی آن تک خاک ہو جائیگا آنکھیں پتھرائی ہوئی ہین چہرہ اُداس عالم یاس پیش نظر ہے
شق ہوئی ایک زنگی نکلا تیغ برہنہ ہاتھ مین کوکب کو اس زنگی نے ڈانٹا کوکب پہ جا پڑا ہاتھ تلوار کا
لگایا کوکب نے دیکھا میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہے ہاتھ نہین اُٹھتا زنگی کا تیغ پڑیگا دو ٹکڑے ہو جاؤنگا بمشکل
تلوار کا ہاتھ اُٹھایا تیغ اُسکا کاٹا کوکب نے اتنا کہا شاہ بار کیا زنگی پر پنجہ قابض ہوتا تھا بمشکل سحر یاد کیا
اپنے کو بچایا اُس پر وار کیا سر پر لگے تلوار پڑی دو ٹکڑے تو ہوے مختصر سا ایک روزن پیدا ہوا اُس مین سے دھوان
نکلا اُس دھوئین سے کوکب کی بھی آنکھین خیرہ ہین بادشاہ طلسم نور افشان ہے ہر چند اپنے کو سنبھالتا
ہے نہین سنبھل سکتا غش آنے لگا صرف اتنا ہوا کہ کوکب نے کوئی اسم سحر پڑھا گلے مین جو تھا یاقوت احمر
کا تھا وہ دانے شکست ہوے دو طائر کلان بنے مصروف بندوبست ہوے ایک طائر نے پر جھلے

زنگی کورو کا ایک سر پر کوکب کے سایہ فگن ہوا اسطرح کا انتظام کیا یہ باعث سلطنت طلسم نور افشان تھا
وہ دونون طائر غل مچاتے ہین جب زنگی چاہتا ہی کوکب کو قتل کرون طائر اپنا گلا رکھتے ہین پیرون سے سر
پیٹتے ہین جیسے کوئی عاشق صادق معشوق کو بچاتا ہی زنگی جھوم جھوم جاتا ہی کوکب کو ہاتھ نہین مار سکتا لکایک
زمین سے آواز آئی او غلام بے ادب اس گنہگار کو سزا دے بیچارا کو ستائی یا تو زنگی کے اُن طائرون کو دیکھ ہوش
اُڑے جاتے تھے سست ہو رہا تھا اس صدا سے قوت آگئی دونون طائرون کو پکڑ کے چیر ڈالا تیغہ کھینچکر کوکب
کی طرف چلا یہ معرکہ باہر جمشید بن کوکب نے دیکھا اے قبلہ و کعبہ کہکے دوڑا بڑے زور و شور سے گولہ مارا
جب وہ گولہ قریب زنگی کے پہونچا گولے پر اسنے ہاتھ مارا اور آواز دی تم سب قہر سامری و جمشید مین مبتلا
نہین ہوتے ہو بے ادبی و سرکشی کرتے ہو وہ گولہ اُلٹا پلٹا پیرون در گنبد آکر پھٹا اسقدر دھوان نکلا کہ طلور
و جمشید غش کھاکے گرے تمام افسر گرنے لگے دھوان جسکی آنکھ تک پہونچا وہ نابینا ہوا اسکے قریب
جمشید کے گرا صدائے آہ آہ زبان سے بلند ہر کس و ناکس دردمند ان سبکا جب اس زنگی نے یہ حال
کیا پھر قصد ہوا کوکب پر جا پڑون کوکب اُسیطرح سکوت مین کھڑا ہی ایسا بدحواس ہی نہ بھاگتا ہی نہ زنگی پر وار
کرتا ہی چیخ مار رہا ہی آنکھین ڈگڈگا رہی ہین جیسے کوئی کئی دن کا پیاسا ہو چہرہ پر ہوائیان تمام جسم مین رعشہ
برہمن اُس حال مین کوکب اس ملال مین دونون بلائے آسمانی مین مبتلا باہر جمشید و طلور پر یہ عالم گذرا
کہ بدحواس ہو کر زمین پر گرے دھوئین کو دمبدم ترقی ہی زنگی سیاہ رو تیرہ درون تلوار کو تول رہا ہی کہ کوکب
کا سر کاٹ لون برہمن کو پامال کرون لیکن نہین معلوم کیا سبب ہی کہ وہ بھی جھوم رہا ہی قریب کوکب
نہین آتا اور کوکب کی بھی یہ کیفیت نہ روئے رفتن نہ راہ ماندن سامنے زنگی راہزن باہر سے صدائے
واویلا آتی ہی ملازم بلک بلک کے پکارتے ہین خداوندا ہمارے آقا کو بچالے ہم سبکو پناہ دے چند ساعت یہی
معاملہ رہا زنگی پھر تیرہ ہوا تیغہ تولا چاہا سر کوکب پہ ماردون کہ آسمان سے اک برق چمکی صدائے ہیبت ناک آئی
اُس برق سے تڑاقا ہوا چند قطرے پانی کے گرے پہلے جمشید کو ہوش آیا طلور بھی اپنے مقام سے اُٹھا چاہا
دونون اندر گنبد کے جائین کوکب و برہمن کو بچائین لیکن قدم نہ اُٹھا گنبد مین نجاسکے ہاتھ نہ ہلا سکے
یکایک وہ برق شق ہوئی سبنے دیکھا نور افشان بصد شوکت و شان تاج سر پہ چمک کر زمین پر گرا جو باہر
گنبد کے تھے اُنپر تو باران سحر برسا یا گنبد کے اندر تڑپ کے پہونچا زنگی سیاہ رو کو بقہر و غضب للکارا آواز دی
او نامرد خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا یہ شہنشاہ طلسم کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی

گر بادشاہ عالیجاہ پرواہ کرے ہٹ سامنے سے گنبد سے نکل جا ورنہ سزاے کامل پائیگا ہمارے دوستان صادق
محبان واثق کا مقام ہی تجھکو کیا لیاقت ہی ایسے کلمات کہکر نورافشان قریب کوکب آیا سینہ اپنا سپر کردیا
کوکب کے جانب پلٹ کر کہا یہ کیا غضب کیا گنبد مین کیون گھس آئے آجتک یہ نہ سمجھے کہ طلسم ہوشربا
مین کیا کیا بلائین ہین خدا انجام بخیر کرے یہ کہکے نورافشان کی مٹھی مین اک طائر ہفت رنگ تھا اُسکو چھوڑا
وہ زفیل مارکے گرد سر کوکب و برہمن پھرا آہ کا نعرہ کیا طائر کے مُنھ سے شعلہ نکلا جلکر خاک ہوا وہ خاک سر
کوکب و برہمن پر گری دونون کو ہوش آیا دھوان برطرف ہوا زنگی نے نعرہ کیا او شخص تو نے غضب
کیا میرے قیدیون کو چھوڑ الیا یہ دونون بڑے گنہگار ہین قاتل کیوان ابلق سوار ہین یہ کہکے تیغہ مارا
نورافشان نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تاب نہ باقی رہی ایک طمانچہ مارا تڑاقی کی آواز آئی سر زنگی کا اُڑ گیا
لاشہ زمین پر تڑپا اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو عجب طرح کا مقام ہی کمیت قلم جولان کر رہا ہی طرارے بھر رہا ہی
چاہتا ہی پیک صبا سے آگے بڑھ جاؤن سبزۂ فلک کو پامال کردون باگ کو روک رہا ہون شبدیز فکر جولان
گری کا مشتاق ہی ایسے مقام دلچسپ کا آجانا یہ بھی اک اتفاق ہی جب نورافشان نے زنگی کو مارا ہر چند کہ
رازدار تھا لیکن غصے مین تاب نہ تھی کوکب و برہمن نے دیکھا جس مقام پر سنگریزے اور پھول پڑے
تھے اتنا طبقہ تو اُڑ گیا اک روشنی معلوم ہوئی آنکھین مل کر دیکھا اک تخت یاقوت نگار اُسپر اک بادشاہ باوقار تاج
سر پر قباے قلم کار در بر سپر و شمشیر سامنے رکھی ہوئی آنکھین غصے سے سُرخ آواز دی یہ کون بے ادب ہی یہ
کیا غضب ہی کسنے ہمارے ملازم جانباز کو مارا ما بدولت کے مسکن مین بے ادبانہ قدم رکھا ہی شرطیہ آتش
قہر و غضب مین پھونکدون اپنے مقام سے اُٹھون بڑی ما بدولت کو تکلیف پہونچائی جیسے ہی نورافشان
نے اُس بادشاہ کو دیکھا کوکب و برہمن کو اشارہ کیا یہ تو سر جھکا کر کھڑے ہوے نورافشان نے بڑھکر
آواز دی ای بادشاہ عالیجاہ ای معین و مددگار دین سامری ای شہسوار عرصۂ افسونگری ای دُرِ دریاے
ہمت ای تاجدار اقلیم سخاوت کیا ساعت نیک ہی کہ آج بعد عرصۂ دراز جمال جہان آرا دیکھا ملاقات سے
مشرف ہوے شعر بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم ٭ بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ٭ ای شہنشاہ ملک
اطلس گلگون پوش اب تو آپ برآمد ہوے باہر تشریف لائیے مشتاقون کو سرفراز فرمائیے یہ کہکے
ملک اطلس کا ہاتھ تھام لیا ملک اطلس نے پوچھا ای برادر نورافشان یہ کس نے بے ادبی کی
اندر گنبد کے قدم رکھا ہمارے غلام خاص کو مارا کیوان کا لڑکا سا نورافشان نے کہا باہر تشریف لائیے۔

سب کیفیتین عرض کرونگا اب چندے پردۂ دنیا کی ہوا کھائیے یہ کہکر بلور کو آواز دی ای سپہ سالار جلد بارگاہ برپا کرو استادکرو ہمارے دوست صادق کے واسطے سامان عیش و عشرت مہیا ہو برہمن و کوکب حیران دیکھ رہے ہین کہ ای پروردگار یہ کیا معرکہ ہی یہ کون شخص ہی کہ جو زمین کے اندر سے اسطرح بصد کروفر نکلا جاہ و جلال کو اسکے دیکھکر ہوش اُڑے جاتے ہین لیکن نور افشان اس جوان کو لیکر باہر نکلے چند کس سے اشارہ کیا شہنشاہ کا تخت اُٹھالو ملازمون نے تخت کاندھے پر اُٹھایا جب ملک اطلس ساتھ نور افشان کے بیرون گنبد آیا پوچھا ای برادر بتاؤ یہ دونون جوان کون ہین نور افشان نے اشارہ کیا یہ جوان برہمن وہ جوان شہنشاہ کوکب صف شکن بادشاہ طلسم نور افشان دونون میرے شاگرد رشید آپکی ملاقات کے جویا تھے افراسیاب نے بڑی بدعت پر کمر باندھی ہی اُسی بدعت کا یہ بھی اک نمونہ ہی کہ سرحد قطع جمشیدی مین خونریزی ہوئی آپکے گنبد کے اندر یہ آفتین زمانہ انقلاب ہی اہالیان ہوشربا و نور افشان کو اضطراب ہی ملک اطلس نے کہا ای برادر مفصل حال بیان کرو یہ کیا ہنگامہ ہوا سامری پرست کیسے کیون لڑے قطع جمشیدی مین کیون معرکے پڑے اس زمین بزرگ پر ہمارے عزیز و اقارب مارے گئے نور افشان نے کہا چلکر سریر جہانبانی پر متمکن ہو جیے کل کیفیت عرض کرونگا اتنے عرصے مین بلور نے بڑھکر بارگاہ زرنفتی استادکرادی طائفے طلب کئے شراب و کباب جملہ سروسامان سے آکر حاضر ہوئے تمام لشکر مین ہاؤہو ہی شہنشاہ عالیجاہ ملک اطلس گلگون پوش آفتاب قطع جمشیدی دو سو برس کے بعد زمین سے نکلے دیکھو کیا حسن ہی کیا جمال ہی کیا جاہ ہی کیا جلال ہی مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہین نہین معلوم برآمد ہونے مین کیا بھید ہین اور سرداران قطع جمشیدی نے ملک اطلس کے ہاتھ چوم کر دیئے تصدق نثار ہوئے نور افشان نے ذرا مہلت جو پائی کوکب و برہمن و جمشید و بلور نے اشارہ کیا خبردار خبردار کوئی دین اسلام کا نام نہ لے اگر اسکو ثابت ہو جائیگا کہ اہل اسلام نے آکر کیوان کو مارا یہ ظاہر ہوا کہ یہ لوگ طرفدار ان اہل اسلام ہین ابھی غضب ہو جائیگا اب مین اِسکو دام کلام مین پھنساتا ہون دیکھون تقدیر کیا دکھائے ایک امر کا اور خیال رکھنا اگر شاید کسیوجہ سے خواجہ یہان آتے ہون تو اُن سے کہدو برائے خدا آپ چلے جایئے اِسکے سامنے نہ آیئے ورنہ ابھی پردہ اُٹھ جائے گا کوکب نے قریب آکر پوچھا اُستاد آپکے ارشاد کے تو ہم پابند ہین مگر یہ کون ہی نور افشان نے کہا ای فرزند کئی سو برس اِسنے پوجا پاٹ کیا جب ضعیف ہوگیا امید حصول شباب مین اپنے کو دفن کرایا

دیکھو جوان ہوکے نکلا سر پر اسکے تیغ کیوان کو مارا وہ جوان زنگی اللہ پر بھاری تھا جو میرے ہاتھ سے واصل
جہنم ہوا اب ان باتون کو چھپاؤنگا ایک بات سوچا ہون جلکر بیٹھے تو وہ تمہید اٹھاؤن دام کر مین پھنساؤن
لیکن یہ سب خیال خام و تصور ناتمام ہین افراسیاب اسکی خبر سنکر خود دوڑ آئیگا اگر کہین خدانخواستہ یہ جاکر
شریک افراسیاب ہوا اُدھر بدعت تاریک شکل کش ادھر اگر یہ پہونچ گیا کون بہادر بار اُٹھا سکیگا جواب
دینا دشوار ہوگا خدا اہل اسلام کو اسکی بدعت سے بچائے آیندہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اسوقت تو مین جلکر
فقرہ دیتا ہون اگر نکلتے ہی جنگ پر آمادہ ہوتا سراسر تباہی تھی اسوقت تو مین نے فقرہ دیا ہی آیندہ دیکھا
جائیگا کوکب و برہمن خاموش ہوے نور افشان ملک اطلس کو ہمراہ لیے ہوے داخل بارگاہ
زرنفتی ہوا تخت پر ملک اطلس کو جگہ دی قریب تخت زنگل نور افشان ایک جانب کوکب
ایک جانب برہمن اور تمام سردار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے نور افشان نے حکم دیا عمدہ طعام لطیف
لاؤ ملک اطلس نے کہا اے برادر نور افشان مین اس معرکے کے سننے کا بہت مشتاق ہون نور افشان
نے کہا اے شہنشاہ سامری پرستان و اے قافلہ سالار زبردستان آپکے زمانے مین کون بادشاہ طلسم ہوشربا
تھا ملک اطلس نے جواب دیا شہنشاہ لاجین صاحب تاج و نگین بادشاہ خوش آئین عادل باذل فیاض
سخی عدالت گستر رعیت پرور اُسکے زمانے مین شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے خاص ہوشربا
مین گدائی صدا نہ تھی چور کا کوئی نام نہ جانتا تھا معشوق عاشقون سے آنکھ نہ چراتے تھے دل کی چوری
سے بھی باز آتے تھے شمع کے چور کا سر کٹتا تھا غربا کو انعام و اکرام بٹتا تھا کوئی ظلم و بدعت کا نام نہ جانتا
تھا شحنہ شہر کو کون پہچانتا تھا ناگاہ اس افراسیاب جادو بجو نے نمک حرامی پر کمر باندھی وزیرون کو
بلایا نیلم ملعون نے جسکا اب نیلم شاہ لقب ہوا ہو خزانہ کاٹا توسن جادو نے تحفہ جات طلسمی چرائے
افراسیاب اسقدر مغرور ہوا آخر لاجین خوش آئین سے مقابلہ کیا وزیران مذکور نے اُس بادشاہ
عالیجاہ کو سوتے مین گرفتار کیا افراسیاب بادشاہ بن بیٹھا اول شاہان بنگالہ نے یہ خبر سنی کہ افراسیاب
نے شہنشاہ لاجین کو قید کر لیا اُس بیچارے نے لشکر کشی کی اپنا ملک و مال تباہ کیا اس نمک حرام بدذات
نے سنو کہ افراسیاب چڑھ گیا بنگالے پر اپنا قبضہ کر لیا ہم لوگون نے اس بات کو سنا نامے پیام لکھے
اے افراسیاب تو نے برا کیا اُس بے خطا کو قید سے چھوڑ دے اُسیطرح وزارت کر وہ مغرور کب مانتا
ہے اسی مین فساد بڑھے شاہزادہ بدیع الزمان کوئی جوان ہو اُنکے والد نامدار بڑے صاحب لیاقت

شمشیر زن صف شکن کسیو جست انکو پکڑ کر قید کیا حضور جسکا عزیز قید ہوگا وہ کیونکر فکر نکرے صاحبقران نے
اپنے نواسے کو برائے طلسم کشائی روانہ کیا صاف تو یون ہی کہ ہملوگون کو بھی پہلو ملا منظور ہوا کہ سلطنت اسکی
شاہین کہلا بھیجا کہ ای افراسیاب تو شہنشاہ لاجین کو قید سے چھوڑ دے اب بھی عہدۂ وزارت کو غنیمت
جان ورنہ ہم اُن لوگون کے شریک ہو جاوینگے اُس مغرور نے خیال بھی نکیا لڑائیان بڑی ہوئین چونکہ بد انتظام
بد نام بد انجام تھا مردم مطعون خاص و عام ہی اسلیے سردار اُسکے دشمن ہوئے غیرون کے شریک ہونے لگے اب وہ
سب اُسکے مقابلے مین اُترے ہوئے ہین ایسا گھبرایا اپنے معشوق کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا خون اُسکا لیکر
مشعل جادو کو پلایا وہ آکر اُبٹے بڑے شعبدے دکھائے اسطرف جو لوگ آکر شریک ہوئے ہین اُنمین
بڑے بڑے عیار ہین عیارون کے سردار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار عقیل فہیم لئیق اُسنے تدبیر کرکے مشعل
کو مارا اب ای والی ایمان ملکہ تاریک شکل کش کو لایا ہی وہ ایسی ظالم ہی بندگان سامری کو چیر پھاڑ کر کھاتی
ہی اپنا زور دکھاتی ہی یہ سنکر ہم کو بھی ناگوار ہوا بہمن روئین تن کو روانہ کیا کہ جاکر تاریک کو بھاویگا ان
لوگون کو قتل نکرے سامری پرستون کے خون سے ہاتھ نہ بھرے غرور تو افراسیاب کے مزاج مین بھرا ہی
نامہ اُسنے حاکمان قطع جمشیدی کو لکھ بھیجا کہ فوج کوکب اسطرف نہ آنے پاوے ای بادشاہ عالیجاہ وای
سامری پرستون کے پشت پناہ کیوان ابلق سوار بھاگ کر آکے گنبد مین پہونچا لڑائی مین سبکو غصہ ہوتا
ہی کوکب و بہمن چار بڑے حریف کو اپنے بیشک مارا یہ بیچارے نوجوان ان باتون کی کیا خبر رکھتے
تھے مین خبر سنکر دوڑا آیا ای برادر غلام کو تمہارے بیٹے نے مارا اُنکو منع کرتا تھا اُسنے نہ مانا چاہا مجھے ذلیل
کرے پھر بہنے تو تمہاری آنکھین دیکھین تمہین تاب نہ آئی اک طمانچہ ماردیا پھر ہمارا وار تو قہر و غضب
سامری و جمشید ہی ای بادشاہ عالیجاہ اس لڑائی مین یہ بھید ہی اب آپ تشریف لائے بہت مناسب ہی
افراسیاب کو اسی طرح وزیر بنائیے شہنشاہ لاجین کو قید سے رہا کرکے سلطنت دیجیے وہ جوان
بدیع الزمان جو قید ہی قید مین اُسکا حال تباہ ہی آپکے سر کی قسم وہ بھی سراسر بیگناہ ہی اُس قیدی کو بھی
قیدخانے سے آزاد کیجیے طلسم ہوشربا سے غدر مٹ جائے قوم سامری پرست تباہی سے امان
پاوے اب آپ بھی چندے دنیا کی ہوا کھائیے پھر جیسا ارادۂ اقدس مین آئے ہوشربا مین بھی آپکی عملداری
طلسم نور افشان بھی آپکا پایۂ تخت جہان چاہے تشریف رکھیے ایک سال ہوشربا مین سامان
دعوت ہو دوسرے سال طلسم نور افشان مین کیفیت ہو بندگان سامری آپکی زیارت سے مشرف ہون

گویا بعد مدت مدید جمال باکمال سامری و جمشید دیکھا زیادہ آپکے شرف ہم کیا بیان کرین آپکے ان عزیزون کا
خون بھی افراسیاب کی گردن پر ہی بڑا ظالم بے ہنر ہی سلطنت طلسم ہوشربا لیکر کیسا بھولا شاہزادیون پر
نگاہ ڈالتا ہی ظلم و بدعت سے کام نکالتا ہی ایسے اہالیان ہوشربا بیزار تھے وہ جو اپنے ناموں کو رہا کرنے
آیا ہی سحر و ساحری مین اک لفظ نہین جانتا ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و معمار قدرت و ملکہ
سُرخ موے کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ مخمور وغیرہ سات سے سرداران نامی و ساحران
گرامی اُس غیر شخص کے شریک ہو گئے اس خیال سے کہ اپنی آبرو بچائین جہانتک ہوسکے اس بیچارے کے
طلسم کو مٹائین عیار عیاریان کرتے ہین سردار سحر سے لڑتے ہین میان افراسیاب ایسے گھبرائے
اپنی دائی امان کو بلالائے وہ مدت سے گنبد سیاہ مین بھولی بیٹھی تھین آتے ہی جسکو پایا کھا گئین طلسم ہوشربا
والے بھاگے جاتے ہین بیچارے غریب اپنی جان بچاتے ہین اب آپ تشریف لائے ہین سب انتظام ہو جائیگا
یہ باعث فتور و فساد ہی افراسیاب بانی ظلم و بیداد ہی اب اُسکو معزول کیجیے انتظام معقول کیجیے یہ
حالات سن سنکر ملک اطلس جوش مین آیا کہا یہ افراسیاب خانہ خراب سمجھا کیا ہی بندگان سامری
کو بیگناہ قتل کرتا ہی ہم اُس سے سمجھین گے لاصین کہان قید ہی نورافشان نے کہا دریافت ہو جائیگا
جب افراسیاب پر دباؤ پڑیگا خود بتادیگا یا ہم تحقیق کرینگے اور غضب دیکھیے مرشدزادے مصور
اِس بدعت پر راضی ہوے افراسیاب کے ساتھ لڑتے ہین اکثر ذلیل و رسوا ہوے جورو گو انکی عیار
پکڑ لیگئے خداوند داؤد نے اپنی جان دی بڑے مرشدزادے صراط ہفت رنگ کوہ ہفت رنگ
پر بیٹھے سلطنت کر رہے ہین اٹھارہ سو قریہ کے مالک ہین وہ بھی راہ ظلم و بدعت کے سالک ہین اُن سے
سب حال قید لاصین وغیرہ دریافت ہو جائیگا اُنکو قید لاصین کا بھی حال معلوم ہی لیکن آپکو بتائینگے
ہمسے اُنکو چھپائینگے ملک اطلس نے کہا ہم سب کچھ سمجھ لینگے بھائی شراب منگاؤ پیاسا ہون اب مین
تمھارے ساتھ ہون جو کہوگے وہ کرونگا افراسیاب کو سزا دیجائیگی کہ پھر وہ ایسی حرکت نہ کرے نورافشان
نے اُسیوقت ساقی بچون کو حکم دیا لباس ہاے فاخرہ پہنکر ساقیان سیمین ساق بصد طمطراق جام و سبو لیکر
حاضر ہوے جام بادۂ گلرنگ گردش مین آیا صدا ہوشا ہوش و نوشا نوش کی بلند ہوئی بربمن و کوکب
نے آفرین کی باشارۂ نورافشان انتظام مین مصروف ہین طائفون کو حکم ہوا رقاصان ماہ تمثال آفتاب
جمال حاضر ہوئین تانین پڑ رہی ہین بارگاہ گونج رہی ہی ملک اطلس کا دماغ تہ پلو مین نورافشان

ایسا افسر شراب پینے مین مصروف ہی نازنینان مہ جبین پر نگاہ پڑ رہی ہی ایک ایک سے آنکھ لڑ رہی ہی زمانۂ زلف لیلائے شب کمر سے گذری اُسوقت دربار مین سناٹا سمان رقص و سرود کا بندھا ہوا ملک اطلس بھی نشے مین شراب کے جھوم رہا ہی نور افشان خود انتظام کے واسطے کھڑا ہوتا ہی کبھی داروغہ ارباب نشاط سے حکم دیتا ہی داروغہ صاحب کسی حسین نازنین کم سن کو سامنے لاؤ ابھی ملک اطلس کو گانا کسیکا پسند نہین آیا جلد جاؤ عمدہ طائفے لاؤ داروغہ باہر گیا اک خیمے مین جاکر ایک شعلہ جوالہ کو دیکھا مسند ناز پر جلوہ فرما سازندے حاضر ہین لیکن وہ محبوب خوبرو حسین خوشخو خوش مزاج حسینان جہان کے سر کا تاج ہی بس داروغہ نے بڑھکر پوچھا صاحب تمہارا کیا نام ہی نائکہ نے کہا انکا ملکہ گلعذار نام ہی بڑی دور سے آپکے جشن کی خبر سنکر حاضر ہوئین ہین داروغہ نے کہا انکو جلد روانہ کرو وہ مہ جبین بہ ناز و ادا اُٹھی سازندون کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئی ملک اطلس نے جو سر اُٹھایا معلوم ہوا برق چمک گئی اک مہ جبین حور پیکر کو دیکھا نگاہین نشیلی کمان خانۂ ابرو مین تیر مژگان دل دوز ابروے خمدار مائل خونریزی کھنچی ہوئی تلوار کیونکر کہون اگر خنجر آبدار لکھون سر مضمون قلم ہو نیکا ڈر ہی خانۂ ظلم و بدعت کا در ہی عارض انور رشک قمر یہ بھی مثال ناقص ہی چاند مین دھبا یہ صاف شفاف آئینہ بے غلاف ہونٹھون مین مسیحائی اشارون مین قرار لگی دندان رشک گہر آبدار مصنف نے موتیون کی آبرو بڑھائی بصد آب و تاب ایسی مثال لکھی چاہ ذقن مین ہزارہا یوسف دل عاشقان گرے پھر نہ اُبھرے گلا صراحی دار سینے پر اُبھار دو ستانین دل عاشق کے پار ہوتی ہین یا دو نقابدار سرکش مثال نو بادۂ آئی چھاتی پیٹنے کی نوبت آئی آسمان جاہ و جلال کے دو برج مین یا معجون مبہی کے درج ہین کمر معدوم حال عدم کسپر ظاہر ہی اس مضمون باریک سے ہر ایک شاعر نکتہ سنج ماہر ہی اُس نازنین نے آتے ہی ملک اطلس پر نگاہ ڈالی ملک اطلس نے آنکی یہ شعر صفت مین آنکھون کے پڑھا نظم

جو دیکھیں حباب مین یہ تری مثال آنکھیں
ہوئی ہین نشۂ مے سے جو لال لال آنکھیں
کیا تھا غصہ کسی مجو چشم پر شاید
نہ مجھپہ پھر سے تو ساقیا نکال آنکھیں
سر اپنا پھوڑین کس طرح رشک سے دام
نہ ہو گئین مجھے غضب کی چال آنکھیں

ختن سے کے تصدق کرین غزال آنکھیں
بچھا رہین کہین تو ترے زیبا غزال آنکھیں
غضب کی آج تمہاری ہین لال لال آنکھیں
یقین مجھکو ہے بلانے نگہ سے اے قاتل
خدا نے تجھکو عطا کی ہین بے مثال آنکھیں
بنے بارت حیدر کا شوق ہی سطوت

صنم کرینگی مرے دلکو پائمال آنکھیں
اُنھون نے پائین کہان انکھی سے جمال آنکھیں
مژے اُٹھائے کمان خدنگ [illegible] آنکھیں
کرینگی دلکو مرے اے پائمال آنکھیں
چرا کے لیگئین دل میرا دیدہ بازی مین
تہ بند ہون کہین ہنگام انتقال آنکھیں

علاوہ ملکہ اطلس گلگون پوش کے جسکی نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان ایک سراپا مین سو سو خوبیان ادا مین محبوبیان نظم

سواد دیدۂ عالم سی تھی
قمر منھ دیکھنے کی آرسی تھی
جبین پر تھا نئی خوبی کا ٹیکا
اُسی کے سر تھا محبوبی کا ٹیکا
اگر ہو وصف چشم صاف بے پیر
بنے سرمے کی تحریر اپنی تحریر
جو تھی زیب چشم سرگین تھی
بعینہ لیلی محمل نشین تھی
پھبین تھین آئینہ باغ جوانی
انار بوستان زندگانی
ید گستاخ سے محرم بڑھی تھی
یہ ٹھیلی اُن انارون پر چڑھی تھی
کبھی دیکھے نہ دانت اُسکے کسینے
جو دیکھے بھی تو دانتون کی مسی نے
نہایت پاکدامن پتلیان تھین
کہ خود اُسکی نظر سے بھی نہان تھین
یہ پردہ دلسے بھاتا تھا دہن کو
جہان عنقا بناتا تھا دہن کو

تمام اہالیان دربار نے آہ کی کسی نے واہ کی کسی نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کسینے کہا کیا معشوقہ طناز ہی مثل کنیزان کمترین خدمت مین حاضر عشوہ و ناز ہی ملکہ اطلس زانو بدلنے لگا شعلۂ جمال سے قلب و جگر جلنے لگا کوکب و برہمن مین بھی اشارے ہونے لگے کوکب نے کہا ای دوست صادق یہ تو شمع انجمن ہی کیا معشوق پرفن ہی نورافشان بھی ریش پر ہاتھ پھیرنے لگے سب اہالیان دربار بیقرار اُس معشوق شعبدہ باز نے بیچ محفل مین کھڑے ہوکر گت شروع کی سننے والون کی نہایت بری گت ہوئی شعر

ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر تورا
اہل محفل نے کیا اُسپہ نچھاور تورا
جسکی جانب بتا کے سینکی لی
جان کسنے سبک سبک کردی
سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

اب تو محفل مین سناٹا شمع انجمن بھی لگن مین لہرا رہی ہی جام کی گردش موقوف شیشے خاموش ساقی بیچے حیران کون شراب پلائے کسکو ہوش شراب و کباب ہی ہر کس مثل ماہی بے آب بیتاب ہی سازندے ہوکے گلے کٹ رہے ہین جلاجل گرے باندھ رہا ہی بعد عرصۂ دراز اُس قتالۂ عالم نے گت موقوف کی کسیکے ہوش و حواس درست نہین ہین اُس ظالم کے سحر ہی ہر خرد و کلان مبہوت لب پر مہر سکوت اسنے سامنے کھڑے ہوکر ملکہ اطلس گلگون پوش سے آنکھ ملائی یہ غزل گائی غزل

کون کہتا ہی دم عشق عدو بھرتے ہین
شمع پر کچھ نہین موقوف کہ سارے ظالم
کہ ہوا باندھنے کو آہ کبھو کرتے ہین
پانی آگے ترے ای عربدہ جو بھرتے ہین
کیا تنک ظرف ہین جو غم سے سبو بھرتے ہین
حوض میخانہ مے سے بھی مرا جی نہ بھرا
حسرت بوسۂ کاکل کا کیا ہمنے علاج
کر چکے سلک گہر اشک کا مذکور کہ ہم
زخم دل مشک سے ای خالیہ مو بھرتے ہین

کیسے غازون کے منہ دیکھو تو بھرتے ہین	اس نگر سے لگا تمہرا ہی ہر کہ حباب	کچھ پلا دیجیے گھونٹ ہی لب جو بھرتے ہین
کسکے ہاتھون نے یہ دم قطع نہ کئے ہین	تار کرتے ہین کبھو آہ کبھو کرتے ہین	حالت نزع ہی بیٹھے ہین ترے مجنون خاک
دن کچھ عمر کے ہین آئینہ رو بگڑتے ہین	اشک دیتے ہین مرے نالۂ موزون کا صلا	مو سونے سے دہن زخم گلو بھرتے ہین
غیر گلشن مین جو ہوتی ہی گل کی خالی	ساغر چشم مین ہم دل کا لہو بھرتے ہین	اس رنگ مین یہ غزل گائی ملک اطلس

کی طبیعت بھر آئی نور افشان کی جانب متوجہ ہوا کہا تم تو ہمارے دوست صادق ہو اس ظالم پر طبیعت مائل
ہوئی ہوش نہین درست ہین اسکو ہمارے وصل پر آمادہ کرو کیا معشوق خوبرو ہی کیا حسین خوشخو ہی ادھر
کوکب برہمن سے کہ رہے ہین کہ ای یار وفادار ای مونس و غمگسار میرا جلد علاج کرو دل گھبراتا ہی اسکو سحر
کرکے اٹھا لیچلو اسکے ساتھ شادی کرونگا برہمن نے کہا آپ ملاحظہ فرمائیے ملک اطلس تو فریفتہ ہو گیا اب
نور افشان سے کچھ کہ رہا ہی چھبارا اسکی ناکا کے پاس گیا تو ترا اشرفیون کا دے آیا وہ نازنین ناچتی ہوئی قریب
ملک اطلس کے آئی دامن اسکا تھام لیا یہ مطلع پڑھا مطلع چمن پہنچا بہانک باغبان نے خون بلبل
سے جلد آخر رنگ ہو کر پھوٹ نکلا چہرۂ گل سے چو دامن تو ملک اطلس کا اس مہ جبین کے ہاتھ مین صاف
ظاہر ہی کہ انکا اُنکا چولی دامن کا ساتھ ہی عشق دامنگیر ہوتا ہی یہان نئی تدبیر ہی شوق دامنگیری گریبان و دامن کیونکر
بچے دو اوالجنون کا جوش ملک اطلس گلگون پوش مثل تصویر خاموش مثل شعلۂ جوالہ مجلل ہی ہر کسی
طرح سے اس مطلع کو بتایا رنگ ہو کر پھوٹ نکلا چہرۂ گل سے اپنے پھول سے گالو کا نشان دیا بتائی جاتی
ہی کبھی مسکرانا کبھی مسکرا کے شرمانا کوکب پہ چھریان پڑ رہی ہین برہمن سے کہتا ہی استاد اب دامن صبر
دست استقلال سے چھوٹا مین سحر کرکے اٹھا لیجاؤنگا برہمن ہاتھ باندھ رہا ہی کہ حضور یہ سحر کا پتلا بنا ہوا ہی
آگاہ ہو جائیگا نہین معلوم کیا رنگ لائیگا استاد نے دام کلام مین پھنسایا ہی دیکھا آپنے کیا رنگ جمایا ہی دشمن
افراسیاب کا بنایا ہی اگر یہ بات بن پڑی افراسیاب سے فساد عظیم ہوگا مگر افسوس اس جلسے مین خواجہ
نہوئے انکے سامنے انکی قدر نوازی کرتے وہ بھی اسکا دل لبھاتے کوکب نے کہا ای برہمن تمہین علم موسیقی
مین کیا دخل ہی ظاہر مین غزل ٹھمری گائی ہی راگ کی صورت دکھائی ہی خواجہ عمرو اسکے سامنے کیا گانے گئے تمہین
سوجھتا بھی ہی کلیجہ نکال لیا دل و جگر کو بیتاب کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا مین تو سحر کرتا ہون برہمن نے ہاتھ
تھام لیا کہا ای شہنشاہ خدا کے واسطے صبر و جبر کو کام فرمائیے اسکو تبدیل ہونے دیجیے جب اور کوئی طائفہ
آئیگا مین جا کر اسکو راضی کرونگا جہانتک ہو سکیگا اسوقت طرف قصر جمشیدی کے روانہ کرونگا سر محفل سحر

نہ کیجیے وہ فوراً پہچان جائیگا ابھی فساد ہو جائیگا لیکن وہ ماہ پارہ ملک اطلس کا دامن چھوڑ کر اُٹھنے لگی اُسنے موتیوں کا مالا گلے سے اُتار کر اُس نازنین کو پہنا دیا موتیوں کا مالا زیب گلو ہوا دو بروے گلوے انور موتیوں کی رنگت پھیکی معلوم ہوتی تھی موتی بھی بے آبرو ہوے لیکن وہ نازنین موتیوں کا مالا پہنکر مثل برق جہندہ اُٹھی پشت پر کھجوری چوٹی گندھی ہوئی پڑی تھی اُسپر آب رواں کا دوپٹہ صاف ظاہر تھا مار سیاہ کیچلی میں اژدہا عجب بہشت کا عالم ملک اطلس بیدم ہو گیا ابکی وہ نازنین اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی طرف کوکب کے متوجہ ہوئی کوکب مثل گل کے شگفتہ ہو گیا جیسے ہی اُسنے نگاہ ڈالی مسکرائی خرمن صبر و ہوش کوکب پر بجلی گرائی کوکب نے پہلے ہی سے مالا اُتار اشارہ کیا کہ قریب آؤ تو یہ دیں اُسنے کوکب کو انگوٹھا دکھایا کوکب بیقرار ہو گیا کوکب نے اشاروں میں بلائیں لیں تب وہ مہ جبین کوکب سے آنکھ ملاکر ان اشعار میں راز دل سنانے لگی

غزل

انقلاب ایسا کبھی اے دل بد خو نہوا
دل میں ارمان رہا آنکھ میں آنسو نہوا
باغبان لاکھ چھپایا کیے لیکن نہ چھپا
ہم جو بیدل تھے ہمارا کوئی دلجو نہوا
تھک کے ہم کر چکے محبوب بہت کچھ بھی
کوئی پروانہ چمک کر کبھی جگنو نہوا
جب خدا ہو نیکا اقرار خود اُس بت کے کیا
سامنے کا ابھی یہ ترک آپسے پہلو نہوا
شکوہ بیتابی دل سے میں ہی مجبور تھا
قاصد اپنا کوئی چلتا ہوا جادو نہوا

ہاے میں تیری جگہ ہے میری جگہ تو نہوا
ہمنے دیکھے نہ شب وصل کرشمے تیرے
خون مرغان چمن رنگ ہوا بو نہوا
اُسکے ملنے کی خبر مجھکو بھڑک کر دیتا
پانوں توڑ ابھی مقدر نے تو زانو نہوا
کم نصیبی کی شکایت نہیں مجھکو اے دوست
پھر مسلمان وہ کیسا تھا جو ہندو نہوا
ساتھ کس کا کوئی دیتا ہے پریشانی میں
اپنی شوخی پہ تھا رابھی تو قابو نہوا
جس تمنا کا ہوا خون مرے سلمین جلال

حوصلے مجھکو نکال آگے نہ اے شوق گئے
سو کے فتنہ نہ رہا جاگ کے جادو نہوا
خوبرو میں بھی پرچھے گئے تو دل والے
ہاتھ ملتا ہوں کہ ایسا کوئی بازو نہوا
سوز الفت نے اثر کچھ نہ دکھایا اپنا
شکر کرتا ہوں کہ دشمن سا تو کر رو نہوا
عکس نے آئنہ کے ملیں جگہ پیدا کی
رنگ گلشن میں کبھی ہمسفر بو نہوا
نامۂ شوق کو رکھتے وہ بناکر تعویذ
غم دلدار کے عارض کا وہ گلگو نہوا

اِس غزل نے کوکب کو ذبح کیا کہا اے برہمن تم سمجھے اِس محبوب مطلوب نے اِن اشعاروں میں اپنا دلی مطلب سمجھایا وہ خود مجھپر مائل ہوئی یہ تیور تو دیکھو سنان مژگان دل کے پار ہوتی ہیں مگر وہ مہ جبین یہ اشعار سناکر قریب کوکب نہ آئی دور سے ملتی کوکب کو بہت شاق ہوا اول اور زیادہ مشتاق ہوا ملک اطلس نے اپنی جانب اشارہ کیا اُس شوخ شنگ نے منھ چڑھا دیا اب عاشق مزاجوں کو دیوانہ بنا دیا چونکہ بیٹھا زمین پر تھے

زور شور مین گا رہی ہی دور شراب موقوف کر دیا لیکن ملک اطلس سے اشارہ کیا صحبت بے رنگ
جام ارغوانی کیون موقوف ہوا ملک اطلس سمجھا نور افشان سے کہا یہ مخمور شراب حسن وجمال ساقی
میکدۂ محبت جام شراب طلب کرتی ہی دیکھو ای برادر نور افشان گردش چشم کو اسکی ہم سمجھ گئے جام شراب
کی خواہان ہی بقول شاعر فرد میان عاشق ومعشوق رمزیست * کراماً کاتبین را ہم خبر نیست * مین اسکے اشارہ
کو خوب سمجھا اس ظالم کو بھی میرے حال کی خبر ہی ای نور افشان یہ بھی بدولت کا اقبال ہی معشوقہ عاشق خود
ہی بڑے الطاف مین ہماری اسکے ساتھ بسر ہوگی حسین مہ جبین عقیل وفہیم ودانا وہوشیار ہزار ہا خوبیان بھری
ہین نور افشان نے بھی ٹھنڈھی سانس بھر کر جواب دیا ای شہنشاہ حقیقت مین آجتک اس صورت کا
معشوق میری نگاہ سے نہین گذرا آپ بڑے صاحب نصیب ہین اب افراسیاب کو مٹا کر خود سلطنت
ہو فرمایئے اس معشوقہ کو اپنے پہلو مین بٹھا کر چین کیجیے ملک اطلس نے کہا ای نور افشان اب
تو مین اک عیش خانہ تیار کر کے اس معشوقۂ خوبرو کو پہلو مین بٹھاؤنگا برسون دروازے پر بھی قصر کے
نہ آؤنگا سلطنت کونین حاصل ہوگی بموجب مضمون شعر شعر زن پاک خوش سیرت وپارسا کند مرد
درویش را بادشاہ بعد چندے دیکھا جائیگا نور افشان نے دل مین کہا اسی جال مین یہ پھنسے دامن کھینچکر
گوشے مین بیٹھے لیکن اس حور طلعت نے ملک اطلس سے پھر اشارہ کیا اسنے حکم دیا گلابیان شراب کی
لاؤ جیسے ہی گلابی شراب کی سامنے رکھی گئی ملک اطلس نے اشارہ کیا تو صاحب پیو مسکرا کر اسنے جام
لبریز کیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ جام ہاتھ مین لیتی ہی آنکھون مین نشہ آگیا پنجۂ نگارین خورشید نما پر جام
آفتاب رکھکے مسکراتی ہوئی یہ اشعار آبدار گاتی ہوئی آگے بڑھی

غزل

بے یار کیا مزا مجھے دیگی بھلا شراب
بے یار مجھکو دیگی نہ لذت ذرا شراب
جی چاہتا ہی ساقی مہوش کے ہاتھ سے
مجھکو پلائیگا جو مرا مہ لقا شراب
ہی عشق چشم مست صنم کا جو دور دور
کس طرح چھوڑ دونگی میری غذا شراب
اس رشک آفتاب کی فرقت مین [illegible]

مجھکو پلا رہا ہی جو تو ساقیا شراب
ابر بہار آ رہا چلی ہی ہواے سرد
مجھکو دکھا دکھا کے پیون واعظا شراب
گردون وقار ہی مرا محبوب ساقیا
پیتے ہین رند جھومون پر برملا شراب
افسوس اپنے دست نگارین سے یکروز
خون جگر مین پیتا ہون ساقی بجاے شراب

خون جگر فراق مین پیتا ہون جاے می
گلشن مین چلکے جلد پلا ساقیا شراب
ہوگا ہر ایک قطرۂ مے رشک آفتاب
ہان مہر وش کے جام مین بھر کر پلا شراب
موقوف ہی اسی پہ مری زیست ناصحا
تو نے پلائی مجھکو جو ای دلربا شراب
بیخود ہون تشنگی مجھے بیحد ہی ساقیا

کار ثواب جانکے تھوڑی پلا شراب

اس زور و شور سے یہ اشعار گائے بے شراب پیے اہالیان محفل
مست ہو گئے ہر ایک کو یہی ہوس ہی یہ ساقی آفتاب جمال جام لاکر ہمکو پلائے کوکب کا اپنے جانب اشارہ
نور افشان حجاب مین بیقرار ملک اطلس تو آبلا ہوا بیٹھا ہی بیخود ہو کے دست تمنا بڑھا دینا ہی اشارہ
ہی کہ ہمارا خون پیے جو یہ جام ہمکو نہ دے اب تو اُس نازنین نے بیخوف و خطر بصد ناز و کرشمہ ہاتھ بڑھاکر
ملک اطلس نے جام ہاتھ مین لیا اس انجام سے کوئی واقف نہ تھا کون رد و قدح کرنے والا ہی سب
خاموش کوکب کو انتہا کا ناگوار ہی قبضے پہ ہاتھ ڈالا کہا ای اُستاد برہمن اسوقت اس ظالم نے غضب
کیا جام لیکر میرے قریب نہ آئی اُس بیحیا کو دیا چاہتی ہی مجھسے صبر ہوگا ملک اطلس جام پیے گا مین
چھاتی پر چڑھکر اسکا خون پی جاؤنگا ملک و مال برباد ہوگی از صدقہ پابوش اُستاد نور افشان ناحق
کو خوشامد کر رہے ہین کیا کر سکیگا اب مجھسے صبر ہوگا یہ کہکے کوکب نے قصد کیا تلوار کھینچکر ملک
اطلس پر جا پڑون برہمن نے ہاتھ تھام لیا کہا برائے خدا آپ تو بادشاہ طلسم نور افشان ہین
اُٹھکے نکل جائینگے مگر کل اہل اسلام کی جان جائیگی ایک بازاری کسبی اُسکا رشک کیا ایسے کچھ واسطہ
نہ تھا کبھی دیکھا بھی نہین کوکب نے کہا ای اُستاد یہ نامردی کی باتین مجھکو نہ سمجھاؤ مین خوب سمجھ چکا ہون
زیادہ نہ سمجھاؤ مین نہ مانونگا اسوقت میرا دل جل گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی مجھسے صبر و جبر نہین ہوسکتا
آپ لڑائی مین میرے نہ شریک ہو جیے گا مین مرد اپنے پر زور لگا کی چاہتا ہون یہ بیحیا کون ہی کیا افراسیاب
سے بھی زیادہ ہی ہوگا ٹھہر جا سنے ہی مارا جائیگا اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھونگا معشوقہ کو اُٹھا لیجاؤنگا اُسکی ناکا کو ایک
شہر جاگیر مین دیدونگا خراج بھی نہ لونگا یہ بیحیا کیا دے سکیگا علاوہ ازین وہ بھی مجھپر مائل ہی خوف سے جام
شراب دیا نہ نے دیکھا نہین مجھسے اشارے کر رہی تھی یہ بھی اشارہ کیا کہ میری ناکا کو راضی کر دو اُسکا راضی
کرنا کیا جانگے کی وہ ہی دونگا برہمن نے کہا ای شہنشاہ آپ اپنے اہل و عیال پر رحم کیجیے یہ کہکے برہمن
نے قبضہ پکڑ لیا کہا مین کہ کبھو اُٹھنے نہ دونگا پہلے مجھکو قتل کیجیے مین جمشید کو تو رخصت کر دون وہ صاحبزادہ
پھنس جائیگا چراغ طلسم نور افشان آپ گل کرتے ہین ایک زن بازاری کے واسطے یہ آفت
سہنا عقلمندون کا کام نہین ہی کوکب نے کہا اُستاد تم ان باتون کو کیا جانو یہ صورتین کبھی دیکھی
نہین میری معشوقہ حناے گلگون پوش اسکی کنیز معلوم ہوتی ہی وہ ذرہ یہ آفتاب عالمتاب ہی
ظالم کیونکر صبر کرون سراپا نور کے سانچے مین ڈھلا ہی علاوہ حسن و جمال یہ کمال باتون مین کنائی اشارون

بیچ

ہین دلربائی میرا دل نہین مانتا کوکب و برہمن مین یہ ردوقدح ہو رہے ہین لیکن اُس نازنین نے جام
ملک اطلس کو دیا نگاہ ملا کر کھڑی ہوئی تانین مار رہی ہی ملک اطلس نے قصد کیا شراب کو پی جاے
شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام بلور ٹکڑے ٹکڑے اُس جام سے اک شعلہ بھڑک کر اُس مہ جبین پر گرا آہ کا نعرہ کیا
آوازدی مین جلی کوکب گھبراکر کھڑا ہو گیا نور افشان کے ہوش و حواس باختہ ملک اطلس نے
کہا ارے یہ کون ہی نابدولت کے ساتھ بے ادبی کی اب جو سبنے دیکھا رنگ روغن چہرے سے اُڑ گیا خواجہ
عمرو بصورت اصلی سامنے کھڑے ہوے ہین پانون زمین نے تھام لیے چنگاریان بدن سے نکل رہی ہین
عمرو چیخا کہ دہائی ملک اطلس گلگون پوش کی مین پھکا جاتا ہون نور افشان گھبرا کر کھڑا ہو گیا
کوکب نے یا تو قبضہ پر ہاتھ ڈالا تھا برہمن رو مین تن منتن کر رہا تھا اب بلکے ہوش اُڑ گئے کہ بڑا
غضب ہوا اتنا تو نور افشان جادو نے کہا ای شہنشاہ خواجہ عمرو عیار ہین معاف فرمایئے یہ کہکے
نور افشان نے اک چھینٹا پانی کا اپنے ہاتھ سے مارا چنگاریان آگ کی موقوف ہوئین پانون بھی زمین
سے چھُٹ گئے اشارہ کیا کہ خواجہ بھاگ جاؤ عمرو نے اشارہ کیا کہ واہ اُستاد عیاری کرنا اور بھاگنا یہ ہمارا شیوہ
نہین ہی ملک اطلس تو حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ عمرو کے جیسے ہی پیر چھوٹے دوڑ کر ملک اطلس
کے قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ عالیجاہ واہ کیا خوب قدردانی فرمائی ہم تو جان توڑ کر گئے اُسکا یہ
بدلا ملا ہمارا ہزارون روپے کا لباس جلا دیا اور نور افشان سے عمرو نے جھڑک کر کہا صاحب آپ تو
بیٹھ جایئے ہم اپنے مالک سے کلام کر لینگے آپ کیا جانین آج ہمارے آقا قدردان ملے اپنے ترنگ جھڑ نکلے
مکر و حیلہ بھی کر لیگے جسطرح بنے گا لینگے نور افشان وغیرہ بیٹھ گئے گو دل تھرا رہا ہی یہی خیال ہی کہ عمرو نے
سب کام بنا ہوا بگاڑ دیا اسکو درہم و برہم کیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی کل اہالیان دربار حیران و پریشان ہین
کوکب اپنی حرکت پر منفعل ہی برہمن سے کہتا ہی اُستاد غضب ہی ہوا تھا اگر مین اسکی چھاتی پر جا پڑتا
غضب ہو جاتا لیکن بخدائے عزوجل وہ صورت زیبا آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی دل اُسی صورت
طلعت کا مشتاق ہی خواجہ عمرو نے ملک اطلس گلگون پوش کے سامنے وہ غل مچا کے خنجر
کھینچ کہا شہنشاہ مین اپنا گلا کاٹ لونگا مین امتحان کرتا تھا کہ دیکھون بیہوشی کی شراب پیتے ہین یا نہین
جب آپ ہونٹون سے جام لگاتے مین آپ منع کر دیتا کیا مین نادان ہون خوب جانتا ہون کہ آپ
سرگروہ سامری پرستان سرتاج ساحران ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر و توقیر نجانے بھی تمام عالم کو دیکھا

لیکن مجھ ایسا جلیل نگاہ سے نہین گذرا سُو مرتبہ افراسیاب کو بیہوش کیا آپ اُس سے بھی عجائب و غرائب
ہین زیادہ ہین یہی تو مین ہوشربا مین تلاش کرتا تھا کہ کوئی مالک معقول ملے اُسکی خدمت مین رہون اپنے
کمال دکھاؤن **ملک اطلس** نے جب دیکھا یہ شخص اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہی کہا ای **عمرو** بیٹھ جا مین اُس سے
بہتر لباس دونگا لیکن واسطہ **سامری و جمشید** کا میرے دل تردد منزل کو تسکین دے یہ جو صورت ابھی تو نے
بنائی تھی یہ صورت خیالی ہی یا صاحب تصویر بھی کہین موجود ہی صاف صاف بتلا کام بھی تیرا مجھکو نہایت
پسند آیا تیری خطا مینے معاف کر دی لیکن مجھسے صاف صاف بیان کر میرا دل بہت بیقرار ہی اُسی صورت
زیبا کا مشتاق ہون اگر تصویر خیالی تھی تصویر کھینچکر مجھکو دیدے اگر اصل مین اس صورت کی محبوبہ کہین ہی
مجھسے لاکر ملا جو کہیگا وہ دونگا یہ سنکر **عمرو** قہقہا مار کر ہنسا کہا واہ شہنشاہ بڑی بات پوچھی سب کچھ کہونگا یہ
نہین بتلاؤنگا میرے فرزند بچے جورو سب قتل ہو جائینگے وہ ظالم اظلم حاکم با اختیار سبکو دار پر کھینچ
دیگا دو برس سے جو اِس سودے مین مبتلا ہی بڑی مشکل مین پیتا ملا ہی وہ کیونکر صبر کریگا **ملک اطلس**
نے کہا وہ کون شخص ہی کیا مابدولت سے زیادہ ہی خواجہ صاف صاف کہو کوئی راز دلی مجھسے نہ چھپاؤ سب
حال مفصل پوچھونگا برائے **سامری** اتنا پہلے کہدے کہ یہ معشوق پردۂ دنیا مین ہی **عمرو** نے کہا اپنے
دلکو کیونکر تسکین دون ایسا نہو میرا کلیجہ پھٹ جائے قلب اُلٹ جائے **ملک اطلس** نے کہا کچھ نہ
گھبراؤ اگر بہرام فلک تمھارے ساتھ دشمنی کرے تو اُسکی بھی آنکھین نکال لون **عمرو** نے کہا میرا ہاتھ پکڑ لیجیے
تب مفصل عرض کرون **ملک اطلس گلگون پوش** نے خواجہ **عمرو** کو گلے لگا لیا کہا خواجہ مین
سامری و جمشید کی قسم کھاتا ہون کسی حال مین تمھاری شراکت سے روگردانی نکرونگا قول مردان
جان دارد و سخن مردان اعتبار جو مرد کہتے ہین وہی کرتے ہین شاہان جری بات پر مرتے ہین **عمرو** نے کہا حضور
پھر اب مفصل سنیے گوش ہوش سے متوجہ ہو جائیے مین بھی آپکی محبت مین جان دیتا ہون اپنے اہل و عیال
کو بھی نثار کیا **ملک اطلس** نے کہا خواجہ کچھ نہ گھبراؤ صاف صاف بتاؤ کوئی تمھارا کچھ نہین کر سکتا **عمرو** سنبھل
بیٹھا کہا حضور یہ آپکو معلوم ہی کہ مین کون ہون **ملک اطلس** نے کہا نام تمھارا اپنے **سامری نامے**
مین لکھا دیکھا ہی بزرگ لکھ گئے ہین کہ **عمرو** کشندۂ ساحران بلائے بے درمان ہی **عمرو** نے کہا آپ کو بخوبی
دریافت نہین ای شہنشاہ عالیجاہ جسکا لقب ہی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان **حمزۂ صاحبقران** امیر گیتی ستان
کشندۂ جفت سیمرغ بروز مصاف **حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف** مین بچپن سے

اُسکا ملازم ہون اُسنے سات برس کے سن سے خروج کیا **نوشیروان** ایسے بادشاہ کو شکست دی شاہان
اولو العزم کو مارا بڑے بڑے پہلوانون کو للکارا ساحر بھی لاکھون قتل ہوے جس مقام پر وہ قید ہوا مینے
جاکر عیاری کرکے اُسکے دشمن کو قتل کیا قید سے اُسکو چھڑایا بادشاہان جہان ساحران عالم کو مٹا یا لیکن
ای بادشاہ عالیجاہ اِس جانبازی و سرفروشی پر اُسنے میری قدر نکی تین روپیہ مہینے سے کبھی سوا تین نہ دیے
اگر بیمار ہوا غیر حاضری کٹ گئی اب بعض باتین ایسی ہین کہ اُنکو نہین کہہ سکتا **ملک اطلس** نے کہا نہین
خواجہ کسی بات کو اُٹھا نہ رکھو مین گوش دلسے سن رہا ہون **عمرو** نے کہا ای شہنشاہ مثل مشہور ہے مرتا کیا نکرتا
جب بھوکا ہوا اہل و عیال پر فاقہ گذرا خواہ ساحر یا غیر ساحر جو ملا پیٹ کے واسطے اُسکو مار ڈالا کمائی گٹھری
کرلی اہل و عیال کا لاکر پیٹ بھرا بچون کا تڑپنا نہ دیکھا گیا اسوجہ سے مین بدنام ہوا اُس **حمزہ** نے میری خبر
نلی کبھی دلدہی کرکے یہ نہ پوچھا کہ ای **عمرو** تجھپر کیا گذری اپنے کام کی فکر مین رہا جو مطلب ہوا حکم دیدیا جاؤ
خواجہ یہ کام کرلاؤ لاچار و مجبور گئے اُس کام کو کیا صدہا ملک فتح کرائے انہین کے کام کی جستجو مین **ہوشربا**
مین آئے یہان بھی فساد عظیم پڑے **افراسیاب** کے سب سردار ملا لیے نام سے میرے کانپتا ہی جسدن
پاؤنگا مار ڈالونگا یہ صورت زیبا جو آپنے دیکھی ایک ملک کی شاہزادی ہی **صاحبقران** تصویر دیکھکر عاشق
ہوے نامے پیام وہان بھیجے اُسکے باپ نے انکار کیا اور یہ جواب دیا ہم کسی **سامری** پرست کے
ساتھ شادی اپنی بیٹی کی کرینگے تجھکو بیٹی نہ دینگے جب سب طرح سے عاجز ہوے تب اس حقیر سے کہا کہ خواجہ
مرتا ہون اِس معشوق کو کسی طرح لاؤ ہم سے ملاؤ ورنہ اُسکے ہجر مین تڑپ تڑپ کے مرجاینگے حضور صاف
کہون مینے بھی دبا دبا کر لا اور کہا مجھکو زاد راہ دیجیے ای شہنشاہ جب مین بہت تڑپا پھڑکا تب **حمزہ** نے
سو روپیہ یکمشت مجھکو دیے اور حکم دیا کہ اُس معشوقہ کے باپ کو راضی کرو اگر باپ اُسکا نہ رضا مند ہو
عیاری کرکے لاؤ حضور مین اُسی فکر مین سرگردان اسی تردد مین **ہوشربا** مین آیا یہان شہنشاہ **ہوشربا**
مجھسے لڑنے لگے مین کسی سے دبتا نہین اور یہ بھی مینے سنا کہ **افراسیاب** نمکحرام ہی اپنے ولی نعمت کو قید کیا
طلسم پر قبضہ کرلیا بس ایسے کو سزا دینا واجب و لازم ہی ہمارے سردار زادے کو بھی قید کیا اُسکا رہا کرنا بھی
واجب و لازم ہی اب آپ جیسا حکم کرین غلام بجا لائے آپ ایسا افسر قدردان صاحب شوکت و لیاقت
حاکم اقلیم ہمت و سخاوت ہر بردشت جلالت نگاہ سے نہین گذرا **ملک اطلس** سو روپیے ملنے پر بہت ہنسا
کہا کیون خواجہ تمہارا آقا بڑا دانی ہی ایسی معشوقہ کی جستجو کے واسطے سو روپے دیے ہین اور آپ یہ فرماتے

ہین تین روپے مہینا دیتا ہی اتنے بڑے کار جلیل کو تمنے قبول کر لیا عمرو نے کہا ای شہنشاہ گیتی ستان سو روپے
کم ہوے تین سال کی تنخواہ اُس صاحب سخاوت و ہمت نے ایک ہی دن مرحمت فرمائی جب کسی بادشاہ
عالیجاہ کا سر کاٹتا ہون اور ملک تسخیر ہوتا ہی دس آنے انعام کے مقرر ہین اس لالچ مین صدہا ملک فتح کراے
فی ملک دس آنے پاے ملک اطلس نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری مین عمر بھر ہزار روپے مہینا دونگا
ایک ملک کی سلطنت عطا فرماؤنگا لیکن اُس معشوقۂ آفتاب جمال کو لا کر مجھسے ملاؤگے در دولت کا تمکو داروغہ
کردونگا دامن مدعا گل مراد سے بھر دونگا یہ سنکر عمرو نے حیران ہوکر روے اطلس کو دیکھا پریشان ہوکر کہا
کیون حضور یہ رقم جو مجھکو ملیگی مین اسکے صرف کرنے کا مجاز ہون تخت پر بھی خود بیٹھونگا دو خدمتگار بھی نوکر
رکھ سکونگا ملک اطلس نے کہا خواجہ جو دیا اُسکا تمھین اختیار ہی خواہ صرف کرو خواہ جمع رکھو جب
سلطنت ہوگی دو خدمتگار کیسے دس ہزار بیس ہزار تمھارے ملازم ہونگے در دولت پر ملکۂ عالم کے جلوہ فرما
ہونا حکم تمھاری معرفت جاری ہونگے یہ مژدۂ جان بخش سنکر عمرو اسقدر ہنسا کہ بیہوش ہو گیا دانت بیٹھ گئے منہ کا
ڈھل گیا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ دم نکل گیا ملک اطلس نے کہا ای نور افشان یہ شخص تو شادی مرگ
ہوگیا حقیقت مین اسنے کبھی ہزار دو ہزار روپے نہ دیکھے تھے مین اِسکو انتہا کا نہال کردونگا قابل رفاقت ہی
نور افشان وغیرہ دل مین خوشیان کر رہے ہین کہ خواجہ نے خوب دام تدبیر پھیلایا اس مرغ زیرک
کو پھنسایا گلاب کیوڑا چھڑک کر عمرو کو ہوشیار کیا ملک اطلس نے ہزار اشرفیان منگوا کر کہا لو خواجہ یہ
زاد راہ ہی لیکن یہ تو بتلاؤ دیار محبوب کا کیا نام ہی جبتک تم نہ آؤگے مین بہت بیقرار رہونگا مژدۂ فرحت سناؤ
کتنے عرصے مین لیکر آؤگے عمرو نے کہا دیار محبوب کا کوہ بوقلمون نام ہی بادشاہ عالیجاہ وہانکا فلک رفعت
خود پسند ملکۂ عالم کا نام لیتا ہون کلیجہ تھام لیجیے محبوب خوش انجام حسن آرا ے شیرین کلام نام نامی
معشوق سنکر ملک اطلس گلگون پوش بیتاب ہو گیا کہا خواجہ یہی چاہتا ہی گریبان چاک کر ڈالے
بکھیڑا پاک کردون اخار ہاے صحراے اپنے تلوے ملون خار خار ہون اُس صحراے وحشت نما
کا سرگرم رفتار ہون جستجو کرتا ہوا تلوے محبوب ہو مجنون

غزل

ہم کرین نالے اگر جا کر میان کوے دوست	تنگ اپنی زیست سے ہون ای گلستان کوے دوست	لکھی زلف شام کر بھی یہ باقی ہی اثر
استخوان میرے نہین کھاتے سگان کوے دوست	عمر ہوتی ہی ہماری اشک دیدہ مین بسر	رشک کی جا ہی کہ خوش ہین ساکنان کوے دوست
نالۂ عاشقانہ سے اسقدر ہوتا ہی غل	حشر برپا روز رہتا ہی میان کوے دوست	حشر کے دن عاشقون کو جگہ بخشے گا خدا

دیکھکر باغ جنان ہوگا گمان کوے دوست
مسجد و نعیم فکر ہی باغ جنان کا عاشقو
واہ بخود دین پھرا یسے رہروان کوے دوست

بلبل نغمہ سرا کے ہوش فوراً اُڑ گئے
واعظون کی بھی زبان پر ہے بیان کوے دوست

گر کسیکے مُنھ سے سُن لی داستان کوے دوست
ہو گیا پامال میرا دل خبر مطلق نہین

یہ اشعار پڑھکر ملک اطلس کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے عمرو نے کہا کہ حضور نہ گھبرائین آپ انتظام طلسم ہوش ربا کرین مین جا کر اُسکے باپ کو راضی کرکے ملکہ عالم کو لاتا ہون لیکن تاریک کی بدعت سے میرے اہالیان لشکر کو بچائیے ملک اطلس نے کہا خواجہ مجکو ایک لمحہ چین نہین ہی آپ سمت ملک مجوب جائیے مین طرف کوہ ہفت رنگ کے کوچ کرتا ہون صرا ط ہفت رنگ سے ملاقات کرکے مقام قید لاچین دریافت کرونگا اُسکو رہا کرکے لاؤنگا افراسیاب سے صفائی کرا کے ملا دونگا آپکے آقا زادے کی بھی رہائی کی فکر ہوگی سب امورات ایک دن مین فیصل ہوجا ئینگے اہالیان ہوش ربا امان پائینگے مین بخوبی سمجھ گیا کہ ہوش ربا مین غدر ہی سب انتظام جا کر دونگا عمرو نے کہا خوب سمجھیے پچاس برس کی ملازمت آپکی محبت مین ترک کرتا ہون ایسا نہو کہ آپ ان امورات کو میرے بعد فراموش کرین جسوقت حمزہ دس بارگاہ مین جسپر عاشق تھا اُسکو عمرو نے لیجا کر غیر شخص سے ملا یا فرمائیے پھر وہ میرا مُنھ دیکھینگے کر مین صاف صاف لکھ بھیجونگا کہ آپکے فرزند کو رہا کرکے روانہ کرتا ہون میری اور ایک بادشاہ عالیجاہ کی نوکری کرلی جو کچھ روروفتح ہوگی حضور سے عرض کرونگا ملک اطلس نے کہا خواجہ ایسا مرتبہ تمھارا بڑھاؤنگا کہ تمام عالم رشک کرے شاہان جلیل تمکو خراج دینگے رئیسان ہوش ربا تمھاری خدمت مین حاضر رہینگے جب میری مصاحبت مین سرفراز ہوگے ہر کس وناکس اپنا سرپرست جانیگا عمرو نے ملک اطلس سے بخوبی عہد لیکے کہا حضور اب مین رخصت ہوتا ہون زادراہ مرحمت ہو ملک اطلس نے کہا خواجہ یہ توڑا اشرفیون کا جو دیا وہ کیا ہوا عمرو نے کہا ہوشربا مین سبکا قرضدار تھا میٹ تو نہین مانتا قرض لیکر کھایا ساکھ مین فرق آیا کوئی ڈیرھ آنہ بچا ہی آپکا قاصد ہون بھیک مانگتا ہوا چلا جاؤنگا دس ہزار روپیہ اور منگا کر ملک اطلس نے بطور زادراہ خواجہ کو دیے خواجہ نے اُسیوقت سامنے ملک اطلس کے سامان سفر تیار کیا کہا غلام رخصت ہوتا ہی ملک اطلس نے گلیسے لگا لیا خواجہ روتے پیٹتے یہ کہکر چلے کہ غلام اوس کوہ ہو قلمو کے جاتا ہی ملک اطلس نے کہا آپکو ہم نے دوسو خداوندان کے سپرد کیا ملک اطلس نے اُسیوقت علم روانگی بلند کیا بہار اختیار ہوا بدولت برائے کار ضروری و انتظام طلسم ہوش ربا سمت کوہ ہفت رنگ سفر فرمائینگے ساٹھ لاکھ فوج جمع ہوئی اُٹھالا بارگاہ زرنفتی کا لدا ملک اطلس گلگون پوش بصد جوش وخروش وارد

کوہ ہفت رنگ کے چلے یہ تمام معرکہ حیرت افزا صرصر شمشیر زن نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ عمرو نے عجب طرح کا دام مکر پھیلایا ملک اطلس ایسے کو پھنسایا نور افشان و کوکب خوشی خوشی ملک اطلس سے رخصت ہو کر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوئے صرصر یہ خبر وحشت اثر لیکر طرف افراسیاب کے چلی ان سبکا حال وقت پر تحریر ہوگا دیکھیے ان حالات مصیبت آیات کو سنکر شہنشاہ طلسم ہوش ربا یعنے افراسیاب اس مقدمہ مین کیا تدبیر کرتا ہی سب کیفیتین ناظرین والاتمکین پر مقامات مناسب پر واضح ہونگی یہ بخوبی ظاہر ہی کہ تاریک مقابلہ مسلمانان مین فرو کش ہی مقابلے ہو رہے ہین ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ سرخ مو و ملکہ بہار و نوبت بجان و کار روبرا شتران ہین ان سبکو اس حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملک اطلس گلگون پوش کا روانہ ہونا طرف کوہ ہفت رنگ کے اور نامہ لکھنا افراسیاب کا بدست سرلاے برف انداز و عیاری خواجہ عمرو اور فساد ہونا افراسیاب و ملک اطلس سے خمسہ

ہمت و غیرت کا ہم دینے رہینگے سر کے ساتھ
فکر عقبیٰ چاہیے ہر دم کڑے تیور کے ساتھ
سرخروی تربت مین جائیگی ہمارے سر کے ساتھ
مرد آلودہ ہو دنیا سے بازیگر کے ساتھ
کب وفاداری زن قحبہ سے کی شوہر کے ساتھ

نشہ چڑھ آتا ہی ذکر بادہ اطہر کے ساتھ
اٹھکے جا بیٹھینگے نجف مین اک پری پیکر کے ساتھ
عشق ہی روز ازل سے ساقی کوثر کے ساتھ
منزل مقصود کا سودا ہی اپنے سر کے ساتھ
گرد رہ کیطرح لپٹے جاتے ہین رہبر کے ساتھ

آسمان چکر مین رہتا ہی قمر دلبر کے ساتھ
جانور کیسا پری بھی چھوڑیگی پر کے ساتھ
بجلیان گرتی ہین رفتار پری پیکر کے ساتھ
چل سکین گے کبک کیا اُس فتنہ محشر کے ساتھ
کوہ مثل کاہ اڑتے پھرتے ہین صرصر کے ساتھ

پھرتے ہین مجنون بنے لیلاے سیمبر کے ساتھ
رہتے ہین چکر مین شہد ابار افسونگر کے ساتھ
اور بقراط و ارسطو بادی اسکندر کے ساتھ
حلقہ گرد او نگان ہی اُس پری پیکر کے ساتھ
اسطرح اصحاب ہون جسطرح پیغمبر کے ساتھ

رو رہا ہے کسطرح ہین اُس پری پیکر کے ساتھ
عشق طفلی سے ہی اس رہ ضیا پرور کے ساتھ

بے بصری میں ہے نظر بازی کا سودا سر کے ساتھ — دیکھتا ہوں حسن کے عالم کو میں زیور کے ساتھ
مجھکو بھاتی ہے بنا گوش صنم گوہر کے ساتھ

انہیں ہم ہیں زہر بھی کھانا گوارا ہے جنھیں
اور ہیں وہ لوگ جینا اپنا پیارا ہے جنھیں
جان دیتے ہیں تماشوق نظارا ہے جنھیں
سبزۂ خط کو دکھا کر تونے مارا ہے جنھیں
حشر اُن لوگوں کا ہوگا خضر پیغمبر کے ساتھ

قند شیرین بوسۂ لب سے سوا ہوتا نہیں
بند ہو جاتے ہیں لب سے لب جدا ہوتا نہیں
شہد کیا مصری میں بھی ایسا مزا ہوتا نہیں
اسقدر شیرین دہن اے دلربا ہوتا نہیں
شیر دایہ نے پلایا ہے تجھے شکر کے ساتھ

کیا رہائی کی نکالے بلبل بیکس طرح
قطع کر امید منظور نظر ہو جس طرح
ناتوان سفاک کے پنجے سے چھوٹے کس طرح
پر کترتا ہے اگر صیاد تو کاٹ اس طرح
حسرت پرواز بھی اُڑ جائے بال و پر کے ساتھ

خود نہ میں نکلوں قفس کا تو اگر در کھول دے
ہاں مرے دل کی گرہ کو او ستمگر کھول دے
کون کہتا ہے کہ تو باندھے ہوئے پر کھول دے
جوہر اپنے ایک دن صیاد اب پر کھول دے
لاگ رکھتی ہے مری گردن سر خنجر کے ساتھ

سر میں ہے سودا اسیر حلقۂ گیسو ہوں میں
مر رہا ہوں جان بلب ہوں طالب دارو ہوں میں
عاشق رخ ہوں نثار نرگس جادو ہوں میں
میکش و عاشق مزاج اے ساقی مہ رو ہوں میں
بوسۂ لب کی گزک بھی دے مجھے ساغر کے ساتھ

رند و واعظ دونوں ہیں تیری محبت میں خراب
اک زمانے نے کیے ہیں تیری گرمی سے دل کباب
عشق یکا ہے کسو ٹھہرا جہان کا ٹھہرا عذاب
مومنی کافر کا قاتل ہے ترا حسن شباب
آتش افروختہ یکسان ہے خشک و تر کے ساتھ

خاک ہے انکی نظر میں مال و زر قانع ہیں جو
فقر کی دولت پہ مرتا ہوں سنو اے دوستو
کچھ نہیں پروا موافق ہو وے دنیا یا نہو
جسقدر نفرت ہے اُس سے مجھکو تم دیکھو
اسقدر ہوگی شناساؤں کو محبت زر کے ساتھ

وہ کبھی نہ قبول کرینگی مسلمانون کے ساتھ جان دینگی بادشاہ حجاجہ پر مرتی ہین انکو یہ گوارا نہوگا کہ اسوقت مین ساتھ چھوڑین حیرت کہتی ہی بڑا غضب کیا اگر بہار قتل ہوگئی ہین اپنے والد نامدار حیات تاجدار کو کیا جواب دونگی وہ ارشاد فرمائینگے تو نے بہن کا پاس نہ کیا میری پندرہ برس کی کمائی کا خیال نہ آیا بہار ایسی مہ جبین کو مٹا یا مگر وہ بدنصیب میرا کہنا نہین مانتی افراسیاب کو بھی ایسی باتو انکا خیال ہی بربادی مین ان نازنینان مہ جبین کی تردد لاحق حال ہی یکایک صرصر شمشیر زن آگر پہونچی لیکن بدحواس پریشان خاطر افراسیاب نے کہا ای صرصر خیر تو ہی صرصر نے کہا ای شہنشاہ پنبۂ غفلت گوش ہوش سے نکال لیے اب بڑے غضب کی لڑائی پڑیگی زمین طلسم ہوش ربا تھرا جائیگی عمرو اور نور افشان نے ملکر بڑا غضب کیا بڑے ساحر جلیل کو شریک کرلیا افراسیاب نے کہا مفصل حال تو بیان کر مینے تجھکو کہان بھیجا تھا کیا الٹی خبر لائی صرصر نے عرض کی کنیز کو حضور نے برائے خبر قلعہ قطع جمشیدی روانہ کیا تھا ہومان ابلق سوار کو تو برہمن نے مارا بھائی اُسکا کیوان ابلق سوار شکست کھا چکا تھا مین عین وقت پر پہونچی برہمن کو عیاری کرکے پکڑ لیا کیوان نے چاہا برہمن کو قتل کرے عین وقت پر کوکب آیا برہمن کو رہا کر لیا ہومان بیچارہ بھاگ کر اک گنبد مین چھپا حضور وہان بھی پیچھا نچھوڑا ہومان کو مار ایکایک زمین تھرائی وہ آواز آئی کہ جس سے گمان ہوا کلیجے پھٹ جائینگے ایک زنگی پیدا ہوا اُسنے کوکب و برہمن کو مسحور کرلیا اُنکے بڑے اُستاد صاحب میان نور افشان اس زور و شور سے آئے گویا بلا نازل ہوئی زمین متزلزل و متحرک ہوئی زنگی سیاہ رو کو چیر کر پھینکدیا یکایک زمین کا طبقہ اڑا تخت یاقوت احمر پر بصد کر و فر میان اطلس گلگون پوش ظاہر ہوے ابتک تو افراسیاب میٹھا سُن رہا تھا نام ملک اطلس سنکر کھڑا ہوا کہا ای صرصر تجھکو کیونکر معلوم ہوا کہ ملک اطلس ہین کہا لوگون کے کہنے سے ثابت ہوا انکے عزیز و اقارب جمع ہوگئے بڑھ ہوا ملک اطلس برآمد ہوے افراسیاب نے کہا پھر کیا ہوا کہا حضور ملک اطلس کو نور افشان نے دام تزویر مین لیا حضور کرتے ہوے بارگاہ مین لیگئے کوکب و برہمن کو کچھ بھی سزا نملی نور افشان نے تمام مقدمہ لاحین بیان کرکے اسقدر اُسکو درہم برہم کیا کہ وہ آپکے مقابلے پر آمادہ ہوا اور عمرو نے تو آج حضور وہ کام کیا وہی عیاری ہر آئی اک نازنین کی شکل بنکر آیا گانا تو اُس نگوڑے کا سحر ہی اُسکو شراب بیہوشی ملا کر پلائی شراب اڑگئی جام شکست ہوا اسنے طور کا بند وبست ہوا چاہیے تھا عمرو کو سزا ملتی اُسنے وہ کہانی نکالی کہانتک عرض کرون ملک اطلس

وعدہ کیا ہی کہ آپکی معشوقہ کو لینے جاتا ہوں مگر آپ میرے لشکر کو بچائیے ملکہ اطلس سات لاکھ فوج لیکر سمت کوہ ہفت رنگ روانہ ہوا اسواسطے کہ صراط ہفت رنگ سے مقام قید لاچین دریافت کرکے رہا کروں افراسیاب سے میل کراؤں حیرت جادو گھبرائی عیاروں لوگو سے لگی کہ لنگور اعمرو مرجائے کیا فریب بناتا ہی افراسیاب نے آواز دی ای ملکہ عالم وہ بیچارہ ملکہ اطلس کیا ہی مین سارا فریب مسلمانون کا ظاہر کرائے دیتا ہوں وہ نور افشان و عمرو کا دشمن ہوجائیگا دست بستہ خدمت مین بادولت کی آئیگا وہان کوئی موجود نہ تھا جو جاہا بیان کیا تھا پیش قاضی رو ی راضی آئی کا مضمون ہی مین ابھی فکر معقول کرتا ہوں علاوہ ساحر زبردست ہونیکے مذہب سامری مین وہ بزرگ ہی بڑی جفا عبادت خداوند مین اُٹھائی کتابون مین میری اسکا کیا حال لکھا ہی مین سب باتین جانتا ہون ابھی بلواتا ہوں شہنشاہ لاچین کی قید تک کیا جاسکتا ہی اُسوقت افراسیاب نے قلم اُٹھایا یا القاب لکھا

نامہ از طرف افراسیاب بخدمت ملکہ اطلس گلگون پوش اشعار

ای شہنشاہِ ساحرانِ جہان	گوہرِ بحرِ بخشش و احسان	تاج دادو مالکِ ہمت
شہسوارِ مراکبِ جرأت	آبرو بخشِ ہر صغیر و کبیر	فلکِ ساحری کے ماہ منیر
اخترِ برجِ حشمت و اجلال	مہرِ تابانِ آسمانِ کمال	بندۂ خاص سامری جمشید
آسمانِ کمال کے خورشید	شکر ہی آپ کا ظہور ہوا	دل کو مشتاقون کے سرور ہوا
دشمنون نے بڑا فریب کیا	قلبِ اقدس کو ناشکیب کیا	دامِ تزویر مین پھنسنے مین حضور
بے سبب عشق مین ہوے مجبور	قتلِ احباب و اقربا بھی ہوے	مورد آفت و بلا بھی ہوے

ای شہنشاہِ گردون پناہ ای زبدۂ سامری پرستان خلاصۂ زبردستان مقام افسوس ہی کہ دشمنون نے آپ کو اتنا بڑا فریب دیا اس خیرخواہ کو آپکا دشمن بنایا لیکن اسکی کیا شکایت جو مناسب تھا وہ ہوا آپکو کوئی آگاہ کرنے والا نہ تھا اُن سب نے اپنا رنگ آپ پر جمایا عمرو نے صورت اک عورت کی بنائی وہ صورت حضور کو پسند آئی اُس صورت سے بہتر شاہزادی حسین جمیل آپکی خدمت مین حاضر ہوگی نور افشان و کوکب و برہمن نے سراسر خلاف آپکے سامنے بیان کیا شہنشاہ لاچین نے جب انتقال کیا تب یہ راقم بادشاہ ہوا اس عدل و انصاف سے بسر کی اہالیان طلسم ہوش ربا جانتے ہین اہالیان طلسم نور افشان کی ذات سے غدر ہوا دشمنون کا ساتھ دیا بڑے بڑے سردار

مابدولت کے مارے گئے لاچار مجبور ہو کر دائی امان کو بلایا اُنہین کے مقابلے کو وہ برہمن آتا تھا حضور نے
اُن سب کو پناہ دی ورنہ اسی معرکے مین اُنکا خاتمہ تھا خیر آنچہ گذشت گذشت دیکھتے ہی اس محبت نامے
کے مابدولت کے پاس تشریف لائیے تمام حال ظاہر ہو جائیگا وزیر اعظم میرا سرما ے برف انداز
نامہ ہذا لیکر آتا ہی تمام کیفیت فساد و عدم فساد و بربادی مذہب سامری پرستان زبانی ظاہر کردیگا
یقین ہی کہ آپکے دلکو تسکین ہو ساربان زادے نے بہت بڑا دھوکا دیا نامہ ہذا تمام والسلام والاکرام
نامے کو افراسیاب نے ملفوف کیا سرنامے پر اپنی مہر کی بہت سے تحفہ جات قیمتی جواہرات کشتیان
لباس و اشیاے نفیس کی سرما کے ہمراہ کین چار سی ساڑھے چار سی جوان اک خیمہ معقول اپنے ہمراہ
لیکر سرما روانہ ہوا بعد جانے سرما کے افراسیاب نے اک اور انتظام کیا چند نامے بنام خراج گزاران
تحریر کیے اُنکا مضمون یہ تھا کہ ملک اطلس گلگون پوش بزرگ مذہب سامری پرستان بعد
دو سو برس کے زمین سے برآمد ہوا ہی براے سیر و شکار جاتا ہی جس جانب سے گذرے ہر اک بادشاہ
استقبال کرکے اُسکو باعزت و آبرو فرو کش کرے جسقدر ہو سکے ترقی سامان دعوت و ضیافت مہیا ہو جسنے
اُسکو آزردہ کیا اُسنے مابدولت کو تکلیف دی یہ نامے معرفت طائران سحر روانہ کیے لیکن خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری ملک اطلس سے رخصت ہو کر اشرفیون کا حساب کرتے ہوے شبکو اپنے لشکر مین آے
تمام کیفیت ملکہ مہرخ سے بیان کی ملکہ مہرخ رونے لگین کہا اے شہنشاہ عیاران حقیقت مین آپ نے
بڑا کار نمایان کیا لیکن یہان تاریک کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی ایک ہفتے سے اُسنے طبل جنگی نہین
بجوایا جب بیٹھے بیٹھے بگڑتی ہی لشکر پر ہمارے آپڑتی ہی شعبدہ بازی دکھاتی ہی دس پانچ عزیزوں کو پکڑ لیجاتی
ہی اُسکے ظلم و بدبخت سے زمین تھراتی ہی چیر پھاڑ کھاجاتی ہی عمرو نے کہا انشاء اللہ اسکا بھی سامان پیدا
کریگا اب خدا ہی تو مین جاکر ملک اطلس کو لاتا ہون یہ فرماکر برق فرنگی کو ساتھ لیا چالاک کو
کنارے بلایا کان مین اُسکے بہت کچھ سمجھایا چالاک نے پکار کر کہا انشاء اللہ تعالے آپکی عنایت سے
یہی ہوگا مین تدبیر کر لونگا یہ سامان کرکے عمرو اپنے سردارون سے ملا ایک ایک کو تسکین دی یہ بھی
فرمایا کہ انشاءاللہ پھر بخیر و عافیت ملینگے یا ہمسے تمسے ملاقات بروز حشر ہوگی اس کلام حسرت انجام
پر خواجہ کے قیامت برپا ہوئی رات ہی کو برق کو ساتھ لیکر لشکر سے نکل گئے لیکن ملک اطلس
منزل بمنزل جاتا ہی ہزارہا آدمی راہ مین اُسکی زیارت کے مشتاق ہین اک نوجوان تاج شہریاری برسر

فوج دریا موج ساتھ لیکر بصد کر و فر جاتا ہی لوگ دیکھکر حیران ہوتے ہین کہ کیا کمال ہوا دو سو سال زیر زمین رہا سنتے ہین ضعیف تھا نوجوان ہوکے نکلا مذہب سامری مین بڑی کرامات ہی سحر و ساحری کی کیا بات ہی جب کامل ہو تب یہ شرف حاصل ہو بموجب حکم افراسیاب جس سرحد پر پہونچتا ہی وہانکا بادشاہ حاضر ہوا اسکو سامان دعوت و ضیافت مہیا ہوا صبحکو پھر روانہ ہوتا ہی پانچوین منزل مین قریب صنوبر کوہ پہونچا ملکہ صنوبر جادو خبر سن چکی تھی اپنے کوہ سے اُتری ملک اطلس کے پایہ تخت کو بوسہ دیا تخت سے ملک اطلس اُترا ہر چند کہ عشق مین اُس نازنین کے مبہوت ہی ٹھنڈھی سانسین بھرتا ہی مگر جمال ملکہ صنوبر دیکھکر بہت خوش ہوا ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا یا تو خاموش تھا بے اختیار یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

بلبل نہ چمن ہی گل و گلزار کا عاشق
تسبیح کا عاشق ہون نہ زنار کا عاشق
بچکر رہ میخانے سے ای شیخ نکلنا
جسکا ہو فروشندہ خریدار کا عاشق

جو گل ہی سو ترے گل رخسار کا عاشق
باتین مجھے جلتی ہین آمیزش و دشنام
ہر رند ہی وان جبہ و دستار کا عاشق

رشتے کو محبت کے جلد دیتے ہین ولیکن
ہون اسلیے اس شوخ کی گفتار کا عاشق
کیا قدر رکھے جنس دل اس شخص کی سودا

صنوبر نے شرماکر سر جھکالیا عرض کی ای شہنشاہ تمام اہالیان ہوش ربا آپکے جمال جہان آرا کے خواہان ہین لیکن آپکو عجب حال پر ملال مین پایا متردد و متوحش رنگ روے مبارک متغیر آپ کو کس بات کا خیال ہی کیون قلب پر ہجوم غم و ملال ہی ملک اطلس نے کہا ای شہزادی حسینان جہان ای سردار تاجدار خوبان کیا کہون ایسی اک صورت زیبا دیکھی دام بلاے عشق مین پھنسا ہون مثل طائر نو گرفتار تڑپتا ہون راتین ہجر کی پہاڑ ہوجاتی ہین جب دم لبون پر آتا ہی تب روے سحر فرقت کی زیارت ہوتی ہی دن بھی شب غم سے زیادہ تاریک ترغذا اپنی خون جگر اصل یہ کیفیت ہی اشعار

ہر کہ خواہان دل از جنس خوبان میشود
آنکہ از عکس رخش آئینہ بستان میشود
رسم ملک عشق را نازم کہ درحق مرغی
من اگر کافر شوم آن بت مسلمان میشود
بارہا گفتم نمی آید ز پند خویش باز
بر در جنت بروز حشر دربان میشود

تا بدست آورد ظالم در پی جان میشود
ہر شبی مانند تصویران فانوس خیال
از طبیبان بعد مردن فکر درمان میشود
از پریشانی درین بستان دلا غمگین مشو
ناصح از گفتار خود روزے پشیمان میشود

گر کند از بدد ماغی صبح گلگشت چمن
گرد آن شمع شبستان بزم قربان میشود
ہیچکس یارب بکس باشد علی الرغم [illegible]
غنچہ گل بگردد انیجا گر پریشان میشود
محزون سود الکہ آخر زاہد ایمان عصا

اس حسرت سے یہ اشعار ملک اطلس گلگون پوش نے پڑھے ملکہ صنوبر نے عرض کی آخر اُس معشوق نامہربان کس مقام پر ہی ہمکو حکم ہو جستجو کرین جاکر اُسکا پیغام پہونچائین

ملک اطلس نے کہا میرا قاصد خوش خرام نیک انجام گیا ہوا ہی یقین ہی جواب باصواب لاے وہ روز روز عید
کیا سعید ہوگا میرا نامہ بر پلٹے خبر آمد محبوب پہونچاے ای ملکہ صنوبر جان اپنی نامہ بر پر نثار کرونگا کیا
کہون کسقدر انتشار ہی دل تردد منزل شل ماہی بے آب بیقرار ہی لیکن اسوقت تمھارے آنے سے غنچۂ خاطر شگفتہ
ہوا دو چار روز اسی مقام فرحت انجام پر بادولت قیام کرینگے صنوبر نے باعزاز و اکرام لیکر بالاے کوہ آئی
بارگاہ استادکرائی سامان عیش و عشرت مہیا ہوا بڑی دھوم سے ملکہ صنوبر نے دعوت کی ملک اطلس
خدمتگذاری سے صنوبر کی نہال ہوا اسیقدر رفع ملال ہوا لیکن شب کو جب تنہائی مین جاتا ہی تصویر دلپذیر
جو خواجہ عمرو نے براے تسکین دیدی ہی تنہائی مین اُس تصویر کو نکالتا ہی کبھی نثار ہوتا ہی کبھی بلا مین لیتا ہی
کبھی جوش محبت مین درد دل سناتا ہی یاد مین اُس روے زیبا کی دن رات گھبراتا ہی دوسرے دن تخت پر
ملک اطلس بیٹھا ہی ملکہ صنوبر مصروف خدمتگذاری ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ سرمار وزیر اعظم
افراسیاب نامہ لیے ہوے آتا ہی صنوبر نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کا وزیر براے زیارت سرکار
حاضر ہوا ہی اگر حکم ہو استقبال کرکے لاؤن ملک اطلس نے کہا افراسیاب بڑا مغرور ہی نشۂ بادہ
کبر و نخوت سے چور ہی اُسکے پاؤن مہندی لگی تھی خود نہ آیا اپنے وزیر کو بھیجا کچھ ہمارے پاس آنے کی ضرورت
نہین ہی بادشاہ اصلی کو ہم جاکر ماریگے تب اس نافرجام کی آنکھ کھلیگی جب ملک اطلس بہت بگڑا صنوبر نے
آب کلام سے ٹھنڈا کیا کہا ای شہنشاہ افراسیاب جادو بڑی آفت مین مبتلا ہی ایک سر ہزار سودے
جب نامہ حضور پڑھینگے سب کیفیت ظاہر ہوجائیگی یقین ہی باعث عدم حضوری بھی ضرور تحریر کیا ہو
آپکے نیاز مند ہین آپ سے کیا سرکشی کرینگے جب ملکہ صنوبر نے اسطرح سمجھایا تب ملک اطلس نے حکم دیا
اچھا خوشی تمھاری خاطر سے حکم دیتے ہین ورنہ بادولت کو کچھ ملاقات کی ضرورت نہ تھی کیا ہم اُسکے
تحفجات کے محتاج ہین ہمارے نام سے قواعد دین سامری کے رواج ہین ملکہ صنوبر خوش ہوئی معہ چند
اپنی کنیزون کے براے خدمتگذاری ملک اطلس گلگون پوش چھوڑ کر براے استقبال سرمار چلی
زیر کوہ ٹھہری سرمار نے برف انداز نے صحرا مین لاکر بارگاہ استادکرائی صندوق تحفجات کے ایک خیمے
مین رکھے انتظار ہی کہ ملکہ صنوبر آے کل حال اُس سے دریافت کرلون پھر جاکر ملک اطلس سے
ملون کہ ہرکارون نے خبر دی ملکہ صنوبر تشریف لایا چاہتی ہین سرمار نے برف انداز نے بارگاہ
مین ٹھہرا انتظار ملکہ صنوبر جادوگر رہا ہی لیکن ملکہ صنوبر معہ چند کنیزان ہمراز و مصاحبان دمساز

کوہ سے اُتر کر خراماں خراماں جاتی ہی ایک جانب سے دیکھا ایک ہرکارہ گوٹے دار پگڑی سر پر سونے کی چھڑی
زیب کمر اُسپر مُہر افراسیاب پکارتا ہوا ای ملکہ صنوبر ٹھہر دواہ تمنے بڑا غضب کیا پرچہ لکھونگا ملک ومال
چھن جائیگا شہنشاہ کا عتاب آئیگا ملکہ صنوبر ہرکارے کو دیکھکر گھبرا گئی کہا میاں ہرکارے صاحب مینے
کیا خطا کی ہرکارے نے کہا خطا کا حال کھل جائیگا جب دوسرا ناظم آکر فرد واصلات طلب کریگا تب آنکھیں
کھلینگی خزانے مین روپیہ تیار رکھیے زر خراج کی یہ تباہی شہنشاہ پر دشمنون کی لشکر کشی آپکو خبر بھی نہین دن
عیدرات شب برات کبھی اگر آپ باغیون سے اُن دس مین ہزار ملازم قتل کرا دیے دو چار زخم بھی کھائیے
صنوبر گھبرا گئی کہا میاں ہرکارے مفصل کہو مجھکو شہنشاہ نے کب طلب فرمایا کہ مین نہ حاضر ہوئی
کیا کسی دراندازنے دراندازی کی غمازون نے غمازی کی ہرکارے نے کہا مجھکو آپکے حال پر رحم آگیا
ورنہ حبشیون کا رسالہ آپکی گرفتاری کو چل چکا ہی ذرا کنارے آئیے مین سمجھا دون اب بھی خیر ہی صنوبر تھرتھر
کانپتی ہوئی ہرکارے کے ساتھ آئی کنیزون کو اُسی مقام پر چھوڑا ہرکارہ ملکہ صنوبر کو اک درۂ کوہ مین لیگیا کہا
ای ملکہ صنوبر ملکہ حیرت جادو تمھاری دشمن ہوگئین چاہتی ہین ملک ومال اپنے قبضے مین کرین جلد
اپنا کارندہ روانہ کیجیے جا کر شہنشاہ کو عرضی دے دوسرا ناظم نہ آنے پائے یہ باتین کرتے کرتے حباب مارا
صنوبر بیہوش ہوگئی آواز آئی منم مہر سپہر عیاری ایک طرف سے برق فرنگی بھی آیا عمرو نے کہا بیٹا آپکی
صورت تو بنکر تیار ہو خواجہ عمرو نے ملکہ صنوبر کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا برق فرنگی ملکہ صنوبر کی صورت
بنکر آراستہ ہوا عمرو نے سمجھا دیا جا کر سرمایۂ برف انداز سے ملاقات کر دلیا رنگ جما شب کو
بارگاہ مین رہنا مین بھی وقت پر آجاؤنگا برق بہت خوب کہکر بشکل صنوبر مسکراتا ہوا بیرون بارگاہ آیا
کنیزون نے پوچھا حضور ہرکارہ کہان گیا ملکہ نے کہا چپ رہو اُس نگوڑے کا نام بھی نہ لو مینے سمجھا دیا وہ
چلا گیا مین کیا کسی کا دینا چاہتی ہون ملک موروثی پر کون دست انداز ہو سکتا ہی اب اُسکا ذکر کیسے سامنے
نہ کرنا یہ کہکے طرف بارگاہ سرمایۂ برف انداز کے ناز وکرشمہ دکھاتا ہوا انگلیان چمکاتا ہوا اچھلا
سرمایۂ برف انداز نے سنا ملکہ صنوبر جادو آپہونچی جانتا ہی کہ ناظم ملک صنوبر کو وہ بے اختیار
باہر نکل آیا ملکہ صنوبر نے جھک کر سلام کیا مسکرا کر کہا میاں وزیر اعظم بڑے بے مروت ہو تم لوگون
سے کسی بات کی امید نہ رکھے کبھی ایک پرچہ بھی لکھنا نہین نصیب ہوتا نامہ لکھنے ہاتھ ٹوٹتے ہین یہان ناحق
کو روز ذکر تی ہون نام پر صدقے اُتارتی ہون دشمنون کے ہاتھ سے میاں سرمایہ چین عیار ڈھنڈھا نہ کرین آگئی

آنکھ نہین ملتی ہے لکر ہاتھ مین چٹکی لی قہقہا مارکر ہنسی کہا کیون جی وزیر اعظم ان باتون سے تم یہ سمجھے ہوگے کہ ملکہ
صنوبر میرے اوپر عاشق ہی درگور مین ایسون سے لوٹا بھی نہ اٹھوا اُون لیکن ناحق مین برائے استقبال
دوڑی آئی میرے پیر بھی تھک گئے سختی اٹھائی پہاڑ کا راستہ طی کیا جنکے واسطے آئی وہ چھوپے کھڑے ہین
سرمائے برف انداز بیقرار ہوگیا کہا ملکہ صنوبر مین تو غلام ہون صنوبر نے کہا غلام اپنی جورو کے ہو
مجھ کمبخت سے کیا کام دور سے صاحب سلامت ہو چکی بس مین جاتی ہون ملاقات کو وہان ملک اطلس
کی تشریف لائیے گا مین کچھ رات کو رہنے نہین آئی ہون سرمائے دانت نکال دیے ہین ہین کرنے لگا
رال ٹپک پڑی ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ صنوبر بارگاہ مین چلیے اسوقت چڑھائی پر پہاڑ کی نہ جا سکینگے تو صبح
ملک اطلس گلگون پوش سے ملاقات کرلینگے آج رات کو یہان ناچ گانا ہوگا دور شراب ہو صنوبر
نے کہا او دیدے کی صفائی مین رات کو اتنی بارگاہ مین رہون شراب پیون تنہا پاکر مجھسے مذاق کرو تو مین
کیا کرون اقرار کرلو تو مین چلتی ہون ورنہ ابھی چلتی ہون مجھکو ہاتھ نہ لگانا شراب نہ پلانا مین شہنشاہ سے
کہلا بھیجونگی سرمائے برف انداز نے کہا ای ملکہ صنوبر ہم تو تمہارے مہمان ہین دلشکنی کرنا مناسب
نہین آیندہ آپ کو اختیار ہی یہ نیازمند آپکا مجبور ولاچار ہی منتین کرتا ہوا بشکل بارگاہ مین لایا مقام صدر
پر ملکہ صنوبر کو بٹھایا ساتھ والون سے کہا شراب وکباب حاضر کرو ساتھ والون سے کہتا ہی صنوبر
مجھپر مرتی ہی مجھے معلوم نہ تھا آج اُسکی باتون سے معلوم ہوا مدت سے عاشق ہی آجکی شب بڑی راحت
سے گذریگی صبحکو ملک اطلس سے ملاقات کرینگے کیا جلدی ہی ملاقات کرتے ہی بخوبی سمجھا دونگا
پھیر کر لیجاؤنگا نامے مین تو چند فقرات شہنشاہ نے لکھے ہین مجھے زبانی عرض کرنا ہی ابتدائے جنگ اسد وعمرو
چند باتون مین سمجھا دونگا ایک شب مین کیا نقصان ہی سب نے عرض کی حضور بہت بہتر ہی ایسی معشوق
عاشق خصال کسے ملتی ہی عاشق نہوتی تو واسطے استقبال کے کیون آتی حیلے مین استقبال کے بیقرار
ہوکر آئی ہی مدت سے بیقرار ہوگی تو یہ جوش وخروش ہوتا سرما پھول گئے کہا بھائیو سیکڑون مجھپر مرتی
ہین مینے قصد نہین کیا منگلو کی تو بچی تین لاکھ روپے کا مال لیکر بیٹھی جاتی تھی مینے قبول نہین کیا ملکہ صنوبر
نے فورا سامان عیش وعشرت مہیا کیا سرما بیٹھا دیکھ رہا ہی صندوقون کو دیکھکر صنوبر جادو نے پوچھا
وزیر اعظم صاحب اسمین کیا ہی کہین کوئی تمہاری خالہ اماں آشنا ہونگی اُسکے لیے تحفہ لیچلے ہو سرما نے
کہا ای ملکہ عالم اسمین جواہرات تحفہ جات گلدستہ ہائے بے نظیر گہرہائے آبدار بر تنو برا فراسیاب نے

برائے ملک اطلس گلگون پوش روانہ فرمائے ہین شب کو یہان رہ گئے ورنہ اسیوقت جاکر مشرف ہوتے ساربان زادے نے بڑا مکر کیا شہنشاہ کے لیے معشوقہ لینے گیا ہی دیکھیے اب حال کھلیگا کیسی بنا پڑیگی اب لشکر مسلمانان بہت جلد تباہ ہو جائیگا اپنے نزدیک میان نور افشان و عمرو نے بڑا کام کیا ایسے بزرگ کو دھوکا دیا الیا اسکا بدلا ہوگا افراسیاب تو خطا معاف بھی کر دیتا لیکن یہ بزرگان دین خوش آئین کسکا پاس کرتے ہین صنوبر جادو نے کہا ہوگا تمھین تو قصے کہانی بہت یاد ہین جو نگوڑا جیسا کرے گا ویسا پائیگا ہم تمھین راضی کرنے آئے ہین سرما ئے برف انداز خوشی مین مست بیٹھا ہی جب جلسہ آراستہ ہو چکا کئی تمھین آئین سرما نے اپنے لشکر کے طائفے بلائے ملکہ صنوبر نے کہا یہ گانا ہمین پسند نہین آتا سپاہیان دیہاتین چار چیزین سکھو لین ایک بھلی لیکر نکل پڑین کوئی گویا عمدہ ہو بکا گانا گائے تو دلکو پسند آئے یہ ذکر تھا کہ جو بدا سنے عرض کی حضور دو روانے پر ایک گویا حاضر ہی کہتا ہی مین ہمیشہ خدمت سامری و جمشید مین رہا جیسے ملک سامری پرستان برباد ہوے مارا مارا پھرتا ہون سرما نے کہا بلالو دیکھا گویا نوجوان طنبورا ہاتھ مین مسخرا ہر بات بات مین بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی گنگناتا ہوا سامنے آیا دعائے جان و دراز دی ملکہ صنوبر نے کہا میان تمھارا کیا نام ہی کہا بی بی صاحب ہمکو استاد ہر رنگ کہتے ہین باپ ہمارے تان توڑ خان تمام دنیا مین مشہور ہین آجکل پریشان ہو گئے مجور نے بھی کہا جشن کی خبر سنی چلے آئے سرمائے برف انداز نے کہا ملکہ کو علم موسیقی مین بہت دخل ہی بکا گانا ہر رنگ نے عرض کی حضور پکا گانا ایسا تو مین چار گز کی تان پانچ گز کی تان جہانتک کہیے بڑھتا جاؤن تان توڑ خان کا بیٹا سارنگی خان کا پوتا تا نسین کا سر دتا ہے زیادہ کون گائیگا سکو راضی کر کے جائینگے لیکن حضور ایک خیال رہے اگر ایسا ہوا کہ ہم گا رہے ہین سامری جمشید نے فرشتہ کو بھیجا ہمکو بلوا لیا پھر ہم نہ رک سکین گے اگر چلے جائین تو شکایت نہ کیجیے گا ملکہ صنوبر نے کہا نگوڑے گویون کو باتین بہت آتی ہین کچھ سناؤ اچھی اچھی چیزین گاؤ ہر رنگ نے کہا ایسی ایسی سنائین سب صاحب خوش ہو جائین حضور ہم لوگ ڈھاری ہماری بات کا برا نہ مانیے مجھے مجرے کے روپے پہلے دیدیجیے صنوبر نے کہا زیادہ باتین نہ بناؤ وزیر اعظم سامنے موجود ہین نہال کر دینگے یہ دیکھو بڑے بڑے صندوقون مین مال بھرا ہی صنوبر نے اشارہ کر کے سب صندوق بتا دیے سرما نے کہا صاحب صندوق تو نکاذ کر نہ کرو مین اپنے ساتھ بہت کچھ لایا ہون کیا یہ سب مال کے بھروسے پر آیا ہون ہر رنگ نے بیٹھکر پہلے دو چار خیال گائے تانین آئین باتین سنائین

بارین سرپانے کہا اس گویے کو نکال دو کیسی بلیان لڑ رہا ہے کوئی ٹھمری غزل گا فاب تو گویا سنبھل بیٹھا چونکہ وقت شب ہے یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

محفل مین جھلملاتی ہے کیون بار بار شمع
روتی ہے بار بار قریب مزار شمع

کرتا ہے گرسیان جو وہ محفل مین غیر سے
محفل مین تو فروغ دکھائے ہزار شمع

تاریکی لحد کا نہین خوف بعد دفن
ہم شمع پر نثار ہین ہم پر نثار شمع

آخر جو خاک ہوگئی جل جلکے بزم مین
بس ایک میرے حال پہ ہے اشکبار شمع

تاثیر اسکو کہتے ہین اللہ رے فیض عام
کچھ غم نہین ہے جو قریب مزار شمع

اُس شعلہ رو کے رشک سے ہے بیقرار شمع
دود سیاہ رنگ سفید آشکار ہے

جلتا ہے تیری طرح مرا جسم زار شمع
اُس شعلہ رو پہ بزم مین جل جلکے تا سحر

تربت مین ہوگا میرا دل داغدار شمع
بے نور ہوگی صبحکو آتانہ کر غرور

رکھتی تھی اپنے دلمین یہ کس سے غبار شمع
سرکاٹ لے قصاص کا گلگیر سے ہو حکم

گل کر گئی سحر کو نسیم بہار شمع

تربت پہ بعد دفن ہے اک غمگسار شمع
دکھلاتی ہے دور نگی لیل و نہار شمع

روشن نہوگا نام مرے داغ دل کی طرح
آخر نثار ہوگئی پروانہ وار شمع

جل جل کے کہہ رہے ہین یہ پروانے بزم مین
بس رات بھر کی ہے بزم مین تیری بہار شمع

جلتا ہون مین جو بزم مین ہے تیری غیر شاد
پروانون کو جلار ہی ہے اے نگار شمع

سطوت دیا ہے وہ خدا لحد مین ساتھ

اس غزل نے آگ لگادی سرپا سے برف انداز جھومنے لگا صنوبر نے کہا میان ہررنگ کیا کبھا شراب بھی پیتے ہو عرض کی حضور ہماری جنم گھٹی ہے اک بوتل لیوا دیجئے کے کاٹھرا سنگا دیجئے پھر پینے دیکھیے کیسا راضی کرتے ہین ملکہ صنوبر نے کئی گلابیان منگوا کر سامنے میان ہررنگ کے رکھین میان ہررنگ نے کہا حضور اس سے کیا ہوگا دو چار بطلے منگا دیجئے ملکہ صنوبر نے کہا نگوڑے دو چار جام پیکر سارا راگ بھول جائیگا یہ وہ بازاری ٹھرا نہین ہے بادشاہون کے پینے کی شراب ہے گویے نے کہا حضور ہم تنہا خور نہین ہین جب ساقی ہوتے ہین کسیکو باقی نہین چھوڑتے صنوبر نے غصے مین سرپا کے انار نبہ سے کنجی میخانے کی کھول کر پھینکدی میان ہررنگ میخانے مین گئے شراب کو درست کرکے لائے اس سلیقے سے شراب لایا کہ دیکھنے والون کی آنکھون مین نشا آگیا ملکہ صنوبر جا دو بھی کاروبار مین معروف ہین ہررنگ بجال بیٹھا ہے شراب چلنے لگی ملکہ صنوبر منتظم جھٹ پٹ کام ہونے لگا پردہ بارگاہ مین پڑا ہوا ہے باہر کا آدمی نذر آنہین سکتا تھوڑے ہی عرصے مین سرپا سے برف انداز گھبرایا ملکہ صنوبر سے پکار کر کہا چلو ہم تم لیٹ کر سو رہین صنوبر نے کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہے منھ تو دیکھ آئینہ تو میسر نہوا ہوگا جنگل مین پیشاب کرکے تو اپنی صورت ضرور دیکھی ہوگی ورنہ اب دیکھ لے سراسر حال آئینہ ہو جائیگا سرپا بلبلا کے اٹھا

سب حال آئینہ ہوجائیگا سرما کمبلا کے اُٹھا بیہوشی کا کام کرچکی تھی اُٹھتے اُٹھتے دل بیٹھ گیا دھم سے گرا ساتھ والے
اُٹھے سب بیہوش ہوے برق فرنگی نیمچہ کھینچکر چلا خواجہ عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او نالائق کیا کرتا ہی قتل
کرنا منظور نہین ہی عمرو نے کسیکا لباس بھی نہ اُتارا صندوق تحفہ جات کے کھولے اُسکا انتظام بوجہ حسن
کردیا جو منظور تھا وہ مطلب ہوا ظاہر مین محفل کی کوئی چیز نلی برق کو کچھ سمجھایا کہا مین الگ ہوجاؤن تو
بشکل صنوبر آرام کر بوقت سحر سرما کو اپنے ساتھ لیجانا ہم بھی کسی صورت پر آمینگے جو کچھ ہمنے سکھا دیا سلیقے
سے انتظام کرنا برق بہت خوب کہکے گوشۂ بارگاہ مین جا کر سو رہا خواجہ عمرو سراچہ چاک کرکے نکل گئے چار پہر
رات گذر کر ستارہ سحری چمکا نسیم سحری چلی سرمائے برف انداز کی آنکھ کھلی گھبرا کے اُٹھا اپنی حرکت پر
منفعل ہوا کہ ملکہ صنوبر سے کیا وعدہ تھا نشہ شراب کا بُری چیز ہی ناحق شرمندہ ہوا ملکہ صنوبر کو جگایا
صنوبر نقلی آنکھ ملتی ہوئی اُٹھی کہا صاحب جلدی چلو شہنشاہ گھبراتے ہونگے سرمائے تحفہ جات لدوائے
صندوقون مین اُسی طرح قفل لگے ہوے غلاف چڑھے ہوے طرف پہاڑ کے چلے صنوبر راہ مین سرما
کو خوب سمجھاتی ہوئی چلی کہ ای وزیر اعظم بادشاہ عالیجاہ کا سامنا ہی بہت سلیقے سے کلام کرنا جبتک کے ملنے
سرما نے کہا مین بخوبی سمجھاؤنگا سامری جمشید کے حکم سے مسلمانون کے نام کا دشمن ہوجائیگا ابتدا سے
انتہا تک سب بیان کرونگا کوکب نے سراسر بدعتی کی ہزارون سردار طلسم ہوش ربا کے اُنکے ہاتھ
سے مارے گئے آج ہی مین اُنکو طرف طلسم نور افشان کے پھیر دونگا پہلے طلسم نور افشان کی فکر واجب
و لازم ہی لا تاریک فلک کش لشکر مہرخ کا خاتمہ کردیگی یہ جا کر طلسم نور افشان کو فتح کرینگے اب مسلمانون
کا نام بھی نہ باقی رہیگا ملکہ صنوبر نے کہا مینے سمجھا دیا آئندہ تمھین اختیار ہی صنوبر جادو یہ کہکے پہلے پہونچی
جا کر ملک اطلس کو سلام کیا ملک اطلس نے پوچھا ملکہ صنوبر شب کو تمنے وہان کیون بسر کی
عرض کی وزیر اعظم سرمائے برف انداز نہ آسکے کنیز رات بھر حضور کے انتظار مین رہی جفائے شب
فراق سہی حضور وزیر اعظم آتے ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ افراسیاب کو آپ کا تشریف لانا ناگوار
معلوم ہوا رات کو بھی اک نامہ سرما کے پاس آیا سرما پڑھکر دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا مینے جو پوچھا کہ کیا
مضمون ہی مجھسے نہ بتایا لیکن کاغذ کو جیب مین رکھ لیا اگر مناسب ہوگا تو ارشاد فرمائیے گا کہ جو شب کو
نامہ آیا ہی وہ بھی ہمکو دکھاؤ آپ سے وہ ضرور عرض کرینگے جو مناسب وقت ہو انتظام کیجیے گا اپنی جان کا
خیال رکھنا واجب و لازم ہی ملک اطلس نے کہا ای خیر خواہ دولت مجھپر کوئی اگر دست انداز ہو دریا کے

خراں بجادوں یہ باتیں تھیں کہ سرمایہ برف انداز حاضر ہوا آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر سامنے
کھڑا ہوا عرض کی شہنشاہ نے حضور کے واسطے تحفہ جات روانہ فرمائے ہیں پہلے وہ پیش کروں حکم دیا لاؤ
صندوق آکر رکھے گئے جیسے ہی وہ صندوق بارگاہ میں آئے اک بوئے بد آئی کہ دماغ سب کے اُلٹ گئے
ملک اطلس نے کہا یہ بو کہاں سے آئی ملکہ صنوبر نے عرض کی حضور انکو کھلوائیے حال کھلجائیگا
سرمایہ نے بڑھکر صندوق اول کھولا ملک اطلس بھی کھڑا ہو گیا اس خیال سے کہ بادشاہ ہوشربا نے
تحفہ جات بھیجے ہیں جیسے ہی پٹرا اُٹھا تمام بارگاہ کے لوگوں نے ناک بند کر لی ملک اطلس نے دیکھا کہ
مرا ہوا گدھا خانۂ اول میں رکھا ہے سرما کا دم نکل گیا ملک اطلس نے کہا کیوں بے یہ افراسیاب نے
ہمیں کیا بھیجا ہے گدھے پر اسی گدھے کو سوار کرا دو بیچارہ دوسرا صندوق تو کھول دوسرا صندوق جو کھولا اسمیں
کتے کا لاشہ اعضا گلے ہوئے کیڑے پڑ گئے ہیں لیکن کام کرنے والے نے وزن میں فرق نہیں ڈالا تیسرا
والا صندوق جو کھولا اسمیں کتے کی کھال اُسمیں لکھا ہوا ہے برائے ملک اطلس سرمایہ برف انداز
کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے ملک اطلس افراسیاب کو گالیاں دینے لگا کہا یہ کمبخت بہت مغرور
ہوا یہ تحفہ ہمارے واسطے بھیجے ہیں در پردہ جو پائے جنگ ہے جدائی کی امنگ ہے ملکہ صنوبر نے بڑھکر عرض
کی حضور جو کچھ کیا وہ افراسیاب نے کیا بیچارے وزیر کی کیا خطا انکی جیب میں اک نامہ ہے اسکو ملاحظہ
فرماکے انکو رخصت کر دیجیے سرمایہ نے کہا شب کو تو کوئی نامہ نہیں آیا صنوبر نقلی نے بڑھکر کہا اے وزیر اعظم
اپنی آبرو بچاؤ جو کچھ ہو صاف صاف کہدو سرمایہ برف انداز نے کہا میں ان خبروں سے بالکل
واقف نہیں ہوں شہنشاہ نے اشیائے نادرہ روانہ کیے تھے ملکہ صنوبر نے غصے میں کہا کیوں اپنی
خرابی کرتے ہو یہ کہکے جیب سے نامہ نکال لیا ملک اطلس گلگون پوش سے کہا یہ بھی حضور پڑھیے
افراسیاب نے آپ کو لکھا یا اپنے وزیر کو ملک اطلس نے جو اُس نامے کو کھولا افراسیاب
نے سرمایہ برف انداز کو لکھا ہے اے وزیر اعظم اے خیر خواہ دولت تم ہم سے وعدہ کر گئے
تھے کہ ملک اطلس کا سر کاٹ لائینگے سو وہ الماس خزانے سے لیا کیا باعث ہوا کہ ابتک سر
اُس خود سر کا نہیں روانہ کیا تم جاکر اُس باغی سے مل گئے اگر یہ کام تم سے نہ ہو سکتا تھا تو بیڑا کیوں اُٹھایا
جس رقم کا تمنے وعدہ کیا تھا وہ رقم الگ جمع کرا دی تمھاری جورو صاحبہ نے اُسپر قبضہ بھی کر لیا روز مجھکو
تمھارے خط دکھاتی ہیں کہ شوہر نے ہمارے تدبیر کی ہے امروز فردا میں سر لیکر اُس سرکش کا حاضر ضرور ہوگا

ایک تمھارے خط سے یہ معلوم ہوا تمنے تحریر کیا ہی کہ ان کو اسپر دست انداز ہو سکونگا شب کو سونے مین گرفتار کرونگا
جس طرح ہوسکے جلدی کرو ملک اطلس گلگون پوش پڑھتا جاتا ہی چہرہ سرخ ہی ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالتا ہی کبھی
اٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی ملکہ صنوبر نے بڑھکر کہا کیون شہنشاہ اسمین تو کچھ اچھا اچھا لکھا معلوم ہوتا ہی پہلے
ملک اطلس نے کہا اس ملعون سرما کی مشکین باندھو جوتیان مارو یہ بیچارا ہمارا سر لینے آیا ہی سرما پر
مار پڑنے لگی اگر کسی نے تلوار کھینچی ملکہ صنوبر نے منع کیا کہا اسے مارو یہ کیا کرتے ہو چار جوتیان مار لو
داڑھی اسکی نوچ ڈالو جان نہ لو سرما بھی گھبرا کر کہتا ہی ملکہ صنوبر میری جان بچاؤ مین اس نامے سے آگاہ
نہین صنوبر نے داڑھی پکڑ کر ایک جوتی ماری کہا او گدھے انکار کرنے سے وہ اور زیادہ خفا ہونگے
مار پر کچھ اور لینگے بہلا اپنی جان بچا حضور مین اسکا گھبرا ہون جو اسنے حکم دیا مینے قبول کر لیا انکار مین
جان نہ بچیگی اقرار کر اقرار کر یہ کہکر ملکہ صنوبر نے پکار کر کہا ای شہنشاہ عالیجاہ مینے دریافت کیا اس
بیچارے کی کچھ خطا نہین ہی جو لیکے بادشاہ نے کہا دوا اسنے کیا دیکھیے پوچھ لیجیے بیچارا منتین کرتا ہی یہ کہکے
آواز دی صاحبو ذرا ہاتھ روکو بیگناہ کو نہ مارو دیکھو وہ کیا کہتا ہی جب لوگ رکے ملکہ صنوبر نے کہا ای
وزیر سارا حال مفصل کہو تمھاری جان بخشی ہو جائیگی سرما نے برف بنا رونے ہاتھ باندھکر کہا حضور حقیقت
یہ ہی جو سنیے بادشاہ نے کہا وہ مینے قبول کیا ملکہ صنوبر نے کہا حضور سچ کہتا ہی اب اسکو معاف کیجیے
صرف منھ کالا کرکے نکلوا دیجیے اور کان مین سرما کے چپکے سے کہا تمھاری جان بچاتی ہون منھ کالا
ہوگا بلا سے داڑھی منڈے گی پاپوش سے کیسی گھسی ہی پھر نکل آئیگی منھ جا کے دھو ڈالنا جان تو بچی
سرما نے کہا ای ملکہ صنوبر جو مناسب جانیے وہ کیجیے میری جان بچا دیجیے صنوبر نے حکم دیا داڑھی انکی
مونڈو منھ کالا کرو گلے مین جوتیون کا ہار ڈالدو گدھون پر سوار کرکے ان نالائقون کو نکالو سرما کا
برف انداز بصد سوز و گداز نکالے گئے ملکہ صنوبر نے کاغذ وغیرہ لیکر پھاڑ ڈالا کہا شہنشاہ اب
آپ کوچ کیجیے کنیز بھی لشکر لیکر حاضر ہوتی ہی مقام قہر اچین دریافت کرکے آگے سے کہیے انکو
قتل کرنا مناسب ہی افراسیاب سلطنت ہوشربا پاکر بڑا مغرور ہوا ہی دیکھیے حضور کے قتل کی فکر کی
ہی ملک اطلس گلگون پوش نے اسیوقت افسران فوج کو حکم دیا بہ تعجیل تمام لشکر ظفر اثر تیار ہو طرف
کوہ ہفت رنگ کے چلو کوہ صنوبر سے غصے مین کانپتا ہوا اژدر انگشت مرکب پر سوار ہوا اور منتر
پڑھتا ہوا چلا ملکہ صنوبر نقلی پہاڑ سے اڑکر غائب ہوگئین یہان کنیزین انیسین جلیسین سٹپٹی

پھرتی ہین کہ ہماری ملکۂ عالم کیا ہو گئین بعض نے کہا شاید ملک اطلس کے ہمراہ گئین یہ تو سب اپنے
تردد مین رہین اور خواجہ عمرو برق بصورت مبدل لشکر کے ہمراہ چلے جاتے ہین خوشیان کرتے ہوے فرماتے
ہین ای برق کیا کہنا جاکر ملکہ مہرخ سحرچشم کو ان کل امورات کی خبر دو جہانتک ہوسکے اپنے کو بدعت سے
تاریک کی بچاؤ انشاءاللہ تعالی ملک اطلس کوہ ہفت رنگ کو فتح کیا چاہتا ہی اگر لاجین کا پتا
لاؤ تو اسکو لیکر آتا ہون برق فرنگی طرف لشکر کے چلا خواجہ لشکر ملک اطلس کے ہمراہ ہین لیکن ملک
اطلس گلگون پوش بصد جوش خروش قریب کوہ ہفت رنگ پہونچا صراط ہفت رنگ
کوہ ہفت رنگ پر جو حجرہ بنا ہی اسمین تخت پر بیٹھا ہی سات پتلیان سنہری پشت پر مگس رانی کر رہی ہین
سات خدمتگار دست بستہ سامنے حاضر ہین اسنے دیکھا کہ گرد اڑی ایک تاجدار شہ سوار سات لاکھ ساحران غدار
لشکر کو ساتھ لیکر کوہ ہفت رنگ سے ٹھہرا صراط ہفت رنگ نے خدمتگار کو حکم دیا کہ اس تاجدار سے
کہو یہ مقام کوہ ہفت رنگ گذرگاہ سامری جمشید ہی یہان بے ادبی جائز نہین ہی لشکر کو ہٹا لیجاؤ ورنہ
سزاے معقول دیجائیگی شہنشاہ طلسم ہوشربا جب قریب کوہ آتا ہی پیادہ ہو کر طواف کوہ ہفت رنگ
کرتا ہی نہ کہ مع لشکر اُترنا اسمین بے ادبی ہی کیہان ملک اطلس نے لشکر کو اتارا بارگاہ مین آکر بیٹھا ارادہ ہی
کہ صراط ہفت رنگ کو بلواؤن یا خود براے ملاقات جاؤن کہ چوبدار نے عرض کی حضور خدمتگار
دردولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی ملک اطلس نے حکم دیا بلالو خدمتگار سامنے آیا رعب و
دبدبہ دیکھکر گھبرا گیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا صراط ہفت رنگ کا پیغام عرض کیا یہ سنکر ملک اطلس
جوش مین آیا کہا جاکر اس نامرد سے کہنا کہ مابدولت کی خبر آمد سنی ہم دو سو برس کے بعد پردہ دنیا مین آئے
تو براے قدمبوسی حاضر نہوا ایک خدمتگار کو بھیجا اب ہمکو خوب ثابت ہوا کہ جب گھمنڈ نے ملک
افراسیاب کو بادشاہ بنایا سلطنت لاجین کو مٹایا بہتر اسمین ہی کہ خدمت مین مابدولت کے حاضر ہو
مقام قید لاجین بتاؤ اسکو چلکر رہا کرین افراسیاب نالائق لائق سلطنت کے نہین ہی اگر اسکے
خلاف ہوا سمجھو اس پہاڑ کو آسمان پر اڑا دونگا آگ لگا دونگا خدمتگار کانپتا ہوا اُلٹا خدمت صراط
مین آیا تمام کیفیت بیان کی صراط نے کہا جھک مارتا ہی بچہ کی شامت آئی ہی افراسیاب بادشاہ
طلسم ہوشربا ہی جو مناسب جانتا ہی وہ کرتا ہی کیا مجال اسکی کہ کوہ ہفت رنگ کو ترچھی نگاہ سے
دیکھ سکے اٹھارہ سو قریہ اس کوہ کے متعلق ہی وہ کہا سا آئیگی تاب نہ لا سکے گا لیکن افراسیاب کو اطلاع ہونا

ضرور ہی اسیوقت اک نامہ لکھا حالات آمد ملک اطلس لفظاً لفظاً درج کیے ماش کے آٹے کا اک طائر بنایا نامہ
اُسکے گلے مین باندھکر طرف افراسیاب کے روانہ کردیا افراسیاب بارگاہ مین بیٹھا ہی تیار یک مے اس
بدعت پر کمر باندھی ہی طبل جنگی تو نہین بجوائی لیکن جب گھبرائی لشکر مرخ پر جا پڑی دو چار کو چیر پھاڑ کھا گئی دو
چار آدمی پکڑ لائی سرداران عمرو نوبت بجان دکار دہ باستخوان ہین افراسیاب خبر سنکر خوش ہوتا ہی حیرت
کہ رہی ہی حضور وزیر اعظم واپس نہ آے نامہ لیکر بخدمت ملک اطلس گلگون پوش گئے تھے یکایک
ہرکارے دوڑتے ہوے آے عرض کی حضور آج نئی طرح کا معاملہ ہی بارہ سو کلمو بے داڑھی موچھین ندارد
جوتیون کے ہار گلے مین اُلٹے گھوڑون پر سوار لشکر مین سرکار کے آے ہین نہین معلوم وہ کون ہین غلامون
نے دریافت بھی کیا وہ نام و نشان نہین بتاتے بارگاہ مین حضور کی آتے ہین افراسیاب نے کہا پردہ بارگاہ
کا اُٹھا دو اور سپاہیون کو حکم دیا تلوارین کھینچکر کھڑے ہو قریب بارگاہ ان کلموہون کو تا آنے دو سپاہی تلوارین
کھینچکر آگے بڑھے افراسیاب نے دیکھا بارہ سو جوان مُنھ کالے ننگ خاندان بالکل برہنہ بدحواس دہائی
دیتے ہوے نام سامری و جمشید لیتے ہوے سپاہی غل مچاتے ہوے آگے بڑھے کہ خبردار حکم شہنشاہ ہی سوانگ
خوب بنا مگر ہولی مین آنا خوب روپ بھرا لیکن یہ مقام میدان قتال و جدال ہی یہ مسخراپن کرنا تمھارا کمال ہی جب
دو سرماے برف انداز گھوڑے پر سے کود پڑا اور آواز دی کہ سوانگ کی ایسی تیسی اپنے بیگانے کو
نہین پہچانتے ستم وزیر اعظم سرماے برف انداز سپاہی کانپنے لگے بڑھکر آواز دی ای شہنشاہ عالیجاہ
وزیر اعظم صاحب آپکے قدیم مصاحب ہین افراسیاب گھبرا کر کھڑا ہو گیا کہا یارو یہ کیا آفت آئی میرے
نوکرون کی یہ صورت کسنے بنائی ملکہ حیرت روتی پیٹتی دوڑی وہ سب اسی حال پُر ملال مین اسی بارگاہ
مین گھس آے بہت سے لوگ تو ڈر کے مارے بھاگنے لگے بعض کو اُنکی ہیئت دیکھکر غش آگئے بعضے کہتے
تھے یارو یہ کیا قہر سامری و جمشید ہی بعضے کہتے تھے اس کالا مُنھ ہونے مین بھی کچھ بھید ہی قدرت کے
ہی کارخانے ہین کوئی سیاہ رو کوئی سُرخ رو فلک کج مدار کیسے رنگ بدلتا ہی ہمارے وزیر نے بھی رنگ
بدلا ہی لیکن افراسیاب نے پکار کر کہا ای وزیر اعظم یہ کیا ستم ہوا سرما نے کہا حضور ستم کیا ہوا بلکہ یہ سمجھیے
کہ جان بچ گئی آپ تک زندہ پہونچے بڑی بات ہوئی ملک اطلس نے یہ حال کیا افراسیاب غصے
مین کانپنے لگا کہا اسکی کچھ شامت آئی ہی اپنے دلمین سمجھا کیا ہی آخر کیا باعث ہوا پہلے وزیر صاحب کا منھ دھلواؤ
لباس پہناؤ تب مین حال پر ملال پوچھون اس ذکر مین صرصر بھی آگئی صرصر شمشیر زن دیکھتے ہی ہنسی

کہا یہ سب ساربان زادے کے فقرے ہین مونڈی کاٹا اٹھو پہر اسی فکر مین رہتا ہی یہ کہکر اندر بارگاہ کے آکر بیٹھی
میان سرما نے قصہ صنوبر کا شروع کیا صرصر تنتی جاتی ہی افراسیاب نے کہا تو کیا ہنستی ہی کیا تجھے
کچھ احوال معلوم ہی صرصر نے کہا حضور کھلی ہوئی عیاری ہی صنوبر کی باتین جو حضور نے بیان کین یہ
صاف عیارون کی باتین ہین سراسر ملکی گھاتین ہین عورت ایسی بدلحاظ ہو گئی اپنا عشق جتانے لگی وزیر
اپنے آپے سے باہر ہوئے پھر فرمایئے کیا ہوا سرما نے کہا رات کو پھر ایک کوتا آیا لیکن اُسنے کہدیا تھا
کہ مجھکو سامری جمشید بلا بھیجین گے تو چلا جاؤنگا صرصر نے کہا شکل صنوبر نگوڑا بھورا ہوگا گوتا جو بنکر
آیا ساربان زادے نے اپنا رنگ جمایا ہوگا بیکتے ہین سب سو گئے مین کہتی ہون بیہوش ہوئے پھر بچکر
کیا ہوا سرما نے کہا بالائے کوہ پہونچے حضور بڑا غضب ہوا جب صندوق کھولے گئے مرا ہوا گدھا
نکلا خانہ اول لاش سے معمور تھا بڑی خیر ہوئی حضور ملک اطلس نے کچھ اور قصہ کیا تھا اگر ذلت
ہوتی تو مین جان دیدیتا تھا آبرو آپ تک پہونچ گیا اب حضور جلد کوئی تدبیر معقول نکالیے سخت باغی پیدا ہوا
خار دیگا بڑا اسکو اپنے سحر پر ناز ہی کہتا ہی شہنشاہ اول کو مار کے لاؤنگا ساربان زادے نے ایسا دام مکر
مین پھنسایا ہی یاد مین اُسی معشوقہ کی آٹھ پہر رویا کرتا ہی تصویر ہاتھ مین یہ شعر وردِ زبان شعر رہتی ہی کھینچے
پہ نت تصویر یارہ وہ دل نے جب چاہا اُٹھائی دیکھ لی ۔ سامری جمشید ملکہ صنوبر جادو کا بھلا کرین
اُسنے بچالیا سب صندوقون مین ایسی ہی واہیات چیزین نکلین کسی مین سڑا ہوا کتا کسی مین بلی کا لاشہ
کسی مین کنکر پتھر یہان تک تو حضور خیر تھی جیب مین سے میرے نامہ نکلا حضور آپکی مہر بھی تھی اہل ضابطہ
کی نشانیان اُسمین یہ مضمون تھا کہ ملک اطلس گلگون پوش کا سر کاٹ لاؤ پھر حضور کیا کہون
لات جوتی کا سامنا تھا داڑھی نوچی گئی لیکن حضور با آبرو گھر پہونچ گئے بیچاری صنوبر نے قتل ہونے دیا
ہر مرتبہ وہی منع کر دیتی تھی ملک اطلس تو اپنے آپ سے باہر ہو گیا قتل کا حکم دیدیا تھا وہ بیچاری
قدمون پر گر پڑی ساری بلا اُسنے اپنے سر لی جھڑکیان کھائین غلام کو بچایا اب وہ ہمارے سامنے طرف
کوہ ہفت رنگ کے یہ کہکر گیا کہ جاکر شہنشاہ لاچین کو مار کے لاتا ہون اور حضور کو نہین معلوم کیا
کیا کہا مین اپنی زبان سے کیا عرض کرون افراسیاب نے کہا اُس بیحیا کی شامتین آئی ہین یہ ذکر تھا کہ
آسمان پر برق چمکی اک طائر ظاہر ہوا گلے مین اُسکے نامہ بندھا ہوا طائر کو دیکھکر سب کے ہوش اُڑ گئے
طائر نے منقار کھولکر آواز دی منم فرستادہ صرصرا ہفت رنگ کاندھے پہ افراسیاب کے آکر بیٹھا

زمزمہ سرائی کرنے لگا افراسیاب نے نامہ کھول لیا اب جو پڑھا صراط ہفت رنگ نے تمام کیفیت
تحریر کی لکھا ہی کہ ای افراسیاب اس زمین متبرک پر خونریزی ہوا چاہتی ہی جلد آکر اسکو بچھاؤ اگر اس زمین
خجستہ آئین پر خونریزی ہوئی پھر طلسم ہوش ربا نہ بچے گا صاف صاف سامری جمشید لکھ گئے ہین
وہ تو آمادۂ حرب و پیکار ہی نہین معلوم تمنے اُسکے ساتھ کیا کیا تام تمھارا سنکر جلتا ہی طبل جنگی بجا چاہتا ہی یہ سنکر
افراسیاب کا غصے مین چہرہ سرخ ہوگیا کہا اس بچہ کی قضا آئی ہی اسطرح مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان
ہوا اسکے حال زار پر گریہ و زاری کرین بڑا سامری پرست ہی اپنے نزدیک سحر و ساحری مین بڑا زبردست
ہی مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینکدونگا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا بہ قہر و غضب تمام اپنے مقام سے اُٹھا حیرت
نے دامن تھام لیا کہا شہنشاہ اُسکے مقابلے مین بجائے لنگوٹا موا مونڈی کاٹا مثل مار سیاہ زمین سے نکلا ہی
نہین معلوم کیا زہر اُگلے گا مین کہین بیوہ نہو جاؤن افراسیاب نے کہا مین اُسکا سر کچلونگا زمین مین سے
نکلا ہی تو میر اکیا کریگا میرا جانا واجب و لازم ہی ابھی کوہ ہفت رنگ کی رعایا سے آگاہ نہین اُٹھارہ ہی
قریہ کوہ ہفت رنگ کا نگہبان ہی وہ لشکر کشی ہوگی لڑگا وہ زمین بار نہ سنبھال سکے گی گنواروں کی کہا
صدا مار مار کی بلند ہوگی نوک دُم بھاگے گا لیکن اگر مین نہ جاؤنگا مرشدزادے ملول ہونگے اُسکی ذات سے
برکت ہی طلسم ہوش ربا مین وہ صاحب شوکت و لیاقت ہی یہ کہکر افراسیاب پشت مرکب مشکین پرند
پر سوار ہوا طرف کوہ ہفت رنگ کے چلا لیکن یہان شکوہ ملک اطلس گلگون پوش بارگاہ
مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی دم بدم یہی کہتا ہی مابدولت کو ایک ایک لمحہ شاق ہی بادشاہ ساحر کی دیدار
کا دل مشتاق ہی یہ کہکر نشے مین جھوما حکم ہوا طبل جنگی بجے ستر سی نقارے پر چوب پڑی صراط ہفت رنگ
کو خدمتگاروں نے خبر دی صراط ہفت رنگ حجرے سے باہر نکلا کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی آسمان سے
اک مرد ضعیف و نحیف پیدا ہوا نقارہ اُسکے کاندھے پر صراط نے حکم دیا ای نقارہ نواز سامری جمشید
کوہ ہفت رنگ پر طبل جنگی بجا دے تمام رعایائے کوہ ہفت رنگ کو خبر پہونچ جاے مرد پیر نے
یا سامری کہکے نقارے پر چوب لگائی زمین حوالی کوہ ہفت رنگ تھرائی تین چوبین لگا کر وہ پیر زمین گیر
نقارہ لیکر غائب ہوا اب لشکر ملک اطلس گلگون پوش مین تیاریان ہونے لگین لیکن صراط
نے کوئی انتظام نہین کیا وہی سات تیلیان اور سات خدمتگار حاضر ہین جب پہر رات گذری تیلیون
کو اپنے حجرے مین چھوڑا کوہ ہفت رنگ سے یکہ و تنہا کوہ اچشم زدن مین دریاے نیل کے کنارے

ہو بجا دریاے نیل جوشان و خروشان تھا موج لطمہ سنج آفت زا ایک ایک موج مثل کوہ فلک شکوہ بلند ہوتی تھی غوغا نے سے گوش گردون کر یہ مقام ملحوظ خاطر سامعین والا تمکین رہے کہ صراط ہفت رنگ کوہ ہفت رنگ و قصر ہفت رنگ و دریاے نیل کا منتظم ہو سات سرہزادون کے دریا مین چرخ مارتے پھرتے ہین سرہزاد افراسیاب و سرہزاد مصور و سرہزاد شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق و سرہزاد بادشاہ داؤد و سرہزاد زمہریر جسکے شکم مین لوح طلسمی ہی و سرہزاد شہنشاہ نیلم و سرہزاد توسن دریاے نیل مین ظاہر ہوتے ہین صراط کنارے دریاے نیل کے آکر ٹھہرا ایک ابر سوسنی بر سر دریاے نیل سایہ فگن ہزار ہا طائران زمزمہ سرا ابر ابر مصروف نغمہ سرائی ابر کی رعنائی زیبائی صراط کھڑا ہوا مثل رہا ہی مثل موج دریا بیتاب یکایک سامنے سے سرہاے مذکور بصد جوش و خروش نمایان ہوے صراط نے جھکا ان سرون کو دامن مین لیا مثل شعلہ جوالہ بھاگا قصر ہفت رنگ کے قریب آیا جوڑے سے کلید نکالی قفل مثل برگ گل کھلا اندر قصر کے آیا سات مونڈھے برنگ مختلف جواہرات کے لاکر رکھے سرون کو اُن پر رکھدیا آپ کرسی بچھا کر بیٹھا روزنامچہ میرمجہ ہاتھ مین لیا قلم اُٹھایا آواز دی ای رازداران طلسم ہوش ربا ای سرکردگان ساحران یکتا دو پہرے شب تجاوز کر چلی کچھ کلام کیجیے دل متردد منزل کو تسکین دیجیے کل دامن کوہ ہفت رنگ مین کیا ہوگا بے سبب کا دشمن پیدا ہوا آخر انجام کیا ہوگا کچھ زبان سے ارشاد فرمایئے بعد عرصہ دراز سرہزاد افراسیاب خوب قہقہا مار کر ہنسا کہا کیون متردد ہی سرہزاد افراسیاب نے تو اتنا لفظ کہا مگر جملہ سرہزاد کبھی ہنسے کبھی روئے یہ اشعار مضامین مختلف پڑھنے لگے نظم

جو اُسکی زلف کو دون اپنی عقدۂ مشکل
مین نیمجان نہ ہا امتحان کے قابل
چلا ہی جاتا ہو مین گو چلا نہین جاتا
چلا نہ زہر و پہ زنہار جادوے بابل
مزا ہی وصل کا ہجران بیشتر دیتے
کہ دار روزن سے کہین ملتفت نہو قاتل
جو سیکھے فتنہ گری رنج عشق نے مجھ سے
مجھے یہ حکم کہ زنہار تو کسی سے نہ مل

نہ بوالہوس کا بھی ہرگز کبھی نہ ٹوٹے دل
وہ شوخ برق عنان خاک مین ملا دیوے
غضب ہی شوق رسائی و دوری منزل
مثال دیتے ہین روز فراق سے کیا دو
گل خزان زدہ کو کیا بہار سے حاصل
خدا سے قربت بیدردی یہ کیا انصاف
نہو سکے کبھی سد سکندری حائل
جلا نہ زیر ہو میرے غبار دل سے تو رنگ

تم اور حسرت ناز آہ کیا علاج کرین
اگر ہو حسرت دنبال گردی محمل
مین کیونکہ مطربہ و مہروش کو رام کرون
بلا مین ہون شب یلدا مین جیسے نازل
ہون بیگناہ وے خون بہا معاف کیا
کہ تو خفا سے نہو اور وفا سے ہو مین خجل
یہ کیا غضب ہی کہ تجھکو تو ربط غیر سے ہو
قضا نے آنے کے بعد بھی نہو زائل

یہ اشعار مضامین مختلفہ سرون نے	کہ بحر عشق مین کام نہنگ ہی ساحل	مین اپنی کشتی ہو طوفان سے بچا کر خوش ہون

پڑھے صراط ہفت رنگ حیران ہو گیا کہ اس مضمون بلاغت مشحون کو کیونکر سمجھون قلم ہاتھ مین تھا کچھ
لکھ نہ سکا عرض کی ای رازداران طلسم یہ کیا ارشاد ہوا یہ آپ کا دعا گو کچھ نہ سمجھا سرون نے جواب دیا تو کچھ
نہ سمجھا ہی نہ سمجھے گا ہم نے سب کہدیا اگر اشعار لکھ لیتا اپنے مقام پر بنظر تعمق سمجھتا یہ پردہ ہاے راز ہین جن بیان
آغاز مین انجام کا ایک طور غور کرنا بکار جو کچھ سامری جمشید نے لکھا ہی اُن کتابون کو ملاحظہ کر جفاے فلک
کجرفتار سے خدا ابھی بچائی شہنشاہ لاچین ناممکن ہی افراسیاب غافل مطلق ہی صراط نے ان الفاظ
کو لکھنا چاہتا تھا کچھ اور پوچھے مگر خاموش ہوے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صراط ہفت رنگ گھبرا گیا
کہتا تھا ہاے آغاز و انجام نہ سمجھنے پایا غضب ہوا صبح ہو گئی جیسے الفاظ آج ان سرون نے کہے کبھی
نہ سنے تھے سرون کو دامن مین لیکر بھاگا قریب دریاے نیل پہونچا سرون کو دریا مین پھینکا وہان سے بھاگا
پسینے پسینے بدحواس ہانپتا کانپتا جست و خیز کرکے بالاے کوہ ہفت رنگ پہونچا تخت پر تکیے گر پڑا
ساتون پتلیون نے سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا کہا کیون مرشدزادے آج آپکو بہت بیقرار پایا خیر تو ہی سر
ہمزادان نے کیا کہدیا جو آپ اسقدر متغیر ہین صراط نے کہا ای کنیزان سامری والی محافظان ما بدولت
جیسے کلام آج سرون نے کہے ایسے الفاظ کبھی نہ سنے تھے اسی مین تردد بڑھ گیا دوڑتے دوڑتے دم چڑھ گیا
کہ کنارہ دریاے نیل کہا قصر ہفت رنگ شب بھر اسی تلاطم مین بسر ہوئی پتلیون نے عرض کی ای
مرشدزادے زمانہ انقلاب ہی سرون کو بھی مثل زلف پیچ و تاب ہی آپ سب کچھ جانتے ہین حافظ کتب
سامری وارث وراثت جمشید لیکن ہوے دو سے خداوندون سے رجوع کیجیے انجام بخیر ہوگا کنیزین آپ پر
نثار ہو جائنگی صراط ہفت رنگ نے کہا ای شہزادیون تم ایسے کلام نکرو تمھارے سبب سے قلب
کو قوت ہی قوت بازو زینت پہلو تمھارے سبب سے کوہ ہفت رنگ پر رونق ہی حالات انقلاب
دیکھکر کلیجہ شق ہی افراسیاب بیدار نہین ہوتا کہ خدمتگارون نے بڑھکر عرض کی حضور دیکھیے ملک
اطلس گلگون پوش سوار ہوا فوج لیکر آتا ہی صراط ہفت رنگ تخت سے اٹھا پتلیان پشت
پر آئین خدمتگار حاضر ہوے سر کوہ پر آکر شہزادہ دیکھا ملک اطلس مرکب پر سوار بڑے قہر و غضب سے راہ
طی کرتا ہوا طرف کوہ کے آتا ہی صراط ہفت رنگ نے پکارکر آواز دی ای ملک اطلس گلگون پوش
تو تاجدار سامری پرستان ہی ہمنشین سامری تیرا لقب اس مرتبے پر ایسا بے ادب یہ مقام بزرگ ہی

خبردار اب آگے قدم نہ بڑھانا مین رعایاے کوہ ہفت رنگ کو طلب کرتا ہون اگر فوج جادو کو لیکر آئیگا
فتح نہ پائیگا محجوب و شرمسار ہو کر واپس جائیگا عمر بھر کف افسوس ملنا پڑیگا انصاف کر ابد دولت سے لڑے گا
بہتر اسی مین ہے کہ پلٹ جا افراسیاب سے جاکر ملاقات کر وہ بخوبی سمجھا دیگا ملک اطلس گلگون پوش
نے آواز دی او بیحیا مغرور عقل و فراست سے دور اس نمکحرام کا ابد دولت کے سامنے نام لیتا ہے شہنشاہ
لاچین عادل باذل فیاض سخی بردبار سامری پرستون کا تاجدار تھا جسنے ملکر اسکو مقید کرایا خوف
سامری جمشید کی عدالت سے نہ آیا ابد دولت کے واسطے گدھے نے تحفہ روانہ کیا کیا کہون کیا کیا اشیا بھیجے
گدھے کی کوئی چیز بھی پھر اُٹھا مجکو سمجھاتا ہے سلطنت کوہ ہفت رنگ پر تجکو بڑا ناز ہے ظہور ابد دولت
کرامات و اعجاز ہے دو سو سال کس حال مین زیر زمین بسر کی کس جاہ و جلال سے برآمد ہوے رعایا
سے ہاتھ باندھکر خدمت مین ابد دولت کی چلا آ قید لاچین بتادے ابد دولت کے ہمراہ چلکر رہا کرا لا اسکو
تخت پر بٹھا مین روح سامری و جمشید شاد ہو طلسم ہوش ربا نئے سر سے آباد ہو صراط نے جواب
دیا افراسیاب کو سامری و جمشید نے بادشاہ بنایا ہم معزول کرنے والے کون ہین اب آگے قدم
نہ بڑھانا ملک اطلس نے آواز دی او بیحیا ابد دولت آتے ہین کیسی زمین بزرگ یہ کہکر کے بڑھا یا
صراط ہفت رنگ نے ساتون پتلیون کو اشارہ کیا ساتون پتلیان مثل شعلہ جوالہ بصورت
برق جہندہ چرخ مار کر بلند ہوئین پکار کر آواز دی ای رعایاے کوہ ہفت رنگ اپنے اپنے قوم
سے آمادہ جنگ ہو کر نکل آؤ دشمن کو سزا دو لشکر اس مغرور کا بشادو پتلیان یہ کہکر زمین پر آئین پشت پر
صراط کے کھڑی ہو کر گمس سانی کرنے لگین پلک نہ جھپکنے پائی تھی کہ چہار جانب سے گرد عظیم بلند ہوئی
اٹھارہ سو قریہ کی گوار آگے آگے زمیندار ٹٹو پر سوار ڈھال پھٹکا باندھے ہوے انکو جہامر پہ دھوتی
لبی باندھے ہوے پشت پر ہزاریاسی تیر گنٹھے لیے ہوے ایک جانب گنوردل بڑے بڑے لٹھ
کاندھون پر پانچ پانچ سیر لوہا اُسمین لگا ہوا لبنا لینا کی صدا مین چھیانک آوازین سب خرد و کلان از
پیر تا جوان جس حال مین جو بیٹھا تھا نکل پڑا یا تو لشکر ملک اطلس گلگون پوش جما ہوا نوبت
نقارے بجتے ہوے زمین و آسمان گرجتے ہوے بہ انتظام تمام جاتا تھا گنوار جو آکر گرے ساحر
و غیر ساحر لشکر سے مل گئے دو چار حملے تو گنوارون نے ایسے کیے کئی لاکھ کو مارا قریب تھا کہ فوج کے
پاؤن اکھڑ جائین بڑے بڑے ساحر ہراسان ملک اطلس گلگون پوش بیقرار بے بس

گھبرا گئے تھے الامان الامان چلاتے تھے کوئی پکارتا تھا یا خداوند سامری کوئی جمشید کو پکارتا تھا کوئی نام لات و منات لیکر للکارتا تھا دریاے خون جاری ہزارہا سر مثل کاسۂ گدائی دھڑ سے ادھر گرے تھے شعر کاسۂ چینی ہے ای منعم نکر اتنا غرور ہمنے دیکھا ٹھوکریں کھاتے سر فغفور کو جس میں غرور تھا ٹھوکروں سے سم مراکب کے چور چور تھا ہاتھ کٹکر دریاے خون میں گرے معلوم ہوتا تھا مچھلیاں پھڑک رہی ہیں اصل ماہیت سے کوئی آگاہ نہ تھا مگر ملک اطلس گلگون پوش سنبھلا اسباب سحر ہاتھ میں لیکر گنواروں پر جا پڑا دو چار حملے جو کیے دس دس پانچ ہزار لاشے گرگئے گنواروں میں بھی تہلکہ ہوا لیکن حکم صراط ہفت رنگ سے جان دیے دیتے ہیں قدم نہیں ہٹاتے ملک اطلس کے ساتھ سب طرح کا سامان ہے خیمے بارگاہیں خزانہ بیحساب فوجوں کا انتظام جب اسنے دیکھا فوج کے پاؤں اُکھڑے جاتے ہیں حقیقت میں گنواروں کی لمبار کا روکنا نہایت دشوار ہے نقیبوں کی جانب اشارہ کیا بڑھکر اشعار عبرت آثار پڑھو جوانوں کو رلا کر ایک ایک کو نہال کردونگا اُسوقت نقیبان خوش آواز نے بصد سوز و گداز یہ چند اشعار عبرت آثار پڑھنا شروع کیے اشعار

ہر رفیق بیکسی منزل بمنزل رہگیا
ذبح کے لائق نہیں سمجھے قاتل رہگیا
لوا نے قسمت نخل قاتل سے نہ برآئی مراد
آئنہ میری طرح اُسکے مقابل رہگیا
زمزمہ سنجی بھلادی خطرۂ صیاد نے
ابر میں پوشیدہ ہوکر ماہ کامل رہگیا
سر جدا تن سے کیا آنکھوں پہ پٹی باندھکر

گر پڑا آنسو کسی جا پر کہیں دل رہگیا
ای اجل فرصت نہ دی افسوس اتنی ہوس کی
تشنۂ آب دم شمشیر بسمل رہگیا
سخت جانی نے مزے کیا کیا دکھائے تیغ کو
لٹ گئے آتشکدے کا رنگ شور عنادل رہگیا
دی نہ فرصت ہمرہی کی اضطراب روح نے
ای نسیم افسوس ہو دیدار قاتل رہگیا

حوصلہ غرکردیا تاخیر قاتل نے مجھے
آرزومند جفا احسان قاتل رہگیا
جوش حیرت نے نہ دی فرصت کہ جنبش کرسکے
رک گیا خنجر کبھی بازوے قاتل رہگیا
سایۂ زلفوں کا کل پیچاں ہو رہے صاف گو
دل میں پروانے کے سوز شمع محفل رہگیا

کبھی آواز دی ای مردان عالم قدم ہمت سے نہ ہٹے دنیا مقام عبرت ہی رہجائے عشرت بڑے بڑے شاہان جلیل و پہلوانان بے عدیل حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے اُٹھے ناموروں کی قبر کے نشان بھی نہیں ملتے سپاہی کا یہی دھرم ہے مرکر اپنے بزرگوں کا نام روشن کرنا جرات پر جان دینا مرنا فتح تو کسی قدر سب لوگ گنواروں پر جا پڑے لیکن ملک اطلس گلگون پوش نے طبقے زمین کے ہلا دیے جب اسنے سحر کیا دو دو ہزار کا سر پھٹ گیا کبھی یا سامری کہکر دو ہتھڑ مارا اژدر پیدا ہوے ہزاروں کو نگل گئے کبھی آگ برسائی ہزاروں جل گئے

تاری جل گئے اب ملک اطلس یہ چاہتا ہے کہ مین لڑتا بھڑتا تا بہ کوہ ہفت رنگ پہونچون صراط کو جا کر
مارون صراط کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہے کبھی گنوارون کو ترغیب دیتا ہے کہ اے معین و نگہبان کوہ ہفت رنگ
ان نالائقون سے جنگ کرو گھوڑے دوڑاؤ ان نامردون کو تنگ کرو کوئی زندہ نہ بچنے پائے لیکن ملک
اطلس نے دو چار حملے ایسے کیے کہ گنوارون کے پرے تھم سکے اٹھارہ سو قریہ کی گنوار ہی کچھ تو بھاگ کر
نکل گئے کچھ الجھے ہوئے ہین لیکن فوج ملک اطلس کی غالب آئی ہے گنوار گھبرا گئے ہین اسوقت
ملک اطلس نے سحر کرکے اپنے گرد سے گنوارون کو ہٹایا آپ طرف کوہ ہفت رنگ کے سحر کرتا ہوا
چلا دو چار گولے پہاڑ پر ایسے مارے صدہا پتھر ٹوٹے پہاڑ تھرایا اب صراط ہفت رنگ گھبرایا کہ
ملک اطلس زیر کوہ پہونچ گیا اور نعرہ کیا کہ دیکھیو مین آ پہونچا یہ کہکے گھوڑے سے کودا اسوقت صراط
نے اک پتلی کو اشارہ کیا وہ سر پر ملک اطلس کے آکر اڑی یعنے اپنا سایہ ڈالا اس سایہ پڑنے سے
ملک اطلس کے پاؤن زمین نے تھامے رنگ رو متغیر چہرہ اداس عالم یاس گھبرا کر طرف آسمان کے
دیکھا پتلی نے آواز دی او بے ادب ہٹ جا سامری جمشید کے پوجے پاٹ کا یہ مقام ہے یہان کبھی کسی نے
خونریزی نہین کی تو نے بڑی بے ادبی کی روح سامری جمشید کو صدمہ دیا ملک اطلس نے خاک
دستک دی نام سامری جمشید لیکر چیخا آسمان سے اک عقاب اڑتا ہوا آیا سر پر ملک اطلس کے
آکر سایہ اپنا ڈالا آواز آئی اے شہنشاہ ہوشیار باش یہ نعرہ کرکے عقاب غائب ہوا ملک اطلس کے
ہوش درست ہوئے پاؤن زمین نے چھوڑے سنگریزہ اٹھا کر پتلی پر مارا سنگریزہ پتلی کے سینے پر پڑا مثل
رعد کے آواز آئی پتلی نیچے کھینچکر ملک اطلس پر جا پڑی پنجے کا وار کیا ملک اطلس نے ہاتھ بچا کے
کلائی پر ہاتھ ڈالا اب سب نے دیکھا وہ پتلی نحیف و ضعیف مثل پہلوان کے ملک اطلس سے لپٹ گئی
کشتی ہونے لگی ملک اطلس گلگون پوش نے دے مارا چھاتی پر چڑھکر سر کھینچکر پھینکا اندھیر ہوا
آواز آئی کشتی مرا نام من کنیز سامری رازدار افسونگری بودہ ہے وقت زوال طلسم ہوش ربا پہونچا
آپسمین سامری پرست اٹھارہ بزرگ یہی لکھ گئے تھے کہ طلسم ہوشربا مین ایسا غدر ہوگا ایک مذہب والے
آپسمین لڑینگے سامری پرستون پر وقت سخت پڑینگے سب نے دیکھا وہ پتلی جلکر خاک ہوگئی گر لمحے بعد پشت
پر صراط کے جا کے ظاہر ہوئی دست بستہ پشت پر صراط کے کھڑی ہے شکایت کر رہی ہے ساتھ والیان کہتی ہین
بوا آج تمنے بڑی مصیبت اٹھائی نگوڑے بیدردے پالا پڑا ہے تمہاری چھاتی پر چڑھا گوڑے کے ہاتھ

ٹوٹین آنکھیں پھوٹین در در سا سا مارا پھرے موے کو بھیک مانگے نہ ملے لیکن اطلس اپنے نزدیک پتلی کو
مار کر قریب درجۂ اول کوہ ہفت رنگ آیا تیغہ برق مثال کھینچے ہوے اسباب سحر ہاتھ مین دریاے
خون مین نہایا ہوا درجۂ اول کوہ ہفت رنگ نیلم کا ہی جیسے ہی ملک اطلس نے درجۂ اول پر پانون
رکھا تڑاقا ہوا پتھر پھٹ گیا اک فیل مست نکلا ملک اطلس پر حملہ کیا اطلس سحر کر کے فیل کے خرطوم
سے لپٹ گیا گردن اُسکی مع نرخرے کھینچ لی ہاتھی گرتے گرتے جل گیا زمین سے شعلے نکلنے لگے ملک
اطلس اپنے تئین شعلہ ہاے آتش سے بچاتا ہی باران سحر برساتا ہی جب شعلے بجھ جاتے ہین چاہتا ہی
جست کرکے درجۂ دوم پر جاؤن وہ جو پتھر پھٹ گیا ہی اُسمین سے کبھی شیر ببر ڈکارتا ہوا نکلا ملک اطلس
پر حملہ کیا ملک اطلس نے گھونسا مارا شیر کا سر پھٹا گردن پیدا ہوا اُسکو بھی اسنے مارا اُسی درجہ سے
صدہا جانوران گزند نکل رہے ہین ملک اطلس اُن جانورون سے لڑ رہا ہی مگر راہ اُن سبھون نے
روک لی دوسرے درجہ تک جانے نہین دیتے ملک اطلس بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی صراط
خاموش کھڑا دیکھ رہا ہی جب ملک اطلس نے دیکھا جانور نہین موقوف ہوتے پکار کر آواز دی او
صراط بے بساط یہ کوہ ہفت رنگ ہمارے سامنے بنایا گیا دیکھ ابھی آتا ہون اِن شعبدون کو مٹاتا
ہون بادولت کے سامنے یہ بے ادبی یہ کہکر اپنی ران پر خنجر مارا خون لیکر اُس پتھر پر چھینٹے دیے یا تو درجہ
کھلا ہوا تھا جانوران مذکور نکل رہے تھے پتھر جل رہے تھے وہ درہ بند ہو گیا جانورونکا نکلنا موقوف ہوا
ملک اطلس سحر خوانی مین مصروف ہوا چاہا جست کرون درجۂ دوم پر جا پڑون یکایک آسمان پر ابر
ہفت رنگ نمایان ہوا دیکھا افراسیاب بہ قہر و غضب تمام ہوا پر آتا ہی جیسے شنا در ملاہی کاٹتا ہی اسطرح
بجوش و خروش ہوا کو کاٹتا ہوا ظاہر ہوا وہین سے پکارا او ملک اطلس خبردار کہان جاتا ہی درجۂ
ثانی کا ارادہ مگر نا بہت ذلیل کرونگا اور صراط کو آواز دی واہ مرشد زادے آپ سے کچھ نہو سکا کھڑے
ہوے تماشا دیکھ رہے ہو یہ کنیزان سامری کس دن کے واسطے ہین سانون کو حکم دیا بوٹیان کاٹکر اس بحیا
کی پھینک دیتین صراط ہفت رنگ نے غصے مین جواب دیا او افراسیاب تجھے کیا معلوم یہان
کیا گذری ایک کنیز سامری نے جان دی یہ میری کرامت ہی کہ میری پشت پر آکے موجود ہو گئی تجھے
عیش و راحت سے کہان فرصت آج اس مقام بزرگ مین خونریزی ہوئی درجۂ اول فتح ہوا یہ بحیا
غضب کر رہا ہی علوم سحر و ساحری مین معمور ہی ان سب امورات مین سراسر تیرا قصور ہی افراسیاب

ہوا سے اُترا ملک اطلس کے سامنے آیا جیسے ہی افراسیاب نے درجۂ اول پر قدم جمائے ملک اطلس
نے ہاتھ مارا افراسیاب کے شانے پر تلوار پڑی اُچٹ گئی افراسیاب نے رد کا ہزارہا شعلہ ہائے آتش
نکلا کوہ ہفت رنگ پر گرتے ہیں پہاڑ سے آواز آتی ہے اوا افراسیاب ہمکو بچا افراسیاب پلٹے کے
باران سحر برساتا ہے شعلہ ہائے آتش کو بجھاتا ہے جب افراسیاب نے ہاتھ مارا ملک اطلس کے لگا تھا شعلے
تلوار سے نکلے وہ جا کر لشکر صراط پر گرے ہزاروں جلے اب سب گنوار گھبرا کے دور جا کر کھڑے ہوئے لڑائی کا
تماشا دیکھ رہے ہیں ایک جانب لشکر ملک اطلس جما ہوا کھڑا ہے دونوں لشکروں کی لڑائی پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ
جب چار پانچ حربے افراسیاب و ملک اطلس میں رد و قدح کے ہوئے ہزارہا ساحری پرست
جانبین کے جلے افراسیاب نے پیچھے ہٹ کر ایک دو ہتڑ مارا آسمان سے ایک برج آتشین پیدا ہوا ملک اطلس
پر گرا ملک اطلس اُس آگ میں بند ہو گیا لمحہ بھر کے بعد مثل شعلہ جوالہ اُس آتش سحر کو بجھاتا ہوا نکلا نعرہ
کیا او نالائق یہ کیا بیہودہ سحر کرتا ہے یہ کہکے سحر کیا افراسیاب پر کئی لکۂ ابر گرے افراسیاب اُسمیں سے
چمک کر مثل آفتاب نکلا لکار کر جا ملک اطلس کی طرف چلا ملک اطلس نے اپنا خون اپنی تلوار پر ملا وہ
تیغہ خون آلودہ افراسیاب پر لگایا افراسیاب نے چاہا روکوں وہ تیغہ زرکار سر پر افراسیاب کے
پڑا افراسیاب کا تاج کنگرہ زمین پر گرا سر پر زخم آیا بس افراسیاب نے غصے میں طرف آسمان کے
دیکھا لکۂ ابر ہفت رنگ لہرا رہا ہے آگے بڑھے لکۂ ابر گلنار صاف ظاہر ہو کہ دریائے خون جوش مار رہا ہے اُس
ابر کی جانب افراسیاب نے اشارہ کیا بقہر و غضب تمام آواز دی اِس بے ادب کو لے لینا کیا ہوشربا فتح
ہو گیا ہمارے نگہبان ایسے بیخبر ہیں یا بدولت سرداران ہوشربا کے افسر ہیں خبردار اب یہ بچکے نکلنے نپائے
اِسکو پکڑ لو وہ لکۂ ابر گلنار کڑک کر گرا لیکن ملک اطلس نے ابر کو دیکھ کر خون کے قطرے چھڑکے تیغہ بھی
چمکایا سحر بھی بہت سے پڑھے اِسطور سے وہ ابر گرا افراسیاب بھی اور ملک اطلس بھی اُس ابر
میں مخفی ہوئے اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ افراسیاب نے تو وہ ابر ملک اطلس پر گرایا تھا لیکن اُسنے
بھی ایسا سحر کیا کہ افراسیاب بھی اُس ابر میں چھپا اور ملک اطلس بھی اُس لکۂ ابر گلنار میں مخفی
ہوا دیکھنے والوں نے یہ دیکھا کہ جب وہ ابر شق ہوتا ہے تو افراسیاب و ملک اطلس ظاہر ہو جاتے ہیں
اندر اُس ابر کے دونوں سے تلوار چل رہی ہے جھنکار کی صدا بلند ہے چھپتا ہوا آسمان پہ جاتا ہے خون ابر سے
برس رہا ہے کبھی دونوں ظاہر کبھی مخفی جس راہ سے وہ ابر نکلا زمین پر خون گرا قریات جل رہے ہیں نخل

ہزار ہا جھلک گئے یہ ابر انتہا کا بلند ہوا فوج ملک اطلس باقی ماندہ اسی ابر کو دیکھتی ہوئی چلی گنوار اپنے اپنے قریون کو پلٹ گئے صراط ہفت رنگ نے مہلت پائی سمجھا کہ افراسیاب ملک اطلس کو لپیٹ کر لے گا ابر مین لے گیا یہ رونا پیٹتا اپنے حجرے مین داخل ہوا وہی سات کنیزین سات خدمتگار مگر رنجیدہ کبیدہ کنیزون سے کہا ہاہی اسی مضمون کے اشعار سرا ہے ہم ان نے پڑھے تھے جو مضمون پری سمجھ مین نہ آیا اب اُس مضمون کا ظہور ہوا کنیزون نے رو کر جواب دیا حضور ہمنے زبان سامری جمشید سے یہ سنا تھا کہ زیر کوہ ہفت رنگ سامری پرست آپسمین لڑینگے بڑے معرکے پڑینگے اُس ارشاد کا آج ظہور ہوا صاف عرض کرتے ہین عمر طلسم ہوشربا تمام ہوئی افراسیاب کی غفلت نے سبکی جان لی افسوس صد ہزار افسوس صراط نے جھلا کر کہا چپ رہو بیہودہ نہ بکو طلسم ہوشربا کی ہزار برس کی عمر ہی اسے نہین کوئی فتح کر سکتا اس لڑائی ہونے سے کیا ہوتا ہی بتلیان خاموش ہو رہین گروہ ابر اڑا ہوا اُسی طور سے جاتا ہی اب ذکر کرنا لشکر اسلام کا واجب و لازم ہوا **اشعار**

مغنی فغان کہ آمد جہان	درین زیر نہ پردہ آسمان
درین پردہ آواز نام جہانی	

یہ احوال جم با احوال کی قضاے کار اتفاقات روزگار ملکہ حیرت بیرون بارگاہ کرسی پر بیٹھی ہی گرد شاہزادیان مصاحبان خاص ہمدم با اختصاص اپنے اپنے عہدہ پر حاضر ہین صرصر شمشیر زن ملکہ حیرت کے سامنے آئی عرض کی حضور ابھی پرچہ اخبار گذرا کہ ملک اطلس تا بہ کوہ ہفت رنگ پہونچا صراط کو بڑے قدمبوسی بلاتا تھا یہ مرشدزادے ہین کب اس بات کو مانتے تشریف نہ لیگئے پرچہ مین تحریر ہی کہ اُسے طبل جنگی بجوا دیا لڑائی بہت سخت پڑی رعایاے کوہ ہفت رنگ قتل ہوگئی یہ بھی خبر ملی کہ شہنشاہ ہمارے عین وقت پر پہونچے لیکن اخبار نویس نے یہ نہین لکھا کہ شہنشاہ نے ملک اطلس کو قتل کیا انجام نہین معلوم کیا ہوا اور ہرکارے کنیز نے روانہ کیے ہین یقین ہی خبر لیکر آئین یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ حیرت گھبرا گئی کنارے پر لشکر کے ٹہلنے لگی حکم قطعی دیا خبرین مفصل دریافت کرکے لاؤ جو خبر مفصل لائیگا اُسکو دولت دنیا سے نہال کر دونگی عجب طرح کی خبر وحشت اثر آئی جس سے طبیعت بہت گھبرا گئی ہی ساحر روانہ ہو رہے ہین ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ خبر سنی ہر چند کہ لشکر انکا تباہ و برباد ہی لیک گوشہ صحرا مین بارگاہ استادہ ہی خوف تاریک سے سراسیمہ چھپے پھرتے ہین ہر وقت خوف ہی جب اس ملعونہ نے قصد کیا آبرڑی دو چار کو اُٹھا لیگئی چیر پھاڑ کر کھا لیا مگر یہ جو ثابت ہوا کہ اسوقت حیرت جادو

کچھ انتشار مین یا کسی کے انتظار مین کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی ہی یہ بھی بارگاہ سے باہر نکل آئین بادشاہ لشکر
جو باہر آیا سب سردار نکل آئے اہالیان لشکر دس ہزار کسی طرف ہین بیس ہزار کسی طرف ہین جیسے اپنے افسر
کو دیکھا پرے باندھے سلام کے واسطے سامنے آئے ملکہ مہرخ سب کو دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائین فرمایا
ای خیر خواہان دولت و ای جان نثاران باہمت تم سبکو پروردگار بدعت سے تاریکی کی بچائے روز سیاہ
نہ دکھائے ملکہ بہار پہلو مین ملکہ مہرخ کے حاضر ہین آج گل سا چہرہ کمھلایا ہوا اداس عالم یاس کنیزون نے
جا کر سلام کیا ملکہ نے فرمایا صاحبو کیون ڈرہ ہارے کوہ سے نکل آئین ایسا نہو وہ ملعونہ آدم خوار دھوئین سے باہر
نکل آئے تم سب کو آزار پہونچائے غنچہ دہن انتہا کی کم سخن ہی لیکن اسوقت بیقرار ہوکر جواب دیا کیا اپنی
جان ہمکو آپکی جان سے عزیز ہی آپ بارگاہ سے نکلین ہم بھی برائے سلام آئے دو دو دن تک گلچینی گلشن جمال
نہین ہوتی دل گھبراتا ہی مثل عندلیب بے بال و پر تڑپتے ہین کسکو حال دل سناتے ہین دلین ناسور پڑ گئے لیسا
والے بیار گلشن جنان ہوے باغ عالم سے مثل بوئے گل سفر کرگئے سرو سہی آنکے قد گل سے عارض یاد
آتے ہین ان رہروان ملک عدم کو کہان تلاش کرین کس سے نشان منزل پوچھین غنچہ دہن نے جو بیقرار
ہوکر جواب دیا بہار نے ٹھنڈی سانس کھینچی بیقراری مین غنچہ دہن کو سنا کر یہ اشعار آبدار پڑھے اشعار

کوئی شیشہ نہین ہای رونق محفل ٹوٹا
باغ سے رشتۂ امید عنادل ٹوٹا
حلقۂ زلف ہلانے مین جو پکارے سے
ایک ہی جھٹکے مین ہر چند سلاسل ٹوٹا
امتحان قوت بازو کا کیا جبکہ نسیم

آہ کی ٹھیس لگی آبلۂ دل ٹوٹا
گھورتا ہی نگہ قہر سے کیون پھر پھر کر
مین یہ سمجھا کہ ستارہ لب ساحل ٹوٹا
کس بلا کی یہ صدا تھی کہ جگر پانی بھی
شکر صد شکر کہ تنکا بھی نہ مشکل ٹوٹا

پھیلا دام مین صیاد رہائی معلوم
کیا مرے قتل مین خنجر کوئی قاتل ٹوٹا
مخلصی زور جنون سے ہوئی حاصل کو
دور مرنا خیر نہین ہائے کہ مین دل ٹوٹا

بہار کی باتون پر سب رونے لگے
قضائے کار تاریک دھوئین مین گے اندر پہنچی تھی آواز جو لوگون کے بولنے کی سنی دھوئین سے سر نکالا مرد و عورت
جو کھڑے دیکھے مکارہ کے منھ مین پانی بھر آیا اک جھپٹا مار کر جا پڑی لشکر والے بھاگے مہرخ و بہار وغیرہ
جا کر نخلستان مین چھپین کنارے پر لشکر کے دس پانچ آدمی تھے انکو اٹھا لائی چیر پھاڑ کر کھانے لگی دھوئین سے
سر نکالے ہوے ڈکارین لے رہی ہی بندگان خدا کو کھینچ لائی قہقہے مار رہی ہی اچھلتی ہی کودتی ہی کنارے
پر لشکر کے حیرت بھی تھرتھر کانپ رہی ہی مہرخ و ملکہ بہار سامنے مین نخلستان کے جا کر ٹھہرین وہان سے
دیکھ رہی ہین ایک سے ایک کہتا ہی کیون صاحب اس ملعونہ کے ہاتھ سے کہان جا کر چھپین کیونکر جان بچائین

کہاں نکلجاؤن کس گوشے مین جاکر چھپین کہاں تک بار غم والم اُٹھاؤن مجھیٹون سے کیونکر آنکھ ملاؤن مجھ وم حجاب دامنگیر ہوا بتقدیری قضاے کار آسمان پر اک دنّاٹا ہوا کہ زمین کانپنے لگی سب نے سر اُٹھاکر دیکھا اک لکّۂ ابر خونی جسمین رعد کی گرج برق کی چمک اندر سے ابر کے صداے نعرۂ افراسیاب بصد قہر وعتاب آتی ہی منم شہنشاہ طلسم ہوشربا ساحر جلیل ویکتا دوسری آواز آتی ہی بصد جوش وخروش او بیحیا منم ملک اطلس گلگون پوش ملکہ حیرت دیکھکر گھبراگئی کبھی آجتک تاریک کے سامنے نکلی تھی لیکن اسوقت سیٹی ہوائی دوڑ تی غصے مین پکارا او کالی بلا سامری جمشید تجھکو غارت کرین سواے آدمیون کے کھانے کے تجھکو کچھ اور بھی کام ہی شراب اسقدر پی میخانے خالی ہوگئے اب تجھکو سنکھیا زہر کھلاؤنگی منھ مین تیرے آگ لگاؤنگی تاریک نے جو حیرت کو اسطرح غل مچاتے ہوے دیکھا قہقہا مارکر ہنسی پکار اُٹھی کیون ہوکیا ہی میرے بلانے نے کچھ تمھین آزردہ کیا کوئی محل بنالیا پھر وہ تو میرا فرزند ہی اس مقدمے مین رشک نکرو جسقدر غل کریگا اب کو راضی رکھے گا تجھکو ہم بیاہ کے لاے ہین تیرے برابر کسیکا مرتبہ نہوگا حیرت نے کہا ارے کمبخت اپنے نورنظر کی خبر لے دیکھ تو اسپر کیا آفت بپا ہی ابر خونی آتا ہی کسی سے شاید لڑائی پڑی وہ صدا آئی تاریک نے سر اُٹھایا لکّۂ ابر گلنار کو دیکھا میدان مین آکر لکّۂ ابر چرخ مارنے لگا اُس سے صداے ہاہو بلند جیسے ہی تاریک کی نگاہ پڑی لٹھ کا جھاڑ کے اُٹھی آواز دی ارے کون بے ادب ہی میرے بچے سے لڑتا ہی یہ کہکر کڑک کے ابر پر جاگری گویا بلاے سیاہ تھی جاتے ہی اُس ابر کے ٹکڑے اُڑادیے اب سبنے دیکھا ابر تو لخت لخت ہوگیا افراسیاب زخمدار ایک جوان تاجدار لخت لخت خون کے زرہ پر جمے ہوے افراسیاب سے مصروف کارزار ہی لیکن تاریک جو جاکر گری لکّۂ ابر گلنار مین اک نقابدار گلگون پوش تھا تاریک نے اُسپر اک طمانچہ ماردیا اسکا سر اُڑگیا افراسیاب نے کہا واقعی اماں یہ کیا کیا اتنی جو افراسیاب کی پلک جھپکی وہ نقابدار مع ابر جلکر زمین پر گرا ملک اطلس الگ ہوا افراسیاب کو تاریک نے اپنی پشت پر لیا ملک اطلس پر چلی تھی وہ تڑپ کر زمین پر آیا کہ صحرا سے گرد اُڑی لشکر ملک اطلس بھی آکر پہونچا سبنے اپنے مالک کو گوشۂ صحرا مین دیکھا دوڑ پڑے لیکن تاریک جو تڑپ کے گری آواز دی او اطلس مینے تجھکو پہچانا ملک اطلس نے آواز دی او چھوٹی نے غدر طلسم ہوشربا مین ڈالا ہی یہ کہکر تاریک پر گُرز کھینچ مارا تاریک کی پیشانی پر پڑا تین چرخ کھاے جھپٹا مارکر جا پڑی ملک اطلس نے تیغ مارا تاریک کے سر پر تاغیر

اسنے کئی سنگ ریزے مارے ملک اطلس زخمی ہو چکا تھا زخم زیادہ کھل گئے غصے مین کئی گولے مارے آخر کا گولا اپنے خون مین رنگین کرکے مارا تاریک نے پھبکی ماری گولہ پھٹا اُسمین سے برق چمکی اب سر تاریک زخمی ہوا اُٹھکر لڑائی چاہا جھپٹ کر جا پڑے افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا کہا دائی امان مینے اس بچیا کو بسمل کر دیا ہی خود تڑپکے مرجائیگا ایسے سامری پرست کا خون گردن پر لینا باعث خرابی ہی آپ تڑپ تڑپکے مرجائیگا جانے دیجیے لیکن آپنے غضب کیا محافظ ابر گلنار نقابدار کو مار ڈالا اُسنے بڑی بڑی بلائین نازل کین بے غیرت ہی جوتیان کھا چکا ناحق کو بلبلاتا ہی اس عرصے مین ہمراہیان ملک اطلس بھی آپہونچے یہ زخمداری مین جھوم رہا تھا سرداروں نے ہوادار پر سوار کرلیا ایک گوشے کی جانب لیکر آے بارگاہ زرنفتی استادی لشکر جا بجا اُترا ملک اطلس نہ مانتا تھا سرداروں سے کہا تم لوگ نہ گھبراؤ مین ابھی جاکر اس مکارہ کو مارتا ہون افراسیاب نے نابدولت کا کیا کرلیا یہ باعث تھا کہ وہ بادشاہ طلسم ہوشربا ہی بدون لوح قتل نہوگا مین جاکر شہنشاہ لاچین کو لاؤنگا اسکی سلطنت مٹاؤنگا سب عرش کی دیکھیے اُسکو بھی افراسیاب پھیر لیگیا حضور بھی فروکش ہون زخم دوزی کیجائے آئندہ جیسا راے مبارک مین ہوگا خیر خواہان دولت بجالا ئینگے یہ بھی دریافت کرلینگے کہ شہنشاہ لاچین کہان قید ہی صراط ہفت رنگ سے پوچھنے کی حاجت نہوگی اسطرح سمجھاتے ہوے بارگاہ مین لیکر آے زخم دوزی ہونے لگی یہان افراسیاب نے بمشکل تاریک کو سمجھایا کہا دائی امان تامل فرمائیے مین اُسکو سمجھا دونگا تاریک نے پوچھا آخر اس بچیا کو مسلمانون سے کیا کام ہی تجھسے کیون برسر فساد ہوا افراسیاب نے کہا نہین معلوم دشمنون نے کیا سمجھا دیا میرے جانب پلٹ پڑا کہتا ہی قتل کرونگا لاچین کو رہا کرکے لاؤنگا اسکی کیا مجال ہی تا بقید شہنشاہ لاچین پہونچ سکے ایسے مقام پر وہ قید ہی جہان طائر وہم و خیال بھی نہین پہونچ سکتا یہ بیچارہ وہانتک کیا جائیگا راہ مین ہزارون ٹھوکرین کھائیگا تاریک نے کہنے افراسیاب کے مٹکی شراب کی لیکر اندر دھوئین کے داخل ہوئی افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا اسنے بھی زخم دوزی کرائی ملکہ صرصر و بہار اپنی بارگاہ مین آئین جب تخلیہ ہوا صرصر و نے اپنے آنولا پھیکا صرصر و بہار لپٹ کر رونے لگین کہا خواجہ بدعت تاریک نے پامال کر ڈالا لشکر تمام منتشر کوئی کہین کوئی کسی جگہ افسر بحواس ہر ایک کو عالم یاس عمرو نے ایک ایک کو گلے لگا لیا کہا ای صرصر ایک ہوس دلمین باقی ہی اُس عیاری کی فکر رہا ہون اگر بن پڑی تو مین نے اسکو مارا یا اپنی جان دیدی

برہمن رو مین تن کی بھی آمد قریب ہی وہ بھی بڑے کروفر سے مقابلہ کریگا خدا چاہیگا تو تاریک کے جی
چھوٹ جاینگے ملک اطلس کو بھی باغی کرادیا انشاء اللہ یہ بھی لڑیگا مہرخ نے کہا ایسا نہو اطلس یہان
آگیا ہی افراسیاب جاکر صفائی کرے سب کیفیت ظاہر ہوجائے پھر کوئی بار نہ اُٹھا سکیگا ایک جانب اطلس
ایک جانب تاریک عمرو نے کہا مینے اپنے کو اسواسطے مخفی کیا ہو میرا حال نہ کھلنے پائے مینے اُس سے
وعدہ کیا ہی کہ سمت کوہ لعل قلمون تمہاری معشوقہ کو لینے جاتا ہون میرا ظاہر ہونا مناسب نہین ہی لیکن اب
کوکب کے پاس جاؤنگا جو تدبیر سوچی ہی اُسکا انتظام کرونگا یہ فرماکر چالاک کو بلایا وہ بھی روتا ہوا آیا عرض کی
خلیفہ صاحب آپکی ملاقات کے مشتاق ہین عمرو نے چرند و پرند کو حکم دیا قران کو تلاش کرکے لاؤ
قران بھی حاضر ہوے دیکھا کہ دو سردار بیچ مین خواجہ نامدار چالاک کو کچھ سمجھا رہے ہین چالاک دست بستہ
عرض کرتا ہی جسطرح ارشاد ہوا آپکے فیض تعلیم سے اُسیطرح ہوگا مہرخ نے گھبرا کر کہا برائے خدا اپنے کو بچانا
ایسا نہو دشمن گرفتار ہوجائیں پھر لشکر کا قدم نہ ٹھہر سکیگا عمرو نے کہا اب ملکہ کچھ چارہ نہین ہی آج ہمکو بخوبی
ثابت ہوا کہ تاریک ساحر زبردست ہی مثل مشعل کے نہین ہی وہ صرف ایک نعل جانتا تھا دھوکا
کھایا اور اسیر دام عیاری پڑنا دشوار ہی لیکن اگر پروردگار نے فضل کیا اور جو اشیا تیار کر رہا ہون وہ
اُسیطرح بن گئے تو تاریک بھی یاد کریگا انشاء اللہ طلسم ہوشربا مین چرچے ہونگے کہ عمرو نے یہ کار نمایان
کیا یقین تو یہی ہی کہ خنجر اُسکی حلق پر چلے اور اگر یہ انجام بخیر ہوا تو ہماری قضا اُسکے ہاتھ سے ہی جہانتک
ہوسکا اسد نامدار کو اپنے ہمراہ لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جانا ہوشربا مین قدم نہ ٹھہر سکیگا
آقائے نامدار مولائے قدرشناس زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان سے جاکر
عرض کرنا وہ اپنے غلام کا حال سنکر کیسے مقابلۂ عظیم پڑینگے سب سردار میرے واسطے جانبازی کرینگے
سب سردارون کو عمرو نے اسطرح سمجھایا تسکین بھی ہوئی شور گریہ وزاری بلند ہوا مہرخ کا بلک بلک کے
رونا بہار کا اشکون سے منہ دھونا ہنگامۂ عظیم برپا ہوا خواجہ سبکو سمجھا کر اُسجانب روانہ ہوے انکا ذکر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان صاحبقران و لشکر لقا خمسہ

لب ہلا سکے نہین زخمی نگاہ یار کے
نیچے دیکھے نہین اس بار کے اس رہگذر

اسطرح عقدے کھلین قاتل ترے ابرو کے
تیغ مین جوہر کہان اُس ابروے خمدار کے

زخم دکھلائی نہین دیتے ہین کس تلوار کے

پھول ہون کیونکر عزیز ایسے کسی گلزار کے
تار گیسو کھلے ہین عنبر تا تار کے
وصل کی شب مین مزے ہین مصر کی بازار کے
ڈالدیتا ہون جو مین انکو گلے مین یار کے
بوے یوسف آنے لگتی ہی گلون سے ہار کے

دھیان مین کھلتا ہون انکے چاند سے رخسار کے
چاندنی کے پھول ہین یا زخم جسم زار کے
رات کٹتی ہی بڑی مشکل مین نعرے مار کے
دن بسر ہوتا ہی یون سودے مین زلف یار کے
دھوپ سے اٹھے تو بیٹھے سائے مین دیوار کے

قد ہی تا حشر بالا زلف شبگون ہو دراز
اک جہان ہی آپکا شیدا اے حسن سحر ساز
بس حضور اب عاشقون سے ہو چکے انداز و ناز
فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز
گل بھی سبزے کیطرح پامال ہون رفتار کے

ہمسری سنبل کو انکی زلف سے زیبا نہین
یار کو دعوی گل اندامی کا بھی بیجا نہین
نونہالان چمن مین رنگ یہ دیکھا نہین
لالہ ہی داغی غلام اس گل سے چہرے کا نہین
سرو بھی ہین بندۂ آزاد قد یار کے

ہی خزان ساری بہار گردش لیل و نہار
عیش مین بھی سوچتا ہون ہر گھڑی انجام کار
ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار
چھوڑ کر ہمنے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہین جو ہین مستان عشق
جسم پر زیبا ہی میرے خلعت سامان عشق
جسم و جان قلب و جگر ہین تابع فرمان عشق
دیکھیے کس سمت بھجواے ہین سلطان عشق
کوہ و صحرا دو علاقے ہین اسی سرکار کے

راحت روح و جگر ہی بوے زلف تابدار
زیست کا نقشہ دکھاتا ہی رخ معجز نگار
حضرت خضر و مسیحا کی مدد ہی ناگوار
مرہم زنگار ہی زخمی کو خط سبز یار
خال لب حب شفا ہی واسطے بیمار کے

خال رخ پر کیجیے ساتون ستارون کو سپند
نور کے سانچے مین ڈھالا ہی خدا نے بند بند
گویا چہرہ روشنی مین چاند سے بھی ہی دو چند
دیکھ کر آئینہ کہتا ہی وہ آرائش پسند

طرہ کے قابل ہی سر گردن ہی لائق ہار کے

عطر سازون کی ہین دوکانین وبا خوشبوے باغ — سونٹے کے عطر سے جلتا ہی لعل شبچراغ
باغبان گلزار سے فرحت کا ملتا ہی سراغ — بلبلونکا نکہت گل سے معطر ہی دماغ

غنچے کیا لوٹے ہین شیشے لوٹے ہین گلزار کے

حسن کے مذہب مین فرض یگانہ عشق ہی — عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہی
اور لوگونکا یہ اندازہ زمانہ عشق ہی — ہمکو ور پرہ محبت غائبانہ عشق ہی

لن ترانی آئنے ہو سائل جو ہون دیدار کے

جان عالم کی طرح جلوے ہمائے پر کے ہون — پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہون
یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون — خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون

طرے جتنے ہین وہ جریا ہین تری دستار کے

خندہ زن رہتے ہین چشم تر سے کچھ مطلب نہین — کاروبار زندگی کہ ہم سے کچھ مطلب نہین
عیش پر مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین — کام ہی اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین

مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بارہا — منھ کو خنجر نے چھپایا مہر دمہ نے بارہا
دل گلون کے چھانٹ ڈالے ہین فوج نے بارہا — باغ مین پی ہی شراب اُس کجکلہ نے بارہا

چھینٹے اکثر پڑے ہین لالے کی دستار کے

عندلیب خوش گلو ہے نغمہ پیرائے چمن — طبع رنگین کو مری ہی آج سودائے چمن
قدرتین دکھلا رہا ہی بزم آرائے چمن — چشم وحدت بین سے لازم ہی تماشائے چمن

خار و گل دونون نمک پروردہ ہین گلزار کے

کچھ نہین عشق مجازی بھی حقیقی کے خلاف — شل اعمال زنگی ہر دم ہی امید معاف
سنگ اسود کی طرح بنیا سیہ دل خود ہی صاف — کعبۂ مقصود کا کس دن نہین کرتا طواف

گرد پھرتا ہون مین آتش روز کوے یار کے

چہرہ محرران حکایت دلنشین و راقمان داستان فصاحت آگین نے فضا مین جلالت قمر مین شوکت

صاحبقران عالیشان کو یون مرقوم فرمایا ہی نظم

نہنگانِ دریاے جرأت نشان | پلنگانِ صحراے شوکت بیان | سرافرازِ لشکر عقل و ہوش
چنین می نگارد بجوش و خروش

زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان مقابلہ لشکر
زمرد شاہ باختری مین فروکش ہین مگر واسطے ایرج نوجوان کے بہت مشوش ہین جب قاسم نوجوان کو
دیکھتے ہین کہ اپنے فرزند کے واسطے متردد و متوحش ہی دم بدم ذکر ایرج کرتے ہین فرماتے ہین کہ ای جواہر
تمنے اکثر ہرکارے بھیجے لیکن ہمارے فرزند کی خبر نہ معلوم ہوئی جواہر عرض کرتا ہی سو کوس تک کی خبر ہمنے
منگوائی مگر مفصل حال نہ دریافت ہوا اتنی تو خبر ملی کہ طلسم اسکندریہ کو فتح کیا معرکہ عظیم پڑا لیکن وہ شیر بڑی
شوکت و شان سے لڑا کچھ ساحران طلسم نور افشان بھی آے کوکب کو آپکے فرزندون کا بڑا خیال رہتا
ہی یہ بھی ہرکارون نے بیان کیا کہ دختر شہنشاہ کوکب ملکہ ایران صاحب توقیر براے مدد کئی مرتبہ آئین
مگر بعد فتح طلسم کے کیفیت نہ ثابت ہوئی یہ ذکر تھا کہ اک تاجر جلیل حاضر بارگاہ ہوا کچھ زرہ خود وغیرہ لایا تھا
صاحبقران نے سب اشیا خریدے بعد اسکے انعام و اکرام بھی مرحمت ہوا تاجر نے چاہا رخصت ہو لیکن
صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ بازرگان دو روز ہماری دعوت قبول کرو تاجر خلق صاحبقران سے
مالامال ہو گیا اُس شب کو سامان دعوت مہیا ہوا صبحکو تاجر نے جا کر دربار دیکھا بادشاہ کجکلاہ سریر
جہانبانی پر تمام سردار اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین چند دنگلون پر غاشیہ دیکھا صاحبقران سے پوچھا
اِن دنگلون پر غاشیہ کیون پڑا ہی اس مقام کے بیٹھنے والے کیا دربار مین نہین تشریف لاے امیر کی
آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای برادر ایک دنگل جو سمت دست راست خالی ہی اُسپر کا بیٹھنے والا
ہمارا نور نظر پارۂ جگر سرفتۂ ملک سنجان و باختر بدیع نامور جا کر طلسم ہوشربا مین قید ہوا اُسکے برابر
جو دنگل خالی ہی شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی نواسہ ہمارا اپنے ماموں کی رہائی کے
واسطے گیا ہی وہ دنگل جو سمت دست چپ خالی ہی ہمارا نور نگاہ صاحب شوکت و جاہ نقد روح روان قاسم
عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان بر سر طلسم اسکندریہ گیا یہ خبر پائی کہ طلسم مذکور فتح ہوا لیکن کیفیت مفصل
نہ ثابت ہوئی کہ بعد فتح طلسم اُس شیر نے کیون تساہل فرمایا یا تو کسی حریف نے روک لیا مقابلہ پڑا کسی قلعہ پر
توجہ فرمائی یا خدا نخواستہ کوئی افتاد پڑی ابتک نہ دریافت ہوا آٹھ پہر اُس شیر کا انتظار ہی صف دست چپ کا
وہ سردار ہی یہ سنکر تاجر نے کہا ای شہریار مین بڑی دور سے آتا ہون نام لشکر حضور مدت مدید سے سنا تھا یہ

اشیاے نادرہ کئی سال مین تیار کر کے سفر کیا راہ مین اول اسی شیر کا لشکر ملا ہر چند کہ مین نہ ٹھہرتا تھا لیکن مجکو خلق و
مروت اپنے دربار مین طلب فرمایا سب تھوڑا مال جو تھا پیش کیا براہ عنایت بہت کچھ اس حقیر کو دیا اور فرمایا کہ اے تاجر
اب تمھارا کس طرف کا قصد ہی جب نے ہوشربا کا نام لیا اس شیر نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ اگر تمھارا گذر خدمت
صاحبقران مین ہو اس نیازمند کی جانب سے آداب و تسلیمات عرض کرنا بیان کر دینا کہ آپکے اقبال سے طلسم کو
فتح ہوا ایک رہبر مجکو شاہزادہ صیقل آئینہ دار مل گیا اسکی رہبری سے طرف ہوشربا کے جاتا ہون ہر چند کہ راہ
دور و دراز ہی مگر عنایت رب اکبر پر ناز ہی جسطرح ہو سکیگا اپنے کو تا بہ ہوشربا پہونچاؤنگا حضور لشکر اس شیر کا جس مقام
پر فروکش ہوتا ہی آب و آذوقہ کا ملنا دشوار ہو جاتا ہی ساحر و غیر ساحر ہمراہ ہین مگر راستہ بہت خراب ہی پانچ کوس سے
زیادہ رہروی نہین کر سکتے لیکن قطع منازل و طی مراحل مین بڑے جوش و خروش ہین یقین ہی وہ شیر بیشہ جنگجو
تا بہ منزل مقصود پہونچے یہ سنکر دربار مین غل بلند ہوا صاحبقران نے سبکو تسکین دی قاسم و علمشاد کو گلے
لگایا بشفقت فرمایا وہ نام اسد نامدار کا عاشق ہی ضرور بجا اسکے بعد کو وہ اسد سے ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا ہنستے تکلو
خدا کے سپرد کیا تاجر کی زبانی سرداروں کو یہ حال اسرج دریافت ہوا احوال انکا مفصل مقام مناسب پر تحریر
ہوگا ناظرین کو نشان دونگا اس خوشخبری پہونچانے پر سب سرداران دست چپ نے اس تاجر کو سرفراز کر دیا
اسقدر مال ملا غنی ہو گیا دعائین دیتا ہوا طرف اپنے وطن کے چلا بوقت شام صاحبقران خوش انجام ذگل
اصفی پر جلوہ فرما تھے کہ پہلوان عادی حاضر ہوا الال فرما تھے مین صاحبقران کے دی صاحبقران نے
اپنے نام پر صاد کیا مراد یہ تھی کہ آج صاحبقران لشکر ظفر اثر کا طلایہ بادشگے سرداران نامدار و فرزندان عالیوقار
نے عرض کی کہ حضور اپنی ذات کو تکلیف نہ دین غلام خدمت طلایہ بجا لائینگے صاحبقران نے فرمایا شکر خدا
کرتا ہون بعد سال بھر کے یہ دن آیا ہی کہ مین اپنے سرداران صف شکن کی خدمت مین مصروف ہوتا ہون
سرور تازہ و فرحت بے اندازہ اس خدمت سے حاصل ہوتی ہی یہ فرما کر مقبل کو حکم دیا مرکب ہمارا تیار ہو چند
ہمراہیان بہرام و مقبل وفادار کو ہمراہ لیکر وسط لشکر مین آئے جا بجا سوار پیدل براے حفاظت مقرر کیے
جب دو پہر سے شب تجاوز کر چلی ہلبے لشکر پر ایک نخل کے سایہ مین آ کر ٹھہرے مراد یہ تھی کہ لشکر حریف پر نگاہ
رہے کہ لشکر دشمن اگر قصد شبخون کرے میر طلایہ بڑھکر فوج کو روکے سرداروں کو خبر کرے امیر نے الیجاب
مقبل کو بھیجا جو آپ سے فرمایا بڑھکر لشکر لقا کی خبر لو جب یہ دونون جا چکے صاحبقران پشت اشقر
سوار ہو کر طرف صحرا کے بڑھے یکایک گوشہ صحرا سے اک صداے دردناک آئی کوئی بندۂ خدا بیقرارانہ

زار و رو رہا ہی صاحبقران صداے گریہ و زاری سنکر اسی جانب متوجہ ہوئے اشقر کو بڑھایا کوس دو کوس راہ طی کیا تھا دیکھا زیر سایۂ نخل اک جوان خوشرو تاج شہریاری بر سر گردن ڈھلکا ہوا شاخ نخل پر ہاتھ گریبان چاک چہرے خاک بیقراری مین پکارتا ہی ای فلک کجرفتار کبتک میرے ساتھ کجروی کریگا کیونکر کوے محبوب تک پہونچون جاکر کیا روے سیاہ دکھاؤن تڑپ تڑپکر مر جاؤن حسرتین دل مین بھری ہین کیونکر نکلین گی اشعار

کچھ تو دل کشمکش ہجر انمین رکھ لیے
دل کے بزم بادہ پرستان مین رکھلیے
ہاتھ انکے آئے میرے گلے تک جو دل مین
ذوق خلش نے دیدۂ گریان مین رکھلیے

ہائی جوشش غم نے رگ جان مین رکھ لیے
سفاک اب تجھے ترے پیکان ہل چکے
چھوڑے نہ جذب دل سنگ بیابان مین رکھلیے

ساغر کدھر کدھر نہ چھلکا چشم یار کا
دل نے چھپا کے حسرت دل ارمان مین رکھلیے
کچھ اشک دل سے آئے کھٹکے جو ان چھالے

اس درد سے ان اشعار عاشقانہ کو وہ جوان پڑھ رہا ہی کہ صاحبقران کا قلب بھر آگیا بیچہ منھ کو آگیا قریب اگر فرمایا ای جوان آنکھ کھول یہ کیا حال ہی اسنے گھبراکر آنکھ کھولی کہا ای شخص تو کون ہی جو مجھ حیران دیدہ آفت کشیدہ کا حال پوچھتا ہی ہر ایک رفیق نے اس مصیبت مین ساتھ چھوڑا اور درد میرا لاعلاج ہی کیا بیان کرون اول آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی کو ظاہر کیجیے صاحبقران نے نام اصلی اپنا بتایا اس جوان نے بیقرار ہوکر دامن تھام لیا کہا ای شہریار مینے سنا ہی کہ آپنے اکثر براے حل مشکلات بندگان خدا اپنے کو مصیبت مین پھنسایا فیض و سخا آپکا تمام عالم مین مشہور ہی صاحبقران نے فرمایا ای برادر بجان برابر اگر سر بھی میرا تیرے کام آے ابھی حاضر ہی جستجو مین تساہل نکرونگا مگر جلد بیان کر حال زار تیرا دیکھا نہین جاتا اس جوان نے کہا اس حقیر کو شاہزادہ حمید نوجوان کہتے ہین قریب یہانسے اک قلعہ ہی اسکا لقب گلزار کوہستان ہی صحراہاے سبزہ زار باغ جابجا پر بہار اسیوجہ سے گلزار کوہستان نام رکھا گیا شاہان جلیل اس حوالی مین براے شکار آتے ہین ایک پہلوان ہی کہ اسکو ارکان کوہی کہتے ہین کاشانۂ عفت مین ایک گوہر بیبہا رکھتا ہی یعنے دختر بلند اختر موسوم بہ سمن عذار ایک دن وہ قتالۂ عالم براے شکار صحرا مین آئی آپکا یہ غلام بھی مصروف شکار تھا اسکے جمال جہان آرا پر نگاہ پڑی تیر مژگان دل کے پار ہوگئے براے شکار گئے تھے خود شکار ہوے گریان و نالان شہر مین آیا ارکان کو پیغام بھیجا کہ ہم بھی صاحب تخت و تاج ہین دنیا مین یہی رواج ہین دختر کی شادی ہمارے ساتھ کرو اور یہ بھی غلام کو ثابت ہوا کہ جب مین اس ماہ پیکر پر مائل ہوا نگاہ چار ہوئی اسکو بھی میری جانب توجہ تھی مگر کنیزین ہمراہ تھین اسوجہسے ٹھہر نسکی جب پیام اس بد انجام کو مینے بھیجا اس مغرور نے جواب دیا مینے اپنے بیٹی کی شادی مین ایک شرط قرار دی ہی جو

اُس شرط کو بجالاے تب اُس کو ہر چیز خوبی کو پاے وہ شرط یہ ہی کہ مابدولت سے سر میدان مقابلہ کرے اگر غالب ہو تب میری دختر بلند اختر کا طالب ہو ای شہریار یہ حقیر گیا اُس مغرور سے مقابلہ کیا اصل یہ ہی کہ انسان سے لڑ نہین سکتا ہی اُسکی صورت مہیب دیکھکر شیران صحرا و نہنگان دریا بھاگتے ہین آخر یہ نیاز مند اُسپر غالب نہ آیا از بسکہ تو اُس جلاد صاحب بیداد کا یہ ہی کہ جسکو زیر کیا فوراً قتل کر ڈالا لیکن مجھکو یہ کہکر چھوڑ دیا کہ خبردار اب کبھی اسطرف نہ آنا مابدولت کو مُنھ نہ دکھانا یہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ گریان و نالان قلعہ مین آیا اور مین ہجر کی دراز دلین سوز و گداز تنہائی مین تڑپتا تھا یہ اشعار مصیبت آثار زبان پر جاری عالم بیقراری

اشعار جلال

پھرے جو آپ کس آفت کا سامنا ہوا
کہ رو مین رو مین کا آنکھون سے دم روانہ ہوا
وفور گریہ نے مضمون نامہ بر نہ کیا
کہین یہ کوئی پکارا کہ مین نشانہ ہوا
یہ بیخبر ہین کہ مرنیکا میرے سنکر ذکر
بس فنا مرے مرقد کا شامیانہ ہوا

حریف بخت بنا منحرف زمانہ ہوا
وہ نانکی سے نہ آئے مین ضعف سے نہ گیا
خط اپنا آنسوؤن کی ڈاک مین روانہ ہوا
خبر جو آمد پیری کی آکے ضعف نے دی
وہ پوچھتے ہین کہ کتنا اسے زمانہ ہوا

نکلنے دیکھی عجب طرح انتظار مین روح
انھین وہ حیلہ ہوا مجھکو یہ بہانہ ہوا
تمہارے تیر نگہ سے بچائے دلکو خدا
شباب سنتے ہی لینے کو خود روانہ ہوا
بس ایک ساتھ دیا دود آہ نے تو جلال

ای شہنشاہ گیتی ستان ای یاور غریبان و ای دادرس بیکسان دن بیقراری مین راتین اختر شماری مین بسر ہوتی تھین کہ اُس محبوب جانی حسین مہ جبین لاثانی نے ایک نامہ بھیجا مضمون یہ تھا کہ ای قتیل تیغ ابرو و ای گرفتار دام گیسو جسدن سے تیرے زیر ہونیکا احوال سنا ہم نہایت بیقرار ہین لیکن مجبور و لاچار ہین قصد کیا تھا کہ براے شکار اُسی کمبخت صحرا مین جائین جہان ہم تم دونون شکار ہوے دل فگار ہوے لیکن باپ نے حکم دیا طریقہ صید و شکار بالکل ترک کرو محل سے قدم باہر نہ نکالو اب قفس قصر مین بے قصور قید ہین اس صیاد جلاد کے صید ہین ملاقات دشوار ہی لیکن ای عاشق صادق اپنے کو سنبھالو کوئی صورت ملاقات کی نکالو ای شہریار اُس نامے کو پڑھکر اسقدر بیتاب ہوا کہ ضبط نہو سکا تب اس صحراے ہول خیز مین نکل آیا ارا کین سلطنت شیران اُبہت تلاش کرتے ہونگے آج تین دن سے بے آب و دانہ تیرا لمکا نشانہ ہوان صاحبقران نے یہ حال پر ملال سنکر حمید نوجوان کو گلے لگالیا اور فرمایا ای فرزند مین اسیوقت چلتا ہون اُس مغرور سے مقابلہ کرکے یا جان دونگا یا تیری معشوقہ کو اُس سے لونگا یہ ذکر تھا کہ ملازمان حمید نوجوان تلاش کرتے ہوے آکر پہونچے وزیر و امیر قدمون سے اپنے آقا کے لپٹ گئے حمید نے عرض کی حضور میرے قلعہ مین تشریف لیچلین حضور کے جمال بیمثال کو دیکھکر تسکین ہوگی الغرض صاحبقران نے حمید کو تخت پر سوار کیا

یہ نہ مانتا تھا امیر نے فرمایا ای برادر اپنے قلعے مین اس حال سے جانا مناسب نہین ہی مشکل حمید تخت پر سوار ہوا
امیر کو ہمراہ لیکر چلا جب در قلعہ پر پہونچا تخت سے اترا چوب و چماق ہاتھ مین لیکر رکاب صاحبقران پر ہاتھ رکھا
اہتمام کرتا ہوا قلعہ مین آیا ہر طرف بلا ہوا کہ صاحبقران زمان داماد نوشیروان تشریف لاتے ہین تمام اہالیان
شہر جابجا آکر ٹھہرے ہین جسکی نگاہ روے زیبائے صاحبقران پر پڑی بیخود ہو گیا رنڈیان کوٹھون سے دیکھکر بلائین
لیتی ہین ترقی جاہ و حشم کی دعائین دیتی ہین حمید دامن گردانے ہوے اہتمام سواری کرتا ہوا امیر کو لیکر بارگاہ
مین آیا امیر نے مشکل حمید کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر جلوہ فرما ہوے تمام پہلوان امیر و وزیر اپنے اپنے مقام
بیٹھے جو دنگل کہ قریب تخت ہی اسپر صاحبقران بیٹھے حمید کا ایک پہلوان ہی موسوم بہ سالوک مشت زن
یہ دنگل اسکا ہی وہ اکڑتا ہوا دربار مین آیا صاحبقران کو اپنے دنگل پر بیٹھے دیکھکر جل گیا قریب امیر کے آکر
کہا او جوان یہ مقام نشست ما بدولت ہی کسکی لیاقت ہی کہ اس مقام پر بیٹھے اُٹھ اس مقام سے ورنہ ہاتھ پکڑ کے
اُٹھا دونگا امیر نے ہنسکر فرمایا ای رستم خصال ہم تمھارے مہمان ہین ہماری گستاخی کو معاف کرو اب تو بیٹھ گئے
حمید نے بھی کہا ای سالوک یہ کیا بے ادبی ہی اور مقام پر بیٹھ ہمکو اپنے دربار مین اختیار ہی یہ کیسی بیہودہ باتین
کرتا ہی دیکھو تو حضور نے کس فصاحت سے جواب دیا سالوک نے کہا آپنے بھی خطاہاے فاش کین اپنے قلعہ
مین دشمن خداوند لقا کو لیکر آے ما بدولت براے شکار تشریف لیگئے تھے آپ جا کر ارکان سے لڑے
مین جا کر اسکو زیر کرونگا آپکی معشوقہ کو لے آؤنگا لیکن دشمن خداوند کو بارگاہ سے نکالے ورنہ قیامت
برپا کرونگا حمید تو حیران طرف سالوک کے دیکھ رہا ہی لیکن سالوک نے ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو دنگل
سے اُٹھا دے امیر نے فرمایا او مغرور کیا بکتا ہی اپنے آقا سے ایسے بیہودہ کلام دور ہو سامنے سے ہٹ جا
سالوک نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اب ہان ہان کرتے ہین مگر اُسنے ہاتھ مارا امیر نے بڑھ کے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا سالوک نے چاہا لپٹ جاؤن کشتی لڑون امیر نے غصے مین اک طمانچہ مارا سالوک چرخ
کھا کر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا زمین پر ایڑیان رگڑنے لگا امیر لاحول پڑھکے دنگل پر بیٹھ گئے تمام اہالیان
دربار تھرائے حمید اُٹھکر کھڑا ہوا کہا اس بیحیا کو دربار سے نکالدو بحکم حمید لوگ اُٹھے کہ اسکو ٹانگ پکڑکر
کھینچین باہر پھینکدین امیر نے منع کیا اور فرمایا کہ ای سالوک اُٹھ بیٹھ میری خطا کو معاف کر مجھسے جہالت
ہوئی لوگ زور خلق صاحبقرانی پر وجد کرنے لگے آپسمین کہتے ہین سبحان اللہ اس اختیار پر یہ جبر اس
زور پر یہ صبر سبب ہی انکا یہ مرتبہ ہی کہ دن بدن عملداری بڑھتی جاتی ہی خلق خدا زیر سایۂ دولت امان پاتی

ہی صاحبقران خود اپنے مقام سے اُٹھے سالوک کو اُٹھایا گلے سے لگا لیا سالوک مکار نے کہا میری خطا معاف
کیجیے مگر مکار دل مین جل رہا ہی کہ اس ظالم نے مجھکو ذلیل کیا اور اب گلے لگا کر عذر کرتا ہی کہا حضور مجھسے خطا ہوئی آپ
تشریف رکھین برابر اپنے امیر نے سالوک کو جگہ دی جب حمید نے ساقی مہ جبین کو اشارہ کیا امیر نے فرمایا ای
برادر ہم چلکر ارکان سے لڑینگے بیشک اپنی جان دینگے یا دشمن غدار کو اس سے لینگے لیکن ہمارے تمہارے
مذہب مین فرق ہی یہ جملہ بیچ سے نکل جاے تو بہتر ہی حمید نے عرض کی مین تو بندۂ بے زر ہون سنتے ہی جواب
دیا ہم کلمہ پڑھنے کو بدل حاضر ہین بصدق دل سبنے اطاعت کی لیکن سالوک کینہ دل مین رکھے مطیع
ہوا سر جھکاے بیٹھا ہی امیر اسکو ہر طرح شگفتہ کرتے ہین لیکن بقول شاعر شعر گلیم بخت کسانیکہ بافتند سیاہ
بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد وہ بیچیدا اسی خیال مین ہی کہ حمزہ کو کسی طرح قتل کرون زور کا تو اپنے امتحان کرچکا
مگر مکر کا مشتاق ہی برابر رہروان منازل عناد آفکر جرأت شاق ہی تکایک سوچا کہ اب یہان رہنا مناسب نہین ہی
ابرو جا چکی حمزہ پر یہ قابض ہوگا لیکن ارکان سے خبر کردون وہ اگر انکو سزاے معقول دیگا مشکین
باندھکر کشان کشان لیجائیگا یہ سوچکر کسی حیلے سے باہر نکلا گینڈے پر سوار ہوکر طرف قلعۂ ارکانیہ کے چلا
یہان صاحبقران شب بھر مصروف عیش و نشاط رہے بوقت سحر فرمایا ای حمید لشکر تیار کر دو چلکے اس سے
فیصلہ کرین ہم اپنے لشکر سے بدون اطلاع چلے آے شکو براے طلایہ نکلے تھے تمہاری صداے ورود تا
لشکر یہان چلے آے سب گھبراتے ہونگے حقیقت مین بوقت سحر مقبل وجواہر روتے ہوے خدمت مین بادشاہ
کے آے عرض کی صاحبقران شکو غائب ہو گئے کوئی ساحر یا غیر ساحر مع مرکب لیگیا یا خود کہین تشریف
لیگئے لشکر مین غوغا برپا ہوا بادشاہ نے بیقرار ہوکر فرمایا جلد ہرکارے جائین لشکر کفار مین تلاش کرین لقا نے
نہ کوئی فتور کیا ہو لشکر لقا کی خبر دریافت ہوئی کہ وہان کسی نے ایسا نہین کیا خود بختیارک ذکر کرتا تھا کہ
صاحبقران لشکر سے غائب ہوے اب بادشاہ کو اور زیادہ انتشار ہوا جواہر نے چند ہرکارے
عیار براے خبر صاحبقران نامدار روانہ کیے سب سے زیادہ رستم پیلتن یعنی علمشاہ کو قلق ہوا جب
دربار سے اُٹھے کسی سے کچھ نہ کہا یکہ و تنہا پشت مرکب پر سوار ہوکر براے تلاش پدر نامور طرف صحرا
چلے سمک بلیدانی عیار مزاج دان ہی لپٹکے بڑھکر رکاب پر ہاتھ رکھا فرمایا کہ ای برادر مین تھوڑے عرصے
مین واپس آؤنگا براے شکار جاتا ہون سمک نے عرض کی غلام کا ہونا ضرور ہی علمشاہ خاموش
ہوے سمک ہمراہ ہولیا سردار و عیار چلے لیکن بوقت سحر جب صاحبقران نے حمید سے فرمایا کہ

لشکر تیار کرو حمید نے عرض کی آج کا دن توقف فرمایئے لیکن سرداروں سے کہا سالوک نہیں معلوم ہوتا تلاش کرو دیکھا کہاں گیا اب تلاش کرنے لگے حمید نے صاحبقران کو روکا مگر سالوک کے غائب ہونے سے نہایت انتشار ہی کہ یہ مکار کہاں گیا حقیقت مین سالوک ملعون بلاتکلف قلعہ ارکانیہ مین داخل ہوا ارکان کو خبر ہوئی سالوک پہلوان رہنے والا قلعہ گلزار کوہستان کا آتا ہی سمجھا اپنے بادشاہ کے واسطے سفارش کرے گا چند پہلوان برائے استقبال بھیجے سالوک دربار مین ارکان کے آیا بطور لقا پرستون کے سلامت کی ارکان نے سالوک کو ذکل دیا ہمکر بیٹھا ساقی بچے نے شراب پلائی جب دماغ اس بدمست کا بادۂ ناب سے گرم ہوا طرف ارکان کے متوجہ ہوکر بلبلایا کہا اے پہلوان دوران اے گرسا شب جہان آپکو معلوم ہے کہ حمید نوجوان کا ملازم ہون وہ آپ سے لڑنے آیا مابدولت نے دخل نہین دیا آپنے گوشمالی کردی قتل کیون نہ کر ڈالا اب وہ جاکر حمزہ عرب کو لایا مذہب اُسکا اختیار کیا حمزہ نے جو نام آپکی دختر بلند اختر کا لیا مابدولت کو بہت ناگوار ہوا کہ مجاور زادہ خانۂ کعبہ بادشاہان اولوالعزم کی دختر کا نام بے ادبی سے مین بہت بگڑا اب تمام رجوع ہے مذہب کا بھی پاس نہ کیا میرے قتل پر آمادہ ہوئے حضور مین جان بچاکر چلا آیا مین سوچا کہ جاکر آپکو خبر کرون بسبب مذہب کے مینے انکا ساتھ چھوڑا حضور جلد لشکر تیار کرین مین حمید کا سر کاٹ کر آپ کو دونگا حمزہ کو آپ قتل کیجیے امان نہ دیجیے یہ سنکر ارکان کو بہی بہت خوش ہوا کہا اے جوان تونے خوب کیا یخانۂ بے تکلف ہی مینے دس ہزار فوج کا تمکو افسر کیا لشکر فوج لو مابدولت چلنے مین حمزہ کے مقابلے کا مدت سے اشتیاق ہی اگر خطوط سلیمان عنبرین موے کوہی نے لکھے برا مدد خداوند لقا آو لیکن مہلت نہوئی اب مین سر کاٹ کر اسکا خدمت مین خداوند کی روانہ کرونگا مجھے مراد ملی خداوند لقا نے تقدیر بہت معقول کی اُسیوقت سالوک کو دس ہزار جوانون کی افسری کا حکم ملا ارکان بلبلاتا ہوا اپنے محل مین آیا ملکہ سمن عذار دختر بلند اختر اسکی عشق مین حمید کے بیقرار رہتی ہی چپ ہوگئی ہی زوجۂ ارکان برائے استقبال اُٹھی بیٹی نے بھی سلام کیا اس مغرور نے زوجہ سے متوجہ ہوکر کہا صاحب تمنے کچھ اور بھی سنا حمید نوجوان بادشاہزادہ گلزار کوہستان میری بیٹی کا نام لیتا تھا بر اسے مقابلہ آیا مینے اُسکو دبر کیا چاہا قتل کرون مگر رحم آگیا مینے چھوڑ دیا وہ جاکر حمزہ عرب کو لایا ہی اور مسلمان بھی ہوگیا حمزہ نے وعدہ کیا ہی کہ مین لڑ بھڑ کے ارکان کی دختر دلوا دونگا اس مسلمان سے بجز بدبخت نے مذہب چھوڑا با کھویا کے قلعہ کا پہلوان جو سب مین زبردست ہی سالوک نام ہے وہ بیچارہ میرے

پاس چلا آیا بدقسمتہ مذہب اُسکو بڑا قلق ہوا اب مین لشکر کشی کر کے جاتا ہون حمید کو تو یون قتل کرونگا لیکن
دریاو مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ وزاری کرین قلعہ کو کھدوا کر تالاب بنوا دونگا حمزہ کی مشکین باندھ کر
پاس اپنے بھائی سلیمان عنبرین موے کوہی کے لیجاؤنگا وہان جا کر جو ت کے خداوند مغرور خود
پسند موجود ہین وہ پیغمبری عطا فرمائینگے مشیر قدرت لقب ملیگا اب قلعہ ارکانیہ مین ملک باختر سے بھی
خراج آیا کریگا بھائی سلیمان بھی بابدولت کی تلوار کو مان جائینگے زوجہ نے کہا صاحب مینے سنا ہی حمزہ بڑا زبردست
ہی صدہا کوہی اُسکے میٹون نے قتل کیے تمام کوہستان مین عمل اپنا کرلیا قدرت بھی تو حمزہ کے نام سے بھاگتے
ہین ارکان نے کہا تم ان باتون کو نہین جانتی ہو قدرت کی مشیت مین کسکو دخل ہی مینے کتاب مین لکھا
دیکھا قدرت نے نشے مین ان لوگون کو خلق کیا اسوجہ سے انسے خلق زیادہ ہی یکایک برباد نہین کرتے رحم
آجاتا ہی اور کوہستان کا حال نہ کہو مابدولت کے برابر کون پہلوان گیا ایسے ویسے گئے قتل بھی ہوے بعض نے
خوف جان سے مذہب بھی ترک کیا مین جاتے ہی مہرہ گردن توڑ ڈالونگا مہلت کاہیکو دونگا جاتے ہی
مشکین باندھ لونگا زوجہ نے ہرچند کہا صاحب تم نجاؤ اُسنے نہ مانا باہر آیا فوج کی تیاری کا حکم دیا دس ہزار
فوج سالوک کو دی کہا اِنکا تمکو افسر کیا غلے کی فکر کرکے عقب مین لشکر کے آؤ مابدولت آگے بڑھتے ہین ستر ہزار
فوج لیکر ارکان کوہی سوار ہوا طرف قلعہ گلزار کوہستان کے چلا سالوک نے غلے کے چھکڑے لدوا
دس ہزار فوج لیکر یہ ملعون قلعہ سے باہر نکلا چاہتا ہی عرصہ کرکے جاؤن میرے سامنے لڑائی ہنوز نہ حمزہ
بلاسے رونگا ہی کہین اس سے مقابلہ پڑگیا تو مفت جان جائیگی اس خیال مین دو کوس آگے بڑھکر اُترا
لیکن ملکہ سمن عذار عاشق زار ہجران دیدہ تمام حال سنکر روتی ہوئی مان کے سامنے آئی کہا اے مادر مہربان
مجھ بدنصیب کے واسطے یہ فساد برپا ہین کہ والد نامدار کو روز لڑائی درپیش ہی ہر شخص دعوی عشق کرکے
آتا ہی اُنکے ہاتھ سے مارا جاتا ہی بدنامی مجھ کمبخت کی ہوتی ہی اب براے مقابلہ صاحبقران تشریف لیجاتے
ہین خداوند لقا اُنکی جان بچائین آپ میرا سرکاٹ کر باپ کے پاس بھیجدیجیے کہلا بھیجیے کہ مینے جھگڑا
مٹا دیا یہ کہکر بے اختیار رونے لگی مان نے سر سینے سے لگایا کہا اے نور نظر باپ تمھارے یہ چاہتے ہین کہ
ایسے شخص کے ساتھ شادی کردین جو مثل میرے صاحب زور و طاقت ہو حاکم ملک جرأت ہو اور حمزہ
کا قتل کرنا واجب و لازم ہی کہ خداوند لقا سے لڑتا ہی تم جاکر بیٹھو کھیلو کودو ان معاملات مین تمکو کیا دخل ہی
اب تمھارے باپ مشیر قدرت ہوجائینگے پیغمبر زور خداوند لقا کہلائینگے ملکہ نے عرض کی میرا دل باپ کے واسطے

گھبراتا ہی اگر حکم ہو تو مین اپنے باغ مین جاؤن وہان دو چار دن دل بہلاؤن مان نے بلائین لیکر کہا اچھا
بی بی جاکر دو چار دن سیر کرو لیکن جلد چلی آنا ہم گھبرا جاوینگے ملکہ اُسیوقت مرکب بادرفتار پر سوار ہوئی نقاب چہرے
پر ڈالی چار سو کنیزین ہمراہ لین قلعہ سے باہر نکلی باغ قلعہ سے تین کوس پر ہی گھوڑا اُڑاتی ہوئی جاتی ہی کہ
سالوک ملعون جس مقام پر اُترا تھا وہین فروکش ہی بوقت سحر کنارے پر لشکر کے ٹہل رہا ہی ساتھ والے
کہتے ہین افسر صاحب اب چلیے بادشاہ انتظار کرتے ہونگے بلکہ قریب گلزار کوہستان پہونچ گئے ہون
تو عجب نہین لڑائی مین جاکر شریک ہو جیسے وہ آتش خو شعلہ مزاج ہو اسے لڑتے ہین جاتے ہی قلعہ مین
گھس پڑینگے اُس قلعہ مین مال بہت ہی ہم لوگ لوٹ سے محروم رہجاوینگے یہان پڑے رہنے سے کیا
فائدہ اسنے کہا انتظام غلہ بہت واجب و لازم ہی جسقدر جمع ہو چکا ہی تم دو ہزار جوان لیکر آگے بڑھو
ہم دو دن مین اور سامان کرکے ایک دن مین آجاوینگے خاص وقت جنگ پر اپنے کو پہونچا وینگے ہمین
وہان کا حال بخوبی دریافت ہی لڑائی ہوگی حمید نوجوان رومال سے ہاتھ باندھ کے چلا آئے گا
حمزہ انکا نام سنکر بھاگ جائیگا ایسی باتین کرکے غلہ اسنے روانہ کیا دو ہزار جوانون کو حکم دیا تھا پانچ
ہزار روانہ ہوگئے پانچ ہزار اسکے ہمراہ رہے جو جو کہ بہادر تھے جنگ کے خواہان وہ تو سب چلے گئے اب
اسکے ساتھ وہ رہگئے کہ جنکو نام جنگ سننے سے بخار چڑھ آتا ہی کنارے پر لشکر کے کھڑا ہی یہ جو فروش
گندم نما غلہ روانہ کر چکا ہی کہ طرف سے قلعہ ارکانیہ کے گرد اُڑی اسنے پلٹ کے دیکھا آگے ایک
نقاب دار بارہ پوش پشت پر چار سو جوان سبکے چہرے پر نقاب مرکب ہائے بادرفتار زیر ران
اسنے ساتھ والون سے پوچھا یہ نقابدار کون ہی جو رازدان تھے اُنھون نے کہا ملکہ سمن عذار دختر
بلند اختر ہمارے بادشاہ کی فنون سپاہگری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق ہی خود بادشاہ نے نیزہ بازی
اسپ تازی چوگان کا شغل تعلیم فرمایا ہی معلوم ہوتا ہی اپنے باغ مین جاتی ہین یہ بیحیا نام سنکر بیقرار ہو گیا
شاہراہ آکر کھڑا ہوا ملکہ سمن عذار نے مان سے صرف حیلہ کیا ہی دل یاد مین حمید نوجوان کے
پھڑک رہا ہی خاموش سر جھکائے ہوے طرف باغ کے جاتی ہی ہرچند کنیزون نے دل بہلانے کو
باز وغیرہ چھوڑے لیکن یہ کسی جانب متوجہ نہین ہوئی نسیم وزیرزادی ہوا کو پہچانتی ہی قریب آکر
اسنے ملکہ سمن عذار کے باز بلند پرواز چھوڑا کہا واری دیکھیے باز نے جاتے ہی تیہو کو گھیر لیا حکم
فرمائیے ملکہ نے سر اُٹھایا نسیم نے کہا دیکھیے حضور باز خراب نہو جائے اگلی بادیان تیز رو ہی بڑھا گئے

جب جانور گرے باز کو الگ کیجیے ملکہ سمن عذار بھی جانتی ہی نسیم ہوا خواہی بادیان کو اُڑایا تیہو جا کر
قریب سالوک کے گرا ملکہ کی بادیان تڑپکر پہونچی باز کنسے باندھکر شکار پر گرا پنجون سے نوچنے لگا ملکہ
سمن عذار رکاب سے پاؤن نکالکر کود پڑی کمان جو پہونچی گوشۂ نقاب چہرۂ زیبا سے ہٹ گیا
سالوک نے دیکھا لگا ابر سے ماہِ تابان نکل آیا یہ تو بیقرار ہو کر تھرایا ملکہ سمن عذار کا جو گوشۂ نقاب
ہٹا پلٹ کے نامحرم کو جو دیکھا چہرے پر عتاب زلفون کو پیچ و تاب بند نقاب آراستہ کرکے بتعجیل باز کو
چمکار کے اُٹھا لیا قرولی سے سینہ تیہو کا چاک کیا جگر نکالکر ہاتھ مین لیا باز کو کھلاتی ہوئی جست کرکے پشت
بادیان پر آئی لیکن بدمزاج ساتھ والیون سے پوچھا یہ کون بے حیا تھا کہ ہمکو دیکھکر راہ مین کھڑا
رہا کنیزون نے کہا حضور یہ وہی نمکحرام بد انجام قلعہ گلزار کوہستان سے بھاگ کر آیا ہی اس ملعون
نے آگ لگائی کہ ہم سب کو رنج و ملال پہونچا والد صاحب آپ کے لشکرکشی کرکے گئے مین ملکہ کو اور
زیادہ غصہ آیا مگر بادیان کو بڑھا دیا پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہوئی کہتی ہی ای نسیم کیا کہون جی چاہتا ہی
اس ملعون کا سر کاٹ لون والد نامدار یہ نہ سمجھے کہ جسکا سالہا سال نمک کھایا وقت جنگ اسکو
چھوڑکر چلا آیا ہمارے ساتھ کیا خیر خواہی کرے گا نسیم نے کہا حضور چلیے جب آپکے والد نامدار
لڑائی فتح کرکے آوینگے اسوقت آگاہ کیا جائیگا نسیم نے جو کہا لڑائی فتح کرکے آوینگے ملکہ سمن عذار
بیقرار ہو گئی کہا ہوا نسیم تمکو کیا فائدہ کسیکی برائی چاہتی ہو والد بھی تمہین وہ بیچارہ غریب حمید
نوجوان اگر قتل ہو گا تمکو کیا فائدہ نسیم خاموش ہو رہی دلمین سمجھی کہ ملکہ سمن عذار کو بھی محبت
حمید نوجوان سے ہی اسوقت تو ٹال گئی دل سے کہتی ہی بڑا غضب ہوا اگر حمید مارا گیا
ملکہ کو صدمۂ عظیم ہوگا اسی فکر و تردد مین ہمراہ ملکہ کے آکر داخل باغ ہوئی ملکہ سمن عذار
جیسے ہی باغ مین اُتری نقاب اُتار کر کھیلی باغ مین آکر اور دوداغ ہوا سرو گلزار کو دیکھکر قد معشوق
یاد آیا پھولون کو دیکھکر نقشۂ عارض دلدار آنکھون کے نیچے پھر گیا عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی
سے سر پھرنے لگا قمری کی کو کو ناگوار ہر چشمہ چشمۂ پر آب معلوم ہوا پیچ و تاب سنبل دیکھکر دل اُلجھنے
لگا دیکھا کہ نرگس بھی ہمپر آنکھین نکالتی ہی کڑی نگاہ ڈالتی ہی غنچے دہن نہین کھولتے منہ سے خبر
بولتے سوسن آمادہ بد زبانی حباب بھی آنکھین نکالتے ہین صاف ثابت ہی کہ نہرین کسی کے
جوش محبت مین اُبل رہی ہین موجۂ آب کی تلوارین کلیجے پر چل رہی ہین سارا باغ حسن ان

باغ سنسان ویران نظر آیا بیقرار ہو کر صحن باغ مین بیٹھ گئی آنکھو نسے آنسو جاری ہوئے چہار جانب گھبرا کر دیکھنے لگی بے اختیاری مین شکایت دل تردد منزل سے کرنے لگی غصہ مین ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی یہ اشعار پڑھے اشعار

ہمیشہ رنج دیے اپنے پیچ و تاب دیا
زبان نے بھی عجب وقت مین جواب دیا
ستم کیا کہ ہنسا دیکھکر ادھر ساقی
قرار دیگا وہی جسنے اضطراب دیا
جگر ہوا تیری محفل مین خون دل بریان
کہ آنکھ دی مجھے آوارہ دل خراب دیا
ہمارے بخت پہ ہی مہربان فلک نہ پیچ
دوبارہ ولولہ عشق نے شباب دیا

خدا نے دل نہ دیا جان کو عذاب دیا
حساب کا ہیکا مانگیگا مجھسے داور حشر
نمک چھڑک کے مجھے ساغر شراب دیا
کھلائے آہ نے گلہائے داغ نکلے نسیم
شراب جلوہ پلائی عجب کباب دیا
پکارتے ہین ہمین لیکے جان نثار اپنا
کرچشم تر کے بھی جسے کا اُسکو خواب دیا
سبب جو باغ مین پوچھا فغان بلبل کا

ہوم سینے مین وہ پرسان حال مین جیب ہون
وہ کونسا مجھے سامان بیحساب دیا
علاج میرے قلق کا ہو اک نگہ انکی
نہال غم کو میری چشم تر نے آب دیا
خدا کو امین میری ابتری تھی کیا منظور
زہے نصیب کہ اتنا بڑا خطاب دیا
جوان ہو گئے عاشق مزاج پیری مین
سنا گلون نے نہ غنچون نے کچھ جواب دیا

یہ اشعار جو ملکہ نے بیقرار ہو کر پڑھے نرگسی آنکھو نسے اشک بھی جاری ہوئے ٹھنڈی سانس کھینچی آہ کی نسیم قد مو نسے لپٹ گئی بلائین لینے لگی کہا واری مین راہ مین بھی کیقدر بھی تھی لیکن بسبب رعب و ادب شاہنشاہی نہ عرض کر سکی اب دل نہین مانتا لونڈی سے مفصل حال کہیے سب کنیزین محبت سے گرد جمع ہین کوئی تلوے سہلاتی ہے کوئی باتون مین بہلاتی ہے کوئی تصدق کوئی نثار ہوتی نسیم سب سے زیادہ بیقرار ہوئی کہا حضور اب مجھسے نہ چھپایئے ہمارا عیش و آرام حضور کے متعلق ہے اگر خدانخواستہ دشمنون کے لیے کچھ تو عدیگر ہوا ہمکو کون پوچھیگا یہ بھی حضور جانتی ہین کنیز کا نام نسیم ہے نمکخوار قدیم ہے ہوا بنکر اُڑ جاؤنگی آپکا مدعاے دلی تلاش کر کے لاؤنگی جب نسیم نے بہت دلدہی کی جانتی مین کہ اسنے ساتھ پرورش پائی یہ ہماری خیرخواہ ہے راز کو چھپائیگی دل بھی بھرا ہوا تھا جیسے پھوڑے مین کسی نے نشتر مارا راز دل نہ چھپا سکی بے اختیار آہ کی یہ اشعار زبان سے نکلے

نظم

جانے ہو کے عشق ہی مین جان نثار کیا
مجھسے زیادہ ہوگا کوئی بیقرار کیا
ہمپر بھی پڑ گئی نظر مہر یار کی
کیسا فراق رنج و نشاط بہار کیا

منظور ہے تجھے مرے پروردگار کیا
برباد زیر چرخ رہی تو بھی ای صبا
اس چلتی پھرتی چھاؤنکا ہے اعتبار کیا
دشمن ہے چشم تر بھی دل زار کا طرف

سیماب ہو کہ طائر نو بوح ہو کہ برق
حاصل ہوا اُڑا کے ہمارا غبار کیا
ایذا و راحت قفس ای ہمصفیر پوچھ
رکھتا ہے آبلہ بھی خلش مجھے فگار کیا

یاد آگئی تھی زلف پریشان بھی رخ عزیز
آنکھونمین لطف اٹھائیگا رکر خمار کیا
آنکھونکی روشنی کو تو کمبخت کھو چلے
گردش بھی اب کرینگے نہ لیل و نہار کیا
آثار حشر مین بھی نہین دید کے جلال

اس وقت میری روح کو ہی انتشار کیا
خود پوچھتے ہین کوچہ جانان ہی کسطرف
اندھیر اب کریگی شب انتظار کیا
مین نے اٹھائے جبر ترے منھ سے دن کی
مایوس ہی پھرینگے سب امیدوار کیا

ناخوش ہر سرور نشہ جلا جب دماغ سے
رستہ بتائے خضر غریب الدیار کیا
آلینگے بھی یہ آنکھ پھر عمر کی ماہن
خود گر پڑے فلک تو مرا اختیار کیا

نسیم ان اشعار کو سنکر گھبرا گئی باغ عشق کی دماغ ہوا آگئی کہا حضور بس اب قلب مین کنیز کی طاقت نہین ہی ایک ایک فقرہ ناوک دل دوز ہی کلام شعلہ شمع محفل افروز ہی حضور اصل حال فرمایئے اگر حضور کا معشوق آسمان پر ہوگا شعل تیر دعا اسکو پہونچا دینگے اگر تحت الثریٰ مین ہوگا خواص آپ پیدا کرینگی جذب ہوکر خبر معقول پہونچائینگی اتنو ملکہ سے ضبط نہو سکا کہا ای نسیم شاہزادہ حمید نوجوان میری محبت مین بیقرار ہی اُسکی تاثیر جذب نے میرا یہ حال کیا اور اتنو نہایت پریشانی ہی کہ سالوک گلگرام نے آکر آتش افروزی کی اُسکی سلامتی کی دعا مانگتی ہون صاف یہ ہی کہ تباہی اُسکی بھی ناگوار ہی اس مصیبت کو عرصہ دراز گذرا آتش عشق کا نون سینہ مین چھپایا قلب وجگر کو جلنے دیا دھوان نہ نکلنے دیا اب آج بہت مضطر و بیقرار ہون کیونکر اپنے کو اُس شہر یار تک پہونچاؤن کیونکر اُسکی خبر صحت منگاؤن اسی وحشت مین باغ مین آئی آتش گل نے اور زیادہ آگ لگائی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا ہر ایک گل بوٹہ آنکھون مین کانٹا بنکر کھٹکا نسیم نے یہ حال پُر ملال سُنکر سر جھکا لیا عرض کی واری حقیقت مین لڑائی غضب کی ہی ہر چند کہ والد نامدار آپ کے بہت زبردست ہین لیکن حمید نوجوان کی مدد کو صاحبقران زمان آگئے اُنکے مقابلے سے آپ کے والد نامدار بھی گھبرا اٹھینگے تمام کوہستان اُنکے فرزندون نے ویران کر دیا ہزارہا کو ہی مار گیا وہ اپنے لشکر کے افسر اعلیٰ ہین اگر اُنسے مقابلہ پڑا خداوند لقا اُنکی جان کو بچا نہین سکنے کو تو خداوند ہین صاحبقران کے ہاتھ سے خود دردمند ہین لیکن حضور نہ گھبرائین مین خبر منگواتی ہون باغ مین تو یہ باتین ہو رہی ہین نسیم نے باتون کی ہوا باندھی ملکہ کو تسکین دے رہی ہی لیکن سالوک گلگرام دیکھ کے سدراہ ہوا تھا گوشہ نقاب جو ہیبے ملکہ کے ہٹ گیا دیکھتے ہی بیقرار ہوا ساتھ والون سے نام بھی پوچھ لیا یہ بھی دریافت ہوا کہ ملکہ اپنے باغ مین جاتی ہی جب ملکہ نظرون سے اس بجلی کے تجلی ہوئی ہائے وائے کرنے لگا ساتھ والون نے کہا سنو صاحبو مین اپنی سلطنت چھوڑ کر آیا

ارکان کے شریک ہوا بس اُنکو بھی مناسب ہو کہ مجھپر نگاہ پرورش کرین اپنی فرزندی مین قبول فرماین
مین جاکر اُنسے ملاقات کرتا ہون حمید نوجوان تو اب مارا جائیگا آخر کسی کے ساتھ شادی ضرور کرینگی
مجھ ایسا پہلوان خیرخواہ کہان ملیگا آپ لوگون نے خیال نہین کیا ملکہ بھی مجھکو دیکھکر مائل ہوئی پیٹھ پیٹھ
کے دیکھتی تھی اشارونسے کئی مرتبہ بلایا اور عورت کیا کرتی ہی ہمیشہ خدمت مین حاضر رہونگا بہت سے
خزانے قلعہ جات کوہستان مین مخفی ہین وہ سب بتا دونگا میری وجہ سے دور تک عملداری ہوگی سبنے
سر جھکا لیا دل مین تو کہتے ہین کیا نمکحرام ہی وہانسے یہ فتور برپا کرکے آیا یہان یہ گل کھلایا لیکن ظاہر مین
کہا ہم آپکے ساتھ ہین ہمین بادشاہ نے حکم دیا ہی آپکے ہمراہ رہین جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے آپکی
وجہ سے لڑائی پر نہ جاینگے ساتھ والے جاکر شریک ہونگے اونکے مال لوٹینگے ایک ایک محتاج غنی
ہوجائیگا سالوک نے کہا مین وہان بھی چلتا ہون مگر دو باتین ملکہ سے کرلون یہ کہکر پشت مرکب پر
سوار ہوا پانچ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا جب قریب باغ کے آیا دروازے پر
محلدار بیٹھی تھی گھوڑے سے کود پڑا کہا محلدار صاحب آداب و تسلیمات عرض ہی ملکہ باغ مین ہیگی کہیں مین
جاکر عرض کرو کہ آپکا غلام سالوک تیغ زن حاضر ہی جسکو ابھی آپنے دیکھا تھا وہ حاضر ہوا ہی چاہتا ہی
سامنے آنے کچھ عرض کرے بی محلدار صاحب آپکو بھی بہت سرفراز کرونگا کل کنیزون کو مژدہ پہونچا دو
ایک ایک کو عہدۂ جلیل دونگا ملکہ کو سمجھا دینا کہ مجھ ایسا پہلوان یہانسے تا بہ گلزار کوہستان نہین ہی صدہا
میرے شاگرد ہین حمزہ بھی مجھسے دبتا ہی چونکہ وہ سب مسلمان ہوگئے اسوجہ سے مین چلا آیا محلدار
حیران حیران اُٹھکر چلی یہ بھی شاید ملکہ نے بلایا ہوگا ملکہ یہان نسیم سے باتین کر رہی ہی کہ محلدار نے
آکر عرض کی کہ حضور سالوک پہلوان در باغ پر حاضر ہی ایسی ایسی باتین عرض کرتا ہی یہ سنکر ملکہ کو غصہ آیا
کہا یہ ملعون اپنے دل مین کیا سمجھا ہی نمکحرامی کرکے بہت مغرور ہوا ہی مجھسے طالب وصل ہی نسیم نے کہا مین
جاکر سمجھائے دیتی ہون ملکہ نے کہا مین اس نامرد کو خود قتل کرونگی بھاگ کر کہا پھریگا ہر چند نسیم نے کہا ملکہ نے
نمانا پشت مرکب پر سوار ہوئی تمام کنیزون نے بھالے سنبھالے دیر جو ہوئی سالوک نے چاہا باغ مین جاوے
چوبداربان غلط قتیان غلغلہ کرتی ہوئی نکلین کہتی ہوئین کہ او نمکحرام ہماری ملکہ کو ایسے کلمات کہتا ہی
یہ تلوار کھینچکر چلا کہا شاید تم سبھون نے بھڑکا دیا اندر سے ملکہ مثل شعلہ جوالہ مع کنیزون نکلی بلا تکلف تلوار
کھینچ لشکر پر جا پڑی پکار کر آواز دی او نمکحرامو تم اس نامرد کے ساتھ کیون آئے اُن سب نے کہا حضور

ہماری کیا مجال جو ہم دست انداز ہوں یہ ہمکو لیکر آیا کہ ملکہ نے تجکو بلایا ہی ملکہ مجھپر عاشق ہوئیں شارے کرتی تھیں ملکہ نے کہا تو تم سب ملکر مار و اس نامرد حبیبا کو ہمکو زن بازاری سمجھا ہی وہ تو سب تلوار پکڑکر پلٹ پڑے لیکن پانچ سو جوان جو اسکے ہمراہ وہانسے آئے تھے اُنھوں نے مجبوری ساتھ دیا تلوار چلنے لگی یہان تو یہ کیفیت ہی کہ ملکہ غصہ مین جا پڑی سالوک پہلوان زبردست تیغہ کھینچکر جو گرا پانچ سو جوانون نے ساتھ بھی دیا دس پانچ کو جو اسنے قتل کیا وہ سب گھبرائے ملکہ بھی زخمی ہوئی چند کنیزین قتل ہوگئیں لاشے پھڑک رہے ہین یہ چاہتا ہی ملکہ کو گرفتار کرلون یہان تو یہ رنگ ہی لیکن ارکان کوہی ستر ہزار فوج جو لیکر چلا یہ کہتا ہوا کہ یار و مین لشکر مقابلے مین نہ اُتار ونگا سر سواری قلعہ لونگا چاشت جا کر قلعہ مین نوش فرماؤنگا لیکن صاحبقران زمان قلعہ گلزار کوہستان مین جلوہ فرما ہین حمید سے کہتے ہین لشکر تیار کر دیکا یک ہرکارے نے خبر دی حضور ستر ہزار فوج سے ارکان کوہی آتا ہی سالوک یہانسے جو شکست کھا گیا ارکان کو خبر ہوچکا نے وہ چڑھ دوڑا چاہتا ہی قلعہ مین گھس پڑے ان حمید گھبرا گیا صاحبقران نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای حمید کیون گھبراتا ہی تو قلعہ سے خبردار رہ مین یکہ و تنہا جا کر جواب دونگا حمید کی غیرت نے تقاضا نکیا یہ بھی فوراً سوار ہوا ا ہالیان فوج دس بارہ ہزار جوان ساتھ ہوئے لیکن خائف ترسان لرزان لیکن جرأت صاحبقران کو دیکھکر شرمندہ ہین کہ یکہ و تنہا جاتے ہین وہ بھی سب ساتھ چلے آتے ہین صاحبقران گھوڑے کو بڑھا کے قلعہ کے باہر نکلے دیکھا فوج آئی ہی آگے آگے ارکان کوہی ہی امیر نے نعرہ کیا باش او ارکان خبردار آگے نہ بڑھنا مین پہونچا نعرہ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب سیکے ذوالحجام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
ازین کافران از جہان پاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

تیغہ عقرب سلیمانی کھینچکر جا پڑے ارکان تلوار کھینچکر سامنے آیا حمید نوجوان بھی فوج کو لیکر شریک ہوا لیکن ارکان نے ہاتھ مارا امیر نے تیغہ عقرب سلیمانی پر رد کیا جیسے ہی تلوار مار کر بڑھا اُچھا دے ہاتھ نکالکر نعرہ شیرانہ کیا فرمایا او ارکان کوہی شعر تو ضرب زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + اُس روسیاہ نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا امیر نے نعرہ کرکے ہاتھ تیغہ عقرب سلیمانی کا مارا تیغہ برق مثال تڑپکر گرا اور سپر کے ٹکڑے اڑا دیے خود کو کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا ارکان نے خود ہٹتا مارا تیغہ اس زور مین جاتا تھا گینڈے کی گردن قلم ہوئی ارکان گینڈے سے گرا ساتھ والے ٹوٹ پڑے بہت سے

گر اُس مقام پر مارے گئے لیکن ارکان کو اُٹھایا اسکو غش آگیا افسر کے زخمی ہوتے ہی فوج کے پیر
اُٹھ گئے وہ تو بھاگے مگر صاحبقران قتل کرتے ہوئے چلے حمید سے فرمایا ای برادر چلے آؤ چلکر
قلعہ ارکانیہ پر قبضہ کریں معشوق کو عماری سوار کرالائیں حمید خوش ہو ساتھ والوں سے کہتا ہی
یارو دیکھو صاحبقران جنگ شیرانہ کرتے ہوئے جاتے ہیں کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا وہ دیکھو پلٹن کو بھگادیا
وہ رسالہ دار مارا گیا وہ زمین تھرائی وہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی یارو کد و کاوش کرو لڑائی
میں کوشش کرو اپنے مہمان کے ساتھ جان لڑادو لشکر شکست خوردہ اب ٹھہر نہ سکیگا صاحبقران
سب سے آگے بڑھے ہوئے لڑتے ہوئے جاتے ہیں علم فوج ظلم کیا ارکان کو ہی ہوادار پر پڑا ہوا جب
آنکھ کھلتی ہی کہتا ہی یارو حمزہ کو روکو تم بہت ہو اُسکے ساتھ والے کم ہیں تمھارے مزاج ناحق برہم
ہیں گھیر کر حمزہ کو مارلو ساتھ والے منھ پھیر لیتے ہیں ایک سے ایک کہتا ہی ایک وار میں میاں کے
جی چھوٹ گئے بھگوڑ دواتے ہیں آپ بھاگے جاتے ہیں ہماری جان مفت کی نہیں ہی چلو بھاگ کر
قلعہ میں چھپیں بعض کہتے ہیں یہ شیر دلیر پیچھا چھوڑیگا قلعہ تک آیگا خداوند لقا جان بچائیگا بعض
کہتے ہیں اُس بھگوڑیکا نام نہ لو وہ خود انکے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہی جو خداوند سے نہیں ڈرتا وہ
ہمارے روکے سے کیا رُکیگا ادھر سے تو یہ بھاگے ہوئے جاتے ہیں وہاں ملکہ ہاتھ سے سالوک
کے زخمدار بیقرار فوج والے ڈر سے سالوک کے بھاگ گئی اسکے ساتھ والے ایسے لڑائی میں
مصروف ہیں ملکہ زخمی ہو کر مع کنیزوں اک گوشے میں ٹھہری ہو سب کنیزیں تیر مار رہی ہیں یہ ہر وقت
چاہتا ہی حملہ کرکے جا پڑوں لیکن وہ تیروں کی بوچھار ہو رہی ہی بزدلے سہم کے بھاگتے ہیں تیر
کھاکے چلاتے ہیں گوشوں میں چھپے پھرتے ہیں کبھی منھ کے بل گرتے ہیں لیکن سالوک ملعون مثل
فیل مست جھوم رہا ہی عورتوں نے لڑائی دو چار تیر کھائے اُن زخموں کو کب مانتا ہی ہر مرتبہ قصد ہی
کہ ملکہ کو پکڑلوں ملکہ بیقرار دعا مانگ رہی ہی پکار اُٹھی ای خدائے نادیدہ اگر تیری خدائی برحق ہی
میری آبرو اس دشمن کے ہاتھ سے بچالے دعا تمام نہوئی تھی کہ ہا ہو کی صدا بلند ہوئی ملکہ نے سر
اُٹھاکر دیکھا ہزاروں لوگ بھاگے چلے آتے ہیں اک شیر دلیر کے نعرہ کی صدا بلند باشید ای کفاران
بیحیا و ای نابکاران برد دغا منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان
ملکہ نے سر اُٹھاکر دیکھا باپ زخمدار ہوادار پر ہائے ہائے پکارتا ہوا کہار ہوادار کو لیے جاتے ہیں

کو ہیو نہر بلا نازل ہی جہان پر صاحبقران جھگئے دش بش جوان مارے پھر آگے بڑھے ایک جانب دیکھا
حمید نوجوان بھی تیغ خون آلودہ کھینچے ہوئے فوج کو یہان کی قتل کر رہا ہی چونکہ زخمدار ہو چکی تھی
پکار اُٹھی ای شہریار اس کنیز کو اپنی بچایئے اس نگوا مسے نے گھیرا ہی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا
ایک نقابدار زخمون مین چور حسن مین رشک حور لیکن تیغچہ ہلالی چمکا رہی ہی سالوک باؤن چلا رہا ہی
صاحبقران نے جو سالوک کو دیکھا آگ ہوگئے وہین سے للکارا او بیحیا صاحبقران کو دیکھتی ہی
بھاگا حمید کو ہرکارے نے خبر دی ملکہ آپ کی محبت مین باغ مین آئی تھی سالوک نے گھیرا ہی چاہتا ہی
قبضہ کرے بیقرار ہوکر یہ بھی اُسی جانب متوجہ ہوا لیکن صاحبقران نے جاتے ہی سالوک کو گھیرا
ارکان کے ساتھ والون نے مہلت پائی طرف قلعہ کے چلے سالوک نے صاحبقران پر ہاتھ مارا
امیر نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا ہاتھ پر تول کر
طرف آسمان کے پھینکا چور رنگ ہوائی قلم کیا عزیز ہوا سالوک کے ساتھ والے بھی بھاگے امیر نے
حمید سے فرمایا لو اپنی معشوقہ پر قبضہ کرو حمید نے آتے ہی ملکہ کا باغ مین داخلہ کرایا کہا صاحب
مین ساتھ صاحبقران کے جاتا ہون ملکہ نے کہا ای حمید سعید اگر اسوقت تو یہان ٹھہر جاتا مجکو تیری
صورت سے نفرت ہوتی ایسے جانباز سر فروش کا ساتھ چھوڑنا مناسب نہین ہی حمید نے چند ملازم
اپنے برائے نگہبانی باغ مین چھوڑے آپ امیر کے عقب مین چلا صاحبقران نے سالوک کو
مارکر پھر ارکان کو ہی کا بھگا لیا اُن لوگون نے چاہا تھا کہ داخل قلعہ ارکانیہ ہون صاحبقران نے نعرہ کیا
او نامرد قلعہ مین کہان جاتے ہو ارکان نے گھبرا کر کہا یارو قلعہ مین نہ چلو یہ جوان بیحیا نہ چھوڑیگا
طرف صحرا کے نکل چلو جیتا ہونگا تو جنگل مین اوقات بسر کرونگا اور جا بجا بھائی بند حکومت پر ہین آگے
یہان چلا جاؤنگا وہ مجھے تم نہ موڑینگے لیکن بچایئو قلعہ کو چھوڑو اب ساتھ والے ارکان کو لیکر
طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران نے قلعہ مین آکر دخل کیا حمید بھی آکر پہونچا رعایا سے صدائے
الامان بلند ہوئی رئیسان شہر دست بستہ حاضر ہوئے صاحبقران نے سب کو امان دی حمید نوجوان
کو لاکر تخت پر بٹھایا حکم دیا چند ملازم جائین ملکہ سمن عذار کو لاکر داخل قلعہ کرین فرمایا ای حمید ہم تمہاری
شادی کرین تو طرف اپنے لشکر کے جائین سبکو انتشار ہوگا مین طلائے سے اسطرف نکل آیا کئی دن کا زمانہ
گذرا کیسے بادشاہ گھبراتے ہونگے ملازمون نے جاکر ملکہ کو محافے مین سوار کیا لاکر محلات مین داخلہ کرایا

اُسی دن امیر نے چند رئیسان شہر طرف ملکہ سمن عذار کے کیے خود طرف حمید نوجوان کے ہوئے
حمید بالامال محبت صاحبقران کے نام پر تصدق ہوتا ہی عرض کرتا ہی حضور سے مہر پدری کا مزا ملا
خدا آپ کو سلامت رکھے رئیسان شہر نے طرف سے ملکہ کے بڑے دھوم سے مانجھا بھیجا حمید نے
زعفرانی جوڑا زیب جسم کیا یہان تو قلعہ مین سامان شادی مہیا ہی صاحبقران جلدی کر رہے ہین کہ شادی
سے حمید کی مہلت پاکر طرف اپنے لشکر کے جاؤن لیکن ارکان کوہی صحرا مین اکر پہونچا اُس شب کو
آب و دانہ بھی ممکن نہوا تب اُسنے گھبرا کر کہا یارو مجکو خدمت مین خداوند لقا کے پہلو کوئی پیش ہزار
کوہی رہگئے باقی سب نے فرار پر قرار لیا یہان لقا تخت پر بیٹھا ہی کہ خبر پہونچی کہ ایک جوان زخمدار بیقرار
آتا ہی بختیارک نے کہا ای خداوند کوئی تقدیر نوکی ہمکو تو آگاہ فرمائیے لقا نے کہا کاخانے قدرت
کے قدرت ہی پر موقوف ہین جو دخل دیتے ہین وہ بیوقوف ہین لوگ ارکان کوہی کو لیکر سامنے لقا کے
آئے ارکان دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا یا خداوند مین مفت مین برباد ہوا قلعہ ہاتھ سے گیا حمزہ نے
جاکر میری بیٹی کو چھین لیا سب حال لفظاً لفظاً بیان کیا لقا نے تو سر جھکا لیا بختیارک نے پوچھا اب
صاحبقران تمھارے قلعہ مین کیا کر رہے ہین ارکان نے کہا مین نے راہ مین خبر پائی حمید نوجوان
کے ساتھ اُس شخص کے بیٹی کی شادی ہو رہی ہی یا خداوند یہ بہت ناگوار ہی وہ بندی آپ کی بہت
خوبصورت ہی قدرت تقدیر کرکے بلوائیں جو ان تقدیر دلنشین خدمت میں سرفراز ہو غلام کو اونچے مرتبہ پر نازہو
حمزہ کو سنگ سیاہ بنادین میرا قلعہ تو مجکو ملجائے وہ کنیز خدمت مین رہیگی قدرت دیکھینگے بہت
پسند کرینگے باتون پر ارکان کی سب ہنسنے لگے بختیارک نے کہا ای ارکان چپ رہو اس بات کو
مشہور نکرو حمزہ صرف اُس قلعہ پر اکیلا ہی کوئی عیار ابھی وہان نہین پہونچا ہی حمید پر تو تم غالب آجاؤ
قدرت نوٹے ہزار برس پیشتر ایک تقدیر کرچکے ہین وہ تدبیر ہم تمکو بتاتے ہین کوئی عیار معقول ہی حمزہ
شادی مین مصروف ہوگا عیار جاکر حمزہ کو پکڑ لائے تم جاکر حمید کو قتل کرو بیٹی کو اپنی لاکر خدمت مین
قدرت کی حاضر کرو ارکان نے کہا عیار تو میرے ساتھ ہی موشک نام ہی بڑا تیز طرار ہی نہایت
مکار و غدار ہی بختیارک نے کہا موشک کو ہمارے سامنے بلاؤ موشک عیار باہناے عیاری سے
آراستہ سایہ سے اپنے رم کرتا ہوا سامنے بختیارک کے آیا بختیارک نے موشک کو سمجھایا کہ ہنگامہ
شادی مین تمکو کوئی روک نہین سکیگا جاکر حمزہ کو گرفتار کرلو اپنے مالک کے سپرد کرو قدرت کبھی لشکر

لیکر آتے ہین موشک اُسیوقت روانہ ہوا ارکان کوہی زخم دوزی کرکے جاکر دامن صحرا مین ترا
سلیمان عنبر بن موسے کوہی بصلاح بختیارک تین لاکھ فوج لیکر عقب مین چلا خداوند نے حکم دیدیا
ہی کہ ای سلیمان جب حمزہ گرفتار ہو اُسکو تم لے لینا قدرت کے سامنے لانا حمید کو قتل کرکے عملداری
ارکان کی کرادینا دختر کو اُسکی براے قدرت لاؤ قدرت کو نام سکر محبت پیدا ہوئی ہی حوران قدرت
مین شامل کرینگے سلیمان عنبر بن موسے کوہی بھی چلا اُسکے عقب مین ضیغم خون آشام کو روانہ کیا
بارہ لاکھ فوج فرداً فرداً گئی بختیارک نے انتظام کیا کہ لشکر صاحبقران کو خبر ہونے پاوے لیکن موشک
عیار حالات قلعہ ارکانیہ سے بخوبی ماہر تھا صورت تبدیل کرکے داخل قلعہ ہوا اُسوقت آیا کہ حمید کی برات
جاتی تھی صاحبقران برات کے ساتھ جوڑا گلنار زیب جسم حمید کو تخت پر سوار کیا ہی تمام جوانان
صف شکن ہمراہ موشک بھی ساتھ رہا جب صاحبقران جاکر مکان پر دلھن کے پہونچے رسوم عقد
وغیرہ ادا ہوکے ملکہ کو محافے مین سوار کیا قصر عالی مین آکر حمید نے ملکہ کو اُتارا حجلۂ عروسی آراستہ تھا
کئی دن سے سب جاگ رہے ہین حمید جاکر داخل حجلۂ عروسی ہوا گوہر مراد حاصل کیا زن وشوہر
صاحبقران کو دعائین دیتے ہین کہ اُنکے تصدق سے یہ دن نصیب ہوا لیکن صاحبقران نے بھی
جاکر بعد کئی دن کے آرام فرمایا موشک بشکل خدمتگار پہونچا صاحبقران غافل پڑے سورہے تھے
مصاحب و دربان بھی کئی دن کے جاگے سوئے یہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا صاحبقران کو بیہوش کیا
پشتارہ باندھکے لے نکلا ارکان کوہی تین کوس پر اُترا ہوا تھا صبح ہوتے ہوتے بارگاہ مین ارکان
کی پہونچا جیسے ہی ارکان نے صاحبقران کو دیکھا خوشی سے اپنے پیراہن مین نہ سماتا تھا امیر کو
مسلسل ومطوق کرکے ساتھ والون کے سپرد کیا آپ گینڈے پر سوار ہوکر قلعہ کیجانب چڑھ دوڑا
سلیمان عنبر بن موسے کوہی بھی آکر پہونچا بارہ لاکھ فوج نوبت نقارے بجاتی ہوئی طرف قلعہ
کے چلی صاحبقران کو ارابہ پر سوار کرلیا اب جو امیر کی آنکھ کھلی اپنے کو اُس حال پر ملال مین پایا
نہایت پریشان ہوکے فوج لقا کو دیکھا خوشی خوشی طرف قلعہ کے جاتے ہین یہان حمید نوجوان بوقت
سحر حجلۂ عروسی سے باہر آیا غسل کرکے خدمت مین صاحبقران کی چلا تھا کہ خدمتگار وغیرہ روتے ہوئے
آئے عرض کی ای شہریار صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا عیار کے پتے کا نشان ظاہر ہی بلکہ واقف کارون
نے کہا پتہ موشک عیار کا معلوم ہوتا ہی حمید گھبرا گیا حیران تھا کہ کیا کرون یکایک نوبت نقارے کی

آواز کان مین آئی ہرکارون نے آکر خبر دی عرض کی ای شہریار بارہ لاکھ فوج لقا کی ساتھ لیکر
ارکان قلعہ پر آتا ہی صاحبقران کو قید کر لیا ہی حمید نے گھبرا کر حکم دیا قلعہ کا پھاٹک بند ہو اخندق
کو پاٹ آپ کیا تو مین عمدہ آراستہ کین بالائے قلعہ آیا دیکھا فوج مثل مور و ملخ کے آتی ہی صدائے نوبت
نقارون کی زمین عراقی ہی آگے سب کے ارکان کوہی و سلیمان عنبرین موے و ضیغم خون آشام
وغیرہ سردار آگے بڑھے ہوئے پشت پر بارہ لاکھ فوج غلغلہ کرتے ہوئے ای حمید رومال سے ہاتھ باندھ
کے حاضر ہو خطا تیری معاف کر دینگے دیکھ تیرے مددگار کو قید کر لیا قدرت نے تقدیر معقول کی
قلعہ کا فتح ہونا کتنی بڑی بات ہی اس مقدمہ مین قدرت کی کرامات ہی سمن عذار کو قدرت نے پسند فرمایا ہی
اسکو بھی مژدہ خوشخبری دو اب حران قدرت مین شریک ہوگی حمید کے ہوش اڑ گئے اہالیان قلعہ
گھبرانے لگے حمید نے سمجھایا کہ یارو ہم اصلاح نکرینگے لڑینگے مرینگے تو مین مارو جب کچھ ہو سکیگا
تلوارین کھینچکر نکل پڑینگے ان نامردون سے ڈرینگے ہمارا آقا گرفتار ہی افسوس یہ ہی چہار جانب سے
قلعہ گھر گیا ورنہ بادشاہ اسلام کو خبر ہوتی تو امداد آتی سب نے کہا حضور صاحبقران کے وہ احسان ہین
کہ نام پر انکے جان دینا مناسب ہی یہ خبر ملکہ سمن عذار کو ہوئی نقاب ڈالکر باہر نکل آئی نقاب چہرے پر
ڈالے ہوئے بالائے قلعہ پہونچی سو سنگ پران یعنی ہوائی اپنے ہاتھ مین لی کہا مرد ہو کر گھبراتے ہو
قریب قلعہ نہ آنے دو جب یہ قلعہ مین آجائینگے ہم سب سے پہلے بڑھکر جان دینگے یہ کہکر توپ پر بتی
رکھدی اب تو سب بہادرون کو غیرت آئی کہ عورت ہو کر ایسا کام کرے فوراً گولہ اندازون نے توپون کو
سیدھا کیا نہین معلوم کان مین کیا پڑھکر پھونک کر کین گرجین آگ اگلنے لگین جیسے تو کافر بڑھے ہوئے
آتے تھے کئی ہزار اڑ گئے جیسے دھنیا روئی کو دھنکتا ہی فوج لقا کے وہ لوگ ہین پتا کھڑکا بندہ بھڑکا
دہائی دیتے ہوئے پیچھے بھاگے غلغلہ کرتے ہوئے یارو گوشت مٹی کی لڑائی ہی ہمارا حربہ نہین پہونچتا
پھر کیا کرین ہٹ چلو لیکن ارکان کوہی و سلیمان عنبرین موے کو ہی تیس ہزار جادوگر ساحر گرز گران سنگ
آسمان رنگ ہشت پہلو وہ سب بدخواہ ہاتھو مین لیکر بڑھے اہالیان فوج سے کہا جب ہم پھاٹک
توڑینگے تم بھی آجانا مقام غیرت ہی حمزہ قید ہی حمید کے ہاتھ سے بھاگو قدرت کو کیا منہ دکھاؤ گے
سب کو سنگ سیاہ کرینگے حمزہ کو ترپا معشوقہ تو آگئی لیلو قدرت بہت خفا ہونگے یہ کہتے ہوئے
طرف قلعہ کے چلے حمید نے دیکھا فوج تو رک گئی لیکن تیس سردار بڑھے غلغلہ و شور سے آتے ہین چھوڑ دو

گاوے اڑین پر لگتے ہوئے گولونسے اپنے کو بچاتے ہوئے دور سے اہالیان فوج بھی غلغلہ کر رہے تھے حمید نوجوان و ملکہ سمن عذار گولہ اندازون کو خلعت دیتے جاتے ہین کہ ہان یارو گولے مارو شاید کوئی گولا قضا کا ارکان پر پڑجاے سب کے پیر اُٹھ جاینگے سب بھیجا شکست کھاینگے پھر توپ پڑنے لگی قضاے کار رستم پلیتن و بیل کن کشندۂ قوبل ہندی علم شاہ نوجوان مع سمک یلداقی اپنے قبلہ و کعبہ کو ڈھونڈتے پھرتے تھے ناگاہ توپ کی آواز کان مین آئی سمک سے کہا جھکر دریافت تو کر یہ توپ کہان چل رہی ہی سمک جھپٹا جا کر دیکھا اک قلعہ گھرا ہوا ہی تمیشؑ سردار لڑ بھڑ کر قریب خندق پہونچ چکے ہین بارہ لاکھ فوج اپنے مقام سے چلی ہی ایک آرابے پر صاحبقران کو قید دیکھا سمک بصورت مبدل لشکر مین آیا مفصل حال دریافت کر کے بھاگا علم شاہ سے آکر کہا ای شہریار غضب ہوا آپ کے قبلہ و کعبہ قید ہین حمید توسلح قلعہ مین چھپا ہی سرداران لقا پھاٹک توڑا چاہتے ہین علم شاہ نے بیقرار ہوکر استرمالا کبود فرنگی کو کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا آتے ہی

علم شاہ نے نعرہ کیا نعرۂ علم شاہ

ارشد اولاد امیر عرب
کیست علم شاہ جو رستم لقب
علم شاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
باشید ای کفاران بچیاب آگئے۔ بڑھنا ملک الموت تمھارا پہونچا

حمید نے قلعہ سے دیکھا ایک جوان ہم شبیہ صاحبقران صاحب شوکت و شان یکہ و تنہا بارہ لاکھ کو ہیچ جان پہونچا ہے سلیمان وغیرہ نے دیکھا یہ بھی تھے حمید کو ہرکارون نے خبر دی فرزند رشید صاحبقران علم شاہ نوجوان اپنے والد کا حال سُنکر آپہنچے یہ سُنکر حمید نے حکم دیا دروازہ کھولدو سمن عذار کے قدمون پر گر پڑا کہا ملکہ تم محل مین جاؤ سمن عذار نے کہا صاحب مین تو واپس نہونگی ساتھ صاحبقران کے جان دونگی حمید نے کہا ملکہ اس ننگ کو صاحبقران بھی گوارا نکرینگے اُنکے مذہب مین عورت پر جہاد واجب نہین ہی تم جاکر دعا کرو پروردگار فضل اپنا شریک کرے بمشکل سمن عذار محل مین گئی حمید پھاٹک کھولکر مع فوج باہر نکلا یہان علم شاہ گھرے ہوئے ہین چہار طرف سے تلوار پڑ رہی ہی ہمہ تن چشم بنے ہوئے ہین جب حمید بھی قلعہ سے نکل آیا تب ارکان کوہی نے فوج کو حکم دیا حمزہ کا سر کاٹ لو سوار گھوڑا اڑا کر چلا یہان گرد صاحبقران کے چند نگہبان تلوارین کھینچے ہوئے کھڑے ہین اُس سوار نے آواز دی حمزہ کا سر کاٹ لو شہنشاہ نے حکم دیا ہی جو سر زنجیر تھا سے کھڑا تھا اُسنے جلد ہی مین

ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے ہتھکڑیان اُٹھا دین دونون ہتھکڑیان کٹ گئین صاحبقران نے وہی
ہتھکڑی اُس جوان پر کھینچ ماری اُسکا تو سر پھٹا امیر نے قید کو توڑ کر پھینک دیا ایک جوان کو مار کر تلوار
لی نعرہ کیا زمین تھرائی حمید نے صاحبقران کا مرکب بشکل پہونچا یا سلاح نہ پہونچ سکے امیر پشت
اشقر پر سوار ہوئے خیال کر کے دیکھا فوج بے انتہا ہی علم شاہ گھرے ہوئے ہین حمید نوجوان بھی آ کے
گھر گیا بارہ چودہ ہزار فوج لیکر آیا تھا بارہ لاکھ کوہیون مین گویا دال مین نمک جا بجا دس دس بیس بیس گھرے
ہوئے ہین تلوار چل رہی ہی ارکان کوہی چاہتا ہی جا کر علم شاہ کو مارون صاحبقران کے
منھ پر تو نہین چڑھتا لیکن علم شاہ کیجانب چلا رستم ہنگانہ یلگانہ جنگ کر رہے ہین صدہا کوہیون کو مار کر
ڈالدیا زخم کھائے سمک ییلداقی عیار خنجر ہاتھ مین اپنے آقا کی پشت پر موجود ہی لیکن کس کس کو روکے
چارجانب سے نیزہ و تیر و شمشیر رستم پر پڑ رہا ہی لیکن بے خبر با حواس لڑ رہا ہی کہ ارکان قریب آیا اُس
ملعون نے پشت پر سے آکر ہاتھ مارا سمک نے آواز دی آقا ہوشیار ہو جائیے علم شاہ پلٹ پڑے
بچھلتا سر پر پڑا زخم کھا کے ہاتھ مارا ارکان کوہی نے گینڈہ تھا لیا اور بیچ مین سوار آگیا وہ فیل اُش ہوا
ارکان کوہی بچا دورے امیر کی نگاہ پڑی کہ علم شاہ نے کئی زخم کھائے اب حال ابتر ہی اشقر دیوزاد
کو بڑھایا قریب اگر گرد علم شاہ کے پھرنے لگے جسطرح شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی جو قریب آیا اُسکو ہاتھ
تلوار کا مارا لیکن چار جانب سے تیرون کی بوچھار نے جسم اقدس مشبک کر دیا افسوس تک صاحبقران
نہین پہونچ سکتے اس ہنگامے مین کئی زخم صاحبقران زمان نے بھی کھائے حمید بھی مجمع فوج مین
پھنسا فوج بھی متفرق سلیمان عنبرین موے کوہی نے ارکان کوہی سے کہا حمزہ کا گرفتار ہونا
دشوار ہی کمند اندازون کو حکم دے کہ وہ بلوہ کر کے اس نوجوان کو گرفتار کرین بیٹے نے کئی زخم کھائے ہین تھا
سست ہی حمزہ زخمی ہوا لیکن چالاک و چست ہی ارکان نے بلا کر موشک سے کہا موشک نے کمند اندازون
کو جمع کیا چار سو کمند انداز عیار دغا باز طرف صاحبقران کے چلے سمک ییلداقی سے نے یہ رنگ دیکھا
گھبرا گیا صاحبقران سے بڑھکر عرض کی ای شہریار غضب ہوا یہ کوہی بڑے نامرد ہین دیکھیے کمند انداز
آتے ہین اب صاحبقران کو بھی انتشار ہوا دورے دیکھا حقیقت مین ارکان کوہی کمند اندازون
کو لیکر آتا ہی اور موشک نے رخ پہلے طرف علم شاہ کے کیا ہی تاب باقی نہی ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھا
پکار اُٹھے ای پروردگار ع بر من منگر بر کرم خویش نگر + ہماری حقیقت یہ ہی

نظم

ای مرا بازغی اعمال تو سید گواہ
بسکہ میگردد ز شرمم رعشہ در نور نگاہ
میل فعل زشت را با طبع من آمیختست
چون مصیبت خانہ عاشق رود در دل سیاہ
در نگاہ شاہد معنی عالم غوطہ زن
گریہ گرمی کہ شوید تیرگی را از گناہ

دود رم از حسن عمل چون و سپیدے در گناہ
از بصورت گاہ را گوئیم کہ ہر رنگ بنے
وین شبیہ ربط کفر است و مکافات الاہ
چہرہ را از آب یاقوت ندامت بر فروز
تا بجولان گاہ صورت بستہ ام نگاہ

صورت امید مے جنبم چو آب موج زن
کہربا چون مردم چشم بتان گرد سیاہ
ای کہ داری نامہ اعمال را از فعل زشت
چون گل مے دل آرایان تا غیر نگاہ
مرحبا یک آمدی ای باعث تا بیرون دم

تو جسیم و کریم ہو سمیع و علیم ہو سامنے آنکھون کے نور نظر قتل ہوتا ہے کیونکر دل کو تاب ہو جلد مدد کر صاحبقران نے بیقرار ہو کے جو دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا کشتی زندگیا کنارہ امید پر پہونچی قضاے کار نقابدار زرین پوش صحرا مین مصروف شکار تھا صدے ہاہو کان مین پہونچی عیار سے اشارہ کیا دیکھ تو یہ کہان لڑائی ہو رہی ہے عیار چھپا صاحبقران کو اس حال مین دیکھکر پلٹا عرض کی ای شہریار صاحبقران اعظم بارہ لاکھ کوہیون مین گھرے ہین اس بات کو سنکر فی الفور نقابدار زرین پوش نے باگ کو منعطف کیا بارہ ہزار جوان شیر صولت ہمراہ باز سپید سر پر سایہ فگن جود صف شکن تیغ زن چشم زدن مین آگے پہونچا عیار نقابدار نے تیغ کھینچکر کمند اندازون پر جا پڑا موشک کو للکارا موشک بلبلا گیا سوراخ مور و مار تلاش کرنے لگا یا یہ کہیے کہ دم دبا کے بھاگا جو بیا کا بل ڈھونڈھتا تھا مگر عیار مثل بلاے ناگہانی قریب موشک پہونچا للکارا کہان بھاگکر جائیگا موشک نے پلٹ کر وار کیا عیار نے خالی دیکے ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے اب کمند اندازون پر جا گرا جاسو کمند اندازون کو چشم زدن مین منتشر کر دیا دس پانچ مارے گئے باقی کمندین پھینک کر بھاگے نقابدار لڑکر فوج پر گرا صاحبقران نے دیکھا وہی نقابدار نامدار بصد کرد فر مثل شیر نر جنگ رستمانہ کرتا ہوا آتا ہے سب سے زیادہ نئی بات یہ ہے کہ مثل ہماے اوج سعادت بصد صولت و شوکت باز سفید سر پر سایہ فگن جس مقام پر نقابدار ٹھہر جاتا ہے جب نقابدار آگے بڑھتا باز بھی سر پر بصد کرد فر سایہ فگن ہوتا ہے صاحبقران حیران شوکت نقابدار عالیمقدار دیکھکر لڑتے ہوے بڑھے نقابدار سلیمان عنبرین موے کوہی کیجانب چلا امیر نے ارکان کوہی کو تاکا جیسے ہی نقابدار قریب سلیمان عنبرین موے کوہی پہونچا بارہ ہزار جوانون نے نقابدار کے بارہ لاکھ مین تہلکہ ڈالدیا ہے فوجین تہ و بالا پلٹنین رسالے ابتر سوار پیدل بھاگے جاتے ہین یہ بارہ ہزار تیغہاے برق مثال کھینچے ہوئے جس غول پر جا پڑے اُنکو پامال کیا کوہیونکو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا لیکن سلیمان تیغ

نقابدار پر وار کیا نقابدار نے دستانہ مارا تیغہ اُسکا پھٹ پڑا نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
تلوار اُسکی چھین کر پھینک دی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکے سلیمان عنبر بن موے کوہی ایسے جوان
کو دست حق پرست پر بلند کیا کل کوہستان کا افسر ہجوم کرکے نقابدار پر ٹوٹ پڑے سنبھلنے نہ پایا
آخر کمر زنجیر کٹی سلیمان زمین پر گرا کودا اُترگیا کوہی اُسکو لیکر بھاگے صاحبقران زمان ارکان کوہی
کے قریب پہونچے جیسے ہی دیکھا نقابدار نے سلیمان کو اُٹھایا امیر ارکان سے لپٹ پڑے
اُنے بھی گریبان میں ہاتھ ڈالدیا گھوڑے سے کودتے کودتے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا چرخ دیکر
زمین پر مارا ارکان کوہی کے استخوان چوٹے نقابدار بھی اُچھل پڑا پکار اُٹھا یہ شیر بیشہ عربستان این
انکا کون دنیا میں نظیر ہو ماشاء اللہ کس زور وشور سے ارکان کوہی کو مارا کُل فوج گرا دیا قصہ کفر
وبدعت جلگیا اب تمام کوہی بھاگے ضیغم خون آشام ہیئت کا شکست خوردہ ہو یہ دور ہی سے لیتا لیتا
کر رہا تھا فوج سے پہلے ہی بھاگا سلیمان عنبر بن موے کوہی کو ہوادار پر ڈالکر لے بھاگے نقابدار
نے عیار سے اشارہ کیا عیار دوڑا زر فیل بجائی شتر لاکھ زرہ ہاے دیو بارگاہ زر بفتی لیے ہوئے کل اسباب
جاہ وجلال موجود ہوگیا بارگاہ استادہ ہوئی نقابدار گھوڑے کو دار رکاب سعادت انتساب صاحبقران
پر ہاتھ رکھدیا صاحبقران مرکب سے اُترے علم شاہ انتہا کے زخمدار تھے ملازمان نقابدار نے
اُنکی بغلوں میں ہاتھ دیا لا کر پہونچایا بارگاہ میں صاحبقران تشریف لائے اپنے دنگل زرین پر نقابدار
نے صاحبقران کو جگہ دی اپنے دست حق پرست سے علم شاہ کے زخموں میں ٹانکے دیے ڈبیا مرہم
سلیمانی کی نکالی پٹیاں مرہم سلیمانی کی زخموں پر چڑھائیں وہ باز سفید قبہ بارگاہ پر بیٹھا ہو جمال باکمال نقابدار
پر نگاہ ڈال رہا ہے صاحبقران جہان شوکت نشان نقابدار خلق مجسم یتیق جری بہادر بحر جرأت کا
بے بہا دُر امیر نے فرمایا اے نقابدار بہادر آؤ ہمارے پاس بیٹھو عرض کی پہلے سب صاحبوں کی خدمتگزاری
کروں تو حاضر خدمت ہوں حمید نوجوان کو بھی بلایا اُنکی بھی زخم دوزی کی امیر دیکھتے ہیں سرداران
نقابدار حمزان حمید کی خدمت میں مصروف ہیں ایک ایک بچارے کی زخم دوزی ہو رہی ہے شام تک
نقابدار اسی کاروبار میں مصروف رہا شام کو قریب صاحبقران آگر ایک جانب بیٹھا تخت یاقوت احمر
بچھا تھا اُسپر غاشیہ ڈالدیا ایک طرف آپ آکر بیٹھا جملہ سردار بھی حاضر ہوئے مرتبہ دربار تصویر سرداران
معمور انساب عیش ومحمود عیار نے لاکر حاضر کیا اب رقص وسرود کو حکم ہوا پریزادان فردوس گوش مسرت

حاضر ہوئین ناز و کرشمے دکھانے لگین غزلین عاشقانہ گانے لگین جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے
پردہ ہاے شرم و حجاب اُٹھے نقابدار طرف صاحبقران عالیوقار کے متوجہ ہوا کہا اے شہنشاہ گیتی ستان
اے والی قاف و دنیا اصل یہ ہے کہ حضور نے مذہب حق پرست کو رواج دیا اب اُنکا لواے شوکت از پردۂ
دنیا تا بہ قاف پہونچا کس جرأت و ہمت سے حضور نے شمشیر زنی کی فوجون مین صف شکنی کی کسکی مجال ہے کہ
بندگان عالی کی ہمسری کرے حضور کے چاکران کترین سے آنکھ ملا سکے لیکن یہ حقیر کئی مرتبہ حاضر خدمت
فیضدرجت ہوا اول ملک یعقولیہ پر گذر ہوا حقیر نے طلسم کو فتح کیا یہ تو میری کیا مجال ہے کہ مین حضور
کے سامنے نام جرأت لون یا گستاخی کرون لیکن یہ مقدمہ شمشیر زنی ہے آرزوے ملک گیری مین شاہان
عالیجاہ نے کد و کوشش کی غلام بھی از پردۂ قاف تا پردۂ دنیا لڑتا ہوا آیا حضور کو عرصۂ دراز گذرا اور
لقا کی سر نہین ہوتی امیدوار ہون کہ بانہاے صاحبقرانی اس حقیر کو مرحمت ہون اقرار کرتا ہون کہ
ایک ہفتے عشرے مین اگر لقا کو شکست فاش نہ دون گستاخی کی سزا پاؤن حضور اب جاکر خانۂ کعبہ
مین عبادت پروردگار کرین اور امورات جو حضور کی ذات سے متعلق ہین اُنکا انتظام واجب و لازم
ہے جواب باصواب سے فیضیاب ہون حضور کے تصدق سے کامیاب ہون یہ سُنکر صاحبقران نے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا فرمایا اے نقابدار عالیمقدار حقیقت مین تجنے اسباب شوکت و لیاقت وہ پیدا کیا
کہ کسی کا ایسا جاہ و جلال نہین دیکھا لیکن بانہاے صاحبقرانی میرے مقابلے پر موقوف ہین پر میدان
مجکو زیر کرو تب یہ اشیا ملین مین نے تمام عالم کی گردش کی انتہا کی کوشش کی سر کو پاؤن بنایا دنیا سے
تا بہ پردۂ قاف پہونچا جب یہ اشیاے نادرہ ممکن ہوئین حمزہ انکو آسانی دیدے اب آپ تشریف رکھین
مین لشکر حمید کو لیکر جدا ہوتا ہون طبل جنگی بجوایے میدان کارزار مین آیئے کل ہی ہمارے آپکے
فیصلہ ہو جاے بانہاے صاحبقرانی لیکر جایئے یہ کہکر صاحبقران اُٹھے زلفین خلیلی بل کھانے لگین
چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا جب صاحبقران اُٹھ کھڑے ہوئے نقابدار قدمون سے لپٹ گیا عرض کی
میرا عرض کرنا خلاف مزاج صاحبقرانی ہوا صاحبقران نے فرمایا اے شیر بیشۂ جرأت خلاف نہین گذرا
تمھارے سوال کا جواب ہے بانہاے صاحبقرانی بدون مقابلے کے نہ دونگا نقابدار نے عرض کی مین یہ
چاہتا ہون میرے آپکے مقابلہ نہو کوئی امتحان قرار پاے کسی طلسم کو حکم دیجیے امتحان لیجیے اُسپر شرط قرار
پاجاے بعد امتحان یہ اشیاے نادرہ مجکو مرحمت ہون صاحبقران نے فرمایا اے بہادر یہ غیر ممکن ہے بدون

مقابلہ یہ ایسا ہرگز نہ ملیگی نقابدار نے سر جھکا لیا صاحبقران کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے صاحبقران نے
سینے سے لپٹا لیا روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی خون عروقون مین جوش مارتا تھا
جی چاہتا تھا سینے سے اسکو جدا نکرون کلیجے مین اٹھا کر رکھ لون آخر مین نقابدار نے عرض کی جو حضور
کی مرضی یہی ہے تو مین امورات ضروری سے فراغ حاصل کر کے حاضر خدمت ہونگا مجمع عام مین مقابلہ ہو
صاحبقران نے فرمایا مین ہر مقام پر موجود ہون نقابدار نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا شب بھر جلسہ رہا بوقت
سحر نقابدار نامور صاحبقران زمانے رخصت ہوا خلق و محبت علم شاہ سے ملا بھائی صاحب کہکر
گلے مین ہاتھ ڈالدیے علم شاہ بھی رطب اللسان تعریف کرنے مین بیرون بارگاہ صاحبقران تشریف لائے
نقابدار نے عرض کی پہلے حضور سوار ہون امیر نے فرمایا مین تمھاری سواری کی شوکت و شان دیکھنے کا
مشتاق ہون نقابدار تخت یاقوتی پر سوار ہوا سترہ لاکھ نرہ ہاے دیو پرے باندھکر حاضر ہوئے سائبان
زربفتی کا سر پر سایہ کیا بارہ ہزار جوانون کو دیوزادون نے گردن پر سوار کیا مرکب ہائے باد رفتار بغل مین
دابلیے سترہ سے نقارہ ہائے طلائی و نقرئی بجے مرکب سبز حبشی کو نقابدار کے ایک تخت پر سوار کر لیا
اس شوکت و شان سے نقابدار صاحبقران عالی وقار سے رخصت ہوا صاف ثابت تھا کہ طرف
پردہ قاف کے جاتا ہے سمت جبل اعلی رجوع کیا جبل اعلی وہ مقام ہے سرحد دنیا و قاف کے مقام پر واقع
ہوا اسی جانب نقابدار گیا بعد جانے نقابدار کے صاحبقران نے حمید نوجوان کو رخصت کیا چند
سوار ہمراہ لیلے حمید نے چاہا مین بھی ساتھ چلون صاحبقران نے فرمایا اب تم دونون قلعون پر حکمرانی
کرو ہمین لقا سے مقابلہ درپیش ہے انشاء اللہ بشرط حیات کسیوجہ سے ملاقات ہوگی حمید نے وعدہ کیا کہ مین
انتظام کر کے فوراً حاضر ہونگا صاحبقران زمان طرف لشکر کے چلے یہان جب سلیمان عنبرین
موے کو بھی شکست کھا کر آیا بادشاہ اسلام کو خبر ہوئی کہ لقا نے برائے صاحبقران لشکر بھیجا
بیقرار ہو کر خود سوار ہونے کا قصد تھا کہ ہرکارون نے خبر دی صاحبقران زمان بدولت و اقبال
تشریف لاتے ہین سب سردار واسطے استقبال کے چلے امیر کو لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے بادشاہ جمجاہ
نے ہاتھ گلے مین صاحبقران کے ڈالدیے پوچھا جد عالی تبار حضور کو کہان عرصہ ہوا صاحبقران
نے کل کیفیت بیان کی جب ذکر نقابدار آیا صاحبقران نے فرمایا ای شہریار کیا گذارش کرون
بڑے بڑے زور و شور کا نقابدار ہے شاہزادہ ملک قاسم و رستم نقابدار کلگون پوش بنکر آیا

پنہ زندہ دون تعاقب کرکے ترک پوش بلدانی برادر خان اعظم کو بارگاہ جمشیدی مین سامنے ہرمز و فرامرز کے مع ستون بارگاہ جمشیدی ترک کو قتل کیا خود رستم اٹھارہ برس نقابدار ہندی پوش بندہ رہے کیسے کیسے کار ہائے نمایان کیے اشکر گنجا ب سے لڑے باختر مین کیا کیا معرکے پڑے اور اکثر فرزند میرے نقابدار بنا آئے لیکن اس نقابدار زرین پوش نے جو سامان شوکت و لیاقت مہیا کیا ہی آج تک میری نگاہ سے نہین گذرا سلاست و لیاقت رعب و دبدبہ و غرور و شجاعت سب اوصاف اُس بہادر کی ذات مین جمع ہین مرکب سر چشمی بارگاہ زر بفتی عیار بے نظیر خود صاحب توقیر بارہ ہزار سردار ایک ایک پہلوان بر دست یہ ظاہر ہی کہ پردہ قاف کو بھی تسخیر کیا ہی سترہ لاکھ نرہ اژدے دیو مثل چاکران لشکر ہمراہ ہین بروقت جنگ دیو زادون کو شریک جنگ نہین ہونے دیتا لشکر حریف کے سامنے بھی نہین آتے کہ فوج انسان دیوان قاف کو دیکھکر گھبرا ئیگی بے لڑے بھڑے بھاگ جائیگی سب سے زیادہ حیرت کی یہ بات ہی کہ سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہی بے زبان تسخیر ہوا ہی تمام اہلیان دربار حال نقابدار عالی وقار سنکر دنگ ہوے صاحبقران زمان نے فرمایا ای شہریار ایکی مرتبہ آوے تو دیکھیے کیا رنگ کرتے ہین کیا جنگ مین تنگ کرتے ہین واپس نجانے دینگے جو اسباب جمع کیا ہی سب چھین لینگے صاحبقران نے کسی کو جواب ندیا بادشاہ جمجاہ نے برائے رفع ملال صاحبقران زمان جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کیا اُدھر لقا نے بقہر و غضب تمام اور ایک نامہ افراسیاب کو لکھا یہ دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر فردکش ہین فکر اپنا دقت بتحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر خواجہ عمرو و لشکر افراسیاب و آمد شہرہ فیلسر برادر قہقہ فیلسر باغی ہوکر آنا برائے مقابلہ افراسیاب و مقابلہ برہمن از تاریک و عیاری عمرو و قران و حالات جنگ مغلوبہ و جنگ اطلس گلگون پوش ۔ ساقی نامہ

ساقی ہی بہار فصل سرما
شعلے مے آتشین کا بھڑکے
دے آتش مے بدن کو سینکون
نکلے شیشے سے آگ جیسے
جاڑے سے چلے کے پڑ رہے ہین
کشمیر پہ باغ طعنہ زن ہین

بھٹی سے نکل سبو کو گرما
دل کو ہی شراب ناب کی چاہ
دندان و لب و دہن کو سینکون
ہین آتش مے کی تاک مین جام
سردی سے ٹھٹھر رہے ہین
یخ شب کی خدا نے دن مین بھر دی

بانگ قلقل کی برق کڑکے
جاڑے مین ہی آفتاب کی چاہ
یون نکلے شراب ظرف مے سے
آتش پہ کباب کو ہی آرام
خجلت دہ مجمر تن ہین
ہی دھوپ مین چاندنی کی سردی

خورشید فلک قمر بنا ہی
گرتی ہی زمین پہ برف بنکے
باقی نہین آگ مین حرارت
خامے کا بدن اکڑ رہا ہی
اشجار کے جسم کانپتے ہین
پتو لئے ہین نخل باغ چپٹے
ہر آنکھ لحاف مین چھپی ہی
تھر تھر سردی سے کانپتے ہین
خوشبو ہی چھپی ہوئی کلی مین
پتھر مین شرار چھپ رہے ہین
نافے مین نہان ہی مشک آہو
چادر مین لحد نے جسم ڈھانپا
سردی سے محافظت جو چاہی
رہنے لگا آگ مین سمندر
پارے کو ہی اضطراب سے کام
تکیہ کو غلاف مین ملا چین
ہی چین ہمارے ہمسنون کو
کیسا جاڑا کہان کی سردی
پانی کا نہ ذرہ برف کا غم
جو ہین کو نہ ایک دم امان دی

کل برف کی ابر تر بنا ہی
بولو تو نہ منہ سے حرف نکلے
شعلے کی نہ ہوا ہوئی شرارت
ٹھٹھر سے جاتے ہین گل چمن مین
پتوں سے تنون کو ڈھانکتے ہین
روئی مین چھپے ہوئے ہین انگور
ہر سیف غلاف مین چھپی ہی
لرزان تن نار تھرتھری ہی
کالون کا بدن ہی کینچلی مین
محرم مین چھپین کچین حسین کے
پہنے ہی لباس گل تن بو
نہ کونکوئی فلک پہ جانے
جسم آگ پہ سیکتی ہی ماہی
جم جاتا ہی برف کی طرح قند
ملتا نہین آگ پر بھی آرام
سردی کی جہان مین وہ بندھی دھاک
لپٹائے ہوئے ہین کمسنون کو
بوتل کا جہان اڑا دیا کاگ
ہاتھون کو تپا رہے ہین مجوم

صافی ہوا مین اوس چھپکے
نکلے بھی تو بنکے برف نکلے
سردی سے جو پالا پڑ رہا ہی
رعشہ ہی نہال کے بدن مین
غنچون کے ہین ہاتھ پانون ٹھنٹے
ہاتھ آگ پہ تاپتا ہی کافور
منہ خاک سے بید ڈھانپتے ہین
پانی کے جگر مین تھرتھری ہی
تھیلی مین انار چھپ رہے ہین
سوباف ہین جعد نازنین کے
سردی سے دل مزار کانپا
کوٹھے پہ چڑھا ہی دھوپ کھانے
آتش نے بنایا خاک مین گھر
بیچین ہی آگ پر بھی اسپند
روئی کو لحاف مین ملا چین
آتش بھی نہان ہوئے نہ خاک
جب گرم بغل حسین نے کر دی
صہبا نے بدن مین پھونک دی آگ
دست گستاخ کی ہی جاڑی

چہرہ غواصان دریاے زخار سخنوری و شناوران بحر بیکنار سرودی کشتی کلک جواہر سلک کو نہر مضامین آبدار مین بصد آب و تاب یون روان کرتے ہین نظم مصنف

نہنگان دریاے جرأت نشان
پلنگان صحراے شوکت بیان
سرافسر لشکر عقل و ہوش
جنین مینگارد کیوش و خروش

واضح راے ناظرین والا مقام ہو کہ لشکر ملک اطلس گلگون پوش

براے مقابلہ تاریک شکل کش ایک جانب آکر فروکش ہوا ایک جانب لشکر افراسیاب جادو ایک سمت
لشکر مہرخ وغیرہ خواجہ عمرو مصروف فکر عیاری ہین کہ کسی طور سے تاریک پر نجہ قابض ہو آٹھ پہر
دریاے فکر مین بجستجوے گوہر مراد عیاری غوطہ زن ہے ایک جانب مہتر قران اسی فکر مین مصروف
کہ کوئی تدبیر کرون اُدھر نور افشان جادو نہایت بیقرار طائران سحر دمبدم خبرین پہونچاتے ہین کہ
تاریک شکل کش لشکر مسلمانان کو پامال کر رہی ہے یہ بھی خبر پہونچی کہ ملک اطلس نے خواجہ کا دم کرد دیکھا
بڑا کہ وہ طائر زیرک پھنسا بیشک تاریک سے مقابلہ کریگا لیکن زخمون کا اُسکے علاج ہو رہا ہے تاریک
بھی زخم کھا گئی زخم مین ٹانکے دیے افراسیاب نے آکر مرہم جمشیدی کی چڑھائی تاریک نے وعدہ کیا
کہ اے افراسیاب مشتہر کر دے بعد ایک ہفتے کے طبل جنگی بجیگا ملکہ عالم ایک کو زندہ نچھوڑیگی اس میعاد
کے اندر جسکو اصلاح منظور ہو حاضر خدمت ہو کر عذر وانکسار کرے کیا عجب ہے کہ دریاے رحمت جوش مین
آئے خطا دشمنون کی معاف کیجاے بعد بجنے طبل جنگی کے کوئی عذر سماعت نہوگا افراسیاب نے آکر
اسی مضمون کا ڈھنڈورا پٹوا دیا اشتہار جابجا چسپان ہوئے اہل اسلام اس مضمون کو سنکر آمادہ مرگ
و مہیاے قضا ہوئے ہزارہا بندگان خدا قتل ہو چکے ہین خود خواہش رکھتے ہین لڑ بھڑ کر مرجائین یہ خبر ملک
اطلس گلگون پوش کو بھی پہونچی اُسنے کہا مشہور کر دو کہ ہم بدولت زخمی ہین خود ایک ہفتے کی مہلت دیتے ہین
اس عرصے مین اگر افراسیاب نے آکر قدمبوسی کی شہنشاہ لاچین کو رہا کر دیا اپنا بادشاہ جانا قدمون پر
آکے ہمارے گرا فبہا ورنہ اس بدلگام کو زندہ نچھوڑونگا تاریک حرامزادی کی ٹانگین چیر کر پھینک دونگا
یہ بھی خبر افراسیاب نے سُنی جا کر تاریک سے بیان کیا تاریک نے کہا اے نور نظر اُسوقت مین بھوکی
بیٹھی تھی شراب بھی نہ پی تھی اسوجہ سے وہ نگوڑا میرے ہاتھ سے بچگیا ابکی مرتبہ سب سے پہلے اُسی کو چیر پھاڑ کر
کھا جاؤنگی سحر وساحری کیسا زبان تو ہلانے نہ دونگی نہین معلوم یہ بچا کیا سمجھا ہے قضا اسکی لیکر آئی ہے گوشہ عافیت
مین بیٹھے بیٹھے نکل آیا تو جا کر اپنے مقام پر بیٹھ مین ایسون سے کب خائف ہوتی ہون افراسیاب اپنے
مقام پر آکر مصروف عیش ونشاط ہوا ایک ذکر کرنا مصنف کو اور منظور ہے اکثر جا بجا تحریر ہوا ہے کہ زمانے مین
شہنشاہ لاچین کے قمقمہ فیلسر لوح دار تھا جب افراسیاب نے طلسم ہوشربا پر قبضہ کیا اُسکو بلا بھیجا
وہ نہ آیا جانتا تھا کہ افراسیاب میرا کیا کر سکتا ہے دریاے نیل مین کسی کا سحر کام نہ آئیگا لیکن افراسیاب
بعلم نیرنج وشعبدہ دریاے نیل پر پہونچا قمقمہ فیلسر کو دریاے نکالا چیر کر پھینکدیا لوح لیکر جس مقام پر

منظور ہو احفاظت سے رکھی لیکن بجائی قہقہہ فیلسر کا شہرہ فیلسر ملک کوہستان ہوش ربا کا ناظم ہے وہاں نے
خبر بہت کم آتی ہے جب شہرہ نے سُنا کہ افراسیاب بادشاہ ہوا اپنے ذہن میں سمجھا لاچین نے انتقال کیا ہوگا
چونکہ کوئی اولاد نہ رکھتا تھا افراسیاب کو بادشاہ کیا ہوگا اس دھوکے میں رہا ایک روز ایک تاجر جلیل آیا
اُس سے کچھ مال اسباب خرید اکیفیت ہوش ربا دریافت کی وہ تاجر بخوبی حالات ہوش ربا سے ماہر تھا
اُسنے تمام کیفیت بدعت افراسیاب ظاہر کی یہ بھی بیان کیا کہ قہقہہ فیلسر کو بڑی بدعت سے افراسیاب
جادو نے مارا شہنشاہ لاچین کو مکر سے پکڑ لیا یوں طلسم ہوش ربا پر قبضہ کیا مشہور ہے کہ شہنشاہ لاچین بیچارہ
کسی مقام سخت وصعب میں قید ہے بدعت افراسیاب نے ہوش ربا کو برباد کیا اس زمانے میں قیامتیں
برپا ہیں کچھ اہل اسلام آئے ہیں کچھ سرداران افراسیاب بگڑ گئے ہیں اہالیان طلسم نور افشان کو بھی
بادشاہ ہونا افراسیاب کا ناگوار ہے اُنسے بھی افراسیاب سے فساد درپیش ہے کتنی سو ملک قبضے سے افراسیاب
کے نکلگئے یہ جملہ حالات سُنکر شہرہ فیلسر نے سر پیٹ لیا اپنے رفقا کیجانب متوجہ ہو اکہا یاروتمنے سُنا اس بیحیا
نمکحرام افراسیاب نے کیا تم برپا کیا بھائی کو میرے کس حسرت و یاس سے مارا جس شہنشاہ کے خرد و بزرگ
نمکخوار ہے اُسکو مکر سے پکڑ لیا ہم آج تک آگاہ نہ تھے ورنہ اپنے شاہ کو رہا کرتے صاف ثابت ہے کہ
اہالیان طلسم نور افشان بھی اسی واسطے بگڑے ہونگے کہ بادشاہ قدیم کا رہا ہونا مناسب ہے افسوس ہے
کہ جان نثاران خاص خراج گذاران باختصاص ایسی مصیبت میں اپنے ولی نعمت کے شریک نہوں اُسیوقت
شہرہ فیلسر نے قرناکرائی بارہ لاکھ کا لشکر تیار کیا افسردن کی بھی یہی رائے ہوئی چلکے اپنے بادشاہ کو
رہا کیجے افراسیاب خانہ خراب کو سزاے معقول دیجیے وہ نمکحرام کیا لڑسکیگا نام نامی آپکا سُنکر فرار بر
قرار کریگا لیکن مقام قید شہنشاہ لاچین دریافت ہونا واجب ولازم ہے ہر ایک نمکخوار اپنی غفلت پر
نادم ہے شہرہ نے کہا جب اس خارستان وکوہستان کی سرحد سے نکلینگے سب حال دریافت ہو جائیگا یہ
کہکر تخت پر سوار ہوا چار سو سرداران زبردست فوج بیشمار کئی ہزار نوبت نقارہ بجتا ہوا قطع منازل و
طی مراحل کرتا ہوا چلا جو قلعہ راہ میں ملا لشکر فراوان اُس مقام پر اُتارا اُس مقام کے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ
براے رہائی شہنشاہ لاچین جاتے ہیں اس خیر خواہی میں اگر شریک ہوا گر وہ بادشاہ بخوشی چلا آیا
شہرہ نے بھا کر اُسکو بھی ساتھ لیا اگر اُسنے عذر کیا شہرہ فیلسر بصد کروفر طبل جنگی بجوا کر اُس قلعہ پر جا پڑا
مارے گولوں کے قلعہ کو پامال کر دیا ہر کوچہ شہر لاشوں سے بھر دیا اُس بادشاہ کو قتل کر ڈالا تقدیر

اپنا قبضہ کیا اسطرح ویران کرتا ہوا وہم سحر و ساحری کا بھرتا ہوا قریب قلعہ اشرار یہ پہونچا اشرار خوک پیکر
اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہی ہرکاروں نے آکر کل خبرین پہونچائین کہ شہرۂ فیلسر رائے ربانی شہنشاہ لاچین
بجا تا ہی افراسیاب کے قتل کی فکر مین راہ مین جس بادشاہ نے اُسکے خلاف کیا شہرہ نے اُس قلعہ کو
پامال کرڈالا چوتھے دن یہان بھی آکر پہونچیگا اشرار خوک پیکر گھبرایا ساتھ والونسے کہا یارو مین اُسکے
مقابلے کے لایق نہین ہون جن جن قلعہ جات کو اُسنے لوٹ لیا اور بادشاہونکو وہانکے مارا مین اُن سب سے
سحر مین فوج مین بہت کم ہون سب نے کہا ایک عرضی خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کے روانہ کیجیے
اشرار نے فوراً ایک عرضی تمام حالات کی لکھی ساحر تیز رو کو دی وہ ساحر بارگاہ افراسیاب مین
آکر پہونچا افراسیاب کو عرضی دی افراسیاب نے حکم دیا پڑھو اہالیان دربار جمع ہین وزیر نے
باواز بلند عرضی کو پڑھا افراسیاب کو سنکر سناٹا آگیا قبضے پر ہاتھ ڈالا بلبلانے لگا کہا نمکحراموں نے
سر اٹھایا ہی شہرۂ فیلسر کی شہرت سنکر ما بدولت در جلینگے قہقہہ کیا بجیا تھا ما بدولت نے ہنس ہنس کے
اُسکو اراں موذی کی بھی قضا لیکر آئی ہی نامہ دار نے عرض کی کہ حضور تو بجا ارشاد فرماتے ہین لیکن وہ جس قلعہ پر
آتا ہی آگ لگا دیتا ہی کئی بادشاہ مارے گئے حضور کو خبر بھی نہین ہوئی ہمارے بادشاہ نے زبانی بھی
عرض کیا ہی اگر حضور کسی ساحر زبردست کو روانہ کرینگے قلعہ چھوڑ کر وہ چلے آئینگے افراسیاب نے کہا
ما بدولت ابھی تدبیر کرتے ہین قلم اُٹھا کر ایک نامہ لکھا اُسی نامہ دار کو دیا اور کہا قریب کوہ بلور ایک
نخل چنار ہی اُسکے قریب جا کر آواز دینا ای گیہان اژدر سوار جلد ہمارے پاس آ طبقہ زمین کا شق ہوگا
ایک اژدر زمین سے سر بدر کریگا یہ نامہ اُسکے دہن مین ڈالکر الگ ہو جانا پھر تماشا قدرت سامری
کا دیکھ لینا کہ چشم زدن مین کیا ہوتا ہی وہ نامہ دار بموجب حکم افراسیاب نابکار قریب نخل چنار آیا
گیہان اژدر سوار کہکر آواز دی حقیقت مین اک برق تجلی صحرا تاریک ہو گیا معلوم ہوتا تھا کل نخل
کی شاخون مین ہزارہا ماران سیاہ لپٹے ہین کنچھن کو بلند کر رہے ہین جب وہ زہر اُگلتے ہین نخل صحرا مثل
ہیمہ خشک جلتے ہین یکایک ایک اژدر نے بیخ چنار سے سر نکالا یہ بیچارہ نامہ دار تھرا رہا ہی جیسے ہی
اژدر نے منہ مثل غار بلا کھولا گھبرا کر اُسنے نامہ دہن اژدر مین ڈالدیا وہ اژدر غائب ہوا بعد تھوڑے
عرصے کے طبقہ زمین کا تھرایا صدائے ہاہو بلند ہوئی ہزارہا اژدران آتش فشان گوشہ صحرا سے
ظاہر ہوئے ایک اژدر کلان پر اک ساحر مہیب شکل عجیب سیاہ فام بدانجام تاج سر پہ تاج سے شعلہ ہا کے

آتش نکلتے ہوئے پشت پر ڈولا کھا اژدر سوار ایک بلائے روزگار بارگاہ میں بھی اژدر آتش فشاں پر
لدی ہوئی ہیں اُس تاجدار نے نامہ دار سے کہا تم بڑھو جاکے اشرار کو خبر پہنچاؤ کہ ہم آتے ہی شہرۂ فیلسر
کی شہرت شاد ہونگے تم لشکر قلعہ سے نکالو با دولت وقت پر آجائینگے نامہ دار تھر تھر کانپتا ہوا یہ عجائب و غرائب
دیکھکر بھاگا خدمت میں اشرار خوک پیکر کے آیا مژدہ آمد گیہان اژدر سوار سنایا اور یہ بھی خبر اُسیوقت
آئی کہ وقت آخر لشکر شہرۂ فیلسر قریب قلعۂ اشرار یہ آجائیگا وہ آتے ہی یلغار کرتا ہے اشرار خوک پیکر نے
لشکر اپنا تیار کیا بیرون قلعہ آیا کوس بھر آگے بڑھکر فرودکش ہوا بارگاہ میں استادہ ہوئیں پہر دن پچھلا باقی تھا
صحرائے گرد اُڑی شہرۂ فیلسر بڑے کروفر سے لشکر بیشمار خود پشت مرکب پر سوار سامنے قلعہ کے جو لشکر
فرودکش دیکھا آگ ہوگیا کہا یہ کس بے ادب کا لشکر ہے اس قلعہ میں بھی کوئی نمک حرام رہتا ہے جاکر کہو کہ او بیحیا
شہنشاہ شہرۂ فیل سر ارشاد فرماتے ہیں کہ شہنشاہ لاچین کو ہم چھڑانے جاتے ہیں تجھے ناگوار ہے خدمت
میں ہماری اگر حاضر ہو ورنہ قلعہ کو پھونک دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ملازم نے جاکر اشرار خوک پیکر سے
کہا اُسنے جواب دیا کہ جاکر کہدو جو تجھسے ہوسکے قصور نکر ہم ملازم شہنشاہ افراسیاب ہیں یہاں سے پلٹ جا ورنہ
شہنشاہ نے فوج روانہ کی ہوگی تو زمین بار نہ سنبھال سکیگی یہ جو چند تماشا دیکھنے والے جمع کیے ہیں یہ سب جان
بچاکر بھاگینگے تمہاری جان پر بنیگی جو ایسوں کے رہا کرنے سے لاچین رہا ہوتے تو سلطنت افراسیاب
کاہیکو رہتی بلی مرغ و بہار وغیرہ ستّرہ سردار عیاران طرار درپئے آزار ہیں کچھ بھی نہیں کرسکتے افراسیاب
نے سبکے جی چھوڑوا دیے اپنی دائی امان کو بلالے وہ سبکو کھائے لیتی ہیں تم کس شمار میں کس قطار میں ہو
بہتر اسی میں ہے کہ چلے جاؤ یہ پیام نافرجام جو شہرۂ فیلسر نے سنا بہت اُچھلا کودا کہا صبح کو مزا چکھا دونگا یہ
کہکے طبل جنگی بجوایا اشرار نے بھی جواب میں نقارۂ رزمی کو حکم دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں
چار پہر رات گذرے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اشرار خوک پیکر اپنے لشکر کو ساتھ لیکر میدان کارزار میں آیا
اُدھر سے شہرۂ فیلسر بصد کروفر مع فوج بیشمار میدان کارزار میں پہنچا دونوں لشکر آراستہ ہونے لگے
لیکن اشرار خوک پیکر گھبرایا ہوا ہے اُس ساحر نامہ دار سے کہتا ہے ارے سچ بتلا اب اس سے کون مقابلہ
کرے تیرے سامنے فوج چلی تھی کہا حضور گیہان اژدر سوار آئیگا ایک اژدہا اُسکا سبکو کھا جائیگا آپ تو
ناحق گھبراتے ہیں اشرار نے کہا یہاں تو جان پر بنی ہے تو پہلے سے مجھے مفصل لکھدیتا ہم بھی شہرہ کے
پاس چلے جاتے لفظ نمک حرامی سے بچتے نمک حلال کہلاتے سردار بھی سب گھبرائے ہوئے ہیں کہتے ہیں حضور

بڑے ظالم سے مقابلہ ہی اُسکے تیور تو دیکھیے شہنشاہ لاجین کا ساختہ و پرداختہ ہی بھائی اُسکا قہرۂ فیلسر
ایسا موزوں کرم تھا کہ لوح طلسم ہوشربا اُسکے سپرد تھی خود افراسیاب نے اُسکو مارا اسپر بھی دست
انداز ہونا دشوار ہی اس عرصے مین لشکر جانبین کے آراستہ ہوئے شہرۂ فیلسر کہہ رہا ہی مین ایسے ایسے
قلعہ جات پر اگر دو دو چار چار دن لڑونگا تا بہ افراسیاب کیونکر پہونچ سکیگا یہ کہکے مرکب اپنا اُڑایا خود میدان
کارزار مین آیا للکار کے آواز دی او اشرار مکار بدولت کے مقابلے مین آ تم ہی ایسے نمکحرام ہو انہون نے
افراسیاب خانہ خراب کو بادشاہ بنایا شہنشاہ اصلی کی سلطنت کو مٹایا اب آ تو سامنے آج نمکحرامی
معلوم ہوگی اُس بیحیا سے بھی سمجھ لونگا اشرار خوک پیکر بغلین جھانکنے لگا سرداروں کی جانب دیکھا ہر ایک
نے سر جھکا لیا بعض نے جواب دیا ہم حضور شہرۂ فیلسر کے مقابلے مین نہ جائینگے انصاف کرنا شرط ہی
کس بُرے کام کو جاتا ہی جو بادشاہ اصلی ہی اُسکے رہا کرنے کی فکر ہو اُس سے ہم کیا منہ لیکے لڑین یقین ہی
خداوند سامری جمشید کو بھی ناگوار ہو شہرہ للکار رہا ہی کیون نمکحرامو ہمارے مقابلے مین نہین آتے
مین خود آتا ہون لڑنے اشرار نے اپنا گھوڑا پھیر کہا یارو تم سب کو سامری جمشید کے
سپرد کیا مین مقابلے مین اس ظالم کے جاتا ہون اگر مین مارا جاؤن میرے اہل و عیال کو لیکر خدمت
مین افراسیاب کی بھاگ جانا کہنا حضور کی خیرخواہی مین اشرار خوک پیکر مارا گیا افسوس افراسیاب
نے کچھ نہ کیا ہمکو بلا مین پھنسا کر چھپ رہا مین جانتا تو قلعہ کو خالی کرکے چلا جاتا کئی بادشاہ اسکے ساتھ مین
کس کس سے مقابلہ کرونگا اسطرح کی باتین لوگون سے کر رہا ہی میدان مین نہین جاتا شہرہ للکار رہا ہی اور
نامرد آتا نہین تمام فوج اسی پر تیار ہی کہ چار جانب سے گھیر لین قلعہ کو لوٹین ہزار ہا ساحر اسواسطے
شہرہ کے ساتھ آئے ہین سب نے صلاح کر لی ہی کہ جب تک یہ غالب آئے ساتھ دو دو دشمنونکو مار ڈالے اگر
جب یہ شکست کھائیگا نکل چلینگے جو اسطرح کے ساتھ مین وہ چاہتے ہین جنگ مغلوبہ ہو ہمارا مطلب ہو جائے
یہ گھر جلے مبارک وہ گھر جلے سلامت یکایک آسمان پر لکۂ ابر سیاہ اُٹھا تمام صحرا تاریک ہوگیا اُس ابر سے
شعلے نکل رہے ہین نخل ہائے صحرا جل رہے ہین پہاڑ تھرائے بعضون کو اُس ابر کے دیکھنے سے غش آئے
بعضون نے کہا لو یارو بلائے عظیم نازل ہوئی شاید افراسیاب کو بھی غصہ آیا اُسنے کسی ساحر زبردست
کو بھیجا ارے بھائیو وہ بادشاہ عالیجاہ ہی جب اُسنے لاجین ایسے کو پکڑ لیا میان شہرہ کی کیا حقیقت ہی
اُنکو آتش قہر و غضب مین جلا دیگا اپنی دائی امان سے کہیگا وہ چیر پھاڑ کر کھا جائینگی ابرش ہوا دیکھا

گیہان اژدر سوار مع دو لاکھ ساحران غدار ہر ایک اژدر آتش فشان پر سوار اژدروں کے منھ سے شعلہ ہائے
آتش نکل رہے ہیں جب دم کھینچتے ہیں نخل اکھڑ کر منھ میں چلے جاتے ہیں زمین تھرانے لگی اتنے میں اشرار خوک جنگ
پھر دیا کہا لو مددگار ہمارا آ پہونچا گیہان کا اژدہا زمین پر آ کر اترا ساتھ والے بھی زمین پر آئے تمام صحرا
اژدران سیاہ سے معمور ہو گیا زمین سے چنگاریاں نکلتی تھیں اژدہوں کی پھنکار سے صحرا کرۂ نار ہو رہا تھا
اشرار نے بڑھکر گیہان کو سلام کیا کہا حضور کے انتظار میں میدان کارزار میں نہیں گیا دیکھئے
شہرۂ فیلسر سرکشی دکھا رہا ہے میدان کارزار میں مبلار رہا ہے یہ سنکر گیہان نے اپنے اژدر کو بڑھایا
نعرہ کوہ شگاف کیا اے شہرۂ فیل غضب افراسیاب سے ڈر سامری و جمشید تو اسکے مقدر میں
دخل نہیں دیتے ہیں خداوند لقا جاگتی جوت کا خداوند زیر دامن شہنشاہ آیا امید کفالت میں
سالہا سال سے فروکش ہے اسپر وہ توجہ بھی نہیں فرماتے اب تک برلے لااقات بھی نہ گئے تیری کیا حقیقت
ہے ناحق کی شہرت ہے بس پلٹ جا ملک میں جا کر شیوہ عہدہ سلطنت کو غنیمت جان دوائی امان شہنشاہ
کی اسد غازی طلسم کشا کو چیر پھاڑ کر کھا گئیں مہرخ و بہار سر پیٹ رہی ہیں نوبت بجان کار و برا شوان
لوگ جا کر طلسم نور افشان میں چھپے ہیں بڑے بڑے ساحران جلیل نام سے افراسیاب کا نپتے ہیں
تیری کیا لیاقت ہے یہ سنکر شہرۂ فیلسر گالیاں دیتا ہوا چلا جانبین سے گولے چلنے لگے زمین کا نپی
لکہ ہائے ابر سیاہ ظاہر ہوئے دو گھڑی کامل دونوں میں سحر چلے غالب و مغلوب ثابت ہوتا تھا ایک
مقام پر گیہان نے اژدر پر تازیانہ مارا اژدر نے اک چیخ ماری پہاڑ ہل گئے اژدہے نے دم کھینچا
سب نے دیکھا کہ شہرہ زمین پر گرا کھنچتا ہوا چلا اڑتا ہوا دیکھو گیہان اژدر سوار نے زہر اگلا میان
شہرہ کا دل نکلگیا لیکن شہرہ کھنچتا ہوا تا بہ دہن اژدر پہونچا قریب تھا کہ اژدر نگلجاوے لیکن شہرہ
یا سامری کہکر اٹھا دونوں ہاتھ کلہ اژدر میں ڈالدیے اژدہے کو چیر کر پھینک دیا گیہان کود کر
الگ ہوا شہرہ نے کہا بے اب کہاں جائیگا میں سمجھ گیا تھا کہ تجکو سحر اژدر پر بڑا ناز ہے اب میرے
ہاتھ سے بچ تلواریں کھنچ گئیں گیہان نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے اُدھر اسکی فوج نے دیکھا کہ ہمارا
مالک ہٹتا چلا آتا ہے چہار جانب سے بلوہ کیا ترنج و نارنج چلنے لگے سامری جمشید کی صدا ابن بلند
ہو جو اس کل خودپسند اشرار خوک پیکر نے جو دیکھا کہ گیہان اژدر سوار ہٹتا چلا آتا ہے شہرۂ فیلسر بخوف
سحر اُڑ دیتا ہے ہر مرتبہ یہی چاہتا ہے کہ اژدر سوار کی گردن پر ہاتھ ڈالدوں شکلیں باندھلوں اشرار نے

پشت پر سے آگے گولا مارا کئی سوار شہرہ فیلسر کے مارے گئے شہرہ نے پلٹ کر کہا او نامرد میرے
شکار کو بچا دیا اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا چاہا تھا اشرار نے جھڑک کر نکلجائے شہرہ پینترا بدلکر
قریب آیا اشرار کی گردن لی ہر چند اُسنے سحر کیے کچھ تاثیر نہوئی شہرہ فیلسر نے اشرار خوک پیکر کو چیر کر
پھینک دیا ساحران قلعہ اشراریہ کے ہوش اُڑ گئے غل ہوا کہ آقا ہمارا مارا گیا تمام میدان تیرہ و تار
ہوا صدائے فریاد و بلند ہوئی بہر غل مچاتے تھے کچھ تدبیر نہ بن پڑی آخر آواز آئی کشتی مرا نام من
اشرار خوک پیکر بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم گیہان اژدر سوار نے جو پلٹ کر
یہ معاملہ دیکھا کلیجے پر چوٹ لگی گھبرا کر کہا یارو یہ ملعون فیلسر بڑا زبردست ہے حقیقت مین فیل مست ہے اسکی
ہیبت سے سامری و جمشید بچائین دیکھو ہزارہا اژدر سوار مارے گئے بعض نے کہا حضور ایسا نہوتا یہ تخم
بدعت کا ہیکو ہوتا برائے مقابلہ افراسیاب جاتا ہے پس ہم ایسون کا مقابلہ کرنا بالکل بیکار ہے نکل چلو
جانین بچاؤ اپنے کو پاس افراسیاب کے پہونچاؤ اس بندھلے کو وہی روکیگا سراپا اُسکا سحر سے
معمور ہے ایسے سے مقابلہ کرنا سراسر عقل کا قصور ہے اہالیان قلعہ قلعہ کیجانب بھاگے ملازم گیہان
اژدر سوار نے صحرا کا راستہ لیا گیہان ایک ایک کو پکارتا ہے ارے یارو ملازمان اشرار جو بھاگے
اُنکا افسر مارا گیا مین تمھارا سرپرست ہون شہرہ فیلسر سے زبردست ہون جمع ہو کر رہو افراسیاب
بہت آزردہ ہوگا ہر چند چیختا ہے کوئی نہین سنتا شہرہ فیلسر نے بڑھکر علم فوج پر حملہ کیا نشان کا گرنا
بھی نشان شکست تھا علم ماتم نامردو پر گرا دورے شہرہ فیلسر نے سحر کیا برق چمک کر گری گیہان
اژدر سوار کا سر بھی زخمی ہوا یا تو اہالیان فوج کو ترغیب دیتا تھا خود ہی بھاگا چاہتا ہے پاؤن سر پر
رکھون مگر اس زبردست سے مقابلہ نکرون شہرہ فیلسر بڑا دیر تک چڑا اُن سب نامردو کی پڑاؤ لوٹ لیے
لوٹیرے اسکے ساتھ بہت آئے ہین سردارون نے کہا قلعہ اشراریہ پر قبضہ کیجیے اسنے کہا اب عرصہ ہوتا ہے
دل برائے شہنشاہ لاچین روتا ہے جبدن افراسیاب مارا جائیگا کل خراج گذار خدمت مین آکر حاضر ہونگے
اب اس قلعہ پر توجہ نکرو گیہان کے تعاقب مین چلے چلو اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ گیہان اژدر سوار
زخمدار بھاگا ہوا جاتا ہے فوج بھی ہمراہ اس افسر کو عالم یاس جان بچانا کا گھبرا کر کہتے ہین حریف آگیا
اس گھبراہٹ مین بھاگے جاتے ہین پانچ سات کوس پر آکے بعض نے کہا یارو ٹھہر جاؤ اُسنے مال خزانہ
پایا قلعہ پر قبضہ کیا ہوگا ہمارے تعاقب مین نہ آئیگا اب تو پاؤن مین بھاگنے کی طاقت نہین رہی

پھر وہ پھر اسی مقام پر توقف کر و شب کو چلینگے گیہان بھی گھبرایا ہوا گھوڑے سے اترا ساتھ والے ٹھہرے کچھ ٹوٹے ہوئے خیمے جو ساتھ لائے ہین قصد ہوا انکو استادہ کرین بعض گھبرائے ہوئے شکست فاش کھائے ہوئے زخمداری مین پیاس بہت ہوتی ہی کنوان جو دیکھا پگڑیان سرونسے اتارین لوٹے گگرے کنوین مین ڈالے ایک پر ایک گرتا ہی کئی جوان گھبرا کر پانی کی چاہ سے کنوئین مین گرے پانی پانی کی صدا بلند ہر ایک کہتا ہی پیاسا ہون ارے بھائی مجھے پانی پلا اک دوکان بقال کی تھی بعضون نے چنے مرمرے خریدے پھنکے مارنے لگے حلق مین اٹکے اشارونسے پانی مانگتے ہین غون غون کر رہے ہین بعضے کھڑے رو رہے ہین کہتے ہین یارو بھائی مارا گیا کوئی بیٹے کو پکارتا ہی اس ہنگامے مین سب مبتلا ہین ہوش و حواس بھی درست نہین ہونے پائے کہ صحرا سے گرد اڑی کچھ جادوگر گھبرائے ہوئے آئے کہا میان سردار صاحب جلدی بھاگیے شہرہ فیلسر نے قلعہ پر قبضہ کیا آپکے تو نام سے اسے بڑی دشمنی ہی جلد جائیے ورنہ وہ اگر سبکو گرفتار کریگا بڑا اسکو غصہ ہی اپنے ہزار دو ہزار آدمی اسکے قتل کرکے اپنا دشمن بنایا اژدرومان فیل مست شیر صحرائی جو کچھ اسکو کہین زیبندہ و سزاوار ہی بڑا سردار عالی وقار ہی اسکے سحر سے زمین کانپتی ہی افراسیاب نے کم زیادہ سحر مین نہ دیکھا ناحق کو ہم سب کو بھیجا یا ہماری تباہی منظور ہوئی یہ جو گھبرا کر جادوگرون نے کہا یا تو پانی پینے ٹھہرے تھے پناہ پانی مشکل ہوئی مثل مشہور ہی قطرہ سکا جو کا گھٹے ڈھلکا دو تو کیا ہوتا ہی گیہان اژدر سوار مضطر بیقرار گینڈے پر سوار ہوا ایک جانب بھاگا ساتھ والے بھی افتان خیزان گریان نالان روتے پیٹتے بھاگے پھر نوع آگے آگے گیہان اژدر سوار بھاگا ہوا جاتا ہی شہرہ فیلسر تعاقب مین ہی لیکن اگر راہ مین کوئی قریہ ملگیا تو جا کر اسمین آگ لگا دی بربادی طلسم ہوش ربا منظور ہی آگ لگائی لوٹ مار کرتے ہوئے اس طرح ہمراہیان شہرہ فیلسر لوہ کرتے ہوئے جاتے ہین ان جنگلیونکا ان تعاقب والونکا حال حسب حال وقت پر تحریر ہوگا

اول وہ وظیفہ داستان طبل جنگی بجوانا تاریک کا و تباہی لشکر اسلام مین عین وقت پر آمد صفدر و صف شکن اعنی برہمن روئین تن بجمہ

حرف بھی پنہان نظر سے یک قلم ہوجائیگا — وہم بڑھ جائیگا اپنا فہم کم ہوجائیگا
زانوے غم پر قلم کا سر بھی خم ہوجائیگا — جب میان یار کا مضمون رقم ہوجائیگا
خط مسطر جادۂ راہ عدم ہوجائیگا
دور دوسے دورۂ رنج و الم ہوجائیگا — عیش کیا سامان جنت کا بہم ہوجائیگا

مرتبہ کیا میر کوثر کی قسم ہو جائیگا
سیکشو جس وقت ساقی کا کرم ہو جائیگا
یہ مرا جام گدائی جام جم ہو جائیگا

جائیگا گلگشت کو جسدم مرا غنچہ دہان
جان سے اُسکی دل بلبل بسیگا بیگمان
بوسے لیگا نقش پا کے ہر درخت ای باغبان
جب چلیگا باغ مین تن تن کے وہ سرو روان
طوق قمری کی روش شمشاد خم ہو جائیگا

سند سلطان بنیگا مجھ گدا کا بوریا
جا سے نالہ نکلیگا جو تجھ سے ہر دم تھا
غم ہمارا عیش سے ہوگا مبدل دیکھنا
پھیر دیگا دن ہمارے جب تقلب دہر کا
داغ افلاس اپنے سینے مین درم ہو جائیگا

سیر کرنے چلتے ہو ہر دوست کرتا ہی سوال
کچھ نہین نازک مزاجی کا مرے معلوم حال
مجکو فرقت مین خوشی ہونے سے ہوتا ہی ملال
جاؤن کیا بے یار ہو گا باغ میدان قتال
سرو آگے لشکر گل کے علم ہو جائیگا

بل نہ دے ہر دم ذرا مار سیاہ زلف کو
زہر ہی اسجا نہ لا مار سیاہ زلف کو
اب ہٹا بہر خدا مار سیاہ زلف کو
یون نہ ہو نتھون مین دبا مار سیاہ زلف کو
ای پری چشمۂ حیوان مین سم ہو جائیگا

آنکھ بدلی قہر سے دیکھا مین رو کر چپ ہوا
اب جھڑی اشکونکی بندھنے کی نہین یہ کھلگیا
سرخ ہی قوس قزح کیطرح ابرو یار کا
مینہ کے کھلنے کی علامت ہی شفق کا پھولنا
لال وہ مجھپر ہوا رونا بھی کم ہو جائیگا

دیکھ پائیگا کف رنگین اگر وقت سحر
پنجۂ خورشید چھپ جائیگا ای رشک قمر
چال مین ہنسکر کریگا سنگ ریزون کو گہر
ہی یہی رنگت حنائے پائے جانان کی اگر
پنجۂ مرجان ہر اک نقش قدم ہو جائیگا

حال رنگ باغ کا فرقت مین سب جائیگا کھل
باغبان کا سر پھرا دیگا گلونکا شور وغل
عندلیب و سرو و قمری کا تو ہو جاویگا قل
تو بچائیگا اگر گلگشت کو ای رشک گل
داغ لالہ کا چمن مین داغ غم ہو جائیگا

عکس صورت کا غضب دلچسپ ہی ای مہ جبین
جھوٹ مین کہتا نہین یہ بات کر اسکا یقین
ہر ہیولیکو بنا دیتا ہی عالم مین حسین
میرے دلسے تیری صورت محو کیا ہوتی نہین
آئینہ بھی صاف پرتو سے صنم ہو جائیگا

مشک نافے نقطے ہو گئے لکھتے ہی قرطاس پر
مشک عنبر ہو گئی حرفون کی سیاہی سر بسر
تار سنبل سان خط مسطر بھی آئینگے نظر
گیسوے جانان کے لکھونگا جو نہین مضمون اگر
خامہ میرا رفتہ رفتہ سو قلم ہو جائیگا

دشمنی کی تجھ مین عادت ہی ہر اک سے بیشمار
تو ہی حاسد کچھ نہین درکار مجکو زینہار
پھول جو مانگیگا مجھسے ہی یقین پائیگا خار
رہنے دے ای آسمان یونہین مجھے زار و نزار
فربہی جب مجھے چاہونگا ورم ہو جائیگا

موت ہر اک دہر مین پائیگا ناسخ ہی یہی
خوش نہین کہتا تیرا آئیگا ناسخ ہی یہی
صورت آباد و غم کھائیگا ناسخ ہی یہی
شکر و شکوہ ہی سو سہجائیگا ناسخ ہی یہی
دوست دشمن کا وجود اک دن عدم ہو جائیگا

شعر مرصع خیال سخن آفرین ۔ سخن را اگر سی نشاند اینچنین ۔ گوہر آبدار سمن کو زیب گوش سامعان فہوش کرتے ہین افراسیاب جادو حال شہرۂ فیلسر سنکر بہت جھلایا فوج مذکور روانہ کی حیرت جادو نے کہا ای شہنشاہ سب ہمارے دشمن ہوئے جاتے ہین یہ موا اطلس گلگون پوش مثل مار سیاہ زمین سے بلبلا کے نکلا ناحق ہمارا دشمن ہوا شہرۂ فیلسر کو بھی جوش آیا افراسیاب نے کہا ان سب کو نیست معقول دونگا اب اسد نامدار ایسا جوان مارا گیا سامری و جمشید جھنجھٹے ہوئے سب ہی لگ گئے تھے اسد غازی مابدولت کا قائل ہی سب نے جھوٹ لکھا دائی امان چیر پھاڑ کر کھا گئین بڑا خوف مجکو طلسم کشا کا تھا اور مین کسی سے خائف نہین ہوتا ان سب کو ایک سحر مین مٹا سکتا ہون اگر در سوار کو روانہ کیا ہی وہی اُسکے واسطے کافی ہی جسدن ملک اطلس میدان مین نکلیگا دائی امان چیر پھاڑ کے کھا جائینگی یہ کہکر افراسیاب براے ملاقات تاریک شکل کش آیا چالیس سرداران لشکر مرخ اُسی دھوئین کے قصر مین قید مین بیہوش مدہوش پڑے ہین سحر تاریک شکل کش مین مبتلا افراسیاب بڑھکر تاریک کو سلام کیا تاریک نے گلے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا پوچھا کچھ حال شہرۂ فیلسر بھی دریافت ہوا افراسیاب

کہا گیہان اژدر سوار کو بدولت نے روانہ کیا ہی سر لیکر آتا ہوگا تاریک نے کہا ای افراسیاب
گیہان شہرہ فیلسر پر نہ غالب آئیگا طریقہ سے معلوم ہوتا ہی شکست فاش کھائیگا افراسیاب نے کہا
نہین دائی امان وہ ایسا نہین ہی تاریک نے کہا تیرا غرور نہین جاتا افراسیاب نے کہا مین کیا کسی سے
پایہ کمی کا رکھتا ہون اگر شہرہ یہان آئیگا تو بڑی جوتیان کھائیگا تاریک نے کہا ای افراسیاب زمانہ انقلاب
ہی دلکو پیچ وتاب ہی تیری خاطر سے مین نے کمر باندھی طلسم کشا کو تو مٹا چلی لیکن جب خیال کرتی ہون ستارہ
گردش مین ہی فلک کجرفتار گردون غدار طلسم ہوشربا کے مٹانے کی کوشش مین ہی افراسیاب
نے کہا دائی امان فال بد منہ سے نہ نکالو تاریک نے کہا تیری خاطر مجھے مد نظر ہی جا کر طبل جنگی بجوا دے
کل خاتمہ کر دونگی سب کو چیر پھاڑ کے کھا جاؤنگی افراسیاب بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا خوشی مین طبل جنگی
بجوایا جو اسپیان لشکر اسلام خبر لیکر بھاگے ملکہ مہرخ سر پر چھانے کی پر تمام سرداران نامدار غازیان تو سرشار
اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین خواجہ ایک فکر مین گئے ہوئے ہین مہتر قران نے برق کو ساتھ لیا
صحرا مین کچھ صلاح کر رہے ہین چالاک بن عمرو ملکہ مہرخ سے کچھ صلاح کر کے الگ گیا ہی دربار
عیارون سے خالی بارگاہ مین سناٹا ہر خرد و کلان خاموش خوف جان مین رفتہ کا جوش ملکہ مہرخ
فرما رہی ہین ہفتہ کا وعدہ گذر گیا یقین ہی طبل جنگی بجے بہار و باغبان عرض کر رہی ہین حضور اب جنگ
ہر جائینگے کہانتک صبر و جبر کرین طلسم ہوشربا فتح ہوگا ہم صحبت عیش و آرام اب نہ دیکھینگے باتون پر
بہار کے مخمور کو ہچکی لگی ہی کوئی متردد کوئی متوحش کوئی رنجیدہ کوئی غمگین کوئی ملول کوئی حزین ہجوم
غم و یاس ہر گلعذار اداس آواز نوبت و نقارے کی کان مین آئی ملکہ مہرخ نے سر اٹھا کر باغبان سے
فرمایا دریافت کراؤ کیا نقارہ بجا ہی باغبان نے عرض کیا ہرکارے وہان حاضر ہین خبر لیکر آئینگے یہ ذکر
تھا کہ جو اسپیان لشکر اسلام محزون درد مند دونون بھائی چرند و پرند سامنے آکر حاضر ہوئے ہاتھ جوڑ کر
دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے

نظم

صاحبا عید بر تو میمون باد
ہر روز و شب تو مرہون باد
اشتلاع حصول شوکت تو
چو مہر و شنبہ خون باد

عید نیز از رخت ہمایون باد
استادت پناہ دوران است
نشتر سینہ فریدون باد

ہر متاعے کہ ملک تہنیت است
آستینت کلاہ گردون باد
انقطاع حیات دشمن تو

عرض کی حضور افراسیاب نے طبل جنگی بجوایا افراسیاب کو جو

غصہ آیا تاریک ستے کہلا بھیجا اُس ملعون کو اب تاب نہیں ہو ملکہ مہرخ نے حکم دیا طبل جنگی بجے انشاءاللہ مقابلہ کرینگے طبل جنگی تو بجا مگر ملکہ مہرخ نے طرف آسمان کے دیکھکر عرض کی اے رحیم کریم **نظم**

اے تو قایم وجود وصل ہر موجود ما
ہم بلطف خویش گردان عاقبت محمود ما
نالہ ہاے دل سحرگاہے کہ غیر دود آہ
شعلہ سر بیز تند در راہ درد آلود ما

اے ز نور روشن چراغ گوہر مقصود ما
خواہ از طوف حرم خواہی بر بیابان زیر
نیست ممکن صیقل آئینہ مقصود ما

چون خمیر طینت ما را برحمت کردہ
ہر کجا معبد کنی آنجا توئی معبود ما
ہیچ مخفی ز سیل اشک کز سوز دگر

اے کریم کارساز اے مالک بے نیاز مشکل کو ہماری آسان کر اب تاب صبر و تحمل نہین باقی ہو ملکہ مہرخ سے دعا کی سردارون نے آمین کہی اُسوقت دربار مین عجب کیفیت تھی ہر سردار کی آنکھون کے نیچے موت پھر گئی ہر کسی کو یہی یقین تھا کہ اب زندہ نہ بچینگے ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا فرمایا اے سرداران نامی بخدا دل یہ چاہتا ہو کہ آٹھو پہر آپ لوگون کی صورت دیکھین لیکن دربار اسواسطے برخاست کیا کہ آپ لوگ جاکر اپنے سحر تیار کرین حوصلہ دل مین باقی نہ رکھا ہے مین نے بھی موم خانے کو حکم دیا ہی ملکہ بہار سرخ مو کا ہاتھ تھام کر اُٹھین سب سردار بارگاہ سے نکلے ملکہ مہرخ نے سبکو رخصت کیا ملکہ بہار جب اپنی بارگاہ کے دروازے پر پہونچین سرخ مو نے کہا لو بوا بہار رخصت ہوتی ہین بہار نے محبت سے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا اے سرخ مو ہم تمسے زیادہ پریشان ہین دو لمحہ بھر ہماری بارگاہ مین ٹھہرو اے لو یہ شعر غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو — جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہو — سرخ مو نے ملکہ بہار کی بلائین لین کہا حضور اس دربار مین بھی ہم آپکے لازم تھے یہان بھی تابعدار ہین ہرچند کہ اپنے ملک کے تاجدار ہین اگلے خدمتگذار ہین ملکہ بہار سرخ مو کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین آئین سرخ مو نے دیکھا بہار کا گل سا چہرہ کمھلایا ہوا ہی لیکن بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ جابجا گلدستے چنے ہوئے بوے خوش آرہی ہی میز پر سرخ مو نے دیکھا اک کاغذ تہہ ہوا رکھا ہی بہار اور جانب متوجہ تھین سرخ مو نے وہ کاغذ اٹھالیا اُسکو کھولا دیکھا ایک تاجدار کی تصویر کھنچی ہوئی ہی چہرہ آفتاب عالمتاب زلفین ظلمی مین پیچ و تاب آنکھین دیدہ غزال کو آنکھین دکھانے والی چہرہ پر تجلی شوکت و شان سطوت و صولت مثل جاگران کمر مین دست بستہ ہمراہ سراپا مین جلالت لیاقت قد سرو باغ جنت سینہ تختہ نور پیشانی لوح بلور سلاح تمام ذات پر آراستہ تیغ برق تاب زیب کمر سپر پشت پر مثل قرص قمر دوش پر کمان کیانی کی عجب شوکت و شان نشان کہکشان عیان ترکش مین تیر دلدوز کب صبادم زبان حال سے ظاہر ہو کہ طرارہ بھرا چاہتا ہی سرخ مو نے تعجب

تو دیکھکر کہا ملکہ بہار جادو یہ کس شہنشاہ عالیجاہ کی تصویر دلپذیر ہی ملکہ بہار نے تصویر سرخ مو کے ہاتھ
میں سے لیلی کہا ای ہمشیرہ شعر اینست کہ خون کردہ دل بردہ بے را + بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را +
یہ ہمارے شہنشاہ عالیجاہ سعد بن قباد والا نژاد کی تصویر ہی ہماری بربادی کی تدبیر ہی کیفیت دگرگون
ہو چکی اب کون زندگی کی صورت ہی نظم

مژدہ صبح شب سنا دل کو کھٹکا آزار کا
لے گیا ساغر فراغت جو کہ دلدار کا
دن میں سو سو بار گھبراتے ہیں چین شب نہ صبح
تھم نہیں سکتا ہی آنسو روزن دیوار کا
اشک میری آنکھ سے ٹپکا جو بکھری زلف
بعد مدت رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا
ایک عالم ہی دل دیوانہ کا ابتک نسیم

آگیا گھٹنے پہ اب بڑھنا شب بیمار کا
جھانکتی ہیں آرزوئیں میری تجلو بار کا
ابتو میرا سا ہوا عالم مزاج یار کا
تجلوای واعظ مبارک ہو یہ اسباب غرور
بستے بستے ہو گیا چھالا زبان مار کا
بارہا سے قلب سوزان آکے کھائے تو کا
کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

اب دل مشتاق شوق بوسہ اب بیکار ہی
کیا شگاف سینہ روزن ہی ترے دیوار کا
بارش گریہ سے میری اب تو یہ نوبت ہوئی
میں نہیں کھتا ہوں کوا جبہ دستار کا
ابتو مثل دانۂ الماس آنسو ہو گئے
دیکھ لینگے جو صلہ ہم مرغ آتش خوار کا

اس سوز و گداز سے ملکہ بہار نے ان اشعار کو پڑھا سرخ مو سے کا دل کشا آنکھوں میں آنسو بھر لائی کہا ای ملکہ بہار حقیقت میں تجنے صدمہ عظیم
اٹھائے مگر افسوس ہی بادشاہ جمجاہ کو کچھ تمھارا خیال نہیں کبھی کوئی نامہ و پیام نہیں اکادہ تو بادشاہ لشکر اسلام
صاحب اختیار ہیں کیا تمھاری طرح مجبور و لاچار ہیں بہار نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای سرخ مو خدا
اس تاجدار کو سلامت رکھے پانچ ہزار پانچ سو چوبیس سرداروں کے افسر جرأت میں سب سے بہتر مقابلہ
لقا ایسے ملعون سے آٹھ پہر جانبازی و سر فروشی ہزاروں ساحر بڑے بڑے جاتے ہیں انکا نظام عیاروں سے
کام لینا بڑے بڑے پہلوانوں کو شکست دینا تم بھی بخوبی جانتی ہو کہ راہ طلسم ہوشربا بند ہی اس
شیر بیشہ جرأت کو ربط و ضبط پسندی ہی نبیرۂ صاحبقران رشتہ دار نوشیروان صاحب حسب و نسب
سعد بن قباد لقب وہ اسکو بھیجیں ذکر نہیں کر سکتی راتوں کو خواب پریشان دیکھتی ہوں گی جب خواب میں
تشریف لائے دفتر شکایت و حکایت کھلے ای سرخ مو اس شب کو بھی جی چاہتا تھا کہ جا کر قدمبوسی کر آؤں عرض
کروں کہ اب ہماری حاضری غیر ممکن ہی لیکن خوف آتا ہی اگر راہ میں کسی بلا میں پھنسی یہاں بدنامی ہوگی
دشمن کہینگے بہار نے جان بچائی اس باغ پُر بہار سے نکل بھاگی نہیں چلسکتی اس بلا میں پھنسی ہوں کہ منہ
نہیں ہلا سکتی جو لطف محبت میں دل میں بھرے ہیں ای سرخ مو کس زبان سے کہوں نظم

بندۂ عشق ہون کیونکر نہ کرون مدحت عشق
لیلی جب سے مجھے صحرا کی طرف شدت عشق
کس طرف جاؤن کہان اُنسے چھپون جاؤن کہین
ایسا تھا مجھ مین کہان دُرد یہ بیطاقت عشق
حسن کی دید کرون مین نہ کبھی آنکھ کو بند
مین نہین آپ مین بہلا ہی عکس ہو اب غفلت عشق
خوبصورت جو زمانے مین ہین برباد ہوئے
قیس و فرہاد سے بڑھکر ہوئی ہی شہرت عشق
خوب ہی روز ازل قطع ہوا تھا یہ لباس
دیکھون اب لیکے کہان جاکے مجھے شدت عشق
کیا مزا ہمین ہی ذلت کے سوا ای مطلوب

دیکھا جس سمت نظر آئے مجھے حضرت عشق
مرتبہ اپنا سمجھتا ہون سوا شاہون سے
جس جگہ ہم گئے موجود ہوئے حضرت عشق
اب مرے سامنے منعم کی حقیقت کیا ہی
مجکو آئینہ بنا دے اگر ای حیرت عشق
تلخ کامی کا مزا جسکے مقدر مین ہوا
یا خدا اسکو دکھاتا نہ کبھی صورت عشق
ٹھوکرین خوب ہی کھلوائین مجھے گلیون کی
جسم خاکی پہ مرے ٹھیک ہوا خلعت عشق
ڈھلگیا ہی خفقان مین نہین قابل اسکے
خواب مین بھی نظر آئی نہ مجھے صورت عشق

چومتے میرے قدم جو نہ مجنون آیا
میری تقدیر سے ہاتھ آگئی ہی دولت عشق
ناتوانی مین جو وقت کے اُٹھائے صدمے
دل غنی ہی مرا ہی پاس مرے دولت عشق
کیون پلاتا ہی مجھے جام شراب ای ساقی
بس اُسی شخص کو اللہ نے دی نعمت عشق
رات دن ہین جو حسینون کا کرتا ہون
داد بھی آپسے امید یہ ای حضرت عشق
مدتون اسنے پھرایا ہی بیابانون مین
مجھپہ احباب لگاتے ہین عبث تہمت عشق
اسقدر بہار روئی اشکون کا تار

بندھ گیا ہچکی لگ گئی سُرخ موے کاکل کشا نے بلائین لین کہا ای ملکہ بہار تمھارا جوش دیکھکر کلیجہ اُلٹ گیا
تم جلد جاؤ جاکے ملاقات کر آؤ ایسا نہو کہ دم نکلی روح جسم سے نکلجاے یہ لڑائی تو اسی طرح سے رہیگی یہ
نہین ممکن ہی کہ کل آجاؤ خیر ہم شہنشاہ سے کچھ حیلہ کرینگے کہدینگے ملکہ بہار کوئی سحر تیار کرنے گئی ہین
ملکہ چرخ کے مزاج مین یہ بات نہین ہی کہ ہم مرتے ہین تم بھی ہمارے ساتھ مین مرو اُنھون نے اکثر
یہی فرمایا صاحبو اپنی جان بچاؤ طرف لشکر صاحبقران کے نکلجاؤ یہ تو ایک دن ضرور ہونا ہی کہ
صاحبقران زمان طلسم ہوشربا مین تشریف لائینگے ہم سبکے خون کا معاوضہ لین ہمارا خون بالا بالا نجائیگا
ایک دن رنگ لائیگا بہار سُرخ مو مین عرصہ دراز تک یہی باتین رہین سُرخ مو نے بہت بہت کہا ای
ملکہ بہار تم جاکر بادشاہ جہجاہ کو دیکھ آؤ بہار نے قبول نکیا مگر سُرخ مو نے یہ دیکھا کہ آج رنگ روے
بہار بہت متغیر ہی صاف ظاہر ہی اس باغ مین خزان آنے کو ہی غنچہ خاطر نا شگفتہ گل عارض مرجھاے ہوے
سُرخ مو کا دل نہ چاہتا تھا کہ پہلو سے بہار کے اُٹھے لیکن دیکھا کہ بہار اب تنہائی چاہتی ہی دریاے
عشق موج زن ہی ہجوم رنج و محن ہی اب یہ تنہائی مین دلکو غم سے خالی کریگی تنہا جھکر ٹھنڈی سانسین بھریگی
سُرخ موے کاکل کشا اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی ملکہ ہلال سحر افگن ہمشیرہ سُرخ مو براے ملاقات

آئین ہلال نے دیکھا سُرخ مو رو رہی ہے نہایت بیقرار اشکبار گھبرا کر ملکہ ہلال سحر افگن نے پوچھا کیون
ہمشیرہ خیر تو ہے سُرخ مو نے کہا ہوا یہ تو ظاہر ہے کہ ہم تم سب گور مین پاؤن لٹکائے بیٹھے ہین جلاد فلک
در پے آزار ہے تقدیر کے سامنے تدبیر بالکل بیکار ہے لیکن آج بہار گلعذار کا عجیب حال دیکھا گرفتار دام محبت
عاشق جمال بادشاہ باشوکت اسطرح کے اشعار اسوقت اُسنے پڑھے اور کلام دردآمیز زبان سے کہے
ایک ایک فقرہ تیر دلدوز تھا جگر کو مشبک کر دیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا چہرے کو اُسکے اسقدر
اُداس پایا خداکرے اُسکی جان بچائے آمادہ ہے کہ تاریک شکل کش سے مقابلہ کرون دیکھیے تقدیر کیا
دکھاتی ہے فراق بہار رہے نہ اُٹھیگا گھر اور لشکر مین سناٹا ہو جائیگا رعنائی زیبائی لشکر مین نہ باقی رہیگی ہنے
خیال کرکے دیکھا اُس سے اب صدمۂ عشق نہین اُٹھتا ہے محبت سالہا سال کی فرقت کہانتک ضبط کرے
کوئی صورت ملاقات نہین یہان سر پر آرے چل رہے ہین روز بلاے نو کا سامنا تاریک شکل کش ایسے سے
مقابلہ چالیس سردار قید ہو چکے کاردانی سے خواجہ عمرو کی بچے سیکڑون کافر پکڑ کر جلا دیے اسد غازی کے
مقدمے مین دھوکا ہے تاریک و افراسیاب کی آنکھون مین پروردگار نے پردے ڈالدیے اپنے مقام پر
یہی ذکر کرتے ہین طلسم کشا کا کام تمام کیا حقیقت مین ضرغام شیردل نے بڑا کام کیا قبل سے اُس بیچارے
نے تدبیر کر رکھی تھی حقیقت مین فرزندان خواجہ عمرو ارسطو فطرت و لقمان حکمت مین اگر ایسا اُنہے
کیا ہوتا تو قیامت آگئی تھی ہم لوگ لڑائی کے قابل رہتے میدان کارزار مین قدم جمتا امید قوی دل مین باقی
ہے کہ وہ شیر زندہ ہے مثل مردمک چشم ضرغام نے چھپا رکھا ہے لیکن بوا ہلال صبح کو ایسی تدبیر ہو ہم جا کر
مقابلہ کرین اپنی جان دین بہار میدان کارزار مین بجائے اُسکی ذات سے گلشن فوج مین بہار ہے مہرخ
بھی اُسکی جدائی گوارا نکریگی ہلال سحر افگن ملکہ سُرخ مو سے لپٹ کر بہت روئی کہا ہمشیرہ صاحبہ کسکا
ملال کرین کیا کیا خیال کرین اجل سر پر کھڑی ہے اپنے نزدیک بہت کد و کاوش کرینگے اُنکے بچانے مین کوشش
کرینگے آیندہ باغبان قضا و قدر بہار کی حفاظت کرے یہ کہکے دونون ساحرین سحر تیار کرنے مین مصروف ہوئین
ہر خیمے مین یہی ذکر ہے ہر کسی کو جان دینے کی فکر ہے وہ شب تیرہ و تار لیلی شب نے غم مین اہل اسلام کے گیسوئے مشکین
کھولدیے ہین شہنشاہ ظلمات کا انتظام ہے ضیاء ماہ تابان مفقود تاریکی کی عملداری تارونکا فلک پر
جھلملانا سحر کے صداے عجیب کا آنا مصیبت و بلا کا سامنا نشان ہاے لشکر سرنگون میر جلا یا پریشان
ہر کس و ناکس کو سکتے کا عالم ضیاے ماہ تابان کالعدم لشکر افراسیاب مین کمربندی ہو رہی ہے بڑے بڑے

غول کے غول چلے آتے ہیں ہر مقام پر یہی ذکر ہے آخر افراسیاب بادشاہ عالیجاہ ہے دشمنوں کا حال تباہ ہوگا
کل فتحیاب ہوگئے بارگاہیں خیمے لوٹ لیے گئے جابجا آتشبازی چھوٹ رہی ہے ہوائیاں تحرکی چل رہی ہیں
ہر مقام پر صداے یا سامری جمشید آتی ہے سرما و ابریق طلا یا دے رہے ہیں یا تو جیتے پھرتے تھے
آج سبکو ہر مرتبہ جاتے ہیں سیر طلا یاے لشکر مہرخ نکلے تو جا پڑیں سیر طلا یا کو گرفتار کریں تاریک شغل کش
نے جو دھوئیں کا مکان بنایا ہے اُس قصر سیاہ میں ٹہلتی پھرتی ہے جسطرف کسی کو جاتے دیکھا تڑپکر جا گری
اُٹھا لائی چیر پھاڑ کر کھا گئی اکثر ملازمان افراسیاب کو لیگئی وزیر چیخے چلائے دوڑے دہائی امان صاحب
آپکے فرزند کا یہ نمک خوار ہے چھوڑ دیجیے تاریک نے قہقہہ مارا کہا اے سرمایہ جوان ہمکو اچھا معلوم ہوا
اب تو پنجہ شاہباز اجل میں آگیا رہائی اسکی دشوار ہے یہ لوگ بلتے رہے وہ چیر پھاڑ کر کھا گئی لشکروں میں ہنگامہ
دوست دشمن سب ڈر رہے ہیں ایک کو یہی خیال ہے ہمکو پکڑ کے نہ لیجاے اسکا کوئی کیا کریگا مثل
مشہور ہے اندھے کی داد نہ فریاد اندھا مار چھیگا شہنشاہ کی دہائی امان ہے کس سے ہی فریاد کریں اسی تلاطم
میں وہ شب تیرہ تار بسر ہوئی ماہتابان لرزان و ترسان مع ثابت و سیارگان قصر مغرب میں داخل ہوئے
کاشانہ مشرق سے شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش علم ضیا ر و شعاع ہاتھ میں لیکر میدان چرخ نیلی
میں برآمد ہوا لیکن صاف ثابت ہے غم لشکر مہرخ میں خون چہرے پر ملے ہوے شعاع سے گریبان تابدامن
چاک نہ چست نہ چالاک حیران حیران عالم انقلاب کے ملاحظہ میں مصروف حدت و شدت بالکل موقوف
لشکروں میں ہنگامہ ہوا سحر ہوگئی لو سحر ہوگئی ++ اہالیان لشکر مہرخ نے دیکھا شب غم تڑپ تڑپکر کٹی
صبح مصیبت کا سامنا ہوا رات کو آفت صبح کو قیامت بستر و سے گھبراکر جوانان شیر دل اُٹھے سرداران
نامی و ر دولت ملکہ مہرخ پر حاضر ہوئے ایک سے ایک بحسرت مل رہا ہے بھائی سے بھائی کہتا ہے آؤ گلے مل لیں
اب اُسی بلاے سیاہ کا سامنا ہے آج میدان کارزار سے واپس ہونا دشوار افراسیاب جادو وعدہ
کرچکا ہے کہ آج کل کا خاتمہ کرونگا یہ ذکر تھا کہ آمد ملکہ مہرخ سحر چشم ہوئی مردہ سے نے جھکر آواز دی ہوشیار
ہو جاؤ ملکہ مہرخ تشریف لاتی ہیں اولاں اوّل چند طفلان ماہ طلعت خوبصورت مخلمے کے لوٹے ہاتھ میں
لیے ہوئے اشعار حمد الٰہی زبان پر سامنے سے گذرے ہزارہا کہاریان زرکشین وجھنیشن تخت شہنشاہی کو گھیرے ہوئے
تخت پر ملکہ مہرخ لیکن اُداس پہلے سب سے بڑھکر ملکہ بہار نے مجرا کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا ملکہ مہرخ نے
بہار کو گلے سے لگا لیا معلوم ہوتا ہے جسم میں خون نہیں ہے چہرہ سفید دل نا امید نرگسی آنکھوں میں

آنسو بھر سے جیسے ہی ملکہ مہرخ نے گلے لگایا دل بھرا ہوا تھا اشک حسرت ٹپک پڑے ساغر چشم چھلک پڑے فرمایا ای بہار کیوں مزاج کیسا ہی آج تمکو بہت اُداس پایا بہار نے سر جھکا لیا جواب ندیکلی سرخ مود ہلال اُڑھیں دونوں نے عرض کی حضور خدا انجام بخیر کرے شب سے ملکہ بہار بہت بیقرار ہیں دو پہر رات گئے تک ہمنے سمجھایا اور حضور کیا کہکر سمجھائیں سبکا ایک حال خدا اپنا فضل شریک کرے ملکہ مہرخ نے سردار و نسے پوچھا کسی صاحب نے خواجہ عمرو کو بھی دیکھا ہی چرندیر بندے نے بڑھکر عرض کی حضور کوئی عیار لشکر میں نہیں ہی کسی وقت آئے گھڑی دو گھڑی ٹھہرے پھر چلے گئے ایسا بیقرار انکو کبھی نہ پایا تھا جب انکو دیکھا سر بزانوے تفکر سے آشنا ہی کف افسوس ملتے پایا آج شبکو بھی برآئے چند ساعت تشریف لائے روتے ہوئے کسی جانب چلے گئے نہیں معلوم کس مقام پر ہیں ملکہ مہرخ نے فرمایا ہم بخوبی آگاہ ہیں کسی تدبیر میں پھرتے ہیں چالاک کو بھی بہار کہیں بھیجا ہی جعفر قران و برق بھی گھبرا کر لشکر سے نکلگئے واے بر حال عیاران ہزار ہے بالکل نا واقف تاریک ایسی بچھا ہے سامنا آخر کیا کریں لیکن فکر سے غافل نہونگے یہ فرماتی ہوئی سواری جلو خانے سے نکلی سردار فرداً فرداً آنے لگے تخت ملکہ مہرخ کو بیچ میں لیا میدان تک نہیں پہونچی ہیں کہ آمد آمد لشکر افراسیاب شروع ہوئی ناظمان در بند طلسم ہوشربا فوجیں ساتھ لیے ہوئے پرے جمائے ہوئے نوبت نقارے بجاتے ہوئے آتے ہیں دربارگاہ افراسیاب پر بڑے بڑے بادشاہ ہونگا جماو ہی لڑ رہی کہ شہنشاہ برآمد ہوا چاہتے ہیں صرصر و صبا رفتار باہر آتی ہیں آمد حیرت و افراسیاب کی خبر پہونچاتی ہیں فوجوں کے دل کے دل بادل کے بادل میدان جنگ میں چلے آتے ہیں ساحران افراسیاب اپنی اپنی شوکت و شان دکھلاتے ہیں پردۂ بارگاہ افراسیاب جادو بصد کر و فر اُٹھا گھنٹ اور ناقوس بجنے لگا تمام افسران فوج نے پرے باندھے افراسیاب آگے آگے حیرت جادو ایسی مہ جبین نازک اندام گلفام آراستہ و پیراستہ چلو میں تخت کو عل کہاریاں ماہ پیکر کاندھے پر اُٹھائے ہوئے ہزار ہوا شہنشاہ برآمد ہوئے افراسیاب نے ہاتھ تھام کر حیرت جادو کو تخت پر سوار کیا سب سردار واسطے تسلیم کے خم ہوئے ماہی مراتب کو جلوہ طاؤس بیدق زنجیر سب سامان مہیا ہیں افراسیاب جادو نے اپنی زوجہ کی شوکت بڑھانے کو ہاتھ پایہ تخت پر رکھدیا مرکب شکلیں پرند پر سوار خراماں خراماں سواری مثل باد بہاری کے چلی روشن چوکی بجتی ہوئی بھیروین کے سُر کھنچے ہوئے چونکہ افراسیاب گل چینی گلشن جمال حیرت نازنین

مصروف پہ تہنا نوازوں نے پڑھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

تیری طرح ہیں وہ بھی کسی پر مرے ہوئے
سوتے ہیں خشت خم کو سرہانے دھرے ہوئے
وہ رند بادہ کش ہیں کہ ہنے مدا ابدی
لوٹو نے اتنے وہ نہ کسی دن بکھرے ہوئے
سب رنگ میں دیکھیے ہو کون سرخرو
کیا یہ ہرن ہیں سبزۂ مینا چرے ہوئے
ڈالی ہے اپنے جلوے پر آنکھ اسنے بار ہا
دو گھونٹیاں سنا ہیں وہ ایسے کڑے ہوئے
گرمی عشق دیکھو ہوئے تر بغیر غسل
داماں کوہ میں تو ہیں پتھر بھرے ہوئے
زیر زمیں بھی کشتہ جور بتان قلق

بیٹھے ہیں سر کو زانوے غم پر دھرے ہوئے
خوف خزاں سے سوکھ گئے خار کی طرح
خالی کیے ہیں غم کے خم اکثر بھرے ہوئے
سینہ سپر وہ ہم ہیں کہ قاتل نے بار ہا
قبضے پہ ہاتھ ہیں وہ ستمگر دھرے ہوئے
لایا کچھ جواب پیام او پیام بر
ہیں چاندنی کے کھیت یہ آہو چرے ہوئے
بوسہ دیا کبھی تو جلانے کے واسطے
حمام دل کے ایسے بلند ابخرے ہوئے
فیض قدم سے یار کے ہنگام سیر گل
سوتے ہیں دونوں ہاتھ جگر پر دھرے ہوئے

کس چین سے گذرتی ہے زندان عشق کی
جب موسم بہار میں کچھ ہم ہرے ہوئے
جنسے وہ بات بات پہ ہمسے بگڑتے ہیں
خالی کیے ہیں یار سبھی تنہے بھرے ہوئے
چشمان یار جو ہیں مستی میں کسقدر
کیا گھنگنیاں تھے منہ میں وہ اپنے بھرے ہوئے
بچھائے چھیڑ کر سر بازار ہم انھیں
دو چار کلیاں ہیں میں کچھ غنچے ہرے ہوئے
خالی ہوئے ہیں امن جفون جو ای جنون
سوکھے ہوئے درخت چمن کے ہرے ہوئے

افراسیاب جادو کا دماغ زیر تخت پر معشوقہ نامور فوجوں کو دیکھکر سوچو چرتا و پھیرتا ہے تاج نخوت کو کج کیے کہتا ہے اگر سامری و جمشید ہوتے ما بدولت کا رعب و دبدبہ دیکھکر روتے یہ دن کسکو نصیب ہوا ہیں خداوند روے زمین صاحب تاج و نگین سحر میں بے نظیر خزانوں میں مال کثیر وزیر با تدبیر سردار صاحب توقیر کیا کیا جاہ و جلال ما بدولت نے پایا ہے بعض صاحبان دل ان کلمات غرور آیات کو افراسیاب کے لشکر کا نوشتہ رکھتے ہیں آپسمیں اشارے کر رہے ہیں کہ دیکھو یارو کبر و نخوت افراسیاب کا حد سے بڑھ گیا اگر اسنے اس لڑائی کو فتح کر لیا بیشک یہ دعوی خدائی کریگا ایک تواریخ دان بول اٹھا ای بجا بود امن قدرت رب اکبر دراز ہے تین دن کی سلطنت پر ناحق کا ناز ہے ضحاک ماران ایسا جابر جسنے جمشید جم کو شکست دی ہزار سال سلطنت کی وہ کیا ہوا کہاں گیا ضحاک ماران کو اژدر دنیا نے نگل لیا قبر کہاں ہے نہ نام ہے نہ نشان ہے نوشیروان ایسا بادشاہ عادل باذل سخی فیاض کیا ہوا لیکن نام نامی آشکار روشن ہے جسنے ظلم کیا بدنام ہوا آخر کیا انجام ہوا دنیا سے وہ نے ناکام اٹھا بدعت کا انجام بد ہے بہرحال رد ہے اپنی دانائی امان پر بہت پھولے ہیں انکی بھی تدبیر ہو جائیگی عمرو ولا کا عیار ہے اطلس گلگون پوش کو ملا لیا ابھی وہ زخمدار ہے

جسدن بارگاہ سے نکلیگا زمین بلا دیگا بی تاریک کو احوال معلوم ہوگا زخمی ہوگا انکو زخمی تو کرسکیا پہنچ
کر قتل پر انکے قادر نہین ہی اور شاید اگر حربہ چلگیا کیا بی تاریک کے برابر کوئی دنیا مین نہین ہی ایک پر
ایک غالب ہی حصول کمال کا ہر شخص طالب ہی مسیحا طلسم ہوش ربا تمام ہوچکی سب نجومیون نے حکم
لگا دیا انکے احکام کے خلاف نہوگا حال کھلجائیگا افراسیاب کو ایکدن بھاگتے راستہ نہ ملیگا باغ عالم
مین اب اسکا غنچۂ آرزو نہ کھلیگا غرور کی انتہا ہوگئی دماغ مین اسکے سودا ہی یہ سر ہی زہیگا جسمین غرور
بھرا ہی زمین ذلت پر ٹھوکرین کھائیگا ایک جانب ساحران غدار غلغلے کرتے ہوے حقیقت مین ہمارا
شہنشاہ خدائی کا دعوی کرنے کے لائق ہی سحر و ساحری مین سامری جمشید پر بھی فائق ہی یہ صدائین لشکر
افراسیاب خوش ہوتا ہی خوشامد کرنیوالے قریب صاف کہنے والے بے نصیب اس زور و شور سے لشکر
افراسیاب میدان کارزار مین آیا مقابلے مین ملکہ مہرخ نے پرے کو جمایا کل سرداران مہرخ نگاہ یاس سے
آمد لشکر افراسیاب کو دیکھ رہے ہین حقیقت مین باغ پُر بہار نازنینان گلعذار حسین جمیل ملکہ مہرخ کی کفش
بردار و ساحری مین بے عدیل اس حال پُر ملال مین بھی لشکر افراسیاب کو ذلیل جانتی ہین خوشی مین جان
دینے کے جوہرے گلنار آزاد وحرب و پیکار پر سے جمنے لگے صفین آراستہ ہوئین ایک ساحر ہوادار افراسیاب
بڑھا سحر کیا آندھی سیاہ اٹھی جھونکے ہوا کے چلے خس و خاشاک کو میدان سے اڑا دیا ایک نے بڑھکر
دریا دکھائی نکا ابر پیدا ہو گیا برستا ہوا نکلگیا چھڑکاو ہو گیا ایک نے تبر پر سایے نخل جو ہائل نظر تھے
قلم ہوے ابر نے سقائی باد نے فراشی کی میدان کارزار مثل آئینہ کے آراستہ ہوا نقیبون کو اشارہ ہوا
میدان کارزار مین آئے یہ اشعار ناپائداری عالم خیال کرکے پڑھے اشعار عبرت آمیز

ہرگز بجہان ما غم و دستار نداریم
دل تنگی خویش بیک تار نداریم
باناله بسازیم عزیزان که دل خوش
با شیخ و برہمن سر پیکار نداریم
برعرض تمنا ندہی گوش چو امروز
بر خاطر کس زاہل جہان بار نداریم

چون مہر ز عریانی سر عار نداریم
در کعبه یہودیم و مسلمان بدر دیر
در سینه کم از ریج گرفتار نداریم
مبل دل نالان و خیال رخ او گل
فرد است که ما طاقت گفتار نداریم
تا ناز و نگه عشوه بہاے دل سودا ست

چون گوہر ما سفته از اسباب بہشت
آرام بجز خانۂ خمار نداریم
ما بندۂ عشقیم و تبرا ند مذاہب
با بلبل و گلزار جہان کار نداریم
آئینه غبار از نفس ما نه پذیرد
زین ہر چه خود یار که انکار نداریم

اسطرح سے اشعار دلفگار پڑھے صفوں پر سناٹے آگئے ہر ایک کا یہی قول تھا یار و دنیا ناپائدار ہی

حقیقت مین اسکا کیا اعتبار ہو دنیا زال بیسوا ہی ہر ایک کی دشمن مردونکی رہزن اسکا چاہنے والا ہمیشہ تباہ و برباد رہتا ہی رنج و ملال سہتا ہی انجام بخیر ہو یا تو صداے طبل ذوق سے زمین کانپ رہی تھی اب صفونپر سناٹا آیا ہر ایک کو مرنے کی ہوس ہوئی تاریک شکل کش نے دھوئین سے سر نکالا دو تیلے فولادی تپلتے ہوئے آج تاریک نے بھاری لہنگا پہنا ہی کچھ زیور وغیرہ بھی جست کا جسم پر آراستہ ہی نتھنی ناک مین کالی کال صورت یا کالی کی مورت چیچک کے داغ تل چہرۂ سیاہ پر یا نشست زاغ نظم مسدس

شکل جھونڈی سی ہی گھاٹ ہی بد بس افشا — تارا دمدار ہی یا جغد کے سر کا سودا
تنگ پیشانی ہی اور بھیڑ کا جیسے دیدا — ناک چپٹی ہی اُسے کا نگہ مین جا بنوا
رنگ روپ کا ہی چہرے سے یہ ذرا نور نہین
داغ چیچک کے ہین یہ خانۂ زنبور نہین

ہی دہانہ جو دریدہ تو زبان سخت دراز — کچھ بناوٹ ہی نہ اندازۂ عشوہ ہی نہ ناز
چھوٹی گردن ہی گلا بو لنگا بہت بد آواز — طبع اقدس ہو نہ کیون گندہ بغل سے ناساز
ناتراشیدہ ہی وہ کندہ تو دو ہاتھ ہین چوب
پنجہ انگشت نما جیسے پریشان جاروب

سینہ بد قطع سپاٹ اور بہت نازیبا — گول بھرم نہین اور بند ہی ڈھیلا اُسکا
فاختہ اُلو کی دُم جیسے کمان ہی چڑیا — کرتی پیڑو سے ہی لٹکی ہوئی وہ علم ڈھیلا
پیٹ ہی پیٹھ کے مانند سپاٹ اور کرخت
ناف اُبھری ہوئی گھونگی سے زیادہ ہی سخت

کولے ٹیڑھے سے سپاٹ اور بہت ناہموار — اور ریتی کا کمر بنون کے کرون کیا اظہار
ذکر کرنے سے ہی اک چیز کے اب نفرت و عار — بن مین اژدر کے ہو جس شکل سے بانبی کا غار
زن مریدونکے لیے راہ زن اسکا ہو نہان
جان کے لالے ہین اور مال کا مفقود نشان

ران پر گوشت نہین اور نہ اُسپر مچھلی — ساق پر بال ہین نہ رسخت ہی جیسے لکڑی
پنجۂ کژدم کیطرح کج ہی کوئی ہی اڑی — انگلیان پاؤن کی بد وضع ہین ٹیڑھی تیڑھی

یا مین چلو ہی تو اتنے فلک کج رفتار
نام ہمارے ہرجائی کے بیزار ہزار

خاک صورت پہ ادا کا بھی نہیں نام کو نام
رنڈی بن سے ہی بجز دکام کو کچھ اور پچ نہ کام

ہی سراپا دہ مخنث کی طرح بد انجام
نام ہرجائی کا آوارہ ہوا با شہرت از بام

صورت کس سے ہو بخت سے بیزاری ہو
ختم ہرجائی پہ مکاری و غداری ہو

سراپائے تاریک کو دیکھکر ہنگامہ پڑگیا سراپائے بے نظیر کرتے ہوا معلوم ہوا غار سے اژدہا نکلا منھ سے ملونہ کے دھوان نکل رہا ہی افراسیاب بھی کانپ گیا ہاتھ پانوں میں دوست دشمن کے رعشہ تھا تاریک شکل کش نے پتلے کو اشارہ کیا پتلہ کیا اک جوان زنگی معلوم ہوتا ہی سیہ فام بد انجام اشارے سے تاریک کے جھومتا ہوا میدان کارزار میں آیا للکارا ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان بڑے تعجب کی بات ہی وائی امان کی لڑائی کرامات ہی طلسم کشا کو کھا گئیں لیکن تمھاری آنکھیں نہیں کھلیں تم سبھوں کے حال پر رحم کرتی ہیں رومال سے ہاتھ باندھکر چلے آؤ قدموں پر ملکہ عالم کے گرو خطا معاف کرا دینگی جان سبھونکی بچ جائیگی ورنہ آج ایک زندہ نہ بچیگا ملکہ وعدہ کرکے آئی ہیں شہنشاہ طلسم ہوشربا سے تمام ہوگا تم لوگونکا وقت نامرادی قریب آیا ایسے اس بیحیا نے لاف و گزاف کیے رات سے ملکہ بہار مبتلائے دام رنج و ملال تھی طاؤس پر کو بڑھا دیا سامنے ملکہ مہرخ کے آکر عرض کی حضور اجازت میدان مرحمت ہو اب کلفت و دولت دنیا نہیں اٹھتی بہار اس چمن سے رخصت ہوتی ہی جیسے ہی بہار نے یہ کلمہ کہا ملکہ مہرخ کے گویا کلیجے پر تیر لگا تخت سے کود پڑیں دونوں ہاتھ بہار کے گلے کا ہار کر دیے طرہ یہ کہ سرخ مو وغیرہ قد مو نے لپٹ گئیں ہر ایک کا یہی قول ہی بہار کو باغ دنیا سے پھل نہ ملا میں بہار میں ہوائے خزان آگئی اس عمر کا نخل نہ کٹے ہائے شاخ تمنا نہ پھول نہ پھلی چمن دنیا سے حسرت و یاس لیکر چلی ہر چند سب نے داد فریاد کی مہرخ روئیں بہت منع کیا بہار نے کہا حضور اب کنیز کو نہ روکیے بہار زندگی کا یہی مزا ہی رنگ جرأت میں فرق نہ آئے بڑے مرتبے ملے ہمارے باغ جرأت کے پھول کھلے طلسم کشا پر نثار ہوتے ہیں تخم نیکنامی مزرعہ میدان کارزار میں بوتے ہیں سرسبز ہوکر پردۂ دنیا سے انھیں آخر بہار کے واسطے ایک دن خزان ہی گلشن عالم کے رنگ کی بے ثباتی عیان ہی ہی جوش بہار کچھ نہیں کی

پکار کبھی بلطف بر رنگ و بُو کبھی بلبل نالان قمری کی کوکو اسی خیال مین فاختہ قلندر مشرب نے دلق خاکستری پہنا باغ کے رنگ و بُو کو بے ثبات جانکر ترک دنیا کیا ہاتھ کھینچ لیا پاؤن پھیلا دیا آپ لوگ جانتے ہین بلبل عاشق گل ہی سراسر آمد خزان کے خیال مین روتی ہی تڑپ تڑپ کے جان کھوتی ہی یہی رنج و ملال آٹھ پہر یہی خیال ہی ماہ تابان کو کبھی جلال کبھی زوال ہی اسی غم سے دل داغدار ہی میرا نام ملکہ بہار گلعذار ہی فصل کی کیا حقیقت چند دن کو آئی چلی گئی ہم برائے سیر باغ عالم آئے حسرت و یاس لیکر چلے ان کلمات حیرت آیات بہار پر شور گریہ و زاری بلند ہر خرد و کلان درد مند شاہزادیان بہت تڑپین موج کے منھ پر ہوائیان سرخ مو پریشان رعد جادو خاموش برق کے دل مین تڑپن خورشید زرین بحر کے کلیجے مین جلن بمشکل سب نے ملکہ بہار کو رخصت کیا دور سے افراسیاب نے رخصت بہار کو دیکھا بیقرار ہو گیا کلیجے پر ہاتھ رکھلیا سرما ابریق قریب تھے انھون نے یکایک دیکھا رنگ رو شہنشاہ متغیر ہوا پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا ہائے کیا کہون ای سرما و ابریق ای وزیران باتدبیر نظم

کس پرو کا انتظار ہی آج
بلبلو باغ مین بہار ہی آج
شوق سے آ ادھر کمان ابرو
چین ہی صبر ہی قرار ہی آج
فتنگہ مین جو خاک اُڑتی ہی
غیر سے یار ہمکنار ہی آج
مین نہین ہجر یار مین تنہا
کیو رعنا تمہین خمار ہی آج

دل مرا سخت بیقرار ہی آج
آہ کی برق کوند جاتی ہی
مرغ روح روان شکار ہی آج
دھیان ہی کاکل پریشان کا
گرم رو کوئی شہسوار ہی آج
ہجر گلرو مین سیر باغ کہان
غم دلدار غمگسار ہی آج

جلوہ گر میرا گلعذار ہی آج
ابر تر چشم اشکبار ہی آج
تیرے آتے ہی دیکھ آفت جان
اسلیے دل کو انتشار ہی آج
درد ہو کیون نہ اپنے پہلو مین
نکہت گل بھی ناگوار ہی آج
دھیان مین کسکے چشم میگون کے

یہ اشعار پڑھکے افراسیاب نے کہا یارو اسکا خیال رکھنا ایسا نہو دائی امان اسکو چیر پھاڑ کر کھا جائین بڑھکر بچانا خاک کھانا منھ مین کہ بہار ایسی معشوقہ کو کھا جائین قید کرنا بھی تو اقرار کر چکی ہین چالیس سردار قید ہین بعد اختتام سمجھا جائیگا سب اطاعت کرینگی بہار رشک چمن بڑی ضدن ہی اسکے گرفتار ہوتے ہی اصلاح کا پیام آئیگا اسی نے سب کو روکا ہی یہ کہتا ہوا افراسیاب آگے بڑھا بہار قریب اُس زنگی سیاہ رو کے پہونچی زنگی نے گولا مارا بہار مسکرائی گولا جھپٹکر اُلٹا دینا قریب تھا سینہ پر کینہ اُس زنگی پر پڑے وہ بچا جست کرکے بلند ہوا گولا خالی گیا دور جا کر گرا اور کئی ہزار نے

افراسیاب کے سر پہ تاریک نے زنگی کو للکارا او بچیا غلام بد انجام جلد اسکو گرفتار کر کے
لا کلہ گرم کر دن زنگی جھپٹا بہار نے پھینکر گلدستہ مارا غبار زرد بلند ہوا پھول برسنے لگے ہوائے سرد چلی
غنچے مسکرائے پتے تالیاں بجانے لگے شاخون کو وجد ہوا غبار نے کل صحرا کو گھیر لیا کچھ معلوم نہوتا تھا
لیکن تاریک شغل کش یا تو سحر بہار کا تماشا دیکھ رہی تھی افراسیاب پر طعن کرکے کہا کیون چھوکرے
محبت مین اس گلعذار ملکہ بہار کو یہ سحر اسے رنگین تعلیم سکیے یہی باعث زوال بوستان طلسم ہوش ربا
ہوا افراسیاب نے کہا ای مادر مہربان کیا کہون اسکی جدائی بہت شاق ہی اس بوے خوش کا دل شدہ دلبر
مشتاق ہی میدان کارزار مین تو ہوائے سرد سحر بہار سے چل رہی ہی وہ جوان زنگی جھوم رہا ہی زمین سے
پھول کھڑا سونگھ رہا ہی لیکن حیران و پریشان سمت بہار نگران بہار جا رہی ہی یہ ملعون بخوبی مبہوت ہوئے
تو اسی کو اشارہ کرون کہ جا کر تاریک سے مقابلہ مین مصروف ہو وہ تاریک پر جائے مین جان بچا کر
میدان سے مثل بوے گل نکل جاؤن لیکن تاریک افراسیاب سے بات کرکے شراب پینے لگی ایک
قرابہ اٹھا کر دہن سے لگا یا غٹ غٹ پی گئی ڈکار لی منہ سے دھوان نکلا غصہ مین پکار اٹھی ارے کچھ کر کے
ابھی حاضر ہو دوسرا غلام زنگی کہ سر پر تاریک کے مگس پرانی کر رہا تھا دستہ بستہ عرض کی ای سردار
سامری پرستان ای فخر ساحران جہان صبح کو دس آدمی نہاری کے حاضر ہوئے تھے حضور نوش فرما چکین
اب کوئی پارچہ گوشت حاضر نہین ہی یہ سنتے ہی تاریک کی آنکھون مین اندھیرا آگیا مثل ابر گرجی طرف
جنگل کے دیکھنے لگی آوارہ دشت ادبار دو مسافر آفت کے مارے مصیبت مین گرفتار بچارے کہین
جاتے تھے تاریک کی اونپر نگاہ پڑی جھوم کر اپنے مقام سے اٹھی مثل شعلہ جوالہ جست کی اُن دونون کو
جا کر پکڑ لیا اپنے مقام پر لیکر آئی چیر پھاڑ کر کھانے لگی بہار نے جو مہلت پائی سحر کو زور دیا وہ زنگی سیہ رو
مبہوت ہوا جوش عشق بہار مین یہ اشعار آبدار پڑھنے لگا

نظم

ہو آج گل در گلشن بہ پاسبان صیاد
ستم دکھائیگا ہوگا اگر جوان صیاد
دکھا دے چلکے اسیرونکو سپہر تونگی
بندھا ترانہ بلبل سے وہ سمان صیاد
فسانہ گل و بلبل رہی یادگار چمن

عبث ہوا ہی بہار اعدوے جان صیاد
نکل کے جائیگی قفس سے او بلبل
بہار باغ تجھ مفت رائگان صیاد
نہ آئی تھی ابھی سیر چمن کی بھی نوبت
رہیگی فصل خزان تک داستان صیاد

ابھی سے توڑ رہا ہی پر تھا دل کو
در قفس پہ رہی ہر دم نگاہبان صیاد
اثر سے ہوگئی بیخود تمام بزم چمن
کہ آ پڑا سر بلبل پہ ناگہان صیاد
نہو نہین جو ملی ہند اور نہ بلبل شیراز

میں وہ ہوں جسکا ہی جنت میں آشیان صیاد
بلا سے گو تیرے دل میں نہیں ہی کچھ تاثیر
قفس میں نا در لگاتا ہی تیلیان صیاد
نہ اب وہ ذوق چمن ہی نہ شوق غنچۂ و گل
نہ اختیار میں ہی صبر کی عنان صیاد
نہ ہمصفیروں کی صحبت نہ گل کا نظارہ
یہ وہ زمین ہی نہیں جسکا آسمان صیاد
بہار قید قفس میں کٹی عنادل کو
پھرے جو گھات میں ہر وقت پاسبان صیاد
جو بند دام سے چھوٹوں تو پھر یہ آفت ہی
ہی تختہ تختہ گل کشت زعفران صیاد
دکھا دے چہرۂ گل اے تو اک نظر اسکو
نصیب بعد فنا گل کا سائبان صیاد
قیامت آئیگی شاید کہ جان بلبل پر
پھرے ذلیل بھٹکتا دکان دکان گلچیں
جو پر بندھے میں تو کچھ ڈر نہیں ہی ای ہمدم
چلا ہی باد بہار کا کاروان صیاد

میں وہ ہوں اس چمن بےزوال کا بلبل
خدا تو سنتا ہی آخر مری فغان صیاد
خدا کی شان ہی دو دن میں ہو گیا مانوس
ہوئی ہی نکہت گل بھی مجھے گران صیاد
نہ ہی وہ نغمۂ بلبل نہ آج خندان گل
نہ وہ بہار نہ گلشن نہ باغبان صیاد
رہا کر اسکو قفس سے کہ لے پر راہ چمن
پڑیگا تجھ پہ بقر وبال جان صیاد
کرشمہ اثر صحبت عنادل ہی
لگائے تیر مجھے کھینچکر کمان صیاد
رہائی دے مجھے اب تو کر خدا ترسی
آخر وقت ہی بلبل ہی نیم جان صیاد
کفن بنا ہی عنادل کو دامن گل کا
چمن میں ہو گئے گلچین باغبان صیاد
چمن ہی چرخ ثوابت تو گل ستارے میں
نہ باندھ پاے عنادل میں ریسمان صیاد

کہ جس چمن میں نہ آئی کبھی خزان صیاد
نہ آئے چاک قفس سے بھی نا ہوائے چمن
قفس پہ رکھتا ہی کچھ لوگوں کی بدھیان صیاد
نہ دل پہ جبر کا قابو کہ ترک باغ کرون
مگر بیان چمن آ گئی خزان صیاد
قفس میں کرتی تھی بلبل عشق کا مذکور
ہی عندلیب کی صحبت اگر گران صیاد
بچوں میں دام سے کسطرح ساتھ ساتھ مرے
دگر نہ ماتم بلبل کہاں کہاں صیاد
تمام صحن گلستان میں خندۂ گل سے
قفس کی قید میں ہمسن سخت ناتوان صیاد
یہ جذب الفت گل سے ہوا ہی بلبل کو
چمن میں دفن ہی وہ زیر آشیان صیاد
الہی ہو نہ زر گل نصیب گلچین کو
ضرور ہی کشش باغ گلستان صیاد
چمن میں وسعت گل کی اب آمد آمد ہی

وہ زنگی یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ بہار کے چلا بہار نے کہا او گلرو ہے ادھر کمان آتا ہی اپنی خالہ تاریک کا سر کاٹ لا ہمارا اگر عاشق صادق ہی دشمن سے مقابلہ کر یہ سنکر وہ زنگی گڑگڑا نے لگا عرض کی میں مطیع حکم حضور ہوں نشہ بادۂ محبت سے چور ہوں جو فرمائیے بجا لاؤں بہار نے سنکر جواب دیا جو کہتا تھا کہ چلی جلد جا کر تاریک شکل کش کو قتل کر یہ فرما کر بہار گلعذار نے تیغ ہلالی کھینچکر زنگی کے ہاتھ میں دیا سحر بہار میں وہ ملعون بہوت ہو چکا تھا طرف تاریک شکل کش کے چلا ملکہ بہار اسکو روانہ کر کے طرف اپنے لشکر کے پلٹی دونوں لشکروں میں غل ہوا دیکھو صاحبو ملکہ بہار نے کیا خوب سحر کیا ملکہ سرخ موسے کا کلکشا خوش ہوکر پکارا اٹھی ای ملکہ بہار کیا کارنمایان کیا لیکن جلد لشکر میں چلی آؤ

ایسا ہو وہ ملعون جھپٹ پڑے بہار طرف لشکر مہرخ کے چلی ملکہ سرخ مو و ہلال وغیرہ برائے استقبال بڑھیں غلغلہ
جو ہوا افراسیاب جادو ملکہ حیرت سے کہ رہا تھا دیکھو صاحب کیا غضب کی بات ہے دائی امان سا خود کو
بھی نہیں چھوڑ ہیں تمام طلسم ہوشربا میں ظالم مشہور ہوا اگر میں ایسا جانتا جرہ اسے بلا بھولتا میں خود
کیا کسی سے کم ہوں یکایک صرصر نے کہا اے شہنشاہ ملاحظہ فرمائیے ملکہ بہار نے کیا کمال کیا اُس زنگی
کو میدان سے پھیر دیا آپ کی دائی امان کو قتل کرنے جاتا ہے افراسیاب نے پلٹ کے دیکھا تو خود سر پہ ہاتھ مار
کہا ملکہ حیرت ملاحظہ کرو تمھاری بہن نے اب بڑی بدعت پر کمر باندھی موت اُنکی قریب آگئی دائی امان
کے سحر کو بچایا وہ آفت برپا کریگی آج ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی حیرت نے کہا صاحب میں مجبور و لاچار ہوں
میں نے ہر چند اس بدنصیب کو سمجھایا اُسکے خیال میں نہ آیا یہاں یہ باتیں ہو رہی ہیں بہار اپنے لشکر میں
پہونچ چلیں کنیزیں بلائیں لے رہی ہیں کہ وہ زنگی قریب تاریک کے پہونچا تاریک اُن مسافروں کے
کھانے میں مصروف تھی کہ پشت سے نعرہ ہوا او ساحرہ مکار ظالم آدم خوار ملکہ بہار کے دل کو دکھایا
دیکھ تجھسے بدلا لیتا ہوں بدعت کی سزا دیتا ہوں تاریک صدائے مہیب سنکر لپٹی ہاں ہاں کرنے لگی
لیکن اُسنے بڑھکر نیمچہ ہلالی عطیۂ ملکہ بہار براہ رخسار چمکایا ہاتھ مارا تاریک غصے میں اُٹھی زنگی کا ہاتھ
تھام لیا القہر و الغضب تمام ایک طمانچہ مارا زنگی کا سر اُڑ گیا چشم زدن میں جلکر خاک ہوا اُسکو جلا کر اپنے مقام سے
اُٹھی آواز دی او بہار یہ شعبدہ سازی نیرنگبازی بابدولت کے سامنے میں وہ ہوں کہ حکم سامری
جمشید کو مٹایا اسد غازی کو چیر پھاڑ کر کھا گئی ہڈیاں تک چبا گئی آج تم سب کی قضا آئی ہے یہ کہتی ہوئی
وہ دیونی مثل فیل مست اپنے مقام سے اُٹھی لشکروں میں ہلڑ ہوا لو صاحب جواب ملازمان مہرخ بھیجنگے سرداران
اسلام نے جو دیکھا کہ تاریک شکل کلش طرف ہمارے لشکر کے آتی ہے بخوف جان بھاگنے لگے بعض یہ کہتے تھے
لو صاحب ملک الموت نے اِدھر کا رخ کیا بہار نے آج سب کو قتل کرایا کوئی کہتا تھا چلکے افراسیاب
سے بخشائیں چلکر اُسکے قدم پر گریں شاید خطا معاف کرے ہمارا بادشاہ قدیمی ہے لیکن ثابت قدمان کوئے
محبت کا یہ قول ہے کہ جھڑکر جان دینگے اُس کافر کے سامنے جانا بہتر نہیں جس روز سے ملکہ مہرخ کا ساتھ
دیا اپنے کو مردہ جان لیا وہ کارساز برحق خالق مطلق مسبب الاسباب ہے کوئی سبب نجات کا پیدا کریگا اس
ظالم آدم خوار کے ہاتھ سے بچالیگا کیسی کیسی بلائیں نازل ہوئیں اُس معبود نے بچالیا شعل جادو کی شمع
حیات کے گل ہونے کی کسکو امید تھی خواجہ عمرو نے کس زور و شور سے مارا اُس بدعت سے بچے

بعض بچائے جانے میں تاریک شکل کش جھومتی ہوئی میدان کارزار میں پہونچی قصد ہے کہ جست کر دن لشکر فرخ پر جا پڑوں فرخ نے جو اپنے لشکر میں ہنگامہ دیکھا گھبرا گئی پکار کر آواز دی یارو بسم اللہ جن صاحب کو جان کا خوف ہو نکلجائیں اپنی جان بچائیں ہم چند کس جان نثاران لشکر ظفر اثر اس ظالم کے باپ سے لڑینگے اگر موت آئی ہے طعمۂ دہن تاریک شکل کش ہین اگر حیات باقی ہے کوئی ہمارا کچھ نہین کر سکتا لیکن یارو اسوقت اپنے رب بے نیاز سے دعا کرو کیا عجب ہے کہ غیب سے مدد ہو یہ بارو ہو یہ فرما کر تاج سر سے اُتار احتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہو کر دست دعا بلند کیے سب سردار شریک ہوئے بخضوع و خشوع دعا کرنے لگے

نظم

خدایا در رحمت بودیم خاک
تن گل را آب جان سرشتی
ہمان خاکیم ما مشتے ہوسناک
تو قدر عزت مہمان نگہدار
جگر را آب و دل را خون نماند
بعشق ایمان و جانم تازہ گردان
در افتد چون بدریائے کرم جوش
قلم بر نام جرم عفو در کش
فزون از دوزخ ست آن شرمساری
بجان بخشی صلائے عام دادی
کنون این جان بمہمانخانۂ تست
چو مہمانان بعزت خوے کردست
باسید کرمہائے کریمان
چو جان ز آلایش ہر جسم پاکے
ملائک را عنایت کرد تعلیم
کہ دست عزت برداشت از خاک
وران ساعت کہ کار آید بآخر
دمے از زندگی افزون نماند
چو افتد کار با روز قیامت
گنہ یکبارہ کن بر ما فراموش
کہ با یاد گنہ لذت نماند
کہ جرم ما بروے ما نیاری
چو کردی از کرم موجود ما را
چہ مہمان خوانش پروانۂ تست
فضولے گرچہ مہمان را کند خوار
عجب نبود فضولے اے مہمان
دران خاک از سعادت تخم کشتی
کہ مشتے خاک را کردند تعظیم
اگرچہ خویش را کردیم خود خوار
تو ما را شمار آید بآخر
بایمانم بلند آوازہ گردان
بر انداز از میان نام ندامت
ز رحمت خواہی از ز کہ ما خوش
بہشت آنست کین خجلت نماند
در ہستی بروے ما کشادی
نشانیدی بخوان جود ما را
باین دراز دو عالم روے کردست
کرمی عزت مہمان نگہدار

لشکر ظفر اثر مین شور گریہ وزاری عالم بیقراری برپا ہر خرد و کلان درد مند ملک الموت کا سامنا تاریک شکل کش بقہر و غضب آتی ہے زمین تھراتی ہے یکایک تیر دعائے مظلومان ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُٹھی سب اُسی جانب دیکھنے لگے قریب آکر دامن گرد شگافتہ ہوا آگے آگے شتر علم نشان لاکھ سواران جرار کا ہر علم پر صفت رب اکبر خالق

بحر و بر مرقوم آمد فوج ساحران کی دھوم جب علمدار سامنے سے گذر گئے بلور چہار دست بادۂ جرات
سے مست مرکب بادرفتار پر سوار سرداران صف شکن یمین و یسار سلاح جنگ سے آراستہ قلب فوج
مین تخت یاقوت نگار اُس پر جمشید بن کوکب نامدار پہلوے تخت مین صفدر و صف شکن
برہمن رومین تن صاحب جاہ و توقیر قوت بازوے کوکب روشن ضمیر پشت پر فوج ظفر موج
برہمن نے لشکر کو ایک جانب روکا مرکب بادرفتار کو صف سے نکالا دیکھا لشکر مہرخ مین ہنگامہ
ہی کچھ لوگ بھاگے جاتے ہین ملکہ مہرخ سر برہنہ دعا کر رہی ہین میدان کارزار مین تاریک شکل نعش
کھڑی ہوئی نعرے مار رہی ہی بہار کا نام لیکر پکار رہی ہی کبھی کہتی ہی او بہار تو نے غضب کیا مجھ ایک بار
دیدہ کو شعبدہ سحر دکھایا میرے غلام کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا اب جاکر باغ لشکر مین چھپی ہی مین ہین آتی ہون
میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی فریاد و الغیاث بکار رہی برہمن نے جو یہ کلمات مہملات تاریک کے
سنا تاب باقی نہ رہی مرکب بادرفتار سے کود پڑا قریب تخت ملکہ مہرخ آیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی
ای شہنشاہ گیتی ستان اجازت میدان کارزار مرحمت ہو اس ملعونہ کو جاکر جواب دون یا سر اپنا
قدم پر حضور کے نثار کرون اسکی بدزبانی نے کلیجہ ہلا دیا کیسے ماہ رخسارون کو خاک مین ملا دیا ملعونہ
آدم خوار مکار غدار ملکہ مہرخ نے سر سینے سے لگایا فرمایا ای برہمن صف شکن یہ بلاے روزگار ہی
سحر و ساحری مین بہت ہوشیار ہی اسکا قتل ہونا بہت دشوار ہی ملک اطلس گلگون پوش اتنا بڑا
ساحر نامی و نامدار اگر اس مکارہ سے لڑا سب طرح کے سحر کئے آخر کچھ نہ کرسکا زخمی ہو کر پلٹ گیا سامنے
لشکر اُسکا فرد کش ہی راتون کو اُسکے خیمہ سے کراہنے کی آواز آتی ہی مشہور ہی تاریک نے ایسا سحر کیا
کہ کلیجہ اُسکا چھلنی ہو گیا ایسا ہی کامل و اکمل تھا کہ جان بچا کر نکل گیا خواجہ تھا اپنے دام مکر مین پھنسا رکھا ہی کہتا ہی جو
صمت تاریک سے لڑونگا آجنگ اُٹھنے کے لائق نہین ہی بس مراد اس تقریر سے یہ ہی کہ تم جمشید کو
کیون ساتھ لاے ایسا نہو اسکی صورت زیبا کو دیکھکر یہ بیچارے جمشید پر بہت انداز ہو بڑی بڑی
بدمتین کرتی ہی جوان کے گوشت کھانے پر مرتی ہی کیسے کیسے جوانان شیر دل کو کھا گئی صورتین آنکی آنکھو کے
نیچے پھرتی ہین تم لشکر کو لیکر پلٹ جاؤ جاکر ڈانڈے پر طلسم نور افشان کے فرد کش ہو کوکب سے
بھی اطلاع کر دو جب ہم ہار نے شکست کھائینگے تاب کوہ عقیق جانا دشوار ہی تمھارے ملک مین چلے آئینگے
ہر چند کہ یہ ملعونہ پیچھا نچھوڑیگی افراسیاب اُسکو لیکر وہان بھی آئیگا خیر چندے جان بچے غنیمت ہی اجل سے

اسکو مہلت ہی کیسے شاہان جلیل جنھون نے تمام عالم مین طبل یکتائی بجایا علم جہانگیری بلند کیا کشور کشو ملکگیر
مار اگر دو سکہ اپنا جاری کیا آخر وہ سب کیا ہوئے گردش فلک سے مثل نقش قدم مٹے اسی طرح ہمارا بھی
وقت جاہ و جلال گذرا زمانۂ زوال قریب آیا پس ہمارے واسطے اپنی جان ندو اس کالی بلا کا مقابلہ نکرو
برائے خدا بیٹ جاؤ ان باتون پر ملکہ مہرخ کے برہمن زار زار مثل ابر بہار رو دیا کہا ای شہنشاہ لشکر اسلام ای مہرخ
عالیمقام دل ہمارا نہین مانتا ہم تو سر ہتھیلی پر رکھکر آئے ہین بدعت اسکی نہین دیکھ سکتے بربادی پر اس باغ
بیخزان کے دل ٹکڑے ہوتا ہی رنگ روے بہار متغیر ہی نازنینان مہجبین کو عالم یاس سردار بدحواس زیادہ
نہ ارشاد فرمایئے اجازت میدان کارزار دیجیے ایسا نہو وہ صف لشکر پر آجاے میرے سامنے دو دو ہاتھ ہو جائینگے لو
کھاجاے دیکھیے وہ چلی آتی ہی سرکشی دکھاتی ہی ملکہ مہرخ نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا ہماری پریشانی کا یہ
باعث ہی اسوقت میدان کارزار مین جاکر سحر کیا اُسکے غلام زنگی کو دیوانہ بنایا وہ غلام بدانجام بیقرار بقہر و غضب
تاریک شکل گشن پر جا پڑا بہار خوف سے تاریک کے بھاگ آئی گلشن لشکر مین آکر چھپی تاریک اپنے
غلام کو مار کر جستجو سے بہار مین آتی ہی اسوجہ سے رنگ روے بہار گلعذار متغیر ہی ثابت قدم کہے جرأت
صاحب شوکت و لیاقت میدان کارزار سے ہٹ آنے کے حجاب سے رو رہی ہی دیکھو اشکونسے منہ دھو
رہی ہی گلدستہ سحر نیرنگ تیار کیا ہی چاہتی ہی کہ پھر مقابلہ تاریک مین جاؤن اس آدم خوار صحرائے بدعت
سحر کرون یہ سنکر برہمن طرف ملکہ کے پلٹا کہا اے بہار گلعذار تم اب اس جان نثار کا تماشا دیکھو جاکر اسکو
سزا دیتا ہون انشاء اللہ سر لاکر اسکا تمہارے قدمون پر ڈالدونگا یا ہمکو بھی موت لیکر آئی ہی ہمارے سامنے
میدان مین بچاؤ ہمارے واسطے دعا کرو یہ سنکر ملکہ بہار نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا ای برہمن دلیر تن
مین کبھی افراسیاب کے سامنے سے بھی نہین ہٹی لیکن اس آدم خوار کے خوف سے قلب بھر گیا
کیسی کیسی نازنینان مہجبین کو اسنے چیر پھاڑ کر کھالیا اُن سب کی یاد مین قلب سے دھوان نکل رہا ہی ایک
ایک استخوان مثل شمع کافوری جل رہا ہی آج یہ ملعونہ مجکو زندہ چھوڑیگی حسرتین لیکر باغ عالم سے چلی مثل بوے
گل برباد ہوئی ناشاد و نامراد ہوئی اُس بیقراری مین بہار نے یہ اشعار عبرت آمیز سامنے برہمن کے پڑھے نظم

لب پہ دم تک شمع آہو نکے شرارے رہگئے	اشک حسرت آنکے مژگان کے کنارے رہگئے	صف مین کشتون کے ہم اک بسمل تمہارے رہگئے
جل چلے تھے منزل ہستی سے بارے رہگئے	بالا پن اُس طفل کا گذرا جوانی کے موقع	کانین ہائے نہین پر گوشوارے رہگئے
شکر ہم کرنے بنایا شانہ اُن زلفون مین	چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آرے رہگئے	بزم خوبان اُسکے جانے سے ہی آنکھون مین سیاہ

ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہ گئے
آتش عشق ملک کے طوفان سے کب بجھ سکی
دیدۂ گریان گرچہ حسرت کے مارے رہ گئے

پہونچے یاران عدم سب منزل مقصود پر
مرتے مرتے ایک دو باقی بیچارے رہ گئے

ہم سر راہ عدم حسرت کے مارے رہ گئے
دین و ایمان جان و دل رعنا سبھی لے گئے

ان اشعار حسرت انگیز نے سب کے دل بیقرار کیے برہمن بہت رویا
کہا ای ملکہ بہار کیا مجال اس بیچارے کی جو تیر دست انداز ہو سکے تمہارے کلمات حسرت آیات نے کلیجہ کے ٹکڑے
اڑا دیے ان باتوں کے سننے کی اب تاب باقی نہیں ہے سب برہمن کو روک رہے ہیں برہمن نہیں مانتا ایکایک
تاریک نے پھر نعرہ کیا آواز دی ای مہرخ بہار کو میرے مقابلہ میں بھیج ورنہ میں آتی ہوں یہ نگوڑا
برہمن بیچارہ دور سے آیا وہ کیوں چھپا کھڑا ہے سامنے نہیں آتا یہ سنکر برہمن نے ملکہ مہرخ سے دامن چھڑایا
تیغہ کاندھے پر رکھکر اسطرف میدان کارزار کے چلا اسوقت دونوں لشکروں میں غل ہو رہا تھا شاہزادہ جمشید
بن کوکب تخت سے کود کر دوڑا آواز دی استاد ٹھہر جائیے مجھے بھی کچھ عرض کرنا ہے برہمن ٹھہر گیا جمشید نے
قریب آکر استاد کہکر برہمن کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے برہمن نے پیشانی پر بوسہ دیکر کہا ای نور نظر حقیقت میں ہم
اپنے کو دہن اژدر میں گرانے جاتے ہیں روح ردان طلسم نور افشان کہلاتے ہیں حقیقت میں حجرۂ ہفت بلا ہیں
لیکن اصل میں بلا یہی ہے انسان کو چیر پھاڑ کر کھاتی ہے خدا اسکی بدعت سے بچائے ای فرزند اگر ہم اس ظالم پر
غالب آئے تو بیشک آتے ہیں اگر ہم اسکے ہاتھ سے مارے جائیں تو فوراً لشکر کو لیکر طرف طلسم نور افشان کے
چلے جانا ہمارے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے عرض کرنا کہ گو ہم آپ پر نثار ہوا برائے خدا طلسم باطن میں
چلے جائیے اس آدم خوار سے مقابلہ نکیجیے اسپر غالب ہونا محال ہے تاریک شعلہ کش مردان عالم کی قتال ہے
جمشید بن کوکب رونے لگا کہا استاد میں کیا منھ لیکر باپ کے سامنے جاؤنگا دم بھر اسی جگہ پر جان دونگا
برہمن نے بتاکید کہا خبردار ہمارے کہنے کے خلاف نکرنا اب ہمارا ٹھہرنا مناسب نہیں ہے جمشید روتا ہی رہا برہمن
بصد شوکت و جرأت سامنے تاریک کے پہونچا تاریک کی جو نگاہ برہمن پر پڑی تن پر بری جھومنے لگی کہا ای
برہمن تو کوکب روشن ضمیر کا استاد مشہور ہے ہم تجکو بخوبی پہچانتا ہے مرتبہ کو بھی ہمارے جانتا ہے کوکب کے بھلا کے
اور اسباب سے اصلاح نکرادی بلکہ ماہ دولت کے مقابلے میں آیا ہے قضا تیری قریب ہے چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگی برہمن
نے جواب دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہے یہ میدان کارزار ہے کچھ کمال دکھا تاریک نے غلام زنگی کو اشارہ کیا غلام زنگی
جھوکر چلا برہمن نے آواز دی او تاریک مقدور غرور ہے جو اس بیچارہ کو میرے مقابلے میں بھیجا ہے تاریک نے کچھ جواب نہ دیا
غلام زنگی قریب برہمن کے پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا برہمن نے ہاتھ بڑھا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی

زنگی نے چاہا لپٹ پڑون برہمن نے ایک طمانچہ مارا زنگی زمین پر گرا برہمن نے چھاتی پر چڑھکے سر اُس مغفر و خود سرکا
کھینچکر سامنے تاریک کے پھینکدیا اُستادان سخنور نے داستان شوکت بیان کو اسطرح تحریر فرمایا ہے کہ تاریک نے
جب دھوئین کیجانب دیکھا ایک غلام زنگی حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے تاریک کے آیا تاریک نے برہمن پر اشارہ کردیا
جس زنگی نے برہمن پر حملہ کیا برہمن نے کسی کو تلوار سے مارا کسی کو آتش قہر و غضب مین جلادیا کسی کو چیر کے پھینکدیا
اسطرح سات پتلے مارے گئے تاریک کی آنکھوں مین خون اُتر آیا غصہ مین آکر ایک چیخ ماری زمین تھرائی غبار زرد
بلند ہوا نخل تھراکر زمین پر گرے حیرت جادو نے افراسیاب سے کہا او شہنشاہ غضب ہوا دائی امان کو غصہ
آیا افراسیاب بھی مثل بید کانپنے لگا کہا ای ملکہ سامری جمشید خیر کرین اب برہمن کی قضا آئی یہ غرور ہوا دائی امان
کے مقابلے کو آیا مثل مشہور ہے جب چیونٹی کی قضا آتی ہے پر پیدا کرتی ہے بقول شاعر مصرع صید را چون اجل آید
سوے صیاد رود ہے بتاؤ طلسم نور افشان صفائی سے کوکب کو دربدر خاک بسر کردونگا قصر جمشیدی لا اُنکو نے
بھر دونگا بڑے اُستاد جی نور افشان کہان گئے بمقدمہ مشعل نور افشان نے بڑی کمک کی عین وقت پر ملکہ مخ
کی مدد کی ما بدولت خاموش ہو رہے یہی یقین تھا کہ دائی امان اگر سبکو کھا لینگی کسی کو انکے دست ظلم سے امان
نہ ملیگی خود ہم دائی امان کو لیکر تا بقصر نور افشان جلینگے اب مین کسی کا پاس نکرونگا لشکر دشمن بھی غریو بلند ہے
ہر خرد و کلان از پیر تا جوان صداے مہیب تاریک سنکر تھرا رہا ہے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اب قیامت
آئی لیکن تاریک و برہمن مین بڑے زور شور سے سحر ہونے لگے جو سحر تاریک نے کیا برہمن نے رد کردیا
پھر ہلکر سحر کرنے لگا چاہتا ہے تاریک شغل کشی پر جا پڑون اس بلاے مہیب سے لپٹ جاؤن تاریک نے برہمن
کو اپنے قریب نہین آنے دیتی آتش خو شعلہ مزاج جب چیخ مارتی ہے خبردار کہکر للکارتی ہے منہ سے شعلے آگ کے
نکلتے ہین نخل صحرا مثل شجر چنار جلتے ہین منہ سے جو لعوبہ کے دھوان نکلا ایک آسمان تو بنکر تیار ہوا برہمن کی
آگ بجھنے لگی برہمن نے دریا دل بنظیر کا ل باران سحر برساکر شعلہ ہاے آتش بجھاتا ہے اس ابر دھوان دھار مین
مثل برق چمک جاتا ہے ابر کو لخت لخت کیا دریاے آتش کو مٹایا لیکن تاریک نے دم لینا مشکل کردیا دم بدم سحر
تازہ کرتی ہے برہمن ہر مرتبہ آواز دیتا ہے او تاریک قریب آکر وار کر مردان عالم سے آنکھیں چار کر تاریک نے
غصے مین چادر سے اتاری نام سامری جمشید کا لیکر برہمن پر پھینکی سب نے دیکھا وہ چادر ابر خونی بنکر برہمن
پر گری برہمن چھپگیا ہر سمت سے غریو ہوا ملکہ تاریک برہمن پر غالب آئین تو صاف جو برہمن کا خاتمہ ہوا
لیکن بعد تھوڑی دیر کے اُس ابر آتش فشان سے مثل آفتاب عالمتاب چمککر نکلا تاریک پر گولہ فولادی مارا

تاریک کی پیشانی پر پڑا تاریک نے تین چرخ کھائے یقین تھا زمین پر گرے ایک چیخ ماری گولہ بھکر لشکر جمشید پر گرا کئی سو جوانون کے پرخچے بلور نے گھبرا کر لشکر ہٹا لیا سردار تھرا گئے سیکڑون کو غش آگئے ہر ایک کا یہی قول تھا تاریک بلا ہے برہی برہمن کے قتل کرنے مین کد ہے آج لشکر مہرخ نہ بچیگا زوال مہرخ وغیرہ کا قریب آگیا نظم

نہ بھول عیش پہ ہے یہ مورد زوال فقط	زمانہ خواب ہے اور عمر ہے خیال فقط	کمال کہتے ہین جسکو وہ ہے زوال فقط
شرف کا ماہ کے انجام ہے وبال فقط		

لیکن برہمن شیر انہ مصروف جنگ وجدل ابر وپر بل سحر تاریک کے دفعہ کرکے بڑھا تاریک چاہتی ہے یہ میرے قریب آئے خوب آگاہ ہوچلی کہ برہمن پا بچکی کا نہین کھتا پیچھے ہٹی کارد سحر پھینک ماری شانہ برہمن کا نشانہ ہوا زخم کھا کر سیر ہوا جھومنے لگا مست مے جرأت صاحب شوکت ولیاقت موزون مزاج ساحران طلسم نور افشان کے سرکا تاج نشۂ بادہ بھرے مست مہرخ وغیرہ کا سرپرست لب کے منھ سے جاری جوش جرأت مین آواز دی او تاریک یہ انقلاب عالم ایجاد ہے فلک کج رفتار گردون غدار آمادہ بغض وعناد ہے یہ اشعار کسی شاعر کامل ماہر نے کیا خوب نظم فرمائے ہین حاضرین وقت گوش ہوش سامعت فرمائین لطف کلام اٹھائین نظم

خانہ شو بیست کہ در دور فلک مے بینم	فتنہ و شر ز سما تا بہ سمک مے بینم	حال محتاج بد و نیک باخر پیداست
سنگ اسود بخدا سنگ محک مے بینم	شور و غم نیست چو در ذات نمک پروردہ	ہر نمک خوار چو انگور نمک مے بینم
گشتہ برگشتہ وفا سر چہ بود اندر دین	قلب ارباب یقین قالب شک مے بینم	گردش چرخ نظر کن کہ سلیمان بر بور
رو سے آوردہ و محتاج نمک مے بینم	بجز دست مے عیش خردمندان را	بادۂ خون جگر و دل چو گزک مے بینم
تختۂ باغ شد از لشکر صرصر تاراج	عوض سنبل و گل خار و خسک مے بینم	سبب برہمی عالم و آدم رعنا
ہمہ از شعبدہ بازی فلک مے بینم		

یہ اشعار عبرت آثار جو برہمن نامدار نے پکار کر پڑھے صاحبان دل نے کلیجے تھام لیے ہر ایک یہی کہتا تھا یارو حقیقت مین برہمن نامدار جوان بے نظیر مشیر خاص کوکب روشن ضمیر گردش فلک پیر مین مبتلا ہے گھبرا رہا ہے اگر دوسرا ہے مقام پر ہوتا سر پہ ہاتھ دھر کے روتا لیکن تاریک ایسی ساحرہ سے کیا خوب لڑا آج میدان کارزار مین بڑا معرکہ پڑا زخم کھا چکا لیکن کچھ ہراس نہین اسوقت تک اداس نہین لیکن جب برہمن نے زخم کاری کھایا غصہ آیا تیغہ برق مثال کھینچا تاریک پر جا پڑا لیکن تاریک بڑی تیز دست بادہ بھرے مست پنجہ سحر کھینچا برہمن پر ہاتھ مارا برہمن زخمی ہوچکا تھا غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ تاریک کے منھ پر مارا تڑاسے کی آواز آئی یقین تھا سر تاریک کا اڑجائے لیکن اس نے منھ سے اف کی برہمن کے ہاتھ پر آبلہ پڑگیا آہ منھ سے برہمن کے نکلگئی جسم سے چنگاریان نکلنے لگیں ہڈیان جلنے لگیں قریب سے دو چار سحر سخت ہوئے تاریک نے

اب برہمن پر دباؤ ڈالا برہمن انتہا کا زخمی ہوا قوت سلب ہونے لگی ضعف نے زور ڈالا ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا قلب تھرایا دیکھا سب نے برہمن چرخ کھا کر زمین پر گرا بیہوش ہوتے ہوتے یہ اشعار حسرت آثار زبان سے نکلے نظم

گذرا ہے مرا نالۂ دل چرخ کہن سے
اب جان حزیں چھوٹ گئی رنج و محن سے

تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے دہن سے
پرواز مرا طائر جان کر گیا آخر

گھٹ گھٹ کے غم ہجر میں دم نکلا ہے تن سے
جھوکا جو چلا صرصر اندوہ کا سن سے

تاریک نے پاؤں برہمن کا تھام کر کھینچا طرف قصر آتش کے لیچلی اُسوقت لشکر دنگا گھبراتا جمشید و بلور مع لشکر طرف صحرا کے بھاگے جان بچا کر نکلے لشکر چرخ میں قیامت برپا ہوئی طرف بارگاہ کے خاک اُڑاتی ہوئی بلی ہر ایک یہی چاہتا تھا سوراخ مور و مار میں جا کر چھپیں کسطرح اس ملعونہ سے جان بچائیں مگر تاریک برہمن کو کھینچی ہوئی اپنے مقام پر آئی خستہ و شکستہ ہو چکی ہے برہمن کا طمانچہ جو گال پر پڑا ہے مُنہ سوجا ہوا عارض پر عارضہ اُسی غصے میں دونوں پاؤں برہمن کے تھام کر چیر ڈالا بھوکی ہو رہی تھی سر پر تھرا ایک دانت تاریک کا ٹوٹ گیا اب جو دیکھا مٹی کا آدمی سر تیر کا ایسا جسے اُسکا دانت ٹوٹا چرخ نے لگی حیرت جادو تو بھاگ کر بارگاہ میں چلی آئی ہے خوف سے کانپ رہی ہے رنگ زرد ہو گئی ہے سامری جمشید اسکی بدعت سے بچائیں دیکھو صاحب غضب ہوا برہمن کو چیر پھاڑ کر کھا رہی ہے لیکن افراسیاب جادو بیرون بارگاہ کھڑا ہوا خوشیاں کر رہا تھا سواروں نے کہا صاحب آج طلسم نور افشاں کا خاتمہ ہوا برہمن ایسا شخص مارا گیا کوکب سر نگلکر جائیگا یکایک تاریک کے چیخ نے کی آواز آئی افراسیاب دوڑا پکار کر پوچھا دائی اماں خیر تو ہے دیکھا تاریک کے منہ سے خون بہہ رہا ہے چیخیں مار رہی ہے افراسیاب نے جو پوچھا تاریک نے کچھ جواب نہ دیا لیکن آسمان سے برق چمکی آواز آئی منم شہنشاہ نور افشاں او تاریک تیری یہ مجال تھی کہ میرے فرزند کا گوشت کھائے کچھ مزا چکھا گوشت کے بدلے پتھر چبایا میں نے چلاتی کا تیرے واسطے ڈالدیا دیکھ برہمن کو لیے جاتا ہوں خیر انشاءاللہ تجھکو سمجھونگا وہ برق چمککر غائب ہوئی تاریک نے قصد کیا تھا کہ نور افشاں پر جا پڑوں افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا کہا دائی اماں جانے دیجیے اس بدجنس کا تعاقب نہ کیجیے تاریک نے کہا نگوڑے بڈھے کو بھی چیر پھاڑ کر کھا جاتی افراسیاب نے ہاتھ پکڑ لیا تاریک نے کہا نگوڑے میں بھوکی رہی جاتی ہوں اتنی دیر لڑی پیٹ میں خاک اُڑ رہی ہے صبح کی نہاری ہضم ہو گئی نور افشاں صدمۂ عظیم دے گیا کہ برہمن کو لے گیا اسکے بدلے میں نے اگر کل اہالیان طلسم نور افشاں کو نہ قتل کیا تو صاحب خاص سامری نہ کہنا اسوقت بہت بیقرار ہوں منہ سے خون جاری ہے گال پر ایسا طمانچہ برہمن نے مارا کہ قلب پر صدمۂ عظیم پہنچا او افراسیاب اگر میری جگہ پر دوسرا ہوتا سر اُڑ جاتا سعیدہ سحر سے میں نے اپنے کو بچایا لیکن جلد مجھکو شراب پلا گزک منگا ورنہ اسوقت غصے میں تجھکو کھا جاؤنگی پیٹ میں آگ لگی ہے

پہنچے افراسیاب بگھبر اگیا قرابہ شراب کا اٹھا کر تاریک کو دیا بہ تعجیل اپنے لشکر سے دو جوان اٹھا لایا دو بیچارے غل مچاتے ہین یارو ہمکو اس ظالم سے بچاؤ افسران فوج حیران دیکھنے لگے کہ آخر افراسیاب نے اُن دونون جوانون کو لیجا کر سامنے تاریک کے ڈالدیا اُنہا لو دوائی امان یہ ازک حاضر ہی تاریک اُنکو چیر پھاڑ کر کھانے لگی لشکر افراسیاب مین ایک غریو بلند ہوا سب ہا خوف جان سے بھاگنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا یارو کس اوگھوار سے سامری و جمشید بچائین آخر کہان بھاگ کے جائین ہر وقت یہ ملعونہ در پے آزار ہی شہنشاہ خود ڈر رہے ہین اُنکی غصے مین کہا جلد تر کک لاؤ ورنہ تمکو اور حیرت کو چیر پھاڑ کے کھا جاؤنگی شہنشاہ نے خوب غریب ہبیر ہاتھ صاف کیا کیا خوب انصاف کیا بعض نے کہا یارو آخر اس ظلم کا انتقام بھی ضرور ہوگا جسطرح عمرو نے مشعل لیسے آتش مزاج کو ٹھنڈا کیا انکی بھی تدبیر کریگا یہی تاریک کے خون سے ہاتھ بھریگا بڑے بڑے ظالم گذر گئے آخر حسرت لیکر گئے ضحاک مار دوش بادہ کبر و غرور سے مدہوش تھا دو آدمی روز بیگناہ مارے جاتے تھے مغز اُن غریبون کا دو ماران سیاہ کھاتے تھے بیحیا ظالم نے ہزار سال سلطنت کی خلق خدا پر خوب بدعت کی آخر انجام کیا ہوا فریدون کے ہاتھ سے مارا گیا یہ بھی اب آفتاب لب بام ہی ایک گردش فلکی مین کام تمام ہی جس سر مین غرور ہی یہ ٹھوکرین کھائیگا عمرو فکر قتل مین مصروف ہی وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت کوئی تدبیر کر رہا ہوگا لشکر افراسیاب مین ہر ایک خورد و کلان ظلم تاریک سے بیقرار ہی حیرت و افراسیاب اُسوقت بطور خوشامد خدمت تاریک مین حاضر ہین زخم دوزی تاریک کی کر رہے ہین لیکن نور افشان جادو برہمن رو مین تن کو اُس حال زار مین لیکر قصر نور افشان مین آیا برہمن بیہوش تمام جسم بحر تاریک سے آبلے پڑے ہوئے لا کر تخت پر لٹایا آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران نور افشان روتی ہوئی قریب آئین پوچھا بابا جان آج معرکہ کیا ہوا نور افشان نے کہا آج برہمن نے بڑی جرأت کی کہ تاریک ایسی ملعونہ سے میدان مقابلہ کیا آخر وہ غالب آئی اگر چند ساعت اور نہ پہونچتا خاتمہ تھا چیر پھاڑ کر کھا جاتی مگر عمر بھر یاد کریگی ایک تپلہ اسکی صورت کا ڈال اسکو بچایا مگر افسوس یہ جان تو برہمن کی بمشکل بچی سحر سے بیکار ہو گیا یہ کہکے نور افشان نے حلق مین برہمن کے آب دفع سحر ٹپکایا زخم دوزی کی کچھ عرصہ بعد برہمن کو ہوش آیا پریشان و مضطر آہ آہ کی صدا بلند بیقرار در دمند کہا اُستاد روح قالب خاکی مین بیچین ہی نور افشان نے برہمن کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا ای فرزند تجھو ای زینت پہلو نہ گھبرا انشاء اللہ بدل و جان تیرا علاج کرونگا لیکن کیا کہون منتشر حواس ہون تاریک کا ابعلاج نہوگا تو آفت برپا ہوگی اگر ایکی مرتبہ اُسنے طبل جنگی بجوایا ایک زندہ نہ بچیگا اُس سے کون مقابلہ کریگا ان امورات سے حیران

ملے تو غنچۂ آرزو کھلے یا تو مین بھی جاکر جان دونگا یا اس بدعت کا بدلا لونگا تسکین دیکر برہمن کو اُسکے قصر مین
پہونچایا خدام خدمتگذار مقرر کیے لیکن واضح ہو اے ناظرین والا مقام ہو کہ برہمن کا حال بہت ابتر ہی سحر تاریک
سے دل و جگر چاک گیا قوت نشست و برخاست باقی نرہی انتہائی جفا سہی کہ وقت پر اسکا ذکر تحریر ہوگا
نور افشان عالیشان برہمن کو پہونچا کے قصر نور افشان مین آیا آفتاب و ہلال نے عرض کی ای والد
نامدار آپکا حکم ہو تو اسوقت مین جاکر شریک لشکر ملکہ مہرخ ہون اگر اسوقت مصیبت مین شراکت کی لوگ
کیا کہینگے ملکہ بران شمشیر زن کی بھی خبر لینا واجب و لازم ہی وہ کسی کے روکنے سے نہ رکینگی حقیقت مین
انکو بڑا خیال ہی آٹھ پہر یہی دعا کرتی ہین کہ صاحبقران زمان طلسم ہوش ربا مین تشریف لائین طلسم ہوش ربا
فتح ہو جسوقت یہ اخبار عبرت آثار گوش زد ہوگا ممکن ہی کہ وہ رکین فوراً جا پڑینگی خدانخواستہ اگر انکے دشمنو پر کوئی
افتاد پڑی عم نامدار کوکب عالیوقار یہ صدمۂ عظیم اُٹھا سکینگے فوراً جان دینگے ای والد نامدار اگر بیخبرانی مین
جان دی تو کیا لطف ہوا لوگ کہینگے اپنے آقا کو قتل کرایا مجبور ہوکر جانثاری آبرو رکھنی ہی بس ہمارا جانا واجب و لازم
ہی یہ کلمات حسرت آیات سنکر نور افشان نے دونون شاہزادیونکو گلے لگایا کہا ای نور نظر تم صاحب لیاقت
و جرأت ہو تمسے سطرح کی امید ہی لیکن اس لڑائی مین جیسے بران شمشیر زن کو کوکب روشن ضمیر نے مخفی کیا ہی گو
خبر ان کو نہین پہونچی خود کوکب حیران و پریشان سرگردان پھر رہا ہی کچھ خواجہ عمرو سے صلاح ہوئی تھی
نہین معلوم اُسکا انجام کیا ہوا اب مین بھی اسی فکر مین جاتا ہون تم قصر نور افشان سے ہوشیار رہنا
ہزار طرح کے خیال ہین تمھاری حفاظت کے واسطے یہان رہنا بہت بہتر ہی اگر کوئی ضرورت ہوگی تمکو خبر دینگے
نور افشان جادو نے کوٹھا کھولا اک تیغۂ برق مثال نکالا اسکو قبضے مین کیا ایک طاؤس زرین بال سحر سے بنایا
اسپر سوار ہوکر نور افشان جادو فکر تاریک مین بقصد شد و مد روانہ ہوا کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا یہ بھی
واضح ہو اے ناظرین والا مقام ہو کہ ملک اطلس گلگون پوش اپنی بارگاہ مین فردکش ہی ہر وقت اسکو یہی
انتظار ہی کہ خواجہ عمرو میری معشوقہ لینے گئے ہین پوچھا کرتا ہی ابھی میرا دوست صادق یار موافق کوہ محبوبہ
سے واپس نہین آیا زخمونکا بھی علاج ہورہا ہی تاریک شکل کش کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا دوسرا مقدمہ
بھی خیال مین رہے کہ شہرۂ فیلسر بقصد گرد و نواح مین کہان اژدر سوار کے چلا آتا ہی ساتھ والونسے کہتا ہی
جاکر افراسیاب بدانجام کو مارون اپنے بادشاہ عالیجاہ شہنشاہ لاجین کو قید سے رہا کرون تب کلیجہ
ٹھنڈا ہو اس بدانجام بے ایمان نے غضب کیا میرے بھائی لوح دار طلسم ہوش ربا صاحب جوہر قہقہہ فیلسر

کو ظلم و بدعت قتل کیا شہنشاہ لاچین کو مکرسے پکڑ لیا سالہا سال گذرے ہمکو خبر ہوئی اب شیوہ نمکخواری یہی ہے کہ جاکر انکے دشمنونکو مثل نقش قدم مٹاؤں ان سرکشونکو سحرسے دیوانہ بناؤں ساتھ والے جھوم رہے ہین قبضہ شمشیر کے چوم رہے ہین عرض کرتے ہین ای سردار نامدار ای شہرۂ عالم قارخون کے دریا بہائینگے افراسیاب کی مشکین باندھ لائینگے اس جوش وخروش مین یہ لشکر بھی اسی جانب آتا ہے انکا بھی حال تحریر ہوگا ان کل مقدمات کو ناظرین والا تمکین خیال مین رکھین

دو کلمہ داستان شوکت وعبرت عنوان اول عیاری خواجہ عمرو نامدار وجلالت مہتر قران عالیوقار وذکر جنگ مغلوبہ وآمد شہنشاہ والا شان وعیاری اختر دلا گہر یعنی چالاک بن عمرو وجنگ ملکہ اطلس گلگون پوش وشہرہ فیلسوز دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان نیرنگ وخوش آہنگ ہے

ز برق حادثہ آتش بخرمن افتادست
تمام گلشن آفاق دام صیادست

بعیش کوش اجل فرصتے اگر دادست
بیا کہ قصر عمل سخت سست بنیادست

بیار بادہ کہ بنیاد عمر بر بادست

بھرا ہوا ہی دورنگی سے باغ ہست وبود
جو راست پوچھو تو یکرنگ لوگ ہین معدود

غرض عوام سے کیا اہل دل سے ہی مقصود
غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود

ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزادست

گناہگار ہون پر زیر پا ہی راہ ثواب
عجیب سانحہ شب کا سناؤن ای احباب

کل ایک خضر وش سے رہے سوال وجواب
چہ گویمت کہ بمیخانہ دوش مست وخراب

سروش عالم غیبم چہ مژدہا دادست

کہا یہ اسنے کہ سن ای مرد نیک کوتہ بین
ترا مقام ہی درگاہ حق مین علیین

یہ میکدہ ہی خرابات وقابل نفرین
تو ہی بلند نظر شاہباز سدرہ نشین

نشیمن تو نہ این کنج محنت آبادست

جو ہمصفیر ہین ارواح تیری با توقیر
وہ تجھکو دیکھکے ہوتے ہین دل مین بہت دلگیر

تو کان دھر کے ذرا سن تو انکی کچھ تقریر
ترا ز کنگرہ عرش میزنند صفیر

ندانمت کہ درین دامگہ چہ افتادست

بعین خواب میرے دل پہ گردتھی افکار
کہ نیند آتے ہی دیکھا بزرگ اک دیندار
براہ لطف لگا کرنے مجھسے یہ گفتار
نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر

کہ ابجد یف زبیر حسر لقیم یادست

یہان جو شاد ہی انجام کو وہ ہی ناشاد
طلسم سان ہی یہ نیرنگ عالم ایجاد
زمانہ دیدہ ہون رکھ میری یہ نصیحت یاد
مجو درستی عہد از جہان سست نہاد

کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد ست

نباک اسکا ہی اول تو مثل شیر و شکر
آل کار ہی لیکن بشر کے حق مین ضرر
ملا ہی زہر ہلاہل نبات کے اندر
فریب شیوۂ حسن از جہان پیر مخور

کہ ہر کہ کرد بوے اختلاط ناشاد ست

یہ کارخانہ ہستی ہی محض بے بنیاد
غم و الم مین نہ عمر عزیز کر برباد
کہا یہ مان لے ہرگز نہ دل مین ہو ناشاد
غم جہان مخور و پند من مبر از یاد

کہ این لطیفہ عشیم ز رہروے یادست

وہ بجز دہی جو مجبور بندے کو ٹھہراے
وہ بیخبر ہی جو مختار نیک و بد فرماے
بجا ہی مخبر صادق کی اس حدیث پہ راے
رضا بدہ بقضا و ز جبین گرہ بکشاے

کہ بر من و تو در اختیار نکشاد ست

خزانے گلشن ایجاد مین پڑا ہی غل
بسان غنچہ دل افسردہ لوگ ہین بالکل
صداے کوس عزیمت کی ہی یہان قلقل
نشان عہد و وفا نیست در تبسم گل

بنالہ بلبل عاشق کہ جاے فریاد ست

نہین زمانہ مین شیرین سخن مگر حافظ
جہان مین صورت رعنا ہی نامور حافظ
بجا ہی شعر کا کرتا ہی فخر گر حافظ
حسد چہ میبری اے سست نظم بر حافظ

قبول خاطر و لطف سخن خداداد ست

چہرہ محرران جادو تقریر و کاتبان اخبار دلپذیر سطیر تحریر حالات حیرت آیات جنگ سحر و ساحری مین مصروف ہوتے ہین شعر واقفانے کہ در سخن فزوانند + شرح این داستان چنین کردند + اُستادان سخنوران اس داستان

حیرت بیان کو نہایت تکلف سے آراستہ کیا ہے حقیر پر تقصیر مصنف ہیچمدان نے ان مقامات کو خون جگر لکھا کر بحسن تدبیر و بہ تقریر دلپذیر بہ نہایت تکلفات سے تصنیف کیا نکتہ شناسان طبع بین ناظران فصاحت آئین لفظ لفظ اس داستان حیرت عنوان کو ملاحظہ فرما کر مصنف کو خلعت تحسین و آفرین سے مخلع کریں دامن مراد گلہائے توصیف و تعریف سے بھریں بعجز و انکسار تمام ایک مطلع اور ایک شعر اس مقام پر تصنیف کر کے درج کیا اسی کے مضمون پر کار بند ہونا مناسب ہے مطلع و شعر مصنف

نگہ ترچھی بظاہر گرم جوشی	ہے عین مصلحت تیری خموشی	نکر پردہ دری دشمن ہو یا دوست
پہن بر میں لباس عیب پوشی	واضح ہو کہ جو وقت میدان کارزار میں برہمن صف شکن بظاہر ہاتھ سے	

تاریک شکل کش کے سیار گلشن جہان ہوا جمشید و بلور مع لشکر تاریک سیماں بچا کر طرف صحرا کے بھاگے درہ ہائے کوہ میں مخفی ہوئے ملکہ مہرخ اپنی بارگاہ میں آکر چھپیں افراسیاب و حیرت جادو تاریک کو ساتھ لیکر اسی مکان میں آئے ایک جوان زنگی بطور نگاہبان رتھ دخانیہ پر مقرر کر دیا افراسیاب و حیرت بیٹھے شراب پلا رہے ہیں چونکہ تاریک بھی زخمی ہوئی ہے بہلا رہے ہیں مہرخ وغیرہ کا قصد ہے کہ یہاں سے بھاگ جائیں ایسا نہو تاریک پھر آپڑے اُس آدمخوار سے کون لڑے لیکن اولاً ان اہل حال مہتر قران نامدار تحریر ہوتا ہے کہ جب یہ کیفیت برق فرنگی نے مہتر قران سے آکر کہی مہتر قران نے پوچھا اے برق برہمن کو تاریک نے مار ڈالا برق تڑپ گیا کہا خلیفہ صاحب کیا عرض کروں برہمن اس زور شور سے لڑا کہ تاریک گھبرا گئی لیکن انجام میں کچھ نہو سکا برہمن بیہوش ہو کر گرا تاریک بچ بچاگی بھاگی جمشید و بلور بدحواس ہو کر بھاگے لشکر مہرخ میں قیامت برپا ہے اب لشکر کا پاؤں نہ ٹھیگا خلیفہ صاحب جلد کچھ تدبیر کرو فکر قتل تاریک میں تقریر کرو قران نے یہ حال پر ملال سنکر سر جھکا لیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا اے برق بڑی خرابی ہے ذہن میں نہیں آتا کیا عیاری کریں اول میں خواجہ نامدار افراسیاب بنکر گئے اسکو بیہوشی کے جام پلائے وہ بیہوش نہوئی بلکہ یہ کہا کہ تیرے ہاتھ کی شراب میں تلخی ہے یا نسخہ مجھکو بتادے پھر بتلاؤ ہم کیا تدبیر کریں سوائے بیہوشی پلانے کے اور کیا کر سکتے علاوہ ازیں اُسنے بحر سے قصر آتش بنایا ہے اُسمیں رہتی ہے وہاں پہونچنا دشوار ہے اگر کسی بارگاہ میں ہوتی کیسی صورت بنکے جلے جان دیکر ایک بغدہ لگاتے اگر تاثیر ضرب ہوتی سر اڑ جاتا ورنہ لڑ کر جان دیتے اب کیا کریں تاریک روسیاہ تک کیونکر پہونچیں برق نے کہا خلیفہ صاحب اگر میرے ذہن میں کوئی تدبیر ہوتی فوراً جا پڑتا اب آپ کچھ فکر کریں اُستاد کو تامل کیا

کسی وقت اُنکا پتہ نہیں شاید معرکہ برہمن سے وہ آگاہ نہیں ہوئے یا مخفی ہوکر ملاحظہ فرمایا ہو اس ہنگامہ
مین ہر ایک خرد و کلان حیران و پریشان ہی فلک دریئے آزار ساحرہ مکار غدار جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ
لیکن اب تساہل و تامل مناسب نہین ہی جو کچھ ہوسکے فوراً تدبیر ہو قران و برق عرصہ دراز تک ایسی ایسی صلاح
مین کلام کیا کیے جب کوئی بات قرار نپائی مجبور ہوکر قران نامدار نے کہا ای برق حقیقت مین عیاری تو اسپر
نہ چلیگی ایسے عالم مین شاخ تمنا نہ پھولیگی نہ پھلیگی لیکن غیرت جرأت دامنگیر ہی بس جان دینے کی یہ معقول
تدبیر ہی کہ شاید تمکو بھی یاد ہو گا ملکہ ارمان جادو نازنین خوبرو افراسیاب کی بھانجی اسی زمانے مین برائے
مقابلہ ملکہ بہار آئی تھی دونون گلعذارونمین خوب خوب سحر ہوئے کیے باغ سحر و ساحری بنائے مجکو اُنکی صورت
زیبا بہا تمک پسند آئی دلمین جو آیا تو اُنکی تصویر کھینچلی اُسکو سنا ہی تاریک شکل کش بھی بہت عزیز رکھتی ہی
پس یہ ارادہ ہی کہ تمکو اُنکی شکل بناکر لیچلین ہم ایک غلام ترکی صورت بنین سامنے تاریک شکل کش کے
پہونچین تمکو سکھلا تا کیا ہی خود طرارو فراز ہو مکارو غدار ہو ناز و ادا کی باتین کرنا ایک لعبدہ مین بار و نگا گر
پورا پڑ گیا تو خاتمہ ہی جو تمسے ہو سکے حلقہ ہاے کمند یا دار پیچے کا کرنا اگر نہو سکے تماشہ دیکھنا اس آدمخوار کی چھاتی پر
چڑھ بیٹھونگا پسلیان توڑ ڈالونگا اگر نعرے نے تاثیر کی یہ تو ظاہر ہی کہ دہن اژدر مین جاتے ہین ہر وقت
افراسیاب و حیرت بھی اُسکی خوشامد مین مصروف رہتے ہین اگر یہ قابض ہوا ایک وار افراسیاب
پر بھی کرینگے ایک ہلکی سی ٹھوکر حیرت پر بھی پڑے شاید کوئی مطلب نکل آئے ورنہ اپنی جان دین تاراجی
باغ پُر بہار نہ دیکھین برق بھی تڑپ گیا کہا خلیفہ بات تو خوب ہی یہ عیاری دلکو مرغوب ہی لیکن تاریک وہ
آفت زمانہ ہی کہ جسکا مثل ممکن نہین برائے جانبازی حاضر ہین جسطرح مزاج مین آئے قران نے فوراً تصویر
دلپذیر ارمان جادو اپنے پاس سے نکالی برق نے رنگ روغن عیاری کا نکالا زنانہ جوڑا زیب جسم کیا زلفونکو
پیچ و تاب دیا صورت ارمان جادو کی بنائی مہتر قران نے دیکھا حقیقت مین ایسی صورت برق بنا ہی
کہ اگر ارمان کے مان باپ بھی آئین اور بہ نگاہ غور دیکھین کسیطرح نہ پہچانین مہتر قران ایک غلام ترکی
کی صورت بنکر تیار ہوکے سپاہی وضع زخم کھائے ہوئے نا کو کے جا بجا نشان جرأت و شوکت کی آن بان
تیغہ برق تاب کاندھے پر رکھا سپر پشت پر بغدا زیب کمر اب قصد ہوا کہ برق کو ساتھ لیکر قصر تاریک کے
اندر چلین جاکر اُس سیاہ رو کو مارین یا اپنی جان دین چند قدم چلے تھے کہ ایکطرف سے آواز آئی ای برادر ٹھہر جاؤ
قدم آگے نہ بڑھاؤ ہم بھی آ پہونچے یہ آواز سنکر مہتر قران و برق گھبرا گئے کہ خداوندا یہ کیا معرکہ ہی اس

صورت مین ہمکو کیونکر پہچانا کوئی شعبدہ افراسیاب ہو قصد ہوا نکلجائین لیکن نور افشان قریب آگئے تھے بہ محبت آواز دی ای قران و برق نہ گھبراؤ جو ظاہر مین صورت ہی وہی سیرت ہی جان نثاران لشکر اسلام سے ہین جو تمھارا قصد ہی وہ ہمارا بھی ارادہ ہی یہ خیر خواہ جان دینے پر آمادہ ہی مکرر جانو اپنے دوست صادق کو پہچانو یہ کہکر نور افشان قریب آیا مہتر قران کا ہاتھ تھام لیا برق سے چشمک کرکے کہا ای شاگرد رشید مہتر قران ماشاءاللہ کیا کہنا اگر مین نہ آجاتا تم دونون جاکر مارے جاتے ہرچند کہ بڑے جانباز اتھلکے سر فروش ہو لیکن قتل تاریک بہت مشکل ہی ساحرہ عاقل و کامل ہی اب مہتر قران کو یقین کامل ہوا کہ نور افشان عالیوقار ہی لپٹ کے خوب روئے نور افشان کے بھی اشک حسرت جاری ہوئے کہا ای عیاران نامی و ای جان نثاران گرامی اس درہ کوہ مین چلو ہم تم ملکر صلاح کرین شاید کوئی صورت معقول نکل آئے دل تردد منزل تسکین پائے مہتر قران و برق فرنگی و نور افشان جادو ایک درہ کوہ مین آکر بیٹھے انجمن مشاورت کو منعقد کیا کلام ہونے لگے شمع رائے روشن کی لیکن چراغ عقل گل ہین مرنے پر لو لگی ہی شمع حیات جھلملا رہی ہی برق کا سر پیٹنا مہتر قران کا چڑکنا نور افشان کا تسکین دینا اور کہنا کہ ای عیاران نامدار و ای طراران عالیوقار گھبراؤ پروردگار رحیم و کریم ہی سمیع و علیم ہی بقول شاعر شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ ہراسان نشود ٭ برق نے تڑپکر کہا استاد قتل تاریک ناممکن ہی ہم و خلیفہ جان دینے جاتے ہین تمنے ہمکو ناحق روکا مرنے والونکو کیون ٹوکا جو کچھ خلیفہ نے سوچا ہی وہی بہتر ہی بصورت اربان جادو ہم جاتے ہین تاریک ضرور بلا لیگی اندر پہونچتے پہونچتے اپنا کام کرینگے انشاءاللہ اُسکو مارکر مرینگے اپنے سردار دلگی وہ مصیبت دیکھی ہی کہ روح قالب مین تڑپتی ہی اپنے پروردگار سے کہتے ہین کاش بطن مادر سے نہ پیدا ہوتے ہر وقت حیران و پریشان ہین یہ اشعار ورد زبان ہین

نظم

دل کو میرے خمخانہ بنایا ہوتا
اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا
گر سلیمان حشم مجکو دیا تھا تو نے
تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا
خاکساری مجھے ملتی تو بڑی خوش [illegible]
دلکی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا

کاسۂ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا
کاش ہوتین صدف گوہر چشم گریان
خانۂ دل کو پریخانہ بنایا ہوتا
تیرہ بختی کا جو قسمت مین لکھا تھا سودا
کاش خال جانانہ بنایا ہوتا
غم دوریسے ہی انگشت بدندان عشاق

ہون فقط عقل کی افراط سے ششدر یارب
دانۂ اشک کو دُر دانہ بنایا ہوتا
آتش غمسے جلانا ہی اگر تھا منظور
کاش خال رخ جانانہ بنایا ہوتا
اس غم آباد سے بہتر تھا کہ ای رب جہان
غم نہ تھا حال جو مستانہ بنایا ہوتا

یہ اشعار حیرت آمیز عبرت انگیز تڑپ تڑپ کر پڑھے نور افشان بھی بیقرار ہو کر رونے لگے کہا ای برق و قران
ہمین تمسے زیادہ ملال ہی بربادی لشکر کا خیال ہی مین بھی اسی فکر مین نکلا ہون کہ کوئی تدبیر کرون بڑا
کمال یہ کیا کہ تیغۂ نور افشانی لیکر آیا اس تیغہ جوہر دار کا نکالنا مناسب نہ تھا نجومیون نے صاف صاف
لکھا ہی کہ جب اسد نامدار کو لوح طلسم ہوشربا حاصل ہو تب یہ تیغہ قبضے مین طلسم کشا کے رہے اسی تیغہ
سے افراسیاب قتل ہوگا لیکن یہ بھی تحریر ہی کہ معقول تدبیر ہو کہ جسکے قبضے مین یہ تیغہ آبدار ہوگا اسپر کسیکا سحر تاثیر
نکریگا اسواسطے مین اسکو نکال لایا قصد تھا کہ خود جاکر تاریک سے لڑون لیکن مین اور تدبیر کرونگا اور طور
سے اپنے کو وقت پر پہونچاؤنگا ای مہتر قران ای نظر کردۂ بزرگان یہ تیغ بے پناہ تمھارے دست زبردست
کے قابل ہی اگر فضل الٰہی شامل ہی تمھارا ہاتھ تاریک پر پڑ گیا ضرور اُس روسیاہ کے دو پرکالے ہونگے ہم بھی
اگر سحر کرینگے شاید یہ تدبیر راست آئے یہ سنکر مہتر قران کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہو گیا کہا ای نور افشان
نامدار ساحر عالیوقار بخدا اگر سحر نے مجھپر تاثیر نکی اس آدمخوار کو گھس کر نہ مارا تو اپنا نام مہتر قران نہ پایئے
وُہ دانو نسے ماش کے ڈرتا ہون جہان ساحر نے ہونٹھ ہلائے چھو کر دیا اچھو ہو گیا ہاتھ پاؤن بیکار ہوگئے اگر
رستم وقت مین تو مجبور ولاچار ہوئے آج تک اس ہوشربا مین بڑے بڑے ساحرون کو مارا بعض کو
سر میدان للکارا مگر یہی خوف رہتا ہی کہ گرفتار نہو جائین جب یہ یقین ہوا کہ سحر تاثیر نکریگا گھس کر لڑونگے
خوب معرکہ پڑینگے تیر تفنگ سے کیا خوف ہی گرز و تلوار سے کیا ڈر اگر مارے گئے نام ہوا سُرخ رو ہو کر دنیا سے
اُٹھے بہادرون مین مشہور کہلائے دُشمنون کے دلمین ناسور پڑے یہی دلمین خواہش ہی ہر وقت کاوش ہی
کہ بڑھ کر مرین فرد غازیان دیندار و مجاہدان تہورشعار مین نام مرقوم ہو تمام عالم مین جرأت کی دھوم ہو جبسے
اس طلسم مین داخلہ ہوا ہر وقت یہی تردد رہا کہ پروردگار ساحران غدار سے بچائے ہاتھ نہ باندھا جائے
ای نور افشان ذیشان بسم اللہ تیغہ مجکو مرحمت فرمایئے آپ طرف طلسم نور افشان کے جایئے اب ہم سمجھ لینگے
نور افشان نے کہا ای مہتر والا گہر اسپر ناز نکرو کہ ہم جاتے ہی تاریک کو مار لینگے وہ ملعون ہمہ دان ہمہ گیر
کامل و اکمل صاحب تدبیر دیکھتے ہی اس تیغہ کو پہچان لیگی تمکو اپنے قریب نہ آنے دیگی لشکر افراسیاب بحساب
ہی قیامت برپا ہوگی لاکھون ساحر تمکو گھیر لینگے غیر ساحر دنگے بلوے ہونگے افراسیاب بھی الگ آگے ریگا
اور تاریک جسوقت آگاہ ہوگی تمھارے سائے سے مثل آہوے وحشی رم کریگی آسمانپر چلیگی غیر ساحر اُس تک
کیونکر پہونچینگے اگر اور ساحر دو تین پانچ ہزار قتل کیے تو کیا قران نے کہا خدا مالک ہی اب آپ بسم اللہ کرکے

تیغہ نور افشانی مجکو مرحمت فرمایے انشاءاللہ ملاحظہ کیجیے گا کہ کیا گذری نور افشان جادو نے تیغہ جوہر قران نثار کو دیا اور کہا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے اس بلاے سیاہ سے بچاے یہ کہکر نور افشان اپنے کو اسباب سحر سے آراستہ کرکے ایک جانب روانہ ہوا قران و برق فرنگی بصورت ہاے مذکور طرف تاریک کے چلے کہ انکا حال حیرت مآل وقت پر تحریر ہوگا لیکن یہان لشکر مہرخ مین ہنگامہ عظیم برپا ہے ہزارہا ملازم و غیر ملازم مثل تاجران لشکر بھاگ گئے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اب تاریک کے ہاتھ سے جانبر ہونا دشوار ہے یارو برہمن روئین تن کس زور شور سے رہا آخر سیار گلشن جنان ہوا اور کسی کی کیا حقیقت ہے کہ اس بلاے سیاہ کے سامنے جاے یا اس سے آنکھ ملاے صاحب ساحری بانی بناے رکن ساحری ملکہ مہرخ نے جو ہنگامہ سنا بارگاہ سے باہر نکل آئین چند سردار و غازیان تہور شعار سایہ سان ملکہ کے ساتھ ہین ملکہ نے بہ آواز بلند پکار کر کہا صاحبو جانے والون کو نہ روکو بندگان خدا بچ جائین اس بلاے ناگہانی سے نجات پائین اگر خدا ہمکو فتح دیگا پھر سرفراز کرینگے ہم ان صاحبو کی محبت پر ناز کرینگے ہمارا وقت زوال ہے سب کی جان کا ہمکو خیال ہے ہمارا قدم نہ ہٹیگا انشاءاللہ اس میدان کارزار مین دریاے خون بہیگا ہالیان لشکر نے جو ملکہ مہرخ سے ایسے کلمات حسرت انگیز سنے روتے پیٹتے خیمون سے نکل آئے قدمون سے ملکہ مہرخ کے لپٹ گئے بیقرار ہو کر رو کے عرض کی اے شہنشاہ عادل اے کامل و عاقل ہم آپ سے پیشتر جان دینگے مجبور رہے ہین کہ ہمارا انکو اوسپر تاثیر نہیں کرتا لیکن آپکے ساتھ سے قدم نہ ہٹائینگے حضور کو چھوڑ کر کہان جائینگے جو بھاگ گئے چلے جائین کیا پروا ہے مع اہل و عیال سب آپ پر نثار کیے جان و مال سب تصدق کرینگے نمک حلالی یہ ہے کہ سامنے حضور کے مرینگے ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا خدا تم سب صاحبو نکو سلامت رکھے تم سب صاحبو نسے سب طرح کی امید ہے کیسے کیسے سرفروش مارے گئے دل پر داغ ہین بقول شاعر مطلع ہون وہ واماندہ نشان بھی جہان ملتا نہین + کاروان کیسا غبار کاروان ملتا نہین + پہلو مین بہار جادو موجود ہے ملکہ نے جو یہ مطلع پڑھا بہار کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے بادشاہ سجادہ کا خیال ہے ہر وقت جدائی کا ملال ہے دل ٹوٹ گیا چہرہ پر ہوائیان اڑنے لگین بیساختہ یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

بے یار کسطرح نہ نظر آئے گھر اداس
اٹھا ہے کچھ ادھر سے مرا نامہ بر اداس
اندھیری رات آئے شب وعدہ بھی کوئی
جلتا ہے شام ہی سے چراغ قمر اداس

وحشت ہو کیون نہ نکلے دیوار و در اداس
کیا آج یاس ہو گئی تاثیر گریہ سے
ہے زیادہ شمع رہی رات بھر اداس
تڑپا رہی ہین لگا کر اسکی شوخیان

کیا جانے کیا جواب خط شوق کا ملا
یون تجکو دیکھتے تھے نہ اے چشم تر اداس
دیکھیں دکھاے آج شب انتظار کیا
پھر کیون ہے میری آہ کا رنگ اثر اداس

نکلا تھا لیکے جلوہ تو شوقِ جستجو
بیٹھے ادا اس بزم مین اور اسقدر ادا سے
محفل کا عاشقون کی یہ رنگ ہو گیا
ایک ایک بات لکھی ہے دو دو پہر ادا سے
ساری جلال بھولے اپنی شوخیان

آئی ہے پھر کے آنکھ مین کیا وہ نظر ادا سے
اول تو دیکھین صبح شب وصل یار سے ہم
کوئی ادھر ادا سے ہے کوئی اُدھر ادا سے
اظہار درد کون کرے آہ و نالہ کون
افسردہ یون ہوئے وہ مجھے دیکھکر ادا سے

بیشک ہو کچھ کسی سے مکدر کہ تماشا شوخ
پھر ای فلک سحر بھی آئی سحر ادا سے
سب چھپے بھلائے ہمین اُسکی یاد نے
ہم چپ دل ستم زدہ ساکت جگر ادا سے
بہار نے جو نغمہ دہن سے نکل زنی

فرمائی ہر ایک کے دل مین خار الم کھٹکا گل سے چہرے کملائے نرگس آنکھون مین آنسو بھر آئے شور گریہ و زاری بلند ہوا لشکر ظفر اثر مین یہ قیامت ہے تاریک شگل کش کی یہ کیفیت ہے ناظرین آگاہ ہونگے تحریر کر چکا ہون کہ تاریک جہاندار سے برہمن کے زخمی ہو کر آئی افراسیاب جادو و حیرت خونخوار بیٹھے ہوئے اسکو شمار بلارہے ہین زخمون مین ٹانکے دیے دو آدمی بیگناہ لا کر سامنے اُس ملعونہ کے ڈالدیے چیر پھاڑ کر کھا رہی ہے اور یہ کہتی جاتی ہے ای افراسیاب تیری محبت مین مین نے اپنا مکان قدیم چھوڑا محبت سے سامری کے منھ موڑا اب تیری علمداری تمام عالم مین قایم کردونگی لاشہ ہاے باغیان سے کوہ و دشت بھر دونگی افراسیاب جادو خوش بیٹھا ہے حیرت جادو عرض کرتی ہے دہائی امان سامری جمشید نے بڑی خیر کی بہن میری بہار جادو بچی برہمن اگرچہ سرکش ہو طلسم نور افشان کا چراغ گل ہو گیا اب اگر وہ سامنے بھی آئے خیال رکھئے گا اسکی سرکشی پر غضب نہ آئے بسہولیت گرفتار کر کے میرے سپرد کیجئے گا مین خدمت مین والد نامدار حیات عالیوقار کے بھیجدونگی باپ کو دیکھکر شرم آئیگی کچھ نہ بولیگی اُسکا قتل میرا باعث بدنامی ہے حقیقت مین بڑی ناکامی ہے کہ مین بعہدہ سلطنت رہون بہن میری قتل ہو جائے تمام اہالیان طلسم ہوشربا طعن کرینگے اس ناکامی کی تشنیع سے مر جاؤنگی مین کس کس کو جواب دونگی یہ بخوبی ظاہر ہے کہ اُسکی سرکشی انتہا کی ہے لیکن بموجب مثل از خردان خطا واز بزرگان عطا واجب و لازم ہے تاریک نے کہا ای حیرت نگھبرا ابھی بہار کو باغ لشکر مہرخ سے اُٹھا لاؤن حیرت نے کہا دیکھیے دربارگاہ پر سب سردار جمع ہین کچھ صلاحین ہو رہی ہین بوا بہار روتی ہین تاریک نے کہا مین ابھی لاتی ہون یہ کہکر جھومی ایک نعرہ خراب کا بیابان افسان کی جر چر چبانے لگی قصد ہوا اپنے مقام سے اُٹھے کنارے کنارے لشکر مہرخ کے ہرکارے چرند و پرند برابر سے خبر موجود رہتے ہین اُنھون نے کسی کنیز کی زبانی سنا کہ بہ تحریک حیرت تاریک کا قصد ہے کہ بہار کو پکڑ لاؤن حیرت کے حوالے کردون یہ دونون بیچارے بدحواس ہو کر بھاگے سامنے ملکہ مہرخ کے آئے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم ملکہ بہار

کوشش ہوئے گل کسی گلشن مین چھپائیے اس سرو قد گلعذار کو بچائیے تاریک برائے گرفتاری بہار آیا چاہتی ہے یہ جو
مہرخ نے سنا گھبرا گئی بہار کیجانب متوجہ ہوئی کہا اے بہار برائے پروردگار جا کر کسی گوشہ مین چھپو ہر چند
کہ بہار کا باغ مین مقام ہے صحرائے ویران سے کیا کام ہے لیکن انقلاب زمانہ جو رنگ دکھلائیگا وہ دیکھئے
سرخ مو وغیرہ بھی بہار سے لپٹ گئین کنیزان بہار رونے لگین کہا ملکہ بہار ہم سب پر رحم کیجیے برائے
چندے ٹل چلیے گلزار لشکر سے نکل چلیے جان بچانا ضرور ہے اب اسوقت ٹھہرنا خلاف عقل کا قصور ہے
ہر چند کہ رنگ روے بہار متغیر ہوا گل سا چہرہ کمھلا گیا لیکن آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا کہ
صبا جو مین اپنی جان سے بیزار ہون مین خود برائے مقابلہ تاریک گئی تھی غلام کو اُسنے دیوانہ کیا
تیر ملامت کا نشانہ کیا تاریک بھر چلی تھی بیچارہ برہمن آ گیا قضا نے اُسکا دامن پکڑا ہماری قضا کو
اس حیلے سے بچلے اگر وہ آتی ہے آنے دو تم سب صاحب ہٹ جاؤ مجھکو بڑی ہوس ہے کہ اس بلائے سیاہ کو
بھگا دون مدد سے باغبان قضا و قدر کے اس جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ کو تنگ کر کے چھوڑا دون
کہا ملکہ یہ دشوار ہے سدا اپنے شباب پر رحم کرو اسوقت ہٹ جاؤ ٹھہرنا مناسب نہین ہے حیرت نے اُسکو
بہکایا جو بھی بچایا وہ ضرور آئیگی اُسوقت کچھ نہ بن پڑیگا اُسکا سامنا کیا ضرور ہے اُسکے نام سے دل تھراتا ہے
کلیجہ منھ کو آتا ہے یہان تو یہ ذکر ہے تاریک کو گرفتاری بہار کی فکر ہوئی ناگاہ یک صحرائے گرد اُٹھی ابر
سا نمایان ہوا ملکہ مہرخ وغیرہ نے پلٹکر دیکھا وہ ابر نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ ہے
رعد کی گرج برق کی چمک زیر ابر بارہ ہزار جوانان زرین پوش بصد جوش و خروش مرکبہائے
باد رفتار پر سوار آمادہ حرب و پیکار دریائے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے آگے اُن سواران زرین پوش
کے صف شکن تیغ زن صاحب توقیر بادشاہ طلسم نور افشان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تاج زرین
بر سر زرہ یاقوتی زیب جسم انور بہت بڑی جھولی بائین شانے پر آراستہ اُسمین گولے ترنج نارنج بھرے ہوئے
مرکب باد رفتار طرارے بھرتا ہوا ہر مرتبہ قصد کرتا ہے سبزہ فلک کو پامال کرون حد دنیا سے گذر جاؤن نظم

اپنا رہوار جو کادے پہ لگا دو وہ بھی
برق دم خوش تر ہے وہ قیامت چنچل
گرد کیطرح سے برق تو کوسون پیچھے
باعث تفرقہ سایہ ہوا اُسکا کس بل

کرہ ارض کی تاپ پونٹے لگائے دلدل
عین سرعت مین اُسے ایک کے دو آئین نظر
ٹھوکرین کھائے قضا دور نظر آئے اجل

چرخ دوار نے دیکھا نہین ایسا رہوار
صاف ہون مردمک دیدہ گردون اول
فرط سرعت سے بھلکتا ہے جو چھٹکر سایہ

تیغ برق تاب زیب کمر ایک تیغہ ہلالی کاندھے پر بھی قصد ہے کہ تیغہ ہلالی

کھینچون چمککر صف دشمن سے نکلجاؤن نظم

تیغ تو میان سے مثل قضائے مبرم
چیرکر برق نکلجاتی ہو جیسے بادل

فتح کی نام نے جس تیغ سے پائی صیقل
جا رہ جسم کی گر تیغ کرے قطع و برید

صف اعدا پہ گرے آگے وہ مانند قضا
تن ہو بے نقطہ جان صورت حرف مہمل

اس شوکت و شان آن بان سے کوکب روشنضمیر دالا تدبیر قریب لشکر مہرخ آکر ہوپچا لشکر مین جو انتشار پایا
مہرخ کو پکارکر آواز دی ای شہنشاہ لشکر آپ نگھبرائیے مین آیا ہون کہ جاکر ملکہ تاریک سے مناظرہ کرون
اگر صلح ہو فبہا ورنہ آج ہی فیصلہ ہے آپ لوگ کنارے ہوجائین اسقدر نگھبرائین ہم سمجھینگے جیسا مناسب
ہوگا ویسا کلام کرینگے یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ چھوٹے اُستاد مارے گئے اُنکے غم والم نے بہت پریشان کیا
چراغ محفل طلسم نور افشان گُل ہوگیا آپکے صدہا سردار مارے گئے اُنکا بھی دلپر داغ ہے آج اس جھگڑے
سے فراغ ہے ملکہ مہرخ و بہار نے چاہا کوکب کو اپنے پاس بلائین یا خود قریب جائین کوکب نے اشارے
ہاتھ کے منع کیا کہ اسوقت دور ہی رہنا مناسب ہے نہین معلوم یہ حقیر کس بات کا طالب ہے آخر معلوم ہو جائیگا
یہ کہکر مرکب باد رفتار صف سے بڑھایا سواران زرین پوش کو دامن صحرا مین ٹھہرایا طرف قصر تاریک
کے چلا لشکرون مین غل ہے کہ کوکب روشنضمیر یکہ و تنہا تاریک سے کلام کرنے جاتا ہے نہین معلوم کیا
مراد ہے یہان افراسیاب جادو سامنے تاریک کے بیٹھا ہے ہرزہ ہوا پلٹ کر دیکھا کوکب سواران زرین بتغ
کو ٹھہراکر مرکب سے اُترا ہے اسی جانب آتا ہے تاریک سے عرض کی دائی امان بہمن کے مارے جانے سے
کوکب گھبراگیا اکیلا آپ کے در دولت پر آتا ہے اصلاح کو منائیگا جو کچھ ہونا ہو ہوجائے وہ بڑا اسکا
سرپرست تھا سحر و ساحری مین بھی زبردست تھا ساعت نیک و بد بھی بتلاتا تھا ہر آفت سے بچاتا تھا اب
اسکا کوئی معین و مددگار نرہا اسیوجہ سے مجبور ہوکر آیا ہے تاریک نے کہا او چھوکرے مجکو سکھلاتا ہے
مین خوب سمجھ چکی ہون سب کا جاگنے کا ارادہ ہے کوکب بیچارے کی کیا حقیقت ہے مین اب کسی کو
امان نہ دونگی تو میری بات مین دخل نہ دینا بزرگون کے سامنے بچون کو کیا دخل ہے ابھی منھ سے دودھ کی بو بھی نہین
گئی اگر تو صاحب فہم و فراست ہوتا طلسم ہوشربا کے بڑے بڑے شرف ہین اسی اقلیم مین سامری و
جمشید پیدا ہوئے ہمارے سامنے دعویٰ خدائی کیا ہم لوگ معین و مددگار تھے خدائی کو رواج دیا
ہوشربا آراستہ و پیراستہ ہوا یہ مقام جلوس سامری و جمشید ہے تمام ممالک کے لوگ برائے زیارت
آتے تھے مراد مندمرادین پاتے تھے وہ رنگ درست ہوئے بادشاہ ہوشربا جسپر نگاہ قہر ڈالتا تھا

وہ جلکر خاک ہو جاتا تھا تو نے لگی گلی پھرنا شروع کیا آفتاب جہالت طلوع ہوا ورنہ تیرا ہمسر کون تھا مین
کوکب سے باتین کرونگی دیکھون کیا پیغام لایا ہی ظاہر مین تو بہت گھبرایا ہی یہ باتین تھین کہ کوکب برج خاص
پر آکے بہونچا جوان زنگی دربان کھڑا تھا اُسنے کوکب کو روکا کوکب نے کہا ای جوان جا کر ملکہ عالم سے عرض
کر کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم نور افشان در دولت پر حاضر ہی آپسے کچھ کلام کرنا منظور ہی آپکی ریاست
و امارت سے کیا دور ہی کہ مجکو سامنے طلب فرمایئے جو کچھ عرض کرون جواب باصواب ملے جوان زنگی کوکب
کو دیکھکر تھم لیا سامنے تاریک کے آیا پیغام کوکب بیان کیا تاریک نے کہا بلا لو زنگی نے آکر عرض کی ائیے شوق سے
چلیے ملکہ عالم طلب فرماتی ہین کوکب نے کہا دروازہ کیا سحر برطرف ہو تو مین حاضر خدمت ہون یہ میری
لیاقت نہین ہی کہ آپکے سحر مین قدم رکھون زنگی نے جاکر یہ تاریک سے کہا تاریک قہقہہ مارکر ہنسی
اُسکے نزدیک مینہ تھی مگر زمین ہلنے لگی تاریک نے انگلی سے اشارہ کیا دھوان شق ہو گیا راستہ ظاہر ہوا
اب کوکب روشنضمیر اندر آیا لیکن دھوین سے بچتا ہوا تاریک کو آکر سلام کیا افراسیاب نے دیکھا آج
تو کوکب بڑی جھولی سحر کی گلے مین ڈالکر لایا ہی اُسمین گولے ترنج نارنج بھرے ہین ہنسا حیرت سے اشارہ کیا
حیرت بھی مسکرائی دونون کے دماغ عرش اعلی پر پہونچے یقین کامل ہوا کوکب مجبور ہوکر آیا ہی اصلاح کون
مانگا نہین قید کر لیگے حیرت و افراسیاب مین تو یہ اشارے ہو رہے ہین لیکن تاریک نے کوکب کے
سلام کا یہ جواب دیا بعشق سامری ای کوکب مزاج تو اچھا ہی اسوقت آپکا کیا باعث ہوا تمھارے
اُستاد جی میان برہمن صف شکن کیا ہوئے جو نیک و بد ساعتین بتاتے تھے اُنپر کیا گذری مابدولت
کے مقابلے کو آتے یہ نہ سمجھے کہ ہم پہلو نشین سامری ہین ہمسے کون مقابلہ کر سکتا ہی فلک شعبدہ باز کو میری سحر
و ساحری کے سامنے سکتا ہی سامری جمشید نے ہمکو بردہ دنیا مین چھوڑا خود چولا بدلکر بالاے آسمان
گئے اب انتظام خدائی کا ہمکو اختیار ہی جسکو چاہین قتل کرین جسکو چاہین بخشین ہمارے حکم مین کون دخل دیسکے
یہ جو تاریک نے جھوم کر کہا کوکب روشنضمیر تلوار بنکر بیچ مین ان تینون صاحبون کے بیٹھ گیا تیور پربل
پڑے مونچھ پر تاؤ پھیر اکہا ای تاریک اسقدر غرور در سحر ایسا تھا آسمان پھٹ پڑے زمین شق ہو تو سما جاوے
مین عاجز و مجبور ہوکر نہین آیا ہون چند سحر بناکر لایا ہون بروقت امتحان حال کھلیگا برہمن کا طعنہ دینا بیکار ہی
وہ صاحب لیاقت و شوکت جری بہادر صف شکن تمھارے مقابلے کی ہوس رکھتا تھا آکر اُسنے برابر لڑا
یہ مشہور ہی جنگ دو سردار و ایک غالب ایک مغلوب ہوتا ہی کوئی ہنستا کوئی روتا ہی بڑے بڑے نظام نہین ہے

ضحاک ماران کیسا ظالم اظلم تھا اژدہا ے دہان شانونپر دو مار سیاہ دو بندگان خدا کا بیگناہ سر توڑ واکر بھیجا سانپون کو کھلاتا تھا جب اُنکی سرکشی سے امان پاتا تھا آخر کیا ہوا طعمہ دہن اژدر قضا ہوا ہزار سال سلطنت کی آخرش نقش قدم مٹگیا جب اُسکا نام آتا ہی صاحبان عدل و انصاف نفرین کرتے ہین نوشیروان عادل نے ساتھ عدل و انصاف کے بسر کی ہم سلطنت کس کیفیت سے سر کی جب اُسکا نام کوئی لیتا ہی صاحبان لیاقت آفرین احسن کہتے ہین جو عدالت و انصاف نکریگا حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا سے جائیگا بار بد دعائے عالم سر پر اُٹھائیگا گوشۂ قبر تاریک مین جاکر بہت گھبرائیگا پھر کیا ہاتھ آئیگا ای تاریک خون کر یہ اگر ہوا ہے سے ذرا اجل قریب ہی کوئی نہ بچا ہی نہ بچیگا جنکو سامری و جمشید کہتی ہو وہ بھی آخر مر گئے چار رون کے لیے اپنے کو ملون و بدنام کر گئے پس کلمات سخت و سست زبانپر لانے کی کیا ضرورت ہی جنکو خود اپنے حال پر حیرت ہی لیکن اس خیال سے چلا آیا کہ اگر لڑائی پڑیگی لاکھون بندگان خدا مارے جائینگے یہ ملک آباد ویران ہو جائیگا مین نے چند سحر تیار کیے ہین انکو ملاحظہ فرمائیے مین آپکے سامنے سحر کرون آپ جواب دیجیے تاریک جواب ندینے پائی تھی افراسیاب بول اُٹھا ای کوکب روشن ضمیر تمھارے سحر کو مین دفع کر دونگا دم سحر و ساحری کا بھر ونگا اُٹھو سحر کرو دیکھون کیسے کامل و اکمل ہو سائے داؤ امان کے ابھی حال کھلجائیگا یہ انصاف کرین ہمارا تمھارا مقدمہ صاف کرین یہ سنکر کوکب نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف افراسیاب کے دیکھا کہا ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا آپ غصہ نفرمائین خاموش رہین بڑون کے سامنے چھوٹون کو بولنا نچاہیے پہلے مین انسے کلام کرون پھر آپسے بھی موجود ہون بے فیصلہ کیے نجاؤنگا آج وہ سحر ہونگے کہ زمین تھرائے بڑے بڑے ساحرون کو غش آجاے یا پہلے آپ ہی اُٹھیے جرأت و زور سلطنت دکھائیے میدان کارزار مین آئیے یہ کہکر کوکب نے قبضے پر ہاتھ رکھا قصد کیا اپنے مقام سے اُٹھے تاریک نے افراسیاب کو منع کیا کہا چھوڑ کرے خاموش نہین رہتا تجکو ہمارے مقدمے مین کیا دخل ہی ہم انکو جواب باصواب دینگے باتون مین بہلالینگے یہ کہکر طرف کوکب کے متوجہ ہوئی کہا ای شہنشاہ آپ بیٹھیے ہمسے کلام کیجیے اس کچھ کرے بیوقوف کو جواب ندیجیے اگر یہ عقیل ہوتا خراب بیان کا ہیکو درپیش ہوتی ایک ایک نادان جاہل تلخ ارائے کیون منھ چڑھتا دشمنو نکا کیون زور بڑھتا کوکب نے کہا دائی امان ہمکو غصہ اس بات پر آیا کہ ہم تو آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے عذر بھی کرینگے جان دینے پر بھی آمادہ ہین بیشک قبل برہمن سے مجبور و لاچار ہوئے اب خواب غفلت سے بیدار ہوئے ہماری کیفیت سنکر جو مناسب ہو

جواب دیجیے گا تاریک نے کہا ای کوکب قسم ہی سامری وجمشید کی تمہاری بات کا جواب باصواب ملیگا جسطرح
لکھو ہین سب طرح منظور ہی اصلاح نکرنا سراسر عقل کا قصور ہی ہمین بھی بخوبی یقین ہی کہ لاکھون بندگان سامری
قتل ہونگے جنگ سے صلح بہتر ہی اب کرد کا وعدہ کیا باقی ہی طلسم کشا کو مین کھا گئی ہمصنم بھی ہوگیا حکم سامری
وجمشید مین رخنہ پڑا صرف یہ اصلاح باقی ہی کہ خرچ وغیرہ اگر اپنے بادشاہ قدیم کی قدمبوسی کرین تم خراج
دینا قبول کرو کوکب نے کہا مین خود خراج لینے آیا ہون اصل مراد یہ ہی کہ چند گولے اور یہ ترنج تاریخ سحر کے
بنا کے لایا ہون انکو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے یہ کیا کہتے ہین باتین کرینگے سحر کے نشان بتائینگے حکایات وقصص
دلنشین سنائینگے اسکا جواب دو سحر کا پتہ بتاؤ کہ سحر سامری وجمشید ہی کوئی نہ بتا سکیگا یہی امید ہی یہ سنکر
تاریک نے ہنسی قریب اک تختہ سنگ رکھا تھا کوکب روشن ضمیر نے اسکو کھینچکر بیچ مین رکھا جھولی سے ترنج
وتاریخ نکالے بکیفیت وبسہولیت اُنکو تختہ سنگ پر رکھے آپ تلوار ٹیککر کھڑا ہوگیا کہا او ملکہ ملاحظہ کرو افراسیاب
سے کہا ای شہنشاہ تم بھی دیکھو جو دکو بھی تماشا دکھاؤ افراسیاب وحیرت جھکے تاریک نے چاہا کوئی گولہ
ہاتھ مین اُٹھاؤن کسکا دل گردہ تھا کہ جوان گولون کو چھو سکے جیسے ہی ہو ڈبکی جس طرح مداری کے گولے
دوڑتے ہین دوڑکر آپسمین لڑنے لگے لڑتے ہی ایک دناتا ہوا دہ گولے ترنج تاریخ پھٹے اُنسے دھوان نکلا
حیرت وافراسیاب کے دماغ پر بھوکارے لگے دونون گرے تاریک گھبرائی منہ سے نکلگیا ارے بیچارا
کیا بلا کی خو ہی ناک مین آگ لگ گئی پسکے رنگھرائی آنکھ ہلکی بند ہوئی کوکب جو کھڑا تھا نعرہ کیا کہ
باش او تاریک منم عمرو صاحبقران آفتاب عالمتاب آسمان عیاری نہنگ دریائے عیاری نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار وغدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

میرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
بنا دے میری گرد باد پوش کو

تراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

نعرہ کرکے عمرو چھپتا انگارہ مین والا تیغہ نیام انتقام سے نکالا قصد
تاریک پر ہاتھ مارون کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی سنہری ہاتھ ہلاتی ہوئی نکلی کہ او ساربان زادے
کیا کرتا ہی دائی امان کے قریب بچا تا ہو زبان کاٹ کے کھا جاؤنگی اسپر بھی عمرو نے تامل نکیا پتلی پر تیغہ مارا
سر پر اسکے پڑا جس سے اُڑگیا پتلی نے پنجہ لٹکا کر کلائی عمرو کی پکڑلی پچکاری ہاتھ مین تھی تاریک کے منہ پر
لگائی تاریک ہوشیار ہوئی دیکھا حیرت وافراسیاب بیہوش پڑے ہین پتلی نے عمرو کو گرفتار کرلیا

منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی تاریک نے افراسیاب و حیرت
کو ہوشیار کیا غلغلہ ہوا افراسیاب اُٹھا تاریک نے کہا ای افراسیاب تو نے دیکھا یہ نگوڑا کیسا بھوت
ہی نہین معلوم کیا چیز بنا لایا کہ مجھکو بھی غنودگی ہوئی لیکن ایک لطف حاصل ہوا کیا عمدہ شے تھی دماغ کو قوت
روح کو راحت ہوئی تو اتنا بڑا بادشاہ یون چت پٹ ہوگیا حقیقت مین جو سُنا تھا اس ساربان زادے نے
اتنے عرصے مین دوسرا نسخہ بیہوشی کا تیار کیا جسنے مجھ ایسی جہاندیدہ پر تاثیر کی افراسیاب جادو یہ سُنکر غصے
مین اُٹھا تیغہ کھینچکر چلا کہ عمرو کو قتل کردن حیرت جادو بھی چیخنے لگی تاریک نے افراسیاب کا ہاتھ تھام لیا
کہا کیا کرتا ہی مین اسکو اور تدبیر سے قتل کرونگی اب زندہ چھوڑونگی تیلی کے ہاتھ سے عمرو کو لیا تیلی تو غائب ہوگئی
تاریک نے کہا کیون او عمرو تجکو کچھ خوف نہ آیا قضا تیری لیکر آئی ہی یہ کہکر ہاتھ پانون عمرو کے تُڑوانے لگی
قریب تھا کہ روح عمرو کی قالب سے نکلجاے ہاتھ باندھکر کہا دوائی امان الضاف کیجیے مین نے کیا کمال کیا
کوکب ایسے شخص کی شکل بنکر آیا آپنے مجھکو روپیہ دیا تھا کہ میرے واسطے نسخہ بنا کر لا کہ مجھکو نشہ ہو مین نے جستجو کی
تمام دنیا کی خاک چھانی جب یہ نسخہ تیار ہوا ان گولون مین بہت سا تھا تھوڑا ڈالکر شراب مین پیجیے بڑا لطف ملیگا
افراسیاب نے کہا دوائی امان اسکے فریب مین نہ آئیے گا اسنے قیامت برپا کی ہی ایسی شے بنا کے لایا بجان تک
کا تماشا دکھایا گولے ترنج خود بخود لڑنے لگے یہ تو اس سے دریافت کیجیے یہ شہر ابر بارہ ہزار سواران زرین پوش
ہمراہیان کوکب کیونکر دستیاب ہوے عمرو نے کہا کوکب نے سحر سے ابر بنا دیا اپنے ساتھ والے میرے
ہمراہ کردیے اُسی نے ترغیب دیکر مجھکو بھیجا اب مین توبہ کرتا ہون سامری و جمشید کو سجدہ کرونگا آپ کی
خدمتگذاری مین حاضر ہونگا اور لشکر مہرخ مین اب کیا ہی اسد غازی کو آپ کہا چلین طلسم کشائی کی
اُمید نہی سرداران شہنشاہ خوف سے خود ہی مرے جاتے ہین امروز فردا مین چلے آئینگے تاریک یہ
باتین سُنکر ہنسی کہا کیون او عمرو پھر مجکو فریب دیتا ہی عمرو و تاریک مین یہ باتین ہو رہی ہین افراسیاب
ہر مرتبہ قصد کرتا ہی عمرو پر ہاتھ ماردن سر کاٹ لون تاریک منع کرتی ہی کہ کیون افراسیاب ہمارا کہنا
نہین مانتا ہم عمرو کو اپنے طور پر قتل کرینگے ایک قصہ ہی کلہ گرم ہوجائیگا اپنی عیاری کی سزا پائیگا عمرو
زمین پر بیٹھا ہوا رو رہا ہی سحر مین تاریک کے مبتلا گریبان چاک چہرے پر خاک اُداس عالم یاس ملک الموت
کی صورت معلوم ہوتی ہی دلکو اپنے خالق بے نیاز سے رجوع کیا ہی دلکا راز کہ رہا ہی یہ خبر باہر مشتہر ہوئی
کہ عمرو جو کوکب بنکر آیا تھا پہچانا گیا گرفتار ہوا یہ حال جو ملکہ مہرخ نے سُنا ہوش اُڑگئے بہار سے کہا

تو غضب ہوا خواجہ نے کیا کمال کیا کس زور شور سے پہونچے لیکن پہچانے گئے سواران زرین پوش یہ
کیفیت سنکر بھاگنے لگے فسرون نے کہا ہم نجانتے تھے کہ خواجہ عمرو ہین بعض نے کہا چلکر کوکب سے خبر کرو
نہ یہین ٹھیرکے ہمارے ساتھ آئے لیکن ہم نہ پہچان سکے اُدھر لشکر افراسیاب نے بھی یہ کیفیت سُنی
شاہزادیان وزیرزادیان ہمراہیان حیرت خوش ہوئین ایک سے ایک بغلگیر ہونے لگا کہا صاحبو
اب لشکر مہرخ کا خاتمہ ہوا چلو دیکھین دائی امان ضرور عمرو کو قتل کریگی ایک نے کہا انکو قتل کی کیا
ضرورت ہی ایک لقمہ چرب ہی جام پیکر بجائے گزک کھا لیگی ادھر سے ملازمان افراسیاب یہ کلام
کرتے ہوئے سمت قصر دُخانیہ چلے لیکن مہرخ نے سرداروں سے کہا صاحبو عمرو گرفتار ہو گیا تاریک چشم زدن
مین اُس غزال صحرائے عیاری کو چیر پھاڑ کر کھا جائیگی اگر بعد عمرو جان دی کیا کمال کیا اب چلو عمرو کو چھڑالین
نہ چھڑا کر مر جائین یہ حکم مہرخ سنتے ہی لشکر ظفر اثر مین ہنگامہ برپا ہوا افسران فوج کمر بندی کرنے لگے تلوارین
ٹیک کر اپنے اپنے مقامات سے اُٹھے ہر ایک کا یہی قول تھا اب مرجانا واجب ولازم ہی عمرو ایسا شخص گرفتار ہوا
سب پر اُسکے احسان ہین جو جس مقام پر قید ہوا فوراً عمرو نے اپنے کو پہونچایا اپنے کو بلا مین پھنسایا لیکن
اُس قیدی کو چھوڑایا آج وہ شخص قتل ہوتا ہی جو لوائے شوکت صاحبقرانی ہی ہمالنے تا کوہ عقیق اسکے
قتل کی خبر جائیگی تمام سرداران ہمتن جان نثاران صف شکن اس شخص کے واسطے حال اپنا تباہ کرینگے
کل فرزندان صاحبقران کو گود مین پرورش کیا ہی وہان بھی ہر فرد بشر اسکے احسان مین سب اس جلیل
کے ممنون و مشکور ہین افسوس کا مقام یہ ہی کہ ہمالنے بڑے دور ہین اگر صاحبقران قریب ہوتے ضرور
بچا پڑتے فرزندان حمزہ اسکے واسطے لڑتے بڑے بڑے ملک اسی نے فتح کرائے عنطلی آباد ایسا ملک کہ
جہان ستر لاکھ ساحر رہتا تھا آخر دفتر باختر مین مرقوم ہی کہ عمرو نے وہان وہ وہ عیاری کی کہ بڑے بڑے
ساحر دنگ تھے آخر سب کو مارا شہر تسخیر کر لیا کسی سے کچھ نہو سکا ملک زبرجد نگار مین دمامہ جادو کو
مارا فرعونیہ ساحر کمشش کو قتل کیا آج تمام عیاری ختم ہی چلو چلکر جان دین عمرو کو بچائین ہمارا ہوتا
مرنا بیکار نہوگا خون کے دریا بہا دینگے دیکھو ملازمان افراسیاب بھی تماشا دیکھنے جاتے ہین انپر چلکر
سحر کرو راہ مین روکو مہرخ و بہار وغیرہ نے کہا تم سب صاحب فوج افراسیاب کو دیکھ بھال لو ہم اندر
قصر دُخانیہ کے گھس جائینگے دس بیس سرداران دیگر خواجہ عمرو کو قبضے مین کرینگے سب کا یہی قول ہی
بسم اللہ دیر نہ کیجیے جلد چلیے اُسوقت کا ہنگامہ کیا تحریر کرون کوئی واسطے عمرو کے آمادہ مرگ ہو رہا تھا

کوئی بھاگنے کا ارادہ کر رہا ہی بہت سے نامرد اتنے عرصے مین نکلگئے بنیے بقال دوکانین بند کر رہے ہین مال اپنا اُٹھانے پر آمادہ ہر طرف یہی بلڑ ہی مزدور بلاؤ اسباب لدواؤ جلد لشکر چرخ سے نکل چلو ایسا نہو گھر جائین اہالیان لشکر افراسیاب آتے ہین یا تو لشکر مین چہل پہل تھی یا ہر کو دیر نہین خاک اڑنے لگی ہر طرف رونے کی صدا شاہ و گدا ایک حال مین لشکر آباد رعایا دلشاد چشم زدن مین رنگ تبدیل ہوا آثار رنج و ملال پیدا ہر مقام کی صورت سے بربادی ہویدا بھاگا بھاگی کی خبر نہین زن و شوہر مین جدائی ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہی ہر شخص یہی چاہتا ہی جسطرح بنے اپنی جان بچائین سردارون نے جو یہ بربادی دیکھی آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے اشعار مصیبت آثار شاہنشاہ ظفر دہلوی و مصرعہا سے رعنا طرف آسمان کے منھ کرکے پڑھنے لگے مخمسہ حسب حال مقام

یا مجھے وحشیِ دیوانہ بنایا ہوتا
یا مجھے عاقل و فرزانہ بنایا ہوتا
یا مجھے سبزۂ بیگانہ بنایا ہوتا
یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا
یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

نور سے تو نے فرشتون کو بنایا پہلے
بعد ازان نار سے جن تو نے بنائے سارے
میری خلقت بھی جو منظور تھی پیچھے سب کے
خاکساری کے لیے گرچہ بنایا تھا مجھے
کاش خاکِ درِ جانانہ بنایا ہوتا

ہی پریشانی مین جمعیت دل ناممکن
ریش ریش اب دل بیتاب ہی ہر شب ہر دن
کافر عشق سہی گو نہ بنایا مومن
دل صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن
زلف مشکین کا ترے شانہ بنایا ہوتا

کاسۂ دل تھا مے عشق کے پینے کے لیے
رہی حسرت ہی مگر جو دی ساقی سے
دیکھا ای پیر مغان ظرف کو ترے ہنسنے
تھا جلاتا ہی اگر دوری ساقی سے مجھے
تو چراغِ درِ میخانہ بنایا ہوتا

ہون مین سرمست مے ناب حقیقت یارو
قلقل شیشہ و ساغر کہین میرا شغل ہو
ہو گئے نشے ہرن ساقی مدہوش سے کہو
نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھکو
عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

	خانہ برباد کوئی کوئی پریشان مضطر		کوئی حیران کوئی مغموم ہی کوئی ششدر	
	کوس رحلت کی صدا آتی ہی بس آٹھ پہر		روز معمورۂ دنیا مین خرابی ہی ظفر	

ایسی بستی سے تو ویرانہ بنایا ہوتا

ان اشعار قیامت آثار کو سنکر قریب تھا ہا لیان لشکر مہرخ کے کلیجے پھٹ جائین بیقراری سے سر ٹکراتے تھے
رو رو کر غش آ جاتے تھے ای رب اکبر اس باغ پُر بہار کو بچالے ایسے لشکر کا جمع ہونا پھر دشوار ہی ایک ایک بہادر
سرفروش ایک ایک کو بادۂ جرأت کا جوش لڑنیوالے مرنیوالے جلیل رئیس اپنے بادشاہ کے انیس مزاج نفیس
اگر یہ متفرق ہو جائینگے جمع ہونا دشوار ہی پروردگار اس بلا سے نجات دے دست بدعت تاریک سے
خواجہ عمرو کو بچالے مہرخ نے پکار کر آواز دی یارو اب رونے پیٹنے کا وقت نہین ہمارے افسر خواجہ عمرو
کو اُس ملعونہ نے زیر تیغ بٹھا دیا قتل کا حکم دیا جاتا ہی جلد چلو چلکر جان دو اتنا سب صاحبونکو خیال رہے
چلتے ہی جان دینا خواجہ عمرو کو قبضے مین کر لینا انکو خدا بچا دے پھر جو گذریگی جھیلینگے اگر خواجہ عمرو
بچ جائین یقین کامل ہی ہزار تدبیرون سے ہمکو قید شدید سے چھوڑا لینگے اور اگر خدانخواستہ وہ قتل ہو گئے پھر
ہم ہاتھ سے افراسیاب کے نہ بچینگے یہ کہکر ملکہ سر برہنہ پا پیادہ طرف لشکر افراسیاب کے چلین سب سردار روتے پیٹتے
ہمراہ ہوئے طرف لشکر حیرت کے چلے ملکہ بہار نے بڑھکر ملکہ مہرخ کا ہاتھ تھام لیا کہا حضور تخت پر
سوار ہو جیے کفار ہنسینگے کہینگے سردار مسلمانان سر برہنہ آتے ہین اور زیادہ زور ڈالینگے بسم اللہ تاج سر پر
رکھیے تخت پر سوار ہو جیے ہم سب پایہ تخت پر ہاتھ رکھین چلکر جان بازی کرین ملکہ مہرخ نہ مانتی تھین بمشکل تمام اُس
عالیمقام کو تخت پر سوار کیا کل سردار مرنیوالے کفن سر سے لپیٹے ہوئے گریبان چاک چہرہ پر خاک قصد ہوا
لشکر افراسیاب جادو پر جا پڑین یہان تاریک شکل کش نے حکم دیا ہی ایک جوان زنگی پیدا ہوا تلوار
کھینچکر سر پر عمرو کے آیا گردن پر کونے کا خط کھینچا نشانہ پکڑ کر ہلایا کہا او عمرو اب وقت قتل تیرا قریب آیا جو حسرت
دل مین ہو ظاہر کر عمرو نے ہاتھ باندھکر افراسیاب سے کہا ای شہنشاہ مین ناحق قتل ہوتا ہون مجکو
بچا لیجیے مین بہت کام آؤنگا جان نثار قدیم ہون ملکہ تاریک شکل کش کا ندیم ہون جس وقت یہ خروج کر
طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جائینگی مین ہمراہ رہونگا بچاؤنگا خدمت مین انکے مصروف رہونگا
دائی امان مجھے ہمیشہ سے رضامند ہین نہین معلوم کیا باعث ہوا درانداز ون نے کچھ سمجھا دیا کسی کے
کہنے پر عمل نہ فرمائیے عمرو نے جو بیتاب ہو کر یہ کہا تاریک شکل کش نے جلاد کو روکا کہا ذرا ٹھہر جا مین اِس

ساربان زادے کو بجھا دون حقیقت مین ہمارا مصاحب ہو اگر یہ ہمراہ رہیگا ہمارا دل بہلیگا گانا خوب ہو افراسیاب
نے کہا وائی امان دیکھی بات تو نہ بجاہئے یہ مکار غدار بلاے روزگار ہی لاکھ اسپر پرورش کیجیگا جب پہلو پائیگا
دل مین چٹکی لیگا مگر اسکا نام ہی سرمندۂ ساحران تاریک نے کہا چھوکرے ہیچ سمجھے ان باتون
مین کیا دخل ہی مین سمجھ لونگی میرے ساتھ کیا مکر کریگا جسدن ذرا بھی خطا ہوگی اُٹھا کر کھا جاؤنگی لیکن اسکا
گانا مجھکو بہت پسند ہی افراسیاب و تاریک سے یہ باتین ہو رہی ہین جلاد تیغہ کھینچے ہوئے سر پر
عمرو کے کھڑا ہی کہ دربان نے آکر عرض کی ای ملکہ عالم و ای شہنشاہ گیتی ستان ملکہ ارمان جادو حضور کی
بھانجی براے زیارت ملکہ عالم مع ایک غلام ترکی کے تشریف لائی ہین سابق مین آکر ملکہ بہار سے لڑی تھین
زخمی ہو کر چلی گئین تھین شاید پھر اُنی خیال سے آئی ہین امیدوار باریابی ہین افراسیاب نے کہا بلا لو
وائی امان سحر اپنا ہٹا لو اُنکے مزاج مین ابھی چین ہی ایسا نہو دھوین پر سحر کرے اُسکو صدمہ پہونچے
لیکن تاریک نے کہا ای افراسیاب ارمان جادو کے ساتھ غلام ترکی کون ہی ہاے اُسکے لیے اول میرا دل دھڑکتا ہی
کلیجہ مثل مرغ بسمل پھڑکتا ہی افراسیاب نے کہا وائی امان کوئی خانہ زاد قدیم ہمراہ آیا ہوگا اُسکے بزرگ
نہایت احتیاط کرتے ہین اکیلی گھر سے نہین نکلنے پاتی تاریک نے کہا خیر بلا لو عمرو بھی دیکھنے لگا سب نے
دیکھا اُس دھوین سے اک آفتاب عالمتاب ساطع و لامع ہوا ملکہ ارمان جادو آراستہ و پیراستہ دریاے
جواہر مین غوطہ زن رشک چمن حسین مہ جبین زلفین عنبرین کو پیچ و تاب دیے جبین انور رشک ماہتاب غنچہ دہن
یاسمین بدن خوش خو ہلال ابرو سرو قد چال مین اٹکھیلیان کرتی مسکراتی ہوئی سامنے آئی عقب مین ایک جوان
جری بہادر تیغہ کمر سے لگائے ہوئے سپر ہاتھ مین اُسکے سایہ مین ارمان جادو کو لیے ہوئے جھومتا ہوا آیا
تسلیم ملکہ تاریک خم ہوا جیسے ہی نگاہ تاریک کی اُس جوان پر پڑی کانپنے لگی افراسیاب نے بھی گھبرا کر
پوچھا کیون بی بی یہ جوان کون ہی ہم نے کبھی اسکو تمھارے ہمراہ نہین دیکھا جا رہی تھی ارمان نقلی کچھ جواب دے
کہ تاریک نے ایک دو پتھر زمین پر مارا کہا ارے یہ نا یہ جوان مہتر قران ہی ارمان جادو برق فرنگی
بنکر آیا ہی مہتر قران تو آمادہ ہو کر آیا تھا جیسے ہی تاریک کے مُنھ سے یہ کلمہ نکلا مہتر قران نے قبضہ
تیغہ نور افشانی پر ہاتھ ڈالا نہنگانہ بلنگانہ نعرہ کیا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری
جہان سرسبک در خنجر گذاری
بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر نر یا نم
او تاریک تیرے پہچاننے سے کیا خوف ہی منم صف شکن و صفدر

مہتر قران نامور قاتل ساحران غلام مہتر عمتران نعرہ کرکے مہتر قران تاریک پر جا پڑا ہاتھ تیغ نور افشانی کا سر تاریک پر لگایا تاریک نے ایک چیخ ماری کہ ارے افراسیاب اپنے کو بچا جو بیکاری یا سامری دو ٹکڑے کی سپر ہاے آہنی سر پر تاریک کے لہرائین لیکن مہتر قران نے جو ہاتھ مارا سپرین ٹکڑے ٹکڑے ہوئین قریب تھا کہ تیغ سر پر تاریک کے ہو پہنچے صرف پھیلا پڑا اچھا سا زخم آیا لوٹ مار کر الگ ہوئی لیکن وہ جوان زنگی جلاد جو سر پر عمرو کے کھڑا تھا اُسنے بتعجیل کمر مین عمرو کے پنجہ دیا لیکے ہوا گرد بلند ہوا افراسیاب نے بڑھکر مہتر قران پر ہاتھ مارا قران نے تیغ نور افشانی پر کا تھا اُلجھا دے سے ہاتھ لگا لیکے سر افراسیاب پر وار کیا اس خود سر کا بھی سر زخمی ہوا اب تو افراسیاب بھی پیچھے ہٹا حیرت نے بڑھکر گولہ مارا عکس تیغ نور افشانی پڑا گولہ اُلٹا پلٹ کر قریب حیرت گرا حیرت نے غل مچایا کہ اے شہنشاہ یہ کیا غضب ہوا قران تو بڑا جادوگر نکلا آیا ہے کسی نے اسکو سحر سکھا دیا بڑا کوئی کامل داخل لشکر ہوا افراسیاب نے سنگ ریزہ اُٹھاکر قران پر مارا پتھر برسے قران پر خاک تاثیر نہوئی تاریک تو تڑپکر قصر دُخانیہ سے باہر آئی افراسیاب نے اہلیان فوج کو آواز دی کہ ارے یارو قران سحر سیکھ آیا ہے اسکو مارو تمام لاکھ فوج افراسیاب کی چلی ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ جتنے سردار مہرخ کے قصر آتش مین قید تھے چہرہ عکس تیغ نور افشانی پڑا قید سحر دور ہوگئی رہا ہو کر لڑنے لگا ادھر سے مہرخ کو ہرکاروں نے خبر دی کہ اے ملکہ عالم جلد چلیے مہتر قران سحر سیکھکر آیا ہے تاریک و افراسیاب و حیرت کو زخمی کیا تمام فوج کا اُس بیچارے پر بلوہ ہے برق بھی تڑپ تڑپکر لڑ رہا ہے لیکن جو زنگی غلام تاریک کا عمرو کو لیکر بلند ہو گیا ہے ہر چند خواجہ تڑپتے ہین لیکن پنجہ بدعت سے نہین چھوٹتے شرخ مو سے کامل کشا نے جو دور سے دیکھا کہ ایک زنگی عمرو کی کمر مین پنجہ دیے ہوئے بالاے آسمان ٹھہرا ہے شرخ مو اُس زنگی پر جا پڑی کہ سحر کرکے عمرو کو چھین لون اُس زنگی نے اشارہ کیا قہقہہ مارکر منہ ایک برق تڑپکر سر شرخ مو پر گری سر زخمی ہوا ابھی ہی جو ساحر چاہتا ہے کہ جاکر عمرو کو چھڑا لاؤن کوئی زخمی ہو کر ہاتھ سے زنگی کے پیچھے ہٹا کوئی مارا گیا اُسپر کوئی غالب نہین آتا تاریک تڑپ تڑپ کے سامنے سے مہتر قران کے بھاگتی ہے مگر اوروں کو قران قتل کر رہا ہے ادھر سے ملکہ مہرخ بھی مع تمام لشکر آپڑی لیکن قضاے کار اتفاقات روزگار ملک اطلس گلگون پوش کہ اسکا لشکر بھی اسی مقام پر کوس بجا لشکر فروکش ہے لیکن ملک اطلس گلگون پوش یاد مین عمرو اور اپنی معشوقہ کے نہایت مشوش ہے ہاتھ سے تاریک کے جو زخمی ہوا تھا اسوقت زخمون کی پٹیان اُتارین گئین تھین قلیل قلیل زخم باقی ہین

براے سیر صحرا کرسی پر آکر بیرون بارگاہ بیٹھا ہی سبزہ صحرا کی سیر کر رہا ہی یکایک صحراے روش جرس کی آواز آئی گھبرا کر اطلس گلگون پوش نے سر اٹھایا بیچ مین ایک محافہ گرد محافہ کے چار سو نازنینان خوردہ گوش مرصع پوش کہاربان بجاری لباس پہنے ہوے پایہ پر محافہ کے ہاتھ رکھے ہوئے وہ سواری مثل باد بہاری آتی ہی ایک کنیز انمین سے بڑھی قریب اطلس گلگون پوش آکر براے تسلیم خم ہوئی عرض کی ای شہنشاہ آپ کے ایلچی صاحب خواجہ عمرو نامدار بر سر کوہ عجائب در آب پہونچے جس معشوقہ کی تصویر آپ کو دی تھی اُسکے والد نامدار کو آپ کی تصویر دلپذیر دکھائی حالات شوکت و شان فصاحت و بلاغت سے بیان کیے وہ بادشاہ عالیجاہ تصویر حضور کی لیکر محل مین گیا اپنی نور نظر پارہ جگر شاہزادی بینظیر رشک ماہ منیر کو دکھلائی وہ تصویر دیکھکر ملکہ عالم مائل ہوئین تیغ ابرو کی گھائل ہوئین بہت ضبط کیا مگر دامن ربط و ضبط دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل نازک سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا بیہوش ہو گئین باپ انکا عقیل و فہیم باہر آیا اُنکے قاصد نامدار یکہ سوار خواجہ عمرو نامدار کو جواب دیا یہ نسبت ہمکو دل و جان سے منظور ہی ذکر ہے اس شادی کے قلب کو سرور ہی آپ تشریف لیجائین جاکر پیغام دین شہنشاہ اطلس گلگون پوش برات آراستہ کرکے فقیر خانہ پر تشریف لائین بیشک ہم شادی کر دینگے ای شہنشاہ عادل خواجہ عمرو کو بھی تردد تھا کہ ہمارے لشکر ظفر اثر پر تاریک شکل کش کی چڑھائی ہی وعدہ برات کا کرکے چلے آئے آپکی خدمت مین حاضر ہوے ہونگے لیکن ملکہ عالم کو جب ہوش آیا دریاے محبت نے حضور کے جوش مارا بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان تڑپتی تھین پچھڑتی تھین کئی دن آب و دانہ ترک رہا آخر مصاحبون نے تنہائی مین پوچھا کیون ملکہ عالم کیا حال ہی کیون حضور اداس ہین ہم لونڈیون کو آگاہ کیجیے جو غم و الم ہو اسکی تدبیر کرین آسمان کے تارے توڑ کر لائین نقش رنج و الم مٹائین ای شہنشاہ ملکہ رونے لگین فرمایا صاحبو مین اپنا حال کیا بیان کرون ان اشعار سے مطلب کچھ لو یہ فرما کر یہ غزل عاشقانہ زبان معجز بیان سے پڑھی

غزل

کیونکر نہ بار عشق کو تنہا اٹھاے دل
ہو رہنما جو عشق تو ہو شوق پاے دل
پوچھ ای عزیز جاکے زلیخاے دل کی قدر
طاقت ہے اتنے بوجھ کو تنہا اٹھاے دل

غمخوار دل کا کون ہی آخر سواے دل
ناچار اسکو جبر کیا ہمنے اختیار
زر ہو بہاے یوسف و یوسف بہاے دل
ہی خواب مین جو زینت آغوش و فکر

دلبر اگر جدا ہو تو اسکو بلاے دل
اپنی بھی ہی رضا وہی جو ہی رضاے دل
رنج و فراق و درد و قلق و فرط شوق عشق
مشکل کہان ہی جا کہ ہماری قضاے دل

وصل ابھی ہوا نہیں ہو جو اُس گل سے باغ میں
کرسی سے بھی بلند ہی الحق بنائے دل
ہی مظہر جمال الٰہی یہ بالیقین
ارمان دل نکال لے کر دلمیں جائے دل
اُس دلربا کے کوچہ میں ہنگامہ ہی بپا
دل دادہ ہمکو کہتے ہیں بر میں بجا دل
میں تو سے بے نیاز ہوں دل مجھسے بے نیاز
دزد حنانہ آنکھ بچاکر چرائے دل

بھولا نہ خوشی سے بر میں نہ میرے سمائے دل
سوزش یہ تھی اور ابھی تماشا ہی بعد مرگ
سینہ ہی طور شمع تجلی ضیائے دل
تصویر کھینچ لی ہی تصور سے یار کی
دل باختہ پکارتے ہیں ہائے ہائے دل
دل ہائے خستہ ہی پوچھ نہ عاشق کا ماجرا
دل میرا آشنا ہی نہیں آشنائے دل

بیجا نہیں ہی اسکو جو عرش خدا کہوں
ڈھونڈھا تو کچھ غبار سا نکلا بجائے دل
منظور دل لگی ہی تو دلکو لگا کے دیکھ
اُتری پری ہی شیشے میں یہ ہی صفائے دل
یہ عشق دلرباؤں کا ہر دل عزیز ہی
دل کھو گیا ہی اسلیے کہتا ہی ہائے دل
رعنا لگا نہ سینے سے دست نگار دیکھ

حضور یہ غزل سنکر مصاحبین رونے لگیں کہا حضور یہ تو ہمکو ثابت ہوا کہ آپ کسی پر عاشق ہوئیں لیکن اُسکا نام بتائے مطلب اصلی بتائیے تب ملکہ عالم نے حضور کی تصویر بغل سے نکالی فرمایا میں اس شخص پر مائل ہوں راتیں فراق کی نہیں کٹتیں دن پہاڑ ہو جاتا ہی رہ رہ کے دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی مصاحبوں نے تصویر کو دیکھکر کہا حضور گھبرائیں اس شہریار کے ساتھ آپ کی نسبت قرار پاگئی خواجہ عمرو عیار پیغام لیکر گئے ہیں اسی سال کے اندر شادی ہوگی خانہ آبادی ہوگی وہ شہریار بھی حسین آپ جمیل صاحبزادے چاند کی صورت کے پیدا ہونگے ہملوگ گودیوں میں کھلائینگے یہ جو مصاحبوں نے کہا کہ اسی سال میں شادی ہوگی ملکہ اور زیادہ بیقرار ہوئیں تڑپنے لگیں جواب دیا صاحبو کسی کے دل کا حال تم کیا جانو مجھپر ایک ایک لمحہ شاق ہی دل اُس صورت زیبا کا مشتاق ہی چاہتی ہوں جاکر پہلو میں بیٹھوں اُس شہریار سے باتیں کروں پوچھوں کیوں نے تو بھی مجھکو چاہتا ہی کان مشتاق ہیں کہ کیا جواب دیگا اگر تم سب صاحب چاہتے ہو کہ میری جان بچے تو مجھکو اُس شہریار کی خدمت میں لیچلو مجھے صبر و جبر نہیں ہو سکتا شب غم کا سامنا ہی یہ رات نہ کٹیگی ایسا بیقرار ہوئیں کہ ہملوگوں کو کچھ نہ بن پڑا سب آمادہ ہوئیں کہ حضور چلیے ہم آپ کے ساتھ ہیں باپ سے حیلہ شکار کا کیا ہم چار ہو کنیزوں رازدار ساتھ ہوئیں کس مصیبت سے منزلیں پہاڑوں کی سختی میں کاٹیں پتہ پوچھتے پوچھتے حیران ہوگئی لشکر سامری کہ آپ تک پہونچی مگر افسوس ہی کہ آپ کو بالکل خیال نہیں یہ حالات فرحت آیات سنکر ملک طلس گلگوں ہوش جوش چھو لگیا چہرہ سرخ ہوا بند قبا ٹوٹ گئے یہ کہکر اُٹھا ای نازنین پری پیکر خواجہ عمرو بجھتک واپس نہیں آئے اپنے لشکر میں ہونگے میں اُنکی خاطر سے اِسی مقام پر فروکش ہوں فرا

زخم اچھے ہوین تو تاریک سے رو ونگا عمرو کے دشمنون کو مارونگا ملکۂ عالم سے مین زیادہ بیقرار ہون آسیمہ
ترک غنودرات کی بالکل اُڑ گئی یہ کہکے واسطے استقبال کے اُٹھا وہ کنیز دوڑ کر قریب محافہ کے پہونچی
اطلس گلگون پوش نے اہالیان لشکر کو اشارہ کیا جلد قناتین درست کرو بارگاہ مین سامان عیش و نشاط
مہیا ہو فوراً قناتین استادہ ہو گئین محافہ آکر ٹھہرا کہاریون نے صدائین یا سامری یا جمشید کی بلند کین
وہ نازنین جو اطلس سے کہتی آئی تھی دوڑی ہوئی قریب پردے کے آئی کہا ملکۂ عالم اُتریے شہنشاہ واسطے
استقبال کے آتے ہین یکایک پردہ اُٹھا برج محافہ سے ماہ تابان برآمد ہوا اُس مقام پر روشنی
ہو گئی دور سے اطلس گلگون پوش نے دیکھا ایک حور پیکر سمن بر بوٹا سا قد چال مین موزونی
آنکھین نرگس شہلا زلفین سنبل زیبا سینے پر اُبھار کی آب روان کی چینٹی بیغسی زیب جسم گلعذار ماہ رخسار
سہی قد خورشید خد عنبرین مو خال ہندو چشم جادو

نظم مسدس

حور سے بڑھکے ہے اُس شوخ مین نازک بدنی
گل سے رخسار لب لعل ہین لعل یمنی
سخت مغرور ہے اور خو مین بہت کم سخنی
حیلہ عادت مین ہے خصلت مین ہے توبہ شکنی
حسن محبوب مین قدرت کا تماشا دیکھا
اک خدائی کو صنم کے لیے شیدا دیکھا

جب یہ چاہا کہ کرون وصف سراپا مرقوم
جلوۂ حسن مضامین کی پڑی ملک مین دھوم
لیکے موجود ہے افراد تھے جو جو معدوم
لگے فرمانے انکا سبنے کیا آ کے ہجوم
ہر طرف سے مجھے آتے تھے برابر پیغام
سب نے بھیجے مجھے تشبیہ کے اکثر پیغام

خط فردوس مین خط مجھے رضوان نے لکھا
نامہ بر ہو کے اُسے خلد سے غلمان لایا
ورق گل پہ کیا صاف یہ تازہ انشا
ہے اگر مد نظر وصف کسی گلرو کا
بہر تشبیہ سراپائے قد جان جہان
گر ہو منظور تو تو نذر مین حور و غلمان

عین آنکھون کا تصور تھا جو منظور نظر
سحر کا سامری نے رکھ دیا چشمہ لاکر
مردمو ہو گئی حیرت سے جو نرگس ششدر
چشم امید سے کی قطع نظر اُسنے اُدھر

چشم زخمی سے ہوا آہوے چین کے بسمل
چشم پوشی سے مری ہو گئے بادام خجل

فکر واوہام پہ بیجا تھے خیالات فضول
لاو بالی یہان فرمائشین کب ہین مقبول
مختصر وصف سراپا کا ہی لاطائل طول
ایسی تشبیہونسے ہی ذہن رسا خستہ ملول

اُسکا وہ حسن خداداد ہی ماشاء اللہ
ہین یہ دوھر فروغ رخ روشن پہ گواہ

آفتاب فلک حسن ہی وہ ماہ لقا
مطلع حسن ہی یا جلوہ طور سینا
ماہ کامل ہی کہ ہی برج شرف کا تارا
الغرض نور کا عالم ہی عجب صل علیٰ

خوبی ہو نہی چو حسن ورخ زیبا داری
انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

حسن دلپذیر دیکھکر ملک اطلس گلگون پوش محو مطلق ہوکر قریب آیا چاہا تھا تھام لون اُس ماہ پیکر نے غنچہ دہن سے گل کلام پیش کیا مسکرا کر کہا ہان ہان صاحب اسقدر نہ گھبراو میرے قریب نہ آؤ مین واسطے شکار کے نکلی تھی مصاحبین کس مقام پر لائین آپ کون صاحب ہین نام تو بتائیے ملک اطلس گلگون پوش نے ہاتھ باندھکر جواب دیا ای آفتاب عالمتاب آسمان حسن وجمال ای بدر کامل چرخ کمال اس حقیر کو ملک اطلس گلگون پوش کہتے ہین خداوند طلسم ہوش ربا کا ملازم ہون عزیزدار سامری وجمشید تمام ساحر جہان قدمبوسی کی ہوس رکھتے ہین خواجہ عمرو عیار نے تمھاری تصویر دکھا کر دیوانہ بنایا ہے بطور قاصد انکو روانہ کیا کیا خوش نصیب ہون کہ اپنی معشوق باوفا سے قریب ہون اسوقت کلاہ فخر چرخ برین پر پہونچا تا ہون آنکھین فرش کردن پلکونسے جاروب کشی ہو بارگاہ مین تشریف لیچلیے مدت مدید سے مشتاق ہون اُس نازنین نے مسکرا کر کہا ہمارے دوست صادق محب واثق خواجہ عمرو نامدار کہان ہین نام کو تو آپ کے بھی بدون خواجہ عمرو ہمانے قدم نہ بڑھاؤ نگی لیکن او ظالم یہ تو بتلا تصویر مین کیا سحر کر دیا تھا جس سے قلب انکا آوارہ دشت ادبار مجنون وار صحراے پُرہول کو طی کرکے یہانتک پہونچی لشکر سامری وجمشید ہی کہ تمھاری صورت نحس دیکھی میرے مصاحب خاص کو بلاو عمرو کی صورت دکھاؤ سابق مین اُنسے جاکر کوئی صاحبقران مین اُنکا پیغام دیا وہ ہمکو نامنظور تھا اس مرتبہ کمبخت نے تمھاری تصویر دکھا دی اپنے ہوش مین نہ ری کمبخت

عشق کے ظلم سہے راتین فراق کی تڑپ تڑپ کے کاٹین تمکو کیونکر اپنا عاشق صادق جانون اپنی بارگاہ مین
بیٹھے چین کر رہے ہو شراب و کباب کا چرچا ہی بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہی دو چار معشوقین بھی اس
خیمے مین ضرور ہونگی مین وہان نجاؤنگی خواجہ عمرو کو جلد بلاؤ وہ میرے معین و مددگار ہین اپنے دلکا حال انھین سے
مین کہونگی آخر اس مقدمہ مین کیا فریب ہی وہ کیون نہین تشریف لاتے اطلس گلگون پوش نے دست بستہ
عرض کی ای شہنشاہ اقلیم حسن و خوبی ای سرو خرامان باغ محبوبی آپ چلکر بارگاہ مین تشریف رکھیے سوا
کنیزون کے وہان کوئی نہین عمرو بھی ملازم خاص اطاعت گذار باختصاص عیار عالیوقار مصاحب نامدار ابھی
وہ ضرور آئیگا حقیقت مین اُنکے ہونے سے محفل روشن ہوتی ہی لازمون کو روانہ کرونگا وہ نازنین مہ جبین
کی باتین ناز و کرشمہ سے معمور کبھی ہنستی ہی کبھی مسکرا دیتی ہی کبھی قتل کیا کبھی جلا یا اور دون مین جلا دی ہونٹھون مین
مسیحائی رعنائی زیبائی ملک اطلس بیقرار ہی نادیدہ عشق ایک درجہ تھا اب ہزار درجہ بڑھگیا چاہتا ہی
قدمون پر سر رکھون جان نثار کرون دے کہتا ہی کیا معشوق عاشق خصال دستیاب ہوئی کس مزے سے شب و روز
گذرینگے یکایک شور ہوا صدائے گیرو دار کان مین آئی بحرے ساحرون کے زمین تھرائی ملک اطلس گلگون پوش
نے گھبرا کر کہا ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کیسا ہنگامہ ہی جس نازنین نے بڑھکر ملک اطلس گلگون پوش
سے کلام کیا تھا وہ یکایک دوڑی یہ کہکر حضور مین خبر لاتی ہون تھوڑی دور گئی روتی ہوئی پلٹی کہا واویلا غضب ہوا
خواجہ عمرو نامدار عیار طرار نے شاید تاریک پر عیاری کی تھی یا راہ مین آتے تھے تاریک نے گرفتار کیا
ارادہ تھا قتل کرے سرداران مہرخ بلوہ کرکے جا پڑے ہین لڑ رہے ہین چاہتے ہین عمرو کو چھوڑا لین لیکن
ممکن نہین ہی وہ دیکھیے ایک غلام زنگی ذلیل حقیر عمرو کو بغل مین دبائے ہوئے بالائے آسمان ٹھہرا ہی
جان نثاران لشکر مہرخ اُسپر جا پڑے ہین لیکن وہ غلام تاریک شکل کشش ہی کسی کی چوٹ نہین کھاتا
بہت سے آدمی مار ڈالے چاہتا ہی عمرو کو لیکر بھاگ جاؤن کسی ویرانے مین لیجا کر قتل کرون اُس
نازنین نے جو سر اُٹھا کر یہ حال پُرملال دیکھا بال کھولدیے پیٹنے لگی کہا او عاشق کاذب دیکھ تو میرے
دوست پر کیا آفت پڑی ہی وہ بیچارہ اگلے وقت کا آدمی عیاری کرنا کیا جانے ہمارے ملک سے پلٹتا ہوا
آتا تھا اس حرامزادی نے گرفتار کیا ہوگا تو تو اپنے کو بڑا ساحر جانتا ہی تو تو کہتا تھا مین بادشاہ
طلسم ہوشربا ہون عمرو نے بھی یہی بیان کیا تھا کہ اُنکا کوئی ہمسر نہین ہی پھر یہ کون ہین کہ جو میرے مصاحب
سے لڑتے ہین تو کیسا مرد ہی نہین ہوسکتا کہ جاکر عمرو کو چھوڑا لائے اگر تجھسے نہو سکیگا مین آپ

جاؤنگی واسطے عمرو کے جان دونگی اگر عمرو کوشش نکرتا مین یہان تک کیونکر پہونچتی ہم احسان فراموش
نہین ہین تو مجکو بالکل نامرد معلوم ہوتا ہی ہاتھ باندھے ہوئے روتا ہی یہ کہکر اُس نازنین نے بال اپنے
نوچ ڈالے منھ پر طمانچے مارے تحافہ مین چھرا رکھا تھا وہ اُٹھاکر گلے پر رکھلیا کہا اپنا گلا کاٹے ڈالتی ہون
اطلس گلگون پوش نے ہاتھ تھام لیا کہا ملکۂ عالم کسکی مجال ہی جو عمرو کو قتل کرے مین ابھی رہا کرکے
لاتا ہون حقیقت مین مین بادشاہ طلسم ہوشربا ہون میری حکومت ابھی دیکھو کوئی میرا جیسا جہان مین نہین ہی
افراسیاب ہمارے بزرگون کو سجدہ کرتا ہی نانا دادا کا چیلہ ہی تھوڑے دنونسے باغی ہوگیا مین خود اُسکی
فکر مین تھا اُس شاہزادی نے کہا مین جب تمھارے پہلو مین بیٹھونگی کہ عمرو کو رہا کرکے لاؤ سر تاریک شکل کش
کاکاٹو شہنشاہ عمرو کے دشمنون کو پامال کرو پہانگی حکومت عمرو کو دو تب مین راضی ہونگی نہین تو خود جاکے
لڑونگی ہی ہو او ظالم دیکھ میرا عمرو کیسا تڑپ رہا ہی وہ غلام زنگی سیاہ رو کیا کیا بدعنین کرتا ہی اگر اُسکو نے
مار ڈالا مین اپنے کو ہلاک کردونگی اطلس گلگون پوش نے فوراً کمر باندھی تاج سر پر رکھا اسباب سحر
ذات پر آراستہ کیا دامن سے آنسو اُس نازنین کے پونچھے کہا اے جان جہان اے گلشن حسن کی سرو روان
میرے اختیار کو ابھی دیکھے جاتی ہی اس غلام زنگی کو سزائے معقول دونگا اور تاریک کا بھی سر لاتا ہون
آج ہی افراسیاب کو بھی سزا دونگا اُس نازنین نے محبت سے گلے مین ہاتھ ڈالدیے منھ پر منھ رکھکر کہا اے
میرے وارث ذرا بچکر لڑنا ایسا نہو بیہودہ کہلاؤ لیکن قدم بھی پیچھا نہ ہٹانا ناحقکو عورتین تشنیع دینگی
جلسے مین چھیڑ کرینگی اسکا شوہر لڑائی مین سے بھاگ آیا بڑا نامرد ہی سب مین شرماؤنگی اطلس گلگون پوش
نے کہا ملکہ دیکھو تو کیا عجائب و غرائب سحر دکھلاتا ہون ابھی سر تاریک لاتا ہون مین اپنے نانا دادا
کے بندونسے منھ پھیرونگا یہ کہکر چاہا بوسہ لے اُس شوخ و شنگ نے اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ مار کہا
او دیوانے بیہودہ مین تو روتی ہون تجکو یہ باتین سوجھی ہین جلد جا ایسا نہو عمرو قتل ہوجائے پھر مجکو اپنی
زوجہ نہ جاننا اطلس گلگون پوش نے اہلیان فوج کو آواز دی جلد تیار رہو فوراً کمر بندی ہو فوج افراسیاب
کو دیکھو جلال لو اہل دولت چلے لو صاحب دیکھو مین جاتا ہون یہ کہکر اطلس گلگون پوش نے پر پرواز پیدا کیے
جیسے ہی یہ بلند ہوا اُس مہ جبین نے گورے گورے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھادیے پکار اُٹھی یا سامری
جمشید میرے وارث میرے چاہنے والے ملک اطلس گلگون پوش کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا
مجکو بیوہ نہ بنانا ملک اطلس گلگون پوش کو اور محبت کا جوش ہوا بلند ہوتے ہوتے پلٹ کر آواز دی صاحب

تم نے آ دیر کلیجہ چھینتا ہی مجھے کون قتل کر سکتا ہی مین سب پر غالب ہون سر تاریک شکل کش کا طالب ہون
تا زمین دیکھتی رہگئی اطلس گلگون پوش آسمان پر جا کر زن کا مثل برق چمکا نعرہ کیا تم اطلس گلگون پوش ہو
او افراسیاب خانہ خراب مین آ پہونچا اُسوقت یہ رنگ ہی کہ تاریک شکل کش بخوف مہتر قران صاحبقران
گران نظر کردہ بزرگان تڑپکر کبھی آسمان پر جاتی ہی کبھی زمین پر گر کر فوج مہرخ کو پامال کر دیتی ہی جب مہتر قران
جھپٹا تڑپکر آسمان پر گئی ایک سمت افراسیاب جادو بصد جستجو سحر کر رہا ہی لیکن اطلس گلگون پوش آ سنے
اُس جوان زنگی کے پہونچا للکارا او روسیاہ میرے مصاحب کو کیون گرفتار کیا ہی اور عمرو کو آواز دی خواجہ
نگھبرانا مین آ پہونچا ای شہنشاہ اقلیم عیاری ملکہ عالم اگین لیکن تمھارے واسطے تڑپ رہی ہین وہ سامنے
دیکھو صحرا مین کھڑی ہین مجھسے بڑی محبت ہی دعائین مانگ رہی ہین سامری جمشید سے نذرین مانی ہین
کیا پیاری زبان ہو گیا آن بان ہی عمرو پنجے مین زنگی کے دبا ہوا تھا اُس حال مین پکار کر کہا شہنشا مین ملکہ
سے تمھاری معشوقہ کے پتا تھا تمھاری محبت مین مجھے تاریک نے گرفتار کر لیا کمی ہی اُنکا ساتھ چھوڑ دو
ملک اطلس گلگون پوش نالائق ہی مین کہتا تھا تم سب پر فائق ہو ملکہ کو خدا سلامت رکھے وہ نہ دعائین
تو کون دعا مانگے آپکا ملازم اُنکا مصاحب ابھی جاکر آگ لگائی کہ تمھارے شوق وصل مین بگل آئی ملک اطلس
گلگون پوش نے کہا مین آیا زنگی نے آواز دی خبردار میرے پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا
عمرو ملکہ تاریک شکل کش کا گنہگار ہی اسکو قتل کرونگا اطلس گلگون پوش نے چاہا قریب جاؤن
اُسنے جھولی سے نکالکر گولہ مارا ملک اطلس گلگون پوش نے اُف کہا گولہ چھٹکر زمین مین گر الگی سو
ملازمان افراسیاب کے سر پھٹ گئے لشکر مین صداے فریاد و الغیاث بلند ہوئی سر اُٹھا کر افراسیاب
و تاریک شکل کش نے دیکھا کہ ملک اطلس گلگون پوش زنگی کے سحر دور کرتا ہوا جاتا ہی تاریک
نے للکارا او ملک اطلس خبردار میرے گنہگار پر دست انداز ہونا ورنہ سزاے مقتول ہوگی ملک اطلس
نے ہنسکر جواب دیا او تاریک نگھبرا پہلے اپنے دوست کو چھڑا لون پھر تیرا بھی اگر علاج کرتا ہون تو تو شاید
بچ بھی جاتی حکم ملکہ عالم قطعی ہی کہ تاریک کا سر کاٹ کر لاؤ ملکہ مہرخ وغیرہ سنکر حیران ہوئین کہ ملکہ عالم
کون صاحب ہین کہ جنھون نے تاریک کے قتل کا حکم دیا ہی بہار نے اشارہ کیا خاموش رہو
اس معاملہ مین راز ہی خواجہ عمرو کہہ گئے تھے اپنے فرزند چالاک سے کہ مین عیاری کرونگا اگر شاید
بعض جاہلان تصویر بخلو دیتا ہون اُسکی شکل بنکر ملک اطلس گلگون پوش سے فریاد کرتا مین نے

چار سو کنیزیں ہمراہ کر دی تھیں معلوم ہوتا ہی وہ وہان پہونچا اس آتش خو شعلہ مزاج کو گرا یا کہہ یا ہو گا کہ
تاریک کا سر لاؤ مہرخ نے کہا سبحان اللہ کیا بلا کے عیار ہیں اتنی دیر میں کیا آگ لگا دی کیسا بہوت کر دیا
تمام اُسکا ورد زبان ہی حکم کے کیسے مطیع ہیں کہتے ہیں ملکہ عالم کا حکم ہی یہ کہکر یہ سردار سحر کرنے لگے وہان
ملک اطلس سحر کر کے برابر غلام زنگی کے پہونچا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ملک اطلس نے کلائی پر ہاتھ ڈالا ہوا
غصے میں ایک طمانچہ مارا غلام کا سر اُڑ گیا عمرو اُسکے پنجے سے چھوٹا بیقرار ہوکر آواز دی ای شہنشاہ مجکو
بچائیے اگر زمین پر گرونگا استخوان ریزہ ریزہ ہو جائینگے ملک اطلس گلگون پوش نے جھپٹ کر
عمرو کو روکا سحر میں تاریک کے عمرو مبتلا تھا ملک اطلس گلگون پوش نے ایک نخل کے سایہ میں لا کر
عمرو کو اُتارا گلے سے لگایا کہا خواجہ تمنے مجکو دولت کونین عطا کی کس لطف سے تصویر دے آئے تھے
بدون اجازت والدین نکل آئی ای خواجہ عمرو مجہے جان دیتی ہی اسوقت اسقدر بیقرار ہی پکار رہی ہی
ای پونے دوسی خدا میرے وارث کو بچالو تصدق اُتارونگی اب یہانسے چلکر شب کو جلسہ آراستہ کرینگے
تم یہ بچاننا تمھارا ابھی ملکہ کو بڑا خیال ہی عمرو نے کہا ایسی ایسی کارگذاریاں آپ بہت سی ملاحظہ فرمائیگے
اب تاریک سے مقابلہ کرو اُسکا سر کاٹو ملکہ کا حکم پورا ہو ملک اطلس گلگون پوش نے کہا ابھی
سر لایا لیکن غلام زنگی جو مر کر زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا صدا ہاے مہیب آئیں بعد عرصہ دراز بیرون نخل
آواز دی کشتی مرا نام من غلام ملکہ تاریک شکل کش بود افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا اُس زنگی
کی لاش سے اسقدر شعلے نکلے کئی ہزار ساحر جلگئے حیران ہوا کہ عمرو کہان گیا دیکھا ملک اطلس گلگون پوش
سے ہنس ہنسکر باتیں کر رہا ہی دہیں سے للکارا باش او ظالم غضب کیا دائی امان کے غلام کو مارا میرے
دشمن کو چھوڑا لیگیا یہ کہکر افراسیاب بصد قہر و عتاب صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا طرف
ملک اطلس گلگون پوش کے چلا عمرو تو گلیم اوڑھکر بھاگا لیکن ملک اطلس نے قبضہ شمشیر
برق نظیر پر ہاتھ ڈالا کہا او بچیا آتا ہوں اس عرصے میں سرداران ملک اطلس گلگون پوش
بھی آکر شریک جنگ ہوئے گولے ترنج نارنج چلنے لگے تمام صحرا تاریک ہو گیا افراسیاب جادو
بقہر و غضب تمام طرف ملک اطلس گلگون پوش کے للکارتا ہوا چلا پکارا منم بانی بناے رائین
افسونگری منم آفتاب عالمتاب آسمان برتری یکہ تاز میدان ظلم و جفا شہنشاہ طلسم ہوشربا او
ملک اطلس گلگون پوش کیون شامت دامنگیر ہی اب تیرے قتل کی تدبیر ہی دائی امان کو بچا

جانیکا قصد نکرنا ملک اطلس کو بہی کدہ تھی کہ بتعجیل تمام تاریک بد انجام کا سر کاٹون سامنے جاکر معشوقہ کے پیش کرون وصل سے ملکہ عالم کے مستفیض ہون تاریک شکل کش کا یہ حال ہی کہ بخوف جمشید قران نامدار کبھی زمین پر کبھی بالاے آسمان حیران پریشان ہر چند کہ لڑائی مین اسکو بڑی کدہ ہی اس حال پر ملال مین تھی لشکر جہرخ کو پامال کر رہی ہی جسکو پایا چیر پھاڑ کر کھا گئی اس ہنگامہ مین تھی پیٹ کی فکر ہی خراب دکباب کا ذکر ہی لیکن افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ وتاب جمعون کو درہم و برہم کرتا ہوا سامنے ملک اطلس گلگون پوش کے پہونچا ملک اطلس نے قصد کیا تھا کہ پر پرواز پیدا کرون بالاے آسمان جاکر تاریک کے مقابل ہون لیکن افراسیاب نے اٹھاکر سنگ ریزہ مارا ملک اطلس پر پتھر برسنے لگے کئی سو ملازم اُسکے مارے گئے ہنس پڑا کہا او سنگ دل بیہودہ جاہل یہ کیا سحر کرتا ہی سے دیکھ کیا ہوا یہ کہکر زمین سے مٹھی مین تھوڑی سی خاک اٹھائی یا سامری یا جمشید کہکر اڑائی سب نے دیکھا سحر ملک اطلس کے بڑے بڑے پتھر پیدا ہوئے آپسمین ٹکرا ٹکرا کر لشکر افراسیاب پر گرنے لگے کئی ہزار کے سر پچکے لشکر افراسیاب مین غریو بلند ہوا حیرت جادو نے بیقرار ہوکر آواز دی ای شہنشاہ پتھر برسانے سے خاک مزا نہ ملا دیکھیے تمام لشکر پر غبار چھا گیا آپ کا لشکر پامال ہوا افراسیاب نے آخر دوسرا سحر کیا وہ پتھر غائب ہوئے دامن اپنا پھاڑ کر سحر کیا ملک اطلس گلگون پوش پر ایک چادر طلائی گری قریب تھا کہ اُسمین بند ہو جاے قہقہہ مارکر آواز دی او افراسیاب کیون جامے سے باہر ہی ہمارے بندوبست سے نہین باہر ہی تو جانتا ہی ہمارا تیرا چولی دامن کا ساتھ ہی لیکن اب تیرا گریبان ہمارا ہاتھ ہی یہ کہکر سنگ ریزہ اٹھاکر مارا وہ چادر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر لشکر افراسیاب پر گری کئی سو نے گریبان پھاڑ ڈالے دیوانہ وار مجنون مثال طرف صحرا کے بھاگے جب دو چار سحر افراسیاب و ملک اطلس سے اسطرح چلے اُسوقت افراسیاب نے غصے مین ہاتھ اٹھایا آواز دی کیا طلسم ہوشربا فتح ہو گیا اری تمک حرام ابتو طلسم کشا کا بھی خاتمہ ہوا جلد حاضر ہو ای نگہبانان ابد دولت جلد آکر ہمارے حال کے ناظر ہو فوراً ایک پریزاد پیدا ہوئی ایک گولہ طلائی لاکر ہاتھ مین افراسیاب کے دیا دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ نمک خواران قدیم پر اسقدر غصہ سب کچھ حاضر ہی سب کو ٹھے بند پڑے ہین یہ سحر کامل و اکمل خالی نجائیگا آسمان تھرائیگا یقین ہی آپکے دشمنون کو غش آجائیگا مگر افسوس یہ ہی کہ ملک اطلس گلگون پوش سامری پرست بادہ خدمتگذاری جمشید سے مست اسکا قتل بھی

خداوند پر شاق ہوگا یقین ہے وہ بھی سحر و ساحری مین مشاق ہوگا افراسیاب نے گولہ لیا پر بزاد کیجانب
بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کہا تجکو ان مقدمات مین کیا دخل ہے وہ خاص ہمارا دشمن ہے اے رہروان جادہ ساز
سحر رہزن ہزارہا سامری پرست اُسنے مارے اب مجھے اُسکا پاس نہین ہے پر بزاد نے چاہا کچھ اور
عرض کرون شہنشاہ کو سمجھاؤن افراسیاب نے غصے مین کہا دور ہو اس نازنین کے منھ سے ایک شعلۂ آتش
نکلا وہ پر بزاد مثل ہیمۂ خشک جلنے لگی دم بھر مین جلکر خاک ہوئی خاک سے ایک طائر پیدا ہوا زمین مار کر
آسمان پر بلند ہوگیا آواز دی ہزار صد ہزار افسوس عمر طلسم ہوشربا تمام ہوئی مین بیچاری مفت مین
بدنام ہوئی یہ کہکر طائر نکلگیا افراسیاب یہ سنکر نام سامری و جمشید پر گالیان دینے لگا کہا دیکھو کیسا
شعبدے بازیان بناگئے نالایق ڈرتے ہین نابدولت کسی کی پروا نہین رکھتے اتنی مہلت جو ملک اطلس گلگون پوش
نے پائی گئی سردار افراسیاب کے مارے ہی چاہتا ہے تاریک شکل کشش پر جا پڑون اپنی معشوقہ کا حکم بجالاؤن
لیکن افراسیاب نے اُس گولے کو چرخ دیا الامان الامان کی صدا آنے لگی زمین تھرانے لگی مہرخ و
بہار وغیرہ کتنی ہی مومن پیچھے ہٹین کہ یارو غضب ہوا افراسیاب نے طلسم سے گولہ طلب کرلیا بہار گلدستہ
مار کر ایک جانب چلی باغبان قدرت بصد صولت و شوکت یا تو قلب لشکر افراسیاب مین لڑ رہا تھا
ہزارہا ساحران افراسیاب مارے کبھی سر مارے برف انداز پر جا پڑا کبھی ابریق کوہ شگاف سے دوا
ان دونون کو زخمی کرچکا تھا کہ اُس گولے پر نگاہ پڑگئی تھرا گیا کلیجہ منھ کو آگیا ساتھ والون نے کہا یارو ہوشیار
طلسمی گولہ چلا چاہتا ہے کسکا دل گردہ ہے جو اس وار کو سنبھالے خدا اس بلا کو ٹالے یہ کہتا ہوا الگ کو ہٹ
کر آیا بہار کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا مخمور کو اشارہ کیا ملکہ ہٹو دیکھو آفت آئی ہے لیکن افراسیاب نے اُس
گولے کو تین مرتبہ چرخ دیکر طرف ملک اطلس گلگون پوش کے مارا دنا تا ہوا قریب تھا کہ سب کلیجے
پھٹ جائین کئی ہزار ساحر و غیر ساحر چرخ کھا کر گرے زمین مین گر کر ایڑیان رگڑنے لگے لیکن ملک اطلس
گلگون پوش نے جو گولہ آتے ہوئے دیکھا سینہ سپر کرکے آگے بڑھا جھولی سے کارد سحر نکالی سامری
و جمشید کا نام لیکر گولے کی جانب اشارہ کیا گولہ چھری پر آکر پڑا دو ٹکڑے ہوئے گولے سے ایک
غبار زرد پیدا ہوا خاک اُڑی ایک گنبد زرد بنکر تیار ہوا ملک اطلس گلگون پوش
اُس غبار مین چھپ گیا برق بنکر گنبد خاکی مین تڑپ رہا ہے لیکن نہین نکلسکتا افراسیاب تیغہ کھینچکر چلا
آواز دی او ملک اطلس گلگون پوش اب مہلت نہ ملیگی مین نے تجکو دام سحر خاکی مین پھنسایا

میری طرف سے دل مین بڑا غبار تھا حقیقت مین ملک اطلس گلگون پوش چاہتا ہی تھوڑی دیر کی مہلت پاؤن تو اس گنبد خاکی کو مٹاؤن جسم سے چنگاریان نکل رہی ہین لیکن سحر خوانی مین مصروف ہی وہ سحر مہلت پر موقوف ہی افراسیاب سحر کو زور دیتا ہوا تیغہ کھینچے ہوئے طرف گنبد خاکی کے آتا ہی باغبان وغیرہ نے جو یہ ہنگامہ عظیم دیکھا کہ ملک اطلس ہمارا طرفدار سحر افراسیاب مین مبتلا ہوا اب نہ نکل سکیگا قصد ہوا جا کر سحر دفع کرین مخمور نے آواز دی ای باغبان و بہار ای ساحران نامدار خبردار قریب گنبد خاکی نہ جانا ملک اطلس گلگون پوش حقیقت مین بڑا ساحر ہی نیرنگ و شعبدے بخوبی ماہر ہی اپنے کو بچا رہا ہی اگر مہلت پائیگا بیشک گنبد کو توڑ کر نکل آئیگا اور کوئی اگر وہان جا کر سحر کریگا غبار کو ترقی ہوگی نابینا ہو کر مریگا اگر ساحر بڑا ہی اندھا ہو جائیگا سر ٹکرائیگا مخمور نے جو بطور نصیحت پکارا سب ساحر رُکے لیکن واسطے ملک اطلس گلگون پوش کے دعائین مانگنے لگے باغبان قدرت نے آواز دی ای مخمور حقیقت مین تو نے سچ کہا لیکن اگر یہ مارا گیا غضب ہوا اتنا کوئی کرے افراسیاب کو روکے اپنی جانب متوجہ کرے چند ساعت افراسیاب سحر گنبد خاکی کو زور نہ دے ملک اطلس گلگون پوش ساحر بے نظیر صاحب تدبیر ہی ضرور اس سحر کو دفع کر کے نکل جائیگا بہار جادو نے آواز دی جو کوئی اسوقت سامنے افراسیاب کے جائیگا زندہ واپس نہ آئیگا اسوقت عجب لشکر مین تلاطم تھا ہر ایک کے ہوش و حواس گم لیکن بیقرار ہو کر دعا کی یکایک صحرا سے گرد اُڑی کچھ لکہ ہائے ابر نمایان ہوئے لیکن صدائے ہا ہو آئی زمین میدان کارزار تھرائی افراسیاب پلٹ کر دیکھنے لگا سب اُسی جانب متوجہ ہوئے دیکھا ایک جوان ساحر غدار اژدر آتش فشان پر سوار زخمدار بیقرار اژدر کو بھگائے ہوئے آتا ہی پشت پر لاکھون جادوگر سب کے رنگ رو متغیر انتہا کے زخمی جسم پر آبلے پڑے ہوئے بدحواس عالم یاس چہرے اُداس بھاگے ہوئے آتے ہین ملکہ حیرت نے جھکر افراسیاب سے پوچھا ای شہنشاہ یہ لشکر ساحران بیتاب و پریشان شکست خوردہ کہان سے آتا ہی پہچانے یہ جو سب کا افسر ہی کونسا ساحر ہی افراسیاب نے بغور دیکھا کہا مین نے بخوبی پہچانا ہمارا مصاحب خاص خراج گذار گیہان اژدر سوار ہی مینے برائے مقابلہ شہرہ فیلسر بھیجا تھا معلوم ہوتا ہی شکست کھا کر آیا ہی بہت گھبرایا ہی مگر گیہان اژدر سوار نے جو دور سے افراسیاب کو دیکھا پکارا فریاد الغیاث ای شہنشاہ میری مدد کیجیے تین دن تین راتین گذرین مین شکست کھا کر بھاگا لیکن شہرہ فیلسر نمک حرام بد انجام میرا پیچھا نہین

چھوڑتا کسی صحرا مین امان نہ پائی تقدیر یہان لائی آپ مجھکو جلد اگر بچایے وہ آیا چاہتا ہی بڑا ساحر زبردست
ہی اتنا بڑا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا اپنے بھائی کے غم مین گھبرایا ہوا ہی کہتا تھا میرے بھائی
قہقہہ فیلسر کو افراسیاب نے مارا شہنشاہ لاچین کو قید کرلیا بھائی کے خون کا بدلا لونگا شہنشاہ
لاچین کو قید سے چھوڑا دونگا افراسیاب تو حیران حیران اُس طرف متوجہ ہوا کہ گیہان پکارتا ہوا
چلا آتا ہی ساتھ والے بھی افراسیاب کو دیکھکر فریاد و بکا کرنے لگے کسیکا قول ہی میرا اٹھا پار بادہوا
نوجوان بیٹا خاک مین ملگیا اسقدر غضب ہی کہ بات سمجھ مین نہین آتی آخر افراسیاب یہ کہتا ہوا دوڑا
ارے غل نکرو مجکو بچاؤ اسقدر نہ گھبراؤ اتنی مہلت جو ملک اطلس گلگون پوش نے پائی جھجلی سے
کار دنکالکر ان پر لگائی خون اپنا چلو مین لیکر چہرہ پر ملا سرخ رو ہوا کچھ خون باقی ماندہ اُس گنبد کے
پھینک مارا ابر خونی برسنے لگا گنبد شکست ہوا لیکن کئی ہزار ہمراہیان اطلس گلگون پوش بھی
جلگئے لیکن ملک اطلس نے اسقدر گنبد خاکی کے اندر صدمے اٹھائے کئی زخم کھائے چند ساعت مین
اپنے کو درست کیا چالاک و چست ہوکر مصروف جنگ ہوا لیکن گیہان اژدر سوار اژدرے کو دا
ساتھ والون کو منع کیا ارے یارو چپ رہو مین قریب شہنشاہ کے جاؤن مفصل حال سمجھاؤن
چاہتا تھا کہ چلے کہ دوسرا ابر تیرہ و تار پیدا ہوا ابر مہیب برق چمکتی ہوئی شعلہ ہاے آتش ابر سے نمایان ہوئے
ابر اگر پھٹا آواز پیدا ہوئی باشندہای ملازمان افراسیاب خانہ خراب مت ساحر نامی و نامور ملک شہرہ فیلسر
او گیہان بھاگ کر کہان جائیگا یہ کہکر گنبدے کو چڑھاکر قریب گیہان اژدر سوار آیا کئی لاکھ ساحر
ابر سے پیدا ہوئے انکو آواز دی ان سب نمک حرامون کو مار لو ان جلیلون کو مہلت ندو ہالیان فوج
لشکر گیہان پر گرے گیہان نے جو لشکر شہرہ فیلسر کو دیکھا اسی کے ہاتھ سے شکست کھاکر آیا بدحواس
ہوگیا سحر یاد کرتا ہی کبھی کہتا ہی یا سامری کبھی کہتا ہی یا جمشید کبھی پکارتا ہی یا لات اعلیٰ منات معلیٰ
کبھی گھبراکر پکارا ای لونک لوتا چھو ٹنک چھوٹا اسوقت اگر بچاؤ ہاے کوئی سحر یاد نہین آتا ارے یارو
مجکو تو کتاب کی کتاب یاد تھی سب حرف صفحہ قلب سے اڑگئے شہرہ فیلسر برابر ہو پہنچا تھا کہا او نامرد
کسکو پکارتا ہی کہان ہین سامری و جمشید نمک حرامی کے وقت یاد نہ آیا ایسے بادشاہ عالیجاہ کو بلا مین
پھنسایا اگر تم سب بگڑ جاتے افراسیاب جادو کی مجال تھی جو شہنشاہ لاچین کو قید کرتا سلطنت پر قبضہ
ہوتا اسوقت گیہان نے گھبراکر تلوار اٹھائی ایسا بدحواس تھا مع نیام سر پر شہرہ فیلسر کے لگائی ایک

ہاتھ سے سپر ہلاتا جاتا ہی منہ سے کہتا ہی ارے سحر پڑھون ای شہرۂ فیلسر تجکو جلادون کبھی کہتا ہی ای بھائی میرے پاس نہ آؤ کبھی کہتا ہی ای شہنشاہ اگر بچاؤ یہ جلاد صاحب بیداد نہین مانتا شہرۂ فیلسر انتہا کے غصے مین تھا مگر ہنس پڑا کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گیہان نے تلوار چھوڑکر کہا لو بھائی تلوار لیلو مگر جان تو چھوڑ دو شہرۂ فیلسر نے کلائی پر ہاتھ ڈالا اپنی جانب کھینچا یہ خود قریب آگیا کہا لو بھائی مین تو سرکشی نہین کرتا تمھارا تابعدار ہون ہرچند کہ اہالیان فوج گیہان عاجز مجبور و لاچار ہین باتون پر گیہان اژدر سوار کے بے اختیار ہنسے کہتے تھے دیکھا جو وہ قتل پر آمادہ ہی یہ بھائی بھائی کہتے ہین ایک نے کہا نام دگھبرا گیا یہان شہرہ نے طمانچہ مارا سر اسکا چنبر گردن سے اُڑ گیا زمانہ تیرہ و تار ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من گیہان اژدر سوار بود شہرۂ فیلسر گیہان کو مار کر گردن ست سحر پر سوار ہوا لشکر افراسیاب پر جا پڑا افراسیاب نے جو یہ معرکہ دیکھا غصے مین سر ماداپریق کو آواز دی تو یار رو اور بلا نازل ہوئی بڑھکر اس نمکحرام کو روکو یہان نہ آنے دو شہرۂ فیلسر کے جو کان مین یہ آواز آئی دہن سے نعرہ کیا او افراسیاب میرے بھائی قہقہہ کو مارا ہنسی سمجھا تھا نمکحرام کون ہی اپنے ولی نعمت کے ساتھ یہ بے اعتدالی کرے اُسکو گرفتار کیا بس بہتر یہ ہی کہ قدمون کو ہمارے بوسہ دے توبہ کر شہنشاہ کو لاکر تخت نشین کر دیکھ طلسم ہوش ربا مین کیا غدر پڑ گیا نمکحرامی نے یہ مزا چکھایا یہ کہتا ہوا فوج افراسیاب پر جا پڑا اب یہ سب لشکر آپسمین گتھگئے قیامت کے سحر ہونے لگے دشت و جبل تھرائے لکہ ہائے ابر کڑک رہے ہین شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہین نظم مصنف

ہوا گرم ہنگامۂ دار و گیر
فسون سازیون مین بھی میباکہ ہے
ہوا ہر طرف سے جو آغاز سحر
لیے ہاتھ مین تیغۂ برق تاب
اِدھر نعرۂ مہتر مہتران
گری برق تیغ جلالت شعار
جبل خوف و دہشت سے ہلنے لگے
چھپا پردۂ ابر مین آفتاب

کہیے خورد ریزہ کہیے خورد و ریز
اُڑا اسقدر دشت کین مین غبار
اٹھا پردۂ بدعت راز سحر
ملک اطلس نامور بیگمان
ہنرپرور نادار مہتر قران
ہوا حملہ ور رستم روزگار
گل باغ جرأت بھی کھلنے لگے
کیا سحر اطلس نے با شد و مد

قمر توسن فلک چالاک ہے
رُخ مہر گردون چھپا یکبار
بڑھا جھوم کر صف سے افراسیاب
ہوا بڑھکے فوجون پہ حملہ کنان
جلالت قرین نامور نامدار
صفون مین تھا ہنگامۂ گیر و دار
ہوا ایک بیک دہر مین انقلاب
ہوا قتل کہ یا سامری کرد د

نکلا ہے صفون مین قیامت کا ہر
نکلنے لگی صاف پانی سے آگ
کسی سمت مین گولے چلے بید ریغ
دھوان دھار وہ دشت پُر ہول تھا
یہ دنیائے دون لائق دید ہے
کوئی رنج فرقت سے ہے بیقرار
کوئی وصل معشوق کی فکر مین
کہین سوز ہے اور کسی جا پہ ساز
بڑے اُنکے نام و نشان ہو گئے
جلالت شعارو یہی جرأت کا وقت
لڑائی کی افتاد جھیلو گے تم

کوئی کہہ رہا ہے کہ کالی کی جی
کوئی گر کے پانی مین ٹھنڈا ہوا
کسی جا چمکنے لگی برق تیغ
نقیبان لشکر بڑھے بید رنگ
کوئی مر گیا اور کہین عید ہے
کہین عیش و عشرت کا سامان ہے
کوئی ہجر محبوب کے ذکر مین
فریدون و جم صاحب تخت و تاج
تہِ خاک آخر نہان ہو گئے
نہنگان دریائے شوکت ہو تم
یقین ہے کہ جانو نہ کھیلو گے تم

ہوئی ساحرون کو جو دریائے آگ
کوئی آتش سحر سے جل گیا
اُچھلنے لگے ناریل جا بجا
پکارے کہ یارو یہی وقت جنگ
کسی جا ہے جشن طرب آشکار
کوئی شکل آئینہ حیران ہے
زمانے کا دیکھو نشیب و فراز
دیا جنکو سب سرکشون نے خراج
جوانو یہی شان شوکت کا وقت
مہ آسمانِ جلالت ہو تم
نقبا سے بلند آواز نے جو یہ شعار

عبرت آمیز پڑھے جوانان صف شکن جیحون تجھے صف لشکر دشمن پر جا پڑے سحر و ساحری کا زور ہے یا بارش ابر کا شور ہے کبھی افراسیاب جادو نے بڑھکر گولہ مارا آسمان پر جا کر پھٹا اندھیرا ہو گیا ہزار ہا نابینا ہو کر زمین پر گرے ٹکرا ٹکرا کر مرے کبھی ملک اطلس گلگون پوش بڑھکر کرتا ہے کہ افراسیاب کو شادون کسی نے زمین کو ہلا دیا کسی جانب گلدستہ بہار چلا پھول برسے ہزار ہا دیوانے ہوئے گریبان چاک کئے چہرون پر خاک ملی دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار بہار پڑھنے لگے **نظم**

شاخ گل پر کب چہکتے ہین یہ مرغان بہار
عندلیبون کو ہے لازم شکر احسان بہار
گل ہے ساغر بادہ ہے شبنم ہے ساقیِ صبا
نشتر فصاد کا ہے بہر مرغان بہار
ہر روش گلدستۂ گل اس سے ہین آراستہ
کشور گلزار مین جاری ہے فرمان بہار
فصل گل مین تو سبل سے ہے رعنا کا الم

شکر کرتے ہین گلستان مین یہ مرغان بہار
چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم
میکدہ ہے صحن گلشن بہر مستان بہار
رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہے چمن
تختۂ گلزار ہے اورنگ سلطان بہار
عندلیبونکو گلون سے ہے ہم آغوشی نصیب
بے مئے ساقی ہے سب برباد سامان بہار

گل کھلے ہین موسم گل مین ہے سامان بہار
طشت گل مین دھوئے شبنم لیے مہمان بہار
جوش مستی سے ہوا جوش جنون کا زور نمو
نرگس گل کا لقب ہے حور و غلمان بہار
برگ و بر کا ذکر کیا ہین خار تک رنگین
وصل اب ہوا سطہ ہے بہر مرغان بہار
حیرت جادو نے دیکھا بہار جادو نے

صدہا کو دیوانہ کر دیا پڑھکر سحر کیا سحر رنگین بہار کو ہٹایا لیکن شہرۂ فیلسر بصد کر و فر فوج افراسیاب پر گرا ہی لیکن بدعت تاریک دیکھکر گھبرا رہا ہی جس جانب جا پڑتی ہی سیکڑون کو چیر پھاڑ ڈالتی ہی سوائے مہتر قران کے کسی سے خائف و ترسان نہین ایک مقام پر تاریک نے افراسیاب کو دیکھا سوائے فوج مہرخ کے ایک لشکر پر سحر کر رہا ہی تاریک گھبرائی قریب افراسیاب کے آئی کہا او افراسیاب تو نے کیا کیا بدعتین کین مین خیال کر کے دیکھتی ہون تمام عالم تیرا دشمن ہی یہ بدبخت شہرۂ فیلسر کون شخص ہی جسنے آتے ہی لاکھون کو مارا اسی کی آمد کی وجہ سے یہ اطلس گلگون پوش تیرے گنبد خاکی کے سحر سے نکلگیا حقیقت مین کیا سحر معقول تھا ملک اطلس بہت طول تھا مہلت پاتے ہی اُسنے اپنے کو بچایا گنبد خاکی توڑا افراسیاب نے کہا دائی امان یہ شہرۂ فیلسر بڑا افسر ہی برادر قہقہہ فیلسر ہی جو سابق مین لوح دار طلسم ہوشربا تھا دریائے نیل پر سیر اقبضہ ممکن ہوا مین نے کئی مرتبہ کہلا بھیجا لوح طلسمی لیکر حاضر ہو وہ مغرور نہ آیا تب مین نے جا کر اُسکو مارا یہ خبر اسکو نہ ملی تھی اب مفصل حال دریافت ہوا باغی ہوکر آیا کئی قلعون کو ویران کر دیا تاریک نے کہا جہانتک ہو سکے فوجون کو حکم دے مہتر قران کو گھیرین نہین معلوم تیغۂ نورافشانی کہانسے لایا کیونکر اس تلوار پر قبضہ ہوا افراسیاب نے کہا مین بھی حیران ہون اُسبدولت کا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا انتہا کا بہادر ہی ہزارون کو اسنے مارا بڑے بڑے افسرون کو للکارا سامری و جمشید اسکے ہاتھ سے بچائین مہتر قران نے جو دور سے دیکھا کہ تاریک شکل کش افراسیاب جادو سے باتین کر رہی ہی لڑتا بھڑتا چلا جس افسر نے روکا ہاتھ تیغۂ نورافشانی کا مارا دو ٹکڑے ہو گئے دوسرے کو قبضہ مارا کسی کی کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا زمین پر مارا استخوان بے ایمان کے چور چور ہو گئے ہزارہا کاسۂ سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھا رہے ہین سوار بید لرزان مین بھگدر صفین درہم و برہم نشانہائے لشکر بالم ماتم نیزے کانپ رہے ہین تلوارین ڈری جاتی ہین بقول شخصے نیام مین منہ چھپاتی ہین سپر سینہ سیاہ برباد و تباہ مہتر قران کا جو نعرہ ہوا افراسیاب نے گھبرا کر کہا دائی امان بھاگو وہ شیر بیشۂ جرأت آپہونچا دیکھیے اسکے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہین افراسیاب ایک جانب بھاگا تاریک شکل کش بیتاب متوحش مثل برق تڑپ کے بالائے آسمان پہونچی مہتر قران نے اسکو نپایا اور ساحرون پر جا پڑا لڑنے لگا لیکن تاریک کڑک کر فوج شہرۂ فیلسر پر گری ہر چند کہ شہرۂ فیلسر بڑا بہادر ہی سحر و ساحری مین بے مثل و بے نظیر صاحب لیاقت و خوش تقریر لیکن صورت ہیبت ناک

تاریک کی دیکھکر گھبرا گیا ساحر والو نسے کہا یارو یہ دیو نی کہانسے آئی اہالیان فوج شہرہ فیلسر نے جو
تاریک شکل کش کو دیکھا ہاے کا نعرہ کرکے بھاگنے لگے جا بجا تھے پانون سر پہ رکھ لیکن لیکن اسکے سامنے
بجائین لٹے خون کے تمام اسکے سینے پہ جمے ہوئے بال سر پہ گرز بڑے جبا مین چھوٹی ہوئین کئی تھان کا
لنگا خون مین ڈوبا ہوا جسکو پایا چیر پھاڑ کر کھا گئی جب منہ کھولکر چیخ ماری دہن سے اُس آتشخو کے دھوان
نکلتا ہی شعلۂ آتش اس ناری کے نام سے جلتا ہی بعضون نے آنکھین بند کر لین منہ کے بل زمین پر گر کے
ایڑیان رگڑنے لگے بعض نہر مین پھاند پڑے آبرو بھی ڈبوئی جان مفت مین کھوئی تہلکہ لشکر شہرہ فیلسر
مین پڑ گیا شہرہ فیلسر ایسا ساحر گھبرا رہا ہی لیکن واقف کاران طلسم نے آواز دی ای شہنشاہ یہ گمراہ
بلاے حجرۂ دوم ہی تاریک شکل کش اسی کا نام ہی انسان کو چیر پھاڑ کر کھا جانا اسکا کام ہی یہ سنکر
شہرہ فیلسر کسی قدر مطمئن ہوا اُسنے جی کہا قدم مردی کا میدان کارزار سے ہٹانا بڑی ذلت ہی ای میری
جرأت ہی کہ اس سے بڑھکر مقابلہ کرون اس سیاہ رو کے خون سے ہاتھ بھر دون بر وقت خروج
خیر خواہون نے کہا تھا کہ افراسیاب کا امر ناد شوار ہی بڑی بڑی بلائین نازل کریگا بڑے بڑے اسکے
خراج گزار ہین رہائی شہنشاہ لاچین آسان نہین ای شہرہ فیلسر کسیکا کہنا نہ مانا اس امر دشوار کو
آسان جانا اب ہٹنا کیسا اس سے مقابلہ کرو لکو تیر کرکے سحر کرتا ہوا بڑھا تاریک شکل کش نے آواز دی
او شہرہ فیلسر کیون اپنی جان دیتا ہی افراسیاب کے قدمون پر سر رکھدے مین کہتی ہون خطا
معاف کرا دونگی اگر میرے کہنے کے خلاف کیا ٹھوکرین کھایگا بذلت مارا جایگا شہرہ فیلسر کو جوش
جرأت تھا کچھ خیال نکیا کئی گولے مارے تاریک نے ہاتھ مارا اُلٹے پلٹ کر اُسی کی فوج پر گرے کئی ہزار
آدمی بے گناہ جلکر رہگئے شہرہ فیلسر نے دیکھا سحر کو بھرے قریب نہین آنے دیتی تیغہ برق مثال کھینچکر
جا پڑا اسی جنبش تاریک پر وار کیا تاریک نے سر بڑھا دیا تلوار نے تاثیر نہ کی جس سے اُڑ گئی گویا کھڑیال کی
موگری پڑی اُستادان لکھنؤ نے اس داستان عبرت بیان کو اسطور پر تحریر فرمایا ہی کہ شہرہ فیلسر انتہا کا
زبردست ہی لیکن پیترے بدل کے تاریک پر بسلہ پڑا تاریک زخمی نہوئی دم بدم دھڑو کے
مار رہی ہی کہتی جاتی ہی او شہرہ دیکھ اپنی جان بچا ہوش مین آ سرکشی کو موقوف کر اپنی حقیقت کا وقوف کر
ورنہ سزا سے کامل دونگی لڑائی مین بڑی مشقت کی ہی مجھکو بھی ہو رہی ہون تجکو کھا جاؤنگی شہرہ فیلسر
نے خیال بھی نہ کیا تاریک شکل کش پانچ چار حربے جب رد کر چکی ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی

شہرہ بھی مثل برگ بید کانپا چیداری کرکے بڑھا تاریک نے بازو بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی شہرۂ فیلسر بڑے قد کا جوان ہی اسکے سردار دیو سے مثال دیتے ہین جب تاریک نے تلوار چھینکر پھینکدی شہرہ نے ہاتھ بڑھاکر چاہا اسکے بال پکڑ لون موشگافی کرون نہ جرأت مین فرق نہ آنے چند موے سیاہ تاریک ہاتھ مین شہرۂ فیلسر کے آگئے چاہا پکڑ کر کھینچون تاریک نے سر کو گردش دی وہ بال اس چنڈال کے مار سیاہ بنگئے ہاتھ مین شہرۂ فیلسر کے آبلے پڑے آہ کرکے چھوڑدیا لیکن غصے مین لپٹ گیا دونون مین حرکت چلنے لگی شہرۂ فیلسر نے تاریک کا گال کاٹ کھایا تاریک نے اسکے شانہ پر منھ مارا بوٹے کا بوٹا کاٹ کر چباگئی شہرہ نے ایک چیخ ماری تاریک بھی چلائی لوگون نے پلٹ کر دیکھا گوشت خر دندان سگ ہو رہا ہی تاریک نے کچھ پڑھ کیا منھ سے ایک شعلۂ آتش نکلا یا تو شہرۂ فیلسر ہر مرتبہ بالو بیرہ ہاتھ بڑھاتا تھا ہاتھ بڑھاکر کاٹتا تھا یا یک وہ شعلہ جو جگر کا آہ کی آواز دی سنکر ڈھلا بس تاریک نے دوڑی جسطرح باز کنجشک کو دبوچتا ہی اسطرح لے بیٹھی گردن شہرہ کی کھینچ لی ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا چر چر چبانے لگی گوشت اسکا مزے سے کھانے لگی اندھیرا تاریکی سنگ باری برف باری ہونے لگی صداہاے مہیب آئین ہر غل مچانے لگے لاکھ تدبیر کرتے تھے کچھ بن نہ پڑتا تھا آخر صدا دی کشتی مرا نام من شہرۂ فیلسر بود دور سے دیکھنے والون نے دیکھا ڈر سے تاریک کے ہوش اُڑگئے اہلیان لشکر شہرۂ فیلسر لرزان و پریشان لاشہ بھی اسکا نہ اُٹھا سکے ایک جانب بھاگے فرار پر قرار کیا جبر اختیار کیا وہان سے تاریک جھومتی ہوئی ملی مہتر قران حیران ہی کہ تاریک پر میرا کچھ کیونکر قابض ہو تاریک شکل کش کڑک کر آسمان پر جاتی ہی دو ر دو ر پڑ رہی ہی فوج کا ہر حرکت سے بلوہ ہی کس کس کو مارے کس کس سے لڑے کیونکر تاب تاریک شکل کش پہونچے مہرخ و بہار خود مجبور و لاچار ہین ملک اطلس گلگون پوش بھی سطوت و صولت سے لڑ رہا ہی تاریک شکل کش کا جو یا صفون کو درہم و برہم کر رہا ہی یاد مین اُس معشوقہ محبوبہ کے بہت بیقرار ہی جنگ سخت واقع ہوئی چاہتا ہی تاریک شکل کش کا سر کاٹون معشوقہ کے پاس لیجاؤن وصل سے شاد ہون لیکن چونکہ تاریک شکل کش تک نہین پہونچتا ہوس وصل دل مین بھری ہی ہوا اس مین ابتری ہی اُس انتشار مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی

نظم

بیتابی فراق سے عالم بدل بجائے | نالہ فراز عرش سے آگے نکل بجائے
رو دئے ہین ہنسد یار سے مذاق ہجر ہم

جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکے مچل مچل جائے
شام فراق ہو وہ اندھیری کہ خوف ہی
پائے نظر ہزار جگہ کیوں نہ پھسل جائے

وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہی
پیغامبر جناب قضا کا دہل جائے

ٹھنڈی اگر ہو شمع تو پروانہ جل جائے
کس آب و تاب پر ہے رخِ شگفتہ نسیم

آہ کے نعرے مارتا ہی کہتا ہی ہائے تقدیر ایسے وقت پر ملکہ عالم کا آنا ہوا اچھی طرح چار باتیں بھی کرنے نہ پایا اچھی طرح جمال جہان آرا بھی نہ دیکھا معشوق عاشق خصال صاحب جاہ و جلال فراق دیدہ ہجران کشیدہ خود طالب وصل مطلوب ہمچنین نازنین حسین اُسکے پہلو میں بیٹھکر لطف زندگی اُٹھاتا وائے تقدیر ایسی وقت یہ فساد برپا ہونا تھا تصویر خیالی اُسکی آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہی اُس تصویر خیالی سے بیقراری میں یوں کلام کرتا ہی

نظم

صنم کہ پرتو حسنت روان جان من است
صفیر نعرۂ عرش آشیان من است
ز بہر نام چہ جد و برائے ننگ چہ جہد
کہ مہر لا و نعم زینت مکان من است
ز بے رواجی و جنس کساد بازاری
ز روئے درد و الم صبح افغان من است

بجائے فرد محبت در استخوان من است
مبین بچشم حقارت مرا کہ وقت سخن
چو عنقریب نہ نام است ولی نشان من ست
زبان شکوہ کشودن ز غیر بے خردیست
کہ نقد کون و مکان رائج دکان من ست

ہمائے ہمت شوقم چو بال بکشاید
حدیث کون و مکان رائج از دکان منست
درون خانۂ ہستی چو نقش دیوارم
مرا کہ دشمن جانی ہمین زبان من است
فغان بلبل شوریدہ در چمن مخفی

ای فلک عجب مصیبت میں ہون حکم محبوب مطلوب کیونکر پورا کرون عمرو کو تو میں نے چھوڑا یا لیکن افسوس ہی کہ ابتک تاریک شکل کش کا سر نہ پایا ولولہ جنون میں اڑتا ہوا جا بجا صدہا کو مارا کئی پہلوانان زبردست کو للکارا تاریک شکل کش بصد شد و مد شہرۂ فیلسوف کو مار کر کھڑی ہوئی جھوم رہی ہی لیکن مہتر قران پر نگاہ ہی کبھی آہ کبھی واہ کہ پہلو سے نعرہ ہوا انم ملک اطلس گلگون پوش کہان جاتی ہی میں آ پہونچا بس اب آگے نہ بڑھنا میری معشوقہ نے حکم قطعی دیا ہی کہ تاریک شکل کش کا سر لاؤ بے سر لیے نہ پلٹونگا تاریک شکل کش نے جو دیکھا کہ ملک اطلس نے فوج افراسیاب کو درہم و برہم کیا نشان ہائے فوج کو قلم کیا مجھے جنگ کا طالب ہی ڈکار لیکر چلی گولہ اُٹھا کر مارا ملک اطلس گلگون پوش و تاریک شکل کش سے بلا کے سحر چلنے لگے زمین و آسمان سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے اہالیان فوج کو جان بچانا دشوار تھا ہر سمت صدائے الامان الامان بلند ہی خرد و کلان دردمند لیکن ملک اطلس گلگون پوش نے اپنا خون کاٹ کاٹ کر تاریک شکل کش پر چھینکا اُس خون سے جسم پر تاریک شکل کش کے آبلے پڑگئے ابر خونی اس زور شور سے برسا کہ تاریک ہر مرتبہ

مثل برق چمک کر اُس ابر مین چھپ جاتی تھی پھر کڑک کر زمین پر آتی تھی جب ملک اطلس پر چھاپڑی ابر خونی کو توڑا اُسپر برق چمکائی ملک اطلس کی بھی آنکھون مین اندھیرا آجاتا تھا لیکن لڑائی سے منھ نہ پھیرتا تھا جھپٹ جھپٹ کر جوش عشق مین اُس ٹبری ساحرہ کو گھیرتا تھا کئی مرتبہ لپٹ کر تلوار چلی خون کے سرائے اُڑے اُن قطرات خونسے جانبین کے ہزارون ساحر جلے اتنا ہزار رن پڑا یقین ہے اُس صحرا مین کبھی سبزہ پیدا ہوگا دو رنگ لاشون کے انبار نخل جا بجا جھلسے ہوئے ابر ہاے آتش فشانی گھر کر آتا پہاڑون کا ٹھراتا عجب قیامت آشکار تھی لشکرون مین فریاد و الغیاث کی پکار تھی بھائی کو بھائی نہ پہچانتا تھا ہزارون مرکب کوتل پھر رہے تھے پیدل لڑکھڑا کر گر رہے تھے دور سے افراسیاب نے لڑتے لڑتے دیکھا کہ تاریک و ملک اطلس سے بھی سامنا پڑ گیا حقیقت مین اطلس نے تاریک کو حیران کر دیا ہے مگر ایسی بلاے مبرم ہے کہ جھوم جھوم کر لڑ رہی ہے دوسرا نہ ٹھہر سکتا بس افراسیاب تلوار پکڑ کر دوڑ پڑا پشت پر ملک اطلس کے پہونچا جب تلوار مار چکا تب آواز دی او اطلس خبردار ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا تھا ملک اطلس آواز افراسیاب سنکر پلٹ پڑا دیکھا تیغہ قریب آچکا ہے سپر سحر اٹھائی گوشہ سپر کو کاٹ کر تیغہ افراسیاب تا دوابرو پہونچا اُسپر بھی اُسنے جیداری کی داستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکلا چادر خون چہرے پر آئی چاہا افراسیاب سے لپٹ پڑون اُدھر سے تاریک نے سحر کیا اطلس گلگون پوش گھبرا گیا سحر تاریک سے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا یاد مین محبوب کی پکار اُٹھا اے جان جان افسوس وصل سے تمھارے کامیاب نہوئے حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا سے چلے تم ہمارا سوگ نہ رکھنا افسوس نکرنا تمھارا جان نثار تصدق ہوا عدم مین بھی روح تڑپیگی پشت قبر سے نہ لگیگی نظم

ہمدم عشق مین محظوظ مرا دل نہوا
کون ہے جو ترے رفتار پہ بسمل نہوا
جان جان تجھسے کبھی شاد مرا دل نہوا
لیکن اسپر بھی تری یاد سے غافل نہوا
ہاے عشاق مین تا زیست اگرچہ تھا شمار
لیکن اُنسے کبھی آزردہ مرا دل نہوا

ولے تقدیر پہ زاد وصل کا حاصل نہوا
مہربان مجھپہ کبھی وہ مہ کامل نہوا
کاہش جان کے سوا کچھ مجھے حاصل نہوا
اُنکے دیوانونکو اصلاح رہا اُنکا لحاظ
ہوکے قتل اُنکے شہید وہ نہین بھی داخل نہوا
مرغ دل کیون مرے سینے مین ٹھہرے ہمدم

یار دل کسکا ترے حسن پہ مائل نہوا
چاندنی رات گئی شاد مرا دل نہوا
صدمہ ہجر سے جان لبو پہ آئی
قید خانے مین کبھی شور سلاسل نہوا
سختیان ہجر کی کیا کیا نہ اٹھائین مجھے
آنکھ تیر نظر سے کبھی بسمل نہوا

ہین حسین حور لقا اور پری پیکر سب
تجکو معلوم بھی ای خنجر قاتل نہوا
نجد مین اُنکے یہ کہتا تھا غبار مجنون
دلِ دیوانہ ہمارا کسی قابل نہوا

ایسے معشوق سے ہو کوئی مقابل نہوا
تھی جوانی کی جو طاقت مرے دلمین ناصح
اسے مین بنکے بگولا بس محمل نہوا

عمت جانی سے جو صدمہ ہوا ہمکو دم ذبح
عشق کا بار اُٹھانا مجھے مشکل نہوا
راتدن ہو حسینونکے تجسس مین خراب

ملک اطلس گلگون پوش نے زخمی ہوکر یہ اشعار پڑھے افراسیاب قہقہہ مارکر ہنسا کہا اچھے مسخرے کسکو یاد کرتا ہی معلوم ہوتا ہی عمرو نے تیرے چونہ لگا یا کسیکا دیوانہ بنایا عیارون کے مکر مین پھنس کر تو نے مفت مین جان دی مجکو بدنام کیا آخر یہ انجام ہوا زخم کھا کر اطلس نے گھٹنے ٹیک دیے افراسیاب کے ہاتھ کا زخم کاری تھا بس تاریک جا پڑی ایسا سحر کیا شعور بھی کر اطلس گلگون پوش کی آنکھون کے سامنے آیا نابینا ہوگیا ٹٹولنے لگا بس تاریک دبوچ بیٹھی جسطرح شیر صحرائی شکار کو نوچتا ہی اُسی طرح اُسنے نوچ نوچ کر گوشت کھانا شروع کیا میدان کارزار مین اسقدر اندھیرا ہوا کہ ہزار ہا ساحر ٹکرانے لگے ایک ابر سیاہ مثل کوہ فلک شکوہ کے اٹھا آگ برسی طائران خوشنوا پیدا ہوئے کبھی زمزمہ سرائی کرتے تھے کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتے تھے پر و نسے سر پیٹنے لگے اُسی ابر تیرہ و تار سے آواز آئی کشتی مرا نام من ملک اطلس گلگون پوش بو دکی طائر کڑک کر سر پر تاریک شکل کش کے لہرائے آواز دین ای تاریک شکل کش مقام عبرت ہی تو نے بڑے مصاحب سامری کو مارا یہ خون بالا بالا جائیگا بہت دور تک سر کھینچیگا بقول شاعر شعر
ای دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری + شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود + صاف صاف سامری نامہ مین تحریر ہی لیکن مجملاً تقریر ہی قاتل ملک اطلس گلگون پوش بہر حیرت سے زیادہ زندہ رہیگا جفا مین سہیگا وقت مرگ تیرا او تاریک قریب آگیا روح سامری و جمشید کو صدمہ دیا بڑے شخص کا خون سر پر لیا تیری قضا بہت قریب ہی ایسے کامل و اکمل کا قاتل بدنصیب ہی یا تو تاریک جیر پھاڑ کر اطلس گلگون پوش کو کھا رہی تھی یا گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھا شش انسانونکے طائر صدائین دے رہے تھے تاریک نے افراسیاب جادو کو پکارا افراسیاب جھوم رہا تھا قبضۂ شمشیر چوم رہا تھا پکارتا تھا ای مہرخ و بہار وغیرہ دونون دشمنان سخت کو مین نے مارا اطلس گلگون پوش کسقدر ناز کرتا تھا دالی اماں جیر پھاڑ کر کھا گئین کچھ اُسکے کیے نہوسکا استخوان صحرا مین پڑے ہین کوئی اُسکی لاش پر رونے والا نہ بابا بدولت کی دشمنی کے پر ظلم سہا آج تم سبھون کو بھی کھا جائیگی ایک کو زندہ نچھوڑیگی قران پر ناز نہ کرو ملکہ تاریک شکل کش کے

قریب بھی نہ آسکیگا تمام لشکر کو پامال کرینگی یہی تم سب کا حال کرینگی یکایک کان مین آواز تاریک شکل کش بھی
آئی پلٹ کر افراسیاب نے دیکھا کہ ران ملک اطلس کی ہاتھ سے چھیکری سر پیٹ رہی ہی افراسیاب
گھبرا کر قریب آیا کہا کیون دائی امان خیر تو ہی تاریک نے کہا میرے ہوش اُڑے جاتے ہین دیکھ طائران طلسمی
کیا فرماتے ہین کہتے ہین ملک اطلس کا قاتل زندہ رہیگا فوراً قتل ہوجائیگا تیرے واسطے مین نے
سب کچھ کیا ایسے عبادت گزار سامری کا خون اپنی گردن پر لیا ان بیچاؤن کو منع کر ارے تو تو بادشاہ
طلسم ہوش ربا ہی حقیقت مین یہ سچ کہتے ہین افراسیاب نے سر اُٹھا کر طائرون کو دیکھا حقیقت مین وہ
جانور بیقرار پر و لئے سر پٹیتے ہین زبان پر یہی جاری ہی کہ یا سامری اپنے حکم کے پابند ہو جیسے قاتل
اطلس گلگون پوش کو فوراً سزا ملے اس خار صحرائے بدعت کا غنچۂ آرزو نہ کھلے بس افراسیاب نے دو تین
سنگ ریزے اُٹھائے اُن طائرون پر پھینک مارے شعلے بھڑک کر اُن سب پر گرے جل بھنکر کباب ہو گئے
لیکن خاک طائران سے آواز آئی یا سامری و جمشید تم جو کچھ لکھ گئے تھے وہ آنکھون سے دیکھ لیا اب
ہمارے دلکو یقین آیا کہ تمہارے صاحب کا قاتل بھی مارا جائیگا نخل حیات سے پھل نہ پائیگا افراسیاب
نے اُس خاک پر لات ماری ہاتھ سے اشارہ کیا ہوائے تند چلی خاک بھی طائرون کی برباد ہوگئی تھا
کو اڑا کر طرف تاریک کے پلٹا کہا دائی امان یہ سب جھوٹے ہین سامری و جمشید رمال تھے جو کچھ لکھا تھا سب
غلط ہوا اب سے زیادہ یہ مقدمہ سخت واقع ہوا بیچاؤن نے مکرر لکھا تھا اسد غازی قاتل افراسیاب ہی
کوئی اُسکو قتل نہین کر سکتا دیکھیے کس حسرت و یاس سے مارا گیا آپ کے پیٹ مین ہضم بھی ہوگیا کتاب سامری
کا کیا اعتبار رہا خود غلط انشا غلط املا غلط لیکن جسوقت اطلس گلگون پوش مارا گیا ہمراہیان ملکہ مہرخ
کو بڑا انتشار ہوا لیکن آمادۂ مرگ و مہیائے قضا مرنے پر کمرین چست ارادے درست لیکن افراسیاب نے
کہا دائی امان کچھ خیال نکرو دو دشمنون کو مٹا چکے مہتر قران کی بھی تدبیر ہوتی ہی غیر ساحرونکو حکم دیا جائے
کہ گھیر کر اُسکو مارو لشکر مہرخ پر آپ بھی حملہ کیجئے ان سب کو شکست فاش دیجیے ما بدولت بھی آج آمادہ ہین
بدون فتح جنگ واپس نہ آئینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے ایک جانب سے تاریک شکل کش لشکر ظفر اثر
ملکہ مہرخ پر چلی ایک جانب سے افراسیاب نے قصد کیا قریب تھا کہ لشکر مہرخ پر تاریک گرے مہتر قران عیار
نے دو عصے بجا کر کمین سے نعرہ کیا ہرچند کہ مہتر قران کا حال یہ ہی کہ قبضۂ تیغ نور افشانی پر دست تدبر رکھتا
جام بادۂ نجات سے مست لاکھون ساحرونسے اکیلا لڑ رہا ہی جب ساحرون نے دیکھا کہ صحرا سے جوان پر

تاثیر نہین کرتا چہار جانب سے نیزہ و تیر و تفنگ پڑ رہے ہین مہتر قران نے زخم بھی کھائے سر بھی زخمی ہوا لیکن جرأت مین فرق نہین آیا نہنگانہ رستانہ لڑ رہا ہی بڑے بڑے ساحران نامی ہاتھ سے مہتر قران کے واصل جہنم ہوئے ساحرون کی صداے فریاد و الغیاث بلند مہتر قران صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا طرف تاریک شکل کش کے چلا دور سے جو تاریک نے مہتر قران کو آتے دیکھا قلب تھرایا اسی طرح پر پرواز پیدا کرکے آسمان پر پہنچی بلندی پا سے سحر کرنے لگی جسپر اس ملعونہ نے سحر کیا کوئی جل گیا کوئی پھڑکا کوئی تڑپا کوئی دیوانہ وار پہاڑ سے سر ٹکرانے لگا اب مہتر قران گھبرایا کہ مین کیا کرون کیونکر تا بہ تاریک پہونچون مہرخ و بہار وغیرہ بھی فریاد کرنے لگین ایک سمت سے افراسیاب آتا ہی آسمان سے تاریک کے سحر کی بوچھار ابر تیرہ و تار برس رہا ہی جسپر قطرہ پڑا ٹھنڈا ہوا قریب تھا کہ فوج مہرخ کے پانون اکھڑین عمرو ایک سایۂ نخل مین کھڑا ہوا یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہا ہی بیقرار ہو گیا دعائین مانگنے لگا ای رب کریم لشکر ظفر اثر کو اس بلاے سیاہ سے بچائے دیکھیے آج ان نازنینان حزین کی کیونکر جان بچتی ہی حقیقت مین جیسی جنگ آج پڑی ہی ایسا کبھی معرکہ نہین ہوا لشکر غم و الم نے چہار جانب سے گھیرا مجمع مصیبت گردش فلک نے گلو پر چھری پھیرا

نظم

خمیازۂ عشق کا مزا دل کھینچتا ہی آج
گیسا و فور شوق جوشش نکالا ہی آج
پانی کے بدلے منہ مین بھر آئے ہی لہو
گردون طلسم گنبد ماتم سرا ہی آج
ای دل خبر لے نغمۂ شادی کو کیا ہوا
دل آہ زندگانی سے کتنا خفا ہی آج

آغوش رشک حلقۂ اہل وفا ہی آج
بیٹھے ہین تو لال طمانچون سے منہ کیا
لب کاٹتے مین آسمان وہ مزا ہی آج
اتنے کہان حواس کہ تدبیر مرگ ہو
لب پر ہمارے نالۂ واحسرتا ہی آج

برباد شور رعد ہوا آب اشک پر
تغییر رنگ شرم و خجالت فضا ہی آج
آواز ہاے ہاے کی آتی ہی ہر نفس
اپنی خبر نہین مجھے کیا جانے کیا ہی آج
اترین گلے سے گھونٹ نہ آب حیات کے

اسوقت عمرو کی بیقراری سردار دلی آہ و زاری ہر ایک کو یقین ہی کہ اب قتل ہوئے مہتر قران فوج مین پھنسا ہی تا بہ تاریک شکل کش کیونکر پہونچے اگر ساحر ہوتا یہ بھی پر پرواز پیدا کرکے تا بہ آسمان جاتا سردار پیچھے ہٹنے لگے لیکن ملک ملک سے جو دعا کی بقدرت خالق بے نیاز العزت رب کارساز دیکھا سب نے آسمان پر برق چمکی ایک ابر فیروزی لیکن نہایت تکلف سے آراستہ طرف طلسم نور افشان سے پیدا ہوا اُس سے شعلہ ہاے آتش بھڑکتے ہوئے ہزار ہا طائر نغمہ سرا زمزمہ سنجی مین مصروف قریب آکر وہ ابر شق ہوا ایک جانب سے شہنشاہ نور افشان بصد عظم و شان ایک جانب سے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جلکر

جو لشکر اسلام میں دیکھا کوکب نے نور افشان سے کہا اُستاد بڑا غضب ہوا بیٹے اسقدر آنے میں دیر کی
ملک اطلس گلگون پوش مارا گیا فوج اُسکی پامال ہوئی تاریک شکل کش بخوف مہتر قران
آسمان پر اُڑ رہی ہے زمین پر نہیں جاتی وہ ملعونہ ہمہ دان ہمہ گیر کیا خوب تدبیر کی ہے کہ مہتر قران
آسمان پر کیونکر آئیگا دیکھیے کس قیامت کے سحر کر رہی ہے ہزارہا ملازمان مہرخ پامال ہوئے کچھ نہیں چلتا
قصد ہوا نور افشان کا کہ کچھ جواب دے لیکن کوکب روشن ضمیر خیر خواہ لشکر ظفر اثر نامی نام آور
نور افشان پر غصہ کرکے بڑھا شیرانہ نعرہ کیا نعرہ کوکب تصنیف مصنف

منم مالکِ ملک افسونگری
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
جلالت شعار فریدون حشم
ملقب بہ القاب روشن ضمیر

منم رائج سکۂ ساحری
منم گوہر بحر جاہ و جلال
قوی دست و بازو و رستم شیم

منم صاحب شوکت و عز و جاہ
منم آفتاب سپہر کمال
شہنشاہ کوکب شہِ بے نظیر

ہر چند نور افشان نے آواز دی ای کوکب خبردار قریب تاریک
کے بجانا بلائے حجرۂ دوم ہے ہمنے ابتک تامل بلا وجہ نہیں کیا صرف نیک و بد کے ملاحظہ میں مصروف تھے
کیا ایسے بیوقوف تھے ہم نہیں آگاہ تھے کہ تاریک بلائے روزگار ہے مہتر قران کے سامنے نہ آئیگی اپنے
کو آسمان پر جاکر بچائیگی کوکب نے کچھ جواب نہ دیا تاریک شکل کش آسمان پر اُڑ رہی تھی جیسے ہی کوکب کو
آتے ہوئے دیکھا للکار کر آواز دی او کوکب تیرا بھی ستارہ گردش میں آیا ملک اطلس گلگون پوش
ایسے ساحر زبردست کو میں نے مارا ابھی ابھی چیر پھاڑ کر کھا گئی تیری بھی قضا دامن گیر ہے ملک سحر و ساحری
ہماری جاگیر ہے کوکب نے للکارا او بچیا وہ اطلس گلگون پوش کیا تھا ایک مرد گوشہ نشین عاجز ہو کر زمین
میں چھپا تھا خدا خواجہ کو سلامت رکھے اُس مرتد کے ہاتھ سے لاکھ دو لاکھ ساحر قتل کرا دیے اگر وہ مطیع
اسلام ہوتا ضرور ہم اُسکی مدد کرتے جب اپنی جان دے لیتے تب اُسپر کوئی بلا نازل ہوتی تاریک نے
کوکب پر گولہ مارا کوکب پر تلواریں برسنے لگیں صدہا خنجر گرے گُرز ہائے آتشیں اُڑے کوکب مثل ماہ تابان
یا مہر درخشان اُس ابر سلاح سے چمک چمک کر نکلتا ہے تلواروں کو توڑا خنجروں سے اپنے کو بچایا مگر دمبدم وہ
اشیا زیادہ ہوتی جاتی ہیں کئی زخم کوکب نے کھائے ہزارہا تیر صدہا تلواریں کہاں تک اپنے کو بچائے
نور افشان جادو بیقرار ہو کر چیخا آواز دی کیوں کوکب ہمارا کہنا تمہارا اے کو خلاف جانا یہ کہکر نور افشان
نے گولہ مارا پتھر برسے اُن پتھروں نے تلوار خنجر توڑے اور کہا ای کوکب ہماری رائے کو مقدم جانو

تم زمین پر جاؤ لشکر چرخ کو سحر افراسیاب سے بچاؤ اُسنے قیامت برپا کی ہے مہتر قران نامدار گھبرایا ہوا ہے
بیچارہ کیا کرے تم جاکر اُسکی شراکت کرو میں اس ملعونہ کو لیتا ہون انشاءاللہ شکست دیتا ہون کوکب روشن ضمیر
سوچا کہ اُستاد سچ کہتے ہیں یہ بھی نور افشان نے کہہ دیا کہ افراسیاب سے مقابلہ کرنا جہانتک ہو سکے الگ رہنا
آج قیامت کے سحر وہ کر رہا ہے مجمع ساحران مہتر قران پر ہے کم ہو صفوف لشکر افراسیاب برہم ہو تب مطلب
نکلیگا کوکب نعرہ کرکے زمین پر آیا طرف لشکر افراسیاب کے متوجہ ہوا ادھر تین گولے بیحد قہر و غضب فوج
افراسیاب پر ملے ہزارہا ساحر قتل ہوئے مہتر قران کو آواز دی اے بہادر مرحبا صد مرحبا ماشاءاللہ کیا خوب
لڑے خوب ساحر کے پرزے اب میں تاریک کو زمین پر گراتا ہون خبردار رہیے خیال رہے کوکب روشن ضمیر
بڑے لطف سے لڑ رہا ہے مہتر قران نامدار تیغہ کھینچے ہوئے دیکھ رہا ہے لیکن نور افشان کمر ہمت مضبوط
باندھکر طرف تاریک کے جھپٹا تاریک نے جو نور افشان کو آتے ہوئے دیکھا کہا اوہو زمین گیر تو
درپے آزار ساحری پر شان ہوا کچھ تجکو خوف نہ آیا آج تیری بھی قضا لائی ہے یہ کہکر نور افشان پر چلی
منہ سے دھوان چھوٹا نور افشان نے شعلے چمکائے دھوان متفرق ہوا برابر ہو کر دام جمشیدی کاندھے
سے اُتارا خبردار کہکر تاریک شکل کش پر مارا تاریک بھی تھی سحر کریگا وہ جال جو پڑا جان کا جنجال
ہوا اُسمیں پھنسی مگر بلائے روزگار ہے ماہیت سحر سے بخوبی واقف ہے بطور نہنگ خون آشام
اُس دام سحر سامری میں تڑپی وہ جال ٹکڑے ٹکڑے ہوا لیکن مثل ماہی بے آب زمین پر گری اک
دھماکا ہوا مہتر قران تیغہ نور افشانی چمکاتا ہوا دوڑا یا تو زمین میں پڑی پھڑک رہی تھی مہتر قران
کو دیکھکر بلند ہوئی نور افشان نے دوسرا جال کاندھے سے اُتارا دام اول بیکار ہو چکا تھا حقیقت میں
یہ دام تذویر ہی ایسی جہاندیدہ کے قتل کی تدبیر ہے اب تاریک بہت گھبرائی کہ زمین پر اگر پہونچی مہتر قران
تیغہ کھینچے کھڑا ہے اگر آسمان پر جاتی ہون نور افشان کے دام سے مہلت نہیں باقی ہون مرغ زیرک تھی
مگر گھبرائی سحر نکر سکی نور افشان نے پھر جال مارا اتنی بڑی زبردست ہے کہ لوہے کے جال کو مثل کرپاس کہنہ
ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہے نور افشان تھم بھی رہا ہے کئی سنگ گران پشت و پہلو پر اسکے پڑے اب نہیں
تھم سکتی زمین پر غلطک مار کر گری ادھر بہار نے گلدستہ مارا باغبان نے گنبد چھو لکا پھینکا مہتر قران
جھپٹ کر پہونچا لیکن تاریک چشم زدن میں بلے سحر دفعہ کرکے چرخ مار کر چلی آواز دی او افراسیاب
خانہ خراب دیکھ چہار جانب سے مجکو دشمنون نے گھیرا ہے اس بڈھے کے سحر نے پریشان کر دیا ہے افراسیاب جلدو

باتو کوکب سے سحر مین مصروف تھا طرف تاریک کے پلٹا دیکھا دائی امان برقیامت برپا ہی آواز دی
ٹھہر آتا مین آ پہونچا کوکب تیغہ کھینچکر جھپٹا کہا او مردود مجھسے آنکھین چار کر مردان عالم پر وار کرکے کہکر گولہ
سحر کا مارا افراسیاب سحر کوکب کو دفع کرنے لگا لیکن مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران
عیار خواجہ عمرو نامدار ایک نخل کے سایہ مین کھڑے رو رہے تھے اب جو دیکھا کہ کوکب روشن ضمیر
افراسیاب سے لڑ رہا ہی نور افشان و تاریک مین جھگڑے پڑ رہے ہین لیکن فوج افراسیاب
بیحد و بیحساب پرے جمائے ہوئے سحر کر رہی ہی خواجہ نے بھی ہنیچے پر ہاتھ ڈالا آگے بڑھکے نعرہ کیا
جنگی بان داغ کر طرف فوج افراسیاب کے پھینکا کئی سو کے منھ جلے کہ آسمان سے دوسرا ابر یاقوتی
پیدا ہوا دیکھا ملکہ بران شمشیر زن پشت پر چاری شاہزادیان ساتھ ہزار نازنینان زرین پوشش
دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے بصد زیب و رعنائی حربے سحر کے ہاتھ مین آتی ہی فوج افراسیاب
پر گری اختر مردار یہ جوڑے سے نکالا نعرہ کیا نعرہ بران شمشیر زن تصنیف مصنف

منم دختر کوکب ذیوقار | منم صف شکن و یکہ شمشیر نامدار | مثال جوانمرد لشکر شکن
لقب گشت بران شمشیر زن | ایک جانب سے مجلس جادوگران کر گری کھلونے جلنے لگے کوزبان

نکلین لڑکیان ساتھ کی چاؤن چاؤن کرنے لگین ایک جانب سے ملکہ اختر بن سہیلان شمشیر زن
لشکر بلور جہاردست و شاہزادہ جمشید بن کوکب جو چار درہ ہاے کوہ مین مخفی ہوئے تھے نعرہ ہاے
کوکب دنور افشان و بران لشکر غیرت آئی درہ کوہ سے نکلے ہرکارون نے بڑھکر خبر دی ای شہریار
جلد چلیے اب ہنگامہ عظیم برپا ہی تاریک کو سب نے ملکر گھیرا ہی بلور نے جمشید کو تخت پر سوار کیا آپ
مرکب کو بڑھا کر اسوقت پہونچا لشکر آپسمین ملے ہوئے وہ سحر چل رہے ہین کہ آسمان کو جنبش جانبازان
سرفروشون کو فتح کی کوشش کوکب و افراسیاب سے مقابلہ بران کا حیرت سے سامنا مجلس نے
صدہا کو مارا کسی کو اختر نے للکارا شگوفہ سحر ساز وزیرزادی کے سحر نے گل کھلائے بہار کا گلدستہ جلا
مخمور نے دلشیا قوت احمر کے مارے سرخ ہو رہے کا کلکشانے موے مشکین زلفین عنبرین کھولے اندھیرے نے
مین سیکڑون کو مارا شاہزادہ شکیل بے عدیل اپنی مادر مہربان کے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے مصروف
شمشیرزنی ملکہ اسرار جادو کے سحر مین بڑا جھمیلا ہی دشمن پرستاران سامری جمشید ہی ملکہ ماران مین کن
نے اژدر سحر بنائے کبھی سانپ برسائے اژدر میدان مین دوڑتے پھرتے ہین سیکڑون کو نگل گئے ہزارون آتش سحر

جل گئے خورشید زرین سحر نے گرمی دکھائی آفتاب عالمتاب کی حدت بڑھائی زمین تپ رہی ہے اور ملکہ
ہلال سحر افگن کی ہلال زرین چلی لرزان و زلزلہ زن و شوہر نے زمین کو جنبش دی قتل فوج افراسیاب کی
کوشش کی اب افراسیاب جادو بھی مدد حیرت کو جاتا ہے کبھی ان ساحروں کے سر پر آتا ہے لیکن عمرو
کو کب سے مہلت نہیں ملتی اگر بادشاہ طلسم ہوشربا نہ ہوتا جان بچانا دشوار تھی ایسا ہی کامل و اکمل ہے
کہ سب کو جواب دے رہا ہے کئی زخم کھا چکا حیرت جادو بھی جو اس بران کے سامنے سے جاتی ہے ہوش اپنے
تابہ افراسیاب جادو بہو بچاؤں ہمراہیان ملکہ بران شمشیر زن مہلت نہیں دیتیں کبھی اختر جبلکر سامنے آگئی
کبھی مجلس نے سینہ سپر کیا کبھی شگوفہ سحر ساز نے اپنا رنگ دکھایا اب خواجہ عمرو کی خوب بن پڑی جادوگر کی شکل
بنے کھڑے ہیں جو ساحر صف سے بھاگ کر نکلا پکارا خبردار کہاں جاتا ہے حکم افراسیاب نہیں ہے پیٹ کر
اُسنے دانت نکال دیے عمرو نے کہا کپڑے اُتار دو چلے جاؤ جو کچھ نقد جنس اُسکے پاس تھا خوف جان اُسنے
دیدیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہ اب تو جانے کی اجازت دیجیے قریب آکے فرمایا وہ دیکھو وہ سامنے باغ ہے
اُسطرف بھاگتا وہاں ایک میرا بھائی کھڑا ہے ضرور روکیگا اُسنے مُنہ پھیر اکہ باغ کہاں ہے آپنے اُسترا
نکالکر پھنگی ناک کی کاٹ لی اُسنے ایک چیخ ماری فرمایا چپکے چلے جاؤ غل نہ مچاؤ افراسیاب نے سر کاٹنے کا
حکم دیا تھا میں نے صرف ناک ذرا سی کاٹ لی اُسپر روتے ہو ابھی تمکو کشاں کشاں سامنے افراسیاب
کے لیجاؤنگا وہ سوچا بلا سے ناک گئی جان تو بچی آبرو سے نکل چلو روتا پیٹتا طرف صحرا کے چلا گیا دشمن
کو تو یوں لوٹا جب دیکھا اب لشکر آپس میں ملگئے ہیں بھائی کو بھائی نہیں پہچانتا باپ کو بیٹے کی فکر نہیں
اصلاح کا ذکر نہیں گلیم اوڑھکر میدان کارزار میں آئے لاکھوں لاشے پڑے تھے کمریں اُنکی ٹٹولنے لگے
جسکی کمر میں ہمیانی نکلی کاٹ لی لاش سے تعرض نکیا جسکی کمر میں کچھ نہ نکلا تو لالیکر اُسکا مُنہ تھوک دیا فرمایا
او نالائق عمر بھر نوکری کی دس روپیہ مرنے جینے کو کمر میں نہ باندھے جہاں پر عمرو لگا زیادہ مجمع ہے گلیم اوڑھے
خالی دو ہاتھ دوڑتے پھرتے ہیں کمریں ٹٹول رہے ہیں اگر کسی نے دور سے دیکھا گھبرا گیا بے وجہ سے بھر
اُن ہاتھوں کو دیکھکر بھاگا کبھی اگر دل چاہا گلیم سر سے اُتاری ساحر کی شکل بنکر ایک ترنج ہاتھ میں لیا کسی
بڑے جادوگر کو تاکا یہ سمجھ لیا کہ اسکے پاس بہت بھاری پٹنے ہیں اُسکو بڑھکر پکارا اُسنے پلٹ کر دیکھا ایک جادوگر
بلا کا چلا میرے مقابلے کو آتا ہے وہ بھی آمادہ ہوکر چلا جب قریب پہونچا تب آپنے کچھ پڑھکر وہ ترنج پھینک
دو کبھی کا ترنج ہی لیا جانتا تھا سراسر ہٹ کے ہاتھ مارا ترنج پھٹا اُسکی چھینٹیں منہ پر پڑیں پانی کے قطرے تھے

دماغ پر پڑے بیہوش ہوکے گرا قریب جاکر خنجر مار اشکم چاک قصہ پاک کیا کپڑے اُسکے اُتار لیے دوسری
جانب چلے ایک سمت مہتر برق فرنگی کرچ کھینچے ہوئے کنارے لشکر سے حقہ ہاے آتشباری اڑا رہا ہے
کہین جانسوز بن قران کہین ضرغام شیر دل مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو بصورت نازنین ساقی بنے
اطلس کے گیا تھا جب تک اطلس لڑا کیا دور سے کھڑا دیکھا کیا جب اُسکی نگاہ ادھر پھرتی تھی یہ دور سے
اشارے کرتا تھا کہ جلد سر تاریک کاٹ لاؤ ہم تم چلکر بارگاہ مین آرام کرین سامان عیش و نشاط مہیا ہو دور
جام بے اندیشہ انجام چلے اطلس یہ اشارے دیکھکر اور گرما جاتا تھا معشوق کو دیکھکر شرما جاتا تھا جب وہ
داخل خیمہ ہوا مارا گیا ہنستا ہوا بارگاہین وغیرہ ملک اطلس کی لدوا لین کنیزان بہار وغیرہ ساتھ تھین
اُنھون نے جوتیان مارکر اُن نگہبانون کو ہٹا دیا مال اسباب سب قبضے مین کیا لشکر مین لیکر آئے مال پر ادنی
چھوڑا آپ بابہاے عیاری سے آراستہ ہوکر میدان کارزار مین آیا دیکھا عیار جا بجا لڑ رہے ہین اتنا
بڑا کھیت ہوا ہے لاکھون لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے یہ بھی کھڑے ہوکر رونے لگا حقہ ہاے نفط پھینکے پیازدون
کو جلا دیا لیکن تاریک عکس کش نور افشان جادو سے لڑ رہی ہے کیسے جال اس ماہی بحر سحر و
ساحری پر مارے ہر جال کو اُسنے توڑا وہ وہ سحر کیے کہ نور افشان ایسا ساحر زبردست اپنی جان سے تنگ
ایسی بے حالی اظلم سے جنگ ہاتھ سے قطرہ ہاے خون ٹپک رہے ہین لباس ٹکڑے ٹکڑے کیے زخم بھی کھاے
ہر مرتبہ جال مار کر قصد ہوتا ہے لپٹ جاؤن بوٹیان کاٹ کر پھینک دون لیکن تاریک وہ قیامت کی
پرکالہ ہے کسی مقام پر نہین رکتی جب جال پڑا اُسکو توڑ کر نکلی زمین پر گر رہی مہتر قران چھپتا یہ پھر بلند ہوئی
نور افشان پھر اُسی طرح زور شور سے چلا جال مارا اور یہان مہتر نے اس داستان حیرت بیان کو
اور طور سے تحریر کیا تھا لیکن حقیر مصنف نے اس مقام پر نہایت زور دیا ہنگامے ہر طرف کے ناظرین
ملاحظہ فرمائینگے چونکہ یہ حجرہ دوم یا تھا حقیقت مین اول مین مصنف نے بھی چند حال اسکے بے کیفیت
لکھے آخر مین لطف نہ ہا راقم کو ناگوار رہا پس خروج شہرہ قبیلہ و داستان ملکہ اطلس گلگون پوش
بصد جوش و خروش اس مقام پر درج کی بعنایت پروردگار رئیسان شہر لکھنؤ یعنی شاہزادگان والا مقام
و رئیسان عظام و جملہ خاص و عام نے اس داستان حیرت بیان کو نہایت پسند فرمایا اکثر ذوق و شوق سے
فرمائشین ہوتی ہین کہ داستان حیرت بیان خروج اطلس گلگون پوش کے مشتاق ہین حقیقت
مین عجب کیفیت سے یہ ہنگامہ جنگ مغلوبہ برپا ہوا تتمہ پر تتمہ نور افشانی بھی کرنا پڑی کوئی اور مصور نقش

تاریک شکل کش کی نہ تھی بہرنوع شائقان نکتہ سنج و ناظران والا مقام ضرور قدر دانی فرمائینگے و دیگر
حجرہ ہوسے بلا انشاءاللہ اسی شرح و بسط سے تحریر ہونگے اور حجرہ نجم جسکی حاکم ملکہ لعل سخندان و یاقوت
سخندان دختران ملک اخضر گوہر پوش ہین انکے خروج مین اور عیار بو بیز خواجہ عمرو کی ناظرین
عش عش کرینگے ضرور خلعت تحسین و آفرین مرحمت ہوگا اِس مقلوبہ کو تین شبانہ روز گذر چلے ہین دونون لشکر
اُسی طرح سے ہوتے ہین سحر و ساحر ئیکا ہنگامہ رعد کی گرج برق کی تڑپ بارش ابر سحر و ساحری آتش افسونگری
ہر ایک مقام پر نور افشان خستہ و شکستہ ہی لیکن تاریک کو بھی نیم بسمل کر دیا ظاہر مین ہیر زمین گیر لیکن
اُستاد افراسیاب و کوکب روشن ضمیر جان آمال وقف محبت نام صاحبقران زمان کر دیا آستین
چڑھائے ہوئے زخم کھائے ہی تاریک کو بلند نہین ہونے دیتا عبر قران شیرانہ تیغہ نور افشانی علم
کیے تاک مین کھڑا ہی مجمع ساحران بھی اس مقام پر بعید و بے انتہا ہی افراسیاب کو بھی ساحران
طلسم نور افشان نے گھیرا ہی ملکہ حیرت جادو معشوقہ خونخوار بہ بران سے زخمی ہو چلی ہی مجلس کوک
کوک کر گر رہی ہی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن ابرو نبرد شکن ہوتیون کے ملے ہاتھ مین سحر
و ساحری بات بات مین جب موتیون کا اولا مار اکنیزان حیرت کے سر پھٹے لیکن حیرت بھی تعلیم کردہ
افراسیاب زخم اٹھا کر پیچ و تاب کھا کر اپنی ساتھ والیون کو ترغیب جنگ دے رہی ہی اور ملکہ
سوسن لوخش و نگار زعفران پوش و ملکہ حیران آئینہ دار و ملکہ کاکل دراز و طاریجان سحر طراز
یہ سب شاہزادیان حاکمان در بند ہوش ربا بار حیرت جادو کے جمی ہوئی زور ہی ہین وہ مقام
حسرت انجام ہی کہ ایک کو ایک کی فکر نہین جان بچانیکا ذکر نہین کئی مرتبہ بران شمشیر زن نے
اختر مروارید کو ہر ایک ساحر پر لگایا ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوکر اُسکو قبضے مین کر لیتا ہی اسیطرح دست بستہ
۱۰۵ اختر پاس بران نامور کے پہونچ جاتا ہی حیرت نے بھی بال کھول دیے ہین جب سحر کیا اندھیرا
میدان کارزار مین چھا گیا اُس اندھیرے مین ساتھ والیان ملازمان بران پر آن پڑی ہین میدان مین
لالہ زار کھلا ہوا جس مقام پر بران و حیرت سے معرکہ ہی صد ہا چاند کے ٹکڑے ہزار ہا ستارے زمین
پر پڑے تڑپ رہے ہین کیسے نازنین مہ جبین قتل ہوئے کہ جنکا نظیر ممکن نہوگا عمرو اس ہنگامے
کو دیکھتا ہوا اُس مقام پر پہونچا کہ جہان تاریک و نور افشان لڑ رہے ہین لکھا ہی کہ سات جال
نور افشان نے تاریک شکل کش پر مارے اِنے سب توڑے آٹھوین مرتبہ قہر و غضب مین

دام سحر جمشیدی نور افشان نے کاندھے سے اُتارا تاریک کڑک کر قریب نور افشان پہونچی تھی
نور افشان نے دام سحر اُٹھایا لیکن تاریک نے زنجیر سحر نور افشان پر مارا ہر چند نور افشان نے بچایا
لیکن سر زخمی ہوا نور افشان نے پلٹ کر خنجر مارا تاریک شعلہ کش نے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے نور افشان
کے چھوٹ گیا موت تاریک کی قریب تھی وہ خنجر اسکی ران پر پڑا آہ کر کے جھکی وہیں دام سحر نور افشان نے
مارا اُسکی بے طور کھلبلی مثل ماہی بے آب تڑپنے لگی نور افشان دونوں پیر جما کر زمین پر کودا گرتے گرتے
تاریک نے بمشکل تمام جال توڑا پیر زمین پر جما کر سیدھی ہوئی کہ پہلو سے نعرہ ہوا او تاریک کہاں
جاتی ہے تم صاحب بندہ گران نظر کردۂ بزرگان شاگرد رشید مہتر مہتران غلام قدیم صاحبقران صاحب فتح
وظفر مہتر قران نامور تاریک بھی ملک الموت کو قریب پایا تیغہ نور افشانی کو بخوبی پہچانا قصد ہوا
سحر کر کے بلند ہو جاؤں اس ظالم سے جان بچاؤں لیکن مہتر قران نے پیترہ بدلکر ہاتھ تیغہ نور افشانی
کا لگایا تاریک نے گھبرا کر دونوں ہاتھ اُٹھا دیے دونوں کلائیاں کٹ کر گرین پرنالہ خون کا جاری ہوا
مثل ارنا بھینسے کے چیخی منہ سے اُسکے ہزارہا شعلہ ہائے آتش نکلے قران کو آتش سحر نے گھیرا قران
نے تیغہ چمکایا آتش سحر باطل ہوئی دوسرا ہاتھ مارا تاریک پکاری ارے بچانا ایک پتلا فولادی زمین
سے پیدا ہوا جست کر کے بجائے سپر سر تاریک پر آڑا یا تیغہ برق تاب چمککر گرا پتلے کو کاٹا سر تاریک
پر گرا ذرا فرق نہوا سر اسکے جبڑے کو کاٹا چشم زدن میں یا تو سر پر چمکا تھا یا تیغہ آبدار نے زمین میں بوسہ دیا
تاریک شعلہ کش کے دو ٹکڑے ہوئے ہائے سحرہ دوم کا مارا جاتا شور اُٹھا تاریک اندھیرا چھا گیا ساحرونکے
دم گھٹنے لگے ہزارہا زاغ و زغن و صعوہ و مرغ دمحن درختوں سے اُڑے پروں سے سر پیٹ کر ہائے بلکا تاریک
کا نعرہ کرتے تھے جل جلکر زمین پر گرتے تھے نور افشان جادو نعرہ کر کے سحر کرنے لگا صدہا پتلے پیدا کیے
مشعلیں اُنکے ہاتھ میں لیکر بلند ہوئے جب ایک نے ایک کو دیکھا اب آواز آئی کشتی مرا نام میں
تاریک شعلہ کش ہوا افراسیاب کی بھی نگاہ جا پڑی دیکھا لاشہ تاریک تڑپ رہا ہے نور افشان
سحر کرتا ہوا میری جانب آتا ہے افراسیاب نے پڑھکر سحر کیے نور افشان پر بلا نازل ہوئی صدہا شیر صحرائی
درہ ہائے کوہ سے پیدا ہوئے نور افشان جادو پر حملے کرنے لگے نور افشان اُن شیروں سے لڑ رہا تھا
جس شیر کے سر پر گھونسا مارا سر اُسکا پھٹ گیا کسی کو چیر کر پھینک دیا لیکن قضائے کار بر سر کوہ زبرجد کے
آفات چہار دست تخت پر بادۂ کبر و نخوت سے مست بیٹھی ہے ذکر کر چکا ہوں کہ بروز قتل شعلہ جاری

چٹکیان جل گئین آٹھ سو تیلیان قصر زبرجدی مین کہ سبز تھی رہین مگر گئی دل سے اداس اُسوقت آفات چہاردست
نے پوچھا کیون شاہزادیون مزاج کیسا ہی آج کئی دن سے تمکو پریشان پاتی ہون بہت گھبراتی ہون
مفصل حال بیان کرو اگر کچھ عارضہ ہو علاج کرون مین تو تمھاری خدمتگزار ہون کچھ حال طلسم ہوش ربا
بیان کرو میرا بچہ افراسیاب جادو کس حال مین ہی بی تاریک شکل کش نے کیا کیا تین دن سے
روزنامچے مین ایک حرف نہین لکھا ابتو آیندہ گذشتہ کی خبر نہین ملتی کلی آرزو کی نہین کھلتی ایک انمین سے
جھلا کر بولی دادی جان اپنی خیر مناؤ ہمارا سر نہ پھراؤ کیسی خبر آیندہ گذشتہ سامری وجمشید نے تمھارے
قبضے مین کر دیا حباب لب دریا ہین آمادۂ مرگ دہانے قضا ہین وقت روا روی ہی ہماری جان پر
بنی ہی تمکو کہانی سوجھی ہی نہین معلوم کس فکر مین ہین ذرا خبر تو اپنے فرزند کی منگاؤ دیکھو کیا گذری
آفات چہاردست نے کہا بی بی سے نجوم رمل خبر اخبار تمھاری ذات پر موقوف ہی تمھین بتاؤ
دوسری بول اُٹھی اپنا تو یہ حال ہی بقول شاعر ان اشعار سے ہمارا حال سمجھ لیجیے مخمسہ حسب حال

معصیت سے اپنا دامن بھر چلے ۔۔۔ لیکے حسرت بادلِ مضطر چلے
بس اسی خوف ورجا مین مر چلے ۔۔۔ تہمت چند اپنے ذمے دھر چلے
کسلیے آئے تھے کیا ہم کر چلے

حشر کا دن ہمکو اک آن ہی ۔۔۔ کم ہو عمر ہجر کیا امکان ہی
قہر حسرت ہی غضب ارمان ہی ۔۔۔ زندگی ہی یا کوئی طوفان ہی
ہم تو اِس جینے کے ہاتھون مر چلے

گلشن ہستی کا نظارہ کیا ۔۔۔ اب ہی سر مین باغ جنت کی ہوا
دم سے دم کی سیر ہی وقفہ ہی کیا ۔۔۔ کیا ہمین کام ان گلون سے اے صبا
ایک دم آئے ادھر اودھر چلے

آئے تھے مہمان برائے یک نفس ۔۔۔ خوب دیکھا اب نہین باقی ہوس
اب یہان رہنا ہی بس قید قفس ۔۔۔ دوستو دیکھا تماشا یان کا بس
تم رہو خوش ہم تو اپنے گھر چلے

بے زبان جو شمع سان ہین کیا کہین ۔۔۔ عشق کی آتش سے اُڑتے ہین دھوئین

دیکھیں شکل ہی بزم ہستی میں جنھیں
شمع کے مانند ہم اس بزم میں

چشم تر آئے تھے دامن تر چلے

محفل ہستی کا دیکھا تا دبجاو
کھول خم کو محتسب سے گھر کو جاو
تشنہ کاموں کی صدا ہی لاو لاو
ساقیا یاں لگ رہا ہی چل چلاو

جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

ہند سے چین اور عجم سے تا عرب
کوئی رعنا سے نہیں کہتا سبب
دھوم ہی مخلوق کی ہر روز و شب
در دیکھو معلوم ہی یہ لوگ سب

کس طرف سے آئے تھے کیدھر چلے

ان اشعار عبرت آثار کو سنکر کہا شاہزادیو مین تو اسکے مطلب کو نہین سمجھی ایک نے جواب دیا او ہیرنا بالغہ تو ہماری دربا جان ہی تو کیا سمجھیگی بقول اسد اللہ خان غالب دہلوی شعر حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ ✦ یہ تو کوئی مجکو سمجھا دے کہ سمجھائینگے کیا ✦ ایک نے کہا کہ بوا ایسی سخن نا فہم سے کلام کرنا سراسر حماقت ہی جسوقت آفت آسمانی آئیگی بخوبی یہ لکا تا سمجھ جائیگی آفات چہاردست نے جواب دیا کیون بی بی مین جو تمہاری خدمتگذار قدیم ہون بلکہ مصاحب و ندیم ہون کبھی ایسے کلمات سخت میرے بارے مین نفرماسے تھے ۃ اسطرح کے ذکر مہملات آنے تھے ایسا لفظ میرے مقدمے مین آپنے کہا کہ مجکو پسینہ آگیا پتلی نے منہ پھیر لیا دوسری نے کہا بوا جاؤن جاؤن نگر داب وقت آگیا خدمت مین سامری کے چلینگے ہاے افسوس ہی کہ آتش جہنم مین جلینگے اب انجام کا خیال آیا آفتاب سر پر آگیا صبح پیری نمایان ہوئی آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہی ہین اپنے نصیبون کو رو رہی ہین دادی صاحب باتین بناتی ہین انکی بات ہمکو بہت ناگوار ہی روح جسم خاکی مین بیقرار ہی وہ پتلیان یہ باتین کر رہی تھین کہ وہان عمر قران ثانی مدا نے ہاتھ تیغہ نور افشانی کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے یہان ایک پتلی کے سر سے خون جاری ہوا آہ کا نعرہ کیا کہا آفات چہاردست ہم تیرے گھر سے جاتے ہین یہ کہکر اسکی قطرات خون مثل شعلہ آتش تھے جسپر پڑا جلنے لگی دیوار و در سے آگ نکلنے لگی ہاے واے کی صدا بلند آفات خود بسند بیقرار در و مندار سے پیری شاہزادیان کہلاتی تھی ایک ایک کو گود مین اٹھا کر قصر تاریک مین چھپنے لگی ہر چند کدو کاوش کی بڑی بڑی انکی کوشش کی لیکن چار سو پتلیان جلکر خاک ہوئین آواز آئی کشتی مرا نام من کنیزان سامری بود آفات نے جن جاری

بچایا وہ کوٹھری میں سر ٹکرا رہی ہیں چیخیں مارتی ہیں ارے دروازہ کھول دے ورنہ ہم اپنی جان دیکے دیوانہ وار
نکل آئینگے آخر آفات آسمان پر کڑکی کہیں سے دو نوجوان پکڑ کر لائی بہ تعجیل تمام انکو ذبح کیا خون انکا
ناندے میں بھرا وہ ناندا کوٹھری میں کھسکا دیا یا تو چلیاں رو رہی تھیں خون دیکھکر چہرے سُرخ ہوئے
ایک نے ہنسکر کہا واہ دادی جان خوب دم دیا پہلے یہ نہ سوجھی آفات نے بہ تعجیل تمام اُس مکان کو بند کیا
روتی پیٹتی ہوئی تڑپ کر چلی قصر زبرجدی سے تھوڑی دور نکلی تھی کہ دیکھا آسمان پر زاغ و زغن غل مچا رہے ہیں
ابر دھوان دھار اُٹھے ہیں آوازیں آرہی ہیں کشتی مرا نام من تاریک شکل کُش بود آفات اُسوقت
اگر پہونچی کہ قتل تاریک کا میدان کارزار میں ہنگامہ کوکب روشن ضمیر و نور افشان بانو قیر فوج حیرت
پر چلے ہیں لاشہ تاریک میدان کارزار میں تڑپ رہا ہی ایک جانب مہتر قران نامدار تیغ نور افشانی
بدست باوجرأت سے مستعرف افراسیاب کے جاتے ہیں افراسیاب غم میں تاریک کے بیقرار
اشکبار تین شبانہ روز لڑائی میں گذرے ہیں تاج سر پہ نہ دار گریبان چاک ہوش میں طرف مہتر قران
کے جانیکا قصد کیا ہی آفات نے دہیں سے نعرہ کیا او نافہم نادان بیوقوف خبردار کہان جاتا ہی
ہاتھ میں اُسکے تیغ نور افشانی ہی اسکے ہاتھ سے تاریک کو نہ بچایا تو نے بھی نہ سمجھا یا خبردار مقابلہ
کرنا بہت پچھتائیگا یہ وہ تیغ سحرکش ہی جسکا عدیل و نظیر ممکن نہوا مشہور ہی کہ تیرا اجل بھی اسی پر موقوف
ہی سامنے اژدر دہان کے جاتا ہی کیا بیوقوف ہی افراسیاب نے آفات کو جو آتے دیکھا آواز دی
جدا میں لٹ گیا دائی امان سے چھٹ گیا آفات نے کچھ جواب نہ دیا گرتے گرتے دام جمشیدی مارا
افراسیاب و حیرت و مصور وغیرہ کو اُسمیں لیکر چشم زدن میں مخفی ہوگئی پکار کر اتنا کہا ای نور افشان و کوکب
تمھاری بھی اجل قریب ہی جسدن میدان کارزار میں ٹھہر جاؤنگی اس ہزیمت کا مزا چکھاؤنگی نور افشان
نے قصد کیا کہ آفات چہار دست پر بھی جا پڑون عمرو نے جھپٹ کر نور افشان کا دامن تھام لیا کہا
استاد بس خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا بڑی ساحرہ کو مارا تالیاں فوج افراسیاب نے جو بجائیں
کہ شہنشاہ کو لگی واہ دادی جان لیگئیں یہ بھی سب شکست کھا کر طرف صحرا کے بھاگے فوج کے قدم نہ تھم سکے
خیمے بارگاہیں لوٹ لیں ملازمان ملکہ مہرخ مالا مال ہوگئے غازیوں کے چہرے سُرخ صدہا زخمی جا بجا تڑپ
رہے تھے عمرو نے آواز دی ای ملکہ مہرخ جلد انتظام کرو زخمیوں کو میدان کارزار سے اُٹھاؤ عیاران نامی
سرداران گرامی نے بڑھکر انتظام کیا بارگاہیں استاد مہرین زخمیوں کو لائے زخم دوزیان ہونے لگین

استادان سخن نے تحریر فرمایا ہی کہ دو شبانہ روز تک کسی کے ہوش درست نہ تھے وہ صحرائے وسیع
لاشوں سے معمور تھا آخر اُس صحرائے وحشت ناک کو چھوڑا آگے دس کوس بڑھکر بارگاہین استادہ ہوئین
چند روز کے بعد ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لاکر تخت پر بٹھایا ضرغام شیر دل کو بلایا کہا اے ضرغام
والا مقام حقیقت مین تمنے ایسا کار نمایان کیا کہ صفت اُسکی ناممکن ہی مشہور ہوا ہے کہ غازی اسد بن
کرب غازی کو کہان چھپایا اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر بچایا سب کو اس مقدمے مین حیرت ہی
ضرغام شیر دل نے سر دربار بیان کیا کہ جب مین نے وحشت تاریک شکل کش کو دیکھا کہ جسکو
پاتی ہی چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہی تب مین نے اسد نامدار کو بیہوش کر کے درہ کوہ مین چھپایا ایک جوان کو
دم دیکر اسد غازی بنایا ملکہ مہ جبین کو سمجھا دیا تھا کہ اب آپ چند دن سامنے طلسم کشا کے رہئیے گا شکر ہی
انجام بخیر ہوا ملکہ مہرخ وغیرہ نے ضرغام کی بڑی تعریف کی بہت بڑا خلعت دیا خواجہ کرسی سے اُٹھی
ضرغام کو گلے سے لگایا کہا بیٹا قوت بازو زینت پہلو تم ہو میرے بعد زنبیل وغیرہ تمھین کو ملیگی بلکہ زندگی
مین اپنا جانشین کر دونگا وہ ان مدعا کل مراد سے بھر دونگا لیکن لیاقت کی شے حفاظت سے رکھتے ہین
خلعت عیارو ہم احتیاط سے رکھ چھوڑین جانشینی کے نام پر ضرغام پھول گیا خلعت و انعام چھپایا تھا
وہ حاضر کر دیا سب عیارونکو خلعت ہائے فاخرہ ملے کئی مہینے کے بعد اسد نامدار دربار مین تشریف لائے
نور افشان جادو نے تیغہ نور افشانی مہتر قران سے لے لیا تیغہ اُسیوقت طرف قصر نور افشانی
کے روانہ کر دیا چالاک بن عمرو پر عمرو نے بڑی آفرین کی کہ ای نور نظر حقیقت مین اطلس گلگون پوش
کو خوب گرمایا میان برق کو بھی گلے لگا لیا کہا ارمان جادو کی صورت خوب ہی بنے مہتر قران سنگ
جرأت کی تعریفین کین ملکہ مہرخ نے بحکم کوکب روشن ضمیر بارگاہ کو آراستہ کیا سامان عیش و نشاط
مہیا ہوا حقیقت مین آج عجب دربار ہی جسپر روح جمشید نثار ہی ایک جانب ملکہ بران شمشیر زن و
ملکہ مجلس پر فن سرداران ملکہ مہرخ ملکہ بہار گلعذار ملکہ مخمور نامدار رعد و برق لامع سب اپنے
اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین ساقی بچے حاضر ہوئے دور شراب ناب بصد آب و تاب چلنے لگا اُسوقت
نور افشان جادو نے ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا ای ملکہ عالم آج تو پروردگار نے بڑا فضل شریک حال کیا
حیات دوبارہ حاصل ہوئی بعنایت رب اکبر تسکین دل ہوئی خواجہ عمرو سے فرمائیے عنایت فرمائین
تو کوئی نئے طور سے سنائین ملکہ مہرخ نے مسکرا کر کہا میری کیا مجال ملکہ بران شمشیر زن سے کہیے انکو مجھ

مانتے ہین اُنکے فرمانے سے ضرور مہربانی فرمائینگے بوجہ احسن ذبح بجا لینگے نور افشان جادو نے بران کو قریب بلایا پیشانی پر بوسہ دیا کہا ای نور نظر خواجہ تمھاری بڑی خاطر کرتے ہین فرمایش کرکے ذبح بجوا دو ملکہ بران شمشیر زن کانپنے لگین کہا حضور میری کیا حقیقت ہی لیکن مجلس جادو کو ان باتون مین اختیار ہی وہ جب ضد کرتی ہی خواجہ کی کچھ نہین چلتی اُلٹے کہنے کا نینگے لاچار ہو جائینگے یہ کہکر مجلس کو قریب بلایا کہا کیون بیٹیا آج گانا نہ سنوگی تم آج خوب خوب رہین خواجہ تمسے خوش ہوئے ہونگے کہو کہ آج ہین گانا سنائیے مجلس نے کہا بہت خوب میرے کہنے سے دادا جان ضرور گائینگے یہ کہکر قریب خواجہ کے آئی اُچکلر گود مین رینگلئی ملکہ بران نے پکارا کہا کیون بے ادبی کرتی ہی الگ بیٹھ خواجہ نے گلے سے لگا لیا کہا بی بی تمکو کیا تم دخل نہ دو ملکہ بران نے سر جھکا لیا ظاہر مین تو جنگ زرگری تھی کہا حضور آپ نے اسکو بہت منھ لگایا سر چڑھایا کسی کی بات نہین مانتی عمرو نے کہا ابھی کمسن ہی جب عقل آئیگی سمجھ جائیگی مجلس نے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا دیکھیے دادا جان مین حیرت سے کیسی لڑی دیکھیے کئی زخم کھائے یہ کہکر کرتا اُٹھایا پشت دکھانے لگی عمرو نے دیکھا حقیقت مین کئی زخم کاری کھائے ہین جراح نے ٹانکے لگائے ہین پٹی چڑھی ہوئی ہی عمرو کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا بیٹیا خدا بچاوان ظالمونکے ہاتھ سے بچا لیا کتنا بڑا کلیجہ ہو کر لڑتی ہی جرأت تجھپر ختم ہی مجلس نے کہا دادا جان اب زیادہ باتین نہ بنائیے میرا دل گھبراتا ہی ذبح بجائیے عمرو نے کہا بی بی آج بعد کئی دن کے جلسہ آراستہ ہوا ہی نور افشان ایسا استاد کامل بیٹھا ہی بمقدر فکر از اسباب کچھ گفتگو ہوگی صلاح ہوتا واجب و لازم ہی کوکب و نور افشان بعد تھوڑی دیر کے چلے جائینگے صبح کو ذبح بجا لینگے مجلس نے اپنے کو گود سے خواجہ کی زمین مین گرا دیا مچل گئی ایڑیان رگڑنے لگی ٹوپی سر سے اُتار کر پھینک دی سب ہنسے بران سے نور افشان نے اشارہ کیا حقیقت مین بیٹیا اس طرح سے کوئی نہ کر سکتا خواجہ گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھے دیکھا یہ تو اپنے کو ہلاک کیے ڈالتی ہی ہر چند گود مین اُٹھاتے ہین وہ مچلی جاتی ہی غل مچاتی ہی ہچکیان لگ گئین ناک بہ رہی ہی ہر چند خواجہ کہتے ہین بی بی چپ رہو مین ذبح بجاتا ہون مجلس کہتی ہی اب مین ذبح نہ سنونگی آپنے مجھکو رلایا اب مین آپسے نہ بولونگی رو رو کر جان دونگی عمرو گھبراتا ہی کہ اپنے کو یہ میری گود سے گرا گرا دیتی ہی ایسا نہو زخم کے ٹانکے ٹوٹ جائین ہلاک ہو جائیگی بران کہ رہی ہی کیون خواجہ صاحب آپنے منھ لگانیکا مزا پایا آپنے چھوکری کو برباد کیا اسد غازی بھی ہنس رہے ہین دماغ تو سرداران نامور خوشی سے آپس مین

کو رہے ہین مجلس نے محفل مین خوب جلسہ کیا خواجہ نے کبھی کسی کے ایسے ناز نہ اٹھائے ہونگے اسد نے
کہا اپنے ان کو تمکو گود مین نہ لیتے تھے ہر ایک کی مان نے ہر ایک کو پرورش کیا پال پوس کر انکو دیا کسب
کمال بھی وہ بیچارے آپ ہی کرتے تھے صاحبقران زمان انکی اولاد کو اپنے فرزندون کے ساتھ
پرورش کراتے ہین عنایت بے نہایت فرماتے ہین حقیقت مین خواجہ کو مجلس سے بڑی محبت ہے دیکھو
کیسے ناز اٹھا رہے ہین منت خوشامد کرکے بہلا رہے ہین بمشکل عمرو نے مجلس کو گود مین اٹھایا دامن سے
آنسو پونچھے کہا بی بی بس رونا موقوف کرو اور کرسی پر بیٹھو نوازی سنو بہ تعجیل کرنا اور سنگار یا پھٹا ہوا
کرتہ اتار ڈالا نیا پہنایا مجلس کی ساتھ والیان چار سو لڑکیان اپنی بی بی کے رونے پر وہ بھی چیخین مار کر
روتی تھین کوئی منہ پھلا کر بیٹھی کوئی کہتی تھی واہ خواجہ عمرو بڑے جلاد ہین ہماری بی بی مجلس جادو کو
رُلاتے ہین ہم اب کبھی انکی بارگاہ مین نہ آئینگے اپنی بی بی کو بھی نہ آنے دینگے گو ثریا کی شادی کی تھی رات
چھوڑ کر ہم سب چلے آئے یہان اگر بڑے رنج اٹھائے دو چار قریب ملکہ مجلس کے آئین ایک نے کہا
بی بی چلو بس اس بارگاہ کو سلام کرو دیکھیے آپ کی آنکھین سرخ ہو گئین آپ کے رونے پر مین ہلکان ہو گئی
مین تو بھوک کے مارے روتی تھی شیرمال کباب منگوائیے آپ بھی کھائیے ہمکو بھی کھلائیے مجلس نے کہا
جاؤ بیٹھو جب گانا سن لینگے تب دسترخوان بچھوائینگے کیون گھبرائی ہو ارے بکنے والے ملکہ مہرخ نے
پلاؤ پکوایا ہے یہ باتین بچونکی سنکر سب سردار خوش ہو رہے ہین کہتے ہین ملکہ بران ماشاء اللہ کیا جلسہ کیا ہے
مجلس کی ذات سے تمھاری محفل مین بڑی چہل پہل رہتی ہے بران نے کہا خدا اسکو سلامت رکھے
میری زندگی کا سہارا ہے میری خاطر سے سب صاحبون نے اسکو تعلیم کیا اس سن مین سحر و ساحری مین
طاق کر دیا حقیقت مین شہرۂ آفاق کر دیا بی حیرت زوجہ افراسیاب اسلئے سحر سے بہت گھبراتی ہین
آج تو یہ ایسی لڑی کہ صفین درہم و برہم کر دین کئی ہزار کنیزان حیرت اسی کے ہاتھ سے قتل ہوئین
دو شاہزادیان دربند ہے طلسم ہوشربا کی حاکم و ناظم بڑی زبردست تھین انکو اسنے لوٹ کر
مارا ان باتون کو سنکر مجلس بول اٹھی اماجان اب خاموش رہیے نوازی ہوا چاہتی ہے یہ کہکر
کھڑی ہو گئی پکار کر کہا خبردار ہمارے جد عالی تبار نی بجاتے ہین جو کوئی منہ سے بولیگا اسکو دربار سے
نکال دونگی بران نے کہا اری چپ رہ بڑے بڑے سردار بیٹھے ہین کوئی برا مانیگا ملکہ مہرخ نے کہا
اسکے کہنے کا کوئی برا نہ مانیگا سب جانتے ہین کمسن بچہ ہے جو چاہے سو کہے مجلس نے کہا حضور آپ بھی

خاموش رہیے ملکہ مہرخ نے کہا اچھا بی بی گانا شروع ہو تو چپ رہین مجلس طرف خواجہ عمرو کے ملتجی کہا
داد دیجیے اب سب خاموش ہین ذ شروع کیجیے عمرو نے مجبور ہو لاچار نکالی تمام اہالیان دربار مشتاق ہین
کل جلسہ گوش بر آواز عمرو نے یہ غزل عاشقانہ فی زمین بیجا کی

غــزل

غرض کیا ہووے پھر ساقی جو وہ مے کش نہیں آیا
اٹھی دو سے جو تیرا ذکر چشم شرمگین آیا

حیاتِ چند روزہ پہ غرور اتنا نہ کر غافل
کہ پھر افسوس ہے بیجا جو وقت واپسین آیا

ہوا ہے روح سے منظور پردہ جسم خاکی کو
کہ خود صیاد آہو کی پہنکر پوستین آیا

زبان تیغ دل ہرگز نہ پایا اُسکے سینے مین
ہمارے بعد حضرت مین نکوئی جانشین آیا

ترا جلوہ وہ ہے قربان جسپر دونون عالم ہین
نکوئی دوست یان آیا نکوئی ہمنشین آیا

دعا مستون کی بر آئی اونڈیلی جسنے مے ساقی
کہ پھر فرصت کہان جب حکم رب العالمین آیا

وہ ہیبت تھی کہ بسیر آنکھ ڈالی روح گھبرائی
صفائی پھر کہان جب نام کے نیچے نگین آیا

بھبوکے ڈالنے کو دل مین آب آتشین آیا
دو رنگی ابلق ایام کی طرفہ تماشا ہے

کہ مرغ روح اڑ کر آشیان تک سحر نہین آیا
بہت مدت مین دیکھا آج تجکو یار دیرینہ

مگر کاشانۂ دل مین کوئی خلوت نشین آیا
اثر جذب محبت نے بڑی مدت مین دکھلایا

ہدف تیر نظر کا ہو کے جو آہوے چین آیا
مقرر ظالمو تمکو بھی پسند آتا ہے حجاب جانا

تنا مین تری دنیا مین یوسف سا حسین آیا
سمجھ لینگے قیامت کو نظر ہے انکی رحمت پر

غنیمت ہے بہو تک تیرا دست نازنین آیا
لگی کس وقت مشق چاک مین کی دست وحشت نے

اجل مشتاق بھی قاتل کے آگے سہمگین آیا
نسیم ایسی غزل لکھی کرامت جس سے پیدا ہے

قفان بیصدا فریاد پنہان آہ پوشیدہ
جسے بالائے زمین دیکھا وہی زیر زمین آیا

ابھی سے فکر انجام مین آغاز عشق کی
کہان تھا کسطرف سے ایدل اندوہگین آیا

یہ غربت ہے تری صید افگنی کی جسطرح صیاد
کہ جاتا تھا کمین و اور گھبرا کر کمین آیا

ہمین ہنگام پری دیوانگی کی یادگاری تھی
نہ تم شمشیر قاتل دیکھکر ہمکو یقین آیا

لحد مین تنگ دم بھر بھی ہمراہی کسی نے کی
لگا یا جام کی نخوت سے بغل مین مہ جبین آیا

غنیمت جان مہلت زیست کی چند روزہ ہے
گریبان کا کسنا دن جو دامن تک نہین آیا

یہ سچ ہے خلقت اصلی بنانے سے بگڑتی ہے
ہوئے شرمندہ حاسد شکر ونکو یقین آیا

بارگاہ مین صدائے آہ اور واہ بلند ہے سب نے زیادہ ملکہ بران شمشیر زن عاشق جمال شاہزادہ ایرج نوجوان
اشعار عاشقانہ جو سُنے کلیجے پر ہاتھ رکھلیا گل سے عارض پر گوہر بے بہا اشک ٹپک رہے ہین اُدھر ملکہ بہار گلعذار
یاد بادشاہ حجاہ مین بیقرار اشکبار ایکجانب ملکہ مخمور سرخ چشم فراق دیدہ ہجران کشیدہ یاد گل رخسار نور العین
تاجدار مین مثل عندلیب بال و پر شکستہ منتشر و خستہ حیران و پریشان ایک ایک اشعار پر بیقرار ہوتی ہے کبھی برنگ گل
یاد کرکے ہنستی ہے کبھی روتی ہے قضائے کار ملکہ بران شمشیر زن قریب ملکہ مخمور کے کرسی جواہرنگار پر جلوہ فرما تہین
یکبیک نگاہ پڑی مخمور کو بیقرار دیکھکر اور زیادہ دل بھر آیا مسکرا کر فرمایا کیون مخمور آج تم بہت بیتاب ہو

مخمور نے کہا حضور بڑے افسوس کی بات ہی عرصہ دراز سے کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر گذر نہین ہوا کچھ حال نہین کھلا کہ وہان کی کیا کیفیت ہی افراسیاب نے بڑے بڑے جادوگر بھیجے خدا فرزندان خواجہ عمرو کو سلامت رکھے کہ جاتے ہی ساحر کو گھیر لیتے ہین مہلت سحر کرنے کی نہین دیتے ہین لیکن مقدمات ساحران مین عقل حیران ہی اب افراسیاب خانہ خراب جسکو بھیجتا ہی سب باتون سے پہلے یہی سمجھاتا ہی کہ یار و عیارون سے بچنا فرزندان عمرو بلاے روزگار ہین جو انسے بچیگا لڑائی فتح کریگا شاہزادہ والا قدر کے مزاج مین بادہ گری ہر رگ و ریشہ مین جرأت بھری ہی ساحرے نہین ڈرتے مقابلہ کرتے ہین خدا نخواستہ کوئی بچیا ہیر دستا نما نہو انکے سبب سے لشکر ظفر اثر کی آبرو ہی شیر بیشہ جرأت نہنگ دریاے ہمت آفتاب عالمتاب آسمان جود و سخا نیر درخشان برج لطف و عطا قوت بازوے صاحبقران بربادکن لشکر کافران ملکہ بران شمشیر زن نے ابرو پر بل ڈالکر جواب دیا صاحب بس موقوف کر دتنے تو ایک دفتر چھیڑ دیا وہ ایسے کیا جری بہادر ہین معاذ اللہ تمتے تو تار باندھ دیا اپنے قبلہ و کعبہ سے بھی زیادہ ہوگئے کتا ہین تو ابھی دنیا مین موجود ہین چند دن مین حال کھلجائیگا ہوشربا مین ہنگامہ پڑیگا ساحرون کو بھاگتے ہوئے راستہ نہ ملیگا صاحب اران صفوف آراے برہم زن لشکر زبردستان سرکوب سامری پرستان نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان طلسم سکندریہ کو فتح کرکے سمت طلسم ہوشربا چلے ہین پہونچتے پہونچتے سب سامان ہوجائیگا ایک ہی دن کی لڑائی مین افراسیاب ماراجائیگا بڑے بڑے سردار انکے ہمراہ ہین نامی و نامدار شاہزادہ صیقل آئینہ دار ملکہ انجم ماہ رخسار اور علاوہ انکے بہت کچھ سامان ہمراہ ہی انکے بارہ مین البتہ دفتر مین لکھا ہی کہ اگر انکا قدم لشکر اسلام مین ہوتا لقا ایسا بادشاہ جلیل مخمور کہین نہ کہا تا پھرتا صاحب حسب و نسب نور نگاہ امیر عرب کوئی ساحر بھی انکا کچھ نہین کر سکتا مخمور نے کہا جی ہان وہ ایسے ہی ہین تکرار سے کیا فائدہ ملکہ بران نے حرف سے مخمور کے منھ پھیر لیا مزدکلائے بہت کچھ ہوئے یہان تو بارگاہ مین صحبت عیش و نشاط آراستہ ہی دوسرے دن نور افشان و کوکب و ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ ملکہ مہرخ سے رخصت ہوکر طرف طلسم نور افشان کے گئے ملکہ مہرخ وغیرہ کو انتظار ہی کہ دیکھین اب کیا ہوتا ہی لیکن آفات چہار دست افراسیاب وغیرہ کو لیکر باغ سیب مین آئی سب کو ہوشیار کیا جو افراسیاب کی آنکھ کھلی دیکھا آفات چہار دست کھڑی پیٹ رہی ہی کہا او افراسیاب تونے غضب کیا تحفہ جات طلسم ہوشربا کو مٹا دیا بوقت قتل

تاریک شکل کش چار سی کنیزین چل گئیں روز نامچہ لکھا جاتا تھا کوہ زبرجدی کا موقوف ہو گیا جسدن سے
چراغ حیات مشعل گل ہوا تاریک نے آکر اندھیر مچایا خبر آئندہ گذشتہ کی نہین ملتی کنیزان سامری پھولی
بیٹھی رہتی ہین لاکھ پوچھو خبر نہین سنا تمین آج تو قیامت برپا تھی اسقدر روئین پیٹین کوہ زبرجدی مین
تلاطم برپا تھا ہزار مین نے روکا نہ رک سکین چار سی پتلیان جلکر خاک ہوئین اور یہ موقوف اب کہو کیا ارادہ ہے
افراسیاب نے کہا جدہ حجرۂ اول مین جو مین نے سختی اُٹھائی کلیجے پر پتھر رکھلیا ایسے شخص کو اپنے ہاتھ
سے قتل کیا جسکا حسن مین مثل نہ تھا گو دیوین مین بچپن سے پالا دائی امان کو کس زور سے بلایا اب
تامل بیکار ہے تیسرا حجرہ کھولونگا طرف قلعہ تخت الشعاع کے جاتا ہون زال جادو سے پوچھ کر حاکم
حجرۂ سویم کو لاتا ہون آفات نے منہ پیٹ لیا کہا او افراسیاب تو طلسم ہوشربا کے پیچھے پڑا ہے بے فتح
کرائے نچھوڑیگا افراسیاب نے کہا طلسم ہوشربا کون فتح کریگا اسد غازی کو دائی امان کھا گئین پیٹ
مین اُنکے ہضم ہو گیا مہرخ وغیرہ کو عمرو گردوار رہا ہے یہ سنکر آفات خوش ہو گئی کہا ارے میرے سر پر ہاتھ
تو رکھ افراسیاب نے کہا تمہارے باپ کے سر پر ہاتھ رکھدونگا سر میدان اسد غازی کو چیر پھاڑ کر
دائی امان کھا گئین سب نے دیکھا کیا کوئی پردے کی بات ہے اجو حیرت بھی بول اُٹھی مرشد زادے نے
بھی کہا صورت نگار نے بھی گواہی دی سب ہمراہیان افراسیاب کہنے لگے دادی جان یہ تو سچ ہے
حقیقت مین اسد غازی مارا گیا ہڈی تک اُسکی عمرو کو نہ ملی کئی دن سب نے سوگ رکھا لیکن مہرخ وغیرہ
ایسی ثابت قدم جرأت ہین آپسمین صلاح کرلی کہ جان دو اپنے آقا کے خون کا بدلا لو عمرو کی مدد پر سب کو
ناز ہے وہ بڑا عیار ہے علاوہ ازین اہالیان طلسم نور افشان کمر ہمت بند ہوا تے ہین دیکھو ایسے وقت پر
مدد کو آتے ہین نور افشان جادو نے کچھ خوف نہ کیا تیغۂ نور افشانی قران کو نکالکر دیدیا خود ساختہ
آکر اڑا اگر نور افشان جادو دوام ہاے سحر نہ مارتا قران کی حقیقت تھی تاریک شکل کش کے سایہ مین
بھی نہ آسکتا آفات چہار دست نے کہا ای افراسیاب اگر اسد غازی مارا گیا ہزار برس اگر مہرخ و
بہار رہینگی فتح نہ پائینگی فتح اُسی شیر کے نام تھی ہر کتاب مین نجومی رمال پنڈت ستارہ شناس اسد غازی
کی تصویر کھینچ گئے ہین سامری نامے مین صاف صاف مرقوم ہے ہر ایک ذی علم کو بخوبی معلوم ہے کہ
اسد غازی نواسہ صاحبقران کا فتاح طلسم ہوشربا ہے جرأت و شوکت مین جوان یکتا ہے دوسری جگہ
مین یہ لکھا ہے کسی کے ہاتھ سے اُسکی قضا نہین ہے جب تک طلسم ہوشربا باقی ہے اُسوقت تک اسد غازی کی

قضا نہین ہی اگر یہ ہو تو سارا سامری نامہ غلط ہوگیا ہر ایک کاہن کے حکم مین فرق آیا ابھی تو اُٹھ مین تیرے
ساتھ چلتی ہون اگر مہرخ و بہار وغیرہ کو کھڑے کھڑے نہ قتل کیا تو نام اپنا آفات چہار دست بنایا
افراسیاب نے کہا اچھا جدہ مجھ جادو تاریک کے قتل ہونیکا کیا غم ہی انا میری بھی قتل ہوگئی ایک عورت
کے قتل ہونے سے میرا کیا نقصان جو حق جرات تھا وہ دائی امان نے کیا طلسم کشا کو کھالیا آفات کا خوشی
سے چہرہ سُرخ ہوگیا لیکن کہا ای افراسیاب مجکو ہرگز یقین نہین آتا بڑے بڑے پنڈت جھوٹے ہوگئے اور
سب احکام اُنکے مطابق ہوئے اِس حکم مین فرق آیا کسی کو واسطے خبر کے لشکر مہرخ مین روانہ تو کر لیکن
جانیوا لا خاص دربار مین جاے اپنی آنکھو نسے دیکھ آے مفصل خبر سُنائے کہ دربار مہرخ مین کیا ہو رہا ہی
اب اُن سبکا کیا ارادہ ہی اگر اسد غازی قتل ہوگیا ہی تو سب بھاگ کر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی
کے چلے جائینگے طلسم ہوشربا مین نہ ٹھہر سکینگے کوکب و نور افشان خود عقیل و فہیم ہین اُنکو ہمت
کرینگے کہ تم جاکر صاحبقران کو لاؤ اب کسکے واسطے کد و کاوش کرتے ہو سواے اسد کے کوئی طلسم کشائی
نہین کرسکتا افراسیاب نے ملا حیرت سے کہا صرصر کہان ہی وہ مفصل خبر لائیگی اپنی آنکھون سے
دیکھ آئیگی حیرت نے کہا جب ہماری فوج کو شکست ہوئی وہ بھی کسی جانب نکل گئی ہوگی افراسیاب نے
کو ٹھالکھو لا فولادی پتلا نکالا اُسنے کہا جاکر صرصر کو لاؤ ہوا کو قبضے مین کر و پتلا پر پرواز پیدا کرکے مثل باد صرصر
چلا صرصر شمشیرزن بھاگ کر صحرا مین ٹھہری تھی راہ مین خبر پائی کہ آفات چہار دست شہنشاہ وغیرہ کو
لیکئین درہ کوہ سے نکلی قصد ہوا طرف لشکر عمرو کے چلون کہ پتلا کڑک کر آسمان سے گرا پنجہ مین صرصر
کے دیکر لے اُڑا صرصر گھبرائی کہ شاید عمرو نے کسی کو بھیجکر مجھے گرفتار کرایا چیخ ماری ای ساحران طلسم ہوشربا
مجکو بچاؤ کوئی مجکو لیے جاتا ہی مین صرصر شمشیرزن ہون کنیز افراسیاب جادو قضاے کار آبیار جادو اپنے
باغ مین بیٹھا ہوا شراب انجاری کر رہا ہی دو ہزار جادوگر گرد بیٹھے ہین اسے بھی خبر سُنی ہی کہ ملکہ مہرخ سے بڑے
قیامت کی لڑائی ہوئی آج شہنشاہ نے شکست فاش کھائی ساحرونکو واسطے خبر کے بھیج رہا ہی کہتا ہی کہ یارو
جلد خبر لاؤ اسوقت مین جاکر شراکت کرنا واجب و لازم ہی ورنہ شہنشاہ شکایت کرینگے کہ ایسے وقت مین
ہماری خبر نہ لی ساتھ والے کہتے ہین حضور باغ سیب مین چلیے چلکر ضرور ضرور دریافت کیجیے آبیار یہ باتین
کر رہا تھا کہ یکایک کان مین آواز آئی ای ساکنان طلسم ہوشربا مجکو بچاؤ مین شہنشاہ افراسیاب کی کنیز ہون
کوئی زبردستی مجکو لیے جاتا ہی آبیار نے سر اُٹھا کر دیکھا حقیقت مین ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون صرصر کی

کر مین پنجہ دبے ہوئے لیے جاتا ہی صرصر چیخ رہی ہی وہ نہین چھوڑتا آبیار نے کہا لو یارو غضب کیا یہ تو خاص
شہنشاہ کی عیارہ ہی یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا گولہ جھولی سے نکالکر سینہ کو زنگی کے تاکا اسم سحر پڑھکر پھینک مارا
یہ تپلا تو غفلت مین جاتا تھا سینے پر جو گولہ پڑا صرصر پنجے سے چھوٹی لڑکھڑاتا ہوا طرف زمین کے چلا آبیار نے
آواز دی صرصر کو لینا جادوگرون نے جھپٹ کر صرصر کو ہاتھون ہاتھ روکا یہ تو متموج ہوا سے بیہوش ہوگئی
تھی لیکن تپلا جو گولہ کھاکے زمین پر گرا مثل شعلہ جوالہ ایک ایک کی پکڑ کے ٹانگین چیرنے لگا ہر چند ساحر
گولے ترنج نارنج مارتے ہین یہ فولادی سحر کا تپلا اسپر البو لگا سحر کب تاثیر کرتا ہی گولے کھاتا جاتا ہی کسی کی
گردن مروڑ ڈالی کسی کو نیچے مارا کسی کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا جسم سے سر کھینچکر پھینک دیا ملازمان آبیار مین صدائے
فریاد و الغیاث بلند ہوئی تیغہ پکڑ کر اٹھا آواز دی او ناہنجار بدکردار غضب کیا میرے کئی ملازمون کو مارا
یہ کہکر قریب آیا ہیبت سے سحر پڑھکر تلوار پر دم کے ہاتھ لگایا تپلے نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر
پھینکدی آبیار سحر کرکے لپٹ پڑا ساحرون نے دیکھا ہمارے افسر کو یہ جوان زنگی لپٹ گیا قبضے مارنے لگے
کوئی نیزہ لگاتا ہی لیکن وہ آبیار کو نہین چھوڑتا چند ساحر جو لیے ہوئے صرصر کو بیہوشی مین آئے تھے ہوا
جو چلی صرصر کو ہوش آیا دیکھا کئی سے جادوگر مرے پڑے ہین اب اسنے پہچانا کہ یہ تو فولادی تپلا فرستادہ
افراسیاب ہی آبیار کو اٹھاکے دے مارا چھاتی پر چڑھا چاہتا ہی سر کھینچ لے کہ صرصر ہان ہان کرکے
دوڑی ای غلام شہنشاہ خبردار مین نے تجکو نہ پہچانا فریاد کی یہ بھی ملازم شہنشاہ ہی شہنشاہ سنینگے تجپر عتاب
ہوگا یہ جو صرصر نے کہا تپلے نے آبیار کو چھوڑ دیا آبیار سر جھکائے ہوئے اٹھا صرصر پر غصہ کرنے لگا کہ
واہ بی صرصر تمھارے سبب سے میری ہوا بگڑی سو ملازم قتل ہوئے ناحق کی ذلت اٹھائی تم تحقیق نہین
مین سمجھا کوئی دشمن ملکہ صرصر کو لیے جاتا ہی گولہ مار دیا صرصر نے کہا مین نے بھی نہ سمجھی تپلے کو بلاکر کہا چلو
شہنشاہ کہان ہین اسنے کہا باغ سیب مین جلوہ فرما ہین تمکو یاد کیا ہی مگر بی صرصر خوب فساد کراتی ہو
بیوجہ جلاتی ہو صرصر نے کہا بھیا تمنے بے تکلف کمر مین پنجہ دیا بخوف لی اڑے اگر اتنی بات کہہ دیتے
کہ شہنشاہ نے بلایا ہی کیا نقصان تھا تپلے نے کہا وہانسے تو حکم ملا کہ فوراً لاؤ حکم شہنشاہ مین پلک جھپکانا
دشوار ہوتا ہی مثل برق جہندہ آیا اٹھاکر لیچلا آبیار نے بھی بہت عذر کیا دو چار جام شراب کے اس تپلے
کو پلائے صرصر کو سوار کرکے کاندھے پر لیچلا یہان آفات جہاردست نے خبر مرگ اسد نامدار سنکر
جلسہ آراستہ کرایا ہی کہہ رہی ہی کہ ای افراسیاب اگر اسد غازی قتل ہوگیا اگر تمام عالم ملکر لشکرکشی کرے اور

تجھسے دعویٰ سرکشی کرے کوئی کچھ نہین کرسکتا صرف اسی نام سے خوف آتا تھا اگر تاریک قتل ہوگئی یا ہوش سے
تیرے معین و مددگار بہت ہین آج شب بھر یہان شرابخواری کرو مین یکہ و تنہا جاکر لشکر مہرخ کو مٹا دونگی
اُسکے بعد بادشاہان طلسم ہوشربا کو جمع کر کے طلسم نور افشان پر چڑھ چلو کیا مجال ہے اہلیان
طلسم نور افشان کی جو تجھسے لڑسکین بیچ مین تجھ ایسا بادشاہ عالیجاہ ایک سمت نانی تیری ماہیان مردو
ایک جانب سے میرا جوش و خروش کون تاب لاسکیگا نور افشان وغیرہ سے اصلاح ہوجائیگی اگر ڈانڈ فیچی
بھی رہیگی تو کیا انتشار ہے ایسے ایسے جھگڑے بہت رہا کرتے ہین فتح طلسم ہوشربا کا خوف دلسے نکلگیا یا تو
اتنی بڑی شکست کھائی تھی آفات نے جو یہ تمہید بیان کین سب خوش ہوگئے حیرت جادو نے کنیزون کو
حکم دیا شراب کباب حاضر کرو ناچ گانا ہونے لگا یا تو ہر ایک واسطے تاریک کے روتا تھا یا سب کا یہی قول
ہے بلا سے تاریک قتل ہوگئی یہ تو بڑا کام کر گئی طلسم کشا کو کھالیا جیرہ صاحبقران کو مٹا دیا حقیقت مین
کوئی طلسم ہوشربا نہین فتح کرسکتا یہ باتین تھین کہ پتلا دریاے خون مین نہایا ہوا کانپ رہا ہے صرصر جو اس
افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا ارے یہ کیا ہوا صرصر نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور ہو جہ سو جادوگر مارے گئے
حیرت نے کہا یاروساکنان طلسم ہوشربا پر کیا زوال آیا ہے کیسی کیسی افتاد پڑتی ہے افراسیاب نے کہا
بلا سے مارے گئے یہ سب نامرد ای واسطے ہین باغ مین باغی بیٹھا رہا لڑائی مین آکر نہ شریک ہوا لیکن صرصر
سے کہا جلد لشکر مہرخ مین جاؤ اپنی آنکھونسے دیکھ آؤ کہ مہ جبین کا غم مین اسد نامدار کے کیا حال ہے ابتک
تو اُن لوگون کو سوگ رکھنے کی مہلت نہوئی تھی بعد مرنے کے تنہا ہے تنہا کرتے ہین آخر یہی نتیجہ ہے دسوان مینوان
کرینگی یا لوائیگا قصد ہے یا شاید صاحبقران کو بلائین یا طرف کوہ عقیق کے چلی جائین مفصل خبر لاؤ صرصر
نے عرض کی حضور مجھے مرنیکا اسد کے یقین نہین آتا مین براے خبر ہر وقت لشکر عمر و مین موجود رہی ہمگر
تو لشکر مہرخ مین ہنگامہ رہا شرغام نے آکر کچھ کان مین کہدیا تھا اُسوقت سے مین نے کسیکو غمگین نہین دیکھا
اس مقدمے مین کچھ راز ہے عمرو بڑا دغاباز ہے افراسیاب نے کہا دیوانی ہوئی ہے میرے سامنے داؤی امان
جاپڑین اسد اک خیمے مین بیٹھا تھا گردن پکڑ کے اُٹھالائین چیر پھاڑ کر کھا گئین کیا تو لشکر عمرو مین جانے ہوئے
ڈرتی ہے کسی ساحر کو ساتھ کردون صرصر نے کہا کہ حضور میرا کوئی کیا کرسکتا ہے مین ابھی جاکر خبر لاتی ہون
یہ کہکر ملکہ صرصر شمشیرزن براے خبر روانہ ہوئی کنارے پر جو لشکر مہرخ کے پہونچی دیکھا وہ آراستگی ہے کہ
کبھی چشم فلک نے یہ کیفیت نہ دیکھی ہوگی خیمے جابجا استادہ ہر مقام پر ناچ ہورہا ہے بازارین آراستہ دوکاندار

جو بھاگ گئے تھے وہ پھر اپنے اپنے مقام پر آ کر جمے ہر طرف صدائے مبارکباد بلند سردار عیش پسند آپس میں بغلگیر
ہو رہے ہیں صرصر ایک کنیز کی شکل بنی ہوئی تا بہ دربار گاہ آئی دیکھا دربارگاہ پر چوبدار ایسا دل سے جمے
کھڑے ہیں سب کوئی دربان بھی نہیں عصا ہائے مرصع کار ہاتھ میں خوشی بات بات میں ٹہلتی ہوئی اندر بارگاہ
کے پہونچی دیکھا تخت طاؤسی پر ملکہ مہ جبین الماس پوش بایہ تخت چہارم پر دنگل زرین پر اسد نامدار
بصد صولت و شوکت بیٹھا ہوا شیر بیشۂ جرأت جھوم رہا ہی گرد تمام سرداران عالیوقار یہی ذکر ہی کہ لشکر
افراسیاب آئیگا صاحبو لوح ملنے کی تدبیر کرو خواجہ عمرو کہہ رہے ہیں دیکھیں لوح کب ملے میں تو بڑی بڑی
کوشش کر چکا اب نشان لوح کس سے دریافت کریں کچھ بن نہیں پڑتا اسد غازی سنتے ہاتھ ملنے لگے ہیں
خواجہ عمرو کے ڈالدیے ہیں کہہ رہے ہیں نانا جان بقول آپکے میں بدنصیب ہوں دو مرتبہ لوح ملی قبضے
سے نکل گئی اب آپ مجھکو نہ روکیں میں اٹھ کر اپنی جان دونگا افسوس عرصہ دراز گذرا ہمو بجان کی رہائی کی کچھ تدبیر
نکلی خدمت میں اپنے نانا جان سے جا کر کیا منہ دکھاؤنگا پہاڑ دونگا طلسم ہوشربا کے سر گرا کر مرجاؤنگا
کبھی کہتا ہی اے ضرغام شیردل تمنے مجھکو کیوں ہاتھ سے تاریک کے بچایا بلا سے مجھکو کھا جاتی بدا قبال تو
مشہور نہ ہوتا ضرغام عرض کرتا ہی جسوقت تک غلام زندہ ہیں جہاں آپکا پسینہ گریگا خون اپنا بہا دینگے
قدم کو جۂ عیاری سے نہ ہٹائینگے صرصر نے یہ سب تدبیرین عمرو و ضرغام کی تقریرین اپنے کان سے سنین
اسد کو آنکھوں سے دیکھا یہ بھی سنا کہ تدبیر لوح میں سب مصروف ہیں ہنستی ہوئی بارگاہ سے نکلی راہ کو طی کر کے
باغ سیب میں آئی آفات چہار دست نے پوچھا کہو بی صرصر شہریار و باد صرصر نے دست بستہ عرض کی
کنیز بے تمیز پہلے ہی کہتی تھی کہ اگر اسد غازی مارا جاتا عمرو و قران وغیرہ اپنے کو لڑ بھڑ کر مٹا دیتے میدان جنگ
سے زندہ نہ پلٹتے اپنی آنکھوں سے دیکھ آئی اسد نامدار دنگل زرین پر جلوہ فرما ہیں افراسیاب نے جھلا کر کہا
پھر وائی امان کسکو کھا گئیں جو تمنے آنکھوں سے دیکھا اسکو مٹاتی ہی صرصر نے کہا اے شہنشاہ اور کسی معتبر کو روانہ کیجے
لشکر مہرخ میں جائے آنکھوں سے دیکھ آئے جا بجا لشکر میں یہی ذکر ہی کہ ضرغام شیردل نے بڑی عیاری کی
اپنے آقا کو بچا لیا غیر شخص کو قتل کرا دیا یہ خبر وحشت اثر سنکر افراسیاب بہت پریشان ہوا ہاتھ زانو پر مارا
کہا یارو کیا غضب کی بات ہی یہ عیاری ہی یا کرامات ہو پیشتر سے سوچ لیا تھا جو سطح کی حرکت کر گذرا کسی غیر کو
اسد بنا کے بٹھا دیا ساری جستجو کو ہماری خاک میں ملا دیا حیرت جادو نے گھبرا کر کہا شہنشاہ اب کیا ہوگا افراسیاب نے
کہا کیا ہوگا بے بنائے ان سبکو نہ چھوڑونگا سمت قلعہ تخت الشعاع جاتا ہوں زال جادو سے نشان پوچھکر

اختقاق جادو کا پتہ لگاؤنگا حجرۂ سوم کا مالک ہو اُسکے ہاتھ سے بچنا ناممکن ہی مگر ای ملکہ عالم تم لشکر لیکر مقابلے مین چلو مہرخ وغیرہ مطمئن ہونے پائین مین فوراً جاتا ہون اختقاق جادو کو لیکر آتا ہون آفات تو ایسی خاموش ہوئی گویا منھ مین زبان نہین ہی جب افراسیاب نے بہت کہا دادی امان اسقدر نگبراؤ فتح ہونا میرے طلسم ہوشربا کا بہت دشوار ہی جب آفات نے کچھ جواب ندیا افراسیاب کے کان مین آفات چہار دست کے کہا دادی امان یہ تین حجرے جو باقی ہین یہ بے مثل و بے نظیر ہین صاحبان جاہ و توقیر ہین ملک اخضر گوہر پوش پانچوین حجرے کا حاکم اقلیم سحر و ساحری کا ناظم دونون بیٹیان اُسکی ملکہ لعل بخندان یاقوت بخندان منظور نظر سامری اسطرح کی زبردست ہین کہ جنکا عالم مین کوئی مثل و نظیر نہین سابق مین ملک اخضر کو ہوس تھی کہ ملکہ یاقوت کی شادی میرے ساتھ کرے مین نے تامل کیا اب مین خود خواہش کرونگا وقت آئے تو مین اپنے کو وہان پہونچاؤن اُن دونون شاہزادیون کو لاؤن اُنکے سحر کی کون برداشت کرسکیگا مین خاص اس فکر مین ہون آپ کو مرنے سے تاریک کے ناحق سنا تا آگیا فتح طلسم ہوشربا کیا آسان ہی لوح کو مین نے ایسے مقام پر رکھا ہی کہ طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچ سکیگا لعل بخندان و یاقوت بخندان کے ہاتھ سے ایک دن مین خاتمہ ہوجائیگا ہرچند کہ حیرت کو ملال ہوگا مین سمجھا لونگا لعل و یاقوت کا جو افراسیاب نے نام لیا چہرہ آفات چہار دست کا سُرخ ہوگیا کہا افراسیاب اس ذکر نے دل کو تسکین دی جلد تو جا اس فکر مین مصروف ہو مین بھی کوہ زبرجدی پہاڑ کر سامان لشکر کشی کرتی ہون تیرے دادا جان نیرنگ جادو کو روانہ کرونگی وہ سب کو پامال کر ڈالیگا بیٹیک رائے تیری سالم ہی بس یہی تدبیر بہتر ہی یہ کہکر آفات چہار دست طرف کوہ زبرجدی کے گئی افراسیاب تخت پر سوار ہوکر طرف قلعہ تخت الشعاع کے چلا حیرت جادو کو حکم دے گیا کہ لشکر گران ہمراہ لیکر مقابلے مین مہرخ کے اُترو اسی وقت حیرت اُٹھی تخت پر سوار ہوئی مصوّر وغیرہ کو ہمراہ لیا صرصر وصبا رفتار کو حکم دیا تم آگے جاکر خبر مشہور کرو کہ ملکہ حیرت جادو بافوج قاہرہ آتی ہین ابکی مرتبہ قتل عام کا حکم ہی ذرا بی مہرخ و بہار وغیرہ اُن ای صرصر عیارون کی تدبیر کرو عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ یہ نگوڑا قتل ہوجاے پھر کوئی سرکشی نکرسکے ایک دن مین لشکر کو شکست ہو ایک دن مین طلسم ہوشربا کا بندوبست ہو اُسی وقت صرصر وصبا رفتار وغیرہ روانہ ہوگئین حیرت جادو لشکر ہمراہ لیکر بصد شوکت وصولت سمت لشکر ملکہ مہرخ چلی ان سب کو راہ مین چھوڑو وقت پر سب کا حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان روح روان تمام عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کہ طلسم اسکندریہ کو فتح کرکے طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوئے ہیں خمسہ موافق مضمون

ایک مدت ہو چکی دیکھا نہیں ہے روے دوست
بیخودی میں ہر گھڑی ہے دھیان میرے روے دوست
عالم خود رفتگی میں ہو ہے جستجوے دوست
تار تار پیرہن میں بس رہی ہے بوے دوست
شغل تصور تنہائی میں ہوں یا پہلوے دوست

ہے بیاض اُسکی جبین میں صورت نور سحر
رنگ ہے رخسار گلگون کا شفق ساں سربسر
سبزۂ خط حاشیہ ہے صفحۂ رخسار پر
چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر
حسن مطلع ہے جبین مطلع ہے صاف ابروے دوست

اُسکے بالے پن میں ہیں کیا عشوۂ و انداز و ناز
ہے شروع عشق کافر میں بلا سوز و گداز
مو شگافی ہو سکے کیا ہے ابھی پردے میں راز
ہجر کی شب ہو گئی روز قیامت سے دراز
دوش سے نیچے ابھی اُترے نہیں گیسوے دوست

الفت پردہ نشین میں ہوں گرفتار بلا
ہے نہ مانا شوق دید اُسکا تجھے غالب ہوا
ہے یہ آئینہ تصور ہی مقرر رو نما
دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینہ کو سینہ صافی نے دکھا یا روے دوست

تیرہ بختی سے ہوا سوداے گیسوے دوتا
عمر بھر حسرت رہی سلجھائیں گیسو یار کا
شان ایزد ہم مرین حسرت ہی میں وا حسرتا
واہ رے صانع کی قسمت جسنے یہ ترتیب دیا
پنجۂ شل سے کھلینگے عقدہ ہاے موے دوست

کوچۂ سفاک میں لاکھوں کھڑے ہیں جان نثار
کون لوٹے دیکھیے باغ شہادت کی بہار
نازکی و ناز قاتل سے یقین ہے بار بار
دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
چار تلواروں میں شل ہو جائیگا بازوے دوست

زندگی میں عمر بھر اُس گل سے تھے ہم لب بلب
ہجر ہے اُس گلبدن کا کنج مرقد میں غضب
یاد کرتے ہیں جو گلزار جہاں ہے یہ سبب
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہیں اب
خشت زیر سر نہیں یا تکیہ تھا زانوے دوست

تند باد دہر کا ہی خاکسارون پر ستم
دلکو جب بیچارگی سے سخت ہوتا ہی الم
حیف کوے یار مین جمنے نہین دیتی قدم
یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم
جب اڑاتی ہی ہواے تند خاک کوے دوست

افسر خوبان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
شوخ نافرمان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دلبر نادان ہی آتش دیکھیے کیونکر بنے
اِس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل سوا شیشے سے نازک ہی لیے نازک خوے دوست

چہرہ رہروان منازل کو ے جلیب وطی کنندگان مراحل مصیبت نصیب راہ صحراے پر بلاے ہوشربا کو یا آبلہ داریون حی کرتے ہین شعر مصنفت نگار ندۂ داستان عجیب رقم کرتے ہین یہ بیان عجیب و سابق مین تحریر کیا ہی کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان نے جب طلسم اسکندریہ کو فتح کیا شاہزادہ صیقل آئینہ دار فرزند بادشاہ طلسم سابق بھی قید سے چھوٹا مطیع اسلام ہوا ایرج نوجوان کو ہدایت کی کہ مین آپ کو طلسم ہوشربا مین لیچلونگا تین لاکھ ساحران غدار وجملہ اپنے سرداران عالیوقار ہمراہ لیے بصد شان کوچ کیا قطع منازل وطی مراحل کرتے ہوے جاتے ہین ہر منزل مین صیقل سے فرماتے ہین ای برادر بجان برابر اب ہوشربا کی منزل باقی رہا صیقل صاف باطن عرض کرتا ہی ای شہریار ابھی منزل اول ہی طلسم ہوشربا تک خدا پہونچاے ہر چند کہ غلام کمسن تھا ایک مرتبہ ساتھ اپنے والد نامدار کے بیلے مین ہوشربا کے گیا تھا اسی خیال سے عرض کی کیا عجب ہی رہبر کامل تا بمنزل مقصود پہونچاے راہ کا اختلاف ظاہر ہی ابھی تک وہ نشان دیتا بجا نہین ہوے یقین ہی راہ مین دربندہاے طلسم ہوشربا مین جا بجا حضور کو ایذائین پہونچینگی کنیزان افراسیاب کو بیشک دلمین یاد کرتا ہون کہ شاید اول دربند فیروزہ نگار ملے جہان کی حاکم ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش ہی بڑی زبردست ساحرہ تھی اسمین برباد کی اپنے ملک سے آگے نہ بڑھنے دیگی چھ دربند یقین ہی پے در پے واقع ہین یعنی ایک کے بعد ایک بعد فیروزہ نگار شاید دربند دخانیہ ہی وہانکا حاکم وناظر دخان سیاہ رو ساحر بدخو بڑے بڑے فتور برپا کریگا ان ساحرون کے نام سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار گھبرا جاتی ہی کہتی ہی ای صیقل آئینہ دار مجھے بے سمجھے شاہزادے کے سامنے کہدیا اگر خدانخواستہ ایک ساحر بھی انمین سے آگیا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا مین اپنے لشکر مین کسی کو اس قابل نہین پاتی کہ ان لوگون سے مقابلہ کرسکے خدا شاہزادے کی جان بچائے بڑی راہ سخت پر قدم مارا ہی مین نہین امید کہ بیخوبی پہونچین کوہ و دشت و بیابان سے ٹکراتے ٹکراتے سالہا سال گذر گئے اور شاہزادے کے دل مین یہ ہوس ہی کہ دو روز میں پہونچ جائین

ہوش ربا کی منزل باقی ہی کیا خاک بتائین اسطرح کے ذکر ہوتے ہوئے لشکر منزل بہ منزل جاتا ہی ایک تہ کئی روز
برابر صحرا ہاے خارستان طے ہوا لیان لشکر تنگ ہو گئے ہین ایرج نوجوان کا چہرہ تمتمایا ہوا حیران پریشان
انتشار بیقرار صیقل آئینہ دار سے فرمایا ای برادر اگر اسی طرح کی منزلین ملینگی یقین ہی لشکر ہلاک ہو جائیگا صیقل
نے شرمگار سر جھکا لیا عرض کی انشاء اللہ تعالیٰ آگے بڑھکر صحراے سبزہ زار ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا یہ ذکر تھا کہ ہواے سرد
عیسی دم مسیح نفس آئی حقیقت مین کئی دن مین ہواے گرم سے گل عارض ایرج نوجوان مرجھا گئے سنبل کیطرح بلکہ
شیشۂ ہو نوش معشوق پری چہرہ پرورده مہد ناز و نعم اُسیرِ منزلون کے رنج و الم کنیزین چہار جانب سے پھونکی
بگلیان جھل رہی تھین گل سے عارض کمھلاے ہوئے نرگسی آنکھون مین آنسو خاک صحرا عارض انور پر انجم ماہ رخسار
بھی گھبرائی ہوئی یکایک ہواے سرد جو آئی صیقل نے بڑھکر عرض کی عنایت باغبان قضا و قدر سے یہ مقام
فرحت افزا ملا دیکھیے وہ سامنے سبزہ زار ہی گلہاے خود رو پر بہار ہی ایرج نوجوان نے نگاہ اٹھاکر دیکھا
فوراً فراشون کو حکم دیا اسی صحراے پر فضا مین جلد بارگاہ استادہ ہو کارگزاران شاہی فوراً حاضر ہوئے ملکہ
انجم ماہ رخسار نے بہ تعجیل تمام انتظام کیا اُس صحراے سبزہ زار نواح دلکشا مین اترپڑے سردار تو بیکار و بار
مین مصروف ہوئے لیکن شاپور شیر دل عیار انتہا کا کارگزار ہی کرسی ایک لاکر بیرون بارگاہ بچھادی عرض کی
حضور آرام فرمائین کیفیت فضاے صحرا کو ملاحظہ کرین ایرج نوجوان بصد شوکت و شان کرسی جواہر نگار پر
جلوہ فرما ہوئے شاپور شیر دل پشت پر مہر الماس پرافشانی کرنے لگا شاہزادہ چونکہ رنج و ملال منزلون کے اٹھا چکا تھا
نگاہ اٹھاکر اُس وادی مینو سواد کو دیکھا ہواے سرد چل رہی ہی باد صبا کی اٹکھیلیان طائران صحرا کی زمزمہ سرائی
گل خودرو کی رعنائی زیبائی نخل پھولوں سے لدے ہوئے جابجا پھولون کے انبار نخل سرسبز و شاداب اپنی بہار
دکھا رہے ہین شاخون کا پیچ و خم برگہاے سبز زمرد رنگانی کا رنگ مٹاتے ہین دمبدم جھونکے ہواے سرد کے
آتے ہین سامنے کوہ فلک شکوہ مثل گلدستے کے آراستہ و پیراستہ قطرات آب نایاب جابجا سے ٹپک رہے ہین
صاف ظاہر ہی کہ بارش مروارید ہو رہی ہی صبا آب شبنم سے منہ غنچون کا دھو رہی ہی کبک دری کی خوش رفتاری
عندلیبان خوشنوا کی بیقراری عجب کیفیت پر جوش لگا ہی جانورون مین غل ہی غنچون کی چٹک پھولون کی مہک نظم

وہ آبشار کہ تسنیم پانی بھرے
وہ نگہت اسکی کہ جان بخش ہر جانور ہے
دون مین غنچون کی کس منہ سے تاک جھانک ہے

وہ سبزہ زار کہ ہو گرد سبزہ کشمیر
روش روش پہ صبا کا چمن مین تگ و دو
کہتے وہ غنچہ ہر رگ شاخ گل سے بھیر

وہ نزہت اسکی کہ ہی نور دیدۂ یعقوب
کہ پھول پھولے سماتے نہین کثیر کثیر
ثمر پہ تاک مین غلمان کے دانت رضوان کا

عسل کی رال ٹپکتی تھی مثل قطرۂ شیر
صدائے آب رواں میں جلترنگ کی تھی صفت
تو دام وجد میں صیاد ہو گیا تھا اسیر
وہ چہچہے تھے کہ سکتا تھا مرغ سدرہ کو
اور ایک طائر قدسی کی شکل گرم صفیر

صبا نے عطر لگایا تھا دامن گل میں
دہان گل میں صبا نکلی تھی صوت نفیر
دبائے بیٹھا تھا آغوش میں کوئی گل کو
وہ زمزمے تھے کہ تھا محو طائر تصویر

چمن کی خاک بھی خاک شفا تھی یا اکسیر
ترانہ کرتے تھے مرغ چمن جو آپس میں
سرور وصل میں بلبل تھی گل سے شکر و شیر
بلند شاخ پہ کرتا تھا اک غزل خوانی

بعد عرصۂ دراز جو شاہزادہ والا قدر نے یہ کیفیت صحرا دیکھی عندلیب خوشنوا کو پہلوے گل میں چہچہے کرتے دیکھا اپنے گلعذار سیم تن غنچہ دہن ملکہ بران شمشیر زن کی یاد آئی خود بخود طبیعت بھر آئی شاپور شیر دل کی جو نگاہ جمال جہان آرا پر شاہزادے کے پڑی دیکھا تو گل سے عارض شگفتہ ہوئے تھے یکایک خود بخود چہرے پر اداسی ثابت ہوئی رومال اٹھا کر آنکھ سے آنسو پونچھے گھبرا کر کھڑے ہو گئے پھر کرسی پر بیٹھ کے پھر اٹھ کر ٹہلنے لگے شاپور گھبرا گیا کہ خداوندا یہ کیا ہوا شاہزادے کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں چونکہ راز دار تھا دست بستہ عرض کی کیوں حضور اسوقت آئینۂ رخسار پر نور گرد ملال ہے کیا خیال ہے غلام سے تو ارشاد ہو اتنا جو شاپور نے پوچھا جیسے کسی نے پھوڑے کو چھیڑ دیا یا تو آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے شاپور کے پوچھتے ہی ٹپک پڑے ضبط کر کے یہ اشعار عاشقانہ بیتابانہ پڑھے

اشعار

یوں لطف عشق میں ملی خاک میں ملا ہے شباب
جلد رخصت کہے دیتا ہوں گھبرا کے شباب
کیا خوشی مجھکو ہوئی دیکھئے روئے شب وصل
کم خفا ہونے ہوا ہے کوئی سودائے شباب
دور یوسف میں زلیخا ہوئی تھی ایک جوان
روز کہتا ہوں کہ آفت کوئی لائے شباب
تھی جو کچھ رنگے ہیں پیر مغان کے باقی
فلک پیر کیلا نہیں جو ہائے شباب
صدقے سو جی سے میکدے پہ جوانی کے جلا

لے دل تجھ سے نکلتا ہی نہیں ہائے شباب
پڑ گئی جب نظر لطف جوان گرد کی
پھر جوان ہو گئے پیر آئی تمنائے شباب
ابھی آیا ابھی غائب تھا چھلاوے کیطرح
عود لاکھوں کے ترے عہد میں کر آئے شباب
نہ رہا سر میں کوئی موے سیاہ اے پیری
لیجئے وہ بھی ادا ادا کی جو ملا ہے شباب
پیر ہو جاتا ہے جنت میں جوان سنتے تھے
خوش وہ دیدۂ دل پر یکہ آئے شباب

یہ بھی اک رات کا مہمان ہوا یار کے ساتھ
عاشق پیر کو تیرے نہیں پروائے شباب
رنگ لایا کرے پیرانہ سری کیا وصل
رنگیا دیکھنے میں رنگ تماشائے شباب
مبتلا دل کو کہیں عہد جوانی نکر سے
ایک بیک کیا ہوئی سب انجمن آرائے شباب
میں بھی ہوں عہد جوانی کے تجسس میں تباہ
ہم تو اس شوخ کے کوچے میں گنوا نے شباب

اس بیقراری سے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے شاپور نے کلیجہ تھام لیا کہا ای شہریار حضور کے کلام میں کیا سوز و گداز ہے ایک ایک فقرہ تیر دلدوز جگر پر سوز کو برماتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے برائے خدا ضبط فرمایئے اسقدر گھبرایئے ہر شام ہجر کے واسطے سحر ہے ہر تیغ بلا کے واسطے سپر موجود ہے

سفر رنج و مصیبت با طے ہوکر کوے محبوب مین پہونچینگے ملکۂ عالم بھی حضور کی مشتاق ہونگی حضور اُنکے دلسے پوچھیے
گوشہ نشین حاجب ربط و ضبط کسی سے حال دل کہہ نہ سکتی ہونگی دل ہی دل مین گھٹتی ہونگی تمکو ہی مونس ہمراز ہر ایک
غماز ایرج نوجوان نے فرمایا ای شاپور شیر دل اسوقت گل و غنچے کو دیکھکر اُس سرو باغ خوبی کی یاد آئی
عندلیب طبع گھبرائی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون جستجوے کوے محبوب مین دیوانہ وار نکلون اور بہ فہمائش
صیقل آئینہ دار ادھر کا قصد کیا منزل مقصد نہین ملتی آج کلام سے صیقل کے یہ آئینہ ہوا کہ برسون کا راستہ
ہی ای شاپور شیر دل آج تک لشکر صاحبقران سے دو کوس ہی گئے شاہزادہ غضنفر بن اسد و چالاک
بن عمرو زبانی ساحرون کے معلوم ہوا کہ غضنفر قید ہو گئے چالاک نے عیاری کی خود افراسیاب اپنے ہمراہ
لیگیا اگر راستہ قریب کا ہوتا ہر سردار کو یہی ہوس ہی کہ مدد اسد کو جائین جا کر اُس شیر دل کی خبر لین اور مین تو
اُسکا عاشق زار ہون جب مین مذہب آفتاب پرستی مین تھا اسد بھی نظر کردہ نہوا تھا کیسا کیسا مجھکو تنگ کیا
مین نے صد ہا مرتبہ گرفتار کر لیا لیکن خون کا یہ جوش تھا کہ اُسکو قتل نہ کیا جب گرفتار کر لیتا تھا وہ تو مجھکو اُس
حال مین بھی للکارتا تھا یہان دریاے محبت جوش مارتا تھا بخدا آنکھین اُسکو ڈھونڈھتی ہین علاوہ محبت ملکہ
بران شمشیر زن اسد کے دیکھنے کی بھی بڑی حسرت ہی نہین معلوم اُس شیر دل کی کیا کیفیت ہی دیوانہ پن
اُسکے مزاج مین وحشت رگ و ریشے مین بھری ہی ورنہ ایک بادشاہ کا قتل کرنا ایسا مشکل تھا کہ سالہا سال
گذرے شاپور نے عرض کی حضور بڑا طلسم وسیع ہی افراسیاب کا رتبہ رفیع ہی وہ اپنے دیکھیے کیسے کیسے جادو
مقابلۂ صاحبقران مین آتے ہین جو آیا قتل ہی ہوا لیکن بھائی ہمارے عیار کس جستجو سے قتل کرتے ہین بڑی
مشکل سے یہ شعبدہ باز مرتے ہین یہ باتین تھین کہ مسافر روز یعنے مہر عالم افروز سراے مغرب مین جا کر فروکش
ہوا ثابت و سیارگان کا فلک نیلی پر ہجوم ہوا لیلاے شب نے زلف عنبرین کھولی ضیاے مہر مٹی ظلمت کی عملداری
ہوئی اس عاشق مزاج کو فرقت کا سامنا ہوا ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ می نوش بارگاہ استادہ کرا کے
خرامان خرامان سامنے ایرج نوجوان کے آئین دیکھا شاہزادہ سایۂ نخل مین شاپور شیر دل سے کچھ باتین
کر رہا ہی لیکن چہرہ اُداس سر خم چشم پرنم انجم نے جھکر عرض کی حضور کل لشکر اُتر چکا بارگاہ استادہ ہوئی بسم اللہ
اندر تشریف لیچلیے ایرج نوجوان سر جھکائے ہوے ہمراہ ان نازنینان مہ جبین کے داخل بارگاہ ہوئے دیکھا
ان گلعذارون نے گلدستے وغیرہ آراستہ کیے ہین لیکن ایرج کا غنچۂ خاطر شگفتہ نہوا مسند پر خاموش بیٹھا رہا ہر ایک
سب حیران و پریشان کہ آج کیا امر ہی کسی سے شاہزادہ بات نہین کرتا جب وقت آیا بکاول نے دسترخوان بچھایا

شیشہ و نوش نے عرض کی خاصہ تیار ہے ایرج نے کہا آپ سب صاحب نوش فرمائیں میرا اسوقت دل نہین
چاہتا کسی قدر طلسم مین گرانی ہے نیلم زنگی وغیرہ نے بھی عرض کی لیکن شاہزادے نے انکار کیا تب انجم ماہ خسار
نے آواز دی دستر خوان اُٹھاؤ اگر حضور نہ نوش فرمائینگے کوئی کھانا نہ کھائیگا شاپور نے چپکے سے عرض کی ای
شہریار سارے لشکر کو فاقہ ہوگا مین سمجھتا ہون کھانے سے دل سیر ہے لیکن چند لقمے نوش فرمائیے ایرج مجبور
ولاچار دستر خوان پر آئے سب کی خاطر سے چند لقمے نوش کئے اُٹھکر ہاتھ دھوئے بستر خواب پر تشریف لائے
شاپور کو قریب بٹھا لیا دہی ملکہ بران شمشیر زن کا ذکر طلسم ہوش ربا مین پہونچنے کی فکر وہ شب غم تڑپ
تڑپکر بسر کی جب دم بھونپو آگیا تب گریبان سحر چاک ہوا صدائے مرغ سحرائی ایرج نے اُٹھکر وضو کیا
نماز سحر بصد خضوع وخشوع ادا کی شاپور نے بڑھکر عرض کی حضور لشکر تیار ہو چکا منزل کھوٹی ہوتی ہے ایرج
نے تسبیح کو بوسہ دیا سلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے بیرون بارگاہ تشریف لائے پشت کرہ بن اشقر پر
سوار ہوئے لیکن پریشان حیران ہمراہ لشکر کے چلے شاپور نے دیکھا شاہزادے کے قلب پر ہجوم غم و الم ہے
نیلم زنگی وغیرہ سے بڑھکر کہا سب سے شاہزادہ نہایت پریشان ہے آپ لوگ ہمدم و ہمراز ہین بڑھکر عرض کیجے
کہ حضور شکار کھیلتے ہوئے چلین خاطر سے اُن سبھون کے ایرج نے کہا بسم اللہ شاپور نے بہ تعجیل پہلے قراولون
کو بلایا سامان شکار ہمراہ لیا چند سردار بھی ساتھ ہوئے اُس صحرائے ہول خیز مین شکار کھیلتے ہوئے چلے
قضائے کار سردار قدیم شاہزادہ ایرج نوجوان میعاد عاد رشک دراز گردن ایک آہو کے پیچھے گھوڑا
ڈالکر نکلگیا دو مین کوس پر جاکر آہو کو شکار کیا اب پلٹ کر جو دیکھا کسی کو اپنے ساتھ نہ پایا حیران ہوا گھوڑے سے
اُترکر ٹہلنے لگا آہو ذبح کیا پڑا ہے کہ سامنے سے ایک اور آہو تیر خوردہ نظر آیا میعاد نے اُسکو بھی تیر مارا
یہ بھی گرا اسکو بھی بقربانی پہونچایا تیر اُسکے پیچھے پر لگا تھا اُسکو اُکھیڑ کر چاہا تمام پڑھون کہ سامنے سے ایک سوار
گینڈے کو اُڑائے ہوئے کوہ بالائے کوہ قوی تن قوی من چہار جانب دیکھتا ہوا آیا اپنے شکار کو جو کشتہ پایا
قہر وغضب مین آگے بڑھا میعاد کو بہ نگاہ قہر دیکھکر کہا او جل گرفتہ تو کون ہے کہ ہمارے شکار کو شکار کیا
کچھ خوف نہ آیا میعاد نے کہا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہے صحرا مین کسی کا اجارہ ہے شکار سامنے آیا تیر مار دیا بڑی
خطا کی جو تجھے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر وہ آتشخو شعلہ مزاج غصے مین کانپنے لگا گینڈے کو بڑھا کر قریب آیا
مثل دیو کے نعرہ کیا نام عیوق کوہ پیکر جب تک میعاد سنبھلے سنبھلے تیغہ اُسکا چلگیا اپنے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا تیغہ تڑپکر گرا گوشہ سپر کو قلم کیا خود کتا سر پر میعاد کے زخم آیا لیکن میعاد تعلیم یافتہ صحبت ایرج ہے

ویسے زخم لوگ بانٹا ہی لڑائی کو کھیل جانتا ہی زخم کھا کر گھوڑے پر سوار ہوا جواب مین ہاتھ مارا چونکہ آنکھون کے
نیچے میعاد کے اندھیرا چھا گیا تھا نے گینڈے کو ہٹا لیا وار خالی گیا جھوک مین سر جھک گیا اور پرے عیوق نے
پھر ہاتھ مارا میعاد کا شانہ زخمی ہوا ہر چند کہ میعاد نے دو زخم کھائے شیرانہ جھپٹ کر چلا قصد ہی کہ ایک مرتبہ
وار کرے تو پست پڑون ہر چند کہ قد قامت مین دیو ہی مگر بقوت پروردگار اٹھا لون زمین پر مارون کہ استخوان
چور چور ہو جائین یکایک صحرائے گرد اڑی ہمراہیان عیوق کوہ پیکر چار ہزار جوان مسلح و مکمل پیدا ہوئے
دوڑے اپنے آقا کو دیکھا کسی سے لڑائی مین مصروف ہین لینا لینا کہکر میعاد پر ٹوٹ پڑے اس نامرد نے
منع کیا کہ اکیلے پر تم سب ملکر حملہ نکرو میعاد تلوار کھینچکر انپر بھی جا پڑا زخمی تو ہو چکا تھا اور کئی زخم کھائے آخر
گھوڑا مارا گیا زمین پر گرا اس حال پُرملال مین چالیس جوان مارے آخر تاب نہ لا سکا غش کھا کے گرا
عیوق نے حکم دیا کہ گرفتار کرو ساتھ والون نے ہتھکڑیان بیڑیان پہنا دین آرابے پر ڈال لیا لیکر اپنے پڑاؤ
پر چلا ناظرین پر واضح ہو قلعہ اس عیوق کا بارہ کوس پرے جنگل مین واسطے شکار کے آیا تھا راہ مین یہ معرکہ گذرا
پڑاؤ پر لیکر آیا کہا اس جوان کی زخم دوزی کرو کل دربار مین پیش کیا جائیگا اگر لات و منات کو سجدہ کیا فبہا
ورنہ قتل کرونگا یہ بھی بخوبی نہین معلوم ہی کہ یہ جوان لات و منات کا بندہ ہی یا سامری و جمشید کو خدا
جانتا ہی بہر نوع جوان من چلا ہی ہم اپنا مصاحب خاص بنائینگے ساتھ والے بھی کہہ رہے ہین کہ حضور حقیقت
مین نہایت جوان زبردست ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ شاہ و شہریار زادہ ہی نہین معلوم بھٹک کر بیابان کیونکر آیا آوارہ
ہوا ہی عیوق نے کہا سب حال کھل جائیگا زخم دوزی کراکے قید خانے مین بھجوا دیا لیکن شاہزادہ ایرج نوجوان
ایک مقام پر شکارگاہ مین ٹھہرے سب سردار پلٹ کر آئے میعاد نہ آیا شاہزادہ گھبرایا شاپور سے کہا
دیکھو تو ہمارے رفیق قدیم پر کیا گذری یہ ممالک پُرآشوب مین یزدان پرستون کے نام کے دشمن ہر ایسے
ہر جوان کو سے اسلام رہزن ایسا نہو کہین گرفتار ہو گیا ہو جلد جا کر خبر لاؤ شاپور اسی وقت تلاش میعاد
مین چلا شام ہو چکی تھی شاہزادہ لشکر مین آیا فروکش ہوا ملکہ انجم ماہ رخسار نے پوچھا اے شہریار آج
دن بھر کہان غائب رہے فرمایا شکار کھیلتے ہوئے جاتے تھے لیکن ایک سردار ہمارا آوارہ ہوا ہے
شاپور کو بھیجا ہی جب تک وہ پلٹ کر نہ آئیگا ہم یہانسے آگے نہ بڑھینگے صیقل وغیرہ نے عرض کی غلامان
جانباز و کنیزان ہمراز برائے تلاش میعاد جائین فوراً پتہ لگائین ایرج نے کہا نہین شاپور شیر دل بروقت
حصول مراد واپس نہوگا فوراً خبر معقول لیکر آئیگا آپ لوگون کو تلاش کرنا مشکل ہی وہ ہر محفل مین گھس جائیگا

بڑے لطف سے پتہ لگائیگا فرزندگان خواجہ عمرو مین یہ عیار بے نظیر صاحب تدبیر ہی ایرج نوجوان پر اسے
میعاد و نہایت پریشان لیکن شاپور تلاش کرتا ہوا قریب لشکر عیوق پہونچا لشکر اُترا ہوا دیکھا شب کا وقت تھا
فقیر بنکے لشکر مین آیا جا بجا یہی چرچہ تھا ایک کو آج ہمارے آقا گرفتار کرکے لائے ہین صبح کو اُسکا دربار کیا جائیگا
اگر اطاعت کریگا عہدۂ رفاقت لیگا ورنہ قتل کیا جائیگا شاپور نے سب نام و نشان دریافت کیا رات ہی
کو چھپا بوقت سحر ایرج نامور نماز پڑھکے باہر نکلے تھے انتظار شاپور مین ٹہل رہے تھے کہ مسلح و مکمل کہ سامنے سے
گرد اُڑی شاپور گھبرایا ہوا آیا عرض کی عیوق نامے ایک پہلوان ہی اُسنے میعاد کو گرفتار کر لیا اب اسوقت
دربار کیا جائیگا لیکن یہ سُنا کہ دشمن تعریفین کرتے تھے چالیس جوان اُسکے ہاتھ سے مارے گئے جب بیہوش
ہوگئے گرانب نامردون نے گرفتار کر لیا یہ سُنکر ایرج نوجوان کو تاب باقی نرہی فرمایا اُس بیحیا کو شرم نہ آئی
مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہی یہ فرما کر پشت کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے قبضہ تیغہ اسکندری پر ہاتھ ڈالا
صرف شاپور ساتھ ہوا صبح کا وقت تھا سب سردار اپنی اپنی بارگاہون مین تھے اہالیان فوج نے کہا کہ ہم بھی
ساتھ چلین فرمایا کوئی میرے ہمراہ نہ آئے مین ابھی واپس آتا ہون یہ فرما کر مرکب کو مہمیز کیا شاپور راستہ بتاتا چلا
پہلا یہان وہ وقت ہی کہ بوقت سحر عیوق بارگاہ مین آکر بیٹھا حکم دیا اُس جوان کو لاؤ یارو کچھ یہ بھی ثابت ہوا
اسکا مذہب کیا ہی کہان کا رہنے والا ہی نگہبانون نے کہا حضور شب کو وہ بیدار ہوا مگر اسقدر غصہ ہی کہ کسی سے
کلام ابتک نہین کیا زنجیر پہنے جھوم رہا ہی کہ قید توڑ ڈالون عیوق نے کہا ہمارے سامنے لاؤ ہم ابھی
سمجھا لینگے نگہبانون نے جا کر سر زنجیر کو تھانبا میعاد دہل کرتا ہوا اکڑتا ہوا بارگاہ مین عیوق کی آیا پکار کر آواز دی
السلام علیک سلام من برین مجلس برکسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یک است یہ سُنکر بارگاہ مین عیوق کی
بڑا ہرا ہوا کہا حضور وہ جو ایک فرقہ دنیا مین بیوقوف ہی وہ کہتے ہین خدا ہمارا آسمان پر ہی کوئی اُسکو دیکھ نہین سکتا یہ
جوان بھی اُسی فرقے کا ہی بیشک اسکو قتل کرنا ضرور ہی ایسے کو زندہ رکھنا سراسر عقل کا قصور ہی عیوق نے
غصے مین کہا جلد جلاد کو بلاؤ بڑا بے ادب ہی ہمارے سامنے نام خداے نادیدہ کا لیا کچھ خوف نکیا میعاد ہنس پڑا
کہا او بیحیا تیری کیا مجال ہی جو مجکو قتل کرسکے مین اُسکا رفیق شفیق ہون جسکا لقب ہی نور لنگا، شیر بیشۂ کوہستان
برہم کن لشکر کافران سرکوب زمرد بے ایمان نقد روح رواں قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان یہ
سنکر عیوق اور زیادہ خوش ہوا کہا صاحبو تم کچھ سمجھے یہ صاحبقران کے پوتے کا سردار ہی یہ لوگ بڑے کرشمہ
ہین جاگتی جوت کے خداوند سے ہوتے ہین ایسا انکو عاجز کیا کہ قدرت نے گھبرا کر اپنا ملک موروثی چھوڑ دیا

شہر شہر بھاگے پھرتے ہین ان لوگون کے قتل کرنے مین بڑا ثواب ہی جلد جلاد کو بلاؤ عیوق تو جلاد جلاد
پکار رہا ہی لیکن میعاد رشک دراز گردن پہلوان صف شکن ہنس رہا ہی کہتا ہی او نامرد و تم کیا مجکو قتل کروگے
اور اگر قضا قریب ہی مین قتل ہوا میرا آقاے نامدار اس اقلیم کو درہم و برہم کر دیگا لاشون سے تمھاری قوم سے
کوہ و بیابان بھر دیگا ہر ایک حیران ہی کہ کیسا بیخوف جوان ہی کہ اسکے دل مین ذرا ڈر نہین یکایک جلاد آیا قریب
میعاد پہونچکر ڈرانے لگا عیوق بھی اشارہ کرتا ہی ابھی قتل نکر ڈرا اسکو ڈراؤ یہ ہماری رفاقت اختیار کرے ہم
اسکی خطا معاف کرین سامان لشکر کشی کرکے مدد خداوند کو جائین جلاد ہر چند ڈراتا ہی میعاد جواب نہین دیتا
یکایک دربارگاہ پر شور ہوا پردہ بارگاہ کا اٹھا دیکھا آفتاب عالمتاب سطوت و صولت ماہ تابان سپہر جلالت
نیر برج جرات شیر بیشہ شوکت شہریار عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان مع کرہ بن اشقر اندر بارگاہ کے
گھس آیا شاپور بھی رکاب سے لپٹا ہوا ایرج نے جو میعاد کو زیر تیغ دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
شاہزادہ گھوڑے سے کود پڑا اترتے ہی جلاد کو ایک طمانچہ مارا جلاد کا سر اڑ گیا میعاد کی جانب دیکھکر کہا ای برادر
اٹھو لعین کسنے قید کیا میعاد نے پکار کر کہا او نامردو دیکھو آقا ہمارا آیا اب کون مجکو قتل کرتا ہی یہ کہکر قید
توڑ ڈالی جھومتا ہوا اٹھا بغلون سے خون جاری تمام اہالیان دربار دنگ ہوگئے عیوق تو مثل تصویر
خاموش حیرت کا جوش لیکن ایرج نوجوان برابر اسکے تخت کے آیا ایک پہلوان قریب تخت بیٹھا تھا مہلیل خونخوار
ایرج نے کہا ای جوان ذرا دنگل سے اٹھ ہم تیرے آقا سے چند باتین کرکے چلے جائینگے اسنے کہا ای جوان
بس زیادہ سرکشی نکر ایرج نے کہا کچھ قضا تو نہین آئی ہی اسنے خنجر مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالکے جھٹکا دیا
اسنے چاہا لپٹ پڑون ایرج نے کمر مین ہاتھ دیکے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا استخوان مہلیل کے تحلیل ہوگئے
اہالیان دربار کانپے ایرج دنگل پر جلوہ فرما ہوئے میعاد پشت پر کھڑا ہوکر مگس رانی کرنے لگا ایک طرف
شاپور شیر دل عیوق تو جھکا بیٹھا ہی لاشہ مہلیل سامنے تڑپ رہا ہی مگر ایرج نوجوان طرف عیوق کے
متوجہ ہوے فرمایا کیون او پہلوان میرے سردار نے تیری کیا خطا کی جو تو نے قید کیا زیر تیغ بٹھایا عیوق
کو اسوقت کچھ نہ بن پڑا دل مین سوچا ذرا بھی سرکشی کرونگا مہلیل ایسے کو اسنے اسطرح پر مارا نہین معلوم میرا
کیا حال ہوگا اب جان بچانا واجب و لازم ہی ہاتھ باندھکر اٹھکر کھڑا ہوا کہا حضور معاف فرمایئے مین نہ جانتا تھا
کہ آپکا سردار ہی امیدوار ہون مثل چاکران کمترین مین بھی خدمت مین حاضر رہون شرف اسلام سے مشرف ہون
ان باتون سے ایرج کا غصہ اتر گیا خوش ہوگئے فرمایا اگر ہماری خوشی چاہتے ہو تو اس خداوند پر لعنت کرو

گرے اُسنے عرض کی مین تو مدت سے آپکا مشتاق تھا شکر ہی کہ آج قدمبوسی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ایرج نے
کلمہ طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا خیال مین یہ کہ جسطرح سے بنے اس جوان کو قتل کرون
اگر ہونگا غالب نہ ہونگا ایسے مقام پر مکر کرنا واجب و لازم ہی یہ بھی ایک فن سپاہ گری ہی ایرج بحال ہو گئے
اُٹھکر گلے سے لگا لیا عیوق نے میعاد کے واسطے خلعت منگایا شاپور شیردل کے آگے خوش ہوا جاتا ہی
ہرچند کہ شاپور نے کئی مرتبہ ایرج نوجوان سے چپکے سے کہا اے شہریار یہ مجھکو مکر معلوم ہوتا ہی ایرج نوجوان
نے فرمایا خاموش رہو اے شاپور نہین آخر پھر بھی خیال رہتا ہی یہ پہلوان ہی مکر و فریب کیا جانے مجھکو اسکے
مسلمان ہونے کی بڑی خوشی ہی اسی طرح ممالک تسخیر کرتے ہوے انشاءاللہ تعالے تا بہ طلسم ہوش ربا جاینگے
شاپور نے سر جھکا لیا حقیقت مین یہ بشرہ شناسی ذات پر خواجہ کے موقوف ہی لیکن شاپور کے بھی
دل مین ضرور خیال آیا کہ یہ مکار ہی مگر ایرج نوجوان نے جو غصے سے کہا خاموش ہو رہا لیکن عیوق کو دیکھا
پلکونسے جاروب کشی کر رہا ہی میعاد کو بھی دنگل معقول دیا ایرج نوجوان نے فرمایا اے برادر اب رخصت
ہوتے ہین اپنے سردارون کو ہمنے اطلاع نہین کی فوراً اُٹھتے ہی چلے آئے اب سردار سوکر اُٹھے ہونگے
بہت گھبرا ئینگے تلاش کرتے ہوئے چلے آئینگے عیوق نے عرض کی اے آقاے نامدار مولاے قدرشناس اب مین
دامن دولت چھوڑونگا حضور کے ہمراہ مین بھی چلونگا ایرج نے فرمایا اے برادر ہمکو سفر دور و دراز درپیش ہی
یہ سفر نہین سفر آخرت ہی سخت مصیبت ہی تا بہ طلسم ہوش ربا جانا منظور ہی فراق اسد نامدار سے دل مین
ناسور ہی اب اسوقت ہمکو رخصت کرو پھر جیسی تمھاری راے ہوگی جواب باصواب دینگے تمھارا چلنا ہمارے
ساتھ مناسب نہین ہی خدا کی عنایت سے چار لاکھ سوار پیدل کا لشکر ہمراہ ساحر بھی ہین غیر ساحر بھی موجود ہین
ہرچند کہ ساحرون کا ہمراہ رکھنا مجھکو ناگوار ہی لیکن صیقل آئینہ دار بادشاہ طلسم اسکندریہ نے بہت
معقول بات کہی کہ طلسم ہوش ربا پر لشکر کشی ہی ساحرون کی ضرورت ہوگی بدون لشکر ساحران
طلسم ہوش ربا مین گذرنا ممکن اسوجہ سے انکو ہمراہ لیلیا خیرخواہ کا کہنا مانا ورنہ ہمارے جد عالی تبار صاحبقران
نامدار ساحر کو اپنے لشکر کے ہمراہ نہین رکھتے ہم لوگونکا تکیہ ذات پروردگار پر ہی لشکر کا حال سنکر عیوق کو سناٹا
آگیا قلب تھرا گیا سوچا کہ ایسا نہو انکے ساتھ والے ڈھونڈھتے ہوے آجائین جو مجھکو منظور ہی وہ نہ ہوسکیگا
کہا اچھا اے آقاے نامدار مین ابھی آپ کو رخصت کرتا ہون خدمتگذاری تو کر لون شراب و کباب کا چرچہ ہو یہ
کہکر وزیرون کو اشارہ کیا فوراً ساقی بچے حاضر ہوے جام و گلفام لبریز کرکے بادب تمام ہاتھ پر رکھکر سامنے آگیا

ایرج کو اسکی وضع بہت پسند آئی بےخوف جام شراب نوش کیا دوسرا اسنے جام لبریز کر کے سامنے میعاد کے آیا کہا ای برادر تم بھی ہماری خطا معاف کرو ہمنے تمھارے ساتھ بڑی بے ادبی کی اب اُن باتوں کو بھول جاؤ تمھاری وجہ سے دولت کونین پائی بقول سودا نظم

دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش
اس گھر کی خفا کر گیا معمار فراموش

پر سبحہ فراموش وہ زنار فراموش
مجھسے نکبھی دیسے مرا مصرعہ جانکاہ

دیکھا جو حرم کو تو نہین دیر کی وسعت
نالہ نکرے مرغ گرفتار فراموش

دیسے نگئی آہ ہوس سیر چمن کی
دو چیز نہ عاشق سے ہوا کبار فراموش

اور ہمنے کیا رخنۂ دیوار فراموش
بھولا پھر دن ہون آپکو اک عمر سے لیکن

یا نالے کو کرمنع تو یا اگر یہ کو ناصح
مجکو نکیا دیسے مین زنہار فراموش

دل درد سے کسطرح ہو خالی مرا سودا
وہ ناشنوا حرف مین گفتار فراموش

میعاد نے اُٹھکر گلے سے لگایا کہا اب تم برادر دینی ہو شکر پروردگار ہم لوگون کے دل مین خیال اسکا نہین رہتا جو گذرا سو گذرا یہ کہکر جام نوش کیا عیوق نے تیسرا جام شاپور کو دیا کہا مہتر صاحب آپ بھی پیجیے اپنے آقا کے غلام کو توسرفراز کیجیے شاپور نے کہا مجکو شراب پینے کی عادت بہت کم ہے دل مین اسکے کھٹکا تھا چاہا شراب نہ پیون جب شاپور نے انکار کیا عیوق بہ نگاہ حسرت طرف ایرج نوجوان کے دیکھنے لگا اور عرض کی مہتر صاحب نے ابھی ہماری خطا نہین معاف کی شراب نہین نوش فرماتے ایرج نے بہ نگاہ تندطرف شاپور کے دیکھا فرمایا برادر ایک شخص عجز کرتا ہی تمھارے مزاج مین یہ کیا بات ہے جام اُسکے ہاتھ سے لو خوشی نوش کرو اب شاپور کو کچھ نہ بن پڑا مجبور ہو کر جام لیلیا چاہتا ہی گریبان مین شراب کو گرادون مینے یون مگر خوف ایرج سے مجبور کیا آخر پی ہی گیا شراب پیتے ہی آنکھو نمین برسون بھولی ساری عیاری بھولی گھبراکر کہا ای شہریار غضب ہوا جس بات کا ہمکو خوف تھا آخر وہی ہوا ایرج بھی گھبرا سے سرگردش کرنے لگا تھا تیغے کے قبضے پر ہاتھ ڈالکر کہا ای عیوق تونے مکر کیا عیوق نے دیکھا بیہوشی اپنا کام کرچکی ہی آواز دی باش او نیر دُحمزہ اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا مین جلاک مسلمان ہوتا ہون پوتے دو خداون کو چھوڑون دین جدوا باسے منھ موڑون ایرج و شاپور و میعاد اپنے مقام سے اُٹھے اُٹھتے دل منھ کو آگیا چرخ کھا کر گرے گرتے ہی بیہوش ہوئے عیوق نے کہا جلد آہنگرون کو بلاؤ آہنگر فوراً حاضر ہوئے انکو مسلسل و مطوق کرایا آرابہ منگواکر سوار کیا ساتھ والونسے کہا جلد تیار ہو ایسا نہو اسکے لشکر والے آجائین ایک بلاے روزگار ہی انسے کون مقابلہ کرسکیگا قلعے مین چلکر تیاری کرونگا انکو خدمت مین خداوند لقا کے لیچلونگا طرہ بغبری ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا اُسی وقت فوج تیار ہوئی لیکر طرف

اپنے قلعے کے چلا اب ایرج وغیرہ بیدار ہوئے بیہوشی اتری اپنے کو قید آہن مین پایا شاپور نے کہا ای شہریار ہمنے عرض کیا تھا آپنے ہمارا کہنا نمانا ایرج نے کہا ای شاپور ہمکو بھی یقین کامل ہی یہ ہمارا سفر آخرت انجام رنج و مصیبت ہی کئی دن سے ملکہ پر آن کی یاد مین خوابہاے پریشان دیکھتے تھے آخر اُسکا سامنا ہوا مگر مقام افسوس ہی کہ اُس یار جانی و محبوب جاودانی نے ہمکو بالکل گوشۂ خاطر سے فراموش کیا دل بھرا آتا ہی یاد مین اُنکے کلیجہ مُنھ کو آتا ہی کیون ای برادر شاپور شیر دل نظم

در وفا آئین و رسم دوستدارا نرا چہ شد
ہمنشینانم کجا رفتند یاران را چہ شد
در گلستان امیدم یک گل سیراب نیست
ابر رحمت را چہ پیش آمد بہاران را چہ شد
راز محنت نالہ و زاری نمے آید بگوش
من اگر دیوانہ گشتم ہوشیاران را چہ شد
ظلم بیدادی زبن بنہاے دو ان حد گذشت
تازہ کاریہاے ایام بہاران را چہ شد
نیست محبوبے کہ یابد رونق بازار عشق
مخفیان را شگاف کوہساران را چہ شد
روز نومیدی نمے پرسد زحال من کسے
منجنیق چرخ و طرز سنگ باران را چہ شد
از زمین دل نمے روید گیاہ خرمی
لالہ شگون حسن گلعذاران را چہ شد

یہ اشعار پڑھکر ایرج نوجوان بے اختیار رونے لگا کہا ای برادر شاپور امید منقطع ہوئی کوے محبوب تک نہ پہونچے وہان ملکہ انجم ماہ رخسار وغیرہ تباہی مین پڑین اب سب بارگاہ مین جمع ہوئے ہونگے ہم اُن لوگونسے بے کہے چلے آئے حال میعاد سنکر دل بیقرار ہو گیا تھا لیکن وہ بھی سب براے تلاش نکلینگے لیکن عیوق فوج پر تاکید کر رہا ہی جلد چلو قلعے مین پہونچین وہانسے بھی کوچ کرین کئی مہینے مین لشکر خداوند مین پہونچینگے ساتھ والون نے عرض کی ہم سب کو جانثی جوت کے خداوند کے دیکھنے کی بڑی ہوس ہی غرض کہ اس راستہ طی کیا تھا کہ صحراے گرد اڑی عیوق دیکھنے لگا اہلیان فوج بلکہ سب کو یہی خوف ہی کہ ایسا نہو اُس جوان کے فوج والے آجائین سُن چکے مین کہ چار لاکھ کا لشکر ہمراہ ہی ایک ایک اُنمین انتہا کا زبردست ہی جان بچانا دشوار ہو گی عیوق نے بھی گرد کو دیکھکر گینڈا ردک لیا دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک جوان تاجدار پشت مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر پانچ ہزار سواران جرار بھیرون پر علم کے تعریف لات و منات مرقوم عیوق نے پہچانا کہا صاحبو ہماری حوالی کا بادشاہ ہی تاجدار کیہسوار اسکا نام ہی براے شکار آیا ہی یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا اُدھر سے تاجدار نے عیوق کو پہچانا گھوڑے کو بڑا پوچھا ای پہلوان کہان گئے تھے عیوق نے کہا ای حضور مین براے شکار آیا تھا لیکن ایک شیر کو شکار کیا تاجدار نے پوچھا مفصل بیان کرو مین اس مطلب کو نہین سمجھا عیوق نے کہا حضور نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان طرف طلسم ہوشربا کے جاتا تھا مجھکو خبر ملی سُنا کہ چار لاکھ کا لشکر ہمراہ ہی آپ تو میرے مزاج سے

بھی بارگاہ میں بروقت جنگ ایک اور لاکھ کو برابر جانتا ہوں غصے میں تمام مسلمانان سنکر بارہ ہزار سوار سے
چار لاکھ پر جا پڑا بہت مشہور تھا کہ یہ لوگ بڑے بہادر ہوتے ہیں لیکن ماہدولت کی نہیب شمشیر سے بھاگے فقط
سے مقابلہ پڑا خوب نیزہ چلا نوبت تلوار کی آئی آخر کشتی ہوئی مین نے زیر کیا اور ایک اسکا پہلوان آپڑا اسکی
بھی مشکین باندھیں عیار صاحب کی بھی گردن لی مال و اسباب پر مین نے توجہ نکی انکو گرفتار کرکے بیچلا ہون یہ
دشمنان خداوند زمرد شاہ باختری ہیں انکو وہان لیجاؤنگا طرہ بیغیری باؤنگا یہ سنکر تاجدار نے کہا ای برادر
اخبار مین اکثر دیکھا ہی یہ لوگ دیوزاد سے لڑے ہیں بڑے بڑے پہلوانون کو مارا خداوندانکے ہاتھ سے
بھاگے بھاگے پھرتے ہین بلکہ ملک موروثی قدرت سے چھوٹ گیا عیوق نے کہا حضور اخبار کا کیا اعتبار جو چاہا
تحریر کردیا صفحات کو مضمون خیالی سے بھر دیا تاجدار نے کہا ای برادر حقیقت مین تمنے بڑا کام کیا مین اُن لوگون کی
صورت کا بڑا اشتاق ہون آج اسی مقام پر اُترو ایک بارگاہ مین ہم تم بیٹھین جلسہ شراب و کباب آراستہ ہو
اُس جوان کو بھی دیکھین عیوق نے ہرچند انکار کیا تاجدار نے نمانا فوراً اپنی بارگاہ استادکرائی عیوق کا ہاتھ
پکڑے ہوئے اپنی بارگاہ مین لایا عیوق کو مقام صدر پر بٹھایا جملہ سردار آکر بیٹھے دونون لشکر فروکش
ہوئے ایرج کو اک قیدخانے مین نگہبانون نے لاکر داخل کیا یہان بارگاہ مین سامان عیش و نشاط
مہیا ہوا دو دو جام پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے تاجدار نے کہا ای پہلوان جہان اُس جوان کو
بارگاہ مین بلاؤ عیوق نے کہا وہ ان سب باتوںسے انکار کریگا کوئی اپنی ذلت بیان کرتا ہی وہ یہی کہیگا
مجکو مکر سے گرفتار کیا ماہدولت کو ناگوار ہوگا کہو نگا قتل کرو اور منظور یہ ہی کہ خدمت مین خداوند کے لیجاؤن
تاجدار نے کہا ای رستم زمان مجکو اس جوان کا حسب و نسب بھی معلوم ہی یہ دختر زادۂ خداوند زمرد شاہ
باختری ہی طاقت و جرأت اسکے رگ و ریشے مین بھری ہی یہ بھی مشہور ہی کہ یہ جوان اول مین اپنے مولود مسعود
سے آگاہ نہ تھا مذہب آفتاب پرستی اختیار کیا تھا اٹھارہ برس ملک باختر مین رہا صدہا ملک اپنے دادا
کے تباہ کیے بعد عرصۂ دراز کے صاحبقران نے زیر کیا تب حال کھلا کہ یہ فرزند ارجمند قاسم نوجوان ہی
بطن سے ملکہ گیتی افروز دختر خداوند کے پیدا ہوا لہذا اسکا قتل کرنا بھی مناسب نہین ہی ہرچند کہ یہ مسلمان
ہوگیا لیکن قدرت کا نواسہ ہی اگر وہ دامنگیر ہون کہ ہمارے نواسے کو کیون قتل کیا تقدیر کرکے تمکو جانور
بنادین یا روح قبض کرالین تو کوئی کیا کرسکتا ہی قدرت کے مقدمے مین کسکو دخل ہی غصے مین اپنا ملک
موروثی چھوڑدیا کچھ افسوس نہ آیا یہ مسئلہ سنکر عیوق کانپنے لگا کہا حضور یہ حال مجکو معلوم نہ تھا حقیقت مین

بڑی احتیاط سے بچاؤنگا لیکن برای خداوندلات ومنات اُس جاہل آتش خو کو بارگاہ مین نہ بلوایئے نہین معلوم کیا کلام کرے اور دولت کو غصہ آجاے نہین معلوم کیا ہو تاجدار نے کہا ہم تشے کلام نکرنے دینگے لاکھ دہ کہیگا کہ ہمکو کرے گرفتار کیا ہی ہم یقین نہ مانینگے اُسکے کہنے کو خلاف جانینگے آخر عیوق ناچار ہوا داروغہ زندان خانے کو حکم دیا تینون جوانون کو بارگاہ مین لاؤ لیکن اُنکو داروغہ کو سمجھا دیا کہ اُنکو تسکین دینا کہ ہم تجکو قید سے رہا کر دینگے جو کچھ پہلوان صاحب کہین اُنکو قبول کرنا داروغہ نے کہا مین سمجھا دونگا داروغہ قید خانے مین آیا ایرج سے کہا ای جوان ہمنے تمھاری جان بخشی کی تدبیر نکالی ہی ہمارے پہلوان صاحب کے شہر کے قریب ایک اور قلعہ ہی تاجدار یکہ سوار وہان کا حاکم وناظم ہی اسوقت برای ملاقات ہمارے آقا کے آیا ہی تمکو دیکھنے کو بلایا ہی کہدینا بہ فنون کشتی پہلوان صاحب نے ہمکو زیر کیا ہم تمکو قید سے چھوڑوا دینگے ایرج نے کہا بہت خوب داروغہ صاحب ہمارا کیا نقصان ہی جان بخشی کرا دیجیے داروغہ خوش ہو گیا سر زنجیر تھامکر پہلا میعاد و شاپور کو لیکر آئے کہ دیکھیے اب بارگاہ مین کیا قیامت ہوتی ہی یہ آتش خو شعلہ مزاج اُس ملعون کے قبضے مین ہی خدا انکی جان بچائے ایسا نہو شیر بپھر جاے بارگاہ مین آکر پہونچے ایرج نے بطریق اسلام سلام کیا تاجدار جمال جہان آرا دیکھکر محو ہو گیا حیران ہوکر صورت زیبا کو دیکھتا تھا پشت پر دوسرا پہلوان دیو خصال عیوق سے پوچھا یہ پہلوان اسکا رفیق ہی پہلوان تو رفاقت جب کرتے ہین کہ زبر ہون اس دیو کو اس ماہ طلعت نے کیونکر زیر کیا ہوگا عیوق نے کہا مین نے یہ دریافت نہین کیا مین تو صرف گرفتار کرکے لے آیا آپ دریافت کیجیے تاجدار نے بفصاحت وبلاغت کہا کیون ای شہریار اس جوان کا کیا نام ہی آپنے اِسکو بمردی زیر کیا کیونکر رفیق اپنا بنایا ایرج تو کچھ نہ بولے لیکن میعاد نے کہا ای تاجدار مجھ ایسے ہزار ہا رفیق ہین میری حقیقت کیا ہی مین اُن سب پہلوانون مین ذلیل وحقیر ہون یہ نبیرۂ حمزہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان سر فتنۂ ملک باختر بہادرون کے افسر اسمین تمکو تعجب کیا ہی تاجدار نے کہا ای ایرج نوجوان تمنے کچھ جواب نہ دیا اس حوالی مین اگر ساری جرأت ولیاقت ڈبوئی ایرج نے غصے مین کچھ جواب نہ دیا لیکن شاپور نبول اُٹھا ای بادشاہ یہ بیحیا عیوق نہایت مکار وجعلساز ہی مسلمان ہوا بیہوشی دیکر ہمکو پکڑ لیا اب تمھارے سامنے جرأت بگھارتا ہی بیحیا بے غیرت یہ سُنکر عیوق غصے مین کانپنے لگا کہا کیون عیار تیری شامت آئی ہی بڑا زبان دراز ہی ابھی جلاد کو بلاؤن ایرج نے ہنسکر کہا بھائی شاپور خاموش رہو ای بادشاہ میان عیوق صاحب نے ہمکو بمردی زیر کیا صاحب ہمارا کچھ زور نہ چلا یہ بہت سچے ہین آخر اس پوچھنے سے مراد کیا ہی تاجدار نے کہا

مجکو یقین نہین آتا ایسے ایسے تو آپ کے رفیق ہین ہر کس و ناکس کی مجال ہی کہ آپ کو زیر کرے ایرج نے کہا اگر تمکو یقین نہین آتا شاید نہ زیر کیا ہوگا ہمارا عیار سچ کہتا ہوگا تاجدار نے کہا آپ کو اپنے دادا جان کے سر کی قسم جو مفصل گذرا ہو ارشاد فرمایے مجکو نہایت انتشار ہی دل زدہ منزل بیقرار ہی جب تاجدار نے قسم دلائی ایرج نے کہا ای بادشاہ عیار تو کہہ چکا یہی حقیقت ہی عیوق بڑا صاحب جرأت ہی تاجدار نے کہا کیون میان پہلوان صاحب آپنے سنا تھے بیہوشی دیکر ایسے شیر کو گرفتار کر لیا یہ کیا جرأت ہی تمکو شرم آنا چاہیے جرأت کے نہایت خلاف ہی یہ سنکر عیوق بہت بگڑا کہا ای تاجدار تنے کہا تھا مین فقط دیکھنے کو بلاتا ہون اب یہ بیہودہ باتین کرتے ہو بس خاموش رہو ورنہ میرے ہاتھ سے سزا پاؤگے تاجدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او بیحیا مین مثل تیرے نامرد نہین ہون مین ہرگز اس جوان کو نجانے دونگا مجکو بہت ناگوار خاطر ہوا مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہی دربار خداوندی مین تو کیا جائیگا وہان سب انکے بزرگ موجود ہین تم ایسون کو چیر پھاڑ کر پھینک دینگے مین تجسے سبطرح موجود ہون یہ سنکر عیوق اپنے مقام سے اٹھا جبتک تاجدار اٹھے اس نامرد نے تلوار کا ہاتھ مارا تاجدار کا سر زخمی ہوا لیکن زخم کھا کر اسنے ہاتھ مارا عیوق تو ہٹ گیا دوسرا پہلوان بیچ مین آیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے لینا لینا کہکر سب اٹھ کھڑے ہوئے عیوق نے پلٹ کر آواز دی ارے یارو دیکھتے کیا ہو ایرج کا سر کاٹ لو اسنے ہمارے بہکانے پر عمل کیا صاف صاف کہدیا جلاد تیغ پکڑ کر جھپٹا ہمراہیان تاجدار بھی اپنے آقا کے ساتھ لڑائی مین مصروف ہوئے باہر لشکرون مین بھی تلوارین کھنچ گئین لیکن تاجدار زخمی ہو چکا ڈگمگا رہا ہی تاج سر سے گر گیا سر سے خون جاری زخم کو باندھا ہی پکار کر آواز دی ای شہریار آپ کی محبت مین قتل ہوتا ہون ایرج زنجیر ہلا کر اٹھے کہا ای تاجدار گھبرانا جلاد نے جھپٹکر تیغہ مارا کہا او قیدی سرکشی کرتا ہی ایرج نے ہتھکڑی اٹھا دی ہتھکڑی کٹی ایرج نے جلاد کو طمانچہ مارا سر اسکا چنبر گردن سے اڑ گیا قید آہن کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا جلاد کی تلوار اٹھا لی مگر کئی زخم کھائے لیکن میعاد کو بھی رہا کیا شاپور بھی چھوٹا میعاد نے اٹھتے اٹھتے ستون بارگاہ پر ہاتھ ڈالا ستون کھینچا بارگاہ تھرائی ستون اسنے نکال لیا عیوق و تاجدار کو دکھا ہر آئے کئی سو ساحر بارگاہ مین دبے میعاد نے ستون ہلانا شروع کیا جوان زبردست ہی چار چار کے سر چھپٹ رہے ہین پیچھے ستون مین بٹتے ہوئے شاپور نیچہ پکڑ کر پشت پر ایرج کے آیا ایرج نے اک جوان کو مار کر مرکب لیا تاجدار نے گھٹنے ٹیک دیے تھے ایرج اٹھتے ہوئے قریب تاجدار کے آئے شانہ تھا کمر فرمایا ای برادر

ہوشیار ہو کر مرکب پر سوار ہو تاجدار نے آنکھیں کھولکر ایرج نوجوان کو دیکھا دریائے خون میں نہائے ہوئے کرچھکو
بچا رہے ہیں علاوہ ان عیوق جھپٹ جھپٹ کے آتے ہین ایرج نوجوان سینہ سپر کیے کھڑے ہین جو آگے بڑھا اُسکو
ہاتھ تلوار کا مارا تاجدار یہ مہربانی دیکھکر پکارا اُٹھا لاکھ جان آپکے ناخن پا پر سے نثار ہے حضور آپ اپنے کو بچائین
ان نامردون نے چہار جانب سے انبوہ کیا ہے ایرج نے سنانا تاجدار کو گود مین لیکر گھوڑے پر سوار کیا علاوہ ان تاجدار
بھی گرد آگئے ایرج نے بھی ایک کو مار کر گھوڑا لیا میعاد نے قیامت برپا کر دی ہے جھوم جھوم کے لڑ رہا ہے کسی پر
ستون مارا وہ پرا تھا ہو کر رہگیا اگر کوئی پہلوان قریب آگیا میعاد لپٹ پڑا چیر کر اُسکو پھینک دیا ایرج نوجوان
نعرہ کرتے ہوئے طرف عیوق کے جاتے ہین یہ نامرد بھاگا بھاگا پھر رہا ہے الیاس فوج سے کہتا ہے ارے یارو
اس جوان کو مار لو مجھ تک نہ آنے دو تاجدار کو قتل کروانے غضب کیا گویا خاص اسی واسطے آیا تھا معلوم
ہوتا ہے یہ پیشتر سے مسلمان تھا اگر اس جنگ سے بچا اسکے ملک پرگنے کا ہل پھروا دونگا تمام قلعے کو کھدوا
ڈالونگا تم سب ملکر گرفتار کرو ساتھ والے کہتے ہین حضور آپ بھی بادشاہ ہین وہ بھی ناظم عالی جاہ ہین آپکے
اُنکے مقابلہ ہو تو مناسب ہے بڑھکر قتل کیجیے سزا دیجیے عیوق کی جان پر بنی ہے شوکت ایرج نوجوان سے حیران و
پریشان ہے قصد ہے کہ جان بچا کر نکل جاؤن کبھی دل مین افسوس کرتا ہے بن اس فصل مین واسطے شکار کے کیون آیا
تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا اب تو موت کا سامنا ہے اگر بچ جاؤن تو سمجھون کہ بطن مادر سے دوبارہ پیدا ہوا یہان
میدان کارزار مین تو یہ رنگ ہے ایرج نوجوان نے صدہا پہلوان مارے میعاد بھی بجوش و خروش لڑ رہا ہے
تاجدار بھی حمایت پر ایرج کے سنبھلا ہے لیکن ملکہ شیشہ مے نوش و ملکہ انجم ماہ رخسار و شاہزادہ صیقل جرار
و نیلم و فیلم وغیرہ تمام سرداران ایرج نوجوان بارگاہ مین آکر جمع ہوئے ملکہ شیشہ مے نوش نے گھبرا کر پوچھا
صاحبو کچھ اپنے آقا کی بھی خبر ہے آج کئی دن سے اسقدر بیقرار ہین کہ مجھسے تو بات ہی نہین کی اسی زمانے مین
میعاد غائب ہوا اب سب صاحبون نے دیکھا اُنکو اپنے ملازم کا اسقدر پاس ہے سب نے دیکھا کہ شب کو کھانا
بھی نہین نوش فرمایا شاپور شیر دل کو برائے خبر روانہ کیا تھا مین جب سو کر اُٹھی تو کنیزون نے خبر دی کہ شاپور
بوقت سحر گھبرایا ہوا آیا کچھ اُنسے کہا وہ بخت مرکب پر سوار ہو کر گئے آپ سب صاحب یہان تشریف رکھتے ہیں
استادریافت کرائیے کہ کہان تشریف لیگئے سب صاحب بخوبی ماہر ہین کہ انکے ہاتھ سے ہزارہا پہلوان قتل
ہوئے تمام دنیا کے نامرد اس شہریار کے نام سے جلتے ہین ایسا نہو کوئی افتاد پڑے مین بدنصیب کہ ھر
جاؤنگی ماں باپ مارے گئے بعد ذات پروردگار اب اُنھین کا سہارا ہے ہر وقت اُنکی سلامتی کی دعا

کرتے رہیں یہ ملکہ شیشہ می نوش نے جو کہا نیلم و فیلم تلوار ٹیک کر اُٹھے صیقل نے اسباب سحر سنبھالا کہا حضور آپ
گھبرائیں نہیں ابھی جا کر تلاش کرتے ہیں کسکی مجال ہے جو اُنپر دست انداز ہو آپ کے تصدق سے خون کے دریا
بہا دیں طبقے زمین کے ہلا دیں ملکہ صیقل نے نیلم و فیلم وغیرہ غیر ساحروں کو منع کیا کہ آپ لوگ تکلیف نکریں
آپ پہر دو پہر میں دو چار کوس جائیں گے ہم اتنے عرصے میں سیکڑوں منزل کی خبر لائیں گے لیکن نیلم زنگی و
فیلم زنگی کم سنی سے شاہزادے کے ساتھ ہیں کہا ای شاہزادہ صیقل بخدا ہمکو بالکل خبر نہیں ورنہ ہم لوگ
اُنکو تنہا جانے دیتے ہمیں بڑے بڑے خیال ہیں ہم ملازم نہیں ہیں عاشق جمال ہیں اُنکی ذات سے عزت آبرو
ایسے سردار خوبخو کسکو نصیب ہوتے ہیں صیقل نے کچھ جواب ندیا مرکب پرند سحر پر سوار ہو کر چلا انجم ماہ رخسار
طاؤس زرین پر سوار ہوئیں اسباب سحر ہاتھ میں لیا ملکہ شیشہ می نوش کے قدموں کو بوسہ دیا کہا لونڈی ابھی
جاکر تلاش کرتی ہے یہ دونوں سرداران عالی وقار جو چلے اب تو لشکر میں کمر بندی ہونے لگی جسنے سُنا وہ چلا ملکہ
شیشہ می نوش نے کہا کیا میں بدنصیب اُنکی دشمن ہوں سب صاحب خیر خواہ جان نثار ہیں مجبور و ناچار مرغ زرین
بنی تخت پر بیٹھی رہوں یہ فرما کر اُٹھیں تمام سرداروں نے آ کر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا کل لشکر چلا لیکن ایرج نوجوان
وہاں مصروف جنگ ہیں ہمراہیان عیوق اپنی جان سے تنگ ہیں ہزارہا مارے گئے جسنے مہلت پائی
نکل گیا عیوق زخمی ہو چکا ہے لیکن قضائے کار اِس حوالی میں ایک قلعہ ہے کہ اُس قلعے کو قلعہ شُرابیہ کہتے ہیں
ملکہ شُراب جادو خراج گزار افراسیاب اس قلعے کی حاکم و ناظم ہے اسوقت کسی ضرورت سے بیرون
قلعہ آئی فوج ساحران فرودکش ہے آکر کرسی پر بیٹھی سیر صحرا دیکھنے لگی افسران فوج خدمت میں حاضر ہیں ملکہ شُراب
نے افسروں سے کہا آپ لوگوں کو کچھ خبر ہے کہ طلسم ہوش ربا کی کیا کیفیت ہے ہم اس حوالی میں رہتے ہیں
سالہا سال جانے کا اتفاق نہیں ہوتا لیکن طائر سحر نامہ ہو چکا لیا تھا کہ کوئی جوان اسد غازی جوان حجازی
بارادۂ طلسم کشائی آیا سرداران شہنشاہ اُسکے شریک ہوئے کچھ عیار کچھ سردار ہیں شاہنشاہ سے آٹھ پہر آمادۂ
حرب و پیکار رہیں مرقوم تھا کہ لشکر تیار کر کے آؤ اسوقت میں شرکت واجب و لازم ہے اتفاقیہ ملک میں
انقلاب ہے خیرخواہان شہنشاہ بیقرار و بیتاب ایک تاجر نے بھی آن کر خبر بیان کی کہ کئی ہے ملک باغیوں نے اپنے
قبضے میں کر لیے ہیں لہذا سامان سفر تیار ہو اسی مہینے میں ہم کوچ کرینگے یقین ہے جب دربندوں پر پہونچیں گے
شاہان دربند سے مفصل حال معلوم ہو گا اگر باغیوں کا خاتمہ ہو گیا ہو گا واپس آئیں گے ورنہ تا بطلسم ہوش ربا
جائیں گے سرداروں نے عرض کی حضور وہاں کے حالات سنتے ہیں کہ ایک ایک دن میں دو دو لاکھ

کیفیت ہوا سید ہا ملک شہنشاہ کے ویران ہو گئے وہ شاہان جلیل شہنشاہ کے کفیل جو دو دو لاکھ فوج اپنے قبضے
مین رکھتے ہین ان بڑے شاہون نے شکستین کھائین بہت سے نمک حرام بد انجام اُس طلسم کشا کے شریک ہوئے
آپکے قبضے مین قلعہ مختصر فوج بھی بہت کم وہان آپ کی کیا سماعت ہو گی شراب جادو نے کہا اگر نہ جائین گے
بڑی بدنامی ہے ایسے وقت مین علم حرکت نمک خوار کی ناکامی ہے یہ ذکر تھا کہ شراب جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا صحرا
سے گرد اُڑی چند سوار پیدل خستہ شکستہ زخمدار منتشر بیزار بھاگے ہوئے چلے آتے ہین شراب نے دیکھکر کہا صاحبو
کہان معرکے پڑے یہ لوگ کس سے لڑے ظاہر ہے کہ شکست کھا کر آئے ہین انکو جلد بلا کر میرے پاس لاؤ کئی دن
ہوئے مینے خبر سُنی تھی کہ پوتا صاحبقران کا بڑے زور شور سے آیا طلسم اسکندریہ پر قبضہ کیا کئی شاہزادیان
اُسپر عاشق ہوئین ساحر وغیر ساحر اُسکے ساتھ جمع ہین اُس سرکش کا قصد ہے کہ طلسم ہوش ربا مین جاؤن طلسم کشا
کا عزم قریب ہے مجھکو یقین نہ آیا اسوقت اُس چیز کا ظہور ہوا چند ساحر دوڑے ہوئے گئے اُن زخمیون کو لیکر سامنے
شراب جادو کے آئے شراب نے گھبرا کر پوچھا تم لوگ کون ہو یہ کہان شکست کھائی کس سے لڑائی پڑی
اُنھون نے کہا حضور ہمارا افسر عیوق کوہ پیکر برائے شکار صحرا مین گیا ایک رفیق نبیرۂ حمزہ کا بھی وہان آیا
اُنکے مزاج مین تو جرات ہے اُسکو زخمی کر کے پکڑ لیا یہ خبر نبیرۂ حمزہ کو پہونچی وہ بلا تکلف بیزانہ دربار مین گھس آیا
اپنے رفیق کو چھوڑا لیا ایک پہلوان کو انکے سامنے مار امیان عیوق کو بھی للکارا یہ گھبرا گئے گڑگڑانے لگے
مختصر یہ کہ برے رفاقت کی ہوتی دیکھے پکڑ لیا وہ لوگ تو صاحب اقبال ہین تاجدار یکہ سوار اپنا ہم مذہب
انکی ملاقات کو آیا بلا وجہ اُسنے ایرج کا ساتھ دیا قید سے چھڑا لیا اب حضور لڑائی ہو رہی ہے پہلوان صاحب
بھاگے بھاگے پھرتے ہین اب تو یقین ہے قتل ہو گئے ہونگے صاف تو یہ ہے ہم لوگون کا بیڑا جم سکا زخمی ہو کر بھاگ
آئے وہ جوان بڑا صف شکن تیغ زن عالی ہمت صاحب جلالت حسین و جمیل شیر بیشۂ ریاست آفتاب عالم تاب
آسمان امارت اس زور شور سے لڑا کہ صفون کو درہم و برہم کر دیا ہمنے ایسا حسین نہین دیکھا یہ سنکر شراب جادو
نے کہا لو صاحبو سامری و جمشید نے کیا مژدہ سُنایا مین حیران تھی کہ طلسم ہوش ربا مین کیا لیکر جاؤن دربار
شہنشاہ مین کیونکر بار پاؤن گویا سامری و جمشید تمھارے صدقے یہ خوب تحفۂ نایاب ملا مین شہنشاہ سے
سامنے یہ عرض کرونگی حضور مین برائے مدد خداوند لقا گئی وہان سے اِس جوان کو پکڑ لائی سب نے
کہا حضور حقیقت مین آپ صاحب اقبال ہین جلد سوار ہو جیے شراب جادو اک طاؤس پر سوار ہوئی
نفیر سحر بھی اہالیان لشکر سے کہا تم تیار ہو کر آنا بلکہ کیا ضرورت ہے یہ کہکر طاؤس بلند کیا مثل طائر وہم و خیال

ساحرہ ان کی نگاہ سے طاؤس مخفی ہوا چشم زدن زمین اس راستے کو طے کر گئی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری نگاہ اٹھا کے
دیکھا ہنگامہ گیر و دار بلند ہے تاجدار یکہ سوار کو پایا تا عیوق کوہ پیکر کو دیکھا زخمی گینڈے پر سوار ہے صورت سے
بھی نگاہ آشنا ہے کہ اسی حوالی کا یہ بھی رہنے والا ہے ایک جانب جو یک نگاہ کو دوڑایا دیکھا ایک جوان
آفتاب جمال رستم خصال آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری صاحب جاہ و
تمکین خوشخو خوش آئین خوبصورت خوش مزاج مردان عالم کے سر کا تاج نظم مسدس

دام دلہائے حسین حلقۂ موئے خمدار
طرہ چھپتا ہوا اور سر پہ بھی بانکی دستار
تار مو بعنت ہندو کے لیے ہے زنار
جسم انور میں قبا صاف مرصع زرکار

صاف پیشانی سے ہے بخت بلندی پیدا
چاند تھا اوج پہ سجدے کا نشان تھا تارا

ابروؤں میں جو بل آجائے نصیب اعدا
کوٹ کر آنکھ میں افسوں نے بھر دی ہے جا
قوس کا تیغ ہلال آگے اُتارے چلا
آنکھ جس بت پہ پڑی اُسکو مسخر ہے کیا

شیر سے بھی نہیں زنہار جھپکتی ہے پلک
مردم چشم کو رستم سے رہی ہے چشمک

ناک کے وصف کے اظہار سے ہو خودبینی
منہ پہ وصف دہن آئے تو ہے نکتہ چینی
خودستائی نہیں مومن کو کم از بیدینی
شیریں لب چاٹے باتوں میں ہے وہ شیرینی

طور کا نور ہے دندان منور سے عیاں
معجزہ عیسی مریم ہے لبوں میں پنہاں

جمال بمثال ایرج نوجوان کو دیکھ کر شراب جادو نے سینے پر آکر کے ہاتھ رکھ لیا گل چینی گلشن جمال کی کرنے لگی
ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگی اس عرصے میں ایرج نوجوان لڑتے بھڑتے قریب عیوق کوہ پیکر کے ہو پہنچا اُنے
ہاتھ تلوار کا مارا ایرج غصے میں تھا بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کے
فاش زمین سے اُٹھایا دست زبردست پر تول کر طرف آسمان کے پھینکا گرتے گرتے جو رنگ ہوائی گیا شراب
اُچھل پڑی خود بخود تعریفیں کرنے لگی یہاں عیوق کا مارا جانا تھا یہاں فوج کا گھبرانا صدائے الامان بلند ہوئی
رومال سے ہاتھ باندھ کر افسر سامنے ایرج کے آئے ایرج نے اُنکی خطا معاف کر کے کلمہ طیبہ زبان سے فرمایا

سب بصدق دل مسلمان ہوئے شاہزادہ گھوڑے سے اُترا تاجدار یکہ سوار نے بھی قدمون کو بوسہ دیا
یہ تو صدق دل سے مطیع ہو چکا تھا ایرج کو بڑی خوشی حاصل ہوئی تاجدار کو برادر کہکے گلے سے لگا لیا اور
شاہپور سے فرمایا لشکر فردکش ہو اسیطرح چلے چلو ہا ہاں لشکر ہمارے پریشان ہونگے تاجدار نے عرض کی
ایک پہر بھر کے واسطے بارگاہ مین تشریف لے چلیے مین اپنے زخمیون کو اُٹھوا لون پھر حضور جہان چلینگے ہمراہ ہون
عمر بھر زیر سایہ دامن دولت بسر کرونگا ایرج نے سر جھکا لیا کہا اے برادر باعث تردد یہ ہے کہ ہم اپنے سردار کے
چھوڑا انکو چلے آئے تھوڑی دور پر چار لاکھ سوار و پیدل فردکش ہین سب گھبراتے ہونگے بلکہ ہمین تلاش
کرتے ہوئے آتے ہونگے تاجدار نے کہا مین ابھی انتظام کرتا ہون یہ کہکے زخمیون کے اُٹھوانے مین
مصروف ہوا ایرج نے شاہپور سے کہا تم بھی شراکت کرو شاہپور بھی جا کر انتظام کرنے لگا ایرج نوجوان تھے
سایۂ نخل ٹہل رہے ہین میعاد بھی اپنے کو درست کر رہا ہے کہ سراب جادو بیقرار ہوئی کڑک کر ایرج پر گری پنجہ
کمر مین لیکے اُڑی لشکر مین بڑا ہوا شور اب چشم زدن مین غائب ہو گئی لشکر مین ہنگامہ ہوا تاجدار نے پلٹ کر دیکھا
شاہزادہ کھڑے کھڑے غائب ہو گیا بھاگا ہوا دوڑا میعاد نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا یارو یہ کون دشمن تھا کہ
جو شاہزادے کو لیگیا مجھکو داغ دیگیا کبھی کہتا ہے یارو کوئی نامرد تھا سامنے آتا تو شکل کرا ہس کمنہ چیر کر پھینک دیتا کم
دشمن تھا کہ جو شاہزادے کو لیگیا شاہپور کے ہوش اُڑ گئے اتنا تو اُسنے کہا کہ یارو کسی ساحرہ کا کام ہے آپ لوگ
لوگ اسی مقام پر رہین مین برائے تلاش جاتا ہون ہائے کیا غضب کا مقام ہے ملک بے ملک ان شیرون کا
نام ہی جا بجا انکے دشمن موجود ہین حافظ حقیقی حفاظت کرے میعاد نے کہا اے شاہپور مین بھی ساتھ چلون
شاہپور نے کہا تمھارا کام نہین ہے یہ کہکر ہاتھ عیاری ذات پر آراستہ کیے طرف صحرا کے بھاگا میعاد
وغیرہ کھڑے ہوئے رو رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی شاہزادہ حقیقل آئینہ دار بعد اُسکے ملکہ انجم ماہ رخسار
وغیرہ آکر ہو پہنچے آتے ہی یہ حال مصیبت مآل سُنا ملکہ انجم ماہ رخسار گھبرا گئین میعاد نے تمام کیفیت بیان کی شاہزادے
سے لڑائی فتح کی مجکو رہا کیا ابھی ابھی کوئی شاہزادے کو اُٹھا کر لیگیا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی ملکہ شیشہ بپوش
بصد جوش و خروش آکر ہو پہنچین دیکھا سب سردار کھڑے ہوئے رو رہے ہین ملکہ شیشہ کی پوش نے پوچھا یار خیر تو ہے
حقیقل نے عرض کی حضور ابھی ابھی کوئی اُنکو اُٹھا کر لیگیا حقیقت مین کسی ساحر یا ساحرہ کا کام ہے غلام پھر جاتا ہے
لشکر کو حضور اسی مقام پر رو کین ایسا نہو لشکر مین کمی ہو مزاج مین سردارونکے برہمی ہو اکثر اس حوالی کے قلعہ جات
کا بھی نام جانتا ہون جسکو بچا تھا ہون نام و مقام بھی جانتا ہون اس حوالی مین صرف ایک قلعہ ساحرہ کا ہے

شمراب جادو وہانکی حاکم و ناظم ہی بیان کا خراج اکثر ہمارے طلسم اسکندریہ مین آیا ہی پہلے مین اُسی قلعے پر جاؤنگا جہانتک ہوسکیگا پتہ لگاؤنگا شیشہ می نوش کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہا بھیا مجھ بدنصیب کو کیا سمجھاتے ہو کیون مجھ ہجران دیدہ کو بہلاتے ہو جسدن سے ایرج مائل ہوئی ایک دن چین نپایا اسا ہماسا ن قید رہی خدا نے فضل کیا تھا کہ طلسم فتح ہوا اگرچہ مقدمہ سفر تھا مگر شب کو ایک مقام پر ہوتے تھے ایسا نہو اُنکو کوئی قتل کر ڈالے اُس بیقراری مین یہ اشعار مصیبت آمیز پڑھنے لگی نظم

ہرگز مدان بوصل تو یکجا گریستم
رفتم برون بشہر و بصحرا گریستم
چون چشمہ چشم من نشد از گریہ بہرہ مند
گاہے نشد بیاد تو تنہا گریستم
کردم ز بسکہ بر سخن ابلہان عمل
در بر کشیدہ تنگ من اورا گریستم

امروز بر جدائی فردا گریستم
کشت محبتم نشد از آب دیدہ سبز
روزانہ گریہ کردم و شبہا گریستم
چون نخل آبدیدہ ز باران بباغ دہر
آخر بحرف مردم دانا گریستم

از پردہ بارون نہ فتد راز عشق دوست
گویا چو ابر بر سر دریا گریستم
یک خلق را بگریہ در آورد گریہ ام
بارش نمود از ہمہ اعضا گریستم
سود او صال یار بسعی چہ دست داد

ملکہ انجم ماہ رخسار قدمون سے ملکہ کے لپٹ گئی کہا حضور جو بی آگاہ ہین یہ کنیز بھی عاشق جمال بیمثال شاہزادہ والا قدر ہی لیکن آپنے بڑی مصیبتین اُٹھائین مگر برائے خدا صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے ورنہ لشکر آپکے گھبرانے سے تباہ ہوجائیگا ملکہ شیشہ می نوش تخت سے اُتری تاجدار نے تاکر ملکہ کو داخل بارگاہ کیا صیقل آئینہ دار ملکہ انجم ماہ رخسار تلاش کرتے ہوئے چلے مگر شمراب خانہ خراب جب ایرج کو لیکر اُتری شاہزادہ متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگیا سراپا کو شاہزادے کے دیکھکر بلائین لینے لگی جی مین کہتی ہی ای شمراب جادو کہان افراسیاب کہان طلسم ہوشربا اس یوسف ثانی کو لیجاکر اُس گرگ کے حوالے کردون وہ دشمن رہزن اسکا خون بہانے مین خود اپنی جان اسپر نثار کرونگی زور و طاقت مین بے نظیر ہی اسکو سحر و ساحری سکھاؤنگی شعلہ جوالہ بناؤنگی لیکن اسکی تو آنکھون مین سحر ہی اسقدر وصل کی خواہش ہی دلسے کہتی ہی ای صحرا مین کہین ٹھہر کر وصل حاصل کرون جوان صاحب ذوق و شوق ہی فورًا قبول کریگا لیکن ذرا راز و نیاز ضرور ہی یہ دلسے باتین کرتی ہوئی جاتی تھی کہ دیکھا ہا لیان لشکر آتے ہین ساتھ والون نے اتنے عرصے مین بارگاہ خیمے لدوا لئے نوبت نقارے بجاتے ہوئے آئے سب نے اپنی مالکہ کو دیکھا اک جوان کو بغل مین دبائے ہوئے آتی ہین فورًا پرے باندھکر سلام کیا شمراب جادو اُتر پڑی کہا جلد بارگاہ استادہ کرو اب مجکو احوال معلوم ہوا ایرج نوجوان اسکا نام ہی نبیرۂ خداوند عالی مقام ہی اسکا قتل کرنا باعث خرابی ہوگا مین تنہائی مین اسکو بجائے خداوند لقا کو سجدہ کراؤن ملازمون نے

جھٹ پٹ بارگاہ استاد کی اسباب عیش و نشاط آراستہ کردیا لشکر اسی مقام پر اُترپڑا شراب ایرج کو لیکر اندر
بارگاہ کے آئی ایرج کو مسند پر بٹھلایا لیکن ابھی ہوشیار نہین کیا آپ بناؤ کرنے لگی بھاری جوڑا نکالکر پہنا دوپٹا
نے مستی بھی لگائی عطر لگانے لگی ایسی اترائی دلہن بنی گھونگھٹ نکالا شراب کباب قریب رکھ لیے پہلو مین جھکا کر
بیٹھی ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی آنکھ کھلی دیکھا اک بارگاہ نہایت آراستہ و پیراستہ یون ملبٹ گے دیکھا ایک
جادوگرنی سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے گھونگھٹ نکالا ہے کنکھیون سے دیکھ رہی ہے کبھی مسکراتی ہے کبھی سر جھکاتی ہے
ایرج حیران کہ خداوندا یہ کیا مقام ہے چاہا اُٹھین پاؤن سوے پیکار تھے اور زیادہ گھبرایا آخر کہا کمبخت تو
کون ہے شراب جادو نے ناز سے مسکرا کر کہا صاحب مین خود حیران ہون تم میری بارگاہ مین کیونکر چلے آئے
مین شرم سے مری جاتی ہون تمھارے تیور دیکھکر گھبراتی ہون لیکن اگر چلے آئے کیا مضائقہ ہے ہمارے مہمان عزیز
ہو شراب کباب حاضر ہے مین کیا کسی بات سے انکار کرونگی مہمان نوازی کی ہمارے مذہب مین بڑی تاکید ہے
ایرج نے کہا ارے یہ تو بتلا مجکو یہان کون لایا مین تو لشکر عیوق کو وہ جگہ سے لڑ رہا تھا اُسکو قتل کیا تھا تیا
لشکر اُسکے مطیع ہوئے اتنا یاد ہے کسی نے کمر مین پنجہ دیا مین بیہوش ہوگیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو اس مقام پر
پایا الفصاحت و بلاغت ایرج نوجوان نے جو گہر ریزی زبان معجز بیان سے کی شراب جادو تڑپ گئی بیقراری
مین گھونگھٹ اُلٹ دیا کہا اے جوان مین کاہیکو چھپاؤن صاف یہ ہے کہ ملکہ شراب جادو اس ملک کی شاہزادی
ہون تیری خبر سنکر قتل کرنے گئی تھی لیکن تیرے خنجر ابرو سے گھائل ہوئی سنکر کر مجھ ایسی شاہزادی تیرے اوپر
مائل ہوئی اب دن عید و رات شب برات ہے میری صحبت مین بہت رضامند ہوگا اپنے ملک کی مالک
صاحب اختیار ہون جو چاہون کرون کوئی میرا روکنے والا نہین ہے یہ سنکر ایرج نوجوان کو غصہ آیا کہا او
بیحیا یہ تو نے کیا کہا اپنے نزدیک بڑا کام کیا سحر کرکے اُٹھا لائی بس بہتر یہ ہے کہ سامری و جمشید پر لعنت کر
مطیع اسلام ہو مجکو اپنے لشکر کا افسر کرونگا شراب قہقہہ مار کر ہنسی کہا اے جوان مین خود چاہتی ہون تجکو
بھاؤن خداوند کا نواسہ ہوکر اُن سے برگشت ہو بڑے تاسف کی بات ہے کہ خداوند زادی کے بطن سے پیدا ہو
مذہب خدائے نادیدہ کے شیدا ہوئے مین چلکر تیری خطا معاف کرادونگی قدرت کچھ نہ کہینگے افراسیاب
جو تیرا دشمن ہے وہان نہ لیجاؤنگی ابھی تو برس دو برس یہان رہو عیش کرو کسی زمانے مین لیجاؤنگی تمکو تخت پر بٹھاؤنگی
سحر و ساحری سکھاؤنگی ایرج نوجوان کو ان باتون مین بہت غصہ آتا ہے کلمات سخت و سست کہ رہا ہے شراب جادو
منت خوشامد کر رہی ہے جب شاہزادہ نہین مانتا تو جلا کر کچھ کہتی ہے ملازم اسکے دروازے پر حیران کھڑے ہین

آپسمین چرچے کر رہے ہین کیون یارو تنہائی مین قیدی سے کیا باتین ہورہی ہین کوئی کہتا ہی عاشق ہوئی ہی کوئی
کہتا ہی خداوندکی تصویر کو سجدہ کرارہی ہین کہ سب نے دیکھا ایک جادوگر لشکر مین آیا پوچھتا پھرتا ہی یہ کن صاحب
کا لشکر ہی لوگون نے نام بتایا کہ ملکہ سُراب جادو حاکم قلعہ سرابیہ یہان اُتری ہین عمیرہ حمزہ کو گرفتار
کرکے لائی ہین تنہائی مین کچھ سمجھارہی ہین مگر ظاہرا معلوم ہوتا ہی وہ شخص بڑا سرکش ہی مفصل حال معلوم نہین
ہوتا کہ کیا گذری اُس جادوگر نے کہا کہ جاکر ملکہ عالم سے کہدو کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا نے نامہ بھیجا ہی ہمکو جلد اپنے
پاس طلب کرین ورنہ ابھی قیامت برپا ہوگی شہنشاہ تم لوگون کے بھروسے پر سلطنت نہین کرتے ہین ہزارون
کوس کی خبرین طاران سحر پہونچاتے ہین یہ سُنکر جادوگر تھرائے دو مصاحب خاص اندر بارگاہ کے آئے
دیکھا عجیب طرح کا جلسہ ہی وہ قیدی تو گالیان دے رہا ہی ملکہ منتین کرتی ہین اُن ساحرون نے کہا حضور کچھ
آپ کو خبر ہی شہنشاہ نے نامہ بھیجا ہی سُراب جادو گھبراگئی چونکہ ایرج سے عشق دلی ہی فراق گوارا نہین
دلکی بیتابی مین چارہ نہین جلد باہر نکل آئی دیکھا ساحر سیہ فام کھڑا ٹہل رہا ہی لوگون نے جو کہا ملکہ عالم خود
تشریف لائین ساحر نے جھککر سلام کیا کہا شہنشاہ طلسم ہوشربا نے کتاب سامری مین دیکھا کہ ملکہ سراب
جادو نے عمیرہ حمزہ کو گرفتار کیا ہی حکم ہوا جلد جاکر اُسکو لے آؤ خداوند کے نواسے کو ہم اپنے طور سے
سمجھا لینگے نہ مانیگا تو سزا دینگے سُراب جادو نے سر جھکا لیا سوچنے لگی بڑا غضب ہوا اسکی جدائی مین
کیونکر زندگی بسر کرونگی تڑپ تڑپ کے مرونگی جادوگر نے نامہ مہری شہنشاہ کا جھولی مین سے نکالا کہا ذرا اسے
ملاحظہ فرمائیے نامہ دیکھکر سُراب اور زیادہ گھبرائی کہا اچھا میان ساحر صاحب گھڑی دو گھڑی ٹھہرو ہم تمہارے
واسطے خلعت وغیرہ منگائین ہمکو تردد یہ ہی کہ اسکے مددگار بہت ہین تم اتنی دور لیکے جانہ سکوگے ہم لشکر سمیت
لیکر آئینگے ساحر نے کہا اچھا خوشی آپ کی بارگاہ مین چلیے ہم بھی ذرا اُس قیدی کو دیکھین آپ کے مطلب کو بھی
ہم سمجھے وہ مطلب بھی ہماری خوشی سے نکل آئیگا سُراب نے کہا میان ساحر صاحب ہمارا مطلب کیا ہی ساحر
نے کہا اب اِس بات کو نہ پوچھیے ہمنے اک زمانے کو دیکھا ہی آپ کی صورت دیکھکر پہچان گئے ہین یہ کہکر
چپکے سے کان مین کہا ملکہ عالم آپ عمیرہ حمزہ پر عاشق ہوئی ہین کیا مضائقہ ہی ہم اسکی تدبیر کردینگے شاہزادیان
ایسا ہی کرتی ہین ہماری ملکہ حیرت جادو کی بہن ملکہ بہار جادو بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہین ملکہ
مخمور سُرخ چشم شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پر دل دادہ و فریفتہ ہین ملکہ حیرت جادو
کے کئی آشنا ہین راتون کو چھپکر آتے ہین ہم لوگ بلالاتے ہین اسمین کیا نقصان ہی بلکہ آپ قدردانی کرینگی

ہم یہین رہجائینگے شہنشاہ کو عرضی لکھ بھیجینگے کہ ہم بیمار ہوگئے وہ خبر جھوٹ ہی تھی یہ حمزہ گرفتار نہین ہوا ہم لوگ
کسطرح بربات بنا سکتے ہین صُراب جادو نہال ہوگئی کہا بھائیصاحب تمہارا کیا نام ہی کہا ہمکو ساحر دل نواز
شعبدہ باز عشوہ ساز کہتے ہین ہماری قدر ملکہ حیرت جادو بہت کرتی ہین حضور جہان اُنھون نے کسی جوان کو دیکھا مجھے
اشارہ کردیا بس پھر ہم ڈھونڈھ کے کرلے آتے ہین اسوجہ سے ہمارا دل نواز شعبدہ باز عشوہ ساز نام پڑا دل نواز
ہمارا کام ہی دیکھیے تو ہمنے ابھی اُس کو نہین دیکھا مگر کل کیفیت بتلا دین آپکے چہرے سے یہ سب باتین ظاہر ہوتی ہین یعنی
آپ تو اُسپر عاشق ہوئی ہین وہ نہین مانتا کلمات سخت و سست سناتا ہی صُراب جادو بیچین ہوگئی دلمین کہتی ہی یہ تو
غیب دان ہی کہا میان دل نواز تم گویا اس صحبت مین شریک تھے دلنواز نے کہا ایسے ایسے ہزار ہا معاملے
دیکھے ہین بشرہ شناس ہوگئے ہین صُراب جادو نے دلنواز کا ہاتھ تھام لیا دلنواز نے کہا اور سب کو باہر
ٹھہرائیے ہمکو تنہا لیچلیے صُراب جادو نے سب کو منع کیا انکو لیکر اندر آئی دلنواز نے ایرج کو جھککر سلام کیا
ہاتھ باندھکر کہا واہ میان جوان ظاہر مین یہ شوکت و شان ایسی معشوقہ حسین جمیل کمسن ابھی ڈیڑھ سو برس سے زیادہ
سن نہین آیا ہی ابھی دنیا کا کیا دیکھا ہی انسے انکار کرتے ہو بہتر یہ ہی کہ قدمونپر انکے سر رکھو سامان وصل مہیا ہو
جوانی کے مزے اُڑاؤ بھائیصاحب چاہنے والا کسکو ملتا ہی ایرج نوجوان نے بقہر و غضب تمام جواب دیا او
ساحر کچھ دیوانہ ہوا ہی خبردار ایسی بات کہیگا تو تو جائیگا مجھ سے رہائی پاؤنگا تو سر کھینچکر پھینک دونگا دلنواز
نے صُراب کا ہاتھ تھامکر کہا ملکہ ایسے ناقدر کو منھ نہ لگاؤ ہم تم بیٹھکر عیش کرین اور کان مین کہا اس جوان رعنا کے
مزاج کو مین پہچان گیا اسکے مزاج مین غرور ہی جب ہم تم بیٹھکر شراب پئینگے وصل کے چرچے ہونگے تب یہ مرا ئیگا
کہیگا مجھے بھی صحبت مین شریک کرو صُراب جادو نے کہا میان دلنواز بہت اچھا تمہاری تابعدار ہون دلنواز
نے اشارے سے کہا اب مین اسکو تمہارے قدمون پر گرواؤنگا ناک رگڑوے تو سہی مجھے گانا بھی آتا ہی جب تو
ملکہ حیرت جادو مجھکو عزیز رکھتی ہین صُراب جادو نے شراب منگائی میان دلنواز نے الٹ پلٹ کے پیالے تو
گنگنا کر یہ غزل گائی خوب مزے مین تان اُڑائی

غزل زبانی دلنواز

بلبل کو ہی بہار مین گلزار پر گھمنڈ
کیونکر مجھے ہنو دل بیمار پر گھمنڈ
وہ سخت جان ہون مجکو بھی ہی نازو افتخار
ناحق ہی تمکو رونق گلزار پر گھمنڈ

تمکو ہی یار سے گل رخسار پر گھمنڈ
بجا گئینگے سامنے مرے ہو تو امتحان
قاتل کو ہی جو خنجر خونخوار پر گھمنڈ
اک وار مین نہ تن سے مرا سر جدا ہوا

دنیا ہی ہی ساتھ مرا رنج ہجر مین
تمکو عبث ہی مجمع اغیار پر گھمنڈ
دن آگئے خزان کے خبر عندلیب لے
بیفائدہ ہی آپ کو تلوار پر گھمنڈ

سب عاشقوں کو اپنے رگِ جان پہ ناز ہی
ای دل تجھے ہی ایسے خریدار پر گھمنڈ
جب اُنکی چال سے شعرا نے مثال دی
خورشید کو ہی گرمی بازار پر گھمنڈ
سب مال چھوڑ جائیگا دنیا مین ای بخیل
تکو اگر ہی چاند سے رخسار پر گھمنڈ

اس بت کو ہی جو رشتۂ زنار پر گھمنڈ
گر زلف یار کو ہی سیاہی پہ اپنے ناز
کبکِ دری کو ہو گیا رفتار پر گھمنڈ
نکلا خطِ سیاہ گئی رخ کی سادگی
بیفائدہ ہی دولتِ بیکار پر گھمنڈ

بوسہ تو کیا وہ مفت بھی لیتا نہیں کبھی
عاشق کو بھی ہی اپنی شب تار پر گھمنڈ
ٹھنڈا کرینگے داغ جگر کو دکھا کے ہم
باقی ہی آجتک تمھین ای یار پر گھمنڈ
خورشید داغ دل ہی سطوت کو فخر و ناز

دلنواز نے اس غزل کو خوب بتا بتا کے گا یا گھمنڈ کی لفظ کو ایسا ایسا بتایا ایرج نوجوان بہت جھلایا دلنواز کہتے جاتے ہین میان اس پلیے چرمے پر گھمنڈ نکرو اب یہ میری معشوق ہی تمکو قید کرکے طرف طلسم ہوشربا کے روانہ کریگی یہ کہتے کہتے دلنواز نے جام لبریز کیا کہا ملکہ ہمارے ہاتھ سے پیو ہم تم جلکر چھپر کھٹ پر آرام کرین انکو جلا مین شراب جادو خوشی خوشی جام پی گئی پیتے ہی گھبرائی کہا میان دلنواز مجکو تو کوئی آسمان سر پہ جاتا ہی دلنواز نے کہا ذرا ٹھہر کر ٹہلنے نشہ اُتر جائیگا شراب گھبرا کر اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کے گری میان دلنواز نے نعرہ کیا نام فرزند دلبند عاقل و کامل جعفر شاپور شیر دل ایک طرار و فرار ہی لپٹ کر خنجر مارا شراب کا شکم چاک قصہ پاک اندھیرا ہوا بارگاہ جلنے لگی ایرج نوجوان سحر سے رہا ہوئے شاپور نے کہا ای شہریار بہ تعجیل نکل چلیے دس بارہ ہزار ساحران غدار بیرون بارگاہ جمع ہین اسی اندھیرے مین نکل چلیے ایرج نے سپر شمشیر اپنی اُٹھالی شاپور نے بڑھکر سراپردہ چاک کیا ایرج و شاپور اُسی اندھیرے مین نکلے لیکن سرداران شراب گھبرا کر دوڑے یہ کیا غضب ہوا آواز مہیب آئی زمین تھرائی بیرون نے آواز دی کشتی مرا نام من شراب جادو بود افسوس مردیم دھان دادیم بطلب خود نرسیدیم حربہ ہاے سحر لیکر دوڑے اندر آکر دیکھا لاشہ شراب کا تڑپ رہا ہی نہ وہ قیدی ہی نہ وہ ساحر فرستادہ افراسیاب بیقرار و بیتاب ہو کر غل مچانے لگے یارو غضب ہوا ملکہ کو ہماری قیدی نے قتل کیا دوسرے ساحرون نے دیکھا وہ قیدی تلوار کھینچے ہوئے جاتا ہی لینا لینا کہکر دوڑے شاپور نے حقۂ آتشبازی مارا دو چار کے منھ جلے ساحرون مین ہنگامہ ہوا ارے یارو ان دونون نے ملکہ ملکۂ عالم کو مارا خبردار جانے نپائین ایک دنین جڑا جادوگر ہی آگ برساتا ہی وہ آگ سحر سے بھی دفع نہین ہوتی بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیکر دوڑے شاپور نے چاہا لڑ بھڑ کر نکلجائین مگر ایرج نوجوان بھاگنے کو عیب جانتے ہین اُسی مقام پر ڈٹ گئے ساحرون سے لڑنے لگے جیسے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ہرچند شاپور کہتا ہی ای شہریار یہ ساحر ہین انکو جرأت دکھانا

کیا ضروری ہے براے خدا نکل چلیے اب ٹھہرنے یہ کب مانتے ہیں شاپور بھی لاچار ہو کر ملیٹ پڑا کسی کو کمند سے مارا کسی کو
حباب بیہوشی مار دیا دو چار حقہ ہاے آتشبازی داغے دو چار ایرج کے ہاتھ سے قتل ہوئے انکا سحر جو چلا
شاپور و ایرج کے پانون زمین نے تھام لیے ساحر بلوہ کر کے چلے کہ دونون کا سر کاٹ لین شاپور نے اسوقت
بیقرار ہو کر دعا کی آسمان پر برق چمکی دیکھا شاہزادہ صیقل آئینہ دار و ملکہ انجم ماہ رخسار آگر پہونچین یہ آقا ور شاپور کو
مجمع ساحران مین دیکھا صیقل تڑپکر گرتے پڑتے گولہ مارا ملکہ انجم ماہ رخسار آتے ہی مسلمانی ساحرون پر برق
گرائی ایک جانب سے گرد اڑی نیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صیاد و مہرداد جان دریاباری و سام بن غوجان
وغیرہ آگر پہونچے ایک سمت سے کئی ہی نقارہ و بر چوب پڑی ملکہ شیشہ می نوش مع کل لشکر ظفر شعار و ساحران نامور آگر
پہونچین ملازمان سُراب دیکھکر گھبرا گئے صیقل نے اتنی دیر مین صفائی کر دی کئی ہزار ساحر مارے انجم نے بجر
سے دشمنون کے ستارے گردش مین آئے ساحر کیا لڑ سکتے دہائی دینے لگے چادر ہائی ایرج نوجوان نے
بڑھکر صیقل آئینہ دار کو منع کیا ای برادر بس وہ پناہ مانگتے ہین بیٹھے ہاتھ روکے تاجدار رکیہ سوار و میعاد
بھی آگر پہونچے ملازمان سُراب نے بدل و جان اطاعت کی مال و اسباب سُراب کا قبضے مین آیا ملازمان سُراب
نے عرض کی قلعہ سُرابیہ مین تشریف لے چلیے تاجدار رکیہ سوار نے گزارش کی غلام کے کاشانے کو قدوم
میمنت لزوم سے منور و روشن فرمایئے اہالیان قلعہ بھی مشرف بدین اسلام ہون سایہ دامن دولت پڑ سے
اہالیان سُرابیہ نے عرض کی پہلے قلعہ سُرابیہ مین چلنا واجب و لازم ہے یہان سب ساحر رہتے ہین فوراً
باغی ہو کر خرابی کرینگے صیقل نے بھی کہا حقیقت مین پہلے اسی قلعے مین چلیے کل لشکر کو تیار کر کے بہ فر فریدونی
و بحشمت جمشیدی طرف قلعہ سُرابیہ کے چلے تاجدار رکیہ سوار نے عرض کی مین اپنے وزیر باتدبیر نیک راے
کو چھوڑے جاتا ہون مین پہلے جا کر داخلہ کرون حضور کے تشریف آوری کی اہالیان قلعہ کو خبر دون حضور
ضرور بعد تسخیر قلعہ سُرابیہ تشریف لائین ایرج نے وعدہ کیا تاجدار رکیہ سوار وزیر کو چھوڑ کر مع پانچ ہزار
سوار پیدل طرف اپنے قلعے کے چلا ایرج نوجوان قلعہ سُرابیہ مین داخل ہوئے اہالیان قلعہ براے
استقبال آئے بشوکت تمام و بتکلف مالا کلام ملکہ شیشہ می نوش و جنرل دارالامارہ شاہی ہوئین ایرج نوجوان
نے فرمایا ای شاپور صبح کو مرکب تیار رکھنا ہم براے ملاقات تاجدار رکیہ سوار جائینگے اُس سے وعدہ کیا ہے
مرد راسخ الاعتقاد ہے ایسا نہ ہو وہ مسلمان ہو گیا ہے کچھ اہالیان قلعہ فتور کرین پس ہمارا جانا واجب و
لازم ہے صیقل و انجم نے عرض کی کل لشکر تیار ہے ایرج نوجوان نے فرمایا وہ قلعہ یہاں سے دس بارہ کوس ہے

سب وہاں غیر ساحر رہتے ہیں نیک رائے وزیر ہمراہ ہی رہبری کرکے لیجائیگا صرف شاپور کو ساتھ لیکر جاؤنگا
آپ لشکر کو تیار رکھیں سامان سفر درست رہے آتے ہی طرف طلسم ہوشربا کے کوچ کرینگے سب خاموش ہو رہے
بوقت سحر ایرج نامور پشت گرہ بن اشقر سیار ہوئے تاجدار کا وزیر دشاپور شیر دل ساتھ ہوئے میعاد وغیرہ نے
عرض کی حضور ہم تو ہمراہ چلیں ایرج نے فرمایا کیا کسی سے مقابلہ کرنے جاتا ہوں مجھے سفر کی جلدی ہے ایک ایک لمحہ
مجھپر برابر سال کے گذرتا ہے انشاءاللہ دو ہی دن میں واپس آؤنگا کسی کے ہمراہ ہونے کی کیا ضرورت ہے صیقل نے
زبردستی پچاس سوار ہمراہ کر دیے ایرج نوجوان سوار ہو کر چلے لیکن عیوق کوہ پیکر جو مارا گیا ملازم اُسکے اُسکی
لاش لیکر روتے پیٹتے بھاگے رات ہو گئی تھی ایک صحرا میں ٹھہرے صبح کو لاشہ اُٹھایا قصد ہوا کہ چلیں یکایک صحرا
سے گرد اڑی سفاک کوہ پیکر مع چالیس ہزار سوار و پیدل کے گینڈے پر سوار آتا ہے عیوق کوہ پیکر کا
یہ بڑا بھائی ہے ملازمان عیوق نے بڑھکر فریاد کی دہائی شہریار آپکے برادر یکجان برابر کو تاجدار یکہ سوار نے قتل کر دیا
یہ خود جلا تھا قہر و غضب میں کانپنے لگا ملازموں سے تمام کیفیت دریافت کی سب نے ابتدائے کیفیت میعاد سے
تا بہ آمد ایرج اور آنا تاجدار کا نفظ بنفظ ظاہر کیا سفاک نے کہا یہ قدرت ہے لات و منات کی کہ ہماری
حوالی میں اگر نبیرۂ حمزہ سرکشی کرے بھائی میرا ایسا نہ تھا کہ کسی ایسے ویسے سے مارا جاتا دس بیس جوانوں نے
ملکر اُسکو مارا ہوگا اب نبیرۂ حمزہ کہاں گیا سب نے عرض کی حضور ہم تو لاشہ لیکر چلے آئے ہمیں نہیں معلوم وہ
لوگ کہاں گئے سفاک اُسی مقام پر اُتر پڑا لاش کو تو قلعے میں گھوڑے بند حوالہ کر دیا میں چھپوا دیا ہر کاروں کو
حکم ہوا دریافت تو کرو نبیرۂ حمزہ کہاں گیا ساتھ والوں نے کہا جبتک نبیرۂ حمزہ کی خبر ملے تاجدار یکہ سوار کو
سزا دیجے اُنکے عزیز و اقارب کو قتل کریں نبیرۂ حمزہ کا بھی حال دریافت ہو جائیگا سفاک کوہ پیکر کو یہ بات بہت
پسند آئی اُسیوقت گینڈے پر سوار ہوا فوج کو تیار کیا طرف قلعہ تاجدار یکہ سوار کے چلا لیکن غم میں وقت بلا نوشی
کے بیقرار اشکبار گریاں نالاں تاج راگ و رنگ شراب و کباب موقوف کر دیا ہے بروادری جاتا ہے نہایت کچھ
یاد میں بھائی کے کلیجہ شق لیکن تاجدار یکہ سوار خدمت شاہزادہ والا قدر سے رخصت ہو کر قلعے میں آئے ہی
سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہو کر تمام رئیسان سلطنت و وزیران اُبہت کو جمع کیا پکار کر آواز دی کہ صاحبو میں نے
اطاعت دل و جان سے شاہزادہ ایرج نوجوان کی کی مذہب جد و ابا ترک کیا آج تک کوئی ہادی نہ ملا تھا
شکر ہے کہ ظلمات کفر سے نکلے باغ اسلام کی سیر حاصل ہوئی شاہزادے سے وعدہ کرکے آیا ہوں وہ اپنے
غلام کو سرفراز کرینگے غریب پرور رہا رہوں کے افسر نور نگاہ حمزہ نامور انکی عنایت سے اب اس قلعے میں

روشن ہو گی جن صاحبوں کو دین اسلام منظور ہو رہین ورنہ قلعے سے نکلجائین سب نے عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان
آپنے جو کچھ کہا نیک و بد کو سمجھ لیا نمکخواروں کو کیا عذر ہی تاجدار نے سب کو کلمہ پڑھایا بعض بصدق مسلمان ہوئے بعض نے
دنیاداری کی آسمین کہا جان بچاؤ بجا جائیگا تاجدار یہ انتظام کر رہا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی
کہ ای شہریار غضب ہوا سفاک کوہ پیکر برادر عیوق کوہ پیکر ساٹھ ہزار فوج سے براے بربادی قلعہ حضور
آتا ہی راہ مین اُسنے خبر پائی اول مین تو خواہان تھا کہ قاتل کو مارون مگر چونکہ اُسکا پتہ اُسکو نہین ملا تو سے قہر و غضب
مین اسطرف رخ کیا فوج کو حکم دیا ہی کہ چلتے ہی قتل عام کرو جانور بھی زندہ نہ بچے قلعہ پامال ہو یہ سنکر تاجدار کیسو
گھبرا گیا تلوار ٹیک کر اُٹھا کہا اُسکی کیا مجال ہی اُسکا بھائی بھی مغرور تھا اسکو بھی بڑا گھمنڈ ہی میدان کارزار مین بھیجا جائیگا
جلد لشکر تیار کرو وزراے عرض کی جلد ایک نامہ دار خدمت مین ایرج عالی وقار کے روانہ کیجیے یہان کوئی
سفاک کے مقابلے کے لائق نہین ہی تاجدار نے کہا غیرت کا مقام ہی ابھی ہمنے اُنکی اطاعت کی کیا ہمسے
نفع ملا کہ جو ہم اُنکو براے مدد بلائین وہ تو کچھ نکہینگے لیکن ساتھ والے ضرور خفیف کرینگے کہ کیا ہمارے ہی بھروسے
پر سلطنت کرتے تھے مین ہرگز تحریر نکرونگا آپ لوگ کنارے بیٹھیے مین خود مقابلہ کرونگا میری غیرت تقاضا نہین
کرتی سرداران لشکر نے عرض کی کہ براہ خیرخواہی عرض کیا جانثاری کو حاضر ہین کیا اُن بھیاؤن سے منھ پھیرینگے
بسم اللہ حضور سوار ہون تاجدار یکہ سوار پشت مرکب پر سوار ہوا فوج اُسکے پاس حقیقت مین کم ہی بارہ ہزار
سوار لیکر تین کوس قلعے سے آگے بڑھا بارگاہین استادہ کرائین بازارین درست ہونے لگین تاجدار کھڑا ہوا
تک رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی سفاک کوہ پیکر گینڈے پر سوار جھومتا ہوا بھائی کے غم مین کلیجے سے شعلے
نکل رہے ہین آتش فراق قوت بازو مین استخوان جل رہے ہین ساٹھ ہزار فوج پشت پر علم اے زنگاری
کے پھریرے کھلے ہوئے دریاے سلاح مین سوار و پیدل غوطے مارے ہوئے بڑے کروفر سے لشکر لیکر
سفاک کوہ پیکر آیا تاجدار کے لشکر کو دیکھکر آنکھون مین خون اُتر آیا ساتھ والونسے کہا خداوند لات و منات
کی قدرت ہی کہ میان تاجدار بادولت کے مقابلے مین آئے ہین قضا دامنگیر ہی خون برادر بالا نجائیگا
تمام اہالیان قلعے کو قتل کرونگا یہ کہکے اُترپڑا حکم دیا طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارہ رزمی گڑگڑایا
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین لیکن ملازمان تاجدار کو بڑا ہراس ہی فوج بھی کم پہلوان بھی کوئی
لائق مقابلہ سفاک نہین ہی چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی اُدھر سے سفاک کوہ پیکر ادھر سے
تاجدار نامور میدان کارزار مین آگر دونون لشکر بے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے سفاک نے

گینڈا بڑھایا میدان کارزار مین آیا تاجدار کو للکارا تاجدار نے خود گھوڑا بڑھایا ہر چند کہ جی بیگے چھوٹے ہوئے
ہین لیکن بروقت نکلنے تاجدار کے افسران لشکر قدمون سے لپٹ گئے عرض کی ای شہریار ہم اپنے سامنے آپکو
نجانے دینگے خیرخواہان دولت جاکر اس دیو بدمست سے مقابلہ کرکے جان دینگے تاجدار نے نہ مانا سب کو روک کے
مقابلہ سفاک مین آیا سفاک لاف وگزاف کرنے لگا مثل ابر گرجا برنگ برق غم مین جائی کے تڑپا نیزے کا
وار کیا تاجدار و سفاک سے نیزہ چلنے لگا آخر نیزے بیکار ہوئے قبضو پر ہاتھ پڑ گئے برق شمشیر چمکی لیکن
سفاک نہایت زبردست ہے کمر کو جُھکا کے سر پر ہاتھ مارا تاجدار نے گردہ سپر کا اُٹھایا لیکن سپر کٹی خود کاٹ کر
تیغہ تا دوابرو پہونچا تاجدار نے داشانہ مارا تیغہ تو نکلگیا چادر خون کی چہرے پر آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قریب
تھا غش کھاکے گرے مگر اپنے کو سنبھالکر جواب مین ہاتھ مارا اُس نامرد نے گینڈا اچھالیا وار جو خالی گیا تاجدار کو
پھر غش آگیا سفاک نے چاہا سر کاٹ لون اہالیان فوج تاجدار دوڑ پڑے اپنے مالک کو بچایا شفاکر ہوادار
پر ڈال لیا لڑنے لگے آخر فوج بے سردار کیا لڑسکتی تھی سفاک نے خون کے دریا بہا دیے علم فوج کو قلم کیا آخر
لازمان تاجدار شکست خوردہ طرف قلعے کے بھاگے پڑاو لٹ گیا فوج سفاک نے پیچھا کیا لازمان تاجدار
گھبرا کر قلعے مین گھس آئے خندق کو پر آب کیا پل تختہ اٹھالیا بالائے قلعہ آئے دمدمین توپین فیلین پانچ ہزار
لازمان سفاک خونخوار مارے گئے سفاک نے حکم دیا چہارطرف سے قلعے کو گھیر لو آب و دانہ اہالیان قلعے
پر بند کرو رسد نہ پہونچنے پائے قلعہ چہار جانب سے گھر گیا سفاک بل کرتا ہوا بارگاہ مین آیا کہا یہ لوگ کیا
سمجھکر قلعے مین گئے ہین ایسے ایسے گھروندے مین نے بہت سے بگاڑ ڈالے کل صبح سر سواری قلعے کو لونگا ایک
زندہ نچھوڑونگا یہ کہکر لباس تبدیل کیا دنگل پر آکر بیٹھا شراب پینے لگا نشے مین حکم دیا طبل یورش پر چوب پڑے
تاجدار کو خبر پہونچی گھبرا گیا ساتھ والون نے عرض کی حضور آپنے بڑا غضب کیا اپنے گھر مین بیٹھے چین کرتے تھے
یہ کیا ضرورت تھی جاکر ایک مسلمان کی اطاعت کی وہ قلعے سرابیہ پر فروکش ہین خبر بھی ہماری نہلی اب صبح کو
سب قتل ہوجاینگے آپنے ایک نامہ تو لکھا ہوتا کہ تمہارے واسطے مارے جاتے ہین اگر عیوق آپ کی وجہ سے
نہ قتل ہوتا سفاک کو دشمنی کا کیا باعث تھا ہمیشہ آپسمین نامہ و پیام رہتے تھے ہر ایک حوالی ایک شادی و
غمی کی شراکت یا یکایک یہ مصیبت اب میان ایرج نوجوان کہان ہین انکو بلایے کہ اگر جان بچائین تاجدار
نے جواب دیا کہ صاحبو طعن و تشنیع بیکار ہے پروردگار مالک و مختار ہے اگر قضا آچکی کون بچائیگا نکلے نہ آئیگا
یہ باعث ہے ابھی قلعہ کو تسخیر کیا ہے ہزارہا ساحر رہتے ہین کسی نے بغاوت کی ہوگی کوئی بائل لسبر کینی ہوگا

یا شیرا ب جادو کے عزیزون نے لشکر کشی کا سامان کیا ہوگا وہ ایسے نہین ہین کہ ہماری خبر نہ لیتے صاحب ہمت و
لیاقت جری تیغ صف شکن تیغ زن اگر نہ آئے بعد ہمارے ہمارے خون کا معاوضہ لینگے سفاک زندہ نہ بچیگا
سب نے جواب دیا واہ سبحان اللہ حضور نے خوب فرمایا بعد ہمارے اگر قبر پر میلے رہے تو کیا فائدہ ہم تو
قبر مین اکیلے رہے اہل وعیال سامنے آنکھوں کے قتل ہونگے تباہی بربادی نامرادی کسی کام کے نہ رہے ناحق
کو ظلم سہے تاجدار نے غصے مین جواب دیا مین نے اسی واسطے کسی صاحب کو میدان کارزار مین جانے کی اجازت
نہ دی جو مجھپر گذری وہ گذری اب آپ لوگ قلعے سے نکلجائیے مجکو مجبور کیجیے جاکر سفاک کی شراکت کر کے
اپنے اہل وعیال کو بچائیے مین سمجھ لونگا صبح کو پھاٹک کھولکر نکلونگا لڑ بھڑ کے جان دونگا آپ لوگون کو اپنے اپنے
فعل کا اختیار ہے سردارون نے سر جھکا لئے عرض کی ہم اپنی جان کے واسطے نہین کہتے صرف رات کی مہلت ہے اگر
مناسب وقت ہو مصالحہ کیجیے کسی طرح جان بچے تاجدار نے کہا مجکو زندگی منظور نہین کوئی صاحب میرے
مقدمے مین دخل نہ دین اپنی فکر کرین سردار خاموش ہو رہے بعض اشارے کرتے ہین یارو ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہے
کہ بادشاہ کی مشکین باندھکر سفاک کے حوالے کر دین وہ ہمسے خوش ہو جائیگا بعض دانت کے نیچے انگلی
دباتے ہین کہ یارو اسکا نمک کھایا ہے کیونکر یہ ہو سکتا ہے اپنے آقا کو گرفتار کرین دشمن کے حوالے کرین اسی ہنگامے
مین شب بسر ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تاجدار کفن پہنکر بالائے قلعہ آیا ساتھ والے بھی آمادۂ مرگ و مہیائے
قضا گرداگرد تاجدار کے جمع ہوئے سفاک کوہ پیکر گینڈے پر سوار ہوا فوج دریا موج کو لیکر میدان کارزار مین
آیا نگاہ اٹھاکر قلعے کو دیکھا حقیقت مین قلعہ خوب آراستہ ہے تاجدار کا تیغ کے قبضے پر ہاتھ ہے برشیب پر بالائے
قلعہ ٹہل رہا ہے یہی قول ہے کہ جب وہ یہانتک ایلغارون کو رد کر کے قریب قلعہ ہونگا پیر پاؤن کے نیچے
دیکر کود پڑونگا اس نامرد سے لڑونگا سفاک نے طرف اہالیان فوج کے دیکھا پوچھا یارو کیا ارادہ ہے سب نے
عرض کی آپ کے حکم کی دیر ہے ابھی قلعہ فتح کرینگے جانین لڑا دینگے سفاک نے اشارہ کیا اہالیان فوج بلوہ کر کے
چلے گھوڑے بڑھائے پیادون نے یورش کیا لیکن خاک اڑاتے ہوئے نیزے چمکاتے ہوئے چلے تاجدار نے
دیکھا فوج نے یورش کیا دیدہ بانون نے عرض کی کہ حضور فوج آتی ہے دھاوا ہو گیا تاجدار نے اشارہ کیا
گولندازون نے شست باندھی توپین فیر ہوئین تمام میدان دھوان دھار ہو گیا جو جلد باز آگے بڑھ گئے تھے
زد سے گولے کی اڑ گئے پتہ بھی نہ ملا نشان بھی نہ معلوم ہوا باقی سب بھاگے تین کوس ہٹ کر ٹھہرے جہان تاجدار
نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ دیکھو کوئی گولہ قضا کا پڑا یا ہمارا وار بالکل خالی گیا گولندازون نے ہاتھ ٹھہرا دیا توپ رکی

دھوان ہٹا ابر دود چھٹا سب نے دیکھا ملازمان سفاک دور جا کر کھڑے ہوئے ہین لشکر مین صداے فریاد
والغیاث بلند لیکن سفاک بیباک چست وچالاک اسباب قلعہ گیری ذات پر آراستہ کر رہا ہے ساتھ والون سے
کہا تمنے مابدولت کو بدنام کیا مین یکہ وتنہا جا کر قلعہ لیتا ہون فوراً شکست دیتا ہون یہ کہکر گینڈا بڑھایا گرز
فولادی اُٹھایا گینڈے کو مہمیز کر کے یکہ وتنہا چلا اہالیان قلعہ نے عرض کی ای شہریار عالیوقار وہ خونخوار
اکیلا آتا ہے تاجدار نے کہا یارو براے خدا پھاٹک کھولو مجھے بھی یکہ وتنہا جانے دو جا کر اُس بیحیا سے
لڑونگا اول مقابلے مین میرا سر زخمی ہوا اس سر سے آگاہ نہ تھا کہ شکست فاش ہوگی قلعہ بند ہونے کی
تلاش ہوگی انشاءاللہ دیکھنا باقبال ایرج نوجوان اس بے ایمان سے کیونکر مقابلہ کرتا ہون دل مین
ولولہ باقی ہے سردار لپٹ گئے کہا حضور کو ہم اکیلا نجانے دینگے مرگ انبوہ جشنے دارد جب یہ سب اندر قلعے
کے آجلینگے جرأت وشوکت دکھائینگے تاجدار مجبور ہو گیا گو لندا زون نے توپین بھر کر فیرکین لیکن سفاک
مغرور گولون کو رد کرتا ہوا آتا ہے گینڈے کو کاوے پر لگائے ہوئے بڑی شد ومد سے آتا ہے یکایک نعرے
کی آواز آئی با شیدای اہالیان قلعہ کیون حال خراب کرتے ہو قلعہ مین نے لے لیا سردارون نے جھککر دیکھا
سفاک مثل فیل مست قریب خندق کھڑا ہوا جھوم رہا ہے قصد ہے گینڈا اُڑاؤن قریب پھاٹک جاؤن اہالیان قلعہ نہایت بیقرار ہوئے تاجدار نے مجبور ہو کر تاج سر سے اُتار پکار اُٹھا ای کس بیکسان ای
کارساز دوجہان ای چارہ ساز بیچارگان ای معین ومددگار افتادگان اس قلعے مین سب نومسلم ہین ابھی تیرے
اوصاف سے بخوبی آگاہ نہین پاے اعتقاد مین انکے فتور آتا ہے قدرت کا ظہور ہو قلب کو سرور ہو ظلمت
کفر کا فور ہو سپیدۂ سحر امید بیم ناامیدون کو چہرۂ زیبا دکھاے مراد دلی برآئے بقدرت سبحان لم یزل ایرج
نیک راے وزیر کو ساتھ لیکر جو چلے تھے پانچ کوس قلعہ شمرابیہ سے بڑھے تھے کہ توپ کی آواز کان مین آئی
فرمایا وزیر اعظم یہ توپ کی آواز کہانسے آئی ہے زمین تھراتی ہے جنگی توپ کی آواز ہے کہین لڑائی کا آغاز ہے رنگ روے
وزیر متغیر ہو گیا دست بستہ عرض کی اس حوالی مین کوئی اور قلعہ نہین ہے ہمارے ملک کیجانب سے آواز آتی ہے خدانخواستہ
کسی نے ہمارے بادشاہ کو گھیر لیا ایرج نے کہا تاجدار کا کوئی ہم نبرد ہے وزیر نے عرض کی عقل سے عرض کرتا ہون
عیوق کوہ پیکر جو حضور کے ہاتھ سے مارا گیا سفاک کوہ پیکر اُسکا بھائی نہایت زبردست ہے شاید وہ خبر سنکر
چڑھ آیا ہو ہمارے بادشاہ کے پاس فوج بہت کم ہے یہ سنکر شاہزادہ بیقرار ہو گیا گرہ بن اشقر کو مہمیز کیا
تازیانہ اُٹھایا وہ مرکب بادرفتار عکس تازیانہ کو کوڑا جانتا ہے راکب کے دل کا اشارہ پہچانتا ہے کنوتیان بدلین

ہوا نہ پہچانے لگا جگر طرارہ بھرا باد صرصر ٹھوکرین کھانے لگی کڑکے کی سم مرکب کے آواز آنے لگی یال کے بال
ہوا سے اُڑتے ہوئے راکب شہسوار معقول مرکب صبا دم آہو کی رم جست وخیز کرتا ہوا چلا شاپور شیر دل ہر چند
چاہتا ہی ساتھ دون ممکن نہین ہوتا آخر رکاب سے جدا ہوا نیک رائے بھی پیچھے رہگیا جس مقام سے شاہزادے
نے خیال کیا کہ توپ کی آواز آنا موقوف ہوئی اور زیادہ گھبرایا یقین کامل ہوا قلعہ پر دشمن کا قبضہ ہوگیا ای ایرج
باعث بدنامی بخت کی ناکامی فلک نے کیا شعبدہ بازی کی اگر خدانخواستہ تاجدار قتل ہوگیا مُنھ دکھانے کے لایق نہ رہے
اہالیان قلعہ کیسے بیقرار ہونگے تاجدار کو تشفیع دیتے ہونگے اِس خیال مین مرکب اُڑائے ہوئے اُسوقت ایرج
پہونچے کہ سفاک قریب قلعہ پہونچ چکا تھا قریب تھا خندق کو فرآئے ایرج نوجوان نے وہین سے نعرہ کیا
نعرہ ایرج سے ملک ایرج ابن آفتاب منیر٭ کہ صاحبقران آفاق گیر٭ او پہلوان کہان جاتا ہی تیرے بھائی کا
مین قاتل ہون اُن بیچارون نے کیا خطا کی یہ فرما کر طرف سفاک کے چلے تاجدار نے جو شاہزادہ والا قدر کو دیکھا
ساتھ والو نسے کہا کیون صاحبو تم کہتے تھے وہ خبر نہ لینگے میرے آقائے نامدار مولائے قدرشناس جری بہادر
فلک اساس وہ آپہونچے جلد پھاٹک کھول دو اہالیان قلعہ خوش ہوگئے خوشی کے نقارے بجانے لگے صداے
مبارک مبارک بلند ہوئی سفاک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا غصے مین آواز دی کیا اس مفلوک کے آنے کی خوشی
کرتے ہو بابدولت نے خود ہرکارے روانہ کیے تھے کہ میرے بھائی کے قاتل کو تلاش کر ڈھونڈھ کے مارونگا
اجل اُسکو کھینچ لائی اسکو قتل کرکے تم سبکو قتل کرونگا ایک ایک کے خون سے ہاتھ بھرونگا لیکن ملازمان تاجدار
نے پھاٹک قلعے کا کھولا پل تختہ پڑگیا ایرج نوجوان مرکب اُڑا کر قریب سفاک بیباک پہونچے آتے ہی نگاہ زن
ہوئے سفاک کو گرد برد کر دیا پانچ قدم گینڈا سفاک کا ہٹا تین قدم کرہ بن اشقر مرکب ایرج نامور بڑھا
سفاک نے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا اہالیان فوج سفاک پرے جما کر
قریب آگئے تاجدار کیہ سوار بھی مرکب باد رفتار پر سوار ہوکر سلح دمکمل پرے جمانے لگا نگاہین سبکی لڑی ہوئی ہین
دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے ایک مقام پر سفاک کی مشت کو سست پایا گانٹھ کر نیزے کو جھپٹا مارا نیزہ ان
ہاتھ سے اُس سرکش کے نکلگیا صداے احسنت وآفرین بلند ہوئی اہالیان لشکر سفاک کہ رہے ہین کہ یارو
ظاہر مین تو یہ جوان معشوق وضع ہی مگر فنون سپاہ گری مین بے مثل وبے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر قاتل عیوق
کوہ پیکر بیشک صف شکن وصفدر ہی دیکھیے میان سفاک کی کیونکر جان بچتی ہی وہ تو آتے کے ساتھ ہی چھاگیا
دیکھو نیزہ ہاتھ سے نکالدیا اب نیک رائے وزیر بھی آکر پہونچا تاجدار سے عرض کر رہا ہی ای شہریار ذی

رفاقت کرے ان ایسے شیرون کی محبت کا دم بھرے جس مقام سے توپ کی آواز سنی بیقرار ہو گئے مجھسے پوچھا
یہ توپ کی آواز کہانسے آئی ہے مین نے ظاہر کیا سوائے ہمارے قلعے کے دوسرا قلعہ یہان نہین ہے ہمارے ہی
قلعے پر کسی نے بلوہ کیا ہوگا وہین سے گھوڑے کو مہمیز کیا چاہتے تھے پرواز پیدا کرون اُڑ کر پہونچون ہرچند
مین نے چاہا کہ ساتھ دون نہو سکا آخر رہ گیا یہان تو یہ باتین ہین لیکن سفاک کوہ پیکر نیزہ نکلنے سے بہت
شرمایا ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی آواز دی او غیرہ حمزہ تو نے غضب کیا دونون لشکر دیکھ رہے ہین نیزے کو
میرے ہوائی کیا لیکن یہ کھیل ہے مردان عالم کا یہ تیغہ برق تاب اگر پہاڑ پر مارون بیخ تک کاٹون اسکا وار کبھی
نہین رُکا خبردار ہوکے تیغہ نیام انتقام سے کھینچا ظاہر ہوا کہ اژدہا غار سے بل کرتا ہوا نکلا یا دود آہ دل مظلومان
ایرج نوجوان نے گرد اسپر کا سر پر کھینچا لیکن جتنون تلوار کی باڑھ سے لڑی ہوئی ابرو پر شکن پڑی ہوئی جبکہ
تیغہ دور تھا قریب سر آکر جھکا ایرج نے باڑھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لون کہ
سفاک نے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران
سب پہلوان بصورت آئینہ حیران آپسمین ہی اشارے ہین یارو دیکھو ایک پشہ پیل دمان سے لڑ رہا ہے
سفاک کا یہ قد و قامت وہ جوان حسین نیک سیرت خوبصورت زور جسم مین کوٹ کوٹ کر بھرا ہے کس لطف
سے کشتی لڑ رہا ہے حقیقت مین بے مثل و بے نظیر ہے بعض کہتے ہین ایسا نہوتا تو طرف طلسم ہوشربا کے جانیکا
کیون قصد کرتا طلسم ہوشربا پر کبھی کسی نے لشکر کشی کی ہے ایک انہین کا عزم دس برس سے طلسم ہوشربا
مین لڑ رہا ہے افراسیاب کو عاجز کر دیا ہے لاکھون ساحر مارے گئے لوگ کہتے ہین چند عرصے مین طلسم ہوشربا
فتح ہو جائیگا بعض کہتے ہین یار طلسم ہوشربا کون فتح کر سکتا ہے وہانکا بادشاہ افراسیاب خود ساحر
لاجواب ہے کل فنون مین طاق شہرۂ آفاق استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے تین پہر کامل سفاک کوہ پیکر
و ایرج نامور سے کشتی ہوئی پہر دن رہے سفاک نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او جوان اک زور
آخر کرتا ہون ایرج نے فرمایا بسم اللہ شاہزادے کو ریل کر لے دوڑا سات آٹھ قدم پر لاکر گھ مارا پایان
گلشنہ شاہزادے کا آشنائے زمین ہوا سفاک اوپر آکر چڑھا کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک زور ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا
اسمین بھی جنبش آجاتی لیکن اس کوہ وقار کے لنگر مین حس و حرکت پیدا نہ ہوئی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اے جوان
تیرے زور کا مشتاق ہون ایرج نوجوان اپنے مقام سے مثل شیر غضبناک اُٹھا دونون مونڈھے
سفاک کوہ پیکر کے تھام کرکے دوڑا سفاک نے چاہا بائین قدم پر زور کون داہنے بازو کا گھ مارا

جبقہ زمین کا سفاک کے پاؤن کے نیچے سے نکلگیا اس طرح پر شاہزادہ ریلے ہوے تھے اُسکو لاتا ہی جسطرح
پتہ باد تند مین اُڑے سترہ اٹھارہ قدم ریل لائے وہان پر آکر لقوت صاحبقرانی کے مارا دونون گھٹنے سفاک
کے آشنائے زمین ہوے چاہا پھر لنگر قایم کرے حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی بہ تعجیل تمام کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کیا سفاک کو اُٹھالیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے
زور مین اُس مغرور خودسر کو سر سے بلند کیا پھر زور مین فرق نہ آیا سفاک نے چاہا بغلون مین پیر اڑا کر دھم
اُڑاؤن ایرج نے داہنا قدم آگے بایان پیچھے بڑھاکر چرخ دیا مثل ہاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا
زمین پر مارا اُسنے چاہا مونڈھے کی کھاکر بغلون ایرج نے ایک ٹھوکر ماری گردبردہ جوانمرد چارون
شانے چت ایرج نے کود کر گندہ زانو سینے پر رکھا کمر زنجیر کھولی اہالیان لشکر دوڑ پڑے ایرج نے شاپور
کو اشارہ کیا شاپور نے جھپٹ کر حباب بیہوشی مارا بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر لے بھاگا ایرج نے قبضے پر ہاتھ
ڈالا کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے نعرہ کرکے لشکر پر جا پڑے تاجدار بھی مع لشکر آکر حملہ آور ہوا بیت

دو لشکر ز لشکر در آمیختہ
نیستان سے بھی بڑھ کے کچھ بڑھ دوا
ہوا سا سنا تیر سب چلنے لگے

قیامت ز گیتی شد انگیختہ
وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے
سنامون سے خنجر نکلنے لگے

دیگر

ہزارون زرہ پوش خنجر گزار
وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
لیکن ایرج نوجوان بصد شوکت

وشان دھتا بڑھتا قریب علمدار پہونچا فوج کا علم مع علمدار قلم کیا اب تو لشکر مین سفاک کے بھگدڑ پڑگئی شکست اول
یہ ہوئی کہ افسر گرفتار ہوا علم فوج بھی قلم ہوا کس نشان پر لڑین آخر بھاگے شام ہوتے ہوتے فتح ہوگئی اہالیان
لشکر سفاک بھاگ گئے ایرج نوجوان فتح و فیروزی بلٹے بارگاہین وغیرہ سب قبضے مین آئین اور
تاجدار نے انتظام معقول کیا شاہزادہ میدان کارزار سے پلٹا قلعے مین آکے داخل ہوئے رعیان شہر
برائے استقبال آئے ہر گلی کوچے مین ہنگامہ ہمارے بادشاہ نے جسکی رفاقت کی ہی وہ شیر دلیر تشریف
لاتا ہی کیا وقت پر آئے سفاک ایسے پہلوان کو زیر کیا دوکانون مین مجمع عام کو ٹھونیر امیر در پیش مشتاق
جمال باکمال شاہزادہ دونون ہاتھ اُٹھوانے سبکے سلام لیتا ہوا تاجدار رکیہ سوار کمر باندھے ہوئے چوب جماق
ہاتھ مین انتظام بات بات مین زر نثار کرتا ہوا اس کروفر سے لاکر داخل دارالامارہ شاہی کیا تخت جواہر نگار
آراستہ بچھا عرض کی بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے ایرج نے کہا ای شاہ عالیوقار ہکو پروردگار نے برائے
تاج بخشی خلق فرمایا ہی ہم اک مرد سپاہی ہین یہ فرماکر تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل زرزین پر جلوہ فرما ہوئے

شاپور شیر دل پشت پر آکر ٹھہرا تاجدار نے صحبت عیش و نشاط آراستہ کی نازنینان مہ جبین رقاصان پری طلعت حور پیکر خوبصورت آکر حاضر ہوئین ناچ شروع ہوا گھرمان گانے لگین شاپور تو مزاج سے بخوبی آگاہ ہے اس نازنین عاشق کش سے اشارہ کیا کوئی غزل گاؤ جانتا ہے شاہزادہ ہجر محبوب مطلوب مین مبتلا ہے اس مہجبین طناز نے بصد عشوہ و ناز یہ غزل آغاز کی

غزل

جب سے کہ شیشہ مین ہوا فند یار کا
جیسے کہ حال ہوتا ہے زخمی شکار کا
ظاہر مین سیرے انکے صفائی بھی ہو گئی
اتنا ٹھہر کہ دیکھ لون چہرہ مین یار کا
عبرت کی جا ہے تھے جو زمانے مین نامور
لو دیکھو پھر آیا ہے موسم بہار کا
اب بھی نمود آبلہ پائی ہے قیس کی
جب سے کہ مل گیا مجھے گوشہ مزار کا
تیغ زبان کسی کی نہ ہرگز کریگی کام

ہر روز سامنا مجھے رہتا ہے دار کا
مرغوب ہے جو حسن کسی گلعذار کا
مشکل ہے دور ہونا دلون سے غبار کا
ڈھونڈھا لحد مین آکے نکیرین نے مگر
اب تو نشان بھی نہین انکے مزار کا
دونگا خدا کو عشق بتان کا جواب کیا
صحرا مین رنگ سرخ ہے ہر نوک خار کا
ایسا تھا شوق دید کہ چشم رکاب نے
سطوت غلام ہون مین شہنشہ ذوالفقار کا

عالم یہ عشق مین ہے دل بیقرار کا
بدلا ہوا ہے رنگ دل بیقرار کا
اے موت بند کر نہ مری آنکھ وقت نزع
لیکن پتہ ملا نہ مرے جسم زار کا
آراستہ ہوئے ہین زمانے کے میکدے
دھڑکا ہے دل کو پرسش روز شمار کا
دنیا کی آفتون نے بچا مین ہزار شکر
سرمہ لگایا خاک کف پائے یار کا

یہ اشعار عاشقانہ جو رقاصہ نے گائے ایرج چوٹ کھائے ہوئے مبتلائے درد فراق معشوق کا اشتیاق آنکھون سے آنسو جاری ہوئے ہاتھ کلیجے پر رکھلیا فرمایا ای شاپور اب جلسہ برخاست ہو یہ فرما کر اُٹھے خوابگاہ مین تشریف لائے تنہائی جو ہوئی طبیعت بھرائی خاصہ بھی نہ نوش کیا یاد مین ملکہ تران شمشیر زن کے یہ اشعار مصیبت آثار مخفی زبان پر جاری ہوئے

نظم

تا بہ غم ہمدم شدم از محنت و غم فارغم
ہمچو مجنون از بد و نیک دو عالم فارغم
طبش دلم گردید قسمت چون بدیوان ازل
مخفیا صد شکر کز اشک و ماتم فارغم

با مصیبت تا گرفتم جور ماتم فارغم
با پریشانی و نادانی قناعت کردہ ام
با توکل بستگان از عیش و از کم فارغم

بیش صبر با گرفتاری و آزادی کیست
از چنین در رہم کشید تہا سجام فارغم
گریہ و زاری مظلومان ندارد چون اثر

الغرض تڑپ کر جو یہ اشعار پڑھے آنکھون سے آنسو جاری ہوئے شاپور قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ای شہریار دیکھین یہ غم کیا دکھاتا ہے آٹھ پہر آپ کو ملکہ عالم کی یاد ہے ہر گھڑی شور و فریاد ہے ایسا نہو دشمنون کی جان جاتی رہے صبر واجب لازم ہے ایرج نے فرمایا ای خیر خواہ بخدا کسی طرح دل نہین مانتا ہے افسوس یہ ہے کہ ملکہ عالم صاحب اختیار ہین جسوقت چاہین آکر ملاقات کر جائین لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہماری

یاد گوشۂ خاطر سے فراموش ہوئی دوسرا ایک یہ بھی مقدمہ ہی کہ ہوش ربا مین قیامت برپا ہو زبانی ساحرون کے
سنا تھا کہ ہمارے روح روان قوت بازو اسد خوشخو قید سے رہا ہوئے افراسیاب کو کدو کاوش ہی کہ پھر
اسد نامدار کو گرفتار کر دن مہرخ وغیرہ کو شکست دون ہنگامۂ عظیم برپا ہی ایک ساحر کی زبانی خبر پائی تھی کہ
ہفت حجرۂ بلا کھلنے کو ہین نہین معلوم وہ بلائین کیا چیز ہین ساحران ہوش ربا کہتے تھے کہ اُن بلاؤن کو کوئی ٹال
نہین سکتا خدانخواستہ اس زمانے مین کوئی لڑائی سخت پڑی طلسم اسکندریہ تک ملکہ نے خبر لی اب نہ انکین
وائے برحال ملکہ بران شمشیر زن باپ اُنکا ہمہ دان ہمہ تیر سلم نجوم وغیرہ تک مین جنبظیر اُدھر خوف افراسیاب
کیونکر بیان تک آسکین ہمارا باپ جستجو لنک زندگی سے تنگ کئی مہینے ہوئے جنگلون مین مارے مارے پھرتے ہین
اب قصہ کامل تھان جھگڑون مین پھنس گئے اب جو یہان سے مہلت حاصل ہو دو منزلہ سہ منزلہ کر دجسطرح
بنے اپنے کو تا بہ سرحد ہوش ربا پہونچاؤ شاپور عقیل و فہیم ندیم قدیم تسلین دینے لگا کہ حضور اسی ہفتے مین
تا بہ سرحد طلسم ہوش ربا پہونچ جائینگے وہ شب فراق انہین باتون مین کٹی اُٹھکر نماز سحر پڑھی بارگاہ مین
آئے تاجدار نے فرمایا سفاک کو وہ پیکر کو جو دربار اُسکا بھاجا ہے زنجیرون مین بندھا ہوا سفاک دربار مین
آیا لیکن سر جھکائے ہوئے عرق حجاب پیشانی پر ایرج نے جو اسکو پریشان پایا دل سے اُٹھے دل لگی ہی سنگوا کر
سفاک کو جگہ دی بفصاحت و بلاغت فرمایا کیون ای برادر بجان برابر ای پہلوان نامور تمکو قیدخانے مین کچھ
تکلیف تو نہین پہونچی سفاک نے دست بستہ عرض کی آپکی عنایت سے بڑی عیش مین بسر ہوئی ایرج نے
فرمایا ای برادر مقام افسوس ہی جس پروردگار خالق لیل و نہار نے تمکو یہ زور و قوت مرحمت فرمایا شہر کا بادشاہ کہا
اُسکو نہین پہچانتے ہو سنے دوسرے خداؤن کو سجدہ کرتے ہو معاذ اللہ پیدا کرنیوالا وحدہٗ لاشریک ہی یہی اعتقاد
ٹھیک ہی اس کیفیت سے ایرج نوجوان نے اُس گم گشتۂ وادیِ مذہب کو سمجھایا زنگ کفر آئینۂ قلب سے
دور ہوا قدمون سے لپٹ گیا عرض کی مین تو حضور کا عاشق صادق ہون آج مجکو دولت کونین ملی کلی آرزو
کی کھلی ایرج نے خوش ہو کر قید آہن اُسکے جسم سے دور کرائی خلعت فاخرہ منگوا کر دیا عقائد دین حق تعلیم
فرمائے رہائیان لشکر اسکے جو بھاگ کر درہ ہائے کوہ مین چھپے تھے وہ بھی آکر حاضر ہوئے سب نے حلقہ اطاعت
گوش جان مین ڈالا شاہزادے نے فرمایا ای تاجدار جلد سامان سفر تیار ہو آج ہی قلعہ سر امیہ پر پہونچنے
کل وہانسے کوچ کرین تاجدار و سفاک نے عرض کی غلامان جانباز بھی دامن دولت چھوڑینگے حضور کے
ساتھ چلینگے ایرج نوجوان نے فرمایا ای خیرخواہان دولت ای صاحبان سطوت و صولت ہمارا سفر

دور دراز ہی رہبر کامل کی عنایت پر ناز ہی ہمارا ساتھ دینا بہتر نہین ہی تاجدار نے عرض کی مین دامن دولت نہین
چھوڑونگا حضور کے ساتھ چلونگا ایرج نوجوان نے فرمایا بسم اللہ تیاری کرو اُسی وقت لشکر آراستہ ہوا بائیس ہزار
سوار و پیدل یہ بھی ہمراہ ہوئے یہان قلعۂ سحرابیہ پر شاہزادہ صیقل آئینہ دار کو بڑا انتشار تھا دل ترددمنزل
ملکہ انجم ماہ رخسار بیقرار تھا کہ شاہزادے کو کئی دن گذرے ابھی تک تشریف نہین لائے نیلم و فیلم وغیرہ نے
قصد کیا تھا کہ ہم واسطے خبر کے جائین کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنا ے بادشاہی بجا لائے عرض کی
شاہزادۂ والا قدر بڑے جاہ و حشم سے تشریف لاتے ہین وہان بھی جاکر مقابلہ پڑا ایک بڑے پہلوان کو زیر کر کے
لائے ہین صیقل آئینہ دار نے فرمایا بخدا ہمارا آقاے نامدار بڑا صاحب اقبال ہی نیلم زنگی و فیلم زنگی وغیرہ
واسطے استقبال کے اُٹھے سب سے پہلے ملکہ انجم ماہ رخسار مع چند کنیزون کے مسکراتی ہوئی اُٹھین بیرون
قلعہ آکر ٹھہرین سردار دو کوس آگے بڑھگئے ایرج نے جو اپنے سردارون کو آتے ہوئے دیکھا مرکب سے کودپڑے
سفاک کوہ پیکر کو نیلم وغیرہ سے بغلگیر کرایا ایک ایک برادر بجان برابر لگئے ملاان پہلوانون کو دیکھکر
سفاک حیران ہوگیا ایک ایک سے پوچھتا ہی کیون بھائی تمکو بھی آقاے نامدار نے زیر کیا ہر ایک ہنسکر
جواب دیتا ہی ہماری کیا حقیقت ہی ہم ایسے بہت سے چاکران کمترین حاضر خدمت فیضدرجت رہتے ہین
اور تمنے ابھی لشکر آقاے نامدار کو کہان دیکھا ہلوگ جریدہ تعقب مین ہمراہ شاہزادے کے چلے آئے کئی سو
سردار پہلوانان نامدار ہمسے بہتر و برتر لگے دادا جان کے لشکر مین موجود ہین سفاک خوشی سے پھُول گیا دل سے
کہتا ہی حقیقت مین دولت کونین حاصل ہوئی ایسا آقاے قدردان صاحب زور و طاقت حسین و جمیل غریبا
کفیل کسکو ملتا ہی اگر کلاہ فخر تا بعرش اعلیٰ پہونچائین تو بجا ہی سب سے باتین کرتا ہوا ایرج آگے آئے جب
قریب قلعہ پہونچے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار انتظار مین کھڑی ہین دیکھتے ہی ملکہ انجم ماہ رخسار مثل ہلال
شب اول براے تسلیم خم ہوئین شاہزادہ بھی مسکرایا آپس مین راز و نیاز کے اشارے ہوئے ان سب کو
لیکر داخل قلعۂ سحرابیہ ہوئے ملکہ شیشہ می نوش مشتاق جمال شاہزادۂ والا قدر تھین بیقرار ہوکر دربار کا
برمحل آئین شاہزادے کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگئین ایرج بھی براے دلدہی قریب آئے اب سب سردار
داخل دارالامارۂ شاہی ہوئے ملکہ شیشہ می نوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئین تاجدار یکہ سوار اور
سفاک نامدار نے ملکۂ عالم کو نذر دی ایرج نوجوان نے ان دونون سردارون کی کیفیت سامنے ملکہ
کے بیان کی سب کو خوشی حاصل ہوئی ملکہ انجم نے فوراً ساقیان سیمین تن ماہ رخسار کو حکم دیا جام ارغوانی

گردش میں آیا لیکن سب نے دیکھا کہ شاہزادہ نہایت مکدر ہے صیقل آئینہ دار نے دست بستہ عرض کی عنایت سے پروردگار کے بڑی فتح نصیب ہوئی لیکن حضور کو مغموم پاتا ہوں ایرج نے ملکہ بران کا ذکر کیا یہ کہا اگرچہ تو دل تردد منزل میں مبتلا ہے مگر فرمایا اے برادر اب ہم اسد نامدار کے بہت مشتاق ہیں براہ مہربانی جلد تیاری سفر کی کرو ہمارے معشوق عاشق خصال اسد غازی صاحب جاہ و جلال سے ملاؤ بتعجیل تمام سرحد ہوش ربا میں پہونچاؤ ایک ایک لمحہ برابر ایک سال کے گزرتا ہے صیقل نے عرض کی آپ کے اقبال سے سب سامان تیاری کل بوقت سحر بعد کروفر کوچ کیجیے نقارہ کھلاتے ہوئے چلیے راہ میں اگر ہم تک ملینگے ضرور مقابلے پڑینگے ایرج نے فرمایا اسکا کیا تردد ہے شب اسی ذکر میں بسر ہوئی بوقت سحر بصد کروفر جلالا طبل جلو کا لشکر جاری ہے سرداران نامور ساحر وغیر ساحر مسلح و مکمل ہو کر سامنے آئے ملکہ شیشہ می نوش تخت پر سوار ہوئیں اور صیقل نے بڑھکر ساحروں کا انتظام کیا سفاک کوہ پیکر و ظلم و فیلم وغیرہ مرکبوں پر سوار ہو کر آگے بڑھے غیر ساحروں کا مجمع انکے عقب میں بعد صاحبقران ثانی شاہزادہ یوسف ثانی تقدیر وحیدان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان زیر سایہ علم شیر پیکر اس جاہ و جلال سے لشکر ظفر اثر نے طرف طلسم ہوش ربا کے کوچ کیا انکو تو راہ میں چھوڑیے حال انکا وقت پر تحریر ہوگا ۔

دو کلمہ داستان حیرت بیان حجرۂ مسموم جانا جسبتا ساحر و ناظر احتقاق جادو کی روانہ ہونا افراسیاب کا تلاش مقام احتقاق بہدایت زال جادو اور راہ میں روک ٹوک طرف سے مازم کوکب یعنی فرعون جادو سے لڑنا افراسیاب کا بصد کروفر اور قتل ہونا فرعون کا از دست افراسیاب باقی نام

شراب اے مرے پیارے ساقی پلا
بہت سی نہ لوے ذرا سی سے
تجھے دانۂ پر نمک کی قسم
تجھے نشۂ مے کی سوگند ہے
قسم ہے تجھے عالم آب کی
قسم تجھکو مستوں کے مستی کی ہے
قسم تجھکو واعظ کے دستار کی
منافقی زاہد کی ہو ہوے مستا

قرابے میں جو کچھ ہو باقی پلا
قسم تجھکو مستان مینوش کی
نمکدان و نقل و گزک کی قسم
تجھے عشق بنت العنب کی قسم
قسم تجھکو جوش مے ناب کی
قسم تجھکو زاہد کے پرہیز کی
قسم تجھکو مستی میخوار کی
کر آنکھوں کو جام مے لالہ فام

نہ خالص اگر ہو تو ذرا سی سے
قسم تجھکو رندان بیہوش کی
تجھے بانگ قلقل کی سوگند ہے
تجھے دور آب طرب کی قسم
قسم تجھکو صہبا پرستی کی ہے
قسم تیزی بادۂ تیز کی
وضو توبۂ شیخ کا شکست
بنا دے مجھے مردم چشم جام

قرابون کو نبرد آزما کر کے دے
جدھر دیکھیے عالمِ آب ہو
لب جام ہی کا وظیفہ پڑھے
فدا رند ہر دخترِ انگور ہو
وہ مے دے کہ اک ساقی نامہ لکھون
عجب شے ہے دنیا مین صہبا نہ پوچھ
ہر اک رند کو آبِ حیوان ہے یہ
ہین سب چاہ مین اسکے بابل کی طرح
یہ ہے آفتابِ سپہر سرور
یہ ہے دختر اک قاضیِ رند کی
اسے ہے جوانون کی مستی پسند
نکلتی ہے یہ جیسے شیشے سے آگ
دکھائے جو اعجاز صہبائے ناب
ہرن نشہ کر دے یہ ضرغام کا
بہم ہون کباب دے لالہ فام
انھین سب سے آنکھون کا میلا ہو آج
ہو ہر ہاتھ مین قمقمہ جام کا
ملین چہرۂ مردمک پر گلال
ملے ہولی خم رند بیباک سے
ہین آبِ حجالت سے سرشار یان
عروسان نو گاتی ہین ہولیان
صحیفہ پہ طرفہ ہولی کا ہے
مضامین کی ہولی قلم گا چکا

سبو پر سبو خم پہ خم بھر کے دے
بہارست بے مے حرام است زیست
قرابے کو چپکے گھڑے کی چڑھے
ہو جامے سے باہر مئے لالہ فام
پہنکر ظہوری کا جامہ لکھون
یہ مے جسمین انگور کی روح ہے
جو ہین بادہ خوار انکا ایمان ہے یہ
ہے کیخسرو ساغر آفاق مین
یہ ہے نور مہتاب جام بلور
حسینون کی خلوت مین دھاک اسکی ہے
پری بنکے ہوتی ہے شیشے مین بند
پسِ دفن زندہ نکلتی ہے یہ
نظر آئے مہتاب مین آفتاب
بس اب کر نہ دیر ایک دو جام دے
نمکدان سبو نقل خم غنچہ جام
کرین رند جتنی یہ میخواریان
بنے رنگ صہبائے گلفام کا
پلائے سبو جام مے کی شراب
بغلگیر ہو دخترِ تاک سے
گلال اپنا منہ پر جماتا ہے رنگ
چھپاتی ہین مسکی ہوئی چولیان
جسے دیکھیے ہے وہ ساغر بدست
ورق قسمت نظم چمکا چکا

زمانے مین دورِ مئے ناب ہو
برا حوال زہاد باید گریست
یہ بوتل ہو وہ شیشے مین چور ہو
پکڑ کر چلین ہاتھ رندون کے جام
کچھ اے ساقی عہد پیمانہ پوچھ
ہے کشتیِ میکدہ نوح ہے
قلم پر یہ نازان ہے مانی کی طرح
یہ ہے شیشے کی اختر آفاق مین
یہ ہے ناخدا کشتیِ رند کی
شب وصل مین سبکو تاک اسکی ہے
جو بوتل کا ساقی اڑاتا ہے کاگ
زمانے مین سب پانون چلتی ہے یہ
جو چکھے مزا اسکے اک جام کا
بہار آئی صہبائے گلفام دے
انھین کا زمانے مین رہا ہو آج
قلم چھوڑے صہبا کی پچکاریان
جو آنکھین ہون صہبا کی نشے مین لال
یہ سج ہولی جلا ہین کباب
حسینو پہ چھٹتی ہین پچکاریان
عبیر اڑ کے چہرے پہ لاتا ہے رنگ
غرض کچھ عجب لطف ہولی کا ہے
جسے دیکھیے ہے وہ صہبا پرست
یہ چہرہ نہنگان دریائے زخار جانبازی

وشناوران بحر ناپیدا کنار سرفرازی طوفان بیان مین کشتی مضامین کو بصد عز و تمکین بہ ستیاری کلک فصاحت آئین بہ امید باد مراد یون روان کرتے ہین شعر جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان ٭ وہ لکھتے ہین اس طرح یہ داستان ٭ جب تاریک شکل کش قتل ہوئی افراسیاب بصد پیچ و تاب حیرت جادو کو مع لشکر بصد کروفر طرف ملکہ مہرخ کے روانہ کرکے خود طرف قلعے تحت الشعاع کے یکہ و تنہا چلا زال جادو کو جو خبر قتل تاریک شکل کش ہوئی قلعۂ تحت الشعاع مین ماتم برپا ہوئی کل سامری پرستون نے سوگ رکھا ہی گھر گھر یہی چرچا ہی کہ سرپرست سامری پرستان افسر ساحران جہان کا انتقال ہوا ہر ایک کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہوا اور زال جادو کہتا ہی یارو اب بچنا طلسم ہوش ربا کا دشوار ہی دل تردد منزل بیقرار ہی بڑا مقام تعجب ہی کہ تاریک شکل کش کو کسنے قتل کیا کیونکر اسپر پنجہ قابض ہوا یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر عرض کی شہنشاہ طلسم ہوش ربا تشریف لاتے ہین زال جادو نے منہ پیٹ لیا کہا یارو اب شہنشاہ آتھ پہر حجرہ ہاے بلا کی فکر مین ہین اگر ایسا مجھے مشعل جادو کا نشان نہ بتلانا شمع حیات مشعل کا گل ہونا ہم تیرہ بختون کا سر پر ہاتھ رکھکر رونا یقین ہی کہ اب تیسرے حجرے کی تلاش ہو شہنشاہ کو اختیار ہی یہ حقیر مجبور و ناچار ہی روتا ہوا براے استقبال چلا دیکھا شہنشاہ تخت اڑاتے ہوئے تشریف لاتے ہین جاکر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا بہ اعزاز و اکرام دار الامارۂ شاہی مین لائے بیٹھتے ہی افراسیاب نے کہا ای خیر خواہ دولت ای راز دار سامری و جمشید جلد بتلاؤ کہ تیسرے حجرے کا کون مالک ہی اس منزل بلا کا کون کا سالک ہی زال جادو نے سر جھکا لیا عرض کی احتقاق جادو سامری کا زینت پہلو صاحب جاہ و حشم حاکم نقارۂ جمشیدی ہی جسکی صداے مہیب سے زمین دزبان تھرا جاے ساحران جلیل کو غش آئے اس تک جانا حضور کا نہایت مشکل ہی بڑی سخت منزل ہی تب افراسیاب جادو نے کہا ما بدولت کسی کی مدد نہین چاہتے خود تشریف لیجاینگے تم ہدایت کرو نشان و مقام مفصل بتادو جسطرح بنے گا جاؤنگا احتقاق جادو کو لاؤنگا زال نے عرض کی غلام عرض کرتا ہی بگوش ہوش سماعت فرمایے اک صحراے ہیبت ناک مین سامری و جمشید نے اسکا مقام قرار دیا لیکن راہ مین فرعون جادو ساحر زبردست ملازم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر رہتا ہی اسنے عرصۂ دراز سے بندوبست کیا ہی کوئی اس طرف نہین جا سکتا حضور مخفی ہوکر جائین فرعون کو خبر نہو اگر آگاہ ہوگا جانباز سرفروش نمک حلال صاحب اقبال ضرور سرکار دولت مدار کو روکیگا خیر خواہ کو بڑا تردد ہی کہ یکہ و تنہا جانا حضور کا دشوار ہوگا فوج کا

بھی ہمراہ ہونا ناممکن ایک سال توقف فرمائیے اسی قلعہ تحت الشعاع پر ولادت سامری کا جشن ہوتا ہے
ضرور احتقاق جادو بھی آئیگا حضور تشریف لائین اُسکو آمادہ کیا جائے جاتے ہی خاتمہ کر دیگا
لاشہ ہائے باغیان سے کوہ و دشت بھر دیگا افراسیاب جادو نے کہا ای برادر سال بھر مین نہین معلوم
مسلمان کیا قیامتین برپا کرینگے ساربان زادہ اُٹھ پہر جستجو سے لوح مین مصروف ہے تمام عالم مین مشہور کر دیا
کہ لوح طلسمی کو توڑ ڈالا باغیان بہار اس خبر کو سُنکر ہنستے ہین حیرت جادو پر آوازے کستے ہین ہر ایک کا
یہی قول ہے لوح کا توڑنا ممکن قبل از آمد تاریک شکل کش باغبان نے صلاح دی تھی کہ طلسم کشا کو ہمراہ
لیکر طرف دریائے نیل کے کوچ کیجئے یہ خبر سُنکر مین گھبرا گیا دائی امان کو لا کر رووا دیا لیکن اُنکو بھی دشمنون نے
قتل کیا مین ضرور جاؤنگا احتقاق کو بھگا کر لاؤنگا ای زال جادو تو آگاہ نہین ہوا کہ مابدولت کو کیا منظور ہے کسی کی
یاد مین قلب ناصبور ہے زال جادو نے کہا مین اس جملے کو نہین سمجھا کسی قدر آگاہ فرمائیے افراسیاب نے کہا
حاکمان حجرہ ہنجم دختران ملک اخضر گوہر پوش ملکہ یاقوت سخندان و لعل سخندان کا مشتاق ہون سابق
مین ملک اخضر چاہتا تھا کہ مابدولت کے ساتھ شادی کرے مین نے خیال نکیا اب اُسکو خواہش ہے
کہ خود شہنشاہ تشریف لائین تب ہم قبول کرین حجرہ ہائے بالا کی ترتیب ہے جب تک یہ دونون حجرے طے نہونگے
وہان تک جانا دشوار ہے یا دجال یاقوت سخندان مین دل بیقرار ہے مشہور ہے کہ اُسکے خواب مین سامری و جمشید
تشریف لاتے ہین خود تعلیم فرماتے ہین اس سبب سے زیادہ کد و کاوش ہے آٹھ پہر یہی کوشش ہے کہ ملک اخضر
سے ملاقات کرون دامن مدعا زر مراد سے بھرون زال نے سر جھکا لیا افراسیاب جادو نے اُسی وقت سحر
سے ایک ابر تیرہ و تار تیار کیا آفتاب بنکر اُس ابر سحر مین چھپا لیکن ملحوظ خاطر ناظرین رہے چونکہ زال جادو نے
ذکر فرعون سامنے افراسیاب کے کر دیا بروقت روانگی افراسیاب نے ایک نامہ معرفت طائر سحر پردہ ظلمات
کے روانہ کر دیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ثانی امان مین طرف ملک فرعونیہ کے جاتا ہون راہ مین فرعون جلاد
سے مقابلہ پڑیگا کسی ملازم کو اپنے ضرور روانہ کیجئے گا وقت پر میرے پاس پہونچے یہ نامہ روانہ کرکے بطور
مذکور چلا لیکن شہنشاہ کوکب روشنضمیر رخصت ہوکر خواجہ عمرو سے قصر جمشیدی مین آیا طائران سحر کو
ہر طرف روانہ کر دیا ایک طائر نے آکر خبر دی ای شہنشاہ افراسیاب طرف قلعہ تحت الشعاع کے گیا
تلاش مین احتقاق جادو کے قصد ہے کہ تیسرا حجرہ بھی کھولون کوکب نے خورشید روشن رائے
وزیر اعظم کو بلایا کہا ای برادر تو نے سُنا افراسیاب خانہ خراب بعد قہر و عتاب تلاش احتقاق مین

گیا ہی لیکن مجھکو خیال ہی کہ راہ مین ملازم میرا فرعون جادو ساحر زبردست رہتا ہی اُسکو فوراً ایک نامہ لکھو
کہ خبردار افراسیاب جادو کو اپنی سرحد سے نجانے دینا مین اس تدبیر مین ہون کہ سامان لشکرکشی کرکے
اسد غازی کو طرف دریاے نیل کے روانہ کرون ہرچند کہ عمرو بھی غافل نہین ہی مگر ہمکو زیادہ فکر ہی ہرچند
کہ نشان نہین ملا لیکن رازدار طلسم یہی کہتے ہین کہ افراسیاب نے لوح طلسمی طرف دریاے نیل کے روانکی
نہین معلوم کسکے پاس ہی خود جاکر دریافت کرونگا اب تو اس تجربے کی بڑی فکر ہی اوصاف اُسکے زبان سے
نورافشان جادو کے سن چکا ہون خورشید روشن راے نے اُسی وقت نامہ لکھا ساحر تیز رو کو دیا ساحر
طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا دوسرا نامہ کوکب روشن ضمیر نے براے اطلاع حال خواجہ عمرو کو لکھا مضمون یہ
تھا کہ ای شہنشاہ عیاری و ای شاہباز اوج طراری آپ کو آگاہ کرتا ہون کہ افراسیاب جادو بجستجوے احتقاق
حاکم حجرۂ سوم گیا ہی مین نے بھی فکر کی شاید نہ آسکے مگر آپ ارسطو فطرت لقمان حکمت ہین تدبیر واجب و لازم ہی
خواجہ عمرو بعد فراغ مقدمۂ تاریک دربار مین جلوہ فرما تھے خیرخواہان دولت نے عرض کی کہ ابھی لشکر
حیرت آپکے مقابلے مین نہین آیا اور بجستجوے لوح طرف دریاے نیل کے کوچ کر دیجیے شاید کسی طرح پتہ ملے
عمرو نے حکم دیا ہی کہ لشکر کو تیار کرو کہ اُسی وقت طائر سحر نے آکر نامہ خواجہ عمرو کو دیا عمرو نے پڑھا ہوش بر
حواس باختہ ہوئے مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ کو لیکر عمرو تخلیہ مین آیا تمام کیفیت بیان کی ملکہ مہرخ
کے منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا خواجہ اگر احتقاق جادو آگیا کوئی اُسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا جب
وہ نقارۂ جمشیدی پر چوب لگائیگا ہر ساحر وغیر ساحر کو غش آجائیگا بارہ ہزار جلاد صاحبان ظلم و بیداد
اُسکے ہمراہ رہتے ہین بڑھکر دشمن کو قتل کر ڈالتے ہین عمرو نے کہا اب سفر تو موقوف رہے اسد غازی کو
کو کسی حیلے سے براے شکار روانہ کردو یقین ہی لشکر لیکر حیرت جادو بھی آتی ہوگی جہانتک ہوسکے اپنے
کو مقابلے سے بچا دین مین بھی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر عمرو نے اُسی وقت باناے عیاری ذات پر آراستہ کی
طرف فرعونیہ کے چلنے کا ارادہ کیا برق فرنگی سامنے آیا کہا اُستاد مین بھی ہمراہ چلون عمرو نے کہا مین کسی کو
ساتھ اپنے نہین لیجاتا وقت پر جہان تلاش کرون وہان پاؤن برق نے کہا بہت خوب ایک جانب
خواجہ عمرو ایک سمت برق نامور بجستجوے افراسیاب مین جاتے ہین وقت پر انکا بھی ذکر ہوگا مگر نامہ دار
کوکب عالی مقدار ملک فرعونیہ پر پہونچا شیران سلطنت موجود تھے اُنسے حال فرعون جادو پوچھا سبنے
کہا ہمارے شہنشاہ ہمیشہ شکار مین مصروف رہتے ہین نامہ ہم اُنکی خدمت مین روانہ کردینگے قاصد پلٹ گیا

لیکن فرعون جادو حقیقت مین نہایت شکار دست ہی صحراے پرفضا مین بارگاہ استاد چار لاکھ ساحران
نامی وگرامی فروکش ہین ہو وقت سحر بیرون بارگاہ یہ نامور دنگل زرین پر جلوہ فرما ہی مگر اسوقت وزرا امرا بہی ذکر
کر رہے ہین کہ آج کل ہمارے شہنشاہ کو بڑا تردد ہی افراسیاب ایسے بادشاہ عالیجاہ سے مقابلہ ہر وقت
کی لڑائی آٹھ پہر لشکرکشی اسوقت مین چلکر شراکت شہنشاہ کوکب روشنضمیر واجب ولازم ہی فرعون
نے جواب دیا آج کی شب تو اس مقام پر بسر کرون کل انشاء اللہ قلعہ فرعونیہ پر چلکر اسباب جنگ وجدل
مہیا کرون جا کر خدمت مین اپنے شہنشاہ کے حاضر ہون حقیقت مین خیرخواہان دولت ہمپر طعن کرینگے
شہنشاہ پر وقت سخت ہی اسوقت مین جو شراکت نکرے بدبخت ہی کل ساحر یہی جواب دیتے ہین ای شہنشاہ
باقبال کوکب روشنضمیر چلکر صفین اُلٹ دینگے افراسیاب کے باپ سے مقابلہ کرینگے افراسیاب
بڑی بڑی تدبیرین کر چکا طلسم نورافشان کا فتاح منازل عجائب وغرائب کا سیاح ڈھونڈھکر لایا ہمارے
شہنشاہ نے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے لیکن آخرمین پہر صاحبقران زمان تشریف لاے وہ نوجوان
فرزندلبند صاحبقران تھا اُسکو زیر کر کے لیگئے اہالیان طلسم نورافشان اُس بدعت سے بچے ہم بھی چلکر
اُسکے ملک کو برباد کرین فرعون جادو جھوم رہا ہی جوش جرأت مین قبضہ شمشیر چوم رہا ہی یکایک
ملازمون نے سر اُٹھاکر دیکھا غیرفصل مین ایک ابر تیرہ وتار پہلوے کوہسار سے پیدا ہوا اب نے عرض کی حضور
ابر گندہ بہار زور سے دھوم سے اُٹھا ہی آفتاب بھی چھپ جاتا ہی اسوقت ابر بڑی کیفیت دکھاتا ہی فرعون بھی
دیکھنے لگا چونکہ ساحر زبردست ہی اتنا کلمہ مُنہ سے نکلا یارو یہ ابر اصلی نہین ہی کسی نے سحر سے بنایا ہی یہ ذکر تھا
کہ قلعہ فرعونیہ کی طرف سے ایک ساحر دوڑا ہوا آیا فرمان شہنشاہ کوکب ہاتھ مین فرعون جادو کے دیا
فرعون پڑھتے ہی گھبرا کے اُٹھا کہا یارو بیشک اس ابر مین کوئی ساحر مخفی ہی فوراً جھولی سے ایک گولہ نکالا
اُسپر اسم سحر دم کیا زیر ابر آکر نعرہ کیا اس ابر مین کون جاتا ہی یہ سر حد شہنشاہ کوکب روشنضمیر ہی اس طرف
رُخ کرنا اپنے جان کے دینے کی تدبیر ہی ہر چند فرعون نے آوازین دین لیکن افراسیاب آفتاب بنا ہوا
چھپا ہی کچھ جواب نہ دیا جا بابر کو اُڑا کر لیجاؤن بروقت واپسی کچھ تو لنگا احتقاق ساطع ہوگا اسکو بھی شکست دیگا
یہ سوچکر ابر کو اور بلند کیا ابر کو زور دیکر لیچلا فرعون جادو نے جب دیکھا کچھ آواز نہ آئی ابر اونچا ہوا گولہ اُٹھاکر
ابر پر مارا وہ تڑتا ہوا گولے نے ابر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اب سب نے دیکھا افراسیاب جادو ہوا کو کاٹتا ہوا جرح
شنا در دریا پر جاتا ہی اسطرح بصد کر و فر ظاہر ہوا لشکر مین غلغلہ پڑ گیا یارو افراسیاب جاتا ہی چار لاکھ ساحران نامی

گو سے ترنج نارنج تھے پیکان کے افراسیاب پر مارے ابر نگر بے ہو سے پر بھی افراسیاب کا یہی قصد
تھا کہ تڑپکر نکل جاؤن لیکن سحر جو پڑھے ہوا ٹکرا کر زمین پر گرا بڑی چوٹ لگی اُس حال مین فرعون نے کارد سحر بھی
پھینک دی شانہ افراسیاب کا نشانہ ہوا قہر و غضب مین آکر تلوار کھینچی افراسیاب جو سحر کر نہ لگا طبقے
زمین کے ہلا دیے کبھی مثل برق چمک کر آسمان پر جاتا ہے آگ برساتا ہے کبھی زمین پر مثل شیر غضبناک صفون مین
ساحرون کے گھس پڑتا ہے بجوف ایک ایک سے لڑتا ہے چند عرصے مین پچاس ساٹھ ہزار ساحر اس خود سر نے
مارے لیکن یہ خبر قلعہ فرعونیہ پر پہونچی کہ افراسیاب کو ہمارے شہنشاہ نے میدان مین گھیرا ہے لیکن اسپر
پنجہ قابض نہین ہوتا ارغول دمرغول دونون سپہ سالار فرعون جو اس ملک مین برائے حفاظت موجود
رہتے ہین سنتے ہی غل مچانے لگے کہ یارو برادرو شہنشاہ چلو افراسیاب سے مقابلہ پڑ گیا بادشاہ
طلسم ہوش ربا ہے اُس ملعون کا قتل ہونا بہت دشوار ہے لیکن یارو چلکر جوہر کرکے مارین نامرد کو للکارین
کئی لاکھ ساحر و غیر ساحر رفیقان سلطنت مع شیران باشوکت بہ آواز بلند لشکر اپنے اپنے گھوڑون سے مسلح و مکمل
ہو کر چلے یہان وہ وقت ہے کہ افراسیاب نے سحر اوکر دیا بجلی کا خواص رکھتا ہے خرابی یہ پڑی ہے کہ حربہ ہاے
سحر تاثیر نہین کرتے ورنہ ملازمان فرعون جانبازی کر رہے ہین افراسیاب کسی کو نہین مانتا ہے لیکن ایک
ارغول و مرغول کا نعرہ ہوا یہ دونون سپہ سالار ساحران نامدار جہاندیدہ کارآزمودہ آتے ہی حکم دیدیا
یارو چار طرف سے اس نامرد کو گھیر لو کمندون مین زنجیرون مین گرفتار کرو دور سے تیرون کی بوچھار کرو یہ تو بہر
جو ارغول و مرغول نے کئی زنجیرین لیکر چار جانب سے ساحر و غیر ساحر چلے افراسیاب پر وار پڑنے لگے تیر
سے دہنے لگے اب افراسیاب جادو گھبرایا لباس پارہ پارہ تاج سر کا ندارد کئی مرتبہ مُنہ کے بھل زمین
پر آیا قلب بھرایا ایسا ہی زبردست تھا کہ بچا ورنہ سبھون نے چاہا تھا چار طرف سے ٹوٹ پڑین شکنین
باندھلین افراسیاب کو جب گھیرے مین پڑا دیکھکر حلقہ ہاے زنجیر توڑ کے مستغرق زمین ہو گیا پھر نعرہ کر کے نکلا
فرعون جادو نے اس ہنگامے مین قریب آکر خنجر تلوار برساے کئی زخم افراسیاب نے کھاے اور بہت
پریشان ہوا نانی دادی کا نام لیکر پکارنے لگا کبھی کہتا ہے مین نے نانی امان کو نامہ لکھا تھا افسوس میری خبر لی
دیکھیے مین کیونکر بچتا ہون بھاگنے مین غیرت دامنگیر ہوتا ہون تو صاف ظاہر ہے کہ قتل کی تدبیر ہو گئی ہے کہ اب
افراسیاب جادو بیقرار تھا کہ طرف سے پردہ ظلمات کے نکلا ابر سیاہ پیدا ہوا قریب آکر ابر پھٹا دو غلامان
ماہیان زمرد پوش نہنگ و تنگ مع بارہ ہزار ساحران پردہ ظلمات کالی کالی صورتین آبرآمد

قدر سول وغیرہ ہاتھ مین وقت پڑا آکر ہو پہنچے افراسیاب کو اس حال پرملال مین دیکھا نعرے کرکے آگے افراسیاب
کی کمر مضبوط ہوئی جھپٹ جھپٹ کے لڑنے لگا اب تو مازبان فرعون کو جان بچانا دشوار ہوا مددگار آگئے سب
سے پہلے ارغول و مرغول پر جا پڑا یہ دونون جانباز و سرفروش خوب لڑے بڑے بڑے سحر کیے افراسیاب
کو سنبھلنا دشوار کیا فوج مین تہلکہ ڈالدیا ایک مقام پر ارغول نے قریب افراسیاب آکر ہاتھ تلوار کا مارا یہ بیچارا
مرنے سے بیخوف ہے خوب جانتا ہے کہ سوائے طلسم کشا کے کوئی مجکو قتل نہین کرسکتا کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ارغول
کی تلوار چھین لی اسی تلوار سے اس سرفروش کو مارا مرغول نے جو بھائیکا لاشہ دیکھا ہائے قوت بازو کہکر جا پڑا کئی
وار افراسیاب پر کیے کئی سو ساحر مارے لیکن آنکھون مین اندھیرا آگیا ہے برابر کے بھائیکا لاشہ دیکھ رہا ہے افراسیاب
نے جو مرغول کی سرکشی دیکھی ایک ساحر کی جھولی اٹھا کر زمین سے گولہ لیکر مار دیا سینے پر اس بہادر کے پڑا پشت کو
توڑ کر پار گذر گیا دونون سپہ سالارون کے مرنے کی جو آواز آئی فرعون جادو نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا یارو لطف
زندگی نہ رہا یاران قدیم آنکھون کے سامنے قتل ہوئے صحبت کے بیٹھنے والے باقی نہ رہے تنہا جیے تو کیا لطف
اب نہ ہوگی جان اپنی دینگے بے یاران ہمدم زندگی بیکار ہے خود بخود دل محجوب و شرمسار ہے نظم

ای جوش نالہ کاوش ہر دم کہانتلک
ای آہ سینہ سوزی ہمدم کہانتلک
اس زندگی سے برادم آیا ہے اک مین
پیٹینگے اپنی جان کو یون ہم کہانتلک

یون موت سے شکایت پیہم کہانتلک
سینے کے سارے آبلے ناسور ہوگئے
آخر تحمل قلق و غم کہانتلک

جل جل کے میرے دل کیطرح خاک ہوگیا
ای دست عیش وصل کا ماتم کہانتلک
اللہ سینہ کوبیون سے ہاتھ تھک گئے

ایسے اشعار عبرت آمیز پڑھکر بہت رویا سمجھا کہ موت قریب آگئی تیغ
خونریز کھینچکر فوج افراسیاب پر جا پڑا کئی سو بیچارے قتل کیے افراسیاب نے جو دور سے فرعون جادو کو لڑتے
ہوئے دیکھا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب پہونچا نعرہ کیا او فرعون مجھسے مقابلہ کر ان لوگون سے کیا لڑتا ہے تجھ ایسے
لاکھون قتل کیے کوکب روشنضمیر کے ملک مابدولت کے ہاتھ سے برباد ہوئے آج تیری بھی میرے ہاتھ سے
قضا ہے دیکھون تو کیسا من چلا ہے فرعون نے جو افراسیاب کی آواز سنی زندگی سے بیزار مجبور و ناچار جانتا تھا
مین اسکا کچھ نکر سکونگا لیکن جوش جرأت مین جا پڑا افراسیاب سے تلوار چلنے لگی فوج فرعون بیدل ہو چکی ہے
غلامان ماہیان زمرد پوش ہونگ و پلنگ بلا کے ساحر ہین فنون سحر سے جنگی ماہر ہین ہر طرف لڑتے
پھرتے ہین فوج فرعون پست پا ہو چکی ہے بہت سے بھاگ کر طرف شہر کے گئے بعض نے صحرا کی راہ لی دو چار
وار فرعون نے افراسیاب پر لیے ایک مقام پر اس جلاد نے سحر کیا فرعون غش ہو گیا ہاتھ پانون مین رعشہ آیا

اسی حال پُر ملال مین افراسیاب نے ہاتھ مارا فرعون جادو کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا چھا گیا فریاد وا الغیاث
کی صدا آئی بعد عرصۂ دراز کے روشنی ہوئی بیرون نے غل مچایا کشتی را نام من فرعون جادو بود افراسیاب نے
پکار کر آواز دی یارون کیون جان دیتے ہو لازم ہان فرعون نے اطاعت تو کی غیرت آئی طرف صحرا کے نکل گئے
افراسیاب جادو نہنگ و تینگ کو ہمراہ لیکر مع تین ہزار جادوگرون کے قلعہ فرعونیہ مین داخل ہوا
رعایا کے لوگ مجبور ناچار دل بچاہتا تھا مگر حاضر ہوئے کیونکہ افراسیاب زخمی بھی ہوا تھا تین دن مقام کیا
خیمے بارگاہین سب دستیاب ہوئین نہنگ و تینگ کو ہمراہ لیکر قلعہ فرعونیہ سے نکلا زیر دیوار قلعہ سے راستہ
تھا زال جادو نے جو ہدایت کی تھی اور نشان بتلا دیے تھے بعد قلعہ فرعونیہ وہ مقامات ملنے لگے پانچوین دن
اک صحراے ہول خیز مین پہونچا دور سے ایک کوہ فلک شکوہ دکھا گرد اُس پہاڑ کے بارہ ہزار جوان سیاہ رو تیرہ
درون فروکش ہین کچھ چھوٹے خیمے بھی جا بجا استادہ ہین ایک درۂ کلان کے سامنے بیٹھے ہوئے زورد پیکر
سحر کے صرف ہین افراسیاب جادو کو جو آتے ہوئے اُن سب نے دیکھا چند ساحر بڑھے آواز دی
کون آتا ہے یہ مقام ادب صحراے پُر غضب مقام سکونت مصاحب سامری شہنشاہ اقلیم افسونگری خوشرو
خونخوار احتقاق جادو ہے افراسیاب نے جواب دیا اے مصاحبان والا قدر اے ہملونشینان شہریار ملک عذر
عرض کر دو جا کر افراسیاب جادو شہنشاہ طلسم ہوشربا برائے قدمبوسی حاضر ہوا ہے راہ کی بڑی سختیان
اُٹھائین بمشکل بیابانک پہونچے شرف زیارت سے مشرف ہون یہ سنکر وہ ساحر گھبرا کر اندر درۂ کوہ کے گئے جاکر
احتقاق سے حال آمد افراسیاب بیان کیا احتقاق بنجل مچا کہ حقیقت مین سامری و جمشید ہمکو خبر دیگئے
تھے زمانہ اخیر مین شہنشاہ طلسم ہوشربا اس صحراے ہول خیز مین آئیگا بلا تو ما بدولت بھی اُسکے مشتاق مین ہین
لازم واپس آئے افراسیاب سے کہا چلیے افراسیاب اندر درۂ کوہ کے آیا ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر
خوک پیکر ایک تختۂ سنگ پر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے ایک جانب تخت یاقوت نگار اُسپر ایک نقارہ پہلو مین نقارے
کے چوب طلائی بصد رعنائی آراستہ و پیراستہ افراسیاب واسطے سلام کے جھکا احتقاق نے کہا بحق سامری
اے بادشاہ عالیجاہ آئیے تشریف لائیے ہم تو آپ کو یاد کرتے تھے مصاحبون سے فرمایا تھا کہ طلسم ہوشربا
مین غدر پڑگیا شہنشاہ طلسم ہوشربا تشریف لاوینگے فتح جنگ دست زبردست ما بدولت پر موقوف ہے جو کرامات
سامری سے انکار کرے بیوقوف ہے لیکن اے افراسیاب جادو ما بدولت کا وقت شراب خواری ہے خوب
نشے مین ہوک کھلا دو افراسیاب کو زال جادو ہدایت کر چکا تھا بجوت افراسیاب نے کارد کمر سے نکالی زانو

ایک بوٹی کاٹی منقل آتش پر کباب کرکے بطور نذر حاضر کی احتقاق جادو نے قہقہہ مارا بجائے گزک اُس بوٹی کو کھا گیا کہا یاروں نے شراب کے ساتھ کباب کا مزا ملا لیکن درد سے رنگ روے افراسیاب متغیر ہوگیا حیران ہو کر ران سے خون جاری ہے احتقاق نے لعاب دہن لیکر زخم پر افراسیاب کے مل دیا فوراً زخم خشک ہو گیا درد بھی برطرف ہوا اب افراسیاب احتقاق سے باتین ہونے لگین احتقاق نے ہنسکر پوچھا ای افراسیاب شہنشاہ لاچین پر کیا گذری تم کیونکر بادشاہ ہوئے افراسیاب نے کہا لاچین نے انتقال کیا ہی زندگی مین مجھکو ولیعہد کر گیا تھا مین صاحب طلسم ہر بعد اُنکے بڑے زور شور سے قبضہ کیا اب کئی سال ہوئے ایک شخص اسد غازی نامے نبیرہ حمزہ بارادہ طلسم کشائی آیا اُسکے آنے ہی رنگ طلسم دگرگون ہوا کئی سردار طلسم کے رازدار اُسکے شریک ہو گئے کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم نورافشان بھی دین قدیم سے پھر گیا صدہا ملک میرے قبضے سے نکل گئے شہنشاہ مشعل و تاریک جاگر رہے آخر قتل ہوئے مابدولت آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے احتقاق نے کہا مشعل مجیا کیا جانتا تھا سامری کے سامنے چراغ جلایا کرتا تھا ہلوگون نے مشعل نام رکھدیا تاریک بیچاری کس شمار میں تھا رہین تھی در دولت سامری کی جاروب کش خدمتگزار اب جنگلون کا انتظام کچھ بدعت کا کام اُنکے حوالے کر دیا گیا تھا مابدولت تو نہ قہر سامری وجمشید صاحب رازدنیا لشکر کے اُنکے نقارہ نواز اگرد رسوار و پیدل ساحر بے بدل سامنے میرے آکر ٹھہرین جب ایک چوب لگاؤن بحر بھو نہین دوسری چوب مین تھرائین تیسری چوب مین سب کو غش آجائین یہ بارہ ہزار جلاد صاحبان ظلم و بیداد چشم زدن مین کروڑ کو قتل کرین قتل کرنے سے بندگان سامری کے انکے دل نہ بھرین رحم انکے دل مین قدرت نے نہین پیدا کیا ای افراسیاب تو نے وہ نعمت کھلائی کہ یہ کیفیت حاصل ہوئی جلد تیاری کر مابدولت جائین گے لیکن راہ مین قلعہ وغو نیہ ہے وہ سرحد بالیان طلسم نورافشان ہے اُس راہ کا انتظام کیا افراسیاب نے جواب دیا اُن سب کا کام تمام کیا قلعہ پر چلکر فروکش ہو جیسے زال جادو بھی اُسی مقام پر آئیگا احتقاق نے اُٹھکر افراسیاب کے ہاتھ چوبر ہر شب کو اُسی مقام پر رہے بوقت سحر تخت یاقوت نگار پر سوار ہوا وہ نقارہ آگے رکھلیا بارہ ہزار جلاد گرد آگئے افراسیاب مرکب پر سوار ہوا منزل بمنزل احتقاق کو بیجا ہر منزل پر خراج گزاران افراسیاب آنے لگے چوتھے دن دامن صحراے قلعہ وغونیہ مین ہونچے کئی لاکھ ساحر جمع ہو چلے تھے ایک بلندی پر افراسیاب نے بارگاہ استاد کرائی احتقاق آکر تخت پر بیٹھا افراسیاب دنگل زرین پر اور گرد مصاحبان نامور احتقاق بیٹھا شراب پی دہوا ہنگامہ عیش ونشاط برپا ایک نازنین حور طلعت سامنے

افراسیاب و اختقاق کے یہ غزل گا رہی ہے غزل

جواب دیکھیے کب لیکے نامہ بر آئے
کہ آج تا بدہن پارۂ جگر آئے
نشانِ بے ادبی ہیں یہ لگے بوسوں کے
ملال جبکہ درستی پہ بال و پر آئے
دعا قریب اثر تھی تمھارے کہنے سے
کہ جس گلی سے ہزاروں بُریدہ سر آئے

دھڑک رہا ہے مرا دل کہ کیا خبر لائے
شبِ فراق بھی نالاں شبِ اجل خاموش
کہ دونوں صفحۂ رخسار پر اُبھر آئے
تمھارا عقدۂ کاکل کسی سے کیا سلجھے
فرازِ عرش سے نالے مرے اُتر آئے
نسیم لطفِ سخن آپ پر تمام ہوا

دیا قضا نے ہمیں مژدۂ فراغ حیات
کہیں بھی جی نہ لگا آہ ہم جدھر آئے
ہوا سے سیرِ چمن میں قفس نصیب ہوا
کہ پیچ کھا کے جہاں حلقۂ نظر آئے
وہاں مجھے لیے جاتا ہے آہ دلِ بیتاب
کہے وہ شعر کہ شہرت جہاں میں کر آئے

افراسیاب کا بھی دماغ تر ہے ایک نازنین اختقاق کے پہلو میں بیٹھی ہنس ہنس کے اُس سے باتیں کر رہا ہے اس عیش وطیش میں افراسیاب و اختقاق نے نگاہ اُٹھا کر سمت صحرائے اخضری دیکھا تمام کو صحرا لیکن پُر لہرا ہر مقام پر پھولوں کے انبار نخل قطار در قطار ہر سمت جوش بہار عندلیبان خوش نوا کی زمزمہ سرائی گل بوٹے کی رعنائی و زیبائی نسیم اٹکھیلیاں کر رہی ہے ہر مرتبہ شرماتی ہے ایسا نہ ہو جھونکا تیز چلے عارضِ گل پر صدمہ پہونچے ہر غنچہ خاموش بہ سکوت کا جوش ہم صورت دہن معشوق کی گُھنی بشیرین دہنی گل کی نازک بدنی نکھری ہر پھول کی گویا عقیق یمنی قمریوں کی کو کو معشوق سروقد کی جستجو نرگس شہلا کا جوانان چمن سے آنکھیں لڑاتا سنبل کا زلفیں عنبرین کو بناتا اس باغ پُر بہار میں صیاد باغبان و گلچین کا نشان نہیں اگر صیاد کا گرفتاری عندلیب خوشنوا میں آئے آتے ہی دامِ رگِ گل میں خود پھنس جائے گلچین ازدحین دیکھا راستہ بھولے بہار کو دیکھا ایسا بھولے نہروں میں جوش و خروش حباب اشک چشم حسینان موجہ آب غیرت ابروے مہ جبینان

نظم

بخدا گل ہوے سب نقش و نگار
خاک لیلی سے بنفشہ نکلا
طائرِ رنگ چمن اُڑ نہ سکے
عام ہے گلشن ہستی کی فضا
گل ہر اک جا پہ نیا پھولا ہے
خار ہیں چوب تو گل نقارہ
نوبتِ نغمۂ بلبل ہے آج

فرش قالی سے نیا گل پھولا
خونِ فرہاد سے رگ سیاوش
تار بارش کا بندھا ہے ایسا
پھول بھی پھولے سماتے نہیں آج
ہے عجب رنگ کی باغوں میں فضا
تھا نہ جو کم نہیں گل کے اوراق
کوس شادی کی تہین میں ہے صدا

قیس کی قبر سے بیدِ مجنون
قبر شیرین سے ہے جل نیم اُگا
سبز ہے سبزۂ بیگانہ بھی
غنچے خوبون کے دہن ہیں گویا
جلترنگ آب رواں کا ہے شور
غنچۂ گل ہے مثال شہنا
بلبلیں مست ہیں صیاد خموش

ہم صفیرون کی یہ دلکش ہے صدا
گل کہین جامے سے اپنے باہر
کچھ بھی بلبل کو نہین پاس حیا
ہوگئی زندہ گلستان کی زمین
باغ مین ناز سے بن بن کے صبا
گھونسلے بیٹھے ہین عنادل منقار
شاخ ہے بلبل کے لیے اک جھولا
صحن گلشن مین ہے کیسی دلکش
قمریون کا وہ لب جو نالا
فرش قالی ہوا گلکاری سے
زور جوبن پہ چمن ہے سبزہ
کشت امید ہے دہقان کی سبز
گرم رہتی ہے بغل صبح و مسا

کہین غنچون کی صبا سے صحبت
چاک ہر اک کا ہے دامان قبا
گل عنادل کے گلے کے ہین ہار
باغبان مجمر باران دیکھا
سرو سے جاکے لپٹ جاتی ہے
کان مین گل کے یہ جاکر پھونکا
نکہت گل نے بسائے یہ دماغ
جا بجا مرغ غزل خوان کی صدا
ہے نظارت سے کہین صد نقشہ
نقش از رنگ ہے اک اک تختہ
واہ کس دھوم سے آئی ہے بہار
فارغ البال ہین عالم ہر جا

شاخ ہے دست و گریبان صبا
کیسی بچی ہے دیو بیچے گل کو
باغ عالم مین نیا گل پھولا
کیسی اترائی ہوئی پھرتی ہے
نکہت گل کہین لاتی ہے اڑا
نخل بھی جھومتے ہین مستانہ
حقۂ عطر ہے باغ دنیا
کوک کوئل کی پپیہے کی ہوک
بحر اخضر ہے کہ دشت صحرا
چمن دہر کی ہے سرسبزی
عام ہے عیش جہان مین ہر جا
عاشقون کو ہے وصال معشوق

اس صحرائے سبزہ زار کی کیفیت دیکھ کر افراسیاب و احتقاق ہوش ربا معلق ہین سبکی اسی جانب نگاہ ہے کسی کی زبان پر آہ کسی کے لب پر واہ ہے صفت باغبان قضا و قدر مین مصروف ہین عیش و راحت کے مزے ایسے صحرائے پر بہار کی سیر پر موقوف ہین یکایک گوشۂ صحرا سے اک آواز دلکش آئی سب اسی جانب دیکھنے لگے سب کی نگاہ پڑی ایک طفل حسین مہ جبین گوری گوری صورت چاند کا ٹکڑا سن بارہ یا چودہ برس کا لباس فاخرہ زیب جسم کلاہ زرین سر پر ڈھلکی ہوئی گیسوے عنبرین پر غبار ملکدر آئینۂ رخسار گریبان چاک چالاک و بیباک اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چارجانب دوڑتا پھرتا ہے کبھی اپنے سائے سے رم کرتا ہے کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے کبھی ہنسا کبھی رو دیا کبھی اٹھا کبھی پکارا یا سامری کبھی نام لیا ای خدائے نادیدہ کبھی کسی مقام پر بیٹھ گیا خاک منھ پر ملنے لگا صاف طریقے سے ظاہر ہے کہ دیوانہ ہے جیسے ہی نگاہ افراسیاب و احتقاق اس سرو باغ خوبی غنچۂ گلزار محبوبی پر پڑی پہلے احتقاق ہی نے گھبرا کر کہا اے شہنشاہ کوئی رئیس زادہ یا تاجر بچہ سڑی ہو گیا نہین معلوم اپنے گھر سے کیونکر نکل آیا پرورش یافتہ مہد ناز و نعم اسیر رنج و غم ارے یارو اپنے ہوش مین نہین ہے دیکھو چاہتا ہے کنوین مین گر پڑے حقیقت مین اک کنوین کے قریب پہونچا تھا کہ افراسیاب

جو اُڑا اسکو پکڑنے کو دوڑا جب طائر کو نہ پایا رو کر لگا گریہ استغراق نے کہا یارو دوڑو اسکو بہلا کر لیا خلقت دوا فراسیاب کا بھی دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہر ایک صاحب اولاد نے کلیجے پر ہاتھ رکھلیا چار پانچ جادوگر دوڑے افراسیاب نے پکار کر کہا دیکھو یارو چالاک نہ جانے میں بھی آتا ہوں بہت عقلمندی کا کام ہے دیکھو فلک کج رفتار کیا کیا شعبدے دکھاتا ہے ایسے ماہ رخساروں کو دیوانہ بناتا ہے یہ کہکر افراسیاب چلا جادوگر آگے بڑھ گئے تھے اُنھوں نے جا کر چہار جانب سے گھیرا وہ انکو دیکھکر رونے لگا ڈھیلے اُٹھا کر مارتا ہے کبھی ہاتھ باندھکر کہتا ہے یہاں نہ آؤ دیکھو تلوار چل رہی ہے یارو رات تھوڑی باقی ہے میں کھانا کھا چکا ہوں پانی پیونگا پناہ پانی مشکل ہے یارو یہ پہلی منزل ہے دیکھو کسی نے آگ لگا دی سارا گاؤں جل گیا شیران صحرا و فیلان جنگی سے لڑائی پڑی ہے ہاتھیوں نے ہاتھوں ہاتھ شکست دی ہے ان باتوں کو سنکر وہ لوگ رونے لگے قریب اس خوف سے نہیں جاتے ہمکو ڈھیلے مارتا ہے اپنا سر کہیں پتھر پر دے مارے یا کنوئیں میں کود پڑے یہ تو دور سے صاحبزادے کہہ رہے ہیں کہ افراسیاب تاج پہنے ہوئے لباس بہت بھاری دوڑا ہوا آیا پکار کر کہا صاحبزادے ٹھیرو دیکھو ڈھیلے نہ پھینکو اس لڑکے نے بہ نگاہ غور طرف افراسیاب کے دیکھا سراپا کو دیکھ دیکھکر عرصہ دراز تک بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان رہا یکایک منہ بنایا چیخ مار کر رو دیا کہا ابا جان کہاں تھے ہمکو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے افراسیاب یہ کہکر دوڑا ہاں بیٹا میں راستہ بھول گیا تھا آؤ گھر چلو اماں جان تمھاری روتی ہیں اماں جان کا نام سنکر وہ لڑکا خوب ہنسا ناچنے لگا سر ہلا کے گنگنانا یا معلوم ہوتا ہے پڑھا لکھا بھی ہے یہ تو صاف لباس سے ظاہر ہے کہ کسی رئیس کا لڑکا ہے ناچتے ناچتے یہ اشعار گانے لگا نظم

ہے نگاہ لطف دشمن پر تو بندہ جائے ہے
تھامتا ہوں پر یہ دل ہاتھوں سے نکلا جائے ہے
جان نکلا چاہتی ہے درد پیچ ہی سی ہے کیا کروں
کب تلک کوئی نہ بگڑے حال بگڑا جائے ہے
محسن و رافروں پہ نخرا کیلئے اے ماہرو
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جائے ہے
جب نہ طاقت صبر و راحت جان و ایمان عقل و ہوش
آب گوہر کے لیے آنکھوں سے دریا جائے ہے

یہ تمہاری بے مروت کس سے دیکھا جائے ہے
حال دل کیونکر کہوں میں کس سے بولا جائے ہے
جب گلہ کرتا ہوں ہر دم وہ قسم کھا جائے ہے
آنکھ کام عشق شیریں لب جیسے تو کیا ہوا
یوں ہی گھٹتا جائیگا جتنا کہ بڑھتا جائے ہے
غیر کے ہمراہ وہ آتا ہے میں حیران ہوں
ہائے کیا کیجے کہ دل کے ساتھ کیا کیا جائے ہے
خاک میں مل جائے یارب جلیبی کی آبرو

سامنے سے جب وہ شوخ دلربا آجائے ہے
اٹھ وہ باتیں کیا کچھ دل ہی بیٹھا جائے ہے
رشک نے تو نے بنا دی جان پر اے بیوفا
شوخی سے تری ہی زندگی کا جائے ہے
پونچھے آنسو دار تو کیا کروں ہائے ہائے
کیسے استقبال کو جی تن سے میرا جائے ہے
رو رہا ہوں خندہ دنداں نما کی یاد میں
غیر میری لاش کے ہمراہ روتا جائے ہے

اب تو مرجانا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو	ضعف کے باعث کہان دنیا سے اٹھا جاتا ہے	بندگو اب تو ہی فرما کسکو سودا ہے یہ کون
اور کی سنتا نہین اپنی ہی بکتا جلے ہے		

ان اشعار کو سنکر افراسیاب بھڑک گیا ساحرون سے کہا یارو ذرا کوئی زمین زادہ
ہے پڑھا لکھا کامل کوئی جن بھوت کا اسپر سایہ ہے ہر بات پر افراسیاب ہان ہان کرتا ہوا یہ مشکل قریب اس طفل حسین
کے آیا اُسنے ہاتھ بڑھائے افراسیاب نے گود مین اُٹھالیا اُسنے ریش پر افراسیاب کی ہاتھ ڈالدیا کہا ہمارا
گھوڑا دوڑتا ہوا چلے افراسیاب نے اسپر بھی کچھ خیال نکیا جلدی جلدی طرف بارگاہ کے چلا آتا ہے لڑکا پانون
ہلاتا جاتا ہے کہتا ہے اپنے ٹٹو کو ایڑ کرتا ہون تمام سرداران احتقاق گرد افراسیاب ہنستے ہوئے چلے آتے ہین
بعض کہتے ہین یارو کیا ہنستے ہو رونے کا مقام ہے ہائے مان باپ کا کیا حال ہوگا صاف ظاہر ہے کہ رات کو نکل کر
گھر سے بھاگا نہین معلوم اس جنگل مین کیونکر آگیا شیر بھیڑیے سے کسطرح بچا دیکھیے یہ سایہ اسکے سر سے کیونکر دور ہوگا مان باپ
اسکے کیسے رنج اٹھاتے ہونگے گھر مین کہرام برپا ہوگا افراسیاب نے لاکر بارگاہ مین بہو بچا یا لڑکا گود سے افراسیاب
کی کود کر طرف احتقاق جادو کے چلا کہا نانا جان ستنے بھی ہمکو تلاش نکیا احتقاق نے بھی ہاتھ پھیلا دیئے
لڑکا تخت پر چڑھگیا احتقاق کی داڑھی نوچنے لگا احتقاق کو غصہ آیا افراسیاب نے کہا حضور وہ اپنے ہوش
مین نہین ہے آپ بھپر نگاہ کیجیے غصہ نفرمایئے اگر اسکی جان بچ جائے کوئی اس بھوت کو اُتارے اپنا فرزند بناؤن سحر
سکھاؤن وحید عصر بناؤن حسن وجمال تو دیکھو چاند کا ٹکڑا ہے سونے چاندی کے کھلونے منگوا کر تخت پر رکھدیے لڑکا
اُن کھلونون سے کھیلنے لگا ایک سمت بارگاہ مین آئینہ قد آدم رکھا ہوا تھا لڑکا کھیلتے کھیلتے پلٹا آئینہ کو معائنہ کیا
اک چیخ ماری ارے یارو دوڑو میرا بھائی قید ہوگیا یہ کہکر طرف آئینے کے دوڑا ایک ٹکر ماری سر سے اُسکے خون جاری
ہوا آئینہ ٹوٹ گیا اپنے کو گرا دیا مچلنے لگا ہائے بھائی ہائے بھائی کہکے روتا ہے کبھی منہ بناتا ہے کبھی پچھاڑین کھاتا ہے اب
وہ آئینہ جو اُٹھا کر چلوایا گیا اُسکے پیچھے دوڑا یہ کہتا ہوا کہ ارے یارو میرے بھائی کی لاش لیے جاتے ہین اب ہر چند روکنے والے
روکتے ہین اب لڑکا نہین رُکتا افراسیاب کہتا ہے ارے یارو اسکی جان بچاؤ کسی کو قریب نہین آنے دیتا باہر بارگاہ
کے نکل آیا چاہتا ہے بلندی سے کود پڑے ساحر لپٹے ہوئے ہین یہ نہین مانتا اب تو لشکر مین ایک ہنگامہ برپا ہے
افراسیاب کہتا ہے یارو کیونکر روکون جو کوئی گود مین اُٹھالیتا ہے اُسکو گالیان دیتا ہے جب زور نہین چلتا اپنے
بال نوچتا ہے زمین پر گر پڑتا ہے ہوا سے لڑتا ہے افراسیاب و احتقاق بیرون بارگاہ آگئے ہین افراسیاب
کہتا ہے یارو میرے طلسم ہوش ربا مین تو سب طرح کے لوگ ہین کسی ملا سیانے کو بلاؤ وہ اس آسیب کو اُتارے
ایسا نہو یہ ٹکر مرجائے لوگ ہر طرف دوڑے دوڑے پھرتے ہین یہ بڑا یہ ہنگامہ ہو رہا ہے لڑکا چیخین مار کر رو رہا ہے

اب بھی ضد ہی کہ ہائے بھائی کو مار ڈالا میرے بھائی کو لاؤ کسنے قید کیا آخر صید کیا خبردار میرے پاس کوئی نہ آئے
گرد سب ساحر ہیں بیچ میں وہ لڑکا خاک منھ پر مل رہا ہی مثل شیر غضبناک آنکھیں سرخ چہرہ تمتمایا ہوا بڑے بڑے
مگر شناس دور سے دیکھکر کہتے ہیں یارو ہمنے پہچانا یہ جن کی علامت ہی ایک نے کہا دیوانے ہو پری کا سایہ ہی
عاشق ہو چکی ہی اسے بھاگیگی ہمارے پڑوس میں اسی طرح ایک لڑکے پر پری عاشق ہوئی تھی اڑا کر لیگئی ابھی حیران
کر رہی ہی یہ باتیں ہو رہی ہیں افراسیاب دور سے کہہ رہا ہی آپ کون صاحب ہیں نام بتایئے بڑا منگواؤں لوبان
جلاؤں اپنے قالب کو آپ کیوں حیران کرتے ہیں دیکھیے اُس بیچارے کے سر سے خون جاری ہی لڑکے نے لال لال
آنکھیں کرکے جواب دیا ہم تجھکو نام نہ بتائینگے دل سے ہم اسکے طالب ہیں اسکو پرستان میں لیجائینگے تم لوگوں
نے کیوں گھیرا ہی افراسیاب نے کہا غصہ تھمیے غریب لڑکے کو چھوڑ دیجیے اوسکا سر جا رہا ہی ہر ایک پر آنکھیں
نکالتا ہی اب سارے لشکر میں ہنگامہ ہی چار پانچ لاکھ ساحر جمع ہو چکے ہیں ساحروں نے دیکھا گاؤں کی جانب
سے ایک مولوی صاحب کتاب بغل میں دبائے ہوئے چلے آتے ہیں افراسیاب تو کہہ رہا تھا کہ یارو کسی نہ
کوجاو ایک ساحر نے جھکر سلام کیا کہا مولوی صاحب آپ کہاں سے آتے ہیں مولوی صاحب تو بھرے ہوئے
تھے بول اٹھے کہا ای بھائی دنیا میں اب مکر و غدر کا جابجا چرچا ہی بھلا آدمی مارا جاتا ہی گاؤں میں زمیندار کی
بچی پر ایک جن آتا تھا میں بیچارہ تو کچھ نہیں جانتا ایک جاہل آدمی ہوں جاکر کچھ جھاڑ پھونک کی اچھا کیا یا تو
زمیندار صاحب کہتے تھے آدھا گاؤں دونگا سرفراز کرونگا آج جب فرصت حاصل ہوئی دو بیگھے زمین کا پٹہ گلے
میں ڈالدیا گویا کتا بنایا لیکن خیر ہے شیشہ جنگل میں دفن کیا ہی اُسمیں جن کو بند کردیا جاکر شیشہ توڑ ڈالونگا ابھی وہ انکے
گھربھر کو کھا جائیگا یہ مولوی صاحب نے جو کہا اور بڑبڑاتے ہوئے چلے ساحر نے دوڑکر افراسیاب سے عرض کی
افراسیاب نے کہا جلد بلاؤ ساحر دوڑے مولوی صاحب نہ آتے تھے ملازمان افراسیاب نے کہا مولوی صاحب
یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی نہال کردیگا بمشکل بڑے میاں چلے افراسیاب نے بھی دیکھا مولوی صاحب کی
اگلے لوگوں کی وضع نیچون کا دوپٹہ سر پر بندھا ہوا کرتا زیب جسم شرعی پائجامہ کفش پہنے ہوئے جیسے قریب آکر پہونچے
لڑکے سے آنکھ ملائی آواز دی کیوں بے نابکار بدکردار خونخوار یہاں کہاں آیا دیکھو تمہارے باپ بھی آپہونچے
یہ جو مولوی صاحب نے چلاکر کہا تو لڑکا مثل شیر غضبناک بیٹھا ہوا جھوم رہا تھا یا اٹھکر بھاگا بارگاہ میں گھس گیا
زیر تخت احتقاق چھپا دہائی دینے پکارتا ہی یارو اس مولوی کو مار دیجیو یہاں نہ آنے دو اسکی آنکھوں سے ڈرتا ہوں
اب تو سب نے مولوی صاحب کو گھیر لیا افراسیاب نے کہا مولانا جو مانگیے گا وہ دونگا مولوی صاحب

نے کہا شہنشاہ صاحب یہ جو ساحری ہو یہ غضب کے مقام ہیں بڑے اٹھارہ بیٹے جوان ہے اس فن کو کرکے
بہت پچھتایا اور یہ بیچارہ کیا ہے خوب طبیعت مطمئن ہے بے بڑھا جن پڑا ہو رہے بھاگا میں وہاں بھی ہو بچا تھا اب
یہاں تشریف لائے ہیں کئی مرتبہ اُسکی گردن ناپ چکا ہوں بد وضع ہے دو گھڑی دن میں بھاگ جائیگا لیکن آج
سختی پڑی گی افراسیاب نے کہا اندر تشریف لے چلیے حقیقت میں آپ کو دیکھتے ہی بھاگا زیر تخت جا کر چھپا ہے
سرداے بڑا ہے شل بید کانپ رہا ہے سب مولوی صاحب کو گھیرے ہوئے مولوی صاحب اندر بارگاہ کے
آئے سب سردار گھیرے ہوئے مولوی صاحب نے کہا غل نہ کرو بارگاہ کے پردے چھوڑ دو خاص لوگ اندر
آئیں عام باہر ٹھہریں صاحبو الگ رہو ایسا نہو اسکو چھوڑ کر تم پر چڑھ بیٹھے اب تو لوگ بھاگے پردے بارگاہ کے
چھوڑ دیے افراسیاب و احتقاق چالیس سرداران جلیل صرف اندر رہ گئے مگر سب الگ الگ بیٹھے ہیں
افراسیاب بھی خاموش لیکن اُسکا تخت کے نیچے سے نہیں نکلتا افراسیاب نے کہا کیوں مولوی صاحب یہ
آپ کے قریب کیونکر آئے یہ تو ظاہر ہے کہ غل شور نہیں کرتا مولوی صاحب نے کہا سو من سونا منگوائیے لوبان گگل
فلفل سیاہ کالا دانہ کوری بدھنی دو چھوون کے ہار کسی قدر جواہر بھی رکھوا دیجیے سونے جاگنے کی کچھ ضرورت نہیں
ہے بعد تھوڑی دیر کے یہی سب چیزیں اُٹھا لیجئے گا مجھے جو ہاتھ اُٹھا کر دیجئے گا وہ حلال ہے ورنہ یہ کیا مال ہے ایسی دولت
پر تھوک ہے سب خون خوک ہے افراسیاب نے کہا سب کچھ حاضر ہے اشرفیوں کے ڈھیر لگا دیے اشیاے
مذکور حاضر ہوئے باہر والوں کو بڑا اشتیاق ہے دیکھیں اندر کیا ہوتا ہے روزن سے جھانک رہے ہیں مولوی صاحب
نے کہا جو جو صاحبین روزن خیمے سے جھانک رہے ہیں دیکھے اے شہنشاہ سزا پائینگے سب اندھے ہو جائیں گے
اب تو لوگ بھاگے ایک نے ایک سے کہا بھائی ہو مولوی صاحب چار فلیتے لکھ رہے ہیں افراسیاب
بھی خاموش احتقاق کو بھی حیرت کا جوش افراسیاب سے کہتا ہے اے افراسیاب یہ مولوی صاحب بڑے
کامل و اکمل ہیں اُسکا چھپا ہوا بیٹھا ہے اُسنے آنکھ نہیں ملاتا لیکن مولوی صاحب نے چار فلیتے لکھے چار دن کو نیز
بارگاہ کے رکھے چار شمعیں منگائیں وہ بیچ میں رکھی گئیں چالیس سردار افراسیاب و احتقاق سے کہا
آپ لوگ ایک ہی مقام پر اکٹھے کر کے بیٹھیں اب دیکھیے قیامت برپا ہوتی ہے جن سے لڑائی پڑے گی افراسیاب
نے گھبرا کر کہا میں باہر چلا جاؤں مولوی صاحب ہنس پڑے کہا شہنشاہ دیکھیے کیا مجال آپ لوگوں پر ترچھی نگاہ
ڈال سکے پرے اسکے لڑائی ہے میں کچھ بولونگا سب نے دیکھا فلیتے و شمع اُسی طرح رکھی ہیں ابھی مولوی صاحب
نے روشن نہیں کیں جب سامان مہیا کر چکے مولوی صاحب نے آواز دی او جاہل ادھر آ کب تک تخت کے نیچے چھپے گا

لڑکے نے دانت نکال دیے ہاتھ جوڑے مولوی صاحب نے چند دانے رائی کے پھینکے لڑکا زیر تخت سے تڑپ کے
نکلا جھومتا ہوا قریب مولوی صاحب کے آیا لیکن آنکھین سرخ جھومتا ہوا مولوی صاحب نے کہا مجھ جادو کا چڑھ گیا
مولوی صاحب نے ایک دستک دی کہا بتلا تیرا نام کیا ہے لڑکے نے کہا اونھ ملا نام تو نہ بتاؤنگا تجھکو بھی
لیجاؤنگا مولوی صاحب نے گگل کی دھونی دی لڑکا کھیلنے لگا دو ہتڑ زمین مین مارتا ہے کبھی مولوی کو للکارتا ہے کھیلتے
کھیلتے مولوی کو لپٹ گیا مولوی نے اڑنگا دیکے دے مارا ایک طمانچہ دیا کہا او بھیا نام بتا آج بے تجکو جلاے
نچھوڑونگا اب شیشے مین نہ بند کرونگا کئی مرتبہ مین نے دھوکا کھایا ہزارون منزلین طی کرکے یہان آیا لڑکا کانپنے لگا
منھ سے کف جاری ہوا کہا مولوی صاحب میرا نام قمقام خونخوار نام ہے پردہ چہارم قاف مین رہتا ہون یہ لڑکا میرا
قالب ہے دل اسکا طالب ہے اسکو پردہ قاف مین لیجاؤنگا مین موت سے اسپر مائل ہون ہرگز سر سے اسکے نہ اترونگا
زیادہ بولوگے تو تمپر بھی چڑھ بیٹھونگا بس مولوی جھلا کر اٹھے کہا اچھا بے قمقام بد انجام دیکھ تو کیا کرتا ہون دوڑ کر
چارون شمعین روشن کین چارون فلیتون مین آگ دی کچھ کچھ سے شمعون پر مارا اب تو اسقدر دھوان بلند ہوا
سارے خیمے مین بھر گیا لڑکا بھی رونے لگا یکایک افراسیاب و اختقاق و چالیسون سردار گھبرا کر اٹھے کہا
مولوی صاحب پیر بھی جن چڑھا کوئی طرف آسمان کے لیئے جاتا ہے ہمکو دیکھے جن پریزادون کا یہان مجمع ہے دیکھو
بھی آگئے اختقاق پکارا ارے مولوی مجھکو بچا دیو نے منھ کھولا کئی سردار کھیلنے لگے پکارتے ہین اے مولوی ہمکو
بچاؤ بڑے بڑے بوگ آئے ہین لو آگ کا دریا آگیا افراسیاب نے کہا پانی چڑھ آیا اختقاق نے کہا مین تو
گھٹنون تک غرق ہوگیا افراسیاب نے کہا تم ابھی مین پیراک ہون میرے کاندھے پر ہاتھ رکھیے ناک اپنی
پکڑ لیجیے اختقاق نے جلدی ناک پکڑی کاندھے پر افراسیاب کے ہاتھ رکھا کہا بیٹا جلد نکل چلو دیکھو کشتیان جہاز
ڈوب رہے ہین ارے سر کو بال آگیا گھنٹہ بھر مین نکل جائیگا لو منک لاڈلا بھی پہونچا منھ کھولدیا کیونکر بچین گے ہاے
جو سنتے تھے وہی ہوا مثل مشہور ہے قطرے کا جو کا کم اوڈھلکانے تو کیا ہوتا ہے جوش دریا دم بدم زیادہ ہے کنارے
تک پہونچنے کا ارادہ ہے افراسیاب نے کہا مین جان پر کھیلتا ہون ابھی اس دریاے قہار کو جھیلتا ہون
یہ کہکے پیچھے ہٹا سر جھکا کر گویا غوطہ مارا افراسیاب و اختقاق دونون گرے غرق دریاے لعنت ہوے
وہ چالیسون بھی گرکر بیہوش ہوئے لڑکے نے نعرہ کیا تم جہتر بہتران و بہتر بہتران سرہنگ سرہنگان بساط ارائے
بنی آدم مولاے معظم و مکرم جامع الفضل والکرم دوندہ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ مرد نرا برہنگ نام دارا
پالہنگ صاحب قطورہ زنگ رفیق قدیم زادہ قاف ثانی سلیمان نامی نامور خواجہ عمرو ختم

تیغ دیبر و دیبو و ساغر رام	در مجلس خسروان چو آدم ساقی	رنگ از رخ محتسب با خیزم	عمرم نہ گلہ از بر قیصر برم

مولوی جی تڑپا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی سے عمر برق رفتار و خنجر گزار + عمر یکہ لیکن گران برعزار + کیون
اُستاد کیسا مولوی بنا عمرو نے ایک دھول لگائی کہا اے مجھے عمر بجز عیاری نہ آئیگی باجی بجیا بے غیرت اب بے
سوا من سونا منگایا ہے پانچ من کہا تھا یہ کہکر جال اور وہ سونا وغیرہ اٹھاکر نذر زنبیل کیا برق نے کہا اُستاد جلدی کرو
افراسیاب تو قتل ہوگا لیکن احتقاق کو تو مار و جس طرح سے بن چلے ہین جب یہ نام دنقارہ بجایگا مرداران نامی
کوش آجاینگا بھلا خواجہ کب مانتے ہین اسباب محفل کا اُٹھانے لگے برق نے بڑھکر قریب احتقاق کے پہونچا عمرو
نے کہا ارے کیا کرتا ہی ایسا ہو کچھ فتور پڑے مین اسکو اُٹھاکر زنبیل مین رکھلون نقارہ اور چوب بھی لیلون بھلا
برق کب مانتا ہی ایک خنجر احتقاق پر مارہی دیا خنجر تو جسم سے اُڑ گیا زمین شق ہوئی ایک پتلا فولادی زمین سے
بکتا ہوا نکلا ارے تو کون ہی جو مصاحب سامری کو قتل کرتا ہی نکلتے نکلتے پتلے نے ہاتھ سے اشارہ کیا برق
دھم سے زمین پر آکے گرا خواجہ عمرو ساحرون کے کپڑے اُتار رہے تھے طمع مین اپنے جلسے سے باہر لیکن برق نے
گرتے گرتے آواز دی اُستاد بھاگو مین گرفتار ہوا عمرو نے جو پلٹ کر دیکھا پتلے نے برق کو پکڑا ابری طرف آتا ہی
عمرو نے گھبراکر بجلی کا قصد ہوا کہ مگر اُڑ جون یا جست کرکے نکل جاؤن لیکن پتلے نے انکو ملتے ملتے ایک دو ہتڑ
زمین پر مارا سامری و جمشید کا نام لیا عمرو بھی زمین پر گر اسمثل لوٹن کبوتر کے تڑپنے لگا یہ پتلا جب دونون کو
بیکار کرچکا برابر احتقاق کے آکر چھینٹا پانی کا مارا آواز دی ای مصاحب سامری بہت سوئے بس اب
ہوشیار ہو جیسے عمرو و برق آپ کو قتل کرتے تھے نقارہ نواز لشکر سامری کو یہ غفلت اور افراسیاب تو روز
جوتیان کھاتا ہی بار رنج والم اُٹھاتا ہی اسکی عقل پر پتھر پڑے ہین احتقاق کی آنکھ کھلی نہ وہ مولوی صاحب
ہین نہ وہ کاسیب زدہ ایک انگریز دوسرا ڈبلا پتلا تھا یاد دونون زمین پر بیکار پڑے ہین پتلا کھڑا ہی فہمایش
کررہا ہی بس احتقاق نے اُٹھتے ہی افراسیاب کو ہوشیار کیا کہا واہ شہنشاہ ہمکو اسی واسطے لائے تھے
کہ عیارون کے ہاتھ سے ذلیل و رسوا ہون افراسیاب کانپنے لگا بھلا بھی افراسیاب پر طعن و تشنیع کرنے لگا
کہا ای شہنشاہ مین اگر اپنے آقا کی نگہبانی کرتا خاتمہ ہوا تھا بس اب ہمارے شہنشاہ آپ کے ساتھ نجانیگے بیکارون
مرتبہ عمرو آپ پر عیاری کرچکا لیکن آپ نہین بچا سکے افراسیاب غصے مین کانپنے لگا کہا او بجیا دور ہو ہمارے
مقدمات مین تجھکو کیا دخل ہی چند باغی جمع ہین جسدن ہماری دولت کا جاہ ہجاہیگا نکل جات انکا قلم کرینگے پتلے نے
انکو اُٹھا کر کہا مرا سر غلط ہی کچھ بھی نہین ہو سکتا دشمنون کے ہاتھ سے آپ بھاگے بھاگے پھرتے ہین پھر بھی آجتک

نہو سکا جب تو ہمارے شہنشاہ کی خوشامد کی یہ کلمات سخت جو بیٹے نے افراسیاب سے کہے یہ آتش شعلہ مزاج
سنتے مین اُٹھا کہا بس او زبان دراز خاموش ہو ورنہ ابھی سزاے معقول دونگا آتش فرو غضب مین بھڑک دونگا بیٹے نے
کہا واہ واہ دشمنون پر تو زور نہین چلتا ہیر آنکھین نکالتے ہین مین کیا کچھ اُنکا تابعدار ہون شہنشاہ احتقاق کا لاونی
خدمتگار ہون افراسیاب نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ بیٹا جلکر خاک ہوا خاک سے ایک طائر
پیدا ہوا اُسنے آواز دی افسوس صد ہزار افسوس علامت زوال ظاہر ہوئی اب طلسم ہوشربا نہ بچیگا یہ کہکر طائر
نے بھی اک آہ کی افسوس ہیہات کہکر جلگیا احتقاق نے کہا ای افراسیاب یہ تو نے کیا کیا میرے غلام نگہبان
خیرخواہ کو مارا اب کوئی آفت آئیگی تو تجھکو کون بچائیگا افراسیاب نے کہا اسوقت آپ کچھ نفرمایئے آپ کے لاکھون
نگہبان پاسبان ہین مرنے سے بیٹے کے عمرو و برق کا سحر اُترا جاہیے تھے دوٹ مارکر اُنھین افراسیاب نے
کہا بس ساربان زادے اسی مقام پر پڑا رہ اُٹھنے کا قصد نکرنا یہ کہکر کچھ اشارہ کیا اُٹھتے اُٹھتے دونون پھر گر پڑے
ہنگامہ جو ہوا چالیس سردار بھی ہوشیار ہوئے باہر نکلے دیکھا سب اہالیان فوج دور جاکر کھڑے ہوئے ہین ہر چند
انکو بلاتے ہین وہ کہتے ہین ہم نہ آئینگے اندھے ہو جائینگے جب اُن سبھون نے پکار کر کہا او نامرد کیسا اندھا
لولا ہوتا جلد آ شہنشاہ بلاتے ہین دونون عیار تھے ہم سب بچ گئے لشکر سامری و جمشید عجب الا؟ جب بہت دیکھ
پیچے تب وہ لوگ بمشکل قریب آئے پردہ بارگاہ کا اُٹھا اب تو سب نے دیکھا احتقاق خاموش غم مین اپنے
نگہبان کے تخت پر سر جھکائے بیٹھا ہی افراسیاب بھی غصے مین کانپ رہا ہی دونون عیار مثل گنہگار سامنے
افراسیاب کے سر جھکائے بیٹھے ہین ہوش سب کے اُڑ گئے آپس مین کہتے ہین یارو ان عیارون نے ساحرون
کے بھی کان کاٹے کیونکر انکو کوئی پہچانے ایک ہوتی بگڑ آیا ایک لڑکا بن گیا کیا دونون نے جال پھیلائے
اتنے بڑے ساحرون کے سامنے عیاری کرگذرے کچھ خوف نہ آیا کلیجے بڑھ گئے ہین بعض نے کہا افراسیاب نے
منہ چڑھایا ہی ہر مرتبہ گرفتار کر کے قید کرتا ہی اگر قتل کر ڈالتا اب تک یہ جھگڑا نہ رہتا وہ لوگ جسکو پاتے ہین فوراً
قتل کر ڈالتے ہین نہین معلوم شہنشاہ کو کسکا خوف ہی آخر ہیانتک نوبت ہم پہونچی صدہا ملک قبضے سے
نکل گئے قوت بازو و زینت پہلو دشمنون کے شریک ہوئے ہوشربا ایسا طلسم برباد ہو رہا ہی کچھ نہین ہو سکتا
جب عاجز و ناچار ہوئے احتقاق جادو کو بلا کر لائے یہ لوگ مصاحبان سامری گوشہ نشین صاحبان جاہ
و تمکین انکو دھوٹنے سے کیا کام صرف بانیان طلسم ہوشربا نے مدارم اور تکلفات درست کیے حجرہ ہاے
بالا بھی بنائے اگر انپر کوئی مصیبت پڑی روح سامری کو تکلیف ہوئی بعض نے کہا اب آج تو شہنشاہ نے

بڑی ذلت اٹھائی ہے ضرور عمرو و برق کو قتل کرینگے ایک نے کہا مجھے سنا ہے عمرو کو موت ہی نہیں ہے جہان
قید ہوا اس زمین کو ویران کیا ایسے سینکڑوں ساحروں کے یہ چرچے ہیں لیکن افراسیاب جادو پتلے کو مار کر غصے میں
کانپ رہا ہے احتقاق نے کہا کہ اے شہنشاہ میرے غلام نے زبان درازی کی اب ان دشمنوں کو تو قتل کا حکم
دو افراسیاب نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے آپ صاحب سامری ہیں لیکن راز و نیاز طلسم سے بے مقدور
تا بعد عمرو کے قتل کرنے میں یہ کہ صاف صاف لکھا ہے جمشید نامے کا فقرہ ہے کہ عمرو کا خون جس مقام پر گریگا وہ
سرزمین آباد نہ ہوگی علاوہ ازیں طلسم کشا سر پر موجود ہے لوح کی تلاش ہو رہی ہے بڑے بڑے سالار عقیل و فہیم
تاجدار صلاح تلاش لوح میں آٹھ پہر مصروف ہیں کوکب روشن ضمیر کو بڑی فکر ہے آٹھ پہر یہی ذکر ہے لیکن ایسے مقام
پر قید کر دوں کہ طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچ سکے اور آپ یہاں سے تشریف لیجئیں طلسم کشا کو شادیں عمرو کا سر
بھیجے ہیں اب عمرو رہائی نہ پائیگے استاد شاگرد تڑپ تڑپ کر مر جائینگے مدت سے ایک قیدی وہاں مقید ہے
کوئی بھی آجتک وہاں نہ پہونچا اسی مقام پر انکو بھی بھیجدونگا قید خانے میں ایسے عاجز ہوں مجھکو بڑی بے
سرجھکا کر خود مرجائیں میرے ہاتھ سے ہلاکت نہ پائیں برق و عمرو بول اٹھا ہنسکر کہا میاں احتقاق تمہاری تو شامت
آئی ہے قضا یہاں لائی ہے ہم شہنشاہ کے پرانے رفیق ہیں ہمارے مہربان شفیق ہیں اسوقت ہمسے ایک خطا ہو گئی
گھڑی دو گھڑی نظر بند کرینگے پھر سرفراز فرمائینگے ہم انکے خدمتگزار ہیں یہ ہمارے سردار ہیں کل بھی ہمکو دکھلانا منظور
تھا برق نے جلدی کی ورنہ میں تمکو زنبیل کی سیر کراتا نوکری ڈھونڈتے ڈھونڈتے مر جاتے بہت سے تمہارے
بھائی بند قید ہیں تمہاری کیا حقیقت ہے ہمارے قتل کی ترغیب دیتا ہے تمہارا کا غنچہ زندگی کا چاک کر ڈالا گیا
بیحیائی سے جیتے ہو شہنشاہ سے ہمسے راز و نیاز ہیں سالہا سال ہوئے خدمت میں شہنشاہ کے حاضر ہونے
اپنے مالک سے لڑتے بھی ہیں پھر منا لیتے ہیں ان باتوں پر احتقاق جل گیا افراسیاب مسکرایا عمرو نے جو
افراسیاب کو ذرا مہربان پایا کہا اے شہنشاہ اب تو بری مصیبت پڑی ہے خطا میری معاف کیجیے حرم محترم سے
شادی کر دیجیے یہ کہکے گنگنایا یہ اشعار عشق آمیز گانا شروع کیے

نظم

دو عالم اسیر در دو درون دل من است
بو مملکت مراست لیلی و مجنون دل من است
هر کس شنید ناله زارم ز هوش رفت
بیگانه خویش ... افسون دل من است

در بزم غم پیاله پر از خون دل من است
خون دلم گذشت ز جیحون دلم نشد
فرهاد عشق باده گلگون دل من است

از جستجو نشان وصالت نیافتم
از صد هزار قطره افزون دل من است
مخفی دلم به نغمه شوق آشنا نشد

برق فرنگی نے جو دیکھا کہ استاد نے رنگ جمایا یہ بھی گنگنایا کہا استاد

دیکھیے یہ غزل نسیم دہلوی کی جو مین نے جادوی رہ دامن جبیر دین کی رکھی ہی یہ کہکے اس غزل کو یہ بھی گانے لگا غزل

آمنہ تکو ہون ہر وقت پیش رو سے دوست
بے حال منھ سے نکلا ہاے لطف کو سے دوست
وہ دل سے کھینچتا ہون تو کھلا ہر سر دکو
نور تن کیا یہ گمین ہی قاتل بازو سے دوست
عشق وہ شی ہی کہ پتھر مین بھی کرتا ہی اثر
کوئی محروم سے جانان کوئی بچ کے دوست
ہوتا معشوق بھی عاشق کہین ایسی عندلیب
دام مین ہم بھلے مجرا نہ لی الہام یکسو دوست
ہر طرف تیر نگاہ تازکی ہی شکار
ہو بیعار از شرط الفت دکھین بازو سے دوست
چاہیے قاتل زبان چاک تن استادی طا
چشم بھر دون نظارہ سر تو زانو سے دوست
ہان تمھارا ای اجل اتنا توقف چاہیے

وہ مجھے دیکھا کرے دیکھا کرون مین سوے دوست
بو رکو دیکھا تو بھا عارض تابان یار
کیا کیا یاد آتا ہی قد دلجو سے دوست
ماہ بدلے مہری عادت کا بدلنا ہی محال
جلے دل سینے مین ہی ذرہ خیال گیسوے دوست
حسرت دیدار مین کیا کیا نہ رہی عندلیب
سونگھ سے پھر دامن گل ہر بہار کو دوست
دل فریبی ہو چکی اب کیا غرض الفت کی
صید کیا صیاد قاتل ہو گئے آہو سے دوست
خاکسارون کو نشیب و فراز دکھا رہی
یہ وہ پہلو ہی کہ جو ہوتا تھا ہم پہلو دوست
فتنہ ہاے چشم سحر آلود کی رن شہرتین
چلتے چلتے اک نظر پھر دیکھ لین ہم روے دوست

سیر جنت خوب جب رضوان مجھے دکھلا چکا
جب بحال آیا نظر جاتا کہ ہی ابرو سے دوست
دل سے بہتر دوستی یاقوت و گوہر مین نہین
جانے کوئی ہو گر مین دیکھتا ہون آرزوے دوست
پھر مجھ ہر شخص کو اس سے تعلق ہی ضرور
تا قفس لائی صبا جب دم چمن سے بوے دوست
قسمت اپنی اپنی کہین کیا کسی کا اختیار
ہی زمین تکیہ بجاے تکیہ پہلو سے دوست
کاٹ لین ہم آپ سر اپنا توقف کیا ضرور
ہر شخص سے بہتر سمجھتا ہون مین کچ دوست
سچ تو یہ ہی مرگ عاشق کے تصدق جائیے
کس طرح کس جا نہین افسانہ جادو دوست

اس رنگ مین برق نے بھی یہ غزل گائی افراسیاب تو تڑپ گیا عمرو نے اور چار پانچ شعر گائے اُستاد شاگرد دونون مین تکرار ہونے لگی تانین ایسی خوب لین اب تو استحقاق جادو بھی ان کمالات کو سنکر سن ہو گیا افراسیاب نے کہا ہاے ادعمرو کیا کرون تیری حرکتین نہین بھولتین نہین تجھکو تعویذ بازو بناؤن کیا صاحب معقول ہی روتے کو ہنساتا ہی کیا کیا کمال دکھاتا ہی عمرو نے کہا شہنشاہ آج مین بہت ذلیل ہوا توبہ کرتا ہون اب کبھی ایسی حرکت نہ کرونگا اب دل مین یہی ہی کہ بقیہ عزیز قدم شہنشاہی بسر کرون چرخ و اسید کو منھ نہ دکھاؤن سب برے ناقدر ہین لشکر مین غدر ہی ہم یہان مصیبت مین پھنسے کوئی خبر لینے نہ آیا جب یہان سے جائینگے تو سب صاحب یہ پوچھینگے کیون خواجہ صاحب کسی مسافر وغیرہ کو مارا کچھ مال لائے لیو تلاش کی جلدی طلسم فتح کراؤ حیرت دافراسیاب کو کہو کہ کسی صاحب کے منھ سے نہ نکلیگا کہ تم پر کیا گذری کس مصیبت مین تھے کچھ کھایا یا نہین مرتے ہو یا جیتے ہو اب مین بہت عاجز ہو چکا بس شہنشاہ مجھ کو اتنا دیجیے پیرے پاؤن ٹوٹے جاتے ہین لیکن مین صاف عرض کرون اس برق کو

قتل کیجیے یہ قوم کا انگریزی فتنہ انگیز ہے برق نے کہا نہین اُستاد اب مین بھی توبہ کرتا ہون عمرو نے کہا ابھی دل
صاف کردو اب کوئی جھگڑا باقی نہ رہے بڑے بڑے ظلم سے دل مین ناسور پڑگئے یہ بھی مجھکو یقین ہوگیا کہ یہ طلسم
فتح ہوگا بس ہم کیون لطف زندگی کھوئین غمزدون کی جان کو روئین تخم بغض و حسد کشت عداوت مین بوئین
آپ کی مصاحبت مین رہین چین سے پاؤن پھیلا کے سوئین افراسیاب تو خاموش ہے لیکن احتقاق نے کہا
ای افراسیاب عمرو روتا ہے اپنی حرکات پر شرمندہ ہوتا ہے اسکو نوکر رکھو تو شب کو خوب مزے سے گانا سنین گے
افراسیاب نے کہا اسکی باتون کا مجکو یقین نہین آتا ورنہ اسکے کمالات بہت پسند ہین مرتبے بھی اسکے بلند ہین
ملک جلس گلگون پوش کو عیار ریان کرکے مجھے رلوا دیا مین ایسا صاحب اختیار نہ ہوتا تو غضب کیا تھا
کوہ ہفت رنگ پر چڑھ گیا تھا بڑے بڑے فتور کیے نہین معلوم کمبخت کے کان مین کیا پھونک دیا تھا تیرے
ہی کا دم بھرتا تھا عمرو نے کہا ای شہنشاہ مین وہ بات ایسی کہدونگا وہ بڑی ایک عمدہ خبر ہے ہر اہل دل کو
عزیز ہے اب افراسیاب و احتقاق سے خواجہ عمرو کھل کھل کر باتین کر رہے ہین کبھی گاتے ہین کبھی میٹھی باتین
سُناتے ہین کبھی کہتے ہین حضور اب رہا کیجیے مین اُنھون سامری و جمشید کو سجدہ کرون کوئی عیاری سوچون اسد
کو پکڑ لاؤن احتقاق صاحب کو تکلیف ہو یکایک آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا سب اُسی جانب
دیکھنے لگے اُسی مقام پر آ گرا وہ ابر شق ہوا سب نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام الکن تاج سر پہ بھاری لباس پہنے ہوئے
جانفشن ساحر ہمراہ تخت آ کر اُترا افراسیاب کو جھککر سلام کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا ای شہاب گلگون پوش
اسوقت کہان سے آتے ہو عرض کی صرف حضور کی قدمبوسی کو حاضر ہوا ہون برائے زیارت ملکہ ماہیان زرد پوش
پردہ ظلمات مین گیا تھا عرصہ دراز تک خدمت فیضدرجت مین حاضر رہا وہ قیدی حضور کا جو ہمارے قبضے مین
ہے اُسکا حال ملکہ عالم نے پوچھا مین نے کہا حضور نوبت بجان دکار دہ بر استخوان امروز فردا مین خاتمہ ہو جائیگا ملکہ عالم
نے یہ فرمایا ای خیرخواہ دولت ای صاحب لیاقت ہماری نجوم خبر دیتی ہے اس زمانے مین وہ قیدی چھوٹیگا اُسکی
ذات سے بڑی خرابی ہوگی مین نے دست بستہ عرض کی کہ حضور اُسکی رہائی میری زندگی مین غیر ممکن ہے مجھ تک کون
آسکتا ہے یکایک ملکہ عالم نے فرمایا لو اور مزا دیکھیے عمرو و برق نے احتقاق کو عیاری کی دونون گرفتار
ہوئے اب شہنشاہ سے صفائی ہو رہی ہے ای شہاب جلد جاؤ خبردار افراسیاب کا کہنا نہ ماننا دونون
عیارون کو لیکر اپنے مقام پر چلے جاؤ بہ احتیاط قید کرو وہین تڑپ تڑپ کر مرجائینگے افراسیاب سفلہ مزاج
بیوقوف ہے اُسکا تاج ذرا سی بات مین پھسل جاتا ہے جو عمرو کا گانا سُنے گا باعث خرابی ہو اُسکا یہی حشر ہے

دام علم موسیقی مین پھنسا لیتا ہی چشم زدن مین دھوکا دیتا ہی حضور غلام حاضر ہوا لایا ہے ان دونون عیارون کو میرے
حوالے کیجیے لیجا کر قید کردون پیر قیدی تا قید حیات رہا نہین ہوتا اگر حضور نے شاہان مغضوب میرے حوالے کیے
میرے قید خانے مین تڑپ تڑپکے مرے افراسیاب کو سناتا آیا سب سے زیادہ احتقاق کو رنج ہی کہا ای
افراسیاب مین اسکو اپنا مصاحب خاص بناؤن افراسیاب نے کہا علم مین آپکے دم نہین مار سکتا
اور حقیقت مین یہ بھی دوست ہو گا لیجانے دیجیے تو خواجہ اب تمھاری موت آئی عمرو منتین کرنے لگا شہاب
کا غصے مین چہرہ سُرخ ہو گیا کہا او ساربان زادے بس خاموش رہ شہنشاہ کو دھوکا دیا ہوتا اب قرزدہ نہ بچوگے
اُس قید خانے مین تڑپ تڑپکر مروگے عمرو بہت حیران ہی کہ ہمارے لشکر کا تو کوئی سردار قید نہین ہی یہ کس قیدی کا
ذکر کرتا ہی لیکن زیرہ کی آنکھین جوش و خروش مین آئین طرف شہاب کے پلٹے کہا او نابکار بدکردار کیون
بیہودہ بکتا ہی اس وقت کی بات لکھ رکھو اگر ہلکو لینے آیا ہی تیری قضا بہت قریب ہی ہم فقط شہنشاہ سے دبتے
ہین تجھ ایسے ہزارون مار ڈالے ملک عظلی آباد چاہ ماران ہوم الجبال زبرجد نگار و ملک فرخوبی
ہزار شکل چرخ گردان ان سب مقامات کے ساحرون کو کتے کی موت مارا جس دن سے طلسم ہوش ربا مین
آیا اتنے ساحر مارے کہ شمار نا ممکن ہی عنایت پروردگار کے دل علیحدہ ہی اگر اپنی زندگی درکار ہی ہمارے
معقدمے مین دخل نہ دے یہان سے چلا جا کیون شامت آئی ہی شہنشاہ ہمارے مالک ہم انکے خیرخواہ ہین
عیاری مکاری جو جی چاہتا ہی کرتے ہین یہ ہمارے قدردان ہم انکے رتبہ شناس یہ رئیس جلیل ہم فلک اساس
یہ سردار ہم عیار دوسرے کی کیا مجال کہ ہم سے آنکھ ملا سکے شہاب تیرا نام ہی یہ رنگ دھوپ مین اڑ جاتا ہی
ابھی سے دیکھ تیرے چہرے پر سیاہی ہی ہمارے قتل کا خیال باعث تباہی ہی ہمنے بہت سے رنگ دنیا
دیکھے تجھ ایسون سے کب ڈرتے ہین جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر شہاب گلگون پوش کا چہرہ غصے سے سُرخ
ہو گیا کہا ای شہنشاہ آپنے اسکو بہت منھ لگایا ہی دیکھون تو میری قید سے کیونکر چھوٹتا ہی پھر آپ دوا نہبی بند کردونگا
یہ کہکر عمرو اور برق کو اپنے سحر مین مسحور کیا افراسیاب نے اپنا سحر اُتار لیا ہر چند کہ اسی وقت عمرو قیامت کی عیاری
کر چکا تھا لیکن سب کو سناتا گیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یادہر چند کہ عمرو سب ساحرون کا دشمن ہی لیکن علم دکمال
مین اپنا مثل نہین رکھتا کس مزے سے اسوقت گایا عاشق مزاجون کا دل بھر آیا لیکن شہاب تنتا ہوا اُٹھ
اُچھلکر تخت پر آیا عمرو و برق کو اسی تخت پر ڈال لیا چالیسون جادوگر گرد آگے دہی ابر تیرہ و تار اُڑتا ہوا ایک
جانب نکل گیا احتقاق نے کہا ای افراسیاب مجھے بڑا قلق ہوا افسوس عمرو کا گانا دل کھولکر نہ سُنا افراسیاب نے

کہا اے شہنشاہ آپ ابھی حالات عمرو سے ماہر نہین ہین یہ بلاے روزگار ہی اب مجکو اطمینان کامل ہوا شہاب گلگون پوش جہان عمرو کو لیگیا وہان کا قیدی کبھی رہا نہین ہوا احتقاق خاموش ہو رہا افراسیاب جادو نے ایک نامہ ملکہ حیرت جادو کو لکھا مضمون یہ تھا کہ تیاری کرو مین احتقاق جادو حاکم بجرۂ سوم کو لیکر آتا ہون عمرو و برق نے اگر یہان عیاری کی ہین تو دونون کو قید کرکے سمت کوہ سیماب روانہ کر دیا لیکن اس خبر کو مشہور نکرنا یہ نامہ نامہ دار کو دیا ساحر تیز رو نامہ لیکر چلا افراسیاب نے احتقاق کو مع نقارۂ جمشیدی تخت پر سوار کیا منزل بمنزل چلا لیکن حال لشکر ملکہ مہرخ سماعت فرمایئے کہ آج کئی دن کا زمانہ گذرا خواجہ عمرو و برق پلٹ کر نہ آئے حیرت جادو مع لشکر ساحران آکر مقابلے مین اُتری بیٹھے بیٹھے ملکہ مہرخ گھبرا گئین مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو بارگاہ مین حاضر ہو جانسوز و ضرغام مہتر قران والا مقام بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ ملکہ مہرخ نے چالاک سے کہا اے مہتر والا گہر اے عیار نامور بڑے تعجب کی بات ہی کہ کئی دن سے لشکر حیرت ہمارے مقابلے مین آیا کیا باعث ہی کہ حیرت نے طبل جنگی نہین بجوایا شاید آمد افراسیاب کا انتظار ہی اور خواجہ عمرو دل بیقرار ہی فکر مین گئے تھے واپس نہین آئے کل اہالیان ہوش ربا اُنکے دشمن ہین ذرا جا کر خبر لاؤ شاید لشکر حیرت مین کچھ کیفیت معلوم ہو چالاک نے کہا مین خود قبلہ و کعبہ کے واسطے بیقرار ہون شب کو خواب پریشان دیکھا خدا خیر کرے یہ کہکر چالاک اُٹھا لشکر مہرخ سے نکلا جب قریب لشکر حیرت پہونچا اک خدمتگار کی صورت بنائی لشکر مین حیرت کے پھرتا ہوا آیا بانکلف دربارگاہ پر آکے ٹھہرا حاضر حاضر کیلئے پردہ اُٹھایا اندر آیا پشت حیرت پر آکے ٹھہرا دربار جمع ہوا ہی مصور و صورت نگار وغیرہ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین حیرت جادو کہ رہی ہی شہنشاہ قریب بجرۂ سوم پہونچ گئے ہونگے دشمنون نے قصد کیا تھا کہ شہنشاہ کو روکین یہ تو تیغ سُناطار بچہ نے خبر دی کئی لاکھ ساحرون کو قتل کیا قلعۂ فرعونیہ کو لوٹ لیا اب واپس ہوسنے ہونگے اے سرماسہ برف انداز اے ابریق کوہ شگاف کوئی ساحر تیز رو جلد روانہ کرو کہ حال مفصل دریافت ہو ہر مرتبہ جی چاہتا ہی طبل جنگی بجواؤن بی بہار کو گھس کر قتل کردن ہوا نے بہت سر اُٹھایا ہی مین ہر مرتبہ لڑائی مین ٹالتی ہون وہ یہ سمجھتی ہین بہت بچتا جنگی سرماو ابریق نے قصد کیا عرضی واسطے افراسیاب جادو کے تحریر کرین کہ برق آسمان پر چمکی ایک ساحر اُترتا ہوا آیا نامہ ہاتھ مین ملکہ حیرت کے دیکر چلا گیا اتنا چلتے چلتے کہدیا کہ حضور اسکے مضمون سے کسی کو آگاہ نکرین یہ پکار کر عرض کرتا ہون کہ احتقاق جادو آتا ہی اسی ہفتے مین شہنشاہ پہونچ جائینگے وہ تو غائب ہوا حیرت جادو نے نامہ کھولا بعد القاب حال عمرو و بستدو مرلکھا تھا کہ ساربان زادے نے

نے خطوں کی عیاری کی برق بھی ساتھ تھا ماہ دولت نے دونوں کو گرفتار کیا لیکن قید کر دیا پشت پر چالاک کھڑا ہوا تگس پرانی کر رہا ہے جھلک جھلک کے پڑھتا جاتا ہے یہ حال مصیبت مآل جو دیکھا کہ خواجہ و برق قید ہو گئے آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قریب تھا کہ چیخ مارکے روئے لیکن ضبط کیا ہر چند کہ تاب ضبط نہ تھی یہ بھی تو خوف ہے کہ کوئی پہچان نہ لے مگر روتا ہوا نکلا بیرون بارگاہ آیا دیکھا ایک مقام پر چھتر قران ساحر بنے کھڑے ہیں قران نے چالاک کو غمگین دیکھا قریب آکے حال پوچھا کہا خلیفہ لشکر میں چلو یہاں عیار پہچان بھی رہی ہیں حیرت آمادہ فساد ہر ایک ساحر کو ہے بغض و عناد جلد نکل چلیے قران سمجھ گئے کوئی فساد بڑی چالاک کے ساتھ لشکر حیرت سے باہر نکلے یہاں مہرخ وغیرہ گوش بر آواز تھیں کہ چالاک و قران آ کر پہونچے مہرخ نے گھبرا کر پوچھا کیوں اے چالاک خیر تو ہے بہت جلد واپس آئے چالاک نے سر پیٹ لیا کہا حضور قبلہ و کعبہ برق کو ساتھ لیکر تا بسرحد فرعونیہ پہونچے تا مرکا ہے کو کتاب میں ایک جز میں حال عیاری لکھا تھا احتقاق و افراسیاب وغیرہ کو بیہوش کیا لیکن قتل نہ کر سکے آخر گرفتار ہوئے نہیں معلوم کہ ظالم نے کہاں قید کر کے بھیجا یا ہے نشان مقام قید تحریر نہ تھا احتقاق جادو کو بھی افراسیاب لایا ہے پہنچنے کے اندر آجائیگا ملکہ مہرخ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا جو کوئی ساحر آئیگا دیکھا جائیگا جسکے ہاتھ سے قضا ہے قتل ہونگا اسکا کیا خوف ہے مگر خواجہ عمرو کا قید ہونا بڑا غضب ہوا چالاک و قران نے کہا ہم جاتے ہیں یا اپنی جان دینگے یا پتا لگا لینگے ملکہ مہرخ نے کہا اے چالاک کیونکر کہیں کہ تم بھی برائے تلاش جاؤ جب نشان اور مقام دریافت ہو اکیونکر پتا لیگا طلسم بہت وسیع ہے صد ہا مقامات ایسے ہیں کہ ہم اس طلسم میں پیدا ہوئے آج تک بھی وہاں گذر نہیں ہوا اکثر مقامات اس طرح کے پر ہول ہیں کہ خود افراسیاب بھی وہاں نہیں گیا صرف اسکے کمال کے خوف سے خراج آجاتا ہے نام ہے اس جلاد کے ہر کس و ناکس تھراتا ہے ابھی جو یہ شہرہ فیلسر آیا تھا تمھی دور اسکا مقام ہے کہ سالہا سال اسکو اپنے بھائی کے قتل کا حال نہ معلوم ہوا گرفتاری لاچین کی کیفیت نہ ظاہر ہوئی چونکہ خیر خواہ دولت تھا سنتے ہی دوڑ پڑا آخر مارا گیا بس ہم تمکو کیونکر کہیں کہ بدون دریافت مقام و نشان آوارہ ہو کر جاؤ قران نے سر جھکا کر جواب دیا ملکہ ہمارے واسطے یہ بھی بدنامی ہے کہنے والے کہیں گے اُستاد قید ہو گئے شاگرد تنتنے پھرتے ہیں کچھ خیال نہیں قلب پر ملال نہیں لہذا ہمیں رخصت کیجیے رہبر کامل خضر راہ ہوگا دریافت ہو جائیگا اُسوقت دربار میں اک عزیز لبند ہوا باغبان نے کہا اے عیاران نامی میں تمھارے ساتھ چلوں شاید غنچہ آرزو کھلے نشان پتہ ملے چالاک نے کہا تمکو کیونکر ساتھ لیجائیں اتنا بڑا بچیا آتا ہے تمھارے ہونے سے ہزار طرح کی بہتری ہے تدبیریں بتاؤ گے مصیبت میں سرداروں کو بچاؤ گے ملکہ مہرخ نے بھی کہا باغبان تمھارا

جانا بہتر نہیں ہی باغبان خاموش ہو رہا سوچا کہ میں جسقدر اصرار کرونگا اب صاحب مانع ہونگے کسی طرح نکلجاونگا وقتاً و فتاً تدبیر ہوگی خاموش ہو رہا لیکن چالاک و قران اُسی وقت باجامے عیاری سے آراستہ ہوکر لشکر سے نکلے سردار روتے ہوئے ساتھ ہیں قران نے منع کیا کہ اب آپ لوگ واپس جائیں ورنہ مشہور ہوجائیگا کہ آج مہتر قران و چالاک براے تلاش خواجہ عمرو گئے ہیں ایسا نہو حیرت جادو کسی ساحر کو ہمارے روکنے کے واسطے بھیجے راہ میں رک جائیں اور زیادہ باعث خرابی ہو سب سردار روتے ہوئے پلٹے جب دونوں عیار لشکر سے باہر نکلے مہتر قران نے کہا ای چالاک ساتھ چلنا مناسب نہیں ہی الگ الگ ہو کر تلاش کرو چالاک نے کہا بہت مناسب ہی دونوں عیاران طرار بیقرار اشکبار باجامے عیاری سے آراستہ پیراستہ الگ الگ جستجوے خواجہ عمرو برق میں راہی ہوئے قران نے پھر چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای مہتر والا گہر تمکو جانا بموجب مثل بجان گئی حکمت نہ خشتی کا مضمون ہی لیکن براہ محبت دل نہیں مانتا خبردار جب تک نشان و مقام دریافت نہو کسی ساحر وغیرہ ساحر پر دست انداز نہونا ہمکو اس سفر میں بہت برے خیالات ہیں یقین کامل ہی افراسیاب نے ایسے مقام پر بھیجا ہو کہ نشان ملنا دشوار ہوگا ایسا نہو کچھ اور خرابی پڑجاے چالاک نے کہا آپ کی عنایت سے [illegible] بہت کچھ سے تیاری کیجائیگی بخوبی آپس میں صلاح کرکے ایک طرف مشرق کے دوسرا بسمت مغرب جستجو کرتے ہوئے روانہ ہوئے انکو راہ میں چھوڑ دو وقت پر حال انکا تحریر کیا جاویگا

دو کلمہ داستان حیرت عنوان مہتر مہتران خواجہ عمرو برق فرنگی کہ قید کرکے افراسیاب نے شہر فرعونیہ سے بدست شہاب گلگون پوش روانہ کیا ہی اور نشان ملنا ملک الحول مربع نشین کا عجب داستان رنگین و سحر آگین ہی لائق ملاحظہ ناظرین نازک خیال ہی خمسہ

بتاؤں فصل بہاری کا کیا نشان صیاد ۔ نہ دیکھا ایک نظر میں نے بوستان صیاد
اسیر آیا طفلی ہی میں مجھکو تو یہاں صیاد ۔ کھلی ہی کنج قفس میں میری زبان صیاد
میں ماجراے چمن کیا کروں بیان صیاد

چلو چمن سے اب ای بلبلو براے خدا ۔ عجب تو کھائینگے اگلے برس چمن کی ہوا
قیام خوب نہیں ہی کہ میں نے اب سُنا ۔ میں پھنسوں دام میں بلبل تو آشیانہ جلا
ہم یہ مشورہ کرتے ہیں باغبان صیاد

یہ میں نے مانا کہ نفرت مجھے ہوئی سب سے ۔ لیگا ہاتھوں کو پچھتائیگا تو رورو کے

رہوں جب تلک ہوں یہاں کچھ نہیں ہے فکر تجھے ۔ کریگا یاد مرے زمزمون کو بعد مرے
ہون چند روز ترے گھر مین مہمان صیاد

ہوا بہار مین گلشن تو رو برو پامال ۔ ہی ہمصفیرون کی دوری کا اور بخت ملال
شفیق ہوکے اگر پوچھے تو مرا احوال ۔ سناؤن واقعہ اپنا تجھے تمام و کمال
جو کان دھر کے سنے میری داستان صیاد

خدا کا خوف کر اتنا نہین ہے ظلم روا ۔ کہ آب و دانہ کئی روز سے نہین پایا
یہ بے زبان ہین قیامت نہو کہین برپا ۔ ستم زیادہ نکر حکم دے رہائی کا
پکارتے ہین گرفتار الامان صیاد

فصیح سیکڑون میرے بیان پر ہین مفتون ۔ بھرے ہین دل مین ہزارون ہی سحر کے مضمون
مرے کلام مین سو سو طرح کے ہین افسون ۔ نہو نگا بند قفس مین بھی ہین وہ بلبل ہون
ہزار تجھکو سناؤنگا داستان صیاد

مین ہمصفیرون کو بھی اب نہین بلاؤنگا ۔ اور آشیانہ بھی اپنا قفس مین چھاؤنگا
ہو کتنا دور ہی پر تک نہین ہلاؤنگا ۔ در قفس بھی کھلیگا تو اب نجاؤنگا
یقین نہووے تو کر لے امتحان صیاد

کیے ہین تونے کرم مجھپہ بار ہا جو جو ۔ وہ نقش سنگ کی صورت ہین دلپہ نقش اتو
اسیر دام محبت ہون اب تو جو کچھ ہو ۔ رہا بھی ہوکے نہ چھوڑونگا حق خدمت کو
ادائے شکر کرونگا مین ہر زمان صیاد

بچھے ہین باغ مین ہر ایک سمت دام بلا ۔ ہر اک درخت مین پھندے لگے ہین سرتاپا
بہار تک ہے جو صیاد کا یہی شیوا ۔ چمن مین بلبل وحشی کا پھر نہ ریگا
رہیگا آٹھ پہر گھات مین نہان صیاد

تمام قید کے دن رنج و فکر مین کاٹے ۔ ہزار رنج سہے اور لاکھ صدمے سہے
خدا کا شکر ہے سختی کے دن ہوے پورے ۔ قفس پہ اب تو لگا رکھے ہار پھولون کے
ہزار شکر ہوا مجھپہ مہربان صیاد

پھنسایا مجھکو فقط حیلہ و بہانے سے — سبک کیا ہے مجھے رنج کے اٹھانے سے
ستایا سخت مجھے گردشِ زمانے سے — دکھایا کنج قفس مجھکو آب و دانے سے
وگرنہ دام کہان مین کہان امان صیاد

ہے آشکار جو بلبل کو گل سے الفت ہے — یہ مست ناز ہے الفت مین اُسکو وحشت ہے
لگاکے کان ذرا سُن جو تجھکو فرصت ہے — عجیب قصۂ دلچسپ اک حکایت ہے
سناؤنگا گل و بلبل کی داستان صیاد

جو پر ہلاؤن تو پانی مجھے پلاتا ہے — جو سر کو پٹکون تو دانہ معاً منگاتا ہے
ملول پاکے گلون سے قفس کو چھاتا ہے — اُداس دیکھکے مجھکو چمن دکھاتا ہے
کبھی اِس مین ہوا ہے مزاج دان صیاد

بہار عمر کے سب دن تو قید ہی مین کٹے — نہ ہمصفیر کوئی جو پھڑکون اُسکے لئے
نہ اب وہ دل ہے کہ شوق چمن ذرا ہو مجھے — رہے نہ قابل پرواز بال و پر میرے
قفس سے اُڑکے مین اب جاؤنگا کہان صیاد

تڑپ تڑپ کے یقین تھا کہ جان جائیگی — مگر قفس مین جو قسمت نے یاوری بخشی
یہ میری باتون نے تاثیر دل مین پیدا کی — عزیز رکھتا ہے کرتا ہے خاطر من میری
ہوا ہے خوبی قسمت سے قدر دان صیاد

بنا کے پہلے تو بربادی آسمان نے کی — چمن سے پھینک دیا ایک دن قفس کو بھی
خدا ہی جانے کہ رکھتا تھا دشمنی کیسی — چمن مین رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یونہین ہو جائے بے نشان صیاد

کرے جو مینے اطاعت یہ بانو ہی ہے اجو — مجھے تو کچھ بھی نہین کنج قفس مین صیاد
خیال اپنے نگہبان کا ہو تو ایسا ہو — مین جھانکتا نہین چاک قفس سے بھی گل کو
نہ سوئے تا مری جانب سے بدگمان صیاد

ہین صاف دام سے محروم سبزہ و سنبل — بنا ہے خانۂ زندان چمن تو اب بالکل
یہ ہمصفیر دل کا دیوار باغ پہ ہے معلق — نکالیو نہ قدم آشیان سے اے بلبل

لگائے بیٹھے ہین پھندے جہان تہان صیاد

نہ ہمصفیرون کی فرقت کا غم نہ قید کا ڈر
مین اسمین رہتا ہون حیران و ششدر آٹھون پہر

نہین ہی اپنے غم و رنج پر بھی مجھکو نظر
الٰہی دیکھیے صحبت برار ہو کیونکر

زبان دراز ہون مین اور بدزبان صیاد

کوئی ہی چھاتی پہ بسمل کے سنگ دھرتا ہی
قفس کو باندھ گرا ایسا ہی شک گذرتا ہی

کوئی بھی کرے ستم اس طرح کرتا ہی
پرون کو کھولدے ظالم جو قصد کرتا ہی

قفس کو لیکے مین اُڑ جاؤن لگا کہان صیاد

مین ایک گلشن جنت کا ہون ہزار ای رند
کہین مین پڑھکے فقار عناے ہوشیار ای رند

نہین تھی صحبت گل مجھکو ناگوار ای رند
فریب دانہ کھاتا مین زنہار ای رند

نکرتا دام کو گر خاک مین نہان صیاد

شعر سخن سنج غواص دریاے ہوش + چنین ریخت گوہر بدامان گوش + غواص داستان حیرت بیان گوہر اسے نظارہ مشتاقان والا مقام مشاطگی نظم و نثر سے یون آراستہ کرتے ہین کہ جب شہاب گلگون پوش بصد جوش و خروش خواجہ عمرو برق کو لیکر بلند ہوا ہر چند عمرو نے چاہا ہوشیار رہون برق پر بھی تاکید کی کہ ہم راستہ تو دیکھتے ہوئے چلو یہ بچہ ہمکو کہان لیے جاتا ہی شاید رستم و دارا سے آگاہی ہو مقامات تو خیال مین رہین لیکن متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگئے یہ نہ ثابت ہوا کہ کس راستے سے لیکر چلا بعد عرصہ دراز بصد سوز و گداز جو آنکھ کھلی خواجہ نے اپنے کو ہتھکڑیون بیڑیون مین جکڑا ہوا ایک مکان تنگ و تاریک مین پایا لیکن ہاتھ پاؤن قابو مین صاف یہ ظاہر ہی کہ ہمپر سحر نہین ہی لیکن وہ مکان اسقدر تنگ و تاریک کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہین سوجھتا تاریکی شب ہجر بات ہی نمونہ پردہ ظلمات ہی یا بخت سیاہ کا سا سنا ہوا دل عمرو کا گھبرانے لگا بیقرار ہو کر چلانے لگا یہ تو یقین کامل تھا کہ برق ہمارے ساتھ قید ہی بعد عرصہ دراز نگاہ اُٹھا کر چار جانب دیکھا برق کو اپنے قریب نپایا اب خواجہ بہت گھبرائے واسطے اپنے یار وفادار کے تڑپے اندھیرے مکان مین یہ نہین معلوم ہوتا دن ہی کہ رات ہی نہین معلوم کسقدر زمانہ گذرا دروازہ کھلا ایک زنگن سیاہ رو کلوہی نیلے کپڑے پہنے ہوئے ایک نان خشک ایک آبخورہ پانی کا لیکر سامنے عمرو کے آئی رکھکر چلی گئی عمرو نے کہا یوا یہ کیا مقام ہی تمھارا کیا نام ہی اُسنے کچھ جواب بھی نہ دیا نان و آب رکھکر چلی گئی جب کئی دن عمرو کو اسی طرح گذر گئے کہ وہ زن زنگن آتی ہی

کھانا رکھکے چلی جاتی ہی عمرو گھبرایا کہ یہ ملعونہ آتی ہی نام تک نہین بتاتی ای خواجہ کچھ تدبیر کرو کسی طرح اس زندان تنگ
و تاریک سے نکلو کیا جان دو گے یہ سوچکر سنبھل بیٹھے آج جو وہ عورت آئی روٹی رکھکر چاہا چلی جائے عمرو نے اُسکا ہاتھ
پکڑ لیا اُسنے کہا او نگوڑے میرا ہاتھ چھوڑ دے عمرو نے کہا بوا ذرا بیٹھ جاؤ ہم گنہگار قیدی ہین ایک بات تمسے پوچھینگے
تمہارے قبضے مین ہین سامری و جمشید سے ڈرو ایسا نہو غضب خداوند لقا مین پھنسو شاید کہین تم بھی قید ہوجاؤ یہ
سنکر اُس عورت نے کہا ای شخص مجکو سامری و جمشید سے کیا کام خداوند لقا سے کیا مطلب عمرو نے کہا بندہ کیسا
مین لقا کا دوست صادق بچپن کا یار غار ہون سامری و جمشید کو بھی پہچانتا ہون جسنے تمکو پیدا کیا اُسنے ہمکو بھی
پیدا کیا جو تمکو رزق دیتا ہی وہی ہمارا بھی رزاق مطلق معبود برحق ہی اُس عورت نے کہا ای شخص یہ بڑے تعجب کی
بات ہی ہمکو تو یہ حکم ہوا تھا کہ ایک مرد مسلمان اس قید خانے مین قید ہی اُسکو روٹی پانی پہونچا دینا کبھی بات کرنا عمرو
نے کہا بی بی جب رئیس خفا ہوتے ہین بڑے بڑے بس ہوتے ہین مین تو اپنا حال تمسے کہونگا کہ پونے دو بی خدا کے
حال سے بخوبی آگاہ ہون اسوقت برباد تباہ ہون یہ سنکر وہ عورت بیٹھ گئی عمرو نے کہا کچھ یہ بھی معلوم ہی کہ ہمارے
مقدمے مین کیا حکم ہوا عورت نے کہا ہماری جو مالک ملکہ گلشن جادو ہین اُنھون نے کل یہ ذکر کیا تھا کہ اس قیدی
کے مقدمے مین افراسیاب کو عرضی لکھی ہی دو دن مین وہان سے جواب آجائیگا اس شخص کو قتل کر ینگے یہ سنکر عمرو
رونے لگا کہا بی بی مین ایک متقی آدمی ہون خیر ایک خطا ہوگئی اب بادشاہ کو اختیار ہی میرے پاس کچھ دو چار پیسے کا
اسباب ہی وہ تم لیلو نام پر سامری کے لٹا دینا شاید اُسی کی وجہ سے چھوٹ جاؤن اس مصیبت سے نجات پاؤن
عورت نے کہا تیرے پاس کیا چیز ہی عمرو نے کہا دو بے اشرفیان کچھ چھوٹے بچے دو چار نگینے کرتی مین ہین کچھ آدمی
کے پاس ہوتا ہی کون ایسا گزرے آدمی ہوگا جسکے پاس دس پانچ ہزار کا نقد جنس ہو نگین سے کہا مین ابھی جاکر بہن
کھلوا دونگی فیض بڑی چیز ہی بیشک کچھ تعجب نہین کہ تیری رہائی ہو جائے مین ملکہ عالم سے تیری سفارش کرونگی
قید سے چھڑوا دونگی لیکن یہ کہے خطا کیا ہوئی عمرو نے کہا قوم کا فراش ہون گل کرتا تھا قالین ولایتی جلگیا
اُسپر یہ مصیبت ہوئی عورت نے کہا یہ تو کچھ بڑی بات نہین ہی مین ضرور کہونگی عمرو نے کہا ملکہ گلشن جادو
کون صاحب ہین عورت نے کہا اس قلعہ کی حاکم معشوقہ شہاب گلگون پوش عمرو نے کہا میان شہاب اور
کہین رہتے ہین عورت نے کہا یہ مجکو معلوم نہین ہی شب کو یہان روز تشریف لاتے ہین گلشن کے ساتھ رہتے
اُڑ جاتے ہین صبح کو چلے جاتے ہین مین ملکہ گلشن کی کنیز ہون انکو دل سے عزیز ہون لاؤ اشرفیان نکالو مین ابھی
جاکر سفارش کرون منت خوشامد سے گزارش کرون عمرو نے کہا ذرا ہتکڑی نکال دیجیے ہاتھ قابو مین ہون تو مال

نکالون زگس سوچی کہان بھاگ کے جائیگا ہتھکڑیان ہاتھ سے عمرو کے کاٹین عمرو نے کرے کچھ روپیہ کچھ اشرفیان
نکالین عورت خوش ہو گئی گننے لگی کہا میان فراش صاحب اسی قدر ہین عمرو نے کہا نہین ابھی بہت باقی ہین یہ کہکر
کھڑے ہو گئے پائجامہ کھولدیا جیسے ہی پائجامہ زمین پر گرا عورت نے منھ پھیر لیا کہا بڑا بیباک ہے عمرو نے کہا مال لنگوٹ
مین بندھا ہے تم منھ پھیرے بیٹھی رہو مین سب تدبیر کیے لیتا ہون سب مال کھولے دیتا ہون عورت منھ پھیرے بیٹھی رہی عمرو
نے کچھ روپے کھنکھنائے عورت آواز سنکر خوش ہو رہی ہے کہ سچ روپے نکال رہا ہے کھوڑا فراش بڑا مالدار
ہے اتنے عرصے مین عمرو نے بیڑیون کی بھی کیلین نکالین زگس اسی طرح منھ پھیرے بیٹھی ہے بیڑیون کی بھی جھنکار کو
روپے کی جھنکار سمجھی عمرو نے باطمینان حلقہ ہائے کمند اسکے گلے مین ڈالدیئے کہا کیون یہ مال ملا اسنے گھبرا کر چاہا
چیخون عمرو نے بیہوشی منھ مین مل دی عورت بیہوش ہو کے گری خواجہ عمرو نے اسکو اپنی صورت بنایا آپ اسکی صورت
بنکر تیار ہوے گلے مین اسکے کمند ٹھونس دیا کہ حسین علی بچانے اسی طرح ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کے ڈالدیا آپ اسکی صورت
بنکر باہر نکلے اب خیال آیا کہ خواجہ سب کچھ کیا اسکا نام نہ پوچھ لیا خیر کبھی جائیگا تھوڑی دور چلے تھے اور دو چار کنیزین
ملین انھون نے دیکھتے پکارا کیون بنفشہ قیدی کیسا ہے عمرو نے کہا کھوڑا مر گیا میری پاپوش جلسے مین رونی
اور آبخورہ پانی ڈال کے چلی آئی ہون تم سب صاحبون کو ہنسی کی بری عادت ہے یہ باتین کرتے ہوئے آگے بڑھے
دیکھا وہ قصر وسیع ہے بہت سجے ہوے ہین جا بجا پہرہ دار شتاب اور کنیزین وغیرہ موجود ہین ایک سے عمرو نے پوچھا
ملکہ عالم کہان ہین اسنے کہا آج انکے آشنا صاحب دل سے آئے ہوئے ہین صحبت آراستہ شراب چل رہی ہے
عمرو نے پوچھا کس مکان مین ایک نے کہا سامنے والی بارہ دری مین تو چلی جا دیکھ لے ہنگامہ گرم ہے آواز ساقی
وغیرہ کی آتی ہے عمرو صدائے ساز پر چلا قریب بارہ دری پہونچا پردہ اٹھا کے دیکھا دیکھا جادوگر شہاب گلگون قبا
مسند پر بصد کبر و نخوت جلوہ مین ایک جادوگرنی ایک طائفہ سامنے بیٹھا ہوا گا رہا ہے عمرو اندر آیا شہاب اپنی
معشوقہ گلشن سے باتون مین مصروف تھا کچھ چپکے چپکے اس سے کہہ رہا تھا عمرو نے باتون کا خیال نہین کیا یہ بھی
نہین سنا کہ عاشق و معشوق کیا باتین کر رہے ہین عمرو گوشے مین جاکر کھڑا ہو رہا اس فکر مین کہ کوئی ساقی بچھا الگ
آئے اسکو بیہوش کر کے شراب مین بیہوشی ملاؤن ان دونون کو پلا کر مار دون اسی سوچ مین ستون کی آڑ پکڑے ہوے
کھڑے تھے اب احوال برق فرنگی کا سنیے کہ جسکی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک کنج مین قید بیٹھا ہون ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ
پاؤن مین ایک عورت اسکو بھی کھانا دینے آئی اسنے بھی دم دیکر اسکو بیہوش کیا لیکن نام پوچھ لیا تھا نسرین عذار
اسکا نام تھا اسی کی شکل بنکر برق نکلا اسکو اپنی صورت بنا کر وہان ڈالدیا لیکن خواجہ عمرو کنیز کی شکل بنے ہین نہ کچھ

حسین کی صورت بنکر آیا ہے دربار مین پہونچا پہونچتے ہی اسنے دیکھا ایک نازنین گلابی لیے جاتی ہے اسنے کہا اری خیلا ٹھہر جا
وہ ٹھہری برق نے کنارے لیجا کر اسکو بھی بیہوش کیا آپ اسکی صورت بن گلابی ہاتھ مین لیکر محفل کی طرف چلا
پکارتا ہوا حاضر ہوئی خواجہ عمرو جو ستون کی آڑ پکڑے ہوئے کھڑے تھے اسی فکر مین کہ کسی معقول کو
بیہوش کرون اسکی صورت بنکے جاؤن برق کو جو دیکھا پشت تھی نہ پہچانا پکار کر کہا بی جانے والی ذرا ٹھہر جاؤ
ہماری بھی ایک بات سن لو برق پلٹا اب عمرو نے پہچانا کہ مجبور یا ہے جلد گوشے سے نکل آئے کہا کیون ہوا
مجھے پہچانا برق نے آنکھیں دیکھتے ہی مسکرا کے کہا تو انکو ہم ہزار مین پہچان لین اشارون مین باتین ہوئین
اپنے اپنے حال کہے برق کے ساتھ خواجہ بھی چلے خواجہ تو آکر اک گوشے مین بیٹھ گئے برق محفل مین آیا جلد
جام لبریز کیا بیہوشی ابھی نہین ملائی عمرو نے منع کیا تھا کہ بیشتر رنگ محفل دیکھ کر کام کرنا جب ہم بھی شریک ہو جائین
کچھ پیتے لگے جلدی کیا ہے اُنس ہو رہے نجات پائی اب انکو لیتے ہین برق نے جام دیا شہاب نے جو اٹھا کر اپنی
معشوقہ گلشن کو پلایا برق نے شراب کے مضمون کے اشعار پڑھنا شروع کیے اس لطف سے اشعار پڑھے
شہاب کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا کہا لالہ عذار اسوقت چھیڑ کر ذرا ہمارے سامنے گاؤ گلشن سے کہا ملکہ تمنے سنا
لالہ عذار کیا خوش آواز ہے گلشن تیوری چڑھا کر بولی تمکو سبکا گانا پسند آتا ہے اچھا بی لالہ عذار انکی خوشی کرو ایک آدھ چیز گاؤ
برق نے ادھر ادھر دیکھا بایان اپنے آگے رکھ لیا لطف سے گانے لگی لیکن بایان چھیڑنے مین بے سُری ہوئی جاتی ہے
گلشن نے کہا بایان کسی اور کو دو بایان بجانے مین بگڑتی ہو برق نے طرف خواجہ کے دیکھا کہا بوا ذرا میرے پاس آؤ
سیدھا سیدھا ٹھیکہ چھیڑے جاؤ خواجہ بہت خوب کہکے اٹھے گلشن نے کہا نقشہ بایان کیا بجاوگی برق نے کہا حضور یہ اسا
خوب دیتی ہے شہاب نے کہا ملکہ تمہاری صحبت مین یہی چرچا رہتا ہے گانے بجانے مین سب کو دخل ہو گیا ہے خواجہ نیل نقشہ
قریب آئے بایان آگے بڑھایا ٹھوکے باندھنا شروع کیے برق چمک چمک کے گانے لگا جوش مین یہ غزل شروع کی غزل

دکھا دینگے چمکن آفتاب داغ فرقت کا
قیامت ہے کہین تختہ الٹ جائے نہ تربت کا
کیا ہے کسنے منع انتظار فصل گل کیسا
نہین کچھ دل لگی قابو مین آجانا طبیعت کا
بہ رنگ گل تری فرقت مین داغ دل شگفتہ ہین
مزہ آتا تھا آنکھون مین ہماری خواب راحت کا

خدا چاہے تو ٹھہر جائے خورشید قیامت کا
شب فرقت مین پروا کی کہ مین جی دہ نہین رکھتا
دل ویران مین جب جی چاہے آنکلو وحشت کا
خدا انکو نے سمجھے دلکو بھی ساتھ اپنے لے ڈوبین
مین شکر کا تمنے واہ ہون ایام مصیبت کا
فلک منصف ہو تو کیونکر رنج فرقت مجھسے اٹھتے

ہماری قبر پر تو بیٹھے بیٹھا ہے رقیبون کو
کبھی چہرہ نہ دیکھون رو سیہ اُس بیمروت کا
گئی جی اب جو فصل گل تو تمکو ہوش آتا ہے
نہین تجھ یار تھا بیڑا غریق بحر الفت کا
نہ بھولیگا وہ تیری چال کا عالم شب وعدہ
بگڑ کر تجھ سے بالا ہوا یون ناز و نخوت کا

بہار یکتی ہے جلتی کر چلے گلشن میں
تمہیں پسند ہے جو رہتے بل نکلجانا رحمت کا
جلال زار نے کوسے جنان میں جان دی آخر

یہ چھینٹے مجھکو دیتا ہے ترشح ابر رحمت کا
تو نے دل مکدر ہو گیا اپنا دم آخر
خدا بخشے کیا اُس بادہ فانے کام جنت کا

تمہاری برہمی آشفتہ مثل زلف رکھتی ہے
لگاوٹ میں برستے وقت یہ دھبا قیامت کا
اس طرح غزل برق نے تمام کر گائی

آنکھوں میں سب کے بجلی چمک گئی شہاب بھی خوش ہو رہا ہے گلشن بھی تعریفیں کر رہی ہے بلکہ کہتی ہے لالہ عذار نے داغ لگا دیا دلوں پر داغ پڑ گئے بنفشہ بھی علاج کر رہی ہے اسمین گلشن نے کہا ارے یہ سب حرامزادیاں مر گئیں لالہ عذار جو یہاں گانے میں بعضی شراب لانا موقوف کر دیا جلد شراب لاؤ ایک کنیز دوڑ کے شراب لائی برق نے گلابی اُسکے ہاتھ سے لیلی عمرو تو بھی اشارہ کرتا ہے برق کو بھلا کب تاب ہے گھاتی سے پر بیہوشی کی دی جام لبریز کر کے شہاب کے سامنے پیش کیا شہاب اسقدر بیزار ہے برق سے اشارے کر رہا ہے منظور یہ ہے کہ شکل اسے قبضے میں کر دو نگا برق بھی مسکراتا جاتا ہے اُسی رنگ میں جلدی جام دیدیا جیسے ہی شہاب نے ہاتھ میں لیا رنگ دگرگون ہوا چاہتا تھا کہ یہ شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایک شعلہ سبز کا اُسنے آواز دی او شہاب کیا غافل بیٹھا ہے عمرو و برق سامنے گا بجا رہے ہیں آنکھوں سے تجھکو نہیں سوجھتا اِدھر تو شہاب غصے میں آکر اُٹھا برق ڈپٹ کر بھاگا عمرو نے ایک جادوگرنی کو خنجر مارا برق نے بھی ایک آدھ کو گلشن تو پیٹنے لگی ہے ہے میری کنیزوں کو کیا ہوا میں نے اپنا خون جگر پلا کے پرورش کیا ہے یہ کسنے دھوکا دیا کیا ہو گیا محفل میں عجب قیامت برپا ہو گئی لاشے جادوگرنیوں کے گرے شہاب دوڑا عمرو و برق دیواروں کو دکر اُس مکان سے باہر نکلے شہاب پیچھے پیچھے چلا آتا ہے برق نے ایک مقام پر جست کی شہاب نے سحر کیا برق لڑکھڑا کر گرا جادوگروں نے گرفتار کیا عمرو نے گلیم اوڑھی ہلڑ ہوا ارے یارو دیکھو عمرو کہاں گیا چہار جانب جادوگر ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہیں نشان نہیں ملتا شہاب نے کہا میرے قلعے سے نکل کے جا نہ سکیگا شہر میں ڈھنڈھورا پٹوا دو محلے محلے مشتہر ہوا اپنے گھر میں کوئی غیر کو جگہ نہ دے برق کو تو گرفتار کر کے بھیجا قید خانوں میں آکر دیکھا کنیزیں بندھی پڑی ہیں اُنھوں نے سب حال بیان کیا برق کو تو پھر قید کیا شہاب نے کہا ملکہ غضب ہوا عمرو آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گیا میں نے چاہا تھا سحر کروں پھر جو پلٹ کے دیکھا اُس ظالم کو سامنے آنکھوں کے نہ پایا چھلاوا تھا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے صاحب ذرا ہوشیار رہنا میرے قلعے سے نکل نہ سکیگا یہاں تو یہ تیاریاں ہیں صدہا جادوگر تلاش میں خواجہ عمرو کے نکلا برق قید خانے میں تڑپ رہا ہے گلشن کہتی ہے کیا کمبخت نے غزلیں گائی ہیں ابھی تک کانوں میں آواز بھری ہے شہاب نے کہا افراسیاب نے کہدیا تھا خبردار اُنکا گانا نہ سننا سیکڑوں شہنشاہ کو

دھوکے دیے ہیں عیاروں کے نام سے شہنشاہ گھبراتے ہیں کہ یہ قلعہ گلگون نگار ہی یہاں اگر کوئی کچھ فتحیاب
نہیں ہوا ہی جلد جاؤ تلاش کرو گو تو اون سے اقرار نامے لئے گئے ہیں معتبروں کو تھانے داروں نے بلایا گھر گھر کی
تلاشی ہونے لگی مگر خواجہ عمرو جو کوٹھوں کوٹھوں چلے گئے تھے ادھر ادھر سے ہوتے ہوئے ایک کوچے میں اُترے گلیم سر سے اُتاری
ساحر کی صورت بنکے دروازہ قلعہ کا پوچھتے ہوئے چلے لوگوں نے بتلا دیا کہ سامنے چلے جاؤ اتنی دور جاکر دروازہ ملیگا
تھوڑی دیر میں خواجہ سامنے پھاٹک کے پہونچے دیکھا دروازہ کھلا ہی نگہبان بیٹھے ہیں آمد و رفت کی روک ٹوک
نہیں ہی تو ہر مقام پر ہنگامہ سُنتے چلے آتے ہیں کہ ساحر تلاش کرتے ہیں ہر شخص کی زبان پر یہی ذکر ہی جو عمرو کو گرفتار
کرکے لیجائیگا خلعت و انعام جاگیر پائیگا یارو بڑا غضب کر گیا قید خانے سے نکلا سامنے شہنشاہ کے بڑی دیر تک بیٹھا رہا
کیسے ساحر ہیں پہچان نہ سکے یہ باتیں تو سُن ہی چکے تھے اب جو دروازہ شہر کا دیکھا خیال میں گزرا نکل چلو اور کچھ تدبیر
کرکے آئینگے جیسے سامنے دروازے کے پہونچے دیکھا قریب پھاٹک کے ایک نخل سایہ دار ہی اوس پر ایک طائر برابر زاغ
کے بیٹھا ہی ہر آیندہ و روند کو دیکھ رہا ہی جیسے ہی خواجہ سامنے پھاٹک کے پہونچے طائر درخت سے اُڑا پکار کر آواز دی
یارو یہ جو ساحر آتا ہی اسکو پکڑ لو یہ عمرو عیار ہی بڑا مکار و غدار ہی یہ سنتے ہی ساحر طرف عمرو کے دوڑے عمرو اُلٹا
شہر کی طرف بھاگا ہر کوئے و برزن میں پھر ہوا کہ عمرو جاتا ہی پکڑ لو دوکاندار بھی دوڑے عمرو ایک کوچے میں بھاگا صورت
تو بدلی ہوئی ہی ایک کوچے میں جو آکر پہونچا دیکھا ایک عورت قوم کی بہشتن اپنے شوہر کے انتظار میں کھڑی کہ رہی
ہی آج میاں نہیں آئے پانی بھرنے سے ابھی فرصت نہیں ملی سامری و جمشید اس زمانے میں آبرو بچائیں شہر میں پھرتا
ہی عمرو نے برابر آکے بہشتن پر جاب مارا وہ بیہوش ہوئی عمرو نے اسکو گود میں اُٹھا لیا اندر مکان کے آئے
اُسکی صورت بنکر تیار ہوئے اب یقین کامل ہوا شہر سے نکلنا دشوار ہی دو چار روز یون بسر کرو دیکھیے پروردگار
پردۂ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہی بہشتن کی شکل بنکر دروازہ تو بند کر لیا چارپائی پر پاؤں پھیلا کے بیٹھ گئے ستون کی طرح گھر گھری
گٹھری کھولی تا کہ ثابت کر بیٹھے تھیلی میں پیوند لگایا کلی پاجامے کو اُدھیڑا کلیان نکال ڈالیں ٹنے پائیچے چڑھائے
سارے گھر کو تو کھولی دیکھ بھالے زیور سب پہنے ہوئے ہیں کوٹھری میں اناج بھرا ہوا تھا بہت سا زنبیل میں رکھ لیا تھوڑا
تھوڑا پڑا رہنے دیا دو چار دن کے موافق بچا لیا بعد تھوڑی دیر کے بہشتی آیا چاندی کے کڑے ہاتھ میں پہنے تھا کمر
لٹک گئی میاں شکر ہی سامری و جمشید کا تم زندہ گھر میں آگئے شہر کا تو حال کہو بہشتی نے کہا حقیقت میں بلا بی بی قیامت
برپا ہی عمرو عیار قید خانے سے نکل گیا مگر گھر ڈھونڈ جیسی راہ میں مجکو بھی کوتوال نے روکا تھا میں نے کہا صاحب
ہم پانی بھرنے والے ہیں سقے آبرودار کٹوروں کی جھنکار روک میں ہماری ذات سے گما گمی ہی اوس پر بھی کوتوال نے

سنو دھلا یا چادہم و نشان بھی حکم فرمایا خبردار اپنے گھر میں کسی غیر کو نہ آنے دینا خالا کا بیٹا مہمان آتا تھا میں نے اسکو
منع کر دیا کہ بھیا آج مہمان نہ آؤ بیچارہ رنجیدہ پھر گیا عمرو نے کہا صاحب یہ کرتے تو اتار کے مجھے دیدو گھر میں قفل
لگاؤ بچکے مٹی ہانڈی میں آگ لگاؤ دو چار پیسے کی جو ارزانی ہی بیچ بیچ کے کھاؤ کمین راہ میں وہ ظالم جلاد سارا بان نہ دو
تکیہ برے چادری کے واسطے ہاتھ کاٹ لے بہشتی نے جلدی کرتے اتار کر بی بی کو دیدیے کہا بی بی کا بڑا احسان ہی
اب ضعیفی میں چوری ٹل ادھر یہاں بڑی بی بی نے کہا جاکر چولھے کے نیچے گاڑ دوں کہا صاحب تم جانو بیشک اب میں گھر سے
نہ نکلونگا تمھارا کہنا کرونگا لیکن جیسے یہاں پانی نہ ہو پیاسا رہ گیا یہاں دیگا پیاسا رہیگا عمرو نے کہا آگ لگے ایسی
تشنیع کو اس بیٹھے ہی کو چھوڑ دینگے ہم چرخہ کات کے تمھیں کھلاتے ہیں گے بہشتی نے دروازے میں قفل لگا دیا چوری
سے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں کہتے ہیں صاحب کچھ پکاؤ عمرو نے کہا صاحب میرے گورے ہاتھ جلجائینگے
میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی آج مجھ سے کھانا نہیں پکیگا بہشتی بیچارہ لاچار ہو کر اٹھا کوٹھے میں آٹا نکالا کر لایا ہنڈیا میں
دال چڑھا دی پیٹ کو لگی ہی آگ پھونک رہا ہی خواجہ چارپائی پر بیٹھے ترکیب بتا رہے ہیں یوں لکڑی لگاؤ
دیکھو دال ابلتی ہی اپنے اڑھائی چاول نہ گلاؤ ہماری کچی روٹی ہی دو پیڑے میں نے چھپائے ہیں خشکی نہ اڑاتا
ہلکا پھلکا پکاتا بہشتی کا یہ حال کر بی بی کی باتوں پر پھولا جاتا ہی خوشی خوشی کام کر رہا ہی لیکن قضاے کار گلشن نے
ایک نامہ تو افراسیاب کو لکھا تھا اسکا جواب نہیں آیا جب یہ عرصہ گذرا تو شہاب گلگون پوش نے
افراسیاب کو اسی مضمون کی عرضی لکھی کہ عمرو قید خانے سے نکل گیا قلعے سے تو باہر نہیں جا سکتا لیکن بڑا ازدہام
ہوا اگر حکم دیجئے برق کو قتل کروں عمرو کی جستجو میں مصروف ہوں سرہنگ جادو صاحب کو نامہ دیا کہا ای رام
ملک فرعونیہ سے شہنشاہ نے کوچ کیا ہوگا راہ میں ملاقات ہوگی یہ نامہ ہاتھ میں شہنشاہ کے دینا فوراً جواب لینا
اب مجھکو بڑے تردد و انتشار ہیں سرہنگ اسی وقت چلا چالاک کو تین شبانہ روز پھرتے پھرتے صحرا میں گزر
گئے ہیں ایک نخل کے سائے میں کھڑا رو رہا ہی اپنی حسرت پر کلیجہ تھم کر آتا ہی یکایک دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک
جادوگر کو دیکھا بھاگا چلا آتا ہی چالاک کو یقین ہوا یہ کسی کا نامہ دار ہی جب تو اسقدر تیز رفتار ہی فوراً کنارے آیا
رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت ملکہ صرصر شمشیر زن تیار ہوا جب وہ جادوگر قریب آیا آواز دی او جانے والے
تو کون ہی کہاں جاتا ہی سرہنگ نے پھر کر دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن کو پہچانا ہوشربا کے جو فراوہ کو سب
پہچانتے ہیں اسکی ہوا بندھی ہی بخوبی جانتے ہیں سرہنگ بہت چڑا کہا ملکہ صرصر مزاج تو اچھا ہی میں پہچانا صرصر نے
کہا صاحب میں کس کسکو پہچانوں میں کیا جانوں تم کون بلا ہو آتے ہی گھورنے لگے ٹکاؤ تو پیچی کرو کمبخت ابھی جوان ہی

اپنے شباب پر بڑا گمان ہے میں نے جو پکارا بس بھول گئے صاحب میں افسر اخبار نویسوں کی ہوں اسوجہ سے پکارا
کون ہو کہاں جاتے ہو کہاں سے آتے ہو سرہنگ نے کہا بادشاہ ہمارے شہاب گلگون پوش جہاں عمرو و برق
قید ہیں بغرض خدمت میں شہنشاہ کے پہونچانا منظور ہے بتلاؤ شہنشاہ کس مقام پر ہیں اب تو چالاک کے کان
کھڑے ہوئے مسکرا کے ہاتھ تھام لیا کہا دیکھو بھیا خفا نہونا ہم تم ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں اسوقت دل کو تمہاری
بات پسند آئی اس طرح کی باتیں کیں تو چالاک نے سب حال مفصل پوچھا قلعہ کا نشان عمرو کے نکل جانیکا سبب
جب سرہنگ سب بیان کرچکا کہا چلو شہنشاہ کے پاس پہونچا دیں لیکن راہ میں سناٹا ہے ہمکو ہاتھ نہ لگانا تنہائی
میں نہ ستانا نہیں ہم غل مچائیں گے راہ گیروں کو بلائیں گے یہ کہتا ہوا چالاک لگا کر لے چلا ایک مقام پر آکر گندہ ماری
آگے گرتے جاب مار دیا نامہ جھولی سے نکالکر خنجر کھینچا چاہا سر کاٹ لوں کہ ایک طرف سے آواز آئی او نادان کیا کرتا ہے
چالاک نے پلٹ کے دیکھا مہتر قران چلے آتے ہیں جھپٹ کے ہاتھ چالاک کا پکڑ لیا کہا طریقے سے مجھکو معلوم ہوا
کہ یہ کسی کا نامہ دار ہے اسکی شکل بنکے جانا منظور ہے تو اسکو قتل کر شاید وہاں کوئی اسکی علامت ہو اسمین فرق آجاے
تو کسی خرابی پڑے چالاک نے کان پکڑا کہا آپ بجا فرماتے ہیں تمام کیفیت گذشتہ سامنے مہتر قران کے بیان کی
کہ کوئی بادشاہ شہاب گلگون پوش ہے اسکے قلعہ میں جاکر قبلہ و کعبہ رنگ لائے نکل گئے ہیں لیکن دستیاب
نہیں ہوئے یہ نامہ خدمت میں افراسیاب کے جاتا تھا میں نے گرفتار کیا مہتر قران نے وہ نامہ دیکھا اوس میں
افراسیاب نے جواب لکھا کہ برق کو قتل کرو عمرو کی جستجو میں مصروف رہو ہم کسی اور ساحر کو بھی روانہ کرینگے وہ
آتے ہی تلاش کر دیگا نامہ تو چالاک کو دیا سرہنگ کے دماغ پر بیہوشی کی چڑھائی ایک گوشہ میں ڈالدیا اب
چالاک کو خوب سمجھایا کہ جو کچھ کرنا بخوبی سمجھ لینا مقام سخت ہے جب تو استاد کو کچھ نہ بن پڑا قران ایک جانب گئے
چالاک جست وخیز کرتا ہوا چلا قریب قلعہ دریافت کرتا ہوا آیا دیکھا دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا ہے خلقت کی آمد و رفت
کوئی کسی سے متعرض نہیں ہوتا چالاک بے حرف چلا نگہبانوں نے دیکھا سرہنگ آتے ہیں ایک ساحر نے آواز دی
بھائی سرہنگ کہاں گئے تھے چالاک یہ کیفیت جانتا تھا جواب دیا بھائی نامہ لیکر گئے تھے حکم قتل برق
لائے خواجہ عمرو کا پتا بھی مجائیگا چالاک نے خوشی خوشی اندر دروازے کے قدم رکھا خیال میں ہے کہ جاتے
کے ساتھ ہی مارونگا برق اپنے بھائی کو رہا کرونگا جیسے ہی اندر دروازے کے آیا نخل کا سایہ پڑا وہیں جا کر
بیٹھا ہوا ہے گل آئینہ در روند کو دیکھ رہا ہے پردہ نگاہ یا مستار گھڑولی چالاک غافل از شعبدہ بازی فلک کہن
نگہبانوں سے پوچھتا ہوا جاتا ہے بھائی شہنشاہ کس مکان میں ہیں ایک نے کہا اے سرہنگ یہاں ٹھہر تلاکی

ہورہی ہی اہالیان شہر کی جان وآبرو پر بنی ہی تمام رعایائے شہر اپنی اپنی جان سے بہ تنگ بڑے بڑے رئیسون کے گھرمین تلاشی ہو گئی کسی نے خبر لی چالاک نے کہا اب یہ سب مصیبت برطرف ہوجائیگی ہم آئے دیکھو تو کیا رنگ ہوتا ہی یہ کہتا ہوا قصد ہی کہ سایۂ نخل سے بڑھے طائر نے پرواز کی مثل انسانون کے آواز دی ای نگہبانان قلعہ اس شخص کو پکڑلو یہ سرہنگ جادو نہین ہی عمرو کا بیٹا چالاک اسکا نام ہی چالاک تو برابر ہی موجود ہی کمان بھاگے کہان ہیچے جس جادوگر سے باتین کررہے تھے اُسی جادوگر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چالاک نے خنجر مارا نعرہ کیا نعرہ چالاک

بعیاری من آنم چست و چالاک	بچشم دشمن اندازم کفِ خاک
خلیفه او لم چالاک نامم	نه آید باد گرد تیز گامم

چالاک نیچہ کھینچکر اڑنے لگا حقہ آتشبازی کا ماردیا چاہا جست کرکے پھاٹک کے باہر نکل جاؤن دروازہ نظرون سے نابود ہوگیا اب بیقین مرگ ہوا ای چالاک اب کدھر جاؤن یہی بہتر ہی کہ لڑ بھڑ کے مرجاؤن کسی پر حلقۂ کمند مارا کسی پر حباب ماردیا کبھی لوٹ ماری جست کرکے دو قدم نکل گیا ہرطرف سے ساحر لینا لینا کہکے دوڑے چالیس پچاس جادوگر چالاک نے مارے آخر کسی جادوگر نے گیر کی آواز دی زمین نے پاؤن تھام لیے چالاک زمین پرگرا جبراً قہراً ساحرون نے گرفتار کرلیا کشان کشان لیکر چلے بیان شہاب جادو بیٹھے گلشن مین منتظر مجاہری تلج کا ناسب ہو توت جستجو سے عمرو مین مصروف کوتوال خبرین آکر سناتے ہین کہ فلان محلے مین تلاشی لی ساربان زادے کا پتا نہین ملتا حضور شہرمین غدر ہی تمام لوگ فریاد کرتے ہین کہ ہم تلاشی اپنے مکان کی نہ دینگے شہاب جادو نے کہا کسی کا عذر نہ مانو ضرور تلاشی لو یکایک شور ہوا شہاب نے پوچھا ارے خیر تو ہی کیا معرکہ گذرا کون قتل ہوا کسکا گھر لٹ گیا شور ہو کے ایک ساحر نے عرض کی حضور اب اہالیان قلعہ کی کیونکر جان بچیگی آپ عمرو کو کیون قید کرکے لائے عیاران لشکر اسلام کا تانتا بندھگیا آپنے سرہنگ جادو کو بخدمت شہنشاہ نامہ دیکر روانہ کیا تھا لیکن نہین معلوم اُس بیچارے پر کیا گذری بیٹا عمرو کا چالاک اُسکی صورت بنکے قلعہ مین آیا آپ نے اگر طائر سحر نہ مقرر کیا ہوتا غضب ہوا تھا جب سایۂ نخل مین آیا طائر نے آواز دی ہمنے قصد کیا گرفتار کرین وہ ہوا پچاس ساحرون کو اُسنے قتل کیا بمشکل گرفتار کیا ملازمان شاہی اُسکو لاتے ہین لیکن ای شہریار بہتر ہی کہ راستہ گھر لیجیے کہ جہان کہین عمرو نکل جائے برق و چالاک کو بھی رہا کردیجیے واسطہ سامری و جمشید کا انکو قتل کرنے کا قصد نہ فرمائیے ہم سُنتے ہین کہ ان عیارون کا جہان قدم نامبارک گیا وہ ملک ویران ہوا اب ہم سب کی جان بچائیے شہاب کا چہرہ غصے سے سُرخ ہوگیا کہا کیا بیہودہ بکتا ہی بھلا مین عمرو کو قلعہ سے نکلنے دونگا مین اپنے ساحرون کا انجام دیکھتا تھا مین خود ابھی نقشہ تیار کرتا ہون بتادونگا کہ عمرو کہان ہی

مقام پر ہی یہ ذکر تھا کہ چالاک کو لیکر سامنے آئے شہاب نے کہا کیون او چالاک تجھکو کچھ خوف نہ آیا میرے
نامہ دار کو تو نے کیا کیا چالاک نے ہنس کر کہا اُس قاصد کو مار ڈالا آخر قلعہ مین کیونکر آتے اگر ہمکو طائر کا حال
معلوم ہوتا اسکی بھی فکر کر لیتے دانہ ڈال کے جال مین پھنساتے لیکن افسوس ہی کہ آگاہ نہ تھے اب کیا نقصان ہوا جسکی
قضا تھی اُسکو مارا تمکو کیا زندہ چھوڑینگے بہتر یہی ہی کہ ہمکو قید سے چھوڑ دو ہمارے قبلہ و کعبہ کو نکل جانے
کی تدبیر بتاؤ ورنہ سارے قلعہ کو برباد کرینگے خوب تصور کرو کہ جہان ہم صاحبون کا قدم آیا ساحرون کی شامت
آئی دریافت کرو کہ تمھارے شہنشاہ پر کیا گذری اپنی دائی امان کو لائے وہ کہان گئین مشعل کی روشنی مٹی اب یہان
احتقاق نقارہ نواز آتے ہین اُنکے بھی مرنے کی نوبت بجیگی اُنکی بھی تدبیرین ہو رہی ہین مثل مشہور ہی ڈھول کے
اندر پول نقارہ نواز کا اب نشان نہ رہیگا حجرہ ہفت بلا کیا چیز ہی خود تمھارا بادشاہ بد تمیز ہی تمھارے خداوند
سامری و جمشید کتابون مین لکھگئے ہین کہ اسد نامدار جرأت و شوکت مین یکتا ہی فاتح طلسم ہوش ربا ہی حکم
سے اپنے خداوندون کے نہین ڈرتے ہو ایسے شہریار کے قتل مین کوشش کرتے ہو بھی تاریک مشعل کش
بھی تو اسد غازی کو لیکا گئین تھین بھائی ضرغام شیردل نے کس طرح سے بچایا نوشتۂ پیشانی تاریک مثل اپنا
واصل جہنم ہوئی صحبت بدعت برہم ہوئی اس طرح کی باتین چالاک نے چار آنکھین کرکے اس جلسۂ ساحران مین
کئی جادوگرنیان تھرانے لگین غصے سے رنگ شہاب جادو متغیر ہوا کہا صاحبو دیکھو تین روپیہ کا پیادہ کسطرح
مجھسے کلام کرتا ہی گلگشن جادو اُسکی معشوقہ رونے لگی کہا صاحب باتین تو اسنے سب سچ کہین ذرا فرق نہین
مین نے سامری نامے مین دیکھا صاف صاف لکھا ہی اسد غازی نامدار نبیرۂ امیر حمزۂ عالیمقام طلسم ہوشربا
فتح کریگا علاوہ اسکے باب چہارم بدعت سامری مین صاف صاف مرقوم ہی جسکا یہ مفہوم ہی اسد نوجوان
وجوان قاتل افراسیاب جادو ہی تصویر تک کھنچی ہوئی ہی جو یہ عیار کہتا ہی بسر و چشم قبول کرو قید سے
اسکو رہا کرو ہم تم چلکر کسی گوشۂ عافیت مین چھپ رہین ظلم و بدعت عیاران نہ سہین شہاب گلگون پوش نے
کہا عورت کی عقل ناقص ہوتی ہی بے وجہ بک بک کرتی ہی سامری نے یہ باتین نہین لکھی ہین نجومیون نے
اپنا کمال دکھایا ہی ہر سال نیا نخرا اسکے ہین مین ابھی اُن احکامات کو مٹاتا ہون چالاک و برق فرنگی کو ابھی
دار پر چڑھاتا ہون یہ کہکے برق فرنگی کو بھی قید خانے سے بلایا برق فرنگی جو بارگاہ شہاب گلگون پوش مین
آئے دیکھا مرشدزادے بندھے کھڑے ہین لیکن تیورون پر بل ایک ایک کو گھور رہے ہین برق فرنگی سمجھا یہان
چالاک سے تکرار ہوئی آتے ہی پکار کر آواز دی ای سامری و جمشید پرستو سلام ہمارا قبول ہو ای ک

شہاب گلگون پوش ہم محبت مین ملکہ مہرخ کے برباد و تباہ ہین شہنشاہ ہوش ربا کے خیرخواہ ہین آج
خواجہ عمرو کے بیٹے کو ہمنے قید مین دیکھا جو دل مین تھا وہ ظاہر کیا ای شہریار خبردار اسکی باتون پر نہ جانا جلد اسکو
قتل کرو ہمکو رہا کر دو ابھی چل کے عمرو کو تلاش کر دینگے کہین فقیر بنا پھرتا ہوگا لاکھون جادوگر جائین گے گر
اسکو نہ پہچان سکین گے چالاک نے کہا بھلا او مکار فتنہ انگیز آج کینہ دیرینہ ظاہر کیا ہم ہمیشہ قبلہ و کعبہ
سے کہا کرتے تھے یہ بادہ مکر و غدر سے مست ہے دل و جان سے لات و منات پرست ہے جس دن قابو پائیگا
پلٹ جائیگا ہمارا کہا نہ مانا خیر ہم تو قتل ہونگے ہمارے بھائی تمکو زندہ نہ چھوڑینگے طلسم ہوش ربا مین
گھس آئین گے خون کا بدلا لینگے برق فرنگی نے کہا میان چالاک چپ رہو یہ بارگاہ ملکہ مہرخ و بہار
نہین ہے بہت نہ بڑھو آج ہمارے ہم مذہبون کا سامنا ہوا ہم اسی دن کے جویا تھے کہ ہمکو کوئی سردار معقول
ملے تو اپنا مذہب ظاہر کرین چالاک نے منہ پر برق کے زور سے ایک مکا مارا برق فرنگی نے بھی ہاتھا
پائی آپس مین لات مکے چلنے لگے برق غل مچاتا ہے کہ حضور میری ہتکڑیان کاٹ دیجیے مین چھاتی پر چڑھ کر اسکا
سر کاٹ لون آپ لوگ کیسے ہم مذہب ہین میری مدد نہین کرتے یہ تو کہا کر خوب مسٹنڈا ہوا ہے مین بیچارہ دبلا
پتلا برق فرنگی جس طرح تڑپا چالاک نے ایک ہتکڑی ماری برق فرنگی کے سر سے خون بھی جاری ہوا
گلشن جادو معشوقہ شہاب گلگون پوش ہان ہان کہکے ہتکڑی ہوئی برق فرنگی کی طرفداری
کرنے لگی چالاک کو جھڑکا کہا کیون او قیدی ہمارے ہم مذہب کو مارتا ہے برق نے کہا قبلہ عالم میری ہتکڑی
کٹوائیے مین ابھی اسکا سر کاٹ لون حضور عمرو کو بھی تلاش کر دون آج ہی قتل کا خاتمہ ہے اسد غازی کا بھی سر
کاٹ لادونگا ایک دن مین لشکر مہرخ کا خاتمہ کرونگا گلشن جادو نے شہاب گلگون پوش کے آگے
ہاتھ جوڑے کہا صاحب سامری و جمشید کی قدرت نمائی ہے کہ ایسا عیار ہمارا طرفدار ہوا جاتا ہے تمام
اہالیان دربار بھی شہاب گلگون پوش کو سمجھانے لگے حضور اتنا بڑا واقف کار عیار طرار آپ کے شریک
ہوتا ہے حقیقت مین خواجہ عمرو کو بھی گرفتار کرادیگا کیسی کیسی عیاریان کرتا ہے یہ تو عیاری مین عمرو پر غالب ہے
آپکی رضا کا طالب ہے یہ سنکر شہاب گلگون پوش بھی خوش ہو گیا حکم دیا کہ ہتکڑون کو لاؤ برق فرنگی کی قید
کاٹ دو اے برق ہم تیرا بڑا مرتبہ کرینگے برق نے کہا حضور مین تو اسی وقت خدمتگاری کرونگا خیرخواہی ظاہر
ہوجائیگی سارے شہر والے خوش ہوگئے یہ خبر فرحت اثر تا بہ شہنشاہ جائیگی شہاب گلگون پوش نے ہتکڑیان
بیڑیان برق کی کٹوادین برق قید سے چھوٹتے ہی تڑپنے لگا اچھلا کودا غل مچاتا تھا وہ مارا چالاک سے

گلے پر تلوار رکھدی کہا حضور انکو قتل کرون گلشن و شہاب نے کہا بھیا برق تمھین اختیار ہی برق فرنگی نے
تلوار روک لی دوڑا ہوا شہاب گلگون پوش کے پاس آیا کان مین جھک کر کہا حضور ابھی عمرو گرفتار
نہین ہوا اُسکے پاس گلیم ہی بڑا فہیم ہی نقشے مین دیکھیے کیا کر رہا ہی اگر اُسکا بیٹا مارا جائیگا رات کو گلیم اوڑھ کے
سب کو قتل کریگا اُسکو بھی تلاش کر کے پکڑ لائین پھر دونون کو ساتھ قتل کرین اب مین سب تدبیرین حضور کو
بتلاؤنگا لشکر اسد غازی و ملکہ مہرخ آپ کے زور سے تباہ کراؤنگا میرے برابر ان سب کا حال کون جانتا ہی
آپ صرف نشان بتلا دیجیے مین جا کے گرفتار کر لاؤن گلشن جادو نے کہا صاحب سچ کہتا ہی شہاب
گلگون پوش نے نقشۂ نجوم اُٹھایا ملاحظہ کرنے لگا خوب قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای برق فرنگی کوتوال سالہ لیکر
جاؤ فلان محلے مین خواجہ عمرو و بشتی بنا بیٹھا ہی بہشتی سے ہنس ہنسکر باتین کر رہا ہی برق نے کہا حضور بہت خوب
کوتوال تو ساتھ چلین گے ذرا آپ چلکر ملاحظہ کیجیے لیکن جب مقابلہ ہو میرے اُنکے لڑائی مین کوئی دخل نہ دے
بعنون عیاری گرفتار کرونگا گلشن جادو نے بھی کہا صاحب چلو اُستاد شاگرد کا تماشا دیکھین دونون مین کیا
گذرتی ہی گلشن جادو و شہاب گلگون پوش مع مصاحبان نامدار برق عیار کے ساتھ ہوئے چالاک پر
چند نگہبان قرار دیے کوتوال محلہ کا پتا بتانے کو آگے بڑھا شہر مین غلغلہ ہوا برق عیار شاگرد خواجہ عمرو و نامدار
ہمارے آقاے عالی وقار کے شریک ہوا اُستاد کو اپنے گرفتار کرانے جاتا ہی جس گلی سے نکلے غول کے
غول ساحرون کے ساتھ ہو لیے یہ تو سب جاتے ہین انکا حال وقت پر کہا جائیگا لیکن مہتر قران عیار
صحرا مین ٹھہرے ہوئے چالاک کا انتظار کر رہے تھے جب عرصہ دراز گذرا سوچے چالاک پر کچھ نہ کچھ
افتاد پڑی یہ سوچکر ایک جادوگر کی صورت بنکر تیار ہوئے سرہنگ جو درۂ کوہ مین بیہوش پڑا تھا
اُسکو آکر ہوشیار کیا سرہنگ گھبرا کر اُٹھا ایک ساحر کو اپنے قریب پایا گھبرایا ہوا تھا مہتر قران نے کہا ای
برادر تم کون ہو ہم اس راہ سے جاتے تھے ملازم شہنشاہ ہوش ربا ہین تمکو دیکھکر بہت افسوس آیا کہ
بندۂ سامری و جمشید اس مصیبت مین مبتلا ہی تمکو بیدار کیا شاید کسی قزاق نے تمکو دھوکا دیا کیا کچھ
مال پاس تھا سرہنگ نے کہا بھائی تمھارا نام کیا ہی مہتر قران نے کہا سب پہچانتے ہین سرفروش جادو
ہمارا نام ہی اس صحرا کی نگہبانی کرنا ہمارا کام ہی سرہنگ نے کہا تمنے بڑا احسان کیا مین شہاب گلگون پوش
کا نامہ دار ہون مال تو میرے پاس کچھ نہ تھا تقدیر کا لکھا پورا ہوا خط کسی نے لیلیا مہتر قران نے کہا
بھائی خیر جان تو بچی زندگی کچھ حرف نہین آیا سرہنگ نے کہا میرے بادشاہ مجھکو خفا ہونگے آپ میرے

ساتھ چلئیے سامنے شاہ کے گواہی دیجیے گا کہ انکو مین نے بچالیا ہین تمھین انعام دلواؤنگا مہتر قران نے
یہی سوچ کے بیدار کیا تھا سرہنگ جادو کے ساتھ ہولیے دل مین سوچتے ہوئے کہ چلکر وہان عیاری کرین
نہین معلوم اُستاد پر کیا گذری چالاک بھی شاید کسی بلا مین پھنسا ایسا نہ تھا کہ وہ رہ جاتا سرہنگ جادو سے
پوچھتے ہوئے کہ خواجہ عمرو و برق فرنگی وہان قید ہین وہ کہتا ہے بھائی مین نے اتنا سُنا تھا کہ کچھ عیار قید ہوکر
آئے ہین پھر نہین معلوم انپر کیا گذری مین تمھارے لئے شہنشاہ سے بہت سفارش کرونگا مہتر قران
نے کہا مجھے انعام واکرام کی ضرورت نہین ہے اس حیلے سے تمسے ملاقات ہوئی تمھارے شہنشاہ سے بھی رسم
رہیگا کچھ مطلب بھی نکلیگا مہتر قران تو سرہنگ جادو کے ساتھ جاتے ہین اسکو تسخیر کرتے ہوئے پتے
ونشان دریافت کررہے ہین لیکن کوتوال نے اُس محلے مین پہونچکر وہ مکان بتلایا کہا حضور بہشتی اسی مکان
مین رہتا ہے برق فرنگی نے کہا غل نکرو وہ ساربان زادہ بڑا ہوشیار وعقلمند ہے تم بھون کی آواز
سُنتے ہی بھاگ جائیگا پھر کسی کے ہاتھ نہ آئیگا آپ کنارے ٹھہریے تماشہ دیکھیے کس تدبیر سے گرفتار
کرتا ہون شہاب گلگون پوش وگلشن جادو وتمام ہالیان شہر کنارے ٹھہرے برق فرنگی دیوار پر
مکان پر آئے دیکھا اُستاد جی ایک عورت کی شکل بنے ہوئے شوہر سے اُسکے باتین کررہے ہین برق فرنگی نے
دیکھتے ہی چلاکر کہا او ساربان زادے ہم برق فرنگی رفیق شہنشاہ شہاب گلگون پوش ارے ہم
قوم کے انگریز ہین بڑے فتنہ انگیز ہین ملکر مارتے ہین اسی واسطے مدتون تیرے پاس رہے اب قابو پایا
قدردان بھی مل گیا بہشتی نے جو دیکھا ایک انگریز دیوار پر کھڑا ہے غل مچانے لگا خواجہ عمرو نے سر اُٹھا کر
دیکھا میان برق فرنگی کھڑے للکار رہے ہین نیچے کھینچکر اُسنے بہشتی سے کہا ابے ہٹ تیری جورو میکے
گئی ہے آٹھ دن کے بعد آئیگی یہ کہکر خواجہ عمرو برق فرنگی پر جا پڑے برق نے اشارہ بھی کیا تھا کہ اُستاد
آپ چپکے چلے آئیے مین رنگ جما چکا ہون خواجہ عمرو سمجھ گئے برق فرنگی دیوار سے کودا خواجہ عمرو بھی
باہر آئے صورت اصلی ہوکر نعرہ کیا برق فرنگی سے پیچھے چلنے لگا لیکن بہشتی دوہائی دیتا ہوا باہر آیا کہا
ای شہنشاہ مین لٹ گیا اپنی پرانی جورو سے چھوٹ گیا بارہ برس کے سن مین بیاہ کے گودیون مین اسکو پالا
کیسی دل سے خیرخواہ تھی گرم روٹی پکا کے کھلاتی تھی کپڑے سی کے پہناتی تھی ہاے مین کدھر جاؤن یہ میری
جورو کی کیسی صورت ہوگئی ابھی تو مجھسے گھل مل کے باتین کررہی تھی یکایک جھپٹنے مین کیا ہوگیا شہاب گلگون پوش
خفا ہوتا ہے ارے غل نہ مچا یہ عمرو عیار ہے جورو تیری اسی کے پاس ہوگی دلوادینگے نہ گھبرا وہ بھلا کب

مانتا ہی آخر کوتوال نے گرفتار کیا سپاہیون کے سپرد کردیا لیکن خواجہ عمرو و برق فرنگی سے نیچے چلنے لگا
جب ساحر بڑھتے ہین برق فرنگی منع کرتا ہی دیکھو صاحبو کچھ دخل نہ دو میری عیاری مین فرق آئیگا بڑے غیرت کی
بات ہی مین او بھر کے اسکی شکلین باندھتا ہون علاوہ اسکے اُستاد شاگردون کی باتین عیاریون کی گھاتین
لوانی مین بھی اشارے ہو رہے ہین ظاہر مین غل مچاتے ہین برق فرنگی نے نعرہ کیا او سار بان زادے
اپنے کو بچا دیکھ بالشت کا ہاتھ چل گیا ارے روک وہ طمانچہ پڑا مگر خالی گئی چوٹ کی گھائی چلی خواجہ عمرو
آواز دیتے ہین او بے مجہور ہے انگریز دیکھ چالاکی کا ہاتھ مارتا ہون ناک اُڑ جائیگی ابے جب تیری ناک کٹے گی
تب کان ہونگے برق نے کہا کیا مجال ہی آج اُستاد بناؤنگا اب ہمنے نوکری کرلی اب لشکر ملکہ مہرخ اور
ملکہ بہار پر بھی جا کر عیاری کرونگا تمہارے صاحبزادے چالاک کی شکلین باندھکر بھاگا آیا ہون دونون باپ
بیٹون کو ساتھ قتل کرونگا آج عیاری کے مزے ہونگے کہنے والے کہینگے کہ برق عیار بے نظیر ہی حقیقت مین
صاحب تدبیر ہی قدردان کے ساتھ جانبازی کرینگے رازدارونکے ہاتھ سے کہان چھپین گے اتنی مدت خدمت
صاحبقران مین رہے آٹھ پہر ظلم سے ملکون مین نام کیا آخر کیا انجام ہوا اس قدردان کی تمام دنیا مین
عملداری کرینگے ناقدرون کو مٹا دینگے خواجہ عمرو کہتے ہین تجھ ایسے سیکڑون لونڈے بنا کر چھوڑ دیے
یہان بھی ذلیل کرونگا لڑتے ہوئے یہ دونون بیچ بازار مین پہونچے ہین لوگ کوٹھون پر سے تماشا دیکھ رہے ہین
بلکہ ایک مہتر قران سرہنگ جادو کے ساتھ باتین کرتے ہوئے اندر در قلعہ کے پہونچے اُس جا ساحرونے
آواز دی ارے یارو دوڑو سرہنگ جادو کے ساتھ مہتر قران عیار طرار آیا ہی سرہنگ جادو
گھبرا گیا مہتر قران نے بدحواس ہو کر ایک ساحر کو بغدہ مارا اُسکا سر پھٹا ساحر لپٹا لپٹا کر کے دوڑے
ہرچند سرہنگ جادو پکارتا ہی یارو اسنے تم لوگ نہ بولو یہ میرے جان بخش و محسن ہین وہ ساحر
آواز دیتے ہین ارے او دیوانے بچہ ابھی تیری شکل بنکر چالاک آیا تھا سو اسی ساحر مارے گئے
اب تو مہتر قران کو اپنے ہمراہ لایا عیارون نے غدر ڈالدیا چلے ہی آتے ہین مہتر قران دو چار
جادوگرون کو مار کر ایک جانب بھاگا جب کوئی ساحر قریب آگیا پلٹ کر مہتر قران نے بغدہ مار دیا اُسکا
سر پھٹا اندھیرا ہوا یہ پھر بھاگے مگر ساحر پیچھا نہین چھوڑتے چلے ہی آتے ہین ایک بلندی پر چڑھکر مہتر قران
نے دیکھا بازار مین ہنگامہ ہی ہالیان شہر جمع ہین افسران فوج ایک جانب بیچ مین خواجہ عمرو و برق
سے نیچے چل رہا ہی مہتر قران حیران کہ خداوندا یہ کیا معرکہ ہی اتنا تو سمجھے کہ اُستاد شاگرد نے ملکر کچھ جال پھیلایا ہی

لیکن حیران و پریشان کہ میں کدھر جاؤں کیونکر جان بچاؤں وہ تو عیاران دبیاز شعبدہ ساز اگر قید بھی ہونگے کسی مکر و حیلہ سے بچ جائینگے میرے واسطے تو بزرگان دین کی قید ہے کہ جسدن ہاتھ بندھا وہی سلسلہ قطع رشتہ حیات ہے اب کون صورت نجات ہے لیکن دل میں آیا اُستاد کو آواز تو سناؤں یہ سوچکر قران نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا آواز دی ای شہنشاہ اقلیم عیاری و ای نہنگ قلزم طراری یہ غلام قدیم بھی بیانتک پہونچا لیکن مبتلاے بلا سے لگائی ہوا عمرو نے پلٹ کے دیکھا کہ قران نامدار مضطر و بیقرار مجمع ساحران غدار میں گھرا ہے لبغدہ کھینچا ہوا لڑ رہا ہے عمرو قران کو اس حال میں دیکھکر بہت گھبرایا ادھر برق فرنگی برس رہا ہے عمرو کو دم نہیں لینے دیتا حلقہاے کمند چل رہے ہیں کبھی نیمچہ چلا کبھی جابجا سے بیہوشی مارے باتوں میں عیاریاں اشاروں میں طراریاں لیکن مہتر قران جب ایک بلندی پر آیا ایک ساحر نے سحر کیا زمین نے پاؤں قران کے تھام لیے لڑکھڑا کے گرا گھٹنے زمین پر ٹیک دیے وہ ساحر جھپٹ کے قریب آیا چاہا گردن قران کو تھام لوں ہاتھ قران کا تابوں تھا جھکتے ہی ایک بغدہ مار دیا سر اسکا پھٹ گیا ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہو گیا اس تاریکی میں قران بلندی سے کود ا ایک ویرانے کے جانب بھاگا تاریکی میں ساحران غدار ہر طرف دوڑے قران ایک غار میں کھیا اندر لیکن اندر سے غار کے سُنا ساحر غل کرتے ہوے جاتے ہیں کہ یارو دیکھو وہ حبشی کدھر گیا ایک نے کہا اس غار میں نہ چھپا ہو قران کو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو کوئی اس غار میں جھک کے دیکھے ایک طرف بغدہ مار انقب کھودتا ہوا چلا لیکن عجب حال زندگی وبال لیکن جان و آبرو کا ڈر تاریکی قبر سے وہ مقام بدتر اندھیرا لحد کا یاد آتا ہے قلب حزین تھرّاتا ہے تھوڑی دور جا کر گھبرایا خیال میں آیا اب زمین سے نکلو طبقہ توڑا دیکھا ایک مکان میں نکلا وہ مکان وسیع بقدرت پروردگار خالی پڑا ہے قران کو کسی قدر اطمینان ہوا جان کو غنیمت جانکر اُس مقام ویران کو جاے سکونت قرار دیا گرد و غبار سے جسم کو پاک کیا لیکن دلکو انتشار ہے کہ یہ کیا معرکہ درپیش ہے کہ خواجہ و برق آپس میں لڑ رہے تھے ایک مقام پر مجمع عام ہے نہیں معلوم انجام کیا ہوا یہ تو عقل سے دریافت ہوتا ہے کہ برق اور اُستاد سے تلوار چل رہی ہے خدا انجام بخیر کرے مگر افسوس اس مجمع میں پہونچے عیاری سے محروم رہے قران نامدار اس قصر ویران میں داخل ہے دیکھیے اثر کیا گذرتی ہے ساحر جو انکے تعقب میں آے تھے تلاش کر کے چلے گئے سب آپس میں کہتے ہوے یارو یہ عیار برق جہندہ ہے کس زور و شور سے نکل گیا اب کہاں تلاش کریں اُسکو زمین کھا گئی یا آسمان پر پہونچا یہاں خواجہ و برق سامنے شہاب گلگون پوش و ملکہ وغیرہ کے لڑ رہے ہیں ان دونوں کی لڑائی میں ناظرین کو بڑا لطف ملتا ہے شہاب گلگون پوش

برق کی تعریفیں کر رہا ہی کبھی کہتا ہی ای مہتر والا گہر ای برق نامور سار بان زادے سے اپنے کو بچا حکم دے
مین ایک سحر کرون ہاتھ پانون اسکے بیکار ہو جائین مشکین باندھ لے ایسا نہو تو زخمی ہو مجھکو بڑا ملال ہوگا
برق جواب دیتا ہی ای شہنشاہ ساحران وای قدردان نکو اران واسطہ سامری و جمشید کا اس مقدمہ مین
دخل نہ دیجیے زمرہ عیاران مین بدنام ہونگا افراسیاب کو کیا منہ دکھاؤنگا شہاب پھر زک جاتا ہی ساتھ
والون سے پوچھتا ہی وہ جو عیار حبشی آیا تھا اسکو گرفتار کیا چند ساحرون نے عرض کی حضور وہ دشمن بینا کو قتل
کرکے نکلگیا اسکا پتا بھی نہ ملا شہاب کہتا ہی اب میرا عیار برق نامدار رفیق خیر خواہ سب انتظام کرلیگا اسکے
سامنے کوئی عیاری کا نام نہ لے سکیگا ایک دن مین مہرخ وغیرہ کا خاتمہ کردیگا دیکھو صاحبو کس زور سے
لڑ رہا ہی حقیقت مین عمرو و برق سے چوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین عجب ہنگامہ عظیم برپا ہی ساحر کہتے ہین یہ دو
ہر وار مین یہ دونون کیونکر بچتے ہین گویا بجلیاں گتھی ہوئی ہین دونون کامل فنون عیاری مین طاق شہرہ آفاق
ایک شاگرد ایک استاد دیکھین کون غالب آتا ہی ایک مقام پر خواجہ عمرو نے بڑھکر تیغچہ مارا برق کا سر زخمی
ہوا شہاب گلگون پوش بیقرار ہو گیا کہا ای برق اب مین نہ مانونگا جتنا خون تیرا زمین پر گرا میرا بھی اتنا ہی
خون خشک ہو گیا مین سحر کرتا ہون برق نے قسم دی کہا حضور دیکھین شیر زخمی ہوکر پھرتا ہی کیا وار کرتا ہی یہ کہکے
گھس پڑا تلوارین مارنے لگا خون زخم کا پونچھتا جاتا ہی لڑنے مین پکار کر کہا ہان او ساحر عمرو کا سر کاٹ لیجیے
حکم دیا عمرو گھبرا کر بولا برق نے حلقے کمند کے مارے کہا او عمرو یہ فقرہ یاد رکھنا دیکھو یون گرفتار کرتے ہین گرگ
باران دیدہ کو فقرہ دیا بڑے بڑے عیار کو پھانسا اب کہان جائیگا حقیقت مین وہ حلقہ ہاے کمند گرد مین
عمرو کے پڑے بڑا دھوکا کھایا لیکن یہ عمرو عیار ری شکب ہوکر جست کی حلقہاے کمند سے یون نکلا جیسے شرارہ
سنگ سے یا ہوائی گنج سے یا عینک سے نگاہ بلول عاشق سے آہ قضاے کار وہان پر اک نخل تھا
اسکے شاخ کی سر عمرو مین ٹھوکر لگی لڑکھڑا کر گرا برق جھپٹ کے جا پڑا آنراق سے جاب بیہوشی مارا عمرو بیہوش
ہو گیا ایسی سر کی کھائی کچھ تدبیر نہ بن پڑی برق نے چھاتی پر چڑھ کے مشکین باندھین ساحر دوڑے کہ عمرو کو
مارین برق نے کہا یارو ہاتھ نہ لگا ؤ میرا استاد ہی اب دیکھو کیا ہوتا ہی کوئی صاحب ہمارے مقدمہ مین
دخل نہ دین جو مناسب جانینگے وہ کرینگے شہاب نے منع کیا خبردار کوئی قریب نہ جائے برق کو سب طرح کا
اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ بخشے برق نے کندون سے مشکین باندھین چھینٹا پانی کا مارا ہوشیار کیا کہا کیون
خواجہ ہماری جرات دیکھی عمرو نے سر جھکا لیا جواب نہ دیا کشان کشان طرف بارگاہ کے لیکر چلے سارے

شہر مین بھی بانڑ ہے برق فرنگی ہمارے مالک کے شریک ہوا عمرو کو گرفتار کیا اب مہرخ و بہار وغیرہ بھی قتل ہوجائینگی
برق کے ہاتھ سے امان نہ پائینگی ہمارے آقا کی عملداری ہوجائیگی طلسم ہوشربا کی حکومت ملیگی سب سردار خوش
ہین برق نے سر زنجیر عمرو اک ساحر کے ہاتھ مین دی آپ چلکر سامنے شہاب گلگون پوش کے آیا جھککر سلام
کیا کہا آپ صاحب اقبال ہین افراسیاب اس ہوس مین مرتا ہے کبھی عمرو کو نہ پاسکا آپ کے اقبال سے سب
کام ہوگیا اب لشکرکشی کرکے چلیے مہرخ وغیرہ کو بھی گرفتار کردون شہنشاہ سے بھی نیابت لکھوا لیجیے گا ہوشربا پر آپکا قبضہ
ہو حیرت کا بھی دخل نہ دین گوشۂ عافیت مین جاکر بیٹھین پھر آپ کو طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے لیچلینگے وہان کیفیت
دیکھیے فرزندان عمرو سے لڑائیان پڑین عیاریان ہون ایک لاکھ چوبیس ہزار وہان عیار ہین وہ سب میرے
نام سے ڈرتے ہین کوئی سامنا نہ کریگا جب سنینگے مہتر برق فرنگی جری بہادر جنگی شریک ہوگیا سوراخ مور و مار
مین چھپ جائینگے خود صاحبقران گھبرا جائینگے بادشاہ اسلام سعد بن قباد ہمکو پیغام دینگے ہمارا تو یہ قول ہے جو ہونے
دو سو خداوندون کو سجدہ کرے ہمارا دوست جانی ہے بس یہی دلمین ٹھانی ہے خدائے نادیدہ کا پرستار پردۂ
دنیا مین باقی نہ رہے مذہب قدیم کو رونق ہو شہاب گلگون پوش نے کہا تمھاری رائے پرکاربند ہین ہم تو
جرات پسند ہین کل امورات مین تمھین کو اختیار ہے یہ باتین کرتے ہوئے خوشی خوشی بارگاہ مین آئے چالاک
جو قید مین بیٹھا ہے اُسنے دیکھا قبلہ و کعبہ بھی گرفتار ہوگئے رونے لگا کہا کیون بھائی برق یہ کیا سلوک کیا قبلہ و کعبہ
کی مشکین باندھین کچھ افسوس نہ آیا او برق خدا سے ڈر اسقدر ظلم و بدبختی نہ کر قبلہ و کعبہ تیرے بھی اُستاد ہین تو
تو جلاد بنگیا برق نے کہا اب دم بھر مین میری جلادی ظاہر ہوگی شہاب و گلشن تخت پر آکے بیٹھے ہزارہا ساحران
غدار بڑے بڑے سردار رئیسان عالی وقار افسر و تاجدار گرد آکر بیٹھے برق کو بہت بھاری خلعت ملا پھولگیا سامنے
شہاب و گلشن کے باادب کھڑا ہوکر خوشی خوشی بہ الحان یہ اشعار آبدار پڑھنا شروع کیے

نظم

باہم بلند و پست ہین کیفیت شراب کے
کیا کیا ہین اوج و پست مین رنگ آفتاب کے
ساقی اُٹھ دل جام صبوحی کی خبر ہو
گل ہوگئے چراغ مہ و آفتاب کے
دھوئے شراب سے مرے انگور زخم کو
دالیگی شام منھ پہ نقاب آفتاب کے

آنکھون مین ہین طلوع و غروب آفتاب کے
برسون سے ڈھونڈھتا ہے مضامین شراب کے
مشتاق کب سے ہین لب شب آفتاب کے
لکھون جو اُن کے چہرۂ روشن کا وصف مین
تا حلقے بخشین زخم کہین آفتاب کے
خالی کہان فلک ستم روزگار سے

چھٹتے ہین رخ و زرد چہلے شراب کے
گردون اُلٹ رہا ہے ورق آفتاب کے
اُٹھے وہ دود دل کہ فلک ہوگیا سیاہ
پیدا کرون زبان و دہن آفتاب کے
کھوئیگا دود آہ فلک کی برہنگی
رکھتا ہے دلپہ داغ مہ و آفتاب کے

جانے تو دو فلک پہ مرے نالۂ جنون
یاد آگئے ہمیں بھی زمانے شباب کے
محروم آرزو میں صدائے شکست میں
شب بھر کے واسطے یہ تماشے ہیں خواب کے

پرزے اڑا ینگے ورق آفتاب کے
پائی ہے مینے زخم سے تعلیم خامشی
رہ رہ گئے ابھر کے پھپولے حباب کے

ای چرخ پیر دیکھ لیں آنکھیں تری
گویا لب سکوت دہن ہیں جواب کے
کس اعتبار میں نفس چند ای نسیم

اس رنگ میں برق نے یہ شعر پڑھے تمام اہالیان دربار تڑپ گئے خواجہ عمرو کھڑے دیکھ رہے ہیں خاموش چالاک بھی سکوت میں گلشن تعریف برق کی کررہی ہے شہاب سے کہتی ہے صاحب حقیقت میں برق بڑا عیار نامدار ہے برق دعائیں دینے لگا اُسی وقت اشعار نظم کیے تھے بانت بھی دکھائی دونوں ہاتھ اٹھا کر عرض کی اشعار دعائیہ

ہر شرابی کہ در رسم انشا است
از قلم خامۂ تو چیچون باد
شست و شوے لباس گیتی را

برلب خامۂ تو مقرون باد
علم بر قلعت تو مفتون است
عدل ترتیب گر تو صابون بادا

ہر سرابے کہ در جہان عطا است
لوح محفوظ نیز مفتون باد

ایسی ایسی خوشامدین برق فرنگی کرتا شہاب و گلشن وجد میں ہیں جب برق کو بھاری خلعت موتیوں کا مالا وغیرہ مل چکا برق مرغ زرین بنے کھڑے ہیں جھوم رہے ہیں شہاب نے کہا کیون ای رفیق شفیق اب کیا قصد ہے برق نے کہا عمرو چالاک سے پوچھیے اگر سامری وجمشید کو سجدہ کرین سرفرازی حاصل ہو ورنہ پھر تو یہ ہے بقول بزرگان مثل مرغ سر بریدہ بانگ نمیدہد دشمن کے لیے یہی مناسب ہے یہ کہکے شہاب کے قریب آیا کان میں کہا حضور عمرو خاموش ہے عیاری سے جو پکڑا گیا نہایت شرمندہ ہے آپ سوال کیجیے میں کہونگا تو جھلا ئیگا حقیقت میں شرم کی بات ہے میرے ہاتھ سے زیر ہوا کبھی کوئی عیار اُس پر غالب نہیں آیا مجھکو تو بھی اسنے زیر کیا تھا آج تو حضور کا اقبال تھا یہ عیار جہان دیدہ اسطرح زیر ہوا اگر حضور کی اطاعت کرے تمام عالم میں نشان لیافی بلند ہو لشکر دردمند ہے شہاب نے پکار کر آواز دی کیون خواجہ صاحب اب کیا ارادہ ہے ہمارے رفیق نے کس زور وشور سے زیر کیا کچھ مقام تردد نہیں ہے آپ کا شاگرد رشید فرزند سعید غالب آیا آپ ہی نے تعلیم کیا خوشی کیجیے لائق وفائق ہوا گلشن بھی اشارہ سے برق کے بول اُٹھی خواجہ شہنشاہ بجا فرماتے ہیں جو دو اطاعت کرو خلاف کروگے قتل ہو جاؤگے یہ جو گلشن نے کہا خواجہ چیخین مار کے رونے لگے اسقدر روئے آستین وگریبان تر ہو گیا یقین تھا روح جسم سے نکلجائے آہ آتشناک سے قصر جسم جلجائے تمام اہالیان دربار گھبرا گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہین عمرو کا دم نہ نکلجائے بعض کہتے ہیں بڑی ندامت ہے

عیار صاحب کو غیرت ہے بعض کہتے ہین دربار مین صاحبقران کے بڑی آبرو ہے ازلقا ملعون کا زینت پہلو ہے بعض نے کہا انکا برادر خورد نخو قوت بازو ہے فرزندان حمزہ عم نامدار پوتے صاحبقران کے جد عالی تبار کہتے ہین اسکو جو سر دربار سرِ بازار ایسی ذلت ہوئی اسی وجہ سے بیقرار ہے ایک نے کہا یار و خوف جان سے روتا ہے اسکو زندگی کی بڑی ہوس ہے علاوہ ازین حسرت ہے اپنی روتا ہے خود قید ہے اور کا فرزند قید اپنے آقا سے چھوٹا آتما بڑا شاگرد رشید سامری پرست ہو گیا اسکا رونا کیا بیجا ہے اسپر حسرت کا فلک ٹوٹ پڑا عزت ، وقار دو مین اسکی فرق آیا شہاب نے بھی دیکھا عمرو کا عجب رنگ ہے حقیقت مین ظاہر ہوتا ہے اپنی زندگی سے تنگ ہے برق بھی رونے پر تڑپ گیا دوڑ کے عمرو کے قدمون سے لپٹ گیا کہا استاد نہ روئیے سامنے اب قدردان صاحب شوکت و شان موجود ہے جو آپکو دلسے منظور ہو ارشاد فرمائیے اسقدر نہ گھبرائیے مگر تو میرے سامنے نہ چلیے کام آئیے قلب کو صاف کیجیے خود ہی انصاف کیجیے مین آپکا غلام ہون اگرچہ آپ کو زیر کیا مشکین باندھین اسکا افسوس بیکار ہے ہر وقت تعلیم ہزار مرتبہ آپکو زیر کیا آپ خود پیچ سے توڑ بتاتے تھے زیر ہو جاتے تھے آج کیا شرم ہے مالک ہمارا عطاپاش و خطاپوش حق نیوش رحم دل عاقل کامل آپ ہی خطا معاف کر دیگا اسطرح جو برق نے قدمون سے لپٹ کے کہا اور زیادہ جوش گریہ ہوا طرف فلک کے دیکھکر یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

دل لیا عشق مین دیوانہ بنایا افسوس
تو نے اغیار کو پاس اپنے بٹھایا افسوس
بھول کر یار مقدر سے مرے آیا تھا
ایسا نظرون سے مجھے تو نے گرایا افسوس
کبھی ہمجنس سے کہین نہ پئے درد و ملین
زلف مین اسکی محبت دلکو پھنسایا افسوس
استخوان کوئی سگ یار کے قابل نہ رہا
بعد مردن بھی وہ تڑپ سینہ آیا افسوس

ہائے اسپر بھی تجھے رحم نہ آیا افسوس
دل دیا اسکو کہ بیرحم بھی ناقدر بھی ہے
حال دل کچھ اسے اپنا نہ سنایا افسوس
کسی تھی تو عشق آیا اسے چھپاتا ہون
تو بھی مجھکو محبت مین رلایا افسوس
اب جو بیٹھے ہوئے چھلکتے ہو کیا ہوتا ہے
آتش عشق نے اسدرجہ جلایا افسوس

کیا خطا مجھسے ہوئی تھی کہ جلائے کہ مر
نہ مجھے بھلائے یہ کیا جی مین سمایا افسوس
ہائے محفل مین تری آنے کے قابل نہ رہا
ہائے کیون زخم جگر تم نے دکھایا افسوس
ہائے الجھن ہے غضب درد پریشانی ہے
ان حسینون سے نہ کیون دلکو بچایا افسوس
آبرو ہمکو بھی یہی ارمان سدا ہے سلامت

یہ اشعار عاشقانہ اس شان سے پڑھے سننے والون کے کلیجہ منہ کو آ گئے سب رونے لگے عمرو ہچکیون سے سر ٹکراتا تھا صاف ظاہر ہے قصد کرتا ہے کہ ابھی دم نکل جائے جب شہاب و ملکہ گلشن نے یہ حال پر ملال عمرو دیکھا سب عذر کرنے لگے کہ خواجہ ہم تمہین قتل نہ کرینگے سامری جمشید کو سجدہ کرو جسطرح لشکر حمزہ مین تھے اسی طرح استاد بنکر رہو لیکن اپنے شاگرد کو اپنا افسر جانو آخر تم ہمارے

دل مین کیا ہی بیان کرو جو کہوگے ہم قبول کرینگے قتل کا نام نہ لینگے مراد گریہ ظاہر کرو دیکھو ای بندہ سامری تڑپکے دم نکلجائیگا تجاب کرنے سے کیا ہاتھ آئیگا یہ جوان سب نے بہت خوشامد کہا خواجہ کو اور زیادہ رونا آیا بلبلا کے تھرائے ہونٹون پر شکلی کلیجہ تھام کر یہ مسدس رعنا ندامت عشق مین پڑھنا شروع کیا مسدس

عشق دو زخ کے دھوئین دم مین اڑا دیتا ہی
خاک مین عالم و آدم کو ملا دیتا ہی
برق سان خرمن ہستی کو جلا دیتا ہی
جلوہ خورشید کا ذرے مین دکھا دیتا ہی
نار دوزخ کا ہی بس ایک شرارا اسکا
آمین عیسیٰ بھی تو بچتا نہین مارا اسکا

عشق وہ سم ہی مرے بار جو لے اسکا نام
اسکی تاثیر کو سب جانتے ہین خاص و عام
اژدہا دیکھے تو ہو جائے وہین کام تمام
اسکا آغاز ہی انسان کا جو ہی انجام
خون سیاہی دم تحریر جو عشق نظر آئے
خاک کاغذ ہو قلم سوکھ کے کانٹا ہو جائے

گاہ دریا مین نظر آتا ہی وہ بنکے بھنور
کشمکش جذبہ وہ شوق سے ہی آٹھ پہر
موج بنکر کبھی قلزم مین یہ آتا ہی نظر
کبھی طوفان کی طرح جاتا ہی یہ سر سے گذر
ہو وہین ناکام دم تشنہ دہانی عشاق
الیسا ترسائین نہ مانگین کبھی پانی عشاق

بیقرار اسنے ہی سیماب کو کر ڈالا ہی
اشک نیسان کو نیا اسے گہر ڈالا ہی
سم کا الماس مین قاتل نے اثر ڈالا ہی
سینۂ سنگ مین آتش کا شرر ڈالا ہی
ہی یہی کاہ ربا اور اثر مقناطیس
ورنہ ہی کون سلیمان کہان کے بلقیس

چاشنی قند مین اپنی کبھی دکھلاتا ہی
گر نمک مین نمکین شور یہ بنجاتا ہی
اور کبھی زہر ہلاہل مین یہ کر جاتا ہی
ذائقہ بنکے ہر اک چیز مین در آتا ہی
مشک مین عطر مین گل مین یہی بو دیتا ہی
بنکے خنجر کبھی عاشق کا لہو دیتا ہی

راگ مین سحر کی دکھلاتا ہی گا ہے تاثیر
طوق بنتا ہی گلے کا کبھی پا کی زنجیر
دام کاکل مین یہ دلکو کبھی کرتا ہی اسیر
تیر مژگان سے کبھی کرتا ہی ظالم نخچیر

گاہ صورت کبھی سیرت مین یہ در آتا ہی
دل عشاق کو ہر طرح سے بہلاتا ہی

مہر تابان ہی کبھی چرخ پہ کہ ماہ تمام
کہکشان گاہ کبھی عقد ثریا خود کام
گاہ ثابت ہی کبھی اختر سیارہ نام
شب کبھی روز کبھی گاہ سحر گاہ ہے شام

دلمین آکر نہین ممکن ہی نکلنا اسکا
ہی زمانے کی طرح رنگ بدلنا اسکا

عالم آشوب ہین اس عشق سے اسرار نہان
تارہ عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان
چاہتا ہون کہ کرون چاہ کا احوال عیان
دل یہ کہتا ہی کہ ہی عشق عیان را چہ بیان

ابتدا موم ہی انجام کو بربادی ہی
شادی و مرگ اسی عشق مین لشادی ہی

سوتے فتنے کو یہ کمبخت جگا دیتا ہی
خون دل دیدہ عاشق سے بہا دیتا ہی
سر بیہون کو یہ دلسوز جلا دیتا ہی
چاہ مین چاہ فرشتون کو جھکا دیتا ہی

زندہ مردے کو کرے معجزہ عیسے دکھلاے
مردہ زندے کو کرے پھر اُسے زندہ فرماے

دام مین لاتا ہی یہ طائر دل کو دم مین
ملک دل کرتا ہی تاراج یہ فرط غم مین
اس سے آخر کو زوال آتا ہی جاہ و جم مین
ننگ و ناموس کو چھوڑا ہی کہین عالم مین

اس سے بدتر نہین دنیا مین کوئی بیماری
ہین مسیحا اسی آزار کے اب آزاری

عشق جادو ہی کہ ہی سحر طلسم و نیرنگ
پانی ہو جاتا ہی اس عشق کی تاثیر سے سنگ
اُسکو اعجاز مسیحا بھی ہی اب کیا کرے جنگ
عجب انداز ہین اور اسکے نرالے ہین ڈھنگ

عرش سے فرش پہ لا چاہ فرشتے کو جھکا

فرش سے عرش پہ انسان کو جانا ہے پہونچا

اس بیقراری مین یہ بند پڑھے سننے والے کلیجہ تھام نے لگے لیکن کوئی مطلب اصلی نہ سمجھا کہ اس مذمت عشق سے اس مقام پر کیا مراد ہے لیکن شہاب گلگون پوش نے کہا ای مہتر برق فرنگی عیاری کرینگے تمھارے اُستاد ہین تم کچھ اس مطلب کو سمجھے برق نے کہا اور تو مین کچھ نہین جانتا اتنا واقف ہون کہ جبدن سے طلسم ہوشربا مین تشریف لاے ملکہ صرصر شمشیر زن پر مائل ہین اکثر پیغام وسلام ہوتے ہین لیکن کچھ انجام نہوا اکثر راتون کو اشعار عاشقانہ پڑھا کرتے تھے شاید اُسی معشوق کا خیال آگیا شہاب نے کہا خواجہ صاحب اگر آپ کو صرصر کا خیال ہے مجھ سے صاف صاف فرمایئے مین اُسکی بھی تدبیر کر سکتا ہون افراسیاب کے گھر کا مجھکو سب طرح سے اختیار ہے کوئی مقام تردد نہین نام صرصر سنکر خواجہ اور زیادہ بیقرار ہوے تڑپکر یہ اشعار مخفی پڑھنے لگے اشعار

بسکہ الفت گریہ را با چشم خونبار من است
گردش گردون دون در فکر آزار من است
بار منت می نہد بیہودہ بر گلزار ابر
جستجو ہم دارد و در فکر آزار من است
مخفیا زنہار خود بینی و خود رائی مکن

ریختن بر خاک رہ خون جگر کار من است
نیست در بازار راحت گر چہ یک جو تخم
رونق این بوستان از چشم در بار من است
کردہ ام تا طوق گردن رشتہ زنار ہست
کین پریشانی من بر من ز پندار من است

با وجود آنکہ آزادم ز سر تا پا ہنوز در
شکر اللہ محنت عالم خریدار من است
فتنہ ہر جا بر آرد سر ز آغوش فلک
عقدہا تسبیح را در دل ز زنار من است

اشعار عبرت آثار دل کے تار باندھ دیے بحر رقت کا جوش کبھی گریان کبھی خاموش عجب حال پرملال مین خواجہ کو اُسوقت دیکھنے والے دیکھتے ہین ہر کس وناکس کا یہی قول ہے کہ صاحبو اگر یہی حال ہے قلب پر اسقدر رنج وملال ہے عمرو زندہ نہ بچیگا تڑپ تڑپکر جان دیدیگا مگر سبب گریہ نہین کھلتا آخر شہاب گلگون پوش نے انتہا کا عذر کیا کہا خواجہ جسکو تم عزیز رکھتے ہو اُسکے سر کی قسم تمکو دیتے ہین حال دل کہو بے وجہ اپنی جان نہ دو ہم سب طرح تمھارے ساتھ محبت صرف کرینگے جو مانگو وہ دینے کو موجود ہین صرف مذہب کی تکرار ہے برق بھی قدمون پر گرا تب عمرو سنے بمشکل ضبط کیا ظاہر مین سب نے دیکھ لیا کہ تاب ضبط نہ تھی مگر یہ بھی جرأت تھی کہ اپنے کو روکا کہا ای بادشاہ عالیجاہ اسوقت مجھکو کئی باتون پر رونا آیا ایک تو یہ خیال آیا کہ افسوس ہم نے عمر اپنی ناقدرون کے ساتھ بسر کی یعنی حمزہ مجاور زادہ مکہ جبتک اُسکے ساتھ رہے جہان کہین وہ قید ہوے ہم عیاری کرکے پہونچے سرکستان دہر کو اُنکے واسطے زیرو زبر کیا لیکن کوئی پھل نہ پایا ایک روپیہ سے زیادہ کبھی نصیب نہوا اسوقت برق نے تمھاری اطاعت کی نہین معلوم جھوٹا ہے یا سچا مجکو پکڑ لایا تم نے کئی ہزار کا خلعت لوسے دیا حمزہ کے لشکر مین

ہماری عمر گذری اِس مہرخ کے ساتھ بڑی بڑی جانبازی کی اُسنے بھی کبھی ایسا خلعت نہ ملا تمھاری قدردانی پر
ہمکو وجد ہوگیا دوسرے گرفتار ہوکر آئے یہ بھی خیال ہوا کہ زندہ نہ بچینگے خوف جان مین روئے اُس تمثال
عالم کی بھی تصویر آنکھون کے آگے پھری یعنے ملکہ صرصر شمشیر زن معشوقہ پُرفن سالہا سال اُسکی محبت مین
گذرے وہ آہوے وحشی رام ہوا ایک دن وصل کا انجام ہوا بس اب ہمارا جان دینا ہی بہتر ہے اور
اے شہریار حال مذہب ہمارا نہ دریافت کیجیے اصل مین ہم لقا پرست ہین انھین خیالات مین مست ہین سامری
جمشید کو کم مانتے ہین لقا کا چھوٹا بھائی جانتے ہین انھین خیالات مین مذمت عشق پر بھی توجہ ہوئی یا مہر
مین اشعار عاشقانہ پڑھے لشکر حمزہ مین رہتے تھے کہدیا یزدان پرست ہین یہ سُنکر شہاب گلگون پوش
خوش ہوگیا کہا خواجہ ہمارا اعتقاد و مذہب قریب ہے ہم بھی خداوند لقا کو ہی کہتے جوت کا خداوند جانتے ہین
کہ یہ خداوند زندہ ہے سامری جمشید وغیرہ دنیا سے چلے گئے بس کُل انتظام ذات پر خداوند لقا کے موقوف ہے
جو انکو خداوند نہ جانے وہ بڑا بے وقوف ہے مین تمھاری قدردانی کرونگا کیون جان دیتے ہو ہرچند کہ
برق اسوقت تم پر غالب آیا لیکن عہدہ افسری عیاران تمھارے نام ہوگا عمرو نے کہا میری بڑی قدردانی
یہ ہی گزی گاڑھا پہناؤ اور جَو ار باجرا کھلاؤ ہم خود کماؤ پوت ہین مٹی مین سے پیسا پیدا کرتے ہین ایک
اقرار پر مین آپکی اطاعت کرتا ہون صرصر کے ساتھ میری شادی افراسیاب سے کہکر کرا دیجیے تو صرف
جان و مال سب آپ پر نثار آپ کے غلامون کا تابعدار ہون اب راتین ہجر کی نہین کٹتی ہین تڑپ تڑپ کے
بسر کرتا ہون نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون یا اقرار کیجیے تصویر سامری و جمشید لائیے مین سجدہ کرونگا ورنہ جلاد
بیدرد کو حکم دیجیے ابھی مجھکو قتل کیجیے خون سے مجھ بے گناہ کے ہاتھ بھرے زندگی کی ہوس اب باقی نہین ہے
شہاب گلگون پوش نے کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری اے ہزبر دشت طراری جو جو کچھ آپنے فرمایا
سب منظور ہے حقیقت مین حمزہ بڑا ناقدر ہے اُسکے لشکر مین بڑا غدر ہے تجھ ایسے جانباز سرفروش کی یہ لیاقت
محرران اخبار سخنوری و محرران کتب انشا گری نے بصد شد و مد جا بجا تحریر فرمایا ہے کہ غلط داستان حمزہ ہے سبب
خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار کے ہے اگر عمرو ایسا عیار ہمراہ حمزہ نامدار نہوتا تاجدار با انتقام بگلگون پوش ہوسے
ہوتے زندہ نہ بچتے ملک مصر مین بیچارہ مُردہ بنا مُردہ بنکر زندون کو درگور کیا وہ عیاری نہین کرامات
تھی مین نے دفترون کو دیکھا ہے ممالک ساحران سب آپکی ذات سے ختم ہوئے کیسے کیسون نے شکستین
کھائین براے فرزندان حمزہ سینہ سپر ہے بڑے بڑے شہرون مین گذر ہے اس ہوشربا مین بھی کیا کیا

کام کیے کیسے کیسے نام کیے عشاق سبزو رنگ کو مارا بڑے بڑے ساحر دن کو للکارا افراسیاب پر دست دراز
ہوے بلکہ تو آپ کی جرأت پر بڑے ناز ہوے عہدۂ وزارت لیجیے مجھے سرفراز کیجیے کل امورات کا آپکو اختیار ہے
یہ سمجھیے کہ شہاب میرا خدمتگار ہے عمرو نے سر جھکا کر کہا اگر ایسا کروگے تمھارے لیے بہتر ہے مین تم کو بادشاہ
ہفت اقلیم بنا دونگا خیر خواہی کا مزا چکھا دونگا مگر مقدمۂ صرصر مین کیا جواب دیا شہاب نے کہا خواجہ
وہ بدل و جان آپ کو قبول کریگی مشکین باندھ لاؤنگا بڑی دھوم سے تمھاری شادی کرونگا افراسیاب
کی مجال ہے کہ میرا کہنا نہ مانے عمرو نے چپکے سے کہا اے شہنشاہ اسوقت زیادہ کہنا بیکار ہے یہ حقیر محبوب و ہمسایہ ہے
اگر آقا کی مہربانی ہوگی شاید تخت سلطنت ہوشربا پر آپ جلوہ فرما ہون کل طلسم زیر نگین ہوجائین ہمارے
بھی قلب کو تسکین ہو شہاب پھولگیا رنگ چہرے کا سرخ ہوا جلد قید کٹوائی کہا اپنے فرزند کو بھی سمجھا دیجیے
عمرو نے کہا وہ مرا نور نظر پارۂ جگر ہے جلد قید کٹوا دیجیے ہم جبکے دوست ہوے وہ بھی تابعداری کریگا بے مثل
عیار ہے چند عرصے مین جب یہ خبر مشہور ہوگی کہ خواجہ عمرو نے شہنشاہ شہاب کی اطاعت کی سب عیار اسی
مقام پر چلے آئینگے آپنے دفتر ایرج نامہ مین پڑھا ہوگا جب حمزہ سے اور مجھ سے بگاڑ ہوا سب عیار
میرے ہمراہ چلے آے اپنے اپنے افسرون کی مشکین باندھ لاے جب مجھسے صلاح ہوئی وہ بھی سب شریک
ہوگئے وہ تو سب میرے مطیع ہین اب آپ مطمئن رہین جوکچھ ہوگا وہ ظاہر ہوجائیگا سب کام ہوگئے اک
ہم شریک ہوے چند عرصے مین کوئی آپ کو نہ پہچانیگا بعد اختتام لشکر مہرخ و بہار و بعد قتل اسد نامدار
ایک دن افراسیاب کو بھی پکڑ لینگے تمھین تخت پر بٹھا دینگے یہ سامان سُن سُنکر شہاب وجد مین آیا واسطے
خواجہ کے بھاری خلعت منگایا چالاک کو بھی رہا کیا تینون عیار محفل مین آکر بیٹھے برق نے شہاب سے
اشارہ کیا اُسوقت تو خواجہ گانے کیا تھے روتے تھے اب دل بحال ہے اور طرح کا خیال ہے اب مزے
سے گائینگے ہم بایان بجائینگے چالاک بھی موجود ہے اک ساز انکو دیجیے پھر کیفیت دیکھیے ہم ساقی گری کرینگے
بڑے مزے ہونگے شہاب نے خواجہ سے کہا اے دوست صادق اے محب وا ثق آپ کے گانے کے سب
مشتاق ہین یہ بھی بخوبی ہین آگاہ ہون کہ آپ مبتلاے درد فراق ہین عمرو نے کہا اے قدر شناس حقیقت مین
میرا بھی دل چاہتا ہے کچھ اشعار عاشقانہ پڑھون دل کو غم سے خالی کرون سازندے خواجہ کے گرد آے ایک ساز
چالاک نے بھی اٹھالیا برق انتظام شراب مین مصروف ہوا خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

رہی ہمیشہ اسیری اسکے اختیار مین روح	پھنسی بدن سے پھنسی دام زلف یار مین روح
بدل رہا ہے جتانے یہ کروٹین لاشہ	

پس فنا ہو تری یاد جسم زار مین روح
کہین اجازت رفتار دے نزاکت یار
کہ اپنا جسم ہوا ہی تن نزار مین روح
دکھادے جلوہ آخر کہ وقت ہی آخر
بھٹک رہی ہی ابھی تک اُسی مزار مین روح
عجب نہین جو پکارے تجھے مری آغوش
اُسی سرور مین دل ہی اُسی خمار مین روح
خیال کاکل برہم سے حال ہی برہم
کنار قبر مین ہی زحمت فشار مین روح

ملال تجکو ہی تم ہو دل مکدر مین
کہ راہ تکتی ہی آغوش انتظار مین روح
نہ زندگی سے خوشی ہون نہ موت سے اتنی
ہی میہمان نفس چند جسم زار مین روح
خیال گل کبھی خاطر سے کم ہو بلبل
ترا خیال ہوا ہی مری کنار مین روح
بہار داغ جگر سے ہوا فراغ نہ سیر
پھنسی ہوئی ہی عجب دام انتشار مین روح
خوش آئی عادت طفلی پس فنا بھی نسیم

غبار روح بنی ہی یا کہ دو غبار مین روح
فنائے عشق مین کیا برگزیدگی ہی یہین
نہ اختیار مین دل ہی نہ اختیار مین روح
نہین ہین ہم ترے مستون کی مستیان پس مرگ
بہار یہ ہی کہ نکلے اسی بہار مین روح
پیا ہی بادہ الفت کا ساغر لبریز
تمام عمر رہی سیر لالہ زار مین روح
عدم ہوا ہی بدن کاہش محبت سے
کہ لوٹتی ہی مری دامن مزار مین روح

خواجہ گا رہے ہین اہالیان محفل کو رجھا رہے ہین مہتر برق فرنگی منتظم میخانہ گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی قاعدے سے محفل مین رکھ رہا ہی مرغ زرین بنا ہوا پھر رہا ہی خواجہ کی تعریفین ہو رہی ہین اُستاد و شاگرد مین اشارے کنائے کبھی خواجہ پکار کر فرماتے ہین بیٹا برق جلد شراب محفل مین لاؤ اپنا کام کرو اور بھی ضرورت ہی شہنشاہ کو اپنے ساتھ لیکر چلین شہنشاہ افراسیاب جادو سے ملاقات کرین جنقاق نے نہین معلوم کیا کیا قریب لشکر ملکہ مہرخ پہونچ گئے ہونگے ہم چاہتے ہین اب کسی کو تکلیف نہ ہو بار کوہ جنگ و جدال ہم اُٹھالین ہمارے شہنشاہ کا نام ہو جائے بیٹا بہت جلد کام ہو جائے برق جواب دیتا ہی اُستاد سب سامان تیار ہی آپکی ہر اک بات کرامات ہی ابھی ابتدا کی رات ہی صبح ہوتے ہوتے صبح ہو گی کیا جلدی ہی چالاک سرہلا رہے ہین کبھی اُٹھکر ہاتھ سے برق کے گلابی لے لیتے ہین فرماتے ہین بھائی قرابہ اسطرف لاو بہت نہ گھبراؤ برق تڑپتے پھرتے ہین لیکن اب حال مہتر قران سنئے تحریر کر چکا ہون ایک مکان کہنہ مین جاکر مہتر قران ٹھہرے تڑپ تڑپ کے دن کاٹا اندھیری رات کا سامنا ہوا شب تیرہ و تار مکان سنسان مدت سے ویران پڑا ہی دل پر خوف طاری انتہا کی بیقراری آخر لاچار ہوکر دروازہ مکان کا کھولا دیکھا کوچہ تنگ و تاریک ہی اسطرف سے کوئی گذر نہین کرتا ڈرتے ڈرتے مہتر قران نکلے سر کوچہ سے بڑھے ہین کہ آواز آئی ارے کوئی مزدوری ہمارے پاس آوے یہ تھیلا شراب کا تھوڑی دور پہونچادے منھ مانگی مزدوری ملیگی خیال مین گذرا کہ اے مہتر قران

اسی حیلے سے تو سیر کرین کچھ حال بھی دریافت ہو اُستاد والا نژاد پر کیا گذری برق نے کیا کارگذاری کی
یقین ہی محفل مین رنگ جمایا ہو بہو ریہ بڑے قیامت کا ہی ہم بھی بیکار نہ رہین کوئی تو کام کرین یہ سوچکر رنگ
روغن عیاری کا نکالا اک شہدے کی شکل بنکر تیار ہوے گاڑھے کی غرقی سر برہنہ کوچے سے کہتے ہوے
نکلے ہارتے ہارتے جی چھوٹ گیا رنگ باز کی شامت ہو آج ایسا داؤن ہارے عمر بھر اب نہ جیتینگے حسد ن
کا بتین ہمارا رنگ کھیل جائیگی سلطنت جیت لینگے بڑے بڑے مہاجنون کو لنگوٹی بندھوا دینگے ہمین کیا پروا شہدے
جواری اسی شوق مین گھر بار چھوٹا چوبدار نے جو یہ آواز سنی صدا دی میان شہدے صاحب مزدوری کروگے
قران نے جواب دیا کیا حضور کوئی مُردی اُٹھانا ہی یا کسی کو نہلانا ہی چوبدار نے کہا نہین بھائی یہ تپلا
شراب کا اُٹھالو تھوڑی دور چلو وہان تک پہونچادو جو کہو وہ دینگے قران نے کہا چار گنڈے لینگے صبح کو اسی
سے داؤن بدینگے تکے کی پوریان کھاکے پڑ رہینگے یہ کہکے قران نے تپلا اٹھاکے دوش پر رکھا چوبدار سے
باتین کرتے ہوے چلے دمبدم وہی پھڑ کا ذکر ہی باتون مین بھی کھیلنے کی فکر ہی چوبدار نے پوچھا میان شہدے
بہت ہارے قران نے کہا حضور ہمارے ساتھ چلیے تو کیفیت حاصل ہو ہر وقت پریان ناچا کرتی ہین
ہم تو میانصاحب رنگ باز ہین ایک داؤن پر جان بدین سلطنت جیت لین لینے داؤن سے انکار نہ
کرین آجکل چورون نے بہت مال پایا ہی سب جوے گلزار ہین روپیہ لٹ رہا ہی مگر کیون میان صاحب
کس قید خانہ پر چلیے گا ہم رات کو عالم باغ تک نہ جائینگے رات کو بہت سناٹا ہوتا ہی تلنگے نے ایک دن
گولی ماردی ہوتی اپنی جان بچانا ضرور ہی ایسے مقام پر جانا سراسر قصور ہی حسین الدولہ کے امام باڑہ تک
چل سکتے ہین وہان بچارے قرض دار لوگ قید ہین شہر کا بھی کنارہ ہی چوبدار نے کہا ان دونون مقام پر
جانا منظور نہین سامنے قریب وزیر گنج اک بادشاہ قید ہی چند نگہبان وہان ہمارے مالک نے
مقرر کیے ہین اُنکے لیے یہ شراب جاتی ہی مہتر قران نے کہا کیون میان صاحب یہ کیسا قیدی ہی کہ
محل خانہ سے الگ قید کیا گیا چوبدار نے کہا میان شہدے صاحب تمھین ان باتون سے کیا غرض شراب
پہونچاؤ اپنی مزدوری لو سیدھے گھر چلے جاؤ باتین نہ بناؤ مہتر قران نے کہا حضور ہم بھی اسی شہر کے
رہنے والے ہین بڑے بڑے جھگڑے فساد دیکھ چکے ہین ہم سے صاف صاف کہیے ہم یہین تپلا رکھکے
چلے جائینگے پھر نہ آئینگے تب آپکو قدر ہوگی چوبدار نے دیکھا کہ شہدہ چلتا معلوم ہوتا ہی ایسا نہو تپلا رکھکے
چلا جاے اور دو چار صلواتین سناے اچھا نہوگا شراب کا پہونچانا بھی وقت پر ضرور ہی یہ سوچکر کہا بھائی

یہ ایک شخص شہنشاہ ہوش ربا کا گنہگار یہاں بھیجا گیا ہے ہمارے شاہ نے الگ مکان میں بہ حفاظت قید کیا وہ قیدی بڑا صاحب آبرو ہے قید خانے میں چور اُچکے قید ہوتے ہیں یہ رئیس شریف شہنشاہ سے لڑا گنہگار قرار پایا مہتر قران نے کہا بس اب آپ نے صاف صاف کہدیا میری بھی تسکین ہوگئی لیکن اُس قیدی کا نام کیا ہے چوبدار نے کہا میں نام نہیں جانتا یہ سُن چکا ہوں طلسم نور افشان کا رہنے والا طرفہ کوکب روشنضمیر صاحب عقل و تدبیر عقیل فہیم نور افشان کا ندیم یہ مشہور ہوا تھا ہم کو بھی معلوم ہے قران خاموش ہو رہا دلسے کہتا ہے اے مہتر قران ہمارے لشکر سے سوا ان تین عیاروں کے اس ملک میں کوئی نہیں آیا کون بزرگ قیدی ہے چلتے چلتے تران کو بخیر و عافیت چھوڑا ہے جمشید بھی لشکر میں موجود ہے مقام حیرت ہے پھر یہ قیدی کون صاحب لیاقت ہے دلسے سوچتے ہوئے بازاروں کو طے کرکے سامنے اک مکان کے پہونچے افسر وہاں کا ریحان جادو مع پانچ سو ساحروں کے بیٹھا ہوا پہرا دے رہا ہے دیکھتے ہی آواز دی کون آتا ہے چوبدار نے کہا ملازم شہنشاہ اے ریحان جادو تم سب کے واسطے شراب لیکر آئے ہیں ریحان جادو بہت خفا ہوا کہا کیوں شراب لیکر آئے کیا احتیاج تھی دو پہر رات گذر چکی نشے باز پڑے تڑپ رہے ہیں جماہیاں لے رہے ہیں صبح کو شہنشاہ سے عرض کرینگے سال بھر ہمکو گذرا مصیبت اُٹھاتے ہوئے گھر بار چھوٹا گھڑی بھر کی مہلت نہیں ملتی اب ہمارے بدلے اور کوئی نگہبان ہو ہماری بدلی کرادیں قیدی وہ سخت جان ہے اب دو چار دن کا مہمان ہے رہا ہونا غیر ممکن تاقید حیات یہاں کا قیدی رہا نہیں ہوتا کہیں جلدی مرجاے ہمکو فراغت ملے لاش اُٹھا کر دریا میں پھینکدیں چوبدار نے کہا یہ ہم سب کچھ عرض کرینگے تمکو معلوم ہے کہ شہر میں کیا ہنگامہ برپا ہے عیار آئے لڑے بھڑے اب دربار کا حال مفصل نہیں معلوم کم بخت مار ینگے یا اطاعت کی نہیں معلوم کیا انجام ہوا مہتر قران نے بھی پوچھا کیوں چوبدار صاحب عمرو عیار قتل ہوا برق کو شاید چھوڑ دیا چوبدار نے کہا دربار تک ہماری رسائی نہیں ہے اتنا سُنا تھا کہ عیار آے شاہ سے معاملہ ہوا صبح کو دریافت ہوگا مہتر قران خاموش ہو رہا پتلا لاکر وہاں رکھا سب ساحر دوڑے چوبدار تو انعام لیکر چلا گیا مہتر قران وہیں بیٹھ گئے ساحروں نے پوچھا میاں فردوا کیوں تم سر جھکاے بیٹھے ہو قران نے کہا حضور تو ندی آتی ہے اپنے مکان نہیں جا سکتا یہیں پڑ رہونگا حضور کو حقہ بھر دوں یہ کہکے پیادے کے ہاتھ سے چلم لے لی آگ پھونکنے لگے چلمیں بھر بھر کے پیادوں کو پلائیں سب خوش ہوے کہا بھائی کیا حرج ہے بیٹھو شام سے ہم لوگوں نے شراب نہیں پی ہے بدمزاج ہو رہے ہیں

گھڑے کا منہ کھولو شراب بوتلوں میں بھرو ممتر قوان بہت خوب کہکے بڑھے شراب بوتلوں میں بھرنے لگے اپنا نمک بھی ملاتے جلتے ہین یہ تو بخوبی سن چکے کہ کوئی طرفدار کوکب روشن ضمیر کا ہی وہ قید ہی لہذا جہانتک ہو سکے ان سبکو مارو اس قیدی کو چھوڑ دو اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ عمرو و برق و چالاک دربار مین بیہوش کرنے کی تدبیر کر چکے ہین ممتر قران یہان سب کو شراب پلا رہے ہین دیکھیے اسکا انجام کیا ہو وقت پر تحریر ہو گا

دوکلمہ داستان افراسیاب وقت پر کتاب سامری کا دیکھنا اور دریافت ہونا حال دربار شہاب بگلو کی تش اور روانہ کرنا شر پر جادو کا اسکا آکر عمرو وغیرہ کو گرفتار کرنا اور رہائی ملک احول مریخ نشین از دست قران حسنہ

چار دن کیا عمر بھر گر ہو میسر چاندنی
بے ترے بھاتی نہین ای ماہ انور چاندنی
ہجر مین ہی تاب آتش کے برابر چاندنی
دھوپ بہتر ہی یہ شب فرقت کی بدتر چاندنی
صاعقہ کی طرح سے گرتی ہی مجھپر چاندنی

دیکھیے اُجلی دکھاے کب مقدر چاندنی
صاف ہوتی مثل فرش سنگ مرمر چاندنی
آے کب رشک قمر کب ہو منور چاندنی
خوب روؤن ای شب غم ہی مکدر چاندنی
بعد بارش صاف ہو جاتی ہی اکثر چاندنی

ابر غم مین مدتون سے کب نظر آتا ہی چاند
بے ترے ای شمرو مجھ سے یہ شرماتا ہی چاند
ماہتابی سے کہان چہرے کو دکھلاتا ہی چاند
میرے گھر کی راہ کترا کر نکل جاتا ہی چاند
رہتی ہی فرقت کی شب باہر ہی باہر چاندنی

کب وہ جامے مین سماے ہو سوا جسکو عروج
ذرہ پرور چاہیے ہو مہ لقا جسکو عروج
کیون نہ اترائے جہانمین ہو نیا جسکو عروج
خاکساری وہ نہ چھوڑے دے خدا جسکو عروج
آسمان پر ماہ تابان ہی زمین پر چاندنی

چاند سا چہرہ ذرا رشک قمر دکھلا کبھی
ہو چکا غزہ قدم رنجہ کہین فرما کبھی
ماہتابی سے دکھا جلوہ ہلال آسا کبھی
بھول کر ای چاند کے ٹکڑے ادھر آجا کبھی
میرے ویرانے مین بھی ہو جاے دم بھر چاندنی

وصل کے سامان میسر ساری شب کھو بین مجھے
شکر یارب عشرتین اتنو برابر ہین سے مجھے
لطف بھی حاصل شب مہ کے مقرر ہین مجھے
ایک ہفتہ سے ہم ساتون میسر ہین سے مجھے

دشت و دریا سبزہ ساقی شیشہ ساغر چاندنی

سینہ پر داغ کیون بیکار جاؤن باغ کو
حیف ہی بے غیرت گلزار جاؤن باغ کو
دیکھکر کیون گلکو کھاؤن خار جاؤن باغکو
کیا شب مہتاب مین بے یار جاؤن باغکو

سارے پتون کو بنا دیتی ہی خنجر چاندنی

راہ الفت مین مجھے رہ رہ کے ترساتی ہی رات
کونسا سامان دیکھون مجھکو دکھلاتی ہی رات
ہجر رشک ماہ مین تاریک کب بھاتی ہی رات
دشت غربت مین ہون بے اسباب آتی ہی رات

جلد ای گردون بچھا دے بہر بستر چاندنی

وصل کیا برسون نظر آتا نہین ہی خواب وصل
ہو گئے پنہان نظر سے دفعتًہ اسباب وصل
اور جو قسمت سے کبھی ہم پر کھلا بھی باب وصل
کر یک شب تاب تھی گویا شب مہتاب وصل

چھپ گئی کیا دور سے صورت دکھا کر چاندنی

مظہر اعجاز ہین یہ ماہرویان حسین
دیکھکر زلف سیہ صاف ہوتا ہی یقین
فی الحقیقت کچھ کرامت رکھتے ہین یہ جبین
نقرئی سو بات اس کا فرکی چوٹی مین نہین

یہ وہ شب ہی جسنے کرلی ہی مسخر چاندنی

روز و شب شام و سحر تاریک سایہ کی طرح
ہم ہین بے رشک قمر تاریک سایہ کی طرح
ہم روش بے تیرے گھر تاریک سایہ کی طرح
دھوپ آتی ہی نظر تاریک سایہ کی طرح

میرے گھر مین ہی اندھیرے کے برابر چاندنی

راست ہی واللہ رونق ہی مکان کی تا مکین
قتل رعنا پر کمر باندھے ہی یہ چرخ برین
گھر کے ہوتے ہین اجالے ماہرویان حسین
غیر تاریکی شب فرقت میں کی نا سخ نہین

ہان اگر زحمی ہون تو نکلے مقرر چاندنی

یہ چہرہ گلہائے آبدار سخن کو زیب گوش سامعین حق نیوش کرتے ہین دامن مدعا کو گل مراد سے بھرتے ہین شعبدہ رتبع خیال و سخن آفرین + سخن را بکرسی نشاند آخرین + سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب و بلطف و اشفاق شہنشاہ احتقاق کو لیے ہوے طرف لشکر ملکہ حیرت کے جاتا ہی جب شہر فرقونیہ سے گذر کر قریب تخت الشعاع پہونچا زال جادو حال سنکر واسطے استقبال کے آیا

سامان دعوت ہمراہ لایا احتقاق سے آکر پایۂ تخت افراسیاب کو بوسہ دیا احتقاق تخت پر بیٹھا ہو
نقارۂ جمشیدی پہلو مین رکھا ہو زال جادو نے افراسیاب سے پوچھا اے شہنشاہ راہ مین بڑی تکلیف
اُٹھائی افراسیاب نے کہا ملک فرعونیہ پر بڑی لڑائی پڑی لاکھون مین مابدولت یکہ و تنہا تھے نہنگ و پلنگ
غلامان ملکہ ماہیان زمرد پوش وقت پر پہونچے فرعون کو مارا قلعہ پر قبضہ کیا خدمت مین مصاحب سامری
کے پہونچا آپنے ایسی عنایت فرمائی فوراً تشریف لائے کچھ انکا نہین کیا راہ مین بڑے صدمے اُٹھا ے
عمرو برق نے آکر عیاری کی آپ کو تو وہ کیا قتل کرتا قصد کیا تھا غلام سامری پہونچ گئے اُنسے بچا لیا
وہ دونون گرفتار ہوے عمرو کا نام سنکر زال جادو خوش ہوا کہا اے شہنشاہ پھر عمرو کو کیا کیا قتل ہوا نذر
سامری کرون صاف صاف سامری نامہ مین لکھا ہو عمرو عیار بے مثل و یکتا ہو اگر اُسکو مارا کچھ کسی کی احتیاج
نہین اب غلام بھی لشکر کشی کریگا مہرخ وغیرہ کو گرفتار کر لیگا اپنے بوڑھے غلام کے تو سحر دیکھیے مین آجتک
عمرو ہی کے ڈر سے آپکے لشکر مین نہین آیا افراسیاب نے کہا اُسکے قتل کا حکم نہین ہو جہان پر اُسکا خون
گریگا وہ سرزمین ویران ہو جائیگی بلکہ اُس زمین پر گھاس جمیگی شہاب خیرخواہ قدیم وقت پر آگیا برق و عمرو
قید کر کے اپنے قلعہ مین لیگیا زال نے سر پیٹ لیا کہا حضور وہ تو میرا بھتیجا ہو جب سے باپ اُسکا مرا مینے
اُسکو پرورش کیا سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق یہ سب کچھ ہو لیکن آپ نے میرے فرزند کو قتل کرایا
قلعہ بھی برباد ہوا ہاے بیٹے بڑی مشقت سے وہ قلعہ آباد کیا تھا ہاے وہ برباد ہو جائیگا نہین معلوم عمرو
کس حسرت و یاس سے اُسکو قتل کریگا افراسیاب نے کہا اے زال جادو بوڑھے ہوے ابتک تمکو کسی بات مین
لیاقت نہین وہ بے تکی باتین کرتے ہو ملازمان مہرخ سُن لین تو اُنکو ناز ہو کہین کہ ہمارے عیارون کے
سب ڈرتے ہین شہاب کے برابر کوئی لئیق نہین ہو اُسکے قلعہ پر کسکی مجال ہو جو بنگاہ کج دیکھے اُسنے اتنا
بڑا کام کیا کہ کسی سے نہو سکتا جسدن اسد غازی رہا ہوا ملک احول مربع نشین میرے بھائی کوکب کا
بڑے زور و شور سے آیا سردارون کو رہا کر کے لیگیا جبکہ مجھکو خبر معلوم ہوئی بصد جوش و خروش پہونچا
جا کر اُس سے مقابلہ کیا اتنا بڑا زبردست ہو کہ مابدولت اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوے اُسی غصہ مین تیغہ پر بند
اُسکو مار دیا کشتہ سحر ہوا قید کر کے اُسکو شہاب کے حوالے کیا پتلا ماش کے آٹے کا بنا کر ڈالدیا اُس روز
اور فرزندین و پیش تھین زیادہ تہ شہر سکا ملک کوکب پر خرچ ہو گیا اُسدن بڑے ہنگامے تھے یہ سب حالات
بخوبی مشہور ہین آجتک اُسنے ملک احول مربع نشین کو اُس حفاظت سے رکھا ہوا کوبھی وہان کا حال

معلوم نہین ہوا ورنہ نور افشان وکوکب جاتے جسطرح بنتا چھوڑاتے جسنے اتنا بڑا کام کیا راز شہنشاہی چھپایا عمرو وبرق کی کیا حقیقت ہو دربانسے رہائی نہ پاسکینگے وہ خیر خواہ دولت صاحب حشمت ولیاقت تڑپا تڑپا کے مارینگا مینے بخوبی سمجھا دیا تھا آب ودانہ بند کرنا اپنی موت سے مرین خود نہ قتل کرین وہ دونون تڑپ تڑپکے مر بھی گئے ہونگے اس مقدمہ کو ایک ہفتہ گذرا آٹھ دن کون کہو کا پیاسا رہ سکتا ہے زال نے کہا حضور ملک احول ظاہر مین آپکے ہاتھ سے مارا گیا پردہ راز نہ اٹھا یہ عیار مکار رہبان جامین دم بھر مین آفت مچا دین قید مین بیٹھے بیٹھے فکر کر لیتے ہین برے مفسادی بات بات مین فتور پابند عیش و سرور مین نہ مانونگا اوراق سامری منگوا کر بارگاہ شہاب کا حال ملاحظ فرمائیے غفلت سراسر بیکار ہے غلام کو نہایت انتشار ہے افراسیاب نے کہا اب رات کو کیا ضرورت ہے تمھاری طرف سے مصاحب سامری کی دعوت ہے تم نے بیٹھے بیٹھے یہ جھگڑا نکالا زال نے کہا اگر حضور توجہ نہ فرمائینگے غلام خود جائیگا جبتک اپنی آنکھ سے نہ دیکھ آئیگا آب ودانہ حرام ہے دیکھیے کلیجہ میرا دھڑک رہا ہے ابھی وہ نوجوان ہے یہ مکار غدار ہین معلوم کس بلا مین اسکو پھنسا دین دام مکر وحیلہ پھیلا دین یہ کہکے طرف مصاحبون کے پلٹا کہا جلد ہماری سواری تیار کرو ہم اپنے بھتیجے کو دیکھنے جائینگے افراسیاب نے کہا اے زال کیون دیوانہ ہوا ہے یہ کہکر ہاتھ تھام لیا کہا بیٹھو مین اوراق ملاحظہ کرتا ہون ابھی تمکو تسکین ہو جائیگی یہ کہکے جیب سے اوراق نکالے منتشر اوراق دیکھکر زال نے کہا خیر کتاب سامری کیا ہوئی افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا سارہان زادے نے شہر داؤدیہ مین خداوند داؤد جادو جبار سامری پرستون کی آبرو لی کتاب دھو ڈالی یہ اوراق پریشان ثانی امان نے نام کیلیے برائے ضرورت پاس رہتے ہین جب خیال کتاب آتا ہے دل بھر آتا ہے خیر جو مرضی سامری یہ کہکے افراسیاب آنکھون مین آنسو بھر لایا زال نے کہا اے شہنشاہ جو ایسا ظالم عیار ہے کہ خداوند داؤد جنگیا کتاب سامری دھو ڈالی حضور سے کچھ نہو سکا اسکو قید کرکے میرے بھتیجے کے ملک مین بھیجا نہین معلوم کمبخت نے کیا فتور کیا ہوگا شہر بھر کو ہلا دیا ہوگا افراسیاب نے کہنے سے زال کے اوراق جمشیدی کو ملاحظہ کیا زال نے دیکھا شہنشاہ نے منہ بنایا تیور بدہوے چھاتی پیٹنے لگے گھبرا کر کھڑے ہوگئے زال نے کہا اے شہنشاہ جلد کہیے خیر تو ہے میرا بھتیجا زندہ ہے یا مارا گیا افراسیاب نے کہا ابھی تک تو زندہ ہے مگر سامان قتل ہوچکا ارے برق وچالاک وعمرو دربار مین شہاب کے بیٹھے ہوے گا رہے ہین مہمان برق سب کو شراب پلا رہے ہین دم بھر مین سب بیہوش ہوا چاہتے ہین احمق نے ان سبھکو قید سے

کیون چھوڑا ایسا جامے سے باہر ہوا دشمنون کو خلعت دیا زال پیٹنے لگا افراسیاب نے کہا مین ابھی انتظام
کرتا ہون پلنگرا آواز دی ای شریر جادو لینا جلد اپنے کو پہونچا جاتے ہی تینون عیارون کو پکڑ لینا اپنے
سامنے قتل کرانا سر لیکر خدمت مین مابدولت کے آنا مگر وقت چالاکی ہو محل بیباکی ہو عیارون کے دھوکے
مین نہ آجانا جاتے جاتے سحر کرنا شہاب سے سب کیفیت بیان کر دینا کہ شہنشاہ نے اوراق جمشیدی
دیکھکر تجھکو بھیجا مین صرف براے حفاظت آیا ہون پیام شہنشاہ لایا ہون شریر جادو اُسی وقت پر پرواز
پیدا کرکے چلا زال سبت بیتاب تھا کہ مین بھی جاؤن افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا کہا احتقاق جادو
رنجیدہ ہونگے یہی فرمائینگے بموجب مصرعہ طاقت مہمان نداشت خانہ بہ مہمان گذاشت ـ بہ میعنے شریر جادو
ایسے ظالم کو بھیجا ہو وہ جاتے ہی آفت برپا کردیگا تمھارے جانے کی کیا ضرورت ہو ساحر نامی و نامدار
ہو ہمارے حکم کے سامنے کسی کا کہنا نہ مانیگا بہ مشکل افراسیاب نے زال کو روکا یہان تو یہ کیفیت ہو
کہ قلعہ تحت الشعاع پر دعوت احتقاق مین زال و افراسیاب معروف ہین حیرت جادو کو نامہ
لکھ بھیجا کہ حاکم حجرۂ سوم کو لیکر ہم آتے ہین لشکر مہرخ مین قیامت برپا ہو چالاک وغیرہ بھی واپس نہین آئے
اسوجہ سے زیادہ تردد و انتشار ہو مہرخ فرماتی ہین کسکو بھیجون کیونکر خبر منگاؤن ہمارے عیارون
کیا گذری جانسوز سے پوچھا تمھارے والد نامدار کہان ہین وہ بھی نظرون سے نہان ہین جانسوز نے
کہا یہ مجھکو بخوبی معلوم ہو کہ چالاک کو ہمراہ لیکر تشریف لیگئے ہین وہ بیکار نہونگے لیکن مین بھی براے
تلاش جاتا ہون ضرغام نے کہا مین بھی خبر لاتا ہون فوراً حال دریافت ہو گا لشکر حیرت مین جاؤن
شاید وہان نشان پاؤن جانسوز نے کہا وہان کی کیفیت بخوبی معلوم ہو چکی ہو حیرت کے پاس نامہ
افراسیاب آگیا احتقاق جادو کو لیکر آتا ہون تدبیر استقبال مین سب معروف ہین ملکہ بہار نے
منھ پیٹ لیا کہا صاحبو وہ بے حیا نقارہ نواز جلاد شعبدہ باز ہو اُسکے سامنے کوئی ہوش نہ سنبھال سکیگا جس وقت
اُسنے نقارہ بجا دیا بحر فراموش دریاے حیرت کا جوش حب اپنے ہوش مین نہ رہے فرمایئے کیا کر سکینگے لشکر
حیرت مین خوشی فوج مہرخ مین بیتابی بخوابی حیران و پریشان اسد کے چھپانے کی تدبیر نامردون کو
بھاگنے کی فکر ہو اب حال خیریت مآل برق نامدار و خواجہ عالی وقار و چالاک طرار تحریر ہوتا ہو خواجہ
بیٹھے ہوے دربار شہاب مین گا رہے ہین میان چالاک ساز بجا رہے ہین برق منتظم مینا نہ تڑپتے
پھرتے ہین شراب کو خوب خراب کیا بیہوشی ملائی جام اجل رہا ہو خواجہ تانین مار رہے ہین بنیاد دربار خوب

خوب انعام ملا خواجہ کی فرمائشین اپنی اپنی عیاری کی آزمائشین کبھی برق آواز دیتا ہی ای بھائی چالاک گلابی میرے ہاتھ سے لو محفل مین پہونچا و چالاک بھی اٹھ کھڑے ہوے ساقی بچے بھی دست ساغر بدست اپنے اپنے کام مین تینون عیار کامل گیا عیاری بن پڑی خوب طبیعت لڑی آخر مین خواجہ نے یہ غزل بھی غزل

پہلو مین کسکو بزم مین اُسنے بٹھا لیا
بہتر ہوا کہ پہلے خدا نے اٹھا لیا
پوچھا شہید خنجر ابرو کا جب گناہ
دل لیکے ہاتھ ملتے تھے یہ تمنے کیا لیا
ملتا نہین وہ ڈھونڈھتی پھرتی ذمیم شوق
لائی نہ تاب گور نے پہلو بنا لیا
یون آرزوے قتل مین ہم پاؤن پر گرے
کیسا غریب جانکے ہم کو دبا لیا
رکھا نہ اپنے پاس کبھی مال و زر حلال

کیون اے اجل ہمین نہ جہان سے اٹھا لیا
کچھ اختیار ہمکو بھی ہو ضبط آہ پر
قاتل نے کچھ نہ منھ سے کہا سر جھکا لیا
بے النشان مٹا کے ہوا نامور نہ چرخ
شاید کسی نے یار کو دل مین چھپا لیا
دی تھی جو یاد مین لب شیرین کے جان
قاتل نے سر اٹھا کے گلے سے لگا لیا
آزردہ ہو کے تم سے پھر آیا ادھر جو دل
جو کچھ دیا خدا نے اٹھایا دیا لیا

ہوتی تھی نہ تو بزم بتان مین طلب مری
کیون درد دل فراق کی شب آزما لیا
روز ازل ہی مجھے تھے روگ اسکو بھی لگا
تجھکو اگر بگاڑ دیا کیا بنا لیا
عالم ہے سوز دل کا ہمارے یہ پیدا گو
اعضا کو جو موم نے پس کر کھا لیا
اللہ رے فشار لحد کی زیادتی
تمنے تمہارے روٹھے ہوے کو منا لیا

یہ غزل خواجہ نے گائی شراب جوش کی سب کو پہونچ چلی تھی رنگ محفل دگرگون ہوا کسی کا اٹھنے مین دل بیٹھا کوئی گھبرایا کوئی رویا کوئی قہقہا مارکے ہنسا کسی نے کسی کا منھ چڑھا دیا کسی نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کسی نے گولہ فولاد کی جھولی سے نکالا اور گرکے کہا اگر یہ گولہ مارون آسمان کو توڑ کر نکلجاے ایک نے کہا اگر اُف کرون کوہ و دشت جلجاے ملکہ گلشن معشوقہ شہاب اپنی کنیزون پر پھبتیان کہ رہی ہی وہ بھی ویسا جواب دیکے منھ چڑھا دیتی ہین گلشن نے ایک کو کہا ارے تیرے منھ پر سانپ دوڑتے پھرتے ہین اُسنے کہا زہر نہ اگلو مجھکو اپنے تن من کی خبر نہین موذی کو مار لونگی ایک نے گھبرا کر کہا دیکھیے حضور دربارگاہ سے اژدہا منھ پھیلاے ہوے آتا ہی اب کدھر بھاگ کے جائین سوراخ مور و مار مین چھپین ایک نے کہا نوابکی سال برسات بہت ہوئی ندی بہت چڑھی لوگون کے مکان ڈوبنے لگے دریا نے جوش مارا وہ موجہ بلند ہوا وہ نہنگ نے منھ پھیلایا ایک نے کہا صاف صاف ماہیت اصلی بیان کرو ری بھونچال مثل مشہور ہی گھڑی مین گھڑیال کہا ہی کیفیت یہ ہی بارگاہ مین دریا آگیا دیکھیے ہم کیونکر بچین ایک نے کہا مین بڑی آبرودار ہون ایک غوطہ مار کر اس پار اُس پار نکلجاونگی سیکڑون کھیوے پار اتارے مجھکو ناحق حیرانی ہی کشتی حیات غیرون کی طوفانی ہی موجب

مثل جو آب از سر گذشت چہ یکبشت وچہ یکدست تم سمجھ لینگے ہاں ابرو نہ دینگے دیکھیے تھلبیرا کہان لگے دھوئین دلسے
نکل رہے ہین دیکھو دوروی جہاز چل رہے ہین یہ کہکے دس بارہ کنیزین یا شیشے سنبھال کے دوڑین دریا بچھ کے
یا سامری کہکے پھاند پڑین گرتے ہی بیہوش ہوئین اب تو ایک ایک اُٹھنے لگا اپنے مقام سے کیا اُٹھا جہان
سے اُٹھا گلاشن چلانے لگی کہا دیکھو صاحبو لونڈیان ایسی گستاخ ہین دوڑی دوڑی پھرتی ہین نشے کے جوش مین
لڑکھڑا لڑکھڑا کے گرتی ہین انکو منع کرو ذرا اپنے مصاحبون کو تو دیکھو نگوڑے کیسے طبلا رہے ہین کمیدان صاحب
مجھے گھورتے ہین آنکھین نکال لونگی اس دیدہ بازی کی سزا دونگی آنکھین پھراتا ہے تپلیون کا تماشا دکھاتا ہے دیکھو اسکی
آنکھین پتھرائین ہم سے کیون نگاہین ملائین دیدے تیم ہوے قلب پر ہجوم غم و الم ہوے یہ کہکے کوڑا لیکر اُٹھی
دو قدم پر جا کر تھرائی دھم سے گری بیہوش ہوئی ہان ہان کہکے شہاب لعبہ جوش و خروش اپنے مقام سے
اُٹھا چاہا معشوقہ کو سنبھالون گود مین اُٹھالون کچھ نہو سکا یہ بھی گر کے بیہوش ہوا اسکا بیہوش ہونا تمام اہالیان دربار
برلب فرش فرش ہوے خواجہ عمرو بل کر کے اپنے مقام سے اُٹھے برق بھی تڑپا کرچ کھینچی کہ قتل کرنا شروع
کرون عمرو نے ہاتھ تھام لیا ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق کام سمجھ کے کرنا چاہیے تم تو آج بہت ہی بھولے ہو اپنے
نزدیک بڑا ہی کام کیا ابے بے حیا تجھکو کبھی عیاری نہ آئیگی ایسی بُری طرح تو نے مجھکو گرفتار کیا بہت بُری
طرح لڑا شراب پلانے مین اتنی دیر بس اب آپ الگ کھڑے رہیے کسی شے مین ہاتھ نہ لگائیے مجھے آپکا اعتبار
نہین ہے بلکہ باہر جا کر ٹھہریے ہمکو آپکی صورت سے نفرت ہے برق نے کہا استاد مینے تو آج وہ عیاری کی
لائق قدر دانی ہے عمرو نے کہا اب لشکر مین چلکر قدر ہوگی آپ تو جلدی کرچ کھینچکے چلے قتل کرنے پر آمادہ ہوے
اچھا اک کام کرو پہلے سب کے کپڑے اُتارو لیکن سنو سونے چاندی کی چیزین مین سب گن چکا ہون کنیزون کا
زیور میری نگاہ مین ہے آئین سے جو ایک چیز کم ہوگی تو مین آپ کو بہت ذلیل کرونگا سنہالی کے واسطے
نجوشی دونگا بنیا چوری بُری چیز ہے برکت نہین ہوتی چورونکے خراب رہتے ہین اسوقت اگر تم ایک پیسا
چرا کر لیلوگے چار پیسے کا نقصان ہوگا پھر کیا فائدہ ہمکو راضی رکھو عیش مین بسر کرو ان باتون پر چالاک
جھلایا کہا قبلہ و کعبہ جلد انکو قتل کرکے نکل چلیے ایسا نہو کوئی آفت آجاے سب اہالیان شہر ساحر ہین اگر طلوع
کرکے اندر چلے آئین فرمائیے کیونکر جان بچائین جلد افسر کو قتل کرکے دربار سے نکلیے خدا نے اپنا فضل بکمال
حال کیا عمرو نے کہا آپ الگ رہیے آپ یہان کیون آے کسنے بلایا تھا ہم تھے ہمارا یار وفادار برق
نامدار صلاح کرکے عیاری کر لیتے آپ کنارے رہیے کسی بات مین دخل نہ دیجیے جو ہمارے فرائض

آئیگا کرینگے چالاک نے سر جھکالیا کہا حضور کو اختیار ہے یہ بخوبی جانتے ہین اگر کوئی آفت آجائیگی نکلنا بیابان دشوار ہوگا خواجہ نے کہا آپ نہ بچائیےگا پہلے ہی بھاگ جائے یہ فرما کر سبکے کپڑے اتارنے لگے برق بھی سر جھکائے ہوئے انگوٹھی چھلّے لونڈیون کے اتارتا ہے سو دو سو کے لباس اُتار رہے ابھی کسی کو قتل نہین کرنے پائے تھے بلکہ خواجہ نے فرمایا اے چالاک میرا یہ ارادہ ہے کہ شہاب کو اُٹھا کے نذر زنبیل کرون پھر صورت بنکر شہر کو تسخیر کرینگے کیا عجب ہے شہاب بھی اطاعت کرے ساحر زیر دست ہے چلکر لشکر کی خبر لین چالاک نے کہا بہت مناسب ہے خواجہ عمرو طرف شہاب کے چلے اس ارادے پر کہ اسکو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لون یکایک آسمان پر برق چمکی شرر جادو آکر پہونچا آسمان سے اسنے دیکھا سب اہالیان دربار بیہوش پڑے ہین صدہا تنگ خاندان برہنہ پڑے ہین تینون عیار فکر قتل شہاب مین پڑے ہین بس زمین سے اسنے نعرہ کیا او ساربان زادے خبردار آگے قدم نہ بڑھانا شہاب کو ہاتھ نہ لگانا مین آ پہونچا نام شرر جادو فرستادہ افراسیاب سر اٹھا کر عمرو و برق و چالاک نے دیکھا ایک ساحر شل بلائے آسمانی آ پہونچا برق نے تو سر پیٹ لیا کہا استاد غضب ہوا افراسیاب نے کسی کو بھیجدیا اب جلدی گلیم اوڑھ کے نکل چلئے عمرو نے قصد کیا گلیم اوڑھون مگر شرر نے تعجیل سحر کیا عمرو و برق و چالاک زمین پر گرے ہاتھ پاؤن بیکار ہوے شرر زمین پر آیا حال دربار دیکھکر سر پیٹنے لگا قریب شہاب کے پہونچا پانی کا چھینٹا دیکر ہوشیار کیا ایک ہاتھ سے اشارہ کردیا دریا دلی دکھائی باران سحر برسایا سب ہوشیار ہوے شہاب نے جو اُٹھکر یہ معاملہ دیکھا ہوش اُڑ گئے گھبرا گیا شرر نے کہا اے شہاب نہ گھبراؤ تمنے غضب کیا ان عیارون کو اپنا دوست سمجھا گھر وغیرہ کا اختیار دیا شہاب بہت جھلایا کہا اے شرر جادو میرے ملک مین کبھی یہ غدر نہوا تھا جسدن سے عمرو و برق کو گرفتار کرکے لایا آب و دانہ حرام ہوگیا آٹھ پہر اسی جھگڑے مین ہون سامری جمشید نے جان بچائی شہنشاہ کو کیونکر خبر ہوئی شرر نے کہا تمھارے چچا صاحب زال جادو بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے اُنھون نے شہنشاہ سے کہا شہنشاہ نے اوراق سامری مین دیکھا سب احوال دریافت ہوگیا مین بھی شفقت کرکے آیا شکر ہے خداوند سامری و جمشید کا کہ وقت پر پہونچا اگر گھڑی بھر زیادہ گذر جاتی پھر تم زندہ نہ ملتے یہ ظالم پیچھے کھینچ چکے تھے لیکن حکم شہنشاہ ہے کہ اب انکو قتل کرو سر انکے خدمت مین شہنشاہ کے لیجائین تمھارے چچا صاحب زال جادو بہت بیتاب ہین سر دیکھکر انکو اطمینان ہوگا شہاب نے کہا بہتر ہے مین بھی اپنی جان سے عاجز ہوچکا ہون خوب جانتا ہون اگر یہ زندہ بچے مجھکو زندہ نہ چھوڑینگے

بربادی شہر سے مُنھ نہ موڑینگے مین بھی تمھارے ساتھ ہر استقلات عمرِ نامدار چلونگا سب اہالیان دربار ہوشیار
ہوے دروازہ بارگاہ کا کھلا باہر سے ساحر اندر آے یہ قیامت دیکھی گلشن تو پیٹ رہی ہی کبھی کہتی ہی جیسے
وارث کو سامری جمشید نے بچالیا راج سہاگ لٹ گیا ہوتا خوب وقت پر شہنشاہ نے مدد کی قلیل رات
باقی تھی جسوقت شرر جادو و آیا عیار گرفتار ہوے انکو مسلسل و مطوق کیا شہاب نے سرداروں کو حکم دیا
بیرون بارگاہ میدان خونی کی تیاری کرو جلادون کو بلاؤ داریں استادہ ہون فوراً میدان خونی کی تیاری ہونے
لگی محفوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ستارۂ سحری چمک چکا آفتاب عالمتاب قصر مشرق سے زرہ ضیا
زیب جسم کرکے تیغ شعاع بدست توسن چرخ نیلی پر سوار ہوا یہان میدان خونی کی تیاری ہوئی شہاب
بیرون بارگاہ آیا شہر مین بڑی ہی عیارون نے غضب کیا یار وہ سراسر مکر تھا ظاہر مین برق خوب لڑا کیا
ہمارے آقا کو فقرہ دیا کوئی اُسکی بات نہ سمجھا اپنے اُستاد کو بھی گرفتار کرلایا عمرو نے رو پیٹ کر اپنا رنگ
جمایا شہنشاہ نے بڑی عنایت فرمائی کسی جادوگر کو بھیجا اُسنے آکر عیارون کو پکڑ لیا سامان قتل ہو رہا ہی
ہر گلی کوچے سے خیل خیل چلے آتے ہین شہاب بیرون بارگاہ تخت پر بیٹھا ہی شرر جادو ٹہل رہا ہی کہتا ہی
ای شہاب جلد انکو قتل کرو مجھے تا بقلعہ تخت الشعاع جانا ہی انتظام دعوت احتقاق جادو ہو رہا ہی
مین بھی منتظم ہون ایسا ہی تمھارا خیال تھا کہ چلا آیا ورنہ بہت سے کام میرے سپرد ہین ای برادر افراسیاب
بڑا صاحب اقبال ہی مصاحب سامری نقارہ نواز ساحرون مین سرفراز کہنے سے افراسیاب کے چلا آیا
ہر وقت اُسکو بھی فکر ہی کہ شہنشاہ جلد جلد مین لڑائی ختم کر کے پلٹ جاؤن اسکو وہی صحرا ہول خیز پسند ہی
کئی سو برس سے ویرانہ میں مقام آبادی کو دیکھ کر گھبراتا ہی شہاب نے کہا اب کیا دیر ہی جلاد آگئے شہاب نے
اشارہ کیا عمرو و چالاک و برق کو سر زنجیر پکڑ کر کھینچا چبوترے سے پھیٹ کے بٹھایا گردنوں پر کوسے کے خط
دیے تیغ کھینچکر للکارنے لگے ای شہنشاہ مقدمہ قتل عیاران نامدار ہی بمجرد جو سے کے حکم دیجیے گا ایسا نہو
کوئی دامن گیر ہو ہم قوم کے جلاد صاحب بیداد قتل کرنا ہمارا کام جلانا ہمارا کام نہین شہاب نے
پکار کر آواز دی یہ گنہگاران شہنشاہ طلسم ہوشربا مین سامری جمشید انکے نام سے بیزار تھے برائیان
کر گئے ہین یہ بھی شہنشاہ کا اقبال ہی کہ یہ لوگ اس ذلت و رسوائی سے گرفتار ہوے اسطرح مجبور و ناچار
ہوے اگر مہرخ و بہار وغیرہ کو ابھی خبر ہو اُنکے واسطے جان دین بڑی خیر یہ ہی کہ یہان کا حال کسی کو
معلوم نہین ورنہ صدہا سردار آگئے ہوتے باغبان قدرت الیاس وزیر اعظم شریک ہو چکا ہی شہنشاہ

کے ساتھ دشمنی کر رہا ہو بہار ایسی ساحرۂ نامدار و مخمور عالی وقار اسی طرح سے چار سو سرداران زبردست
شریک طلسم کشا ہو گئے اُنسے کون مقابلہ کر سکتا ہو افراسیاب ایسا پادشاہ اُنکا بار سحر اُٹھاتا ہو لیکن
اُنکی قضا ہی دامنگیر تھی موت کشان کشان یہان لائی دعوے دار اُنکے خون کے سبت لوگ ہین ہمارا کوئی کیا
کر سکتا ہو نام سے ہمارے بہرام فلک کو سکتا ہو یہ کہکر جلادون کو حکم دیا حکم اوّل جلادون کو ملگیا شلنگین لگانے
لگے تلوارین برہنہ دکھا کر دھمکانے لگے عمرو نے جو پہلو مین اپنے فرزند نوجوان چالاک کو دیکھا کلیجہ
مُنہ کو آگیا فرمایا اے فرزند تیری گرفتاری سخت شاق ہوئی ہمیشہ ہمارا یہی قول تھا عہدۂ نیابت کو سنبھالیگا جب
لشکر اسلام سے چلے تھے تمکو اپنا جانشین کر آئے تھے تمکو تقاضاے آب و دانہ نے طلسم ہوشربا مین
پہونچایا یہ بھی تقدیر مین لکھا تھا کہ داغ تمھارا اُٹھاؤن خاک ہماری اس قلعے کی تھی کھینچکر لائی ان باتون پر
چالاک بھی رونے لگا برق تو اب بھی خاموش نہین رہتا شہاب سے کہ رہا ہو حضور عمرو چالاک کو
قتل کیجیے مینے کیا خطا کی مجھپر کیون غصہ ہو مینے تو عمرو کو پکڑ لیا تھا آپنے کیون چھوڑ دیا مین اُسی طرح تابعدار
ہون آپ مجھکو رہا کیجیے مین اپنے ہاتھ سے عمرو و چالاک کو قتل کرون بڑے بڑے بیتے و نشان بتاؤن
کل کی سب باتین آپ بھول گئے آخر میری کیا خطا کی عمرو نے سب کو بیہوش کیا مین تو منع کرتا تھا میرا کہنا نہ
مانا مین ناحق کو گنہگار رہا آپ بادشاہ عقیل و فہیم ہین مجھکو قتل کرکے پچھتائیگا مجھ ایسا رفیق دستیاب نہوگا پھر
آپکو اختیار ہو شہاب نے منھ پھیر لیا کہا تم سب دشمن خاندان ساحران ہو تمھارا زندہ رہنا بہتر نہین تم
کسی کے ساتھ دوستی نہ کروگے ذراسی غفلت پاکر مار ڈالوگے برق گالیان دینے لگا کہا او نالائق تیری
کیا مجال ہو جو مجھکو قتل کرے خبردار استاد کو ہاتھ نہ لگانا ٹیڑھی آنکھ نہ دکھانا دیکھ ابھی ہمارا خدا فضل کرتا ہو
کوئی سبب غیب سے پیدا ہو جائیگا کوئی تو ہماری مدد کو آئیگا اگر تو دشمن ہو تو کیا غم بموجب مصرعہ مصرع
دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است ۔ اسی طرح خواجہ عمرو بھی ڈر رہے ہین دھمکاتے ہین لیکن ملک الموت
سر پر تلوار کھینچے جلاد کھڑا ہو دوسرے تیسرے حکم کا مشتاق لاکھون ساحر جمع ہوگئے شہاب قصد کر رہا ہو
کہ تیسرا حکم دون خواجہ و برق و چالاک اپنے کارساز سے دعائین مانگ رہے ہین اب دو کلمہ
داستان رنگین بیان مخترع قران نامدار تحریر ہوتے ہین کہ شہدے کی شکل بنے ہوے حقے بھر بھر کے سبکو
پلا رہے ہین کام تو ہر ایک کو عزیز ہوتا ہو تیلے کو بھی انھون نے کھولا ہو بیہوشی ملا چکے سب نگہبان لگا
رہے ہین کسی نے کہا میان شہدے صاحب پیسے کے سینک کے کباب لاؤ دوسرے نے کہا

ہمارے لیے کابلی منگا لیتے ہو کسی نے دال موٹھ کی فرمائش کی شمندے صاحب بازار دوڑ جاتے ہین
سبکے واسطے الگ الگ لاتے ہین ریحان جادو جو سب کا افسر ہے وہ کہ رہا ہی میان شمندے صاحب
تم یہین رہا کرو ہم سب ملکر تمہارا کچھ مقرر کردینگے پانچ سو جوان یہان نگہبان ہین خزانے سے تنخواہ بھی متعین ہوا
کرونگی کس الگ ایک پنسیا ملیگا تمہارے پیٹ کو بہت ہی شمندے صاحب قہقہا مار کے ہنسے کہا حضور
پیٹ کی کیا پروا ہی ٹکے کی پوریان بہت ہین جوا کھیلنے کو مال چاہیے سبھون کی تنخواہ لینے جاونگا اگر راہ
مین کوئی بھڑ ملگئی یا تو دونے کرلاؤنگا یا ہار دونگا پھر شکایت نہو ایک نے کہا بھائی جوا چھوڑ دو کہا
حضور ہم سے جوا نہ چھٹیگا اسی واسطے گھر بار چھوٹا شمندون مین شریک ہوئے پریون کا ناچ دیکھنے والے
یہ ممکن نہین کہ یہ مزہ ترک ہو قران یہ کہتے ہوئے قریب ریحان جادو کے آئے کہا حضور ایک دم حقہ کا
لگائیے یہ تو صاف صاف بتائیے کہ اس قیدخانہ مین کونسا گنہگار قید ہی کیا وجہ سبب ہی ریحان نے کہا
ہمارے شہنشاہ کی منادی ہی کسی کو نام نہ بتاؤ یہ بڑا شخص جلیل ہی یہ ظاہر ہو مہرخ و بہار کا کفیل ہی
قران نے کہا کیا یہان شہنشاہ بیٹھے ہین ابھی حضور ہمین نام بتا دیجیے ہمارے دلمین درد نہین ہی ابھی
اندر جاکے گردن مروڑون دو کل مار کر ہڈیان توڑ دون پہر بھر مین تڑپ کے مرجائے اب تو ہمارے آپکے
یارانہ ہوا بڑے بڑے نفع ہونگے کام تو ہم اب بھی کرچکے ہین شراب آپ کو پلا رہے ہین جو خدمت کہیے
کرین ریحان جادو نے نشہ مین کہا یار ایسا کرو تو بڑا احسان ہو شہنشاہ کا حکم ہی قتل نہ کرو تڑپ تڑپ کے
مرجائے قران نے کہا ہو صبح کو زندہ نکلے ہمکو شمندہ نہ کہنا حضور سیکڑون کی ہڈیان توڑ دین نالے
گھوسلے مین بھیڑون کو مارا ہم لوگ شمندے ہین چوری نہین کرتے دبا کر لیتے ہین راہ مین اسکے مٹکے کی
خیر مناتے ہین جاکر کسی گوشے مین ٹھہر رہے جب کوئی شخص نکلا اک لٹھ مار دیا کپڑے اتار لیے بعضون کے
پاس اشرفیان بھی نکل آتی ہین ہاں کی جنگل مین سب کچھ کر گذرتے ہین آپ نام تو بتائیے ریحان نے کہا
دیکھو بھائی کسی سے ذکر نہ کرنا ملکہ احول مربع نشین اسکا نام ہی کوکب کا پر بھائی شہنشاہ کو بڑی
ذلت دی تھی شہنشاہ سے مقابلہ پڑا انھون نے غصے مین نہیچہ سحر بند مار دیا قید کرکے اسکو یہان بھیج دیا حق
کا دکلی پیلا بدہان ڈالدیا مدت سے یہ بخت جان یہان قید ہی قران نے کہا لو یار ہم سمجھ گئے اب کام کرلینگے
جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا ہم یار شاطر ہین بار خاطر نہین ہین ہماری دوستی کا ابھی پھل ملجائیگا ریحان
بہت خوش ہوا اب تو مثنر قران حقے بھر بھر کے سب کو پلانے لگے دوڑکر ایک دو آنے کے کباب

لاے انمین ہوشی طلائی کہا یارو ہماری طرف سے یہ گزک ہے دیکھو تو کس مضمون کا شعر پڑھتا ہون شعر
سنگے تبر دوزد از دل گذرد ہر کہ بچشم ٭ من قماش فروش دل صد پارہ خویشم ٭ اس الحان سے قران نے اس
شعر کو پڑھا سب تعریفین کرنے لگے کہا کہ میان شمدے بڑے خوش آواز ہین بھائی کوئی غزل گاؤ قران نے
گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی غزل

نزاکت انکی انھین کھو دے کمر کی طرح
جہان مزاج مین آئے رہین وہ گھر کی طرح
بس اب فنا بھی وہ صدمے دیے فلک نے مجھے
کھٹک جائے کہین آہ بے اثر کی طرح
غزال چشم سخن گو سے یار کو دیکھو
کسی کو خود نظر آتے نہین نظر کی طرح
ہزار ناز کرے شاخ گل بڑھے اے یار
بکھر گیا دل دیوانہ شرر کی طرح
ہمین بھی عشق نے غافل کیا ہے او غافل
کہ ایک چاند تو پہلو مین ہو پری کی طرح

چھپا نہ رکھے لطافت کہین نظر کی طرح
بس آ چکے خبر یار لیکے حضرت دل
زمین قبر کی شق ہو گئی جگر کی طرح
تمہارے حلقہ بگوشون مین ہم بھی ایسے ہین
کہ باتین کرنے لگا جانور بشر کی طرح
نہ بند ہوتے ہین آنسو نہ آہ رکتی ہے
مگر لچک سیکھیگی تری کمر کی طرح
یہ اضطراب جدائی کا خانہ ویران ہے
ہمیشہ رہتی ہے بند آنکھ ترے در کی طرح
جلال صاحب دولت کرے خدا جسکو

بنے بجاے ہین حاذق مکان بدہ دل
انھین بھی صبر کیا جیسے نامہ بر کی طرح
خدا ہی ہے جو دعا کو در قبول مین لے
پڑا رہے یہ سخن کان مین گہر کی طرح
وہ سب کو دیکھتے ہین یہ عجب تماشا ہے
کلیجے مین بھی ہے ناسور چشم تر کی طرح
جہان کہین نظر آیا وہ شوخ آہو چشم
لحد مین بھی ہمین راحت نہین سفر کی طرح
رکھا اپنے در مین تیرہ بخت نے گردن
جھکے ہر ایک سے وہ نخل باردار کی طرح

سب خوش ہو گئے کہا بھئی اس غزل نے جتاب کر دیا کیا مزے دار ہے ہم اپنے بادشاہ کے پاس تمہین لیچلینگے
قران نے کہا ہم آپ ہی چلے جائینگے یا خود وہ ہمکو بلائینگے اب ضرور دربار شاہی مین رسائی ہو گی ریحان نے
کہا ہم اپنے ساتھ لے چلینگے قران نے کہا ہم تمہارے ساتھ نہین جائینگے بولو گے تو گلا دبا دینگے ریحان نے
کہا میان شمدے یہ کیا کہا قران نے کہا تو شمدہ ترا باپ شمدہ کسی مرد آدمی کو پہچانا بھی ہو جایا کہ ریحان نے
خنجر پر ہاتھ ڈالا قران نے کہا ارے تو ریحان نشے مین جبلا کر اٹھنے لگا بھلا اب کیا اٹھ سکتا تھا بیہوشی کام
کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا ساتھ والے دوسرے وہ بھی گر گر کے بیہوش ہوے قران نے قصد کیا انکو قتل کرون
پھر خیال آیا ہنگامہ برپا ہو گا صداے گیرودار آئیگی زمین تھرائیگی اہالیان شہر کو خبر ہو جائیگی یہ سوچکر ان سبکو
اسی حال مین چھوڑا دوست انکے قتل سے منہ موڑا قفل مکان کا کاٹا اب ستارۂ سحری یہان چمک چکا ہے
دروازے مکانون کے کھلنے لگے مگر قران دروازہ کھولکر اندر مکان کے آیا ملک احول مرغ نشین کو

دیکھا گل عارض مرجھائے ہوئے بڑے بڑے ناخنون مین حلقۂ کمر مین خم خنجر ابرو مین خم تھا دم قد سرو باغ حسن تھا مثل شاخ گل خمیدہ ہوا وہ اس عالم یاس مین سر کو جھکائے ہوئے آنکھون سے اشک حسرت جاری کف افسوس مل رہا ہی کبھی آہ کرتا ہی کبھی سر زنجیر سے پٹکتا ہی کبھی تڑپتا ہی کبھی پھڑکتا ہی کبھی اُٹھتا کبھی بیٹھتا خانۂ زنجیر مین غل قید ہونے کا دور تسلسل اُسوقت بیقراری مین پکار رہا ہی اورب بے نیاز اے خالق کارساز بیت

شاہا ز کریمی و رحیمی و غفوری بر حال من خستۂ درویش نگر	دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم ہر چند نیم لائق بخشائش تو	شاہا ز کرم بر من درویش نگر بر من منگر بر کرم خویش نگر

اے سامع الدعوات اے رفیع الدرجات اس بیکسی و بے بسی مین کون معین و مددگار رہی سوا تیرے کون مرزگار ہی کبھی کہتا ہی افسوس صد افسوس جنکا ہمنے ساتھ دیا اُنھون نے ہماری خبر بھی نہ لی برادر یجان برابر کے ہمکو بالکل فراموش کیا کسی نے تلاش نہ کی لیکن اے احول مربع نشین شکایت بیکار ہی اپنے بخت و اژگون طالع نگون نے یہ دن دکھایا اب رہائی غیر ممکن ہی اسی قید خانے مین تڑپ تڑپکے مرینگے اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کرتے ہین مالک حقیقی سے فریاد کرتے ہین وہ سمیع و علیم ہی بصیر و حلیم ہی قران کا دل بیقرار ہو گیا قریب آکر آواز دی اے احول مربع نشین اے جوان خوش آئین نہ گھبرا خدا نے مدد کی اپنی عنایت سے بلا ردکی حقیقت مین بیان لسان کیا ہوا بھی نہ آسکتی تھی رہبر کامل نے رہنمائی کی مشکلکشاے عالم نے مشکلکشائی کی منم مہتر قران شاگرد خواجہ عمرو طرفدار کوکب نامور ملک احول نے سر اٹھایا زبان مین سوزن تھا حسرت سے دیکھنے لگا اشارہ کیا اگر دوست صادق محب واثق ہو برائے خدا جلد زبان سے سوزن نکال اب دم نکلنے کو ہی روح قفس جسم مین پھڑک رہی ہی مہتر قران نے بتعجیل تمام اُس خوش انجام کی زبان سے سوزن نکالا ملک احول زکرانے اگر گرا غش آگیا قران نے چھینٹا پانی کا دیا احول نے آنکھ کھولی مہتر قران کے گلے مین ہاتھ ڈالکے رونے لگا کہا اے مہتر قران عالی وقار ہم تک کیونکر پہونچے اس قلعے مین کیونکر آئے کس نے نشان بتایا مہتر قران نے کہا اے ملک احول بخدا غیب سے رہبری ہوئی تمھارا حال سب مین مشہور ہی کہ ہاتھ سے افراسیاب کے قتل ہوئے کوکب نے لاشہ لیجا کر سامنے قصر جمشیدی کے دفن کیا حقیقت مین کبھی ذکر بھی نہین آیا کوکب نے سالہا سال سوگ رکھا یہ نہین کوئی سمجھا کہ کشتۂ سحر ہوئے ملک احول نے جب دیکھا زبان قابو مین ہوئی ہر چند کہ قوت طاقت باقی نہین لیکن زنجیرہائے آہنی کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا بل کرکے اٹھا مہتر قران نے تمام کیفیت

بیان کی کہ اُستاد یہان قید ہو کر آے چالاک اُسی سلسلہ سے یہان پہونچا لیکن دروازے پر اک تختی ہر
اُسپر اک طایر بیٹھا رہتا ہی وہ ہر شخص کا نام لیکر پکارتا ہی مین وہان سے بھاگا گرتا پڑتا یہان پہونچا نہین معلوم
دربار مین اُستاد پر کیا گذری برق نے دام تزویر پھیلایا تھا لیکن نہین معلوم کیا انجام ہوا ملک احول نے کہا
سب کیفیت ظاہر ہو جائیگی ای مہتر قران کیا کار نمایان کیا سنتے تھے کہ عیار بے نظیر ہین انھین کی ہیبت سے
ہوشربا فتح ہو رہا ہی وہ آج مجھکو معلوم ہوا حقیقت مین آپ لوگ بڑے جانباز و سرفروش ہین جرات کے
دلون مین جوش ہین مگر ای مہتر قران نگہبانون کو کیا کیا ہمارا نگہبان بڑا جلاد و صاحب ظلم و بیداد ریحان
ہی مہتر قران نے کہا وہ بیہوش پڑا ہو گئے کی موت قتل کرو مگر ای احول دربار شہاب مین جلد چلو صبح
ہو چکی ہی اگر استاد کی عیاری پوری ہوئی ہوگی سارے شہر کو لوٹ لینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے
مہاجنون کو طلب فرماتے اُنسے کہتے مال لاؤ دونا کر دینگے اشرفیون سے خزانے بھر دینگے شہر مین
اوس طرح کا ہنگامہ ہوتا اب تک بیٹھے ان سب کو بیہوش نہین کیا تھا چند کس یہ کہتے ہوے جاتے تھے
کہ عیارون نے غضب کیا ہمارے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا سامری جمشید نے بچا لیا افراسیاب نے
کسی جادوگر کو بھیجدیا دو گھڑی رات رہے بیٹھے یہ باتین سُنتی تھین اب نہین معلوم کیا کیفیت گذری
احول باہر نکلا دیکھا سب ساحر بیہوش پڑے ہین ہوش اُڑ گئے کہ الٰہی کسنے انکو کیونکر بیہوش کیا
قران نے کہا انکی کیا حقیقت ہی ہمارے اُستاد لاکھون پر دست انداز ہوتے ہین ہماری بیہوشی جیسے
ہوے مثل مُردے کے سوتے ہین احول نے کہا انکو ہوشیار کرو مجھے اس ریحان پر بڑا غصہ ہی اسنے
بڑی بڑی مجھپر بدعتین کین آب و دانہ بند رہا اس قید خانے مین مین برسون دردمند رہا قران نے کہا
آپ بیدار کیجیے بدعت کا بدلا لیجیے مین الگ کھڑا ہون احول نے سحر کرکے باران سحر برسایا یکایک
ریحان جادو کو ہوش آیا دیکھا ملک احول مربع نشین کھڑا ہوا للکار رہا ہی او نامرد اُٹھ سحر کر جو کچھ
ہو سکے زور دکھا ریحان جادو جھلا کر اُٹھا للکار کر کہا تجھے کسنے رہا کیا ملک احول نے ملک الموت کے جانب
اشارہ کیا کہا انکو پہچان لو ملک الموت ساحران انکا نام ہی تم ایسون کو قتل کرنا انکا کام ہی ریحان تیغ کھینچکر
چلا احول نے کہا او ریحان تو نے مجھپر بڑی بڑی بدعتین کی ہین مجبور و لاچار تھا اب جبر اختیار کرونگا
انکے قدمون کو بوسہ دے اسی مین خیر ہی اطاعت کر سحر کا ہمارے سامنے نام نہ لے تم سب جادوگرون کے
جو تیرے باپ ہین افراسیاب جادو اُنسے بھی مقابلہ کر چکے اُس ظلمون نے آخر تاج طلسمی لگایا

تب مین مجبور ہوا اسطرح مارا گیا تیری کیا حقیقت ہی ریحان نے نہ مانا قران کی طرف چلا احول کودکر
بیچ مین آگیا کہا ادہر کہان جاتا ہی وہ فقط ارواح قبض کرینگے ساحرون سے لڑنا نہین جانتے ہین
ریحان نے وہی تیغہ سحر احول پر لگایا احول نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینک دی ایک
طمانچہ مارا ریحان کا سر اڑگیا لاشہ زمین پر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام من ریحان جادو بود اور ساحر غلغلہ
کرکے چلے احول نے تھوڑی خاک اٹھا کر پھینک دی سب اندھے ہوگئے ٹٹولنے لگے احول ان سب کو
اندھا کرکے سحر کرنے لگا بازوون پر پر پرواز پیدا کرکے کہا ای قران تلک الگ آؤ مین دربار شہاب مین
جاتا ہون دیکھون وہان کیا رنگ ہی یہ کہکر عقاب پر سوار ہوا طرف بارگاہ شہاب کے چلا قران ایک
ساحر کی صورت بنکر چلے یہان وہ وقت ہی برائے قتل خواجہ عمرو شہاب حکم دے چکا ہی جلاد نے قصد کیا
کہ قتل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ملک احول کج نشین او شہاب دیکھ میرے خدا نے آج مجھکو رہا
کیا تیرے قتل کا حکم ملا مین آپہونچا اب جان بچا و شہاب نے جو ملک احول کو عقاب پر سوار دیکھا ہوش اڑ گئے
احول نے دیکھا جلاد عمرو کو تلوار مارا چاہتا ہی ہاتھ ہلا دیا برق چمککر گری تینون جلادون کے دو دو ٹکڑے
ہوئے عیارون پر سے سحر اتار دیے عمرو نے جو دیکھا بریان کنین جلاد مرا اٹھتے ہی نعرہ کیا منم نہنگ
بحر طراری منم ہزبر دشت عیاری آفتاب عالمتاب آسمان مکاری نجم تابان برج ہوشیاری طرار فرا خواجہ
عمرو نامدار برق تڑپکر اٹھا چالاک نے اٹھتے اٹھتے حقہ آتشبازی داغ دیا برق نے کسی پر کرچ
ماردی خواجہ بھی جھلا کر لڑنے لگے ملک احول زمین پر آیا عقاب سحر سے اترا شہاب و شریر جادو
و ملکہ گلشن کئی سو ساحر بڑے بڑے سردار ملک احول پر سحر کرنے لگے گولے ترنج نارنج مارے احول
انکے سحر کو کب مانتا ہی یہ ہزبر دشت افسونگری الیسون کو روباہ جانتا ہی جسکی گردن پکڑلی مروڑ ڈالی کسی کو پکڑ کر
چیر ڈالا کسی کو آتش سحر سے جلا دیا کسی کو خاک مین ملا دیا ہنگامہ گیر و دار بلند ہی تمام ساحران خود پسند چلا
ورد مسند الامان کہتے پھرتے ہین اٹھ اٹھ کے گرتے ہین شریر جادو کہ اسکو اپنی شرارت پر ناز
آتشباز و شعبدہ باز ہو سحر کرتا ہوا طرف احول کے چلا ایک سمت سے مہتر قران بھی جادوگر بنے ہوئے
آئے دیکھا استاد کے چھکے چھوٹ رہے ہین لوٹ مین مصروف ہین انہون نے بھی اگر نعرہ کیا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری	زبان سرہنگ در خنجر گذاری
منم مہتر قران شیر ژیانم	بہ میدان اژدر آتش فشانم

دیہا دون تم سبکی قضا دامنگیر ہوئی ساحرون کے جہنم واصل ہونے کی تدبیر ہوئی

احول نے جو دیکھا مستر قران لبندہ کھینچکر جا پڑا شیر را ایسا سحر کر رہا ہی ایسا نہو قران پر چشم زخم پہونچے
آواز دی ای شیر بیشۂ جرأت ای یکہ تاز میدان جلالت اُسکے سامنے نہ جا وہ بڑا زبردست ساحر ہی
فنون افسونگری سے خوب ماہر ہی قران نے کہا ای احول تم دخل نہ دو مین ابھی اسے ڈھونگا یہ کہکے للکارا
جیسے ہی شرر ادھر لپٹا قران نے جھپٹ کر دونون پانون اُسکے کاندھے پر تھے لبندہ مارا سر اُسکا پھٹا
مستر قران کود کر الگ ہوے عمر نے جلدی دوڑکر اُسکا تاج اُٹھا لیا برق انگوٹھیان اُتارنے لگا اندھیرا گھپ چھا
آواز آئی کشتی مرا نام مین شرر جادو بود شہاب نے پلٹکر دیکھا شرر جادو کا لاشہ تڑپ رہا ہی اتنے عرصہ
مین احول نے کئی ہزار ساحر مارے عیار بھی بخوف اور بے ہین برق نے تڑپ تڑپ کے بہت سے
جادوگر مارے قران کا لبندہ چل رہا ہی آسمان سے خون برسنے لگا صدہا مکان گرے ہزارہا ساحر
دبگئے احول نے سحر سے دور با ندھ دیا میدان کارزار کو سحر بند کیا کہ کوئی ساحر بھاگ کر نہ نکل سکے
بھاگ کے کہان جائین موت دامنگیر اگر بھاگ کر نکلے کنارے عیار پھر رہے ہین جو جمع
نکلا اُنکا حصہ ہوا یہ انجام ہو گیا دم مین قصہ تمام ہو گیا لیکن ملک احول مربع نشین لڑتا بھڑتا سامنے
شہاب کے پہونچا دور سے پکار پکار کے سمجھایا اُسکے خیال مین نہ آیا سحر کرنے لگا احول پر تین
گرین سحر سے تلوارین برسین خنجر چلے آتش بھڑکی احول نے سب چیزون کو دفع کیا جب برابر پہونچگیا
شہاب نے چاہا نکجاؤن احول نے نعرہ کیا او نامرد پشت دکھاتا ہی شرم نہین آتی شہاب کو بُری غیرت آئی
بھاگتے بھاگتے پلٹ پڑا تیغہ سحر کرکے کھینچا احول نے ہنسکر کہا ارے اس تیغہ گلی سے کیا ہوگا
خاک مطلب حاصل ہوگا دیکھو تو تیرے ہاتھ مین کیا ہی دیکھا خوب تلوار نکالی نہ خم نہ دم نہ کاٹ نہ گھاٹ
یہ تو گھاٹ کریگی اب جو شہاب نے دیکھا سچ کی تلوار میرے ہاتھ مین ہی ملک احول جوہر شناس سینہ
قتل کی گھات مین ہی ہوش اُڑگئے خنجر کمر سے نکالا چاہا ماروں احول نے صرف اشارہ کیا خنجر بھی
ہاتھ سے چھوٹ گیا سحر کرتا ہوا شہاب دوڑ پڑا چہرہ سرخ ہاتھ پانون مین رعشہ طاقت پر تاز تھا لپٹنے لگا
احول نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا کوڑے پر لاد کر مارا شہاب کے اُستخوان چور چور ہوے غصے مین
ہاتھ چمکایا شعلۂ آتش گرا لاشہ بھی اُس ناری کا جلکر خاک ہو چشم زدن مین قصہ پاک ہوا آواز آئی کشتی مرا
نام مین شہاب گلگون پوش بود بیر غل مچانے لگے کچھ تدبیر بن نہ پڑتی تھی ملکہ گلشن نے جو یہ دیکھا
گل سا چہرہ کُمھلا گیا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا کنیزون نے آواز دی حضور جان بچایئے شہاب

اسی لائق تھا اپنے نزدیک ساحرون پر فائق تھا ملک احول پر کچھ زور نہ چلا کس ذلت سے مارا گیا بس
گلشن نے رومال سے ہاتھ باندھے فریاد کرتی ہوئی دوڑی آواز دی مین اطاعت کرتی ہون مدتون
خدمت مین ملکہ مہرخ کے رہچکی ہون وہ بھی میری خطا معاف کرینگی احول نے ہاتھ روک لیا ساحرون نے
جادو ہٹالی گلشن آکر قدمون پر گری احول نے خواجہ کی جانب اشارہ کیا کہا معافی و غیر معافی کا
خواجہ کو اختیار ہے یہ حقیر انکا تابعدار ہے گلشن طرف خواجہ کے بڑھی خواجہ بشرہ شناس فلک اساس خوب
دوست و دشمن کو پہچان لیتے ہین فرمایا حقیقت مین اسکو ہماری جانب توجہ ہے چارون عیار قریب آئے
احول نے چاہا خواجہ کو تخت پر سوار کرون خواجہ نے انکار کیا گلشن کو تخت پر بٹھایا احول مرکب پر تنہا
سوار ہوا ساٹھ ہزار ساحر مطیع الاسلام ہوے نوبت نقارے بجاتے ہوے دارالامارۂ شاہی مین پہونچے
گلشن نے فوراً بارگاہ کو آراستہ کیا سامان عیش و نشاط مہیا ہوا ساقیان گلعذار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوے
اب ملک احول طرف خواجہ کے متوجہ ہوا کہا امیدوار ہون بعد میرے کیا معرکہ گذرا عمرو نے تمام
کیفیت جنگ صنعت سحر ساز و معجزہ ہاے بلا کا کھلنا بیان کیا کہا اب افراسیاب جادو احتقاق
نقارہ نواز کو لیکر چلا ہے یقین ہے قریب لشکر مہرخ پہونچا ہو ہم یہان آکے بلا مین پھنسے اب دیکھین
تقدیر کیا دکھائے نام نقارہ نواز سنکر رنگ روے ملک احول متغیر ہوا سر جھکا کر کہا اے شہنشاد
اقلیم عیاری اب تامل و تساہل بیجا ہے جلد تیاری کیجیے اسکا قتل ہونا نا ممکن ہے ایک چوب نقارے پر
لگا دیگا ہر خرد و کلان کو سحر بھلا دیگا دوسری آواز مین لہرا جائینگے تیسری آواز مین سب بیہوش ہو جائینگے
استاد نور افشان کی کیا کیفیت ہے مہر قران نے کہا نور افشان نے ایسے ایسے کام کیے تاریک
شکل کش انھین کی تدبیر سے قتل ہوئی اب بھی آٹھ پہر مصروف اعانت ہین صاحب شوکت و لیاقت
ہین کوکب روشنضمیر نے جان و مال عزیز نہین کیا ہر مقام پر آنکی جمعیت و جرات لڑا ہزاران پر لشکر
اسلام ہے وہ وہ کارہاے نمایان کیے کہ جنکا بیان نا ممکن ہے جمشید بن کوکب و جادو دست سیب خیرخواہی لشکر
ظفر اثر مین آٹھ پہر سینہ سپر ہین مگر احتقاق کو اب افراسیاب لایا ہے دیکھین فلک کیا دکھاتا ہے نام
احتقاق سنکر ملک احول سر جھکا لیتا ہے جواب نہین دیتا ہے عمرو کو اس امر کی فکر دامنگیر ہے کہ یہ کیا سبب ہے
افراسیاب کا نام سنکر احول اسی طرح بل کرتا ہے ہر ایک کے نام پر ابل پڑتا ہے یہ کیا باعث ہے غرض عمرو کو
اسقدر تردد ہوا ملک احول کے قریب آکر پوچھا اے شیر بیشۂ جرات اے گوہر دریاے ہمت بخدا روز

رہائی اسد غازی ہی جو تمنے کارنمایاں کیا کہ سحرافراسیاب میں گھس پڑے اپنی جان کا خیال نہ کیا ہزاروں
کو نکال لیگئے سب کے جان نثار ہو لیکن اسوقت جو خیال کرتا ہون ذکرستہ اختقاق جادو سے
رنگ رو تمھارا متغیر ہوتا ہے یہ کیا کوئی مقدمہ راز و نیاز ہے یہ اختقاق کیا افراسیاب سے زیادہ
شعبدہ باز ہے ملک احول نے کہا کہ خواجہ یہ مقدمہ ایسا ہے کہ سبکو مین بیان نہین کر سکتا انشاء اللہ تعالے
بروقت میدان داری آپ پر ظاہر ہو جائیگا اتنا نکتہ عرض کرنا کافی ہے کہ ہم جان نثار لشکر ظفر اثر مین شکر ہے
جانبازون کے افسر ہین کئی سال اس قید مین گذرے بڑے بڑے صدمے اٹھائے خیر شکر ہے کہ وقت پر
رہا ہوے سب حالات ظاہر ہونگے اب عرصہ مناسب نہین ہے بسم اللہ جلد سوار ہو جیے جسقدر لشکر ہو سکے
ہمراہ لیجیے اب تعجیل مناسب ہے دیر کرنے مین بہت برائی ہے یہ جان نثار سرفروش عاشق نام صاحبقران
مطیع مذہب اسد نوجوان آپکے ساتھ ہے اب تا روز قیامت دامن دولت صاحبقران اور اسی خطا کار کا
ہاتھ ہے عمرو کو کلمات حسرت آیات احول سے اک عبرت حاصل ہوئی یہی خیال ہے کہ دیکھیے جنگ
اختقاق کا کیا انجام ہو اسی وقت حسن قران کو حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ملکہ گلشن جادو نے عرض کی کہ
کنیز بھی ساتھ چلیگی خواجہ نے ہر چند کہا اے ملکہ گلشن قلعہ خالی رہیگا تم یہان انتظام کرو کسی محل و موقع پر
آجانا اگر شریک ہونا ملکہ مہرخ وغیرہ تمھاری بہت خاطر کرینگی اے گلشن عنایت باغبان قضا و قدر سے
باغ لشکر اسلام بہار پر ہے گلعذاران پری پیکر ماہ رخساران حور منظر جمع ہو گئی ہین ایک ایک حسین
جبین آفتاب طلعت چہرے جنکے رشک خورشید قیامت ناز و ادا و کرشمہ ہر دم انکے ہمراہ ایک ایک
ملک خوبی کے شہنشاہ گلشن نے عرض کی حضور مین سب حالات سن چکی ہون مدت سے مشتاق تھی
کنیز ضرور چلیگی حضور کچھ نہ فرماوین ایک پہر بھر مین گلشن نے بارہ ہزار ساحر جابر جادوگرنیان حسین
وجمیل آراستہ کرکے مین حاضر خدمت خواجہ ہوئی ایک عقاب بلند پرواز سحر پر ملک احول نامور سوار ہوا
ایک تخت پر ملکہ گلشن ایک تخت پر عمرو وچالاک و برق وقران پشت پر لشکر ساحران نوجوان اس ہجوم
طرف لشکر ملکہ مہرخ کے ان جان نثارون نے کوچ کیا انکو راہ مین چھوڑیے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر زلزلہ قیامت ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران و مقابلہ مشغول کوہی و دیگر حالات متعلق داستان ہذا

نیم بسمل سے وہ کیا آنکھ چراتے جاتے
زخم کاری دیے کیونکر نہ لگاتے جاتے

تھی شکایت نہ اگر خون بہاتے جاتے — سانس دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے

اور جلا دسنے جگر کا دیا جاتے جاتے

گلشن حسن نے کیا کیا نہ دکھائے نیرنگ — جلوہ گر فصل بہاران مین خزان کا ہی ڈھنگ

دیکھنے والے تھے جس غیرت گلزار کے دنگ — خط نے اُس عارض گلگون پہ کیا عرصہ تنگ

خار مین صحن گلستان کو دباتے جاتے

شعلہ شوق سے اب جلتا ہی دلکا خرمن — کہون آتشکدہ سینے کو مین اب یا گلشن

ایک تو ہجر مین مین داغ بنا ہون ہمہ تن — آتش شوق پہ کرتے ہین یہ کار روغن

اشک گرم اور بھی ہین آگ لگاتے جاتے

نہین ہتی ہو زمانے مین کسی کی مشکل — کشتی آخر کو پہونچتی ہی قریب ساحل

واہ کیا بخت رسانے ہی دکھائی منزل — ہوئی دربان تلک اُسکے رسائی حاصل

رفتہ رفتہ مجھے اُس کوچے مین آتے جاتے

عمر بھر یون تو رہا خیر تمھین مجھسے حجاب — پردم نزع جمال اپنا دکھانا تھا شتاب

حشر مین روز جزا کیا مجھے تم دوگے جواب — نزع مین مین تھا تمھین مُنھ سے اُلٹنا تھا نقاب

آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے

ہے اک عمر ترے عشق مین ہم خاک بسر — بھول جائین تجھے ممکن ہی یہ اے رشک قمر

نقش خاطر خط تقدیر ہی یان آٹھ پہر — یک بیک دل سے مٹے نقش محبت کیونکر

لالہ رو داغ ترا جائیگا جاتے جاتے

رخ روشن تجھے دکھلائیگا قاصد نہ تڑپ — جلد تشریف یہان لائیگا قاصد نہ تڑپ

آن کی آن مین آجائیگا قاصد نہ تڑپ — دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ تڑپ

راہ مین دیر لگی ہی فقط آتے جاتے

گروہی آئے تو آنے کا مزاحم ہی کون — مین بُلاؤن تو بُلانے کا مزاحم ہی کون

اُسطرف پاؤن اُٹھانے کا مزاحم ہی کون — کوچہ یار مین جانے کا مزاحم ہی کون

خود حذر کرتا ہون اُس راہ مین آتے جاتے

ساتھ تم میرے جنازے کے نہ آئے نہ سہی
اشک دو چار نہ آنکھوں سے بہائے نہ سہی
قبر بازی کے لیے لب نہ ہلائے نہ سہی
شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لائے نہ سہی
فاتحہ کے لیے تو ہاتھ اٹھاتے جاتے

زندہ در گور رہا ہجر مین کیا خاک جیا
دم الجھتا تھا بت حبس نفس تھا بند ا
ہچکیان آتی رہین نزع کی کھینچی ایذا
ہجر کی شب تپ فرقت نے یہ دم بند کیا
سانس بھی رکنے لگی سینہ مین گھٹتے جاتے

چاہ کا نام بھی ہرگز نہین لیتے ہشیار
دیکھو پچھتاؤ گے رعنا کی طرح آخر کار
دشمن دین و دل و جان ہین بتان عیار
چاہنا ترک کرو یا نہ کرو ہو مختار
نیک و بد ہم ہین تمھین رند جتاتے جاتے

چہرہ سیاحان دشت پر خوف معانی و طے کنندگان منازل پرخار سخندانی رحلہ محنت و تعب بیان کو یون حل کرتے ہین شعر بساط آرائے بازار معانی باچنین آرو صناع نکتہ دانی چہرہ صبح رائے ناظرین والا مقام ہو کہ زمرد شاہ باختری نے نامہ بامید کفالت افراسیاب کو تحریر کیا ہے ابھی کسی ساحر کو افراسیاب نے نہین روانہ کیا لیکن زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران امیر گیتی ستان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما ہین تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار و پہلوانان عالی وقار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین مرقعہ دربار تصویر سرداران سے ہمو ہے صحبت عیش و سرور اسوقت صاحبقران محلات مین تشریف لیگئے ہین بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر بیٹھے ہین ناگاہ داروغہ باغبانان حاضر ہوا گلدستے معقول خدمت مین لیکر آیا ایسے دو گلدستے گلہائے رنگین سے آراستہ کیے تھے کہ بادشاہ جمجاہ نے بے اختیار اپنے ہاتھ مین لیلیے پھولون پر جو نگاہ پڑی گل رخسار بہار گلعذار یاد آگیا آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے گلدستے ہاتھ سے رکھدیے خیال بہار گلعذار مین بے اختیار یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے **نظم**

بیباک نہ دیکھا کوئی قاتل کے برابر
تو گر کے لگا لوٹنے بسمل کے برابر
دل مقبل کو یہ محبوب ہوا گم
رندان قدح نوش کی محفل کے برابر

شرم آنکھون مین پائی نہ کسی تل کے برابر
دشمن کوئی دنیا مین مرا اور ترا دوست
لٹنا تھا یہ مجھکو یہ مجھے منزل کے برابر
ہم پہنچے جو اشک قریب مژہ آیا

اس ناز سے تیر استم کا آہ کہ ترکش
ہو گا نہ زمانے مین مرے دل کے برابر
کم بختی واعظ ہے کہ وہ وعظ کی صحبت
کشتی ہوئی جب غرق تو ساحل کے برابر

ساقی تری محفل سے جو بیدل گئے تو کیا
سینے پہ جگہ دو نگاہ قاتل کے برابر
پردہ نہ اٹھا قیس نے لیلے کو نہ دیکھا
اب رکھیو عزیز اسکو مرے دل کے برابر
گر خاک در جانان سے جلال آئے نہ کیونکر

دیدے کوئی بوتل ہی جو ہو دل کے برابر
آہون کے شرر گرد نہین داغ جگر کے
جو نکلا بھی نہ آیا کوئی محمل کے برابر
مقتل مین یہ حسرت ہی اے ضعف کہ ہوتی
اک ایک قدم سو کی منزل کے برابر

آئیگی قضا حور بھی بنکر جو دم ذبح
تا دیدہ مین اختر مہ کامل کے برابر
پیکان مرے سینے سے نکالا ہی تو اوسکی
ہو نچے نہ تڑپ کر کسی بسمل کے برابر

یہ اشعار پڑھکر رومال آنکھون پر رکھ لیا تاجداران جلیل جو گرد اگرد حاضر تھے سب نے دست بستہ عرض کی اسوقت بلا وجہ آئینہ رخسار پر گرد ملال پاتے ہین خیر خواہان دولت بہت گھبراتے ہین امید وار ہین کہ باعث انتشار ارشاد ہو بادشاہ نے فرمایا نہین معلوم کیا خیال آیا کوئی سبب نہین ہی اس مقام پر اترتے ہوے عرصہ دراز گذر گیا ہی یہ خیال ہین اسی سبب سے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی ہر چند تاجداران جلیل نے پوچھا بادشاہ نے کچھ سبب نہ فرمایا لیکن شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان عاشق زار مخمور سمجھ گیا قریب بادشاہ کے آکر بیٹھ گیا عرض کی اے شہنشاہ سوائے صبر کے کیا چارہ ہی غلام بخوبی مطلب سرکاری کو سمجھ گیا گذارش کرون جو کچھ طبیعت پر گذرتی ہی پردے مین عرض کرتا ہون حضور سمجھ جائینگے اسوقت اسد غازی کی یاد آئی حقیقت مین اس شیر کو مدت ہوئی نہین معلوم کیا گذری غلام کے بھی قلب کا یہ حال ہی ان اشعار سے آثار رنج واضح رائے عالی ہوگا یہ کہکر نورالدہر بن بدیع الزمان نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی یہ اشعار پڑھے

نظم

ز جور اہل ستم دوستان چہ چارہ کنم
کہ از میان جفا پیشگان کنارہ کنم
ز تو بہ چون غرض تا ہمہ پشیمانی ست
چو نیست محرم راز صد چہ آشکارہ کنم
زمانہ بر سر آزار ماست ای مخفی

بغیر آنکہ گریبان صبر پارہ کنم
خمار بادہ مستی و چشم خواب آلود
بعزم تو بہ چہ حاجت کہ استخارہ کنم
شب فراق تو از بس بخاک زنم سر را
بیا کہ خانہ دل را ز سنگ پارہ کنم

کجاست جذبہ دیوانگی و عذر وحشی
بہ بزم بادہ کشان تا بکی نظارہ کنم
میان مردم بیگانہ راز پنہان را
تمام روے زمین ابر از ستارہ کنم

بادشاہ نے فرمایا اے شاہزادے حقیقت مین تم تمھارے مطلب اصلی کو سمجھے بلکہ ہمین جو اشعار یاد آگئے پڑھ دیے تمنے یہ اشعار آبدار زیب الف مخفی نہ بڑے لطف سے موقع پر پڑھے اب آپ سب صاحب ملکر حمزہ عالی تبار کو ترغیب دین کہ اب لڑتے بھڑتے طرف طلسم ہوشربا کے چلین دیکھین اسد نامدار کس کیفیت مین ہی وقت بدین شریک ہون نہین معلوم کیا تھا مگت ہو کہ اب عرصہ دراز گذر گیا کوئی وہانسے نہین آیا ہی

نورالدہر نے کہا حضور ملکہ مخمور و بہار ضرور تشریف لائین لیکن نہین معلوم کیا قیامت نازل ہے کہ وہ لوگ
نہین آئے جلایہ رکھنے والی تھین اگر دریاے آتش بیچ مین ہوتا اسکو بھی جھیلتین جان پر کھیلتین لیکن
لشکر اسلام کی خبر خبر لیتے آتین یہ ذکر درپیش تھا بادشاہ اور نورالدہر کو پس وپیش تھا شاہزادہ
ملک قاسم بارگاہ مین تشریف لاے پاے تسلیم خم ہوے پایہ تخت شہنشاہی کو بوسہ دیا بادشاہ جمجاہ نے
قاسم کو سینے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا قاسم اپنے دنگل پر آکر بیٹھ گئے یکایک دنگل پر اپنے نور نظر
کو نہ دیکھا دیری کا سطرف خاشہ پڑا بیقرار ہوگئے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا قیماس خان خاوری نے عرض کی
کیون اے شہریار باعث انتشار کیا ہے قاسم نے کہا ماموجان کلیجے پر چھریان چل رہی ہین نہین معلوم ہمارے
فرزند نوجوان ایرج عالیشان پر کیا گذری کچھ خبر نہ معلوم ہوئی لیکن یہ خوبی ہم جانتے ہین کہ وہ اسد کا عاشق
صادق ہے عالم کفر مین بھی اسکا پاس کرتا تھا ساتھ دشمن کے دم محبت کا بھرتا تھا اسی جوش مین میدان
طلسم ہوشربا کے گیا خدا اسکا معین و مددگار ہے شیر بیشۂ صاحبقران نامدار ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ وہ کمبخت
بدنصیب کو لکھی ہوتا کہ او والد نامدار مین طرف طلسم ہوشربا کے جاتا ہون بخدا مین کسی سے ذکر نہ کرتا یکہ و تنہا
نکل جاتا خدمت کرتا ہوا ہمراہ ہوتا نیک و بد سمجھاتا باے مزاج مین جہالت ہے اسکا بڑا خیال ہے جوش جرات
مین نیک و بد کا اسکو خیال نہین رہتا ہر چند کہ عیار زمانی اسکا مہتر شاپور شیر دل نہایت عقیل و فہیم ہمراہ ہے
بچپن کا یار عاشق زار ہے لیکن اسکی انکے سامنے کیا چلتی ہے اگر کچھ اسنے کہا بیچارے کو جھڑک دیا ہے ساتھ
ہونے سے نہایت لطف ہوتا فتح طلسم ہوشربا کی کیا حقیقت ہے ایک بادشاہ کا قتل کرنا ایسا دشوار ہو گیا
یہ شیر جاتے ہی قتل کریگا آنکو ملتے ہی چھاتی پر چڑھ بیٹھیگا طبقہ زمین طلسم ہوشربا ہلا دیگا سرکشون کو خاک
مین ملا دیگا یقین کامل ہوا کہ اب عمر طلسم ہوشربا تمام ہوئی ایرج خالی نہ پلٹیگا لیکن ہمارے کلیجے پر داغ
بڑا لطف زندگی اٹھ گیا آٹھ پہر انکی یاد مین روتے ہین شب کو انکی مادر مہربان ملکہ گیتی افروز بیقرار
تھین فرمایا کہ کیون صاحب ہمارے نور نظر کی کچھ خبر نہ ملی آپنے بھی تلاش کیا بیٹے کو کراے تسکین یہ جواب
دیدیا کہ خبر دریافت ہوئی اسی ہفتے عشرے مین آئینگے صاحبو ہم تو مردہ ہین یاران ہمدم مین بیٹھکر غم
والم کو دل سے بھلاتے ہین وہ گوشہ نشین کس سے حال دل کہین کیونکر ضبط کرین خدا انکو صبر دے یہ جو
بیتاب ہو کر قاسم نے کہا قیماس خان وغیرہ رونے لگے بادشاہ کی بھی آنکھون سے آنسو جاری
نورالدہر کو بیقراری لندھور بھی چیخ مار کر رو دیے کہا دو شیر بیشۂ رستم غم بدیع الزمان سنے دل مین

تا سور و الدیا تمھارے فرزند کے ہونے سے بارگاہ مین سناٹا ہوگیا حقیقت مین جو کچھ تم کہتے ہو بہت
بجا ہی خدا تمھارے نور نظر کو تم سے جلد ملائے ہم سبکی مراد دلی برآئے کل سردار اشک حسرت بہانے
لگے کہ ناگاہ قاآن ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران بارگاہ مین تشریف لائے دیکھا سب رو رہے ہین
صاحبقران نے فرمایا خیر تو ہی لندھور نے تمام کیفیت ظاہر کی کہ حضور اسوقت ایرج و بدیع الزمان
و اسد کی جدائی کا ذکر آیا ان شیرون کی یاد مین رو رہے ہین اب حضور جی چاہتا ہی کہ پر پرواز پیدا کرین
ہوشربا مین تلوار چلے افراسیاب کو بھی معلوم ہو کہ عاشقان اسد و بزرگان بدیع الزمان آپہونچے
انشاء اللہ نعرہ شیران دشت نبرد سے زمین طلسم ہوشربا تھرائیگی الامان الامان کی دشت و در سے
آواز آئیگی اسطرح سب سردارون نے جو صاحبقران سے کہا صاحبقران نے جواہر بن عمرو کو
حکم دیا دربار لقا کی خبر لاؤ عرصہ دراز سے اُسنے طبل جنگی نہین بجوایا حقیقت مین اب مجھکو جدائی اسد
شیر دل کی بہت شاق ہی دیدہ دل زیارت جمال جہتال کا مشتاق ہی انشاء اللہ اُسکی ایسی لڑائی پڑے
کہ لقا کو شکست دو ہو کینہ داغ پشیمانی نہ جانے پاے جواہر بن عمرو تو چلا دربار مین یہ ذکر ہی ہوشربا کے
داخلے کی فکر ہی جواہر بن عمرو بصورت مبدل دربار لقا مین پہونچا بشکل خدمتگار کھڑا ہوا ہی لیکن گوش
برآواز سلیمان عنبر بن ہوے کوہی نے کہا یا خداوند میرے تمام پر طبل جنگی بجوائیے مسلمان طعن کرینگے
کہ ساحر ہی کے بھروسے پر لڑتے ہین غلام کہانتک صبر کرے بختیارک نے کہا ای سلیمان مجھکو ابھی
خبر ملی ہی کہ صاحبقران بگڑے ہوے ہین قصد کرتے ہین کہ طلسم ہوشربا مین جائین لیکن مجبور ہین کہ
اُنکے مذہب مین پیشدستی جائز نہین ہی ورنہ ابھی طبل جنگی بجوا کر بارگاہ مین گھس آتے قدرت کے مزاج مین
رحم ہی کبھی تقدیر معقول نہین کرتے ہر مرتبہ تقدیر شکست ہوتی ہی صدہا ساحر ملازم افراسیاب بیان کر
مارے گئے تمھارے بھائی بھتیجے بڑے بڑے پہلوان قتل ہوے فقط تمھاری ذات سے اس سرزمین پر
قیام ہی ہمارا کہنا مانو طبل جنگی نہ بجواؤ ایک نامہ اور طرف طلسم ہوشربا کے روانہ کرو کوئی ساحر آجاے
تو دل تردد منزل تسکین پاے یہ ذکر تھا کہ وسواس و خناس و خوش آمد و برآمد چارون ہرکارے
حاضر ہوے ہین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر لقا کو دعا دی قطعہ

از سرت بہتر تاج خسروان بہ چہ رند	شکست طبل تاسگان بہ ورند	گرز آتش ہزار رنگا رنگ
بر سر تو موکلان بہ زنند	بختیارک نے آواز دی بیش باد کہو یارو کیا خوشخبری لاے	

ہرکارون نے عرض کی پہلوان دوران گرشاسپ جہان یادگار رستم و اسفندیار پہلوان نامدار مشلول کوہی تین لاکھ فوج کی جمعیت سے براے مدد خداوند آتا ہی لیکن سب کو ہیون کا حال سُن چکا ہی پس اُسکا یہ ارادہ ہی کہ اگر طبل جنگی نہ بجواے وہین سے یلغار کرتا ہوا آے اگر شب کو پہونچے تو اُسی وقت لشکر حمزہ پر جاپڑے فرماکے مین بدون قتل حمزہ کرنہ کھولونگا قدرت کو تا بہ قیطول پہونچا دونگا ملک باختر آباد کردونگا قدرت سے طرۂ ہمسری لونگا بختیارک نے کہا اے سلیمان عنبرین مو نے کوہی کسی سردار کو یہان سے بھیجو یہ خیال خام تصور ناتمام ہی باطمینان یہان آ ئین ٹھہرین ہماری راے پر زرین سلیمان نے کہا وہ بڑا جاہل ہی جو کہتا ہی وہی کرتا ہی قتل دشمن کے نام پر مرتا ہی وہ میرا کہنا نہ مانیگا جو کہا ہی وہی کریگا بلکہ یہ لفظ لکھ رکھو مشلول کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا آتے ہی آفت برپا کردیگا بیشک حمزہ کو ٹوک کر ماریگا ایک ایک زبردست کو للکاریگا سب طرح کے اخبار سُن چکا ہی آتے ہی سب کو گھیر لیگا اُسکی لڑائی کا عجب ڈھنگ ہی ایک دن گرز پکڑ کے کالک کے جنگل مین گھس گیا ہاتھیون کو مار کے نکال دیا بڑے بڑے فیلان مست مارے اُس بیشے کو آباد کرلیا غیر اُسکی حالی مین نہین رہتے اُسکی روکنا بہتر نہین ہی اُدھر سے وہ آئیگا اِدھر سے ہم جا پڑینگے چار پہر مین لڑائی فتح ہو جائیگی فوج اسلام شکست کھائیگی بختیارک نے کہا آپکو اختیار ہی ہم خوب سمجھتے ہین اُنکی قضا دامنگیر ہی یہ جلد مرنے کی تدبیر ہی سلیمان نے جھلا کر جواب دیا آپکے نزدیک حمزہ و سرداران حمزہ سے کوئی زیادہ زبردست نہین ہی اب ملاحظہ فرمائیگا لندھور و مالک و بہرام کو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا قد و قامت مین دیو ہی اُس سے کوئی کیا مقابلہ کریگا بختیارک خاموش ہو رہا جواہر کھڑا سُن رہا تھا یہ خبر لیکر کعبہ کا جلد خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا آتے ہی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی نظم

دورۂ روزگار و دولت تو	جسم و جان باد و لفظ و مضمون باد	فتنہ و حادثات و دشمن تو
زخم و خون باد و خواب افیون باد	لاشۂ حاسدت بعہد حیات	طعمۂ گرگ سان گردون باد
منعِ دشمنت بہ شرط وفات	صدر ایوان ربع مسکون باد	گر نہ ظل تو ابر داش باشد
قاقم صبح رشتۂ اکسون باد	روح خصمت کہ زندہ در گورست	در تہ پاے فتنہ مدفون باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو اسوقت دربار مین لقا کے جو یہ جان نثار گیا ابھی خبر آئی ہی کہ کوئی جوان منفرد و متکبر موسوم بہ مشلول کوہی بارادۂ فاسد لشکر شہنشاہی پر آتا ہی ظاہر اور دریافت ہوا

کرا کر شبخون مارے سلیمان عنبرین مو سے کو بھی اُسکی جراُت کی تعریفین کر رہا ہی صاحبقران نے فرمایا اگر رات کو اگر گرا ہزار ہا بندگان خدا بخیطا غفلت مین قتل ہونگے نہین معلوم کیا انجام ہو اسکی تدبیر کرنا چاہیے مشیران سلطنت و وزیران اُبہت نے دست بستہ عرض کی غلامون کے نزدیک یہ بہتر ہی کہ وہ یہان تک نہ آنے پاسے کوئی سردار جرار نامدار یہان سے لشکر لیکر جاسے راہ مین اُس سرکش کو روکے حقیقت مین رات کی لڑائی مین مشکل پڑتی ہی یہان عالم غفلت وہ ہان ہوشیار آمادۂ حرب و پیکار فرو خون ریزی ہوگی صاحبقران کو بھی یہ راسے بہت پسند آئی ارشاد ہوا مقبل کو بلاؤ مقبل حاضر آیا صاحبقران نے فرمایا ایک چوکی لاکر بیچ مین بارگاہ کے رکھو مقبل نے بموجب قاعدہ قدیم چوکی سنگ مرمر کی اُسپر خلعت سلیمانی سپر و شمشیر بیڑہ پان کا جام شربت لاکر رکھدیا صاحبقران نے پکار کر آواز دی ای سرداران دلو بند ای غازیان ارجمند حال آمد مشلول آپ سب صاحبون نے سُنا چاہتا ہون ایک شیر دلیر اسی وقت روانہ ہوجاسے جاکے اُس بجیا کو راہ مین روکے یہانتک نہ آنے دے اگر کوئی اُفتاد پڑے اور سردار براسے مدد روانہ کرینگے نام و ہیبت مشلول کو بھی زبانی جواہر کے سب صاحب سُن چکے تھے کسی نے جواب نہ دیا بعض نے سر جھکا لیا ہر ایک کو یہی خیال ہی مشلول کو بھی اتنی دور سے آتا ہی کچھ تو اپنے دل مین سمجھ لیا اتنا بڑا ارادہ کرکے چلا ہی نہایت مشکل پڑیگی فوج کوہستان بڑے زور و شور سے لڑیگی پہاڑ نیچے تخت بھی ہوتے ہین جنگلون مین مقابلہ نہین معلوم کیا ہوگا جواب دینے کا مقام نہین ہی جب عرصہ گذرا کسی نے جواب باصواب نہ دیا صاحبقران زمان نے آواز دی ایہا الحاضرین ای صاحبان دین و آئین اسی دن کے واسطے حمزہ تخت پر نہین بٹھا زمرۂ سرداران مین اپنا شرت جانا بلکہ تین روپیہ کے پیادے جو کام کرتے ہین اُسکو اپنا شرت جانتا ہون وہی سب میرے بھائی ہین عنایت رب اکبر سے بزور شمشیر بیدریغ نظیر ممالک تسخیر کیے نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی قبضے سے لقا کے شہر باختر نکال لیا نہیب شمشیر مردان عالم سے بھاگتا ہوا تا بہ کوہستان آیا بس مین خود روکنے کو اُس بے حیا کے جاؤنگا ایک آواز اور دیتا ہون پھر صدا نہ دونگا خود جام نوش کرونگا اپنے بادشاہ جہاں کی طرف سے جاکر اُس گنوار کو روکونگا مگر یہ مقدمہ بھی آپ سب صاحبون کے باعث ننگ ہوگا کا فرون کو شک ہوگا اپنے مقام پر کہینگے کہ حمزہ اس مہم حقیر پر آیا کیا کوئی سردار

اس لائق نہ تھا کہ جاکر مشلول کوہی کو روکتا یہ فرماکر صاحبقران نے قبضۂ تیغ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا
زلفوں پر پیچ و تاب آیا چہرہ غصے سے سرخ ہوا خال سبز ور گہائے ہاشمی جوش و خروش مین آبرو
خمدار بلنے لگے آنکھین اُبل آئین قریب تھا کہ نیکر تلوار کو اپنے مقام سے اُٹھین یہ رنگ صاحبقران
جو دیکھا اپنے دنگل شوکت سے دارائے ہند لندھور بن سعدان جانشین حمزۂ صاحبقران
حاکم اقلیم ہندوستان صاحب عظم و شان تیغۂ دودم ہندی کو نیکر اُٹھے بڑھکر جام نوش کیا پکار کر
آواز دی یہ کام آپکا غلام بجا لائیگا صاحبقران خوش ہو گئے لندھور کو گلے سے لگایا فرمایا ای
جانشین من ای قوت بازو ای زینت پہلو ای رونق لشکر اسلام ای سردار خوش انجام بخدا اپنے جانے
سے تمھارے جانے کو بہتر جانتا ہون لیکن یہ خیال رہے فتح و شکست پروردگار کے اختیار مین ہے
اگر کوئی اُفتاد پڑے فوراً اطلاع دینا مین فوراً آؤنگا لندھور نے عرض کی دعا حضور کی اقبال شہنشاہ
ہمراہ ہر مقام پر ساتھ ہے یہ فرماکر لندھور باہر نکلے دونون بیٹے ارشیون پیرزاد و فرہاد خان یک خرلیے
باہر آئے لندھور نے منع کیا فرمایا تمھارا یہین رہنا بہتر ہے شاید لقا سے مقابلہ پڑے مین بہت
جلد جاؤنگا دونون فرزند پلنگئے صرت کو جبر ملک و کھنی کو حکم دیا بارہ ہزار ہندی تیار کر لو الیاس
ہندی کو ہمراہ لیا نیل سپوخ مبارک پر سوار ہوئے اٹھارہ سی من کا گرز خردی و مردی پرچہ کوہ کا نیچے
رکھا بارہ ہزار سواران ہندوستانی نے چہار جانب سے ہاتھی کو گھیر لیا اسی وقت روانہ ہو گئے
صاحبقران نے جہاہر بن عمرو سے فرمایا ہرکارے برائے خبر لندھور بن سعدان روانہ کردو
دمبدم کی مجکو خبر ملے جہاہر نے دست بستہ عرض کی ایسا ہی ہوگا سب طرح کی خبر دریافت کرکے عرض کرونگا
یہان تو یہ باتین ہین لیکن مشلول کوہی حقیقت مین نہایت مغرور ہے کوہستان کے جو حالات اسنے سنے
کہ فرزندان حمزہ نے ہزار ہا کوہی مارے تین لاکھ فوج لیکر اس ارادے پر چلا ہے کہ جاتے ہی
سب کو قتل کردونگا لاشون سے میدان بھر دونگا بارہ کوس پر مقام کیا اس فکر مین ہے کہ یہان سے
جو چلون فوج اسلام پر جا پڑون کہتا ہے بے فتح کرنہ کہو ونگا قدرت کا تماشا ختر پہونچا دونگا اپنے
مقام پر بیٹھا ہوا اہلبلا رہا ہے بارگاہ صحرائے سبزہ زار مین استادہ تین لاکھ کوہی فروکش برائے کمربندی
حکم دے رہا ہے بیرون بارگاہ آکر ٹھہرا گرد سرداران کوہی گھیرے ہوئے کہہ رہے ہین کہ حضور آپکے
کون مقابلہ کر سکیگا حمزہ آکر قدمون پر گریگا نہین معلوم آپکے بھائی نے کیونکر مار سے گئے کبھی کسی نے

ملک کوہستان کا ارادہ نہ کیا تھا اس زمانے کے نفاق نے یہ تباہی کرائی ایک کو ایک سے
رشک پیدا ہوا بھائی کا بھائی دشمن ہو گیا راہبر راہ سے مسافر رہزن ہو گیا کچھ لوگ جا کر اہل اسلام سے
ملے پتے نشان بتائے آپ ہی کے عزیز اقارب شاہزادہ تورج بن بدیع الزمان کو اپنے
ساتھ لیکر تا طلسم ہزار برج پہونچے جب تو نبیرہ حمزہ غالب آیا طلسم فتح کر لیا کئی ملک قبضے میں آئے
مشلول نے کہا اُن سب کو سزا دونگا دشمنوں سے پیشتر کو ہیوں کو قتل کرونگا یہ کہہ رہا تھا کہ صحرا سے
گرد اڑی مشلول دیکھنے لگا کہا شاید ہمارے بھائی صاحب سلیمان عنبر مو کوہی کو خبر ہوگی
کچھ فوج برائے مدد روانہ کی ہے مجھ پر یہ بہت شاق ہے میں کسی کی مدد قبول نہ کرونگا اپنی فوج کیا کم ہے
سرداروں نے کہا حضور آپ کے ساتھ بڑے بڑے بہادر ہیں ایک ایک جوان سہو سے منھ نہ پھیریگا کسی
کی مدد کی کیا احتیاج ہے آپکے نام سے سکہ جرأت کا رواج ہے خوشامد کی باتوں سے مشلول اور زیادہ
پھولا جاتا ہے نگاہ گرد کی جانب ہے کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے بارہ علم نشان بارہ ہزار
فوج کا ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی بخط جلی تحریر انکے گذر جانے کے
بعد ایک جوان کو دیکھا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب جرأت وقوت میں لاجواب فیل سفید پر سوار پشت پر
بارہ ہزار جوانان ماہ رخسار گلہائے پری پیکر پر سوار برچھیاں تھمی ہوئیں نیزے ہاتھ میں ہلالیتاں حمائل خود و
زرہ نہ دار و سینہ سپر کرنے کی کد کیسے کیسے جوانان شیر دل رستم خصال حسین جمیل اپنے افسر کے کفیل اس
شد و مد سے آکر پہونچے مشلول نے ہرکاروں کو حکم دیا دیکھو تو یہ کون جوان ہے اسطرف آنے کا کیا
باعث ہوا یہ تو ظاہر ہے کہ لقا پرست نہیں ہے لیکن سب دلیر معلوم ہوتے ہیں خود و زرہ سے بالکل نفرت
کیا صاحبان لیاقت ہیں صاف ظاہر ہے کہ تلوار کے دھنی ہیں دعوی تہمتنی جرأت کا جوش سب
سرفروش ہیں سینے اس لشکر قلیل کو بہت پسند کیا لندھور نے تو جب لشکر مشلول کو دیکھا ہاتھی کو
روک لیا فوج کو اترنے کا حکم دیا لیکن ہرکارے مشلول کوہی کے آئے نام لندھور دریافت
ہو اعرض کی آپکی خبر سُنکر صاحبقران نے لندھور بن سعدان اپنے جانشین کو روانہ کیا ہے یہ
جوان آپکے مقابلے کو آیا ہے مشلول بہت ہنسا کہا ان لوگوں کی قضا آئی ہے موت ان سب کو کھینچ
لائی ہے میں کل لشکر پر چلا تھا بھلا یہ مجھکو کیا روکیگا یہ کہتا ہوا بارگاہ میں آیا تا گاہ آفتاب عالمتاب
لرزاں و ترساں بارنگ زرد کاشانہ مغرب میں جا کر چھپا آمد آمد شاہ انجم سپاہ کی شروع ہوئی

چشم زدن مین مع فوج ثابت و سیارگان چرخ نیلی پر جلوہ فرما ہوا مشلول نے نشے مین شراب کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے اُسی وقت نقارہ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا

نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور
بہت گرم خو اور روشن نگاہ
کیا دبدبہ خلق پر آشکار
اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا
کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
نشان آگے آگے خط صبح کا

لشکرون مین تیاریان ہونے لگین اُدھر سے مشلول کرگدن مست پر سوار ہو تین لاکھ فوج لیکر چلا اِدھر سے لندھور بن سعدان اُس فوج قلیل کو بوجہ احسن آراستہ کرکے فیل پر سوار ہوئے چشم زدن مین وارد میدان کارزار ہوئے صفین جمنے لگین لیکن مشلول کو بی کہتا ہے یہ ہندی بڑے گستاخ ہین اس فوج قلیل سے ما بدولت کے سامنے آئے دیکھو تو کیا حال کرتا ہون نقیبون کو اشارہ ہوا نقیبون نے میدان کارزار مین آکر بڑے زور و شور سے یہ اشعار عبرت آثار بہ خوش الحانی پڑھے

اشعار

رشتۂ اُلفت کہے دیتا ہون کہ قاتل نہ توڑ
او دم بھر تو ذرا دم لینا ای بسمل نہ توڑ
سخت جان ہون تیغ کا لگنا بہت دشوار ہے
دیکھنا او بیرحم کہتے ہین ہمارا دل نہ توڑ
دور ہے ملک عدم پھر کسطرح پہونچونگا مین
رحم کرکے ایک ٹھوکر سے دل سائل نہ توڑ
اب مین اسکو دکھا دونگا ای نزد وصل بہار
بے ادب ہو ہو کے بند پردۂ محمل نہ توڑ
جوڑنا اسکا بہت ہو جائیگا مشکل نہ توڑ
کسطرح جوڑیگا تو شیشے سے نازک ہے ہوا
کچھ قصور اسکا نہین خنجر کو ای قاتل نہ توڑ
اب نہین جڑنے کا تا حق جوڑتا ہے کیون ستم
شستین کرتا ہون میرے پانون کی منزل نہ توڑ
با وفا ہے دل ہمارا وقت پر کام آئیگا
دیکھ ای صیاد بلبل کا ذرا سا دل نہ توڑ
کب تلک انکار اب تو وصل کا اقرار کر
دیکھ لین وہ بھی دہان زخم جنکے صدا
سخت باتون سے مرا دل او بت قاتل نہ توڑ
شیشے سے نازک ہے دل کیون توڑتا ہے بیوفا
مین کہا کرتا تھا اکثر دیکھ میرا دل نہ توڑ
کوئی اس بت کو یہ سمجھا دے خدا کے واسطے
ای ستمگر یاس کہنے کے یہ قابل نہ توڑ
آہ مجنون کی ہوا سے پردۂ لیلی کہہ رہی
او بت بیداد گر عاشق کا اپنے دل نہ توڑ

نقیبون نے پھیر دین کے سُرون مین جو یہ اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے ایک طرف سے کڑکیت پکار رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید یہ وقت جانبازی ہے سر میدان جان دینے مین مرد کی سرفرازی ہے

شعر

روز جنگ است جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد

کہان ہین رستم و سام کدھر گئے پہلوانان عالی مقام سہراب پر کیا گذری نریمان پیوند خاک ہوا ایک بہادر کا چشم زدن مین قصہ پاک ہوا

کون بہادر ہی کہ اس میدان کارزار مین نام اپنا روشن کرے نام رستم و اسفندیار مثل حرف غلط مٹادے
خوشی مین آکر مشلول بڑھا میدان مین آکر خوب سلح شوری دکھائی گینڈے کو دوڑایا جب خوب پسینے مین
تر ہوا گینڈا بھی عرق عرق ہو گیا گینڈے کو روکا پکار کر آواز دی اے مردان ہندوستان مین تمھارے مقابلے کا
مشتاق ہون لندھور نے ہاتھی کو پھیرا اساتذہ اے پہلوانون مے چاہا کہ ہم میدان کارزار مین جائین لندھور
نے بشیرین زبانی بفصاحت بیانی روکا کہا وہ میرا طالب ہی آپ لوگ تامل فرمائین سب کو سمجھا کر فیل کو
بڑھایا فیل میمونہ مبارک جھک کے چلا چشم زدن مین میدان کارزار مین پہونچا مشلول گرد اسپر کا لیکر
بڑھا تگاور زن ہوے پانچ قدم گینڈا اسکا ہٹا ہاتھی اُسی مقام پر جھومنے لگا اب مشلول نے
سراپاے لندھور کو دیکھا سطوت و صولت دیکھکر مثل آئینہ حیران دلمین کہتا ہی کیا جوان حسین و جمیل و
لئیق معلوم ہوتا ہی حمزہ کا یہی بڑا رفیق ہی سوچ سوچکر کہا او دارا ے ہند صاحبقران کو تمھاری قدر نہ ہوئی
ماہ دولت کے مقابلے مین بھیجدیا لندھور نے ہنسکر کہا او مغرور کیون نشہ نخوت مین چور ہی تیری قضا
میرے ہاتھ سے ضرور ہی اور کون تیرے مقابلے مین آتا یہ میدان کارزار ہی کلام کرنا بیکار ہی نیزے تلوار سے
کام لے زبان درازی موقوف کر یہ سنتے ہی مشلول جھلایا نیزہ اُٹھایا داہنی بغل سے اور بائین بغل سے
پیچ و تاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان تاک کر سینہ بے کینہ لندھور پر نیزہ مارا لندھور
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران حقیقت ہین دونون جوان برابر کے
ایک طور مین لڑ رہے ہین دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر لندھور نے نیزہ کا ٹھکر پھیرا مارا نیزہ
ہاتھ سے مشلول کو ہی کے نکلگیا غصے مین مثل ابر گرجا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ
مارا لندھور نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا مشلول لپٹ پڑا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر
کود سے کشتی ہونے لگی اب مشلول کے ہوش و حواس پراگندہ دلمین کہتا ہی بڑے زبردست سے
مقابلہ پڑا دیکھیے کیا ہوتا ہی لیکن جان دیے ہوے لڑ رہا ہی کسی مقام پر لندھور اسکو پکڑ لاے
یہ مشکل نکلا جب وہ لندھور کو پکڑ لایا لندھور مثل برق تڑپکر نکلگئے صاحب طاقت بچپت بنکیت
پھکیت مشلول کو عاجز کر دیا مثل برق تڑپ رہا ہی تین پہر اسی رنگ مین گذرے مشلول کانپ رہا ہی
ہانپ رہا ہی لندھور اُسی تیور سے لڑائی مین مصروف ہین ایک مقام پر لندھور ریلا کرکے دور کو
جا ہٹتا ہی کون حریف زبردست کب تھمنے دیتا ہی کسی مقام پر مشلول نے لنگر مارا لندھور نے

لنڈ بھی اُکھڑا قضاے کار اوباش کوہی اسکے لشکر کا سپہ سالار کھڑا ہوا یہ معرکہ دیکھ رہا ہی خود پہلوان
کی کیفیت سے ماہر ہوا کہ اب مشلول شل ہو گیا بیشک جانشین حمزہ زیر کریگا اپنے مالک کو بچا جرأت
دکھاؤ یہ بے حیا گینڈے سے کود اتیغہ کھینچکر جھپٹا پشت پر آکے لندھور کی نعرہ کیا خبردار او
جوان کیا بے ادبی کرتا ہی دوسرے گوجر ملک دکھنی نے دیکھا لندھور پر وار کیا چاہتا ہی وہین سے
نعرہ کیا او بے حیا خبردار پھر آواز دی ای آقاے نامدار ہوشیار ہو جائیے اپنے کو اس نامرد سے
بچائیے لندھور اُسکو چھوڑ کر پلٹ پڑے مشلول کو تو دھکا دیا وہ چند قدم ہٹ گیا لیکن اوباش کا ہاتھ
چلگیا سر پر لندھور کے تلوار پڑی با اطمینان اُسنے ہاتھ مارا تھا تلوار نے خوب کاٹا سر برہنہ لڑ رہے
تھے تیغ اُس نامرد کا تا دوابرو لندھور کے پہونچا لندھور نے دہقانہ مارا تیغہ تو سر سے نکلگیا چادر
خون کی چہرے پر آئی ادھر سے اہالیان فوج لندھور دوڑ پڑے مشلول بھی گینڈے پر سوار ہوا سب
کوہی لینا لینا کہکے آپڑے لیکن لندھور نے اوباش بد قماش کو بچنے کی مہلت نہ دی اتنا بڑا زخم
کھاکے لپٹ پڑے گھوڑے پر لادکر مارا چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا لیکن تکان سے غش آنے لگا تھرا گئے
چاہا تلوار ٹیککر کون تھرا کر گرے غش ہو گئے الیاس ہندی نے پلٹکر دیکھا سواروں سے کہا
یارو آقا تمھارے غش ہو گئے سوار گھوڑوں سے کود کے لندھور کو اٹھاکر ہوادار پر ڈالا اتیغ لاکھ
کوہی لیکر مشلول فوج لندھور پر آپڑا یہ بارہ ہزار وہ تین لاکھ بڑی خرابی یہ کہ افسر زخمی ہو چکا
مثل مشہور ہی لشکر بے میر تکیہ بے فقیر نقیر بے پیر ترکش بے تیر بیکار ہی ہرچند جوانان ہندی جبری بہادر
صف شکن تیغ زن لڑے بھڑے کٹے پھٹے خانہ جنگیان نیچلے بیٹھے کوہوں سے خوب لڑے لیکن
لوہے کی دیواریں آراستہ ہو گئیں اگر ایک کو مارا دس سے مقابلہ پڑا اُنکے دس قتل ہوے فوج مین
کمی نہوئی اُنکے دو کے مارے جانے سے لشکر مین برہمی ہو گئی ہرچند چاہا کہ قدم نہ ہٹائیں مثل نقش پا
مٹ جائیں لیکن جب گوجر ملک دکھنی بھی زخمی ہوا اُسوقت الیاس ہندی نے پکار کر آواز دی
یارو افسر کو بچاؤ اب نکل چلو ایسا نہو کوہی آقاے نامدار کو طوہ کرکے گرفتار کرلین پھر بڑی مشکل
ہوگی جوانان صف شکن نے آواز دی کیا مجال ہی کہ ہماری زندگی مین ہمارے افسر پر کوئی ہاتھ ڈالے
یہ کہکر جوانان صف شکن نے کمان ہاے کیانی کاندھوں سے اُتارین تیروں کی بوچھار کرنے لگے
کوہی پیچھے ہٹے اس طور سے لڑتے بھڑتے اپنے آقا کو لیکر طرف صحرا کے چلے جب کوہی زیادہ

جلوہ کرتے ہین دس بیس جوان سرفروش جام بادۂ جرأت کا جوش صف سے نکلکر آگے بڑھتے ہین کوہیون کو
روکا لڑنے لگے ساتھ والون سے آواز دی آقا کو لیکر ہٹے اور جھگڑ پڑے دس بیس نے سو دو سو کو مارا
سنان ہاے نیزے سے سینے ملا دیے رسالے کے رسالے بھگا دیے اپنی جان دی کوہیون کو آگے
نہ بڑھنے دیا کوہیون نے جب دیکھا لندھور کو نہ پا سکینگے پردۂ شب بھی بیچ مین حائل ہو ہجاد ظلماتی
نے ان شکست خوردہ کی پردہ پوشی کی شب تیرہ و تار مین ایک جانب نکلگئے خیمے خرگاہ چھوڑے مال و
اسباب رہگیا نقد جان کو غنیمت جانا الیاس ہندی عیار گوجر ملک دکھنی سردار لندھور کو عالم
غش مین لیے ہوے الغرض اسے پُر ہول مین پہونچے سایۂ نخلستان مین اتر پڑے مگر حیرانی و پریشانی اور
بے سامانی نہ بارگاہ نہ خیمہ کچھ کنبل وغیرہ تان لیے لندھور کو اُس مقام پر اُتارا اپنے ہاتھ سے
بیٹھکر زخم دوزی کی بڑی رات گئے لندھور کی آنکھ کھلی دیکھا ساتھ والے زخمدار ہتھیار انکسار اپنے کو
اس حال پُر ملال مین پایا غصے مین کانپنے لگے ہونٹ کاٹ لیے کہا اے الیاس ہندی تم مجھکو لیکر کیون
بھاگ آے اسی وقت میرے ہاتھی پر مجھکو سوار کر دو سامنے لشکر دشمن لیجاکر چھوڑ دو گھسکر بارگاہ مین اس
بے حیا کو مارونگا یا اپنی جان دونگا ذلت گوارا نہ کرونگا الیاس ہندی نے عرض کی انشاء اللہ آپ
شب کو تامل فرمائیے بوقت سحر جو کچھ راے اقدس مین آے اُسطرح کاربند ہوجیے اسقدر نہ دردمند
ہوجیے اتفاق ہے اکثر صاحبقران نے شکست کھائی انتہا کی پریشانی اُٹھائی انشاء اللہ اگر وہ بے حیا
اُسی مقام پر ٹھہرا چلکر مقابلہ کیجیے اگر طرف لشکر لقا کے گیا آپکا حریف ہے آپ ہی اُس سے مقابلہ
کرینگے الیاس ہندی نے یہ چرب زبانی کی لندھور کو سمجھایا غصہ جو گیا غش آگیا یہان تو یہ
کیفیت ہے لیکن مشغول کوہی لڑائی کو فتح کرکے بہت خوش ہوا ساتھ والون سے کہا اسی وقت
کوچ کر دو بس لشکر حمزہ مین یہی اک سردار تھا وہ مارا گیا ہندی لاشہ لیکر بھاگ گئے چندکس پیچھے
اب جاکر لشکر حمزہ کو اسی طرح تباہ کرونگا شمار کرو کسقدر لوگ مارے گئے دریافت ہوا کہ پچیس ہزار
کوہی ہاتھ سے ہندیون کے واصل جہنم ہوے الاماں کہکر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے
چلا یہی خیال مین ہے کہ جاتے ہی لشکر حمزہ کو مٹا دونگا فتح کرکے قدرت سے ملونگا بھائی صاحب
سلیمان عنبرین مو سے کوہی سے بھی کہونگا ان لوگون سے آپ سالہا سال سے لڑ رہے
تھے یہ کہکر سوار ہوا رات ہی کو طرف لشکر صاحبقران کے چلا یہان زلزلہ قاف ثانی سلیمان

بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما تھے جواہر بن عمرو نے پرچۂ اخبار ہاتھوں مین دیا مضمون یہ تھا کہ ابھی خبر دریافت ہوئی لندھور نے ہاتھوں سے مشلول کے شکست کھائی نہین معلوم ہندی شکست کھا کے کس طرف نکل گئے یہ پرچہ پڑھکر صاحبقران بہت گھبرائے مقبل سے فرمایا خدا خیر کرے میرے جانشین پر کوئی افتاد پڑی جلد اشقر تیار کرو مین خبر کو لندھور کی جاؤنگا یہ فرما کر پشت اشقر پر سوار ہوئے بہرام گرد بن خاقان چین کو ہمراہ لیا جواہر بن عمرو نے رکاب پر ہاتھ ڈالا بادشاہ سے کہدیا کہ حضور مین براے خبر لندھور جاتا ہون لشکر سے ہوشیار رہیے گا لقاہر وقت درپے آزار ہے فوج سلیمان بے شمار ہے ہر چند اور سردارون نے عرض کی ہم بھی ساتھ چلین صاحبقران نے نہ قبول کیا صرف بہرام کو مع بارہ ہزار چینیون کے ساتھ لیا روانہ ہوگئے چلے اتفاقات قضا و قدر ادھر سے مشلول کوہی آتا ہی لندھور نے اُس صحراے ہول خیز مین تڑپ تڑپکے رات کاٹی جیسے ہی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لندھور نے ہتھیار لگاے بارہ ہزار مین سے دو ہزار جوان سیارۂ گلشن جہان ہوے باقی سب زخم دار بیقرار شب کو فاقہ کیا لیکن لندھور کے کہنے سے اسی حال پرملال مین کمرین باندھین لندھور ہاتھی پر سوار ہوا کہا یارو یہ بے حیا جہان ملیگا اُسی مقام پر جا کر مارونگا یا مجکو قضا لیے جاتی ہی ساتھ والے بھی انتہا کے پریشان کہتے ہین کہ دیکھین فلک کیا دکھاتا ہی عجب حال پرملال مین آقا نے قصد کیا ہی خدا اہالیان ہندوستان کی آبرو رکھے ان نامردون کے مکر و غدر سے بچاے برکت جاے لیکن جرأت مین فرق نہ آے لندھور نے لگ ماری فیل میمونہ تڑپکر چلا اب حال مشلول کوہی سنیے رات بھر شراب خواری کرتا ہوا منزل مین کسی مقام پر ٹھہرا صبح کو اک صحرا مین آکر پہنچا گینڈے سے کود پڑا دیر صحراے پربہار دیکھنے لگا کہ سامنے سے گرد اڑی صاحبقران زمان مع بہرام بافوج قلیل تلاش مین لندھور کی تشریف لاتے ہین مشلول کی جو دور سے جمال آفتاب مثال صاحبقران پر نگاہ پڑی شاطر سے کہا دیکھو تو یہ کون جوان پریشان جاتے ہین اسطرف آنے کا کیا باعث ہوا شاطر نے جا کے خبر دی کہ صاحبقران زمان داماد نوشیروان اپنے جانشین کی خبر سنکر چل نکلے تلاش کرتے ہوے آتے ہین ادھر شاطر نے صاحبقران کو خبر دی کہ حضور لندھور کا تو حال دریافت نہین کہ اُن پر کیا گذری لیکن مشلول مع فوج بیشمار وہ سامنے کھڑا ہوا اُٹھل رہا ہی لیکن غلام نے بارگاہ لندھور اور اسباب وغیرہ اُسکے ہمراہ دیکھا معلوم ہوتا ہی اُنکو شکست دے کے آیا ہی صاحبقران تو یہ سنکر ٹھہر گئے اُدھر مشلول نام صاحبقران سنکر چلایا فوراً گینڈے پر سوار ہو افوجون کے پرے جم گئے تمام کوہی اپنے اپنے مقام پر

تم گئے مشلول نے یہ کہکر گھوڑا بڑھایا کہ یارو ان سب کو بھی اسی صحرا مین مار لو ایک ایک کو للکار لو
یہ کہتا ہوا میدان کارزار مین آکر للکارا اے فرقہ خدا پرستان مین نے لندھور سے پہلوان کو نوک کر سر
میدان مارا مال و اسباب سب لوٹ لیا تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو مقابلے مین ماید ولت کے آئے
فن سپاہ گری دکھائے صاحبقران نے قصد کیا کہ مین مقابلے مین مشلول کو ہی کے جاؤن بہرام گرد
رفیق قدیم صاحبقران عاشق نام لندھور یہ کلمات حسرت آیات سنکر بیقرار ہوگیا گھوڑے کو بڑھایا
صاحبقران زمان سے عرض کی حضور نہین معلوم ہمارے برادر پر کیا گذری یہ بے حیا کہتا ہے ہم نے
سر میدان نوک کر مارا لندھور ایسا جوان تھا نہین معلوم کیا معرکہ گذرا لیکن حقیقت مین بارگاہ لندھور اسکے
ساتھ ہے اسوقت غلام کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ابھی جاکے سزا دیتا ہون عوض سرکشی لیتا ہون صاحبقران
حال لندھور سنکر ایسے خاموش ہین بہرام کو جواب نہ دیا آنکھون مین آنسو بھر آئے بہرام نے مرکب بڑھا دیا
صاحبقران تماشا دیکھنے لگے چندکس ملازم بہرام پشت پر جمے ہوئے ہین ہر اک کا یہی قول کہ صاحبو اگر
خدانخواستہ لندھور مارا گیا چراغ ہندوستان گل ہوا بارگاہ سلیمانی مین سناٹا ہوگا اُسکے مثل کا مردا
کوئی لشکر ظفر اثر مین نہین ہے ظاہرا معلوم ہوتا ہے دغا کرکے ان بے حیاؤن نے اُس شیر دلیر کو مارا یہان
بہرام سامنے مشلول کے پہونچا مشلول لاف گزاف کر رہا تھا بہرام نے نعرہ کیا او نامرد زبان کو بند کر
تیری کیا مجال تھی جو خسرو بلاد ہندوستان پر دست انداز ہوتا نہین معلوم اُس جری پر کیا اُفتاد پڑی
مین اک ادنی غلام صاحبقران ہون مجھسے مقابلہ کر او بدمست اپنے ہوش مین آ سر میدان کچھ فنون سپاہ گری
دکھلا مشلول نے نیزہ مارا بہرام غم لندھور مین بیقرار تھا سنان نیزہ کو بچا کر جھڑ پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا
نیزہ مشلول کا ٹوٹا نامرد کا جی چھوٹا قبضے پر ہاتھ ڈالا بہرام کو بڑا غصہ تھا منظور یہ لپٹ پڑون کمر مین ہاتھ
دیکے اٹھا لون اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے اسی ارادے سے مرکب بڑھایا وہان پر مستی خانہ
تھا مرکب بہرام نے سکندری کھائی مشلول کی تلوار سر پر گری سر بہرام زخمی ہوا بہرام نے دستانہ مارا
تیغہ نکل گیا لیکن دریائے خون مین نہایا چاہی داری کرکے ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے خالی دیا سر بہرام جھکا
چاہا سر کاٹ لون صاحبقران کو تاب نہ باقی رہی وہین سے جھلا کر نعرہ کیا او نامرد کیا کرتا ہے خبردار
صید زبون پر ہاتھ نہ ڈالنا سراسر مردی کے خلاف ہے زخمی پر ہاتھ اٹھاتا ہے مین آ پہونچا نعرۂ صاحبقران

ستم اختر برج عز و جلال	ستم ماہتاب سپہر کمال	ل		نمند ون بہ چشم زاری شدہ

ہمہ عفریت از تیغم عاری شد
ہمہ شہر آباد اسلام شد

ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

سلیمان کو نیک لقب شد بہ قاف

نعرۂ صاحبقران سے زمین
تھرائی مشلول رکا صاحبقران نے بیچ مین مرکب ڈالدیا بہرام کو ہٹایا سامنے مشلول کے سینہ سپر
کردیا فرمایا او مشلول ہیچ بتا کہ میرے جانشین پر کیا گذری مشلول نے کہا یا صاحبقران اپنی جان
بچائیے سامنے سے مابدولت کے ہٹ جائیے مینے سر میدان لندھور کو مار ڈالا ہم انکے ہندی لاشہ
لیکر طرف صحرا کے بھاگے ہین پہچانا کیا اب چلا تھا کہ جا کر آپکے لشکر کو تباہ کرون قدرت کی قدم بوسی حاصل
آنکو تا بہ باختر پہنچاؤن مگر قضا آپ کی دامنگیر تھی کشان کشان میرے سامنے لائی حال لندھور سنکر
آنکھون کے نیچے صاحبقران کی اندھیرا آگیا فرمایا او بے حیا دور ہو سامنے سے نہین معلوم تونے کس طرح
گھیر کر لندھور کو مارا الحمد اگر لندھور پر یہی گذری ہو تو کہتا ہی اگر پردۂ دنیا مین ایک کوہی باقی رہجاے
مجھکو صاحبقران زمان نہ کہنا لندھور کے خون کے بہت دعوے دار ہین تجھکو مہلت نہ ملیگی مشلول
کہہ رہا کہ یا صاحبقران مجھے آپ پر رحم آتا ہے آپ نرے مین چلے ہین کہ مجھ ایسے دلیر کے مقابلے مین
آئے لیکن درگذر کرتا ہون جس طرف جی چاہے نکلجائیے مین تعرض نہ کرونگا اگر ہوس سلطنت ہی میری
اطاعت کیجیے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا علاوہ لشکر کے اب تو اپنے ملک سے کوچ کر کے چلا آیا
ملک گیری کرونگا ہر مقام کی سلطنت آپ ہی کو دونگا مجھ ایسا بادشاہ مجھ ایسا سپہ سالار ہو تمام عالم مین
کھلبلی پڑجاے کوئی مقابلہ نہ کرسکے صاحبقران ان باتون پر بہت ناخوش ہوے فرمایا او بے حیا
کیون بیہودہ بکتا ہی مقابلہ کر یاوہ گوئی سے کیا فائدہ مین قوت بازو کے قاتل کی اطاعت کرون شرم
نہین آتی تجھ ایسے ہزارہا غلامان حلقہ بگوش لشکر مین موجود ہین جنکی تعداد مور و ملخ سے افزود ہین جو ہوسکے
تقصیر نہ کر جب تو مشلول کوہی تیغہ کھینچے ہوے بڑھا کہا اس تلوار نے لندھور و بہرام کے خون کا مزا
چکھا ہی اب تمھارے قتل مین کوتاہی نہ کریگی مدت سے پیاسی ہی شکم خالی خون سے بھریگی خبردار
خبردار کہکے ہاتھ مارا صاحبقران کو آنکھون سے سوجھتا نہ تھا آنکھون پر غم لندھور مین پردۂ غفلت
کلمات سخت و دست سنگ جوش دریاے جرات مین بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا دوسرا دست
حق پرست بڑھایا کمر زنجیر مین ڈالکر نعرۂ کوہ شگاف کیا تا فرش زمین سے مشلول کوہی کو اٹھالیا سر سے
بلند کیا تین لاکھ کوہی دوڑ پڑے صاحبقران کو سنبھلنے نہ دیا چہار طرف سے تلوارین پڑنے لگین

بہرام نے بھی زخم کو باندھا فوج قلیل کو ساتھ لیکر جھپٹا صاحبقران نے ہرچند چاہا گھوڑے سے
گردن مشلول کی مشکین باندھون ممکن نہوا چہار طرف سے کوہی ٹوٹ پڑے صاحبقران زخمی بھی ہوے
مگر زنجیر مشلول ہاتھ سے چھوٹی زمین پر گرا چہار طرف سے کوہی ٹوٹ پڑے ہاتھوں ہاتھ اٹھالیا چونکہ نامرد زخمی ہوا تھا
پھر گھیتے سے پر سوار ہوا لڑنے لگا صاحبقران زمان شیرانہ نہنگانہ پلنگانہ جنگ مین مصروف مین ہنگامہ
گیرودار بلند لیکن لشکر کوہیان بے حد ہے بلوہ ہے صاحبقران پر بہرام زخمی ہو چکا ہے ساتھ والے جا بجا گھر گئے
صاحبقران ہرچند کد و کوشش کرتے ہین لیکن تا بہ مشلول کوہی نہین پہونچتے نہایت پریشان مین ہمراہیان
بہرام کئی سو جوان چشم زدن مین سیار گلشن جنان ہوے صاحبقران انتہا کے حیران و پریشان ہوے
ساتھ والون کو بچائین کہ اپنے بچانے کی فکر کرین متردد و متوحش بہرام دیکھتے ہین زخمداری مین لڑ رہا ہے انتہا کا
زخمی ہوا ہے لیکن لڑائی سے منھ نہین پھیرتا کوہیون پر شیرانہ جا پڑتا ہے صاحبقران اسی انتشار مین تھے
کہ صحراے گرد اڑی سامنے آکر دامن گرد شگافتہ ہوا خسرو بلاد ہندوستان جانشین صاحبقران لندھور
بن سعدان فیل ہموزہ مبارک پر سوار ساتھ والے زخمدار بیقرار لیکن اپنے آقا کے ساتھ چلے آتے ہین
صاحبقران لندھور کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگئے آواز دی اے جانشین من صدا اپنی سناؤ ہم تمہارے
غم مین بہت بیقرار تھے یہ بے حیا کہتا تھا کہ قتل کرکے آیا ہون یہ سنکر لندھور نے وہین سے نعرہ کیا نعرہ
جزر و مد ہاے دریا را اگر قتم تا بہ ہندوستان ہ اگر نام نے ولی منم لندھور بن سعدان ہ او مشلول کوہی قارت
بدست جسکو تو نے قتل کیا تھا وہ آ پہونچا انشاء اللہ مردہ بھی تجھپر بھاری ہوگا مقابلے سے مردان عالم کے
عاری ہوگا مشلول نے جو لندھور کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گیا کہا یارو ہندی جرات جان ہے مین سمجھا تھا
مارا گیا نہین معلوم کیونکر بچا لندھور ہندیون کو لیکر آگرا برق شمشیر ہندیان چمکی ندی خون کی بہی صداے
الامان بلند ہوئی لیکن خرابی یہ ہے کہ ساتھ والے لندھور کے بھی زخمدار صحرا مین آب و دانہ ممکن نہین ہوا
لیکن سب جری چشم صاحب قہر و خشم لندھور نے گرز خردی مر ہوی اٹھایا جس پر مار دیا مرکب و راکب ملگئے
سواے خون کے تھالے کے کچھ اور نہ معلوم ہوتا تھا آسمان سے خون برس رہا ہے شعلہ مریان نعرہ جوانان
برق شمشیر کی چمک کمانون کی کڑک طائران تیر اڑتے پھرتے ہین غل ہور و ملخ گرتے ہین کشتے پھڑک رہے
ہین سوار جو مارے گئے ہزار ہا مرکب کوتل پیادے سب کل فنا بھاگری ہے نقارون پر چوب پڑی لیکن صاف ظاہر ہے
شمشیرزنی سے صاحبقران کی کوہی پریشان علون نے بال کھولدیے ہین یا مردہ تعظیم کو اٹھے ہین

لندھور لڑتا بھڑتا قریب مشلول پہونچا مشلول نے جو لندھور کو آتے دیکھا پلٹ پڑا لیکن بیچ مین دو
چار ہزار کوہی آ گئے اُنسے تلوار چلنے لگی لندھور چاہتا ہی دریاے فوج کو جھیلوں جان پر کھیلوں اس
نامرد کو جھپٹ کر مارون کوہی نہین ہٹتے دل کے دل بادل کے بادل فوج کی پلٹنین رسالے سب نے
اسی مقام پر ہجوم کیا صاحبقران بھی لڑتے ہوے اسی جانب آتے ہین مجمع فوج سے مہلت نہین ملتی
ساتھ والے لندھور کے بھی جابجا گھر گئے ہین یکایک صحراے گرد ازی اقران کوہی بیٹا مشلول کا
براے شکار صحرا مین آیا تھا اُسنے خبر پائی کہ میرے باپ نے لندھور کو مارا لشکر کشی کرکے بہر لشکر
اسلام گیا ہی ساٹھ ہزار فوج لیکر خیرہ دوڑا اُسوقت آکر پہونچا دور سے دیکھا باپ میرا اُتر رہا ہی فوج
کوہیون کی بیحساب دو جوانان صف شکن بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین اقران کوہی نے وہین سے
نعرہ کیا اے والد نامدار نہ گھبرایئے یا بدولت بھی آپہونچے اس بے حیائی آمد دیکھکر صاحبقران زیادہ
گھبرائے حقیقت مین اقران جو آکر گرا ہمراہیان صاحبقران پر بڑی بہر بڑی جابجا متفرق ہوے کہین
دو گھوڑے پانچ ہزار زین کہین بیس پچیسے ہزارون کا مجمع یہان فوج قلیل اُسطرف کوہیان ذلیل نے مردان عالم کو
گھیر لیا ہی چاچار کوہیون نے ملکر اک جوان کو مارا اب صاحبقران و لندھور بہت پریشان ہوے دور سے
صاحبقران نے دیکھا تا نکے زخم لندھور کے ٹوٹ گئے سر سے خون جاری لیکن جھوم رہا ہی قبضہ شمشیر ہندی
چوم رہا ہی اس حال مین بھی جس غول پر جا پڑا لاش پر لاش گرا دی زمین ہلا دی یہ حال دیکھکر طرف آسمان کے
دیکھا دعا کی اے مالک زمین و زمان اے خالق دو جہان اے حکیم و علیم اے سمیع و بصیر اپنے بندون کو بچا لے اس
جنگ مین فتح نصیب ہو لندھور بھی دعا مانگ رہا ہی سب بندی بیقرار ہر طرف سے صداے یا ربا یا مستغیث
بلند ہی ہر شخص اپنی زندگی سے ناامید یہ بھی خوب یقین ہی اگر ان نامردون کے ہاتھ سے مارے گئے بہشت برین
مقام ہو اور دنیا مین نام ہوا اگر بچ گئے غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار کی فرد مین نام مرقوم ہوگا لیکن زندگی
سے مایوس موت کا سامنا کوہیون کا بلوہ اقران نے آکر قیامت برپا کر دی ہزارہا بندگان خدا قتل ہو
صاحبقران نے جو بیباک کر دعا کی بجا بدرگاہ خدا اور اجابت وا تھا فوراً دعا قبول ہوئی سعادت حصول
ہوئی آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی زمین کا رزار تھرائی نقاب دار زرین پوش لعجبش
خرد ہوش براے شکار جاتا تھا فوج دیوان خونخوار ہمراہ تخت یاقوت نگار پر سوار ہمرکاب مین عیار طرار پیچھے پیچھے
علمہاے زرنگاری کے کھلے ہوے بیرق ہاے زربفتی دیوزادون کے ہاتھ مین سائبان زر دوزی

کسی ہزار گز کا چوڑا شکل ابر گہربار سر پر نقاب دار کے کھنچا ہوا باز سفید سر پر سایہ فگن مثل برق چمکتا ہو
کاوون پر دیو نیزادون کے سرداران نقابدار سوار ایک ایک بہادر جرار نامی نامدار جوانان عالی وقار
قضائے کار زنگامۂ گیرودار کی صدا کان مین نقاب دار کے پہونچی سر جھکا کر بے ساختہ عبرت خیز دکھیا
عیار نے سر پیٹ لیا کہا ای صاحبقران عصر دیکھیے غضب ہوا صاحبقران اعظم لشکر کافران مین گھرے
ہین لیکن ماشاءاللہ کس جرأت و شوکت سے لڑ رہے ہین نقابدار کی جو نگاہ پڑی گھبرا گیا فوج دیوان
کو اشارہ کیا جلد سامنے سے ہٹ جاؤ مرکب ہمارا زمین پر اُتارو دیوزادون نے بیک چشم زدن مین جوان
صف شکن کو کاندھے سے اُتارا مرکب اُنکے سامنے کیے آپ بھاگ کر طرف صحرا کے گئے اک ابر تیرہ و
تار تھا کہ چلکر سامنے سے نکلگیا نقابدار بھی بہ تعجیل تمام پشت مرکب سرچشمی پر سوار ہوا تیغ برق مثال کو نیام
انتقام سے لیا بارہ ہزار سواران جرار سے نعرہ کرکے آپڑا آواز دی باشید ای کفاران بے حیا و ای
نابکاران پُر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم نقابدار زرین پوش صاحبقران عصر مسخر کن
بحر و بر کشندۂ دیوان قاف ہزبر دشت مصاف ایسے کلمات جرأت آیات کہکر فوج کو ہیان مین دھنسا
شمشیر زنی کرنے لگا ساتھ والے بارہ ہزار کس لطف سے لڑے جابجا تلکے پڑے صدائے الامان آنے
لگی صدہا علم قلم کیے عیار نقابدار پشتبانی کرتا ہوا اڑ رہا ہی سر پر نقابدار کے باز سفید جنگ مین بھی
سایہ فگن ہی مثل عاشق جانباز دیکھ رہا ہی چشم زدن مین نقابدار نے فوج کو تار تار کردیا سب سے
زیادہ اقران کو بھی طبلاتا بھرتا تھا نقابدار نے ایک مقام پر ڈانٹا آواز دی او نامرد تجھکو افسوس
نہ آیا تیرے باپ کی فوج کیا کم تھی کہ تو بھی آکر شریک ہوا صاحبقران دُور سے جنگ نقابدار کو
ملاحظہ فرما رہے ہین فرماتے ہین ای جواہر بن عمرو ایسے ایسے وقت پر اس نقابدار نے مدد کی کہ دل سے
فتح کی امید اُٹھ گئی تھی ہر مقام پر بصد کروفر آیا جاہ و جلال دکھایا جرأت و شوکت مین بھی بے نظیر زیر نقاب
چہرۂ زیبا رشک ماہ منیر طرز صف شکنی طریقۂ شمشیر زنی دنیا سے نرالا معلوم ہوتا ہی بڑے بڑے معرکے
جھیل چکا ہی لیکن مقام حسرت یہ ہی کہ یہ جوان دوست بھی دشمن بھی راہبر بھی رہزن بھی مگر خون عروقون
مین جوش مارتا ہی جی چاہتا ہی جاکر گلے لپٹا لون ہر ضرب پر احسنت و آفرین کہون میرے دلکو اس جوان
صف شکن سے محبت ہی یکہ تاز میدان جلالت ہی وہ دیکھو صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا سامنے اقران کے
پہونچا اقران بھی جوان زبردست ہی خدا اس شیر صولت کو بچائے اس ماہ آسمان جرأت کو روز

سیاہ نہ دکھانے یہ فرما کر خود بھی لڑنے بھڑنے اُسی جانب چلے اُدھر سے نقابدار زرین پوش نے
بھی دیکھا کہ صاحبقران اعظم بصد کر و فر بصد جاہ و حشم لڑتے بھڑتے اسی جانب آتے ہین اب تو اقران
کوہی پر جا پڑا وہ بھی بے حیا ملبنا تلوار چلنے لگی کہی ہاتھ اقران نے نقابدار پر لگائے نقابدار
اُسکے تیغ گرانبار کو مثل پھول کے روک لیتا ہے اُسی طرح جواب دیتا ہے ایک مقام پر اُسنے ہاتھ مارا
نقابدار نے تلوار کو تلوار پر لگا تھا صاف معلوم ہوا دو برقین آپسمین لپٹ گئین لیکن نقابدار نے
اُلجھاوے سے ہاتھ کو نکالا خبردار خبردار کہکے جا پڑا مرکب کو گدگدایا مرکب حبشی نے دونون
ٹاپین سر پر اُسکے گینڈے کے رکھدین اب نقابدار نے دست حق پرست بلند کیا نعرہ تکبیر کرکے
ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپکر گری سپر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے سر پر گری خود کو کاٹا مع مرکب و راکب چار
ٹکڑے ہوئے فوج کو ہیان مین ہنگامہ ہوا ساتھ والون کے رنگ کٹ گئے آواز الامان الامان
آنے لگی دور سے مشلول کوہی نے دیکھا پارہ جگر کے دو ٹکڑے ہوئے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
مثل رعد گرجا قصد ہوا جاکر نقابدار پر برس پڑون قاتل کو اپنے فرزند کے مہلت نہ دون للکارتا
ہوا چلا اُدھر سے نقابدار نے مرکب بڑھایا دور سے یہ معرکہ لندھور بن سعدان نے دیکھا کہ
اقران کوہی کو نقابدار نے مارا اب مشلول پر جاتا ہے فیل میمون مبارک کو بڑھایا مشلول کو ڈانٹا
او نامرد ازلی و ابدی مجھکو تو نے قتل ہی کیا ہوتا مجھ سے آکر مقابلہ کر وہ جوان ملک الموت جان کا ڈر ہے
اپنے زمانے کا صاحبقران ہے مشلول ادھر ملبنا بیچ مین صفین تھین لندھور نے اُن صفون کو
بصفائی توڑا اکثر کیدان رسالدارون کو مارا اب مشلول و لندھور سے مقابلہ پڑا ایک طرف سے
صاحبقران لڑتے ہوئے آئے ایک طرف سے نقابدار بھی پہونچا اگر کسی ور کوہی نے قصد کیا
لندھور کو روکین کسی کو صاحبقران نے مارا کسی کو نقابدار بہادر نے للکارا خوب اُس مقام پر
کشت و خون ہوا ہزارہا لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین ان شیرون کے وہ چھوٹ کے ہاتھ چلے کو ہیون
کے جی چھوٹ گئے بھاگے راستہ نہین ملتا گھبرا رہے ہین کبھی تو نے دوسی خدا اون کو پکارتے ہین
بدحواس عالم یاس نام نقابدار سے تھرآتے ہین کبھی کہتے ہین یارو یہ برقع پوش کہان سے آیا
ان لوگون کی مدد آسمان سے بھی آتی ہے ظالم نے اقران ایسے قوی بازو کو کس زور و شور سے
مارا اب بھی شمشیر زنی کر رہا ہے صفون کو درہم و برہم کر دیا افسرون کو تاک تاک کے مارا یہی باعث

شکست ہی اُسکی فوج مین بندوبست ہی اس عرصے مین لندھور قریب مشلول کے پہونچگیا صاحبقران
اعظم کو بھی یہی منظور ہی کہ اسکے ہاتھ سے میرے جانشین نے شکست کھائی تھی خدا لندھور کو اسپر غالب
کرے غرضکہ لندھور کا بڑھ کر مشلول نے بڑھکر لندھور کو ہاتھ مار لندھور کو انتہا کا غصہ تھا
قطرات خون بھی سر سے ٹپک رہے تھے آنکھون کے نیچے اندھیرا جان دیکر ہاتھ بڑھا دیا بقدرت پروردگار
کلائی پر اُسکی ہاتھ پڑا لندھور نے چاہا تلوار چھین کر پھینکدون اُسنے زرہ پر ہاتھ ڈالدیا اسوقت نقابدار
و صاحبقران مین و لیسیار لندھور کے جنگ کر رہے ہین کسی کو ہی کچھ نہین آنے دیتے لڑتے بھڑتے دونون
زمین پر کود سے کشتی ہونے لگی مشلول دیو پیکر یہ بھی افسر نامور کوئی کسی مقام پر کچی نہین کرتا سامنے
کے داؤن پیچ ہو رہے ہین دستیان ساتھ زبردستی کے چل رہی ہین یہ بڑا فرق ہی کہ سر لندھور زخمی وہ
تازہ دم کوئی زخم ابھی تک نہین کھایا جب لندھور کو ریل کر دہ بے دوڑتا ہی صاحبقران پریشان ہو
آواز دیتے ہین ای لندھور بن سعدان ای خسرو بلاد ہندوستان دیکھو بھی حریف زیادتی کرتا ہی ذرا بیچ کو
سنبھالو اب پیچھے نہ ہٹو ان کلمات پر نقابدار آواز دیتا ہی یا صاحبقران اعظم وا سے بر حال لندھور
دو دن سے بے آب و دانہ سر زخمی حواس مین اختلاف لیکن اس دیو سے خدا آپکے جانشین کو بچائے
اگر خلاف مزاج نہو مین کود کر گھوڑے سے مقابلہ کرون اس جنگلی کو ہی کو سزا دون صاحبقران اعظم
فرماتے ہین ای نقابدار بہادر ہمارے قاعدے کے سراسر خلاف ہی ایک سے دو ملکر کیونکر لڑین
اب دعا کرو خدا میرے جانشین کی آبرو رکھ لے نقابدار رطب اللسان تعریفین کر رہا ہی کہتا ہی پروردگار
نے آپکو بڑا مرتبہ دیا کیا رفیقان جانباز ملے لیکن اب یہ سب ہمارے قبضے مین ہونگے یا نہا لے
صاحبقرانی حضور سے لونگا صاحبقران نے ہنسکر فرمایا ای نقابدار بہادر آؤ ایک طرف ہمارے
تمہارے کشتی ہو نیزہ چلے تلوار کھینچے آج ہی فیصلہ ہو جاے یا نہا ے صاحبقرانی یون نہ ملینگے
نقابدار کہتا ہی بھلا حضور اسوقت کیا موقع ہی لشکر دشمن دباؤ ڈالیگا صاحبقران فرماتے ہین
کہ یہ دوست و دشمن جب تیر بھرے پھر نہین رکتے نقابدار نے سر جھکالیا کہا حضور یا نے تو ضرور
لونگا لیکن چاہتا ہون حضور سے نہ لڑون آپکے لشکر مین جو سب سے زبردست ہو اُس سے لڑون ا
دیکھیے آپ تماشا دیکھیے اگر سر میدان غالب آؤن جرأت دکھاؤن بانہا ے صاحبقرانی حضور سے
پاؤن ورنہ جا کر کسی گوشۂ عافیت مین بیٹھ رہون پھر ایسے کلمات مہملات زبان پر نہ لاؤن صاحبقران

اعظم نے فرمایا ای بہادر مجھے تو اپنے قوت بازو پر ناز ہی مین خود حاضر ہون نقابدار خاموش ہو رہا
اشارے مین عیارت کہتا ہی دیکھو بڑھاپے مین یہ غصہ ہی ٹیڑھی بات نہین سن سکتے اسی وقت موجود
ہین عیار نے چپکے سے کہا خدا انکو سلامت رکھے دین اسلام کی آبرو ہین قرابش زادہ دین اسلام
صاحبقران عالی مقام سرکوب کافران قاتل دیوان داماد نوشیروان حقیقت مین انکا مثل نہین ہی
حضور بری مشکل سے بانے ملینگے طبقے زمین کے بلینگے لڑائی کو ملاحظہ فرمائیے ایسا نہو لندھور پر کوئی
اور آپڑے کو ہیون نے پھر مجمع کیا سب افسر ملکر آئے ہین ڈرانے کو باجے بجاتے ہین دیکھیے سب بڑھے
چلے آتے ہین نقابدار نے کہا کیا مجال خود صاحبقران زمان سامنے موجود ہین یہان لندھور
و مشلول سے کشتی ہو رہی ہی ایک مقام پر مشلول لندھور کو سے دو ۔ سات قدم پرا گر لندھور نے
لنگر مارا مشلول او پرا گر جایا بڑے بڑے زور کیے لنگر مین لندھور کے حرکت نہوئی کانپنے لگا
لندھور اپنے مقام سے مثل شیر غضبناک اٹھے ریل کرلے دوڑے مشلول جاہتا ہی تھمون نہین تھم
سکتا یون آتا ہی جیسے تیا باد تند مین اڑے اکیس قدم لندھور ریل کر مشلول کو لائے دیکھنے
والون کے ہوش اڑ گئے ہر دوست و دشمن کا یہی قول ہی کہ یار و لندھور جانشین صاحبقران
بادشاہ ہندوستان جنگ دیدہ کار آزمودہ آٹھ پہرسے بے آب و دانہ ہی اسپر یہ کیفیت واہ ری جرأت
مگر لندھور مشلول کو ہی پرچھا گیا گرز تجربین ہاتھ ڈالا صدائے تکبیر بلند کی پہلے زور مین تا بہ حلقہ دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین اس خود سر کو سر سے بلند کیا ساری سرکشی بھولا چاہا دھم لندھور کا
اڑا دن لندھور نے داہنا قدم آگے بڑھایا بایان پیچھے مشلول کو چرخ دیا زمین پر مارا اسنے قصد کیا
و تدبیے کی کھا کر سنبھلون لندھور نے دوڑ کر ٹھوکر ماری گرد برد چارون شانے چت لندھور کود کر
چھاتی پر اس حال مین فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی مشلول نے جواب سخت دیا لندھور
سنتے ہی غصے مین اٹھا ایک پاؤن اسکا دونون پاؤن سے دبایا ایک کو تھام کر جھٹکا مار اشل
کرپاس کے تر چیر کر پھینک دیا لیکن بسبب زخمداری کے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا لہرا کر گرا بیہوش
ہوگیا ہندی دوڑ پڑے ہاتھون ہاتھ لندھور کو اٹھایا فیل میمونہ مبارک پر ڈالدیا کوہیون مین
غریو بلند ہوا یار و ہمارا افسر مارا گیا ڑ کھکر ان سب کو مار لو فوجون نے بلوہ کیا چاہا لندھور کو
چھین لین ہاتھی کے قریب آئے صاحبقران نعرہ کرکے پہونچے ہاتھی کو پشت پر کیا سینہ سپر کر دیا

ایک طرف سے نقابدار آئے گرا لشکر بے سردار کیا لڑسکتا تھا شمشیرزنی نقابدار کی سردار بھی بڑے لطف سے لڑ رہے تھے مین عیار نے سیکڑون کو حقۂ آتشبازی سے جلادیا آخر تاب نہ لاسکے لاشۂ مشغول و اقران کا اُٹھالیا دامن صحرا کو مقام پردہ پوشی سمجھ کر بھاگے صاحبقران نے پیچھا کیا نقابدار بھی دو رتک آیا صاحبقران نے آواز دی بس بھاگنے والون کا پیچھا نہین کرتے صاحبقران کے رُکتے سے سب ٹھہر گئے لیکن نقابدار مرکب اُڑاتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی یہ جان نثار رخصت ہوتا ہی صاحبقران نے فرمایا اب کہان جائیگا بانہاے صاحبقرانی تو مینے جانیے اب میرے ساتھ چلیے کوہ عقیق پر مجمع عالم انبوہ خلائق ہی بڑے بڑے پہلوان گردن کش موجود ہین سب تماشا دیکھینگے انصاف ہوجائیگا قلب تسکین پائیگا روز کا جھگڑا مٹے آپکو خیال جرأت مجھکو ملال شوکت یون فیصلہ نہوگا نقابدار نے دست بستہ عرض کی اگر حضور کو یہی منظور ہی حاضر ہونگا اب تو سردست مجھکو ضرورت ہی اک مقام کی مہم درپیش ہی پھر کسی وقت آؤنگا صاحبقران نے فرمایا اے نقابدار بہادر یہ تو ظاہر ہی کہ تم ہمارے محسن ہو بڑے بڑے مقامات پر مدد کی مین ممنون و مشکور ہون لیکن چاہتا ہون اپنے کو ظاہر کرو نام نامی اسم گرامی کیا ہی کس گلستان بے خزان کے گل ہو کس آسمان شجاعت کے ماہ کامل کس دریاے جرأت کے نہنگ کس بیشے کے پلنگ ہمین تمھارا بڑا اشتیاق ہی پردۂ قاف کے بھی حالات سُنے کہ اکثر قہقہہ حبشی کی فوج سے لڑے کرتیت کو شکست دی اکثر دیوان قاف نے جرأت و شوکت تمھاری بیان کی امتحان ہمارے تمھارے ضرور ہوگا ہم تو چاہتے تھے ہمارے ساتھ تشریف لے چلیے مقابلہ ہوجاے مدت سے یہ امر یون ہی معطل چلا آتا ہی یہ کیفیت فیصلہ ہوجاے نقابدار سر جھکاے کھڑا رہا جو کچھ صاحبقران نے فرمایا بگوش ہوش سُنا عرصہ تک سر دُھنا سوچ سوچ کے جواب دیا اے شہریار یہ بس تو مجھکو بھی یہی ہی کہ میرے آپکے فیصلہ ہوجاے یہ جھگڑا انجام پاے لیکن فی الحال ناممکن ہی مین وقت پر حاضر ہونگا ایسا ہی مقام پہ مقابلہ ہوگا کہ عالم عالم ہونیا دنیا دیکھے اور نام اپنا تو مین ابھی ظاہر نہین کرسکتا اس سے معاف فرمایے اس مقدمہ مین تو کچھ نہ کہیے آپنے محسن فرمایا یہ بندہ نوازی ذرہ پروری میری کیا مجال ہی کہ مین حضور پر احسان کرون وقت پر حاضر ہوا جان نثاری خدمتگزاری جہانتک ہوسکی بجالایا بندگان عالی کا یہی کام ہی یہ ارشاد

حضور کا مجھکو ممنون و مشکور کرتا ہے یہ کہکر نقابدار نے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکر پشت مرکب پر
سوار ہوا فوج کو آراستہ کیا عیار نے آواز دی دیوان قات حاضر ہوے اُسی طرح جوانون کو اپنے
کاندہے پر سوار کیا تخت یاقوت نگار پر نقابدار سا سایبان زربفتی کھنچا باز بھی باز نہ آیا اُس عقاب
اوج جرات کے سر پر سایہ فگن ہوا اس جاہ وشان سے نقابدار عالی مقدار نوبت نقارے بجاتا ہوا
روانہ ہو گیا لندھور بن سعدان ہوش تھا شام قریب تھی صاحبقران نے بہرام کو حکم دیا اسی وقت
بارگاہ استاد کرد شب اسی مقام پر بسر ہو لندھور کی زخم دوزی کرنا واجب و لازم ہے شکر ہے کہ بنانے
اسکو صحیح و سالم پایا ملازمان لندھور و بہرام نے بارگاہ استاد کی یہ دونون کوہی جو مارے گئے مال
بھی بہت کچھ دستیاب ہوا اسب ہندی چینی بھاگے بانڈھے زخمی اپنے اپنے مقام پر آکر فروکش ہوے
علاج ہونے لگے صاحبقران نے آکر زخمون مین لندھور کے ٹانکے دیے بعد فراغ امور
ضروری آرام فرمانے کا قصد ہوا کہ صاحبقران کو یاد آیا فوراً جواہر بن عمرو کو بلایا کہا اے جواہر
ہم لشکر سے چلے آئے ایسا نہو بادشاہ جہاہ انتشار مین سوار ہو تم جا کر اس فتح کی خبر دو انشاء اللہ
ہم بوقت سحر بعنایت رب اکبر ان سب زخمیون کو لیکر لشکر ظفر اثر مین آ پہونچینگے جواہر نے عرض کی حضور
میرے سوا لشکر مین کوئی عیار نہین ہے ایسا نہو کوئی عیار مکار غدار دشمن سرکار پہونچکر فتور کرے
تو بڑی خرابی ہوگی صاحبقران نے فرمایا اب مقابلے مین ہمارے کوئی حریف نہین ہے علاوہ اسکے
حافظ حقیقی مالک تحقیقی حفاظت کرنے والا ہے انتشار و تردد بیجا ہے جواہر نے سر جھکا لیا بموجب حکم
صاحبقران سمت لشکر ظفر اثر روانہ ہوا فلک کجرفتار گردون غدار کو کجروی کا بہانا ہوا قضاے
کار اتفاقات روزگار عنظر صبا دم عیار مشلول کوہی بھی لشکر کے ساتھ تھا جب دونون باپ
بیٹے مارے گئے کوہیون نے بمشکل دونون کے لاشے اُٹھاے روتے پیٹتے سمت قلعہ حد جہان کے
حاکم عدیل کوہی باپ مشلول کا ہے صلاح کرکے روانہ ہوے لیکن عنظر صبادم فقیر بنکر لشکر مین
پھرنے لگا جب لیلاے شب نے زلف عنبرین کھولی کوتوال ماہتابان فوج ثابت و سیارگان ہمراہ
لیکر براے طلایہ پھرنے لگا دزد شب کمینگاہ مین عنظر نے دیکھا دو پہر سے شب گذری پھرتا ہوا
پشت بارگاہ لندھور پر آیا دلمین سوچ لیا ہوگا کہ عنظر اگر عدیل کے سامنے جائیگا وہ بہت
بلبلائیگا میرا بیٹا و پوتا مارا گیا تجھ سے کچھ نہو سکا اگر بن پڑے تو افسر لشکر صاحبقران نامور کو

چراغ کیجیون عدیل کوبی اسکو قتل کرکے دل اپنا ٹھنڈا کرے یہ سوچکر دبے پانون قریب بارگاہ
آیا سراپچہ چاک کیا دیکھا ایک جانب لندھور ایک سمت صاحبقران آرام فرمارہے ہین خدمتگار
چپ چاپ حاضر ہین عنطر نے پروانہ ہاے بیہوشی شمع ہاے کافوری پر پھینکے دود بیہوشی بلند ہوا خدمتگار
بیہوش ہوے عنطر چھپکر قریب صاحبقران کے آیا پہلے تو قصد تھا دونون کو لون پھر سوچا
کئی منزل جانے کا قصد ہے لیجا عظیم دونون کو نہ لیجا سکونگا پس افسر اعلی کو لون بس صاحبقران
زمان کو اس بے حیانے بیہوش کیا پشتارہ پشت پر لگایا آج اہالیان لشکر سب غافل تھے
قیامت کی تلوار چلی جنگ عظیم واقع ہوئی اسوجہ سے کوئی بیہوش کوئی بوجہ زخمداری بیقرار بعض نے
کھانا بھی نہین کھایا اپنے اپنے بستر پر گرتے ہی سوگئے بہ اطمینان تمام یہ بدانجام پشتارہ صاحبقران
عالی مقام کا لیکر نکلگیا یہ تو طرف قلعہ حدید کے جاتا ہے وقت پر ذکر تحریر ہوگا یہان بوقت سحر
مقبل صاحبقران کو جگانے آیا دیکھا خدمتگار بیہوش پڑے ہین چھپرکھٹ صاحبقران کا خالی
سراپچہ چاک پتہ کسی عیار کا ثابت ہوتا ہے اسنے گھبراکر لندھور کو جگایا یہ سنکر بہرام آیا دیکھا
مقبل رو رہا ہے معلوم ہوا صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا اب تو لشکر مین غلغلہ ہوا بہرام نے کہا
بڑے غضب کی بات ہے نہین معلوم کون آکر ہمارے آقاے نامدار کو لیگیا اب کیا تدبیر کرین کوئی
عیار ہوتا تو اس معاملے کو سمجھتا کہ یہ کیا معرکہ ہوا سب اسی پریشانی مین تھے وہان شب کو جواہر
خدمت بادشاہ مین پہونچا سب کیفیت ظاہر کی بادشاہ نے فورًا فرمایا تم ابھی پلٹ جاؤ اپنے
سامنے صاحبقران کو سوار کرکے لاؤ صحرا مین ٹھہرنا بہتر نہین ہے میری جانب سے عرض کرنا
حضور کے ہزارہا دشمن ہین اگر حضور تامل فرماوینگے مین خود آتا ہون جواہر رات ہی کو واپس ہوا
صبح کو آکر پہونچا یہان یہ ہنگامہ برپا تھا جواہر سے بہرام لندھور نے سب کیفیت بیان کی
جواہر نے منھ پیٹ لیا کہا مین اسی واسطے نہ جاتا تھا مگر صاحبقران نے میرا کہنا نہ مانا جسکا
خوف تھا وہی ہوا صاف ظاہر ہے کہ کوئی عیار کسی کوہی کا رنگیا شب کو صاحبقران کو بیہوش
کرکے لیگیا لیکن اب میری صلاح یہ ہے کہ آپ سب صاحب لشکر مین تشریف لیجائین بادشاہ کو
مطمئن کرین مین تلاش مین اپنے آقاے نامدار کی جاتا ہون انشاء اللہ ضرور پتا لگاؤنگا
لندھور وغیرہ گریان و نالان طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوے جواہر بن عمرو تلاش

مین صاحبقران زمان کے چلا اول ذکر قلعہ حدبیہ کا واجب و لازم ہی کہ عدیل کوہی اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہی جب اُسنے خبر سُنی کہ میرا بیٹا اور پوتا برائے مدد خداوند لقا گیا ہی اپنے وزرا امرا سے صلاح کرکے کہا یاروشلول و اقران ابھی کم سن مجھ سے دونون نے ذکر بھی نہ کیا ورنہ اس مہم پر مین جاتا جاتے ہی قدرت کو تا بہ باختر سہو پچاتا پہلوانون نے عرض کی حضور آپکے فرزند دلبند یکہ تاز میدان شجاعت افسر لشکر جرأت لئیق فہیم صاحب زور رو طاقت انکا کون مقابلہ کرسکیگا دیکھیے خبر فتح آیا چاہتی ہی یہ ذکر تھا کہ صدا رونے پیٹنے کی بلند ہوئی لاشہ شلول و اقران سامنے عدیل کے رکھدیا تمام کیفیت بیان کی عدیل نے سر دے مارا کہا یارو جو کچھ مین کہتا تھا آخر وہی ہوا یہ دونون جنگ نادیدہ جا کر پھنس گئے خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب لشکر حمزہ کی تباہی ہی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا جلد تیاری کرو مابدولت خود جائینگے حمزہ سے مقابلہ کرینگے سب کو گرفتار کرکے قدرت کے حوالے کردونگا یہ کہکر سب کو حکم دیا بہت جلد تیاری کرو فوراً کوچ کرون مسلمانون نے مابدولت کو جرأت دکھائی یہ تو بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی لیکن عنطر صبادم شتارہ صاحبقران دوش پر اُڑا ہوا چلا آتا ہی خوشی مین پھولا ہوا لیتے مین نے اپنے آقا کا بدلا لیا افسر لشکر مسلمانان کو گرفتار کرلایا عدیل بہت خوش ہوگا ایک دن اور ایک رات اسی طرح رہروی کرتا ہوا چلا آیا جب سرحد قلعہ حدبیہ مین پہونچا لینے قلعہ پانچ کوس پر رہگیا تھا تھکا ماندہ اک نہر پر اُترا شتارہ صاحبقران کا اک تختہ سنگ پر رکھدیا ہاتھ منھ دھونے لگا یہ نہ جانتا تھا زندگی سے ہاتھ دھونا پڑیگا آبرو بچپا دشوار ہوگی نیرنگی فلک کجرفتار سے آگاہ نہین بقول شاعر شعر پروم از ین باغ بہ عیر سد تا زہ تر تازہ ترے میرسد غرض اسکو رہا ہی چاہتا ہی کہ چاق و چوبند ہوکر طرف قلعہ کے روانہ ہون اس فکر مین کھڑا تھا کہ صحرا گردوا ری اک نقابدار بادلہ پوش نعبد جوش و خروش مادیان مشکین پرند پر سوار نیزہ خطی ہاتھ مین تیغ ہلالی زیب کمر پشت پر سپر مادیان طرارے بھرتی ہوئی باز بلند پرواز ہاتھ مین شکار کھیلتا ہوا نقابدار عالی مقدار پشت پر چالیس سوار ان سب کے چہرون پہ نقاب پردہ ابر تنک مین آفتاب نگاہ نقابدار کی عنطر پر پڑی عنطر اب بجوت شل رہا ہی اس خیال سے کہ اپنے مالک کی عملداری مین آگیا یہان کون آنکھ ملا سکتا ہی نام سے عدیل کوہی کے سرکشان دہر تھرا اُٹھتے ہین شیر بھی اسکے بیشے مین نہین آتے ہین لیکن نقابدار گھوڑے کو پوئہ قدمے پر لگائے ہوئے تصرف

انکلا غش میں گر گیا ہوں عنطر نے پشتارہ تختہ سنگ پر رکھدیا اور چہرہ کھولدیا اس خیال سے کہ آج پھر بیہوشی میں
گذر رے ایسا نہو پھڑک کر طائر روح قفس جسم خاکی سے نکلجاے نگاہ نقابدار کی جمال بیمثال حمزہ دو
صاحبقران پر پڑی ایک جوان ماہ طلعت مہر صولت ہر چند کہ بیہوش ہے لیکن دبدبہ و شوکت چہرے
سے آشکار عارض انور رشک گل گلزار زلفین چلیپا پر غبار پڑا ہوا پریشانی ظاہر کمر اس پیچ و خم کے راز
باریک مین بخوبی ماہر مین حلقہ ہاے گیسوے خمدار مین دل تزدونزل نقابدار اپنا سینے پر ہاتھ رکھ لیا
بیساختہ منھ سے آہ نکلگئی نیزہ ہلاتا ہوا قریب عنطر کے آیا کہا او سفاک بیباک تو کون ہے یہ کس عگینا ہے
دست انداز ہوا کیون کمندون مین اسکو باندھا اس جلیل رئیس نے کیا خطا کی عنطر نے کہا یہ پہلوان
دوران گرشاسپ جہان عدیل کوہی کا گنہگار ہے مشلول کوہی و اقران کوہی دونون باپ بیٹے
اس شخص کے ہاتھ سے مارے گئے میرا نام تہم عنطر اسی جرم مین گرفتار کرلایا ہون قلعہ حدیبہ مین جاؤنگا یہ
جوان قابل دار ہے ہمارے مالک کا گنہگار ہے نقابدار نے کہا یہ کہانکا بادشاہ خوش انجام ہے اس
رستم خصال کا کیا نام ہے اُن دونون کو اسنے کیونکر قتل کیا صاف صاف ظاہر کر عنطر نے کہا یہ وہ
جوان ہے جسکا لوہا سے شوکت از پردہ دنیا تا بہ قاف پہونچا سرکشان قاف کو زیر و زبر کیا اسی وجہ سے
اسکا لقب تمام عالم مین مشہور ہے کشندہ جنت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن
عبدمناف ثانی سلیمان داماد نوشیروان اقبال ہمارے بادشاہ کا تھا کہ اس شیر بیشہ جرأت پر میرا پنجہ
قابض ہو اب لیکر خدمت مین شہنشاہ کی جاؤنگا مقابلے کو آپنے فرمایا سر میدان لڑائی ہوئی تھی
جرأت و شوکت بفنون سپاہ گری اسنے اُنکو قتل کیا اسی وجہ سے ہاتھ اسکے قلم ہونگے ایسے شیرون کو
مار ڈالا یہ سنکر نقابدار کو غصہ آیا کہا او بے حیا نامرد اُن نالائقون کو منع نہ کیا کیا لڑائی مین پان پھول
بٹتے ہین اتنے بڑے قد و قامت کے جوان حقیقت مین دیو تھے اس شیر صولت کے ہاتھ سے مارے گئے
اسمین شکایت و حکایت کیا پشتارہ چھوڑ دے اپنی راہ لے عنطر نے کہا اے نقابدار ایسا خیال
نہ کرنا یہ بڑے بہادر کا گنہگار ہے آپ اسی حوالی مین رہتے ہین ایسے کلمات کہتے ہین عدیل کوہی
قیامت برپا کریگا جس راہ سے آپ آے ہین بکیفیت چلے جائیے ورنہ بڑی خرابی ہوگی مین اُنکا
کیا رہون صاف صاف جاکر کہدونگا اس ملک مین رہنا مشکل ہوگا یہ سنکر نقابدار آگے بڑھا کہا
او بے حیا مجکو ڈراتا ہے ہم تجکو زندہ کاہے کو جانے دینگے ایک ہاتھ مین فیصلہ کرینگے عنطر نے کہا

کسی کی کیا مجال ہو کہ پشتارہ مجھ سے لے سکے نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اتاری عنطر طرف
پشتارے کے چلا کہ پشت سے سپر کمان کا کڑکا آواز آئی او خطا کار آگے نہ بڑھنا دیکھ تو وہ تیر علامت
ہوگا او پابند دام جہالت طرف پشتارے کے نہ جا عنطر نے پلٹکے دیکھا نقابدار نے تیر بجر کمان میں چڑھایا
کیا عنطر گھبرایا کہا او نقابدار کیا کرتا ہے دیکھ میں چلاتا ہوں ابھی غل مچاتا ہوں نقابدار تیر انداز بیباک
چست و چالاک تیر مار دیا کچھ خوف نہ کیا عنطر نے جست کی ورنہ سینہ پر کینہ پر پڑتا مہرہ پشت کو توڑ کر پار
گذرتا لیکن شانہ ملعون کا نشانہ ہوا اب تو بھاگا شانے سے خون بہتا ہوا لیکن پھر پھر کے دیکھتا ہے نقابدار
نے دوسرا تیر ترکش سے نکالا آواز دی خبردار اگر ادھر ٹھیرا ابھی نہ بچیگا عنطر نے جان کو غنیمت جانا
سر پر پاؤں رکھکر بھاگا نقابدار گھوڑے سے کودا ساتھ والوں سے کہا صاحبو بڑی بدنامی کی بات ہے
سب صاحبوں نے سنا یہ جوان داماد نوشیروان جسکے ہمارے بزرگ خراج گذار ہیں کسطرح ہمیں
کہ شاہ ہفت کشور راضی ہوں کہ داماد ہمارا مارا جائے بیٹی نہ بیوہ ہو جائیگی اسوجہ سے ہم نے بچا لیا دوسرے
یہ بڑا اعتراض ہے خطا کیسی لڑائی ہوئی یہ مارے گئے یہ البتہ بڑا خطا ہے کہ اک صاحب جرأت و شوکت کو
ایک بدکار عیار شب تیرہ و تار میں گرفتار کرے پھر دم جرأت کا بھرے اسکو اٹھا کر ہمارے باغ میں
لیچلو دو دن مہمان رہیگا ایک مرکب مع سلاح دیدینگے دعائیں دیتا ہوا چلا جائیگا مجمع بہادران میں
جا کر ہمارے احسان کا ذکر کریگا نام کے واسطے ہر شخص ہر ایک کام کرتا ہے بہادری لیاقت پر ہے
ساتھ والوں نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا دو چار نے ملکر پشتارہ صاحبقران کا ایک مرکب پر رکھ لیا
نقابدار برابر اسی مرکب کے کبھی ہاتھ تھام لیا کبھی غبار چہرہ پرنور سے جھاڑا اس کیفیت سے لیکر
صاحبقران کو نقابدار اپنے باغ میں آیا اول دروازے کا بندوبست کیا بارہ دری میں
لاکر صاحبقران کو مسند پر بٹھلایا کمندیں کاٹ دیں نشان کمندوں کے جسم اقدس پر پڑ گئے تھے
نقابدار نے ہر ایک نشان پر آنکھیں ملیں کہا دیکھو صاحبو کیا ظالم تھا ایسے رئیس کو کس بدذات سے
باندھا اب ساتھ والوں سے کہا گلاب کیوڑا بید مشک لاؤ چھڑک کر ہوشیار کروں ذرا سامنے
سے ہٹ جاؤں تم لوگ باتیں کرنا مناسب ہوگا تو میں بھی چلی آؤنگی ناظرین پر واضح ہو کہ یہ مہ جبین
دختر بلند اختر عدیل کوہی ہے نام اسکا ملکہ سہیل یمن عذار ہے حقیقت میں گلعذار و ماہ رخسار ہے
برائے شکار گئی تھی صاحبقران کو دیکھکر خود شکار ہوئی لیکن حیران و پریشان کہ اب کیا کروں آخر کہ سوچکے

ستون کی آڑ مین کھڑی ہوئی کنیزون کو بخوبی سمجھا دیا کنیزون نے فوراً شیشے گلاب کے ہاتھ مین لیے یہ بھی
سب جمال جو سان آراے صاحبقران کو دیکھکر پسی جاتی ہین آپس مین اشارے کنایہ ہو رہے
ہین ایک کہتی ہو ملکہ عاشق ہو مین ایک کہتی ہو وہ رحم دل ہین وہ کیا عاشق ہونگی خود آسمان خوبی کی ماہ
کامل ہین ایک کہتی ہو خیلا تجھے کیا مالک کو اپنے فعل کا اختیار ہو ایک کہتی ہو اُنکے باپ کا گنہگار ہو ناک
چوٹیان کاٹی جائینگی جو کوئی اُفتاد پڑے کیا جواب دوگی ایک نے کہا ہو ہماری بلا جانے وہ نادان
نہین ہین نیک بد سمجھینگی آگ جانے لُہار جانے دھونکنے والے کی بلا جانے ایک نے کہا کمبخت
نہ کر دیک بیچارہ غریب مسافر غش مین پڑا ہو ایسا نہو اُسکا دم نکلجاے ایک نے بڑھکر گلاب کا منہ پر
چھینٹا دیا ایک نے تلوے سہلاے ایک ہی حیلے سے لپٹی جاتی ہو ملکہ دور سے دیکھ رہی ہو کہ حمزہ
صاحبقران نے آنکھ کھولی چہار جانب تکنے لگے اول مقبل کو آواز دی جب صداے مقبل نہ آئی گھبرا کر
اُٹھ بیٹھے دیکھا سامنے اک باغ رشک ارم چمن ہاے طلائی ہر مقام لا ثانی طائران خوشنوا درختون پر
زمزمہ سرائی کر رہے ہین ہر اک سرو رشک قد محبوب نخل ہاے خوش اسلوب نرگس دیدہ بازی کر رہی ہے
قمری عشق کا دم بھر رہی ہو ایک جانب طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز قمریون کی صداے کوکو طوق محبت
بر گلو بلبل زار پہلوے گل مین پھولی ہوئی بیٹھی ہو جدا ہونا گل سے بار پھول خود اُسکے گلے کا ہار برگ
بار رے صنعت باغبان قضا و قدر پیدا ہر رنگ سے اُسی کی یکتائی ہویدا زیر نخل پھولون کے انبار ہر
درخت سایہ دار ہواے سرد عیسی دم مسیح نفس چل رہی ہو حقیقت مین نسیم سحری نشہ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہو
ہر برگہاے شجر سے سر ٹکراتی ہو ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور جوانان چمن مصروف عیش و سرور اشعار

چلی ہے گلشن عالم مین ایسی باد بہار
بتون کے سبزۂ خط کو ہے جسکے رنگ سے خار
برنگ خاک شفا ہو کہ خاک ہو تریاق
نظر مین سبکی ہین انگشت صورت گلنار
جو راستی کے نہالان خلد ہو مُدعی
ہو جسکے سامنے کافور نافۂ تاتار
گر سبز ہے ہر نہالون کی عشق پیچے سے

کہ جسکے فیض سے نا خلیل ہو گلزار
چمن کی خاک ہو خاک شفا سے بھی بڑھکر
چمن مین کھات کی جا ڈالتے ہین سم الفار
ہو شش جہت کا چمن ہفت خلد پر فائق
تو سرو باغ جہان نکلے قمریان تلے
عجب روش سے طلب آراستہ ہو باغ جہان
گلون کی سر پہ جوانان باغ کے دستار

زمین ہوئی ہے یہ سرسبز باغ عالم مین
کہ باغ دہر مین نرگس تلک نہین بیمار
ہو سوا بر بہاری سے آتش زرتشت
عیان ہو سبزۂ بیگانہ سے ارم کی بہار
ہر ایک گلمین ہو وہ گلشن وہ آج نکہت مشک
کہ جسطرح ہو کسی بادشاہ کا دربار
ہین ہر شجر پہ نواسنج خوش خیالی سے

سنبلستان چمن یعنے عندلیب ہزار
ترانہ سنجیون مین لطف ہے ترانے کا
الاپتے ہین عنادل جو ہر گل گنبد ہاے
سواد گلشن عالم مین اب یہ ہے تنویر

گہر ہے صدف گل مین قطرۂ شبنم
چمک ہے اُنکی برنگ صدف آئینہ سیماب
یہ خوشنما ہے رخ گل پہ قطرۂ شبنم
بیاض صبح کی صورت ہے مطلع انوار

اگی ہے سوتیا نیسان ہے آب گوہر بار
قرار و ہوش و خرد کو ہے وجد مین رخصت
کہ دیکھ کر اسے عرق عرق ہے روے نگار

صاحبقران زمان حیران اُس باغ بہشت آئین کو دیکھ رہے ہین چند نازنینان ماہ پیکر کو دیکھا کہ سامنے دست بستہ حاضر ہین حمزۂ صاحبقران نے حیران ہوکر فرمایا اے نازنینان گلعذار و اے حسینان ماہ رخسار یہ کیا مقام ہے یہان کے حاکم کا کیا نام ہے ہمین اس مقام پر کون لایا اُن پری زادان ماہوش نے شرماکر سر جھکاے ایک اُن مین نہایت شوخ و شنگ تھی مُنہ چڑا کے جواب دیا صاحب آپنے نہین معلوم کیا خطا کی تھی ایک مکار عیار بلاے روزگار آپکا پشتارہ باندھے ہوے لیے جاتا تھا ہماری ملکۂ عالم رحم دل براے شکار تشریف لیگئی تھین آپکا حال زار دیکھکر رحم آیا اُس مکار کو مار کے نکال دیا آپکو چھین لیا اس باغ مین لیکر آئین صاحبقران نے فرمایا تمہاری ملکۂ عالم کہان ہین اگر سرفراز فرمایا جان بچائی تو سامنے تشریف لائین مشتاق کو روے زیبا دکھائین ملکہ ان باتون کو سنکر پھڑک گئی لیکن ستون کے پیچھے چھپی کھڑی مسکرا رہی ہے سنبل نامے اک کنیز پیچ و تاب کھاکر آگے بڑھی کہا میان سپاہی صاحب اُس عیار کی زبانی یہ تو ثابت ہوا کہ آپ بڑے زبردست پہلوان ہین مشلول کوہی و اقران کوہی کو لوٹ کر میدان مارا وہ عیار مکار اُنھین پہلوانون کا تھا جو آپ کو گرفتار کرکے یہان لایا ملکہ کو رحم آیا آپ کو بچایا وہ سامنے کاہے کو تشریف لائینگی مگر ایسے جلیل مسافرون کی کفیل گھوڑا وغیرہ آپ کو سرکار سے ملیگا اور جو طلب فرمائیگا ملیگا ٹھنڈے ٹھنڈے تشریف لیجائیے آج سے تو یہ کیجیے تلوار باندھنا چھوڑ دیجیے کسی کا خون کرنا بُری بات ہے باعث قہر و غضب لات و منات ہے آخر فوراً ابتلاے بلا ہوے عزیز و اقارب اُسکے دعوے دار خون رہے جس مقام پر پائینگے دشمنون کو خون مین نہلا دینگے یہ سنکر صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا فرمایا بدبخت اپنی زبان سنبھال کسی چاہنے والے سے یہ نازنخرے ظاہر کر جس ناکس سے کلام کرنا اپنا طریقہ نہین مہملات کا جواب دینا طریقۂ مردان عالم سے خلاف ہے اگر تمہاری ملکہ نے بچایا بڑا احسان ہوا آخر وہ لیکر ہمکو کہان جاتا وہان ہمکو بھیجدو اپنے جرم و خطا کا کلام کرینگے ترک سپاہ گری بہت دشوار ہے یہ عبد ذلیل مجاہد راہ پروردگار ہے لات و منات کون جانور ہین جنکے

قہر و غضب سے ہم مبتلاے بلا ہوے وہ پہلے اپنے کو قہر الٰہی سے بچائین تب دوسرے پر غصہ کرین تمھارے بڑے خداوند زمرد شاہ باختری باتوسے ہارے بھاگے بھاگے پھرتے ہین جب کہ شہرون مین کسی نے دامن پناہ نہ دیا کوہستان مین بھاگ کر آے یہ فرماکر صاحبقران لاحول پڑھتے ہوے اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ سہیل عاشق جمال صاحبقران ہوچکی ہو ان باتون نے اور زیادہ بیقرار کیا دل نے کہا یہ شہریار باتون سے کنیزون کی رنجیدہ ہوکر جاتا ہو اپنے مہمان عزیز کو روکنا واجب لازم ہو گھبرا کر سنتون کی آڑ سے نکل آئین ضبط نہوسکا بڑھکر فرمایا صاحب آپ ہمارے مہمان عزیز ہین غصہ نہ کیجیے ہم آپ کے حال سے بخوبی آگاہ ہوے اس کاشانے کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمایئے چونکہ صاحب لیاقت ہو یہ شعر برجستہ زبان سے نکلگیا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✽ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✽ یہ صداے فرحت انگیز جو کان مین صاحبقران کے آئی بیتاب ہوکر پلٹ پڑے دیکھا اک چاند کا ٹکڑا ہوبہا ساقد گلعذار ماہ رخسار قد سرو باغ رعنائی ہونٹون مین مسیحائی غنچہ دہن سیم تن گلبدن رشک چمن سینے پر اُبھار دو قمقمۂ نور کہون یا جوش مین حباب لب دریاے مثال دو دن نظم

قد ہی مصرع تو جبین حسن کا مطلع گویا
بیت ابرو کی ہی تضمین مسیع ا لیسا
شعر کاکل سے ہوا سے نکلے مثلث حسا
قد رہا سیع معلق کو ذرا بھی رتبا

ہاتھ میرے جو بیاض آے تو ڈھونڈھون مضمون
شعر باریک کرون موے کمر کا موزون

قامت راست کو شمشاد کہون دلبر کے
الف نور لکھا ہی ید قدرت نے وسلے
یا کہ دون سرو کی تشبیہ قد جانان سے
قامت یار کو زیبا ہو قیامت کہیے

فاختہ سرو روان سے کہے پکاری کو کو
بولی حق سرہ قمری یہ ہو گو یا جادو

ان سوچے مین سبب تا مین مین نئے مضمون
تیرہ بختی جو گئی کفر مین کیا اُسکو لکھون
جیسے لیلی کے تصور مین ہو حیران مجنون
تیرہ اُس سودے مین جل بل کے ہوا میرا جنون

الف لیلا کے بھی ظلمات مین کانٹے چلے
شل ہوے کے پریشان عدم مین سب کے

عجب حور خصال پر نظر پڑی آنکھین دیدۂ غزال کو نمکین دکھائی والی نرگس کو سامنے ان چشم فسون ساز کے سکتا ہے سنبل کو زلفون سے پریشانی آئینۂ حلب کو روبروے رخسار صاف و شفاف حیرانی سب اعضا اپنے اپنے مقام پر موزون سرو قد خورشید خد ماہ جمال حور تمثال بقول میر حسن نظم

جہان راستی چاہیے راستی ۔۔۔ کجی جس جگہ چاہیے وان کجی
تبسم حیا ناز شوخی غرور ۔۔۔ ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور

سراپا کو دیکھکر صاحبقران شکل تصویر تصور خاموش دل مین بحر الفت و محبت کا جوش اُدھر اُس حسین نے سر جھکایا پیشانی نورآگین پر پسینہ آیا اِدھر صاحبقران مضطر و بیقرار خواہش وصل کو کاہش بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ملکہ سہیل نے دانت کے نیچے انگلی دبائی ناز سے اشارہ کیا ہان ہان یہ کیا دیکھو سب کنیزین سامنے کھڑی ہین اسطرح جو ملکہ نے اشارہ کیا ہر چند کہ صاحبقران رستم صولت سہراب جرأت ہین لیکن رعب حسن و جمال سے ڈر گئے ہاتھ چھوڑ دیا ملکہ بڑھکر مسند پر بیٹھی اشارہ سے کہا بیٹھ جائیے کنیزون کی باتون سے آزردہ نہ ہو جیے صاحبقران پہلو مین آکر بیٹھے لیکن خاموش ملکہ بھی سر جھکائے ہوے کنیزین بھی حیران و پریشان مگر شمع رخسار وزیرزادی چلکر بول اُٹھی ای ملکہ آپنے فرمایا تھا کہ اسکا حسب و نسب دریافت کرو حکم ہو تو مین پوچھون ملکہ نے طرف صاحبقران کے دیکھکر کہا ہان صاحب وہ خبار آپکو قاتل مشغول اقران تبلاتا تھا خیر کسی وجہ سے ہمنے رہا کر لیا کسی پر احسان جتانا منظور نہین لیکن آپ اپنا نام و نسب اپنی زبان معجز بیان سے فرمائیے ان کو سیون کیون مقابلہ ہوا باعث فساد کیا تھا امیر نے جو پہلو کلام کرنے کا پایا سنبھل بیٹھے فرمایا ای سرو روان باغ رعنائی و ای مہر سپہر یکتائی نام ہمارا مثل آفتاب کے روشن ہے اس عبد ذلیل کو صاحبقران اعظم کہتے ہین یہ نے دو ہی خداون کے پرستار ہمیشہ ہمارے دشمن رہتے ہین قریب کوہ عقیق گلزار سلیمانی اتفاق مقابلہ ہوا اُسی کی مدد کو یہ لوگ گئے تھے اک صحرا مین مقابلہ پڑا انکی قضا بھی میرے ہاتھ سے لکھی تھی مارے گئے ملکہ نے مسکرا کر کہا آپ کو کچھ نوشیروان سے بھی واسطہ ہے ہمارے احسان کرنے کا یہی سبب ہوا ہے امیر نے فرمایا مین انکا ملازم تھا لیکن دشمنون نے لڑوا دیا مین اب تک اُس خاندان کا خیرخواہ ہون ملکہ نے منھ پھیر کر کہا رشتہ داری کا ذکر کیجیے صاحبقران نے جواب دیا وہ شہنشاہ عالی جاہ مین اک مرد سپاہی مجاور خانہ کعبہ رشتہ داری کا کیا باعث یہ البتہ سرفرازی حاصل ہے کہ فتح مہم ہندوستان کے وعدے اپنی دختر بلند اختر کو مجھ سے منسوب کیا یہ قصہ طول و طویل ہے اس صاحب عصمت و عفت نے بدا سے

حفاظت آبرو اپنی جان دی دوسری صاحبزادی شاہ کی میرے عقد مین ہو ملکہ ان باتون کو سنکر ہنسی کہا
بہنے تو سنا تذکرون مین لکھا دیکھا کہ آپنے زبردستی ملکہ مہر نگار پر قبضہ کیا ازبسکہ شاہ کی سلطنت چھین لی
شاہ نے غیرت مین اپنی جان دے دی دوسری صاحبزادی بھی خود ہی نکل کے چلی آئین امیر نے ہنسے
فرمایا ملکہ تمکو خوب احوال معلوم ہی مگر مفصل کتابون مین نہین پڑھا یہ دختر بلند اختر نوشیروان عالی وقار
ملکہ مہر گہر تاجدار بعد انتقال نوشیروان اسوجہ سے نکل آئین کہ ہرمز و فرامرز بہ اغوائے بختیارک
گاؤ دنبگی گاؤ سوار سے منسوب کیا اس پردہ نشین صاحب عفت کو ناگوار ہوا اپنا گھر جانکے چلی آئین
الغین کا بھانجہ میرے لشکر کا بادشاہ ہی حقیقت مین انسے بھی عقد ہوا الغین کا بھانجہ سعد بن قباد
بادشاہ لشکر اسلام ہو ان باتون کو سنکر ملکہ بچین ہوئی شمع رخسار وزیرزادی پھر بڑھی اسنے عرض کی
حضور اس کہانی سے کیا فائدہ مہمان کی خاطر واجب و لازم ہو یہ کہکے چند گلابیان شراب کی کشتیان
کباب کی لاکر آراستہ کردین ایک جام لبریز کر کے سامنے ملکہ کے رکھدیا کہا حضور آپکے مہمان ممتاز
قید ہوکر آے آٹھ پہر سے بھوکے پیاسے ہین اب تقریب آب و خورش ضرور ہو ایک دو جام پینا
باعث سرور ہو ملکہ نے جام اٹھا لیا کہا آپ داماد نوشیروان ہین ہمین خاطر کرنا واجب و لازم ہوئی
امیر نے ہنسکر جام پر ہاتھ رکھدیا فرمایا ہم تو آپ کے ممنون و مشکور ہین کہ دشمن کی قید سے چھڑا لیا
ہمارے تمھارے مذہب مین فرق ہو تم نے دو دو خدا اون پر لعنت کرو وحدہ لاشریک کو اپنا پیدا
کرنے والا جانو ملکہ نے مسکراکر کلمہ پڑھا مع حاضرین وقت دل و جان سے اعتقاد وحدانیت
کیا اب جام گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی عاشق و معشوق کے اشارے دیکھا
نرگس شہلا شرمائی لیکن عین گرمی صحبت مین ملکہ سہیل کو کچھ خیال آیا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے امیر نے
دامن سے پاک کیے گھبراکر فرمایا کیون ملکہ خیر تو ہو سہیل نے کہا ای شہریار اصل یہ ہی میرے باپ کے
قلعہ جدیبہ پانچ کوس پر ہو عدیل کوہی نہایت پہلوان زبردست ہو اگر یہ خبر سن پایگا مین تو اپنی
جان کو آپ پر نثار کرتی ہون لیکن آپکی دشمنی مین وہ قیامت برپا کریگا مشلول و اقران کی
اسکے سامنے کیا حقیقت ہو بڑے بڑے پہلوان عالی وقار فخر رستم و اسفندیار اسکے سامنے
سر اطاعت جھکاتے ہین جابجا سے بخوف خراج آتے ہین لہذا مین آپ کو زیادہ نہین روک سکتی
خیر تقدیر مین یہی داغ لکھا تھا حسطرح بنیگا صبر کرینگے جئینگے یا مرینگے آپ آج ہی شب کو

چلے جایئے لیکن نامہ و پیام سے یاد فرمایئے گا شاید کسی وجہ سے کبھی ملاقات بھی ہو جائے بقول زیب النسا مخفی نظم

در چہ خوش باشد کہ بینم بار دیگر روے دوست
نیمہ کو یک روز نم چون شانہ در گیسوی دوست
غنچۂ دل بشگفد در سینہ چون گل در چمن
تا بکام دل نشینم ساعتے پہلوی دوست

در سجود آیم بمحراب خم ابروے دوست
دیدۂ یعقوب اگر روشن شود نبود عجب
مژدۂ وصلے کہ آرد قاصدے از سوی دوست
جوی خون آرد بجاے شیر فرقت کوہکن

ہر نفس از رشتۂ کارم کشاید صد گرہ
دیدۂ دل وا کند روشن نسیم کوی دوست
بادہ را لبریز کن ساقی و صحبت بر شکن
نشنود در بیستون گر تشنہ از بوی دوست

صاحبقران زمان نے سر سینے سے لگایا فرمایا اے ملکۂ عالم انشاءاللہ اب اس حوالی مین میرا گذر ہوا کیا عدیل کوہی
سے مقابلہ نہ پڑیگا مین ضرور اسکے قلعہ مین جاؤنگا یا اپنی جان دونگا یا اسکو زیر کر کے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالونگا
ملکہ نے گھبرا کر کہا اے شہریار برائے خدا یہ کلمات زبان سے نہ نکالیے بہرام فلک بھی اسکے نام سے تھراتا ہے شیر کی
اسکے ذکر سے غش آتا ہے مین کبھی اس جانب آپکو نجانے دونگی جفاے فراق نہ سہونگی لیکن آپ دل شب مین نکل
جایئے اپنے لشکر مین جاکر کوئی انتظام کیجیے گا یہ حاکم مثل نوشیروان نہین ہے اپنے زور بازو پر اسکو بڑا ناز ہے پہلوانان
کوہستان مین سرفراز ہے یہ کہکر بے اختیار رونے لگی صاحبقران نے دیکھا اس وقت معشوق کو بیدل کرنا عقل سے
خلاف ہے فرمایا اے ملکۂ عالم اچھا خوشی تمھاری ہم چھپکر چلے جاینگے بلکہ تمھاری خوشی ہو ابھی جاتے ہین تمھارا حکم بجالاتے ہین جدائی
بھی ناگوار ہے کہا اے شہریار اسقدر جلدی کیا ضرور اسی باغ مین دو چار دن تشریف رکھیے جس شب کو موقع
ہوگا ہم سمجھا دینگے لباس شب روی پہنکر نکل جایئگا امیر نے کہا بہت بہتر حکم تمھارا بسر و چشم قبول کرینگے
امیر تو یہان ساتھ ملکہ سہیل یمن عذار کے باغ مین مصروف عیش و نشاط ہین اب حال عدیل ذلیل تحریر
کیا جاتا ہے کہ عدیل نے سردارون کو حکم دیا لشکر تیار ہونے لگا کہ سامنے سے دیکھا عنظر بیقرار و مضطر زخم دار
شانے سے خون بہتا ہوا دربارگاہ سے آکر پہونچا عدیل کوہی نے کہا اے عنظر تم کہان تھے ہمارا بیٹا اور پوتا ہاتھ
سے اہل اسلام کے قتل ہو گیا عنظر نے فریاد کی کہا حضور مین سایہ سان اُن شیرون کے ساتھ تھا حضور سے
فریاد کرتا ہون جلد میری داد کو پہونچیے کبھی ایسا اتفاق نہوا تھا جب آپکے پسر قتل ہوے حضور آگاہ ہین کہ مین
اُنکا عاشق صادق تھا فقیر بنکر لشکر حمزہ مین رہ گیا رات کو مین نے عیاری کی اپنے آقا کے خونی کو گرفتار
کیا صحیح و سلامت لے نکلا ایک رات اور ایک دن مین رہ خارستان کو طے کیا آب و دانہ تک ترک رہا ہر وقت
یہی خیال تھا کہ کوئی ملازم حمزہ کا پیچھا نکرے حضور بڑے غضب کی بات ہے آٹھ پہر کسی مقام پر نہ ٹھہرا گرمی کا تاؤ
لو کا چلنا لیکن مین نے اپنی جان کو نہ سمجھا پر اپنے آقا کے نثار کیا یہی خیال تھا کہ اس قاتل کو قلعہ عدیلیہ مین لیجاؤن

اسکو قتل کرون کہ کلیجہ ٹھنڈا ہو آج بوقت سحر زیر دیوار قلعہ یہان سے پانچ کوس پر قریب فلان نہر کے
ٹھہرا پشتارہ حمزہ کا رکھ دیا تھا ہاتھ دھو کر سلنے لگا ایک نقابدار بادلہ پوش آکر پہونچا دیکھتے ہی حمزہ کو
دہ تو آگ ہوگیا تیر سے مجھکو زخمی بھی کیا اگر زیادہ بوقتا قتل کرنے پر آمادہ تھا جان کو غنیمت جان کر بھاگا زیر
قنات لٹ گیا جلد اسکا انتظام کیجیے اس نقابدار کو تلاش کرنا واجب و لازم ہے ہر چند مینے آپکا نام لیا اسنے
ساعت نہ کی دشمن کو لیکر چلا گیا یہ خبر در عرض کرتا ہون اہالیان لشکر حمزہ سے کوئی پیچھے نہین آیا مینے خاص
اسی واسطے راہ کوہستان و خارستان کو اختیار کیا یہ سنکر عدیل کو ہی بہت جھلایا کہا ای عنطر اس اقلیم مین
کیا مجال کہ جو کوئی میرے دشمن کو رکھ سکے مجھے تیرے کہنے کا یقین نہین آتا سو سو کوس تک سکہ جرأت
میرا جاری ہے ایک غلام میرا لاکھون پر بھاری ہے عنطر نے عرض کی گردن از مو باریک کیا مجال جو حضور کے
سامنے خلاف کہون اقران کو ہی کہین تم کو دیون مین بالا تھا اس قدر مجبور و ناچار ہوا انتہا کا ناگوار ہوا جب لڑ کر
دیکر عیاری کی ورنہ حمزہ وہ جوان ہے کہ جسنے ملک باختر پر اٹھکر قبضہ کر لیا سلطنت نوشیروان چھین لی گنجاب
کو شکست دی عراق اصفہان بھی قبضے مین کیا علاوہ سرداران نامدار کے سنتا ہون ایک لاکھ چوراسی ہزار
پیک بچہ بھی ملازم ہے لیکن غلام نے جوش محبت مین شاہزادون کے کسی بات کا خیال نکیا دست انداز ہوا
عیاری کر کے نکلا خوب جانتا ہون جسوقت اُسکے لشکر مین خبر پہونچیگی تلاش مین صدہا عیار نکلین گے
ایسی بات حضور کے سامنے خلاف عرض کرنا تصویر ہے ان شاہزادون کی میری آنکھون کے سامنے پھر رہی ہین
لیکن اس نقابدار نے غضب کیا میری فریاد نہ سنی قیدی کو چھین لیا مین آپکا نام لیتا تھا وہ جواب سخت دیتا تھا
مین یکہ و تنہا کیا کرتا چالیس جوان اسکے ساتھ تھے مینے یہ بھی قصد کیا کسی جھاڑی جھنڈی مین چھپ رہون دیکھون
یہ کہان جاتا ہے مقام و نشان دریافت کرون لیکن وہ ظالم ایسا ہوشیار تھا سمجھ گیا اور یہ حکم دیا کہ اگر پلٹ کر دیکھیگا ابکی
مرتبہ سر کاٹ لونگا مین مجبور چلا آیا عدیل نے پکار کر کہا ای سرداران کوہستان تمکو اس جھگڑے کی بات کا یقین آتا ہے
نہین معلوم کہان سے شانہ زخمی کر کے چلا آیا پانچ کوس پر قلعہ سے میرا نام لیتا وہ نقابدار مغلوب ایمان نہ تھا شیران
دشت میرے نام سے بھاگتے پھرتے ہین یہ کوئی نقابدار بڑا ہی زبردست تھا کہ ہمارے نام کا پاس نہ کیا اس
بے ادب نے پشتارہ دشمن کا چھین لیا سب نے کہا ای شہریار سراسر غلط معلوم ہوتا ہے آپ کی عملداری کے علاوہ
اکثر شکار کھیلتے ہوئے دور نکل گئے جہان کسی راجہ بابو سے آپکا نام لے دیا کہ ہم شہنشاہ عدیل کے تابعدار ہین
رات بھر ان سبھون نے خدمت کی آپس مین یہ کہا کیے کہ اگر انکا کچھ نقصان ہو جائیگا عدیل کو ہی اگر ہمارے علاقے

کو چوک دیگا کہ پانچ کوس پر نقابدار نے خوف نہ کیا بیٹھا رہا کہ فقرہ بنا کے لایا شاید وہان جنگ مین زخمی ہوگیا سرداروں نے جو اس طرح کی باتین کین عنظر بہت گھبرایا عادیل نے کہا اچھا تم جاسوس عیار ہمارے لشکر کے خبردار ہو تلاش کرکے ہمکو بتلا دو کہ وہ نقابدار آگ کے دریا مین بیٹھا ہوا گرد ہین سے گھسکر مر لا کھی تو عدیل بے عدیل نہ کہنایا تو یہ بتلادے کہ وہ دس کروڑ کے بیچ مین ہو دیکھ تو کیونکر جانے ہین اگر اسکے خلاف ہوا موضع مین اپنے فرزندون کے تجھکو تیرباران کرونگا او نامرد اس فریب کی کیا ضرورت تھی یہی آکر خبر پہونچا دیتا کہ وہ دونون شیر دلیر مارے گئے ہین سمجھ لیتا اور اب کیا نہ ہوگا اسی ہفتہ عشرہ مین نام مسلمانان نہ باقی رہیگا جاکر خداوند کا بھی دامن پکڑونگا بلکہ گریبان مین ہاتھ ڈال دونگا بے سمجھے بوجھے ایسی تقدیر کردی اسطرح کے جوان مارے گئے کہ جنکا مشرق و مغرب مین مثل نہ تھا دو آفتاب چرخ جرات غروب ہوئے اب تو پہلے تیرے فریب کا حال دریافت کرنا ضرور ہی کہ تونے یہ کیون میرے سامنے بیان کیا اس نقابدار کو پیدا کر ورنہ ابھی تیرے قتل کا حکم دونگا اجل در حال پر بھی زوال آئیگا عنظر کو اب کچھ نہین بن پڑتا دست بستہ عرض کی غلام نا قابل کرتا ہی یقین کامل ہو کہ وہ نقابدار نہ جوالی کا رہنے والا ہو زمین کھود ڈالونگا عدیل نے کہا مین تیرے واسطے خیر ہے یا تو عنظر کا ارادہ تھا کہ اب ہمکو انعام ملیگا مجھے آرزو دکھلائیگا شاہ نے یہ زخم ہو جود آنکھون میں آنسو بھرے ہوئے بیرون بارگاہ آیا کئی سو اسکے شاگرد ہین سب نے چہار جانب سے گھیر لیا پوچھا استاد آپنے کیا کیا عدیل کے مزاج سے آگاہ نہ تھے ایسا امر دروغ بے فروغ بادشاہون کے سامنے بلا تکلف عرض کرنا آپکی لیاقت سے خلاف تھا لیکن آپ نے جو مناسب جانا وہ کیا اب ہمکو ہون سے حکم دیجیے کوئی نقابدار بنا کے لائین یہ تو ممکن ہو کسی غریب کو لاکے دیکر نقابدار بنا دین لیکن حمزہ کو کہان سے لائین عنظر نے تمہ پیٹ لیا کہا یارو تم بھی مجھکو جھوٹا جانتے ہو مجھے کیا ضرورت تھی کہ ایسا فقرہ بنا کر لاتا میری مشقت خاک مین

ملی بقول ذوق دہلوی حسرت دانگیر ہوئی نظم

جو نہ بک رنج ماتم کا بیان مو ہو تا
دل سخت کا اثر کا فر جبر الیسو و ہو تا
بسنا رک اسکا کیونکر کہو بار حرت اٹھے
تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا
وہین کیا جو رہا مین یہ بیتہ بکر قلم

تو زمین نہ زر دھوتی نہ فلک کبود ہوتا
تری بزم مین تو جاتا کہ تجھے بھی یہ پہونچی
کہ جو صد لقب ہے بھی ہو کبود ہوتا
جو حسد کسی کو تجھپر ہو تو جو حسن یہ خیال
ترے جانثار کا سا نہین رشتہ بود ہوتا

کسی رنج کش کو دیتا تو کچھ اسکو سود ہوتا
جو وہ بھی شعلہ دل کو جلاتا تو بلا سے علاج ہوتا
یہ حیات چند روزہ جو نہ سد راہ ہوتی
کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیون وجود ہوتا
تری در کی جبہ سائی اگر اشک پھر تے

شجر زقوم دوزخ مین بھی خشک ہوتا	کوئی زہر نوش مجھسا نہیں سو بچا دو دن	سر قطرہ قطرہ پر اک اثر سجود ہوتا

یہ اشعار پڑھکر عنطر خوب رویا کہا یارو مین نے اپنی جان دیکر یہ کام کیا عیاران لشکر اسلام کے سامنے کون عیاری
کرسکتا ہی مین محبت مین مشغول ہوا قران کے فقیر بن کر بھوکا پیاسا پڑا رہا صاحبقران کو چرا کے لایا زیر قنات شہنشاہ
تو کاٹا گیا ہمارے شہنشاہ کیا خوب عدالت فرماتے ہین اپنے خیرخواہ دولت کو جھوٹا بناتے ہین شاگردون نے سر
جھکا لیا آپس مین اشارے ہوے اُستاد ہمسے بھی یہی کہتے ہین عنطر نے ان سبھون کے جو تیور دیکھے پرانا عیار
جہاندیدہ بشرہ شناس اپنا منہ پیٹنے لگا کہا یارو تم بھی مجھکو جھوٹا جانتے ہو سب نے کہا اُستاد جو آپ کہتے ہین یہی کا
عنطر نے کہا خیر یارو اسکا ظہور ہوگا اب تو مین جاتا ہون نقابدار کا پتہ لگاتا ہون یا اس جستجو مین اپنی جان دیدونگا
یا اُس جلاد کو تلاش کردونگا وہین کھڑے کھڑے اُسنے اپنا زخم باندھا کمر ہمت مضبوط باندھ کر تلاش مین نکلا عدیل
اپنے مقام پر بیٹھا رہا ہی وزیرون سے کہتا ہی یارو عنطر کی قضا میرے ہاتھ سے ہوا اسنے میرے سفر مین خلل
ڈالا خوب مجھے بیٹھے بٹھائے جھگڑا لگا دیا آپ لوگ فکر مین رہین جلد لا کر ہمکو خبر سنائین ایسا نہو کہین بھاگ جائے
سب نے عرض کی حضور صاحب خیال ہین کہان چھپیگا ہم لوگ اُسپر تاکید کرینگے بیان تو یہ ذکر ہی عنطر پیادہ
قلعہ سے نکلا دیہات قریات چھانتا پھرتا ہی نہایت انتشار بیقرار اسکا کہین پتا نہین ملتا ایک دن خیال مین آیا
عرصے سے ملکہ باغ مین داخل ہی چلکر اُسکے باغ مین بھی تلاش کرون یہ سوچ کر دن کو قریب در باغ ملکہ سہیل آیا
چوبدار وغیرہ دروازے پر حاضر تھے اُن سب نے پوچھا میان عنطر صاحب کئی دن سے ملکہ کی طبیعت علیل ہی
دروازہ باغ کا بند رہتا ہی کوئی جانے آنے نہین پاتا ہم لوگون کو حکم ملا ہی کوئی غیر یہان نہ آئے تم اگر ملازم قدیم نہوتے
تو ہم تمکو بھی منع کرتے یہ سنکر عنطر کا ماتھا ٹھنکا لیکن خاموش ہو رہا صحرا مین جا کر ٹھہرا جب مہر انور غروب ہوا
پردۂ شب حائل ہو گیا قنطورۂ زرنفتی سے آراستہ ہو کر یہ باغی جستجوے سرو خرامان گلشن جرأت مین نکلا کمند مار کر
دیوار پر آیا اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا آراستگی باغ نہایت نفاست سے چاندنی دیکھنے کا سامان ہر نخل بادلہ پوش
نازنینان مہ جبین کا جا بجا خروش وسط باغ مین مسند جواہر نگار پر ملکہ سہیل جلوہ فرما پہلو مین زرافشان ثانی سلیمان
اس وقت یہ ذکر ہی صاحبقران فرماتے ہین آج مجھکو کئی دن اس مقام پر گذرے اہالیان لشکر ہمارے
بیقرار ہونگے مین دربار مین عدیل کو ہی کے جاؤنگا انشاء اللہ اُس سے مقابلہ ہو لیکن اول بہت سمجھاؤنگا کہ
وہ ہمارا بزرگ ہوا اگر نمانیگا اسطور کا کلام کیا جائیگا یا لڑ بھڑ کر اپنی جان دونگا اب یہان سے اسطرح جانا ممکن
نہین ہی بیٹھے مین شہسر کا قدم آتے شکار نہو ملکہ عالم ادہر ہی ہین واہ صاحبقران تمام بیٹھے کہتی ہین مین آپکو

بجانے دو نگی میں آپکے ساتھ ہوں اپنے لشکر کو چلیے باپ میرا ایسا نہیں ہی بڑے بڑے پہلوان آسنے مارے ہیں اُسکے
کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا ہی کبھی رو رو کر صاحبقران کے سامنے یہ اشعار پڑھتی ہی نظم

ہوس یہ رہ گئی دل میں کہ مدعا نہ ملا
گلا جب ہی اگر وہ ملا بلا نہ ملا
نہ دے تو ہاتھ سے ہو نفع سے میں بیگانہ
اڑا اڑا کے ہمیں خاک میں صبا نہ ملا
غریق بحر ستم عمر کی ہوئی کشتی
یہ سب ملے ہمیں پر یار با وفا نہ ملا
تجھے ہزار تمنا سے کیوں نہ بے کھٹکے
ہوا نہ بلبل دل کو نسیم سا نہ ملا

بہت جہان میں ڈھونڈھا پر آشنا نہ ملا
عجیب قسمت بد تھی شب فراق میں ہم
ہوائے شوق فنا میں جہان اڑا نہ ملا
وہ کشتہ نگہ قہر تھا کہ محشر میں
بہت سا ہم نے پکارا پر ناخدا نہ ملا
عجیب جوش جنون میں ہوئی تھی پامالی
کہ خار کو کوئی ہمسا برہنہ پا نہ ملا

ہوا ہی کون سا معشوق باوفا ای دل
کمال ڈھونڈھ پھرے خانہ فضانہ ملا
جو ابتلی بھلا روز باز پرس تو کیا
مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا
کمال و عیش و جوانی و ملک مال و طرب
کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا
بہت سی کرتے رہے باغ دہر میں گلگشت

کبھی ناز کبھی نیاز صاحبقران زمان دامن سے اشک پاک کرکے فرماتے

ہیں ملکہ تمہاری حکایت و شکایت بالکل بیکار ہی یہ حقیر پر تقصیر اس مقدمے میں مجبور ہی ذرا سوچو تو کہ ہمارے
لشکر میں کیا گذرتی ہوگی عیار و سردار ناچار انتشار میں ہونگے لقا ایسے حریف سے مقابلہ خدا نخواستہ بعد شبخون
کے کچھ ناموس پر افتاد پڑے ہر طرح کا خیال میرے جانے کے بعد پھر تمکو صدمہ رہیگا انشاء اللہ پروردگار دو
گے یکانسن لوگی کہ یا عدیل سلمان ہوا یا مارا گیا ہم مثل آفتاب عالمتاب ہیں مخفی ہوکر کہیں نہیں رہ سکتے اگر یہاں
بھی رہینگے دو چار دن میں حال کھل جائیگا پس ہمارا یہاں سے نکلنا ہی مناسب ہی اور تمکو ہمراہ لیکر مثل چوروں
کے بھاگیں تمام عالم میں اپنے کو بدنام کریں دوست دشمن مطعون کرینگے جا بجا یہی چرچا ہوگا صاحبقران عدیل
کی بیٹی کو لیکر مثل چوروں کے بھاگے مجھکو غیرت میں جان دینا پڑیگی کس کس کے سامنے یہ سب بیان کرتا پھرونگا
کہ ملکہ نے نہ مانا تمام ملکوں میں خبر پہونچ جائیگی جب ملکہ کو بہت بیقرار پایا صاحبقران نے فرمایا اچھا ہم نجائینگے
دل میں مصمم ارادہ کرلیا جب یہ سو جائیگی رات ہی کو مرکب پر سوار ہوکے نکل جائینگے صبح ہوتے ہوتے قلعہ حدیبیہ میں
پہونچینگے معشوق کو رنجیدہ کرنا کیا ضرور یہ جو صاحبقران نے فرمایا ہم نہ جائینگے ملکہ خوش ہو گئی باتیں راز و نیاز کی
ہونے لگیں لیکن عنبر نے جو یہ راز و نیاز دیکھا آتش رشک و حسد سے جل گیا یہ بھی ملکہ کی زبانی سن چکا کہ میں لقا پر
نبی ہوں ملی عنبر عیار کو زخمی کرکے آپ کو چھین لائی غصے میں دیوار سے کود اور دل میں سوچتا ہوا کہ چل کر سیان عدیل
صاحب کو لاؤں انکو یہ تماشہ دکھاؤں کہ آپکی صاحبزادی صاحب لقا بدار بنکر جنگلوں میں پھرتی ہیں آپکے فرزندوں

قاتل کو پہلو مین لیے مُٹھی مین جب بخوبی الیقین کامل ہو گا خوش ہو جاینگے یہ سوچتا ہوا طرف قلعہ کے بھاگا ہوا جاتا ہی
صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ اب رات زیادہ آئی چلو آرام کرو ملکہ خوش ہو گئی صاحبقران نے اسی واسطے
ملکہ کو ایک دو جام شراب بھی پلا دیے کنیزون کو بھی حکم پینے کا دیا اسی واسطے کہ سب سو جائین صاحبقران
بارہ دری مین آتے آتے ہی ملکہ نے آرام فرمایا کنیزین بھی جاگی ہوئی تھین سو رہین صاحبقران اُٹھے سلاح
ذات پر آراستہ کیے ایک مرکب عربی اصطبل سے ملکہ کے لیا اُسکو بھی آراستہ کیا پشت باغ کا دروازہ کھول کر
صاحبقران نامدار شب تیرہ و تار مین باغ پر بہار سے نکلے باتون باتون مین ملکہ سے نشان دریافت کر لیا تھا
سمت قلعہ مذکور روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑیے وقت پر ذکر تحریر ہو گا مگر عنطر صبا دم اُڑا ہوا چلا آتا ہی اندر
قلعہ کے آکر پہونچا راہ مین اہالیان طلایہ ملے کوتوال سے ملاقات ہوئی پوچھا حضرت صاحب کہان سے آتے ہو اسوقت
بہت خوش ہو کچھ پڑا پایا بادشاہ نے ہمکو حکم دیا تھا عنطر کے مکان کی حفاظت کرو عورتون کو لیکر نہ کہین بھاگ جائے
عنطر نے کہا کوتوال صاحب کیا پیچ کیسی چوری کی ہی اب آج حال کھل جائیگا مار آستین اگر بغل نے بیٹھے بیٹھے
قیامت برپا کی میان عدیل صاحب آپ تو زندیان نوکر رکھتے ہین صاحبزادی کی خبر نہین اُسنے بھی معشوق تلاش
کر لیا ہم پر ناحق غصہ آیا بیگناہ کا خون بہایا دیکھیے تو آج کیا مزے ہوتے ہین کوتوال نے کہا ای عنطر مفصل تو
بیان کر عنطر بھاگا یہ کہتا ہوا کہ کوتوال صاحب مجھکو فرصت نہین ہی دوڑتا ہوا در دولت شہنشاہی پر پہونچا محلدار
سے کہا جاکر شہنشاہ کو جگا دو عرض کیجیے فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا جان نثار عنطر عیار در دولت پر حاضر ہی آپکے فرزندان
کے قاتل کا پتا مل گیا محلدار نے کہا او دیوانے دو پہر سے شب تجاوز کر چلی ہی پہلوان دوران آرام مین ہین میری
یہ مجال ہی کہ جاکر بیدار کرون عنطر نے کہا بی محلدار صاحب وقت ٹل جائیگا دشمن قبضے سے نکل جائیگا مین
صبح کو صاف صاف کہہ دونگا تمھاری ناک چوٹی کاٹی جائیگی تم زبردستی جاکر شاہ کو جگا دو ہمارا نام تو آنا کہدینا
کہ عنطر کہتا ہی جلد باہر تشریف لایے ورنہ آپکے فرزندون کا قاتل بھاگ جائیگا مجبور کانپتی ہوئی محلدار اندر آئی
ڈرتے ڈرتے شاہ کے قدمون پر ہاتھ رکھا عدیل نے آنکھ کھول غصے مین پوچھا کیا ہی محلدار نے زبانی عنطر کی سب
کیفیت عرض کی عدیل غصے مین اُٹھا ہتھیار لگائے جھنگھارتا ہوا مثل فیل مست باہر آیا عنطر نے جھک کر سلام کیا
کہا حضور جلد سوار ہون دشمن کا پتہ لگایا ہی جن صاحب نے مجھکو زخمی کیا تھا انکو آنکھون سے دیکھ آیا عدیل نے
کہا وہ کون سرکش و بیباک ہی جسنے ہمارے گنہگار کو اپنے گھر مین رکھا عنطر نے دست بستہ عرض کی غلام نے جلدی
مین نام نہین دریافت کیا صورت بخوبی پہچان لی حضور جلد سوار ہون ورنہ شکار ہاتھ سے نکل جائیگا بادشاہ کا

خلاف وقت بیرون محل تشریف لانا رؤسا اُمرا اور راجہ شنکر دوڑے لشکر مین کمر بندی ہونے لگی چار سو افسر کیدان
رسالدار وغیرہ مسلح ہو کر سامنے آئے دیکھا عدیل کوہی گینڈے پر سوار ہوا ہے عنطر دست بستہ کچھ عرض کر رہا ہے
عدیل قبضے پر ہاتھ ڈال کر کہتا ہے ایک ذی حیات کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ سنکر افسرون نے عرض کی کہ اے پہلوان
دوران اے رستم کوہستان اس شب تیرہ و تار مین کہان جانیکا ارادہ ہے عدیل نے کہا عنطر نے نام نہین بتا
یا جس نے حمزہ کو چھین لیا ہے اُسکا مقام دیکھ آیا ہے یارو بڑا تعجب ہے کہ اس کوہستان کا رہنے والا مادولت کا
نام سُنے ہمارے خونی کو چھین لے اس وقت تک مجھکو یقین نہین آتا عنطر کہتا ہے مین آنکھون سے دکھا دونگا
عرض کی کیا احتیاج ہے عدیل بد مزاج قبضے پر ہاتھ جھلاتا ہوا گینڈے کو بڑھا کر چلا پشت پر چار سو افسر بارہ
ہزار کوہیان خود سر اس کر و فر سے بیرون قلعہ آئے عدیل نے عنطر سے کہا کیا کوئی قلعہ دار ہے بڑا بادشاہ
عالی وقار ہے دو چار لاکھ فوج کا حاکم ہے کئی شہرون کا ناظم ہے عنطر نے کہا حضور ابھی نام نہین بتاؤنگا مقام خاص
پہونچا دونگا وہان باغ مین یکایک ملکہ کی آنکھ کھلی پلنگ پر صاحبقران کو نہ پایا کنیزون کو آواز دی جہان
خاص دوڑی ہوئی آئین ملکہ نے کہا دیکھو تو صاحبقران کہان ہین ایک کنیز نے عرض کی اصطبل مین بھی
مرکب بھی نہین ہے پشت باغ کا دروازہ کھلا ہے ملکہ نے منہ پیٹ لیا کہا لو ماجو غضب ہوا صاحبقران طرف
قلعہ حدیبیہ کے گئے ہین یا صاحبو دیکھو وہنادہان مجمع عالم ایک ایک دغا باز حیلہ ساز خدا اُنکی جان بچائے
ہائے لشکر بھیجون کون خبر لائے رات کو جب چپ کہا تھا اُسی وقت اُنکے تیور سے معلوم ہوتا تھا کہ مجھکو بہلاتے
مین ہائے اے گلعذار دل کی کیا کیفیت کہون بقول زبان مختفی نظم

راز الست مرا گفتنی نیست
کان راز نہان شگفتنی نیست
قصدم چہ کنی کہ خون ناحق
این درد دل است رفتنی نیست
شربت وصل کجای کہ ازین بیش مرا
صد عزیز است بہر شہر خریدارم نیست
ورنہ سنگ ملامت شدم از عشق ہنوز
میوۂ تازہ نہال ز بار گر انبارم نیست

وین راز کس شنفتنی نیست
پژمردہ چو گشت غنچۂ دل
پنہان شدنی شنفتنی نیست
دشت پر درد جنونم سر پیکارم نیست
طاقت تشنہ لبی با دل بیمارم نیست
مجمع زلف پریشان مکن از بہر دلم
نیست سنگے کہ درین راہ طلبگارم نیست
گرد لم گشتہ گرہ راز تو مخفی چہ کنم

زان غنچہ شگفتم بگوش ست
از آب و ہوا شگفتنی نیست
مخفی چو جرس بنالہ خو کن
زہر آشام فراقم ہوطن کارم نیست
یوسف مصر چو برگشتم دار بے خبری
کہ پریشانی زلف تو چو دستارم نیست
نخل اندیشہ ام و بار تفکر دارم
کہ زبان در دہنم محرم اسرارم نیست

ان اشعار آبدار کو پڑھکے اس طرح بلک کر ملکہ سہیل گلعذار روئی ستارہ ہاے اشک ماہ رخسار پر چمکنے لگے ہچکی لگ گئی گلعذار نے عرض کی برلے خدا صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے مین ابھی خبر منگاتی ہون کیسے خود جاؤن اپنی آنکھون سے دیکھ آؤن اتنا تو ضرور عرض کرتی ہون وہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہین جو فرماتے تھے وہی کرینگے بیشک بارگاہ مین عدیل کے گھس جائینگے جب آپ لیکر صاحبقران کو آئین تبھیں ہنسے جب ہی سمجھایا تھا کہ اس کمبخت عشق و عاشقی کے کوچے مین قدم رکھنا بہتر نہین آٹھ پہر کی مصیبت صدمات شب فرقت اس خانہ خراب نے کس کس کو نہین رلایا کیسے کیسے جوانون کو خاک مین ملایا ہو جب قول رعنا نظم مسدس

ہر فلک صفحہ ہر اک نخل قلم گر ہو جاے — آب ظلمات سیاہی لب کو شر ہو جاے
گذرے گر نوح کی بھی عمر میسر ہو جاے — عشق کا حرف ہی لکھیے تو وہ دفتر ہو جاے
حضرت عشق کی القصہ ہو آخر تقریر
عشق وہ چیز ہو سب کہتے ہین جسکو تاثیر

کوئی شے عشق سے خالی نہین ہر گز واللہ — سوز کا فرد درویش سے لیکر تا شاہ
کون سی شے ہو کہ جسمین نہین اس عشق کو راہ — ذرے سے مہ فلک مہر سے لیکر تا ماہ
اسنے عالم مین عجب اپنا دکھایا جلوہ
کون سی چیز ہو جسنے نہین پایا جلوہ

عشق اور حسن مین آپسمین نہایت مانوس — عشق اگر شمع ہو تو حسن پری ہو فانوس
بتکدہ عشق ہو اور حسن صنم ہو ناقوس — ہو فریب دل عاشق کو بڑا جالینوس
ہر طرح سے دل انسان کو لبھا لیتا ہو
ہر بہانے سے یہ عاشق کو پھنسا لیتا ہو

عشق ہوتا نہ جہان مین تو نہوتی الفت — قیس کو لیلی سے زنہار نہوتی رغبت
ہوتی گلدرون سے کب باغ جہان کو زینت — شوق وصل اور غم ہجر سے ہوتی فرحت
لطف کیا زیست کا انسان کو حاصل ہوتا
ایک گر ایک پہ دنیا مین نہ مائل ہوتا

فاختہ اشک سے اپنا نہ کبھی منہ دھوتی — حلقہ طوق سے قمری کو نہ زینت ہوتی

صحن گلشن مین نہ گل کے لیے بلبل روتی — ایک گر قطع نظر در سے شبکو سوتی

صاف پروانون سے ہر شمع کا دامن ہوتا
شہر خاموش بہاران مین بھی گلشن ہوتا

قیس کیون نجد مین سرگشتہ و ویران ہوتا — سنگ دل شیرین کا فرہاد نہ خواہان ہوتا
نہ کبھی مائل بلقیس سلیمان ہوتا — مصر کے تخت پہ کیونکر مہ کنعان ہوتا

عشق ہر چیز مین اک شان دکھا دیتا ہر
ذرہ خاک کو خورشید بنا دیتا ہر

گلعذار نے جو یہ بند مسدس کے پڑھے ولولہ جنون نے اور زیادتی کی آب نصیحت نے آتش عشق نہ بجھائی شعلہ ہاے فرقت نے سر کھینچا ساتھ آہ کے منھ سے دھوان نکلنے لگا ہر ایک اعضاے جسمی جلنے لگا ملکہ تو اس حال مصیبت مآل مین رو رہی ہر آخر مین یہی صلاح ٹھہری کہ ایک کنیز کو واسطے خبر کے روانہ کرین اُدھر عدیل کوہی جب تین کوس شہر سے نکل چکا خیال جو کیا غنطر طرف باغ ملکہ سہیل کے لیے جاتا ہر عدیل نے گھبرا کے کہا ای غنطر یہان کوئی قلعہ یا قریہ قریب نہین ہر اب صاف بیان کر مجھکو کہان لیے جاتا ہر کیون راز اصلی چھپاتا ہر آخر وہ کون سا سرکش ہر جسنے لشتارہ میرے دشمن کا چھین لیا میرے فرزندون کے قاتل کو گھر مین بٹھایا غنطر کو ضبط کی طاقت باقی نرہی کہا حضور مین کیا عرض کرون غصے سے حضور کے ڈرتا ہون صاف صاف نہ کہتا جب حضور آنکھون سے دیکھتے تب لطف حاصل ہوتا اب ضبط نہین ہو سکتا بموجب مضمون مصرعہ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ٭ ای شہنشاہ گیتی ستان آپ کی صاحبزادی صاحب ملکہ سہیل فنون سپاہ گری مین طاق ہوئین نیزہ بازی اسپ تازی مین شہرہ آفاق ہوئین نقاب چہرے پر ڈال کر براے شکار جاتی ہین یہ انہین کا کام ہر مجھکو زخمی کیا لشتارہ چھین لیا باغ مین باغی کو لیکین پہلو مین بٹھایا وہ تو اپنے زمانے کا صاحبقران ہر کہتا ہر جا کر عدیل کوہی سے لڑون وہ دامن تھامے رو رہی ہین فرماتی ہین مجھے لیکر نکل چلو وہ کہتا ہر میری جرأت سے خلاف ہر یہ فرماتی ہین مجھکو اکیلا چھوڑے جاتے ہو یہ کیسا انصاف ہر وہ جلسہ دیکھنے کے لائق ہر یہ سنکر عدیل کوہی مثل شعلہ جوالہ بھڑکا مثل ابر گرجا کہا او نامعقول سچ بتلا یہ تجھے کسنے خبر کی غنطر نے کہا کسنا کیسا مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہون اسیواسطے آپ کو شب کو تکلیف دی کہ اس جلسہ کو عاشق و معشوق کے آنکھون سے ملاحظہ فرمایئے تب غلام کی جانبازی کی قدر ہوگی عدیل نے کہا ای غنطر اگر حقیقت

مین مقدمہ اسی طرح ہی پہلے اُس گیسو بریدہ کو قتل کرونگا بعد اُس سرکش کو سزا دونگا اگر تونے یہ خبر سنکر میری بیٹی کو بدنام کیا تو لات و منات کی قسم کھاتا ہون کہ چھاتی پر چڑھ کر تیرا خون پی لونگا دوسرے یہ کہ او بیحیا اگر تو مجھے صاف صاف قلعہ مین کہدیتا کہ وہ تنہا آتا سرداروں کو ساتھ نہ لاتا عنطر نے کہا حضور مجھکو ابھی تو سب طرح کا خوف ہو اگر آپ ایکہ وتنہا آتے وہ آپکے خوف سے بھاگ کر نکل جاتا آپ پہلے چہار جانب سے باغ کو گھیر لیجیے مین آپکے ہمراہ ہون باغ مین گھس چلیے صاحبزادی صاحب اسکو پہلو مین لیے بیٹھی ہونگی ملاحظہ فرمالیجیے گا خواہ انعام یا سزا دیجیے گا یہ کہکے عنطر نے اہالیان فوج کو آواز دی باغ کو ملکہ کے جاکر چہار جانب سے گھیر لو خبردار کوئی مرد عورت باہر نکلنے نہ پاے عدیل کو انتہا کا حجاب فرط قہر و غضب سے بیتاب افسران فوج آپس مین کہتے ہوے کہ عنطر نے کیا حکم دیا کیا ملکہ کے باغ مین صاحبقران چھپے ہین بعض نے کہا کسی لونڈی باندی کی وجہ سے باغ مین پہونچگیا ہوگا ایک نے کہا یہ غیر ممکن اتنا بڑا شخص اماد نوشیروان کنیزون کی وجہ سے چھپے یہ کام کسی بڑے آدمی کا ہی ایک نے کہا تمھین ان جھگڑون سے کیا کام ہو باغ کو چل کر گھیر لو ہمین یقین ہو آج نیا گل پھولیگا دیکھین کس کی جان پر آفت آتی ہو بہار کیا رنگ لاتی ہو اب اس عرصہ مین ستارہ سحری بھی چمک چکا افسرون نے چہار سمت باغ کو گھیرا ملکہ نے جب حال اپنا تم مین صاحبقران کے بہت ابتر کیا صنوبر نامے ایک کنیز اکڑ کے اٹھی کہا حضور سیدھی طرف قلعہ کے جاتی ہون خبر مفصل لیکر فوراً آتی ہون ملکہ نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا میری اچھی لو جلدی جاؤ اگر راہ مین مل جائین میرے سر کی قسم دینا کہ پلٹ چلیے ورنہ ملکہ اپنی جان دیدیگی انکو میرے نام محبت ہی ضرور چلے آئینگے پھر مین سمجھا لونگی میرے سامنے مجال نہین ہو خلاف میرے حکم کے کر سکین صنوبر نے کہا حضور مین واپس لاؤنگی قدمون سے لپٹ جاؤنگی میرا کہنا بہت مانتے ہین ضرور چلے آئینگے آگے آگے صنوبر پیچھے پیچھے ملکہ سہیل ہنوز ختم نہین ہوتا دوڑ دوڑ کر صنوبر کا ہاتھ تھام لیتی ہین فرماتی ہین صنوبر قسمین دلانا میری جانب سے ہاتھ جوڑنا جسطرح بنے پھیر ہی لانا یہ کہکر صنوبر در باغ سے نکلی اب جو اسنے دیکھا ہزارہا سوار پیدل گرد باغ کے کھڑے ہوے نیزے ہلا رہے مین گھبرا گئی یکایک دیکھا سامنے عدیل کو ہی منتر عنطر سے کچھ باتین کرتا ہوا سامنے ہویدا ہوا صنوبر اُلٹے پاؤن پلٹی ملکہ سہیل بیچ باغ مین دعائین مانگ رہی تھی کہ صنوبر گھبرائی ہوئی آئی کہا ملکہ آپکے والد نامدار تشریف لاتے ہین بارہ ہزار فوج نے چہار جانب سے باغ کو گھیر لیا یہ سنکر ملکہ کانپنے لگی کہا صنوبر تمنے اپنی آنکھون سے دیکھا عرض کی دیکھنا کیسا دیکھیے تو تنتق گرد بلند گرد سوار پیدل سب آگئے ملکہ حیب بہت گھبرائی گلعذار نے عرض کی آپ کیون گھبراتی ہین خدا نے فضل شریک کیا

وہ سرو روان بوستان صاحبقرانی پہلے ہی باغ سے نکل گیا اب کوئی کیا کر سکتا ہے افشان پیشانی سے چھوڑ راستے
در باغ تک برائے استقبال آئے دیکھیے مسبب الاسباب نے کیا سبب پیدا کیا لیکن خدا صاحبقران کی جان
بچائے ملکہ نے افشان وغیرہ چھڑائی سپید محمودی کی چادر منگا کر اوڑھی در باغ پر آ کر ٹھہرین عدیل کوہی در
باغ پر آ کر اترا چوبدار وغیرہ جو یہان رہتے ہین سب نے سلام کیا عدیل نے دیکھا دروازہ باغ کا کھلا ہوا عنطر سے کہا
کیون رے تو تو کہتا تھا دروازہ بند رہتا ہے عنطر کا چہرہ زرد عدیل قبضے پر ہاتھ ڈالے ہوئے اندر باغ
کے آیا عنطر بھی ساتھ ہوا اپنی بیٹی کو دیکھا چادر سپید اوڑھے ہوئے کھڑی ہے برائے تسلیم خم ہوئی جوش محبت سے
عدیل بیقرار ہو گیا ضبط کر کے کہا کیون سہیل تو نقابدار بنکر ہمارے شکار جاتی ہے ملکہ نے دست بستہ عرض کی
مین اکثر حضور کے ساتھ بھی اسی طرح گئی ہون سب فنون سپاہ گری حضور نے سکھائے شکار مین اکثر
جاتی ہون کیا خطا ہوئی اس طرح ڈر کر ملکہ نے یہ باتین کہین عدیل کا دل بیقرار ہوا کہا صاف بتا
صاحبقران کو تو باغ مین لائی ہے ملکہ نے کہا صاحبقران کسی پھول کا نام ہے تو آج کل کوئی نیا درخت
بھی نہین لگایا مدت کا ذخیرہ ہے فصل برسات مین درخت بوئے جاتے ہین یہان بھی وہی وتیرہ ہے عدیل
کوہی نے پلٹ کر عنطر سے کہا تو نے سنا وہ بیچاری نام بھی نہین جانتی کہ کس پھول کا صاحبقران نام
ہے عنطر نے کہا حضور مین تو اپنی آنکھون سے دیکھ گیا تھا عدیل پھر طرف سہیل کے متوجہ ہوا کہا ای نور نظر
گھبراؤ نہین صاحبقران داماد نوشیروان ایک آدمی کا نام ہے عنطر عیار ہمارا اسکو چرا کر لایا تھا تم نے چھین لیا
باغ مین لا کر بٹھایا تم کہتی تھین مین تیرے ساتھ نکل چلون وہ کہتا تھا میری ہتک ہے یہ سنکر دل تو ملکہ کا بھر آیا
تصویر صاحبقران کی آنکھون کے سامنے پھری باپ کو کچھ جواب نہ دیا سر جھکا کر رونے لگی صاف ظاہر تھا
کہ صدف کا منہ کھل گیا گوہر آبدار اشک نکلنے لگے اعضا سوز فرقت سے جلنے لگے ہچکی لگ گئی لیکن گلعذار
نے بڑھ کر عرض کی واہ حضور آپ ہماری بھولی ملکہ کو ناحق ڈرواتے ہین وہ کیا جانین صاحبقران کون نوشیروان
کس جانور کا نام ہے باغ سارا موجود ہے تلاش کر لیجیے وہ تو آپکی نور نظر ہین ہم سبکو سزا دیجیے حضور یہ وہ باغ
ہے سبزہ بیگانہ تک کا نام نہین حکم ہے کہ نخل مردانہ ہمارے باغ مین نصب نکرو کیا مجال یہان کوئی عشق عاشقی کا
نام لے بلبل نام گل سے بیزار ہے برائے قمری ذکر سرو شل دار کیا مجال آواز کو کو سنا لے عشق و عاشقی کا نام
لب تک آنے نہ کہ کسی غیر شخص کو باغ مین آنے دیتی اگر ایسا ہوتا ہم خود جا کر حضور سے اطلاع کرتے ناچ
گانے کی صحبت رہتی ہے ہم سب کنیزین سوانگ بنتی ہین رات کو بادن بھا کا ناچ تھا مین جوگن بنی ملکہ نے

کسی کو شاہزادہ نہ بنایا فرمایا مروانے کیڑے پڑے سنکر کوئی ہمارے سامنے نہ آئے ہمکو بڑی شرم آتی ہی نام سے ڈر کے
طبیعت گھبراتی ہی بادن بسھا کا تماشا سونا رہا شاہزادہ نہ بنایا گیا عدیل کو بھی غصے مین کانپا عنطر کا ہاتھ پکڑ
کہا او بدزبان بے ایمان بتلا وہ جوان کہان ہی عنطر کے ہوش اُڑ گئے تمام باغ کو چھانا اُس گل باغ جرأت
کی دماغ مین بو نہ آئی اب اندر سے کھینچتا ہی عدیل عنطر کو بیرون باغ لایا افسران فوج قریب آئے عدیل نے پکار کر کہا تمھے
صاحبو کچھ سنا پہلے وہ فقرہ بنا کے لایا کہ مین حمزہ کو پکڑ لایا تھا کسی نے چھین لیا اب رات کو جا کر مجھے جگایا
اتنی بڑی تہمت میری دختر بلند اختر پر لگائی کہ حمزہ کو باغ مین جگہ دی ہی کہتا تھا وہ پہلو مین اُسکو لیے بیٹھی ہی
صاحبو پوچھو اس سے صاحبقران کہان ہین عنطر پر جوتیان پڑنے لگین عنطر کہتا ہی مین کس مصیبت مین
پڑا ثواب کا عذاب ہوا کیا ہے تمام افسران فوج کا دن کا دکن کر رہے ہین کوئی کہتا ہی اسے دار پر کھینچو کوئی کہتا ہی
اسکی بوٹیان کاٹو غضب کیا بیحیا نے ایسی صاحب عصمت وعفت پر تہمت وہ بیچاری ان باتون کو کیا جانے
ابھی چار دن سے پردہ ہوا ہی در بارگاہ مین آتی تھین ہم سب نے گودیون مین پالا روٹی روکے انگلی تھین بازار
مین پھرتے دایون کے یہ کام ہوتے ہین یہ شاہزادیان گوشہ نشین ان معاملات کو کیا جانین عدیل نے غصہ
مین آکر کہا کہ او مکار تو کچھ جواب نہین دیتا کیا ہم تجھسے پوچھتے ہین صاف نہین بتاتا عنطر نے کہا حضور مین نے
اپنی آنکھون سے دیکھ لیا تھا حمزہ صاحبقران داماد نوشیروان اسی باغ مین بیٹھے تھے تلوار برسا رہے تھے
اب نہین معلوم کیا ہوا سب کنیزون نے مل کر کہین چھپا دیا عدیل نے غصے مین ایک ہاتھ تلوار کا مارا عنطر کے
دو ٹکڑے ہوے کہا لاش اس بیحیا کی کھینچکر پھینکدو ناحق اسنے مجھکو کئی دن روکا ابتک تو مین تا بہ لشکر
صاحبقران پہونچ گیا ہوتا اپنے فرزندون کے خون کا بدلا لینا واجب ولازم ہی اب اسی طرح روا روی کر کے
تا بہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی جاؤنگا قدرت سے کہکر طبل جنگی بجواؤنگا سر میدان حمزہ کو تو کون سامنے قدرت کے
لڑا دون سب نے عرض کی بہت مناسب ہی ہر ایک جان نثار زیارت خداوند قدرت کا طالب ہی وہان کی
سرفروشی مین بڑا نام ہی اگر وہان قتل ہوے قدرت زندہ بھی کر سکتے ہین آج مجھکو بڑا قلق ہوا کہ اس بیحیا نے
مجھے بدنام کیا اپنی جان دی اب قلعہ سے جھٹ پٹ سامان لاؤ بارگاہ وغیرہ مع خزانہ ہم اسی مقام پر ٹھہرے
ہین یہ کہکے قریب در باغ ملکہ اُترا چند افسر واسطے لینے بارگاہ وخزانے کے چلے یہان ملکہ سہیل کا عجب
حال ہی ہر چند کہ یہ خبر پہونچی وہ مفسد مارا گیا واصل جہنم ہوا ایک دشمن تو کم ہوا بارہ دری مین آکر گھبری کنیزون
سے کہا کہو صاحبو اب مین کیا کرون فلک نے نیا سامان دکھلایا نہین معلوم وہ کدھر نکل گئے خدا انکی جان بچائے

دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہے ایسا نہو وہ بیشک کر اس طرف آجائیں تو غضب ہو ہماری جان پر بڑی مصیبت ہے
افسوس صد ہزار افسوس غربت میں کہاں مارے مارے پھرتے ہونگے دشمن ہزاروں دوست کا نام نہیں
وہ کسی مقام پر اپنے کو مخفی نہ کرینگے والدنامدار دروازے ہی پر آ اترے اب چلا کے رو بھی نہیں سکتی انکی تلاش میں
کسی کو بھیج بھی نہیں سکتی اے گلعذار پروردگار انکو خیر و عافیت سے انکے لشکر میں پہونچا دے اب دیکھو پنڈا پھیکا ہے
سر میں خلل پیدا ہوا بخار نے ہڈیوں میں دخل کر لیا ہے **نظم**

آنکھوں کا عشق تھا مجھے آزار کچھ نہ تھا
دیکھا جو آنکھ کھول کے یکبار کچھ نہ تھا
سب عاشقوں سے پہلے مجھے قتل کرنے
یا بعد دو گھڑی کے وہ انکار کچھ نہ تھا
آئے تھے آپ نزع میں مشکل کو نزع کی
جز یک نگاہ اور تو اقرار کچھ نہ تھا
پیدا ہوئے ہیں ساتھ ہمارے رنج و درد و غم
اپنا تو روز حشر بھی اظہار کچھ نہ تھا
برہم تھی بزم جاتے ہی ساقی کے اے جلال

مارا نگاہ یار نے بیمار کچھ نہ تھا
اسکی گلی میں مجمع عشاق دیکھکر
مجرم تھا میں بڑا کہ گنہگار کچھ نہ تھا
ہر حال عزیز یار نہ ہوتا اگر تو پھر
آسان کر کے جانے یہ دشوار کچھ نہ تھا
سنتا تھا نام تمھارے اترتے ہی بام سے
انہیں سے پہلے خلق میں زنہار کچھ نہ تھا
دل لیکے انجمن میں نہیں ہم نیاز تھے
مینا و جام بادہ گلنار کچھ نہ تھا

سامان بزم عیش شب وصل تھا کہ خواب
کہتے ہیں لوگ حشر کا بازار کچھ نہ تھا
جائینگے اب نہ بزم میں اسکی کیا تھا عہد
جھگڑا میان کافر و دیندار کچھ نہ تھا
بوسے جو اسکے بوسہ طلب لیکے دل کیا
میلا لگا تھا پاس دیوار کچھ نہ تھا
قاتل کا نام لیتے بھی تھے تو دہان زخم
سچ ہے ہمارے سینے میں اے یار کچھ نہ تھا

گلعذار نے کہا واری اب کچھ زبان سے نہ نکالیے عمر ظفر نما عیار تھا ایسا نہو کوئی اسکی محبت میں شاہ کو مقدمہ اصلی سے آگاہ کردے ابھی دروازے پر موجود ہیں ہر چند کہ کوئی آپکا کچھ کر نہیں سکتا صاحب معاملہ بیان نہیں ہے کہنے سننے سے ضرور خیال ہوگا ہر چند کہ غصے میں اسکو مار ڈالا ہر وقت یاد کرینگے بڑے کام کا عیار تھا بہت سے کام انکے بند رہینگے آپ خاموش رہیں والدنامدار سفر کر کے جائیں تو ہم لوگ کچھ تدبیر کرینگے اسی یوسف گم گشتہ کو تلاش کر کے لا دینگے ضرور آپ سے ملائینگے کنیزوں نے ملکہ کو بہت تسکین دی بخوف عادل کو بھی خاموش ہوئی سنگ صبر قلب پر رکھا سوت کا مزا چکھا اب کیفیت حقیقت صاحبقران زمان کی گزارش ہوتی ہے کہ اس باغ بہشت آئین سے شب تیرہ و تار میں نکلے رسم و راہ سے اس حوالی کی آگاہ نہ تھے راستہ بھول گئے ایک بیشے میں آگر اس شیر کو سحر ہوئی سر اٹھا کر دیکھا نشان کسی قلعہ کا نہ پایا سمجھے ہم راستہ بھول گئے گھوڑے سے اترے نہر پر وضو لیں نماز سحر ادا کی اب اس سوچ میں صاحبقران ٹہل رہے ہیں کہ کوئی راہگیر نکلے تو اس سے راستہ دریافت

کرین تا بہ بارگاہ عدیل کوہی پہونچین ناگاہ صحرا سے گرد اڑی صاحبقران نے دیکھا اک جوان کوہ پیکر گینڈے
سوار پشت پر بارہ ہزار جوانان جرار ہتھیار لگائے ہوئے گھوڑون پر مال اسباب لدا ہوا راہ روی کرتے ہوئے آتے ہین
چار جانب دیکھتے ہوئے جیسے کوئی خائف و ترسان ہو ایک کی نگاہ صاحبقران پر پڑی اُسنے گھوڑے کو
بڑھا کر افسر سے کہا حضور بڑی ساعت نیک سے نکلے تھے قافلہ بھی لوٹ لیا کوئی زخمی نہین ہوا ایک اور سونے
کی چڑیا دکھلائی دی یہ بھی لیلین بھون بھان کے کھائین گھوڑا ہم لینگے اُس افسر نے کہا وہ سامنے جو جوان کھڑا ہی
یہ بڑا کوئی مالدار معلوم ہوتا ہی موتیون کے مارے کنٹھے یاقوت احمر کے دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے ہی تھیا
معقول ہین جتنا مال ہمنے بیس کوس جا کر پایا اُس سے زیادہ قیمت مین اسکے پاس موجود ہی کہین سے بھٹک کر نکل آیا
تقدیر گردش مین آئی ہماری راہ پر آ کر ٹھہرا تم سب صاحب تامل کرو مین خود جاتا ہون اُسکی جان بخشی کر دونگا اکیلے کو
قتل کرنے سے کیا فائدہ سب نے آپس مین اشارے کیے ہمارے افسر صاحب بڑے عقل و فہم مین ہین ہے اور کوئی
جائیگا کل جواہر چھپا دیگا ایک نے کہا افسری قزاقون کی کرنا کیا کھیل ہی ایسے جری و بہادر مین آج تک دربار مین
شاہون کے کوئی انکو قزاق نہین کہتا ہی ذکر آتا ہی کفیل تیغ زن بڑا بہادر ہی جس قافلے کو جا کر ہم لوگون نے لوٹا
چالیس ہزار آدمی تھے توپ بھی ساتھ تھی گولہ انداز رنجک بھی نہ رکھ سکا ایک نے کہا مین نے منہ پر توپ کے جا کر
سپر لگا دی ایک نے کہا گولہ انداز میرے ہاتھ سے مارا گیا پھر تو بھگدڑ پڑ گئی بڑے لطف سے قافلہ کو لوٹا کئی
جوانان زبردست ہمارے آقا پر آ پڑے تھے بارہ جوانون کو بڑے زور شور سے مارا ہم لوگ تو بیچ ہی بیچ سے
کسیکو مدد کو بھی نہین پکارا جسطرح کی جرات ہی ویسی ہی لیاقت بھی ہی آغاز و انجام خوب سمجھتے ہین قزاقون مین
تو یہ باتین ہونے لگین کفیل تیغ زن گینڈے کو بڑھا کر طرف صاحبقران کے چلا امیر سمجھے وضع اُنکی
دیکھکر پہچان گئے ماشاء اللہ جہاندیدہ کار آزمودہ صاف ظاہر ہی کہ لٹیرے ہین افسر ہماری فکر مین آتا ہی پشت مرکب
پر سوار ہوے اُسی جانب چلے جدھر سے قزاق آتا ہی کفیل نے آواز دی اے جوان ٹھہر جا قدم آگے نہ بڑھانا
کفیل تیغ زن صاحبقران نے مرکب روک لیا کفیل قریب پہونچا صورت کو دیکھکر حیران ہو گیا تہور و شجاعت
و لیاقت چہرے سے آشکار حسن مین ماہ رخسار کفیل نے سلام کیا کہا اے جوان اس طرف آنے کا کیونکر اتفاق
ہوا یہ مقام موسوم بہ جنگل شیطان ہی کسی نے اس طرف آنے کو منع نہین کیا اگر آ گئے تو کیا نقصان ہی مال و
اسباب ہمکو حوالے کر دو اپنی جان کو غنیمت جانو ہتھیار کھولدو مرکب سے اترو اگر ہمارا کہنا مانوگے پر تیل کے
تو ہمارے ساتھ مین کوئی لولا لنگڑا ہو تو حوالے کر دینگے تم بھی رئیس زادے معلوم ہوتے ہو پیل بجائے

اور جو ہمارے کہنے کے خلاف کروگے سواری کیسی غرقی باندھ کر جانا پڑیگا صاحبقران مسکرائے فرمایا تمہارا
کفیل تیغ زن نام ہے خوب کفالت کی یہ تو سراسر جہالت ہے ہمنے تمہاری کیا خطا کی ہے کفیل نے کہا قزاقون نے
کوئی خطا کیا کرتا ہے ہم مال کے دشمن ہین اگر وقت پر باپ بھی سامنے آجائے ورگذر نکرین لوٹ لین صاحبقران نے
فرمایا اپنے باپ دادا کو جاکر لوٹو ہم تو مرد سپاہی ہین مال اسباب ہمارا جان کے ساتھ ہے یہ سنکر کفیل کو غصہ آیا
گینڈا چمکایا کہا اے جوان تیری قضا ہی آئی ہے سیدھی انگلیون سے گھی نہین نکلتا ہمین کیا بھائی بندی کرتا ہے تم ایسے
سیکڑون ہزارون مارکر پہاڑ کی کھوؤن مین ڈال دیے لاش کو سیار کھاگئے تم کیا کرو شرافت کا زمانہ ہی نہین ہے جو تم
تم آیا آج مال بھی بہت پایا تھا ہمنے کہا تھا خیر اصطبل مین کانا ٹٹو ہے وہ دینگے تمھین پیدل ہی جانا منظور ہے
صاحبقران نے کہا بھئی مجبور نا چاہین خوشی سے مال نہین دیا جاتا کفیل نے کہا بہت خوب ہم جان لیکر مال
لینگے یہ کہکر جھپٹا نیزہ ہلاتا ہوا چلا صاحبقران نے بھی نیزہ اٹھایا وہ جوانان ہمراہی بھی قریب آگئے سب یکبارگی
نیزہ چلنے لگا قزاقون نے دیکھا یہ مسافر تو بڑا کرش ہے دس بارہ تاین رد و بدل ہوچکین ایک طور سے لڑ رہا ہے
ہمارا آقا اس فن خاص مین نہایت طاق ہے نیزہ خوب ہلاتا ہے اکیلا دس آدمیون کو قتل کرلیتا ہے نیزہ دور کا سند لیتا
ہے حریف قریب نہین آسکتا ایک نے کہا مین پشت پر سے جاکے گھر ایسکے نیزہ ماردون دوسرے نے کہا بہتر ہو
سوار گھوڑا اڑاکر چلا صاحبقران کفیل سے لڑ رہے ہین لیکن ہمہ تن چشم ہر طرف نگاہ ہے دیکھا پہلو پر سے اک
جوان بھالا سنبھالے آتا ہے سمجھ گئے ہماری فکر مین ہے جیسے اسنے قریب آکر نیزہ مارا صاحبقران نے کفیل کے
نیزے کو تو ہوائی کیا اسکے نیزے پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مارا وہ قزاق منہ کے بل جھکا اسیکا نیزہ چھین کر اسکے سینے پر لگا
تو وہ پشت کو توڑ کر پار گذرا نیزہ امیر نے چھوڑدیا وہ قزاق زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی کفیل نے یہ
جرات جو دیکھی ہوش اڑ گئے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او جوان تونے غضب کیا میرے قوت بازو کو مارا یہ بارہ ہزار
چیدہ و منتخب جوان ہین ایک ایک انمین کا ہزارون سے لڑسکتا ہے امیر نے فرمایا اے کفیل خفا کیون
ہوتے ہو یہ تو سراسر نامردی تھی تم لڑ رہے تھے اسنے آکر کیون نیزہ مارا ہم اپنی جان نہ بچاتے زخم کھاتے کفیل نے
کہا اب مین زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے بار خم بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کفیل لپٹ پڑا گھوڑے
سے کودے کشتی ہونے لگی قزاقون کے ہوش پراگندہ ہوئے کچھ کہہ رہے ہین کہ یارو یہ تو کوئی بڑا بھوت پلید ہے
فنون سپہ گری مین کامل و اکمل ہے دوسرے نے کہا مین پشت پر جاکر مارلون ایسا نہو زور مین غالب آجائے
یہ کہکے درختون کی آڑ پکڑتا ہوا چلا جب قریب پہونچا تلوار کھینچکر دوڑا امیر نے چمک تلوار کی دیکھی کفیل کے سینہ پر

ہاتھ رکھکر ایک دھکا دیا وہ تو پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا اسکی تلوار کو خالی دیا وہ منہہ کے بل جھکا او سیسے صاحبقران
نے ایک گھونسا مارا سر اُسکا پھٹ گیا پھر پلٹ کے کفیل پر جا پڑے نعرہ شیرانہ کیا او کفیل کہان جاتا ہو ان
حمایتون کے بھروسے پر لڑتا ہو کفیل کا قلب تھرا گیا لیکن غصے مین دوڑ پڑا قریب آکر ایک ٹکر ماری سمجھا
یہ جوان ٹکرے لگا اسکا سر پھٹ جائیگا صاحبقران نے سر آگے کر دیا کفیل کو خود تیورا گیا پیچھے
ہٹ آیا صاحبقران نے دوڑکر پھر گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا میان کفیل ہٹے کہان جاتے ہو اور کسی قزاق کو
بلاؤ او نامرد گل کو حکم دے دیکھو تو سہی کسطرح شکار کھیلتا ہون کفیل تھرا گیا کہا ای جوان قسم ہی تجھکو اپنے دین
مذہب کی نام نامی اپنا ظاہر کر تو تو بلاے روزگار ہی امیر نے فرمایا پہلے لڑ لیجیے پھر نام پوچھیے گا نام بتا دینگے یہ
قزاقی تمسے ترک کرا دینگے کفیل نے نمانا کہا بے نام دریافت کیے مین مقابلہ نکرونگا قسم بھی دے چکا ہون صاحبقران
نے فرمایا ای کفیل تیغ زن یقین ہی تو نے نام سنا ہوگا زلزلہٴ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان داماد نوشیروان
سرکوب کافران جہان یہ سنکر کفیل کے ہوش اُڑ گئے گھبرا کر کہا آپ اس طرف کہان آگئے صاحبقران زمان
نے فرمایا آپ و دانہ نے یہان تک پہونچایا جو کچھ گذری ہی اطمینان مین حال بیان کرینگے اب مقابلہ کر لو سمجھا
جائیگا کفیل دوڑکر قدمون پر گر پڑا عرض کی میری کیا مجال ہی کہ مین حضور سے مقابلہ کر سکون میرے دو چچا
مدت مدید سے آپ کی خدمت مین ہین جنھون نے راستے بند کر دیے نوشیروان کی ارسال نوشال تھا نے اُٹھا دیے
عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی دونون میرے چچا ہین مین نے سنا تھا کہ وہ صاحبقران زمان کے رفیق مین آوارہ ہو کر
اس طرف آیا عینیہ بزرگان پر دست انداز ہوا آپ کے تصدق سے یہ بارہ ہزار جوانان صف شکن ممکن ہوسے
بڑے بڑے بادشاہ میرے دشمن ہین لشکر لیکر آنے مین لڑا بھڑا مارا ایذا نکل گیا آج بھی بڑی دور گیا تھا لاکھون کا
مال لوٹ کر لایا ہون شکر ہی پروردگار کہ آپ کی خدمت مین پہونچا مدت سے یہی اشتیاق تھا اپنے بزرگون کی خدمت
مین پہونچون آپ کی قدمبوسی سے مشرف ہون آج امید بر آئی نجم بخت نے چمک دکھائی صاحبقران نے سر
اُٹھا کر کفیل کا سینے سے لگایا فرمایا تو ہمارا فرزند ہی تجا تیرے ہمارے رفیق قدیم ملکہ مشیر ندیم خیر خواہان دولت
سکندری کی فوج نے اُس طرف سے قصد کیا مجھکو خبر پہونچی ہی ستا اپنے فرزند علم شاہ و جانشین لندھور کو بلاے مدد
روانہ کیا خوب خوب لڑائیان پڑین اب بھی عنایت پروردگار سے وہ لشکر ظفر اثر مین موجود رہتے ہین قلعہ
حلب کا حال آئینہ ہی ناظم مقرر کر دیے ہمارے ساتھ جا بجا وہ ٹیسر لڑے لیکن ای برادر اعتقاد جد و آبا پر ہو با مسلمان
ہو کے نکلے تھے عرض کی حضور باپ نے کم سنی مین انتقال کیا مذہب کو سمجھنے نہ پایا دونون چچا بوجہ تعلیم و تلقین خفا ہو کے

جوش جرأت میں ادھر نکل آیا تحقیق مذہب کا کچھ خیال نہیں ہوا زور بازو پر ہمیشہ ناز رہا امیر نے کلمۂ طیبہ زبان سے ارشاد
فرمایا کفیل کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والوں کو بلاکر قدموں پر گرادیا کہا یار جنکا میں ذکر کیا کرتا تھا
ہمارے بزرگوں کے آقاے نامدار صف شکن بہادر جرّار کشندۂ دیوان سحر کُن لشکر پریان سرکوب زمرۂ بے ایمان
ہمارے حضور میں جلد بارگاہ استادہ کرو سامنے ایک پہاڑ تھا اُسی میں مقام سکونت قرار دیا تھا قزاق جاکر بارگاہ
خیمے سراپردے لیکر آئے بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران کو لاکر مقام صدر پر جگہ دی آپ مثل چاکران کمترین مصروف
خدمتگزاری ہوا اب اطمینان میں کفیل سے صاحبقران نے تمام کیفیت بیان کی صاف کہا فلان باغ میں میری
ناموس ہے دختر عدیل میں اُسی کے مقابلے کے واسطے چلا تھا راہ بھٹک کر اس طرف چلا آیا اب مجھکو تا بہ قلعہ حدیبیہ پہونچا نا
پہلے چلکر ملکہ کو ہمراہ لیلین ایسا نہو اسپر کوئی افتاد پڑ جائے کفیل نے کہا دونون مقام پر مین پہونچا سکتا ہون غلام
یہان رہ کر کیا کریگا ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہونگا لشکر میں چلکر اپنے تم نامدار سے ملونگا بڑی مشکل میں
پہنچا مین گے صاحبقران تو یہان مصروف عیش ہوے لیکن یہ قافلہ جو جاکر کفیل نے لوٹا زہیر بازرگان قلعہ حدیبیہ
کا رہنے والا تھا عدیل کے سرحدار نے فرمان شاہی دیکھکر توپ ہمراہ کردی تھی کہ انکو حدیثۂ قزاقان سے باہر پہونچا
زہیر لوٹا گیا اہالیان فوج سرحدار قتل ہوے زہیر اپنے گماشتون کو ساتھ لیکر روتا پیٹتا طرف قلعہ حدیبیہ کے
چلا راہ میں خبر سنی کہ بادشاہ قریب باغ فردوش میں آئے ہیں جانب پلٹ پڑا لشکر میں اسی حال پر ملال سے آیا عدیل
کو خبر ہوئی زہیر بازرگان تاج سرتاجران اسی مقام پر لوٹا گیا فریادی آتا ہے گھبرا کے باہر بارگاہ سے نکل آیا زہیر
دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا دوہائی سرکار کی ہے میں شہر بشہر گیا جس جگہ آپکا فرمان دکھادیا کوئی مجھ سے انداز
خواہان نے کبھی محصول تک نہیں دیا اب کی مرتبہ کئی لاکھ روپے کا جواہر اور اسباب جمع کیا آپ سے رخصت ہوکر
گیا راہ میں مجھکو خوف ہوا آپکے سرحدار سے کہا اُسنے توپ ساتھ کردی کفیل قزاق نے آکر لوٹا ہر چند داد و فریاد
کی دس بارہ ہزار آدمی مارے گئے ہم لوگ بیچارے بنیے بقال تجارت کرنے والے خود مال تباہ دیا جو پاس تھا
وہ بھی حوالے کیا لیکن مجھکو خود کفیل نے پکڑا تھا ہیچ فرمان آپکا دکھایا اُسنے پھاڑ کر پھینکدیا اور جو کلمات
مہملات زبان پر جاری کیے انکو ادب سے عرض نہیں کر سکتا یہ سنکر عدیل نے قہر و غضب میں قبضۂ شمشیر پر
ہاتھ ڈالا کہا یہ کفیل ذلیل کئی حرکتیں ناشائستہ کر چکا ہے سابق میں میرے تحصیلدار کا مالخانہ لوٹ لیا کئی گاؤن
میرے زمینداروں کو لوٹا میں نے تامل کیا کہ زیر سایۂ دامن دولت رہتا ہے جب جی چاہیگا گوشمالی کرینگے یہ بڑا غضب
کیا فرمان بادولت کا پھاڑ ڈالا شاگردان عنطر کو بلایا حکم دیا خبر لاؤ اگر وہ طلسم پر چڑھ گیا ہے تو البتہ مشکل ہوگی

اگر زہیر کوہ ہی ابھی جاکر گھیر لونگا اب اس قزاق کو زندہ نچھوڑونگا بدولت کو اے زہیر تمھارے لوٹنے کا بڑا غم ہوا تم
جاکر آرام کرو نقصان تمھارا سرکار سے ملیگا کفیل کی قضا دامنگیر ہوا اب اُسکے قتل کی تدبیر ہوئی ہی شاگردان عظم
واسطے خبر کے چلے آکر دیکھا کفیل تیغ زن شل بادشاہون کے صحراے پُر فضا مین فروکش ہی لشکر مین کٹورہ کھنک
رہا ہی بازارین آراستہ طائفے چلے آتے ہین جشن کی تیاری ہی یہ سامان دیکھتے ہی بھاگے آپس مین ذکر کرتے ہوے
آئے کہ قزاق نے زہیر کا اس قدر مال لوٹا کہ غنی ہوگیا شل بادشاہون کے جشن کی تیاریان ہین ورنہ ہمیشہ ایسے
کوہ سرابیہ رہتا تھا عجب تو آج تک کوئی بادشاہ دست انداز نہو سکا اب اسکی موت آئی چلکر خبر کرین بھاگے
ہوے آئے دربار مین پہونچے بعد دعا کے عرض کی ای شہریار دنیا معرکہ دیکھا کفیل تیغ زن شل بادشاہون کے
صحراے سبزہ زار مین فروکش ہی سامان جشن مہیا بازارین آراستہ و پیراستہ کل سامان سلطنت ہی آج تو اُنکے لشکر
مین بڑی کیفیت ہی جلد سرکار سوار ہون ایسا نہو خبر سنکر بالاے کوہ سرابیہ چلا جاے پھر کچھ نہو سکیگا یہ سنتے ہی
عدیل کوہی نے تلوار اٹھائی قلعہ سے بھی فوج بلوائی لشکر مین قرنا ہوئی ادھر ملکہ سہیل فراق صاحبقران
مین رو رہی ہی قرنا کی آواز سنکر فرمایا کیا والد نامدار مست کوہ عقیق گلزار سلیمانی جاتے ہین کنیزون نے کہا ہم
جاکر دریافت کرین یہ ذکر تھا کہ عدیل کوہی کمر باندھے ہوے خود ہی باغ مین آیا ملکہ کا عجب حال ہی آنکھون مین
حلقے چہرے پر زردی ہونٹھ خشک سر خم چشم پُرنم قلب پر ہجوم غم والم اٹھکر باپ کو سلام کیا عدیل سمجھا یہ تہمت
جو اُسپر لگی صاحب غیرت ہی آمادہ ہلاکت ہی سر سینے سے لگا لیا کہا ای نور نظر پارہ جگر تم کیون ملول ہو اُس ملعون نے
تہمت لی سزا پائی واصل جہنم ہوا اب تمھین کیون ملال ہی کیا اُسی بات کا خیال ہی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا تصویر خیالی صاحبقران
آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی بے اختیار رونے لگی ہچکی لگ گئی عدیل نے کہا بیٹا کیا یہ اِکنا بھی ناگوار ہوتا ہی اب تم
جوان ہو مین وہ بچپن کی ضدین موقوف کرو ذراسی بات پر جان دینے کو آمادہ ہو گئین اُس نمک حرام کو تو مین نے قتل کیا
اب کیون رنجیدہ خاطر ہو ملکہ نے کہا حضور یہ مجھکو بڑا غم ہی آپ برائے مقابلہ صاحبقران جاتے ہین سنا ہی کہ وہان
بڑے بڑے زبردست پہلوان ہین ایسا نہو کوئی حضور کو چشم زخم پہونچے کنیز کا کون پوچھنے والا ہی ماں نے بچپن
مین انتقال کیا وہ بدنصیب ہون کہ ہر روز غم والم کا سامنا ہی دل تیرہ و منزل کیا کیا جفا سہتا ہی عدیل نے کہا
مین ابھی اُس طرف نہین جاتا بلی نیا معرکہ درپیش ہوا زہیر بازرگان کو کفیل نامے قزاق نے لوٹ لیا فرمان بدولت
کا چاک کیا اب اُسپر لشکر کشی کرکے جاتا ہون بڑی بے ادبی اُس سے سرزد ہوئی اکثر بے ادبیان کین مابدولت نے
تامل کیا اب نہ مانونگا ملکہ سہیل کا دل تو غم صاحبقران مین بھرا ہوا ہی لپٹ کر باپ سے رونے لگی کہا واللہ اعلم

آپ کیون اپنے کو کانٹون مین پھنساتے ہین سوداگر نے ناحق آنکر آتش فروزی کی آپ جواب دیجیے کہ تم جیسی تو زنان
مین کیون گئے یہ بات تو تمام دنیا مین مشہور ہی کہ کفیل قزاق بڑا زبردست ہی عدیل نہیں پڑا بھاگ کر بیٹی کو مجھسے بڑی
محبت ہی کہا بیٹی بڑی نامردی ہی کہ بے فریاد کرے ہم اُسکی داد کو نہ پہونچین ملک مین بدعملی ہو جاے سرحد دار ملک
دبا بیٹھین ایک قزاق کے مارنے سے ہزارون پر عبرت ہوگی کوئی ایسی سرکشی آئندہ نکریگا مین جاتے ہی اسکو
گھیر لونگا چور کی کیا حقیقت ہی نام سنکر بھاگے گا ہاتھ جوڑکر دوڑا آئیگا ملکہ تمیل نے سر جھکا لیا عدیل باہر باغ
کے آیا گینڈے پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا ملکہ انتہا کی بیقرار ہوئی کہا کیون گلعذار برائے پروردگار
یہ تو مجھکو بتاؤ آخر صاحبقران زمان کہان گئے نہ تابہ قلعہ پہونچے نہ یہان تشریف لائے کیونکر دل نہ گھبرائے
گلعذار نے کہا واری آپ آزردہ نہون تو مین عرض کرون وہ اپنے زمانے کے صاحبقران باشوکت و شان
ماشاء اللہ حسین و جمیل جہان جا کر بیٹھین گے دوست دشمن اُنکی خاطر کریگا جسطرح یہان تشریف لائے اسیطرح
راہ مین کوئی اور چاہنے والا ملگیا وہان بیٹھ رہے آپکا خیال نرہا اگر اُنکو آپکی محبت ہوتی اس طرح چھپ کر نہ چلے جاتے
اتنا بھی پاس نکیا کہ ہمارے چاہنے والی پر کیا گذریگی آپ بھی صبر کیجیے آئینگے بسم اللہ آنکا گھر ہی نہ آئین جو گذرا
وہ گذرا ایسے معاملات بھی ہو جاتے ہین آپکے والد نامدار آپکو بہت چاہتے ہین جا بجا سے حضور کی شادی کے
پیغام آتے ہین کسی بڑے بادشاہ ذیشان جلیل کے ساتھ شادی ہو جائیگی عصمت و عفت تو برقرار ہی مجھکو بھی بڑا
خوف تھا صرف دیکھنے ہی کے حسین جمیل ہین اگر کسی لائق ہوتے تو نہین اسی طرح گذر تین بس اب اس ذکر کو نہ کیجیے
تلخ راگ رنگ ملاحظہ فرمائیے گلعذار نے جو بطور طعن یہ کلمات کہے ملکہ بیقرار ہوکر رونے لگی کہا او وزیرزادی
یہ تیرا خیال خام تصور ناتمام ہی اُنکو مجھسے بڑی محبت ہی سب سے زیادہ خیال جرأت و شوکت ہی یہ غیر ممکن کہ ہم
کسی دوسرے مرد کے پہلو مین بیٹھین وہ ہمکو پوچھین یا نہ پوچھین ہم آنکے نام پر عمر بسر کرینگے تڑپ تڑپ کے
مر رہینگے مقدمۂ راز و نیاز جو تونے کہا خدا کی عنایت سے محل اُنکے بحساب کثیر العیال صاحب جاہ و جلال مجھکو بھی
اس مقدمے کا خوف تھا بر وقت تخلیہ مجھکو تسکین فرمائی اے ملکۂ عالم ہمارے مذہب مین بدون عقد و نکاح طرف
فعل باطنی کے توجہ نہین کرتے جب پروردگار اپنا فضل شریک کریگا تمھارے باپ کو قتل کرین یا دائرۂ اسلام
مین لائین بعد اُسکے عقد و نکاح ہو تب انشاء اللہ تمھارے وصل سے مشرف ہونگے علاوہ ازین ان معاملات
کی مجھکو خواہش نہین مشتاق دیدار فرحت آثار ہون شل ماہی بے آب بیقرار ہون

دل اپنا کاوش مژگان یار کے قابل	یہ آبلہ خلش نوک خار کے قابل	دل اختیار مین ہوتا تو کوئی ہمدم اپنا

تمہون کے عشق مین تھا اعتبار کے قابل
اثر عیان ہو مرے اضطراب کا پس مرگ
نگاہ ہو یہ شب انتظار کے قابل
نہ تیغ ہی نہ ہمین ہی ہمے ملتا ہی
فلک نے ہمکو نہ رکھا فشار کے قابل
نگاہ کہتی ہو دل لانے تیرے قبول ہوا
نماز زاہد پرہیز گار کے قابل
جلال عہد جوانی ہو دوگے دل سو بار
لگا رہا ہو جنون چل کے ہوش نذر کرو
جگہ ٹھہرتی نہین ہو مزار کے قابل
گناہگار تمہون اسقدر گناہ کرین
تمہارے ہوکے ہوے ننگ عار کے قابل
کبھی تو صید کرو دل مین آئے تیر اسکا
تم اٹھ کھڑے ہو نہین بزم یار کے قابل
ہمارے دل کو نہ رکھا کسی کے پہلو نے
ابھی کی تو یہ نہین اعتبار کے قابل
کہ ارمغان ہو یہ فصل بہار کے قابل
ابھی نہ جانب ورا آنکھ یاس سے دیکھے
نہ لگنے جائین نہ ٹھہرین شمار کے قابل
لپٹے ہوؤن کو بھلا کیا زمین پیسے گی
بہت سی آرزوئین ہین نکالنے کے قابل
اگرچہ بند ہو دامن مگر ہمارا ہی
سکون و صبر و شکیب و قرار کے قابل

یہ اشعار مصیبت خیز حیرت و عبرت انگیز پڑھ کر ملکہ کھڑی ہو گئی کہا ای گلعذار اب ہمسے ربط و ضبط غیر ممکن ہو تنے اس وقت چھریان مارین کلیجے مین نلسو پڑ گیا خوش ہو کر کہتی ہو کہ شادی ہو خانہ آبادی ہو اب پہلوے گور مین جا کر سوئینگے اپنی تقدیر کے لکھے ہوے کو تا بہ قیامت روئینگے اب ہم خود براے جستجو صاحبقران جاتے ہین تمہارا خیال محال بیکار ہو دشمن انکے کسی بلا مین پھنسے یا راہ بھولے ہو جبہ یہ زمانہ نہین گذرا انکی ہر بات سے بوے صداقت آتی تھی جھوٹے دغاباز نہین ہین تمام عالم مین انکا شہرہ ہو شاہان جلیل نے اپنی دختران بلند اختر بہ خواہش تمام اس عالی مقام سے منسوب کین ہم انکے نام کا رشتہ محبت توڑین یہ غیر ممکن ہاتھ کا اشارہ ہو گریبان چاک کر ڈالون چاہتے ہم کہ صحراے پرخار کی سیر ہو تلوے پھپک رہے ہین آبلہ ہاے دل تپک رہے ہین آنکھین مشتاق جمال قلب پر ہجوم غم و ملال فرد جان کو در دیہ فسانہ ہو یہ جسم کیا ہو کہ قیدخانہ ہو بتاؤ گلعذار کس کس کو سمجھائین اعضا ہمارے دشمن ہوے راہبر رہزن ہوے اب کون سنبھالے اس بلا کو کون ٹالے جب ملکہ آمادہ ہوئی کہ مین خود براے جستجو جاؤنگی دلولہ جنون دیکھ کر گلعذار گھبرائی فوراً صنوبر کو بلایا عرض کی حضور یہ کنیز با تمیز ابھی خبر کے واسطے جائیگی فوراً واپس آئیگی حضور ایسا قصد نکرین صنوبر بھی قدمون سے لپٹ گئی کہا ای بیجو نمک حرام غضب مارا گیا رستے مین میرا اچھا تھا اکثر آپنے رنگ روغن عیاری کے مجھکو بتلائے ہین مردانہ بھیس کر کے سب جگہ جا سکتی ہون بوجہ احسن خبر لاؤنگی کسی مقام پر ٹھہرونگی ہمارے ہوتے حضور خود لشکر سے نکلیں تمام دنیا کی خاک چھانین جس مقام پر جائینگے حضور بخوبی آگاہ ہین اس کنیز نے حضور کی خدمت مین پرورش پائی ہو دو چار حرف بھی پڑھے ہین باتون مین نہ بہلاؤنگی اس طور سے سمجھاؤنگی کہ آپ

ساحران

صاحبقران زمان اپنے چاہنے والے کا خیال نہ رکھا شوکت و لیاقت سے سراسر خلاف ہی مقام عدل و انصاف
ہی میرے ساتھ چلیے حضور محل جاؤں گی انکو لیکر آؤں گی آپ کی وجہ سے میرا پاس کرینگے اس طرح جو صنوبر
نے سمجھایا مردانے کپڑے پہنے صورت تبدیل کی ملکہ بے اختیار ہنس پڑی کہا صنوبر تو بڑی مکارہ ہی خوب صورت
بدلی کہا حضور چچا میرے مجھکو عیاریان بتلایا کرتے تھے سب طرح کا سامان میرے پاس موجود ہی بخوبی ملکہ کو سمجھا کر
ملکہ صنوبر برائے جستجوے صاحبقران زمان چلی یہان امیر عالی وقار کفیل قزاق کی بارگاہ مین جلوہ فرماہین
ارشاد کرتے تھے مین ای کفیل بے عدیل ای دوست صادق ای محب موافق اب تو دن کم رہگیا ہی بوقت سحر سامان
سفر تیار رہے بہ مقابلہ عدیل کوہی جانا واجب و لازم ہی نہین معلوم ملکہ تہمیل کا کیا حال ہوگا شب تیرہ و تار مین
چھپ کر نکل آیا اُس سے ذکر بھی نکیا بہت گھبراتی ہوگی مجھے بھی خیال ہی شب بھر کیونکر کٹے دن بھی پہاڑ ہو گیا
یہ باتین کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی کفیل گھبرا کر بیرون بارگاہ آیا ہرکارون سے
کہا دیکھو کون آتا ہی لشکر کی آمد معلوم ہوتی ہی ہرکارے تیز صبا دم گئے چشم زدن مین واپس آئے عرض کی عدیل
کوہی آپ کے مقابلے کو آتا ہی تاجر نے جاکر فریاد کی یہ سنکر کفیل سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی حضور کو
تکلیف ہوگی اٹھیے بھر کوہ چلیے ساٹھ ہزار فوج سے عدیل کوہی آتا ہی جس تاجر کو مین نے لوٹ لیا تھا وہ اسی قلعہ کا
رہنے والا ہی پہاڑ کو اگر گھیر لیگا سرتنگ کے چلا جائیگا صاحبقران نے فرمایا ای برادر یہ تو خدا نے آرزوے
دل پوری کی ہم تو تم سے ابھی کہہ رہے تھے کہ ہمکو برائے مقابلہ عدیل کوہی لیچلو نہ کہ وہ خود اسی مقام پر آیا ہمکو
تکلیف نہوئی بہ آسانی انشاءاللہ مقابلہ ہوگا ہمارا بزرگ ہی کسیقدر عذر بھی کرینگے بہ مجبوری مقابلہ پر ضرور ہی
کفیل نے عرض کی حضور فوج بہت ساتھ لایا ہی ساٹھ ہزار جوانان کوہی بڑے بڑے قد و قامت دیو سے
جنکو مثال ہی میرے پاس لشکر بہت کم ہی تدبیر کرونگا حضور بالاے کوہ ٹھہرین ایک ہرکارے کو مقام ونشان
بتاکر آپ کی فوج مین بھیجدین کوئی سردار لاکھ فوج لیکر چلا آئے تب مقابلہ بن پڑیگا صاحبقران
ہنس پڑے فرمایا خدا کی قدرت ہے تم ہمکو ملے ورنہ ہم تو یکہ و تنہا اسکے مقابلے کو چلے تھے ای کفیل یہ ہمارا
طریقہ نہین ہی طالب مدد اپنے پروردگار سے رہتے ہین بادشاہ کو یہ لکھ بھیجین کہ فوج روانہ کیجیے دیکھو تو یہان
مسبب الاسباب نے کر دیا ہم یکہ و تنہا گرفتار ہوکر آئے ملکہ کے دل مین کسنے محبت ڈالی اسنے بچا لیا پنجہ دشمن
سے چھڑا لیا اب اکیلے چلے تھے تم سے ملاقات ہوئی بارہ ہزار فوج مل گئی ساٹھ ہزار کیا کرینگے ہمارے
پاس بیٹھو آمد عدیل کوہی کا ذکر بھی نکرو کفیل خاموش ایک طرف آکر بیٹھا یہ قوم کا قزاق اس طور سے

لڑتا بھڑتا کیا جانے یا پہاڑ پر چھپ گئے یا کسی جنگل مین جا کر بسر کی کبھی حریف پر شبخون مار دیا تردد مین مبتلا ہر صاحبقران اپنے پاس سے اٹھنے نہین دیتے یہان عدیل کوہی اگر پہونچا دیکھا لشکر کفیل قزاق بصد طمطراق فرد کش ہی حیران ہوا کہ ہماری آمد سنکر اسنے فرار پر قرار نہ کیا حکم ہوا بارگاہ استادہ ہو عدیل کرتا ہوا بارگاہ مین آیا ساٹھ ہزار کا لشکر اترا سردارون سے پوچھا کفیل اسطرح سے فرد کش ہی کچھ ہمارے آنے سے نہ گھبرایا سردارون نے عرض کی اب اسکے پاس فوج بھی زیادہ ہوگئی اپنے زور بازو پر گھمنڈ ہی صبح کو ساری شیخی نکل جائیگی ناگاہ آفتاب عالمتاب غروب ہوا شہنشاہ ماہ تابان بصد شوکت و شان مع پیادگان ثابت و سیارگان میدان چرخ نیلی مین جلوہ افگن ہوا تمام عالم ضیاء ماہ تابان سے روشن ہوا عدیل کوہی شراب پی رہا ہر خیمے مین آکر حکم دیا طبل جنگی بجے نقارہ گڑ گڑایا ہرکارے کفیل قزاق کے موجود تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے صاحبقران کے حاضر ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا دی کہ شہریار عالم کی عمر دراز ہو اور دشمن پامال ہو **نظم**

وعدۂ روزگار ہست تو — دلش از عمر گو تہی خون باد — ذات پاکت کہ والی علم ست
باج گیر از کمال النون باد — در تماشائے حسن و دولت تو — لیلی روزگار مجنون باد

ای شہنشاہ گیتی ستان ای والی قاف و دنیا عدیل کوہی نے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آرا ہو لیکن بڑا اسکو تعجب ہی کفیل قزاق نے قرار پر قرار نہ کیا بدولت کے مقابلے مین ٹھہر گیا ابھی تک اسکو حضور کے تشریف رکھنے کی خبر معلوم نہین صاحبقران نے فرمایا بوقت سحر ظاہر ہوجائیگا ای کفیل تم بھی طبل جنگی بجواؤ کفیل گھبرایا ہوا نقارخانے مین آیا نوازش طبل کو حکم دیا جب صدائے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارون نے جاکر عدیل سے کہا حضور ہمارے سامنے کفیل بیرون بارگاہ آیا طبل جنگی بجوایا آج تو پھولا ہوا پھرتا ہر عدیل نے کہا جب چیونٹی کی قضا آتی ہر تب پر پیدا ہوتے مین بموجب مضمون مصرع صید را چون اجل آید سوے صیاد رود اسیطرح اسکی بھی قضا دامنگیر ہر شل کر باس کھنہ چیر کر پھینک دونگا ساری سرکشی نکل جائیگی بلبلاتا ہوا اٹھا ہر اب غرگوش مین بیٹھا ہوا لشکر ون مین تیاریان کو ہیون مین جا بجا ذکر ہر یار و قزاقون نے خوب سا لوٹ کر مال جمع کیا ہر کل خوب لوٹین گے قزاقون کو قتل کرینگے اگر مال اسکے کو وہ جاتا میمون بھیرے رہتے وہ بڑا منتظم ہر غلہ بھی جمع رکھتا ہر جب تو بڑے بڑے رئیسون کو لوٹ لیا تھا نے اٹھا دیے علاقون پر قبضے کر لیے اب موت دامنگیر ہوئی ہمارے مالک سے الجھا جان بچانا دشوار ہر بعض کہتے مین وہ بھی بڑا دلیر نامدار ہر بڑے کروفر سے مقابلہ کریگا فنون سپاہگری خوب حاصل کیا ہر دو سے دو ہزار کو لوٹ لیتا ہر لشکر

شکست دیتا ہے بڑے بڑے معرکے پڑینگے قتل اُسکا آسان نہین ہے ادھر قزاقون کو تردد ہوا آپس مین کہتے تھے ہم نے
کبھی اسطرح سے نہین لڑے ہم لوگ قزاق ہین جنگ گریز کے مشاق ہین حملہ کرکے گھیرا لیتے ہین کبھی دو دو
نیزے مارے کبھی تیراندازی کرکے بھگا دیا یہ صفوف آرائی میدان داری بادشاہون کا کام ہے لیکن اب صاحبقران
تشریف لائے ہین میان کفیل صاحب بزرگون کے افسر نامی گرامی نامور انکو کون سمجھائے وہی لڑینگے ساٹھ
ہزار سے بارہ ہزار کہین لڑ سکتے ہین افسر صاحب کو اختیار ہے ایک نے کہا کیا دیکھا نہین تھا صاحبقران نے
ہم سبکو کیونکر تسخیر کر لیا ایک نے چھری سے دو کو مارا مجھکو تو سمجھ لیا ہے جو عدیل کوہی ایسے زبردست کے
مقابلے مین ٹھہرے ہین دوسرے نے کہا میان کفیل کی اطاعت کو نہ پوچھیے بزرگون کا نام سنکر پھسل گئے
لڑتے لڑتے قدمون پر گر پڑے تسخیر کسکو کیا زیر کون ہوا ایک نے کہا بھائیو ہم لٹیرے ہین باپ مرا
ننگ نیست ملک خدا تنگ نیست فتح مین شریک رہینگے شکست دیکھینگے چل دینگے اور کسی افسر کو
ڈھونڈھ لینگے لشکرون مین ہنگامہ صدائے پاسبان ہاش و ناظر باش بلند چار پہر رات اسی ہنگامے مین
گذری ستارۂ سحری چمکا طائرون نے زمزمہ سرائی کی اپنی اپنی زبان مین عبادت پروردگار کرنے لگے دم بدم
رب اکبر بھرنے لگے سبزۂ خوابیدہ بھی بیدار ہوا ہر برگ و بار جھومتا ہوشیار ہوا نسیم سحری چلی غنچے کھلے
پھولون نے آنکھین کھولین لالہ بادل داغدار مصروف دید صنعت پروردگار ہوا اُفق سے مشرق کے
پہلوان روز نیر گیتی افروز زنجیر ہائے شعاع سے کمر باندھکر نیزۂ ضیا ہاتھ مین لیکر رزمگاہ چرخ نیلی مین
آیا صاحبقران نماز سے فراغت حاصل کرکے سجادے سے اٹھے تسبیح کو بوسہ دیکر رکھا بخضوع و خشوع
دعا کی اے رب کارساز خالق بے نیاز مالک کارساز تو نے بچپن سے میری نازبرداری کی ہر جنگ مین
مظفر و منصور رہا کبر و نخوت سے ہمیشہ دور رہا آج بھی مجھکو فتحیاب کرنا دامن آرزو گل مراد سے بھرنا
غریب الوطنی مین سوائے تیرے کون معین و مددگار ہے تو ستار و غفار ہے کفیل صندوق سلاح لیکر آیا
صاحبقران نے خود زرہ وغیرہ ذات پر آراستہ کیے بیرون بارگاہ تشریف لائے پشت مرکب عربی پر
سوار ہوے پہلو مین کفیل قزاق جنگ کا مشتاق پشت پر بارہ ہزار جوان لیکن حیران پریشان بھاگنے
کی فکر جان بچانے کا ذکر ادھر سے عدیل کوہی گینڈے کو مہمیز کرتا ہوا مع ساٹھ ہزار کوہیون کے
طرف میدان کارزار کے بعد غرور و تکبر چلا قضائے کار عشوہ پرداز علمہ کی کنیز خاص جو برائے خبر نکلی
تھی مردانہ لباس پہنے ہوے اول تا بہ قلعہ گئی راہ مین کہین صاحبقران کو نہ پایا پھٹی ہوئی آتی تھی نوبت

نقارے کی آواز سنکر ادھر متوجہ ہوئی دور سے دیکھا ایک سمت سے عدیل کوہی بقصد گرد فرع لشکر کوہستان خود سر میدان کارزار مین جاتا ہی اُدھر سے اک لشکر قلیل آتا ہی اک نخل کی آڑ پکڑ کر ٹھہری تماشا دیکھنے لگی اول وہ لشکر قلیل میدان کارزار مین پہونچا صنوبر نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا اُس لشکر قلیل سے چالیس قدم آگے بڑھے ہوے زیر سایہ علم شیر پیکر صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین حیران ہو گئی کہ یہ تو وہی داماد نوشیروان معلوم ہوتے ہین یہان قزاقون مین کیونکر پہونچے اب تو آگے بڑھی بخوبی پہچان لیا کہ حقیقت مین وہی شیر ہی دل سے کہتی ہی اس وقت کیونکر صاحبقران کے پاس جاؤن لشکر عدیل کوہی بھی میدان مین پہونچ چکا میدان رزم آراستہ ہو رہا ہی تبردار تبرداری کر چلے جو نخل حائل نظر تھے کاٹ کر پھینک دیے ابر سنانی باد نے قزاقی کی صنوبر گھبرا رہی ہی لیکن عدیل کوہی نے صاحبقران کو کبھی نہ دیکھا تھا کفیل کو بخوبی پہچانتا ہی جمال بیمثال صاحبقران زمان دیکھکر حیران ہو گیا یہ بھی بخوبی دیکھا کہ کفیل بطور ملازمان ذلیل اُس جلیل کے ہمراہ ہی وہ جوان خوش جمال شمال شیر نر چالیس قدم آگے بڑھا ہوا صفوف قزاقان سے ٹھہر گھبرا کر اپنے ساتھ والون سے پوچھا یارو کفیل کو تو مین پہچانتا ہون یہ کوئی جوان جلالت نشان ہی عقل میری حیران ہی کہ یہ تو صاحب سطوت و صولت جلالت و شرافت شعار ہی کسی ملک کا تاجدار ہی سب نے کہا حضور ہمنے کبھی اس شیر کو نہین دیکھا نہین معلوم شراکت قزاقان کا کیا باعث ہوا لشکر کوہستان مین جو یہ ماجرا ہوا جو لوگ جنگ مشلول واقران مین شریک ہوئے تھے وہ بڑھ کر آگے آئے کہا حضور ہم بخوبی پہچانتے ہین اسی کے ہاتھ سے ہمنے شکست کھائی یہ صاحبقران زمان داماد نوشیروان ہین انھین کا لوائے شوکت و ذکر لیاقت از پردۂ دنیا تا بہ قاف پہونچا سرکشان قاف کو مٹا دیا اپنا نام روشن کیا عدیل نے کہا یارو بخوبی پہچانتے ہو بعض نے کہا ہم اس سے لڑ چکے اسی کے ہاتھ سے زخم کھائے بھاگ کر آپ کے پاس آئے ہمسے زیادہ کون پہچانیگا نہین معلوم کفیل کا کیون کفیل ہوا عدیل نے کہا یہ تو اور میری مراد بر آئی یہان اسکو قتل کرونگا سبب بھی دریافت ہو جائیگا اسی کے قتل کرنے سے طرۂ بیغمبری ملیگا یہ بھی پوچھونگا تجھکو تو میرا بیٹا گرفتار کر لایا تھا وہ قیدار کون تھا جسنے چھوڑا یا قزاقون کے کیون شریک ہوا سب حال کھل جائیگا یہ کہکے نقیبون کو اشارہ ہوا نقیبون نے میدان کارزار مین آ کر اشعار عبرت آمیز پڑھے لڑنے والون کے دل بڑھے لیکن صنوبر نے جب دیکھا کہ عدیل کوہی اور صاحبقران سے مقابلہ ہوگا عورت عقل کی ناقص گھبرا گئی سوچی بڑا غضب ہوا

صاحبقران زمان ہاتھ سے عدیل کے مارے جائینگے چلکر ملکہ سے اطلاع کرون وہ کوئی تدبیر کرین اگر انکو
بھگا لیجائین یہ سوچ کر بھاگی افتان وخیزان لرزان وترسان حیران وپریشان نفس ردیدہ حواس عالم یاس باغ مین
آکر پہونچی ملکہ مشتاق بلاے خبر دو باغ پر کھڑی راہ دیکھ رہی تھی کہ صنوبر آکر پہونچی ملکہ نے پوچھا ای صنوبر جلد بیان کر کچھ
پتا ملا صنوبر نے کہا داری عجب سحر کہ دیکھا عقل کو حیرانی فطرت کو سرگردانی صاحبقران زمان کو مین نے دیکھا
کفیل قزاق کے شریک جاکر ہوے حضور میدان کارزار آراستہ ہو چکا تھا آپکے والد سے لوگون نے تمام
حال صاحبقران سمجھا دیا یقین ہے آپکے والد میدان کارزار مین نکلے ہون صاحبقران سینہ سپر کیے کھڑے
تھے مین تو وہان تک نہ پہونچ سکی لیکن عرض کرتی ہون کہ حضور چلین کوئی ایسی تدبیر ہو دور سے اپنی صورت
دکھا کر انکو الگ بلا لیجیے ہمراہ لیکر یہان بھاگ آیئے ورنہ ساٹھ ہزار فوج لیکر آپکے باپ گئے ہین وہان فقط
بارہ ہزار قزاق ہین وہ سب جنگ گریز کے مشتاق ہین لوٹ لینے مین طاق ہین اس طرح کے مقابلے کے لائق
نہین ہین جنگ کی بھیڑ انھین پر پڑے گی فوج قزاقان کیا لڑے گی یہ سنکر ملکہ گھبرا گئی بیوقوف نے جو بیان
کیا جوش محبت مین کہا اچھا مین چلتی ہون دور سے صورت دکھا کے بلا لونگی اس فقرے سے انکی جان بچا لونگی
یہ بھی خیال نہ آیا صبح کا ذکر کرتی ہے سہ پہر دن باقی رہ گیا کیا جنگ نہوئی ہوگی حضرت عشق نے سب کچھ بھلا دیا
نقاب چہرے پر ڈالی مادیان شبگین پر سوار ہوئی ہتھیار لگائے وہی چار سو کنیزین جنکو تعلیم کیا ہے وہ سب سوار
ہوکر ساتھ ہوئین نقابین رنگین چہرون پر ڈال لین صنوبر آگے بڑھی انکو تو کوس بھر نکل کر شام ہوگئی شب
تیرہ و تار مین چلی جاتی ہین یہان میدان کارزار مین جب نقیب نقابت کر چکے عدیل نے گینڈے کو صف سے
نکالا چنگھاڑتا ہوا شکل دیو مہیب بشکل عجیب وغریب میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی او کفیل قزاق
کچھ ما بدولت کا خیال نہ کیا ہمارے تاجر کو لوٹ لیا وہ خطا تو لائق معاف کرنے کے تھی یہ کیا غضب کیا ہمارے
فرزندون کے قاتل کو اپنے گھر مین جگہ دی اب دیکھنا کیا قیامت برپا کرونگا یہ کہکر آواز دی او حمزہ بے ادب
تیرے مقدمے مین بڑا افتشار ہے قزاقون کا ساتھ دیا اب میدان کارزار مین آکر مجھسے مقابلہ کیجیے فرزندون کو
مارا کچھ خوف نہ آیا یہ سنتے ہی صاحبقران نے مرکب باد رفتار کو پھیرا کفیل نے بڑھ کر رکاب تھام لی دست بستہ
عرض کی آپ ہمارے بزرگون کے سرپرست ہین پہلے ہمین اجازت دیجیے جاکر اس حیا سے لڑون بعد میرے
حضور کو اختیار ہے اگر میرے سامنے کچھ حضور پر افتاد پڑی مین منہ دکھانے کے قابل نہ ہونگا صاحبقران
نے سر کفیل کا سینے سے لگا لیا بہ فصاحت و بلاغت فرمایا ای کفیل تم ایسے ہی دلیر ہو شجاعت کے شیر ہو اب

اُس نے ہمارا نام لیکر للکارا ہمکو جانا واجب و لازم ہے تم ہمارے واسطے دعا کرو ہر طرح صاحبقران نے کفیل کو
روکا مرکب کو بڑھایا اسپ باد رفتار طرارہ بھر کے چلا دم سے جنبش کرتا ہوا صبا رفتاری کا دم بھرتا ہوا کوہ سرین کوہ
نعل گلے میں خوشنما ہیکل میں ٹھیکون میں میدان کارزار میں پہونچ گیا عدیل کوہی گرد اسپر کا لیکر بڑھا صاحبقران
اُسکا وزن ہوا پانچ قدم اسکا گینڈہ پیچھے ہٹا صاحبقران زمان کا مرکب تین قدم پر تکے رکاب عدیل نے بخوبی
سر پایے صاحبقران کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار قالب غم میں فرزندون کے بیقرار ضبط کر کے کہا یا صاحبقران
زمان آپ سے بڑی بڑی دور نام میں ان لڑکون میں کہان آکر چھپے یہ بتلایئے میرا عیار غنطر آپ کو چرا کے
لایا تھا وہ وفادار کون صاحب تھے جنہون نے اسکو زخمی کر کے تمکو بچایا اتنے دنون کہان چھپے رہے اب
کیون ظاہر ہوئے اس معاملے میں کیا بھید ہے صاحبقران نے فرمایا ای عدیل کوہی ہمارے پروردگار نے کہ
نگہبان کو اپنی قدرت سے بھیج دیا اُس نے بچالیا یہ قزاق ہمارے رفیق کا فرزند ہے یکہ و تنہا تمہارے مقابلے
کو چلے تھے راہ میں کفیل نے روک لیا اب اپنے قلعہ پر جاؤ انشاءاللہ یکہ و تنہا آئینگے وہین آکر تمکو تمہارے مقابلے
عدیل نے کہا پناہ دونگا فرزندون کے خون کا بدلا لونگا حربہ کیجیے حوصلہ نکال لیجیے میرے حال سے آپ ابھی
آگاہ نہیں ہیں وہ دونون طفل میرے تعلیم کردہ تھے جو تمہارے ہاتھ سے مارے گئے آن ایسے ہزارہا تابعدار
موجود ہیں اُنکے قتل پر ناز نکرنا نیزہ اٹھاؤ تلوار کھینچو فنون جرأت دکھاؤ صاحبقران نے فرمایا ہمارا یہ دستور
نہیں ہے تو حربہ کر تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا ہم بھی جواب دینگے عدیل کوہی نے نیزہ مارا امیر نے بند جوشن
طعن میں نیزہ عدیل کوہی کا ہوائی گیا عدیل نے غصے میں قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او حمزہ فن نیزہ بازی کی
ہم لوگ کچھ حقیقت نہیں جانتے اس پر مغرور نہو تا یہ تیغہ بیدریغ ایک دم میں خاتمہ کریگا بڑے بڑے مل
ے میرے حربے سے کبھی کوئی نہیں بچا ایسے لاف و گزاف کرتا ہوا بڑھا سر صاحبقران پر وار کیا
صاحبقران زمان کو عدیل کوہی کا خیال ملکہ کے رنجیدہ ہونے کا ملال دل سے باتیں کرتے ہیں جہانتک
ہوسکے بہ فنون سپاہگری اسکو زیر کرون میرے ہاتھ سے قتل نہو لیس بار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
عدیل کوہی لپٹ پڑا زمین پر کود پڑے دونون جوانون میں کشتی ہونے لگی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے
کہ عدیل کوہی دو پہر برابر صاحبقران زمان سے لڑا کچھ زیادتی ثابت نہوئی بعد دو پہر زوال آفتاب ہوا
جلال زور صاحبقران بڑھا تڑپ تڑپ کے لڑنے لگے کئی مرتبہ عدیل کوہی کو پکڑ لاتے پیچ باندھا مشکل
کر دیا ملازمان عدیل کوہی دیکھ کے گھبرانے لگے آپس میں کہتے ہیں لو صاحبو آقائے نامدار جیت ہوا جاتا

حمزہ کیا غضب کے پیچ باندھ رہا ہی میاں عادیل کوہی توڑ بھی نہین کر سکتے دیکھیے کیا ہوتا ہی لیکن خاموش اطراف کے لشکر کے برائے منع بحکم دین ہم سب مل کر جا پڑین نیزہ ہائے طویل پر حمزہ کو اٹھا لین تیرون سے سینہ مشبک کر دین لاشہ ہائے قزاقان سے میدان کارزار بھر دین بعض کہتے ہین قزاق کیا حلوا ہین وہ بھی دل کھول کر لڑینگے بہر حرکے پڑینگے وانتون پسینہ آئیگا نعرہ مردان عالم سے میدان کارزار تھرائیگا صاحبقران دو چار مرتبہ عدیل کوہی کو بھڑلائے ناگاہ اک مقام پر عدیل کوہی بیٹ گرا صاحبقران اوپر آئے ایک ہاتھ کی اندری چڑھا دی گردن پر ہاتھ رکھ کے ایک مارا سر اسکا زمین مین اتر گیا بہت گھبرایا کہا ای صاحبقران ذرا ٹھہر جائیے مین کچھ آپسے کہون گا میرے سینے مین بڑی چوٹ لگی پسینہ آگیا شام بھی ہو چلی ہے صاحبقران زبان و قاعدے کے پابند ہین عدیل کوہی نے جو گڑ گڑا کر کہا دل دکھ گیا رحم آیا فوراً چھوڑ دیا عدیل کوہی جھاڑ پونچھ کر اٹھا کچھ دل ہی دل مین سوچ کر کہا اے صاحبقران مین کل آپ سے مقابلہ کرونگا اس وقت میرا دل نہین چاہتا یہ بھی ظاہر ہے کہ دن واسطے لڑائی کے شب برائے عیش و آرام صاحبقران نے فرمایا ای عدیل کوہی مین تو کبھی اس طرح میدان کارزار سے نہین ہٹا لیکن تمھاری خوشی آج اور کل کا کیا اعتراض ہے جو ہونا ہو آج ہی ہو جائے عدیل نے کہا نہین میرے سینے مین چوٹ لگی سینک ساٹک کر لینے کو درست کرونگا چالاک و چست ہو کر بوقت سحر پھر مقابلہ آؤنگا ہنر سپاہگری آپ کو دکھلاؤنگا صاحبقران نے کہا بہتر جو تمھاری خوشی عدیل کوہی بہت خوب لشکر چلا کفیل دوڑ پڑا صاحبقران کو بیچ مین رکھ لیا زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا پوچھا ای شہریار آپنے عدیل کو کیون چھوڑ دیا بہ عنایت رب اکبر سبطرح غالب آچکے تھے اب کیا باقی تھا یہ پہلوان زبردست جادوگر ہے مکر سے سست و بیمار جیسا بنا لیا نہ ہو بھاگ جائے یا کچھ اور فتور کرے صاحبقران نے فرمایا ای کفیل اسنے عذر کیا ہمارا یہ طریقہ نہین ہے کہ جادوگر کو عاجز کر کے زیر کرین مجبور رہو ہو اسکو زیر شمشیر کرین اگر مکر کریگا تو حافظ حقیقی مالک تحقیقی سر پرست ہے پیدا کرنیوالا سب سے زبردست ہے علاوہ ازین اگر وہ صحرائے ملک گرگ ہے مگر ہمارا بزرگ ہے یہ بھی خیال آگیا کفیل نے کہا حضور بہتر نہ ہوا اب میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ بالا کوہ تشریف لیچلیے شب کو وہین آرام فرمائیے شاید شبخون کا ارادہ کرے پس پہاڑ پر نہ آسکیگا امیر نے فرمایا وہ مجھسے وعدہ کر گیا ہے کہ کل پھر سر میدان مقابلہ کرونگا کوہی اپنے مقام پر کہینگے ہمارے خوف سے بالا کوہ چلے گئے ہر چند کفیل نے کہا صاحبقران نے نہ قبول کیا فرمایا لہٰذا ای برادر رب اکبر پر تکیہ کر کے آرام کرو کفیل خاموش ہو رہا اتنا اسنے انتظام کیا کہ طلائے پر زیادہ قزاق مقرر کیے صاحبقران بارگاہ مین

آکر بیٹھے خاصہ نوش کیا اتنے بڑے پہلوان سے دن بھر کشتی لڑے پریشان ہو رہے تھے الگ جگہ مین پلنگ بچھوا کے تخلیہ مین تشریف لائے تصویر خیالی ملکہ شمیل آنکھون کے سامنے آئی طبیعت گھبرائی اٹھ بیٹھے نیند نہین آئی دل سے باتین کر رہے ہین لب پر آہ سرد خود بخود دل مین درد بیقراری ملکہ یاد آتی ہی دل سے فرماتے ہین نہین معلوم اُس عاشق صادق پر ہمارے کیا گذری جب وہ غزال صحرائے وفاداری بیدار ہوئی ہوگی آنکھ کھول کر دیکھا ہوگا اور پہلو مین ہمکو نہ پایا ہوگا کیسی پریشان و مضطر ہوکر چار جانب تلاش کیا ہوگا صاحب عصمت و عفت دُرّ بے بہائے درج شوکت کیسے زبن بہلاتی ہوگی نہین معلوم یہ عدیل کسطرح یہان آیا شاید کسی دراندازنے اطلاع کی ہو ایسے ایسے خیالات مین یہ اشعار تقریر ہوکر صاحبقران پڑھنے لگے نظم

نہ خوف آہ تیون کو نہ ڈر ہی نالون کا
رہے جہان مین روشن چراغ کالون کا
وہ کون لوگ ہین دل توڑنے کی خو ہی جنہین
حضور ہان یہی باعث ہو ملالون کا
اٹھانے والون پہ سنم کی لاش بجا ہی گلہ
یہ غازہ خوب نکالیگا رنگ گالون کا
چڑھی ہوئی ہی زمانے کے شوخ چشمون کو
نہ باغبان کو بھلا چھانٹنا نہالون کا
جلے بجھے ہوئے کیونکر کہو نہ شعر جلال

بڑا کلیجہ ہی ان دل دکھانیوالون کا
لحد مین مجھسے نکیرین بھی جو پوچھینگے
ہمین تو پھوٹنا ہوتا ہی شاق چھالون کا
کہان بہشت کہان حور اور کہان نالہ
مرے تو پیچ پہ بھی گٹھڑ نہ باد و شالون کا
بہت سے دل ہین کہ آرام جا کے پاتے ہین
دماغ وحشت مین ہتا نہین غزالون کا
شروع عشق ہی مین ہی دل و جگر بیتاب
کلام ایسا ہی ہوتا ہی خستہ حالون کا

ہمیشہ جلوہ رخ گیسوؤن مین دیکھین ہم
یہی کہونگا کہ بندہ ہون خوش جمالون کا
نہ رحم کیجیے عزیز دل کو دیجیے خوب
عبث عبث تجھے سودا ہی ان خیالون کا
ہمارے منہ پہ تو منہ رکھ کے منہ کو دھو کے کوئی
خدا درا کرے سایہ اُنکے بالون کا
جلایا آہ کی بجلی گرا کے بلبل نے
ابھی یہ حال ہی جو اپنے ساتھ والون کا

صاحبقران زمان یاد محبوب مین بیقرار اشکبار حیران و مضطر طپش قلب ناصبور ترقی پر لیکن عدیل کو ہی جو دم دیکر امیر کو میدان کارزار سے پلٹا تھا و شکستہ تمام جسم مین درد رنگ سیاہ رو کار دربار گاہ مین آکر گر پڑا آہ آہ کرنے لگا پہلوان شاگرد وغیرہ قریب آئے کہا کیون حضور خیر تو ہی آپ تو ابھی اکھاڑے مین بیس بیس پہلوانون کو زور دلواتے تھے کبھی سفید رخ حضور کو تر دونہ ہوا تھا آج تو آئینہ رخسار پر گرد ملال ہی خیرخواہان دولت بھی آگاہ ہون کہ کیا ملال ہی جو کچھ میدان کارزار مین گذرا غلامون نے اپنی آنکھون سے دیکھا حمزہ کو حضور نے عاجز کر دیا تھا جان بچا کر چلا گیا خوب کیا آپنے در گذر کی ایک شب کے واسطے پناہ دی یہ جو ساتھ والون نے کہا عدیل کو ہی بیقرار ہو رہا تھا مقابلے مین صاحبقران سے جان پر بنی رات ہونا روسیاہ کے لیئے غنیمت ہوا تھا ساتھ والون کو جواب دیا بھاگ

حمزہ کو مین ایسا نہ جانتا تھا وہ تو بڑا صاحب قوت وطاقت ہی نوشیروان کا تیار کیا ہوا ہی شاہ نے لاکھون روپیہ لگا کے
شاہان ہفت اقلیم سے لڑا دیا تھا بڑے بڑے پہلوانون سے لڑا ہی ایسا ہی زبردست تھا جیت ہی جیت
کل فنون سپاہ گری سے ماہر تھا اتنا بڑا بادشاہ جابر وقاہر بڑی مشکل مین مین نے اپنی جان بچائی زیر ہونے مین کیا باقی
تھا اب آج مجھکو مہتر عنطر یاد آیا وہ ہوتا تو حمزہ کو چورا لاتا دل تردد منزل تسکین پاتا نہین معلوم آسنے سچ کہا یا جھوٹ
یہ تو راستی اسکی ظاہر ہوئی اگر وہ چورا کر نہین لایا تو اس حوالی مین حمزہ کیونکر آیا نہین معلوم اس قزاق نے حمزہ کو
کیونکر پایا اتنا بڑا بادشاہ جلیل ہوکر چور کی طرف سے لڑنے آیا سواے حمزہ کے مین تمام دنیا پر غالب ہون
اس بیباک کے مٹانے کا مین دل سے طالب ہون تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ رات کو جاکر حمزہ کو مار ڈالے ہم
مین سب سے سمجھونگا نا یہ کو عقیق گلزار سلیمانی ایک کوزہ بھرونگا رفیق قدیم اسکا شاطر کوہی ہمیشہ سے مکار
غدار ہی بلکہ عیاری مین شاگرد عنطر نابکار ہی یہ سنکر اپنے مقام سے اٹھا کہا ای شاہنشاہ غلام آپ کا طالب دلی بھلا
جس سے آنکھ جھپک جاتی ہی مقابلے مین ضرور طبیعت گھبراتی ہی مین جاکر گرفتار کرلاؤنگا قتل کرنے کا آپکو اختیار ہی استاد
عنطر بیشک بے خطا قتل ہوے اسوقت محل تحقیقات نہوا یہ غلام آپ کا ہمیشہ سے ہم سردار وہم عیار ہی اکثر دنگلون
مین گیا پہلوانون کو مکر سے مارا جب تو تمام دنیا مین میرا نام ہی جرات مین یہ غلام مشہور خاص وعام ہی یہ سنکر عدیل
کوہی خوش ہوگیا کہا ای یار وفادار ای جلالت شعار جتنے ملک میرے قبضے مین آئینگے تجھے سب جگہ کا بادشاہ کرونگا
دامن آرزو گل مراد سے بھرونگا شاطر کوہی تھا بانسلے عیاری جسم پر آراستہ کرکے طرف لشکر کفیل قزاق کے چلا دور سے
دیکھا اس لشکر مین صداے حاضر باش ناظر باش بلند قزاق پھر رہے ہین سوچا کہ یون داخلہ لشکر مین دشوار ہی ایک
ایک قزاق جلالت شعار ہی یہ سوچ کر ایک گوشے مین آیا نخل کی آڑ پکڑ کر بارگاہ صاحبقران کو تاکا پہلوان
زبردست بادۂ مکر وغدر سے مست جوڑی خنجر کی نکالی نقب کھودتا ہوا چلا ذکر کرچکا ہون زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
یاد ملکہ سہیل مین اشکبار وبیقرار مین اشعار عاشقانہ پڑھتے پڑھتے ابھی آرام فرمایا ہی شاطر کوہی نے خوابگاہ
مین آکر منہ نقب کا توڑا اسر اٹھا کر دیکھا صاحبقران آرام فرما رہے ہین خدمتگارون کو اس وجہ سے رخصت
کردیا تھا کہ دل کو غم سے خالی کررہے تھے فراق محبوب مطلوب مین ٹھنڈی سانسین بھر رہے تھے تڑپ تڑپ کے
سوگئے یہ مکار نقب سے نکلا قریب صاحبقران آیا دوشالہ چہرۂ بے نظیر سے ہٹایا کپڑے مین بیہوشی رکھ کر برابر
دماغ کے لایا صاحبقران نے سانس اوپر کی کھینچی بیہوش ہوگئے اس ملعون نے پشتارہ باندھا اسی نقب سے
نکلا طرف لشکر عدیل کوہی کے چلا عدیل مشتاق بیٹھا ہی خیال حال صاحبقران مین کب نیند آتی ہی بڑا خیال اسکو

صبح کو صاحبقران سے پھر ایسا پڑیگا کہ زنگ کی آواز بلند ہوئی سر اٹھا کر دیکھا شاطر کو ہی پنشلالبدوش آ پہونچا عدیل
نے کہا ای خیرخواہ دولت ای صاحب جلالت دہست دشمن کو لایا عرض کی وہان خوب تلوار چلی کتنی قزاق قتل کیے آپکے
اقبال سے لایا عدیل نے کہا ہوشیار کر عرض کی ای پہلوان دوران شیر کو دام مکر مین گرفتار کیا مگر صرف کمند ہے
ریشمی سے باندھا ہی کھلتے ہی قیامت برپا کریگا آہنگر کو بلوائیے سلاسل و مطوق کرائیے دوسرا یہ انتظام عمل مین لائیے
جلد فوج کو تیار کیجیے ان قزاقان خونخوار کو شبخون مار کر شکست دیجیے عدیل کو ہی کو یہ رائے بہت پسند آئی حکم دیا
کہ صاحبقران کو اسی بیہوشی مین ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر قیدخانے مین بھیجدو آپ گینڈے پر سوار ہوا فوج مین
قرنا ہوئی عدیل کو ہی اس شب تار مین فوج لیکر بطلب شبخون چلا کفیل قزاق کو شام سے فکر تھی یقین کامل تھا کچھ فساد
ضرور برپا ہوگا خوابگاہ مین تڑپ رہا تھا یکایک خود بخود دل کو بیقراری ہوئی قبضے پر ہاتھ ڈال کر اٹھا دیکھا خود بخود
دل بیٹھا جاتا ہی یقین کامل ہوا کچھ افتاد پڑی بیرون بارگاہ آیا کسی قزاق کو آواز دی جواب دیا حاضر ہون کہا ستارہ
سحری چمکا چاہتا ہی صاحبقران کی جا کر خبر لو ہر لے نماز سحر بیدار کر دو اور افسران فوج دوڑے پوچھا ای افسر خیر تو ہی
کہا یارو میرا دل گھبراتا ہی میرے دو ہم نامدار جلالت شعار بڑے صف شکن تیغ زن صاحبقران کے رفیق
قدیم ہین اتفاقات آب و دانے سے صاحبقران کا اطرف گذر ہوا اگر انکا ایک موے جسم بھی میلا ہوا مین
منہ دکھانے کے لائق نہ ہونگا جلد صاحبقران کی خبر لو میرا دل گھبراتا ہی چند قزاق دوڑ گئے پردہ اٹھایا دیکھا
صاحبقران پلنگ پر نہین ہین اُس قزاق نے چیخ ماری کہا آقاے نامدار دوڑیے صاحبقران زنان پلنگ پے
نہین ہین کفیل قزاق افتان و خیزان حیران و پریشان بارگاہ مین آیا دیکھا گوشے مین مہرۂ نقب ہر پیرا
عیار کا صاف معلوم ہوتا ہی کہا لو یارو غضب ہوا کوئی آقاے نامدار کو چرا لیگیا داغ دے گیا گھبراتا ہوا باہر
آیا تردد و انتشار مین سب افسر دوڑتے ہوئے قریب کفیل کے آئے کہتا ہی یارو کوئی صلاح بتلاؤ اُس نامرد
مکار کی صاحبقران کو چرا لیگیا مین شام ہی کو کہتا تھا صاحبقران نے میرا کہنا نہ مانا اُس جگہ کو
چھوڑ کر اپنے سر پر آفت لی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے نے بڑھ کر خبر دی حضور مین لشکر مین عدیل لے گیا تھا آقا کو تو
قید کیا عدیل ذلیل لشکر لیکر آتا ہی کفیل گھبرا گیا قصد ہوا لشکر کو تیار کرون اب تختی پڑی بالاے کوہ چلا جاؤن
تیر و تفنگ سے لڑون سب قزاقون کا یہی قول ہے حضور ہم میدان کارزار مین لڑا کیا جاتین علاوہ ازین اگر
ظالم کے پلس لشکر بیشمار ہماری فوج کم مزاج بر ہم کیونکر مقابلہ کرین گے جان بچانا دشوار ہوگی ایسے مجبور رہنا چاہیے تھے
یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا عدیل کو ہی ساٹھ ہزار فوج سے آتا ہی آواز دیتا ہوا کہ ای قزاقان

دیکھو تو کس رنگ سے میں آتا ہوں خود تو اس طرف چلا دس ہزار کوہیوں کو حکم دیا راستہ پہاڑ کا روک لو اگر قزاقان
سنگدل پہونچ جائینگے بڑی مشکل ہوگی اسیوجہ سے آج تک یہ چور بچا ورنہ ابد دولت کی عملداری میں رہ سکتا ہے
کفیل نے دیکھا پہاڑ کا راستہ بھی رک گیا ہے دس ہزار فوج گرد پہاڑ کے پہونچ گئی مجبور سوار ہوا اتنی تو تدبیر کی
افسرون کو آواز دی یارو ایک ایک حملہ کرکے نکل چلو جو خدا کو منظور ہوگا فکر کرینگے اب تو بلا نازل ہوئی دیکھیں
تقدیر کیا دکھاتی ہے قزاق نیزے پکڑ کر لشکر عدیل کوہی پر جا پڑے لڑتے بھی جاتے ہیں ایک صحرا کا آپس میں عہد
بدلیا کہ جو نکلے اپنے کو اسی مقام پر پہونچائے قزاقون نے وہی کیا جو گھر گیا قتل ہوا افسر لڑ بھڑ کر نکل گئے لیکن
کفیل بھی کھانس کر رہا ہے ایک ہی مقام پر جم گیا سبکا افسر ہے چاہتا ہے سب نکل جائیں تب میں لڑتا بھڑتا
نکلوں کہ سامنے عدیل کوہی کا نعرہ ہوا کفیل سینہ سپر کرکے جا پڑا خوب تلوار چلی کوہیوں کو مار کر قریب عدیل
کے پہونچا عدیل نے پہلے ہی ہاتھ مارا کفیل پر چہار طرف سے تلوار پڑ رہی تھی کئی وار رد کرکے کئی خالی دیے عدیل
کی تلوار سر پر پڑی سر میں بہادر کا زخمی ہوا گھبرایا ایسا نہو گرفتار ہو جاؤں گھوڑے سے کود پڑا مدت سے پیشہ
قزاقی کرتا ہے جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ کودتے ہی اسکے گینڈے کے منہ پر ہاتھ تلوار کا مار دیا گینڈا اچھلا جست کی
عدیل کو دو کر الگ ہوا گینڈا ایک جانب بھاگا کفیل جست کرکے اپنے مرکب پر آیا تلوار کھینچکر لڑتا ہوا سلامت
ایک جانب نکل گیا کیکی مجال نہ تھی کہ اسکو روکتا عدیل کوہی جبتک سوار ہو نگاہ اٹھا کر دیکھا قزاق مار پیٹ کر
نکل گئے گرد بھی نہیں معلوم ہوتی بہت جھلایا خیمے وغیرہ لوٹ لیے فتح کرکے پلٹا بڑی خوشی حاصل ہوئی افسران فوج
صلاح کرتا ہوا چلا کون یارو اب کیا کہوں خداوند لقا نے تقدیر معقول کی بڑے لطف سے فتح ہوئی سب نے
کہا ابھی چل کر حمزہ کو بھی قتل کیجیے سر لیکر خدمت لقا میں چلیے طرۂ پیغمبری حاصل ہو تمام دنیا میں حضور کا نام ہو جائے
حمزہ عرب کو مار اٹھے حریف کو للکارا عدیل کوہی ہنستا ہوا خوشی خوشی لشکر میں آیا ہر چند کہ کوہی اسکے بہت سے
مارے گئے قزاق قتل کرکے نکل گئے لیکن عدیل کو کچھ خیال نہیں آتے ہی بیرون بارگاہ دنگل پا پنجے بٹھا لیں
خونی کی تیاری کو نوشہ حکم دیا اور کش لسکہ کش چشم کن جلادان پرفن آکر حاضر ہوئے عدیل نے حکم دیا صاحبقران
کو جلد لاؤ بیان صاحبقران قیدخانے میں بیدار ہوتے ہاتھ اٹھایا خانہ زنجیر میں غل ہوا آنکھیں کھول دیں دیکھا
قیدخانے میں بیٹھا ہوں گرد کوہیوں کا مجمع ہے عدیل نے مکر کیا عیاری کرکے گرفتار کر منگایا فلک نے شعبدہ
نو دکھایا صاف ثابت ہوتا ہے اس ملک میں قضا لیکر آئی دل سے یہ باتیں کر رہے تھے کہ داروغہ زندان ظالم
آیا سر زنجیر کو تھام کر صاحبقران کو لے چلا یہی اطہر ہے آج ہر طرح جلیل قتل ہوتا ہے جس نے سلطنت نوشیروان کو مٹایا

اور کنجاب کو بھگایا اسی جوان کی بدعت نے خداوند لقا کو آوارہ کیا تا بہ کوہستان آئے یارو بڑی خوشی کا مقام ہے کہ
کوہستان کا تمام عالم مین نام ہے ہوا ان ملکون سے کبھی کوئی بچ کر نہین گیا انکی بھی قضا لیکر آئی صاحبقرانی تھی چند اہل دل
بھی موجود مین انھون نے کہا یارو توبہ کرو کلمات غرور زبان سے نہ نکالو فلک سبکو انقلاب دکھاتا ہے بعد جلال
زوال ماہ فلک کبھی بر سر کمال کبھی بصورت ہلال باغ مین کبھی خزان کبھی بہار گل ہنستے ہین عندلیب خوشنوا نالان
و زار سرو نے سرکشی کی آفت اٹھائی دل پر ہی غنچے چٹک کر گل ہوئے رنگ بھی جمنے نہ پایا تھا کہ جھونکا باد خزان کا چلا پھر جھکا کر
زمین پر گرا باغبان نے دست بدعت دراز کیا اپنی بدعت پر ناز کیا گلچین و باغبان بھی ایک دن مبتلاے بلا ہوتے ہین
چند ہی عرصے مین سر پر ہاتھ اپنے رکھ کے روتے ہین سکندر ایسا بادشاہ زبردست صاحب فوج و لشکر حاکم بحر و بر
اسعد مقبول بارگاہ پروردگار تھا کہ حضرت خضر و الیاس پیغمبران فلک اساس رہبری کرکے تا بہ چشمۂ حیوان
لے گئے کچھ آبرو نہ بڑھی بموجب مضمون مصرع ع سکندر رہ گیا پیاسا سوئے آب حیوان پر آخر انجام کیا ہوا
خالی ہاتھ آیا وہی ہاتھ خالی دکھلاتا ہوا چلا گیا عقلمند سمجھ گئے راز دلی سے اُسکے آگاہ ہوئے یعنی وہ ہاتھ اشارہ کرتے
تھے کہ اس وقت کون دستگیری کرے دنیاے ناپائدار مین آکر کیا پایا یہ انجام ہوا دنیا سے حسرت و یاس لیکر چلا
پس یارو خوف کرو عبرت کا مقام ہے یہ جوان عالی مقام سحر کن بحر و بر فراش راہ دین اسلام غازی مجاہد مشہور خاص
عام تھا لیکن دام مکر مین پھنس گیا خوشی نکرو پیدا کرنے والے سے ڈرو ایسا نہو یہی تمہارا بھی حال ہو نگاہ حقارت
اس رئیس کو نہ دیکھو لشکر عدیل کوہی مین اک غل ہوا ایک ایک کوہی قد و قامت مین مثل دیو صاحبقران اسطرح
جھومتے ہوئے بخوف و ہراس سامنے عدیل کوہی کے پہونچے مثل اہل اسلام کے سلام کیا عدیل کوہی
بلبلانے لگا آواز دی کیون او حمزہ عرب دیکھا تو نے خداوند لقا نے کیا جسنے لقا سے بیر کی اب میرے ہاتھ سے
کیونکر بچو گے کفیل قزاق جو تمہارا کفیل تھا اُسکو بھی شکست دی مال و اسباب لوٹ لیا جان بچا کر بھاگ گیا
اُسکو بھی تلاش کرکے مارونگا اب اگر جان بری چاہتے ہو خداوند لقا کو سجدہ کرو یہ سنکر صاحبقران زمان کو
غصہ آیا فرمایا تو بڑا نامرد ہے مردان عالم کے پاپوش کی گرد ہے کلام کرتے غیرت نہین آتی دم دیکر میدان کارزار سے
بھاگا عیاری سے نکالی کرائی اُسپر یہ غرور جو تجھے ہو سکے قصور نہ کرنا ہی نہ لقا پر ہمیشہ مین لعنت کرتا ہون نام
سے اس حقیر کے وہ تھرتھراتا ہے تم ایسے نالائقون کا خداوند مغرور خود پسند عدیل کو تو حیلہ منظور تھا حکم دیا
جلاد سے قتل کرو جلاد طرف صاحبقران کے چلا لیکن حال ملکہ سہیل کا عرض کیا جاتا ہے جب صنوبر خواص نے
جاکر کیفیت صاحبقران زمان کی بیان کی جوش محبت صاحبقران مین نقاب چہرے پر ڈالی مع چار کنیزون کے

باغ سے باہر نکلے شب کا وقت تھا صحرا کا سناٹا کنیزین بھی گھبرائین کہا داری غضب کیا اس ویران جنگل مین نکل آئین گلعذار نے بڑھ کر کہا حضور حقیقت مین بڑی خطا ہوئی صبح کو صنوبر نے بیان کیا تھا کہ صاحبقران زمان مقابلہ مین آپکے والد نامدار کے ہین سارا دن گذرا اب نہین معلوم وہان کیا گذری ہو یہان رات ہوگئی دیکھیے اپکی پریشانی پر لیلائے شب نے زلف شب کھول دی مجنون روز سمت صحرا لے بھاگ گیا اندھیری رات چند کنیزون کا ساتھ دیکھیے وہان تک کیونکر پہونچین اُسوقت ہمارے خیال مین نہ آیا آپکو نہ سمجھایا کہ صحرائے ہول خیز کیونکر طے ہونگے اگر گرتے پڑتے صبح کو پہونچے صبح ہوگئی نہین معلوم صاحبقران کہان ہون دشمن مغلوب ہوئے یا غالب آئے حضور ابھی باغ قریب ہی پلٹ چلیے صبح کو پھر صنوبر کو روانہ کرین گے وہ جائیگی معقول خبر لیکے آئیگی ایسا ہو کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے لونڈیون کو حضور کے کیا جانے بقول شاعر شعر تجھے چاہ کے ہم تو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے ہ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے جنگل مین کہان کہان مارے مارے پھرینگے یہ کالی رات جنگل کی وحشت کہان ایک دو گھڑی مین وزیرزادی نے جو اسطرح سمجھایا ملکہ نے آہ سرد دل پُردرد سے کھینچی فرمایا تم سب صاحب پلٹ جاؤ اپنی جان بچاؤ مجھ بدنصیب کم بخت کو میرے حال پر چھوڑ دو نک دیدہ سمجھاؤ دلا سنون جوش پر ہے تنک بدلی کو خبر ہو نظم

نئے سے ہیں یہ دعا عشق کو دیوانۂ عشق
دل کو مخمور کیا ساقی میخانۂ عشق
جو گیا اوٹھ کے نکلا کی پھر اُسکو نہ ملی
دیکھیں تاثیر بھی رکھتا ہو کچھ افسانۂ عشق
اوٹھ کے آتا ہون تری بزم مین او غیرت
حشر تک آئے نہ ہوش مین بیگانہ دیوانۂ عشق
شہر دیدہ مین سودا ہے تری زلفون کا
حسن آبادی تھا پہلے جو ویرانۂ عشق
قیر مجنون پہ کہین ہو نہ جلال وحشی

دربدر پھرتے ہین آباد رہے خانۂ عشق
چپکے ہونے نہ دی آشنا ہے دل زار
کیون نہ ہو بھول تھیلیان نہین بیابان عشق
طوق منت کے وہان طوق گلو گریبان
شوق پروے کے بنا دیتا ہے دیوانۂ عشق
جوش وحشت کے دن آئے ہین تو مین سوچتا ہون
بادہ عشق سے لبریز ہے پیمانۂ عشق
پیشوا جانتے ہین فقہا دو ولایت کا اسے
در مین ملتے نہین جو ملم ہو تیرے دیوانۂ عشق

جبتک چلے مئے الفت سے چھلکائے جو
ایسا بہا کہ نہ سر سبز ہوا دانۂ عشق
ہم سنائینگے کسے قصۂ لیلی مجنون
یار دیوانۂ حسن اور مین دیوانۂ عشق
ہو لوہے دل کے یہی مین تو خدا حافظ ہے
فصل پر کار ہی ہونے کے لئے دیوانۂ عشق
رونق افروز ہین وہ جب ہملکے دل مین
کیا طریقہ ہی نرالے مذہب نذرانۂ عشق

یہ اشعار پڑھ کر ملکہ اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی ضبط کرکے بمشکل جواب دیا کہ صاحبو مین جاؤ بغیر صاحبقران سے ملے نہ پھرونگی جن صاحب کو اپنی جان عزیز ہو بسم اللہ پلٹ جائین مین اسی صحرا مین اپنی جان دونگی ملنے کھلانے سے اسی راہ

پرخطر کا نشان تبلاتے تھے اب صحرا نوردی دشت پیمائی کا وقت آگیا یقین کامل ہے تابہ دخمۂ مجنون پہنچیں قبر پر قیس
ناشاد کے جاکر فاتحہ پڑھیں مزار شیرین پر جا کے جان شیرین نام محبوب پر نثار کریں اسطرح یہ کلمات حسرت آیات اُس
آوارۂ دشت محنت و بلا نے کہے کنیزیں رونے لگیں گلعذار نے بڑھ کر عرض کی واری براے خدا ایسے الفاظ زبان
نہ نکالیے نمکخواروں کا کلیجہ پھٹتا ہے ہم سب آپ کے ساتھ ہیں جہاں مزاج میں آئے تشریف لیچلیں ملکہ نے کہا صنوبر
سے کہو اُسی طرف لے چلے منزل مراد تک پہونچائے جمال اُس شہریار کا اس مشتاق کو دکھائے صنوبر آگے بڑھی شب
تیرہ و تار میں اُسی سمت کا رخ کیا کوہستان و خارستان کا راستہ بارات پہاڑ ہو گئی آخر بصد مشقت گریبان سحر چاک
ہوا کنیزوں نے دیکھا رنگ روے ملکہ سہیل متغیر ہے یاد صاحبقران میں بات منہ سے نہیں نکلتی ایک جھیل پر
آکے مرکب سے اتریں کنیزیں ہاتھ منہ دھونے لگیں گلعذار نے کہا واری منہ تو دھو لیجیے یقین ہے اب وہ مقام
بھی قریب ہو ملکہ نے کہا ہم زندگی سے ہاتھ دھو چکے ہیں اپنی جان کو رو چکے ہیں صنوبر سے یہ تو دریافت کرو کہ
اب وہ مقام کتنی دور ہے آپ سب صاحبوں نے بڑی دیر کی نہیں معلوم وہاں میدان کارزار میں اُس شیر
صولت پر کیا گذری خدا دشمنوں سے اُنکی جان بچائے مکاروں سے سامنا کوہی سنگدل اب صنوبر آگے
بڑھ کر خبر لاؤ جو کچھ گذرا ہو دیکھ آؤ یہ سنکر صنوبر بڑھی فقط درۂ کوہ بیچ میں حائل تھا دیکھا تمام لشکر کوہستان
آراستہ و پیراستہ ہے عدیل کوہی دنگل پر بیٹھا ہے صاحبقران زمان کو زیر تیغ دیکھا جلاد حکم پوچھ رہا ہے صنوبر
یہ کیفیت دیکھ کے روتی ہوئی سامنے ملکہ سہیل کے آئی عرض کی واری بڑا غضب ہوا صاحبقران کو میں نے
زیر تیغ دیکھا نہیں معلوم مکاروں نے کیونکر گرفتار کر لیا یہ سنتے ہی ملکہ سہیل اپنے مقام سے بیقرار ہو کر
اُٹھی کہا لو صاحبو دیکھا میرا دل گواہی دیتا تھا کہ اُنپر کوئی افتاد پڑی ہے میں تو جا کر جان دیدونگی اُنکے بعد
جفاے فراق سہونگی نقاب چہرے پر ڈالی فوراً پشت مرکب پر سوار ہوئی سب کنیزان خیرخواہ ہمراہ
یہاں عدیل ذلیل نے حکم اوّل دیا جلاد نے گردن پر خط کھینچا قصد ہے کہ حکم ثانی دے کہ پہلوے کوہ سے گرد
اُڑی سب نے دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش مع چار سو جوانوں کے پیدا ہوا اور مینہ سے
تیراندازی کرتا ہوا بڑھا چار سو تیر ایک مرتبہ چلے چار سو خطاکار ایک مرتبہ گرے واصل جہنم ہوئے عدیل کوہی
اُٹھا آواز دی یارو اس نقابدار مفلوک کو لینا یہ خبر سنتے تھے کہ مسلمانوں کی مدد کو فرشتے آتے ہیں یہ برقع پوش
کہاں آیا کچھ بادولت کا خوف نہ کیا شاطر کوہی نے کہا کہ دیکھیے حضور استاد عنطر کا قول کرسی نشین ہے ابا سعد
سخطا مارے گئے اسی نقابدار بادلہ پوش کا پتہ دیتے تھے اُنکے کلام صداقت انجام کا نقشہ کھچا ہوا ہے مگر افسوس

بالتحقیقات آپ نے انکو قتل کر ڈالا دیکھیے نقابدار کیسا سفاک و بیباک ہی ایسا چست و چالاک ہی اتنے بڑے
لشکر پر چند کس سے آپڑا حضور کا بھی خوف نہ کیا اُس بیچارے عیار کی کیا حقیقت تھی زخمی ہو کر آیا تھا کیسا
تڑپ کے اُسنے جان دی کسی نے سماعت نہ کی عدیل نے کہا جو گذرا وہ گذرا اب اسکو گھیر کر مار لو مہلت نہ دو چہار
جانب سے کوہی چلے نقابدار لڑنے لگا پکار کر صاحبقران کو آواز دی ای شہریار دیدار آفرین دیکھنے کی ہوس تھی
اب منظور ہی کہ زیر قدم جان دون حضور کا بچانا تو دشوار ہی فوج کو یہان مشتاق ہو صاحبقران حیران ہوئے کہ
نقابدار بہادر کون ہو ہمارے واسطے اپنی جان دیتا ہو آواز دی ای نقابدار بہادر اپنی جان بچاؤ کہ یہ سب نمک
و غدار ہین ہم اِس قید زنجیر مین گرفتار ہین شاطر کوہی جو صاحبقران کو گرفتار کر لایا تھا آج تو وہ بڑے خیرخواہ
ہین عدیل کوہی سے کہا مین جا کر نقابدار کو مارون عدیل نے اشارا کیا کھینچتا ہوا میرے سامنے لا نقاب
اُلٹ دینا کہ مین پہچان لون کون سرکش ہی بیخوف چلا آتا ہی شاطر بہت خوب کہتا ہوا بڑھا بیچیانے ملکہ پر
ہاتھ مارا گھوڑا ملکہ کا چمک سے طرار کا قیاب ہوا طرارہ بھر آلکان جو ہوئی نقاب چہرہ بے نظیر سے اُلٹ گئی لکہ ابر شام سے آفتاب
عالمتاب نکل آیا عدیل کوہی نے اپنی بیٹی کو دیکھا بچہ ہلال ہاتھ مین سپر پشت پر کئی کوہی سامنے عدیل کوہی کے
مارے تھے کہ نقاب چہرے سے ہٹی جو کوہی نہ پہچانتے تھے انھون نے کہا حضور دیکھیے کیا معشوق پری پیکر ہی
ایک نے کہا مجھے تو انکھڑیون نے مارا ایک نے کہا مین خنجر ابرو سے ذبح ہوا ایک نے کہا مین اسکے ساتھ شادی
کرونگا ایک نے کہا مین جا کر قدمون پر گرتا ہون ایک نے کہا کمان خانۂ ابرو سے تیر مژگان چلے تو وہ دل پر لب
معشوق ہوئے ایک پکار اٹھا ای جان جہان آرام دل مشتاقان نوجوانون سے آنکھ ملاؤ ہم تو پرانے عاشق ہین سر
ہتھیلی پر رکھین گے تمھاری محبت مین موت کا مزہ چکھین گے عدیل کوہی جھلایا بہت شرمایا کہا چپ بھی رہو
ہائے وائے کرنے لگے پہچانتے بھی ہو کہ وہ کون ہی تمھاری مرشد زادی ہین چہ معلوم یہان کیون آئی جو لوگ
پہچانتے تھے انھون نے منھ مین طمانچے مارے توبہ توبہ کرنے لگے حضور معاف فرمائیے گا منھ سے کچھ نہین کہا
اچھی صورت دیکھ کر آہ نکل گئی ایک نے کہا وہی ہین جنکو گودیون مین کھلایا تھا اب دو چار برس سے نہین
دیکھا بھول گئے بچپن مین بھی جانی پیاری کہتے تھے مگر حضور انکو حمزہ سے کیا کام حضور بدنام ہوئے اب
گرفتار کیجیے قتل کا ارادہ نکرین گھر چل کے آنے کا سبب پوچھ لین وہ ہمیشہ سے صاحب عصمت و عفت
ہین یہ ناشایستہ کنیزون کی حرکت ہی تماشہ دیکھنے کو چلی آئین یا آپ کے جوش محبت مین قصد کیا بہر نوع
وہ بے خطا ہونگی عدیل نے کہا او نامردو تمسے یہ باتین کون پوچھتا ہی یہ تو بخوبی ظاہر ہوا کہ اسی گیسو بریدہ نے

ستارہ جبینا غضنطر الے خیرخواہی کی وجہ سے بخیطا مارا گیا اب کیون بیہودہ باتین بناتے ہو جلتے ہوئے کو اور جلاتے ہو
آبرو مین فرق آیا اسکو قتل کر دیجیے کیگی کیند اسکا یالا للکارا او ننگ خاندان آ کے تجھکو قتل کرتا ہون لیکن نقاب جو
چہرہ سے نظر سے اٹھی اور صاحبقران کی نگاہ پڑی بیتاب ہو گئے پکار کر فرمایا ملکہ تمنے غضب کیا ایک کوہی
تلوار تیکھ طرف صاحبقران کے چلا کہا او گنہگار تجھے ملکہ سے کیا کام ابھی سر کاٹے لیتا ہون یہ کہکے اُسنے
ہاتھ مار لگایا ابھی ای تسمہ پا اپنے کو بچایئے صاحبقران نے دیکھا تلوار سر پر چلی چلی ہتھکڑیان اٹھا دین
بقدرت پروردگار ٹکڑی ٹکڑی کی صاحبقران نے قید توڑ ڈالی اُس شخص کی تلوار چھین لی بقہر و غضب تمام نعرہ کرکے
اپنے مقام سے اُٹھے نعرۂ امیر امیر عرب حمزۂ شیر دل پکڑو گشت سہراب و رستم تجل ہو چو تیغ علی برکشم انقلاب ہو
تزلزل فتد درمیان مصاف ؛ عدیل نے نیاز کر دیکھا حمزہ نے قید آہن کو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالا لڑتے
ہوئے نکتے ہین اکثر حقیر پر تقصیر نے تحریر کیا ہے کہ نعرۂ صاحبقران کی صدا بارہ کوس تک جاتی ہے زمین
میدان کارزار تھرائی ہے کفیل قزاق زخمی ہو کر پانچ کوس پر ٹھہرا تھا ساتھ والون سے یہی کہا کہ یارو ہم تم سب
جان بچا کر نکل آئے صاحبقران عالی شان لشکر دشمن مین قید مین ایسا نہو قتل ہو جائین بخدا بڑا غضب
ہوا کلیجہ کانپ رہا ہے بڑا بیداد مجمع نامردان مین پھنسا یارو جا کر خبر لاؤ مین جا کر اپنی جان دونگا میرا مرجانا زندگی
سے بہتر ہے وہ ہمارے بزرگون کا افسر ہے چند قزاق برائے خبر چلے تھے کہ نعرۂ صاحبقرانی کی آواز آئی طائر
گھبرا کر درختون سے آ پڑے کفیل نے کہا لو یارو معلوم ہوتا ہے کہ میرا آقائے نامدار قیدخانے مین پکڑا گیا سن لو
صاف آقائے نامدار کی آواز ہے وہ نعرۂ تکبیر کیا جلد سوار ہو کفیل نے تو گھوڑا بڑھا دیا ساتھ والے بھی چلے لیکن
صاحبقران نے سامنے آکر ملکہ کے سینہ سپر کر دیا ملکہ نے نقاب درست کی صاحبقران نے پلٹ کر فرمایا ملکہ
تمنے غضب کیا یہان کیون چلی آئین ہم نہایت شرمندہ ہوئے ملکہ نے بخوف صاحبقران کچھ جواب ندیا
عدیل کوہی کو صاحبقران نے للکار کہا او نامرد اُدھر کہان جاتا ہے عورت پر ہاتھ اُٹھاتا ہے عدیل کوہی
اودھر پلٹا لیکن فوج بیشمار صاحبقران زنان سر برہنہ کلاہ ندارد زخم کھا رہے ہین سب سے زیادہ مشکل
ہے اگر کسی کوہی کو بیٹھ کر مارا کہ تیر ان ملکہ پر کافر جا پڑے کسی کنیز کے سر پر زخم آیا بیقرار ہو کر چیخی ای میان
صاحبقران مین تمھاری معشوقہ کے ساتھ ہون مین نے صاحبزادی کو گودیون مین پالا گوشے کے ہاتھ کٹین
مجھکو زخمی کر گیا اس ظالم کے ہاتھ مین کوڑھ ٹپکے اسکی اولاد کے سامنے آئے ذلیل ہو کر مارا جائے مجھکو تو بیجا
زخمی کیا ہے جس کسی کو خبر بھی نہین مارا گوشے مین تبھی کھڑی ہون اب چلا کے کوسون گی صاحبقران نے یہ بات

دیکھا اس کوہی کو ڈنکیلا ایک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے یہ جو خوش ہو گئی پکار اٹھی دولہا میاں خدا تمکو سلامت رکھے خوب
ٹکڑے کو مار ڈالا مردود میرے شوہر کے سامنے تو آکر اپنے باپ سے نہیں لڑتے مجھ ہی کو زخمی کیا دیکھ کیا جلد بدلا لیا
پیچ کلیلا کے لو اتنا مجھکو سب جانتے ہیں میں جھاڑی کا کانٹا ہوں مجھسے نہ کوئی اُلجھے مہینوں میں اب زخم
اچھا ہوگا اسکی جورو بھی تڑپ تڑپ کر مرے گی بال بچے بھیک مانگیں گے ہائے کیا کروں میرا رستم اکیلا ہے ماشاءاللہ
کیا خدا نے زور کو جھیلا ہے نامردوں کا دیکھنے کا بیان ہے کنیزوں کی کانوں کانوں عورات کی چاؤں چاؤں ملکہ ہرچند سبکو
منع کرتی ہیں کون اشارہ ہے لیکن صاحبقران حیران و پریشان ہیں کہ لڑائی کیونکر ختم ہو ان بیچاری عورتوں کو بچاؤ
کر بڑھ کر کو میاں پردہ نا کو رو کون ایسا تھا معشوق گرفتار ہو جاتے عدیل بھی آوازے دے رہا ہے اس کمبخت کو پکڑ لو ساتھ
والیوں کو بھی قتل کرو اس وقت صاحبقران بیقرار ہوئے بنگلو یاس طرف آسمان کے دیکھا دل کو رجوع کیا
باب اجابت وا تھا فوراً دعا قبول ہوئی صحرا سے گرد اٹھی کفیل قزاق بصد طمطراق پیدا ہوا دور سے دیکھا کہ
صاحبقران لڑ رہے ہیں چند آقا یار منتظر بیقرار رنگ زرد پھر رہے ہیں زمین سے کفیل نے نعرہ کیا انا سعد
سعد شکن کفیل تیغ زن لیکن حیران کہ یہ لڑتا مارا کون ہے جسے عدیل نے تلوار کھینچی صاحبقران زبان سے فرمایا
برادر لڑتے ہوئے اس طرف آؤ ان غریبوں کو بچاؤ ناحق ان کے خون ہوتے ہیں ان بیچاروں کی حسرت طرف
صحرا روتے ہیں کفیل مع قزاقوں کے شمشیر زنی کرتا ہوا آیا عدیل کو بچانے لگا قزاقوں نے سینہ سپر کر دیا اسنا
کوہیان سے میدان کارزار بھر دیا صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی اسی زنبار ہی میں لڑتے ہوئے قریب
عدیل کوہی کے پہونچے عدیل بیٹے کو دیکھ کر دریائے حجاب میں غرق ہوا مطلب اصلی کو دل میں سمجھ گیا صاحبقران
پر غصے میں جا پڑا آتے ہی تلوار زن ہوا صاحبقران نے جھک کر سلام کیا کہا کیوں حضور غصے کا کیا باعث مجھے
کیا خطا ہوئی اپنے بیٹے پر کوئی ہاتھ اٹھاتا ہے اگر روٹی کپڑا نہ دیتا آپ کو اختیار تھا آپ بزرگ ہیں میں تو ہاتھ
نہ اٹھاؤنگا سرکشی کی ملکہ عالم کے ہاتھ سے سزا پاؤنگا عدیل کوہی جل گیا کہا اے حمزہ ان باتوں سے کیا فائدہ
تلوار کھینچ بے قتل کیے نہ پلٹونگا و الا اس زبان درازی کی سزا دونگا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے
بائیں بچا کر [illegible] ہاتھ ڈالدیا [illegible] عدیل اپنے تیسٹا کشاکش کے ہونے لگے آخر زمین پر آئے کوہیوں
نے قصد کیا صاحبقران کو ماریں قزاق بھی لڑتے ہوئے آئے اس مقام پر خوب تلوار چلی کئی ہزار کا کشت ہوا
لاشے تلے رہے ہیں ملکہ نے بجو سے دیکھا کہ صاحبقران اس حال پر ہیں عدیل ایسے پہلوان سے لڑتے
ہیں بیقرار ہو گئی دعائیں مانگنے لگی اے پروردگار میرے وارث کو بچانا خدا نخواستہ اگر اسکی مرتبہ کچھ خرابی ہوئی

یہ کون نامرد زندہ چھوڑین گے کہا دیکھو گلعذار تنہائی پا کے مجھکو رونا آتا ہے جنکے ساتھ لاکھون کا لشکر پانچ سات
ہزار شاہان ذی جاہ پہلوانان خوش سیر رہتے ہون وہ یکہ و تنہا نہ دوست نہ مونس نہ ہمدم مجھ بد نصیب کے نکل آنیکا
غم دیکھ حسرت خون ہوا ہے کیسی مصیبت کا سامنا ہے گلعذار کہتی ہے واری آپ سچ کہتی ہین میرا کلیجہ ٹکڑے ہوا
جاتا ہے انکی غربت پر رونا آتا ہے خدا اس مشکل کو آسان کرے باغ مین چلکر جلتے ہون ملکہ نے فرمایا اے گلعذار تیرے
منہ مین گھی شکر غریب الوطنون کے واسطے دعا کی یقین ہے فوراً قبول ہوگی صاحبقران زمان عدیل کوہی سے
نہایت کیفیت سے کشتی لڑ رہے ہین قزاقون نے بھی جان لڑا دی ہے دشمنون کی زبان سے صدائے آفرین و تحسین
آتی ہے ایک مقام پر عدیل کوہی صاحبقران زمان کو ریل کے لے دوڑا چند قدم صاحبقران ہٹے غصہ جو
آیا پلٹ پڑے بارہ بیس قدم ریل کے لائے ہکہ مارا دونون گھٹنے عدیل کے زمین پر آشنا ہوئے قصد کیا لنگر قائم
کرے صاحبقران نے کمر عدیل مین ہاتھ ڈالدیا بقوت صاحبقرانی اٹھا کے سر بلند کیا چرخ دیکر چاہا زمین پر مارین
عدیل نے آواز دی الامان صاحبقران نے فوراً زمین پر رکھ دیا عدیل قدمون سے لپٹ گیا اہالیان فوج
کو آواز دی صاحبو مین نے تو صاحبقران زمان کی اطاعت کی شرف کونین حاصل ہوا سب کوہیون نے ہاتھ روک لیا
صاحبقران نے پلٹ کر کفیل سے کہا ملکہ سے کہو اب تم جلد طرف باغ کے چلی جاؤ یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے
ہر چند کہ ملکہ کو ناگوار ہوا لیکن بحکم صاحبقران زمان کنیزون کو ہمراہ لیا طرف اپنے باغ کے چلین فرماتی ہین
ای گلعذار ظاہر مین تو پروردگار نے اپنا فضل شریک کیا لیکن انجام بخیر ہو گلعذار نے کہا اب سب طرح خیر و عافیت
ہے تردد نہ فرمایئے ملکہ باغ مین آئین عدیل کوہی نے عرض کی اب حضور میرے قلعہ مین چلیے گم گشتگان وادی
ضلالت کو تلقین کرین کفیل نے بھی عرض کی بہت مناسب ہے لیکن اس شب کو زخم دوزی ہونا چاہیے تو وقت
سحر کوچ ہو یہ رائے سبکو پسند آئی بارگاہ عدیل مین آکر داخل ہوئے کفیل نے اپنے ہاتھ سے سر صاحبقران مین
ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین شب اسی مقام پر بسر ہوئی بوقت سحر بعد کروفر عدیل کوہی صاحبقران کو
لیے ہوئے طرف قلعہ کے چلا اہالیان قلعہ کو خبر ہوئی برائے استقبال آئے باعزاز و اکرام صاحبقران کو لیکر قلعہ
مین داخل ہوئے دارالامارۂ شاہی مین آکر عدیل کوہی نے دست بستہ عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین
صاحبقران نے فرمایا تاج و تخت تمکو مبارک ہمین تو بہر رواج دین حق کی جستجو ہے یہی آرزو ہے عدیل آکر
تخت پر بٹھایا پایہ تخت چہارم پر برائے صاحبقران صندلی یاقوت نگار آراستہ کیا قریب امیر باتوقیر کفیل آکر بیٹھا
جب دربار معمور ہوچکا جام مے ارغوانی گردش مین آیا نازنینان پریچہرہ سامنے آکر حاضر ہوئین تانین پڑ رہی ہین

ہوگا ن سامنے **صاحبقران** زمان کے آئی آئینہ رخسار دیکھ کر حیران ہوگئی ناز کرتی ہوئی دم محبت بھرتی ہوئی دامن

صاحبقران کا تھام لیا بڑے لطف سے غزل گانے لگی غزل

پیدا وہ گفتگو مین مزا ہو زبان کر
پیدا نئی زمین نیا آسمان کر
شکوہ کرون جفا کا ترے وہ نہین ہون مین
باد صبا نے پائی بہت خاک چھان کر
اے درد دل پڑا ہی رہون در پہ یار کے
دل مین رہی گئے تھے جو کچھ دل مین تھے گلہ

سنکر وہ درد دل کو کہے پھر بیان کر
کہتا ہے مجھ سے پیر مغان کیا کہ توبہ توڑ
خنجر تلے وفا کا مری امتحان کر
آئی نہین گھٹا تو نہ آتے پینگے مے
سایہ کو رشک ہو یہ مجھے ناتوان کر
الفت مین چاہتا ہو اگر کچھ تمھارے نام

پروردگار دین تھی راحت اگر مجھے
اللہ سے کہے کہ اسے پھر جوان کر
آوارہ مین وہ تھا کہ مری خاک بعد مرگ
کوچے مین مے فروش کے کہگل کو نان کر
جرأت پڑی نہ بات کی بھی رعب یار سے
مشتجا **جلال** آپ کو تو بے نشان کر

یہان تو **صاحبقران** زمان مصروف صحبت عیش و نشاط ہین **ملکہ سہیل** جو بخوف **صاحبقران** پلٹ کر باغ مین آئی اکثر کنیزین زخمی بھی تھین انکی زخم دوزی کرائی آپ بارہ دری مین آکر جلوہ فرما ہوئین **گلعذار** نے آکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین کہا حضور مبارک ہو خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپ کے والد نامدار مسلمان ہوگئے اب سنا ہے کہ بڑی دھوم سے **صاحبقران** کی دعوت کا انتظام ہے ملکون سے جاروب کشی کرتے ہین اس صحبت کی رعنائی پر سب کو رشک ہے وزرا امرا رؤسا سب دست لبتہ موجود ہین اہل خیر خواہان دولت کو انعام و خلعت ملین یہان بھی باغ مین جلسہ آراستہ ہو دوغیان بلا کے سبار کباد حاضر ہین ملکہ یہ سنکر آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا **گلعذار** مین کیا کرون ہر چند دل درد مند کو سمجھاتی ہون لیکن قلب کو ترقی پر پاتی ہون اس عشق خانہ خراب مین عجب تاثیر دیکھی کسیطرح چین نہین اتبک انکی آوارگی کا خیال تھا جدائی کا ملال تھا اب اور طرح کا انتشار ہے یہ تو خوب ظاہر تھا کہ وہ سیدھے مسلمان صاحب ایمان ہین اس زمانے کے مکر و حیلے سے بالکل آگاہ نہین دل مین انکے خوف کو راہ نہین اپنے خالق بے نیاز کی قوت پر انکو ناز ہے یہ بھی نہین جانتے کہ یہ فرقہ کوہستان دغاباز ہے ایسا نہو انکے ساتھ دشمن بد ہی پیش آئین صرف یہ مناسب تھا کہ بعد فتح جنگ کو بیان فرماتے کہ ہم باغ مین **ملکہ سہیل** کے جا نکلے آپ یہان تشریف لانے مین سامنے نہ جاتی والد نامدار کو بھی یہان بلا لیتی مجمع عام مین جلوہ فرما ہین ابھی ہزار ہا کو ہی انکے ہاتھ سے داخل جہنم ہوا مجمع دشمنان درہم و برہم ہوا کیا غضب کی بات ہے انھین دشمنون مین جاکر بیٹھے ہین کوئی دوست یار وفادار مونس غمگسار ہمراہ نہین کسی سے رسم و راہ نہین دل کو خوف آتا ہے کلیجہ تھرا تا ہے ہائے کیونکر دل کو سمجھاؤن جی چاہتا ہے اس دربار مین چلی جاؤن یا تھ

پکڑ کے کھینچ لاؤن غیرت دامن گیر ہے یہ بھی خلاف تدبیر ہے ہم حیران ہین جو لوگ عاشق ہوتے ہین اور تخم محبت دل مین بوتے ہین کیا کماتے ہین کیا چیتے ہین مرمر کے جیتے ہین حقیقت مین بدنام ہوتے ہین نہ جاگتے ہین نہ سوتے ہین اپنی پھوٹی تقدیر کو روتے ہین **نظم**

یہ قسمت اپنی اپنی دل کو پیش یار رہنا تھا
صف مژگان تجھی کو سیر ماتم دار رہنا تھا
دل وارفتہ کھویا دیدہ و دانستہ غفلت
قیامت تک غموار اسکے دل مین خار رہنا تھا
غبار اسکو مٹایا پر یہ کب ممکن تھا ہر سینے سے
تمھین بھی میرے ہی دم تک غبار آزار رہنا تھا
غبار دل جو مٹ جاتا وہ ہمسے کیون جدا ہوتے
سبک ہوتا تھا لازم مین لون پر بار رہنا تھا
وہ بلوا بھیجا مقتل مین کہا نہ بلوا[illegible] تا
کلیم اللہ تمکو طالب دیدار رہنا تھا

ہمین سر دوسے ٹکنے کو بس دیوار رہنا تھا
نہ اچھا کر سکا اپنے مرض کو دل جانان کی
نگاہ مست سے اسکی ہمین ہشیار رہنا تھا
وہ آلیتے تو بہتا کھانی وقت واپس حق کی
گل داغ محبت کو گلے کا ہار رہنا تھا
سمجھ ان کو مرلیضون پر تمھارے رشک آتا ہی
کدورت کو تو بنکر بیچ مین دیوار رہنا تھا
رہے سرخاب دنیا سے جدائی عمر بھر ہم تم
ہمین سر پر کفن باندھے ہوئے تیار رہنا تھا
جوانی ایام بے شغلی مین بھی تم کچھ کچھ کرتے

گرا کے چشم جانان نے تو دو آنسو خبر دی ہے
دہی روگی رہے تقدیر مین بیمار رہنا تھا
بہت سی جی کی نکلی نہ پھانس اپنے کلیجے کی
کوئی پل اور اس کمبخت کو بیدار رہنا تھا
ستانے کے لیے صاحب وفا ڈھونڈ ہا نا کوئی
مسیحا بھی یہ کہتے ہین ہمین بیمار رہنا تھا
اسی خاطر جگہ پائی تھی ہمنے بزم عالم مین
ہمین یہان رہنا تھا تمھین اس پار رہنا تھا
جو ہمسے پوچھتے ہو تم اگر سو بار غش آتا
تمھین دل ہی لگا لینے عبث بیکار رہنا تھا

گلعذار نے منہ پیٹ لیا کہا حضور کیا کہئے آپ کو سمجھاؤن سب مشکلین حل ہوگئین سب مصیبتین خدا نے کاٹین آپکا غم اور بڑھ گیا جو فرمائیے وہ کرین برلے خدا اپنے کو ہلاک کیجیے ملکہ نے کہا صنوبر کو دربار مین بھجوا دیکھو آئے وہان کیا کیفیت ہے تب میرے دل کو صبر ہوگا صنوبر نے کہا حضور مین ابھی جاتی ہون خبر لیکر آتی ہون ملکہ نے کہا او صنوبر مین خالی خبر کی مشتاق نہین ہون جاکر اپنی آنکھون سے دیکھ آ آخر صاحبقران کیا کر رہے ہین والا ملال کے تیور دیکھنا کیسا مزاج ہے کچھ مکر و غدر کی تدبیر تو نہین ہے یہ نہ سوچنا کہ بارگاہ کی زمین چھوکے چلی آئین صنوبر نے کہا مین حضور کا مطلب سمجھ گئی سب طرح کی خبر لاؤن گی اپنی آنکھون سے صاحبقران کو دیکھ آؤن گی یہ کہکر صنوبر چلی تھوڑی دور گئی تھی کہ ملکہ کہتی ہوئی دوڑی میری اچھی چھوچھو جاری بات پر کچھ خفا نہ ہو سکے تو ایسے باتین کرنا اپنی طرف سے میری کیفیت یہ بیان کرنا اگر تجھکو پوچھین صرف اتنا کہنا کہ انکو بخار ہے ہوش بھی نہین ہے انھون نے مجھکو نہین بھیجا اپنی خوشی سے یہان چلی آئی ہون یہ میری چالاکی ہے میری حیرانی پریشانی بالکل ظاہر نکرنا بھول جاؤگے خوب باتین بنائیگے صنوبر نے دیکھا ملکہ کو بڑا جوش محبت ہے فرط غم والم کی کثرت ہو گئی ہے

یہ مطمئن کرکے روانہ ہوئی یہاں مین آئی صبح کا وقت نور کا تڑکا کا بھیروین اٹھ رہی ہیں مہ جبینان حور شکل کا بناؤ ایک
ایک رشک قمر کا نکھار رخ شمع پر زردی چہروں پر حسینان ماہ رخسار کے آوارسی فرش مین جا بجا شکن لگن مین
پروانے جلے بھنے پڑے ہیں شمع انجمن نے جھک کے حسرت بہا کر اپنا بھی کام تمام کیا عاشق و معشوق کا یہ انجام ہوا ایک
آتش عشق مین جلا اور دوسرے نے اپنے کو گھلایا جلاد عشق نے عاشق و معشوق دونون کو مٹایا اول شمع کو
پروانہ ہوئی آنکھوں مین چربی چھائی شعلہ مزاجی دکھائی جب عاشق جلکر خاک ہوا گرمی عشق پروانے نے انکو
بھی جلایا جل جلکر شمع بھی سر محفل ٹھنڈی ہو گئی عجب محفل کا رنگ ہے ہر طرف سناٹا ہے عدیل کوہی تخت زرین پر
صاحبقران زمان دولہا بنے بیٹھے جھوم رہے ہیں ایک جانب کفیل تغیرزن صنوبر ستون کی آڑ لیکر
کھڑی دیکھ رہی ہے اس تردد مین کہ کیونکر بتاؤں صاحبقران زمان جاؤں حال اس سوختہ آتش دوری کا
سناؤں یکایک وزیر اعظم عدیل کوہی قریب آیا کچھ کان مین بادشاہ کے کہا عدیل نے پکار کر جواب دیا
اے وزیر خوش تدبیر بہت مناسب ہے وزیر پیچھے ہٹا ترنج خوشبوئی ہاتھ مین سینے پر صاحبقران کے لگایا
پکار کر آواز دی اے شہریار مبارک ہو ہمارے بادشاہ نے اپنی دختر بلند اختر ملکہ سہیل رشک قمر کو حضور سے
منسوب کیا ایک کنیز واسطے ہاتھ دھلانے کے خدمت فیض درجت مین رہنا ضرور ہے صاحبقران کا چہرہ خوشی سے
سرخ ہو گیا نذرین گذرنے لگیں صدائے مبارکباد بلند ہوئی صنوبر یہ خبر فرحت اثر لیکر بھاگی ملکہ رنجیدہ
وکبیدہ سر جھکائے بیٹھی ہے گرد مصاحبان ہمراز کنیزان شعبدہ باز جمع ہیں بیچ مین وہ ماہتابان گرد ہجوم سیارگان کہ
صنوبر ہنستی ہوئی سامنے آئی بلائیں لیکر کہا لو واری مبارک ہو صاحبقران زمان سے حضور کو بادشاہ نے
سر محفل منسوب کیا ترنج خوشبوئی وزیر نے سینے پر مارا اب حضور خوش ہوں اب اس گل سے چہرے پر سہرہ
دیکھینگے جہیز مین ہم بھی ساتھ چلینگے کنیزین سب خوشیان کرنے لگیں ہر ایک نے مبارک مبارک جو کہا ملکہ
کھسیانی ہوئی غصے مین جواب دیا تم سب کو مبارک سلامت ہو ایک شخص غریب الوطن آوارہ ہو کر نکل آیا باپ نے
منسوب کر دیا ماں باپ کی بیٹیاں ہیں بھاڑ مین ڈال دیں چاہے چولہے مین جھونکیں مجھے کیا خوشی اپنا گھر بار چھوٹا
بیلائی ناگ العیاذ ہوئی مجبور ناچار دل کا خون کرکے میرا سہرا ایسا سب سے زیادہ بی گلعذار بھولی ہین
صنوبر اکڑ رہی ہے جیسے کچھ پایا میرے سامنے اگر یہ ذکر کوئی کریگا اپنا سر پھوڑ دونگی ہاتھ سے سکو نالکر
اکیلی گوشے مین مٹھون کی بیٹی ایک کمرے مین جا بیٹھین دروازہ بند کر لیا تنہائی مین جاکے خوب کھلکھلا کے ہنسین
آئینہ دیکھ کے زلفین آراستہ کین گلعذار وزیر زادی ہر ایک سے گستاخ اندر گھس آئی کہا ہم حضور یہاں

نہین آسکتے ہم مبارک سلامت کا ذکر کرینگے مگر لباس تبدیل فرمایئے غصے کو تھوک ڈالیے ملکہ نے کہا تو نہ گھبرا
آج جان کو آنے دے صاحبقران کا رفیق کفیل قزاق اسکے ساتھ تیری شادی کرا دونگی اتنے باغ مین چہل پہل ہوئی
سب کا غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا باغ مین بہار آئی نرگس نے آنکھین کھولین سنبل نے زلفین عنبرین کو سنوارا جوانان چمن
آکر ملنے لگے خاوران کی آبرو بڑھی دل کے حوصلے نکلے صاحبقران نے دربار مین عدیل کوہی سے فرمایا لشکر
مین ہمارے سبکو انتشار ہوگا لقا ایسے مکار سے مقابلہ ہی اکثر اسنے ہمارے نہونے سے بڑے بڑے فتور
برپا کیے شبخون مارا بختیارک ایسا دشمن سلیمان عنبرین موے کوہی الیاس ہزار اور کئی طرح کے تردد مین دیکھیے وہ
وقع ہون نور نگاہ کریب تیغزن اسد صف شکن براے فتح طلسم ہوش ربا گیا ہی ہمارا نور نظر بدیع الزمان نامور بھی
وہان قید ہی کچھ اتبک حال نکھلا کہ ہوش ربا مین کیا معرکہ گذرا اب ہمکو جلد رخصت کرو کل ہم روانہ ہوجائین عدیل
نے عرض کی غلام بھی اب دامن دولت نہین چھوڑیگا ملازمت کیمیا خاصیت سے منہہ نہ موڑیگا اسی شب کو صاحبقران
زمان کا ساتھ ملکہ کے عقد ہوا حجلۂ عروسی مین تشریف لائے اس صدف بحر حسن دخول سے گوہر مراد حاصل کیا ایک شیر
صولت سکندر حشمت اس شاہزادی کے بطن سے پیدا ہوگا لال نامے مین اسکا ذکر تحریر ہی بڑی جرأت کی تقریر ہی
شاید یہ حقیر بتقصیران دفاتر کو ترجمہ کریگا ان شیران دشت نورد کے حالات بخوبی واضح ہونگے وقت وساعت پر
یہ مقدمہ موقوف ہی اتبو یہ ہیچدان تحریر و تسطیر طلسم ہوش ربا مین مصروف ہی بوقت سحر صاحبقران نامور بارگاہ مین
تشریف لائے فرمایا لشکر تیار کرو عدیل نے ایک ہفتے کی مہلت طلب کی کہ لشکر تیار کرنے مین تامل درکار ہی
ابھی غلام مجبور و ناچار ہی لشکر جمع کر رہا ہون صاحبقران فرماتے ہین ایک ایک لمحہ مجھپر شاق ہی دیدۂ دل
نظارۂ لشکر ظفر اثر کا مشتاق ہی یہ ذکر تھا کہ مردوہے نے بڑھ کر عرض کی ایک عیار خنجر گذار در دولت پہ حاضر ہی صاحب
جوہر دریاے فطرت کا گوہر جواہر بن عمرو نام بتاتا ہی یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا جلد بلاؤ اے عدیل دیکھو ہمارے
لشکر کا شاطر افسر ہمکو تلاش کرتا ہوا آیا پروردگار خیر رحمت اٹھائے کفیل قزاق باہر گیا جواہر بن عمرو کو اندر لایا جواہر بن
عمرو نے صاحبقران کو دلکل شوکت پر دیکھا دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا صاحبقران زمان نے فرمایا فرد
اے پیک راستان خبر یار ما بگو + احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو + جلد بیان کر بادشاہ نامور سرداران خوش سیر خیر و عافیت
سے ہین عرض کی جب حضور ہمراہی لندھور بن سعدان سے غائب ہوے لشکر حور گریان نالان لشکر مین پہونچے
اس وقت تک تو خیریت تھی بادشاہ جمجاہ نے مجکو روانہ کیا تلاش کرتا ہوا یہان تک پہونچا شکر ہی حضور کو بصحت و
بعافیت پایا یہ تو حضور پر بخوبی ظاہر ہی لقا ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہی بندگان عالی کو آزار پہونچاؤن مگر میرے

سامنے طبل جنگی نہیں بجا کوئی ساحر طلسم ہوش ربا سے برائے مدد لقا نہیں آیا سب سرداران نامی پہلوانان گرامی
برائے دیدار فرحت آثار حضور پرنور میں حضور جلد چلیں صاحبقران نے عادیل سے فرمایا اے برادر دلاور پہلوان
خوش سیر سنا تمنے کہ لشکر میں ہمارے ظاہر ہوا دشمن کا سامنا ساحروں کا خوف تم بعد ہمارے آنا علاوہ ازین طلسم
فتح ہونے سے یہ قلعہ بھی خالی رہیگا شاید کوئی بادشاہ اس طلسم کا بغاوت پر کمر باندھے کون مقابلہ کریگا ناموس
بھی ہمارا موجود ہے ہم تک خبر پہونچنا دشوار ہوگی بعد خرابی بسیار ناحق کو انتشار ہوگا عادیل نے کہا اچھا ہمارے
میں اپنی جانب سے ناظم مقرر کر جیا کچھ مقام تردد نہیں ہے یہ کہکر اٹھا لشکر میں قرنا ہوئی فوج میں کمر بندی ہوئی
صاحبقران برائے رخصت محل میں تشریف لائے ملکہ کو یقین تھا نہیں سہینگے اب ہم جفائے شبہائے
فراق نہ سہینگے صاحبقران خود زرہ پہنے ہوئے جو آئے اور فرمایا اے ملکہ عالم خدا حافظ و ناصر ملکہ بے اختیار
رونے لگی کہا اے شہریار میں کل سے سنتی تھی کہ حضور آمادہ سفر ہیں مجھے یقین نہ آتا تھا یہ کنیز تڑپ تڑپ کر جان
دیگی دل کو یقین نہ تھا افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا ہوا قول میر حسن مغفور صادق آیا شعر مسافر سے کوئی
بھی کرتا ہے پیت جنگل کی چڑیا ہوے کسکے میت ؎ صاحبقران زمان نے سر سینے سے لگا لیا بمحبت فرمایا
اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان حسرت و یاس پر ہمارے ناموس اصلی کی نگاہ کرو سب صاحب شہر یار ختن
میں ملکہ مہر نگار تاجدار دختر نوشیروان عالی وقار و ملکہ گردیہ بانو و ملکہ رابعہ بعذرا بلقیس اطلس پوش و ملکہ نوذر بانو
و ملکہ مشکپوے کاکل کشا و دختر بلند اختر ملکہ زبیدہ شیرگیر بہو ہماری ملکہ لقیتی افروز و جہان افروز و ملکہ
گوہر ملک و ملکہ خورشید خاوری وغیرہ سب تم سے جدا ہیں اگر کبھی بعد دو چار سال کے فلک نے مہلت دی
ان سبکو ایک نظر دیکھ کر چلے آنے میں ہیں ہر وقت جہاد راہ خدا درپیش ہے انشاء اللہ تمکو بلوا لینگے بیقرار نہونا
ملک ملک کے نزدنا حافظ حقیقی مالک حقیقی کے سپرد کیا ملکہ سرجھکا کر خاموش ہوئی صاحبقران بھی آنکھوں
میں آنسو بھرے ہوئے باہر آئے بارہ ہزار قزاقان نامدار و بیس ہزار کوہیان جرار کمر باندھے ہوئے
حاضر تھے صاحبقران سوار ہوئے طرف کوہ عقیق کے کوچ کیا ایک جانب عادیل کوہی ایک سمت
کفیل تیغ زن قطع منازل و طی مراحل کرتے ہوئے جب قریب کوہ عقیق پہونچے سبنے جا کر سرداران کو
خبر پہونچائی سرداران عالی وقار و اعیان امداد برائے استقبال آئے صاحبقران زمان بصد دولت و شوکت
داخل لشکر ظفر اثر ہوئے بختیارک ولقا کو یہ خبر پہونچی بختیارک سر پیٹنے لگا کہا کیوں اے سلیمان اقبال حمزہ
کو دیکھا اکیلے غائب ہوئے تھے بیس ہزار فوج لیکر آئے لقا نے غصے میں حکم دیا برائے افراسیاب نامہ

ایک نامہ لکھو صاف صاف تحریر کردو کہ ای بجیا ہم تجھکو ہاتھ سے اسد کے قتل کرا کے لئے نام طلسم ہوش ربا مثل حرف غلط مٹا دینگے اگر اپنی بہتری چاہتا ہے کوئی ساحر زبردست براے خدمتگزاری قدرت جلد روانہ کردو ورنہ قدرت طراز کوہ بمع زلزل چلے جائینگے اسیوقت نامہ تیار ہوا بطریق قدیم نامہ طرف ہوش ربا کے قاصد لیکر جاتا ہے انھیں یہاں چھوڑیے ان سب کا حال وقت پر تحریر ہوگا

دوکلمہ داستان حیرت بیان پہنچنا اختقاق جادو کو لیکر افراسیاب کا بمقابلہ لشکر مہرخ تباہی لشکر مہرخ اور وقت پر پہونچنا خواجہ عمرو کا مع ملکہ حور مربع نشین وذکر قتل اختقاق خمسہ

گذر کر چرخ سے کی میں نے سیر لامکاں برسوں
نبایا خضر و عیسے نے بھی کچھ اسکا نشاں برسوں
فقط میں ہی نہیں بھٹکا پھرا ہے اک جہاں برسوں
تلاش یار میں رگڑی ہیں اسنے ایڑیاں برسوں
رہی صورت سمت چکر میں رہا ہے آسماں برسوں

نہ تھے میں یاد کرتا تھا حسینوں پر نہو مائل
ترا بیرنگی افلاک سے جینا ہوا مشکل
کہیں ہیں کج ادا بھی دیکھتے ہیں جانب بسمل
گلابی اشک جو فرقت میں نکلے ڈر گیا اے دل
ابھی تو خون رلوائیگا تجھکو آسماں برسوں

تلاش یار میں کس سے کہوں کیا حال ہے دل کا
ہوا وحشت میں برہم سلسلہ طوق و سلاسل کا
پھرا میں نجد سے جی تک نپایا کھوج محمل کا
کہیں ناقہ نظر آجاے اس لیلے شمایل کا
پھرا ہے سر دیا ہوں مثل گرد کارواں برسوں

نہ آتے ہو تمہیں ہمکو بلاتے بھی نہیں اصلا
جدائی میں گذاری عمر لیکن اب نہیں یارا
کیے وعدے بہت پر ایک بھی ہوتا نہیں ایفا
ہمیشہ ہجر کا صدمہ کبھی ہمسے نہ اٹھے گا
دیے یہ غم اٹھائیں جو رہے ہیں شادماں برسوں

جلا بیٹھا ہے صدمہ سے کلیجہ منہ کو آتا ہے
نہ پوچھو درد فرقت جان کو کیسا ستاتا ہے
بڑا ہی سخت جاں کیسی کڑی عاشق اٹھاتا ہے
یہ غم ہوتا ہے نام ہجر سے دل کانپ جاتا ہے
شب فرقت میں گھٹ گھٹ کر رہی ہے میری جاں برسوں

دیا جب دل تو کیونکر چھوڑ جا سکتے ہیں سر کو ہم
یہ طوق اے ستمگر یاں منت کی ہیں اٹھانہیں کچھ غم
رضائے یار پر رہنا مناسب ہے نثار ان دم
محبت میں یہ لازم ہے سر تسلیم رکھیں خم

شکایت کیا جو پہنایا ہمین طوق گران برسون

بشر مجبور ہو لیکن قضائے آسمانی سے	مسا	نہ تھی حاضر جوابی سے غرض نہ خوش بیانی سے
مرا منہ کھل گیا شاید اُسکی بد زبانی سے	مسا	جو تنگ ہو تو خوشی پر چھوڑ رعنا کی جانی سے

وگرنہ بند منہ مین ہین سے رکھی ہو زبان برسون

شعر بیا بشنوای ہمدم راستان گوکہ باز آمدم بر سر داستان ہاعروس داستان حیرت بیان کو برائے نظارہ مشتاقان والا مقام مشاطگی نظم ونثر سے یون آراستہ کیا سابق مین تحریر ہوچکا ہو کہ افراسیاب جادو اختفاق بدخو کو بعد کر و فر ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ نامور چلا یہان ملکہ حیرت جادو کو خبر پہونچ چلی ہی کہ حجرہ کھلا شاہنشاہ ہوشربا اُس ساحر یکتا کو لیکر آتے ہین لشکر مہرخ مین انتہا کا انتشار گرفتاری خواجہ برق کی سنکر چالاک قران بھی روانہ ہوئے باعث سر ودہ انتشار ہو کہ ابتک پلٹ کر نہ آئے یہ ذکر تھا کہ چند پیک نے آکر عرض کی کہ ملکہ حیرت جادو برائے استقبال افراسیاب و اختفاق جاتی ہین وہ بجیا قریب آگیا خواجہ نے جاکر بڑی قیامت کی عیاری کی برق بھی ساتھ تھا آخر گرفتار ہوئے اب وہ بجیا آپہونچا ملکہ مہرخ گھبرا کر بیرون بارگاہ نکل آئین بہار گلعذار باغبان قدرت دلآرام وغیرہ کاکل شار وغیرہ ہمراہ بیرون بارگاہ آکر ٹہلنے لگین لیکن جانسوز و ضرغام حاضر ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا ای جانسوز و ضرغام ای جان نثاران لشکر اسلام بڑا غضب ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہوئے چالاک و قران بھی گئے نہین معلوم مقام قید ملا یا نہین بڑا دشمن آپہونچا ہر چند کہ اگر خواجہ ہوتے کیا کر سکتے تھے لیکن ہمارے قلب کو تسکین ہوتی اُنکی باتون کے راز سے کچھ کچھ آگاہ بھی ہوئے برائے قتل صنعت جب تشریف لے گئے تھے اس تیور سے کلام کیے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ہم سبکے نام سے بیزار ہین انجام مین جان لڑادی صنعت کو ٹہرے کر و فر سے قتل کیا اب یہ امید تھی کہ وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت خالی نہ بیٹھتے بدون صلاح زبان نہین ہلا سکتے اگر وہ موجود ہوتے اسد کو بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیتے ہم لوگ ساحر ہین فنون افسون گری سے بخوبی ماہر ہین اگر کوئی وقت پڑے لڑ بھڑ کے نکل جائین اپنی جان بچائین اُنکو کہان چھپائین جری بہادر بات بات پر بگڑتے ہین سوچ ہوا ہے لڑتے ہین جب طبل جنگی بجے ہم تو قصد کرینگے کہ اُنسے چھپائین اگر اُنکو خبر ملی فرمائینگے ہم افسر لشکر ہین برائے مقابلہ افراسیاب جائینگے شیر بیشہ جرأت کو کون سمجھائے پروردگار دشمنون کے ہاتھ سے بچائے سپہ دار اسی تردد اور انتشار مین ہین جانسوز و ضرغام نے تصدیق کی کہ ہم برائے جستجوئے عمرو و برق چالاک و قران جائینگے کہ

صحرا سے نوبت ونقارے کی آواز آئی سرداران نامی وپہلوانان گرامی نے سر اٹھاکر دیکھا تو مدافراسیاب کے
نشان ظاہر ہوئے لاکھوں ساحران غدار بار بطار پر سوار سامنے سے گذرے انکے گذر جانے کے بعد دیکھا افراسیاب
مرکب باد رفتار پر ملکہ حیرت بعد رعنائی اور زیبائی کہ واسطے استقبال کے تشریف لیگئی تھیں شاہزادیان محجاب
باکرشمہ وناز ایک ایک کا نیا انداز اپنے حسن پر مغرور نشہ بادۂ حسن سے چور ایک جانب تخت پر ایک ساحر
نحوار سیاہ رو بدخو نقارہ اور چوب تخت پر رکھا ہوا گرد بارہ ہزار جلاد خونخوار باتیغہ ہائے برق کردار شلنگین لگاتے
ہوئے صورت مہیب دکھاکر ڈراتے ہوئے چلے آتے ہیں ملازمان احتشاق اپنا جاہ وحشم دکھاتے ہیں افراسیاب
برابر تخت احتشاق کے آیا ہاتھ اٹھاکر لشکر مہرخ کو دکھایا کہا ای مصاحب سامری ای شاہنشاہ اقلیم
افسونگری یہ سامنے لشکر باغیان ہے چند لونڈی غلام مابدولت کے بگڑ گئے سامان سلطنت درست کر لیے
شہروں پر قبضہ کیا انھیں سب ظالموں کے ہاتھ سے بمدد نورافشان و کوکب روشن ضمیر دانی اماں قتل ہوئی
اُس روز کی لڑائی میں قیامت برپا تھی بائیس لاکھ ساحر قتل ہوا مابدولت نے طبقات زمین ہلا دیے آتش
قہر وغضب میں لاکھوں باغی جلا دیے خاص نورافشان نے تاریک کو قتل کرایا خود کمر باندھ کے مدد کو
آیا اسی حسرت میں آپکو تکلیف دی ہے احتشاق ہنسا کہا ای افراسیاب تاریک بیچاری کو کیا لیاقت
تھی مابدولت نشان لشکر سامری وجمشید ہیں اس نقارے کے بجانے میں بڑے بڑے بھید ہیں مابدولت
ایسے تھے کہ خداوند نے پیشرو لشکر ضلالت اثر قرار دیا جس مقام پر مابدولت کا گذر ہوا تھیں چوبیں نقارے پے
لگادیں فوجیں بھگادیں یہ بارہ ہزار جلاد اسی واسطے ہمراہ ہیں کہ مابدولت کو قتل کرینگی تکلیف نہو دس کروڑ
پر یہ کافی ہیں قدرت نے انکو اسی واسطے پیدا کیا رحم انکے دل میں عطا نہیں فرمایا ادھر والے بھی مابدولت
کو بھول جاتے ہیں وہ سامنے باغبان قدرت مجھکو یہ نگاہ حسرت دیکھ رہا ہے جب ساحران بنگالہ
واہالیان ملکوت روپیں سرکشی کرکے آتے تھے اسی باغبان قدرت نے نقارہ نوازی مابدولت کی دیکھی تھی سبکو چشم زدن میں
دیوانہ کردیا انھیں جلادوں نے لاشہائے ساحران سے چشم زدن میں میدان کارزار بھردیا اب مابدولت ہمراہ ہوکے
ہفت اقلیم میں تمھاری عملداری کرادینگے باغیوں کو نمک حرامی کا مزا چکھادینگے اس طرح کے لاف وگزاف
کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا بیان تزئین مجلس عیش وطیش آراستہ ہوئی ملکہ مہرخ مع بہار وغیرہ رنجیدہ کبیدہ اپنی
بارگاہ میں تشریف لائیں جانسوز ضرغام سے کہا ارے بھائی احتشاق آگیا اب تم لشکر سے کہیں بجانا اور ضرغام
سے حکم ہا تخلیے میں ہمارے پاس آؤ جب ضرغام حاضر خدمت ہوا ملکہ مہرخ نے کان میں کہا ای ضرغام

خوش انجام اپنے آقا کا خیال رکھنا کسی حیلے سے اسد غازی کو لشکر ظفر اثر سے نکال لے جاؤ اس لڑائی کی انکو خبر
نہو دور لیجا کر بارگاہ استادکرادو کچھ بات بنانا یہ راز نہ کھلنا نا شیرازہ بکھر جائیگا ہم سب آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین
جب خواجہ عمرو برائے خبر احتقاق چلے تھے ہم مانع ہوئے کہ لشکر سے نجائیے ہمارا کہنا نمانا آخر جا کر دام بلا مین
پھنسے چالاک و قران بھی واپس نہ آئے آپس سے صلاح کرین سرپرست لشکر کا نہونا بڑی قیامت ہے
سر پر ہمارے کوہ مصیبت کیونکہ بار اٹھائین کدھر نکل جائین آفت مین مبتلا ہین رب اکبر بچائے تو بچین ضرغام
روانہ ہوا بارگاہ مہرخ سے نکلا اس بارگاہ مین اسد نامدار تھے وہان آیا دیکھا یہ شیر صولت صندلان صندلی پوش
سے یہی ذکر کر رہا ہے کہ کئی دن سے ملکہ مہرخ نے ہمکو بارگاہ مین نہین طلب کیا ارادہ تھا طرف دریاے جل کے
کوچ کرین آخر کیون دیر کی جا کر دریافت تو کرو صندلان اٹھا تھا کہ ضرغام سامنے آیا قدمون کو بوسہ دیکر
عرض کی حضور خواجہ عمرو برائے ملاقات کوکب نامور تشریف لیگئے ہین اسوجہ سے سفر مین تامل ہے حضور اس مقام
بارگاہ اٹھوا مین سامنے کوہ فلک شکوہ ہے وہان چلکر جلوہ فرما ہون ملکہ مہرخ نے عرض کی ہے بوقت سحر لشکر ہم
یہان تیار کرینگے حضور سردار لشکر ہین باغبان آپکو لیکر آگے بڑھیگا وقت پر تکلیف نہو اسد غازی نے کہا
ای ضرغام جلد تدبیر سفر ہو اب ہمکو جدائی اپنے بزرگون کی بہت شاق ہے یہ دور افتادہ دیدار فرحت آثار
والدین کا بہت مشتاق ہے سکو آج بہت پریشان پاتا ہون چھوٹے ناناجان بھی تشریف نہین لائے اسی وجہ
سے گھبراتا ہون ضرغام نے کہا حضور سب طرح سے خیریت ہے قبلہ و کعبہ جب برائے ملاقات کوکب جاتے ہین
وہ بخاطر و مدارات پیش آتے ہین انکو بھی کوکب و ہران سے بڑی محبت ہے کوکب ہمیشہ سے خیر خواہ دولت ہے انکے آنے مین
لازمی ہی سامان سفر ہوگا ضرغام نے بچرب زبانی و بخوش بیانی اسد کو سمجھایا بزبر دشت جرأت کو باتون
مین بہلایا اپنے ہمراہ لیکر قریب درہ کوہ آیا وہان بارگاہ استادکرائی صندلان کو اشارون مین سمجھادیا کہ
احتقاق خونخوار آگیا اپنے آقاے نامدار کو برائے پروردگار بارگاہ ملکہ مہرخ مین نہ آنے دینا شکار وغیرہ
مین مصروف کرو مین مہلت پاکر آؤنگا اسد تو اس بارگاہ مین داخل ہوئے صندلان نے بھی دام لگھا
ذکر حالات جنگ ملک باختر پوچھنے لگا اسد کو جوش آگیا فرمایا ای برادر باختر مین عجب طرح کا معرکہ گذرا
ہمارا زمانہ کمسنی کا تھا ناناجان سب سردارون کو ساتھ لیکر طرف پردہ ظلمات کے چلے گئے ایرج نوجوان بھی
ہمارے مقابلے رہتے تھے انکے ساتھ لشکر بیشمار ہمارے ہمراہ اٹھارہ امیرزادے بارہ ہزار قزاق وہ ہمہ تن
زور و طاقت یہان فوج کی قلت کوئی سرپرست سر پر نہ رہا ایسے ایسے شبخون لشکر ایرج پر ہمارے نام

ہمارے قمر آتا تھا صدہا مرتبہ قید ہوے عنایت پروردگار سے صحیح وسلامت چھوٹے ایرج حیران ہو جاتا تھا
صندلان نے جو دیکھا کہ اس بیان سے اسد کو کیفیت حاصل ہوئی ہر انہین باتون مین الجھا لیا مراد یہ ہی
کہ لشکر کا خیال نکرین بارگاہ مہرخ مین نجا ئین ضرغام بارگاہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت بیان کی ملکہ
مہرخ کو اطمینان ہوا ناگاہ علم ضیاے فوج ماہتابان کھلا فوج ثابت وسیارگان آراستہ ہوئی نقارہ لشکر
ظفر اثر شاہنشاہ قمر بجا شاہنشاہ زرین پوش نے شکست کھائی قلعۂ مغرب مین جا کر محصور ہوا تمام عالم روشنی
ماہتابان سے پر نور ہوا افراسیاب جادو خاطر مدارات مین اختقاق کے اہتمام کر رہا تہا مغرور و متکبر شراب
پینے مین مصروف تھا نشے مین بلبلایا کہا ای افراسیاب طبل جنگی کو حکم دو نقارہ رزمی بجے بوقت سحر بدولت
میدان مین جا کر مقابلہ باغیان سے مہلت پائین طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جائین افراسیاب نے
سرے برف انداز کو حکم دیا اسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی شہرہ ہوا کل اختقاق جادو مقابلہ کریگا چند پرند سرکار
لشکر اسلام کے بہلے خبر حاضر تھے طرف بارگاہ ملکہ مہرخ کے چلے یہان ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت طلائی
پر جلوہ فرما ہین ضرغام عرض کر رہا ہی آقاے نامدار کو بمشکل لشکر سے نکال لیگیا زیر کوہ بارگاہ استادہ کرادی
آپکی ملاقات کو آنے کا قصد تھا مین مانع ہوا ملکہ مہ جبین نے سر جھکا لیا کہا بھیا خدا تمکو سلامت رکھے بڑے لطف
تمنے انتظام کیا یہ ذکر تھا کہ چند پرند مضطر دروسند حاضر ہوتے ہاتھ اٹھا کر دعا دی نظم

در دیارہ جور دشمن تو	عاقبت را فزاج طاعون باد	مہر وماہت بجاے لعل وگہر	سودہ اندمیان معجون باد
دشمنت خستہ باد کو بعبت	جادرے بالش وافسون باد	حاسدت در مصیبت طالع	تا بہ مژگان نشستہ در خون باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو در فتح وظفر باز ہوا اختقاق نے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا ارادہ ہی کہ لشکر بندگان عالی سے
مقابلہ کرے افراسیاب نے بڑے سامان کیے ہین ملکہ مہ جبین نے گھبرا کر طرف ملکہ مہرخ کے دیکھا ملکہ مہرخ
نے بکشادہ پیشانی حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی تیاری طبل جنگی بجے جو مشیت پروردگار خاک کے پتلے کو کیا اختیار
فوراً نقارۂ رزمی پر چوب پڑی لشکر مین تو تیاری ہونے لگی ملکہ مہ جبین الماس پوش صداے طبل جنگی سنکر ڈرنے لگی
ملکہ بہار نے بلائین لین کہا ای گل باغ خوبی وای دکمت بوے حدیقۂ محبوبی ای بہار باغ اسلام وای پروردۂ مہد
راحت وآرام آپ رنجیدہ نہون کنیزان جان نثار حاضر ہین جان لڑا دینگی اختقاق ملعون کو میدان کا زنانہ
سے بھگا دینگی آپکی اس کنیزکا اگر گلدستہ چل گیا حضور ملاحظہ کرینگی نقارہ بجانیکی بدبخت کو نوبت نہ آئیگی بحکم باغبان
قضا وقدر تکتے غنچے سر دھنتے کچھ تردد نفرمایئے باغبان قدرت نے بھی اس طرح گل کلام کا رنگ پیش بہار کھلا دیا

کہا حضور انشاءاللہ اسی گلشن مین آمد بہار ہو دشمن خوار و ذلیل ہو سر نگون ہوے کا کل کشا نے کہا وہ کیا نابکار پامال
اُس خود سر کا گنہگار ہی ہلال سحر افگن بھی چمکی کیا حضور وہ شطانے آفتاب لشکر اسلام کی کوشش مین ہر ہمکو خوب
ثابت ہوگیا اُسکا ستارہ گردش مین ہے خورشید زرین سحر کو جلال آیا دست بستہ عرض کی حضور آفتاب نکلے چمکون
وہ حرارت دکھاؤن ساری شرارت بھول جاے آتش سحر سے پھونکے ہم نقارہ کب بجانے دینگے پہلے ہی جا پڑینگے
ملکہ مخمور سرخ چشم بعد قہر و خشم اپنے مقام سے اُٹھی کہا حضور وہ پیر مغان میکدہ ضلالت ساقی خمخانہ حماقت
بدمست شراب غرور ہی اور جان نثارون کے قلب کو خود بخود سرور ہی وہ نشیلی آنکھین دکھاؤن متوالون کی طرح
جھوم جاے گھری مین جاکر منہ کے بل گرے سرنگون ٹپک کے مرے برق لامع بھی تڑپی کہا آپکے تصدق سے
کڑک کے گرون خرمن ہستی بیباک و ناپاک کو جلا دون سردارون نے اپنی اپنی جرأت کے ذکر کیے ملکہ مہ جبین کو
تسیقدر تسکین ہوئی لیکن فرمایا صاحبو مین اپنے دل کو کیونکر سمجھاؤن کیونکے بھلاؤن وہ شہریار عالی وقار رونق
زرین پر جلوہ فرما رہتا تھا دل کو تسکین روح کو راحت آنکھون مین بصارت قلب کو قوت رہتی تھی اب مجھکو دربار
سنسان معلوم ہوتی ہے دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے دمبدم یہی خیال ہے بارگاہ مین اُنکو بلا بھیجون لیکن ڈرتی ہون
سبب اُنکی جان کے دشمن ہین ایسا نہو کوئی ساحر چلا آئے کوئی عیار آکر عیاری کرے سب طرح مشکل ہے کلیجے
چھریان پھر رہی ہین میرے نزدیک تو یہی مناسب ہے آپ سب صاحب اُنکو بلوا بھیجین ورنہ مجھکو تسکین نہوگی بسرا
تو بقول نسیم دہلوی یہ حال ہی شعر عجب عالم ہے اُس گلبدن کی یاد مین دل کا ہے نالہ منہ سے نکلا مزہ بلبل کا ملکہ مہ جبین
فقرہ کر پڑھا یا تو مخمور رنجور سمجھا رہی تھی یا اُنکا بھی دل بھر آیا تصویر نورالدہر بن بدیع الزمان آنکھون کے
نیچے پھر رہی ہے عرض کی حضور بجا فرماتی ہین حقیقت مین سودا زدون کو آرام کہان آنکھون کے نیچے اندھیر آب و دانے
سے نفرت ہر وقت غم و الم کی کثرت دریاے اشک کا جوش اگر راز دل کہنے کا ارادہ کرتے ہین ادب عشق کہتا ہے
خاموش کان مین عجب عجب طرح کی آوازین آتی ہین گوش ہوش کر دل بیتاب و مضطر تلوے کھجلاتے ہین دشت
نوردی کی راہ بتلاتے ہین حضور نے جو ارشاد فرمایا ہمارے دل پر ان کلمات کی تاثیر ہوئی بلکہ حضور جو دل مین ہے
زبان پر لانا ممکن نہین ارمان بہت مہلت قلیل اُنکے نکلنے کی کیا سبیل دل عجب عجب فقرہ نشین کرتا ہے باغ ساقی
ماہوش فصل برسات میلو مین دوست صادق اپنا چاہنے والا بات کا نباہنے والا ہمدم دل عاقل حسن مین ماہ کامل
یہ سب سامان مہیا ہون کمبخت بدنصیب یہ کہتا ہے خوب کیفیت ہو تب لطف محبت ہو بی بی صاحبان نصیب
کے واسطے یہ سامان مہیا ہونے ہونگے ہین یقین کامل ہے محبت کرکے عاشق تن اپنے نصیبون کو روتے ہونگے

مخمور بے جور دگر کی عندلیب خوشنوائے باغ محبت قمری سرو بستان حدیقہ مودت عاشق زار بہار کا بھی رنگ متغیر ہوا گھبرا کر
اٹھ کھڑی ہوئی کہا مخمور برائے خدا خاموش رہو کیوں دل و جان کو جلاتی ہو آتش فراق شعلہ زن ہے اور یہ
کمبخت ہڈیوں میں جلن ہے یہ لباس نہیں کفن ہے کیا شک محبت کا بھی جلن ہے نہیں معلوم بہار کسنے ہمارا نام
رکھا چشم زدن میں چمن عمر خزان ہے بے برگی اپنی عیان ہے غنچہ خاطر ناشگفتہ آتش عشق کا خون سینے میں شعلہ
خورش دل اگر دست گلزار لیجاتی ہے عندلیب روح قفس جسم میں گھبراتی ہے یہ کیفیت دیکھیے کیا رنگ دکھاتی ہے
بہار نے جو یہ کلمات کہے جوش خروش بہار پر سب اہالیان دربار رونے لگے ملکہ مہ جبین کے غم دل کو ترقی
ہوئی فرمایا اے ملکہ بہار و مخمور آپ لوگوں کو اسقدر بیقرار ہونا مناسب نہیں ہے وہ شیر دلیر زیر سایۂ دامن دولت
اپنے بزرگوں کے بعیش و آرام بکیفیت مالا کلام بسر کرتے ہیں یہ خوف نہیں کہ کوئی انکو کسیطرح قتل کر ڈالے
یا گرفتار کرے ایسے زبردست حامی موجود ہیں اگر ایک موئے جسم انکا بیکا ہو صاحبقران زمان قیامتیں
برپا کریں یہ بیچارے بزرگوں سے جدا ہو کر غیر اقلیم میں آئے نہ یار ہے نہ مددگار ہے نہ مونس نہ غمگسار ملک ساحران
غدار جنکے ایک زبان ہلانے سے ساری زمین تھراتی ہے جرأت کے پتلے ذرا کسی نے ٹوک دیا جا پڑے بیان مکر و
حیلے کا کام جرأت کا نام بھی کوئی نہیں لیتا اسوجہ سے آٹھ پہر جگر ملال ہے کوئی ساحر نہ انکو دیکھ لے سات برس
کال گنبد نور پر مقید رہے کسنے خبر لی خواجہ عمرو نے تدبیر کی وہ بھی جا کر کہیں پھنسے اگر ہم بھی فکر نکریں کیونکر
انکی جان بچے سطرح مجبور و ناچار ہیں اپنی آنکھوں پر اختیار ہے رو رو کے دل کو غم سے خالی کرتے ہیں کشاکش
محبت میں مبتلا ہیں جیتے ہیں نہ مرتے ہیں ملکہ بہار نے سر جھکا لیا مخمور سے اشارہ ہوا کہا سرکار کی باتیں سنتی ہو
جاسے شہریار پر جو سختیان ہیں اسکا کیا ذکر کریں بادشاہ جہاں ظل اللہ عالم لشکر مسخر کن بحر و بر صاحبقران کے
افسر نامی ناموس خلاصہ دودمان نوشیروان زبدہ خاندان کیانیان صاحب چتر و علم محترم و محتشم سب سے آگے
بڑھ کر لڑتے ہیں روز ساحر و غیر ساحر سے معرکے پڑتے ہیں سب سرداروں کے واسطے سینہ سپر رہتے ہیں
کیا کیا بدعتیں سنتے ہیں مخمور ہنس پڑی کہا درست ارشاد ہوا بادشاہ کی جرأت کیا سامنا مغلوبہ کلام ہوا دوسرے
لینا لینا کر رہے ہیں کوئی زخمی ہوا کوئی مارا گیا بخیر و عافیت سے بارگاہ میں آئے بہت خوش ہوئے یہ حکم دیا خزانے
سے دس ہزار جو رو کے مقرر کر دو بڑا بڑا نامی شکنوار تھا سپاہیوں کا جمعدار تھا نام لشکر اسلام اس شخص کی وجہ سے
روشن ہے جسنے لقب پایا گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زن لشکر زمرۂ بے ایمان
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان جس شیر کی نیب شمشیر سے

میدان کارزار ٹھہر آتا ہو دیوان تاف کو انکے نام سے بخار چڑھ آتا ہو اگر ذکر شمشیر زنی کرون ہر ایک کو سنکر دبدبہ معلوم ہو تلوار چل رہی ہو دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات کافران طوفانی ہوا دنے سی شوکت یہ ہو کہ کئی مرتبہ تقاکو پکڑ لیا زنجیرون مین جکڑ لیا ایک بات مین مین قائل ہون بادشاہ کے سامنے بہت سے جادو قتل ہوے مردے ہزارون دیکھے دل آنکا بیشک بڑا سخت ہو جو اس سنگدلی کی صفت نکرے وہ بدبخت ہو رنگ بہار متغیر ہوگیا کہا بوا مخمور تم ہمسے بات نہ کیا کرو یہ زبان درازی تمکو خراب کریگی کسی جلیل کی غیبت کروگی اسکا صدمہ ہوگا بڑا بادشاہ جلیل اہل اسلام کا کفیل میان نورالدہر نوکر ہین خزانے سے انکے تنخواہ پاے ہین اور زیادہ مین کیون کہون شرف اسکا مثل آفتاب عالمتاب کے تمام دنیا مین روشن ہو خیر بہت اچھا جو کچھ آج آپنے کہا ہو اسکو یاد رکھیے گا خدا ان بلاؤن سے نجات دے ہم آپکو کوہ عقیق گلزار سلیمانی ہیے چلینگے اس مقدمے کو سامنے صاحبقران کے پیش کیجیگا وہ آپ کا منہ گھی شکر سے بھر دینگے دونون صاحبون کے دادا جان ہین انصاف کردینگے مین قائل ہوجاؤنگی ملکہ مہرخ نے پلٹ کر دیکھا مخمور و بہار سے تکرار ہو رہی ہو بہار غصے مین سر جھکائے ہوئے رو رہی ہو مہرخ نے بہار کو گلے لگالیا چپکے سے کان مین کہا تم کیون اسقدر جز بز ہو دعا کرو خدا اپنا فضل شریک کرے طلسم ہوشربا فتح ہو لشکر صاحبقران لعبد عظم و شان طلسم ہوشربا مین آئے جلالت و حقارت کھل جائیگی تم منظور نظر بادشاہ عالی جاہ ہو سب صاحب جھک جھک کر تمکو سلام کرینگے جو اسکے خلاف کریگا انکا ہون سے گرجائیگا ملکہ سزا پائیگا بہار کو تو یون سمجھایا ایک نے جاکر مخمور سے کہا بی تم بہار سے کیون زبان لڑاتی ہو مثل نورالدہر بدیع الزمان عالم مین کون جوان ہو ایرج نامے مین جسکا جی چاہے دیکھ لے صاحبقران سمت پردہ ظلمات کے چلے گئے تھے اس شیر کے سبب سے پھر نام اسلام روشن ہوا ورنہ ایرج نے کل اہالیان باختر کو آفتاب پرست کردیا تھا مخمور کا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا کہا نہین حضور ملکہ بہار میری مالک ہین مین انسے کیا تکرار کرونگی ماشاءاللہ حضور ذی علم سمجھدار ہین ہم سب کی مالک و مختار ہین پڑھے لکھے کی چار آنکھین ہوتی ہین بی بہار ذرا ذراسی بات پر روتی ہین ملکہ مہ جبین نے دربار برخاست کیا لشکرون مین تیاریان ہورہی ہین اہالیان لشکر افراسیاب کو بڑی خوشی ہو کہ صبح کو اختقاق لڑائی فتح کریگا اہل لشکر اسلام کا لٹینگے سرباد ابریق طلایہ دے رہے ہین ابریق کوہ شکاف تا نصف شب انتظام طلایہ کرکے ایک نخل کے سایہ مین آیا لشکر اسلام کی جانب نگاہ اس خیال سے کی کہ شاید لشکر حریف شبخون کا قصد نکرے کہ دیکھا سامنے سے ملکہ صبا رفتار کمند انداز لشکر اسلام کی طرف سے آتی ہو ابریق کو دیکھکر ٹھہری سلام کیا ابریق نے پوچھا ای صبا رفتار

کہان سے آئی ہو صبا رفتار نے کہا ای وزیر اعظم آج لشکر اسلام مین قیامت برپا ہو اہالیان لشکر ہر طرح بھاگے جاتے ہین مقابلۂ احتقاق سے سب جان چھپاتے ہین مین ابھی اُنکے لشکر مین گئی تھی ایک خوشخبری تمکو سناتی ہون اگر ہوسکے تو کچھ انتظام کرو میرا تو نیچہ قابض نہو تم ساحر زبردست ہو کوئی تدبیر کرو ضرغام شیر دل نے سمجھا کر اسد غازی کو لشکر سے الگ کر دیا تین کوس پر جو پہاڑ ہو وہان جا کر بارگاہ استادہ کرائی اسد غازی کا اُسی بارگاہ داخلہ ہوا وہان اسوقت تک کوئی ساحر نہین ہو ایک جادوگر یہان سے جائے طلسم کشا کو بآسانی وہان سے گرفتار کر لائے ابریق نے کہا مین خود جاؤن حقیقت مین بڑا نام ہوگا انکو بخوف احتقاق وہان پہونچایا ہو صبح کو میدان کارزار مین بھی ہمراہ نہ لائینگے صبا رفتار نے کہا یہ سب صلاحین ہو گئین آپ نجائین کسی اور کو بھیجین ایسا نہو انتظام طلایہ مین فرق بڑے یہ سنکر ابریق نے اپنے رفیق قدیم افراش جادوگر کو آواز دی افراش آیا ابریق نے تمام کیفیت اس سے بیان کی کہا ای افراش زیر کوہ فلان مقام پر بارگاہ مین طلسم کشا آرام کر رہا ہو ساحر سب یہان ہین جا کر طلسم کشا کو پکڑ لاؤ افراسیاب سرفراز کریگا جسنے اسار کو قتل کیا تمام اہالیان ہوش ربا کو ہلاکت سے بچا لیا صاف صاف کتاب سامری مین تحریر ہو کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربا ہو افراش نے کہا مین ابھی لایا یہ کہکے بھاگا چلا چشم زدن مین قریب کوہ پہونچا پہر بھر رات باقی ہو بارگاہ کو تاک کر سحر کیا زمین شق ہوئی نقب سحر دیتا ہوا چلا جس بارگاہ مین اسد نامدار آرام فرما رہے تھے اُسمین آکر نکلا دیکھا حقیقت مین اسد نامدار آرام فرما رہا ہو چار خدمتگار چپی پر حاضر ہین افراش نے سحر کیا چارون خدمتگار بیہوش ہوئے جھپٹ کر قریب چھپر کھٹ آیا دو چار دانے اسد پر مارے شاہزادہ سو رہا تھا ہاتھ پاؤن بیکار ہوگئے کمر مین نیچہ دیکے اُسی نقب مین پہاندا نے نکلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہو قضائے کار ملکہ بہار کو باتون سے مخمور کی بڑا رنج ہوا تھا جا کے چھپر کھٹ پر لیٹین نیند نہ آئی گھبرا کر اُٹھین دل بھر آیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے رات کا وقت لشکر مین سناٹا ٹہلتی ہوئی کنارے پر لشکر کے آئین خیال آیا ای بہار چلو بادشاہ سے ملاقات کر آئین پھر دشمنون کے طعن کا خیال ہوا کہ سب سے پہلے بی مخمور بدنام کرینگی سرور یار کہینگی بی بہار جان بچا کر چلی گئین یہ سوچتی ہوئی آگے بڑھین کوس بھر پہونچکر وہ سرو حدیقۂ رعنائی گل گلزار زیبائی خاموش کھڑی غیرت دامن گیر وصال محبوب کی تدبیر نہ رہے رفتن نہ جاے ماندن اگر قصد ہوتا ہو کہ بڑھون شرم آتی ہو پلٹنے کا قصد ہوتا ہو طبیعت گھبرائی ہو دل کہتا ہو وہی تنہائی اُسی چپلنگ کا سامنا ہو پلنگ نیکر کھا جائیگا فراق یار مین کیونکر آرام آئیگا اس تردد مین نہایت بیقرار ہوئی اور یہ شعر پڑھا شعر یاد آن روز کہ در کوی تو گریان رفتم ۔ بگلستان صفت ابر بہاران رفتم

گوہر آبدار اشک صدف چشم سے عارض پُرنور پر جاری ہوئے خاموش کھڑی رو رہی ہے دیکھا ایک ساحر پشتارہ
بدوش طرف بارگاہ اسد کی آتا ہے بہار گھبرا گئی دل سے کہا خدا خیر کرے یہ کیا معرکہ ہوا پہنچ کر بہار نے پشت نخل میں
مخفی کیا ساحر آکر ایک چشمے پر بیٹھا سر اُٹھا کر بہار کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوا مسکرا کر کہا اے ملکہ میں افراش جادو رفیق
ابریق کوہ شگاف طلسم کشا کو گرفتار کر لایا کل صبح کو قتل کر ڈالونگا حیرت جادو آپ کی ہمشیرہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ بہار
کو خبر کر دو استحقاق ایک کو زندہ چھوڑیگا فوراً نقارہ بجا کر بیہوش کریگا جلادوں کو حکم دیگا انکا بھی یہی کام ہے سبکو دم بھر
میں قتل کرینگے یہ کلمات ملالت سنکر غصے سے بہار کا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا او مکار نابہنجار بدکردار کیا مجھکو سمجھا ہے
خدا نے بڑا فضل کیا کہ میں اس وقت آگئی اب بھلا میں پشتارہ اسد غازی کا تجھکو لیجانے دونگی بہتر یہ ہے اپنی جان
بچا پشتارہ چھوڑ کر چلا جا اسی میں خیر ہے تمھارے وزیر صاحب بھی مزا اُٹھا چکے ہیں جب تم اُنسے ہمارا ذکر کرو گے سیدھے
آدمی ہیں کچھ تمکو نہ کہیں گے یہ سنکر افراش غصے میں بڑھا چاہا سحر کروں یہ سوچ کر کارد سحر پھینکی بہار نے چاہا
روکوں نوک اُس کی شانے پر پڑی چند قطرات خون ٹپکے آواز دی او بیحیا اب خون جوش میں آیا ہم اسی کے مشتاق
تھے بہار نے گورے گورے ہاتھ بڑھا کے جسم سے قطرات خون لیکر وہ گلہائے ساختہ افسون تر کر کے
اُس بیحیا کی جانب پھینکے آواز دی دیکھ بہار آئی جنگل میں مثل بلبل کا دل بیکل یہ کہکر خاموش ہوئیں پھول
بہے نسیم سحری چلی ہوا کی ہوا اندھی غنچے اُس غنچہ دہن کو دیکھکر مسکرائے نخل وجد میں آئے افراش خاموش ہوا
دیا سے حیرت کا جوش ہوا ملکہ نے بہت جلد اشارہ کیا دیکھا افراش چپ کھڑا ہے آواز دی کیوں اے افراش مزاج
کیسا ہے ہماری بات کا جواب نہیں دیتا ارے بہار آئی دیکھ عندلیبان خوش نوا زمزمہ سرائی کر رہی ہیں برگ گل
کٹورا شراب شبنم سے معمور ہے نرگس شہلا کو کیفیت انتظار میں سرور ہے افراش جادو مبہوت ہو چکا تھا پھول
اُٹھا کر سونگھنے لگا بعد عرصہ دراز یہ جواب دیا شعر داغوں سے باغ باغ ہے بستان سلطہ دل ہے کیا بیخزان بہار ہے گلچیں
فضائے دل کو جب یہ شعر اُسنے پڑھا بہار نے فرمایا مبارک اب غنچۂ آرزو کھلا آمد بہار کا مزا ملا افراش جادو آگے
بڑھا کہا میں تو غلام ہوں برائے گلچینی گلشن جمال آیا جو ارشاد ہو بجا لاؤں بہار نے کہا اب تم ایک کام کرو یہ
پشتارہ تو یہیں رہنے دو ہم اسکو سزا دینگے چپکے چلے جاؤ اپنے وزیر کا سر لاؤ اس سر سے کسیکو آگاہ نکرنا خود سری کا دم
نہ بھرنا ہم بارگاہ استاد کرینگے دشمن نبکر بیٹھیں گے جب سر لیکر آؤ شادی ہو شاید کسیکی بربادی ہو یہ کہکر وہ پھول
اُسکے ہاتھ میں دیدیے افراش یہ کہکر چلا کہ ابھی سر لاتا ہوں اُس بیحیا کی سرکشی مٹاتا ہوں اب مجھکو معلوم ہوا وہ کیا
کا غدار کا دشمن ہے یہ کہکر سلام کیا آختا ہوا چلا بہار نے قصد کیا کہ پشتارہ اسد نامدار اُٹھاؤں دیکھا سامنے سے

صندلان گھوڑا اڑائے ہوے آتا ہی باعث یہ ہوا صندلان بھی پڑا سوتا تھا کچھ خواب دیکھا گھبرا کے اٹھا خواب
اسد مین آیا اپنے آقا کو بنایا سوار ہو کر چلا کہ جا کر مہرخ و بہار کو خبر کرون بہار نے جو صندلان کو بد حواس دیکھا
فرمایا ای بہادر نہ گھبرو تمھارے آقا کو افراش جادو لیچلا تھا مین وقت پر پہونچی وہ بھاگ گیا اپنے آقا کو لیجا یئے برائے خدا
حفاظت مین بے خبر نہو تمام اہالیان ہوش ربا ساکنان اقلیم ظلم و جفا اس شہر کے دشمن ہین ذرا بھی غفلت کروگے بہت
پچتاؤگے پروردگار نے مجھکو اس مقام پر پہونچایا صندلان نے شکریہ بہار کا ادا کیا پشتارہ اسد کا لیکر سمت
کوہ روانہ ہو گیا بہار جادو طرف لشکر کے واپس ہوئی دیکھا زلف لیلائے شب درہم و برہم ہو چلی عملداری ظلمت
شب پردۂ دنیا سے اٹھی علم زرین آفتاب بصد قہر و عتاب بلند ہوا شاہنشاہ نیر اعظم بصد شوکت و حشم تخت فلک
چہارم پر جلوہ افروز ہوا فوج ضیا نے اقلیم دنیا مین اپنا عمل کیا بہار اسوقت پہونچی مہرخ بارگاہ سے
برآمد ہوئین مہ جبین تخت طاؤسی پر گرد سرداران عالی وقار آمادۂ حرب و پیکار مہرخ نے دیکھا آدھی بہار
ہوئی ہوا سے سر و چلی آگے آگے بہار نو کنیزان نامدار گلدستے سبکے ہاتھ مین بہار شل شاخ گل برائے تسلیم
خم ہوئین مہ جبین نے خالہ اماں کہکر بہ قد تعظیم کی بہار نے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا مہرخ کی نگاہ پڑی شانہ بہار
کا زخمی ہی مہرخ نے گھبرا کر پوچھا کیون خیر تو ہی یہ زخم تمنے کہان کھایا کیا بارگاہ سے نکلتے نکلتے کسی سے سامنا پڑا بہار
نے کہا حضور خدا نے بڑی خیر کی افراش اسد کو گرفتار کرکے لیچلا تھا باقی نبا ہے گلشن عالم نے بہار کو پہونچایا افراش
چلا گیا ہمراہ صندلان کے اپنے آقا کو روانہ کیا افراش کے خنجر نے شانے کو بھی نشانہ کیا مہ جبین یہ حال سنکر
گھبرا گئین کہا کیون صاحبو ہمارا انتشار بیکار ہی جب ہم روتے ہین تو بعض مصاحبین ہنستے ہین لوگ آوازے
کستے ہین برائے خدا تصدقات روانہ کیجیے خدا نے بچا لیا اسے کہان چھپاؤن جی چاہتا ہی پردۂ چشم مین
مخفی کر رکھون کیا تدبیر کرون مہرخ نے کہا بی گھبراؤ خدا نے فضل کیا بہار پہونچ گئین اسی طرح خدا اپنے بندون کی
مدد کرتا ہی بلا کو رد کرتا ہی وہ فتاح طلسم ہی تسیر فرشتہ صاحبقرانی از کوہ عقیق تا بہ ہوش ربا کیونکر پہونچے گنبد نور سے
رہا ہوتے یہ ذکر کرتی ہوئی طرف میدان کارزار کے چلی افراسیاب خواب سے بیدار ہوا بیرون بارگاہ اختقاق
نقارۂ جمشیدی تخت پر رکھے ہوئے چوب ہاتھ مین بارہ ہزار علاء و تخت اختقاق کو گھیرے ہوے افراسیاب
نے سلام کیا اختقاق نے پشت پر ہاتھ پھیر افراسیاب سوار ہوا یکایک نقارے پر چوب پڑی ابر برق
پھٹتا ہوا سامنے آیا افراسیاب کو سلام کیا کان مین کہا اے شہنشاہ مبارک صبغلام آگرد مبوس ہونگے خصمات زنانہ کا
اختقاق کے ہاتھ سے خاتمہ کرا دیجیے افراسیاب نے کہا حال اکو شیک زبانی صبا رفتار کے خبر ملی کہ اسد فلان بارگاہ تین

آرام فرمارہے مین تم کیا خوشخبری لائے ابریق نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور مین نے افراش جادو اپنے رفیق قدیم کو
روانہ کیا کہ وہان کوئی ساحر نہین ہے افراش سر اسد لیکر آتا ہوگا افراسیاب یہ حال سنکر پھول گیا حیرت سے
پلٹ کر کہا ملکہ اب اسد قتل ہوا اب رفتہ رفتہ تمام لشکر حیرت مین خبر مشہور ہوئی کہ اسد کو افراش رفیق
ابریق نے قتل کیا ابریق بھی بہت خوش ہوکر سامنے سے گرد اڑتی سب نے دیکھا افراش جادو مسکراتا ہوا
پھولا ہوا کچھ اشعار پڑھتا ہوا آتا ہے ابریق نے کہا لو میرا یار وفادار آپہونچا پکار کر آواز دی کیون برادر وہ
کام کر آئے افراش نے کہا سب کام ہوگیا قریب آکر مفصل عرض کرونگا یہ کہکر قریب آیا ہاتھ تلوار کا ابریق
کے مارا سر ابریق زخمی ہوا افراش نے دو تین گھوسے ایسے مارے کہ کئی سو ملازمان ابریق سر ٹکرا کر مرے
ابریق الامان کہکر بھاگا افراسیاب نے دیکھا ابریق زخمدار بھاگے ہوئے آتے ہین افراش نے کئی ہزار
ساحر قتل کیے تعقب ابریق مین افراش اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آیا ہے حیرت نے ہنسکر کہا تو نیا گل پھولا افراش
عشق بہار مین راہ رفاقت قدیمانہ بھولا وزیر صاحب کو بچائیے افراسیاب نے کہا کیون ای ابریق یہ کیا
مضمون ہے رنگ رو رہے افراش دگرگون ہے ابریق نے کہا مین نے تو اسے قتل اسد بھیجا تھا نہین معلوم
یہ کیا ہوا کسنے اسکو دیوانہ بنایا ابریق یہ کہتا ہوا قریب افراسیاب آیا افراش نے کہا او ملعون تو دشمن
بہار ہے سر تیرا ملکہ عالم نے مانگا ہے یہ کہکے ہاتھ مارا ابریق تو ہٹ گیا افراسیاب نے سنگریزہ اٹھاکر
مارا یا افراش کا سر پھٹ گیا آواز آئی کشتی مرا نام من افراش جادو بود لشکر افراسیاب مین عرصہ
دراز تک یہی چرچا رہا کہ آج وزیر صاحب نے خوب انتظام کیا چاہ کندہ را چاہ در پیش کا معاملہ ہوا اب
صفین چین افراسیاب نے کہا ای سربا تم سبکو سمجھاؤ کہ اب بدعت احتقاق سے کوئی نہ بچیگا سربا تقریر
افراسیاب سنکر بڑھا کنارے پر لشکر کے آیا پکار کر آواز دی ای مخمور و بہار شاہنشاہ کو تمہارے حال پر
رحم آیا تمہاری جان بخشی کی لشکر سے نکل آؤ شاہنشاہ خطا معاف کرینگے وہی عہدے وہی ریاست وہی
لیاقت عطا فرمائین گے کوئی شکایت نکریگا آج جان بچنا تم سبکی دشوار ہے بحر احتقاق یہی بڑا اسلحہ ہے اعمال
قدرت بخوبی آگاہ ہوئی چرخ صاحب جو تم سبکی پشت پناہ ہین وہ حال بخوبی سن چکی ہین اس وقت تک خبر
بعد چشم زدن نشان بھی تم لوگون کو نہ معلوم ہوگا سربا نے اسطرح جو سمجھایا بہار کو غصہ آیا مخمور کو بھی نہایت
کا ملال ہوا دونون نے بڑھکر آواز دی جا کر افراسیاب سے کہو ای شہنشاہ جسطرح تمکو ہمارا پاس ہے ہمکو بھی
تمہاری بربادی کا خیال صاف صاف ہے کہ اسد غازی فاتح طلسم ہے تری بھلائی جواب قاتل افراسیاب اسیواسطے

ہم ادھر اگر شریک ہوئے کہ اس شہریار سے تمہاری شفاعت کرین ہاتھ سے طلسم کشا کے تمکو بچالین بعد حصول
لوح سر پہ ہاتھ رکھ کے روؤگے کیونکہ جسوقت تیغ بیدریغ طلسم کشا کی نظر سے چلیگی آنکھ کھول کر دیکھو گے
کوئی یار دوست قریب نہوگا یہ شعر آتش نامدار یاد آجائیگا فرد وائے نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا، خواب
تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا، سلطنت ہوشربا بیکار ہوگی یہ تاج داران جلیل جو آج آپکے معین و کفیل ہین
یہ فریاد کی صدا دینگے طلسم کشا کے شریک ہوجائینگے بجز اعمال کوئی ہمراہ نہوگا لاش کو بھی کیا عجب ہی کہ دفن کفن
نصیب نہو جس سر مین غرور ہی مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھائیگا نخل بدعت سے ثمر ہاتھ آئیگا یہ جو پکار کر مخمور
بہار نے بفصاحت و بلاغت کہا سرمایہ کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوگئے پسینے پسینے دوڑتا ہوا سامنے افراسیاب
کے آیا افراسیاب نے کہا کیون خیر تو ہی کیا بہار و مخمور راضی ہوگئین مین قسم کھاتا ہون کہ کچھ تمکو ملال سرما
نے کہا حضور سنیے تو اُن سرکشون نے ایسا جواب دیا مین گھبرا گیا وہ کہتے ہین اسد غازی فتاح طلسم ہوشربا
ہی تمہارے بزرگون نے کتابون مین لکھا ہی یہان چلے آؤ ہم تمہاری خطا اسد غازی سے معاف کرادین افراسیاب
نے کہا اُن لکھنے والون نے غلط لکھا اُن نالائقون کا مین قائل ہون فلک مجھے آنکھ نہین ملا سکتا وہ دیوانہ مجھکو
کیا قتل کریگا انکی بھی تدبیر کرچکا ہون یہ کہکے جھلاتا ہوا قریب تخت احتقاق آیا کہا ای زینت پہلوے سامری
و جمشید با بدولت نے باغیون کو بہت سمجھایا وہ نہین مانتے اب آپ کو اختیار ہی یہ سنکر احتقاق جادو
نے تخت کو بڑھایا نقارہ آگے رکھا ہی چوب ہاتھ مین تخت سے کودا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے میدان
کارزار مین پہونچا جلادون نے بھی بجبر ہری لی خنجر نیام سے نکالے آپس مین غلغلے کرتے تھے لو یارو آج
بعد مدت بہت عمدہ شکار ملا لاکھون کو قتل کرینگے مدت مدید سے خنجر ہمارے پیاسے ہین آج انکے پیٹ
بھرینگے پیاسون کو سیراب کرینگے یہ کہتے ہوے بارہ ہزار جلاد پرے جاکر کھڑے ہوئے احتقاق نے آواز
دی ای فرقۂ باغیان ای مجمع سرکشان مجھکو تاریک شکل کش نہ سمجھو ایک ایک کو چیر پھاڑ کر کھاتی تھی نے طور سے
شعبدہ دکھاتی تھی میرا وہ طریقہ نہین ہی تین چوبین نقارے پر لگاتا ہون لشکر کے لشکر مٹاتا ہون اب بھی وقت
ہی کہ اگر افراسیاب کی اطاعت کرو ورنہ کچھ نہو سکیگا یہ خیال دل سے دور کرو افراسیاب کو اپنا بادشاہ
جانو اگر یہ تمکو خیال ہی کہ افراسیاب کا جب جی چاہیگا بچا لیگا جب تین چوبین نقارے پر لگادین وہ بے اختیار
ہوجائیگا اسکا کیا زور چلیگا مین بھی اگر چاہون کہ تم سبکو بچا لون یہ امر بہت غیر ممکن ہی اسوقت تک مجھے بھی
اختیار ہی یہ سحر سامری و جمشید ہی بدون میرے قتل کے اسکا دفع ہونا ناممکن ہی خوب سمجھ کر

یہ بھی سامری وجمشید لکھ گئے ہا بدولت کو کوئی قتل نہیں کرسکتا سب طرح اطمینان ہی تمکو امان دینا یہ ہمارا احسان
ہی دیکھو مہر و عنایت افراسیاب کو اول اپنے وزیر کو واسطے سمجھانے کے بھیجا تم لوگون نے نہ مانا پھر چلتے
چلتے مجھسے بھی ارشاد فرمایا میں نے ان سبکو خون جگر پلاکر پرورش کیا یہ سب سردار رونق طلسم ہوشربا ہین
اسوجہ سے سمجھاتا ہون کچھ خوف نکرو چلے چلو ہماری وجہ سے شہنشاہ کچھ نکہین گے پھر وہی عہدہ ہائے جلیل
ملینگے عرصۂ دراز تک احتقاق نے جو یہ سمجھایا ملکہ مہرخ کو غصہ آیا طاؤس زرین بال سے کودین آگے
بڑھکر آواز دی او احتقاق تو ہمکو کیون سمجھاتا ہی ہمنے سامری وجمشید پر لعنت کی راہ ضلالت سے
برہبری خضر حقیقت چشمۂ مراد پر پہونچے آبرو پائی اب ہمکو زندگی و موت دونون برابر ہین صاحبقران
اعظم ایسا ہمارا افسر ہی اگر ہماری قضا آگئی کون بچا سکتا ہی وہ اگر ہمارے خون کا بدلا لینگے ساحران غدار کو
شکست دینگے یہ ہم خوب جانتے ہین زمانہ انقلاب ہی سو مرتے ہین پچیس پیدا ہوتے ہین دس ہنستے ہین
دو سو روتے ہین یہ چند بند خمسہ موافق حال زمانہ ہین گوش ہوش سے سن خمسہ موافق مضمون مقام ہوا

لالہ سان داغ ز حسرت بجگرے بینم
ہر کرا می نگرم خاک بسرے بینم
جیب گل چاک ز غم وقت سحرے بینم
این چہ شوریست کہ در دور قمرے بینم
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شرے بینم

آرزو لاکھ کرین رہتے ہین سائل ناکام
شام سے تابہ سحر اور سحر سے تاشام
نقد مقصود سے خالی ہی کف خاص و عام
ہمہ کس روز ہمی میطلبد از ایام
مشکل اینست کہ ہر روز بتر مے بینم

کارخانہ یہ جہان کا نظر آیا سر دست
سفلہ پرور ہی فلک اسلیے جلاد ہین مست
عیب ہی کج ہنر اور ہنر عیب سے پست
ابلہان را ہمہ شربت ز گلاب و قند است
قوت دانا ہمہ از خون جگرے بینم

کینہ و رنج و خصومت غضب و بغض و حسد
جاے رقت ہی اقارب مین اقارب سے بد
رنج اسدرجہ جہان مین ہین کہ جسکی نہین حد
ہیچ الفت نہ برادر بہ برادر دارد
ہیچ مہرے نہ پدر را بہ پسرے بینم

اس زمانے مین ہین دل موم دلون کے پتھر
حال اولاد کا برعکس اب آتا ہی نظر

کیا قیامت ہی کہ فریادی ہی گھر گھر — دختران را ہمہ جنگ ست وجدل با مادر
پسران را ہمہ بدخواہ پدر مے بینم

جائے عبرت ہی یہ ہی قہر خدائے منان — جتنے تھی قابل خلعت ہوں پھرین وہ عریان
گردش چرخ سے عالم مین ہی الٹا سامان — اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان
طوق زرین ہمہ در گردن خرے بینم

راست ہی بات مری لغو نہین ہی یہ سخن — عافیت مدنظر ہی تو اسے غور سے سن
منتخب شعر ہی رعنا یہ نہین بے سروبن — پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن
زانکہ این پند بہ از گنج گہرے بینم

ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ اشعار حافظ نامدار بصد رشد و مد پڑھے اہالیان لشکر افراسیاب دنگ مضمون
نے سر جھکا لیا نامطبوعون کو ناگوار ہوا لیکن جسوقت ملکہ مہرخ نے دست حق پرست بڑھا کر یہ مصرع پڑھا کہ
طوق زرین ہمہ در گردن خرے بینم ۔ احتقاق کو بہت ناگوار ہوا تاج سر پہنکر میدان کارزار مین آیا
تماظریف شاعر خوب قہقہے مار کر ہنسے کہا ملکہ مہرخ نے کیا پھبتی کہی ہی خوب احتقاق کو گدھا بنایا کیا
لطف کا مصرع سنایا یارو احتقاق پر چھاگئی احتقاق نے جو یہ باتین سنین کیسا شرمایا غصے مین
چوب لیکر طرف نقارے کے جھپٹا اور بقہر و غضب تمام اس بدانجام نے نقارے پر چوب لگائی معاذ اللہ
قیامت برپا ہوئی یا تو سرداران ملکہ مہرخ بہار و باغبان و رخ موے کاکل کشا و ملکہ بلال
سحر افگن و رعد و برق و برق لامع و خورشید زرین سحر وغیرہ رعنائی و زیبائی بجرات دستگاہ
سینہ سپر کیے کھڑے تھے یا نقارے کی آواز سنکر پریشان ہو گئے جسنے سر جھکایا کوئی تھرایا کسی نے آہ
کی کسینے کلیجے پر ہاتھ رکھا کوئی لڑکھڑایا کسی کی آنکھون سے آنسو جاری کسینے بنگاہ یاس طرف آسمان کے
دیکھا ہنگامہ عظیم برپا ہوا رنگ روے بہار متغیر مخمور سحر احتقاق مین مسحور آنکھون سے یہ ثابت
تھا چشمے مین گویا حباب شناوری کر رہے ہین کئی ہزار سردار گرد تخت ملکہ مہ جبین ماہ رخسار کے
تھے اپنا جا کر یا تو تخت کو کاندھا دیا تھا یا کاندھی دینے لگے تخت کو زمین پر رکھدیا مراد یہ تھی کہ پہلی آواز سے
سحر سبکو فراموش ہوا ہر چند سحر یاد کرتے تھے ایک لفظ یاد نہ آتا تھا اسوجہ سے اُن نازنینان ماہ سیما کا
دل گھبراتا تھا حیران تھے کہ علم سحر صفحہ سینے سے یکایک معدوم ہوا اب یقین آیا بخوبی معلوم ہوا کہ تمام

سحر احتقاق ہی نقارے کی آواز سنتے یہ حال کیا احتقاق کانپ رہا تھا پھر جھوم کر طرف نقارے کے چلا جلادوں نے بھی اپنے مقام سے جنبش کی اہل اسلام نے گھبرا کر ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا دیے پکار اٹھے ای خالق بے نیاز رحیم کریم ہمکو بچائے سحر فراموش ہی دل گھبراتا ہی غش آیا چاہتا ہی اشعار دعائیہ

خداوندا رہ از غیبم کشای
ز عیبم چشم دل بر غیب کشای
بہر عیبی کہ باشد عیب ناکم

برحمت کن ز غیب از عیب پاکم
ز عیبی خودپسندی پاکیم دہ
ز شادی جہان غمناکیم دہ

رسید روی بجان دل را امان دہ
دل غمگین دہ و منت بجان نہ
دل غمگین ز شادی شاد گرداندہ

ور گنجایش غم کوہ تا کوہ بیا
بیا از کرم بر من درویش نگر
برحال من خستۂ دلریش نگر

ہر چند نیم لایق بخشایش تو
بر من منگر بر کرم خویش نگر
بیقرار ہوکر جوان سب نے دعا

کی آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر دیکھا سینے کوکب والا گہر بصد کر و فر مرکب مشکین پر نہ پر سوار مثل برق جہندہ اگر آرد کا نعرہ کیا اور احتقاق خبردار رک نہ بڑھنا ارے تو مصاحب سامری مشہور ہی کچھ شعبدۂ سحر تانہ دکھا اور نقارچی نقارہ نہ بجایہ کہکر فوراً زمین پر آیا تیغ نیام انتقام سے لیا احتقاق نے سر اٹھایا بہ سطوت و صولت کوکب روشن ضمیر کو آتے ہوے دیکھا وہ نگاہ شیرانہ کوکب نے ڈالی احتقاق روباہ مزاج تھرا کر ٹھہر گیا کوکب سنبھلا جاکر مقابلہ کروں افراسیاب نے آواز دی ای مصاحب سامری ودای احتقاق جادو سحر مین ہی سے مقابلہ نکرنا یہ بادشاہ طلسم نور افشان عالی خاندان جوان خودپسند طلسم بند ہی آواز نقارہ سے تاثیر کی گی احتقاق پھر طرف نقارے کے چلا لیکن کوکب للکار رہا ہی سینہ سپر کیے میدان کارزار مین کھڑا ہی دوسری برق آسمان پر چمکی آواز مہیب آئی زمین میدان کارزار تھرائی دیکھا سینے نور افشان جادو استاد کوکب خوش شعور للکارتا ہوا آتا ہی ای فرزندار جمند وای نامی نامدار کوکب عالی وقار صدای نقارہ سے بچنا یہ کہکر نور افشان بھی آسمان پھر تھرایا خوف صدائے نقارہ سے زمین پر نہ آیا مگر کوکب کو منع کر رہا ہی کانون مین انگلیان دیے ہوے وسط سما پر لہرا رہا ہی لیکن افراسیاب نے جو ترغیب دی کئی مرتبہ پکارا احتقاق جھوم کر قریب نقارہ پہونچ گیا چوب لگا ہی دی سرداران مریخ کے کانون مین وہ آوازین پہونچین وہ تو سب کر و گنگ ہوے کوکب تھرا گیا سحر فراموش ہوا اسوقت کی قیامت لشکر اسلام پر یہ مصیبت کوکب مبتلاے آفت افراسیاب کی مدد جلادان خرس طینت

میمون خصلت کا اپنے مقام سے بڑھنا اُن گونگے بہرون کا طرف آسمان کے دیکھ کے غین غین کرنا مہ جبین کا
سرپیٹنا جانسوز و ضرغام ایک پہاڑ پر کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے دونون نے بیقرار ہو کر سنگدلی پر
افراسیاب کی پتھرون سے سر ٹکرایا پچھاڑین کھائین یقین کامل ہوا جو صفت نقارے کی سنتے تھے
آنکھون سے دیکھ لی ایسی آواز مین سواران ملکہ مہرخ بیہوش ہو جائینگے کوکب گونگا بہرہ بنکر مارا جائیگا
ہائے کیا غضب ہوا اسد غازی یہان سے پانچ سات کوس پر تشریف رکھتا ہے بادی اس باغ ہیجا
کی سنکر اسکو تاب نہ آئیگی فورًا مرکب پر سوار ہو کر دوڑے گا اور بھڑ کر اپنی جان دیدیگا ہائے اس گلزار بیخزان پر
جھونکا ہوائے گرم کا چل گیا ای یاور غریبان و ای دادرس بیکسان ای رب دوجہان جلد اِس بلا کو دفع کر
پہاڑ پر تو عیار تڑپ رہے ہین لشکر مین سب گونگے بہرے سوائے سر پٹخنے کے چارہ نہین سب ایک حال
مین ہین ایک کو ایک بہ نگاہ حسرت دیکھتا ہے بہار کا اشارہ کرتا کہ بہار عمر خزان ہوئی باغ عالم سے حسرت
و یاس لیکر چلی مثل نخل چنار نہ پھولی نہ پھلی مخمور کے اشارون سے ظاہر تھا عین شباب مین قضا آئی ساقی
بدعت عالم نے عوض جام شراب گلرنگ ساغر اجل پلایا پیر مغان دہر کو مخمور کے حال زار پر رحم نہ آیا مہ جبین
کی نگاہین حسرت آلود چارطرف گھبرا گھبرا کر دیکھتی ہین اُن نگاہون سے یہ ہویدا ہے کسی محبوب پر شیدا ہے بجائے
اشک حسرت و یاس ٹپک رہی ہے کنائے اشارون مین یہ اشعار مصیبت خیز ظاہر ہوئے اشعار آبدار

بغارت دادم از غفلت متاع خانۂ خود را
بر آتش میزنم امشب دل دیوانۂ خود را
گرفت الفت بہ تنہائی چنانم دل کہ میخواہم
فغان دل خراش و گریۂ مستانۂ خود را
تسلسل یاد ہشیاران شمار او دہم کاخر
بیان کردم دیگر مین این افسانۂ خود را

بدست خود زدم آتش مین آتش خانۂ خود را
زبس مستغرق عشقم نمی جنبد ز جا و سم
بیا از باغ جنان گوییم اگر ویرانۂ خود را
بجز من گاہ بخنجر چو مرغ دانہ چین گشتم
ز بدمستی تہی من کردہ ام پیمانۂ خود را

ز سوز دل نہاد آتش چو فانوسم بہ پیراہن
کہ زنجیر علم در پا دل دیوانۂ خود را
بصد الحان داودی برابر گشتہ عاشق
بغیر از دانۂ اشکے ندیدم دانۂ خود را
دو چشم مست پنداری بخواب آگہ مخفی

ملکہ مہرخ کے منھ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین برق لامع کی زرین ہونٹون مین
جلن برق و رعد کی بدحواسی خورشید زرین بحر کے چہرے پر زردی نرگسی آنکھین ڈگڈگا رہی ہین
رنگ مصیبت دکھا رہی ہین مزاج مین سرخ مو کے پراگندگی ہلال سحر افگن کی کاہیدگی انگشت نمائی
اگر ذرا فروائی بدحواسی لکھون دفتر ناتمام رہجائے اس تحریر مصیبت مین کلک سے اشک سیاہ نکل رہے
ہین حرف صفحۂ قرطاس پر مثل مرغ بسمل پھڑک رہے ہین ہر کشش سنان نیزۂ مصیبت ہر ایک دائرہ خنجر بران ہے

بہت خائف لشکر اسلام قریب ہے احتقاق جادو تیسری چوب لگانے پر آمادہ ہو گیا اسوجہ سے غصہ ہوا کوکب جو
مبتلائے بلا ہو گیا احتقاق مضحکہ کر رہا ہے کہتا ہے کیوں اے کوکب تمہارا بھی ستارہ گردش میں آیا اسی منہ پر دعویٰ
سلطنت طلسم نور افشان تھا کچھ سحر کرو تلوار ہاتھ میں ہے خفت نہ کھینچو جوہر جرات دکھاؤ ایسے ایسے کلمات
کہکر آتش کلام سے دل اُس بادشاہ عالیجاہ کا جلاتا ہے افراسیاب اپنے مقام سے غل مچاتا ہے اے شہنشاہ
ساحران اسوقت ان باتوں کو موقوف کرو جوش میں نہ آؤ جلد نقارے پر چوب لگاؤ دیکھو پچھتاؤ گے منہ کی
کھاؤ گے ان مسلمانوں کا خداے نادیدہ بڑا زبردست ہے غیب سے مدد ہوتی ہے تم ہنستے ہو تقدیر روتی
ہے احتقاق نے پلٹ کر دیکھا جواب دیا کیوں گھبراتا ہے اگر رو رو کر دور رہوں تو انکو پامال کروں اسوقت
اگر سامری جمشید آجائیں تو انکا بھی یہی حال کروں زبان نہ ہلنے دوں ہلنا میں آسمان کی کھینچ لوں سر پیٹ
رہا ہے افراسیاب کہ اے احتقاق غرور نہ کر خداوند لقا کو غرور بہت ناپسند ہے وہ جانتی جوت کا خداوند ہے ایسا
نہو یہ غرور کی باتیں سنلیں الٹی پلٹی تقدیر کر دیں جتنے تلمے وہاں سے آئے سب میں یہی لکھا تھا ہم سیکا غرور پسند
نہیں کرتے مغرور کو مٹا دیتے ہیں ارے وہی میرے طلسم کو مٹا رہے ہیں ہزاروں ساحر وہاں جا کر مارے گئے
اس غرور نے پامال کیا طلسم کا یہ حال کیا اب جلدی کرو احتقاق جھوم رہا ہے اہل اسلام بیقرار و اشکبار
اپنی جان سے بیزار دعا میں مصروف جانتے ہیں کہ یہ حل مشکلات ذات پر پروردگار کے موقوف ہے یکایک
آسمان پر برق چمکی آب رحمت ظاہر ہوا سب دیکھنے لگے ابر آکر شق ہوا دیکھا سپنے تخت زرین پر خواجہ عمرو
و مہتر برق فرنگی و مہتر قران نامدار و چالاک عالیوقار ایک تخت پر بصد صولت و شوکت صاحب
جاہ و تمکین ملک احول مربع نشین ایک تخت پر ملکہ گلشن ساحرہ پُرفن پشت پر بارہ ہزار کنیزان زرین پوش
بصد جوش و خروش ہویدا ہوے حیرت جادو ملک احول کو دیکھکر گھبرا گئی تخت سے کودی جھٹک
دامن افراسیاب تھام لیا بیقراری میں سامری جمشید کا نام لیا پوچھا اے شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہے یہ تو ملک
احول مربع نشین کوکب کا پیر بھائی ہے بروز رہائی اسد سرداران جمہوخ کو بصد شد و مد سحر سے نکال کر
لیگیا تھا آپ جا کر لڑے برابر بہا لڑکے جا کر اسکو قتل کیا یہ مردہ کیونکر زندہ ہوا افراسیاب نے حیران ہو کر
کہا اے ملکہ حیرت کیا کہوں اسوقت غرق دریاے حیرت ہوں یہ بڑا ساحر زبردست ہے جس زمانے میں
کوکب سے میل تھا سحر یاد کرنا ہمارا کھیل تھا یہ بھی مکتب خانے میں آتا تھا بڑا ساحر عالیوقار ہے یہ بھی ہوشیار
کار آزمودہ ہے میں نے غصے میں تیغ سحر مار دیا کشتہ سحر کیا شہاب گلگون پوش میرا ارادہ ان تھا ہی لیکن

لیگیا نیلا اسکی صورت کا پھیک دیا اسے راہ شہر فرعونیہ مین عمرو و برق نے جا کر عیاری کی اختقاق
وغیرہ کو بیہوش کیا یہ دونون مکار گرفتار ہوے اتفاق سے شہاب آگیا اپنی باتون کا رنگ جمانے لگا زرد رونے
کہا مین انکو لیجا کر اپنے قلعہ مین قید کرونگا میرا قیدی تا قید حیات نہین چھوٹتا میرے دلکو تسکین تھی کہ اس نے
ملک احول کی خوب حفاظت کی عمرو و برق کو بھی بڑے لطف سے قید رکھے گا معلوم ہوتا ہی ان عیارون
نے جا کر شہاب کا خون بہایا جررو اسکی ساتھ آگئی ہی اسوقت اس احول کا آنا بڑا غضب ہوا یہ کمبخت
اختقاق غرور مین دیر کرتا ہی یہ کہکر حیرت سے دامن چھڑایا افراسیاب تو طرف میدان کارزار کے چلا مگر
جیسے ہی ملک احول کا تخت نمایان ہوا نور افشان نے آواز دی ای نور نظر جلد میرے پاس آؤ خدا نے
تمکو قید سے چھڑایا یقین ہی خواجہ عمرو نے جانبازی کی ہوگی قران و چالاک وقت پر پہونچے لشکر اسلام کا
خاتمہ ہی مجھکو بھی سحر فراموش ہی کوکب تمھارا بھائی بیہوت ہو چکا زندگی سے مایوس کف افسوس مل رہا ہی
اگر ابھی اختقاق نے نقارے پر چوب لگا دی کل اہل اسلام بیہوش ہو جائینگے جلادون کے ہاتھ سے مہلت
نپائینگے طلسم نور افشان کا بھی خاتمہ ہوتا ہی مین بھی اسوقت آکر مجبور ہوا ای مرد مردانہ شیر فرزانہ یہ دنیا
حباب سے بھی کم ہی ہرچند دریا دلی مین اگر صاحبان آبرو بصد جستجو حباب لب دریا سے زندگی کو مثال دیتے
ہین سراسر غلط بقول مصنف فرد فنا لگی ہی پے سرکشان تر دامن ٭ ابھر چلے تھے کہ بس خاک مین حباب ملے
انسان کی لیاقت اس سے بھی کم ہی غنچہ و گل سے بھی مثال کا رنگ نہین جمتا نسیم سحری کہون آمد بہار سے
مثال دون ای فرزند یہ سب سراسر حماقت ہی دنیا مقام سراے فانی ہی شہر عدم مقام جاودانی ہی سرا مین اگر
دیکھا شام کو صدہا مسافر آے مہتر مہترانیون نے خوب خاطر کی آب و دانہ مہیا کیا جب رات گئی مسافرون
نے کمر باندھی کوئی مہتر مہترانی خلق سے نہین پیش آتا بلکہ جاروب کشی کرکے خاک اڑاتے ہین مسافر کو بھگاتے
ہین اسیطرح خیال کرو جب لڑکا بطن مادر سے پیدا ہوا مان باپ کا دل شیدا ہوا کوئی پیار کرتا ہی کوئی جانی
پیارے کہتا ہی ہر وقت مہد راحت و آرام مین رہتا ہی جب شب حیات بسر ہوئی سبنے منھ پھیرا حسرت
و یاس نے آگھیرا ہی چاہنے والے کہتے ہین چلو اسکو پھینکو سب عزیز و اقارب ساتھ ہوے مکان تنگ
تاریک مین جا کر بند کر دیا مان باپ کو بھی اتنا خیال نہ آیا کہ آج ہمارا فرزند بیابان تنہائی مین آرام کریگا اجلی شب
اسی جا بسر کرین شاید ہمارا فرزند ہمکو پکارے جواب دین بہلا کر آغوش مین لین محبت قدیمانہ صرف کرین
نہین ہوتا تنہائی مین چھوڑ کر چلے آتے ہین پھر کوئی خبر لینے نہین آتا نہین معلوم اسپر کیا گذری اعمال ساتھ رہے

نہین معلوم اُسنے آرام پایا یا ظلم سے محبت عاشق و معشوق کا دنیا مین فسانہ ہی مجنون نے عشق لیلی مین آرام و چین
ترک کیا عمر بھر صحرا نورد رہا یہ عشق تمام عالم مین مشہور ہی ہر اہل دل اسکا ذکر کرتا ہی لیکن قبر مین انھین بھی ایک
نے ایک کا ساتھ نہ دیا اگر کسی معشوق کا انتقال ہوا عاشق پھر دو پہر رویا سمجھانے والون نے سمجھایا ای برادر کیون
روتے ہو اُس عاشق صادق نے جواب دیا ہمارا معشوق پہلو نشین مر گیا رو رو کر جان دینگے اہالیان دنیا نے
سمجھایا ای برادر جو خاک کا پیوند ہوا رشتۂ محبت شکست ہو گیا تمھارے رونے کی اُسکو خبر بھی نہو گی ناحق اپنی
جان دیتے ہو یہ عاشق بھی روتا پیٹتا تا بہ شہر خموشان گیا اپنے پہلو کے سونے والے کو اپنے ہاتھ سے قبر مین اُتارا
اُسیوقت قبر سے نکل آیا اس عاشق نے بھی وفاداری کی قبر پر محبوب مطلوب کی نہ بیٹھا اُسیوقت آکر کاروبار دنیا
مین مصروف ہوا بادشاہ ملک کا سبکو پیارا ہی اگر کہین جا کر کسی سے لڑے سرداران سرفروش سینہ سپر کرتے
ہین اپنے کو مثل نقش قدم مٹاتے ہین اپنے شہنشاہ کو زخم نیزہ و شمشیر سے بچاتے ہین لیکن جب مر گیا اُسیطرح
قصر قبر مین بند کر دیا بموجب مضمون مصرع مصرع حرمت شاہ و گدا زیر زمین یکسان ست ہ اُن سرداران
جان نثار سے بھی یہ نہو سکا کہ قبر پر اپنے بادشاہ کی بیٹھین اپنے مالک کی خبر لین انتقال شاہ و گدا کا ایک
طور پر ہی ملک احول شیر صولت اسوقت فلک کج رفتار آمادۂ ظلم و بیداد ہی یہ نقارہ نواز تیسری چوب
مین خاتمہ کر دیگا کوئی زندہ نہ بچے گا اسوقت تیرا ہی کام ہی اس سرفروشی مین تا روز قیامت نام ہی آج اگر
جان دی زندۂ جاوید ہوے یہ سنکر احول مربع نشین کو جوش آیا آواز دی اُستاد والا نژاد مین سمجھ گیا
زندگی کو حباب وغیرہ سے کم سمجھتا ہون اب مجھکو شرف آخرت ملا انشاء اللہ غنچۂ آرزو کھلا زہے شرف
و زہے فخر کہ تھوڑی سی مصیبت تا روز قیامت راحت یہ کہتا ہوا تخت سے جدا ہوا خواجہ وغیرہ بھی
روتے ہوے تخت سے کود پڑے گلشن فوج لیکر ایک جانب ٹھہری احول مربع نشین اُترتا ہوا بر سر
نقارۂ جمشیدی آکر ٹھہرا آواز دی او احمق بیمار دنا مرد خبردار کہان جاتا ہی تیری قضا میرے ہاتھ سے
ہی حافظ حقیقی و مالک تحقیقی کی بے نیازی و کارسازی دیکھ کئی سال قید رہا کسوقت پہ چھوٹا اب دام تعلق
دنیاے ناپائدار سے بھی رہا ہوتا ہون یہ دنیاے زشت ہی میری تقدیر مین سیر ریاض بہشت ہی شکر خداے
کارساز و احسان رب بے نیاز اہل اسلام پر نثار ہوتا ہون تخم عمل نیک مزرعۂ آخرت مین بوتا ہون
ای شہنشاہ اوج عیاری آپ سے کچھ عرض کرنا منظور ہی قلب کو سرور ہی عمرو و چالاک و برق و قران
روتے ہوے لشکر سے نکلے سامنے ملک احول کے آئے احول اُسیطرح سے وسط سما پر ٹھہرا ہوا ہی جب

خواجہ عمرو سامنے آئے ملک احول نے آواز دی ای بزبردشت طراری وای ننگ بحر عیاری بغلام
ناکام لشکر اسلام پر نثار ہونا ہی چند کلمات وصیت کرنا منظور ہین امیدوار ہون بگوش ہوش سماعت
فرمایئے اُستاد نور افشان نے دنیاے دنی کی حقیقت ظاہر کردی دلکو تسکین ہوئی اگر بیمار ہوکر مرے بار ہے
بھڑے ہر طرح وقت موت نہ ٹلے گا زر وجواہر بھی اس راہ مین کام نہین آتا خوب آگاہ ہون اگر قلعۂ آہن مین
چھپون قابض ارواح وہان بھی پہونچے کتاب مین حال حسرت مآل جناب سلیمان بن داؤد پڑھا لکھا تھا
کہ ایک قصر عالی بنوایا تمام فوج کو حکم دیا میدان مین آکر پرے جماؤ دیوزادون کو در قصر پر نگہبان کیا حکم محکم دیا
خبردار ہمارے پاس کوئی نہ آنے پاے فوجین آکر جمع ہوئین دیوزاد وجنّات وپریزاد وطیور وما ر وانسان حیوان کے سب
کے بادشاہ تھے عصا دست مبارک مین لیکر فوج کو ملاحظہ کرنے لگے پشت سے آواز آئی السلام علیہ حضرت
سلیمان عالیمقام نے پلٹکر ایک عرب کو دیکھا فرمایا ای شخص تو کون ہی میرے جاہ وجلال سے نہین ڈرا
نگہبانون نے نہ روکا اس قصر مین ہوا کا گذر دشوار ہی تو کیونکر آیا اُسنے جواب دیا مین فرستادۂ بادشاہ جبار تمام
ہون جسکا حکم سب پر غالب ہی مین سواے اُسکے کسیکا حکم نہین مانتا دیوزاد مجھکو کیا روک سکتے مجال تھی کہ ٹھکر
ٹوکتے مین قاطع لذات جہان ہون نہ انسان ہون نہ حیوان ہون عورتون کو بیوہ کرتا ہون بچون کو یتیم
بھائی کو بھائی سے جدا کرون جہان مجمع عام ہو اُسکو متفرق کر دون یا حضرت اب لذت دنیا فوت ہی نام
میرا ملک الموت ہی جناب سلیمان مثل بید تھرّا ئے سر جھکا کر فرمایا رضینا بالقضا اتنی مہلت چاہتا ہون نظارۂ
فوج سے مہلت پاؤن پھر اختیار ہی ملک الموت نے جواب دیا حکم بادشاہ عالیجاہ ہی اسیطرح آپ کی روح
قبض ہو ای شہنشاہ اوج عیاری اتنے بڑے پیغمبر حق کو بیٹھنے کی مہلت نہ ملی کھڑے کھڑے روح قبض
ہوئی پس ہوس زیست بیکار ہی دنیاے دون مکار و غدار ہی مین اتنے بندگان خدا کے واسطے جان دیتا
ہون یقین کامل ہی پاک وصاف ہوکر دنیا سے اُٹھون لیکن میرے جنازے کو اسد نوجوان نظر کردۂ یزدان
کاندھا دین اپنے دست حق پرست سے قبر مین اُتارین دعاے مغفرت واجب ولازم ہی یہ مسافر سفر ملک
عدم کا عازم ہی اس نقارے کا ٹوٹنا اس ناہنجار کا میرے خون پر موقوف ہی یہ حقیر جانباز جان بچانیکی
فکر مین ان سب سردارون کی مصروف ہی یہ کہکر ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے پکار اُٹھا ای سمیع وعلیم ای
رحیم وکریم صبر عطا کر اپنے ہاتھ سے اپنا سر قلم کرون ثابت قدم رہون ہاتھ نہ کانپے قلب نہ تھرّائے جرأت
اپنا گلا کاٹون یہ کلمات حسرت آیات جو آواز بلند اُس حق پسند نے کہے عمرو برق قران وچالاک

پچھاڑین کھانے لگے مردان عالم کے قلب تھرّا گئے بعضے غش مین آگئے بڑے بڑے بہادر جانباز سرفروش
چیخین مار مار کر روتے تھے کل سرداران ملکہ مہرخ بیقراری مین اشکون سے منھ دھوتے تھے شور گریہ وزاری
بلند دوست دشمن دردمند عمرو نے بیقرار ہوکر آواز دی ای احول نوجوان وای صاحب ایمان واللہ
تیرے کلمات نے تیر بنکر کلیجے کو مشبک کردیا ہم سب جان دین مارے جائین لیکن تو اپنے کو بچا میدان کارزار
سے نکل جا احول نے کہا مین آپ کو وصیت کرچکا اب میری ثابت قدمی کی دعا کیجیے آپ سب صاحبون کا
خدا حافظ وناصر ہو افراسیاب دوڑا ہوا آتا ہی کلمات سخت کہکر چلاتا ہی کہ او احتقاق مغرور بے غیرت
دیکھ غضب ہوتا ہی اسکے گلا کاٹتے ہی قیامت برپا ہوگی نقارہ ٹوٹ جائیگا تو بھی دم لینے کی مہلت نپائیگا
جلد چوب لگا احتقاق مغرور کو بھی ہوش آیا غیرت کا جوش آیا چوب لیکر طرف نقارے کے چلا لیکن
ملک احول مربع نشین نامدار ثابت قدم کوے محبت شاہنشاہ اقلیم جلالت تھرّاتا ہوا طرف
نقارے لیے چلا خنجر برق مثال کھینچکر اپنے ہاتھ سے گلے پر رکھا خنجر کو رگڑ دیا سر اس سردار کا کٹ کر نقارے پر گرا
سبکو یہ معلوم ہوا تودہ باروت مین کسینے آگ رکھدی گئی توپین ایک مرتبہ فیر کین نقارہ جمشیدی مثل ظالم شق
ہوا احتقاق چیخا اس بیچارے کو یقین کامل نہ تھا کہ ملک احول اتنا بڑا کام کرے گا اُسی نقارے سے اک برق
سبز چمکی سر پر احتقاق کے پڑی اس بیچارے کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ ناری کا جلنے لگا جلاد قریب آگئے تھے
اُن سبکے بھی سر پھٹ گئے ہزار ہا آدمی لشکر افراسیاب بیہوش ہوکر گرے اہل اسلام کے ہوش درست ہوے کمر ہمت
باندھی لڑائی پر چالاک وچست ہوے کوکب ونور افشان کو سحر یاد آیا غم احول مین کوکب نے گریبان
چاک کیا تیغہ برق مثال کھینچکر فوج افراسیاب پر چلا لیکن زمین وآسمان مین اندھیرا فوج رنج ومصیبت نے
لشکر افراسیاب کو گھیر امرنے سے احتقاق کے آوازہاے مہیب آرہی ہین طایر پہاڑون سے سر ٹکراتے ہین ہا
صاحب سامری کہکر غل مچاتے ہین بعد عرصہ دراز صدا آئی کشتی مرا نام من احتقاق جادو حاکم حجرہ سوم بود
افسوس مردیم وجان دادیم مطلب خود نرسیدیم افراسیاب دوڑا پھرتا تھا کبھی مُنھ کے بل گرتا تھا سرباد
ابریق برجا اس حیرت کو عالم یاس مہرخ وبہار وغیرہ سے جو دیکھا روشنی ہوئی کوکب روشن ضمیر لشکر
افراسیاب پر جا پڑا انور افشان بھی غصے مین بڑھا یہان تو فوجین آپسمین ل گئین سحر ہونے لگے
اب ناظرین والا مقام پر واضح ہو مقام مشعل ومقام تاریک شکل کشش پر مفصل تحریر کرچکا ہون کہ بالاے
کوہ زبرجدی بارہ سو سنہری پتلیان کنیزان سامری جو ہمراہ آفات چہار دست ہین خبر آیندہ وگذشتہ

بیان کرتی ہین بروز قتل مشعل چار سُو جلیبن تین سو کا بروز اختتام تاربک اسطرح خاتمہ ہوا اپنے گلے کا ہار کرین
کچھ جلبین آج بھی آفات چہار دست اسی طرح کوہ زبرجدی مین تخت زرین پر بیٹھی ہی کہ یکایک شے دیکھا رنگت
کنیزان سامری متغیر ہوا دو مرتبہ آفات یہ قیامت دیکھ چکی ہی گھبرا کر اُٹھی اتنا صرف مُنھ سے کہا یا سامری
جمشید حجرۂ سوم کی خبر ہو قصد ہوا سبکو لیکر کمرے مین بند کرون اجل سے کب مہلت ملتی ہی ایک شعلہ نکلا برق
چمکی ایک کنیز کے سر پر گر کر جلنے لگی دوسری ہائے ہائے کرکے لپٹی وہ بھی جلنے لگی آفات بیٹی پھرتی ہی گود مین اُٹھا اُٹھا
کر کمرے مین پھینکتی ہی تین سَو کو بمشکل بچایا قفل بند کرکے پر پرواز پیدا کیے چیختی ہٹتی چلی اُسوقت پہونچی کہ میدان
کارزار مین قیامت برپا ہی سحر ہو رہا ہی نخل صحرا اجل رہے ہین زمین سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین لاشہ اختقاق
تڑپ تڑپ کر سرد ہوا نقارۂ جمشیدی گرد برد ہوا افراسیاب بہجوم ساحران مہرخ نے اتنی بڑی مصیبت اٹھائی
سحر فراموش ہو چکا تھا خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا اُس طلسم سے اپنی جان دیکر سبکو بچایا ایک سمت سے
کوکب روشن ضمیر ایک جانب سے نور افشان عالیشان سحر کرتا ہوا طرف افراسیاب کے جاتا ہی
حیرت و بہار سے مقابلہ پڑا بہار نے للکارا کیون ہوا عنایت باغبان قضا و قدر کی بلا خطلی شاخ
تمنا ہری ہوئی نخل بدعت قلم ہوا اختقاق بیدم ہوا نقارہ نوازنکیا ہوا نشان یکتائی مٹ گیا تمکو بھی کچھ الم ہوا
مرنیکا اُس بیچارے کے غم ہوا ملکہ حیرت غصے مین جا پڑتی اُسوقت آگ برس رہی ہی زمین و زمان متزلزل
و متحرک ہنگامہ گیر و دار بلند ملازمان افراسیاب دردمند آفات نے جو افراسیاب کو اِس آفت مین
دیکھا گھبرا گئی ایک جانب سے سحر نور افشان ایک سمت سے کوکب ذیشان بہار کے گلدستون سے
پھول برس رہے ہین برق لامع بھی کڑک کر افراسیاب پر جاتی ہی اسوقت تو افراسیاب سبکو
جواب دے رہا ہی آفات نے نعرہ کیا ای نور افشان خبردار ای کوکب ہوشیار منم ملکہ آفات چہار
دست دیکھو مین آپہونچی کرنے لگے سحر کیا زمین تھرائی آفت برپا ہوئی بہار و غیرہ گھبرا گئین ہزارہا گے
سر لشکر گرے کسی مقام پر زمین شق ہوئی الامان لشکر مہرخ اُسمین سما گئے برق بھی چمکی رعد بھی گرجا
بلائی برسا غبار نے تمام عالم گھیر لیا ساحر گھبرانے لگے آفات لٹی بُھٹی قریب افراسیاب پہونچی کہا
حجرہ ہائے بلا کھولے دیکھ کیا بلاقفل ہوئی جان بچانا مشکل ہوئی ہمنے سمجھایا تھا کہ اختقاق جادو کو زندہ
اِسی دن کے واسطے ملک احول مربع نشین کو زندہ رکھا تھا ایک کنہگار کو قتل نہ کر سکا کوہ زبرجدی
پر قیامت برپا ہی کنیزان سامری نے جان دی چند کنیزون کو بمشکل بچایا بار مصیبت سر پر اُٹھایا اب نکل چل

اسوقت اس بڈھے کو بڑا غصہ ہو سب فتور ذات سے نور افشان کے پیدا ہوتے ہین افراسیاب سنے
کہا وادی امان آج میدان کارزار سے نہ ملٹونگا ان بلکے جی چھوڑ دونگا آفات نے افراسیاب سے چند
باتین کہین سحر کیتی جاتی ہی لیکن ملکہ بہار جادو خوف آفات سے بھاگ کر سایے مین اک نخل کے ٹھہری
مسرور جادو سپہ سالار لشکر احتقاق تھا جب احتقاق کا سر کٹ گیا وا اصل جہنم ہوا مسرور اک
گوشے مین کھڑا رو رہا تھا کبھی سر پیٹتا ہی کبھی پکار اٹھتا ہی شہنشاہ میری قدر کون کریگا آپ تو بہ یار سامری جمشید مین گئے
غلام کو ساتھ نہ لیا افراسیاب خانہ خراب ناقدر شناس شریف کا دشمن رفقا سے بدظن آخر کہان جاؤن یکایک
پھولون کی خوشبو آئی سر اٹھایا ملکہ بہار کو دیکھا کہ ایک مہ جبین پھول برساتی چلی آتی ہی حسن وجمال بہار کا
دیکھکر گھبرا گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا سحر مین تو اپنے نزدیک کامل و اکمل ہی جوش محبت مین پکار اٹھا او مہ جبین
گلابی پوش گل رو غنچہ دہن سرو قد مین تیرے گل رخسار کا بلبل ہون ادھر چلی آ عمر بھر خدمتگزاری کرونگا
بہار نے پلٹکر دیکھا ایک ساحر زشت خو کھڑا مجھکو بلاتا ہی ہنس پڑی کہا مین خود تجھے ڈھونڈھتی پھرتی تھی تیرا کیا
نام ہی مجھپر عاشق ہوا ہی یہ سنکر مسرور جادو گڑگڑانے لگا کہا ملک احتقاق کا سپہ سالار ہون اس غلام
کو مسرور جادو کہتے ہین ملکہ بہار نے اپنے قریب بلایا جب مسرور قریب آیا اک بدھی اتار کر مسرور
کو پہنادی چند پھول ہاتھ مین دیے کہا نخل عشق کے یہی ثمر ہین پھول سونگھتے ہی مسرور کو سرور ہوا سحر بہار
مین مسحور ہو ہاتھ باندھکر کہا کیا حکم ہوتا ہی بہار نے طرف آفات چہار دست کے اشارہ کیا کہا وہ جو چھٹا
کٹنی سامنے کھڑی ہی اسکے سبب سے ہمارے تمہارے کبھی میل نہوگا در انداز و شعبدہ باز ہی اسکا سر کاٹ
لا مسرور یہ سنکر جوش عشق مین چلا آفات افراسیاب کو سمجھا رہی ہی یہ نہین مانتا مسرور نے پشت
آفات پر بھوجگر رہا تھ تلوار کا مارا غفلت مین سر آفات زخمی ہوا پلٹ کے جو دیکھا اک جادوگر بدمنظر
بدھی پہنے ہوئے شعر عاشقانہ پڑھ رہا ہی ایک ہاتھ لگا چکا یہ کہکر بڑھا او بڑھیا کٹنی تیری ناک کاٹونگا جس
محلے مین جائیگی نکٹی کہلائیگی لڑکے پکارینگے نکٹی آئی ہی کبوتر یجاوا افراسیاب یہ سنکر گھبرا گیا کہ یہ کون صاحب
ہین اس شخص کی دادی کی ناک کاٹنے آئے ہین بادشاہ کو ہنر جدی کو کٹنی بناتے ہین آفات نے
تو زخمی ہو کر اک آہ کی کہا اسے تو کون ہی آواز دی منم مسرور جادو عاشق ملکہ بہار یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

خالی نہین فلک بھی جنون کے عذاب سے	پہنے ہی طوق دائرۂ آفتاب سے	چھائین شراب نور کی آنکھون مین مستیان
پینے ہین بادہ ہم قدح آفتاب سے	ای چرخ تیرہ ہوا رخصت آشنا	سینہ چھپا رہے سپر آفتاب سے

رہتی نہیں کسی کی ہمیشہ برہنگی
آتی ہی بوے خون قدح آفتاب سے
ہر وقت حسن دختر رز کی ہی ٹکٹکی
حاصل ہی آفتاب مجھے آفتاب سے
احسان نہ لونگا بعد فنا ناتوان ہون
بے پردگی ہوئی مجھے طرز حجاب سے
آداب حسن مین مجھے لب بستگی رہی
دھوئین کدورتین جگر آب آب سے
زاہد کی کچھ پسند نہین برگزیدگی
مستی کو کھینچ لیگی حجاب شراب سے
کیا کیا زبان تیغ نے بخشین حلاوتین
آئین خرابیان دل خانہ خراب سے

پائی زمین نے چادر نور آفتاب سے
محو جمال ہون تب دیرینہ ہی مجھے
آنکھین لڑی ہین جبسے مری آفتاب سے
ابرو کتاب حسن مین پائی جو انتخاب
شرمائیگی نہ لاش کفن کے حجاب سے
ساقی نگاہ مست تری کام کر گئی
نکلی نہ بات بھی دم پرسش حجاب سے
قاتل ہمارے قتل مین تاخیر چاہیے
باہر ہی عشق کے ورق انتخاب سے
یہ لطف پھر کہان جو نہین بے نیازیان
لبریز ہین دہان جراحت لعاب سے
ہان ای نسیم اپنی شفاعت کے واسطے

دیو شب فراق نے کس کا لہو پیا
مانگو دوا کے واسطے قرص آفتاب سے
نظارہ ہاے حسن سے سینہ ہی داغدار
یہ بیت یاد کی ورق آفتاب سے
نادیدہ دید بھی تری آفت سے کم نہ تھی
پھنکی شراب شوق جلے جو کباب سے
سینہ کیا شگاف رلایا انھین بھی خوب
اٹکے گلے مین گھونٹ نہ خنجر کے آب سے
تاثیر جذب شوق نہ بیکار جائیگی
طفلی کو میری ننگ ہی شیب و شباب سے
میرا ہی دوست خود سبب دشمنی ہوا
حاصل کرینگے خاک در بوتراب سے

یہ اشعار سنکر افراسیاب گھبرایا کہا جدا ہٹو یہ سحر بہار مین مسحور ہی اُس ظالم نے ہزارون کو قتل کرایا ہے بڑے بڑے ساحرون پر رنگ سحر جمایا ہٹ جائیے اسکے سامنے جانا مناسب نہین ہی یہ بیچارا بے خطا ہی آفات جھلا کر جا پڑی کہا او بیحیا افراسیاب تو اُسکے ناز اٹھاتا ہی مجھے اس چو چلے سے نفرت ہی مسرور تو مبہوت ہو رہا تھا اگر دریاے آتش ہوتا تو پھاند پڑتا آفات سے کب ڈرتا ہی آنکھون کے نیچے تصویر خیالی بہار ماہ رخسار پھر رہی ہی چلتے وقت وعدہ کر کے آیا ہی کہ سر لیکر آؤنگا وصل حاصل ہوگا اس جوش مین آفات پر ہاتھ مارا وہ تلوار تو اسنے غفلت مین کھائی تھی ان ایسی کی وہ کیا حقیقت جانتی ہی کلائی پہ ہاتھ ڈال کے تلوار چھین کر پنیکدی ایک طمانچہ مارا مسرور مجبور کا سر اُڑ گیا لاشہ زمین پر تڑپا آواز آئی کشتی ملازم من مسرور جادو بود اس بیحیا کو مار کر آفات نے کہا افراسیاب مین پنجہ دیا ہے اُڑی حیرت کو آواز دی او کمبخت شوہر کی حفاظت کر دیکھ رہی ہی کہ تمام عالم دشمن ہی کوکب نور افشان لونڈیان غلام دشمنان بد انجام ہین تیرے شوہر کو باغ سیب مین لیے جاتی ہون خبردار اب تامل نکرنا یہ سنتے ہی حیرت جادو بھی اُٹھی بھڑکی نکلی مصور جادو نے جورو کا ہاتھ تھام لیا کہا بھاگو مانی و بہزاد نقاش قلم کش مصاحبان مصور کے بھی نقشے بگڑے

سر ہائے برف انداز کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوئے ابریق کوہ تنگاوف کو بھاگا پہاڑ ہوا سارے لشکر مین
ملکہ پڑ گیا بھگدڑ ہو گئی خواجہ عمرو نے جو دیکھا لشکر افراسیاب کے پاؤن اُٹھے لوٹ مار پر جھکے عصا ہاتھ مین لیا
خزانے کے پاس آئے ملکہ مہرخ نے چند نگہبان چھوڑے تھے خواجہ نے آکر حکم پہونچایا صاحبو یہان سے
ہٹ جاؤ ملکہ مہرخ نے فرمایا ہی فلان بارگاہ لدوالاؤ نگہبانون نے مردہ کو دیکھا کہ جو ہمیشہ در دولت سلطانی پر
حاضر رہتا ہی حکم قضا شیم ملکۂ عالم لیکر آیا ہی فوراً اُس بارگاہ کے لدوانے کو چلے خواجہ پردہ اُٹھا کر اندر خزانے کے
تشریف لائے جال الیاسی زنبیل سے نکالا خزانے پر پھینک مارا چاہا بیدام کام کرون آواز دی اے جال
جنجال ہو کر پڑ یہ تھوڑی خاک بھی یہان کی لینا نیاریون کے ہاتھ بک جائیگی جب کھینچا زمین مین گڑھا پڑ گیا مال
لیکر کنارے ہوئے وہ بیچارے نگہبان بارگاہ لیکر آئے دیکھا مال ندارد روتے پیٹتے سامنے ملکہ کے آئے کہا
حضور یہ مردہ صاحب جو کھڑے ہین انھون نے جا کر حکم دیا ہم بارگاہ لینے کو گئے پلٹ کر جو آئے اُس مقام پر
ایک خرمہرہ بھی نہین ہی ملکہ نے بقہر و غضب تمام طرف چوبدار کے دیکھا فرمایا کیون او بدانجام یہ کیا حرکت کی وہ
حق اور مال غازیان تھا جو لڑے بھڑے جانین اپنی راہ دین اسلام مین نثار کین تو نے خزانہ کیون غائب کیا
چوبدار بیچارہ حیران ہو گیا عرض کی حضور کیسا خزانہ کیسی بارگاہ مین تو حضور کے پاس سے جدا نہین ہوا
انتظام خدمتگزاری مین مصروف ہون اتنا بڑا خزانہ مین کہان لیجاتا برق قریب ملکہ مہرخ کے کھڑا تھا اُسنے
کہا اے ملکۂ عالم یہ بڑے لوگون کا کام ہی اس بیچارے غریب کی یہ حقیقت نہین ہی ملکہ نے کہا سمجھا اگر کہو برق کا
قصد تھا کہ اُستاد کا نام بتاؤن کہ دیکھا سامنے سے خواجہ عمرو سر جھکائے ہوئے منھ پھیلائے ہوئے تشریف لائے
برق تڑپ کر کنارے ہوا ملکہ مہرخ نے کہا اے شہنشاہ والا مقام آج لشکر افراسیاب مین خزانہ بالکل نہ تھا
عمرو نے کہا مینے بھی سنا تھا کہ تنخواہ اہالیان لشکر کی چڑھی ہوئی ہی کسکی مجال تھی کہ خواجہ عمرو سے پہلے خزانہ
تقسیم کر دے لیا اس فتح کی بڑی خوشی حاصل ہی لیکن کوکب خاک اُڑاتا ہوا سامنے ملکہ مہرخ کے پہونچا کہا ملکہ
جلد تدبیر دفن وکفن مالک احوال مربع نشین کی واجب و لازم ہی سب سردار رونے لگے نور افشان
بھی آکر پہونچے دیکھا خواجہ عمرو سامان کر رہے ہین ایک جانب سے مہتر قران نامدار روتے ہوئے قریب
خواجہ حاضر ہوئے اسباب دفن وکفن آراستہ ہونے لگے عمرو نے چالاک کو حکم دیا بموجب وصیت
احوال اسد غازی کو خبر کرو آکر کاندھا دین مرد دیندار کے دفن مین شریک ہون بخدا ایسا کام کر گیا کہ کسی
سے نہ ہوسکتا اسد نامدار حال مصیبت مال سنکر تشریف لائے اب کیفیت ظاہر ہوئی اسد نامدار کو تنہا کا صدمہ

ہوا کہا نانا جان حجرۂ سوم بلا کھلا حضور نے ہمکو خبر نہ کی بہت سے سردار ہمارے قتل ہوے بجائے احول
ہم جان دیتے اپنے سرداروں کو بچاتے غیر شخص جان دے ہم طلسم کشا مشہور ہوکر زندہ رہیں سینہ سپر
نہ کریں چھوٹے نانا جان ہیں آپکا اتنا لحاظ ہر جملہ امورات کی ہمکو خبر دیجیے جب طبل جنگی بجے ہمکو خبر دیجیے
لیجیے ہم مرنے کو جان دینے کو طلسم ہوش ربا میں آئے ہیں جان بچانا کیا آپنے ہمکو مخفی کیا اب ایسا
انتظام ہو میں خود اپنا گلا کاٹ کے جان دونگا نور افشان جادو نے جو یہ کلمات حسرت آیات زبان معجز
بیان اسد غازی سے سنے دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا کہا ای شہریار آپ ایسے ای شیر و دلیر ہیں آپکا جان دینا
بیکار تھا یہ نور نظر میرا طلسم ہوشربا کا راز دار تھا اگر ہزار آدمی جان دیتے نقارہ شکست ہوتا فتح جنگ کا
بندوبست ہوتا اسوجہ سے آپکو خبر نہ کی کہ آپ کے پاس ابھی تک کوئی تحفہ مکمل نہیں ہوا کہ جس سے آپ
سحر سے محفوظ رہیں ان مقدمات کو راسے پر نگوار ان جان نثار کے چھوڑیے انشاء اللہ وہ بھی وقت
آگاہی کہ آپ لڑینگے مرحلہ جات پر وہ معرکے پڑینگے کہ ہم میں سے کوئی آپکے سائے تک نہ پہونچ سکیگا یہ امورات
وقت پر موقوف ہیں حضور کے غلام خیر خواہان دولت حل مقدمات سحر میں مصروف ہیں نور افشان نے
بفصاحت و بلاغت بخوشامد و منت اسد شیر دل کو سمجھایا ورنہ خواجہ اسد شیر دل کو غصے میں دیکھکر گھبرا گئے
تھے مہرخ وغیرہ گرد پھریں لاشہ احول مربع نشین بڑے دھوم سے اُٹھا بالموجب وصیت اسد و عمرو
دبرق و قران وغیرہ نے کاندھا دیا بہ تکلف تمام اُس صحرائے سبزہ زار میں لاکر دفن کیا اسد نے خود قبر میں
اُتارا شانہ ہلا با تلقین پڑھی دعائے مغفرت کی جب دفن سے فارغ ہوے قبر تیار ہوئی چادر پھولوں کی ڈالی
عجب حسرت و یاس قبر پر برستی تھی شوکت و جلالت قبر سے بھی آشکار تھی صاف ظاہر تھا کہ کسی مقبول بارگاہ
پروردگار کا مزار ہے صحیفہ خوان مؤثر کیے گریاں و نالان واپس ہوے نور افشان و کوکب روشن ضمیر
ابھی موجود ہیں خواجہ عمرو سے اشارہ کیا انجمن مشاورت منعقد کیجیے ہمیں آپ سے صلاح کرنا ہے خواجہ نے
اسد نامدار کو الگ بارگاہ میں چھوڑا نور افشان و کوکب و خواجہ عمرو و مہرخ و بہار وغیرہ چند سرداران
نامدار اُس محفل خلد منزل میں آکر شریک ہوے نور افشان نے کہا ای خواجہ یہ مقدمہ میرے دلپر نقش تھا بطور
ستارہ شناسی آگاہ ہوا کہ وقت پر ملکہ احول نامور کو پروردگار نہ بچائیگا جانتا تھا کشتہ سحر ہوا ہے پروردگار نے
اُسکا سبب پیدا کیا لیکن اب بڑی مشکل ہے دلپر ہجوم غم و الم شہنا نواز بانی ستم مالک حجرۂ چہارم ہے جسنے جواز روے
ستارہ شناسی کے خیال کیا ثابت ہوتا ہے یہ ہیرزی آپکی ذات بابرکات پر موقوف ہے عمرو نے سر جھکالیا نور افشان

سے نشان بتائے کہ فلان راہ سے افراسیاب جائیگا صحراے ہستی جو نیستی انکا لقب ہی اُسی سمت سے
آئیگا اُسی مقام پر کوئی تدبیر ہو اگر یہان پہونچ گیا کوئی زندہ نہ بچے گا مین اور کوکب بالکل بیکار ہون صدا ے
شہنا سے گوش گردون کر ہونگے سرکشان عالم زیر و زبر ہونگے عمرو نے کہا خیر اسکی تدبیر تو ہوگی لیکن ای نور افشان
عالیمقام ای سردار خوش انجام مقام افسوس ہی کہ اتنا نہ ثابت ہوا کہ افراسیاب نے لوح طلسمی کو کہان چھپایا
دوسرے آجتک نہ معلوم ہوا کہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن فرزند حمزۂ تیغزن زندہ ہی یا مردہ افراسیاب تو
یہی کہتا ہی کہ مینے قتل کیا نور افشان نے کہا یہ تو سراسر غلط ہی اس مقدمہ سخت و دشوار کی بھی تحقیقات آپ
ہی کی ذات پر موقوف ہی ہم لوگ بالکل مجبور و ناچار ہین ای آفتاب عالمتاب عیاری و ای نیر تابان برج خنجر
گذاری اصل تو یہ ہی کہ اس طلسم ہوش ربا کے آپ ہی فتاح ہین منازل جادۂ ہوشربا کے اسپان خنجر
کو مقدمات مشکل ہین حل انکا بانیان طلسم نے آپ کی ذات والا صفات پر موقوف رکھا ہی کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اپکے
دام مکر مین افراسیاب پھنسے مقام لوح و حال قید بدیع الزمان دریافت کیجیے عمرو نے کہا تم پرانے ساحر
حالات ہوشربا سے بخوبی ماہر ہو وقت پر ایسے نادان بنتے ہو نور افشان نے سر پر ہاتھ رکھدیا کہا سر ہمارا
راہ دین اسلام مین حاضر ہی لیکن یہ عبد ذلیل رب جلیل ان مقدمات مین بالکل قاصر ہی عمرو نے کہا یہ ملکہ
کو اختیار ہی مین فکر مین جاؤنگا ان مقدمات کا پتا لگاؤنگا نور افشان نے کہا دیر نہ کیجیے آفات چہار دست
افراسیاب کو باغ سیب مین لیگئی وہ ضرور سمت صحراے ہستی جائیگا خواجہ اسیوقت قران و برق
کو ساتھ لیکر لشکر شہنا تو زسمت صحراے ہستی روانہ ہوے نور افشان و کوکب سمت طلسم نور افشان
گئے ملکہ مہرخ و ملکہ بہار وغیرہ آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئین عمرو نے اپنے مقام پر چالاک کو بخوبی
سمجھا کر چھوڑا تھا یہ بھی سمجھا دیا تھا کہ ای نور نظر ہمارا ہونا لشکر مین اہالیان لشکر حیرت پر ثابت نہ چالاک نے
اقرار کرلیا تھا ملکہ مہرخ نے بارگاہ مین آکر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کیا گویا حیات تازہ حاصل ہوئی برائے
چندے تسکین دل ہوئی یہ سب صاحب بعد قتل احتقاق مصروف عیش و جشن ہین کہ انکا ذکر وقت
وساعت پر تحریر ہوگا خواجہ کو بھی راہ مین چھوڑ دے

دو کلمہ داستان حیرت بیان حجرۂ چہارم کہ جسکا مالک شہنا نواز جادو ہی جانا افراسیاب کا طی کر کے صحراے ہستی کو اور ہمراہ لیکر پلنگ خونریز کو واپس ہونا اُ مین عیاری خواجہ عمرو بصورت خداوند جمشید عجب قیامت کی عیاری ہی دو دیگر

صحرائے ہستی کو اور ہمراہ لیکر پلنگ خونریز کو واپس ہونا راہ مین عیاری خواجہ عمرو بصورت خداوند جمشید عجب قیامت کی عیاری ہی و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

مرے ساقی سیتن نے نواز
مرا غنچۂ آرزو بھی کھلے
عبث دخت رز آپ ہی ہیجاب
نہ حسرت کوئی دل مین باقی رہے
مرے حال پر رحم کر ساقیا
ترا دور ہی ساقی مہ لقا
مجھے جلد ساقی پلادے شراب
پلا ساقیا جام صہبائے نظم
عیان نظم سے شان و شوکت رہے
کہ ہی حجرۂ چار مین کا بیان
لکھون آمد ساحران لطف سے

پلا جام مرا درد کھا سوز و ساز
عمرو کی لکھون خوب عیاریان
مری بزم مین لا شراب کباب
مے بیخودی کا عجب ظرف ہی
مے سرخ سے جام بھر ساقیا
منور رہے بزم رندان دہر
کہ ظاہر ہو کیفیت انقلاب
روانی پہ ہی بحر طبع روان
عدو غرق دریائے حیرت رہے
عبارات رنگین کی تقریر ہی
ہو تحریر یہ داستان لطف سے

وہ دے پھول دلکو حلاوت ملے
جائین نیا رنگ مکاریان
یہی تاک ہر وقت ساقی رہے
کہ پیر مغان صاف کمظرف ہی
اسنڈتی چلی آتی ہی کیا گھٹا
پیے دشمن میکدہ جام زہر
ترقی پہ ہی جوش دریائے نظم
لکھون اے قمر سحر کی داستان
عجب رنگ پر آگئی داستان
لڑی موتیون کی یہ تحریر ہی
چہرہ ہوان منازل رنج و مصیبت

وطی کنندگان مراحل صعوبت صحرائے پر بلائے داستان حیرت بیان کو یا پائے آبلہ دار مجنون دار یون طی کرتے ہین شعر سر سردران سخن پروران چنین جی نگار ندایں داستان جب افراسیاب خانہ خراب بصد قہر و عتاب باغ سیب مین ہمراہ آفات چہار دست بدست داخل باغ سیب ہوا ملکہ حیرت و مصور وغیرہ شکست خوردہ ملول و حزین بھی اگر ہپونچے مرنے کا اختقاق کے افراسیاب کو بڑا ملال ہوا آفات چہار دست نے گلے سے لگایا کہا اے افراسیاب بعد قتل تاریک شکل کش ہمارے تیرے بخوبی صلاح ہو چکی اس رائے کو ہمنے دل سے پسند کیا کہ اس گدھے اختقاق نے غرور مین اپنی جان دی ہیچ پر نقارے پر نہ لگا سکا سحر و ساحری مین ہوش نہ ہلا سکا لیکن کیون اے افراسیاب اس رازکی کتابون مین خبر تھی کہ قتل اختقاق و شکست نقارۂ جمشیدی جان دینے پر اجل کے سو قوف ہی تنے اسکو کیون نہ قتل کر ڈالا اتنا بڑا دھوکا کھایا ایسے دشمن سخت و صعب کو قید رکھا افراسیاب نے زانوون پر ہاتھ مارا کہا حیدہ کیا کہون اجل بر سر نشین میرا بھی پیر بھائی تھا بچپن کی دوستی تھی ایک مکتب مین

ساتھ پڑے نہین معلوم پران نے کیا سمجھا دیا کہ مجھسے اگر لڑا اُسوقت تک میرے دل مین محبت تھی کہ اُسکو
مین نے کشتہ سحر کیا قید کرکے شہاب گلگون پوش کے سپرد کیا ہمیشہ یہی خیال رہا کہ قید خانے مین جاؤن اپنے
بھتیجے کے دوست کو سمجھاؤن کوکب کی حماقتین بیان کرون زبردستی مجھسے لڑا میرے دشمن کو اپنے گھر مین
جگہ دی مجھسے دشمنی کی وہ فوراً میری اطاعت کرتا میرا قوت بازو زینت پہلو سردار خوشخو تھا فوراً انتظام جنگ
مین معروف ہوتا لیکن مین وہانتک نہ جاسکا بجز سامری و جمشید مجھکو اُسکا مرنا بہت ناگوار ہوا جب یاد آتا ہے
دل مثل ماہی بے آب تڑپ جاتا ہے خیر جو ہوتا تھا وہ ہوا اب مین فوج ظفر موج ہمراہ لیکر برائے تلاش شہنشاہ نواز
جادو جاتا ہون بحکم سامری و جمشید حاکم تیرۂ چہارم کو لاتا ہون حیدہ وہی مجھکو خیال ہے کہ تا جرۂ پنجم ہو پہنچون
جمال بیمثال ملکہ یاقوت بخندان سے مشرف ہون یقین کامل تو یہی ہے کہ شہنشاہ نواز اگر سامری و جمشید کے
حکم سے سب کا خاتمہ کردیگا ورنہ تیرۂ پنجم پر ضرور خاتمہ ہے آفات نے کہا اے افراسیاب یہ خیال خام و تصور ناتمام
ہے شہنشاہ نواز کو سامری و جمشید نے پختہ کرکے کسی کے ہاتھ سے اُسکی موت نہین ستارہ شناسان ہوش ربا
نے بھی اس مقدمے مین طولانی تحریر کی عیار سردار کوئی اُسکا قاتل نہین ہے مگر اے افراسیاب جادو صحرا
ہستی عجب مقام ویران ہے کوہستان و خارستان جابجا تحمل چنار آب نایاب مسافر گذر نہین سکتا سامان معقول
کرکے جانا ایسا نہو دشمن تیرے شدت عطش سے ہلاک ہو جائین افراسیاب نے کہا جدہ ضرور جاؤنگا
جسطرح بنے گا شہنشاہ نواز کو تلاش کرکے لاؤنگا یہ کہکر افراسیاب نے آفات جبار دوست کو رخصت کیا
اب طرف ملکہ حیرت کے متوجہ ہوا کہا اے ملکہ عالم حقیقت مین اُس صحرا کی کیفیت اکثر بزرگون سے سُنی کبھی
کسی بادشاہ عالیجاہ نے اُس صحرا کو طے نہین کیا بڑے مقام سخت و صعب مین جاتا ہون دیکھون کیونکر
سیدھ پہنچتا ہون سلطنت طلسم ہوش ربا دشوار ہے سنتا ہون یہ صحرا کرۂ نار ہے حیرت نے دامن تھام لیا کہا اے
شہنشاہ اس سفر مین مجھکو بھی ہمراہ لیجیے ہمراہ شاہنشاہ رہونگی نگہبانی کرونگی اس سفر مین جدا نہونگی آخر عمر
دراز مین یہ سفر طے ہوگا مین بخوبی جانتی ہون کہ زیادہ ہوا ہے بار میری دشمن مین ہر روز یہی چرچے
ہوتے مین جسطرح بنے حیرت کو گرفتار کرکے قتل کرو عیار آٹھ پہر اسی تدبیر مین رہتے ہین کہ کیونکر حیرت پر
پنجہ قابض ہو اگر آپ کے آنے مین عرصہ ہوا سب دشمن مجھکو گھیرینگے اگر بالفرض کلے پر چھری پھیر دینگے
مین زندہ نہ بچونگی یہ کہکر رونے لگی جوش محبت افراسیاب مین یہ اشعار نسیم دہلوی پڑھنے لگی نظم

لو دل کی رہی دل ہی مین حسرت نہ نکالا ۔ ساغر نہ بھرا تھا کہ اجل کی خبر آئی
بے پردگی اب انکی مبارک ہو عدو کو

نظارہ بیسے اپنی تو اجل پیشتر آئی
کیا خبر تھی نظارۂ حسن رخ جانان
پھر جوش گریہ سے مری چشم تر آئی
بلبل کی تو قسمت مین وہی دام قفس ہی
نالون سے کٹی رات تو غم کی سحر آئی

اب عیش کا اور غم کا برابر ہوا رتبہ
حسید بچ گئی پھر کے نہ ہم تک نظر آئی
تیغ نظر یار سے مقتول ہی عالم
کیا فائدہ ہی باد بہاری اگر آئی

وان جام لبالب ہی یہان چشم بھر آئی
کچھ خبر نہین چرخ بریں کی نظر آئی
معلوم نہ دی کچھ کہ کدھر تھی کدھر آئی
کیا پوچھتے ہو ہائے بسر ہوتی ہی کیونکر

اسقدر حیرت روئی کہ ہچکی لگ گئی افراسیاب نے بمحبت سمجھایا کہا ای ملکۂ عالم اس سفر مین تمھارا ساتھ چلنا کسی طرح مناسب نہین ہی مین بڑی مشکل سے وہان تک پہونچونگا تمھا گذر نہو سکیگا تم مقابلۂ مہرخ مین لشکر لیکر جاؤ یہ بھی ان لوگون کا دستور نہین ہی کہ تقدم کرین پہلے طبل جنگی نہین بجوائینگے کسی ساحر زبردست کو روانہ کرونگا وہ مقابلے مین مصروف رہیگا مین اپنے کو بہت جلد پہونچاؤنگا میرے دل کو کب آرام ہوگا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان راتین ہجر کی مجھپر بھی تڑپ تڑپ کر کٹینگی تم نہ گھبرانا غرض ملکہ حیرت کو سمجھا کر تخت پر سوار کیا لشکر ساحران غدار فوج بے شمار ہمراہ کر کے برائے مقابلۂ مسلمانان روانہ کیا آپ یکہ و تنہا تخت پر سوار ہو اطرف قلعہ تخت الشواع کے روانہ ہوا زال جادو کو خبر ہوئی کہ شاہنشاہ تشریف لاتے ہین سر پیٹ لیا کہا ای صاحب مرگ تو مبارک باشد یقین کامل ہی کہ احتقاق صاحب بھی واصل جہنم ہوئے لیکن سردارون کو ساتھ لیا برائے استقبال قلعہ سے نکلا اہتمام سواری کرتا ہوا افراسیاب کو لیکر قلعہ مین آیا تخت پر بٹھایا جام شراب پیش کیا جب افراسیاب کو نشہ ہوا کہا ای خیر خواہ دولت احتقاق تو ایک مرد دیوانہ تھا بیجا غرور مین اپنی جان دی اب چاہتا ہون ای خیر خواہ دولت نشان حجرۂ جہارم تباہ ہوش کی حضور وہ راہ پرخطر اس لائق نہین ہی کہ آپ طی کر سکین صحرائے رنج و مصیبت پر از وحشت مسکن غولان بیابانی مقام حیرانی و پریشانی بڑی مشکل سے گذر ہوگا یہ مصیبت آپ سے نہ اٹھسکیگی افراسیاب نے کہا یہ کیا اگر دریائے آتش درمیان مین ہوگا اسکو بھی جھیل کر جاؤنگا نہین معلوم مجھکو کیا خیال ہی اس رازونیاز کی کسکو خبر ہی زال جادو نے کہا مین اس راہ سے نابلد ہون جو بزرگون سے سنا ہی اسی طرح رہبری کرونگا گوشہ صحرائے ہستی مین اک قصر تعمیر کیا ہی ایک ساحر موسوم بساحر ہستی اس بستی مین رہتا ہی وہ نگہبان صحرائے ہولناک ہی گرم ودی مین بہت چست و چالاک ہی وہ اگر قصد کرے آپ کے ہمراہ ہو تب یہ صحرا پرہول طی ہوگا ورنہ وہان جانا بہت دشوار ہی افراسیاب نے کہا جلد تیاری کرو پاس ساحر ہستی کے چلو بارہ ہزار ساحر و غیر ساحر زال جادو نے جمع کیے آبدارخانے کا بڑا اہتمام ہوا ایکھالون مین پانی بھروایا

اونٹون پر پکھالین لدوائین شکین بے شمار بہشتی ابر وار ہمراہ تھی کہ ہر جا بھی سیراب ہین تشنگی کا تشنہ ہوئے ہین
سامان راحت وعیش واسطے افراسیاب کے مہیا کیے گئے اس کروفر سے سمت صحرائے ہستی چلے بعد قطع منازل
وطے مراحل اس راہ مین اکثر دیو قریب ملے بعد کئی دن کے قریب صحرا پہونچے ساحر ہستی اپنی بستی مین مع چند
ساحرون کے بیٹھا تھا ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا آتے ہین یہ سنکر گھبرا گیا ساتھ والون
سے کہا سامری وجمشید خیر کرین کہ افراسیاب ایسا ذی حشم مالک چتر وعلم طرف اس صحرائے مصیبت خیز کے تشریف لائے
کیون آیا ساحرون نے عرض کی آپ ساحر جہاندیدہ گرم وسرد عالم چشیدہ ہین راز ونیاز سے آگاہ ہونگے
کہ اس شفقت کو شہنشاہ نے اپنے اوپر کیون گوارا کیا ساحر ہستی نے جواب دیا ہم سمجھ گئے خداوند سامری و
جمشید لکھ گئے ہین کہ جس سال صحرائے ہستی مین بادشاہ طلسم ہوش ربا آئیگا وہ سال آخر عمر طلسم ہوش ربا ہے
صاف ظاہر ہوا کہ شہنشاہ نواز کی فکر مین آئے ہین تین چیر سے چھوٹنے کی فکر ہوگی ہوش ربا مین غدر ہے جو نوشتہ
تقدیر ہے وہی پیش آئی ہے بیکار حیران وپریشانی ہے ساحر ہستی ملول وحزین اندوہگین دو ہزار ساحر
ہمراہ لیکر سوار ہوا اس ویران بستی سے باہر نکلا تھا دیکھا افراسیاب پشت مرکب پر سوار ایک جانب
شمال ناہنجار دس ہزار ساحر ہمراہ ساحر ہستی نے بڑھکر سلام کیا رکاب افراسیاب کو بوسہ دیا افراسیاب نے
سر اٹھا کے دیکھا سامنے ایک قریہ ہے کچھ چھپر پڑے ہین چند مکانات خام کچھ کھنڈل زمین ناہموار نشیب وفراز
زراعت کا نام نہین عجب ویران بستی ہے جی مین کہتا ہے کہ یہی مقام سکونت ساحر ہستی ہے نوبت نقارے جو بجے
دس پانچ گنوار ایک لنگوٹی باندھے ہوئے ننگے لچے دو چار لڑکے کالے کالے دس بیس عورتین بیٹھے ہوئے لنگے
صورتین بہت ناک حبت کی ہنسلیان پیتل کی بالیان کانسے کی کرتیان نیلی لال منہ پر جھریان پیٹ بڑھے ہوئے
سر پر چھوٹے چھوٹے بال المختصر یہ سنتر بد افعال یہ سب تماشا دیکھنے کو نکلے ہین زبانین سنگلاخ بدتمیز گستاخ
مرد عورتین لڑکے چیخ غل مچاتے سامنے افراسیاب کے آکر کھڑے ہوگئے افراسیاب کو سب دیکھ دیکھ کے
ہنس رہے ہین لڑکے ماں باپ سے طرف افراسیاب کے اشارے کر رہے ہین وہ سب جو ہنسے قہقہے مارے
بوے بد دماغ مین افراسیاب کے آئی طبیعت گھبرائی منہ پھیر لیا ساحر ہستی سے کہا ان کمبخت نالائقون کو
سامنے سے ہٹا دو یہ انسان ہین یا حیوان ساحر ہستی نے کہا حضور یہ سب ہمارے رفیق انیس ہین اس
شہر ویران کے رئیس ہین خبر پائی کہ شہنشاہ تشریف لائے ہین آپ کی زیارت کو سب آئے ہین افراسیاب
نے ملازمون سے اشارہ کیا وہ کوڑے لیکر جھپٹے مار مار کر سب کو ہٹایا بارگاہ استادہ ہوئی ساحر ہستی نے

عرض کی آج میرے واسطے بڑا شرف حاصل ہوا حضور اس ویرانے مین تشریف لائے سرفراز ہوا امیدوار ہون
کہ جو کچھ نان و نمک ما حضر نمکخوار قدیم کو ممکن ہے آج نوش فرمایئے افراسیاب خاموش ہو رہا کہ سردارون کا
یہی دستور ہے بارگاہ مین داخل ہوا سیاہان ساحر ہستی دوڑے بہت جلد واپس آ گئے دس بیس گھڑے شربت
کے جلد تیار کر لائے اک جام مین انڈیل کر افراسیاب کے سامنے پیش کیا افراسیاب نے صورت شربت کی
دیکھی گاڑھا گاڑھا سیاہ افراسیاب نے حیران ہو کر کہا اے خیرخواہ دولت یہ کیا ہے کہا حضور راب کا شربت
بڑا ٹھنڈا ہوتا ہے دو لٹیان پیجئے آپ دھوپ مین آئے ہین بڑی فرحت حاصل ہو گی افراسیاب نے
اسکا ہاتھ مارا وہ جام گلی زمین پر گرا ساحر ہستی نے سر جھکا لیا ملازمون کی جانب پیاسے تھے انکار کیا
ساحر ہستی گھڑون کو اٹھوا کر باہر لایا اپنے ساتھ والون کو جو اشارہ کیا ٹوٹ پڑے چلو لگا کر وہ الٹو
آدھا آدھا گھڑا پی گئے افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا غصے مین بیٹھا تھا کہ عرض ہوئی خاصہ حاضر ہے
افراسیاب نے کہا لاؤ ساحر ہستی نے سامنے افراسیاب کے چھوٹی جوار کی موٹی موٹی روٹیان پیالے
مین سگھنا ایک کابی مین میٹھے چانول وہ بھی گڑ کے کنکرون کی شرکت بے حلاوت دال مین نمک ندارد
ناچار تھا مگر چٹنی بھی پیاز کی لایا ہری مرچین کتری ہوئین کالا کالا سرکہ خانہ ساز ہر ایک نعمت مین
سوز و گداز اور سب آگے تو باجرے کی روٹیان پیالون مین مٹھا چھاچھا سب کچھ موجود افراسیاب
غصے مین کانپنے لگا کھانے کے بدلے غم کھایا کہا اس بھیا سے کہو اٹھا لیجاے ساحر ہستی نے عرض کی حضور
آپ کی لونڈی نے پکایا ہے افراسیاب نے کچھ جواب نہ دیا ملازمون نے کھانا اٹھوا کر پھکوا دیا اس شب کو
افراسیاب نے مع ساتھ والون کے فاقہ کیا بوقت سحر ملازمون نے بتعجیل تمام خاصہ تیار کیا افراسیاب نے
نوش کیا شربت پیا جب طبیعت درست ہوئی ساحر ہستی کو بلوا کر کہا برادر تمنے خوب دعوت کی ما بدولت
کے سات عداوت کی ساحر ہستی نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ سواے آپ کے غلام کے یہان کوئی بسر
نہین کرسکتا وہ زمین حماقت قرین ہے کہ دانہ بھی برباد ہوتے والا ناشاد و نامراد اہالیان دیہ کی صورت آپنے
دیکھی مرتے ہین لیکن کہان جائین بمشکل غلام نے اسقدر آباد کیا ہے یہان انسان کہان حیوان کا نام تھا
اب حضور مدعاے دلی ارشاد فرمائین کیون اسقدر تکلیف اٹھائی شاید دشمنا نواز کی فکر مین آپ آئے ہین
اے شہنشاہ گردون پناہ میان شنک آبادی ہے آئندہ حضور کو بڑی تکلیف ہو گی غلام براے خدمتگزاری حاضر ہے
یہ بھی عرض کرتا ہون دشمنا نواز کو عرصہ ہوا گذرا اگو خلوت نشین عابد زاہد تارک لذات دنیوی غلام خاص تمہید

وساحری نہایت مغرور ہو وہ بھی سنائیگا افراسیاب نے کہا گردن پکڑکے لاؤنگا یہ بھی خیال رکھو کہ اگر وقت [illegible]
اور وہ انکار کرے تم تیاری کرو سواے رہبری کے کسی مقدمۂ خاص مین دخل نہ دو ساحرہستی سر جھکا کر خاموش ہوا فوج
شاہنشاہی کو حکم پہونچ گیا بوقت سحر شاہنشاہ نامور سفر کرنیلگے ناگاہ مسافر ماہتابان نے [illegible]
نے صداے الرحیل بلند کی مسافران ثابت وسیارگان آنکھین ملتے ہوے اٹھے ہمراہ میر قافلۂ آفتاب سفر ہو کر
منازل فلکی کو طے کیا سراے مغرب مین جا کر چھپے اشعار

علم آفتاب نکلا جب | رو کش تخت لاجورد ہوا
خروج انجم ہوئی گریزان سب | ہوا میدان چرخ سے اکبار
لشکر خاور سپہر گرد ہوا | سر انجم سیاہ رو بہ فرار

افراسیاب پشت مرکب پر سوار ہوا ساحرہستی بطور رہبری آگے بڑھا ایک آب افراسیاب نے دیکھا ابر عظیم
بلند ہوا اور جھونکے ہواے گرم کے چلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے صورت نخل سایہ دار اُس صحرا سے خارج مین
معدوم اور اُس مرز بوم دشوم مین صداے بوم بھی نہین آتی مسکن غولان ویران بیابان مین وہ ہواے
گرم چلی شاخہاے نخل جل گئین تھے کا نام نہین شاخین ہین اُس صحرا مین کسی نخل نے پھل نہ پایا دریاے جوش کی
طغیانی چشمون مین کھولا ہوا پانی اگر کوئی مسافر بھٹک کر آجاے شدت تشنگی سے مرے ازدہے کنوین دیکھے
ٹھنڈی سانسین بھرے کانٹون کا جنگل خاک اُڑنے سے صحرا مین ہلچل دریاے ریگ روان کا جوش جا بجا
سراب چشمۂ آب نایاب گرمی کی شدت آفتاب کی حدت صحراے ہول خیز نمونۂ صحراے قیامت انگیز اُف اُف کی
صدا ہر زبان سے بلند ہر خرد و کلان دردمند گھبرا کے پکھالین اُتارین کھول کر پانی خشک ہوگیا برف خانہ گرم
گرمی بازار آتش مزاجان سرد تمام صحرا گرد و برد اتنے بڑے بادشاہ کی تعظیم کون کرے چونکہ بادشاہ طلسم ہوشربا
ہر بوٹے گرد نے چیخ مار کر براے تعظیم افراسیاب اُٹھتے ہین تعجب رہے مین شاید مشخانۂ مژگان سے
طائر نگاہ نکلا گرمی سے جل کر کباب ہوا افراسیاب گھبرایا پسینے پسینے ہرچند کہ چتر زر کا سایہ ہر وہ چتر آگ کی
انگیٹھی بن گیا شدت تشنگی سے کلیجہ چھن گیا ساتھ والے کئی ہزار آدمی ہلاک ہوے گھوڑون نے منھ کھول دیے
زبانین نکال دین جا بجا گرمی سے ٹھنڈے ہوے ساحرہستی نے جو افراسیاب کو بیتاب دیکھا گھبرا کر قریب
آیا عرض کی خیر خواہان دولت اسی واسطے منع کرتے تھے کبھی اس صحراے آتشناک مین انسان کا گذر نہین ہوا
یہ منزل سخت ہر کئی ہزار بندگان عالی تڑپ تڑپ کر مر گئے افراسیاب خاموش کچھ جواب نہین دیتا جب
ساحرہستی نے بہت کہا افراسیاب نے جواب دیا آخر مراد کیا ہر مین تڑپ تڑپ کر اپنی جان دونگا واپس

نہونگا وعدہ کرکے آیا ہون حاکم حجرۂ چہارم کو ساتھ لیکر آؤنگا اگر بلپٹون لوگ کہین گے شاہنشاہ سے سختی نہ اٹھائی گئی واپس آئے ماہ دولت کو حجاب ہوگا سلطنت کے بچنے کے لیے یہ سب انتظام ہین حقیقت مین ایسا صحرا کبھی نگاہ سے نہین گذرا ذرہ ہاے ریگ بیابان چنگاریون سے زیادہ تابش رکھتے ہین سب ملازم افراسیاب کو گھیرے ہوے آہ آہ کر رہے ہین چہرے سب کے سیاہ گرمی سے حال تباہ گھبرا کے یک نگاہ کو دوڑتے ہین انجام اس صحراے آتش خیز کا نہین معلوم ہوتا وقت زوال ہے لیکن تیرا عظیم کا وہی جلال ہے نظم مصنف

وہ صحراے پر ہول و وحشت فزا ۔ نمونہ وہ دشت جہنم کا تھا ۔ اڑاتی تھی باد صبا سر پہ خاک
گریبان دشت جفا غم سے چاک ۔ وہ سنسان ویران مصیبت کا گھر ۔ تڑپتے تھے پیاسے پڑے جانور
نہ خشکی مین دریا سے وحشت بڑھے ۔ کہین غار تھے اور کہین گڑھے ۔ عجب وادی وحشت آباد تھا
ہر اک بوند کا غم سے برباد تھا ۔ طپش سے دل راہرو ناصبور ۔ ہر اک غار حدت سے رشک تنور

بڑی مصیبت مین اس صحراے آتشناک کو دن بھر مین افراسیاب نے طے کیا اسی ویرانے مین ایک مقام پر آخر پڑے شب ہوئی ہواے گرم کا چلنا موقوف ہوا شکو بھی پہاڑون سے دھوان نکل رہا ہے افراسیاب گھبرا کر کبھی بارگاہ مین جاتا ہے کبھی گھبرا کے نکل آتا ہے آسمان پر اندھیرا ماہ تابان مثل تالاب آہنی سیاہ ہر ایک اختر خال چہرۂ زنگی چہار جانب سناٹا جب لبون پر جان آئی شب مصیبت و بلا کٹی اک دشت مین آکر ساحر ہستی نے آواز دی اے سپہ سالار شعبدہ نواز وا ساحر شعبدہ باز ای پلنگ خونریز شاہنشاہ طلسم ہوش ربا تشریف لائے مین سینے دیکھا ایک جانب سے گرد اڑی ایک ساحر گرگدن پر سوار قوی تن قوی سن بلند بالا سیاہ چہرہ درون سامنے سے نمایان ہوا آتے ہی قدم کو افراسیاب کے بوسہ دیا حیرت مین آکر پوچھا اے شہنشاہ گردون بارگاہ اس سفر سخت مصعب کو کیون گوارا کیا چہرہ سرکار کا تمتما گیا افراسیاب نے بخوشنودی شعبدہ پلنگ خونریز کو گلے سے لگا لیا کہا اے برادر ہم تمھاری ملاقات کے بہت مشتاق تھے خاص تمھاری ملاقات کی ہوس مین ہر حجرہ سے بلا نیاز کرانے ان شعبدہ نواز کو لینے آئے ہین پلنگ خونریز نے سر جھکا لیا کہا حضور وہ فقیر بیزر مین گیر تارک دنیا ہے ان کی مصاحب خاص شعبدہ ساحری کسی سے ملاقات نہین کرتے ہین بعد چھ مہینے کے ایک مرتبہ بشکل زیارت سے مشرف ہوتا ہون آپ سے ملاقات ہونا غیر ممکن ہے جو حکم دیجیے پیغام پہونچا ان جواب باصواب لاؤن افراسیاب نے کہا ماہ دولت خاص ملاقات کے طالب ہین یہ تو سب جانتے ہین پر روشن ہے کہ ماہ دولت کل ساحران طلسم ہوش ربا پر سحر و ساحری مین غالب ہین قواعد طلسم سے مجبور و ناچار ہوے یہ مصیبت اٹھائی بدون ملاقات واپس نہونگے

پلنگ خونریز نے بارگاہ میں اُسی مقام پر استادہ کر اپنی لشکر فروکش ہوا افراسیاب کو ساتھ لیا طرف ایک درۂ
کوہ کے لیکر چلا جب قریب اس درۂ کوہ کے پہونچے افراسیاب کے کان میں منتر جنتر پڑھنے کی آواز آئی افراسیاب
درۂ کوہ کے اندر آیا دیکھا ایک ساحر مہیب شکل عجیب وغریب چھریاں تمام جسم میں پڑی ہوئیں پیپ کیر سنج
کمر میں خم تصویر ٹھاکر کی سامنے رکھی ہوئی ادہراج کا مالا ہاتھ میں گھنٹی بلا رہا ہے ٹھاکر جی کو بھجن گا کے رجھا رہا ہے
افراسیاب جو کچھ دراز تک کھڑا رہا اُس مزوّر نے سر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا پلنگ خونریز نے آواز دی ای شہنشاہ
اقلیم افسونگری ای یکہ تاز میدان ساحری شاہنشاہ افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ساحر خوش نگاہ رو بہ رو
تب اُس مزوّر نے سر اُٹھایا نگاہ حسرت طرف افراسیاب کے دیکھکر پوچھا ای سپہ سالار ودای پلنگ خونریز
یہ کون شخص ہے کیا تم بادشاہ طلسم ہوشربا کو نہیں پہچانتے شہنشاہ لاچین خوش آئین ہمارا خدمتگار افسر
ساحران نامدار سالہا سال اُس سے صحبت رہی اُسی کی وجہ سے ہم گوشہ نشین ہوے یہ کہکر وہ تو خاموش ہوا افراسیاب
نے بڑھکر جواب دیا مابدولت کو آپنے نہیں پہچانا شہنشاہ لاچین کے سامنے بھی کل امورات مالی و ملکی کا منتظم تھا
انکو سامری و جمشید نے طلب فرمایا بہشت کی سیر کر رہے ہونگے بیس برس گذرے مجکو سلطنت کرتے آپکی
جاگیرین میں نے بحال رکھیں اب آرزو ہوئی کہ قدم بوسی سے مشرف ہوں شہنا نواز خوب قہقہا مار کر ہنسا کہا
ای افراسیاب ہمارے خواب میں سامری و جمشید اکثر یہی حال نشیب و فراز عالم بتا جاتے ہیں لیکن وہ مقدمات
راز خداوندی میں زبان سے کہنا مناسب نہیں ہے کچھ تُنے کیا خوب کیا روح سامری کو محجوب کیا چراغ حیات مشعل
گل ہوا تاریک شکل کش کا قتل ہوا نقارہ جمشیدی شکست قتل اختعاق کا بندوبست پوچھ حسن ہوا طلسم کُتا
کی سرکشی اہالیان طلسم نور افشان کی لشکر کشی اب ہمیں لینے آئے ہو کیا تحفہ لائے ہو یہ کہکر شہنا نواز نے جام
شراب پیا افراسیاب نے فوراً جسم سے بوٹی کاٹی کباب بنا کر اپنے ہاتھ سے شہنا نواز کو کھلائے شہنا نواز
کباب کھا کر بہت خوش ہوا کہا ای شیر بیشۂ طلسم ہوشربا ای بانی بنائے ارا کین ظلم وجفا مابدولت کو بڑا لطف
ملا تو نے گزک کھلائی اب تیری مراد دلی بر آئی سب دشمن پامال ہونگے تجکو خوشی انکو ملال ہونگے ای شہنشاہ
ساحران وای مددگار سامری پرستان مابدولت کو عبادت سامری میں وہ لطف ملا ہے کہ اسکو بیان نہیں کر سکتا
یہ پلنگ نوجوان ہمارا قدیم رازدان کافی ہے یہ تمہارے ساتھ جائیگا جسوقت شہنا کے جمشیدی بجائیگا مقابلہ
کرنے والے کا سر پھٹ جائیگا موت سے مہلت نہ پائیگا زمان انقلاب ہے دل کو اضطراب ہے شاید کوئی افتاد پڑے
اسوقت میں گوشۂ عافیت سے قدم باہر نکالونگا ایسا نہو قصر طلسم ہوشربا کی بربادی ہو مابدولت پھر بھی خبر

کر سکتے مین اگر مین تمھارے ساتھ گیا شاید کوئی خرابی ہوئی تو چشم زدن مین طلسم ہوش ربا برباد ہو جائیگا ہمارا
نہ جانا مناسب ہی اسطرح افراسیاب کو سمجھایا کہ اُسکے ذہن مین آگیا اور یہ بھی شمنا نواز نے کہا ای افراسیاب
وہ تحفہ ساختہ سامری ہی کہ جسکی صفت نا ممکن تیغہ آبدار ہی جسکے ہاتھ مین ہو اُسی کے ہاتھ سے کام کریگا اتنا ڈر ہا کہ عیار چھینے
پلنگ و شمنا کو بچانا اگر کہین اسیر دشمنون کا قبضہ ہوا ہمکو جان بچانا دشوار ہوگا افراسیاب نے کہا کسی کی
کیا مجال کہ اسکو نگاہ کج دیکھے مین خود حفاظت کرونگا ایک لمحہ پلنگ کو تنہا نہ چھوڑونگا شمنا نواز نے ہو صد درازی
تک شمنا کے اوصاف بیان کیے پلنگ کو مکرر سمجھایا شمنائے جمشیدی اٹھائی ہاتھ مین پلنگ خونریز کے
دی کہا ای پلنگ یہ جان لے کہ جان اپنی تیرے سپرد کی بہت احتیاط سے کام کرنا شہنشاہ کی محبت و شفقت پر
ناز نکرنا یہ تجربہ ہاے بلا شمنا کے تشریف لائے مین کیا کہین ایسی نعمت کھلائی یا بدولت کو شرم آئی پلنگ نے عرض کی
غلام بہت ہوشیار رہیگا اب افراسیاب و پلنگ شمنا نواز سے رخصت ہو کر بیرون درہ کوہ آئے ایک مقام
معقول پر بارگاہ استادہ ہوئی ساحرہ تی و زال جادو مع لشکر آگر یہو نچے پلنگ نے بڑی کیفیت سے سامان دعوت
افراسیاب مہیا کیا کہا ای شہنشاہ یہ وہ مقام ویران ہی کہ جہان طائر تک نہین آتا اگر اس وادی وحشت ناک
مین شیر آجاے عطش و حرارت تشنگی سے جگر آب ہو حقیقت مین آپنے بڑی جرات کی ان منازل سخت کو
طے کیا اب واپس ہونے مین پھر وہی مصیبت ہی اور راہ سے آپ کو لیچلونگا شاید کچھ کمی ہو اُس شب لوگ اُسی صحرا
مین رہے بوقت سحر پلنگ نے سامان سفر آراستہ کروایا پلنگ رہبری کرکے لیچلا کبھی شب کو سفر کرتے ہین کبھی
دن کو صورت قطع منازل ہوتی ہی مگر آرام ان منزلون مین نایاب افراسیاب مثل ماہی بے آب بیتاب ہی استاد
سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ افراسیاب جس منزل مین شب کو اترتا ہی شب
بھر تڑپ تڑپ کے بسر کرتا ہی دن کو حدت آفتاب سے گویا اضطراب ساتھ والے صد ہا ہلاک ہوے تیسری منزل
مین افراسیاب نے بیقرار ہو کر کہا کیون ای پلنگ خونریز اب کے منزلین باقی ہین دیکھیے زندگی مین کوئی صحرا
سبزہ زار ملیگا یا اسی گرمی مین جان جائیگی کسطرح صورت فرحت نظر آئیگی پلنگ نے کہا ای شہنشاہ آج شب کو
مقام کوہستان ملیگا شب وہان بسر ہوگی منازل کوہستان مین بھی سختی ہی اُسکے بعد صحرا ہاے سبزہ زار ضرور
ملینگے ایک بستی کی مصیبت اور باقی ہی بعنایت سامری راہ سخت طے ہوئی دو راتون کی مصیبت اور باقی ہی
اُس منزل کو بمشکل طے کیا ایک مقام پر آگے فرد کش ہوے افراسیاب نے دیکھا حقیقت مین بڑے بڑے
پہاڑ مثل دل کافران اُجاڑون کی دھوپ جو پڑی تھی پتھر چٹک کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہین شام ہوئی ملکہ سیار دو

چنگاریاں نکل رہی ہیں افراسیاب گھبرایا ہوا اندر بارگاہ کے آیا چھپرکھٹ پر آکے گرا نہ کھانے کا ہوش نہ پانی کا جوش
اف اف کر رہا ہے نڈھال و پلنگ و ساحر ستی حاضر ہوے دیکھا کہ افراسیاب بیہوش پڑا ہے بمشکل اٹھایا کھانا
کھلایا سب اپنے اپنے مقام پر گئے افراسیاب کو نیند نہیں آتی دل سے باتین کرتا ہے اگر ایسا جانتا کبھی شستنا
لینے نہ آتا دیکھیے زندگی میں اپنے محبوب جانی یار جادو دانی سے ملون یا نہ ملون تصویر حیرت جادو آنکھون
کے سامنے آتی بیقرار ہوکے چھپرکھٹ سے اٹھا ٹہلنے لگا اسی بیقراری میں یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

آتش ہے تری گرمی بازار محبت	کیا لیگا بجز داغ خریدار محبت	کیون مجھکو نہ مارا غم دوری تری آہ
کس منھ سے کرونگا میں پھر اظہار محبت	کرتے ہیں اسیر قفس و دام بھی فریاد	لے سکتے نہیں سانس گرفتار محبت
کیونکر نہ کرا ہے وہ بھلا ناصح بیدرد	جس دل میں کھٹکتا ہے پڑا خار محبت	دعوی مری صحت پہ مسیحا کو غلط ہے
بچتے ہی نہ دیکھا کبھی بیمار محبت	قاصر ہے زبان شکر میں قاتل کے ہماری	آسان نہیں آسان نہیں دشوار محبت

افراسیاب یاد میں حیرت کے یہ اشعار پڑھ رہا ہے تکلیف بھی دل کو انتہا کی اٹھا کی شکوہ بھی راحت نہیں جب جھونکا
ہوائے گرم کا چلا شعلہ منھ چینک گیا بہت نادم ہوا کہ اس جنگل میں کیون آیا دیکھیے آج کی رات کیونکر بسر ہو جان
نہ بچیگی یہ بلائے سیاہ شب مصیبت و الم مجھکو کھا جائیگی یہ کہکر چھپرکھٹ پر اٹھ بیٹھا یہ بڑا خیال ہے کہ سحر کو صبح
ہو جائیگی یہ منزل مصیبت و آفت کیونکر کٹیگی افراسیاب تڑپ رہا ہے یکایک کراہنے کی آواز کان میں آئی
پھر رونے کی صدا بلند ہوئی وہ آواز دردناک ہے کہ کلیجے کو برماتی ہے افراسیاب کے کلیجے پر تیر پڑنے لگے گھبراکر
باہر نکل آیا سر اٹھاکر دیکھا صدائے جگرخراش جس سے دل پاش پاش ہو بالائے کوہ سے آتی ہے لیکن [illegible] اندھیرا
ہے لشکر ظلمات نے تمام کوہ و صحرا کو گھیرا ہے اپنا ہاتھ اپنے کو نہیں معلوم ہوتا مگر صدا رہ رہ کے آتی ہے کبھی نحیف کبھی
ضعیف کبھی دردانگیز کبھی وحشت انگیز کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کچھ چنگاریاں نکلتی ہیں کسی گنہگار کی ہڈیاں جلتی ہیں
کبھی آواز آئی او گنہگار بدکار یوسنے دو سو خداؤن کو چھوڑا خدائے نادیدہ کو قبول کیا مصاحب سامری کو مثل
نقش قدم مٹایا او بیباک سفاک تجھکو خوف نہ آیا اب تو سو برس میں رہ جفائے سنگین سے ابھی ترک کند کمان پائیگا صحرا
کا اک نمونہ ہے بعد عرصۂ دراز یہ حال کیا گا شدائد عذاب خداوندی ابھی نہیں دیکھے جب یہ آواز قہر و غضب
آتی ہے تب صدائے نحیف بعجز و منت بلند ہوتی ہے طریقے سے معلوم ہوتا ہے گنہگار توبہ کرتا ہے بلک بلک کر رو رہا ہے نظم

کردم ز شراب ناب توبہ	وز گفتۂ نا صواب توبہ	مینا خمش بباده ممزوج	بے خستگی از گلاب توبہ
در لفظ شراب چون بود آب	با تشنہ لبی ز آب توبہ	در صوت پیادہ چون شریکیم	صد بار ز خمہ ناب توبہ

مستانہ رود اگر سندم
گر در ندامتم بہ سنجد
کی دیدم پیچ و تاب خوردم
ہر دم ز نتائج گناہم
در عہد شباب توبہ کردم
سیلم بفغان و شیون اولی است

بالم کند از رکاب توبہ
آسیب کند عذاب توبہ
از خوردن پیچ و تاب توبہ
صد سربہ کند کباب توبہ
با وا ز مے شباب توبہ
از بانگ نی و رباب توبہ

گر عرض کنم زبان مستی
تا بادہ بخواب ہم نہ بینم
چون دیدہ ز توبہ لذتم کرد
دل توبہ کنان و نفس گو ید
در کشور ہند عشرت انگیز
لب زہر ترانہ چند ریزد

او نشہ کند شراب توبہ
شاید کہ کنم ز خواب توبہ
از راہ ز بے شراب توبہ
او توبہ نا صواب توبہ
کو دیدہ کسے بخواب توبہ
از ریزش این لعاب توبہ

اسطرح توبہ توبہ کی آواز آتی ہی کہ زمین تھراتی ہی افراسیاب گھبرا کر خیمے مین چلا آیا پردہ چھوڑ دیا روزن مین سے دیکھنے لگا چنگاریان نکل رہی ہین صاف معلوم ہوتا ہی کسی پر کوڑے پڑ رہے ہین صدا سے گنہگار کے معنی تو سمجھ مین آتے ہین وہ جو آواز قہر و غضب ہی نہین معلوم کونسی زبان ہی افراسیاب گھبرا کے بیٹھ گیا پھر اٹھا دل بیٹھا جاتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی کانپ رہا ہی خوف سے ہانپ رہا ہی کبھی پکارتا ہی یا سامری و جمشید خیر کرنا یہ کیا سحر کہ ہی دل پر ہجوم غم والم ہی شاید یہ گوشہ وادی جہنم ہی کسی پہ عذاب ہو رہا ہی گنہگار بلک بلک کے رو رہا ہی لیکن پونے دو سو خداوندون کا گنہگار ہی تقریر سے ثابت ہوتا ہی کہ بہت مجبور رو نا چار ہی افراسیاب بحال اضطراب مین بیتاب ہی گنہگار نے آواز دی ارے یار و مجھکو نہ مار و دہائی ہی افراسیاب جادو کی ارے بھائی میری مدد کو پہونچو اس عذاب عظیم سے بچاؤ ہاے کیا غضب ہوا سب معبود ابتے منھ پھیر القبول مومن دہلوی مطلع اگر غفلت سے باز آیا جفا کی * تلافی کی بھی او ظالم تو کیا کی * اپنے نام کی دہائی سنکر افراسیاب کچھ خوش ہوا کچھ ڈر ا لیکا یک بعد نوسشہ وران کے قیدی زندان منزل معنی آفتاب عالمتاب بجبر اے شعاع مین جکڑا ہوا برج ضیا رہین گھرا ہوا لرزان و ترسان بارگاہ سبز میدان چرخ نیلی پر برائے محنت و مشقت لیبہ صعوبت نمایان ہوا افراسیاب گوشہ بارگاہ مین چھپا ہوا بیٹھا ہی صبح ہوتے ہی وہ صدا ہاے قہر و غضب موقوف ہو گئین کراہنے کی آواز باقی ہی کہ نہال جادو و پلنگ خونریز و ساحر مستی و غیرہ خدمت مین افراسیاب کی آئے دیکھا افراسیاب بیٹھا کانپ رہا ہی پسینے پسینے رنجیدہ کبیدہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ رنگ چہرے کا اڑا ہوا نہال وغیرہ نے پوچھا ای شہنشاہ خیر تو ہی آج ہمنے سامان سفر تیار نہین کیا یہ پہاڑون کی منزل سختی مین کٹتی ہی افراسیاب نے کہا ای پلنگ خونریز قریب ہی کہ روح میری قالب سے نکل جاے سامنے پہاڑ پر شاید کوئی گنہگار مقید ہی رات بھر اسپر عذاب ہوا میرے دل کو پیچ و تاب رہا کوئی گنہگار رہا بدولت کی دہائی دیتا تھا نام سامری و جمشید لیکر واسطہ بزرگان دین دیتا تھا مین رات بھر

سنا کیا پلنگ نے جواب دیا اے شہنشاہ یہ تو مین نے بزرگون سے سنا ہے کہ یہی صحراے ہوش ربا ہے مقام نزول سامری و
جمشید یہ بھی معلوم ہوا ہو نے دو سو خداوند اس صحرا مین بصورت عجیب غریب تشریف لاتے مین بعض کو زیارت بھی ہوئی
یہان بدل لیجیے مین صدائین سبب تو اکثر مین نے بھی سنی ہین میری عقل مین یہ آتا ہے آپکے نوکر چاکر اب شریک
مسلمانان ہوے محبت خداے نادیدہ مین مارے بھی گئے انھین سے کسی پر عذاب ہوتا ہوگا اسوجہ سے اُنکا نام لیکر
دوہائی دی افراسیاب نے کہا چلکر دیکھو شاید کچھ نشان باقی ہو گوش ہوش سے کراہنے کی آواز آتی ہے وہ ٹھنڈی
سانس بھری سبنے کہا تشریف لیچلیے افراسیاب آگے آگے پشت پر تمام ساحر لیکن بیان افراسیاب سے لرزان
وترسان بیرون بارگاہ آئے سب نے کراہنے کی آواز سنی کہ کوئی غریب بیچارہ آہ آہ کرتا ہے افراسیاب نے سر اٹھاکر
دیکھا اک کوہ بلند فلک شکوہ انتہا کا بلند و مرتفع اگر دیکھنے والا سر اٹھاے کلاہ سر سے گر جاے اچھی طرح طائر نگاہ
شاخ کوہ پر نہین پہونچتا بڑے عرصے مین افراسیاب نے نگاہ ڈالی دیکھا اک تصویر سنگ سیاہ کی قلۂ کوہ پر رکھی ہے دمبدم
تصویر کھلا ہوا صدا اسے آہ آتی ہے آنکھون سے اشک حسرت جاری مین آنکھون کو بھی گردش ہے یہ دیکھکر افراسیاب
نے کہا یارو فرشتگان عذاب چلے گئے گنہگار تصویر بنا کھڑا ہے لیکن اس صورت سے کسی قدر نگاہ آشنا ہے اب لشکر مین
ہلچل ہوا سب نے نگاہ غور دیکھا حقیقت مین تصویر تیمر کی سوزی ہے جسم بالکل سیاہ جا بجا سے دھوان نکل رہا ہے
صاف ظاہر ہے کہ حرارت گناہ سے ہر ایک عضو جل رہا ہے تمام اہالیان لشکر دوڑے اس درد سے وہ تصویر
سنگ روتی ہے کہ سننے والون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین جب لشکر مین غل ہوا سب صدائین دینے لگے یا سامری
و جمشید یا لات و منات اپنے گناہ ہاے گذشتہ سے توبہ کرتے ہین الامان الامان افراسیاب نے کہا یارو بات
کو اگر تم سب عذاب ہوتا دیکھتے کلیجے پھٹ جاتے فرشتگان عذاب کی صداہاے مہیب کہ وہ زبان سمجھ مین نہین آتی
اس گنہگار کا بلکنا توبہ کرنا مین نے بخوبی سنا ایک مرتبہ یہ بھی کہا تھا دہائی ہے افراسیاب کی سب کانپنے لگے کہا
اے شہنشاہ یہ سحر کبھی نہین دیکھا افراسیاب نے کہا بارگاہ مین اکثر لبون پر دم ہے حقیقت مین یہ وادی جہنم ہے
یہ تو خوب ظاہر ہوا کہ ہمارے لشکر کا کوئی گنہگار ہے مسلمان ہوکر مرا عذاب مین مبتلا ہوا دیکھو یارو شرف مذہب
سامری و جمشید مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہے اس کرامت کی خبر جلکر مشہور کرو کتابون مین لکھین یہ کہا جی
جاہیے یہان اگر دیکھ جاے مگر یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے یہ کہکر افراسیاب تھے جا ہا واپس ہو وہان سے
پلٹے کہ اُس تصویر نے بحسرت آواز دی اے شہنشاہ عالیجاہ اے حاکم گردون بارگاہ اے مقبول سرکار سامری و جمشید
اے رازدار خداوند لقا اے اطاعت گذار یک واسطہ سامری و جمشید کا چند ساعت ٹھہر جا اس گنہگار بے دیار

کی مصیبت کو سن لے ای شہنشاہ رحم کر ای حاکم عادل ای نہنگ بحر شہنشاہی ای آبروے دریاے طلسم ہوشربا
ای ناخداے کشتی ساحران میری کشتی غرق ہونے سے بچالے گرداب محیط مصیبت مین پھنسا ہون دوسرا افسوس
یہ ہے کہ اپنے غلام قدیم کو نہین پہچانا جان نثار سرفروش نمکخوار نے اسی گھر کے تصدق مین عزت و آبرو پائی شامت
اعمال نے یہ مصیبت دکھائی آپ نے نہین پہچانا اب افراسیاب نے اچھی طرح جو خیال کیا طرز کلام و صورت
تصویر سے ثابت ہوا کہ ملک احول تاج نشین ہے افراسیاب ٹھہر گیا کہا میری نگاہ نے خطا کی ای احول سامنے
کھیل کر پرورش پائی یہ کیا مصیبت اٹھائی محبت مسلمانون مین کیا کیفیت ہوئی اب مین نے بخوبی پہچانا افسوس
تک نہ سمجھا تمھارے رات کو تجھیر عذاب ہوتا تھا احول نے اک آہ کی کہ دھوان منھ سے نکلا تڑپا پھر کا محجوب ہوکر
سر جھکا لیا کہا ای شہنشاہ مسلمان بدبختون کا نام نہ لیجیے خداے نادیدہ کہان ہے لونے دو سو خدا وندون کا
جاہ و جلال عیان ہے ای شہنشاہ گردون بارگاہ میری مصیبت کو بگوش ہوش سماعت فرمایئے چند ساعت
تکلیف اٹھایئے افراسیاب کی آنکھون مین آنسو بھر آے پھر کی تصویر وہ بھی سیاہ حال تباہ ہر کلام مین آدکیا کر
تابش و حرارت آفتاب جون جون بڑھتی ہے بے چین ہوکر پتھرون سے سر ٹکیتا ہے کلیجے مین خار الم کھٹکتا ہے افراسیاب
نے گھبرا کر کہا او بدبخت جلد اپنا حال مصیبت مآل بیان کر احول نے اک آہ سرد دل پر درد سے
کھینچی یہ اشعار مصیبت خیز پڑھنے لگا **نظم**

گر سموے وزد ز باغ ولم ۔ ذرات جہان خراب شود
ہستم گر نسیا ولم پر چنید ۔ کشور لامکان خراب شود
دل و طبعم اگر ز عطشہ زند ۔ سنز دریا و کان خراب شود
چند گویم کہ گر زبان اختم ۔ فلک شکند این و آن خراب شود
گر شرر آہم کنند در دامن ۔ سنبر یا لنفس دجان خراب شود
گر سخن از گفتگو بیاسایم ۔ دار ملک زبان خراب شود
سخن کجا جنبش روزگار کجا ۔ کارخانۂ آسمان خراب شود
شیشۂ آسمان بہ سنگ سخن ۔ گر بغم جہان خراب شود

ابتداے کیفیت عرض کرتا ہون جب مجھکو کوکب باغی نے نامہ لکھا کہ **افراسیاب** زبردستی میرا ملک
چھینے لیتا ہے مین وہان سے آیا باغ بران مین پہونچا بران بدنصیب رو رہی تھی میرے قدمون پر
گر پڑی کہ شہنشاہ کے دوستون کو **افراسیاب** قید کرکے بارگاہ مین لیے جاتا ہے بسبب سرکشی دکھاتا ہے
مذہب کا کچھ ذکر نہ کیا اصل مطلب فساد نہ بتایا اُس نالائق کو مین نے گودیون مین پالا تھا اسطرح رعای
کر کے بے چین ہوگیا جاکر سردارون کو اُس بارگاہ سے نکالا ای شہنشاہ تیرے سر کی قسم اسوقت تک مین
مذہب سے آگاہ نہ تھا آپ جب میرے مقابلے مین آئے یاد کیجیے آپنے بھی کچھ ذکر مذہب نہ کیا کشتہ سحر کر کے

قیدخانے مین شہاب گلگون پوش کے بھیجدیا مین غصے مین سر ٹکراتا تھا یہی دل مین کہا اے افراسیاب کا
پیر بھائی ہون میرے واسطے یہ طولانی قید کئی برس قید رہا کسی نے خبر نہ لی عمرو و برق وغیرہ لے رہا کیا وہ
عیاران مکار ایسے سحر بیان ہین باتون مین میرا قلب الٹ دیا حقیقت مین ہیچ سامری و جمشید کو برا کہا انکے
ہمراہ ہوا جھوٹ بات تجھسے نہ کہونگا ساربان زادے سے عہد کر لیا کہ تمھاری جانب سے لڑونگا میدان کارزار
مین اُس وقت پہونچا کہ احتقاق نے سب کا جی چھڑوا دیا تھا نور افشان ایسا چرب زبان ہے اُسنے کس طور سے سمجھایا
مجھ بدنصیب کے خیال مین نہ آیا کہ صاحب سامری کو مٹاتا ہون اپنے شہنشاہ کو سرکشی دکھاتا ہون القصہ جوش محبت
نور افشان مین اپنا گلا کاٹا نقارہ بیٹا احتقاق مرا میری روح بھی قالب خاکی سے نکلی چند ساعت بیہوش رہا
اب جو آنکھین کھول کر دیکھا تشکل تصویر سنگ اِس پہاڑ پر بیٹھا ہون پونے دوسو خداوند جلوہ فرما ہین احتقاق
کو سامری و جمشید نے اپنے پہلو مین بٹھایا خلعت فاخرہ پہنایا بہ محبت فرماتے ہین ای مصاحب قدیم ای مشیر ندیم دنیا
مین تو گھبراتا تھا نے تجھکو بلا بھیجا اب ہمارے ساتھ بہشت مین چلو سیر کیا کرو دنیا کے جھگڑون سے چھوٹے اب ملک
عدم کی سیر کرو یہان غم والم کا نام نہین مصیبت سے کام نہین عیش جاوید ہر روز یہان کا خورشید نعمتہاے
بہشت کھانا کام ہے اب ہماری صحبت مین بھی آنا ای شہنشاہ احتقاق کو شگفتہ پایا ہے کو زار و نزار مصیبت
سخت مین گرفتار دیکھا سامری و جمشید نے کہا کیون او نالائق بدکار بدسرشت تیرا خدا لے نا دیدہ کہان ہے ان
اِسکو مارو سو برس کا مجھپر عذاب مقرر کیا ای شہنشاہ کالی کالی صورت کے فرشتے آئے مجھکو کوڑے مارتے تھے
دمبدم یہی کہکر للکارتے تھے او احول ساربان زادے کو بلا وہ تجھکو بچائیگا پونے دوسو خداوند بہشت کے لیے
احتقاق کو ساتھ لے کر چلے گئے اب آٹھ پہر مجھپر عذاب ہے رات کو اگر فرشتے صورتہاے مہیب دکھاتے ہین گرز ہاے
آتشین مار کر جلاتے ہین پھر تیل نہلاتے ہین شب بھر وہ عذاب دن کو حدت آفتاب اکثر فرشتون نے آکر یہی
طعن کی مسلمانون نے آکر تیری خبر نہ لی ای شہنشاہ تیرا خطاوار ہون راتون کو تیرا نام لیکر دہائی دیتا ہون کوئی
نہین سنتا اب میری مدد کر خطاوار مجبور ناچار اگر زندگی حاصل ہوتی تیری خاک پا کا توتیاے چشم بناتا سرفروشی
دکھاتا اب اِس صحراے مصیبت مین پڑا ہون واسطے سامری و جمشید کا بچائیے اگر آپ کی دعا سے زندہ ہوجاؤن
عمر بھر قدم نہ چھوڑون اگر آپ خطا معاف کرین کیا عجب ہے کہ سامری و جمشید اِس عذاب سے نجات دین زندہ
ہونا تو دشوار ہے مگر خدمت خداوندون مین رہونگا یہ جفاے عذاب نہ سہونگا آپ کے یہان بڑے بڑے مرتبے ہین
بڑے بڑے آپ کے لیے باغ بنائے گئے ہین جو جو انکی محبت مین مرے اُن باغون مین انکو جگہ ملی کالی آئی نہ

کی غلطی جو پرستار خدائے نادیدہ ورے انکا حال کیا کیا گیا مجھسے بدتر مصیبت مین گرفتار ہین انکھ پھر پیدوستے ہین
ان کمبختون پر عذاب شدید ہوتے ہین آپ اگر بیان ٹھہرکر پوجا سامری کا کرین پکار کر کہین ای ہیکے ورد خداوند
مین ہمنے اسکی خطا معاف کی کیا عجب ہی نجات پاوین کسی باغ مین جگہ ملے اسطرح پر جو اُس تصویر سنگی ملک احول نے یہ
حالات مصیبت آیات بیان کیے سب ہمراہیان افراسیاب تھرا گئے بعضے یا خداوند کہکر بیہوش ہوئے بعضے توبہ توبہ
کرتے تھے بعضے قدمون سے افراسیاب کے لپٹ گئے کہتے تھے ای شہنشاہ دنیا و عقبی مین تیری ہی سلطنت ہی تو مقبول
بارگاہ قدرت ہی زال جادو و پلنگ خونریز نے کہا ای شہنشاہ ہرچند کہ یہ گنہگار ہی مگر آپ کا قدیم نمکخوار ہی جو کچھ
اسنے کیا اسکا خیال نفرمایئے از خردان خطا واز بزرگان عطا جلد سامان عبادت مہیا ہو عبادت سامری کیجیے
گناہ اسکا بخشوا دیجیے یقین کامل ہی یہ بیچارہ اس مصیبت سے نجات پائے پھر ہمیشہ سامری پرست رہا اس نے چنے
خدائے نادیدہ کو سجدہ کیا خوب مصیبت مین پھنسا اب سب لونڈیان غلام حال اس عذاب کا سنکر تائب ہوجائینگے
نام یزدان پرستی زبان پر نہ لائینگے افراسیاب کو بھی عبرت ہوئی اسی مقام پر زیر کوہ چھوٹا سا خیمہ استادہ کرایا سامان
عبادت موافق مذہب سامری پرستی مہیا ہوا کتاب مین ہاتھ مین لیکر افراسیاب بیٹھا سامری نامہ پڑھکر پکارنے لگا یا سامری
و جمشید یا لات و منات ای خداوند دم خبیثہ ای لوٹک لوٹا چھوٹک چھوٹا ارمل خرمل خیرا ڈبا مین نے دل سے
خطائے احول معاف کی عذاب سے یہ بیچارہ نجات پائے اگر مناسب مشیت ہو زندہ ہو جائے یا خداوند
تمھاری قدرت روشن ہوئی یہ جو زندہ ہو کر ساتھ چلے تمام عالم سامری پرست ہو جائے افراسیاب نے
دیر تک دعا کی پہر دن باقی تھا سب ملازمان افراسیاب مع زال و پلنگ و ساحرہستی طرف پہاڑ کے
دیکھ رہے ہین دھوپ جو پڑی احول زیادہ بیقرار ہوا جسم سنگی سے چنگاریان نکلتی تھین جسم سے جابجا کے
ٹکڑے پتھر کے الگ گرتے تھے احول ہائے وائے لگے چیخ رہا تھا جب افراسیاب نے کئی مرتبہ دعا کرنے مین
کہا یا خداوند مین نے اسکی خطا معاف کی آپ بھی معاف فرمایئے یکایک وہ تصویر سنگی اپنے مقام سے اٹھی گویا سنگین
خول جسم پر تھا بیچ سے وہ خول پھٹکر گرا اندر سے اُس خول کے ملک احول برہنہ نشین نمایا ہوا جو لباس پہنے تھا
اور اپنے کو ہلاک کیا گلا کاٹا وہی لباس لیکن میلا کچیلا چہرے پر بڑے بڑے آبلے پڑے ہوئے جسم سیاہ حال
تباہ لشکر مین بلا ہوا ای شہنشاہ بیرون بارگاہ آیئے تصویر سنگی پھٹی اندر سے گنہگار پیدا ہوا ارے یار دشمن کا ہی
تو سیاہی بھی چہرے کی دفع ہوئی آبلے بھی پھوٹے چہرے پر بحالی آئی رعنائی زیبائی بڑھتی ہی عذاب سے
چھوٹا اب تو خاصہ نوجوان لباس پہنے کھڑا ہی یا روتا تھا یا ہنس رہا ہی افراسیاب خیمے سے نکلا پکار کر پوچھا

کیون بھائی احول کیا کیفیت ہی احول نے کہا سامری و جمشید تجھکو سلامت رکھین دعا تیری قبول ہوئی اِس گنہگار کو سعادت حصول ہوئی ابھی فرشتے نے اگر تصویر سنگی سے نکالا یہ مژدہ سنایا دیکھ بتصدق شہنشاہ سے تیری خطا معاف ہوئی اب تو چھوٹا باغ رہنے کو ملا ابھی سو برس نظر بند رہیگا لیکن عذاب سے چھوٹا اگر شہنشاہ دنیا مین آنے کا حکم سنو افرشتے نے خبر دی تو خام طمع ہی اگر دنیا مین جائیگا پھر مصیبت اٹھائیگا مین نے خود انکار کیا دنیا مقام زحمت ہی بعد تھوڑے دنون کے سیر بہشت ہی لیکن ای شہنشاہ تیرے صدقے تیرے قربان دل یہی چاہتا ہی کہ تیرے ساتھ چلون لڑ بھڑ کر لڑائی فتح کرون کوکب و نورافشان کی بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھاؤن براآن کو چیر کر پھینکدون اسی ناہنجار بدکردار نے مجھکو برگشتہ کیا خداوند سامری و جمشید نالائقون سے سمجھین گے مین مجبور و ناچار ہون دنیا مین آنے کا حکم نہ ملا ورنہ تماشا دکھلاتا لیکن ای شہنشاہ تو نے عذاب الیم سے بچایا کیا شکریہ ادا کرون اشعار

اگر ہر موے من گردد زبانے
ز تو رانم بہ ہر یک داستانے
نیارم گوہر شکر تو سفتن
سر موے ز احسان تو گفتن

ایک خیرخواہی کرتا ہون بخوبی یاد رکھیے یہان سے دو کوس پر ایک جنگل ہی کہ اُسکو صحراے شکک بیز کہتے ہین وہان اک نخل ہی عجیب و غریب نمونۂ قدرت خداوندی وہان ہمیشہ بولنے دو بو خداوند آتے ہین گھڑی دو گھڑی ٹھہر کر چلے جاتے ہین بیچ نخل یعنی تنۂ درخت کو قدرت سے خالی کیا ہی خداوند جمشید ہر وقت اُسی درخت مین تشریف رکھتے ہین حقیقت مین یہ بڑا خداوند سب کا افسر ایک سے بہتر و برتر جاکے قریب نخل فریاد کرنا کہ یا خداوند جمشید تجھکو میرے ملازمون نے تباہ کیا ہزارہا بندے تیرے قتل ہوے خوب فریاد کرنا جہانتک ہوسکا اُس مقام پر بخورات روشن ہو تیری دعا ہر وقت قبول ہی خداوند جمشید بڑی تیری صفت فرماتے ہین فوراً وہ تنۂ درخت کھیلگا تخت یاقوتی پر خداوند جمشید جلوہ فرما ہونگے ای شہنشاہ عالیجاہ قدمون سے لپٹ جانا کہنا میرے ساتھ چلیے اگر قدرت مان گئے تو پھر کیسے سلمان کیسے کوکب و نورافشان ایک ہی دن مین سب کا خاتمہ ہی قدرت کے سامنے کون سرکشی کرسکتا ہی سحر و ساحری کیسی چشم زدن مین جو چاہین کرین تمام عالم مین عملداری کرلے عمر بڑھوالے حسن و جمال مانگنا جہانتک ہوسکے دولت عزت خزانہ جاہ و جلال معشوقان پریوش کا وصال مانگے ہی جانا تیری خواہش اُنکی عنایت اب تو میری آنکھون سے پردہ ہاے غفلت اُٹھے تو نے خطا معاف کی عجب نیرنگ دیکھ رہا ہون فرشتے جا بجا پھر رہے ہین اور کیا بیان کرون تیری عنایت سے سب کچھ ملاے جاتا ہون افراسیاب نے آواز دی

اے بھائی ٹھہر جاؤ صحرائے مشک بیز کا پختہ نشان بتاؤ احول نے منھ پھیر لیا کہا او نادان جو کہہ دیا وہ کہہ دیا اب کلام کرنے کی کسکو مہلت ہے آنکھوں میں بصارت روح کو راحت ہے اپنے باغ دلکشا میں جاتا ہوں یہ کہکر جست کرکے دس قدم بلند ہوا غائب ہو گیا اسوقت لشکر افراسیاب میں یا سامری و یا جمشید کا غل تھا بعضے اوندھے پڑے ہوے صفت سامری و جمشید زبان پر جاری بعضے وجد میں ناچ رہے تھے بعض جا سامری و جمشید کے گاتے تھے ہوش کسی کے درست نہ تھے افراسیاب بھی وجد میں تھا زال و پلنگ و ساحر ہستی دامن افراسیاب سے لپٹے ہوے کہتے تھے اے مقبول بارگاہ سامری اے شاہنشاہ اقلیم افسونگری آج تیرا مرتبہ ہمپر ظاہر ہوا جب تو خداوندنے تجھکو بادشاہ طلسم ہوش ربا کیا یہ جو انقلاب ہوا یہ بھی راز و نیاز قدرت ہے تجھسے کیا کوئی اڑسکیگا جب قدرت تیری تعریف کرتے ہیں اور کسی کی کیا حقیقت ہے بلی چہرخ و بہار کو اب حال کھلیگا پلنگ خونریز نے کہا جلد طرف صحرائے مشک بیز کے چلیے زیارت سے قدرت کی مشرف ہوں جمشید سے ملین ملک احول بڑی دوستی کر گیا مقام سکونت قدرت بتا دیا عمر بھر ڈھونڈھتے تو پاتے صحرائے مشک بیز کبھی نام بھی نہ سنا تھا اب دیر نہ کیجیے ہم سب دیدار قدرت کے مشتاق ہیں افراسیاب پھولوں نہیں سماتا بند قبا ٹوٹ گئے سب تعریفیں کر رہے ہیں قدموں کو بوسے دیتے ہیں بلائیں لیتے ہیں کوئی گرد پھرا کوئی تصدق نثار ہوا افراسیاب نے تاج کج کرکے کہا تم شہنشاہ طلسم ہوش ربا بانی جور و جفا اگر قصد کروں طبقات زمین الٹ دوں آسمان کو زمین پر کھینچ لوں ہونے دو سو خداوندوں میں ایک میں بھی ہوں آپ لوگ مجھکو انسان نجانیے خداوند کہا کیجیے سب نے کہا بیشک تو عزیز دار خداوند ہے تیرا مرتبہ عالی بہت بلند ہے احول کہہ گیا قدرت کہتے ہیں افراسیاب ہمارا دوست صادق محب واثق ہے وہی سلطنت طلسم تیرا کے لائق ہے افراسیاب کہتا ہے مجھے بڑا افسوس ہے احول دام عذاب سے چھوٹا زندہ ہنوا سبنے کہا شیت میں دخل نہ دیجیے جو مناسب جانا وہ کیا قدرت کسی کو مرنے کے بعد زندہ کرتے ہیں عدالت میں فرق آتا لاکھوں جاکر لوٹ پڑتے کہتے ہمارے فرزندوں کو زندہ کر دیجیے پھر قدرت کو مشکل پڑ جاتی کیا جلد انکی دعا قبول ہوئی چشم زدن میں احول کو سعادت حصول ہوئی ہنستا ہوا اپنے باغ میں گیا کہتا تھا ابھی چھوٹا باغ ملا ہے لیکن یار وہاں کا چھوٹا بھی بڑا ہوگا اس صحرائے ہولناک سے تو بہتر ہے کمبخت پریانکو مقدار دن کو حدت آفتاب اب دیر نہو چلیے افراسیاب فوراً اٹھے مرکب پر سوار ہوا سب ساتھ ہوے خوشی میں حدت آفتاب بھی نہیں معلوم ہوئی سب پیدل دوڑتے ہوے چلے آتے ہیں دو کوس راستہ طے کیا تھا دور سے

صحراے سبزہ زار دکھائی دیا خوشبو بھی دماغ مین آئی حجنے کہا ای شہنشاہ ذیشان صحراے مشک بیز ثابت ہوتا ہی دیکھیے ہواے سرد آئی روح کو تازگی حاصل ہوئی خود بخود تسکین دل ہوئی افراسیاب نے نگاہ اٹھا کر دیکھا صنعت باغبان قضا و قدر کا نمونہ نگاہ مین پھر گیا بہار باغ کا رنگ لگا ہوتی گر گیا صحراے سبزہ زار ہر حقیقت مین اُس مقام مینو سواد کی کیفیت بہار ہر جوانان چمن اکڑے ہوے مین زلف سنبل کو پیچ و تاب نرگس کی آنکھ مین حجاب گلچین لالہ یاقوت رمانی مزاد کھاتا ہر اپنا رنگ جماتا ہر عندلیبان خوشنوا پھولی ہوئین پہلوے گل مین ہر شاخ پر شادان و فرحان صنعت باغبان قضا و قدر کے اشعار پڑھ رہی ہین فاختہ کو کوکو کی فکر نہین فراق گل و بلبل کا ذکر نہین ہر جا بجا نہرین جوش مین سبزۂ خوابیدہ ہوش مین اشعار

گلون کے جام شراب سرور سے سرشار
نہ باغبان کا ڈر ہے نہ خوف گلچین ہر
چمن کا آج زر گل سے گرم ہر بازار
زمین باغ جہان سبز کی منو ہر آج
بجا ہی سبز کرے کھیت اپنا گر تلوار
جو باغبان نہ تراشے تو برگ کاہ چمن
گلون کی طرح شگفتہ ہین کوزۂ عطار
حلاوت ایسی ہر اب آب و گل مین گلشن کے
گلون سے غیرت قالین صفحۂ گلزار

سوا ہین حق عنادل مین گل سے غنچۂ گل
نہ خواب مین کسی صیاد کو نصیب گزار
موافقت کا ہر دور اور مخالفت ہر دور
کہ حرف نشو و نما کو ہوا زبان قرار
قلم کی شاخ سے بھی خوشنما نئے پیدا ہین
اثر سے بڑھتے ہر روئیدگی شاخ چنار
اگے مین جو آب و گل ظروف مین گل
کہ تخم ترش سے شاخ نبات کا ہو انبار

روش روش مین جوانان باغ بجود دوست
ہین شوخ و شنگ و شریر و ستمگر و عیار
جوان باغ اڑاتے ہین گل سے گلچھرے
گلے کا ہار عنادل کا ہر گل بیخار
رواہی پھول سپر کے اگر ہرے جوشن
تو سے نا بیہ کا مین کرون اگر اظہار
دکان چمن کا ہر تختہ لفظ مین ونمو
بنفشہ گاؤ زبان کاسنی و تخم خیار
تمام روے زمین صاف فرش مخمل ہر

افراسیاب یہ سامان عیش و فرحت و سرور دیکھکر وجد مین آیا کہتا تھا کیون ای زال جادو تم پر جہان گرد ہو جمشید گرم و سرد ہو بڑے بڑے مقام اس ہوش ربا مین کیسے کیسے صحراے پر فضا آراستہ کر لئے لیکن حقیقت مین یہ صحرا قدرت صنعت سامری و جمشید ہر اب نخل قدرت تلاش کرو دیکھو خوشی مین حجنے بند قبا کھول لئے ہوا معتدل ہر سب ساحرون نے کہنے سے افراسیاب کے چہار جانب پیک نگاہ کو دوڑایا کچھ ساحر ہر ایک جانب دوڑ گئے ایک ایک نخل رونق مین مثل نخل وادی ایمن ہر ایک ایک گوشہ صحرا فرح باغ گلشن ہر کس نخل پر گمان نخل قدرت کرین ہر ایک کا یہی قول ہر ای شہنشاہ بڑا دھوکا کھایا اصل سے آشنا کتے کہ تمکو پردۂ دنیا مین آنے کی اجازت نہین ملی لیکن ہمارے ساتھ چلکر نشان نخل قدرت بتادو افراسیاب نے کہا دعاے ما بدولت کی تاثیر تھی کہ مردے سے باتین کین ورنہ کبھی کسی نے

سنا ہے مردہ کلام کرسکتا ہے وہ بیحد وحساب عذاب مین مبتلا تھا احسان ہوا اسقدر اُسنے تعلیم کی نشان تو سب ٹھیک مین نخل قدرت کا کیونکر تیا ملے کدھر جائین کس سے پوچھین یہ خبر کیونکر دریافت ہو سب حیران حیران اسی دشت وحشت افزا مین کھڑے ہین افراسیاب کہتا ہے عمر بھر اس صحراے نجاؤنگا بارگاہ استادکر و ملکہ حیرت کو نامہ لکھو یہ صحرا اسی لائق ہے چندے بعیش و راحت بسر کرین معشوقان خوبرو سیلو مین ہون دو جام بے اندیشۂ انجام چلے صحبت مین غیر کو دخل نہو پلنگ خونریز کہتا ہے شہنشاہ نے بجا ارشاد فرمایا غلام کا بھی یہی دل چاہتا ہے مقصد ہے افراسیاب کا کہ بارگاہ مین استادکرنے کا حکم دون آج اسی مقام پہ فروکش ہون تیا نخل قدرت کا ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا اس فکر مین تھا کہ یکایک کان مین آواز آئی کوئی بالحان یہ غزل گا رہا ہے دل کو بجا رہا ہے غزل

جنون کا جوش یہی ہے تو حال کیا ہوگا
کسی کا سیری جدائی مین حال کیا ہوگا
ملا ئیگی تری رفتار خاک مین کسکو
اب اس سے بڑھکے بھلا انفعال کیا ہوگا
ذرا جو شاد کبھی دل ہوا بھی زیر فلک
درخت حسرت کے ظالم نہال کیا ہوگا
حسین جو لت دل لین مین عزیز نہین
یقین ہے طول کھنچے انفصال کیا ہوگا
اگرچہ ہو رہین یہ خاک مین ملے مین جلال

پھر آیا موسم گل اب کی سال کیا ہوگا
شب وصال بھی گذری کمال الجھین مین
ایسا ہوا ہے جو خود پامال کیا ہوگا
لحد مین چلو نکیرین بھی نہ پوچھین گے
ڈرا کیا ہون کہ اسکا مآل کیا ہوگا
زلفین بگڑ کے ہیچ بھی کہین سنبھلتے ہین
ہنر ہو جائیگا جیسے وہ مال کیا ہوگا
شروع عشق مین جاتے ہین ہوش پرتا
مٹے ہو دن کا فروغ کمال کیا ہوگا

تمھارے دل کو بھلا یہ خیال کیا ہوگا
یہی تھی فکر کہ صبح وصال کیا ہوگا
پیا جو قطرۂ صہبا کبھی گر دون عرق آیا
غریب کا کوئی پرسان حال کیا ہوگا
پڑیگا صبر عنادل کا باغبان پہ ضرور
مزاج برہم عاشق بحال کیا ہوگا
ہمارا آپکا جھگڑا وہ ہے کہ حشر مین بھی
اس ابتدا کا الٰہی مآل کیا ہوگا
اسطرح سے یہ اشعار کوئی گاتا ہے کلیجہ

منھ کو آتا ہے افراسیاب نے کہا یہ گانے کی آواز کہان سے آئی بیچین ہوکے صدا پر کان لگائے ہوے چلا گرش والکس گوش برآواز افراسیاب نے اک نخل سرسبز و شاداب دیکھا شاخین ہری بھری برگ زمرد ریحانی کا رنگ شاتے تھے شاخون کا خم مثل ہلال شب اول سر ہر شاخ پر زمزم زمزم کویل جانور بھی بہت اُس درخت پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین دور بیخ نخل مین اسقدر ہے کہ اگر دس آدمی ہاتھ سے ہاتھ ملا کر گھیرلین ممکن نہین ناممکن بیچ مین اک لکیر کھنچی ہوئی ہے اندر سے بیخ نخل کے صدائے دلکش آتی ہے اُس صدا کو سنکر طائران نخل وجد مین سر جھکائے ہوئے سن رہے ہین افراسیاب نے کہا اوصاحبو ظہور نخل قدرت ہوا ہم پہچان گئے اب قدرت سے کیا چھین بیچ پٹ جاؤ میرے عا کرون ساحر گرد نخل آگئے چہار جانب سے گھیر لیا نگاہ اُسی جانب لگی ہے افراسیاب نے قریب جاکر خاک دامنگی

آنکھوں سے ملی بیچ محل پر ہاتھ رکھا پکار کر آواز دی یا خداوند جمشید فریاد ہے میں نے مقام مسکن دریافت کر لیا
تقدیر نے یاوری کی مجھکو اس مقام پر پہونچایا اب مجھسے پردہ نہ کیجیے مہرخ وغیرہ نے تمام طلسم ہوشربا برباد کیا شہر آ
آباد لوٹ لیے آپکے بندے تباہ و برباد ہوے ہیں مصاحب آپکے قتل ہوے مشعل و تاریک و اختفاق
مارے گئے ہاتھ سے دشمنوں کے سلطنت تباہی دشمنوں کی بن آئی در دولت پر جان دونگا قدم اقدس نہ چھوڑ دونگا
جمال بیمثال دکھا دیجیے اپنے بندوں سے منہ چھپا لیے اس صداے دلفریب نے بیقرار کر دیا سامری کی قسم دیتا ہوں اب
طالب دیدار کو نہ ترسائیے پردہ درو بیچ میں سے ہٹا دیجیے یک بیک کے جو افراسیاب رو یا دعا کے واسطے ہاتھ
اٹھائے ایک کڑاکا ہوا مثل دروازے کے در پردے ہٹ گئے نگاہ پڑی افراسیاب کی ایک تخت یاقوت احمر اندرون
تندہ درخت بچھا ہے جسمین جواہر لاجواب نصب چار طاؤس الماس نگار چاروں کونوں پر بیچ میں کوئی شخص
نہیں معلوم مرد یا عورت سر سے پاؤں تک برقع سرخ اوڑھے ہوے ہار پھولوں میں لدا ہوا چہرہ چھپا ہوا وہ ایسے
خوش آتی ہے طبیعت لطف اٹھاتی ہے دماغ جان معطر و معنبر افراسیاب پایۂ تخت سے لپٹ گیا آواز آئی اے
افراسیاب ہٹ جا کیوں بے ادبی کرتا ہے ایسا نہو قدرت کا سایہ پڑ جاے برداشت نہ کرسکے جل بھن کر خاک
ہو جاے لیکن جمال دیکھ افراسیاب اور حاضرین وقت نے سجدے سے سر اٹھایا ایک جانب سے برقع ہٹا ایک
جوان حسین کو دیکھا مسیں بھیگی ہوئی مونچھیں کھڑی ہوئیں تیغہ کمر میں حمائل قرولی لگی ہوئی سنہرا قبضہ مثل کہکشان فلک
تاروں میں ہیرا اعظم کی چمک ایک آنکھ دیکھی ہے رشک چشم غزال ڈورے نشہ وحشت کے لال لال گوری گوری صورت
ہیبت و صولت آشکار فوراً صورت دکھا کر بند نقاب درست کیا دوسری جانب سے گوشہ نقاب ہٹایا دیکھا ایک
نازنین پری پیکر سرمہ آنکھوں میں دیا ہوا نتھنی ناک میں عارض زیبا رنگ گل کو مٹاتا ہے پیشانی نور آگین ابروے
خمدار کو کیونکر تلوار کہوں یا خنجر برہنہ سے مثال دوں یا ہلال شب اول کہکشان فلک جسکی شان کو دیکھکر بیکل
حسن دلفریب کو دیکھکر افراسیاب کو غش آنے لگا قالب ہر کس و ناکس کا تھرانے لگا ہر ایک کی آنکھوں کے نیچے
برق چمک گئی غل ہوا یا خداوند جمشید تیرے صدقے تیرے قربان اپنے بندوں پر احسان کیا آج جمال جہان آرا
دکھایا سیندور سے بھری ہوئی مانگ ہے صورت خداوند باد ہ انگ کا سوانگ ہے ایسی صورت زیبا کبھی نہ دیکھی تھی
جوان حسین معشوق ہے حسین مرد شیر صولت زن خوبصورت گھنٹے وغیرہ لیکر ملازمان افراسیاب دور سے
باجے بجے اور پھول ڈھیر ہو گئے افراسیاب جب بہت منتیں کرنے لگا بقہر و غضب تمام آواز آئی او بدبخت خاطی
تجھکو شرم نہ آئی ہمارے صدہا بندوں کو قتل کرایا تجھکو خوف نہ آیا اپنے ملازموں پر وہ بدعت کی کہ تیرا ساتھ

چھوڑ کر نکل گئے غیر مذہب والون کے شریک ہوے ہمارے مصاحبان پہلونشین جوانان خوش آئین تیری بدعت
سے قتل ہوے تاریک شکل کٹنی ایسی صاحب کمال تیری بدعت سے اُسکی صورت مٹی تونے توبہ شکنی پیمان کا
نشان مجھے احول مربع نشین نے بتادیا اب ہمارے سامنے فیل کرتا ہے بس چال دیکھ چکا چلا جا افراسیاب نے
کہا اب قدرت کے قدم چھوڑونگا اپنے ہمراہ لیچلونگا قدرت چلیں بندگان باغی کو تسخیر کردین خواہ قتل کرین
جو مناسب وقت ہو بندون کو کیا دخل ہے بے قدرت کے چلے اب یہ لڑائی فتح ہوگی مین اپنی جان دیکر تابہ
شہنشاہ نواز پہونچا اُنھے پلنگ خونریز کو ساتھ کردیا آپنے مجھ گنہگار کے کہنے سے احول کی خطا معاف کی
وادی جہنم سے نکلکر بہشت نصیب ہوا زیر سایۂ دامن دولت پہونچا یہ آرزو بھی ضرور قبول ہو سعادت ابدی
حصول ہو غدر طلسم ہوشربا مٹجاے تمام دنیا میری دشمن ہے دوستون نے ساتھ چھوڑا اساربان زادے
نے کیا رنج وملال پہونچایا بہار و مخمور کے نکل جانے کا قلب ناصبور پر قلق ہے تو خداے برحق ہے اگر جنگ
خونریز جاریگا شہنشا آپکی بجائیگا سب خاص وعام پامال ہوجائینگے غلام چاہتا ہے چھ عیار ایک سردار اسد نامدار قتل
ہون میرے سرداران قدیم اگر خدمت مین حاضر ہون خطائین انکی معاف کرون عہدہاے جلیل دون باغبان
الیاوزیر اعظم سازدار طلسم ہوشربا شریک ہوا اسیا ساتھ چھوڑا خداوند چلکر تنبیہ وتادیب کرین یہ انتظام
کسی سے ممکن نہوگا دلون سے انکے قفل کھولیے میری اطاعت کی ہدایت ہو نام عمرو سے انکو نفرت ہو آپکے نیازمند
سے محبت ہو بہار ومخمور ہاتھ باندھے چلی آئین مابدولت سے خطا معاف کرائین تب انکو تسکین ہو یہ بھی غلام کو
معلوم ہوا سب خداوند کے دشمن ہوے ہین آپ بچاتے ہین لقا آٹھ پہر یہی تقریر کرتا ہے کہ طلسم ہوشربا برباد
ہوجاے افراسیاب شکست کھاے کئی برس میری حوالی مین آئے ہوچکے آپ کے نام کی تسبیح جپتا ہون انکی ملاقات
کو آجتک نہین گیا اب تو بخوبی ثابت ہوا کہ یہ سب آپکے کارندے ہین زمین وآسمان آپنے بنایا طلسم عالم کو ایجاد
کیا جب افراسیاب نے اسطرح منت کی آواز آئی کہ ہم مابدولت تشریف باہر لاتے ہین تیری خاطر قدرت کو
منظور نظر ہے اے افراسیاب تجھکو کارخانۂ خدائی کی کیا خبر ہے روز تیرے واسطے سب سے لڑتا ہون ہر ایک کی یہی
تدبیر ہے یہی تقدیر ہے کہ افراسیاب کو شاد و بنیا بادشاہ کرو ولایت ہندستان کا حکم ہے اہل اسلام کی علداری ہوجاے
شاریساحران شکست کھاے سحر کرنے والے نہ باقی رہین جادو کا کوئی نام نہ لے مابدولت فرماتے ہین یہ ہرگز نہوگا
ساحرون کے دم سے ہمارا نام ہے افراسیاب بادشاہ خوش انجام ہے دل سے جاری یاد کرتا ہے ہم اسکو آباد کرینگے
[illegible] کہ تیرے ہمراہ جانے مین قصد تھا الگ الگ تقدیر کرین وہ سب کیا کرسکتے ہین لیکن آج تونے

ایسے کلمات عجز آمیز کہے قدرت کو رحم آگیا ضرور عزیز سے ساتھ چلینگے اٹھو آنکھیں بندکرو قدرت مع بارگاہ تشریف لاتے مین تمھارے خیمے بارگاہ مین بخبر مین سے آنکھیں بندکین یہ چیخے اک سناٹا ہوا بعد چشم زدن افراسیاب نے آنکھیں کھول کر دیکھا اک بارگاہ استادہ ہے چار سو نہر کا کلس مسی مثل نیر اعظم چمک رہا ہے ملتا مین رشک گیسو نازنینان بر جبین سراسر نگار آراستہ و پیراستہ خوشبو مشک و عنبر آرہی ہے پردہ اٹھا ہوا اس بارگاہ مین قدرت جلوہ فرما ہین افراسیاب و زال و پلنگ و ساحر ہستی اندر آئے دیکھا منیز دنگل کر سیان افراسیاب کو بیٹھنے کا حکم ملا جب یہ چارون ساحران زبردست بیٹھے اب جو خیال کیا سحر بالکل فراموش افراسیاب متردد ہوا خداوند جمشید نے آواز دی اوگدھے کیا سوچتا ہے ہم بانی بناے سحر و ساحری ہین کلید خزانۂ افسونگری ہین ہمارے پہلو مین اگر بیٹھا اب سحر کیسا باہر جا سحر پھر یاد آجائیگا چارون گھبراکر باہر آئے سحر یاد آگیا اور زیادہ اعجاز کے قائل ہوے بندگی پر قدرت کی مائل ہوے قدرت جب آواز دیتے ہین زمین تھرا جاتی ہے صدا دی او پلنگ خونریز بائین جانب صحرا مین جاکر آواز دی ای ملک الموت قدرت خداوند جمشید تجھکو یاد فرماتے ہین وقت قبض روح دشمنان آگیا پلنگ کو حکم دیا زال سے کہا او پیر زمین گیر داہنی طرف صحرا کے جاکر بصد لطف و محبت پکار اے فرشتۂ رحمت خداوند جمشید نے یاد فرمایا ہے پلنگ خونریز و زال جادو چلے دونون نے دونون جانب آکر آواز دی لگا مین بائین جانب سے شعلہ ہاے آتش بھڑکے پلنگ نے دیکھا بیشے سے ایک شخص بصورت مہیب کالی کالی صورت سرت بھیانک تیغ برق تاب ہاتھ مین کھینچا ہوا آنکھیں ابلی ہوئین منہ سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین سامنے آتے ہی آواز دی منم ملک الموت قدرت خداوند جمشید پلنگ خونریز بڑا شیر دل تھا صورت ہیبت ناک دیکھ ہاے کہکر گر پڑا دانت بیٹھ گئے ایڑیان رگڑنے لگا ملک الموت قریب آئے کہا کیون ڈرتا ہے تیرے باپ دادا پردادا کی روح قبض کی تیری بھی روح قبض کرینگے لیکن ابھی وقت دور ہے اٹھ پلنگ سے اٹھا نہین جاتا تھا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا کھینچتے ہوے لیکر چلے ادھر زال نے جاکر آواز دی زال کی آواز پر دال ہے کہ فرشتۂ رحمت کو لینے آیا جیسے ہی آخر پکارا اے فرشتۂ رحمت صداے خوش آہنگ آئی حاضر ہوا قدرت کے صدقے آواز دینے والے پر نثار میرا پیدا کرنے والا یکتا ہے باب رحمت وا ہے یہ صداے دلفریب آئی زال دیکھنے لگا صحرا سے ایک جوان حسین چہرہ رشک آفتاب زلفون کو پیچ و تاب دور یاقوت احمر کے بازوون پر بصد کر و فر دست مین رو داروی مین چالاک دست مین زال حیران دیدار محو جمال ہوکر سراپا دیکھتا ہے ہر اعضا سانچے مین ڈھلا ہوا خوش خو خوش رو خوش آواز آواز مین سوز و گداز زال جادو نے جھک کر سلام کیا فرشتۂ رحمت مسکرایا برق چمکی خرمن

ہوش وحواس کو جلا دیا فرشتۂ رحمت ہمراہ زال وجد مین یہ غزل گاتا ہوا چلا غزل

کبھی ہوتا ہوں ظاہر جلوۂ حسن نکو ہو کر
کبھی کثرت سے رنگ جاتا ہوں شیشے کا گلو ہو کر
سکھایا ہے بہت بڑھکر ہے میری خانہ بردوشی
چھلک جاتا ہوں بے تکلیف ساقی مین سبو ہو کر
نہیں چلتی کوئی تدبیر کیا کیا فکر کرتے مین
پھرا یا عمر بھر عالم مین تیری جستجو ہو کر
نہیں جاکر کبھی تر دامنی مین فرق کچھ آئے
دماغوں مین رہا کرتا ہوں مین گیسو کی بو ہو کر
خراش زخم سینہ تو نکالو دور کرتا ہوں
کبھی ابرو بھی بن جاتا ہوں قمر ابرو ہو کر
بجلی کو بھی بجھاتا ہوں بری ہے گرد دشمن کی
جلاتا ہوں دلوں کو یاد یار شمع رو ہو کر

کبھی خاطر مین چھپ جاتا ہوں تیری آرزو ہو کر
بڑھا لیتا ہوں اکثر ربط یار باکدامن سے
رہا کرتا ہوں ہر خطرہ مین تیری جستجو ہو کر
سکھائی ہے نئی تدبیر مجھکو میری خاطر نے
مین کر دیتا ہوں قائل سب کو تیری گفتگو ہو کر
نہ کیونکر شور ہو عالم مین میری فکر خاطر کا
بہا کرتے مین اشک چشم میرے آب جو ہو کر
کبھی بلبل چمن مین ہوں کبھی مشک ختن مین ہوں
لپٹ جاتا ہوں جب نیچے سے زلف مشکبو ہو کر
اٹھا لیتا ہوں جو مصیبت ہے سر مین
نہیں قابو مین تنہا ہوں مزاج جنگ جو ہو کر
لہو سے میرے بن ترکھکر یار نے فرمایا

کبھی گم ہو کے شرماتا ہوں شمع قطرہ ساغر مین
لپٹ جاتا ہوں حق دوپاے مین آب وضو ہو کر
نہیں ہے احتیاج غیر وقت جوش بیتابی
پسند آتا ہوں دشمن کو بھی تیری گفتگو ہو کر
تقاضا تھا تمنا سے نہ کیجاوے گھڑی بیٹھے
دلوں کو کھینچ لیتا ہوں تمہارا رنگ و بو ہو کر
نقصان کیا پوچھتے ہو بے نشانوں کے ٹھکانوں کا
نہیں رہتا تری شہرت کی صورت یکسو ہو کر
کمی مین بھی مری ہستی کی ہستی اور پیدا ہے
سہا کرتا ہوں ظلم دلربا عاشق کی خو ہو کر
ہے سوز درون مین سو طرح کے لطف جینے مین
نسیم آیا ہے کوئے یار سے کیا سرخرو ہو کر

اس لطف سے یہ غزل فرشتۂ رحمت نے گائی کہ ملازمان افراسیاب بصدائے فرحت انگیز سنکر دوڑے زال جادو جھومتا ہوا الغرض راہ فرشتۂ رحمت نے لی ہے کہ دوسری جانب سے ملک الموت قدرت بصد ہیبت شعلہ آگین لگاتا ہوا آتا ہے جب جعفر وکاما را ہاتھ پانون مین سبکے تھرتھری پڑی فرشتۂ رحمت نے للکار کر آواز دی ای قہر وغضب جمشید کیا بندگان قدرت کو ڈرا ڈرا کے ہلاک کروگے تلوار نیام مین کرو ہیبت کو منصرف کرو یہ سب مقبول بارگاہ جمشید مین ہارے تمھارے ظاہر ہونے مین بڑے بڑے بھید ہین افراسیاب کو جو خبر ہوئی کہ فرشتۂ رحمت و ملک الموت قدرت تشریف لاتے مین دوڑکر باہر بارگاہ کے آیا ملک الموت کو دیکھکر یقین تھا غش آجاے گڑگڑانے لگا فرشتۂ رحمت کو دیکھکر باغ باغ ہو گیا اُسی طرح یہ دونون فرشتے آگے آگے سب سر جھکاے ہوے عقب مین فرشتۂ رحمت ہنستا ہوا ملک الموت کی پیشانی پر بل پڑا ہوا صورت خونخوار صاف ظاہر ہے کہ کبھی ہنسا نہیں غرض اس شوکت وشان سے دونون فرشتے بارگاہ خداوند جمشید مین پہونچے دیکھا قدرت بالاے تخت جلوہ نما ہے ایک جانب ملک الموت آکر بیٹھا ایک جانب فرشتۂ رحمت بیٹھتے ہی فرشتۂ رحمت نے آواز دی ای بندگان مقبول بارگاہ

خداوند جمشید قدرت نے اپنے کو ظاہر کر دیا ابتک کچھ نذر و نیاز نہ گذری بڑے نالائق ہو زال سے اشارہ کیا
در دولت پر سب حاضر ہوں اپنی اپنی مرادیں مانگیں ہار پھول چڑھاویں دو دو مٹکے پانی کے بھر کر دروازے
پر رکھوا دیں گیت دان دین خبردار کسی کو ظاہر نہو اب تم سبھوں کے بڑے مرتبے ہوے ارے یارو جو چاہے
مانگ لو زندۂ جاوید ہو اولادیں لو سلطنت کی ہوس کرو کیا روز سعید ہے آج ہفت آسمان پر روز عید ہے فرشتوں میں
شور بلند ہے کہ قدرت جا کر زمین پر ظاہر ہوے کئی کرور فرشتے زمین پر بھی آگئے اگر ظاہر ہو جائیں تم سبھوں کے
کلیجے پھٹ جائیں یہ سنکر دروازے پر ہجوم عام ہوا انبوہ خلائق ہو گیا دیہات و قریات والے دوڑے مٹکے پانی کے
بھر کر رکھ دیے گئے اسمیں اشرفیاں روپے جواہرات انگوٹھی چھلے پڑنے لگے کیا مجال کسی سے ایک پیا جاے جب
افراسیاب بارگاہ قدرت سے نکل آتا ہے زمیندار تعلقدار قدموں سے لپٹ جاتے ہیں کہتے ہیں اے شہنشاہ دیدار قدرت
کے مشتاق ہیں جا کر عرض کیجیے ہم بھی آپکے بندے ہیں افراسیاب نے جا کر عرض کی حکم ہوا جا کر ہمارے بندوں سے
کہدو کہ بوقت سحر در دولت پر امیر و غریب فقیر حاضر ہوں سب کو قدرت جمال دکھائینگے ایک ایک فقیر کو بادشاہ بنا دینگے
ساحروں کے مرتبے بڑھائینگے دشمنوں کو مثل نقش قدم مٹائینگے افراسیاب نے جا کر یہ حکم پہونچایا سب کو یقین کامل ہے
کہ خورشید جمال قدرت کی صبحکو زیارت کرینگے افراسیاب دمبدم باہر جاتا ہے خوشی خوشی اندر آتا ہے جابجا اسباب عیش
و نشاط مہیا کروں شراب و کباب منگاؤں ملک الموت نے کہا او بیحیا قدرت کبھی کھانا کھاتے ہیں پانی پیتے ہیں سب
نعمتیں دنیا کی اپنے بندوں کے واسطے مہیا کر دیں کھاؤ پیو مزے اڑاؤ دنیا کا گانا سننے کی کیا احتیاج ہے فرشتہ رحمت
اہالیان علم موسیقی کے سر کا تاج ہے خود قدرت سب کمالوں میں کامل و اکمل ہیں اعتقاد نرکھنے والے جاہل و اجہل
ہیں افراسیاب خاموش ہو رہا جب قدرت کو منظور ہوا طرف فرشتہ رحمت کے بنگاہ محبت دیکھا وہ گنگنا کے تانیں
مارنے لگا اگر کسی مقام پر گلا علم کے خلاف گایا قدرت نے گنگنا کے وہ تان ماری کہ سب بیقرار ہوگئے فرشتہ رحمت
نے قدموں کو بوسہ دیا کہا خداوند میری کیا مجال ہے ہر ایک کمال کو آپنے خود بنایا ہمیں بھی سکھایا اسوقت غلام امیدوار ہے
کہ کچھ اپنی زبان سے ارشاد فرمایے دو چار اشعار گایے بندوں نے آپکے اس علم کو عبادت میں داخل کیا کیا
کیا ثواب عظیم حاصل کیا بعض کلاونت کہلائے سب مشتاق ہیں یہ کہکر فرشتہ رحمت طرف افراسیاب کے متوجہ
ہوا کہ آپ بھی عرض کریں میں تو تعلیم کردہ ہوں اصلی علم سماعت فرمایے جیسی چاہتے ہیں آواز بنا لیتے ہیں
جسطرف چاہتے ہیں راگ دھن کو پھیر دیتے ہیں بنانے والے کے سامنے کون منہ کھولے جسطرح چاہا خلق کیا
لیکن خوبصورت خوش آوازی کا لطف طے قالب تھا اے صاحبان لذت کا کلیجہ منہ کو آئے افراسیاب نے

دستہ بستہ عرض کی قدرت نے گانے مین فرشتہ رحمت کے جا بجا دخل دیا کوئی لفظ آپکی زبان معجز بیان سے
نہ سُنا سننے والون کا دل نہ بھرا ایک غزل عاشقانہ اپنی زبان سے گائیے اُسکی حقیقت سمجھائیے اُسی طرح آپکے
بندون کو تعلیم کرین عبادت مین یہ لطف شرکت ہو یہ کمال نمک صحبت ہو جمشید بھی خوش بیٹھے تھے کہا او بندہ خاطی
تونے قدرت کو بہت ستایا اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا مگر تونے ایسے طور سے عبادت کی قدرت کو بہت پسند آئی
تجھکو راضی کرنا ضرور ہے کیا یاد کریگا کبھی اپنے خداوندون کو دیکھا تھا افراسیاب نے کہا اب قدرت کو طلسم ہوشربا
مین رہنا پڑیگا اسکا تو جمشید نے کچھ جواب نہ دیا لیکن بغل مین سے نے نکالی دہن پر رکھکر دم پھونکی آواز نے کی
پسوز و گداز بلند ہوئی بیرون بارگاہ لاکھ در لاکھ مشتاق جمع ہین یہ اشعار عاشقانہ صدائے نے سے ظاہر ہوتے مین نظم

موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو
عشق غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو
گر پڑے ہے آگ مین پروانہ سا گرم ضعیف
مردمک آنکھوں مین کہان ہو ولے حسرت ہو تو ہو
اپنی زبان پر بھی کبھی آتا نہین الفت کا نام
ذوق یہ تیری ہی دستار فضیلت ہو تو ہو

غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو
کہتے مین شور قیامت جسکو وہ اے چشم یار
آدمی سے کیا ہو لیکن محبت ہو تو ہو
آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
انکے مکتوبون مین کچھ رسم کتابت ہو تو ہو

ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد دل
تیرے مستون کی صفیر خواب غفلت ہو تو ہو
انتظار یار مین جو چشم ہو جائے سفید
پست ہمت یہ نہو اور پست قامت ہو تو ہو
آج اک گرمی ہوائی تھی پہلو مین مین ہم

اس رنگ سے یہ غزل خداوند جمشید نے گائی کوئی رویا کوئی بیتاب ہوا بعضون
کو غش آگئے بعضون نے گریبان پھاڑ ڈالے بعضے خاموش کہتے تھے یارو یہ بیشک خداوند ہے صدائے نے سے دل مین
سوراخ پڑ گئے کانٹے محبت کے دل مین گڑ گئے ملنگ خونریز جو پہلو مین بیٹھا ہے شہنا اُسکے ہاتھ مین رہتی ہے پوچھا کیون
بے غیرت یہ کیا ہے لڑکون کا سا کھلونا لیے پھرتا ہے لڑکپن ابھی مزاج سے نہین گیا نام تو اسکا بتا یہ کیا چیز ہے تو تو
بالکل ناچیز ہے ملنگ نے دستہ بستہ عرض کی یا خداوند آپکا غلام قدیم شہنا نواز جادو حاکم برج چہارم گرخند کوہ
مین آپکی محبت مین بٹھا رہا یہ شرف آپنے اُسکو دیا تھا سپاہ سالار لشکر ظفر اثر کیا تھا اس تحفے پر اُسکو ناز ہے
شہنشاہ ہوشربا برائے جنگ مریخ وغیرہ اُسکو لینے گئے تھے وہ آپکے بادۂ محبت سے چور ہے آپکا عاشق ناصبور ہے
مقام عبادت سے نہ اُٹھا یہ شمشاد دیگر روانہ کیا اسی وجہ مین شہنشاہ کا اسطرف گذر ہوا اسکی آٹھ پہر حفاظت کرتا ہے
قدرت نے کہا ابے او احمق حیوان مطلق قدرت خود چلنے میں جسطور سے منظور ہوگا بندون کو سمجھا دینگے اب اس شہنا
کا کیا کام ہے آٹھ پہر لیے لیے پھرتا ہے لا تخت پر رکھدے آرام سے سویا کر افراسیاب نے بھی کہا قدرت سچ فرماتے مین
اُسنے شہنا تخت پر رکھدی قدرت نے ہاتھ مین اُٹھالی فرشتہ رحمت کو رحمت ہوئی اُسنے بطور قدر دانی کر مین لگالی حکم

ہوا سامان سفر تیار ہو قدرت اپنی بارگاہ سمیت چلینگے اپنے ہی تخت پر سوار ہونگے افراسیاب خوشی خوشی باہر نکلا
سبھون سے کہتا ہے دیکھو صاحبو قدرت کی یہ شان ہے دائی امان آئین خوراک دیتے دیتے جان پر بن گئی مشعل بجھایا
امرود پرست ہزارون من شراب پی گیا میکدے خالی کر دیئے جلید واصل جہنم ہوا ورنہ ایک قطرہ شراب کسیکو نہ ملتی شراب نیستی کیمیا
ہو جاتی دائی امان نے اسقدر آدمی کھلائے کہ بدنام ہو گیا استحقاق تاج لگانے پر مائل تھا قدرت کے تشریف لیجانے مین کوئی
صرف نہین فرمائش کا حرف نہین اپنی بارگاہ اپنا تخت شراب و کباب کا کیا معقول جواب دیا گانے بجانے مین وہ خود
کامل ہین ہماری خوشی کی زبجائی پلنگ اور زال گتے مین ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا تو بڑا صاحب اقبال ہے آجتک
کسی نے خداوند کو نہین دیکھا صد ہا برس سے یہ مذہب ہماری جاری ہے کسی نے یہ ظہور دیکھا تھا نہین معلوم آپ پردے مین
کون سی عبادت کرتے ہین دل آپ کا صاف و شفاف ہے حقیقت مین یہی انصاف ہے قدرت کے ظاہر ہونے مین اگر نقصان
ہو تو قدرت کیسے یہ کہکر فوراً سامان سفر تیار ہوا سبھون نے دیکھا قدرت کا تخت ہوا پر بلند ہوا یا تو وہ بارگاہ زرنفتی تھی
اب ایک چھوٹی سی چتر مخمل چتر زرین تخت پر سایہ فگن تخت خرامان خرامان بالائے ہوا جاتا ہے گرد لاکھون آدمی صدا دیتے
یا خداوند یا خداوند دیتے ہوئے چلے جاتے ہین باجے سب طرح کے بج رہے ہین عجب ہنگامہ برپا ہے افراسیاب نے اسی وقت
ایک نامہ بنام ملکہ حیرت تحریر کیا مضمون یہ تھا ای ملکہ عالم اقبال بادولت کی ہر شخص قسم کھائے تا بہ حجرۂ چہارم پہونچا
شہنشاہ نواز ہو تو نہ آیا مگر پلنگ کو ہمراہ کر دیا راہ مین ظہور قدرت خداوند جمشید ہوا مفصل اگر زبانی بیان کرونگا اصل
یہ ہے کہ مقام خداوند جمشید تیرے ہی حجرے سے دستیاب ہوا صحرائے مشک بیز مین خداوند نے خداوند جمشید کو ہمراہ لیے ہوئے
آتا ہون حجرہ ہاے بلا کیا چیز ہین ساحران ہوش ربا سب بہتیرین اب مہرخ و بہار پر وہ بلا نازل ہو گی بھاگتے رستہ
نہ ملیگا جو جو مقدمات گذرے ہین اگر انکو تحریر کرون کتاب طولانی ہو جائے مضمون ظہور قدرت ختم نہ ہو خوب ثابت ہو گیا
سوائے خداوند جمشید لات و منات وغیرہ سب مکار ہین ہان ابتدا کی سرکار کے کارگزار ہین یہ نامہ تمام کرکے شتر سوار
کو دیا وہ لیکر روانہ ہوا یہان ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اپنے دربار مین نہایت حیران و پریشان ہین یہی ذکر ہے کہ خواجہ عمرو
واپس نہین آئے نہین معلوم وہان کیا گذری چالاک بن عمرو کا یہ دستور ہے دن بھر مین چار مرتبہ صورت عمرو کی بنکر
سارے لشکر مین پھرتا ہے صرصر و صبا رفتار نے بھی اکثر دھوکے دیا سبکو یہی معلوم ہے کہ خواجہ عمرو لشکر مین ہین ملکہ
مہرخ تنہائی مین آئین چالاک کو بلایا کہا ای چالاک عرصہ دراز گذرا تمہارے والد نامدار واپس نہین آئے لشکر حیرت
سے خبر لاؤ شاید کچھ آمد شہنشاہ نواز کی کیفیت ظاہر ہو چالاک صورت بدلکر بارگاہ حیرت مین آیا تمام دربار حیرت کا
آراستہ و پیراستہ ہے حیرت رنجیدہ بیٹھی ہے یہی ذکر کر رہی ہے کہ ہمارے شہنشاہ ایسے مقام پر گئے ہین دیکھیے کب تشریف

لائین اِس صحراے پرآشوب کا کتابون مین ذکر ہی آٹھ پہر مجھکو یہی فکر ہی خداوند سامری و جمشید انکو خیر و عافیت سے لائین
اگر صحراے ہستی کو طی کیا بڑا کمال ہوا کبھی کسی نے اُس صحراے مصیبت کو طی نہین کیا صدہا قافلے تاجرون کے اُس جنگل مین
جاکر ہلاک ہوے پلٹ نسکے شہنشاہ و پرانجل بڑی مصیبت ہی مین نے ہرچند کہا مجھکو ساتھ نہ لیا مجھ کمبخت کا کہنا نہ مانا
اِس مصیبت مین شریک رہتی مین بھی صدہا حدت آفتاب ہستی وزیر نادیان سمجھا رہی ہین کہ شتر سوار اگر پہونچا ہاتھ
مین حیرت کے نامہ دیا صرصر و صبا رفتار وغیرہ عیار بچیان موجود مین حیرت نے باآواز بلند نامہ پڑھا خوشی ہوکر
کہا لو صاحبو شہنشاہ خداوند جمشید کو ہمراہ لیکر آتے ہین راہ مین بڑے بڑے ظہور قدرت خداوند ہوے مفصل تحریر
نہین فرمایا جلد تیاری کرو کوئی مقام صحراے مشک بیز ہی وہان قدرت سے طی شہنشاہ کے ساتھ ہوے منزل بمنزل
تشریف لاتے ہین اِس دربار مین اُسوقت بڑے بڑے نامی ساحر جمع ہین آپس مین کہنے لگے کیون یارو کبھی نام صحراے
مشک بیز سنا تھا نام سے بوے جہالت ظاہر ہی دماغ جان عنبر و معطر ہی صرصر بے اختیار بول اُٹھی بی بی خداوند لقا
خیر کرے ساربان زادے نے کچھ فتور تو کیا ہو صبا رفتار نے جواب دیا اُستانی صاحب مین ابھی خواجہ عمرو کو لشکر مین
دیکھکر آئی ہون بازارون کا انتظام کر رہا تھا صرصر نے کہا یہ مقام تعجب ہی ساحرون نے کہا صرصر زبان بند کرو قدرت
کے مقدمے مین ایسی باتین نہ کہو جنگل ہی کا وہ نام سنا کہ قلب کو تقویت ہوگئی صرصر نے کہا خیر احوال معلوم ہوجائیگا
طوطی کی آواز نقارخانے مین کون سنتا ہی بی صبا رفتار نے پہلے ہی لقمہ دیا کہ ہم عمرو کو دیکھ آئے ہین جبتک ساحرون
نے جواب دیا ای صرصر نے بھی عمرو کو دیکھا کل شبکو طلاے پر موجود تھا کلید قفل لشکر اسلام ہی اگر پہر دو پہر لشکر مین نہو
انتظام مین فرق آجاے کیا ہم سب جھوٹے ہین اندھے تھے عمرو کو نہین پہچانتے خداوند کی قدرت مین دخل دیتی ہو
اپنی گردن پر عذاب لیتی ہو الیاسب نے صرصر کو آڑے ہاتھون لیا جھلا کے بارگاہ سے نکل گئی مگر صبا رفتار کے
کہتی ہی مجھکو خداوند جمشید کا یقین نہین آتا کوئی فتور ہی شہنشاہ کی عقل کا قصور ہی چالاک یہ خبر لیکر بھاگا لشکر کی
بارگاہ مین تخلیہ کیا مہرخ سے کہا ابھی خبر آئی ہی کہ شہنشاہ لواز نے پلنگ خونریز کو ہمراہ کردیا خود نہین آیا خداوند
جمشید ہمراہ آئے ہین ملکہ مہرخ نے کہا پھر خوشی کا ہیکی وہ بھی کوئی ساحر زبردست ہوگا چالاک نے کہا مجھکو خیال
ہی کہ قبلہ و کعبہ پہونچے شاید خداوند جمشید نے مہرخ نے کہا ای چالاک یہ خبر ممکن ہی ہمکو اپنے بخت واژگون سے امید
نہین ہی کہ صورت عیش و سرور آنکھون سے دیکھین زوال جادو ایسا بڈھا افراسیاب پر ہزارون عیاریان
ہوچکین کیا کوئی بات باقی ہی جو منظور پروردگار ہو چالاک نے کہا یہ خبر سنکر میرے تو قلب کو قوت ہوئی کیا کہون
بصورت قبلہ و کعبہ لشکر مین پھرا کرتا ہون جو فرما گئے اُسکا انتظام واجب و لازم ہی ورنہ بارے خبر جانا چرند و پرند نے

شہ جاکر عرض کی حضور ابھی خبر آئی ہے کہ کل بوقت سحر افراسیاب بعد دفع خداوند جمشید داخل لشکر حیرت ہوگا تیاری ہو رہی ہے رات ہی کو ملکہ حیرت سوار ہوگی صرصر وغیرہ بھی ہمراہ جائینگی صرصر نے کچھ شکوک کے کلام کیے حیرت نے بہت غصہ کیا سب ساحرون کو ناگوار ہوا صرصر نے بھی با نہائے عیاری ذات پر آراستہ کیے مین چالاک نے کہا خدا مالک ہے قبلہ و کعبہ کی شفقت کو اے معبود برحق ضائع نہ کرنا میرے دل کو اب بہت بیقراری ہے برق و قران تو واپس آتے کل حال سناتے انکے نہ آنے سے یہ دل کو یقین ہوتا ہے کہ کوئی عیاری ہوئی مگر عقل مین نہین آتی خدا قبلہ و کعبہ کو سلامت رکھے دشمنون کی نگاہون سے بچائے اگر ہزار برس کوئی فکر کرے طلسم ہوشربا کے راز نیارے اگاہ نہو قبلہ و کعبہ نے بڑے بڑے کام کیے خوب نام کیے اتنا عرض کیے دیتا ہون علاوہ دفع بلائے جمشید بلا قبلہ و کعبہ کو لوح کی بڑی فکر ہے بدیع الزمان نامدار کا بھی حال دریافت کرنا منظور ہے شاید کوئی فکر پوری ہوئی ہو لیکن عقل نہین پہونچتی طائر وہم خیال کے پر جلتے مین ایک مضمون فرحت مشحون نامے مین مرقوم تھا کہ ظہور خداوند جمشید ہوا شاید کوئی مردہ ملا نہین معلوم زندہ ہوا یا مردہ ملا مہرخ نے کہا ای بہتر والا گہر خدا اپنا فضل شریک کرے ہم لوگ تو بہت مایوس ہین شہنشاہ جمشیدی آتی ہے نہین معلوم یہ خداوند کون بلا ہے دل دھڑک رہا ہے تمھارے کہنے سے کسی قدر اطمینان ہوتا ہے قلب واسطے خواجہ کے روتا ہے چالاک و مہرخ خیمے سے باہر آئے چالاک بشکل عمرو لشکر مین پھر رہا ہے بطور چھلاوہ کبھی یہان کبھی خیمے مین چلا گیا کبھی اسی طرح بڑبڑاتا ہوا باہر آیا کسی پر تاکید کی کسی پر غصہ کیا صرصر کئی مرتبہ لشکر مین آئی فقیرنی بنکر ایک مقام پر ٹھہری دور سے دیکھا عمرو پھر رہا ہے نزدیک تو خوف سے نہ جا سکی دیکھ رہی ہے وہی طریقہ وہی چال وہی باتین عیاری کی گھاتین ایک ایک پر تاکید انتظام ہو رہی ہے کبھی آواز دیکر اندر بارگاہ کے جاتا ہے ایک ایک کو سناتا ہے صاحبو بوقت سحر لشکر تیار رہے کل افراسیاب حاکم تجرہ چہارم کو لیکر آئیگا آمادہ حرب و پیکار رہو وردیان تقسیم ہو جائین ارشن سبکو افسر آرام نہ کرین ہر چند صرصر نے جا بجا مین نگاہ دیکھون چالاک کہین لمحہ بھر نہین ٹھہرتا حکم دیا تعجیل بارگاہ مین چلا گیا صرصر واپس آئی حیرت نے پوچھا ای صرصر کہان گئی تھی کہا حضور جسوقت سے میں نے امر خداوند جمشید سنی مین تو بد اعتقاد ہون نہین معلوم دل مین کیا آتا ہے لشکر مہرخ مین گئی تھی حقیقت مین عمرو انتظام کر رہا ہے اپنی آنکھون سے دیکھ آئی بیشک عمرو موجود ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے حیرت نے کہا تو ناحق گھبراتی ہے شہنشاہ کیا نادان ہین سب کچھ سمجھے ہین اس نامے مین ایسا کچھ لکھا ہے کہ کسی طرح پر ظہور قدرت جمشید ہوا کرامتین ظاہر ہین اسلیے دنیوی

سے قدرت کو بالکل نفرت صرصر خاموش ہو گئی حیرت جادو سوار ہوئی برسے استقبال چلی ملکہ مہرخ نے یہاں
لشکر کو آراستہ کیا بیرون بارگاہ تخت ملکہ مہ جبین اگر بچھا ساری رات اسی تیاری مین بسر ہوئی طائر زرین بال
آفتاب شاخ نخل مشرق سے اُڑا گلشن فلک چہارم پر آکر زمزمہ سرائی کرنے لگا ظلمت شب کافور ہوئی سیاہی بالکل
دور ہوئی طائران صحرا النغمہ سرائی کرنے لگے دم با عنایت حقیقی کی محبت کا بھرنے لگے نہرون کو بھی محبت بانی بنا کے
بحر و بر کا جوش ہوا نرگس شہلا کو نظارہ بازی کا ہوش ہوا ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت زرین پر جلوہ فرما
ہوئین دولت شوکت پر اسد نامدار گرد سرداران عالیوقار نازنینان ماہ رخسار ملکہ بہار گلعذار سبکی نگاہین لگی
ہوئی ہین چالاک اُسی طرح بشکل خواجہ عمرو پہلو سے اسد نامور مین کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین ذکر اُدھر
افراسیاب ہو رہا ہے مگر حیرت رات ہی کو سوار ہوئی پانچون عیار بچیان پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے
یہ لشکر جا کر اک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا چالنسوز بن قران کو چالاک نے روانہ کر دیا ہے ایک گوشہ
مین یہ بھی کھڑا دیکھ رہا ہے صحرا سے گرد اُٹھی اسقدر باجے بجے کہ گوش گردون کر ہوا صدائین یا خداوند جمشید
کی بلند ہوئین ملکہ حیرت تخت سے اُتری پہلو مین عیار بچیان آکر مثل حواس خمسہ پانچون ساتھ مین لگی ہین
لڑی ہوئی دیکھا لاکھون گنوار دفلیان ڈھولک جھانجھ بجاتے ہوئے وجد مین سامنے سے گذرے اُنکے
بعد دیکھا افراسیاب مرکب اُڑائے ہوئے آتا ہے خوشی سے چہرہ سرخ سامنے حیرت کے اگر گھوڑے سے
کود اکہا ملکہ اب غمین جاؤ خداوند جمشید اٹھ بچے ساحر مستی و زوال و پلنگ کو چھوڑ کر آیا ہون صرصر نے
بڑھکر دامن تھام لیا کہا ای شہنشاہ خداوند جمشید کہان ملے بصورت انسان ہین یا بشکل حیوان بن گیا ہے
افراسیاب نے کہا ای صرصر اطمینان سے بیٹھکر حال کہونگا جتنے مسلمان مرے سب جہنم مین پھینکے گئے بخوبی مجکو
ثابت ہوا مین نے سبکو آگ مین جلتے ہوئے دیکھا میان احول جو گلا کاٹ کر مرے تھے کوڑے پڑ رہے تھے جب
مین نے خطا معاف کی تب کوئی باغ رہنے کو ملا اُسی کی زبانی خداوند کا پتا ملا صحرائے مشک بیز مین پہونچا اب
اسوقت مجکو بات کرنے کی فرصت نہین ہے مختصر یہ کہ خداوند جمشید تشریف لاتے ہین صرصر نے سر جھکا لیا افراسیاب
تو بھیجا کا صرصر نے صبا رفتار سے کہا ای صبا رفتار کیا کہون ہوش اُڑے جاتے ہین شہنشاہ ہمارے جہنم
بھی دیکھ آئے باغ بھی دیکھ آئے گنہگار جبکہ معلوم ہوئے اُنکے معاف کرنے پر احول کو جنت ہوئی جنت الغیب
ہوئی جیسے شُد سے دعا دیتے مین کروٹ کروٹ جنت ہو گیا سو کہ ہے صبا رفتار نے کہا استانی چپ رہو کیا
خداوندون مین قدرت نہین ہے ہمکو تمکو سب کو پیدا کیا آخر مین قدرت ظہور نہین ہے صرصر نے کہا اری بیوقوف

قدرت کو کیا غرض تھی جو وہ آتے پانچ پانچ سو برس کے ساحر موجود مین عبادت کرتے کرتے دیوانے ہوگئے
کسی نے بھی قدرت کو دیکھا لیکایک خداوند جمشید آگئے صبار قتار نے کہا میری بلا جانے آپس مین یہی چرچے
ہین صرصر پہلو سے حیرت مین کھڑی ہوئی آمد ساحران دیکھ رہی ہے فوجین گذرین اب تخت خداوندی نمایان ہے
زمین سے دس گز بلند سر پر سایۂ چتر زر ایک پہلو مین ملک الموت ایک جانب فرشتۂ رحمت بصد صولت بیچ مین
خداوند جمشید پردۂ برقع گلنار مین نہان چمک چہرے کی اُس پردۂ برقع سے عیان سب سجدے کے واسطے جھکے
افراسیاب پایۂ تخت سے لپٹا ہوا ایک سمت پلنگ خونریز و ساحر ہستی و زوال جادو و صدہا تاجران جلیل پا
پیادہ تخت کے ساتھ مین کئی سو نقارے بج رہے ہین گنوارون کا ہجوم یا خداوند یا خداوندی دھوم جیسے ہی حیرت سجدے
کے لیے جھکی صرصر بھی خم ہوئی مگر انکھیون سے دیکھ رہی ہے قدرت نے بقہر و غضب آواز دی او حیرت سر سجدے
سے اٹھا یہ مکارہ جو تیرے ساتھ ہے اسکے دل مین ہمارا اعتقاد نہین جو تیان اسکو مار دو مجمع سے نکال دو صرصر چیخ
مار پڑنے لگی اُسنے دہائی دی یا خداوند جمشید الامان الامان معاف فرمایئے ملک الموت نے بقہر و غضب آواز دی
ابھی روح قبض کرون او نالائق قدرت نے ہمکو راہ مین خبر دی کہ صرصر ہمکو عمرو کہتی ہے دیکھ ہم عمرو مین جاتے ہین
افراسیاب پایۂ تخت سے لپٹ گیا کہا اے ملک الموت غضب نکر و صرصر بیچاری کو لوگ کھینچے ہوئے لائے لباس پارہ پارہ
منھ سوجا ہوا وزیر زادیون نے قدمون پر گرا دیا صرصر نے بھی توبہکی گھبرا گئی دل مین کہتی ہے اے صرصر عقل کو تیری
زوال ہے اگر عیاری ہے تو بڑا کمال ہے خداوند جمشید پھر ہنسے کہا کیون رہی بد اعتقاد دل مین کیا کہتی ہے عیاری کا
ذکر ہے مکاری کی فکر ہے خبردار دل کو صاف کر ابھی تو نم مین ہمکو او دیکا اب تو صرصر کے بھی ہوش اڑ گئے کہ دل کے راز
سے آگاہ ہوگئے کرامات کہتی ہوئی گرد تخت کے پھری صبار قتار وغیرہ تو ہاتھ باندھے کھڑی ہین تخت اس کر
فر سے چلا دمبدم جاہ و بڑھتا جاتا ہے تمام متعلقہ ریشدار راجہ بابو خبرین لکر چلے آتے مین دیکھنے والون کے ہوش
اڑے جاتے مین جانسوز یہ خبرین لیکر بھاگا خدمت مین ملکہ مہرخ کی پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہا بھائی چالاک
صرصر کو مجبی جوتیان پڑین چالاک نے کہا خداوند میرے قول کو کرسی نشین کرنا جانسوز نے کہا تمھارا خیال بالکل
باطل ہے یہ استاد نہین بڑا کوئی ساحر کامل ہے دلکے حالات بتاتا ہے کئی مرتبہ صرصر کے دل کی کیفیت بیان کی ایک
سمت ملک الموت ایک جانب فرشتۂ رحمت صولت و شوکت کا کیا ذکر کرون بھائی چالاک مین تو بہت حیران ہون
اب سب سنسان کہ اگران مین کہ گرد فرے آمد ہوئی سبطرح کے باجے بج رہے ہین تخت پر چالاک کی نگاہ پڑی
خداوند بپردۂ نقاب مین پنہان ہین ملک الموت و فرشتۂ رحمت مگس پرانی کر رہے مین دھوم ہے کہ قدرت کی سواری

آتی ہی قدرت احکام لگاتے ہوے خرامان خرامان بڑی دھوم سے سواری پہونچی ایک مقام پر تخت ٹھہرا وہ جو چتر زر تھا
مثل خیمے کے آراستہ ہوگیا تخت اُسی خیمے مین داخل ہوگیا اُس بارگاہ کو چہار جانب سے تاجداران جلیل نے گھیر لیا
افراسیاب ملکہ حیرت کے ساتھ اپنی بارگاہ مین آیا حیرت نے کہا میخانہ و سامان عیش و عشرت براے قدرت
تیار کیا ہے پیشکش کرون افراسیاب نے کہا اے حیرت قدرت نے مجھکو کوئی تکلیف نہین دی شراب تک نہین لی
کیا بجا ارشاد فرمایا نعمت ہاے دنیوی واسطے بندون کے خلق فرمائی ہین ایک ہفتہ گذرا قدرت نے نہ کچھ کھایا نہ پیا
فرشتگان رحمت و جلالت بھی نعمتہاے دنیا سے محروم ہین نعمتین بہشت کی کھاتے ہونگے مزے اُڑاتے ہونگے اشیاے
دنیوی بالکل ناپسند ہے اے حیرت دیکھو مشعل و تاریک شکل کش و اختقاق نے روپیہ بھی صرف کرایا تمام عالم مین
ظالم مشہور ہوا قدرت کی آمد مین ایک حبہ بھی نہین صرف ہوا اپنے تخت پر جلوہ فرما ہین بارگاہ کرامت بندون پر سیطرح
سے لگاہ رحمت مراد مندوادین مانگتے ہین راہ مین مریضون نے صحت پائی مراد مندون کی مراد بر آئی اول جنے احول
مریخ نشین کو مبتلاے عذاب دیکھا دعا کرکے خطا معاف کی اُسی خیر خواہ نے صحراے مشک بیز کا نام بتایا وہان جاکر جستجوے
تمام قدرت کو پایا بڑے کر و فر سے لیکر آیا اب کل سبکو کیفیت معلوم ہوگی پلنگ خونریز نے شنا لیلی بہت درست فرمایا کہ اب
ہم خود چلتے ہین شہنا بجانے کی کیا ضرورت ہے پلنگ ہر وقت خدمت مین حاضر رہتا ہے اے حیرت اب بیمار کو کسی طرح
بچائے لشکر مین بلائے ملک الموت قدرت کے ہمراہ ہے چشم زدن مین روح قبض کر لیگا اے حیرت بجاہ و جلال خداوند جمشید
مجھے اُن سرداروں کا بڑا پاس ہے اب بھی زندگی سے یاس ہے بقدر راہ صرصر آنکھون سے دیکھا بد اعتقادی کی کیا ہوا لگ رہی
جو اُسنے دل مین کہا قدرت نے جتلا دیا اے خاتون محل اگر مصیبت احول کو دیکھتین عبرت سے روح تڑپ کر قالب
خاکی سے نکل جاتی رات بھر فرشتے عذاب کرتے تھے دن بھر حدت آفتاب مثل ماہی بے آب تڑپ کرتا تھا ہزار ہا فرشتگان عذاب
آنکھون سے دیکھے اُسنے مجھسے فریاد کی مجھکو رحم آیا قلب تھرایا میرے دعا کی خطا معاف ہوئی بیقرار و اشکبار رہا ہفت ساحل
طرف باغ کے روانہ ہوا جہنم بھی دیکھا بہشت بھی دیکھی دیر و گلگشت کا لطف کھلا حیرت یہ حالات کرامات خداوندی سنکر
خاموش ہوئی صرصر جلی کھڑی ہے بجوت افراسیاب منھ سے نہین بول سکتی آخر تاب نہ آئی کہا کیون شہنشاہ یہ سب
آپنے اپنی آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے جھلا کر جواب دیا اِسکی گردن مین ہاتھ دو ابھی تک بد اعتقادی چلی جاتی ہے
جوتیان کھا چلی اب ہمسے پوچھتی ہے آنکھون سے دیکھا ہمپر سارا معرکہ گذر اری مجھپر کیا موقوف ہے یہ اہالیان فوج و لشکر
سے دریافت کر دیکھ کیا کیفے مین مقام سکونت خداوند صحراے مشک بیز فرحت انگیز ہوا معتدل طائران زمزمہ سرا
عندلیبان خوشنوا نرگس شہلا کی دیدہ بازی قمریون کی کارسازی کس شی کی تعریف کرون وہی نمونہ بہشت عنبر سرشت کی

باغ سیب مین نے کس لطف سے آراستہ کرایا ہی کرورہا روپیہ صرف کرکے بنوایا جو اس صحراے دلفزا کو دیکھے کبھی اس
باغ کی جانب توجہ نکرے ہر ایک کی یہ کیفیت تھی دل باغ باغ غم والم سے فراغ جب اسطرح کے اوصاف افراسیاب
با انصاف نے بیان کیے صرصر نے کہا جب حضور نے سب آنکھون سے دیکھا مین کیا عرض کرون خداوند کا تشریف لانا
مبارک ہو میرے دل کو نہین قرار آتا افراسیاب نے منہ پھیر لیا حیرت سے کہا چلو زیارت خداوند جمشید سے مشرف
ہو یہ دن کبھی کسی کو کاہیکو نصیب ہوا اب زمان فتح وظفر قریب آیا ملکہ حیرت اُٹھ کھڑی ہوئی انیسان دمساز وہمیان
ہمراز اشتیاق مین ہمراہ افراسیاب طرف بارگاہ خداوندی کے چلین راہ مین افراسیاب نے حیرت سے کہا اے حیرت
سہلوای معشوق خوشخو کس کس کرامت خداوندی کو ظاہر کرون بیرون بارگاہ سحر بخوبی یاد ہی جب اندر گئے فراموش
بیہوشی کا جوش ہرچند یاد کرتے مین ایک لفظ نہین یاد آتا قدرت نے سبب فرمایا ہم بانی سحر وساحری ہین جوہر خزانہ
افسونگری ہین ہمارے سامنے سحر کی کیا حقیقت ہی جو چاہا بنایا جو قصد کیا مٹا دیا تم بھی سحر یاد کرنا مگر ادب خداوندی
کا خیال رکھنا حیرت بہت خوب بہت خوب عرض کرتی ہوئی بارگاہ مین آئی دیکھا خداوند برقع پوش بصد جوش وخروش
تخت طاوسی پر جلوہ فرما مین ایک جانب ملک الموت قدرت بصد ہیبت ایک طرف فرشتہ رحمت وزال و
پلنگ وغیرہ چند سردار سر جھکائے ہوے بیٹھے ہین ملکہ حیرت نے آکر سجدہ کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا گرد پھری ہاتھ
باندھکر سامنے کھڑی ہوئی قدرت ہنسنے کہا کیون ای خاتون محل شہنشاہ اسوقت جور وخصم مین خوب باتین ہوئین ہی
شرط کہ تجھکو سنگ سیاہ کر دون تیرے شوہر نے سب کچھ دیکھا قلب صاف ہوا حیرت تھرا کر گر پڑی فریاد فریاد کی صدا
بلند کی یا خداوند الامان الامان ہم سب بندگان گنہگار ہین ہمارے عیب چھپایئے شہنشاہ کے امورات پر خیال
نفرمایئے ایسے ایسے رنج وملال اُٹھائے حواس خمسہ مین فرق پڑگئے غیر مذہب والون کے اقلیم ساحران مین جھنڈے
گڑ گئے وہ ساربان زادہ تین روپے کا پیادہ مکار حیلساز شعبدہ باز کیا کیا قیامتین برپا کرتا ہی مکاری نمکحرامی کا
دم بھرتا ہی آپ کے مصاحبان نامدار عابدان خدمتگزار کس حسرت ویاس سے مارے گئے طلسم ہوشربا مین جابجا
قیامت برپا ہی اب قدرت رحم فرمائین ہماری حماقت پر خیال نکرین ارشاد ہوا بیٹھ جاؤ ای دختر بلند اختر حیات جادو
وانہ زینت پہلوے افراسیاب خوش خواب تمہاری سلطنت تا روز قیامت قائم رہیگی اب رنج وملال نہ سہیگی حیرت نے
دست بستہ عرض کی میری ہمشیر حقیقی بہار گلعذار شریک لشکر مسلمانان بدکردار ہوئی کنیز چاہتی ہی بہار پر کوئی زوال
نہ آئے اُسنے بڑے بڑے صدمات پہونچائے ایک پیٹ مین ہم دونون نے پیر پھیلائے اب وہ ہمارے درپئے آزار ہین
اپنے فعل کی مختار ہین خداوند جمشید نے جواب دیا اب ان مقدمات مین کسی کو دخل نہین ہی جو منا سب مشیت ہو کا پیش

آئیگا بس اب طبل جنگی بجواؤ قدرت کو زیادہ تکلیف نہو تمام عالم کا بندوبست ہی ملک الموت جیلو مین موجود ہی لیکن استغام سے خالی نہین ہی کوئی مشرق مین کوئی مغرب مین کوئی جنوب و شمال مین وقت ہوا ہر ایک پر قبضہ ملک الموت ہی قدرت سب ملاحظہ فرماتے ہین افراسیاب نے اُسی وقت حکم دیا نقارہ رزمی پر چوب پڑی تمام لشکر افراسیاب مین بلڑ ہوا قدرت نے طبل بجوایا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی کاہے لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے موجود تھے خبرین لیکر چلے

دو کلمہ داستان شوکت بیان بہ مرثیہ اول طبل جنگی بجوانا خداوند جمشید کا و مقابلہ ملک الموت سے ملکہ بہار و باغبان قدرت و ملکہ مخمور کا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا مخمسہ

ناخدا ترس نہین تجھکو خیال بلبل
دل بہا جاتا ہی سنکے مقال بلبل
ہیو فاد یکھہ نہ پڑجاے وبال بلبل
غیر ہی حسرت گلزار سے حال بلبل
دیکھیون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل

دیکھکر غیر کا غم ہوتا ہون مین بھی غمگین
سنغ گل توڑنے مین سمجھے کرتا تو نہین
صدمہ گذرا کبھی دیکھا جو کسی دلکو حزین
مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو ای گلچین
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

گل کے اوراق تو گلشن مین کرونگا مین بہم
جمع کرونگا سردست مین سامان رقم
ہوگا لالے کی سیاہی مین بھی آب شبنم
شاخ گل ہاتھ لگے گی تو تراشونگا قلم
آج لکھنی ہی مجھے صورت حال بلبل

گل مین شبنم ہی کہ موتی سے ہی بھرا ساغر می
آتی جاتی ہی نسیم سحری اِدہر بڑی
رنگ دکھلاتی ہی اپنا ہر گلستان مین جو شی
فصل گل آئی ہی کیا پھولی ہوئی بیٹھی ہی
دیکھنا دبدبہ جاہ و جلال بلبل

جسطرف دیکھو سراسر ہی گلستان تاراج
مرگ عاشق کو ہی معشوق کے آگے معراج
زلف سنبل ہی پریشان نہین قابو مین مزاج
گل مین مصروف عزاداری نہین پھول ہین آج
ہوگیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل

گر نہین شکل مین صورت مین بشر ہی کہنا
مین نے خود محکمۂ عشق مین جاکر دیکھا
قیس و فرہاد کے لکھا ہی برابر جلسا
داخل طبلق عشاق ہی چہرہ انکا

لکھے ہین ورق گل مین خط و خال بلبل

ایک مدت سے تری قید مین وہ ہی غمگین　　اکثر آ آ گئی ہی ہونٹھون پہ بھی جان حزین
بے پرون پر تو ذرا رحم کیا کر بیدین　　کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین

جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل

برگ گل اڑ گئے صرصر کا ہوا یہ طوفان　　غنچے پژمردہ ہین اشجار ہین سارے عریان
ہم صفیرون کی ہی اب نغمہ سرائی وہ کہان　　باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان

آ گئے آ گئے ایام زوال بلبل

قول رعنا ہی جو الفت مین پڑے رہتے ہین رند　　روتے ہین بچ بھی ہر طرح کے اب ہنستے ہین بند
دمبدم اشک مرے آنکھون سے کیون بہتے ہین چند　　عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین رند

نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

شعر تہمتن توان ستم داستان و چنین داد رخش سخن را عنان، ملکہ مہرخ نامدار مع کل سرداران عالیوقار بارگاہ آسمان جاہ مین جلوہ فرما ہین حالات خداوند جمشید جانسوز و ضرغام دیکھکر آئے چالاک سے سب کیفیت بیان کی اب چالاک کے بھی ہوش اڑے سر جھکا لیا ملکہ مہرخ نے فرمایا کیون اے بہتر والا گہر اسوقت تمکو تردد و خوش باشے مین چالاک نے کہا مین کیا عرض کرون ہرچند کہ طفلی سے فنون عیاری پر دست انداز ہوا جب مجھکو معلوم ہوا کہ مین خواجہ عمرو کا بیٹا ہون میری مادر مہربان دختر زمیندار ہین اُس طرف والد نامدار کا گذر ہوا ہمارے نانا جان نے ایک دیوار پر سات کٹوریان تیل کی رکھدی تھین اور شرط کی جو کوئی ان ساتون کٹوریون کو سات تیرون سے اڑا دے اُسکے ساتھ بیٹی کی شادی کرون قبلہ و کعبہ نے جاکر تیر لگایا سب کٹوریان گر گئین نانا صاحب نے خواجہ کی شکلین باتدبین ارادہ ہوا کہ قتل کرین صاحبقران زمان اپنے رفیق کو تلاش کرتے ہوئے آئے اِس مصیبت مین انکو دیکھکر شرط پوری کی کٹوریان اڑا دین شرط جیتی ہمارے قبلہ و کعبہ کا عقد ہوا قبلہ و کعبہ کا یہی دستور ہی جو رو کی کبھی خبر نہین لیتے روٹی کپڑا نہین دیتے جب مین پیدا ہوا فنون عیاری حاصل کیے مان سے پوچھکر طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوا راہ مین صحرائے ہولناک ملا شدت تشنگی سے بیہوش ہوکے گرا مرجب روایت دفتر حضرت خضر پیغمبر میرے خواب مین آئے نظر کردہ کیا کچھ راز تعلیم فرمائے کمر ہمت چست ہوئی لشکر روانہ ہوا یہان وہ زمانہ تھا کہ فرامرز بن قارن عدلی نے مکر سے صاحبقران کو پکڑ لیا

اور قفس مین بند کیا چوب عقابین پر پنجرہ نصب کر دیا تھا قبلہ و کعبہ دن بھر سرداروں کو خط پہونچاتے تھے
شب کو عیاری کرکے قریب قفس پہونچتے تھے صاحبقران کو کھانا کھلاتے تھے بختک وزیر نوشیروان نے یہ ظلم کیا
کہ صاحبقران کی کچلیان بہا کر تارون سے دانت بند کروا دیے تین دن سے خواجہ عیاری کرکے جاتے تھے کہ
آقا کو کھانا کھلاؤن صاحبقران بول نہ سکتے تھے یہ روتے پیٹتے پلٹ آتے تھے تین فاقہ کل سرداران نامی پہ
گذرے چوتھی شب کو خواجہ صاحب قفس صاحبقران سے لپٹے کھڑے رو رہے تھے کہ مین پہونچا مجھکو حضرت خضر
تعلیم کر چکے تھے کہ صاحبقران کے دانت تارون سے بند ہے مین تار کاٹ کر کھانا کھلا تجھکو خدا مرتبۂ عالی عطا
کریگا مین نے خواجہ سے شرط بد کر تار کاٹے کھانا کھلا کر نکل گیا اُسدن سے لشکر مین میری آبرو ہوئی سردار عیاران
لشکر اسلام کہلاتا ہون بڑے بڑے مقامات عالی دیکھے سرداربھی بہت مارے اب اِس مقدمے مین میری عقل حیران
ہر اول مجھکو خیال تھا کہ شاید قبلہ و کعبہ پہونچ گئے اب مین نہین کہہ سکتا نہین معلوم کیا سر ہی یہ خداوند جمشید بھی کوئی
بلا ہی دیکھین کیا ہوتا ہی چالاک کے کہنے سے ملکہ مہرخ وغیرہ گھبرا گئین کہ چالاک ایسا عیار فرزند خواجۂ نامدار
اسطرح کہتا ہی کیونکر دل کو تسکین ہو خداوندا خیر کیجیو زیادہ باعث بیتابی یہ ہی کہ اسد نامدار بھی جلوہ فرما مین کوئی فکر
انکے ہٹانے کی بہلانے کی نہین ہوسکتی یہ ذکر تھا کہ جوڑیان ہرکارون کی آکر سیو پہنین ہاتھ اُٹھا کر دعا دی اشعار

مطربے راکہ دشنہ مضراب است	سینۂ دشمن تو فلاطون باد	ہر لحب ابر فطرتش بارد
قطرہ محسود در مکنون باد	ہوش را تکیہ گاہ دانش او	خشک بستر فلاطون باد
آفرین باد بر طبیعت تو	روے فیض تو نیز گلگون باد	اے شہنشاہ گیتی ستان بحکم خداوند جمشید

طبل جنگی بجا دیکھیے طریقہ جنگ کیا ہو کون زندہ رہے کون فنا ہو ملکہ مہرخ نے نگاہ حسرت طرف چالاک کے دیکھا
چالاک نے جانسوز سے پوچھا کیون بھائی جب تم بارگاہ افراسیاب مین گئے تھے وہ جو خداوند جمشید بین اُنہین
پیتے مین کباب کھاتے ہین جانسوز نے کہا مین نے بخوبی دریافت کیا نہ کھاتے مین نہ پینے مین اشیاے عیش
جنین کی بالکل ممانعت ہی اگر افراسیاب نے قصد کیا کہ مین سامان مہیا کرون یہ جواب دیا کہ اشیاے دنیوی
واسطے بندون کے خلق فرمائے مین قدرت کو کھانے پینے سے کون کام چالاک نے زانون پر ہاتھ مارا کہا اگر قبلہ
و کعبہ ہوتے اور یہ اختیار حاصل ہوا ہوتا ابتک سب کو چٹ پٹ کر دیتے سارے لشکر کو لوٹ لیتے اسقدر تساہل کیا
دیکھیے پلنگ خونریز لڑے شہنشاہ جمشیدی بجے یا میان جمشید خود میدان کارزار مین آئین شعبدہ بازی و سحر
دکھائین چرند و پرند نے کہا اب جمشید کے سامنے کوئی سحر نکریگا سنا ہی کہ ملک لرزتے سامنا پڑیگا وہی شخص

سیہ فام اُٹھا ملکہ مہرخ نے فرمایا جو مرضی پروردگار کی وہ ہمارے لشکر میں بھی الفضل انیدی رہتا ہے ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی صدائے طبل جنگ بلند ہوئی لشکر مین شہور ہوا کل خداوند جمشید سے مقابلہ ہے چالاک نے جو کلمات حسرت آیات کہے سب سردار گھبرا گئے جانتے ہیں چالاک سے زیادہ کون رازدار ہے خواجہ کا فرزند نامدار ہے ملکہ مہ جبین نے ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا کوئی تدبیر ایسی کیجیے یہ شیر بیشہ صاحبقرانی مجکو میدان کارزار مین نجائین انکو آپ کہین چھپائین ملکہ مہرخ نے اسد غازی سے کہا حضور یہان سے تین کوس پر کیا عمدہ صحرائے سبزہ زار ہے وہان ستعد شکار ہے صندل لان صندلی پوش کو ہمراہ لیکر بوقت سحر شکار کھیلیے اسد نے قبضے پر ہاتھ رکھکر فرمایا آپ لوگ جانتے ہین اپنے ہمچشمون مین مین بدنام ہون اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کر مرون دعوی طلسم کشائی کر کے بارہا آپ لوگون نے کئی مرتبہ مجکو چھپایا مقابلہ ساحران سے بچایا اب اگر آپ لوگ کوئی اَور مجھسے مخفی کرینگے میرا خون آپ سبکی گردن پر ہوگا فوراً جان دونگا یہ ذلت سہنے کی گوارا نہ کرونگا یہ مین نے سُنا کہ دشمن نے طبل جنگی بجوایا مجکو مقابلہ دشمن کا ہے ہم شکار کھیلین گے ایسی زندگی بیکار ہے کہ ہمارے ساتھ والے مبتلائے مصیبت ہون ہم مشغول عیش و راحت ہون ہمارے نانا جان کا یہ طریقہ نہین سب پر سینہ سپر کرینگے آپ لوگون سے پہلے مرینگے اگر کوئی ایسا ارادہ کریگا بہت پچھتائیگا یہ فرما کر صندل لان صندلی پوش کو حکم دیا رات سے لشکر تیار رہے سب سے پہلے میدان کارزار مین چلینگے دیکھین تو جمشید کون سخرا ہے کیا کرتا ہے ملکہ مہ جبین نے گھبرا کر دامن اسد کا تھام لیا عرض کی اے شہریار آپ جہالت کرتے ہین آشنا ہے کوئی ساحر ہے کہ افراسیاب اُسکو سجدہ کرتا ہے میدان کارزار مین اگر شعبدے دکھائیگا آپ کا وہان کیا کام ہے اب برائے شکار تشریف لیجائیے جو کچھ گذرے گی ساحران نامی و سرداران گرامی جواب دینگے اگر سحر مین نہ غالب ہونگے طائر بنکر بھاگ سکتے ہین غرق زمین ہوکر چھپین موقع نہو طبل اماں بجوادین بقول مخفی مہ بدنصیب کو سب طرح کی مشکل ہے اشعار

سخن ز فرقہ خوردن خراشیدن نمیدانم	بجز خونابۂ دل جام نوشیدن نمیدانم	من آن پروانۂ عشقم کہ گر سوزد مرا ہم
ز سیلاب عشق از خروشیدن نمیدانم	ز رانہ جامۂ محنت وہد زانم کہ سیانم	لباس عافیت را طرز پوشیدن نمیدانم
نگو از ذلت یاس کہ من ز سادہ دو صبیا	چو طفلان راز دل از غیر پوشیدن نمیدانم	نبردم ستہ مقصود وادین وادی انان مخفی
کہ در راہ طلب آئین کوشیدن نمیدانم		

یہ اشعار پڑھکر ملکہ مہ جبین الماس پوش رونے لگین اسد غازی نے دامن سے اشک پاک کیے فرمایا ملکہ ان مقدمات مین دخل نہ دو ورنہ ہمارے تمہارے نہ نبے گی یہ ممکن نہین کہ ہم میدان کارزار مین نہ جائین ہمارے واسطے بدنامی ہے یہ نہ سمجھو کہ خبر مشہور نہین ہوتی وقائع نگار ایک ایک لفظ لکھتے ہین حکم

عالم مین یہ پرچہ پہونچتے ہین ضرور لشکر صاحبقران مین خبر جاتی ہوگی ہر چند کہ میرا برادر یکجان برابر زینت لشکر ظفر اثر شاہزادہ ایرج نامور عاشق صادق ہی لیکن بقدر یہ جرات مین دشمن رہزن ذرا سی ہتک سن پائے تمام عالم مین مشہور کرے بارگاہ مین بیٹھکر جتنے سردار دست راست ہیں سے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر آوازے پھینکین بارگاہ مین بیٹھنا مشکل ہو بڑی خیر یہ ہوئی کہ مین اس طلسم مین اکیلا آیا ہون اگر وہ سب صاحب آجاتے ایک ہفتے مین طلسم فتح ہوتا مین یا اپنی جان دیتا یا گھس کر سر افراسیاب کو لیتا اب آپ سب صاحبون کے حکم کا پابند ہون یہ ناممکن کہ سینہ سپر کرون افراسیاب کے سامنے بچاؤن اس غصے سے اسد نامدار نے قبضے پر ہاتھ رکھکر یہ کلمات حسرت آیات فرمائے سب کانپنے لگے ملکہ مہجبین نے دامن چھوڑ دیا رونے لگین کہا آپکو اختیار ہی یہ کنیز مجبور و ناچار ہی یہ کہکر اسد نامدار اٹھے دربار برخاست ہوا ضرغام ہمراہ اسد نامدار صندل لان بھی مع جوانان صف شکن ہمراہ ہی جب یہ داخل بارگاہ ہوے صندل لان پلیا لشکر مین کمربندی کا حکم دیکر بارگاہ ملکہ گوہر جادو مین آیا گوہر کو جو کنیزون نے خبر دی ہی کہ کل اسد نامدار میدان کارزار مین ضرور جائینگے ملکہ مہجبین کو آج جھڑک دیا کوئی سمجھا نہ سکا واسطے صندل لان کے بیقرار ہی کہ صندل لان آگر پہونچا ملکہ گوہر کھڑی ہوگئی کہا کیون ای صف شکن ای پہلوان تیغ زن تمھارے سردار صاحب کیسے سخن ناشنو ہین خیر خواہان دولت کی بات نہین مانتے جمشید میدان کارزار مین آئیگا تو نہ خدائی دکھائیگا نہین معلوم کون ساحر قبضے مین ہی قبض روح کا دعوی کرتا ہی نام پر خدائی کے مرتا ہی علاوہ اسکے پلنگ خونریز عالم شمشیر جمشیدی اگر آمنے سامنے جائیگی ہزارہا کے سر پھٹ جائینگے سیکڑون بیہوش ہوکر اثر بان رگڑینگے ایسے مقام پر غیر ساحر کا ہونا کیسا باعث خرابی ہی اسی وجہ سے ای شیر بیشہ جرات ہم سبھون کے دلکو بیتابی ہی صندل لان نے جواب دیا ای ملکہ عالم تمھاری بات کا کیا جواب دون اسد نامدار بجا ارشاد فرماتے ہین شیر کہین روباہون سے ڈرتے ہین جب برق شمشیر مردان عالم چمکی سب ساحر بھاگ جائینگے ملکہ گوہر جادو نے بحسرت و یاس طرف صندل لان کے نگاہ کی

تڑپ کے آہ کی یہ اشعار مصیبت آثار پڑھنے لگی نظم

مرتے ہین ترے بیمار سے ہم اور زیادہ
کرتو بھی بلند آہ و علم اور زیادہ
مہنیر سر خار سے نکلا سر صحرا
بیخوف ہین اب صید حرم اور زیادہ

تو لطف مین کرتا ہی ستم اور زیادہ
ہر رنگ نہفت ابر کی گریہ مین کہ اشک ہی
کچھ توسن وحشت کا قدم اور زیادہ
ای خنجر خونخوار نہ برش مین کمی کر

ساتھ اپنے ہی اک فوج الم اور زیادہ
بھڑکی ہی جو یون آتش غم اور زیادہ
صید دل عاشق مین ہی مصروف وہ کافر
ہان مجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ

چالیس قدم ساتھ وہ تابوت کے آئے
اُس تیغ دو دم میں نہیں دم اور زیادہ
کہتا ہے گلے لگ کے مرے وہ دم خنجر
گرمی ہے مری آنکھوں میں ورم اور زیادہ

کیا ہو جو بڑھیں چند قدم اور زیادہ
کیوں میں نے کہا تجھ سا خدائی میں نہیں ہے
ہے عشق کا بھر رنگ کے تو دم اور زیادہ
رگڑتے سر بستر پہ پڑا پاؤں کہاں تک

کہتا ہے مرا شوق جراحت کہ بہ افسوس
مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ
اُس عاشق بیچارہ کا ہے اور برا حال
بس پاؤں نہ پھیلا شب غم اور زیادہ

صندل ان صندلی پوش نے ملکہ گوہر کو گلے سے لگا لیا کہا ملکۂ عالم اب تقدیر پر قرار ہو جس طلسم کی تم حاکم تھین اُس طلسم کے فتح ہونے کی کب امید تھی پروردگار نے فضل کیا کیا جلد فتح ہوا اسی طرح طلسم ہوشربا بھی پامال ہو گا میرے مقدمے مین دخل نہ دو مین جان نثار اسد نامدار مشہور ہون چند قدم اُنسے آگے بڑھنا چاہیے سینہ سپر رہون اُنسے پیچھے جان دون جاؤ لشکر کا انتظام کرو خبردار خبردار میرا خیال میدان کارزار مین نہ رکھنا تماشائی کے خیال مین موت کا مزا چکھنا آقاے نامدار کی فکر رہے ایسا نہو اگر کوئی ساحر سحر کرے تم بیٹھے بیٹھے اپنے کو کھو بچانا گوہر جادو نام آبرو مین تمھارا نام زینت گوش نازنینان ہوش ہو ملکہ کیون خاموش ہو یہ عاشق و معشوق بارگاہ مین تڑپ رہے ہین لشکرون مین تیاریان افراسیاب کے لشکر مین لکھ در لکھ مراد مند جمع ہین رات کو بھی صدائین یا خداوند جمشید کی بلند ہین لڑنے والے ساحران غدار اپنے اپنے بستروں پر سحر تیار کر رہے ہین یہی خیال ہے کہ کل لشکر مہرخ کا خاتمہ کرینگے ہم سب غالب آئینگے ملازمان مہرخ بھاگ جائینگے کل طلسم کشا بھی قتل ہو جائیگا جو آگے بڑھے گا مال لوٹیگا سحر تیار کر رہے ہین ناگاہ خداوند خلقت ملک چہارم کرامات ضیاء و شعاع دکھاتا ہوا تخت فلک زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا نوبت نقارے بجے ملازمان افراسیاب کمر باندھنے لگے اول افراسیاب مع حیرت و پلنگ خونریز و زال جادو و چند رفیقان سلطنت حاضر بارگاہ خداوند جمشید ہوے سجدہ کرنے کا ارادہ کیا فرشتۂ رحمت نے کہا شکوہ قدرت نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے بندگان موافق سے منع کرو کہ ہمکو سجدہ نہ کرین جب مخالفون سے سجدہ کرالینگے بندگان قدیم قدرت سے تسخیر مین پس کیا ضرورت ہے عوض سجدہ و سجود قدمبوسی کا حکم ہوا افراسیاب و حیرت نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا حکم دیا قدرت بھی چلتے ہین افراسیاب باہر آیا مرکب بادرفتار پہ سوار ہوا ملکہ حیرت اپنی کنیزون کو ساتھ لیکر تخت پر متمکن ہوئی سب اُسکی جانب دیکھ رہے ہین دیکھا تخت خداوندی اُترتا ہوا آتا ہے ایک سمت ملک الموت بصد ہیبت ایک جانب فرشتۂ رحمت جسکے چہرے سے آثار جلالت ظاہر ہین خداوند بمع پوش پر چتر زر کا سایہ پلنگ خونریز کو قریب اپنے بلایا وہ پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر فوج دریا موج ساحران غدار طلسم ہوشربا کے تاجدار یہ خبرین سنکر بڑی بڑی دور سے

اسکی وجہ مین افراسیاب کے گرد ہونے مین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ ای شہنشاہ ہوش ربا نوشہ با اقبال ہو
عبادتین کرتے ہزارون عابد زاہد مرگئے حسرتین لیکر پردۂ دنیا سے اُٹھے دیدار خداوندی نصیب نہوا قدرت آپکے
ساتھ تشریف لائے مہرخ و بہار وغیرہ کیا شی ہین پیدا کرنے والے نہین ڈرتین دیکھو آمد شاہ کے نشان بجا ہوئے
ملکہ مہ جبین تخت زمین پر ایک جانب مادر مہرخ نامور و بہار رنگین پوش و جلال سحر افگن و ملکہ سرخ مو وغیرہ
تخت کو گھیرے ہوئے افراسیاب کی نگاہ پڑی ہوئی ایک سمت سے گرد عظیم بلند ہوئی جب دیکھا تیر جنبش جرأت و
ننگ بحر زخار جلالت آفتاب عالمتاب ریاست ماہ آسمان شوکت برہم زن لشکر کافران تیرہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
عاقل و کامل اسد شیر دل پشت مرکب باد رفتار پر سجے ہوئے ضرغام شیر دل رکاب سے لپٹا ہوا ایک جانب
شاہزادہ صندلان صندلی پوش ساتھ ستر ہزار جوانان نبرد آزما علوم صف شکنی سے ماہر زرہ پوش پہلو بہ پہلو دوش
بدوش پرے جمے ہوئے علمہای زرنگار کے پھریرے کھلے ہوئے اس جاہ و جلال سے یہ شیر صولت وارد میدان کارزار
ہوا اکثر سے زمین تھرائی ملکہ مہ جبین کی نگاہ جمال بیمثال پر پڑی ملکہ مہرخ سے کہا نانی امان آپ اس جرأت کو خیال
فرمایئے رات کو سنے سمجھایا انکے خیال مین نہ آیا میدان کارزار مین آئے جدھر افراسیاب کھڑا ہی اُسی جانب تیغ کھینچ
رہے ہین پلکے نہین جھپکاتے چاہیئے ہٹ کر کھڑے ہون اپنے کو بچائین نگاہ دشمن سے مخفی رہین مہرخ نے کہا بی بی
خدا تیرے راج سہاگ کو رکھے دشمنون سے یہ شیر دل بچے پہلو مین چالاک بصورت خواجہ عمرو کھڑا ہی ملکہ مہرخ
نے جھک کر پوچھا کیون ای عمرو الا گر خداوند و فرشتۂ رحمت و عذاب کو دیکھا اب تبلاؤ کیا رائے ہی چالاک نے
کہا ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ طریقہ نہین ہی اسقدر انکا اعتقاد ہوتا رات ہی کو شراب پلا کر لوٹ مار کر شروع کر دیتے
وہان تو شراب کی ممانعت ہی وہ منزلین طی کرکے ہمراہ کیون آتے انکی عیاری کا پہر دوپہر مین خاتمہ ہی سینون
کی عیاری سینے اس رنگ مین قبلہ و کعبہ کو نہین دیکھا ہم لوگ اگر عیاری کرتے کبھی انکے ساتھ کسی محفل مین گئے
ہم تدبیر کرتے رہے انھون نے جھٹ پٹ بیہوشی پلا دی یا زمین رکھکر اڑا دی بیہوش کیا لوٹنے لگے اس عیاری
مین نہ صرف شراب نہ خواہش کباب خداوندا اگر ہوتے تمام خزانہ لیکر زنبیل مین رکھ لیتے رات ہی کو افراسیاب
کو زہر دیتے یہ حقیر ناامید ہی نہین معلوم اسمین کیا بھید ہی چالاک سے یہ سنکر ملکہ مہرخ کے منھ پر ہوائیان اڑنے
لگین سردارون مین کھلبلی لیکن خاموش صفین جمین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ درست ساحران
افراسیاب و مہرخ نے میدان کارزار کو درست کیا نقیبون نے بڑھکر آوازین لگائین اشعار عبرت خیز
حسرت انگیز پڑھکر کہا کیت و نقیبان بھی میدان کارزار سے ہٹے اب صفون پر سناٹا ہوا افراسیاب گھوڑا آگے

قریب تخت خداوند جمشید آیا دست بستہ عرض کی پلنگ خونریز کو شمنا رخصت ہوئے میدان کارزار میں جانے قدرت
نے جھڑک دیا کہا تجھے اس مقدمات میں کیا دخل ہے یہ فرما کر طرف ملک الموت قدرت کے متوجہ ہوئے کہا ای قہر و غضب
خداوند تم میدان کارزار میں جاؤ بہار و باغبان و مخمور کو پکڑ لاؤ اگر اطاعت کی فبہا ورنہ جہنم میں بھجوا دو نکا
ہڈیاں تک جلا دو نکا وہ جوان سیہ فام ہیبت انجام بہ قہر و غضب تمام تخت سے کود اشتلنگیں لگاتا ہوا میدان کارزار
میں آیا زمین تھرانے لگی اک نعرہ کوہ شگاف کیا کہا ای فرقہ سرکشان و ای تمیع مسلمانان ایسے بےخوف ہوئے قدرت کے
مقابلے میں تسلا بہتر یہ ہے کہ اگر سجدہ کرو شہنشاہ طلسم ہوش ربا افراسیاب جادو مقبول بارگاہ خداوند جمشید
تمھارا افسر ہے اسکی اطاعت کرو کیوں قضا آئی ہے جلد جواب دو اب جانبری غیر ممکن میں ہر روز مخفی ہو کر سب کے
مکانوں میں آتا ہوں آواز لگاتا ہوں ای اہالیان دنیا آگاہ ہو جاؤ قضا بہت قریب ہے جو انکو بھولا وہ بدنصیب ہے
گھر کے گھر خالی کر دیے دل اہالیان دنیا کے حسرت و یاس سے بھر دیے مگر اہالیان دنیا وہ غافل ہیں موت کو بالکل فراموش
کیا مرنا یاد نہ رہا دام دنیا سے مکار میں گرفتار ہیں نہ غافل نہ ہوشیار ہیں اب حکم خداوندی ہو چکا ابھی تک خیر ہے خداوند
معاف کر دینگے تخت عدالت پہ متمکن ہیں انصاف کرینگے یہاں سرداران نامدار نے گھوڑے چمکانے کلیجے پہ پتھر رکھ لیا
آواز دی خداوند جمشید پر لعنت کرتے ہیں ہم سپاہی سرفروش جانبازی پہ مرتے ہیں اس جوان نے آواز دی بی بہار
کو بھیجو جو سلونکے جنوا دیتی ہیں مجھکو بھی دیوانہ بنائیں رنگ سحر و ساحری دکھائیں لشکر میں غلغلہ ہوا طاؤس زرین بال
سے بہار کو دی قریب تخت ملکہ مہ جبین آکر عرض کی حضور اجازت میدان کارزار مرحمت ہو دیکھو بلاتا ہے ملکہ
مہ جبین نے سر اٹھا کر دیکھا بہار کا گل سا چہرہ کملایا ہوا آنکھوں میں آنسو ملکہ مہ جبین نے تخت رکھوا دیا خالہ
اماں کہکر گلے میں ہاتھ ڈال دیے باغبان بھی روتا ہوا قریب آیا کہا ای بہار ہم تم رازداران طلسم ہوش ربا ہیں
بڑے بڑے عجائب و غرائب اس طلسم کے دیکھے لیکن ملک الموت قدرت و فرشتہ رحمت و خداوند جمشید بدطینت
نہ کسی کتاب میں لکھا دیکھا نہ یہ تماشا نظر آیا دل تھراتا ہے نہیں معلوم یہ سیہ فام اسکا ملک الموت لقب ہے کوئی ساحر ہے آدمی
ہے یا غیر ساحر شعبدہ باز نیرنگ ساز کسطرح پہچانیں تم ایسی ساحرہ کو پکارتا ہے ای بہار میں مقابلے میں جاؤنگا تم
قصد نکرو بہار نے رو کر جواب دیا ای باغبان قدرت ای صاحب شوکت و لیاقت موت آنکھوں کے سامنے
پھر رہی ہے جان کے ساتھ آبرو بھی دین قاعدے میں اپنے آقائے نامدار کے فرق ڈالیں اس لشکر ظفر اثر میں
حکم عام ہے جو جسکا نام لیکر پکارے وہی جائے مقابلہ کرے جیے یا مرے سامنے طلسم کشا موجود ہیں میں کسی کا
کہنا نہ مانونگی بحکم قضا و قدر اس جوان کو دیوانہ بنا کر حکم دوں کہ جا کر جمشید کا سر کاٹ لا اگر سحر چل گیا تو مشعل

جو الجھا پڑیگا افراسیاب و جمشید سے لڑیگا اگر ہمارے سحر نے جواب دیا مجبور و ناچار ہین جو تقدیر مین لکھا ہی وہی ہوگا اب شہ رو کو جانے دو بڑی مشکل سے سرداروں نے رخصت دی بہار گلشن لشکر سے نکلی جسکی نگاہ اُسوقت جمال بیتاب بلکہ بہار گلعذار پر پڑی ہر چند ضبط کیا نہو سکا کنیزان بہار نے دف و دائرے بجانے باغ کا باغ پڑھا شل نسرین و نسترن و غنچہ دہن و شمشاد و گلعذار وغیرہ رو رو فی تضمین رنج فراق بہار مین یہ خمسہ پڑھنے لگین خمسہ

گر صبا آصف ہی تو گلشن ہی دیوان بہار — آئینگے بلقیس اب بن بنکے مہمان بہار
کیون نہو گلزار عالم مین یہ سامان بہار — حکم رانی پر ہوا حکم سلیمان بہار
عشق پیچان بن گیا طغرائے فرمان بہار

دشمن جان ہین ہمارے مرغ خوش الحان بہار — دامن گل ہی نظر مین چاک دامان بہار
بے صنم ہی شاق یہ ناز عروسان بہار — زخم خندان یار بھی ہی روئے خندان بہار
تیر باران بلا ہی مجھکو باران بہار

ہی بہار اک شکل زیبا دیکھکر پہچانیے — دل مین چہرے کی عوض سوچ لکھی کو ٹھانیے
غنچہ ہی گویا دہن اور سرو ہی قد مانیے — زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

دھوپ سے مرجھائین جھونکے سے جھکین سرتا بپا — قطرۂ شبنم سے اور باد بہاری سے ہون وا
اور کیا پھبتی کہے اُنپر مرا ذہن رسا — شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ثابت ہوا
نو سواران چمن ہین مرد میدان بہار

باغ عالم مین تو ہی مہمان نوازی کا چلن — خندہ پیشانی سے پیش آتے ہین ارباب وطن
لائے ہین ناخواندہ مہمان جان ملتے ہر شکن — کیا سمجھکر روندتے ہین مجھکو سیار چمن
سبزہ کو بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

راز حکمت دلمین بلبل کے ہزارون مین نہان — باغ عالم مین ارسطو سے ہی بڑھکر باغبان
قول آتش کب ہی قول بوعلی سے کم بیان — آب جوئی مین صفائے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار

کر بہار گلشن خلاق عالم پر نظر — دیکھیے باغ جہان مین کیسے کیسے ہین شجر

چشم بینا چاہیے قدرت ہر اُسکی جلوہ گر ۔۔۔ روشنی ہو لے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر

لالۂ آتش زبان ہر شمع ایوان بہار

ناپسند خلق ہون برق غضب ہون قہر مین ۔۔۔ گردش تقدیر ہون گرداب بنکر نہر مین

قول رعنا ٹھیک ہی مشہور ہر اک شہر مین ۔۔۔ نخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین

کی سزاوار چمن آتش نہ سامان بہار

کنیزان ملکہ بہار نے جو یہ اشعار بہاریہ پڑھے غریو بلند ہوا ہر گلعذار کی آنکھون سے اشک گلرنگ جاری نگاہ حسرت سے دیکھکر رو گئے چشمہ چشم سے دریا بہ گئے لیکن ملکہ بہار گلعذار مطیع لشکر صاحبقران نامدار یا تو طاؤس زرین بال پر سوار تھی اُس ساحر کو جو بیدل دیکھا طاؤس سے کود پڑی غیرت دامنگیر ہوئی گلدستہ ہاتھ مین لیکر بڑھی یہ تو ناظرین پر واضح ہر کہ تقدم وار سے مطیع اسلام کے جائز نہین جب حریف حربہ کر لیتا ہر تب یہ جواب دیتے ہین گلدستہ بہار کے ہاتھ مین ہر اسی گھات مین ہر کہ جب یہ ساحر یہ وقع کرونگی تب سحر پڑھونگی و یواد نیا کو کچھ رنگ سحر کا مال دکھاؤنگی جب قریب ملک الموت بیدل کی آواز دی ان حربکر تو ساحر ہر یا غیر ساحر اُس جوان نے قہقہا مارا کہا اری نادان بیوقوف ہم قابض ارواح مین مشرق و مغرب و جنوب و شمال کے سیاح ہین سحر کیسا تلوار کیا جنبش اشارہ ہمارا کافی ہر ہاتھ ہلادین طبقات زمین کو آسمان پر پہونچا دین گردش نگاہ سے انقلاب عالم ہو چشم زدن مین ساحر ہو یا غیر ساحر بیدم ہو تیری کیا مراد ہر چلکر قدمون پر شاہنشاہ کے گر اب نہ جان بچیگی وہ نعرۂ شیرانہ کیا بہار تھرا گئی ضبط کر کے جواب دیا بس یا وہ گوئی موقوف کر جنگ سحر مین مصروف ہو دیکھ تو کیا حال کرتی ہون ابھی سمند سحر سے پامال کرتی ہون لیکن ہم مطیع صاحبقران اعظم مین تقدم ہمارے یہان جائز نہین تو سحر کر یا تلوار لگا ہر طرح سینہ سپر ہین یہ سنتے ہی اُس جوان نے جیب مین ہاتھ ڈالا کہا ہمارا حربہ قہر جمشید ہر دیکھ اس رنگ مین کیا بھید ہر ہاتھ بڑھاؤن روح قبض کرون رگین کھچنے لگین موت کی ہچکی آئے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہون بہار پر خوف غالب زبان سے کچھ جواب نہ دیا حیران کہ دیکھون کیونکر وار کرتا ہی خداوند خبر کرنا قبض روح کا دم بھرتا ہر ملک الموت نے چند پھول ہاتھ مین لیے کہا دیکھ میرے واسطے یہی کافی ہر یہ کہکر بہار پر پھول کھینچ مارے وہ پھول منھ پر بہار کے پڑتے لہرائی دھم سے گر کر بیہوش ہوئی فوراً ملک الموت نے زبان مین خون دیا مشکین باندھکر کھینچتا ہوا سامنے خداوند جمشید کے لایا نعش مردے کے ڈالدیا پھر جست کر کے میدان مین آیا نعرہ کیا ارے تم سبھون کی آنکھین کھلین شور گریہ و زاری لشکر مرخ مین بلند ہوا کنیزون نے گریبان چاک کیے خاک منھ پر

لی ملک الموت نے آواز دی اب کیون روتی ہو بہار کی بہار عمر خزان ہوئی باغبان کو بھیجو باغبان بہ دوآر
گھوڑے سے کودا تیغہ کھینچکر دوڑا صرخ تے ہان ہان کی آواز دی کہا اے باغبان قدرت ہم مصیبت زدہ آیے
رخصت تو ہولے وہان جاکر کچھ نہ بن پڑیگا بہار کا حال دیکھا سحر کر کی کھینچ لے گیا نہ سحر کا حال کھلا نہ شعبدہ
ثابت ہوا عجب رنگ ہے عقل و فطرت مین جنگ ہے باغبان نے پلٹ کر جواب دیا جب گلشن لشکر مین بہار نہ ہو
باغبان بیکار ہے امیدوار رخصت حرب و پیکار ہے کلیجے پر پھر ہاتھ پھیر کہین دل داغدار ہوا کلیجہ نکالے ہوا کہتا
ہوا باغبان جھپٹا ملک الموت نے بھی تلوار کھینچی نعرہ کیا او باغی ہے پر تلوار قابض ارواح سے گیر وہ وار یہ کہا جھپٹا
تلوار چکائی سپر کو گردش دی پھولون سے سپر کے باغبان کے دماغ مین خوشبو آئی آہ کر کے گرا بیہوش ہوا ملک الموت
نے اُسکی بھی زبان مین سوزن دیا مشکین باندھ طلین کھینچتا ہوا سامنے تخت خداوندی کے لایا اسکو چھوڑ کر قصد
کیا کہ پھر جا پڑون افراسیاب گھبرا گیا پیشانی پر پسینہ آگیا گھوڑے سے کود کر تھرآتا ہوا سامنے تخت خداوندی
کے آیا کہا یا خداوند برائے مسلمانان چشم نمائی تو ہو چکی اب طبل بازگشت بجے کل سمجھا جائیگا جمشید نے بقہر و غضب
آواز دی مشیت قدرت مین دخل دینا ہے تیری خاطر منظور نظر ہے ساحری پرستو نکا افسر ہے بہار و باغبان کے
مقدمے مین حکم ہوا انکو کشان کشان لیچلو جب ان دونون کی آنکھین کھلین ہوشیار ہوے آپس مین اشارے
کرنے لگے کہ ہم کیونکر گرفتار ہوے سحر بھی نکر سکے یہ سیہ فام بڑا ظالم ہے افراسیاب نے طبل بازگشت بجوایا اِدھر
اہل اسلام گریان و نالان غم بہار مین خاک اُڑاتے ہوے برائے بہار و باغبان بلبلاتے ہوے ملکہ مہرخ
نے چالاک سے پوچھا کہو مہتر صاحب طرز جنگ دیکھا چالاک نے کہا صاحب میرے ذہن مین نہین آتا مخفی
مخفی سحر کیا بہت سے مقامات ایسے دیکھے دمامہ جادو نے زبرجد شاہ کو بنایا تھا زبرجد شاہ
سحر کا ایک حرف نہ جانتا تھا اک گوہر شبچراغ بمشقت تمام دمامہ نے آراستہ کرکے زبرجد کو دیا تھا نقاب چہرے
پہ ڈال کر خدائی کرتا تھا جب کوئی نبرد ہے اُس بھیا کے سامنے آیا نقاب اُلٹ دی روے نحس اسکا دیکھا
ہر کس و ناکس سجدہ کرتا تھا ظاہر مین مشہور ہوا دیدار خداوندی دیکھکر اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانتا ہے
یہ باعث نہ تھا صرف شعبدہ بازی مین رنگ جمایا اُسی گوہر بے بہا مین تاثیر سحر دمامہ تھی کمال اسکا مشہور ہوا
اُسی طرح یہ جو جمشید کا یار ہے بیشک ساحر زبردست ہے بات بن پڑی خداوند بن بیٹھا روے نحس نہین دکھاتا ہے
منہ چھپاتا ہے اسنے پیچھے بیٹھے سحر کیا یا جسکا نام ملک الموت رکھا ہے یہ بھی ساحر ہوگا عیاری نہین ہے عیاری کے
رنگ ڈھنگ اور ہین یہ سب سحر کے طور ہین افسوس یہ ہے کہ نہین علوم قبلہ و کعبہ پر کیا گذری برق و قران بھی واپس

نہ آئے اسی فکر مین ہونگے اب دیکھیے باغبان و بہار پر کیا گذرتی ہے یہ کہکر چالاک برائے خبر چلا یہان افراسیاب
اس فکر مین ہے کہ باغبان و بہار کو مین قید کر دونگا دربار سجونگا جب قریب بارگاہ خداوندی پہونچا افراسیاب
نے بڑھکر عرض کی یہ گنہگار رخصت ہون بعد اختتام لشکر دربار آنگا سمجھا جائیگا بقہر و غضب جلے وند نے آواز دی
کہ زمین ہل گئی کہا کیون او خالی مشیت قدرت مین پھر دخل دیا صحبت عمرو مین رہکر ان سبکے قلب سیاہ ہو گئے
نصیحت اثر نہین کرتی بقول سعدی مصرع تربیت نا اہل را چون گردگان برگنبد ست + تجھسے مقابلہ کرکے ان
سبکے حوصلے بڑھے مزاج بگڑے برہم مین لائق جہنم ہین وہی جو جزرین شل بارگاہ آراستہ ہوگیا باغبان و
بہار اپنی بوٹیان کاٹ رہے ہین سحر یاد ہین جاتے ہین زبان سے سوزن نکلے اب بھی لڑ بھڑکے نکلی جائین
ہائے ارمان دلکے دل ہی مین رہے سحر ذکر نے پائے یہ تو اس تردد مین ہین ملک الموت سر زنجیر بجاتے ہوئے
قدرت اسی طرح تخت پر سوار داخل بارگاہ ہوئے افراسیاب و ملکہ حیرت نے چاہا برائے شفاعت بہار ہم
بھی اندر بارگاہ کے جائین فرشتہ رحمت مانع ہوا کہا اے شہنشاہ ٹھہر جائیے اسوقت فرشتگان جہنم حاضر ہوے ہین
آپ کا اندر آنا مناسب نہین ہے افراسیاب و حیرت ٹھہرے قدرت مع فرشتگان رحمت و عذاب مع بہار و
باغبان لاجواب اندر بارگاہ کے گئے چند ساعت کے بعد افراسیاب و حیرت کو طلب فرمایا اندر آکے دیکھا قدرت
تخت پر دو فرشتے حاضر ہین بہار و باغبان قدرت کا گلشن بارگاہ مین نشان نہین افراسیاب تو کانپ گیا حیرت
سے ضبط ہو سکا خون عزیزی نے جوش مارا بے اختیار رونے لگی پایہ تخت سے لپٹ گئی عرض کی یا خداوند بہار کو
حضور نے کیا کیا وہ میری بہن ہے ہر چند کہ باغی ہوئی یہی گمان تھا جب گرفتار ہوگی صدمے اُٹھائیگی راہ پر آجائیگی
حضور نے کہان بھیجدیا والد نامدار حیات جادو آپکے مصاحب قدیم آگئی مین بیٹی ہون یہ میری ہمشیرہ حقیقی ہے
حضور مجھکو رخصت فرمائین بعد مرگ باغبان اختیار ہے اسکو مین خدمت مین والد کے روانہ کر دونگی وہ بخوبی
سمجھا لینگے یہ جو حیرت نے رو رو کر کہا افراسیاب بھی کسی قدر بیقرار ہوا جمشید نے بقہر و غضب تمام آواز دی
او افراسیاب خانہ خراب او بیحیا احمق نادان سارے طلسم ہوشربا کو تو نے برباد کیا مقربان درگاہ ابدولت
کو ستایا آمار یک شکل کش ایسی ساحرہ غدارہ ہمہ دان ہمہ گیر قدرت نے علوم سحر رگ و ریشے مین اُسکے بھر دیے تھے
مشتعل کو روشنی بخش سحر بنایا اسکو بھی گل کرایا ساری تیری خطا ہے گنہگارون کو جیسے طلب کرتا ہے وہ لائق
جہنم تھے فرشتگان عذاب لے گئے جس حال مین تو نے احوال کو دیکھا تھا اسی حال مین یہ گنہگار بھی مبتلا ہین
عذاب شدید ہو رہا ہے انھین کے پاس تمکو بھی روانہ کر دین اے ملکہ حیرت بہن سے جاکر جہنم مین ملو اسی حکم دیا

طلسم ہوش ربا کو برباد کرایا رعب و دبدبہ سلطنت باقی نہ رہا یہ سنکر حیرت رونے لگی کہا یا خداوند مجھے اُس سے
بڑی محبت ہی گھر کی رونق باغ کی زینت باپ کے قلب کی قوت مجھ بدنصیب کے روح کی راحت مین بعد اُسکے بھی
تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی جب حیرت بہت تڑپی پھڑکی افراسیاب بھی تسکین کرنے لگا قدرت کو رحم آگیا
ہنسکر فرمایا کہ اے افراسیاب و حیرت گنہگار جہنم سے جاکر نہین نکلتا جلا دیا جاتا ہی لیکن مطمئن رہو اسوقت تیرے
رونے سے رحم آگیا خاک جمع کرکے پھر پتلہ بنا لینگے بعد اختتام جنگ مسلمانان جسم مین روح پھونک دینگے جسم بھی
نیا روح قدیم قلب کی سیاہی مٹی ہوئی بہار فصل بہار مین اگر تسے ملیگی کلی تیری آرزو کی کھلیگی حیرت جادو مثل گل
شگفتہ ہوگئی تصدق نثار ہوئی خوشی مین کنٹھا یاقوت احمر کا ہاتھ پر رکھکر نذر دیا قدرت نے اُٹھاکر جیب مین رکھا
بعد چشم زدن ویسے ہی دو کنٹھے جیب سے نکالے حیرت کو دیدیے ہنسکر فرمایا اے حیرت جادو داعی خاتون محل
شہنشاہ خود تجھ تنے اسوقت وہ کام کیا جیسے اہالیان دنیا کو راضی کرنے مین قدرت کو لاکھ کا کنٹھا دیکر خوش کیا
یہ کنکر تھے قدرت نے بنائے جواہر کو یہ رتبہ عطا کیا کہ تاج سر شاہان ہوا قدرت کی نگاہ مین وہی کنکر پتھر ہین تم ایک تو
بطور تبرک صندوق مین بند کرو ایک تمہارا دوسرا قدرت نے بنایا ہوا قدردانان قدرت کا شکر حیرت کیا چالاک
ایک گوشے مین چھپا ہوا یہ حرکات سکنات دیکھ رہا تھا ہوش اُڑ گئے دل سے کہتا ہوا اے چالاک یہ بڑا کوئی ساحر ہی علم
نیرنجات سے خوب ماہر ہی بہار و باغبان کو بھی یہین غائب کردیا روتا ہوا الٹا خدمت ملکہ مہرخ مین آیا کہا
حضور یہ قبلہ وکعبہ نہین ہین بڑا کوئی ساحر مکار و غدار ہی قبلہ وکعبہ کنٹھا یاقوت احمر کا واپس دیتے بہار و باغبان کو گرد
کرکے کہین چھپایا نیا شعبدہ دکھایا کہتا ہی وہ تو جلا دیے گئے خاک جمع کرکے پتلہ بناؤنگا روح پھونکدونگا ہمارے دلکو
کب ان مہملات کا اعتقاد آتا ہی علم سحر و شعبدے مین بیمثل و بے نظیر ہی اسیر بیچاری بھی نہوسکیگی بیان سے چالاک
کے لشکر مین غریو بلند ہوا سب سردار رہے باغبان و بہار اسقدر روئے کہ چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن غضب
بہر ہجوم لشکر رنج و محن اسد نامدار کو بارگاہ سے سمجھا کر بہلا کر صندلان صندلی پوش اور خیمے مین لیگیا یہان تو یہ
کیفیت ہی لیکن حیرت و افراسیاب بخدمت خداوند لاجواب مین دریاے اعتقاد مین افراسیاب ڈوبا ہوا تھا حیرت
وجد کر رہی ہی پلنگ خونریز و ساحر ہستی و زوال جادو اسی طرح کے چند سردار افراسیاب کے رازدار دربار
قدرت مین حاضر ہین یہ نوکر رہ عرض کرچکا کہ سحر سبکو فراموش ہی جب باہر قلعے مین سحر یاد آجاتا ہی مین گرمی صحبت
مین خداوند جمشید نے فرمایا اے افراسیاب قدرت انتظام عالم کرنے مین مصروف ہین طلسم ہوش ربا کے انتظام
تیری راے پر موقوف ہین حسرت نا ہنی بیان کر کیا کیا چاہتا ہی باغ طلسم ہوش ربا مین کانٹے بہت مین الما

سال تیرے دامن سے الجھینگے آرام و چین نہ لینگے فساد تا روز قیامت رہیگا انتظام کیا ہو فرشتے جہنم سے طلب فرمائے ہین فردا فردا مقابلہ بیکار ہو ایکدن سبکا خاتمہ کرنا منظور ہو زیادہ تیرا کون دشمن ہو حیرت بول اٹھی یا خداوند ساربان زادہ عمرو عیار بڑا ظالم ہو اول اسکی تدبیر کیجیے اگر اسد غازی قتل بھی ہوا وہ فکر کریگا جا کر کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے اپنے آقائے عالیوقار صاحبقران کو لا ئیگا سنتی ہون حمزہ و فرزندان حمزہ نے صدہا طلسمات فتح کیے اگر وہ لوگ طلسم مین آگئے بیشک ہنگامہ عظیم ہوگا حمزہ کو آپکا نام بھی ایسا یاد ہو کہ سحر اثر نہین کرتا بڑے بڑے ساحر انکے ہاتھ سے مارے گئے اگر وہ آیا وہی نام پڑھکر شہنشاہ سے لڑیگا انتہا کا معرکہ پڑیگا اپنے لڑکے کے خون کا دعویدار ہو سالہا سال حرب و پیکار ہو اسکی تدبیر بوجہ احسن فرمایئے عمرو کو جہنم مین بھجوایئے یہ سنکر قدرت نے ملک الموت سے فرمایا عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ خاتون محل شہنشاہ کا دل راضی کر دا اسنے بڑی معقول بات کہی صاحب فہم و فراست لائق سلطنت ہو یہ سنتے ہی ملک الموت اٹھا شلنگین لگاتا ہوا بارگاہ سے چلا بعد چند ساعت سب نے دیکھا ملک الموت تانگ مین عمرو کی رسی باندھے ہوے عمرو بیہوش و مدہوش وہی نمبے کا کرتا وہی وضع و قطع خال خط مین فرق نہین سامنے لا کر ڈالدیا قدرت نے کہا کیون ملک الموت اسکو جہنم مین نہ پھینکدیا یہ کہکر خود تخت سے اٹھے آواز دی آنکھین بند کر لو فرشتگان جہنم آگئے سب نے گھبرا کر آنکھین بند کر لین یہ آواز سنی کہ قدرت فرماتے ہین اس ساربان زادے کو جہنم مین لیجا کر جسقدر آتش مین یا غبان و بہار ہندہین اسی مکان مین چھوڑ دو اسیر گرز آتشین پڑین ہزار دار ستر مرتبہ جلانا پھر پتلہ بنانا اسطرح اسیر عذاب ہو کر اپنی بدعت کو یاد کرے یہ فرما کر قدرت تخت پر آئے سبنے آنکھین کھولین دیکھا عمرو نداد قدرت تخت پر جلوہ فرما ہین فرمایا صرصر بداعتقاد کو لاؤ صرصر کانپتی ہوئی سامنے آئی کہا کیون او مکارہ ایک ہفتے سے عمرو لشکر مین نہین ہو چالاک اسکا بیٹا بصورت عمرو لشکر مین پھرتا ہو رنگ اسکا جما ہوا ہو تو نہ پہچان سکی یا اس عیار کا حال چھپاتی ہو قدرت کا حال سنکر جنگلوں مین بھاگا بھاگا پھرتا تھا آج اسکو ملک الموت پکڑ لایا جہنم مین بھجوا دیا صرصر کانپنے لگی عرض کی یا خداوند حقیقت مین لونڈی نے نہین پہچانا آج شام کو صبا رفتار نے بیشک خبر دی تھی کہ عمرو لشکر مین نہین ہو چالاک بشکل عمرو لشکر مین پھرتا ہو رنگ اسکا جما ہوا ہو قدرت کے بشارت بجا ارشاد ہوا یہ عیار ایسی صورت بدلتے ہین پہچاننا دشوار ہوتا ہو قدرت نے سبکو بنایا ہو ہماری کیا حقیقت ہو کہ سامنے قدرت کے زبان کھولین آج صرصر کا بھی اعتقاد درست ہوا پایۂ تخت سے لپٹ گئی قدمونکو بوسے دیتی تھی گرد پھر پھر کر بلائین لیتی تھی قدرت نے ہنسکر فرمایا آج اس مکارہ کا دل صاف ہوا بیشک مشورے مین شریک ہوا ہی افراسیاب حقیقت ابن حمزہ

کو ہمارا نام کتابون مین مل گیا اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا جو شرف جس بندے کو عطا فرمایا اُسکا واپس لینا خلاف
شان قدرت ہی بندون پر نزول رحمت کرنا نشان قدرت ہی حقیقت مین جب حمزہ طلسم ہوش ربا مین آئیگا
اپنے نواسا اور عمرو کے خون کا دعویدار ہوگا ہمارا سپہ سالار قدرت ہی ہمیشہ اُسپر نزول رحمت ہی لوح تلاش کریگا
طلسم فتح کریگا کیون او نادان احمق تین چیزون کو مٹانا چاہیے اول لوح طلسمی دوم لاچین بادشاہ سابق
طلسم کا قتل کرنا تیسرے خون بدیع الزمان فرزند صاحبقران سے ہاتھ بھرنا واجب و لازم ہی سچ بتلا کہ تونے
لوح کہان رکھی کیون چھپائی لوح ہم بالاے عرش علی لیجائینگے کسی کنگرے مین لٹکا دینگے قید لاچین و بدیع کا ہم
نشان بتائین یا تو صاف صاف کہیگا آجتک انکو کیون قید رکھا کانٹون کا باغ طلسم مین رکھنا عین حماقت ہی
ایسے قہر و غضب سے قدرت نے یہ فرمایا حاضرین وقت افراسیاب کو سمجھانے لگے کہ بہت بجا ارشاد ہوا ای شہنشاہ
لوح طلسمی قدرت کے سپرد کیجیے لاچین و بدیع کا بھی قتل کرنا واجب و لازم ہی صرصر نے بھی یہی صلاح دی ظہور
عیاری چالاک پر دل سے ملیح ہوئی ہی پلٹ کر جواب دیا ای شہنشاہ اُٹھیے قدرت سے درد دل بیان کیجیے
بیشک اسوقت دریاے رحمت خداوندی جوش مین ہی کنیز مطالب مشیت خداوند کو سمجھ گئی پس افراسیاب تکل سے
کانپتا ہوا اُٹھا کر دیہرا عرض کی قدرت نے راحت و فرحت ہمیشگی کی فکر کی غلام بھی مطلب اصلی پر پہونچا صاف صاف
یہ ہی کہ جب دوبارہ لوح مین نے پائی دوسرے دھوکا کھا چکا تھا قدرت پر ظاہر ہی کہ اول لوح باغ سیاب مین تھی جب
اسد و عمرو وہان پہونچے مین لوح لیکر حضرت خداوند داؤد مین پہونچا عمرو در داؤد بنکر پہونچ گیا تھا لوح لی پھر
مجھکو دستیاب ہوئی میرے شکم گاو آتشبار مین رکھی عمرو نے طلسم صندل وغیرہ فتح کیا اسد نے جا کر گاو آتشبار کو
مارا مکار جادو دوم دیکر اسد سے لوح لایا تب مین نے زمہریر جادو کو دریاے نیل سے طلب کیا سر مین اُسکے مہرۂ طلسمی کی
لوح اُسکے شکم مین رکھی تاکید کر دی کہ آپ قعر دریاے نیل مین رہنا دریا کے باہر نہ آنا بدون طلب بدولت شادی و غمی
مین بھی شریک نہونا اگر حیرت جادو بھی جا کر پکارے بے میری صورت دیکھے دریا سے باہر نہ آئیگا حقیقت مین مجھسے بڑی
خطا ہوئی کہ لاچین و بدیع الزمان کو میرے زندان خانۂ طلسمی مین قید کیا جسکا حاکم شہنشاہ قوس ہی بڑا ساحر رفیق ہی
خیرخواہ با دولت صاحب لیاقت و شوکت دونون اُسی قید خانے مین قید ہین یہ سنکر خداوند جمشید نے افراسیاب کے
کان پکڑ تین مرتبہ اُٹھایا بٹھایا حاضرین وقت سے کہا کیون ای بندگان سن لے برابر کوئی دنیا مین نادان ہی اپنی حماقت
سے حیران و پریشان ہی اب کل انتظام ملتوی رہینگے یہ باغی جو سامنے فرد کش ہین تم بہار و باغبان و عمرو مین مشغول
ہین انکو اسی حال مین چھوڑو لشکر اسے جلیل آراستہ ہون اول دریاے نیل پر چلو قدرت بھی ہمراہ چلینگے زمہریر کو

دریائے نیل سے جلاؤ لوح و مہرہ ہمارے حوالے کرو بالائے آسمان رکھوا دین وہان سے پلٹ کر قلعۂ نوسن حصار پر
چلین میدان خونی کی تیاری کرین بدیع و لاچین کو سب کے سامنے دار پر کھینچین وہان سے واپس ہو کر ان سب باغیون
کی روحین قبض کرین ہاتھ سے جلادین اسد کو آتش قہر مین جلادین پھر تجھسے کوئی آنکھ نہ ملاسکے اگر حمزہ بھی آسکے تو لوح
نہ پائے لڑائیان اُس سے پڑینگی اسوقت جیسا مناسب مشیت ہو گا تقدیر کیجائیگی اگر قدرت نے انتظام عالم سے مہلت
پائی ان سبکے فیصلے کے بعد بساعت سعید طرف کوہ عقیق کے بھی رجوع فرمائینگے تجھکو کیفیت حمزہ دکھائینگے دلکو تیرے رام
نعت کرتا ہو شبکو اک قصر تنہائی مین جاکر آکہا لطفا ہو تڑپتا ہو پھڑکتا ہو نہ جیتا ہے نہ مرتا ہو توبہ توبہ کرتا ہو جا تیری خطا ہمنے
معاف کر دیتے ہین یہ سب تجھکو معاملات باطنی بچشم دکھائینگے او اسباب درست دیکھا کر رہا ہو اس انتظام پر پھولا ہوا ہی
خوشی مین بند قبا ٹوٹے گئے گرد پھرنے لگا سب مشیران سلطنت حاضرین وقت مع صرصر و صبا رفتار وجد مین سجتے
عرض کی یا خداوند کیا تدبیر معقول تجویز ہوئی ہو واسطے اپنے جاہ و جلال کا لوح طلسمی بالائے آسمان لیجائیے ہم سبکی
آنکھون پر پردے پڑگئے کیا غضب کیا جسکی سلطنت لی ہوش ربا ایسا طلسم چھین لیا برسون لڑائیان پڑین لاکھون
آدمی قتل ہوے اُس بادشاہ یعنی شہنشاہ لاچین کو زندہ رکھا سراسر عقل کے خلاف کیا کسی طرح یہ مناسب نہ تھا بدیع الزمان
کو ناحق زندہ رکھا اگر بدیع قتل ہو جاتا اسد غازی برائے فتاحی طلسم کیون آتا شرارہ جادو نے ظاہر مین قتل کیا
پتلہ ماش کے آٹے کا بنا کر ڈالدیا جب وہ لاشہ سامنے حمزہ کے بھیجا اُسنے اسم اعظم پڑھا ثابت ہوا کہ ماش کے آٹے کا
پتلہ ہی عمرو واسطے فکر کے نکلا شرارہ جادو کو آتش عیاری سے جلادیا بدیع الزمان کو چھڑایا دختر شرارہ ملکہ
تصویر بدیع پر عاشق تھی انکے باغ مین آکے تالاب سے عفریت طلسمی نکلا تیر و کمان طلسمی سے تصویر نے قتل کرایا
اژدر طلسمی بدیع کو اُٹھا کر طلسم ہوش ربا مین لایا شہنشاہ نے زندانخانۂ طلسمی مین بھیجدیا آجتک وہین قید ہی
لاچین و بدیع و تصویر اُسی قیدخانے مین موجود ہین قدرت نے بہار ارشاد فرمایا بقول سعدی شعر دانی کہ چہ گفت
زال با رستم گرد دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد عقل پر شہنشاہ کی پتھر پڑے جسکا ملک و مال لیا اسکو زندہ رکھا اسیر
حمزہ کو زندہ رکھنا کیا ضرور تھا ان لوگون کا قدم جس مقام پر گیا اُس مقام پر تباہی آئی سب فرزندان حمزہ و سرداران
حمزہ فتح طلسمات ایک کا ایک بہین و مددگار دیکھو اسد کے عقب مین پانچون عیار گیا جلد اگر بیوہ نچے موج شریک ہوئی
پشتۂ زنگین حصار سے لڑائی شروع ہوئی اسد ہا ملک انکے قبضے مین آگئے اگر در بندہائے طلسم ہوش ربا سمت موجب
شہنشاہ سر پہ ہاتھ رکھکر روتے ہر سردار کا کروڑ سے داخلہ ہوتا خود حمزہ عرب آتا ایک لاکھ چوراسی ہزار
پیکبکے پانچ سو چھپن سردار فرزندان حمزہ عالیمقدار سب صاحبان عظم و شان ایک دن مین خاک طلسم ہوش ربا کو

اُڑا دیتے اُس حماقت کا بدلا لیتے جس روز خبر قید بدیع الزمان آئی تھی اُسی دن سرکاٹ کے پاس خداوند لقا کے
روانہ کر دیا ہوتا وہ جاگتی جوت کا خداوند ہی ظاہر مین خود پسند ہر لقا کا جو سرداروں نے نام لیا خداوند جمشید کو
غصہ آیا فرمایا ارے کمبخت لقا کون گدھا ہی دعوی خدائی اُسکو کب زیبندہ ہی ہمارا اک گندہ بندہ ہی ہمارے سپہ سالار
قدرت کے ہاتھ سے ہمیشہ جوتیان کھائین جس عمرو کو ہمنے ابھی جہنم مین بھجوا دیا اُسی ساربان زادے نے
قیطول پر جاکر اُس بےغیرت کی ڈاڑھی مونڈ ڈالی اخبارات مین چھپ گیا زبانی عمرو کے یہ فقرہ مشہور ہی بر ریش
لقا شاشیدم و تراشیدم شاعرون نے اور زیادہ زور دیا اخبار والون نے پرچون مین اور دھجیان اُڑا ئین اب
تباہ ہوکر کوہ عقیق پر آیا ہمیشہ یہی لکھتا ہی طلسم ہوش ربا کو برباد کر دونگا اُس بچیا کو چل کر سب کے سامنے
سزا دونگا سمجھاؤنگا خبردار کبھی نام خدائی نہ لینا اُسکو بھی جہنم کا تماشا دکھاؤنگا خود توبہ کریگا یہ سب سفر ہمارے
عظیم قدرت کو در پیش ہین حماقت ہے افراسیاب کی بہت سی بیش ہین ولیسے ہماری عبادت کرتا ہی اسوجہ سے
قدرت کو رحم آگیا بے تکلف ساتھ چلے آئے اب انتظام بھی بخوبی کر دینگے عدالت و انصاف سے طلسم ہوش ربا کو
بھر دینگے لطف یہ ہی کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیئے ظالم کا نشان نہ رہے مظلوم پر بیداد نہو غریب فقیر مائل
فریاد نہو بادشاہ مثل ہمارے خداوند روے زمین رہے رعایا کا خیال رکھے مصروف عیش نہو راتون کو گدو
شما فقیر بن کر عزیبون کی خبر لے بوقت سحر تخت پر آکر انصاف کرے ملک کو اپنے ظلم و بدعت سے صاف کرے بموجب
مضمون مصرع مصرع رعیت چو بیخ است سلطان درخت ۔ اے افراسیاب مابدولت نے جو کچھ ارشاد فرمایا تیرے
واسطے ہمیشہ کے لیے نصیحت ہی دشمن کو ہمیشہ پائمال کرے دوست کو سرفرازی ہو رعیت بادشاہ سے راضی ہو ہمیشہ
سلطنت قائم رہیگی دیکھ جنبے سے مین کیا انقلاف ہوا سردار بگڑ گئے ملک قبضے مین نہ رہا اگر قدرت نہ آتے یہ پلنگ
خونریز بھی مارا جاتا جو تیرے دلیر ہی قدرت پر بخوبی روشن ہی تیرا قصد یہ ہی کہ چار دن جبرے برباد ہون ملکہ لعل خندان
دیا قوت خندان کے ساتھ شادی کر دون ملک خضر کا داماد نبون وہ دولون نازنینان سر جبین مقبول بارگاہ پاجت
مین حقیقت مین بہت خوبصورت ہین آگے دامن عصمت تک تیرا ہاتھ نہ پہونچیگا یہ فقرہ سنکر افراسیاب چین ہوگیا
حیرت جادو کے کان مین کہا مازدل سے مابدولت کے کوئی آگاہ نہ تھا قدرت روشن ضمیر ہین سب کچھ جانتے ہین
مین نے یہ صلاح جدہ سے کی تھی انھون نے بھی اس راے کو پسند فرمایا کہ لعل دیا قوت اگر سب باغیون کا خون
بہا دیگی اخضر بھی بلاے روزگار ہی اشارون مین اُسکے سب کٹجائینگے لمحہ بھر مہلت نہ پائینگے قدرت نے صاف
صاف کہدیا نہین دل و جان سے معتقد ہوا حیرت نے کہا یہ خداوند حقیقی ہین دل کے حال کو خوب جانتے ہین جو صلاح

تا ہمین باعث بہبودی مین دشمن کا قید رکھنا کیا ضرور تھا توسن ذیلم کی عقل کا قصور تھا انکے کہنے سے لاچین قید
رہا ہنے کئی مرتبہ کہا آپنے جھڑک دیا اب چلکر قدرت خود قتل کرینگے توسن حصار پہ میدان خونی کی تیاری ہو لاچین
و تصویر و مہ بدیع کو قتل کرین لوح لیکر قدرت بالاے عرش علی ہجیدین ہم ہوگ بخوبی مطمئن ہو جاوین المختصر یہ صلاح
خداوند جمشیدی سب کو پسند آئی اسیجے زبان حسنت آفرین کہولی یہی صلاح قرار پائی کہ افراسیاب نے انکار کیا قدرت کو
ساتھ لیجانا ہو تین دن کی مجھکو مہلت ملے اس عرصہ مین سب سامان تیار ہو گا سفر عظیم ہو تا بہ دریاے نیل جانا وہانسے
توسن حصار پر آنا حاکمان ورنہ بھی استقبال کو آئینگے بہت جادو ہو جاینگے غلے کی گرانی ہوگی ساتھ والون کو پریشانی
ہوگی سب ملکون پر نامے لکھون ہر ایک تاجدار اپنی سرحد کا انتظام کرے غرض جابجا موجود رہے قدرت نے تین روز
کی مہلت دی جنگ مسلمانون سے موقوف رہی یہ قرار پایا کہ ان دونون مقدمات سے مہلت کرکے اسکے بعد چشم زدن
باغیون کا انتظام کیا جائیگا کسیکی سفارش قدرت نمانینگے یہ حکم مشہور کرو کہ مہرخ وغیرہ آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین
اب قدرت اول براے تدبیر لوح طلسمی سمت دریاے نیل جاتے ہین وہان سے توسن حصار پر جاکر لاچین مہ بدیع
و تصویر کو قتل کرینگے ان مقدمات سے مہلت پاکر انہون کا دربار کیا جائیگا اسمین صلاح کرکے اطاعت افراسیاب کی فکر
کرین بروقت تشریف آوری بھر ساعت ہوگی اسی وقت شکوہ دھندورا پٹا [illegible] یہ سب خبرین پاکر ملکہ مہرخ
کو سنائین چالاک قہقہا مارکر ہنسا ملکہ مہرخ سے کہا اب مین مراد اپنے قبلہ و کعبہ کی سمجھ گیا لوصاحب فرود بادا علیٰ ہی
ہر قبلہ و کعبہ کو اختتام منظور ہے انشاء اللہ لوح بھی لی بادشاہ سابق کو رہا کرنے جاتے ہین بدیع الزمان کا بھی پتا لگا
لیا ملکہ مہ جبین بیٹیو جیا ای منتر والا اگر تصویر کا نام ہے چالاک نے کہا وہ ہے طلسم ہوشربا کی شہزادہ جادو حاکم تھی
اول اسنے بدیع الزمان کو شکار مین قتل کیا آتشخونے اپنا خون اپنی گردن پر لیا قبلہ و کعبہ نے جاکر اسکو مارا اسکی دختر
ملکہ تصویر مہ بدیع پر عاشق ہوئی اژدر طلسمی عاشق و معشوق کو اٹھالایا اس شاہزادے کے ساتھ وہ بھی قید ہوگئی
اشتہار مین صاف صاف لکھا ہے اس عیاری کو قبلہ و کعبہ کی ثبات ہے اس عیاری کی کیا بات ہے یہ عیاری نہین کرامات
ہے ایک ہی مرتبہ لوح لینگے اسد غازی کو لاکر دینگے لاچین جب بادشاہ سابق چھوٹیگا افراسیاب کو مشکل پڑ جائیگی
آخر وہ بھی تو بادشاہ عالیجاہ ہے مہرخ نے کہا اے چالاک تمہارے قول کو خدا کرسی نشین کرے جو ہمارے حضور نے ارادہ
کیا ہے وہ پورا ہو لوح دستیاب ہو حقیقت مین لاچین اپنی جان نثار کریگا افراسیاب پر جا پڑیگا اب لوگ بھی آمادہ
حرب و پیکار رہین ڈھنڈورا پٹوا دین کہ ہم خود توسن حصار پر جا پڑینگے بروز قتل بدیع الزمان جانین لڑائینگے
دریاے نیل تک افراسیاب کو جانا مشکل ہوگا جب بوقت سحر لشکر افراسیاب مین سامان سفر آراستہ ہوا آپ بھی بر

جمادین بالاعلان فرمامین ہم اسی دشت مین دریاے خون بہائینگے لڑتے بھڑتے ساتھ افراسیاب کے تا بہ دریاے نیل چلینگے واضح رہے ناظرین والا مقام پر کہ لشکر اسلام مین یہ تیاریان لشکر افراسیاب مین آراستگی سفر بحکم خداوند جمشید ہورہی ہی ان دونون لشکرون کو اسی حال حیرت مآل مین چھوڑیے وقت پر ذکر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت وشان ذکر آفات عیار دست بدست حاکم کوہ زبرجدی زبانی کنیزان سامری کے آگاہ ہونا عیاری عمرو سے آفات کا واقف کرنا ملکہ ماہیان زمرد پوش کو اور ماہیان کا روانہ ہونا پردہ ظلمات سے برائے گرفتاری خواجہ عمرو راہ مین آکر روکنا ملکہ مشتری ستارہ طلعت ثانی کوکب روشن ضمیر کا و آپس کا مقابلہ وزخمی ہوکر ماہیان کا پلٹنا بیان ہوتے مین خمسہ

غسل میت مجھے جانان نے دیا میرے بعد
اور جنازے کے بھی ہمراہ رہا میرے بعد
فرض کیا کیا نہ ادا اسنے کیا میرے بعد
قبر پر یار نے قرآن پڑھا میرے بعد
شرط الفت کی ملی مجھکو جزا میرے بعد

تھا حسینون کے اک انداز کا مضمون عالم
میرے دم تک چمن دہر رہا رشک ارم
قدردان مجھسا گیا جبکہ سوے ملک عدم
ہوگیا سلسلۂ مہر و محبت برہم
نازمین بھول گئے ناز وادا میرے بعد

خواب مین بھی کبھی عاشق نہ نظر آئینگے
ملکے ہاتھون کو حسین دیکھنا پچھتائینگے
کجروی ہفت فلک پھر کسے دکھلائینگے
یاس وحرمان وغم ودرد نہ بڑھ جائینگے
بیکسی کا نہین لگنے کا پتا میرے بعد

شور بلبل کے عوض زاغون کی آئیگی صدا
خاک اڑیگی عوض بارش شبنم ہرجا
تخل سوکھینگے وہ صرصر کا چلے گا جھونکا
رنگ رخسار گل ولالہ دگرگون ہوگا
نہ رہیگی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد

سخت مشکل ہی سرانجامی کار الفت
بے مرے کون اٹھا سکتا ہی بار الفت
مجھپہ باری نے مگر رکھا مدار الفت
مین نہونگا تو نہوئیگا خمار الفت
کوئی بدنے کا نہین شرط وفا میرے بعد

کہ اجل سے ہوے جانبر نہین بشر کالتش
قتل رعنا کے ہو یہ مرحلہ طرا آتش

کردعا اس سے ہی بہتر نہ کوئی شوق آتش | قبر پہ فاتحہ کو آئے وہ شوخ ای آتش
نیک توفیق دے اُس بت کو خدا میرے بعد

شعر فروزندہ شمع این انجمن و منور چنین کردہ بزم سخن و چہرہ غواصان دریاے سخنوری و شناوران بحر پلندار ہنر پروری اس داستان رنگین بیان کو بصد جوش و خروش یون تحریر فرماتے ہین اسطرح اپنی موج مین دریا دلی دکھاتے ہین کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جان نثار لشکر خواجہ عمرو عاشق صادق یار موافق خیرخواہ بلااشتباہ حبیب مقدم اتحقاق سے فارغ ہوکر قصر جمشیدی مین گیا نور افشان خواجہ کو ہدایت کرگئے تھے کہ ای خواجہ عمرو اگر شہنشاہ آگیا کوئی اُسکے سحر سے نہ بچیگا بہت جلد تدبیر ٹھیک کیجیے اسی وجہ سے خواجہ سمت صحراے ہستی روانہ ہو تم بھی صفائی قلب سے داخل قصر مرآت ہو آئینہ جمشیدی کو دم بدم دیکھو اگر عمرو کسی بلا مین پھنسے بہ امداد جانا چاہیے بموجب ہدایت نور افشان کوکب عالیشان آئینہ لیکر بیٹھا سیلون مین برآن شمشیرزن و خورشید روشن راے آئینہ دیکھکر یکایک کوکب خوش ہوا کہا ای برآن عمرو نے بشکل احول افراسیاب کو دہوکا دیا افراسیاب بہت ہوا کیا قیامت کی عمرو نے عیاری کی خداوند جمشید بنا افراسیاب کے ساتھ جاتا ہے پھر ایک دن کوکب نے کہا شہنشاہ عمرو نے اپنے قبضے مین کرلی اب کیون خداوند بنا ہوا بیٹھا ہے جو جو معاملات گذرے کوکب پر سب آئینہ ہے برآن کو خبر دیتا تمام عالم پر نگاہ ہے حفاظت مین عمرو کی مصروف ہے لیکن دو کلمہ داستان کو زبرجدی کے تحریر ہوتے ہین اکثر حال لکھ چکا ہون کہ آفات چہار دست کے پاس بارہ ہزار پتلیان سنہری ملقب بکنیزان سامری ہر وقت موجود ہین خبر آئندہ و گذشتہ سنانی ہین اسی وجہ سے اکثر آفات چہار دست براے مدد افراسیاب آئی تین حجرہ ہاے بلاث نو سو جلکر خاک ہو گئین تین سو باقی ہین اب آفات آٹھ پہر انکی خدمتگذاری مین مصروف رہتی ہے بے خطا بندگان خدا کو پکڑ بلاتی ہے خون انکا جام مین بھر کر بجاے شراب پلاتی ہے پتلیان خوش ہو جاتی ہین سیاہ سے آفات مین جیکر یا تین بتاتی ہین جس زمانے مین عمرو احول بنا افراسیاب کو دام مکر مین پھنسایا بوقت سحر آفات خود سر تخت پر بیٹھی ہے ہاتھ مین ورق روزنامچہ خبر آئندہ و گذشتہ کنیزان سامری سے پوچھ رہی ہے جو کچھ وہ کہتی ہین لکھ لیتی ہے یکایک ایک پتلی جو سب مین طرار و فرار ہے قہقہا مار کر ہنسی کہا ای عمرو تیرا کیا کہنا آفات نے پوچھا بی بی کیا ہوا اُس ملعونہ نے کہا ای حیلہ نامدار افراسیاب کے برابر کوئی بیوقوف نہیں ہے صحراے مشکبیز مین خداوندی یہ مین نہین کرسکتی کہ عمرو عیار ہے خداوند جمشید آتے ہین آپ عقلمند ہین اسکا انتظام کیجیے آفات گھبراگئی کہا شہزادی عقل افراسیاب کی تیرھویں ہین پہلے دو سو خداوندون کی خدائی سے سب آگاہ ہین ہمنے انکو خدا بنایا سامری و جمشید

کے ساتھ جانبازیان کین شہر شہر پھرے سحر سے مردے زندہ کیے تمام عالم کے ساحر مطیع ہوے مین کیونکر کہون کہ
اصل مین خداوند جمشید ہین ہمیشہ سے کرامات سامری و جمشید سے نا امید مین تم سب صاحبون نے احسان کیا کہ
عیب کا حال ظاہر کردیا الیقین کامل ہوا کہ عیاری ہے عمرو ساربان زادہ شہنشاہ اقلیم مکاری ہے یہ بھی اُسکے شعبدہ
بنایا بصورت احول دام مکر بچھایا افراسیاب گدھا معتقد ہو گیا صحرائے مشک بیز سے خداوند جمشید کو ساتھ لیا اب
دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ کہکر ماہیان زمرد پوش کو اک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ یوا تو حاکم اوراق جمشیدی ہے ابسنی الحال
خداوند جمشید لشکر افراسیاب مین اگئے باغبان دبہار د عمرو کو جہنم مین بھنکوا دیا اب افراسیاب کی جان لینے کا
ارادہ ہوگا اوراق مین دیکھ کہ یہ خداوند جمشید کون ہے جاکر افراسیاب کو آگاہ کر ساربان زادے کو گرفتار کر لیکن
بخوبی سمجھ لینا بے سمجھے نہ جانا جبرئیل ملک الموت و فرشتہ رحمت بھی موجود مین مجھے نہ کھولنا کہ وہ روح قبض کرین بسطرالانی
نامہ لکھا ایک ساحر تیز رو کو دیا کہ پردۂ ظلمات مین اپنے کو پہونچا ہاتھ مین لوا کے یہ نامہ دینا جو کچھ زبانی کنیزان سے تری
کے سنا ہے وہ بھی بیان کرنا میری جانب سے تاکید ہو کہ جلد جاکر اپنے نواسے کی خبر لے ایسا نہو افراسیاب معتقد ہو کر
لوح طلسمی دیدے لاچین کو قید سے رہا کرے غضب ہو جائیگا یا افراسیاب کو عمرو مکر لطلسم دشمنون کے کان بھرے
زنبیل کی سیر کرادے تو کری ڈھونڈتے پھر ہماری تمھاری کد و کاوش بیکار ہوگی اُس گدھے بیوقوف کو ہمیشہ سمجھا ہے
اسکے خیال مین نہین آتا شہنشا خداوند کے قبضے مین جاچکی ساحر نامہ لیکر چلا ماہیان زمرد پوش پردۂ ظلمات مین
تخت پر بیٹھی ہے گرد مصاحبان خاص میسان با اخلاص حاضر مین ماہیان کہ رہی ہے میرا بچہ اس گرمی مین برائے
تلاش شہنا فواز سمت صحرائے ہستی گیا ہے وہ صحرائے آتشناک جہان رات و دن آگ برستی ہے اُسی جنگل کا نام صحرا ہے
ہے اجاڑ ویران بستی ہے کچھ حال نہ معلوم ہوا شہنا فواز بڑا مغرور ہے نشۂ بادۂ محبت سامری مین چور ہے ظاہر مین عابد
زاہد لیکن بڑا مکار و غدار ہے اپنے مطلب کا یار ہے شفقت افراسیاب کی ضائع ہوگی وہ کبھی نہ آئیگا کچھ سمجھا دیگا
کوئی کنیز واسطے خبر کے جائے افراسیاب کو دیکھ آئے یا مین خود جاؤن شاید سے جانے سے شہنا فواز چلا آئے
شفقت اُسکی برباد نہو اس فصل مین قلب کا نپتا ہے وہان رات دن آتش ریزی دن کو دھوپ کی تیزی ہے جس
جنگلے مین اُس سے طائر پھڑکتے مین صد ہا قافلے ویران ہوے بیچارے آفت کے مارے پیاس سے تڑپ تڑپ کے
مرے قطرۂ آب اُس صحرا مین نایاب ہے میرا بچہ پروردۂ مہد ناز و نعم گل عارض کھلا گیا ہوگا گورا گورا چہرہ
سنولا ہو گیا ہوگا دان کے خیال سے دل مین شعلے اُٹھتے مین طائر وہم و خیال جلتا ہے جگر کو دم سے شعلہ
نکلتا ہے ماہیان یہ کہہ رہی تھی کہ ساحر فرستادۂ اکافات آکر پہونچا ماہیان کے ہاتھ مین نامہ دیا ماہیان نے پڑھا اُسکا

کہا او صاحب غضب ہوا خداوند جمشید کیسے کوئی عیاری ہوئی ارے ورق جمشیدی لاؤ اوراق مین ماہیان نے دیکھکر تمام
چیٹ لیا کہا سُنتا تو ہاتھ سے گئی اب اُسکی جان جائیگی عمرو شراب پلاکر بیہوش کریگا باغبان و بہار کو قبضے مین کرچکا ہے
دونون بیباک سحر مین چالاک عمرو کو زیر گرفتاری افراسیاب بتائینگے بیشک گرفتار ہوجائیگا مین خود جاتی ہون مکار کی
عیاری شناقی ہون یہ کہکر وہ بہ سیر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی پردۂ ظلمات سے چلی یہان بادشاہ بے نظیر کوکب
روشن ضمیر آئینہ دیکھ رہا ہے بہران و خورشید روشن رائے قریب بیٹھے ہین یکایک کوکب گھبرا کر اُٹھا کہا او صاحب غضب ہوا
عمرو کی عیاری سنا چاہتی ہے کیا قیامت کی عیاری کی تھی اسی عیاری پر خاتمہ تھا حال یوح بھی پوچھ چکا قید بدیع و
لاچین بھی دریافت ہو چلی تھی آفات نے ماہیان کو خبر دی ماہیان پردۂ ظلمات سے چل چکی مین جاکر ماہیان کو راہ
مین روکون بہران نے کہا والا نامدار مین جاکر مقابلہ کرون خورشید نے کہا کہ مین جاکر اپنی روشنی دکھاؤن ماہیان کو
درمیانے صحرا مین روک لون بڑھنے نہ دون کوکب نے کہا تمھارے روکنے سے وہ نہ رُکیگی رکن طلسم ہوش ربا ہے سحر و
ساحری مین بے مثل دیکھتا ہے عمرو وہان اپنا رنگ جمائے بیٹھا ہے اکیلا کیا کیا فکر کرے اسے غیب کی خبر کیا اُسکو کیا کیفیت
معلوم یہ ساحران ہوش ربا سنرلون کا حال دیکھ لیتے ہین کیتران سامری نے خبر سنائی تین جو سے تمام ہوچلے اب بھی
تین سو پتلیان باقی ہین اسی کرامات پر آفات کو ناز ہے ساحران ہوش ربا مین سرفراز ہے کیا ناز اُسکا بیجا ہے ہوش ربا مین
کسکو ایسا مرتبہ حاصل ہے کہ اُسکو ہر خبر آئندہ و گذشتہ ملے بیٹھے بیٹھے تمام ہوش ربا کا انتظام کرے یہ کہکے پھر آئینہ دیکھا تو قبضہ پر
ہاتھ ڈالا تھا پھر سنبھالی تھی یا محجوب ہوکر اشیائے سحر رکھدیے کہا مجھے چند ساعتین بحث مین اگر جاؤنگا ماہیان کے ہاتھ
سے شکست کھاؤنگا بہران نے پھر کہا مجھکو جانے دیجیے جاتے ہی وہ سحر کرون کہ عمر بھر یاد کرے دیو ارژن بنا دونگی راستہ بھولیگا
بھٹک بھٹک کر پلٹ جائیگی کوکب نے کہا کچھ ذہن پڑیگا اسی واسطے تو مین نہین جاتا معین و مددگار میرا برہمن روئین تن
تاریک غفلت کش سے اگر ایسا بیکار ہوا فرش خواب پر پڑا رہتا ہے نحیف و ضعیف ہوگیا کاش کے وہ بصحت ہوتا اُس ترشت
بازو کو ساتھ لیکر جاتا اور کوئی اس لائق نہین ہے کہ ماہیان کو روک سکے یہ ذکر تھا کہ آسمان سے لکا ابر سواری پیدا
ہوا قصر جمشیدی پر آکر مرکا رشح ہوا کوکب نے دیکھا ملکہ مشتری ستارہ طلعت نانی کوکب کی بڑے کروفر سے آکر سیدھی
کوکب کو جو منتشر پایا شفقت مادری جلا لائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین کہا کیون نورِ نظر افراسیاب جیسے
بادشاہ سے مقابلے پڑے ہین آجتک خبر نہ کی حجرہ بلا تھا اکس دن کے واسطے ہے ارکان وحشی کو لاتے افراسیاب کو
دیوانہ بناتے ملکہ حیرت سبزپوش زبان دراز وارکان وحشی منتقل ان حجرہ بلائے طلسم نورافشان ہمیشہ سے میر
سطح مین جس وقت چاہون لرمواردون اپنا شرف جانین اگر افراسیاب سے بعہد شدہ دعا لین اگر اُنکے گھر مین حجرہ

بھنت بلا ہر بیان ایک ہی سہی انشاء اللہ سب پر غالب آئیگا حال کھلجائیگا اسوقت مجھے بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا تم تو کبھی
برسون ہمارے پاس نہین آتے صورت زیبا نہین دکھاتے ہماری بہو کو بھی تمنے چھوڑا ملکہ ناہید رسیع پوش زوجۂ خاص
تمہاری مادر بران وجمشید اسی امید مین رہتی ہے کہ شوہر کبھی سرفراز کریگا ایسی زوجہ صاحب لیاقت سحر وساحری مین
بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر صاحب جاہ وحشم اسکو یون ترک کرکے بیٹھے داغ دیے حنائے گلگون پوش کو لیکر بیٹھے
ہمسے وہ شکایت کرتی تھی صاحب اختیار ہو تمہارے جان ومال کی مختار ہو اگر بگڑ جائے تمہاری سلطنت مین خلل پڑجائے
اس لڑائی مین اگر وہ شریک ہوتی لشکر افراسیاب مین حیرت بادشاہ تھی تم بھی یہان اپنی زوجہ کو تخت نشین کرتے
حیرت اسکے آگے کیا تھی مشکین باندھکر لیجاتی حاکمان قلعہ رسیع نگار بڑے بڑے ساحران نامدار بخوشی اگر شریک ہوجاتے
درویشان طلسم اسکے قبضے مین ہین انکی دعا سے فتح وظفر حاصل ہوتی تمنے بیٹا ایسا غضب کیا زوجۂ اصلی کو بالکل
چھوڑ دیا اسوقت کیون ملول وحزین ہو کس وجہ سے غمگین ہو مجھسے بیان کرو مین اپنا جان ومال نثار کردون کس نازو نعم
سے تمکو پرورش کیا اپنے جانے والدین سے تمنے یکایک منہ پھیر لیا کوکب کا ان کلمات محبت آیات سے دل بھر آیا
کہا نانی اماں کیا عرض کردون مجھے اسقدر مذہب اسلام سے محبت ہوئی کہ آٹھ پہر اسی فکر مین رہتا ہون آپ بھی ذرا
آئینے مین معائنہ فرمایئے خواجہ عمرو نے بڑی دھوم کی عیاری کی لشکر حیرت مین خداوند جمشید بنکے بیٹھے ہین سنگا
جمشیدی قبضے مین کی اسی بہادر کا قصد ہے کہ لوح طلسمی حاصل کرون لاچین ربیع وتصویر کو زندان طلسم
سے رہا کرون ماہیان زمرد پوش برائے گرفتاری عمرو فلان صحرا سے جاتی ہے میرا قصد ہوا کہ اسکو روکون تا بخت
ہوا کہ ستارہ گردش مین ہے اسی تردد مین بیقرار ہون کہ شفقت عمرو مثنی پر چہرے کا تو آپنے خاتمہ کیا لوح کی فکر مین
تھا اسمین خلل پڑا ایسا نہو گرفتار ہو جائے اسکی گرفتاری باعث بربادی کل لشکر ہے سب ساحرون کا افسر ہے بڑی بڑی مشکلین
انکی ذات سے حل ہوئین ملکہ مشتری نے فرمایا تو نہ گھبرا مین خود جاتی ہون ماہیان کو تا بعمرو نجانے دونگی انشاء اللہ
روک لونگی کوکب ان ان کرتا رہا ملکہ مشتری ستارہ طلعت طاوس پر سوار ہوکر فکر مین ملکہ ماہیان کے چل نکلی
دیکھیے کس مقام پر مقابلہ پڑے ماہیان زمرد پوش بصد جوش وخروش راہ طے کرتی ہوئی جاتی ہے ایک پہاڑ پاکر جلکی
طاوس کو بڑھایا سر کوہ سے الگ ہوئی قصد ہوا آج شبکو لوٹکر کل لشکر پر جا پڑون صبح وغیرہ کو پامال کرون تب جاکر
عمرو کو پکڑون انجام تردد نہین ہے یہ سوچ رہی جاتی ہے کہ بڑے صحرائے خارستان سے نکلکر سامنے سے برق جلکی نمودار ہوا
اور ماہیان کہان جاتی ہے انقلاب زمانے یہ لیاقت تمہاری ہم یہ سمجھائی کہ اب سے مقابلہ کرتی ہو ماہیان نے
جو ملکہ مشتری کو آتے ہوئے دیکھا تھا اسکی جواب دیا ملکہ مشتری افسوس ہے کہ آپ بھی برائے مقابلہ آئین کوکب کو

نہ سمجھایا کہ عمرو کا ساتھ افراسیاب سے چھٹ جائے کیون طلسم نور افشان کی تباہی کے پیچھے پڑا ہے افراسیاب
اتنا بڑا بادشاہ جلیل ہے کہ آجتک کوئی اُس سے نہ جیت سکا اس لڑائی کو طول اسی وجہ سے ہوا کہ لونڈیان غلام ہوشربا کے عمرو
ہوئے انکی وجہ سے افراسیاب نے تامل کیا ورنہ کبھی کا جانیگا قتل کر ڈالتا مین جا کر ابھی انتظام کرتی ہون ملکہ مشتری
نے کہا اپنی جان کی خیر منا طرف پردۂ ظلمات کے پلٹ جایا چاہئے بکر ماہیان نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ مارا ملکہ مشتری
نے سحر پڑھکر دفع کیا پھر بھر کا آگ لیسین سحر چلے ماہیان خنجر کھینچکر غصے مین جا پڑی للکارا او ملکہ مشتری آج تمھاری
موت خریداری کر رہی بازار قضا گرم ہے مشتری نے بھی خنجر کھینچا دونون مین خنجر چلنے لگا شعلے بھڑکے جنگل کے
صد ہا نخل جلے شیر بھاگے فلک کے جنگل سے ہاتھیون نے دیکھا اپنے مقام چھوڑ کر بھاگے مسکن کا خیال نہ رہا شیر دو بیچ
کچھار چھوڑے طائر آشیانون سے اڑے کسی کو آرام نہ تھا عصفور کا قصد ہوا آشیانے مین باز کے پیچھے روباہ شیر کے
سامنے جانے کا قصد رکھتا تھا ہوش درست نہ تھے غیر اپنی زندگی سے سیر تھا سوچتا تھا کہ کہان بھاگون سرحد دنیا سے
نکل جاؤن یہ نگار شعلہ ہائے آتش کی بھڑک نہ دیکھون دلنشین جلن پیدا ہوتی ہے کدھر نکلجاؤن راحت سے کچھار کی باز آؤن
تمام درندو گزند جنگل کے بھاگ گئے زمین تھرا رہی ہے مشتری کے سحر نے آگ لگا دی ماہیان کے افسون نے زمین پلٹ دی
دونون کامل و اکمل ماہیان رکن طلسم ہوشربا یہ روح روان طلسم نور افشان عرصہ دراز تک دونون مین سحر چلے دونون
مست ہوکر خنجر ہائے سحر سے لڑین ماہیان نے خنجر مارا ملکہ مشتری نے رو کا برق چمکا سر پر گری سر زخمی ہوا مشتری نے
جواب مین گھسکر خنجر مارا سر ماہیان بھی زخمی ہوا چلے لڑکھڑا کر ملکہ مشتری گرین بیہوش ہوگئین ماہیان چلی کہ گلا کاٹے
یون زمین شق ہوئی اک جوان پیدا ہوا ماہیان کو گھر کا کہا بیہوشی مین ہماری مالکہ کو قتل کرنے کا قصد کرتی ہے خبردار
الگ رہ قریب نہ آنا یہ کہکر اُس جوان نے ملکہ مشتری کی کمر مین خنجر دیا طرف طلسم نور افشان کے لے بھاگا ماہیان
جھپٹی کہ نہ جانے دون اس جوان کو روکون مشتری کو چھین لون صدمۂ زخم سے غش آیا تھرا کر گری بیہوش ہوگئی جنید
کنیزین اُنکے عقب مین آئین چھین اُٹھا کر اُسکو طرف پردۂ ظلمات کے لے گئین کوکب نے جب یہ معرکہ دیکھا کہ ملکہ مشتری
زخمی ہوکر بیان آئین ایک پرچہ لکھا ہوا پرندہ کو دیا مراد یہ تھی کہ خواجہ کے پاس پہونچے اطلاع ہوجائے کہ انکی عیاری
کی خبر ماہیان کو ہوچکی جو کام کرنا ہو جلد کیجئے اب یہ عیاری قائم نہ رہیگی پردہ اٹھا چاہتا ہے حال کھلا چاہتا ہے خواجہ
عمرو کسی ضرورت کو باہر نکلے تھے کہ وہ پرچہ گود مین آ گرا خواجہ نے تنہائی مین اسکو پڑھا قران و برق کو بھی
آگاہ کیا قران نے سنا چھوڑ کر آپ کی ہے یہ تو تدبیر ہر دو پہر مین نہین ہو سکتی یہ تو دیونون کا کام ہے عمرو نے کہا تم اتنا
خیال رکھنا یلغمہ مغرور کو اپنے قبضے سے نہ جانے دینا تھنا تو میرے پاس ہے قران نے کہا مین سمجھ لونگا عمرو نے

اُسی وقت افراسیاب کو بلایا فرمایا ابدولت بوقت سحر طرف دریائے نیل کے جائینگے لوح نغمہ ریز لیکر بہ بست و رشتگان بعد بہ بالائے آسمان بھیدینگے تم طرف تلو توسن کے جاؤ بدیع و لقصوریہ و لاچین کو ہمین لے آؤ تب مطلب کی حاصل ہوگا دیر کرنے مین خرابی ہے افراسیاب نے رات ہی کو حکم دیدیا ناگاہ ماہ تابان کی فوج کو شکست ہوئی تاریکی شب دفع ہوئی نور آفتاب عالمتاب سے تمام دنیا کو روشن کیا مہر گیتی افروز کی عملداری ہوئی غلغلان ضیا نے تحصیل شروع کی روشنی کی فوج جابجا مقرر ہوئی خواجہ عمرو تخت زبرجدی پہ سوار ہوے بارگاہ دانیالی کا سر پر سایہ ایک سمت قران ایک جانب برق قران نے پہلو مین اپنے پلنگ خونریز کو بٹھا لیا ہاتھ تھامے ہوے باتین کر رہے ہین تخت زریچ کئی سو گز بلند زیر تخت تمام عالم جمع ہے حیرت تخت پر افراسیاب جلب بر زمین پر سوار غلغلہ یا خداوند بغیر لینش کسبیان ناچ رہی ہین ساز بج رہے ہین غزلین ٹھمریان گائی جاتی ہین ریتی مین ستارے چمکتے ہین ہزارہا نازنینان زہرہ جبینیں جسبیان چمکیلی چیح لباس پہنے ہوے زمین پر ناچ رہی ہین ایک نازنین شوخ و شنگ خوش آواز گلے باز یہ غزل نسیم دہلوی کی گا رہی ہے غزل

بزم غم کو دیکھکر دل خوش ہوا جلاد کا
غیر ممکن جمع ہونا نکہت برباد کا
ہاتھ آنا غیر ممکن طائر آزاد کا
یہ نیا ایجاد ہے میرے ستم ایجاد کا
پاؤن جنت مین کبھی تھا کہ نکلی تیغ ریح
سہل ہے مجھے شاد کرنا وہ دل ناشاد کا
وصل کی کیفیتین فرقت مین دکھلا دیجیے
آج اپنے جی مین ہے تمھ جو سے فریاد کا
کہتے کہتے رہگئے ہنگام استفسار حشر
دیکھیے ایجاد کبتک اُس ستم ایجاد کا
باوفا ہون بیوفائی کا نہین آتا خیال
شوق تیرا نور دل ہے کور مادر زاد کا
حسن بے پایان الفت زر دل ہے وہم بھر کم نہین
آگئی شرم وفا منہ دیکھکر صیاد کا
شور ماتم کیا ترانہ تھا مبارکباد کا
خود فراموشی اثر ہے اُس پری یاد کا
دیکھنا ہے دور سے قابو نہین صیاد کا
واہ کیا رعب جنون ہے آسمان تھے جائیے
بیکسی رو دیا منہ دیکھکر شداد کا
یاد آئین بیڑیان اور وہ گرانی طوق کی
وہ دہن مجھو را مین بے سدون فریاد کا
جب چھٹا تیر نظر آیا مرے دل کی طرف
کچھ محبت آگئی منہ دیکھکر جلاد کا
مجھکو بھی اک قدر بیعادت مین رہا الفت ہے نظر
رحم کا طالب نہین ہون آشنا بیداد کا
کیون نہ خنجر ٹوٹ جائے آگے تیر سے تھے مین
اسپ امیر زاہد رادہ ہے خدا کی یاد کا
حق خدمت چاہتا ہے جلا رہے یا نسیم
قید مین آنا بہت دشوار ہے آزاد کا
دل دکھانا خامشی جو ہے میری فریاد کا
قبر پر آیا ہے دینے کو مبارکباد مرگ
ہاتھ کیسا کا بنتا ہے جسم بھی فصاد کا
ایک کیا دو چار ہو ویسی تو خوش کر لین مجھے
کم ہوا سودا مرا منہ دیکھکر حداد کا
اُسکے کانون تک گئی مضمون جسا ان ہم بھی
تھم ہوتا ہے نشان بھی خانۂ آباد کا
رفتہ جور تازہ سہنے کی ہمین طاقت کہان
جسطرح پہلو بدلتا ہے ترے بیداد کا
دیکھ لیتا ہے جو اسکے آنکھ سے دیکھتا نہین
حسن کی گرمی سے کشتہ ہو گیا فولاد کا
بعد آزادی بھی مدت تک چھوڑا اپنے گھر
مدتون سے آہ ویران ہے قفس صیاد کا

افراسیاب نے سرماے برق انداز و ابریق کوہ شگاف کو حکم دیا ہے انگوٹھ کردگا ناچ موقوف کرین قدرت کو ان
اشیا پر توجہ نہین ہے ہر ایک نعمت دنیا کی لذت فوت ہے انکے ہمراہ خود ملک لوت ہے ناچ گانے والے نہین مانتے سعادت
دارین جانتے ہین چاہتے ہین ہم گائین قدرت کو رجھائین خوش ہو کر قدرت عمر بڑھائین اولاد عطا فرمائین کوئی نہین
مانتا ہنگامۂ عظیم برپا ہے واضح ہو کہ ماہیان جو زخمی ہو کر پلٹ آئی رات بھر درد زخم مین تڑپی صبح کو اُس نے کتابچۂ
اوراق جمشیدی منگا کر دیکھے منھ پیٹ لیا کہا لو غضب ہوا شہنا کو آگ لگے شہنا نواز کو موت آئے عمرو نے دوسرا سامان
کیا ارے افراسیاب کو طرف دریاے نیل کے لیے جاتا ہے کنیزون نے پوچھا دریاے نیل مین کیا ہے ماہیان نے کہا
دریا مین لوح طلسمی شکم زنبور مین اور سر مین اسکے مہرہ اگر کہین عمرو زنبور کو پا گیا ٹکڑے ٹکڑے کر کے اژدر ان طلسم
اسکے ساتھ مین وہ بتلا دیگا اسکو قتل کر کے لوح و مہرہ لیجیے افراسیاب کو شکست دیجیے دوسرا معاملہ سنیے بدنصیب نے
نشان قید لاچین و صبیح بھی بتلا دیا عمرو نے بڑی قیامت کی عیاری کی مین ابھی جاتی ہون جا کر نگوڑے کا رنگ
سنتی ہون کل تو راہ مین بی مشتری کے بازار سحر کی سیر ہوئی سب طرح خیر ہوئی آج بھی وہی سودا ہے دیکھون کون رنگ
آوے کس سے مقابلہ پڑے یہ کہکے پرواز پیدا کیے طرف لشکر افراسیاب کے چلی ملحوظ خاطر ہو یہان وہ وقت ہے ادھر تو
مہرخ نے لشکر تیار کیا کہ ہم سدراہ ہون لڑتے بھڑتے تا بہ دریاے نیل جائین ادھر افراسیاب پرے باندھے ہوے
زیر تخت خداوند جمشید حاضر ہے سرما و ابریق پیش رو لشکر آگے بڑھے سترہ سو نقارہ بج رہا ہے گھنٹ و ناقوس
جھانجھ و ڈھولک کی صداؤن نے گوش گردون کو کر کیا ہے افراسیاب مشتاق ہے کہ تخت خداوندی بڑھتے
تو مین بھی چلون لشکر مثل موج بلخ جمع ہے حیرت جادو تخت پر ایک جانب مصور بہیرانی و بہزاد نقاش و قلم کش
مصاحبان مصور ملکہ صورت نگار اپنے نزدیک قدرت کی عزیزدار زیور و لباس سے آراستہ ٹہل رہی ہے ساتھ والون
سے کہہ رہی ہے ہمارے بزرگون کو دیکھا ہمین سب طرح کا اختیار ہے زندگی موت ہمارے قبضے مین ہے ہمارے خسر صاحب نے
اگر سب نظام کر دیا جرہ بلے بلا بیکار رہے عزیزداران سامری و جمشید نامی و نامدار رہے جسکو چاہین زندہ
رکھین جسکو قصد کرین مٹا دین ہمارا کون ہمسر ہے ہمارے شوہر کے یہ نانا دادا ہین داؤد کچھ نہ تھا ناحق اسنے دعوی
خدائی کیا مین نے آخر اسکو مار اکس ذلت سے قتل کیا افراسیاب ہر مرتبہ آواز دیتا ہے یا خداوند منزل کھوٹی ہوتی ہے
نیر اعظم بلند ہوا کئی ہزار کوس کا راستہ طے کرنا ہے سوا سے ابد دولت کے ہمراہ تخت قدرت کوئی نہ پہونچ سکیگا دریاے نیل
کی منزلین پچاس پچاس کوس کی ہین کوہ ہفت رنگ بھی راہ مین ملیگا صرصار ہفت رنگ براے استقبال آئیگا
وہ بیٹا قدرت ہے اسکی دعوت قبول کرنا پڑیگی ایک شب وہان رہنا ہوگا عمرو سفید دہرے مین آواز دیتا ہے کر

زمین ٹھہرا جاتی ہی مراد یہ ہی کہ قدرت کسی کی دعوت قبول نکرینگے آیندہ جو تیری خوشی سے قدرت نے یہ منصب قبول کیے تنزل در تنزل چلینگے ورنہ ابھی کہو طنابین زمین کی کھینچ دین دریاے نیل اسی مقام پر آجاے افسوس یہی ہی سب ملک ڈوب جائینگے خرد سے تباہ ہونگے قدرت اپنی ذات پر تکلیف اٹھائینگے اپنے بندون کی تکلیف نہ قبول کرینگے انھین بندون کے واسطے یہ تکلیف گوارا کی افسوس یہی ہی کہ دلسے عبادت نہین کرتے لہو ولعب مین رہتے ہین جب تو جفا سہتے مین کسی اہل ہند نے کیا خوب دوہرہ کہا ہی دوہرہ دکھ مین سب ہر کو بھجین سکھ مین بھجے نکوے جو سکھ مین ہر کو بھجین تو دکھ کاہیکو ہوے اسوقت لشکر افراسیاب مین عجب طرح کا ہنگامہ ہی خواجہ افراسیاب کو لیکر طرف دریاے نیل کے جایا ہی چاہتے مین یہ تو ظاہر ہو کہ بہار و باغبان زنبیل مین موجود ہین یہ بھی خواجہ نے دیکھا کہ لشکر مہرخ تیار کھڑا ہی آمادۂ جنگ وجدل ہی اسد نامدار بھی چالیس قدم سبسے آگے بڑھا ہوا جوانان شیر دل ہاتھ قبضے پر ہاتھ قصد کر رہا ہی کہ افراسیاب پر جا پڑون اسی تردد مین عمرو تخت نہین بڑھاتا کہ ایسا نہو یہ سب مل کر روکین ہاتھ سے افراسیاب کے اسد مارا جاے برق وقران سے فرمایا ارے ان مجنون کو بڑھکر سمجھاؤ کہ سامنے سے ہٹ جاؤ خواجہ بشکل خداوند جمشید موجود ہین برق بصورت فرشتہ رحمت بڑھکے تخت سے کود افراسیاب سے کہا اے شہنشاہ قدرت فرماتے ہین مین بڑھکر ان مجنون کو سمجھا دون کہ اے ملازمان شہنشاہ تم کیون جان دیتے ہو مثل باغبان وبہار جہنم مین پھینکے جاؤگے امان نہ پاؤگے بغیر اطاعت افراسیاب افراسیاب نے کہا آپ سمجھائیے میرا کہنا نہ مانینگے برق نے کہا مین چلا یہ کہکے جست وخیز کرتا ہوا چلا سامنے صف لشکر مہرخ کے آیا آواز دی بی مہرخ صاحب تخت پر بیٹھ گئین تاج بہن لیا نشیب فراز کی کچھ فکر نہین مین فرشتہ رحمت خداوند جمشید ذرا میرے پاس آئیے مین بخوبی سمجھا دون راہ رہت دکھا دون ملکہ مہرخ تخت سے کود کر ڈرتی ہوئی کہ ایسا نہو فرشتہ رحمت مجھکو پکڑ لے گرفتار کرکے سامنے جمشید کے لیجاے برق کہہ رہا ہی قریب آؤ قریب آؤ جب مہرخ بمشکل قریب آگئین برق نے چپکے سے کہا اے مہرخ اُستاد نامدار خداوند جمشید بنے ہوے بیٹھے مین براے خدا لشکر ہٹالو طرف دریاے نیل کے جاتے مین خدا جاہیگا تو لوح لیا آئے مین اُستاد کو بھی ایسی عیاری پر خاتمہ منظور ہی شہنا قبضے مین انکی پلنگ خونریز بھی اختیار مین ہی کہین جا نہین سکتا اسوقت کی تمھاری لشکر کشی نے بڑا ہیچ کیا اب تک سو دو سو کوس نکل جاتے یہ خبر حسرت اثر تمام عالم مین مشہور ہو چکی ایسا نہو ماہیان زمردپوش یا آفات مدہوش کسی کو بھیجین یا خود آجائین ساری عیاری خاک مین ملجائیگی یہ مژدۂ فرحت افزا سنکر ملکہ مہرخ نامور مثل گل شگفتہ ہو گئین ہنستی ہوئی پلٹین برق ترکیب قریب افراسیاب کے آیا کہا اے شہنشاہ مہرخ کو سمجھا دیا نمونہ بہشت بھی دکھا دیا دیکھیے

اب لشکر کو وہ ہٹا لینگی آپ کو نذر کرینگی حقیقت مین مہرخ نے جا کر اسد وغیرہ کو سمجھا دیا اسد لے کر سب پھر اپنی اپنی
بارگاہ مین چلے آئے افراسیاب وجد کرنے لگا کہ کیا تاثیر فرشتۂ رحمت کی زبان مین ہی ایسے سخن ناشنو قائل ہو کر
ہٹ گئے سب کے خیال پلٹ گئے مہرخ اپنی بارگاہ مین چلی گئین سب ہی پلٹ گئے اب عمرو نے برق کو اپنے پہلو مین بٹھایا
عرض کر چکا ہون پلنگ کو صاحب قران و بکر اپنے تخت زبرجدی پر بٹھالیا ہی آواز دی ای افراسیاب مرکب تیرا
منزل لکھوڑی ہوتی ہی تیرا عظم بر آمد ہوا افراسیاب نے بودھی پر ہاتھ ڈالا فوج مین باجے بجے علم ہائے زرنگاری
کے پھریرے کھلے عمرو نے قصد کیا تخت بڑھاؤن کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او ساربان زادے مین ابھو تجی
شمع ملکہ ماہیان زمرد پوش او افراسیاب خانہ خراب عمرو عیاری کرکے خداوند نبلہ مغرت سجدہ بھی کر چکا ایک ہفتہ
تیرے لشکر مین گذرا اور تو نہ پہچان سکا کبھی اوراق جمشیدی نہین دیکھتا آٹھ پہر مصروف عیش و عشرت رہتا ہی
ارے ظالم شہنشاہ جمشیدی کہان ہی پلنگ کیون آنکھون سے نہان ہی کیا شہنشاہ ساربان زادے کو دیدی اپنے
شہنشاہ نواز کی بھی جان لی عمرو نے جو دیکھا ماہیان زمرد پوش بعد جوش و خروش مثل برق جہندہ تڑپتی ہوئی
آتی ہی وہین سے پکار کر افراسیاب کو بھی آگاہ کیا کلاہ تخت دست کسی آتی ہی کہ عمرو کے تخت پر گردن اور اس
مکار ساربان زادے کے دو ٹکڑے کردن تمام اہالیان لشکر افراسیاب طرف تخت عمرو کے جھپٹے عمرو نے سفید مہرہ
بجایا اُسی مین نعرہ کیا الغرض عمرو عم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم و رنگ از رخ بخت بد اختر بہ برم و مجلس خسروان جو
گردم ساقی و تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم او ماہیان مین تجھے شہنشاہ لی اگر ایک دن تو غفلت کرتی لوح طلسم بھی
لیتا لاجین و بدیع کو قید سے رہائی دیتا ایک دن مین طلسم ہوش ربا درہم و برہم ہوتا اُس وقت تجھپر ہجوم غم و
والم ہوتا پلنگ خونریز نے چاہا اپنے کو تخت سے گرا دون مہتر قران قریب تھے نعرہ کیا الغرض قران سرکار السیر جون
باد بہاری و جان سرہنگ در خنجر گزاری و میدان اژدر آتش فشانم و منم مہتر قران خنجر زنم پلنگ کا ہاتھ پکڑ لیا
کود کے چھاتی پر چڑھ بیٹھے عمرو نے بارگاہ دوانیالی کو مثل سائبان کھینچا اُسکے سائے مین تخت زبرجدی اڑتا ہوا چلا
اس تخت کا حال جا بجا تحریر کر چکا ہون کہ دماسہ جادو نے حکماے اشراقین کے واسطے زبرجد شاہ اپنے معشوق کے
بنوایا تھا وہ اس تخت پر سوار ہو کر اپنے قصر طلق سے بارگاہ مین آتا تھا جاہ و جلال خداوندی دکھاتا تھا جب
خواجہ نے یہ تخت حاصل کیا کلین لگی ہوئی پائین ظاہر ہوا کہ سحر کا نہین ہی حکماء نے کلون کے زور سے یہ تدبیر
کردی ہی کہ جہان بلند کرین جس مقام پر چاہین ٹھہرا دین سب طرح کا اختیار ہی اب جو عمرو نے تخت اڑایا
نعرہ بھی کیا ماہیان کو تو افراسیاب لپیٹ گیا کہ نہ تو جان وہان نہ جا اُو ساربان زادے نے کچھ جال

بھیلا رکھا ہوگا ایسا نہو کہ تم بھنسو افراسیاب نے ماہیان کو تو چھوڑا جادوگر واسطے خیرخواہی دکھانے کے لپک
لپکے بلند ہوئے جیسے طناب پر ہاتھ ڈالی قصد کیا عمرو کی ٹانگ پکڑکے کھینچ لین بارگاہ کرامات بزرگان دین ہی
مین ہاتھ ڈالکر کسی نے الٹا لٹکا دیا سر تلے ٹانگین اوپر ہزارون الٹے لٹک گئے زنبیل سے عمرو نے باغبان و بہار
کو نکالا یا تو زنبیل مین عمرو کی سیر دیکھا کرتے تھے یا باہر آکر دیکھا عمرو نے برقع چہرے سے اتارا صورت اصلی
بنکر دوزانو بیٹھا ہزارون جادوگر سحر کرتے ہوئے آتے مین قریب آکر بارگاہ دانیال مین لٹک جاتے ہین قران
چھاتی پر پلنگ خونریز کی سوار مین برق سونٹا پکڑے ہوئے ہشو ہشو کر رہا ہی باغبان و بہار تصدق ہوے
کہا ای خواجہ کیا کہنا عمرو نے باغبان کو بھی اک سونٹا دیا کہا ان ساحرون کو مارو نالائق غل مچاتے مین کمال
افسونگری دکھاتے مین باغبان نے بھی سونٹا ہاتھ مین لیا جادوگر اسطرح گر رہے ہین جیسے شمع پر پروانے یا قطرات
باران زراعت پر یا فوج ملخ چہار جانب سے امڈی ہی عمرو مطلق خوف و ہراس کا نام نہین ایک سمت سے افراسیاب نے
آگ برسائی بارگاہ کو خبر بھی نہین ہوئی اُسی آتش سحر نے انھین کے لشکر کو جلایا سرمانے سحر کیا برف کے پہاڑ ٹوٹنے لگے
انھین کے ساتھ والے ٹھنڈے ہوئے ابرلق نے پتھر برسائے پہاڑ سحر سے اڑائے وہ بھی سب بلا لشکر افراسیاب پر
نازل ہی کسی کا سر پھٹا کوئی سنگدل و جگر اساحر پکارتے ہین سخت مصیبت ہی ماہیان و افراسیاب دور سے شعبدہ
سحر دکھاتے مین بخوف قریب نہین آتے ہین ساحرون کے مرنے کی صدا بلند ادھر حیرت زدہ پر نور نے بڑھکر ملکہ مہرخ کو
خبر کی کہ اُستاد کی عیاری کھل گئی ماہیان نے وقت پر آکے قیامت برپا کی اب خدا اُنکی جان بچائے مہرخ و سرخ مو
وغیرہ سب بارگاہ سے نکل آئے بہ نگاہ غور دیکھا بارگاہ عمرو پر ابر سحر ساحران چھائے ہوئے مین آب و آتش کی بارش
ہی قتل عمرو کی کوشش ہی مگر کوئی کچھ نہین کرسکتا افراسیاب سحر کرتا ہوا آتا ہی ایکجانب ماہیان کو عمرو للکارتا ہی
کہ اری تو بھی آ بارگاہ مین لٹک جا جب غصہ کرکے جھپٹتی ہی افراسیاب لپٹ جاتا ہی کہتا ہی نانی امان دیکھو تو ہزارون
ساحر عمرو نے مار ڈالے لاشے زمین پر گر رہے ہین لاکھون گنوار برائے زیارت جمع ہوگئے تھے اب بھاگے جاتے ہین
کاندھون سے چادرین گر رہی دھوتیان کھلی جاتی ہین دمبدم غل مچاتے ہین یاخداوند سامری و جمشید مدد کو آئیے ساربانکے
کی بدعت سے بچائیے لاکھ تر یا چکر کا منتر قران نے پلنگ کو نہین چھوڑا شکین باندھکر ڈالدیا سحر فراموش شکین بھی ہوچکین
دانت لگائے ہوئے توبہ توبہ کر رہا ہی عمرو نے زنبیل سے دس پانچ گرگے نکالے کالی کالی صورتین سونٹے ہاتھ مین نکلتے ہی
ساحرون کو قتل کرنے لگے جب سر پہ سونٹا مارا کڑاکے کی آواز آئی سر پھٹا اندھیرا ہوگیا علامت ساحرون کے مرنے کی
ظاہر ہی غل مچا رہے ہین کشتی مرا کشتی مرا کی صدا مُنہ آئی ہین حیرت جادو سر پیٹ رہی ہی کہتی ہی شہنشاہ نے بڑا کام

کیا خداوند جمشید کو صحرا سے نکلتے حیرت ڈھونڈھ کر لائے ساربان زادے نے شعبدے دکھائے سب نے سجدے کیے وہ خود
کہتا تھا مجھے سجدہ نہ کرو سب اعتقاد میں جو پکے تھے اسے یارو اپنے کو بچاؤ کمبخت بارگاہ کے پاس بچاؤ کیا ساحروں کی مٹی خراب
ہوئی کیا صورت انقلاب ہوئی منہ موڑتے تھا ملکہ ماہ سے نانواواتے ہری خیر ہوئی اگر ماہیان نہ آجاتیں ساربان زادہ کو
لیکر بہ سر دربار چل جاتا شہنشاہ زعفران کو طلب فرماتے لوح و مہرہ اگر دستیاب ہوجاتا پھر طلسم کشا کے ہاتھ سے کون نجات
پاتا مہرخ نے بھی حکم دیا سرداروں کو اپنے سر پر خواجہ عمرو کو بچاؤ برق لامع چرخ مار کر بلند ہوئی کڑک کر مثل برق
آسمان میں ڈوبی رعد و برق بھی پٹے بڑھکار رعد نے چیخ ماری کئی سو کے سر پھٹ گئے برق کڑک کر گری ساحروں کے
سر اڑا دیے برق لامع نے دھوئیں اڑا دیے تختے زمین کے جلا دیے آگ ترچھی گرنے لگی جس صف پر جا کر گری پامال کر دیا نقیب
و کلمیت ہر ایک غل میں لکڑے میں حکم افراسیاب کے منتظر تھے دونون لشکر آپس میں مل گئے بقول شاعر فرد دو لشکر ازیکدگر
در آمیختہ قیامت بگیتی شد انگیختہ گیر و دار کی صدائیں آنے لگیں ملکہ مہرخ نے گولوں کی بوچھار کی خورشید زرین سحر
نہایت زبردست ہے آفتاب جلا ہوا نکلا وہ حدت دکھائی ساحروں کے بھیجے پگھل کر نکل گئے دماغوں میں سب کے ہوش قتل
اسد غازی بھری ہے خورشید جاک چمک کے گرنے لگا سیکڑوں کو جلا یا سرخ موسے کاکل کشا نے لٹ کھولی اندھیرا ہوا اس
تاریکی میں سیکڑوں کو مارا ایک جانب ہلال سحر افگن کا ہلال زرین چل رہا ہے باغبان قدرت مثل نخل سست ساحروں
کو پھل رہا ہے نقیبوں نے پڑھکر یہ مطلع صف پر چڑھا مطلع جسے کہتا ہے تو غافل یہ میرا ہے یہ میرا ہے یہ جسکا ہے اسیکا ہے نہ تیرا ہے
نہ میرا ہے واہ جوانان شیر دل واہ صف شکنان کامل یہ وقت جانبازی ہے سر دینے میں سرفرازی ہے آج نام کرلو دامن
مراد گوہر انعام و اکرام سے بھر لو افراسیاب ایک ایک کو نہال کر دیگا افسریان جنگی وقت جرأت ہے یہی شیوہ ہمت ہے عمرو
نہ جانے دو واسے یارو لیکر پکڑ لو بخت عمرو وزیش کر مہرخ بیوفا ہے ہزاروں جادوگر مار کر گرا دیے خواجہ عمرو مہرہ بجا رہے ہیں
اس مہرے کی آواز سنکر اٹھی گھوڑے بجاتے ہیں یہ وہ مہرہ ہے جو صاحبقران زمان پردۂ قاف سے لائے تھے اسکی صدا
سے دل جاگتا ہے ساحروں کے کلیجے پھٹے جاتے ہیں سحر سب تاثیر نہیں کرتا کیا کریں اپنا زور دکھاتے ہیں تا بخت عمرو
جاگے ہیں جب لڑتے لڑتے تھک گئے پھڑک پھڑک کر مرے دھڑا دھڑ لاشے اور سر ساحروں کے زمین پر گرتے ہیں ہزار ہا لاشہ پڑا ہوا ہے
لیکن افراسیاب و ماہیان زرد پوش یہی آواز دیتے ہیں خبردار یارو قدم پیچھے نہ ہٹے ساحر عمرو پر جھوم جھوم کر جاتے ہیں تیغ سحر
مجبور ہیں کہ سحر تاثیر نہیں کرتا وہ تھک گئے اور بلا میں پھنسے چیختے ہیں اور غل مچاتے ہیں ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا نے
ملازموں کو بچایے ساربان زادے نے پرے کے پرے صاف کر دیے طلسم سے زنگاری زمین پر گٹھ پڑے ہیں جا بجا ساحر
ظاہر ہوتا ہے کہ مردے کفن میں چین علم میں فتح و صیبت فوج افراسیاب پر گرا شکست کا نشان ظاہر ہے مہرخ وغیرہ نے دیکھا تو

کرکے افراسیاب نے لوہے کی دیوار بنادی کہ عمرو اس پار نہ جاسکے عمرو دیوار آہن کو دیکھکر گھبرایا کہ اب طرف مہرخ کے
کیونکر جاؤن ایسا نہو کوئی گرفتار کرے افراسیاب چلا آتا ہے دونون لشکرون کے ہزارون ساحر مارے گئے بنگاہ
حسرت ملکہ مہرخ باشوکت تخت عمرو کو دیکھ رہی ہے بدرگاہ دوالمنن بزبان ہے کہ اے خالق مطلق واے کارساز برحق عمرو کو اس بلا سے
بچالے مجھے اگر بیٹے کا کوئی ایسا زبردست آئے کہ جسپر افراسیاب و ماہیان سے مقابلہ ہو وہ بادشاہ طلسم ہوش ربا
سحر و ساحری مین یکتا زمین ایسے آدمی ہزارون کو پامال کر دیا مارا خاص بیان ہے دہ صحرا کسی کا یاد دم مسیحا
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است واسکی کیا وجہ بیسی ہین سوائے تیرے ان مین وہ دکھا یہ نیرار جو کہ لگ
مہرخ وغیرہ نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر نعرہ ہوا منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر استادان خجستہ
تحریر کیا ہے کہ کوکب نے جو حالات واقعہ مین ہو رہے ملاحظہ کیا فورا برائے مقابلہ افراسیاب چلا اسوقت آکر پہونچا کہ عمرو
تخت اڑائے ہوئے جاتا ہے افراسیاب نے لوہے کی دیوار بنا کر تیاری کی کہ عمرو بچاکے بارگاہ مانیالی سر پہ پٹ جائے
عمرو کو مارلون ماہیان بھی اس سحر مین شریک ہے کوکب نے آتے ہی اول دیوار آہن کو توڑا یعنی ایک گولہ جھولی سے
نکال کر اس دیوار آہن پر مارا دیوار تھرائی ٹوٹنے کی آواز آئی دو حصے ہو کے مین دریا بغرا اگر گئی کئی ہزار سردار و
ملازمان افراسیاب مارے گئے افراسیاب نے کہا دیکھو وہ ظالم آپہونچا دیوار سحر میری گرائی ہائے شنا بھی ہاتھ سے
گئی مشقت میری ضائع ہوئی گرمی مین میٹھے ودمرلیس بخت زمین کہ بھر جلتے تھے دھوپ سے شعلے بھڑکتے تھے آ
کیا جاتا تھا یہ افتاد پڑی کہ اب وہان سب سازداران طلسم جمع تھے پلنگ خونریز گرفتار ہوگیا اگر شنا الیکر سیدھے
مین لڑا تو ایک زندہ نہ بچیگا حیرت جادو نے بڑھکر تسکین دی کہ اے شہنشاہ اسقدر نہ گھبرائیے شنا مین آگ لگے
پلنگ خونریز بھاڑ مین پڑے آپ سلامت ہین ہزارون تاجداران طلسم ہوش ربا باقی ہین در بند بندے کہو مین
شہنشاہ ظلمت نے للہ اپنے وزیر معراج بن گرداب آدم خوار کو بھیجدونگا چالیس لاکھ لشکر لیکر کوہ نیلے سے آئیگا لشکر
مہرخ کیا تاب لاسکیگا سب مارے جائینگے اب اسوقت آپ کوکب سے نہ مقابلہ کیجیے بڑے سامان لیکر آیا ہے افراسیاب
نے کہا مین نہ مانونگا اے کوکب کا سر کاٹ لونگا ملکہ حیرت افراسیاب کے دامن سے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ سخن شنیدن
بیخ دولت ہے کہنے کا خیال کیجیے بیوہ ہونے سے مجھکو بچائیے حیرت سے افراسیاب نے دامن چھڑایا چاہا تیغ
کھینچکر جا پڑون حیرت نے سرادابریق کو پکارا ارے اگر شہنشاہ کو روکو سرادابریق دوڑے افراسیاب کو
روکا افراسیاب کو بڑا غصہ تھا دونون کو جھڑک دیا ادھر سے کوکب لڑتا ہوا آتا تھا افراسیاب نے گرد اڑا
کوکب نے انگلی اٹھائی اسم سحر پڑھکر اشارہ کیا گرد ہٹ کر فوج افراسیاب پہ چھٹا کئی ہزار ساحر مرے

دہائی دینے لگے ایسے دو چار سحر افراسیاب و کوکب مین ہوے کئی لاکھ ساحر مارے گئے تلوار کھینچکر کوکب افراسیاب
پر جا پڑا اتنی مہلت جو عمرو نے پائی تخت کو زمین پر لایا حضرت قران نے پلنگ کو بیہوش کر لیا جب تخت عمرو کا زمین
پر آیا جانسوز ضرغام پلنگ خونریز کو کشان کشان لیگئے قید خانے مین جا کر زنجیرین پہنائین کئی ہزار نگہبان
مقرر کیے پلنگ تو قید ہوا کوکب و افراسیاب سے خوب تلوار چلی عمرو نے تخت سے اتر کر گلیم اوڑھلی تخت و
بارگاہ زنبیل مین رکھی اب بصورت ساحر لشکرون مین گھسا ہمیانیان مردون کی کمر سے کھولین سیکڑون کے
لباس اتار لیے مردے ننگے پڑے عمرو اسوقت یہ ہوا کہ کوکب سحر افراسیاب سے زخمی ہو چکا تھا مہرخ و بہار نے
بڑے بڑے سحر کیے اگلے سحر کو وہ کب مانتا ہے اشارون مین دفع کیے کوکب کو سامنے مین تلوار کے لیے ہوے جاتا ہے
کہ ہاتھ مارون اسکا سر اڑ جاے کوکب ہٹتا چلا آتا ہے کہ پہلو سے افراسیاب کے آواز آئی اے شہنشاہ کیا کہنا دشمن
کو مار لیا تیرا کون ہم نبرد ہے تیری افسونخوانی سے کوکب گرد برد ہے افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا اس ہنگامۂ عظیم مین
صرصر شمشیر زن کرتی پھرتی آئی افراسیاب نے کہا اے صرصر اسوقت تو نے ہوا کا کام کیا یہانتک کیونکر آئی سحر
سے تل رکھنے کی جگہ نہین صرصر نے کہا آپکا اقبال شریک حال ہے دیکھیے دشمن بچنے پاے افراسیاب نے
پلٹ کر طرف کوکب کے دیکھا صرصر نے نعرہ کیا او موذی دیکھا تو نے حلقہ ہاے کمند گلے مین افراسیاب کے پڑے
جھٹکا مار کر حباب بیہوشی مار دیا افراسیاب گر کر بیہوش ہوا عمرو نے آواز دی اے کوکب لینا کوکب جھپٹا کہ
مین افراسیاب پر ہاتھ تلوار کا مارون سر اسکا اڑ جاے زمین شق ہوئی شیلہ فولادی ہان ہان کرتا ہوا نکلا
کہا خبردار خبردار او کوکب کیا کرتا ہے شہنشاہ طلسم ہوش ربا پر یہ بدعت یہ کہکر شیلے نے ماہیان زرد پوش کو بھی پکارا
ملکہ عالم دوڑیے شہنشاہ کو سب مل کر قتل کرتے ہین عمرو نے بیہوش کیا یہ کہکے شیلہ گرد پھرنے لگا اے نگہبان جانی افراسیاب
مین غلامان سامری خیرخواہی مین لاجواب ہین یہ سنکر ماہیان بھی دوڑی خواجہ تو ٹھہر نہ سکے گلیم اوڑھکر بھاگے
ماہیان نے شیلے سے اشارہ کیا اسنے افراسیاب کو اٹھا لیا لیکر طرف باغ سیب کے روانہ ہو گیا کوکب نے
چاہا کہ شیلے کو روکون یہ جوانان طلسمی کب رکتے ہین ماہیان نے پلٹ کر حیرت کو حکم دیا کہ اے حیرت جو ہونا تھا
وہ ہوا اب کد و کاوش بیکار ہے مفت مین بندگان سامری و جمشید قتل ہوتے ہین شہنشاہ اب نہ بچینگے لیجانے والا
لیگیا تمکو سبکو داغ دے گیا مین بھی براے حفاظت افراسیاب جاتی ہون تم طبل امان بجوا کر پلٹ جاؤ
لڑائی سے کنارہ کرو ماہیان ادھر گئی حیرت جادو نے دیکھا بہار وغیرہ نے ادھر دبا ڈالا گلدستے چلے
باغبان قدرت بھی جھومتا ہوا چلا اسپ جانباز و سرفروش بادۂ جرأت سے مدہوش مرنا جینا یکسان جلا

چہروں سے عیان ہیان سب بھاگنے والے ملازمان افراسیاب لرزان و ترسان حیران و پریشان ہیں سنتے ہی افراسیاب کے
قرار بیقرار ہوا حیرت نے طبل امان بجوا دیا شکست فاش کا اظہار ہوا اگر چہ الکیت پڑا گئی لاکھ سا حر افراسیاب کے لشکر کے
واصل جہنم ہوے خواجہ عمرو تمام لشکر کو اپنے ساتھ لیکر چلے حیرت جادو شکست خوردہ اپنی بارگاہ مین آئی معبود
نے کہا آپنے کیون طبل بازگشت بجوا دیا لڑنے والے بڑے جانبازی حاضر تھے حیرت نے کہا مرشد زادے پیچھے مین
آ ملے تیر گئے جس جانبازی سے وہ لوگ لڑتے ہیں بخوف جا پڑتے ہیں ادھر والے اب جان بچاتے ہیں وزراے
دربار مین بھاگ جاتے ہین مرنے والے سے ڈرنا چاہیے دیکھیے تو ساربان زادہ کہان جا کر بیٹھا مردے کی شکل
بنا کیتنا بڑا دھوکا دیا دام تزویر بچھایا افراسیاب ایسے طائر زیرک کو پھنسایا یہ کہیے خیر ہوئی ہم سب دربار مین اسکے
حاضر رہے جنگی صورت بنا تھا انھون نے مردکی شراب کا چرچا موقوف ہوا جب چاہتا شراب پلا کر بیہوش کر لیتا صرصر
نے ذرا شک کیا تھا اسکو بھی معتقد کر لیا جس دن سے لنگڑا عمرو گرفتار ہو کر آیا کسی گنوار کو بشکل عمرو قران پکڑ لایا
صرصر کے جی چھوٹ گئے خود ہمکو ترغیب دیتی تھی مرشد زادے ساعت نیک تھی یہ عجب طرح کی عیاری ہوئی عیاری اسکا
نام ہے دھوکا دیکے مہینوں ہمارے گھر مین بیٹھا رہا کسی نے نہ پہچانا ہم لوگ بچ گئے خداوند تعالی کی قدرت نمائی ہے
ہمیں ہمیشہ خفا رہتے ہین مگر پھر بندون پر رحم آ گیا صرصر کو بلا کر کہا بے خبر روانہ کر دو مین برائے ملاقات افراسیاب
جاتی ہون دیکھون باغ سیب مین پہونچے یا پردۂ ظلمات مین گئے خبر لینا واجب و لازم ہے یہ کہکر حیرت جادو تخت پر
سوار ہوئی صرصر برائے خبر طرد لشکر عمرو چلی یہان ملکہ مہرخ جو پلٹ کر آئین بہار و باغبان حاضر ہوے خواجہ عمرو
نے حکم دیا پلنگ خونریز کو لاؤ جب پلنگ بندھا ہوا سامنے آیا خواجہ عمرو نے فرمایا ای پہلوان منظر و ای ساحر باتدبیر
اپنے مذہب کی بندگی کو دیکھا جسنے خود احتیاط کی سجدہ نکرنے دیا اپنے پیدا کرنے والے سے خائف ہوے سجدہ خاص
نشان عبدیت معبود کا ہے جس سے پہچانا جاے کہ یہ بندہ اور وہ معبود پیدا کرنے والا اور کسی کے واسطے سجدہ زیبندہ
و سزاوار نہین اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت آدم ابو البشر کے واسطے حکم رب اکبر ہوا کہ ساتون آسمانون کے
فرشتے انکو سجدہ کرین شیطان نے انکار کیا مغضوب درگاہ پروردگار ہوا معلم الملکوت لقب تھا ذلیل و خوار ہوا
بال و پر جل گئے رتبۂ شیطنت ملا آجتک غنچۂ آرزو نہ کھلا تا روز قیامت خارستان نافرمانی مین پھنسا رہیگا
صورت باغ مراد نظر نہ آئیگی اور سب فرشتے حکم بے نیاز بجا لاے سجدے کیے یہ سجدۂ تعظیم تھا اپنا معبود نہین جانا
اسی طرح شکر ہے کہ مین نے اپنے کو خطاے فاش سے بچایا تیرے چہرے سے جرأت و جلالت آشکار ہے یہ مقدمہ
دین و آئین ہے انسان کو بخوبی غور کرنا لازم ہے پردہ دکھا رکھا ہے معاذ اللہ بولنے دو سرا گروہ بھی پہونچے جو آستانہ

خدائی مین ہمیشہ خلل رہتا وہ وحدہٗ لاشریک ہے صاحبان معرفت کا یہی اعتقاد ٹھیک ہے اسطرح عمرو نے پلنگ خونریز
کو سمجھایا زنگ کفر آئینۂ قلب سے دور ہوا دل کو صیقل کلام ہدایت انجام خواجہ سے سرور ہوا قدمون سے خواجہ
عمرو کے لپٹ گیا کہا مین خوب سمجھا شکر ہے راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر پہونچا آپنے رہبری فرمائی مین اُنکی کو
حاضر ہون شناوری کا کام مجھسے سر ہوگا لیجیے انشاء اللہ افراسیاب کو بھاگتے ہوے راستہ نہ ملیگا جو سامنے
آئیگا شکست فاش اُٹھائیگا مارا جائیگا عمرو نے پلنگ خونریز کو گلے سے لگا لیا مہرخ نے چپکے سے پوچھا کیون خواجہ
آپ تو بشر شناس فلک اساس ہین یہ کچھ آپ کو ثابت ہوا اگر تو نہین کرتا عمرو نے کہا پیشانی تو صاف روشن ہے لیکن
کامل ہوا کہ لات پرستون سے بدظن ہے آیندہ پروردگار جانے بدین مضمون مصرع مصرع حال علیمی کس نمیداند بجز پروردگار
عمرو نے شہنائے جمشیدی زنبیل سے نکالی پلنگ خونریز کے سپرد کی صرصر یہ سب کیفیتین دیکھ رہی ہے بشکل کنیز مہرخ اک
گوشے مین کھڑی ہے شہنا جو عمرو نے پلنگ کو دی باغبان قدرت کو سخت شاق ہوا زوجہ اپنی ملکہ گلچین سے کہا
آج ثابت ہوا کہ عمرو جوہر شناس لیاقت دان عالم نہین ہے ہمنے بدل وجان خدمت کی عہدۂ وزارت چھوڑ کے
چلے آئے کیسے کیسے رنج و ملال اُٹھائے مہینون قید رہے مگر جادۂ اطاعت سے قدم نہ ہٹایا خواجہ کو ہمارا خیال نہ آیا
ایسی شے صاحب تاثیر نیا سردار جسکا امتحان کبھی نہین ہوا دوست ہے یا دشمن کیا معلوم اُسکو حوالے کی ہم سمجھے تھے
یہ عہدۂ جلیل ہمکو ملیگا ملکہ نے منع کیا خاموش رہو خدا انجام بخیر کرے شکایت وحکایت کر لینا آج تو خواجہ عمرو نے
وہ کام کیا تمام طلسم ہوشربا مین نام کیا یہ قصد ہوا تھا کہ اسی عیاری پر خاتمہ کر دون لیکن فلک کج رفتار گردون غدار
برائے مجاہدان دیندار ہر وقت بر سر گردش ہے مٹانے مین صاحبان لیاقت کے محو کوشش ہے اگر ان ماہیان
زرد پوش آگاہ ہوتی لوح طلسمی دستیاب ہوجاتی خود افراسیاب زہر ہے کو قتل کرتا لوح وگوہر اپنا شرف جانکر خدمت
مین حاضر کر دیتا بنا ہوا کام بگڑ گیا اب خدا انجام بخیر کرے زن وشوہر یہ کلام کر کے خاموش ہوے لیکن باغبان قدرت
کے ملال رہا اسکا ذکر بھی تحریر ہوگا یہ حقیر بدون مطلب کوئی فقرہ تحریر نہین کرتا اس فقرے سے داستان شوکت بیان
کا لطف ملیگا صرصر تو یہ خبر لیکر چلی عمرو نے اسد غازی کو بلا کر گلے سے لگایا فرمایا اے نور نظر اے راحت جان کرب ہو
بڑی خوشی کی بات ہے زبان سے افراسیاب کے سنا کہ بدیع الزمان و ملکہ تصویر زندہ مین انشاء اللہ جب
قلعۂ نوس حصار فتح ہوگا یا وہ مسبب الاسباب اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سبب پیدا کریگا جسطرح تمکو گنبد نور سے
بعد سات برس کے رہا کیا اسی طرح انشاء اللہ سرو خرامان حدیقۂ صاحبقرانی سے ملینگے ضرور غنچۂ آرزو کھلینگے آپ
کو بھی بڑی خوشی حاصل ہوئی مہرخ و بہار وغیرہ نے بھی خوش ہو کر کہا حقیقت مین خواجہ ہمیشہ افراسیاب یہی

کہتا تھا مین نے بدیع الزمان کو قتل کیا یا خود اپنی زبان سے اگئے کہا اے شہنشاہ عیاران بخدا ہم لوگ مقدور بھر
آپکی خدمت مین حاضر ہین کوئی راز قید لاچین سے اگاہ نہ تھا ایسا افراسیاب معتقد ہوا کہ اس راز کو بھی کیا
ماشاء اللہ کیا عیاری کی پلنگ خونریز کہہ رہا ہے اب آپ طبل جنگی بجوائیے اس بدمسلم کی جانبازی ملاحظہ فرمائیے یہان
تو یہ ذکر مین بڑا جشن عالی لشکر خواجہ مین ترتیب ہوا خبر سلامتی بدیع الزمان سے یہ خوشی حاصل ہوئی گویا
بدیع الزمان کو رہا کر لیا ہر شخص خوشی خوشی کہتا پھرتا ہے شکر ہے خدا کا کہ صاحبقران نامدار کا فرزند اتبک زندہ ہے
خواجہ عمرو نے پوچھ لیا یہان تو کیفیت ہے ماہیان زمرد پوش افراسیاب کو لیکر باغ سیب مین آئی تیغ ہوا سے
بیہوش ہو گیا تھا ماہیان نے کیوڑا گلاب چھڑکا ہوشیار کیا حیرت بھی اگر پہونچی افراسیاب سر پیٹنے لگا کہا ای
نانی امان غضب ہوا سارا بان زادہ شہنشاہ جمشیدی مع پلنگ خونریز کے لیگیا آپ مجھکو یہان کیون لائی ہین
الجھکے مرتا عمرو کا تعقب نچھوڑتا کیون نانی امان اب جو پلنگ میدان کارزار مین آیگا شہناے جمشیدی بجائیگا
اُس بار کو کون روکیگا یہی اسکا شیوہ ہے شہنا بجاکے بیہوش کرتا ہے انتہا کا جوان طاقت دار ہے جیسے پھینکتا ہے
ماہیان نے کہا پلنگ اطاعت نہین کریگا یہ ذکر تھا کہ صرصر اگر پہونچی افراسیاب نے کہا کیون بی ہوا صاحب
کہان سے آتی ہو عیاری دیکھی عیاری کا نام لینا سامنے عمرو کے بیکار ہے تمام روئے زمین کے عیارون کا وہ پیر ہے
کیا قیامت کی بات تھی یہ عیاری تھی کہ کرامات تھی کہو کیا خبر لائین اور جتنے عیار ہین وہ ہر کارے ہین خبر لائے ہین
عیار عمرو ہے کیا کمبخت نے غضب کیا پہلے احول ربع نشین بنکر میرا قالب اُلٹ دیا رات بھر کمبخت چھپا بیٹھا دشمنون
کے طور کی آواز ین سنائین مین بوقت سحر دیکھا اُسکو گھبرا گیا خون محبت نے جوش مارا اس خیال سے کہ یہ میرا بھائی ہے
دعا کی اُسکا جسم تنگی سے نکلنا اور ہدایت صحرا سے مشک بیز کرنا اگر خود ارسطو اس عالم پر ہوتا دام مکر مین پھنستا آخر
مین روتا اُسوقت ہنستا ماہیان نے کہا اے افراسیاب عمرو کا مثل نہین ہے صرصر شرا کمال کرتی ہے کہ ان لوگون کے
منھ چڑھتی ہے اسے بھی برابر عیاریان مین کسی مقام پر کم نہین رہی صرصر نے قدمون کو ماہیان کے بوسہ دیا کہ
حضور میرے سامنے پلنگ خونریز مطیع اسلام ہوا شہنا عمرو نے اُسی کے سپرد کی وہ متقاضی تھا کہ جلد طبل جنگی
بجوائیے میدان مین نکلکر افراسیاب کو للکارون شہنا بجاکے بیہوش کرون شل کر پاس کنیہ جیر پھینکدون
اے شہنشاہ اب ملکہ حیرت کو جلد لشکر مین روانہ کیجیے اور آپ بھی تشریف لیچلیے کیا عجب ہے کہ عیاری ہو جائے
ماہیان کو ناگوار ہوا ہے بہت شاکی ہے کہ شہنا ہمین کیون نہ دی کیا ہم اس عہدے کے لائق نہ تھے ایسی بات
سے کوئی تدبیر نکل آتی افراسیاب آمادہ ہوا ماہیان نے کہا آفرین صد آفرین خیر خواہان دولت کو یہی سزاوار ہے

اسوقت تونے بڑی لیاقت کی بات کہی صورت سے باغبان کی پہچانا کہ اسکو ملال ہوا تیرا ابھی روشن بعد کمال ہوا
عمرو کے پاس تحفہ جات بزرگان دین مین جیسا تخت اُسنے پایا ہم لوگ سو دو سو سال مشقت کرین تو تیار ہووے
اُسنے عیاری کرکے ملک زیر جدے لیا بارگاہ دانیال کی پاس ہے جسپر سحر تاثیر نہین کرتا یہ درن کسکو نصیب ہے گلیم عیاری
پاس موجود جسوقت قصد کیا غائب ہوگیا تو علاوہ اُن تحفہ جات کے عیاری کرتی ہے اسی حصار اگر شمنا ہے
جمشیدی لائی تو اہالیان ہوش ربا کو زندہ کیا ورنہ عمرو یہ سوچیگا شہنا نواز کو سپہ سالار لشکر کرون لوح کا مقام
معلوم ہوگیا بدیع الزمان ولاچین کی خبر سُن چکا کہیگا شمنا بجاتے ہوے لڑتے بھڑتے چلو جو کوئی مقابلے
پر آئے شمنا بجاکے اسکو بیہوش کرو اسی طرح تا بہ دریاے نیل ہو کچھ زہر ریگ مار کر لوح وغیرہ لو اسی تدبیر سے
تا بہ قوس حصار جائیگا بدیع ولاچین کو قید سے چھڑائیگا افراسیاب نے بگڑ کر جواب دیا نانی امان ابھی خاموش
رہو تا ولایت نکرو مین آپ جاکے کوشش کرونگا گھسکر ملنگ کو مارونگا وہ مسلمان ہوکر بیٹھے مین جیتے جی وہ دونگا
کہ وہ بھی میدان کارزار مین آئے شمنا بجائے بقول شخصے الٹی آنتین گلے پڑین حصر بھی عیاری کرگئی مین
الکنکر رونگا بشیہ لشکر دوزخ مین ملنگ کو زندہ رونگا یہ باتین ہو رہی ہین کہ آسمان پر برق چمکی ساحر نے اگر نامہ لقا کا
افراسیاب کو دیا افراسیاب نے ابریق سے کہا پڑھو جاگتی جوت کے خداوند کیا تحریر فرماتے ہین ابریق نے پڑھا لفظ لفظ
سے قہر و غضب ظاہر تھا کہ او افراسیاب خانہ خراب تو بڑا مغرور ہے سراسر تیری عقل کا قصور ہے براے قدمبوسی قدرت
نہ آیا خود ہفت تیرے تجکو مٹایا اسد و عمرو کو بھیجا ہے بدون فتح طلسم ہوش ربا وہ لوگ واپس نہونگے تو جاہل ہے
اسد تیرا قاتل ہے عمرو ہمارا بندۂ خاص الخاص عیار شگرف ہے اسپر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے اسکو ہمنے ملک الموت ساحر انکا بنا
دیا ہے اب قدرت بہت تنگ ہین تیرے طلسم مین آگ لگائینگے طرف ہفت کوہ زلازل کے چلے جائینگے اسوقت تجکو کیفیت
معلوم ہوگی سپہ سالار قدرت میرا صاحبقران زمان مع اپنے سرداران تہمتن و فرزندان صف شکن کے ہوچکا ایک کو نہ
نہ چھوڑیگا اسی مین خیر ہے کہ اگر قدمبوسی کرسا حر بھیجنا موقوف کیے ایسے عیش مین مصروف ہوے بہت نامہ طول و طویل
تھا ابریق نے چہارم پڑھا افراسیاب نے کہا نانی جان یہ مضمون سنا جاگتی جوت کے خداوند کو کون سمجھاے روز تقدیر
تو کرتے مین اپنے بندون کے مٹانے پر رہتے ہیں جب خداوند نے ضد مین اپنا مقام موروثی چھوڑ دیا اگر مجھے ڈرنا چاہیے
بیا با گھر مٹانے کیا اچھا ہوتا ہے ہفت ہوش ربا خاک مین مل چکا قدرت کا غصہ نہین کم ہوا کیون نانی امان مین کسطرح
براے ملاقات خداوند جاؤن ماہیان نے کہا اہم افراسیاب لقا کا اعتقاد تو بالکل بیکار ہے حرف مکار و غدار ہے اپنا
ملک موروثی سنبھال سکا بھاگ کر یہان آیا ہمارے واسطے تقدیرین بگھارتا ہے اپنی لشیف کی خبر نہین رکھتا کسی

ساحر کو روانہ کردے ابکا جواب لکھ تحریر کردے مین خوف مین آسکتا مین بادشاہ طلسم ہوش ربا ہون اکیلا کیونکر آؤن جاہ و
جلال مین فرق آجائیگا اگر لشکر لے آؤن گا تو زمین تمہارے آب و دانہ ممکن نہ ہوگا کسی موقع پر آؤنگا ایک ہی دن مین سب کو
مٹا دونگا افراسیاب نے جواب لکھوایا سرمایہ برف انداز کو بلایا کہا تم کوہ بوقلمون پر جاؤ پہاڑ پر کھڑے ہوکر آواز دو
ای سرمست ابلیس پرست بدمست پتھر سے اک ساحر پیدا ہوگا اسکو ہمارا پیام پہونچانا کہنا ای سرمست شیطان پیکا
بہت کی اب جاکر خداوند لقا کو سجدہ کرو وہان بختیارک ایسا شیطان بھی موجود ہے بڑی تمہاری خاطر کریگا
دشمنون کو انکے قتل کرکے تابہ باختر لیجاؤ شیر قدرت بنکر بیٹھو پھر ہوش ربا مین پلٹ کر نہ آؤ گے ملک باختر بہت
آباد ہے ایک نامہ سرمایہ نے لکھا جواب نامۂ لقا اسی ساحر کو دیا کہ اسکو خدمت مین قدرت کی روانہ کردینا وہ ساحر تو چلا گیا
سرمایہ برف انداز بالائے کوہ بوقلمون پہونچا نام سرمست لیکر آواز دی زمین سنگلاخ تھرائی آواز آئی حاضر ہوا اک
ساحر مہیب پہاڑ سے نکلا قد و قامت مین پہاڑ تھا قرابہ شراب کا ہاتھ مین تصویر شیطان گلے مین پیغام افراسیاب
سنکر بہت ہنسا کہا ای وزیر اعظم خداوند لقا کا شیطان بھی ہے سرمایہ نے بختیارک کی صفتین بیان کین سرمست خوش ہوگیا
کہا مین ابھی جاتا ہون جاتے ہی زمین ہلا دونگا قدرت کو تابہ باختر پہونچا دونگا کیا ملازمان حمزہ بڑے ساحر ہین سرمایہ
نے کہا جادوگر نہین ہین عیار قیامت کے ہین پہونچتے پہونچتے تمہارے عیاری کرینگے ہوش ربا مین صرف چھ عیار آئے ہین
وہان ایک لاکھ چوراسی ہزار پیکہ موجود ہے اُنسے بچنا شیطان بڑے بڑے سخرے پن کرتا ہے اسکی باتون مین نہ آنا اگر
عیارون سے بچے فتح و ظفر حاصل ہوگی ورنہ پھر زندہ رہنا وہان دشوار ہے علاوہ ازین غرور سے اپنے کو بچانا
قدرت کو غرور پسند نہین ہے صدہا ساحر جاکر غرور مین مارا گیا سرمست نے کہا ای وزیر اعظم قدرت کے سامنے کبھی غرور
کرسکتے مین ابھی تمہارے سامنے فوج بلاتا ہون فوراً جاتا ہون یہ کہکر پہاڑ سے کودا آواز دی ای نمکخواران امدادلیت
جلد حاضر ہو سرمایہ نے دیکھا درختون سے طائر اُترے زمین مین لوٹے پرون سے خاک اڑائی جنگل مین اندھیرا ہوگیا
بعد عرصہ دراز پھر سرمست نے اک چیخ ماری اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی سرمایہ نے دیکھا سرمست اک عقاب بلند پرواز
پر سوار ہوا اپنی پشت پر ساحران عذار طاؤس وغیرہ پر سوار ہین نہین معلوم فوج کہان سے آموجود ہوگئی بارگاہین بھی اژدرون پر
لدی ہین غلے وغیرہ کے چھکڑے لدوائے سب سامان سفر تیار ہے فقط روانہ ہونیکی دیر ہے سرمایہ حیران ہوگیا دل مین کہا ہے
ہوش ربا کی سب باتین ہوش ربا مین کیا کیا ساحران کیسا مین گوشون مین چھپے پڑے ہین شہنشاہ اسکو جانتے ہین ہمنے آجتک
اسکو نہ دیکھا تھا ایسے طلسم پر یکایک یہ بلا نازل ہوئی مقام افسوس ہے گلشن تجزان مین جھونکا ہوائے گرم کا چل گیا
کیسا کیسا نخل تر و تازہ جل گیا سرمایہ برف انداز کھڑا دیکھا کیا سرمست عقاب اڑا کر مع فوج روانہ ہوا اسطرف افراسیاب جب

ورود دلکشا داستان شوکت بیان لشکر لقا و صاحبقران پہونچنا سرست ابلیس پرست کا و حالات جنگ سحر و دیگر حالات عیاران و قتل سرست ابلیس پرست بیان ہوتے ہین خمسہ

در رہ عشق کہ اول رہ بیگانہ زدند — آتش شمع گرفتند بہ پروانہ زدند
بانگ بر خلق کہ از مشرب رندانہ زدند — دوش دیدم کہ ملایک در میخانہ زدند
گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

کوے جانان مین ملا جیسے کہ چہرے پہ بھبوت — خاکساری مری معراج ہے بہر لاہوت
گل سے حیرت سی ہے اسواسطے ہے مجکو سکوت — ساکنان حرم سر عفاف ملکوت
با من خاک نشین ساغر مستانہ زدند

پہلے اک عمر جو منظور رہا اسکو فساد — خانۂ عیش رہا اسلیے میرا برباد
دن پھر اسیرے تو پھر اُسنے کیا مجکو یاد — شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد
حوریان رقص کنان ساغر مستانہ زدند

ایسا انصاف ہے عالم مین نہ دیدا ور نہ شنید — ساق افلاک سے ہے تا بزمین فرق بعید
سب چھپے جان کے دشوار جو امر توحید — آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

ابرو بے اثری مین کبھی رکھتا نہین دمع — بوالہوس کو نہین حاصل ہے جہان مین جز طمع
کیون نہو عاشق صادق کے لیے خلق جمیع — آتش آن نیست کہ بر شعلۂ او خندہ شمع
آتش آنست کہ بر خرمن پروانہ زدند

گرچہ رعنا کا نہین آج زمانے مین جواب — لا جواب اسکو کہون مین تو یہ ہے عین صواب
پر یہ انصاف کی ہے بات فہیمو کچھ حساب — کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشہ نقاب
تا سر زلف عروسان سخن شانہ زدند

چہرہ ساحران خونخوار و افسونگران مکار و غدار ہوم خانے مین جھکرام سحر کو تحریر و تقریر مین یون آراستہ کرتے ہین اشعار

نویسندگان سخن پردان — بہ بسط اوراق این داستان — مضامین رنگین بہم کردہ اند — سطور مرصع رقم کردہ اند

برسر کوہ عقیق کرار سلیمانی لشکر لقا و لشکر صاحبقران زمان مقابلے مین فرو کش مین کئی مرتبہ سلیمان عنبر نے ہوسے

گوہر نے لقا سے عرض کی خداوند طبل جنگی بجوایئے حمزہ سے مقابلہ کرون بختیارک نے منع کیا ای پہلوان دوران وای
گرشاسپ جہان نا ہر طرف طلسم ہوشربا کے گیا ہی کوئی ساحر آجائے تو طبل جنگی بجے سلیمان کہتا ہی ملکجی آپ کو
ساحر پر بڑا اعتقاد ہی ہم لوگ بالکل بیکار ہوے آپ طبل جنگی بجوایئے ہم مقابلہ کرینگے ہمارے واسطے بدنامی ہوتی ہی حمزہ
اپنے مقام پر کہتا ہوگا سلیمان کا بڑا نام سنا تھا میدان کارزار مین برائے مقابلہ نہین آتا ہمارے واسطے بدنامی ہی
بختیارک کہتا ہی ای شہنشاہ مین ہرگز طبل جنگی بجنے کو حکم ندونگا ساحر کوئی آنے دیجیے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے
ہوے آئے عرض کی یا خداوند ایک ساحر سیہ فام عقاب سوار مع ساٹھ ہزار ساحران غدار قریب کوہ عقیق آکر
سہو بچا عقاب سے اترا فوج کے تو اسکے پرے جائے سب سر جھکائے کھڑے مین وہ افسر سجدے کرتا ہوا آتا ہی
اگر کسی نے منع بھی کیا تو اسنے جواب دیا اس زمین پر قدرت نے پانون رکھے نقش قدم خداوند پر سجدہ کرنا
واجب و لازم ہی باواز بلند پکارتا ہی یارو گواہ رہو میرے دل مین غرور بالکل نہین ہی برائے خدمتگزاری خداوند
آیا ہون فرمان شہنشاہ طلسم ہوشربا لایا ہون بختیارک ہنسا بے چین ہو گیا کہا صاحب یہ بڑے صاحب ادب ہین
دو کوس سے سجدے کرتے ہوے آتے ہین حکم دیا پردے بارگاہ کے اٹھادو ایسے بندۂ مقبول کو ہم بھی دیکھین کس طرح
تشریف لاتے ہین نقش غرور صفحۂ قلب سے مٹاتے ہین یہ انکا عجز و انکسار بالکل بیکار ہی یہ خداوند تعالی سرکار ہی
یہان گنہگار و بے خطا دونون ایک کون ہی مین کون نیک لیئق کی یہان خرابی ہی نالائقون کا دخل اگر ایک سر مو
کوئی خطا کرے سر کاٹنے کا حکم ہوا اس دربار مین بسر کرنا دشوار ہی ہر وقت خطاوار ہی ہنسا اپنی جان کو رو یا جو رو یا اپنے
کو دریائے اشک مین ڈبویا کہا جلد تک تعجیل کرینگے ملازمون نے بڑھکر پردۂ بارگاہ اٹھایا دیکھا سرمست فریاد کرتا ہوا گر
اہا کیا ان فوج لقا کا جما ہوا بھی غلط ہی آج بڑا بندۂ خاکسار آیا لاکھون سجدے کیے نہین معلوم درگاہ خداوندی مین
کوئی سجدہ قبول بھی ہوا بعض کہتے ہین ای برادر سرمست یہان کا عجز و سرکشی دونون برابر ہین شیطان صاحب کو رضامند
کرو وہ تقدیرات قدرت مین دخل دیتے ہین بختیارک یہ سنکر دوڑا قریب آکر دامن تھام لیا کہا میان ساحر صاحب کیون
اسقدر عجز کرتے ہو قدرت تمہارے مشتاق مین چل کے قدمبوسی کرو دشمنان قدرت کو مٹاؤ قدرت کو تابہ با خبر ہو بچاؤ
یہ کام خداوند کو پسند ہی غرور کرنے والا دردمند ہی جہانتک ہو سکے اپنے کو غرور سے بچاؤ سرمست نے کہا آپ اپنا نام ہو بتائیے
مین شیطان صاحب کا مشتاق ہون انھین کی زیارت کے اشتیاق مین یہانتک آیا ساحر سرمست مشہور ہی کہ افسر سرمست
ہون بختیارک نے کہا اس حقیر کو شیطان درگاہ خداوندی کہتے ہین مجھکو سجدہ کرو میری راہ پر کام کرنا غالب آپکا
ورنہ بہت پچھتاؤگا سرمست اٹھا بختیارک کے گرد پھرا کہا ملک جی مین تمہاری راے پر کاربند ہون جس طرح فرمایئے

اسی طرح مقابلہ کرون بختیارک نے کہا کچھ حال طلسم ہوش ربا تو بیان کرو کہ میان افراسیاب پر کیا گذری نہ
حاضر ہونے کا کچھ پھل پایا بجنے بیٹھے سے بیٹھے بیٹھے طلسم ہوش ربا کو مٹایا سرمست توبہ توبہ کرنے لگا کہا ای شیطان درگاہ
خداوندی حقیقت مین طلسم ہوش ربا مرض زوال مین ہی مشعل ایسا کا پاپلیٹ مارا گیا تاریک شکل کش قتل ہوئی اور
اتفاق کا سر پھٹا نقارہ جمشیدی ٹوٹا اب شہنا نواز کی باری ہی یقین ہی لڑائی پڑی ہو اب تو کل اہالیان ہوش ربا
کو یہ بڑی خوشی ہی کہ ملک اخضر گوہر پوش تشریف لائے پانچوان حجرہ کھلے ملکہ لعل خندان و یاقوت خندان ان
سامری و جمشید حاکمان حجرہ نجم خروج کرکے آئین وہ سب ملازمون کو مٹائین افراسیاب سے کچھ نہین ہو سکتا اسکا بھی
سر پھٹیا ہی وہ بھی اسی فکر مین ہی کہ ملکہ یاقوت کے ساتھ شادی کرون طلسم کشا کو لوح نہین مل سکتی عمرو بڑی جستجو
کر رہا ہی ابھی چند دن ہوے خداوند جمشید بنا تھا شہنا نے کیا کسی کے کیے کچھ نہو سکا اُسنے تو تدبیر کی تھی کہ اسی عیاری
مین لوح طلسم بھی لیلون لاچین بادشاہ سابق طلسم کو رہا کرون افراسیاب سے لڑواؤن وقت پر الہیان ہوشیار ہو گئی
عمرو بھاگ کر نکل گیا بختیارک نے کہا ای سرمست و مرشد کامل ادی رہنا کسی مقام پر رکنے والے مین وہ بیرون فتح
طلسم ہوش ربا واپس نہونگے اب تم اپنی خیر مناؤ طبل جنگی بجواؤ جو ہم کہین وہ کرو قدرت بالکل بیوقوف ہی تمام کارخانہ
خدائی ہماری راے پر موقوف ہی سرمست بختیارک کے گرد پھرا کہا مین آپہی کا طالب تھا مدتون آپکا نام جپا بجائے
عبادت کی افراسیاب نے مجھکو تکلیف دی عبادتخانے سے نکلوا دیکھیے آپکی تصویر گلے مین پڑی ہی ملک جی بھی جھک
سرمست سے لپٹے کان مین کہا ہمارے مذہب مین عیاری مکاری ضرور کرے سالون کو جاکر سرداران حمزہ کو گرفتار
کرو میدان مین نہ لڑو عیارو بھی اپنے کو بچاؤ غالب ہوگے اسکے خلاف کروگے مارے جاؤگے سرمست نے کہا مین آپکے
حکم کے خلاف قدم نرکھونگا بختیارک سمجھاتا ہوا سرمست کو لیکر سامنے لقا کے آیا سرمست نے لقا کو سجدہ نہ کیا لقا
نے کہا او بندۂ مغضوب سجدہ نہین کرتا ہی شہزادک سنگ سیاہ کردون سرمست نے کہا دیکھیے منہ سنبھالیے وہ شخص شیطان
کا پرستار ہی آپکی گیدڑ بھبکی بیکار ہی لقا نے کہا اسکو جوتیان مارو بارگاہ سے نکالدو لوگ اٹھے تھے کہ بختیارک نے
منع کیا کہا یا خداوند یہ ہمارا آگندہ بندہ ہی اسکے ہاتھ سے کام لینا منظور ہی مسلمانون کو بنیاد نہ ملیگی بختیارک
نے کلیہ عقل لگا ہی خاموش ہو رہا سرمست اگر کرسی پر بیٹھا دن گذرا شام کو بختیارک نے کہا ای سرمست لیلۂ عیارون
کے لشکر اسلام مین جاؤ جو سب مین بڑا سردار ہو اسکو گرفتار کر لاؤ سرمست نے کہا ای نمونۂ قدرت خداوندی ابلیس
کیا مین سحر مین مجبور و ناچار ہون کہ عیاری کرون آپ طبل جنگی بجوائیے مجھکو میدان کارزار مین تماشا دیکھیے
ملک جی نے کہا ہماری راے کے خلاف کرتے ہو سرمست نے کہا ابھی جاتا ہون جو سبکا سردار ہوگا اسکو لاتا ہون

بختیارک نے کہا صاحبقران پر نہ ہاتھ ڈالنا وہ صاحب اسم اعظم ہیں اُن پر سحر تاثیر نہ کریگا نام تمکو بتلا دوں شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و ملشاہ نوجوان ولند ہور بن سعدان و مالک اژدر و ہاشم تیغزن و خورشید بن ہاشم و نورتج بن بدیع الزمان ان سرداروں میں جسکو پاؤ گرفتار کر لاؤ یہ سنا مرست نے یاد کیا اپنے مقام سے اُٹھا ٹہلتا ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا الغرض راستہ طے کیا تھا اتفاق سے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع اُس گلی شب طلایہ پر تھے مرکب بڑھا کر لشکر سے آگے بڑھے ہوئے کھڑے ہیں کہ مرست پہونچا نور الدہر نے آواز دی کون آتا ہے مرست نے جواب نہ دیا ماش کا دانہ مارا شاہزادہ گھوڑے سے لڑکھڑا کر گرا مرست نے بغل میں دبا لیا اُڑا اُنکے لشکر میں غل ہوا کوئی نور الدہر کو اُٹھا لیگیا عیاران لشکر اسلام دوڑے مرست کا پتا نہ ہوا سامنے بختیارک کے نور الدہر کو لایا بختیارک نے کہا اپنے خیمے میں لیجا کو قید رکھو ہم تدبیر بتائینگے اُسی طرح سرداروں کو گرفتار کرکے لایا کرو لیکن رات کو ہوشیار رہنا مرست نور الدہر کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا بختیارک یہاں بیٹھا ہنس کہتا ہے یا خداوند بڑے بڑے سردار آئے کبھی ایسا گدھا نہ آیا تھا آج کی رات اُنکا بچنا دشوار ہے مگر دمواس خناس سے کہا تم پر بارگاہ مرست موجود ہو عیاروں سے اِسکو بچانا بیوقوف ہے اِسکے ہاتھ سے خوب کام بن پڑینگے دونوں عیاران لقا بر اے حفاظت چلے مرست نے نور الدہر کو لاکر بارگاہ میں قید کیا ٹہل رہا ہے کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی بختیارک آتے ہیں بے اختیار مرست بارگاہ سے نکل آیا دیکھا بختیارک آگے آگے ایک خدمتگار لالٹین لیے ہوئے پشت پر چار خدمتگار اِسی جانب آتے ہیں مرست نے جھک کر سلام کیا کہا ای ہم شبیہ خداوند ابلیس اسوقت کیوں تکلیف فرمائی بختیارک نقلی نے کہا تم ہرچند کہ گدھے ہو مگر ہمارے بندے ہو ہم خود تمھاری حفاظت کرینگے مرست خوش ہوگیا کہا ملک جی شعر گربر سر و چشم من نشینی + نازت بکشم کہ نازنینی + اپنے بندے کو سرفراز کیا اُنکی محبت پر ناز کیا ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے چلا دمواس و خناس کو بختیارک نے برائے حفاظت مقرر کیا تھا وہ بھی لشکر میں پھر رہے تھے ہیں ابھی بختیارک کو خیمہ میں پہونچا کر آگئے ہیں اک ساحر سے جو سنا کہ ملک جی یہاں آئے ہیں بے اختیار دوڑے اُسوقت پہونچے کہ مرست اُنکو لیکر اپنی بارگاہ میں داخل ہوا جاتا ہے اُن دونوں نے دور سے آواز دی ای سردار نامدار و ای ساحران عالیوقار یہ عیاران لشکر اسلام میں ملک بختیارک کے ساتھ ہم ابھی آئے ہیں مرست نے پلٹ کے دیکھا جواہر بن عمرو بختیارک بنا ہوا تھا سامنے سے بھاگا ساتھ اِسکے شعبان خنجر گذار بھی تھا ایک ساحر کو اُس نے خنجر مارا ابو الفتح اصفہانی و کلباد عراقی و کلباد عراقی و مہتر ترک ختائی و مہتر مسخر بلخی وغیرہ ساتھ تھے کسی نے حلقہ پائے کند سے ساحر کو مارا کسی نے حباب بیہوشی مارا شعبان خنجر گذار نے حقہ آتشبازی کا داغ دیا دس بیس چلے دو گردن

کو مار کر یہ تو سب بھاگ گئے لشکر مین غل ہوا بختیارک بھی اپنے خیمے سے نکلا یہ بھی سنا کہ تیری شکل پر عیار آئے تھے اُسوقت
سیو پہنچا کر سست حیران و پریشان کھڑا ہو دس بار ولاشے لوٹ رہے مین بختیارک کو دیکھکر سست رگا بختیارک نے
بڑھکر ہاتھ تھام لیا کہا گھبراؤ نہین سست نے ایک طمانچہ دیا کہا کیون مکار پھر وہی حرکت کی دھکا دیتا یا بختیارک
کے دانتون سے خون بہنے لگا زمین پر گر کر تڑپنے لگا جھلا کر کہا ابے نالایق یہ تو نے کیا کیا سست نے کہا مین کیونکر پہچانون
جب بھی تو آپ ہی تھے بختیارک نے کہا وہ سب تمھارے باپ تھے انکا کچھ نہ کر سکے مجھپر ہاتھ صاف کیا دیکھ تو حرامزادے
کس ذلت سے تجھکو قتل کراتا ہون سست کانپ گیا ہاتھ پکڑ کے ملک جی کو اٹھایا کہا معاف کیجیے آپ بددعا نہ کیجیے
بختیارک نے کہا مین جاتا ہون ذرا ہوشیار رہنا جس جوان کو تو نے گرفتار کیا ہے یہ منظور نظر صاحبقران ہے یہ کہکے
بختیارک طرف اپنے خیمے کے چلا جب اپنی بارگاہ کے پہونچا تھا کہ ایک مردہا دوڑا ہوا آیا آواز دی ملک جی صاحب
ٹھہریے ہرمز و فرامرز نے ناچ دیکھا کسبیون کو انعام دلوایا ہے جلد اک توڑا دیجیے کسبیان غل مچا رہی ہین رنڈیون
سے کون زبان لڑائے بختیارک پردہ اٹھا کر اپنے خیمے مین پہونچا غلامون سے کہا چوبدار سے کہدو خزانہ بند ہو چکا
صبح کو روپیہ ملیگا غلامان بختیارک نے مردہے سے کہا مردہے نے کہا آپ لوگ ہٹ جائیے ہم ملک جی سے بات
کرلینگے کسبیان ہمارا پیچھا چھوڑینگی یہ کہکر مردہا اندر پہونچا ملک جی رفیدہ اتار کر مسند پر بیٹھے تھے کہ چوبدار نے آکر
سلام کیا کہا آداب و تسلیمات اپنے چھوٹون کے ساتھ انکو یہ مناسب نہین ہے قبلہ و کعبہ آپ سے فرماگئے تھے کہ ہمارے
لڑکون کا خیال رکھنا خوب آپنے محبت فرمائی بختیارک کا ناچ جواہر بن عمرو خنجر بکف گھٹنہ ٹیک کر بیٹھ گیا کہا کیون جی
ہماری عیاری کو تم نے خاک مین ملایا وسواس و خناس ہے ہم سمجھ لیے آپ سے ہمین بڑی شکایت ہے اب ہمارے ساتھ
چلیے نور الدہر کا قید ہونا چھوٹی بات ہے تمام سردار آمادہ مین ایسا نہو لشکر پر آفت بن ساحرون کے ہاتھ سے صدمات پہنچائین
مین وعدہ کرکے آیا ہون کہ سنتے ہی جب تامل کرین مین نور الدہر کو لاتا ہون آپ میرا عہدہ چھنوائیے گا مقام پر خواجہ صاحب
کے بیٹھا ہون نائب انکا کہلاتا ہون اگر مجھکو تنخواہ سرکار سے نہ ملتی آپ قبلہ و کعبہ کے پرانے دوست ہین کیا آپ
کفالت ہماری نکرتے جسطرح سے بنتا ہے بسر اوقات کرتے ہین آپکو نہین ستاتے آپ انکی مہربانی فرمائیے مین بختیارک
حیران ہو گیا جواب نہین دے سکتا کہ پشت سے خیمے کے سرکچہ چاک ہوا دیکھا شعبان خنجر گزار بھی خدمتگار بنا ہوا اندر
آیا کہتا ہوا کہ بھائی صاحب انکو چھوڑیے گا نہین آج سارا فساد انھین کی ذات کا ہے شعبان کی پشت سے ابوالفتح
اصفہانی بھانجہ خواجہ عمرو کا آیا تینون گھیر کر بیٹھے ابوالفتح کہتا ہے ماموں صاحب چلیے فرزندان عمرو چچا بناتے مین
بختیارک کہتا ہے صاحبزادو مجھکو کیون گنہگار کرتے ہو مین تمھارے بزرگون کا غلام ہون چچا ماموں نہ کہو جواہر نے

کہا آج چچا ہی بنا کے چھوڑینگے ابوالفتح کہتا ہی ماموجان کا سر کلین گے بختیارک نے کہا مرشدزادو جو کہو وہ کرون کہا ہمین سرست کے پاس پہونچا دیجیے آپ بھی ساتھ چلیے اپنے لڑکون کے لیے بزرگ تکلیف اٹھانے مین آپ ہی ہمکو عیاری سکھائینگے بختیارک نے کہا چلیے مین ہمراہ ہون جواہر نے کہا ایک بات کا خیال آپ کو رہے اگر راہ مین کسی کو آگاہ کیا کہ فرزندان عمرو میرے ساتھ مین یا سرست کے سامنے جا کر کچھ شیطنت کی تو آج ہم آپ کو مار ہی ڈالینگے یہ حرکتین آپ کو قبلہ و کعبہ کے ساتھ زیبندہ ہین بختیارک کی جان پر بنی ہی بہت خوب بہت خوب بکے جاتا ہی کبھی پکار کر آواز دیتا ہی ارے سب مرگئے کوئی میری خبر نہین لیتا شعبان نے ناک پر خنجر رکھدیا کہا آپ پردہ کر کے نہ پکاریے صاف کہکر بلائیے ہم بھی تو آپ ہی کے تعلیم کردہ ہین قبلہ و کعبہ سب کچھ بتلا گئے مین بسم اللہ لباس پہنیے ایکنے لا کر جامہ پہنایا ایک نے زرفیدہ سر پر رکھا ایک نے کمر باندھ دی آپ خدمتگار بنکر تیار ہوے ایکنے قلمدان ملک جی کا اٹھایا ایک نے عصا ہاتھ مین لیا ایک نے لیٹا مگر پہلو سے ملک جی کے لپٹے ہوے کہ جہان اشارہ بھی کرین خنجر مار دو انکا کام ہو باقی جو گذریگی جھیلینگے بختیارک سر جھکائے ہوے جاتا ہی کہ راہ مین طلایہ دار لشکر لقا ملا بختیارک کو دیکھکر سلام کیا کہا ملک جی اتنی رات گئے کہان چلے یہ کون لوگ ساتھ مین بختیارک نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا بھائی جو تقدیر مین لکھا تھا وہ ہوا یہ تینون تو پرانے نوکر مین ہمارے باپ کے وقت کے ملازم ہین شعبان خنجرگزار نے برا بگڑ کر کہا اب زیادہ باتین نہ بنائیے چلیے دیر ہوتی ہی میر طلایہ نے پھر پوچھا ملک جی تو کچھ عاجز نا چار سے ہو رہے ہین بختیارک نے کہا پھر آپ کو کیا ملک الموت کے سامنے کوئی کلام کرسکتا ہی ابوالفتح نے خنجر کو کمر سے ملا دیا ذرا سی نوک اتاری چیخے ہے کہا ماموجان کیجیے آپ کا تو مین خاتمہ کرتا ہون بختیارک نے جھلا کر میر طلایہ سے کہا صاحب جائیے کیا میری جان لیجیگا میر طلایہ دل مین کہتا ہی بڑا حرامزادہ ہی ہم کیا پوچھتے مین عجب طرح کی باتین کرتا ہی بیادون کو ساتھ لیکر بڑھ گیا بختیارک پاس سے دیکھتا رہ گیا جواہر نے کہا چچا جان اب چلیے شعبان نے اک دھول ماری کہ ابے جلدی چل راہ مین مچل گیا تو نے تو برے مین کہدیا میر طلایہ نہین سمجھا بختیارک نے کہا اس لشکر مین سب احمق رہتے ہین ان بالون کو کیا سمجھینگے مرشدزادو مین تمھارے ساتھ ہون کام کر کے ساتھ چھوڑونگا جواہر نے کہا کیا کام کریگا ہمکو گرفتار کرائیگا یہان لطف زندگی نوبت ہی شیطنت کی تو آج تمھاری موت ہی رکتا رکتا بختیارک تابہ بارگاہ سرست آیا سرست کو خدمتگارون نے خبر دی شیطان پھر آتا ہی تین خدمتگار ساتھ ہین سرست بیرون بارگاہ آیا دیکھا حقیقت مین ملک جی چلے آتے مین جھک کر سلام کیا بختیارک نے کہا ابھی سوئے نہین موت نہین آئی سرست

حیران ہوا کہ یہ شیطان کیسی باتین کرتا ہی کہا حضور غصّے کا کیا باعث بختیارک نے کہا خیمے مین چلیے مین تو مصیبت مین پھنسا ہون تم باتین بناتے ہو سرست اپنی بارگاہ مین آیا شعبان نے کہا بھائی جواہر یہ بھیا تو ابھی بچ جاتا ہو یقین ہی ہمکو تمکو پھنسائیگا جواہر نے کہا ملک جی چلتے ہی شراب پلا کر بیہوش کرو دیر ہوگی تو ہم تمھارا کام تمام کر دینگے کہ دور سے دیکھا وسواس و خناس آتے ہین جواہر نے کہا ملک جی انکو تو بڑھکر منع کرو صاف کہدو کہ یہان نہ آؤ دربار گاہ خداوند پر جاؤ بختیارک نے کہا بہت خوب دس قدم بڑھکر آواز دی ای وسواس و خناس اسوقت یہان نہ آؤ در دولت خداوندی پر جاکر پہرہ دو وہ بھی دونون سے چلے بختیارک نے کہا ارے نالائقو کیا جلد حکم مان گئے وسواس و خناس دل مین کہتے ہین عجب حرامزادہ ہی نہ مانتے تو شکایت کرتے اب مان لیا تو یہ کہتے ہین وہ بھی بھاگے بختیارک یہ کہتا ہوا پلٹا ساعت بد ہی انکے خدائے نادیدہ کی مدد ہی سرست پکارا ہا ہی کہ شیطان صاحب آئیے کیا حکم ہی تینون خدمتگار اندر گئے کہا ای سرست یہ شیطان ہی اسکی باتون پر نہ جاؤ آخر یہ سب کو بہکاتا ہی بندگان خدا کا دشمن رہروان راہ دین کا رہزن جلدی شراب لگاؤ صرف اسوقت وہ شراب ہی پینے کو آیا ہی لاؤ ہم گلابیان درست کر دین یہ کہکر جھٹ قرابے اٹھائے بیہوشیان ملا دین جام بھر کے بیٹھے بختیارک جو اندر آیا دیکھا ایک صاحب جام لیے بیٹھے ہین ایک صاحب پابان چھیڑ رہے ہین ایک صاحب گنگنا کے یہ غزل گانے لگے

غزل

عاشق گیسو و قد تیرے گنہگار ہین سب
تیرے بیمار محبت کے بیمار ہین سب
اب یہ صورت ہی محبت مین تمھاری ای جان
ہم اسیران قفس تازہ گرفتار ہین سب
ایک بھی بات نہ دل لیکے سنا ہی حضور
قائل اس لب بہار کے مری گفتار ہین سب
اسمین طاؤس چمن ہو کوئی یا کبک دری
خانۂ دل کی خرابی کے یہ آثار ہین سب
یہی انصاف ترے عہد مین ہی ای شہ حسن
رہ وال انمین نہین ایک ستمگار ہین سب
کچھ انھین قدر نہین القدر دل عاشق کی
مستحق دار کے ہیں جاں کے سزاوار ہین سب
دلبری کے بھی نہین طرز سے واقف اصلا
اپنے بیگانے مری شکل سے بیزار ہین سب
حسن یکتا سے دو عالم ہی تماشائی ای دوست
یہ زبانی ہی فقط آپ کے اقرار ہین سب
نہ تدبیر و فکر وہان کسر یار مین تم
ای پری نیاز ترے کشتۂ رفتار ہین سب
قیس و فرہاد کو سودا تھا ترا عشق نہ تھا
واجب القتل محبت کے گنہگار ہین سب
بات کسطرح دم شکوہ ہو سر بسر اپنی
یہ حسینان جہان زر کے طلبگار ہین سب
پاس اطبا کو ہی مایوس یہ بیمار ہین سب
یہ حسینان جہان نام کو دلدار ہین سب
ظلم صیاد سہا جائے یکایک کیونکر
تیری وحدت کے مقر کافر و دیندار ہین سب
بیزبانی سے مین مجبور نہین سن لیجے
کوئی واقف نہین غیب کے اسرار ہین سب
بارش گریہ کے ہمراہ ساتھ ہوا آہون کی
ترے دیوانہ جہان باختہ ہشیار ہین سب
ان بتون سے نہین امید خدا ترسی کی
ایک ایسا نہین وان انکے طرفدار ہین سب
بس تو قع یہ کوئی باغ و مکان مبراہے

قہر یا ایک نہ کام آئیگا بیکار مین سب
مگر ایذا مین ری کچھ نہین تنہا ہی شوخ
منتخب کرینگے قابل مرے اشعار مین سب
بھولے مین گردش مینا ہے فلک کا نیرنگ
دشمن جان ہر خواہان جفا کار ہین سب

ان دل آزارونکو الطاف پہ اے دل تو نہ بھول
ناز و انداز و ادا در پئے آزار ہین سب
تجھسا خوش وضع خوش آواز نہ دیکھا اے تلب
اہل زر جتنے ہین مست مگر نادار ہین سب

آج کل ہونگے یہی آج جو غمخوار ہین سب
چیدہ معشوقون کے اوصاف کیے مین موزون
یون تو معشوق زمانے کے طرحدار ہین سب
دوستی کرکے قلق انسے بہت پچھتایا

مرست تعریفین کر رہا ہی شیطان صاحبکے خدمتگار ہو گیا خوب غزل گائی خدمتگار سر جھکا کر کہتا ہی ہم تو شیطان پر لعنت کرنے مین بختیارک آتے ہی بیٹھ گیا جواہر بن عمرو نے جام شراب بھرا ہوا ہاتھ مین ملک جی کے دیا کہا یا آپ پیجیے یا اپنے دوست کو دیجیے جواہر طرف مرست کے متوجہ ہوا کہا میان مرست صاحب ملک جی کو جیسی تم سے محبت ہی ہزارون ساحر آئے کسی کو منھ نہین لگایا خود بخود اپنے خیمے مین بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ اپنے دوست کے خیمے مین چلکر اسوقت شراب پیین گے دیکھو جام لیے بیٹھے ہین پیتے نہین تم انکے ہاتھ سے چھینکر پی لو بختیارک نے ہاتھ بڑھا کر کہا لو یہ جام پیو اب عمر بھر کو چھٹی ہی کبھی شراب کی خواہش نہوگی مرست یہ بھی نہ سمجھا جام ہاتھ سے بختیارک کے لیکر پی گیا بختیارک نے کہا وہ مارا اسی منھ پر دعوی سرداری ہوش ربا سے کوچ کرکے آئے افسوس تمہارا کمال بھی نہ دیکھا مرست نے نشے مین کہا اے شیطان کیا بکتا ہی جواہر نے کہا میان مرست دل مین تمکو گالیان دیتا ہی یہ بڑا بد زبان ہی پورا شیطان ہی اسکی باتون سے خدا بچائے اور دو چار مصاحب جو مرست کے حاضر تھے خدمتگارون نے قریب تھے انکو بھی جام پلائے ابوالفتح نے ملک جی کو بھی دیا کہا تھوڑی سی تو پیجیے بختیارک نے ہاتھ باندھ کے کہا بھائی صاحب مجھکو تو معاف فرمایئے ابھی مین نے جلاب لیا ہی ضعف و نقاہت ہی حکیم کی ممانعت ہی یہ کہکے مرست سے کہا ذرا انکو سمجھو جو ہونا تھا وہ ہوا مرست پر بیہوشی تاثیر کر چکی تھی تیغہ ٹیک کر اٹھا دم سے لڑکھڑا کر گرا ساتھ والے بھی بیہوش ہوے عیارون نے پلٹ کر دیکھا بختیارک چل دیا سر اچھ چاک کرکے نکل گیا جواہر نے مرست کا تو گلا کاٹ ڈالا نورالدہر بیہوش پڑے تھے انکو ہوشیار کیا کہا جلد اٹھیے جوگی کا گھوڑا مرست کا دروازے پر تیار ہی سوار ہوکر نکل جایئے بختیارک جو نکل گیا ساحرون کو مرست کے جگایا کہا یارو دوڑو سنو تمہارے آقا کے قتل کی آواز آتی ہی عیاران اسلام نے مارا اودھر سے جادوگر چلے اودھر جاکر سلیمان عنبرین موے کو ہی کو جگایا القا کو ہوشیار کیا کہا خداوند اٹھیے مرست مارا گیا القا نے کہا سچ ہی تقدیر کردہ قدرت نے یہی تقدیر بنائے ہزار برس پیشتر کی تھی کہ مرست عیارون کے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ کہکے بارگاہ سے نکلا بختیارک نے دوڑکے سب سردارون کو جگایا یہان نورالدہر بن بدیع الزمان مع ان عیارون کے بارگاہ مرست سے نکلے مرکب پر سوار ہوے دیکھا چار جانب سے

فوجین چلی آتی ہین جواہر نے کہا ای شہریار ہوشیار ہوجایئے بختیارک نے جارسیلو بھیجا ہوشیار کردیا اب لڑ بھڑکے نکلیے وہان طلائے پڑے جو نور الدہر غائب ہوے لشکر مین ہلڑ ہوا انکے سردار ہر زبر بیٹھے کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماسپ بن عنقویل دیو پیکر وصفدران ماد منظر و درآج درّہ درگوش و اشکاش کشیدہ رو و زہاب خان و یحییٰ خان وکیوان انجم سپاہ وسہیل ستارہ چشم وغیرہ شبرنگ عیاران سب سردارون کو لیکر تلاش نور الدہر مین طرف لشکر لقا کے چلا لشکر لقا مین ہنگامہ ہوا صدا اے نعرہ شاہزادہ نور الدہر آئی نعرہ نور الدہر

ہما سا اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	گرشاہاش چہ با نگیر و فلک لیکن ستان خوانند	پناہ لشکر اسلام نور الدہر گرز بخش
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند	ز طفلی بجراءت ہنر داشتم	لقا را بیک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم	شہر افو جوانان لقب یافتم	اپنے سردار کے نعرہ کی صدا سنکر

جھپٹے جا کر دیکھا نور الدہر بلوہ فوج لقا مین گھرے ہین جواہر بن عمرو وشعبان خنجر گذار و مہتر ابو الفتح اصفہانی یہ تینون عیار رکاب سے شاہزادے کے لپٹے ہوے ساحرون پر حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین کوہیون نے نور الدہر کو گھیرا سرداران مذکور شاہزادے کے آکر شریک جنگ ہوے سلیمان عنبرین مو سے کوہی گیندہ بڑھا کر شب تیرہ وتار مین قریب شاہزادہ نور الدہر کے پہونچا اندھیرے مین رو سیاہ نے ہاتھ مارا سر شاہزادہ والا قدر کا زخمی ہوا نور الدہر نے داستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا چادر خون چہرے پر آئی لیکن تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کو جھکا کر ہاتھ مارا سلیمان کا گیندا کام آیا دوسرے گینڈے پر کوہیون نے اسکو سوار کیا پھر لڑنے لگا سرداران نور الدہر نے صف لشکر کوہیان کو درہم و برہم کیا نہیب شمشیر مردان عالم سے سپر شب کٹی گریبان سحر چاک ہوا ستارۂ سحری چمکا علمداری ظلمت شب کی اٹھی علم زرنگاری شہنشاہ زرین پوش کا پھریرا کھلا سب پر احوال روشن ہوا طائرون نے زمزمہ سرائی کی اپنی اپنی زبانون مین عبادت خدا کرنے لگے سرداران نور الدہر بھی جا بجا گھرے فوج کوہیان بیشمار چند سردار جوش جراءت مین اڑپڑے اُس فوج شکستہ موج مین جھپٹے ایک ایک سردار دس دس ہزار سوار و پیدل مین لڑ رہا ہی کہ طرف سے لشکر اسلام کے گرد اٹھی نعرہ ہوا منم رستم پیلتن و پیلفکن کشندۂ قویل ہندی و دویل سندی و کشندۂ پلیتان فرنگی درہم زن ملک فرنگستان فرزند رشید صاحبقران سرکوب کافران شاہزادۂ علمشاہ نوجوان نعرۂ ستم

ارشد اولاد امیر عرب	کسیت علمشاہ چو رستم لقب	علمشاہ رومی شہ پیل زور
کہ بر تخت مرزون انگندہ شور	یل صف شکن رستم دیو خوار	گل باغ صاحبقران نامدار

علمشاہ کے آتے ہی طنبور گڑ گڑایا گورون کی پلٹنین ساتھ نکل بجتا ہوا الاگرد فرنگی و مالاگرد فرنگی سپہ سالاران

لشکر علمشاہ دم کٹے گھوڑون کی پشت پر سوار آگے آگے بڑھتے ہوے کرچین ہاتھ مین کھینچی ہوئین اپنے آقا کو دیکھا غول پر کوہیون کے جاکر گرے شمشیرزنی کرنے لگے گورون نے سنگینین چڑھائین ادھے شراب کے کرے نکالے کاگ کھولا غٹ غٹ پی گئے نشے مین صف دشمن پر جا پڑے سنگینین مارین اٹھا کر زمین پر مارا حریف کے استخوان چور چور ہوگئے بگل بجا باہم دھاوا کر دھاوا کر دلاور مرو کہ دوسری گرد اڑی نعرہ ہوا دارا ے صاحب جاے سواد اعظم ملک ہندوستان ورکن سلطنت صاحبقران خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان نولاکھ ہندی پشت پر لندھور فیل میمونہ مبارک پر سوار گرز خردی مردی پر جسکو اٹھارہ سو من کا دونون ہاتھون سے اٹھائے ہوے آتے ہی فوجون کو تہ و بالا کردیا ہندیون نے تلوارون کے نیچے دھر لیا لڑے بھڑے جانباز و سرفروش خنون بہا گری ہین کامل چلے ہاتھ مارا مع راکب و مرکب جا ٹکرے سلندھور نے جسکو گرز مارا پرا ٹھا ہو کر رہگیا مرکب و راکب کا نشان نہ ملا دوسری جانب سے مالک اژدر صاحب نیزہ دوسر غلام نبی وجا کر حیدر اسی ہزار نیزہ داران عرب کو لیکر پہنچا فوج لقا پر جا پڑا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین ایک جانب سے آواز آئی شعر جمہور جہان سوز شہنشاہ تیرزن ✣ نامم شدہ در سلک جوانان تہمتن ✣ دوسرا نعرہ ہوا منم رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی یہ سردار فوداً فوداً بہونچے کہ زمین تھرائی طبل سکندری پر چوب پڑی

صاحبقران زمان نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ
ہمہ شہر آباد اسلام شد

منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

سمند دون یہ پیتم فراری شدہ
سلیمان کو جیک لقب شد بہ قاف
اب تو جملہ سرداران تہمتن و نعرہ یا

صف شکن بصد صولت و شوکت لشکر لقا پر جا پڑے شعر دو لشکر ز لشکر در آمیختہ قیامت ز گیتی شد انگیختہ نظم

ہزارون زرہ پوش خنجر گزار
وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
فلک کا ہوا ابر غبار آئنہ
چلا دن سے کلتے یہ کلتے ہوے

نیستان سے بھی بڑھکے تھے نیزہ دار
ہوا سامنا تیر چلنے لگے
کھا حیرت کے عالم مین چار آئنہ
دیے سر کے بال اپنے علم نے کھول

وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے
نیامون سے خنجر نکلنے لگے
سوارون کے اک سمت ہلے ہوے
لگے پیٹنے سر دمامے و ڈھول

تیغ جلو ریز شاہزادہ کو نور الدہر کے سر سے اسقدر خون جاری ہوا کہ غش آنے لگا گردن مین مرکب کے ہاتھ ڈالدیے تلوار نیام مین کی مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا مرکب اصیل اپنے آقا کو میدان کارزار سے

لے نکلو صدا سے اسکے کان مین بھری ہوئی کہ کان پر نہ جا سکا آخر بے زبان تحاطر و صحرا کے شتہ ہو گیا مرکب تو نور الدہر
کو نکال لیگیا حال خیریت مال تحریر ہوگا بیان دو دو ہاتھ کا تلوار چلی سلیمان عنبرین موے کو بھی اپنی جرأت پر بڑا ناز تھا
ممالک کوہستان مین سرفراز ہو صاحبقران پر جا پڑا صاحبقران تلاش مین نور الدہر کی صفون مین لڑتے پھرتے تھے مین
نصیب شمشیر مردان عالم سے سرکوبیان مثل برگ خزان دیدہ گرتے ہین سلیمان نے للکارا صاحبقران تیغہ عقرب
کھینچے ہوے قریب سلیمان آئے ٹھہرنا مسئلے مشکل کر دیا جلدی مین ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تلوار کو تیغہ
عقرب سلیمانی پر گا تھا الجھا دے مین ہاتھ نکال کر تہیدار کیکے ہاتھ مارا سلیمان نے سپر کو چہرے کی بنیاد کیا
سامنے برق شمشیر کے ابر سپر کی کیا حقیقت تھی دو ٹکڑے ہوے کیا ہوگی شب تھی کہ نکلتی دست زبردست صاحبقران
خود کو کا کر ما دو ابرو ہو بچا تیغہ عقرب سلیمانی بھی کاٹ مین بے نظیر خون کافرون کا بہت پیا شکم خالی ہی رہا دھار خون
کا نہ آیا سلیمان سے تہ جا سکا نہ مارا وہ شمشیر برق نظیر تڑپ کے سر گردن پر گری اسکی بھی خرمن حیات پھک گئی سلیمان
گینڈے سے گرا کوہی ٹوٹ پڑے صدا ہاتے جان دی سلیمان عنبرین موے کو بھی کو بچایا ہوا خواہون نے ہوادار
پر ڈال لیا ادھر بادشاہ جم جاہ سعد بن قباد لڑتے ہوے قریب تخت لقا پہونچے آج لقا بھی لڑ رہا تھا ساحرون کو
صاحبقران سے ہوگا یا دو قولا نشہ سرمست لیکر طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے حیران پریشان افشان و خیزان آپس مین
کہتے تھے ہمارے آقا سرمست جام بادۂ موت سے ایسے بدمست ہوے آنکھ نہین کھولتے ایک کہتا تھا مخمور مین ایک
کہتا تھا نشہ غداری مین چور مین آئے تھے خداوند کی مدد کو اس بلا مین پھنسے ہاے رات بھی نہ گذری ارمان دل
کے دل ہی مین رہے لقا نے جو بادشاہ کو آتے دیکھا آواز دی اے بندگان من یہ بندۂ خرابی مجھ تک نہ آنے پاے ورنہ مجھکو
سنگسار کر دونگا سنبھالی باختری تو دل سے معتقد مین یہ بھی جانتے ہین کہ اسکے دم سے ہماری آبرو ہے پہلوانان باختری
بادشاہ پر جا پڑے جیسے شمع پر پروانے گرتے ہین جس پہلوان نے ہاتھ مارا بادشاہ نے تیغۂ انتقام پر روکا نعرہ تکبیر
کر کے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے ایک کی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا پیچ دیکر پہلوان پر مارا دونون پر اٹھا ہو کر
گرے زیر سم اسپان پامال ہوے بکو بیون کے حال ہوے چالیس پہلوان بادشاہ کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے
لقا بھی ترغیب دیتا ہوا بڑھتا آتا ہے بختیارک منع کرتا ہے یا خداوند سنبھلو تقدیر تمہاری پھوٹی ہے یہ بادشاہ اسلام
قباد عالیمقام کا فرزند ہے شل تمہارے یزدان نہین ہے دیکھو صفون کو درہم و برہم کر رہا ہے اپنی جان بچاؤ سامنے سے
نیچے بجاؤ مبر جا پڑکر پھینک دیگا اس شیر سے کون بر لائیگا لقا کہتا ہوا من جی تقدیر گردم قریب ہو بچا پشت پر
سے بادشاہ کو ہاتھ مارا دور سے رستم پیلتن علمشاہ نے دیکھا استر بالا کبود پر کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے

جا پڑا لقا کا سامنا کیا بادشاہ کو آواز دی حضور بچیے بادشاہ ضیغم خون آشام پر جا پڑے اہالیان باختر سے
خوب لڑے لقا نے علمشاہ پر ہاتھ مارا علمشاہ نے بار ٹھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا ریا لقا نے غل مچایا او بندہ بے ادب
بے قدرت یہ ہاتھ ڈالتا ہی ابھی سنگ سیاہ کر دونگا علمشاہ غصے مین بتے اسکی یا وہ گوئی پر ہنس پڑے تلوار چھین کر
پھینک دی کمرزنجیر مین ہاتھ ڈال کر بقوت صاحبقرانی اٹھا لیا سارے لشکر نے دیکھا تمام کوہی ٹوٹ پڑے
خوب اس مقام پر تلوار چلی لقا بھی ہاتھ پر علمشاہ کے تڑپا چیخا غل بھی مچایا یا اسقدر تلوارین پڑین پشت و پہلو
لقا کی زخمی ہوئی آخر کمر زنجیر کٹی لقا زمین پر گرا زخمداری مین لوٹ مار کر بھاگا ہر چند علمشاہ نے تعقب
کیا اس بھگوڑے کو نہ پایا صد ہا پہلوان بیچ مین آگئے لقا کو بچا لیگئے ملک جی نے حکم دیا طبل بازگشت بجا
صاحبقران واپس ہوے علمشاہ کو بہت بھاری خلعت ملا مگر دیکھا سب پلٹکر آئے نور الدہر کا نشان نہ ملا
صاحبقران نہایت پریشان ہوے جواہر بن عمرو نے عرض کی ای شہریار ہمارے سامنے شاہزادہ زخمی ہوا تھا
زخمداری مین گھوڑا نکال لیگیا لاشون مین بہت تلاش کیا کہین نشان نہ پایا کہین نیزہ کہین خنجر نور الدہر کا
پایا اسی وقت امیر باتوقیر نے جواہر بن عمرو کو حکم دیا جلد جاکر تلاش کرو ہر گھڑی داغ تازہ دلبر پہ تا ہی منتر جواہر
کی بڑی تعریف کی خلعت ملا جواہر اسی وقت بانہ سے عیاری سے آراستہ ہو کر برائے تلاش شاہزادہ نور الدہر بن
بدیع الزمان روانہ ہوا اب حال خیریت مآل نور الدہر بن بدیع الزمان تحریر ہوتا ہی کہ گھوڑا انکو لیکر نکلا رات بھر
اڑا ہوا چلا آیا بوقت سحر قریب اک جھیل کے ہو کھڑا پانی پیا بدن کو جنبش دی ماداچ امیر عرب خانہ زین سے
بر روے زمین گرا گھوڑے نے گھٹنے ٹیک دیے زخمون کو چاٹتا ہی جب شاہزادے کو ہوش نہ آیا بیزبان چرتا ہوا
آگے بڑھ گیا جب بے آقا کو یاد کرتا ہی وہان سے دوڑتا ہوا قریب آتا ہی گرد پھرتا ہی پھر چرائی مین مصروف
ہو جاتا ہی اس حوالی مین ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعہ نگارستان کہتے ہین مصباح کوہی پہلوان زبردست قلعے
نگارستان کا حاکم ہی نہایت بدمزاج آتشخو اسکو ہرکارون نے خبر دی کہ خداوند لقا سلیمان کے ملک مین تشریف
لائے مین مرتے مرتے سوکے پڑے مین صد ہا کوہی ہاتھ سے صاحبقران دو فرزندان صاحبقران کے مارے گئے بہت
سے عزیز تمھارے مسلمان ہوے لڑائی کا وہی رنگ ہی سلیمان عنبرین موے کوہی بہت تنگ ہی مصباح کوہی
تین لاکھ فوج جمع کرکے یہ کہکر سوار ہوا کہ جاتے ہی لڑائی فتح کرونگا قدرت کو تا بہ باختر پہنچا دونگا اپنی جانب
سے مفتاح تیغزن اپنی بھائی کو حاکم قلعہ کیا یہ تو لشکر لیکر روانہ ہوگیا مفتاح تیغزن جری بہادر خوشخو
خوشرو بوقت سحر برائے حفاظت رعایا قلعے سے باہر آتا ہی شکار دوست بھی ہی شکار کھیلتا چلا آتا ہی کہ مرکب پر

نگاہ پڑی کہا یارو کسی کا گھوڑا پھر رہا ہی باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا ظاہر ہوتا ہی اسکے سوار کو قزاقون نے مار ڈالا مرکب نہایت معقول ہی یہ کہکر مفتاح نے خود گھوڑا بڑھایا مرکب نورالدہر نے جو سوار کو اپنے عقب مین دیکھا بھاگ کر اپنے آقا کے قریب آیا مفتاح کی شمع جمال نورالدہر پر نگاہ پڑی کہ اک جوان ماہ رخسار انتہا کا زخمدار لاکھون روپے کا جواہر جسم پر آراستہ قبضہ ہاتھ مین جما ہوا بیہوش پڑا ہی گھوڑا گرد پھر رہا ہی خود بہادر بھی حیران ہو گیا ساتھ والون کو آواز دی لو یارو دین بدنام ہوا بھائی صاحب فرمائیگے میرے نہونے سے مسافر اس حوالی مین مارا گیا قزاقو نے اس شیر دلیر کو گھیر لیا صاف ظاہر ہوتا ہی کہ خوب لڑا زخمون سے چور چور ہوا مال اپنا نہین دیا آخر کو غش کھا کے گر پڑا وہ نامرد بھاگ گئے ہائے کیا جوان مارا گیا یہ کہتا ہوا قریب آیا آمد و شد نفس کی صدا سنکر کہا یارو فکر ہی خداوند لقا کا کہ زندہ ہی کہین سے چارپائی لاؤ اُٹھا کر لیچلو مین اپنی جان لگا دونگا بروقت ہوشیار ہونے کے اس سے حال پوچھونگا بیخ تک قزاقون کی اُکھیڑ کر پھینک دونگا ہماری عملداری مین یہ بدعت کچھ نامردون کو خیال نہ آیا سوار گھوڑے دوڑا کر گئے گاؤن سے چارپائی لائے مفتاح نے اس شمع بزم جرأت کو گود مین اٹھایا چارپائی پر لٹا کر ہمراہیون سے اشارہ کیا دل سے اسکو محبت ہوئی ایک پائے پر خود ہاتھ ڈالدیا ابتو سب سپاہی لپٹ گئے ہاتھون ہاتھ چارپائی اٹھالی مرکب کو بھی ساتھ لیا قلعہ نگارستان مین لیکر آیا اپنے قصر مین لاکر چارپائی کو رکھا جراحون کو بلایا کئی ہزار روپے جراحون کے سامنے رکھدیے کہا بھائیو اگر یہ جوان مرگیا مین اپنے کو ہلاک کرونگا اگر اسکو صحت دی جو مانگوگے وہ دونگا جراحون نے زخم دیکھے شراب سے دھوئے کہا نگھرائیے زخم تو بڑے قیامت کے ہین مگر کوئی رگ پٹھا نہین کٹنے پایا بہت جلد صحت ہوگی یہ کہکے مرہم کی پٹیان چڑھائین زخم باندھے جراح تو رخصت ہوے مفتاح تیغزن پرواز شمع جمال نورالدہر خود کرسی بچھا کر بیٹھا رومال ہاتھ مین مگس پرانی کر رہا ہی خدمتگارون پر نہین چھوڑتا دمبدم یہی ذکر ہی کہ یارو یہ ہوشیار ہو حال جنگ پوچھون تو دل کو قرار ہو بعد دو پہر کے شاہزادے کو ہوش آیا اپنے کو عمدہ مکان مین پایا قریب پلنگ کے اک جوان ہتھیار لگائے ہوئے بمحبت مگس پرانی کر رہا ہی جیسے ہی نورالدہر نے آنکھ کھولی مفتاح نے آواز دی ارے یخنی لاؤ پیالہ یخنی کا اپنے ہاتھ مین لیکر نورالدہر کے ہونٹھون سے ملا دیا نورالدہر اٹھنے لگے مفتاح نے کہا اے شمع دودمان جرأت واے چراغ بزم شوکت ابھی اٹھنے کا ارادہ نہ کیجے نورالدہر نے فرمایا مجھمین قوت باقی ہی آپ نگھرائیے لیکن اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے کہ یہ آوارۂ دشت ادبار سپاس کیونکر بیوفا مفتاح نے ہنسکر کہا اے جوان سپاہی کا سپاہی دوست ہی مفتاح تیغزن میرا نام ہی مصباح کو ہی بھائی میرا برائے مدد خداوند لقا گیا ہی اس زمانے مین مین حاکم ہون تمکو صحرا مین پڑے ہوے دیکھا برائے خدمتگاری

اٹھالایا آپ کا مرکب و ہتھیار و زیور وغیرہ سب موجود ہین لیکن ای جوان زر کے واسطے جان دیری کتنے قزاق تھے جنسے مقابلہ پڑا مین بہت مشتاق ہون یہ زخم سر کے ہاتھہ کا ہی تمھارے قریب کوئی لاش نہتی کوئی تمھارے ہاتھہ سے نہ مارا گیا قزاق سب صحیح و سالم نکل گئے ای جوان رعنا افسر کو تو لیا ہوتا نور الدہر نے فرمایا کہ ای بہادر چور دون کی یہ مجال ہی کہ مردان عالم پر ہاتھہ ڈالین تمنے ضرور ذکر سنا ہوگا نام ہمارا مثل آفتاب عالمتاب کے تمام عالم مین روشن ہی ہر ایک پہلوان کوہی ہمارے نام کا دشمن ہی میرے جد عالی تبار صاحبقران نامدار قبلہ و کعبہ ہمارے بدیع الزمان گرد لشکر شکن اس حقیر کو نور الدہر بن بدیع الزمان کہتے ہین لشکر لقا مین تواچلی سلیمان سے مقابلہ ہوا اُسکے ہاتھہ سے مین نے زخم کھایا زخم کھا کر ہاتھہ مارا اتنا تو مجھے بخوبی یاد ہی کہ وہ بھی زخمی ہوا اُسی زخمداری مین فوج کو ہیان سے لڑا سر پر زخم تھا نہ سنبھل سکا بیہوش ہوا مرکب اصیل اسطرف نکال لایا یہ سنکر مفتاح تیغزن کو سناٹا آگیا مصاحبون خدمتگارون کو پاس سے ہٹایا کہا ای شاہزادہ والا قدر سلیمان عنبر بن موسے کوہی کے ہم لوگ خراج گزار ہین اب یہ نام نہ لینا یہان والے دشمنی کرینگے مین بہادر کا دشمن نہین ہون چاہتا ہون تمکو صحت ہوئے خیر و عافیت کے ساتھہ لشکر صاحبقران مین پہونچا دون آپ کے بزرگون کے حالات جرأت بخوبی سنے ہین طہماس بن عنقویل دیو پیدا آپ ہی کا رفیق ہی نور الدہر نے فرمایا میرا مہربان شفیق ہی مفتاح نے کہا آپ نے طہماس کو زیر کیا نور الدہر نے فرمایا وہ میرا عاشق صادق یار موافق ہی حقیقت مین بہرام فلک اُس سے آنکھ نہین ملا سکتا تھا بمحبت میری رفاقت اختیار کی میرے کل سرداروں کا افسر ہی مفتاح تیغزن بہت خوش ہوا کہا ای شہریار مجھپر احسان کیجیے اپنا نام اصلی کسی کے سامنے نہ لیجیے گا مین چاہتا ہون اس بیشۂ شیران دشت نبرد مین جب آپ صحت پا کر جائین مجھ حقیر کا بھی ذکر ہو لاکھ کوئی پوچھے یہ راز نہ کہیے گا نور الدہر نے فرمایا ای برادر ہمکو جھوٹ بولنے کی عادت نہین ہی اگر کوئی ہمسے نہ پوچھے گا کیا کچھہ بڑی شوکت ہی ہمکو کیا ضرورت ہی کہ بہ فخر کہین کہ سلیمان عنبر بن موسے کوہی کو زخمی کیا اگر کوئی پوچھے گا تو ہم نہ چھپائینگے مفتاح کا ان باتون سے دل روشن ہوگیا خدمتگاری مین مصروف ہی جراحون کو بہت کچھہ دیا اپنے دل مین بڑی خوشی کرتا ہی کہ یہ جوان بے نظیر جب اپنے دادا کے لشکر مین جائیگا ہمارے احسان کا ذکر کریگا یہ تو بہادر لوگ سمجھینگے کہ مفتاح تیغزن بھی بہادر ہی نام کے واسطے انسان سب کچھہ کرتا ہی ہفت اقلیم کے بہادر وہان جمع ہین افسوس مین بھائی صاحب کے ساتھہ نگیا بڑا لطف اُٹھتا صاحبقران زمان لندھور بن سعدان وغیرہ سے مقابلے ہوتے بھائی صاحب خوب شکار کھیل رہے ہونگے خداوند لقا یہ تقدیر کرین کہ بھائی صاحب دو چار وہان کے پہلوان زیر کرین اپنا رفیق بنا کے یہان لائین ان جوانان صف شکن سے محبت ہو شہرت

کے ذکر پوچھین اپنے بھی حالات کہین بڑی کیفیت ہو اب تو اس جوان کو جلد صحت ہو اپنے لشکر مین خیر و عافیت سے
پہونچے یہ بھی سمجھا دونگا کہ بھائی صاحب کو نہ خبر معلوم ہو کہ ہم زخمی ہوکے شہر نگارستان مین پہونچے وہ تو کچھ
کہین گے خداوند لقا کو ناگوار ہوگا کہ ہمارے دشمن کو اپنے گھر مین کیون جگہ دی مقام خوف ہی کچھ الٹی پلٹی تقدیرین
کرین دل مین خوش ہی کبھی طول ہوتا ہی ایک ایک سے یہی فرمایش ہی جراحون پر یہ تاکید ہی کہ جلد علاج کرو
یہ جوان صحت پائے جو مانگوگے وہی دونگا ایک ایک کو نہال کردونگا میرے مہمان کو اذیت نہو ہر وقت اسی فکر مین
رہتا ہی بقدرت پروردگار بعد ایک ہفتے کے شاہزادے نے غسل صحت کیا مفتاح نے اُسدن روشنی کرائی
طائفے بلائے سامان عیش و نشاط مہیا کیا نورالدہر کو لاکر مسند پر بٹھایا طائفے آئے مجرا ہونے لگا داروغہ ارباب
نشاط سے تاکید ہی جو چیدہ منتخب گانے والیان ہون انکو لاؤ بہت کچھ آج صرف کرونگا یارو یہ شخص بڑا جلیل ہی آج
اپنے لشکر مین ہوتا خوشی مین صحت کی اسکے بزرگ لاکھون روپیے صرف کرتے داروغہ ارباب نشاط چھانٹ کر
ایک طائفہ لایا ایک نازنین موسومہ بہ لذت بخش گانے مین کامل حسین خوش رفتار طوطی گفتار سرو قد غنچہ دہن
سمن عذار کرشمہ و ناز ہمراہ دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوے مفتاح تیغ زن نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ نہال کردونگا
بی لذت بخش ہمارے مہمان کو راضی کرو بڑے بڑے عمدہ گانے والون کو انھون نے سنا ہی صاحب جاہ و جلال تاجدارون
کے تاجدار پہلوان عالیوقار مالدار سب صفتین میرے مہمان مین موجود ہین قدرت خداوند لقا ایسا شخص میرا
مہمان ہی خداوند لقا کا احسان ہی بی لذت بخش آج تو جان لڑادو لذت بخش نے کہا میان مفتاح صاحب
آپ روشنی انجمن جرأت ہین ہم آفتاب آسمان بزم زینت ہین مہمان کو دیوانہ کردون وہ غزلین سناؤن ٹھہر کر بتاؤن
تمھارے قدمون پر گرین کہ بی لذت بخش کو بلاؤ ہم سیر کرین یکہ ہمکو فرصت نہین ہی اور جگہ مجرے مین جانے کو
مین کہو تو تنکے چنین ابھی قدمون پر گرین پروانہ وار گرد پھرین خوب آپ آگاہ ہین سیکڑون نام پر سے کئی
جوانون نے سنکھیا کھالی کئی نے گلے کاٹے انکی سرکار مین مقدمے دائرہ ہو چکے مین نے کہدیا میری پاپوش سے
مرگئے اپنے مہمان کی خیر منائیے زیادہ نہ مجھکو سمجھائیے یہ کہکر بی لذت بخش اندر آئین نگاہ جمال بیمثال نورالدہر
پر پڑی نگاہ سے نگاہ لڑی دیکھا فرد شوکت جرأت و جلالت چہرہ بے نظیر سے ہویدا و آشکار چاند کے ٹکڑے
دونون رخسار پیشانی نور آگین فتح و ظفر دست بستہ خدمت مین حاضر ہین سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی ہی شیر
بیشۂ حسن و جمال مسند پر بیٹھا جھوم رہا ہی بی لذت بخش کی جان پر بن گئی جی چاہا دوڑکر بلائین لون وار جاؤن
گرد شمع جمال پھرون اپنے حسن و جمال کو بھول گئی گل رخسار دیکھکر بھول گئی ناچ گانا سب فراموش کردیا حیرت

کا جوش قریب تھا کہ بیہوش ہو کر گرے سارنگی بجانے والے کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر اپنے کو سنبھالا عرصۂ دراز تک گلچینِ گلشن جمال بہتیال کرتی رہی وہ آتشنوز ٹھنڈی سانسین بھرتی رہی بڑی دیر مین گت شروع کی نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
ماہ تابان پہ چھاگیا بادل

وجد کرنے لگا تدرو ادا
جسکی جانب بتا کے سسکی لی

سر پہ رکھا انگوٹ کے جب آنچل
جان اُسنے سسک سسک کردی

عرصۂ دراز تک گت ناچی اہل محفل کی بری گت کردی جب توڑا لیا واقف کارون کا سر پھر گیا گت ناچ کر ٹھہری اشرفیون کے توڑے مفتاح تیززن نے دیے اب لذت بخش نے گنگنا کر نور الدہر سے آنکھ ملائی اور یہ غزل گائی غزل

دو نگی لیتا ہی مفسدہ پرداز کچھ آج
مہربان ہی فلک تفرقہ پرداز کچھ آج
کشتۂ دید کا شاید اُسے منظور ہی قتل
اس گلستان مین ہوا چلتی ہی ناساز کچھ آج
روز اول سے جنونکو ہی خدائی دعوی
آبلی پڑتی ہی وہ شمشیر سرانداز کچھ آج
دیکھیے دہاتی مین کیا قہر وہ ترچھی نظرین
مستعد بحث پہ مین ساز کے ہم آواز کچھ آج
دستِ قاتل مین نظر آتی ہی عریان بطور
کانمین غیب سے آتی ہی یہ آواز کچھ آج
امتحان کا ہے مجھے شوق ہوا ہی شاید
کیا یہ معشوق اٹھاتے ہین مرے ناز کچھ آج
دم رفتار قیامت ہوئی برپا ہرگام
بیرخی کرتا ہی تیر قدر انداز کچھ آج
جذب الفت ہی کس تیر فگن کا دلکش
دم بخود دیکھ کے بیٹھے مین جو غماز کچھ آج
نکلیں کرتے مین غبار سنبل جعد فلق

شاید اُس طفل مغنی سے کیا ساز کچھ آج
میری سنتا نہین پھر وہ بت طناز کچھ آج
جنبش کمین کرتی ہی یہ بے سبب نگۂ ناز کچھ آج
بیکر دساز نے کیا جان غم ہجر مین دی
بے نیازی ہی انھین اپنی نہین ناز کچھ آج
فکر شاید ہی انھین خانہ برانداز کی کی
کج ہی اُس شوخ کی بے نگۂ ناز کچھ آج
جان ابھی دیتا ہون اس شوق مین اے جان جہان
فتنہ برپا کرے تیغ سرانداز کچھ آج
بے سبب نہین سرگوشی ارباب فساد
مجمع مین دم جلاد ہے جانباز کچھ آج
ہر سرحرف ہی جسے جو وہ شوخ کم گو
شور کم نہین خلخال کی آواز کچھ آج
مانگتے مین مجھے ہر روز یہ لیکر دم وصل
اور دیکھ ہی سوا طاقت پرواز کچھ آج
تھوڑی ذلت دی اٹھا جائینگے وہ لاکھ تلائین
صحبت یار کا بیطور ہی انداز کچھ آج

وہ مرے گھر مین چلے آئے خدا ساز کچھ آج
کان مین پھونک گئے مفسدہ پرداز کچھ آج
دل پر داغ مین لائی ہین نیا رنگ آمین
زاری دل کی نہین آتی ہی آواز کچھ آج
کسکی آئی ہی قضا جو کمر قاتل سے
جمع مین پھر لسی دیوار در انداز کچھ آج
گل کھلایا کوئی اس روز سخی نے مری
عیسے لب نے دکھلائین گر اعجاز کچھ آج
فکر مضمون نکرو ہی دہن انکا معدوم
عشق صادق کا ہے اُسے کھلا راز کچھ آج
بے نیازی کی بدولت ہون ہمیشہ غمزے
بات بھی کرنہین سکتے مین سخن ساز کچھ آج
مرغ دل سے نگہ ناز بھری ہی ہو جہ
گل سے افزون ہی طبیعت مری ناساز کچھ آج
میری غیبت پہ انھین ناز ہے جو کا شاید
کل کچھ اعزاز سوا ہونگے سرافراز کچھ آج
شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان

جوان شوقین عاشق مزاج حسینون کے سر کے تاج گانے پر دل سے متوجہ ہین موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا
یہ جبین مثل ہلال شب اول بہارے تسلیم خم ہوئی مفتاح تیز زن نے کئی توڑے اشرفیون کے قریب نور الدہر
رکھدیے تھے یہ سخی فیاض چشم زدن مین تقسیم کر دیے جب وہ ختم ہو گئے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا کسبی بلاے
روزگار جھکے جو اُسنے بتانا شروع کیا دامن دولت شاہزادے کا تھام لیا مچلنے لگی ایک ایک لفظ کو دس کس
طرح بتاتی ہے غزل عاشقانہ تصنیف کردہ قمر شروع کر دی مطلع سودے مین اتبری کے چلن آے جاتے ہین
سر تون خیال زلف صنم پائے جاتے ہین ٭ لفظ سودا کو اسطرح بتایا بھبوت چہرے پر مل لیا بال پریشان کر دیے
دیوانون کی قطع چہرہ اُداس اسطرح اس سودے کو بتایا تمام اہالیان محفل دنگ ہو گئے شاہزادہ نور الدہر
بھی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے بعد عرصہ دراز دوسرے اشعار پڑھتا اشعار اس راہ سے گیا ہو مرا شہسوار حسن
نقش سم فرس کے نشان پائے جاتے ہین ٭ اے عندلیب سوز دروں کو ضبط کر بگل نالہاے گرم سے کمہلاے
جاتے ہین ٭ ان اشعار آبدار کو اس طور سے بتایا پھولون کو جتلایا باغ بناکے دکھا دیا عندلیبان خوشنوا کی صورت
دکھائی شاہزادہ نور الدہر نے سپر طلسمی جسپر جال موتیون کا پڑا ہوا اُٹھا کر حوالے کر دی جب پھر اُسنے دامن
تھاما شمشیر خاراشگاف سلیمانی کمان کیانی حوالے کر دی مفتاح سے جا کر مصاحبون نے کہا تمام اشیا آپکے
مہمان نے بی لذت بخش کو دیدیے بیقرار ہو کے دوڑا انا لکہ کو کئی ہزار روپے دیکر سپر و شمشیر و کمان وغیرہ لیلیا
خدمت مین شاہزادگی لا کر حاضر کی نور الدہر نے کہا اے برادر یہ تو ہم دے چکے عرض کی اے شہریار یہ تحفہ جات
دینے کے لائق نہین ہین مین نے اُنکو روپیہ دیا راضی کر کے لیا آپ اسکو اپنے پاس رکھیے لشکر مین اپنے جا کر قیمت
بھیجدیجیے گا کیا خوب میرے واسطے نیکنامی ہو کہ اپنے مہمان کو لٹوا دیا نور الدہر نے کہا کہ مین نادان نہین ہون مین نے
بخوشی دیے مفتاح نے کئی پہلو مین وہ اشیا رکھدیے اور کئی توڑے لا کر حاضر کیے کہ حضور نقدی دیجیے آپکے تصدق
سے سب کچھ حاضر ہو آجکی شب یہ پہلوان بیقرار ہو دل سے کہتا ہو شکر خداوند تعالیٰ کا اس جوان نے صحت پائی اب بخیر و عافیت
اپنے لشکر مین جائے دل تردد منزل اطمینان پائے اُس صبح سپہ سالاران عالیمقام مین ہمارا بھی ذکر ہو گا یہ صاحب عالیشان
ظرف ہین ہمارا احسان فراموش نکرینگے بہت کچھ اس رات کو سامان مذکورہ مین مفتاح نے صرف کیا صبح کو جب جلسہ
برخاست ہوا احباب سے کہہ نہ سکا دست بستہ عرض کی میری آرزو پروردگار نے پوری کی آپنے بخیر و عافیت صحت
پائی لشکر مین اب آپ کے واسطے تردد ہو گا نور الدہر نے کہا اے برادر ہمارے رہنے سے گھبراتے ہو ہمین تو تم سے
محبت ہو گئی دل نہین چاہتا ہو کہ جائین ورنہ قبل غسل صحت ہمنے قصد کیا تھا کہ تمسے رخصت ہون تمہاری محبت نے

دامن تھام لیا کل انشاء اللہ تعالیٰ سے رخصت ہونگے مفتاح نے دست بستہ عرض کی اے شہریار کیا عرض کرون میرا بھی دل نہین چاہتا کہ حضور سے جدائی ہو بسبب بھائی صاحب کے نہونے کے انتظام کا پابند ہون ورنہ ہمراہ سرکار کے چلتا نور الدہر نے ہنسکر فرمایا ہمارے تمھارے درمیان سے پروردگار پردہ دوئی اٹھالے تمنے بہت آرام سے ہمکو رکھا بہت کچھ صرف ہوا سعادو ضیا اسکا غیر ممکن مفتاح نے عرض کی ایک نگاہ محبت کیمیائے خاصیت اسکا بدلا ہے حضور نے ایسی پرورش خاوندانہ فرمائی مجھ ایسے حقیر کو زبان سے برادر فرماتے ہین مین بہت سرفراز ہوا کل حضور کی روانگی کا سامان کردونگا نور الدہر نے کہا اے برادر سپاہی کے لیے کیسا بڑا سامان ایک سپر ایک شمشیر مرکب بھی موجود ہے عرض کی مین دو چار خدمتگار ہمراہ کردون ایسا نہو حضور راستہ فراموش کرین جنگل مین بھٹکتے پھرین خداوندگان عالی کو تکلیف ہو اس شب بحر مفتاح نے پکوان وغیرہ پکوایا جابجا ضیافتین کیے بڑی خوشی ہے کہ کل مہمان میرا رخصت ہوگا بوقت سحر نور الدہر نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے مسند پر جلوہ فرما ہوے بھورے بھورے بالون مین عطر لگایا جب کمر باندھنے لگے چند خدمتگار جو حاضر خدمت رہتے تھے وہ رونے لگے عرض کی اے شہریار آپکے تصدق سے ہمکو بہت مال و زر حضور سرفراز فرماتے تھے آپکے جانے کا ہمکو بڑا قلق ہوا نور الدہر نے کہا ہمارے ساتھ چلو جو کچھ یہان ملتا ہے اسکا دونا ملیگا خدمت مین صاحبقران زمن کی حاضر رہنا بادشاہ جمجاہ کی خدمت مین مقرر کرا دینگے انشاء اللہ چندے مین ہزار ہا روپے پیدا کرکے لاؤگے خدمتگار قدمون سے لپٹ گئے عرض کی خدا آپکو سلامت رکھے یہان کے رہنے والے مین صاحب اہل و عیال کبھی وطن سے نکلنے کا اتفاق نہین ہوا اسوجہ سے نہین دل چاہتا گھر مین بھی کوئی ہمارے سوا مردون مین نہین ہے جب کبھی پریشان ہونگے پتہ و نشان حضور نے تبلادیا گرتے پڑتے چلے آئینگے آپ کا نام پوچھ لینگے نور الدہر نے کہا لشکر کا ہر کوئی ہم سے پوچھیگے نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران ہر کس و ناکس ہمارے پاس پہونچا دیگا ایک خدمتگار نے کہا اے شہریار اس ملک کا نگارستان قریب ہے گلستان کوہستان بھی تھے مین آپ اتنے دنون یہان رہے نہ یہان کے باغات دیکھے نہ مکانات ملاحظہ کیے قلعہ سے نکل کر صحرا ہائے سبزہ زار نواح دلکشا طائران زمزمہ سرا شکار ستعدوا الیان شہر خلیق خوش پوشاک رتبہ شناس خاک اساس شکار تو اس حوالی مین ضرور دیکھ لیجیے بہت لطف حاصل ہوگا غلامون کو ہمراہ لے لیجیے ہر مقام کا نشان بتائینگے باغات کی سیر کرائینگے خدمتگارون نے جو رو رو کر اسطرح کہا یہ نبیرۂ صاحبقران رحم دل عاقل کامل کر کھول ڈالی فرمایا اچھا اے برادر آج نہ جائینگے بوستان کوہستان کی بھی سیر کرلین خدمتگار بلائین لینے لگے زہے ذرہ نوازی

وغیرہ پر وہی ہمارے کہنے سے حضور رک گئے مگر ہمارے افسر سے نہ کہیگا وہ چاہتے ہین حضور جلد چلے جائین
آپکی سپاہگری سے وہ بہت خائف ہین کہ ایسا نہو کسی سے فساد ہوجاے نور الدہر نے کہا ہم اُنسے نہ کہین گے کہ
کھو لکر شاہزادہ بیٹھا مفتاح تیغزن پکوان وغیرہ لیکر حاضر ہوا دیکھا تو شاہزادہ بہ اطمینان بیٹھا ہے عرض کی کہ
کیا آج حضور تشریف نہیجا ئینگے نور الدہر نے کہا ای پہلوان دوران تمکو ہمارا رہنا بہت شاق ہے ہم ابھی چلے جائین
ہمین تجسے بڑی شکایت ہے اس قلعہ کا بوستان کوہستان لقب ہے ہمکو یہان کی سیر بھی نکرائی وہ سمجھ گیا خدمتگارون
نے اوصاف بیان کردیے کہا حضور آپ سالہا سال تشریف رکھیے خانۂ مفتاح کے آپ چراغ ہین آپکے رنج
سے دل حب باغ باغ ہین سیر و شکار بیان کیا ہے بسم اللہ جب جی چاہے شکار کھیلیے اپنے ملک کی سب
صفتین کرتے ہین یہان کے رہنے والون نے یہ نام رکھدیا کئی سو ملک کوہستان آباد ہین ایک سے ایک بہتر
و برتر ہے مگر البتہ شکار اس حوالی مین جیسا ہے وہ کسی ملک مین نہین ہے نور الدہر نے کہا کہ ای برادر سامان شکار
تیار کراؤ کل بوقت سحر واسطے شکار کے چلیں فرداتسے رخصت ہونگے یہ کہکے مفتاح نے اپنے قراول وغیرہ
بلالئے انکو حکم دیا بوقت سحر حاضر ہو ہمارے مہمان کو شکار کھلاؤ سب کو خوش کر دونگا شب کو نور الدہر نے آرام کیا
نماز پڑھکر باہر آئے دیکھا مفتاح بھی مسلح حاضر ہے بیلیے میر شکار کتون کی جوڑیان چیتون کی چار پائیان باز جری
جرہ وغیرہ لیے ہوئے سب حاضر ہین شاہزادے کا مرکب بھی تیار ہو کے آیا نور الدہر سوار ہوے مفتاح تیغزن
بھی ہمراہ ہوا مع سامان شکار طرف صحرا کے چلے دروازے پر قلعہ کے عقلاے کوہی دربان قلعہ ہے بوقت سحر
دروازہ ابھی بند ہے باہر کے لوگ باہر جنکو اندر سے جانا منظور ہے وہ بھی ٹھہرے ہین باہر سے ہیزم فروش غل کر رہے ہین
ای پہلوان دوران دروازہ کھول دیجیے ہم غریبون کا حرج ہوتا ہے چار پانچ کوس سے لکڑیان کاٹ لائے ہین بازار
شہر مین سویرے سے پہونچین بیچ کھوچ کر پلٹ جائین شام کو بمشکل اپنے مکان پر پہونچتے ہین عقلاے کوہی بیٹھا ہوا
ڈاڑھی مین کنگھی کر رہا ہے جواب نہین دیتا گھوڑے بڑھائے ہوے نور الدہر پہونچے اور بھی سوار پیدل کھڑے تھے
نور الدہر نے گھوڑا بڑھا کر کہا پہلوان صاحب براے مہربانی دروازہ کھول دیجیے مسافرون کی منزل کھوٹی ہوتی ہے
یہ دربان جبر مزاج نور الدہر نے کہا ای شخص میننے تجسے بہ خوشامد کہا تو نے جواب بھی نہ دیا عقلاے کوہی جھلا کر اپنے
مقام سے اُٹھا کہا کیا آپ اکیلے سوار ہین اور بھی بہت سے کھڑے ہین آج کل ہمارا بادشاہ نہین ہے جب دھوپ
نکل لیتی ہے تب دروازہ کھلتا ہے ای جوان ہٹکر ٹھہر با بدولت کو ابھی فرصت نہین کہ مصباح تیغزن اگر ہوتا
نور الدہر عقلا کی جانب بڑھے تھے کہ مفتاح نے پکار کر آواز دی ای عقلاے کوہی ہم واسطے شکار کے جاتے ہین

یہ جوان خیر دل ہمارا مہمان ہے دروازہ کھولدو عقلاے کوہی نے کہا ہم ہرگز دروازہ نہ کھولینگے نور الدہر
برابر پہونچ چکے تھے جنیوین کنجی پڑی تھی نور الدہر نے ہاتھ بڑھا کر کہا کنجی لیلون عقلا نے اُٹھا ہاتھ مارا نور الدہر
کی کلائی پر جو اُسکا ہاتھ پڑا قہر و غضب مین ایک طمانچہ مارا عقلا نے چرخ کھایا لڑکھڑا کر گرا اور یارون کو آوازدی
یارو دیکھتے ہو اس جوان کو مارتے نہین سرکاٹ لو دو ڈھائی سو دربان لینا لینا کرکے اُٹھے مفتاح نے غل مچایا ہی
ارے یارو یہ میرا مہمان ہے خبردار اسپر ہاتھ نہ اُٹھانا نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغۂ خار اشگاف سلیمانی مثل
برق جہندہ نیام انتقام سے نکلا معلوم ہوا ناگنی نے کینچلی جھاڑی یا آہ دل مظلومان یا خندۂ دندان نماے
معشوق یا ابروے محبوب بیا لیلی فتح و ظفر جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے عقلاے کوہی اُچھلکر گینڈے پر سوار ہوا
مفتاح تیغ زن بیچ مین آگیا کہا او ظالم کیا لڑتا ہے مصباح کے سونے سے کنجی پر قفل کی فساد کرتا ہے اچھا جاکر
نام کاٹ دونگا بھائی صاحب مجھکو اختیار دے گئے مین خبردار مہمان پر میرے دست انداز ہونا عقلاے
کوہی نے مفتاح پر ہاتھ تلوار کا مارا یہ آپ بے خبر سمجھا رہا تھا گھبرا کر گرد اسپر کا اُٹھا دیا عقلا جوان نبرد بادۂ کبر
و نخوت سے مست تیغہ جو اُسکے ہاتھ کا گرا سپر کٹی خود کو کاٹ کر تا دو ابرو تیغہ پہونچا مفتاح تیغ زن نے دوہتانہ
مارا وہ تیغہ جھٹکا کر نکل گیا لیکن آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا جواب مین وار کردن ہاتھ نے دستگیری کی
سر جھک گیا عقلا بڑھا کہ سر کاٹ لون اُسوقت مفتاح گھبرا کے پکار اُٹھا اے شہریار مجھکو بچایئے مین نثار ہوا زخم
کھا کر بیکار ہوا اب نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا مفتاح کو زیر تیغ پایا جلدی مین گھوڑے کو ڈپٹے للکارا او نامرد
کیا کرتا ہے اب نہ ہاتھ لگانا کیسا مرد ہے حسید زبون پر ہاتھ ڈالتا ہے تیرا حاکم ہے اس قلعہ کا ناظم ہے او نمک حرام بدانجام
تامل کر جست کرکے بیچ مین آگئے باگ پکڑ مفتاح کے مرکب کو جھٹکا مارا اپنا سینہ سپر کر دیا عقلا نے نور الدہر
کو جو پیدل پایا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے خالی دیا غصے مین فرمایا او نامرد تجھپر کیا تلوار کا وار کرون
جھپٹ کر زیر شکم کر گردن پہونچے دو بازون گینڈے کے تھامے سر پر بار اُٹھایا زور کیا مع گینڈے عقلا کو
اُٹھا لیا مفتاح نے آنکھیں کھولکر دیکھا عقلا ایسے پہلوان کو مع گینڈے اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا عقلا
کو دکر الگ ہوا استخوان گینڈے کے چور چور کوہی تھرا گئے عقلا کودکر پھر سامنے آیا پیدل دیکھکر دلیر ہوا ہاتھ
تلوار کا مارا اب کی مرتبہ نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی وہ لپٹ پڑا شاہزادے
نے کولے پر لادکر مارا چت گرا نور الدہر نے جھپٹ کر اک ٹھوکر ماری وہ نامرد گرد ہو چارون شانے چت
کود کر چھاتی پر کندۂ زانو دبا کر فرمایا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی عقلا نے غل مچایا یارو یہ سلیمان کم

یہ بھی یاد رکھنا مفتاح صاحب کا مہمان ہے نور الدہر کو جواب دیا او جوان لاکھ جان میری نام پر خداوند لقا کے نثار ہے
نور الدہر غصے مین اُٹھے عقلاے کوہی کو چیر کر پھینک دیا جتنے دربان تھے ہاتھ باندھ کر سامنے مفتاح تیغ کھینچ آسکے کہا آپ
ہمارے مالک ہین افسر ہے ہمارے سر ہے خلاف کیا اُس بدانجام تیکرام کا یہ انجام ہوا آپکے مہمان کی ہاتھ سے راہی ملک عدم ہوا
ہم تابعدار ہین سر آنکھون سے دروازہ کھولدین یہ کہکر سبھون نے بڑھکر دروازہ کھولا نور الدہر دریاے خون مین نہائے ہوئے
بیرون قلعہ آئے مفتاح رخصار قریب آیا عرض کی ای شہریار مین تو اب شکار کے لائق نہ رہا نور الدہر نے فرمایا ہم تو براے شکار
ضرور جائینگے شام تک پلٹ آئینگے عرض کی ای شہریار آپ کے مزاج سے مین خائف ہون قریات و دہیات مین بڑے بڑے
کوہیان سرکش رہتے ہین ایسا نہو حضور سے کوئی فساد کرے نور الدہر نے کہا ای مفتاح ہم مروت کے بندے ہین جہان ذرہ بھر
پیار اگر ہم فساد سے نہین ڈرتے مفتاح قدمون سے لپٹ گیا کہا بیشک مری جان بخشی کی اس کو پکڑکے ہاتھ سے غلام کو
بچالیا آپنے خردماغی دیکھی میرا بھائی اصل مین یہان کا بادشاہ مجھکو یہان کا حاکم کرکے براے مدد خداوند لقا گیا ہے اسیر اس
ملعون نے حکم نہ مانا آپ ایسے صاحب قوت و طاقت نہوتے تو مین ضرور اُسکے ہاتھ سے مارا جاتا مین تو بندہ بے زر ہون یہی
آرزو ہے کہ حضور بصحت و عافیت اپنے لشکر مین پہنچ جائین براے خدا دور شکار کو نہ جائیے گا اسی کوس دو کوس کے گرد مین
شکار کھیل کے واپس آئیے بوقت سحر بخیر و خوبی طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوجائیے مین جاؤنگا مجھکو دولت
کونین حاصل ہوئی نور الدہر نے کہا ہم تو بہت جلد واپس آئینگے تمھارے ساتھ کھانا کھائینگے مفتاح نے ساتھ والون کو
بخوبی سمجھا دیا کہ دیکھو یاد رہے اگر میرے مہمان کا ایک مو جسم میلا ہوا سب جیتے جی سمجھو لینا خدنگ کا دو پر بھی غصہ کیا کہ
تنے ذکر کرکے شیر دلیر کو روک لیا دیکھا کیا آفت برپا ہوئی مرتے مرتے اُسنے پکار دیا کہ یہ مرد مسلمان ہے اسوقت سب
ڈرے ہوے تھے اب یہان سے وقائع نگار پرچہ اخبار مین لکھینگے یہ پرچہ بھائی صاحب تک پہونچیگا دیکھیے وہ کیا
فرمائین میرے مہمان کا انجام بخیر ہو اپنی جان کا مجھکو خوف نہین ہے نہ خواہش حکومت و سلطنت نہ دعوی ریاست
و امارت اگر اپنے مہمان کے ساتھ چلا جاؤن عمدہ ہے جلیس سے سرفراز ہون نور الدہر نے فرمایا دس ہزار سوار و پیل
کا تمکو افسر کرونگا اگر میرے ساتھ چلو دین حق قبول کرو اپنی آنکھون سے چلکر لقا کو دیکھو ہمارے ہاتھ سے بھاگا بھاگا
پھرتا ہے کیا اچھا خداوند ہے بندون کے ہاتھ سے دلو مند ہے آپ لوگون کو خداوند کہتے شرم نہین آتی یہ سنکر مفتاح نے
انگلی دانت کے نیچے دبائی کہا حضور کل اور وقت پر موقوف ہین مین تو خوب سمجھ گیا اب روز قیامت دامن دولت
نہ چھوڑونگا میرے واسطے آپنے جان دی ہوتی قبضے سے اُس جلاد کے بچا لیا اب حضور واسطے شکار کے جائین
غلام کو غش آیا چاہتا ہے سر پر غلام کے زخم کاری ہے یہی باعث بیقراری ہے نور الدہر نے اپنے ہاتھ سے

زخم اُسکا باندھا مفتاح کو رخصت کیا مفتاح پلٹ پلٹ کے دیکھ رہا ہے دعائین کرتا ہے کہ اے خدا اسے تا دیر مین بخت بزرگی
خدائی کا اعتقاد دیا مین اپنے مہمان کو صحیح و سالم پاؤن خیر و عافیت سے اپنے لشکر تک پہونچ جائے گویا مین نے دولت کونین
پائی دعائین کرتا ہوا مفتاح اپنے قصر مین آیا لیکن سرد و دوستو حشر شہر مین ہنگامہ ہے جابجا یہی ذکر ہو رہا ہے آج
عقلاے کوہی کو مفتاح تیغ زن کے مہمان نے مار ڈالا انہین معلوم کس بات پر تکرار ہوئی بار و یہ دریافت ہوا کہ
وہ جوان کون ہے مفتاح صاحب نے لا کر اپنے گھر مین ایسے سرکش کو بسایا ہے مفتاح نے چراغ خانہ بنایا ہے اسکو بہت
چاہتے ہین اب وہ برہمے شکار گیا ہے دیکھیے کسکو شکار کرے خداوند تعالی ایسے ہاتھ چھٹ کے ہاتھ سے بچائین بڑا جوان
صاحب طاقت و قوت ہے یہی سنا ہے عقلاے کوہی کو مع گینڈے اُٹھا لیا چیر کر اُسکو پھینک دیا کچھ خوف نہ آیا یہان تو شہر
مین یہ چرچے ہین لیکن شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان فرحان و شادان صحرا اے سبزہ زار جو دیکھے مثل گل شگفتہ
ہوے شکار کھیلنے لگے وہ دونون خدمتگار ساتھ مین نور الدہر نے کہا کہ تمھاری ہدایت سے یہ مقامات دیکھے کسی باغ
کی سیر کراؤ جو مقامات عمدہ ہون انکا تماشا دکھاؤ خدمتگار نے عرض کی کوس بھر یہان سے آگے بڑھیے اک باغ ہے جسکو
باغ نگارین کہتے ہین مصباح کوہی کی دختر بلند اختر ملکہ نگار حسن پر جسکے حسن جہان سوز کا تمام عالم مین شہرہ ہے اُسکے
کے نام سے باغ تیار ہوا ہے اگر ملکہ وہان تشریف رکھتی ہونگی تو اندر باغ کے لیچلیے مگر شاہزادی نہایت بد مزاج ہے اُسکو
مرد کے نام سے بیزار ہے چالیس شاہزادے بڑے بڑے پہلوان سوداے عشق مین مارے گیے باعث یہ ہوا کہ مصباح
کوہی اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتا جب بیٹی پیدا ہوئی تلوار لیکر محل مین گھس گیا کہ بیٹی کو مار ڈالون اگر یہ زندہ
رہیگی تو میری آنکھ جھپکیگی کسی کے ساتھ شادی کرونگا سر اُسکا جھکاؤنگا وزرا نے سمجھایا معصوم کا خون نہ کیجیے تامل فرمایے
جب دس بارہ برس خیر و عافیت سے گذر جائینگے تب لائق شادی ہوگی ابھی سے یہ کیا ضرور ہے درمیان مین بچے کے
لیے ہزارون آفتین ہین اگر کچھ عارضہ ہو خود ہی ہلاک ہو جائے آپ خون ناحق مین مبتلا نہون وزیرون کے کہنے سے
خاموش ہو رہا اتفاق سے سب عارضون سے بچی ماہ حسن کمال پر آیا تاجر تصویر لیکر ملکون ملکون گئے شاہ و شہریار تمام
عاشق ہوے پیغام آنے لگے تب وہ سر دھنا یا وزیرون سے کہا تمنے دیکھا جو مجھکو خوف تھا وہی انجام ہوا اب
کس کس کو جواب دون ایسی تدبیر کرون کہ یہ عاشق تن مجبور و ناچار ہون یہ کہکر ایک فیل آہنی کئی ہزار من کا ٹھوس
بنوایا ایک تالاب پر کہ گوشہ شہر مین واقع ہے قصر اسے عمدہ بنوا دیے کئی لاکھ روپیہ کا اسباب جہیز انکے مکانون مین
رکھوایا ایک طرف فیل آہن رکھوا دیا ایک نقارہ شرطی مقرر کیا کہ جو نگار حسن پر کا عاشق ہو نقارہ بجائے خلقت
جمع ہو اُسکو دولھا بناؤ اسباب جہیز بھی نکلواؤ لیکن شرط یہ کہ اس فیل آہن کو اُٹھا کر پانچ قدم ہو بچائے تب شادی سے

کامیاب ہو ورنہ اُسی وقت وہ قتل کیا جائے شہریار عاشق تن آنے لگے مصباح نے یہ کام کیا تھا خود آپ آٹھ پہلوانون
کو اپنے ساتھ لیکر اُس فیل کوہ پیکر کو اٹھایا جب نوجوانون سے نہ اُٹھ سکا تب یہ شرط مقرر کی جو پہلوان شہزادہ آیا اُس بار
عظیم اٹھانے سے مجبور ہوا آخر اُسکو قتل کیا تب اُس سفاک کو خیال آیا کہ یہ مقتول ہمارا داماد مشہور ہوا اُسکی قبر اسی
مقام پر بناؤ فرداً فرداً کرکے چالیس قبرین تیار ہو گئین اب اس مقام کو مزار عاشقان کہتے مین عاشق ملکہ کے جیتے ہین
مگر بخوف جان کے نام عاشقی کا نہین لیتے نور الدہر نے یہ سب معاملہ خدمتگارون سے سُنا خاموش ہو رہے مگر نام
نگار سمن بر کا سنکر دل بیقرار ہو گیا دل سے کہا نہ گھبرا کیا عجیب ہے کہ دیدار سے اُس محبوبہ طناز کے کامیاب ہون دل
سے باتین کر رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے ایک آہو چھالین بھرتا ہوا اسکو ٹیان مثل زلف محبوبان پشت پر اک سفید

لکیر مثل کہکشان گھنگرو پیر مین بندھے ہوئے نظم رم محبوب اس سے عاری تھا	جل زربفت پشت کے اوپر دل کے سامنے کا وہ شکاری تھا	واہ رے آہوے پری پیکر نور الدہر نے خدمتگارون کو پاس

سے ہٹایا کہا یہ آہو وحشی نہین ہے کسی شوقین کا پالا آہو ہے آنکھون کی گردش سے ثابت ہے کہ نیل و نہار کو
آنکھ دکھاتی ہے چشم محبوب کی یاد آتی ہے یہ کہکر اپنا گھوڑا بڑھایا وہ آہو بھاگا نور الدہر نے پیچھا کیا گھوڑا طرارہ
بھر کر چلا ہر مقام پر یہی ارادہ ہے اسکو کمند سے گرفتار کرون تیر نہ مارون جب وہ جست وخیز مین قریب نہ آیا تب
شاہزادے کو ناگوار ہوا گھوڑے پر کوڑا کیا آہو بھاگتا ہوا قریب ایک دیوار باغ کے آیا جست کرکے دیوار کو
پھاند گیا نور الدہر نے گھوڑے کو رانون مین مسلا مرکب پریوش طرارہ بھر کے دیوار کو اڑ گیا آہو جا کے چمن مین گرا
برابر ہی مرکب بھی ہو بچا آہو بھاگا نور الدہر نے تیر مارا آہو گرا گھوڑے سے کود کر دوڑے چمنستان کو پامال
کرتے ہوے زرغہ ہاے گلستان سے نکلے ناگاہ کان مین آواز آئی حضور غضب ہوا کسی صیاد صاحب بیداد نے
آپکے آہو کو تیر مارا قضاے کار ملکہ نگار سمن بر باغ مین واسطے سیر کے آئی ہے کرسی پر جلوہ فرما ہے گرد مصاحبان
ہمراز انیسان دمساز اپنے آہو کو جو دریاے خون مین نہاتے دیکھا گھبرا کے اپنے مقام سے اٹھین آہو تو آکے گرا
تڑپ تڑپ کے جان دی کنیزین کوسنے لگین اب جو ملکہ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا ایک جوان خوش جمال شیر بیشۂ
جرأت صاحب شوکت ولیاقت خود گوہر نگار سر پر زرہ زیب جسم لیپٹے لپیٹے تعقب مین آہو کے آتا ہے کنیزین
غل مچانے لگین ارے کیا غضب ہے یہ ظالم کون ہے ہماری ملکہ کے پالوا آہو کو مارا باغ مین زبردستی گھس آیا
ارے باہر سے مردودون کو بلاؤ آہو کے بدلے اسکا بھی خون بہائین مشکین باندھکر پاس قاعدہ دار کے لیجائین
وہ دار پر کھینچے یہ گنہگار زندہ نہ بچے جن ہاتھون سے تیر مارا ہاتھ کلہاڑین گے بڑی خطا کی تیر مارا بڑی سرکشی

ہوئی بھاگ کر گوشہ مین چھپ رہا چلا کے بھاگے گا آخر کہان گوشہ گیر ہوگا بلکہ جو ہوا نور الدہر یا تو غار مین آہو کے تھے سر اُٹھا کر دیکھا گرد ہجوم پیارگان بیچ مین ایک ماہتاب حسین خوشرو خوشخو کمسن رشک چمن دہن غنچہ باغ خوبی قد زیبا سرو گلزار محبوبی زلفون کو پیچ و تاب عارض پر لہرا رہی مین ملک تاتار و حلب حل رہے ہین یا گیسو عارض انور پر بل رہے ہین آنکھین چار ہوگئین پلکین آمادۂ خونریزی نگاہین تیر دلدوز تیر مژگان تو وہ دلبر پڑے شاہزادہ آہو کو شکار کرکے خود شکار ہوا رعنائی زیبائی پر نگاہ ایسا حسن تخیل کبھی نگاہ سے نہ گزرا تھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا نظم

رستم دل و آسیا طبیعت
بلقیس کی آن بان ساری
معدوم دہن کمر کی صورت
لٹکے ہوئے ایڑیون تلک بال
سو بچے جو شمیم زلف سیگون
پیاری پیاری نشیلی آنکھین
گالون ہی مین کچھ نہین منیا ہی

مریم صفت و قبول صورت
خورشید لقا پری شمائل
چہرہ روشن قمر کی صورت
ہنسنے مین جو دیکھ لین وہ دندان
نافے مین ہو مشک کا جگر خون
دن رات نثار چاند سورج
جو عضو ہے چھوٹ دے رہا ہے

سارا کی سی اسکی شان ساری
سر پیکر و باجرہ خصائل
قد فتنۂ حشر قہر کی چال
غنچے بھولے سے ہون نہ خندان
شرمیلی بڑی رسیلی آنکھین
ہین دونون عذار چاند سورج
آنکھین جو شاہزادے کی چار ہوگئین

رعب حسن و جمال سے تاب تحمل نہ رہی غش آیا نگار سیمبر بھی کشتہ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہو آہ کرکے بیٹھ گئی کنیزین جو کوس رہی تھین انگو منع کیا ارے کمبختو چپ رہو جانور کے واسطے انسان کو کوستی ہو دیکھو وہ بیچارہ خوف کے مارے بیہوش ہوکر گر پڑا ہے کیا صدمہ ہو بچارا زبان رگڑ رہا ہے تمھارے کہنے سے اب ضد ہوئی آہو کو اسپر نثار کیا اس غریب کا علاج کرو گی گلاب کیوڑا لاؤ جب کنیزین گلاب کیوڑا لانے لائین ست محبت قریب آکے بیار کے بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا اسطرح جو کبھی کسی کو غش مین نہ دیکھا تھا آنکھون سے آنسو برابر جاری ہوگئے سر جھکا کر آواز دی اے شخص نہ گھبرا اپنے آہو کو تجھپر نثار کیا تیر مارنے کی خطا معاف ہوئی ہم کچھ نہ کہینگے ان سبکو بکنے دو اسی دن کے لیے آہو کو پرورش کیا تھا یہ سب بد زبانین خطاوار مین بگلے سے آہو کے کیون رستی کھولی تھی اشک گرم جو عارض پر نور الدہر کے ٹپکے بوے زلف مشکین جو دماغ مین ہو نچی کھلنے کی تاثیر حاصل ہوئی آنکھ کھولدی زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلی پر پہونچا پایا اُٹھ بیٹھے حیران حیران آئینۂ رخسار پر نگاہ کی ملکہ شرما کے اُٹھی پشت پھیر کر طرف بارہ دری کے چلی آب روان کا دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا اور

مجبوری جو گندھی ہوئی بموجب مضمون مطلع جو کی سنین ہر پشت پا کس نونہال کے وہ دو سانپ گتھ گئے مین زبانین نکال کے • نور الدہر نے دوڑ کر ہاتھ تھام لیا کہا اے مسیحائے زمان اپنے مریض کا علاج تو کیجیے اس گنہگار کو بھی ساتھ لیجیے ذرا پلٹ کر ملاحظہ تو فرمائیے یہ اشعار پڑھتا ہوا شہزادہ ملکہ کے ساتھ چلا آتش

اسکا کیا تجویز کیا ہے غفلت امید نے	چارہ گر سے درد نالان درد دل سے ہم	دیکھا او قاتل بسر کرتے ہین کس مشکل سے ہم

اشک حسرت یہ اشعار آبدار پڑھکر جاری ہوئے اسی بیقراری مین یہ غزل

حال دل کہتے ہین اپنا پھر کسی قاتل سے ہم
عاشقانہ شروع کی غزل
اونچی ہو کر نگہ ناز ہوئی جب نیچی
کبھی آئینہ بنا لو کبھی شانا ہو جائے
آرزو اب تو ہی دل مین تری پیکان کی
اشک کو آنکھ مین دشوار سما نا ہو جائے
لے کلیجے تو سب آج گہ یار مین ہین
جائین آنکھین کہین انکا بھی ٹھکانا ہو جائے
آنکھ انکی نہ پھرے اور یہ سب کچھ منظور
خلق مین پھر وہ حسین کیون نہ یگانا ہو جائے

کاش خود ہی اُسے منظور رلانا ہو جائے
پھر تمھین کیا تہ و بالا جو زمانا ہو جائے
وائے پوچھی شب غم اور کوئی آنکے نہ بات
کہ وہ ناسور ہے جو زخم پرانا ہو جائے
سرنوشت آپ ہی پڑھ جائین وہ اگر میری
سنگ لاہ وہی پڑھکر جو نشانا ہو جائے
مجھسے روپوش ہون اگر جو وہ میرے گھر مین
بخت پھر جائے کہ برگشتہ زمانا ہو جائے

دل بھر آتا ہے رونے کا بہانہ ہو جائے
دل تمھین دینگے جب تمین یہ صفت ہو نگی
پند ناصح ہمین دلچسپ فسانا ہو جائے
آہ کھینچون تو فلک پر اُسے جانا مشکل
خط نہین جسکو کوئی لے کے روانا ہو جائے
دل تو ہے منتظری کو چہ جانان مین گیا
یہ تو آنا وہی دل مین ترے آنا ہو جائے
آئینہ شرم سے جب سامنے آئے نہ جلال

ملکہ نے مسکرا کر فرمایا مین کمبخت کو سنے کی بیٹھنے والی ان شعر و سخن کو کیا جانون

آپ کو تو کسی کا دیوان یاد ہے خطا کرکے یہ دلیری ابھی باہر کھلا بھیجون ملازم اگر تیر مارنے کی خطا پر سزا دین ہمارے مزاج مین رحم ہے اتنی بڑی بھی خطا معاف کی بچہ ہو اسکو لیکر بالا آئیے اسکو تیر مارا ہے اسکا خیال نکیا اتنے لڑی نور الدہر نے شرما کر سر جھکا لیا کہا اے ملکہ عالم گستاخی معاف فرمائیے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشہ دل بدعت سنگ محبت سے ٹوٹ گیا آفتاب جمال دیکھکر تاب نہ آئی ہم اپنی گستاخی پر نادم ہین سزا دیجیے مطلع

مصنف زلف کو سونگھ لیا اتنی خطا میری ہے • بیڑیان پاؤن مین ڈالو یہ سزا میری ہے • دیگر اشعار

عشق سودائے جنونم باز دامن گیر شد
ہمت یاران کہ دل را کار از تدبیر شد
مژدہ دہ باد صبا از ما ارباب نشاط
کز فراق و بدن رنگ جوانی پیر شد

رشتہ ہا ناخم در پاسے من زنجیر شد
بس بحیرانی نہادم روئے بر دیوار غم
کز سرشک لاز مین ہند چون کشمیر شد
شب گرد بر دم باغبان از دل تنگ بر

قطرہ خون بود دل در سینہ ناہم آب شد
پیکر من ثانی اشخین رخ اتصویر شد
شد جہان کوتاہ عمر عافیت در دور
ہر کہ پہلویم نشست از نالام دلگیر شد

نیست امید رہائی تا بروز رستخیز — خاک غربت ہر کرا در عہد دامنگیر شد — ملکہ مسکرائی ہوئی بارہ دری مین مسند
پر آکر بیٹھ گئی کنیزون نے کہا حضور یہ صبح کو در قلعہ پر فساد برپا کرچکے ہین عقلاے کوہی انھین کے ہاتھ سے مارا گیا
یہ خبر سنی ہی کہ مفتاح ستیزن آپکے چچا جان کے یہ مہمان ہین اہالیان شہر مین چرچے ہو رہے ہین انکا اب ٹھہرانا
بہتر نہین ہی ملکہ نے گھبرا کر پوچھا کیون صاحب یہ کیا سر کہ ہوا اب تو مجھے دریافت کرنا واجب و لازم ہوا ہمارے
چچا جان کے آپ کس وجہ سے مہمان ہوے نام نامی مقام سکونت سے بھی آگاہ فرمایئے حال مفصل معلوم ہوا ایسا نہو آپ بھی
عقلاے کوہی تلاش کرتے ہوے یہان آئین یہ اشعار عشق آمیز جو آپنے پڑھے ہین ان باتون سے آگاہ نہین ہون
مجھ بدنصیب سے محبت کرنا بالکل بیکار ہی خدا اسکو غارت کرے جسنے بندگان خدا کے قتل کی تدبیر کی چالیس جوانان
صف شکن شاہزادے اپنے شہر کے رئیس بیچارے بیچارے قتل ہوے اس پہاڑ کو کون اٹھا سکے گا بابا جان صاحب نے
خود پہلوان زبردست اور ساتھ لیے جب وہ پہاڑ نہ اٹھا تب غیرون کے لیے شرط قرار دی گئی پس مجھ بدنصیب کے
سامنے جو آپنے یہ اشعار پڑھے مین پڑھی لکھی ہون بخوبی سمجھ گئی کہ آپ عاشق ہوے نور الدہر نے قبضہ پر ہاتھ
ڈال کر فرمایا ای ملکہ عالم وہ کوئی نامرد ہونگے اپنے کو مار پر کھنچوا دیا اٹھ بھر کے مرتے اس قتل کرنے والے کو قتل کرتے
اگر وصل تمھارا اس شرط پر موقوف ہی تو ابھی جاتے ہین انشاء اللہ بحول قوت الٰہی اس بار عظیم کو اٹھاتے ہین اگر
قضا لیکر آئی ہی زمرہ عاشقان ثابت قدم مین ہمارا بھی نام لکھا جائیگا لیکن اپنے کشتہ تیغ ابرو کا خیال رہے
گا ہے ماہے مزار غریبان پر قدم رنجہ فرمایئے گا روح کو شاد کیجیے گا جو بھولے سے کبھی ہچکی آئے نام لیکر یاد کیجیے گا
یہ کہکر شہزادہ قبضہ پر ہاتھ ڈالکر اٹھا ملکہ نے جلدی سے دامن تھام لیا آنکھون مین آنسو بھر کر کہا حضور تامل فرمایئے
ہمنے نام و نشان پوچھا اسکا جواب نہ ملا شرط ادا کرنے پر آمادہ ہو گئے اس بار عظیم کا اٹھانا کیا آسان ہی ذرا اور
ٹھہر جایئے نام و نسب بتایئے وقت بیقراری نام لیکر دل کو قرار دینگے نور الدہر بیٹھ گئے فرمایا ای ملکہ عالم نام
ہمارا مثل آفتاب عالمتاب تمام عالم مین روشن ہی مرجع عالم ہمارا مسکن ہی نام سنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی
سلیمان مین انکا پوتا ہون نور الدہر بن بدیع الزمان نانا ہمارے گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیوکش
سات سو ملک کے حاکم خداے زمرد شاہ باختری کے ناظم مادر مہربان ملکہ گوہر ملک مسکن و ماوا ہمارا
خانۂ کعبہ سبحان و باختر جاگیر ہے سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی سلیمان عنبرین مو سے کوہی کے ہاتھ سے زخمی ہوکر
اسطرف نکل آئے مفتاح ستیزن جری بہادر صف شکن بہ محبت اٹھا لایا ہم اسکے ممنون و مشکور ہین اسطرف
براے شکار آئے تمھارے دام زلف عنبرین مین گرفتار ہوے اب رہائی غیر ممکن پس اب ہمکو رخصت فرمایئے

جاکر شرط کو پورا کرین باطمینان انکو جھین برات آراستہ کرکے طرف کوہ عقیق کے لیے چلیں ملکہ یہ سنکر بے اختیار
رونے لگی فرمایا ای شہریار عالی وقار اُس شرط کو کیا اپنے کھیل سمجھا ہی وہ بار عظیم ہی وہ جو لوگ لائے ہین ہزار
پہلوانان نامی و نام آور ہزارون کے افسر تھے آپ کا غم مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا ابھی بھی یہ کیفیت ہی نظم

از عشق تو در سینہ چہ غمہا کہ ندیدیم
سر تا بقدم خون شدہ از دیدہ چکیدیم
ہر زہر کہ در غمکدہ کردند مہیا
چون غنچہ بہ تندیر من صبر دریدیم
دیگر تشنہ بادہ عشقم ز دل آسان نرود
جوہر تیغ بسایندن سوہانش نرود
از دل غمزدہ جز نالہ تراوش نکند
تا نسیم سحر از مصر بہ کنعان نرود

در راہ تو از گریہ چہ گلہا کہ نچیدیم
عمریست کہ دل را غم سینہ چو غنیمت
مستانہ و مردانہ گرفتیم دکشیدیم
مخفی نگرفتیم عبث دامن غم را
بلکہ این تشنہ ز دل بالودم جانش نرود
از پریشانی دل جمع نگردد ہرگز
اشک بیواسطہ از دیدہ گریان نرود
خط کہ افتاد بہ لب حسن تو دارد رونقے

از گریہ ز دوری تو چون شیشہ پری
ہر چند از ین واقعہ گفتیم و شنیدیم
صد زخم ز سر خار چو گل خوردیم و آخر
جان دادہ ہم دوست زمام خریدیم
گل سود آنکہ تو از سر بجفاے نشود
ہر کہ از سلسلہ عشق پریشان نرود
غنچہ گلشن یعقوب نگردد خندان
خضر بیہودہ بہ پے چشمہ حیوان نرود

ہماری زندگی کی صورت بتاتے جایئے کیا کرکے دلکو سمجھائینگے شب ہجر کیونکر کٹیگی کون سمجھائیگا دل کو کیونکر بہلائینگے
ابھی سے بیقراری ہی نورالدہر نے اشک گہر رنگ جو صدف چشم ملکہ سے جاری تھے دامن پاک سے پاک کیے فرمایا
ملکہ دعا کرو کہ یہ خوف سنبھالے پروردگار قوت ایسی عطا کرے کہ شرط پوری ہو سوار کرکے تمکو برسر کوہ عقیق
لیچلیں جو مقدر شرط ہی ہم اُسمین تامل کرنا کیا ضرور ہی ملکہ تم نہ گھبراؤ مین انشاءاللہ ابھی واپس آتا ہون
ہرچند نورالدہر نے بہت سمجھایا لگار سمن بر کے چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن دامن تھامے ہوے
روتی ہی بجلی لگ گئی چہرہ سرخ ہوگیا آنکھیں اُبل آئیں بات نہیں کرسکتی نورالدہر نے سر سینے سے لگالیا
فرمایا ملکہ جو اسقدر بیقرار ہوگی خیال ادھر بٹیگا ہمارے زور بازو میں فرق آئیگا یہ کہکر شاہزادہ اٹھا ملکہ
روتی ہوئی ساتھ ساتھ جب در باغ پر پہونچی یلغیشہ مرکب پر سوار ہوے ملکہ نے رکاب سے آنکھیں ملین
کہا ای شیر بیشہ صاحبقرانی براے خدا آبرو بچایئے اُس تالاب گنجت پر نہ جایئے جہان سے اپنی جان سے
صحیح و سالم رہیے خیر کبھی ملاقات بھی ہوجائیگی وہین کے نگہبانان جنکو طلازمان جنیر قرار دیا ہی وہی پکڑ کر
دار پر کھینچ دینے مین مفتاح کوہی نے یہ دام پھیلایا وہ بار نہ اٹھیگا نورالدہر نے خدا حافظ کہکر دامن
چھوڑا گھوڑے کو بڑھایا بحر عمیق آتش اشتیاق غریق لجہ فراق ذبح خنجر ابروے خدار دام گیسوی لوگرفتار

ترتیب کر بھاگی نور الدہر صحرا مین آئے خدمتگار و بیلے وغیرہ ڈھونڈ رہے تھے اُنھون نے شاہزادے کو عجب
حال پریشان مین دیکھا چہرہ زرد ٹھنڈی سانسین بھرتے ہوے بہوت لب پر مہر سکوت سب حیران ہوگئے کہ
کہ شاہزادے پر کیا گذری خدمتگار واقف کار کا ہاتھ تھام لیا طرف شہر کے چلے خدمتگار نے راہ مین پوچھا
کیون شہریار اب شکار سے دل سیر ہوا فرمایا ہمکو اُس تالاب پر لیچلو خدمتگار رونے لگا کہا وہان جانا بہتر
نہین ہے مفتاح کو ہی پر گالی چڑھتی ہے نور الدہر نے کہا تم فقط مقام ہمکو بتلا دو زیادہ نہ سمجھاؤ شاہزادہ
شہر مین آیا گلی کوچے کو طے کرکے سنگ بجر جرات قریب تالاب کے پہونچا دیکھا عمارتین بہت سی بنی ہوئی ہین
گوشہ تالاب پر ایک نقارہ کلان ہے نور الدہر جب نقارہ کی جانب چلے سپاہیون نے دور سے آواز دی او
شخص ادھر کہان جاتا ہے یہ نقارہ شرطی ہے اسکو نہ بجانا شاہ کا گنہگار ہوگا دیکھ کیا ضرور ہے نور الدہر نے کسی کا
کہنا نہ سُنا پلٹ کر اُنکی جانب نہ دیکھا چوب اُٹھا کر نقارہ پر اس زور سے لگائی کہ نقارے کے دو ٹکڑے ہوگئے
اہالیان شہر گوش بر آواز رہتے ہین ہر گلی کوچے مین بازار ہوا کوئی اور عاشق آیا یہان ملکہ نے بیقرار ہوکے
ایک کنیز کو عقب مین شاہزادے کے روانہ کردیا تھا ملکہ جو بیقرار ہوتی تھی پلک پلک کے روتی تھی کنیزین
کہتی تھین حضور وہ نادان نہین ہین شرط سنکر جی چھوٹ گیا بھاگ کر کہین چھپ گئے یکایک نقارے
کی آواز کان مین آئی ملکہ نے کہا لو صاحبو اس شہر نے جا کر نقارہ بجایا یا الٰہی خدایا ایک کنیز ادھر جائے میری طرف سے
انکو سمجھائے سپاہیون کو لاکھ دو لاکھ دیکر راضی کرینگے ابھی تک خیر ہے ہاتھی کو ہاتھ نہ لگانا یہان چند عرصہ
مین ہزارہا اہالیان شہر کا جماؤ ہوگیا کمیدان اُٹھکر قریب شاہزادے آیا بھولی بھولی صورت دیکھکر بیقرار
ہوگیا کہا اے جوان بھاگ جا ہم مشہور کردینگے ایک مرد دیوانہ تھا نقارہ توڑکر چلا گیا ہمکو تیرے حال پر رحم
آتا ہے مہاجن شہر کے بیتاب ہوکر کہتے تھے اے ماہ آسمان حسن ہم سپاہیون کو روپیہ دیکر راضی کرینگے ہماری
دُکان مین چلکر چھپ رہو شاہزادہ سب کو جواب دیتا ہے صاحبو کیا ہم چور ہین جو تمھارے گھر مین چھپین
شرط پوری کرینگے بار نہ اُٹھیگا اپنی جان دینگے ہمنے سمجھ کے چوب لگائی ہے آپ لوگ کیون گھبراتے ہین ہم
خدا کی عنایت سے اُٹھا لینگے جب تو کمیدان نے کہا یارو یہ جوان سخن ناشنو ہے اب اسکو دو لیجاؤ شاہزادہ
خود اُنکے ساتھ حاکم مین آیا ملازم موجود تھے اُنھون نے بڑے اعزاز و اکرام سے سُلانا شروع کیا یہان قریب
تالاب اتنے عرصہ مین میلا جم گیا خدمتگار روتا ہوا بخدمت مفتاح تیغزن پہونچا یہ اپنے قصر مین بیٹھا ہوا گھبرا
رہا تھا کہتا تھا ابھی تک میرا مہمان واپس ہوکر شکار گاہ سے نہین آیا راہ مین کسی سے جھگڑا نہ ہوا ہو نشخو

شعلہ مزاج ہی حقیقت یہ ہی کہ بڑون کے سر کا تاج ہی ذرا سی بات مین بگڑتا ہی ہوا سے لڑتا ہی کہ خدمتگار سامنے
سے روتا ہوا آیا عرض کی ای شہریار غضب ہوا وہ جوان انکا مہمان کنارے تالاب کے پہونچا اس زور سے
چوب لگائی نقارہ ٹوٹ گیا اب حمام مین لے گئے ہین لہٰذا یہ سنکر مفتاح تیغزن اٹھا گھوڑے پر سوار ہوا روتا
ہوا چلا ساتھ والون سے کہتا ہی یارو بڑا غضب ہوا مین تے جبھی اسکی خدمت کی اسکی زخم مہلک سے صحت
دی کہ یہ اپنے لشکر مین جائیگا دربار مین صاحبقران کے میرا بھی ذکر آئیگا وہ صرف و مصارف سب بیکار ہوا نہین
معلوم تالاب کا نشان کسنے بتایا ملکہ کو اسنے کہان دیکھا وہ ہاتھی تو رستم سے بھی نہ اٹھیگا ہاتھی ہی یا پہاڑ ہی
میری تقدیر کا بگاڑ ہی یہ کہتا ہوا بر سر تالاب آیا اتنے عرصہ مین میلا جم گیا امیر رئیس مہاجن سب جمع مین پوچھا
وہ جوان کہان ہی لوگون نے کہا جامہ خانے مین لے گئے ہین اب دولہا بنا رہے ہین مفتاح نے کہا مین ہرگز
دولہا نہ بنانے دونگا ہاتھی نہ اٹھانے دونگا چونکہ قلعہ دار ہی سب اسکا پاس کرتے ہین سپاہی سوار دوڑ کر
حاضر ہوئے کہا ای افسر ہم خود چاہتے ہین یہ جوان بھاگ جائے وہ نہین مانتا خوشی خوشی مہندی لگوا رہا ہی چاہتا ہی
دولہا بنکے شادی کرینگے یہ نہین واقف کہ جان جائیگی مفتاح اسوقت اندر آیا شاہزادے کے ہاتھ
پانؤن مین مہندی لگا رہے ہین کارگزار اپنا رنگ جما رہے ہین مفتاح نے کہا ای شہریار آپ نے یہ کیا کیا کسنے
یہان کا راستہ بتایا مجھ بدنصیب کو بدنام کیا یہ کیا انجام ہوا چلیے اٹھیے مین سبکو سمجھا لونگا نور الدہر نے کہا
ہم شرط پوری کرینگے ای برادر یہ تو شرط عام ہی اسمین کیا تردد اگر ہاتھی اٹھایا شادی ہوئی ورنہ ہمکو قتل کا اختیار ہی
مفتاح تیغزن نے منہ پیٹ لیا کہا حضور انسان پہاڑ کو اٹھا سکتا ہی تو پہلوانون نے ملکر اٹھایا جنبش
نہین ہوئی تب اس ظالم سفاک نے شرط مقرر کی ایسا وہ ہاتھی نہین ہی جسکو آپ اٹھائینگے اور حیلے عشق مین
آپ سبوت مین اسکو کہان دیکھا نور الدہر نے کہا ہم باغ نگارین مین گئے تھے ملکہ سے وعدہ کرکے آئے ہین اگر شرط
نہ پوری کی پھر یہ منہ دکھائینگے مردان عالم مین ملعون ہو جائینگے معشوق کی نگاہ مین گر جائینگے دل سے اتر جائینگے
مفتاح نے کہا حضور مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگا نور الدہر نے کہا تم ہمارے محسن جان بخش ہو اس قدر بیدل
نہ ہو اس شرط کے نکرنے مین بڑی بدنامی ہی اتنے عرصہ مین ملازمون نے لاکر سر پر بھاری سہرا باندھ دیا
خلعت پہنایا دولہا بنے ہوئے جامہ خانے سے باہر نکلے مفتاح تیغزن پیچھے پیچھے روتا ہوا چلا آتا ہی پہلوانون
کے سامنے ہاتھ جوڑ رہا ہی یارو میری آبرو بچاؤ اس جوان کو سمجھاؤ کمیدان رسالدار نے کہا ای پہلوان دوران
آپ کی کچھ منت و خوشامد کی ضرورت نہین ہی ہم سب خود بھی چاہتے ہین کہ انکی جان بچے ہم سب حاضر ہین آپ خود

سمجھائیے مقتاح آگے بڑھا اوسن تھام لیا کہا ای شہریار برائے خدا اپنے کو سنبھالیے آپ کہان جاتے ہین وہ سامنے
قنات کے اندر ہاتھی رکھا ہی سامنے چالیس قبرین بنی ہوئی ہین اپنے زمانے کے رستم و اسفندیار تھے یہان آکے بیکار ہوے
یہ بار نہ اٹھا سکے چالیسون نے سر کاٹ لیا مقتاح نے حکم دیا یہ لوگ ہمارے داماد مشہور ہوئے یہ احتیاطاً گور و کفن
کردو دیکھیے قبرون پر کیا حسرت برستی ہی بقول مرزا محمد رضا صاحب برق فرد ابر رحمت اگر نہین ای برق بیکسی قبر
پر برستی ہی یہ چالیسون جوانان ماہرو خوش رو خوشخو کس ذلت سے مارے گئے آجتک قبرون سے دھوئین نکلتے ہین
آتش عشق سے استخوان جلتے ہین مفت مین جان گنوائی جوانی برباد ہوئی گھر لٹا قبر آباد ہوئی معشوق سرکش نے
یہ بھی نہ پوچھا کون مرا کون قتل ہوا البتہ یہ معشوق عاشق کش پر عاشق ہونا سراسر عقل کے خلاف ہی ابھی تک
انتظام میرے ہاتھ مین ہی یہ سب میرے قبضے مین ہین یہ سب میرے ابتدا ہین جب قنات ہٹی ہاتھی کو ہاتھ لگایا
پھر کوئی میرا کہنا نہ مانیگا نورالدہر نے کہا ای دوست صادق ای محب واثق اب نہ سمجھاؤ پانی سر سے گذر چکا نقارہ بجا لشکر
سب مین مشہور ہوا یہ جوان عاشق ملکہ نگار حسن پر ہی اب جان ہی دینا جو ہی ہمارے دوست ہو ہمارے لیے دعا کرو
مقتاح کوہی سر جھکا کر ایک طرف کھڑا ہوا رو رہا ہی سب خاموش ہوئے نورالدہر نے آگر قنات کو ہٹایا دیکھا ایک
ہاتھی لوہے کا کھڑا ہوا ہی کاریگرون نے روغن پھیرا ہی صاف ظاہر ہوتا ہی اصلی ہاتھی ہاتھا رنگا ہوا کھڑا ہوا ہی نورالدہر
نے کہا اسطرف اسکو ہٹا کر لاؤ سبھی نے کہا جو تم اٹھانے کے لائق ہوتے یہ لاکھون روپیہ کا جہیز و معشوق خوبرو چھپا
کرتے مصباح کوہی کے داماد مشہور ہوتے نورالدہر گھوڑے سے اُترے اب ہزار جوان ہمراہ ہین سوار پیدل کمیدان
رسالدار جمعدار صفین کھینچے ہوے کھڑے ہین ایک جانب دار بھی استاد ہی جلاد بھی موجود ہو گئے اسباب جہیز کھلوا دیا گیا
اونٹون پر لدوایا صندوق تیار ہے سب سامان جہیز مہیا ہی چاندی سونیکا چپرکھٹ مسہریان پلنگ چاندی کے اور
سونیکے برتن تانبے کی دیگین پتیلے چینی کے ظروف کوئی شی ایسی نہین ہی کہ نہو جانتے ہین کہ یہ اسباب کسی کو لیجانا آج تک
نصیب نہین ہوا کوٹھون سے لگا لا ہی پھر اسی طرح بند کردینگے ناظر بکانے غلے پہنے ہوے اونچی کمرین بندھی ہوئین
کوڑے ہاتھ مین لیے تحمل رہے ہین وہان ملکہ کو کنیزون نے خبر دی شاہزادہ دولہا بنکر قریب ہاتھی کے پہونچا ہی وہ [illegible]
پر کھڑی بیٹھ رہی ہی جاسکتی ہی اپنے کو کوٹھے سے گرادون کنیزین خاموش ہین [illegible] کہ رہی جاتی ہین یہ سارا ملکہ کو بہت
بیقرار کر گیا ایک کہتی ہی وہ جوان بھی ایسا ہی ہی لیکن کمبخت جان دینے آیا تھا جب تو ملکہ اپنے ہوش مین نہین کہ
ایک ایک کے آگے ملکہ ہاتھ جوڑتی ہی ارے صاحبو جا کر میرے سر کی قسم دو انکو سمجھاؤ کہنا ملکہ منع کرتی ہین یہان
نورالدہر ہاتھی کو دیکھکر گھوڑے سے اُترے افسرون سے کہا بجا ہو ہم دو رکعت نماز پڑھ لین کہا اگر آپ کو

کچھ فائدہ ہو بسم اللہ کون منع کرتا ہے دو رکعت نہین چار رکعت پڑھیے نور الدہر نے دو رکعت نماز حاجت ادا کی
ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا دیے پکار اٹھے شعر شاہا کریمی و رحیمی و غفور + دست ما گیر کہ درماندہ دلی بال
و پریم + ای رحیم و کریم ای قوی و توانا بازوؤن مین قوت عطا فرما تا اس بار کو باسانی اٹھاؤن اپنے معشوق
تک پہونچ جاؤن تیرے نزدیک سب آسان ہے اس بار کی کیا حقیقت ہے سوائے تیرے اسوقت کس سے
عرض کرون ادھر تو شاہزادے نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت وا تھا نماز پڑھکر اٹھا دامن
گردان کے آستینین چڑھائین دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کارگرون نے شکم مین فیل کے دو موٹھین اٹھانے کے
واسطے بنادی ہین کہ اٹھانے والا ہاتھ ڈال کے اٹھائے نور الدہر نے بسم اللہ کہکر ان موٹھون پر ہاتھ ڈالا
نعرہ شیرانہ کرکے زور کیا پہلے زور مین جنبش ہوئی دوسرے زور مین زمین چھوڑائی تیسرے زور مین اٹھا لیا
سات قدم شاہزادہ آیا واہ واہ کے غل کی جو آواز ہوئی ہزارون آدمی چیخنے لگا اہالیان شہر کے ہوش اڑ گئے
کہتے مین ایک بیٹے نے پہاڑ اٹھایا اس ہنگامہ کی آواز وہان تک پہونچی ملکہ نے چاہا اپنے کو قصر سے گرا دون
کنیزون نے پکڑ لیا کہا مفصل خبر لاؤ کیا معرکہ گذرا ایک کنیز واسطے خبر کے گئی یہان وہ وقت ہے کہ شاہزادے نے
وہ بار عظیم اٹھایا سات قدم پر لاکر اسکو رکھدیا کنیز اسوقت پہونچی کہ یہان سبنے اطاعت کی ہے کمیدان سالار
کہ رہے ہین ہم آپ کے ساتھ مین آپنے بیشک شرط پوری کی برات آراستہ کرکے چلیے دولھن کو سوار کر لیجیے
اب آپکو اختیار ہے ہزارہا اہالیان شہر بھی ہمراہ ہو گئے مفتاح تیغزن خاموش کہ مین اب کیا کرون اگر
منع کرتا ہون کل اہالیان شہر و افسران فوج بوجہ انصاف اس شخص کی جانب ہو گئے ہیں سب فساد برپا کرینگے
اگر نہ ہو کون مصباح ایسا آتش مزاج شعلہ مزاج حاکم گیا ہے انھین لوگون سے برا مقابلہ سفر دور و دراز اختیار
کیا پہلوان زبردست ہے کچھ فیل نہ لائے محیل نہ جائے کہ غیر شخص کو تمنے کیون قریب شرط جانے دیا اسی خیال مین پیچ کی
ساتھ ہے زبان سے کچھ نہین کہتا لیکن اشتا کا بیتاب دل ہی دل مین پیچ و تاب یہان سامان برات آراستہ
ہو گیا نقارے بجے شہنا نواز سہرے گانے لگے فرد وہ طبلون کی آواز انگی صدا + وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا + شاہزادہ
گھوڑے پر سوار بھاری سہرا بندھا ہوا پھولون کے سہرے پر سہرہ زرتار ہاتھ پاؤن مین مہندی لگی ہوئی
کنگنا ہاتھ مین بندھا ہوا روپیہ لٹتا ہوا شہرے پکار رہے ہین کہ ارے دولتون کا مال رکھا ہوا لیے جاتا ہے
جان دینے کو اور بیتے نرے اُکانے کو یہ کون آیا روپے کے چھڑانے پڑ رہے ہین اس دھوم دھام سے
برات جاتی ہے پروانا متصدی فرد فہرست اسباب ہاتھ مین قریب مرکب آکر عرض کر رہا ہے حضور یہ فہرست

ملاحظہ کر لین اسباب پر اپنا قبضہ کیجیے نور الدہر نے فرمایا ابھی ہم کسی شی پر قبضہ نہین کرنے کے جو جسکے پاس ہے
وہی ذمے دار ہے سب صاحبون کو حکم پہونچا دیجیے آپکو سمجھانا تھا لالا صاحب باہر چلے گئے صرف مردے کے سب
کو حکم پہونچا دیا کہ کل چیزون پر اپنا اپنا قبضہ رکھو دولہا صاحب ابھی نہین سمجھتے کوئی انکے ساتھ کا مگر ازنین کے
سب خاموش ہو سکتی ہزار روپیہ جو لٹانیکا تھا وہ لٹایا گیا خواص بلبلی ملکہ کو جو حالت بیقراری مین دیکھا
دوڑی ہوئی آئی ہر دو مین سے غل مچاتی ہوئی حضور مبارک ہو برات آپہونچی سب شہر والے اُنکے ساتھ ہین بیچ مین
مفتاح تیغ زن چل رہا ہے منہ پھلائے ہوئے چلا آتا ہے میان بھی تیاری کیجیے فرش بچھوا لیجیے ساتھ والیون
نے مبارک مبارک جو کہنا شروع کیا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ارے کمبختو چپ رہو بات تو
پوچھنے دو ہان بوا سوسن ہاتھی کا تو حال بیان کرو سوسن نے کہا حضور وہ ہاتھی یا تو گوشے مین کھڑا تھا
اب کنارے پر تالاب کے رکھا ہے جسکا جی چاہے جاکر دیکھ آوے دولہا میان بھی سامنے اٹھا کر لائے ماشاء اللہ
تیور پر بل نہین آیا چلنے کی تیاری کیجیے برات ٹھہرانے کا ارادہ نہین ہے اسی وقت رخصت ہوگی یہ تو شرطیہ برات ہے
باغ مین باہر ہوا روشن چوکی کی آواز آئی ملکہ نے پردہ اٹھا کر دیکھا آگے آگے دولہا پشت پر تمام سامان برات
نوبت نقارے بجتے ہوئے افسران فوج رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے شاہزادہ سوار اسوار اکسکو جواب دیتا جاتا ہے
اب تو کنیزون نے غل کیا واری برات آپہونچی اپنی قدیم کھلائی کو ضرور ساتھ لیجیے گا یہ بڑھیا کہان ٹھوکرین
کھائیگی غنچہ دہن دوڑی یا خاموش تھی اب زبان کھول گئی ہے واری مین نچ تو اسی کو بھی اپنی چھوڑا جی حضور
کے ساتھ ضرور چلینگے شمشاد اکڑی ہوئی نرگس نے بھی آنکھین نکالین شمع رخسار چلی باغ مین باہر ہو کر برات
لیکر نور الدہر پہونچے محافہ بھی جہیز مین ملا ہے دروازے پر لگا دیا جب شاہزادہ دامن گردان کر اندر باغ کے
چلا تب مفتاح تیغ زن تلوار کھینچکر بیچ دروازے مین آکھڑا ہوا نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کیون
اے پہلوان دوران کیا ارادہ ہے ہم سب طرح موجود ہین شرط ہمنے پوری کی مفتاح قدمون سے لپٹ گیا
عرض کی اے شمع دودمان صاحبقرانی اے چراغ بزم کشورستانی غلام کے تو آپ جان بخش ہین میری کیا مجال
جو اس مقدمے مین دخل دون مین تو پروانہ شمع جمال حضور ہون انصاف کیجیے مین سراسر بےقصور ہون
آج کل مالک شہر نہین ہے تنبیہ بڑی شد و مد سے شرط پوری کی تمام اہالیان انصاف آپ کے ہمراہ ہین سپاہی
شریک ہو گئے لیکن یہ کل بار میری گردن پر ہے مجھکو بدنامی سے بچائیے ابھی اندر نہ جائیے ملکہ نے سنا مفتاح
تیغ زن بیچ مین شوخی روکتا ہے شاہزادے کو اندر نہین آنے دیتا خواصون سے کوسنا شروع کیا صاحبو

کوئی مفتاح کا قتل کرنے والا نہین ہے چالیس جوان بے خطا قتل کیے کسی نے دخل نہ دیا اب جو شرط پوری ہوئی تو
اپنا گلا کاٹنے مین ملکہ یا تیچے سنبھالے سوار ہونے کو تیار تھین اب رک گئین آنکھون مین آنسو بھر کر سوسن سے کہا ارے
انکو دنیا یہانتک تو بلالے پوچھون کیا جھگڑا ہے خدا کے واسطے کسی سے لڑین نہین وہ غریب الوطن بیکس و تنہا یہان
سے نکلے کوئی دم مین نور الدہر نے مفتاح کے قریب آکر کہا اے پہلوان تیرا ہم پر احسان ہے بطور انصاف جو کچھ
کہو ہم دل و جان اسکو قبول کرین مفتاح نے کہا مین ہر طرح تابعدار ہون نور الدہر نے کہا ناموس کو تو اپنے اپنا
ہم نہ چھوڑینگے اگر آمادہ جنگ ہو ہم اسد نیام سے لو ورنہ ہٹ جاؤ ہم ملکہ کو سوار کرائین مفتاح نے کہا مین صرف اتنا
چاہتا ہون کہ حضور باغ مین نہ جائین ملکہ کے جمال پر خیال نگاہ نہ ڈالین شرط اپنے بصد جرأت و شوکت منظور
ادا کی کہ تمام اہالیان شہر گواہ ہین افسرون نے حلقہ طاعت آپ کا کان مین ڈالا خیر خواہ آپ کے ہمراہ ہے مگر مین
کیا کر سکتا ہون اگر وہ خود یہان موجود ہوتے وہ بھی آپ کے زور و طاقت کا اعتراف کرتے لیکن چونکہ وہ یہان
موجود نہین ہین ملکہ کو آپ سوار کرالین محافہ پر میرا قبضہ رہے مین اک عرضی روانہ کرتا ہون انکا منتظر
ہون اگر انھنے لکھا کہ لڑو آپ سے کیا لڑونگا سرکا شکر قدم پر ڈالدونگا اگر انھنے لکھا شرط پوری ہوگئی لیجاؤ
مین بھی غلامی مین حاضر ہون ہمیشہ زیر قدوم میمنت لزوم رہونگا جہان اور ہزارہا ملازم نمکخوار ہین ایک یہ بھی خیر
جان نثار دربانون مین در دولت کے منسوب رہیگا نور الدہر نے فرمایا تم ہمارے محسن و جان بخش ہو جسطرح کہو ہمین
قبول ہے اگر یہ جرأت اے بہادر تمام عالم ایک طرف ہو تو اپنی ہی کرین ہزار تلوارین کھینچ جائین تو منہ نہ پھیرین
آپ سے سر پر چلین تو سر بلائین یہ فرما کر شاہزادہ ہٹ آیا مفتاح نے فوراً عرضی لکھی شتر سوار کو دی کہا لشکر
مین خداوند لقا کے جاؤ ہاتھ مین اپنا فرکے دینا شتر سوار عرضی مفتاح سے لیکر چلا یہان ملکہ محافے مین خوشی
خوشی سوار ہوئین ملازمان مفتاح نے چار جانب سے محافہ گھیر لیا مفتاح نے پایہ محافے کے ہاتھ رکھا
اسی طرح برات بھی کہانی چلی یہی قول ہے کہ میرا قبضہ رہے آئندہ مالک کو اختیار ہے مین حضور ہی کا خیر خواہ ہون
مطیع بھی ہو چکا آپکے مذہب کا اعتقاد ہوا و کلمہ داستان مصباح کوہی کے بیان ہوتے ہین کہ یہ بعد
قطع منازل و طی مراحل لشکر لقا مین پہونچا سلیمان عنبرین موے کوہی استقبال کر کے لے گیا مجمل حال اسکا
گذارش ہوتا ہے کہ اسنے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان کارزار مین آیا صفوف جدال و قتال آراستہ
ہوئین مصباح بھی میدان مین نکلا ادھر سے بہرام گردن خاقان چین نے مقابلہ کیا بہرام زخمی ہوا چار سردار
مصباح کے ہاتھ سے زخم دار ہوے اسی طرح اسنے چار میدان داریان کین پانچوین شب کو بختیارک نے

کہا تلف جی حمزہ کے بہت پہلوان مین فرد "فرد" کہا تنک ژو لکا کل میرا ارادہ ہی کہ حمزہ کو للکارون بختیارک نے
کہا خبردار اے مصباح کوہی کلید فتح و ظفر حمزہ کے ہاتھ مین ہی اُس سے مقابلہ نکرنا وہ کشندہ دیوان خاف ہی
شکین باندھکر بیجا نیگا مصباح بہت جھلایا کہا جب بس شیطان سے بات نکرو ایسی بیہودہ باتین کرتا ہی
گویا حمزہ کے چار ہاتھ ہین مین چاہتا ہون جلد لڑائی فتح کرون قدرت کو تا بہ باخبر ہوچکا اِن طرف بختیری
لون بختیارک نے کہا اس ہوس مین بہت سے مارے گئے قدرت کے مزاج سے آپ آگاہ نہین کبھی تو ذبھی
ماشہ حمزہ آگاہ سپہ سالار قدرت ہی اُسکی ذلت گوارا نکرینگے نہین معلوم تمہارے واسطے کیا ہو ہم یہی بات کہتے ہین جلکر
بُرا معلوم ہوتا ہی مصباح نے نقارہ طبل جنگی بجایا بوقت سحر میدان کارزار مین آیا بعد نقشوری آواز دی کہ
صاحبقران زمان کا مشتاق ہون امیر نے فرمایا میدان کو ترق کرو گھوڑے سے کودے بادشاہ نے تخت بڑھایا آگے
بڑھکر صاحبقران نے سلام کیا سب سردار قدمون سے لپٹ گئے عرض کی سب غلامان جان نثار حاضر ہین
صاحبقران نے فرمایا میرے قانون مین فرق آیگا آپ لوگ واقف ہو کر ایسا زمانہ ہین سات برس بکھ حبس سے
جہاد بیکر باندھی عنایت سے پروردگار کی کا ذکر شیت نہین دکھائی جاتا آج عقربیت رحمت ہوا الکتس کرکے
عادی کو دیا آپ پشت اشقر پر سوار ہوے شعبان خنجر گزار نے رکاب پر ہاتھ رکھا ملحوظ خاطر ناظرین رہے
کہ جواہر بن عمرو براے تلاش شاہزادہ نور الدہر گیا ہوا ہی اسوجہ سے شعبان ہمراہ رکاب صاحبقران ہوا
مرکب طرار دیجر کے چلا مصباح کو ہی دیکھ رہا ہی کہ آفتاب آسمان عربستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان بعبد گشتہ
و نشان نمایان ہوے گرد اسپر کا پکڑ کر چاتر اور جھنڈین سپر کی گرد ہو گیا سات قدم اسکا گھنٹا اتین قدم اشقر
دیو زاد دیکھا مصباح جمال جہان آراے صاحبقران کو دیکھکر دنگ ہو گیا کہا یا امیر بالله قہر آپنے قدرت کو بڑے
بڑے حلال ہو بجانے قدرت کی رحم دلی کے سبب اپنا ناقل نہین کرتے چلیے مین خطا معاف کرا دون ورنہ میرے
ہاتھ سے بچنا محال ہی آپ نے نمونہ جنگ مابدولت کا دیکھا بیس پہلوان آپ کے زخمی کرچکا آج آپکی باری کلمہ ہی گر
صاحبقران نے فرمایا یہ میدان کارزار ہی اپنے خداوند کا حال نپوچھے اگر تم لوگون کی چشم بینا ہوتی ایسے کند ناتراش
کا ساتھ چھوڑتے باخبر سے بھاگتا ہوا تا بکوہستان آیا بڑے بڑے پہلوان آئے لڑے بھڑے مقابلے پڑے تمہارے ہاتھ سے
بھی خدا اسکو بچا لیگا مصباح نے غصے مین آکر کہا او حمزہ قدرت کو ایسا کلمہ سخت کہتا ہی زبان سنان نیزہ سے چھید
لونگا زبان درازی کی سزا دونگا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا تیسرے حملے مین
مین صاحبقران نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اسنے

گریبان مین ہاتھ ڈالا گھونسا اور تھپڑ ایبٹ کے بجلی زمین پر بیٹھ گئے دونون جوان لپٹے ہوئے زمین پر آکے کشتی
ہونے لگی ٹھیک دوپہر کا وقت تھا مصباح کوہی ہانپ رہا ہی کانپ رہا ہی معہ لوزن لشکر نگران بختیارک کہتا ہی کہ پہلوان
ای سلیمان دیکھو تمہارے بھائی صاحب پر کیا گذر رہی ہی اپنی جان سے بیزار ہین الجھا جھگڑے کے لڑتے ہین پھر دم
مین حمزہ زیر کر لیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اوٹھی سب نے دیکھا کہ اک شتر سوار اونٹ کو دوڑائے ہوئے آتا ہی مصباح
کو مشغول جنگ دیکھ کر دور سے پکار کر آواز دی ای پہلوان دوران مین قلعہ نگارستان سے آپکے بھائی مفتاح کا نامہ
لیکر آیا ہون پہلے اسکو ملاحظہ فرمائیے پھر مقابلہ کیجیے صاحبقران نے مصباح کو چھوڑ دیا فرمایا ای پہلوان دو دم
تمہارے ملک سے نامہ لایا ہی پہلے اسکو پڑھ لو کوئی نہ ایسی ضرورت ہی کہ شتر سوار نے سر میدان کاغذ دیا صاحبقران
پیچھے کر الگ ہوئے مصباح نے منھ پھیر لیا اس خیال سے کہ کسی کی تحریر دیکھنا کیا ضرور ہی خلاف تہذیب عقل کا قصور ہی مصباح
نے خط کھول کر پڑھتا جاتا ہی چہرے پر غصہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ زبان سے یہ کہتا ہی واہ واہ یہ خط کو پیچان گئے وہ سنے
مقرر کی تھی یا رب مسلمانان پاس لطف کی شامت آئی ہی سارا نامہ پڑھ کے غصہ مین پھاڑ ڈالا پھر شمشیر اٹھائی
گھوڑے پر سوار ہوا اور بلند پکار صاحبقران سے کہا آپ اپنے لشکر مین جائیے مجھے اک کار ضروری در پیش ہی اسوجہ سے
ایسی پیش ہی پلٹ کر آپ سے سمجھ لونگا مجھکو بڑی ضرورت ہی صاحبقران نے کہا بسم اللہ مجھے کا حال لڑو آپکا دل خوب
جانتا ہوگا مصباح نے کچھ جواب نہ دیا گھوڑے کو بڑھا کر چلا لشکر اسکا الگ ہوا سپہ سالار وتیغ گھوڑے دوڑائے
اور پکارتے ہوے چلے کہ آقاے نامدار آپ کہان تشریف لیے جاتے ہین ملازمون کو ہمراہ لیجیے یہ حال دیکھکر بختیارک
تو بے چین ہو گیا ہر ایک سے پوچھتا ہی تمہارے آقا کہان جاتے ہین حمزہ سے لڑتے لڑتے لوگ دم چرا گئے لشکر والے
جواب دیتے مین ملک جی ہمکو نہین معلوم جب صد ہا سوار پیدل یہی کہتے ہوے بڑھ گئے اسرار کوہی اسکا عیار پیچھے تھا
بختیارک نے اسکا دامن پکڑ لیا کہا میان عیار صاحب ٹھہر جائیے بتلائیے تو کیا قلعہ پر کوئی حریف چڑھ آیا ہی قلعہ
نگارستان لشکر اپنے تو دور سے دیکھا قریب ہونے پہ دریافت کیے نہ جانے دیتے لیکن نامے مین کچھ اچھا مضمون
نہ تھا غصے مین چاک کر ڈالا کچھ آبرو رہی ہی اسرار نے کہا ملک جی آپ شیطان درگاہ خداوندی مین غیب کی
خبر بھی آپکو ملتی ہوگی مین انکا عیار ہون لیکن مین نہین سمجھتا نہین معلوم کیا معرکہ گذرا شاید کوئی قلعہ پر چڑھ
آیا ہوگا ہمارے آقا کا کوئی حریف نہین ہی سب انکے دبتے ہین کبھی کوئی قلعہ نگارستان پر چڑھ کر نہین آیا انھون
نے جا کر اکثر قلعجات فتح کیے بختیارک نے کہا کوئی ایسا جوان انکی شہر مین ہی یا نہین اسرار کوہی نے کہا اسمین
کیا مطلب بختیارک نے کہا جو پوچھین تم وہ بتاؤ مجھسے بات نہ چھپاؤ اسوقت کوئی سانحہ عظیم گذرا ہی جسسے غصے مین

گئے ہین ہم بھی اُنکی مدد کو چلین یہ کہکر بختیارک نے کہا اے سلیمان عنبرین مو سکو ہی تمہارے بھائی صاحب پر
کوئی وقت پڑا شہر مین کچھ غدر ہوا چاہکر خبر لو قدرت بھی چلینگے اسطور سے بختیارک نے کہا سلیمان عنبرین مو نے
کوہی مع فوج چلا بختیارک نے ترغیب دی لقا نے بھی تخت بڑھایا تمام سجاتی باختری مشتری حصاری ساتھ
ہوئے تتق گرد بلند کئی سو نوبت نقارے بجتے ہوئے تمام صحرا پر غبار لشکر لقا کا چلنا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آندھی
سیاہ اٹھی جنگلون مین اندھیرا چھا گیا گھبار مین شیرون کا کلیجہ تھرا گیا یہان صاحبقران پلٹکر خدمت مین
بادشاہ کی آئے سب سردار ونیز کہا اے شہریار بیکیا معرکہ گزرا الٹتے لڑتے کہان بھاگ گیا صاحبقران نے
فرمایا اسکو بھاگنا نہین کہتے مین اُسکے ملک سے نامہ آیا نہین معلوم اسمین کیا لکھا تھا جاکر اسکو پھینکدیا مجھسے کہا
مین جاتا ہون پلٹ کر آپ سے سمجھونگا مین نے روکنا مناسب نہ جانا کہ اسکو کوئی کار ضروری ہوگا ہرکارون نے
عرض کی کہ حضور لقا بھی مع لشکر گیا اب صاحبقران کو تردد ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھے مگر بیچین بیقرار فرماتے ہین
کہ اے آقا اے دارائے ہند یہ معاملہ کیونکر دریافت ہو یہ سب کہان گئے یہ ذکر تھا کہ جواہر بن عمرو بیتے لیپتے آگر
سیو بجا بعد دعا کے عرض کی کہ اے شہریار جلد سوار ہو جیسے نور الدہر پر بیت بڑی چڑھائی ہے مین دیکھکر آیا ہون ملک
مین مصلاح کوہی کے جاکر کوئی شرط تھی وہ پوری کی اُسکی بیٹی کو لیکر آتے ہین دولہا بنے ہوئے یہ ساری لشکرکشی
اُنکی شاہزادے پر ہے جیسے ہی یہ جواہر نے خبر کی سب سے پیشتر ہزبر بیشہ کلنگان صاحب سیاطور گرامی صف شکن
وصفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور عاشق صادق شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اُنکا شبرنگ
بن عمرو کو ساتھ لیا اب تو سردارون کا تانتا بندھ گیا صدران ماہ منظر دراج در درگوش اخکاشی
کشیدہ روز ہابہ خان رحمن خان وغیرہ سب پہلے پہونچے بعد انکے بیٹون کے دارا ہند لندھور بن سعدان
و مالک وغیرہ صاحبقران سہان خود اُٹھے بادشاہ بھی سوار ہوئے یہان شاہزادہ نور الدہر دولہا بنے جو
روش چوکی بجتی ہوئی مفتاح تیز زن پائے پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا کہ پہلے گرد اڑی اک جوان
دیو خصال کو دیکھا کہ گردن بست پر سوار سرو سوسن کا ساطور کاندھے پر پشت پر چار سو سردار ہزار پا پیدل ہمراہ
ایک جانب سے عیار طرار خنجر گزار طہماس نے آتے ہی مفتاح کا ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا کہا ہماری شاہزادی کے
محافے کے پاس سے ہٹجا و شبرنگ بن عمرو نے پردہ اٹھا کر سہرے کے اندر ڈال دیا کہا حضور مین دولہا
میان کا عیار ہون نینا چین کا قصہ ہے وزیرزادی میرا حصہ ہے غنچہ دہن وزیرزادی جو پہلو مین تھی اُسنے
سر پر میان شبرنگ کے اک چپت ماری کہا او موش نکارے کے بچے اپنی صورت تو دیکھ میان کا سہین قینچیلیک

چلنے لگا ہمراہیان مفتاح دبے جاتے ہیں کسی نے چھپر کھٹ پر قبضہ کیا کوئی پرار مسہری کے ہو بجا مفتاح نے کہا
اے شہریار دیکھیے تو اسباب چلا جاتا ہے طہماس بھرا ہوا ہے کہتا ہے ہماری شاہزادی کے محافے کے پاس سے ہٹ جاؤ تم لوگ
کون ہو ہم زبانی جواہر کے سنکر آئے ہیں کہ ملکہ کو شہر میں جیت لائے ہیں مفتاح غل مچاتا ہے نورالدہر نے طہماس
وغیرہ کو منع کیا فرمایا کہ اے طہماس یہ ہمارا جان بخش ہے اُسنے ہمارا علاج کیا ہے دو مہینے اسی کے مکان میں رہے
اسی کی رائے پر کاربند ہوا اسباب کی فہرست لے لو محافے پر قبضہ نہ کرو جب نورالدہر نے سمجھایا سرداران فوراً ہم
رُکے ورنہ آمادہ تھے کہ مار کر ڈالدینگے سمجھے تھے ہمارے آقا کو اکیلا جانکر دبا ڈالا ہے نورالدہر نے کہا کہ اے شیران شجاعت
شہر دیکھنے تم سبکی آنکھیں دیکھی ہیں تمہاری صحبت میں رہتے ہیں سب ہاتھ باندھنے لگے کہ آقا آپ ہی کے تصدق سے
ہماری جرأت بہت ہے خدا آپ کو سلامت رکھے مفتاح ان سرداروں کو دیکھکر حیران ہو رہا ہے کہ یہ سب اسی شیر کے
ملازم ہیں میری کیا حقیقت ہے لیکن دعائیں مانگ رہا ہے کہ اے رب بے نیاز اب مجھکو قدموں سے اس شاہزادے کے
دور نہ کرنا اس گلشن سرداران میں میں بھی لیسوں ملازم نورالدہر مشہور ہوں خاموش ایک جانب کھڑا ہے نورالدہر نے
منع بھی کیا لیکن سرداروں نے کل اشیا پر قبضہ کر لیا کہ صحرا سے گرد اٹھی مصباح کوہی مثل شعلہ جوالہ گینڈے کو اڑاتے
ہوئے آتا ہے نورالدہر کو چو دو طمانچے ہوئے دیکھا کہ اسباب جہیز ہمراہ ہے جل گیا گینڈے کو ٹھلا کر میدان میں آیا للکار کر
آواز دی او پسر حمزہ میں نے یہ غیر واسطے کو ہیون کے مقرر کی تھی تو نے میرے شہر میں جاکر فساد برپا کیا ملکہ غنچہ دہن سے
باتیں کر رہی تھیں کہتی تھیں کہ غنچہ دہن تو پردہ اٹھا کر دیکھ تو شاہزادے کے ہزاروں ملازم ہیں کیا کیا سرداران نامی
ہیں خبر نگ اُنکا عیار ہے جھپر عاشق ہوا غنچہ دہن کہتی ہے لونج واری میں تو اُسے لوٹا بھی نہ اٹھواؤنگی لنگوٹے کی صورت
تو دیکھو وحش صحرائی کا بچہ معلوم ہوتا ہے ملکہ نے کہا اے غنچہ دہن تم واقف نہیں ہو میں کتابوں میں تمکو دکھادونگی یہ فرزندان
عمرو سب عیاروں کا افسر ہے فرزندان صاحبقران کے بھائی کہلاتے ہیں بڑے نامی عیار ہیں جان لشکر صاحبقران نامدار ہیں
یہ ذکر تھا کہ مصباح کوہی کے نعرے کی آواز جو آئی ملکہ نے کہا لو غضب ہوا وہ جلاد لکتا ہوا آتا ہے کہ میں شہر کو کبھی مارونگا
غنچہ دہن میں تو زندہ پلٹ کر نہ جاؤنگی خنجر مار لونگی دیکھو شاہزادہ کو مقابلے میں بلاتا ہے غنچہ دہن نے کہا واری ودلیا کسی سے
کم ہیں خیال تو کیجیے مصباح کوہی سا کٹھ پہلوانوں کو ساتھ لیکر ہاتھی کو اٹھایا اُنسے نہ اٹھا ماشاءاللہ اُنھوں نے اکیلے اُٹھا لیا
زور میں بھی غالب ہیں ملازم انکے بڑے بڑے کھڑے ہیں وہ لنگوٹے کی گردن توڑ ڈالینگے بھلا زندہ چھوڑینگے لیکن مصباح کوہی نے
میدان میں گینڈا دوڑایا نورالدہر کا نام لیکر پکارا طہماس نے چاہا جا پہنچوں نورالدہر نے کہا اے طہماس ہمارے واسطے حقارت
وہ جانیگا ان پہلوانوں کے بھروسے پر یہ حرکت کی ہمارے سر کی قسم تامل کرو میں جاکر جواب دیتا ہوں طہماس رکا نورالدہر نے مرکب بڑھایا

ملکہ نے کہا لو غنچہ دہن غضب ہوا بڑی شاہزادی کے مزاج میں جہالت ہے خود ہی مقابلے کو جاتے ہیں ملازموں کو سر کی قسم دیکر روکا وہ
لمبے قد کا جوان نہ مانتا تھا غنچہ دہن نے کہا خدا کو یاد کیجیے نور الدہر نے گھوڑے کو دوڑایا بھاری سہرا سر پر لپیٹ لیا گنگنا شل
ستارہ سحری کلائی میں بندھا ہوا رومال منھ پر رکھے ہوئے مصباح کو جھک کر سلام کیا مصباح نے کہا او نبیرۂ حمزہ تو نے میرے
شہر میں جا کر فساد برپا کیا قبضہ پر ہاتھ رکھ کہ مفتاح کی شمع حیات گل کرونگا ساری آتش افروزی اسی کی ہے اپنے گھر میں رکھا دکن
کا علاج کیا سب خبر دین میں گن چکا نور الدہر نے کہا حضور میری کیا خطا ہے داماد پر آپ تلوار کھینچتے ہیں ابھی تو مجھسے آپ سے سلام
بھی نہیں پڑا روٹی کپڑا نہ دو ان تو لونگا اگر مجھکو قتل کیجیے گا بیٹی کے بیوہ ہونیکا کچھ غم نہوگا مشہور ہوگا بیٹی دیکر داماد کو قتل کیا
آپ کے مذہب میں بھی داماد کا لحاظ کرتے ہونگے نور الدہر یہ آشتی کلام کر رہے ہیں مصباح ہر بار قبضہ پر ہاتھ رکھکر کہتا ہے بس باتیں نہ دو
باتیں بنا مقابلہ کر نور الدہر کہتے ہیں میں بزرگ پر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا اگر شاید آپ میرے ہاتھ سے زخمی ہو تو ملکہ عالم کو کیا منھ دکھاؤنگا
واپس گلی محل سے باہر جاؤ میرے باپ کیوں ارشے پھر میں رات کو کہاں رہونگا تنہائی کی جفا سہونگا یہاں مصباح جلتا ہے
مجھسے دبگیا اور زیادہ جلبلا رہا ہے تلوار کھینچے کھڑا ہے کہ دوسری گرد عظیم بلند ہوئی سلیمان عنبرین مو کے کوہی چار لاکھ
فوج سے آیا زمرد شاہ باختری تیس لاکھ فوج سے پہونچا نور الدہر نے کہا اب تمہارے حمایتی آگئے ان سبکو حکم دو اسباب
جہیز لوٹ لیں ملکہ کو نہ جانے دو ذلکا دو اب میرا ناموس ہے بختیارک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ناچنے لگا پکار کر آواز دی میاں
مصباح سبحان اللہ جوان بیٹی کو گھر میں چھوڑ آئے تم تو چار چار رنڈیاں نوکر رکھتے ہو وہ بیچاری کہاں تک صبر کرے
کیا داماد ملا ہے حسین خوبصورت صاحب شوکت و لیاقت کیوں غصہ کرتے ہو صاحبقران کے سمدھی کہلاؤگے بیٹی کی سسرال
میں رہنا جب کوئی تم سے مقابلہ کرے کسنا اپنے داماد کو بھیجوں اب اپنی آبرو بچاؤ وہ جوان سچ کہتا ہے کیا روٹی کپڑا نہیں
ملا ابھی کوئی رات بھی تو نہیں گذری شاہزادہ نور الدہر خدا انکو سلامت رکھے میں تو آپ صاحبوں کا دعا گو ہوں دلہن
مبارک ہو بیٹیاں ہمیں بھی کھلوایے گا شربت پلائی میں شریک ہونگے وہاں آپنے شادی کی ہم محروم رہے یہاں تو بارہ
صحبت ہو لطف ہماری معرفت بلوایے گا کھانا پکانا انتظام بھی میں کرونگا برات بڑی دھوم سے نکلیگی افسوس جہیز
بہت کم ملا کیا اقرار نکیا تھا حسب و نسب میں بھی آپ بہتر ہیں بیٹی والے جنگلی کوہی آپ فرزند بدیع الزمان گردنکش
جو لقائی بیٹی جہاں افروز کو نکال لے گئے تھے یہ جو بختیارک نے ہاڑ مچایا مصباح گالیاں دینے لگا کہا ابے او
شیطان تجھسے کون باتیں کرتا ہے بختیارک نے کہا غصہ نہ کیجیے ہم بیٹے والوں کی طرف ہیں لڑکے جہیز لینگے کر دن گھر پہ
برات اتاروگے مصباح جھلا رہا ہے کبھی بختیارک کو گالیاں دیتا ہے کبھی نور الدہر سے کہتا ہے اے جوان قبضے پر ہاتھ رکھ
خروج اتنا خلل ہو رہا تھا تیج ہو گئی کہ صحرا سے گرد اٹھی لندھور بن سعدان و صاحبقران زمان و بادشاہ عالیشان

بصد شوکت و شان آکر پہونچے صاحبقران نے دور سے دیکھا نور الدہر سہرا باندھے ہوے سر جھکائے ہوے گھوڑا ہی مصباح کوہی
بلبلا رہا ہے اب جو غور سے دیکھا آئین طبل سکندری پہ چوب پڑی نقارخانۂ سلیمانی گڑگڑایا غنچہ دہن نے کہا لیجیے مبارک آگئے دادا
جان آگئے چلیے دیکھیے ہیبت کے باجے بجے ہوے چلے آتے ہین صاحبقران گھوڑے کو اکڑا کر قریب مصباح کوہی آئے پہلے تو نور الدہر
کو جھڑکا صاحبقران کے مزاج مین بھی تحکم ہے فصیح شاعر کہا کیون ای نور نظر یہ کیا حرکت کی ای مصباح برادر کہا نہایت الالعجب ہے
تمھاری بیٹی کو نکال لایا خیر مزاج مین انصاف ہے مفصل حال بیان کرو مین کان پکڑ کے اسکا تمھارے ساتھ کر دونگا یہ کیسی
شادی کہ مان باپ کو خبر نہین برات لے آئے جہیز کسنے دیا یہ سامان کیونکر مہیا ہوا مصباح نے جھلا کر کہا یا صاحبقران مینے
شرط مقرر کی تھی جو فیل آہنی کو اٹھالے اسکے ساتھ شادی کرون چالیس جوان حسین عاشق ہو کر آئے فیل نہ اٹھا سکے مینے
انکو قتل کیا لیکن یہ شرط کو ہرکے واسطے مقرر کی تھی آپ لوگ مسلمان ہین مین اس شرط کے ادا کرنے کو نہ مانونگا معاذ اللہ جہیز
پھیر کر لیجاؤنگا امیر نے فرمایا کیون ای نور الدہر وہ اشتہار شرط کہان ہے دیکھین اسمین قید مذہب بھی درج ہے یا شرط عام ہے
نور الدہر نے جیب سے نکال کر اشتہار دیا صاحبقران نے پڑھا اسمین مذہب غیر مذہب کا ذکر بھی نہ تھا جب تو صاحبقران نے
فرمایا کیون ای مصباح تم اپنا زور و قوت دکھاتے ہو تلوار کھینچکر داماد کو ڈراتے ہو کیا یہ سمجھے ہو یہ کچھ کار رکھتا ہے ابھی نور الدہر
معلوم ہوتا ہے ان کو سیون مین یہی شرط ہوگی کہ جب سسرے پر غالب ہو تب اسکی بیٹی بیاہ لاتے ہو سکے مقابلہ کرو نہ سکے معافی
پھیر دو صاحبقران زمان نے جو یہ فرمایا نور الدہر نے گھوڑا اچکایا قبضۂ تیغۂ خارا شگاف پر ہاتھ ڈالا کہا ای مصباح وار کر
دادا جان آپ ہٹ جائیے مین اس سے سمجھ لونگا آپ کے تصدق سے یہی شرط پوری کرونگا اب جو نور الدہر نے گھوڑا اچکایا تیور بدلے
پڑتا تیغہ برق مثال چمکا مصباح کوہی گھبرایا آمد مین فرعون کی دن بھی کم رہگیا تھا مصباح نے کہا ای نور الدہر جا کر
طبل جنگی بجواؤ دن اب قلیل باقی ہے صبح کو میرے تمھارے مقابلہ ہوگا لیکن یا صاحبقران یہ انصاف کیجیے بجائے میرے قبضے مین
ادھر صاحبقران سمجھے کہ یہ جان بچاتا ہے فرمایا تم پلٹ جاؤ انکو ہم پھر لیجائینگے لڑکی اب صورت نہ دیکھو گے اگر تم غصے مین قتل
کر ڈالو تو ہم کیا کرین اسی صحرا مین بارگاہ استادہ ہوتی ہے نور الدہر کو وہان نجانے دینگے ہمارے سردار و نگاہ جوکی پہرو رہینگے مرد کیسے
ناظر بچے لے بھی اندر نجا سکینگے مستورات کا انتظام رہیگا جب فیصلہ ہو جائیگا تب ہمکو اختیار ہے اول تو ہم عقد کرینگے بعد عقد
کے نکاح ہمارے مذہب مین سب صورت ناجائز ہین مصباح کوہی جھلاتا ہوا پلٹا صاحبقران نے نور الدہر کو ساتھ لیا مصباح
نے پلٹ کر مفتاح سے کہا ای برادر تم کیون انکے ساتھ کھڑے ہو سارا فساد برپا کیا شرط پوری کی اپنے گھر مین زخمی کو رکھا اگر
تم علاج نہ کرتے تڑپ تڑپ کے مر جاتا یہ خرابی کاہے کو ہوتی اب چلے جاؤ مین کل صبح کو میدان مین قیامت برپا کرونگا مجھکو
دختر کا نہ جانے دونگا مفتاح نے قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دیکر کہا حضور کلمۂ طیبہ ارشاد فرمائیے اپنا غلام حلقہ بگوش

بنا ہے میں نے لقا پر لعنت کی ہے اس شیر کا تابعدار ہوں شرف کونین حاصل ہوا نور الدہر نے صاحبقران سے سفارش کی کہا
ای حید عالی تبار اس جوان نے اپنا لاکھوں روپیہ میرے واسطے صرف کیا میں اسکا ممنون و مشکور ہوں صاحبقران نے
مفتاح کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای مفتاح تمہارا ہم سب پر احسان ہے پھر مفتاح قدموں سے لپٹ گیا صاحبقران نے کلمۂ
طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا مفتاح شیر زن کلمہ پڑھکر بصدق سلمان ہوا مصباح کو جواب دیا تو نامرد ہے مجھے اپنے
پاس کہاں بلاتا ہے میں نے لقا پر لعنت کی چالیس جوانوں کو قتل کیا اب جو شرط پوری ہوئی خیل پاتے ہو صاحبقران
زمان کے انصاف کے تصدق ورنہ بموجب تمہاری شرط کے مالک ہو چکے مگر فرماتے ہیں کہ ہم نور الدہر کو خیمہ میں نکالیں زمین
کے نہ جانے دینگے مصباح غصے میں بیٹھا اسی صحرا میں بارگاہ لقا بھی استادہ ہوئی جب یہ بارگاہ لقا میں آیا بختیارک
نے پھر جلانا شروع کیا کہا میاں مصباح یہ کیا ابکل کیا ہوگا نور الدہر پر غالب نہ آؤگے وہ تمہاری شکلیں
باندھکر لیجائیگا تم کیا سوچتے ہو مصباح نے کہا ملک جی رگڑکے مار ڈالونگا بختیارک نے کہا یہ خیال خام تصور ناتمام ہے
نور الدہر وہ بلائے بے درماں ہے خداوند جو ہمارے بیٹھے میں انکی کمر میں ہاتھ ڈالکے میدان قلعہ رسم حصار میں اٹھا لیا کئی
سو کوس تک چرخ دیتا ہوا لیگیا طہماس ایسے جوان کو گنید دھڑ کا کر دیا تم تو طہماس کے بھی ہم سر نہیں ہو طہماس
ایسا ایسا اژدہا بیٹے صاحبقران کے قتل کیے فرخ شہسوار قلندر کو زرائل پر مارا زریا آذر کوہ شیرویہ کو قتل کیا لیکن
تمہارے داماد صاحب نے اگر زیر کر لیا اس دن سے پروانۂ شمع جمال نور الدہر مشہور ہیں اس شیر سے مقابلہ کرنا تمہاری عقل
کا قصور ہے کوئی تدبیر کرو یا رات ہی رات اپنے شہر کو چلے جاؤ ورنہ حسب تمہاری مگر ہی انکھی ایسی طرح بختیارک نے
سمجھایا مصباح کو ہی کے بھی خیال میں آیا کہ اگر میں زیر ہوا نہیں معلوم کیا قیامت ہوگی کہا پھر ملک جی میں
کیا کروں کوئی صلاح معقول بتاؤ بختیارک نے کہا یہ تمہارا عیار اسرار کو ہی کس کام کا ہے اس سے کہو رات کو
جا کر نور الدہر کو پکڑ لائے لاتے ہی قتل کر ڈالو بیٹی کو بھی چھڑوا لو انکا نا جوان لوگوں پر غالب ہوا لڑکے سے طلب کیا جرأت
میں یہ سب بکتا ہوں میں اسرار کو بلاؤ دباؤ ڈالو روپیہ کا لالچ دو یہ بھی کہو اگر نور الدہر کو نہ لاؤ گے قتل کرونگا اپنی
جان کے خوف سے جائیگا آج صحرا میں ہنگامہ بھی ہے انتظام معقول نہیں ہے کیا عجب ہے کہ نتیجہ قابض ہو مصباح کی
بھی عقل میں آیا اسرار عیار کو بلا بھیجا ڈرایا دھمکایا لالچ دیا کہا جاکر نور الدہر کو پکڑ لا پھر رات گئے اسرار کوئی بانا
عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر صاحبقران کے چلا بصورت فقیر بیٹے پیر لشکر میں آیا صحرا میں اگر لشکر فروکش
ہوا ہے دور دور خیمے استادہ ہیں صاحبقران نے لشکر بارگاہ سلیمانی میں خاطر سے نور الدہر کے شام ہی سے دربار
برخاست کر دیا کہ یہ منزلوں کے تھکے ماندے آئے ہیں مگر منع کر دیا کہ خیمے میں ملکہ نگار حسن پر گئے نہ جانا نور الدہر نے

سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا گا طرف اپنی بارگاہ کو ہر نگار کے چلا اسرار نے دیکھا پہچان کر پیچھا کیا ایک خدمتگار پیچھے پیچھے
جاتا تھا اسرار نے کہا بابا میں بھوکا ہوں خدمتگار نے پلٹ کر پیسا دیا اسرار کوہی نے خدمتگار کو حباب بیہوشی مار کر
بیہوش کیا اسکو تو کنارے ڈالدیا آپ خدمتگار کی شکل بنکر ساتھ ہولیا جب شاہزادہ بارگاہ میں آیا جمعدار نے چار خدمتگار
واسطے پہرے کے چھانٹے اسنے بھی قریب جاکر کہا حضور آج میری نوکری ہے جمعدار نے نام لکھ لیا شاہزادہ خاصہ کھا کر چھپر کھٹ
پر آیا سردار رخصت ہوئے لیکن شبرنگ بن عمرو کے شاگردوں نے خبر دی تھی کہ بختیارک و مصبل سے کچھ چپکے چپکے صلاح
ہوئی وہ خبر کچھ نہیں ملی شبرنگ کو خیال تھا پلنگ کے نیچے شاہزادے کے آکر لیٹ رہا جب شاہزادے نے آرام کیا اسرار
نے گولیاں کھلا کر تینوں خدمتگاروں کو بیہوش کیا چھپر کھٹ سے اُترا خنجر کھینچکر قریب آیا منظور ہے سر کاٹ لوں کاٹنے سے
دوشالا ہٹایا شبرنگ جو زیر پلنگ سوراخ تھا کھٹکا جو ہوا آنکھ کھل گئی دیکھا اک سیاہ پوش خنجر برہنہ ہاتھ میں لیے سوتے
شاہزادے کو قتل کیا چاہتا ہے بدحواس ہوکر آواز دی او نابکار بدکردار تو کون ہے اسرار نے شبرنگ پر خنجر مارا شبرنگ
زخمی ہوا سر و گردن کو بچایا ران پر پڑا تا باستخوان پہونچا استاسنہ سے نکلا ای شہریار غلام نثار ہوا اسرار تو خنجر مار کر
شبرنگ کو بھاگا نورالدہر کی جو آنکھ کھلی دیکھا شبرنگ دریائے خون میں غوطے مار رہا ہے ایک سیاہ پوش برق اُٹھا کے
نکلا اپنے یار وفادار کو اس حال پر ملال میں دیکھ کر نورالدہر کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا لرزہ کیا اور پیچھا کہاں
بھاگا ہے بخدا تو جان جائیگا اپنے عیار کے خون کا بدلا لونگا زندہ نہ چھوڑونگا اسرار تو عیار تھا جست و خیز کرتا ہوا نکل گیا
باعث بیقراری نورالدہر یہ ہے کہ مجھے میرا عیار مارا گیا مرکب پر سوار ہوکر چلے نعرے کی جو شاہزادے کے آواز بلند
ہوئی الماس وغیرہ بیدار ہوئے آنکھیں ملتے ہوئے نکلے دور ہی سے دیکھا شاہزادہ غصے میں گھوڑے پر کوڑے مارتا ہوا
نکل جاتا ہے دور اک سیاہ پوش معلوم ہوتا ہے اول اسنے اگر شبرنگ کو اُٹھایا دیکھا بفضل قدرت پروردگار یہ صحیح اور سالم ہے
زخم کو باندھا جب شبرنگ ہوشیار ہوا حال پوچھا شبرنگ نے کہا کوئی عیار تھا شاہزادے پر خنجر کھینچکر چلا میں نے
سینہ سپر کردیا ران پر خنجر پڑا آقا مجھے اب انکے پیچھے لیے میں الماس وغیرہ بھی سوار ہو جستجو میں اپنے آقا کی چلے یہاں مصبل ح
کو بھی اپنے عیار کے انتظار میں دربار لگا میں بیٹھا ہے بختیارک کہ رہا ہے اگر انکا عیار نورالدہر کو گرفتار کرکے لائے فوراً
بروقت شب میں قتل کر ڈالیے گا یہ ذکر تھا کہ اسرار کوہی بدحواس بدن پر خون کی چھینٹیں پڑی ہوئی خنجر برہنہ ہاتھ میں کلاہ
سر نخچار دیا گا ہوا آیا ایسا بدحواس تھا منھ سے بات نہ نکلتی تھی بختیارک نے کہا خیر تو ہے استاد اسرار کوہی نے کہا میں نے
اسکو مار ڈالا لیکن زبان میں لکنت جوش عبرت میں گستاخ کچھ زبان سے اور کچھ نکلتا ہے مصبل حر نے کہا ای خیرخواہ کیوں
گھبرایا ہوا ہے کیا نورالدہر کو مارا ابھی کہہ جاتا ہے اسکو قتل کیا دیکھیے خنجر سے خون ٹپک رہا ہے بختیارک کہتا ہے نورالدہر

کو کیا مان کسی خادم خدمتگار کو مارا ہوگا خون سر پر بچیا کے سوار ہی زبان سے پوری بات نہین نکلتی یہ کیا خاک عیاری کرینگے
ہمارے یہان عیار سردار سب نامرد ہین فرزندان حمزہ سے دعوے کرتے ہین ناحق لڑنے پر تُلے ہین ارے کمبخت صاف
صاف بیان کر یہ خوف کے مارے کانپ رہا ہی اتنے مین پردہ بارگاہ کا اُٹھا بختیارک نے دیکھا شاہزادہ نورالدہر
ابن بدیع الزمان مع مرکب بارگاہ مین گھس آئے عیار کو جو کھڑے ہوئے دیکھا گھوڑے سے کود پڑے کہا کیون او نامرد
تو نے میرے عیار پر خنجر مارا اسرار نے جو نورالدہر کو قریب پایا اپنا دربار بھی ہی سمجھا سیر اکرنی کیا کریگا نورالدہر پر خنجر
پلٹ کر مارا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا خنجر چھین کے پھینکا ایک طمانچہ مارا اسرار عیار کا سر اُڑگیا نورالدہر خنجر اُٹھا کر
شکاربند سے باندھا مصباح نے جو یہ معرکہ دیکھا تھرا گیا بختیارک نے کہا اے مصباح تمھاری جرأت پر لعنت ہی تمھارے
سامنے عیار کا سر کاٹ لیا شاہزادہ گھوڑے پر سوار بھی ہو چکا تھے کچھ نہو سکا مصباح کو بھی غصہ آیا جب نورالدہر
باہر چلے لینا لینا کہتا اُٹھا تمام فوج تیار ہوے شاہزادہ میدان مین بارگاہ کے پھر اتلوار چلنے لگی مصباح بھی نکلا گھوڑے پہ
سوار ہوا اکر طہماس وغیرہ بھی اگر پہونچے بیٹے سپر کردے مجمع کو ہیان مین اڑنے لگے طہماس کا سا طور چلا صدہا کے
سر اُڑ گئے اُس غلو مین شاہزادے نے طہماس سے پوچھا ای برادر میرا عیار زندہ ہی طہماس نے کہا الحمد ببعد صرف ران
اُسکی زخمی ہوی مین زخم باندھکر آیا ہون اب نورالدہر با اطمینان لڑنے لگے لقا بھی سوار ہوا چہار جانب سے یہی غلغلہ ہو
نورالدہر کو مارلو نورالدہر مصباح کی فکر مین ہر مرتبہ صف سے گھوڑا بڑھاتے ہین یہ ملعون بچتا ہی سامنے نہین آتا بختیارک
طعن کر رہا ہی واہ میان مصباح داماد کے سامنے سے بھاگتے ہو کیا بے غیرت ہو طبل جنگی بجوا کر میدان مین کیونکر لڑتے
جو تدبیر بنے بتائی تمھاری تقدیر بری تھی عیار بھی مارا گیا اب داماد کو قتل کرو کیون وعدہ کیا تھا انجام کا خیال نہ آیا
بیٹی خوبصورت کیون گھر مین رکھی کیا عمدہ جوڑا ہی بہت عمدہ بچے ہونگے اول تو بیٹی پیدا ہی نہین ہوتی حمزہ کے چالیس
بچاس محل ہین اٹھارہ فرزندان نامدار ایک ایک زبردست روزگار شیر شکار نامی و نامدار صرف دو بیٹیان ہین ایک ملکہ
قریشہ سلطان نواسی شمیال بن شہرخ بادشاہ پریان الطبن سے ملکہ آسمان پری کے دختر دیگر ہمشیرہ شاہزادہ
بدیع الزمان جنھون نے چار فرزندان گنجاب کی شکلین باندھین اگر بیٹی ہی ہی تو فخر مردان عالم محترم و محتشم اُنکا
فرزند اسد نامدار برائے فتاحی طلسم ہوشربا گیا ہی تمھارے یہان بھی نواسہ ہوگا ملک ملک لڑتا پھریگا مشہور ہوگا
مصباح کو ہی کا نواسہ فتاح ملک فلان سنکے کیسے خوش ہوگے ناحق کو لڑتے ہو داماد کے قدمون پر گر پڑو ہر بے
نام ہونگے نیک انجام ہوگے ایسا بختیارک نے مصباح کو گھبرا دیا کہ بیچارہ نامرد بہت شرمایا نورالدہر پر جا پڑا
کہا او شیطان دیکھ ابھی سر تیرا کاٹکے لاتا ہون بھاگ دبی کا مزا چکھاتا ہون قریب نورالدہر پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا

نور الدہر کو منظور ہوا اسکو زندہ گرفتار کرکے سامنے ملکہ کے لیچلو ہرچند عاشق صادق ہو باپ کے مرنے کا ضرور رنج ہوگا یہ سوچکے مرکب بڑھایا کہ زیر بغل وار اسکا کانٹھون کلائی مروڑ کے تلوار چھین لون وہان پر موتھا نہ تھا کہ بیہ سکندری کھائی سپر بھی سر شاہزادے کا زخمی ہوا غش آنے لگا ہرچند سنبھلے مگر بقول شخصے سر کی چوٹ بامین ہاتھ سے زخم سر کو پکڑا بمشکل وار کیا اُسنے وار کو خالی دیا اتکان مین سر جھکا مصباح نے چاہا سر کاٹ لون پہلو سے دھڑ سے کی شیر کے آواز آئی نعرہ ہوا او نامرد کیا کرتا ہے خداری مین آتا ہے روانہ کرتا ہون ہم پیشہ کلنگان طہماس بن عنقوئیل دیو پہونچا اسقدر طہماس گھبرایا تھا کہ گنیڈے سے کود پڑا سر آگے کر دیا مصباح نے تیغہ مارا طہماس نے سر چرایا تیغہ اُسکا خالی گیا طہماس نے جھپکا دو دونون پیر گنیڈے کے تھام کے زور کیا مصباح کو بھی کوے اُٹھا اور اٹھا کر چرخ دیا مصباح کو بھی کود کر الگ ہوا طہماس نے گنیڈا زمین پر مارا استخوان کرگدن ریزہ ریزہ ہوگئے مصباح نے پشت پر سے طہماس کو ہاتھ مارا طہماس پلٹکر لپٹ پڑا کوے پر لادکے دے مارا دم سے لٹھے کا لٹھا گرا طہماس نے چھاتی پر چڑھ کے ایک ہاتھ زیر سر ایک ٹھوڑی پر چرخ دیکر ایک مار مع زنخدا گردن جسیٹ لی لاشہ مصباح تڑپا کو سیون مین غریو برپا ہوا صاحبقران زمان بھی آکر پہونچے لقانے بھی شکست فاش کھائی بھاگ کر باغ مینا میں گھس گیا سردارون نے چاہا پھاٹک توڑکر گھسو گر خندق آج لاشون سے پٹ گیا لقا دو ہائی دینے لگا صاحبقران زمان نے سردارون کو روکا تلوار کو نیام تھام مین کیا سب تلوارین نیام مین ہوگئین صاحبقران سب سردارون کو ہمراہ لیکر بفتح وظفر والپس پھرے نور الدہر انتہا کے زخمی تھے ہوادار پر سوار ہوکے آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے لقانے ایک نامہ بڑی شدومد کا افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کیون او بیحیا تونے سرست بدست ابلیس پرست کو بھیجا اُس مغرور نے ہمکو سجدہ بھی نہ کیا ہمنے اسکو جہنم مین بھیجدیا کسی معقول ساحر کو جلد روانہ کر قدرت قلعہ بند ہین آج کل بہت دردمند ہین جلد کسی کو روانہ کرو ورنہ سبکو سنگ سیاہ کردونگا نامہ اُسی طور سے روانہ ہوا صاحبقران مصروف عیش ہین ان سب کا ذکر وقت وساعت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان طلسم ہوشربا طبل جنگی بجوانا پلنگ خونریز کا اور افراسیاب کا جانا لشکر میں جاکر مارنا پلنگ کو و دیگر حالات بمقدمہ شہنا نوازیعنی اپنا گلا کاٹ کر سبکو بچانا عجب حیرت انگیز بیان ہے جسہ

قدرت خدا جو دیتا تو ہم کمال کرتے دیوار دور سے جاکر ناحق سوال کرتے	کافر کا جی جلاتے بت پائمال کرتے نالے کا تیشہ سے مین ہم کیا خیال کرتے

تنہا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے

جو جی سے ہارے انکا کیون ہو خیال کرتے	موٹا امیر حسنیکر عقد حلال کرتے

دعوائے مہر اسپر پھر اگلے سال کرتے ‎ آتے ہی عید قربان خنجر کو لال کرتے

دنبے کے بدلے ذبح عاشق حلال کرتے

بوسون کا ہم نہ اسدم ہرگز سوال کرتے ‎ بے شبہ ضبط کرتے بیشک کمال کرتے
پردے کے پاس رہتے دل سے خیال کرتے ‎ ہنسکر کلام ہیے یوسف جمال کرتے

کانون کو آشنا کے فرخندہ فال کرتے

کیا کہیے کیا ہی جوبن رخسار یار کا ہے ‎ گلزار مین بھی شہرہ رخ نگار کا ہے
مانند گل گریبان ٹکڑے ہزار کا ہے ‎ حسن شباب انکا موسم بہار کا ہے

بوٹا سا قد دکھاتے جسکو نہال کرتے

موزون کرینگے مصرع سو دل خراش شاعر ‎ اس راز کا کرینگے پردہ نہ فاش شاعر
مضمون بیخودی مین ڈھونڈھا کا کاش شاعر ‎ حیران کار ہوتے مینی تلاش شاعر

صورت جو تم دکھا کر محو جمال کرتے

ہر وقت کا ستم ہے ہر وقت کی جفا ہے ‎ آتی ہے سانس رک کر سینے مین دل خفا ہے
اک ایک آشنا سے ہردم یہ التجا ہے ‎ آزردہ دل سے جان ہے دل جان سے رکا ہے

تم درمیان مین پڑکر رنج ملال کرتے

دندان قریب لب مین موتی ہین یا عدن مین ‎ باریکیان ہین لاکھون عیار کے سخن مین
کیا منہ بحث جو کرتا کوئی اس انجمن مین ‎ منظور ہوتی ہمکو حجت جو اس دہن مین

اندیشے کو نہ سوجھین دو احتمال کرتے

آنکھون سے ساتھ اسکے ہر اک پیادہ چلتا ‎ جو دیکھتا وہ اسکے تلوون سے آنکھین ملتا
انسان کا ذکر کیا ہے وحشی کا دل بہلتا ‎ سودا زدہ جو تیرے خالون کا جا نکلتا

قربان مشک نافہ آسیر غزال کرتے

خورشید گر نہ ہوتا ہر گال اس حسین کا ‎ عنبر فشان گیسو رکھتے نہ پھیر جبین کا
روشن ہوا اسی سے سارا طبق زمین کا ‎ رخ یار کا نہ ہوتا گر چاند چودھوین کا

اندھیرا بروون کے دونون ہلال کرتے

سرمہ لگا کے جادو دکھلاتی ہین وہ آنکھین
آفت ہین یہ نہ جانو شرماتی ہین وہ آنکھین
راتون کو نیند اڑا کر ترساتی ہین وہ آنکھین
سودا زدہ سے اپنے پھر جاتی ہین وہ آنکھین

مجنون سے بھی ہین وحشت شہری غزال کرتے

پنہان ہے گیسوؤن مین کانون کا انکے جوبن
دنیا مین سب سے پنہان رہتے ہین پاکدامن
دیکھے نگاہ بد سے تا پھر نہ کوئی دشمن
ہوتا ہے یہ نقاب یوسف سے ہمکو روشن

ناقص ہین آشکارا اپنا کمال کرتے

آتے اگر غزالان ملک تتار و چینی
کامل سے چھوٹے کیونکر جس کا نشانہ بینی
ہوتے شکار تیرے آنکھون کے وہ یقینی
ہمپایہ ہے دونالی بندوق سے وہ بینی

جوہرون کا کام رو سے قاتل کے خال کرتے

آتے جو تم چمن مین بلبل کو داغ ہوتا
محنت سے باغبان کو بالکل فراغ ہوتا
شبو کا شب کو روشن ہر سو چراغ ہوتا
فصل بہار آتی سرسبز باغ ہوتا

ظاہر شگوفے اپنے اپنے نہال کرتے

تکتا ہے تمکو بیم آئینہ سامنے سے
اٹھتا ہے شب کو بھی کم آئینہ سامنے سے
سرکالین کسطرح ہم آئینہ سامنے سے
ہٹتا نہین ہے اکدم آئینہ سامنے سے

اپنی طرف ہو تم بھی ابتو خیال کرتے

دشوار ہے یون تک شکوہ کی بات آئی
پانی کو ہم سمجھتے صہبائے ارغوانی
تیری زبان نہین ہے آگاہ لن ترانی
کافی تھی بہر مستی ساقی کی مہربانی

دیتا جو زہر بھی تو شکر زلال کرتے

اے اختلاج تجھسے اب ہون مین سخت عاری
کیا کیجیے کہ جس سے کم ہو یہ آہ و زاری
ہر وقت یہ تڑپنا یہ جوش بیقراری
فرقت کی شب مین سنتا باتین جو دل ہماری

یادش بخیر ذکر روز وصال کرتے

کب دوڑ دھوپ تمکو بیکار چاہیے تھی
تکلیف آتے جاتے سو بار چاہیے تھی
پہلے سے فکر قبر یار چاہیے تھی
تربت پہ اپنی مشق رفتار چاہیے تھی

	ہم پائمال ہوتے تم پائمال کرتے	
مین بر زبان زر کی کو الفت کے حرف آتش کس رنج وغم سے مین نے کی عمر صرف آتش		گرمی سخن کی تیرے کرتی ہو برف آتش ہے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش
	مٹی جو میری صرف ظرف کلال کرتے	

سابق مین تحریر ہوا کہ خواجہ عمرو نے شمنا پلنگ خونریز کو دی یہ بدل مطیع ہوا جوش محبت اسد نامدار مین شام کو احوال نے کہا ای ملکہ مہرخ میرے نام پر طبل جنگی بجوا لیئے صبح کو جو میرے مقابلے مین آیگا اپنے نام کی تاثیر دکھاونگا چیر چیر کر پھینک دونگا اگر افراسیاب ہے وہ بھی آواز شمنا سے بیہوش ہوگا جی یہی حال کرون ملکہ مہرخ نے کہا التقدم ہمارے مذہب مین جائز نہین ہر پلنگ نے کہا طبل جنگی مین بجواتا ہون مین مقابلہ بھی کرونگا میری عرض قبول ہونا واجب و لازم ہے مین دل وجان سے اِس مذہب کا عاشق صادق ہوا اسد قبول نکرتے تھے لیکن پلنگ نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوا دیا ادھر افراسیاب بارگاہ مین ملکہ بیٹھا ہر کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا کے عرض کی کہ پلنگ خونریز کو بڑی جلدی ہر شمنا لیکر سبوت ہوا اُسنے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا ہر کل سر میدان مقابلہ کریگا حضور کا بھی نام آیا تھا اُسنے کہا ہی شہنشاہ کا بھی حال ہوگا چیخ کھاکر گرینگے مین بڑھ کے چیر ڈالونگا کہتا ہر اسی وجہ سے شمنا نواز نے میرا نام نامی پلنگ خونریز رکھا ہر ہزارون نے میرے ہاتھ سے موت کا مزا چکھا ہر یہ خبر وحشت اثر سنکا افراسیاب سُن ہوگیا گھبراکر کہا یارو یہ سچ کہتا ہر اگر خداوند سامری آئین تو صدائے شمنا سے بیہوش ہو جائین میری کیا حقیقت ہر خیر مین تدبیر کرونگا سحر کو صبح ہو جائیگی فوج کو بھاگنے رستہ نہ ملیگا افراسیاب نے حیرت سے یہ کہا حیرت جادو رونے لگی کہا سامری جمشید نکرامون کو غارت کرین کیا جلد جاکر دوست بنجاتے مین جبتک ہماری جانب رہے یہ شورش نتھی ملکہ مہرخ نے طبل جنگی نہ بجوایا ہوگا یہ صرف پلنگ کی بغاوت ہر اب اپنا نام کرنا چاہتا ہر کیون شہنشاہ کیا ہوگا افراسیاب نے کان مین حیرت کے کہا چپ رہو اس بات کو مشہور نکرو مین شمکو خود جاونگا جسطرح سے بنتا ہر شمنا لاتا ہون یہ کہکر افراسیاب نے تیغہ سحر ہاتھ مین لیا وہ لرزان پالرزان زمین مین مارے کانپتا ہوا زمین کو طرف لشکر مہرخ کے چلا میان جب دربار برخاست ہوا عمرو نے ایک بارگاہ برائے پلنگ خونریز استادہ کرائی گرد بارگاہ ہزار ساحرون کا پہرہ مقرر کیا اپنے سامنے پلنگ کو کھانا کھلایا کہا ای پلنگ ہوشیار رہنا گرد ساحر بھی موجود ہین تمکو جاگتے رہنگے مین بھی وقتاً فوقتاً آونگا میری آواز پہ آواز دینا اب پلنگ خونریز بارگاہ مین بکروتنہا بیٹھا ہر شراب پی رہا ہر شمنا

جمشیدی سامنے رکھی ہی بیرون بارگاہ سے سرداران نامدار ساحران عالیوقار پکار رہے ہین ای شیر بیشہ جرات
ای پلنگ باشوکت ہوشیار رہنا غفلت کی شب نہین ہی لیکن عمرو کو کب چین پڑتا ہی لشکر مین پھرتے پھرتے خیال آیا شعر
کار خود را خود کنم تا خوب آید کشت من * کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من * آجکی شب افراسیاب جادو
فکر پلنگ خونریز مین ایسکا لیس حفاظت خود کرنا واجب ولازم ہی یہ بیچارے جگانے والے کیا کر سکتے ہین سوا سے
غل مچانے کے اُنسے کیا ہوگا پلنگ خونریز بھی عیار نہین ہی سردار ہی کیا اپنی حفاظت کر سکتا ہی یہ سوچ کر گوشہ
بارگاہ پلنگ مین آکر ستون کی آڑ مین کھڑا ہو رہا افراسیاب کا حال سماعت فرمائیے لقب سحر لگاتا ہوا اسنا
پوچھ لیا تھا گوشہ بارگاہ مین آکر اس ظالم نے سر نکالا دیکھا پلنگ خونریز بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی شہنا سامنے
رکھی ہی افراسیاب کو غصہ آیا بسہولیت لقب سے نکلا ارادہ کرتا ہی پلنگ خونریز پر جا بیٹھون خوف یہ ہی ایسا نہو
شہنا اٹھا کر بجادے بیہوش ہو کر گر پڑونگا کچھ نہین پڑیگا شہنا سے اسکو کیونکر دور کرون عرصہ دراز تک یہی
سوچا کیا آخر سر کو ہتھیلی پر رکھا دل مین یہ خیال ہی کہ بوقت سحر ذلت ہوگی اسکے سامنے سے بھاگنا پڑیگا یہ بڑے زور
شور سے لڑیگا صدا سے شہنا سے کان کے پردے پھٹ جائینگے اسکا دفعیہ ممکن نہین ہی ایسے ایسے خیالات مین
افراسیاب نے کھڑے کھڑے ایک سحر کیا شہنا نواز پر نیند غالب ہوئی روح راحت کی طالب ہوئی ذرا آنکھ بند کی تو
افراسیاب تیغ کھینچکر جا پڑا ایک دو تھر مارا زمین کانپ گئی پلنگ خونریز چند قدم شہنا سے ہٹ گیا لیکن
اس بہادر نے افراسیاب کو دیکھکر تیغ کرکے کھینچا افراسیاب پر ہاتھ مارا شہنا زمین پر پڑی ہی افراسیاب نے
وار پلنگ کا تیغ سحر پر کاٹا وار کو رد کرکے شمشیر اپنگ کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے کی جو اسکے صدا بلند ہوئی تمام
ساحر دروازے پر جو معہدہ نگہبانی تھے اندر گھس آئے افراسیاب پر سحر کرنے لگے افراسیاب ہر مرتبہ چاہتا ہی
شہنا اٹھا لون جب کوئی ساحر مرتا ہی اندھیرا ہو جاتا ہی اس ہنگامے مین عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ افراسیاب لڑ رہا ہی
شہنا زمین مین پڑی ہی لاشہ پلنگ تڑپکر سرد ہوا عمرو نے جال الیاسی نکالا اور ساحرون پر نعرہ کیا ہان یارو
افراسیاب کو جانے نہ دینا گھیر کر تم سب اسکو مار لو افراسیاب تو ساحرون سے مصروف جنگ ہوا مگر اپنی جان
سے بہ تنگ عمرو نے جال مارا شہنا کھینچکر اپنے ہاتھ مین لی اب اپنے کو ظاہر کیا نعرہ کیا او افراسیاب خانہ خراب
منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار اب جو افراسیاب نے دیکھا شہنا ے
جمشیدی عمرو کے ہاتھ مین ہی وصاف تو سن چکا ہی شہنا کو عمرو نے دہن سے ملایا افراسیاب کانون مین انگلیان
دیکر بھاگا عمرو کہتا ہوا دوڑا ای شہنشاہ ٹھہریے یہ بیپے کی آواز تو سن لیجیے افراسیاب بھاگا جاتا ہی عمرو

دوڑا افراسیاب بارگاہ پلنگ سے باہر نکلا ہر چہ ہوا صرصر و بہار و باغبان وغیرہ لینا لینا کہکر دوڑے افراسیاب
تو یہ پرواز پیدا اکے نکل گیا ان سبھی نے پلٹ کر دیکھا پلنگ خونریز کو قتل کر گیا شہنا عمرو کے ہاتھ میں ہے جاتے جاتے
افراسیاب کئی ہزار ساحرون کو پامال کر گیا صبح ہو چکی لاشہ پلنگ سبھی نے جلا کر اٹھایا اب سب سردار اشتیاق میں
دیکھیں خواہ شہنا کسکو عنایت فرماوین یہ عہدہ جلیل کسکو ملے بیان افراسیاب جادو روتا پیٹتا بارگاہ میں آیا
ملکہ حیرت رات بھر جاگی ہے دیکھا شہنشاہ افتان و خیزان لباس خون پلنگ سے رنگین آکر موجود ہے صرصر بھی
موجود تھی حیرت نے حال پوچھا افراسیاب نے کل کیفیت بیان کی کہا پلنگ کو تو میںنے مارا عمرو بارگاہ کے
گوشہ میں چھپا کھڑا تھا اسنے شہنا اٹھالی بچانے کا قصد کیا میں ناچار ہو کر بھاگا آخر کیا کرتا حیرت رونے لگی
کہا شہنشاہ تمہاری جان بچ گئی شہنا کو آگ لگے اس حربے میں بڑی بڑی مصیبتیں اٹھائیں ہمارا بان زادونے بڑے
بڑے کام کیے کیون اے صرصر تجسے کچھ نہیں ہو سکتا بناؤ میں مصروف رہتی ہو آرسی میں صورت دیکھا کرتی ہو ہر وقت
کنگھی چوٹی درست رہتی ہے یہ بھی فکر ہے کہ ہمارا ملک و مال برباد ہوتا ہے دیکھو عمرو کبھی شب کو بھی غفلت نہیں کرتا اگر وہ نمک
شہنشاہ نے کام کر لیا تھا دے کچھ تو کام کر اب شہنا اور کوئی بچائیگا ہمکو تو جان کی پڑی ہے صرصر نے کہا ملکہ میں نے جو
سینے فکر کی ہے اگر وہ بن پڑی تو آج شہنا لاؤنگی یا اپنی جان مٹاؤنگی میں عیاری سوچ رہی ہون حیرت نے کہا
اے صرصر تم سوچ میں رہو گی یہاں گھر برباد ہوتا ہے اور مطلق تمکو خیال نہیں بقول شاعر اپنی یہ کیفیت ہے نظم

شعلہ انگیز جو یہ شعلہ جگر رہتا ہے
دل میں انکا اسی رستے سے گذر رہتا ہے
سانپ کے کاٹے کی سی لہر اک آتی ہے
صورت ریگ رواں روز سفر رہتا ہے
جو کتا ہی نہیں یہ تیر نشانہ اپنا
عمر بھر آدمی کے ساتھ خطر رہتا ہے
دل جہاں آگیا پھر وہ پھر جاں کے ساتھ
کس کشاکش میں ترا بے کمر رہتا ہے
صد جبینوں کو کیا ہے جو زمیں کا سجدہ

خانہ دل میں مجھے آگ کا ڈر رہتا ہے
برہمن بتکدہ میں شیخ حرم کعبے میں
زلف گیسو کا بھی تا زیست اثر رہتا ہے
وحشت عشق نے دی تیغ حوادث سے نجات
آہ دل خستہ کا پروانہ اثر رہتا ہے
بخت بیدار سے اوج پہ ہیں اہل غرور
عمر بھر سحر محبت کا اثر رہتا ہے
یہ بھی ممکن ہے جو شو قدر شرر کی لیکن
آسمان انکے لیے خاک بسر رہتا ہے

اسلیے بازو در چاک جگر رہتا ہے
جسکے جویا میں وہ پاس آٹھ پہر رہتا ہے
خاک کو بھی مری حسرت طلب میں بیرنگ
داغ دل آٹھ پہر سینہ سپر رہتا ہے
چاہیے ایسی وفاداری الفت کرنا
تکیہ زانو سے دلبر قدم سر رہتا ہے
کوئی کہتا ہے رگ جان کوئی تار نگاہ
عیب نخوت سے خراب اہل ہنر رہتا ہے
کوچہ یار میں رو رو کے جبین قلق کس کے سے

شور و شر آپ کا ایک آٹھ پہر رہتا ہے

اس حسرت سے یہ اشعار حیرت جادو نے پڑھے صرصر و صبا رفتار رونے لگین

صرصر نے کہا حضور آپ کے کلمات حسرت آیات نے کلیجہ ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا اب اپنی جان عزیز
نثار کرون کنیز و مخ جانتی ہی جو مین نے سوچا ہی اگر وہی ہوا تو بحکم سامری شہنا لیکر آئی یا آپکو خبر گذریگی نمکخوار
قدیم قتل ہو گئی یہ کہکر اسی وقت صرصر نے اپنے کو بانہاے عیاری سے آراستہ کیا حیرت کے قدمون کو بوسہ
دیکر خوب روئی اسوقت دربار مین اک تلاطم تھا صرصر کا یہ کہکر رخصت ہونا کہ لونڈی جان دینے جاتی ہی حسن
جمال صرصر کو دیکھکر سب زار زار روتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا حضور آج صرصر کو بڑا قلق ہی آج سامری جمشید اسکی
جان بچائین سب روتے بیٹھے رہ گئے صرصر مثل باد صرصر حسرت دخیز کرتی ہوئی روانہ ہوئی یہان بعد دفن پلنگ
خواجہ پلٹ کر دربار مین آئے ہر شخص کی نگاہ لگی ہوئی ہی کہ عہدۂ شہنا نوازی بلے لشکر افراسیاب کو شاہین
طلسم ہوشربا مین نام ہو سب سے زیادہ باغبان قدرت و آفات جادو و شوہر ملکہ ہلال سحرافگن کو اشتیاق ہی جب
خواجہ بیٹھے باغبان کو تاب نہ رہی عرض کی اے شہنشاہ اوج عیاری ہمکو جانبازی کرتے ہوئے عرصہ دراز گذرا
آج تک کوئی خطا سرزد نہین ہوئی جانبازی مین مصروف رہے افراسیاب کے بڑے بڑے ظلم سے اُس
کور باطن نے ہمکو اندھا کیا بعنایت پروردگار اس حال مین بھی دیدۂ دل روشن ہی چشم نمائی کو افراسیاب کی تمنا
ہی ہمیشہ رہی کہ عین قسمت پر خواجہ ہمکو آکر رہا کرینگے آپ نے بھی ایسا ہی کیا بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہمکو رہا کیا
شکر ہی کسی مقام پر ہمارے قدم نہین ڈگے کل حضور نے شہنا پلنگ خونریز کے حوالے کی ہمکو بڑا ملال ہوا اسواسطے
شکایت کرتے ہین کہ آئینۂ دل تردد منزل پہ حضور کی جانب سے غبار نہ رہے صورت فتح و ظفر نظر آئے اب یہ عہدہ
خلیل کا غلام مستحق ہی ملکہ مہرخ و بہار نے بھی سفارش کی عمرو نے کہا یارو مین کیا کہون باغبان کی طرف سے
میرے دل مین جگہ تھی ایسے جانباز سرفروش جری بہادر ثابت قدم کو سے محبت صاحب شوکت و لیاقت کیسے ممکن
ہوتے ہین لیکن جب قصد کرتا ہون کہ شہنا تمہارے سپرد کرون دل دھڑکتا ہی شاید ابھی کوئی افتاد پڑیگی خدا انجام
بخیر کرے یہ شہنا حاضر ہی بسم اللہ اپنے قبضے مین کرو لیکن اے برادر اسکی حفاظت واجب لازم ہی کل بھی میرا دل دھڑکتا
تھا اگر شہنا تمکو دیتا یہی تمہارا بھی حال ہوتا افراسیاب درپے آزار ہی اسوقت بھی دل کو انتشار ہی باغبان نے کہا
غلام اپنے اوپر خواب و خور حرام کر دیگا شب بھر اپنے خیمے مین جاگونگا زن و شوہر ملکر حفاظت کرینگے بیرون بارگاہ
سب ملازم حاضر ہین یہ کہکر باغبان بارگاہ ملکہ مہرخ سے اٹھا ملکہ ماہ جبین نے فرمایا اے باغبان ابھی
تو توقف کرو خواجہ سلامت آپ توقف نہ فرمائیے جلد طبل جنگی بجوائیے سب سردارون نے متفق ہو کر یہی کہا کہ خواجہ
اب تساہل بیکار ہی سب لشکر آمادۂ حرب و پیکار ہی کمربندی کا حکم دیجیے کل اسی طرح سے لڑتے ہوئے شہنا بچائے

لشکر افراسیاب کو بھگاتے ہوئے تابہ دریائے نیل چلیں وہاں امتحان طلسم کشا ہو مہر پرکیہ مار کر لوح و مہرہ لیں ہمارے آقائے نامدار اسد عالی وقار جبکہ لوح طلسم میں جائیں ہم لوگ لڑتے ہوئے تابہ قلعہ تو سن جمشید پہونچیں شہنشاہ ولاچین و بدیع الزمان کو بھی رہا کر لیں گل مراد سے دامن آرزو بھر لیں لاچین کے رہا ہوتے ہی افراسیاب گھبرائیگا اصلاح کا پیغام دیگا بھاگتا پھریگا اپنے مالک سے کیا مقابلہ کریگا جسدن بدیع الزمان رہا ہو لشکر میں عید ہو صاحبقران زمان کو عرضیاں لکھیں آپ کے فرزند کو رہا کر لیا اسد غازی نے جو مژدہ سنائی بدیع الزمان سنا کہا بارو ابھی تک میرے نزدیک شکست ہے اب رہائی کا ماموجان کی بندوبست ہے شکر ہے کہ آج نشان تو ملا کہ عنایت سے پروردگار کی زندہ ہیں اس بیحیانے مشہور کیا تھا کہ میں نے قتل کر ڈالا شکر ہے سراسر خلاف تھا آرزو ہے کہ ماموں جان کو ساتھ لیکر بڑے ناناجان سے ملوں بطور نذر ماموجان کو پیش کروں ناناجان بخوشی فرمائیں آپ نے بڑا کام کیا میرے فرزند کو رہا کرکے لایا دولت کو منہ حصول ہو پروردگار میری دعا جلد قبول ہو اسی وقت حکم ملا نقارہ زنی پر چوب پڑی میدان جدال وقتال آواز نقارے کی گونجنے لگا قطعہ

بزد طبل را انچنان طبل زن

که در رزم میت رہیبت کفن		دہل زن دہل زن که تحسین او		بہ بین در ین او وین او دین او

تمام لشکر میں خبر ہوئی لشکر مریخ میں طبل جنگی بجا ہرکارون نے افراسیاب کو خبر دی بمجبوری اسنے بھی طبل جنگی بجوایا میان باغبان قدرت شہنا لیے ہوئے دربار سے اٹھا اپنے خیمہ میں آیا کنیزوں سے پوچھا ملکہ گلچین کہاں ہیں انکو مژدہ خوشخبری سناؤ کہ عہدہ شہنانوازی حاصل ہوا بعنایت خدا تمہارے نام پر فتح ہوگی کنیزوں نے عرض کی آج صبح سے ملکہ عالم کی طبیعت بے بطف ہے اس عہدے کے لیے وہ بھی پریشان تھیں کل انکو بڑا ملال ہوا اس مقدمے کا نہایت خیال ہوا شام سے آرام فرما رہی ہیں باغبان خوشی خوشی اپنی بارگاہ میں آیا دیکھا ملکہ گلچین آرام فرما رہی ہیں قریب آکر ملکہ گلچین کو بیدار کیا کہا لو صاحب انکو خداوند نے ہمکو سرفراز کیا عہدہ شہنانوازی رحمت فرمایا اب صبح کو تمہارے ہاتھ سے لشکر افراسیاب شکست کھائیگا بعنایت پروردگار کیا میں پلنگ خونریز سے کم ہوں کفار کو چیر پھاڑ کر پھینک دونگا افراسیاب کو شکست دونگا گلچین سنتی ہوئی اٹھی شہنا کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگئی کہا صاحب مجھکو بڑا قلق تھا خواجہ عمرو پیار حق تھا اب مناسب ہے ہم تم ملکر حفاظت کریں اپنے ہاتھ میں اسکو رکھنا کوئی کبھی اندر نہ آنے پائے ہم تم شب آج کیفیت سے شب بسر کرینگے بوقت سحر میدان کارزار میں چلینگے لشکروں میں تیاریاں ہو رہی ہیں ابھی سے لشکر افراسیاب میں بھگدڑ پڑی ہے انشاءاللہ پھر کر آبرو بڑھائینگے تابہ دریائے نیل جائینگے لوح طلسمی بھی حاصل ہوگی

تا بہ توسن جمادار ہو نہیں لاچین کو ساتھ لیکر بیٹھیں دونوں زن و شوہر خوشیاں کر رہے ہیں باغبان نے دیکھا گلچین کو بڑی خوشی حاصل ہوئی سب کنیزون کو حکم دیا باہر جاکر ٹھہرو آپ نے شوہر کو ساتھ لیکر بارگاہ میں بیٹھی پردے چھوڑ دیئے زن و شوہر کے راز و نیاز ظاہر میں باتیں ہو رہی ہیں گلچین نے گفتہ باغبان فرحناک کنیزیں باہر ایک کنیز کو بلا کر حکم دیا خبردار کوئی اندر نہ آنے پائے خوشی میں گلچین نے سامنے باغبان کے کھلکھلا کر یہ غزل عاشقانہ پڑھنا شروع کی نظم

آیا مرے گھر شب کو جو وہ شوخ قمر آج
قابو میں نہ دل ہے نہ سنبھلتا ہے جگر آج
اٹھ اٹھ کے غبار اپنا جو ہوتا ہے بشوق
قاتل کو مرا قتل ہے کیا مد نظر آج
کل تک تو کیا وعدۂ وصل آپ نے مجھ سے
زانو پہ رہا انکے جو شب بھر مرا سر آج
وہ آئے عیادت کو دم نزع تو بولے
جلتے ہیں کہو کس طرح ہے داغ جگر آج
کیا دل پہ اثر کچھ مرے نالوں نے کیا ہے
باندھی ہے مرے قتل پہ قاتل نے کمر آج

شاید مری آہوں نے کیا دل پہ اثر آج
یا غیر کو یا مجھکو کہیں گھر سے نکالو
کیا گور غریباں میں ہوا اسکا گذر آج
کیا خانۂ دل میں ہے حسرت ہوئی مرد
خنجر کا دیا کسنے کہ ہے بے طور نظر آج
ہم سینہ سپر خنجر کو ہیں صبح سے بیٹھے
ہے حور کی خواہش جو عدم کا ہے سفر آج
اک سیب زنخدان کا جو بوسہ دیا اسنے
بتلائیے اے مشفق من آئے کدھر آج
کچھ ساز ہوا بخت سیہ سے ہے شاید

پہلو مرا خالی ہے گیا یار کدھر آج
بس کہدو وہی تمکو جو ہو مد نظر آج
کیوں دیکھ کے خنجر کو مجھے غیظ سے دیکھا
کیوں پیک اجل نے مجھے دی آکے خبر آج
معلوم ہوا خواب میں مجھکو ہوئی معراج
چلتی نہیں قاتل تری شمشیر نظر آج
خورشید جہانتاب میں سوزش یہ نہوگی
لایا ہے ثمر کیا مری الفت کا شجر آج
ہو جائے ہم سر یہ ارادہ ہو جو پورا
معلوم نہیں ہوتی شب وقت کی سحر آج

باغبان خوش محظوظ بیٹھا ہے گلچین نے آج خوشی میں خوب خوب اشعار پڑھے خواجہ عمرو نے برق کو حکم دیا ہے اے نور نظر باغبان کو شہزادی ہے دل میں کچھ ہوک اٹھ رہی ہے دمبدم یہی دل کہتا ہے کوئی افتاد پڑیگی بعد گھڑی گھڑی کے قریب بارگاہ جایا کرو یہ مخفی فکر رکھو شام کو صرصر شمشیر زن استانی تمھاری فقیرنی لشکر میں پھر رہی تھیں امی مجھکو دیکھکر بھاگ گئیں یقین ہے فکر باغبان میں آئی ہوں میں بھی تدبیر میں ہوں تمکو بھی واقف کر دیا چالاک وغیرہ سے بھی کہدینا افراسیاب آج شب قیامت ہے دیکھو ساحران افراسیاب بھاگے جاتے ہیں ہر جگہ یہی چرچا ہے کہ کل باغبان کے ہاتھ سے نہ بچیں گے صدمے اشتباہ صورتشکل ہے پروردگار ہمارا الفیل ہے کیا اقبال طلسم کشا کا تحفہ مجھکو ملا آج رات بھر افراسیاب جاگا ہے بارگاہ میں اپنی سنتا ہوں بیٹھا ہوا ہے جاسوسوں نے مجھکو خبر دی تھی کا نام حبیب رہا ہے برق نے کہا استاد میں جاتا ہوں ایک جانب برق گیا ایک سمت خواجہ چلے یہاں گلچین نے خوب اشعار پڑھے باغبان خوشی میں بیٹھا ہے کہ بارہ بجے گلچین نے کہا لو صاحب آج بھی رات تو خیر سے کٹی اک جام نوش کرو یہ کہکے جام

پھر باغبان نے کہا آج کی شب شراب کا پینا اچھا نہیں ہے گلچین نے کہا تم ہوش میں نہ ہوگی بخوبی ہوشیار ہو گی ناچار
ہو کر باغبان نے جام شراب پیا پیتے ہی ہوش اڑ گئے زبان میں لکنت سحر فراموش گھبرا کر کہا صاحب شراب نے
بہت نشہ کیا گلچین نے کہا بیرون بارگاہ نکل ہوا کھاؤ کھڑے ہو کر ٹہلو ابھی نشہ کم ہو جائیگا تمھاری عقلمندی سے
بعید ہے شراب نوکشیدہ ہے باغبان گھبرا کر اٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا باغبان لڑکھڑا کر گرا گلچین نے نعرہ کیا سنو ملکہ صرصر
شمشیرزن صورت یہ ہوئی تھی کہ شام کو صرصر لشکر میں آئی پہلے اک کنیز گلچین کو پکڑا اسکی صورت بنکر خیمۂ گلچین میں
آئی گلچین کو الگ بلایا باتون میں لگا کر گلوریون میں بیہوشی کھلائی گلچین کو بیہوش کرکے صندوق میں بند
کر دیا آپ بشکل گلچین بنی پلنگ پر سو رہی اسطرح باغبان کو بیہوش کیا شمشال سرانچہ چاک کرکے بھاگی دروازہ پر
گلچین کے جو کنیزین بیٹھی تھین انھون نے دیکھا پشت سے کوئی اسیاہ پوش جاتا ہے آواز دی کون ہے کچھ صرصر نے
جواب نہ دیا کنیزین گھبرا کر بارگاہ میں آئین دیکھا باغبان بیہوش پڑا ہے گلچین ندارد کنیزون نے ہوشیار کیا
باغبان گھبرا کر اٹھا کنیزون نے کہا حضور شنا کیا کی دیکھیے سرانچہ بھی چاک ہے ملکہ گلچین کہان گئین باغبان بیقرار
ہو گیا کہا صاحبو غضب ہوا زوجہ کے لیے بہت بیقرار ہوا خیمے میں تلاش کرنے لگا کنیزون نے صندوق کھولا اسمین
گلچین کو بیہوش پایا ہوشیار کیا پوچھا صاحب یہ کیا معاملہ ہوا شنا مجھسے کوئی لیگیا لو صاحب میں منھ دکھلانے کے
لایق نہ رہا میں نے تمنا کی تھی کہ شعنا خواجہ سے لی یہ کہکر باغبان نے تلوار کھینچی کہ اپنا گلا کاٹ لون گلچین لپٹ گئی
کنیزین چیخنے لگین خواجہ عمرو پھرتے ہوئے آ نکلے دیکھا باغبان کے خیمے میں بڑا ہلڑ ہے اندر چلے آئے تو یہ معرکہ دیکھا کہ
باغبان گلا کاٹنے پر آمادہ ہے گلچین لپٹی ہوئی رو رہی ہے کہتی ہے صاحب برائے خدا اپنے ہاتھ سے اپنی جان دیتے ہو
خواجہ عمرو کو خدا سلامت رکھے وہ کچھ نہ کہینگے مگر بیشک اب بھی موت آگئی عمرو نے آتے کے ساتھ ہی ہاتھ تھام لیا
کہا اے باغبان یہ حرکت نہ کر جس پروردگار نے جب سامان کر دیا تھا وہ اب بھی رحم کریگا یہ کہکر باغبان کو مطمئن
کیا گلے سے لگایا کہا فوراً لشکر تیار کرو میں تلاش میں صرصر کے جاتا ہوں تا بہ بارگاہ افراسیاب جاؤنگا لشکر میں
تیاری ہونے لگی باغبان کہتا ہے خواجہ نے مجھکو سمجھایا کچھ نہیں فرمایا مجھے بڑی ندامت ہے صاحب غیرت کی خرابی ہے
ملکہ مہرخ وغیرہ کو کیونکر منھ دکھائینگے خواجہ تو بالکل غیب دان میں فرماتے تھے کوئی افتاد پڑیگی میں نے اُنکے زبردستی
شعنا کو لیا فلک نے گردش دکھائی میں جا کر افراسیاب سے لڑونگا مہرخ و بہار بھی کلطین آفات جادو شور سن
ہلال سحر افگن آیا اسنے حال پوچھا معلوم ہوا خواجہ تعاقب میں گئے یہ بھی چلا ایک جانب سے مہرخ ہوئے کاکل کشا
اسد نامدار بھی یہ خبر وحشت اثر سنکر سوار ہوئے کئی سو نقارے بجے علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے سب روانہ چلے

لیکن افراسیاب نے جب صرصر کو روانہ کیا تھا آپ اک گوشہ مین صحرا کے اگر ٹھہرا تھا لشکر مین بھی حکم دے آیا تھا کہ تیار رہنا حیرت تمام لشکر کو لیے تیار رہے ساحرون کی گرہ بندی کرا رہی ہے ساحرون مین بہی غافلہ ہے صرصر بے عیاری گئی ہے اگر شنا لائی تو خیر ہوئی ورنہ صبح کو ایک زلزلہ نہ بچیگا لیکن صرصر بھاگی ہوئی جاتی ہے آخر رات فراش نور ماہ تابان نے فرش چاندنی بچھایا ذرہ ہاے ریگ بیابان مثل ثابت و سیارگان چمک رہے ہین چہار جانب سناٹا اس دشت ویران مین صرصر بھاگی ہوئی چلی آتی ہے کہ پشت پر سے آواز آئی ای جان جہان آرام دل مشتاقان او معشوق سرکش اے مہوش کہان جاتی ہے ذرا ٹھہر جا عاشقون کو صورت دکھلا دے دل بیتاب ہے مجھ بغیر دن فرقت کے راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کر گذرتی ہین نظم

مین دل کی طرح آنکھ سے لگائے ہوئے ہون
ناسور ہی دل مین رہ گئے منہ کر کے
کس واسطے سرخ ہو کر گھبرائے ہو کیون اشارہ
کیون کھینچ دامن مین منہ چھپائے گئے اختر کے

ارمان نکل جائین کچھ عاشق مضطر کے
سب غم ہین ترستا ہے مین قاتل ترے خنجر کے
کہہ دیتے ہو باتون مین جو حال گذرتا ہے
دو باتین ہین عاشق کی قصے نہین دفتر کے
پٹتی ہے نظر جیسا خالی نہین روزن سے

آنسو نہ مرے پونچھو رہنے دو جی بھر کے
دیکھے جو غضب تیر کچھ کہہ نہ سکے ظالم
پڑھ لیتے ہو تم اس کو الفاظ مقدر کے
کچھ سیکھ لیا شاید انداز تمہارا سا
عاشق کے بھی دل مین ہین انداز ستمگر کے

یہ اشعار بلطف عمرو نے پڑھے صرصر نے پلٹ کر دیکھا عمرو چھپا ہوا چلا آتا ہے یہ سمجھ کر ٹھہر گئی شنا بغل مین چھپالی کہا اے عمرو میرا کیون پیچھا کرتا ہے شنا بے حبشی خمیر الغیب نزن لیگئی وہ بارگاہ مین پہونچی ہوگی عمرو نے کہا آج تم کو جانے نہ دونگا اور باتون کا بھی ارادہ ہے کہ نشانک ترسون نہین تو شنا پھینک دے مین ان فقرون کو نہ مانونگا بہتر اسی مین ہے شنا لیجانے دو نگا صرصر نے تیغ کھینچی عمرو بھی چلا دس پانچ قدم کا آپس مین فاصلہ ہے کہ درہ کوہ مین سے آواز آئی استانی تسلیم عرض ہے پلٹ کے صرصر نے دیکھا مہتر قران بعقدہ بکڑے ہوئے آتا ہے کہ بھی کہا اے صرصر منقلب ہوا یہ کالیا بید جب ہی عقدہ مار دیگا پانوکن ٹوٹ جائیگا کون دستگیری کریگا افراسیاب ناقدر خبر بھی نہ لیگا مہتر قران جھپٹ کر چلا کہتا ہوا کہ استانی رحم کرو ایسا نہو مجھ سے بے ادبی ہو جائے ہم تمہارے چھوٹے ہین چھوٹون کا منہ لگانا اچھا نہین صرصر نے شنا بغل سے نکالی سامنے مہتر قران کے پھینکدی کہا اسے لگو ٹے لیجا ادھر سب نامرد جمع ہین کوئی بھی ہماری مدد کو نہ آیا دھوے جادوگر بھی بیٹھا آنے مین عیار بھی ہو چکے جانبازی اسکا نام ہے اپنی جان بچاو جیسے ہی صرصر نے شنا پھینکی افراسیاب گوشہ صحرا سے دوڑا پکارتا ہوا اے صرصر مین آ پہونچا نہ گھبرانا ایک طرف سے سرما وابرلق فوج لیے ہوے آتے تھے صرصر نے کہا اے شہنشاہ جلدی دوڑ کر لگائی میری جان پر بنی ہے مین نے شنا پھینک دی عمرو نے دوڑ کر اٹھالی کہ آفات جادو غوص جلال

اگر بیوہ جیا عمرو نے کہا اے آفات لینا گریبان سحر چاک ہو چکا ہے آفات نے دور کر شنا کو لیا بجاتا ہوا بڑھا افراسیاب
کانون مین انگلیان دیکر بھاگا جو ساحر آگے بڑھ آئے تھے وہ نغمہ شنا سے بیہوش ہو کر گرے آفات نے ٹانگ
پکڑ کر کسی کو چیر ڈالا اب مطمئن ہو کر بڑھا جب شنا بجاتی جسکے کان مین آواز گئی وہ بیہوش ہو کے گرا حیرت جادو نے
غل مچایا ارے یارو بھاگو غضب ہوا آفات جادو کے ہاتھ مین شنائے جمشیدی ہے اب نہ لیست سے سکو
ناامیدی ہے بھاگ کر کہان جائین کیونکر جان بچائین افراسیاب بھی بھاگا ہوا جاتا ہے یہان باغبان
قدرت صاحب غیرت یا تو بیتاب تھا دریائے حجاب مین غرق شرم سے کلام نہ کرتا تھا ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا
جب اسنے یہ بڑھکر دیکھا کہ شوہر ملال سحر افگن جوان صف شکن لڑتا بھڑتا جاتا ہے ایک جانب سے بہار کا گلدستہ
چل رہا ہے ملکہ مہرخ نے بڑھکر گھوڑے بادے باغبان نے بڑھکر خواجہ عمرو سے کہا غلام اپنے فعل پر بہت نادم
و پشیمان ہے لیکن کچھ عرض کرونگا امیدوار ہون جو عرض کرون قبول ہو کل لشکر کو آراستہ کیجیے اب
افراسیاب کو مہلت نہ دیجیے لڑتے بھڑتے جوش و خروش مین تا بہ دریائے نیل چلیے وہان جلد تر صہر کو
قتل کرین لوح طلسمی حاصل کرین تا بہ طلسم باطن چلیے یہ تحفہ نایاب عنایت پروردگار سے ملا عمرو نے اسکو
باغبان کی پسند کیا کل سردارون مین یہی چرچا ہوا کارگزارون کو ملکہ مہرخ نے حکم دیا مشیران سلطنت
وزیران ایجنبت کارگزاران خیرخواہ سرداران فلک اشتباہ ارادۂ سامان سفر پر مستعد ہوئے بارگاہین
لدگئین خیمے سراپردے سبحانے تمام اسباب لدوایا گیا اسد نامدار پشت مرکب بادرفتار پر سوار ایک جانب
صندلان صندل پوش اسد جوش و خروش مع تمام جوانان صندلی پوشان علمہائے زرنگاری کے
پھریرے کھلے ہوئے بجیال جنگ ہے ہر ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ لشکر افراسیاب کو فرار پر قرار
ہوتا پڑا بادشاہ عالیجاہ مجبور و ناچار پیدل بھاگا جاتا ہے حیرت تخت سحر پر سوار کہارون نے کاندھی
ہوئی سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہے سرمائے برف انداز کے ہاتھ پانون ٹھنڈے برف برساتا پھر لا برق
کوہ شکاف پہاڑون سے سر ٹکراتا ہوا ایسی شکست کبھی لشکر افراسیاب پر واقع نہوئی تھی سارا لشکر افتان
و خیزان ہے ہرچند کہ افراسیاب بڑی بڑی جرأت کر رہا ہے ایک طور پر نہین بھاگا دو کوس جاکر ٹھہر جاتا ہے لشکر
کو روکتا ہے شعلۂ بہار نے بڑھکر گلدستہ مارا دس بیس جوان دیوانے ہوئے گریبان پھاڑے سر ٹکراتے ہوئے
لشکر افراسیاب پر جا پڑے افراسیاب نے پلٹ کر انکا سحر اتارا بہار کو سامنے سے بھگایا کبھی باغبان
پر جا پڑا کبھی رعد و برق سے لڑا جہان سردارون نے غل مچایا اے آفات جادو لینا یہ بھیا پھر پلٹ پڑا

آفات شمشنا بجاتا ہوا جھپٹا افراسیاب کانون مین انگلیان دیکر بھاگا منھ پیٹتا ہر کبھی قریب تخت حیرت
آیا دیکھا بال کھولے لڑ رہی ہر سر پیٹتی ہر اور ساتھ والیان کہتی ہین واری آپ مجبور ناچار نہین ہین طاؤس
سحر بنائیے پر پرواز پیدا کر کے نکل جائیے باغ سیب مین کوئی نہ آسکے گا حیرت نے قصد کیا طاوس بنایا
جست کر کے طاوس نشین بال پر آئی افراسیاب کا بھی دامن پکڑا کہا ای شہنشاہ میرے طاوس سحر پرواز
ہو جیسے ہزار پانچ سو کوس نکل چلیے بلکہ باغ سیب مین چلیین وہان کون آسکیگا افراسیاب کہتا ہر ای حیرت
اگر مین پر پرواز پیدا کر کے بھاگون آفات جادو میرا تعقب کرے جہان جا کر ٹھہرون وہین یہ جا پہونچے
آج باغ سیب مین بھی آسیب آگیا رہنے کا ٹھکانا نہ رہے وہ بھی مقام عیش و عشرت ہر نظارہ باغ سیب سے دل کو
فرحت ہر باغ مین بڑا مال ہر بانیان طلسم نے باغ سیب کو خزانہ طلسم ہوشربا قرار دیا ہر کتب خانہ جمشیدی
سلاح خانہ سامری سب طرح کے سامان وہان موجود ہین میرا تاج طلسمی زرہ طلسمی وغیرہ یہ سب اشیاے
نادرہ طلسم شہنشاہین کو ملتی ہین ایک دفعہ پا کر تو یہ لوگ مہلت نہین دیتے اگر وہ سب چیزین حاصل
ہونگی ہمارا باغبان مخمور ان اشیا کو قبضے مین کرین انکی آنتین گلے مین پڑین شمشنا کو لا کر کیسا پچھتایا
لبون پہ دم آگیا بھاگتے بھاگتے ہوش پراگندہ ہوگئے مہلت نہین ملتی خبردار ایسا قصد نہ کرنا اسی طرح رفتہ
رفتہ چلی آؤ مین بھی پلٹ پلٹ لڑتا ہون اگر میری فوج کے لاکھ آدمی مارے گئے دس ہزار مین بھی قتل کیے
صرف آواز شمشنا سے بھاگتا ہون اور کسی کی کیا حقیقت ہر دیکھو سب کو زخمی کیا تمھاری ہمشیرہ صاحب نے
بہت تنگ کیا ہر میان باغبان سپہ سالار بنے ہین اسد غازی بھی آج تو لڑ رہے ہین شکیل جادو ہمراہ
رکاب سعادت انتساب اسد غازی موجود ہر جب کسی کے سحر مین وہ پھنسا وہ لوگ سینہ سپر کر کے سامنے آتے ہین
مہرخ نے زمین ہلا دی برق لامع تڑپ رہی ہر رعد کی گرج نے ہزارون کے کلیجے ہلا دیے خورشید زرین کمر
آفتاب عالمتاب ہو کر چمکتا ہر حدت نے زمین کو گرم کر دیا تپ رہی ہر اس دھوپ مین بجلی کڑک رہی ہر
دریاے خون بہ گئے سمجھاتا ہوا حیرت کو افراسیاب چلا جاتا ہر ادھر جنگ عظیم کو جھیل رہا ہر جب شیرا
ہزار دو ہزار کو مارا جب دو تھپڑ مار دیا زمین تھرائی غار پڑ گئے سینکڑون جادوے غرق زمین ہوے
یہ بدعنین کر رہا ہر جب آفات جادو سامنے آتا ہر ہاے ہاے کا نعرہ کرکے ہٹ جاتا ہر حیرت وزیزادی
سے کہتی ہر کیون صاحب یہ بلا کیونکر دفع ہو گی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہر انجام مین اس جنگ کے
شعبدہ افسونگری دکھایا ہر افراسیاب کو بھاگتے بھاگتے ایک دن ایک رات گذرا ایک صحراے سبزہ زار

مین اگر ہو بچا پہاڑ پر ملکہ زمرد سبز پوش بیٹھی ہوئی تھی چار سو کنیزین ہمراہ مصروف عیش و نشاط صحبت گرم
و انبساط تہا یکایک زمرد کے کان مین آواز جادوگرون کے مرنے کی آئی زمین تھرائی سر اٹھا کر عجب معرکہ عظیم
دیکھا شہنشاہ سر برہنہ بھاگے چلے آتے مین لشکر مہرخ فتحیاب فوج افراسیاب بیقرار و بیتاب ملکہ
حیرت کے بال کھلے ہوے سرد قنی پیٹتی چلی آتی ہی زمرد جادو خراج گزار افراسیاب ہی کوہ سبز کی حاکم ہی
شہنشاہ کو دیکہکر تخت سے کودی افراسیاب کے قریب آئی کہا شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہی آپ نے ہاتہ سے باغیون
کے شکست کھائی سنتی ہون اکثر بہلے آپ و دانہ گذرے خاصہ تیار ہی مع ملکہ حیرت نوش فرمایئے کنیز بڑھکر
رو کے مہرخ و بہار کی کیا حقیقت ہی ابہی قیامت برپا کرونگی بی بہار کو دیوانہ بناؤنگی آپ کے باغ بیبہ
مین اکثر امتحان ہوا ہی کبہی یہ کنیز کسی سے کم نہین رہی ہی آج مقابلے کا طور ہی مقام غور ہی حضور نے مجکو
بہی تعلیم کیا ہی کیا مین کمی کرونگی یہ کہکے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے بتعجیل اک چاندنی بچھا کر کہانا
لاکے رکہا افراسیاب بیتاب ہوکر کہانے پر گرا جب دو چار نوالے کہا چکا کہا اے حیرت آؤ حیرت آنکہون
مین آنسو بہر لائی کہا شہنشاہ ابہی تو غلہ سستا ہی جب دو چار نوالے کہا چکے تب ہماری صلاح کرتے ہو
زمرد قدمون سے حیرت کے لپٹ گئی کہا اے ملکہ عالم مین نے حضور کے واسطے یہ سامان مہیا کیا آپ نوش کرین
مین خود خود لیکر ابہی لڑتی ہون آپ کے اقبال سے شکست دونگی حیرت کا ہاتہ پکڑکے لاکر دسترخوان پر
بٹہایا حیرت خود بہوکی پیاسی تہی سیکڑون مصاحب بے بلائے بیٹہ گئے زمرد بڑہی چار سو کنیزون کو ساتہ
لیکر سحر کرنے لگی مہرخ ہوے کاکل کشا کو زخمی کیا ہلال سحر انگلی نے بڑہکر ہلال زرین مارا پانچ چار
کنیزون کو قلم کیا زمرد نے ایک برگ سبز پہینکا ہلال نے اسکو آتش سحر سے جلا دیا سحر زمرد سبز بخت کو خاک
مین ملایا اس خاک سے اک برق چمکی سر پر ہلال کے گری سر ہلال زخمی ہوا زمرد نیچہ پکڑ کے چا بڑہی
جاہا ہلال کا سر کاٹ لون اک غول مین آفات جادو لڑ رہا تہا کنیزان ہلال نے فریاد کی اے شہریار ادہر
ملاحظہ کیجیے ملکہ زخمی ہوئین فوج زمرد کا بلوہ ہی اب انکے دشمنون کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی چار سو جادوگرنین
کو جواب دے رہی مین آفات نے جو پلٹ کر دیکہا زخمی دیکہا آنکہون کے نیچے اندہیرا آگیا نعرہ کرکے
جھپٹا غول مین زمرد جادو کے آکر اس زور سے شہنا بجائی زمین تھرائی زمرد دم سے بیہوش ہوکر
گری ساتہ والیان بہی بیہوش ہوئین آفات نے جھپٹ کر زمرد کی ٹانگ پکڑ کے چیر کر پہینک دیا اسکا
مرنا تمام صحرا آتش بہار ہوگیا گل جلنے لگے ہر برگ و بار سے شعلے نکلنے لگے طفلان غنچہ شاخون پر گرنے لگے

نرگس نے آنکھیں بند کر لیں ساری نظارہ بازی بھولی سنبل نے بال کھول دیے بلبلوں نے غل مچایا پروں سے
سر پیٹتی تھیں فاختہ کو کو بھولیں نخل سرو بصورت دار غنچہ و گل بیقرار آنکھوں سے نرگس کی آنسو بہتے تھے
آواز آئی کشتی مرا نام ہے زمرد جادو لو دیبار ٹھہرا اگر آگئی سو کنیزیں جل گئیں ہنگامہ برپا ہوا پایا تو افراسیاب
کھانا کھا رہا تھا چند نوالے بھی نہ کھانے پایا تھا سیکڑوں مصاحب بیٹھ گئے تھے غم کھانا پڑا نوالہ ہاتھ میں لیکر
بھاگے فوج اسلام نے آکر وہاں کا مال بھی لوٹ لیا لکھا ہے زمرد جو قتل ہوئی باغبان بڑھکر خوب ٹرا برق
لامع لپک کر گری آڑی ترچھی گر کر سیکڑوں کے سر اڑا دیے پرے کے پرے خاک میں ملا دیے کسکا دل گردہ
تھا جو مہرخ کا گولا روکتا سترہ سو نقارے بجے صحرا کی تاریکی پہاڑ کا گرنا سیکڑوں کے سر پھٹ گئے بڑے بڑے
جوانمرد جان کے خوف سے میدان سے ہٹ گئے افراسیاب بھاگ کر تھوڑی دور آیا سرادابرق نے قریب آکے
کہا دیکھیے کہ وہ زمرد کا مال لٹ گیا کیا ملک سرسبز و شاداب تھا خاک اڑنے لگی زمرد نے بڑے لطف سے بسایا تھا
یہ دن بربادی کا یاد نہ تھا رعایا بھی بھاگی جاتی ہے اے شہنشاہ اب تو بھاگتے ہوئے شرم آتی ہے آخر کہاں تک
بھاگیں آپ کیا سوچے ہیں کوئی مقام حفاظت تجویز کر لیا ہے غلامان جان نثار کی یہ صلاح ہے اب اسی میں فلاح ہے
کہ اسی مقام پر ٹھہر کر مر جائیں وس پھر گز سے بھاگتے ہوئے مگر آپ بادشاہ طلسم ہوشربا میں اگر کوئی مقام
محفوظ ذہن میں ہو نام بتلائے فوج کو ہدایت کریں کہ دس منزل یا بیس منزل پر جا کر ملیگی دو دن بھاگیں
دس دن بھاگیں کہیں انتہا بھی ہے آپ تو خاموش ہیں کچھ تو فرمائیے سب رفیقوں نے جو افراسیاب سے یہ کہا
اس مغرور نے آنکھوں میں آنسو بھر کر جواب دیا ابھی تک کوئی مقام محفوظ میرے ذہن میں نہیں ہے جہاں میں
جاؤنگا یہ لوگ میرا پیچھا نہ چھوڑینگے ہرکاروں نے مجھکو خبر دی کہ باغبان اسکو آمادہ کر چکا ہے کہ شہنشاہ کے دبیلے
سے لوح طلسمی لو نعمہر یہ کو قتل کروا افسوس ہے کہ زندانخانۂ طلسمی کا پتا دے چکا ساربان زاد سے
پیغ کہدیا زندانخانۂ طلسمی متعلق توسن حصار ہے اسے رہائی لاچین بھی یہ لوگ ضرور جائینگے رائے تم سب
صاحبوں کی میں پسند کی بیشک فوج کو روکو جو ہونا ہے اسی مقام پر ہو جائے اب قدم نہ ہٹے میں بھی آج
طبقے زمین کے ہلادونگا تم سب لڑائی کو روکو میں اسد کو ملکر مار ڈالوں تکے جی چھوٹ جائینگے بس اس سے
بہتر کوئی بات نہیں ہے سکتے اس رائے کو پسند کیا افراسیاب ملا سب سردار رکے تا میدان نہ بھی
پرے جائے یہی صلاح قرار پائی کہ ہم سب ملکر فوج کو روکیں شہنشاہ اسد غازی کو مار لیں ورنہ یہ لوگ
ذرکیں بچے یہ کہکر بڑھا کچھ سنگریزے اٹھائے فوج مہرخ پر مارے پتھر تمام برسنے لگے باغبان دبہار

پڑھکر اس سحر کو دفع کیا لیکن برق تڑپتا ہوا قریب صرصر و بہار آیا کہا حضور مین افراسیاب جادوگر بنا ہوا کھڑا تھا افراسیاب مع تمام سردار بھاگتے بھاگتے عاجز ہوئے اب افراسیاب یہ کہکر ٹھہرا کہ سب سردار تاجدار طلسم فوج کو روکین مین پتھر برسا کر اسد نامدار پر جا پڑون اسد غازی کے پاس کوئی تحفہ نہین ہی بیشک اُنکے دشمنون کو پکڑ لیجائیگا اپنی جان سے عاجز ہر ابھی مار ڈالیگا سب لڑائی بیکار ہوجائیگی بے لڑے بھڑے فوج شکست کھائیگی آپ ٹھیک جب قریب مرکب طلسم کشا رہین اگر وہ آئے سب صاحب ملکر حملہ کرین طلسم کشا تک نہ آنے دین آفات جادو سے کہو کہ شہنائے جمشیدی لیکر آگے بڑھے افراسیاب جادو کو آپ کی فوج مین نہ آنے دے وہ اُسی کے سامنے سے بھاگے گا کسی کے سحر کو نہ مانے گا خدا نخواستہ اگر طلسم کشا کو گرفتار کرکے لے گیا تو غضب ہے برق سے یہ خبر جو سُنی باغبان و بہار و صرصر ہوئے کاکل کشا و رعد و برق لامع و شاہزادہ خورشید زرین سحر وغیرہ چار سو سردار نامدار سینہ سپر کرکے روبروئے مرکب اسد نامدار کر ٹھہرے آفات جادو کو ترغیب دی ای شیر بیشۂ جرأت افراسیاب جادو نے یہ صلاح کی ہر اپنے آقائے نامدار طلسم کشائے عالیوقار کی حفاظت کرو اب افراسیاب جادو عاجز ہوا ہر قصد ہر کہ طلسم کشا پر جا پڑے پتھر سنگ ملائے برستا ہزارون کے سر پھٹے صرف اسی کھٹکے پر ہنسے فتح و ظفر ہر دیکھین تقدیر تا بہ دریائے نیل ہو بچائے یار او مین ظالم سامان شکست دکھائے آفات جادو شہنائے جمشیدی ہاتھ مین تیغہ کھینچے ہوئے صف سے آگے بڑھا اب اس صحرائے پر ہول مین یہ جا بجا ہین کے جم گئے اہالیان فوج افراسیاب جادو بھی بھاگتے بھاگتے تھم گئے ملحوظ خاطر ناظرین ہے ادھر فوج تھم گئی ادھر فوج بیحساب افراسیاب خانہ خراب سب کے ملازم بیقرار دہشت سے آمادۂ مرگ و مبتلائے قضا بیچ مین پڑے کے آکر آفات جادو نے شہنا بجائی دو چار ملازمان افراسیاب جادوگر آفات جادو نے خنجر لیکر اُنکو مارا اُنکی سردارون کو للکارا اُنکی کو چیر کر پھینک دیا اسی طرح شہنائے جمشیدی بجاتا ہوا طرف افراسیاب جادو کے چلا افراسیاب جادو سامری جمشید کو گالیان دیتا تھا کبھی لقا کا بدولت نام لیتا تھا پکارتا ہر کہ او لقا جسدن سے بھیا میری عملداری مین آیا ہر ہزارون ساحر مارے گئے ملک برباد رعایا ناشاد آج تو شکست فاش حاصل ہوئی ارے ظالم تیرے کان پر جون نہین رینگی کیسا جاگتی جوت کا خداوند ہر حیرت بولی وہ بیچارا خود لیند ہر خود بھاگا بھاگا پھرتا ہر وہ کیا مدد کریگا سامری و جمشید بہتر ہین لات و منات جیسے افسر مین دم خبیثہ کو پکار رہے وہ بندر ہا شاید اُسکی کو دتی چلی آئے یا لات و منات کو شرم آجائے ہائے کسکو پکارون ان خداوندون سے تو ہزارون

اور کرورون ورچے ہمین شہر ہین ہزارون کوس پر پرواز پیدا کرکے جاتے ہین اپنے ملازمون کو بچاتے ہین
یہ سب خداوند ہمارے ہوگئے ہین حیرت نے بال سر کے کھول دیے دونون ہاتھون سے پیٹ رہی ہے افراسیاب
جادو کے دامن سے لپٹی ہوئی ہو کہتی ہو برائے سامری آگے نہ بڑھیے ای شہنشاہ کیا مجھکو بیوہ بنایئے گا وہ
گھوڑا اکس زور سے شہنا بجا رہا ہے اسوقت لشکر مین افراسیاب کے عجب تلاطم ہے بڑے بڑے تاجداران
جلیل القدر و سرداران نامی و گرامی کو آفات جادو نے مار انزلون تک کھیت پڑا زراعتین پامال
قلب سامری پریشان پر ہجوم غم و ملال سب سر پیٹے رہے ہین یقین ہے کہ افراسیاب جادو بہ آب آفات
جادو جا پڑے افراسیاب جادو مٹا جاتا ہے منہ چھپاتا ہے کہ یکایک آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ ایک
ساحر مہیب پیر زمین گیر کمر مین خم جسم مین جھریان پڑی ہوئی تنگ خاندان بالکل برہنہ آواز دیتا ہوا
کیون افراسیاب خانہ خراب یہ دن مجھکو یاد تھا ستم شہنا نواز جادو آج تجھکو کون بچاتا اگر مین پہلے سے
آتا شل پلنگ خونریز کے مارا جاتا مین جانتا تھا یہ اشیاے بزرگان دین ہین انکی حفاظت نہایت دشوار ہے
تیرے قبضے مین مدد و سکین گی مین نے اس خیال سے تجھسے نہ کہا وقت اختتام طلسم ہوشربا آگیا
سامری و جمشید تحریر کر گئے ہین دو سو برس مین عبادت سامری کی گوشہ گیر رہا خداوند میرے خواب مین
آتے ہین اکثر فرماتے ہین افراسیاب کو بڑا غرور ہے اسکی عقل مین فتور ہے تجھکو کسنے صلاح دی کہ مشعل
جادو کو لا مشعل کے مرنے سے ہوشربا مین اندھیر ہوگیا جب کا یا پلٹ مارا گیا تاریک شکل کش ایسی
ساحرہ ماری گئی اسکے مثل سامری و جمشید نے خلق نہین فرمائے آج مجھکو منظور ہے چراغ دین سامری روشن
کرون تو نے شمع حیات مشعل کو گل کر دیا مجکو شرم آئی ہم چراغ ہدایت مذہب سامری و جمشید ہین ہمارے
جان دینے مین بھی بھید ہین کل کا الیان ہوشربا کی جان بچاتا ہون سرخ رو ہو کر خدمت سامری مین
جاتا ہون یہ کہکر شہنا نواز ٹھہراتا ہوا قریب سر آفات جادو آیا للکارا کیون ای آفات جادو سامری
پرستون کو قتل کر کے تجھے افسوس نہ آیا تو نے بوڑھے دو سو خداوندون کو چھوڑا ایک خدا سے نادم
کی پرستش کی اب قتل شہنشاہ طلسم ہوشربا مین کوشش کی یہ کہکر اسی پیر زمین گیر نے خنجر بران کمر سے
کھینچا گلے پر اپنے پھیرا خون اپنا خود چلو مین لیکر شہناے جمشیدی پر پھینک مارا شہناے جمشیدی ٹکڑے
ٹکڑے ہوگئی وہ صداے مہیب آئی کہ زمین صحراے پر ہول تھرائی اسی شہنا سے ایک برق چمک کر مثل
شمشیر آبدار تڑپ کر سر پر آفات جادو کے گری یہ بہادر ستیار گلشن جہان ہوا لاکھون صدا مہیب سے

بیہوش ہوگئے وہان کوہ زبرجدی پر آفات چہار دست بدست مٹھی ہوئی شراب خواری کر رہی تھی یکایک
آواز مہیب آئی کنیزان سامری پیٹنے لگین کسی کا سر پھٹ گیا کوئی ہاے کہکر گری سو تیلیون کے سر پھٹ
گئے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئین چار سو اب باقی رہین انکو آفات نے گود مین لیکر کمرے مین بند کیا پیٹتی ہوئی
دوڑی اسوقت اُس صحرا مین پہونچی کہ آواز آرہی تھی کشتی مرا نام من شمسنا نواز جادو بود منتظم حجرۂ چہارم
افراسیاب خانہ خراب خاموش کھڑا رو رہا تھا اہل اسلام نے بعد اِس قیامت کے قصد کیا معاوضہ خون آقا
لعین لشکر افراسیاب جادو پر جا پڑین افسوس یہ ہی کہ ہمارے افسر نامی و نامور صاحب شوکت و لیاقت
جانباز سرفروش نے کس جرأت سے جان دی یکایک آسمان سے نوہ ہوا اسنم ملکہ آفات چہار دست باشید
ای مسلمانان خون شمسنا نواز ہو چکا فلک تخم بدعت کشت امید مین بو چکا ارے کیون قضا دامن گیر ہوتی ہی
تم سبکے مٹانیکی تدبیر ہو چکی ہی یہ کہکر آفات چہار دست گری افراسیاب و حیرت کو پنجے مین اٹھالیا
سرما و ابرلیق کو آواز دی لشکر لیکر پلٹے جاؤ بادشاہ تمھارا فوج لیکر آئیگا ای مہرخ وغیرہ اپنی جان کو
غنیمت جانو پلٹ جاؤ مہرخ وغیرہ نے دیکھا اندھیرا ہو گیا چلتے چلتے آفات سحر کر گئی سیکڑون پامال
ہوئے مہرخ وغیرہ نے پلٹ کر لاشہ اُس شیر کا اُٹھایا یا تو خوشی خوشی کرتے ہوے جاتے تھے یا گریان
و نالان واپس پہنچے ایک صحراے معقول مین لاکر لشکر کو اتارا اہل اسلام بعد دفن آفات شکر پروردگار
مین مصروف ہوئے کہ پروردگار نے بڑی بلا سر سے ٹالی اگر یہ شمسنا اسطرف سے بچتی تو شمسنا نواز کا بھلا اگر اپنا
گلا کاٹتا خدا نے اپنا فضل شریک کیا اہل اسلام تو مصروف عیش و نشاط ہین کوکب روشن ضمیر کا نامہ بنام
عمرو آیا اسمین مبارکباد فتح حجرۂ چہارم تحریر تھی بہ تاکید لکھا تھا کہ خواجہ سلامت تمام ہونے پر حجرۂ چہارم
اسقدر خوشی نہ کیجیے ہمارے پاس تشریف لائیے ہمین آپ سے صلاح کرنا ہی اب سامنا بلاے عظیم کا ہی اِس
بلا سے سخت و صعب سے خدا محفوظ رکھے خواجہ عمرو اُسی وقت طرف طلسم نورافشان کے روانہ ہوے ان سب کو
تو اپنے اپنے حال مین چھوڑیے اب داستان دلستان بحر بیان حجرۂ پنجم کی تحریر ہوتی ہی ناظرین والا تمکین نظر
غور ملاحظہ فرماینگے یقین ہی لطف کامل اُٹھاینگے بہت مسرور ہونگے کیونکہ اس حجرے مین ایک لفظ بھی
مصنف اول کا نہین ہی لفظاً لفظاً حقیر نے تحریر کیا باغ تحریر مین گلکاریان نئی نئی عیاریان لعبد
شدومد اس حجرہ کے اخیر مین تحریر ہونگی یہ بھی نشان دے چکا ہون کہ نام حجرہ ہفت بلا ہی پانچ حجرے طلسم
ظاہر مین اور دو حجرے طلسم باطن مین وہ بروقت دستیاب لوح کے مرحلہ جات طلسم باطن پر بیان ہونگے

وہ کلمۂ داستان سحر عنوان رنگین بیان حجرۂ پنجم بلاجبکا حاکم و ناظم ملک اخضر گوہر پوش وہ دختران اخضر ملکہ لعل سخندان و یاقوت سخندان مین اول جانا افراسیاب کا بہ سرقلۂ عقیق نگار اور ذلت اٹھانا ہاتھ کنیزان سامری کے اور رہ مین ہونا کار عیاری خواجہ عمرو سامنے اخضر و لعل و یاقوت کے و دیگر حالات متعلق داستان ہذا لائق ملاحظۂ ناظرین والا تمکین ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر آفتاب
خبر لے کہ رندون مین ہی شور و شر
تو اے پیخ ساقی خود کام سے
ذکر سیکدے کی خرابی مین کد
جگر مہر کی سا قیا کر گیا
ہر اک لفظ ہی رشک شمس و قمر
ہر اک سطر ہی غیرت کہکشان
سپیدی کاغذ بیاض سحر
قمر ہو رقم مہ جبینون کا حال
کہ لکھنا ہی اب حجرۂ پنجمین
فلک پر جھلکتے ہین وہ ماہ نو
وہ سرو خرامان باغ کمال
سراپا کا آگے کرون کیا بیان
دہن غنچۂ گلشن امتیاز
فصاحت سخن مین بہ حسن قبول
اشارون سے ظاہر فسون سازیان
ہر اک بات مین عشوہ و دلبری
روان ساتھ نہرین مین باشندہ
دل و جان سے مشتاق ہون ناظرین

ہی میخانۂ دہر مین انقلاب
عبث دشمن جان ہی پیر مغان
صدا آتی ہی یہ لب جام سے
تصور مین ہی ساقی ماہرو
داغ قمر آسمان پر گیا
ستارون کی نور رشک سے ماند ہی
سنور مین اوراق اے مہر بار
زمین شعر کی غیرت طور ہی
ہو جس لکھ حسینون کا حال
دو گوہر عیان ہونگے اک درج سے
دو نجم درخشان دکھاتے مین نور
در نظم کے ہین کہان جوہری
حسین مہ جبین قاتل عاشقان
وہ دندان پر نور سلک گہر
لبون کو مسیحا کا رتبہ حصول
وہ رخسار رشک شہ خاوری
شہنشاہ اقلیم افسونگری
بدہ ساقیا ساغر مشکبو
الٰہی اے قمر آفرین آفرین

مرے ساقی حور وش پر خبر
ہی میخوارون کی تاک مین بلیان
بدہ جام گل رنگ باشد وہ
شراب مضامین کی ہی جستجو
ہوا آفتاب بیان جلوہ گر
ہر اک دائرہ حرف کا چاند ہی
ہر اک نون ہی رشک دور قمر
تو قرطاس نوراً علےٰ نور ہی
کشش ورق ہی بل رہی ہی زمین
مہ و مہر طالع ہون اک برج سے
بہار گلستان جاہ و جلال
کہ ہی داستان لعل و یاقوت کی
قد دلکش سرو گلزار راز و نیاز
زبان ماہی بحر قند و شکر
نگاہون مین ہین شعبدہ بازیان
مہ و مہر بھی جھکتے ہین مشتری
ہوئی جوش دریا مین مجھکو جو لہر
اب اس داستان کی ہوئی جستجو
چہرہ ساقیان خمخانۂ افسونگری

و سرمستان بادۂ مروق سخن پروری مدہوشان ساغر صہبائے حسن و جمال و سرمستان شراب میکدۂ کلام فصاحت
مآل ساقی قلم کا بعد چشم میخانہ قرطاس مین دور ہی ای بادہ کشان میخانۂ سخنوری جامے غزلی شعر
سخن سنج و دانائے شیرین مقال و چنین می نگارد زرکلک خیال ۔ بعد اختتام حجرۂ چہارم شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر با تدبیر مع نور افشان جادو قصر جمشیدی مین مراتب واقعہ ملاحظہ کرکے عیارون پر عمرو
کی وجد کر رہا ہی جو مہر کے یہان گذرے اُس روشن دل نے آئینہ مین معائنہ کیے خواجہ کو نامہ لکھا کہ میرے
پاس تشریف لائیے عمرو بعد فتح و ظفر دربار مین آکر جلوہ فرما ہوئے تھے بعد عرصۂ دراز مقدمہ شہنشاہ سے
سعادت کامل حاصل ہوئی ملکہ بہار کہہ رہی ہی خواجہ یہ نہ سمجھنا کہ اطمینان ہوا اب باری حجرۂ پنجم کی ہی ملکہ
اخضر گوہر پوش ہمزلف کوکب روشن ضمیر حاکم حجرۂ پنجم ہی مصاحب سامری دونون بیٹیان اُسکی شہنشاہ
اقلیم افسونگری جمیل و بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق افراسیاب
کا قصد تھا ملکہ یاقوت کے ساتھ شادی کرے حیرت کے ساتھ شادی ہوگئی وہ مقدمہ ملتوی رہا دوسرے یہ کہ
اخضر گوہر پوش کو یہ بھی ناز تھا کہ افراسیاب خود آئے ملکہ یاقوت کی خواستگاری کرے تب شادی کردن
افراسیاب نے اپنا جانا قبول نہ کیا اس وجہ مین یہ مقدمہ ملتوی رہا اب خود خواہش کریگا راضی کرکے اُنکو
لائیگا اگر وہ آئین زمین و آسمان ٹھہرا جائیگا دو نہرین آب سحر کی اُنکے ساتھ رہتی ہین اُنہی سے سب کچھ پیدا
ہوتا ہی پانی کے قطرون سے لڑنے والے جلتے ہین انھین نہرون سے ورد افسونگری نکلتے مین اخضر گوہر پوش
کے پاس ایک گنبد بلوری ساختہ سامری ہی کہ جسمین تمام دنیا کا حال معلوم ہوتا ہی اُسپر کسکی مجال ہی جو عیاری
کرے جب آپ قصد کرینگے اُسکو ثابت ہو جائیگا کہ خواجہ فلان صورت پر میرے پاس آتے مین پہلے ہی سے
سدّ باب عیاری فوراً ہو جائیگا عیار اُس تک پہونچنے بھی نہ پائیگا خواجہ عمرو فرمانے مین ای بہار تم ایسا کم
دیتی ہو کہ پہلے ہی سے ہوش اُڑ جائے ساری مکاری عیاری بھول جائے پروردگار کی قدرت کو یاد کرو چہار
حجرہ ہائے بلا کے فتح ہونے کی کسے امید تھی ہمارے سامنے حال نہ بیان کیا کرو وہ مالک بے نیاز ہر جگہ ساتھ
اپنا فضل شریک کریگا یہ مصرع ہر وقت با اعتقاد کامل پڑھا کرو مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است
فرمانے سے عمرو کے سب خاموش ہوئے یکایک ایک ساحر تیز رو نامہ کوکب کا لیکر آیا زبانی بھی بیان کیا کہ
قصر جمشیدی مین کوکب و نور افشان تشریف رکھتے مین اُنکو بھی تکلیف دی ہی مقدمۂ حجرۂ پنجم صلاح
ہوکہ صورت فلاح ہو عمرو اُسی وقت طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوئے کوکب و نور افشان مع مشیران سلطنت

دو وزیران ابتک انتظار مین خواجہ کے صلاح کر رہے ہین کہ خواجہ بھی آگر پہونچے سب براے تعظیم اٹھے خواجہ آگر
کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوے کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری مقدمہ طول و طویل مختصر کرکے عرض
کرتا ہون دو شاہزادیان دختران شاہ جلیل ایک میری زوجہ ملکہ ناہید مرصع پوش و دیگر ملکہ اختر گلگون گوہر
زوجہ ملک اخضر خضر سیراب ہر ایک کے بطن سے لعل و یاقوت پیدا ہوئین میرے یہان از بطن ناہید جمشید و برادران
پیدا ہوے جب دونون سنین بچپن مین تھے جمشید کی نسبت ساتھ یاقوت کے قرار پائی لیکن درمیان مین
پھر کچھ کلام نہوا یہی خیال تھا عقد ایک جیتی ہے جب شباب ہوگا شادی کر لینگے اسی ہوس مین زوجہ اخضر نے
انتقال کیا چونکہ زوجہ نے میری سنا کہ بہن کا انتقال ہوا اخضر سے نامہ و پیام شادی و غمی غم مین اپنی بہن کے
موقوف کر دیے مقدمے مین نسبت کے بھی کچھ کلام نہ آیا چونکہ اخضر بہت مغرور ہے دربار مین اُسنے چاہا
افراسیاب کو داماد بناؤن لیکن شرط سخت مقرر کی کہ افراسیاب خود اگر خواہش کرے افراسیاب کو
یہ خیال تھا کہ مین بادشاہ طلسم ہوشربا ہون وہ میرے ملک کے باشندے مثل رعایا بستے ہین خود پیغام نسبت
نکرون وہ بطور ڈولے کے دین بہر نوع یہ مقدمہ بھی ملتوی رہا تمام عالم مین یہ مشہور ہوا کہ وہ دونون شاہزادیان
منظور نظر سامری ہین انکے ساتھ کوئی شادی نہین کر سکتا مین نے آپکی شراکت کی سامری پرستون کو میرے
نام سے نفرت ہوئی مین نے بھی کچھ پروانہ کی اب ضرور افراسیاب جادو بخواہش تمام براے خواستگاری
یاقوت سخندان جائیگا ملک اخضر بدل و جان قبول کریگا جب انکو ظاہر ہوگا کہ ملک و مال ہمارا ہوا اگر مقابلہ
کرینگی اب انکے حالات عرض کرنا غیر مناسب ہین خدا انجام بخیر کرے انتہاے سحر انکا یہ ہے کہ عفریت خونخوار انکے
قبضے مین ہے جسوقت انکو طلب کرینگی اگر تمام عالم انکے مقابلے مین ہوگا وہ عفریت سب کو کھا جائیگا علاوہ عفریت
طلسمی اور بڑے بڑے سحر ساختہ سامری و جمشید انکے قبضے مین ہین اشارہ انکا سحر جال مین افسون نگاہ مین
ہے جنون اگر نہرون کو اشارہ کرین دریا نکر لشکر حریف کو ڈبو دین اب میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ مین قبل جانے
افراسیاب کے ایک ایلچی معقول بخواہش طلب نسبت بہ اقرار قدیم روانہ کرون اگر وہ جمشید کے ساتھ راضی ہو گئیں
افراسیاب کو سواے صلح کے کچھ نہ بن پڑیگا عمرو نے کہا راے بہت معقول ہے اسمین بھی اپنا مطلب حصول ہے
ضرور ایلچی روانہ کیجیے نامہ بھی بخواہش تحریر فرمائیے مقدمات محبت قدیم یاد دلائیے یہ بھی لکھیے کہ قول مردان
جان دارد و سخن مردان اعتبار آپکی زوجہ مرحومہ اپنی ہمشیرہ سے اقرار کر کے مرین کہ یاقوت سخندان
کی شادی ہمراہ جمشید ہوگی کوکب ہو آجتک ہمنے امورات مالی و ملکی سے فرصت نہ پائی اسوجہ سے یہ امر معطل رہا

اب ہم جمشید کو لفرزندی دیتے ہین ہمارا تمھارا مقدمہ واحد ہی اقرار قدیم شاہد ہی یقین کامل ہی ضرور قبول کرسے
یہ سنکر کوکب نے نار حسب خواہش خواجہ عمرو تحریر کیا قصر جمشیدی کے پہلو مین چند صندوق رکھے ہین ایک صندوق
کھولا دیکھا اک تاجدار نوجوان ہاتھ سر کے نیچے رکھے سو رہا ہی کوکب نے آواز دی ای اسرار تاجدار بہت سوئے
اب بیدار ہو وہ جوان حاضر ہوکر اُٹھ بیٹھا عمرو یہ مقدمہ دیکھکر حیران ہوگیا کوکب نے کہا خواجہ اسرار تاجدار
اسکا نام ہی یہ قاعدہ دان حالات نامہ و پیام ہی بہت لطف سے جائیگا بفصاحت و بلاغت کلام کریگا خضر
کو پیام دیگا اور کوئی وزیر امیر وہان نہین جاسکتا وہ مقامات سحر بند ہین اسطرح کے لوگ رازداران طلسم
نور افشان چند کس ہین اسی طرح صندوق سے مین نے طیور چہار دست کو نکالا تھا وہ سردار یہ تاجدار
اسرار تاجدار نے اُٹھتے ہی تاج سر پر رکھا لباس شہنشاہی زیب جسم کیا چالیس مشیر و وزیر چند خدمتگار وہ
بھی معقول اپنے ساتھ لیے اپنے سحر سے اک تخت تیار کیا جب اُسپر سوار ہونے لگا تب عمرو نے کہا رخصت ہو تاجو
کوکب نے کہا بسم اللہ اپنے لشکر کا بہت اچھی طرح انتظام کیجیے گا عمرو نے کہا اسی واسطے جاتا ہون جاکر بخوبی
انتظام کرونگا یہ کہکر عمرو قصر جمشیدی سے کود سے بتنے دیکھا چند قدم جاکر غائب ہوگئے اسرار تاجدار حکم
کوکب نامدار تخت پر سوار ہوا اور سحر سے اک ابر بھی بنایا وہ سر پر سایہ فگن چالیس مصاحب چار خدمتگاران
معقول اس کروفر سے اسرار تاجدار کوکب کا نامہ دار بہر سمت قلعہ عقیق نگار برائے ملاقات ملک خضر
گوہر پوش روانہ ہوتا ہی کہ اسکا حال وقت پر لکھا جائیگا اب دو کلمہ داستان ذکر افراسیاب کہ آفات
چہار دست اُٹھا کر باغ سیب مین لائی ہی سنیے جسوقت افراسیاب مع ملکہ حیرت باغ مین آکر پہونچے حیرت
جادو سر پیٹنے لگی کہا شہنشاہ گھر برباد ہوا افراسیاب نے کہا کیون روتی ہو اپنے ادریسوت قبول کرو سب
مشکلین حل ہوجائینگی آفات چہار دست نے حیرت کو گلے سے لگا لیا کہا ای حیرت اس دن کی آرزو تھی
کیون گھبراتی ہو ایسی سوت کسے ممکن ہوتی ہی معشوق سامری و جمشید چرخ افسونگری کی خورشید انکا کون جواب
دے سکیگا ای حیرت جادو خداوند سامری و جمشید کی قدرت کے کوئی بھید نہین جانتا یہ چار روز تجربے
تمام ہونے کی ہمکو امید نہ تھی افراسیاب نہایت عقیل ہی تجنے ہمسے زمانے مین ملکہ تاریک شکل کے کہا تھا
کہ اسواسطے حجرے کھول رہا ہون کہ یاقوت کے ساتھ شادی کرون ہمین امید نہ تھی کہ یہ حجرے چار دن
ایسے لڑینگے کہ معرکہ ہائے عظیم رہینگے ایسے جلد فتح ہوئے اب رنج و ملال کا خیال نہ کرو شوہر کو اپنے ہاتھ
سے دولہا بناؤ لیکن اب مقدمات کو طول ہوا ہے انکے جانے نہ بنیگا انکو دیکھکر ملک الخضر کو لحاظ آئیگا ملکہ یاقوت نیلی

کو ساتھ کردیگا ملک اخضر تدبھا قیامتین برپا کریگا اُسکے سامنے عمرو عیاری نہ کر سکیگا جب عیاری کا تصور
کریگا اُسکے پاس گنبد بلورین ساختۂ سامری و جمشید ہی اُس سے اُسکو کیفیت آئندہ و گذشتہ کی ثابت ہوتی ہی غرض
ہر اک بات بتلا دیگا حیرت نے اُسی وقت کو بٹا کھلوایا آفات کے سامنے افراسیاب کو لباسہاے فاخرہ
پہنایا جو سب مین بھاری جوڑا تھا زیب جسم کیا تاج یاقوتی سر پہ رکھا گوہر بیبہا اُسمین آراستہ کیے موتیون
کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے جو جو لباسہاے معقول خزانے مین تھے وہ سب نکلواے جوڑے کرّ و فر سے

افراسیاب جادو مثل دولھا کے آراستہ ہوا نظم مصنف		وہ تاج مرصع ہوا زیب فرق
جواہر کے دریا مین گویا تھا غرق	لباس زری سے ہوا آراستہ	کیا خوب اپنے کو پیراستہ
وہ موتی کے مالے بصد آب و تاب	وہ کنٹھے تھے یاقوت کے لاجواب	نگاہون مین سب سحر کے رنگ ڈھنگ
قباے زری جسم مین چست و تنگ	قریب اپنے رکھا سب اسباب سحر	قیامت کے سحر اور نایاب سحر
ہوا حکم داڑھی مین کرو خضاب	کہ لڑکی کے دلمین نہو پیچ و تاب	شہنشاہ نے اپنے ہاتھ سے وسمہ لگایا

سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا ایسا نکھر آیا ہی اپنے ہاتھ سے اُٹھا اُٹھا کر شیشیان عطر کی سر پہ اُنڈیل
رہا ہی کنیزین گرد بلائین لے رہی ہین دولھا کو دعائین دے رہی ہین حیرت ہر چند کہ ضبط و صبر کرتی ہی لیکن
دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا جاتا ہی شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا جاتا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہین
غصے مین کانپ رہی ہی کبھی کہتی ہی وادی جان کبھی دنیا مین ایسا مرگ گذرا ہی جورو خصم کو دولھا بناے
اب کچھ مجھکو بن نہین پڑتا جب وہ حرامزادیان آئینگی اپنے ناز و ادا دکھائینگی کیونکر مجھسے ربط و ضبط
ہوگا ایسا نہو میرے اُنکے تکرار ہو انصاف کیجیے مین دختر شہنشاہ حیات وہ میری رعایا مین اب اُنکو
بخواہش بلایا جاتا ہی اُنکے دماغ آسمان پر ہونگے روز کی گھر مین لڑائی پیدا ہوئی خوب دانتا کلکل ہوگی
مین اُنکو پاپوش پر مارتی ہون صورتین اُنکی کیا چربی کی پتلیان ہین پھیکی صورتین مٹی کی مورتین سحر
کیا وہ مجھسے زیادہ جانتی ہین یہ کہکر حیرت رونے لگی آفات نے بلائین لین کہا بی بی تیرا شوہر سلامت
رہے ایسی ایسی بہت سی آئینگی ٹھوکرین کھا کر چلی جائینگی رہتا پانی رہجائیگا بہتا پانی بہ جائیگا تو تاج
محل شہنشاہ ہی چرخ حسن و جمال کی ماہ ہی اُنکو کوئی اسقدر منھہ نہ لگائیگا برادری والے بخوبی آگاہ ہین
بیاہتا کا مرتبہ ہی وہ اُڑھری اُنکو کون پوچھیگا اپنے دلکو بھاری نکر شوہر کو دولھا بنا افراسیاب
تاج بدل بدل کے پہن رہا ہی قدسیان حاضر ہین گا رہی ہین تالین مار رہی ہین جب سہارا رنگ کا آیا اور

نے سر جھکایا کنیزون نے مبارک کہکر سر پر باندھا پیاری سہرا دیکھکر افراسیاب پھول گیا سہرے
کو اٹھا کر پگڑی پر لپیٹا عطر لے جاتا ہی آغا حیرت کو سمجھا رہی ہی ڈومنیون کے آوازے رومال ہاتھ مین
دیا کہا دولہا میان رومال منہ پر رکھنا سسرال مین ٹر ٹر باتین نہ کرنا شاید کھانا سامنے آئے ضد کرنا خسر
سے اک ملک مانگنا نوالے چھوٹے چھوٹے کھانا اپنا بھولا پن دکھانا مشہور ہوگا لڑکا بہت بھولا ہی تعریفین
ہونگی لونڈیان ساتھ جاتی ہین وہان کی ڈومنیون سے مقابلہ پڑتا یہ سہرا ہم گاتے سہرا کہو زہرہ سے گائے
آج بسم اللہ کا سہرا اسر محفل سنا گئے آج بسم اللہ کا سہرا اور دوسری ڈومنی بڑی شوخ و شنگ تھی افراسیاب
کو شرمانے کے لیے یہ سہرا گانے لگی ناز و ادا کے ساتھ اپنا کمال دکھانے لگی سہرا

کیسا شادی کا مبارک ہی ترے سر سہرا
رشتۂ فکر مین گوندھینگے سخنور سہرا
صرف تار نظر عاشق صادق جو کرون
ایسے سہرون مین گوندھون ترا خوشتر سہرا
حسن یوسف کے چمن مین جو زلیخا گلچین
عرق حور مین کر لائین معطر سہرا
رشتۂ کاہکشان مین مین پروئے انجم
باندھکر آیا ہی گویا شہ خاور سہرا
لعل و یاقوت مین الماس و عقیق و گوہر
شکل آئینہ ہے دیکھے سکندر سہرا
اہل محفل کے دماغ آج ہین خوشبو سے
داد دینگے مجھے سن سنکے سخنور سہرا

ساج کا یہ ہی ولی عہد کے سر پر سہرا
سچے مین ہی کہین آب سوا موتی کے
دلسے دین داد مجھے دیکھکے دلبر سہرا
پیرہن کتان کا اگر رشتۂ الفت پاؤن
کبھی ایسا نہو پر اسکو میسر سہرا
گم نہین مردمک چشم صنا دل کے گہر
ہر گردون نے یہ گوندھا ہی منور سہرا
عرش پر قدسیون نے گوندھ کے تیار کیا
کیسا انمول ہی شاہا ترا پرزر سہرا
آج شادی سے سماتا نہین پھولا عالم
عطر سے مشک سے گل سے ہی معطر سہرا
سر پہ نوشہ کے مبارک ہو یہ سہرا آمین

گل کترتے ہین صنایع کے سہرے کے لیے
اشرفی کے ہی کہین پھول ہے پرزر سہرا
کہکشان نیچے عقد ثریا سے غرض
گوندھون پھر سوزن مینے سے مقرر سہرا
گل جنت کہون غلمان کہین لائین فی الفور
رگ گل تار ہی کیا خوب ہی بہتر سہرا
رخ کو روشن ہی جو خورشید تو سہرا شعاع
عقد پروین نہین قدرت کا ہی مظہر سہرا
ہفت اقلیم کا رکھتا ہی تماشا یہ طلسم
دیکھ پایا ہی جو پھولون کا اس سر سہرا
قدردان پھولینگے پھولونکی طرح محفل مین
گائے قوالۂ افلاک یہ گھر گھر سہرا

ڈومنیون نے خوب دھوم مچائی افراسیاب کبھی خفا ہوتا ہی ڈومنیان کہتی ہین دولہا کو مسخرا جانتی ہین جیسے
ملکہ افراسیاب کو بنا لیا شمو ڈومنی پہانی کہتی ہی میان دولہا بات نہ کیجیے کنگنا باندھی ہون دوشالہ منگوائیے
بر دکھائی جاتے ہو سسرال والے پسند کرین چاندی دلہن لیکر آؤ گھر آباد ہو آٹھوین دن لڑکا کھلاؤ دولہن معشوقہ
سامری ہی کیا عجیب ہی جلد لڑکا ہو رگ و ریشے مین انسونگری بھری ہی افراسیاب بہت جھلایا کہا شمو مین تجھکو ناچ

نظر آدو لگا یہ کہکر بارہ دری کے باہر آیا ابر ہفت رنگ کو بڑی دہوم سے آراستہ کیا ہر ایک ابر نقش مطلا سنہری رنگ آمیزی روا رکھی میں ابرون کی تیزی منسوبات ممالک انمین تیار کیے نقشۂ سکندر و دارا کیفیت فوج کیقباد و منوچہر کہین جمشید و جم کہین ضحاک ماران تخت پر بیٹھا ہر ایک جانب سے آکر لشکر فریدون کہین کوہ و صحرا کہین دریاے جیحون نقشہ کہل پر بنیاد ان تصویر دریاے خون روان اس رعنائی و زیبائی سے لکہ ہاے ابر ہفت رنگ کو آراستہ کیا وہ سر پر افراسیاب کے سایہ فگن ہوے چالیس فوج وزیر سرمادابرلق بارہ ہزار جوانان زرین پوش مصور و صورت نگار کو برلے سفارش ہمراہ لیا اس کرو فر جاہ و حشم سے افراسیاب طرف قلعہ عقیق نگار کے چلا جو سحر نایاب ہین انکو زور دے رہا ہے ابر مروارید ی سر پر کبھی موتی برسے کبھی باغ آراستہ ہو گئے سو کوس جب راستہ طے کیا افراسیاب نے مصور کو اسواسطے ساتھ لیا ہے کہ یہ نیرنگ سامری و جمشید مین یہ بیان کے حال سے واقف ہونگے یہ کبھی اسطرف تشریف نہین لائے بعد عرصہ دراز معلوم ہوا اک صحرا مین آگ لگی ہوئی ہے صاف ظاہر ہے کہ صحراے آتش بہار ہے افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا شہزادے یہ آتش کیسی شعلہ ور ہے یہ کونسا جنگل ہے بالکل آتش بہار معلوم ہوتا ہے مصور نے کہا مین اسطرف کبھی نہین آیا نانا دادا نے اسطرف کا حال کتابون مین بھی نہین لکھا نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہے افراسیاب نے کچھ خوف نہ کیا تخت کو بڑھایا جب دس کوس راستہ طے کیا دیکھا وہ صحراے آتش بہار نہین ہے صحراے مرجان تمام نخل سرخ پوش دور سے آتش بہار معلوم ہوتی تھی اب صاف ظاہر ہوا کہ مونگے کا جنگل ہے تمام صحرا اشجار مرجان سے معمور صورت آتش تر دیکھ و دوصا افراسیاب نے بند قبا کھول دیے ہواے سرد آنے لگی نخل مونگے کے دیکھکر نہال ہوگیا کہا یہ نمونہ سواد کو محبوب ہے کیا صحراے خوش اسلوب ہے اور جوش مین تخت کو بڑھایا سواران زرین پوش گھوڑون کو اڑاتے ہوے آگے آگے نقیب آوازین لگاتے ہوے دور سے قلعہ سرخ معلوم ہوا دیکھا اک قلعہ یاقوت احمر بصد کر و فر تمام دیوار و در یاقوت کے پھاٹک بہت بلند شمسہ اسکا مثل آفتاب عالمتاب چمک رہا ہے کئی ہزار تیلیان سنہری دیوار قلعہ پر صف جمائے کھڑی ہین آمد افراسیاب دیکھکر ایک تیلی انمین سے بڑھی پکار کر آواز دی کون چلا آتا ہے قریب قلعہ عقیق نگار جاہ و حشم دیکھتا ہے یہ مقام ادب ہے قریب سوار کے آکر تیلی نے باگ پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا آواز دی ارے گھوڑون کو پھیرو خبردار آگے نہ بڑھو تم کون ہو جو اس بے ادبی سے چلے آگے ہو سوار زرین پوش غلام افراسیاب غرور مین دماغ بھرا ہوا تیلی پر نیزہ مارا نیزہ ٹوٹ گیا تیلی نے اچک کر اک طمانچہ مارا اسوار کا سر اڑگیا اب تو تیلی نے سوارون کو مارنا شروع کیا کسی کو طمانچہ مارا کسی کی ٹانگ پکڑ کر شل

کر پاس کشنہ چیر ڈالا سواران زرین پوش مین صدائے فریاد والغیاث بلند ہوئی افراسیاب نے سر اٹھا کر پوچھا ارے
یہ کیا سرکہ ہی کمیدان نے بڑھکر عرض کی ایک پتلی سنہری آئی ہی وہ جانے کو منع کرتی ہی کئی سو سوار
اُسنے مار ڈالے کسی کا حربہ اُسپر تاثیر نہین کرتا افراسیاب نے قہر و غضب مین دیکھا وہ پتلی رقص کرتی ہوئی سامنے
افراسیاب کے پہونچی افراسیاب سے آنکھ ملائی تاج سر پر دیکھکر ہنسی کہا او بیحیا تو کون ہی جو تاج پہنے ہوئے
سامنے قلعہ کے کھڑا ہی یہ صحراے مرجان گذرگاہ سامری و جمشید ہی بیان کے ہر مقدمے مین بھید ہی سر سے
تاج اتار کلاہ مین نام اپنا تملا ہم جاکر لعل سخندان سے عرض کرین اگر حکم قضا شیم صادر ہوگا رادو نیگے
ورنہ اِس مقام پر اس بے ادبی سے کبھی کوئی نہین آیا یہ کہکر وہ پتلی ہنستی ہوئی سامنے آئی ہاتھ بڑھایا کہ سر
افراسیاب سے تاج اتار لون افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا سر پتلی کا چٹکیا سر سے
خون جاری ہوا ایک چیخ ماری بڑی بوا دوڑو یہ بڑا کوئی ظالم آیا ہی مجھکو طمانچہ مارا میرا خون زمین پر گرا
یہ جو پتلی نے آواز دی چالیس پتلیان سر دیوار قلعہ سے جدا ہوئین آکر لشکر افراسیاب پر گرین ہزار ہا
کو مار ڈالا تاج افراسیاب نے نوچ کے پھینکا یا ہر چند افراسیاب سحر کرتا ہی وہ پتلیان قتل نہین ہوتین غصے
مین آکر نعرہ کیا ارے کیا طلسم ہوشربا فتح ہو گیا طلسم کشا کو لوح ملگئی حکماے طلسم مرگئے ای کشندان
جلد حاضر ہو یہ جو افراسیاب نے بآواز بلند کہا زمین تھرائی آسمان سے حاضر حاضر کی آواز آئی ایک نازنین
سنہرے کپڑے پہنے ہوے لچکا گجیون کا ازار بند مین چہرہ آفتاب عالمتاب جبین پر عتاب دستبستہ عرض
کی ای شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا ای کشندان ای خزانہ دار طلسمی تاج طلسمی جلد لا ان بیحیاؤن نے
ہزار ہا ملازم میرے مار ڈالے اب صاحبون کی نوبت ہی مجھکو بڑی حیرت ہی ابھی الٹے بدلا لون کشندان بہت
خوب کہکر آسمان پر چلی چشم زدن مین تاج طلسمی لیکر آئی سر پر افراسیاب کے تاج رکھدیا تاج سر پر پہنکر
افراسیاب اُن پتلیون پر گرا جسپر عکس پڑگیا جلکر رہگئی کسی کو طمانچہ مارا کسی کی ٹانگ پکڑکر چیر ڈالا چھبیس
پتلیان افراسیاب نے قتل کین پانچ ہزار سوار و پیدل مار ڈالے گئے مرشد زادے مصور جادو اپنی جورو صورت نگار
کا ہاتھ تھام کر دور کھڑے ہوے وہین سے خبردار خبردار کہہ رہے ہین قریب نہین آتے ہین افراسیاب کہتا ہی
مرشد زادے میرے پاس آؤ یہان کا راز بتلاؤ مصور جواب دیتا ہی مین اس مقام پر آرام سے ہون مین
راز و نیاز کیا جانون کبھی اس مقام تک نہین آیا تقدیر نے نیا شعبدہ دکھایا جب افراسیاب نے چھبیس پتلیان
قتل کین اب پتلیان بھاگین دیوار پر جاکر ٹھہرین دور سے غل کر رہی ہین قریب نہین آتین افراسیاب نے

پانچ ہزار سوار دس صاحب تاج مدار واصل جہنم ہوئے جلو دار بھی کم ہوئے افراسیاب تاج طلسمی پہنے ہوئے
طرف اُس قلعہ سرخ کے چلا اُن تیلیون نے ہائے کا نعرہ کیا یکایک غبار بلند ہوا صحرا مین اندھیرا ہوگیا افراسیاب
بھی تاریکی دیکھکر پیچھے ہٹا بعد دم بھر کے روشنی ہوئی اب افراسیاب نے دیکھا آگے قلعہ سرخ کے اک دیوار آہن
بنکر تیار ہوئی اُس دیوار آہن مین ہزار ہا روزن ہر روزن سے ہر ایک تیلی جھانک رہی ہی آواز دیتی ہی ارے
ظالم ابھی نہین آتا دیوار کو نہین ہٹاتا کنیزان سامری کو بے خطا مارا اثر ملیگی افراسیاب نے غصے مین آکر اک گولہ
دیوار پر مارا اونا تا ہوا دیوار تھرائی کان مین آواز آئی ارے بے وقوف یہ کیا کیا دیوار تو نہ گری تھرا کر
رنگی گولہ پھٹکر سر ملازمان افراسیاب پر گرا کئی افسر جل گئے تیلیون نے قہقہہ مارا آواز دی کیون ای خود پرست
بدست بس اسی قدر سحر آتا تھا کچھ اور شعبدہ دکھا دیوار کے اس پار آ بوٹیان کاٹکر کھا مین سرکشی کا مزا چکھادین
افراسیاب چاہتا تھا کہ گولہ لیکر بڑھے کہ قلعے کی طرف سے برق چمکی آواز آئی ای شہنشاہ بس یہ کیا حرکت
ہی آپکے ملازمون کو بڑی حیرت ہی اگر کسی کے گھر مہمان جاتے ہین اُسکو سرکشی دکھاتے ہین کیا نقصان تھا
اگر آپ لمحہ بھر ٹھہر جاتے ہمکو خبر ہوتی ہم برائے استقبال آتے افراسیاب نے دیکھا یہ کون آواز دیتا ہی آ
جو نگاہ ڈالی برق جہندہ سے اک طاؤس زرین بال پیدا ہوا اُس پر اک بڈھا سوار تاج سر پر لباس زمردین
پہنے ہوئے پکارتا ہوا آتا ہی مصور نے بڑھکر عرض کی ای شہنشاہ آپ اس بڈھے کو پہچانتے ہین افراسیاب نے
کہا نہین معلوم کون نالائق ہی بیہودہ بکتا ہوا آتا ہی سرما بریق نے دست بستہ عرض کی حضور لعل دیاقوت
کے والد نامدار صاحب تاج مرصع جمشید ملک اخضر گوہر پوش یہی بزرگ آپ کے استقبال کو تشریف لا رہے ہین
افراسیاب دریائے خون مین نہایا ہوا تھا یا تو دولہا بنکر آئے تھے یا ع دس حسرت سے ہمکنار ہوئے تیلیون کا
خون جسم پر پڑا ہوا غصے مین بھرا ہوا پر باشتیاق معشوقان طناز مین جی بے کل اخضر آکر افراسیاب سے
لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ مقام تعجب ہی یہ آپکا سرکشی کرنا بدون اطلاع تشریف لانا ہم لوگ دس کوس پیشتر برائے
استقبال آتے با اعزاز و اکرام لیجاتے کنیزان سامری نے بڑی تکلیف پہونچائی افراسیاب نے کہا سبکو
کہا جاتا ان نالائقون نے ایسا پریشان کیا آخر تاج طلسمی طلب فرمایا آخر مارا کئیں کنیزین قتل ہوئین اخضر
نے کہا یہ باعث خرابی ہی آپ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہین آپ کے واسطے یہ امورات زیبندہ نہین ہین تعجب
ہی کہ مرشد زادے ہمراہ تھے انھون نے بھی حضور کو نہ سمجھایا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی قلعے کا پھاٹک
کھلا افراسیاب نے سر اٹھا کر دیکھا تخت طاؤسی پر اک آفتاب محشر سوار گلعذار ماہ رخسار سیم تن غنچہ دہن

نرگسی چشم سرو قد خورشید خد بے نظیر ہورہی نظم

وہ بیٹھا تھا وہ نور کا سراپا
ہر جبین تھی سو جبہ لطافت
دنبالہ کب اُنکی سرمے کا تھا
شہباز نے واکیے تھے بازو

ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین اُستاد ساحری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
لٹتے مین شباب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو

افراسیاب حیران جمال محو دیدار آئینہ وار حیران و پریشان اختر

نے عرض کی دختر خرد احقر ملکہ لعل سخندان برائے استقبال شہنشاہ تشریف لائی ہین وہ دختر کلان ملکہ یاقوت سخندان جنکے اشتیاق مین آپ تشریف لائے ہین وہ قلعہ یاقوت نگار مین تشریف رکھتی ہین اب تو قلعہ عقیق مین تشریف لیچلیے ملکہ سے اطلاع کیجائیگی یا وہ طلب کرینگی یا خود تشریف لائینگی افراسیاب اسی کے جمال کو دیکھکر بیتاب ہوگیا سراپا کو دیکھتا ہے ایک ایک عضو بدن نور کے سانچے مین ڈھلا ہے لعل نے آکر جھک کے سلام کیا مسکراکر کلام کیا افراسیاب نے یہ اشعار اُس ماہ رخسار کی صفت مین پڑھے نظم

جہان مین کب کوئی تسا حسین ہے
خدا کی شان ہے عرش برین ہے
سلیمان مین بھی اپنے وقت کا ہون
میرا محبوب ایسا نازنین ہے
حقیقت خاک الفت کی بتائین
یہ ملک ہند وہ اقلیم چین ہے
نہین تڑپا تہ خنجر دم قتل
مقرر ایک ہی وہ نکتہ چین ہے

ہلال ابرو مہ تابان جبین ہے
پڑا ہون مین یہان اور دل وہین ہے
پری رو آپ سا زیر نگین ہے
نہ جا کوچے مین اُسکے دیکھ زاہد
نہین جسکا فلک یہ وہ زمین ہے
اگی جب قبر عاشق سے تو نرگس
دلا صد آفرین صد آفرین ہے

ترے کوچے کی جو ای محبت زمین ہے
الٰہی مین کہین ہون وہ کہین ہے
بدن پر بار ہے پھولون کا سایہ
وہ کافر رہزن ایمان و دین ہے
رخ روشن پہ خال اور زلف مین چین
یہ مردم خیز ایسی سرزمین ہے
لکھا رعنا نے وصف حال جانان

لعل نے مسکراکر کہا درج دہن کو کھولا گوہر کلام فصاحت نظام بہ تقریر

سلسل یون پیشکش کیے کہ اے درۃ التاج شہریاری و اے کان جواہر زواہر کامگاری آپ کو تو دیوان کے دیوان یاد ہین آپنے صفت مین ذلت اُٹھائی لونڈیون سے آنکھ ملائی یہ کنیزان ساحری نہایت گستاخ ہین یہ کسی کو نہین مانتین کسی کے شرف کو نہین جانتین ایک نے جاکر مجھسے خبر کی کہ ایک بادشاہ آیا ہے بڑا مغرور متکبر سر آمادہ فساد صاحب ظلم و بیداد ہے حیران تھی کہ کون صاحب ہین آخر ثابت ہوا کہ سرکار دولت مدار تشریف لائے ہین کنیز برائے استقبال حاضر ہوئی افراسیاب فصاحت بیان پر مراجاتا ہے

بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے باتون مین دلربائی ہونٹھون مین مسیحائی دولھا بنا چاہئی کہکر ہاتھ تھام لیا کبھی مسکرا کر
سامری کا نام لیا افراسیاب نے پہلو مین بٹھایا لعل سخندان نے آواز دی گرد کنیزان سرکش پشت پہ
نازنینان ماہوش طلبہائے زرنگاری کے پہرے لگے اس شوکت وشان سے شہنشاہ افراسیاب داخل قلعہ
عقیق نگار ہوئے دیکھا تمام شہر کی عمارتین عقیق سرخ کی تعمیر ہر گلی کوچہ بے نظیر دوکانین آراستہ دوکاندار
بزاز صراف جوہری بیچے دوکانون مین جمع ہین ہر مقام پر یہی پرچا شہنشاہ طلسم ہوش ربا برائے خواستگاری
ملکہ یاقوت سخندان تشریف لائے ہین افراسیاب حیران کہ تمام اہالیان شہر غیب دان ہین انکو کیونکر
معلوم ہوا اس دھوم دھام سے لاکر قصر عقیق نگار مین افراسیاب کو داخل کیا افراسیاب اگر تخت
عقیق نگار پر بیٹھا لعل سخندان نے اسی وقت ایک عرضی لکھکر خدمت مین ملکہ یاقوت سخندان کے روانہ
کی افراسیاب کے واسطے سامان عیش ونشاط مہیا کیا افراسیاب نے دیکھا ساقی بچے کمسن نازنینان
حور پیکر کا مجمع ہر کمرہ قصر اسباب معقول سے آراستہ شہر بخاری کا نہایت تکلف سے سامان کیا ہے یکایک آسمان کی
برق چمکی ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے آسمان سے اترے دو نہرین مملو از آب سحر ہوا سے اترکر زمین
پر آئین طائرون نے زمزمہ سرائی کرکے آواز دی سب صاحب ہوشیار ہو جائین ملکہ یاقوت سخندان
معشوقہ خداوند سامری تشریف لاتی ہین ملک اخضر گوہر پوش کھڑا ہوگیا لعل سخندان بھی اٹھی تمام
کنیزان ماہر وصف باندھکر کھڑی ہوئین اک روشنی ہوئی ہاتھ پکڑکر لعل نے کہا بھیا ذرا کھڑے ہو جاؤ ہمشیرہ
کلان تشریف لاتی ہین مقام ادب ہے خداوند انکا مرتبہ خوب پہچانتے ہین آپ انکو انسان جانتے ہین یہ خوش
قدرت سامری ہین صد ہا طائر سامنے سے نکل گئے نہرین زمین پر قائم ہوئین دونون نہرون کو جوش و
خروش ہوا نازنینان مہ جبین نے سجدے کے واسطے سر جھکایا افراسیاب بھی جلدی جھک گیا اب
جو سر اٹھایا دیکھا ایک ماہ طلعت رشک حور جنت چہرہ ماہ درخشان خال نظیر ثابت وسیارگان پتلے پتلے
ہونٹھ پان سے لال یاقوت احمر کی مثال ہے دل خون ہوتا ہے تصور سے زلفون کے جنون ہوتا ہے قد
دلجو کو شمشاد وصنوبر سے کیونکر مثال دون یہ قد قیامت ہے یا نخل نورسیدہ وچوب ناتراشیدہ بقول مخفی قطعہ

وائے بر شاعران نادیدہ
سرو چوبیت ناتراشیدہ

غلطی را بجز و پسند بدہ
سرو را قد یار می خندند

اس غلطی کو منصف کیونکر قبول کرے قد کو کس طرح سے مثال دون

آہ دل عاشقان ہو رعنائی وزیبائی سے معمور سایۂ نخل طوبے کتنا زیبندہ ہے چال سے قیامت آشکار

گردش چشم سے گردش لیل و نہار اظہار حسینان جہان کی سردار کبک رفتار نظم مسدس

ہین کمان ابروے خمدار یہین شک اصلا
برق سان جنبش ابروے صنم ہر گویا
قاب قوسین بھی بڑھ کے ہی انکار بتا
چلہ کش گوشۂ خاطر سے بھلا مین کیا کیا
وہ کمان ہر تو نگہ ناوک صید افگن ہر
لب معشوق ہوا اس تیر کو یہ قدغن ہر

آہوے ناز لعینہ ہر وہ چشم جادو
تازیانہ ہوا دنبالۂ سرمہ ہر سو
لوگ کہتے ہین اُسے ابلق ایام ہر تو
سرمگین آنکھین ہین آہو تو وہ شاخ آہو
مردم شیشے مین اُتری ہر لعینہ وہ پری
چشم بد دور ہر یا مردمک چشم اُنکی

معجزہ فکر ہر یا معجزۂ پیغمبر
شق کیا آپ نے انگشت مبارک سے قمر
طشت از بام ہر یہ مخبر صادق سے خبر
یہ وہی منظر اعجاز ہر روے انور
ماہ دو ہفتہ دو حصہ ہر وہ چہرہ الحق
درمیان بینی ہر انگشت ہوا جس سے شق

گورے گورے سے وہ رخسار ہین نازک از بس
مفت ہر جان کے عوض بھی جو میسر ہو مس
عمر بھر بوسۂ دلچسپ کی ہر جسکے ہوس
بل بے مزہ ٹپکا ہر پڑتا ہر جوانی کا رس
دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علے
رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کے حاشا کلا

لعل سے دیجئے نہ تشبیہ لب جانان کو
دونون لب کو ثمر دسیون سے بھی بڑھکر ہین جو
ہر کمان اسمین یہ لطف اور تبسم دیکھو
دانت کھٹے ہوے فرہاد کے شیرین سے کہو
لب بلب ہون تو مزا قند مکرر کا آے
جان بلب ہون تو وہ لب معجز عیسےٰ دکھلاے

لب مین اعجاز مسیحا ہر خواص عیسیٰ
بو ہر غنچے مین نہان یا ہر یہ ہونٹھون مین ہنسی
واہ کیا خوب تبسم ہر یہ مضمون ذکی
ہر حیا آنکھ مین پابند ہر شیشے مین پری

لب مین جو بات ہی کب قہقہہ دیوار مین ہی
بوسہ خورشید کی کہان غنچہ گلزار مین ہی

ہی عجب نکتۂ موہوم پری رو کا دہن
برگ گل لب مین دہن ہی جو رگ برگ سمن

بالیقین غنچۂ ہی گویا دہن رشک چمن
قافیہ تنگ ہی خاموش نہین جائے سخن

اک سکندر کو ملا قطرۂ آب ظلمات
خضر رہ خضر ہوا ہاتھ نہ آیا ہیہات

گال مین آگئے قیامت وہ گلوری کا ابھار
پان کا نام سے یعنی منہ مین چبانا ہر بار

شان اللہ کی معراج مین حسن رخسار
قمر اک گال اکنا نہ دیا وہ دم بوس و کنار

رنگ پان پر دل عالم تو ہوا لیکے حنا
اک زمانے کو ہوا رنگ مسی پر سودا

گوری گردن ہی کہ بلور ہی سانچے مین ڈھلا
موتی مانند صراحی ہی سگلے کا منکا

گل تر چہرہ گلو شاخ گل اور قد بوٹے
عاشقون کو ہی یہی تار نفس دم دھاگا

غنچہ ہاے دل عشاق مین گرہ ہیچ ہار
عشق مین اسکے مجھے پھانسی ہی تار زنار

سخت حیرت ہی مجھے بلکہ عجب کا ہی مقام
حسن محبوب جو کعبہ ہی تو وہ کفر و ظلام

گردن اور بازو پہ رشتہ ہی جو حمائل فام
کفر کعبے سے جو اٹھے تو کہان پھر اسلام

ہی تعصب مجھے مین اسپہ چلاؤن گندم
کفر و اسلام کا ہین نگہ سے ازدون رشتا

سراپا مرغوب نازنین خوش اسلوب طرحدار حسین مہ جبین گلفام نازک اندام افراسیاب جادو صورت سحر آگین دیکھکر سحر و ساحری کا بھولا بھولا عارض دیکھکر بنا گل بھولا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہوا منہ خشک ہو قلب سے دھوان نکلنے کا قریب تھا غش کھاکے گرے ملکہ خضر نے ہاتھ تھام لیا لعل سخندان نے کہا بھائی سنبھلیے افراسیاب نے جو غور کرکے دیکھا یاقوت نے شرما کر سر جھکا لیا خرامان خرامان آکر تخت یاقوتی پر جلوہ فرما ہوئی افراسیاب بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی ملکہ خضر نے شانہ ہلا کر کہا ای شہنشاہ

ذرا ہوش مین آیئے کسواسطے تشریف لانیکا اتفاق ہوا کچھ باتین کیجیے افراسیاب نے بے ساختہ آہ کی کہا ابا جان کیا کہون ہوش مین نہین ہون کیا دل کی کیفیت بیان کرون یہ حال ہی قلب پر ہجوم لشکر غم و ملال ہی ان چند اشعار سے میری کیفیت ظاہر ہوگی بگوش ہوش تصور فرمایئے نظم

بجلی سی کوند جاتی ہے جو کھلتین ترے بالون
قاتل نے کاٹے پہلے ہی مجھ خستہ تن کے پانون
مدفن کو چشم مور ملی مجھ حقیر کے
جائیگا کوے یار مین سر سراپیکے پانون
باغ جہان مین ڈھونڈھتا پھرتا ہی یار کو

خورشید ہے چرخ پہ ہم سا کہین ملے پانون
رہو بیچ وہ ہمیشہ ہی مین وحشی سبک خرام
کنج مزار مین بھی نہ پھیلائے تنگے پانون
شانہ طرہ دیکھ تو نہ لگا بیٹھنا کہین
جھکتے نہین شمیم خجستہ سخن کے پانون

جی کیا لگے کہ صحبت زنجیر بھی نہین
پہنچی جو مجھ تک لیے کہان مین ہے پانون
پاس ادب سے گرد نہین ہے مقام پا
سہندی کہان کہان تری غیرت سے چکی پانون
یاقوت نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر

لعل سخندان نے لب لعلین ملکوت کہا بچیا ذرا ہوش مین آؤ سمجھ کے بات کرو مراد دل اپنی سامنے آبا جان کے بیان کرو جواب سے قبول بلا تمہارا بھی بہت بڑا مرتبہ ہی بادشاہ طلسم ہوش ربا ہو ہمشیرہ صاحب کی رتبہ شناسی کرو سمجھ کے کلام کرنا عقلمندون کا کام ہی گھبرانا مناسب نہین ہی یہ بھی تو آپ کا گھر ہی ناحق کا درد سر ہی افراسیاب نے بہم ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے شاہزادی کیا کہون حقیقت مین مقام ادب ہی دل تردد منزل کو قد موسی کی طلب ہی نظم

من آن پروانۂ عشقم کہ در آتش وطن دارم
سخن در زیر پر چون گلستان سخن دارم
بخنجر گر بسینہ ام جیب آوردی مین گویم
بحمد اللہ کہ بارے گوشۂ بیت الحزن دارم

چو فانوس آتش دل را بزیر پیرہن دارم
نہ ضد اری کہ در حسرت مرا صبر آوارہ
شہید خنجر عشقم گواہ خود کفن دارم

دلم بلبل صفت از عشق نالۂ شور دارد
ز افغان وا عمارت داغ فرمان چمن دارم
اگر در گلشن عشرت ندارم راہ احمقی دری

اس طور سے یہ اشعار افراسیاب نے پڑھے آنکھون سے آنسو بھی نکل آئے

ملک خضر نے دامن سے اشک حسرت افراسیاب پاک کیے کہا اے شہنشاہ اپنے کو سنبھالیے ہم تو صاف صاف کہتے ہین مطلب دلی ارشاد فرمایئے اسی وجہ سے شراب وکباب کا سامان نہین کیا افراسیاب جادو مضمون خواہش شادی لکھکر لایا تھا وہ کاغذ خضر کے ہاتھ مین دیدیا کہا یہ آرزو دل ہی خضر نے پڑھا افراسیاب نے بہت عجز و انکسار سے لکھا تھا کہ اے شہنشاہ مجھکو فرزندی قبول فرمایئے مجھے دشمنون نے بہت حیران و پریشان کیا چاہتا ہون ملک و مال جاہ و جلال مالک طلسم ہوش ربا آپ کی صاحبزادی کے سپرد کرون مین فقیر بنکر قبر سامری پر جا بیٹھون اب تباہی طلسم ہوش ربا و قتل نازنینان حور مثال دیکھا نہین جاتا ایسی ایسی تصویرین مٹین کہ جنکا جواب پردۂ دنیا مین ممکن نہوگا بہار و مخمور ایسی شاہزادیان دشمن

جان ہو کر شریک عمرو ہوئین انکی جدائی بہت ناگوار ہی آٹھ پہر دل بیقرار ہی کوئی وقت راحت باقی نہ رہا عیارانِ
نے ناک مین دم کر دیا اسد غازی بیشک تاج طلسم ہی گنبد نور سے رہائی پائی ماران زمین کن و اسرار جادو
شریک ہوگئین عمرو کو تا بہ گنبد نور پہونچایا اسد و مہ جبین کو رہا کر لیا مہ جبین ایسی دختر بلند اختر پروردۂ
مہد ناز و نعم اسپر بڑے بڑے ستم کیے لیکن نجیب نے اسد کی اسنے ہاتھ نہ اٹھایا سات برس کی قید سہی
ثابت قدم کوے محبت ہی ایکطرح کا رنج و ملال ہو تو بیان کرون ایک سر ہزار سودے بس قہر سامری
پر بیٹھنا بہتر ہی اگر مناسب ہو کل طلسم پر قبضہ کیجیے نہین تو مذہب سامری مٹتا ہی ایسے خداوند مگر خود بینہ
مین کبھی مدد نہ کی کوئی بلا رو نہ کی عمرو نے ایکی مرتبہ خاتمہ کر دیا مقام لوح و نشان قید شہنشاہ لاچین
و بدیع پوچھ لیا اب آٹھ پہر ان لوگون کا یہی ارادہ ہی کہ اپنے کو تا دریاے نیل پہونچائین واقفکاران
طلسم انکے ہمراہ مین اگر اسد لوح پا گیا بڑا صاحب جرأت ہی یکہ تاز میدان جلالت بہادر خوبصورت نیک
سیرت لاکھون سے نہ رکیگا یہ مجھکو بڑا خوف ہی جسدن لوح اسنے پائی دن دہاڑے میری بارگاہ مین گھس
پڑیگا افسوس ہی کہ مین غیر ساحر کے سامنے سے بھاگون بہتر یہی ہی کہ ترک سلطنت کرون ملکہ خضر نے بڑھکر
افراسیاب کو گلے سے لگا لیا کہا ای شہنشاہ آپ اسقدر کیون بدحواس ہین فتح و ظفر سے بالکل یاس ہی
ایک دن مین یہ صاحبزادیان اور یہ پیرزن گیر لاکھون کرورون کا خاتمہ کر دیگا اگر وہ قصد کرین کہ ہم
بھاگ جائین تو راستہ نہ ملے اگر خطا معاف کرائین ہم قبول نہ کرین عاجز کرکے مارین اسد کیا عمرو عیار کی
کیا حقیقت ہی جیسے ہی خضر نے عمرو کا نام لیا افراسیاب نے منھ پیٹ لیا کہا ارے سامری اس ظالم کا نام
نہ لیجیے بختیارک شیطان درگاہ خداوند ایک شب کو میرے طلسم مین آیا تھا بخوبی سمجھا گیا ہی کہ جو کوئی پہلی
مرتبہ عمرو کا نام لیتا ہی عمرو کہین ہو اسکو خبر ہو جاتی ہی کہ فلان محفل مین ہمارا ذکر ہوا جہان دوبارہ نام
لیا گیا اس محفل کی جانب وہ منھ کرکے بیٹھتا ہی جہان سہ بارہ نام لیا اس محفل مین وہ ظالم آجاتا ہی
اسکا محفل مین آنا نمونۂ قہر سامری ہی کسی پر جوتیان پڑتی ہین کوئی الٹا لٹکایا جاتا ہی محفل درہم برہم
کر دیتا ہی حاضرین محفل کو ذلت ہوتی ہی اہل عجم نے اسکی شان مین ایک قطعہ کہا ہی قطعہ

دزد و لیست کہ زہر از دہن مار بدزدد ۔۔ خال از رخ زنگی بہ شب تار بدزدد
لعل از قدم اشتر رہوار بدزدد ۔۔ با پوش بیدار دو زنجیر بپائے و نزدہ

یہ مضمون اسکی شان مین بہت صادق ہی اخضر نے ہنسکر کہا ای شہنشاہ
کچھ دبلے ہو تو اس خرابی سے تشریف لائے کہ ہمارے بادشاہ ہو وہ سازبان زادہ دیان کیونکر آسکتا ہی

ہمنے تو ہزار مرتبہ نام بولکا دیکھیون تو یہان کیونکر آتا ہے لعل نے بھی کہا عمرو کی کیا حقیقت ہے کنیزون نے بھی
کہا کمبخت عمرو آئے تو اسکی بوٹیان کاٹ کے کھائین افراسیاب نے کہا یارو سبب ہو اُس ظالم کا نام لو
بیشک وہ آجائیگا اسکا آنا اور بلا کا نازل کا ہونا خداوند لقا اسکے یار وفادار ہین جو لکھتا ہے وہی تقدیر کرتے ہین
یہان شیطان صاحب نے نام سے ڈرتے ہین سامری جمشید کو بھی اسکا پاس ہے میرا کیا بیچارہ اس ہر ملک
اخضر نے کہا ہم تو سو مرتبہ نام لیچکے ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ کیون نہ آیا آپ اسکے بڑے ثناخوان
ہین ذکر کیا سو مرتبہ ہزار مرتبہ اسکا نام لیا گیا اب تک نہ آیا افراسیاب نے کہا بختیارک شیطان کا تو
یہی قول ہے کہ اسکا نام تاثیر دکھاتا ہے فوراً اس محفل مین آتا ہے اخضر نے کہا تم ایسون کی محفل مین آمدنیان
اسکے توکر دن فروشی جاتے کمرون مین تصویرین طائران طلسم کی مصوران خیال نے کھینچی ہین یہان کسی کا
نقشہ نہین جم سکتا دشمن لمحہ بھر نہین تھم سکتا آپ کے طلسم مین عذر ہے اے شہنشاہ یہ مقام صدر ہے ہمکو خوب
ثابت ہوا عمرو کے نام سے ڈر اور اگر آپ جی چھوڑ دیتے مین ساحر گھبرا جاتا ہے ہم ڈرنے والے نہین ہین یہان
مصور یہ بات مین گواہی دیتے ہین زمانے مین اے مصاحب سامری اے کلید خزانۂ افسونگری حقیقت مین لیکے
مقام ہے عمرو آیا ہے کہ یقین نہ تھا ساحر بھی وہان نہین پہنچ سکتا تھا جہان یہ ساربان زادہ پہونچا ہمارے
نانا دادا اسکے معین و مددگار ہین جو چاہتا ہے وہی تقدیر ہوتی ہے اخضر نے کہا مرشد زادے آپ پیرزادے ہین
بزرگان دین آپ کے عزیز ہین آپ نہ کچھ فرمائیے ہم افراسیاب سے شرط جیت لینگے جو انھون نے فرمایا ہے
اسکا ظہور دکھلائین افراسیاب نے پکار کر آواز دی اے خواجہ عمرو تم نمونۂ قدرت خداوند سامری ہو مین آج
ذلیل ہوتا ہون لمحہ بھر کے واسطے یہان آؤ ملک اخضر کو شعبدہ عیاری دکھاؤ اخضر نے کہا یہ یاوہ گوئی ہے تو ترک
کرو عیش و نشاط مین مصروف ہو جواب آپکی خواہش کی بدل و جان قبول ہوئی اے شہنشاہ آپ کو سعادت
دارین حصول ہوئی ہمنے تمکو یہ دامادی قبول کیا یاقوت نے سر ہلایا لعل نے اشارہ کیا ایک نازنین گلنار
پوش شعلہ جوالا آفت کا پرکالہ ترنج خوشبوئی ہاتھ مین لیکر آئی سینے پہ افراسیاب کے وہ ترنج خوشبوئی
لگایا چہرۂ افراسیاب سرخ ہو گیا افراسیاب پھول گیا جھومنے لگا مست محبت یاقوت سخن ادا کی آنکھون
کو دیکھکر نشہ آگیا ناچ کو بیچ کیا مبارک مبارک کی صدائین بلند ہوئین نذرین گذرنے لگین نازنینان مہ جبین
جو تکین جو بارہ دری مین جمع تھین غزل کے غول کمرون سے نکلین خوشیان کرنے لگین رنگ کی پچکاریان
چلین اخضر نذرین دے رہا ہے کنیزان یاقوت کو خلعت کا حکم دیا ہے افراسیاب کو تاہے سکتے جوڑے مین پہونچا

ایک ایک صاحب کنیز کو نہال کر دونگا اخضر کہتا ہی ای شہنشاہ یہان بھی سب تمہارا ہی ہی سب کچھ موجود ہی جو جسکو
چاہو دو افراسیاب و اخضران باتون مین مصروف ہین لعل و یاقوت مسکرا رہی ہین کہ ایک چوبدار نے
بڑھکر عرض کی حضور اسرار تاجدار نامہ دار کوکب نامدار صحرائے مرجان مین اگر ٹھہرا ہی کہتا ہی نامہ آپ کے
بہانجی صاحب کا لایا ہون امید ہی کہ قدمبوسی حاصل ہو کنیزان سامری نے اسکو روک لیا وہ رکا نگہبانان در
دولت نے اطلاع کی اب جیسا ارشاد ہو ملکہ یاقوت نے مسکرا کر کہا صاحب جو ادب قاعدے سے آیا کیون ہوا
لعل وہ کیون روکا گیا آج مدت کے بعد خالو صاحب نے نامہ بھیجا ہم لوگون کو یاد کیا افراسیاب نے کہا اگر
ملکہ خالو صاحب اکیلے ہمارے دشمن ہین انھین کی مدد سے مشعل و تاریک و احتقاق و شہنا لو از قتل ہو
چار جے سے جب کبھی ہم مسلمانون پر دباؤ ڈالتے ہین وہ مدد کو آتے ہین دائی امان نے تو ہمسن کو بیکار کر دیا تڑپ
تڑپ کے مرگیا ہو گا مین جو آیا انھون نے بھی نامہ بھیجا ہمارے دشمن کے ایلچی کو نہ بلائیے یاقوت نے کہا ای شہنشاہ
کیا آپ کی شراکت کرکے اپنے عزیزون کو چھوڑ دینگے بُران و جمشید سے ہمارا خون ملا ہی اگر نامہ لکھا تو کیا عیب
ہوا انکی خاطر انکے طور سے ہوگی یہی ہمارے دل کو بخوبی تسکین ہی کہ جب ہم برائے مقابلہ لشکر مریخ جائینگے بران
و جمشید و کوکب و نور افشان وغیرہ کل اہالیان نور افشان مدد مسلمانان سے ہاتھ اُٹھا لینگے اگر لڑائی دینی
کی وہ بھی دشمن ہین نور افشان کی تباہی ہوگی اول تو ہمارے سمجھانے سے وہ مان جائینگے برائے مدد مسلمانان
نہ آئینگے یہ فرما کر حکم دیا جلد ایلچی کو بلاؤ شاہزادیان واسطے استقبال کے جائین آمد اسرار تاجدار ہی وہ سردار ایک
ملک کا راز دار ہی کئی سو شاہزادیان نازنینان گلنار پوش بصد جوش و خروش برائے استقبال نامہ دار کوکب
چلین لیکن اسرار تاجدار وہان رکا ہوا تھا جب یہ شاہزادیان پہونچین اسرار بڑھا بصد لطف بغلگیر ہوا اپنے
مصاحبون چارون خدمتگارون کو ساتھ لے لیا داخل قلعہ ہوا جب اس دربار دُربار مین داخل ہوا مصاحب
و خادم بارہ دری مین ٹھہرے اسرار مجرا گاہ پر آیا قاعدے سے سلام کیا افراسیاب کو دیکھکر تیور پر بل
پڑگیا افراسیاب کو سلام نہ کیا افراسیاب بہت جلا کچھ کہہ نہ سکا ملکہ یاقوت سے اشارہ کیا دیکھیے ہمکو سلام نہ کیا
ملکہ یاقوت نے مسکرا کر کہا ای شہنشاہ آپ بالکل نادان ہین ایک ایلچی نے اگر آپ کو سلام نہ کیا کیا آپکا
مرتبہ گھٹ گیا اسرار تاجدار کو کرسی ملی اسرار نے بیٹھتے بیٹھتے نامہ کوکب ہاتھون پر رکھکر بطور نذر پیشکش
کیا اخضر نے وہ نامہ لیا محبت سے آنکھون پر رکھ لیا لعل و یاقوت بھی اپنی مان کو یاد کرکے رونے لگین کہا
کیون بابا جان خالو صاحب نے بالکل ہمکو فراموش کر دیا کئی سال کے بعد نامہ لکھا ہماری مادر مہربان زندہ

ہوتین تو اِس رسم کا لطف تھا ہم بہت شکایت کرینگے جواب مین ضرور لکھینگے یہ کہکر لعل نے وہ نامہ اپنے ہاتھ مین لیا کھولکر پڑھنا شروع کیا ملکہ یاقوت بھی بخوبی سن رہی ہین ملک اخضر بگوش ہوش متوجہ ہین پہلے تعریف

الٰہی دولت رسالت پناہی مرقوم نظم
سلطان سریر ملک ہستی

طغراست بنام بادشاہی
بنیاد نہ بلند و پستی

کورا است چو عرش بارگاہی
خالق کون و مکان رب جہان

ستار العیوب مسبب الاسباب کریم رحیم سمیع علیم حکیم مطلق دکارساز برحق جسنے ایک کلمۂ کن مین تمام اشیاے موجودہ کو پیدا کیا ثابت و سیارگان بہشت و دوزخ آفتاب و مہتاب کس تکلف سے خلق فرمائے اگر صنعت کو اسکی خیال کرے وجد مین آئے اسکی قدرت ہر برگ و بار سے ظاہر ہر دونون کے حال سے بخوبی ماہر ہو پیغمبران رسل براے ہدایت گم گشتگان وادی ضلالت بھیجے جسنے انکے حکم کی پیروی کی پابند احکام رب العزت ہوا اگر انکے حکم خلاف کیا دشمن خدا مشہور رہا اسکے بعد القاب ملک اخضر لکھا تھا ای برادر بجان برابر ای یادگار سامری و جمشید ای ماہر حال سیاہ و سفید ای کلید خزانۂ سحر و ساحری مسند نشین محفل سامری کیا تمھاری صفت مرقوم ہو مدت سے سد باب نامہ و پیام آمد و رفت بھی بالکل معطل ہوئی محبت قدیمانہ کا خیال نہ رہا ملکہ اختر جہان افروز والدۂ ماجدۂ لعل و یاقوت نے روز پیدایش شاہزادۂ جمشید سے ملکہ یاقوت سخندان کو منسوب کیا اب کچھ اسکا ظہور بنوالذا التصدیع دہ ہون کہ جمشید فرزند ہمارے کو بہ فرزندی قبول فرمایئے کوئی رسم منگنی درمیان مین ہو جاے تاریخ و ماہ شادی قرار دیا جایگا یہ حقیر برات لیکر در دولت پر آئیگا یہ تمھارا نور نظر ملکہ یاقوت میری پارۂ جگر ملکہ نور بصر زیادہ تحریر کی ضرورت نہین ہو اِس نسبت کے خیال مین دل اندوہگین ہی ورنہ ملکہ ناہید مرصع پوش مادر جمشید و مہ آن خود تشریف لائینگی اِس تقریب کو ہم ترک نہ کرینگے دونون ایک ساعت پیدا ہوے بروقت نال کٹنے کے نسبت قرار پائی ملکہ اختر جہان افروز مرحومہ نے اپنی کنار عاطفت مین جمشید کو لیا یاقوت سخندان کو گود مین ناہید کی دیا دونون بہنون نے آپسمین عہد و پیمان پختہ کیا ہم اُس عہد کے پابند ہین ہمیشہ سے انصاف پسند مین جمشید کے بڑے بڑے پیغام آے شاہان عالی مقام خواہان ہوئے ہمنے سب کو یہی جواب دیئے یہ شاہزادہ منسوب ہو ملکہ یاقوت سخندان اسکی منسوبہ خوش اسلوب ہو بموجب عہد قدیم جواب باصواب سے سرفراز فرمایئے اخضر یہ نامہ محبت آگین جب سن چکا سُن ہوگیا زانو پر ہاتھ مارکر کہا بڑی غلطی ہوئی ای نور نظر لعل تمھاری مادر مہربان یہ نسبت پختہ کرکے راہی ملک عدم ہوئین اب بڑی مشکل ہو ہمنے شہنشاہ سے نسبت پختہ کی انکو کیا جواب لکھین یاقوت نے

غصے مین جواب دیا ای والد نامدار آجتک خالو صاحب سوتے تھے اب شہنشاہ سے ہم نسبت پختہ ہو گئی اب جواب صاف تحریر فرمائیے یہی لکھدیجیے کہ دو پہر پیشتر تمھارا نامہ آتا عہد قدیم کا ظہور ہوتا اب یہ تقریب بخشی علاوہ ازین یہ بھی تحریر فرمایے کہ آپ مسلمان ہوے اب سامری پرستون سے کیا کام اُسی مذہب میں شامل رہی کبھی کیجیے کیسی بے ادبی کی ہمارے نامے مین تعریف خداے نادیدہ لکھی یہ سنکر افراسیاب اپنے آپ سے باہر ہو گیا مونچھون پر تاو پھیرنے لگا مشورت سے کہا مرشد زادے یہ عشوہ و دلفریب ما بدولت پر مائل ہوئی کیا معقول جواب دیا بڈھا تو گھبرا گیا تھا مصور نے کہا آپ جبکی خواہش کرین سلطنت طلسم ہوش ربا کی جو ہوس ہو آپ خود تشریف لائے رعایا کو اپنی سرفراز کیا معشوق نے بھی اس مہر و وفا پر ناز کیا اخضر نے قلم اٹھا کر یہی جواب مذکور لکھدیا اسرار نے زبانی بھی کہا بھائی صاحب سے کہدینا آپ نے دیر کی یہ بڑا غضب کیا کہ صفت خداے نادیدہ ہمارے قصر مین پڑھی گئی یہ وہ مقام ہے کہ ہر شب کو سامری و جمشید نزول اجلال فرماتے ہین اگر تو نے دو سو جزا بھی آتے ہین پہلے مذہب سے توبہ کرو مذہب جد و آبا کے پیرو رہو شاید افراسیاب سے تجھیر خرابی مین خلاف ہوگا تو ہم تمھاری جانب توجہ کرینگے اول اپنا اعتقاد درست کرو دادا پردادا سب ہو جوف پرستش سامری و جمشید مین مصروف تھے آپنے بزرگون پر لعنت کی ہم خلاف حکم سامری و جمشید نہین کر سکتے اسرار نے یہ نامہ لیکر مین رکھ لیا لعل و یاقوت نے حکم دیا خالو صاحب کے ایلچی کی خاطر کرو خلعت لاکر دو ساقیان مہر رخسار کو اشارہ ہوا گلا بیان لیکر دیتے اپنے مقام سے چلین ایک نازنین گلنار پوش پرکالہ آتش شعلہ سرکش نوجوان کمسن اک گلابی لیکر ہاتھ مین بارہ دری سے سب کے آگے نکلی گاتی ہوئی نظم

کاش مرجا تی کسی کوچے مین ہم زخمت نصیب
تھا بہت مشتاق ان جلوون کا اک آفت نصیب
شکر کرو دل کیسے ملتا ہو داغ عشق دوست
دل بلا حیرت نصیب آنکھین ہین حسرت نصیب
تم فقرہ پردازیون کی داد دینے کو تجھے
تم کی جا ہر کسے ہوتی ہو یہ ذلت نصیب
پوچھتے ہو نام کیا سودائی گیسو کا تم
بھی دور افتادہ تم بھی نارسا قسمت نصیب

یاد تو کرتا کوئی کیونکر کبھی جنت نصیب
واہ ری تقدیر اسکی یار جسکو بیخ دے
خوش نصیبونکو ہوا کرتی ہو یہ دولت نصیب
اسکی باتین سنکے دل کرتا ہو یار مجھے
ای فلک کیا رکھے تھے اک ہمین آفت نصیب
کام اپنا کر چلا آئینہ اگر پیش یار
تیرہ بخت آشفتہ دل غربیہ سر و حشت نصیب

شوخ برپا کرین فتنے تری اٹکھیلیان
عاشقونمین بھی نکل آئینگے کچھ آفت نصیب
وائے ناکامی کسی کی عاشق ناکام کی
وصل مین بھی کچھ نہ آفت لایا آفت نصیب
سامنے تو مین کھڑے ہین بزم مین کل اُس بدو
اور تو دیکھا کیا او دیدہ حیرت نصیب
نقش پاے یار خضر راہ کیا ہوگا جلال

اس دھوم سے آتش بادہ پیکر من بہنے یہ غزل عاشقانہ گائی کہ ہمیشہ مشہور ہے

ا ملکہ لعل کے قصر مین آٹھ پہر علم موسیقی کا چرچا رہتا ہی ایک ایک کنیز واقف رازِ علم موسیقی ہی ملکہ لعل سخندان ان سب کی افسر مین بڑے بڑے کامل جمع رہتے ہین اخضر نے بیقرار ہوکر دیکھا پوچھا ای بی لعل سخندان اِس کنیز کو تمنے خوب تعلیم کیا اِس خوشرو کا کیا نام ہی کمبخت نے دل بیقرار کر دیا کس لطف سے جلال کی غزل گائی لعل نے کہا یہ شراب پلانے والیون کی افسر ہی نام اُسکا مدہوش حورپیکر ہی یہ کہکر ملکہ لعل نے سر اُٹھایا اشارہ کیا ای مدہوش باباجان و شہنشاہ طلسم ہوش ربا کو مدہوش کردے اپنے ہاتھ سے شراب پلا کل جو غزل تعلیم مین یاد کی ہی تصنیف کردہ میان قمر صاحب اُسکے چند اشعار گا ہمارے شہنشاہ کو اشعار آبدار سنا مدہوش بہت خوب کہکر بہ تسلیم خم ہوئی افراسیاب سے آنکھ ملائی افراسیاب نشیلی آنکھین دیکھکر بیتاب ہوگیا مدہوش نے انگلی دانتون کے نیچے دبائی کہا شہنشاہ یہ صحبت رقص و سرود ہی یہ چند اشعار سماعت فرمایئے عمدہ عمدہ غزلین گاتی ہون میان قمر ایسے روشن طبع کی غزل یاد کی ہی یہ کہکر گنگنائی منھ پھیر کر مسکرائی بڑے ناز سے یہ غزل گائی

غزل مصنف

سیراخمیر بادۂ انگور سے بنا
ساقی اخیر کردیا دورا شراب کا
اُس شعلہ رو بغیر کہان لطف میکشی
شیلا وہ آگ کا ہی مین شیلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر

آنکھون کو جانتے مین پیالا شراب کا
گھٹی مین میری پڑگیا قطرا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہی مستونکی آجکل
پہلو نہ گرم ہو تو مزا کیا شراب کا
طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام ہی
دکھلا کے ٹکڑے کردیا شیشا شراب کا

مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
ہونے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو
پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
عاشق کا جسم بنگیا شیلا شراب کا
ملک اخضر بھی جھومنے لگا افراسیاب

نگاہ ملائے ہوئے بیقرار ملکہ لعل سے کہتا ہی کیا کیا کنیزین پریجبین آپ نے جمع کی ہین ایک ایک خوش آواز مسا جبان کرشمہ و ناز مدہوش حورپیکر حقیقت مین سب کی افسر ہی مدہوش نے یہ غزل گاکر گلابی اُٹھائی پیچ نگارین خورشید نما جام آفتاب ہاتھ پر رکھکر طرف افراسیاب کے بڑھی ساتھ والیان ساز بجانے لگین جام لیے ہوے آتی ہی کبھی تیوری پر بل کبھی افراسیاب کو دیکھکر مسکراتی ہی تنکر جو تانین مارین نشیلی آنکھون مین لال لال ڈورے پڑگئے میخوارون کے کلیجون مین تیر گڑگئے مصور ہاتھ پھیلا پھیلا کر فرماتے ہین ای مدہوش پہلے جام مجھے دینا لعل مسکرا کر کہتی ہی ای مدہوش سبکو مدہوش کردینا تیری ساقی گری کی دھوم ہی اِس قاتل کے سامنے سے کوئی بچ سکتا ہی اسکی چال ڈھال دیکھکر فلک شعبدہ باز کو سکتا ہی ابروے خمدار بل کرہے ہین صف مژگان مائل خونریزی شمشیر ابرو مین تیزی جبین سے کرائی بجلی چمک گئی عشوہ و راز مین جام لیکر قریب

مصور ہوگئی مصور نے ہاتھ پھیلا دیے جام لیکر پی لیا انجام نہ سمجھا دو قدح تک نہ کی دوسرا جام مدہوش نے پلٹ کر پھیرا افراسیاب سے آنکھ ملائی کہا او شہنشاہ تم بھی جام پیو ہم بھی آج خوب شراب پینگے خوب دور چلینگے بموجب اشعار آبدار غزل نسیم

پی میں اتنا ہو دکھائیں مستیاں یار شراب
جلد لا ساقی برنگ لالۂ احمر شراب
دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو

وقت دلدار ہے ساقی پیئیں کیونکر شراب
ابر ہے اٹھا ہوا گل ور رہے ہیں نگہتین
آج کی شب ہوا جدا ... ای دلبر شراب

آرزو کیا پوچھتا ہے رند ساغر نوش کی
یہ تمنا ہے بہین قاتل نہ خنجر شراب
لے خدا حافظ چلے مسرور ہو کر اپنے گھر

پی چکے محفل میں تیری اور پی بھر کر شراب
بے تعلق ہو نہیں سکتے تعلق آشنا
غیر ممکن ہے ہے بے شیشہ و ساغر شراب

بھر چکا ہے مژدہ آمد کسی مے نوش کا
ڈھونڈھتا ہے آج پھر میرا دل مضطر شراب
وعدہ دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے

آج ساقی میں جو سب میں ہو بہتر شراب
اسطرف بھی آج بندہ پروری چاہیے
ساتھ غیر و نکے تو اے جان پی چلے اکثر شراب

بن گیا ہے لخت دل ٹکڑے جگر کے ہیں کباب
درمیان کرتی ہے جیسے صورت دلبر شراب
اس دھوم سے یہ اشعار مدہوش نے

آنکھ ملا کر افراسیاب سے پڑھے افراسیاب بے بے ست ہو گیا ہاتھ بڑھا کر جام لیا پی ہی گیا اس بہجت سے تیسرا جام لبریز کیا جھک کر سامنے ملک اخضر کے آئی اس نوجوان پری پیکر نے بڈھے میان سے بھی نگاہ ملائی کہا شہنشاہ یہ لونڈی حضور کی کنیز ہے مدت سے قدم بوسی کی آرزو تھی آج تو میرے ہاتھ سے جام نوش فرمائیے یہ کہکر آنکھ سے اشارہ بھی کیا جس سے صاف ظاہر تھا کہ وعدہ کرتی ہے جبین ہو گیا رال ٹپکنے لگی بے اختیار پکار اٹھا اے مدہوش تیرے صدقے رو میری محبت میں آیا کر تو ہی شراب پلایا کر اخضر نے بھی ہاتھ بڑھا کر جام لیا لعل تو کانا سنے کی دھن میں مبہوت ہے یاقوت کے لبوں پر مہر سکوت ہے کمرون میں جو تصویرین ہیں انکو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے جیسے ہی اخضر نے جام شراب ہاتھ میں لیا ایک تصویر طوطی زرین بال کی کاغذ پر کھنچی ہوئی دیوار میں چسپان تھی یکایک اس طوطی زرین بال نے پر تولے منقار کھولی اک جھکارہ مارا جیسے ہی طوطی زرین بال نے منقار کھولی یاقوت نے کہا بابا جان یہ جام آپ نہ نوش کیجیے مدہوش کو دے دیجیے یہ کہکر آواز دی او مدہوش او مکار میں نے پہچانا او او مرشد زادے واہ شہنشاہ خبردار یہ عیار جانے نہ پاسے جیسے ہی یاقوت نے ہاتھ اٹھایا عمرو نے جست کی زمین پر آیا گلیم نکالی اودھر جھکا تھا یاقوت کے منہ سے لفظ گر نکل گئی تدبیر گرفتاری ہوگئی باؤن زمین نے تھام لیے گلیم تو عمرو اودھر جھکا تھا سب کی نظروں سے غائب ہوا اخضر نے جو بات کر دیکھا مرشد زادے اونگھتے پڑے ہیں افراسیاب کا تاج

ڈھلکا کرسی پر سر رکھکر بے ہوش ہو گئے خراٹے لینے لگے یاقوت نے کہا باباجان مین نے ساربان زادیکو
بازاڑ لفظ گیر میری زبان سے نکل گئی مجال تھی کہ زمین بالون نہ تھامتی یہ زمین قصر لعل سخندان ہے یہ زمین
نام مسلمانان کی دشمن ہے یہ کہکر ہاتھ ہلادیا چند طائرون نے آکر سرافراسیاب و مصور پر چھایہ کیا
زمزمہ سرائی کی سب ہوشیار ہوے افراسیاب نے اٹھکر ملک الخضر کو سلام کیا کہا والد نامدار آداب و تسلیمات
عرض کرتا ہون اے عمرو تیرے صدقے تونے میری بات رکھ لی لعل نے کہا دولہا بھائی اب زیادہ عمرو کی
تعریف نہ کرو وہ آنکھون کے سامنے سے غائب ہو گیا اسکا کیا سبب ہے افراسیاب نے کہا میرے یار
وفادار نے گلیم اوڑھلی ہوگی خواجہ کہان ہو جواب تو دو ایک کنیز کھڑی تھی اُسکے پہلو سے آواز آئی پیر و مرشد غلام
حاضر ہے مگر پاؤن میرے ٹوٹے جاتے ہین مین اپنے شاہ کے ساتھ آیا میرا شہنشاہ شادی کرنے آیا پر انامیرا ڈھنگ
نہ آتا سہرے کون گاتا وہ کنیز چیخ مار کر بھاگی دوڑکر ملکہ لعل سخندان کے قدمون سے لپٹ گئی کہا واری
میرے پہلو مین آواز آئی کچھ معلوم نہین ہوتا الخضر تو خاموش ہو گیا شرم سے جواب نہین دیتا افراسیاب نے
کہا اے ملک الخضر و اے ملکہ یاقوت سخندان عمر بھر سب تلاش کرینگے مگر عمرو نہ ملیگا عہد کرو تو وہ اپنے کو
ظاہر کرے آواز آئی شہنشاہ مین فقط تم سے ڈرتا ہون ایسے بیرزمین گیر کی کیا حقیقت ہے انکو قفرون مین
اڑا دونگا جس گنبد مین سب کمال ہے اُسکو گنبد دھڑکا کر دونگا اگر مجھکو امان نہ دینگے یہ قصر عقیق نگار لاشہ ہاے
ساحران سے بھر دونگا ملکہ یاقوت سخندان نے کہا اے شہنشاہ تم تو خواجہ عمرو کے بڑے معتقد ہو افراسیاب نے
کہا اے ملکہ عالم میرے کلام کی صداقت ہوئی مین نے کلام شیطان کا یہ ترجمہ کیا تھا ظہور بھی خوب دیکھ چکا ہون
پہلے مرشدزادے ہی کی گردن لی رینج تو سمجھ کے جام پیا شرط جیت لینا منظور تھا ملک الخضر صاحب کو تنے
بچالیا طائر نے چکارہ مار کر ہوش اڑا دیے کہنے سے افراسیاب جادو کے ملکہ یاقوت نے آواز دی خواجہ
ہم بھی تمھاری صورت زیبا طلعت جہان آرا کے مشتاق ہین حقیقت مین فن عیاری مین آپ بیت مشتاق
مین آواز آئی آپ کی عنایت و بندہ نوازی مین اک حقیر ذلیل بندہ رب جلیل مگر اپنے شہنشاہ کا تابعدار ہون
جہان تشریف لیجائینگے وہان ضرور جاونگا آپ سحر اتارے تو مین اپنی صورت مبارک دکھاؤن لعل نے کہا
ارے صاحبو عدہوش ہو ریکی تو خبر لو اسکی شکل بنکر یہ ظالم آیا اسکے اوپر کیا گذری کنیزون نے جاکر
دیکھا کہین اسکا نشان نہ پایا اسکی بہنین مان روتی پیٹتی آئین کہ حضور آپ کی کنیز کا بارہ دری مین
کہین پتہ معلوم نہین ہوتا افراسیاب جادو نے کہا میرے دوست کی زنبیل مین ہوگی کیون خواجہ مہربان

کو کیا کیا خواجہ عمرو نے آواز دی بھوکا تھا کھا گیا اُسکی مان پیٹنے لگی ملکہ یاقوت نے کہا کیون مری جاتی ہو
مدہوش جو نیک کے واسطے زمین و آسمان ملا دو نگی اب تو مین نے دھوکا کھایا ہماری کنیز کو کون مار کہ سکتا ہو
خیر خواجہ عمرو صاحب اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا حقیقت مین آپ مجسے دیا زمین مین سحر اُتارتی ہون تشریف
لائیے یہ کہکر یاقوت سخندان سکرائی خواجہ عمرو کے جو پاؤن زمین تھامے ہوے تھی گویا سحر اُترا ہنسی ہو گئی
چھوٹتے ہی خواجہ عمرو نے گلیم سر سے اُتاری سبنے دیکھا بیچ مین بارگاہ کے اک تاجدار جلیل تاج یاقوتی بر سر
لباس پر تکلف جو روز عقد ملکہ آسمان پری کا پایا تھا وہ خلعت زیب جسم انور ایک جامہ زیب جسم ہو رنگ بدل رہا ہو
کبھی سرخ تھا کبھی سبز کبھی زرد چند قدم چلکی دیگر بلند ہوے آوازیں نعرہ عمرو

رنگ از رخ نجتک بد اختر بہ برم
عمرو دم کہ کلہ از سر قیصر بہ برم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم

سبنے دیکھا آسمان سے عمرو اُترتا ہوا چلا آتا ہو افراسیاب جادو کھڑا ہو گیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آئیے
سب آپکے مشتاق مین عمرو حاضر جافر کہکر ایک کرسی پر آکر بیٹھا گلیم عیاری کاندھے پر لٹکے کمند آصفاے باصفا
کے بازوون پر خنجر اٹھارہ من کا زیب کمر سب کو جھک کر سلام کیا یاقوت سخندان کے قدمون کو بوسہ دیا کہا
حضور آپ ہماری افسرین غلامون پر غصہ مناسب نہین ہو غلام کسی شے کا طالب نہین ہو اک نئی غزل آپ کو
سناؤن یہ کہا عمرو لگنا یا کنیزین ترچھی نگاہون سے عمرو کو دیکھ رہی مین عمرو نے اشارہ کیا صاحبو تم تو
مجھکو آنکھون مین کھائے جاتی ہو مجھسے دور رہو ہوش درست ہونے دو ساز ملاؤ ملکہ لعل نے کہا خواجہ ہماری
مدہوش کو تو دیجے عمرو نے کہا ایک تو مے جسم اگر مدہوش کا میلا ہو سزا دیجے کا زیور تو البتہ اُسکا لیک گیا لیکن
ابھی باقی ہو اُسی کے بدلے یہ نیاز مند ساقی ہو چند اشعار اس غزل عاشقانہ کے سماعت فرمائیے جو آپ حکم
دینگی بجا لاؤنگا افراسیاب جادو نے کہا اے ملکہ لعل سخندان واے ملکہ یاقوت سخندان حقیقت مین عالم ہوتی
مین یہ شخص طاق ہو جملہ فنون مین شہرہ آفاق ہو عمرو افراسیاب جادو کی تعریفین کر رہا ہو کہا یہ بادشاہ
قدر دان مین ہم اُنپر عیاری کرتے مین بھوکے ہوتے مین تاج اُتار کر لیجاتے ہین یہ اُسپر بھی قدر دانی فرماتے مین
ہمارے دل مین بڑا قلق تھا کہ ہمارے شہنشاہ بردکھاو سسرال مین گئے مین اُس جلسے مین ہم نہ ہو نگے نہین
ملکہ حیرت جادو کی سوت کو نہ دیکھین ملکہ یاقوت سخندان نے کہا خواجہ بس بہت باتین نہ بناؤ شہنشاہ کو
تمنے خوب بنا لیا خوشامد پسند مین نہ نیک کو سمجھین نہ بد کو اگر ایسے ہوتے زمین طلسم ہوشربا مین تخم عداوت
کیون بوتے تمنے بھی ذکر سنا ہو عیاری ہمارے سامنے کون شخص کر سکتا ہو والد ماجد اردس دن مشتری کی بات سے

مین جو کا تھا اُسے نگل گیا لیکن ابھی ہضم نہین ہوئی زیور تو گل گیا لباس بوسیدہ ہوا اب وہ بھی ہضم ہونے کو ہے
لیکن مین قرضدار تھا اک مہاجن نے چھین لیا مین اسکا قرضدار ہون قرضہ ادا کیجیے اپنی بیٹی کو لیجیے مدہوش
کی مان نے دانت نکال کے طرف ملکہ لعل سخندان کے دیکھا ملکہ لعل نے کہا خواجہ جو کچھ کہو ہم دینے کو موجود ہین عمرو نے
کہا لاکھ روپیہ کا قرضدار ہون سود کا ابھی حساب نہین کیا دو روپیہ سیکڑے کا سود ہے سوائی پر فیصلہ ہو جائیگا شہنشاہ
افراسیاب جادو بیٹھے ہنس رہے ہین سر ہلاتے ہین عمرو کی ہان مین ہان ملاتے ہین ملکہ لعل سخندان نے کہا
سوا لاکھ روپیہ حاضر ہے خواجہ عمرو نے کہا اب مین صاف کہون مجھکو خوف پیدا ہوا ہے مین مدہوش کو دیدون آپ روپیہ
نہ دین یا مجھکو قید کر لین تو مین کیا کرون ایک تدبیر کیجیے بیرون قلعہ تشریف لیچلیے ایک نخل کے پاس آپ توڑے
روپیہ کے رکھیے ایک نخل کے سایہ مین مین مدہوش کو نکالکر رکھدون آپ مدہوش چوبکار کو لیکر قلعے مین آئین
مین روپیہ لیکر بھاگ جاؤن ملکہ لعل سخندان نے کہا ہمین سب طرح قبول ہے یہ کہکر ملکہ لعل سخندان اٹھی کئی ہزار
کنیزین ہمراہ روپیہ کے توڑے کاندھون پر رکھے ہوے بیرون قلعہ آئین سب نے دیکھا عمرو سایہ مین اک نخل کے
گیا اک قالین کندہ نکالکر بچھایا مدہوش کو اسپر نکالکر لٹایا مان نے جو اسکی دور سے دیکھا بیقرار ہوکر چاہا دوڑے
افراسیاب جادو نے تو خواجہ عمرو کی مدد کر رہے ہین اسکو ڈرایا کہا خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ معاملہ بگڑ جائیگا
خواجہ عمرو کے عجائب وغرائب کوئی نہین سمجھتا ہم بخوبی ماہر ہین عمرو نے پکار کر کہا ابھی کوئی میرے پاس
نہ آئے روپیہ رکھکر آپ لوگ ادھر آئے مین ادھر جاؤن ملکہ لعل نے کہا کہ آئیے ملکہ یاقوت بالا سے قلعے
سے یہ تمام معاملے دیکھ رہی ہے غصے مین ہونٹھ چباتی ہے عمرو نے جاکر اُس مال پر جال مارا گلیم اوڑھ کر بھاگا یہان
مدہوش کی مان جو گھبرا کر دوڑی میری بچی کہکر مدہوش سے لپٹ گئی پیٹ پر جو ہاتھ رکھا پیٹ مین ہاتھ اتر گیا
ساتھ والیان کسی نے ہاتھ کسی نے پانون تھاما مدہوش کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے غل ہوا مدہوش گل گئی
افراسیاب نے قہقہہ مارا کہا کیون بی لعل و میان اخضر صاحب ہمارے یار وفادار عیار طرار عمرو نامدار کو دیکھیے
کیا کام کر گیا ملکہ یاقوت سخندان نے جو یہ غلغلہ سنا ملکہ لعل سے پکار کر پوچھا بہن کیا ہوا لعل سر پیٹنے لگی کہا تیز
ماش کے آگے کا تیلا دیکر چلا گیا سوا لاکھ روپیہ لیگیا یہ سنتے ہی یاقوت کا غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا دونون
نہرین جو سامنے تھین بہ نگاہ قہر اک حباب پر نظر ڈالی حباب پھٹا اُسمین سے اک شعلہ آتش نکلا بھڑک کر آسمان
پر غائب ہوا خواجہ عمرو بھاگے ہوے جاتے تھے دس کوس پر جاکر خواجہ عمرو نے گلیم سر سے اُتاری پسینہ پسینہ
اک نخل کے سایے مین ٹھہر اک ذرا ہوش درست ہو لین تو آگے بڑھون دیکھا نخل کی بیچ شق ہوئی شیر ببر پیدا ہوا

غش کرکے عمرو پر چلا عمرو جست کرکے بھاگا جس طرف اگر جاتا ہی معلوم ہوتا ہی ہزارہا شیر میرے اوپر چلے آتے ہین
جب قلعہ عقیق نگار کی طرف جاتا ہی تب کوئی شیر قریب نہین آتا صرف ایک شیر بھگاتا ہوا خواجہ عمرو کو چلا آتا ہی
یہان یاقوت سخندان و ملکہ لعل سخندان و افراسیاب جادو و ملکہ اخضر مع ہزارہا عورتین و برج قلعہ
پر کھڑے تھے کہ سب نے دیکھا عمرو بدحواس بھاگا ہوا آتا ہی پکارتا ہوا ڈھالی ہی ملکہ یاقوت سخندان کی اے شہنشاہ
افراسیاب جادو مجھکو شیر صحرائی سے بچایئے اگر عمرو قصد کرتا ہی کہ اوپر دولون گلیم تک ہاتھ نہین جاتا جان کے
خوف مین ہوش و حواس پراگندہ آکر افراسیاب جادو سے لپٹ گیا ملکہ یاقوت نے کہا کیون خواجہ تجھے اتنا
ظالم مکار دیا تھے کچھ نہ کہا آپ بہت جلد نکلے بہتر اسی مین ہی کہ مدہوش کو حوالے کر دو اسی مین خیر ہی ورنہ بہت
بُری طرح پیش آؤنگی اخضر بھی بلبلانے لگا عمرو نے کہا اب آپ کچھ نہ فرمایئے اب تو مین شعبدہ سحر مین پھنس گیا
مدہوش کو مجھسے لیجیے جب آکر طبل جنگی بجوایئے گا سر میدان عیاری کرونگا جہانتک آپ سے حفاظت ہو سکے
گنبد کو بچایئے گا اخضر نے کہا خواجہ کیا مجال عمرو نے کہا اسوقت تو مین آپ کے اختیار مین ہون جو کچھ فرمایئے
درست و بجا ہی لیکن مصرع خیر زندہ مین اگر یار تو صحبت باقی + ابھی تو بڑے بڑے معاملات پڑے ہین آپ
براے مقابلہ لشکر مورخ تشریف لیجایئے وہان سمجھا جایگا افراسیاب سے کہا اے شہنشاہ مین نے آپکی بات
رکھنے کو یہ عیاری کی آپ میرے ساتھ پھر کوئی فساد نکرین مین مدہوش کو دیتا ہون آپ ضامن ہو جایئے
افراسیاب نے کہا نہین خواجہ اصلی مدہوش کو دیدو ملکہ قسم کھاتی ہین خواجہ عمرو نے کہنے سے افراسیاب
جادو کے مدہوش اصلی کو زنبیل سے نکالا سب نے دیکھا زیور و اسباب نذارد میلی سی ساری باندھے ہوئے
ہوش و حواس پراگندہ حضور حضور کہکر ملکہ لعل سخندان کے قدمون سے لپٹ گئی مان نے مدہوش کی
پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر بلائین لین کہا کیون بی بی خیر تو ہی مدہوش کہتی ہی مین تو بجرے پر سوار ہونگی لونڈیان کھیلونگی مچھلی کا
شکار ہوگا سب شاہزادیان مجھکو بلاتی ہین کالی کالی لونڈیان ڈراتی ہین عمرو کی بڑی دور تک عملداری ہی
لو قلعے کے اوپر لڑائی ہو گئی پہلوان کشتی لڑ رہے ہین مال و اسباب جابجا رکھا ہی باغات کے دروازے کھلے ہین
ہم بھی سیر کو جاینگے آمد فصل بہار ہی آپ بھی میرے ساتھ چلیے دیکھیے ہونٹھ سوختہ لیکر اکی زیور چھین اتار دیا
کپڑے بھی اتار لیے مگر پیجامہ چھوڑا یاقوت سخندان نے فرمایا یہ مدہوش کیا نشے مین شراب کے ہی اپنے
نام کی تاثیر دکھاتی ہی افراسیاب جادو نے خواجہ عمرو سے اشارہ کیا آپ تو رخصت ہو جیے ہم اکنے باتین
کرینگے یہ کہکے کچھ اشارہ کیا شیر تو غائب ہوا اسرار تاجدار نے ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر خواجہ عمرو کو بٹھا لیا کہا

خواجہ ابجد چلیے آپ نے غضب کیا اب تو اصلی کنیز دیدی خواجہ عمرو نے کہا تمہاری وجہ سے گھبرا گیا اسی کو دیدیا
بلائے روزگار ہی شیرون نے مجھکو صحرا مین گھیر لیا آخر ادھر ہی آیا جدھر جاتا جان بچتی پھر بھاڑ کھاجانے
آخر اسی خوف مین مدہوش کو حوالے کیا نہایت نازنین خوبصورت تھی جب لشکر صاحبقران مین جاتا سردار ان
صف شکن نقد جان دیکر خرید لیتے دس ہزار کا نقصان ہوا اسرار تاجدار کہتا ہی خواجہ مین تمہاری باتین
دیکھکر کانپ رہا تھا آپ یہان کیونکر آئے خواجہ نے کہا تمہارے ہی ساتھ چلے آئے چار خدمتگار تھے ایک کو
بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیا اسی کی شکل بنکر تمہارے ساتھ پہونچے حقیقت مین خدا اہل اسلام کی جان و
آبرو بچائے خواجہ تو ساتھ اسرار تاجدار کے طرف قصر جمشیدی کے جاتے ہین انکا ذکر کیا جائیگا لیکن ملکہ یاقوت
سخندان مدہوش کو ساتھ لیکر قصر عقیق نگار مین داخل ہوئی ملک اخضر پر سبب غصہ کیا کہا قبلہ و کعبہ
یہ سن پہونچا ایسا تحفہ نایاب آپ کے پاس موجود ہی جو ہر شی کی خبر دیتا ہی اسکو ملاحظہ نہ کیا ساربان زادے
کے سامنے ذلیل ہوے ہمارے شہنشاہ کو تو عمرو نے بنا لیا ہی ذرا خوشامدین کیں بھول گئے آپ ہر وقت گنبد کو
ملاحظہ کیجیے گا وہ ساربان زادہ بڑی بدذات گیا ہی کہ سر میدان گنبد چھین لونگا ملک اخضر نے کہا کیا مجال
مدہوش اپنی ماں سے لپٹی ہوئی رو رہی ہی کہتی ہی ارے مجھے بچاؤ دیکھو بحر دریا مین ڈوبا جاتا ہی نہنگ
نگلا چاہتا ہی دم مار دیگا کشتی حیات طوفانی ہوئی اب پناہ پانی شکل ہی یا سامری آبرو بچالو مادر مدہوش
رونے لگی سامنے یاقوت کے آئی کہا حضور آپ کی لونڈی کا عجب حال ہی عجیب طرح کے کلام کرتی ہی خوف کے
مارے بیتاب کر دیا افراسیاب نے کہا ہمنے سنا زنبیل مین عمرو کی بڑے بڑے عجائب و غرائب ہین وہ
دیکھکر ڈر گئی میرے سامنے بلاؤ ملکہ یاقوت سخندان نے کہا آپ سب یاقوت کے رازدار ہین گویا عمرو کے
یار وفادار ہین افراسیاب نے کہا یہ مصیبتین جھیل چکا ہون ملکہ حیرت جادو خاتون محل بادولت بھی
چند ساعت زنبیل مین عمرو کی گئی تھی کئی دن بدحواس رہی تمام عالم کے اشیا اس ظالم کی زنبیل مین موجود
ہین مادر مدہوش مدہوش کو سامنے افراسیاب کے لائی افراسیاب نے کہا اے مدہوش اب گھبرا
نہ اپنی بی بی کے قصر مین آگئی یہان دریا وغیرہ نہین ہی دیکھ سب تیری ساتھ والیان موجود ہین حال تو بتا
کہ تجھپر کیا گذری کیونکر عمرو کے قبضے مین آئی افراسیاب نے جو تسکین دی مدہوش گویا ہوش مین آگئی کہا
بی بی جب ایلچی آپ کے خالو صاحب کے تشریف لائے مین بارہ دری مین انتظام شرابون مین مصروف تھی
ایک خدمتگار نے مجھسے آکر کہا دیکھو بیرون بارہ دری باغ مین نیولا اور سانپ لڑ رہا ہی مین کثرت اشتیاق

مین دوڑ پڑی پھر مجھکو نہین معلوم کہ کیا معرکہ گذرا ایک آواز میرے کان مین آئی ارے یہ لونڈی آئی ہے اسکو
کارخانے مین داخل کرو زیور ولباس احتیاط سے رکھنا اب جو میری آنکھ کھلی دیکھا اک صحراے لق ودق وادی
لیے کنار اسمین ہزارہا عمارت پختہ بنی ہوئی ہے کئی ہزار مزدور ٹوکریان سر پر رکھے ہوے ذلیل حقیر افسر کے ہاتھ
مین سونٹا سب کو مارتا پیٹتا لیے جاتا ہے ایک پشتہ کنارے دریا کے ہے سنا کہ عمر بھر سے بن رہا ہے دن بھر جو مٹی پڑتی ہے
رات کو موج دریا بہا لیجاتا ہے اسی سوچ مین بیٹھی تھی کہ دس بیس لونڈیان کالی کالی گاڑھے کی صدریان سوسی کے
پائجامے پہنے بچھوے گال سوجے ہوے گے ہونٹھ سوکھتے لیے ہوے آئین کوئی تو کہتی ہے اسکو باورچی خانہ مین لیجاکے آگ
سلگانے کی خدمت کریگی اتھرنی کھانا پکایا کریگی ایک کہتی تھی بیت الخلا کے دروازے پر اسے مقرر کردو کوے
ہنکایا کریگی ایک کہتی تھی اسکو گدڑی بازار مین بھیجدو بیٹھا پڑا ناج استاد لوٹ مار کے بھیجتے ہین پیوند لگاکر
بیچا کریگی ایک کہتی تھی نہ یہ بہت خوبصورت ہے استاد عمرو کسی رئیس کے ہاتھ بیچ ڈالینگے اسکو تکلیف نہ دو
صورت بگڑ جائیگی ہمارے پیر مرشد خواجہ کا نقصان ہوگا ایک کہتی تھی اسکو لیجاکر بازار مین بٹھاؤ دو روپیہ روز
کما لائیگی استاد کا نفع ہے حضور وہ کنیزین جاؤن جاؤن کاؤن کاؤن کر رہی تھین مین حیران حیران
ایک ایک کا منہ دیکھتی تھی ایک ایک کے آگے ہاتھ جوڑ رہی تھی ایک داروغہ ہٹو بچو کرتا ہوا آیا شملہ سر پر
کوڑا ہاتھ مین اُسنے بے سمجھے دو چار کوڑے مارے وہ سب ہٹین وہ ظالم میرے پاس آیا کہا اری زیور اُتار
ہم شہنشاہ اوج عیاری کے تحویلدار ہین ہمکو حساب سمجھانا پڑیگا اُسنے سب زیور اتروا لیا ایک میلی ساری دیدی
کہا لباس بھی اُتار دے مینے حضور کپڑے اُتار دیے میلی ساری باندھ لی داروغہ نے کہا جاکر سیر کر مین بھاگی
جدھر جاتی تھی لڑکے غول کے غول تالیان بجاتے تھے ڈھیلے مارتے تھے بھاگی ہوئی مین قریب دریا کے پہونچی
بجرے پر شاہزادیان شکار ماہی مین معروف تھین اک شاہزادی رحم دل مجھکو دیکھکر مہربان ہوئی اُسنے مجھکو
بجرے پر سوار کیا تسکین دی میرا نام پوچھا مین نے کہا کہ حضور لعل سخندان کی کنیز ہون اُس رحم دل
کو ساری سلامت رکھین اُسنے سب مجھکو قاعدے بتلائے مجھکو سمجھا دیا کہ جس مقام پر کوئی استاد خواجہ عمرو کی
دہائی دیا یہان ظلم و بدبخت کسی پر جائز نہین ہے خواجہ عمرو ایسے عادل کی عملداری ہے حضور مین اُس بجرے
پر سوار ہوکر شاہزادی کے ساتھ چلی ایک طرف سر اُٹھا کر دیکھا صدہا قلعے نظر پڑے ہین تو مین چل رہی ہین
فوج والے یورش کیے ہوے جاتے ہین حاکم قلعہ پکارتا ہے دہائی ہے خواجہ عمرو کی اس سال بوجہ خشک سالی
خراج نہین دے سکا ادا کرونگا جو یلغار کیے ہوے جاتا ہے وہ پہلوان آواز دیتا ہے حکم خواجہ عمرو ہے خراج ادا کرو

ہر طرف عمرو ہی کا نام لیا جاتا ہو دوکاندار رعایا ہر مقام پر یہی ذکر ہو خواجہ عمرو بڑے عادل و منصف ہین
یکایک دریا مین باد مخالف چلی طوفان عظیم اٹھا بجرہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مین تھا آنکھین بند کر لین دریا مین
ڈوب رہی تھی غوطے کھاتی تھی ایسا اک غوطہ کھایا دریا مین ڈوب گئی اک نہنگ نے نگل لیا اندھیری کوٹھری
مین پڑی تڑپتی تھی نکلنے کی راہ نہ ملتی تھی یکایک آواز آئی اُس نئی کنیز کو لاؤ وہی کالی کالی لونڈیان کشان
کشان مجھکو دروازۂ شہر تک پہونچا گئین خواجہ عمرو نے ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا مین نے حضور کو دیکھا وہان کا نقشہ
میری آنکھون مین پھر رہا ہو ساحرون کو اِس ذلت و رسوائی سے دیکھا جسنے نام سامری لیا جوتیان پڑتی ہین
جب عمرو کے نام کی دہائی دو تب امان ملے اُسی ظالم کے نام کا گز و سکہ جاری ہو بڑی دور تک اُس ظالم کی
عملداری ہو دریا صحرا باغات تالاب زراعتین سرسبز شاداب ہین بڑے بڑے پہلوان اکھاڑے جابجا کھلے ہین
دنگلون مین ٹکٹ جاری ہین تماش بین چلے آتے ہین میرے سامنے بڑے پہلوان نے کشتی ماری ڈھول
بجاتا ہوا روپیہ لٹاتا ہوا بازارون مین پھر رہا تھا واری اتنے بڑے شہر مین گدائی صدا نہین ہر شخص مرفہ حال
رنج و ملال کا نام نہین سب روپیہ والے اُس بستی مین بستے ہین محتاج کو دیکھکر ہنستے ہین مین تو حضور سب جگہ
سیر نہین کرنے پائی پہرون سے وہان عورتین قید ہین ہزار دن مرد کالو اور ولیس کے بنگالے شہر کے ساحرون
پر بڑی مصیبت ہو سڑک بناتے ہین دائم الحبس بھیجے جاتے ہین زراعت معقول زمیندار آباد رعایا دلشاد
ملکہ لعل بخندان نے کہا بس خاموش رہ شہنشاہ کو یہ قصہ پسند آتا ہو خواب کی باتین کرتی ہو کیسی نیل
کیسا شہر و دیار عمرو نے بیہوشی دی اُس بیہوشی مین یہ خواب دیکھے افراسیاب ہنسنے لگا کہا نہین ملکہ
مین حیرت کی زبانی سن چکا ہون اُسنے اور طرح سے بیان کیا تھا ہر کس پر بنا سرگذشت گذرتا ہو حیرت جادو
بھی کئی دن بد حواس رہی یاقوت نے کہا مین ایسے معاملات کو نہین مانتی بس خواب کی باتین خیال
مین زمین کو رہی کو بر عمرو جان دیتا ہو ایسے اختیارات اُس ظالم کے ہوتے تو پاؤن زمین پر نہ رکھتا
ہان بوا لعل بخندان اب تیاری کر چلکر سب کو دیکھ لین لعل بخندان اُٹھی ایک آواز مین ڈیڑھ لاکھ
نازنینان زری پوش اسباب سفر سے آراستہ ہو کر سامنے حاضر ہوئین تخت یاقوتی ہوا پر اُڑتا ہوا آیا جس
تخت پر یاقوت بخندان سوار ہوئی افراسیاب کو پہلو مین جگہ دی دوسرے تخت پر لعل بخندان ایک
تخت پر ملکہ اخضر گوہر پوش چار لاکھ ساحر اُسکی پشت پر ہزبرہائے آتشین پر سوار کیدان رسالدار
فوجون کے انتظام کرتے ہوئے ایک ابر گلنار سر پر سایہ فگن دو نہرین جوشان و خروشان سرحد لشکر سے ملی

ہوئین اُن نہرون پر ہزارہا طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے ہوے اِس دھوم سے سواری ملکہ یاقوت کی چلی نہرین بھی ساتھ چلی آتی ہین ہر منزل پر لعبد گرتو فرو کش ہوے صبح کو پھر کوچ کیا دو کلمہ داستان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سنیے بعد ایلچی کے روانہ کرنیکے کوکب نور افشان کو ساتھ لیکر قصر مرات مین آیا آئینہ جمشیدی کو معائنہ کرنے لگا جو بیان سرکہ گذرا خواجہ کی عیاری محفل لعل و یاقوت مین نئی نوازی معاملہ مدہوش بچشم حقیقت مین ملاحظ کیا کوکب اچھل رہا ہی نور افشان سے کہتا ہی اُستاد دیکھو خواجہ وہان پہونچ گئے مصور وافراسیاب کو بیہوش کیا ملک اخضر کو یاقوت نے بچا لیا اب اسرار تاجدار کے ساتھ تشریف لاتے ہین نور افشان کو بھی عیاری خواجہ پر وجد ہی کہ رہا ہی عمرو نے آبرو اہل اسلام کی رکھ لی کیون ای فرزند افراسیاب تو اس خرابی سے گیا کہ بارہ ہزار آدمی مار لیئے تب قلعہ مین گذر ہوا یہ کیونکر پہونچے کوکب نے کہا اسرار تاجدار کے ہمراہ خدمتگار بنکر گئے مین سمجھ گیا تھا کہ قبل روانہ ہونے ایلچی مجھسے رخصت ہوے لیکن کسی خدمتگار کو بیہوش کرکے تخت پر بیٹھ لیے میرا ایلچی تو قاعدہ دان ہی طرلقے سے گیا لعل و یاقوت نے بلوا لیا افراسیاب اپنے غرور مین ذلیل ہوا یہ ذکر تھا کہ کوکب و نور افشان نے دیکھا اسرار تاجدار پہلو مین خواجہ عمرو نامدار تخت سحر اڑائے ہوے چلے آتے ہین کوکب نے ہاتھ پھیلا دیے خواجہ سے لپٹ گیا کہا خواجہ کیا کار نمایان کیا دربار لعل و یاقوت مین پہونچے خوب گائے ماشاء اللہ کیا کیا شعبدے دکھائے عمرو نے کہا آپ کی مہربانی ہی کوکب نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری دباؤ تو آپ نے ڈالدیا لیکن ایک خرابی بھی ہوئی اخضر ہوشیار ہو گیا وہ جو گیند بلورین اُنکے پاس ہی اُس سے خبر آئندہ و گذشتہ معلوم ہوتی ہی اگر وہ اُنکے پاس رہا بڑی خرابی ہوگی عیاری اُسپر غیر ممکن ہی مین اب ملکہ خشتری سے کہکر اپنا بھی حجرۂ بلا کھولتا ہون ملکہ صیحون سبز پوش زبان دراز شاہزادی و ملکہ محبوب کاکل کشا وزیرزادی ان دونون کو روانہ کرونگا شاہزادے ارکان و حشی اور وقت کے واسطے ہیں ان و اختر و مروا ید وغیرہ بھی سامان لشکر کشی مین مصروف ہین اب آپ جاکر اپنے لشکر کا انتظام کیجیے وہ آتے ہی دباؤ ڈالینگی مین لشکرون کو روانہ کرتا ہون انشاء اللہ لشکرون سے میدان بھر جائین افراسیاب بھی اپنے مقام بیکے کہا لیان لشکر نور افشان بڑے کروفر سے آئے لیکن ای شہنشاہ اوج عیاری گیند کیونکر لوگے علاوہ خبر آئندہ و گذشتہ سحر بھی اُس گیند سے بڑے بڑے پیدا ہوتے ہین اگر وہ اُنکے پاس رہگیا بُراق و جمشید وغیرہ سب بیکار ہوجائینگے خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا گلشن عیاری کی سیر کرنے لگے

نخلہاے موزون گلہاے پرمضمون غنچہ ہاے ناشگفتہ مکر و غدر نہرہاے صاف و شفاف جسمین ہزارون
گہرہاے عیاری اصدف مکر مین موجود ہین بعد عرصہ دراز تک ملاحظہ کرنے کے اس باغ بیخزان سے نکلے
ظاہر ہوتا ہی کہ گل مراد دستیاب ہوا مثل گل شگفتہ بشکل غنچہ مسکرا کے کہا ای نونہال باغ نور افشان ای رنگ
و بوے حدیقۂ عظم و شان ای برادر با توقیر ای کوکب روشن ضمیر اسوقت مین نے باغ عیاری کی سیر کی صبا
فہم و فراست نے گلہاے رنگارنگ کھلائے چمن فکر کو گلہاے مراد سے مملو پایا نہرہاے سلسبیل آساے فطرت
سے گوہر آرزو دستیاب ہوے انشاء اللہ بقوت باغبان قضا و قدر جسدن ملکہ اخضر طبل جنگی بجوائیگا
اور میدان کارزار مین آئیگا سر میان گیندے لونگا اس پیر نابالغ کو پکڑ لونگا میرے اسکے تکرار ہو چکی
روبرو کہہ آیا ہون یہ تو خواجہ نے پکار کر کہا مگر کان مین چپکے سے کوکب کے کچھ سرگوشی ہوئی کوکب نے
کہا بچشم خواجہ دربار سے کوکب کے اٹھکے طرف اپنے لشکر کے چلے کوکب نے خورشید روشن راے کو حکم دیا
گلزار نگارین مین جا کر گل گلدستۂ طلسم نور افشان سرو نوخاستہ حدیقۂ امتحان ملکہ برآن شمشیر زن سے
کہدو کہ بی بی لشکر تیار کرو ملکہ اختر بن صمیلان فیل زور شمشیر زن لشکر الگ آراستہ کرے ملکہ مروارید
گلنار پوش اپنا لشکر الگ درست کرے بلور بیار دست جمشید بن کوکب کو ہمراہ لیکر تیاری کرے ہماری لوائی
ملکہ مجلس سے کہنا ای نور نظر دیکھین تو لعل و یاقوت سے کیسا مقابلہ کرتی ہو اور خورشید روشن راے
دروازے خزانے کے کھلوا دو اشیاے ضروری کا انتظام ہو ہمارے اہالیان لشکر کو کوئی تکلیف نہونے پائے
ایک عرضی خدمت مین نانی امان ملکہ مشتری ستارہ طلعت کے لکھوا دو کل مضمون حال آمد لعل و یاقوت
تحریر ہو بعد اسکے مسلسل تقریر ہو کہ حجرۂ بلاے طلسم نور افشان کھولدیجیے جیحون و محبوب اپنے کو پاس
ملکہ بران وغیرہ کے پہونچائین لعل و یاقوت سے مقابلہ ہی ابھی ارکان وحشی کو حجرے سے نہ نکالینگا
وقت اور ہی یہ مضمون لائق غور ہی ملکہ عالم سمجھ جائینگی جیحون و محبوب کو روانہ کردینگی سب مطالب دل
حاصل ہونگے خورشید روشن راے اسی وقت اٹھا سب کو حکم پہونچانے لگا عرضی ملکہ مشتری کو روانہ کی گئی
دو کلمہ داستان حیرت بیان اس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسوے پیچ در پیچ ابرو مہر دلارام صبیح
و ملیح ملکہ برآن شمشیر زن بیان ہوتے ہین ملکہ برآن باغ نگارین مین جلوہ فرما ہین قریب ملکہ شگوفہ سحر ساز و زہرہ زادی
حاضر ہین صبح کو جو ملکہ سو کر اٹھین کنیز نے عرض کی منہ دھو ڈالیے غصے مین جواب دیا ہم زندگی سے ہاتھ
دھوے بیٹھے ہین کسی شے کی خواہش نہ رہی افسوس باغ عالم سے گل مراد دستیاب نہوا پروانہ جلنے کو پیدا

ہوئی تھی جب تو دل کو قرار نہین سلطنت و ملک و مال سب خاک ہی زندگی کا قصہ پاک ہی یہ جو ملکہ نے بحسرت کہا شگوفہ نے گھبرا کر بلائین لین درازی عمر کی دعا مین دین پوچھا کیون حضور آج مزاج کیسا ہی دشمن زندگی سے ہاتھ دھوئین آپ پر ہنسنے والے اپنی تقدیر کو روئین ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا اے شگوفہ دل مین ہزارون ارمان بھرے ہین لیکن یکبارہ انکا نکلنا دشوار ہی آج شب کو ہرکارے نے خبر دی تجرہ نجم کھلا چاہتا ہی لعل و یاقوت ہماری خالہ زاد بہنین اس چرے کی عالم مین لیکن سحر و ساحری مین انکا مثل نہین قبلہ و کعبہ نے غفلت کی بھائی جمشید کی شادی اگر انکے ساتھ ہو گئی ہوتی آج یہ آفت نہوتی یہ بھی مین نے سنا کہ افراسیاب سے نسبت پختہ ہو گئی اسرار تاجدار کو جواب صاف دیا امر معقول کہا کہ اب غیر ممکن ہی آجتک کیا قبلہ و کعبہ سوتے تھے عین وقت پر نامہ لکھا شام کو جو یہ خبر سنی دل بیلون بیاب ہوا بیقرار رہا دیدۂ منتظر اشکبار ہوا شب ہجر تڑپ تڑپ کر کٹی نظم

وگر نہ کوچہ گیسو مین راہ کی گردش
شبیہ شعلۂ جوالہ کھینچ دیتی ہی
ہمارے کوکب گم گشتہ راہ کی گردش
فراق یار مین ہیسے پھرا ہی جہان
دکھائیگی فلک کینہ خواہ کی گردش
جنون مین پھرتا ہون یون بکر گرد داغ جنون
کرے عدو سے نہ بخت سیاہ کی گردش
ہوا بادیہ گردی یہ ہی کہ بکیے پاؤن
جو ناگوار ہوا اپنی راہ کی گردش

کچھ احتیاج نہین دور جام کی ساقی
دم تلاش اثر میری آہ کی گردش
دل اکٹھے دیتی ہی برگشتہ پلکی تری نگاہ
وہ روز و شب مین وہ مہر و ماہ کی گردش
کھنچے ہوئے چلے آتے ہین دل بحر مین شبیہ
کہ جیسے چتر سر بادشاہ کی گردش
پھرے زمانہ مقدر پھرے فلک پھر جائے
مگر نہ سر کی گئی گاہ گاہ کی گردش

فقط ہی دل کہ یہ بخت سیاہ کی گردش
صفین الٹتی ہی چشم سیاہ کی گردش
خلاف سبزۂ سایۂ آسمان پر ہی
یہ کسکو تاب کہ دیکھے نگاہ کی گردش
ابھی تو کیا ہی دکھانا جو کچھ ہی گردش وصل
ملی ہی آنکھ کو دولاب چاہ کی گردش
جو انکی گردش چشم سیہ کی مجھ سے
خدا دکھائے نہ تیری نگاہ کی گردش
دل جلال مین آنکھونکی راہ سے آکر

اے شگوفہ باغ شباب مین نیا گل پھولا گل شباب پژمردہ ہوا غنچۂ آرزو نہ کھلا کچھ کیفیت نہ معلوم ہوئی کہ اس شیر بیشۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان پر کیا گذری کیونکر دریافت کرین بیان یہ ہنگامۂ عظیم وہ شیر بیشۂ جرات بر سر راہ امید و بیم کسکو بھیجین کون جا کر سمجھائے کہ اے شہریار اس راہ پر خطر سے پلٹ جا تجھے ہوش ربا مین نہ آئیے دل مین تو یہ حسرت ہی نظم

در قتلگہ آئی و من روے تو بینم
نقش قدم خویش چو در کوے تو بینم

یک خلق مرا بیند و من سوے تو بینم
کو طالع بیدار کہ ہر صبح من از خواب

صد بار بود پا بگذارم و دم برگشت
تا چشم کشایم رخ نیکوے تو بینم

سر خواستن آئینہ و شمشیر چہ حاجت
سر را چو دم نرخ بہ زانوے تو بینم
بخرام کہ خواہم سر شمشاد خدان را
تا گو بہ سر خود ستم از خوے تو بینم

ترسم بکف از جنبش ابروے تو بینم
یکتا گرہ زلف کہ دلہاے تبازا
پامال خرام قد دلجوے تو بینم
گفتا کہ بود یاد ز من حرف تو سودا

سازم بچنین مرگ عوض عمر ابد را
تا حلقہ بگوش خم گیسوے تو بینم
گفتم کہ من از عشق تو دل یکبار اے رخ
ان زود بکن قوت بازوے تو بینم

اس بیقراری مین یہ اشعار اُس معشوق طرحدار نے پڑھے شگوفہ رونے لگی کہا حضور بس اب کلیجے مین سننے کی تاب نہین ہے انشاء اللہ اس لڑائی کو بھی سر کرینگے خواجہ عمرو نے جاکر خاص قلعہ عقیق نگار مین عیاری کی ساکھ قلعہ عقیق نگار مین کھلبلی ڈالدی فتح و ظفر خدا کے اختیار مین ہے وہ کیا کر سکتی ہین مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ہمیشہ خواجہ صاحب یہی مصرع پڑھا کرتے ہین ضرور فتح پائینگے اپنے پیدا کرنے والے کو دل سے ضرور یاد رکھے وہ مالک سب پر غالب ہے یہ ذکر تھا کہ کنیزون نے بڑھکر عرض کی خورشید روشن رائے وزیر اعظم حاضر ہین حکم قضا شیم کوکب لیکر آئے ہین ثریان نے کہا چچا جان کو بلالو دربار باغ یہ حکم محکم ہو نچا دو کہ ان وزیر اعظم کو نہ روکا کرو یہ نفس ناطقہ شہنشاہ والا شان ہین کنیزین گئین خورشید کو لیکر سامنے ملکہ بران کے آئین خورشید نے سلام کیا ثریان واسطے تعظیم کے اٹھی کہا عم نامدار خیر تو ہے خلاف وقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا خورشید نے زبانی کوکب کے حکم مذکور پہونچایا عرضی نام کی ملکہ مشتری کے دکھلائی کہا حضور اب ملکہ حیجون سبز پوش زبان دراز و ملکہ محبوب کاکل کشا حجرہ بلاے طلسم نور افشان سے نکلینگی خدمت مین ملکہ مشتری کے جاتا ہون ملکہ ثریان خوش ہو گئین کہا میرے والد کا نام کوکب روشن ضمیر ہے ماشاء اللہ کیا معقول تدبیر ہے حیجون بڑی ساحرہ زبردست ہے وزیر زادی اُسکی محبوب طرحدار خوش اسلوب کل حالات کی رازدار ہے اب قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی اس فکر سے تسکین دل ہوئی یہ کہکر خورشید روشن رائے کو رخصت دیا رخصت کیا ملکہ اختر و مروارید کو بلواکر حکم دیا اپنا لشکر تیار کرو کل صبح کو سفر ہو ملکہ محجلس کو بھی تاکید ہوئی حال حجرہ بلا سنکر ملکہ بران کو فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا شگوفہ سے کہا چلو تو آغا الزاد بہنون سے مقابلہ ہے جسکو پروردگار غالب کرے بڑی قیامت کی لڑائی ہے انشاء اللہ نہرون پر انکو اپنی بڑا ناز ہے مثل دریاے خون رواں نہرون کی بھی آبرو مٹائی تو مجھکو گوہر بے بہاے دریاے نور افشانی نہ کہنا اپنے اپنے مقام سے سب سوار ہوے بلور چہار دست نے جمشید کو تخت پر سوار کیا بہ کروفر چلے بیان خواجہ عمرو لشکر مہرخ مین آئے خبر مہرخ چلی تھی کہ قتل سخندان و یاقوت سخندان کی آمد ہے

عیاری کا پرچۂ اخبار گذرا ملکہ مہرخ پڑھ رہی ہین کہ خواجہ عمرو آگر پہونچے ملکہ مہ جبین نے تعظیم کی کہا ماناجان آپ نے غضب کیا قصر عقیق نگار مین تشریف لیگئے مین یہ خبر سنکر ہول کہا رہی تہی بہت گھبرا رہی تہی کیسے انجام کیا ہوا خواجہ نے فرمایا آپ کا اقبال ساتھ تہا ہان البتہ نقصان تو ہوا مگر بات رہگئی ملک اخضر گوہر پوش سے اک وعدہ ہوا ہی خدا اسکو پورا کرے برق تڑپ کر سامنے آیا پوچہا اُستاد مجھے تو فرمائیے عمرو نے کہا آپ کنارے بیٹھیے تجھے کیا کمین بات ہی بات ہر عیاری نہین کرامات ہر سر میدان وعدہ کیا ہر کہ اُس بیرزال نخ کو پکڑ لیجائینگے وہ گرگ باران دیدہ سرد و گرم عالم چشیدہ مرا ناکالا ناگ ہر اِس ضعیفی مین آتشخو کا مزاج آگ ہر اور میان مصور تو ہمیشہ سے مجھے مین شراب پینے پر مرتے ہین بہ تعجیل چٹ پٹ ہو گئے جور و صاحب بھی اُنکی بیہوش ہو گئین شہنشاہ بہار سعط فدار ہو گئے بڑی مدد کی مین نے بھی اُنکی خوب تعریف کی یہ ذکر تھا کہ جن و پرندے آکر خبر پہونچائی بوقت سحر ملکہ لعل خندان و یاقوت خندان کی آمد ہر ملکہ حیرت جادو خود تو تشریف نہین لیگئین وزیر زادیان بازارین وغیرہ لیکر گئین حکم محکم صادر ہوا ہر بازارین از لشکر ملکہ حیرت جادو تا بہ صحراے نیلوفری آراستہ ہون خیمے پالین بار دو کوس تک استادہ ہو گئین بر سر کوچہ و بازار سامان روشنی بھی ہو رہا ہر ملکہ مہرخ نے حکم دیا باغبان قدرت سے ارشاد ہوا فوراً باغبان نے بارگاہ زرلفتی نکلوائی جو برو زقتل صنعت لوٹ مین آئی تہی باغبان نے اُسے استادہ کرایا کنارے سے لشکر کے تا بارگاہ آسمان جاہ قریب قریب بارگاہ مین ملکہ بہار و مخمور و برق لامع و رعد و برق و خورشید زرین سحر وغیرہ درست ہوگئین اہالیان لشکر کو نئی وردیان تقسیم ہوئین شب بھر اسی تیاری مین بسر ہوئی ناگاہ شہنشاہ اقلیم اخضری حاکم صحراے نیلوفری ماہتاب عالم افروز منزل ہستی رفتہ رفتہ کوطے کرکے داخل قلعۂ مغرب ہوا شہنشاہ زرین پوش یعنے آفتاب عالمتاب تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا شقۂ علم زر نگار کھل گیا نسیم سحری چلی بڑے بڑے تارے فلک نیلی پر جھلملا رہے ہین طائران زمزمہ سرا صفت معبود برحق مین ترانے گا رہے ہین ہر سمت جھونکے ٹھنڈے ٹھنڈے آرہے ہین نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند
لحاف غنچہ از رو در کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست
لیکر علم آفتاب نکلا جب
فوج انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ سے اک بار
مہ انجم سپاہ رو بہ فرار
شہ خاور سپہر گرد ہوا
رونق تخت لاجورد ہوا
ملکہ مہ جبین تخت پر آکر جلوہ فرما

ہو مئین دو قتل یاقوت احمر پر مزبر دشت جرأت یکہ تاز میدان جلالت قرۂ باصرۂ حشمت و مکنت نور ناصیۂ
امارت و ریاست شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی نور نگاہ صاحبقران مع سرداران تہمتن نژ
تہور شعاران صف شکن اپنے اپنے مقام پر دنگلہاے زرین پر آکر بیٹھے ایک جانب ملکہ بہار و باغبان
قدرت و ملکہ سیخ ہوے کاکل کشا و ہلال سحر افگن سپید لباس پہنے ہوے غم مین اپنے شوہر کے ملول و
حزین تحریر ہو چکا کہ شمشا بجانے کے سبب سے آفات جادو سیار گلشن جہان ہوا ہلال سحر افگن سر
جھکائے ہوے رو رہی تھی عمرو نے آکر گلے سے لگایا کہا ای ہلال تم مین شباب مین بیوہ ہوئین تمھارے
شوہر کے بڑے مراتب ہوے چرخ افسونگری کی ہلال تھین اب آسمان لیاقت کی بدر کامل ہو جاؤ گی نہین حق
کی عنایت سے واصل ہو صاحب کے بڑے مرتبے ہین تمھارے واسطے درہاے بہشت عنبر سرشت کھلے ہین ای
ہلال قبر مین روشنی ہوگی اس مصیبت کی لذت اٹھاؤگی جب شوہر کو در بہشت پر پاؤگی پھول جاؤگی غنچۂ آرزو
کھلے گا رتبہ کامل ملیگا ہلال نے اشک پاک کیے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری دس برس آپ نے
ہمارا راج و سہاگ قائم رکھا افراسیاب نے بے جرم قتل کیا ہوتا آپ بشکل سنی میری صورت بنکر رہا کر لائے تھے
آپ کے نام کا عاشق تھا اب بھی نام کر گیا مین جہاد مین لڑ بھڑ کر مر گیا ہلال کی باتین سنکر سب کبیدہ ہوے
اسد غازی نے بھی زبان معجز بیان سے کلمات تسکین فرمائے آبدیدہ بھی ہوے ہلال نے عرض کی غلامان
جانباز اسی دن کے واسطے تھے لونڈی بھی ان قدمون پر نثار ہو جائے دل کو صبر ہوا اب اسوقت سترہ سو
سرداران تاجداران جلیل اسد نامدار کے کفیل اس دربار دربار مین جمع ہین رقع دربار بتصویر سرداران ہی
معمور محفل عیش و سرور یہ خبر ملکہ حیرت کو پہونچی کہ بی مہ جبین بیرون بارگاہ مع سردارون کے جلوہ فرما
ہین لشکر کا اوج موج ہے بے انتہا فوج ہے باہر نکلکر تخت پر یہ بھی جلوہ فرما ہوئین آج بھاری جوڑا اپنا اور
تاج جواہر نگار سر پر حسن مین بے مثال ابرو رشک ہلال گرد کئی سو شاہزادیان مثل آفتاب عالمتاب تخت
زبرجدی پر جلوہ فرما ہوئین صرصر و صبا رفتار برائے خبر جاتی ہین پلٹ کر دمبدم آتی ہین خبر لائین لعل
و یاقوت کی ستائی ہین ادھر جاسوسان لشکر اسلام عیاران خوش انجام طرح طرح دے رہے ہین خواجہ لقا
کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما مین سب نے دیکھا کہ کئی سو نقارے بجے آمد لشکر ملکہ لعل و یاقوت ظاہر ہوئی
اول بیدریا دلی دکھائی دو نہرین بصد جوش و خروش جوش مارتی ہوئی آتی ہین آب صاف و شفاف
جیسے سامنے آب گوہر آب ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے مثل شیر و شکر وہ نہرین ایک مقام قائم

ہوگئین اب سامان جلوس سواری مثل باد بہاری نمایان ہوا ماہی و مراتب کوس سپہ قرق زنجیر فوجین گویا
دریا کی موجین نازنینان حور خصال بر سر طاؤسان زرین بال ایک بربا فرقی سر پر کھنچا ہوا آگے تخت ملکہ عجم
بارش سفید تاج گوہر نگار سر پر قباے قلم کار زیب جسم پشت پر چار لاکھ ساحران مددگار یا خداوند جمشید و سامری
کی پکار کچھ ساحر اژدہاے آتش فشان پر مار سیاہ کے کوڑے ہاتھ میں ہیبت بات بات مین کسی کی دسون
انگلیان مثل پنجشاخے کے روشن شعلہ جوالہ ہر تن کوئی ہزبر آتشین پر کوئی ساحر فیل سحر کے فیل پر سوار
گیا ک ہاتھ مین برچھا لئے ہوئے ہاتھی کو زنجیر طلائی جھبوٹرے مین لپٹی ہوئی یہ پرے کے پرے ظاہر ہوئے
حیرت جادو سے جو سہارا لگا ولی اشارہ کیا بولا تمہاری سوت آئی ہے اب جوتیان پڑینگی حیرت نے اظہار
مین کہا ایسی سوت مجھکو قبول ہے تم سبھون کی گردن مروڑینگی ایک ایک کا سر توڑینگی افراسیاب گھوڑے کو دوڑا
ہوا آیا گھبرا کر کہا اے ملکہ عالم براے استقبال ملکہ یاقوت و لعل چلو نسبت میری پختہ ہوگئی دیکھو لڑکیا نازنینان
ماہ پیکر مین ایک کے ساتھ نسبت ہوئی دونون گھر مین ڈال لونگا حیرت نے ہنسکر کہا آپکو غیرت نہین آتی
عمر ویسے جاکر وہان بھی چونہ لگایا افراسیاب نے کہا کوئی ذلیل ہوا تو مجھے کیا مین تو بچا ہوا خوب وقت پر پہنچا
بلکہ اسکی کیفیت بیان کرونگا حیرت جادو اپنے مقام سے اٹھی کہا مین تو مہمان سمجھکر جاتی ہون ورنہ میری
بلا پوش استقبال کرتی یہ کہکر اشارہ ہوا کہارون نے تخت اٹھایا افراسیاب اہتمام کرتا ہوا حیرت جادو
کے ہمراہ چلا خود زبان سے ہٹو بچو کہتا جاتا ہے ادھر تخت یاقوت ادھر سے تخت حیرت جادو بیچ لشکر مین ملا ہوا
یاقوت سخندان بھی تخت سے اٹھی ملکہ مختصر کو حیرت جادو نے سلام کیا یاقوت سخندان نے ملکہ حیرت جادو
کی تعظیم کی بڑھا کر کہا اپنے تخت پر بٹھالیا افراسیاب جادو نے پایہ تخت پر ہاتھ رکھ دیا گلچینی دونون کے
گلشن جمال کی کرتا ہے یہ ماہتابان وہ مہر درخشان ایک برج مین دو گوہر آبدار ایک برج مین دو ستارۂ تابدار
ایک حسین دوسری مہ جبین پر شعلہ جوالہ وہ آفت کا پرکالہ یہ عالم عشوہ و ناز وہ حسینون مین سرفراز یہ ماہ صورت وہ مہر
شوکت و حشمت افراسیاب کے بند قبا ٹوٹ گئے اپنے آپ مین نہین ہے پایہ تخت سے لپٹا ہوا گرد وزرا امرا
ساحران طلسم ہوش ربا علمان درعد ساحران خود پسند سرماوا برق و مصور و صورت نگار ملکہ یاقوت نے
پوچھا تمہارا حیرت جادو دشمنون کا لشکر کہان ہے حیرت جادو نے انگلی سے اشارہ کیا اتفاق قضا و قدر ملکہ
لعل سخندان اہتمام لشکر کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی ہے کنیزون سے جو اسنے پوچھا وا قفت کار عورت نے تخت ملکہ
مہ جبین کا اشارہ کیا لعل نے جمال بے مثال مہ جبین کو دیکھکر آہ کی بے اختیار رو کی کہا یہ شاہزادی کون ہے

صرصر برابر موجود تھی اُسنے کہا ملکہ مہ جبین الماس پوش دختر شہنشاہ کو نہین پہچانا لعل نے دانتون کے
نیچے انگلی دبا کر کہا ہو آصف دختر شہنشاہ طلسم ہوش ربا کو سلطنت لشکر باغیان کیون ملی صرصر نے کہا وہ سامنے
دنگل شوکت پر جو شیر بیٹھا جھوم رہا ہو یہی فتاح طلسم ہوش ربا ہو بی مہ جبین اُسکے ساتھ نکل گئین سب لشکر کی
افسر ہین معشوقہ اسد دلاور ہین اُدھر سے جو لعل نے نگاہ پھیری جمال جہان آرا سے اسد نامدار پر نگاہ پڑی
دیکھا اک جوان صف شکن تہور شعار جلالت آثار چہرہ آفتاب عالمتاب آنکھین رشک دیدہ غزال جبین انور
ماہ آسمان کمال سطوت و صولت چہرہ زیبا سے آشکار جوان نامی و نامدار اسد نے بھی دیکھا ایک نازنین گلنار
پوش اس جانب دیکھ رہی ہو ضرغام شیر دل پہلو مین کھڑا تھا اُسنے کہا حضور ذرا تکلیف کیجیے لعل سخندان
آپ کو دیکھ رہی ہو اسد غازی نے کہنے سے ضرغام کے ذرا سوچیون پر تاؤ پھیرا خود زرین کو کج کیا انکا حجاب
ہو گئی اب تو چھریان چل گئین صف مژگان آمادہ حرب و پیکار ہوئین سراپا پر اسد نے نگاہ ڈالی دیکھا ایک ماہ
پارہ گلگون پوش آنکھین رشک نرگس شہلا خوبصورت نقشہ سراپا مین افسونگری نگاہون مین ساحری
ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار بادہ شباب سے مست و سرشار دونون نے کلیجون پر ہاتھ رکھ لیے لڑکھڑاتی ہوئی
جو لعل سخندان بیٹھی صرصر تو بلاے روزگار ہی تیور کو دیکھکر کچھ سمجھی کہا کیون ملکہ مہ جبین کیا خوش نصیب ہی
کیا شوہر بلا مرتبہ پیکہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران نذر کردۂ نزیگان صف شکن تیغ زن لاکھون مین اکیلا لڑے
پرے درہم و برہم کرے وہ دوسرا جوان لباس صندلی رنگ پہنے جو پہلو مین بیٹھا ہی صندلان صندلی پوش
لقب ہی جرأت مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا طلسم کشا نے جاکر اُسکو زیر کیا جو پہلوان آیا اسد غازی غالب
ہوا مقربات سحر و ساحری سے ناچار ہی ورنہ اگر تخت اُڑا اسباب الٹ دیتا ان لشکرون کی حقیقت جانتا ہی
لعل سخندان نے سر جھکا کر کہا ہان ہوگا ہمین کیا مطلب بی مہ جبین کو مبارک ہو ہم تو اُنسے لڑنے آئے ہین
صرصر نے کہا عاشق مزاج بھی ہو حسینون کے سر کا تاج بھی ہو یہان ملکہ مہ جبین کو قبضے مین کیا ملکہ لالان
خونقبا دختر خداوند داؤد نے عاشق ہو کر ملک داؤدیہ ویران کرایا کارخانۂ خدائی کو مٹایا لبس و معشوقہ
اس جوان کے قبضے مین ہین دونون بے مثل و بے نظیر ہین ایک شب اس بارگاہ مین ایک شب
اُس بارگاہ لالان خونقبا مین دونون معشوقان طناز عاشق جمال طلسم کشا مین خدمتگذاری مین
مصروف رہتی ہین لعل سخندان دل مین سمجھکر خاموش ہو رہی صرصر کو کچھ جواب نہ دیا دل مین پیچ و تاب
کہ ای لعل اس محبت کا کیا انجام ہوگا کنارے پر لشکر کے جو زیادہ ٹھہری یاقوت نے کہلا بھیجا دامنے

لشکر کے مقام تجویز کرو لعل سخندان نے سامنے کوہ نیلوفری ہر اُسی کے دامن مین لاکر لشکر اُتارا ملکہ یاقوت
سخندان و ملکہ لعل سخندان و ملک اخضر کے واسطے بارگاہ استادہ ہوئی حیرت جادو پہونچا کر الٹی طرف اپنی
بارگاہ کے چلی ابر جون پریل پڑے ہوے غصے مین بھری ہوئی افراسیاب جادو تو وہین ٹھہر گیا ہر
ملکہ یاقوت سامان طلب کرتا ہر صرصر و صبا رفتار و سرما و ابریق وغیرہ نے کل سامان کر دیے شراب ہاے
عمدہ سے میخانے بھر دیے ہندوستان سے طائفے بلوا لیے مین آگئے حکم دیا جا کر مصروف رقص و سرود ہم
یہان حیرت جادو جو بارگاہ مین آئی اپنے چھپر کھٹ پر لیٹ رہی افراسیاب کا ٹھہر رہنا ناگوار ہوا کہ صرصر
ہنستی ہوئی آئی حیرت جادو نے کہا تو اے صرصر آج بہت ہنستی ہو کیا کچھ پڑا پایا عرض کی واری اک نیا گل
بھولا چاہتا ہر کوئی راستہ بھولا چاہتا ہر مین نے بھی آگ لگا دی اسطرح صرصر نے جو کہا ملکہ حیرت چھپر کھٹ
سے اُٹھ بیٹھی کہا تو اے صرصر مجھسے تو بیان کرو عرض کی اسوقت کی لونڈی کی بات یاد رکھیے گا بی لعل سخندان
اسد غازی پر پھسلی ہین حیرت نے کہا تو اے صرصر ایسا نہین ہو سکتا وہ بھی گھر مین افراسیاب جادو کے
بیٹھیگی میری سوت نیگی صرصر نے کہا ملاحظہ کیجیے گا اسی وقت اُسکے تیور اور ہو گئے مین نے بھی اسد غازی
کی خوب تعریفین کر دین کہہ دیا جوان عاشق مزاج ہر سیکڑون شاہزادیان اُسپر مرتی ہین بی مہ جبین نے
اٹھارہ سو ملک طلسمات باپ سے مقابلہ کر رہی ہین لالان خوش لقا کا بھی حال سنا دیا کہ
خدائی شاکر آئین لوح بھی دلوا دی بھر قبضے سے نکل گئی دیکھیے مین جا کر خبر لاؤنگی مفصل خبر سناؤنگی
یہ تو ظاہر ہر کہ اسد غازی نے بھی پسند کیا نشہ شراب شباب مین وہ بھی مست ہر اگر اپنے عیار ضرغام
سے کہیگا وہ عیار ہر گرفتار کر کے لیجائیگا حیرت نے کہا سامری جمشید ایسا کرین میری بہن پر طعن و تشنیع
کرتی ہین تو سہارنے مجکو بہت بدنام کیا آج انشاء سے کہنے مین ڈراتی تھین مین نے بھی جواب دیا کہ
تمھارے سر توڑنے کے لیے سوت کو بلایا ہر کیون صرصر میرا کیا نقصان ہر اگر یاقوت کے ساتھ شادی
ہو گئی ہر مجھسے بے اعتنائی کرینگے اپنے میکے چلی جاؤنگی باپ میرا حیات جادو بادشاہ جلیل صاحب لامری کئی
مرتبہ انھون نے نامے لکھے کہ بیٹا مین اگر دشمنون کو مٹا دون مین نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا افراسیاب
سے ضرور ہر آپ کے ساتھ اچھی طرح اگر نہ پیش آیا مجھے ملال ہو گا باپ کی دلشکنی کا ضرور خیال ہو گا ان
سیحون کی کیا حقیقت ہر وہ ان سب پر سحر مین غالب ہین مدت سے مدد کرنے کے طالب ہین اس جز دماغ
کے مزاج سے ڈرتی ہون میرے بھائی مارے گئے لیکن اُس سنگدل نے مجکو پوچھا بھی نہ دیا ایک دن یہ بھی

نے کہا کہ نیرنگ و گیرنگ کا مجھکو قلق ہو دالی اداس سوسن زبان دراز کے قتل ہونے پر خوش ہوا کہتا ہو
مین کسی کی مدد کا طلبگار نہین ہون میری جوتی کو کیا غرض کہ مین اپنے باپ کو بلواؤن اگر ملکہ بھیجون اگر
قیامت بپا کرین صرصر نے کہا اب تو تجربہ خجم کو ملاحظہ کرو دیکھیے کسطرح سے معرکہ پڑتے مین مجھکو خبر ملی ہو
اہالیان لشکر طاہر لو. افشان نے بھی لشکر کشی کی ہی صبح سے اندر شروع ہوجائیگی کوکب نے بھی تیاری جنگ کا
ملکہ حیون سبز پوش زبان دراز شاہزادی محبوب کاکل کشا وزیر زادی و نالاں ابر گلا و حیون کا لشکر
آگے بڑھ چلی ہو وہ لوگ بھی وقت پر آجائینگے سب تدبیرین ہورہی ہین حیرت تو منہ لپیٹ کر لیٹ رہی
صرصر برائے حفاظت لشکر فلکی میان اسد غازی کو بھی لعل کا خیال اندر بارگاہ کے جامہ آراستہ ہوا
خواجہ عمرو بھی نیر کو اسد غازی کے دیکھ رہے مین پوچھا کیون ای شیر دل مزاج کیسا ہو اسد نے کہا
میرے انتشار کا باعث ظاہر ہو ایسے ایسے دشمن آئے ہین خدا ہمارے سرداران نامی و ساحران گرامی کو
ان دشمنون کے ہاتھ سے بچائے حقیقت مین ایسے سحر کبھی نہ دیکھے تھے دو شہزادیان ساتھ آئی ہین ہزارہا طائفے
دم بدم زمزمہ سرائی کرتے ہین ایسی جادوگرنیان حاکم مالک عجائب و غرائب نگاہ سے نہ گذری تھین عمرو
نے کہا اور اس زمانے مین عاشق مزاجی کو کام نہ فرمائیگا جتنے آئے ہین سب تمھاری جان کے دشمن
ہین مین نے دیکھا تھا آپ لعل خندان سے آنکھین لڑا رہے تھے یہ جادوگرنیان صورت ظاہر سے آراستہ
ہین باطن ان سبھون کے خراب ہین تم بہ نگاہ محبت دیکھ رہے تھے وہ خونخوار بہ نگاہ دشمنی ایسا نہ ہو وعدہ کرکے
چلے جاؤ تنہائی مین ملاقات ہو سر تمھارا کاٹ کے پھینک دیگی مین ابھی جاکر سمجھین ہے اور نالان خونخوار
سے کہتا ہون کہ یہ خیمے سے نکلنے نہ پائین اسد نے کہا نانا جان یہ آپ کو ناحق کے خیالات مین مبتلا ہین
مجھکو شکار گاہ مین چھوڑا لشکر مین آنا موقوف کر دیا اب پھر آپ یہی چاہتے ہین مین بارگاہ سے نکلنا
موقوف کر دون مین اب تک یہ بھی نہین جانتا لعل خندان کون ہو اور یاقوت خندان کون ہو عمرو
نے کہا ہمنے سمجھا دیا اب آیندہ تم جانو ان ظالمون سے دل لگانے مین سراسر جان کا نقصان ہو اسد غازی
نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا یہان دربار مین ملکہ یاقوت خندان کے اتواسیاب جادو مثل چاکران کمترین
حاضر ہو گلشن جمال معشوق کی گلچینی کر رہا ہو اپنے ہاتھ سے کام کرنے مین مصروف ہو نازنینان مہ جبین کو
آواز دے رہا ہو کہتا ہو فلان طائفہ لاؤ ساقی پریون کو بلاؤ طائفان ہند سامنے ملکہ یاقوت کے رقص
کر رہے ہین ایک حور وش خوش آواز عقیل فہیم دمساز آکر سامنے کھڑی ہوئی یہ غزل تعریف مین یاقوت

سے گانے لگی

غزل

دل صد چاک جا نظر ہی خط رخسار روشن کا
حقیقت مین سبب ہی گوشہ گیر آب آہن کا

کریگا قید مجھے بادیہ گردی کا کیا دعوے
قدم نکلا نہین رہ کر زمین پر سے توسن کا

اجیر کی قصہ تھا قتل عاشق سے قاتل کو
لیے مین خم صحرا ہو گنبد میرے مدفن کا

اڑاتا ہو نہین ہیرے کے جب یاد آتا ہی
قلق جی جوش جا بار ستم وزال روئین تن کا

لکھا مضمون جو اشک سرخ نے روے شوخ کا
کتان کو کسنے دیکھا ہی نگہبان بکھرے خرمن کا

گلے مین دیکھکر طوق طلائی شک ہوا مجھکو
ازل سے ناز پروردہ ہی نہین صحرا کے دامن کا

ہے گلو کبھی ہوتا ہی چراغ چشم دل روشن
اتارا سر اگر کیا بوجھ اتارا اپنی گردن کا

وہ جوبن ہی ترا اے حور عالم کے مرقع مین
دل گم گشتہ اٹھا کر ناز سے چلتا وہ دامن کا

ہوا دیوانہ جسے شب بیاض صبح گلشن کا
سوا پیر فلک کون اسکی تیغ تیز پر رکھتا

کہ ماہ نو ہی پروانہ تمھاری شمع گردن کا
فلک سیر اسکو کہنا زیب ہی اللہ ری شوخی

یہ وہ بانی ہی جو کرتا ہی اکثر کام دشمن کا
سوا ہو مین کسی کی چشم میگون کی محبت مین

کوئی الفت نہ دیکھا آجتک اس نگہ پر زور کا
کسی دن پہلوان عشق بالا اگر پڑتا

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی چہرۂ بے نظیر یاقوت تخندان پر نقاب حجاب و شرم ہی افراسیاب جادو طرف ملکہ لخضر کے متوجہ ہوا ملکہ لخضر نے طبلا کر کہا ای فرزند طبل جنگی بجواؤ افراسیاب جادو خوش ہو گیا فوراً صرصر کو بلا کر حکم دیا ملکہ حیرت سے جا کر عرض کرو طبل جنگی بجوا دیجیے صبح کو دشمنوں کا خاتمہ ہی صرصر نے جا کر دیکھا ملکہ حیرت منھ لپیٹے ہوئے پڑی ہی صرصر نے حکم سنایا حیرت نے کہا جا کر کہدو طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی جرند و پرند خدمت مین ملکہ مہ جبین کی حاضر ہوے بعد دعا و ثنا خبر نوازش طبل جنگی سنو بجائی عمرو نے فرمایا تعجب کی بات ہی طبل جنگی بجگیا برق وغیرہ نہین ہین کسنے ہمسے کہا تھا کہ ہمنے سب کو فردًا فردًا روانہ کیا ہمارے واسطے اسنے حجرۂ بلا بھی اپنا کھولا کچھ انجام سوا مین جا کر تحقیق کر دی جبین سے لشکر عمرو نے طبل جنگی تو بجوا دیا لیکن رات ہی کو طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوا یہان چار پہر رات تیار ہی رہی جبکہ یاقوت رمانی آفتاب عالمتاب بعد رعب و داب بدخشان مغرب سے برآمد ہو کر خزانۂ چرخ نیلی مین داخل ہوا جوہری چرخ کنج شعاع کا دیکھکر جوہر شناسی کرنے لگا کوہ و دشت و بیابان گلنار ہو گیا ملکہ یاقوت تخندان طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر بیرون بارگاہ آئی نہرون نے جوش مارا ملکہ لعل لب صفین آراستہ کین افراسیاب جادو نے جا کر حیرت کو بیدار کیا حیرت بعد حیرت و عبرت تخت پر سوار ہو کے قلب لشکر مین ٹھہری افراسیاب جادو مع وزیران سلطنت و شیران انتہیٰ صف سے آگے بڑھا ابھی نقیب نقابت نہین کرنے پائے میدان کارزار آراستہ نہین ہوا ملکہ مہرخ پایۂ تخت مہ جبین پر ہاتھ رکھے ہوئے آمد لشکر افراسیاب جادو و یاقوت تخندان وغیرہ کو ملاحظہ کر رہی ہین ایک جانب بہار صف آرا ہی

کنیزان بہار نوجوان کم سن صاحبان ناز و کرشمہ موسوم بہ گلشن و گلستان و نسرین و نسترن و شمشاد و غنچہ دہن و نازک اندام و دل بہ بر سب اپنے اپنے مقام پر صف آرا ہین پشت پر بہار کے باغ پر بہار ایک جانب ملکہ مخمور زاندار سب حیرت مین ہین کہ کیونکر مقابلہ ہوگا مہرخ کو خواجہ کا انتظار کہ انکی راے سے میدان داری ہوتی بہار سینہ سپر کیے کھڑی ہے اسد غازی پشت مرکب باد رفتار پر مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھے ہوے بعہدۂ سپہ سالاری زیر سایۂ علم شیر پیکر جلوہ فرما ہین کہ ناگاہ آسمان پر نوبت نقارے کی صدا آئی اور صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی ابر سیاہی آسمان پر تڑپتا ہوا سامنے آکر شق ہوا ابر سیاہی کا اضطرار موقوف ہو گیا اب سب نے دیکھا ایک جوان خوش رو بلند و بالا شیر دشت نبرد جلالت بہرے سے آشکار تہور شعار گردن بغل ست کی سوار چھڑ علم زرنگار کی بغل مین دبی ہوئی شقۂ علم زرنگاری کھلا ہوا آسیر تعریف کو کب روشن ضمیر رحمہ مالک تقدیر و لغت رحل کبیر بحظ جلی تحریر پشت پر دو لاکھ ساحران نامی و نامدار مرکبہاے پرند پر سوار چلے آتے ہین شان و شوکت دکھانے مین ہارے ہوا الصمد جاہ و حشم شہنشاہ برجیس زرین علم آ پہونچا افراسیاب جادو دیکھا جل گیا ملکہ یاقوت سے بڑھکر کہا آپ کے خالو صاحب کا میش رو لشکر بہ کروفر آگیا ادہرے باغبان قدرت براے استقبال شہنشاہ برجیس زرین علم پہونچا برجیس اختر طالع ہاتھی سے اترا لشکر کو ایک جانب ٹھہرایا زوران آتش فشان بہار گاہ مین لدی تھین جابجا استادہ ہونے لگین برجیس ٹھہرنے نہ پایا تھا لشکر کو جا رہا ہے کہ ابر گلنار آسمان سے ظاہر ہوا سب دیکھنے لگے دیکھا ہزارہا نازنینان زرین پوش بصد جوش و خروش طائران زرین بال پر سوار ایک ایک حور پیکر ماہ رخسار جس مین تخت پر ملکہ اختر بن سیلان فیل زور شیر زیر پر فن تخت زرین پر سوار پشت پر ہزارہا جلو دار اس شوکت و شان سے اختر جلی آکر مہرخ کو سلام کیا سرخ مو سے کاکل کشا وغیرہ براے استقبال برجیس ملکہ اختر کا لشکر برجیس زرین علم کی فوج سے ملگیا غنچۂ آرزوے برجیس کھل گیا ٹھیک دوپہر کا وقت ہے یہ دونون لشکر جم رہے ہین ملکہ اختر نے آتے ہی قصد کیا کہ لشکر دشمن پر جا پڑے دن مہرخ نے گلے سے لگایا فرمایا ای اختر برج صف شکنی ای ماہ آسمان جانبازی ابھی نقابت وغیرہ نہین ہونے پائی یہ کلام تھا کہ غبار ابر مرواریدنگار بلوے کو دوسے بصد شکوہ اٹھا اُس ابر گوہر نگار مین چشمک زنی برق از جنوب تا بہ شرق ظاہر ہوئی سب نے دیکھا دوسری آبجی کو کب کی ملکہ مروارید گلنار پوش بڑی دھوم سے آکر پہونچی بہار نے بڑھکر تعظیم کی ملکہ برجیس کو آکر سلام کیا اسد غازی کے قدمون کو بوسہ دیا پہر دن پہلا باقی تھا کہ آسمان سے ایک لکۂ ابر مختصر کس دھوم سے اٹھا

اُس ابر سے گانے کی آواز صدائے نوبت و ساز بلند ہے وہ ابر دھوندھکار بصد شوکت و وقار قریب لشکر
مہرخ نامدار آکر شق ہوا سب نے دیکھا ملکہ مجلس جادو اک تخت پر سوار دو پلڑی کلاہ سر پر گرتا آب رواں
کا زیب جسم الو مشروع کا پائجامہ زیر پائی زردوزی کی مینڈھیاں گندھی ہوئیں نازنین خوش رو طوق
طلا زیب گلو ہیکل مرصع کا گردا گرد صد ہا نازنینان کمسن لڑکیاں تخت کو گھیرے ہوئے تخت پر اک مختصر سی
برات آراستہ گڑیاں مسند پر دلھن بنی ہوئی برات آکر اتری ہے دولہا کے سر پر سہرا بندھا ہوا دال
منھ پر رکھے ہوئے شربت پلائی ہو رہی ہے دو انیاں جوانیاں کھنا کھن گر رہی ہیں اس شان و شوکت سے
ملکہ مجلس اُس جلسے میں آکر ہیو تخی خبر دی ہے ملکہ بران بھی آتی ہیں مجلس نے آکر انتظام لشکر کیا کنیزوں نے
پردے باندھے ملکہ مجلس لشکر اور اسباب جادو پر نظر ڈال رہی ہے یہی قصد ہے کہ لشکر دشمن پر چاہڑ دن ملکہ
مہرخ سمجھا کر روک رہی ہیں کہ بی بی ابھی تامل کرو ملکہ بران بھی آجائیں تمھاری جانب سے پیشقدمی جائز
نہیں ہے تب مجلس جادو رکی قریب شام اک آفتاب عالمتاب آسمان پر چکا ابر زعفرانی میں ماہ تابان
کا فروغ ہزار ہا ستارے چمکتے ہوئے لگا ہے ابر گرجتے ہوئے ہزارہا برقیں لوٹ کر زمین پر گریں رعد کا دل
ساحروں کا ہلنے لگا اُس ابر کو دیکھ کر دل پر دشمنوں کے ابر الم چھا گیا آفتاب طلازبان اور اسباب جادو کا
کھڑا کیا وہ ابر یکایک رکا سب نے دیکھا صفدر وصف شکن ملکہ بران شمشیر زن بصد رعنائی و زیبائی بگیر
سوار ہلو میں شگوفہ سحر ساز و پریزادی پشت پر فوج ظفر موج ہمنس زمین پر اترا سب نے تعظیم کی ملکہ مہرخ
نے بڑھکر گلے سے لگا لیا پوچھا خواجہ عمرو آپ کے قصر عنبری میں ہیں ملکہ بران نے جواب دیا وا الونامدار
سے کلام ہو رہے ہیں انجمن مشاورت منعقد ہے گلشن مشورے کی بہار دیکھ رہے ہیں مقابلے میں کیا دیر ہے ملکہ
مہرخ نے فرمایا شب کو طبل جنگی بجایا تھا آپ لوگوں کی آمد میں لڑائی معطل رہی اب لشکر والیس ہونگے اور اسباب
جادو دے ہو دیکھئے کہ شام ہوگی ملکہ یاقوت نے اپنے لشکر کو پھیرا ادھر لشکر مہرخ بیٹھا ملکہ بران نے
الگ بارگاہ استادہ کرائی لگ اختر و مہر وار بدیر جیسی ملکہ کو گھیرے ہوئے جاتے ہیں کہ ہزارہا نوبت
نقارے بجنے کی نوبت آئی اتنی بڑی گرد اٹھی کہ تمام صحرا تاریک ہوگیا شعر از دامن دشت کوہ اورنگ
گردے برخاست تو تیارنگ دیکھی سب نے آگے آگے بلور چہار دست جام صبائے جرات سے
مست مرکب باد رفتار پر سوار چار ہاتھ دو کی مٹھیاں بند ایک میں سپر ایک میں شمشیر دست صولت و
شوکت کا شیر شانہ پر کو کب روشن ضمیر تختہ زمین پر سوار ہیں لاکھ فوج ہمراہ ملکہ بران وغیرہ

برائے استقبال جمشید بن کوکب روشن ضمیر پلٹ پڑین جمشید کو حلقے بیچ مین لیا مصاحبان سرفروش سایہ مین تلوارون کے لیے ہوئے آکر داخل بارگاہ زرلفتی ہوئے بیچ سے قناتین ہٹادین بارگاہ مہ جبین سے بارگاہ فلک اشتباہ بر آن ملکہ استادہ ہوئی بارگاہ بران مین شاہزادۂ جمشید تخت پر جلوہ فرما ہوئے گرد تمام شاہزادگان مصاحبان ذیجاہ فلک جرأت کی ماہ اپنے اپنے مقام پر کرسیون پر متمکن ہین ادھر ملکہ مہ جبین الماس گوہر تخت طاؤسی پر پہلوے تخت مین دلکل اسد نامدار مہرخ عالی وقار و بہار گلعذار و مخمور بادۂ حسن سے سرشار و رعد و برق و برق لامع سترہ سو سردار مع روان طلسم ہوشربا باغیان قدرت و ملکہ اسرار و ماران زمین کن وغیرہ لعبہ جادو وجلال جالیس و شیر جالیس وزیر اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہوئے لیکن یاقوت سخندان جو واپس آئی ملکہ حیرت اپنی بارگاہ مین پلٹ گئی افراسیاب جادو ہمراہ ملکہ یاقوت سخندان کے آیا اخضر سے کہا آپ ان سب کو عزیز دار جانتے ہین دیکھیے برائے مقابلہ سب صاحب تشریف لائے ہین کس زور وشور سے لشکرکشی ہوئی بران تو ہر وقت آمادۂ حرب و پیکار ہین دریاے خون رواں پر بڑے زور وشور سے لڑین بڑی بڑی لڑائیان ان لوگون نے ہمکو ہو چکی ہین اگر انکا قدم درمیان مین ہو تو اہل اسلام نہ تھم سکتے مہرخ وغیرہ بھاگ جاتین بلاوجہ یہ ساربان زادہ طلسم نورافشان مین گیا شمشاد کوکب نے ہمارے رنج دینے کو اس حقیر ذلیل کو بھی آبرو دی استقبال کیا لی برآن بڑے خاطرداری موجود ہین میان صنعت نے اک سحر کیا میرا بھی شعبدہ شریک تھا سیان کوکب نے بلور چہار دست کو روانہ کیا پہلی مدد یہی ہے بلور چہار دست نے کچھ ہمارا پاس نہ کیا مہرخ وغیرہ کو چھڑا لیا اب آپ سے تو خون شریک ہے دیکھیے فرداً فرداً لشکر آئے ہین شہنشاہ برجیس زرین علم علمدار نامدار خاص لشکر کوکب کے سپہ سالار بعید شوکت آئے صرف اب کوکب و نورافشان کا آنا باقی ہے جس وقت کوئی مصیبت آپ پر پڑیگی دونون استاد شاگرد پیٹ پکڑے ہوئے دوڑے آئینگے نورافشان کے حرکات پر کلیجے مین ناسور پڑ گئے جب مشعل کو عمرو پکڑ لیگیا تو مین جا پڑا جس خیمے مین عمرو نے لیجا کر لاشہ سرداران مردہ رکھے تھے خیال مین آیا انکو جیتے لون جلا دون میان نورافشان سامنے آکر میرے کھڑے ہوئے مجھ سے آنکھ ملائی شرم نہ آئی بالاعلان فرمایا افراسیاب اگر ایکی گود مارے گا تو تیرے سر پر پڑیگا مین نے اُستادی کا پاس کیا پلٹ آیا وہ اپنے نزدیک کچھے افراسیاب دب گیا ہر مقام پر مدد کی تیز رنگ و گیر رنگ برادران ملکہ حیرت کو قتل کرایا کیا کیا شکایت کرون ملکہ یاقوت سخندان

نے کہا ہم ابھی رفع حجت کیے لیتے ہیں بالتونی بران ودیو چلی جائیں ہمارے مقابلے میں نہ آئین یا مثل
مہرخ وغیرہ انکو بھی انھیں نہرون میں ڈبو دونگی خالو صاحب کا پاس نہ کرونگی یہ کہکر اپنے ہاتھ سے
نامہ لکھا مضمون یہ تھا ہمشیرہ بران صاحبہ براے چند ساعت ہمکو سرفراز کیجیے ہمارے آپ کے بعقد جنگ
صلاح ہونا واجب ولازم ہے مہران نامے ایک کنیز تھی اُسکو نامہ دیا کہا لشکر میں جاکر بران کے دینا کہنا آپکو
بلایا ہے اگر آپکو آنے میں عذر ہو ہم آپ کی بارگاہ میں آئین مہران نامہ لیکر چلی یہان وہ وقت ہے کہ دربار
ملکہ بران اوج پر ہے خواجہ عمرو بھی ایک جانب جلوہ گر ہین شگوفہ نے بڑھکر عرض کی ملکہ بران سے کہ
در دولت پر مہران کنیز فرستادہ ملکہ یاقوت نامہ لیکر آئی ہے ملکہ بران نے حکم دیا بلالو مہران نے اندر
آکر بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھا ایک جانب ملکہ مہ جبین تخت پر گردسرداران نامور ایک ایک شیر دلیر
صف شکن تیغزن تاجداران جلیل ایک جانب تخت پر شاہزادہ جمشید بن کوکب اُنکے گرد ملکہ بران ودختر
ومرواریدو بلور چہار دست وغیرہ اپنے اپنے مقام پر اشیاے سحر ہاتھ میں ذکر لشکر ملکہ یاقوت سخندان
کررہے ہین مہران نے سلام کیا شاہزادہ جمشید و ملکہ بران کی بلائین لین ترقی عمرو دولت کی دعائین
دین ملکہ بران نے پوچھا مہران اچھی رہی یہ توسب آپس میں واقفکار ہین مہران نے عرض کی واری
فلک نے ایسا انقلاب دکھایا آپ لوگون سے ہمارے مالک سے فساد درپیش ہے آپ کو ملکہ عالم نے بلایا ہے
براے ساری صورت اصلاح حل کر لیجیے فساد ہونے میں بڑی بڑی خرابیان ہین یہ کہکے نامہ دیا ملکہ
بران نے شگوفہ کو دیا شگوفہ سحرساز نے باواز بلند نامہ پڑھا مضمون مذکور سنکر ملکہ بران نے جواب لکھا
اپنی بارگاہ میں تخلیہ کیجیے ہمارے دشمن افراسیاب کو جگہ نہ دیجیے ہم ضرور آئینگے جیسا ارشاد ہوگا اُسکا جواب
دینگے یہ لکھکر مہران کو نامہ دیا مہران نامہ لیکر چلی کنارے پر لشکر کے پہونچی تھی کہ دیکھا ملکہ بران کی
کھلائی شعلۂ حسن زیر نخل کھڑی ہوئی رو رہی ہے مہران نے کہا کیون شعلۂ حسن کیون روتی ہو شعلۂ حسن
کی اور رقت زیادہ ہوگئی مہران شعلہ کو بخوبی پہچانتی تھی لپک لپک کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا اے مہران
نقارخانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے ہم دو دن سے ملکہ بران کو سمجھا رہے ہین کہ بی بی غیرون
کے واسطے اپنون سے نہ مقابلہ کرو انکے کان پر جون بھی نہین رینگتی وہ سرکشی کا جواب دیتی ہین
کہ کلیجہ پھٹا جاتا ہے فرماتی ہین مثل دریاے خون روان کے ان نہرون کو بھی خشک کردونگی اگر کسی وقت
انھون نے کسی بات کو مانا ساربان زادہ بھڑکا دیتا ہے وہ چاہتا ہے فساد ہو یہ سب ویران ہون بعد اسلام

آباد ہو اسوقت جو تم نامہ دیکر بلبلیتن مین نے غصے مین سمجھایا دیکھو تمھاری بہنین عذر کرتی ہین بی بی مل جاؤ نگوڑے
مسلمانون کا ساتھ چھوڑ دو نگوڑے عمرو فسادی نے مجھکو گردن پکڑکے نکلوا دیا اسواسطے روتی ہون کہ ملکہ بران کو
دودیون مین پالا اب ہاتھ سے ملکہ لعل سخندان و ملکہ یاقوت سخندان کے قتل ہو جائینگی اس بڑھاپے
مین کدھر جاؤن رو رو کے جان دونگی کہا شک سمجھاؤنگی یہ کہکر خوب بلک بلک کر روئی کہا ای تو مہران مجھکو اپنے
ساتھ لیتی چلو ملکہ یاقوت سخندان کے قدمون پر گروادو مین طرف سے چھوکری کے سفارش کردونگی کہ واسطے
سامری کا ادب سب کو قتل کرو بران کی جان چھوڑ دو مہران نے کہا نہین ای شعلہ حسن تم تو میرے ساتھ
چلو لیکن ملکہ یاقوت سخندان کو بران کا بڑا پاس ہے بلا بھیجا ہے اسی واسطے جسمین مصالحہ ہو جائے شعلہ حسن
مہران کے ساتھ چلی جب جنگل مین پہونچی شعلہ حسن نے کہا دیکھو تو اور کنیزین آتی ہین مہران نے منھ پھیرا شعلہ حسن
نقلی نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا منم مہتر برق فرنگی جباب مار کر بیہوش کیا اک درہ کوہ مین ڈالدیا
آپ بصورت مہران بنکر تیار ہوا نامہ ساتھ مین لیکر دوڑتا ہوا آیا سنا کہ افراسیاب جادو بھی موجود ہے گھبرا گیا
کلیجے پر پتھر رکھکر اندر آیا یاقوت کو سلام کیا نامہ دیا یاقوت سخندان نے پڑھکر کہا کیا مضائقہ ہے ای شہنشاہ
طلسم ہوش ربا آپ اپنے سردارون کو لیکر چلے جایئے ہمین تخلیہ منظور ہے ملکہ بران وغیرہ کو قتل کرنا سلب عقل کا
قصور ہمارا ہے انکے خون طاہر ہے حقیقت مین اس صحبت مین غیر کا ہونا مناسب نہین ہے افراسیاب وغیرہ چلے گئے
برق فرنگی نے پاندان کھینچا گلوری بنا کر سامنے ملکہ یاقوت سخندان کے لایا ملکہ یاقوت نے کہا لو مہران
اسوقت ہمارا دل نہین چاہتا برق فرنگی نے وہ گلوری ملکہ لعل سخندان کو دی ملکہ لعل نے اُس گلوری کو
لیکر اگالدان مین ڈالدیا ملکہ یاقوت نے کہا ای مہران اپنے مقام پر جاکر بیٹھو جب ہم بلائین تب آنا اب
برق مجبور ہو کر صحنچی مین آبیٹھا اخضر نے کہا کیون ای ملکہ یاقوت اب تمھاری کنیز مہران بڑی بدتمیز
ہو گئی ہے ہمارے واسطے گلوری نہ لائی ملکہ یاقوت نے ہنسکر کہا ای بابا جان ذرا ہوش مین آئیے اسوقت
مہران کے ہاتھ کی گلوری نہ کھایئے اخضر نے کہا آخر کیا باعث یاقوت سخندان نے کہا آپ نے آنکھین ساحری کی
و جمشید کی دیکھین لیاقت ذاتی حال آپ کو کھل جائیگا ملکہ بران کو آئینے دیکھیے سب کیفیت آپ پر ظاہر
ہو جائیگی یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین برق فرنگی بیٹھا گلوریان لگا رہا ہے وہان ملکہ بران نے خواجہ عمرو
سے صلاح کی کہ اب کیا حکم ہے مین برائے کلام پاس یاقوت کے جاؤن یا نہ جاؤن خواجہ عمرو نے کہا تم
تم ماشاء اللہ عقیل و فہیم ہو مگر بی بی کلام دیکر نہ کرنا ملکہ بران نے کہا طلسم کشا کا اقبال ساتھ ہے لیکر

ملکہ مہران طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی طرف لشکر ملکہ لعل و یاقوت کے چلی خواجہ عمرو نے کہا ملکہ مین بھی
چلون ملکہ مہران نے کہا بسم اللہ خواجہ عمرو بشکل شگوفہ سحر ساز بصد ناز و انداز ملکہ مہران کے ساتھ ہولیے ملکہ یاقوت
سخندان کو کنیزون نے خبر دی ملکہ مہران و شگوفہ سحر ساز تشریف لاتی ہین ملکہ یاقوت سخندان نے بخوبی انتظار کیا ملکہ مہران
اندر آئین برق فرنگی صحنچی مین بیٹھا دیکھ رہا ہے دیکھا اُسنے کہ استاد بھی ملکہ مہران کے ساتھ ہے سوچا کہ ای برق جب ہاتھی کا لونڈ
ملکہ یاقوت سخندان تجھے نہین دکھائین کچھ سمجھ کر گلزار نام اک کنیز دوسری صحنچی مین چھپی تھی برق فرنگی جھپٹ کر اُسکی صحنچی مین آیا اُسسے
کہا لو تمھین کچھ حال معلوم ہے آج تیرہ ملکہ کو بہت غصہ ہے ایسا نہو قید کا حکم دین مجھے تم سے محبت ہے میرا لباس
تم پہن لو اپنا لباس مجھے دو میری صحنچی مین جا بیٹھو جب ملکہ مہران کہکر پکارین خاصدان لیکر چلی جانا
تمھاری جو آفت ہوگی وہ مجھپر ہوگی تمکو بدل و جان گوارا ہے گلزار کو سمجھا کر برق نے بصورت مہران بنایا
آپ بصورت گلزار اُسکی صحنچی مین جا بیٹھا ملکہ یاقوت سخندان و ملکہ لعل سخندان نے ملکہ مہران کا استقبال
کیا ملکہ مہران تشریف لائین مقام صدر پر جگہ دی ملکہ یاقوت سخندان نے کہا ای ہمشیرہ تم اور ملکہ مرخ وغیرہ
سے لڑنے آئے تھے ہے کیون لشکر کشی کی تمنے کیا ہلو سمجھا ہے دریاے خون بہا دینگے دل کے حوصلے دل ہی
مین رہ جائینگے آپ کو عیارون پر بڑا ناز ہے ایک صاحب کا سر تو لیتی جائیے میان برق فرنگی صاحب جو
تیز مشہور ہین پہنچے تو مہران کو نامرد دیکر بھیجا انھون نے بڑی تیزی دکھائی مہران کو بیہوش کیا اُسکی شکل
بنکر یہین گلوری کھلاتے تھے خواجہ عمرو نے جو یہ بات سُنی دیکھا صحنچی مین مہران کنیز بنی گلوریان لگا رہی ہے
خواجہ عمرو نے ہرچند اشارے کیے مہران اپنے مقام سے نہ اُٹھی عمرو تو حیلے سے رفع حاجت کے نکل گیا سمجھا
کہ یاقوت نے تمھین بھی پہچان لیا ہوگا ملکہ مہران نے کہا کیون بہن برق کہان ہے کہا ابھی بلاتی ہون
ہمشیرہ صاحب سر لیتی جانا یہ کہکے آواز دی اری مہران گلوریان لا گلزار بیچاری آفت کی ماری برق فرنگی
سمجھا چکا تھا حاضر خاصدان لیکر دوڑی جیسے سامنے یاقوت سخندان کے آئی یاقوت سخندان غصے مین سرخ
ہو رہی تھی مسکرائی اک برق چمک کر مہران پر گری مہران کے دو ٹکڑے ہو رہے آواز آئی کشتی مرا نامم من
گلزار جادو بود برق فرنگی تو بشکل گلزار کود کر بھاگا مہران تو بدحواس ہوگئی کہا او یاقوت یہ کیا کیا
عیارون کو کوئی قتل کرتا ہے ان لوگون کو چشم نمائی کیجاتی ہے اب جو یاقوت سخندان نے دیکھا میری کنیز
قدیم گلزار جادو کا لاشہ ہے کیا گل بھولا گلزار کے باغ حیات پر خزان آئی لعل سخندان بیقرار ہو کر دوڑی
کہا ہائی میری جھوجھو نے کیا خطا کی تھی یہ تمھاری خدمتگاری کرتی تھی گلزار جادو شگفتہ مزاج سرو قد غنچہ دہن

تھی منتظم باغات تھین شباب مین خلل کیا یاقوت سخندان جب ہوگئی پران آ کر دو حرب و پیکار ہوئی تھین لیکن
جب دیکھا کہ برق نہین ہر گلزار جادو کا لاشہ پھڑک رہا ہی لعل سخندان اپنی کنیز کے واسطے رو رہی ہر
یاقوت سخندان دریاے حجاب مین غرق اب اسکو بھی قاعدہ سحر سے معلوم ہوا کہ برق فرنگی بصورت
گلزار جادو نکل گیا ملکہ یہ آن سکر ائین یاقوت سخندان نے کہا تم تو لو ابھی خوش ہوئین یہ شعبدہ بہت
پسند آیا دیکھو ہم ابھی سب عیارون کو بلاے لیتے مین برق کا شعبدہ ہم سمجھ گئے یہ کہکے قہر و غضب مین جھولی
ایک کاغذ نکالا جیہ مرکب کاٹے زمین مین ڈالدیے کہا ای سحر سامری عیارون کو اپنے اوپر سوار کرکے جلد لاؤ ابر ان
بہت خوش ہو رہی ہین وہ کاغذ زمین سے غائب ہوگئے اول حال برق سینئے خواجہ بشکل شگوفہ گئے تھے
حال برق سنکر بھاگ آئے جنگل مین چالاک سے باتین کر رہے ہین فرماتے مین ای چالاک یہ ہو رہی بھی
جان لیگا عیاری کرتے پر مرتا ہی بشکل مہران بارگاہ یاقوت مین گیا ہی وہ پہچان لیگی ہی خدا اُسکی جان
بچائے یہ باتین کر رہے تھے خواجہ کہ برق کو دیکھا بھاگا ہوا چلا آتا ہی عمرو نے پکار کر پوچھا ارے برق
کیونکر بچا خیر تو ہی برق فرنگی نے کہا استاد آپ کے اقبال سے گلزار جادو کو قتل کر آیا اپنی جان بچاکے
حاضر ہوا لیکن اب کوئی آفت آیا چاہتی ہی خواجہ عمرو و برق و چالاک کھڑے باتین کر رہے تھے دیکھا جانسوز
و ضرغام بھی آتے مین استاد کو دیکھکر ٹھہر گئے یہ پانچون عیار کھڑے باتین کر رہے ہین دیکھا پانچ مرکب
با ساز و یراق مرصع کار کسے کساے زین و لجام سے آراستہ بھاگے ہوے اس جانب آتے ہین عمرو نے
کہا کسی رئیس کے گھوڑے چھوٹ گئے انکو پکڑ لو لشکر مین جلد بیچ لینگے ایک دبلا پتلا دگا ہڑ سد نکلے ہوے
قریب خواجہ عمرو کے آیا خواجہ نے جیسے ہی باگ پہ ہاتھ ڈالا وہ گھوڑا اسپ سحر کا جسطرح بنا خواجہ کو
اپنی پشت پر سوار کرلیا پلٹ کے عمرو نے دیکھا برق و چالاک و جانسوز و ضرغام بھی ایک ایک
گھوڑے کی پشت پر سوار ہوگئے خواجہ عمرو نے چاہا کود پڑون ممکن نہوا جسم مرکب سے جسم اپنا جزو اعظم
ہوگیا ناچار ہوکر لودے پر ہاتھ ڈالا ہو بھو کرتے ہوے چلے صاحب بعدہ گران نظر کردہ بزرگان
دیدہ کوہ مین بیٹھے تھے عبادت کر رہے تھے دیکھا اک گھوڑا کسا کسایا آیا قران اُس مرکب کو دیکھکر جا
سمجھ گئے کسی نے سحر کیا جہان مہتر قران بھاگ کر جاتے ہین مثل ہمزاد گھوڑا ہمراہ ہی آخر گھبرا کر اک درخت
پر چڑھ گئے دیکھا الیسا مرکب شائستہ ہی خوش قدم صبا شیم شاخون پر دوڑا دوڑا پھر رہا ہی مہتر قران
نخل سے بھی کودکر بھاگے پھر پھر کاہل جاگتے پھرے جہان یہ گئے مرکب بھی پہونچا جب قران نے دیکھا کہین

مہلت نہین ملتی اک مقام پر آکر مجبور ہوکر ٹھہرے قریب تھا کہ تحمل دو ضربے مارے طبقۂ زمین کا پھٹا اک غار
سا بنگیا اُسمین قران کو دوڑے اپنے کو اُس غار تنگ و تاریک مین مخفی کیا قلیل سا روزن حال مرکب دیکھنے کو
رکھ لیا لیکن گھوڑا گرد اُس غار کے چیخ مار رہا ہی ہوش مہتر قران کے اڑ گئے جی مین کہتا ہی کہ ای مہتر قران
کیا بلا کا سحر ہی ان ساحرون سے خدا آبرو بچائے اسی خیال مین اُس غار مین چھپے ہوے ہین کہ کان مین ہو
بحو کی آواز آئی دیکھا کہ خواجہ عمرو و برق و چالاک و جانسوز و ضرغامہ پانچون عیاران لشکر اسلام سوار
گھوڑے اڑائے ہوے جاتے ہین چہرے پانچون کے اُداس گھبرائے ہوئے منہ سے آواز نہین نکلتی مہتر
قران دُعائین مانگنے لگا خداوندا ان سب کو شر سے ساحرون کے بچانا انہین کا مل ہوا انھین مین کا گھوڑا مجکو
بھی لینے آیا ہی ابھی تک تو حافظ حقیقی نے بچایا ہی یہان یاقوت سخندان جب ان مرکبون کو روانہ کر چکی حیران
نے کہا کہ کیون ہشیر و صاحبہ تمنے کسی بادشاہ جلیل کی شراکت نہ کی عیارون کے واسطے بادشاہ طلسم ہوشربا
سے بگاڑی ان عیارون کی کیا حقیقت ہی ایک اشارے مین قتل ہوتے ہین ابھی مین نے پکڑ وا بلایا ہی آتے
ہونگے ملکہ حیران نے کہا گرفتار ہونا جوہر عیاری ہی جب یہ قید ہوے دوسرے کو مارا ملکہ یاقوت سخندان
نے پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیا ملکہ حیران نے دیکھا خواجہ عمرو وغیرہ گھوڑون پر سوار مجبور و ناچار چلے آتے مین
ملکہ یاقوت نے کہا کیون بوا بس انھین کے بھروسے پر ملک کی تباہی کی فکر کی ابھی کہو انکو قتل کر ڈالین
ملکہ حیران نے کہا ای یاقوت سخندان اس گرفتاری کا اعتبار نہین اگر خواجہ عمرو کو خبر ہوجاتی تمھارا سحر
تلاش کرتے کرتے تھک جاتا انکی گرد پاپوش کو نہ پاتا یاقوت سخندان نے پانچون عیارون کو گھوڑون
سے اُتارا عمرو سے پوچھا چھٹا عیار مہتر قران شاگرد رشید آپ کا کہان ہی عمرو نے کہا انکو بہرام فلک
بھی گرفتار نہین کرسکتا مین منظور تھا تمھاری ملاقات کرین زیارت سے مشرف ہون گھوڑے سواری کے واسطے
بائے سیر کرتے چلے آئے ہمارا کیا ہرج ہوا ملکہ لخضر نے کہا خواجہ جسوقت ہمارا جی چاہیگا اسی طرح گرفتار کرینگے
تمھارا برق فرنگی عیار آیا تھا ہمکو معلوم ہوگیا مگر ایسا طرار تھا زبردستی گلوریان لگا لگا کر دیتا ہی یاقوت
سخندان نے کہا کیون میان برق فرنگی تمنے ہماری کنیز گلزار جادو کو قتل کر ایا اب اسکی سزا دین ہو تشبیہ
گلزار جادو کر دین برق فرنگی نے کہا آپ رئیس جلیل ہین ہم عیار بیکار ذلیل ہین ہمسے کیا بدلا لیجیگا بی
بی حیران صاحب کو قید کیجیے ملکہ مہرخ سے بدلا لیجیے مگر انصاف فرمائیے یہ غلام انکا کیا مزے سے تربیت کر
نکل گیا خلعت ملنا چاہیے ملکہ یاقوت سخندان نے کہا خیر اسوقت میرے مکان پر آگئے ہو تو ابر آن تشریف

تھی مین جسطرح گرفتار کیا جاؤ اب ہم تم سب کو آزاد کرتے ہین خبردار کبھی ہمارے لشکر مین نہ آنا اور تو کوئی
نہ بولا برق تڑپ کر بول اُٹھا کہا حضور یہ قید نہ لگائیے ہم ہرکارے ہین ہزار مرتبہ لشکر مین برائے خبر آئینگے جسوقت
موقع پائینگے عیاری کر گذرینگے ملک اخضر نے کہا اے فرزند جسوقت یہ لشکر مین آئینگے مین گنبد بلورین دیکھا
کرتا ہون مین یہین سے بیٹھے بیٹھے بتلاؤنگا فلان عیار فلان صورت سے لشکر مین آتا ہے جان بچانا اُسکو دشوار
ہوگی اب تو عمرو بول اُٹھا کہا بڑے میان ذرا اپنی زبان سنبھالیے گنبد کو آپ کے تاک چکا ہون سے میدان
انشاءاللہ لونگا اخضر نے کہا کیا مجال خواجہ نے کہا مصرع ع خیر زندہ ہین اگر یار تو صحبت باقی گنبد کیسا اپنی
خیر منائیے بلاوجہ ہم غریبون کو آپ نے ستایا بارگاہ مین پکڑوا بلایا ہم خاموش ہین یہ کہکر پانچون عیار
طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے ملکہ لعل نے وہ مرکب بھی طلب کر لیا جو فکر مین عنتر قران کے گیا تھا ملکہ حیران
سے کلام اصلاح کا انجام سنو ملکہ یاقوت سخندان نے کہا لو صاف صاف جواب دو اب تو افراسیاب
جادو سے ہماری نسبت پختہ ہوگئی خالو صاحب نے دیر کی ایلچی دیر مین پہونچا ہم عہد واثق کر چکے ملکہ
حیران نے کہا اب ہمکو خواہش بھی نہین ہے ہم آپکو صاف جواب دیتے ہین جو آپ سے ہو سکے قصور نہ کیجیے
خوب سخت گفتگو ہوئی جو ملکہ یاقوت سخندان نے سوال کیا ملکہ حیران نے جواب سخت دیا آخر صحبت
اصلاح برخاست ہوئی ملکہ حیران سوار ہوکر اپنی بارگاہ مین آئین ناگاہ جوہری ماہتاب جواہر ثابت
و سیارگان کو لیکر بازار فلک نیلی پر آکر بیٹھا بازار خرید و فروخت گرم ہوئی لیلائے شب نے زلف عنبرین کی
فرش چاندنی زمین پر بچھا مجنون روز با جگر سوز بہ سوز طرف صحرائے نجد مغرب کے گیا ملکہ یاقوت
سخندان کو نہایت ملال تھا باپ سے کہہ رہی تھی واسطہ سامری کا ہوشیار رہیے گا مجھے عیارون سے بڑا
خوف ہے نہایت گستاخ ہین افراسیاب نے سب کو خوب سر چڑھایا ہے مقام پر دھوکا کھایا ہے بن لعل
طبل جنگی بجوا دو کل صبح کو ان سبھون کو ڈبو دونگی حال کھل جائیگا خالو صاحب بیٹھے بیٹھے آئینگے مین نے
محبت قدیمانہ صرف کی تھی ملکہ حیران کو ان مکارون عیارون پر بڑا ناز ہے لشکر لعل سخندان مین صدائے
طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے بغرض جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر چلے یہان دربار شہنشاہی
بہ فیوض نامتناہی کریم کارساز نہایت لطف سے آراستہ ہے خواجہ عمرو نور برائے ملاقات کوکب روشن ضمیر
تشریف لیگئے ملکہ حیران ملکہ مجلس جادو سے کہہ رہی ہین بیٹا بگڑی الجھ گئی اگر یہ نہر ین قائم رہین
کسی کی آبرو نہ بچیگی اسکی فکر واجب و لازم ہے ملکہ مجلس نے سر ہلایا لونڈی سمجھ گئی جو انتظام کیجیے گا بجا ہے

مند شگواری حاضر ہون ملکہ مہ جبین کو بڑا انتشار ہی بہار سے پوچھ رہی ہی کیون خالہ امان کس طرح سے
جنگ آغاز ہوگی ملکہ بہار فرماتی ہین بی بی انشاء اللہ انکو بھی تنکے چنوا دینگے رنگ بہار ہم دکھا دینگے
خدا تمھارے وارث کو ہر آفت سے بچائے کہ ہر کارے آکر ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے

جبہاے ادب بر دست بستہ آئے قطعہ
الٰہی بخت تو بیدار بادا
ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ
بچشم دشمنانت خار بادا
حضور کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز

وگداز ہو ملکہ یاقوت نے غصے مین طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہو کہ میدان کارزار مین مقابلہ کرے
جمشید بن کوکب روشن ضمیر نے شگفتہ ہو کر فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بعنایت رب اکبر طبل جنگی بجے
میدان بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی سب سردارون کو خبر دریافت ہوئی کہ طبل جنگی بج گیا کل لشکر
دشمن سے مقابلہ ہو دیکھیں گردش دوران و انقلاب سپہر بوقلمون تاج و دولت کسکے سر پر رکھتا ہی
موت کا مزا کون چکھتا ہی ظاہر ہو کہ کل کسی کے لیے تخت حکومت کسی کے واسطے خاک مذلت ہوم خانے
جابجا لشکر ملکہ بران مین آراستہ ہوے بڑی بڑی شاہزادیان سحر تیار کر رہی ہین ملکہ مروارید گلنار رو
دختر سہیل روشن ضمیر کہ جسنے بڑے بڑے سحر کیے یقین ہی کہ محرر ہر چہار جلد کو یہ داستان ملکہ سہیل دختر
کوکب معلوم نہوئی ہوا سوجہ سے ان داستانون کا پتا نہین تحریر کرتا اتنا البتہ واضح رہے کہ کوکب
روشن ضمیر کے کئی بھائی مین ایک بھائی کا پتا تو کسی موقع پر انشاء اللہ تحریر کرونگا بروقت ملاحظہ
سامعین وجد فرمائینگے ایک سیلان روشن ضمیر جسکی دختر بلند اختر ملکہ اختر بن سیلان ساحرہ ملکہ
بران کے آئی ہو اس بھائی نے انتقال کیا مٹی سطح کوکب روشن ضمیر کا ایک بھائی سہیل روشن ضمیر
جس زمانے مین ملکہ بران شمشیر زن بل پر نیزادان کو توڑ کر گشتہ سحر مشتاق ہوئی تھین اسکی زمانے
مین یہ شاہزادی ملکہ مروارید دختر سہیل بر آنے رہائی ملکہ بران آئی ہی یہ سب داستانین اس شاہزادی
کی تصنیف کردہ حقیر طولانی ہین مگر مضمون مین لاثانی ہین آخر مین سہیل نے از اسباب جادو کے
ملجانے کا قصد کیا کوکب نے سہیل کو قصر جمشیدی مین اس جرم پر قید کر لیا ہی اسکی رہائی وقت پر بیان
کرونگا تب مفصل حال ناظرین پر واضح ہوگا مراد یہ ہی کہ ملکہ مروارید دختر سہیل اگر ہوم خانے مین
داخل ہوئی اک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا سوئی برس رہے مین گرد بارگاہ بہار باغ سحر وریستہ مین
گرد بارگاہ وسرخ سوے کا کل کشا تکلماے سنبل پیچان رشک گیسوان محبوبان عاشق پیچان پایا جابجا

یاران سیاہ یا اژدران خونخوار پھر رہے ہیں بارگاہ خورشید زرین سحر پر شب کو آفتاب عالمتاب سا طالع و
لامع ہر گرد بارگاہ باغبان قدرت چمن ہائے طولانی گلشن لاثانی شب کو مثل رہا ہر باغ سحر کو نور سے ہرا
زو جیاسی ملکہ گلچین گلہائے رنگارنگ دامن میں بھرے ہوئے جیسے ہائے شگفتہ میں مثل سرو چمن خرامان
خیمہ بہار پر پھول برس رہے ہیں آج کی شب عیاران اسلام لشکر افراسیاب جادو میں گھسے ہوئے ہیں
جانتے ہیں کسی طرح اپنے کو تا بہ ملکہ یاقوت سخندان پہونچائیں لیکن دیکھتے ہیں شب کو دریائے
سحر حائل ہیں کوئی قریب بارگاہ ملکہ یاقوت سخندان دختر ملک اخضر جا نہیں سکتا نہنگان خون آشام
قریب اُس دریائے زخار کے منھ لگائے بیٹھے ہیں کہیں گھڑیال کہیں سوس مگر کنارے پر بصد کر و فر دریا
جوش مار رہا ہے اتنا بڑا دریا ہے کہ آسمان جسمین مثل حباب معلوم ہوتا ہے مچھلیاں تڑپ رہی ہیں اُس
ماہیت سے کون آگاہ ہے بروقت مقابلہ حال کہاں تحریر ہوگا از ماہ تا ماہی وہی دریا جوش مار رہا ہے عیار
جاتے ہیں اور پلٹ آتے ہیں برق فرنگی تڑپ رہا ہے راہ میں برق و چالاک سے ملاقات ہوئی چالاک
نے کہا ای برق کچھ خبر بھی ہے قبلہ و کعبہ کی بات میں فرق آیا جاتا ہے بدنامی ہوگی وعدہ کیا تھا کہ ملک اخضر
کو پکڑ لیجاؤنگا گیند جیسا لونگا سو وہ قریب ہے کچھ نہ ہوسکا برق فرنگی کہتا ہے مرشد زادے اگر لشکر میں جانے پاتا
ملک اخضر کی شکلیں بنا ڈھالتا دریا تک جانا دشوار ہے نہنگان سیاہ سد راہ بارگاہ ہوں کہ ہیں گرد ساحران
خوک بیکلہ رخ مار رہے ہیں آیند و روند کو للکار رہے ہیں پھر حضور کیونکر جائیں بیشک اُستاد کی بات میں فرق
آیا چالاک بن عمرو نے کہا ای برق فرنگی قبلہ و کعبہ ضعیف ہوئے انکی عقل میں بھی ضعف آیا جو جانا فرمایا
برق فرنگی نے کہا میں اُستاد کی باتیں پوری کرتا رہتا ہوں گلزار جادو کو قتل کرا دیا میں نے تو یہ کام
کیا یہی عیاری ہے ملک اخضر نہ گرفتار ہوا یہ باتیں کرتے تھے کہ لشکر شہنشاہ انجم سیاہ نے شکست کھائی
داخل قلعہ مغرب ہوا اقلیم شرق سے نشان علم زرنگاری نمایاں ہوا تخت زبرجدی پر شہنشاہ زرین پوش
بصد جوش و خروش جلوہ فرما ہوا صفوف فوج ضیا و شعاع آراستہ ہوئیں اب افراسیاب جادو
بارگاہ سے بصد عزت و جاہ نکلا ملکہ حیرت جادو نے بھی آج دریائے جواہر میں غوطہ مارا نازنین حور پیکر
سیمبر تاج یاقوتی جسمیں ایک سال کا خراج طلسم ہوش ربا صرف ہوا آج ہی کے لیے آراستہ کرایا تھا
وہ زیب سر لباس دلفریبی زیب جسم انور چمکا یاقوت احمر کا زیور سب یاقوت و الماس نگار کا کنیزان
گلعذار سرو قد ماہ رخسار پہلو میں چالیس وزیر زادیاں اس کر و فر جاہ و حشم سے بارگاہ سے برآمد ہوئیں

افراسیاب جادو نے اگر تخت پر سوار کرایا حیرت جادو بات نہین کرتی آج تو افراسیاب جادو جمال
بیمثال دیکھکر بیقرار ہوگیا اب دربارگاہ ملکہ یاقوت سخندان پر آیا صرصر و صبا رفتار کو بھی بڑا ملال ہے
وسیدم یہی خیال ہے اگر ان لوگون کے ہاتھ سے لڑائی فتح ہوئی ہماری بی بی حیرت جادو کا مرتبہ کم ہوجائیگا
دعائین مانگ رہی ہین کہ یہ ملک خضر بڈھا مارا جائے ہماری بی بی کا مرتبہ بلند ہو یاقوت سخندان طاؤس
زرین بال پر سوار ہوئی ملکہ لعل سخندان اہتمام لشکر کرتی ہوئی آگے بڑھی افراسیاب جادو خود اہتمام
کرتا ہوا علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے بائیس لاکھ کا لشکر بڑے بڑے ساحران نامور اپنے
اپنے مقام پر اپنے کو سامری و جمشید جانتے ہین ملک خضر گوہر پوش چونکہ افسر ہے لعل و ملکہ یاقوت کا
باپ تخت پر سوار ہوا سب سے اونچا تخت کو کرکے وسط سما پر ٹھہرا لشکر جم رہے ہین میمنہ و میسرہ صفین
آراستہ ہو رہی ہین ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا ابر سیاہ آسمان پر آیا برستا ہوا نکل گیا چھڑکاؤ ہوا ایک نے
بڑھکر دستک دی ہوائے تند چلی خس و خاشاک کو اڑا دیا ایک سنگدل نے تبر برسائے جو جو نخل سامنے
تھے کٹکر گرگئے میدان مثل آئینہ کے تیار ہے نقیبان خوش آواز گوتون کے لڑکے سرون مین ڈوبے ہوئے
اول تو سرود چھیڑے گنگنا کر ان ماہ رخساران خوش گلو نے یہ اشعار شروع کیے
اتفاقاً بہ شہر خموشان گذر کردمے

بحال غریبان نظر کردمے
لحد تنگ و تاریک با رنج و غم
که جمشید رفت از جهان دردمند
چو آمد مرا یاد آن شهریار
سوالت کند نام نیکت بلند
مکن طول چون کرد طور سخن
ز سعدی همین یک سخن یاددار

چو دیدم قبر شه چین ورے
وزیران لشکر نه جاه و حشم
روایت کند راوی خوش بیان
شدم بر مزارش زغم اشکبار
بگو ای شهنشاه فیروز بخت
ندا آمد ای یار غمخوار من

لکے گفت این قبر کاوس کے
کجا هست ضحاک بدعت پسند
چو رفتیم بر قبر نوشیروان
بگفتم که افسوس ای ارجمند
بملک عدم یافتے تاج و تخت
شد دل برین دهر ناپائدار

قبر نوشیروان سے یہ حسرت کی صدا آئی ای بھائی مصرع حسرت شاہ
و گدا زیر زمین یکسانست + تاج و تخت کہان وہ عارض انور جنپر پھول کا سایہ بار تھا اکثر کیڑون نے
کھا لیا بالش کے عوض خشت ہے بستر کے عوض خاک ہر جسم کی پوشاک ہزارون من ہمارے اوپر خس و
خاشاک تاریکی قبر مین گھبراتے ہین دنیا مین یہ شعر سنا تھا لیکن افسوس اسکے مضمون کے پابند نہوے
فرد مصنف زمین قبر ہراک کو یہ دے رہی ہے صدا + چراغ لاؤ وہان سے یہان اندھیرا ہے + چراغ مرقد

تاریک کیا ہے دنیا میں شیوۂ فیض و سخا ساتھ بندگان خدا کے حرف مہر و وفا برہنہ کو پوشاک۔ نہ بخشا لی
عیش و عشرت مین بسر کی غریبان رعایا کی خبر نہ لی آجتک اسی حساب و کتاب مین ہون دربار قہار
و جبار سے پرسش ہے فرشتگان عذاب کو عذاب کرنے مین کوشش ہے نامۂ اعمال طوق گردن رکھا
جسم یاران سیاہ بنگئین ہڈیان ضرب نیشہاے عقرب سے چھن گئین قول سعدی یاد رکھنا واجب و
لازم کوئی وزیر امیر ساتھ نہ آیا حشم و خدم دنیا و دنیا ہی مین رہا اعمال ساتھ مین ہمارا گریبان مظلومون
کے ہاتھ مین ہے بس دنیا سے دل لگانا بری شامت ہے اب اپنے حال پر عبرت ہے لیکن بیکار اب پلٹ کر
دنیا مین نہ آئینگے عقلمند کو چاہیے ہر وقت اس شعر کو پڑھا کرے شعر دنیا عجب مقام ہے اور چاہیے سیر اُ
ہر خیریت اسی کی جسے دست خیر ہے جسنے یہ نہ کیا بہت پچھتائیگا کف افسوس ملیگا قبر تاریک مین کچھ
زور نہ چلیگا گٹھری بار گناہ کی سر پر ہے جسم کیونکر بار اٹھائے کوئی حال پوچھنے نہ آیا القول تم نظم

ناسازی زمانہ کیسے کہان کہانتک | بیزار ہو گئی ہے جسم حزین جانتک | رکھکر لحد مین مردہ کو ئی نہ پاس تھا
خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہانتک | نقیبان خوش آواز آنکے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے یا تو طبل و بوق

بج رہے تھے زمین متزلزل و متحرک تھی یکایک سناٹا صعون پر آیا جابجا بین کے پردے کے پردے خاموش
وریلے جرأت کا جوش ہر ایک کا یہی قصد ہے کہ میدان کارزار مین نکلین اپنی جان دین دنیا سے سرخرو
ہوکر اٹھین اس نمک حلالی سے قبر مین روشنی ہوگیا گرد بند قمر صاحب کا پڑھا گیا شعر یہ شیخ سعدی کے
کیا مصرع لگائے قلب تھرا گئے کلیجے منھ کو آگئے ای رب اکبر حسرت و یاس لیکر دنیا سے نہ اٹھین احکام ہدایت
انجام کے تیرے پابند ہین گنج مزار مین جا کر حفا مین نہ مین تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ خضر گوہر پوش کا
تخت نہایت بلند ہے دماغ آسمان پر بھولا ہوا تخت پر بیٹھا ہے گنبد بلورین جسمین بوجہ کبر و نخوت اسکو
نہین دیکھتا جانتا ہے مٹی لڑیگی سب کو شکست دیگی نہرون مین سب کو ڈبو دیگی مجھکو سحر بھی نہ کرنا پڑے گا
یا افراسیاب اپنی زوجہ کے سامنے انکا سب کی نگاہ تخت اخضر سے لڑی ہوئی ہے یکایک سب نے
دیکھا طرف سے طلسم نور افشان کے ابر فیروزی پیدا زیر ابر تخت روان پر کوکب روشن ضمیر دریا
جواہر مین غرق تاج یاقوتی بفرق بڑے دھوم سے آتا ہے جیسے ہی اخضر نے کوکب کو آتے ہوئے دیکھا
منھ پھیر کر متوجہ ہوا کوکب نے وہین سے آواز دی بھائی صاحب سبحان اللہ کیا کہنا اسی دن کے لیے
سحر سیکھا تھا کہ ہمارے کلیجے پر چھری پھیرو اس بڑھاپے مین کلیجہ تھرکانا یا کیون او جلاد صاحب بیداد اگر آج

سالی سیری ملکہ اختر جہان افروز مادر یاقوت ولعل صاحب حسن وجمال زندہ ہوتی تو اسطرح لشکر کشی
کرکے بمقابلہ بران وجمشید آنا تیری صورت سے بیزار ہوتین اُسکا قول تھا کہ جمشید وبران میری نور نظر
ہین لعل ویاقوت تمھارے پارہ جگر ہین کیونکر تیرے دل نے گوارا کیا جمشید وبران کے مقابلہ مین کھڑا ہے
تیرے دل مین بالکل رحم نہین یہ مین خوب جانتا ہون یاقوت بخندان سے کوئی نہین رکسکتا یاقوت
کا سحر دریاے خون بہائیگا یہ نہرین دریا بنجائینگی بران وجمشید غوطے کھا کر مرنگے پس لاشہاے جمشید و
بران تو ہی اٹھانا مین جلاد نہین ہون یا شاید بران غالب آئے لعل یا یاقوت قتل ہوجائے اُسکا لاشہ
بھی تجھی کو خدا دکھائے مین فرزندان اختر جہان افروز کو خون مین غوطہ مارتے دیکھون میرا کلیجہ
پھٹ جائیگا اسقدر غرور نے تجھکو گھیرا ہمارے نامے کو بحقارت پھیرا تجھکو اپنی بیٹیون کا اختیار ہے اقرا بیا
لیا بازار مین کمرہ لیکر بیٹھ بڑا مال ملیگا میان صاحب کہلاؤگے ایک ہی ہفتے مین امیر ہوجاؤگے کوکب یہ کہتا
ہوا تخت کو بڑھائے ہوے قریب اخضر آتا ہے اخضر نے بھی تخت اُسی طرف بڑھایا جواب دیا عجیب
بیٹے بران کو بُلا بھیجا تھا اُسنے ہمکو جواب صاف دیا عمرو کی عیاری پر مغرور ہے نشہ سحر مین چور ہے کوکب
نے کہا او بے غیرت تیرے نزدیک بران کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ اصلاح وغیر اصلاح کو سمجھے چارون
کی بات ہے تو اُسکو گود مین کھلاتا تھا مین لعل ویاقوت کو گہوارے مین جھولاتا تھا ان بچون کو لیاقت
کلام کہا مین تو اپنی جان دینے آیا ہون لعل ویاقوت وبران وجمشید میرے جنازے کو کاندھا دین
روح میری شاد ہو تو عاقبت کے بوریے سمیٹنا ان چارون کے لاشے تو ہی اٹھانا مجھے یہ دن خدا نہ دکھائے
کہ ان چارون مین سے ایک کو بھی مردہ دیکھون لعل ویاقوت کو بران وجمشید سے زیادہ سمجھتا ہون
تیری طرح جلاد نہین ہون میرا دل بہت نرم ہے مشہور ہے کوکب صاحب حجاب وشرم ہے اب تخت اخضر قریب
تخت کوکب پہونچا ہے کوکب نے تلوار نیام سے کھینچی کہا دیکھ مین اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہون تجھکو عزیزون کے
خون دیکھنے کی بڑی خوشی ہے سب سے پہلے مین اپنے کو ہلاک کرون اپنا قصہ پاک کرون سرخرو دنیا سے
اُٹھ جاؤن تو لاشے لعل ویاقوت کے اُٹھانا جمشید وبران کو خاک مین ملانا جب کوکب نے تلوار
کھینچی اور کہا مین جان دینے آیا ہون اخضر نے گھبرا کر تخت اپنا تخت کوکب سے ملا دیا گھبرا کر کہا بھائی
صاحب مین ابھی لشکر پھیرے لیے جاتا ہون جمشید کو بہ فرزندی قبول کرونگا کوکب نے کہا او جلاد
تیرے دل مین رحم بالکل نہین اب تو سب بچون کے ٹکڑون کے لاشے اُٹھانا مصاحبت سامری کے

سحر دکھاتا ہے تجھکو کیونکر معلوم ہوا کہ مین یزدان پرست ہو گیا ہونے دو سو خداؤن پر لعنت کی سراسر
جھوٹھا افراسمت بتان ہونے دو سو زیادہ ہوتے ہین یا ایک ارے بیوقوف مین کیا تیری طرح
نادان ہون تیرے بھروسے پر سلطنت طلسم نور افشان کرتا ہون سات سو ملک کی سلطنت انتظام
عجائب و غرائب طلسمات تو اگر کرتا ہے ایک حجرے کا حاکم ہو کر ایسا مدہوش ہوا اختر جہان افروز
کی وصیت کو فراموش کیا ابھی تو اس بی بی کا کفن بھی میلا نہوا ہوگا سنا مین نے کہ لونڈیون کو اپنے
پہلو مین بٹھاتا ہے جس بی بی نے تجھکو خاک سے پاک کیا اسی کے تصدق سے یہ سلطنت ملی حاکم حجرہ
نجم کہلایا اسکی بہن کی اولاد کو قتل کرے اب مین نہ مانونگا مردانہ وار سر میدان جان دونگا یہ کہکر
کوکب نے وہ تیغ برق مثال اپنے گلے پر رکھا اخضر نے تخت اپنا تخت کوکب سے ملا دیا ہاتھ بڑھائے
کر تیغ چھین لون کوکب نے جھڑک دیا محفوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو زمین سے سو گز کی بلندی
پر یہ معاملہ درپیش ہے حیرت و افراسیاب کیسے تمام عالم دیکھ رہا ہے ہر شخص کا یہی قول ہے کہ کوکب
بڑا صاحب غیرت ہے لعل و یاقوت بھی خالو ابا خالو ابا کہکر پکارتی ہین لعل نے آواز دی حضور
واسطے سامری کا تلوار گلے سے ہٹائیے یاقوت نے اخضر کو پکارا ابا جان خالو صاحب کے ہاتھ سے
تلوار چھین لیجیے خدا انکو سلامت رکھے ہمسے بڑی محبت کرتے ہین ہمکو گودیون مین پالا ہم انکے حکم
کے خلاف نہ کرینگے شادی مین آگ لگے ہے چراغ طلسم نور افشان گل ہوتا ہے کیا صدمہ عظیم انکے
قلب پر ہو پہنچا اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹے ڈالتے ہین جو کچھ فرمایا انکی محبت ظاہر ہے انکی لیاقت سے
ہر کس و ناکس ماہر ہے ہماری امان انکی چھوٹی سالی تھین انکو بھی گودیون مین پالا سنتے ہین روز
شادی خالو صاحب کی زوجہ ہماری خالہ امان ہماری مادر مہربان کو گود مین لیکر محافے مین سوار
ہوتی تھین روز دیکھنے آتی تھین جب ہمارا حمل رہا ہر ایک دیر مین جا کر سجدے کرتی تھین روز پیدایش
ہمارے بڑا جشن کیا کیتھی دھوم سے لا کمین چھٹی کی چلے نہلائے ہر نہان مین لاکھون روپے صرف
کیے حقیقت مین آج امان جان کی روح بیتاب ہو گی یہان زمین پر تو قیامت ہے وہان کوکب
نے تیغ گلے پر رکھا اخضر نے چاہا لپٹ جاؤن کوکب نے کہا دور ہو او جلاد مین زندہ رہکر کیا کرونگا
افراسیاب میرا دشمن تو پکارا ہے ان مین قتل یاقوت و لعل نہ دیکھون میرے بعد بربان ہوا
لیگی خون کے دریا بہا دیگی جھڑکنے سے کوکب کے اخضر رکا کوکب نے تیغ کھینچا تیغ برق مثال

تھا صرف تسمہ لگا رہ گیا گلا کٹا لاغشہ کو کب لہرایا اخضر ہائے کہکے لاغشہ سے لپٹ گیا خون گلوے تازہ رگوں سے مثل فوارے کے اڑا وہ فوارہ خون کا منھ پر اخضر کے پڑا اخضر ہائے کہکر لڑکھڑایا جہان سے کوکب کا سر کٹا تھا وہ سراسر چھوٹا سا پیدا ہوا آواز دی لاغشہ کوکب نے باشندہای کفاران بیحیا و ای نابکاران بے ردعا منم ہزبر دشت طراری و نہنگ دریاے زخار عیاری سرہنگ سرہنگان لبساط بلاد بنی آدم مولاے معظم و مکرم جامع الفضل والکرم دوندۂ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ مردان را سرہنگ و نامردان را پالہنگ صاحب قنطورہ و زنگ عیار جہانگیر عالم محترم و محتشم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان عیار طرار مکار غدار خنجر گزار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان | تراشندۂ ریش کفار ہون | عمرو ہون مین عیار صاحبقران
میرا تیز رفتار گر ہو قدم | صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم | زمانے کا مکار و غدار جن
نہ پائے مری گرد پاپوشش کو | دوندہ جہانگرد و طرار ہون | اڑاؤن صبا کے بھی مین ہوش کو
| | جہانگیر عالم کا عیار ہون

یہ نعرہ کرکے مردے نے زندہ کو پشت پر لادا نعرہ کرتا ہوا تخت کو بھگایا کوکب قصر جمشیدی سے مرات واقعہ مین دیکھ رہا ہے کہ عمرو نے ملک اخضر کو پکڑا تخت اڑا کر لے بھاگا اور سحر شہنشاہ کوکب کا بنایا ہوا تھا اور نے تخت کو آغوش مین لیا یون جھک کر نکل گیا کہ جیسے برق چمک کر نکل جاتی ہے ملکہ لعل سخندان و ملکہ یاقوت سخندان و افراسیاب جادو وارے کرتے رہگئے بات منھ سے نکال سکے ہونٹھ نہ کوئی ہلا سکا مثل برق و باد تڑپکر تخت آیا اخضر کو اٹھا کر عمرو لیگیا نعرے کی آواز تو اور سے آئی کوئی سمجھ نہ سکا کیونکر آیا کیونکر نکل گیا اور کڑکتا ہوا بر سر قصر جمشیدی پہونچا کوکب اٹھ کھڑا ہوا دوڑ کے خواجہ سے لپٹ گیا کہا خواجہ مین دیکھ رہا تھا کیا کار نمایان کیا گنبد جیب سے نکال لیا وہ تو کوکب نے اپنے خزانے مین رکھا کہا خواجہ یہ گنبد وقت پر کام آئیگا ملک اخضر کو تم لیجاؤ مگر خواجہ بڑی آفت برپا ہوگی عمرو نے کہا روز ہی آفتین برپا ہوا کرتی ہین ذرا یہ بڈھا زنبیل کی تو سیر کرے یہ کہکر عمرو نے اخضر کو زنبیل مین داخل کیا بیٹے سے پکار کر اتنا کہدیا ارے دینا اسکا ملک اخضر نام ہے اسکے سر پر لگرے نہ رکھنا تمھارے ساتھ رہیگا حساب و کتاب اسی سے لکھوانا پڑھا لکھا ہے زنبیل مین اخضر کو رکھکر خواجہ عمرو طرف لشکر کے روانہ ہوئے کوکب نے وہ گنبد اپنے قبضے مین کیا جب

خواجہ ملک اخضر کو گرفتار کرکے چلے آئے کوئی میدان مین نہین نکلا میدانداری معطل رہی ملکہ مہرخ انجم
لشکر کو بیمیر کریگی یاقوت سخندان رنجیدہ وکبیدہ ہوکر پلٹ آئی صرصر بہت خوشیان کرتی ہوئی
حیرت سے کہتی تھی خوب بڑھا پڑا گیا واہ رے عمرو دیوانہ کردیا اب تو ہی یاقوت کے منھ پر ہوائیان
اُڑرہی ہین دو دن کا کلیجہ خون ہوا واری آپ رنج نہ کیجیے اسی طرح ان دونون کو بھی ایک دن عمرو
مارڈالیگا اُسکا کوئی کیا کرسکیگا دیکھا آپ نے کس زور وشور سے آیا کوکب نے ابر سحر ساختہ کردیا تھا
تخت زبرجدی پر سوار تھا بجلی کی طرح آیا ہوا کی طرح نکل گیا دیکھیے تو کیا قیامت کرتا ہے کوئی اُسکو
روک بھی نہ سکا آپ کا غم والم بالکل بیکار ہے مسلمانون کی مدد غیب سے ہوتی ہے یہ بھی قتل ہوجائیگی کوئی
دکوئی تدبیر نکل آئیگی حضور احتقاق وشمنا نواز تو ہماری نگاہ مین بھی نہین جیچ تاریک کا البتہ قتل
ہونا آجتک آنکھون مین پھرتا ہے ایسی ساحرہ زبردست جو بیہوشی کو یہ کہے کہ نسخہ تلخی شراب ہے لیکن
واہ رے عمرو اُسپر بھی عیاریان کین کبھی نہ رُکا کوکب بنکر آیا نور افشان نے تیغہ نور افشانی دکھایا
ہر نوع جو بیان آیا پھر پلٹ کر نہ گیا یہ بھی قتل ہونگی اب چین سے خاصہ نوش فرمایئے یہ بیاری شہنشاہ
کا دو چار دن کے واسطے ہے حیرت نے کہا مجھے بڑا ملال اسکا ہے کہ جب عمرو ملک اخضر کو پکڑے گیا
یاقوت طبل بازگشت بجوا کر پلٹی شہنشاہ گھبرائے ہوئے اُسکے پایۂ تخت پہ ہاتھ رکھے ہوئے اُسکی بارگاہ مین
تشریف لیگئے ہکو بلانے کا بھی حکم نہ دیا آج کل بیمروت کو کلام کرنا ناگوار ہے صرصر نے کہا واری دو چار دن
خاموش رہیے سارا جاہ بیار نکل جائیگا میری بات یاد رکھیے لعل ضرور نکل جائیگی جب اسد غازی
میدان مین آتا ہے تو کیا مین لڑاتی ہین کبھی شرماتی ہین کبھی تنگ چین کا اُبھار دکھاتی ہین بخوف یاقوت
ضبط کر رہی ہین فراق اسد مین مر رہی ہین ایک دن گھبرا کے نکل جائینگی الکینی یاقوت کیا کرسکیگی کوئی
تدبیر نکل آئیگی حیرت کو صرصر سمجھا رہی ہے رات کو حیرت نے کھانا نہ کھایا تھا صرصر نے سمجھا کر کھانا کھلوایا
یہان یاقوت کس غصہ مین بیٹھی ہے کانپتی ہوئی افراسیاب جادو سے بھی کلام نہین کیا جب تخت پر
آکر بیٹھی افراسیاب جادو خوشامد کر رہا ہے کہا ملکہ عالم نہ گھبرایئے مین اُنکو رہا کردونگا عمرو کی مشکین باندھکر
لاؤنگا یاقوت نے کہا اے شہنشاہ مین آپ کے بھروسے پر نہین آئی ہون کل ہی قیامتین برپا کرونگی ایسے
کو گرفتار کرون کہ عمرو عیار عاجز ہوکر کہے کہ ملک اخضر کو لے لیجیے اُس سردار کو ہمین دے دیجیے یہ کہکر غصے
مین ملکہ لعل سے کہا تو طبل جنگی بجواؤ طبل قہاری پر چوب پڑی بجز غضب تمام طبل جنگی بجوایا ملکہ مہرخ

جو ملبین سب سے پہلے ہنستا ہوا برق آیا چالاک نے کہا کیون بھائی برق قبلہ و کعبہ کی عیاری دیکھی
برق نے کہا استاد قدرت پروردگار ہین یہ عیاری نہ تھی معجزہ تھا کس آرد ڈرے سے تشریف لائے کیا کام
کیا کس مزے سے کلام کیا کیا مزے سے گلا کاٹا ایسے گرگ باران دیدہ کو کیا دھوکا دیا خوب دام مکر مین کیا پھنسا
قبلہ و کعبہ جو کرینگے وہی کرینگے ای برق اسی وجہ سے ہماری کچھ حقیقت وہ نہین جانتے ہین یہ عیاری ہمارے
فرشتون کے بھی تو خیال مین نہ تھی ذہن بھی نہین پہونچا کیا مزے کی بات کی یہ ذکر تھا بارگاہ مین سب
وجد کر رہے ہین سب کے دماغ تر ہین صحبت عیش کو ملکہ مہ جبین نے حکم دیا ہی اسد غازی بھی تعریفین
کر رہے ہین ہر شخص کا یہی قول ہی کہ خواجہ عمرو فتاح طلسم ہوشربا ہین فن عیاری مین بے مثل و یکتا
ہین سب کے دلون کو تقویت ہو گئی ناگاہ آواز زنگ کی بلند ہوئی سب نے دیکھا خواجہ منہ لٹکائے ہوے
بارگاہ مین تشریف لائے اپنی کرسی پر بیٹھے ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ کیا کہنا اخضر کو کہان قید کیا عمرو
نے کہا آپکے کیا کہنا کو اوڑھون یا بچھاؤن جو ہم پر گذری وہ بھی کسی کو خبر ہی کس آفت مین مبتلا ہوے
دو صندوقچے ایک مہاجن نے دیے تھے اسمین دلور جواہرات کا تھا جب مین اخضر کو لیکر بھاگا جلدی
مین دونون صندوقچے گر گئے اگر پلٹ کے اٹھواتا تھا گرفتار ہو جاتا آخر بھاگا چلا گیا نہ پلٹ سکا اب صبح
سے تقاضا ہی مہاجنون کا بلوہ ہی سب کو کھانا بھی نہین کھایا ملکہ مہ جبین نے حکم دیا ای سرداران نامی
و ای ساحران گرامی ہمارے ناناجان کا نقصان ہوا سب صاحب موافق اپنی حقیقت کے دس دس
ہزار روپیہ ہماری جانب سے لاؤ عمرو نے اٹھکر مہ جبین کی بلائین لین کہا تو شاہزادی والا قدر ہی
دختر افراسیاب عالی جناب تیرے قدم کی برکت سے طلسم فتح ہو گا سچ کا بڑا پایہ ہی لیکن ایک بات
کا افسوس ہی مجاور زادہ خانہ کعبہ کے نواسے پر وہ عاشق ہوا خلاف حسب و نسب دیکھو کیسا بھولا
بیٹھا ہی یہ چھوٹے منہ سے نہین کہتا ہمارے خزانے سے پانچ صندوقچے جواہرات کے لاکر دے دو اسد
غازی نے کہا ناناجان یہ خزانہ حق و مال غازیون کا ہی عمرو نے کہا غازی سب تھان پر ہنسنا ہے مین
انکو دانہ گھاس دیکھے تمھارے نانا نے کیا لگا دیا جو تم دو گے تمھین نصیب کیا ہی ہمیشہ قزاقی پر اوقات
رہی یہان مہ جبین کے صدقے سے شاہزادے کہلاتے ہو سب آپکا حسب و نسب ابھی کھولدونگا
اسد نے کہا میرا حسب و نسب یہی ہی کہ آپ میرے ناناجان ہین آپ کے میرے بزرگون پر احسان ہین
عمرو نے کہا ان احسانون کو تو کر رکھے مین آپ سے بات نہین کرتا ایک دن آپکی مشکین باندھکر

افراسیاب کے حوالے کر دونگا ساری طلسم کشائی نکل جائیگی وہ میرا بڑا دوست ہی قصر عقیق نگار پر میری
تعریفین کرتا تھا وہی میرا قرضہ بھی ادا کر دیگا آپ کے لشکر مین اب مین نذر ہونگا یہ کہکے اُٹھے مہ جبین
نے دامن پکڑ لیا کہا نانا جان اُٹھنے آپ کو کیا کام ہی راسعد منگزاری مین تو حاضر ہون سراسر مجیبر
احسان ہین عمرو نے کہا تیری وجہ سے مین لشکر مین ہون لیکن آپ کا حکم ناطق نہین ہی وہ توڑے
ابتک نہ آئے مہ جبین نے کہا ابھی حاضر ہوتے ہین باغبان کے نام حکم ہوا کہ جلد لاؤ باغبان اُٹھا
ہنسکر کہا استاد آج تو کچھ ہکو بھی ملیگا عمرو نے کہا تم وزیر اعظم افراسیاب ہو ہمین کے چالیس لاؤگے
کچھ اپنے خزانے سے بھی ملاؤگے ہمین خوب یاد ہی جب کبھی بادشاہ نے ایک پیسا دلوایا تمنے دو پیسے دلیے
سب وزیرون کو آمادہ کر دو سب کا سیہ آپ کی معرفت جمع ہو کچھ تمکو بھی ملیگا بہت جلد دینگے بعد فتح
طلسم ہوش ربا ہمارا آقا صاحبقران (جتنا بھرتا آئیگا) تمھاری سفارش کرینگے پہلے خلعت تعین کو دلوائینگے
اسکی بھی نذر لیتے آئیے ایک سو ایک تختی الماس کی صاحبقران کو نذر دیجاتی ہی سب سردارون نے
اشرفیان روپے منگوائے خواجہ تے بادرا بارگاہ مین پھیلا دیا توڑے گر رہے ہین مہ جبین نے کچھ
زیور بھی دیا بارگاہ مین آج خوشیان قہقہے جھچہے ہین ان سب کو اس خوشی مین چھوڑ دو انکا ذکر وقت پر کریگا

اب دو کلمہ داستان حیرت بیان بہ غیظ و غضب تمام طبل جنگی بجوانا ملکہ یاقوت
سخندان اور مقابلہ بہار و گرفتار ہونا بہار کا سحر یاقوت سے و پیغام مہرخ از
حکم خواجہ کہ اخضر کو ہم سے لے لو بہار کو رہا کر دو و عیاری خواجہ بمقدمہ اخضر یعنے
عوض مین ملک اخضر کے ایک گنہگار کو دینا یاقوت کا کل لشکر پر سحر کرنا اور اخضر
اصلی کو لینا بقوت سحر بیان ہوتے مین خمسہ

غنچہ لب ہین نہ اب سمن بر ہین
نہ تو گل ہین نہ ہم صنوبر ہین
رنج و غم کے زبسکہ خوگر ہین
لالہ سان اب تو داغ دل بر ہین
مثل شبنم بدیدۂ تر ہین

سرو قد کیون نہ آہ غیرت سے
قمریان پا بہ گل ہون حیرت سے
کیون ڈرین ہم نہ طوق عبرت سے
باغ عالم مین اب تو حسرت سے
چشم نرگس کی طرح ششدر ہین

گلشن حسن مین ہمین تو ذرا
تم تو ہو اس خوشی سے نغمہ سرا
نہ تو کھٹکا ہی خار و گلچین کا
ای ہوا خواہو اب کرین ہم کیا
رات دن جیون اسیر بے پر ہین

ہم تو ہین ہر طرف سے قید فرنگ
نہ ہی ساقی پیالہ گل رنگ
بلبلو جی ای جی ہی مین ہی اُمنگ
گل ہین پر اب تو غنچہ سان دلتنگ
چاک داماں و خاک بر سر ہین

سوز کا اپنے محفلون مین ہی غل
عمر حسرت مین کٹ گئی بالکل
روتے ہین ہمکو دیکھہ ساغر و مل
شمع سان کیون جلین نہ ہم گھل گھل
لاکھ پروانے صدقے ہم پر ہین

کوہ قاف اب یہ گھر نہ کیون سمجھین
شکل انسان کی کہان دیکھین
دیو ہین وہ کہ جنکے ہین بس مین
ہین پری ہم یہ کسطرح سے اڑین
شیشے مین بندیان جو بے پر ہین

ہمکو سر اپنا پا گھر و غمگین
کافر اب سمجھو یا کہو بیدین
تجھ ادو ستو کرو یہ یقین
ہم تو دنیا و دین کہین کے نہین
بت بنے بیٹھے گھر مین پتھر ہین

ہون وہ شیرین کہ مجھہ پہ اتنک تو
صبر کر یہ تو اپنی جان نہ کھو
نہین قابض ہوا کوئی خسرو
کوہکن خط مین کیا لکھون تجکو
یان نہین نامہ بر کبوتر ہین

سکو ہی ضبط ہمکو ضبط جنون
نہین سوزش ہین پر درد فزون
تم ہو سودائی ہم ہین ٹک محزون
گو کہ لیلی ہین ہم پہ ای مجنون
کلبۂ غم مین تجھسے بدتر ہین

نہ تو الفت کسی کی ہکو نہ غم
کیا کہین تجھسے ہم کہ کیا ہین ہم
نہ وفا پیشہ ہین نہ اہل ستم
پاک دامن ہین پارسا ہین ہم

نہ دل آزار ہین نہ دلبر ہین

چہرہ سحر سازان سامری فن و جادوگران نیرنگ نمائے شعبدۂ سخن ہوم خانۂ قرطاس مین قلم سحر طراز
بازاستگی افسونگری خونریزی مین مصروف ہین **شعر مصنف** سخن سنج و دانائے شیرین مقال
جبین سے نگارو زلک خیال • بارگاہ آسمان جاہ مین خواجہ عمرو کی خاطرین ہو رہی ہین ملکہ مہرخ
و بہار وغیرہ فرماتی ہین ای شہنشاہ اوج عیاری ای قطب فلک خنجر گذاری حقیقت مین اس عیاری
کا مثل نہ تھا آپ نے جو وعدہ کیا تھا وہ کر دکھایا اتنا حضور کو خیال رہے کہ اسطرح عیاری مین
وعدہ نہ کیا کیجیے یہ ساحران شعبدہ باز حیلہ ساز جو کام کرتے ہین مکر کو شریک کر لیتے ہین دیکھیے کیسے
کیسے دھوکے دیتے ہین خود افراسیاب جادو نے اپنی زبان سے کہا تھا مجھکو بخوبی یاد ہے کہ یہ گنبد
ساختہ سامری و جمشید ہے جسوقت ملک اخضر کے ہاتھ سے ایکے سحر جلینگے طبقے زمین کے ہلینگے جس
آفت بچے وہی غنیمت ہے رفتہ رفتہ اس لائق تو ہوئے کہ اہل ایمان حجرۂ تجم سے مقابلے پڑے ہین
خواجہ فرماتے ہین کہ یارو انجام بخیر ہو میرے بھی دل کو یقین ہے کہ ملکہ یاقوت سخندان بڑی لڑو کا ہو
کریگی پروردگار مالک ہے مین اس بدذات کو زندہ نہ چھوڑونگا تحفہ تو دستیاب ہوا وہ خزانے مین
شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے داخل ہے کوکب نے فرمایا ہے کہ اُس سے بھی مراد حاصل ہے جب اس گنبد
سے سحر ہوگا یاقوت وغیرہ کو مشکل ہوگی دیکھیے اب یاقوت کیا انتظام کرتی ہے باپ اسکا گرفتار ہوا
دیکھیے کیا بلا نازل کرتی ہے یہ ذکر تھا کہ چرندو پرند ہرکارے لشکر اسلام کے حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر
دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے عرض کی آفتاب عالمتاب اقبال حضور ہمیشہ تابان و درخشان ہے رباعی

خورشید ہو اک روز جہان مین نوروز
اور تجھے جہان روز مسرت اندوز
ہو تجھکو زمانے مین شرف دوازدہ ماہ
اور دہر جہانات کو اک عالم ک روز
شہریار عالم کی عمر دراز رہے آفتاب دولت و اقبال تابان و درخشان ہو

دست شاہ و دشمن پامال آج یاقوت سخندان کو بڑا قہر و غضب ہے اُس خونخوار جادوۂ فلک نے طبل جنگی
بجوایا کل یقین کامل ہے کہ خود مقابلہ کرے ملکہ مہجبین نے عرض کی ناناجان بنا بدب اگر آپ بھی طبل بجنے
کا حکم دیجیے باغبان قدرت بعد صولت و شوکت نقارخانے مین آیا گنگا جمنی چوب اٹھا کر اپنے ہاتھ سے
نقارۂ کلان پر لگائی نقارچیون نے سنو سو نقارہ بجایا تمام لشکر مین مشہور ہوا یارو خدا خیر کرے
خواجہ نے ملکہ یاقوت کے باپ کو گرفتار کیا وہ کل میدان مین آئیگی شعبدۂ سحر دکھائیگی سنتے ہین سحر و

ساحری مین بے مثل وبے نظیر ہی تمام شاہزادیان بارگاہ سے اٹھکین اپنے اپنے خیمون مین آئین ملکہ
بہار نے اپنے خیمے مین آکر ہی حوض سنگ مرمر سپید کا کہ آب مروارید سے مملو ہی اُسمین غسل کیا اُسوقت
ملکہ بہار کی رعنائی صاف ثابت ہوتا تھا کہ برج آبی سے آفتاب برآمد ہوا بالون سے قطرات آب ٹپکتے
ہوئے ظاہر تھا کہ ابر سیاہ سے موتی برس رہے ہین ایک ساری آب رواں کی آدھی باندھی آدھی اوڑھی
پھولون کے بیچ مین چوکی بچھائی گلدستے گلہاے رنگارنگ کے بناے تار نگاہ سے باندھے پھول مثل
ستارون کے روشن تھے تار شعاع نیر اعظم صرف کیے شب بھر بہار نے انتہائی مشقت کی باغ سحر کے
گلدستے کھلائے بیحساب گلدستے بنائے تمام لشکر مین تیاریان رہین لشکر افراسیاب جادو مین ہلچل
اس لڑائی مین غدر پڑ گیا ہی جو جدھر نکلا مارا گیا کوئی پوچھنے والا نہین رات کو بھی سحر چل رہے ہین جنگل
صحرا سحرہاے آتشین سے جل رہے ہین تپے بشکل کنول پھول شعلۂ جوالہ عجب ہنگامہ ہی بہار نے بلا کا سحر کو
زور دیا چار پہر رات گذر کر گل صدبرگ آفتاب حسن رخ نیلوفری مین پھولا شاخ کہکشان مرجھائی گلہاے
ثابت وسیارگان پر خزان آئی بوقت سحر لشکرون مین کرنہای ہونے لگی ملکہ مہ جبین بھی فوراً تخت
زرین پر سوار ہوئین وزرا امرا نے گھیر لیا تخت شاہنشاہی بیرون بارگاہ آیا سب سے پہلے بڑھ کر
ملکہ بہار نے سلام کیا دیکھا ملکہ مہ جبین نے آج بہار پھولون مین لدی ہوئی ہر جیا پھولون
کی آڑی ترچھی زیب گلو چمپا موتیے کا سر پر آراستہ ایک تخت پر صدہا گلدستے چنے ہوئے کنیزین
اس تخت کو کاندھے پر اٹھائے ہوے اس بہار سے بہار نے آکر پایہ تخت کو بوسہ دیا ملکہ مہ جبین
کا غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا ملکہ مہرخ نے بھی آکر سلام کیا ایک جانب سے صدا نوبت نقارے کی آئی شہسوار
عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مع سرداران صف شکن آکر پہونچے براے تسلیم خم ہوے ملکہ
مہ جبین نے مسکرا کر سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ آپ کی ہمارے دل مین ہی مہرو وفا آب و گل
مین ہی انکے بعد سرداران نامی آنے لگے مثل رعد وبرق وبرق لامع وملکہ سرخ مو و باغبان قدرت
قصبہ صولت وشوکت آکر پہونچے بادشاہ کے گرد پھیرا اسد غازی کے قدمون کو بوسہ دیا ملکہ گلچین جو
زوجہ باغبان بڑے تکلف سے آگے پہونچی پھر تو سردارون کا تانتا بندھ گیا ہلال سحر افگن وخورشید
زرین سحر وشکیل صف شکن وماران زمین کن واسرار پرفن وغیرہ گرد تخت ملکہ مہ جبین دم
دم سے سوار مثل باد بہاری سمت میدان کارزار چلی ابھی میدان مین نہ پہونچے پائی تھی دیکھا آمد

افراسیاب جادو یاقوت لعبت پیچ وتاب غصے مین طاؤس پر بھی سوار نہین ہوئی باپ کے گرفتار ہونے
کا بڑا ملال ہے دونون شہزادیان جوش مارتی ہوئی غرّاتے لڑنے کی صدا بلند سرخ جانور زمزمہ سرائی کرتے ہوئے
اس تکلف سے میدان کارزار مین پہونچی میدان بدستور آراستہ ہوا نقیبون نے نقابت کی کڑکیت
کڑکا کہکے نکل گئے یاقوت نے بھی دور سے دیکھا آج ملکہ بہار بڑے زور و شور سے آئی ہین صدہا گلدستے
ساتھ لائی ہین پہلو مین اک کنیز کھڑی ہے حسن عذار گلگون پوشش اسکا نام ملکہ لعل نے قصد کیا تھا
ملکہ یاقوت کا مخ ہوئی کہا ہو تمھارے مقابلے کے لائق کوئی نہین ہے مین ان سبھون کی تدبیر کر چکی بڑے
سرکش ہین اب تک اصلاح کا کسی نے نام نہین لیا یہ کہکر آواز دی اے سبز گلگون پوشش باغ حسن کی
بہار دکھا میدان کارزار مین جانی بہار کو اپنے مقابلہ مین بلا سن یہ چسکر صف سے نکلی گلشن میدان
آکر کھڑی ہوئی ازسرتاپا یہ بھی گویا پھولون مین لدی ہوئی مسکراکر غنچہ دہن واکیا رنگینی کلام کی
دکھائی پکار کر آواز دی اے ملکہ بہار مین تمھاری مشتاق ہون یہ سنتے ہی بہار طاؤس سے کودی خرامان
خرامان مثل نسیم سحری قریب تخت مہ جبین آئی مثل شاخ گل برائے تسلیم خم ہوئی دست بستہ عرض کی
باغبان قضا وقدر گلشن اقبال مین کبھی خزان نہ لائے لونڈی رخصت ہوتی ہے ملکہ مہ جبین نے تخت ٹھہرا دیا
بہار کا سب پاس کرتے ہین حیرت جادو کی ہمشیرہ سالی افراسیاب کی صاحب حسب ونسب عاشق بادشاہ
اسلام بڑی شگفتگی یہ ہے کہ بہار نام ملکہ مہ جبین نے فرمایا حسن آرائے عالم کے تمکو سپرد کیا ملکہ بہار طرف
میدان کارزار کے چلی جس تخت پر گلدستے تھے اُس تختکو کنیزون نے بڑھایا بہار نے چند گلدستے اٹھالئے
مشرق ومغرب وجنوب وشمال کی طرف پھینکے ہوائے سرد چلی نخل وجد مین آئے طائرون نے زمزمہ سرائی
کی افراسیاب نے دیکھا باغ بے در بنکر تیار ہوا نہر ہائے آب روان باغ ساختہ بہار ہر نخل سرسبز وشاداب
تمام عالم کے پھول پیدا نخل جھوم رہے ہین ہر شاخ مثل کہکشان پھول مثل ثوابت وسیارگان نرگس
شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی زبان درازی سرو وصنوبر کا اکڑنا قمریون کا عشق سرو مین کوکو کرنا
سنبل نے زلف عنبرین کو پیچ وتاب دیا گل نسرین ونسترن پہ جوبن گل صدبرگ کی رعنائی چمنستان
کی زیبائی عروسان چمن کا بناؤ جوانان گلشن کے نکھار اُس باغ مین جوش بہار یاقوت سخندان
بھی وجد کرنے لگی حسن پر غرہ رہا دو ملکہ یاقوت سخندان باہر اُس باغ کے کھڑی ہے سحر رنگین بہار کو
ملاحظہ کر رہی ہے جاتے سرد چلی یہ بھی ہوش رہی ہے ٹکٹکی ملکہ بہار گلعذار نے اُس چمن لالہ زار کی

جانب بہ نگاہ محبت دیکھا پھولون نے آنکھین کھولدین غنچے مسکرائے ایک نگاہ مہر بہار سے جوانان چمن وجد مین آئے عندلیبان خوشنوا پرون کو تول کر اڑین منقارین کھول کر یہ اشعار بہاریہ گانے لگین مخمسہ

پھر سیر آئے ہین سب مشتاق وخواہان بہار
سب سے بڑھکر آجکل ہے شوکت وشان بہار
جمع ہین سب ساز وسامان تجمل جو شایان بہار
گل کھلے ہین موسم گل مین ہے سامان بہار
عندلیبون کو ہے لازم شکر احسان بہار

اب گئی فصل خزان تھا جسکے ہاتھون دل دونیم
موسم گل نے کیا گلزار کو باغ نعیم
فیض سے پہنچے جسے کیا خاطر مین اسکے خوف وبیم
چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم
طشت گل مین دھوئے شبنم پائے مہمان بہار

آئی ہے فصل بہاری ہر چمن ہے میکدہ
سرو مین یا شیشہ ہائے مے دھرے ہین جابجا
غنچہ ہے مثل سبو اسمین نہین ہے شک ذرا
گل ہے ساغر بادہ ہے شبنم تو ساقی ہے صبا
میکدہ ہے صحن گلشن بہرستان بہار

فصل گل آئی بڑھا جوش جنون کیونکر نہو
ہو گیا حد سے سوا جوش جنون کیونکر نہو
بڑھتے بڑھتے بڑھ گیا جوش جنون کیونکر نہو
جوش مستی سے سوا جوش جنون کیونکر نہو
نشتر فصاد کاٹے شہرگان بہار

فصل گل ہے مظہر انوار صنعت ہر چمن
نام غم جسمین جانہین وہ جائے عشرت ہے چمن
لائق نظارۂ اہل بصیرت ہر چمن
رقص کبک ونغمۂ بلبل سے جنت ہے چمن
نرگس وگل کا لقب ہے حور وغلمان بہار

وضع عیارانہ ہے بیگانہ ہین اور دلربا
وہ گل رعنا ہین یہ جنمین نہین بوئے وفا
اپنے آشفتہ کی خاطر تک نہین انکو ذرا
چٹکیون مین بلبلون کو غنچے دیتے ہین اڑا
ہین غضب طرار وشوخ وشنگ طفلان بہار

فصل گل ہے شک نہین شمشاد کے جوبن پہ آج
کیا بیان ہو جو ادا بنٹے ہے گل سوسن مین آج
گل شگفتہ کیون نہون زر رکھتے ہین دامن مین آج
دور ہے باد صبا کا ہر روش گلشن مین آج
تختۂ گلشن بنا ہے تخت سلطان بہار

باغ سے صحرا تلک صحرا سے تا کوہسار
برگ گل تک سرخ باغ دہر مین ہین تا بخار
رحمت عالم ہوئی کیا سرد ہر باد بہار
آج گل فصل بہاری نے دیا ہر اشتہار
پھول پھل کیا خار تک ہر زیر فرمان بہار

کثرت گل سے بڑھا باد بہاری کا غرور
دامن دشت قیامت بھی کرے اب تو قصور
راستہ ملتا نہین صحن چمن کا دور دور
خرمن گل ہر روش ہر اور وہ پھر بھی وفور
حرص کا دامن بنا ہر آج دامان بہار

خوف بیگانہ نہین اور ہر نہ کچھ رشک رقیب
مثل جنت باغ مین باہم ہین عشاق و حبیب
بلبلون کے واسطے یہ فصل گل بھی ہر عجیب
عندلیبون کو گلون سے ہر ہم آغوشی نصیب
وصل اب بیواسطہ ہر بہر مرغان بہار

کوچ گلشن سے خزان کا ہر چمن مین جابجا
ہر مبارکباد کی مرغان گلشن مین صدا
چہچہانا عندلیبون کا نہین بیفائدا
مژدہ فصل بہاری لایا ہر پیک صبا
بول بالا ہر چمن مین شور مرغان بہار

توبہ بیوقت سے ہر ناک مین رعنا کا دم
بزم حیرت ہر جہان اب مجھکو بے روئے صنم
جان و ایمان پہ کیا ہر سخت تر اسنے ستم
فصل گل مین توبہ سے ہر رعنا کو الم
ہون اسی خوف و رجا مین ایک مین حیران بہار

اسطرح طائرون نے زمزمہ سرائی کی قمریون نے کوکو فاختہ قلندر مشرب نے حق سرہ سمن کی نگاہ جو طائرون سے مل گئی ہوش اڑ گئے بے اختیار تھراتی ہوئی لہراتی ہوئی طرف بہار کے چلی بے اختیار پکار اٹھی نظم

ڈھونڈھتے ہین پرستان بے نشان ملتا نہین
خیر شکیب و صبر کوئی پاسبان ملتا نہین
باہر رفعت لق و دق روز ہر صبح و شام
ڈھونڈے عزیزونکو [illegible] ملتا نہین
روز مجھ ہی بیگنہ پر تیز ہوتی ہر چھری

ہون دو واماندہ نشان ہر ان ملتا نہین
جان پیری کہ ہو وہ جان جہان ملتا نہین
آپکے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان
کون کہتا ہر زمین سے آسمان ملتا نہین
جوش گل سے دل ہر کیا گلشن مین جا پاتی نہین
بوالہوس کیا تمکو بہر امتحان ملتا نہین

کاروان کیسا غبار کاروان ملتا نہین
عشق اللہ ہر جو شبخون غارت دل کے لیے
عقدہ بھی معقول کھلا ہر مہربان ملتا نہین
جان شیرین کا مجھے دنیا سبب آسمان جا
عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین
دھیر پر آتا ہر تا حق خاکسار [illegible]

خاک کھائیگا کہ نام استخوان ملتا نہیں
دشت وحشت مین ہون اک بیکس گرم تلاش
لپٹے لپٹاتے ہین رعنا سا جوان ملتا نہیں

دختر رز پر جو فصل گل مین ہر رنگ شباب
جسمین یوسف ہو مرا وہ کاروان ملتا نہین

اب مزاج حضرت پیر مغان ملتا نہین
واہ ری قسمت کھلے قاتل کو جوہر بعد مرگ

یہ اشعار پڑھکر طرف بہار کے چلی ہاتھ باندھے ہوے عذر کے کلام ہر

فقرہ نصیحت انجام بہار نے بڑھکر جیا اُسکے گلے مین بدھی جلدی سے ڈالون بخوبی بھول جاے منظور ہر
یاقوت سے لڑوا دون یاقوت نے جو سمن بر کو اس حال مین دیکھا گھبرا گئی جوش بہار کی یہ کیفیت ہے
پھولون کی بو جو پھیلی جسنے بو سونگھی سودا ہو گیا لشکر مین افراسیاب کے جابجا تلوار چلنے لگی بہت
سی کنیزان یاقوت نے گریبان چاک کیے خاک منھ پر ملی پہاڑون سے جاکر سر ٹکرانے لگین پھر
یاقوت نے جو یہ حال دیکھا سمن بر کو للکارا او کنیز بے تمیز کہان جاتی ہے دیکھ ہوش مین آ یہ کہکے
کان سے اک موتی نکالا نہر مین پھینک مارا وہ موتی شعلۂ جوالہ بنکر نہر آب سے نکلا وہی شعلہ جاکر
بہار جادو کے باغ پر گرا تمہارے طلائی جلنے لگے ہر برگ و بار سے شعلے نکلنے لگے چشم زدن مین
تمام و کمال اُس شعلہ جوالہ نے سارے باغ پر بہار کو جلا دیا وہی شعلہ بھڑک کر سر بہار پہ چکا بہار
غش کھا کر گری پھر وہی شعلہ موتی بنکر سمن بر پر آکر ٹوٹا اُس سے کچھ دھوان نکلا سمن بر ہوش
مین آئی یاقوت نے سمن بر کو آواز دی بہار کو اُٹھا لے سمن بر نے بہار کو اٹھا لیا بران نے جھلا کر
اپنے ہنس کو بڑھایا پکار کر آواز دی واہ بوا یاقوت کیا سحر کیا خوب پردے مین اپنے صاحب
کی مدد کی آپ الگ رہین میدان مین خود کیون نہ آئین بہار تنکے چنوا دیتی کیا ہم مدد نہ کر سکتے تھے ہمین
سحر نہین آتا قاعدے کے خلاف کیا بہار کا لیجا نا سب کو ناگوار ہوا عمرو نے بڑھکر کہا ای بران یاقوت
کو پیغام دو کہو کہ اُس بڈھے پیر نابالغ کو ہمسے لیلو بہار کو ہمین دیدو بران نے پڑھکر آواز دی ای ملکہ
یاقوت سخندان کچھ معاملہ کرو گی یاقوت نے پلٹ کر کہا فرمائیے بران نے بڑھکر کہا ملک اخضر لو
لیلو ہماری بہار گلعذار کو دیدو یاقوت نے فوراً بہار کو ہوشیار کر دیا کہا لو بوا لیجاؤ والد کو ہمارے
تخت پر سوار کر کے بھیجدو بران نے اک تخت منگوایا خواجہ نے زنبیل مین ہاتھ ڈال کر اخضر کو نکالا
اُس تخت پر سوار کر دیا کنیزان یاقوت نے آکر تخت گھیر لیا جب لشکر مین تخت آیا لعل و یاقوت نے
بڑھکر سلام کیا اخضر نے تو جھی نہ کی دعاے جان دراز نہ دی لعل و یاقوت خاموش ہو رہین سمجھین
بابا جان ہمسے خفا ہین گئے گرد سردار گھیرے ہوے ہر چند شہنشاہ شہنشاہ کہتے ہین ملک اخضر کسی کو

جواب بھی نہین دیتے منھ پھلائے تخت پر بیٹھے ہین نہ کسی کا سلام لیتے ہین نہ بات کا جواب دیتے ہین
جب ایسے حال پرملال سے بارگاہ مین اکر ہوئے یاقوت نے بڑھکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا قبلہ وکعبہ
آپ ہمسے کیون خفا ہین ہم تو سراسر تیلیا ہین آپ اپنی حماقت سے گرفتار ہوے تحفۂ سامری آپ کے
پاس تھا آپنے کیون نہ دیکھا اتنا بڑا دھوکا کھایا ہمسے آپ ناحق خفا ہین چلیے حضور آپ کو چھڑا لیا
اب تو ہوشیار رہیے کا لعل و یاقوت دونون لپٹی ہوئی ایسی ایسی باتین کر رہی ہین اخضر کچھ
نہین بولتا جب سردارون نے بہت کہا ای شہنشاہ اخضر بات کا جواب دیجیے بیٹیون کو گلے سے
تو لگا لیجیے دیکھیے کیسی بلک بلک کے رو رہی ہین آپ کے نہونے سے لشکر مین سناٹا سا کسی نے
کھانا نہین کھایا مطبخ سرد پڑا رہا بیٹیون کو سمجھا کے کھانا کھلایے جہان قید تھے وہان کا حال
بتلایے ملک اخضر نے جھلا کر جواب دیا کیسا بادشاہ کیسی بیٹیان میری بیٹی تو منکو ریا اپنی جان سے
بیزار ہون لو دھیانے کا کلوار ہون پیلو مین گاؤن کے مکان ہی بھولا میرا نام ہی یہ سنکر یاقوت
نے جھلا کر اک لات ماری سر پہ ہاتھ رکھدیا اُس شخص نے ایک آہ کی رنگ روغن عیاری اڑ گیا
سب نے دیکھا اک گنوار تو ندیلا دھوتی گاڑھے کی باندھے ہوے کالی کالی صورت ناک بہتی ہوئی
بدحواس گاڑھے کی مرزائی گتیان کر رہا ہی کبھی پکارتا ہی اری بٹیا منکوریا کہان ہی گانون
سے گنوار بلاؤ مجھکو ان گوریون نے گھیرا ہی لپٹی جاتی ہین میری کبیلا کو خبر کرو ٹھاکر سے کہو لعل نے
ایک طمانچہ مارا کلوار کا سر اڑ گیا غصے مین کہا اب انکی سب کی شامتین آئی ہین میرے ساتھ بھی عمرو
نے فریب کیا ابھی جا کر لاتی ہون یہ کہکر اٹھی قریب نہرون کے آئی اک چیخ ماری اک طائر سرخ رنگ
نہر سے نکلا یاقوت سخندان نے ہاتھ مین لیا اُسکو ذبح کیا خون اُسکا چلو مین لیکر طرف لشکر اسلام
کے پھینکا کان سے اک بجلی اتاری اُسکو بھی آسمان پر پھینکا ملکہ مہرخ و مہ آن وغیرہ بہار کو
ساتھ لیکر بارگاہ مین آئی ہین خواجہ عمرو بھی ساتھ آئے ہین اسوقت کل عیار بارگاہ ہی مین ہین
خود بخود زمین تھرائی دناٹے کی آواز آئی بارگاہ مین تمام اندھیرا ہو گیا سپاہی آپسمین سر
ٹکرانے لگے نہرون کا پانی کھولنے لگا ہزار ہا خیمے گر پڑے ہاتھی گھوڑے چھوٹ گئے ہر ذیحیات کو
پامال کرتے پھرتے تھے جا بجا سے زمین شق ہوئی دھوان نکلا جسکی آنکھ مین دھوان لگا نابینا
ہو گیا ملکہ مہ آن نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ سب اہالیان دربار نابینا ہو گئے آنکھون سے بالکل نہین سوجھتا

اختر مرواریدجوڑے سے نکالا اپنی آنکھون کے آگے جھکایا تب کسی قدر معلوم ہوا اسی اختر کو ہاتھ
مین لیکر ملکہ براں گرگئین توڑکر بارگاہ کو نکلین بر سر بارگاہ آکر دیکھا یاقوت سخنداں کا چہرہ سرخ
کھڑی ہوئی لشکر اسلام پر سحر کر رہی ہی براں نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون ای یاقوت کوئی ایسا
کام کرتا ہی میدان مین لوگ کر لڑو تو احوال معلوم ہو سب صاحب تھے لڑنے کو موجود ہین کوئی تھے
منھ نہ پھیرتا جسطرح جی چاہے سمجھ لو یہ سحر دفع کرو میدان مین طبل جنگی بجوا کر آؤ اول تو تمنے بڑا دھوکا
کھایا کہ میدان مین کنیز کو لڑوایا بہار پر تمنے خود سحر کیا مکر سے گرفتار کر لیا یہ شیوہ صاحبان کسب و
کمال نہین ہی سب اندھیرے مین بھٹک رہے ہین جلد سحر اُتارو یاقوت نے کہا اس ساربان زادے
نے مجھکو کیا دھوکا دیا بہار کو لیلیا لودھیانے کا کلوار حوالے کیا جلد ملک اخضر کو دیدو اسی مین
بہتر ہی ورنہ اندھیرے مین گھونٹ کر مار ڈالونگی تمھارے زمانے کا مجھکو بڑا پاس ہی اسوقت نمونہ سحر
دکھلایا نہرون کو حکم دون کرور دو کرور کو غرق کر دین یہ نہرین نہین سمندر سحر ہی دس منزل تک
انکی تاثیر جاسکتی ہی براں نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ہماری بارگاہ مین چلو ابھی اخضر کو دلوائے دیتے ہین
عیارون کی بات پر غصہ کرنا سراسر حماقت ہی انکا یہی کام ہی مکر و حیلے مین انکا نام ہی انشاء اللہ کل
سر میدان ہم تمسے مقابلہ کرینگے نہرون کا بھی حال کھلجائیگا براں یاقوت کو سمجھا کر بمشکل اپنی
بارگاہ مین لائین جواہر نگار کرسی پر جگہ دی خواجہ سے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اسوقت سبکی
جان بچالے اخضر کو دیدیجیے دیکھیے تو اسد کا کیا حال ہی مہ جبین بیہوش پڑی ہی اور کان
مین چپکے سے کہا خواجہ برائے خدا سب کی جان ابرو بچا ڈ سارا لشکر نابینا ہو گیا اسی دن کا ہمکو خوف
تھا عمرو نے کہا مین تو نہ دونگا براں نے کہا ایک زندہ نہ بچے گا مین بمشکل بیان لائی ہون اب
اسی مین بات رہتی ہی بخوشی دیدیجیے ورنہ بگیر لیگی مجھے یقین نہ تھا کہ میرا کہنا مانیگی آسنے بڑا پاس
کیا عمرو نے زبردستی بمشکل اخضر کو زنبیل سے نکالا لیکن ننگا لچا میلی دھوتی باندھے ہوئے
گھبرایا ہوا بیٹی کو دیکھکر لپٹ گیا یاقوت نے کہا خواجہ وہ گنبد اور لباس بھی دیجیے اب تو عمرو گلیم
نکال چکا ہی پنجہ ٹیک کر سیدھا ہوا کہا ای ملکہ یاقوت اب سکوت فرمایے مین نے کبھی زنبیل کا قیدی
کسی کو نہین دیا ہی آپ کا بڑا پاس کیا براں کے کہنے نے بیقرار کر دیا اب لباس اور گنبد نہین دونگا
اخضر بیٹی سے لپٹ گیا کہا بی بی وہ چیزین تمھارا صدقہ گئین میری ٹوکری ڈھوتے ڈھوتے جان جاتی تھی

ایک گلی و شجر فی کرتا فتہ اٹھا تھا کنارے دریا کے اسقدر برف پڑتی ہی سیکڑون قیدی اکڑ کر مرگئے وہان
وہ منقل ہی کہ دروازے بند ہو جاتے ہین خونی برف پڑتی ہی وہان کے باشندے سقاہائے آتشین لوہے
کی زنجیرین گلے مین ڈالے پھرتے ہین چار مہینے کوئی گھر سے نہین نکلتا بس بی بی تکرار نہ کرو گھر چلو تین
دن سے بھوکا ہون جوار چبا نکلتے بچا نکلتے پیٹ مین درد پڑ گیا جب دو جاب جلاب لونگا تب طبیعت
درست ہوگی یاقوت اپنے باپ کی باتون پر رونے لگی اخضر یاقوت کی بغلون مین منھ ڈالے دیتا ہی
عمرو کی صورت دیکھکر کانپ رہا ہی کہتا ہی یا سامری جمشید عمرو کی قید بدتر از قید فرنگ ہی کال کوٹھری
اس سے بہتر بڑے بڑے ظالم ڈکیت قزاق وہان قید مین نوبکرتے ہین رہائی نہین ملتی بہت سے
دائم الحبس ہین سب کارخانے قید خانے مین جاری ہین زراعت بہت ہوتی ہی یاقوت نے کہا باباجان
چپ رہیے ملکہ برآن صاحب بہشتی ہین یاقوت نے یہ کہکر دونون ہاتھ ہلائے اندھیرا دفع ہوا لشکر
نے بلائے ناگہانی سے نجات پائی یاقوت اخضر کو تخت پر سوار کر کے لشکر مین آئی افراسیاب جادو
گھبرا رہا تھا اسوقت اسکو پرچۂ اخبار گذرا کہ ملکہ مشتری ستارہ طلعت نے حجرۂ جلا کھولا ملکہ جیحون
سبز پوش زبان دراز حجرے سے نکل سب کے آگے بڑھی ہوئی ملکہ محبوب کاکل کشا وزیرزادی جیحون
کی رازدار طلسم نور افشان اٹھالا بارگاہ کا لیے ہوے آتی ہی لکھا ہی جسوقت یہ پرچہ افراسیاب کو
گذرا تو افراسیاب بارگاہ حیرت مین تھا حیرت سے سب افراسیاب نے حال کہا اور کسی کو اس راز سے
آگاہ نہین کیا ایک پرچہ لکھکر ہوا پر اڑا دیا سوائے حیرت کے کوئی نہین سمجھا کہ یہ کیا امر کہ ہی پرچہ کیون
لکھا کیا خبر آئی کہا حیرت اس قدر کی رازدار خاص رہو اس حال کو وقت پر تحریر کرونگا یاقوت
سخندان نے افراسیاب کو بلا بھیجا اخضر جب سے بارگاہ مین آیا ہی بدحواس دوڑا دوڑا پھرتا ہی
کبھی کہتا ہی ہماری ٹوکری لادو دوپہر پر دو بجگئے اپنے کام پر جاؤنگا گنتی کا وقت آگیا غیر حاضری ہوگی
پھر چھٹانہ ملیگا مزدور پر بید پڑجاتے ہین چوتڑ کھول کھول کر سب کو دکھلاتا ہی اور کہتا ہی پہلے دن
چلی پر بھیجا گیا آٹا اچھا نہ پیا داروغہ نے ایک درجن کا حکم دیا کیتھون کہتی ہین حضور آپ یہ کیا بکتے
ہین خاموش رہیے کیسی گنتی کیسا چھٹا آپ تو بادشاہ ہین اخضر کہتا ہی وہان کی بدبخت سے کوئی
نہ بچا پیگا کبھی یاقوت کے لپٹ جاتا ہی کہتا ہی بیٹیا گھر چلو اپنے قلعہ یاقوت نگار مین چلکر بیٹھے ہو اب
مقابلہ نہ کرو یاقوت جھلا کر کہتی ہی باباجان ہوش مین آئیے کیا کسی کی مجال جو آپ سے آنکھ ملا سکے

کل سب کو ڈبو دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی عمرو کی بوٹیاں کاٹ کر کھا جاؤنگی دیکھیے تو کیا بلا لینی ہو
یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجاؤ طبل عشق مین اسد کے بیقرار اشک ضبط کر رہی ہو ہرکارے خبرین
لیکر بارگاہ اسد مین آئے بعد دعا کے عرض کی حضور یاقوت کو بیٹا غصہ ہے طبل جنگی بج گیا اسد نے
حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجے بیان و مجلس اپنے کام مین معروف ہین یہ راز ناظرین پر ظاہر ہوگا
چار پہر رات گذر کر پہلوان آفتاب تابان اکھاڑے مین چرخ نیلی کے آیا اپنی ضیا سے تمام عالم کو
روشن کر دیا دونون لشکر بصد کر و فر میدان جنگ مین آکر جمے یاقوت کا ارادہ ہے نہرون کا سحر
کرون ابھی سبکو ڈبو دون لعل سخندان میر لشکر یاقوت طاؤس زرین بال پہ سوار محمل کے
سایہ مین کھڑی ہوئی جمال بیمثال اسد نامدار کو دیکھ رہی ہے اسد غازی کی پشت پر ساٹھ ہزار صندلی
پوش چیدہ پہلوانان صف شکن قریب قریب گھوڑون پر شاہزادہ صندلان صندلی پوش نے شقہ
علم زرنگار سر اسد نامدار پر کھولا شوکت شان طلسم کشا دیکھکر افراسیاب جل گیا یاقوت
کھڑی ہوئی اسم سحر پڑھ رہی ہے جانبین سے کوئی میدان مین نہین نکلا افراسیاب کہ رہا ہے جی چاہتا ہے
میدان مین نکلون اسد کو لونکون مرد سپاہی ہے ضرور میرے مقابلے مین آئیگا چیر پھاڑ کر پھینکدون
ساری طلسم کشائی بھول جائے اور سب کو یاقوت نہرون مین ڈبوئیگی یہ سوچ کر کئی مرتبہ یوں رہے پر
ہاتھ ڈالا سرما و ابرق رکاب سے لپٹ گئے کہا کیون شہنشاہ آپ کی زانی جان وہ ادنی جان
ہمیشہ منع کرتی ہین کہ افراسیاب اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل نہ کرے عمر گھٹتی ہے آپ بدنام ہوجائینگے
طلسم کشا ساحر نہین ہے لیکن وہ ضرور آپ کے مقابلے مین آئیگا وہ شیر بیشہ جرات نہ رکیگا سب ساحر
اپنے کو مٹا دینگے آپ پر لوٹ پڑینگے یہ سنکر افراسیاب خاموش ہوا کہ صحرا سے گرد اڑی سب دیکھنے
لگے آگے آگے سو علم نشان لاکھ تحریر کا ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف لات و منات علمدار
اسی جانب بڑھے چلے آتے ہین بعد علمدارون کے دیکھا ایک جوان دیو خصال کرگدن مست پر سوار
مثل نخل چنار سنانین دو سنانین مثل زبان افعی چمکتی ہوئین چوڑا آئینہ کمر مین فولادی سپر پشت
پر چہرہ سیاہ پشت پر لاکھ سوار چلتے پوشش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب سے رکاب
پرے سے پرا ملائے بھرے بڑے زور شور سے یہ پہلوان آیا افراسیاب کو آکر سلام کیا قدمون
کو بوسہ دیا افراسیاب نے کہا اے اقوال چرم پوش کیونکر آنیکا اتفاق ہوا اقوال نے عرض کی حضور

نے ایسے ملک میرے سپرد کیے کہ جنمین ہمیشہ لڑائی رہتی ہو ور نہ اژدر بیہ پہ لڑ رہا تھا کہ یکایک اخبار
گذرا طلسم ہوشربا مین کوئی نبیرۂ حمزہ بشاجری بہادر بہ دعوائے طلسم کشائی آیا ہو غلام کو اشتیاق
ہوا کہ مین بھی جا کر اس پہلوان کو دیکھون آپ کے اقبال سے شیران صحرا و نہنگان دریا میرے
خوف سے چھپتے ہین شیرون نے دامن صحرا مین پناہ لی نہنگان دریا نے چادر آب منھ پر ڈالی وحش
و جانوران درندہ سر بازار آ کے بندگان لات و منات کو کہا جاتے مین نے دشت و جبل صاف
کر دیے لاشہ ہائے سرکشان سے میدان بھر دیے میرے اقلیم مین قزاق کا نام نہین مسافرون کے واسطے
اُن جنگلون مین کنوین کھدوا دیے تھانے مقرر کیے تاجر لوگ سونا اُچھالتے چلے جاتے ہین اگر شاذ و نادر
کسی قزاق نے قصد کیا تاجرون نے میرا نام لیا فوراً غلام کا نام سنتے ہی اپنا بھی مال چھوڑ کر قزاق
بھاگ جاتے ہین بڑے افسوس کی بات ہو کہ مجھ ایسا آپکا نمکخوار موجود ہو اور طلسم ہوشربا مین
کوئی آکر دعوائے پہلوانی کرے غلام کو حضور نے طلب نہ فرمایا مین نے بھی ذکر سنا ہو کہ فرزندان حمزہ
نے اپنے نام کے جھنڈے گاڑ دیے اُنکے خوشامد والون نے کتابین لکھی ہین اُسمین لکھدیا ہو
دیوزادون کو مارا ہا لیا ان دیانے دیوزادون کا نام سنا ہوگا صورت نہ دیکھی ہوگی میرے
ساتھ والون سے دریافت کیجیے قسم دیکر پوچھ لیجیے میری اقلیم مین ایک دیو رہتا تھا مین نے جا کر
اُسکو مارا سو گز اُسکا قد تھا اگر مجھکو آپ تحریر فرماتے اسقدر لڑائی کو کیون طول ہوتا اتنا غلام عرض
کرتا ہو سحر و ساری نہ نے پائے زور سپاہگری صرف ہو مین اکیلا لاکھون مین لڑتا ہون ابھی جا کر
طلسم کشا کو للکارون چیر پھاڑ کر پھینک دون ذرا اُس سرکش کی صورت تو مجھے دکھلائیے کیا دیو
سے بھی قد و قامت مین زیادہ ہو سرما نے طرف اسد کے اشارہ کیا اقوال نے سر اُٹھا کر دیکھا اک
شیر ببر پشت مرکب پہ پایا حسین و جمیل رعب و دبدبہ چہرے سے آشکار ہو چہرہ کہتا ہو بیشک یہ جوان
شیر شکار ہو اقوال بہت ہنسا کہا حضور یہ تو معشوق ہو گود مین اُٹھا لاؤن اپنے پہلو مین بٹھاؤن
شراب مجھکو پلا یار ہے حضور خوب جانتے ہین ہمیشہ سے پہلوانون مین زبردست ہون کسی قدر
حسن پرست ہون میری صحبت مین بہت خوش رہیگا اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤنگا فنون سپاہگری
سکھاؤنگا سر بادا برلیق نے کہا اے اقوال چرم پوش استقلال و گزاف نہ کر دیہ جوان نبیرۂ
دلاور قاف ثانی سلیمان ہو دیکھو پہلو مین اُس جوان کے صندلان صندلی پوش کھڑا ہو حوالی

طلسم صندل مین اسکو زیر کیا اور اکثر پہلوان جو اُسکے مقابلے مین آئے اس جوان کے ہاتھ سے مارے گئے
لاکھون مین یکتا جوان ہی بہ نگاہ حقارت اُسکو نہ دیکھو اقوال نے سرمابریق کو جھڑک دیا کہا آپ لوگ
ساحر مین فنون جرأت سے کب ماہر ہین اگر تلوار اُٹھا کر رکھدون رو کنا تو بڑی چیز ہی شیر کی کلائیان ٹوٹ
جائین اگر نعرہ کرون زمین تھرائے دیو سامنے ہو تو اُسکو غش آجائے شہنشاہ نے دہ اقلیم خارستان
مجھکو عنایت فرمائی بارہ برس سے لڑ رہا ہون فرقہ آدم خواران کو گھس گھس کے مار ڈالا کہ جنگل
مین تن تنہا جا کر فیلان مست کو للکارا میری عملداری مین شیر و روباہ ایک گھاٹ پانی پیتے ہین
قزاق نہ رہنے مین نہ جیتے ہین اگر ایک مسافر مارا گیا دو ہزار لٹیرے قتل کیے تب عملداری کی مٹی بارہ برس
اسی رنگ مین گذرے ابھی تک چین عین ملا اُس طرف کے لوگ ایسے سرکش ہین بے لڑے بھڑے
خراج نہین ملتا جتنے پہلوان مین نے مارے اگر نام لون تو ایک کتاب طولانی ہو جائے علاوہ ازین
ابھی ملاحظہ کیجیے اجازت میدان کارزار دیجیے دیکھتا ہون ادھر بھی بڑے بڑے ساحر کھڑے ہین کوئی
سحر نہ کرنے پائے آپ بھی سحر نہ کیجیے گا افراسیاب نے کہا سب میری لونڈیان غلام ہین کسکی مجال ہی
جو میرے سامنے سحر کرسکے طلسم کشا بھی اپنے اوپر یہ ننگ قبول نہ کریگا ہمیشہ متلاشی رہتا ہی کوئی پہلوان
آئے تو اُس سے مقابلہ کرون اقوال نے کہا غلام اُنکی خدمت کے واسطے آگیا حضور لڑنا کیسا تلوار نہ
کھینچ دونگا گھوڑے کے ساتھ دوڑاتا ہوا لاؤنگا آپ کے قدمون پر گرا دونگا کہیے ہاتھ پاؤن توڑ
ڈالون کہیے زندہ لاؤن جو فرمائیے اُس طور سے لڑون سب کچھ ممکن ہی اسقدر اقوال چرم پوش
بلبلایا کہ افراسیاب کو بھی ناگوار ہوا کہا ای اقوال بس اسقدر یاوہ گوئی نہ کرو طلسم کشا جلا
نہین ہی لاکھون مین اکیلا لڑتا ہی اگرچہ ملک ساحران سحر تا جرأت مین کوئی طلسم کشا سے مقابلہ نہ کرسکتا
چونکہ مقدمۂ طلسم ہی اسقدر لڑائی نے طول کھینچا ان لوگون کے اوصاف جنگ و جدل مین ملا فیضی
و میر خسرو دہلوی وغیرہ نے سات دفتر طولانی تحریر فرمائے ہین یہ جوان بچپن سے بری بہادر ہی
بڑے بڑے پہلوانون کو اسنے مارا روز اول جب شہر نابرسان مین آیا اکیلے نے شہر نابرسان مین کھلبلی
ڈالدی بڑی بات یہ تھی کہ اُس روز ملکہ حیرت جادو برسر گنبد نور موجود تھین جب کو توال مارا گیا
اقتصر نامے بڑا جوان زبردست تھا اسد نے اسکو چیر کر پھینکدیا کئی سو پیادون کو مارا ملکہ
حیرت نے فولادی پتلہ بھیجا اسکو گرفتار کرایا تم ایسا حقیر جانتے ہو اقوال نے عرض کی ابھی تو لو

غلام کا کرسی نشین ہو جائیگا مین قسم کھاکر چلا ہون کہ طلسم کشائی مشکین بالندعکر شہنشاہ کے سپرد کرونگا
بہ عنایت لات و منات ایسے وقت پر آیا کہ میدان جنگ تیار ہی یہ آپکا نمکخوار بھی آمادہ حرب دیکھا ہی
یہ کہکر گنبد سے کودا اور افراسیاب کے قدمون کو بوسہ دیا اجازت طلب کی ہرچند افراسیاب
نے کہا آج روز مقابلہ ملکہ یاقوت ہی تمھارا سمیدان مین جانا مناسب نہین ہی اقوال کو اسقدر غرور ہی
نشۂ بادہ یاوہ گوئی مین چور ہی تلوار کھینچکر گلے پر رکھلی کہا حضور اگر مجھکو اجازت نہ دیجیے قدمون پر
نثار ہو جاؤنگا سرما وابریق نے ہاتھ تھام لیا کہا ای اقوال ایسا نہ کرو اپنا خون اپنی گردن پر نہ لو
ای شہنشاہ انکو اجازت دیجیے ایسے پہلوان خیرخواہ صاحبان طاقت و قوت کسکو ملتے ہین طلسم کشائی
مشکین بالندعکر لائینگے یہ لوگ بھی مشتاق ہین سوا سحر کے آج تک کوئی فرزندان حمزہ پر زور
مین غالب نہین آیا دفترون مین بھی ہمنے یہی دیکھا کسی نے ان لوگون کی پشت زمین سے نہین لگائی
یہ نیزہ صاحبقران کو ساقی بنائینگے گھوڑے کے ساتھ دوڑاتے ہوے لائینگے الغاظ طعن کا اقوال
نے بجالا کہا ای وزیران باتدبیر اگر یہ نیزہ دل کوہ پر مارون ٹکڑے ٹکڑے اُڑادون اگر زمین پر
گاڑدون قلب گاؤزمین تک لے نعرہ کرون تو دیو کا کلیجہ پھٹ جائے اب لشکر بھر مین یہ باتین مشہور
ہوئین چرند پرند ہرکارے لشکر اسلام کے یہ خبرین لیکر خدمت اسد نامدار مین آئے کیفیت آمد اقوال
چرم پوش ظاہر کی کہا حضور بڑا مغرور ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ دیو خصال ہی اسکے کلمات غرور افراسیاب کو
بھی ناگوار گذرے ہین اجازت مانگ رہا ہی اسد نامدار کا چہرہ سرخ ہوگیا گھوڑے کو صف سے بڑھا دیا
تیرے کے ہاتھ نکالنا شروع کیے لیکن یہ گرفتار ہو اسیر قفس رنج و غم پامال ستم اسیران مصیبت والم
عاشق بے سروسامان ملکہ لعل خندان کنارہ لشکر پر کھڑی ہوئی انتظام لشکر کر رہی تھی کبھی گلچینی
گلشن جمال اسد نامدار کرتی تھی کبھی فلک کی جانب دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی چونکہ وصل سے
سے نا امید تھی سامنے جینے سے طولانی جابجا عندلیبان خوشنوا کنیزین قریب موجود تھین کہا دیکھو صبح
عشق گل مین بلبل کسقدر بیقرار ہی آٹھ پہر نالان و زار ہی بقول شاعر نظم

خلد جا بو بھی ہی امید کمال بلبل
گل ہی ساغر تو سبو غنچہ ہی مے ہی شبنم
بصفیر و مجھے آتا ہی خیال بلبل

موسم گل ہی اگر عہد کمال بلبل
آج کیا گل سے ہی سامان وصال بلبل
گفتگو آج ہی کچھ وصل کی شاید بین

ہوگیا وصل کی حسرت مین زوال بلبل
باغبان غفلت خزان مین ہی زوال بلبل
وصل ہوتا ہی میسر جو کبھی اُس گل سے
کان مین گل کے صبا کہتی ہی حال بلبل

باغبان ہی نہین صیاد ہو یا گلچین ہو
سنوا کسکو نہیں رنگ ملال بلبل
دخل صیاد ہو جنت مین نہ گلچین کا گذر
دیکھی گلچین نے گلستان مین جو قال بلبل
کیسے ناکام گئے باغ جہان سے ہیہات
چشم بد دور ہے کیا جاہ و جلال بلبل
در بدر خاک بسر دونون ہین گلچین صیاد
گل کو معشوق ہے عاشق ہے مثال بلبل

سب یہ پڑ جائیگا گلشن مین جو بال بلبل
مانع وصل رہا گل کو مگر حسن و غرور
ہو گا محشر مین یہ منسوا کے سوال بلبل
باغ مین اسکے مزاحم نہ تو گلچین ہے کبھو
محو کر رہ کے یہ آتا ہے خیال بلبل
داغ لالہ کو عبث سمجھے سنگ اسود
باغبان پڑتا ہے یون دیکھ وبال بلبل

بجلی پھولون نے کیے باد صبا نے ماتم
مر گئی پر نہ ہوا گل سے وصال بلبل
نکلا پھر ایک برس قرعہ بنام صیاد
دخل بے حکم کرے تھی یہ مجال بلبل
خبر گل سر پہ ہے اور تختہ گلشن پیکر
کعبہ گلشن ہے یہ ہے خام خیال بلبل
گلشن دہر مین رعنا شرا دیتے مین

کنیزین کہتی ہین حضور یہان باغ مین ہزارون جانور ہین ویسے ہی ایک بلبل بھی ہے شہزادی نے یہ باتین بنائی ہین لعل سخندان نے کہا صاحبو یہ کوئی بات نہین بتا تا موافق مضمون مصرع مصرع تا نہ باشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ، دیکھو کیسی پھول پھول کر شاخ گل پہ بیٹھی ہے خزان مین بے سروپا جابجا ماری ماری پھرتی ہے عاشق کو بڑی مشکل ہے ضبط عشق بہت دشوار ہے یہ ذکر تھا کہ اسد نامدار نے جو صف سے گھوڑا بڑھایا اور نیزہ ہلایا مسکرا کر کہا میان طلسم کشا صاحب کیون ایل چڑھے یہ میدان سحر وساحری کا ہے آپ کیون گھوڑا چمکارتے ہین یہ کہکے جو پلٹی دیکھا قریب افراسیاب کے ایک پہلوان زنجیر ہائے آہنی سے کمر باندھے ہوے اسد کو دیکھکر اکڑ رہا ہے لعل نے کہا یہ گھوڑا اسکے لڑکوں کی تقسائی کا سا کتا خوب پھولا ہے کنیزون نے کہا یہ اسے مقابلہ طلسم کشا آیا ہے افراسیاب سے اجازت مانگ کر بڑا مغرور ہے اپنی تعریفین خود کر رہا ہے ملکہ لعل نے کہا نامرد ہو گا طلسم کشا کے ہاتھ سے گردبرد ہو گا جو اپنی صفت آپ کرتا ہے وہ ذلیل و رسوا ہوتا ہے بقول صاحب فردشائے خود بخود گفتن نے زیبد ترا صاحب جو زن پستان خود مالد حظوظ نفس کی بابد ، لیکن حقیقت مین بڑا زبردست ہے کسقدر نامرد پھولا ہے یہ کہتی ہوئی قریب اقوال جرم ہوش آئی کہا اے افراسیاب لے تو ہمکو میدان مین بھیجے برا کیون بیٹھکر لڑائی شروع ہو آفتاب سحر کا طلوع ہو آج پی سہارے ہم مقابلہ کرین ہنرون کا جوش وخروش ملاحظہ فرمائیے کیون دیری ہے شب بھر مین سحر تیار کیے ہم تو اب حکم کے منتظر ہین افراسیاب نے کہا ای ملکہ لعل سخندان بارہ برس ہوے طلسم کشا کو ہمارے طلسم مین لڑتے ہوے ہمارے خیرخواہ صاحب کو آج خبر ہوئی آج ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین کہتے ہین طلسم کشا کے کان پکڑکر کھینچتا ہے الاؤ نگا شل کر ڈون

مجلے ہوئے ہین کہ مجھکو میدان مین جانے دیجیے آج ہی لڑائی کا خاتمہ کر دونگا ہمنے کہا آج تامل کرو کل
شب کو طبل جنگی بجوائو طلسم کشا دبنے والا نہین ہی تمسے ضرور مقابلہ کریگا یہ فرماتے ہین مین قسم کھا کر
چلا ہون کہ جاتے ہی طلسم کشا کو قتل کر دونگا لعل نے کہا یہ بیچارے کیا لڑینگے دیکھیے اسی طلسم سے
اس طلسم کشا نے کیسے کیسے رفیق پیدا کیے صندلان صندلی پوش سرحد طلسم صندل مین انکی جرات کا
شہرہ تھا طلسم کشا نے اپنا رفیق بنا لیا انکے تو منہ پر مردنی چھائی ہی قصہ انکو کشان کشان یہان لائی ہی
یہ سنکر اقوال جرم پوش بہت بگڑا کہا حضور اب تو مجھکو اور زیادہ کد ہوئی یہ عورت کون ہی جو ایسے
کلمات ناشایستہ کہتی ہی افراسیاب نے کہا خاموش یہ شاہزادی حاکم جزیرۂ نجم ہی کل انکی بہن نے اک
ادنے سا سحر کیا تھا چشم زدن مین سارے لشکر کو نابینا کر دیا تھا کسی سے کچھ نہو سکا انھون نے خود
اس سحر کو اتارا اسب دشمن ٹٹولتے پھرتے تھے لڑکھڑا لڑکھڑا کر گرتے تھے اقوال نے کہا انکی باتون
سے ثابت ہوتا ہی کہ طلسم کشا سے محبت قلبی رکھتی ہین غصے سے لعل کا چہرہ سرخ ہوگیا بگڑکر جواب دیا
او بدزبان ہمین طلسم کشا سے کیا کام لیکن طریقے سے کہتے ہین کہ طلسم کشا ایسا بہادر ہی اتنے بڑے
طلسم ہوشربا پر چڑھ آیا اپنے بزرگون کو بمدد نہ لایا تم بھی کسی ملک پر چڑھ گئے اگر یہ دعوے ہی
زمان لوہر سرکوہ عقیق گلزار سلیمانی جاؤ صاحبقران کو گرفتار کرکے لاؤ طلسم کشا کو جو حسین وجمیل بالام
شنا ہی کہ انکے رگ وریشے مین زور بھرا ہی شیر دل رستم صولت سہراب ہمت نریمان طاقت حاتم سخاوت
یہ سب اوصاف طلسم کشا مین موجود ہین کتابین دیکھین جابجا حالات جرأت ان لوگون کے تحریر
مین شہنشاہ بھی سن چکے ہین ای شہنشاہ اب انکو رخصت دیجیے اچھا ہی مقابلہ ہوجائے اسکا خدا سے
نادیدہ انکی مدد کریگا اس بلا کو بھی رد کریگا مرف انکے خبر لیتی ہو دیکھیے مرکب چمکارہا ہی بڑی دیر سے
نیزہ ہلا رہا ہی یہ سنکر اقوال جرم پوش مثل ابر گرگراتا یا زنجیرون سے کسکر کمر باندھی نیزے کو ہاتھ مین
لیا حسبت کرکے گینڈے پر سوار ہوا افراسیاب سے کہا ای شہنشاہ غلام رخصت ہوتا ہی چلکے سے
لعل نے کہا جہنم واصل کنیزون نے سنکر کہا حضور آپ کو کیا فائدہ کہا وہ شریف ولئیق ہی یہ بیچیا
کنندۂ جہنم مثل کتے کے بھولا ہی طلسم کشا سے کیا مقابلہ کریگا اب سب نے دیکھا اقوال جرم پوش
مثل دیو کے چنگھاڑتا ہوا میدان کارزار مین آیا اسپ تازی چوگان بازی دکھلانے لگا نیزہ ہلانے
لگا میدان مین خوب گینڈا دوڑایا جب انتہا کا عرق عرق ہوا دونون سپرون سے یون سینہ چمکایا

جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین گینڈے کو روکا نیزے کو گاڑ دیا ایک پاؤن رکاب مین ایک فاش
زین پر بہ نظر تیز سرداران طلسم کشا کو دیکھنے لگا لعل سخندان حیران و پریشان بیتاب و
بیقرار ملول و اشکبار ایک مقام پر آکے ٹھہری کہا صاحبو دعا مانگو طلسم کشا اس دیو خصال پر غالب
آئے درحقیقت مین اسوقت میرے منھ سے جو کلمات نکل گئے ہین اگر کوئی سنے تو طلسم کشا کا طرفدار
بتائے مجھے کیا واسطہ اب اسوقت تو بات کا خیال ہے جی چاہتا ہے چھپکے چھپکے سحر کرون لیکن افراسیاب
پہچان لیگا ورنہ اس سگ صحرائی کا زور گھٹاتی اس شیر کی قوت بڑھاتی کنیزون نے کہا پہلے یہ تو کہیے
طلسم کشا خود نکلتا ہے یا رفقا کو بھیجتا ہے لعل نے کہا وہ صاحب ہمت ہے کیا انکے بھروسے پر طلسم کشائی کرنے
آیا ہے کبھی غیر کا مقابلہ وہ قبول نہ کریگا یہان یہ باتین تھین اقوال نے نعرہ کیا اے فرقہ خدا پرستان و
اے زبردستان مین طلسم کشا کا مشتاق ہوکر آیا ہون ایک بات کا بڑا خیال رہے طلسم کشا صاحب جسکے
مقابلے کو آئین کوئی صاحب سحر نہ کرین ورنہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا موجود ہین سزا دینگے سحر کرنے والے
کو پہچان لینگے یہ سنتے ہی اسد نے گھوڑے کو پھیرا طرف تخت ملکہ مہ جبین کے چلے ضرغام نے پکار کر آواز
دی اے اقوال اپنے قول پر ثابت رہنا اپنے شہنشاہ کو منع کر دے کہ کوئی سحر نہ کرے ہمارے آقائے نامدار
کو نام سے سحر کے نفرت ہے جب سے تو آیا ہے سر پھرا ہوا ہے اسد نام ہے شکار کرنا کازون کا کام ہے بڑے
بڑے دلیر مارے شیران دشت نبرد میرے آقا کے سامنے گرد برد ہین ہیبت سے اس شیر کی رنگ اڑتا ہے
پوچھنے والون کے زرد ہین تامل کرتا شاہزادہ آتا ہے لعل سخندان بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے اسد قریب
تخت مہ جبین پہونچے مرکب سے کود کے عرض کی اے ماہ شاہ لشکر اسلام اے شاہ خوش انجام اجازت میدان
کارزار مرحمت ہو سرفروشون کی جانبازی ملاحظہ فرمائیے ملکہ مہ جبین کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا
اے شہنشاہ ایک ایک ذلیل اسی طرح میدان مین آئیگا آپکو پکاریگا آپ ہر کس و ناکس کے مقابلے مین
جائیے گا اگر یہ خیال ہے کہ وہ غیر ساحر ہے آپ کے رفقا کیسے کیسے دلیر دشت جرأت کے شیر کھڑے ہوے
جھوم رہے ہین دیکھیے نشۂ شجاعت مین مست ہین بڑے بڑے زبردست ہین انکو روانہ کیجیے اسد نے
کہا ملکہ یہ دستور نہین ہے ہمارے نانا جان نے یہی قانون جاری کیا ہے جو جسکا نام لیکر پکارے وہی
اس سے مقابلہ کرے رفقا کا کیا بھروسہ ہے تکیہ اپنا رب اکبر پر ہے ملکہ مہ جبین نے سر جھکا کر کہا بسم اللہ
خدا آپکو مظفر و منصور کرے اس خرس بیکل کی شر سے بچائے سب سردارون نے ہاتھ اٹھا کر دعائین دین

اسد دوبارہ بپشت مرکب پر سوار ہوئے فرد چو شیرے کہ گیرد برآہو کمین + بجست از زمین و برآمد بزین +
یودھے پر مرکب کے ہاتھ ڈالا مرکب نے جو اپنے آقا کو آمادہ حرب و پیکار پایا کنوتیان بدلین طرارہ بھرتا ہوا
چلا باد صبا سے کہتا تھا مجھسے بڑھکر نہ چلنا پامال ہو جائیگی تیز روی کی سزا پائیگی صفت مرکب مؤلفہ

قمر وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اُسکا شبرنگ ہے
ہر اک نعل ہے نیمچہ بیمثال
وہ کوہ گران ہے یہ پاسنگ ہے
دو مگر وہ چہ مرکب چو برق یا باد سے
تیز گامے زبرق چابک تر

کہ شبدیز خامے کا پالنگ ہے
تڑپتا ہے میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہے
نگاوے کا محتاج ہو کسطرح
طرفہ دیوانہ و پریزادے
نرمی گوش و نرمی کاکل

طلا ہے عجب رنگ شبگین اُسسے
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہے
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بھی تنگ ہے
خوش خرامے ز آب نازک تر
دستہ بید و دستہ سنبل

اس زور شور سے طلسم کشا نے گھوڑا اُڑایا لعل سخندان بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے جون جون گھوڑا طلسم کشا کا قریب جاتا ہے کلیجے کی دھڑکن بڑھتی جاتی ہے چہرے پر ہوائیان ہین ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری دل مین برائیان آتی ہین کہ دیکھیے اُس دیو پیکر کے ہاتھ سے یہ چاند کا ٹکڑا کیونکر بچے اقوال نے جو اسد کو آتے ہوے دیکھا گرداسیر کا اُٹھایا اسد نے بھی علی سند مین سپر کے ہاتھ ڈالا دونون جوان تکاور زن ہوے ملکہ لعل نے کلیجہ پکڑ لیا سب نے دیکھا کہ طلسم کشا تکاور زن ہوا گھاے سپر مثل گل آتشبازی شرر افشان طلسم کشا نے تکاوری مین گرد سد کر دیا پانچ قدم اُسکا گیند تین قدم مرکب اسد نامدار پیچھے ہٹا لعل کے منھ سے بے اختیار نکل گیا وہ مارا صرصر شمشیر زن قریب بلکہ حیرت پرفن استاد ہے تو بلاے روزگار نگاہ لعل سخندان دیکھ رہی ہے کہا ملکہ حیرت ملاحظہ فرمایئے مین نے جو کہا تھا وہ اب ظاہر ہوتا ہے مین نے عرض کیا تھا لعل سخندان اسد دلاور پر مائل ہوگی اسقدر دیکھیے وہ تکاور زن ہوا لعل کا چہرہ زرد ہو گیا انتشار ظاہر ہے حال دل سے کون ماہر ہے میان اقوال نے کہا او طلسم کشا فرد بیار انچہ داری ز مردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + اسد نے کہا اپنا یہ گرز سنین فرد تو اول برآور تمناے خویش + وگرنہ خصم را میدہم دست پیش + تو پہلے حربہ کر جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا ہم بھی جواب دینگے یہان صرصر کے کہنے سے حیرت نے نگاہ اُٹھائی دیکھا حقیقت مین لعل سخندان بصورت آئینہ حیران بشکل گیسو پریشان بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے جب اسد نے یہ کہا

لڑ تو پہلے حملہ کر ساتھ والیون سے کہا افسوس طلسم کشا بڑا بیوقوف ہی حریف سے کہتا ہی حملہ کر اس دلاور کے
حوصلے سے کیونکر بچے گا کبھی آگے بڑھتی ہی کبھی پیچھے ہٹتی ہی چہرہ اُداس عالم یاس گویا خود دشمن کے
مقابلے مین کھڑی ہی اقوال نے نیزہ اُٹھایا داہنی بغل سے اور بائین بغل سے نیزے کو پیچ و تاب دیتا ہوا
مثل آہ عاشقان دل کامل معشوقان ناوک کر سینہ بے کینہ اسد پر مارا لعل نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بے اختیار
پکار اُٹھی یا سامری یا جمشید اس ہمارے مسافر کو دشمن قوی کے ہاتھ سے بچانا اسد نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی بقول شاعر فرد دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر تو گوئی کہ بودند دو
نرہ شیر دو گھوڑے دوڑ رہے ہین بیچ خاکی بنکر تیار ہوا اُس بیچ خاکی سے سنان ہائے نیزہ مثل ستارے
کے چمک جاتی ہین اسد نامدار شیرانہ رستمانہ نیزہ بازی کر رہا ہی دم جرأت کا بھر رہا ہی ہر مقام پر بڑھا جاتا ہی
ادا اقوال ہوشیار ہو جاو کیا سینہ خالی ہی بغل کو بچا کمر کی چوٹ سے بچ الجھا اُلجھ کے نہ لڑ نگاہ بھی لڑتی
رہے پلک نہ جھپکنے پائے لعل کنیزون سے کہ رہی ہی اور غضب دیکھیے دشمن کو ہوشیار کر رہے ہین
چاہیے جہان مقام خالی ملے نیزہ مار دین دشمن کی پسلیان توڑ کر نکل جائے بالکل جاہل اجہل ہی اسکی
حماقت پر دل میرا بیکل ہی اگر قریب جاتی سمجھا دیتی کہ اسطرح نیزے دشمن کو مارے خبر دار ہوشیار کہنا
کیسا کنیزون کہتی ہین حضور طلسم کشا کے تیور دیکھیے کیا بیباک لڑ رہا ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام
پر اسد نے نبرد صاحبقرانی کا ٹھا گھوڑے کو اُڑا دیا اقوال کے ہاتھ سے نیزہ نکل کر آسمان پر چکار مین
مین گرا سرداران اسد نے غلغلہ کیا سبحان اللہ تحسینت و آفرین کی دشمنون سے صدا آنے لگی نرہ
شیر سے زمین تھرانے لگی لعل ہنس پڑی کہا کیون حسن دیاس اس گھمنڈ پر ہوشیار کرتا تھا ماشاء اللہ
فنون سپاہگری مین طاق فن جرأت مین شہرہ آفاق کیا مزے سے نیزہ چلا کس لطف سے ہوائی کیا کیا تعریف
کرون بیان اقوال چرم پوش نے تیغ بیدریغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا اے طلسم کشا نیزہ بازی کھیل ہی
مردان عالم کا یہ شمشیر برق نظیر وہ ہی کہ جسمین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیتا ہی اگر سپاہ ہی ہاتھ مارون تا
سر پیچ کا لوٹن اسد نے جواب دیا لاف و گزاف مکر لیکن تیغ اقوال جو کھینچا یہ معلوم ہوا غار سے اژدہا
بل کرتا ہوا نکلا لعل کی آنکھون مین اندھیرا آگیا کہا لو صاحبو بڑا غضب ہوا اس تلوار سے اگر یہ جوان بچا
دوبارہ زندگی ہوئی اے حسن دیاس مجھکو بہت ناگوار ہی اگر اس نامرد نے اُس شیر کے دشمنون کو مار
لیا میرے دل کو تاب نہ آئیگی للکار کر جا پڑونگی اس سرکش کو چیر کر پھینکدونگی کوئی انصاف کرنیوالا نہین ہی

رس بیجا کو منع کرے اتنا بڑا تیغہ لیکر اُس شیر صولت سے لڑتا ہی اقوال نے خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا اسد شیر دل نے گرد اسپر کا سر پر کھینچا گھوڑے کو کدکدایا جیتون تلوار کی باڑھ سے لگی جہ ائی ہی ارادہ ہی کہ لپٹ پڑون بھڑ جاؤن لعل نے کہا او رغضب دیکھیے نئی بات ہوجاہے بیچا پیچھے ہٹتے تلوار کے منھ پر چلے آتے ہین دم شمشیر پہ گلا رکھے دیتے ہین یہان تیغہ جبتک دور تھا جب قریب تیر ہیکا اسد نے سپر کو گردش دی تلوار اُس تیرہ بخت کی پہلے پڑی پنجہ یلی خورشید نما کو دراز کیا بجلی ماری بارٹھ بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا تلوار قریب گلوے اسد چمکی لعل نے کہا لو غضب ہوا تلوار سے لپٹ گیا گلوے نازک کو اُسکے اُسکا خدا لے نادیدہ دم شمشیر سے بچالے اسد نے چاہا تلوار چھینکر پھینکدون اقوال نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا اسد نے جھٹکا مار اکشیڈا اقوال کا زمین پر پیٹ کے بل بیٹھ گیا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے لعل نے کہا اور خرابی دیکھو دیو سے میان کشتی لڑینگے دیکھیے اب کیا ہوتا ہی اقوال نے اسد کے ٹکر ماری اسد نے سر سامنے کردیا لعل نے اپنا سر پکڑ لیا اُف منھ سے نکل گئی اب سامنے کے داؤ پیچ ہونے لگے دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین اقوال نے جو پیچ باندھا اسد نے توڑ کیا جب سدھ گریبکر نکل جاتا ہی لعل اچھل پڑتی ہی کہتی ہی کیون سمن ویاسمن دیکھا کیا مزے سے نکلا ہی برق جہندہ ہی لو بیجا دیو ہانپنے لگا کانپنے لگا چہرے پر زردی آئی طلسم کشا بحال ہوتا جاتا ہی اے سمن ویاسمن اب یقین کامل ہوا زور و قوت مین بھی غالب ہی اتنے بڑے دیو پر اکیلے مار لیگا طالب ہی وہ اقوال نے کلوبند باندھا شیر لے گیا مزے سے توڑ کیا اقوال شاہزادے کو لے دوڑا اسد دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر سات قدم ہٹے آیا اقوال نے ہلہ مارا بایان گھٹنہ اسد کا زمین سے آشنا ہوا اقوال اوپر آگر چھایا لعل نے کہا دیکھو صاحبو ماہتاب ان برج عقرب مین آیا ہی کس کس طرح کے زور کررہا ہی لنگر مین اُس شیر دلیر کے حس و حرکت نہین کیا لنگر جایا ہی وا درے شیر تیری جرأت و طاقت کے تصدق تیور پر بل نہین کس کشادہ پیشانی سے جما ہوا بیٹھا ہی اقوال سے جب لنگر نہ اکھڑ سکا تھک کر ہاتھ ہٹالیے اسد غازی اپنے مقام سے جھومتا ہوا اٹھا اقوال کے دونون مونڈھے تھام کرکے دوڑا جھٹ سے کرلایا اقوال نے زمین پکڑی لعل نے کہا مرحبا گیا بیجا زمین کا نقش بگیا طلسم کشا نے کوئی کمر سے اسکی آنکھ پھوڑ ڈال بیجا ٹکر ٹکر دیکھ رہا ہی کس نگاہ سے شیر کو گھورتا ہی اسد نے دو تین گھسے مارے زرہ پارہ پارہ لباس خاک آلود پیشانی سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین اسد

شیر اسکے لنگوٹ مین ہاتھ ڈالکر چند قدم کھینچ لاتا ہے جب گھسا مارا اُسکا سر خود سر کا زمین مین اُتر جاتا ہے انتشار
مین چہار جانب دیکھتا ہے اُس حال پر ملال مین افراسیاب سے آنکھ مل گئی اشارون سے کہتا ہے اے شہنشاہ
سحر کیجیے مجھے ظالم کے پنجۂ بدعت سے بچا لیجیے افراسیاب نے غصے مین مُنھ پھیر لیا اُسکے ساتھ والے جو کھڑے
تھے اُنکے کہا تمھارے افسر پر کیا گذری اشارے کر رہے ہین کہ سحر کیجیے مین کبھی خلاف عہد نہ کرونگا اگر مین
ہو ٹھہ ہلاؤن ادھر والے ابھی آپڑین بران واختر مروارید وغیرہ سب میری ہی جانب دیکھ رہی ہین
افسران اقوال نے کہا اگر آپ حکم دین ہم جا پڑین اپنے افسر کو بچالین افراسیاب نے کہا اُسکے سردار
بھی آمادۂ حرب وپیکار ہین بڑے بڑے ہوشیار ہین صندلان صندلی پوش جہاندیدہ کار آزمودہ
گھوڑے کو بڑھاتا ہوا چلا آتا ہے تم لوگون کو پاس اسد کے نہ آنے دیگا راہ مین روک لیگا تلوار چلیگی
مارے جاؤگے ذلت اُٹھاؤگے اسد کے ہمراہی سب سرفروش ہین سب کو بادۂ جرأت ودلاوری
کے جوش مین ایسا قصد نہ کرنا مطعون ہو جاؤگے در مراد نہ پاؤگے ساتھ والے رُکے شام تک
اقوال جرم پوش بصد جوش خروش خوب لڑا ایک نشیب تشمر اسد شیردل سے آفتاب
تابان بارنگ زرد لرزان وترسان اپنے آشیانۂ مغرب مین جاکر چھپا شاہ زنگبار با فوج ثابت
وسیارگان تخت سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا

نظم

ذرا انجم بھی نکلے اندر سے
مشعل نور ہاتھ مین لیکر

ماہ نے موتیون کو راکھ کیا
کہکشان پر ہوا وہ جلوہ گر

شاہ خاور چلا سان پر سے
اور بھبوت اُسکا اپنے منھ پہ ملا

اقوال جرم پوش اسد شیر دل
کو روککر کھڑا ہوا کہا اے جوان شیردل تو مجھسے خوب لڑا دن واسطے لڑائی کے شب واسطے عیش وآرام
کے اب جاکر آرام کریں کل پھر مقابلہ ہوگا اسد نے کہا اے بہادر چار پہر مین مطلب حاصل نہوا اسی طرح
یہ جھگڑا اُلجھا رہیگا برسون فیصلہ نہوگا یا تم ہمکو زیر کرکے ملینا یا شاید یہ حقیر ہی غالب ہو جاوے
تو تم ہماری اطاعت کرنا یا ہم تمھاری اطاعت کرینگے اقوال نے کہا اے جوان دن بھر ہمکو تجھکو
دونون کو بھوکے پیاسے گذرا علاوہ اسکے ہم تم شب کو جانبازی کرینگے شب تیرہ وتار مین کون
انصاف کریگا اسد فرماتے مین بادشاہ اولو العزم کو رات کا دن کرنا کیا مشکل ہے روشنی کا حکم دو
دن سے بہتر ہو جائیگا دیکھنے والے دیکھین گے کیا نہین منگا کر نوش کرو یہ کہکر اسد نے طرف
ملکہ مہرخ کے دیکھا آواز دی حضور لڑائی اُلجھ گئی روشنی بھیجیے ملکہ لعل بخندان وجد کرنے لگی دوڑی

ہوئی قریب افراسیاب کے آئی تاب نہ باقی رہی کہا حضور اب آپ کے پہلوان کی جان پر بنی ہے روشنی کرا دیجیے اندھیرا ہوا جاتا ہے طلسم کشا نے ہی چھوڑوا دیا ایسا مزدور کبھی ہماری نگاہ سے نہیں گذرا مغرور زبان دراز طلسم کشا کی منتین کر رہا ہے کہ کل مقابلہ کیجیے گا اس شیردل نے خوب سمجھا لیا اند ھیر عذر کیا اسنے روشنی کو حکم دیا جو کے واسطے کھانا بھیجیے افراسیاب جھلایا ہوا کھڑا ہے کہا کیون ملکہ عالم طلسم کشا کے غالب ہونے پر تم بہت خوش ہو لعل سخندان شرمائی سوچی جوش مین مین نے کیا کہا بات کو دہن سے پلٹا کہا حضور اسکے غرور کے کلام سے ناگوار ہوتا ہے بیچارا کسقدر بلبلاتا تھا میدان مین جاکر کچھ بھی نہ کرسکا کل فنون مین طلسم کشا سے کم رہا اب کشتی مین بھی جی چھوٹے افراسیاب نے فوراً اردوئی کو حکم دیا ادھر سے ملکہ صرصر و بہار نے سحر کیے سنہری تیلی مشعل لیے ہوے پیدا ہوئی بہار نے پھولون کی برچھیان پھینکین تمام نخل بیابان مثل جھاڑون کے روشن ہو گئے ہر ایک پھول چراغ کی روشنی دکھلاتا تھا ہر غنچہ فانوس شاخین بصورت مردنگ ہر سرو بشکل شمع محفل تابان و درخشان گل مہتاب کی روشنی سے فرش چاندنی گستردہ تھا افراسیاب کے سحر نے تمام صحرا و بیابان روشن کردیے یاقوت نے طائرون کو اشارہ کیا منقارین کھولکر زمزمہ سرائی کرتے تھے ہر ایک کے دہن سے چنگاریان مثل ثابت و سیارگان جھک جاتی تھین خواجہ عمرو نے الگ بڑھکر روشنی کا سامان کیا فوراً تھا کھر بندی کرادی جھاڑ سلیمانی زنبیل سے نکالے درختون مین لٹکا دیے دلنے بہتر ہو گیا اقوال نے پلٹ کر شاگردون سے اشارہ کیا کاسے دودھ کے خوان میوے کے لائے اقوال نے دو تین کاسے دودھ کے پیے میوے کے پھنکے لگائے اسد شیردل ٹہل رہا ہے اقوال نے کہا ای جوان اگر تیرے لشکر سے کھانا نہین آیا یہ حاضر ہے نوش فرمایئے اسد نے کہا ہمین عادت نہین ہے لڑائی مین سبکبار رہنا بہتر ہے تم پیٹ بھر خوب لادلو بوجھل ہو جاؤ انشاء اللہ ہم لنگر اٹھا دینگے اقوال کو بہت شرم آئی کاسہ دودھ کا پھینک دیا کہا ای جوان لے مین بھی نہ کھاؤنگا بھوکا پیاسا لڑونگا اسد نے کہا بھائی کینے پیٹ بھرے سے ڈرنا چاہیے پیٹ بھر کے کھالو ہمارا خیال نہ کرو ہم اسے ڈرتے ہین کہ تم شکم سیر ہوے تم بھی ہمسے ڈرو کہ ہم بھوکے مرد آدمی ہین جھلاکر اقوال لپٹ پڑا ذرا کھایا آسودہ بھی ہوا تھا پھر اسی طرح کشتی ہونے لگی کس لطف سے اسد لڑ رہا ہے کہ آسمان بھی باین پیرانہ سالی یک چشمہ ماہتاب کو آنکھ پر لگاکر برائے تماشائے کشتی اسد نامدار میدان جہان مین جلوہ فرما ہے ستارے نہین فرشتون نے آسمان مین روزن کرلیے ہین ہنگامہ کشتی کو دیکھ رہے ہین لعل سخندان سلگاتی ہوئی ایک سمت کھڑی دیکھ رہی ہے چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی عابد شب زندہ دار

تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر رکھا برائے وظیفہ خوانی کعبۂ مغرب مین داخل ہوا آفتاب عالم افروز برج چہارم پر آکر تماشا
دیکھنے لگا اب صبح کو اسد نے زیادتی کرنا شروع کی جب پکڑ لایا اقوال کو دو دو گھڑی رگڑا دو پہر ادرڈلے اقوال نے
کہا ای جوان دس پہر گذرے دونون لشکر بجز خواب مین میرے ساتھ والے بھی بیتاب ہین الغرض آخر کار طاقت
اسکی برداشت دشوار ہوگی اسد نے کہا وہ زور کیا کسی گٹھری مین باندھ رکھا تھا بسم اللہ اس جا بڈاو کو نکالیے
غصہ تھوک ڈالیے اقوال نے کہا زور میرے جسم مین موجود ہے لیکن وقت پر موقوف ہے یہ کہکر دونون مونڈھے اسد
کے تھامے سینے مین سر اڑا دیا ریل کرکے دوڑا اسوقت لعل سخندان چہرۂ اسد نامدار دیکھ رہی ہے دعا مین مصروف ہے
آسمان کی جانب سر اُٹھاتی ہے کہتی ہے ای آسمان کے خدائے نادیدہ اگر تو برحق ہے اسد شیردل کو اس کوہ پیکر سے
بچائے اسد نامدار چار قدم تک ہٹا زور کرکے پلٹ پڑا اقوال کو لے دوڑا لعل نے کہا سبحان اللہ دیکھو شہزادہ فیل مست
کو ریلے لیے جاتا ہے طلسم کشا کیا سرکشی دکھاتا ہے دل سے کہتی ہے خدا بھی اسکا برحق ہے وہی خالق مطلق ہے مین نے
دل مین کہا اسنے سُن لیا سامری جمشید کو پکارو گونگے بہرے نہ سنتے ہین نہ بولتے ہین حقیقت مین یہ مالک حقیقی خداوند تحقیقی ہے
میرے دل کو اعتقاد کامل ہوا اسد غازی سترہ اٹھارہ قدم اقوال کو ریل کر لایا دونون مونڈھے تھام کر یکبار اقوال
کے دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوے اقوال نے چاہا اتر تکر لنگر قائم کرون حریف زبردست کب لنگر جمنے دیتا ہے حسید
زانون کو کب ٹھنے دیتا ہے دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر سلطنۂ نعرۂ تکبیر جگر سے کھینچا نعرہ کہے

اسد صف شکن شاہ عالیجناب	تن آہنیم سرکوب افراسیاب	ایل پیلتن نامور نامدار	لشکر کردہ شیر پروردگار
ہزبر دمان و ہنرور آزما	جری صف شکن شیر دشمنت دغا	رستم فارس عرصہ کارزار	گل گلشن حمزۂ نامدار
اسد شہسوار عرصہ کہ در روز جنگ	ببر رستم دل شیر و برم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین اٹھ خود سر کو سر سے بلند کیا اٹھا لیا اگرچہ
اقوال نے جو یہ معرکہ دیکھا لیا لینا کہکر دوڑے لاکھ سوار پیدل بیشمار ہر چند افراسیاب نے منع کیا کہ لاو
تا لالیقو کیا کرتے ہو افسرون نے یہ کہا ای شہنشاہ آپ دخل نہ دیجیے ہمارے افسر کو لیے جاتا ہے اسد نے
اتنے عرصے مین جا بازمین پر مارا ون چار جانب سے نیزہ و تیر و تفنگ پڑنے لگے اقوال ہاتھ سے چھوٹا ساتھ
والون نے بڑھکر اٹھا لیا گھوڑے پر اُسکو سوار کیا تلوار ہاتھ مین لیکر لڑنے لگا لعل سخندان نے افراسیاب
کو تشنیع دیا کہا دیکھیے شہنشاہ کیا بیغیرت پہلوان ہے اسقدر ذلیل ہوا پھر لڑتا ہے غیرت نہین آتی ساحرون کے
پیسے جے ہو سے دیکھ رہے ہین ادھر سے صندلان صندلی پوش ساٹھ ہزار جوانان شیر دل سے برآمد

اسد غازی پہونچا شیران دشت نبرد شکار کھیلنے لگے ہنگامہ گیر و دار بلند ہی صد ہا کے لاشے گر گئے دریائے خون بہ گیا سب دیکھ رہے ہین کئی مرتبہ ملکہ یاقوت خندان نے قصد کیا افراسیاب مانع ہوا کہا ملکہ تماشا دیکھو اس بہیانے لڑائی کا مزا اشا دیا دریائے سحر کا جوش نہ دیکھنے پائے ملکہ یاقوت نے کہا اے شہنشاہ یہی قصد تھا کہ آج خاتمہ کرون اس نامرد کو کیون آنے دیا رنگ سحر و ساحری خراب ہوا سیچ ہے شب بھر مشقت کی نہر ہاے آب سحر کو جوش دیا دیکھیے طائر پر تول رہے ہین منقارین کھول رہے ہین مین رنگ مسلمانان کو دیکھ رہی ہون اگر منظور ہوگا عفریت طلسمی کو طلب کرونگی سب کو چشم زدن مین کھا جائے بہرام فلک مہلت نہ پائے افراسیاب خاموش ہو رہا یاقوت کو بہت غصہ ہی کبھی کہتی ہی جواہر نوادر سحر و ساحری موج دہن مین مخفی رہا ہر وقت سحر لعل اگلتی اہالیان لشکر مہرخ بھاگ نہ سکتے لعل خنداں خاموش دریائے محبت اسد غازی کا جوش جب کوئی جوان تلوار کھینچکر طرف اسد غازی کے جاتا ہی بلکہ جاتی ہی محبت سے طبیعت گھبراتی ہی اس جوان نے اسد پر وار کیا اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر تلوار چھین لی کر مین ہاتھ ڈالکر اس جوان کو اٹھایا طرف آسمان کے پھینکا چور رنگ ہوائی قلم کیا ضرغام شیر دل عیار کامل پہلو سے اسد نامدار مین لڑ رہا ہی کبھی پکار اٹھتا ہی اے شہریار سبحان اللہ کیا لطف سے شمشیر زنی کی کیا تیغ مین کاٹ ہی کیا بارھ ہی کیا گھاٹ ہی معشوق شعلہ خو گلگون اندازی مین بے نظیر آتشخونی مین

پراگندہ کن جسم عفیر نظم مصنف
ہر شخص تیغ کی تعریف نہین ہو سکتی
ایک اک جز کے برابر ہے جو حصے چار
تیغ وہ تیغ جسے دیکھکے حاسد کٹجائین
پڑگئی پیکر دشمن پہ اگر یکبار
وار چلنے کی تو نوبت بھی نہوا برو وار
واہ رے کاٹ کہ چور رنگ عناصر کو کیا
اے شہریار سبحان اللہ حقیقت مین اسد غازی کس دھوم سے

لڑ رہا ہی دوست و دشمن کی زبان سے صداے احسنت و آفرین بلند لشکر دشمن دردمند کمانون نے اپنے کو اسکے بازوے تہمتن پر قربان کیا کیا عجب ہی زبان تیر و کلہ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو

ترک خنجر دار گردون ہر دم از رخ برین
ہزاران زرہ پوش خنجر گذار
نیستان سے بھی بڑھ کے کچھ نیزہ دار
ہوا سامنا تیر چلنے لگے
ندم او سپید بکلفت از صبح آفرین دید
وہ رستم لڑائی بھرائی مین تھے
نیامون سے خنجر نکلنے لگے
وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
سپہر کامل تلوار چلی زوال آفتاب

ہو چکا ہی اقوال کو جو ہر طرف سے طعن و تشنیع ہوئی شرم مین اسد غازی پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے شنگانہ پلنگانہ لڑ رہا ہی نشہ بادۂ جرأت سے چور خانہاے زرہ خون سے معمور خون کی قطرے گرتی ہین

گر رہے ہیں گرد جوانان شمشیر زن تہور شعار جلالت آثار خوب اُس مقام پر تلوار چلی اقوال نے بڑے زور و
شور سے ہاتھ مارا اسد نے تیغہ خون چکان کو سامنے کر دیا جھناکے کی صدا بلند ہوئی تلواروں میں دندانے
پڑ گئے اُلجھا دیئے اسد نے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر بہ قہر و غضب وار کیا برق شمشیر چمک کر گری اول اُس
برق جہندہ نے ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے حباب خود کو کاٹا خرمن حیات کو جلایا قبضہ شمشیر پر چلی تھی یا زیر تنگ
بوسہ دیا ہر طرف سے صدائے الامان الامان بلند ہونے لگی فوج اقوال نے شکست فاش کھائی غازیان
دیندار و مجاہدان تہور شعار شکست خوردوں کو بھگاتے چلے جاتے ہیں افراسیاب کے لشکر میں آ نکا تھم
نہ پایا طرف صحرا کے لاشہ اقوال کا لیکر بھاگے اسد نے تلوار نیام میں کی آواز دی اے مردان عالم بھاگے کا
پیچھا نہیں کرتے جرأت و عدالت یہی ہے سب سردار رک گئے اگر حریف حریف کی چھاتی پر چڑھ چکا تھا دیکھا آقا نے
امان دی سرافگندہ کا مانند بسمل کو چھوڑ دیا ملکہ مہ جبین نے تخت بڑھایا ملکہ مہرخ وغیرہ نے آکر گھیر لیا نوبت
نقارے بجاتے ہوئے طرف اپنی بارگاہ آسمان جاہ کے مع دیگر ذی واپس ہوئے ملکہ لعل خندان قریب
ملکہ یاقوت کے آئیں لیکن رنگ رو سے لعل متغیر یاقوت نے کہا بہن میں تمکو بہت پریشان پاتی ہوں
کیوں مزاج کیسا ہے لعل نے کہا ایسے ہی نامردوں دشمنوں کا حوصلہ بڑھاتے ہیں شب بھر مشقت کرکے ہم نے آپ نے
سحر تیار کیے سب باطل رہے لیکن ہمشیرہ میرے سر کی قسم انصاف کیجیے کس زور و شور سے طلسم کشا اڑا یاقوت
نے سر جھکا کر کہا ہوا اگر ایسا بہادر نہیں ہے تو اتنے بڑے طلسم پر کیونکر چڑھ آیا عمرو جو کہتا ہے میاں کی
جوتی میاں کا سر اسی طلسم کے سردار ہیں یہ سب تاجدار صرف چھ عیار ایک سردار اتنے بڑے طلسم
میں آئے یہ فوجیں جمع کریں گویا ملازمان افراسیاب انتظار میں تھے کہ کوئی حریف پیدا ہو تو طلسم
ہوشربا کو برباد کریں سیار جادو و ملکہ حیرت جادو کی ہمشیرہ حقیقی شہنشاہ کی معشوقہ دلنواز
مصاحبوں میں سرفراز وہ جاکر یوں شریک ہوجائیں باغیان قدرت ایسا وزیر ساحر بے نظیر
عہدہ جلیل چھوڑ کر شریک باغیان ہوا ابھی میں نے سنا کہ شہنشاہ نے بدزبانی پر کمر باندھی ہے
بہت سے سردار خوشخو برائے حفاظت جان و آبرو جاکر عمرو کے شریک ہوئے ایک بات سوجھی ہے
کہ ابھی جو طبل جنگی بجے تو کل کا خاتمہ کردیگی بی بیرآن سینہ سپر کیے ہوئے موجود ہیں میں نے سبکو
آزمایا کیا وہ دوڑی آئیں آکر ہاتھ تھام لیا مجھے بھی شرم آگئی اب میں نہروں کا سحر کروں یا انجام
دکھاؤں عفریت طلسمی کو طلب کروں وہ سب کو کھا جائے میدان کارزار کیا ایک میں سامنے

طلسم نور افشان کی گردش کریگا تا بہ کوہ عقیق جانا کتنی بڑی بات ہے سامری و جمشید نے اس بلا کو خود
بنایا یہی قرار دیا کہ عفریت طلسمی کو کوئی مار نہ سکے ہے اہالیان طلسم ہوش ربا کیون ڈرتے ہین
اسی عفریت طلسمی کا خوف ہے لعل نے کہا ہمشیرہ مجھکو مقابلہ عیار کا بڑا اشتیاق ہے ایک دن مین لڑون
پھر آپ کو اختیار ہے یاقوت نے کہا بوا اب سحر کامل ہوگا ان لوگون کے حوصلے نہ بڑھاؤ دو دن مین
لڑ بھڑ کے اپنے ملک کو چلو افراسیاب بھی یہ باتین سنتا چلا آتا ہے حیرت اپنے مصاحبون کو لیکر اپنی بارگاہ
مین گئی افراسیاب ہمراہ لعل و یاقوت انکی بارگاہ مین آیا یاقوت نے کہا شہنشاہ اب آپ جاکر آرام
فرمایئے تردد و انتشار کو دل مین جگہ نہ دیجیے دو روز توقف کیجیے ہم آپ کا ملک باغیون سے صاف کیے
دیتے ہین مجھکو کب کا خیال ہے شاید آخر مین شکایت و حکایت ہوا سو جب سے دو روز کی مہلت دی ہے
پہلوان خوک پیکر کہان سے آیا تھا اپنے آپے سے باہر ہوا طلسم کشا بڑا جری و بہادر ہے لعل نے کہا ہمشیرہ
بڑی صحف مین یہ ذکر تھا کہ افراسیاب سے بڑھکر مرد ہے نے عرش کی ہفت در رشید سے نار خداوند لقا
کا آیا ہے افراسیاب نے کہا بلا و ملکہ یاقوت نے کہا اے شہنشاہ کون خداوند افراسیاب نے کہا اس کی سنئے
مین جاگتی جوت کے خداوند زمرد شاہ باختری ہین ہماری سرحد مین آگئے سلیمان عنبرین مو نے کوہی
کے دامن پناہ دیا طلسم کشا کا نانا حمزہ صاحبقران مع پانچہزار پانچ سو پچیس سردارون کے ہمارے
خراج گزار سے لڑتا ہے قدرت کے خلاف یہ ہوا بارہ برس انکو تشریف لائے گذرے مین نے ہزارہا
ساحر بڑے مدد بھیجے وہان عمرو کے بیٹے پوتے شاگرد موجود ہین وہ عیاری کرکے مار لیتے ہین قدرت
عقبے مین تقدیرین بھی الٹی پلٹی کرتے ہین مین برائے قدمبوسی نہین جا سکتا یاقوت نے کہا مجھے سارا
سامری نامہ پڑھایا یہ نام نہین لکھا دیکھا بالائی خداوندون مین بڑے عجب کی بات ہے کہ بندون کے ہاتھ
سے ڈر و سند مین بھاگتے بھاگتے کوہستان مین آئے نامہ پڑھوا لیجیے ذرا ہم بھی سنین قدرت کے اوصاف
سے آگاہ ہون افراسیاب جادو نے نامہ کھولکر پڑھا پہلے القاب افراسیاب جادو تحریر تھا بعد اسکے
لکھا تھا او شدید بے ادب مورد قہر و غضب ہمنے تجھکو ہمیشہ تاکید کی ایسا تو مغرور ہے سراسر جرم و قصور کیا
او خوابیدہ بخت بیدار نہین ہوتا آجتک برائے قدمبوسی نہین آیا قدرت والا تیرے طلسم مین غدر
ڈالدیا عمرو عیار بندہ خاص الخاص ہے اسی کے ہاتھ سے تجھکو ذلت دلوائینگے اسد نبیرۂ سپہ سالار
قدرت صاحب شوکت و لیاقت فاتح طلسم ہوش ربا ہے تیرا غرور سب بیجا ہے قدرت یاد مین ملک

صورت کے ترستے ہیں جب تک قدرت بالائے قیطول نہ پہونچیں گے فتح نصیب ہو گی آرزو ہے کہ قدرت
بالائے قیطول جائیں قفس قیطول میں بیٹھکر چیکاری ماریں تقدیرات رنگا رنگ کریں کسی ایسے کو بھیج کر وہ غرور
نہ کرے سلمانوں سے یہ انکسار لڑے تب مظفر و منصور ہو قدرت کو بالائے قیطول جانا واجب و لازم ہے
تیرے ملک کو برباد کرکے کوہ ہفت زلازل پر چلے جائیں گے تیر زلزل بن ازلال کو بادشاہ سامری پرستان
بنائیں گے قدرت کو ثابت ہو اب تیری موت قریب ہے او بدنصیب ہے خیال تو کر ملک باختر سے
قدرت لڑنے بھڑنے تیری اقلیم میں آئے راہ میں صدہا ملک برباد کرائے تو آج تک زیارت سے قدرت
کی مشرف نہیں ہوا یہ مضمون جگر خراش سنکر ملکہ یاقوت غصے میں کانپنے لگی کہا ای شہنشاہ یہ خداوند ایسا ہے
ہر کوئی مرد یادہ گو ہے بندوں کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہے افراسیاب نے کہا ملکہ توبہ کرو ابھی بلا نازل
ہو گی وہ جاگتی جوت کا خداوند ہے یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ خود پسند ہے بری بات کو جلد قبول فرماتے ہیں
اچھی بات کو ساعت نہیں فرماتے ہیں یاقوت نے کہا یہ خداوند بالائی ہے خوب مذہب کی رسوائی ہے
سلمان انھیں باتوں پر ہنستے ہونگے افراسیاب نے کہا ملکہ عالم بڑے بڑے ساحر وہاں گئے عیاران
اسلام کے ہاتھ سے جا کر قتل ہوئے خرابی یہ ہے کہ جو ساحر یہاں سے جاتا ہے جہاں اُسنے دو چار لڑائیاں
فتح کیں غرور کرتا ہے قدرت تقدیر برعکس کر دیتے ہیں یاقوت نے کہا آپ اتنے بڑے بادشاہ عالیجاہ
کوئی ساحر ایسا ممکن نہیں ہے کہ جاتے ہی آفت برپا کر دے آپ یہاں سے بیٹھے بیٹھے نگاہداشت کریں
جس بلا میں وہ پھنسے آپ یہیں سے مدد کریں یہ نہیں ہو سکتا افراسیاب نے کہا سب کچھ کر چکا اب
صرف قدمبوسی باقی ہے پھر میں برائے قدمبوسی خداوند کیونکر جاؤں اگر مع لشکر جاؤں اب و دانہ
ممکن ہو دریا خشک ہو جائیں غلے کی گرانی رعایا کو پریشانی اگر یکہ و تنہا جاؤں لیاقت میں فرق آتا ہے
ایسی ایسی وجہیں سوچکر زیارت سے محروم ہوں قدرت کا غصہ بڑھتا جاتا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ طلسم
درہم و برہم ہو رہا ہے یاقوت نے کہا بہت خوب اُس لڑائی کو بھی فتح کرائے دیتی ہیں قدرت کو
قیطول پر پہونچائے دیتے ہیں یہ کہکر آواز دی ہماری مشاطہ کو بلاؤ ای شہنشاہ یہ ساحرہ کامل نہیں ہے
صرف برائے آرائش خدمت میں آتی ہے چوٹی گوندھکے چلی جاتی ہے جو اسپر افتاد پڑیگی ہم یہیں سے
بیٹھے بیٹھے انتظام کرلیں گے افراسیاب نے دیکھا ایک کالی جادوگرنی سج جوڑا اپنے ہوئے سامنے
آئی یاقوت کے قدموں کو بوسہ دیا بال جو اُلجھے ہوئے تھے انکی شانہ کرنے لگی یاقوت کی چوٹی گوندھی

زلفون کو سنوارا ناگنون کو غصے مین کردیا پیچ وتاب دیگر زلفین عنبرین کو عارض یاقوت پر چھوڑ دیا
صبح وشام کو ملا دیا ملک حلب وتاتار کا تماشا دکھا دیا جب زلفین آراستہ کر چکی یاقوت نے کہا ای
گلگونہ جادو لڑائی پر جاؤگی کچھ سحر یاد ہی عرض کی حضور مین سحر کیا جانون زلفین حضور کی بناتی ہون
شب ہجر کو بڑھاتی ہون اندھیر مچادونگی میرے دیکھنے سے فلک کو پریشانی ہوتی ہی مجمع دشمن کو ابتر کردون
لمحہ بھر مین لاکھون کو تباہ کردون میرا دشمن سر ٹکرا ٹکرا کر مرے فرق نہ پڑے لیکن واری اکیلی سحر کرتی ہون
تباہ کرنے پر مرتی ہون کہان بھیجے گا بڑے بڑے ساحر وہان ہین لاکھ دو لاکھ سے مقابلہ پڑیگا یاقوت
نے کہا وہان کوئی ساحر نہین ہی خداوند بالائی کی جاکر زیارت کرو اسکے دشمنون سے لڑو عیار وہان
بہت ہین گلگونہ نے کہا حضور عیار کسے کہتے ہین یاقوت نے کہا صورت بدلکر مار لیتے ہین بڑے
دھوکے دیتے ہین گلگونہ نے کہا واری مین مشاطۂ گیسوے حضور ہون میرے سامنے کوئی مکر کیا کریگا
پیر زال دہر کی نانی مکر وحیلے مین لاثانی فلک میرے سامنے طفل مکتب ہی دنیا کا مکر میرا ہی عضب ہی
زن وشوہر کو آپس سے جدا کرون مجمع برادران کو متفرق کردون جس صحبت مین بیٹھون فساد اٹھے
باغ مین جاؤن گل وبلبل مین جدائی ہوتے تند ہوکر نخل سے گر پڑین گلچین وباغبان آپس مین
لڑین طائران صحرا صیاد پر بیداد کرین ذرہ ہاے ریگ بیابان دم افسونگری کا بھرین اگر قصد
کرون پہاڑ پتھرون سے سر ٹکرائین اژدہے دیوانے ہوجائین روز سوبشن مثل شب تیرہ وتار ہو
میرے مکر سے فلک کو بخار ہو قمری محبت سرو کا دم نہ بھرے شاخین سیدھی ہوجائین بھلا کوئی میرے
سامنے کیا مکر کریگا یاقوت ہنس پڑی کہا شہنشاہ ہماری مشاطہ کی باتین سنین یہ جو کچھ کہتی ہی کر دکھائیگی
عیارون کی شکلین باندھکر لائیگی صد ہا گھر اسنے خراب کردیے نیک بختون کو آوارہ کیا بدبختون کو بازار مین
بٹھایا تمام دنیا کی میوا ہین اگر چہ زنا ہی سے حلیمی مین افراسیاب نے کہا اندھا تب بیتا ہے جب
آنکھ مین پڑے یہ سب ہی کہکر جاتے ہین وہان جاکر سب کچھ بھول جاتے ہین غرور کیا اور مارے گئے
بی گلگونہ حمزہ کے اسم اعظم سے بھی بچنا گلگونہ نے کہا مین جاتے ہی اسم اعظم بند کرلونگی حمزہ کو ہونٹھ نہ
ہلانے دونگی اسم اعظم بند کرکے آپ کی خدمت مین روانہ کردونگی حفاظت کرنا آپ کا کام ہی افراسیاب
نے کہا ای گلگونہ اگر تو جاکر قدرت کو بلاے قیطول پہونچا دے نائب قدرت قرار پاکے طرۂ خسروی
لے شاخ تمنا پھلے بی گلگونہ تمھارے داغ نہ مٹین گے قدرت نہال کر دینگے گلگونہ نے کہا مین چلی

افراسیاب نے گلگونہ کو خلعت دیا جھوٹی ہوئی یہ باہر نکلی سفارش نامہ افراسیاب سے لیلیا اسباب
سحر جھولی مین رکھا طاؤس پر سوار ہوکر اُڑی قضائے کار مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو برائے خبر بارگاہ
یاقوت مین آیا تھا دیکھا اسنے گلگونہ جادو دعوی کرکے چلی اسکا تو طاؤس اُڑا چالاک بھی جست وخیز
کرتا ہوا چلا کہ دل سے کہتا ہے اسکو تا کوہ عقیق نجانے دون جاتے ہی یہ مکارہ قیامت برپا کریگی کوہ ودشت
وبیابان طے کرتا ہوا ایک دشت سبزہ زار مین پہونچا پلٹ کے دیکھا لشکر ہے مین اُس سے آگے نکل آیا یہان
افراسیاب سے یاقوت باتین کررہی ہے میز پر چند طائر بیٹھے ہین یاقوت انگوٹھی دیکھ رہی ہے کبھی کہتی ہے
ای طائران جمشیدی ہماری گلگونہ کے حال کا خیال رکھنا وہ طائر سرکار رہجاتے ہین چالاک نے جب
دیکھا مین آگے نکل آیا رنگ رو وعنی عیاری کا نکالا صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا پنجہ ہاتھ مین لیکر
ٹہلنے لگا دور سے دیکھا گلگونہ اُڑی ہوئی آتی ہے چالاک نے پکارا ای مشاطۂ یاقوت ذرا ٹھہر جاؤ گلگونہ
نے سر جھکا کر صرصر کو دیکھا دربار مین افراسیاب کے دیکھ چکی ہے طاؤس کو فورا روکا پوچھا کیون بوا
صرصر خیر تو ہے چالاک نے کہا طاؤس سے اُترو ذرا نیچے آؤ گلگونہ ہنس پڑی کہا بی صرصر مزاج مین
ظرافت بہت ہے کہو تو یہان تک کیونکر آئین کوئی حکم تازہ لائین صرصر نے کہا جب آپ چلی چلین شہنشاہ
نے فرمایا ای صرصر یہ سحر لیجاؤ جسطرح سے گلگونہ کو تعلیم کردو کہ جاتے ہی مسلمانون پر غالب آئے جنگ
عرش کی حضور وہ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوکر گئی ہین مین کیونکر پہونچتی شہنشاہ نے طلسمی پتلے کو
حکم دیا وہ مجھکو یہان تک پہونچا کر چلا گیا لو یہ سحر تیار کرلو یہ کہکے جھولی سے ایک سنہری پتلی نکالی کہا بی گلگونہ
اسکے منھ سے منھ ملاؤ یہ شبیہ سامری ہے افسونگری سے بھری ہے کلام کرکے تعلیم کریگی گلگونہ نے منہ بڑھایا
چالاک نے پتلی کو اُسکے منھ کے برابر کرکے شکم کو دبایا پتلی نے منھ کھولا گلگونہ نے منھ بڑھایا پتلی کے
منھ سے دھوان نکلا دماغ پر پہونچا وہ بیہوشی تھی گلگونہ بیہوش ہوئی چالاک نے نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بعیاری منم چست و چالاک | بچشم دشمن اندازم کف خاک | نہ آید باد گرد تیز گامم
خلیفہ اولم چالاک نامم

خنجر کھینچکر چھاتی پر رکھا قصد کیا سر کاٹ کے پھینک دون یہان
افراسیاب ویاقوت بیٹھے ہین میز پر جمشید کے جانور رکھے ہین ایک طائر نے جھکارا مارا ہے گلگونہ
لنکر پرون سے سر پیٹنے لگا یاقوت نے کہا ای طائر سامری کیا ہوا دوسرے طائر نے کہا مفصل عرض
کرون راہ مین چالاک نے گلگونہ کو بیہوش کیا فلان جنگل مین چھاتی پر چڑھا بیٹھا ہے سر اُس خود سر کا

کاٹنا چاہتا ہے افراسیاب نے قہقہہ مارا اتفاق سے اسوقت ملکہ حیرت بھی دربار مین آئی ہے حیرت نے ہنسکر
کہا چالاک بلا کا عیار ہے یاقوت نے کہا کیا مجال عیار مکار کی یہ کہکر آواز دی ای شبدیز جادو جلد طرارہ
بھر فلان صحرا مین اپنے کو پہونچا چالاک کو گرفتار کرے گلگونہ کو بچا یہ سنتے ہی شبدیز نے کنوتی بدلی طرارہ
بھر کے چلا چالاک نے خنجر گلے پر رکھکر گلگونہ کے قصد کیا کہ قلم تن سے بیچ سر کو جدا کرون کہ آواز آئی او نابکار
خبردار ستم شبدیز جادو کیا کرتا ہے چالاک نے قصد کیا جست کرکے نکل جاؤن شبدیز نے زمین سے سحر کیا
چالاک کے ہاتھ پاؤن بیکار ہوے شبدیز نے آتے ہی ایک پنجہ کمر مین چالاک کے دوسرا کمر مین گلگونہ کے
دیکر لے اڑا کہ اسی طرح سے سامنے ملکہ کے لیجاؤن سن سن اڑا ہوا چلا آتا ہے یہان یاقوت نے طائرون سے
پوچھا ارے شبدیز نے کیا کیا ایک طائر نے کہا چالاک و گلگونہ کو شبدیز لاتا ہے یاقوت نے کہا کیون
شہنشاہ انتظام ہمارا دیکھا افراسیاب نے کہا جب یہان بخیر و عافیت سے پہونچ جائے تب مجھے تسکین
ہو یاقوت نے منھ پھیر لیا کہا آپ تو عیارون سے ایسے ڈرتے ہین انھین کے اوصاف بیان کرتے مین
افراسیاب و یاقوت مین تکرار ہونے لگی وہان شبدیز قدم با قدم چلا آتا ہے قریب ایک پہاڑ کے پہونچا کہ کان
مین آواز آئی یا سامری یا جمشید شبدیز دل مین سوچا یہ آواز کہان سے آئی سمند نگاہ کو دوڑایا دیکھا بر سر
کوہ فلک شکوہ ایک سمنت سیاہ فام و صوفی لگائے بیٹھا ہے ڈفلی ہاتھ مین ہے سامری و جمشید کے گا رہا ہے
سامنے مورت رکھی ہے ٹھاکر صاحب کو رجھا رہا ہے چند گل گیندے کے زرد زرد پھول کھلے ہوئے کبھی نعرے
مارتا ہے یا سامری یا جمشید پہاڑ ٹل جاتا ہے جی مین کہتا ہے ای شبدیز یہ لوگ مقبول بارگاہ سامری مین تنہائی
مین بسر کرتے ہین انکی زیارت زیارت سامری و جمشید ہے یہ سمنت آسمان جمشید کا خورشید ہے یہ سوچکر پہاڑ
سے اترا چالاک و گلگونہ کو اک نخل کے سائے مین ڈالدیا ٹہلتا ہوا سامنے آیا دور سے سلام کیا سمنت
سو نام لیکر دوڑا آواز دی او بچیا تو کون ہے اس مقام تک کیونکر آیا یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہے
اس پہاڑ پر پونے دو سو خداوند آتے مین خبردار قریب نہ آنا نام بتا کچھ مکار سا معلوم ہوتا ہے شبدیز
نے کہا مین ملازم ہون ملکہ یاقوت سخندان کا گلگونہ مشاطہ ملکہ براے مدد خداوند لقا چلی تھی راہ مین
چالاک نے عیاری کی مین نے آتے ہی بحکم ملکہ چالاک کو گرفتار کیا گلگونہ کو بھی بچا لایا آپ کی آواز سنی
خوش ہوئی کہ زیارت سے مشرف ہون گرو جی دعا دیجیے سمنت نے کہا اس مشاطہ کو تو ہمارے سامنے
لاؤ کیسی مشاطہ ہے کہ عیار سے دھوکا کھایا دوڑ کر شبدیز نے گلگونہ کو ہشیار کیا کہا اے گلگونہ جلدی چلو

مسنت جی تمھین بلاتے ہین گلگونہ آنکھین ملتی ہوئی اٹھی پوچھتی ہی صرصر کہان گئی شبدیز نے کہا وہ عیار طرار
فرزند عمرو صرصر بنکر آیا تھا تمکو بیہوش کیا مین نے آکر بچایا چالاک وہ بڑا ہی اس پہاڑ پر مسنت جی رہتے ہین
چلکر قدمبوسی کرو اس پہاڑ پر ہونے دو سو خداوند آتے ہین مسنت مقبول بارگاہ خداوند ہین بڑی مشکل سے
ملاقات پر راضی ہوئے ورنہ گالیان دیتے تھے انکی گالیان دعاؤن سے بہتر ہین فوج سامری کے افسر
ہین گلگونہ شبدیز کے ساتھ چلی مسنت کو دیکھکر مبہوت ہوگئی جیسے ہی قریب آئی مسنت نے کہا ارے او کمبخت
سامنے خداوند بیٹھے ہین سجدہ تو کرو دونون نے کہا خداوند کہان ہین مسنت نے کہا تم اندھے ہو جلد سجدہ کرو
یہ کہکر مسنت قریب آیا کہا شانے سے شانہ ملاکر کھڑے ہو دیکھو زیر محل تخت بچھا ہی کوئی تخت پر بیٹھا ہی دونون
شانے ملاکر جلد کھڑے ہوئے جیسے ہی طرف محل کے پلٹے مسنت پہلو مین کھڑا تھا کہا آنکھین بند کرو کیا ظاہر
مین دیکھنا چاہتے ہو آنکھین بند کرنے سے دیدۂ دل کھلین گے دونون نے آنکھین بند کین مسنت نے
دو پھانسیان دونون کے گلے مین ڈالدین پوچھا خداوند کو دیکھا دونون نے کہا نہین مسنت نے
جھٹکا مارا کہا اب دیکھو دونون لڑکھڑاکر گرے نعرہ ہوا منم صاحب بغدگران نظر کردۂ بزرگان فرزند اول

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سر سنگ در خنجر گذاری	بہ میدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر زبانم	الیاپ کے بغدہ مارا دونون کا سر پھٹا چالاک ہوشیار ہوا مہتر قران	

و چالاک پہاڑ سے کود کر بھاگے بیان یاقوت بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ دو طائر جلکر خاک ہوئے افراسیاب
نے کہا وہ مارا یاقوت غصے مین اٹھی کہا فلان پہاڑ پر قران نے گلگونہ و شبدیز کو مارا ابھی جاکر
پکڑے لاتی ہون افراسیاب نے دامن تھام لیا کہا ملکہ تم نہ جاؤ یہ سب کمبخت آپس مین صلاح کرکے
نکلنے مین ایک گرفتار ہوا دوسرے نے مار لیا ایسا نہو مبتر کوئی افتاد پڑے کسی دام مین جاکر پھنسو
حیرت نے بھی سمجھایا کہا ابُوا نہ جاؤ یاقوت سرخ ہوکر رہگئی جادوگر بھیجے لاشہ گلگونہ و شبدیز
اٹھا کر لے آئے افراسیاب نے کہا کیون ملکہ تمنے دیکھا بات کرنا دشوار ہی ہر وقت عیار موجود رہتے ہین
کہ سامنے سے ملکہ صرصر آئی یاقوت نے کہا کیون او صرصر آگ بہر بناؤ کیے ہوئے اتنی پھرتی ہی کہ
شاگردان عمرو کیا کیا کام کرتے ہین ابھی دونون نے ملکہ گلگونہ و شبدیز کو مارا تجھسے کچھ نہین ہوسکتا
صرصر نے کہا حضور ہیان کا انتظام بڑا ہی ہم جسکو پکڑکر لاتے مین انکے بھائی بند چھڑا کر لیجاتے مین
وہ عیار صاحب اختیار ہین جسکو چاہین قتل کرین کوئی پوچھنے والا نہین یاقوت نے کہا تو جسکو گرفتار

پکڑکے لائینگی ہم فوراً قتل کرینگے شہنشاہ کو ہمارے امورات مین دخل نہین ساربان زادے کو گرفتار کرکے لاؤ
بوٹیان کاٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کی کھا جاؤن مین نے تو ایک ہی سحر مین کل لشکر کو نابینا کردیا تھا بی بران
سینہ سپر ہو مین مجھکو کچھ نہ بن پڑا ابکی طبل جنگی مین خانہ بر نہ برین سبکو ڈھونڈ لونگی صرصر نے کہا مین
بھی جاتی ہون عمرو کو گرفتار کرکے لاتی ہون لیکن ایک اچھا جادوگر اپنا مصاحب خاص رہتے مین
گلگونہ و شبدیز سے بہتر میرے ساتھ کردیجیے جہان پر مین بتلادون وہ سحر کرکے عمرو کو پکڑلے کوئی مددگار
بھی تو چاہیے عمرو چھلاوا ہے مجھسے لڑ بھڑ کے بھاگ جاویگا ساحر ہوگا وہ فوراً گرفتار کریگا یاقوت
نے کہا سچ کہتی ہو منصرم جادو کو بلاؤ صرصر کے ساتھ جائے یاقوت نے جو پکار کر آواز دی خزانے
کی کوٹھری مین سے ایک جادوگر سیہ فام بد انجام موٹا تگڑا موتیون کے مالے پہنے ہوئے الکہ لوز تن
بانہون پر باندھے ہوئے حاضر حاضر کہکر سامنے آیا ملکہ یاقوت نے کہا اے منصرم جادو تونے سنا
عیارون نے ہمکو بڑا ملال دیا گلگونہ و شبدیز کو قتل کیا تم بھی صرصر کے ساتھ جاؤ جسکو یہ بتلادین اسکو
پکڑو اگر عمرو ملجائے سر ہی کاٹ ڈالنا زندہ نہ چھوڑنا منصرم نے کہا حضور آتش قہر و غضب مین بھوک
رہونگا مین عمرو کے نام سے جلتا ہون ابھی کتاب سامری پڑھ رہا تھا جا بجا یہی لکھا ہے عمرو کشندہ
ساحران ہے عمرو کی موت کسی کے ہاتھ سے نہین ہے جی چاہتا تھا اوراق سامری پھاڑ ڈالون اپنے بندون
کے واسطے یہ بلا چھوڑ گئے عمرو کو جلاد ساحران بنایا ہم لوگون کو مجبور و ناچار کیا لیکن آج احکام
سامری مٹا دونگا عمرو کو قتل کرونگا صرف بی صرصر مجھکو بتلادین اگر آسمان پر ہوگا پکڑ لاؤنگا
میرے سامنے سے بھاگ کر کہان جا سکتا ہے صرصر نے کہا چلیے مین بتلادون منصرم جادو کے
ساتھ ساتھ صرصر چلی راہ مین کہتی ہوئی میان منصرم ذرا ہوشیار رہنا سحر تیار رکھو جہان پر
مین بان کمون گولہ پھینک مارنا عمرو کو للکار لینا وہ بھی ہوا ہے میرے عشق کا دم بھرتا ہے بوالہوس
سلطون و بدنام کرتا ہے مین تو تمکو دیکھکر بیقرار ہوگئی مرد ایسا صاحب شوکت و لیاقت ہو جیسے
تم ہو یہ سنکر منصرم موچھون پر تاؤ پھیرنے لگا کہا ملکہ صرصر تمھاری مہربانی مین تو ایک ادنی حقیر
ہون صرصر نے کہا چاند کے ٹکڑے ہو مین تو چیلے سے تمکو نکال لائی ہون چلو کسی سبزہ زار مین بیٹھین
دل بہلا مین باتین کرین بقول کسی شاعر قطعہ

گرگل بیچ روز است در بوستان — چمن را ترو تازہ آراستند

غنیمت شمر صحبت دوستان — چو غنچم نشستند و برخاستند

کیسے کیسے حسین پیوند خاک ہوئے سرداران نامی کی قبرون کے نشان نہین ملتے صاحبان طبل و علم
حاکمان فوج و جاہ و حشم کیا ہوئے گھڑی دو گھڑی ہم تم بیٹھکر باتین کرین پھر عمرو کو بھی بتلا دینگے
ابھی گرفتار کرا لائینگے منصرم ہنستا ہوا خوشی خوشی ساتھ صرصر کے چلا جب جنگل مین آکر پہونچے
صرصر نے جامدانی کی دلائی اطلس کی گوٹ لگی ہوئی اُتار کر بچھا دی کہا آؤ بیٹھو کہین سے ایک گلابی
شراب کی لاؤ یا ہمین جاکر لائین ایسے سورکھ سے سابقہ پڑا اب کچھ بیلانا پڑیگا منصرم بھولا جاتا ہی
میخانے کی طرف دوڑا ابھی سے جاکر ایک آنے کا ٹھرا خریدا ایک پیسے کے آلو کے کچالو تھوڑے کابلی چنے
دو تین ہری مرچین نمک کی کنکریان لیکر دوڑا ہوا آیا کہا لو ملکہ سامان میخواری حاضر ہی صرصر
ہنس پڑی سر تھام کر کہا اچھے گنوار کے ساتھ تقدیر پھوٹی یہ کہکے جام لبریز کیا کہا لے پیا تجھے عمرو
سے لڑنا پڑیگا ایک جام تو پی لے انجام بخیر ہنوز دو قدح نہ کرنا جیسے ہی صرصر نے ہنسکر جام دیا
منصرم جادو نے خوشی خوشی لیا اشعار پڑھکر پی لیا صرصر نے کہا زہر مار زہر مار منصرم نے کہا ملکہ
بڑی تیز شراب ہی رگ و ریشے مین دوڑی دوڑی پھرتی ہی مجھکو تو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی لو نے
رو سو خداوندون کا جلوہ نظر آتا ہی صرصر نے کہا دوڑ کر اگلی ٹانگ لو منصرم جادو دوڑا دو قدم
چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا نعرہ ہوا ستم ستر برق فرنگی نعرہ برق فرنگی بے ستم برق رفتار و خنجر
گذار ستم پیشہ لیکن گران بیزار یہ کہکے سر کاٹ لیا رومال مین سر لیکر بھاگا کنتا ہوا میچ بھی حصہ
پایا جنگل مین گیر و دار کی صدا بلند ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من منصرم جادو بود یہان یاقوت
اور حیرت باتین کر رہی ہین کہ صرصر اصلی ٹہلتی ہوئی آئی یاقوت نے کہا ای صرصر کہو تمنے کیا کیا
ہمارا مصاحب کہان گیا صرصر نے کہا حضور کیسا مصاحب یاقوت نے کہا ہمنے منصرم کو تمھارے
ساتھ کیا تھا تم دعوی کرکے گئی تھین کہ عمرو کو گرفتار کرا لاؤنگی صرصر نے کہا مجھ غریب پر تہمت
نہ کیجیے مین تو آج کئی دن کے بعد بارگاہ مین آئی حیرت نے کہا لو ملکہ یاقوت غضب ہوا یہ بھی
کوئی عیار تھا آنکھون مین خاک جھونک کر سامنے سے منصرم کو لگا کے لیگیا یاقوت نے کہا ملکہ تمنے
پہلے نہ کہا حیرت نے کہا مین کیا شہنشاہ بھی تو بیٹھے ہین کسی نے خیال نہ کیا چالاک و قران
نے عیاری کی مجبور یہ بھی برابری پر چالاک کی مرتا ہی گھر مین سے آکے ساحر کو بلا کے لیگیا یاقوت
نے پلٹ کر طرف میز کے دیکھا عقاب جو بنا ہوا رکھا تھا اُسنے آہ کی اور جلکر رہگیا آواز آئی میرا مالک مارا گیا

لشکر کا انتظام اُسی کے سپرد تھا کچھ جادوگر جو بچتے ہوئے جنگل مین گئے دیکھا منصرم کا سر کٹا ہوا لاشہ
پڑا ہوا ہی اُٹھا کر سامنے یاقوت کے لائے شور گریہ وزاری بلند ہوا یاقوت نے کہا ای شہنشاہ
اب آپ جا کر اپنی بارگاہ مین بیٹھیے ہم اپنی رائے پر انتظام کرینگے ایکی مرتبہ کی سیداندازی مین غروان
کا سحر آبدار دشمن کش اس جوش و خروش سے ہوگا کہ دشمن اپنی جان سے بیزار ہو جائینگے کیون
لی بران کیا کرتی ہین ملکہ یاقوت اپنے لشکر مین مصروف انتظام سحر ہنر افراسیاب جادو بارگاہ مین
آکر بیٹھے نہین پایا ہی کہ کوہ عقیق سے دوسرا نامہ آکر پہونچا در بند توسن حصار سے ہوتا ہوا آیا ہی
نامہ افراسیاب نے لیا وہی لقا کا سوال کہ کسی جادوگر کو نہین بھیجا افراسیاب اٹھ کھڑا ہوا ایک
دستک دی بقہر و غضب تمام پکارا اُٹھا ای معذور آدم خوار مع فوج حاضر ہو حیرت نے دیکھا زمین
شق ہوئی ایک ساحر مہیب شکل عجیب و غریب ایک جوان کو پنجے مین پکڑے ہوئے اژدر پر سوار زمین سے
نکلا وہ جوان پنجے مین پھڑک رہا ہی یہ اسکا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہا ہی آکر افراسیاب کو سلام کیا کہا
ای شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہی افراسیاب نے کہا ای معذور آدم خوار خدمت خداوند لقا مین جاؤ
دشمنان قدرت کو چیر پھاڑ کر کھا جاؤ عیارون کا خیال رکھنا حمزہ صاحب اسم اعظم ہی اُس سے اپنے کو
بچانا جہانتک ہوسکیگا ہم اور مدد بھی روانہ کرینگے معذور نے عرض کی غلام کو عذر کیا میری فوج
کیا کم ہی ابھی فوج طلب کرون حضور کے سامنے انتظام ہو جائے یہ کہکر ایک چیخ زور سے ماری دیکھا
زمین شق ہوئی بارہ ہزار اژدر سوار پیدا ہوئے سب نے معذور آدم خوار کو گھیر لیا معذور کو افراسیاب
نے نامہ دیا زبانی بھی کہا قدرت سے عرض کرنا غلام برائے قدمبوسی حاضر ہوگا لیکن ای معذور
خبردار غرور نہ کرنا انکسار پر کمر باندھنا بہت احتیاط سے لڑنا اگر قدرت کو تنے بالائے قیطول
پہونچا دیا بڑا مرتبہ پاؤگے مشیر قدرت کہلاؤگے عرض کی حضور ملاحظہ کرینگے یہ کہکر اژدر کو گرم کیا
طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑ دو وقت پر حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان کوہ عقیق گلزار سلیمانی حال لشکر لقا و صاحبقران پہونچنا معذور کا عین گرمی جنگ مین برسر کوہ عقیق و آمد لقا بدار زرین پوش و دیگر حالات متعلق داستان

پاسے صیاد کے اللہ نہ ڈالے بلبل
گل کا گر لطف اٹھانا ہی اٹھالے بلبل
دشمنون کو نہ کرے اُسکے حوالے بلبل
دید گل کے تجھے پڑ جائینگے لالے بلبل

پڑگئی گر کسی صیاد کے پالے بلبل

نہیں معلوم یہان جی بھی لگے یا نہ لگے — ہی خزان فصل بہاری سے چمن مین پہلے
بخدا جان کے پڑجاتے ہین لالے پیچھے — پہلے گلشن کی ہوا دیکھ لے رنگ چمن سے

آشیان کی تو ابھی طرح نہ ڈالے بلبل

جانا لازم نہین جبتک نہ مکان مین ہو کہین — مجھکو زنہار گوارا نہین بلبل ہو حزین
مین تو گلگشت کرون رشک سے وہ ہو غمگین — بے اجازت مین قدم باغ مین رکھنے کا نہین

مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

فصل گل مین جو عنادل کو کریگا غمگین — ہمصفیران چمن تجھکو کرین گے نفرین
پاس خاطر تجھے لازم ہی مناسب یہ نہین — دست انداز ہو گل پہ ابھی اے گلچین

صبر کر صبر ذرا باغ سے جالے بلبل

ایک مدت سے ہی گلزار مین تیرا بستر — صحبت گل بھی میسر ہی تجھے آٹھ پہر
مجھکو افسوس ہی اس بات کے ہو نہین ششدر — کس طرف جائیگی برداشتہ خاطر ہو کر

باغ کیون کرتی ہی گلچین کے حوالے بلبل

قید بے رحم سے کرشکر رہائی پائی — ہمصفیرون سے نہ کر شکوۂ بے پروائی
تیجیر انکی دعا تجھکو یہانتک لائی — باغ تک خانۂ صیاد سے اڑکر آئی

بارے پھر تونے پروبال سنبھالے بلبل

پھرتے ہین گھات مین صیاد کئی دربدر — شکر کر ہورہ گلزار اگر خیر سے طی
ہمصفیرونکی نہین پند سے بہتر کوئی شی — دام مین پھنسکے نکلنا ترا ناممکن ہی

تابمقدور پروبال بچالے بلبل

حق بجانب ہی نہین قول پہ رعنا کا فضول — مختصر کہدیا بہتر نہین اس بات کا طول
طوطی ہند ہی وہ بات مین جھڑتے ہین پھول — جھیجھے رند کریگا تو ابھی جائیگی بھول

کہدے گلچین کہ زبان اپنی سنبھالے بلبل

چمرہ رہروان منازل جانبازی وطی کنندگان جادۂ صحرائے خارستان سرفرازی راہ جنگ وجدل کو

سر فروشان جانباز سے طے کرتے ہین شعر مع خیال سخن آفرین و سخن را بہ کرسی نشانندہ چنین داستان
سخنور نے تحریر فرمایا ہے مصنف لکھ چکا کہ لقا نے ایسی شکست فاش کھائی تھی کہ دروازہ باغ مینا کا بند
کر دیا کئی روز باغ سے لقا نہ نکلا صاحبقران زمان نے تادہ کو گھیر لیا لیکن آب و دانہ نہین بند کیا جب
کئی دن اس پیچ و ملال مین گذرے سلیمان عنبرین موے کوہی جھلایا کہا یا خداوند در باغ سے
باہر تشریف لیچلیے بارگاہ جہان نما استادہ ہو بختیارک نے کہا اے پہلوان دوران اہل اسلام جھلاے
ہوے مین ایسا نہو قدرت پر دست انداز ہون قدرت کو وہ بندے بہت عزیز ہین قدرت تقدیر
بربادی اہل اسلام نہ کرینگے جفا اٹھائینگے قلعہ بند رہینگے مقابلہ کرنے والا کوئی آجاے تو بارگاہ
جہان نما استادہ ہو سلیمان نے کہا میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے اب مین نہ مانونگا مجھے بڑا ملال ہے کیسے کیسے
بھائی میرے مارے گئے عزیز دار قتل ہوے مین نے قدرت کے حکم کی تعمیل کی جب سلیمان نے بہت
کہا بختیارک نے دروازہ کھلوایا بارگاہ گیتی نما استادہ ہوئی لقا اگر تخت نخوت پر بیٹھا ذرا جو آرام
ملا یکبار اٹھا سن چہ تقدیر کردم قدرت دیگر ہے مین مگر سخت گیر مین قدرت نے تقدیر کی کہ کل سب باغی
ہاتھ سے سلیمان عنبرین موے کوہی کے مارے جائین ہاتھ سے پہلوان قدرت کے امان نہ پائین
یہ کہکر طبل جنگی بجوایا سلیمان عنبرین موے کوہی تو بھول گیا کہ قدرت نے تقدیر مضبوط کی بختیارک
نے کہا اے سلیمان قدرت کی تقدیر پر نہ بھولنا تقدیر قدرت و تدبیر با دولت جب موافق ہو تب کام
چلے مین تدبیر نہین کرتا کوئی اہل اسلام نہین مارا جائیگا لیکن میری کتاب ہندی مین لکھا ہے کہ کل ہنگامہ
عظیم برپا ہوگا صدمہ عظیم اہل اسلام کو پہونچیگا انجام اسکا شکست قدرت کی تقدیر گر نہ بختیارک
پر بہت خفا ہوا گالیان دینے لگا کہا تجھے تدبیر قدرت مین کیا دخل ہے بختیارک نے کہا میرے دخل کا
حال آپ کا دل خوب جانتا ہے جو کہتا ہون وہی ہوتا ہے لیکن اس لشکر کے لوگ ایسے نالائق ہین کہ معقول
نہین ہوتے آخر مین سر پہ ہاتھ دھر کر روتے ہین جو اسیسان لشکر اسلام نے جو خبر طبل جنگی کی پائی
خبرین لیکر چلے یہان بادشاہ جمجاہ بارگاہ سلیمانی مین مع سرداران تہمتن جلوہ فرما ہین صاحبقران
زمان فرما رہے ہین کہ یارو کچھ حال طلسم ہوش ربا دریافت ہوا اب تو ساحرون کا آنا بھی موقوف
ہوگیا بالکل خبر نہین ملتی جواہر نے کہا حضور جب وہ ساحر آیا تھا سرمست نام اسکی زبانی معلوم ہوا تھا
کہ خواجہ عمرو لوح کی تلاش مین سرگردان ہین حجرہ ہفت بلا کھلا ہے ساحران بےنظیر سے مقابلہ ہے

روز جنگ تازہ آفت و مصیبت کا سامنا ہی مگر قبلہ و کعبہ ثابت قدم ہیں کانٹے بڑے بادشاہ سے لڑتے ہین
پلک نہین جھپکاتے تیور پر بل نہین ہر وقت لڑائی مین کہتے ہیں یہ بلا بھی رد ہو اب حضور جو کوئی آئیگا پہلے
اسی خبر کو دریافت کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہر کارے آکر موجود ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے نظم

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ
گل رخ تابد چو روشن چراغ
ہمہ کار عالم بکام تو باد
نگین سعادت بنام تو باد

آج بعد کئی دن کے زمرد شاہ باختری داخل بارگاہ گیتی نما ہوا سلیمان عنبرین موے کوہی نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہی کہ معرکہ آرائے نبرد ہو ہوشربا کی خبر حضور نہین ملتی اتنا دریافت ہوا کہ پانچوان حجرہ کھلا ہی استاد نے یہ دریافت کر لیا کہ بدیع الزمان زندہ ہین صاحبقران نے فرمایا خدا میرے یار وفادار کی آبرو ساحرون کے ہاتھ سے بچائے جس جگہ مین جا کر اسد غازی پڑ گیا ہی ایسا معرکہ کبھی ہمکو درپیش نہوا خدا اسکی جان بچائے بارہ برس کے بعد عمرو نے دریافت کیا کہ بدیع الزمان زندہ ہین یارو خیال کرو کہ ایسا بڑا طلسم وسیع ہی عمرو ایسا ڈھونڈھنے والا اسکو بارہ برس کے بعد پتا ملا قید خانہ دریافت نہین ہوتا ورنہ اتنک عمرو رہا کر لیتا معبد عظیم پر رسائی وہانتک دشوار ایرج نوجوان گئے انکا کچھ حال دریافت نہوا اتنا تو تاجرون کی زبانی سنا تھا کہ راہ مین ایرج نے کئی ملک فتح کیے بڑی شوکت و شان سے جاتا ہی وہ اسد کا عاشق صادق ہی کہ جواہر نقار خانۂ سکندری مین حکم دو نقارۂ رزمی بجے جواہر بن عمرو نقار خانۂ سکندری مین آیا قلابۂ چینی و کیابۂ چینی دار وغۂ نقار خانہ نذرین لیکر سامنے جواہر کے آئے جواہر نے نذرون پر ہاتھ رکھا چوب اٹھا کر لگائی نظم

ز ناہید مریخ کرد این سوال
بگفتا کہ تا طبل اسکندر است
جہان را مگر روز آخر رسید
کز آواز او گوش گردون کر است
چو بر طبل اسکندر آمد دوال
سرافیل صور قیامت دمید

طبل جنگ بیدرنگ بجا لشکر ظفر اثر مین مشہور ہوا کل کو میان پرُ دغا سے مقابلہ ہی سلیمان عنبرین موے کوہی نے ارادہ کیا ہی دیکھین کل فلک کیا رنگ دکھاے غازیون نے کہا یارو کوہی نامرد بودے ہمارے ہاتھون کی شکستین کھائے ہوے صد ہا مرتبہ بھاگ چکے اور میان سلیمان عنبرین موے کوہی کیا کرینگے انشاءاللہ میدان کے جوانان شیر دل جا پڑینگے دل مین امنگ ہر اک کو آرزوے جنگ ہی چار پہر رات تیاری مین گذری جبکہ آفتاب عالمتاب بعد رعب و داب چرخ اخضری پر برآمد ہوا اپنے نور سے تمام عالم کو پر نور کیا

لشکر خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون طرف میدان کارزار کے چلا صاحبقران مسجد کرپاس مین تشریف
لائے نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے دست دعا بلند کیے عرض کی اے خالق بے نیاز اے رحیم کارساز
دشمنون پر مظفر و منصور کرنا آنکھون سے صاحبقران کے آنسو جاری رجوع قلب سے دعا مانگتے ہین
ہر مرتبہ یہی دعا ہے کہ تو خالق کبریا ہے راہ جہاد مین ثابت قدم رہون کفاران پر دغا کو پشت نہ دکھاؤن
زخم کھانے سے لذت ملے غنچۂ آرزو کھلے تیری راہ کی مصیبت مین باغ باغ رہون خوشی خوشی تیر و تیغ
سہون اسی اثنا مین مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار حاضر ہوا قدمبوسی کرکے عرض کی
بادشاہ جمجاہ برآمد ہوا چاہتے ہین حضور تشریف لیچلین صاحبقران نے کنٹھے کو بوسہ دیکر سجادہ کے
پہ رکھا مقبل نے سجادہ لپیٹا صندوق سلاح لایا امیر نے پیراہن بزرگان دین زیب جسم کیا خود
حضرت ہود سر پر رکھا زرہ حضرت داؤد کی زیب جسم کی تیغہ صمصام و قمقام نیمچۂ سہراب یل تیغ
عقرب سلیمانی سپر گرشاسپ نوجوان خنجر رستم گرز سام بن نریمان سلاح جنگی ذات پر آراستہ کرکے
برآمد ہوئے سرداران صف شکن ساتھ ہولیے جلوخانۂ شہنشاہی مین آئے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ
چرخیون پر کھنچا آمد سلطان گیتی ستان کی ہوئی اول چند طفلان ماہ طلعت مہر صورت انگیٹھے کے لوٹے
ہاتھ مین لیے ہوئے عودسوز عنبرسوز روشن سامنے سے گذرے انکے بعد کہاریان حور پیکر سمن بر
غنچہ دہن کبک رفتار شیرین گفتار تخت شہنشاہی لیے ہوئے برآمد ہوئین اول مجرا صاحبقران کا ہوا نقیب
نے آواز دی قبلۂ عالم سلامت صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین بادشاہ جمجاہ نے بخندہ پیشانی سینے
پر ہاتھ رکھا امیر کے بعد لندھور و مالک و بہرام و جمہور و فرامرز وغیرہ مجرے سے مشرف ہوکے
شہنشاہ کو گھیر لیا اس جاہ و حشم سے فردوس سرشت شہ کی سواری چلی کہ تو کہ باد بہاری چلی نقارخانۂ
سکندری و نقارخانۂ سلیمانی بجنا ہوا روشن چوکی کی صدا بلند بھیرون کے سرون مین تانین اڑاتے مطرب
ہوئے اشعار دعائیہ گاتے بجاتے صاحبقران میدان کارزار مین تشریف لائے تخت شہنشاہی قلب
سپاہ مین مانند دل کے قائم ہوا صاحبقران چالیس قدم آگے بڑھ کر بہ مرتبۂ صاحبقرانی زیر سایہ
علم اژدہا پیکر جلوہ فرما ہوئے صفین جمنے لگین ادھر سے لشکر لقا و سلیمان عنبرین مو سے کوہی
اونچی بنا ہوا گینڈے پر سوار کوہ بالائے کوہ تمام لشکر کو بیان آگیا ہوا ہر شخص اپنے دور کا بے
گھوڑون پر سوار گینڈون کو اڑاتے ہوئے نشان کفر و ضلالت سیاہ شقہ ہائے علم دونون لشکر میدان

کارزار مین پہونچے صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین بیلچہ کارون نے پست وبلند زمین کو ہموار کیا
تبردارون نے نخل کاٹے جھاڑیان جھنڈیان صاف کین نقیبون نے نقابت کی سلیمان عنبرین موے
کوہی نے گنبذہ صف سے نکلا لاالقا کو اگر سجدہ کیا دست بستہ عرض کی یا خداوندا اجازت میدان بختیارک
نے کہا اے پہلوان تمھارا میدان مین جانا تو بہت شاق ہے تمھاری وجہ سے قدرت نے یہان رہنے کا ارادہ
کیا جتنے عرصے تک قدرت یہان رہے اتنا کسی زمین کو سرفراز نہین کیا جس ملک مین گئے ہفتے دو ہفتے
مین اسکو تباہ و برباد کیا چلے آئے تھا سے یہان سے اسقدر محبت ہوئی سالہا سال گذرے اب
تمھاری خواہش ہے کہ قدرت چلے جائین جب تو تمنے قصد میدان کارزار کیا اور پہلوانون کو بھیجو
تم میدان کارزار مین نہ جاؤ اندھے کی ایک ہی لاٹھی ہے سلیمان نے جھلا کر کہا ملک جی مین کیا کسی
بات مین کم کا لکھتا ہون آجتک تمنے مجھکو ایسی ایسی باتین کرکے روکا ابتک لڑتا بھڑتا دشمنون کا خاتمہ
ہو جاتا بختیارک نے کہا ہمین دعا دیجیے ہمنے آپ کو روک روک بچایا ورنہ ابتک بہشت نصیب
ہوتے یا مسلمانون کے قریب ہوتے سلیمان عنبرین موے کوہی نے غصے مین جواب دیا کہ مین آج
ہی لڑائی کا خاتمہ کیے دیتا ہون صاحبقران کو للکارونگا ٹوک کر انھین کو مارونگا بختیارک سر
پیٹنے لگا کہا اے سلیمان خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا اور ہر ایک سے مقابلہ کرو حمزہ سبز شدہ ناگزیدہ
لقب ہے بڑا بندۂ بے ادب ہے اسکے سامنے سے زندہ پلٹنا دشوار ہوگا سلیمان نے کہا ملک جی کیا
حمزہ کے چار ہاتھ ہین جب افسر کو مارا لڑائی فتح ہوگئی پھر کوئی منھ پر نہ چڑھے گا مقابلے کو نہ بڑھے گا
بختیارک سر پیٹتا رہا سلیمان غصے مین ابروون پر بل بہ قہر وغضب تمام میدان کارزار مین
پہونچا بختیارک یہان باتین بنا رہا ہے کہتا ہے یارو آج سلیمان نے بڑا قصد کیا اسے کوہیو
تم مین مانو خداوندون کو پکارو کہ تمھارا افسر زندہ واپس آئے حمزۂ گشتندہ دلیران قاف ہے
جب اسکی تلوار کھنچی میدان صاف ہے کسی نے آج تک اسکی پشت زمین سے نہین لگائی افزون سپاہگری
مین طاق شہرۂ آفاق یکہ تاز میدان جلالت شہسوار عرصۂ صولت وشوکت کوہی بختیارک
کو گالیان دے رہے ہین کہتے ہین عجب منافق دو رنگی ہے فال بد منھ سے نکالتا ہے ہمارے آقا
کے زور وضرب سے ابھی آگاہ نہین ہے اتنے بڑے ملک کوہستان کا بادشاہ برسون لڑکر گرہ سکہ اپنے
نام کا جاری کیا کیسے کیسے سرکشون کو مارا لعین انسر کہتے ہین بختیارک بھی سچ کہتا ہے حقیقت مین

آج تک حمزہ کو کسی سے مغلوب ہوتے نہین دیکھا جب سے لڑا غالب آیا ہمارے آقا نے جو کہا ہر
وہی کرینگے ضرور حمزہ عرب سے لڑینگے سلیمان عنبرین موے کوہی نے فنون سپاہگری دکھا کر آواز
دی ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو مجھسے نکلکر مقابلہ کرے خود صاحبقران زمان نکلین
تو احوال معلوم ہو یا تو لندہور و مالک وغیرہ پودھون پر ہاتھ ڈالے مگر سمجھے کہ جاکر سلیمان
سے مقابلہ کرین اب سبھون نے سر جھکا لیے سلیمان عنبرین موے کوہی نام صاحبقران لیکر للکار رہا ہی
امیر نے جواہر بن عمرو سے کہا میدان کو قرق کرو جواہر نے بلندی پر آکر آواز دی ای سرداران
تہمتن و ای غازیان صف شکن صاحبقران زمان میدان کارزار مین تشریف لیجائینگے جواہر نے
بھی آواز دی تمام سردار پیدل ہوے صاحبقران کو گھیر لیا صاحبقران سامنے تخت شہنشاہی کے
آئے سعد بن قباد والا نژاد نے تخت رکھوا دیا عرض کی جد عالی تبار عنایت پروردگار سے آپکے
سرداران جانباز و غازیان سرفراز آمادہ حرب و پیکار ہین آپ نہ تکلیف فرمائیے صاحبقران نے فرمایا
ای شہنشاہ لشکر اسلام آپ تو میرے ترچھے سے آگاہ ہین وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی اجازت میدان
کارزار عنایت فرمائیے تمہارے والد نامدار قباد شہریار نہایت کم سن تھے مغربیون سے مقابلہ پڑا سکند
بن ہیکلان عاد مغربی کا بیٹا خلعت عاد اُسکا نام تھا نہایت پہلوان زبردست بختیارک نے
اُسکو بہکایا اُسنے یہ کہکر طبل جنگی بجوایا کہ قباد سے مقابلہ کرونگا تمہاری جدہ انتہا کی بیقرار تھین
کل اہالیان لشکر میرے قانون کو برا کہتے تھے کہ یہ قانون کیون مقرر کیا ایک ذلیل بادشاہ جلیل کو
پکارے کیونکر وہ نکلے لیکن اُس جنت آرامگاہ نے میرے قانون کو برقرار رکھا اُس دیو خصال کے
مقابلہ مین گئے بہ قوت پروردگار اُس نابکار کو جہنم واصل کیا پس مین کیونکر نکلون مین قانون جاری
کرچکا سب تو پابند ہون مین اپنے حکم کو ترک کردون بادشاہ نے مجبور ہوکر جام کلاہ عفریت مرحمت
فرمایا صاحبقران نے نوش کرکے عادی کو دیا آپ بسم اللہ کرکے پشت اشقر پر سوار ہوے کل لشکر
کے علم جلوہ گری پر آئے طبل سکندری پر چوب پڑی نقارخانۂ سلیمانی بجا شقہ ہاے علم اژدہا پیکر کھلے
اس شوکت شان سے صاحبقران طرف میدان کارزار کے چلے اشقر طرار سے بھرتا ہوا دم سے
چنور کرتا ہوا مثل باد صرصر جاتا ہی قدم طائرون مین ہر کہ عجب راہوار ہی تخت ہوا پر آج سلیمان
سوار ہی دیکر شبدیز فکر بھول گیا ڈھنگ چال کا سہی باگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا

راکب نے سانس لی گردہ کوسون روانہ تھا + تارنفس بھی اسکے لیے تازیانہ تھا + سلیمان سے آگے
لگا ور زن ہوے سلیمان عنبرین موے کوہی جوان دیو حصال رستم جدال فنون سپاہگری مین طاق
شہرہ آفاق نیزہ اٹھاکر جاپڑا امیر سے نیزہ چلنے لگا برج خاکی سے ستارے چلا رہے ہین گھوڑون
کی گشت سے زمین تھرآرہی ہر بہر کامل نیزہ چلا آخر صاحبقران نے بند صاحبقرانی کا تھا کہ مارکر
گھوڑا آگے بڑھایا سلیمان کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا مثل خط شعاع آسمان پر چمکا مثل تیر شہاب مین پرا
چارجانب سے احسنت و آفرین کی صدائین بلند ہوئین سلیمان عنبرین موے کوہی نے تیغ برق
تاب کھینچا بہ تعجیل ہاتھ مارا صاحبقران نے مرکب کو گدگدایا سنظر ہوا زیر بغل جاکر تلوار کو دو کرون
بن پڑے تو لپٹ پڑون تلوار چھین کر پھینک دون کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھالون دلولۂ جرأت مین
جو مرکب بڑھایا وہان پر موشگافانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی گرد اسپر کا سر سے ہٹا خود سر سے
گرا سر برہنہ پر سلیمان عنبرین موے کوہی کا ہاتھ پڑا قریب تھا صاحبقران کے دو ٹکڑے ہون
جلدی مین دستانہ مارا زخم کاری سر پر آیا اتنا بڑا زخم کاری کھاکر صاحبقران نے ہاتھ تیغ عقرب
سلیمانی کا مارا سلیمان نے گرد اسپر کا اٹھا دیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہان سے تلوار گری خود دو لخت
کاٹ کر سر پر چلی اسی قدر زخم سر پر سلیمان کے بھی آیا سلیمان نے بھی دستانہ مارا سر سے تو تیغ
نکل گیا لیکن اس زور مین جاتا تھا کہ تڑپ کر تلوار گردن کر گدن پر گری گینڈے کی گردن قلم
ہوئی لبس کوسیون نے جانا ہمارا افسر مارا گیا سلیمان شہسوار تھا گینڈا تو زمین پر گرا یہ کود کر الگ
ہوا کوسیون نے گھوڑے بڑھا دیے ہر چند سلیمان نے پکار کر کہا یارو قصد مغلوبہ نہ کرو میری سواری
کو گینڈا بھیجو ستر ولاکھ فوج جو کھڑی تھی کسی نے نہ سنا بلوہ کر کے جا پڑی صاحبقران نے شد تحت الحنک
سے زخم سر کو باندھا گھٹا کفر کی جو آتے ہوئے دیکھی نعرہ کر کے تیغ ہلالی کھینچ کر جا پڑے نعرہ صاحبقران
سے امیر عرب جنگجوے روزگار + بحکم خدا بستہ شمشیر جار + بیکے تیغ صمصام و قمقام نام + بیکے تیغ عقرب
بیکے ذوالنجام + بہ کافران از جہان پاک کرد + سر سرکشان جملہ در خاک کرد + ادھر سے
دارائے ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران فوج ہندوستان ساتھ لیکر
بڑھے ہندیان جلالت شعار سرداران نامدار تلوارین کھینچ کر جاپڑے لندھور نے بھی نعرہ کیا سے
جزیرہ ہائے دریا اگر فتم تا ہندوستان + اگر نامم نمی دانی منم لندھور بن سعدان + اگر سردار جلالت آثار

دونون فرزندان نامدار ارشیون پر بزاد و فرہاد خان یکہ مغربی پہلوانان زبردست ہمسر
لند حور تلوارین کھینچا لشکر کو ہیان پر جا پڑے ہندیون کی لڑائی شمشیر زنی مین بیباک لڑائی مین
چست و چالاک ملی کے انگلون پہ تلوارین کھاتے ہین جرأت جلالت دکھاتے ہین مخمور تلوار کے
جا پڑے ہنس ہنس کے لڑتے ہین دوسری جانب سے سپہ سالار دست چپ کا نعرہ ہوا سنم مالک اژدر
و صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی و جاگر حیدر نعرۂ مالک سے سنم مالک اژدر خشمگین و سپہ دار در لشکر اہل
دین و تمام عرب خود و زرہ سے آراستہ جوانان عالیہ قدار اسی ہزار نیزہ دار گھوڑون پر جا پڑے
نیزے چلنے لگے ایک جانب سے طنبور گڑگڑایا بگل بجا نعرہ ہوا سنم رستم پیلتن و پیلکن کشندۂ قوی ہیکل
و دو پیل ہندی علمشاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران نعرۂ رستم سے علمشاہ رومی شہ فیل زور و
کر بخت مرزوق افگندہ شور گورون کی پلٹنین قواعد سے آگاہ جبی ہوئی سپاہی وردیان عمدہ پہنے ہوئے
جا پڑے لیکن قواعد سے اپنے لڑتے ہین جب تیر چلے افسر نے بولی بولی سب لیٹ گئے وار کو دشمن
کے یون خالی دیا اب جو اٹھے سنگینین پکڑ کر جا پڑے ہزارون کو مارا ایک طرف سے شہنشاہ چین
و ماچین اسی ہزار چینیون سے جا پڑا نعرہ کیا نعرۂ بہرام سے سنم گرد بہرام خاقان چین و کہ از
ہیبت من بلرزد زمین و یہ بھی لڑنے لگے دست چپ کی طرف سے شاہزادہ ملک طرطوس جمہور تیرزن
نعرہ کر کے جا پڑا نعرۂ جمہور سے نامم شدہ در سلک جوانان شمشن و جمہور جہان سوز شہنشاہ تیرزن و ایک
طرف سے نعرہ ہوا سنم صفدر و صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغ زن نعرۂ ہاشم سے سنم شیر صولت بیل صف
شکن و شہ نامور ہاشم تیغ زن و ایک جانب سے چراغ بزم صاحبقرانی اسفندیار گیلانی نے نعرہ کیا
نعرۂ اسفندیار سے چو اسفندیارم شہ نامدار و شدہ در جہان نام اسفندیار و ایک جانب سے
رستم سرزمین مغرب فرامرز بن عاد مغربی نے نعرہ کیا بڑے زور و شور سے میدان مین آیا

جہان پہلوانم یل نامدار — بسر خوانندہ شاہ اشقر سوار — بمیدان جنگاہ رستم نژاد
شہنشاہ مغرب فرامرز عاد — یہ سب سردار نعرے کر کے جا پڑے کہ طبل سکندری پر چوب پڑی نقارہ
سلیمانی بجا بادشاہ لشکر اسلام کا نعرہ ہوا نعرۂ سعد بن قباد سے — سنم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم — چراغ شبستان صاحبقران — فروزندۂ تاج و تخت کیان
سنم سعد فرزند قباد بادشاہ — شہنشاہ اسلام عالم پناہ — دونون لشکر خوب لڑے ہزارہا

لاشہ گرا امیر زخمی ہوئے سلیمان عنبرین ہوئے کوہی بھی زخمی ہوکر بیہوش ہوگیا کوہیون نے ہزادار
پہ سوار کر لیا دو سپہ سالار اُسکے منصور زاغ چشم خرس دندان و ناصر زاغ چشم خرس دندان فوجون
کو لڑوا رہے ہین فوج لقا سجانی و باختری یہ لوگ ہمیشہ دور سے لیا لیا کرتے ہین جان کے بچانے
پہ مرتے ہین بھاگنے کی شرم نہین جانبازی پر گرم نہین بلوہ کرتے ہین جہان کوئی سردار اسلام اُنکی صف
پر آیا یا خداوند یا خداوند کہتے ہوئے ہٹ آتے ہین ہر طرح جان بچاتے ہین لیکن صاحبقران زمان
اُسی زخمداری مین دریائے خون مین نہائے ہوئے سروت جنگ مین دریائے لشکر مین غوطہ مارا نہنگانہ و
پلنگانہ لڑ رہے ہین پرے کے پرے درہم و برہم کردیے بادشاہ جمجاہ نے آتے ہی سات سو تاجدار اگرچہ بڑی
صولت و شوکت سے لشکر لقا پہ آپڑے جب وار کیے سات سو تاجدار کی تلوار چلی سات سو سر اُٹھا خون
کا ایک مرتبہ بلند ہوا سات سو لقا پرست ایک مرتبہ واصل جہنم ہوئے پرے کے پرے درہم و برہم ہوئے فوج
لقا نے شکست کھائی بادشاہ طرف تخت لقا کے بڑھے اُسکے تخت کے آگے پہلوان جمع ہوئے لڑ رہے تھے
بادشاہ نے اگر ضیغم خون آشام کو لوٹا ضیغم ہمیشہ کا زخم نصیب نام سے لڑائی کے ڈرتا ہے لیکن بختیارک
نے آواز دی ای خالو سے قدرت قدرت تقدیر فرماتے ہین بادشاہ کو قتل کرو ضیغم بھروسے پر تقدیر کے
جا پڑا بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے تیغہ صمصام پر وار اُسکا کاٹا جواب مین ہاتھ مارا سر ضیغم
زخمی ہوا روباہ صفت زخم کھا کر بھاگا لقا کو برا بھلا کہتا ہوا کمبخت ہمیشہ میرے واسطے بُرائی چاہتا ہے
تقدیر شکست کرتا ہے ضیغم کا زخمی ہونا پرا لوٹا باختریون کا جی چھوٹا بادشاہ لڑتے ہوئے قریب تخت لقا
پہونچے لقا نے آواز دی ای بندۂ مغضوب خبردار قدرت کے قریب نہ آنا بادشاہ غصے مین تھے مگر
سنبھل کے قریب پہونچتے پہونچے لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے خالی دیا سر اُسکی خود سر کا جھکا اوپر
سے بادشاہ نے ہاتھ مارا فرق قدرت شگافتہ ہوا غل مچانے لگا ای بندگان من دیدی قدرت را ادرش
کو بچاؤ یہ بندہ بے ادب نہین مانتا بہت سے پہلوان آپڑے فیلبان نے ہاتھی ہٹایا اُدھر لندھور
و مالک نے منصور کو بھی کو زخمی کیا لشکر لقا نے فرار برقرار کیا کوہی بھی بھاگے بادشاہ تعاقب لقا
کرتے ہوئے جاتے ہین اس خیال سے کہ آج اس بھگوڑے کو پکڑ لون ایک جانب سے نعرۂ شیر کی
آواز آئی گلگزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ لشکر نمرود بے ایمان
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع اپنے سرداران نامی لڑتے

ہوسے آمادہ تھے وہین سے نعرہ کیا نعرہ نور الدہر سے نظیر حمزہ صاحبقران بخشم ویہ قہر وشہ ستارہ
حشم شاہزادہ نور الدہر ایک جانب سے سرداران نور الدہر بڑھے ہزبر بیشۂ پلنگان صاحب طور
گران صف شکن رعد طماس بن عنقویل دیو پور روہبہ زبان ماہ منظر دوراج گرزدر گوہر
وزراب خان سہیل ستارہ چشم کیوان اختر سپاہ ان سرداروں نے جو اس مقام پر جم کر
شمشیرزنی کی لقا دریائے خون مین نہایا ہوا ہاتھی سے لوٹ پڑا پیدل بھاگا غل مچاتا ہوا ان بندگان
ن قدرت کو بچاؤ کوہیون نے بڑھکر دم شمشیر سے گلے ملادیے سرداران صاحبقران نے طبقے
زمین کے ہلادیے لقا کا قصد ہوا باغ مینا مین بھاگ جاؤن سرداران نور الدہر اگر خندق پر
جم گئے کہ اگر ادھر آئے تو بجیا کو پکڑلین اب لقا شل صید مخالف نہ روسے رفتن نہ راہ ماندن کبھی بختک
کبھی پہلوانون کو پکارتا ہے یارو دوڑو قدرت کو بچاؤ اسوقت جانبازی نہ کروگے تو قدرت سبکو نمک حرام
کر دیگی بختیارک نجرہ دوڑتا آتا پھرتا ہے پہلوانون کے نام لیکر پکار رہا ہے ارے یارو اسوقت قدرت
بے حواس ہین اگر سینہ سپر کرو قدرت کے سبب سے تمسکی آبرو ہے ورنہ گلی گلی کی ٹھوکرین کھاؤگے
ایک ہی لڑائی مین ہاتھ سے فرزندان حمزہ کے مارے جاؤگے کبھی تیراندازون کو لاتا ہے گوشہ پکڑکر انکو
لڑواتا ہے جب کوئی سردار آپڑا تیرانداز حیلا کے بھاگے سہم گئے گوشہ گیر ہونے پر مرتے ہین تیر سے زیادہ
بھاگتے ہین لشکر لقا کی یہ کیفیت ہے اہل اسلام کی صف شکنی صفدری آج لاکھون لقا پرست مارا گیا ہے شکست
فاش ہے بھاگنے کی تلاش ہے یکایک آسمان پر ایک ابر سیاہ اٹھا اس ابر سے رعد کی گرج برق کی چمک
صدہا اسے مہیب آنے لگین وہ ابر قریب لشکر لقا آکر شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام بدانجام
تخت پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران غدار وہ پکار پکار پوچھتا ہے یارو جاگتی جوت کے خداوند کہان
ہین مین سعدور زادہ خوار طلسم ہوشربا سے آیا ہون فرمان شہنشاہ طلسم لایا ہون بختیارک نے بتعجیل
تمام لقا کو ایک گھوڑے پر سوار کیا سوار اس مرکب کا مارا گیا تھا گھوڑا بھی لنگڑا بڈھے موتھر سے
نکلے ہوئے سب عیوب سے معیوب کور کنہ لنگ اپنی زندگی سے تنگ اگر کسی درخت کے نیچے بندھا پڑا
دیکھا اسی مقام پر بیٹھ گیا دانے کا کبھی نام نہین سنا خیر بخت کو گھاس کہان نصیب تیز رفتاری سے
دور ہی سے قریب لقا نے غنیمت جانا اسی پر سوار ہو بیٹھا بختیارک نے تاج بھی سر پر رکھدیا
کہا قدرت گھوڑے کو مہمیز کرو اسوقت تو تقدیر معقول ہوئی ہوشربا سے ساحر آگیا لقا کو آرائش کے

بختیارک دوڑا معذور آدم خوار کے پاس آیا کہا کیون ای معذور بڑے بے ادب ہو قدرت نے تقدیر کرکے اپنی خوشی سے شکست کھائی آخر جسواسطے آئے ہو وہ کام نہین کرتے مسلمانون کو مار لو سحر کرو معذور نے کہا صرف اتنا منتظر ہون کہ جمال قدرت دیکھون زیارت سے مشرف ہون بختیارک نے کہا اسوقت قدرت کو انتشار ہے زیارت بیکار ہی فرق قدرت زخمی ہو چکا قدرت کا خون زمین پر گرا لشکر مسلمانان کو شکست دو طرۂ پیغمبری دلوائینگے قدرت سے با آبرو طوائین گے یہ سنتے ہی معذور آدم خوار نے ساحرون کو آواز دی ہان یارو سحر کرو دشمنون کو مار لو اب تو یہ بیچا جست کرکے اک غول مین آیا اک جوان نے اسکو نیزہ مارا اسنے سحر کیا اس جوان کے ہاتھ پاؤن بیکار ہوے اس جلاد نے ٹانگین پکڑکر چیر ڈالا گوشت کو کھانے لگا ساتھ والون نے گولے ترنج نارنج سنبھالے سحر جو پڑھ پڑھ کر پھینکے لشکر اسلام مین ہنگامہ ہوا کئی ہزار آدمی بیہوش ہوکر گرے ساحرون نے آتش سحر سے ہزارون کو جلا دیا لشکر صاحبقران درہم و برہم ہجوم لشکر غم و الم عیاران اسلام نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ لشکر ساحران آپڑا جواہر بن عمرو نے زنفیل بجائی ایک لاکھ چوراسی ہزار بیک بجہ زنفیل پر اپنے افسر کی ہر مقام سے دوڑ پڑے مرشد زادے مرشد زادے کہتے ہوے سامنے آئے جواہر نے آواز دی یارو غضب ہوا مین گرمی جنگ مین لشکر ساحران آگیا افسر انکا ساحر ناہنجار بدکردار آدم خوار کئی کو چیر پھاڑ کر کھا چکا بلانوش ہے اسکا پیٹ نہین بھرتا یہ وقت جانبازی و سرفروشی ہے لشکر ساحران کو تلوے روکو یہ کہکر جواہر نے حقۂ آتشبازی کمر سے نکالا کسی نے چرخی نکالی کسی نے جنگی بان پر ہاتھ ڈالا کسی نے چھچھوندر چھوڑی کسی نے انار داغ کر پھینک مارا لشکر ساحران پر آگ برسا دی کئی سو بیک بجہ بھی سحر مین پھنسکر مارا گیا عیارون نے یہ تدبیر کی ہر ایک عیار نے بڑھکر ساحر کو ٹوکا اگر اسکا حقہ جل گیا فوراً کھ جلتے جلتے مار لیا اگر سحر ساحر کا تقدم ہوا عیار جبا رالتھ ٹاکر گر پڑا دوسرے عیار نے لپٹ کے اسکو خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک وہ زمین پر تڑپا یہ جست کرکے ایک جانب نکل گیا دو ہزار عیار قتل ہوے آٹھ ہزار جادوگر جلا دیے کسی کو حلقۂ کمند سے مارا کہین حباب بیہوشی چل گیا تیغے کے ہاتھ چل رہے ہین برق جیندہ بنکر عیار لڑ رہے ہین لیکن معذور آدم خوار نے برے کے برے درہم و برہم کردیے کئی سردارون کو چیر کر کھا گیا لشکر اسلام کے پیر اکھڑ گئے جب یہ بیچا گوڑ پھینکتا ہے دو دو ہزار ایک ایک سحر مین بیکار ہوتے ہین نماز بان دلاور اپنی مجبوری پر گریہ و زاری کرتے ہین مگر تلوار کی لڑائی کے دھنی ہین جلا

یہ سحر کا کیونکر جواب دے سکتے ہین جب ساحر سامنے آیا اُسنے چاہا سحر کرون یہ دوڑ کے لپٹ پڑے اکھیڑ کر مارا استخوان اُسکے ٹکڑے ٹکڑے ہوے چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا صاحبقران زمان جو کوسون سے لڑے اسقدر زخمی ہوے تلوار قبضے سے نکل جاتی ہر اُس ہنگامے مین مقبل وفادار بدحواس قریب صاحبقران آیا دیکھا صاحبقران اشقر پر سوار اتنا کے زخمدار آنکھین بند دل دردمند جھوم رہے ہین مقبل نے شانہ پکڑ کے ہلایا صاحبقران نے آنکھین کھولدین مقبل نے عرض کی اے شہریار ایک ساحر غدار فرستادہ افراسیاب نابکار عین وقت پر آیا لشکر حضور کا ہٹ آیا جلد اسم اعظم پڑھیے آج تو لقا کو شکست فاش دی تھی تقدیر پلٹ گئی عین وقت پر ساحر پہونچے حضور بنکر لڑائی بگڑگئی لقا کی تقدیر لڑگئی صاحبقران نے ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا اے مقبل کیا کہون زبان مین لکنت ہر کیونکر اسم اعظم پڑھون مرکب تیز رفتاری نہین کرتا اُسپر بھی صدہا تیر پڑے ہین مثل خار صحرا جسم مین بھی اس لیے زبان کے گڑے مین قبضے سے تلوار نکل جاتی ہر فرط زخمداری سے طبیعت گھبراتی ہر جو منظور خدا کیا چارہ دشمنیا بالقضا اگر موت قریب آگئی کون بچائیگا وہی معین و مددگار کام آئیگا یہ کہکر سر اُٹھایا دیکھا اہالیان لشکر ہارے پراگندہ خاطر گھوڑے بدلگامیان کر رہے ہین بے درہم و برہم پیادے سوار پیدل اپنی جان بیکل کوتل گھوڑے مارے مارے پھرتے ہین بوجہ سحر ساحران جابجا گرتے ہین معذور آدم خوار نے جب دیکھا کہ آٹھ ہزار جادوگر مارے جا چکے نعرہ کر کے چار ہزار کو اپنی پشت پر لیا سحر کرتا ہوا چلا اب لشکر لقا بھی دیر ہوا نیزے تلوارین پکڑ کے جا پڑے جن لوگون کے ہاتھ پاؤن بیکار ہو گئے تھے اُن بیکسون کو بہ جعت قتل کرتے ہین اُنکے ہاتھ پاؤن ہوے بیکار علازمان لقا مغرور ناہنجار سنگدل جاہل قالو پرست نشۂ کبر و نخوت سے مست قابو جو پا گئے چڑھتے چلے جاتے ہین کنارے تک لشکر صاحبقران کے آٹھ ہزار کے بہادر جانبازی کر کے ساحرون سے لڑا جب ہاتھ پاؤن بیکار ہوے مجبور و ناچار ہوے ہٹتے چلے آتے ہین اُسپر بھی جرأت دکھاتے ہین ذرا بھی ہاتھ پاؤن مین طاقت پائی ساحر پر جا پڑے خنجر سے مارا پالیٹ گئے عوض تلوار کے گھونسا چل رہا ہر قرولیان کھینچ گئین جب معذور نے بڑھ کر سحر کیا گھوڑے لیکر بھاگے مرکبون پر کوڑے کرتے مین گھوڑا بھی ناچار زمین تپ رہی ہر سُم جلے جاتے ہین یہ حال پرملال جو صاحبقران نے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بمشکل اسم اعظم کو پڑھکر دو چار ساحرون کو بڑھکر مارا معذور آدم خوار نے افراسیاب سے سُنا تھا کہ حمزہ مالک اسم اعظم الٰہی مورد فیوض

ناممکن ہی۔ اب جو اُسنے دیکھا کل سحر بیکار ہوے سمجھا یہ وہی جوان ہی فوراً گینڈے سے کود ا
جھولی سے ایک چراغدان نکالا چار بتیان روشن کردین اُسکی بو سے صدہا بیہوش ہوکے گرے صاحبقران
کی زبان مین زیادہ لکنت ہوئی اسم اعظم فراموش دریاے حیرت کا جوش سر سے گذرا زمین پر رکھدیا غش
انے لگا قالب تہ و بالا پچھڑ کا معذور چراغ روشن کرکے پکارتا ہوا بڑھا لو یارو مین نے چراغ جمشیدی
روشن کردیا چراغ عقل مسلمانان گل ہوا شمع حیات سب کی جھلملا رہی ہی اب بڑھکر سب کو مار لو علا زمان حمزہ
بے قابو مین یہ صدا انشار کو ہی نیزے لیکر بڑھنے باختریون کے بیچ پر جم گئے بادشاہ لشکر و افسران فوج
نے جو یہ قیامت دیکھی یقین مرگ ہوا بادشاہ نے تاج سر سے اُتارا محتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر پکار
اُٹھے اے دادرس بیکسان اے کریم کارساز اسوقت بیکسی و بےبسی مین سواے تیرے کون معین و مددگار ہی
بلاے سحر ساحران سے بچائے فرد بادشاہا تو کریمی و رحیمی و غفور۔ دست ما گیر کہ درماندہ بیچارہ ایم
آج گلزار ابراہیم پر خزان آئی نخل حیات سب کے قلم ہوتے ہین گلون نے گریبان چاک کیے طفلان غنچہ
مرجھائے ایک جھونکے نے باد خزان کے یہ رنگ دکھلائے قطعہ

بر حالِ منِ خستہ و دل ریش نگر
ہرچند نیم لائقِ بخشایشِ تو
شاہا ز کرم بر منِ درویش نگر
بر من منگر بر کرمِ خویش نگر

ملک کے جو سرداران نامی نے دعائی نمازی پاک طینت مجاہد شور شعار نماز گزار بانبار پروردگار فوراً تیر
دعا ہدف مراد پر بیٹھا دعا قبول ہوئی سعادت حصول ہوئی آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی
اتفاق قضا و قدر بحکم حاکم بحر و بر لقا بدار زرین پوش تخت پر سوار فوج دیوان ہمراہ بعبد عز و جاہ
براے شکار جاتا تھا باز سفید سر پر سایہ فگن گرد سرداران صف شکن ناگاہ عیار کی نگاہ پڑی مسند کے
پاس ہوے دیران بلند ہو پر ایک لقا پرست خوشنود و خرسند ہی عرش کی اے صاحبقران زمان ذرا ہیبت
صاحبقران اعظم کو ملاحظہ فرمایئے تمام لشکر پامال ہورہا ہی دل انکی مصیبت پر رو رہا ہی لقا بدار نے جو ملاحظہ
کیا کہ صاحبقران اعظم کو بوجہ زخمداری جان نثاران لشکر نے ہوادار پر سوار کرلیا ہی بادشاہ مچھاہ دریا
خون مین نہائے ہوے پشت مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر گرد نامداران نامور لاشے ہزارہا تڑپتے ہین
لشکر لقا سے صداے تکبیر و بہ بند بلند ہی ایک ساحر فرنگ پیکر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے جابجا ساحر
پشت پر سحر کرتا ہوا آتا ہی زمین و زمان پر آشوب گولے پڑ رہے ہین دریاے سحر جوش مین ہر جوش
ہوش مین ہر لقا ایک گینڈے پر سوار تیغ برق آب چمکاتا پھرتا ہی آواز دے رہا ہی اے بندگان من

ویدی قدرت مرا من جب تقدیر کردم نقابدار زرین پوش یہ رنگ دیکھکر بدحواس ہوگیا بہ تعجیل تمام پشت
مرکب سہ چشمی پر سوار ہوا باز سفید بڑھکر سر پر آیا مثل عاشق صادق صورت نقابدار کی دیکھتا ہے پروانہ وار
گرد شمع جمال نقابدار عالی مقدار پھر رہا ہے نئی بات ہے طائر کو یہ محبت دیکھکر ہوش اُڑتے ہیں طائر وہم
خیال کو بھی یہ محبت ہوئی منقار کھولے ہوئے کبھی پرون کا سایہ کرتا ہے کبھی گرد پھر کر دم محبت کا بھرتا ہے
نقابدار نے فوراً فوج دیوان کو اشارہ کیا خبردار تم میں سے کوئی شریک جنگ ہو اکثر تجربہ ہوا ہے
دیوزادون کا یہ طریقہ ہے سرداران نقابدار کو کاندھے پر سوار کیے رہتے ہیں مرکب ان سردارون کے
زیر بغل جب وقت آیا دیوزادون نے مرکب بغل سے زمین پر رکھا سردار کاندھے سے اُچھلکر پشت
مرکب پر آیا دیو طرف صحرا کے بھاگا سردار شریک جنگ ہوا نقابدار مرکب سہ چشمی پر سوار ہوکر نعرہ کرکے
گرا مجمع ساحران پر جا پڑا بادشاہ نے دیکھا نقابدار زرین پوش اسم اعظم الٰہی پڑھ رہا ہے جس کسی نے
نقابدار پر سحر کیا وہ سحر اُلٹا پلٹ کر اُسی پر پڑتا ہے باز عجب طرح کے کام کر رہا ہے لڑائی میں بھی خیرخواہی سے
باز نہیں آتا ہے ہر ایک ساحر پر عکس ڈالتا پھرتا ہے اُسکے عکس سے ساحر کو سحر فراموش ہوتا ہے سحر کے حربے
ہاتھ سے گر جاتے ہیں بادشاہ کو تعجب ہے فرماتے ہیں نقابدار کا باز بھی برائے شکار طائران روح
ساحران صیاد ہے صاحب بیاد ہے دیکھو عکس ڈالتا پھرتا ہے نقابدار کو بچاتا ہے جو حربہ سحر کا نقابدار
پر آیا باز نے بڑھکر روکا اُسپر پر مار دیا گولہ شکست ہو جاتا ہے اور رائی سرسون کے دانے جل جانے میں
صف ساحران میں ہنگامہ پڑ گیا فریاد فریاد کی صدائیں دینے لگے معذور آدم خوار بڑے قد و قامت کا
انسان ہے صاف ظاہر ہے کہ دیو مہیب کرگدن مست پر سوار ہاتھ میں تیغ آبدار جسکو قتل کیا دانتون سے
اُسکا گوشت نوچنے لگا کسی کو تیغ مارا کسی کو زبانی للکارا صدہا پر سحر کرتا ہے نقابدار نے دور سے للکارا
کر ادھیا آدم خوار مردان عالم سے آنکھ چار کر ہمیرا کر وار کر معذور آدم خوار نے پا دور سے گولہ سحر کا
مارا نقابدار نے اسم اعظم پڑھا باز نے اپنا سایہ ڈالا گولہ پھٹکر زمین میں گرا معذور گھبرا گیا کہ مجھکو
سحر نے بھی معذور کیا خداوند سامری نے کچھ قصور کیا یہ سوچ کر بہت سے ماش کے دانے اُس بدمعاش
نے پھینکے نقابدار دانائے روزگار فوراً اسم اعظم پڑھنے لگا ماش کے دانے گرد تصدق ہو کر گرے
جو فروش گندم نما کا مکر نہ چلا تیغ کھینچکر دوڑا للکار کر نعرہ کیا او نقابدار تو بھی کوئی شعبدہ باز ہے ظاہر ہوا
تجاسر ساز ہے یہ تیغ سحر ساختہ سامری ہے اسکے جوہرون میں افسونگری بھری ہے اسکی بارہ سے دریا گھٹا ہے

اسی کی آبیاری سے دن کٹتا ہے اگر پہاڑ پر مارون تا بہ بیخ کاٹون لاف وگزاف کرتا ہوا قریب لقا بدار
ہو کے چلا تیغ چمکایا لقا بدار نے باواز بلند اسم اعظم الٰہی پڑھا اس فصاحت و بلاغت سے الفاظ ادا کیے
طائران صحرا مست ہو گئے عرب جھومنے لگے کہتے تھے صاحبو فصاحت کا اصلی زبان پر خاتمہ ہے ہر ایک
الفاظ کسقدر صحیح و بیشک بلیغ و فصیح ہے جب معذور نے تیغ چمکایا ہزارہا شعلۂ آتش بھڑک کر لقا بدار پر آئے
اس دریا دل پر آگ نے تاثیر نہ کی آبرو دار نے شعلہ ہائے آتش کو بجھا دیا کئی مرتبہ معذور نے تیغ چمکایا
یہی مقصد ہے کہ دور سے جوہر دکھاؤن قریب لقا بدار نجاؤن لقا بدار نے مرکب حبشی کو چمکایا لغزہ کیا
او نامرد دور سے تیغ چمکاتا ہے جوہر نامردی دکھاتا ہے مجھ پر مردان عالم کے نہیں آتا ہم تو سامنے تیرے
سینہ سپر ہیں معذور نے کئی سحر پڑھے خبردار خبردار کہکر تیغ سحر کا وار کیا لقا بدار نے تیغ برق مثال
پہ کاٹا صدہا چنگاریان گرین لقا بدار پر بوجہ اسم اعظم کے تاثیر نہوئی اب لقا بدار نے وار روک کر
آواز دی او شعبدہ باز او نیرنگ ساز فرد تو زدی ضرب من نوش کن وہم شادی از دل فراموش کن
یہ کہکے مرکب چمکایا گھوڑے نے دونون ٹاپین سنگ پر گینڈے کے رکھدین بقوت تمام لقا بدار نے تیغ برق
مثال کا ہاتھ مارا معذور مغرور نے گردا سپر کا چہرے کی پناہ کیا تیغ برق مثال جو تڑپ کر گرا اسپر سحر کے
دو ٹکڑے ہوئے چاہا سحر کرکے بھاگ جاؤن اجل دامنگیر ہوئی کی اپنے خود نہ بچی سر کو بڑھا دیا جاتا تھا
میرے سر پر تلوار تا بیز نگری کی رو میں تن بھی ہے وہ تیغ خارا شگاف جو گرا سر کٹے اور چہرے کو کاٹ کر
صندوق سینے سے نکل گیا سوار کو کاٹ کر زین کو تراشا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے معذور آدم خوار
کام آنا کہ آندھی سیاہ اٹھی تمام صحرا تاریک ہو گیا آوازہائے مہیب آنے لگین بیرون نے بہت تدبیر کی کچھ
نہو سکا آواز دی کشتی مرا نامم معذور آدم خوار بود ساحران غدار پر لقا بدار جا پڑا جادوگرون نے
دیکھا ہمارا سحر تاثیر نہیں کرتا باز نے جھپٹ جھپٹ کر سب کے ہوش اڑا دیے عکس ڈالکر صدہا ساحر جلا دیے
پرون سے چنگاریان نکل رہی ہیں آخر ساحرون نے ناچار ہو کر لاشہ معذور آدم خوار اٹھایا
روتے پیٹتے طرف طلسم ہوشربا کے بھاگے اب لقا بدار طرف لشکر لقا کے پلٹا یہاں لندھور و
مالک وغیرہ نے جو سحر سے نجات پائی نعرہ کرکے بڑھے کوہیون پر جا پڑے بختیارک نے آواز دی
یا خداوند یہ تقدیر کو کہان سے ہوئی لقا نے کہا آدم خوار کا رکھنا قدرت نے مناسب نجانا ہمارے
سامنے ہمارے بندون کا گوشت کھا گیا قدرت کو بھی غصہ آگیا لقا بدار بھی ہمارا بندۂ خاص ہے

اسکو بڑا پر قوت کیا بختیارک نے کہا اب تدبیر گریز کیجیے ورنہ نقابدار کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے حمزہ نقابدار کو آپ کے حال پر رحم آجاتا ہے اس جوان کے تیور بد ہین آتے ہی قتل کریگا لقا نے کہا قدرت نے نوے برس پیشتر ہی تقدیر کی تھی طبل بازگشت بجے اس نقابدار سے قدرت مقابلہ نکرینگے فرشتون سے کہکر جہنم مین بھجوا دینگے طبل بازگشت پر چوب پڑی نقابدار نے تلوار روکی لقا شکست خوردہ پلٹا نقابدار ٹھہر گیا اپنے ایلیان لشکر کو حکم دیا لشکر صاحبقران کے زخمیون کو اٹھوایا اپنے ہاتھ سے ٹانکے دیے اسباب لشکر لقا لوٹا پکار کر مقبل کو حکم دیا اے مقبل یہ مال اٹھوا لیجاؤ تمھارے لشکر کے سپاہیون کا حق ہے جب تھا کا ہنگامہ ہوا صاحبقران نے آنکھ کھولی نقابدار زرین پوش نے آکر سلام کیا صاحبقران نے دعاے جان درازی نقابدار گھوڑے سے کود پڑا ہوادار کے ہمراہ پیدل چلا صاحبقران نے فرمایا اے نقابدار زرین پوش مجھکو تکلیف ہوتی ہے نقابدار نے بہ فصاحت جواب دیا میری سعادت ہے ماشاء اللہ حضور جرأت کا جامہ آپ کے جسم کے واسطے قطع ہوا کس زخمداری مین آپ لڑے صاحبقران نے فرمایا بھائی تمھارا احسان ہوا عرض کی احسان کیسا آج مجھکو سعادت دارین حاصل ہوئی قتل کافران سے تسکین دل ہوئی صاحبقران کے ساتھ ساتھ بارگاہ سلیمانی مین آیا اپنے ہاتھ سے سر صاحبقران مین ٹانکے لگائے صاحبقران اٹھکر دنگل شوکت پر جلوہ فرما ہوے پہلو مین نقابدار کو جگہ دی اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا رقاصان پری چہرہ آکر حاضر ہوئین رقص شروع ہوا آفتاب عیش و عشرت کا طلوع ہوا اس پری جبین نے یہ غزل گائی

غزل بموجب مقام ہذا

آنکھین تری آفت کی ہین لب غنچہ دہن شوخ
گھونگھٹ ہی مین ہو جاتی ہے معلوم پھبن شوخ
دریا مین بہت ہاتھ نہین لگتی ہے نگین
ہے دشت دل قہر مین اطفال وطن شوخ
خوش رنگ ہین جیسے وہ عقیق لب رنگین
انجم فلک سے بھی سوا ہین یہ ہرن شوخ
اس سرو خرامان کی ادا نے ہے سکھائی چال
ہے طفل مین تجھسے بھی زیادہ یہ ہرن شوخ
اس شعلہ رخون کا ہے ہر اک عضو بدن شوخ
کچھ شک نہین ایسے ہین غزالان ختن شوخ
دو قمر رخین کردنی ہین جو لاکھون کے ہے چین
پیری مین جوانون کی طرح سے ہے یہ زن شوخ
دل لینے مین سو طرح کی کرتے ہین شرارت
رنگت تری ایسی ہے کہان گل بن مین شوخ
کس کسکو خراب اسکی لگاوٹ نے کیا ہے
گستاخ ہے اک کبک ہے طاؤس چمن شوخ
اشعار سناتا ہون قلق ایسے مین رنگین
کیونکر نہ یہ بجلی کی طرح ہون ہمہ تن شوخ
شیشے سے عیان دختر رز کی ہے شرارت
ان شوخ بیانون کا ہے انداز سخن شوخ
یاد آتی ہین غربت مین بہت شوخیان انکی
آفت کے حسین تجھسے ہین اے مشفق من شوخ
آنکھون سے تری چوکڑی اسکی بھی بھلائی
کب نسبت ہے تجھے ہے زیادہ کوئی زن شوخ
کر جاتا ہے رم دل سے خیال آنکھون کا تیرے
لکھنے مین طبیعت کو مری اہل سخن شوخ

جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا لقا بدار بھی بے شرم ہوا صاحبقران زمان کی جانب متوجہ ہو کر عرض کی اب
تو مجھکو بانہائے صاحبقرانی ملین مجھے اور حضور سے سر میدان امتحان ہو صاحبقران نے فرمایا اے بہادر
یہی بارگاہ موجود ہے ابھی تخلیہ کر دین ہمارے تمھارے زور آزمائی ہو جائے نہین کہو بانہائے صاحبقرانی
اشیائے لاثانی چل کر بیچ میدان مین رکھ دین یا تم اٹھاؤ گے یا ہم لے آونگے جسکو خداوند دلوا سکے
وہ لے اے بہادر یہ اشیائے نادرہ میرے سر کے ساتھ ہین جو مجھکو زیر کرے یا میرے خون سے ہاتھ بھرے
تب انکو پائیگا مین انکو اکثر خواب مین دیکھا آپ نے اسوقت احسان کیا پھر وہی ذکر چھیڑا آپ آج
فیصلہ ہی کر کے جائیے انکو بھی یہ خیال ہے میرے قلب پر بھی ملال ہے مین صاف کہہ چکا کہ بدون لڑے بھڑے
بانہائے صاحبقرانی نہ دونگا جسطرح آپ سے ہو سکے لے لیجیے لقا بدار نے سر جھکا لیا عرض کی مین
گستاخی نہین کر سکتا کوئی صورت ایسی بتائیے کہ میرے آپ کے سر میدان مقابلہ نہو کسی طلسم کی فتاحی پہ
بناؤ کیجیے یا اور کسی سے لڑا کے نشان دیجیے میرے آپ کے مقابلہ ہونا مناسب نہین ہے صاحبقران نے
فرمایا طلسم کشائی تائید رب اکبر پر موقوف ہے میرے فرزندون نے صدہا طلسمات فتح کیے طلسم توڑنا کیا فخر ہے
سوائے سر میدان کے مقابلے کے اور کوئی صورت انکو پانے ملنے کی نہین ہے مین ابھی تخلیہ کرا دون اسی
بارگاہ مین میرے آپ کے امتحان ہو جائے جب مجھے زیر کیجیے گا مین کل بانہائے صاحبقرانی حوالے
کر دونگا شاید یہ پیر زمین گیر غالب آئے لقا بدار نے کہا مین گستاخی نکرونگا نشانہائے صاحبقرانی پوچھیے
تسخیر پردۂ قاف مین کلام کیجیے صاحب اسم اعظم ہون پردۂ قاف مین جا بجا اٹھارہ لاکھ دیو مطیع ہے
تمام مقامات عرض نہین کر سکتا بلکہ آسمان پری سے دریافت کرا لیجیے کئی مرتبہ قہقہہ سر حشمی کو شکست
دی لڑتا ہوا تا بہ پردۂ تاریک گیا پردۂ قاف مین طلسم شمشیر مار سلیمانی کو فتح کیا اس طلسم مین بڑے
بڑے جادوگر تھے آپ کے تصدق سے سب مارے گئے لوح اس طلسم کی معدوم تھی بلکہ آپ اپنے
فرزند دلبند بدیع الزمان سے اس طلسم کا حال پوچھیے کا دو مرتبہ انکا گذر اس طلسم پر ہوا علامت
اس طلسم کی یہ تھی راہگیرون پر تلوار برستی تھی جو اس راہ سے نکلا مارا گیا اس عبد ذلیل نے اسکا
اصلی راستہ پیدا کیا لوح دستیاب ہوئی ایک سال کامل یہ نیاز مند اس طلسم پر لڑا آخر فتح کیا اب
اس طلسم مین سکہ نام سعد بن قباد کا جاری ہے یہ سنکر صاحبقران زمان بہت خوش ہوئے فرمایا کہ
اے شیر بیشۂ جرأت تمنے سکہ اپنا کیون نہین جاری کیا لقا بدار نے عرض کی مجھکو دعوے صاحبقرانی ہے

مرد سپاہی ہون انشاء اللہ اگر حضور بائے محلو دینگے بادشاہ بھی رہینگے جملہ حضور کے سردار عیاران نامدار انتظام مین مصروف رہینگے انشاء اللہ ایک ہفتے مین لقا کو مار ڈالونگا خدا نے چاہا تو حضور پر سطوت وصولت کھل جائیگی مجھے انتظام مذہب اسلام منظور ہے آپ کے فرزندان نامدار عالی وقار اس زمانے مین آپ کی اطاعت سے گردن تابیان کر رہے ہین ایرج و نور الدہر کا دم بھر رہے ہین انکا انتظام بھی واجب و لازم ہے بدون حکم ان دونون صاحبونکے پتہ نہین ملتا مین سب انتظام کر لونگا صاحبقران نے فرمایا ای لقا بدار بہادر میرے گھر کے انتظام مین تمکو کیا دخل ہے ایرج و نور الدہر میری روح روان جان لشکر مین دست راست و دست چپ کے دونون افسر مین سردارون کو انکے سبب محبت ہے اس بحیثیتی مین بڑے مطلب نکلتے ہین ایک کی ضد مین ایک کو نام پیدا کرنے کی خواہش ہے ہمیشہ ملک فتح ہوتے ہین کفار سر پر ہاتھ رکھ کے روتے ہین آج لقا بدار و صاحبقران سے عرصہ دراز تک کلام ہوا جب لقریر کو طول ہوا لقا بدار ملول ہوا اپنے مقام سے اٹھا کہا یہ حقیر رخصت ہوتا ہے مین نشاء کلام حضور سمجھا جو کچھ انجام ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ اب مقابلے کا آپ کب وعدہ کرتے ہین مجبور ہوکر لقا بدار نے کہا مہلت پاکر حاضر ہونگا یہ کہکر لقا بدار باہر آیا اپنے تخت پر سوار ہوا فوج دیوان آکر حاضر ہوئی اسی کر و فر جاہ و حشم سے روانہ ہوگیا صاحبقران مصروف عیش ہوئے لقا نے نامہ شکایت و حکایت طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ کیا ان سبکو اسی حال مین چھوڑیے وقت پر احوال ان سب کا تحریر ہوگا

داستان حیرت بیان طلسم ہوش ربا و مقابلہ یاقوت سخندان و سحر ملکہ بران مجلس و عشق لعل سخندان از اسد نامدار و دیگر حالات یعنی آمد ملکہ حیحون سبز لوش زباندراز مالک حجرہ طلائے کوکب و تلاش ملکہ محبوب کاکل کشا و زیرزادی و عیاری چالاک یعنی دریافت کرنا ملکہ حیرت سے حال گرفتاری محبوب اور جانا برائے رہائی محبوب چالاک و مخمور کا عجب داستان

حیرت بیان ہے ساقی نامۂ مصنف

بیا ساقی آن بادہ در جام کن	کہ باشد مر است و بدنام کن	بدہ ساغر چند و دیوانہ ساز
بہر مرز و ہر بوم افسانہ ساز	کہ از خویش بیرون کند رخت من	شود بر سر دار پا تخت من
ازان می کہ گردد تماشائے خلق	کند مست و بدنام در سوے خلق	ولم سخت نگرفتہ در شہر تن
رود از خود آباد سازد کفن	بیا مطرب آن نغمہ راساز کن	بہ چنگ و دف و بربط آواز کن

که یاران غنیمت بود یک دو روز
بگیرند از وصل هم انبساط
چو فردا پریشان شود انجمن
نه ابر بهاران کند بهمنی
بماند دگر لب گزیدن عجب ما
کند دست و پا رنج از خون شوے
بگوید به آواز طبل بلند
حنا بود در پاے بوسی من
شود گر بکام کسے یک دو روز
بگوید دل روز و شب بر سرش
بیک جلوه صد فتنه برپا کند
اگرچه بود دلکش و جامه زیب
مکن تکیه چشم سیاهش بخواب
دل خویشتن را که یابی گزند
سیه میکند دیده از بخت ما
که صبح مرا میکند شست و شو
منت گفتم ای نوجوان ساده دل
مکن داستان جلالت رقم

نشینند باهم به ساز و لسوز
که فصل جوانی چو فصل گل ست
نه این باده ماند نه ساقی نه من
نه این جام ماند نه ساقی نه بزم
گریبان طاقت دریدن بجا
چو از خون شوهر کند پا نگار
که ای تاجداران شاهد پسند
من از خون او رنگ کردم قبا
نشاند لبے سال و ماهش بسوز
وگر زهر ریزد کسے را بجام
جهان را پر از شور و غوغا کند
به خالش مبین و برخسار لب
که شد خانه مردمان زو خراب
خیال قد و قامت او مکن
زند و رخسم نیل چون رخت ما
همین است آغاز و انجام او
که بگریز ازین بیوفا جان گسل

بجوشید و نوشید جام نشاط
دو شاهد مرا سنبل و کاکل است
نه شمع لگن را بود روشنی
چو فردا شود گرم بازار عزم
عروس جهان نیست آرام جوے
کند شاهد دیگرے اندر کنار
ز خون سرش در عروسی من
که ماند عروسی من پا بجا
زند کوس او بار ابر در سرش
کند صبح نور و نور او تیره شام
مخور زان عروس دل آرا فریب
که باشد پئے قتل عاشق سبب
بگیسو و زلف سیاهش مبند
که صد سرور اکند از رخ درین
ز خون عزیزان شود سرخ رو
بلند است ازین کارها نام او
قمر تا کجا این شکایت کنم

چہره کشایان دریاے بیکنار سحر و ساحری و غریقان لجۂ بحر خار

افسون گری آشنایان بحر امواج کرامت و زورق نشینان تلاطم گرداب سعادت زبان حال کو آب و تاب تمام آب گوہر مضامین سے دھو کر گوہر آبدار سخن کو رشتۂ تحریر مین پرو کر ورق سرا گاہ پر یون قطرہ زن ہین فرد مصنف نہنگان دریاے جرأت نشان و حیات غوطہ زن دریم و داستان و بیان طلسم ہوش ربا مین ہنگامۂ عظیم برپا ہے یاقوت نے بیخ پر بیخ اٹھائے گلگونہ و شبدیز قتل ہوئین غم و غضب مین آکر افراسیاب سے کہا شہنشاہ آپ جا کر طبل جنگی بجوائیے مین کل کو مثل دلگی ایک بیدہ

تو بجیگا ہزرین سلطوت و بودیگی افراسیاب نے خوشی خوشی طبل جنگی بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے پرندہ پرند جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار مین ملکہ مہرخ کے حاضر ہوئے ہاتھ اٹھاکر دعا و ثنا سے

بادشاہا ... ... لطف ...	ای ز دانشت ... سایہ ہم تیغ و قلم را	دو ساختہ آرایش ہم فضل و کرم را
این دوام کہ زلطف ... فلک ...	زیبد آنکہ کند غنچہ ... شہرت جم را	یہ دربار ہمیشہ حضور کو بجا ہو

تشریف رکھے دوستون کو شادی دشمنون کو نامرادی یا تو ساحرون نے طبل جنگی بجوادیا کل اسکا ارادہ ہے کہ جوش و خروش دکھائے دریا سے سحر کو زور دے ملکہ مہران و مہ جبین نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بجناب رب اکبر طبل جنگی بجے لیکن اتفاق تھا اوقت جب طبل جنگی بج چکا شکیل جادو فرزند مہرخ خدمت اسد مین حاضر ہوا عرض کی جو حضور نے قاعدہ قرار دیا ہے جب اس قاعدے سے کہ آج حضور کو طلایہ کا گشت کرنا چاہیے سال بھر مین ایکدن حضور کا بھی نام نکلتا ہے حضور لالان صندلی پوش نے کہا اے شکیل ہم خوش مین اپنے آقا کے یہ خدمت بجا لائینگے اسد نے کہا ای برادر ہم بخوبی جانتے مین کہ تم ہمارے عاشق صادق ہو لیکن یہ طریقہ ہمارے نانا جان کے لشکر مین جاری ہے ایکدن سال مین ہمارے نانا جان اس خدمت کو بجا لاتے مین لہذا یہ خدمت سرداران فوج وحفاظت لشکر ظفر اثر ہمارے افسر سعادت دارین ہے یہ فرماکر ضرغام کو حکم دیا سر شام خاصہ نوش کرکے براسے انتظام طلایہ لشکر جائینگے یہ کہکر دربار مہرخ سے اٹھے سر شام اسد خوش انجام نے خاصہ نوش کیا ضرغام کو ساتھ لیا چند سردار چار سو سوار ہمراہ ہوگئے بازارون کا اگر انتظام کیا ہر ایک بازار مین پانچ پانچ سوار چھوڑے ہر پہرے مین اگر صدا حاضر باش و ناظر باش ہوتی ہے رسالدار کمیدان اذان اسد نامدار کی لشکر خیمون سے نکل آتے ہین بر لبے دعا ہاتھ اٹھاتے ہین اسد فرماتے ہین آپ لوگ جاکر اپنی بارگاہ مین بیٹھئے شب بھر مجھے یہی کام کرنا ہے آپ لوگون کی حفاظت ہر میرے واسطے یہی سعادت ہے تمام لشکر والے اسد غازی کو دعائین دیتے مین کہ خدا ہمارے افسر کو سلامت رکھے سپاہی دوست قدردان رتبہ شناس فلک اساس جری بہادر لشکر ہے کہ ہم ایسے سردار کے تابعدار ہین ساحرون مین باعنان قدرت طلایہ ہوا اسد نامدار و ضرغام نے رات گئے تک سب بازارون مین پھرے سردارون کو سپاہیون کو جا بجا چھوڑ دیا اب صرف ضرغام ہمراہ ہے فرمایا بھئی ضرغام آج رات کیونکر کٹے لشکر افراسیاب مین ہنگامہ ہے ایسا نہو کوئی شبخون آنیکا قصد کرے ہمارے سر طلایہ با حشمت نامی افسر کی ناکامی ایسے مقام پر چلکر بیٹھین لشکر کی حفاظت بھی کرین شب ساتھ لطف کے بسر ہو بخیر و خوبی ہے ہو ضرغام نے کنارے سے لشکر اسلام کے الگ ضرغام

تجویز کیا زین پوش بچھایا مسند آراستہ کری اسعد کو وہان بٹھایا قبور مین سے گلابی نکالی شاہزادہ اسد کے سامنے موجود ہو کر بیٹھا کہا حضور ایک جام نوش کرین مین چند اشعار گاؤن اس طرح حضور کا دل بہلاؤن اسعد نے جام نوش کیا مضراب جام سے چنگ ہمی نکالا اسکو چھیڑا لگا شروع کیا جاتا ہی کہ اسعد نازی کا شوخ نرخ حسینون کے سرکا تاج مین غزل عاشقانہ شروع کی غزل

انکھ اپنی انکھ ہے ہر روزن دیوار کی
بعد مردن بھی گئی دل سے نہ اپنے آرزو
تار گیسو بنگئی گردن ترے بیمار کی
کس قدر لذت تھی خون بیگناہی مین ترے
بعد مردن بھی نہ جھپکی انکھ مجھ بیدار کی
خوب ہے تو گردن مینا لگا کر منہ سے
آئی آزردگی سے مجھے سینے عار کی
فضل حق سے بسکہ ہے شاگرد مومن تو نسیم

لطف نظارہ سے آئی ہے انکھون تک نظر
جام کی ساقی کی نرگس یار کی گلزار کی
ربط باہم کا ہے رشتہ ہے ایک رشتے مین
خنجر قاتل نے چل کر حلق پر تکرار کی
فصل گل مین ہر جگہ موجود ہین آتش شفق
جسکو دیکھی ساقی نے رخصت کے لیئے تکرار کی
کیا مثال انکی بھلا جو چیز دکھلائی نہ دے
معدوم ہے سارے زمانے مین ترے اشعار کی

بسکہ ہے دل مین ہوس نظارۂ یار کی
خال بنکر رہگئی دلدار کے رخسار کی
کر دیا آخر خیال زلف نے ایسا ضعیف
نوک جو ٹوٹی نہ نکلی آبلے سے خار کی
خندۂ زخم جگر سے قبر مین آئی نہ نیند
دشت کی ہے سیر عنایت آبلون پر خار کی
تم تو کب آتے تھے لیکن مرگ بھی آتی نہین
ناتوان وہ ہون نہین تشبیہ جسم زار کی
اسعد نامدار کا دماغ تر حضر ناعم

ایسا رفیق حاضر ہے لشکر دشمن پر بھی نگاہ کبھی واہ کبھی آہ یہان لشکر افراسیاب و یاقوت مین بھی تیاریان ہو رہی ہین ہر خیمے سے دھوئین اٹھ رہے ہین بڑے بڑے ساحر گوگل وغیرہ جلا رہے ہین بیرون کو جگاتے ہین چوکے دے رہے ہین خون خوک سے سحرون کی تیاری ہر ایک یہی چاہتا ہی صبح کو میدان مین نام کرین سب سے بڑھ کر کام کرین یاقوت سخندان نے جب دربار برخاست کیا بیرون بارگاہ آکی دیکھا لشکر دن مین ہنگامہ ہر آتشبازیان چھوٹ رہی ہین لشکر بران و مہرخ کے ساحر ہر مرتبہ بڑھ آتے ہین لشکر افراسیاب مین سرما و ابریق جو طلائے ہر مین انکے مقابلے ہو جاتے ہین کئی مرتبہ باغبان بڑھ آیا ایسے سحر کیے سرما کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہو گئے ابریق ہٹ آیا ملکہ یاقوت قریب نہرون کے آئین موتیون کے مارے لگے سے اتارے نہرون مین موتی پھینکے جوش و خروش نہرون کا اور زیادہ ہوا موجہ بلند ہونے لگا گرداب محیط ہوئے رنگ اچھلنے لگے لعل کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہی یاقوت نے کہا ہوا سرکشی اہل اسلام کی دیکھ رہی ہی ہر مرتبہ اہلیان طلایہ بڑھ آتے ہین سرکشی دکھانے مین طلازنان افراسیاب نامرد جان بچا تم مرز باغبان کس زور شور سے طلایہ دے رہا ہے لشکر بران سے بھی قصد اسکا سبب آتی ہی نہین معلوم وہان میر طلایہ کون ہی کیونکر

سر اُٹھا کر دیکھنے لگی دیکھا اک جوان خوش رو دلشیت مرکب پر سوار لشکر یاقوت پر پاش کرکے دانے پھینکتا ہی جیسے شعلہ بھڑک کے گرا دس پانچ ساحر جل گئے وہ جوان گھوڑا بڑھا کر ہٹ گیا یاقوت نے کہا بوالعل یہ کون جوان تھا لعل نے کہا علمدار لشکر ظفر اثر کوکب روشن ضمیر صاحب شوکت وحشم شہنشاہ برجیس زرین علم عاشق صادق بران ہزبران وجمشید کو گودیون مین پالا دیکھیے سینہ سپر کیے ہوئے پھر رہا ہی یاقوت نے کہا شب بھر مین لشکر پامال ہو جائیگا ہمشیرہ آج تم حفاظت کرو وہ آگ بھڑکا رہا ہی تم باران سحر برساؤ اپنے لشکر والون کو اسطرح بچاؤ مین کیا زبان ہلاؤن دو پہر کے یہ لوگ اور مہمان ہین صبح کو دیکھ لینا نہ لشکر ہی نہ یہ سامان ہی نائب طلسم نور افشان تاثیر پہونچے گی ہزارہا قصر جل جائینگے دریا ابلین گے مثل حباب سر دشمنون کے بہتے پھرینگے موج آب تیغ برق تاب بے گناہ تشنگان خون آشام ہزارون کو کھاجائینگے گھڑیال گھڑی گھڑی سرکشی دکھائینگے دو پہر کی تکلیف گوارا کرو یہ کہکر یاقوت تو پلٹی لعل سخندان اسیر طرۂ گیسو پیچ پیچ ابرو ست شراب محبت ساقی میخانہ مودت عشق اسد نامدار مین بیقرار ہی جو یاقوت سے سنا کہ کل سب ڈوب ڈوب کے مرینگے دل دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی یہ اشعار عبرت آثار زیب النسا مختلفی زبان پر جاری ہین اشعار

بریدن از وطن گفتم بغربت زندگی خوشتر
اگر بوئے زپیراہن ہمراہ صبا باشد
ملکن اندیشہ ماضی مشو در فکر مستقبل
اسیر فکر غم مخفی کسے چندین چرا باشد

محبت تا بہ وادی جنون ہم رہنما باشد
کہ در تنہائی غربت خیالات آشنا باشد
ز ناکامی بر صد دل نہ تنہا من گفتم خوش
غنیمت دان ہم ہیچ ہم را کہ ہر دم کیمیا باشد

دلم در قید زنجیر سر زلف دوتا باشد
کشاید دیدہ گل را بہ بیند نالہ بلبل
الٰہی عالم ہر کرا بینی بدردے مبتلا باشد
چو تو میرے خداوندی بروانی حذر بیست

چند کنیزین ساتھ ہین جاتی ہین انکو کیونکر ہٹاؤن دل کو غم سے خالی کرون کنیزون کو جابجا برائے انتظام مقرر کیا آپ یکہ و تنہا رنجیدہ کبیدہ حیران و مضطر بیقرار و ششدر کنارے اپنے لشکر کے سحر برجیس زرین علم کا دفعیہ بھی کر رہی ہی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی اس فکر مین لعل سخندان حیران کھڑی ہی کہ طلسم کشا تک کیونکر جاؤن اپنا درد جگر اس مغرور حسن و جمال کو کیونکر سناؤن ناگاہ عشق شعیدہ باز نے اک صورت نئی نکالی گانے کی آواز کان مین آئی کوئی چنگ مرصعی بجا کر یہ غزل عاشقانہ بسوز و گداز گا رہا ہی غـزل

شکل نرگس صاحب آزار آنکھین ہوگئین
دو خونخوار صورتون پہ وہ ناسور بنے سے پڑ گئے

وصل میں تکرار بھی نہیں موقوف ہوتی تا کہ بجا
اب جو تکو دیکھنے کو چار آنکھین ہوگئین

جب سے تیری طالب دیدار آنکھین ہوگئین
انکو گویا رفت و دیدار آنکھین ہوگئین
تسپے ہم کہتے تھے یہ جنگ فی اچھی نہین

تو عارض چراغ سر طور ہین | اسد غازی بیقرار ہو گیا دل تڑپنے لگا آنکھون مین تری ہونٹھون پر
خشکی چہرے پر ہوائیان حضرت عشق کی نشانیان ہاتھ بڑھے کہ گریبان چاک کرین یا بلائین چہرۂ محبوب
کی لین

نظم مصنف

جو عاشق نے بیاختہ آہ کی
ہوئی تیر مژگان کی ظاہر کھٹک
ہر اک آہ دل دوز نشتر بنی
جنون تخم وحشت کو بونے لگا
بدن بید کی طرح تھرا گیا
زمین پر رگڑنے لگا ایڑیان
اُٹھا سر کو زانو کے اوپر رکھا

ہوا دل پہ فوج الم کا ہجوم
تو معشوق مطلوب نے واہ کی
چلی قلب پر ابروون کی چھری
دکھایا تڑپ نے غم جانکنی
ہوے خشک لب چشم تر ہو گئی
چھٹا دامن ضبط غش آ گیا
جو لعل سخندان نے دیکھا یہ حال
ہوئی غم سے بیتاب، وہ مہ لقا

چلی باغ عشرت مین غم کی سموم
دھڑک دل مین پیدا ہوئی یک بیک
کلیجے پہ شمشیر غم کی پھری
رخ رشک گل زرد ہونے لگا
مہم عشق سرکش کی سر ہو گئی
پڑین پانون مین عشق کی بیڑیان
بڑھی ہو کے بیتاب وہ خوشخصال
اسد غازی جو آہ کر کے غش ہوا

لعل کے دل کو تاب نہ رہی جوش محبت مین بیٹھ گئی اپنے یار کا سر اٹھا کر اُس سجائے زمان نے زانو پر رکھ لیا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے صدف چشم سے جو مروارید بے بہا عارض پر اُس مہ لقا کے گرے بوے زلف معنبر دماغ مین پہونچی اشکون نے کار گلاب کیا بوے زلف عنبرین خلخلہ بنگئی اسد نے آنکھ کھول دی دماغ کو اپنے عرش اعلے پر پایا زیر سر تکیۂ زانوے محبوب تھا دل سے کہا ہمارا بیہوش ہونا خوب تھا ضرغام نے بھی قریب آکر تلوے سہلائے اسد غازی محجوب ہو کر اُٹھ بیٹھے لعل کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب آؤ یہ صحبت بے تکلف ہے لعل سر جھکائے ہوے آئی مسند پر بیٹھی مگر شرمائی ہوئی انکھیون سے نظارۂ جمال اسد نامدار کرتی ہے اپنی جوہر شناسی پر ناز ہے دل سے کہتی ہو ہزارون مین جوان سرفراز ہے کیا شوکت ہے پروردگار نے عطا کی حسن و جمال بندۂ درگاہ مین ہے جو یوسف سے اسکو مثال دین وہ گمراہ ہین ضرغام بھی چپکا بیٹھا ہے لعل نے کہا کہ کیون صاحب ہم مثل صحبت ہوے آپ اپنے رفیق کا گانا سن رہے تھے ہم بھی اشتیاق مین چلے آئے آپ کی صحبت مین ہمارے آنے سے سناٹا ہو گیا میان عیار صاحب گائیے ضرغام نے کہا باتین کریجے مین تو حاضر ہون یہ کہکر ضرغام نے اسد کو اشارہ کیا جام شراب بھر کر رکھ دیا اسد نے ملکہ لعل کو دینے کا قصد کیا کہا اے شہریار موقع شراب و کباب کا نہین ہے چونکہ عرصۂ دراز سے آپ سے کلام

کر نیکی مشتاق تھی اسوقت حماقت ہماری کہ چلی آئی اول تو یہ فرمایئے کہ بی بران نے آپ کی جان بچانے کی کیا تدبیر کی ہے اسد نے کہا جان ہماری پروردگار بچائیگا بران کو کیا لیاقت ہے لعل نے جام اپنے ہاتھ مین اٹھا لیا کہا اگر خلاف نہو تو ہمارے ہاتھ سے نوش فرمایئے اسد نے جام پر ہاتھ رکھ دیا لعل نے آنکھوں مین آنسو بھر کر کہا مین بخوبی آگاہ ہون کہ آپ منظور نظر دختر افراسیاب ہین انکھون نے مین نہین ہونگی مجھسے اور طرح کا خیال نفرمایئے آمد سخن مین یہ بھی اتفاق ہوا کوچۂ عشق وعاشقی سے ہم ماہر نہین ہین یہ کہکر اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے دامن اسد تھام کر یہ شعر پڑھا شعر

ہم نہین واقف کہ کیا الفت کی رسم و راہ ہے
رحم لازم ہے کہ ظالم اپنی بیلی چاہ ہے

کبھی کوچۂ عشق مین قدم نہین رکھا تنگ طعام عشق خانہ خراب کا مزا نہین چکھا اب دیکھیے فلک کیا دکھائے اسد نامدار نے دامن سے اشک پاک کیے کہا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی ہم لوگون کا یہ طریقہ نہین کسی کے حکم کی پابندی نہین لیکن ہمارے تمھارے مذہب مین اختلاف ہے اول سامری و جمشید پرست کو اعتقاد وحدانیت رب اکبر دل سے بجالاؤ تمھاری کنیزون کے ہاتھ سے شراب پیین خیال تو کرو سامری و جمشید مثل تمھارے ساحر تھے علوم مکاری سے بخوبی ماہر تھے انکو خدا جانتی ہو اپنے مالک کو نہین پہچانتی ہو اس فصاحت و بلاغت سے اسد نامدار نے صفت وحدانیت رب اکبر بیان کی کہ لعل کے قالب کو سرور ہوا زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا عرض کی مین نے اطاعت دین اسلام قبول کی اسد نے جام لیکر نوش کیا دوسرا جام اپنے ہاتھ سے بھر کر لعل کو دیا لعل نے انکار مناسب نجانا سوچی کہ دل شکنی ہوگی دو چار گھونٹ شراب کے پیے آنکھون مین لال ڈورے نشۂ وحشت کے پڑے قلب کو سرور ہوا حجاب پاس سے دور ہوا دونون عاشق و معشوق مسند پر بیٹھے ضرغام دل مین خوش ہو رہا ہے دل سے کہتا ہے ماشاء اللہ مسند پر قران السعدین ہے ایک برج مین اجماع نیرین ہے دونون حسین و جمیل وہ یوسف ہے تو یہ زلیخا وہ قیس مجنون یہ لیلی جگر خون وہ فرہاد یہ رشک شیرین لعل نے کہا صاحب تم جسواسطے آئے وہ لطف موقوف ہو گیا کیون بھائی ضرغام ہمارے سامنے گانے سے شرماتے ہو تمکو منظور ہے کہ ہم چلے جائین تو اکیلے بیٹھکر اپنے آقا سے راز و نیاز کی باتین کرین ضرغام نے دست بستہ عرض کی مین ابھی گاتا ہون وہ آقا ہین تو آپ مالک کا ارشاد ابھی بجالاتا ہون یہ کہکے چنگ سرمستی اٹھایا یہ غزل عشرت خیز عشق انگیز شروع کی غزل

بلیغ پہلو مین ضرغام شیر دل عیار کامل نئی نئی غزلین گا رہا ہے کمال علم موسیقی دکھا رہا ہے سامنے صحرائے
سبزہ زار ناگاہ مرغ سحر نے آواز دی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بزم عاشق و معشوق مین صدائے الفراق
بلند ہوئی شمع انجمن لہرائی پروانون نے جان دی نسیم سحری چلی طائران نغمہ سرا آشیانون سے نکلنے لگے
یاد الٰہی مین چہکارے مارے قمری حق سرّہ کہکر شاخ گل پر آ بیٹھی سجادۂ برگ بچھا دیا یاد مین رب اکبر کے
وجد کر رہی ہے تسبیح ورد زبان لعل گھبرا کر اٹھی کہا لو صاحب خدا حافظ اگر زندہ ہین تو پھر ملینگے ورنہ
دیدار ما و شما القیامت استاد ضرغام تو عیار نامدار ہے آنکھین خواجہ عمرو کی دیکھین خانۂ کرو فند مین
پرورش پائی کہا کیون اے ملکہ لعل سخندان یہ تمنے کیا کلمہ کہا کہ قیامت مین ملاقات ہوگی لعل نے
بے اختیار آہ کی کہا اے ضرغام نیک انجام ہمشیرۂ یاقوت نے رات بھر نہرون پر سحر کیا ہے لہذا تمہارے
لشکر کی کیونکر آبرو بچیگی رونما یہ ہے کہ اسد نامدار نے طلسم کشائی طلسم ہوشربا پر کمر باندھی ہے کوئی تحفہ
ایسا پاس نہ رکھا کہ بروقت سحر و ساحری جان کی تو حفاظت ہو دختر افراسیاب قبضے مین گھر سے
نکل آئین کوئی تحفہ نہ لینی آئین بی لالان خولقباد دختر خداوند طلسم ہوشربا دو لفظین بھی سحر
کی نہین جانتین دونون عاشق صادق ہین آج تک کوئی تدبیر نہ کی کہ اپنے وارث کی جان بچائینگی
کوئی فکر کرین اب قیامت کا سحر اس طرف سے ہوگا کہ بی مہرخ و بہار گھبرا جائینگی لیکن وہ سب
ساحرہ نامدار ہین اپنی جان بچا کر بھاگین گی طائر بنکر نکل جائینگی انکے حال پر ملال پر افسوس
آیا کہ یہ کیونکر بچین گے قدم ہٹانے سے ننگ و عار جرأت و شوکت انکے خاندان کا شعار سحر مین نہ دو
کیا چلے گا لیکن یہ کنیز بے تمیز ایک تحفہ حقیر اپنے سحر کا بنایا ہوا حاضر لائی ہے یہ نذر کرتی ہون یہ کہکر لعل
نے ایک کھولا بازو پر اسد نامدار کے باندھ دیا کہا اے ضرغام تم عیار ہو اسکا خیال رکھنا یہ ہر وقت
انکے پاس رہے خدا چاہیگا تو ہر کس و ناکس کا سحر ان پر تاثیر نہ کریگا اسد نے کہا ملکہ مین تو تکیہ نام رب اکبر
پہ لگاتا ہون نام حافظ حقیقی ہر وقت ورد زبان ہے یہ جوش بزرگ ہر وقت پاس موجود ہے یہی ہمارا
مقصود ہے لعل نے عرض کی جہالت نہ فرمایئے اسکے لینے مین انکار نہ کیجیے کل زمین و آسمان تھرا اٹھینگے
بی برآن وغیرہ کو غش آئینگے مین حیران ہون ہمشیر ملکہ سحر کا کون جواب دیگا اسد نے کہا اے شہنشاہ
اقلیم حسن و جمال اے حاکم تاج و تخت جاہ و جلال تاریک شکل گنش سے زیادہ کون نیرنگ باز و شعبدہ
ساز ہوگا جو صد ہا سردارون کو چیر پھاڑ کر کھا گئی اس داغ بلیات نے وہ بھی بلا فتح کی کتنے کی رت

قتل ہو گی شعل نے کیا روشنی دکھائی اختقاق وشمنا نواز نے کیا کیا زور دکھائے خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے خداوند جمشید شکر شناسے لی اس شمنا کا یہ انجام ہوا شوہر ہلال سحر افگن نے ہزارون کو چیر کر پھینک دیا اسی طرح وہ مسبب الاسباب کوئی سامان پیدا کریگا یاران شمشیر زن گوہر آبدار صدف دریاے سحر و ساحری ہین جسنے دریاے خون روان خشک کیا پل بر یزدان تو خواجہ عمرو کو دریاسے نکالا وہ نہرون کی بھی تدبیر کر چکی ہو لعل نے کہا صاحب خدا ایسا کرے ہم تو خیر خواہ دولت مین لیکن مجبور و ناچار ہمشیرہ صاحبہ مالک حجرۂ بلا ہین عفریت طلسم اُنکے قبضۂ اختیار مین ہین اُنکے سحر مین دخل نہین دے سکتی زوال آپ کا دیکھونگی رو رو کے مرونگی مین ہمسر ہمشیرہ کی نہین ہون الغرض لعل نے بجبر بازو پر اسد کے باندھ دیا روتی ہوئی طرف اپنے لشکر کے چلی پھر پھر کر دیکھتی جاتی ہی اسد نے بھی کئی مرتبہ بڑھ کر دامن تھاما کہا ملکہ ہم تو مجبور و ناچار ہین پھر کسی طور سے ملاقات کو آنا بارگاہ مین سرفراز فرمانا لعل نے کہا جیتا تنک ہو سکیگا دل کھینچ لائیگا ہم اپنے قابو مین اب نہین ہین اسد نے کہا ای ملکہ اب تم مطیع الاسلام ہو چکین ہمارے لشکر مین چلو کوئی کیا کر سکیگا افراسیاب نے مخمور و بہار کے واسطے کیا کیا خاک اڑائی آخر کیا کر لیا دامن عصمت کو اُنکے ہاتھ نہ لگا سکا ایسے ایسے مقدمات بہت سے پیش آچکے بلا کا انجام رد ہونا تشا و اعدہ بی یاقوت کو بھی موت لیکر آئی ہی لعل نے کہا میرا رہنا مناسب نہین ہی یاقوت آفت برپا کریگی مجھکو زندہ نہ چھوڑے گی شائد کسی وقت کام آؤن یہ کہکر لعل سخندان طرف اپنے لشکر کے گئی اسد زیب مرکب پر سوار ہوے ضرغام نے رکاب پر ہاتھ رکھا سردار انکے تلاش کرتے پھرتے تھے صندلان کو بہرات رہے جستجو تھی کہ آقا نامدار کہان گئے فوج لیے آتا تھا دیکھا اسد نامدار صحرا سے تشریف لاتے ہین گھوڑے سے کود پڑا اسلام کیا کہا آقا کہان شب بسر کی فرمایا ای خیر خواہ حفاظت لشکر مین مصروف تھے اسی صحرا مین شب بسر کی وہان ملکہ مہر جبین تخت پر سوار ہو کر جلوخانے مین تشریف لائین ملکہ مہرخ و باغبان و بہار وغیرہ اہل اسلام ہوا بران بھی مع اپنے سردارون کے حاضر ہوئین ملکہ مہر جبین ہر طرف پیک نگاہ کو دوڑاتی ہین اسد نامدار کو اُس مجمع مین نہین پاتی ہین آخر گھبرا کر باغبان سے پوچھا کہ ای وزیر اعظم تمہارے آقاے نامدار تمہارے ساتھ براے انتظام طلایۂ لشکر گئے تھے ہمنے خبر سُنی ماشاء اللہ تمنے آج کی شب طلایہ انتظام کیا سرما و ابریق کو بھگا دیا کیا نام کیا لیکن طلسم کشا صاحب کہان ہین دن نکل آیا ہی ابھی تک

واپس نہین ہوسے باغبان نے کہا حضور مین نے شب کو سیر نہین دیکھا انتظام انکا بھی معقول ہوا کسی
دوکان مین چوری نہین ہونے پائی ہر ایک بازار مین سوار پیدل مقرر فرمائے خود بھی براے حفاظت موجود
رہے پہر رات سے تک مین نے خبر پائی تشریف لاتے ہونگے ملکہ مہ جبین پریشان ایک ایک سے پوچھ رہی ہین
کبھی فرماتی ہین نانا جان کو تو بلالو خواجہ عمرو کہان تشریف رکھتے ہین اپنے فرزند کی خبر لیین ہمارے کہنے سے
وہ خفا ہوتے ہین تمام ساحر انکے نام کے دشمن ہین مہرخ وبہار عرض کر رہی ہین حضور نہ گھبرائین تشریف
لاتے ہونگے تخت ملکہ مہ جبین جلوخانے سے نکل چکا ہے کہ سامنے سے اسد نامدار ظاہر ہوے شب کے
جاگے ہوے آنکھین اُبلی ہوئین چولی مسکی ہوئی جسم سے عطر سہاگ کی خوشبو زلفون پر اکثر افشان مثل جگنو
چہرہ سرخ پریشان پریشان آکر پایۂ تخت پہ ہاتھ رکھا صندلان صندلی پوش فوج غیر ساحران لیکر آیا طلسم
کو چہار جانب سے گھیر لیا اس جاہ وحشم سے لشکر طرف میدان کارزار کے چلا لیکن بموجب مضمون مصرع دل
را بدل رہیست درین گنبد سپہر وسب سے زیادہ ملکہ مہ جبین کو بیقراری تھی اس کیفیت مین جو اسد غازی
کو دیکھا خود بخود دل دھڑکنے لگا یقین کامل ہوا آج شب کو اسد نامدار کسی جلسے مین گئے تھے تخت کے تو
قریب تھے مسکرا کر پوچھا کیون شہریار مزاج کیسا ہے آئینۂ رخسار پہ گرد ملال پائی جاتی ہے ہم تو خیر خواہ جان
و مال ہین آئینہ لیکر چہرے کو ملاحظہ کیجیے ابھی تک شب گیسو مین ستارے چمک رہے ہین اسد غازی کو خیال
آگیا کہا نہین ملکہ عالم صندلان صندلی پوش جوان شوقین ہے ملکہ گوہر جادو افشان چنکر پیشانی پر
براے حفاظت صندلان آئی تھین جھکر سلام کیا مین نے سر انکا سینے سے لگا لیا وہی ذرہ ہاے
افشان رہگئے ہونگے اور کسی طرح کا خیال نہ کرنا مثل تمھارے نہ کسی کا مرتبہ ہے نہ ہوگا مہ جبین نے آنکھون
مین آنسو بھر کر کہا شہریار مین کیا کہون میرا دل خبر وحشت دیتا ہے اتنا خوب خیال رکھیے گا جتنے ہمراہیان
افراسیاب ہین انکی جان وآبرو کے دشمن ہین آپ تو سیدھے سیادھے ہین کسی کے دھوکے مین آجائیگا
میان تو عاشق ومعشوق مین یہ باتین ہو رہی ہین اسد عذر کرتے ہین مہ جبین کا دل خبر دیتا ہے کہ کہین
اور دل اُلجھا بطور قدیم آج ولداری نہین ہے ظاہری خوشامد ہے کہ اُس طرف سے لشکر یاقوت بڑے زور
شور سے آگے بڑھا دونون نہرین سحر یاقوت کی میدان کارزار مین آکر بڑے جوش وخروش سے
قائم ہوئین ہزارون مچھلیان اُنمین تڑپ رہی ہین مثل برق جہندہ بلند ہو کر اُنھین نہرون مین
گرتی ہین حباب آنکھین نکال رہے ہین گیا آئین مین براے بربادی لشکر اسلام چشمک ہے یا براے چشم نہر آ

سحر عینک ہی یا تماشا دیکھنے کے واسطے نہرون سے دور بین لگائی سحر کی آبرو بڑھائی ہی قصد ہی یاقوت کا کہ
ثابت ہوئے تب نہرون کو اشارہ کرون کہ سب نے دیکھا ملکہ بران شمشیر زن طاؤس اڑا کر صف لشکر
سے اپنے نکلین پکار کر آواز دی بوا یاقوت ہوشیار ہو جاؤ سب نے دیکھا آج مجلس اس جلسے مین نہین ہی
وسط آسمان پر ایک قصر اڑتا ہوا معلوم ہوتا ہی اُس قصر سے چشمک زنی برق کی دھوان اسقدر نکلا ہی کہ قصر
کو گھیرے ہوئے ہی لیکن بران نے نعرہ کر کے اختر مرواریدِ جوڑے سے نکالا سب نے دیکھا اُس ماہ تابان
کے ہاتھ مین ستارۂ سحری چمکا مگر بران نے اختر کو ہاتھ مین لیکر آج نیا سحر کیا غنچہ سا دہن کھولا ٹھنڈی
سانس کھینچی آتش مزاجی دکھائی کہ منھ سے دھوان نکلنے لگا مگر افراسیاب بھی نگران ہی یاقوت مثل آئینہ
حیران ہی اسقدر دھوان دہن سے بران کے نکلا کہ ابر بنکر تیار ہوا بران برق بنکر اُس ابر مین مخفی ہوئی
کڑکتی ہوئی طرف آسمان کے چلی بران قریب قصر کے پہونچی قصر سحر مین مجلس بیٹھی سحر کر رہی تھی بران برق
بنکر اُس قصر کے قریب پہونچی آواز دی ای مجلس نہرین یاقوت کی میدان مین آگئین مہرخ دہبار نے
دیکھا مجلس قصر سے نکلی ایک دستک دی میندھیان کھول دین ایک حوض آسمان سے چرخ مارتا ہوا قریب
مجلس کے آیا بران نے مجلس پر سحر کیا مجلس ایک ماہی یاقوت رنگ بنکر وہ حوض طلائی جو آسمان سے
اترا تھا تڑپ کر اُس حوض مین گری مگر حوض مین پانی نہین ہی مثل ماہی بے آب تڑپ رہی ہی وہ حوض
طرف نہرون کے چلا بران نے سحر کیا چودھوین رات کا چاند بنکر تیار ہوئی اُس حوض پر عکس ڈالا حوض
چرخ مارتا ہوا بالائے سر نہر آ گیا سحر یاقوت اگر قائم ہوا ایک چاند کا عکس نہرون مین پڑا پانی گرم
ہونے لگا نیا شعبدہ ہی کہ پانی سے دھوان نکلنے لگا نہرون مین کھولن ظاہر ہوئی پانی کو نیاد پانی شکل
ہو گئی موجہ بلند ہوا تمام آب نہر جوش مار کر حوض مین آیا نہرین خشک ہونے لگین اب وہ چاند ٹوٹا گرمی
آفتاب کی پیدا ہوئی نہرون مین تو خاک اڑنے لگی چاند کے ٹکڑون کے بیچ مین سے بران ظاہر ہو کر بصورت
برق چمکی حوض کے ٹکڑے اڑا دیے حوض ٹوٹتے ہی ماہی یاقوت رنگ مجلس جادو بھی بران کے
پہلو مین آگر مچھلیون پر سحر کیا اس ماہیت سے کوئی آگاہ نہوا اب حال کماہی ظاہر ہوتا ہی وہ ماہی یاقوت
رنگ یہ شنگ بجر افسونگری دونون نے مل کر مچھلیون پر سحر کیا وہ ماہیان بے آب بیتاب ہو کر لشکر
افراسیاب و یاقوت پر گرین جسکے سینے پر جو مچھلی گری سینے کو توڑ کر نکل گئی لشکر افراسیاب کے اور
لشکر یاقوت کے لاکھ آدمی جہنم واصل ہوئے آسمان سے نعرہ ہوا سنو ملکہ بران شمشیر زن مجلس نے

قہقہہ مار کر نعرہ کیا ای یاقوت یہ لعل تو مسکرا رہی ہو مگر یہ سحر دیکھ کر یاقوت کا چہرہ غصے سے سرخ مچھلیاں
لشکر کو تباہ کر رہی ہیں اسوقت یاقوت نے بالی میں سے ایک موتی نکالا آواز دی ہوا بران غرور نہ کرو یہ
بھی سحر ہے تمہارے گھر کا ہے دیکھو یہ الٹا ہوتا ہے یہ کہکر وہ موتی طرف صحرا کے پھینکا آواز دی ہان غلامان
سامری لینا دوسرا موتی نکال کر بران پر مارا سب نے دیکھا آسمان سے ایک حباب شیشے کا چرخ مارتا ہوا
بران ومجلس پر گرا بہار و باغبان کو تاب نہ رہی دونوں سحر کرکے بلند ہوے بہار نے آواز دی بران
بچنا حباب سحر آتے ہیں سحر گوہر نایاب بہی مشہور ہے بران نے دوڑ کر اس حباب پہ ٹکر ماری حباب شیشے کے
کی حقیقت کیا تھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا لیکن اس حباب میں پانی مثل خاک شیشہ ساعت بھرا ہوا تھا تیرا تا
ہوا کچھ قطرات آب جسم بران پر چند جسم مجلس پر چند جسم باغبان وبہار پر گرے چاروں نے آہ کا نعرہ
کیا جسم سے آگ نکلنے لگی تمام جسم بران کا آبلہ ہو گیا لڑکھڑا کر چلی ساتھ ہی اسکے مجلس نے بھی غلطک کھائی
باغبان وبہار بھی الٹ گئے صدائے آہ آہ بلند تھی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیرزن جو طاؤس
زرین بال پر موجود تھی پشت طاؤس سے جدا ہوکر بلند ہوئی بران کو گود میں لیا مروارید گلنار پوش
نے بلند ہوکر مجلس کو سنبھالا رخ مہ و ہلال نے باغبان وبہار کو لیا لکھا ہے کہ ان سب کے جسم میں آبلے
پڑ گئے ان سب کو لیکر ایک تخت پر ڈالا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ بران ومجلس واختر ومروارید وباغبان
وبہار چھ کس جان لشکر اسلام تخت پر پڑے ہوے کراہ رہے ہیں تمام جسم آبلہ دار بیتاب وبیقرار ایک
موتی نے تو یہ اثر دکھائی دوسرا موتی جو طرف صحرا کے پھینکا تھا اسکا یہ انجام ہوا کہ درہ کوہ سے چند
پتلے سنہرے سوا سوا بالشت کے سنہرے جال ہاتھوں میں لیے ہوے حاضر ہوکر ظاہر ہوے یاقوت
نے آواز دی ای پتلہ ہاے زرین ان مچھلیوں نے ابرو سحر کی مٹادی انکو لینا تمہاری خوراک میں صاف
وپاک ہیں یہ سنتے ہی وہ پتلے جال لیکر ان مچھلیوں پر آپڑے ہزاروں کو جلا دیا لاکھوں کو زخمی کیا
افراسیاب حیرت نے سپر اسمہ فولادی تباکر اپنے کو بچایا جس پر اس سپر کا سایہ پڑا وہ جلکر خاک سیاہ
ہوئی اسی طرح نامی ساحر اپنے کو بچا رہے ہیں مگر وہ پتلے جال لیکر گرے جب جال مارا دس بیس
مچھلیاں جال میں پھنس گئیں وہ پتلہ کھینچتا ہوا بر سر لشکر اسلام آیا عجب طور کا فعل شروع کیا کہ
چھری نکالی ایک مچھلی کو جال سے لیا صف لشکر اسلام پر ذبح کیا خون اہالیان فوج پر پھینک مارا
جس پر قطرہ پڑا گویا بارود میں چنگاری آگ کی گری مثل ہیمہ خشک جلکر خاک ہوا کئی سو پتلے مچھلیوں

کو ذبح کرتے پھرتے ہین اب لشکر مہرخ مین تلاطم ہوا مہرخ وجمشید وبلور چہار دست وغیرہ ہزارہا گولے
مار رہے ہین وہ پتلے نہین جلتے اسی طرح مچھلیون کو ذبح کرتے پھرتے ہین سرلشکر افراسیاب سے پکڑ لیگئے
صف لشکر اسلام پر پھر رہے ہین جال مین مچھلیان تڑپ رہی ہین چھری سے ہزارہا کو ذبح کیا خون آسمان سے
برس رہا ہے ساحرون کے مرنے کی صدا بلند مہرخ وجمشید نے بڑے بڑے سحر کیے یاقوت دور سے دیکھ رہی ہے کہ سب
قطرات خون گرتے ہین اسد نامدار کے قریب جب قطرہ خون کا جاتا ہے اسد بازو کھول دیتا ہے جب بغل لگے کا بڑا
وہ قطرہ خون کا زمین پر گر کر جذب ہوجاتا ہے پتلے بھی قریب سر اسد نہین آتے یاقوت سخندان گھبرا گئی کہ کیا
معرکہ ہے جب لشکر ملکہ مہرخ کے پاؤن اکھڑنے لگے اسوقت بلور چہار دست بیقرار ہوا گھوڑے سے کودا دونون
مٹھیان جو بند تھین یا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کہکر کھولین سنہرے پتلے مٹھیون سے نکلے جست کرکے
طرف آسمان کے چلے جن پتلون کے ہاتھ مین جال تھے انسے لڑنے لگے پتلے نے بلور کے جس پتلے کو پکڑا ناگہان
تھام کر چیر ڈالا مارا چیر کر تو بلاشک پھینک دیا مگر خون جو جسم سے نکلا اُسنے وہی شعلہ جوالہ کا کام کیا کئی پتلے
جل گئے بلور نے پلٹ کر دیکھا پتلون نے جاکر کام تو کیا مگر لشکر تباہ ہوا جاتا ہے یاقوت نے قہقہا مارکر
آواز دی میان بلور چہار دست ذرا ہوش درست کرو غلامان کوکب کو روکو ورنہ سارا لشکر خاک ہوجائیگا
بلور نے دیکھا حقیقت مین بڑی خرابی ہے مین خود باعث بربادی لشکر ہوا اپنے پتلون کو روکا پتلے مجبور و
ناچار پلٹ آئے بلور نے اپنے سر پر بھی سپر سحر قائم کی گھڑی دو گھڑی دونون طرف کے پتلون مین خوب
تلوار چلی وہ پتلا طلب کردہ یاقوت سخندان اپنا کام کررہے ہین مگر جمشید نے پڑھکر ایک کام کیا کہ جن
تخت پر ملکہ بریان شمشیر زن ومجلس دیبار وباغبان قدرت ومروارید واختر تڑپ رہے تھے
آہ آہ کی صدا بلند تھی یقین تھا استخوان جلین آبلے پھوٹین جمشید نے پڑھکر سحر کیا ایک ابر نے آکر جھون
پر سایہ کیا قطرے پانی کے گرے کسی قدر جسم کو خنکی حاصل ہوئی آہ آہ کرنا موقوف ہوا جب ابر سے
آب ریزی رکتی ہے بیقراری بڑھ جاتی ہے اب ملکہ مہرخ پریشان ہوئین بلور چہار دست نے پکارکے
کہا ملکہ مہرخ لشکر کو ہٹائیے اس سحر خونخوار سے بچنا دشوار ہے میرے پتلے پلٹ آئے صدہا قتل بھی کرلائے
وہ جو سنتے تھے کہ حجرہ پنجم مین بڑی قیامتین ہین اسکا نمونہ ظاہر ہوا اہل اسلام ہٹے پتلے آسمان پر پھر رہے ہین
لکھا ہے پڑاو سے تین کوس ہٹ آئے پتلے یاقوت سخندان کے ساتھ نہین چھوڑتے مچھلیون کو ذبح کرتے
چلے آتے ہین ملکہ مہرخ وغیرہ نے بیتاب ہوکر دعا کی صحرائے گرد آلودگی سب نے دیکھا ملکہ حیرت سبز پوش

زبانِ درازِ تختِ سحر پہ سوارِ شیت پر ساٹھ ہزار نازنینان زرین پوش علمہاے زمرد نگار کے پھرہرے کھلے ہوئے
یہ تباہی لشکر اسلام کی دیکھکر سر پیٹ لیا بران وغیرہ کو اک تخت پر اس مصیبت مین دیکھا پکار کے
آواز دی ای ملکہ صبح ہماری وزیرزادی ملکہ محبوب کا کل کشا نہین پہونچی یہ کیا ستم برپا ہوا صبح نے
بڑھکر ملکہ جیحون سے تمام کیفیت بیان کی اور کہا محبوب تو یہانتک نہین پہونچی مگر ملکہ بران نے نہر دن
کو خشک کیا اُسنے یہ سحر کیا ملکہ جیحون نے کہا اس بلا کو تو مین روکتی ہون لیکن نہین معلوم میری وزیرزادی
کس بلامین پھنسی مین سمجھی تھی وہ جاکر مصروف جنگ ہوئی ہوگی یاقوت اُسکے سحر سے بہ تنگ ہوئی ہوگی
بران نے غضب کیا اپنے کو بلامین پھنسایا مین ان پتلون کو تو روکتی ہون یہ کہکر جیب مین ہاتھ ڈالا وہی
گیند بلورین جو خواجہ عمرو نے اخضر سے لیا تھا کوکب نے جیحون کو دیدیا تھا ملکہ جیحون نے وہی گیند نکال کر
اسم سحر پڑھا طرف آسمان کے پھینک مارا جو نکا ہواے گرم کا چلا وہ حرارت و تابش پیدا ہوئی تپلے یاقوت
سخنداں کے گرمی سے جلنے لگے جسم سے اُن خونخوارون کے شعلے نکلنے لگے چیختے ہوے طرف لشکر یاقوت
کے بھاگے یا تو لشکر افراسیاب کی فتح تھی اہل اسلام شنتے جاتے تھے ملازمان افراسیاب کئی کوس بڑھ
آئے تھے کئی سو تپلون نے پلٹ کر آدکا نعرہ کیا یاقوت گالیان دینے لگے مچھلیون کو نکال کر لشکر افراسیاب
پر ذبح کیا لکھا ہے کہ لاکھ جادوگر او رجل گیا اُسوقت غصے مین افراسیاب نے دستک دی چار سو تپلے
فولادی پیدا ہوے پتلہاے فولادی نے آکر پتلہاے یاقوت کی مشکین باندھین جال پھینکر پھینک
دیے مچھلیان گرتے گرتے غرق زمین ہوئین یاقوت کے پتلون کی مشکین باندھ لیے گئے استادان
سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ دو شبانہ روز یہ قیامتین برپا رہین یاقوت نے غصے مین طبل بازگشت
بجوایا پکار کر آواز دی بی جیحون اب مجھے شیوۂ جلادی اختیار کرنا پڑا عفریت طلسم کو بلا کر سب کو مٹا دونگی
تم تو اس راز سے بخوبی آگاہ ہو ہمارا سحر صرف کر کے جان بچائی کیا کمال کیا خیر اب آج تو پلٹ جاؤ خالہ صاحب
کا پاس ہے ایک ہفتے کی مہلت دی شہنشاہ کو عرضی لکھو یہی تحریر کرنا کہ آپ کی کنیز یاقوت نے آج سب پر
رحم کیا آٹھوین روز عفریت طلسم سب کو کھا جائیگا بی بران و مجلس تو بیکار ہوئین انکو تو زندہ دفن
کر دو ایسے ایسے کلمات سخت کہتی ہوئی پلٹی ملکہ لعل سخنداں کا ہاتھ تھام لیا محبت سے گلے مین ہاتھ
ڈالدیے کہا کیون بوالعجب اسد غازی قطرات خون سے کیون بچا غیر ساحر تھا جل نہ گیا کیا چیز اُسکے
پاس ہے جب قطرہ خون کا اُسکے قریب پہونچا زمین مین گر کر خاک ہوا مجھسے نہ چھپاؤ مین کئی دن سے

دیکھ رہی ہون رنگ رو تمھارا متغیر ہر وقت آب و خورش مین فرق آگیا ملکہ لعل یہ سنکر گھبرا گئی کہا حضور
کوکب نے کوئی تدبیر برائے طلسم کشا کر رکھی ہوگی یاقوت سخندان نے کہا یہ تو کوئی سحر ہمارے گھر کا تھا
لعل سخندان نے کہا ہوگا مین کیا عرض کرون بڑے بڑے ملازمان افراسیاب طلسم کشا کے ساتھ مین ان
سب صاحبون نے طلسم کشا کے جان بچانے کی تدبیر نہ کی ہوگی یاقوت نے کہا لو ہمارا مطلب یہ تھا
مسلمانون نے بہت سرکشی کی افراسیاب تو بالکل گدھا ہے بیوقوف نے الٹا ہمارا سحر دفع کیا غلامون کو
ہمارے قید کرایا مجھے کچھ ملال نہین ہوا یہ مختصر سحر تھے عفریت طلسم اگر سب کو کھا جائیگا اگر تم حال دل
مجھسے کہدو جس پر رغبت ہو اسکو ستثنے کردون بچالون ملکہ لعل رونے لگی کہا لو انکا را گمان باطل کر
مین خوب آگاہ ہون یہ لڑائی فتح کرنے سے حکومت طلسم ہوش ربا ہمارے قبضے مین آئیگی حیرت تخت سلطنت
سے اتار دیجائیگی آپ کا سراسر خیال خام و تصور ناتمام ہر ان لوگون کے بچنے سے مجھے کیا فائدہ آپ آج ہی
عفریت طلسم کو بلائیے سب کو مٹا دیجیے سرکشون کو خاک مین ملا دیجیے یاقوت خاموش ہو رہی لشکر لیٹے
افراسیاب اپنی بارگاہ مین آیا یاقوت سخندان خاموش آکر تخت پر بیٹھی ملکہ لعل کے قلب پر بیقراری کا
ہجوم ہوا کنیزون کو ساتھ لیکر اپنے خیمے مین جا کر ٹھہری اودھر ملکہ حیرت سبز پوش زبان دراز نے آکر ملکہ مہ جبین
الماس پوش کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اسد غازی کی بلائین لین سب سردار خستہ شکستہ حیران و پریشان
پلٹکر بارگاہ مین آئے ملکہ بران کا تخت جو اندر آیا ملکہ حیرت یہ حال پر ملال دیکھکر رونے لگی بانجین
شہزادیان چھٹا باغبان قدرت اسطرح تڑپتے اور کراہتے ہین کہ دل سنگ آب ہوتا ہے صدائین انکی
سنکر دشمن بھی روتا ہے ملکہ حیرت نے بیٹھکر بہت سحر کیے گرد گلدستے رکھے کہ ہوائے سرد چلی خوشبو انکی
سب کے دماغ مین پہونچی لخلخے کے لوٹے روشن کردیئے پیشانی پر نشتر مار کر اپنا خون نکالا جسم پر سب کے
چھینٹے دیے کچھ تاثیر نہوئی آبلے نہ مٹے کسی قدر کراہنا کم ہوا سب سردار بیٹھے رو رہے ہین کہ خواجہ عمرو و
چالاک و برق و قران و جانسوز و ضرغام چھیون اندر بارگاہ کے آئے بران سے خواجہ لپٹ کر
رونے لگے تڑپن ملکہ بہار کی دیکھی نہین جاتی مخمور بلوے بہار مین تھی رو رہی ہے ہچکیان لگی ہوئی ہین
عمرو جو بیتاب ہوکر رویا ملکہ حیرت نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ اپنے کو سنبھالین معرکہ عظیم
در پیش ہے مجھکو بڑا پس و پیش ہے آپ تشریف رکھین انجمن مشاورت منعقد ہو میری وزیر زادی کا پرا سے
خدا پتا لگائیے ورنہ ایک مرتبہ جو یاقوت سخندان طبل جنگی بجوائیگی ضرور عفریت طلسم کو بلائیگی اس طرح

اُٹھا کر سب کو کھا جائیگا گویا کوئی پیدا نہوا تھا اگر میں نے زہر کھا کر جان دی کیا فائدہ اُسی وقت خواجہ نے
تخلیہ کیا چند سردار چھوٹون عیار بیٹھکر صلاح کرنے لگے ملکہ حیون نے کہا ایک ہفتہ مجھسے پیشتر محبوب
روانہ ہوئی میں جس منزل پر اُکی نشان اُسکے فروکش ہونے کا مجھکو دریافت ہوا فلان صحرا میں جو پہونچی
وہان کے زمینداروں سے سنا شب کو اک لشکر یہان آیا تھا صبحکو غائب ہوگیا الیقین کامل ہے افراسیاب نے
کسی کو بھیجکر قید کرالیا آپ عیار ہین کسی طور سے اسکو دریافت کر لیجیے اگر محبوب کا کل کشا کام آنا ہو اعفریت
طلسم کسی کے روکے نہ رُکے گا خواجہ نے کہا آخر کس سے دریافت ہو ملکہ حیون نے کہا افراسیاب اس راز
سے ماہر ہوگا حیرت کو ضرور آگاہ کیا ہوگا حیرت کا جو نام آیا چالاک تڑپ گیا کہا مین جاکر دریافت کرتا ہون
عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او نالائق جلاد کے سامنے جائیگا کیونکر زندہ واپس آئیگا نام حیرت سُنا اور چلا
کیونکر اُس تک پہونچیگا چالاک نے کہا آپ ناحق غصہ کرتے ہین آپ ہی نے تو طعن و تشنیع کرکے مجھکو بدنام
کیا جب تو خواجہ کو بڑا انگیر آئے کہا کیون ای جوانا مرگ ہمنے کہا تھا کہ جاکر حیرت پر عاشق ہو وہ بکاہ
زرد و ماہ کی مثال ہے اگر افراسیاب سُن پائے کیا تمہارا حال کرے چالاک نے کہا وہ میرا کیا کرسکتا ہے
یہ کہکر چالاک چلا بیرون بارگاہ آیا برق فرنگی ملا کہا مرشد زادے کہان چلے مین بھی ہمراہ چلون چالاک
نے کہا کچھ آپ کی ضرورت نہین ہے یہ کہکر لشکر حیرت مین آیا حیرت کی یہ کیفیت ہے کہ ملول و حزین و اندوہگین
اپنی بارگاہ مین منھ لپیٹے پڑی رہتی ہے افراسیاب حال نہین پوچھتا محبت مین یاقوت کی سرگردان
آٹھ پہر وہین موجود رہتا ہے انہین جلیسین تباہ چالاک در دولت بارگاہ حیرت جادو پر آیا دیکھا
کنیزان حیرت آپس مین باتین کر رہی ہین چالاک ایک کنیز کی شکل بنکر انہین ملا ایک نے کہا او ملکہ
حیرت آج صبح سے نہین اُٹھین چلکے جگاؤ ایک نے کہا مجھے کیا غرض ہے کہ مین جاکر جھڑکیان کھاؤن
کل سے افراسیاب نے بارگاہ مین آرام نہین فرمایا بیتاب ہین کھانا بھی نہین کھایا آنیر تو زور نہین چلتی
ہم لوگون پر غصہ اُتارتی ہین ایک نے کہا آج صبح سے گلوری بھی نہین نوش کی منھ ہاتھ نہین دھویا
سب نے مل کر چالاک سے کہا او گلشن تم بہت شگفتہ ہو ملکہ نے تمکو پرورش فرمایا منھ زوری بھی کرتی ہو
تم جاکے جگاؤ چالاک نے کہا مین ابھی جاتی ہون تم ڈر دمین نے کیا کسی کی چوری کی ہے علاوہ ازین
نمکخواری سے سراسر خلاف ہے مالک رنج و ملال مین ہو ایسے وقت مین دلدہی واجب و لازم ہے حقیقت مین
افراسیاب سفلہ مزاج ہے ایسی شاہد رعنا اُسکے لائق تھی یہ کہکے چالاک نے پردہ اُٹھایا سب سے

کہا بوا اب تم کوئی اندر نہ آنا مین شیر کے منھ مین جاتی ہون جو کچھ گذرے گی جھیلون گی یہ بھی انکے مزاج کا طریقہ ہر دس پانچ کو دیکھکر ایک بڑتی ہین سلامتی سے ہوا سے لڑتی ہین مجھسے کچھ نہ کہین گی مین شیشے مین اُتار لونگی سب مضطرین چالاک اندر آیا حیرت جا دو چھپر کھٹ پر آرام کر رہی تھی جوانی کی نیند ساق بلورین کھلی ہوئی عارض انور پر زلف عنبرین پریشان ناگنیان آئینہ رخسار پر لہرا رہی ہین چالاک بیقرار ہوگیا ڈرتے ڈرتے قریب آیا دونون پانون اُٹھا کر گود مین رکھے خود پامال ہورہا ہے بجا نیازی پانون دبانے لگا حیرت نے آنکھ کھولدی گلشن اپنی کنیز کو دیکھا پانون دبا رہی ہے چالاک نے آنکھ کھلتے ہی بلائین لین آنکھین تلوون پر ملین پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہے حیرت نے کہا گلشن کیا کہون ایک سر بزار سودے شوہر ایسا ہرجائی طلاب جو یہ سوت آئی ہے آٹھ پہر اُسی کی خدمتگذاری مین مصروف ہے ہمارا عیش و آرام جان دینے پر موقوف ہے دوسرا صدمہ عظیم بوا بہار کی خبر ملی آنکھون سے کبھی دیکھا جلتی ہوئی آگ مین پھاند پڑین غنچۂ آرزو نہ کھلا مثل برگ گل کھلا گئین ہمارا سحر کبھی تھین ہم قوت پر رعایت کرتے ہین جب دیکھا انکا گلدستہ چلا صرف سحر دفع کیا کبھی اُنپر سحر سخت نہ کیا یاقوت سخندان بلاے روزگار ہے سب کا خاتمہ کردیا تھا بی صیحون نے آکر اُسی کے گھر کے سحر سے بچا لیا ادھر شہنشاہ کو ناگوار ہوا تیلیون کو اُنھون نے قید کرکے زندان خانۂ طلسمی مین بھیجدیا جان سبکی بچگئی لیکن سنتی ہون کہ بوا بہار کراہ رہی ہین بی صیحون نے کچھ سحر کرکے کسی قدر تسکین دی ہے آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہی ہین اپنے نصیبون کو رو رہی ہین یاقوت سچ کہتی ہے ایک ہفتے کو زہر اُگلے گی ناگن بچے سب کو ڈسے گی اُسکو سلطنت ہوش ربا کی خوشی ہے نہین معلوم کیا خیال آیا کہ اُسنے ایک ہفتے کی مہلت دی اُسی وقت وہ عفریت طلسم کو جلا سکتی تھی سب کو مٹا سکتی تھی بوا گلشن بہار کے لیے بیقرار ہون کیونکر اسکو سمجھاؤن سب ایسے غافل ہین محبوب کاکل کشا راہ سے غائب ہوگئی کسی کو فکر نہین اس مقدمے مین جو کچھ مطلب اصلی نکلے گا اُسی کی ذات پر موقوف ہے شہنشاہ نے کمال کیا پہلے ہی اُسکی تدبیر کرلی وہ بیچاری قید ہوگئی اُس تک کوئی پہونچ بھی نہ سکے گا رہا کرنا تو دشوار ہے چالاک نے کہا کیون بی بی آخر محبوب کاکل کشا کہان پر قید ہے اُسکی رہائی کی کیا صورت ہے عمرو تو عیار با فطرت ہے جہان کہین قید ہوگی پہونچ جائیگا ضرور چھوڑا لیگا ملکہ حیرت نے کہا یہ مقام ایسا نہین ہے کہ جہان عمرو جاسکے سوا میرے اور افراسیاب کے کوئی اس راز سے آگاہ نہین ہے کیا کہون جو کچھ دل مین آتا ہے چالاک

نے کہا واری آپ بھی سوت کے مٹانے کی تدبیر کیجیے ابھی سے آنکی لونڈیان بھولی ہین آپس مین کہتی ہین
ہم سب سلطنت لینگے بی حیرت کو طلسم سے نکال دینگے اگر کہین انکے ہاتھ سے لڑائی فتح ہو گئی پھر ہمکو
کون پوچھے گا اُسکی کنیزین کیا کیا جبر و ظلم کرینگی بی یاقوت آپ کی حقیقت نہ سمجھین گی آپ بھی دشمن
کو مٹائیے فتح کی ہزار صورتین نکل آئینگی ملکہ ماہیان زمرد پوش ایسی نانی آفات چہار دست
ایسی دادی جسدن قصد کرینگی فتح ہو گی آپ کے ہاتھ سے جو فتح ہو گی آپ کو اختیار ہے جسکی چاہیے
جان بخشی کیجیے جسکو چاہیے سزا دیجیے بی یاقوت آپکے عزیزون کو چن چن کے قتل کرینگی آپ کو
اختیار نہ دینگی بیا ننگ تو سنا ہے کہ افراسیاب سے کہتی تھین یہ انا علا سب موقوف نئی بھرتی ہو سوداگر
بلا کے کنیزین نئی خریدی جائین ہمارے طور پر تعلیم پائین جب حضور لونڈیون سے یہ حسد ہے ہم تو مصاحبان
حضور مشہور ہین ہمکو تو حکم ہوگا کہ اقلیم سے نکل جاؤ مین تو واری کل سے ٹوٹکے کر رہی ہون ابھی ڈھونڈھکر
دیوالی کی کلھیا لائی اُسمین خاک بھر کر دیوار مین گاڑ دی کہ دشمن کا منھ بند رہے ایک ملا پاس بھی
گئی تھی تعویذ وہان سے لائی انکے دروازے پر گاڑ آئی بیمار تو ضرور ہو جائینگی ایک اگھوری سفلی عمل
خوب کرتا ہے وہ بھی بیر بچے کا بلی یاقوت پر وہ چڑھے کا بے بکرا لیے نچھوڑیگا شہنشاہ دوڑے دوڑے
پھرینگے مین تو حضور بہت خاک چھان رہی ہون منتین مان رہی ہون انکے باورچی خانے مین دخل
پاؤن ایسی سوت کو سنکھیا کھلاؤن شہنشاہ نے بڑے بڑے نگہبان مقرر کیے ہین آج صبح سے
جو جو باتین سنین مین انکو عرض نہین کر سکتی دلدہی کرکے چالاک نے جو یہ بیان کیا حیرت جادو
اٹھ بیٹھی چالاک نے جو آج بعد مدت تخلیہ پایا حضور کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے منھ پر منھ
رکھدیا حیرت کا بھی دل بھرا ہوا تھا میری گلشن کہکر لپٹ گئی چپکے سے کہا گلشن اس ٹوٹکے
ٹامڑے سے کچھ نہو گا وہ خود بلا ہے بھوت پلید کا پوجا کرتی ہے اگھوری اسکا کیا کر سکے گا ایک کام
تو مراد بر آنے مین بھی تیرے کہنے سے جانپر کھیلتی ہون اگر کھل گیا تو جان و آبرو کا نقصان ہے
اور اگر بات بن پڑی تو بی یاقوت کو جان بچانا مشکل ہوگی چالاک نے بغلون مین منھ ڈال دیا
کہا مین صدقے مین قربان اس لونڈی کی جان تک کام آئے تو حاضر ہے ملکہ حیرت نے کہا تو نے
کو لشکر اسلام مین پہونچا عمرو کا بیٹا چالاک ملجائے تو اسکو بلا لا لیکن میرا نام نہ لینا وہ باجی بھی
جائیگا کمبخت جا بجا پکارتا پھرتا ہے کہ مین حیرت پر عاشق ہون جسدن افراسیاب سن پائے گا

بد نصیب کی ٹانگین چیر کر پھینک دیگا چالاک نے کہا واری مین ابھی جاتی ہون چالاک کو ڈھونڈھ کے لاتی ہون یہ کہکر چالاک اُٹھا سامنے ملکہ حیرت کے باہر نکل گیا بعد دم بھر کے حیرت جادو نے دیکھا گوشۂ بارگاہ سے چالاک کلاہ زرین پہنے ہوے عطر سہاگ ملے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم تنتا ہوا چلا آتا ہے حیرت نے دیکھتے ہی منھ پھیر لیا ہاتھ اُٹھا کر کہا ارے تو کہان چالاک تو ایک بیباک ہے کہا حضور نے بلوایا مین حاضر ہوا ملکہ حیرت نے کہا میری بلاپوش بلوانی ابھی اگر افراسیاب چلا آئے تو کیا ہو چالاک نے کہا ہونے کیا کہدینگے تیری جورو نے بلوایا چلے آئے تو کون ہے ہم دروازے پر پہرہ مقرر کرینگے کہ افراسیاب نہ آنے پائے حیرت جادو خفا ہوتی رہی چالاک برابر چپر کھٹ کے بیٹھ گیا بعد مدت یہ دن نصیب ہوا بلائین لیتا تھا قدمون کو بوسے دیتا تھا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہا اے شہنشاہ خوبی و اے گل گلزار محبوبی مین جان نثار تابعدار ہون ارشاد تو فرمائیے مزاج کیسا ہے یہ کہکر حیرت کا دامن پکڑ لیا رو رو کر یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

لیتا نہین ہے درد بھی اک جا قرار آج
سینے کو کسقدر وہ چھپاتے ہین وصل مین
بوسے وہ دیتے بھی ہین کچھ پر بعد ہزار آج
سوجھے نہ آسمان کو کہ ہم ہین جگر
سوتا ہون مین جو جیتے جی زیر مزار آج
احسان ترا ہے یہ بھی اگر ساتھ سے نکل
پھرتی ہے لب پہ پہنچتی ہوئی جان زار آج
مقبول تجھ والی ہے شاید دعا وصل
آنسو ٹپک پڑے مرے بے اختیار آج

الیفا ئے وعدہ یار ہی کرتا ہے یا اجل
کٹتی مری نگاہ ہے بے اعتبار آج
کیونکر بسر کرین شب تنہائی فراق
چھا جائے یون دلون پہ نگار غبار آج
دیکھا نہ اسکو حشر کا ہنگامہ ہو چکا
پیکان یار حسرت دلکو اکھاڑ آج
روز سیہ کی صبح قیامت کی شام ہے
حد سے گذر گیا ہے مرا اضطرار آج

دل کی ترنگو پوچھ نہ اے غمگسار آج
باہم تمام ہوتے ہین یا انتظار آج
روز جزا ہے نالہ کرو نہین کہ چپ ہون
ناصح کو یاد کرتے مین ہم بار بار آج
ٹھوکر یہ کسنے آکے لگائی تھی قبر پہ
سمجھا ہین کیا امید کو امیدوار آج
شاید پیام مرگ دیا ہے فراق نے
کیا ہوگا دیکھتا ہون نہین انجام کار آج
مجبوری جلال ہے اُس بت کی بزم مین

یہ کہکر چالاک تصدق ہوا حیرت نے شرما کے سر جھکا لیا کہا او نابکار بے ادب کنارے بیٹھ جس واسطے بلایا ہے تمھارا مطلب ہے چالاک ہاتھ باندھکر سامنے بیٹھا حیرت نے کہا اے چالاک گوش ہوش سے سن بیہودہ باتین موقوف کرو ورنہ مین ابھی افراسیاب کو بلا بھیجونگی چالاک نے کہا مین افراسیاب کے باپ سے نہین ڈرتا آپ کا غلام وفادار ہون جو حکم فرمائیے آنکھون سے بجالاؤن حیرت جادو نے کہا اے چالاک مین اپنے دل کو کیا کرون بیمار

کی جان کے واسطے یہ ساری تدبیرین مین جسوقت سے سنا ہی کہ اُسکا آب و دانہ بند ہو تکلیف بہرا قوت سے دردمند ہو دل تڑپ رہا ہی مین نے اُس بدنصیب کو گودیون مین پالا پڑھایا لکھایا عزت وآبرو بڑھائی طلسم ہوش ربا مین اپنے ساتھ لیکر آئی اُنکو ہمارا بالکل خیال نہین ہمارا گھر مٹانے کے درپے مین چالاک نے کہا حضور از خردان خطا واز بزرگان عطا وہ بھی ہمیشہ آپ کی سلامتی کی دعا کرتی مین ظاہر مین لڑتی مین جب کسی سے تکرار ہوئی یہی فرمایا میری بہن ملکہ حیرت کو خدا سلامت رکھے میری خطا اور عدم خطا برابر ہو جب جی چاہے چلی جاؤن تکلف کیا میرا گھر ہو مجھکو کون روک سکتا ہو آج کوئی چوتھا دن ہو ہمارے والد نامدار نے کچھ کلام کیا ملکہ بہار نے جھڑک دیا اور کہا خواجہ مین ابھی چلی جاؤنگی میری وہ بہن نہین مادر مہربان ہو جاگے ہی میرا دہی مرتبہ ہوگا خواجہ خاموش ہو رہے حضور فرمائین مین سنتا ہون حیرت نے کہا ای چالاک طرف مشرق کے جا جب بارہ کوس راستہ طی کر چلیگا صحراے سبزہ زار ملیگا اُسی مقام پر ایک دریاے تمار وزخار ہو کیا مجال کسی کی جو دریا مین قدم رکھے لیکن افراسیاب نے مجکو راز دار کیا یہ کہکر حیرت جادو نے اپنے پاس سے ایک گولہ آہنی نکالا کہا یہ گولہ دریا کی آبرو مٹا دیگا یا سامری کہکر دریا پر پھینک مارنا دریا خشک ہو جائیگا پار دریا کے قلعہ ہو اُسکو قلعہ عجائب نگار کہتے مین عجائب زعفران پوش وہان کی حاکم و ناظم ہو جس طرح بنے اپنے کو اُس قلعہ مین پہونچاؤ ملکہ محبوب کاکل کشا کو ملکہ عجائب زعفران پوش نے مع لشکر قید کر لیا ہو عجائب قتل ہو تو محبوب رہائی پائے اصل تو یہ ہو کہ مین نے زبانی افراسیاب کے سُنا کہ اگر محبوب رہائی پا کر آئی دفع سحر عفریت طلسم وہ جانتی ہو کوئی تو تدبیر ہوگی چالاک نے گولہ لیکر اپنے تھیلے مین رکھا قدمون کو حیرت کے بوسہ دیا بصورت اصلی چلا حیرت نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے صورت بدل کر جا بڑا کمبخت گستاخ ہو چالاک پھر تصدق ہوا قدمون سے لپٹنے لگا ملکہ حیرت نے ایک ٹھوکر ماری کہ جا دور ہو چالاک نے رنگ روغن عیاری کا نکالا کنیز کی شکل بنکر باہر نکلا خوشی مین بھاگا دل سے کہتا ہوا کسی سے خبر نہ کرو چلتے ہی دریا خشک کرکے قلعہ عجائب نگار مین داخل ہو عجائب زعفران پوش کو مار و محبوب کو رہا کرکے لاؤ قبلہ وکعبہ بھی کہین کہ عیاری اسکا نام ہو چالاک تو اسطرف سے جاتا ہو اپنے لشکر کا راستہ بھی ترک کیا دو کلمہ مخمور مجبور بیان ہوتے ہین مخمور نے جو بہار کا یہ حال دیکھا سب سرداروں نے اپنے اپنے سحر قائم کیے ہین کہ بہار و باغبان وغیرہ کا ورد توقف

ہو مخمور برائے عیادت بہار آئی سرہانے آکر بیٹھی برف برسائی کچھ پھول رکھے آنکھوں پر ہاتھ پھیرا بہار کو تسکین جو ہوئی آنکھ کھولدی اپنی رازدار ہمدرد کو قریب پایا کہا کیوں مخمور مزاج کیسا ہے مخمور نے سر کے پاس بلائیں لیں ترقی حسن وجمال کی دعائیں دیں اسماء سحر پڑھکر بدن پر بہار کے ہاتھ پھیرا بہار کو اور تسکین ہوئی اٹھ بیٹھی مخمور نے گلے میں ہاتھ ڈالدیے دونوں ہجران دیدہ آفت کشیدہ زار زار رونے لگیں بیقراری میں بہار کے آنسو جاری ہوئے کہا اے مخمور اب ہمکو زندگی کی امید نہیں ہے اس سحر نے یاقوت کا کلیجہ پھونک دیا ہڈیوں سے دھواں نکل رہا ہے ہر اعضا مثل شمع کافوری جل رہا ہے عشق نے اب اپنا رنگ جمایا سوزش نے ترقی کی آتش سحر کی گرمی پر آتش عشق غالب ہے دل موت کا طالب ہے اپنی تو اب یہ کیفیت ہے بقول زیب النسا مخفی نظم

کسے کہ آتش عشق تو اختیار کند
مرا کہ دیدہ گل اشک در کنار کند
بجائے غنچہ برآید سر از زمین پیکان
گر پیش غیر شکایت ز روزگار کند
تو سیر ودی و ہمراہی تو میخواہد
کہ نالہ از سیان در دل تو کار کند

شرر کہ خانہ در سینہ چنار کند
بیاد گلشن روئت بسان مرغ چمن
بسر زمین کہ خدنگ غمت شکار کند
گذشت آنکہ نگاہم ز رشک اشکم را
کہ نور مردمک از دیدہ ام فرار کند
غلام حلقہ بگوش تو گشت تا مخفی

ببلاغ رفتن وگل چیدن از مروت نیست
درون سینہ دلم نالہ ہائے زار کند
زبان حوصلہ باد ابریدہ آن کس را
بسان قطرۂ سیماب بیقرار کند
ہزار نالہ مرا در دل است می ترسم
بکائنات ازین فخر افتخار کند

یہ اشعار پڑھکر بہار اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی مخمور گلے سے لپٹ گئی کہا اے بہار بس خون کا دم نہ نکلجائے برائے خدا صبر کرو دلپر جبر کرو یہ بلا بہت جلد دفع ہوگی میں خود یاقوت سے نکلکر مقابلہ کرونگی اپنے کو تیغ نثار کرونگی اپنا بھی تو یہی حال ہے قالب پر ہجوم غم وملال ہے بقول جلال غزل

شمع میں آئے جو دم میں سر پٹک کر رہ گیا
آج میں کنج قفس میں کیا پھڑک کر رہ گیا
آہ کھینچا چاہتا تھا ضبط نے روکا مجھے
چشم تر سے ایک دم آنسو ٹپک کر رہ گیا
وہ نے گیسو سے نکلنے کی نہ پائی کوئی راہ
یہ بھی جلکر جھلگی وہ بھی چلکر رہ گیا

راہ کھولی کی انکھوں نے دم اٹک کر رہ گیا
کیا کوئی لخت دل آزاد باقی ہے ابھی
سینۂ سوزاں میں اک شعلہ بھڑک کر رہ گیا
لیگیا تھا شوق فاں میں ہمکو خضر شوق
لوٹا تا یک تھا آخر بھٹک کر رہ گیا
کس جگہ مجبور عادی طاقت پرواز نے

مار ڈالا ذکر گلشن چھیڑ کر صیاد نے
تھا بیاکچہ چشم گریاں میں کھٹک کر رہ گیا
دل بھر آیا رو چکے لیکن نہ زمزمہ پائین
نا ہمکراہ سعی میں بہک کر رہ گیا
شمع کام آئی شب تاریک وقت میں داغ
دو قدم پر تھا وہ گلشن کہ تھک کر رہ گیا

کی بہت کوشش گل کی ای اضطراب دست شوق
کیا یہ غنچے نے صدا دی کیون چٹک کر رہگیا
آج اگر دامن نہ ہوتا روکتے کیون خار دشت
پھر مین بھی دیکھتا ہون کون ٹھٹک کر رہگیا

انکے سینے سے دوپٹہ کچھ سرک کر رہگیا
پھر ذرا ہنس کے وہ لو تو یہ میرے زخم کے
قیس عریان دور پہونچا مین اٹک کر رہگیا
کاروان نے غنچے مجھکو چھڑایا ای جلال

تو ہی کہہ اس راز سربستہ کو ای مرغ چمن
کیا نمک اکبار ای قاتل چھڑک کر رہگیا
وہ نہین ہون گردش گردون جو مجھے عاجز کرے
نقش ہاے رفتگان پر سر پٹک کر رہگیا

دونون مہجور معشوقون سے دور غم والم سے قریب بے نصیب لپٹ لپٹ کے خوب روئین جب مخمور نے بہت سمجھایا بہار نے کہا ای مخمور اگر ہماری زندگی چاہتی ہو ہم تو بیکار ہوے بالکل مجبور و ناچار ہوے جسطرح بنے اپنے کو تا بکوہ عقیق گلزار سلیمانی پہونچاؤ اُس مسیحاے زمان بادشاہ جمجاہ سے جاکر ہمارا حال زار بیان کرو اور یہ بھی کہنا کہ ایک سرفراز نامہ رحمت فرمایئے اگر انکے دست حق پرست کا نامہ لکھا ہوا آجاے ہمارا زخم جگر کا ہوا ابھی زخم جگر اندمال پائے فوراً صحت ہوجاے مخمور نے کہا مین ابھی جاتی ہون بعنایت کاتب تقدیر نامہ دست حق پرست سے تحریر کراکے لاتی ہون یہ کہکر مخمور اٹھی بارگاہ ملکہ مہرخ مین گئی کہ خواجہ وغیرہ پوچھین گے اور یہ بھی دیکھا کہ بہار کو جو مین نے تسکین دی دل مین جو درد تھا وہ موقوف ہوگیا مخمور سوچی عاشق کا یہی علاج ہے بیشک بادشاہ بڑے لطف سے نامہ لکھین گے بہار رنگ و بوے باغ لشکر اسلام ہے بادشاہ بھی خوش ہونگے علاوہ ازین اپنے دل تردد منزل کو بھی تسکین دینگے نورالدہر سے بھی ملاقات ہوگی دل سے کہتی ہے ای مخمور مہجور خدا جفاے عشق سے بچائے عشق روسیاہ کسی کو نہ اپنی صورت دکھائے اسکے نام سے دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے یہ اشعار آبدار موافق حال عاشقان ہین

نظم

جیسے ہوش سلامت لیے نکلجاتے
سنبھال لیتے یہ دونون تو ہم سنبھل جاتے
نگاہ پھیر لی ہے شباب نے کیا جلد
بھرے نہ تھے تیرے ہیتول ورنہ جلجاتے
ہماری لاش کو یون تونے پائمال کیا
جو شیر چھوڑتا اژدر مین نگل جاتے
نگاہ کے ادھر دیکھتا فلک کدن
انھی کے سامنے مین دوا کے غیب لیجاتے

جو دن بہار کے ایکی بخیر ٹل جاتے
برستے چرخ سے پتھر جو کشت حسرت پر
حسین بھی تو نہین انکھ یون بدلجاتے
کہان چراغ کے داغون کی قبل شام جلی
عدو بھی دیکھنے آتے تو ہاتھ مل جاتے
امید وصل نہ برائی کی دعا ہرون
کہ بل جو یار کی جبون مین تھے نکلجاتے
مسافران عدم کتنے بے مروت مین

پڑا گلہ ہمین تاب تو آج بحر مین کر
تگرگ وار مری آہ سے پگھل جاتے
نگاہ کے گیسو انکو ہاتھ جان ہی دی تھی
تامل اتنا تو کرتی چراغ جلجاتے
نگاہ قہر سے بچتے تو کھینچین زلفین
درخت بے ثمر اتنا یقین ہی پھل جاتے
عزیز کرتی اگر عاشقون کی دل کو وہ زلف
ٹھہرتے آج تو ساتھ انکے ہم بھی کلجاتے

نگاہ یار ہو منع جہان نہین ای دل
ذرا جو ای ملک الموت آپ ٹلجاتے
جلال یار لون بڑھانا تھا راہ شوق مین لون

بدلتی یہ تو زمین آسمان بدلجاتے
کیا نہ قتل کسی سخت جان کو ای قاتل
کہ اپنے سائے سے بھی آگے ہم نکل جاتے

جھلک دکھا پردہ نشین تیغ مین دکھا دیتا
تمام بل تری تلوار کے نکل جاتے
سوائے ذلت و رسوائی کے اس

کوچے مین کیا ہی قیس کا نام مجنون رکھا گیا عزیز و اقارب مین مطعون ہوا عاشقون مین نام پایا ایسی بامو ری
آگ لگے خدا کسی کو کسی پر عاشق نہ کرے میان فرہاد نے سختی اٹھائی کوہکنی کی شیرین نے جان شیرین دی
یہ بھی بدنام وہ بھی ناکام کیا خوب انجام ہی دلکو بہلاتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ
کیا کنیزون نے پوچھا کیون حضور کیا ارادہ ہی مخمور نے کہا صحرا مین اک باغ ہی وہان سحر تیار کرنے جاتی ہو ن
خواجہ اگر پوچھین یا ملکہ مہرخ طلب فرمائین کہدینا حاضر مین شام تک آجاونگی کنیزون کو سمجھا کر مخمور بارگاہ سے
نکلی طاوس سحر پر سوار ہو کر چلی بڑے زور و شور مین اڑتی ہوئی جاتی ہی تصور خیال نور الدہر کی آنکھون کے
نیچے پھر رہی ہی تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا کی طرف سے بونڈلا گرد کا اڑا مخمور نے پلٹ کر دیکھا مہتر برق
چالاک بن عمرو گرد و غبار مین اٹا ہوا اچاکا ہوا آتا ہی مخمور نے آواز دی ای مہتر والا گہر ٹھہر جاؤ کہان
جاتے ہو جس صحرا مین جاتے ہو چلے جاتے ہو یہ کہکر مخمور ہوا سے اتری چالاک ایسا گھبرایا ہوا ہی کہتا ہی
میرا دامن چھوڑ دیجیے اسوقت مجھسے بات نہ کیجیے مین بڑی ضرورت مین ہون مخمور نے کہا ہے تو حال بیان کرو
اس صحرا مین آئے ہو پہلو مین اسکے صحرا ے سحر بند ہی لشکر مین وہ تلاطم تمھارے ہوش گم حال پوچھتے ہین
ظاہر نہین کرتے ہو سو قدم دست چپ کو اور چلے جاتے گرفتار بلا ہوتے اپنے نصیبون کو رو دیتے مفصل کہو
کہ کس کیفیت مین ہو کیا ضرورت ہی دشمنون پر کیا مصیبت ہی ہم تمھارے بدل و جان شریک ہین چالاک
نے کہا ایسا سنو آپ والدہ سے کہدین مین اسوقت اپنی جا پر کھیل کر خدمت مین حیرت کی گیا تھا ملکہ محبوب
کاکل کشا جو قید ہوگئی اسکا نشان دریافت کیا یہ سنکر ملکہ مخمور خوش ہوگئی پوچھا کسنے قید کیا چالاک
نے کہا فلان مقام پر قلعہ عجائب نگار ہی عجائب زعفران پوش وہان کی حاکم و ناظم ہی وہ بحکم
افراسیاب محبوب کو گرفتار کرکے مع لشکر اپنے قلعہ مین لیگئی ملکہ حیرت نے کہا کسی تدبیر سے اپنے
کو قلعہ مین پہونچاؤ عیاری کرکے عجائب کو قتل کرو تب محبوب رہا ہو اسی فکر مین جاتا ہون مخمور
نے نام قلعہ عجائب نگار سنکر کہا ای مہتر والا گہر وہ قلعہ نگاہ مردم سے مخفی رہتا ہی مین وہان کا حال بخوبی
جانتی ہون عجائب زعفران پوش کو پہچانتی ہون بڑے غضب کی ساحرہ ہی اس تک جانا دشوار

ہوگا چالاک نے کہا آپ کنارے کنارے آئیے میرے مقدمے مین دخل نہ کیجیے مین راستہ پیدا کرلونگا محمور نے کہا کوئی بات ہیسے نہ چھپاؤ ہرچند محمور نے پوچھا چالاک نے گولے کا حال نہ بتلایا محمور خاموش ہوئی کہا چلو مین تمھارے ساتھ ہون مگر ای مہتر والا گہر دریا کے مٹنے کی کیفیت ظاہر ہوئی مفصل حال بتلا دو چالاک نے کہا کوئی مفصل حال نہین ہی آپ صرف میرے ساتھ آئیے کسی بات مین دخل نہ دیجیے مین تنہا دری کرکے نکل جاؤنگا دریا خود راستہ دیگا قلعہ بھی ملیگا مین جاکر عیاری کرکے اسکو مار لونگا اگر کسی آفت مین پھنسون شریک ہونا ورنہ کوئی ضرورت نہین ہی محمور و چالاک باتین کرتے ہوے چلے بعد عرصہ کے صحرائے سبزہ زار ملا چالاک نے کہا ای محمور نشان جادۂ مراد ظاہر ہوا اسی صحرا کا پتہ ملکہ حیرت نے دیا تھا ملکہ محمور نے کہا مین بھی پہچانتی ہون کان لگا کر سنو غراٹے کی دریا کے آواز آتی ہی چالاک نے بڑھکر دیکھا حقیقت مین اک دریائے قہار مواج نظر سنج آفت زا کہ آسمان بھی جسمین مثل حباب معلوم ہوتا ہی سمندر کی آبرو کھوتا ہی چالاک نے کہا ملکہ محمور ٹھہرو دریا دلی دکھاتا ہون اس بحر مواج مین جاتا ہون محمور نے کہا ارے ظالم یہ دریائے بحر شناوری بیکار ہوگی چالاک نے کہا آپ اسمین دخل نہ دیجیے محمور پیرواہ سیدا کرکے اک نخل پر آئی لیکن نگاہ لڑی ہوئی ہی کہ دیکھون یہ کیا کرتا ہی جیسے ہی چالاک قریب دریا آیا دریا نے جوش مارا ہزارہا مچھلیان اُبھرین نہنگان خون آشام نے منہ کھولا حباب آنکھین نکالنے لگے موجہائے دریا خنجر بیان ننگے ہر گرداب سر تا پا عجب طرح کا تلاطم ہوا محمور کو تاب نہ آئی آواز دی ای مہتر چالاک اپنی جان بچاؤ کنارے سے ہٹ آؤ چالاک کب مانتا ہی محمور نے دیکھا چالاک نے جیب سے اک گولہ فولادی نکالا محمور سمجھ گئی یہ گولہ بی حیرت نے اسکو دیا ہی کمبخت آغاز و انجام سے ماہر نہین جوش و خروش دریا کا حال ظاہر نہین کئی مرتبہ محمور نے پکارا ای چالاک ٹھہر جا گولہ نہ پھینک بلا مین گرفتار ہوگا چالاک کب مانتا ہی اپنی چالاکی پر مغرور جہالت سے قریب عقل سے دور بیا سامری کہکر گولہ پھینک مارا بس جیسے ہی وہ گولہ دریا مین گرا مچھلیان نہنگ گھڑیال جلنے لگے موج آب سے شعلے نکلنے لگے دم بھر مین دریا خشک ہوگیا نگاہ اٹھاکر چالاک نے دیکھا پار دریا کے اک قلعہ سر بفلک کشیدہ دروازے پر قلعہ کے ہزارہا جادوگر بیٹھے تھے جیسے ہی دریا مین تلاطم ہوا وہ ساحر لینا لینا کہکر دوڑے مچھلیون تیج بلند ہوکر آواز دی چالاک بیٹا عمرو کا آگیا ملکہ عجائب زعفران پوش کو خبر کرو یہ کہکے کچھ جادو ان جلیس ساحر دیو نے آکر چالاک کو گھیر لیا چالاک نے تیغہ کھینچا حقہ آتشبازی کا نکالکر مارا دو چار کو

نیچے سے قتل کیا کسی پر حلقۂ کمند مارا کسی پر حباب لگایا مخمور بیقرار ہوگئی سر پیٹنے لگی کسی جادوگر نے
سحر کیا چالاک لڑکھڑا کے زمین پر گرا اب تو مخمور بیقرار ہوکر کودی نعرہ کرکے مجمع ساحران پر جا پڑی تاریخ
تیغ مارنے لگی کئی سو جادوگر مارے چالاک کو نیچے مین دبایا چاہتی ہو کہ چالاک کو لیکر نکلجاؤن ساحرون نے
گھیر لیا مخمور نے کئی ہزار ساحر مارے اندر سے قلعہ کے ہزارہا جادوگر چلے آتے ہین کنیزون نے جاکر عجائب سے
خبر کی یہ تخت پر بیٹھی تھی جب مچھلیون نے غلغلہ کیا تھا جبھی اسنے ہنسکر کہا لو صاحبو کوئی بلا نازل ہوئی دریا
کسی نے مٹایا آبرو کو خاک مین ملایا قید ہونا ہی محبوب کا کل کشا کا سزاوار ہوا مگر مقام افسوس ہو اس
راز سے سوائے شہنشاہ و زوجۂ شہنشاہ کے کوئی آگاہ نہین ہو دریائے سحر کا کسنے نشان دیا کہ کنیزین
پہونچین عرض کی اے ملکۂ عالم چالاک بیٹا عمرو کا اول آیا اسنے اک گولہ مارا دریا خشک ہوا ہلوگون نے
گھیر لیا کئی جادوگر اس عیار نے مارے آخر اسکو گرفتار کیا دام سحر مین پھنسایا بی مخمور صاحب نہین معلوم کہان
چھپی بیٹھی تھین آپہونچین معشوقۂ شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہین سحر و ساحری مین بے نظیر و یکتا ہین ہم لوگ
سحر انکا نہ روک سکے کئی ہزار جادوگر مارے گئے جلد چلیے ورنہ چالاک کو لیکر نکل جائینگی عجائب کا چہرہ غصے سے
سرخ ہوگیا کہا بی مخمور کو اب یہ لیاقت ہوئی ہمارے سحر مین دخل دیا ساتھ والیون سے کہتی ہوئی چلی افسوس
صد ہزار افسوس تمام عالم مین انقلاب ہو مثل زلف دلکو پیچ و تاب ہو کیونکر یہ راز ظاہر ہوا کوئی غیر تو نہین
ماہر ہوا مخمور و چالاک کو کسنے یہانتک پہونچایا کون ماہر تھا ابھی تک تو کسی کو خبر نہ تھی صاف ظاہر
ہوتا ہو کہ وقت بربادی طلسم ہوش ربا آگیا ارشاد فیض بنیاد سامری و جمشید کرسی نشین ہوگا کون شہنشاہ
کو سمجھائے طلسم کشائے سیل کیجیے بی مورخ صاحب کا دماغ عرش علی پر ہوگا وہ اب اصلاح کا ہیکو کرینگی دم جرأت
کا بھرینگی جو راز و نیاز کہ درمیان مین زن و شوہر کے تھا وہ نہ مخفی رہ سکا اور امورات راز و نیاز کیونکر
چھپین گے مار آستین گرگ بغل پیدا ہو جائینگے یہ کہکر اٹھی کہ ابھی جاکر گرفتار کرتی ہون غصے مین
چلی اسوقت آکر پہونچی کہ مخمور اچھلکر خندق کے پار اتر چلی ہو چالاک کی وجہ سے ناچار ہو لڑائی مین مصروف
ہو کہ عجائب زعفران پوش کا نعرہ ہوا آواز آئی او مخمور کہان جاتی ہو منم ملکہ عجائب زعفران
پوش مخمور پلٹ پڑی چالاک کو نیچے مین دبائے ہوئے پھر لڑنے لگی زخم بھی کھا چکی ہو ہزارہا ساحر
سحر کر رہا ہو کس کسکو جواب دے بڑا افسوس یہ ہو کہ ایسا نہو چالاک رہجائے خواجہ عمرو فرمائینگے
کیون مخمور ہمارے فرزند کو دشمنون مین چھوڑ دیا لیکن عجائب سحر کرتی ہوئی سامنے مخمور کے پہونچی

مخمور نے سحر کیا عجائب نے ہنسکر دفع کیا موتیون کے مالے سے اک موتی نکالا اسم سحر پڑھکر مخمور پر پھینکا مخمور نے ہاتھ ہلایا برق چمکا مروارید سحر جلا کچھ خاک آرہی اک شعلہ چمکا مخمور کی آنکھون مین اندھیرا آگیا لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی عجائب نے قریب آکر زبان مین مخمور کی سوزن دیا چالاک کو مسلسل و مطوق کیا دونون کو گرفتار کرکے قلعہ مین لائی جادوگرون سے کہا ان دونون کو قید خانے مین لیجاؤ مخمور و چالاک قید ہوے مخمور نے کہا کیون چالاک تنے گوہے کا حال ہمسے چھپایا آخر یہ خرابی ہوئی اگر تم ہمسے کہدیتے کہ ملکہ حیرت نے ہمکو گولہ دیا ہے ہم اُسکی تدبیر بتلاتے چالاک نے کہا اے ملکہ عالم آپ تو عشق پیشہ ہین کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے وہ مطلع مجھے یاد ہے فرد میان عاشق و معشوق رمزیست ✦ کراماً کاتبین را ہم خبر نیست ✦ مین اپنے معشوق مطلوب کا حال کیونکر کہتا مخمور نے کہا اے چالاک یہ جواب با صواب نہین کوچہ سحر و ساحری سے آپ لوگ نابلد ہین اب بڑا غضب ہوگا ہم اس گوہے کو چھپاتے اور تدبیرسے دریا کو مٹاتے یہ مقدمہ راز و نیاز تمھاری معشوقہ پر بڑی آفت آئیگی عجائب لکھیگی عمرو کے بیٹے نے گولہ کیونکر پایا یہان اگر دریا مٹایا کیا جواب دیگی چالاک نے کہا اگر قضا لیکر آئی ہے تو ہم مجبور ہین اگر ہماری وجہ سے معشوقہ بدنام ہوئی اور افراسیاب نے یہ رنگ دیکھا آنکھین پھوڑ ڈالونگا مخمور خاموش ہو رہی سمجھی کہ عیار عقلمند بھی بڑے ہین وقت پر جہالت کرتے ہین مین اسکو کیا جواب دون اے مخمور کیا سوچکے چلے تھے کہان کا قصد تھا کہان لگے پھنسے دیدار محبوب مطلوب سے محروم رہے اب اپنی تو یہ کیفیت ہے بقول جلال غزل

اک دل ہے اسکے ساتھ ہین ارمان ہزارون
صحرا آتا ہے ہیں سیان ہزارون
پھولیگا نہ اُس نخل کا عارض پہ بکھرنا
رکھتی ہے عدو عشق مین اک جان ہزارون
اُس بُت کی جو ابرو کا ہوا کچھ بھی اشارہ
ساقی نے یونہین توڑے مین پیمان ہزارون
اُٹھتا نہین سر خاک سے سجدے کے کسی طرح
اک خواب تھے وہ وصل کے سامان ہزارون
میلا ہے لباس دفن جلال اپنی لحد پہ

اک عشکدہ تنگ ہے مہمان ہزارون
ہے کوچۂ محبوب ابھی اُسنے بہت دور
یون خواب دیکھے مین پریشان ہزارون
سودائی گلون کو تری گلپیرہنی کا
پھر جائینگے کعبے سے مسلمان ہزارون
الفت مین تباہی سے خدا دلکو بچائے
گردن پہ مری ہین ترے احسان ہزارون
اک نالہ نہ سنتا وہ بت بیخبر اپنا
نالونکے ساتھ آئے ہین ارمان ہزارون

پوچھے کوئی وسعت نہ مرے دشت جنون کی
طی کر گئے گو خضر بیابان ہزارون
ابرو و مژہ ناز و ادا غمزہ و عشوہ
کھینچے ہین گلستان مین گریبان ہزارون
پیمانہ ہے جیسے کوئی بزم مین ٹوٹے
کشتی تو ہے اک اُٹھتے ہین طوفان ہزارون
دیکھا نہ دم صبح شب وصل جو کچھ تھا
خالق نے دیے ہونگے اگرچہ ہزارون
قید خانے مین دونون تڑپ

رہے ہین لیکن عجائب زعفران پوش بعد جوش وخروش پلٹ کر بارگاہ مین آئی مصاحبین اکر جمع ہوئے عجائب نے کہا صاحبو یہ مقدمہ عجائب وغرائب ہی عقل اڑا دو میری بات کا جواب باصواب دو شہنشاہ نے مجھکو نامہ لکھا کہ محبوب کاکل کشا وزیرزادی ملکہ جیحون کی تمہاری سرحد سے جاتی ہی مخفی سحر کر کے پکڑ لو اپنے قلعہ مین قید رکھو یہ دریاے سحر شہنشاہ کا تھا خود ہی تشریف لاے دریاے سحر بنا گئے مجھسے کہا تمہارے قلعہ کو کوئی نہ دیکھ سکیگا دریا مثل نگہبان ہی سواے میری زوجہ کے کوئی راز سے ماہر نہین ہی بس شہنشاہ نے آپ ہی حفاظت کی خود ہی دریا کو برباد کرایا یہ گولہ حیرت نے دیا یا افراسیاب نے ظلم کیا میرا نامہ لیکر خدمت شہنشاہ مین جاؤ اب تک تو یہ گمان تھا کہ دریا نگہبان ہی قلعہ مین کوئی نہ آسکیگا اب راستہ کھل گیا دریا خشک ہوا عیار سرداران لشکر عمرو بی مہرخ و بہار وغیرہ لشکرکشی کر کے تجھپر آئینگے مین اسی وجہ سے قید محبوب کا رکھنا قبول نہ کرتی تھی کنیزون نے کہا حضور ظاہر ہی کہ یہ گولہ ملکہ حیرت نے چالاک کو دیکر روانہ کیا نگہبانان دریا کو تیر دعت کا نشانہ کیا فوراً نامہ تحریر فرمائیے بی حیرت کو ذلیل کرائیے عجائب نے اسی وقت ایک عرضی براے افراسیاب بعد پیچ و تاب تحریر کی مضمون یہ تھا کہ گولہ سحر کا چالاک بن عمرو لیکر آیا دریا کو مٹایا بی مخمور مددگار بنکر آئین دریا تو بیشک مٹ گیا مین نے دونون کو گرفتار کیا مفصل تحریر فرمائیے یہ گولہ چالاک کو آپنے دیا یا آپکی زوجہ صاحبہ نے اور کسی پر یہ حال ظاہر نہ تھا کوئی اس کیفیت مدومہ سے ماہر نہ تھا پکار کر آواز دی کوئی ساحر یہ عرضی لیکر جاے فوراً جواب لاے عبیر جادو مصاحب خاص خدمتگذار با اختصاص عرضی ملکہ عجائب کی لیکر چلا دو کلمہ داستان مہر شعار ہی وقطب فلک خنجرگزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار گزارش ہوتے ہین عمرو نے عرصہ دراز تک چالاک کا انتظار کیا شب گذری چالاک واپس نہ آیا بوقت سحر عمرو گھبرایا سوچا اس لونڈے نے کچھ نشان پایا جستجو مین گیا جوتیان کھائیگا کچھ نہ بن آئیگا کچھ غصہ کچھ لال فرزند کا بھی خیال بارگاہ سے باہر نکلے راہ مین برق سے ملاقات ہوئی پوچھا میان برق تمہارے چالاک کہان ہین حال قید محبوب دریافت کرنے گئے تھے پلٹ کر نہین تشریف لاے برق نے کہا حضور چالاک بیباک کا مثل کا ایک ہی کل براے ملاقات ملکہ حیرت تشریف لے گئے تخلیے مین خوب مزے اڑاے بعد چند ساعت واپس آئے یہ فرما کر گئے تھے کہ بھائی برق لشکر سے ہوشیار رہنا محبوب کو رہا کرنے جاتا ہون رہا کر کے آئینگے عمرو نے کہا آپ ساتھ تشریف نہین لیگئے برق نے کہا وہ یکہ و تنہا عیاری کرتے مین اکثر ہونگے

عمرو نے برق کی گردن مین ہاتھ دیا کہا ابے تو نے میرے فرزند کو بھی آوارہ کیا وہ پلٹ کر نہین آیا کسی
بلا مین پھنسا برق نے کہا وہ کسی مقام پر رکنے والے نہین ہین اگر پھنسے ہونگے قید خانے مین عیاری کرینگے
محبوب کو لیکر آئینگے عمرو تو غم مین فرزند کے بیتاب تھا برق کو حباب مارکر بیہوش کیا اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا
طرف صحرا کے چلے دل سے باتین کرتے ہوئے کہ ای عمرو چالاک پر کوئی افتاد ضرور پڑی صحرا مین آکر ایک
چشمے پر ٹھہرے ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوے جو مسافر نکلا اُسکو قزاق بنکر مار اکپڑے اُتار لیے اُسکی ٹانگ
گھسیٹ کر کنوئین مین ڈالدیا مسافرون پر غصہ اُتار رہے ہین راہگیرون کو مار رہے ہین کہ ایک ساحر کو دیکھا
آسمان سے اُترا ہوا آتا ہے لیکن یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تھکا ہوا ہے چشمہ آب دیکھکر منھ مین پانی بھر آیا کندے باندھکر
زمین پر اُترا چاہا چشمے سے پانی پیوے عمرو نے آواز دی او ناہنجار اجل رسیدہ خبردار پانی نہ پینا یہ وہی
عیر جادو ہے جو نامہ عجائب لیکر چلا تھا عمرو نے ہزارون گالیان دینا شروع کین عیر نے کہا ذرا زبان
سنبھالیے عمرو نے کہا او بے غیرت لوگون ہم تو ملازم افراسیاب ہین چشمے کے پانی پینے کی ممانعت ہے ایک
الف مار پڑا ہے اژدھا اسمین رہتا ہے اسی وجہ سے منع کیا پانی پیتے ہی خاک ہو جاتے اسی واسطے کلمات سخت کہے
کہ پانی نہ پیو ورنہ جسم پانی ہو کر بہ جاتا اب تو عیر جادو منت کرنے لگا بھائی بھائی کہکر لپٹ گیا کہا ای برادر
تمنے بڑا احسان کیا مین قلعہ عجائب نگار سے آتا ہون خدمت افراسیاب مین نامہ لیکر جاتا ہون عمرو نے
کہا قلعہ عجائب نگار پر کیا معرکہ گذرا ہے عیر نے کہا ای محسن اصل معاملہ یہ ہے محبوب وزیرزادی ملکہ جیحون
کی لشکر لیے ہوے جاتی تھی شہنشاہ نے نامہ لکھا ملکہ عجائب نے محبوب کو مع لشکر قید کر لیا اس راز
سے سواے شہنشاہ و حیرت کے کوئی آگاہ نہ تھا چالاک بیٹا عمرو کا گولہ فولادی لیکر پہونچا دریاے
قہار خشک کیا مخمور بھی ساتھ تھین وہ لڑین ہزارہا ساحر مارے گئے عجائب نے سحر کرکے مخمور و چالاک
کو قید کیا ہے شہنشاہ کو نامہ بطور طعن و تشنیع تحریر کیا ہے کہ یہ گولہ چالاک کو کیونکر ملا یقین ہے سوت کی
جلن مین حیرت نے یہ کام کیا ہو گا اب حال کھل جائیگا شہنشاہ سے یہ بھی حکم لینا ہے کہ چالاک و مخمور
کو قتل کرین یا قید رکھین عمرو نے کہا بھائی مین تمکو لاکر آب سرد پلاؤن اس چشمے کا پانی سم قاتل ہے
سیکڑون مسافر پانی ہو کر بہ گئے یہ کہکے درہ کوہ مین گئے آب سرد لاکر عیر کو پلایا عیر بیہوش ہوا عمرو نے
عیر کو تو اک درہ کوہ مین ڈالدیا نشان پتہ بخوبی پوچھ لیا تھا آپ بصورت عیر بنکر تیار ہوے
برق کو زنبیل سے نکالا سب حال کہا کہ تمھارے مرشد زادے وہان قید ہو گئے صرصر کی شکل بنو

برق فوراً بصورت صرصر شمشیر زن آراستہ ہوا عمرو نے نامۂ عیر سے لیلیا تھا اُسکی پشت پر طرف سے
افراسیاب کے جواب لکھا مہر افراسیاب بنا کر ثبت کی خواجہ بصورت عیر برق بصورت صرصر روانہ ہوئے
برق کو سمجھاتے ہوے کہ بیٹا جلدی نہ کرنا محبوب و محبور کو رہا کرنا ہے مہلت یاقوت قریب ہے یقین ہے دو دن
کے بعد طبل جنگی بجے برق کہتا ہے استاد میں سمجھ لونگا بعد قطع منازل و طے مراحل سامنے قلعہ عجائب کے آ پہنچے
نگہبانان قلعہ نے عیر کو دیکھا اُٹھکر سلام کیا کہا کیوں اے افسر شہنشاہ سے ملاقات کی عیار کو گولہ کیوں نہ ملا
خواجہ نے کہا سب احوال ظاہر ہو جائیگا اسی واسطے شہنشاہ نے صرصر کو ساتھ کر دیا ہے یہ باتیں کرتے ہوے
اندر آئے دیکھا خواجہ نے شہر آباد رعایا دلشاد دوکاندار مالدار سجا سجایا بازار تماشا دیکھتے ہوے قریب
دارالامارۂ شاہی پہونچے ملکہ عجائب کو خبر ہوئی کہ عیر کے ساتھ شہنشاہ نے صرصر کو بھیجا ہے حکم دیا بلا لو
صرصر برابر تنہائی میں ہوا کو کیوں روکا بی صرصر تو کلید عقل شہنشاہ ہیں جو بدار آگر دونوں کو بلا لیا گیا
عمرو نے دیکھا ملکہ عجائب تخت پر جلوہ فرما ہیں گرد تخت کے نازنینان مہ جبین مہ جبینان سمن تمکین کنیزان
ماہ پیکر خدمتگذاران سیر دربار نہایت تکلف سے آراستہ برق تو تڑپ رہا ہے بڑھکر ملکہ عجائب کو سلام کیا
سر سے پانک بلائیں لیں کہا واری دنیا سے محبت اُٹھ گئی بزرگ جو کہ گئے تھے کہ محبت دنیا سے اُٹھ جائیگی
بھائی کا بھائی دشمن زن بیر اشوہر بیزن ذرا کنارے چلیے میں کچھ عرض کروں آپ کی حیرت بہن جلتی ہے
اب کسی کی ناک چوٹی کاٹی جائیگی کون کہتے ہے سوا کر اکے تشہیر کیا جائیگا آپنے خوب گل کھلایا کیا فتنہ لگایا ہے بھیا
زن و شوہر میں خوب فساد پڑا عجائب نے حیران ہو کر کہا اے صرصر کیا ہوا برق نے کہا میں تو سب کچھ کہہ دیا
حضور نہ سمجھیں تو میں مجبور ہوں بیہودہ بات سردربار کیا بیان کروں ذرا کنارے چلیے لحظہ بھر کو تکلیف
فرمایئے عجائب نے عیر سے پوچھا اے مصاحب خاص تمکو کیا جواب ملا برق نے کہا سب باتیں مجھسے دریافت
کیجیے گا غیر شخص سے شہنشاہ کیا کہتے آج بڑی جوڑی بگڑی گئی عجائب اشتیاق میں اُٹھ کھڑی ہوئی برق
ایک کمرے میں لیکر آیا کہا حضور بی حیرت نے اپنے طلسم کے بنانے کا قصد کیا گولہ سحر سامری کا چالاک
کو دیا آپ کا نامہ پہونچتے ہی افراسیاب نے بلا کر حیرت سے پوچھا وہ گولہ جو تمنے بنایا تھا وہ کیا کیا ملکہ
حیرت گھبرا گئی گولہ کہاں تھا جو دیتی اب شہنشاہ نے قید کیا ہے میں ملے جو آپ سے غرض کی آنکھیں کی ام
چوٹی کاٹی جائیگی افراسیاب کہتا ہے جو دشمن ہو گئی اُسکو تشہیر کر کے نکالونگا آپکے مقدمے میں فرماتے ہیں
عجائب بڑی خیرخواہ ہے کس مزے سے محبوب کو قید کیا اس زمانے میں چلکر ملاقات کیجیے سلطنت

ہوشربا آپ کو بلے مہرخ و بہار نوبت بجان و کار دہر استخوان ہین یاقوت سخندان طبل جنگی بجوائیگی
عفریت طلسم کو بلائیگی سنتے ہین وہ عفریت اگر سب کو کھا جائیگا ان باتون مین عجائب کا خوب دل لگا
برق کا باتین بنانا زیب دیکھانا باتین کرتے کرتے صرصر نے ادہر اودہر دیکھا عجائب نے پوچھا کیون صرصر
کس چیز کی تلاش ہے کہا حضور اک جام شراب کی خواہش ہے عجائب نے میز سے گلابی اٹھا کے دی
صرصر نے جام لبریز کیا کہا واری اقدس آپ نوش کیجیے جھوٹی شراب آپکی لونڈی پیے گی عجائب نے
منہ لگا دیا چند قطرے حلق سے اترے گھبرا کر کہا اس شراب نے آگ لگا دی کہا حضور فصل بھی تو ملاحظہ ہو
عجائب گھبرا کر اٹھنے تمام سے اٹھی بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری برق نے عجائب کو اٹھا کر چارپائی
کے نیچے ڈالدیا لباس اسکا اتار لیا عجائب کی شکل بنکر کمرے سے ہنستا ہوا نکلا خواجہ انتظار کر رہے ہین کہ
دیکھون یہ لونڈا کیا کرتا ہے ایسا نہو عیاری کو خراب کرے کہ ملکہ عجائب باہر تشریف لائین تخت پر بیٹھتے ہی
حکم دیا ملکہ محبوب کاکل کشا و مخمور رعنا و چالاک عیار کو جلد دربار مین لاؤ خواجہ سمجھ گئے برق نے اپنا
کام کیا داروغہ حبس گیا محبوب و مخمور و چالاک کو سر زنجیر تھام کر سر دربار لایا برق نے عبیر سے کہا اک
مصاحب خاص انکو سمجھاؤ حکم شہنشاہ آگیا مین کسی کا پاس نکرونگی ابھی براے قتل حکم دونگی عبیر جادو
ٹہلتے ہوے پاس مخمور کے آئے باتین آنکھ کا اشارہ دکھایا مخمور نہال ہوگئی پلٹ کے محبوب سے مخمور نے
کہا استاد آگئے چالاک بھی سمجھ گیا مگر بڑا قلق ہوا اب چالاک نے برق کو بھی پہچانا برق کا تو حکم اب کہا
جاری ہورہا ہے عبیر جادو نے خزانہ دار کو بلایا کہا جسقدر جواہر ہمارے خزانے مین ہے کشتیون مین لگا کر سامنے
مین رکھو خزانہ دار نے فوراً حاضر کیا خواجہ کمرے مین تشریف لیگئے جواہر سب اٹھا کے نذر زنبیل کیا یہان محبوب
و مخمور نے عرض کی حضور ہم سامری و جمشید کو سجدہ کرینگے برق نے جھپٹ کر دونون کی زبان سے سوزن
لیا چالاک کی ہتھکڑیان بیڑیان کٹوائین خواجہ تو گھر بھر کی تلاشی لیتے پھرتے ہین قضاے کار چند
کنیزین کسی کار ضروری کو اس کمرے مین گئین جہان عجائب بیہوش پڑی ہے یہان محبوب مخمور جلو مین
آکر بیٹھین چالاک مگس پرانی کرنے لگا کنیزون نے عجائب کو زیر چھپر کھٹ پایا دیکھا بی بی برہنہ
پڑی ہین کنیزین سر پیٹنے لگین کسی نے پانی کا چھینٹا دیا عجائب نے آنکھین کھولین کنیزون نے
عرض کی واری جلدی اٹھیے آپ کی شکل کی ایک عجائب تخت پر جا کر بیٹھی ہین محبوب و مخمور کو
رہا کر دیا چالاک کی ہتھکڑیان کٹوا دین حکم ہے فوج محبوب کو قید خانے سے لاؤ آپ کو یہان کون

ڈال گیا عجائب نے کہا دنیا مین آگ لگی ہی جو رد نے شہنشاہ کی دریا مشوایا عیار بچی نے سمجھا و بیہوش
کیا پڑا لی تلخوار ہو کر یہ حرکت کی کنیزون نے عرش کی حضور صرصر کا تو کہین نشان بھی نہین معلوم ہوتا
ہو اگر کون دیکھ سکتا ہی خیر خواہان دولت کو اسی وجہ سے سکتہ ہی عجائب نے کہا سچ حال کھل جائیگا وہ
کوئی عیار ہوگا مین ابھی جلد سمجھے لیتی ہون یہ کہکر لباس پہنا اپنے مقام سے اٹھی اسباب تحریر ہاتھ مین لیکر
چلی یہان برق سکو رہا کر چکا خوابگاہ مکان مین دوڑے دوڑے پھر رہے مین برق تخت پر بیٹھا ہی محبوب
دل کشا و مخمور کہہ رہی مین کہ اب نکل چلو یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی کہ سہارے نعرہ ہوا منم ملکہ عجائب
زعفران پوش ارے صرصر شمشیر زن کمان گئی مجھکو بیہوش کرکے بھاگی برق تو تخت سے کود کر بھاگا
ملکہ محبوب نے نعرہ کیا ای ملکہ عجائب دھوکے سے پکڑ لائی تھین یہ بڑی منزل تھی تم تھے جاکر کیا اب
حال کھلیگا عجائب محبوب پر جا پڑی عجائب کے مصاحب حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی برق نے
اشارہ کر دیا ارے اسکو مار لو یہ کون میری صورت بن آئی ہی اسکے مصاحب اسی پر سحر کرنے لگے عجائب نے
ساتھ والون کو قتل کیا ہزارون لاشے بارگاہ مین پھڑکنے لگے یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین ہو یہ قلعہ
عجائب نگار متعلق سرحد ظلمات ہی عجائب خاص خراج گزار ملکہ ماہیان زمرد پوش ہی یہ بھی اکثر
تحریر ہوا حقیر نے تو کسی مقام پر نشان نہین دیا اب واضح کرتا ہون کہ ہفت برق طلسم ہوشربا خاص
قلعہ ظلمات مین رہتی ہین برق لامع مسلمان ہوئی رعد و برق بھی شریک ہوے برق نگار ان ہی
کی داستانون مین قتل ہوئی برق خاطف و برق خندان و برق بلاخوار یہ تین برقین باقی ہین
برق بلاخوار اپنے قلعہ مین تھی ہی کہ کنیزون نے خبر دی حضور معجزہ پنجم کھل گیا ملکہ یاقوت خندان
و لعل خندان لڑ رہی مین برق بلاخوار تڑپ گئی کہا صاحبو یہ کیسا انقلاب ہی ایسی خبر وحشت
اثر سنکر دل بیتاب ہو گیا وہ پلٹ کر آیا کیا عمرو کھلا دیتا ہی سب اسی کی محبت کا دم بھرتے ہین
تاریک شکل کش کیونکر قتل ہوئی احتقاق و شہنا لواز ایسے تھے کہ اسقدر جلد مارے گئے یہ کہکر
کنیزون کو حکم دیا جلد جاکر خبر لاؤ چند کنیزین واسطے خبر کے چلین یہان بارگاہ عجائب مین ہنگامہ
گیر و دار بلند ہی عجائب و مخمور و محبوب سے لڑائی ہو رہی ہی جب عجائب نے دیکھا مین غالب
نہ آؤنگی میرے ساحر بھی یہ سحر کر رہے مین کس کس سے لڑون کس کس کو جواب دون اسنے گھبرا کر
ڈبیا خاک قبر جمشید کی کھولدی اس خاک کا اڑنا محبوب و مخمور و دیگر چار سو ساحر اسکی تاثیر سے

بیہوش ہوکر گرے عجائب نے خنجر کھینچکر چلی کہ محبوب و مخمور کو قتل کرون پہلو سے عبیر جادو پیدا ہوا عجائب
نے آواز دی کیون ای عبیر صرصر کو کہان سے ساتھ لایا تھا وہ تو شریک مسلمانان ہو گئی مجھکو بیہوش کرکے
ڈال گئی میری شکل بنکر تخت پر بیٹھی محبوب و مخمور کو قید سے رہا کر دیا مجھ ایسی ساحرہ ہوشیار نہوتی تو
اُن سبھون کے ہاتھ سے قتل ہو جاتی کیا تو بھی شریک مہرخ ہوا عبیر نے دست بستہ عرض کی مین غلام
قدیم آپ کا مشیر و ندیم آپنے مجھکو خاک سے پاک کیا مرتبۂ اعلی پر پہونچایا اپنا مصاحب خاص بنایا میری
خیرخواہی ملاحظہ فرمایئے اب تکلیف نہ کیجیے مخمور کا مین سر کاٹونگا بی حیرت نے میرے ساتھ صرصر کو کر دیا تھا
مین کیا جانون یہ کیا مکر ہوا اب سب حال مکر و غدر کھل جائیگا یہ کہتا ہوا قریب ملکہ عجائب کے آیا کہا
آپکو قسم ہے سامری و جمشید کی اپنی تلوار کو خون مخمور سے رنگین نہ کیجیے اس ظالم کا سر مین کاٹونگا یہ کہکے
تخت کے قریب آیا عجائب سے کہا دیکھیے وہ کونے مین صرصر کھڑی ہے سحر کیجیے یہ بچنے نہ پائے ہوا کا انتظام
واجب و لازم ہے دم بھر مین غائب ہو جائیگی جیسے ہی عجائب اسطرف ملتفت ہوئی عبیر نقلی نے حلقہ ہاے کمند گلے
مین عجائب کے ڈالدیے نعرہ کیا صرصر کو دیکھا جھٹکا مارا عجائب منھ کے بل گری گرتے ہی لپٹ کر
خنجر مارا شکم چاک کیا قصہ پاک کیا مرنے سے عجائب کے مقامات قلعہ کے جلنے لگے آواز آئی کشتی مرا نام من
عجائب زعفران پوش بود صدہا مکان گرا ناگاہ اسکے سحر کے جلے محبوب و مخمور نے ستھراو کر دیا
اہالیان فوج محبوب کو رہا کر چکے تھے اُن سبھون نے کود بزران مین آگ لگا دی آخر اہالیان شہر نے
پناہ مانگی جادر بلائی رئیس و امیر شہر و وزیر رومال سے ہاتھ باندھکر مخمور کے سامنے آئے محبوب
و مخمور نے سحر روکا لڑائی موقوف ہوئی رئیسان شہر مطیع اسلام ہوے گرد و سکہ نام کا ملکہ مہ جبین کے
جاری ہوا خواجہ ظاہر ہوے محبوب نے شکریہ ادا کیا خواجہ نے محبوب کو تخت پر بٹھایا مخمور کرسی
جواہر نگار پہ چالاک و برق و خواجہ اب موجود مین عمرو نے اسی وقت حکم دیا خزانے لدوالے بارگاہین
درست ہوئین اسباب سفر تیار ہوا دو لاکھ ساحران غدار ہمراہ قلعہ مین کسی کو مقرر کر دیا بیرون قلعہ عجائب
لشکر آکر فرو کش ہوا کنیزان برق بلا خوار جو براے خبر چلی تھین اسوقت پہونچین کہ عجائب کے
مرنے کی صدا مین بلند مکان ہزارون جل رہے تھے یہ ہنگامہ دیکھکر آسمان سے اتر آئین شہر
مین آکر سب حال دریافت کیا معلوم ہوا ملکہ مہ جبین کی یہان بھی عملداری ہو گئی مخمور و محبوب نے
آکر عجائب کو مارا سارا قلعہ اسلام آباد ہوا یہ خبر وحشت اثر لیکر پلٹین برق سے آکر اطلاع کی

عرض کی حضور عجائب کو ساحرون نے قتل کیا مخمور و محبوب مع فوج ساحران بیرون قلعہ فرودگش
ہین یہ سنکر برق بہ قہر و غضب تمام اٹھی کہا مخمور کو اب یہ لیاقت ہوئی ہر جو بردہ ظلمات مین آکر دخل دیا
ابھی جاکر سب کو جلا دونگی یہ کہکر تڑپی آواز دی ساٹھ ہزار کنیزان زرین پوش آکر موجود ہوئین
برق نے کہا عقب مین آؤ برق طاؤس پہ جھپٹ کر لگی اور چلی دور سے ظاہر ہوتا تھا ایک لچکا برق
کا کڑکتا ہوا جاتا ہے ساٹھ ہزار کنیزین باز لباقوز سے وغیرہ پر سوار ہو کر بصد جوش و خروش چلین نوبت
نقارے بجتے ہوئے اس جاہ و حشم سے یہ سب آتے ہین خبر مفصل دریافت ہوئی کہ قلعہ عجائب نگار
پہ قیامتین برپا ہین برق پر انتہا کا شاق ہے جنگ مخمور کی دل و جان سے مشتاق ہے گو تختہ بردہ
ظلمات سے لشکر لیکر نکلی تھی اک صحرائے سبزہ زار مین پہونچی وہانکی بہار دیکھکر دل فرحناک ہوا کنیزون
نے دست بستہ عرض کی حضور کیا صحرائے مقبول ہے سرور تازہ قلب کو حصول ہے اسی مقام پر فرودگش
ہوجیے برق نے کہا تمھین کیا معلوم کہ طلسم مین کیا انقلاب ہے کیسے کیسے ساحران جلیل افراسیاب
کے کفیل مثل نقش قدم مٹ رہے ہین روح کو بیچینی ہے کنیزون کے کہنے سے ملکہ چند ساعت اسی صحرا مین
اُتری تھل رہی ہین ہوا سر عیسی دم مسیح نفس چل رہی ہے طائران خوش الحان مصروف زمزمہ ہائے
صحرائے مینو سواد کی رعنائی برق نے جو نرگس شہلا کو دیکھا جوانان چمن پر آنکھین نکالتی ہے عشق
گل و بلبل کے جھگڑے اشارہ نہین ٹالتی ہے سرو کا قد موزون صنوبر خرامی کی خوش رفتاری عاشقان
چمن کی بیقراری باد صبا کی اٹکھیلیان چشمہ ہائے آب روان ہر ایک گرداب مثل چہرہ رخشان اُسوقت برق
کو وہ صحرا ایسا پسند آیا بے اختیار منہ سے نکل گیا کیا مقام خلد نشان ہے دل چاہتا ہے آنکھون کو فرش
کرین سبزۂ خوابیدہ کی محبت کا دم بھرین یہ باتین تھین یا تو صحرا کی وہ رعنائی زیبائی یا دیکھا سنبل نے
بالون کو پریشان کردیا نرگس کی آنکھین پھرین قمریون نے طوق کو کو بہ کے سر کو پیٹا سرو چمن پا بگل
ہر نخل مشعل چمن کو دیکھکر جوش دریائے مصیبت ہر ایک حباب چشم حیرت غبار زرد اٹھا خود زمین تھرائی
عندلیبان خوشنوا نے زمزمہ سرائی موقوف کی ہر گوشۂ صحرا سے واویلا و احسرتا کی صدا بلند ہوئی برق
اس مصیبت کو دیکھکر دردمند ہوئی تڑپ گئی ساتھ والیون سے کہتی ہے اسے صبا جو رنگ روئے گل کیون
متغیر ہوا آئینۂ چشمۂ صاف و شفاف کیون مکدر ہوا اسوقت نئی بات پیدا ہوئی بحر غم والم کی طغیانی و تلاطم
ترقی پر حیرانی کیا بلا نازل ہوئی کون قتل ہوا ارے کسکا گھر لٹا افراسیاب کی خبر لاؤ میرا دم گھبراتا ہے کلیجہ منہ

کو آتا ہی جی چاہتا ہی تڑپ تڑپ کے گرون سارے جنگل مین آگ لگا دون دیکھو دیکھتے دیکھتے تیغ ظاہر ہوا
کسی نے ابتک مجھسے مفصل حال نہ کہا کنیزین دست بستہ سامنے عرض کر رہی ہین واری ہم لوگ کیا عرض کرین
ظاہر مین تو کوئی سانحہ درپیش نہین ہی باطن کا حال سامری و جمشید جانین یہ کل آشوب خداوند لقا کی قدرت نے
دکھائے دہی ہوگا جو خداوند لقا کو منظور ہی برق نے کہا اُس جلگوجے کا نام نہ لو اُسنے شرف مذہب سامری و جمشید
مٹایا مین حیران ہون کہ آخر طلسم ہوشربا مین کیون آیا دیکھین کیونکر جان بچتی ہی یہ لفظ برق کے منھ سے
نکلا ہی کہ ایک طائر آسمان سے روتا ہوا نازل ہوا برق نے گھبرا کر پوچھا ای طائر ساختہ سامری خیر تو ہی اُس
طائر نے زفیل مار کر آواز دی ای برق تینے دیر کی بڑا غضب ہوا ملکہ عجائب قتل ہوگئی یہ کہکر وہ طائر جل گیا
برق تڑپکر سوار ہوئی روا روی کرکے چلی وقت پر اسکا حال تحریر ہوگا یہان شب کو محبوب نے بارگاہ مین
جلسہ آراستہ کیا رات بھر ناچ رہا صبحکو آرام کیا حکم دیا بیرون چڑھے لشکر چلیگا مخمور و محبوب سو رہی ہین
سرداران لشکر اپنے اپنے بستر پر مائل خواب تمام لشکر مین کر بندی ہو رہی ہی بارگاہ لد چکی ہی کہ آسمان سے
نعرہ ہوا باشیدار اہالیان شہر عجائب غضب کیا اپنے بادشاہ کو قتل کرایا مخمور و محبوب کی اطاعت
کی حق شہنشاہ فراموش ہوا سنو ملکہ برق بلا خوار تڑپ تڑپ کر سب و جلاد و تلی اسطرح تڑپکر گری
گئی سو کے سر کاٹ کر چلی ساٹھ ہزار کنیزین آگ گرین گولے نارنج ترنج جو چلے پچاس ساٹھ ہزار ساحر مارے گئے
بلڑ ہوا محبوب و مخمور آنکھین ملتی ہوئی اُٹھین گھبرائی ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہی بیرون بارگاہ آکر دیکھا
ہزار ہا لاشہ پڑا ہی بلکہ ہزار ہا برق نے متحرک کر دیا مخمور پڑھتی تھی کہ برق سر پر گری سر زخمی ہوا ایک
لپا برق کا محبوب پر آیا صورت اصلی اسکی دکھائی نہین دیتی کہین برق بنکر گری کبھی تلوار بنکر
چمکی کبھی آگ برسائی زمین آگ لگائی سنبھالنا دشوار کر دیا عمرو و چالاک و برق بھاگ کر الگ کھڑے
ہوے جانتے ہین کچھ عیاری کرین برق کی چشمک زنی سے نگاہ قائم نہین ہوتی یہ نہین ثابت ہوتا
کہ کون لڑ رہا ہی اسقدر اندھیرا ہی اپنا ہاتھ آپ نہین معلوم ہوتا تمام جنگل دھوان دھار ہو رہا ہی عمرو
ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کسی کی شکل بنکر بڑھون برق کو مارون کبھی معلوم ہوتا ہی تلوار چلی کبھی بجلی تڑپی کہ
ہر مقام پر گرتی ہی جہان گری سو دو سو کو جلا دیا ہزار دو ہزار کو خاک مین ملا دیا صدائے فریاد و الغیاث
بلند محبوب و مخمور گھبرائین کہان بھاگ کر جائین اس برق جہانتاب سے کیونکر جان بچائین
برق و عمرو و چالاک اسوجہ سے حیران مین صورت ظاہر ہو تو عیاری کرین برق چمک رہی ہی

اندھیرا ہو رہا ہی ثابت نہیں ہوتا کہ عورت ہی یا مرد کس پر عیاری کرین اب سب دعا کرنے لگے
وہ کارہ داستان مقام دیگر سنیئے ابھی تک اس حقیر نے اس حال کو نہین لکھا تھا چارون جلدون مین اس
داستان کا پتہ ہی یعنی شاہزادہ غضنفر بن اسد نامدار فرزند طلسم کشا اس طلسم مین مدت سے داخل ہی
وہ معشوقان پری چہرہ ہمراہ مین ملکہ نسیم جالندری و ملکہ قمر طلعت ساٹھ ہزار جادوگر واسی ہزار قزاق
تیار کیے بڑے بڑے قریات طلسم لوٹتے پھرتے مین غضنفر نے صد ہا قریے بے چراغ کر دیا نسیم جالندری عاشق
جمال غضنفر ہی جانتی ہی کہ مرد دیوانہ اگر افراسیاب کے حال مین پایگا جا پڑیگا اُسکے ہاتھ سے مارا جایگا چھپائی
پھرتی ہی کوہ و دشت بیابان مین مسکن کیا یہ ناظرین آگاہ مین غضنفر کے پاس تحفہ جات موجود مین اسپ
بادپا تیغہ روئین شگاف و انگشتر مہر و ماہ اسیرح زمانے مین ان تحفہ جات کا مفصل ذکر ہوا ہی یہ اشیاے
نادرہ طلسم بند ساحر شمشہ نے براے فرعون شاد تیار کیے تھے معشوقہ فرعون شاد ملکہ ناہید یعنی نقابدار
قنطورہ پوش شاہزادہ خورشید بن ہاشم پر عاشق ہوئی یہ مرکب اور تیغہ و انگشتر جوش محبت مین خورشید
کو دیے خورشید سے غضنفر نے لیے اسکے بڑے بڑے جھگڑے رہے مگر غضنفر نے پھر یہ تحفہ جات واپس
نہ دیے یہ مرد قزاق بزور لیکر دنیا کیسا ہی چار جلد مین لڑائیان غضنفر کی بیان ہو چکی ہین اکثر جادوگر
اسکے ہاتھ سے مارے گئے لشکر لیے ہوے اک صحرا مین اترا تھا نسیم پر غصہ کیا ہمین مکان افراسیاب
تباہ و مین جاکر اُس بچیا کو مارون اسی شرم مین آجتک باپ سے نہین ملا کہ کیا تحفہ لیکر براے
نذر جاؤن سر افراسیاب جاکر نذر کردون یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوا تیغہ روئین شگاف قبضے
مین انگشتر مہر و ماہ پہنے ہوے واضح ہو مرکب مین یہ تاثیر ہی اگر کوئی ساحر دریاے سحر آگ کا یا پانی
کا تیار کرے یہ مرکب جھیل کر نکل جایگا انگشتر مہر و ماہ پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا تیغہ روئین شگاف
وہ چیز ہی کہ اگر کوئی ساحر اپنے کو روئین تن بھی بنالے یہ تیغہ نذر کیگا فوراً دو پرکالے کریگا لیس یہ
تحفہ جات سب غضنفر کے پاس مین اپنے قزاقون کو ساتھ لیے ہوے نسیم جالندری و ملکہ قمر بیکر دونون
معشوقان سیمبر تخت پر سوار ساٹھ ہزار ساحران غدار اسی ہزار قزاق پشت پر یہ ہنگامہ عظیم جو
گرم دیکھا نسیم نے ملکہ مخمور کو پہچانا کہا اے شہریار طرلقے سے معلوم ہوتا ہی ملکہ مخمور کو کہ شریک
لشکر مہرخ مین برق نے گھیرا ہی یہ مقام یوز ظلمات کا ڈانڈا ہی اہل اسلام کو شکست ہی برق
بلا خوار کو قتل مخمور سرخ چشم کا بند وبست ہی مدد کرنا واجب و لازم ہی یہ سنکر غضنفر نامدار نے

قبضۂ تیغۂ روئین شگاف پر ہاتھ ڈالا بوق ترکی کرے نکالا ہزار ہا بوق بجا معلوم ہوا صور اسرافیل
پھونکا سحر اٹھ گیا گھبرا میں شیرون کو غش آیا گھوڑے بے چراغ پا ہوے آواز بوق سے بدلگام ہوکر
گرنے لگے سوارون کی عنان باگ کے ہاتھ سے چھوٹی غضنفر تیغہ کھینچکر فوج برق بلاخوار پر جا پڑا اگر گھسے تیغ تاریخ
نجوم میں غضنفر انگشتر مہر وماہ کو چمکا دیتا ہے سحر ساحران کو اسکی ضرب دکھا کر مٹا دیتا ہے ساحرون
کے سحر سے دریاے آب وآتش جوش مار رہے تھے ان دریاہاے سحر کو اسپ باد پا طے کرتا ہے جسپر
غضنفر جا پڑا تیغہ روئین شگاف کا ہاتھ مارا اگر اُس ساحر نے اپنے کو سحر سے روئین تن بھی بنایا
تیغہ نے دو ٹکڑے کیئے ساحر جہنم واصل ہوا خنجر بغض وحسد سے یہ ثمر حاصل ہوا ہزارون کو دم بھر میں
پامال کیا ساحرون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا قزاقون نے اسطرح گھیرا گھوڑون کو موڑا رہے ہین
عجب ترکیب سے قزاق ساحرون سے لڑتے ہین ایک نے ساحر کو نیزہ دکھایا اُسنے سحر کیا یہ بیچارہ مبتلاے
سحر ہوا دوسرے نے لپٹکر خنجر مارا اسکا شکم چاک قصہ پاک ہوا اس ڈھنگ سے قزاق لڑے ساحرون
کے جی چھوٹ گئے سحر کرنا بھولے جاتے ہین جھولیان شانون سے گر گئین کلوا کا نام لیتے ہین نارسنگھ
یاد آتا ہے رنگ سحر وساحری مٹا جاتا ہے برق بلاخوار ایک طاؤس آتشین پر سوار تڑپ تڑپ کر
گر رہی تھی صف محبوب پامال مخمور ومحبوب زخمی ہو چکین یہ مثل شعلہ جوالہ کبھی ظاہر کبھی نابود
ایک نخل کے سایے مین آکر تماشا دیکھنے لگی نگاہ برق بلاخوار جمال بیمثال غضنفر نامدار پر پڑی
دیکھا ایک طفل دوازدہ سالہ سبزہ عارض انور پر آغاز ہوا ہے دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے
معشوق وضع شیر بیشۂ نبرد وجرأت ودلاوری مین فرد جس ساحر نے قصد کیا یا للکارا فوراً اُسپر
جا پڑا اُسنے سحر کیا سحر اُسکا بیکار ہوا غضنفر نے کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھایا طرف آسمان کے پھینکا چورنگ
ہوا ای ظلم کیا ساقہ والے قزاق تعریفین کر رہے ہین ای شہریار ماشاء اللہ کیا مزے سے ساحر کو مارا
کس دھوم سے کافر کو للکارا قزاق بھی بلاے روزگار ہین نسیم جالندری سحر کر رہی ہے برق بلاخوار
کی جو نگاہ اس شیر دل رستم خصال آفتاب عالمتاب آسمان جاہ وجلال شیر بیشۂ جرأت نہنگ بحر خونخوار
دلیاقت پر پڑی اس صورت زیبا دیکھا مرگئی پکار اٹھی ارے مجھکو قتل کر تو تلوار کیون کھینچتا ہے تیرے
خنجر ابروے دلکو زخمی کیا نگاہون کی چھریان سینے پر چل رہی ہین تلوارین ابروے خمدار کی نیام
انتقام سے نکل رہی ہین دوسرے بلا مین پھنسی ہوئی چلی غضنفر نے دیکھا ایک ساحرہ تمام جسم شعلۂ آتش

اپنے کو اُسنے ظاہر کیا سحر سے خوبصورت بنی بتعجیل بھاری لباس پہن لیا دوپٹہ آب رواں کا اوڑھا زیور بھی پہن لیا
پکارتی ہے اسے کیون تکلیف کرتا ہے گلا پھولون پر ورم آجائیگا غضنفر تیغ رو مین شگاف کھینچے ہوے کنپٹی سے خون ٹپکتا
ہوا خانہ ہاے زرہ خون سے معمور میدان جنگ مین قالب کو سر در چہرہ آفتاب تابان عارض نور رشک ماہ درخشان
حسین جمیل کسن شکیل اس آن بان سے تیغہ کھینچے ہوے چلا برق بلا خوار بلائین لیتی ہوئی آتی ہے غضنفر نے خوش
کیا او ملعونہ کیا بکتی ہے درج دہن جو کھلا لڑی موتیونکی ظاہر ہوئی دندان مثل برق چمکے خرمن ہوش و حواس کو
برق کے جلا دیا مسکرانے سے مجھی اسنے مجھکو پسند کیا بکتی ہوئی بڑھی ارے مین تجھکو عالمگیر بناؤنگی سحر سکھاؤنگی کوئی
دنیا مین تجھسے مقابلہ کر سکیگا چرخ ظلمات مین لیجلون تیرے لیئے تاج و تخت آراستہ کرون دولھا بنکے تخت پر بٹھاؤن
بڑے بڑے ساحر تیری خدمت مین حاضر رہینگے کوئی تجھسے مقابلہ کر سکے گا غضنفر نے جواب دیا او ملعونہ کیا بکتی ہے ہوشیار
ہوجا خبر سحر کر ورنہ پچھتائیگی برق بلا خوار نے کہا اے کٹین وہ ہاتھ جلیں تجھپر سحر کرون اور پھوٹین وہ آنکھین جو تجھ
ایسے معشوق کو نگاہ بد سے دیکھین جب غضنفر نے ان باتون کو نمانا تیغہ کھینچے ہوے قریب آیا تب برق نے
اڑانے کو غضنفر کے چند دانے ماش کے پھینکے وہ شعلہ بنکر غضنفر پر گرے غضنفر نے انگشتر مہر ماہ کو چمکایا وہ
شعلہ ہاے آتش نابود ہوے برق بلا خوار خوب قہقہا مار کر ہنسی کہا اے ظالم یہ تو بڑی بات ہے تھوڑا بہت
تجھکو بھی سحر آتا ہے مین بخوبی کامل کرونگی یہ کہکر ہاتھ ہلایا برق چمکائی اسکی بھی تاثیر نہوئی جب تو برق بلا خوار نے
قہقہا مار کر ہنسی کہا ارے سحر مین بھی کامل ہے مین تو سمجھتی تھی کہ بالکل جاہل ہے شکر سامری و جمشید کہ میرا معشوق کچھ سحر
بھی آگاہ ہے اگر تجھکو حسرت ہے کہ وار کرون سر حاضر ہے جسطرح جی چاہے کاٹ لے مین سر نہ ہلاؤنگی لیکن تیری قوت
کا امتحان منظور ہے تیری بدعت سے بھی قالب سر در ہے یہ کہکر مٹھی خاک کی اٹھائی اپنے سر پر ڈالی گویا روئین تن ہی
اپنے نزدیک سحر کیا کہ سر فولاد کا ہو گیا اب کیسی تلوار نہ کاٹ سکیگی اپنے دل مین میرا معشوق محجوب ہوگا غضنفر نے
تیغہ اٹھایا برق بلا خوار نے بجاے سپر سر جھکایا غضنفر نے کہا ارے بیرحم تو ہاتھ مین لے برق بلا خوار نے کہا او
خود بھی سر سپر ہے ہر چند غضنفر نے کہا لیکن اپنے سحر پر اسکو ناز ہو جاتی ہے اگر سر پر میرے کوئی آرہ بھی چلائیگا تو جسم
میرا کم نہو سکیگا برق بلا خوار نام سر کسی انجام غضنفر نے تیغ تو لکر گھات سے مارا تیغ رویین شگاف جوان زبردست
اسد شیر دل کا فرزند نبیرہ حمزہ ارجمند تیغ رویین شگاف تڑپ کر گرا جیسے مچھلی بن کی جلتی سے تار گزرتا ہے سر جسکے
دو ٹکڑے ہوے صراحی گردن سے مثل قطرہ آب صندوق سینے سے مثل سیماب تیغہ گزرا مع طاؤس برق بلا خوار کے
چار ٹکڑے ہوے شعلہ بھڑک کر گرا لاشہ اس ملعونہ کا جلنے لگا برق طلسمی کا کڑکا ابر دھوان دھار گھر آیا ہزارون قفل جلیبی

اندھیرا چھا گیا پانی برسا شعلہ ہاے آتش بھڑکے بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من برق بلا خوار بود افسوس
مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جادوگرنیون نے جو لاشہ برق بلا خوار دیکھا غضنفر آسی ان ہان حرکت
وشان سے لشکر ساحران پر جا پڑے قزاقون نے فوج کے ٹکڑے اڑا دیے خیمے بارگا مین لوٹ لین ہزارہا خیمے
جلا دیا قزاق کپڑے لوٹ کے عادی توڑے اٹھا اٹھا کر گھوڑون پر رکھے اسباب لائے عمرو غضنفر کو
دیکھ کر دوڑا مخمور نے گھبرا کر پوچھا ای خواجہ شیردل کون ہے سراپا سے شان اسد نمایاں ظاہر ہے ماشاء اللہ قشون سپاہ گری
سے بخوبی ماہر ہے عمرو نے کہا ای مخمور یہ دیوانہ مجبول فرزند اسد نامور ہے خدا نے اسکو یہ بخشے عطا فرمائے تیغہ روئین
شگاف ہاتھ مین ساختہ ساحر شمشیر کش قبضے مین تیغہ سرکش اسب باد پا زیر ران صاحب شوکت وشان ہمین معلوم یہ کب
طلسم مین آیا مخمور نے کہا ہمنے آمد کی خبر سنی تھی آپ سے اطلاع نہین کی گئی ملک انھون نے فتح کیے دیو کو مارا
ہم نے اسوجہ سے آپ سے ذکر نہ کیا آپ جوش محبت مین گھبرا جائینگے یہ جوان دیوانہ مزاج شہرون شہرون لڑتا پھرتا
ہم تو حیران تھے کہ آپکے سرداران لشکر علم سحر سے آگاہ نہین ہین پس فرزند طلسم کشا کیونکر ہاتھ سے ساحر فلک کے بچا
عمرو نے کہا یہ ہمیشہ سے ساحر کش ہے سرحد باختر مین بڑے بڑے ساحر مار کے خورشید بن ہاشم تیغزن نبیرہ
حمزہ صف شکن یہ تحفہ جات معشوقہ فرعون سے لایا تھا جو تیر آیا اسنے خورشید سے لیے پھر واپس دیے ایک عالم
پر خورشید زخمی ہو گیا تھا ایک ساحرہ نے آکر اسکے لشکر کو سحر سے تباہ کر دیا یہ بڑا نظر کی ہے خورشید سے عالم کفر مین
بھائی چارہ کیا ان تحفہ جات کو نا کے سمجھے تھا اُس حالت مین جو اسکا لشکر تباہ ہونے لگا خود صاحب فراست تھا
اُس نے بلا کر اسنے کہا بھائی مین تو اُٹھ نہین سکتا تم یہ تحفہ جات لو جا کر ساحرہ کو مار دیو تو اس بات کے جو لیے تھے
اسب باد پا پر سوار ہوے تیغہ روئین شگاف کے قبضے پر ہاتھ ڈالا انگشتر مہر و ماہ زیب انگشت کی بڑے جاہ و جلال
سے جا کر اُس ساحرہ کو مارا خورشید کے لشکر نے سحر سے رہائی پائی وہ سمجھا میرے تحفہ جات پھیر کر لائینگے یہ بھلا کب
ٹھہرتے تھے بوق نرکی بجاتے طرف صحرا کے نکل گئے خورشید بیچارہ سر پٹکتا رہ گیا آخر مین وہ صاحبقران سے ملکر
زیر ہوا یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ نبیرہ صاحبقران ہے خورشید نے صاحبقران سے فریاد کی میری انگشتر مہر و ماہ
تیغہ روئین شگاف اسب باد پا غضنفر سے دلوا دیجیے صاحبقران نے بھی بہت کہا اس دیوانے نے لشکر مین
آنا چھوڑ دیا کسیطرح یہ تحفہ جات نہ دیے جبسے اسکے پاس موجود ہین برائے تصریح مقدمہ تحفہ جات یہ ذکر مجمل تحریر کیا لیکن غضنفر
بن اسد بعد شدومد برق بلا خوار کو مار کر لشکر ساحران کو پامال کرتا ہوا طرف صحرا کے چلا قزاقون کو آواز دی کہ قزاقان
بدر روید قزاق یار آگے بڑھے تھے باگ گھوڑے چمکاتے ہوے نیزے ہلاتے ہوے طرف صحرا کے چلے ہر چند عمرو نے چلایا ای غضنفر ٹھہر جا

بیٹا میں تجھکو گلے سے تو لگاؤن اسد تیرے ہجر میں بیقرار ہی غضنفر نے پلٹ کر آواز دی نانا جان کسطرح نہ آؤنگا آپکے
قدمین کیا دونگا اگر لشکر افراسیاب پاؤن تب بہانے ملاقات قبلہ وکعبہ آؤن مخمور نے آواز دی غضنفر نے پلٹکر جواب
بھی نہ دیا شل ریلے تھا راگر گرا کشتی حیات ساحران کو طوفانی کر کے شل سیل بلا نکل گیا اب ملکہ مخمور و محبوب نے
ساحرون کو بھگا دیا اپنے ساتھ والون کو بچایا پچاس ساٹھ ہزار ساحر ساتھ برق بلاخوار کے قتل ہوے ہمراہیان قیچ
ے کوئی بچکر نہ گیا مخمور نے لشکر کو جمع کیا تین دن اسی مقام پہ گذرے خواجہ نے کہا اے مخمور یا قوت سخندان نے
جو مہلت دی تھی وہ گذر چلی تھی اب دیر کرنا مناسب نہیں ہے مخمور نے تیسرے دن محبوب کاکل کشا کو تخت
پر سوار کیا آپ بطور سپہ سالار لشکر کو آراستہ کر کے خواجہ کو ہمراہ لیا برق و چالاک بھی ہمراہ ہوے نقارے پر
چوب پڑی اس کوہ سے خواجہ ان سبکو لیکر طرف لشکر شرخ کے چلے ان سبکو راہ مین چھوڑے وقت پر انکا ذکر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان سحر بیان یعنی ذکر عشق ملکہ لعل سخندان و کیفیت شب ہجر و برائے ملاقات اسد مدار جانا و عیاری ملکہ صرصر یعنی گرفتار کرنا اسد غازی کو عین لشکر افراسیاب مین و عیاری قران یعنی ہوشیار کرنا اسد نامدار کو و کیفیت مغلوبہ و اسد پر سحر کا تاثیر نہ کرنا بسبب اک لعل سخندان و دیگر حالات متعلق داستان ہذا خمسہ

تار زلف عنبرین ساری حرارت لیگئے
گال گورے گورے یہ دل کی بصارت لیگئے
لوٹ کر سر سنگ یہ دل کی بضاعت لیگئے
آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے
خال مشکین دلبری مین گوے سبقت لیگئے

ہمدم ایسی تو بربادی بھی ہے عین مراد
ساتھ اپنے ربط تھا دشت غربت مین زاد
کیا ہی اس وحشت کدے مین ہم تھے گھر مین شاد شاد
خاک چھانی ہم سبک روحون نے شل گرد باد
وادیٔ پرخار سے گوے سلامت لیگئے

بامزا ہون بامروت آشنا ہون دیکھنا
مین سبیل عشق مین معجز نما ہون دیکھنا
جستجوے دوست مین ہر دم فنا ہونگی دیکھنا
زہر کھا کے اک شکر لب پر فدا ہون دیکھنا
قبر پر دشمن مٹھے بھر بھر کے شربت لیگئے

قبر بھی تھی نہ زیر گنبد چرخ کہن ہو
ای زمین نازان ہو اپنے بخت پر مینخ تہ تن
پائی ہے لیکن پڑے رو رو دن آکے پھر خاک وطن
عالم اسباب مین حاصل ہوا آخر کفن

چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیگئے

جان جان فرقت مین تیری یکدم راحت نہ تھی — مرگیا اچھا ہوا کچھ زیست کی لذت نہ تھی
سختیان ایسی اٹھائین تھی کہ اجابت نہ تھی — ناتوانی سے فشار قبر کی طاقت نہ تھی

گور مین بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے

بلبلون نے فاتحہ خوانی کا جب غل کردیا — قبر پر عاشق کی فرش چادر گل کردیا
اے پروانون کو بھی مایوس بالکل کردیا — تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کردیا

صبح کو کوے اٹھا کر شمع تربت لیگئے

کس نے پایا چین دور چرخ بے اسلوب مین — کچھ تمیز اسکو نہین ناحال بد مین خوب مین
گرچہ دوری تھی بہت طالب مین در مطلوب مین — دیدہ دل نے گھسیٹا کوچہ محبوب مین

کھینچکر مجھکو فرشتے سوے جنت لیگئے

نخل بند گلشن ایجاد کا بھرتے ہین دم — پھر بہار آجائیگی فصل خزان کرے ستم
عارضی باتون کا کچھ صدمہ نہین کرتے ہین ہم — باغ عالم مین ہے ناقصون کو بیداد کا غم

سبز بختے اس چمن سے زرد صورت لیگئے

کو لساد نیدار رفاضل یار کا مفتون نہین — صفحہ رخ ہے جدول کاکل شگون نہین
کون حافظ ہے کہ جو میری طرح مجنون نہین — مصحف رخسار کے مضمون سوا مضمون نہین

سبکے مضمون پر سے مضمون فضیلت لیگئے

جزو تیرہ وہ اعضا کی تباہی بعد مرگ — قبر کی ہے سیاہی پر سیاہی بعد مرگ
کام آجاتا ہے کچھ سینہ صفا ہی بعد مرگ — کوئی مومن ہو نہ گل در گل آلہی بعد مرگ

واے بر حال انکے جو دلین کدورت لیگئے

الغرض ایام طفلی دیکھے لایا دشت مین — قسام غربت کا سمان دن کو دکھایا دشت مین
شہر ملین آنکھون کا انکی دھیان آیا دشت مین — گردش چشم غزالان نے پھرایا دشت مین

ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئے

حال ہندو کی محبت کا ہوا دل مین ورود — حرف معبد خاک بھی کردینگے سب میری نمود

دشمن اسلام تھے اشتہے بغض و حسد		دیکھ سکتے تھے کہان کا فر مسلمان کی نمود	
	کھود کر بت ساز آتش سنگ تربت لیگئے		

جگر سوختگان آتش فراق و دل داغگان بوتہ اشتیاق اسیران طرۂ گیسوے تابدار و ذبیحان خنجر ابروے آبدار شب تاریک فراق محبوب و مطلوب میں داستان عشق انگیز کو یون تڑپ تڑپ کے لبسر کرتے ہین اشعار گسیت قلم را بجولان و ہم دم سخن را سو برگ سامان کنم ہو نویسم یکے داستان ز عشق ہا بیار عجب خزان ز عشق کیفیت حال شب ہجر عاشقان دلخستہ یون تحریر ہوتی ہی کہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق تو گرفتار محبوب و ناچار بیقرار و اشکبار و نالان و گریان ملکہ لعل سخندان فراق اسد نامدار مین بیقرار ہوئی آخر دامن صبر و ثبات استقلال سے چھوٹا اور شیشۂ دل بدعت سنگ محبت اسد نامدار سے ٹوٹا گذارش کر چکا ہون جس شب کو سحر امین اسد غازی سے ملاقات ہوئی جوش محبت مین آگہ بازو سے کھولکر اسد کو دیدیا دوسری شب کو اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی گرد اسکے جلیس ہمدم ہمراز بین گھیر کر بیٹھیں تھے دیکھا ملکہ حیران و پریشان آب و دانہ ترک دن کو بھی آج خاصہ نہین نوش کیا وزیرزادی ملکہ لعل کی حاضر ہوئی سر سے پانک بلائین لین عرض کی مین کئی دن سے حضور کو بہت بیقرار پاتی ہون ہر وقت گھبراتی ہون مزاج اقدس کیسا ہی اپنی کنیز سے راز دل ظاہر کیجیے ملکہ لعل نے کہا نرگس تو دیکھتی ہی کیا آفت برپا ہی ادھر ہمشیرہ یاقوت ادھر جران جمشید وہ بھی تو ہمارے خون مین ہمشیرۂ یاقوت کے مزاج مین خونریزی ہر وقت آگ لگتی ہین اپنے آتش سحر مین آپ جلتی ہین مزاج مین جلا دی ہاے بوا ہران پر سحر کر دیا اسکے جسم مین آبلے پڑ گئے شب کو مین جاگتی پڑی تھی اسکے کراہنے کی آواز آتی تھی زمین تھراتی تھی ای نرگس کیا کہون ہران کی صدا نے دردناک مین سوز و گداز ہی یہ بھی ہی کہ آواز ہو ہران کسی پر مائل ہی کسی کی تیغ ابرو کی گھائل ہی اس درد سے آواز عبرت خیز آتی تھی مین نے جو کان لگا کر سنا یہ اشعار عاشقانہ عبرت خیز و حسرت انگیز پڑھ رہی تھی

نظم

اثر پیدا کیا ہی پیرہن نے جسم عریان کا	نہیں ہی تیا المو نک تم تو چاک گریبان کا	جنون کی ہیزدستی ہے نہ فرق جامۂ عصمت کا
عجب کیا چاک دامن تک جو پہونچے گریبان کا	جنون کی فصل خود چاک پیرہن کا دیتی ہی	گلے ملنے کو آیا اسلئے حلقہ گریبان کا
مجھے آسایش امان ورسے تعلق کیا	کہ پروردہ ہون میں طفلی سے آغوش بیابان کا	گلوں کے زخم ہونے لگے اٹھو باغبان کی
پڑا ہی جلوہ رخسار کس ماہ درخشان کا	کسی صورت کو استقلال دم بھر بھی نہیں ہوتا	اثر باقی ہی آنکھوں میں سحر خواب پریشان کا
لحد میں بھی نہ پھیلا پاؤن تک احسان عالم کا	مزا چکھا مزا رنگ نے آغوش زندان کا	کسی کی بھی گوارا صحبت مفلس نہیں ہوتی
نہ دیکھا شمع نے منہ ایک شب گور غریبان کا	کدورت سے [illegible] کیا آئینہ جو پاک طینت تھا	نہیں ممکن جو اچھے خار سے دامن بیابان کا

قدموں سے لپٹ گئی کماواری مجھسے خوف نہ کیجیے میں خیرخواہ دولت ہوں اگر یہ میرے لائق انتظام ہو جان و دل سے کوشش کرونگی یہ وہ مقدمہ ہے کہ اسمیں سیکڑوں کی جان گئی بڑے بڑے عقلمندوں کو خراب ہوتے دیکھا اسکو چمن آ کر کوئی پھولا نہ پھلا حسرت و یاس لیکر باغ عالم سے گیا کسی نے سر کھو بیٹھا کسی نے دشت نوردی کی کسی نے جان دی کوئی تڑپ تڑپ کے مرا کسی نے ضبط کیا کوئی مثل دیوانے کے آبلہ پا پڑا کسی نے آبرو گنوائی کوئی شمع سان گھل گھل کے تمام ہوا پروانے کو دیکھا انہوں فرہاد نے تیشہ سر پر مار لیا شیرین کی جان شیرین گئی قیس نے عمر بھر دشت نوردی کی و لیلی گوشہ نشین رہی مطلب و آرزو کا نہ نکلا ناشاد و نامراد دنیا سے اٹھ گئے ہنسنے والے ہنستے ہیں آوازہ کستے ہیں مسدس

عالم آشوب ہیں اس عشق کے اسرار نہان
تار و عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان
چاہتی ہوں کہ کروں چاہ کا احوال عیان
دل یہ کہتا ہے کہ ہے عشق عیان را چہ بیان
ابتدا سے دم ہے انجام کو بربادی ہے
شادی و مرگ اسی عشق میں دل شادی ہے

عشق صادق ہے عجب ہے اثر جذب قلوب
عاشقوں کو بھی مگر چاہیے صبر ایوب
کیوں نہ ہو جذب محبت سے سخر محبوب
ہے رہ عشق میں اظہار محبت معیوب
جلوہ دکھلاتا ہے گہ طور پہ محبوب کی طرح
دل کو لیجاتا ہے گاہے وہ رخ خوب کی طرح

عرش پر حضرت انسان کو دکھائی معراج
ہے یہی عشق کی سرکار میں مدت سے رواج
وصل بلقیس کا ہو جائے سلیمان محتاج
دین ایمان دل و جان سب ہیں شہ حسن کے باج
چاہ انسان کی چاہت میں فرشتوں کو جھکائے
چاہ میں لا کے کبھی یوسف مصری کو گرائے

سہل ہو عشق کی تاثیر سے کار سنگین
نجد سے قیس کے شوق میں ہلی جی کی زمین
کوہکن کوہ سے لائے کبھی جوئے شیرین
درد فرقت سے زلیخا کو نہ ہو تسکین
ہمسر عشاق کو کیا کیا نہ کرشمے دکھلائے
حور کو چاہے تو جنت سے زمین پر آ جائے

ملکہ نے فرمایا ای نرگس ہم تجھکو بہت عقلمند سمجھے تھے ہمارا گمان غلط تھا تو نے عشق کی ہو بہو جو صفت بیان کی مجھے

عشق و عاشقی سے کیا کام مجھے تو غم و الم ہے دونوں کی ہتیری جانتی ہوں اسی غم میں مری جاتی ہوں قابو میں نہیں ہوش و حواس پراگندہ ہیں آخر کیا کروں خود بخود دل گھبراتا ہے اتنا میں بھی جانتی ہوں کہ محبت بُری چیز ہے چاہنے والا کبھی چین سے نہیں رہتا ہے آٹھ پہر رنج و الم سہتا ہے عاشق کے واسطے یہ انجام ہیں مخمس

شب ہجر چون اژدہا بر سرش
فتد در دلِ شب جفا بر سرش
کند در دل شود ہما بر سرش
رسد ہجدم فتنہ ہا بر سرش
بلا بر سرش صد بلا بر سرش

شود ہر کہ رسوا و بدنام عشق
کند روشن از شمع دل شام عشق
خورد خون و شیرین شود کام عشق
گوارا شود ہر کرا جام عشق
اجل میرسد ناشنا بر سرش

کسے کز محبت شود دردمند
خورد خنجر و تیغ و نشتر دگر گزند
دلش زاتش عشق گردد سپند
علاج سیحش ندان سود مند
سر و تیغ مشکل کشا بر سرش

نبویم گل ای باغبان زین سپس
من و زانوے غم بکنج قفس
ابجق نمک غنیم بود لہوس
ندارد دلم سیر بستان ہوس
کہ زخمی است ہر خوشنما بر سرش

کسے کو کند بو گل عشق را
پریشان کند سنبل عشق را
شود ہمزبان بلبل عشق را
شود شانہ کش کاکل عشق را
زند بوے گل دشنہا بر سرش

برد ہر کہ نام محبت بہ سہر
خورد طعنہ و سنگ از اہل شہر
دو چارش شود درد و آزار و قہر
شود عیش و شادی مبدل بزہر
بلائے جہان زاست جا بر سرش

دلم شد گرفتار کافر پسر
بمرگ من و خویش بستہ کمر
شدہ اکنون سراسیمہ در بدر
کند گریہ چون شمع شب تا سحر

ندانم که آمد چیا بر سرش

چو با عشق افتاد در دو بدل
به ملک تن آمد ز هر سو خلل

دل و دین دو دنیا شد در سطل
کند جان نثار ز بہش ای اجل

تو سنت گذاری چرا بر سرش

یہ خمسہ پڑھکر اسقدر بیقرار ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی اپنے مقام سے اٹھی میز پر کتاب میں رکھی تھیں دیوان زیب النسا مختفی اٹھالیا نرگس کو سناکر یہ غزل پڑھی اشعار

برسینهٔ من درد غم هجر جفا کرد
ای هجر چه گویم که به من هجر چها کرد
بلبل به چمن ناله حسرت زده وارد
در باغ دلم باد صبا را که خبر کرد
با جور و جفا بود دلم با سر لطفت
با شرم که این گفت و حیا را که خبر کرد
من بودم و اندیشهٔ اقلیم قناعت
یا درد چه کس گفت بلا را که خبر کرد

از ناله فرو ماند دل ترک وفا کرد
در راه طلب هم ره ما کس نتواند
گل باز نگر دست در آغوش صبا کرد
بخت سیه ام بود نهان از نظر خلق
زین واقعه ارباب وفا را که خبر کرد
اندر وے رباعی که جفائے تو ازو
که غرض به شه کرد گدا را که خبر کرد

شب دیده بدل قطرهٔ خونی نگذارد
غم بدرقه و غصه قضا راهبر ما کرد
گر از درد دلم مرغ هوا را که خبر کرد
شب را که نشان داد غذا را که خبر کرد
بوهم شدن زلف تو جمعیت دل بود
غماز که شد دعوے ریا را که خبر کرد
مختفی تو در خواب مند ندرد اسے

یہ اشعار حسرت آمیز پڑھ کر اسقدر روئی کہ ہچکی بندھ گئی اور گر کر بیہوش ہوئی نرگس نے جو یہ کیفیت دیکھی سب کنیزوں کو ہٹا دیا سر لعل سخندان کا اپنے زانو پر رکھا گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا دست بستہ عرض کی ضبط کی حد ہو چکی اب لونڈی کو مفصل آگاہ کیجیے اور جسقدر یہ کنیز قدیم تھی وہ عرض کر سکتی ہے میں نے خیال کر کے دیکھا کہ آپ کو طلسم کشا سے محبت ہے ایک شب کو آپ سے کہنے صحرا میں بھی ہوئی خیر خواہ بخوبی اس حال سے آگاہ ہے عاشق و معشوق کا راز افشا کرنے والا گر اور غمخوار کو درد بجانیے میں حال میں شراکت کرونگی بس لعل سے ضبط نہو سکا کہا ای خیر خواہ ای ہمدم ای مونس تنہائی ای باعث صبر و شکیبائی نظم

در ریاست پیکران سفر پر سوسم است
ای دیده بجستے که دل از سینه عازم است
مختفی زیب گریه مخور دیده باز کن

کشتی ما شکسته و طوفان حلم است
ای اشک بجستے که در یونه عافیت
محرم به نکته ز مقالات محرم است

در جستجوے شاه و روانی ببلک عدم
مفلس همیشه منتظر خوان حاتم است
آی نرگس اصل میں یہی ہوا کہ میں

اس دشمن پر دل ہوئی فلاں شب کہ طلسم کے برگشتہ وہ بھی پرے انتظام لشکر آیا معزز و حسن و جمال صاحب جاہ و جلال

دو ہی قدر بر سایہ تحمل ساتھ اپنے عیار کے میخواری کر رہا تھا عیار طرار اسکا ضرغام شیر دل علم موسیقی میں کامل چنگ بجا رہا تھا اپنے آقا کا دل لبھا رہا تھا مجھ بدنصیب کے کان میں آواز آئی دل خانہ خراب کھنچ کے گیا آخر ملاقات ہوئی وہ شہزادہ اس خلق و مروت سے پیش آیا ایسے کلام کیے کہ دل میں ناسور پڑ گیا تیر دلدوز مژگان جگر میں گڑ گیا اب کچھ بن نہیں پڑتا آج بہت گھبراتی ہوں ای نرگس اس راز کو چھپانا کیسے بنے زبان پر لانا میں برائے ملاقات اُس شہریار کے جاتی ہوں اگر آج دیدار فرحت آثار سے مشرف نہوئی تو شب ہجر بسر نہوگی تار و ثوابت سحر نہوگی دیکھو تو آج شب کو ہر چند بارگاہ میں روشنی ہے لیکن آنکھوں کے نیچے اندھیرا ہے لشکر غم و الم نے گھیرا ہے تو خوشی سے رخصت دے تو جاؤں ایک نظر دیکھ کر چلی آؤں نرگس نے عرض کی لونڈی کی زبان قلم ہو جو کبھی یہ ذکر کروں آپ جائیے لیکن ملاقات کر کے فوراً چلی آئیے برائے ساحری و جمشید رہ جانے کا ارادہ نہ کیجیے گا یاقوت قبا ستین پا کر گئی جاسوس چہار جانب پھر رہے ہیں اپنے کو دشمنوں سے بچائیے ہو سکے تو دل کو بھی سمجھائیے بلکہ نے کہا ای نرگس سمجھانے کا موقع اب نہیں ہے میں نے دل خانہ خراب کو بہت سمجھایا میرے قابو میں نہیں بقول مصنف اشعار

کیا کہوں آپ سے کیسی ہے یہ بیماری دل | درد سے بھی نہیں ہو سکتی ہے غمخواری دل | تیر مژگان نے انہیں توڑ کے مارا اسکو
لیے بیٹھی ہوں آہ سر داری دل

تو میرے حال زار پر رحم کر میرے جانے آنے کا خیال رکھنا نرگس نے سمجھانا موقوف کیا یہی ترغیب دی کہ جا کر ملاقات کر آئیے خائف ہوئی کہ نوجوان غم میں ایسا نہو تڑپ کر دم نکل جائے آتش عشق سے تمام جسم جل جائے چہرہ اداس تھر تھر کانپ رہی ہے نرگس سے رخصت ہو کر ملکہ لعل خنداں پر پرواز پیدا کر کے طرف لشکر اسد نامدار کے چلیں ادب و کلام اسد نامدار تحریر ہوتے ہیں جس روز سے لعل سے ملاقات کر کے آئے دن بیقراری راتیں اختر شماری میں بسر ہوتی ہیں آج شام سے شہزادہ بارگاہ مضرج سے چلا آیا اک خیمے میں آ کر بیٹھا ضرغام مثل ہمزاد ساتھ ہے دو صندلان بھی ساتھ نہیں چھوڑتا جب سدا اس بارگاہ میں آئے سر جھکا کر بیٹھے ضرغام سے کہا ای دوست صادق تو ہمارا رازدار ہے آج دل بہت بیقرار ہے لعل نے ہماری خبر نہ لی اُس مغرور حسن و جمال کو یاد بھی نہوگی ہمیں گوشۂ خاطر سے فراموش کیا ہم تو عاشق وفادار ہیں یہ معشوقانہ ہم کو بھول جاتے ہیں کسی طرح خبر لاؤ ہماری بیقراری کی کیفیت سناؤ یا کسی ڈھنگ سے اسکو بلاؤ اگر سامنا ہو جائے عرض کریں کیوں صاحب اپنے عاشق کو اس طرح تڑپاتے ہیں آتش ہجر میں جلاتے ہیں یقین ہے حال ہمارا سنکر اسکو رحم آ جائے ضرغام نے کہا وہاں تک جانا بہت مشکل ہے آپکو ہمراہ لیکر کیونکر جاؤں ہزاروں دشمن لاکھوں رہزن عیار ہمیاں مسافرین پھر رہے ہیں اگر کوئی دیکھ پائے اور اسباب کو خبر ہو جائے قبلۂ و کعبہ کہیں آقا کو جا کر پھنسا دیا ای شہریار سب سے

زیلوہ یہ خرابی ہی دل کو بیتابی ہی مین نے دربار مین افراسیاب کے سنا کہ وہ پچھتا کہتا تھا مین نے بڑی خطا کی طلسم کشا
کو کیون قید رکھا اب اگر لحظہ بھر کو پا جاؤن فوراً قتل کرون زندہ نچھوڑون اگر طلسم کشا قتل ہوجاے دل تردد سے آزاد
تسکین پاے ہر ایک کا یہی قول ہی اسد غازی طلسم ہوش ربا کا فتاح کل مہلکات کا سیاح ہی بادشاہ ہوشربا
کا قاتل فن جرأت مین کامل ہی شیر ہی یہ بڑا خوف ہی اگر اسکی وجہ سے افراسیاب پا گیا دشمنان حضور کو فوراً قتل
کریگا بہار و باغبان وغیرہ جتنے سردار ہین بالکل بیکار ہین سحر یاقوت مین گرفتار ہین بہار کو آرام نہین ہی رابطہ و ضابطہ
مین کچھ پھر رہتی ہی ہر دم اشکون سے منھ دھوتی ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی آپکا بارگاہ سے نکلنا کسیطرح مناسب نہین ہی
غلام خیرخواہ یہ صلاح نہ دیگا حضور وہ بھی مجبور و ناچار ہی باپ کے حکم کی پابند افراسیاب خود پسند یاقوت نے سبب انتظام لشکر
نہین آنے دیا ہی مین نے دیکھا آٹھ پہر کاروبار مین مصروف رہتی ہین حضور تامل فرمائین مین صورت بدل کر انکی بارگاہ
مین جاتا ہون اگر ملاقات کا کسیکا موقع کلام کا پایا ضرور پیغام حضور پہونچاؤنگا اسد کو سمجھا کر ضرغام چلا اک ساحر
کی صورت بنا کر لشکر سے نکلا ریگستان مین آکر پہونچا شب تیرہ و تار چپا جانب سناٹا لشکر افراسیاب مین سر و برابر الق
اسد چلا یہ پھرتے ہین ہر طرف سحر کے شعلے بھڑکتے ہین کہین لکہ ہاے ابر کڑکتے ہین ضرغام سوچ مین کھڑا ہی
کسطرح صحبت مین لعل کی جاؤن پیغام اسد نامدار کا پہونچاؤن دل سے کہتا ہی اے ضرغام اب آتش عشق
شاہزادہ والا تبار شعلہ ور ہوگی بیقراری بڑھیگی ضرور اپنے کو وہ ہلاک نہ کرینگے تسکین کی کیا تدبیر کرون جا کے
کیا تقریر کرون ملکہ لعل جو اڑی ہوئی آتی تھی اسنے دیکھا جنگل مین ایک ساحر کہ منھ لٹکاے کھڑا ہی بیقراری مین خیال کیا
اے لعل لشکر اسد مین حسد اہل بارگاہ مین کسیطرح نشان نہ ملیگا یقین ہی کہ یہ ساحر ماہرخ کا ملازم ہی اس سے خیر تو
پوچھ لین یہ سوچ کر اتر آئی ضرغام نے دیکھا ملکہ لعل حیران پریشان آسمان سے اتری گھبرا کر کہا میان ساحر صاحب آپ کسکے
ملازم ہو اس شب تیرہ و تار مین کہان کے عازم ہو ضرغام نے ہنسکر کہا آپ ہی کی جستجو مین نکلے ہین آپکے غلام
تابعدار حضور نے اپنے نیاز مند کو نہین پہچانا لعل نے کہا اے شخص نام بتا ضرغام نے رنگ روغن چہرے سے دھو کر
صورت اصلی دکھائی لعل نے ضرغام کو پہچانا شرما کے سر جھکا لیا کہا کیون بھائی اس شب تیرہ و تار مین کہان چلے
ضرغام نے کہا ملکہ عالم دستور ہی اپنے زخمی کا علاج کرتے ہین آپنے ہمارے آقا کو نیم بسمل چھوڑا محبت سے منھ موڑا
وہ گھائل تیغ ابرو کا گرفتار طرہ گیسو تڑپ رہے ہین اس وقت تو زیادہ بیقرار ہو رہے مجھسے حال دل کہا مین چلا تھا کہ آپکے
کسیطرح سے آپکی بارگاہ مین پہونچاؤن ہمارے عشق کی خبر پہنچاے کیونکر مگر آقا بڑا خوش نصیب ہی مین حیران تھا بارگاہ
ملکہ تک کیسے پہونچونگا اگر بعد حصول ملاقات پلٹونگا غصہ فرمائینگے بیتاب ہوکر خود چلے آئینگے اے شہنشاہ خوبی و ادا

سر وہاں محبوبی خدا اُنکی جان بچائے ایک جان کے لاکھوں دشمن ہیں افراسیاب ہر وقت اسی فکر میں حیرت
اسی ذکر میں کہ کسی طرح اسد غازی کو قید کرنے پائیں دشمنوں کو اُنکے قتل کریں آپنے سنا ہوگا کہ تاریک نے
خاتمہ کر دیا تھا مگر یہ غلام اسی تدبیر میں تھا پہلے ہی اُس کافر کو گرفتار کیا اپنے آقا کی شکل بنا کر بٹھلا دیا تاریک
اُسکو اسد جانکر چیر پھاڑ کر کھا گئی حضور اُسدن لشکر میں قیامت برپا تھی ملکہ مہ جبین و ملکہ لالان خونفشانی
باتیں سنی نجاتی تھیں بین سے اُن مہ جبینوں کے کلیجے پھٹتے تھے افراسیاب خوشی خوشی پھر رہا تھا کئی مہینے سبکو یہی
گمان رہا اسد کو تاریک کھا گئی اس غلام نے جب دیکھا لوگ اپنی جان دیے دیتے ہیں تب میں نے قبلۂ کعبہ
سے کہدیا اس شخص کے لاکھوں دشمن ہوں اُسکو حافظ حقیقی بچاتا ہے اب آپ میرے ہمراہ چلیے انکے دل کو تسکین
دیجیے میری رائے تو یہ ہے کہ اب لشکر ہی میں رہیے پلٹ کے نجائیے ورنہ اسد کے واسطے خرابی ہے مزاج میں انکے
ہمیشہ سے وحشت دیوانہ مزاج جا بدن کے سر کے تاج جو نیکی اُنکو سمجھاؤ نہ کریں اپنی ہی بات کے پابند مزاج
جرات پسند اگر کہیں وہ ولولۂ محبت میں اپنی بارگاہ سے نکل آئے واپس ہو کے گھر جانا مشکل پڑ جائیگا لعل جھکا
بیٹھے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ساتھ ضرغام کے چلی ہر بات کا یہی جواب ہے ضرغام بس خبر نہ پائی ہے
کر ہمارے حال سے بالکل بیخبر ہو وہ چار مصاحبوں سے راز دل کہکر دل کو غم سے خالی کر لیتے ہیں ہم تو نہ تشنہ
ساتھ والیاں ور پئے آزار کوئی مونس نہ غمگسار اگر افراسیاب کو خبر ہو جائے قیامت برپا کرے باپ نے خود آج
نے پہلے ہی تیاری کی وہ جان کا دشمن اگر کوئی کہدے فوراً قتل کرے ہمشیرہ یاقوت سخندان عزم دربار میں گئی تھیں
بادشاہ طلسم ہوشربا کی جو روز بعد جلد اہل اسلام کا فیصلہ کرو آج شام سے غائب ہیں عفریت طلسمی کے
لانے کی طالب ہیں تیرہ عفریت طلسم پر آنکا قبضہ ہے ظالم نے لاکھوں بندۂ خدا کھائے گوشت انسان سے کی
پرورش آج پھر ہی کوشش کہ مکان تنگ و تاریک سے نکلوں حکم یاقوت پاؤں تمام دنیا کو انسان سے خالی
کر دوں اے ضرغام جسوقت سے میں نے سنا ہے کہ ہمشیرہ گئی ہوئی ہیں کیا کہوں جو دل کی کیفیت ہے خدا تم سبکی جان
بچائے ضرغام نے کہا اے ملکہ جان ہر کسی کی اُس کے قبضۂ قدرت رب اکبر میں ہے خدا کوئی سامان پیدا کریگا یہاں اسد
گھبرا کر بارگاہ سے نکل آئے دروازے پر ٹہل رہے ہیں کہ ضرغام کی آواز سنی بیقرار ہو کر آواز دی اے ضرغام
کہو شہریار روباہ ضرغام نے ملکہ سے اشارہ کیا آپ بیقرار ہیں دیکھتی ہیں دربارگاہ پر ٹہل رہے ہیں ضرغام نے
جواب دیا حضور کے غلام ہمیشہ خیر رہتے ہیں روباہ ملازمان افراسیاب ہیں اسد نے جو دیکھا کہ ضرغام کے
ساتھ وہ نازنین آگے بڑھے لعل سخندان کو جو دیکھا اُداس سر جھکائے ہوئے منہ کو چھپاتی ہے شرم سے

پیچھے ہٹتی جاتی ہی اسد نے ہاتھ تھام لیا استقبال کرکے بارگاہ مین لالئے چاہتے تھے پلکون سے جاروب کشی
کرون پردہ ہائے چشم کا فرش بچھاؤن قصر دل مین جگہ دون ضرغام نے عاشق و معشوق کو جو بیقرار دیکھا یہ تو
ہٹ آیا صندلان بھی کسی حیلے سے چلا گیا دونون مہجور رنجور شب فرقت کی مصیبت جھیلے ہوے جانبر کھیلے ہو
جو یکجا ہوے اسد کو جوش و خروش لعل سخندان شل تصویر تصور خاموش دل دھڑے راز آدھر سے نیاز انکو
خواہش آنکو کاہش بیکے دل مین درد اُسکا خوف سے چہرہ زرد اسکو حیرت اُسکو عبرت جب عرصہ دراز اُسی حال
مین گذرا اسد نے دیکھا ملکہ کچھ کلام نہین کرتین چاہا گلے مین ہاتھ ڈال دون ملکہ لعل چونکہ انتہا کی خائف
ترسان ہی بے اختیار رونے لگی کہا ای شہر یار ان لذات سے ہمکو آگاہ نکیجیے صرف یک نظرے خوش گذرے
کافی ہی ہمارا دمبدم آنا بہت دشوار ہی یہ کنیز مجبور و ناچار ہی اپنا یہ حال ہی بقول قلق غزل موافق مضمون مقام

یہ محو جلوہ دل ذی ہوش ہوگیا
ہر داغ دل کے جام کا سرپوش ہوگیا
زاہد جو داغ بڑھ گئے سودائے زلف کے
اسنے سنبھالا ہوش مین بیہوش ہوگیا
پابند ہی ہوا یہ جرب زبانی سے یار کی
پابند کیف بادۂ سرجوش ہوگیا
سرگوشی آپسے کرتا ہی ہر وقت شل زلف
ہر شعر سامعین کا در گوش ہوگیا

دونون جہان کا لطف فراموش ہوگیا
الفت مین چشم مست کی خود رفتہ دل ہوا
کعبہ ہمارے دل کا سیہ پوش ہوگیا
تزئین کے وقت دیکھکے نور عذار صاف
شب کو چراغ بزم بھی خاموش ہوگیا
جیب شق خط لب مین ہی دل جسد رد ...
اپنا رقیب خال بنا گوش ہوگیا

وحشت سے عیب پیشی عصیان ڈھکے مرے
کم ظرف ایک جام مین بیہوش ہو گیا
جوبن نکالا یار نے دل خوش ہوا مرا
آئینہ جو ہرون سے زرہ پوش ہوگیا
الفت مین چشم مست صنم کی بہ زندگی
طوطی یہ بولتا ہوا خاموش ہوگیا
جب نظم وصف گوش زندان کیے قلق

یہ اشعار پڑھ کر ملکہ لعل سخندان اسقدر روئین کہ ہچکی لگ گئی قریب تھا
کہ روح قالب سے نکل جائے اسد نامدار نے اشک دامن سے پاک کیے سمجھا کر بمشکل ایک جام شراب پلایا قضا کار
دور گردش فلک کجرفتار واجب لازم ہی ہمیشہ یہ فلک کجباز شعبدہ باز عاشقون کو جلاتا ہی نئے رنگ دکھاتا ہی
گھڑی بھر جو یہ دونون شیدائے یکدیگر مل کر بیٹھے فلک کو رشک ہوا فوراً سنگ تفرقہ پھینکا کہ صرصر لشکر مین
پھرتے پھرتے خدمت ملکہ حیرت مین آئی حیرت کو دیکھا منہ لپیٹے پڑی ہین ہر وقت افراسیاب کی شکایت آٹھ پہری
حکایت صرصر کو دیکھکر پوچھا کہان سے آتی ہی صرصر نے کہا حضور نگہبانی مین لشکر کے مصروف تھی سب سے
زیادہ حیرت کو آٹھ پہر چالاک کو گولہ دبنے کا ملال ہی یہی خیال ہی کہ وہ عیار بیباک غیبت وچالاک جاتے ہی
دریا دلی دکھائیگا جوش مین گولہ پھینک مارے گا فوراً دریا خشک ہوجائیگا عجائب زعفران پوش

کہنے لگی یہ گود تو حیرت جادو کے پاس تھا عیار نے کیونکر پایا ایسا نہو افراسیاب کو لکھ بھیجے ای حیرت جان
و آبرو دونون گئین تمام طلسم ہوشربا مین مشہور ہوگا زوجہ نے شوہر کا گھر برباد کیا یاقوت کو قتل کرا دیا کیا
جواب دونگی یہی بڑی سوچ رہی تھی کہ صرصر جو آگئی حیرت بستر خواب سے اُٹھ بیٹھی کہا ای صرصر کیا ہمارا
کام کر دیا صرصر نے کہا ارشاد حیرت نے کہا مین نے سنا تھا چالاک فرزند عمرو تدبیر رہائی محبوب کا لشکر
مین گیا ہے کچھ احوال نہ معلوم ہوا نہین معلوم محبوب کو کس نے قید کیا ہے مین بھی نہین معلوم وہ عیار ہے شاید اُسکو
خبر مل گئی ہو تم استاد دریافت کر آؤ کہ چالاک لشکر مین ہے یا نہین اسطرح بیقرار ہو کر حیرت نے کہا کہ صرصر نے قدمون
کو بوسہ دیا گردن جھکی عرض کی اسوقت حضور کو مین بہت پریشان پاتی ہون ابھی جا کر مفصل خبر لاتی ہون
اپنی آنکھون سے دیکھ آؤنگی حیرت نے صرصر کو انعام بھی دیا وعدہ بھی کیا صرصر بصورت مبدل لشکر اسلام مین
آئی کنیز بنکر پھرنے لگی ہر مقام پر ٹھہری یہی خبر دریافت کرتی ہے کہ چالاک کہان ہے جب کسی سے دریافت
نہوا سائے مین اک نخل کے ٹھہری دیکھا سامنے سے ضرغام آتا ہے صرصر دیکھکر چھپ گئی ضرغام صندلان
سے باتین کرتا ہوا آتا تھا اُسوقت یہی کلام تھا کہ ای سردار ہمارے آقائے نامدار کو خدا بچائے لعل سخندان
عاشق تھے آج وہ بیقرار ہو کر چلی آئی فرزندان صاحبقران بڑے خوش نصیب ہین لعل ایسی معشوقہ ملی آج
سے مین تمکو ہٹا لایا دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ تنہائی مین گھڑی بھر ملکر بیٹھین یہ بھی صرصر نے سنا ضرغام
صندلان کے ساتھ چلا گیا صرصر طرف بارگاہ اسد کے چلی پشت پر آکر پہونچی سر بچہ چاک کیا دیکھا ملکہ لعل خرم و
خندان پہلوے اسد مین بیٹھی ہے اسد نے سمجھا کر جام پلایا از لبان شیرین کی چل رہی ہے دونون سرمست بادۂ
محبت مدہوش صہبائے مودت بے خوف باتین کر رہے ہین صرصر جل گئی لیکن دکھائی دل سے کہتی ہے ان کمبختون
نے غضب کیا دھاگڑے کے واسطے نکل آئی بہن کا خیال نکیا اگر ان پڑے تو اسوقت کچھ کام کر دیے یہ سوچکر گھات مین
تھی یکایک اسد غازی اپنے مقام سے اُٹھے چوکی پر سے صرصر نے بچھایا کیا جیسے ہی یہ چوکی پر سے اُٹھے صرصر
نے جان پکڑ حلقہ ہائے کمند مارے اسد نامدار رسے کھنگ ملتے لپٹے لے نے جواب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر چلی
طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوئی یہان ملکہ لعل سخندان انتظار مین سر جھکائے بیٹھی ہے قضائے کار جانسوز
بن تعزان پھرتا ہوا قریب بارگاہ اسد غازی آیا دروازے پر ضرغام شیر دل کو پایا پکارا کہ مین حاضر ہون
ملکہ لعل سخندان نے جواب جواب ندیا جانسوز اندر آیا ملکہ لعل سخندان کو دیکھکر سلام کیا ملکہ لعل
ڈر گئی کہ کوئی در آیا تو جانسوز نے کہا ملکہ عالم نہ گھبراؤ مین بھی اسد نامدار کا غلام ہون شہریار

کہان گئے ملکہ لعل نے سر جھکا کر جواب دیا عرصہ دراز سے چوکی پر تشریف لیگئے ہین جانسوز پھر اُس مقام پر
آئی پشتارہ باندھنے کا نشان پایا روتا ہوا نکلا کہا تو ملکہ غضب ہو گیا تیرہ صرصر کا پایا جاتا ہی آپکو خبر بھی ہی کہ
وہ گرفتار کرکے اسد کو لیگئی ملکہ لعل کے ہوش اُڑ گئے کہا ای جانسوز مین سبز قدم ہون بدنصیب میرے
لشکر ہی فلک نے یہ کیا سامان دکھایا جانسوز نے کہا اب کلام کرنے کا موقع نہین ہی استانی کو ابھی جا کر راہ مین
چھینتا ہون یہ کہکر جانسوز بارگاہ اسد سے غل مچاتا ہوا نکلا ضرغام بھی پلٹ کر آیا ضرغام نے پوچھا بھائی
کیا ہوا جانسوز نے کہا ایسے بیخبر ہو تمھارے آقا کو صرصر گرفتار کرکے لیگئی ضرغام بھی بھاگا ایک سمت جانسوز
چلا راہ مین مہتر قران سے ملاقات ہوئی شب تاریک تھی درہ کوہ سے نکلتے پکار کر آواز دی یارو کہان جاتے ہو ضرغام
نے پلٹ کر کہا خلیفہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا کو استانی گرفتار کرکے لیگئین مہتر قران بھی بغیر ٹیک چلے سب آگے
ہی نکل گئے لیکن صرصر شمشیر زن پشتارہ کو اسد دوش پر بھاگی ہوئی جاتی ہی پلٹ پلٹ کے پیچھے دیکھتی ہی یہان
ملکہ لعل بعد جانے جانسوز کے عرصہ دراز تک روئی پھر دل سے کہتی ہی اگر قید سامنے ہشیرہ یا افراسیاب کے پہونچ
گئی تمھارا بھی حال ظاہر ہو جایگا اب پردہ پوشی غیر ممکن چلکر لڑو پھر خود سینہ سپر کرو سامری و جمشید پر لعنت کرو
یہ کہکر تحرک کے بلند ہوئی سنا تا بھر کر چلی صرصر جب کنارے لشکر افراسیاب کے پہونچی ابریق کوہ شگاف
سیر طلایہ ملکڑا ہوا ٹہل رہا تھا پکار کر آواز دی کون آتا ہی صرصر نے کہا ای وزیر اعظم مین ہون صرصر جانبازی
کرکے طلسم کشا کو لائی میری مدد کرو عیار تعقب مین آتے ہونگے حقیقت مین یہان لشکر مین بلا ہو گیا ملکہ سرخ
چلیین رعد و کبرق و برق لامع یہ تینون کرٹک کر دوڑین ملکہ ماران زمین کوہی اسرار جادو و ملکہ سرخ موے
خوشخو سب سردار روانہ ہوئے اور جس نے سنا دوڑا ملکہ مہ جبین الماس پوش بارگاہ سے نکل آئین
ایک ایک سے پوچھتی ہین صاحبو یہ کیا ہوا کل سے مین دیکھتی تھی کہ شاہزادہ ملکدر ہی رنگ رو متغیر ہی مین نے
جب پوچھا احوال دل نہ بتلایا مجھکو تو دشمن جانتے ہین ای یارو آتا تو بتلاؤ صرصر نے کہان پایا دیکھو
تو مجھ بدنصیب کو فلک کیا دکھلاتا ہی روز نئی آفت ہی ارے ضرغام کہان تھا اُسنے بھی حفاظت نہ کی
خواجہ عمرو بھی لشکر مین نہین ہین فلک نے ہمکو خوب پیسا بقول زیب النسا مخفی نظم

بسینہ ز آتش عشقت چہ داغہاست کہ نیست	بدل ز ناوک جورت چہ زخمہاست کہ نیست	مرا بکوی تو ہر شانہ کہ باید شکست
ہمین نہ خستہ دلان حرف مدعاست کہ نیست	ہر جا پادشاہم بعد تو پیداست	ز روی حسن تو پیدا ہمین نماست کہ نیست
بلے ز محرم و بیگانہ با تو شد ہمراز	ولیک محرم راز تو آشناست کہ نیست	بزیر خاک نہانی رہ تو خواہم دید

بچشم اہل نظر سرمہ حیاست کہ نیست زبان لال چو ادشد گلے نشد خندان	فسانۂ غم مجنون بدہر مشہور است بباغ عشق تو مخفی رہ حیاست کہ نیست	وگرنہ در خم زلف تو دلے کجاست کہ نیست تمام مصاحب گرد آگئے کہا حضور گھبرائیے

شاہزادہ شلشیل جدیل قریب آیا کہا ہمشیرہ نہ گھبراؤ ہمارے آقائے نامدار کو کوئی روک سکتا ہے آپکا غلام ابھی
جاتا ہے کیا مجال جو ہمارے آقائے نامدار پر نگاہ کج ڈالے خون کے دریا بہا دین طبقات زمین ہلا دین مہ جبین
مہ جبین دریافت کرتی ہین سبب گرفتاری دمقام گرفتاری ہنوز ثابت ہو ناملکہ لالان خونقبا اپنی بارگاہ مین سے باہر
سنکر نکل آئین ملکہ مہ جبین کو جو روتے دیکھا ہمشیرہ کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے پوچھا کیون خیر تو ہے مہ جبین نے
کہا آج طلسم کشا آپکی بارگاہ مین نہ تھے لالان خونقبا نے کہا آج کئی دن سے مجھکو سرفراز نہین فرمایا مین آج
منتظر رہی کبھی کہ آپکے خیمے مین ہونگے مہ جبین نے کہا یہ بڑا ستم ہے آخر کہان تشریف رکھتے تھے صرصر کہان پا گئی
نگہبان پاسبان مر گئے ملکہ لالان خونقبا نے کہا حضور دریافت ہوجائیگا ہمارے آپکے علاوہ اب اور کہین دل
لگایا ہے یہ فرزندان حمزہ بن خدا انکی بدعت سے بچائے مین نے نوشیروان نامے مین لکھا دیکھا کہ ملکہ آسمان
پری صاحبقران زمان پر عاشق ہوئین کیا کیا جتن کئے اٹھارہ برس صاحبقران کے پردۂ قاف کی خاک
چھنوائی اسی جوش محبت مین کہ یہ ہم کو چھوڑ کر پردۂ دنیا کو بھاگین صاحبقران نے اسکا بدلا یہ کیا کہ ملکہ ریحان سی
وقمر چہرہ پری پر عاشق ہوئے خاص چھپر کھٹ پر ملکہ آسمان پری کے ان دونون معشوقون سے دل کیا آسمان
پری پر جتنی رہین کچھ بھی نہو سکا یہی آئین کے نواسے ہین دیکھیے کیا کیا جتن کرتے ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا
ہوا سب نے دیکھا ملکہ لعل سخندان طاؤس زرین بال پر سوار اڑتی ہوئی جاتی ہین رنگ متغیر بدحواس بنی
لباس دوپٹہ ڈھلکا ہوا شعلۂ سحر ہاتھ مین مثل شعلۂ جوالہ اڑی ہوئی جاتی ہے سب نے ملکہ لعل سخندان کو دیکھا ملکہ
مہ جبین بلباس پوش ملکہ لالان خونقبا نے کہا دیکھو یہ بنا گل کھلایا کرکے گرفتار کرا دیا اب جاتی ہین
دربارگاہ ملکہ مہ جبین پر تو یہ ہنگامہ ہے جو سردار یہان آیا ملکہ مہ جبین نے اس سے ذکر گرفتاری اسد غازی
کیا اسنے حربۂ سحر ہاتھ مین لیا اور طرف لشکر افراسیاب کے چلا یہان ابرلیق کوہ شگاف نے جب صرصر کو
پکارا صرصر شمشیر زن نے صاف کہدیا کہ مین طلسم کشا کو لیے جاتی ہون اے وزیر اعظم میری مدد کر ابرلیق جھپٹکر
قریب آیا صرصر کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اشارہ رکھدے تو جا شہنشاہ کو خبر کر ہم اسد کو لیے آتے ہین ابرلیق نے ایسے
زور سے ہاتھ صرصر کا مڑا صرصر کی کلائی ٹوٹ گئی سر گھٹا کر آنکھ ملائی دیکھا کلائی میری پنجۂ شیر مین ہے
دھکیل سے بچانا صاحب نخوۂ گران نظر کردۂ بزرگان معتبران لشکر ابرلیق ہاتھ پکڑے صرصر کا کھڑے ہین

گو مارے ہیں ستائی تمہاری قضا آئی ہے صرصر نے گھبرا کر شیشہ زمین پر ڈال دیا عمرو قران نے چاہا شیشہ اٹھا ڈالیں
یہ ہوش پہنچ گئے تھے پہلے ابریق کو بیہوش کر کے اک نخل کے سایہ میں ڈال دیا تھا اسکی شکل بن کر کھڑے انتظار
صرصر کر رہے تھے لیکن صرصر شیشہ چھوڑ کر بھاگی غل مچاتی ہوئی چلی ارے یارو دوڑو طلسم کشا کو گرفتار کر لائی
تھی قران بشکل ابریق کھڑا ہے شیشہ مجھسے چھین لیا جو کچھ ہوسکے وہ کرو ہزارہا جادوگر دوڑے اور ایک ساحر
قران کے برابر کھڑا تھا اسنے کہا ای قران نامدار شیر بیشۂ جرات کو ہوشیار تو کر دو یہ کہکے جھکا اسد نامدار کی کمند
کا اٹھی تھی ضرغام شیردل کیکر حباب دار دے بیہوشی مار دیا اسد ہوشیار ہوا مگر صرصر نے جو غل مچایا ہزاروں
ساحر قریب آگئے ابریق یعنی عمرو قران کی جانب چلے قران نے نعرہ کر کے بغدہ کھینچا ایک ساحر کو قریب آکر
جانسوز نے مارا ایک کو ضرغام نے قتل کیا کئی جادوگر جو مارے گئے اندھیرا ہوا اتنے عرصے میں اسد کے
ہوش درست ہوئے حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے ضرغام نے بڑھ کر سمجھایا کہ آقا آپ کو صرصر گرفتار کر لائی تھی عیاروں
نے چھڑایا بہت جلد پشت مرکب پر سوار ہوجیے اسد نے بڑھکر اک ساحر کو مارا اُسکے مرکب پر سوار ہوئے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم که در روز جنگ
بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران
چو شمشیر کین بر کشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر کوہ خارا زنم
زگاو زمین شاخ او بر کنم

عمرو قران بھی نعرہ کر کے جا پڑے
عیار تو اپنی تدبیر سے لڑ رہے ہیں کبھی مخفی ہوئے کبھی اپنے کو کسی غار زمین گرا دیا کبھی عقب نخل چھپے صورت بدلکر
سامنے آئے للکارا اور قتل کیا نامدار اسد شیردل ننگا فوج ساحران پر جا پڑا چار طرف سے سحر اثر ہونے لگے
لیکن سحر اثر تاثیر نہیں کرتا جو گولہ آیا جھٹکر گر پڑا جسنے شعلہ ہاے آتش بھڑکائے وہ شعلہ ہاے آتش عکس سے
اسکے قطرات آب بنکر زمین میں غرق ہوگئے ساحر اسوجہ سے حیران ہیں شمشیر زنی میں کیا مقابلہ کرسکتے ہیں
اگر کسی ساحر نے بڑا کمال کیا تیغہ سحر کرکے کھینچا جھکا کر ہاتھ اسد غازی پر مارا اسد نامدار نے کلائی پر ہاتھ
ڈالکر تلوار چھین لی اُسی کی تلوار سے اُسکو قتل کیا تر سول نیسول چار جانب سے لڑنے میں بعضے دور سے
للکارنے میں کسی طرح فتحیاب نہیں ہوتے اسد غازی نے کئی ہزار ساحر مار ڈالے صرصر بھاگی ایک نخل
کے سایہ میں دیکھا وزیر اعظم ابریق کوہ شگاف بیہوش چت پڑے ہیں قران نے بیہوش کر کے ڈال دیا
تھا آپ اسکی شکل بنکر اسد نامدار کو بچایا صرصر نے آکر ایک درہم بار ابانی سے منہ دھولایا ابریق نے
آنکھ کھول دی صرصر نے کہا ای وزیر اعظم بڑے نالایق ہو جلد جاؤ اسد کو قتل کر ڈالو آج تو نئی بات ہی آیہ

سحر نہین تاثیر کرتا ابریق نے کہا پھر مین جا کر کیا کرون ای صرصر تو نے مجھکو ناحق ہوشیار کیا اب اگر نہ لڑا دون
بدنام ہو جاؤن لڑون تو اسد پر سحر نہین تاثیر کرتا میرے آرام مین تو نے خلل ڈالا چین سے پڑا سو رہا تھا
خواب مین بھی یہی دیکھ رہا تھا کہ اسد نامدار نے ہزارون ساحر قتل کیے صرصر نے کہا واہ خواب آپکا عین بیداری
تھی تم بڑے ساحر ہو جا کر دریافت کرو ملکہ مہرخ وغیرہ نے کوئی مالا وغیرہ بنا کر گلے مین اسد کے ڈال دیا ہو گا
یا بی جیحون دریا دل آئی ہین انہون نے کوئی تحفہ دیا ہو گا یا بی لعل سخندان عاشق اسد نوجوان پہلو مین بیٹھی
رو رہی تھین ابریق نے کہا ای صرصر اُن صاحب عصمت و عفت کا نام نہ لے اُن شاہزادیون کے خواب
مین خداوند سامری و جمشید آتے ہین صرصر نے کہا بڑے سامری و جمشید وہ اسد پر عاشق ہو گئین و لیکن یہ
دریافت ہو جائیگا اُسی نے کوئی تحفہ دیا ہو گا آپ جا کر مقابلہ کرین مین شہنشاہ کو خبر کرتی ہون کسی کا تحفہ ہو گا
وہ باطل کر دینگے ابریق تو اس طرف چلا دور ہی سے سحر کرتا ہی قریب نہین جاتا صرصر بارگاہ افراسیاب
مین پہنچی قدمون پر شہنشاہ کے ہاتھ رکھا افراسیاب بیدار ہوا پوچھا صرصر کیا ہی صرصر نے تمام کیفیت بیان
کی افراسیاب نے بھی نعرہ اسد کی صدا سنی تاج پہنکر قبضے پر ہاتھ ڈالا باہر ان بارگاہ آیا گھوڑے پر سوار ہوا آتے
دیکھا ہزارون ساحرون مین اسد نامدار لڑ رہا ہی کئی ہزار لاشے پڑے تڑپ رہے ہین ابریق کوہ شگاف
دور سے لینا لینا کر رہا ہی قریب نہین جاتا اسد غازی نے دیکھا دور سے ابریق سحر کر رہا ہی مرکب چمکا کر جا کے
ابریق نے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اہرا رہا شعلے بھڑکے اسد پر تاثیر نہوئی اسد غازی نے تیغہ برق مثال چمکا کر
ہاتھ مارا ابریق نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سر پر گری
مندیل وزارت کٹی تا دو ابرو تیغہ پہونچا ابریق نے ہاے کہکر اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر بھاگا پکارتا ہوا بارود
شہر کے سامنے پہنچا دور کہیں سے نعرہ ہوا تم شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہو اُستاد اور پھینک مے ما بدولت آپہونچے یا تو سا
دور سے لینا لینا کرتے ہین بیٹھے افراسیاب کو دیکھا گرا تے اگر بعض شہر کے سحر کرتے ہوئے بڑے افراسیاب نگاہ خود
دیکھ رہا ہی گرجتے تیغ تاریخ گچھے پیکان کے بارش کے دانے رائی کے دانے سب اسد پر پڑ رہے ہین اسد شیر انداز جدھر
جھپٹا ساحر بھاگتے ہین جسنے جیداری کی مارا گیا کشتون لعبوں تی سے اسد غازی لڑ رہا ہی فرد ترک خنجر دار گردن
بر دم از چرخ برین در رزم او میدید دم شگفت آفرین صد آفرین کیا عجب ہی زبان تیر کا نہ سمود سے صدا اے
احسنت و آفرین بلند ہونیسے سر و قد تعظیم کو اُٹھے کمانون نے لپٹنے کو اُسکے بازو سے نشتین پر قربان کیا
طاران تیر سے سے خانہ ترکش مین مخفی ہین خنجرون مین خم تلوارین بیدم سپرین رو سیاہ پشتی آئی نہین کرتین مقابل

روک غیرت ہو تو سپر منھ پر نہ لینا یہ کہکر ہاتھ مارا افراسیاب نے سپر کو اٹھا دیا تیغہ برق تاب سپر کو کاٹ کر
تلوار گری تاج شہنشاہ کا کاٹا سر پر زخم کاری آیا اس سحر سے افراسیاب آگاہ نہ تھا اس سر خطا کی خود سر زخمی
ہوکر پیچھے ہٹا جادوگرون نے جو اپنے افسر کو زخمی دیکھا بیچ مین ٹوٹ پڑے چاہا بلوہ کرکے اسد کو مار لین یہ
شیر دل مجمع روباہان سے کب ڈرتا ہے جسکو ہاتھ مارا جہنم واصل ہوا شجر بغض و حسد سے کافر کو یہ ثمر حاصل ہوا
کوئی بچا کوئی زخمی ہوا کسی نے جان دی افراسیاب جو زخمی ہوکر پیچھے ہٹا قصد کیا زخم سر باندھکر بڑھون
کہ حیرت گھبرائی ہوئی بارگاہ سے نکلی افراسیاب کو زخمی دیکھکر چلانے لگی دوڑکر رکاب سے لپٹ گئی کہا واسطہ مری
و جمشید کا اس خونخوار کے سامنے نجائیے اپنے کو دست زبردست جلاد سے بچائیے بی جیحون نے اسد کو سحر
کیا ہوگا یہ ذکر تھا افراسیاب نہ مانتا تھا مگر حیرت مرکب کھینچ رہی تھی ہر دو سے سحر کر حیرت جادو
کے نکلنے سے لاکھون جادوگر دوڑے مصور جادو ساتھ اپنی جورو صورت نگار کے آنکھین ملتے ہوے نکلے مانی و
بہزاد و نقاش و قلم کش مصاحبان مصور جادو قریب آگئے شہزادے کو گھیر لیا اسنے بھی خوب سحر کیے
تاثیر نہوئی گرفتاری اسد کی تدبیر نہوئی فوج لیکر مصور جادو بڑھا چاہتا ہے کہ اسد بن کرب غازی پر
جا پڑون کہ زمین شق ہوئی رعد جادو نکلا دونون کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری ہزارہا ساحر بیہوش ہوکر
گرے برق جادو اسکی مان آسمان سے کڑک کر گری کئی سو کے سر کاٹ کر چلی ایک طرف سے برق لامع
کا نعرہ ہوا لشکر مصور جادو پر گری پلٹا ہوا وہ برق گری وہ برق گری لشکر مصور جادو مین آگ لگی ایک
طرف سے نعرہ ہوا شمع ملکہ ماران زمین کن ایک طرف سے امر جادو ایک جانب سے شہزادہ شکیل
بعدیل پسر ملکہ مہرخ سحر چشم بارہ ہزار جوانون سے پہونچا ان ساحرون نے آگ لگا دی اسد نامدار کو بیچ
مین لیا حیرت کو افراسیاب خفا ہو رہا ہے لیے مجھے چھوڑئیے طلسم کشا کو سب لیے جاتے ہین مین بڑھکر روکونگا
حیرت نے کہا ای شہنشاہ ہرچند کہ آپ بادشاہ طلسم ہوشربا ہین سحر و ساحری مین یکتا ہین لیکن یہ تصور فرمائیے
آپنے سحر کیا اسد پر تاثیر نہوئی اسکا سبب تو دریافت فرمایئے کہ کیا باعث ہوا کونسا تحفہ اسد کے پاس ہے
آج تو شیرانہ لڑ رہا ہے ہزارون ساحر مارے وزیراعظم کو زخمی کیا خود شہنشاہ نے زخم کھایا سمجھ کے بات کیجیے عقل
کو ہاتھ سے نہ دیجیے یہ سب کام ایلیان طلسم نور افشان کے ہین ان سب صاحبون کو بڑی لگن ہے کوئی تحفہ طلسم
نور افشان نے دیا ہوگا بروز قتل تاریک شکل کش تیغہ نور افشانی قران کو دیا آپ دام جمشیدی لیکر
آیا آج بھی کچھ ایسا ہی ہوا آپ دریافت کیجیے یا مجھے جانے دیجیے افراسیاب گھوڑے سے اترا ہاتھ چمکایا

کچھ نہ ہوگا سامری جمشید کا نام لیا تیور پر بل پڑے یکایک اک شعلہ چمکا اُسنے آواز دی ای شہنشاہ کیا ہے جو
ارشاد ہو عرض کرون افراسیاب نے کہا ای سحر سامری وای بانی بناے افسونگری آج اسد پر سحر کیون نہین تاثیر
کرتا بر خبر اتے ہین آپکے سامنے سے بھاگے جاتے ہین بدولت زخمی ہوئے تیغہ سحر خالی گیا سپر سحر کٹی روسیاہی
حاصل ہوئی شعلے نے بھڑک کر آواز دی ای شہنشاہ شاہزادی چہرہ انجم ملکہ لعل سخندان ہمشیرہ یاقوت
سخندان جسکو قصہ سامری اسدغازی پر مائل ہوئی اپنے بازو کا اُتار بازو پر اسد شیردل کے باندھ دیا کہ سحر
تاثیر کرے بر تیغہ ساختہ سامری و جمشید سے حجاب کرتے ہین اسلیے سب بے اثر رہتے ہین جبتک کہ اسد کے بازو پر
سحر تاثیر نہ کریگا یہ سنکر افراسیاب نے اک چیخ ماری ملکہ حیرت جادو کی تو خوب بن پڑی کہا شہنشاہ آداب سلطنت
عرض ہے لونڈی کا عرض کرنا فرض ہے مدتون سے اپنے حجرے مین بند تھین شہر سے نہ نکل سکتی تھین گوشے مین
بیٹھی جوانون کو تکتی تھین اب جو یہان آئین اسد ایسے حسین کو دیکھا رہ گئین صاحبزادی نے گھر ڈبو یا جسکے ساتھ
شادی کرتے تھے انکی بہن صاحبہ نے یہ بیٹا صرصر نے مجھسے کہا تھا مجھے یقین نہین آیا اُسکو جھڑک دیا وہ روز اول سے
کہتی تھی کہ لعل اسد نوجوان پر مائل ہے بہ نگاہ محبت دیکھتی ہے عصمت داری ہمارا کام تمام ملکون مین پھرتے ہین کیسے
کیسے جوان سامنے آتے ہین کبھی کسیکو نگاہ اُٹھا کے بھی نہین دیکھا تمھاری مہر و وفا کے پابند ہین حقیقت مین ایسی بد
حسین دل مین راز و نیاز مین دھکڑ ٹے کو اکے دیدیا سامری جمشید سے نہ ڈرین بہن کا بھی پاس نہ کیا یاقوت
سخندان کو حکم دو بی لعل سخندان کی ناک چوٹی کاٹ کر گدھے پر سوار کرکے تشہیر کرین ہر ایک کو عبرت ہوئی
یہ جبین جوان حسین کو دیکھکر پھسل پڑین اٹھارہ سو ملک کی سلطنت چھوڑی اسد کے ساتھ بھاگین سات برس
قید رہین بی لالان خونقبا نے خداوند کے گھر مین آگ لگائی بی لعل سخندان نے یہ خون اُگلا ہزارون کو قتل
کرایا افراسیاب نے کہا اس سے بڑھکر اسکو سزا ہوگی اکہ مین ابھی چھینے لیتا ہون سزا ان اسد کو ابھی سزا دیتا
ہون یہ کہکر افراسیاب گھوڑے سے کود اللکارتا ہوا طرف اسد کے چلا اسد غازی پابند ہے قواعد کا افراسیاب کو
جو پیدل دیکھا آپ بھی گھوڑے سے کود پڑا دل مین خیال تھا شاید افراسیاب غصے مین کشتی لڑے یا طعن کرے
کہ تم سوار ہو مین پیدل ہون یہ سوچکر للکارا اور افراسیاب چلا نخرات دے رہے کیا لینا لینا کہتا ہوا سامنے آ کر دونون آگے
ملا افراسیاب نے اک شگوفی آواز دی ای سیلاب زنگی غلام یکرنگی جلد حاضر ہو دیکھا سب نے اک حبشی
قوی تن قوی بدن زمین سے نکلا حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے افراسیاب کے آیا افراسیاب نے کہا ای خیرخواہ
قدیم خدا تلنگر اسامری اسدغازی سے مقابلہ کر بازو پر اسکے اک ہی تعویذ ہے لیکر نکل جا خزانہ سامری مین

جا کر داخل کرے یہ سنکر وہ سیاہ برو تجھو جتا ہوا طرف اسد نامدار کے چلا للکارا او طلسم کشا ہم غلام ساحری و جمشید
ہم لوگ جان نثار موجود ہین شہنشاہ تجھ ایسون سے کیون مقابلہ کرین یہ کہکر جست کر کے سامنے اسد کے آیا خم
مار کر جھومنے لگا پیترے بدلتا تھا اسد غازی بڑھے اپنے ہاتھ تلوار کا مارا اسد نامدار سمجھ چکے تھے کہ یہ شاید
کشتی گیر ہی جس فن کا جو قصد کرے ہمارے جد عالی تبار کا یہی طریقہ ہی اسی فن مین اسکو جواب دیتے مین تب
تھا جعفر الن لقب بابا لولے شوکت از بردہ دنیا تا بہ قاف ہونچا دیوان قاف نے اطاعت کی خدا نے
صاحبقرانی کی لیاقت دی یہ سوچکر زنگی کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا یا اسد نامدار
نے غصے مین گردن پر ہاتھ رکھکر ایک مارا سر اُس خود سر کا زمین سے مل گیا لیکن اُس بیحیا نے ہاتھ بڑھا کر ڈوری
لڑکے کی ہاتھ ڈالا جھٹکا مارا ڈورا ٹوٹا ایک آسکے ہاتھ مین آیا اسد غازی نے غصے مین ایک طمانچہ مارا غش
کھا کر زمین پر گرا اسد نے چاہا چھاتی پر چڑھ بیٹھون ایک اسکے ہاتھ سے چھین لون پہلو مین افراسیاب کے
ایک جادوگر کھڑا تھا کہ نام اسکا کیوان اژدر دری مغرور خود سر ہی افراسیاب نے کہا ای کیوان ایکہ لیلے
کیوان نے جھپٹ کر سحر کیا زنگی بھی اٹھا کیوان اژدر رو ایک لیکر بھاگا اب زنگی جست کرتا ہوا پہلو مین کیوان
کے آفرین کرتا ہوا کہ ای غلام ساحری کیا خوب کام کیا اسد نے جو یہ معرکہ دیکھا جھپٹ کر چاہا کیوان اژدر دری
چا پکڑون اُس بیحیا نے پلٹ کر سحر کیا اسد غازی لڑکھڑا کر گرے کیوان نے چاہا سر اسد نامدار کا کاٹ لے
زنگی سے کہا تو ٹھہر ایک خدمت شہنشاہ مین ہونچا ٹھہرنا تیرا مناسب نہین ہی یہ مقام ملحوظ خاطر ناظرین خوش انجام
ہو کہ سرداران اسد غازی مثل رعد و برق و برق لامع و ملکہ بلدان زمین کن و ملکہ اسرار جادو و شکیل خوش خو
لشکر افراسیاب سے لڑ رہے ہین ستارہ سحری بلند ہو چکا ہی ہمراہیان اسد نے لئی ہزار ساحر اپنے قتل کر ڈالے
لاکھون ساحر ملازمان افراسیاب ہاتھ سے ہنگامہ سحر و ساحری گرم ہی زمین سے شعلے نکل رہے ہین آسمان سے
آگ برستی ہی انتہا کا جو ہنگامہ ہوا ملکہ یاقوت سخندان آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی کنیزون سے پوچھا ارے
یہ کیا ہنگامہ عظیم ہی کنیزون نے عرض کی باہر چلکر ملاحظہ فرمایئے مسلمان لشکر افراسیاب پر آپڑے
بڑے زور و شور سے لڑے سنتے ہین آج شہنشاہ بھی زخمی ہوئے ملکہ یاقوت سخندان بدمزاج غصے
سے چہرہ سرخ ہو گیا اٹھی ہی ابروے خمدار ہلتے ہوئے آنکھون مین نشہ ڈوپٹہ ڈھلکا ہوا چھری یاقوت احمر کی
ہاتھ مین پائنچون کو سنبھالے ہوئے بیچ مین رکے تھا بان گرد ہجوم سیارگان برون بارگاہ آئی اپنی آنکھون
سے دیکھا ایک ساحر نے طلسم کشا پر سحر کیا اسد غازی کے گھٹنے ٹیک دیے تلوار کو ٹیک کر چاہتا ہی کہ اٹھون جلا

دام سحر و ساحری بہ او دہ چلا تیغہ کھینچے ہوئے اسد غازی کے قتل کرنے کو آتا ہی ایک زنگی سیاہ ہر و تیرہ درون ا
اک ہاتھ مین لیے ہوئے طرف افراسیاب کے جاتا ہی دس پانچ قدم کا افراسیاب سے فاصلہ ہی افراسیاب
زخمی کھڑا ہی گرد شیران سلطنت و وزیران آہبت سرداران اسد نے طبقے زمین کے ہلا دیے دریاے خون
بہا دیے نیا تین برپا ہین افراسیاب ہاتھ بڑھا کر کہتا ہی ای غلام ساحری یہ اکہ لیکر جا جا ملکہ کندن سے
ہمارا سلام کہنا وہ دارو غہ خزانہ ساحری و تحشیا مین بھی کچھ قدرت کا بھید ہی اُسکے سپرد کر دینا یہ تحفہ جات
بزرگان دین یون تباہ ہوے زنگی کہتا ہی اپنا فرمان دیجیے ملکہ کندن کو ٹھا کھولنا قبول نہ کرینگی انکی تنک خوئی
اور شعلہ مزاجی سے آپ آگاہ ہین افراسیاب نے غصے مین جواب بالا یہ اکہ مجھ وے مین کیا کسی کی کوشش کا
محتاج ہون خود صاحب تخت و تاج ہون اپنے وزیر اعظم کے ہاتھ بھیجونگا ادھر تو زنگی نے ہاتھ بڑھایا اد
سے کیوان اژدر دور نے تیغہ اٹھایا اسد بیکسی بے بسی مین پکار اٹھا قطعہ

شاہا زکرم بر من درویش نگر	ہر حال من خستہ و دلریش نگر
بر من منگر بر کرم خویش نگر	شاہا ز کرمی و رحیمی و غفور
ہر چند نیم لایق بخشایش تو	دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم

فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ لعل سخندان طاؤس زرین بال پر سوار و سلاح آسمان پیدا کر چلی یہ مصیبت
دیکھی کہ اسد غازی زمین پر پڑے مین ایک ساحر قتل کیا چاہتا ہی اکہ لینے کو افراسیاب نے ہاتھ بڑھایا
ہی کلیجہ تھرایا وہین سے نعرہ کیا منم ملکہ لعل سخندان گرتے کبے تلک گولہ کیوان اژدر در پر مارا اسکا سر
پھٹا برق جندہ بنکر زنگی سیاہ ہر پر گری اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوے اکہ اپنے ہاتھ مین لیا بجلی کان سے نکال کر
افراسیاب پر پھینک ری ہی تھا برق کا افراسیاب پر گرا افراسیاب سحر دفع کرنے لگا اتنے عرصے مین ملکہ
لعل سخندان نے جھپٹ کر اسد غازی کی کمر مین پنجہ دیا اپنے طاؤس پر لا کر بے آڑین آواز دی ای
رفیقان طلسم کشا اب شہر کر نکل آؤ سردار لڑتے بھڑتے چلے ملازمان افراسیاب بیدل ہو رہے تھے خود
راستہ دیدیا الیسہ فی کہ ہر رعد و برق کو کون روکے بر قلاع مع کو کون لوکے نکل جانے دو سر میدان سمجھ لینگے آخر
کہان جائینگے افراسیاب پر ہزار ہا تین گرین عرصہ دراز مین افراسیاب نے سحر کو دفع کیا اتنے عرصے مین سب
سرداران نامی و افسران گرامی اڑا بھڑا کر نکل گئے کوئی نہ روک سکا سب آمادہ مرگ میلے تعضا ہو کر آتے تھے
مرنے والے کو کون روک سکے لیکن یہ حالات جنگ جدل بی بی یاقوت سخندان نے اپنی آنکھ سے دیکھے غصے سے
کانپنے لگی اس زور و شور سے آکر ملکہ لعل سخندان کر ہی کہ غلام زنگی کے دو ٹکڑے کیے کیوان جادو

کو جلا دیا ہزار بار زمین چمکا گئی چلتے چلتے دھمکا گئی اُس سحر سے کئی سو کے سر پھٹے کئی سو جلے عرصہ دراز تک
اُسکی تاثیر رہی لشکر یاقوت سخندان بھی خوب پامال ہوا حیرت جادو تو بھری ہوئی تھی اُدھر یاقوت کو آتے
جھک کر سلام کیا کہا میں آداب تسلیمات عرض کرتی ہوں جب منظور نظر ساحری و جمشید سے یہ حرکات سرزد
ہوں تو اُس مذہب میں کوئی پاک دامن نرہا جوش محبت اسد غازی کو آپنے ملاحظہ کیا شہنشاہ نے
سحر کرکے اُنکے بازو سے جدا کیا خوب آپنے سحر میں کمال کر دیا غلام خداوند کو بھی مارا کیوان کو پھونک دیا
مجھ پر بھی سحر کیا کیوں بی یاقوت صاحب اب کیا تدبیر ہو گی آجتک اسد غازی نام سے ساحروں کے
مخفی ہوتا تھا اب سینہ سپر کر کے لڑے گا خواجہ عمر و خداوند جمشید بنکر جب آئے تھے مقام لوح و مقام قید
بدیع الزمان و شہنشاہ لاچین پر تصریح پوچھ گئے اب یہی قصد کرینگے کہ لڑتے بھڑتے تا بہ دریائے نیل چلو ملکہ
یاقوت نے غصے میں کہا اے خاتون محل شہنشاہ مجھ پر طعن و تشنیع نہ کیجیے میں بی لعل سخندان کو لشکر سلمانان میں بھیجے دوں گی
ابھی بی اُس گیسو بریدہ کی جلے کوڑون کے کھال گرا دو نگی آتش قہر و غضب میں جلا دو نگی اب مجھکو صبر آئیگا کہدو
بیلوچے اسد میں خوش ہو کر بیٹھیں لشکر لیکر میرے مقابلے میں آئیں یہ کلیجہ خداوند جمشید نے آپکو اور شہنشاہ کو عطا فرمایا
ہے کیا خوب ربط و ضبط ہے بی مہ جبین تخت پر سوار ہو کر میدان کارزار میں آتی ہیں آپ لوگ آنکھوں سے دیکھتے ہیں
یہیں نہیں دیکھ سکو نگی آج ہی تدبیر کرو نگی ملکہ حیرت نے کہا آپ کو اختیار ہے بارہ برس ہمکو لڑتے ہوئے گذرے
آجتک ہمنے یہی دیکھا جو یہاں سے نکل گیا پھر پلٹ کے نہ آیا نہ قتل ہوا بی بہار و مخمور جب نکل گئیں شہنشاہ
نے بڑی کد و کاوش کی نہایت کوشش کی کچھ بھی نہوا اب اسوقت آپ جا کر آرام فرمائیں غصہ تھوک
ڈالیں لشکر اسلام میں جانیکا نام نہ لیں اسد غازی شمشیر برہنہ جری بہادر صف شکن آج تو شہنشاہ کو زخمی
کر گیا خانۂ دل غم و الم سے بھر گیا حیرت جادو نے سمجھا کر یاقوت سخندان کو پھرایا کہلے پلٹی کہ کسی کے سمجھانے
سے میرا دل نہ مانے گا دو کنیزوں کو حکم دیا جسطرح بنے صورت تبدیل کر کے لشکر اسلام میں جا کر خبر مفصل
لاؤ کہ ہمشیرہ صاحبہ لشکر اسد میں کیا کر رہی ہیں اُنھوں نے تو ہماری محبت کو ترک کیا ہمارے سے علاقۂ محبت
ہی یہ کہکر خوب روئی ملک اخضر نے گلے سے لگا لیا کہا بیٹیا خاموش رہو صبر کرو دلپر جبر کرو لعل سخندان
نے کلیجہ پتھر کا کر لیا ملکہ یاقوت نے کہا دیکھیے بابا جان میں کیا رنگ لگاتی ہوں ذرا خبر آنے دیجیے بی بہار
نکل گئیں مخمور نے اہل اسلام کا ساتھ دیا بی مہ جبین الماس پوش بادشاہ بنکر بیٹھیں شہنشاہ اپنی آنکھوں
سے دیکھتے میں اُنکے حال پر رنجیدہ ہوتے ہیں بہار کے جسم میں آبلے پڑے وہ پھوٹ پھوٹ کے

روتے مین مجھے یہ امورات بہت ناگوار ہین مجھسے صبر نہو سکیگا لیکن اُسوقت بلاے خبر جلیبن یہان کل لشکر مین انتشار تھا ملکہ مہ جبین دلالان خو نبہا رو رہی تھین کہ سب نے دیکھا سامنے سے ملکہ ابر گلنار چرخ مارتا ہوا نمایان ہوا دیکھا سینے ملکہ لعل سخندان اسد نوجوان کو پنجے مین دبائے ہوئے دریاے خون مین نہائی ہوئی چہرے پر خضاب حسن مین لاجواب آتش خشمگین صاحب جاہ و تمکین بعد زور و شور آکر بیٹھین ملکہ ابر گلنار ایک جانب قائم ہوا اسد نامدار کو بارگاہ مین لاکر ہوشیار کیا اکسیا بازو پر باندھ دیا اُسوقت تو لشکر مین بڑی خوشی ہوئی مہ جبین نے تصدقات اُتروائے ملکہ لعل سخندان کو پہلوے تخت مہ جبین میں انگل زرین ملا اسد غازی شرکیہ ہوے لیکن مہ جبین بادشاہ لشکر اسلام مین فرمایا ہمارے سرداران نامی و افسران گرامی رعد و برق و برق لامع وغیرہ واپس نہین آئے اُنکی خبر لینا واجب و لازم ہے ملکہ لعل نے جواب دیا آپ ترددنفرمائین جب مین طلسم کشا کو پنجے مین دابکر لیچلی تھی سب صاحبون کو آگاہ کردیا تھا کہ اب لڑنا بیکار ہے مین طلسم کشا کو لیجاتی ہون سب صاحب پلٹ آئین میرے سامنے وہ سب صاحب لڑتے بھڑتے بخیر و عافیت نکلے تھے ذکر تھا کہ رعد و برق و برق لامع و شاہزادہ شکیل وغیرہ دریاے خون مین نہائے ہوے آکر بیٹھے سینے ملکہ لعل کی بڑی تعریف کی کہا حضور آپ نے بڑا کمال کیا سامنے سے افراسیاب کے اسد غازی کو اُٹھا لیا ملکہ لعل نے سر جھکا لیا کہا آپ سب صاحب قدر افزائی فرماتے ہین ورنہ مین آنکہ کہ من دانم ہوسکتا تھا کہ اس شیر بیشہ جرأت کو ہماری زندگی مین افراسیاب قید کرے سب سردار شکریہ ملکہ لعل ادا کررہے ہین ملکہ لعل سخندان سر جھکائے ہوے کہہ رہی ہین مین نے محبت مین طلسم کشا کی گھر بار چھوڑا رشتہ محبت یاقوت سخندان توڑا آپ سب صاحب دعا کرین کہ انجام بخیر ہو یہ ذکر تھا کہ عیار وغیرہ چند حاضر ہوے عرض کی خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین چالاک و برق بھی ساتھ ہین سب سردار خوشی مین براے استقبال نکل گئے خواجہ نے اندر بارگاہ کے آکر یہ ہنگامہ دیکھا کہ ملکہ لعل انگل زرین پر جلوہ فرما ہین سب سردار نخلدار ایک ایک کو انتشار زخم دوزی کی ہو رہی ہے عمرو نے حال پوچھا جانسوز وضرغام شیر دل نے سب کیفیت ظاہر کی حال سفر پوچھا عمرو نے ملکہ حیجون کو مبارکباد دی کہ مبارک ہو ملکہ محبوب کاکل کشا کو رہا کیا محبوب و مخمور مع لشکر ظفر اثر کل انشاءاللہ بخیر و خوبی داخلہ کرینگی یہ تینون عیار آگے بڑھ آے تھے حیجون نے سب حال خواجہ سے پوچھا عمرو کیفیت گرفتاری محبوب از سحر عجائب و چالاک کا جانا اور گرفتار ہونا پھر اپنی عیاری سب حال لفظاً لفظاً بیان کیا حیجون بہت خوش ہوئی یہ ذکر تھا کہ کراہنے کی آواز آئی لعل نے گھبرا کر کہا

پر کلیجہ منھ کو آتا ہے یہ آہ آہ کون کرتا ہے مہ جبین رونے لگین کہا ہمارے لشکر کی افسر جان لشکر روح اہل اسلام روح روان طلسم نور افشان ملکہ بران شمشیر زن و مجابس جلا دو و بہار و باغبان وغیرہ سحر ملکہ یاقوت مین مبتلا ہین وہی کراہ رہے ہین جسم سبکے آبلہ دار ایک پھٹنے سے آب دوانہ بند دل درد مند جیحون نے اتنا کیا کہ سحر کر کے سبکو تسکین دی آبلہ ہاے جسم نہین دفع ہوتے سب سردار اپنے اپنے طور پر سحر کر چکے بران تو گھبرا کر یہ فرماتی ہین کہ اب ہڈیان جل جائینگی روحین سبکے جسم سے نکل جائینگی یہ سنکر لعل نے مقام سے اٹھی سب سردار ساتھ مین خواجہ عمرو و برق و چالاک جانسوز و ضرغام سب آیاق مین ہمراہ ہوے اُس بارگاہ مین آئے جہان یہ مبتلاے سحر پڑے تڑپ رہے تھے جیحون نے ابر بحران سبکے سر پر آراستہ کیا کسی نے گلدستے رکھے ہین کسی نے پھول برسائے کسی نے ہوائے سرد اپنے سحر سے بنائی سب سے زیادہ ملکہ بہار بیقرار ہین بران تڑپ رہی ہین مجلس پھڑک رہی ہے جسم آبلہ دار چہرے اُداس صاف ظاہر ہے کہ روحین جسم سے نکل جائینگی ہڈیان جل جائینگی ہر چند کہ بہار کا یہ حال ہے اس بیقراری مین بادشاہ جہانپناہ کا خیال ہے اسوقت بیقراری و اشکباری مین یہ غزل عاشقانہ بحال بیتابانہ پڑھ رہی ہین

غزل

مانا نہ عشق کو طالب دیدار ہی رہا
یارون کے واسطے لیس لیوا ہی رہا
بندہ تھا مین خدا کا نکیرین سے کہہ
مر بھی گیا تو منتظر یار ہی رہا
اُڑ بھاگے ہمصفیر قفس توڑ توڑ کر
اب وہ چمن رہے نہ کوئی یار ہی رہا
ٹھوکر سے خبر گنبد مدفن گرا گرا
مجھکو سوال وصل سے انکار ہی رہا
اچھا مجھے نہ عیسی لب کر سکے جلا

موسیٰ تو چپ ہوے مجھے اصرار ہی رہا
دیکھی نہ تیری شکل قیامت بھی ہوگئی
اُس بت کی بندگی کا بھی اقرار ہی رہا
اللہ نے بھی بخش دیے جرم روز حشر
مین ناتوان بلا مین گرفتار ہی رہا
ہاتھ ایک لیے ایک جگہ پر رہا تو
چلنے ہی سہی مین سبکبار ہی رہا
جھپکی پلک وصل کی شب شوق دید مین
مین عشق چشم یار مین بیمار ہی رہا

تنہا بہشت مین بھی نہ رکھا گیا قدم
ای یار مجھسے وعدہ دیدار ہی رہا
آنکھین مزار مین بھی اسیطرح وا رہین
عاشق مگر بتون کا گنہگار ہی رہا
فرہاد و قیس تھے ہمارے بھی واسطے
کچھ بھی کیا نہ خلق مین بیکار ہی رہا
دل آ سکے آگے آپ تڑپکر نکل گیا
سویا کیا وہ شوخ مین بیدار ہی رہا
ملکہ لعل سخندان نے جو یہ حال

پر ملال اُن گرفتاران دام سحر کا دیکھا خود بھی تو گرفتار دام عشق ہے بہت روئی کہا آپ سب صاحب نہ گھبرائین مین اپنی جان نثار کرونگی مگر ان سب صاحبون کا علاج ابھی کرتی ہون ہر چند کہ یہ سحر یاقوت سخندان ہے اسکا دفع ہونا دشوار ہے لیکن مالک پروردگار ہے وہ قوت توانائی عطا کریگا یہ کہکر کہا سب صاحب اتنی مہلت دی

کرین اپنے اپنے سحر ہٹالین تو مین اپنا سحر قائم کرون ملکہ جیحون نے ابر سحر ہٹایا برف برسنا موقوف ہوئی رعد
و برق و برق لامع نے برق چمکانا موقوف کیا شکیل نے پھول سحر کے ہٹائے گلدستے جدا کیے اب کل
سحرا اسوقت اسی بارگاہ مین جمع ہین سحر لعل سخندان پر نگاہ سب کامل و اکمل جانباز و سرفروش علاوہ ازین خود
جیحون موجود ہی لیکن علاج سے جواب دے چکی کہتی ہی دفع ہونا اس سحر کا مشکل ہی پانچون عیار بھی دیکھ رہے ہین
لعل نے بڑھکر ان سب صاحبون کے جسم پر پہلے ہاتھ پھیرا ہاتھ لگاتے ہی اور بیقراری بکلی بڑھی باغبان نے
آہ کی کہا کسنے ہم مصیبت زدون کے جسم پر ہاتھ رکھدیا ہڈیون پر پہاڑ ٹوٹ پڑا جسم نازک سے یہ بار اٹھیگا
برائے خدا ہمارے پاس سے آپ سب صاحب ہٹ جائین آپ لوگ محبت کرتے ہین ہم پر یہ لگا مین برق بنکر
گر رہی ہین قلب پر تاثیر ہوتی ہی لیکن ملکہ لعل نے جیب سے اک نشتر نکالا پیشانی پر مارا چند قطرات خون اپنے ہاتھ
مین لیے کچھ اسم سحر پڑھکر ان سب پر چھینٹا مارا بہار پر زیادہ توجہ تھی دیکھا آبلہ ہائے جسم بہار پھوٹے آن
آبلون سے نیلا نیلا پانی نکلا بہار اٹھ بیٹھی ہنسنے دیکھا شگفتہ ہو گئی جسم پاک صاف چہرے پر رعنائی زیبائی
اب طرف باغبان کے ملکہ لعل متوجہ ہوئین فضائے کار دو کنیزین جو یاقوت نے برائے خبر بھیجی تھین وہ
کنیزون مین ملی ہوئی یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہی تھین صرف ملکہ لعل نے بہار کو صحت دی ہی باغبان
پر سحر کرنے کا ارادہ ہی یہ دونون کنیزین بھاگین یاقوت سخندان غصے مین ملک اخضر سے حکایت و شکایت
کر رہی ہی حیرت نے کچھ میوہ کشتیون مین لگا کر معرفت صرصر پاس یاقوت کے بھیجا صرصر نے وہ کشتیان
لاکر سامنے یاقوت کے رکھین اور حیرت کی طرف سے پیغام دیا صرصر کہ رہی ہی ملکہ عالم نے عذر کیا ہی کہ
ہمارے طعن و تشنیع کا خیال نکرنا جو کچھ ہمنے کہا آمد سخن مین نکل گیا معاف فرمائیے گا ہمکو دشمن نجانیے گا آجتک
ہمنے مقابلہ مسلمانان مین بڑی بڑی مصیبتین اٹھائین آپ بھی صبر کیجیے ہم تدبیر کرکے لعل کو ملوا لینگے صرصر نے
جو یاقوت سے یہ بیان کیا یاقوت نے کہا ای صرصر مین کسی سے کم نہین ہون ابھی سب کچھ کر سکتی ہون ابھی
کہو تو لشکر مسلمانان مین آگ لگا دون سبکو خاک مین ملا دون صرصر نے کہا یہ تو مین وعدہ کرتی ہون کہ ملکہ
حیرت فرماچکی ہین مین لعل سخندان کو آپ تک پہونچا دونگی روکنا سمجھانا آپ کا کام ہی یاقوت نے صرصر کے
کہنے سے دو چار دانے میوے کے اٹھا کر کھائے تھے کہ آسمان پر برق چمکی دونون کنیزین گھبرائی ہوئی سامنے
یاقوت کے آئین کہا داری ہم بارگاہ اسد غازی مین گئے تھے بی لعل سخندان کی بڑی خاطرین ہو رہی ہین
حضور انھون نے بُلا کر بہار جادو کا سحر اتارا اب باغبان قدرت و ملکہ بران کی تدبیر کر رہی ہین بہار تو

تو صحت کامل پائی شگفتہ ہو گئیں گلشن حیات میں بہار آئی وہاں تو حضور سب عاشق مزاج ہیں بی بہار اُس
حال میں بھی غزلیں عاشقانہ پڑھتی تھیں نہیں معلوم بی بران کس پر عاشق ہیں ہزاروں اشعار پڑھے دیوان
کے دیوان یاد کر لیے مشہور یہ ہی کہ بی برّان صاحب عصمت و عفت شوکت و لیاقت نے انکے نام سے لچ
پایا ہی کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ شعر کس کی یاد میں پڑھتی ہو یہ تو ہمنے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ بہار کو صحت کامل حاصل
ہوئی ملکہ یاقوت نے پوچھا سحر کیا کیا کہا حضور اپنا خون کاٹ کاٹ کر پھینک رہی ہیں چہرہ اُداسی عیاں
معلوم ہوتا ہی کہ اب چہرے پر خون باقی نہیں رہا شوکت نمائی منظور ہی سردار تعریفیں کرکے اپنا مطلب نکال
رہے ہیں بی صحجون نے بھی جواب دیا تھا انھوں نے بیڑا اٹھایا یقین ہی باغبان بھی صحت پا گیا ہو بران
کی بھی تدبیر ہو جائیگی یہ سنکر ملکہ یاقوت سخندان غصے میں اُٹھی میوہ جو کشتی میں کھلانے کو اٹھایا تھا آہ کرکے پھینکدیا
کہا صاحب کیسا کھانا ملکہ حیرت جادو نے کلمات طعن و تشنیع سے دل کو مشبک کر دیا تمام جسم کو ناسور بنایا ایسے
ایسے کلمات کہے جو ہمارے سننے کے نہ تھے مگر مجبور و ناچار سنے اب اسوقت کیفیت کھل جائیگی یہ کہکر اپنے مقام سے
اٹھی دونوں پاؤں زمین پر مارکر غرق زمین ہو گئی نقب سحر کاٹتی ہوئی چلی یہاں وہ وقت ہی کہ ملکہ لعل سخندان نے بعد
صحت بہار باغبان پر چھینٹا خون کا مارا پہلے تو باغبان قدرت بیہوش ہو گیا اُٹھ بیٹھے تمام جسم مثل آئینہ
صاف و شفاف ہو گیا خوشی کے نقارے بجے ملکہ مہرخ سحر چشم نے ملکہ لعل سخندان کے ہاتھ چوم لیے کہا ای
ملکہ لعل ماشاء اللہ کیا کہنا سحر اسی کا نام ہی عنایت سے پروردگار کی تمھارا نیک انجام ہی ابھی ہزاروں جھگڑے
پڑے ہیں لڑائی دریائے نیل کی لوح کا حاصل ہونا ملکہ لعل سخندان نے کہا آپکی خدا سب مشکلیں آسان کریگا بعد
یاقوت سخندان سے خدا بچائے دیکھیے عفریت طلسمی سے کیونکر جان بچے مجھے اسکا خیال ہی یہ کہکر پھر نشتر
پیشانی پر مارا بران و مجلس پر خون چھینک دیا یہ بھی دونوں کلمہ پڑھکر اٹھ بیٹھیں مگر ابھی کچھ کسل باقی ہی ملکہ
لعل اُسکو بھی دفع کر رہی ہیں یکایک زمین کا نچلا طبقہ زمین کا ٹوٹا یاقوت سخندان مثل برق جہندہ زمین
سے نکلی بہار جادو و باغبان و بران و مجلس اٹھکر بیٹھے ہیں اچھی طرح صحت حاصل نہیں ہوئی کہ نعرہ ہو
واہ ہمشیرہ ہمنے تمنے ایک پیٹ میں سیر پھیلائے اسی دن کے لیے تمکو سحر سکھلایا تھا دشمنوں پر یہ سحر عنایت
ہمارے سحر کو آثار اسامری و جمشید کا مذہب ترک کیا ملکہ لعل نے جو یاقوت کو دیکھا فوراً ایک دہتر زمین پر لا
یاقوت لڑکھڑائی اپنے کو سنبھالا آواز دی او گیسو بریدہ او ننگ خاندان تمام عالم میں تونے ہمکو بدنام کیا یہ کہکر منہ
سے آگ کی دہن سے اس شعلہ مزاج کے دھواں نکلنے لگا جسکی آنکھوں تک دھواں پہونچا اندھا ہو گیا غصے میں

یاقوت نے کمر مین ملکہ لعل کی پنجہ دیا زور کرکے لے اُڑی اس شد و مد سے ہتہ مارا کہ ملکہ لعل تیورا کر
بیہوش ہوگئی یاقوت لیکر چلی بہار نے جھپٹ کر گلدستہ مارا یاقوت نے ہنسکر جلا دیا برق لامع نے چاہا کہ ٹوکے
یاقوت نے ہنسکر اک برق گرائی سر پر برق لامع کے گری اسکا سر پھٹ گیا باغبان دیکھکر خاموش ہوا الفاظ
سحر یاد نہ آئے چشم زدن مین یاقوت نکل گئی اسد نامدار تیغہ پکڑ کر اُٹھے کہا لو صاحبو غضب ہوا اگر لعل سخندان
لیگئی جاتے ہی قتل کر ڈالیگی مین جاکر جان دونگا یا اسکو رہا کر ونگا ملکہ مہرخ نے کہا ہم بھی چلتے ہین رعد و برق
و برق لامع آمادہ ہوئے سب سرداروں نے جھولیان سحر کی اُٹھائین قصد کیا کہ فلان مقام پر چلکر روکین لعل سخندان
کو لے نہ جانے دین عمرو نے کہا صاحبو ایسا غضب نہ کرنا یاقوت بلائے روزگار ہے سب کا یہی حال کریگی باغبان
و بران کو چلتے چلتے پھر اندھا بنا گئی جبتک مین پلٹ کر نہ آؤن خبردار کوئی نکلنے کا ارادہ نکرے بیٹا برق بڑھ کر
خبر تو لے جیسے ہی برق کو اشارہ کیا اُستاد بہت اچھا کہکر تڑپتا ہوا اچھلا چالاک ایک جانب روانہ ہوئے
باہر آکر پکارا بھائی برق مین بھی آتا ہون برق نے پلٹ کر کہا شہزادے میرے ساتھ نہ آئیے بڑی شکل
کی عیاری ہے سب کے بعد خواجہ عمرو اسد غازی کو تسکین دیکر چلے اسد نے اتنا کہا چھوٹے نانا جان اتنا خیال
ضرور رہے ملکہ لعل نے میری جان بخشی کی سامنے سے افراسیاب کے اُٹھا لائی جان کا اسنے خوف نہ کیا
اگر یاقوت اُسکو اپنے لشکر مین لیگئی مین اپنی جان دونگا عمرو نے کہا خبردار بارگاہ سے قدم نہ نکالنا افراسیاب
اپنے مقام پر کہتا تھا کہ مین نے بڑا اندھیر کیا اسد کو بالائے گنبد نور کیون قید رکھا پردہ ظلمات مین کیون
نہ بھیجا وہان کا قیدی کبھی رہائی نہین پاتا راستہ اسطرف کا مدت سے بند ہے پردہ ظلمات مین کوئی نہین جاسکتا
ایسا نہو خدانخواستہ پردہ ظلمات کا کوئی ساحر لیجائے یہ کہکر عمرو نے آواز دی ای مہرخ نامدار ای سرداران
عالیوقار اپنے آقا کو لشکر سے نہ نکلنے دینا یہ کہکر عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت تبدیل کی اک کنیز
کی شکل بنکر چلے یاقوت سخندان لعل سخندان کو پنجے مین دبائے ہوئے صحرا مین پہونچی دیکھا اک نخل کے سایہ
مین صرصر کھڑی ٹہل رہی ہے آواز دی ای ملکہ عالم شہنشاہ خفا ہوتے ہین کہ آپ لشکر مہرخ مین کیون گئین
لعل کو مین پکڑ لاؤنگی یاقوت نے کہا مین کیا اسکی محتاج ہون مین لعل سخندان کو پکڑ لائی کسی کا حوصلہ نہ پڑا
مجھکو روکے یہ بھی ملحوظ رہے کہ جب یاقوت غصے مین چلی تھی اسکے لشکر کا ایک سالدار سموم جادو بارہ سو
ساحر لیکر چل نکلا تھا اپنے مالک کو تلاش کرتا ہوا آتا ہی یہان صرصر و یاقوت سے جو باتین ہوئین صرصر نے
کہا ذرا میرے پاس آئیے بی لعل سخندان کو مین تو دیکھون اپنے ہاتھ سے سزا دون مجھے بڑا اشتیاق ہے کہ

اسنے پوچھو اپنے بہن کا پاس نہ کیا اسد سے آشنائی کرکے نکل گئیں یاقوت لعل کو پیچھے میں باندھے
اتر پڑی جیسے ہی زمین پر پانون قائم ہوئے صرصر نے قریب آکر بلائین لین کہا حضور بڑا کام کیا انکی زبان
مین سحر زن تو دیدیجیے ایسا نہو ہوشیار ہوکر نکل جائین وہ دیکھیے شہنشاہ بھی آتے ہین انکو بڑا قلق تھا آپکی
محبت مین راتون کو روتے ہین یاقوت پلٹی صرصر نقلی نے حلقہ کمند کے گلے مین ڈالے نعرہ کیا نعرہ برق
منم برق رفتار و خنجر گذار منم یکہ لیکن گران بر ہزار اب تڑپ کے کہان جائیگی حلقہ کمند کے مارے یاقوت
ارے اکھڑ پلٹی منہ پر حباب بیہوشی مارا یاقوت لڑکھڑا کے گری ملکہ لعل ہاتھ سے یاقوت کے چھوٹی مگر
سحر مین یاقوت کے تھی بیہوش پڑی ہے برق فرنگی نے خنجر کھینچا چاہا یاقوت سخندان کا سر کاٹ لون زمین
شق ہوئی اک سنہری تیلی نکلی اُسنے برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون نگوڑے ہماری بی بی کو قتل کرتا ہے
برق نے ہر چند چاہا ہاتھ چھڑا لون تیلی نے نہ چھوڑا برق کو یقین تھا کلائی ٹوٹ جائیگی اُس تیلی نے یاقوت
کو ہوشیار کر دیا برق کے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ روغن اڑ گیا یاقوت کی آنکھ کھلی دیکھا برق فرنگی کو تیلی پکڑے
کھڑی ہے کہا یہی ہے یہ حضور کو قتل کرتا تھا مین نے دشمن کو پکڑ لیا ابھی تو یہ عورت بنا ہوا تھا یہ تو مردوا معلوم
ہوتا ہے بڑا مکار و غدار ہے ہوا کی صورت بنکر آیا یہ سنتے ہی یاقوت نے خنجر کھینچا کہ برق کو قتل کرون تیلی تو ہاتھ
مین ہاتھ دیکر غائب ہو گئی یاقوت چھاتی پر برق کی چڑھ بیٹھی برق منتین کرتا ہے ملکہ مین غلام ہون تابعدار ہون
خبردار ہون ہرکارے کو کوئی قتل نہین کرتا خبر لینے آیا تھا آپکی بہن کو بچاتا تھا اسوقت آپ مجھے قتل کرینگی
کل لیجیے پکڑ کر رونگی مجھکو پاس افراسیاب کے لیچلیے وہ خود آپکو سمجھا دینگے ہماری کیفیت بتلا دینگے شہنشاہ ہماری قدر
کرتے ہین ہم لوگ عیار آزاد ہین آپ بڑی جلاد ہین جب خوشامد کو یاقوت نے نہ مانا برق نے کہا بی یاقوت
تمہاری قضا قریب ہے میرا استاد عمرو نامدار تمکو گھس کر مارے گا کلیم اور رحم کر قتل کریگا آنکا کیا کر سکوگی شہریار عالم
شہنشاہ جہان نظر کردہ پیغمبران انکے شاگرد کو قتل کرتی ہو مجھ غریب بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی ہو حضرت مجھکو
بیہوش کیا شہنشاہ کا تو اکثر ہمنے تاج اتار لیا کبھی کچھ نہ فرمایا بلکہ ہمیشہ خلعت دیتے ہین اُنکا حکم ہے نئی عیاری کرو نقصان
لیجیے کس طرح سے آیا آپ آسمان پر اڑی جاتی تھین مین نے نیچے بلایا اُس تیلی نے آکر یہ آفت برپا کی مجھے تو خود منظور
تھا کہ آپکو ہوشیار کر کے انعام مانگونگا ہم کسیکو قتل نہین کرتے ہم جلاد نہین ہین یاقوت سخندان یہ باتین
سنکر اور زیادہ جھلائی کہا افراسیاب سفلہ مزاج ہے بیوقوفون کے سر کا تاج ہے اسنے منہ لگا کر سب کا حوصلہ
بڑھا دیا مین جسکو پاؤنگی قتل کر ڈالونگی اور لعل سخندان کو آج لیجا کر سزا دونگی اسنے مذہب سامری و جمشید کو

بدنام کیا برق نے کہا اور کسی بات کا خیال نہ کیجیے شیشۂ ننگ و ناموس سالم ہے دریافت کر لیجیے گا مین اسی بات
کا ضامن ہون ہم لوگ جھوٹ نہین بولتے شہنشاہ سب ہمارے اوصاف بیان کر دینگے یاقوت سخندان
نے تمانا خنجر بران حلق پر برق کے رکھا پشت سے آواز آئی خبردار ملکہ کیا کرتی ہو شہنشاہ خفا ہونگے عیار زندہ کو
لقا کے پیارے بندے ہین یاقوت نے دیکھا صبا رفتار کمند انداز پکارتی ہوئی آتی ہے قتل نکرنا قتل
نکرنا دیکھیے نامہ لائی ہون دوڑی ہوئی آئی ہون اسے پہلے ملاحظہ کر لیجیے یاقوت کو کھٹک ہوئی کہ یہی کوئی
عیار ہو جیسے ہی صبا رفتار قریب پہونچی یاقوت نے مسکرا کر آواز دی خبردار او عیار ہوشیار یہ کہکر ہاتھ
جھٹکایا برق چمک کے صبا رفتار پر گری رنگ روغن اڑ گیا دیکھا منہ پر منہ چالاک بن عمرو ہے یاقوت نے اسکو بھی
سحر مین مبتلا کیا چالاک زمین پر گر کر تڑپنے لگا اب یاقوت کو منظور ہوا چالاک برق کو قتل کرے
نعل کی زبان مین سوزن ہے ملکہ یاقوت نے خنجر کھینچا قصد ہوا چالاک کو بھی قریب برق لاؤن دونون کا
خون بہاؤن یکایک درخت سے کھڑکھڑ کی آواز آئی یاقوت نے سر اٹھا کر دیکھا ملکہ حیرت جادو زوجہ
شہنشاہ درخت سے اترتی چلی آتی ہے صاف ظاہر ہے کہ آسمان سے ابھی اتری ہے جیسے ہی یاقوت سے چار
آنکھ ہوئی ہان ہان کرکے دانت کے نیچے انگلی دبائی یاقوت سخندان نے کہا ملکۂ عالم آپنے سنا برق و
چالاک نے مجھے دیوانہ بنایا مین ایسی ہوشیار ہون کہ ہار لیا ہوتا ملکہ حیرت جادو دم سے کود پڑی لپکا کر ہاتھ
پکڑ لیا کہا یہ مین پہچانے ہے جانے دے انکو تم اپنے ہاتھ سے قتل کرو بڑے افسوس کی بات ہے علاوہ ازین کتاب سامری
مین صاف صاف لکھا ہے جو عیار کو قتل کریگا تخم عمرو سے پھل نہ پائیگا ذلیل حقیر ہو کر مارا جائیگا اکثر شہنشاہ نے انکو
گرفتار کیا انکے قتل پر وہ قادر نہ تھے جسوقت چاہتے قتل کر ڈالتے لیکن قید کرنا مناسب ہے انکی تیز زبان لکھنے کے لائق
ہے بیدا اوندا نے انکو منھ لگا کے گستاخ کیا انکے پیارے بندے ہین کتاب مین لکھا ہے کہ عمرو کہتا پھرتا ہے بر ریش لعنتی لقا شیم
تراشیدم سنا ہے قدرت سنکر خوش ہوتے ہین اگر قدرت کو منظور ہو تو ہم کا نیا دین جہنم مین بھجوا دین ست تجھے
انکے قبضے مین ہے لیکن ہمیشہ انپر رحم کرتے ہین ملکہ یاقوت سخندان نے کہا مین تو نمانون گی مجھے بڑا رنج دیا ہے مین انھیں
قتل کرونگی ملکہ حیرت جادو نے ہاتھ چھوڑ کر کہا بوا یاقوت تمھیں اختیار ہے مجھے کیا مطلب ہے لیکن انجام بخیر نہوگا
یہ کہکے حیرت نے ہاتھ چھوڑ دیا یاقوت طرف چالاک کے چلی حیرت نے قریب آکر حلقہ ہائے کمند مار سے نرم کیا

عمر کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم | زنگ از رخ نجنگ بد اختر بہ برم | در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم | یاقوت سخندان نے منھ پھیرا خواجہ عمرو نے جاب بیہوشی مارا

یاقوت لڑکھڑا کر گری عمرو نے خنجر کھینچا ملکہ لعل سخندان کی آنکھ کھل گئی لعل نے دیکھا چالاک و برق
پڑے تڑپ رہے ہیں خواجہ نے یاقوت کو بیہوش کیا خنجر کھینچکر قتل کرنے چلے ہیں ملکہ لعل سخندان نے اشارہ
کیا خواجہ کیا کرتے ہو یاقوت قتل نہو گی ابھی ابھی گرفتار ہو جاؤ گے میری زبان سے سوزن نکالو اسکو مقید
کر کے لیچلیں عمرو نے ملکہ لعل کی زبان سے سوزن نکالا لعل سخندان اٹھی چالاک و برق پر سے سحر اتارا وہ دونوں
اٹھتے ہی بھاگے ملکہ لعل نے خواجہ سے کہا تم بھی نکل جاؤ خواجہ نے کہا میں نجاؤنگا لعل سخندان نے قصد کیا
کہ یاقوت کو اٹھا لیں سامنے سے افراسیاب کا نعرہ ہوا خبردار لعل کیا کرتی ہے لعل نے پلٹ کر افراسیاب
پر گولہ ارا افراسیاب سحر دفع کرنے لگا ملکہ لعل نے دونوں پاؤں مارے غرق زمین ہو کر غائب ہوئی
افراسیاب نے دور سے باران سحر برسایا قطرہ پانی کا یاقوت پر گرا آنکھ کھلی سموم جادو فوج لیے ہوئے
آتا تھا عقب میں خواجہ کے بہار چلی تھی راہ میں برق و چالاک سے ملاقات ہوئی بہار جادو نے سب
کیفیت چالاک کی کہا وہ تو بڑی ہوشیار ہے برق عیاری کر کے سب معاملہ خراب کر دیتا ہے مجھکو آتے پایا
نہ آنے دیا دور ہی سے سحر کر دیا قبلہ و کعبہ پہنچے ہیں بہار نے کہا غضب کیا یاقوت کا قتل ہونا دشوار ہے
حاکم حجرہ نجم ساحرہ زبردست سر دربار گھس آئی ملکہ لعل کو گرفتار کر کے لیگئی جانتی تھی میرا کوئی کچھ نہیں کر سکتا
ایسا نہو استاد گرفتار ہو جائیں برق و چالاک کو رخصت کر کے بہار بڑھی ادھر سموم جادو مع بارہ ہزار
جوانوں کے آتا تھا بہار کو دیکھکر جھپٹا چاہا گرفتار کر لوں بہار نے غصے میں جا کر گلدستہ مار دیا انکا سحر تو شہوار کی
معشوقہ سرو قد گلعذار غنچہ دہن رشک چمن عندلیب گلشن رعنائی نخل سر سبز چمن زیبائی ہنسکر جو گلدستہ مارا
پھول برسنے لگے سموم کو ہوائی چھوٹنے لگا بہار کے گل عارض دیکھکر بھول گیا دین و دنیا بھول گیا آگے جاکر
ہاتھ باندھے عرض کی ملکہ عالم میں تو غلام ہوں آپکے نظارہ جمال جہاں آرا کا مشتاق تھا آج سعادت دارین حاصل
ہوئی گل سا چہرہ دیکھکر تسکین دل ہوئی ملکہ بہار گلعذار نے بدھی تار کر گلے میں سموم کے ڈالدی تو بالکل ہوا
بدل گئی ملکہ بہار نے کہا اے سموم یاقوت سخندان کو جانتے ہو عرض کی حضور نام تو سنا ہے بہار نے کہا حاکم حجرہ نجم
افراسیاب کی ہماں اس وقت صحرا میں پڑے سیر آئی ہے جا کر اسکا سر کاٹ لاؤ خیال رکھنا افراسیاب بھی ہمارا دشمن ہے ان
دونوں کا سر لاؤ ہمارے ساتھ شادی کر لو اے سموم ہم مدت سے تمہارے ہوا خواہ ہیں تمہاری ہوا سے جستجو
میں مدت سے تباہ ہیں دیر نہ کرنا جلد تشریف لائیے گا سموم جادو سلام کر کے ملکہ بہار کو بصد جوش و خروش
مع فوج چلا جھومتا ہوا اشعار عاشقانہ زبان پر ہیں افراسیاب ملکہ یاقوت سخندان کو سمجھا رہا ہے کہتا ہے

اے ملکۂ عالم غصے کو کام نہ فرمایئے لشکر مین پلٹ جایئے عیارون نے ہر ایک کے ساتھ بے اعتدالی کی سوائے
صبر کے چارہ نہین یاقوت نہین مانتی کہتی ہے اے شہنشاہ اب میرے اوپر کوئی عیاری نہین کر سکے گا ایک
مرتبہ سب دھوکا کھاتے ہین اب مین اپنے سامنے کسی غیر کو آنے ہی نہ دونگی ملکہ لعل کو پھر گرفتار کر کے
لاؤنگی میری بہن ہو کر لشکر سلامان مین رہے بڑی غیرت کی بات ہے مین عین لشکر سے آؤنگی مگر ذرا تم
منہ دیکھا کر رہیے بی جیجون تو بالکل ہاتھ نہ ہلا سکین عیارون نے آکر آفت برپا کی اب مین انکو پہچان گئی
چالاک کو مین نے پاس نہ آنے دیا دور ہی سے سحر کر دیا معلوم ہوتا ہے عمرو نے میرے قتل کا ارادہ نہین کیا
لعل سخندان کو ہوشیار کر کے سحر اُتروا کر لے گیا ابھی عیار بھی لشکر مین نہ پہونچے ہونگے مین پہونچتے پہونچتے
گرفتار کر لاؤنگی افراسیاب نے جو یاقوت سخندان کو صحراے دلکش مین تنہا پایا مدت سے عاشق ہے کلیجے پر
ہاتھ والد سے کہا ملکہ مین تمکو نہ جانے دونگا اسوقت میرا کہنا مانو مین صرصر سے کہکر لعل سخندان کو بلوا دونگا
یہ ذکر تھا کہ طرف سے لشکر کے گرد اڑی یاقوت سخندان نے دیکھا سموم جادو مع بارہ سو ساحرون کے چلتا
ہوا آتا ہے آنکھین سرخ اسباب سحر ہاتھ مین غضبلے بات بات مین سب ساتھ والے غزلین گاتے ہوئے تانین اڑاتے ہوئے
یاقوت نے کہا دیکھیے ہمارا پرانا رفیق ندیم و شفیق ہماری جستجو مین نکل آیا اگر آپ نہ بھی پہونچتے یہ تا بہ لشکر اسلام
جاتا تمام سردارون کو پکڑ لاتا نہایت ساحر زبردست ہے ہمارے والد کا سردار ہے بڑا ساحر ہوشیار ہے یہ سنکر
افراسیاب نے کہا خداوند لقا خیر کرین مجکو تو معلوم ہوتا ہے میان سموم کو بھی ہوا لگی یہ ہار کیسا گلے مین پہنے
ہین ملکہ یاقوت نے کہا یہ ہمیشہ سے شوقین ہے تو ان تماش بین ہے افراسیاب نے کہا شاید کہین بہار سے ملاقات
ہوئی اُسکا گلدستہ چل گیا سب پھولے بھرے آتے ہین کان لگا کر سنو اشعار رنگین گاتے ہین یاقوت نے کہا
آپ سموم کو کیا سمجھے ہین الہ نامدار کا تعلیم کردہ قدیم بردہ اس سے کوئی برائی کی امید نہین ہے افراسیاب نے
کہا آپ جانیے میرے نزدیک قریب آنا اسکا بہتر نہین ہے دور ہی سے اسکو رد کرو اس عرصے مین سموم قریب
آگیا افراسیاب تو جھیلے ہوے ہے اسنے ایسے کھیل کھیلے ہوے ہے دور ہی سے آواز دی کیون سموم مزاج کیسا ہے
سموم نے ہنسکر کہا آپکی ترقی جاہ و حشم کی دعا مین مصروف رہتا ہون ملکہ یاقوت کا غلام تابعدار جان نثار
مگر آج کچھ عرض کرنا منظور ہے افراسیاب نے کہا اپنے جو دل مین فرمایئے یاقوت کو پہچانا سموم نے کہا
خوب پہچانتے ہین یہ کہکر جست کر کے قریب آیا ساتھ والون سے آواز دی بھائیو شادی کرتا ہون اپنا اپنا
کام کرو معشوق کے ملنے کی یہی تدبیر ہے جرأت و جلالت مین تو فرد ہے اتنا جو سموم نے کہا ہوا بدل گئی بارہ سو

ساحرون نے گولے ترنج نکالے پہلے سموم نے گولا مارا اور نعرہ کیا منم عاشق گل رخسار بہار دلچین گلستان معشوق گلعذار نظم

بس عشق بتان خاک جنون بر سر ریخت
بر آتش دل آب دو چشم تر بار ریخت
صد غوطہ بدریا چو زنم پاک نگردد
تا چند توان خار برین بستر مار ریخت
ساقی ز تو ہنگامہ کہ مخفی ز تو مینا

دل قطرۂ خون گشت ز چشم تر بار ریخت
بر تربت ما روشنی شمع محالست
بس گرد نحوست ابر اختر ما ریخت
ما بلبل غمگینیم کہ در عالم پرواز
خوش شد دل زاہد و ریا غم ناریخت

البتہ بلب باد نہ گشتیم ولیکن
پروانہ ز بس بر سر خاکستر ما ریخت
مجروح شدہ بخت مرا پہلوے آب
بگرفتہ ہوا و ہمہ بال و پر ما ریخت

افراسیاب نے کہا مبارک ہو اسقدر گولے پڑے کہ یاقوت سخندان آتش سحر مین چھپ گئی افراسیاب جادو نے سنگریزے اٹھا کر مارنا شروع کیے جس پر سنگریزہ پڑا اسکا سر پھٹ گیا یاقوت برق بنکر چلی عمل مچا رہی ہے شہنشاہ یہ سب تیرے پرانے نوکر ہین افراسیاب کے سحر سے سبکو بچاتی جاتی ہے افراسیاب نے گھبرا کر کہا او بدبخت یہ زندگی بھر ہوش مین نہ آئینگے بہار کا سحر رنگین ہے شرماکر مرینگے یاقوت ایک نخل کے سائے مین ٹھہری سموم نے جو پلٹ کر دیکھا کہا او بچیا مین تیری گھات مین آیا تھا تیری چوٹی پکڑ کر سامنے ملکہ بہار کے لیجا ؤنگا وہان وہ دلھن بنی ہے مین دولھا ہونگا ہماری سہرہ سر پر باندھا جائیگا تو اس مقدمے مین دراندازی بیکار شعبدہ باز ہے تیری ابھی سے شادی نہین ہوتی تونے ہماری سسرال مین کہلا بھیجا لڑکا کماؤ نہین ہے چاہے ڈھونڈتا ہے چاہیے نہین پیدا کر کیون رنجی ہم ایسے ہین تیرے گھر مین مدت سے نوکری کی کیسے وضع دار ہین کون ایسا مرد آدمی ہوگا جو اپنے پاس دس پانچ روپیے نہ رکھے اب بھی میانی گھر مین بندھی ہے ہمنے اپنی معشوقہ سے خود اقرار کیا تنخواہ ہمیشہ اُسکے ہاتھ مین دینگے وہ ہمسے راضی ہے تو کیا قاضی ہے تو کیون دراندازی کرتی ہے افراسیاب نے قہقہہ مارکر کہا ہان بھائی سموم انہون نے تمہاری برائیان کین ہم تو تمہارے خیرخواہ ہین بہار کے عشق مین ہزارون تباہ و برباد ہین یاقوت نے یہ کلمات سنکر غصے مین سموم کو للکارا کہا کیا بیہودہ بکتا ہے کیسی سسرال کیسی شادی دیکھو ایک گولہ ماردونگی سر پھٹ جائیگا سموم تیغہ کھینچکر چلا بڑا کہا دیکھون تو ترا کیسا گولہ ہے یکلخت تیغہ مارا یاقوت نے جھکی ماردی تیغہ ہاتھ سے سموم کے نکل گیا سموم نے گھبرا کر ہاتھ بڑھایا کہ چوٹی پکڑ کر کھینچتا ہوا لیجاوے یاقوت کو افسوس آتا ہے کہ سردار قدیم باباجان کا ندیم وہ آزردہ ہونگے اسکے سحر دفع کرتی ہے اپنا سحر نہین کرتی جب اسنے ہاتھ بڑھایا یاقوت نے صرف ہاتھ سے اشارہ کیا برق چمک کر گری سر زخمی ہوا خون چہرے پر آیا سموم چیخین مار کر رونے لگا کہا ملکہ یاقوت تمنے غضب کیا دولھا کا خون بہایا سر چھپا دین تمہارا

حرکات کر لیجاؤن شادی کرون دلہن مری بیٹھی ہی انتظار کر رہی ہی میرے افراد مین فرق آتا ہی رہ رہ کے
دل گھبراتا ہی چاہتا ہی یاقوت کو لپٹ جاؤن اب تو یاقوت کو غصہ آیا کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ
مار دیا سموم کا شل برگ خزان دیدہ دھڑسے زمین پر گرا آواز آئی کشتی مرا نام تن سموم جادو بود اور
سب ساحرون کو افراسیاب نے مارا ہنگامہ بلند ہوا دریاے خون جاری ملک اخضر بھی گھبرا کر دوڑا اہالیان فوج
نے سنا ملکہ یاقوت سخندان نے بہن کا غصہ اپنے ملازمون پر اتارا سموم جادو کو مارا ملک اخضر آکر ہوئیا
لاشہ سموم دیکھکر غصہ کرنے لگا کہا کیون بیٹا اسنے کیا خطا کی یاقوت نے کہا او الدنا مدار لیئے حجرے سے
نکل کر وہ صدمے اٹھائے لائق بیان نہین سموم جھپٹا مار گیا سحر مین بہار کے مبتلا تھا مین نے بہت ٹالا اُسکی
قضا ہی دامنگیر ہوئی شہنشاہ نے پہلے ہی سمجھایا تھا میرے خیال مین نہ آیا لیکن مسلمانون نے بہت جنگ
کیا کل ایک کو زندہ نہ چھوڑینگی حسرت جادو بھی یہ سنکر آئی سمجھا کر سب نے یاقوت کو پھیرا ورنہ کہتی تھی
لعل سخندان کو لشکر مسلمانان مین نہ رہنے دونگی اخضر نے بھی سمجھایا کہ ای فرزند گھڑی گھڑی لشکر دشمن
مین جانا بہتر نہین ہی وہان بھی بڑے بڑے کامل اکمل جمع ہین تمہارا اقبال تھا کہ عین بارگاہ سے لعل سخندان کو
لے آئین کوئی دم نہ مار سکا جیحون سبز پوش زبان دراز بڑی ساحرہ ہی یاقوت نے کہا مین بیخبر پائین
لعل نے جا کر سبکو صحت دی ہو جب شل گھر کا بھیدی لنکا ڈھاوے راز سے آگاہ تھین سحر دفع ہوا اب کل
بران سے مقابلہ ہی دیکھیے کیا رنگ ہوتا ہی اخضر نے کہا رات خیر و عافیت سے گذرے تو بڑی بات ہی
مین راتون کو جاگ کر بسر کرتا ہون تڑپ تڑپ کے سحر کرتا ہون جب عمرو کی زنبیل کا خیال آتا ہی قلب
ٹھہر جاتا ہی سامری و جمشید نے اُس ظالم کو نعمت عطا کر دی کیونکر ناز نہ کرے حقیقت مین عمرو کا کوئی
نہین ہی یاقوت نے کہا بابا جان ذکر زنبیل عمرو نہ کیجیے جو گذرا وہ گذرا افراسیاب نے سمجھا کر یاقوت کو تخت پر
کیا لشکر مین لائے ملکہ حیرت بہت خوش ہی ساتھ والیون سے کہتی ہی اسد نے خوب دھبا لگایا کس منشی کو
لے گیا ہمارے گھر سے بی مہ جبین و ملکہ خوبصورت نکل گئین بھلا مہ جبین تو بہلوے اسد مین بیٹھی
ہوشربا سب کی تابعدار مین طلسم کشا بھی ہمراہ رکاب ہوا ہی بی خوبصورت شکیل کے ساتھ نکلین
کیا آبروریزی لالان خوبصورت نے بقا خداے واداد کی برباد کرا کے گھر مین اسد کے آئین بی لعل سخندان نے تو
بڑا ہی کام کیا سامری و جمشید کو بدنام کیا مذہب مین دھبا لگایا یہ لاکھ تربی بچہ لگی ہین لعل کو خیال بھی نہوگا
لشکر مسلمانان وہ باغ بہجز ان ہی وہان سب ہماری اشنا والی شاہزادیان حسین و جمیل سحر و ساحری مین بےنظیر و بے عدیل

موجود ہین کیونکر وہان دل نہ لگے بہار نے ہمکو داغ دیا صرصر برابر حیرت کے آئی ہی حیرت نے آنکھون مین
آنسو بھر کر کہا اے صرصر تمنے یہ ہنگامے دیکھے مجھکو یہ بڑا خیال ہے اب یاقوت اپنے ہوش مین نہین ہے آج رات
کو یہ جائیگی عفریت طلسم کو پیغام دیگی مین نے بھی بزرگون سے سنا ہے وہ عفریت آدم خوار کسیکا بھی
نہ ہوگا اگر ہوسکے اپنے کو تابہ بہار پہونچا کہنا اے بہن تمھاری ہمشیرہ بیقرار ہین کل عفریت طلسم آئیگا تم نے
یہ غضب کیا یاقوت کو اپنا دشمن بنایا سموم پر کیون سحر کیا واسطہ سامری و جمشید کا کہین بھاگ جاؤ اگر مجھکو
دشمن جانتی ہو خدمت مین والد نامدار کے چلی جاؤ وہ محبت مین کچھ نہ کہینگے اے صرصر یہ بھی گوش زد کرنا
کہ نیرنگ گیر رنگ کے مرنے کی خبر والد نامدار کو پہونچ گئی ہے پرچہ اخبار آیا تھا انھون نے سامان سفر تیار کیا ہے
تم بھی انکے سحر سے آگاہ ہو کیا انکے قبضے مین ہے مصاحب سامری شہنشاہ اقلیم افسونگری سامری و جمشید
کے ساتھ رہے انکی خدائی کو روشن کیا اپنے تحفجات خداوندون نے انکو مرحمت فرمائے اپنی جان بچانے
کی تدبیر کرو اس بلا سے واسطے دو چار دن کے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلی جاؤ ہر چند کہ عفریت
تمام عالم کی گشت کرے گا جس مقام پر مسلمانون کو پائیگا چن چن کے کھا جائیگا صرصر نے کہا حضور رفتہ رفتہ
باپ کا بھی کہنا نہ مانینگی جب مین کبھی گئی اول تو ان تک رسائی دشوار اگر عیاری کرکے پہونچی تخلیہ نصیب
ہوا اور ان کو سمجھایا وہ الٹا مجھکو سمجھاتی ہین فرماتی ہین عمرو کے ساتھ شادی کرے عمرو تجھ پر عاشق ہے ہم سبکی
آفت کیلا ئیگی بھلا مین انکو کیا سمجھاؤن انکی یہی اعتقاد ہے کہ طلسم ہوش ربا ضرور فتح ہوگا جو مطیع الاسلام ہوگا
آبرو پائیگا ورنہ مارا جائیگا ایسے کو کیا سمجھاؤن حیرت خاموش ہو رہی یاقوت اپنی بارگاہ مین داخل ہوئی مگر درہم
برہم شراب وغیرہ بھی نہ پی افراسیاب سے کہا آپ جاکر طبل جنگی بجوائیے مین جاتی ہون عفریت طلسمی کو
آمادہ کراؤن بوقت سحر اسکو لیکر آؤنگی میرے آنیکا خیال نہ کیجیے گا میدان کارزار مین لشکر بیجا ہیگا دیکھیے
ہونیگی یہ کہکر یاقوت سخندان نے لباس تبدیل کیا جوڑا بھاری پہنا دریا سے جواہر مین غوطہ مارا اسباب
سحر اٹھا کر جھولی مین رکھا شعلہ جوالہ بنکر اٹھی افراسیاب اسکی آن بان کو دیکھکر مرگیا حقیقت مین بلا کا آتشی تھی
آنکھین رشک غزال قد سرو باغ حسن خوبی بات بات مین رعنائی زیبائی ہونٹھون مین اعجاز مسیحائی بوٹا سا قد
دونون رخسار چاند کے ٹکڑے ابرو سے خدا بل رہے ہین غصے مین چہرہ سرخ رنگت ٹپک رہی ہے اس عیاری مین
جو اس دم اٹھا یا کہتی ہے اب کوئی زندہ نہ بچیگا دشت کی اک طاؤس زرین بال اڑتا ہوا آیا کاٹھی اسپر کسی
ہوئی اور دعا آراستہ کیا جست کرکے طاؤس پر سوار ہوئی باپ سے پلٹ کر کہا آپکے مزاج مین تیزی ہے

میدان کارزار مین نکلنے کا ارادہ نہ کیجیے گا وہ شعلہ خو آفت جہان ملکہ لعل سخندان سر میدان بھی نکل کر مقابلہ کر چکی
شکل ہے سامری وجمشید کا عفریت کے بھید سے وہ نہین آگاہ ہین صرف اتنی حقیقت تھی رد و کر سحر سبکا
اتارا میدان کارزار مین مزا اُٹھا چکی پہلے انہین کی فکر ہوگی دیکھنا تو کیسی ناچار ہوتی ہین سر پر ہاتھ رکھکے
روتی ہین قدمون پر گر چکی ہین اپنی خطا معاف نہ کر چکی بڑا صدمہ عظیم ہوا ملک اخضر نے کہا ای بی میرے دل
سے پوچھو کس ناز و نعم سے مین نے اس کمبخت کو پرورش کیا یہ دن یاد نہ تھا کہ جوان ہوکر نکل جائیگی ہمکو دیوانہ وحشی
بنا گئی دشمنون کی شرکت کرلی کچھ خوف نہ آیا آخر مین میدان مین نہ نکلونگا یاقوت سخندان بخوبی باپ کو
سمجھا اُسی طاؤس سحر پر سوار ہوئی مثل برق آسمان پر جا کر چمکی آنکھون سے سبکے نہان ہوئی اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان طبل جنگی بجوانا افراسیاب کا عین معرکہ جنگ مین پہونچنا یاقوت سخندان کا مع عفریت آدم خوار طلسمی تباہی لشکر اسلام عین وقت پر پہونچنا محبوب کاکل کشا کا اور اپنی جان دیکر بچانا لشکر اسلام کو بدعت عفریت آدم خوار سے وقتل ملکہ یاقوت وملک اخضر وشکست لشکر افراسیاب باقی حالات متعلق داستان ہذا

عجب داستان قیامت اثر تحریر ہوتی ہے ساقی نامہ مصنف

کدھر ہو مرے ساقی گلعذار
لکھا آج باغ سخن کی بہار
شگفتہ رہین عندلیبان باغ
سلامت رہین سب حسینان باغ
بہم بلبل و گل مین بھی وصل ہے
بہار مضامین کی یہ فصل ہے
صبا صحن گلشن مین اترا گئی
بہار آگئی لو بہار آگئی
صبا کی ہین گلشن مین اٹکھیلیان
پپیہے کا کہنا کہ پی ہے کہان
اٹھی سرو گلشن کے دل مین جو ہوک
عجب لطف دیتی ہے کوئل کی کوک
اٹھا ابر بارش کے سامان ہوے
کہ طاؤس گلزار رقصان ہوے
ہر اک غنچہ گل نے کھولا دہن
چہکنے لگے طائران چمن
جوانان گلشن جو ہین باغ باغ
جلانے ہین لالے نے گھی کے چراغ
جو صیاد نے قصد بلبل کیا
تو دام رگ گل مین آکر پھنسا
جو نہرون مین فوارے چھٹنے لگے
خزانے زر گل کے لٹنے لگے
طیوران گلزار کے چہچہے
اڑاتے ہین کبک دری قہقہے
ہنسی کی ہے سوسن کے لب پر مہک
جوانان گلشن سے دھوکا دھڑی
جو نرگس اشارون مین سرگرم ہے
مگر بازیون مین یہ بے شرم ہے
الا اے خردمند فرخ نہاد
نصیحت قمری رہے دل سے یاد
قمر کی نصیحت سنے دوستان
کہ گل پنج روزست در بوستان
قمر قول سعدی بھی یاد آگیا

زسعدی ہمین یک سخن یاد دار	نہ دل بر ہین و برنا پائدار	دل غمزدہ غم سے نہ گھبرا گیا

چہرہ تہور شعاران میدان جان بازی و سر فروشان بازار سرفرازی کلک عجاز رقم سے اس افسانہ سحر
بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر نہنگان دریاے جرأت نشان ؎ چنان غوطہ زد در یم داستان ؛ پس ملکہ
یاقوت سخندان کا تو احوال تحریر کیا عفریت طلسم کو لینے گئی ہے دیکھئے اس آتش خوئی کا کیا انجام ہو ملکہ
افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب بارگاہ ملکہ حیرت مین آیا آکر تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت سے کہا ای ملکہ عالم
تو مبارک ہو ملکہ یاقوت سخندان بصد قہر و غضب عفریت طلسم کو لینے گئی ہے بروقت میدان داری عفریت
کو لیکر آئیگی آج اسکو انتہا کا غصہ تھا اب طبل جنگی کو حکم دو حیرت جادو نے غصے مین جواب نہ دیا طرف سے
اشارہ کیا ہان صاحب معشوقہ شہنشاہ زوجہ خاص عفریت کو لینے گئی ہین جن سردارون کو خون جگر پلا کر پرورش
کیا وہ دیو آکر سبکو کھا جائیگا ہمارا پتھر کا کلیجہ نہین ہے جسوقت بہار کو اٹھا کر وہ بھجوا ڈالے گا ہم بھی اسکے اوپر
مین پھاند پڑینگے حکم شہنشاہ ہے طبل جنگی بجوا دو افراسیاب نے کہا ای وزیر اعظم آج کل نقارخانون مین حکم دو
سترہ سو نقارون پر چوب پڑے طبل تمہاری بجے سرمانے اسیوقت حکم دیا نقارخانون مین طبل جنگی پر چوب
پڑی پہاڑ ہل گئے زمین تھرائی جو اسپسان لشکر اسلام چند دوبلہ خوش انجام ہر وقت برائے خبر حاضر رہتے ہین
یہ خبر وحشت اثر لیکر بھاگے یہان وہ وقت ہے ملکہ لعل سخندان کو جو یاقوت اٹھا کر لیگئی تھی لشکر مین قیامت
برپا تھی اسد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اضرغام سے کہا مرکب تیار کرو ملکہ مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا آپ کہان
جاتے ہین یاقوت ایسی ہے جس سے آپ مقابلہ کرین ملکہ جیحون بھی اٹھین دست بستہ عرض کی حضور قصد کرین
کنیز جاتی ہے یا جان دیگی یا انشاء اللہ ملکہ لعل کو رہا کرکے لائیگی ملکہ بران و مجلس کہ ابھی سحر سے یاقوت
کے مہلت پائی ہے سحر رفتہ قابو مین نہین آیا ملکہ اختر و ملکہ مرواریدہ کہکر اٹھین کہ حضور تساہل کرین ہم لوگ
جاتے ہین یہ کہکر ملکہ اختر نے قصد کیا کہ طاؤس پر سوار ہون ملکہ مہرخ نے یہ کہکر سبکو روکا کہا صاحبو جو ہمارے
سرپرست آٹھ پہر سر اپنا ہتھیلی پر لیے پھرتے ہین ہر آفت مین سینہ سپر کرتے ہین یعنی خواجہ عمرو وہ یہ فرما کر
تشریف لیگئے کہ جبتک مین واپس نہ آؤن بارگاہ سے قدم باہر نہ نکالنا ناحق کا ہنگامہ ہے بدون حکم خواجہ عمرو
مین کرمی صاحب کو تا بہ لشکر افراسیاب نہ جانے دونگی جب وہ آکر جواب صاف دینگے کہ ہم سے کچھ نہ ہو سکا اسوقت
مین دیکھا جائیگا انکی رائے کے خلاف کوئی کام نہ ہوگا کیا ہم مرنے کو ڈرتے ہین آٹھ پہر سینہ سپر کرتے ہین یہ ذکر
تھا کہ ملکہ لعل آکر ہو بخین سب خوش ہوگئے ملکہ مہ جبین نے پوچھا کیون ہمشیرہ کیا گذری اس ظالمہ کے پنجے سے کیونکر

نجات پائی ملکہ لعل نے کہا صاحب ہم سب بیکار ہین جان لشکر عیار ہین اتنے عرصے مین برق نے اپنا کام
کیا چالاک نے بڑا نام کیا خواجہ بصورت حیرت پہونچے بہار نے سموم کی ہوا بگاڑی بی یاقوت نے
اپنے قدیم سردار کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا عین وقت پر افراسیاب آگیا ورنہ خواجہ نے یاقوت کو گرفتار کرلیا
تھا میری زبان سے سوزن نکالا مین تو نکل آئی نتیجہ بدعت ظالم سے نجات پائی عیارون کی خبر لینا واجب و لازم
ہے ایسا نہو افراسیاب نے انکو گرفتار کرلیا ہو یہ ذکر تھا پھولون کی لپٹین آئین سب نے دیکھا ملکہ بہار پسینے
پسینے بدھیان گلے کی مرجھائی ہوئین آکر سو گئین برق و چالاک بھی آگئے ملکہ مہرخ نے کہا اے مہران
والا گہر لعل تمہاری جانبازی کی تعریفین کر رہی ہین تمہارے استاد کہان ہین برق نے کہا حضور تعریف لیجیے
ہماری عیاری بگڑ گئی قصد تھا کہ آج یاقوت کو مار ڈالین زمین سے اسکے نگہبان پیدا ہوتے ہین ایسے نظام پہ
کیا کرین چالاک نے کہا بھائی برق تم معاملہ بگاڑ دیتے ہو مجھکو تو اپنے پاس بھی نہ آنے دیا دور ہی سے
سحر کر دیا برق نے کہا آپ مرشد ہوئے ہین آپکی کیا بات ہے عیاری عین کرامات ہے ماشاء اللہ کیا جلدی پہونچے
خفا نہو تو عرض کرون صبا رفتار بنکر آنا کیا ضرور تھا بصورت افراسیاب آگئے ہوتے صورت دیکھ کر دوڑ
جاتی دور ہی سے پکارتے ہوے آئے وہ پہچان گئی چالاک نے کہا تمہاری ایسی عقل کہان سے لاؤن
آپس مین جاؤن جاؤن ہونے لگی برق نے کہا مین نے خوب عیاری کی چالاک نے کہا بھائی برق
تمہین کبھی عیاری نہ آئیگی ناحق بگڑتے ہو بات بات پر لڑتے ہو ملکہ مہرخ نے دونون کو خلعت دیا
دونون خوش ہوے مرغ زرین بنکر بیٹھے کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی سب نے دیکھا عقاب اوج عیاری ہزبر دشت
طراری ماہ آسمان خنجر گذاری خواجہ عمرو نامدار جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین لیکن بہت غصے مین آتے ہین چالاک
و برق سے کہا خلعت اتار دو سرکار سے جو تحفہ ملے اسکو احتیاط سے رکھتے ہین ملکہ مہ جبین نے کہا چھوٹے
ناناجان ان دونون نے بڑے کام کیے یاقوت سخندان کے سامنے جاکر عیاری کی خواجہ نے کہا پھر
عیاری کا کیا انجام ہوا مرتے مرتے بچے ہوے تھے مین بشکل حیرت پہونچا ملکہ لعل کو رہا کیا انکی بھی جان بچائی
لیکن لٹ گیا حیرت کی شکل بنکر درخت سے کودا کمر مین صندوقچہ جواہرات کا تھا صاحبون مین اعتبار ہی
کی لاکھ کا زیور آپ نے دیا تھا کہ اپنے لشکر مین بھجوا دیجیے خیال مین آیا زمانہ انقلاب پر لگا دیں یہ بچ جائیگا اسکا
یہ انجام ہوا انکو کیا ملت کا خلعت ملے یہ لڑکے طرف اسد کے بیٹے کہا میان طلسم کشا صاحب پلا آنکھین بچھو سے مرا
مال بچا ماں باپ کی شفقت کو رہا کیا انعام تو کبھی آپ سے نصیب نہین ہوتا پر نقصان دلوائیے مہاجن بیج سود لیکا

آپکو سب بنا پڑیگا اسد نے کہا نانا جان یہ خزانہ حق و مال غازیوں کا ہی عمرو نے کہا آپکے غازی بطور تازی بچا پڑ
بھسنا رہے ہین بستر دن پر اکڑا کرتے ہین ناحق کو بھر رکھا ہی ایک مہینے کی تنخواہ نہ ملیگی تو کیا ہوگا یہ مین خوب
جانتا ہون کہ آپ بہت کم ہمت ہین ای لعل سخندان تیری تقدیر پھوٹ گئی مجاور زادہ خانہ کعبہ کے نواسے
گھر مین آئی تو بڑی سخی و فیاض ہی مجھے یقین کامل ہی تیری وجہ سے ایک پیسے کا نقصان ہوا دو پیسے ملینگے
لعل تو مزاج سے خواجہ کے آگاہ تھین ہی کنٹھا یاقوت احمر کا گلے سے اتار بطور نذر ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا آپ کا
مجھپر احسان ہی اگر خدا نے فضل کیا اور یاقوت سخندان سے جان بچی ایک کوٹھا کہ جسمین جواہر کے کھلونے
بھرے ہیں مین حاضر کرونگی عمرو نے لعل کو گلے سے لگا لیا مہ جبین سے کہا یہ تمھاری افسر ہی ساحرون مین
سب بہتر ہی تقدیر بیچاری کی پھوٹ گئی ایسے کے گھر مین آئی مجھکو بڑا افسوس ہی حمزہ اسکی قدر کریگا ملکہ
مہ جبین نے کہا آپکی پرورش ہی انھین کو تاج و تخت مرحمت فرمائیے مجھے تو آپکی کنیزی کا دعویٰ ہی آپنے مجھکو بادشاہ
بنایا ہی عمرو نے کہا تم دختر افراسیاب ہو بادشاہ لشکر صاحب لیاقت اسد کی حرکات پر نجانا لعل نے ایک
کنٹھا دیا تم دو سناو اگر مرحمت کرو اپنی بات کا خیال رکھو مہ جبین نے طرف اسد کے دیکھا اسد نے انشاء
کیا ہرگز کچھ نہ دینا انکو لاکھون روپیے دوگی تب بھی یہ اسی طرح فرمائینگے یہ وضعداری سے کبھی جھلنا نہ لگے
خواجہ بہت جھلائے بارگاہ مین چہل پہل خوشیان ہو رہی ہین رقص و دربار قصور سرداران سے معمور ملکہ کے ہمراہ
کے سردار ملکہ جیحون و ملکہ بران و خلیفہ مجلس ملکہ اختر بن سیلان وغیرہ سب یکے ہی مقام پر جلوہ فرما ہی
کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے آتے ہی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا بجا لائے قطعہ

چشمۂ افلاک و قدر ترا زیر چرخ	ابلق ایام باد حکم ترا زیر زین
در ہمہ کار حق خدا باد نصیر و معین	در ہمہ حالت ظفر باد قرین و رفیق

شہریار عالم کی عمر دراز ہو یاقوت سخندان طاؤس پر سوار ہوکر کہین گئی
افراسیاب کو حکم دے گئی تھی افراسیاب نے طبل جنگی بجوا دیا مشہور ہی کل صبح کو عفریت طلسمی کو ساتھ
لیکر آئیگی جسکا دفعیہ بالکل ناممکن افراسیاب لاف و گزاف کر رہا ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ مہ جبین نے
تو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل خلی بجے لیکن یہ خبر سنکر ملکہ لعل سخندان کا
رنگ متغیر ہوگیا آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری یہ یاقوت سخندان کا سحر آخر ہی ہر کس
و ناکس پر ظاہر ہی کہ عفریت طلسمی ہر دن فتح جنگ والیس ہوگا نہین معلوم اسکے پیٹ مین کیا بلا سمائی ہی جسقدر
آدمیون کو کھا جاتا ہی بھیا بکی ہوس بڑھتی ہی کیون خواجہ اسکا بھی کچھ دفعیہ سوچا ہی عمرو نے کہا

ای ملکہ عالم ای صاحب شوکت و حشم مین کیا تدبیر سوچون پروردگار ہر ایک مشکل کو آسان کرتا ہی ملکہ لعل نے
کہا ذرا تخلیے مین چلیے کچھ عرض کرونگی جب خواجہ تنہائی مین ساتھ ملکہ لعل کے آئے ملکہ لعل خواجہ کے گلے
مین ہاتھ ڈالکر بے اختیار رونے لگی کہا ای مہتر مہتران مین خوب جانتی ہون کہ قضا مجھکو یہان لیکر آئی ہی اب
اور کوئی صورت بچنے کی نہین ہی سب سے پہلے وہ مجھ اور اسد دلاور پر حملہ کریگی بڑے افسوس کا مقام
ہی اسد نامدار نے اتنے بڑے طلسم کی فتاحی پر ہاتھ ڈالا چند لفظین بھی سحر کی نہین آتین میرا سحر ایک دفع وا
دفع کرے گا مین یاقوت کے ہم نبرد نہین ہون حجرۂ نجم کو شہرت اسی کے نام سے ہی سامری اسی کے
خواب مین آتے ہین مین نے انجام نہ سوچا جوش محبت طلسم کشا مین بیقرار ہوئی صدمۂ شب فراق نہ اٹھ سکا
مین تو اٹھکر اپنی جان بچاؤنگی جب کچھ نہ بن پڑیگا بھاگ کر نکل جاؤنگی شہریار کو کیونکر بچاؤن میری صلاح یہ ہی
کہ اسد کو سمجھا کر برائے شکار روانہ کر دیجیے عمرو نے کہا طبل جنگی بج چکا ہی وہ ہرگز قدم نہ ہٹائیگا نور نگاہ حمزہ
صاحبقران صاحب شوکت و شان لشکر افراسیاب سے لڑ بھی چکا مجھکو ڈر ہی کہ وہ افراسیاب پچھاڑیگا
اگر تمھاری حفاظت نہ کریگا ملکہ لعل سخندان نے کہا یاقوت کے سامنے اُسکی کیا حقیقت ہی ایک سحر کریگی مثل
طائر پیدا ہونگے عقاب آئیگا باز دے اُٹھکر لیجائیگا افراسیاب کو دیر ہوئی وہ چشم زدن مین اگر جدا اڑ کی
اس راز سے آگاہ ہو چکی ہی اُس روز مین جان دیکر جا پڑی سامنے افراسیاب کے غلام زنگی کو مار لیکون
کو للکارا یاقوت کھڑی دیکھا کی اگر وہ دخل دیتی مین نکل نہ سکتی زمین پاؤن تھام لیتی آپکو یاد ہی ایک دن
اسنے سحر کیا تھا سارے لشکر کو ایک ہی سحر مین نابینا کر دیا تھا اسکے سب سحر بے مثل و بے نظیر ہین مجھسے دفعیہ
ممکن نہو گا مجھے کیا سوقوت ہی جسقدر یہ ساحرہ آپکے بیان جمع مین ایک ایک وحید عصر ہی خدانخواستہ جسوقت عازم
طلسم آئیگا اپنی جان کی سبکو پڑ جائیگی میری رائے یہی ہی کہ طلسم کشا کو ہٹا دیجیے عمرو نے کہا یہ امر تو ناممکن
ہی وہ شیر عنایت رب اکبر پر مطمئن ہی اگر ایک روز پیشتر سے اسکی خبر ہوتی کچھ تدبیر ہو سکتی تھی فقرہ دیکر شکار کا
مین بھیجدیتے اب طبل جنگی بج چکا جب ملکہ لعل نے دیکھا کہ خواجہ نے صاف کہا اسد نامدار ضرور میدان
کارزار مین جائیگا رو رو کر یہ اشعار پڑھے نظم

اثر تڑپ کا جو ہم دلفگار دیکھینگے
بغل مین غیر انہین بیقرار دیکھینگے
جرس کی زنگ کی ناقوس کی ہوذکی

جو بجلی سنتا ہی اسکو پکار دیکھینگے
قدم یہ لوٹ گیا تیرے کس کا نہ قاتل
نثار کون ہوا جان نثار دیکھینگے

نہ آنکھ ہی نہین لگونگی کہ حضرت شیخ
تنون مین قدرت پروردگار دیکھینگے
یہ جانتے ہین کہ چھوٹینگے بعد مرگ بھی

خزاں چمن میں قفس میں بہار دیکھیں گے
کسی نے وعدہ کیا ہو نہ دیکھے دشمن بھی
تو دل ہٹے گا اگر لاکھ بار دیکھیں گے
ضرور آکے ٹھہر جائیگا دم آنکھوں میں
جب آنکھ سے وہ مرا اضطرار دیکھیں گے
لیں جواب بھی باتیں جلال طالب دید

یہ انقلاب کہ کہتے ہیں سینہ چاک کرو
کہ ہم جو آج شب انتظار دیکھیں گے
شروع عشق میں کیا تھا وہ لیکن الٹے ہیں
تمہاری راہ دم احتضار دیکھیں گے
اگرچہ حشر میں بھی چھپ چکی تھی دید ہم سے
کسی کے طور پہ بھی اب پکار دیکھیں گے

یہ دلبری کہ دل داغدار دیکھیں گے
جس آنکھ نے تمہیں دیکھا ہو اسکو سودا ہو
اس آرزو کا ہم انجام کار دیکھیں گے
پھر اختیار میں اپنے رہیں تو جانونگا
امید کہتی ہے امیدوار دیکھیں گے

عمرو نے اشک ملکہ لعل کے پاک کیے کہا ملکہ جس مقدمے میں عقل کو دخل نہو اپنے انتظام سے باہر ہو جائے اسکو پروردگار کے سپرد کر دو جو مناسب مشیت رب اکبر ہوگا ظاہر ہو جائیگا دل تردد منزل تسکین پائیگا یہ بلا بھی رد ہوگی طرف سے بے نیاز کے مدد ہوگی لشکر ملکہ مہرخ میں بھی طبل جنگی بج گیا تیاریاں ہونے لگیں لشکر افراسیاب میں تلاطم بیان سے ہوش گم لشکر افراسیاب میں یہ خوشی ہے کہ کل لڑائی فتح کرینگے سرداران ملکہ مہرخ کا قول ہے کہ لڑینگے مرینگے ملکہ جبین نے دربار برخاست کیا سب سے زیادہ ملکہ بہار کو انتشار ہے یہ اس مقدمۂ خاص کی رازدار ہے نور افشاں نے کہدیا تھا ای نور نظر جہانتک ہو سکے اپنے کو عفریت طلسم سے بچانا اُس چھپا آدم خوار کے سامنے نجانا بارگاہ ملکہ مہرخ سے اُٹھیں اپنی بارگاہ میں آکر تیاری میں سحر کی مصروف ہوئیں ملکہ اختر اپنے مقام پر ملکہ مجلس بھی بصد ارد نئے نئے طور کے سحر تیار کر رہی ہیں سب سے زیادہ بہار اپنی بارگاہ میں آکر بیقرار ہوئیں گرد کنیزیں بیچ میں چوکی بچھوائی صدہا گلدستہ منگوایا پھول سحر کے تیار ہو رہے ہیں غنچہ دہن وزیرزادی اسباب سحر حاضر کر رہی ہے بہار جادو نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا ای بی غنچہ دہن ہم سے افراسیاب کو بڑی کد ہے یاقوت سخنداں کے سردار پر آج سحر کیا اُسنے اسکو مار ڈالا میرے نام سے جل رہی ہے برکاروں سے کہتی تھی پہلے بہار کو قتل کرونگی افسوس صد افسوس ایسی جلد عاشق ہوے جہاں برسوں جا نہیں سکتے یہ کہکر اشعار مخفی یاد آگئے نظم

باز امشب آتش شوق تو داغم کردہ است
دوش گویا بگذر بر طرف باغم کردہ است
آشنائے قربا غم جانان مرا امروز نیست
آتش غم بر نفس صد بار داغم کردہ است

بادۂ عشق تو از نو در ایاغم کردہ است
ہم تاریکی ندارم در شب بلا اسے غم
در عدم این بادہ از غم در ایاغم کردہ است

اے سودائے جنون می بید از باد صبا
کاتش عشق بتان خل چراغم کردہ است
بر تنم بیداغ غم مخفی سر مئے نماند

غنچہ دہن نے سمجھایا کہ واری اس غم نے آپ کو گھلا دیا ایسا سانحہ

کسی کے لیے در پیش ہوگا ایسا کسی کو پیش ہوگا روز مرنا جینا ہر روز ایک بلائے تازہ کا سامنا ہی فی الحقیقت میں نے سنا ہی کہ اسکا عفریت طلسمی جس معرکے میں گیا فتح کرکے آیا کسی مقام پر یاقوت نے آجتک شکست نہین کھائی جہان گئی لاکھون کو کھلوایا جب تو افراسیاب کو ناز ہی شادی پر آمادہ ہوگیا ملکہ بہار نے کہا اگر ہماری موت قریب ہی یہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ بے نصیب ہی اور یاقوت کے ہاتھ سے فتح ہوئی بی حیرت و یاقوت سے عمر بھر جوتی پیزار رہیگی حیرت جادو کو چین دلیگا یاقوت بڑی مغرور ہی مجھے بڑے ناز و نخرے کریگی سلطنت نکال لیگی سلطنت کے نام پر مرتی ہی خدا اسکی آرزو پوری نہ کرے بہار نخچہ دہن سے باتین کر رہی ہی کہ کان مین رونے کی آواز آئی گھبراکر بہار اٹھی کہا ارے یہ کون ہجران کشیدہ رو رہی ہی بارگاہ سے نکل کر جو دیکھا ملکہ لالان خو نقبا کی بارگاہ سے صدائے گریہ آرہی ہی ملکہ بہار اندر گئین جاکے دیکھا بیچ مین لالان خو نقبا گرد کنیزان پارسا منہ ڈھانکے رو رہی ہی بہار جادو جاکر لپٹ گئی کہا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہی لالان خو نقبا نے رو کر جواب دیا ای بہار کیا پوچھتی ہو بقول عرفی نظم

عادت عشاق چیست مجلس ماتم داشتن
بر در میدان دل فوج ستم داشتن
با خطِ آزادگی بندگی آموختن
در ازلی بیع درد سود و سلم داشتن
در طرہ در نخ زشوق جرعۂ کوثر زدن
زاویۂ سینہ را مخزن غم داشتن
در دم بخت عاشقی داغ دل آمیختن
تا بہ فلک شاخ دل بر سر ہم داشتن

حلقۂ شیون زدن ماتم ہم داشتن
نغمۂ داؤد را از لب شیون زدن
با دل بے آرزو چشم کرم داشتن
حسن عبادات را بر قلع آسان زدن
بر لب کوثر شرر حسرت غم داشتن
ہم زغبار کنشت عطر کفن بافتن
دیگر درس عشق دست نعم داشتن
در جگر اشتہا آب ہوس سوختن

بر سر عمان درد موج حلاوت زدن
آتش نمرود را باغ ارم داشتن
از لبی ذوق غم بوے زبان تافتن
زرشتی اعمال را لوح و قلم داشتن
آئینۂ دیدہ را صیقل حیرت زدن
ہم بہ ترازوے دیر سنگ حرم داشتن
تا بہ سر آب چشم از پے ہم ریختن
در اثر استلا در دشکم داشتن

ای بہار گلعذار ہمارا حال پر ملال نہ پوچھو آنکھ پھیر یہ جو اشعار مصیبت آثار ہینے تمکو سنائے عرفی نے ہمارا حال مین تصنیف فرمائے عاشق کے واسطے یہ رنج و مصیبت ہی نہ وصل مین آرام مین دل ناکام گھبرا رہی محبت مین مجبور ہر بقول شخصے خدائی سے منہ موڑا یہان آکر یہ آفت دیکھی روز بلا پر بلا نازل ہی کل کیا ہوتا ہی شہزادے کے نام کے سبب شمن مین ہم مجبور رونا چار سحر و ساحری سے بالکل ناواقف کیونکر جاکر سینہ بحر ان لب لعل سخندان حاکم حجرہ نجم معشوقہ تو بڑے راز و نیاز سے تشریف لائین آج کل انکی خاطر داری ہو رہی

دل کو بہت ناگوار ہوا اپنا کیا اختیار ہے ملکہ مہ جبین سے تو قلبی محبت ہوگئی اُس بی بی کا حال بھی لائق رونے کے ہے باپ اُسکا صاحب اختیار سحر و ساحری مین مجبور و ناچار کیا کیا اُسنے مصیبتین اُٹھائین طائر وہم و خیال کے پر ٹوٹتے مین دلیرون کے جی چھوٹتے ہین سات برس کامل گنبد نور مین قید رہی محبت سے اسد غازی کی منھ نہ موڑا اُنہون نے یہ احسان کیا کہ اول مجھکو لاکر اُسکے سر پر بٹھا دیا اب یہ آفت برپا کی بی لعل سخندان سے محبت ہوئی ہمکو تو اُنکی جان کا خیال ہے سوت کے نام کا کس کو ملال ہے اپنی جانسے اچھے رہین کبھی ہم بھی دیکھ لینگے جس روز سے بی لعل تشریف لائی ہین مجھ بدنصیب کے خیمے مین بالکل آنا چھوڑ دیا کل مین نے بوا سے پوچھا تھا اُنہون نے بھی یہی کہا کہ سر سے خیمے مین بھی نہین آتے دیکھئے تقدیر کیا دکھاتی ہے بقول مخفی اشعار

در دلم تا کے خیال خام دنیا بگذرد
شعلۂ آہ دلم بر سقف مینا بگذرد
شب شود ہر روز برامید فردا در گمان
تا کے غم گرامی در تمنا بگذرد

بر سرم تا چند این آشوب و دا بگذرد
بر محبت مے فزاید در سوا زار عشق
حیف زین عمرے کہ بر امید فردا بگذرد

بگذرد و ہر گہ خیال عاقبت در خاطرم
بر سر عاشق ز رسوائی چو غوغا بگذرد
بعد ازین مخفی من و یاس و اظہار غم

بہار کا کلیجہ ہل گیا کہا حضور آپکے کلمات نے کلیجے کو مشبک کر دیا

خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا مین اپنا بھی غم بھولی اسوقت مین بھی اسی یاد مین مبتلا تھی میرا حال بھی ملال لائق حسرت ہے عجب طرح کی محبت ہے معشوق سرکش بادشاہ عالیجاہ ہمارا حال دیدم تباہ وہ یہان آنہین سکتے ہم وہان جا نہین سکتے لیکن آپ کا درد سنکر اپنا غم فراموش ہوا اسوقت اور زیادہ جوش ہوا لالان خوش لقا نے کہا ای بہار اب دام مصیبت سے چھوٹنا بہت دشوار ہے فلک درپی آزار ہے جب خیال کرتے ہین ہوش اُڑ جاتے ہین کہ لوح طلسمی کیونکر حاصل ہوگی طلسم ہوشربا کیونکر فتح ہوگا ایسا طلسم وسیع جسمین لاکھون ساحر رہتا ہے آجتک ساحران دربند نے اپنے مقام سے جنبش نہین کی مدد افراسیاب کی کوشش نہین کی زوالک کے جادوگر آرہے ہین ایک شہنشاہ نیلم سات سو ملک کا مالک ہے ملکہ بران نے خبر دی تھی کہ اُسکا وزیر اعظم عوج بن گرداب آدم خوار کوہ نیلم سے چالیس لاکھ فوج لیکر آتا ہے افراسیاب کو لکھا تھا کہ آتے ہی سبکو ڈبو دون افراسیاب حجرۂ دراز سے حجرہ ہائے بلا کے نازمین ہے یہی جواب لکھا کہ حجرہ ہائے بلا کو اُڑوا دون تو نہ آوطاب کرون چالیس لاکھ فوج لیکر جسوقت آئیگا کون اُسکی فوج کا بار اُٹھائیگا ایسے سے کون لڑیگا ایسے ایسے اور کئی بادشاہ ہین بہار نے کہا حضور یہ خیال خام و تصور ناتمام ہے دیکھئے اسد غازی آئی آفت اب اسوقت بالیس لاکھ لشکر ساتھ ہو یا قوت سخندان کی آفت سے کل خدا بچائے وہ سب

ملک فتح ہو جائینگے خواجہ عمرو انکو بھگا دینگے وہ رشک درازمین بہار نے لالان خو لقبا کو تسکین دی اسیطرح باہم کر اپنی بارگاہ مین آئی بیٹھکر سحر تیار کرنے لگی لعل سخندان ایک خیمہ الگ استادہ کرا کے اسمین کر بھی چار سو کنیزین اسباب سحر لیکر حاضر ہوئین لعل نے بھی جو کاد یا سحر تیار کرنے لگی کنیزون سے کہہ رہی ہو کیون صبا جبوکل یاقوت عفریت طلسمی کو لیکر آئیگی کیونکہ وہ سحر وضع ہوگا سب سے زیادہ مجھکو خیال طلسم کشا ہی وہ مرد مردانہ شیر فرزانہ سینہ سپر کرتے ہین یہ شعبدون سے کب ڈرتے ہین جتنے خواجہ عمرو کو سمجھایا انہون نے بطرح اکنا نمانا سمجھا کے برائے شکار روانہ کر دیتے اگر خدا فتح عطا کرتا بلا لیتے انہون نے سنا سب یاد دکھیے کیا تدبیر ہوتی ہم تو ہنستے ہو ہماری تقدیر روتی ہو کس بلا مین اپنے کو پھنسایا عشق کرکے کیا ہا تم آیا یہ اشعار ہمارے حسب حال ہین نظم

اگر ہمدم ہمارے اس نصیحت گر کو سمجھاتے
کوئی تنک دیکھے اشکوں کو چشم تر کو سمجھانے
جو ہم ہوتے تو ہنس کر دلیں اور در مین
حقیقت تیرے جلوہ کی تجھے خورشید کو سمجھانے
اشارے ہوتے ہین کیا اپنے ولیکن چشم ساقی سے
اگر ہم ہوش مین ہوتے تو اس نرگس کو سمجھاتے
زمانہ بد گمانی سے کہ ساتھ حباب کے گردش
اگر جبریل آکر میرے پیغمبر کو سمجھانے
جو مجھ تک سجدہ مین جلال اسکو تامل تھا
تو ذرہ بن کے ہم بھی کچھ دل مضطر کو سمجھاتے
جگانا تو وہین اس وقت جب خنجر مین الجھن
الجھا اس وقت سے کہتے کچھ اپنا آخر تجھے
اگر دم بھر کو ملجاتا ہے پہلے فرق ہوتے ہے
بہرہ ور بن جاتے کیونکر شیشہ و ساغر کو سمجھاتے
نقاب اٹھنا ہی بہتر تھی حقیقت کھل گئی سب کی
خدا جانے الگ جا کے کیا دلبر کو سمجھاتے
بتون کے عشق نے دلکو ہمارے دل ہی مین کھایا
وہی کچھ میری جانب ہے دل مضطر کو سمجھاتے
زمانہ مجھکو تیری بزم مین رسوا کیا آخر
کہین ملتا تو اتنا فتنۂ محشر کو سمجھاتے
وہ خود ہی عالم حیرت مین تھے کیا حضرت موسی
گلے ملتے ہین لپٹے ہین تیرے خنجر کو سمجھاتے
ہر اک کی آنکھ حلقون کو سلاسل سے نبھایا تھا
ہوا کب تک جو بدو بھی زمانے بھر کو سمجھانے
خدا اس بت کو جب بھی کیجے جانا نہ بار آتا
نصیحت نفع کرتی خاک کیا پتھر کو سمجھاتے

کنیزون نے سمجھایا عرض کی حضور جہان تو روز یہی رنگ ہی اتنے بڑے بڑے بادشاہ جلیل سے مقابلہ اسکے صدہا معین و مددگار بڑے بڑے تاجدار ہوتے ہین جو آیا اسنے زمین ہلا دی لیکن ایکبات ہم دیکھتے ہین آخر مین فتح ملازمان ملکہ مہرخ سحر چشم پاتے ہین ہر جا ہر مجرہ بلا کش قیامت کے کھلے بدعت تاریک شکل کش دیکھی جب میدان مین آتی تھی زمین ہلاتی تھی ہر شخص یہی یقین ہوتا تھا کہ ہمین کو کھا جائیگی اللہ کی عنایت سے سب بچ جاتے تھے آخر کو وہی ظالم کتے کی موت قتل ہوئی خواجہ عمرو نے شہنشاہ نواز کے زمانے مین خاتمہ کر دیا تھا خداوند جمشید بنکر آئے ہمیشہ اسد غازی فرماتے تھے کہ لڑنا بالکل بیکار ہوا کہ مین نے اپنے ماموجان کا پتا پایا خواجہ عمرو نے از اسباب سے پوچھ لیا یہی ہر خرد و بزرگ کو ثابت ہو گیا کہ شہنشاہ لاچین بادشاہ

سابق طلسم ہوش ربا زندانخانہ طلسمی مین قیدی توسن جادو وہان کا حاکم و ناظم ہی یہانتک قصد ہوا تھا کہ
اپنے ہمراہ افراسیاب کو لیجائین زمہریر جادو کو دریاے نیل سے نکالین لوح دہرہ اُس سے لین علی الوقت
بہرحال عیاری بھلا خواجہ عمرو شہنا کو لیکر نکل آئے ایک دن اور کوئی خبر ہوتا تو خواجہ افراسیاب کو لیکر آیا
دریاے نیل پہونچ جاتے پھر شہنا پڑا فتادین پڑین ہی طرح کل بھی خدا مشکل آسان کریگا خواجہ نے بخوبی سمجھا
یہ مصرع دلچسپ براے اطمینان یاد کرادیا ہی مصرع دشمن گر قویست نگہبان قوی تر است ؛ مقدم اسی بات کو جانتے
ہین بڑی مصیبتین دیکھین آخر مین آسان ہوتی ہین حلال مشکلات عالم بہت جلد کوئی سبب پیدا کریگا یہان لشکر
افراسیاب مین جب افراسیاب طبل جنگی بجوا کر اپنی بارگاہ مین گیا حیرت جادو بیٹھکر رونے لگی کنیزون نے
کہا کیون واری خیر تو ہی حیرت جادو نے کہا مجھے ملکہ بہار کا بڑا غم ہی کوئی کسی کا نہین ہمنے صرصر شمشیر زن
سے بھاگ کر کہا اُنسے نہو سکا کہ جا کر بہار کا عذر سے ہمارا پیام پہونچائین ہم تو اپنی طرف سے سبکدوش ہون
آیندہ اُنکی سرکشی حیات جادو تو ہم کو طعن و تشنیع نہ کرینگے یہ نہ فرمائیگی تمنے نہ سمجھایا بہن کو نہ بچایا سمنبر نام
اک کنیز بہت طرار و فرار ہی اُسنے کہا حضور مین جاؤن ملکہ حیرت جادو نے کہا ای سمنبر تیرا احسان ہوگا بہار
سنے یہ کہنا اری بد نصیب میرے پاس نہ آ کمین اور چلی جا کل کے دن لشکر مین نہ رہ کل کی لڑائی قیامت کی ہی
ملکہ یاقوت آگ لگا دیگی لہکر گئی ہی عفریت طلسم کو لیکر آئیگی ہمنے شہنشاہ کی زبانی سنا کہ وہ بے فتح کیے
نہ پلٹیگا سمنبر اُسیطرف لشکر مہرخ کے چلی جب کنارے لشکر کے پہونچی حیران ہوئی کہ کس سے پوچھون ملکہ بہار
کس بارگاہ مین ہی چوکی کھڑی تھی ناگاہ دیکھا ایک خدمتگار آتا ہی سمنبر نے پوچھا یہان جانے والے ملکہ
بہار جادو کس بارگاہ مین رہتی ہین خدمتگار نے کہا آپ کا کیا مطلب ہی یہ عورت ناقص العقل کہہ بیٹھی کہ
مجھکو ملکہ حیرت جادو نے بھیجا ہی ملکہ بہار کو سمجھانے آئی ہون سمجھا کر لیجاؤنگی خدمتگار نے کہا چلو ہم بتادین
خدمتگار سمنبر کے ساتھ ہوا قریب بارگاہ ملکہ بہار کے کہا تم کھڑی رہو ہم اُنسے اطلاع کردین سمنبر ٹھہر گئی خدمتگار
نے دم بھر کے بعد کہا دیکھو بی سمنبر وہ سامنے ملکہ بہار کھڑی ہین جیسے ہی سمنبر اُٹھی حلقے کمند کے گلے مین
پڑے نعرہ ہوا منم چالاک بن عمرو سمنبر کو تو کنارے ڈال دیا اب چالاک رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت
سمنبر تیار ہوا خیال مین گذرا کہ چلکر ملکہ حیرت جادو کو پکڑ لاؤن لاکر قید کرین بروقت تباہی لشکر کچھ معاملہ
ہوجائیگا افراسیاب بھی دبا دیکھائیگا یہ سوچکر لشکر افراسیاب مین آیا بارگاہ مین ملکہ حیرت کی پہونچا
ملکہ حیرت جادو نے خود تخلیہ کر رکھا تھا کہ شاید سمنبر کوئی پیغام معقول لاے کہ سمنبر نقلی پہونچی

ملکہ حیرت نے پوچھا کیون سمنبر کیا کیا عرض کی حضور ملکہ بہار انتظار کر رہی تھین کہ آج میری بہن مجھکو بچانا
سارا عشق و عاشقی بھول گئین کہا جاکر ہوا سے ہاتھ جوڑنا اور کہنا کہ مین تو تابعدار ہون ہمشیرہ صاحبہ میری
جان بچاؤ مجھکو کنیزون نے بہکا کر تمسے جدا کیا افراسیاب سے ڈرتی ہین کہتی ہین ملکہ مخمور کو سر دربار کوڑے
لگے تھے ایسا نہو مجھکو بھی سزا ملے ملکہ حیرت نے کہا اُنکا خیال خام و تصور ناتمام ہے وہ گھر کی نوکر تھی اسکو
وہ سزا ملی اُنکو بہت زیر و زبر کرنا منظور ہوا چار گھڑیاں دیدین میرے سامنے افراسیاب کی یہ مجال
نہین ہے کہ میری بہن کو کچھ کہہ سکین خطا کی تو میری خطا کی وہ سزا دینے والے کون ہین لیکن تو ساتھ کیون
نہ لے آئی سمنبر نے کہا وہ تو میرے ساتھ آئی ہین کنارہ لشکر پر خوف کے مارے ٹھہر گئین ناز کرتی ہین کہ بلوا کر
مجھکو لیجائین مین یون نجاؤنگی ملکہ حیرت خوشی مین اُٹھ کھڑی ہوئی چالاک لگا کر لیچلا کنارے پر لشکر کے لا
بہار بنا تا دیکھا کہا دیکھیے سامنے نخل کے کھڑی رو رہی ہین ملکہ حیرت پلٹی چالاک نے حلقہ کمند کے گلے مین
ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا چاہا پشتارہ باندھون کہ زمین شق ہوئی ایک پتلا فولادی نکلا چالاک کا
ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون اے ظالم ہماری مالک کا پشتارہ باندھنے کا قصد کرتا ہے چالاک نے ہر چند ہاتھ چھڑایا ان
پتلے نے ملکہ حیرت کو ہوشیار کر دیا حیرت جادو جو اُٹھی دیکھا پتلا فولادی چالاک کو پکڑے کھڑا ہے منہ پر
ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن اُتر گیا جب تو حیرت بہت جھلائی کہا کیون پاجی تو مجھکو لگا کر یہان لایا اب سمجھ
افراسیاب تیرا کیا حال کریگا چالاک نے کہا مین نے اپنے کو خود گرفتار کرایا خاص اسی واسطے آیا جب
آپ نے مجھکو گولا سحر کا دیا تھا مین نے جا کر دریا شایا عجائب زعفران پوش نے نامہ لکھا تھا اور
مجھے بھی لوتھی تھی کہ سچ بتلا یہ گولہ کہان سے لایا ہے مجھپر بھی بڑی قید ہوا لیکن مین نے آپکا راز چھپایا
وہ نامہ قبلہ و کعبہ نے نہ پایا افراسیاب نہ آنے دیا راہ مین نامہ دار کو مارا اُسکی شکل بنکر عجائب زعفران پوش
کو قتل کیا برق بلاخوار قتل ہوئی ان حالات کی آپکو خبر نہین ہے آپ مجھے گرفتار کرکے لیچلین افراسیاب سے
کہونگا حیرت جادو سے اور مجھسے آشنائی ہے مین روز شب کو آتا ہون مجھپر مرتی ہین جان دیتی ہین گولا فولادی
مجھکو دیا تھا اگر آشنائی نہوتی اتنا بڑا سحر کیون دیدیتین ملکہ حیرت یہ مضمون سنکر کانپ گئی کہا کیون پاجی یہ
تو بہار کی محبت مین مجھکو تدبیر بتلادی تو ہم کو بدنام کریگا چالاک نے کہا حضور مرتا کیا نکرتا جیتے جانے
دیگی سب سچ ہے آپکی آشنائی کا ثبوت دونگا حیرت جادو نے گھبرا کر پوچھا محبوب کاکل کشا رہا ہوئی
چالاک نے کہا جب لشکر و فوج سکو رہا کر لیا اسی مین خیر ہو کہ مجھکو چھوڑ دو ورنہ بہت بدنام ہوگی حیرت جادو نے

گھبرا کر چالاک پر سے سحر اتار لیا چالاک رومال سے ہاتھ باندھ کر قدموں پر گر پڑا کہا اے جان جہان و راحت آرام دل مشتاقان میں غلام ہوں تابعدار ہوں ایک نگاہ محبت سے تجھکو دیکھ لیتا ہوں یہی باعث زندگی ہے اگر کوئی میری بوٹیاں بھی کاٹ ڈالے تو بھی راز نہ کہوں یہی تو مجھکو یقین ہے فرد دل را بدل رہیست در گنبد سپہر از سوے کینہ کینہ و زسوی مہر مہر ملکہ حیرت نے شرما کر سر جھکا لیا چالاک نے قدموں پر بوسے دیے گرو بچا ملکہ حیرت نے جھلا کر کہا دور ہو سامنے سے اب جو کبھی میرے لشکر میں آیا تیری بوٹیاں کاٹکر چیل کووں کو دونگی چالاک تسلیم کرکے بھاگا ملکہ حیرت جھلائی ہوئی بارگاہ میں آئی ناگاہ پارۂ یاقوت آفتاب تابان بدخشان مشرق سے بازار فلک نیلی پر آکے قائم ہوا جوہر ثابت و سیارگان چھپ گئے خزانہ جوہری ماہتابان کا لٹا بازار سحری گرم ہوئی شعاع نیر اعظم نے عالم ظلمانی کو روشن کیا مرغ سحر نے آواز دی نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور
اڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا
نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا وہ بہ خلق پر آشکار
کہ بیٹھے کیا زاغ شب کو شکار
لشکروں میں کمر بندی ہونے لگی

صبح کی وردی بجی لشکر افراسیاب بھی آراستہ ہوا افراسیاب پشت مرکب پر سوار ہو کر مع بایلغار فوج کے سمت میدان کارزار چلا یہان مہتر چالاک بن عمرو پلٹ کر کنارے لشکر کے پہونچے تھے کہ برق سے ملاقات ہوئی دیکھا آج تو مرشدزادے ہنستے ہوئے چٹکیاں بجاتے ہوئے اشعار عاشقانہ گاتے ہوئے کلاہ زرین سر پر کج کیے ہوئے عطر سہاگ کی جسم سے بو آتی ہے مست مے محبت اٹھلاتے ہوئے آتے ہیں یہ دیکھکر برق نے پوچھا مرشدزادے آج تو آپ بہت خوش معلوم ہوتے ہیں چالاک نے کہا بھائی برق تم تو ہماری خبر بھی نہیں لیتے ہم گرفتار ہوئے دو چار طمانچے بھی پڑے دیکھو چہرہ سرخ ہے وہ ہاتھ سلامت رہیں جنسے طمانچے کھائے ایسی گرفتاری روز ہو برق نے بہت بہت پوچھا چالاک نے راز نہ کہا بلکہ یہ جواب یا فرد میان عاشق و معشوق رمزیست کراماً کاتبین را ہم خبر نیست ۔ برق سمجھ کے خاموش ہو رہا دیکھا لشکروں کی آمد ہے دربارگاہ ملکہ مہ جبین پر سرداران نامدار جمع ہوتے جاتے ہیں ایک جانب سے مہر سپہر عیاری ذرہ نواز فلک حجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار بانداے عیاری سے آراستہ آکر دولت مہ جبین پر ٹھہرے جلو سردار جلوخانے میں جمع ہیں خواجہ نے آکر محلدار سے پوچھا برآمد ہونے میں ملکہ عالم کے کیا دیر ہے عرض کی جلوخانے میں تشریف رکھتی ہیں برآمد ہوا چاہتی ہیں یہ ذکر تمام نہوا تھا کہ پردہ اٹھا آمد ملکہ مہ جبین کی شروع ہوئی بارگاہ

نازنینان زرین پوش گلدستے ہاتھون مین لیے ہوے آکر ٹھہرین عطر فتنہ ملے ہوے جوڑے زرق برق
زیب جسم نسرین و نسترن غنچہ دہن قد شمشاد و صنوبر و راحت روح دگاشن زعفران پوش و زعفران
گیسو دراز بارہ ہزار کنیزان شاہی اس سج دھج سے آکر قائم ہوئین باغ روان آکر تھم گیا مہ جبینان زرین پوش کا پرا
جم گیا اسکے بعد چوبدار نیان کماریان اگالدان خاصدان چوگھڑے چنگیر عطردان پاندان ہاتھون مین لیے ہوے اٹھکھیلیان
چہلین کرتی ہوئین آکر ٹھہرین سب نے دیکھا تخت شہنشاہی بصد شوکت نمایان ہوا تخت طاؤسی پر ملکہ مہ جبین
تاج یاقوتی زیب سر دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے چہرہ رشک آفتاب تابان جلالت و شوکت رعب و دبدبہ چہرے
سے عیان سب سے پہلے بڑھکر خواجہ نے سلام کیا ملکہ مہ جبین نے خوش ہوکر تعظیم کی عیارون کا سلام لیکر طرف
شاہزادیون کے متوجہ ہوئین چار سو شہزادیان براے تسلیم بصد ادب خم ہوئین باغبان قدرت بعہدہ
وزارت پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے بہار نے بھی آکر سلام کیا گرد ملکہ بہار کے نازنینان گلعذار باغ
پر بہار ایک یک حسین نازک بدن رشک چمن زیور مین پھولون کے لدی ہوئی پچکاریان رنگ کی سب کے
ہاتھ مین اس رنگ ڈھنگ سے یہ پرے کا پرا ہمراہ تخت ملکہ مہ جبین ہو لیا یکایک ملکہ بران کی آمد ہوئی
ہنس پر سوار تاج سر پر ہر چند سحر آتا لیکن گل سا چہرہ کمہلایا ہو پہلو مین ملکہ مجلس یکجا تب ملکہ اختر شاہزادی
جمشید بن کوکب کو تخت پر سوار کیا ہی بلور چہار دست سپہ سالار فوج علمدار لشکر شہنشاہ برجیس زرین
علم بصد شوکت و حشم آگے سب کے بڑھا ہوا شقہ علم سر پر ملکہ بران کے کھولا ملکہ مہ جبین کو بران نے
صف باندھکر سلام کیا ملکہ مہ جبین نے بہ محبت ہاتھ پھیلا دیے بران نے چاہا قدمون کو بوسہ دے
ملکہ مہ جبین نے بصد شفقت سر سینے سے لگا لیا دعاے جان درازی کل سردارون نے پایہ تخت شہنشاہی
کو بوسہ دیا اپنے بادشاہ کو گھیر لیا اس جاہ و حشم سے سواری شہلا دبہاری جلوخانے سے نکلی خواجہ نے
ہاتھ اُٹھاکر ملکہ مہ جبین کو دعا دی پروردگار جاہ و جلال کو تمھارے بڑھائے اس باغ مین کبھی خزان نہ آئے **نظم**

تا صبح نو عروس زمرد حجاب را	ہر روز جلوہ از شفق خاوران دہد
ہر ساعتش بروے نماصد جان ہا	بادا عروس بخت ترا نیکئے کہ بخت

سب نے صداے آمین بلند کی دیکھا پہلوے لشکر اسلام سے گرد عظیم اٹھی
سب نے دیکھا ہزبر دشت جرات دریلے شوکت آفتاب آسمان جلالت بدر کامل چرخ سخاوت جوان حجازی اسد
بن کرب غازی پشت مرکب درفتار پر سوار پہلو مین شاہزادہ صندلان صندلی پوش و دیگر جوانان ذی ہوش
پشت پر ستر ہزار جوان جہلتہ پوش دوش بدوش پرا جمائے ہوے نوبت نقارہ بجتا ہوا اس دھوم سے

سواری اسد نامدار کی پہونچی ملکہ لعل سخندان و ملکہ جیحون ایک تخت سحر پر دونون سوار صلاحین کرتی ہوئی آتی مین دریاے لشکر جیحون جوش پر افراسیاب لشکر لیکر میدان کارزار مین پہونچ چکا ہی اخضر تخت پر سوار ہوکر کل فوج اسکی پشت پر میدان مین آکر ٹھہری افراسیاب نے بڑھکر خضر کو سلام کیا اخضر نے فرزند کہکر گلے سے لگالیا آمد فوج مہرخ و اسد نامدار دیکھکر افراسیاب جل گیا کہا والد نامدار جسقدر مین ان باغیون کے مٹانے کا ارادہ کرتا ہون دمبدم انکا جاہ و جلال بڑھتا جاتا ہی دیکھیے آپکی صاحبزادی صاحب جیحون سے سرگوشی کر رہی ہین اخضر نے کہا ای فرزند یہ سب صلاحین بیکار ہین آج شام تک لشکر و فوج کا نام بھی نرہیگا ساری سرکشی سب بھول جائینگے میری صاحبزادی آتی ہوگی پہر رات بے مجھکو کنیزون نے خبر دی کہ شب بھر یاقوت نے در حجرہ بلاے عفریت طلسم پر پوجا پاٹ کرکے تسخیر کیا پختہ وعدہ ہوگیا صبح ہوتے ہوتے روانہ ہو چکی ہے جبتک وہ چار ساحرون کو لڑنے کا حکم دیجیے انکے آنے پر تو پھر خاتمہ ہی بدولت بھی سحر کرینگے ای افراسیاب تو تو بادشاہ طلسم ہوشربا ہی سب سحر کے سحر کتب ہاے پارینہ مین تحریر ہین مگر مین سحر جدید کرونگا سحر کے ایجاد کرینگا مجھکو خداوند نے اختیار دیا اب افراسیاب نے اشارہ کیا ساحر بڑھے میدان آراستہ ہونے لگا میدان کارزار ساحرون سے بھرا ہوا ہی ہر شخص کا یہی ارادہ ہی لڑین بھڑین نام کرین دھوپ میدان مین پھیلتی جاتی ہی تاثیر سحر ساحران سے کبھی جھونکا ہواے گرم کا چلا کبھی ہوا ٹھنڈی آئی ساحرون نے چشم زدن مین میدان آراستہ و پیراستہ کیا نقیبان خوش آواز جانبین سے نکلے اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے ایک طفل نقیب بروخو شخو خوش آواز پرے مین سے بڑھا سرود نواز نے سرود چھیڑا اس طفل خوش آواز نے اہالیان لشکر سے آنکھین ملا کر یہ اشعار مصنف بصد سوز و گداز پڑھنا شروع کیے نظم مصنف

شبکو جا نکلا تھا اکدن مین مزار دوست پر
ہم گریبان چاک ماتم مین ترے ای یار ہین
کیا ہوا مرنے کے بعد ای راہی ملک عدم
راہ مین کچھ بستیان ہین شہر ہین بازار ہین
چھت منقش ہے کہ سادی فرش رنگین یا سپید
مرغ زرین بال ہین عنبر ہین منقار ہین
[illegible] یا آپ ہی آئے کبھی

ان حسرت سے مثل آنکھین کھلی مزار ہین
شاد ہے کچھ تو بھی زیر خاک ہو نماز کیدن
لوگ کیسے ہین وہانکے اور کیا اطوار ہین
مجلس مین جاکے تو آتا ہی انکی زمین لوا
تخت کیسے ہین نشست یا مرصع کار ہین
اہل صحبت کون ہین کیا گفتگو کا طرز ہے
اپنے اپنے شغل مین رہتے ہین یا بیکار ہین

قبر پر الحمد پڑھکر دوست سے مین نے کہا
شمع روشن ہی گلونکے قبر انبار ہین
سنتے ہین نزدیک ہین یا دور ہین کیسا حال ہے
کسطرح کا قصر ہے کیسے در و دیوار ہین
پھول گلشن مین لگے ہین تیرے کس انداز کے
خوش بیان خوش وضع یا کج فہم و بدگفتار ہین
بات کرنیکی صدا اصلا نہین آتی کبھی

اسطرح کے لوگ ہین سوتے ہین تہ مزار مین	قبر سے آئی صدا ای دوست بس خاموش رہ	ہم اکیلے ہین یہان احباب ہین اغیار مین
پھول کیسے باغ کیسا قتل ہے تیری کمان	کنج تنہائی ہے اور افعی گلے کے ہار مین	وہ ہمارا پیکر نازک جو تمکو یاد ہے
آج خاک قبر سے اُن کے سر ہین بار مین	اب یادہ بات کر سکتے نہین گھر کو جا	ولیکن زرد ہونا کیا کرین ناچار ہین

بھری ہوئی دھن مین جو یہ اشعار عبرت آثار نقیبون نے پڑھے دل سب کے بھر آئے اپنے اپنے دوستون کو یاد کرکے رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا یارو مقام حسرت ہے کس سے پوچھین کہ رہروان ملک عدم پر کیا گذری کس شغل مین ہین ہائے کبھی خواب مین بھی نہین آتے وہ دوستان صادق وہ محبان واثق ہماری محبت کا دم بھرتے تھے اگر ایک آن ملاقات ہوتی تھی گھر پر آکر بیقراری مین آواز دیتے تھے کہ ای برادر اپنی آواز ہمکو سنا دو صورت دکھاؤ گھر سے ہماری صحبت مین بیٹھو آنے ہم گھر سے نکل کر اُنکے لپٹ جاتے تھے آپس کی حکایت و شکایت ختم ہوتی تھی یا سالہا سال گذرے ملاقات کیسی آواز بھی کان مین نہین آتی آٹھ پہر اُنکو یاد کرتے ہین نام لیکر فریاد کرتے ہین اُنمین سے کوئی ہمارے پاس نہین آتا اپنا حال صاف نہین سناتا بموجب مضمون علی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری	کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری	ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس

مضمون پڑھتا ہوا آگیا ہر شخص کی آنکھون کے آگے موت پھرنے لگی یہی آرزو تھی کہ اٹھین پھر نہین نام پیدا کرین دنیا کے جھگڑون سے چھوٹ جائین اسی جوش و خروش مین افراسیاب نے طرف اپنے لشکر کے دیکھا سامنا جان حسرت سے گلشن جہان افروز اک شاہزادی طاؤس زرین بال کو اُڑا کر سامنے افراسیاب کے آئی گلشن پر افراسیاب کی نگاہ پڑی بیتاب ہو گیا حسن مین ملاحت جمال مین صباحت قد موزون رشک سرو گلشن غنچہ دہن آرام جان روشنی بخش دیدۂ مشتاقان افراسیاب نے کہا کیون ای گلشن کیا ارادہ ہے عرض کی حضور جسقدر آپ کے ملک خراب ہوتے ہین خیر خواہان دولت سر پر ہاتھ رکھکر روتے ہین آج لونڈی کا ارادہ ہے کہ بی بہار سے مقابلہ کرون مشہور ہے کہ وہ تنکے چنوا دیتی ہین اگر کنیز کا سحر چل گیا وہی حال اگر ملکہ بہار کا نکیا تو نام اپنا گلشن نہیا افراسیاب نے کہا ای گلشن جن میدان مین جاؤ مقابلہ کرو بہار کے مقابلے کی ہوس دل سے نکالو بہار نے سیکڑون گھر برباد کیے نام فقط بہار ہے مشہور یہ بات ہے برباد کن خانہ حیات ہے گلشن نے عرض کی لونڈی نے بارہ برس ملکہ حیرت کی خدمت کی آپ دیکھین گے کیا کیا سحر ہوتے ہین افراسیاب نے گلشن کو بمشکل اجازت دی گلشن پھول اچھالتی ہوئی میدان مین آئی بوٹا سا قد باغ میدان مین آکر للکاری بی بہار کہان ہین آکر مجھسے مقابلہ کرین یہ سنتے ہی بہار نے طاؤس نما صف سے نکلا

ملکہ مہ جبین سے اجازت لی ملکہ مہ جبین نے کہا ای بہار بہار پیرایہ باغ عالم کے تمکو پڑ کیا کبھی گلشن جمال مین خزان نہ آئے بہار سلام کرکے طرف گلشن کے چلی ملکہ حیرت نے دیکھا جسطرح کنیزان بہار جمع کرعقب بہار کھڑی ہوتی ہین اسی طرح پندرہ ہزار کنیزان گلشن ایک ایک رشک چمن عقب مین گلشن کے شاخہائے نخل ہاتھ مین لیکے چھڑیان پھولون کی بصد رعنائی و زیبائی سب کے ہاتھون مین میدان مین آکر مین بہار و گلشن سے سحر چلنے لگا دونون نے خوب پھول برسائے کبھی تر بہار کے پھول کھلے گلشن تڑپ کے گری ہوائے گرم چلی باغ سحر بہار پامال ہوا کبھی گلشن نے چمن تر و تازہ بنا کر تیار کیا بہار نے منہ کھولا دھوان منہ سے نکالا وہ چمن بھی جل گیا کسی کا رنگ سحر جمنے نہین پاتا دونون کے سحر برابر چل رہے ہین پیر بہر کمال سی طرح دونون لڑین دکھنے داد کے رنگ و تغیر بلبلون کی زمزمہ سرائی ہزارون طائر اڑتے پھرتے مین پروانہ وار شمع جمال پر گرتے مین بہار نے صدہا طائر مارے ایک مقام پر گلشن نے اک عندلیب خوشنوا کو حلقہ ہائے دام زلف عنبرین مین پھنسایا پکڑ کر اسکو شمشیر ابرو سے ذبح کیا خون بلبل بہار پر پھینکا چند آبلے جسم مین بہار کے پڑ گئے چہرہ اداس ہاتھ مین رعشہ سب دیکھ رہے ہین کہ لشکر حسرت و یاس نے بہار کو گھیر لیا گلشن اسی طرح تڑپ رہی ہے برق چمکاتی ہے کبھی آگے بڑھ جاتی ہے گرتے گرتے بہار نے اپنے کو سنبھالا سسکار کر آواز دی ای بلبل بے نوا ہمارے بہار حسن کی تو سیر نہ کرے گی اور یہ اشعار اس غنچہ دہن نے پڑھے

نظم

نو بہار آمد کہ افشانت چو حسن یار گل
کرد بے عزت بہار آخر بہ بازار گل
سایہ گرد و موج زن بے جنبش گل از نسیم
از چہ مینا ز دشت و رہم دو نیار گل
مغز عالم را معطر کرد گویا میکند

چون وصال یار ریزد ہر چمن ہر طرف گل
بسکہ طبع کائنات از خرمی آبستنی است
چون کند با این رطوبت سایہ پر دار گل
از نہال قامت خوبان رہیں ہم رواست
از شمیم خلق داد در شعلۂ اظہار گل

گل فروشی بود مخصوص دل افگار را
رہ ماند یاد آہ مجرمان بردار گل
گر ہمی آید کہ تاراج خزانی در پیست
گر بجائے غنچہ ریزد در دم رفتار گل
یہ اشعار پڑھکر جو بہار نے آواز دی سب نے دیکھا اک طائر ہفت رنگ منقش اڑتا ہوا کاندھے پر بہار کے آکر بیٹھا منقار کھولکر زمزمہ سرائی کرنے لگا بہار نے کہا ای طائر وحشی بی گلشن نے عندلیب نوا کا خون کیا اپنے ہمسر کے خون کا معاوضہ لے چاہئے سنکر وہ طائر ہفت رنگ آمادۂ جنگ سامنے گلشن جہان فروز کے آیا آنکھ ملاکر یہ غزل پڑھی

غزل

غیرت دلوا کی بخشی مجھے تقدیر نے
جان پروانے نے دی مجھسے پیے گلگیر نے

طوق نے کی بندگی چومے قدم زنجیر نے
مدتین گذرین کہ اطمینان نکال کر دیا

دونون عاشق شمع کے اور دونون قسمت میں جلے
نالۂ بے سود نے فریاد بے تاثیر نے

بزبان خاموش کردیتا ہی راز دوستی
کھلا گیا کچھ شمع نے کچھ تس لیا گلگیر نے

کچھ نہ حال دل کہا میں از زبان نہ سنا
آبرو رکھ لی گنہگاری کی گو ہم مر گئے

گل سے بلبل نے کہا عاشق و معشوق کی سرگوشیان
منہ نہ کھلوایا سوال بخشش تقصیر نے

یہ اشعار جو اس طائر ہفت رنگ نے گلشن سے آنکھ لڑا کر پڑھے طائر ہوش و حواس گلشن کے اڑ گئے لیکن وہ طائر ہفت رنگ زمزمہ سرائی کرتا ہوا سر پر گلشن کے آکر بمثل انسان کے آواز دی کیون گلشن تونے عندلیب نوا کا خون بہایا اب ثمر نخل بدعت سے ملیگا غنچۂ آرزو عمر بھر نہ کھلے گا یہ کہکر طائر نے ایک آہ کی منہ سے شعلہ نکلا جلکر خاک ہوا وہ خاک گلشن جہان افروز پر گری خاک سحر باد نہ رہا برباد ہوئی جھونے لگی طرف ملکہ بہار گلعذار کے آہ آہ کرتی ہوئی دوڑی ہر مرتبہ یہی پکارتی تھی نظم

دیکھی دل دیکے قدر روانی
کہنی ہو بہت بڑی کہانی
سوتا ہو گوشۂ لحد مین
آنکھون سنے کی ہو پاسبانی
مستانہ سری نسیم کب تک

بس بندہ نواز مہربانی
شعلے اٹھتے ہین استخوان سے
ہان ہان وہ رات بھی ہو آنی
آئی پیری پیام رخصت
آخر آخر ہو نوجوانی

ہوتی ہو بار برس اعسال
اللہ ری سوزش نہانی
او وعدہ خلاف سا تہا سال
بڑھتی جاتی ہو بدگمانی
بہار نے آواز دی ای گلشن چمن

او خوبی ہوش مین آ جانور کا خون کرکے کیا مزا ملا دیکھ آبلے بھی اچھے ہوگئے طائر ہفت رنگ نے تمہارے ہوش اڑا دیے تھا کیون آتی ہو گلشن کے ساتھ تم بھی ہو بھول ہون نخل سر سبز شاداب ساتھ والیون کو پکارے گلشن لپٹی صاف ظاہر تھا کہ سوج ہوا سے سحر بہار زنجیر بنکر پاؤن مین گلشن کے پڑ گئی طوق اطاعت بہ گلو قمری وار کوکو کر رہی ہو دم علم بہار کا بھر رہی ہو یہ نیرہ بڑا ساتھ والیون کو آواز دی ارے جلد حاضر ہو ملکہ عالم باد و فاقی مین بیدرہ ہزار کنیزین جمع کر حربہ ہاے سحر ہاتھ مین لیے ہوے پشت پر گلشن کے آمین گلشن نے پکار کر کہا بی بہار کیا حکم ہوتا ہو بہار نے کہا ای گلشن تمکو ہماری کچھ خبر ہو کیسی گلشن ہو بہار کے بچانے کی فکر کرو ہمارے دشمنون کا ذکر کرو گلشن نے دست بستہ عرض کی آپ کے دشمنون کو خاک مین ملاؤن نخل حیات عدوے بہار قلم کردن تمہارے دشمن کے لیے صیاد ہون لعبورت گلچین صاحب ظلم و بیداد ہون بہار نے کہا ای گلشن کیا تمہاری آنکھین پھوٹ گئین افراسیاب و حیرت و اخضر ہم پر لشکر کشی کرکے آئے ہین چاہتے ہین فصل بہار کو شائین آج ہین یہ لوگ زندہ نہ چھوڑینگے اسی واسطے ہم نے تمکو میدان مین طلب کیا ہمارے دشمنون پر جا پڑو اخضر و حیرت کا سر لاؤ گلشن کو بہار کا پاس ضرور ہو گلشن نے کہا

ابھی جا کر ان سب کا سر لاتی ہون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے تینون کے سر مجھے لیجیے بہار نے کہا کیا
کہا حضور ابھی جاتی ہون اُن باغیون کے سر لاتی ہون یہ کہکر طرف کنیزون کے پلٹی کہا صاحبو تمنے کچھ سنا
شہنشاہ طلسم ہوشربا نے ملکہ بہار کے ساتھ دشمنی کی چلکر بدلا لو بہار کا ساتھ دو بہار کے زندہ رہنے سے
ہم بھی پھولین گے پھلین گے اگر فصل بہار نہ رہی تو تمہارا کہان ٹھکانا ہے کہان جا کر چھپین ہمیشہ تباہ و برباد
رہینگے سب نے کہا حضور ہم آپ کے تابعدار ہین ملکہ بہار کے خدمتگزار ہین دیر نکیجیے ہم چلتے ہین اسکے
ہمراہ ہین گلشن نے کہا حریرہ بار سے سحر سنبھالو! ابھی نہ بناؤ جلد سر حیرت لاؤ اخضر سبز قدم نہ بچے جلد سر کاٹ لاؤ
یہ کہکر چھوٹتی ہوئی گلشن آگے پندرہ ہزار کنیزین پھولون کی چھڑیان ہاتھ مین جوش و خروش بات بات مین
عشق مین ملکہ بہار کے مبہوت لب پر مہر سکوت لشکر حیرت و افراسیاب پر جا پڑین بہار تو پلٹ کر اپنی صف
پر آئی ملکہ مہرخ نے کہا ای بہار کیا کہنا بہار نے جھک کر سلام کیا مہ جبین نے خلعت تحسین و آفرین دیا مگر
گلشن نے جاتے ہی سحر کیا کنیزون نے جسکو چھڑی ماردی مگر اسکا پھٹ گیا جس پر پنہ پڑا کف افسوس ملتا تھا جسم
پھول گلزار نگ و اسپ خو کا متغیر ہوا ہوش و حواس پراگندہ گلشن طرف حیرت کے جاتی ہے پکارتی ہوئی
کیون او حیرت تو ہماری بی بی ملکہ بہار کی دشمن ہوئی یہ کہکر گولہ مارا پندرہ ہزار نے ایک مرتبہ سحر کیے
لشکر مین تلاطم طلاطم افراسیاب کے ہوش گم ہوگئے ہجگہ پڑ گئی اخضر نے کہا ای افراسیاب بہار نے غضب کیا
افراسیاب غصے مین جھوم کر بڑھا للکارا او گلشن خبردار کہان جاتی ہے طرف حیرت بچا نا پھر آوازدی ہے جاتوُن
محل ہے گلشن کو مار لو آج تمہاری بوا نے نیا رنگ کھایا صدمۂ عظیم پہونچایا اپنے کو بچا ان کمبختون کے
سامنے نجا لیکن گلشن حیرت پر سحر کرتی ہوئی بڑھی ہے کہ ایک کنیز نے بڑھکر کہا کہ اس بیچاری عورت کو
کیا مارین چلیے اخضر کو للکارین گلشن نے کہا ہوا تو نے بڑا احسان کیا مین اخضر گمراہ کا نام بھول گئی تھی چلو
اُسکو گھیرین یہ کہکر گلشن ساتھ والیون کو ہمراہ لیکر لشکر اخضر پر گری پہلے ہی حملے مین دس ہزار جادوگر اخضر کے
مارے اخضر گھبرا کر پکار اُٹھا یا خداوند سامری تمہاری معشوقہ کا باپ ہون خواب مین اُس بیچاری کے
آتے تھے نیرنگ دکھانے تھے آج ہم کو فراموش کیا سب خدمتگزار تمہارے قتل ہو رہے ہین اسوقت اگر
مدد کرو تو نے دو سو خدا ایک جگہ ہو جاؤ سب بھائی بھتیجون کو ساتھ لاؤ خداوند جمشید سامری کے بڑے بھائی
میرے لشکر کی تباہی ہو رہی ہے تمہاری معشوقہ عفریت طلسم کو لینے گئی ہے یہان باغیون نے قیامت برپا کی گلشن
کو جلد غارت کر دیجیے خداوند ہو بندون کی جان جاتی ہے تم کیا بہرے ہو گئے کہا تلک چخین گلشن نے جھوم کر

دوسرا حملہ کیا ابکی تیلے مین اور دس ہزار آدمی مارے اب تو اخفر چیخنے لگا سر زمین رُٹے مارا افراسیاب نے کئی مرتبہ دو چار سنگریزے اُٹھا کر مارے گلشن نے بڑھکر ان سنگریزون کو بھی روک لیا حیرت نے کہا اے شہنشاہ آج نئے رنگ کا سحر ہو تو غضب ہے آپکا سحر خوبی خالی گیا سنگریزون کو اُسنے روک لیا کیا مو جسم بھی میلا ہوا حقیقت مین گلشن کا یہ حال ہو چہرہ سرخ آنکھین لال ہو رہی ہین جیسے کوئی عاشق صادق پکارتی ہو کہان بہلتے ہو نظم

بہار کوچۂ جانان ہون وہ غبار ہون نہین	مٹا ہوا ہون مگر نقش پائے یار ہون نہین	تمہاری شان کہ بھی کے سر مسار ہون نہین
گناہ چھوڑ کے بیٹھے ہین گناہگار ہون نہین	وہ ناتوان و گران جان ہون ہر جدا ہون برو دوست	سبک ہین آنکھون مین سب کی لوٹ بار ہون نہین
ہوئی جو روز جزا عاشقون سے کچھ پرسش	ہون کا عشق پکارا گناہگار ہون نہین	گمان نیند کا آنکھون مین تھا شب وعدہ
صدا یہ کانون مین آئی کہ انتظار ہون نہین	پکارتا ہی دل مردہ فاتحہ پڑھیے	کبھی جو آرزو نکالا تھا اب خراب ہون نہین
صنم یہی کہتے ہین شدہ ہی تسلی دے	وہ اضطراب ہی مجھکو وہ بیقرار ہون نہین	نہ نکلی حسرت دل روز بازپرس بھی یار
پھر ایک بار ہو محشر امیدوار ہون نہین	گلی ہوا ہی فلک پی نہ یار کا کوچہ	اٹھا جہان سے بیٹھا دہان غبار ہون نہین
پھر انتظام ہی بجز وری ہوئی جب دل	جدا ہون یار سے جبتک کہ ہوشیار ہون نہین	معاف بے ادبی اے خدنگ غمزۂ ناز
نہ بیٹھا مرے پہلو مین بیقرار ہون نہین	ہوا کرین جو یہ ہرو کمان مین سر انداز	بچا رہونگا قضا کا اگر شکار ہون نہین
شباب حسن بتان مین ہم یہ سمجھا ہی	کہ بے ثبات ہون تو بالکل اعتبار ہون نہین	کسے بتاتا ہون کیا جانے وہ یا کیسے
ٹھکانے کی تو کہون جب کہ ہوشیار ہون نہین	اندھیری گور مین تپا ہون داغ دل جلا	سر مزار چراغان تہ مزار ہون نہین
ورنہ نگاہ غضب سے پوچھو وہی بتادیگی	کہ بے گناہ ہون نہین یا گناہگار ہون نہین	بعد مرا اشارہ کیا شوق دل نے ٹوٹ پڑا
حلال توبہ رندان بادہ خوار ہون نہین	قسمات اسکے تیور سے ظاہر ہو کہ کسی کی عاشق صادق ہو ایمان ایسا	

منہ پیغاک ٹھنڈی سانسین بھرتی ہو زبان پر نغمۂ کنیز بہار سب کنیزین آواز دیتی ہین ہم بھی باغ بہار نے گلچین مین گلشن نے چاہا اخفر کی گردن لون یہ تخت سے کود کے بھاگا افراسیاب نے پکار کر کہا ابھی بابا جان سحر کرو اس باغیہ کو قتل کر ڈالو اخفر نے کہا اسپر سحر تاثیر نہین کرتا سحر بہار کے عجب رنگ کی تاثیر ہو اسکے قتل کا کیا تدبیر ہو افراسیاب غصے مین بڑھا ادھر سے حیرت نے بھی جو بادۂ الاطرو ابرلق بھی بڑھے طرفنے برف برسائی خاک تاثیر نہوئی آتش کے ملازم ٹھنڈے ہوئے ابرلق نے پتھر برسائے گلشن نے سحر کیا وہ پتھر پلٹ کر انہین سنگدلون پر گرے کئی ہزار کے سر پھٹے برق سر اخفر پر گری سر زخمی ہوا اب تو بیقرار ہو کر پکارا نام جمشید و سامری کے لعنت ہو مدد کو نہین آتے اخفر نے بیقرار ہو کر جو چیخ ماری آسمان پر ابر گلنار پیدا ہوا

سب نے دیکھا یاقوت سخندان دریاے سحر مین غوطہ مارے ہوے تاج یاقوت نگار سر پر لباس فاخرہ زیب جسم
چہرہ غصے سے سرخ طاؤس کو اُڑاتے ہوے آتی ہی دیکھا میرے لشکر مین دریاے خون جاری اخضر کا سر
زخمی چیخ رہا ہی اب تو خداوندون کو بُرا کہنے لگا وہین سے ملکہ یاقوت نے نعرہ کیا باباجان بس زبان کو روکیے
خداوندون کے مقدمے مین بے ادبی نہ کیجیے اسی اعتقاد نے سامری پرستون کو خاک مین ملایا ذرا سی سختی
پڑی خداوندون کو بُرا کہنے لگے مسلمان دیکھو کیسے ثابت قدم ہین اپنے اعتقاد کے پابند حق پسند لاکھ مصیبت پڑے
اپنے مذہب سے منہ نہین پھیرتے آپ قدرت کو بُرا کہتے ہین سامری و جمشید نے کیا کیا سحر بہار مین مبتلا ہو کر
آتی ہی سحر اُتار دیہ کہکر طاؤس سے کود پڑی گلشن کو للکارا او گیسو بریدہ کہان جاتی ہی ہمارے باباجان کے
ساتھ یہ بے ادبی گلشن مبہوت ہو رہی ہی پلٹ پڑی للکارا او مشغل تو کون ہی تیری کیا حقیقت اور تیرے
باپ کی کیا لیاقت ہی غول صحرائی ہی یاقوت جست کر کے برابر گلشن کے پہونچی گلشن نے نیمون کی چھڑی ماری
یاقوت نے اسم سحر پڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا غصے مین ایک طمانچہ مارا گلشن کا سر اُڑ گیا آواز آئی کشتی [illegible]
سن گلشن جہان افروز لو کنیزون نے جو یہ سحر کہ دیکھا یاقوت کو چار طرف سے گھیر لیا ایک کہتی ہی اسکی
ناک کاٹ لو ایک کہتی ہی چوٹی پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی لیچلو خدمت مین اپنی بی ملکہ بہار کے پہونچاؤ ایک کہتی ہی ملعونہ
بڑی جاہل ہی ہماری بی بی گلشن کی قاتل ہی اسقدر کوسے مارے کہ یاقوت آتش سحر مین چھپ گئی بیقرار ہو کر
تڑپی آسمان پر پہونچی وہان سے کڑک کر گری کئی کنیزون کے دو ٹکڑے کیے چمک چمک کے گرنے لگی کنیزین چاروناچار
بھاگین پکارتی ہین ملکہ بہار دوڑیے یہ کون ہی ہمارے مالک کو قتل کیا یاقوت لڑتی ہوئی چلی لشکر نے شادیانہ
کیا او نامرد کیا دیکھ رہے ہو گھیر کر مسلمانون کو مارو یہ جو آئے کہا باطل کیا لاکھ کا لشکر اپنے مقام سے بڑھا ادھر
ملکہ مہجبین نے تخت بڑھایا باغبان نگینہ سپر کیا ملکہ بران و اختر و مروارید و مجلس وغیرہ اسباب سحر لیکر
لشکر اور اسباب پر کرن مجلس تڑپ کر گری تخت پر برات گویا کہ آراستہ تھی گڈا دولہا بنا بیٹھا تھا دولہا
کی ٹانگ پکڑ کر مجلس نے چرخ دیا چیر اُٹھا مار کر چیر ڈالا دو سو نہرے بچے پیدا ہوے جادوگرون کی ٹانگون مین
لپٹ گئے کئی ہزار کی ٹانگین چیر ڈالین بران نے پڑھکر اختر مروارید مارا کئی ہزار کے سینون کو توڑ کر
نکل گیا ملکہ اختر چمک کر گری موتیون کا مالا کلیے تار زمین پر بارہ ٹوٹتے موتی ٹوٹے آتے ہی ساحرون کی
مٹے مروارید نے پڑھکر آگ برسائی کئی ہزار ساحر جل گئے کنیزان گلشن بھی شریک ہین بڑھی ہوئی آتی
ہین یاقوت پر حملہ پڑتی ہین چاہتی ہین کہ اسکو پکڑ لین یاقوت شعلہ جوالہ بنی ہوئی لڑ رہی ہی جس کنیز نے ہاتھ بڑھایا

یاقوت نے کسی کو طمانچہ مارا کسی پر نگاہ سے بجلی گرائی کسی پر برق چمکائی کسی کو ہنسکر جلادیا جب غنچہ دہن وا کیا دھوان نکلا سیکڑون نابینا ہوگئے لیکن ہمراہیان ملکہ مہرخ نے لشکر انجم حشر افراسیاب کو تہ و بالا کردیا میدان لاشون سے بھردیا رعد و برق و برق لامع و باغبان و ملکہ مہرخ مع شاہزادہ خورشید زرین سحر نے آفتاب سحر چمکایا وہ حدت دکھائی ساحرون کے بھیجے ناک سے بہکر نکل گئے سرخ مونے کا کل کھولی اندھیرے مین سیکڑون کو مارا برق لامع چمک کر سامنے یاقوت کے آئی یاقوت نے چاہا برق لامع پر سحر اڑان زمین سے بلند ہوئی یکایک زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا نعرہ رعد جادو کلکر چیخ ماری یاقوت آنکھ لگی اوپر سے برق لامع ٹوٹ کر گری چاہا سر کا ٹکڑا نکل جاوے یاقوت نے اپنے کو بچایا لیکن سر زخم کاری آیا خون اس ملعونہ کا زمین پر گرا جتنے قطرے زمین پر گرے اتنے ہی ساحران مہرخ جل گئے ڈوپٹہ پھاڑ کر اپنے زخم سر کو باندھا سب نے دیکھا یاقوت کے سر سے خون ٹپکتا ہوا پایا نیچے سنبھالکر طرف پہاڑ کے بھاگی لعل سخندان نے بلند ہوکر آواز دی یارو بجواب یاقوت سخندان عفریت طلسم کو بلاتی ہے طرف کوہ فلک شکوہ کے جاتی ہے یاقوت نے پہاڑ پر جاکر ایک ٹکر ماری پہاڑ تھرا گیا یکایک پہاڑ پھٹا دل کوہ سے ایک کوہ پیکر دیو مہیب بڑے بڑے ہاتھ پاؤن سر گنبد مکان کمنہ ہاتھ پاؤن جیسے نخل چنار کے سینہ صحرا ویران موسے جسم شل نشتر کوہ پیکر خود سرچیخ مارکر سامنے آیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوگیا کہا اے معشوقہ خداوند خیر تو ہے یاقوت نے کہا اے عفریت خونخوار باغیون نے اسقدر عاجز کیا خون ہمارا زمین پر گرایا ان سبکو کھانے یہ سنتے ہی عفریت نے دست نحس کو بڑھایا چار ہزار کنیزین گلشن کی سب سے آگے بڑھی ہوئی لڑ رہی تھیں ہاتھ مارا دو سو نازنینان حور وش آ سکے نیچہ بدعت مین آگئین اٹھا کر پھانک گیا مع استخوان کر کر چبانے لگا تین چنگل مارے ان چار ہزار کا خاتمہ کرکے طرف لشکر اسلام کے بڑھا لعل سخندان چیخ رہی ہے ارے یارو بھاگو اس ظالم خونخوار آدم خوار سے جان بچاؤ دیکھو چشم زدن مین چار ہزار کنیزان گلشن کو کھا گیا ایک قطرہ خون بھی زمین پر نہ گرا اسی وقت کا ہمکو خوف تھا وہ وقت تباہی آگیا ملکہ لعل نے جو اس طرح آواز دی سب لوگ بھاگے لیکن بھاگ کر کہان جائین دو دو کوس تک سکا ہاتھ جاتا ہے پانچ کوس پر اسکا قدم پڑتا ہے جب بھاگنے چنگل مارا جیسے کوئی انسان کھیلون کے پھنکے مارتا ہے اسی طرح دو سو کو اٹھایا پھنکا مار گیا چبا گیا تھی نہین سب نے دیکھا کہ حقیقت مین یہ بلائے طلسمی ہے پیٹ ہے کہ تنور جہنم دس ہزار کو دم بھر مین کھا گیا اہل اسلام بھاگے جاتے مین باغبان نے آکر اسد پر سحر کیا انکا گھوڑا انکو لیکر بھاگا ہر چند یہ کوڑے مارتے

ہیں رانوں میں دباتے ہیں تاثیر سحر باغبان سے گھوڑا نہیں رکتا منزلوں لیکر اسد کو نکل گیا ملکہ گوہر صندلان
کو بھگا لے لیے جاتی ہے صاحب خدا کے واسطے اپنے آقا کو لیکر جا ناظک نے بھاگ جاؤ دیکھتے ہو کیا قیامت ہے ہے
دنیا کا شکم ہے کہ غار آفت ہے لاکھوں کو کھا گیا ملعون بلاخوار کا شکم نہیں بھرتا برّان و اختر دہر وار ید و مجلس و بہار
و باغبان وغیرہ نے مل ملکر عفریت پر گولے مارے پتھر برسائے آگ کے دریا بہائے لیکن کسی کا سحر اسکے
جسم پر اثر نہیں کرتا جسنے گولہ مارا پھٹکر گر پڑا ترنج پڑا جسم پر اسکے دھبا بھی نہ آیا آگ برسی شعلہ خو کو خبر
بھی نہوئی دریا بہائے آب موج مار کر آیا چلو لگا کر پی گیا جب سحر کرنے سے عاجز ہوتے ہیں یہ سرداران تہمتن
وچھینیں مار کر روتے ہیں پر پرواز پیدا کر کے بھاگتے ہیں اپنے نزدیک بہت بھاگے دس کوس پر آئے مڑکے
پلٹ کر دیکھا اسکو سر پر پایا ایک قدم اسکا پانچ کوس پر پڑتا ہے کہانتک بھاگنے والا بھاگے یہ پھر بھرے ہیں
دس بیس کوس آتے وہ تین ڈگ بڑھا کر وہیں آگیا جنگل مار اسود و سو کو کھا گیا بڑے بڑے سحر کیے برّان
نے کئی مرتبہ اختر و مروارید مارا جب اسکے سینے پر پڑا سیاہ ہو گیا گھبرا کر برّان اختر کو لیکر بھاگتی ہیں اپنا خون
ڈالکر روشن کیا اختر خاک کام کرے ستارہ سبکا گردش میں فلک کجرفتار ستانے کی کوشش میں استادان
سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یوں تحریر فرمایا ہے کہ ملکہ لعل برق ہی چمک چمک کر سر عفریت کے گرد
گرز لگا لگا کر ستانے پر بار اخیر سحر شکم پر لگایا لیکن وہ ملعون فولاد صاحب بیداد تلوار و تیر و تبر و خنجر کا خطا بھی نہیں
پڑتا جسم پر ملکہ لعل نے دو گھڑی کامل سحر کیا آگ کا دریا بہایا عفریت عمداً اُس آگ میں پھاند پڑا اُسکے
میں ایک چشمہ ملا ملکہ لعل نے قریب چشمے کے جا کر چشمے پر نگاہ قہر ڈالی چشمہ ابل کر دریا بنگیا عفریت نے آواز
دی اے معشوقہ خوبرو میں دیر سے پیاسا تھا پانی پیکر غذا کو ہضم کروں یہ کہکر کنارے دریا کے کھڑا ہو گیا دو
آتو چلو بھر بھر کر پینے لگا دریا کی کیچڑ تک چاٹ گیا ہر چند کہ وہ دریائے سحر تھا پانی میں شمشیر آبدار کی روانی تھی
اسکو کچھ نہ معلوم ہوا نہنگان خونخوار اُس دریائے قہار سے نکلے منہ کھولکر عفریت پر گرے یہ انکو بھی چیر
پھاڑ کر کھا گیا ایک جنگل میں مچھلیوں کو لیا مل دل کر انکو بھی کھا گیا ملکہ لعل روتی ہوئی سامنے ملکہ مہرخ کے
آئی مہرخ نے بہت تعریف کی کہ اے لعل کیا خوب سحر کیا لعل نے کہا حضور سب بیکار ہوا یہ نہنگان دریائے
خونخوار ایسے قیامت کے میں نے بنائے تھے لاکھوں کو کھا جاتے راہ ملک عدم دکھاتے مگر وہ بچیا انکو بھی
کھا گیا اب میں کیا کروں برائے خدا مہ جبین و اسد کو لیکر بھاگ جائیے ایک دن ایک رات بھاگتے ہر
گذر چکا یہ مقدمہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ افراسیاب و یاقوت و اخضر منزلوں پیچھے رہگئے ہیں جب

مقام پر عفریت جم جاتا ہی کسی کے سحر سے تھم جاتا ہی بعد عرصہ دراز افراسیاب یاقوت اخضر سونچنے مین
یاقوت پھر فرود کردیتی او عفریت کیون ٹھہرا اہل اسلام بھاگ کر نہ جانے پائین یہ ڈگ بڑھا کر پھر
آن تک پہونچ جاتا ہی افراسیاب کے ساتھ سب طرح کا سامان موجود ہی اُس رواروی مین بھی مغنیے
ساتھ مین ساقی بچے شراب پلاتے ہوے چلے آتے ہین باورچی خانے ہمراہ جب عفریت آگے بڑھ جاتا ہی
یہ سب کسی صحرا مین ٹھہرے ملازمون نے فوراً فرش لاکر بچھا دیا خاصہ لاکر آراستہ کیا افراسیاب آکر بیٹھا
سب صاحب شریک ہوے ہنستے بڑنے لگے جب کھا پیکر سیر ہوے دو چار جام شراب پیے پھر تعقب مین
چلے ایک مقام پر ملازمون نے آواز دی ای شہنشاہ خاصہ تیار ہی افراسیاب نے اشارہ کیا فرش قالین
بچھا خاصہ لاکر رکھا حیرت آکر بیٹھی چاہتی ہی نوالہ اٹھائے کہ صرصر شمشیر زن روتی ہوئی سامنے آئی ملکہ
حیرت نے کہا خیر تو ہی صرصر نے کہا حضور آج تین دن تین راتین مسلمانون کو بھاگتے ہوے گذری ہین آج
راہ مین ایک قلعہ ملا اُس قلعہ مین مہرخ کا خراج گذار تھا وہ سب کو بھوکا پیاسا دیکھکر کھانا تیار کرکے لایا
دسترخوان بچھا تھا آگی ہی خوشبو بہار انتہا کی پیاسی تھین بہشتی ساتھ آتے تھے اُس جوش مین بھوک ایک
نوالہ منھ مین ڈالا العطش کہکر چلو لگایا چاہا کہ بہشتی سے لیکر پانی پیون حضور عفریت کا نعرہ ہوا بہار
بھاگی پیاس سے اُسکی زبان منھ سے نکل آئی تھی بھوک سے شکم و پشت ایک ہی شدت تشنگی سے ہونٹھون پر
پپڑیان جم گئی تھین اُس کلموہی نے اپنے کو بیتاب دیکھکر چشمے مین گرا دیا عفریت وہان بھی پہونچا کیترن بہار کو
لیکر بھاگ گیا مین نے جو یہ حال پُر ملال دیکھا میرا تو کلیجہ پھٹ گیا اب آج تیسرا دن ہی مسلمانون کا حال دیکھا نہین
جاتا لیکن ایسے سخت مین شرارت کا نام نہین لیتے اطاعت کا ذکر نہین جان بچانے کی فکر نہین حیرت
بے اختیار رونے لگی پکار اُٹھی ہاے بہار بہنے تجھکو اس ناز و نعم سے پالا اب میری بہار جنگل کے کانٹون
سے فگار ہو کیونکر میرا کلیجہ نہ پھٹے صرصر نے کہا اسوقت مین چلکر دستگیری کیجیے بہار کو دیو کے ہاتھ سے
بچا لیجیے حیرت نے کہا ای صرصر مین تجھکو حکم دیتی ہون اگر افراسیاب نمانیگا مین اسکے گھر سے نکل جاؤنگی تو
جاکر بہار کو بلا لا میری جانب سے کہنا تمہاری بہن نے خطا معاف کی شہنشاہ تم سے رضامند ہین اری کمبخت
تیرے واسطے ہم بہت دردمند ہین شاید بدبختی ٹلی آنے اسوقت بات سن لے صرصر نے کہا مجھے یقین
نہین آتا لیکن بموجب آپکے حکم کے جاتی ہون اسوقت مین بھاگتی ہون ادھر تو صرصر مثل باد صرصر چلی ہان
اہل اسلام کو ایک خارستان مین صبح ہوئی پراگندہ خاطر حیران و پریشان مضطر و بیقرار انتہا کا انتشار اُس جنگل مین

ٹھہر گئے ملکہ مہرخ نے کہا یارو اب ہمسے نہیں بھاگا جاتا اسی مقام پر جان دینگے اب نہ پیچھے قدم ہٹائینگے لطف و بناے دوں خوب اُٹھایا پاؤں سوج گئے اب ایک قدم بھی ہٹانا دشوار ہی مہرخ نے دیکھا کہ ملکہ لالان خونقبا سر برہنہ پا پیادہ دو یا سہ ہزار کنیزیں ہمراہ سر پیٹتی ہوئی نکل آئی ہیں کانٹوں سے پاے نازک فگار تلوے آبلہ دار پھوٹ پھوٹ کر انکے حال پر روتے ہیں یہ فرماتی ہوئی آتی ہیں عشق نے رتبہ مجنون عطا فرمایا کانٹوں کے جنگل میں کیلا پھرایا بارو دشت نجد کہاں ہی استاد جی کی قبر کی زیارت کر لیں فاتحہ پڑھ لیں نظم

خدارا لیچلو یارو مجھے اُس شوخ پرفن تک
یہ حالت اب تو پہونچی ہی کہ رو دیتے ہیں دشمن تک

وہ مطلب ہوں کہ جسکو تم زبان پر لا نہیں سکتے
وہ خواہش ہوں کہ پوشیدہ پہونچ جاتا ہوں دشمن تک

خم پیری کے احسان سے جھکی ہی اسقدر گردن
کہ آجاتا ہی اب میرا گریبان میری گردن تک

وہ ہوں دیوانہ مفلس سلاسل جسبے ٹوٹی ہی
میسر مجھکو ہو سکتا نہیں پیوند آہن تک

پھر آئے میرے نالے بد دماغی دیکھ گلچین کی
کہا غیرت نے مر کر بھی نہیں جائینگے گلشن تک

مرے آنسو بھی لطف بے نیازی سے نہیں خالی
وہ گوہر زیب دامن ہیں نہیں رکھتے جو روزن تک

نہیں ہی یاد کچھ طول گرفتاری سے سب بھولا
ہزاروں بار پھر آتا ہوں جا کر میں نشیمن تک

نیا ہوں بادہ ہر ساعت مجھے آغوش حاصل ہی
کبھی ساغر کے قالب میں کبھی شیشے کی گردن تک

بشکل ابر مسک مجھکو بخل آب ریزی ہی
بھرے ہیں آنکھ میں آنسو نہیں آتے ہیں دامن تک

ندامت کیا ہوئی ایسی کہ رخصت سب کو کرتے ہی
ڈھلا آتا ہی شکل اشک رخساروں سے جوبن تک

تسلیم اک اور بھی لکھو غزل جولان طبیعت ہی
بڑھا آتا ہی جوش نور مضمون فکر روشن تک

جسنے صورت لالان خونقبا کی دیکھی کلیجہ پھٹ گیا مہرخ نے مہجبین کا ساتھ چھوڑا دوڑ کر لالان خونقبا کو گود میں اُٹھا لیا کہا بی بی سنبھلو لالان نے گھبرا کر کہا اے ملکہ مہرخ بڑے خدا تبلا دو میرا وارث کہاں ہی تین وزیر سے ہم بھاگے چلے آتے ہیں وہ شیر دل آنکھوں سے نہاں ہی مجھ بدنصیب کو چھوڑ دو عفریت طلسمی کھا جائے جھگڑا پاک ہو جان لشکر کو بچاؤ وہ زندہ رہیں گے ہم ایسی کنیزیں بہت جمع ہو جائینگی اگر خدا نخواستہ انکا موئے جسم میلا ہوا اس کے دم سے لشکر قائم رہیگا مہرخ نے لالان خونقبا کو ہوادار پر سوار کر لیا کنیزوں سے کہا خبردار ہمارا خیال نہ کرنا بی بی کو لیکر نکل جاؤ جہاں تک بھاگا جائے بھاگو ہم بھی تم تک پہنچ جائینگے اور راستے میں پھیر ہو منزل ایکی ایک ہی سب یکہی سر زمین فرد کش ہونگے شکم عفریت سب کا مقام ہی ابکی خوراک کے

لیے پیدا ہوئی کہ اسی ظالم نے ہمکو اسکا رزق بنایا تھا پھر غدر کیا لالان خونقبا پیٹ رہی ہین خرابی ہین لیکر
مہرخ مین بچاؤنگی مجھکو میرے وارث کی صورت دکھاؤ مجھکو اپنی جان عزیز نہین ہے انکی محبت مین گھربار
چھوڑا القول مخفی اشعار موافق مضمون غلام ہذا نظم

بسکہ دارم سوز دل خود را بر آذر میزنم
دوستان معذور گر مستانہ ساغر میزنم
آفتاب آسمان ہستم ابر سحاب
تا بہ چشم آرزوے خویش نشتر میزنم
نیست گر بال و پر پروانہ در کنج قفس
بر امید شعلہ شب تا سحر پر میزنم
دوستی با دشمن آل پیمبر چون کنم
در گدائی طعنہ با شاہ و قیصر میزنم

سینہ را بر شعلۂ دل چون سمندر میزنم
بحر آب زندگانی کی روم دنبال خضر
بر غلط از شرق و املاس خود سر میزنم
نقد صرافان معنی را رواج دیگر است
دست حسرت چون بیک تیغ ستم بر سر میزنم
بر نیاید اندر دل غنچہ آوازے بر دل
سنگ لاف دوستی با آل حیدر میزنم

شد بہار عمر و دفع خمار من نشد
بسکہ استغنا بر آب حوض کوثر میزنم
در لباس فقر دارم تاج سلطانی بسر
تا در اقلیم سخن من سکۂ زر میزنم
پیش فانوس خیال حسن تو پروانہ ام
عمرہا شد من برین در حلقہ بر در میزنم
بگذری یکسر اگر مخفی ازین دو ن ہستی

ان کلمات حسرت آیات لالان پر قیامت بپا ہوئی لیکن کنیزان خیر خواہ

باحال تباہ لیکر بھاگین ملکہ مہ جبین تخت سے کود پڑی کہا ہمشیرہ اتنا بھاگنا بہت شاق ہے خوشی سے دل
موت کا مشتاق ہے دونون شاہزادیان ملکر رونے لگین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہمارے وارث پر کیا
گذری ناگاہ سب نے دیکھا کہ باغبان قدرت اسد غازی کے رکاب پر سحر کرتا ہوا بھگائے ہوئے لاتا ہے
ایک جانب صندلان صندلی پوش مع ساٹھ ہزار جوانان صف شکن پشت پر گوہر جادو سحر کرتی ہوئی
آتی ہے مراد اس سحر سے یہ ہے کہ مرکب ان جوانون کے نہ ٹھہرین عفریت طلسمی نہ پا سکے اسد غازی کو جو
مہ جبین و لالان نے آتے ہوئے دیکھا تو جسم بے روح تھے قلب مجروح تھے یا جان آگئی دونون شاہزادیان
نگاہ یاس سے تکنے لگین اسد غازی قریب تخت مہ جبین آکر ٹھہرا ملکہ مہ جبین تخت سے کود پڑین لالان
خونقبا کو اسد نے دیکھا ماتھے سے خون جاری ہے یا رے نازک نگار اشکبار بیقرار آنکھون سے آنسو جاری اسد
کا کلیجہ منہ کو آگیا باغبان سے کہا کیون اے باغبان آج تو نے مجھکو ایسا مجبور کیا کہ ہمین ان شاہزادیون
کا یہ حال دیکھنا پڑا ہماری زندگی پر خاک ہے اب مین یہان سے ایک قدم نہ بڑھاؤنگا اگر سحر کروگے مجھکو زندہ
نہ پاؤگے مین اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈالونگا یہ کہکر اسد گھوڑے سے کودا قبضے پر ہاتھ ڈالا سینہ
تان کے کھڑے ہوئے صندلان نے جو یہ دیکھا یہ گوہر جادو پر خفا ہونے لگا کہا اب سحر نہ کر یا میرا آقا ٹھہر گیا یہ کہکر صندلان

بھی کو وہ چڑا اسد نے کہا انشاء اللہ اس عفریت طلسمی کو چیر کر پھینک نہ دیا تو مجھکو نبیرۂ صاحبقران نہ کہنا مین
کئی مرتبہ پردۂ قاف مین جاکر لڑ آیا سب فرزندان صاحبقران دیو بند و دیو کش ہین مین ہوا دار نور الدہر
ہون صف دست راست مین ذکر ہوگا کہ اسد شیر دل ایک دیو کے ہاتھ سے تین دن تین رات تک کچھ
دست چپ والے آوازے کستے کہ سالاران دست راست ہمیشہ دست چپیون پر غالب رہے ماموں جان
شاہزادہ بدیع الزمان سے قاسم کجبحثی کرتے تھے لیکن کبھی ہم نبرد نہو سکے اب ایرج نوجوان فرزند
قاسم عالیشان کہ سرکردۂ دست چپیان ہر نور الدہر کے ایسے نام ہین ہمیشہ سرداران دست چپ مغلوب
ہوتے ہین ذلتین اُٹھاتے ہین بھائی نور الدہر نے زمرد شاہ باختری کی کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھایا انس
قلعہ شتری حصار تابہ قلعہ سام و زر قریب پانچ فرسخ کا فاصلہ تھا دست حق پرست پر لقا ایسے دیو خصال کو
بلند کرکے چرخ دیتے تھے از مقام مذکور تا بہ قلعہ مسطور لیگئے فوج اُسکی تعاقب کیے ہوئے آتی تھی بھائی نور الدہر
نیلم پوش بنے تھے مین نقابدار گلگون پوش بنا ہوا تھا کل فوج کو بڑھ بڑھ کر اکیلا روکتا تھا آخر ہا بیان ؟
لقا پھر غالب نہ آئے لقا کو لیجا کر قلعہ مین قید کیا مین اُس شیر کا ہوا خواہ ہون آج یون مجبور و ناچار ہون
بس اب آپ لوگ دخل نہ دین باغبان حیران حیران منہ دیکھنے لگا اسد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا سپر
فولادی کو سنبھالا صندلان پہلو مین آیا اُسنے بھی گوہر جادو کو جھڑک دیا کہ ملکہ میرے پاس نہ آؤ
بر طلسم کشا اگر اسوقت تمنے سحر کیا اور میرا قدم پیچھے ہٹا یا مرکب لیکر بھاگا پھر مجھکو زندہ نپاؤ گی
اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈونگا اپنے آقا کا ساتھ نچھوڑونگا ایسے شیر کے ساتھ ساٹھ ہزار
تو مرین ایک جگہ سب شیر دلون کے لاشے پڑے ہون باغبان و مہرخ وغیرہ انکے منہ دیکھکر رو رہی
ہین مہرخ کو دعوی بزرگی ہے اسد انکو نواسے تھی مہرخ نے بڑھ کر بلائیں لین کہا اے شیر بیشۂ
صاحبقرانی اے شمع دودمان اور نگ جہانبانی آپ لشکر لقا کا ذکر کرتے ہین وہ مقدمہ غیر ساحران
تھا یہ مقدمۂ سحر سازی شعبدہ بازی سحر بھی وہ کہ اگر پلٹ پڑے تو افراسیاب کو بھی سوا بھاگنے
کے کچھ نہ بن آئے بزرگون کی زبان سے نام عفریت طلسمی سنتے تھے ہماری تقدیر مین یہ لکھا تھا کہ
طعمۂ عفریت طلسم ہون آپ دیو بند و دیو کش ہین یہ وہ دیو نہین ہے دیو سحر ساختۂ سامری و جمشید ہے
اسکے دفع ہونے مین بھی آپکا زور نہ چلیگا ہمکو برباد نہ کیجیے ایسے مین نکل چلیے یہ ذکر تھا کہ بہار جادو
ہانپتی ہوئی ایک طرف آکر ٹھہری صرصر ایک کنیز کی شکل بنی ہوئی آئی بہار کا ہاتھ تھام لیا کہا مین کچھ عرض

کر لو گی بہار نے دیکھا یاسمن میری کنیز ہے کہا بوا یاسمن کیا کھو گئی کیا کہنے سُننے کا وقت ہے موت قریب
جرأت سے بے نصیب آقاجان مینے پر آمادہ بدعت افراسیاب زیادہ عرض کی ذرا حضور کنارے
آئیں ملکہ بہار کنارے گئی صرصر ہاتھ جوڑ کر قدموں پر گر پڑی کہا حضور میں ہوں صرصر ملکہ حیرت
آئی بہن نے بھیجا ہے فرمایا ہے میں نے تیری خطا معاف کی اپنی جوانی پر رحم کر میرے پاس چلی آ آخر
کہانتک بھاگو گی یہ عفریت اسیطرح تا بکوہ عقیق جائیگا جہاں ایک بھی دشمن ہو گا اسی طرح اسکو
کھائیگا آج افراسیاب کسیکا پاس نکریگا ہمیشہ تمہارے واسطے روتا تھا آج کہتا ہے پہلے بہار ہی کو
کھا لونگا علاوہ ازیں ملکہ انصاف تو کیجیے آپنے تو بڑی بڑی بدعت کی آج بھی ہاتھ سے گلشن کے
باغ لشکر افراسیاب پامال کرایا یہی رنگ دیکھکر یاقوت کو زیادہ غصہ آیا صرصر نے بہت طراری فراری
کے ساتھ ملکہ بہار کو سمجھایا بہار نے غصے میں جواب دیا کیوں بی صرصر مجھکو راہ راست سے
بھٹکاتی ہے جہنم کی راہ بتاتی ہے بوا سے کہنا تمہیں سلطنت مبارک اب ہم جہین سے گوشۂ قبر میں آرام کرینگے
تم سلطنت کرو بقول شاعر نظم موافق مضمون مقام ہذا

صد شکر بجھ گئی تری تلوار کی ہوس
تا حشر ہے سایۂ دیوار کی ہوس
رضوان کہاں یہ خلد و ارم اور ہم کہاں
رہنے بھی دے جو خانۂ خمار کی ہوس
مانع ہے ضبط چرخ بھڑکنے کیونکر اچھال

قاتل یہی تھی تیرے گنہگار کی ہوس
سو بار آئے غش ارنی ہی کہونگا میں
لائی تھی کھینچ کے کوچۂ دلدار کی ہوس
صیاد حب قفس سے نکالا تھا بعد ذبح
اسطرح نکلے آہ شرربار کی ہوس

مرنے کو بھی مزار میں لینے نہ دیگی چین
سوتی نہیں کہ پھر ہو نہ دیدار کی ہوس
مسجد میں اعتکاف کی نیت تو ہے مگر
پوچھی تو ہوتی مرغ گرفتار کی ہوس
اے صرصر کہدینا کہ ہمشیرہ ہمارے

قتل سے تمہارا دل ٹھنڈا ہوا ہمارے دلوں میں ارمان رہے تمہاری تو ہوس پوری ہوئی ہماری
بہن ہو اتنا کرنا بہار کی قبر پر چار پھول چڑھا جانا کبھی کبھی مزار غریباں پر آنا جو ہمارے دفن و کفن کرنے آئے
ہیں وہ تو سب ایک ہی مقام پر سوئیں گے بعد شکم دیو آدم خوار زمین پر پھیلا کر سوئینگے مگر اے صرصر کہدینا کہ
اے حیرت یہ خون ہم یزدان پرستوں کا بالا بالا نجائیگا یہ خون ضرور ایک دن رنگ لائیگا جسوقت قتل کی
خبر ہمارے آقائے نامور صاحبقران زمان کو پہونچے گی پیر تاجدار عالی وقار سعد شہریار اس جادہ
حشم سے آئیگا کہ تمہیں بھاگنے کا رستہ نہ ملیگا اے صرصر تو یہ احسان کرنا ایک مقام پر ہماری قبر کا
نشان بنا دینا میں تجھکو سمجھاتی ہوں اس حیلے سے اپنی جان بچا لینا بادشاہ کو ہماری قبر کا پتہ بتانا کہنا

اے حضور یہ نشان قبر کشتۂ حسرت و یاس ہے یہان فاتحہ پڑھیے قبر سے فوراً آواز آئیگی فرد اے شہسوار گور
غریبان یہ آنکل ہے اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ہے اگر انھون نے قبر پر ہاتھ رکھدیا روح تڑپ
جائیگی وہ آہ کرون کہ تختے قبر کے جلین روح پروانہ بنکر گرد شمع جمال شہریار پھرے انکو جب بھی پروانہ
ہوگی اس سوز و گداز سے بہار نے اس مضمون دلخراش کو ادا کیا صرصر بے اختیار رونے لگی کہا حضور
بس ان کلمات حسرت آیات کے سننے کی قلب مین طاقت نہین مین اس وقت دل سے دعا کرتی ہون کہ اس
بلا کو پروردگار آپ کے سر سے دفع کرے دعائین دیکر صرصر تو چلی گئی بہار اب مجمع عام مین آئی دیکھا قیامت
برپا ہے سب سر اسد کو لپٹے ہوئے رو رہے ہین یہ سمجھانے مین کہ اے شہریار ٹہرو چلیے لعل سخندان بھی عقاب
بنی ہوئی آئی زمین پر گر کر بصورت اصلی بنی یہ ہنگامہ دیکھکر قدمون سے اسد کے لپٹ گئی کہا اے شہریار
واسطے خدا کے جلد بھاگیے عفریت طلسمی آتا ہے راہ مین کچھ فوج رہگئی تھی انکو کھا رہا ہے سرکشی دکھا رہا ہے
افراسیاب یہان سے دس کوس پر ہے نوبت نقارے بجاتا ہوا آتا ہے بی یاقوت واخضر فوج بشما
آج تو ملکہ ورد ملکہ دیبائی قرباقی بھی شریک ہین جس قریہ کی طرف سے گذرتا ہے وہان کا ناظم حاکم نذر لیکر
آتا ہے راہ مین فوج عفریت کھاتے ہوئے آتے ہین راہ مین بھی مین نے بڑے بڑے سحر کیے اُس خونخوار پر
تاثیر نہین ہوتی زخم نہین جسم پر پڑتا ایسے ایسے گولے مین نے مارے کہ اگر پہاڑ پر لگاتی چھرون کے
پرزے اڑادیتی اس ملعون پر کچھ اثر نہوا ناچار عقاب بنکر بھاگی اٹھا تو ہوسکا کر نکل آئی آپ کا اگر سامنا
ہوگیا قدم اٹھانا مشکل ہوگا اسد نے کہا کیون اے لعل یہ شاہزادیان ملکہ مہ جبین لماس پوش و ملکہ
لالان خوبقبا شوکت و جلال و حسن و جمال مین یکتا پابرہنہ بھاگی بھرینگی بھرین مین آنکھون سے دیکھون
کاش کہ مین نابینا پیدا ہوتا اپنی آنکھون سے یہ حال پُرملال نہ دیکھتا یہ شعر بالکل میرے حال کے مواق ہے فرد
چہ خوش بودے اگر مادر نزادے ہے بجائے شیر مادر زہر دادے ہے اب اسوقت تو یہ حال ہے قالب پر ہجوم
غم و ملال ہے فرد موئے شد اندام ز ناتوانی ہے موبرتن من کند گرانی ہے رگ ہائے جسم پھریان بنگئین آہ بھی
تاثیر نہین دکھاتی آہ شرر ریز کھینچون جل کر خاک ہوجاؤن اس کشاکش سے چھٹ پاؤن لیکن ایسا سخت
جان ہون بقول شاعر نظم موافق مضمون ہذا

یہ کیسے فن ہوے خانہ باغ یار مین ہم
تمام رات رہے اپنے انتظار مین ہم
کہا جو بعد ہون کو ترسا کیے خمار مین ہم
بیان کیجیے کیا لطف آخر شب وصل
نشا کے ہوش مین تا صبح وصل یار مین گم
عجب سرور اٹھایا کیے خمار مین ہم

بہت بناؤ نہ بیخود ہمیں خدا کے لیے
وہ روتے ہیں کہ نہ اُٹھ کر ملے غبار میں ہم
برابر آنسوؤں کا ضبط سے تقاضا ہے
پڑے ہیں چپکے خدا جانے کس شمار میں ہم
قریب جسکا تماشا نگاہ یار کو ہے
کمی نہ کیجیے حاضر ہیں احتضار میں ہم
اسیر آکے ہوے سارے مصیبت جلال
نہیں ہیں تمہارے بھی اختیار میں ہم
دعا وصال کی مانگی کہ وصل کی ہے عجب
بہت کھٹکتے ہیں احباب چشم اشکبار میں ہم
جنوں ہے خار کو گل سے سوا کر اک ایسے
وہ داغ ڈھونڈھتے ہیں جسم داغدار میں ہم
ہمارے سینے کے پتھر کو دل کی بیتابی
قفس کو خوب ہلے موسم بہار میں ہم
فلک نے قافلے سے راہ بھر جدا رکھا
پکارے کہا نہیں معلوم کس قطار میں ہم
خیال نزع میں روز حساب کا کیسا
الجھے دیکھتے ہیں سیپارہ میں ہم
جو امتحان ہو باقی کوئی تو جیتے مریں
ذرا ہٹائیے کہ کروٹ تو لیں مزار میں ہم
اسد کی ضد پہ سب مضطر اور رہے

ہیں کوئی قدموں سے لپٹتا ہے کوئی گرد پھرتا ہے کوئی کہتا ہے ہائے اس جوان کا شباب کوئی کہتا ہے ہائے جرأت میں لاجواب ہائے یہ تصویر اب آنکھوں سے چھپ جائیگی اگر دور زمانہ ہزار سال چرخ مارے گی ایسا فرزند نرینہ ممکن نہوگا ماں باپ کی کیا حالت ہوگی یہ ذکر تھا کہ عمرو چالاک دبرق و جانسوز و ضرغام و قران حبشی عیار بطرز اشکبار لباس تارتار گرد میں اٹے ہوئے لباس پھٹے ہوے بھاگے ہوے آکر پہونچے ملکہ حیرت نے بڑھکر خواجہ سے پوچھا کیوں ای شہنشاہ ادج عیاری آپ نے محبوب کو رہا کیا ابتک کیوں نہیں پہونچی کیا راہ میں پھر کسی بلا میں پھنس گئی عمرو نے کہا ہمنے تو لشکر کو بڑے ادج پر چھوڑا نہیں معلوم کیا سبب ہوا مخمور بھی نکے ساتھ ہے دونوں عاقل کامل ہرکس و ناکس انکو دب نہیں سکتا مہرخ نے خواجہ سے اشارہ کیا اسد کو بیہوش کرکے زنبیل میں رکھ لیجیے اگر مزاج میں آئے تو اپنی کنیز قدیم مہ جبین کو بھی بچالیے ان دونوں کو لیکر نکل جائیے عمرو نے کہا ای مہرخ یہ کچھ بڑی بات نہیں ہے لیکن اسد جب ہوشیار ہوگا دیوانہ مزاج جاہلوں کے سوا نلج کسی کی نہ سنے گا اپنے ہاتھ سے اپنے کو ذبح کر ڈالیگا میرے آقا کے مزاج کے بھی خلاف ہوگا وہ خود فرمائینگے کہ زنبیل اسواسطے نہیں کہ بروقت مصیبت ہر ایک کو اسمیں بند کرکے لے بھاگا پابند مشیت پروردگار رہو یہ باتیں تھیں کہ دس کوس سے عفریت طلسمی کا سر معلوم ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ایک برج کلاں ظاہر ہوا اسی جانب چلا آتا ہے جلد ہوا ای خواجہ سرداروں کو بھگاؤ وہ عفریت طلسم دکھلائی دیا سب سے زیادہ یہ خرابی ہے یہ سبب اسد نامدار و مہرخ عالیوقار سب اسی مقام پر جمع ہو گئے ہیں برآن و اختر بھی اسی مقام پر ہیں سب کو یہی خیال ہے کہ اسد ہیں تو ہم بھی بھاگیں اسد نے اور یہ غضب کیا عفریت ابھی دس کوس پر ہے سر اسکا خود سر کا ظاہر ہوا اگر

نے کلاہ سر سے اُتاری کیا یا رو اپنے معبود سے دعا کرو واقع البلیات سامع الدعوات کے نزدیک
یہ کیا بلا ہے گویا سب سونے سے جاگے تاج سبھون نے سر سے اُتارے بیقرار ہو کر سب پکار اُٹھے پروردگار
اس بلا کو دفع کر اب بھاگ کر کہان جائیں کیونکر جان بچائیں نظم

خداوندا من نایافتہ راہ
تماشائی سرور پیچ و تابی
مہیا درد و رنج و حسرت و آہ
چو شد برباد دیگر نیست باکم
مجرد کو شود از خود برآید
و گر دیوانہ گردم سنگ و زنجیر
تو بندار این ہمہ تشویش دارم
اے خالق کارساز میرے
عصیان کے حجاب سے ہون مضطر

شنیدم از زبان خلق افواہ
تجارے مشت خاکی استخوانے
تمنا آرزوہائے جگر گاہ
میان جان و جانان تن حجاب است
بہ خلوت گاہ روحانی درآید
ندانم راہ خلوت خانۂ یار
عجب ہنگامۂ در پیش دارم
اے مالک بے نیاز میرے
عصیان کے حجاب سے نفور ہے

بہشتی دوزخی اجری عذابی
کجا یابد ازین عالم نشانے
نشانے تا بود از خشت خاکم
ازان رو روح دایم در عذاب است
اگر فرزانہ ماتم فکر و تدبیر
ندانم در حریم جا جبش راہ
اشعار دیگر مصنف
مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر
دامن گل آرزو سے بھر دے

بیقرار ہو کر سب نے دعا کی وقت خضوع و خشوع جان کا خوف آبرو کا خیال ایک کو دوسرے کا ملال سب
تاجداران جلیل مذہب حق کے طفیل تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا جیسے ہی عفریت طلسمی سامنے آیا آسمان سے
نعرہ ہوا نجم کوکب روشن ضمیر نور افشان با توقیر جیسے ہی نور افشان نے ان سبھون کو دیکھا پکار کر
آواز دی خواجہ تمہاری عقل سے بعید ہے یہ ملعون عفریت پلید ہے ہم بھی غیرت مین جان دینے آئے ہین صرف
اس خیال سے کہ اگر ہم زندہ رہے تمام عالم یہ کہیگا بڑے بے غیرت ہین طلسم کشا کو کھا دیا انسے کچھ نہو سکا
وائے ذلت و رسوائی آپ بھاگ جایئے سب سردارون کو لیکر نکل جایئے مار تو ہم اسکو کیا سکینگے گھڑی
دو گھڑی اسی مقام پر روک لین گے دور سے ہماری جانبازی کا تماشا بھی دیکھیے ہر چند کہ اسکے ہاتھ
سے بھاگ کر کہان جاؤ گے پانچ کوس پر جسکا ایک قدم پڑتا ہے خدا صاحبقران زمان کے لشکر کو اس
عفریت کے ہاتھ سے بچائے آپ سب صاحب بھاگ جائیے دو دو زینے پہنچ کر وہان پہونچ جایئے صاحبقران
سے اطلاع کیجیے تمام تحفہ جات پیغمبران [illegible] آراستہ کرین اسم اعظم بھی دمبدم پڑھین بارگاہ سلیمانی کے اندر
بیٹھین یہ سب سامان [illegible] تمام [illegible] خالی [illegible] برکت اسم اعظم [illegible] کا باعث تباہی ہو جائے ہم اسکے ٹلنے

سے بالکل نا امید مین عمرو نے اسد سے کہا میان یہ تمھارا خیر خواہ رازدار طلسم ہوشربا و رازدار طلسم نور افشان
کہن سال صاحب اقبال اگر اسکا قدم نہوتا تم ریک شکل کش نہ قتل ہوئی دیکھیے تو کہ دونون کے چہرون کا
کیا حال ہی رنگ متغیر متردد متحیر ہوش و حواس پراگندہ کوکب نے کبھی جھولی گلے مین نہ ڈالی تھی آج جھولی بھی ساتھ
لایا ہی نور افشان بڑے حفاظت ہمراہ آیا ہی اسد نے کہا مین قدم نہ ہٹاونگا میرے دل کا حوصلہ نکلجائے
انشاء اللہ اسکو چیر کر پھینکدونگا یہ کہکر چاہا مرکب بڑھائین لعل سخندان رکاب سے لپٹ گئی سحر کیا گھوڑا اسکا
بدلگامی کرنے لگا چند قدم پیچھے ہٹا تھا کہ اسد نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھی کہا ملکہ اب تو سحر کرو ایک قدم اگر گھوڑا پیچھے
ہٹیگا جسم سے جدا کر دونگا یہی زمین ہمارا مقتل و مشہد ہی مجکو اب جان دینے مین کد ہی یہ ہنگامہ ہی کہ افراسیاب آتا
و یاقوت سخندان و اخضر بے ایمان آگے بڑھے ہوئے پشت پر لشکر بیحساب یاقوت پکارتی ہوئی ای
عفریت خونخوار یہ عمدہ دسترخوان سامنے چنا ہوا ہی ہمنے تمھاری دعوت کا سامان کیا ہی نوش کرو کلہ گرم ہی
تم تو ہمیشہ سے بیشرم ہو سامری جمشید نے اسیواسطے تمکو پیدا کیا دو بوٹے جنگل اٹھایا چاہا سو دو سو کو اٹھا لو
کہ اتنے مین کوکب نے لپٹ کر تیغہ مارا کلائی پر تیغہ برق تاب پڑا چھنانے کی آواز آئی جیسے گھڑیال پر گجری
پڑتی ہی کلائی پر اس بیحیا کی خط بھی نہ پڑا نور افشان نے گرتے گرتے گولہ مارا اس گولے نے اتنا کام کیا
پہاڑ پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا پھر جھپٹکر بڑھا اب نور افشان نے یہی اختیار کیا جب عفریت طلسمی بڑھا پھینکے
گولا مارا پانچ قدم پیچھے ہٹا دیا کوکب نے یاقوت کو للکارا کہ او نالائق خود مین آگے بڑھتی اسی کے بھروسے پر
گھر سے آئی ہی نور افشان نے افراسیاب کو ڈانٹا آواز دی او افراسیاب آج تو میرے تیرے دو چار سحر طلسمین
کچھ مزے اٹھین دیکھنے والے کہین یہ کون سے سحر مین تیرے گھر مین تو کتب خانہ جمشیدی ہی مین علم سینہ رکھتا
ہون بڑا میرے تیرے فرق ہی تیرے نگہبان محافظ موجود ہین نانی والا دادی والا ہمارا تکیہ پروردگار ہی جو
دنیا مین مددگار ہمارا اسد نامور ہی یہ نہوگا کہ اپنے سامنے مین ایکسا میں کو بھی ضایع ہونے دون پہلے مجکو
کھالے تب عفریت آگے بڑھے افراسیاب نے غصے مین قصد کیا کہ نور افشان پر جا پڑون آج اس ٹٹھے سے
سر میدان لڑون حیرت نے دامن تھام لیا یاقوت نے بھی منع کیا کہ ای شہنشاہ جہالت سے کیا فائدہ یہ
عفریت نور افشان ایسے ہزار کو کھا لیگا دو چار سحر کائنات کرکے عاجز ہو جائیگا یہ گولے عفریت کا کیا
کر سکتے ہین اسکے جسم پر خط بھی نہ پڑیگا خود عاجز ہو کر بھاگیگا دیکھے جب مین عفریت کو گراتی ہون یہ کہکر
یاقوت نے آگے بڑھ کر ایک دانہ گوہر منھ سے نکالا عفریت کی پشت پر کھینچ مارا آواز دی او بیحیا یہ دونون کیا تیرے

رشتے دار مین اٹھا کے کھا جاب کر باکر عفریت طلسمی پر نور افشان کو کب کے چلا اُسوقت نور افشان جلد دوسرے
جیب سے ایک گولہ فولاد کا نکالا زبان کاٹکر اپنا خون ڈالا ایک کر زمین پر مارا زمین سے ایک اژدہا سیاہ منہ کو کھول
قہر بلا کے کھولے ہوئے طرف عفریت طلسمی کے چلا نور افشان نے پھر مہلت پائی پلٹ کر آواز دی خواجہ لیحی
خاتمے کا سحر ہے تھوڑی دور نکل جانے کی مہلت ہے اسکو غنیمت جانیے بلے خدا نکل جائیے اب ٹھہر نا مناسب
نہین دیکھا سب نے اُس اژدہ سیاہ نے عفریت پر جا کر چیخ دیکر دم ماری سڑاکے کی آواز ہوئی عفریت
کی پشت پر نشان بن گیا شل بید تھرایا اب اژدر نے منہ کھول کر قصد کیا دہن مین عفریت کو نگل جاوے
یاقوت نے آواز دی ارے موذی رسن سحر سے ڈرتا ہے یہی تیرا ایک لقمہ ہے بس عفریت نے دونوں کلے
اژدر کے تھام لیے یا سامری کہکر چیر پھاڑ ڈالا گوشت اُسکا مزے سے کھانے لگا دونوں ٹکڑوں کے دو ٹیکے
تھے انکو کھا کر ایک ڈکار لی اب پھر طرف نور افشان و کوکب کے چلا کوکب نور افشان نے عفریت پر آگ
برسائی لگا تار ابر سیاہ سحر سے بنا کر عفریت پر گرائے ہر مرتبہ بردھوان دھار مین عفریت چھپ جاتا تھا
ہر مرتبہ یا سامری کا نعرہ کر کے شل کوہ اُس ابر سیاہ سے نکلتا تھا آگ سے جسم بھی نہ جلتا تھا جب
نور افشان نے آگ سائی تمام جسم اپنا غربال کر کے خون پھینک مارا عفریت کے جسم پر کچھ دھبے پڑ گئے اسکا
کچھ نقصان نہوا اُسیطرح جوشان وخروشان چلنے لگا تھا اگر چنگل پڑ گیا دشمن بس آدمی ہاتھ مین آئے
انکا جھٹکا مار لیا نور افشان و کوکب اپنے کو بچاتے ہین سد عمل بجاتے ہین اسد نامدار اے مہرخ عالیہ تمام
بلے پروردگار بھاگو جہانتک ہو سکے نکل جاؤ ورنہ ہم اپنی جان دینگے اب ہمارے سحر کا اختتام ہے اس سے پہنچ
کرینگے بد انجام ہے اب جو نور افشان نے یہ کہا جب دیکھا یہ لوگ نہین بھاگتے اسد کے ساتھ جمے کھڑے
ہین ہر کسی کی یہی آرزو ہے کہ پہلے ہم جان دین بہار و رعد و برق و لعل سخنزران وغیرہ سب اپنے اپنے
سحر کا امتحان کر رہے ہین دریاے سحر بنا کے انکو دے جاتا ہے ہر سحر مین سرکشی دکھاتا ہے باغبان نے
دوڑ کر تلوار اپنے گلے پر رکھی اسد کو گود مین اُٹھایا کہا جو حضور سیر کہنا نہ مانین گے پہلے اپنا سر قدم پر نثار کرونگا
مجھے اپنی جان کا خیال نہین ہے جب اسد کو لیکر باغبان بھاگا سب الامان الامان کہتے ہوے عقب مین
اسد کے بھاگے نور افشان و کوکب قدم قدم پیچھے ہٹتے ہین سحر اپنا کیے جاتے ہین جسم نور افشان بالکل
غربال کوکب کا عجب حال چہرہ اُداس عالم یاس بدحواس ہو عقل پراگندہ روتے پیٹتے چلے آتے ہین یاقوت
نے عفریت کو ادھر للکار دیا یہ اُسی طرح کھاتا پیتا چلا آتا ہے کبھی چند ساعت سحر نور افشان سے

رک جاتا ہی چند قدم رکا پھر بڑھا تمام لشکر اسلام پامال ہوگیا سرداران ہو بھاگتے ہوئے قدرت ترا عظم یاد ہو گئی آبلہ دار بقرار اشکبار حیران پریشان نوبت بجان کار ہوا رخوان اسد نے دیکھا باغبان مجھکو نہین چھوڑتا ترا پنچے اسکی گود سے اپنے کو گرایا گرتے گرتے سر سجدے مین رکھا ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکارا ای کارساز عالم ای رب کرم اب یہ مصیبت نہین اٹھائی جاتی ملک الموت کو حکم دے یا آبرو ہماری قبض ارواح کرے یا اس بلا کو دفع کرے اسی مقام پر ٹھہر گئے اب تو ظاہر ہو کہ افراسیاب وغیرہ تو پیچھے رہ گئے یا فوج کر رہی ہی نور افشان و کوکب کو عفریت نے کھا لیا ہوگا ایکبار مرتبہ مین نے بہت زور دیا ہی بیان اسد نے سر بسجود اپنے معبود سے بلک کر دعا کی یارب بچالے اس بلا سے نجات دے تیری صفت ہم کیا کر سکتے ہین مشت خاک قطرہ نجس اے عضا بے حرکت وہ جس تو نے آفتاب عالمتاب کو شہنشاہ روز کیا ماہتابان کو تو نے نور دیا ستارون سے آسمان کو زینت دی نظم موافق مضمون مقام نظم

قصب باف عروسان بہاری	قیام آموز سرو جویباری	بلندی بخش ہر پست و بلندی
بہ پستی افگن ہر خود پسندے	گنہ آمرز رندان قدح خوار	بہ طاعت گیر پیران ریاکار
انیس خلوت شب زندہ داران	رفیق روز در محنت گذاران	سوائے تیرے کون مشکل کا آسان

کرنیوالا ہی اس حقیر و ذلیل کو بچپن سے تو نے بعد ناز و نعم مین پالا ہی تیرے در دولت کے خدمتگزارون کا نواسا ہون جس نے ہمیشہ راہ خدا مین جہاد کیا حرمت حرم انکے دم سے قرار دلئی یہودیون نے اکثر قصد کیا خانہ کعبہ کو گرادین تیرے مکان کی حرمت مٹادین میرے جد نے بہ جد و کد رمیسان خانہ کعبہ کی مدد کی سینہ اپنا سپر کیا ان کو بھگایا تو نے آبرو عطا فرمائی اب یہ غلام ذلیل ہوکر مرتا ہی بزرگون کا نام مٹا فرار بر قرار کیا تیری رحیمی کو بھولا ساحرون نے مجھکو ذلیل کرایا دشمن کے آگے سے بھگایا اب تیری ذات پر تکیہ ہی اس مقام سے قدم نہ ہٹاؤنگا جب تک بلا نہ دفع ہوگی سر سجدے سے نہ اٹھاؤنگا یکایک کوکب و نور افشان بھاگے ہوئے پہونچے دیکھا ایک صحرائے ہول خیز مین پھرا کر سب ٹھہرے اسد سجدے مین مشغول ہی ہر خورد و کلان طول ہی عمر و چپھائین کھا رہا ہی نور افشان نے پکار کر کہا خواجہ عفریت آتا ہی مجھے تمام جسم کا خون صرف کیا اگر قلعہ آہن ہوتا ٹکڑے اڑا جاتا مگر اس پر چیا پر تاثیر نہین ہوتی یہ کہکر دونون رکے کوکب و نور افشان نے قصد کیا ایک بر سحر بنائین اسمین سرداران باقی ماندہ کو چھپائین عمرو نے آواز دی ای نور افشان اسد کے مقدمے مین دخل نہ دو اسوقت وہ بخضوع و خشوع سامنے اپنے معبود کے گریہ وزاری کر رہا ہی الغفین

ہی کہ دعا قبول ہو سعادت حصول ہو دفعتہ" دیکھا کہ صحرا سے گرد غبار بلند ہوا گرد عظیم اٹھی عمرو نے پلٹ کے
دیکھا تخت پر ملکہ محبوب کاکل کشا پہلو مین مخمور سرخ چشم نشستہ پر لشکر ظفر اثر جیسے ہی محبوب نے یہ سیر کر
دیکھا تاب کر سامنے لشکر کے آئی پکار کر آواز دی یار دکیا سحر کیہ ملکہ جیحون نے بڑھ کر گریبان چاک کیا کہا
ای ملکہ تم آگئین ایک نگاہ لشکر کو دیکھ لو یہ باغ بجز ان مٹتا ہی نہ گل ہین نہ بوٹے لاکھون بندگان خدا کو
عفریت کھا گیا وہ دیکھو آتا ہی یہ سنتے ہی ملکہ محبوب کاکل کشا خاموش ہوگئی نور افشان جادو نے
جو محبوب کو دیکھا کلیجہ تھام لیا پکار کر آواز دی ای محبوب میرے پاس آ بڑے وقت پر تو آئی دنیا عجب مقام ہے
تصور کرکے دیکھ لے بقول سعدی فرد ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ؛ رفت و منزل بدیگرے پرداخت ؛
یہ دنیا اپنے مقام پر قائم ہی طالب اسکا ہمیشہ خراب و خستہ رہتا ہی جفائین دنیا کی سہتا ہی تجھکو یاد ہوگا کہ
احوال مربع نشین نے بظاہر ان سب کے جان دی باطن مین حیات جاوید پائی باغ ہاے بہشت کی سیر کرتا
ہوگا بڑے بڑے شاہان جلیل اسکے جینے پر رشک کرتے ہونگے اس مرنے پر بڑے بڑے مرتے ہونگے
یہ رتبہ اسکے واسطے نصیب ہو جو رحمت خدا سے قریب ہو تجھکو انقاب ساحری یاد ہی سوائے تیرے اس لشکر مین
یہ مرتبہ کسیکا نہین ہی کتبہاے پارینہ مین مرقوم ہی تجھکو بھی یہ حال بخوبی معلوم ہی ستارہ شناسان قدیم نے تحریر
کیا ہی اس تحریر دلپذیر کو بہت طول دیا ہی کہ اگر عفریت طلسمی تجرہ بلاے نجم سے نکل آئے بندگان خدا کو کھانیکا
قصد کرے جو حسین مہ جبین کم سن ہو خوبصورت نیک سیرت انقاب ساحری ورد زبان کرکے اپنا گلا کاٹ کے
ول و اڑدے اپنے عفریت طلسمی کو کھلا دے تب وہ لشکر حریف پر پلٹے گا اسی طرح لشکر کو کھائیگا یہی آفت
لشکر دشمن پر بھی ہوگی اسکا بھی خاتمہ ہو جائیگا بادشاہ ہوش ربا شکست فاش کھائیگا ای محبوب یہ وقت
جرأت ہی صورت زیست تا روز قیامت ہی جو پیدا ہوا ضرور ایک دن مریگا کوئی تا قیامت زندہ نہ رہیگا آخر
فنا آخر فنا اس امر سے نیکنامی تا روز قیامت رہیگی تھوڑی سی جفا سہیگی اشعار موافق مضمون مقام نظم

چار دن کیجیے تو لطف گلستان جہان	پھر تو آتے مرغان خوش آہنگ کہان	یاد کر جیسے تو پیدا ہوا کیا کیا دیکھا
کیسے کیسے گل خندان ہوے آنکھون سے نہان	غنچلے کدم کی جدائی نہ گوارا تھی ہمین	ایسے بچھڑے کہ نہین صفحہ ہستی پہ نشان
فلک تفرقہ پرداز کی کج بازی سے	وہ جدا ہوگئے فرقت کا نہ تھا جنکی گمان	سامنے چشم تصور کے ہین وہ تصویرین
رات دن پیش نظر ہین وہ لب چشم دہان	حیف وہ لب جو نہ خالی تھے تبسم سے کبھی	مسکراہٹ کا اب نام نہین انکا یہان
تہ ساز رکھدر مین تن آغشتہ بخاک	نہ وہ ہین ناوک مژگان نہ وہ ابرو کی کمان	نہ کسی چیز کی پروا نہ وہ شوخی وہ ناز

نہ وہ ہنسنا نہ کسی کے لیے فریاد و فغان | کبھی جو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے | ہائے کیا قبر کی تاریکی میں ہوگا خفقان
نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا | نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان | نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد و نیک
بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لب نان | کوئی مونس نہیں ہمدم نہیں ہمراز نہیں | طاقت نطق کہان سانس بھی [illegible]

یہ سنکر ملکہ محبوب کاکل کشا نے ایک نعرہ اٰہ کی پکار کر آواز دی ای شاہ والا نژاد یہ کنیز خوب سمجھتی
ہو اسوقت آپنے دیدہ دل روشن کر دیا کب تک دنیا مین آرام وچین اٹھا وینگے مین خوب سمجھتی ہون
دنیا بالکل ناپایدار ہی اسکی خواہش کرنیوالا ہمیشہ ذلیل وخوار ہی لونڈی حاضر ہو ابھی جان دیتی ہون
لیکن اسد نامدار کو پکار کر کہا ای شہریار اُٹھیے آپکی دعا قبول ہوئی وقت اجل شکل قریب آیا ایک ماہ پیکر
جان دیتی ہو قتل اجول مربع نشین حیات جاوید کی خواہان ہو اسد غازی نے گھبرا کر سجدے سے سر
اٹھایا اسکی نگاہ جمال بمثال محبوب کاکل کشا پر پڑی دیکھا ایک حور طلعت کمسن محبوب مرغوب
مطلوب اعضا چالاک وچست پیشانی بدر آسمان کمال ابرو رشک کمان دیا بصورت ہلال عارض
انور ماہتابان دہن غنچہ گل زلفین عنبرین رشک سنبل قد موزون سرو لب جو سامنے رو رہی ہو اسوقت سب
سردارون کے کلیجے پھٹ گئے ترکان واختر بچھاڑین کھاتی تھین ہر ایک کا یہی قول تھا ہم اپنی جان
آپپر نثار کرین لیکن محبوب کاکل کشا مردانہ وار بیتاب نہ بیقرار خوشی مین جان دینے کی جیسے گلنار سامنے
اسد نامدار کے آئی گرد پھری تصدق ہوئی کہا ای شہریار یہ لونڈی نثار ہوتی ہو جان دینے کے خیال مین
نہین روتی ہو اعمال گذشتہ کا بڑا خیال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہو خدا حضور کا انجام بخیر کرے نا دور گردش
گردون ودون آب کا گر وسکہ جاری رہے کنیزون کو سرفراز کیجیے گا میرے جنازے کو کاندھا دیجیے گا
قبر پر فاتحہ پڑھیے گا یہ سب سردار جنازے کے ساتھ ہونگے یہی کنیز کی شادی ہو خانہ آبادی ہو کہ لکھو
درلکھو بندگان خدا پر نثار ہوتی ہون اسد غازی نے یہ کلمات حسرت آیات سنکر تلوار کھینچکر اپنے گلے
رکھ لی کہا ای نور افشان ان قواعد طلسمی مین آگ لگے سبکا مین افسر ہون اگر مین اپنی جان دون تو بجا و
سزاوار ہو قافلہ سالار کو چاہیے اپنے کاروان سے آگے رہے اپنے ساتھ والون کے واسطے جفا سہے یہ ستم
یہ تعداد ار باہر حصار اپنی جان دیتی ہو نور افشان نے کہا ای شہریار بانیان طلسم جو قاعدہ مقرر کر گئے اسکی
تبدیلی غیر ممکن اگر حضور اپنی جان دینگے بالکل بیکار عفریت طلسمی اور زیادہ زور پکڑ جائیگا علاوہ لشکر
حضور کے یہ بلا تا کوہ عقیق جائیگی گلزار ابراہیمی پر خزان آئیگی اسم اعظم صاحبقران نہ پڑھ سکین گے

یہ بچیا ہو پہنچتے پہونچتے اسم اعظم صاحبقرانی نبد کریگا سارے لشکر کو شکست دیگا وہ غازیان دین دار
و مجاہدان تہور شعار قدم ہٹانا کیا جانین تلوارین کھینچکر اس پر جا پڑین گے دیو مجھکر لڑین گے ایک جنگل مین
بیابان کا کام کریگا تمام عالم آپکو بدنام کریگا کہ خوب طلسم کشائی کو گئے اپنی بھی جان دی بزرگون کی بھی جان
لی وہان والون نے کچھ انتظام نکیا اس بلاے جانکاہ کو نہ روکا اب اس وقت صبر کیجیے یہ کہکر کوکب و
نور افشان روتے ہوے قریب محبوب آئے کہا ای محبوب جسوقت تک ہوش با مین عملداری صاحبقران
رہیگی تیرا نام لیکر سب نمازی روئین گے تخم وفا تیرا کشت قلب مین بوئین گے شاہزادیان ملکہ گردیہ بانو
و ملکہ مہر گہر تاجدار و ملکہ رابعہ زر لقبت اطلس پوش مادر اسد نامدار و ملکہ زبیدہ شیر گیر یہ سب شاہزادیان
تیرے لیے دعاے نجات کرینگی نذر تیری خانہ کعبہ مین ہوگی اب دیر نکر تیری باتون سے کلیجہ پھٹتا ہے خنجر
بدعت سے گلا کٹتا ہے کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ پھر واپس نہ آئیگا ایسا نہو کوئی اور انقلاب ہو جائے
یاقوت و افراسیاب بھی دور ہین ظالمون کے قلب کو سرور ہین دم بھر مین آجائینگے شاید بانیان
طلسم نے کچھ اور بھی اسکا دفعیہ مقرر کیا ہو کچھ نہ بن پڑیگا یہ سنکر محبوب کا گل کشتا بڑھی جیحون پہلو مین
براں وغیرہ بیٹھی ہوئین سب شاہزادیون نے موے مشکین زلفین عنبرین غم مین محبوب کے کھولدین ایک
سیاہ پوش بحر غم و الم کا جوش محبوب ماہ رخسار نے خنجر ہلالی کمر سے کھینچا اپنے ہاتھ سے اپنے گلے پر پھرا
کچھ الفاظ پڑھکر خنجر کھینچا ستارۂ سحری لڑ کھڑا کر زمین پر گرا جیحون نے بڑھکر خون اسکا اک جام مین لیا
شکم چاک کر کے دل و گردے نکالے ہتھیلی پر رکھکر طرف عفریت طلسمی کے دوڑی آواز دی دیکھا آدم خوار
دیکھ تو یہ کیا تحفہ ہے تیرے بنانے والون کی یہی ہدایت ہے دل و گردے پر محبوب کے جو عفریت کی نگاہ پڑی
وجد مین آیا دہنک ناچا خوب کودا جام خون محبوب پی گیا دل گردے کھاکر ڈکار لی ہاتھ باندھکر جیحون
کے سامنے کھڑا ہوا کہا ای ملکہ جیحون جس دن سے پیدا ہوا اس نعمت عظمی کے نام پر شیدا ہوا کیا نعمت
کھلائی کلیجے مین خنکی پہونچی تا روز قیامت پیٹ نہ بھرتا نعمت عظمی سے دل بھر گیا کچھ حکم دیجیے اس غلام
جگر خوار سے کچھ کام لیجیے جیحون نے کہا جسکا تو نے کلیجہ کھایا انکے دشمنون کو جا کر کھا لے خوب پیٹ بھرنا
خبردار تامل نکرنا یہ سنکر وہ دیو خونخوار بہت خوب کہکر پلٹا یہان ملک اخضر گوہر پوش سب سے آگے بڑھا ہوا اترا
جاتا ہوا گرد ہزارون غلام ایک طرف یاقوت سخندان خرم و خندان عقب مین افراسیاب پشت
پر لشکر بیحساب رواروی کرتے ہوے آتے مین اخضر کہتا ہے کیون ای یاقوت ابھی بہت منزلین

ٹوکرتا ہون کوہ عقیق کیسا تا بہ خانہ کعبہ چلنا پڑیگا سامان سفر توساتھ تیار ہی اور بارداری کو حکم دو بارگاہین
لدین سفر عظیم ہی یاقوت کہتی ہی جلد چلیے نہین معلوم اتنے عرصے مین عفریت نے کیا کیا انوار افشان
دکوکب کو کھائے تب میرے دل کو چین آئے لقین ہی طلسم کشا کو کھا گیا ہوگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا سامنے
سے عفریت طلسمی خاموش چلا آتا ہی سر جھکائے ہوے کچھ ہنستا ہوا چہرے سے خوشی آشکار نہ مجبور
نہ ناچار اخضر نے بڑھکر آواز دی او بچیا کہان پلٹ آیا سونٹا آبنوس کا ہاتھ مین تھا لیکر اخضر دوڑے
کہا بچیا نامرد اتنے سونٹے مارونگا کہ ہڈیان ٹوٹ جائینگی دیو کچھ منھ سے نہین بولتا ملک اخضر نے
دوڑکر ایک سونٹا کلہ پر سے مارا کہا جاکر مسلمانون کو اپنی خوراک جانکر کھا جا سونٹا کھا کر دیو نے ایک
چنگل مارا ملک اخضر کی گردن پکڑ کر اٹھا لیا جیسے چھپکلی کو کوئی اٹھاتا ہو یاقوت نے آواز دی
او بچیا کیا کرتا ہی خبردار بے ادبی نہ کرنا یہ ملک اخضر میرا باپ ہی مصاحب سامری خزانہ دار خزانہ
افسونگری دیو نے کچھ جواب نہ دیا اخضر کو منھ مین رکھ لیا دانتون سے چبا گیا آواز دی تم کہان
جاتی ہو میرے مالک نے مجھے نعمت عظمے کھلائی حکم دیا ہی کہ یاقوت کو بھی کھا جاؤ مین تجھکو نہ چھوڑونگا
اس بے ادب نے مجھکو سونٹا مارا ہم منونہ سحر سامری ہین خداوند ہی حکم لکھ گئے تھے کہ محبوب کا دل و
جگر اگر نصیب ہو کھلانیوالے کی طاعت کرنا یہ کہکر چنگل بڑھایا یاقوت چیخ مار کر بھاگی عقاب نبازری
جسکا قدم پانچ کوس پر پڑتا ہو اس سے کوئی کہان بھاگ کر جا سکے ہاتھ بڑھا کر عقاب کی دم لی پھر تو
یاقوت بہت تڑپی پھڑکی پنجے سے ملک الموت کے کیونکر رہائی ہو اسکو بھی اٹھا کر منھ مین ڈال گیا
قضائے کار جسوقت اخضر و یاقوت کو عفریت طلسمی نے کھایا چارون حجرہ ہائے گذشتہ مین تحریر
کر چکا ہون کہ کنیزان سامری متعلق آفات چہار دست ان حجرہ ہائے بلا کے ساتھ زندگی انکی
قرار دی گئی تھی بارہ سو تیلیان تھین جو آفات کو خبر آئندہ و گذشتہ بتلایا کرتی تھین سات سو جل گئی
تھین پانچ سو باقی تھین بی آفات چہار دست بادہ کبر و نخوت سے مست بر سر کوہ زبرجدی
تخت یاقوتی پر بیٹھی ہوئی تیلیون سے باتین کر رہی تھی جسوقت عفریت نے یاقوت کو کھایا
صدائے گیر و دار بلند ہوئی آفات نے ابر تیرہ و تار کو دیکھا کہ آسمان پر اٹھا اس ابر مین رعد کی گرج
برق کی چمک ہزارہا طائران خوش الحان پرون سے سر پیٹتے ہوے آواز دیتے تھے ہائے یاقوت
سخندان تیرا شباب یاد کرین یا رعنائی زیبائی آج سامری و جمشید کا پہلو خالی ہو گیا

آن پانچ سو تیلیون نے جو طائرون کو سر پہ دیکھا پکار کر آواز دی لو جدہ تمھین شیطان کے سپرد کیا
اب ہم خدمت خداوندین جاتے ہین مدتون تمھاری خدمت کی کچھ پھل نہ پایا لیکن اوراق روزنامچہ
اٹھا حکم آخر کے چند فقرے لکھ دے اس سال مین افراسیاب مارا جائیگا شہنشاہ لاچین بادشاہ
سابق طلسم ہوش ربا رہائی پائیگا اب یہ ملک عدالت سے معمور ہوگا دوست پامال دشمنون کو سزا
ہوگا مذہب یزدان پرستی رواج پائیگا افراسیاب غارت ہو جائیگا یہ کہکر وہ پانچ سو تیلیان
اٹھین ان طائرون پر جا پڑین چاہتی تھین انکو پکڑ لین لیکن جو تیلی جس طائر کے پاس پہونچی طائر
نے پر کا سایہ ڈالا تیلی جلکر خاک ہوئی تیلیون کو جلا کر طائر نکل گئے انھون نے بھی آسمان سے
یہی آواز دی ای آفات جہار دست آج ہمنے بھی قفس سحر یاقوت سے نجات پائی جنگلون کی
سیر کرین گے سامری و جمشید ہم کو قید کر گئے تھے مدتون قید رہے قفس بلا کے طلسمات
طلسم ہوش ربا فتح ہو جائیگا جاکر افراسیاب خانہ خراب کی تو خبر لے تدبیر کر اُس ظالم
کی جان پر بنی ہوگی عفریت طلسمی بگڑ گیا افراسیاب بھاگتا پھرتا ہوگا اسطرح کی خبرین کہکر سب تیلیان
جل گئین آفات سر پیٹتی ہوئی اٹھی کہتی تھی یا سامری جمشید افراسیاب کو آرام نہ ملے جیسا حجرہ
ہائے بلا کو تباہ کر کے میرا شرف کھویا اب اخبار آئندہ و گذشتہ کیونکر پاؤنگی کیسی گھبراؤن گی آفات
جہار دست کا شوہر نیرنگ جادو وزیر کوہ زبرجدی لشکر لیے ہوئے اُترا تھا ہنگامہ سنکر دوڑا
بالائے کوہ آیا دیکھا تیلیان جلکر خاک ہوئین آفات پیٹ رہی ہے نیرنگ نے کہا کیون روتی ہے
افراسیاب دیوانہ ہے نالائق نے حجرہ ہائے بلا کھولدیے اپنے طلسم کا شرف خاک مین ملایا نام سے ان
حجرہ ہائے بلا کے رعب طلسم ہوش ربا تھا سب پر حال کھل گیا مشہور ہوا ملکہ مہرخ وغیرہ نے حجرہ ہائے بلا تباہ کیے
تم جاکر افراسیاب کی خبر لو اگر حقیقت مین عفریت طلسمی بگڑ گیا ہے افراسیاب کو جان بچانا مشکل ہوگی
لیکن ہم تمکو خبر دیتے ہین کہ عفریت طلسمی کو مسلمانون نے بھوگ دیکر پھیرا ہوگا تو جلد جاکر کوہ مقناطیس
پر زور سے محیط جادو کہکر پکارنا اُسکو حکم سامری و جمشید ہے کہ جب بادشاہ طلسم ہوش ربا پر کوئی
بلا نازل ہو اپنا سینہ سپر کرنا طلسم ہوش ربا مقام عجائب و غرائب ہے سامری و جمشید
بڑی مشقت سے اس طلسم کو تیار کر گئے ہین حکمائے اشراقین جمع ہوے علم نیرنج و شعبدے سے
ارکین قصور طلسم تیار کیے سالہا سال مشغول ہوے مین پہلے جلد جاکر افراسیاب کو بچاؤ قریب کوہ مقناطیس جاؤ اگر

خلاف کروگی افراسیاب کو زندہ نہ پاؤگی آفات چہار دست لٹھیا ہاتھ مین لیکر چلی کف منہ سے
جاری آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے افراسیاب کو کوستی ہوئی یہان جسوقت یاقوت واخضر کو
عفریت خونخوار کھاگیا اور میدان مین اندھیرا ہوگیا عقب سے جیحون سبز پوش آکر پہونچی اور یہ
للکارا او عفریت احسان کا معاوضہ کیا کیا یہ لشکر افراسیاب سامنے تیری خوراک ہی دو حملون مین
قصہ پاک ہی بڑے بڑے شہزادون مین تجھکو ملینگے اچھی طرح پیٹ بھر لیجیو یہ سنتے ہی عفریت نے
لشکر افراسیاب پر چنگل مارا جھٹکے مارنے لگا دو دو سو کو مٹھی مین لیکر ملڈالتا ہی جب افراسیاب
پر چلا افراسیاب نے آواز دی ای غلامان سامری لینا اس بلا کو یہ کہتے ہی افراسیاب کے
چالیس پتلے فولادی زمین سے پیدا ہوئے عفریت پر پنجے پکڑ کے جا پڑے اسقدر پنجے مارے کہ زخمون
مین ونداندے پڑگئے جسنے پنجہ مارا جھناٹے کی آواز ہوئی پنجہ ٹوٹ گیا پتلے کا جی چھوٹ گیا بھاگا اور
جاکر تیغہ لایا پھر کمال وہ چالیسون پتلے عفریت سے لڑے بڑے بڑے معرکے پڑے لیکن
عفریت کا کچھ نقصان ہوا کوئی اعضا نہ بگڑا نہ ہاتھ پانون کٹا جوش و خروش بڑھتا جاتا ہی بعد عرصہ
دراز کے پتلے شکست ہوئے بہ نگاہ حسرت افراسیاب کو دیکھنے لگے افراسیاب نے پھر اپنی
ران پر خنجر مارا چلو مین خون لیکر ان پتلہ ہاے خود سر کو پلایا پھر وہ گرما کر جا پڑے پلٹ پلٹ کے
افراسیاب سے کہتے تھے ای شہنشاہ ہم مجبور و ناچار ہین ہمارا حربہ تاثیر نہین کرتا جان ہماری حاضر
ہی یہ کہکر سامنے عفریت کے گر پڑے عفریت نے انکو بھی اٹھا کر کھا لیا فولاد کو اسطرح
چبایا جسطرح کوئی گوشت کو کھاتا ہی جب یہ پتلے مارے گئے تب افراسیاب گھبرایا پیچھے ہٹا اسقدر
سحر کیے زمین تھراگئی آسمان سے پھر کمال آگ برسی عفریت اسمین چھپ گیا دھوان سے نکلے
نکلا لشکر پر افراسیاب کے گرا کئی ہزار کو کھا گیا حسرت بھاگی جاتی ہی مصور صورت لگا
ایک جانب گریزان ہوئے ملازم افراسیاب حیران و پریشان ہوئے یہ عفریت طلسمی
اسی طرح لشکر کو پامال کرتا ہی یہان تک ملازمان افراسیاب بھاگے جس راہ کو تین شبانہ روز مین
طی کیا تھا اس راہ کو دو پہر مین طی اور لشکر کے قدیم پڑاو پر پہونچے عفریت نے وہان بھی ٹہرنے نہ دیا
اسی زور و شور سے آپڑا خیمے بارگاہین اکھڑ کر پھینک دین خزانے پر اہل اسلام نے قبضہ کیا وہ مقام بھی
افراسیاب سے چھوٹا بد حواس بھاگا جاتا ہی یکایک آسمان پر برق چمکی آفات چہار دست کا نعرہ ہوا

افراسیاب کو جو اس حال پر ملال مین دیکھا پکار کر آواز دی کیون افراسیاب تونے ہمارا کہنا نہ مانا حجرۂ
بلا کھولے آخر یہ بلا عجیب نازل ہوئی نہ گھبرا تا مین محیط جادو کو لاتی ہون تیرے دادا نے ہدایت کردی
محافظ جان بادشاہ طلسم ہوش ربا اسکا لقب ہی اسوقت مین اگر حفاظت نہ کرے تو بڑا غضب ہی لاکھون
بندگان سامری پامال ہوے تیری آنکھ نہین کھلی کوہ مقناطیس کا نام نہین جانتا کتاب مین صاف صاف
لکھا ہی سو جگہ تونے پڑھا ہوگا محیط جادو رہنے والا کوہ مقناطیس کا خیر خواہ دولت ہوش ربا
رازداری خداوندی مین بیمثل دیکھتا ہی ساحر جلیل سلطنت کا کفیل چند ساعت اپنے کو بچا مین ابھی
لیکر آتی ہون یہ کہکر آفات کڑکی کوہ مقناطیس پر جا کر چمکی اُس پریشانی مین آواز دی ای محیط
جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا پر وقت بڑا عفریت طلسمی بگڑ گیا یہ کہتے ہی پہاڑ شق ہوا زمین کانپی
نیلے کچھ شعلے نکلے بعد چند ساعت اک ساحر غدار نحیف ضعیف رنگین بدن کی نکلی ہوئی معلوم ہوتا تھا
وہ رنگین نہین ہین مار ان سیاہ جسم مین لپٹے ہوے ہین بال سر کے بڑھے ہوے ہین وبال جان حیران و
پریشان آواز دی حاضر ہوا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہی یہ کہتا ہوا آفات کے قریب آیا آفات نے کہا
ای محیط جلد چل عفریت طلسمی کو روک محیط نے پوچھا کیا آفت آئی کیا بلا نازل ہوئی کہ افراسیاب کو
تسکین قلب نہ حاصل ہوئی کیون جدہ تمنے نہ سمجھایا کہ حجرہ ہاے بلا نہ کھول بلا کے ساتھ بلا نازل ہوگی
ہی وہ نوشتۂ تقدیر روئی ہی عمر طلسم تمام ہو چکی اسکا بھی خیال نہ کیا ہم قاعدے کے پابند ہین ای آفات
خوب یاد رکھ اب سال نہ گذریگا بہت اچھی بات ہی کہ ہم زوال دولت افراسیاب نہ دیکھین شب کو
مین نے اوراق سامری ملاحظہ کیے صاف اسمین تحریر تھا کہ بدیع الزمان کے ساتھ لاچین بھی
چھوٹیگا اپنے دشمنون کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے ماریگا توسن حصار کی بربادی و قتل فیروزہ فیروزہ پوش
بربادی دخان سیاہ رو و قتل زہرہ سیہ بادی کو وہ ظلم مجھے نہ دیکھی جائیگی مین نے ان سبکو خون جگر پلا کر
پرورش کیا افراسیاب نمکحرام کا ساتھ دیا جدہ وہ زمانہ مجھے یاد ہی کہ جب افراسیاب نے اس طلسم پر قبضہ
کیا اور شہنشاہ لاچین بھاگ کر قلعہ قلم کوہ مین چھپا افراسیاب لشکر کشی کر کے چڑھ گیا آب و دانہ لاچین
پر بند کردیا ہم لاچین کے ساتھ تھے جب فاقے مین دو دو دن گذرتی تھین غصے مین شیر نرا وہ بہادر
نکل آتا تھا ہزارون کو قتل کر کے غلہ لیجاتا تھا جب افراسیاب کا نامہ ہم سبھون کے پاس پہونچا کہ یار دم سبکو
سرفراز کرونگا مین سچ حال مین بھی لاچین سے نہین لڑ سکتا جدہ زوال آتا ہی اور نمکحرام کہلاتا ہی سب مجھے سوا

ہوجاتا ہے کچھ نہیں سوجھتا سب سحر بھول جاتا ہوں یہ آپ کا حقیر شہنشاہ نیلم و توسن و فیروزۂ فیروزہ پوش و دخان سیاہ رو و زمہر سرچالیس وزیر نمک حرامی پر ایک دل ہوئے رات کو سوتے میں لاچین کو قید کیا زبان میں سوزن دیا صبح کو سامنے افراسیاب کے لیکر آئے افراسیاب نے شہنشاہ لاچین کو قید کر کے زندان طلسمی میں روانہ کیا و ملک توسن جادو کو دیا شہنشاہ توسن خطاب ہوا نیلم کے شہنشاہ نیلم ہوئے ہمکو سلطنت کوہ متفناطیس ملی قواعد میں حفاظت جان شہنشاہ ہوشربا ہمارے نام لکھی گئی ہمنے اس جفا کو قبول کیا اگر زندہ رہتے ہاتھ سے لاچین کے جفائیں سہتے رہا ہوتے ہی لاچین ان سب بردست انداز ہوگا مہرخ و بہار و آفت کاران قدیم طلسم کشا کے مشیر ندیم ایک ایک کا نام تبائیں گی قرقیان ضبطیان جاری ہونگی ایک ایک پر مصیبت ساحران جلیل پر آفت یہ جیسے دیکھا جا آفات چہاردست نے کہا ای محیط یہ قصے کہانی تو بیان نہ کرو اتنے عرصے میں دولاکھ کو ملا گیا ہوگا ایسا ہو افراسیاب بردست انداز ہو محیط نے کہا افراسیاب کو سوائے اسد کے کوئی قتل نہیں کر سکتا صاف قواعد میں لکھا ہے کہ طلسم کشا کے گلے میں لوح طلسمی ہے ہاتھ میں مہرہ طلسمی قبضے میں تیغ نورافشانی تب افراسیاب قتل ہو اس زمانے میں کوئی افراسیاب کو قتل نہیں کر سکتا صاف لکھا ہے کہ اسد نامدار اسکا قاتل ہے ستارہ شناسان طلسم کے قول سے جو انکار کرے وہ جاہل ہے یہ کہکر تخت پر سوار ہوا جوڑا تیغہ ہاتھ میں لیا ایک کتاب بغل میں دبالی اسوقت پہونچا افراسیاب قریب صحرائے ریحان پہونچا ہے ملکہ ریحان جادو اپنے قلعہ میں بیٹھی تھی یکایک ہرکاروں نے خبر دی شہنشاہ طلسم ہوشربا شکست خوردہ آتے ہیں سنا ہے آج مہجبین گلزرین شہنشاہ بھاگتے ہوئے یہاں تک پہونچے ہیں غضب خدا کی ہے اب شکست ہے شہنشاہ کی بربادی کا بندوبست ہے ریحان جادو بارہ ہزار ساحر لیکر نکلی دیکھا رعد و برق و برق لامع نعرے کرتے ہوئے چلے آتے ہیں حیرت جادو و افتان دختران ان فوجوں پر تو افراسیاب بھاگتا ہے جہان عفریت طلسمی آیا سر پانوں رکھکر بھاگتا ہے ریحان جادو نے دیکھا افراسیاب نے گھسکر فوج مہرخ میں دو چار سحر اسطرح کے کیے زمین کو ہلا دیا کئی ہزار ساحر جلائے کہ نعرہ ہوا نسیم جیحون سبزپوش زبان دراز ریحان جادو سمجھی یہ بھی کوئی افسر لشکر مہرخ ہے جیحون کی طرف متوجہ ہوئی ایک جانب سے دیکھا ایک پہاڑ جنبش کرتا ہوا چلا آتا ہے خیال کر کے دیکھا اس پہاڑ میں ہاتھ پانوں سر آنکھیں ہیں وہ دو دہن بنی ہوئی معلوم ہوتی ہیں آنکھیں دو نقارہ خونی

سمجھی کسی نے سحر مہیب بنایا ساتھ والون سے کہا اس دیو کو مار و مہرخ وغیرہ نے ہمارے ڈرانے کو یہ
سحر بنایا ہی ہم بھی اتنا بڑا آدمی بنا سکتے ہین مجبور و ناچار نہین ہین بارہ ہزار جادوگر ریحان کے ریحان
سب کے آگے بارہ ہزار نے اُس دیو پر گولے ترنج نارنج مارے دیو خاموش کھڑا رہا یکایک ہاتھ
اُٹھا کر اک جنگل مار دو پھنکون مین بارہ ہزار کو کھا گیا میدان صاف ہوا طرف افراسیاب کے
جلا ریحان جادو کے جو چند ساحر بچے تھے وہ حیران ہین کہ یہ کیا ہوا اس پہاڑ مین شب چھپکے
شخص ناک سے دیکھ کر کہتے تھے پہاڑ مین درے بھی ہین ہماری ملکہ ساحرون کو لیکر درہ ہائے کوہ
مین چھپ گئین افراسیاب بیقرار ہو کر ٹھہرا سامری جمشید کا نام لیکر پکارنے لگا آسمان پر سناٹا
ہوا آواز آئی کیون اے افراسیاب یہ دن یاد نہ تھا مثل مشہور ہی اگر سانپ کا نہ جانے بل مین
کیون انگلی ڈالے دیکھا تو نے کیا ذلت اُٹھائی کبھی ہمارے پاس صلاح کو نہ آئے جان دینے
کو ہمکو بلایا ہم حاضر ہین مٹھا ابھی جان دیکر تجھکو بچائین گے وہ دن یاد ہی جس دن لاچین کو
پکڑا تھا اور تو نے بیقرار ہو کر کہا او افراسیاب مین نے تجھکو گھر بار کا مالک کیا تو نے مجھکو
قید کر لیا اسکا انجام بد ہوگا بلا مین پھنسے گا اے ساکنان طلسم ہوش ربا تم محیط جادو مین وہ
شخص ہون کہ مین نے کامل نمکحرامی کی شہنشاہ لاچین کو گرفتار کرایا افراسیاب کا جاہ و جلال بڑھا یا
اسی سال مین افراسیاب قتل ہو جائیگا ہاتھ سے اسد نامدار کے مہلت نہ پائیگا لاشہ بھی اُسکا کوئی
نہ اُٹھائے گا کاسہ سر رہ ہر دون کی ٹھوکرین کھائیگا انجام نمکحرامی بد ہی اسوقت مجھکو اسکی جان بچانے
کی فکر ہی جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا آرام و چین پائیگا ورنہ ذلیل و رسوا ہو کر مارا جائیگا دنیا مقام
انقلاب کبھی روز روشن کبھی کالی رات کا سا سنا بعد عیش مصیبت ہی بعد مصیبت راحت اب ضرور
شہنشاہ لاچین رہائی پائیگا یہ سال سامری پرستون پر خیر سے نہ گذریگا مین تو آمادہ
سفر عدم ہون بموجب مضمون اشعار نظم

گلا خوں کی ہر ہوس اے دل ناشاد عبث
نالہ بیجا ہے شورش فریاد عبث
سخت جانی نہین دینے کی کبھی فرصت
فکر مین طوق و سلاسل کے ہین جلاد عبث

ہر ہوا ہے چمن عالم ایجاد عبث
ناتوان وہ ہون تصور سے گرانی ہے مجھے
سر کو رکھتے ہین تہ خنجر جلاد عبث
دوستی رکھتے ہین اس سے جو محبت رکھے

سنگدل موم نہ ہونگے یہ ہوس بیجا ہے
مجھپہ ایجاد ستم اے ستم ایجاد عبث
زور بازو ہے جنون سے مجھے مشکل
اس ستم پیشہ کی ہے دل پہ مجھے یاد عبث

کیا ہوا امید وفا ایسے ستمگر سے کئے جلاد
خدنگ تیغ کین تری ہمنے ستم ایجاد عبث
تو دیا چشم فلک کا نہیں جو ہونگا فریاد
تھی سیئے کوہ کنی محنت فرہاد عبث
خوبرویون سے تمنائے وفا حیف ہے تجھے ستم

حال سنکر مرا کہتا ہے وہ جلاد عبث
کیا غرض ہو اسے دیوانہ سری سے میری
اے صبا خاک مری کرتی ہے برباد عبث
تا گلو تیغ نہ آئی کہ مرجاؤ نگا
دل لگایا ہی تو اب شکوہ بیداد عبث

رحم آیا نہ کبھی عاشق شیدا پہ تجھے
دیکھا ہے دل ہوس طلب پر بیداد عبث
قسمت بد سے میسر ہوا وصل حبیب
زور بازو نہ مجھے دکھلایا جلاد عبث
یاردیہ بھی سن لو افراسیاب

کسی کے ساتھ وفا نہ کریگا اپنے خیرخواہون پر جفا کریگا باتین محیط کی سنکر افراسیاب بہت جھنجلایا آواز دی کیا بیہودہ بکتا ہے مین نے سبکو سرفراز کیا تم سب بھیک مانگتے تھے دربار مین لاچین کے بار نہ پاتے تھے ایک ایک خودمختار کو سلطنت دی کیا مین اکیلا خطاوار ہون سب نے نمکحرامی کی مین نہین حفاظت چاہتا ورنہ آفات نے آکر تنہا افراسیاب کے ہاتھ رکھدیا کہا اے بیوقوف اسوقت مین اسکو بدظن کرتا ہے اگر یہ چلا جائے تو آج ہی طلسم ہوش ربا فتح ہوجائے باغبان الیسا رازدان تو اپنی زبان سے مقام قید لاچین بتا چکا کوئی الیسا دعوکا لکھاتا ہے یہ کہکر آفات پھر قریب محیط آئی کہا اے محیط تم بزرگ ہو لڑکے سے کہنے کا برا نہ مانو تم اپنا کام کرو ہوش ربا مین نام کرو آفات نے محیط کو بہت بہلایا ورنہ اسنے قصد کیا تھا کہ پلٹ جاؤن نور افشان نے کئی مرتبہ محیط سے آنکھ ملائی اشارہ کیا کیون اپنی جان دیتا ہے تو ہمارے طلسم نور افشان مین چلا آ ملک آبادی سلطنت دینگے لاچین سے تیری خطا معاف کرائینگے کوئی کچھ نہ کہے گا محیط کو گمان غالب ہے کہ لاچین ہی خطا معاف کریگا آفات نے اسکو دام مکر مین لیا جیسے ہی عفریت خونخوار بڑھا محیط نے تیغ کھینچکر گلے پر رکھا گلا کاٹ کر اپنے کو سر عفریت پر گرا دیا جیسے ہی یہ لاشہ سر عفریت پر گرا عفریت نے ایک ایک چیخ ماری منھ سے شعلۂ آتش نکلا مردہ اژدہان بنکر جلنے لگا ادھر نا محیط کا جلنا عفریت خونخوار کا یہ معلوم ہوا ایک پہاڑ جل رہا ہے تمام صحرا آتش بہار ہوگیا جنگل لالہ زار ہوگیا پھر تو ان شعلہ ہائے آتش سے ہزارون جادوگر جلے آندھی سیاہ اٹھی افراسیاب اسقدر گھبرایا اُف اُف کرکے اپنے کو بچاتا تھا اندھیرے مین دوڑکر حیرت کو گود مین اٹھایا آفات نے دیکھا افراسیاب بدحواس ہوکر اٹک کر گری نیچہ کمر مین افراسیاب کی دیا دام جمشیدی کو کاندھے سے اتارا افرون پر مارا اُس دام مین صرماو ابرلیق و مصور و صورت نگار وغیرہ بارہ ہزار

سردار و تاجدار خبردار ہوئے اُس دام کو کاندھے پر ڈالا نیچے مین افراسیاب و حیرت جال
مین یہ سب سرداران با شوکت طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی تمام لشکر پراگندہ ہوگیا
اس حال پر ملال مین افراسیاب کو لاکر آفات نے باغ سیب مین اُتارا کنیزین تمام
دوڑ پڑین مصاحبون نے آکر شہنشاہ کو ہوشیار کیا تخت آراستہ ہوا حیرت آکر تخت پر بیٹھی
آفات چہار دست نے کہا کیون اے افراسیاب اب کیا منظور ہے یہ خبر پردۂ ظلمات
مین پہونچی حال قتل یاقوت سُنکر بلکہ ماہیان زمرد پوش بھی روتی پیٹتی آئی افراسیاب
کو قتل یاقوت کا بڑا قلق ہے کہ یہ اُسکے جمال پر عاشق بھی ہوا تھا یاد مین اُس سرو قد
کی آنکھوں سے آنسو نہین تھمتے آفات چہار دست نے کہا اے افراسیاب کیون اسقدر
گریہ و زاری کرتا ہے یاقوت مین کیا فخر تھا جہان تیرے اور خراج گزار ہین وہ بھی ایک بادشاہ
تھی قتل ہوگئی پاپوش سے افراسیاب نے کہا اے دادی جان یاد مین اُس محبوب کی برسون
نیند نہ آئیگی میرا یہ پاس کیا کہ جاتے ہی الشوہری قبول کر لیا اس خلق و مروت سے ملی کوکب
اپنے عزیز دار خاص کو جواب صاف دیا قرابت قریبہ کا پاس نہ کیا عمرو نے جاکر اُسکے
قلب نازک پر صدمہ پہونچایا افسوس ہے وہ ماہتاب ان ظلمہ دہن عفریت خونخوار ہوئی ماہیان
زمرد پوش نے جواب دیا گذشتہ کا یاد رکھنا حماقت ہے اسی وقت تو جبل زیج مین تو کھڑا
ہو جا آفات چہار دست ایک جانب ایک طرف مین سحر کرون ہم تینون کے بار سحر کو کون
اٹھا سکے گا آفات چہار دست نے کہا اے ماہیان زمرد پوش میرے بھی دل
مین یہی آرزو ہے مین تو کسی کام کی نہ رہی وہ جو شرف کوہ زبرجدی مشہور تھا جسنے آئینۂ
خبر آیندہ و گذشتہ ملتی تھی اُسکا سد باب ہوا اُسی حجرۂ بلا کے ہمراہ کنیزان سامری کی جان
تھی کیسی جبل جل کر مرین اے ماہیان زمرد پوش دادا افراسیاب مرتے مرتے وہ
حکم لگا گئین کہ اس سال مین طلسم ہوش ربا نہ بچے گا اسد نامدار لوح پائیگا ورب شکست پا جائینگے
لاچین و بدیع رہائی پائینگے اگر حقیقت مین بادشاہ سابق نے رہائی پائی ہم سب کو جان بچانا
مشکل ہوگی پہلے وہ ہی قصد کریگا کہ کوہ زبرجدی پر لشکر کشی کرون محیط بھی یہی حکم لگا کر مرا افراسیاب
نے کہا دونون نے جعلک مارا محیط حرامزادہ یاوہ گو تھا اپنی جان دیکر مرا مجھپر احسان کیا کیا مجال جو لقی

لوح طلسمی پاسکے دریاے نیل ایسی چیز ہو کہ اسد جا کر زمرد کو مار لیگا اُس دریاے زنگار پر ہوا بھی ٹھہرا کے جاتی ہو انسان کا گذر غیر ممکن کل احکام سامری و جمشید خلاف ہوے اس معاملات کا مجھکو یقین نہین آتا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی طائران سحر نے آکر خبر پہونچائی حجرہ انجم کی مٹنے کی خبر یہ کوہ نیلم پہونچی شہنشاہ نیلم کو بہت ناگوار ہوا فرماتے تھے ہمکو شہنشاہ نے نالایق تصور کیا آج تک ہمکو نہ لکھا ایک پرچہ تپلہ دیکر چلا گیا صرف اتنا مرقوم تھا کہ ہمنے حجرہ انجم کھولا آپنے اپنے وزیر اعظم کو حکم دیا مواج بن گرداب آدم خوار چالیس لاکھ فوج لیکر کوہ نیلم سے اُترا ہو بارہ کوس کوہ نیلم سے بڑھکر بارگاہ استادہ کرائی ہو مع لشکر گران فروکش ہوا اب آپ کے اشارے کا مشتاق ہو ہمنے لڑنے کا نون سنا وزیر اعظم نے ارشاد فرمایا ہم جانتے ہین سب کو ڈبو وینگے طبل جنگی نہ بجوائینگے سب بیٹے بھتیجے بھانجے ہمراہ لیکر اُترا ہو یہ سنکر افراسیاب نے تاج کو کج کیا کہا لوجلد اب سلمانون کا خاتمہ ہوا مواج بن گرداب آدم خوار زوجہ اُسکی جیحون جادو فرزند نوجوان لطمہ صد گوش دریانوش سرخاب دحباب مصاحب لط غوطہ زن دم غابی سحر سب سامان دریا اُسکے ساتھ ہو ساحران غدار آبرو دار مزاج مین جوش موج مین اپنی آیا ہو جسوقت اُسکے دریا کا غرا اُٹھا پڑیگا کشتی حیات سلمانان طوفانی ایک ایک کو حیرانی پریشانی حاصل ہوگی ایک ایک غرق دریاے سحر ہوگا اُسکا دریا کبھی آج تک پلٹا نہین زمانے مین شہنشاہ لاچین سے لڑا تھا کئی لاکھ سامری پرستون کو ایک اشارے مین ڈبو دیا کوئی اُسکا مقابلہ نہ کرسکا مصاحبان لاچین نے اسی کے ہاتھ سے شکست کھائی تھی ساحران بنگالہ سے لڑا تابہ کانور دلیس گیا ساحر جہاندیدہ صدہا سفر کیے اُس پر عیاری بھی خوب نکلی بڑا علقہ ہو عمرو اگر کوئی اُسکے لشکر مین جائیگا فوراً اُسکو قتل کرڈالیگا کیا مجال ہو جو عیار اُسکے لشکر مین جائے ای ملکہ حیرت تم لشکر لیکر مقابلہ سلمانان مین جاؤ مین نامہ اُسکو روانہ کرتا ہون بڑے انتظام سے آئیگا اُسکی راے مین دخل نہ دینا جسطرح مناسب جانیگا لڑیگا سلمانون سے کہلا بھیجنا کہ اب سوراخ مور و مار تلاش کرو دریاے موج سے جان بچاؤ کسی چاہ مین جاکر چھپو حیرت اسوقت تخت پر سوار ہوئی کہا ای شہنشاہ لشکر تباہ ہوا افراسیاب نے کہا سب سامان پہونچ جائیگا شاہان درنیلم آئینگے تمکو با اعزازہ اکرام لیجائینگے سب سامان مہیا ہوگا حیرت جادو مصور وغیرہ کو ہمراہ لیکر مع سرما و ابرلیق چلی انکا ذکر وقت پر ہوگا اہل اسلام نے جو اس معرکۂ عظیم سے مہلت پائی ایک صحرا

سبزہ زار مین لا کر لشکر کو اُتارا بارگاہ مین استادہ ہوئین کوکب روشن ضمیر لعل سخندان سے بڑے خلق سے ملے فرمایا بیٹا تمنے بڑے احسان کیے خدا مبارک کرے ملکہ لعل کے واسطے بارہ ہزار کنیزین خریدی گئین اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہوے نور افشان و کوکب و بران وغیرہ طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوے ملکہ بران ملکہ مہرخ سے کہتی ہین کنیز کو واسطے خبر کے روانہ کرونگی جو گذرے اسیوقت آپ ہمکو مفصل تحریر فرمائیے گا ملکہ مہرخ نے کہا انشاء اللہ اگر ایک ہفتہ کوئی ہمارے مقابلے مین نہ آئے تو طرف دریاے نیل کے کوچ کرین لوح کی فکر واجب و لازم ہی ملکہ بران نے کہا انتظار کیسا آپ تیاری کرین ہم بھی لشکر لیکر آتے ہین راہ مین آپ کو ملجائینگے پہلے حاکم دریاے ہفت رنگ ضرور راہ مین روکیگا اول صرصر ہفت رنگ سے مقابلہ پڑیگا اسیطرح لڑتے بھڑتے تا بدریاے نیل پہونچینگے فکر لوح واجب و لازم ہی اس بات کو بران کی سب نے پسند کیا باغبان قدرت کو حکم ہوا سفر کی تیاری کرو باغبان قدرت نے ایک ہفتہ کی مہلت لی اہالیان طلسم نور افشان طرف قصر جمشیدی کے گئے باغبان تیاری سفر مین مصروف ہوا اہالیان لشکر اسلام اس سامان مین مصروف حیرت لشکر لیے آتی ہی مواج بن گرداب آدم خوار با فوج قاہرہ کوہ نیلم سے اُتر چکا ملکہ بران باغ نگارین مین پہونچین لیکن گوش بر آواز ہین کہ نامہ آئے فوراً کوچ کرین اب سب کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان لقد روح روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان کہ طلسم اسکندریہ فتح کر کے راہ مین بھی مقابلہ پڑا چند قلعے فتح کر کے بہ رہبری صیقل آئینہ دار طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوے ہین خمسہ

ہزار رنگ سے ہر دل نگار راہ مین ہی — ترے ہی نام کی ساقی پکار راہ مین ہی
ہر ایک رند پئے انتظار راہ مین ہی — ہلے دور مئے خوش گوار راہ مین ہی
خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی

ہر ایک ذرہ جواہر نگار راہ مین ہی — زمین نقش قدم تاجدار راہ مین ہی
جلوس باد بہاری نثار راہ مین ہی — گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی
بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی

کہان وہ پورے جوان ہین جو ہو غم طفلی — دم بہار جوانی گیا دم طفلی

ابھی تو رنگ دکھاتا ہی موسم طفلی / شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی

ہنوز حسن جوانی بار راہ مین ہی

خیال کچھ نہین آیا فراز و پستی مین / نہ دل لگا نا بہت اس اجاڑ بستی مین
تمام عمر نہ کٹ جاے جوش مستی مین / عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین

نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی

جو کچھ بشر کہے اس قول کا نباہ ہی شرط / پڑے ہین چھالے بکھیڑے دلون مین واہی شرط
قدم قدم پہ سہارا خدا گواہ ہی شرط / طریق عشق مین ہی دل عصا آہ ہی شرط

کہین چڑھاؤ کسی جا اتار راہ مین ہی

اکھاڑ نخل عداوت کو رکھ نہ بیخ نہ بن / چمن کی سیر ہی منظور خار راہ نہ چین
اسی کا نام ہی حافظ لگا اسی کی دھن / سبیل عشق کا سالک ہو دل خطو کی نہ گن

شگون کے لینے کا کیا اعتبار راہ مین ہی

خبر تو لے کبھی ہوگی مسافر اسکو بھی / ملا دے نقش قدم سے برابر اسکو بھی
کیا تھا تو نے محبت کا خوگر اسکو بھی / جگہ ہی رحم کی یار ایک ٹھوکر اسکو بھی

شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

روا روی کے لیے ہی جہان مین پیدائش / کسی جگہ نہ توقف نہ زیب و آرائش
قدم قدم پہ ہی چالاکیون کی افزائش / سمند عمر کو اللہ رے شوق آسائش

عنان گسستہ دبے اختیار راہ مین ہی

نہ جاہ قبر مین ہوگا غرق ساتھ اپنے / کسی کہے کے چلین کس طرح ساتھ اپنے
نہ زاد راہ نہ کوئی شفیق ساتھ اپنے / نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے

فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

برا ہو ساتھ ہمارے نہ کوئی اچھا ساتھ / دوئی کی چھوڑ دین راہ مین چلے کیسا ساتھ
حسد کو چھوڑ دیا روح بس ہی تنہا ساتھ / تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسیکا ساتھ

ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

بتاؤن فقر کے آثار تابہ کی قاصد غرض یہ راہ سے الجز ہو گی طی قاصد	تمام حسرت عالم کا ڈھیر ہی قاصد بتا یہ کوچۂ قاتل کا سن رکھ ای قاصد

بجائے سنگ نشان اک مزار راہ مین ہی

بنا کے ابرو و مژگان کو گاہ گاہ وہ ترک غضب کے ناز سے طی کر رہا ہی راہ وہ ترک	شکار کھیلیگا ماہی سے تا بماہ وہ ترک چلا ہی تیر و کمان لیکے صیدگاہ وہ ترک

خوشا نصیب کہ جو جو شکار راہ مین ہی

تمام روز کی ہی یہ صدمۂ دلکش ہزار آبلے ہون لاکھ بار آئے غش	قریب شام ہی منزل وہان ہی دیدہ کش تھکین جو پاؤن تو چل سر کے بل نہ تھم آتش

گل مراد ہی منزل یہ خار راہ مین ہی

چہرہ رہروان منازل پر آفت طلسم ہوش ربا و طی کنندگان مراحل صعوبت و مصیبت و بلا راہ افسونگری کو پائے آبلہ دار سے بہ جد و جہد بسیار یون طی کرتے ہین اشعار مصنف

چنین مے نگارد بصد عظم و شان	سخن سنج دانائے این داستان
کمیت قلم را بجولان دہم	سخن را سر و برگ و سامان کنم

استادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ صاحب چتر و علم حاکم اقلیم جاہ و حشم یکہ تاز شبدیز جلالت رستم میدان جرأت نقد روح روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان جہد آت شاہزادہ صیقل آئینہ دار راہ پرخار صحرا کو طی کرتا ہوا طرف ہوشربا کے جاتا ہی اک صحرائے پر بہار مین آکر لشکر فروکش ہوا ملکہ انجم ماہر خسار و صیقل آئینہ دار نے لشکر ساحران کو بہ انتظام آثار اسپہ لان لشکر ایرج نیلم زنگی و فیلم زنگی وغیرہ نے لشکر غیر ساحران ترتیب دیا ہی بیچ مین بارگاہ ایرج ایک سمت ساحران عالی شان دوسری جانب سرداران نوجوان صاحبان شوکت و شان فروکش ہوئے کئی منزلون مین صحراہائے ویران ملے آج بعد کئی دن کے اس منزل مین فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا تخت پر ملکہ شیشہ مینوش ایک جانب ملکہ انجم ماہر خسار و شاہزادہ صیقل آئینہ دار پایۂ چہارم تخت پر اسکا و نگل ہی ایرج نوجوان و نگل یاقوت نگار رجلوہ فرما شا لو رایسا عیار خنجر گذار فرزند عمرو نامدار منتظم لشکر ہر وقت خبر گیری مین مصروف رہتا ہی ایرج نوجوان نے آج صیقل آئینہ دار سے پوچھا کیون ای برادر اب طلسم ہوش ربا کتنی

دور ہے صیقل نے عرض کی حضور یہ صحراے دور دراز منازل سوز و گداز پروردگار ہو کر آئے ہیں میرے نزدیک بعد چالیس دن کے نشان ہوشربا ملینگے ساحرون سے لڑائی شروع ہو جائیگی جلسہ عیش و نشاط جو آراستہ ہوا شیشہ مینوش کو تخت پر دیکھا انجم ماہر خسار پہلو مین پران شمشیر زن کی یاد آئی انتہا کی طبیعت گھبرائی شاپور نے جو شاہزادے کو متردد متوحش دیکھا سمجھ گیا فوراً چنگ مرصعی ہاتھ مین لیا دل بہلانے کو شاہزادے کے یہ غزل عاشقانہ نسیم دہلوی کی ساتھ ناز و ادا کے شروع کی غزل

قربان ہو رہی ہے مری جان ادھر ادھر
ہنستے ہین ساتھ عاشق نالان ادھر ادھر
ہنگامہ جنون ہے جو دونون کو ہین بپا
لڑتے ہین انکی بچان ادھر ادھر
یا دشمنون سے قطع ہو یا مجھسے بطرک
ہوتے ہین کل سے عیش کے سامان ادھر ادھر
وہ اپنی ہٹ پہ ہین مجھے اپنے کیے کی
پھیلے ہوے ہین اس مژگان ادھر ادھر
وہ چاہتے ہین آئین مین کتنا ہو آچان
کس طرح کے دلین ہین ارمان ادھر ادھر
ہین پہلوون مین داغ جو دونون طرف نسیم

دان رخ پہ ہے جو زلف پریشان ادھر ادھر
ہو لخت دل کہین تو کہین پارہ جگر
دامن ادھر ادھر ہے گریبان ادھر ادھر
دیکھا انھون نے مردہ مجھے مین نے انکا
کیون دل کو کر رہے ہو مریجان ادھر ادھر
کیونکر کرون مین بات جب ایسا لگے
سمجھاتے ہین دونون کو انسان ادھر ادھر
وہ بت ہے مین ہون جسکا دین تہ بصلے
کس لطف پر ہے رغبت انسان ادھر ادھر
منظور ہے جو رنجش سابق کا فیصلہ
جلوے دکھاتے ہین گلستان ادھر ادھر

جاتے ہین جب جب سوے چمن سیر کے لیے
رہتے ہین پیش چشم گلستان ادھر ادھر
زلفین کھچی ہوئی ہین جو چہرے پہ دو طرف
آتے نظر ہین خواب پریشان ادھر ادھر
مطرب ہان ہین جمع نوا ساز اس طرف
رہتے ہین ساتھ ساتھ نگہبان ادھر ادھر
آنکھون پہ سایبان ہین جو دیدے کے ہون کیا
ہوتے ہین جمع گبر و مسلمان ادھر ادھر
نالان و داد خواہ سے مین ہون مجروح تنگ
ہر روز جمع ہوتے ہین مہمان ادھر ادھر

ایرج نوجوان نے فرمایا اے شاپور ہمارے دل کو کیا بہلاتے ہو دل تو درد منزل قابو مین نہین ہے دیکھین کوے محبوب مین کس دن ہوتی ہے جو تقدیر رسائی کرے زمانے مین جہانگیر کے گئے پلٹ آئے کوکب روشن ضمیر کی تاکید تھی کہ تم ان کو کم تھا نقاب ڈالکر بارگاہ مین آؤ کچھ ہم سے نہین بڑا دادا جان کے ساتھ چلے آئے ابھی اگر رسائی ہوتی تم جاتے ہی کوکب سے سوال کرینگے صیقل آئینہ دار نے عرض کی اے شہریار اس مشکل کو غلام حل کریگا آ لطف سے کوکب سے تقریر کرون اور عرض کرون کہ ایسے پیوند کسکو نصیب ہوتے ہین اے کوکب غنیمت جانو فرزند قاسم نوجوان نبیرہ صاحبقران صف شکن تیغ زن صاحبقران اعظم کے فدعی مشہور ہوگے یہ خواہش قبول کریگا ایرج نے کہا یہ رات بہر کی کیونکر کٹیگی ہر شب تڑپ تڑپ کر بسر کرتا ہون

تخمیس کہو کہ شب فراق یار دلدار میں بیقرار کو کسطرح چین آئے بقول قلق غزل

روشن رہا وہ ماہ منور تمام رات
روشن رہا مثال سحر گھر تمام رات
بے یار پھاڑے کھایا کیا گھر تمام رات
سونگھا کیا میں شوق میں بستر تمام رات
اس خواب دیکے دل کو جو اک لو لگی رہی
تکیہ دھرا رہا وہی دل پر تمام رات

راحت ہوئی نصیب دم بھر تمام رات
ایسے تمہی ساتھ سونے کے خوگر تمام رات
بسر ہو رہا نگاہ میں اختر تمام رات
مدت کے بعد وصل جو اسکا ہوا نصیب
مانند شمع کاٹی ہے رو کر تمام رات
الجھی نگاہ لیلی کے لب ان کی قلق

تھا جلوہ گر وہ مہر منور تمام رات
مجھکو جدا نہ کرتے تھے دم بھر تمام رات
بستر اٹھا کے لگی مری تری خوشبو سے جسم کی
سویا لپٹ لپٹ کے میں دن بھر تمام رات
سر رکھکے سو گئے تھے دل ناتوان پہ تم
صحبت جو یار سے ہو میسر تمام رات

یہ اشعار پڑھ کر شاہزادہ اسقدر رنجیدہ ہوا کہ تو سب سرداران صحرائے سبزہ زار میں آکر نہایت خوش و خرم ہوئے تھے یا بارگاہ میں سناٹا پڑ گیا ہر ایک کو یہی خیال ہے کہ ہمارے آقائے نامدار کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے انجم ماہر خسار خاموش شیشۂ منوش کو محبت کا جوش صیقل نے بہت بہت سمجھایا اتنا بڑا لشکر جرار کا اس انتہا کی روشنی ہوئی فضلائے کار اس حوالی میں ایک قلعہ ہے کہ اس قلعے کو آفتاب نما کہتے ہیں آفتاب شعلہ خوار جادو افراسیاب جادو کا خراج گزار در بند دخانیہ جہان کا حاکم دخان سیہ رو آفتاب شعلہ خوار کا خراج خدمت میں دخان سیہ رو کے جاتا ہے وہ خدمت میں افراسیاب کے پہونچاتا ہے آفتاب نہایت صاحب جاہ و جلال سحر و ساحری میں بے مثال قلعۂ آفتاب نما میں تخت پر بیٹھا ہے گرد بڑے بڑے جادوگر سیہ فام کج نظر وزیر امیر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں مصروف عیش و نشاط کہ چند ساحر دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے بادشاہ عالی جاہ نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ایرج نوجوان با لشکر قاہرہ طرف طلسم ہوشربا کے جاتا ہے آج لشکر اسکا صحرائے سبزہ زار میں اترا ہے بارگاہ سے نکلکر ملاحظہ فرمائیے اسقدر روشنی ہوئی ہے کہ تمام صحرا آتش بہار معلوم ہوتا ہے آفتاب شعلہ خوار تخت سے اٹھا بیرون بارگاہ آیا کوٹھے پر سے آکر ایرج نوجوان دیکھا چل گیا جہانتک نگاہ نے کام کیا لشکر ہی لشکر نظر آیا بارگاہیں خیمے سراپردے منزلوں تک استادہ ہیں لشکر با عیش و آرام فروکش ہے آفتاب غصے میں کانپتا ہوا کوٹھے سے اترا بارگاہ میں ایک ساحرہ بیٹھی ہے کہ آتشبار جادو نام ہے گرم خو شعلہ مزاج سحر میں شعلۂ جوالہ علم دیا ہے آتشبار تو نے کچھ حال بھی سنا بادولت کو کتنی مدت سے خبریں ملتی تھیں کہ سلیمان شہنشاہ سے لڑ رہے ہیں مجھے تعجب ہوتا تھا اب یہ بدعت یہ قیامت کہ بادولت کی حد میں یوں بے پروانہ آکر اترے نہ بادولت سے پرسش جانی

خطا کی کوشش بڑے فکر مین آنا یون جاہ وجلال دکھانا بڑے گستاخ ہین جا کے آگ برسا دے سب کو
جلادے خبردار ایک زندہ نہ بچے یہ سنتے ہی آتشبار جادو بھی بھڑک کر اٹھی سحر کرکے بلند ہوئی کچھ رات
باقی تھی اک کوہ بلند پر آکر ٹھہری جھولی سے نقل آتشین نکالی روشن کرکے گرم خوئی دکھانے لگی لیکن
جب وشنک کی شعلہ بھڑک کر آسمان پر بلند ہوا لشکر ایرج پر ابر آتش فشان محیط ہونے لگا ایک
دو گھڑی کے بعد اُس ابر آتش نے سارے لشکر کو گھیرا اب اس نے وشنک کی اُس ابر سے آگ برسنے لگی
لشکر ایرج مین قیامت برپا ہوئی خیمے جلنے لگے ہر برگ و بار سے شعلے نکلنے لگے کئی ہزار بندگان خدا ساحر
وغیرہ ساحر جلے خیمے سرنگون ہوے وہ وقت ہے کہ شعلۂ جوالا آفتاب عالمتاب آتشکدۂ مغرب سے نکلکر چرخ نیلی
چمکا لشکر ایرج مین صدائے فریاد والغیاث بلند ہوئی بارگاہ ایرج نوجوان مین شب بھر جلسہ آراستہ
رہا جب رات کم باقی رہی تب جاکر آرام فرمایا یہ ہنگامہ جو ہوا شاہزادہ ایرج نوجوان سر برہنہ پیادہ
خیمے سے نکل آیا دیکھا لشکر پر آسمان سے برق مثال آگ برس رہی ہے بلائے آسمانی فلک کے
بجائے آب شعلہ فشان لشکر بھاگنے لگا شاہزادہ صیقل آئینہ دار ہنگامہ سنکر باہر آیا دیکھا
ایرج نوجوان حیران و پریشان در بارگاہ پر کھڑے ہین آتے ہی صیقل نے عرض کی آقا یہ آتش سحر ہے
کسی ساحر نے مخفی ہوکر سحر کیا یہ کہکر اک ابر کا ٹکڑا بنایا سر پر ایرج کے قائم کیا کہا حضور برائے خدا
آپ اسکے سایہ مین رہیے گا ورنہ یہ آتش سحر جلادیگی یہ کہکر انجم ماہر خسار کو آواز دی ملکہ انجم
بھی گھبرا کر خیمے سے نکل آئی اس سحر کو دیکھکر ہنسی کہا اے صیقل تم شاہزادے کے پاس رہو مین
ابھی اسکی فکر کرتی ہون مین سمجھ ہی گئی یہان سے قریب قلعہ آفتاب نما ہے بڑے بڑے جادوگر
وہان رہتے ہین خراج گزاران افراسیاب سحرکاری مین لاجواب مین پہچان چکی ہون ان لوگون کے
سختیین رہتی تھین تم لشکر کو بچاؤ مین ابھی آئی یہ کہکر انجم ماہر خسار طاؤس پر بیٹھکر بلند ہوئی
صیقل نے روئی کے گالے جھولی سے نکالے اسپر قطرات آب ڈالکر سحر کیا لکہ ابر سیاہ بنکر تیار ہوا
ابر سیاہ اُس ابر آتش فشان پر جا پڑا جسطرح دو فیل مست لڑتے ہین ٹکرین چلین دھڑاکے کی
آواز آئی ابر آبی ابر آتشی پر غالب آیا ابر آتش فشان ٹکڑے ٹکڑے ہوکر لپٹا انجم ماہر خسار ابر کو توڑ کر
نکل گئی فشان پر آتش کے چلی دیکھا ایک جانب سے شعلے بھڑک کر آتے ہین ابر آتش فشان کو زد
دیتے ہین صیقل نے وہ دریاوی گھٹائی ابر آتش فشان پلٹ گیا آتشبار جادو بر سر کوہ غصے مین بیٹھی

سحر کر رہی تھی یا تو شعلہ ہائے آتش جاتے تھے ابر آتش نشان کا زور بڑھاتے تھے یا یکایک پلٹ پڑا اسی کے سر پر آکر ٹھہرا قریب ہو کہ اسی کو جلا دے آتشبار جادو گھبرائی اپنے کو بچاتی ہو شعلے اسی پر گرتے ہین انگارے آگ کے اسی کے گرد پھرتے ہین دفعۃً سحر صیقل آئینہ دار نے کیا پکار کر آواز دی سحر گر نیوالا اپنی آگ مین آپ جلے گرم مزاجی کا مزا لے اسی وجہ سے وہ شعلہ ہائے آتش اسی پر گر رہے ہین کبھی کھڑی ہو جاتی ہو کبھی یا سامری یا سامری پکارتی ہو کبھی بیردن کو للکارتی ہو گھبرا کر سنقل آتش کو زمین پر دے مارا دریائے آتش موج زن ہوا بھڑک کر لشکر اسلام پر آیا شاپور شیر دل نے بڑھکر صیقل آئینہ دار کو خبر دی ای شہریار آسمان سے تو آگ برسنا موقوف ہوئی دریائے آتش صحرا سے آیا کئی خیمے جلے بہت سے ساحر اس دریائے آتش مین غرق ہو گئے در سیدم دریائے آتش موج زن ہے گرما گرم خبر سنکر صیقل جھپٹا کنارے پر آکر دو گولے اسطرح کے مارے کہ شعلہ ہائے آتش و دریائے سرکش جیخ مار کر اٹھا لیا وہ دریا بھی پہاڑ پر آکر جھکا آتشبار گھبرا کر پھر سحر کرنے لگی کہ آسمان سے نعرہ ہوا ای آتشبار یہ گرم مزاجی ہمارے ساتھ سنو ملکہ انجم ماہر خسار آتشبار جادو ملنے سے آتش سحر کے گھبرائی ہوئی تھی انجم کو جو دیکھا پکارنے لگی کہ بوا تم سے کیا کام آؤ میری شریک ہو جاؤ ہم تو سلمانون کو جلانے آئے ہین تم میرے سحر سے کیون جلتی ہو آپ ہی آپ اٹھتی ہو انجم نے آواز دی او ناریہ ہمارا لشکر ہو یہ کنیز بے تمیز ملیسؑ صاحبقران کے لشکر ظفر اثر کی افسر ہو جادو رہو بھاگ جا اپنے عالم کو لیکر آ سر میدان مقابلہ ہو لطف سحر و ساحری لے تو نے غفلت مین چند بندگان خدا بے خطا جلا دیے اب کیا تو بھگی یہ سنکر آتشبار بہت بھڑکی جھولی سے گولا نکالکر انجم ماہر خسار پر مارا انجم نے اسم سحر کا پڑھ کر گولے کو آہن سے کے رد کیا گولا فولاد کا ہاتھ مین روک لیا اسی گولے پر اسم سحر پڑھکر آواز دی اب اپنے کو بچا یہ کہکر بہ قہر و غضب تمام گولا مارا آتشبار کی پیشانی پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے رہبر دراہ عدم وہ شعلہ افروز نار جہنم ہوئی آتش سحر درہم و برہم ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من آتشبار جادو بود انجم ماہر خسار نے طائلہ مین رسن سحر باندھی کھینچتی ہوئی لیکر لشکر مین آئی ایرج کے سامنے لاکر لاشہ ڈالدیا کہا یہ گنہگار حاضر ہی جو جل گئے تھے کشتہ سحر تھے سب نے حیات تازہ پائی خوشی کے نقارے بجنے لگے ایرج نے خلعت ملکہ انجم ماہر خسار کو دیا صیقل بھی ہنستا ہوا اٹھا لیکن آفتاب شعلہ خوار مسجا ہوا کہ رہا ہی کیون یارو اس لشکر سرکش کا خاتمہ ہوا آتشبار کے لیے خلعت لاؤ پھر بھر مین سب کو جلا دیوے گی

شہنشاہ افراسیاب جادو نے آج تک ہمکو خبر بھی نہ کی نجبر ساحر کا مار لینا کتنی بڑی بات ہی ہمارا کون ہمسر ہی
یکایک چند ساحر دوڑتے ہوئے آئے عرض کی حضور ہم دور سے دیکھ رہے تھے ملکہ آتشبار نے
جاتے ہی آگ لگا دی ہزارون جلے یکایک ہم نے دیکھا ایسا پانی برسا ابر آتش فشان مٹنے لگا پھر
ایک ساحرہ تاجدار ماہر خسار طرار و فرار بر سر کوہ پہونچی ملکہ آتشبار جادو کو مار لاشہ کھینچتی ہوئی لیگئی
یا تو اُس لشکر مین رونے پیٹنے کی صدائین بلند تھین اب تو نوبت نقارے بج رہے ہین یہ بھی غلامون
نے دیکھا بڑے بڑے ساحر ساتھ ہین پہلوانان صف شکن ساحران شعبدہ باز کارگذاران سرفراز
دو یا ڈھائی لاکھ کا لشکر ہو یہ بھی خبر دریافت ہوئی کہ راہ مین قلعہ جات فتح کرتے ہوئے آئے ہین
اُس جوان نے جو سب کا افسر ہی ایرج نوجوان نام بہادر خوش انجام بڑے بڑے پہلوانون کو مارا
ہی چہار جانب سے بڑے بڑے رستم اُسکے مقابلہ مین نہین آتے قصد ہی اسی طرح لڑتا بھڑتا تا بہ طلسم ہوشربا
جائے یہ خبر وحشت اثر سنکر آفتاب شعلہ خوار زرد ہو گیا پہلو مین دریابار جادو بیٹھی ہی کہا اے دریابار جادو
ان سرکشون کو لینا مین بھی لشکر تیار کرکے آؤنگا دریابار نے کہا مین ابھی جاتی ہون آپ تکلیف
نہ کرین اتنا تو دریافت کیجیے کہ یہ ساحرہ کون تھی جس نے آتشبار جادو کو مارا ہرکارون نے کہا اُسنے
یہ لکر نعرہ کیا تھا نیم ملکہ انجم ماہر خسار ہم پہچانتے ہین قلعہ انجم حصار کی حاکم بادشاہ طلسم سکندریہ کی
ناظم مشہور ہی کہ ایرج نوجوان پر عاشق ہی انہین سے بلکہ ملک طلسم اسکندریہ فتح کرایا اب لیکر ایرج کو طرف
ہوشربا کے جاتی ہین بڑے بڑے سرکش ہمراہ ہین کنیز ابھی جاتی ہی یہ کہکر دریابار بڑے جوش غرور نشہ
سے اُٹھی روئی کے گالے جھولی سے نکالتی ہوئی بڑبڑاتی ہوئی قلعے کے باہر آئی اسکے ساتھ کے دس
ہزار جادوگر تھے کی یہ افسر ہی وہ مجتمع ہین دوڑ پڑے آفتاب شعلہ خوار نے بھی کہا خبردار جاکر جلوہ کردو
سب کی شکلین باندھ لاؤ انجم کو کشان کشان اُسکے عاشق کے ساتھ گرفتار کرکے خدمت مین بدولت
کی حاضر کردین ان سبکو خدمت مین اوخان کی روانہ کرونگا وہ ہمارا افسر ہی جو مناسب جانیگا وہ کریگا یہان
ایرج نوجوان دربار مین آکر بیٹھے انجم ماہر خسار کرسی پر جلوہ فرما ہی لیکن صیقل آئینہ دار نے عرض
کی ملکہ انجم تم تو مطمئن ہوکر بیٹھی ہو بادشاہ قلعہ آفتاب نما نے یہ سرکشی کی جادوگرنی کو بھیجا یہ آفت
برپا کر انی عنایت خدا سے تم نے اُسکو قتل کیا جس نے بلا وجہ ہم سے خصومت کی وہ کیا باز رہیگا
ضرور یہان فساد عظیم ہوگا ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ جو اُس بے حیا نے کیا ہم خود لشکر تیار

کر سکے اُسکے قلعے پر جا پڑین اگر فساد سے ڈرینگے تا بطلسم ہوشربا کیونکر پہونچینگے جسوقت جبن رہند کے قریب
پہونچینگے وہ ضرور روکیگا اور ہر مقام پر لڑائی پڑیگی انجم نے کہا اسکا کیا ڈر ہے بسم اللہ اُٹھیے لشکر کی کیا احتیاج
ہے ہم آپ چلیں آفتاب شعلہ خوار کی مشکیں باندہ لائیں صیقل آئینہ دار اُٹھا انجم ماہر خسار نے اسباب
سحر جسم پر آراستہ کیا چند ساحر رفیق جانباز و سرفروش اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہم اپنے افسرون کو
اکیلا نہ جانے دینگے قلعے مین لاکھون جادوگر ہونگے خیرخواہان دولت کا ہمراہ لینا واجب و لازم ہے وہ بیجا
برسر پرخاش ہے بلا وجہ ہمارے لشکر کے ٹالنے کی تلاش ہے ضرور لشکر تیار ہونگے ہرچند صیقل نے منع
کیا مصاحبون نے نمانا ایرج کو جھککر سلام کیا ایرج نے شاپور سے کہا ہمارا مرکب تیار کرو صیقل
آئینہ دار نے کہا آپ کا وہان کیا کام ہے سحر و ساحری کا مقدمہ ہے ہم سمجھ لینگے ایرج نے کہا اے صیقل
یہ مجھ سے کبھی نہو سکیگا کہ تم جا کر میرے واسطے جانبازی کرو مین مصروف عیش و نشاط رہون انجم
ماہر خسار نے بھی ہاتھ باندہ کر عرض کی حضور ہم ابھی واپس آتے ہین حضور کیون گھبراتے ہین آفتاب
شعلہ خوار جسکا نام ہے بڑا ساحر مکار و غدار ہے اس قلعے مین اکثر ناظم آئے نہین تھم سکے اس طرف کی رعایا
بہت سخت ہے اسنے آکر دیہات و قریات آباد کیے باج و خراج لیا بڑے بڑے ساحر جمع کر لیے یہ ذکر تھا
کہ لشکر مین یکایک تلاطم ہوا ساحر دوڑے ہوے آئے کہا اے شہریار اک دریا سے قہار و مواج
صحرا سے ظاہر ہوا ہے کئی ہزار بندگان خدا ڈوبے آپ کے ملازمون نے سحر بھی کیے جوش دریا کا کم نہین
ہوتا نہنگان خون آشام دریا سے نکل نکلکر بندگان خدا کو کھا گئے مچھلیان تڑپ رہی ہین جسپر گرین آگ سے
جلا دیا بہت سے نیچے ڈوبے صیقل آئینہ دار نے کہا کیون شہریار آپ نے دیکھا اتنا تو پلٹ کر انجم
و صیقل نے کہا کہ برائے خدا حضور تکلیف نہ کرین پھر ہم سے کچھ نہو سکیگا ایرج نے نہ مانا پشت کرہ
بن اشقر پر سوار ہوے شاپور شیر دل بانہلے عیاری سے آراستہ ہو کر ایک جانب بھاگا صیقل
آتے ہی سحر کرنے لگا انجم ماہر خسار نے پہونچتے ہی مچھلیون کا انتظام کیا موتیون کا مالا دریا مین پھینکا
فوراً مروارید بے بہا چنگاریان بنگئے جس مچھلی پر شعلہ پڑا اجل کی صیقل آئینہ دار نے جا کر ایک نہنگ کو
چیر کر پھینک یا جم کر دو چار گولے آہنی مارے دریا مین جنبش ہوئی مچھلیون کو تہ آب چھپنے کی کوشش
ہوئی نہنگان خون آشام بھاگے مگر ڈوبنے سے کنارہ نہ کرتے تھے دریا بار جادوگر گوشہ صحرا مین کھڑی ہوئی
دس ہزار جادوگر ساتھ مین بڑے جوش و خروش سے سحر کر رہی ہے یکایک اسنے دیکھا دریا پٹا اسکے ساحر

دریا کو دیکھکر بھاگے دریا نے اسکے ساتھ والون سے آشنائی کی سو جہ بلند ہوا کئی سو اسکے ساتھ کے ڈوبے ایسے ڈوبے کہ پھر نہ ابھرے ہزارون غوطے کھانے دریا بار جادو گھبرا گئی جھولی سے بہت سے ماش کے دانے نکالے اسم سحر پڑھکر دریا کو پھر جوش دیا پھر جوش مار کر چلا ساتھ والون کو بھی بچانے لگی لیکن تڑپتی پھرتی ہی کبھی سایہ نخل مین ٹھہری کبھی جست کرکے شکل طائر وحشی کسی شاخ پر جا بیٹھی کبھی کسی ساتھ والے کو جو دیکھا کہ دریا مین ڈوب رہا ہی عقاب بنکر گری کر مین پنجہ دیکر اٹھا لائی کبھی بھاگ رتی کے میدان مین پہونچی مگر دریا کو اسنے سحر کرکے پھر لٹا دیا ساتھ والے اسکے کئی ہزار ڈوبے سامری و جمشید کو پکار رہے ہین چاہتے مین بھاگ کر چلے جائین دامن صحرا سے منھ کو چھپا دین دریا بار جادو ایک کنیز کو اپنی دریا سے نکالکر لائی کہ وہ ڈوبی جاتی تھی اسکو اک نخل کے سایہ مین ٹھہرایا پشت پر ہاتھ پھیر اکہا دیکھ ہوشیار ہو وہ ہچکیان لے رہی تھی کہ کان مین رونے کی آواز آئی صدائے نحیف و ضعیف کوئی یہ کہکر روتا ہی یا سامری و جمشید یالات و منات ان ظالمون پر اپنا غضب نازل کرو پونے دو سو خداوندون کا نام سنا جاتا ہی آپ کو حجاب نہین آتا ہی بندگان سامری و جمشید پر یہ مصیبت دریا بار بیقرار ہو گئی اُس صدا کی جانب متوجہ ہوئی دور سے اک جھاڑی مین سے رونے کی آواز آتی ہی دریا بار جادو قریب پہونچی دیکھا اک نازنین بادلہ پلنگ پوش اوڑھے ہوے سجدے مین پڑی ہوئی دعا کر رہی ہی جاکے دریا بار جادو نے ہاتھ پکڑکر اُٹھایا کہا ارے تو کون ہی نیک بخت ذرا سر تو اُٹھا تیری صدا سے دل مین درد ہوتا ہی اُس عورت نے سر اٹھایا دریا بار جادو نے دیکھا اک نازنین مہ جبین کم سن سبزہ رنگ لیکن وا اس عالم یاس ناک سے قطرات خون گر رہے ہین چہرہ سارا خون آلود لختے خون کے سینے پر جمے ہوے ہچکیان لے رہی ہی دریا بار جادو یہ حال مصیبت مآل دیکھکر بیتاب ہو گئی کہا کیون بی بی یہ کیا سر کہ ہی اس نازنین نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا حال پوچھتی ہو فرد

چہ پرسی از سر و سامان جمع و عمر ایست چون گل
بگیختم پریشان روزگارم خانہ بردوشم زہا پروانہ صفت ز آتش دل بال و پرم سوخت

چون شمع شب ہجر بپایان سرم سوخت
بس آتش سودائے تو مغز و سر و دماغم
از بوئے گل تازہ ز آہ سحرم سوخت

در بزم وصالت دلم از ساغر حیرت
در آب روان مردمک چشم ترم سوخت
مخفی ز شر بودہ مگر بادہ لت امشب

خورشید غریبے کہ ز گرمی جگرم سوخت
بلبل رہ خود گیر کہ در گلشن امید
از شعلہ آن مشت خس خشک و ترم سوخت

کیا حال زار اپنا کہون ای مونس و ہمدم سامنے جو قریہ ہی راجہ کی دختر بلند اختر ہون لشکر یہ جو آ کر اترا بڑی بیوقوف قوم ہی کہتی ہی ہمارا خدا ہے نادیدہ اکیلا ہی آسمان پر رہتا ہی کوئی اُسے دیکھ نہین سکتا ایک رسالہ دار اُدھر سے گذرا مین بدنصیب تماشا کو کوٹھے پر کھڑی ہوئی تھی آنکھ اُس سے چار ہو گئی دور سے منتین کرنے لگا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا مین پریشان ہو کر کوٹھے سے اتر گئی اُس رسالہ دار نے جا کر اپنے افسر سے اپنا حال کہا اُسکا ایرج نوجوان نام ہی قتل کرنا سامری پرستون کو اُسکا کام ہی آخر اُس افسر ظالم نے ہمارے باپ کے پاس پیغام بھیجا اپنی بیٹی کی شادی ہمارے رسالہ دار کے ساتھ کرو مذہب بھی ہمارا اختیار کرو باپ نے ہمارے انجام نہ سوچا جواب صاف دے دیا کہ ہم اپنے مذہب قدیم کو نہ چھوڑینگے اپنی بیٹی کی شادی مسلمان کے ساتھ نہ کرینگے سنتے ہی وہ جوان جل گیا سوار ہو کر آ پڑا اور لڑ ہمارے خوب لڑے اُسکے ساتھ جادوگر بھی تھے اُنھون نے سحر سے گانؤن مین آگ لگا دی قصبہ لٹنے لگا مین یکہ و تنہا نکل بھاگی ایک سپاہی نے مجھکو پکڑا نقد آبرو کو تو مین نے بچایا زیور اُس نے سب لے لیا یہ قوم مسلمانان جلاد و صاحب ظلم و بیداد ہی ہر چند مین نے چاہا زیور آتار کے دیدون اُس ظالم نے کان نوچ لیے ناک سے نتھ کھینچی تمام اعضا زخمی ہوئے آج دو دن گذرے مین کمبخت بدنصیب اس ویرانے مین پڑی ہون شیر بھیڑیے نے بھی نہ پوچھا اب دعا مانگ رہی ہون کہ یا سامری جمشید مجھکو بلاؤ اس مصیبت سے بچاؤ ای لوگو تم کو لینے دو سو مین ایک بھی مرد کو نہین آتا مسلمانون کا اکیلا خدا لونے دو سو خداوندون پر غالب ہوا تم احسان کرو میرا سر کاٹ لو کشاکش سے چھڑاؤ اگر زندہ رہونگی مان باپ کا نام بدنام ہوگا سب مارے گئے مان باپ قتل ہوئے غربت مین پڑی ہون دریا بار جادو نے گلے سے لگایا کہا نیک بخت تیری باتون سے کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مین نے انھین ظالمون پر سحر کیا ہی تیری آہ نے تاثیر کی مین نے معقول تدبیر کی ہی ہزارون کو ڈبو دیا لیکن وہان بھی ساحران زبردست ہین سحر میرا دفع کرتے ہوئے آتے ہین میرے دریاے سحر کو شاق ہین اُس نازنین نے گھبرا کر کہا جادوگرنی صاحب سامری و جمشید تمھین سلامت رکھین ظالمون کے ہاتھ سے بچاتے ہاے غضب ہوا وہی رسالہ دار آتا ہی دریا بار جادو نے پوچھا کہان نازنین نے ہاتھ اُٹھایا کہ دیکھو وہ آتا ہی دریا بار جادو کہان کہکر اُٹھی برابر تو نازنین کھڑی تھی حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالکر کہا یہ آیا دریا بار نے چاہا پلٹون نعرہ ہوا منم شاپور شیر دل لپٹ کے خنجر مارا شکم

جاک دریابار جادو کا قصہ پاک آبرو خاک مین ملی بناہ ملنی مشکل ہوئی اور جادوگر جو ساتھ آئے
اسکے لڑرہے تھے جنگل سے اونکے کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من دریابار جادو بود شاپور
شیر دل تیغ سر لیکر دریابار کا بھاگا یہان ملکہ انجم و صیقل آئینہ دار نے دیکھا دریا غائب ہے اجبان وہ دریائے
قہار بھا خاک اوڑنے لگی کہ سامنے سے شاپور شیر دل سر لیے ہوے دریابار جادو کا آیا قدمون پر انکے آقا
کے سر دریابار جادو کا ڈالدیا صیقل آئینہ دار و انجم ماہر خسار نے کہا اے مہتر والا گہر اے فرزند عمرو
نامور اسکو کہان پایا شاپور شیر دل نے حال کہا صیقل آئینہ دار و انجم ماہر خسار نے کہا اب رکنا بہتر نہین ہے آفتاب
شعلہ خوار بہت بڑا ساحر زبردست ہے فساد برپا کریگا یہ کہکر صیقل و انجم طرف قلعے کے چلے سرداران ایرج
نوجوان نیلم و فیلم وغیرہ اپنے آقا کے ہمراہ صیقل آئینہ دار و انجم ماہر خسار آگے بڑھے ہوئے
آگے آگے لشکر ساحران پشت پر پرے غیر ساحرون کے نوبت نقارے بجاتے ہوے طرف قلعہ کے
چلے یہان آفتاب شعلہ خوار غصے مین بیٹھا ہے خبرین پوچھ رہا ہے دریابار نے کیا کیا ہر کارے
خبر دے رہے ہین حضور دریابار جادو نے ہزارونکو ڈبو دیا آفتاب شعلہ خوار کہہ رہا ہے دریابار
بڑے غضب کی ساحرہ ہے تعلیم یافتہ دخان سیہ رو برسون طلسم ہوشربا مین بھی رہی ایکدفعہ
سے اوسکا نام دریابار جادو رکھا گیا یکایک ونکی صدا آئی گھبراکر آفتاب بارگاہ سے باہر
نکل آیا دیکھا ہمراہیان دریابار جادو دہائی دے رہے ہین لاشہ بے سر لیکر آئے ہین پوچھا کیا
ہوا عرض کی حضور کچھ ہماری سمجھ مین نہین آتا چلے جاتے ہی ساتھ جوش و خروش کے دریا بہے
سحر بنایا ہزارون مسلمان ڈوبے ہم لوگ بھی سحر کر رہے تھے اودھر سے صیقل آئینہ دار و انجم ماہر خسار
نے دریا کو پلٹا دیا مگر ملکہ دریابار جادو نے کسی مقام پر کمی نہین کی سحر کرتی ہوئی جنگل مین گئی
مرنیکی آواز آئی جاکر دیکھا کوئی سر کاٹ کر لیگیا یہ خبر وحشت اثر سنکر آفتاب شعلہ خوار ٹھہر کا جلال
آیا انہی مقام سے تیغہ ٹیک کر اوٹھا حکم دیا لشکر تیار کرو اسلمانونکی شامت آئی دو لاکھ ساحران غدار
اژدران آتش فشان پر سوار ہوئے یہان صیقل آئینہ دار و انجم ماہر خسار مع ساٹھ ہزار ساحران نامی
پشت پر پہلوانان گرامی دور سے دیکھا قلعہ آفتاب نما کا پھاٹک کھلا آفتاب شعلہ خوار کرگدن
مست پر سوار پشت پر لاکھون ساحر باز و بط و قرقرے وغیرہ پر سوار آفتاب شعلہ خوار نے جو آمد لشکر
مسلمانان دیکھی کرگدن کو جھکا یا کڑک کڑک کے گرنے لگا دونون لشکر آپسمین ملگئے صیقل آئینہ دار نے

دیکھا لشکر تباہ ہوا جاتا ہے آفتاب چمک کر وسط سما پر آیا اسقدر گرمی ہوئی ہزارون ساحر وغیر ساحر
پسینے پسینے ہو کر گرے بیہوش ہوے آفتاب سے شعلے بھڑک کر گرتے ہین جلا رہے ہین صیقل آئینہ دار
نے انجم ماہر جنسار سے اشارہ کیا ملکہ لشکر کو بچاؤ مین اسکی فکر کرتا ہون انجم نے باران سحر برسایا
کچھ سپرین فولادی بنا کر سرون پر قایم کر دین کہ جو شعلہ سحر گرے سپر سحر روک لے باران سحر جو برسا
ہوا سرد چلی گرمی کم ہوئی صیقل آئینہ دار کو سب نے دیکھا اپنے مرکب پر چرخ مارتا ہوا بلند ہوا
قریب اوس آفتاب کے پہونچا گولہ مارا روشنی آفتاب کی کم ہوئی آفتاب شعلہ خوار ظاہر ہوا
صیقل آئینہ دار سے تلوار چلنے لگی آفتاب شعلہ خوار نے تیغہ سحر مارا صیقل آئینہ دار نے سپر سحر
پر روکا تھا زمین سے ہزارون گز کی بلندی پر دونون مین تلوار چل رہی ہے شعلہائے آتش بھڑک کر
گرتے ہین ان شعلہائے آتش سے ہزارہا ساحر جلے جاتے ہین غیر ساحر غل مچاتے ہین صیقل نے للکا
کر تیغہ سحر کو اپنے آراستہ کیا خون اپنا دم شمشیر پر لگایا کچھ سحر پڑھکر تیغہ مارا آفتاب نے سپر سحر کو چہرے
کی پناہ کیا تیغہ صیقل نے سپر کو کاٹا سر آفتاب کا زخمی ہوا چیخین مارتا ہوا بھاگا چاہا قلعے مین
بھاگ کر جاے ملکہ انجم ماہر جنسار نے بڑھکر در قلعہ پر اپنا قبضہ کیا آفتاب نے حسب دلخواہ بیابان فوج
بیقرار جنگل کا راستہ لیا صیقل آئینہ دار نے کہا او آفتاب شعلہ خوار کہاں بھاگا جاتا ہے پلٹ کر
آفتاب نے آواز دی اب تم سبھون کی قضا قریب ہے نہ گھبراؤ میرے تعاقب مین چلے آؤ یہ کہتا ہوا بھاگا
جاتا ہے تین کوس راستہ طے ہوا تھا جنگل مین سب نے دیکھا صحراے ریگستان گرد نخل خرما بیچ مین گنبد
کہنہ آفتاب جا کر گنبد مین گھس گیا تمام ساحر اسکے ساتھ والے اوسی گنبد مین داخل ہوے صیقل
آئینہ دار نے بڑھکر گنبد پر گولہ مارا گنبد پھٹا دیکھا اندر گنبد کے ہزارون تپلیان فولاد کی صف جماے
کھڑی ہین فوج آفتاب اون تپلیون کی پشت پر ایک تپلی جو سب مین کلان ہے اوسکے سامنے آفتاب
شعلہ خوار ہاتھ باندھکر کھڑا ہے پکار رہا ہے اے تصویر سامری اس وقت بیکسی مین میری مدد کیجیے آپ کی
خدمتگزار دریا بار کو بیکسی نے بے بس کر کے قتل کیا قلعہ مجھسے چھوٹا ہے فریاد آیا ہون وہ تپلی کلان قہقہہ
مار کر ہنسی کہا او دیوانے تو نے ان لوگون سے کیون بگاڑی او نجمانی ہوشربا کی خبر نہین دریافت کی اوسی
قوم نے ہمارے بھائیونکو مارا ملکہ تاریک نیسی ساحرہ ان سبکے ہاتھ سے قتل ہوئی لیکن تو زیادہ کرتا ہے
سامنے سے ہٹ جا یہ کہکر اوس تپلی ایک چیخ ماری آواز دی او کنیزان سامری ان سرکشونکو سزاے

معقول ہی پہلے انجم و صیقل کو لینا افسر کو بھی اونکی یکر لاو مذہب خداوند کا نام مٹتا ہی یہ کہکر وہ
پتلی اپنے مقام سے اوٹھی بارہ سو پتلیان فولادی گنبد سے نمودار ہوکے نکلین صیقل و انجم نے دیکھا
وہ کیا اونہین فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا درختون مین جنگل کے آگ لگ گئی موجہ ریگ روان دریا
قہار بنکر جوش مارنے لگا ہزارون پتلیان لشکر پر گرین رقص کرتی تھین اونکا ناچ دیکھکر ہزار ہا دیوانے ہوگئے
جو دیوانہ ہوا پتلی نے طرف گنبد کے اشارہ کیا جو گنبد مین گیا غائب ہوگیا صیقل نے پڑھ پڑھکر ان
پتلیون پر بڑے بڑے سحر کیے لیکن پتلیان معدوم نہین ہوتین ایک پتلی بڑھکر سامنے صیقل کے آئی
مسکرا کر اشارہ کیا کیون ای صیقل سامری جمشید کو تمنے چھوڑ دیا چل ملکہ عالم بلاتی ہین اس گنبد مین
خداوند سامری کا ظہور ہو تو نے بڑی بے ادبی کی اس مین پر خون بہا دان کر آیا صیقل پتلی کے ساتھ چلا انجم
نے دیکھا کہ صیقل بھی مسحور ہوا بڑھکر آواز دی ای صیقل کہان جاتا ہی یہ پتلی کا سحر ہے کیا تو پتلی
کا تماشا سمجھا ہی آواز سے انجم کی صیقل نے منہ پھیرا دوسری پتلی جھک کر سامنے انجم کے آئی کہا
کیون ای انجم تو بھی تو سامری پرست تھی خداوند مین کیا برائی دیکھی قدرت تجھکو یاد دلانے
ہین مین تیرے لینے کو آئی ہون آنکھین تیری کھلجائینگی پردہ غفلت آنکھون سے اوٹھا یہ سنتے ہی
انجم ماہ رخسار نے اک آہ کی پتلی سے آنکھ ملا کر ساتھ بیتابی و بیقراری کے یہ اشعار مخفی پڑھنے لگی اشعار

بہ سینہ آتش شوق تو تا وطن دارد
چہ غم زحشر کہ دل تاب و توان سخن دارد
بزیر خاک بغلطم چہ حاجت کفن است
میان لعل سخن نافہ ختن دارد

دلم ز داغ محبت چمن چمن دارد
ز دست جور حوادث دلم چو غنچہ گل
شہید تیغ محبت ز خون کفن دارد

ز تیغ غمزہ جانان درون سینہ نہان
ہزار خاک بہر طرف پیرہن دارد
دماغ جان بسخن تازہ میکند مخفی

یہ اشعار پڑھکر انجم ماہ رخسار نے ساتھ والیونکو آواز دی یارو

سامری کو جلوہ دینے پڑا غفلت کیا مذہب قدیم ترک ہوا بارہ ہزار کنیزون ماہ رخسارہ سات ہزار
ساحران صیقل آئینہ دار یہ دونون افسرونکے ساتھ رقص کرتے ہوئے دیوانہ وار وحشی مثال
در گنبد پر پہونچے پتلی نے آواز دی ای انجم و صیقل وہ دیکھو سامنے باغ آراستہ ہی انجم و صیقل
نے پلٹ کر دیکھا حقیقت مین گنبد ویران نہین ہی دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہے
خوشبو آرہی ہی نہرین موجزن سبزہ سرسبز و شاداب چمن ہمیشہ بے نظیر گلشن سطح باغ ایک چبوترہ بلور کا اوسپر
شامیانہ بہت معقول استادہ فرش نہایت عمدہ بچھا ہی مسند پر ایک شاہزادی تاج سر پر رکھے ہوئے ملکہ انجم

وصیقل آئینہ دار کو بلا رہی ہے پتلیون نے رہبری کی انجم ماہ رخسار وصیقل آئینہ دار مع
اپنی فوج کے اوس باغ مین داخل ہوے ایک پتلی اوسیطرح رقص کرتی ہوئی طرف ایرج نوجوان
کے چلی شاپور نے جو یہ معاملہ دیکھا ایک جانب بھاگا ایک غار مین اپنے کو گرا دیا اوس غار سے یہ
معاملہ دیکھ رہا ہی کہ ایرج نوجوان گھوڑے سے کودا اوس پتلی پر ہاتھ تلوار کا مارا پتلی کے دو ٹکڑے
ہوے فوارہ خون کا جسم سے پتلی کے نکلا جس سردار پر قطرہ پڑا سنہرا پنجہ پیدا ہوا کر مین سردار کی لپٹ
اوٹھا کر اوسی باغ مین پھینکدیا در گنبد بند ہو گیا نہ ثابت ہوا کہ آفتاب شعلہ خوار کہان گیا پھر
مین شاپور نے دیکھا جنگلمین ہزارون لاشے پڑے ہین ہر ایک ساحر و غیر ساحر کو پنجے اوٹھا کر لیگئے بارگاہین
خیمے پڑے رہگئے ہو کا میدان معلوم ہوتا ہی نہ انسان نہ حیوان کف دست میدان جنگل ویران ہو گئے
تند جل رہی ہر گنبد کا دروازہ بند دروازہ باغ کا بھی بند ہی نہ در گنبد ویران پر انسان کا نشان در
باغ بھی سنسان جو ساحر و غیر ساحر بھاگ کر جا بجا چھپے تھے اگر ظاہر ہو کر نکلے پنجہ پیدا ہوا اوٹھا کر
لیگیا لاشے ہزارون از قلعہ آفتاب تا در صحراے ہول خیز اپنے بیگانو نکے پڑے ہین ساحران آگ
کے بھی لاشے کسی نے نہ اوٹھائے لشکر ایرج کے لاشے اوٹھانیوالے مبتلاے بلا ہوے نہ معلوم ہوا کیا ہو شام
تک شاپور شیر دل وسی غار مین پڑا ہا سر ٹکرا رہا ہی آخر جب اوسنے دیکھا کہ مہر عالم افروز گنبد مغرب مین
داخل ہوا لیلاے شب نے زلف عنبرین کھولی مجنون روز بصد سوز طرف دشت نجد کے گیا شاپور شیر دل
گریان و نالان اوس غار سے نکلا فرزند عمرو ہی یہ بھی آنکھوں نے دیکھ چکا کہ جو ساحر غیر ساحر لڑائی سے بھاگ
کر گوشون مین چھپے تھے جب وہ نکلے پنجہ ہاے سحر نے دوبارہ اونکی دستگیری کی اوٹھا کر لے گئے شاپور
سوچا بصورت اصلی رہنا مناسب نہین ہے یہ سوچکر رنگ روغن عیاری کا نکالا صورت اپنی تبدیل
کی ایک نازنین پری پیکر کی شکل بنکر تیار ہوا کپڑے تو میلے جسم مین لیکن رعنائی و زیبائی سے معمور
چہرہ رشک حور سراپا بے قصور عارض انور نور علی نور یہ صورت بنکر غار سے نکلا دیکھا بڑے بڑے
جادوگرونکے لاشے پڑے ہین ایک ساحر خود زرین اوسکے سر پر لباس بھی عمدہ زیب جسم سن رسیدہ
مرا ہوا پڑا ہی شاپور اوس لاشہ پہ جھککر چیخین مار کر رونے لگا پکارتا ہے ہاے نانا جان جس بیجا کے ساتھ
تمنے جان دی وہ نا قدر نے لاش بھی تمہاری نہ اوٹھائی مین بدنصیب دست و پا شکستہ کیا تدبیر کرون
کیونکر اوٹھی بناون سامان دفن و کفن کہانسے لاؤن ہاے سب بھاگ گئے کا شکے وہی تنہا نہیں بھیک

مانگتی تمھاری لاش دھوم سے اوٹھاتی نہ یہان دوست ہے نہ دشمن درختون سے فریاد کرون کیا کہکر تمکو
یاد کرون مجھکو تنہا چھوڑ گئے مین تو لڑائی مین بھی موجود رہی ایسی سخت جان تھی کہ دشمنون نے بھی مجھکو
قتل نہ کیا اب کدھر جاؤن جنگل کی ٹھوکرین کھاؤن خوب چیخین مار کر شاپور رویا یکایک پہلوے گنبد
سے اک روشنی ظاہر ہوئی دیکھا ایک جادوگر فتیلہ ہاتھ مین لیے ہوے آتا ہے جوان کیا سن بچا ہے
ہوئے تو فتیلہ ہاتھ مین لاشون کو دیکھتا پھرتا تھا جیسے شاپور سنکر اس طرف متوجہ ہوا شاپور
نے جو ساحر کو آتے ہوے دیکھا اوس لاش سے لپٹ گیا خون اوسکے جسم کا لیکر منھ پہ ملا خوب سر پیٹا
بال نوچے وہ ساحر قریب آیا صورت زیبا کو دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا کیون محبوب جانی اے آرام جان
اے راحت دل مشتاقان اس صحراے ویران مین کیون رو رہی ہے ایسا نہو کوئی درندہ گزند آکے تجھکو
صدمہ پہونچا شاپور نے غصے مین پلٹ کر جواب دیا او اندھے ہمکو مرنے کا کیا ڈر ہے نانا ہمارا امین جلیل
میان آفتاب کا کفیل ہاتھ مسلمانونکے مارا گیا اس بیچارہ نے قدر لاش بھی اوٹھوائی مین بدنصیب
روتی پیٹتی یہان ہی تھکی آخر کدھر جاؤن سامری جمشید ایسا کرین کوئی شیر بھیڑیا آکر مجھ سوختہ بخت
کو کھا جائے سب عزیز و اقارب مرگئے اوس جادوگر نے کہا اس سردار کا کیا نام تھا شاپور سوچا ایسا
نہو نام مین اختلاف ہو کہا تم نہین پہچانتے آفتاب کے وزیر اعظم تھا مجھ بدنصیب کو گلرو کہتی
ہین مان باپ نے نام گلرو تو رکھا ہمارے نوشتہ تقدیر کو نہ دیکھا کہ گلرو کا مقام ایکدن جنگل ہوگا بہار
عیش مین خزان آئی اسطرح تلا کر شاپور نے باتین کین قنطور نے کہا مین ملازم جبیل ہون جسکے سحر نے
یہ قیامتین برپا کین سب ساحرونکو چشم زدن مین دیوانہ کر دیا اب سبکی قید لیکر طرف طلسم ہوشربا کے
جائینگے قنطور جادو میرا نام ہے میرے ساتھ چلو آنکھون پر رکھونگا خدمتگاری کرونگا کل جن کو
ساحرونکے ساتھ لیکر تمھارے نانا کی لاش اوٹھا لاؤنگا تمکو خاتون محل بناؤنگا یہ سنکر شاپور شیر دل رونے
لگا کہا اے سنکر قنطور مین جاتی تھی پہلے لاشہ نانا جان کا دفن ہو جائے مین مثل کنیزونکی خدمت مین حاضر
رہونگی کوئی بزرگ سر پر نہ رہا تمھین کو اپنا بزرگ جانونگی اس لڑائی مین سب مارے گئے کوئی سرپرست نہ رہا
اسوقت مین تمنے خبر لی دلدہی کی ہم احسان فراموش نہین ہین یہ کہکر ابا جان کہکے لپٹ گیا منھ پر
منھ ملنے لگا کہا ابا جان مجھے گود مین لیجیے تو نانا جان مجھکو قدم زمین مین نہ رکھنے دیتے تھے مہد ناز و نعم مین
پرورش پائی قنطور نے یہ بھولی باتین سنکر ایک تخت سحر تیار کیا کہا جان جہان مین تمکو پیدل لیکر چلونگا

زیر قدم نازک آنکھیں فرش کرتا رہونگا اب شاپور کو تخت پر سوار کیا قنطور تخت اڑاتا ہوا چلا
دور تک تو وہی صحرا ہولناک تھا اب نمودار ایک شہر معلوم ہوا شاپور نے دیکھا عجب شہر عظیم ہے قلعہ
آفتاب نما کی کیا حقیقت ہے پھاٹک پر ہمسر شفق آتا ہے کہ پھاٹک ہاے ہزاروں ساحر در قلعہ پر فروکش ہیں یا
قنطور تخت اڑاتا ہوا داخل قلعہ ہوا بڑے بڑے قصر عالی عمارات عمدہ گلی کوچے آباد ہر مکان سے
دھواں نکل رہا ہے جابجا گوگل جل رہا ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس شہر میں سب ساحر رہتے ہیں ایک
مکان میں لاکر قنطور نے تخت اتارا دیکھا ایک مکان مختصر ایک دالان کوٹھری چھوٹا سا صحن ایک
سمت چوکی تخت کا بچھا ہے ایک پلنگ معقول آراستہ قنطور نے کنجیاں نکالکر سامنے ڈالدیں کہا آ
ملکہ عالم اس مکان کو اپنا گھر جانو دو پہر شب گذر چکی پہر ڈیڑھ پہر ادینے کا وقت ہے میں صبح کو آؤنگا کوٹھری میں
آٹا دال چاول نمک گھی سب جو ہی جو چاہنا پکانا اوس شخص کی ماں تھی وہ مرگئی اب تمکو سب طرح کا اختیار
ہے خود صاحب سلیقہ ہو جو مزاج میں آئے کھانا میرے واسطے بھی رکھنا میں بوقت سحر آؤنگا پھر دن بھر ڈیوٹ
ہے آج کل مسلمان جو آکر قید ہوئے ہیں چوکی پہرہ سخت دینا پڑتا ہے وقت پر گنتی ہوتی ہے جائزہ بھی لیا
جاتا ہے یہ کہکر قنطور تو چلا گیا باہر نکلکر کہا زنجیر بند کر لو شاپور نے مکان بند کیا کوٹھری کا قفل کھولا دیکھا
تمام اشیا موجود ہیں خیال میں آیا کہ استراحت کا وقت ہے آرام کرو بوقت سحر سمجھا جائیگا یہ سوچکر چھپر کھٹ
پر آکر آرام کیا صبحکو اوٹھکے غسل کر کے ستونکے جھاڑو دی چوکے پر فرش لگایا کھچڑی نکالی چولھے پر
چڑھائی نمک مرچ پاس کے ملایا جب کھچڑی تیار ہوئی پلیٹ میں نکالکر دسترخوان میں لپیٹی دسترخوان
تخت پر رکھا چٹنی پیس کے رکھدی جس مٹیا میں گھی تھا تخت پر رکھکر لوٹا پانی کا اوسپر کٹورہ سب
سامان سلیقے سے مہیا کر کے منہ ہاتھ دھویا پلنگ پر آکر بیٹھ رہی بوقت سحر قنطور نے آواز دی شاپور
نے اوٹھکر زنجیر کھولی قنطور نے دیکھا چولھے میں خاک اڑ رہی ہے کہا کیوں صاحب کچھ پکایا کھایا
نہیں شاپور نے مسکرا کر اشارہ کیا قنطور نے مکان کو خوب آراستہ کیا ہوا پایا جی میں کہتا ہے کیا قدرت
سامری ہے معشوق خوبرو خوشخو وضعدار سلیقہ شعار کس مزے سے کھانا رکھدیا ہے آتے ہی تخت پر
بیٹھا رات بھر کا بھوکا خوب پیٹ بھر کے کھچڑی کھائی جب کھا چکا ایک کٹورہ پانی کا پیا پیاس اور
زیادہ ہوئی جس قدر پانی پیتا ہے پیاس بڑھتی جاتی ہے سارا لوٹا پیکر گھڑے کے پاس آیا پیاس بیاں
کہہ رہی ہے پورا گھڑا پی گیا پیاس نہیں بجھتی بدن میں آگ لگی ہوئی ہے اب جو ڈکار لیتا ہے پانی منھ

سے نکلتا ہے پیاس سے کلیجہ جلتا ہے گھبرا کر کہا صاحب پیاس سے دم نکلتا ہے اور یہہ مجھکو کھاؤ کوئی دو
ٹھنڈھی پاؤ کلیجہ کی آگ بجھے شاپور اپنے مقام سے اوٹھا روتا ہوا قریب آیا کہا صاحب میں تو کہتی
تھی مجھے گھر میں نہ لیجاؤ میری تقدیر پھوٹی ہے ایک وارث پیدا کیا وہ بھی مرتا ہے ہائے میں کہاں سے
دوا لاؤں کیونکر اپنے وارث کو ٹھنڈا کروں رات کو تمنے شراب پی ہوگی اسی کی گرمی چڑھی ہوگی
کنوئیں کے پاس چلکر بیٹھو میں پانی بھر کے نہلاؤں گرمی دماغ سے اوترے پاسے تم مر گئے تو میں کہاں
جاؤنگی اتنا تو بتلا دو تمھارا امیر اکس مقام پر ہے کیا عہد ہے ارے بدنصیب مسلمان کہاں قید میں تونے
اونکو ستایا ہوگا ہائے ان سبنے بلا کر میری وارث کو بددعا دی یہ کہتا ہوا قریب آیا ہاتھ پکڑ کے کنوئیں
کے پاس لایا قنطور کنوئیں میں پانوں لٹکا کے بیٹھا شاپور نے دو تین ڈول بھر کر کنوئیں سے سر پر ڈالے
قنطور نے کہا صاحب پانی پڑنے سے جان آتی ہے شاپور نے قریب آکر کہا صاحب کنوئیں میں اوتر جاؤ
جان تو بچے یہ کہکر ڈھکیل دیا قنطور کنوئیں میں گرا چاہ کا مزا حاصل ہوا شاپور نے اوپر سے پتھر ڈھکیلدیا
وہ تڑپ تڑپ کر کنوئیں میں ٹھنڈا ہوا قنطور جو مرا کنوئیں سے آواز آنے لگی کشتی مرا نام من قنطور
جادو بود مکان میں گیرودار کی صدا بلند ہوئی پہلو میں مکان تھا کچھ عورتیں کوٹھے پر چڑھ آئیں
اونھوں نے دیکھا کنوئیں سے دھواں نکلتا ہے ایک نازنین کھڑی پیٹ رہی ہے پکار کر اون عورتوں
نے پوچھا اری نیکبخت تیری یہ کیا کیفیت ہے تیرے گھر والے کو کیا ہوا شاپور نے کہا بی بیو مجھ سے لڑکے
جوش میں آکر کنوئیں میں کود پڑے کل ہی مجھ کو لیکر آئے تھے ایک رات کی گنہگار ہوں ہائے ہوا کہ
قنطور کنوئیں میں گر کر مر گیا محلے کے لوگ دوڑے کوتوال کو خبر ہوئی دروازے پر ہلڑ ہوا ارے
دروازہ کھولو کوتوال صاحب آئے ہیں تحقیقات ہوگی اگر وہ آپسے گرا تو کوئی خطا نہیں اگر
کسی نے گرا دیا اوسکو سزا ہوگی شاپور نے گھبرا کر دروازہ کھولدیا کوتوال اندر گھس گیا سپاہیوں نے
شاپور کو گھیر لیا لیکن شاپور شیر دل بنا گھونگھٹ نکالکر ایک کونے میں بیٹھ گیا روتا ہے غل مچاتا
ہے صاحبو اس شہر میں کیسا اندھیر ہے ہمارا وارث مر گیا ہمارا گھر لوٹے لیتے ہیں کوتوال نے لاش
قنطور کی نکلوائی ایک چارپائی کے اوپر لادی شاپور شیر دل کے لیے ڈولی منگائی کہا دربار میں بادشاہ
کے پہلو جو کچھ حکم ہوگا ویسا کیا جائیگا شاپور شیر دل روتا پیٹتا ڈولی میں سوار ہوا دہائی دیتا ہے صاحبو
میرا شوہر مجھ سے لڑ کر کنوئیں میں گر پڑا مجھکو زبردستی پکڑے لیے جاتے ہیں محلے والو میری مدد کرو

محلے والی بھی ساتھ ہوی بعض کہتے ہین وہ ہمیشہ سے بدمزاج تھا غصے مین کنوئین مین کود پڑا کل
شب کو اس عورت کو لایا آج یہ آفت برپا ہوئی شاپور شیر دل ڈولی کے پردے سے دیکھ رہا ہی کوتوال
کی نگاہ پڑی شاپور شیر دل نے اشارہ کیا قریب بلایا کوتوال نے جو جمال جہان آرا سے شاپور دیکھا بیقرار
ہو گیا نوجوان کم سن سیمبر سرو قد خوش مزاج حسینون کے سر کا تاج سرو قد مین ثمر بھی آچکا ہی سینے پر
ابھار ماہ رخسار گلعذار شاپور نے چپکے سے کہا کوتوال صاحب مین فلان تاجر کی دختر بلند اختر ہون قنطور
مجھکو بجبر اوٹھا لایا مین چونکہ بیزار تھی اب تک شیشۂ ناموس بالکل سالم ہی غنچۂ مراد ناشگفتہ راز
اصلی نہفتہ میرا اب کوئی والی وارث نہین ہی مال بھی گھر مین قنطور کے بیحساب ہی دل کو شل لیف
پیچ و تاب ہی دربار شاہی مین مستورہ کا جانا باعث خرابی ہی اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہی کسی
مکان مین مجھکو ٹھہرا لیجیے سب کیفیت ظاہر کرونگی یہ معاملہ بہت نازک ہی یہ ظالم مرنے والا اس
ظلم و ستم سے میرے ساتھ پیش آیا لات و منات زینجۂ بدبخت ظالم سے بچایا اب دیکھیے انجام کیا ہووے
فراق والدین غم و الم سے دل بیچین میری کسی بات کا اعتبار نکرنا میرے ہوش و حواس درست نہین
آپ جس وقت سے تشریف لائے جمال جہان آرا پہ نگاہ پڑی نظر لڑی برچھی غم و الم کی دل مین گڑ گئی آپکے
مزاج سے اپنے مزاج کو موافق پاتی ہون اس باعث سے اپنا حال دل سناتی ہون بقول مخفی **نظم**

درس عشقت را بیان دیگر ست
با فلک هر دم قران دیگر ست
از شراب عشق میسوزد جگر
طالب حق را مکان دیگر است
همچو خورشید جهان هر ذره را
هر کسی از کاروان دیگر است
در نیابد هر کسے اسرار عشق
مخفیا از آسمان دیگر ست

این مدرس را زبان دیگر است
تا یکے سرگرم کار اینجهان
نقل این سے از مکان دیگر است
رهرو راه طلب را هر قدم
باعث راز نهان دیگر است
در نیابد غیر چشم حق شناس
این معلم را زبان دیگر است

اختر اختر شناسان ترا
اینجهان را هم جهان دیگر است
درمیان خلق می جویند و نیست
همرهی با کاروان دیگر است
کس نمی داند که منزل رکجاست
مرد میدان را نشان دیگر است
پرتو اقبال صاحب بمنان

شل گرستون کے آپکی اطاعت کرونگی مرونگی بھرونگی اے شہنشاہ
اقلیم حسن و جمال اب آپ کیون طول کرتے ہین لاشہ اوس ظالم کا جلوا دیجیے کنیز کو اپنے ساتھ لیجیے
مال پر قنطور کے قبضہ کیجیے جائداد منقولہ و غیر منقولہ دونون دستیاب ہوتی ہین ایسے مقام پر جو کہتے ہو

ہو گئی ہوکو توال صاحب بیقرار ہو گئے محلے والون کو خبر کیان دین ہین یہی لاشہ قنطور کا پلٹا کہا
صاحبو غریب کا مردہ خراب کرتے ہو لیجا کر اسکو جلاؤ بھوکو اپنے سپاہی ساتھ کرکے مرگھٹ پر بھیجا ڈولی لیکر
چلے خوشی خوشی ایک مکان مین لا کر ڈولی اوتروائی خوشی آپ بھی اندر آئے شاپور کو دیکھا تنہا ہوا
بیٹھا ہی سراپا کو دیکھکر مرگیا آج شاپور شیر دل تن تن کے صورت دکھلا رہا ہی کو توال صاحب کے جی مین
شجر حسن سے ثمر وصل حاصل کرون تسکین دل کرون فرش باہر سے منگا کر بچھوایا اسباب عیش و نشاط مہیا کیا
شاپور بھی بن ٹھنکے پہلو مین بیٹھا ہی گنگنا تا جاتا ہی ٹھمریان غزلین سنا تا ہی کو توال بیقرار کہ معشوق خوبرو
خوش گلو خوش انداز سراپا کرشمہ و ناز شاپور نے گلابی اوٹھائی فوراً جام لبریز کیا باتون باتون مین پوچھا کو توال
صاحب سلیمان کس مکان مین آکر قید ہوئے ہین کو توال نے کہا اسی مکان کے پہلو مین ایک قصر ہی گرداگرد
ہزار ساحر مقرر ہوئے ہین سب دشمنون کو ایک مقام پر قید کیا حکم ہی ملکہ سہیل جمال زن طرف طلسم ہوشربا کے
سبکو لیجائینگی خدمت مین شہنشاہ طلسم ہوشربا کے پہونچائینگی شاپور نے کہا کیون کو توال صاحب آفتاب
شعلہ خوار قلعہ آفتاب نجاب کا حاکم ہی ملکہ سہیل جمال زن کون صاحب ہین کو توال نے کہا کہ ای جان جہان
ملکہ سہیل جمال زن ساحرہ پری فن معشوقہ دخان سیہ رو ہی یہ ملک انھین کی جاگیر مین دیا گیا ہی حکومت
قلعہ آفتاب نما آفتاب جادو کو ظاہر مین دیگئی ہی جنگل مین جو گنبد کہنہ ہی ملکہ سہیل جمال زن ذی عجائب
سحر سے اوس گنبد کو معمور کیا ہی اگر لاکھ دو لاکھ دشمن آکر اوتر مین اور بڑے بڑے ساحران عدار ہون وہ
پتلیان سحر کی انکو پکڑ دینگی یہ سحر اپنی وزیرزادی ماہ عالم افروز کے سپرد کیا ہی وہ گاہے گاہے صحبت
مین آتی ہی جب تک دوپہر زوال آئیگا پتلیون کا زور رہیگا شاپور نے کہا ماہ عالم افروز کیونکر قتل ہو
کو توال نے کہا وہ ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر ایک مقام ہی اس قلعہ مین کہ اوسکو دیر پریزادان کہتے ہین
دو سو معشوقان طناز اوس دیر مین واسطے گانے بجانے کے مقرر ہین ایک ایک کمال علم موسیقی سے معمور تمام عالم
جنکو نازنینان مہ جبین کو کمال رقص سرود سکھایا ہی مہینے مین ایکدن ملکہ ماہ عالم افروز دیر پریزادان
مین آتی ہین شب بھر وہان مصروف عیش و نشاط رہکر بوقت صبح نشاط گنبد کہنہ چلی جاتی ہین وہی نگہبان
و پاسبان ہین آفتاب جادو شکست کھا کر بھاگا گنبد کہنہ سے ماہ عالم افروز نے سحر کیا پتلیون کو
بھیجکر سبکو گرفتار کرالیا سوا دیر پریزادان کے ملکہ ماہ عالم افروز سے ملاقات غیر ممکن ہی یہ پوچھکر شاپور
نے جام شراب بیہوشی کو توال کو دیا پیتے ہی بیہوش ہوا کو توال کو چٹائی مین لپیٹ کر کونے مین کھڑا

کردیا کوتوال کی شکل بنکر بیرون قصر آیا سپاہی در دولت پر حاضر تھے سپاہیون سے کہا اس مکان مین قفل
لگا دو خبردار اس مکان کو کوئی نہ کھولے تم لوگ بڑی انتظام بازارون مین جاو ہم برائے گشت جاتے ہین
سپاہیون نے عرض کی آج کی شب حضور کو انتظام دیر پریزادان واجب و لازم ہی ملکہ ماہ عالم افروز
تشریف لائینگی ملکہ سہیل جوالہ زن بھی آئینگی دیر پریزادان مین شب بھر جلسہ ہیگا صبحکو آفتاب
شعلہ خوار سب قیدیونکو لیکر طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوجائیگا اسی سبب سے دیر پریزادان مین جلسہ
قرار پایا ہی سپاہیون سے یہ سنکر شاپور نے سبکو رخصت کیا آپ یکہ و تنہا نشان دیر پریزادان دریافت
کرکے اوسی جانب بشکل کوتوال چلا نکلکر شہر کو دیکھا نہایت آباد زرریز زمین حسن خیز کمرون پر نازنینان
مہ جبین لباس زرق برق زیب جسم کیے ہوے مجرے کر رہی ہین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس شہر مین
ناچ گانیکی بڑی قدر ہی ایک کمرے پر دیکھا ایک نازنین مجرا کر رہی ہی عاشق تن جمع کوتوال کیصورت تو بنا ہوا ہے
کمرے پر چڑھگیا رنڈی مجرا کر رہی تھی نایکانے جو کوتوال کو آتے دیکھا کہا تشریف لائیے کوتوال نے نایکا
سے کہا صاحب تمھاری صاحبزادی کا کیا نام ہی کہا حضور آگاہ ہین آپکی لونڈی کو یاقوت گلگون پوش
کہتے ہین ہم سب تیار بیٹھے ہین دیر پریزادان مین جانا ہوگا ملکہ ماہ عالم افروز علم موسیقی مین ایسی کامل
ہین لاکھ ہم لوگ اونکو کمال دکھاتے ہین وہ ضرور ایک نہ ایک عیب لگا دیتی ہین اور بمقام انصاف یہ ہی وہ
اس علم کی عالم ہین اونکے سامنے ہر ایک شخص منہ نہین کھول سکتا خود ایسا ناچتی ہین دیکھنے والونکی
بڑی گت ہوتی ہی گانا نہین خوش آواز صورت مین بینظیر چہرہ رشک مہ منیر گانا بتانا ناچنا ایسا حاصل کیا ہی
کوئی اونکے سامنے کمال کا نام نہین لے سکتا ابکی مہینے مین نے ہزار ہا روپیے صرف کیے بڑے بڑے گویے بلوائے
آپکی یہ کنیز بھی نہایت ذہین ہی یقین یہ ہی کہ آج اسکو سنکر سرفراز کرین خلعت و انعام ملے دیکھیے بیٹھیے دو
ایک چیزین سنیے کوتوال نے کہا ذرا اپنی صاحبزادی کو حکم دیجیے تخلیہ مین ہمارے ساتھ چلین ہم قاعدۂ نشست
برخاست وہ سن بارگاہ کا بخوبی سمجھا دین آجکی شب ہنگامہ عظیم ہی کبھی ایسا جلسہ دیر پریزادان مین نہین ہوا ملکہ
سہیل جوالہ زن و ملکہ ماہ عالم افروز کاملین شہریان ملک آفتاب شعلہ خوار سب اس جلسے مین ہونگے
نایکا نے کہا آپ خیرخواہی نکرینگے تو کون کریگا اری یاقوت گلگون پوش ادھر کمرے مین آ دیکھ کوتوال
صاحب کیا فرماتے ہین وہ نازنین مسکراتی ہوئی اوٹھی شاپور بلا تکلف یاقوت کا ہاتھ تھام کر تنہائی مین آیا کہا
اے یاقوت آج کمال دکھاؤگی تو لاکھون پاؤگی ایسا جلسہ شہر مین کبھی ہوا ہے نہ ہوگا دیر پریزادان

کی آراستگی ہورہی ہے یہ کہکر باتین کرتے کرتے ادہر اودہر چوکنا ہوکر دیکھا یاقوت نے پوچھا کیون قوال
صاحب خیر تو ہے کہا فصل سردی کی ہے گہر سے شراب پیکر چلے نشہ اوتر گیا ایک جام شراب کی خواہش ہے یہ کہکر جیب سے پانچ
اشرفیان نکالکر یاقوت کو دین یاقوت نے کہا حضور اسکی کیا احتیاج ہے نہ سے گلابی اوٹھائی جام بلورین لبریز کرکے
کوتوال صاحب کو دیا شاپور نے مسکرا کے کہا ملکہ یاقوت شراب جہوٹی پلاؤ نشہ نہین چڑہتا یاقوت نے نہین نہین کرکے
نصف جام پیکر واپس دیا حلق سے شراب کے اوترتے ہی گہبرا کے اوٹھی بیہوش ہوئی شاپور نے اسکو تو ایک صندوق مین
بند کیا اسکی لباس وزیور اسی کی صورت بنکر ہنستا ہوا کمرے سے نکلا نائکا نے پوچھا کوتوال کہان گئے یاقوت گلگون پوش
نے ہنسکر کہا بیوہ چورونکا سردار ہمکو دم دیتا تہا نہین معلوم کیا کیا کہا مین انکی فقرون مین کب آتی ہون خفا آزردہ
ہوکر چلے گئے چور اوچکے جواری یہ دیا دالین ہمارا کیا کرسکتے ہین شاپور بیٹھکر سب سے باتین کرنے لگا رقاصۂ درخشان
عیش خانۂ مغرب مین داخل ہوا صحبت ماہ وتابان مین سازندگان ثابت وسیارگان جمع ہوئی روشنی جابجا ہونے لگی
شاپور حیران ہے کہ دیکھین تا بہ دیر پریزادان کیونکر پہونچین کہ کنیزون نے عرض کی داروغۂ ارباب نشاط تشریف
لائے ہین شاپور نے دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ شملہ سر پر کوڑا ہاتھ مین کہا بی یاقوت چلو جلد جلد سوار ہو دیر
پریزادان مین حضور کا حکم ہے مین سب طائفون کو خبر کرنے جاتا ہون یہ کہکر داروغہ چلا گیا نائکا نے صندوقچہ
زیور کا نکالا دست بقچہ پشواز کا ساتھ کیا کنیزونکو حکم ہوا بی بی کے ساتھ چلو شاپور باہر نکلے جو پہلے تیار تہے
نائکا کو ساتھ لیا سازندے بہی ساتھ ہوے طرف دیر پریزادان کے چلے راہ مین دیکہا انتہا کی روشنی ہے حیران
ہے کہ دیکہون دیر پریزادان کیا چیز ہے خدا جان وآبرو بچائے تو بڑی بات ہے صدہا سواریان گانے والیونکی
چلی جاتی ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہے آج دیر پریزادان مین بڑا جلسہ ہے کسبیان ڈولیون مین سوار خادم
وخدمتگار ہمراہ مکانون پر جابجا روشنی شاپور تماشا دیکھتا ہوا چلا قریب ایک باغ کے آکر سواری پہونچی
دروازے پہ باغ کے سب ڈولیان کسبیونکی رکہی ہین داروغۂ ارباب نشاط انتظام کررہے ہین وہان یاقوت
بہی جا اوترین جسکی نگاہ پڑی شاپور کا ناز وکرشمہ کسیکو انگوٹھا دکہا دیا کسی کو منہ چڑہا دیا کسی سے اشارون
مین وعدہ کیا کسیکو جلایا کسیکو ٹھنڈا کیا ایک دروازہ باغ کا کہلا چند کنیزان ماہرو باہر آئین کہا چلو
سب طائفونکو طلب کیا ہے شاپور سبکے بیچ مین جہرمٹ پریزادونکا مجمع حوروشون کا ایک ایک شوخ وشنگ
ناز وکرشمے سے معمور صورتین عمدہ جوڑے بہاری زیور معقول باغ مین جو شاپور نے قدم رکہا دیکہا حقیقت مین
باغ نمونۂ جنت ہے درخت سبز وشاداب نہرون کا پانی رشک گلاب فوارے چہوٹ رہے ہین مرغان

جابجا دستِ فن جواہر کے نخل بنائے ہیں مثلاً شاخیں الماس کی پتے زمرد ریحانی کے پھل لعل و یاقوت جو گل
پھول ہفت رنگ جس نے کا پھول بنایا اوسکا عطر اوس میں داخل کیا جب جھونکا ہوا کا آیا دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا

لڑکھڑاتی پھرتی ہے بلبلِ بہار ہر طرف | نکہت گل نے ہر اک جا بسکے کھولے عطردان | وجد عالم میں صف باندھے کھڑی ہیں جمع مستِ
اک طرف کیلئے بشکل حلہ پوشانِ جنان | دار بستو نمی عیان ہے چرخ اخضر کی بہار | تاک کے خوشہ نہ ہیں عقد ثریا کا گمان
طرفہ سرسبزی کی ہے ہر طرف سرکشی | ہے زمین فیروزہ گون غیرت لاجوردی آسمان | دیگر چمن آتشِ گل سے دہکا ہوا
ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا | درختوں نے برگوں کے کھولے ورق | کہ لیں طوطیان بوستان کا سبق

روش ٹیڑیاں آراستہ ہر ایک چمن وسیع باغ دلکشا عمارتیں رفیع روشنی کا سامان ہزار ہا نازنینان مہ جبین باغ
میں پھر رہی ہیں باغ پر گلزار جنان کا کیونکر دھوکا ہو حوران بہشت کو بھی موجود ہیں سر چمن اکڑے ہیں صیاد
و باغبان سایہ کی اس گلشن کے ہو نہیں کھاتے گلچین اگر دست درازی کرے سرِ دست ہاتھ قلم ہو صیاد اگر آئے عندلیبان
خوشنوا ہنس ہنس کے دیوانہ کر دیں دام رگ گل میں خود گرفتار ہو صبح ہوا زنجیر بنکے باغبان کے گلے کا ہار ہو جوانان
چمن کی ہمجولیاں شاپور کے ساتھ کسیکے گلے میں ہاتھ ڈالدے اری خیلا کہاں چلی کمر جینے پہ ہاتھ رکھدیا
وہ سسکی لیکر تجھے ہی کہا بی یاقوت آج بت سرخرو ہوئیں کمال میں حال کھلیگا شاپور نے کہا چلو آج ملکہ
ماہ عالم افروز کو نیچا دکھائینگی ایک نے کہا پہلے وہی گائینگی سبکو اپنا کمال دکھائینگی اونکے بعد جسکی نوبت آتی ہے اوسکی
جان پر بنجاتی ہے شاپور کہتا ہے پیارا دیکھا جائیگا یہ علم موسیقی ہے بقول شاعر مصرع ہر گلے را رنگ و بوی دیگر است
شاپور دیکھتا ہے ایک ایک نازنین شعلہ جوالہ جمع ہے اگر اس چبوترے پر ہمراہ اون مہ جبینوں کے
شاپور بھی بیٹھا مشہور ہے کہ یاقوت خوب گاتی ہے بیچ میں ایک تخت زبرجدی بچھا ہے تخت کے داہنے
بائیں دو کرسیاں جواہر نگار ناگاہ چند ساحر دوڑے ہوئے آئے کہا شہنشاہ آفتاب شعلہ خوار آتے ہیں
سب نازنینان مہ جبین واسطے استقبال کے اٹھیں شاپور بھی سبکے ساتھ اوٹھا چند قدم بڑھی تھیں کہ دیکھا
گرد آفتاب کے چند ساحران خوش طینت میمون خصلت اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہیں آفتاب تاج پہنے
ہوے آکر بیٹھا داہنے پر جو کرسی تھی اوسپر بیٹھا کہ آسمان سے ایک لکہ ابر کا اوٹھا اوس ابر میں صدہا ہنڈل جھلکتے
ہوے بیچ میں پورا چاند گرد ہزاروں ستارے ضو سے اوس چاند اور ستاروں کے تمام باغ روشن ہو گیا وہ ابر
لہرایا چاند یکایک تڑپا سبکی آنکھیں بند ہوگئیں بعد ایک لمحہ شاپور نے آنکھیں کھولکر دیکھا ایک نازنین
چہاردہ سالہ دریائے جواہر میں غوطہ لگائے ہوے نہایت مغرور گرد صدہا نازنینان حور پیکر آفتاب جاہ زہرہ مقام

سے اوٹھا کہا ملکہ ماہ عالم افروز آئیے دوسری کرسی جو تخت کے پہلو مین تھی اوسپر آکر ماہ عالم افروز
بیٹھی چند ساعت کے بعد ایک ابر سیاہ آسمان پر چھا گیا سب کہنے لگے کہ ہماری بادشاہ عالیجاہ ملکہ سہیل
جوالہ زن تشریف لاتی ہین ایک جوان بہادر زنگی سے پیدا ہوا اوسکے ہاتھ مین نقارہ تھا یہ کہکر نقارے پر چوب
لگائی ای حاضرین دیر پذیر اوان ہوشیار ہو جاؤ شہنشاہ عالیجاہ مقبول بارگاہ سامری ساحرہ پرفن ملکہ
سہیل جوالہ زن تشریف لاتی ہین جو کوئی غیر اس باغ مین ہو نکل جائے ورنہ باغی قرار پائیگا سزای معقول
ملیگی چوب لگا کر وہ جوان غائب ہوا ابر شق ہوا شاپور نے دیکھا ایک جادوگرنی نوجوان گرد چار جادوگرنیان
کمسن نوجوان چہار جانب سے گھیرے ہوے اوس ابر سے برآمد ہوئین تخت پر آکر ملکہ سہیل بیٹھی بیٹھتے ہی طرف
ملکہ ماہ عالم افروز کے متوجہ ہوئی پوچھا ای عابدہ زاہدہ تیرے قدم سے ہوای قلعہ آفتاب نما کی رونق دوچند ہے
تمہارے واسطے قرار دیا ہے ابھی آج تکلیف کی ہے ملاقات منظور تھی صلاح بھی کرنا ضرور ہے قیدیون مین کچھ
ساحر بھی ہین نبیرہ حمزہ کو کہان قید کیا تو صاحب تاثیر ہو سنا کہ نبیرہ حمزہ کے کچھ ساحر شریک ہوگئے ہین کیونکہ
ای آفتاب شعلہ خوار ہمنے سنا کہ تمہاری حفاظت سے یہ بلا نازل ہوئی ماہ عالم افروز نے یہ جواب دیا حضور انکا
سر سر تصور ہو وہ لوگ ماہ راہ جاتے تھے اونھون نے آتشا جادو و دریابار جادو کو روانہ کرکے انکو
ستایا اونکا تو ساحر کشی کام ہی دونون جادوگر بھی طرح رہگئے لاکھون بندگان سامری قتل ہوے آخر یہ بھاگ گئے گنبد
ویران کے سامنے آنے جیسے عمر بھر پوجا پاٹ کیا ہمیشہ بھوگ دیتی ہون خدمت مین کنیزان سامری کے
مصروف رہتی ہون جتا مین ہتی ہون اکثر لڑائیان ہرین ملک مال کی حکومت کرکے نا ممکن ہے کہ لڑائی
اور فساد ہوئے اکثر لڑی کبھی کنیزان سامری کو تکلیف نہین دی انھون نے بڑی بےادبی کی زمزم وار بیقرار ہو کر
گنبد ویران مین گھس آئے وہ بیبیان شاہزادیان خدمتگاریان سامری بلا تکلف بیٹھی تھین مین پوجا
پاٹ مین مصروف تھی اوس حال مین اونھون نے فریاد کی مینے کئی سحر کیے جب تاثیر نہوئی خاص کنیزان سامری
کے خاصے کا وقت تھا اونکو تکلیف دی پھر وہ تو قہر خداوند سامری جمشید مین جاتی ہی سبکو دیوانہ کر دیا آج
تین شبانہ روز گذرے مین ہرچند عمدہ عمدہ کھانے پکواتی ہون بہ منت و خوشامد اونکے سامنے لیکر جاتی
ہون کسینے کھانا نہین کھایا کلان پتلی جو بکلی افرے جسکو ہمیشہ سامری کہتے ہین اوسپر گذرانا نذر ثنا
دیا کہ یہ خاص تصویر سامری ہے بڑی بات یہ ہے کہ اوسکی آنکھون سے آنسو جاری ہین حضور نے کئی آدمی
لاکر ذبح کیے بھوگ دیا خون انسان سے نہلایا نیا معاملہ یہ درپیش ہوا جب مینے اوٹھا کر نہلایا دونون

کے نیچے سے اوسکے ایک کاغذ پایا مین لیتی آئی ہون اوسکو ملاحظہ کیجیے اوس کاغذ کی پیشانی پر تحریر کیا ہے
ترجمہ احکام سامری مینے اسوقت تک نہین پڑھا آپکی خدمت مین لائی ہون اوسکو ملاحظہ کیجیے قیدیان
بلا کو بھی بلایا ہے یہ کہکر سہیل جوالہ زن کے ہاتھ مین وہ پرچہ دیا سہیل نے آفتاب شعلہ خوار کو دیا کہا
اسکو پڑھیے آپ ہی نے یہ بس بویا آفتاب بہت بگڑا کہا ملکہ عالم بڑے غضب کی بات ہے مجھکو شہنشاہ
دخان سیہ دژ نے قلعہ آفتاب نما کا حاکم کیا ہے ہرکارون نے مجھکو خبر دی کہ سرکشی مسلمانان حد سے گذری جب
قلعہ آفتاب نما مین آکر بلا تکلف اوتر پڑے ماہ دولت کو بہت ناگوار ہوا آخر فساد شروع ہوا ابتک جنگ ہے
سب پر غالب آئی ساحر و غیر ساحر سب گرفتار ہوئے مضمون اس کاغذ کا استماعت فرمائیے یہ کہکر آفتاب اپنے مقام سے
اوٹھا مودب کھڑے ہوکر پکار کر کہا ای حاضرین جلسہ دیر یزدان بگوش ہوش سنو یہ ترجمہ احکام سامری
و جمشید ہے بندونکے واسطے ہدایت ہے سہیل نے کہا صاحب پڑھو سب سن رہی ہین گوش بر آواز ہین آفتاب
نے باواز بلند پڑھا طرفہ سامری کے لکھا ہے ای بندگان من قدرت نے تمھارے واسطے سامان
عیش و نشاط مہیا کیے زمانہ آخر مین ایک جوان پیدا ہوگا بیشہ عرب سے وہ شیر خروج کریگا ابو العلائی
ملکی صاحبقران زمان لقب ہوگا بڑے بڑے جلیل اوسکے ہاتھ سے شکست کھائینگے فرزند اونکا
بدیع الزمان طلسم ہوشربا مین آکر قید ہوگا حمزہ کا نواسہ اسد نامدار بر سر طلسم کشائی آئیگا بڑی
بڑی لڑائیان پڑینگی حجرہ ہفت بلا پر بلا نازل ہوگی جس تاریخ یاقوت سخندان معشوقہ ہماری لقمہ دہن
عفریت آدم خوار ہو اوس دن سے سب بندے ہمارے ہوشیار ہوجائین کہ وقت بربادی طلسم قریب آگیا
طلسم ہوشربا نہ بچیگا زندانخانہ طلسمی ٹوٹیگا بادشاہ سابق شہنشاہ لاجین قید سے چھوٹیگا قریب قلعہ
آفتاب نما بڑی لڑائی پڑیگی نبیرہ حمزہ کا ادھر گذر ہوگا پس مناسب ہے ہمارے بندونکو کہ عبادت
مین ہماری مصروف ہون یہ سب علامتین ہین ہمارے مذہب کے مٹنے کی لیکن ہمارے بندگان من عبادت ہماری
ہاتھ سے اوٹھانا مذہب ہم کو پیارا ان بندونکی قضا ہے ساحرونکے ہاتھ سے مقرر نہین کی سہیل جوالہ زن
نے آفتاب کے ہاتھ سے وہ کاغذ لیلیا پھاڑ کر اگالدان مین ڈالدیا کہا یہ کسی ہمارے دشمن نے لکھا ہے اور طرف
ماہ عالم افروز کے چشمک کی کہا نیون صاحب خوب شعبدہ بنا کے لائین ساحر کیون گھبرائین بس جلسہ
دیکھو قیدی کسکے قبضے مین ہین آفتاب شعلہ خوار نے کہا جو داروغہ زندانخانہ ہے اقوال آتش زیر
اوسکے سب سپرد کردیے ہین لیکن ماہ عالم افروز کو سہیل نے کلمات سخت کہے کہ تم یہ کاغذ دربار

کیون لائین سب سامری پرست کفر کرینگے مسلمانونکے شریک ہوجائینگے سنو بی بی ماہ عالم افروز ہمین کسی
کی پروا نہین کبھی ہمنے اپنے بھروسے پر اس ملک کو آباد کیا تمکو کیتران سامری کا منتظم کیا یہ برہمن جتنے
کہانسے پایا اکثر پنڈت برہمن ستارہ شناس نجومی کاہن اپنے علم کا زور دکھاتے ہین ایسی بیہودہ باتین بناتے
ہین سب اونکا لکھنا خلاف ہی مین آج ہی سبکو قتل کرونگی ماہ عالم افروز نے عرض کی آپ مجھکو بیوجہ
گنہگار بناتی ہین سر دربار کلمات سخت سناتی ہین یہ کاغذ مدت میرے پہلو مین کلان تیلی کے رکھا تھا
خود بخود ظاہر ہوا خداوند حکم لکھ گئے ہین سہیل نے کہا کہ اگر تمہارے نزدیک حکم تقدیر ہی تو یہ بھی تحقیق
ہی کہ افراسیاب قتل ہوگا طلسم ہوشربا مٹ جائیگا ہمارا یہ قول ہی کہ اگر تمام عالم ایک طرف ہو جائے
تو بھی طلسم ہوشربا نہ فتح ہوگا افراسیاب سے کون لڑ سکتا ہے صاف ظاہر ہے کہ کتنے ہمارے ڈرانے
کو یہ شعبدہ بنایا مین اس احکام کو ابھی شائق ہون دیکھون یہ مسلمان کیونکر بچتے ہین اے آفتاب اقوال
آتش ریز سے کہو قیدیونکو ہمارے دربار مین لائے شب بھر جلسہ ہو شراب خواری کرین بوقت سحر جو
جوان سب کا افسر کلان ہی یعنے ایرج نوجوان سبکے پہلے اوسکو قتل کرینگے کباب اوسکے تیار ہون ایک
ایک کباب تمھے مین سب صاحب نوش فرمائین تمہاری شعبدہ بازی کھلجائے ماہ عالم افروز آنکھونمین
آنسو بھر کر خاموش ہو رہی کہا حضور مجھکو یقین نہین یہ نوجوان قتل ہو طلسم ہوشربا کی خبرین کہ سہ
غازی سات برس گنبد نور مین قید رہا کوئی قتل نکر سکا افراسیاب داان تمہا سب طرح کے انتظام ممکن تھے
مشہور ہی کہ شب قتل اسد بی ماران زمین کن واسرار جادو شریک ہو مین اسد کو چھوڑ لیا اسی طرح نہ ترقی
فساد بر پا ہونگا اس نوجوان کا قتل ہونا دشوار ہی سہیل نے کہا افراسیاب بادشاہ عالیجاہ عیش پسند
انتظام نکر سکا ہم ایسے نادان نہین ہین صبح ہوتے ہوتے پہلے نبیرہ حمزہ کو قتل کرینگے گرماگرم کباب تمکو بھی
کھلائینگے ماہ عالم افروز نے عرض کی آدم خواری آپکو مبارک ہو مین آدمی کے کباب کھاؤنگی سہیل
نے کہا تم کیا دین سامری سے برگشتہ ہو سامری و جمشید جو تمہارے خداوند تھے اکثر جنس انسان کا بھوگ دیتے
تھے اوسکے کباب لگا کر کھاتے تھے ماہ عالم افروز نے کہا خداوند نے کچھ مناسب جانکر کھائی ہونگی ہمین
کراہیت ہے سہیل نے حکم دیا جلد قوال کو بلاؤ کہو سب قیدیونکو ہمارے سامنے لائے آفتاب نے ایک جادو
کو حکم دیا شاپور یہ سب باتین سن رہا ہی حیران ہی کہ دیکھیے کیا ہو تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ایک جادو گروہ
سیہ فام بصورت مہیب سر زنجیر تھامے ہوے ایرج نوجوان مسلسل و مطوق صیقل آئینہ دار کی

زبان میں سوزن پہلو میں ملکہ انجم ماہ رخسار جاری افزاں نامدار ایک زنجیر میں بندھی ہوئی اقوال آتش ریز لیکر آیا شاپور نے جو اپنے آقا کو اس حال پر ملال میں دیکھا بیقرار ہو گیا یہی تردد تھا کہ ہائے کیا کروں میرا آقا کس مصیبت میں ہے لیکن ایرج زنجیر ہلاتا ہوا جیسے ہی دربار کفر مدار میں پہونچا کڑک آواز دی سلام من درین مجلس کسی باد کہ بداند و شناسد کہ خدا یکیست و دین پیغمبر خدا برحق شاہزادہ صیقل آئینہ دار نے سلام ایرج نوجوان کا جواب دیا ملکہ ماہ عالم افروز نے سر اوٹھا کر جمال بیمثال صیقل آئینہ دار کو دیکھا ایک جوان خوشرو شیر صولت رستم ہیبت **نظم**

زرخسار او ماہ و خور تابناک — زلعلش گل اندر چمن سینہ چاک — نہال ارم از قد او خجل

از و مانده شرمندہ چین و چگل — خم و پیچ رفتار موج حیات — چو جنبد لبش ریزد آب حیات

زمستوری نرگسش فتنہ مست — بلا بر سر و تیغ خنجر بدست — ز خرگان گزشتہ بر گشتہ بخت

دل از دین و دنیا بزن کرد رفت — جبین نور و جبین جبین موج نور — کہ نور لعلے لوز گرد و فور

بہ پیشانیش دست صنع آفرین — نوشت از ازل آفرین آفرین — ادھر صیقل نے نگاہ اوٹھا کر

جمال بیمثال ماہ عالم افروز کو دیکھا ایک آفت جان پر نگاہ پڑی نہایت حسین و جمیل پلکیں خونریز شمشیر ابرو تیز سینے پر او بھار حسن پر بہار **نظم**

انار بہشتی او و پستان او — خوشا کو کند سیر پستان او — بلا بر بلا قامت بید رنگ

بہر نقشہا آفت بید رنگ — حنا دست پرورده دست او — حیا بندہ نرگس مست او

بہر گردش چشم صد انقلاب — دل و جان عاشق کباب و خراب — لبش شہد و شکر بدون می فگند

تبسم چو میکرد خون می فگند — تکلم ز اعجاز دم سے زدی — دہن گرچہ دم از عدم میزدے

رخش سورہ والشمس و الیل مو — اتفاقی قدش سرو بالا جو سے — شاہزادہ صیقل آئینہ دار

گرفتار طوق و زنجیر تھا مقید بلسلہ گیسو ہوا ذبح خنجر ابرو ماہ عالم افروز نے بھی آہ کی سینے پر ہاتھ رکھ لیا لیکن جمیل جوالہ زن سلام کرنے پر بہت بگڑی کہا او نبیرہ حمزہ تیری قضا آئی ہے بس تیرا یہی کہ ساحری و جمشید کو سجدہ کر تدبیر تمہاری بوجہ احسن ہو چکی شب بھر شرکب پیین گے صبحکو تمہارے گوشت کے کباب کھائے جاوینگے میرے ہاتھ سے رہائی دشوار ہے ایرج نوجوان نے جواب دیا کیا بکتی ہے اقول شعلہ پیر دار و غنہ زندانخانی کو بھی دنگل ملا یہ بھی قریب آفتاب شعلہ خوار کے بیٹھا چہرے سے ظاہر ہے بدخو

کبر و نخوت صورت سے آشکار مغرور مکار بیٹھکر دنگل پر جھومنے لگا ملکہ سہیل نے اقوال کو خلعت دیا
کہا ای اقوال تمکو بڑی تکلف ہوئی تمنے خوب حفاظت کی آفتاب جادو سے کچھ خاک گرمی نہ دکھائی
ان ذلیلون کے ہاتھ سے شکست کھائی قلعہ چھوڑکر بھاگے تمنے بڑی جانبازی کی آندھی تمھارے سحر کی اٹھی
اوسی ہوا سے سب بے قرار ہوئے تھے اقوال نے کہا حضور ہم خیرخواہ دولت ہین اگر آگ برسے تو قدم نہ ہٹا
قلعہ آہن ہو تو اوسمین گھس جائین بھاگنا کیسا سپاہی مرنے سے نہین ڈرتے ہین اقوال نے سوچ سمجھکر
یہ کہا آفتاب کو بہت ناگوار ہوا خاموش ہو رہا سہیل نے بھاری خلعت منگوا کر اقوال کو دیا اقوال
مرغ زرین بنکر دنگل پر بیٹھا جھوم رہا ہے تبختر سے دمبدم جھوم رہا ہے سہیل نے کہا ای اقوال ان قیدیون
کو ایکطرف بٹھلا دیجیو کبھی تمکو تکلیف ہوگی اپنے ہاتھ سے ان سبھونکو قتل کرنا اقوال نے کہا ہم حضور
کے حکم کے پابند ہین جسکو حکم دیجیے اوسکو قتل کرین دریا خون بہا دین اقوال نے ایک گوشہ مین لیکر
ایرج وغیرہ کو بٹھا دیا سہیل نے جو صیقل آئینہ دار کو دیکھا کہا کیون میان صیقل تم بھی ہین جدو ابا
کو ترک کیا تمکو شرم نہ آئی ہمارے سامنے سرکشی دکھاتی ہو توبہ کرو ہم تمکو الگ کر لین تمھاری ملک کی
تمکو سلطنت دین صیقل نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہو مردان علی لڑنے خوب سمجھ لیا مرنیکا کیا خوف ہے آقای نامدار
پر جان و مال نثار ہے زبان ہی سو زبان نکلی ہی تو تجھکو مزا دکھاؤن تجھکو کسنے بادشاہ بنایا خوب ہمکو یاد ہے
جب خشکسالی ہوئی تھی ہزارون کنگلے آئے تھے پانچ سیر غلے پر تجھکو ساحرون نے خریدا اب تو بڑا بادشاہ
عالیجاہ جانتی ہے مرتبہ کو آقای نامدار کے نہین پہچانتی تخت سے اوتر کر قدمبوسی کر ورنہ کتے کی موت
ماری جائیگی ہمارا پروردگار مدد کریگا انشاء اللہ اسی باغ مین دریا خون بہائینگے اسطرح تڑپتے پھڑکتے تابع
ہوشربا جائینگے اسد پہلوان لاجواب کو افراسیاب کی خدمت مین ہمکو خدا پہونچائے سہیل یہ سنکر بہت
جھلائی طرف انجم ماہر خسار کے متوجہ ہوئی کہا بی انجم تمنے حکومت انجم حصار کو کیون چھوڑا تمھارے بزرگون
سے یہ رسم و راہ رہا اگر دین قدیم پر قایم ہو تمکو قید سے رہا کرون اپنا مصاحب خاص قرار دون انجم نے بھی سخت
جواب دیا ماہ عالم افروز نے اپنی کنیزون سے کہا دیکھو شاہزادہ صیقل کیا دلیر ہے بیشہ جرات کا شیر ببر ہے
کے خوب بیخوف بیغیرتی سے کلام کرتی ہین اپنی آبرو کھوتی ہین ماہ عالم افروز نگاہ محبت صیقل آئینہ دار کو دیکھ

رہی یہ آئینہ نویس اشارہ سے ہو رہی ہین بیقرار ہی جاتی رہی دون **نظم**

حیا رفت بر طاق نسیان نشست

که تیر غمش تا به پیکان نشست | بجنبش نگاهی نشسته غبار | کرشمه بدیدار قضا فتنه بار

زتن ہوش شد یک بیک رہوا | کہ دید آفت دین و دل برملا | ادھر صیقل بھی انتہا کا بیقرار ہے

گلچینی گلشن جمال ماہ عالم افروز کر رہا ہے ٹھنڈی سانسیں بھر رہا ہے مضطر و بیقرار حیران شکیبا[ئی]

قید ہیں مجبور و ناچار نظم | زتن روح پرواز کردن گرفت | دلش بیخودی ساز کردن گرفت

رخ ارغوانیش شد لالہ گون | دلش خون و جانش ز تن شد برون | جگر پارہ پارہ ز چشمش روان

چو فانوس بی شمع تن بی روان | زجیحون چشمش گہر لعل رنگ | بداماں او جمع شد بیدرنگ

ز حیرت شد آئینہ روے او | مقابل بیکدم بزانوے او | دو چشمش چو با چشم او چار شد

بخود دشمن و با صنم یار شد | خرد شد و افتاد و بیہوش شد | چو شمع دم صبح خاموش شد

یہ دونوں آپس میں نگہبازیاں کر رہے ہیں سہیل نے داروغہ ارباب نشاط سے کہا آج کل بی یاقوت گلگوں پوش کی بڑی دھوم ہے اوسی سے کہو شروع کرے داروغہ نے حکم دیا تیار ہو اپنے مقام سے چمک کر اوٹھا سامنے گت شروع ہوئی توڑے لینے لگا آنکھ ملا کر آفتاب سے گت ناچی کبھی اقوال پر نگاہ ڈالی اقوال نے آن بان دیکھ کر کلیجہ تھام لیا آفتاب نے بھی آہ کرکے سامری کا نام لیا تھا اور دونوں پر نگاہ ڈالتا جاتا ہے آفتاب کو انگوٹھا دکھایا اقوال کا منہ چڑھا دیا دونوں مرے جاتے ہیں دو گھنٹے کامل گت ناچا تمام اہل محفل تعریفیں کر رہے ہیں سہیل جوالہ زن بھی تعریفیں کر رہی ہے گت کو ختم کرکے تنکر چلانے کھڑا ہوا دونوں سے نگاہ ملائی گنگنا کے یہ غزل بصد ناز و کرشمہ گائی غزل

تیغ ادا کو دیکھو دل کی سپر کو دیکھو | تیر نگہ کو دیکھو میرے جگر کو دیکھو | دیکھو تو آئینے میں اپنی نظر کو دیکھو

حالت ہے کیا ہماری ہیلا ادھر کو دیکھو | نالے پکارتے ہیں عاشق کے صور بنکر | اسیر نہیں رہ سکتا اوس نخچیر کو دیکھو

ہے تو جہاں میں عنقا لیکن نظر نہ آیا | اپنے دہن کے بے پوچھو اپنی کمر کو دیکھو | حال دل سکا کس سے پوچھیں کہ جو اپنے نظر سے لیں

وہ آنکھ ہی نہیں ہے جس نامہ بر کو دیکھو | اپنا ہی گھر جلایا آہ شرر فشاں نے | قلب حزیں کو بھوکا دل ٹوٹ اثر کو دیکھو

اک گردباد بنکر ساتھ اپنے ہو لیا ہے | صحرا میں بھی نہ چھوڑا کمبخت گھر کو دیکھو | فرقت کے روز و شب کی لیلی ہوائی گردے

کیسے تجھے ہے ملتے ہیں شمس و قمر کو دیکھو | کیا گریہ بے اثر ہے خندان ہے جسے عالم | ہنسا رہی ہے اس چشم تر کو دیکھو

کہتی ہیں رسکی پیچ و پیچ بانکی ادا ستمگر | میرے کا ہے اشارہ ترچھی نظر کو دیکھو | روزیہ سے میرے انسان پناہ مانگے

بدتر ہے شام غم سے رنگ سحر کو دیکھو | آؤ بھی بے خبر گھر میں جب بھی تو تعجیہ | میری طرف نہ دیکھو دیوار و در کو دیکھو

کیا کیا جلال پیر فرقت میں ہیں گذرے | اف تنگ منھ ہی نکلی ہے جگر کو دیکھو | اس لطف سے یہ غزل شاہ پورے گائی

اہالیان محفل ذبح ہوگئے آفتاب و اقوال کے کلیجوں پر تو چھریاں چل ہی ہیں شاپور نانچتے آفتاب نے جو اشارہ کیا بیٹھ گیا دہن آفتاب کا تھام لیا بتانے لگا مچل رہا تھا کلیجے پر عاشقوں کے خنجر چل رہا تھا آفتاب کا دہن تھا ما اقوال سے آنکھ ملائی یہ اشعار عبرت آمیز پڑھکر بتانے لگا نظم

بدزبانی ہی سہی لطف سخن پیدا ہو
عجب یار کا گم گشتہ دہن پیدا ہو
ابھی ابر آئی تو بھی یہ چلیں نالہ سے
ڈھانکنے عیبوں کو آنکھوں میں کفن پیدا ہو
تا بجنے کوہ سوز جدائی کی تپش
فلک تازہ تہ چرخ کہن پیدا ہو
یار کی چشم سخن گو کی طرح بات کرے
جوش بیتابی تجھ میں جو ہی جاہ ذقن پیدا ہو
طور کی طرح جلے کوہ غم و ہجر جلال

نکالیو نہیں تری جیب شکستہ میں پیدا ہو
سیر گلشن کا ارادہ ہے تو مجھ سے کہیے
دل میں وہ ولولہ تو کہ شکن پیدا ہو
دوستوں کا ستم جو غربت میں ان میں نہیں کہو ادھر بھی
یہ گوارا ہے کہ دوزخ کی جلن پیدا ہو
ہوں مرے تار نگہ گرد رخ یار اگر
دشت وحشت میں کہاں سے وہ ہرن پیدا ہو
سر ہی پہ بکھرا کے دکھا جلوہ شبنم
آہ سے وہ شرر برق فگن پیدا ہو

وصل میں تو مرے منہ میں وہ زبان پیدا ہو
گل وہ کھاؤں کہ ابھی تازہ چمن پیدا ہو
خاک ڈالے مرے اعمال پہ وہ گور تلے
بیوفائی احباب وطن پیدا ہو
گرد غم اتنی بھری ہے جو نکالوں دل سے
نئی خورشید درخشاں کی کرن پیدا ہو
ایسا ڈوبا ہے مرا دل کہ نہ ابھرے ہرگز
زلف کی چین سے آہوئے ختن پیدا ہو
اس لطف سے ان غزلوں کو شاپور

نے گایا سامنے بیٹھکر آفتاب کے بتایا دونوں ذبح ہوگئے آفتاب نے موتیوں کا مالا گلے سے اوتار کر دیا اقوال نے کنٹھا یاقوت احمر کا کھولا ہاتھ بڑھایا شاپور نذر کا اقوال کے بے اختیار منہ سے نکل گیا ای جان جان ای روح روان عاشقان میری جانب گردن بڑھاؤ اپنے ہاتھ سے کنٹھا گلے میں پہنا دوں یہ دانے یاقوت احمر کے نہیں ہیں پارہ جگر ہیں شاپور نے مسکرا کر طرف آفتاب کے دیکھا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا کہ کنٹھا گلے میں ڈالدوں آفتاب کو جلال آیا کہا ای اقوال یہ دربار بادشاہ ہے سر دربار یہ شہدہ پن کیسا خبردار یاقوت گلگون پوش پر نگاہ محبت ڈالنا میں مدت سے اسکو چاہتا ہوں اقوال نے کہا میری خود جان جاتی ہے ہاتھ لگاؤگے تو سزا پاؤگے آفتاب نے کہا او یاقوت آ میری گود میں بیٹھ جا شاپور نے گنگنا کر یہ شعر پڑھا شعر غم صیاد فکر باغبان ہے ٭ دو گلے میں ہمارا آشیان ہے ٭ آفتاب نے آنکھ ملا کر اشارہ کیا میں تو تجھ پر مرتی ہوں اقوال نے مسکرا کر کہا میری تجھ پر جان جاتی ہے اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لو اقوال نے قبضے پر ہاتھ ڈالا آفتاب نے گولا سنبھالا اقوال نے کہا دیکھو میاں آفتاب شامت نہ آئے یہ جاہ و جلال اپنا کسی بودے کو دکھاؤ میں آپکی گیدڑ بھبکیوں سے نہیں ڈرونگا میں خود مرد میدان سے

ہون آفتاب نے کہا تیری کیا حقیقت ہی دونون مین تکرار ہو ذلگی شاپور کھڑے آنکھین چمکا رہے ہین
مسکرا رہے ہین دونونکو لبھا رہے ہین کبھی تو آفتاب کہتے ہین صاحب جان زد دو مین جھیکر تھارے گھر پڑا ذنگی
کبھی اقوال سی کہا ارے آتشخو آفتاب سی آنکھ نہ ملاؤ مین تو تمسے راضی ہون دونون اور زیادہ گرما گئے جانے
ہین سہیل نے پلٹ کر آفتاب و اقوال پر آنکھین بدل لگین ایک کے ہاتھ مین فولادی گولا ایک نے تیغ برہنہ
کھینچا آفتاب یہ ہمارے سامنے بے ادبی آفتاب نے کہا حضور اقوال کو منع کیجیے مین بادشاہ عالیجاہ
ہون آفتاب شعلہ خوار لقب ہی یہ جبلی نسے کا داروغہ بڑا بے ادب ہی ہماری معشوقہ پر نگاہ ڈالتا ہی ملکہ
سہیل ہان ہان کرتی رہین دونون اپنے مقام سے اوٹھے شاپور دونون کو گرما جاتا ہی کہتا ہی جو جرات مین
زیادہ ہو مین اوسی سے راضی ہون کبھی تو کہتا ہی میان آفتاب صاحب جلال مین کبھی کہتا ہی میان
اقوال صاحب جمال مین آفتاب کو دعوی سلطنت ہی لڑتے لڑتے ہاتھ تلوار کا مارا اقوال نے سحر کو اوٹھایا
آفتاب نے سحر کرکے ہاتھ مارا اقوال کے دو ٹکڑے ہوے اتنے بڑے جادوگر کا مرنا اندھیرا ہوگیا شاپور
شیردل تیور کو ماہ عالم افروز کے دیکھ رہا تھا کہ صیقل کو یہ نگاہ محبت دیکھتی ہی اور دل تدھیرے مین
جھپٹ کر زبان صیقل کے سوزن نکالا کہا شہریار دشمنے سہیل جوالہ زن نے دیکھا کہ چلے تو یاقوت
گلگون پوش نے گرما کر آفتاب و اقوال کو دوڑا دیا اب صیقل پہونچی سوزن زبان سی نکالدیا آواز
بلند کہا اے شہریار تجھسے تم بہتر شاپور شیردل صیقل نے اوسے اوٹھے ملکہ انجم ماہ رخسار کو رہا کیا سہیل
جوالہ زن غصے مین اوسی طرف آفتاب شعلہ خوار کے متوجہ ہو کر کہا کیون او بیحیا تو نے یہ کیا فساد برپا کیا
اپنے تہ سردار کو قتل کر ڈالا کچھ ہمارا خیال نہ آیا ارے دیکھ جسپر تو عاشق ہوا وہ عیار ہی صیقل نے اوسکے
اوٹھتے قیامت برپا کی آفتاب نے جو پلٹ کر دیکھا میری معشوقہ خنجر کھینچے ہوے بیٹھی تھی صیقل کے گھر
ہی کئی جادوگرنیون کو مارا گھبرا گیا صیقل پر جا پڑا وہی تیغ خون آلود لیکر قریب پہونچا اور صیقل مین
اپنی معشوقہ کو لوٹگا یہ کہکر ہاتھ مارا شاپور نے حباب مارا منھ پر پڑا چرخ کھا کے لڑکھڑایا صیقل مین
اپنی معشوقہ کو لوٹگا یہ کہکر ہاتھ مارا شاپور کو چاہا کہ بڑے شاپور نے حباب مارا منھ پر پڑا چرخ کھا کے لڑکھڑایا
صیقل نے ایک طمانچہ مارا سر اوسکا اڑگیا آواز آئی کشتی مرا نام من آفتاب شعلہ خوار بود ملکہ ماہ عالم افروز
نے دیکھا صیقل آئینہ دار نے سحر سے زمین ہلادی بھیڑ جا پڑا کسی کو طمانچہ مارا آفتاب کی تلوار اوٹھالی

ایرج کی بھی قید کو توڑا ایرج نعرہ کرکے اوٹھا نعرہ ایرج | ملک ایرج آن آفتاب تیر

اگر تیغ بر کوہ خارا زنم	تزلزل فتد در بیابان فلک	چو تیغ یلی بر کشم از غلاف	کہ صاعقہ ز انجم و آفاق گم
تیغ دو دم سکندری نیام انتقام سے لیا ایک پہلو مین ملکہ انجم ماہ رخسار نے			ز گاو زمین بیخ او بر کنم

پر ملکہ شیشہ مینوش بصد جوش و خروش حفاظت مین شاہزادیکے مصروف ایک سمت سے نیلم زنگی و فیلم زنگی
و عنطر صبا و او جان دریاباری و سام بن غوجان دریاباری میاد عاد شکک و ازگردن
وغیرہ قید سے رہا ہو کر ساحرونپر جا پڑے لیکن سہیل جوالہ زن جو اپنے مقام سے اوسی قیامت برپا کر دی
جسپر جا پڑی اوسکو زخمی کیا ایک ٹکر ماہ عالم افروز کو دیکھا اور کہا ارے تو مجھے دیکھتی ہی جاکر دروازے گو گنبد
ویران کے کھولے کنیزان ساحری کو بلا ان سبکو دیوانہ کرکے پکڑلے ماہ عالم افروز کچھ جواب نہین دیتی
عجب کشمکش پیچ مین ملکہ اسی رنج مین کہ یہ کیا غضب ہوا معشوق قتل ہوتا ہی حیران و پریشان سحر کرتی ہی
تھم تھم کے کبھی کنیزان سہیل پر کبھی انجم ماہرخسار پر یا نہتا کی اس باغ مین تلوار چلی جسیقل نے لاشون کے
انبار لگانے انجم سے اسنا قولیٹ کر کہا کہ آقا سے نامدار سے ہوشیار رہنا وہ ساحر و غیر ساحر کو نہیں سمجھتے
نشہ جرأت مین مست ہین حقیقت مین زبردست مین مجمع ساحران مین ایسا نہو دشمن پھر گرفتار ہو جائے
انجم جواب دیتی ہی اے شیر بیشہ جرأت جب تک میرے جسم مین جان ہی کیا مجال کہ کوئی اونپر نگاہ دشمنی
ڈال سکے میرا سینہ سپر ہے خدا اوس افسر کو سر سلامت رکھے شاہو نے کیا کار نمایان کیا وہ باغ سرسبز
و شاداب نہرین پر آب وقت سحر گل صد برگ آفتاب گلشن چرخ نیلی مین کھل چکا ہی بہار ماہتابان پر خزان
آچکی گل و غنچہ ثوابت و سیارگان مرجھا و شاخ کہکشان سے یہ پھول کمہلا کے گر چکے وقت زمزمہ ہزار
عندلیبان چمن تماشا خہای نخل حیات ساحران جو قلم ہوئی بلبلین پرونکے سر پیٹتی ہین نہرون مین
خون جوش مارنے لگا چشمونکی آنکھین کور تھین حباب کی عینک لگائی موج نکو پیچ و تاب ہر ایک حوض
مین تلاطم طاری رونکے رنگ اوڑے ہوئی قمریان کو کو بھولین ہر سرو چمن بصورت آہ تھا حال باغ کا تباہ تھا
چمنستان پامال بہار باغ پر زوال چشم زدن مین انقلاب ہوا زلف سنبل کو پیچ و تاب تھا نرگس کی
آنکھو نپر ورم طفلان غنچہ بیدم درخت کو شاخین بازتھین تہ دھیان آہ آتشناک کی بلبلون کے گلے کا ہار
تھین لیکن سہیل جوالہ زن سحر کرتی ہوئی پہلے تو اسنے انجم ماہرخسار کو زخمی کیا انجم کا ستارہ گردش مین
آیا شیشہ مینوش کو بھی زخمی کیا ایک گولا اوٹھا کر زمین پر مارا زمین تھرائی جا بجا سے شق ہوئی غار
مثل زمین اژدر پیدا ہوے ساحران ایچ تھرتھرا کر ان غارون مین گرے ایچ کے پانون زمین نے

تھام لیے سپر نے پیشانی نہ کی تلوار قبضے سے نکل گئی جوہر جرات مین فرق آیا خم کمان زنجیر مسلسل بنگیا تیر ترکش سے نکلکر بھاگے خوف سحر سہیل سے گوشو نہین جا جا کر چھپے سنا ن کا نیزہ آہ جانستان جھری نش جسم مدقوق کا نپی بقبض خنجر بیدم تا داردن مین خم ہنگامہ عظیم برپا ہی سہیل جوالہ زن نے قصد کیا صیقل آئینہ دار پر جا پڑ دان صیقل سے خوب خوب سحر ہوے آخر مین سہیل جوالہ زن غالب آئی کار دست سحر شناز پر صیقل کے پڑی شانہ صیقل کا زخمی ہوا زخم کھا کر گولہ مارا سہیل جوالہ زن نے اس گولی کو روک لیا اپنا خون اسپر ملا اسی دم زمین گولہ مارا صیقل نے کاٹا اوس گولے سے برق نکلی وہ سر پر پڑی سراسر مارا اسکا زخمی ہوا چرخ ایا زمین پر گرا سہیل جوالہ زن نے یہ حال دیکھ کر یہ کہتی دوڑی کیون سرکشو سحر باطل دیکھا کنیزونکو بھی آواز دی ان سبھو نکا سر کاٹ تو ملازمان ایرج ہمرہیان صیقل یا ہیان فوج انجم و کنیز شیشہ مینوش سب زمین پر پڑی تڑپ رہی ہین کنیزون نے قتل کرنا شروع کرنا شروع کیا جب کوئی کنیز طرف ایرج کے جاتی ہے سب سرداران ایرج سینہ سپر کرکے اپنی جان دیتے ہین اپنے آقا کو بچا لیتے ہین اوسوقت ایک عجب غلغلہ بلند ہوا ہر خرد و کلان دردمند سہیل خیمے مین طرف ماہ عالم افروز کے بلی کہا کیون اے گیسو بریدہ تو کھڑی دیکھا کی اب بھی جا کر دروازہ گنبد دیوان کا نہین کھولتی میرے سحر کو تو نے دیکھا ہین کیا تیرے بھروسے پر سلطنت کرتی تھی دو چار ہزار جادوگر جو سحر سے سہیل کے محفوظ رہے ہین وہ اب لڑائی مین مصروف ہین ہر چند کہ سہیل پر انکا سحر تاثیر نہین کرتا لیکن جان دینے پر آمادہ ہین جس طرح شمع پر پروانے گرتے ہین اسطرح اپنے افسرون کے گرد پھرتے ہین کوئی جھک کر ایرج کو بچاتا ہی کوئی جھپٹ کر قریب صیقل آتا ہی بعض آواز دیتے ہین ای شیر بیشۂ جرات ہوشیار ہو جیے اپنے کو سنبھالیے صیقل کی آنکھون مین اندھیرا آیا سر پر زخم کاری کھایا شانہ بھی نشانہ ہوا آخر مین سہیل کے بتلا سا دونگے کہنے سے مراد تھا یا ماہ عالم افروز سے نگاہ مل گئی یاس سے نگاہ ملا کر ایک آہ کی بیتابی مین یہ اشعار زبان سے نکل گئے

نظم

محرمے کو تا بگویم قصۂ آن مکارہ چیست
در جنون رسوا شدم محرم من بیچارہ چیست
در دل گل گر ندارد نالۂ بلبل اثر
ہر دم از تیغ نگہ مایل بآن بیچارہ چیست

باعث چندین ستم بر خانمان آوارہ چیست
گر نہ باشد ذوق معشوقی دعا تیغ از ... چیست
در چمن این سرخی رخسار جسم پارہ چیست

میر باید جذبۂ عشق تو دل از کعبہ
خوبرویان را بسوی عاشق نظارہ چیست
گر نہ ترک ناز اولب تشنۂ خون محفلی چیست

ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان تم سے ہم مین اپنی غربت پر روتے ہین گرفتار طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہو کر جان دی دامن وصل تک تمھارے ہاتھ نہ پہونچا کیا تیرے

خال کی صفت کرتی تھی اشعار نظم
رخسار تو آئینہ روشن گہر است
موقوف تماشین صبح وطن ست
درخیلکہ نیاید بدہن ہا سخن ماست
این فتنہ و آشوب کہ در انجمن است

خوشبوی تر از نکہت گل پیرہن ست
روشن گر صبح آئینہ دار بدن ست
از صاف دلان فیض طلب کن دل شب
ہر فیلکہ بود در روز با نہا سخن ست
خضر رہ گم گشتہ عشاق جہانست

تار رگ گل جعدہ راہ چمن ست
در شام غم خویش پریشان شدہ عالم
یک نافہ آہوے خطا و ختن ست
تا غنچہ نگردد نشود صبح جو عالم
آن خال کہ سر چشمہ چاہ ذقن ست

اس حسرت سے یہ اشعار آبدار صیقل آئینہ دار نے ماہ عالم افروز سے آنکھ ملا کر پڑھے عاشق تو ہو ہی چکی تھی کلیجہ پھٹ گیا یا تو آغاز و انجام سوچ رہی تھی یا بیقرار ہو کر یہ کہکر بھاگی ای سہیل جوالہ زن نگھبراؤ مین ابھی قیامت برپا کرتی ہون صیقل آئینہ دار نے دیکھا کہ ماہ عالم افروز برق بنکر آسمان پر چکی بعد چشم زدن پھر زمین پر گرتے گرتے یہ آواز دی ای کنیزان سامری جلد حاضر ہو ایرج و شاپور وغیرہ نے دیکھا وہی تیلیان جنھون نے آکر سامنے گنبد ویران کے سبکو دیوانہ کر دیا تھا وہ تڑپکے زمین پر آئین ماہ عالم افروز کے نگاہ ملا کر پوچھا کیون حضور آپ کا دشمن کون ہے ماہ عالم افروز نے بالاعلان پکار کر آواز دی سہیل جوالہ زن کو لینا اور یہ جوان شیر دل جو زخمی پڑا ہے جلد اسکو سنبھالو ایک تیلی جھپٹ کر قریب صیقل آئی بازو تھام کر سر پر دست شفقت پھیرا زخم نے اندمال پایا خون جو سر سے بہ رہا تھا موقوف ہو گیا صیقل آئینہ دار جھومکر اوٹھا چند تیلیون نے جا کر ایرج نوجوان کو سنبھالا ملکہ ماہ عالم افروز نے ظاہر مین سحر کرنا شروع کیا جسپر جا پڑی کسی پر تیور ڈالے کسیکو بنگاہ قہر و غضب دیکھا کوئی جل گیا کسیکے جسم سے چنگاریان نکلین کسیکو طمانچہ مارا سرداران ایرج پر باران سحر برسا دیا جس سردار پر قطرہ پڑا ہوشیار ہوا اوٹھتے ہی تلوار پکڑ کے جا پڑا ملکہ انجم کے ہوش و حواس رست ہوے ساتھ والے بھی چالاک و ست ملکہ انجم ماہر خسار نے جو دیکھا صیقل آئینہ دار بصد قہر و غضب تیغہ برق مثال کھینچ جا پڑا اون تیلیون نے ہزارون کنیزان سلیل کو چیر کر پھینک دیا سہیل نے جو یہ انقلاب دیکھا پیٹنے لگی ماہ عالم افروز کو للکار کر کہا او چھوکری یہ تو نے کیا کیا ماہ عالم افروز نے کہا تجھکو یہ ترجمہ احکام سامری دیا تو نے ہمکو شعبدہ باز بنایا دیکھا تو نے خداے نادیدہ کیسا زبردست ہے اقوال کو آفتاب نے مارا آفتاب ہاتھ سے صیقل کے داخل جہنم ہوا دیکھیہ ملعونہ اقبال نبیرۂ صاحبقران سے چند ساعت مین تیرا لشکر درہم و برہم ہوا اب اپنی جان بچانیکی تدبیر کر مینے کنیزی نبیرۂ صاحبقران کی اختیار کی تو نے دو سے خداون کو چھوڑا طلسم

ہوشربا کی خبرین سنتے ہین بہار جادو ہمشیرہ حیرت شریک طلسم کشا ہو گئی وہ کیسی عقیل و فہیم تعلیم یافتہ
حیات جادو نور افشان ایسا مرد ضعیف نحیف جسنے آنکھیں سامری و جمشید کی دیکھین ان کے
ہونے دو سے خداؤن کو چھوڑا خدای نادیدہ کی اطاعت کی مجھکو بھی آج دل سے نفرت ہوئی انسان
کو واجب لازم ہے اپنے انجام کی فکر کرے دنیا حباب لب دریا ہے اسکا اعتبار کیا ہے ملک عدم جسکو
ملک بقا کہتے ہین جو گیا وہ پھر نہ آیا کوئی تو ایسی لذت ملی کہ اس منزل فرح افزا کا نام نہ لیا شکر ہے کہ مذہب
حقیقت کا مجھکو اعتقاد ہوا سہیل جوالہ زن یہ سنکر کانپ گئی غصے مین پتلیون پر سحر کرنے لگی کہا بھلا بی
ماہ عالم افروز صاحب ہم سمجھ گئے تم صیقل پر عاشق ہوئین دھگڑے کی محبت مین دین و مذہب کا خیال
نہ رہا یہ کنیزان سامری کیا ہین دیکھو سبکو مٹاتی ہون یہ کہکر پلٹی جھولی سے ایک نشتر نکالا پیشانی کا
خون چلو مین لیا ایک پتلی جھپٹ کر اسکے سامنے آئی سہیل نے وہی خون پھینک مارا دیکھا پتلی جلکر خاک
ہوئی اس طرح اپنے پتلیونکو مٹایا کسی کو جلایا کسیکو تلوار سے مارا کسی پر گولہ مار دیا چالیس پتلیان قتل ہوئین
صدائے گیر و دار بلند آسمان سے صدائے مہیب آتی تھی زمین باغ تھراتی تھی ہر ایک کہتا آج کا دن
نمونہ روز قیامت ہے دیکھیے کیونکر بچتے ہین سہیل جوالہ زن چیخ مارتی ہے برق جہندہ ہے جسپر جاتی ہے
اوسکی پلک جھپکی اسنے چیر کر پھینک دیا جب چالیس پتلیان جل گئین اور پھر لشکر ایرج کا اسنے وہی
حال کیا صیقل کو پھر دوبارہ زخمی کیا انجم ماہ رخسار بھی لڑکھڑا کر گری سرداران ایرج غیر ساحر سر
ٹکراتے پھرتے ہین تاثیر سحر سہیل سے منہ کے بھل گرتے ہین اب ماہ عالم افروز پر سحر کرتی ہوئی چلی
دونون مین خوب سحر ہوے کہ زمین باغ تھرا گئی سہیل جوالہ زن ہر مرتبہ چاہتی ہے صیقل کی پیٹھ داغ کا
سر کاٹ لون یا ایرج کو قتل کرون ماہ عالم افروز نے بھی آگ برسا دی ہے جب چمکی ضو سے اسکی کنیزان
سہیل نابینا ہو گئین جب گولا مارا کئی سر کے سر پھٹ گئے کبھی جھولی سے ہاتھ ڈالکر سینگیں نکالین
سینگ کی اوسی کا تیر مارا گئی ستے کلیجے کو پار کر وہ تیر نکل گیا وہی تیر سہیل نے ہاتھ چمکایا برق گری تیر
کو جلایا کمان کو کاٹا ماہ ماہ عالم افروز کے ہاتھ سے کمان گری سہیل نے زمین پر ایک دو ہتڑ
مارا دیکھا زمین شق ہوئی ایک جوان اژدر سوار پیدا ہوا سہیل نے آواز دی ای اژدر سوار ماہ
عالم افروز کو کھالے اژدہے کو زور دے وہ سوار بڑھا ماہ عالم افروز نے آواز دی دیکھو سہیل
نے سحر سازی دغابازی ہمارے ساتھ یہ کہکر موے زلف پر ہاتھ ڈالا ایک تار توڑ کر سحر کیا مار سیاہ

بنکر تیار ہوا اوس کوڑے کو ہاتھ مین لیکر اژدر سوار پر پھینک مارا مار سیاہ نے سامنے اژدر کے زہر اگلا
آنکھ ملائی اژدر نے چیخ ماری جسم سے اژدر کے آگ نکلی جلنے لگا وہ جوان جو اژدر پر سوار تھا آتش سحر
کی تاب نہ لا سکا پشت اژدر سے کود پڑا ماہ عالم افروز نے دوسرا تار زلف عنبرین کا توڑ کر
مار سیاہ بنایا اژدر سوار پر پھینکا اوس مار سیاہ نے ایک پھنکار ماری اژدر سوار کا سر پھٹ گیا پانی
ہوکر بہ گیا خاک کا ڈھیر تھا آندھی سیاہ اوٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من اژدر سوار جادو تو سہیل
جوالہ زن نے جو یہ آفت دیکھی غصے مین آئی دونون پیر مار کر غرق زمین ہوئی ماہ عالم افروز
نے نعرہ کیا مکارہ کہان جاتی ہی کسیکو ثابت نہ ہوا کہ سہیل جوالہ زن کہان گئی بعد چند ساعت
زمین سے نکلی ایک نیمچہ ہلالی ہاتھ مین مثل شعلہ جوالہ چمک کر ماہ عالم افروز پر جا پڑی للکار کر کہا یہ
سحر تو رد کو اب تو ہمکو ٹوکو ماہ عالم افروز بھی نیمچہ کھینچکر جا پڑی دونون مین خوب نیمچہ چلا سپرہا سحر کے
ٹکڑے اوڑ کے پھول سپر کے کھلائے دونون نے سپرین پھینک دین سحر کرتے کرتے سست ہوگئین
سہیل جوالہ زن نے نیمچے کے سایے مین ماہ عالم افروز کو آواز دی خبردار ہو جا اس وار سے
نہ بچیگی یہ نیمچہ سحر وسامری ہی اسکے جوہر مین تاثیر بھری ہی یہ کہکر نیمچہ مارا ماہ عالم افروز نے سپر سحر کو
سر کی پناہ کیا وہ نیمچہ سحر زور کا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے نیمچہ چمک کر سر پر گرا سر ماہ عالم افروز سراسر
زخمی ہوا بمشکل ماہ عالم افروز نے دستانہ ادا تیغہ سے نکل گیا چادر خون کی بلبلا کر چہرہ پر نور پر آئی
ادھر تو سر ماہ عالم افروز زخمی ہوا سہیل جوالہ زن نے چیخ ماری آواز دی اری گلرو کیا مر گئی جلد
آکر اپنا رنگ جماوے ماہ عالم افروز زخم سر باندھ رہی ہی جاتی ہی بجرات پھر لڑونی یہ تو عرض کرچکا
کہ صیقل آئینہ دار بمجبوری ناچار انجم ماہر خسار زنگار ابریچ وغیرہ سحر مین گرفتار کسی مین حس و
حرکت باقی نہین ہے ملکہ ماہ عالم افروز سبکی جان بچا رہی تھی دو ہزار کنیزین بھی اسکی [illegible]
ہوئین مصاحبون نے بھی اونکے جانبازی کی کنیزون نے جو اپنے مالک کو زخمی دیکھا سحر کرتی ہوئین
قریب آئین اپنے مالک کو سنبھالا ماہ عالم افروز نے گھبرا کر کہا صاحبو مجھسے کچھ نہ ہو سکا حسرت ارمان
لیکر دنیا سے چلے سہیل مجوسی قیامت کی ساحرہ ہی اب تم سب اپنے کو بچاؤ اوسنے گلرو کو آواز دی ہی
وہ بھی بتعجیل آیا چاہتی ہے مراد دلکی مین سمجھ گئی دیوانہ کرکے قتل کریگی سبکے خون سے پھر یہ زمین ہاتھ
بھر گئی افسوس صد ہزار افسوس دیکھو بیچارہ صیقل آئینہ دار قتل ہوتا ہی تقدیر ہی میری بری ہے

اب کیا تدبیر کیجا وے قلب پر ہجوم غم و ملال ہین یہ اشعار ہمارے حسب حال ہین **نظم**

مر گئے افسوس ای بلبل نکیون سر توڑ کر
حکم ہو لا دون فلک سے یار اختر توڑ کر
بعد مردن جا کے صیاد کچھ الطاف بھی
رنج بلبل کو مزے گلچین گل تر توڑ کر
سخت جانی کا برا ہو یار کو صدمہ دیے
حیرتی فصاد ہین نشتر پہ نشتر توڑ کر

کر دیا قید قفس صیاد نے پر توڑ کر
خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تھا سارا بدن
قبر پر بلبل کی رکھدینا گل تر توڑ کر
دیکھتا رو مصفا کی جو تیرے روشنی
باندھکر شمشیر آتے ہین وہ خنجر توڑ کر
اوسکے کوچہ تک رسائی کسطرح ای انجم

کیون مکدر ہو کسکو کیا تمھین ملتی سنگدل
منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑ کر
خستہ جانو نیز نہ ایسا ظلم کرنا چاہیے
پھینک دیتا یار آئینہ سکندر توڑ کر
ایک قطرہ خون کا نکلا نہ جسم خشک سے
کوئی پڑھ سکتا نہین مقدر توڑ کر

اسطرح بلک کر یہ اشعار عبرت آثار پڑھے مصاحبین رونے لگین کہا حضور آپکی حسرت پر کلیجہ پھٹتا ہی آپ نے انجام نہ سمجھا اتنی بڑی ساحرہ سے مقابلہ کیا غالب آئین جسکے واسطے یہ جستجو کی وہ بھی سب بیکار ہوئی مشہور تھا کہ یہ لوگ جان جاتے ہین لڑائی فتح کرتے ہین ظاہر مین جرات کے دم بھرتے ہین کچھ بھی نہ سکا دیکھیے سب بیکار مجبور و ناچار زمرد حیران و پریشان مضطر و دلگیر کھڑے ہین کوئی گر پڑا کوئی جھوم رہا ہی لیکن صیقل آئینہ دار کیا بہادر ہی اتنا زخمی ہوا اب بھی قبضۂ شمشیر چوم رہا ہی لیکن سحر نے سہیل کے مبہوت کر دیا نہین معلوم وہ نگوڑا عیار کہان گیا کسی کی شکل بنکر چلا آیا فساد برپا کر کے بھاگ گیا یہ ذکر تھا کہ سہیل ایک شاخ نخل کو پکڑ کر ہلایا گلرو گلرو کہکر پکارا نخل سے ایک جوان نکلا نازنین گلگون پوش کو دیکھا گلدستہ ہاتھ مین ہنستی ہوئی ظاہر ہوئی سہیل سے کہا ملکہ عالم نے سالہا سال ہماری خدمت کی کیا ارشاد ہوتا ہی یہ باغی کون لوگ ہین ابھی سبکو دیوانہ کر دون لاشہ ہاے باغیان سے باغ و چمن بھر دون حال دل تو کہیے سہیل نے کہا ای گلرو وہ رفیق کامل ہماری فاقت مین سے مارے گئے آفتاب شعلہ خوار واول ناہمار آپس مین لڑے کمبختون نے جان ہی کوئی مراد حاصل نہ ہوئی بی ملکہ ماہ عالم افروز بادی ملک کے در پی ہین انکو لینا یہ سب دشمن سامنے موجود ہین یہ کہتے ہی گلرو بصد جستجو گلدستہ ہاتھ مین لیکر پڑھی رقص کرتی ہوئی چلی جس طرف سے گندی بو بھیولونکی دماغ مین پہونچی مست ہو کر اشعار عاشقانہ ہر شخص پڑھنے لگا کسی نے اپنا گلا آپ کاٹ لیا کسی نے تلوار کھینچی کوئی سر پھوڑتا تھا ملکہ انجم ماہ رخسار بت اپنے کو بچا رہی تھی جیسے ہی بو پھولونکی دماغ مین پہونچی قہقہہ مار کر ہنسی بیقراری مین ضبط نہ ہو سکا مثل غنچۂ گل مسکرائی شگفتہ ہو کر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگی **نظم**

جسطرح آہوئے آئی دشت ایجان چھوڑ کر
جا نہین سکتا پریشا نکو پریشان چھوڑ کر
صاحب اسلام ہین ای عشق ہمسے ہی محال
کسطرح جائے مرا حال پریشان چھوڑ کر
مجھے اب سنتی ہین عریانی کی ای دشت جنون
چاک کر سب پیرہن لیکن گریبان چھوڑ کر
اتحاد تا قیامت ہی فراق اسکو محال
کیسی بلبل بھی کہ جاتی ہی گلستان چھوڑ کر
ربط باہم مثل روح و تن ہی کیونکر جائیگی
ای لحد ہم آئے ہین دنیا کا سامان چھوڑ کر
ہو دونون تیری جستجو مین پھرتے ہین در بدر
بیکسی جاتی نہین گور غریبان چھوڑ کر

جا نہین سکتا ہی دیوانہ بیابان چھوڑ کر
تنگ خاطر رحم کے قابل ہی جند یا سیاسن
کیجیے یاد صنم آیات قرآن چھوڑ کر
مرتبہ بہتر ہی کچھ آغاز سے انجام کا
کیون ندامت توڑ دی تار گریبان چھوڑ کر
کچھ دنو نہین خاک ہو کر خاک مین ملجاؤنگا
جائیگی حسرت کہان گور غریبان چھوڑ کر
نام بھی لیتا نہین کوئی کسیکا بعد مرگ
صبح ماتم دامن شام غریبان چھوڑ کر
وصل کامل کی جدائی فکر ناحق ہے محال
دیر ہندو چھوڑ کر کعبہ مسلمان چھوڑ کر
ہیچ اوسکے لیے رہتے ہو عاشق ای نسیم

غیر ممکن ہی کہ مجھسے ترک عشق زلف ہو
مین ابھی آیا ہون زندان مین بیابان چھوڑ کر
رہتے رہتے بیکسی کو بھی محبت ہو گئی
ہاتھ دامن کیطرف دوڑا گریبان چھوڑ کر
دیکھنے کو کچھ نشان رہنے دی ای جوش جنون
کب بھلا جاتا ہون مین اب کوچۂ جانان چھوڑ کر
داغ تجھکو لطف یاد آئینگے ایجان حیف ہے
منفعل کیسی کئی ہی جسم کو جان چھوڑ کر
میہمان ہین کچھ تو خاطر کر کہ تیر دلربا
بخیہ کیا جائیگا پیوند گریبان چھوڑ کر
بعد مردن بھی وحشی ہنا کا پاس ہے
وہ کہان جائیگا مسا ماہ کنعان چھوڑ کر

گل ہمراہیان ملکہ انجم و صیقل و ملکہ ماہ عالم افروز صورت دیکھکر گلرو کی دیوانی ہو گئے صاف ظاہر تھا کہ بھول پر بلبلو ینے نگاہ ڈالی نالان و زار ہین سب اپنے اپنے حال مین بیقرار ہین اوسوقت سہیل جم الزن نے آواز دی میان صیقل و ای ماہ عالم افروز اپنے کو بچاؤ دیوانی کیون ہو گئی ہو کیون گریبان پھاڑتی ہو اور گلرویان سیکو حکم دے اپنے کو ہلاک کرین جلد قصہ پاک کرین تجھکو تکلیف ہوتی ہی باغ کو سنسان کرکے آئی ہے اپنا رنگ جما کر چلی جا تیرے ہوای وصل مین سب دیوانے ہوے خود کہتے ہین ہم جان دینگے جلد دریا خون بہے ایک ان مین سے زندہ نہ رہے حاکم کے ساتھ یہ بے ادبی کی اپنے خدا سے نادیدہ کو پکارین یہ جو سہیل نے کہا وہ گلرو نہالے کے بیچ مین کھڑی ہو گئی نیمچہ کھینچکر اپنے گلے پر رکھا پکار کر آواز دی ای عاشقان صادق اگر میرے عاشق ہو تلوارین کھینچو مین تیرا جان دیتی ہون معشوق کا ساتھ دو سب نے تلوارین کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لین اب گلرو کے گلا کاٹنے کی دیر ہے سہیل جم الزن ایک نخل کے سایے مین کھڑی ہوئی سحر کو زور دے رہی ہی ماہ عالم افروز نے بہت بہت اپنے کو سنبھالا ہوے گل نے مست کردیا اسنے بھی نیمچہ کھینچا پکارا او حی افسوس صد ہزار افسوس کس باغ پر خزان آئی تقدیر نے

کیا رنگ دکھایا باغ عالم مین آکر بھولے نہ پھلے مثل بوی گل حسرت لیکر یہ وہ دنیا سے چلے اوس وقت ایک
عجب ہنگامہ تھا دیوانون کا غل مچاتا تلوارین چمکاتا سہیل جوالہ زن کے گرد کنیزین کھڑی ہین ایک
کنیز گھبرائی ہوئی قریب آئی کہا اے ملکہ عالم کیا کہتا باغ سحر کا رنگ کھایا سب باغیونکو دیوانہ بنایا لیکن
اپنی جان بچایئے دیکھیے صیقل ہوش مین ہے تلوار چمکاتا ہے ابھی سرکشی دکھاتا ہے سہیل نے کہا شمشاد تو بھی
دیوانی ہوئی ہے مین مثل افراسیاب کے نادان نہین ہون سنا کہ لاکھون جادوگر اونکے مارے گئے باغیون کو
پامال نہین کرتے ہین بی بہار کے حسن ظاہری پر مرتے ہین دیکھ ابھی سب جان دینگے کنیز نے کہا دیکھیے
صیقل آتا ہے تلوار چمکاتا ہے آپکو کلمہ سخت کہا بڑا ساحر زبردست ہے وہ تو قریب آ پہونچا غفلت نہ کیجیے
اسکو بھی دیوانہ بنایئے سہیل جوالہ زن پلٹی منھ پھیرنا تھا کہ بجلی چمکی شمشاد نے آکر حلقے کمند کے
گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا او قحبہ کہان جاتی ہے منم مہتر شاپور شیر دل پیدا کرنیوالے کو تشفع دیتی ہے اور ایسا
سحر کرکے ایسی بھولی پیدا کرنے والے کو بھولی دیکھ ملک الموت آگیا سہیل نے چاہا پڑھے زبان ہلانا دشوار
ہے سلا سحر بیکار ہوا شاپور گھبرایا ہوا تھا ایک ہاتھ سے حلقہ کمند کا گلے مین ڈالا دوسرے ہاتھ سے
لپٹ کر خنجر مارا شکم چاک تسمہ پاک سہیل جوالہ زن چیخ مار کر گری شاپور نے سر کاٹ ڈالا ایک
شعلہ بھڑک کر گلا و پر گرا وہ بھی مثل سرو چراغان جلنے لگی آندھی سیاہ اوٹھی صدائین مہیب آئین
دیوارین باغ کی تھرائین صیقل وغیرہ کو ہوش آیا ایرج نوجوان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ ماہ
عالم افروز نے نعرہ کیا اے عیار طرار مرحبا صد مرحبا کیا کار نمایان کیا میدان اس ملعونہ کا مارا ایک
جانب سے صیقل نے سحر کیا ملکہ انجم ماہ رخسار چمک کر اوٹھی سحر کرنے لگی ہنگامہ گیر ودار بلند ہوا
جادوگرون کو جان بچانا مشکل کر دیا بعد عرصہ دراز روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام مِس
سہیل جوالہ زن بود افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم چادر ہٹنے لگی ساحران
قلعہ آفتاب نما و ساکنان دیہ بر نزادان نے امان مانگی ماہ عالم افروز نے سبکو اپنی پشت پر
لیا سامنے ایرج نوجوان کے لیکر آئی عرض کی ای شہریار سب عذر کرتے ہین سرکشی انکی منسوخ
صیقل نے بھی سحر کرنا موقوف کیا سب ساحر مطیع الاسلام ہوے ماہ عالم افروز نے عرض کی
قلعہ آفتاب نما کو چلکر اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمایے سب آپکی قدمبوسی کے
مشتاق ہین ایرج نوجوان بہشت مرکب پر سوار ہوے صیقل آئینہ دار و ملکہ انجم ماہ رخسار

و ملکہ شیشہ می نوش کو تخت پر سوار کیا ماہ عالم افروز نے پایہ تخت پر ہاتھ رکھا نوبت نقارے بجاتے ہوئے داخل قلعۂ آفتاب نما ہوے دارالامارۂ شاہی مین پہونچے ملکہ شیشہ می نوش تخت پر جلوہ فرما ہوئین اہالیان شہر حاضر ہوے ایرج نوجوان نے عہدے تقسیم کیے گزوسکہ نام پر سعد بن قباد شاہ دبادہ لشکر اسلام کے جاری کیا قصد ہوا کہ صیقل کی شادی کرین صیقل نے عرض کی ابھی زیادہ امید ہے لیکن شادی کرنے مین ابھی بھید ہے جب حضور اسی طرح لڑتے بھڑتے تابہ طلسم ہوشربا پہونچین جامع المتفرقین پردۂ حجاب میان سے اوٹھائے ہمراہ بران شمشیر زن حضور کی شادی ہو تب غلام کی بھی خانہ آبادی ہو یہ بھی ایک کنیز سر فروش ہے ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہیگی نام بران شمشیر زن سنکر ایرج نوجوان کی آنکھوں مین آنسو بھر آئے فرمایا ای برادر اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے یہ امید نہین ہے کہ وصل سے اوس محبوب جانی دیار جادو دانی کے شاد ہون دیکھون تقدیر کیا دکھاتی ہے رسائی تا بہ طلسم ہوش ربا مشکل ہوگئی ماہ عالم افروز نے جو یہ ذکر سنا کہا حضور راہ طلسم ہوش ربا مین بڑے بڑے کانٹے ہین کنیز بھی رہبری کریگی لیکن پہونچنا بہت دشوار ہے ایرج نے کہا رہبر کامل یہ ورہے ایک ہفتے بھر اوسی مقام پر مقام رہا بعد ہفتے کے بڑے جاہ و حشم سے بطرف طلسم ہوش ربا کے کوچ ہوا وقت پر انکا پھر ذکر تحریر ہوگا انکو راہ مین چھوڑ

دو کلمہ داستان رنگین و فصاحت آئین حال حیران مآل افراسیاب ملکہ مہرخ و ذکر آمد مواج بن گرداب آدمخوار و کیفیت ملکہ شعلہ حسن کنیز بران و یاقوت جادو وزیرزادی ملکہ حیرت انکا مقابلہ زبانی شعلہ حسن خبر ہونا لشکر اسلام مین آمد مواج کی فردًا فردًا روانہ ہونا عیار و نکا و عیاری خواجہ عمرو و دیگر حالات متعلق داستان ساقی نامہ مصنف

نکر ساقی بے خبر بے رحمی
که مواج آتا ہے بہر مدد
قم نکر طبع رسا کو ہے جوش
پے چند ساعت ہو یہ شور و شر
مجھے ایک ساغر یہ نازہے
لکھوں داستان جالات شاک

دکھا دے مجھے آج دریا دلی
تلاطم ہے میخانے مین سر بسر
وہ می دے کہ سالم رہین عقل و ہوش
نہ مینا نہ ساغر کا مشتاق ہون
کبھی سوز ہے اور کبھی ساز ہے
کہین شعلہ حسن گرمی دکھائے

چلے کشتی مے بعد سشد ودہ
ہے دریاے سحر دان جوش ہے
گلابی اوٹھا ساقی سیمبر
فقط وصل دلبر کا مشتاق ہون
پلا جلد جام مے خوشگوار
کہین رنگ یاقوت اپنا جمائے

کہین ذکر برق سبک خیز ہو
طرارے بھرے پھر کمیت قلم
مری طبع دریاے قہار ہے
خزانے شناقی ہی طبع رسا
ہراک دائرہ رشک گرداب ہے
ہزارون ہین جسمین دُر بے بہا
خزانہ سخن کا لٹاتا ہون مین
ہمیشہ سے تو حیرت جالاک ہے
دیا جام ساقی خود کو مرے

کہین فکر ضرغام کی تیز ہو
قمر بحر طبع روان کو ہو جوش
تو یہ کلک موج گہربار ہے
مسلسل ہراک سطر ہے موجزن
یم فکر دریاے نایاب ہے
کہان ہین در نظم کے جوہری
عجب قصہ نو سناتا ہون مین
دکھا آج اپنی سبک خیزیان
مضامین نو آگئے سامنے

عمرو کی جو چالاکیان ہون رقم
مری فکر عالی دکھادے خروش
ہراک حرف ہی گوہر بے بہا
و یا زلف محبوب شیرین سخن
وہ بحر روان ہی یہ طبع رسا
کدھر اس جواہر کے ہین مشتری
گئے تو ہین کلک فرخندہ پے
چھلاوے کی چلنے مین ہون تیزیان
چھرہ شناوران قلزم معانین

حیرت آگین ملاحان کشتی دریاے فصاحت آبین گرداب محیط سخنوری مین یون شناوری کرتی ہین نظم مصنف

خداوندا اخبار حیرت بستم
چنین می نگارند این داستان
جو اسمین حالات اندوہ و غم
خبر دادہ از راوی راستان

سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب شکست کھاکر داخل باغ سیب ہوا
آفات چہار دست یہ کہکر رخصت ہوئی کہ مین اپنے شوہر نیرنگ جادو کو فوج کوہ زبرجدی لیکر
براے تسخیر قلعہ جات روانہ کرونگی افراسیاب تردد مین تھا کہ طایران سحر نے خبر پہونچائی کہ مواج
بن گرداب آدم خوار وزیر شہنشاہ نیلم کوہ نیلم سے چالیس لاکھ فوج ہمراہ لیکر اوتر آیا مشتاق ہی
کہ آکر مسلمانون کو ڈبو دے افراسیاب نے حیرت کو حکم دیا مواج کا نام سنکر جوش مین آیا کہا
ملکہ تم لشکر لیکر مقابلہ مسلمانان مین جاؤ لیکن لڑائی کا رنگ دریا دلی پر مواج کی رہے جس طرح چاہے
لڑے تم کسی مقدمے مین اسکے دخل نہ دینا حیرت جادو بالشکر گران مقابلہ مسلمانان مین آکر اوتری ملکہ
مہرخ سمجھین جسطرح ہمیشہ مقابلے مین آتی ہی اوسیطرح اب بھی لشکر لیکر ملکہ حیرت آئی ہی عمرو نے کہا ظاہر
معلوم ہوتا ہی افراسیاب جو کہا کرتا تھا کہ آفات دماہیان لڑینگی اب اس طرح مقابلہ ہوگا
ملکہ لعل سخندان کل امورات کی واقف کار ہی اوسنے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اس بات سے
مطلع ہے کہ کبھی افراسیاب و آفات دماہیان ایک مقام پر ہوکے نہ لڑینگے کتب خانہ سامری
جیسا ہمارے خزانے مین تھا کسی ملک مین نہین ہی اکثر افراسیاب نے ہمارے یہان سے کتابین منگائین

مین نے وہ کتاب کہ جو خاص سامری و جمشید کے ہاتھہ کا مسودہ کیا ہوا ہی اکثر جا بجا سے مشکوک
بھی ہی خاص اوس کتاب کو دیکھا سامری و جمشید تو بڑے کامل و اکمل تھے اون ماذی کا حال تو صاف
صاف لکھہ گئے ہین مینے یہ مضمون خود پڑھا کہ بعد انتقا دیڑھ نے حجرۂ بالائے نجم کے کچھہ آفت اہالیان کوہ
نیلم پر بھی آئیگی اور بڑے بڑے جبر سے شہنشاہ نیلم بھی مارا جائیگا بنام افراسیاب جا بجا صاف ہدایت
ہی کہ خود نہ کبھی لڑے اور نہ بہت جلد زوال دولت ہوگا ذرا خبر دریافت کرائیے کہ حیرت کس
بھروسے پر آئی ہی چرند و پرند حاضر تھے اونھون نے عرض کی ہمنے دریافت کیا مشہور ہی نیرنگ جادو
شوہر آفات چہار دست کوہ زبرجدی سے فوج بےحساب لیکر اوترا ہی حیرت جادو وہان جا ملیگی
وہ قلعہ جات پر جنگ کریگا اوسکے سحر پر تڑاتا ہے اور حقیقت مین وہ ایسا ہی ہی کہ موت اوسکی آپ
لوگون کے ہاتھہ سے نہین ہے ملحوظ خاطر رہے کہ اسوقت کل عیار دربار مین موجود ہین اپنی اپنی عقل کے
موافق سبنے جواب دیا خواجہ عمرو نے فرمایا جو کچھہ ہوگا ظاہر ہو جائیگا تردد کیا ہی اگر حیرت جادو
دو چار روز طبل جنگی نہ بجوائے باغبان قدرت نے ایک ہفتے کی مہلت لی ہی اوٹھا لا بارگاہ کا
لدے جلد طلسم کشا کو ساتھ لیکر طرف دریائے نیل کے کوچ کیجیے لڑتے بھڑتے چلیے دیکھیں پردۂ
غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہان دربار مین یہ ذکر ہے لیکن ملکہ حیرت جادو نے کسی سے آمد مواج
کا ذکر نہین کیا ایک نامہ لکھا بنام مواج بن گرداب دمخوار ملکہ یاقوت جادو وزیرزادی کو
دیا کہا اے یاقوت راہ مین کہین ٹھہرنا یہ نامہ جاکر ہاتھہ مین مواج کے دینا اور زبانی بھی کہنا کہ ہم
تمھاری آمد کے بہت مشتاق ہین جسطرح پر آنا منظور ہو صاف صاف تحریر کرو مقابلہ مسلمانان کی
تدبیر کرو ہم اوسی طرح کا انتظام کرین یاقوت جادو بحکم حیرت خوشخو نامہ لیکر چلی اسکو تو راہ مین
چھوڑیے دربار مہرخ مین سب جمع ہین حیرت اپنی بارگاہ مین ہی آپ ڈسکے دہقان اوس حق لق آتش
اشتیاق غریق لجۂ ہجر فراق اسیر طرۂ گیسو و دیج خنجر ابرو صفدر وصف شکن ملکہ بہار شمشیرزن کی گذارش
ہوتی ہین کہ یہ جو اس لڑائی سے واپس ہوئی باغ نگارین مین آکر مقام کیا ملکہ شگوفہ سحر ساز
وزیرزادی ہمراز مصاحب مسانہ خدمت مین حاضر ہی شب کو بیٹھے تھے گلبرگین خاصہ نوش کرتے
کرتے ہاتھہ کھینچ لیا کہ میرا خود بخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی کیون ای شگوفہ عرصہ دراز گذرا کچھہ
احوال اوس شیر بیشۂ صاحبقرانی کا نہ معلوم ہوا شگوفہ نے کہا حضور ہر چند کہ بعد فتح طلسم

چشم حق بین سے اشک جاری ہوئے شگوفہ گھبرا گئی کہا واری ہاے کون ساعت تھی کہ یہ دن دیکھنا پڑا دشمنوں کا آرام میں آٹھ پہر کاٹ گیا میرے نزدیک تو یہ ہوا کہ آپ فرماتی ہیں واقعہ اونکی خوشدامن صاحبہ ملکہ حنظل جادو طلسم سکندریہ میں شریک رہیں وہ سمجھا کر پھیر لیگئی ہونگی اثناے سفر کوئی قبول نکرے گا سیکڑوں ساحر صاحبقران کے مطیع ہیں اونکو روانہ کرکے بلوا لیا ہوگا خود جا کر اونکے والد پھیر لائینگے وہ نہ آسکینگے صاحبقران نہایت محبت کرتے ہیں مہران نے کہا اے شگوفہ تم اونکے مزاج سے آگاہ نہیں ہو ایسے ضدی ہیں جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں ہاے میں دلکو کیونکر سمجھاؤں آخر یہ بھی خیال ہے ایسا نہو کوئی ملازم افراسیاب راہ میں اونکے ساتھ فساد کرے دشمن قابو پا جائے تو قید کرکے اسطرف روانہ کرے افراسیاب دنگے نام کا دشمن ہے کیا کہوں اونکو سمجھاؤں اصل تو یہ ہے نظم

آتش کو کہ بدل سوز دگر تازہ کنم
بر سر داغ اگر داغ دگر تازہ کنم
باعث گریۂ شام و سحری نیست مرا
بر لب جو نظر سنبل تر تازہ کنم
محفیا چند ز جور فلک شعبدہ باز

این کہن داغ جنون را بجگر تازہ کنم
ہر شب از نالہ بگلزار چو مرغان چمن
کہ ز خوناب جگر باغ نظر تازہ کنم
ترسم از گریۂ من قیمت گوہر شکند
ہمچو یعقوب دل از داغ پسر تازہ کنم

مشک سودا زدۂ عشق جنونم چہ عجب
مژدۂ آمدن باد سحر تازہ کنم
چند بر یاد سر زلف تو از شبنم اشک
ورنہ از خون جگر رنگ گہر تازہ کنم
یہی ذکر کرتے کرتے مثل شمع ساری

رات روز میں ملکہ مہران کو بسر ہوئی بوقت سحر شگوفہ نے کہا حضور ملکہ نرگس جادو ہمشیرہ مرجح مو وشاہزادہ گلریز لشکر اسلام میں گئے تھے وہاں سے لوٹ کر آتے اگر فرمائیے تو شعلہ حسن آپکی کنیز کو طرف لشکر اسلام کے روانہ کرین شعلہ حسن نہایت سلیس و فصیح و بلیغ پڑھی لکھی ہے کسی حیلے سے ملکہ نرگس سے پوچھ لیگی کہ جب آپ لشکر اسلام میں گئیں کچھ حال ایرج نوجوان بھی دریافت ہوا مفصل کیفیت معلوم ہو جائیگی مہران کو بھی یہ بات پسند آئی شعلہ حسن کو بلایا شگوفہ نے بخوبی سمجھایا کہ لشکر مرجح میں جا کسی حیلے سے ملکہ نرگس سے ملاقات کرکے دریافت کرنا کہ تم لشکر اسلام میں گئیں تھیں کچھ حال اونکے پوتے شاہزادہ ایرج نوجوان کا بھی سنا کہ بعد فتح طلسم اسکندریہ لشکر میں آئے یا نہیں آئے یہ بھی مشہور ہے کہ شاہزادہ گلریز اپنی زوجہ کی تلاش میں اول طلسم آئینہ میں پہونچے تھے ملکہ حنظل جادو کو اپنے ساتھ لیکر لشکر صاحبقران میں گئے پس بخوبی حال دریافت ہو جائیگا شعلہ حسن نے کہا حضور میں پوچھ لونگی دریافت کرلونگی ملکہ مہران نے گھبرا کر کہا اے شعلہ حسن حیلے سیدھی بارگاہ میں جانا خواجہ عمرو کو

آداب و تسلیمات عرض کرنا کہنا ملکہ بران نے اسواسطے بھیجا ہی اگر آپکا سفر کا ارادہ طرف دریاے نیل
کے ہو ملکہ بران نے کہا ہمکو بھی خبر دیجیے کہ ہم آپکے ہمراہ چلین راہ دریاے نیل مین اول کوہ ہفت رنگ
ضرور ملیگا صراط ہفت رنگ ضرور روکیگا لہذا ہمارا بھی ہونا ضرور ہے ملکہ نرگس کسی حیلے سے
ملاقات کرنا شعلہ حسن نے دست بستہ عرض کی لونڈی سمجھہ گئی حضور پر ظاہر ہو جائیگا مفصل خبر
ملیگی یہ کہکر شعلہ حسن کنیز ملکہ بران اسباب سحر سے آراستہ ہوکر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی ہم
لشکر خواصہ کے حال تحریر کر چکا ہون کہ یاقوت جادو وزیرزادی حیرت کی نامہ لیکر چلی تھی ایک
مقام پر چلی گئی سایہ مین نخل کے ٹھہری ٹہل ہی تھی کہ اسنے دیکھا آسمان پر برق چمکی ایک مہ جبین
نہایت حسین طاؤس زرین بال پر سوار اوڑتی ہوئی آئی ہی شعلہ حسن نے یاقوت کو نہین دیکھا اوس
مقام پر چشمۂ آب بھی تھا شعلہ حسن نے طاؤس بر سر چشمہ آپ اوتارا پانی پیا اپنے کو آراستہ کر رہی تھی
یاقوت نے جو شعلہ حسن کو اس سج دھج سے دیکھا پکار کر پوچھا بوا تمھارا کیا نام ہی کیا اس صحرا
کی شاہزادی ہو ملازم شہنشاہ طلسم ہوشربا ہو بوقت سحر پوجا کرنے کو نکلی ہو دیر مین جاتی ہو
شعلہ حسن اس بات کو سنکر بھڑکی آتش خوشعلہ مزاج نے کہا کمبخت افراسیاب کیسا پوجا پاٹ
مین خواص خاص ملکہ بران شمشیر زن کی ہون طرف لشکر اسلام کے جاتی ہون سامری و جمشید پر
مدت سے لعنت کی یہ سنکر یاقوت کو بہت غصہ آیا چہرہ سرخ ہو گیا کہا کیون او زبان دراز ہمارے
خداوند ونکو کلمہ سخت کہتی ہی زبان کاٹ لون سزا دون شعلہ حسن نے کہا کچھ دیوانی ہی کیا ہو دیکھی
ہی تو کیا سزا دیگی اپنی جان بچا سامنے سے ہمارے ہٹ جا اب عنایت سے پروردگار کے سامان لشکر کشی
مہیا ہو چکا طلسم نور افشان سے کوچ کرکے بر سر دریاے نیل جائینگے نوح طلسمی حاصل ہوگی دریا بھی
مارا جائیگا تم لوگون کو بھیک مانگے نہ ملیگی حیرت کی ناک کاٹی جائیگی یہ سنتے ہی یاقوت نے جھولی
سے گولہ نکالکر شعلہ حسن پر مارا شعلہ جوالہ بنکر گولہ چلا شعلہ حسن نے سحر کرکے گولے کو موم کر دیا آپ بیچ
سحر جلنے لگا شعلہ حسن تعلیم کردۂ بران مثل شعلہ جوالہ تڑپ رہی ہی جو سحر یاقوت نے کیا ہنسکر دفع
کر دیا دس پانچ سحر آپس مین چلے نخل صحرا جلے آوازین مہیب آئین یاقوت گھبرا رہی ہی دل سے
کہتی ہی کہ یہ تو جھاڑ کا کانٹا ہی دامن سے اولجھہ گئی جان بچانا مشکل ہوئی جاتی ہی کسی طرح جان بچا کے
نکل جاؤن شعلہ حسن کہتی ہی او یاقوت اب جوتیان مار مار تجھکو نہ چھوڑونگی تو ناحق مجھسے الجھی اب

میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے خدا ملکہ تران کو سلامت رکھے آٹھ پہر طریقہ سحر تعلیم فرماتی
ہین یہی خیال ہے کہ ہماری لونڈیان خراج گذاران افراسیاب سے مقابلہ کرین نہ دبین ارے تجھکو
یاد ہوگا جب وہ نمک حرام صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش نیمچہ قتل تران لیکر شریک
افراسیاب ہوا اور نامرد نے طبل جنگی بجوایا خواجہ عمرو نے تران کو زنبیل مین چھپا لیا تھا اونکی
شکل ایک کنیز کو بنا کر بٹھلا دیا جب جنگ مغلوبہ ہوئی پہلے مین صمصام نمکحرام پر جا پڑی اوسکو جہنمی
کیا تمھاری بی بی حیرت سے بھی لڑ چکی ہون اونکے بھی سحر نکیے تیری کیا حقیقت ہے یہ کہکر ریزہ زر دیے
شعلہ حسن آگے بڑھی مسکرا کر ایک چٹکی بجائی ہاتھون مین مہندی لگی ہوئی تھی اوس چٹکی سے ایک شعلہ
نکلا آنکھون کے سامنے یاقوت کے چمکا یاقوت گرمی سحر شعلہ حسن سے گھبرائی لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑی آنکھین
تو کھلی ہوئی ہین زبان بند دل دردمند شعلہ حسن نے جوتی پکڑ کے پاؤن سے جوتی اوتاری بی یاقوت
کو تڑاتڑ مارنے لگی یاقوت ہرچند چاہتی ہے اپنے کو بچاؤن شعلہ حسن گرمی کھا رہی ہے کبھی جوتی ماری
کبھی تھپیڑ مار دیا اس مصیبت مین یاقوت گرفتار ہے سحر یاد نہین آتا مجبور و ناچار ہے قضا کار اوس وقت
صبا رفتار کمند انداز بے آبا لا دری نکلی تھی صحرا مین جاتی تھی کان مین آواز آئی پلٹ کے دیکھا
یاقوت جادو وزیرزادی کو ایک جادوگرنی مار رہی ہے سمجھی یہ ساحرہ ملازم ملکہ مہرخ ہے راہ مین مقابلہ
پڑ گیا یاقوت سحر مین اوسکے پھنسی بچایا چاہیے کنارے آکر برق فرنگی کی صورت بنکر تیار ہوئی
ہان ہان کرتی ہوئی دوڑی شعلہ حسن نے جو ہتر برق کو دیکھا کہا میان برق آؤ اسکی مشکین باندھ دو
یہ بی ملکہ حیرت کی وزیرزادی ہے مین شعلہ حسن کنیز تران ناحق اسنے مجھکو دکھ دیا مین طرف تمھارے
لشکر کے جاتی تھی بعنایت پروردگار اسیر غالب آئی اب اسکی مشکین باندھکر لیچلو ملکہ مہرخ کو اختیار
ہے جو اسکے حق مین مناسب جانینگی وہ کرینگی صبا رفتار اچھا اچھا کرتی ہوئی دوڑی قریب
آکر شعلہ حسن کو حباب بیہوشی مار دیا کمند کے حلقے گلے مین ڈالدیے شعلہ حسن آہ کہکر بیہوش ہوئی
یاقوت نے صبا رفتار کو اشارہ کیا چشمے سے پانی لیکر پہلے میرا منھ دھلا دے کہ سحر مجھکو یاد آئے
یا اسکا سر کاٹ لے کہ سحر اوترے مین سحر کامل مین اسکے مبتلا ہون صبا رفتار نے نیمچہ کھینچا چاہتی
کہ شعلہ حسن کو قتل کرون قضاے کار حباب کی بیہوشی تھی مثل حباب لب دریا ناپایدار تھی ہوا
جو چلی شعلہ حسن کو ہوش آ گیا اسنے دیکھا یاقوت تو پڑی ہے صبا رفتار مجھکو قتل کیا چاہتی

سوچی کہ نکل چلوں یہ سوچکر سحر کیا بلند ہوئی جان بچا کر نکل گئی طرف لشکر اسلام کے چلی یہان
صبا رفتار نے دیکھا یاقوت اوسی طرح بیکار سحر مین شعلہ حسن کے گرفتار ابھی طرح سحر نہین
کرسکی اٹھنے سے مجبور صبا رفتار نے پوچھا آپ کہان چلین بقین یاقوت نے اشارہ کیا مین لشکر
مواج مین جاتی ہون نامہ سحر پاس موجود ہے لیکن سحر نہین اثر سکتا میرا اشارہ لیکر لشکر مین مواج
سحر اوتار دیگا صحت پاؤنگی صبا رفتار نے بہی کیا اشارہ یاقوت کا باندھ لیا طرف لشکر مواج جادو
کے لیچلی لیکن شعلہ حسن اوسی طرح کندین گلے مین پڑی ہوئین بارگاہ مہرخ مین آئی خواجہ عمرو بھی
موجود مین ملکہ مہرخ نے جو شعلہ حسن کو اس حال پر ملال مین دیکھا سب اسکو پہچانتے ہین پوچھا کیون
شعلہ حسن خیر تو ہے یہ کندین کسنے گلے مین ڈالین شعلہ حسن نے کہا آپ بالکل غافل ہین مواج بن گرد
آدم خوار کوہ نیلم سے چالیس لاکھ فوج لیکر آیا یاقوت جادو نامہ لیکر گئی ہے راہ مین مجھسے مقابلہ پڑا آپکی
عنایت سے غالب آئی خوب مینے اسکی خدمت کی صبا رفتار نے بشکل برق مجھکو بیہوش کیا مین جان
ادھر نکل آئی اب مواج بڑے زور و شور سے آئیگا جلد اسکی فکر کیجیے ملکہ مہرخ نے شعلہ حسن کے گلے سے
کندین نکالین منھ دھلوایا خلعت سگاکر دیا لیکن نام مواج سنکر سب گھبرا گئے بہار نے کہا وہ تو وزیر اعظم
شہنشاہ نیلم ہے ساحران خاص شہنشاہ نیلم کے اردلی کے اوسکے ہمراہ رہتے ہین سحر مین بھی زبردست اوسکے
شرسے پروردگار بچاے دریاے اوسکے نجات دشوار ہوگی خدا آبرو بچائے اوسکے دریاے تمار سحر مین بڑے
بڑے ساحر ڈوبے کسی نے آج تک کنارہ نپایا عمرو نے کہا اسکے ساتھ کون کون ہے بلکہ بہار و مہرخ نے کہا
یہ ساحر نہایت صاحب لیاقت ہے کہ کوئی آج تک کنارے دریاے نیل کے جاکر فتحیاب نہین ہوا بلکہ وہان
افراسیاب بھی جاکر سحر بھول جاتا ہے عمرو نے پوچھا وہان کے رہنے والے کیونکر سحر کرتے ہین یہ سنکر
ملکہ مخمور اوٹھہ کھڑی ہوئی کہا اے شہنشاہ اوج عیاری بگوش ہوش سماعت فرمایئے مین بخوبی اس
حال سے ماہر ہون متعلق دریاے نیلم سات دربند ہین دربند اول کا حاکم نیلم جادو ہے اور نام دربند
کا کوہ نیلم ہے وہان سبکو سحر یاد رہتا ہے دربند دوم کوہ لاجورد ہے وہانکا ناظم کبود اثر درچشم بڑے بڑے
ساحران نامی حاکمان گرامی وہان رہتے ہین مگر آب ہوا اوس طرف کی خلاف ہے جو نیا ساحر وہان
جاکر رہے ہزارہا بیماریان پیدا ہوتی ہین ہوا وہانکی گرم باشندے اوس دربند کے بے شرم
بدن مین آبلے پڑ جاتے ہین اور کبود اثر درچشم اگر کسی کو بہ نگاہ قہر دیکھے نہایت صاحب چشم

دقہرہے اس بیجا کی نگاہ مین زہرہے ساحر پانی ہوکر بہ جاتا ہی وہانپر ساحران جہان کا مسکن ہے
تیسرا دربند فیروزہ کوہ ہی حاکم وہانکی ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش مصاحب اوسکے بڑے زبردست
ایک ایک سامری عہد اپنے زمانیکا جمشید جو تھا دربند نیلم کوہ ہی مقام تختگاہ شہنشاہ لاچین
تھا جب شہنشاہ لاچین کو گرفتار کیا افراسیاب کا قصد ہوا اس ملک کو برباد کردون ساحر یہان نہ
رہین ملک مرادشاہ غیر ساحر کو وہانکا حاکم کیا اس شہر مین کوئی ساحر نہین ہی پانچوان دربند کوہ
دخانیہ ہے کہ جسکا حاکم ساحر بدخو دخان سیاہرو وہانسے آگے کوئی نہین بڑھ سکتا منزلین سخت
وہان دو عملے ہے مغرب و جنوب مین عمل کوکب مشرق و شمال مین سرحد افراسیاب دربند ششم دریاے
ہفت رنگ ہی وہانکا شہزادہ جادو عزیزدار شہنشاہ نیلم کا رہتا ہی ساتون دربند دریاے نیل کے متعلق
ہین وہانسے شہنشاہ نیلم کوس بھر الگ رہتا ہی کہ وہ جزیرہ ماران ہی دو کوس تک دریاے نیل تسخیر کرکے
اور اون بلاہاے مذکورے بچکے تب جزیرہ ماران تک پہونچے تو سحر یاد آئے وہانتک ساحر سحر بھولا رہیگا پس
کسکی حقیقت ہی کہ ان مقامات کو طی کرے راہ مین بچنا دشوار ہی یہ سنکر خواجہ عمرو نے اپنے مقام سے اوٹھ کر
کہا انشاءاللہ بعنایت رب اکبر ان سب مقامات کی سیر کرینگے راہ مین مواج کو بھی دیکھتے بہالتے جاینگے
ہر چند مخمور و بہار نے کہا خواجہ اوس حد مین جانیکا قصد نکرنا دربند ہفتم کا ذکر ہمنے نہین کیا جہانکا
حاکم شہنشاہ نوسن ہی زندانخانہ طلسمی اوسکے قبضے مین ہی افراسیاب جادو نے جہان آپ کو
نشان دیا تھا اوسی زندانخانہ طلسمی مین شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق طلسم قید ہی نوسن
خود انتظام کرتا ہے آجتک اونے کسیکو رستہ زندانخانہ طلسمی کا نہین بتایا عمرو نے کہا پہلے تو مین
ٹہلتا ہوا لشکر مواج مین جاونگا مقامات مذکور تک بھی خدا پہونچا دیگا اب مجھکو تردد ہی لوح ملنے
کی کوئی تدبیر نہین ہوئی ان حجرہ ہا نے پریشان کردیا آپ لوگ میرا انتظار نہ کیجیے گا علاوہ ازین آپ
مرخ جیسا موقع ہو وہ کرنا دیکھیے مین کب واپس آتا ہون سفر عظیم درپیش ہی مجھکو انتہا کا پس و پیش ہے ہرچند
مرخ و بہار نے سمجھایا خواجہ نے نمانا باتمامہ عیاری آراستہ ہوئی چالاک سے فرمایا اے نور نظر لشکر کا
خیال رہے تمکو اپنے مقام پر چھوڑے جاتا ہون چالاک قدمون سے لپٹ گیا کہا قبلہ و کعبہ غلام سے باز نیا
نہ اوٹھیگا مجھکو بھی اپنے ساتھ لیجیے یہ تو میری کیا مجال ہی کہ آپکے سامنے عیاری کرون لیکن خدمتگذاری کرتا
ہوا جاونگا اوسوقت عمرو کا سب رخصت ہونا صاف ظاہر تھا جیسے کسی نوجوان کا جنازہ جاتا ہی یہ حسین دوتی ہوئی

خواجہ عمرو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا نانا جان آپکا لشکر مین نہونا نہین معلوم بعد آپکے افراسیاب کیا آفتین نازل کریگا عمرو نے کہا ای نور نظر مین اپنا حال کیا کہون جدائی مین اپنے آقای نامدار کی راتونکو تڑپتا ہون مین عاشق صادق حمزہ صاحبقران ہون یہ چند اشعار میرے حسب حال ہین

نظم

نیست محراب دلم را جز خم ابروی دوست
میکنم عمر گرامی صرف جستجوی دوست
در شکنج زلف مرغ دل چسان گیرد قرار
باشد در یک جو سید لطف اگر از سوی دوست

ہر کسی را قبلہ باشد قبلۂ ما روی دوست
گوش کن ای بلبل ز من بنشین درین گوشہ کن
کم نسیم غمزہ گرداند پریشان گیسوی دوست

مطلب دیگر ندارم زاہد و شد در حرم
گوش دو آمد شنیدن حرف گفتگوی دوست
گر برنجد خاطر عالم از تو نخفی باک نیست

اس بیقراری سے یہ اشعار پڑھے اسد نے بھی ملکہ مہرخ سے کہا ای ملکہ مہرخ حقیقت مین خواجہ عمرو نے کسی حال مین کبھی صاحبقران سے جدائی نہین کی ایک زمانہ ایسا آیا کہ خواجہ عمرو حمزہ نامور مین فساد ہوا دادا جان ہمیشہ درپے آزار رہے غلامونکو انکے جابجا قتل کیا لیکن یہ فساد مین بھی اطاعت صاحبقرانی کرتے رہے ایک خدمتگار کو بھی آزار نہین پہونچا صرف ظاہر مین رنج دینا منظور تھا کا فرون کو گرفتار کرکے اونکے سردارونکی شکل بنتے تھے میدان مین اونکو عیاری سے بلاتے تھے منہ ظاہری دینے کو کافرونکو قتل کیا کئی سال فساد عظیم رہا جسوقت ملاپ ہوا وہ فرماتے تھے ای یار وفادار یہ عرض کرتے تھے آقاے نامدار وہ کہتے تھے بچھڑا ہوا معشوق ملا یہ عرض کرتے تھے بعد مدت مدید غنچۂ آرزو کھلا دیکھنے والے روتے تھے کہ عاشق و معشوق ایسے ہوتے ہین آقا و رفیق گلے مل مل کے روتے ہین بیہ حال پرباعث پرورش یہ ہے کہ میرے قبلہ و کعبہ کرب نامدار کو بفرزندی پرورش کیا دختر صاحبقران کے ساتھ شادی کی دربار مین صاحبقران کے آبرو دی مجھکو بھی پرورش فرمایا رتبہ بڑھایا اتنے عرصے کی جدائی انھین کا کام تھا شاہزادۂ گلریز نامہ صاحبقران کو کوہ عقیق سے لیکر آئے تھے اس نامۂ اشتیاقیہ مین کیسے کیسے اشعار عبرت خیز لکھے تھے صاف ظاہر تھا کہ عاشق صادق نے معشوق بیوفا کو لکھا ہی خدا انجام بخیر کرے طلسم ہوشربا فتح ہو جاکر صاحبقران زمان سے ملین انکے ہوش درست ہونگے آج نہایت جوش مین ہین اسوقت نہ روکیے اشک رکین گے یاد مین اپنے آقای نامدار کی بہت بیقرار ہین سب سرداروں نے خواجہ عمرو کو دعائین دین سبکو سمجھا کر خواجہ عمرو نامدار بسمت لشکر مواج چلے ایک طرف سے مہتر برق فرنگی تڑپ کر نکلا ایک جانب سے ضرغام شیر دل آپس مین اشارے ہوے ضرغام نے پوچھا کیون بھائی برق کیا ارادہ ہی برق نے کہا اے

ضرغام جی چاہتا ہی اوستاد سے پیشتر لشکر مواج مین پہونچین بیان مورخ کے بخوبی ثابت ہوا
کہ بڑا ساحر ہوشیار ہے ایسے پر عیاری کرنا واجب لازم ہی ضرغام نے کہا ہم بھی چلینگے برق نے کہا
استاد کئی دن مین پہونچینگے یہ ممکن نہین کہ راہ مین اونکو مسافر ملے وہ اوسکی خبر نہ سنائین وہ لوٹے
مارتے جائینگے ہم تم الگ الگ علیٰحدہ ساتھ چلنا بہتر نہین ہی لیکن آپسمین عہد رہا جس مقام پر کسی پر مصیبت
ہو ایک دوسرے کی مدد کرے عین وقت پر پہونچے ضرغام نے کہا جہان یاد کروگے ہمکو اوسی مقام پر پاؤگے
آپسمین وعدے کرکے ایک جانب برق فرنگی چلا ضرغام بھی روانہ ہوا ان تینون عیارون کا ذکر وقت
پر تحریر ہوگا اب دوکلمہ داستان صبا رفتار کمند انداز کے تحریر ہوتے ہین یہ پشتارہ لیکر ملکہ یاقوت
جادو کا راہ کو طی کرکے لشکر مواج مین پہونچی دیکھا منزلون تک لشکر اوترا ہے چالیس لاکھ کا لشکر
بڑے بڑے سرداران نامور بیدل فوج کے دل سحر ہو رہے ہین چند ساحر بطور طلایہ کنارے
کنارے لشکر کے پھر رہے ہین جیسے ہی صبا رفتار کو آتے ہوے دیکھا ساحرون نے غل مچایا لو
صاحبو عیارونکی آمد شروع ہوگئی کوئی عیار بشکل صبا رفتار دیکھا پشتارہ لیے آتا ہے یہ کہکر
صبا رفتار کو جادوگرون نے گھیر لیا یہ ہر چند کہتی ہے مین کنیز شہنشاہ طلسم ہوشربا ملکہ یاقوت
وزیرزادی کو لیکر آئی ہون جادوگر کہتے ہین تو بڑا مکار و غدار لشکر اسلام کا عیار ہے آخر چیلا م
ہوئی اسکو خدمت مین مواج کے لیچلو وہ جو مناسب جانینگے وہ کرینگے صبا رفتار اپنی جان سے بیزار
جی مین کہتی ہی مین کس بلا مین پھنسی ساحر بر سر آزار ہین اونسے کہتی ہی جب عیار آئینگے کوئی نہ
پہچانیگا ہمارے شہنشاہ کے ملازم اپنی ساتھ والون پر خوب عت کرنا جانتے ہین عیارون کو کب
پہچانتے ہین گرد صبا رفتار کے ہزارون جادوگر جمع ہوگئے بعض قریب آکر کہتے ہین دیکھو بھائی کیا
صورت بنائی ہی حیرت کی وزیرزادی کو لیکر آئی ہی خوب فقرہ بنایا ہی بعض کہتے ہین مرد ہوکر عورت کی بکر
بنا بعض کہتے ہین ان عیارون نے گھر کے گھر تباہ کر دیے انکا پہچاننا بہت مشکل ہی سنتے ہین بیان اونکے
خداوند جنگ کئی دن لشکر افراسیاب مین رہا کوئی نہ پہچان سکا ماہیان زمرد پوش نے آکر وہ رنگ
شاہا شہنشاہ جمشیدی اوٹھین جھگڑون مین گئی مرد و عورت بننے کا کیا استعجاب ہی ایک ایک انمین
عیار لاجواب ہی اسی طرح سب گھیرے ہوے دربار مین مواج کے لیکر آئے مواج تخت پر بیٹھا ہے
وزرا امرا سردارون کا دورہ بڑھکر ساحرون نے مواج سے عرض کی وہ جو حضور کو خیال

تھا وہی پیش آیا عیار لوگ آنے لگے ایک بی صبارفتار صاحب آئی ہین یاقوت جادو کو بھی لائی ہین ہم آپکے سامنے لائے ہین اب حضور پہچان لیں ہم لوگ نہیں پہچان سکتے ان مقدمات مین علاموں کے ہوش اڑتے ہین جس وقت سے یہان آکر اوترے کسی غیر کو لشکر مین آنے نہیں دیا اسپر بھی عیاری ہو جاتی تو مجبور و ناچار ہین مواج نے پوچھا کیون بی صبارفتار صاحب کیا معرکہ ہے صبارفتار نے عرض کی حضور جس طرح چاہین تحقیق کرین مین کنیز شہنشاہ ہون ملکہ یاقوت سحر مین مبتلا ہین انکو سحر اوتار لیے اپنے دریافت کیجیے مواج نے کہا اے صبارفتار سنو احتیاط شرط ہے جس عیار میں ہزارون جادوگر مارے گئے تمھارے پاس کوئی نشان ایسا ہے کہ جس سے ہم تمکو پہچانین کہ تم عیار لشکر عمرو نہیں ہو اور ملازم افراسیاب ہو اسکی کیا شناخت ہے صبارفتار نے کہا حضور ہم ملکون ملکون پھرتے ہین حکم پہونچاتے ہین ہمارے بلانے پر تاجدار آتے جاتے ہین مواج نے کہا تمھاری شکل عیار بن سکتے ہین یا نہین صبارفتار نے کہا یہ کچھ بڑی بات نہیں ہے ہم اونکی صورت بنتے ہین وہ ہماری صورت بنتے ہین مواج نے کہا پھر کیسی خرابی کی بات ہے چاہیے یہ ہے کہ تم لوگون کی کوئی وردی کوئی رقعہ کوئی مہر کوئی نشانی کوئی فرمان کہ جس سے عیاران اسلام عاجز ہین تمھارے پاس وہ نشانی ہو اور عیاران اسلام اوس نشانی کو نبا سکین اگر یہ بات نہو گی تو کچھ بن پڑیگا آخر تمکو کیونکر پہچانین کہ تم عیار نہیں ہو صبارفتار ہو صورت بدلنے کا تم خود اقرار کرتی ہو پس صورت کا کیا اعتبار رہا صبارفتار نے ناچار ہو کر جواب دیا اب جو حضور کے خیال مین آئے وہ انتظام کرین مواج نے کہا ہم مجبور و ناچار نہیں ہین اسیواسطے ہم صحرا مین آکر اوترے ہین یہی منظور ہے کہ پہلے عیارونکا انتظام کر لین تب آگے بڑھین ایکدن خاتمہ لشکر عمرو کر دینگے لونڈی غلامونکا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہے یہ کہکر حکم دیا بوتیمار جادو ہمارے ملازم کو بلاؤ جب بوتیمار حاضر ہوا صبارفتار سے کہا یاقوت کو تو یہان چھوڑو ہم سحر اوتار دینگے لیکن اے بوتیمار بی صبارفتار کو اپنے ساتھ لیجاؤ راہ مین اپنے جدا نہونا یہ لوگ چھلاوہ ہین ملکہ حیرت جادو سے ہماری جانب سے عرض کرنا کہ حضور کا انتظام بہت خراب ہے ایک رقعہ اپنی مہر و نشانی سے پانچون عیارنیون کو دیجیے ورنہ جو عیارنی آپکی ہمارے لشکر مین آئیگی ہم قتل کر ڈالینگے شکایت نہ کیجیے گا اور وہ مہر اور رقعہ جو پاس ہوگا آپکے ملازم کو اوس رقعہ کو پہچانینگے عیار جو کوئی انکی شکل بنکر آئیگا اوسکے پاس وہ رقعہ نشانی کا نہوگا اگر اونکی

صورت بنکر آئیگا کیا نفع پائیگا فوراً دھر لیا جائیگا وہانسے نشانی لیکر صبار فتار کو ہم تا نا
راہ مین چھوڑنا ہوشیار رہنا بوتیمار نے کہا حضور کیا مجال شل ہمزاد انکے ہمراہ رہونگا نشانی معقول
دلوا کے لاؤنگا وہان بھی انکو پہونچاؤنگا آج ہی سب ظاہر ہو جائیگا صبار فتار نے یاقوت کو یہان
چھوڑا مواج نے سحر اُتارا یاقوت نے بھی گواہی دی کہ ہان یہ صبار فتار ہے مواج نے کہا صاحب
تم کہا کرو مین قاعدے کا پابند ہون انکے پاس کیا نشانی ہے کہ جس سے مین پہچانون کہ یہ صبار فتار
ہین ابھی انتظام ہوا جاتا ہے آپ یہین ٹھہرین یاقوت نے کہا میرے پاس بھی نامہ موجود ہے مواج
نے نامہ یاقوت سے لیکر وہ خط بھی بوتیمار کو دیا کہا اسکی بھی تصدیق کرنا بوتیمار نے تخت سحر تیار کرکے
صبار فتار کو اوسپر سوار کیا طرف لشکر حیرت کے لیکر چلا حیرت دربار مین تھی کہ بوتیمار لیکر
صبار فتار کو آیا تمام حال بیان کیا حیرت جادو نے کہا دیکھو صاحبو وزیر شہنشاہ نیلم نے کیا
اچھی تدبیر نکالی اب عیارونکی عیاری نہو سکیگی یہ کہکر سامنے بوتیمار کے پانچ رقعہ اپنی مہر سے لکھے
ایک صبار فتار کو دیا چار رقعے مضمون واحد کے چارون عیار بچیون کو دیئے کہا اے بوتیمار یہ رقعہ
نشان خاص ہے جسکے پاس یہ رقعہ نہو عیار بچی کا نام لے بلا تکلف اوسے قتل کر ڈالنا ہمین تمہارا
انتظام بہت پسند آیا بوتیمار نے صبار فتار کو تخت پر سوار کیا اسی طرح پھر لیکر چلا پانچ کوس رستہ
طے کیا تھا کہ بوتیمار کو رفع حاجت کی ضرورت ہوئی صبار فتار سے کہا تم ایک مقام پر ٹھہرو لیکن
خوف ہے کہ بھاگ نجاؤ ہم ایک حصار سحر بناتے ہین تم اوسمین بیٹھو ایسا نہو بھاگ جاؤ صبار فتار
نے کہا او دیوانے مین کیا چور ہون کہ بھاگ جاؤنگی لیکن تیری خوشی تمہارے شہنشاہ کے مزاج مین بڑا
شک ہے جلد مارے جائینگے بوتیمار نے کہا کیا مجال جو ہمارے لشکر مین کوئی عیار جاسکے ہمارے شہنشاہ کا
بہت عمدہ انتظام ہے شہنشاہ نیلم سات ہزار ملک کا حاکم ہے مواج کی سرحد پر انتظام ہوتا ہے انتہا کا کارگزار ہے
بہت ہوشیار ہے صبار فتار خاموش ہو رہی بوتیمار نے صبار فتار کو صحرا مین بٹھلا دیا گرد ایک لکیر
کھینچ لی یعنی حصار سحر کیا کہا اب تم اسکے اندر سے نہ نکل سکو گی صبار فتار نے کہا اگر جانور آکر مجھکو
مار ڈالے مین بھاگ نہ سکونگی بوتیمار نے کہا مینے اسکا سحر بھی کر دیا ہے جو کوئی اس لکیر کے اندر آئیگا
گر پڑیگا نکل نسکیگا یہ کہکر طرف صحرا کے چلا گیا قضا کار میان برق نامدار پھرتے پھراتے بصورت اصلی
اسی جنگل مین آنکلے دور سے دیکھا صبار فتار بیچ جنگل مین بیٹھی ہے حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہے چلو دیکھو

گرفتار کرین یہ کہتے ہوے سامنے آئے صبا رفتار تو جانتی تھی حصار مین آکر بیکار ہوجائیگا للکارا که
برق کہان جاتا ہی برق نے کہا دیوانی ہی مین تیری گرفتاری کی فکر مین ہون صبا رفتار نے کہا
میرے پاس تو آ ایسے پیچے مارون کہ ساری عیاری بھول جا برق فرنگی ہاتھ مین کمند لیکر پہونچا جیسے
ہی اسنے حلقے کمند کے مارے صبا رفتار نے آڑے ہوکر حلقے خالی دیے برق کا پانون لکیر پر
پڑ گیا دھم سے گرا اب ہر چند چاہتا ہے کہ اٹھون ممکن نہین پانون زمین نے تھام لیے برق
نے کہا خلیفائن آج کیا تمنے سحر سیکھا صبا رفتار نے کہا بوتیمار مجھکو یہان بٹھا گیا ہے اوسی کا حصار
سحر ہے اب دم بھر مین وہ آئیگا تمھارا سر کاٹ لیگا مواج کا حکم ہے جس عیار کو پاؤ مار ڈالو بڑا منتظم ہی
مین صبح سے اسی بلا مین مبتلا ہون وہ میرا ساتھ نہین چھوڑتا اب تو برق نے صبا رفتار کے
ہاتھ پکڑ لیے حصار مین سنبھلکر بیٹھا صبا رفتار نے کہا اے برق تو گھڑی بھر کا اور مہمان ہی اتنی دیر
کے لیے چاہے ہاتھ پکڑے رہ جسقدر چاہے ستالے موت تیری قریب ہے مواج نے حکم قطعی دیدیا ہی
نشانی کے رقعے سبکو ملے اوسکے لشکر مین عیاری نہوسکیگی اب برق گھبرایا کہ بڑی مصیبت ہوئی اے
برق بڑے بیوقوف ہو حصار سحر مین گھس پڑے آج تو بے طرح پھنسے اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ دور سے
دیکھا ضرغام شیر دل جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین برق نے پکارا اے بھائی ضرغام ذرا یہان
آؤ آج بڑی مصیبت مین ہون ضرغام نے پلٹ کر دیکھا میان برق صبا رفتار کے ہاتھ پکڑے
ہوے بیٹھے ہین حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی کیا برق صبا رفتار سے بھی کمزور ہے وہ بھی عیار ہی بلا کی
رند گا ہے ڈر بھڑنے کی نگی یہ سوچتا ہوا ضرغام قریب آیا پوچھا کیون بھائی برق یہ کیا معرکہ ہی
برق نے کہا اے ضرغام اب لشکر مواج مین بڑے لطف سے گذر ہوجائیگا مین تو خلیفائن کو
پکڑے بیٹھا ہون تم صبا رفتار کی شکل بنکر جاؤ بوتیمار کو قتل کرو تب یہ حصار ٹوٹے نشانی کا رقعہ
بھی انکے پاس موجود ہی چلکر میان مواج کی گردن لین ضرغام نے اوسیوقت رنگ و روغن عیاری
کا نکالا سامنے برق و صبا رفتار کے صبا رفتار کی شکل بنکر طیار ہوا برق سے پوچھتے جاتے ہین
کیون بھائی کوئی صورت خلاف تو نہین ہی برق بتلاتے جاتے ہین ہمارعض پر خال بناؤ ابرو ون
کو خم دو ذرا جھکے ہوے جانا لباس اور تبدیل کرو دوپٹہ گلنار اوڑھو دیکھو زیور بھی سمجھ کر پہنو برق
فرنگی کا سمجھانا میان ضرغام کی ذہانت صبا رفتار مصیبت برق فرنگی نے خوب مضبوط

ہاتھ تھام لیے ضرغام نے بھی کہدیا انکو چھوڑنا نہیں مین ابھی سر بوتیمار کا لاتا ہون یہ کہکر ضرغام
جست وخیز کرتا ہوا چلا صبا رفتار بد حواس کہ بڑی مصیبت مین جان پڑی ہاے اب یہ جا کر بوتیمار کو
شکار کریگا ضرغام نے جنگل مین آکر پکارنا شروع کیا بھیا بوتیمار جلدی آؤ دیر نکرو دھونڈھتی ہی بوتیمار
تالاب کے کنارے امورات ضروری سے مہلت کرکے ٹھہرا تھا دیکھا صبا رفتار مجھکو پکار رہی ہی حیران ہوا
میرے حصار سحر سے کیونکر نکلی سوچا شاید یہ یہان بھی ساحر ہین فنون افسونگری سے بخوبی ماہر ہین آواز
دی ملکہ آتا ہون ضرغام نے دیکھا سامنے سے ایک ساحر سیہ فام دھوتی باندھتا ہوا آتا ہی جب قریب
آیا تب یہ بوتیمار نے کہا ای صبا رفتار میرے حصار سحر سے کیونکر نکلی کیا سحر بھی تو جانتی ہی ضرغام نے
کہا ای بوتیمار تو بڑا موذی ہی ارے احمق اگر ہم سحر نجانتے ہوتے تو ملکہ بن ملکون کیا تیرے بھروسے پر بیٹھے
ہین تیری خاطر سے گھڑی دو گھڑی دھوپ مین بیٹھی ہی جب دل گھبرایا چلی آئی لیکن بوتیمار تو
بڑا بیمروت ہی کیون نگوڑے جلاد ہمین جنگل مین چھوڑ کے چلا آیا اگر شیر بھیڑیا آتا ہمکو کھا جاتا تم عین وقت
پر ضرورت کے لیے بھاگے ہو جب شغل شکار کے وقت پر کینا ہوگا سہی ہم تمھاری شکایت مواج سے کرینگے
اب جلدی چلو کسی مقام پر ہٹکر رستے دو دو باتین کرین لیکن خبردار ہمکو ہاتھ نہ لگانا اکیلا پاکر نہ ستانا
بوتیمار مر گیا تھا اٹھنے لگا سمجھا صبا رفتار مجھپر مرتی ہی ہاتھ جوڑنے لگا کہا ملکہ مجھسے بڑی خطا ہوئی سامری
و جمشید نے تمکو جانورون سے بچایا مین جھپٹ کے ایک گلابی شراب کی لاؤن درہ کوہ مین چھپکر
ہم تم ہین ضرغام نے پیچھے پکڑ کر ایک طمانچہ مارا کہا کیون رے دیوانے مجھے اپنے دل کی جو بات
کہی بھول گئے مین تمھین قتل کرونگی یہ کہکر تیغ کھینچی کہا سر تو جھکا مین تیرا سر کاٹون بوتیمار نے
سر جھکا دیا کہا یہ سر تمھارے قدمون پر نثار ہے ضرغام نے کہا کاٹ لون بوتیمار نے کہا مین
تو غلام ہون ہین ہین کرکے جھکایا ضرغام نے بلا تکلف ایک ہاتھ مارا بوتیمار کا سر کٹکر زمین مین
گرا آواز دی کشتی مرا نام من بوتیمار جادو بود ضرغام سر بوتیمار کا لیکر بھاگا یہان میان برق
فرنگی عیار صبا رفتار سے لپٹے بیٹھے ہین وہ لاکھ تڑپی پھڑکی برق نے نچھوڑا دیکھا سامنے سے
ضرغام سر بوتیمار کا لیے ہوے آتے ہین ضرغام و برق نے ملکہ صبا رفتار کو پکڑ کر کہا لاؤ
وہ رقعہ ہمکو دو تم چند عرصے اسی جنگل کی سیر کرو صبا رفتار نے کہا میرے پاس رقعہ نہین ہی برق
نے کہا بھائی ضرغام یہ پہلے اقرار کر چکی ہی اب چھپاتی ہی ضرغام نے کہا ای صبا رفتار

ہمارے خلیفہ کی منظور نظر ہو ہم تمکو اپنا بزرگ جانتے ہین اب ہمسے بے ادبی نکراؤ ورنہ تلاشی لینگے
رقعہ چھڑینگے ایسا معقول عیاری کا طریقہ ہاتھہ لگا اب تامل کیا صبا رفتار سمجھی یہ دونون میری جان
لینگے مجبور ناچار وہی رقعہ جسپر حیرت جادو کی مہر ہے جھولی سے نکالکر دیدیا کہا لو تم جاؤ مجھے دو برق
نے کہا نہین بھائی ضرغام یہ جانے نہ پائین جاکر آفت برپا کرینگی حیرت جادو سے کہدینگی وہ فوراً بھیجیگی
عیاری ہماری خراب ہوگی ہرچند صبا رفتار نے منتین کین یہ بھلا کب مانتے ہین صبا رفتار کو بیہوش
کیا درہ کوہ مین لیکر آئے صبا رفتار کو ایک درخت سے باندھ دیا یہی دارو بیہوشی کی دماغ
پر چڑھائی برق بصورت صبا رفتار و ضرغام بشکل بو تیمار رقعہ بطور سند پاس دونون جست و خیز
کرتے ہوے طرف لشکر مواج کے چلے آپس مین صلاحین کرلین دن قلیل باقی تھا کہ لشکر مواج
مین آکر پہونچے لشکر مین غل ہوا بو تیمار تو یہان کا سردار ہے جادوگرون نے جھک جھک کر سلام کیا کہا
میان بو تیمار آج بڑی تکلیف اوٹھائی ضرغام نے کہا تکلیف تو ہوئی مقدمہ عیاری کا صاف
ہوگیا اب کچھہ کھٹکا نہین رہا یہ باتین کرتے ہوے بارگاہ مواج مین آئے برق و ضرغام
نے دیکھا سات سو سرداران زبردست دنگل ہاے آہنی پر تخت پر مواج بن گرداب آدم خوار
پہلوے بارگاہ مین ایک خیمہ استادہ ہے اسمین بیٹھا اسکا نوجوان لطیمہ صد کوس دریا نوش گرا
جوان جوان مصاحب جلسے مین ساز بجا رہا ہے برق نے بڑھکر مواج کو سلام کیا مواج نے کہا
کیون بو تیمار خیر تو ہے ضرغام نے کہا اے شہنشاہ سب طرح خیر گذری خوب صفائی ہوئی
ملکہ صبا رفتار رقعہ پیش کرو دیکھیے یہ نشانیان پانچون عیارچیون کو دلوادین ملکہ نے زبانی
حکم دیا ہے جسکے پاس یہ رقعہ نہو بلا تکلف اوسے قتل کرو کوئی دامنگیر نہوگا آپ کے انتظام کی بڑی
تعریف ہے ملکہ یاقوت کو اب رخصت کردیجیے صبا رفتار کو یہان حاضر رہنے کا حکم ہے یہ عیارون
کو بخوبی پہچان لیتی ہین مواج نے کہا کیا مضائقہ ہے لو ملکہ یاقوت اب تم تو جاؤ اب ہمین بخوبی
اطمینان ہوگیا ملکہ عالم سے کہنا صبا رفتار کو ٹھہرالیا ہم دریا تیار کرکے غفلت مین بر سر سلیمانیان
آئینگے جب آپکو خبر ملے کہ دس پانچ لاکھہ ساحر ڈوب گئے جہاز لشکر مہرخ طوفانی ہوا سمجھہ جائیے گا
کہ ہمارا خیر خواہ آگیا پہر پہر مین سبکا خاتمہ کردونگا وہ دریا تیار کرون کہ بی مہرخ کو جان بچانا مشکل
ہو بھاگ نہ سکین لیکن پہر مین خطا معاف کردونگا ایک ہی دن مین میدان صاف کردونگا

یاقوت مواج سے رخصت ہوئی طرف لشکر حیرت کے گئی جاکر حیرت کو خبر پہونچائی کہا حضور
بوتیمار و صبا رفتار میرے سامنے پہونچے مواج بڑا ہوشیار ہے صبا رفتار کو ٹھہرالیا حیرت بہت
خوش ہوئی کہا ایسا جبھی وہ شہنشاہ بیگم کی وزارت کرتا ہے دیکھو یہ نشانی کی کیا معقول تدبیر نکالی
یہ بات کسیکے ذہن مین نہ آئی اب کوئی عیار عیاری نکر سکیگا جو عیار غفلت مین جائیگا مواج نشانی
بنائیگا فوراً قتل کر ڈالیگا اب عیار بھی مارڈالے جاوینگے سرداران مہرخ دم لینے کی مہلت نپاوینگے ملکہ
حیرت تو یہ باتیں کر رہی ہین انتظار آدم مواج بن گرداب آدمخوار ہو اوسنے اپنے وزراسے کہا سنو جمع
مینے بڑی بیوقوفی کی حیرت سے حکم لیا اگر شے غفلت مین مسلمانونکو قتل کیا سنتا ہون بی بہار و مخمور
پر شہنشاہ عاشق ہین ہر ایک سردار سے یہی حکم ہوتا ہے سبکو قتل کرو بہار و مخمور کو بچالو بس دو روز
تامل کرنا مناسب ہے طوفان قہر نگاہ اسکا وزیر اعظم بڑا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست
ساحر بدانجام طوفان قہر نگاہ نام کہا تم ہمارا نامہ لیکر خدمت مین شہنشاہ طلسم ہوشربا کی جاؤ
باغ سیب مین ملاقات ہوگی جاکر یہ ہمارا نامہ دینا اور زبانی بھی عرض کرنا کہ غلام نے سدباب عیاری
تو کر لیا عیاری مخبر نہو سکیگی سرداروں کا انتظام سحر سے ہوگا حکم ناطق دیجیے کہ جاکر سبکو ڈبودون
کسیکا پاس نکرون بخوبی پوچھ لینا کوئی نکتہ رہ نجائے طوفان نے کہا حضور مین بخوبی دریافت کر کے
آؤنگا لیکن جبتک مین حاضر نہون جانیکا قصد نکیجیے گا مواج نے کہا اے طوفان اگر تم کہوگے
تو دریاے سحر کا لطف کیا تمھاری ذات سے سب ڈوبین گے زود دینا دریا کا تمھارے اختیار مین ہے اہالیان
دریا کی موت و زیست کا تعین کو اختیار ہے مین ضرور تمھارا انتظار کرونگا تمھارے سامنے دریاے سحر
تیار ہو ہمارا سحر طوفان برپا کریگا ملکہ مہرخ کی جانب سے پھر کوئی نبچ سکیگا طوفان قہر نگاہ
بخوبی مواج سے وعدہ کر کے طرف باغ سیب کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑو وقت پر ذکر
طوفان کا آئیگا لیکن برق و ضرغام دربار مواج مین حاضر ہین برق بصورت صبا رفتار و
ضرغام بشکل بوتیمار ہیا نگا واقف کار جاتے ہی بیچارے ذہن گھس گیا انتظام کرنا شروع کیا داروغہ سے
کہا بیت جاؤ آج ہمکو حکم ملا ہے محفل عیش و سرور آراستہ ہوگی شراب قاعدے سے پہونچائی جائیگی آپ دے دو
کو دیکھیں صاف کو ہم بہت صفائی سے کام کرینگے بادشاہ کے واسطے گلابیان الگ ہون ہر ایک امرا و وزرا
کے واسطے سب کا سامان بوجہ احسن کرینگے آج شراب باہر تقسیم ہوگی اہالیان لشکر چھوٹے بڑے سب

محروم رہتے ہین شکایتیں ہوتی ہین سفر مین آئے ہین انتظام انکا واجب لازم ہے اہالیان لشکر کو بھتا ملتا ہو شراب بھی پہونچائی جاے چست وچالاک رہین دریا سحر تیار ہوگا سب اہالیان لشکر خوش ہین رہین شراب پیئین آبرو بڑھے آج لشکر مین بڑے تماشے ہونگے ایسی باتین کرکے ضرغام نے میخانے پر قبضہ کیا داروغہ بیچارہ باہر جا بیٹھا وہان سے ٹہلتے ہوے سامنے مواج کے آئے گھبرائے ہوے مواج نے پوچھا کیون بوتیمار خیر تو ہے عرض کی حضور میخانے کا انتظام خراب تھا لشکر ساحران مین قحط شراب تھا سفر مین سردار و سپاہی کیسا ہو جب بن پڑے وہ انتظام کرے غلام اپنے ہاتھ سے شراب پہونچائیگا یہ بھی ہمنے سنا ہو کہ عیاران اسلام شراب کو آکر خراب کردیتے ہین شراب بیہوشی کا دور محفل کے طور ہمسکو بخوبی پہچانتے ہین انتظام شراب کو بخوبی جانتے ہین غیر کو میخانے مین نہ آنے دینگے آج شفقت کریگے اگر آپکے دشمنون پر کوئی خرابی آئے ہمارا بھی آرام دیں مٹے گا اپنی جان کی حفاظت کرتے ہین جینے کے نام پر مرتے ہین مواج بہت خوش ہوا برق سے آنکھ ملا کر کہا بی صبا رفتار میخانے کا تمکو اختیار ہے آج اس محفل کو تم بھی روشن کرو ہم سن چکے ہین کہ زینت محفل افراسیاب ہو علم موسیقی مین لاجواب ہو ہمارے شہنشاہ اس علم کے بڑے قدردان ہین سامنے خیمے مین فرزند ارجمند مواج صاحب کے شاہزادہ لطمہ صدگوش دریا نوش ستار بجا رہے ہین خوب سمجھتے ہین دوچار غزلین گاؤ وہ بھی محفل مین تشریف لائینگے برق سمجھا کہ ضرغام نے میخانے پر قبضہ کرلیا بیہوشی پہونچ گئی ہوگی برق نے مسکرا کر مواج کے کاندھے پر ہاتھ رکھا کہ کیون اے وزیر اعظم آپ کو بڑی تکلیف ہوئی کوہ نیلم سے تکلیف کرکے آئے اب لشکر مسلمانان پر کب چڑھائی منظور ہے ابھی لشکر مسلمانان بہت دور ہے اگر سامری و جمشید فتح نصیب کرین ہمکو فراموش نہ فرمایئے گا شہنشاہ نے آپکے واسطے سلطنت طلسم ہوشربا تجویز فرمائی ہے سب آپ ہی کا اختیار ہوگا تمام اہالیان دربند آپکی خدمت مین حاضر رہینگے ہم تو خدمتگزار رہین محافظت جان ہمارے سپرد ہے ایسی جانبازی کرین عیار کا دخل نہونے دین مقدم انتظام عیاران تھا وہ آپنے ایسے لطف سے کیا کبھی آج تک یہاں انتظام نہ ہوا تھا نہوگا اب عیار تڑپ تڑپ کر مر جائینگے آپکے سامنے کیا عیاری کرینگے اس نازسے باتین کین مواج نے سر اوٹھا کر جو دیکھا صبا رفتار با ہر خسار با بناؤ عیاری سے آراستہ قطورہ زر بفتی پہنا وہ سقرلاتی چست دیلا لاک بیباک طرار کمسن فراز مواج بیقرار ہوگیا بسکہ

ہوا ٹ یا اگر ہم بادشاہ طلسم ہونگے تمکو بھی سلطنت دینگے برق نے جھکی لیکر کہا ابھی مجھے جب تخت نشین ہوگئے آنکھ بھی نہ ملاؤ گے ہمکو بھول جاؤ گے بیوفا بیمروت ہو اب محفل عیش و نشاط کی آراستہ کرنے کا حکم دو طایفے عمدہ طلب کرو شہنشاہ کی محفل مین آٹھ پہر یہی سامان رہتا ہی افراسیاب بڑا عیش پسند ہی ہم تمھارے خیمۂ تنہائی مین ناچینگے الگ خیمہ ہمکو مرحمت فرمایئے تمھاری آنکھوں سے ڈر معلوم ہوتا ہی کہا ہو نہین کھائی جاتے ہو ہنس ہنس کے باتین بناتے ہو مواج نے اوسی وقت حکم دیا طایفے بلاؤ دلمین سمجھ گیا صبا رفتار مجھپر عاشق ہوئی ہو مونچھونپر تاو دینے لگا حیران ہو کر آئینہ اوٹھا لیا تاج کو سر پر درست کیا تھا خوشی کے مارے پھول گیا اپنے پہلو مین صبا رفتار نقلی کو کرسی دی میان برق تنک تھیے ناچ ہونے لگا گاینین گا رہی ہین ناچنے والیان بتا رہی ہین محفل مین ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہے سب تعریفین کر رہے ہین لیکن مواج نے پلٹ کر دیکھا بی صبا رفتار منھ لٹکائے بیٹھی ہین نہ تعریف نہ توصیف نہ آہ نہ واہ مواج نے کہا اے صبا رفتار یہ طایفے سب مجرائی شہنشاہ نیلم کے ہین بڑی بڑی تنخواہین انکی مقرر ہین تم کچھ انکی تعریف نہین کرتین برق نے کہا آپ کو اس علم مین دخل نہین ہی ان بازاریون کی کیا تعریف کرین خیال کر کے سماعت فرمایئے سب بے ہنری ہین سارے بالکل الگ آپ کے صاحبزادے سمجھتے ہونگے گاینون نے جو یہ سنا گاتے گاتے رک گئین غصے سے کہا بی صبا رفتار صاحب یہ پیشہ عیاری نہین ہے یہ علم موسیقی ہی برسون مین ایک چیز یاد ہوتی ہی آپنے مالک کے سامنے ایسی مہمل بات کہدی کوئی چیز ہمارے سامنے گایئے اپنا بھی کمال دکھایئے تو احوال معلوم ہو مواج نے بھی کہا اے صبا رفتار یہ سب اس علم مین کامل ہین تمھارے نزدیک بالکل مہمل ہین بوتیمار بھی سامنے تنتے ہوئے آئے کہا بی صبا رفتار سب سامان مہیا ہے ایک چیز تم بھی گا دو پھر سب کام ہو جائیگا غصہ نکرو صبا رفتار اپنے مقام سے اوٹھی کسبیون سے تکرار بھی کی کہا آیئے سنیے ہر چند کہ ہمارا پیشہ نہین ہی لیکن سماعت فرمایئے پھر اعتراض بھی کیجیے گا بوتیمار نقلی نے لاکر گلابیان آراستہ کین برق تڑپکر محفل مین بیٹھا مواج سے آنکھ ملائی کہا حضور عطائی کو دیجیے مواج تو اپنا عاشق جان چکا مسکرا کر کہا ہان بی صبا رفتار ہم تمھارے بہت مشتاق ہین برق شعلہ جوالہ بنکر تڑپنے لگا مواج کی طرف متوجہ ہو کر یہ اشعار آبدار پڑھنے لگا

نظم

ہوتا ہو خلق غم بھی نہین خوشی کے ساتھ ۔ آنسو بھر آئے دیکھے ہین اکثر ہنسی کے ساتھ
ایک اپنی آرزو ہو تو تڑپا مین ای فلک

جھگڑے لگے ہین ہزار آدمی کے ساتھ
آئے شب وصال مگر آرزو یہ ہے
سرگرم اختلاط ہے بیکسی کے ساتھ
کیا قتل ہوگا میری طرح ہر گنا ہگار
جاتے ہین اپنی گھر عجب اک بیدلی کے ساتھ
اوس شوخ کو نہ آنے دیا میرے پاس تک
یہ روگ جائینگے نہین زندگی کے ساتھ
جب دور وصال کھینچ دیا جلال

باندھو کمر ہی یہ دیا تھا دل اس لیے
جائے غم فراق بھی نکلے خوشی کے ساتھ
دیکھین ہم آن بان تمہاری نگاہ یار
قاتل کیا کریگا مروت کسی کے ساتھ
کیا جانے غیر مجھسے تو ملتا ہے کس طرح ساتھ
مہندی بھی رنگ لاتی تھی گل تازگی کے
کج خلقیان سہین مگر امیدوار ہون
نکلا وہ جھوٹ وہ بھی دم ہنسی کے ساتھ

نکلی کوئی کسی سے کہ رہی کیا کسیکے ساتھ
اچھی بسر ہوئی شب تنہائی فراق
الفت بناہ بچپن یون ہی کسی کے ساتھ
آئے تھے لاکھ ذلتے ہی انجمن مین ہم
سو رنگ کی ہین ستیان دشمنی کے ساتھ
سمجھے ہین لیکے جائینگے مرقد مین عشق
جور ہم مجھسے ہو وہ نہ دیکھون کسیکے ساتھ
اس رنگ سے برق نے یہ غزل

گائی تمام اہالیان دربار وجد مین تھے گانا بجانا ہزار طرح سے رنگ جمانا اہالیان محفل کا یہ قول ہے
کہ صاحبو مقام انصاف ہے صبا رفتار کسکی تعریف کرے گانے مین بے مثل و بینظیر خوش لباس و
خوش تقریر ہر آن وبان دلپذیر حسن مین رشک ماہ منیر دیکھو ایک غزل گا کے سب کا رنگ مٹا دیا
کیا جلد اپنا رنگ جما دیا ملحوظ خاطرین ہو کہ ضرغام بشکل یوتیمار منتظم شراب و برق بشکل صبا رفتار
گانے مین رنگ جما رہا ہے لطمہ صد گوش دریانوش پاتوالگ خیمے مین بیٹھا ہوا ستاریجا رہا تھا
صبا رفتار کی آواز سنکر یہ بھی محفل مین آبیٹھا تعریفین کر رہا ہے کہتا ہے بابا جان صبا رفتار
کیا گانا گا رہی ہے یہ بیچاری بازاری کسبیان بیشہ ور بے ہنر اسکا کیا سامنا کر سکتی ہین دیکھیے سب دل
لگا کر سن رہے ہین اسکے کمال پر سر دھن رہے ہین صبا رفتار جھک جھک کر سلام کرتی ہے کبھی مواج
سے آنکھ ملائی کبھی لطمہ صد گوش کا منھ چڑھا دیا دونون باپ بیٹے بیقرار ہین مواج کو یہ جوش ہے کہ لڑائی
فتح کرکے افراسیاب سے صبا رفتار کو مانگ لونگا لطمہ صد گوش خاموش اس فکر مین کہ آج ہی اسپر
قبضہ کرون کئی موتیونکے ملے اوتارنے برق کا ارادہ ہے کہ تقریب شراب کردن یکایک چوبدار نے
بڑھکر مواج کو سلام کیا کہا حضور کے تشریف لانیکی خبر تمام شہرونمین مشتہر ہوئی گانے مین چلے آئے
ہین ایک گویا بڈھا کہتا ہے مین ہمیشہ خدمت سامری و جمشید مین رہا نام مواج کا سنکر آیا
ہون امیدوار باریابی ہے برق و ضرغام کے کان کھڑے ہوئے سمجھے کہ استاد نامدار آگئے ضرغام
نے بڑھکر عرض کی حضور کی سخاوت تمام عالم مین مشہور ہے ضرور طلب فرمائیے صبا رفتار نے

بھی کہا ہمارے شہنشاہ کی محفل مین بھی بڑے بڑے گانیوالے آئی ہین سرکار سے انعام واکرام بیحد پائے
ہین اندر بلوائیے شاید ہم بھی پہچانین اس ملک کا کون ایسا رہنے والا ہے کہ جو خدمت مین ہمارے آقا کی
حاضر نہین ہوا ہم ایک ایک کو بخوبی پہچانتے ہین سب گویونکو بخوبی نام جانتے ہین چوبدار نے جاکر
حکم پہونچایا سب نے دیکھا ایک مرد ضعیف و نحیف مشروع کا پاجامہ اگلی وضع کا اوس مین سوسی کے
پیوند مفلسی سے زردسند آب روان کا کرتا اوسمین نین سکھ کے پیوند چکن کی بوٹیان بنی ہوئین اتنا پرانا
ہے کہ بوٹیان کیڑے کھا گئے کمر مین خم ہوئی ہوئی رگین نکلی ہوئین گوری صورت سرخ دوپٹہ سر پر بندھا
ہوا تنبورہ کاندھے پر جوتا بھاری کام زردوزی اڑ گیا زرد سوت نکلا ہوا جب بنا ہوگا دو اشرفی کا
تھا اب اوسکی خاک اوڑکر سر تک پہونچتی ہے آنے کے ساتھ ہی مواج کو آواز دی اعلیٰ اعلیٰ مراتب ہین
چراغ وزارت روشن رہے شہنشاہ کا بیار رہے دشمن سرکار کا ذلیل و خوار رہے مواج دیکھکر صورت
کو پریشان ہوا الطمہ صد گوش نے کہا باباجان یہ اگلے لوگ ہین آواز مین تو قوت نہ ہوگی لیکن کمال
مین معمور ہین ایک چیز ضرور سماعت فرمایئے بڑے میان نے جو صبا رفتار کو بیٹھے دیکھا گھبرائے
برق نے دیکھا کہ اوستاد گھبرائے ہین اوٹھکر سلام کیا بھوی آنکھین دکھا مین پوچھا بڑے میان صاحب
مزاج اچھا ہے کئی سال کے بعد آپ کو دیکھا دربار مین شہنشاہ کے تشریف لائے تھے کنیز کو نہین پہچانا
اب تو بڑے میان سنال ہوگئے ہنس کر کہا بی صبا رفتار اچھی ہین ہمنے بخوبی تمکو پہچانا
دکھن چلے گئے تھے پھر اپنے ہوشربا مین آئے ہمنے دو چار چیزین تمکو بتائی تھین وہ بھی یاد ہین
صبا رفتار نے کہا آپکے تصدق سے سب کام ہوچکا خاصہ تیار ہے نوش کیجیے بوتیمار نے بھی سنا
کہ کوئی اونکے گویئے صاحب آئے ہین یہ قرابہ شراب کے ہاتھ مین لیے ہوئے محفل مین آئے
دیکھا صبا رفتار ہنس ہنس کے بڑے میان سے باتین کر رہی ہے ضرغام بھی سمجھ گیا اپنے
جی مین کہتا ہے اب انکی کیا ضرورت تھی ہم تو سب کام کر چلے ہین قریب آکے جھک کر سلام کیا
کہا آپنے مجھکو بھی پہچانا بڑی بڑی آنکھین دیکھکر بڑے میان ہنسے کہا میان بوتیمار صاحب کیا کہنا
تم بھی اس سرکار مین نوکر ہو ضرغام نے کہا شراب پر ہمارا اختیار ہے بسم اللہ بیٹھیے بوتیمار و صبا رفتار
نے مواج سے عرض کی حضور یہ بڑے عمدہ گویے ہین بڑھاپے مین خوش آواز گانے مین
سوز و گداز بتاتے ہین بے نظیر کمال علم موسیقی سے معمور مواج نے پوچھا اسے بوتیمار تم انکو کہان

دیکھا تھا عرض کی حضور یہ کئی مرتبہ خدمت مین شہنشاہ نیلم کے حاضر ہوے آپکو یاد نہین ہی لطیمہ صدگوش نے پوچھا بڑے میان صاحب آپکا اسم شریف بڑے میان بہت ہنسے کہا حضور غلام کو جبال باکمال کہتے ہین مان باپ نے جینے کے واسطے تان توڑخان نام رکھا جب تان لگاؤن ستون بارگاہ ہل جائین اب تو بڑھاپا ہی جوانی مین لطف تھا استادونکا نام لیکر کما کھاتی ہین ہمیشہ بادشاہون کی صحبت مین جاتی ہین یہ سنکر صبار قتار نے کہا اب زیادہ باتین نہ بنائیے سب سامان عیش و نشاط تیار ہے آپ ہی کی دیر تھی بڑے میان پالتی مار کر بیٹھے ہین صبار قتار نے تنبورہ ملایا بوڑھے آدمی لیکن غزل جوانون کے گانے کی شروع کی جسکی ردیف صورت یہ اشعار شروع کیے نظم

یہ ہوا افتادگان کو حظ دل از کیصورت
تماشا ہوگئی ہے طالب دیدار کیصورت
اوٹھایا اوس مسیحائی جوانی نے ترے مجھکو
شب فرقت ہمارے دیدۂ بیدار کیصورت
اگر ہم قتل سے محروم گر آمادہ تھا قاتل
بنائی ہی تری تصویر ماتمدار کیصورت
اگر زندہ ہی کھتا ہی کھلا تیغ ہجر ایسا
مصیبت کی الم کی رنج کی آزار کیصورت
تصور نے جو مرنے کے وہ جلال الک تشیر ملا

کہ جنبش تک نہیں ہے سایۂ دیوار کیصورت
تصور نے کیا شخص رخ آئینہ کو یکسان
اوٹھا مین دیکھ تصویر گرا بیمار کیصورت
نہین معلوم کیفیت ہے مینا نہین زاہد کیا
قضا کو تیغ دیکھا کی قضا تلوار کیصورت
گلو نہین کشتہ اوس کی محبت کا مرزا
نہ بیچا مین اٹھا عمر بھر محجوبہ زار کیصورت
بہت جا بانہ پیدا کرینگے آئینہ و شانہ
لہو جتا ہی دل بھی دیدۂ خونبار کیصورت

تمہارے دیکھنے والیکا ہی مشتاق اک عالم
نظر آتی ہی مجھکو دونون جہان یار کیصورت
فلک تک بند ہو دیدۂ انجم کا کیا بھولے
وہان جھکتا ہی دیکھ سر اپنا کو تیصورت
حقیقت مین سر ہو خم نہین عاشق کے نکلا
کہین تسبیح کیصورت کہین زنار کیصورت
دکھا دی کھینچکر نقاش تحریر یار نے مجھکو
تری حیرت زدہ تیرے جگر افگار کیصورت
الطف سے یہ غزل بڑے میان نے

گائی سب رنڈیان استاد استاد کہکر بلائین لینے لگین لطیمہ صدگوش دریانوش نے موتیونکا مالا اپنے گلے سے اوتار دیا سب تعریفین کررہے ہین کہتے ہین صاحب بس بڑھاپے مین یہ آواز گانہین یہ زور گلا گلے مین ہڈی نہین ہے چرخی پھرتی ہے صبار قتار نقلی نے بڑھکر کہا بڑے میانصاحب مین تو آپکی کنیز ہون چند چیزین آپنے ایسی بتادین کہ جس محفل مین گائی سرسبز ہوئی یہ دربار بھی بڑے قدردان کا ہی معوج بہت کچھ دینگے آپکو تعویذ بازو بنائینگے ہمکو یاد ہی آپنے دربار مین افراسیاب کے ساقی گری کی تھی وہ کمال یہان بھی دکھائیے سبکو دیوانہ بنائیے معواج نے پوچھا ساقی گری مین کیا کمال ہی صرف شراب دینا بلکہ پلانا میان صاحب بہت ہنسے کہا بی صبار قتار صاحب امتحان کرتی ہین جوانی مین سب کام کرتے تھے

ساقی گری کے یہ معنے ہین پانون مین گھنگرو باندھین پیشواز پہنین بیلے کھڑے ہو کر گت ناچین
جام بلورین لبریز کرکے سر پہ رکھین اس طرح سے سب کو شراب پلائین یہ جوانی کے کام تھے اب پانون
مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین افراسیاب بادشاہ جلیل تھا اونکی صحبت مین یہ کام
کیا ایسا کچھ علا بیٹونکی شادی کی برادری کو جمع کیا اب بہت دشوار ہے صبار فتار نے کہا استاد
مین ہرگز نہ مانونگی یہ بھی بڑی صحبت ہے دیکھیے کیسے کیسے شاہزادے جمع ہین مواج کے صاحبزادے
بڑے قدردان ہین آپکے شاگرد ہونگے لاکھون روپے کی شیرینی تقسیم ہوگی تمام شہرون مین نام ہوگا
کہ فرزند وزیر اعظم بڑے میان صاحب کے شاگرد ہین بڑے بڑے گویئے آپکی خدمت مین حاضر رہینگے
میان بوتیمار و صبار فتار قدمونسے بڑے میان کے لپٹ گئے منتین کر رہے ہین ساقی گری پر
بڑا اصرار ہے بڑے میان کو بسبب ضعف و نقاہت انکار ہے مواج نے کہا بڑے میان آپ کیون
اس قدر انکار کرتے ہین یہان سب قدردان جمع ہین اس علم مین سبکو دخل ہے بڑے میان
صاحب نے کہا حضور بڑی مشکل ہے ہماری ساقی گری مین بڑا صرف ہوتا ہے جب ہم ساقی ہون
کوئی باقی نہ رہے سارا میخانہ خرچ ہو جائیگا لشکر مین کوئی خرد و کلان ادنے و اعلے پیر و جوان
دوکاندار باقی نہ رہے سبکو شراب پہونچے لطمہ صد گوش بہت مشتاق ہوا کہا بڑے میان صاحب
صرف تو ہمارا ہوگا آپ کیون تردد کرتے ہین میخانے مین ساٹھ ہزار تبلا تیار رکھا ہے بوتلین
قرابے گلابیان بے حساب ہین بخوف تقسیم کیجیے جسکو مزاج مین آئے دیجیے کہ دن آپکا ہاتھ پکڑتا
ہے بوتیمار ناحق کو لڑتا ہے یہ سنکر بڑے میان آمادہ ہوے کہا بوتیمار و بی صبار فتار نے بڑی
ہمکو تکلیف دی لیکن خوشی تمھاری اب ایک کام کیجیے تمام لشکر مین شراب پہونچائیے مین
بھی میخانے مین حاضر ہوتا ہون محفل مین شراب اپنے قاعدے سے لاؤنگا ضرغام نے کہا آپ
تکلیف نفرمایئے پہلے سے انتظام ہو گیا ہے لوگ حیران ہین کہ میان بوتیمار سے بڑے راز و نیاز
کی باتین ہوتی ہین صبا رفتار پر بہت مہربان ہین دربار افراسیاب کے احسان ہین اسکو بتا
بھی ہے صبار فتار بھی کامل ہو گئی بڑے میان بوتیمار کے ساتھ میخانے مین آئے صبا رفتار
بھی جھپٹ کر آئی اوستاد و شاگرد ایک مقام پر ہوے ضرغام نے عرض کی مین سب شراب
مین بیہوشی ملا چکا اب تقسیم کرتا ہون آپ صحبت مین تشریف لیجائین خواجہ عمرو نے چاہا سین

گلابیان اپنے قاعدے سے درست کین کنتر الماس نگار اوس مین شراب گلنار لبالب بھرے اونکے
تمامی سے باندھے اس سلیقے سے شراب محفل مین آئی جبکی نگاہ کشتیون پر شراب کی پڑی دیکھکر
لوگ مست ہوگئے کہا صاحبو دیکھو بڑے میان کس سلیقے سے شراب لائے ہین زاہد صد سالہ
کی بھی رال ٹپک پڑے تائب توبہ شکنی کرے دل چاہتا ہی کہ شراب پیجیے جان و مال نثار بڑے
میان پر تصدق کیجیے اب میان گویئے نے جوراسی گھنگرو پانو مین باندھے بھاری پیشواز جسم
آراستہ کی گت شروع ہوئی ساز مل گئے اس لطف سے بڑے میان نے گت ناچی تمام اہالیان محفل
کی بڑی گت تھی سب تعریفین کر رہے تھے بڑے میان توڑے لئے جاتے تھے اوسی جوش وخروش
مین جھک کر جام مے ارغوانی لبریز کیا سر پر رکھا اب بلڑ ہوا بڑے میان کی آبرو مٹی انجام بخیر
نہ ہوگا جام مدور دو قدح سر سے گر جائیگا بڑے میان نے سانس کو روکا جسم سادھا ٹھوکرین
لیتے ہوے چلے کیا مجال کہ ایک قطرہ بھی زمین مین گرے جب مواج کے سامنے پہونچے جھک کر
کہا ایسے قدردانون کو سر سے شراب پلانا چاہیے اس سر سے کون آگاہ ہے سراسر اسرار ہی یہ
کون جانتا ہے کہ یہ عیار نامدار ہے مواج نے دونون ہاتھ بڑھائے جام سر سے لیا بے اندیشہ انجام
پی گیا دوسرا پلٹ کر لطیفہ صد گوش دریا نوش کو دیا تمام اہالیان دربار کو سکتا ہر ایک کا
یہی قول ہے صاحبو یہ کمال کبھی نہ دیکھا تھا بوتیمار وصبا رفتار گلابیان قرابے ہاتھ مین لیے
ہوے حاضر ہین صبا رفتار کہتی جاتی ہے حضور یہ آپ ہی کا کام ہے غیر دربار مین بلا تکلف بخوف وبیم
خدا آپ کو سلامت رکھے آپکی وجہ سے ہم سب کا نام ہے دور جام بے اندیشہ انجام چل رہا ہے خواجہ طرار
وفرار خدمتگذاری کو دو عیار خوب رنگ جما چالیس لاکھ فوج مین شراب پہونچی پلٹن رسالہ خادم
خدمتگار حاجب دربان چوبدار دوکاندار کوئی باقی نہین رہا لشکر مین جو مفت کی شراب تقسیم ہوئی
جو نہ پیتے تھے اونھون نے بھی پی نمک سرکاری تاثیر کرنے لگا نشے مین کمیدان سالدار افسران
فوج کرسیون پر بیٹھے ہین دور شراب جو پیا بلبلائے طرف اپنی فوج والون کے متوجہ ہوے پیادے
بیباک چست وچالاک نشے مین تر رہے ہین ایک پیادہ سونٹا لیکر اوٹھا کمیدان سے آنکھ
ملا کر کہا کمیدان صاحب اس سونٹے نے کئی افسرون کے سر پھاڑے ہماری تنخواہ مین کبھی تصرف
نہو ہم زمین مین بیٹھے ہین آپ کرسی پر احمق بنکر بیٹھے ہم پیادے شہزادے ہین ہم سے

ڈرپے نیچے آئے کمیدان نے کہا وہ کمیدان اور ہونگے جو پیادون سے دبین مین وہ کمیدان ہون
کبھی پیادون سے نہین ڈرا ہزار سے لڑونگا پیادہ نشے مین تھا بلبلا کے اوٹھ کھڑا ہوا کمیدان تلوار
ٹیک کر اوٹھے دونون لڑکھڑا کے گرے اور سب دوڑے جو اوٹھا جہان سے اوٹھا بر لب فرش
فرش ہوئے رسالدار نے جو دیکھا کہ کمیدان گرے اونھون نے فرمایا کمیدان بڑے بودے ہین مین
رسالے سے اپنے نہین ڈرتا سائیس سامنے بیٹھا تھا اوسنے بھی ایک جام پیا کہا رسالدار صاحب منھ زوری
نکیجیے رسالدار نے کہا ابے ٹٹوے تو بھی بولتا ہے گھوڑا تو سخت ہو گیا تجھی پر سواری لونگا سائیس نے
میخ اوکھاڑی رسی لیکر دوڑا کہا آپکی اگاڑی پچھاڑی باندھونگا سائیسی علم دریاؤ ہے ہم کم خور منھ زور
شبکور نہین ہین سب عیبون سے پاک مثل مرکب چپت و چالاک رہتے ہین رسالدار و سائیس سے لڑائی
ہونے لگی سوار بھی اوٹھے گھوڑے چھوٹ گئے سائیسون مین ہنگامہ ہوا سب گر کر بیہوش ہوئے
سارے لشکر مین یہی قیامت ہے جو جہان گرا بیہوش ہوا دوکاندار سجے سجاے اپنی دوکانون پر
بیٹھے ہین حلوائی جلیبی داس شراب پیکے جو بیٹھا پوری کچوری کھانیوالا جو لڈا جل رہا ہے مشقت
پوری کرتا ہے صورت کا میٹھا مزاج کا کڑوا شراب کے نشے مین اوٹھا نوکر پر خفا ہوا اچھلا کر خود ہی
چولھے مین پھاند پڑا جورو نے دیکھا شوہر آگ مین گرا کہا مین بھی ستی ہو جاؤن یہ بھی پھاند پڑی
سارے لشکر مین تاثیر شراب نے کی سبکو خراب کیا بعض بڑے رابط و ضابطہ نشہ جو ہوا سوچے اپنے گھر
چلو بزرگون کی فہمایش ہے اپنے گھر چلکر سو رہو ضبط کرکے اوٹھے گھر جانیکا قصد کیا لیکن مزاج کے
رنگین بڑے چلبلے کے ہنسنے والے خود بھی جوڑے بچلے رنڈی کی گائی ہوئی ٹھمری یاد آئی نشے کی دھن مین
گنگنا کے تان لگائی لنگڑی جو لی چیخ کھا کر دھم سے گر پڑے لیکن ٹھمری تمام کی بعض نے بیٹھے بٹھے
کہا ارے بڑا غضب ہوا آب برد گئی اگلی برسات بڑی ہوئی ندی نالے چڑھے دریا چڑھے دیکھو دریا
جوش مارتا ہوا آپہونچا دوسرے نے کہا بھائی نہ گھبراؤ مین چپت و چالاک ہون تیراک ہون
میرے کاندھے پر ہاتھ رکھو ایک غوطے مین اوس پار ہین اونھون نے اونکے کاندھے پر ہاتھ رکھا
اسنے ناک پکڑ کے غوطہ مارا دونون غرق دریاے لعنت ہوے لشکر مین تو یہ ہنگامہ ہے بارگاہ مین سبکو شراب
پہونچائی شمعہائے مومی کافوری روشن ہین لوتیمار نقلی نے اشارہ کیا قبلہ و کعبہ جلدی کیجیے ستارہ سحری
چمکا صبح قریب ہے ساقی روز میکدۂ مغرب سے جام آفتاب لیکر برآمد ہوا چاہتا ہے جلدی خراب سبکو کیجیے

برق فرنگی بصورت صبار قتار ہنستا ہوا قریب مواج کے آیا کہا کیوں جی ہمارے آپکے کیا وعدہ
تھا چلو آرام کرین ساری رات یونہین کاٹی مواج نے کہا چلتا ہون ادھر لطمہ صدگوش کیجانب بلیٹا
کہا تم جوان ہو کچھ کہتے الگ کہینگے لطمہ صدگوش کو بھی جوش آیا مواج نے جو صبار قتار کو جان جانان
کہا لطمہ صدگوش نے جواب دیا بابا جان پچھتائیگا میری معشوقہ کے شجر حسن سے پھل نہ پائیگا مین پسر نااہل
ہون مواج نے کہا اے نالائق تیری مان ہوئی لطمہ صدگوش نے کہا ہو بیگاہ ہوتا ہی برق بیچ
مین سے بولا کہا جو صاحب غالب آئین مین اوسیسے راضی ہون آپسمین فیصلہ کرلو دونون باپ بیٹے بلبلا اٹھے
ہوے اوسیوقت بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے بادشاہ کا گرنا تمام اہالیان دربار لینا لینا کہکر اوٹھے جو آتا تھا
اوٹھا عمرو نے نعرہ کیا نیمچہ کھینچکر جا پڑے پہلے مواج بن گرداب دم خوار پر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے
لطمہ صدگوش کا سر کاٹا سردارون کو قتل کرنا شروع کیا ہنگامہ گیر ودار برپا ہوا آوازین ہیبت ناک
آنے لگین کشتی مرا نام من فلان فلان بود زوجہ مواج جیحون جادو اپنے خیمے مین پڑی ہوئی سوتی
تھی اسکی آنکھ جو کھلی صحن مین نکلکر دیکھا آواز آرہی ہی کشتی مرا نام من مواج بن گرداب آدم خوار بود
سر پیٹتی ہوئی دوڑی دیکھا بارگاہ مین آکر ایک بڈھا سبکو قتل کر رہا ہے لاشہ شوہر و فرزند خاک و
خون مین غلطان سر اپنا پیٹ لیا عمرو نے جو جیحون کو دیکھا چاہا جست کر کے بارگاہ سے نکلجاؤن
جیحون نے سحر کیا آواز گیر دی خواجہ زمین مین گرے ضرغام جو بشکل بوتیمار تھا اسنے پہلو سے کمند
ماری جیحون گرہ حباب مارکر بیہوش کیا اور برق کہ بشکل صبار قتار تھا چونکہ خواجہ سحر مین مشغول
تھے اوٹھا لیا استاد کو اپنے کاندھے پر ڈالا جادوگرون نے جو آکر پکڑا برق نے کہا اونالائقو دغا
مار بیٹ کر بھاگ گئے انکو نہ پکڑا مین عیار بچی حیرت کی ہون سند کا رقعہ میرے پاس موجود ہی جنہے
قاتل کو مواج کے پکڑا ہے بوتیمار نے جیحون کو بچایا ہی یہ کہکر رقعہ دکھایا جادوگرون نے برق
کو چھوڑ دیا ضرغام پشت پر جیحون کو لادے ہوے برق اپنے استاد کو اوٹھائی ہوے
جست و خیز کرتا ہوا چلا برق کو جو دل لگی سوجھی ہے نعرہ کیا اے ساحران غدار اے ملازمان مواج
بن گرداب آدم خوار دیکھو تمھاری آنکھو مین خاک ڈالکر اپنا استاد کو لیے جاتے ہین جیحون کو میرے
بھائی ضرغام نے باندھا ہی اب اسکو جاکر مار ڈالینگے جادوگر لینا لینا کہکر دوڑے عمرو نے کہا اے ام
برق یہ تو نے کیا کیا برق نے کہا اوستاد مجھے کوئی نہ پائیگا عمرو کے تو ہاتھ پانون بیکار ہین کاندھے پر

برق کے بیتاب و بیقرار لڑے ہین ضرغام نے کہا او برق تو نے یہ غضب کیا ارے ظالم نام بھی بتادو برق نے کہا بھاگو جیجون کو جلدی قتل کرو کہ استاد کے ہاتھہ پانون مین قوت نہئے اسی کے سحر مین مبتلا ہین ضرغام جست کرتا ہوا بھاگا ایک جانب برق چلا لیکن کہتا جاتا ہی ای ضرغام جیجون کو قتل کر ضرغام کہتا ہی ارے بیباک ٹھہر نیکی جو مہلت پاؤن تو قتل کرون ساحر چلے آتے ہین ذرا رُک جاؤن وہ سحر کرکے پکڑ لین تیرے دوش پر والدنامدار کا پشتارہ ہی کسی جانب بھاگ کر نکل جاؤ جادوگرون نے زیادہ تعاقب کیا ضرغام کا کہ اوسکے پاس جیجون ہی مالک تو مارا گیا بی بی کو اوسکی بچالین ضرغام بدحواس عالم یاس برق کو برا بھلا کہتا ہوا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی ساحر پیچھا نہین چھوڑتے چلے ہی آتے ہین قریب ایک گاؤن کے پہونچا وقت سحر ایک حلوائی نے آگ سلگائی گڑھا مین بھر بھی ڈالا گھی کڑکڑا رہا ہی حلوائی کا ارادہ ہی کہ پوریان پکاؤن ضرغام جست کرتا ہوا قریب کڑھاؤ کے پہونچا گھبرایا ہوا کہ ایسا نہو ساحر سحر کرین مین گرفتار ہوجاؤن جیجون کے سحر مین والدنامدار مبتلا ہین برق بھی بھاگا ہوا آتا ہے جادوگرون نے غل مچایا گاؤن کے گنوار بھی دوڑ پڑے ضرغام نے گھبرا کر جیجون کو اوسی کڑھاؤ مین ڈالدیا گھی کھول رہا تھا گرتے ہی جیجون کباب بن گئی ایک زناٹا ہوا حلوائی تو بھاگا کہ یہ کیا آفت برپا ہوئی جیجون کے مرنے سے اندھیرا ہوا خواجہ برے سحر آزاد ترا کا نرمے سے برق کے کودے دو خانجے ایے کہا کیون بچے یہ کیا حرکت تھی برق نے کہا استاد عیاری کا یہی مزا ہے بلا ہوئے جی بھلا ہی بابا ای ضرغام تم نے خوب کام کیا خواجہ کو لیکر طرف بدرق کے دوڑے برق بھلا کب بیتاب ہوتا ہی ایک دورہ کوہ میں گھسکر بھاگا ضرغام ایک طرف گیا تینون عیار قہقہے مارتے ہوئے ہنسی خوشی طرف اپنے لشکر کے چلے کہ انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا اب وکلمہ داستان ذکر افراسیاب خانہ خراب جنت لازم ہی کہ یہ باغ سیب مین مصروف عیش و نشاط ہی نازنینان مہ جبین خدمت مین حاضر ہین شراب خواری مین مصروف تمام رنج و غم بھولا ہوا معشوقان گلعذار کو دیکھکر بھولا ہوا نشے مین کہتا ہی مواج کا دریا تیار ہوا ہوگا مسلمانونکو ڈبو رہا ہوگا غضب کا اوسکا سحر ہے جب کبھی مواج لڑا بے فتح کیے نہین پلٹا وہ غفلت مین بر سر لشکر اسلام آئیگا طبل جنگی نہین بجوائیگا یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا طوفان قہرنگاہ وزیر اعظم مواج مثل شعلہ جوالا اوڑتا ہوا آتا ہے زمین پر اوترا افراسیاب کو سلام کیا پایۂ تخت

کو بوسہ دیا عرضی مواج کی افراسیاب کو دی افراسیاب نے پڑھا یہی لکھا تھا کہ عیارونکا تو مینے انتظام
کرلیا اب کوئی عیار میرے لشکر مین نہ آسکیگا جو آئیگا اوسکو جیتا نہ چھوڑونگا مار ڈالونگا لیکن مینے سنا ہے حضور باغیون کا
قتل ہونا نہیں چاہتے ہمیشہ یہی قصد رہتا ہے کہ یہ لوگ اطاعت کرین ملکہ حیرت کا تو حکم قطعی ملا قتل و غیر قتل
کا تمکو اختیار ہے لیکن غلام آپ کے حکم قضا شیم کا امیدوار ہے میرے سحر کے جوش سے آپ آگاہ ہین جب
دریا چڑھا کشتی حیات دشمن طوفانی دشمن کو حیرانی و پریشانی آپ اپنے ہاتھ سے مجھکو لکھ بھیجیے کہ مین بخوبی
مطمئن ہوجاؤن مین بہار و مخمور کا پاس نکرونگا دشمنونکے خون سے ہاتھ بھرونگا ایسا نہو حضور کو ملال
ہو اسوجہ سے وزیر اعظم کو اپنے روانہ کیا زبانی بھی عرض کریگا افراسیاب نے طوفان قہر نگاہ کو پہلو مین جگہ
دی حال لشکر مواج پوچھا طوفان نے عرض کی مجرے اوج پر لشکر مواج ہے وہ فوج ظفر موج لیکر
کوہ نیلم سے اوترا شہنشاہ نیلم نے اپنے کل سردار ساتھ کر دیے اونکا بار سحر کون اوٹھا سکیگا ایک ایک
جہاندیدہ کار آزمودہ جلد مجھکو حکم دیجیے مین رخصت ہو کر جاؤن جب ملکہ حیرت کا حکم قطعی پہونچا
مشیرون نے صلاح دی حکم شہنشاہ ضرور ہے غفلت کرنا سر سر عقل کا قصور ہے افراسیاب نے کہا
اب شام ہوچکی ہے خیر خواہ دولت آج شب کو باغ سیب مین آرام کرو کل فرمان دیکر روانہ کرینگے چنانچہ
طوفان نے چاہا رات ہی کو چلا جاؤن افراسیاب نے تمام شب کو طوفان بھی مصروف عیش و
نشاط رہا بوقت سحر عرض کی اے شہنشاہ ایک شب مجھکو راہ مین ایک شب یہان بسر ہوئی دو
شبانہ روز گذرے ہین اپنے آقا سے جدا ہون اب حکم محکم مرحمت فرمائیے افراسیاب نے کہا اے
طوفان قہر نگاہ شہنشاہ نیلم ہمارا قوت بازو مواج زینت پہلو حکم کیا مواج کو ہر طرح اختیار دیا
جسکو چاہے قتل کرے جسکی خطا معاف کردیگا ہم اوسکی جانبخشی کرینگے صاف صاف جاکر کہدینا کہ تمھارے
حکم مین کوئی دخل نہ دیگا باغیونکو گرفتار کرو جس طرح مزاج مین آئے سامان جنگ ہو یہ کہکر طوفان کو
خلعت فاخرہ دیا طوفان رخصت ہوکر طرف لشکر مواج کے چلا لیکن خود بخود دل دھڑک رہا ہے کلیجہ بیٹھ
رہا ہے دل سے کہتا ہے اے طوفان مالک نے انتظام عیارون کا کیا میرے سامنے ہی آمد عیارونکی شروع
ہوگئی تھی سامری و جمشید خیر کرین خود بخود مزاج برہم ہے دل پر ہجوم فوج غم و الم ہے ہر چند مواج
مالک میرا بہت ہوشیار ہے لشکر اسلام کا ایک ایک عیار بلائے روزگار ہے جن ظالمون نے مجرہ بازی بلائے
پر عیاریان کین تاریک شکل کش کے پاس گئے یا سامری و جمشید ہین سکو جاکر خیر و عافیت سے

دیکھوں بروقت رہائی شہنشاہ نیلم نے خاص مجھسے فرمایا تھا ای طوفان تیرے وزیراعظم پرسینہ سپر
رکھنا مین ناحق نامہ لیکر گیا دو دن دولت جدا رہا یہ دل سے باتین کرتا ہوا ٹھنڈی سانسین بھرتا
ہوا آسمان پر چمکا سراد تھا کر دیکھا بارگاہین خیمے ہوا مین اڑتے پھرتے ہین سرنگون جابجا دریاے
خون لاشے ہزارون پڑے ہین ہاے آقا کہکر زمین پر گرا ایک ہی مقام پر لاشہ مواج وبطلہ صد گوش
پایا حیجون زوجۂ مواج کا نشان نہین ملتا ہزارہا سر کٹے پڑے ہین کچھ لوگ بھاگے ہوے چلے
جاتے ہین کچھ رو رہے ہین کوئی مرد ضعیف اپنے نوجوان بیٹے کی نعش پر رو رہا ہے کوئی پکارتا ہے اے
بھائی ہم تو رات کو سو گئے شراب پی کے بیہوش ہو گئے تمکو کسنے قتل کیا ہم روز بیٹھنے کو باقی ہے تمھاری
جدائی کے ظلم سے طوفان نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ کیا معرکہ ہوا اتنے بڑے لشکر قیامت اثر کو
کسنے تباہ کیا کیا مسلمان شبخون آئے تھے او نہین ہے کوئی کشتۂ سحر نہین ہے معلوم ہوتا ہے مثل بکریون کے
کسینے ذبح کر ڈالا لاکھ طوفان پہنچا ہی جادوگر اسکی صورت دیکھکر بھاگنے لگے کوئی کہتا ہے یارو
بھاگو اب ملک الموت بصورت طوفان آیا جو بچا اپنی جان کو غنیمت جانے اس سے بات نکرو یہ بھی کوئی جلاد
نئی طرح کی افتاد ہے بھاگ کر کوہ نیلم پر چلو بعض کہتے ہین شہنشاہ نیلم کو نکلوادیگا اپنے وزیر کا حال پوچھیگا
کیا حال بتاؤنگے اہالیان وطن کو کیا روے سیاہ دکھائینگے شہر نیلم حصار مین لاکھون عورتین بیٹھی ہین
جب جائینگے وہ گھروالے بیٹھی ہوئی نکل آئینگی اپنے اپنے وارث کا حال پوچھینگی کیون بھائیو کیا بتاؤگے
قاتل مقتول کا نام بھی نہین جانتے برباد کرنیوالے کی صورت بھی نہین پہچانتے طوفان یہ حال پرملال
دیکھکر دیوانہ ہو گیا اسکو دیکھکر ہزارون جادوگر بھاگ کر نکل گئے کوئی طایر بنکر اڑا عنقا ہو گیا کسینے
فوراً سحر کرکے اپنے کو غرق زمین کیا آخر ایک جادوگر کو دوڑ کر طوفان نے پکڑا کہا ارے ذرا ٹھہر جا دو تین
مین لشکر مین نہین تھا دو دن مین چالیس لاکھ کا لشکر تباہ ہو گیا ارے جو ہونا تھا وہ ہو چکا مجھسے حال بتاؤ
مفصل کیفیت سناؤ کیا مسلمان شبخون لائے یہان بھی تو لشکر بیشمار تھا میرا آقا مواج کامل اکیل من
لاکھ سے اکیلا لڑتا لطمہ صد گوش و ریانوش اگر سحر کرتا دشمن کی تباہ یابی مشکل ہوتی یہ تو سب کے سب کی
موت آ گئی کوئی ایسا ظالم آیا کہ سنگین باندھکر مارا وہ جادوگر ہاتھ جوڑنے لگا حال تو نہین بتاتا تھا
کہتا ہے مجھے چھوڑ دیجیے میرا جوان بھائی مارا گیا بیٹے کا پتہ نہین ملتا طوفان نے غصے مین ایک طمانچہ مارا کہا او
نامرد اب کیون ڈرتا ہے خوف سے مرتا ہے مجھے نہین پہچانتا میں طوفان قہر نگاہ جملہ سردار کا مین منتظم تھا تیری

باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی دو دن مین لشکر سے بیگانہ ہوا چالیس لاکھ کے لشکر کا حال افسانہ ہوا جب طوفان اوسکے ہاتھ باندھنے لگا تب وہ نہ گڑگڑا کر کہا ای وزیر اعظم آپکے سامنے صبار قتار و بوتیمار آئے تھے رات کو جلسہ آراستہ ہوا تمام لشکر مین شراب تقسیم ہوئی جو نہ پیتے تھے لالچ مین اونھون نے بھی پی لئے احتیاط کی ایک جام پیکر پڑ رہے لیکن اوس شراب مین یہ تاثیر تھی ہر خرد و کلان ایک جلد مین الو جام مین دیوانہ ہم تو سو گئے یکایک آوازین آئین منم مہتر برق فرنگی منم ضرغام شیر دل منم خواجہ عمرو ملکہ جیحون کا لاشہ گا تون مین حلوائی کی دوکان مین پڑا ہی ایک عیار اوسکا پشارہ باندھکر لیگیا گھی کھول رہا تھا جیحون کو اوسمین ڈالدیا اب یہ سننے مین آیا جو گویا بنکر آیا تھا وہ عمرو عیار تھا بوتیمار و صبار فتار رجی عیار تھے شراب پلا کر ایک رات مین سبکو بیہوش کیا پہلے مواج و لطمہ رصد گوش کو مارا ہم پڑے ہو دیکھ رہے تھے عیار شکار کھیلتے پھرتے تھے ہم چپکے پڑے رہے کچھ منہ سے نہین بولے جب تو بچے خیر گذری ہم تک وہ عیار نہین آئے ہمین چھوڑ دیجیے ہم کوہ نیلم پر جا رہینگے طوفان قہر نگاہ کی آنکھونسے دریا اشک بہا ہی اسیطرح دس پانچ جادوگرون کو پکڑ کے انسے حال پوچھا ہر شخص نے عمرو کا نام ضرور لیا چالیس لاکھ فوج کا بیڑا دیا پانچ کوس کے گردے مین تھا پھرتے پھرتے دیوانہ ہوگیا زبانی اہالیان قریات یہ بخوبی ظاہر ہوا کہ عمرو نے سبکو مارا ایسے مجمع عام مین وہی عیاری کرتا ہی اوسنے بڑے بڑے ساحرونکو مارا عشاق سبزہ رنگ کہ افراسیاب کا استاد تھا علم نجوم و کہانت مین لاجواب تھا اونکے واسطے اوسنے گنبد بنایا کہ اوس مین سے نہ نکلونگا عمرو نے حیرت بنکر اوسکو بھی مارا تھا یہ کام اوسی ساربان زادے کا ہی اب طوفان قہر نگاہ کو جوش آیا دلمین کہتا ہی کہ مین شہنشاہ نیلم کو جاکر کیا جواب دونگا اون لطف خیرخواہی یہ ہی کہ قاتل کو اپنے آقا کے گرفتار کر کے لیجاؤن ورنہ نیلم بادشاہ قہار و جبار ہی نہین معلوم کیا قیامت برپا کریگا یہ سوچکر مجمع ساحران سے نکلا دس پانچ کو غصے مین قتل بھی کیا غصے مین عقاب سحر پر سوار ہو کر چلا کوہ و دشت و بیابان کو طی کرتا ہوا جاتا ہی ہر ایک صحرا مین دیکھتا ہی لاکھون جادوگر پڑے ہین تمہارے ہی لشکر والے بھاگ کر آئے ہین ہزارون جاکر دیہات مین چھپے کچھ جاکر درہ ہا کوہ مین مخفی ہوئے جہانتک طوفان کی نگاہ کام کرتی ہی ساحر ہی ساحر بھاگے ہوئے معلوم ہوتے ہین دیہات و قریات بھرے ہوئے ہین طوفان عقاب سے اوترا سوچا کسیسے دریافت کر کے تابہ لشکر اسلام جاؤن عمرو کو گرفتار کر کے لے بھاگون تیغہ پکڑے ہو جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہی جو کوئی گنوار گاؤن سے نکلا عمرو جانکر اسکو گولا

مار دیا کسی کا سر کاٹ لیا گنوار دوڑے جب اُنھون نے پوچھا معلوم ہوا اس مقتول کا بھلیا نام تھا گانو کی سنگہاری
کام تھا سوچا صدہا بیگناہ کے خون میرے ہاتھ سے ہوئے اسطرح عمرو نہ ملیگا کسی سے دریافت کرون مقام ساربان زادے
کا پوچھون تقصیر تو عمرو کی لیکے پاس ہے صورت خواجہ کی تمام عالم مین مشہور ہے یہ سوچتا ہوا دل سے جاتا ہے
قضای کار مہتر برق نامدار ایک جادوگر کی صورت بنا ہوا جستجو خبر کرتا ہوا جاتا ہے طوفان نے پکار لیا کہ اے
ساحر صاحب ذرا ٹھہر جاؤ برق جست کرکے قریب آیا تیور دیکھے صاف ظاہر ہوا کہ کسیکی جستجو مین نکلا ہے ساحر
بھی بہت زبردست خیال مین آیا اے برق یہ بھی ایک شکار ملا اسکو نچھوڑو اسکا حال پوچھو طوفان
نے کہا میان ساحر صاحب کہان سے آتے ہو برق نے کہا آپ اپنا احوال فرمایئے آپ کہان جاتے ہین ہم تو
اسی گانون کے رہنے والے ہین طوفان جوش مین تھا اُبل پڑا کہا بھائی ساحر ہمارا حال نہ پوچھو
ہمنے بڑی مصیبت اوٹھائی وہ کیفیت کبھی سامری و جمشید کسیکو نہ دکھائین فلک تفرقہ پرداز
گردون کجباز نے آوارۂ دشت ادبار کیا مصیبت مین گرفتار کیا ہم وہ ہین جو کبھی قصر سے نہ نکلے
تھے دھوپ کے نام سے جلتے تھے شہنشاہ نیلم بادشاہ محترم و محتشم افراسیاب کی قوت بازو سامری
و جمشید کا زینت وہ پہلو سات سو ملک کا حاکم عجائب طلسمات کا ناظم ہم اوسکے مصاحب نامدار اوسکا
وزیر دریادل صاحب جاہ و وقار معراج بن گرداب آدم خوار چالیس لاکھ فوج لیکر کوہ نیلم سے برائے
مقابلہ مسلمانان اوترا افسوس ہے طبل جنگی بھی نہ بجوانے پایا دو راتون کے واسطے مین جدا ہوا
خدمت شہنشاہ ہوشربا مین گیا وہان سے جو پلٹ کے آیا دریاے لشکر مین طوفان بپا تھا
نہین معلوم کسنے سبکو مار ڈالا مین نے خبر پائی عمرو عیار نے آکر مارا اب مین نکلا ہون کہ عمرو کو
تلاش کرون گرفتار کرکے اوسکو خدمت شہنشاہ نیلم مین لیجاؤن خالی ہاتھ کیا منھ دکھاؤن اے برادر
مجھکو ہوس رہ گئی کہ مین لشکر سے جدا کیون ہوا دن بھر گذرا جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون سیکڑون بے گناہ
قتل کئے بلا وجہ زمیندارون سے فساد ہوا اگر مین ساحر زبردست نہ ہوتا گنوار زندہ نچھوڑتے بھائی تم بتلاؤ عمرو
کو کہان تلاش کرین صورت تو ساربان زادے کی بخوبی پہچانتا ہون طوفان قہر نگاہ میرا نام ہے
وزیر اعظم کا وزیر بحرین بےنظیر تھے بڑے غیرت کی بات ہے اپنے آقا کے قاتل کو سزا دون برق نے ہنسکر
کہا چلئے حضور ہم عمرو کو بتلادین اگر دو گھڑی پیشتر آپ آتے عمرو کو اسی مقام پر پاتے وہ دزد مکار
ہے لالچی عیار ہے زمیندار کے لڑکے کا کڑا اوتارا ہم نے بہت افسوس کیا ابھی دو چار کوس سے زیادہ

نہ گیا ہوگا ہم لوگوں نے مارا پانون مین اوسکے چوٹ آئی لنگڑاتا ہوا گیا ہی طوفان قہر نگاہ
ڈ کہا بھائی اگر عمرو کو بتا دو یا گرفتار کرا دو اسقدر انعام واکرام دونگا بی نیاز ہو جاوٴ گے شہنشاہ علیم
کے سامنے تمھاری آبرو ہوگی برق نے کہا چلیے ہین گرفتار کرا دونگا برق طوفان سے میٹھی میٹھی باتین
کرتا ہوا ساتھ چلا ایک درہ کوہ کے قریب پہونچکر کہا حضور اسی مقام پر وہ ساربان زادہ ٹھہرا تھا ذرا
بیٹھ جائیے منھ ہاتھ دھو لیجیے پھر پلٹکے اسی مقام پر آئیگا اس درخت کے نیچے آکر بیٹھتا ہی مسافرون کو
پانی پلا کر بارتا ہی طوفان ٹھہرا برق نے کہا آپکا چہرہ اوداس ہی حضور کو شدت سے پیاس ہے لیئیا
لاوٴن شربت بنا کے پلاوٴن طوفان دھوپکا مارا ہوا ایسے رفیق شفیق کا ساتھ کہا بھائی خوشی
تمھاری برق نے لئیا نکالی لال شکر کا شربت بنایا چھلکتا ہوا سامنے لایا طوفان نے جیب مین
ہاتھ ڈالکر ایک روپیہ نکالکر دیا برق نے کہا اسکی کیا ضرورت ہی ہمکو آپسے محبت ہی پھر کبھی لیلین گے
جو آپکے پاس نقد وجنس ہے وہ ہمارا ہی مال ہے دوستون سے تکلف کرنا کیا ضرور اتو ہمارے
آپکے یارانہ ہوا آپکو خوب اہنی کرینگے طوفان نے جوش تشنگی کے نشے بھی ندیا شربت پیگیا
باتون کو بھی شربت کا گھونٹ سمجھا پیتے ہی گھبرایا جان شیرین پر حرف آیا برق نے پوچھا کیون
کیسا مزاج ہی بدن سنسناتا ہوگا گرمی سے دل گھبراتا ہوگا اوٹھکر ٹہلیے بدن مین ہوا لگے
ہوش درست ہون ہم بھی اپنا کام کرین دیر ہوتی ہی طوفان گھبرا کے اپنے مقام سے اوٹھا
بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا برق نے نعرہ کیا نعرہ برق منم برق رفتار خنجر گذار منم
یکہ لیکن گران بر ہزار منم تو ہمارے اوستاد کو مارنے چلا تھا کمر سے خنجر کھینچا لیکن برق بھی تو بلائے
روزگار ہی روپیے کی فکر مین رہتا ہی پہلے جیب اوسکی روپے نکالے گلے سے موتیون کے مالے اوتارے
اب قصد ہوا کہ قتل کر ڈالون یہ عرض کر چکا ہون کہ لاکھون ساحر لشکر ملوج سے تباہ ہو کر بھاگے ہین
جنگل جنگل مارے مارے پھرتے ہین دس پانچ جادوگر اس طرف آنکلے دیکھا اونھون نے کہ ہمارے بادشاہ کا
وزیر باتدبیر طوفان قہر نگاہ بیہوش پڑا ہے ایک ساحر قتل کیا چاہتا ہے اون ساحرون نے دور سے آواز
دی او قزاق یہ کیا کرتا ہی وزیر کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے یہ کہکر وہ جادوگر دوڑے برق قتل نکر سکا
کود کر بھاگا جان بچا کر نکل گیا لیکن خیال مین ہی چلکر اوستاد کو آگاہ کرون کہ آپکی فکر مین طوفان
قہر نگاہ آتا ہے یہ سوچتا ہوا طرف لشکر اسلام کے بھاگا یہان اون جادوگرون نے طوفان کو

ہوشیار کیا کہا ہاے وزیر اعظم ایک چور آپ کو قتل کرتا تھا جب ہمنے دور سے ڈانٹا بھاگ کر چلا گیا
آپ کہان سے آتے ہین طوفان نے سر پیٹ لیا کہا یارو مین آقا کے قاتل کی تلاش مین نکلا ہون
اس عیار نے مجھکو مارا ہوتا تمھاری وجہ سے بچ گیا لیکن خالی نہ چھوڑونگا یہ کہکر بقہر و غضب تمام وہ
بد انجام طرف لشکر اسلام کے چلا یہان ملکہ مہرخ وغیرہ بعد جانے خواجہ عمرو کے نہایت پریشان
ہو رہی ہین اب تو چرند و پرند نے بھی خبر دی کہ ملکہ حیرت جادو ذکر کر رہی ہین کہ مواج بن گرداب
آدمخوار وزیر نیلم غدار چالیس لاکھ فوج لیکر کوہ نیلم سے اوتر آیا حکم شہنشاہ کا مشتاق ہے حکم افراسیاب
پہونچے وہ مع دریاے قہار آوے اوسکو اپنے دریاے سحر پر نہایت ناز ہے مواج سرداران کوہ نیلم مین سرآمد
ہے دریاے سحر کا اوسکے شہرہ ہے جب یہ دو دن برابر گذرے ملکہ مہ جبین الماس پوش سریر جہانبانی
پر جلوہ فرما ہوئین اسد نامدار بصد تجمل و شوکت صندلان صندلی پوش وغیرہ حاضر خدمت بہار و
باغبان وغیرہ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین یہی ذکر درپیش ہے سب سے زیادہ مخمور کو پیش ہے ہر ایک
ساحر کی رازدار ہے کہتی ہے افسوس ہے کہ خواجہ برق و ضرغام دعوی کر کے گئے ابھی تک واپس
نہین آئے وہ نہایت منتظم ہے شہنشاہ نیلم کی سلطنت کا منصرم ہے وہان جا کر عیاری کا ہونا دشوار ہے
شاہزادی صاحب کسکو بہ خبر روانہ کیجیے یہ ذکر تھا کہ مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو آیا اسنے کہا اے
برادر تمنے قبلہ و کعبہ کی بھی اپنے خبر لی آج تین شبانہ روز گذرے طرف لشکر مواج کے گئے تھے واپس
نہین آئے ذرا خبر دریافت کراو یا خود ہی جاؤ اے برادر اصل یہ ہے کہ وہ کل فنون مین یکتا ہین بخدا وہی
طلسم کشا ہین جنے جو کچھ کیا اونکی تدبیر سے کیا اپنی زنبیل مین ڈالکر تا بہ باغ سیماب لے گئے وہان بھی چادر
جمشید کی اوڑھا دی سحر ساحران سے بچایا خود بھی میرے ساتھ اڑے شہر ادویہ مین خداوند داؤد بنکر
لوح لی اب ہم حیران و مضطر تھے حال سے ماموجان کے بالکل بیخبر تھے اونھونے خداوند جمشید بنکر حال
گرفتاری ماموجان دریافت کیا قلب کو تسکین ہوئی ابتک یہی خیال تھا کہ یہ فتح نہین شکست ہے بیکار
سارا بندوبست ہے اگر طلسم ہوشربا فتح کیا اور ماموجان کو زندہ نہ پایا تو نانا جان کو کیا منہہ دکھائینگے
اب بھی جوش ہے کہ خدا اپنا جلد فضل کرے خواجہ عمرو بخیر و خوبی پلٹ کر آئین طرف دریاے نیل کے کوچ ہو
لوح کی فکر کیجائے لینے کو تا بہ توسن حصار پہونچائین وہان بھی لڑائی پڑے صورت رہائی ماموجان پیدا
ہو دل کو تقویت حاصل ہو شاید وہ دن خدا دکھاے کہ ماموجان میری بارگاہ مین جلوہ فرما ہون

بعہدۂ سپہ سالاری وہ تشریف رکھیں ہے پسر والد نامدار کا لشکر اسلام مین عہدہ داروغگی بارگاہ سلیمانی
ہے مین بھی بارگاہ ماموسنجان کی لیکر آگے بڑھون اونکے دست حق پرست سے طلسمکشائی ہو بہ تقویت
لوح مرحلہ جات طلسمی ذکر سائی ہو اس بیقراری سے اسد نامدار نے ذکر اپنے ماموسنجان کا کیا سب سردار
بیقرار ہوگئے آپس مین یہی شمارے تھے ان لوگون مین قلبی محبتین ہین اپنی زبان سے فرماتے ہین کہ مین
پیشرو لشکر قرار پاؤن اپنے باپ کا یہ فخر ذکر کیا کہ داروغہ بارگاہ سلیمانی ہون حجاب سے یہ نہین
فرمایا خویش صاحبقران ہین بہانے کہا مینے جاکر مرتبہ کرب نوجوان یہ دیکھا صاحبقران
کرب نوجوان کے ہاتھ آنکھو نپر رکھکر فرماتے ہین کہ ہمارے لشکر کی زیارت ہے اسی شیر کے دم سے
کل لشکر مین برکت ہے علاوہ ازین بیٹے پوتے کئی ہین صاحبزادی ایک وہ بھی صاحب قوت و طاقت
مشہور ہے انکی والدہ ماجدہ جب خروج کرکے آئین صاحبقران کو کوئی عیار چرا لیگیا تھا ملک بربر کا
لشکر اوترا تھا چار بیٹے گنجاب کے دیو ضال پہلوانان زبردست ملک سنجان سے آئے طبل
جنگی بجاکر سردارون کو قتل کیا بادشاہ لشکر پریشان تھے سردار حیران تھے نقاب بار زمردپوش
بنکر انکی والدہ ماجدہ تشریف لائین پسران گنجاب سے لڑین ونکی شکلین باندھین مشکین باندھکر
بادشاہ کے سپرد کیا آپ لڑتی بھڑتی چلی گئین یہ فہریار نہایت صاحب حسب نسب دختر زادۂ
صاحبقران نبیرہ پہلوان عادی بادشاہ قلعہ تنگ رو واصل مع الدنا مدار انکے کم سنی مین نظر کردہ
بزرگان دین ہوئے سکندر بن ہیکلان عاد مغربی جو ساٹھ لاکھ مغربیون سے براے مدد نوشیروان
آیا تھا سومنات مغرب سے کوچ کیا انکے والد نامدار نے بارہ ہزار قزاقون سے جو ساٹھ لاکھ مغربیون پر
شبخون مارا ہر روز جاکر لڑتے تھے اتنے بڑے لشکر سے لڑ بھڑ کر نکل جاتے تھے مغربی بہت گھبرائے
تھے از سومنات مغرب تا چرن کوہ چالیس شبخون مارے گھوڑا سکندر کا ابرش گل اندام سکندری
سکندر سے لڑکر لیا تاج سر سے اتارا اس طرح شریک لشکر اسلام ہوئے جتنے شیران مین جرے نام
ہوئے انکا ایسا مرتبہ ہے جرات کا بھی شہرہ ہے والدۂ ماجدہ مرد مردانہ باپ شیر فرزانہ خود جرأت مین
یگانہ مگر قصد یہ ہے کہ اگر ماموسنجان رہائی پائین تو اونکی بارگاہ لیکر چلون اسی نیت سے انکو خدا نے
سرفراز کیا ہے سردارون مین تو یہ ذکر ہے چالاک بن عمرو بیقرار ہوگیا اسنے کہا حضور مین بھی جاتا
ہون انشاء اللہ خبر لیکر آتا ہون برق و ضرغام اونکے ساتھ ہین تردد یہ ہے کہ وہ بھی واپس آئے

یہ ظاہر ہے کہ وہ جانے گھس پڑینگے عیاری کی ہوگی خالی نہ بیٹھینگے برق و ضرغام بھی ایسے ہین
یہ کہکر چالاک بابہاے عیاری سے آراستہ ہوا اسد نے کہا ای چالاک بیلے لشکر حیرت مین جاؤ وہانکی
خبر دریافت کرو اگر خواجہ کی عیاری چل گئی تو اونکے مارے جانیکی خبر آئیگی اگر خدانخواستہ پھنس گئے
توبھی پاس حیرت کے ضرور نامہ آیا ہوگا مقام شرف مین مواج لکھیگا کہ مینے خواجہ کو گرفتار کیا
پھر ہم لوگون کو آکر خبر دو اگر قید لیکر آتا ہو راہ مین روکین قید اونکی چھین لین چالاک نے کہا
بہت بجا ارشاد ہوا حقیقت مین آج کل انقلاب ہے افراسیاب بڑی شکست فاش کھا کر گیا خبرین
دہشت ناک سنتا ہون یہ کہکر چالاک بصورت مبدل برآمد دریافت خبر خواجہ عمرو بسمت لشکر
حیرت چلا یہان آج شب کو طلایہ لشکر کی خدمت سرخ موی کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن
مقرر ہوئین تھین دونون طلایہ دیکر بلٹین کنارے پر لشکر کے ٹھہری ہین جو سرا اپنی بارگاہ سے نکلا
سرخ موسے باتین کرنے لگا یہ بھی پوچھا کہ لشکر حیرت مین طبل جنگی نہین بجا سرخ مو جانتی ہی
اب طبل جنگی کیسا مواج بن گرداب آدم خوار کی آمد ہے حیرت کو اوسکے بلا بھین بڑی کد ہے
سنا ہے وہ دریا بناکر لائیگا انشاء اللہ اونکے بھی دریا کو دیکھہ لینگے مواج بھی اڑینگے ملکہ مخمور سرخ چشم
مع اپنی کنیزون کے برآمد تسلیم ملکہ مہ جبین جاتی تھی سرخ مو کو دیکھہ کر ٹھہر گئی سرخ مو نے مخمور کو سلام
کیا بوجہ عشق شاہزادہ نور الدہر سب مخمور کو اپنا بڑا جانتے ہین مخمور نے سرخ مو کو دعا دی سرخ مو
سے سبکی خیر و عافیت پوچھی سرخ مو نے عرض کی آپکے اقبال سے سب طرح خیر و عافیت ہے سبکو
اوس سرمایہ برف انداز و منظم طلایہ تھا کئی مرتبہ سامنا ہوا نامردے نے آنکھہ ملائی مرد ہو کر غیرت
نہ آئی ہم تو ہاتھہ پھر سر کو ہتھیلی پر رکھے ہین جو نوکے اوسپر جاتے ہین ای مخمور ہمجو آپ مصاحبان
عالی مقام مین ہین اسد نامدار کو صلاح دیجیے طرف دریاے نیل کوچ کیجیے لوح طلسمی حاصل ہو بندگان
عالی کو تسکین دل ہو مخمور نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای ملکہ سرخ مو خدا اختیار آرزوے دل پوری
کرے لوح طلسم ہوشربا ملنا بہت دشوار ہے دریاے نیل بہا کر خون کے دریا بہینگے افراسیاب
اپنے مقام پر کتنا ہی کر وڑ آدمی کی فوج غیر ساحر یلا تان زبردست جری بہادر دریاے نیل پر مقرر
کردیگا ہم لوگ تو وہان بالکل بیکار ہونگے غیر ساحر نکی لڑائی خدا طلسم کشا کو فتح دے حضرت سلیمان اور
صندل لوش ہمراہ ہین خدا قریب دریاے نیل جاکر آبرو رکھے اوس جنگ مین جو زندہ بچا گویا مان کے

میت سے پیدا ہوا دنیا ناپایدار ہے یاد تو کرو کون کون صاحب ان لڑائیون مین مارے گئے آنکھون کے سامنے قبرین بنین یہ اشعار آبدار تصنیف کردہ نواب **فدا حسین** خانصاحب متخلص **فدا** رئیس جلیل صاحب توقیر شاگرد منشی مظفر علی اسیر مرحوم کے مناسب حال ہین **نظم**

کون ہے وہ جو نہ با چشم پر آب آکے گیا
مجھ تلک بزم مین کب جام شراب آکے گیا
خاک دم بھر کو کرین گلشن ہستی مین نمود
آنکھیں کہتی ہین جسوقت حباب آکے گیا
آبلے پھوٹے تو گویا ہوئی خارونکی زبان
شیخ کی ریش پہ جب رنگ خضاب آکے گیا
اوسکی آمد ہو بیان کیا کہ تحمل کیا تھا
ہنس دیے وہ تو یہ سمجھے کہ عتاب آکے گیا
خط مین بیتابی دل کے جو رقم تھی مضمون
اشک ریزان فقط اکبار سحاب آکے گیا
یار کتنا ہی برستی ہے گلی مین وحشت
قلزم دہر مین مانند حباب آکے گیا
گھر بھی سنسان ہی اوجڑے نگر کیصورت
آنکھ کھلنے بھی نپائی کہ شباب آکے گیا
خواب مین دیکھکے وہ مصحف رخ جاگ اوٹھا
پیاس مین کیسا ہی پیا غراب آگیا
منھ پہ غنچونکے ورم پانی ہوا سے آیا
اور کس شان سے وہ روز حساب آگیا
جسطرح باغ مین چمکا ہوا اکا جھونکا
نامہ بر برق کے مانند شتاب آکے گیا
شمع فانوس سے باہر نکل آئی سر بزم
اسطرح سے جو **فدا** خانہ خراب آکے گیا
ہون وہ میکش کہ دم بادہ کشی اور طرب
دل کی بستی ہی جو وہ خانہ خراب آکے گیا
پھر کہان نیچی نگاہین ہین کہان شرم و حیا
ہاتھ ملتا ہون کہ کیا ہاتھ سے تو آب گئی
شام فرقت سحر وصل کی امید ہوئی
فقط اک گل ہی با جان سے آکے گیا
حلق بج سے یہ چہرہ تو ہوا تھا گلگون
اوس طرح شکل نقش عہد شباب آکے گیا
کون ہم پیاسونکی تربت پہ چھڑکتا پانی
پہلے پروانونسے آیا تھا حباب آکے گیا
چونکہ **مخمور** عاشق زار ہی ہر کلمہ

تیر ناوک کلام مین سوز و گداز شعر پڑھنے کا نیا انداز سبکی آنکھون مین آنسو بھر آئے سرخ ہو نے کہا ملکہ مخمور خدا تمہاری محبت کا انجام بخیر کرے ربط و ضبط کو کام فرماؤ ہر وقت تمہاری باتون سے کلیجہ دکھتا ہے دنیا ایسا ہی مقام ہے ہر خرد و بزرگ ناکام ہے رنج ہیر کا ایک انجام ہے خدا تمکو سلامت رکھے لشکر اسلام دے صاحبقران بھی لڑتے بھڑتے یہان پہونچین ہم تمکو پہلو مین شاہزادہ نورالدہر دیکھین اودین دلکی پوری ہون دوست شاد دشمن پامال ہون **سامری** پرستونکو ملال ہون مخمور کیوجہ سے خورشید زرین سحر و باغبان **قدرت و رعد و برق و برق لامع** وغیرہ وہ سردار آکر اسی مقام پر جمع ہوگئے مخمور کی باتین سنکر افسوس کرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے **اشعار**

عشق آفات آسمانی ہے
سیان مجنون نے اسکو پہنا ہے
برسون لوگون نے خاک چھانی ہے
گو کہ گذری نہین یہ سنتے ہین
طوق زنجیر اسکا گہنا ہے
اسکے دیوانے تنکے چنتے ہین

یہ کرشمے اسی کے سارے ہین	ایسے کیسے جوان مارے ہین	خدا ہر شخص کو محفوظ رکھے ہمین

شباب مین مخمور رنجور اس بلا مین مبتلا ہوئی سودای زلف عنبرین نورالدہر مین پریشان ہی خیال
آئینہ رخسار مین حیران ہی آٹھ پہر اسی خیال مین رہتی ہی جفای ہجر سہتی ہی سب سردار یہی باتین کر رہی ہین
کہ دیکھا سامنے سے برق فرنگی بھاگا ہوا آتا ہی پسینے پسینے بدحواس جست و خیز کرتا ہوا سرداران کے
قریب آیا مخمور نے پوچھا ای برق خیر تو ہی شہنشاہ اوج عیاری کہان ہین ہم سب اونکے واسطے نہایت
پریشان ہین برق نے کہا بڑا غضب ہوا ہم تینون عیارون نے جا کر مواج بن گرداب آدم خوار کو مارا
اوستاد نے سارے لشکر کو تہ تیغ کیا خون کا دریا لشکر مواج مین بہا دیا اسقدر ساحر قتل کیے بازو شل ہو گئے
کئی طرح کی آفتین بھی ہان آئین خدا نے بچا لیا لیکن ایک بات کی خبر لینا چاہیے استاد میرے تعقب
مین آتے ہونگے طوفان قہر نگاہ لشکر مین مواج کے نہ تھا اب آکر تباہی لشکر دیکھی بڑے جوش
و خروش مین اوستاد کو تلاش کرتا ہوا آتا ہی راہ مین ہم نے اوسپر عیاری کی بیہوش کیا چند جادوگر آگئے
ہین اونکو دیکھکر بھاگا طوفان آتا ہی خدا اوس سے استاد کو بچائے مخمور نے کہا چلکے تلاش کرین طوفان
قہر نگاہ بڑا ساحر زبردست ہی مواج کا وزیر صاحب تیر خدانخواستہ اگر استاد کو پا گیا فوراً قتل کریگا جلا
ہوا ہی برق نے کہا نہ تھا بچا راہ مین دیکھا اوستاد کی ایسی بُری عادت ہی کسی مسافر کو لوٹ رہے
ہونگے مخمور نے کہا مین ابھی جاتی ہون اوستاد کو لا کر چھپائین اوس ظالم کے ہاتھ سے بچائین اگر
طوفان نے اوس گوہر آبدار قلزم عیاری کو پایا تو پھر رہائی مشکل ہوگی ہلال کہتی ہی مین جاؤن
صبح رخ مو کا قول ہی اوستاد کو بچانا واجب لازم ہے ہر ایک سردار کا یہی قصد ہی کہ جا کر اوستاد کو تلاش
کرین لشکر مین لیے آئین ابھی کوئی سردار اپنے مقام سے نہین گیا پری بھی کھڑی اوستاد کے واسطے
تڑپ رہی ہی کہ سب نے دیکھا بوند لاگرد کا بلند ہوا برق نے کہا شکر ہی استاد آتے ہین مگر بدحواس خون کی
چھینٹین جسم پر پڑی ہین مخمور نے آواز دی کہ ای استاد بہت جلد آئیے ہم سب آپکے انتظار مین کھڑے
ہین طوفان آپ کی فکر مین آتا ہی ابھی زبانی برق کے خبر ملی بارگاہ مین چلکر بیٹھیے برای خدا دو
چار دن لشکر سے نہ نکلیے عمرو نے وہین سے آواز دی لوگ مصاحبان ملکہ مہ جبین الماس پوش ہین یا
تنخواہ مین مقرر ہین بیچارے مزدور کیونکر لشکر سے نہ نکلونگا کس طرح پیٹ کو دونگا بقول شخصے روز کنوان
کھودنا اور پانی پینا مخمور نے کہا میرے خیمے مین مہمان رہیے مین خدمتگزاری کرونگی عمرو نے کہا نہین

کیا میسر ہے مین کہینگے یہان تکڑہی توڑنے نہین جاتا مرد کو واجب لازم ہی جبتک ہاتھ پانون قابو
مین ہین مشقت کرکے کھاے یہ برق حرامخوار ہی لشکر معراج سی بہت کچھ لوٹکر لایا آج مین اسکی کھال
گرادونگا میٹر ہال لو او جیحون کو اسنے مارا اوسکے سر کا تاج کیا ہوا برق نے ہاتھ باندھکر کہا استاد عیار
تاج نہین پہنتین وہ سر برہنہ تھی بھائی ضرغام نے اسکو راہ مین پھینک دیا عمرو نے کہا بیٹے دیکھا تھا کہ تجھے
تو نے اوسکے اوتار لیے یہ کہتے ہوئے خواجہ چلے آتے ہین سردار سب ہنسنے لگے مخمور نے کہا دیکھو استاد
شاگرد مین کیا باتین ہوتی ہین مخمور نے کہا آج برق کو مار پڑیگی برق نے کہا مین تو لشکر سے
نکلجاؤنگا استاد بے کرٹے لیے مجھے ڈھونڈینگے مین ایک حبہ نہ دونگا مین جو پاتا ہون تنگ گھر مین جمع کرتا جاتا ہون
یہ کہکر برق بھاگا خواجہ کوڑا لیے ہوئے دوڑے پکارتے ہوئے ابے ٹھہر جا مین معاملہ کرلونگا ایک
ذرا دے ایک مجھے دے مین تجھے نہ چھوڑونگا جیحون کے کئی ہزار روپیہ کے ہونگے خواجہ کوڑا لیے
ہوئے دوڑے کو پکڑ دون برق نے تڑپ کر جست کی جنگل مین استاد شاگرد دوڑے دوڑے پھر رہے
ہین کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم طوفان قہر نگاہ پاش او ساربان زادے غضب کیا دو
راتون کے میرے نہ ہونے مین چالیس لاکھ کا لشکر برباد کردیا زندہ نہ چھوڑونگا عمرو نے سر اوٹھا کر دیکھا
طوفان اصعد جوش خروش کرکے کڑکا اگر مین عمرو کے نیچے دیا خواجہ کو لے اوڑا مثل برق گرا مثل باد صرصر
اڑا اتنی جلد بلند ہوا سردارون کی پلکین جھپک گئین اب جو آنکھین کھولکر دیکھا طوفان چشم زدن مین
نظرون سے ناپدید ہوگیا سردارون مین تلاطم ہوا خواجہ کو طوفان لیگیا غلغلہ جو برپا ہوا اسد نامدار
و مہرخ عالی وقار و مہ جبین الماس پوش وغیرہ گھبراکر بارگاہ سے نکل آئین دیکھا سب سردار پیٹ رہے ہین
عجب قیامت برپا ہے کوئی روتا ہے کوئی اشکون سے منہ دھوتا ہے اسد نے آکر پوچھا یارو خیر تو ہے بلکہ مخمور نے کہا
اے شہریار خواجہ و برق و ضرغام نے جاکر لشکر جیحون برباد کیا وزیر اوسکا طوفان بھی آیا طوفان
برپا کیا خواجہ کو اوٹھاکر لیگیا اب یہ سیدھا طرف کوہ نیلم کے جائیگا راہ مین رکیگا مہ جبین بھی
رونے لگی کہا صاحبو کوہ نیلم بہت دور ہے شہنشاہ نیلم بادشاہ قاہر جابر قوت بازوے افراسیاب کہلاتا ہے
سارے نامی نامدار صاحب اختیار اسکو نہین احتیاج ہے کہ افراسیاب سے کہے بات تکو دریافت کرے دشمنون
کو استاد کے فوراً قتل کر ڈالیگا مخمور نے کہا مین جاؤن برق لامع تڑپی کہا مین جاکر کوہ نیلم پر گرکر
سلطنت نیلم کو مٹادون رعد و برق نے کہا ہم ہان بیٹھے جائینگے بہار گھبرائی ہوئی آئی حال گرفتاری

عمرو سنکر رونے لگی متوجہ ہوکر سرار رونے کہا بڑا غضب ہوا اپنے شہنشاہ نیلم کا جاہ و حشم دیکھا ہی اسکو بڑا اختیار
ہو بڑا غضب ہوا میں رکونگی تاب کوہ نیلم جاؤنگی اگر خواجہ وہان قید ہوے رہائی دشوار ہوگی یہ کہکر طاؤس پر
سوار ہونے لگی مہرخ نے دامن بہار کا تھام لیا کہا اے بہار کیا نادانی کرتی ہو تمھارے جاتے ہی ایک
سرار نہ رہیگا شہنشاہ نیلم کیا موم کا ہی ایک ایک کو گرفتار کریگا برار و نایہ ہے کہ کوہ نیلم سے ذرا اندا
ہفت در بند کا قریب ہی ایسا نہو سامران ہفت در بند قتلغ خان سیہ وغیرہ اپنے شہروں سے خروج
کرکے چلے آئیں تو غضب ہو جائیگا وزیر بار نہ سنبھال سکیگی آب آزوقہ نا ممکن ہوگا اودھر سامری
سب دشت ہین ملک انکے ویران آب ہوا خراب اگر شاید ادھر نئے اوسطرف خواجہ کو روانہ کردیا پھر عیاری
کرکے رہائی بھی پائی تو اس قلیم مین آنا دشوار ہوگا مین راہ مین جاکر روکونگی ہفت در بند جانے نہ دونگی
بدون خواجہ سب بیرن بیکار ہین کون تدبیر کریگا سر پر ہمارے سرست نہ رہا کلید عقل لشکر اسلام ہین ذرینا
اونکے نام سے دیتا ہی ہر ایک سردار کا یہی قول ہے کہ خواجہ کے واسطے جان دینگے رعد و برق نے
کہا صاحبو بڑے غضب کی بات ہی جسپر کچھہ مصیبت پڑی اور افراسیاب کے یہان جاکر قید ہوا
خواجہ نے اعیاری کرکے پہونچے ہر ایک خرد و کلان پر انکا احسان ہی وہ لوگ قید ہوجائین ہم لوگ
کیونکر آرام پائین صاحبو یہی وقت لشکر کشی ہے کوہ نیلم پر چڑھ چلو یہی خیال ہی کہ حیرت روکیگی تابہ
کوہ نیلم نہ جانے دیگی لڑتے بھڑتے چلینگے اپنی جان دینگے حیرت کو بھگا دینگے لعل سخندان نے
کہا آپ سب صاحب تکلیف نفرمائین مجھکو رخصت دیجیے انشاء اللہ جاکر کوہ نیلم پر سامری محل مین
آگ لگا دونگی سامری محل مین نیلم رہتا ہی مہرخ نے کہا اے ملکہ لعل سخندان سمجھکے کلام کرو شہنشاہ
نیلم بہت بڑا جادوگر ہے شہنشاہ لاچین کا وزیر اعظم تھا اسی بیحیائی نمکحرامی کرکے افراسیاب کو
بادشاہ بنا لیا لاچین کا خزانہ دار تھا جو تحفہ چاہا اپنے پاس رکھا جو دل مین آیا افراسیاب کو دیدیا
وہ سوائے افراسیاب کے کسی سے نہین ڈرتا بڑے بڑے سحر اوسکے قبضے مین ہین جو کوئی برسر کوہ نیلم جائیگا
شکست فاش کھائیگا ہم لوگ طلسم کشا کے ساتھ کوچ کرینگے ملکہ عالم انصاف تو کرو اگر سب سرداران
نامی طرف کوہ نیلم کے چلے گئے طلسم کشا کے نام کا افراسیاب دشمن ہی اگر وہ آکر لڑا یا حیرت ذکہ کا دوش
کی گرفتاری طلسم کشا کی کوشش کی یہ اونکے قبضہ مین آگئے پھر مشکل پڑیگی آپ لوگونکے موجود ہونے
سے اطمینان ہی طلسم کشا پر سینہ سپر ہے اکیلا انکو چھوڑنیکا قصد نہ کیجیے گا ملکہ مہرخ نے یہ کہکر

لعل سخندان کو طرف اسد کے اشارہ کیا کہا آپ لوگ دیکھتے ہین شیر کے تیور بگڑ گئے ایسا نہو تم لوگون کے کہنے سے یہ قصد کر بیٹھین اگر انکے منھ سے نکل گیا پھر تمام دنیا ایکطرف ہوگی یہ فوراً جاینگے خدا نخواستہ اگر انکے دشمنونکو کوئی افتاد پڑے لشکر کا انتظام بگڑ جائیگا کچھ نہین پڑیگا دولہا کے ساتھ برات ہی انکا قایم رہنا لشکر مین پروردگار کی عنایت ہی لعل سوچی کہ ملکہ مہرخ سچ کہتی ہین لیکن سب صاحب واسطے عمرو کے بیقرار لشکر مین غل ہوئے سب بیرون بارگاہ کھڑے ہوے ہی چرچے کر رہے ہین کہ چالاک بن عمرو آکر پہونچا انقلاب لشکر دیکھکر گھبرا گیا پوچھا صاحبو خیر تو ہی ملکہ مہرخ نے تمام کیفیت بیان کی کہ طوفان قہر نگاہ خواجہ کو سامنے سے ہم سبھونکے گرفتار کرکے لیگیا اب سردارون کا قصد ہی کہ کوہ نیلم پر جا پڑین چالاک نے پکار کر کہا جو مین عرض کرون صاحب گوش ہوش سے سماعت فرمایئن یہ لشکر کشی کا موقع نہین ہی حقیقت مین بقول مہرخ حفاظت طلسم کشا واجب اللازم ہی مین طرف کوہ نیلم کی جاتا ہون جب تک واپس آؤن کوئی صاحب لشکر سے قدم نہ نکالین سب انتظام بگڑ جائیگا اور تو راہ مین جاکے طوفان کو روکونگا اگر برسر کوہ نیلم پہونچ گیا تو تا بہ کوہ نیلم جاونگا بدون والد نامدار واپس ہونگا آپ زیادہ تدارک نفرمایئے آپ سب صاحب جاکر بارگاہ مین بیٹھین غلام کو اپنے رخصت کرین مین ضرور عیاری کرونگا اگر آپ لوگ لشکر کشی کرکے گئے وہ بیحیا جھلا کر والد نامدار کو قتل کر ڈالیگا ساری لشکر کشی بیکار ہوگی پھر اگر تمام عالم کو مارا تو کیا نفع ہوا میرے واسطے بڑی نامی ہی صاحبقران زمان منھ نہ دیکھین گے فرمائینگے بیٹے نے باپ کی خبر نہ لی آخر ہنے عیاری کس کے واسطے سیکھی ایک ایک کو چالاک نے بچرب زبانی سمجھایا سب سردارون کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا اسد غازی کو دنگل شوکت پر بٹھایا قدمون سے لپٹ کر خوب رویا کہا اے نظر کردہ بزرگان قبلہ وکعبہ گرفتار ہوی آپ اپنے مقام سے حرکت نفرمایئن تمام عالم آپکے نام کا دشمن ہی آپ میری پشت پر آگر ہین بجوزی حکم دین انشاء اللہ یا تو حضور کو یہ دریافت ہوگا کہ چالاک نے اپنے باپ کے واسطے جان دی یا گھس کر شہنشاہ نیلم کو مارا آپکے تصدق سے یہ عیاری یادگار رہیگی خواجہ نے بڑے بڑے نام کیے غلام نے ہوشربا مین آکر کیا کیا کچھ بھی مجھ بدنصیب سے نہو سکا اسد نے چالاک کو گلے سے لگا لیا کہا ای برادر تمنے تو وہ عیاریان کین اگر نانا جان یہان ہوتے بڑی قدر دانی فرماتے علاوہ ازین لشکر مین بھی تمکو عمدہ نیابت خواجہ عمرو ملا ہوشربا مین بھی تمہارا خوبی نام ہی میرا خود یہی قول ہی کہ آج تک جو کچھ طلسم ہوشربا مین

کام ہوا خواجہ عمرو کی ذات سے لشکر تھا ورنہ کسکی مجال تھی جو افراسیاب سے آنکھ ملاتا ہر مقام پر
گھس پڑے انکا ہونا باعث بربادی ہے مین کیا طلسم کشائی کرونگا ملک ساحران غیر ساحر کا یہان نام نہین شمشیر زنی
کا کام نہین پس میرا کیا اختیار ہے یہ عبد ذلیل نہایت ناچار ہے اگر عملداری غیر ساحر کی ہوئی اب تک ہم سو بجان
قید رہتے جاے زاہدانکا نہ ستے یا ہم جان دیدیتے یا انکو چھوڑ لاتے چالاک نے کہا آپ قدردانی فرماتے
ہین ہم محجوب ہوئے جاتے ہین اتنا کہنا غلام کا ضرور مانیے یہ مقدمہ میری راے پر چھوڑیے مین صرف
تنہا جاتا ہون جو کچھ گذریگا آپکو معلوم ہو جائیگا براے خدا آپ لشکر سے قدم باہر نہ نکالیے گا یہ کہکر چالاک
سبکے سامنے باہناے عیاری ذات پر اپنے آراستہ کیے سب طرحکا اسباب لیکر توبڑے مین رکھا کشتی
عیاری کو درست کیا اپنے کو بخوبی چالاک و چست کیا سب صاحبون سے رخصت ہوا اوسوقت کل سردار
چالاک کی تنہائی پر بیقرار و اشکبار تھے بہار و مخمور و باغبان وغیرہ نے ہر چند کہا کہ کوئی ساحر
نامی تو تمھارے ساتھ رہے وقت پر کام آئیگا چالاک نے کہا حافظ حقیقی ساتھ ہے اوسی کا مین
اور میرا ہاتھ ہے یہ کہکر بارگاہ سے نکلا مہرخ وغیرہ روتی ہوئی پیچھے پیچھے صاف ظاہر تھا کہ نوجوان کا
جنازہ جاتا ہے چہرے پر حسرت و یاس ہاتھ غم مین او واس کنارے تک لشکر کے سب صاحب آئے چالاک نے
کہا اب آپ سب صاحب رخصت ہون میری منزل کھوٹی ہوتی ہے سب صاحب روتے ہوے پلٹے چالاک جست
و خیز کرتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑو ملکہ حیرت جادو اپنی بارگاہ مین تھی کہ صرصر
شمشیر زن پریشان و حیران و مضطر سامنے آئی دست بستہ عرض کی حضور کو کچھ لشکر مواج کی بھی
خبر ہے حیرت نے کہا مواج آتا ہوگا صرصر نے کہا مین ابھی لشکر اسلام مین موجود تھی بوتیمار جو صبا رفتار
کو لیکر آیا تھا اوسی کی وجہ سے کوئی عیاری ہوئی عمرو و ضرغام و برق لشکر مواج مین پہونچے جاکر
مواج کو مارا چالیس لاکھ کا لشکر تباہ ہوگیا طوفان قہر نگاہ جوش و خروش مین آیا ابھی عمرو کو
پکڑ کے لیگیا چالاک فکر مین اپنے باپ کی گیا خبر تو منگوایے حیرت نے سر پیٹ لیا کہا لو صاحب غضب
ہوا مواج ایسا ساحر بے لڑے بھڑے مارا گیا عیار قیامت کرتے ہین لیکن آخر صبا رفتار پر کیا گذری
بوتیمار تو اوسکو اپنے ساتھ لیگیا تھا یہ ذکر تھا کہ آمد افراسیاب جادو ہوئی ابر ہفت رنگ ظاہر ہوا
حیرت جادو واسطے استقبال کے اوٹھی افراسیاب آکر تخت پر بیٹھا دیکھا حیرت کے بال کھلے ہوے ہین بیقرار
ہوکر رو رہی ہے کہتی ہے طلسم ہوش ربا گئی افراسیاب نے جھلا کر پوچھا ارے کیا غضب ہوا کیا بلاے

تازہ آئی ارے کون لٹ گیا کون قتل ہوا حیرت نے کہا ابھی صرصر خبر لائی ہی کہ مواج کو عیارون
نے مار ڈالا چالیس لاکھ کا لشکر بڑے بڑے تباہ ہوگیا مینے صبا رفتار کو سند دیکر روانہ کیا تھا اوسکو
جمشیدی مین دیکھیے اوسپر کیا گذری افراسیاب نے گھبرا کر اوراق سامری مین دیکھا کہا صبا رفتار
تو فلان درہ کوہ مین بند ہی پڑی ہی چند ساحر روانہ کئے جا کر دیکھا صبا رفتار کمند انداز درہ کوہ مین
بیہوش پڑی ہی ہوشیار کرکے اوسکو اوٹھایا صبا رفتار روتی پیٹتی خدمت مین شہنشاہ کے آئی افراسیاب
نے پوچھا تجھکو لشکر مواج کی خبر ہی صبا رفتار نے کہا مین تو ابھی لشکر مواج کہان پہونچی برق و ضرغام
نے مجھکو پکڑ لیا بوتیمار کو قتل کیا ایک بوتیمار کی ایک میری شکل بنکر گیا دونون اس صورت پر گئے تھے
عمرو کو بھی ساتھ لیلیا ہوگا بیشک سند دی ہوئی ملکہ حیرت کی انکے پاس موجود تھی مواج نے ضرور دھوکا
کھایا ہوگا یہ ذکر تھا کہ اور چند ساحر آئے اونھون نے بھی سامنے افراسیاب کے یہی ظاہر کیا کہ مواج
مارا گیا لشکر بھی تباہ ہوا لاکھون اہالیان لشکر مواج جنگلون مین مارے مارے پھرتے ہین یہی جا بجا ذکر
ہی کہ عیارون نے لشکر مواج تباہ کردیا لاشہ ہاے ساحران سے تمام جنگل بھر دیا جو زندہ رہے
وہ تباہ ہوئی بسبب غیرت کے طرف وطن کے نہ گئے دیہات و قریات مین اوتر پڑے ہین لیکن طوفان
بڑے جوش و خروش سے عمرو کو لیگیا چالاک بھی جستجو کیواسطے گیا افراسیاب نے کہا اے حیرت تو کیون روتی
ہی مواج ایسا کیا تھا کہ اوسکے مرنے سے طلسم ہوشربا تباہ ہوگیا سجدہ شکر یہ سامری و جمشید کرو کہ عمرو
اب زندہ نہ بچیگا کوہ نیلم پر قید ہوگیا شہنشاہ نیلم اوسکو قتل کریگا یا خدمت مین اپنے بھائی توسن
کے بھیج دیگا وہانکا قیدی تا قید حیات رہا نہیں ہوتا لاچین ایسا بادشاہ عالیجاہ قبضے مین توسن کے
ہی مربع و تصویر بھی اوسی مقام پر قید ہین آج تک کسی نے نشان بھی نپایا بس تمام خوشی ہی کہ عمرو ایسا
عیار غارت ہوا اب اسد سے کچھ نہ ہوسکیگا بے عمرو کے سب مایوس ہونگے سب تمھاری آکر قدمبوسی
کرینگے اب صلح ہو جائیگی لڑائی کا خاتمہ ہوا تمام امورات فتح طلسم وغیرہ و فکر لوح ذات پر عمرو کی موقوف
تھی اب کسی سے کچھ نہ ہوسکیگا نامہ خداوندی بھی آیا ہے ایک دن کیواسطے کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاؤنگا
مسلمانون کو قتل کرکے قدرت کو بالا قبطول پہونچا دونگا اے حیرت مواج کا غم نکرو بلکہ مقام
خوشی ہی دشمن سخت کو سامری و جمشید نے مٹایا اگر عمرو کا قدم درمیان مین نہوتا صرخ و بہار
وغیرہ کبھی شریک نہوتین بہار کو کس زور و شور سے اونسے شریک کیا باغبان پر بھی وہی عیاریان

کہین باغبان قدرت ایسا خیرخواہ دولت یون ملجاتا یہ سب کارگزاریان عمرو کی ہین اب مرغ وغیرہ
عمرو کے ملنے کی امید نکرین شہنشاہ نیلم اوسکا سری روانہ کریگا افراسیاب نے حیرت کو بخوبی سمجھایا اس وقت
افراسیاب نے ایک نامہ بنام شہنشاہ نیلم لکھا مضمون یہ تھا ای محترم و محتشم اے سرگردہ ساحران عالم اے
قوت بازو ای زینت پہلو ہمکو احوال معلوم ہوا مواج بن گرداب دم خوار تمہارا وزیر نامدار ہاتھ سے عیارون
کے مارا گیا لشکر بھی ایک شب مین تباہ ہوا طوفان قہرنگاہ مابدولت کی خدمت مین آیا تھا وہ گرفتار کرکے
عمرو کو لیگیا خبردار عمرو سے دھوکا نکھانا قتل کریگا تو اوسکے حکم نہین ہے سامری و جمشید صاف صاف
تحریر کرگئے کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ قضا نہین ہے لہذا پابندی احکام خداوند پر ضرور
ہے خلاف کرنا عقل کا قصور ہے قید کو عمرو کی خدمت مین شہنشاہ کوس کے روانہ کردینا وہ خیل لاچین فدیع
و تصویر اس عیار مکار کو ہمراہ لاچین و بدیع و تصویر قید کرے آب و دانہ بند ہے تڑپ تڑپ کے مرجاے
بہت بڑا نامہ افراسیاب نے تحریر کیا مضمون زوائدات لکھنا مصنف کا طریقہ نہین ہے زبانی بھی بہت کچھ
کہدیا ساحر نامہ افراسیاب لیکر طرف کوہ نیلم کے چلا چلتے چلتے حیرت نے کہا میری زبانی شہنشاہ نیلم سے
کہنا ملکہ حیرت نے فرمایا ہے خبردار عمرو کو بہت احتیاط سے رکھنا فتح اس لڑائی کی تمہارے نام ہوگی
ہم لوگون نے بڑی بڑی کد و کاوش کی قتل عمرو مین نہایت کوشش کی یہ ظالم بچ گیا کل ہوش با کو
تنے بچایا خبردار خبردار دھوکا نہ کھانا اس ظالم کو شل نقش قدم مٹانا نامہ دار کو ساحران حیرت نے گھیر لیا
ہر کسی نے اپنا دردبیان کرتا ہے کوئی کہتا ہے عمرو نے میرے بھائی کو مارا کوئی کہتا ہے مال لوٹ لیگیا
افراسیاب نے کہا صاحبو بس تقریر بیجا ہوچکی نامہ دار کو جانے دو جاکر یہ حکم پہونچائے ایسا نہو شہنشاہ
نیلم اوس عیار مکار وغدار کو دوچار روز شہر نیلم حصار مین قید رکھے طوفان قہرنگاہ کے پہونچنے
سے نامہ پیشتر پہونچے کہ وہ اوسکے مضمون پر کاربند ہو خلعت رخصتی علاوہ نامہ دار نامہ افراسیاب
لیکر طرف کوہ نیلم کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑ دیجیے دیکھیے کس وقت تا بہ کوہ نیلم پہونچے مگر مہتر بن مہتر
چالاک بن عمرو جب کئی کوس سے آگے طے کر چکا خیال مین آیا ای چالاک شہر نیلم مین پہونچکر کیا کروگے پہلے
اوس مقام کو جاکر دیکھو جہان ساحرونکا کھیت پڑا ہے مواج وغیرہ مارے گئے شاید وہان کچھ نشان
ملے یا کوئی تدبیر نکل آئے شہر نیلم حصار شہر کلان ہے چالاک تو یہ سوچکر اس طرف پلٹا دیہات و قریات
مین دریافت کرتا ہوا اوسی طرف چلا لیکن طوفان قہرنگاہ خواجہ عمرو کو پنجے مین دبائے ہوے

طرف نیلم حصار کے چلا شہنشاہ نیلم بعد روانہ کرنے مواج کے سامری محل مین بیٹھا ہی تمام شہزادہ ساحران
زبردست کا دورہ بندھا ہی یہی ذکر درپیش ہی کہ کچھ احوال وزیر اعظم کا دریافت نہ ہوا نیلم کہتا ہی بدون
فتح وہ واپس نہوگا طبسح کے ساحر جمع ہین وہ عرض کرتے ہین حضور ہمراہ ملکہ مہرخ بھی بڑے بڑے ساحران
زبردست جمع ہوگئی ہین از داران حالات طلسم ہوشربا باغبان و بہار وغیرہ رعد و برق و برق لامع
ان لوگونپر فتح پانا مشکل ہی افراسیاب سے برابر لڑتے ہین کسی مقام پر دبے نہین پس ہم کیونکر کہین کہ
مواج غالب آئیگا ہمراہیان مہرخ طبقے زمین کے ہلا دینگے کچھ خبر تو سنگوائیے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر
برق چمکی سب نے دیکھا طوفان قہر نگاہ حیران و پریشان مضطر و بیقرار پنجے مین ایک شخص عجیب الخلقہ
کو دبائے ہوئے آکر پہونچا نیلم طوفان کو دیکھکر گھبرا گیا پوچھا کیون ای وزیر باتدبیر خیر تو ہی طوفان
چیخین مار کر رونے لگا کہا ای شہنشاہ شہر نیلم حصار کی قوت کم ہوگئی آپکا قوت بازو اس فرلت رسوائی
سے مارا گیا کہ حال اوسکا عرض کرتے افسوس آتا ہی جب لشکر قیامت اثر کو لیکر وہ نیلم سے اوترے
طبقات زمین کے تھراتے تھے بڑے بڑے جنگ دیدہ کارآزمودہ یہی فرماتے تھے کہ یہ لشکر اگر قصد کرے
تمام عالم کو فتح کرلے ایسی آراستگی لشکر کبھی نگاہ سے نہین گذری سرداران نامدار و ساحران جان نثار
ایک ایک اپنے زمانہ کا سامری و جمشید تھا جب لشکر فروکش ہوا مجھکو نامہ دیا کہ تم خدمت مین افراسیاب
کے جاؤ مین حضور دوڑا تونگے لیے لشکر سے جدا ہوا وہانسے آکر یہ دیکھا سب کے سر کٹے پڑے ہین خیمے
بارگاہ مین سرنگون صحرا مین جوش دریائے خون تھا حضور غلام کا کلیجہ پھٹ گیا آخر ضبط کیا سوائے ضبط
کے چارہ نہ تھا دریافت ہوا کہ عمرو نے گویا بنکر سارے لشکر کو تباہ کیا افسون کو مارا ای شہنشاہ
آج تک غلام کو حجاب ہی مثل زلف دل کو پیچ و تاب ہی یہی رہ رہ کر خیال آتا ہی کہ مین لشکر سے کیون
جدا ہوا میرے جاتے ہی قیامت آگئی کس طرح یکایک عیار آگئے ہمارے آقا ایسے ہوشیار دریادلی
اونپر ختم تھی مزاج مین جوش و خروش صاحب مرتبہ ذیہوش کس طرح دام مکر مین پھنسے سحر تک نکر سکے تین
عیارون نے چالیس لاکھہ کا لشکر تباہ کر دیا اگر اونکے سردار فرداً فرداً لڑتے سالہا سال معرکے پہونچتے
لیکن کوئی لطف نپایا غلام کو شاق ہوا اپنے آقا کے قاتل کا مشتاق ہوا عین لشکر اسلام مین سے
گھس کر اس ساربان زادے کو گرفتار کیا بڑے بڑے ساحر جمع تھے میان باغبان و بی سرجمو
کاکل کشا وغیرہ کوئی بھی کچھ نکر سکا اس شخص کو پکڑ لایا ای شہنشاہ یہ عیار جان لشکر اسلام ہی

دریافت کیا کہ یہ شخص بارہ برس سے شہنشاہ سے لڑ رہا ہی اسی نے گنبد نور سے طلسم کشا کو رہا کیا ہی
شہر دامود مین جاکر خداوند داؤد بنا وہ تدبیر کی کہ افراسیاب ایسے عقلمند نے لوح طلسمی اپنے ہاتھ سے
دیدی پانچون حجرہ ہاے بلا اسکی جستجو سے تمام ہوے غلام نے قصد کیا کہ اب سردارونکو مار ڈالون مجھے
تو صرف قاتل مواج سے کام تھا اسیکو لیکر چلا آیا انمین کسی نے مجھسے مقابلہ نکیا اونکی حقیقت کیا ہی
شہنشاہ جو اونسے لڑتے ہین رعایت کرکے سحر کرتے ہین اگر مجھکو حکم ہو تو ایکدن مین سبکو دیوانہ کرکے
مارون طلسم کشا بھی موجود تھا وہ بھی ڈر کر رہگیا اپنے مقام سے نہ اوٹھا ورنہ مین گردن لیتا نیلم
بہ نگاہ قہر عمرو کو دیکھ رہا ہی کہتا ہی اے طوفان اس بیچارے غریب پر طوفان لیتا ہی یہ کیا کسیکو قتل کریگا جو
دو دن تو اوسکا دم نکلجاے طوفان نے کہا اسکو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھیے افراسیاب کا قول ہی کہ
عمرو عیار قاتل ساحران نامدار ہی صنعت سحر ساز کو دولھا بنکر مارا برات بنا کر لیگیا صنعت کو گھٹے
کی موت مارا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی نامہ دار افراسیاب بعد قہر و عتاب آکر پہونچا شہنشاہ
نیلم کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا نیلم نے اوسکو پڑھوایا حالات مذکور مرقوم تھے ہر مقام پر تعریف عمرو
عیار مرقوم تھی سب سے زیادہ یہ فقرہ لکھا ہی کہ اے شہنشاہ نیلم اس ظالم سے ہوشیار رہنا یہ کالا ناگ ہے
دم بھر مین زہر اوگلتا ہی چالیس لاکھ کا لشکر مواج کا ایک شب مین تباہ کیا نیلم کے ہوش اُڑ گئے کہا اے
طوفان اس دبلے پتلے تانتے مین یہ اوصاف ہین میری عقل کو حیرانی ہی یہ بیچارہ غریب محتاج کیا
کر سکتا ہی عمرو نے کہا اے شہنشاہ فریاد ہی مین آپ لوگون کا غلام تابعدار شہنشاہ نے بے وجہ ایسے
کلمات لکھے عمرو عیار اور کوئی ہوگا میرا نہ کوئی یار نہ کوئی دوست گا بجا کے دو چار پیسے مانگ کھاتا
ہون میان طوفان قہر نگاہ نے دھوکا کھایا عمرو بیچارے غریب کو پکڑ لائے مین تو سامری پرست
ہون خداوند لقا سے یارانہ قدرت کو بھی بے وجہ مجھپر غصہ آیا جلاد ساحران لقب بکر ہوشربا مین
بھیجدیا نہ تدبیر کردی کہ جاکر ساحرون کو قتل کرو آپ انصاف کیجیے اگر قدرت نہ بھیجتے قبض روح کا حکم
نہ دیتے مین کیونکر مار سکتا تھا میرا تو یہ اعتقاد ہی مصرع کسی شاعر کا یاد ہی ع بے رضا تو نبی برگ نجنبد ز درخت
عدالت شرط ہی جب برگ بدون حکم خداوندی ہل نہین سکتا تو انسان کا قتل کرنا تو بڑی بات ہی
عیاری ہی یا کرامات ہی کہان ملکہ صنعت کہان مین بیچارہ غریب وہ وزیر جلیل مین ایک فقیر ذلیل
خود شہنشاہ نے صنعت کو قتل کیا ہوگا کہنے والے کہتے ہین دولھا بنکر آیا میرا ساٹھ برس کا سن ہوا

میرا کنوارا پنڈا ہی دل مین حسرت شادی ہی ہزاران بار ہائے دولہا نہ بنا یا کوئی آپ سے دولہا بنا ہے
امیدوار ہون مجھکو نوکر رکھ لیجیے کہین شادی کر دیجیے کھانیوالا ہون وچار طرح کے کام بھی جانتا ہون شمع
ڈھالتا ہون جب جشن کیجیے مشعل روشن ہو گل اونسکے دیکھ لیجیے بری نلکی رہی ہو ہمیشہ رکابداری خوب
جانتا ہون شیرینی بناؤن قفل سرا مین حلوا سوہن بناتا ہون کچھ آئین بازین شاہین گاتا بھی ہون
غرضکہ دور ہون مین عیاری کیا جانون تین روپیہ مہینہ دیجیے سب طرح کا کام لیجیے سازندون کو بلائیے
ایک غزل ایک ٹھمری سناؤن یہ باتین سنکر نیلم کا دل نرم ہوا گانا سننے کی ہوس مین سرگرم ہوا طوفان
بول اوٹھا ای شہنشاہ آپ کیا غضب کرتے ہین ایسا ہی مہ دیکر اپنے مواج کو مارا ساوے نیلم حصار کو برباد
کرکے نکل جائیگا جس طرح شہنشاہ نے لکھا ہی اوسپر کاربند ہونا واجب لازم ہی اگر یہ سبکا افسر ہوتا مین
جان دیکر لشکر اسلام مین جاتا طلسم کشا کو نہ گرفتار کرکے لاتا حضور اسکے نمونے سے مہرخ وبہار کے قید سے
جانینگے شہنشاہ سے اصلاح کرینگی سب شہنشاہ کی لونڈیان غلام اوسکے ساتھ ہو گئے یہ ظالم سحر با
ہے اسکی باتین سماعت نہ فرمایئے نامہ بنام شہنشاہ تو سن تحریر کیجیے مین جاکر وہان سپرد کرآ دون
اوسکے خلاف کیجیے گا تو شہنشاہ شکایت کرینگے انکا حکم ہے جسنے عمرو کو مارا اوسنے سارے طلسم
ہوشربا کو بچا لیا شہنشاہ نوبت بجان و کارد بر استخوان ہو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی عمرو فتاح
طلسم ہوشربا ہی اسنے بڑے بڑے کام کیے ہر معرکے مین نام کیے اسکو حقیر جانتے ہین نیلم نے گھبرا کر کہا
قفس آہنی منگاؤ اوسکو بند کرو اپنے ساتھ ہی لے جاؤ جب تو عمرو کی زیرہ سی آنکھین جوش و
خروش مین آئین کہا او نیلم بہتر یہ ہی کہ مجھکو چھوڑ دے ورنہ تیری قضا آگئی میرا فرزند چالاک بن عمرو
تمکو قتل کریگا مہتر قران صاحب بندہ گران نظر کردہ بزرگان آکر ایک بندہ ماریگا کہ تمھارا سر گوہ کھاتا
پھریگا ارے مصنعت کیا چیز تھی جسنے بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا زبرجد نگارین خدائی زبرجد شاہ
کی شادی نامہ جادو کی میرے ہاتھ سے قضا آئی مشمش کو دریاے قلزم مین گھسکر مارا طلسم ہوشربا مین
عشاق سبزہ رنگ ملکہ بہار کو للکارا قید ہونا ہمارے واسطے بڑا فخر ہی جس ملک مین قید ہوکر گئے اوس ملک
کو تباہ کیا وقت بربادی شہر نیلم قریب آگیا اب تو نیلم باتون سی عمرو کی گھبرایا کہا ای طوفان جادو زبان
تو بڑا ہی طوفان ہیچ کہا حضور گھر کے گھر برباد کردیے مکار عیار بے ادب فتاح طلسم ہوشربا لقب ہیچ
شہنشاہ نے لکھا ہی کہ اگر یہ مارا گیا تو طلسم ہوشربا کوئی نہ فتح کرسکیگا خاطر سی کی ذات سی سارا فساد برپا

ہی محمود بہار شہنشاہ سے رنجیدہ ہوکر گل گئین کئی مرتبہ شہنشاہ نے پکڑوا بلوایا یہ عیاری کرکے چھڑا لیگیا جب سے بہزاد ذنکو غرور ہو گیا ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ افراسیاب بھی انکو قید نہیں کرسکتا ہر طرح شہنشاہ زور ڈالتے ہین وہ لوگ کلام اصلاح درمیان مین نہین لاتے شہنشاہ نیلم نے کہا ای خیرخواہ اسکا جانا توسن حصاری پر مناسب ہے یہ کہکر قفس آہنی منگایا عمرو کو اسمین بند کیا اپنے ہاتھ سے قفل لگایا طوفان سے کہا تم ہی اسکی قید لیجاؤ ورنہ یہ ظالم راہ مین فساد برپا کریگا طوفان نے کہا فساد برپا کرنا کیسا جو کوئی قید لیجائیگا وہ اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا صاف صاف تو کہہ ہی کہ قید ہونا ہمارے واسطے فخر ہے جس ملک مین قید ہوا دیگے اسکو خاک مین ملا دیا ہے سوا میرے کوئی اسکی قید کو نہ لیجا سکیگا طوفان قہرنگاہ نے یہ کہکر قفس عمرو اور اٹھا لیا خواجہ کی لیکر طرف توسن حصار کے روانہ ہوا انکو بھی راہ مین چھوڑ دو ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

ذکر داستان مصیبت بیان پہونچنا قید خواجہ عمر کا زندان طلسم ہوشربا مین اور ملاقات ہونا بدیع الزمان و ملکہ تصویر و شہنشاہ لاچین سے وصال اسد نامدار فراق خواجہ مین بیقرار ہوکر واسطے شکار کے جانا اور آوارہ ہوکر قید ہونا اور پہونچنا اسد کا تا بہ توسن حصار عجب داستان مصیبت خیز ہی ساقینامہ مصنف

ساقی دل غمزدہ ہے بیکل
میخانے مین مجھکو جلد لیچل
ہنگامۂ شور و شر عیان ہے

زندان طلسم کا بیان ہے
زندان طلسم ٹوٹتا ہے
قیدی برسون کا چھوٹتا ہے

وہ قیدی محبس مصیبت
سلطان لاچین پاک طینت
ساقی مے بیخودی کا ہو دور

بنائے قلم کے اور ہین طور
اے شاہد طبع ناز دکھلا
غمزے بڑھ بڑھ کے آج کرنا

لکھتا ہے یہ داستان رنگین
بلبل بھی ہے بیان رنگین
گو بال کی کھال کھینچتا ہون

تصویر خیال کھینچتا ہون
صورت گر لفظ و معانے
نقاش خیال خوش بیانی

بہزاد نگار خانۂ غم
تصویر کش فسانۂ غم
کرتے ہین رقم عجب تدبیر

تقریر کی کھینچ ہی ہے تصویر
راوی خیال معتبر نے
کھینچے ہین یہ جستجو کے نقشے

ساقی رندون مین نام ہو جائے
دشمن سے بھی انتقام ہو جائے
فوج مضمون پرے جمادے

ہان بارش ابر خون دکھادے
گھنگھور گھٹا گھری ہوئی ہے
بجلی ہر بار کوندھتی ہے

رندو یہ وقت میکشی ہے
میخانۂ دہر مین خوشی ہے
کیا شغل شراب ناب ہوگا

دشمن کا جگر کباب ہوگا
ہے وقت سرور بادہ خواری
زندان طلسم کی خبر لے
اب لطف ملیگا سرکشی کا
پہلو کوئی قید کا نہ چھوٹے
رنگ مضمون کو ساتھ باندھین
صد شکر ہے وقت دفع کلفت

ہے بزم طرب کا دور ساقی
ساقی دل کو ہے بیقراری
لکھنا ہے قلم کو حال زندان
معدوم ہے ظلم شکل عنقا
کیا طایر فکر صید ہوگا
مین دزد حنا کے ہاتھ باندھون
ذکر غم و عیش بھی بہم ہو

اک جام سرور اور ساقی
ساقی دے جام نام کر لے
دشمن ہو ملول دوست شادان
محبس کا بھی سلسلہ نہ ٹوٹے
مضمون کا چور قید ہوگا
اے طبع رسا دکھا دے جودت
اس رنگ کی داستان رقم ہو

چہرہ مقیدان محبس اندوہ و مصیبت و ابستگان سلسلہ محنت و بدعت حال مصیبت مآل زندان طلسم
ہوش ربا بسلسلہ نظم و نثر مین یون منسلک فرماتے ہین شعر نگارندہ داستان فصیح :: رقم کرتے ہین
سیہ بیانِ فصیح :: گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذیہوش کرتے ہین کہ جب طوفان تیزنگاہ
قفس مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیک طرار کوہ نیلم سے لیکر بلند ہوا
خواجہ نے نگاہ اوٹھا کر دیکھا جابجا جنگل ویران میدان سنسان صدا بہار معلوم ہوتا ہے تمام آبادی
معدوم اوس صحرائے ہول خیز مین صدائے جغد و بوم بھی نہین آتی بونڈلے گرد کے اوٹھ رہے ہین درخت
جابجا جلے ہوئے شاخین بادستے کف افسوس مل رہے ہین ریتی کا میدان انتہا کا ویران خواجہ
قفس آہنی مین تڑپے جاتے ہین جب جھونکا ہوا کا چلا جسم ٹھٹک گیا تمام بدن پر آبلے پڑے جھونکے ہوا کے
آسمین اوڑتے ہین کسی جانب اگر نگاہ اوٹھ گئی تو دیکھا دریائے قہار موج مار رہا ہے مچھلیان گرمی کی شدت
سے ریت مین لوٹ رہی ہین ریگ ماہی بنگئین طوفان دن بھر اوڑا شام کو دور سے ایک قلعہ معلوم ہوا
وہ قلعہ برنگ لاجورد جسکے سامنے رنگ الماس گرد ہے برجون پر ہزارہا جادوگر پھر رہے ہین طوفان
قفس لیکر زمین پر اوترا ساحران شہر دوڑ پڑے کبود اژدر چشم کو خبر ہوئی کہ طوفان وزیر شہنشاہ
نیلم ایک قفس لیکر آیا ہے واسطے استقبال کے بارگاہ سے نکلا دونون آپس مین گلے ملے کبود نے
قفس کو دیکھکر کہا اے برادر یہ جل بانس کو کہان سے لے چلے طوفان نے کہا اے کبود اس ظالم نے
ہزارہا گھر بےچراغ کر دیے کتاب سامری مین پڑھا ہوگا عمرو عیار قاتل ساحران نابکار اسنے مواج
کو مارا کبود طوفان کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا مقام صدر پر جگہ دی کہا لاؤ اسکو قید خانے مین بھجوا دین

طوفان نے کہا مین اسکو اپنی نگاہ سے اوجھل نکرونگا یہ وہ شخص ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا قول ہی
اگر اسکا قدم ہوشربا مین نہ آتا کسکی مجال تھی ساحران ہوش ربا سے آنکھ ملاتا مقابلے مین شہنشاہ کے
لئے بارہ لاکھ کا لشکر جمع کر لیا چارے سرداران شہنشاہ اپنے شریک کر لیے میں ایسا ساحر زبردست
تھا کہ جو اس مکار کو گرفتار کر کے لایا مینے لئے اوپر آب خورش حرام کیا شب بھر جاگ کے بسر کرونگا قفس
لیے بیٹھا رہونگا کبود نے کہا اسقدر خوف ہی معین و مددگار تو اسکا کوئی آنہین سکتا طوفان نے
کہا اگر ارسطو ہو تو یہ اوسکو بھی ہوگا دے خواجہ قفس مین یہ معاملات سن رہے ہین سر
جھکائے بیٹھے ہین دل سے کہتے ہین لے خواجہ انطالم کے پنجۂ بدعت سے کیونکر رہائی ہوگی ذرا جی
یہ چوکے تو مین عیاری کرون یہان طوفان شب بھر جاگا قفس خواجہ کا اپنے ہاتھ مین ہوشیاری
لیے ہوئے بیٹھا رہا بوقت سحر کبود سے رخصت ہوا پھر اسی طرح بلند ہوا دن بھر اڑا شام کو قلعہ فیروزہ
نگار مین اوترا ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کو خبر ہوئی طوفان کا آکر استقبال کیا اسنے بھی حیرت مین
آکر پوچھا تمھارے تکلیف فرما ہونیکا اے طوفان کیا باعث ہوا طوفان نے تمام کیفیت بیان کی
رات بھر جاگ کے بسر کی قفس عمرو کا ہاتھ سے نہین کہا پھر صبحکو چلا شام کو دور سے ایک قلعہ دیکھا
پہلوے قلعہ مین آگ روشن ہی ابر دھوان دھار قلعہ پر چھایا ہوا حاکم یہان کا ساحر بدخو دخان سینہ
برائے استقبال آیا اسیطرح طوفان نے چھ منزلین طے کین ساتوین دن دور سے ایک قلعہ معلوم ہوا
دو منزل کے گرد ے مین حصار قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم لاکھون جادوگر کا پڑاو بیرون قلعہ جادوگرنیان
حسین خوبصورت شہر آباد دوکانین پختہ عمارتہاے وسیع قصرہاے رفیع طوفان قفس لیے ہوئے قلعہ مین
داخل ہوا عمرو نے قفس سے دیکھا تخت پر ایک ساحر تاج شہریاری برسر لباس بھاری پہنے ہوئے بہ کبر
نخوت تمام وہ بدانجام تخت پر بیٹھا ہے دربار مین سات سو ساحر زبردست دنگل ہاے آہنی پر
بیٹھے ہین کسی کے دنگل مین شیر کا چہرہ کہ اصل مین وہ شیر منہ کھولے ہوئے ڈکارین لے رہا ہی کسیکا
دنگل بصورت اژدر عجیب منہ سے اژدر کے قلابہ آتشین نکل رہے ہین تازیانے ماران سیاہ کے ہاتھ
مین صورتین اٹھا تو سیاہ لباس سیاہ دل بغض و حسد مین کامل اس دربار کو دیکھکر عمرو کے ہوش
اوڑگئے کانپنے لگا طوفان نے توسن کو سلام کیا طوفان خیر تو ہی آپ لوگونے بالکل ملاقات
ترک کر دی شہنشاہ بوجہ نامہ بھی نہین لکھتے طوفان نے نامہ شہنشاہ نیلم کا ہاتھ مین دیا توسن نے

پڑھا توسن منھہ کا ترا بول وٹھانی بات ہی جو بلائین میرے گھر مین ہین اونھین کی حفاظت سواتجی فرزند حمزہ کو کس لطف سے قید کیا آج تک خبر نہین پائی اب عمرو ایسے شخص کو میرے پاس بھیجا کیون آئے طوفان شہنشاہ نیلم کے گھر مین ایک آدمی کے قید کرنیکی جگہ نہتی تمکو بھی ناحق پریشان کیا یہ آپ دور و دراز تمکو طے کرنا پڑی اتنو موقع وہان نہیں ہی کہ مین اس ظالم کو قید کر دون طوفان نے کہا آپکے اعتبار کی شہرت ہی افراسیاب کا یہ قول ہی کہ اگر شہنشاہ توسن مجھسے میل نکرتا سلطنت طلسم ہوشربا دستیاب ہوتی توسن نے کہا شہنشاہ کی مہربانی سلطنت سنبھل نہین سکتی چند لونڈی غلام مکر کرکے اونپر غالب نہین ہو سکتے نہ سنا کئی سو ملک قبضے سے نکل گئے طوفان کو دنگل بیٹھنے کو دیا طوفان نے کہا اے شہنشاہ صاف تو ہی یہ کہ ہم لوگون نے جس جس مین شہنشاہ لاچین کو ستایا اور قید کرایا اوسکا للف سنایا اوسید آپ چین نہ ملا ہر وقت خوف جان بربادی ایمان اوسی کا یہ باعث ہوا کہ چند کس بگڑ گئے انکا سنبھالنا دشوار ہے کیونکہ اے طوفان تنے بھی سنا حجرہ ہائے بلا میٹے یا قوت سخندان اوسی ساحرہ قتل ہوئی وہ شمع حیات شعل گل ہو تاریک شکل کش ظلمات عدم کو جائے شہنا نواز اپنے راگ سے مینس ہجا اختناق جادو بیمار ہو کر مرے یا قوت سخندان خون تھوک کے مرے ایک یہ بدمعاش طلسم ہوشربا پر غالب آئے لے طوفان تم قید عمرو کی لیجاؤ مین زندان خانہ طلسمی مین اسکو نہ لیجاؤنگا مین نے کتاب سامری مین دیکھا کہ ایکدن زندانخانے پر بھی تباہی آئیگی اوس دن زمین توسن حصار ٹھرائیگی ہر چند کہ انتظام ہا بدولت کا ایسا ہی کہ آج تک کوئی نہین آگاہ ہوا کہ راہ زندانخانہ طلسم کس طرف سے ہے بوزینہ ابلق سوار ساحر نامدار برائے حفاظت زندان طلسم قرار دیا ہی اے طوفان عرصہ تین برس کا گذرا کہ بوزینہ اپنے گھر نہین آیا اوسی مقام پر رہتا ہے جفائے غریب الوطنی سہتا ہے کیا مجال کہ ہوا بھی اوس مقام تک جا سکے لے طوفان قہرگاہ مین آج تک کسیکو زندانخانہ طلسمی مین اپنے ساتھ نہین لیلیا خود ہی جاتا ہون قیدیون کو دیکھ آتا ہون طوفان نے کہا اسی باعث سے تو افراسیاب نے یہ حکم دیا کہ اس ظالم کو خدمت مین شہنشاہ توسن کے لیجاؤ ایسا معتبر کون ہی یہ شخص بھی اوسی قید خانے مین تڑپ تڑپ کر مرگیا یہ حالات سن سنکر خواجہ کے ہوش اوڑے جاتے ہین طوفان نے قفس توسن کے ہاتھ مین دیا طوفان تو رخصت ہوا اوس وقت عمرو کی بیقراری کہ جو قید ہماری لیکر آیا تھا وہ صحیح و سالم جاتا ہے بہت ہی ناگوار ہوا

عمرو نے بیقرار ہو کر کہا او طوفان تو تو جاتا ہے ہم یہین رہے جاتے ہین بڑا افسوس ہو کہ تو زندہ چلا
لیکن اے طوفان یاد رکھنا مجکو علم نجوم مین بھی دخل ہو قید میری یہان ہو جہ نہین آئی ہو سیان
توسن پر ضرور سواری گانٹھونگا دہانہ خاردار چڑھاؤنگا تازی بات ہو کہ منھہ زوری بھول جائینگے
قدم نہ اوٹھا سکینگے گٹ بھاگینگے پوی پر انکو لگاؤنگا دانہ گھاس کھلاؤنگا تھان کے تڑتے ہین
عمرو نے ضلع ذو معنی کا تار باندھ دیا ضلع جگت فصیحان عرب کی صحبت اوٹھائی ہو ایکدن ملکون
ملکون پھرا کوئی بات اوٹھا نہ رکھی توسن جادو یہ بات سنکر غصے مین آیا کانپنے لگا کہا او زبان دراز
مجھکو افراسیاب جانا میری قید سے تا قید حیات رہائی نپائیگا تڑپ تڑپ کر مر جائیگا ایسے مقام پر
قید کرون پردہ ظلمات کو بھی بھول جائے دن اور رات کا تمیز نہو طائر روح قفس جسم خاکی مین پھڑکے
کھانا پینا کیسا عمرو نے کہا او توسن ٹٹوے تجھمین سب طرح کا عیب ہے حشری کمری کہنہ لنگ شبکور
ستارہ چشم ایسے جانورون کو راتون مین بیکر مارتا ہون یہ سنکر توسن اوسیوقت اوٹھا قفس عمرو
کا ہاتھہ مین لیا کہا اچھا او ساربان زادے اب اس منھہ زوری کا مزا اوٹھاؤگے موت مانگیگا اور موت
نہ آئیگی طوفان کو تو خلعت دیکر رخصت کر دیا توسن نے قفس اوٹھا کر پرواز پیدا کیے اوڑکر آسمان پر
گیا برابر کہکشان فلک کے پہونچا متوجہ ہوا عمرو بیہوش ہو گیا نہین معلوم کہ توسن جادو زمین
پر سے چلا یا آسمان پر اوڑ کر گیا بعد عرصۂ دراز کے جو عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان تنگ و تاریک
مثال مین پردۂ ظلمات ہو بلکہ تاریکی پردۂ ظلمات اوسکے سامنے مات ہے نہین ثابت ہوتا کہ زمین ہو
یا آسمان اندھیرا دیکھکر عمرو اپنی زندگی سے حیران دیوار و در ثابت نہین ہوتے چھت سے مٹی گر رہی ہے
کہ وہان کرہ کی ہین عمرو گھبرا گیا اندھیرے مین قلب تھرا گیا قفس مین سر ٹیکتا ہو چاہتا ہو طائر
روح قفس جسم خاکی سے نکل جائے کبھی سر پٹکتا ہو کبھی چیختا ہے یہ شعر اس بیقراری مین پڑھتا ہو فرد کسی
تقصیر نہین دشمن جان دل شہلا بہ مارے کا مجکو مارا یہی قاتل شہلا کبھی پکارتا ہو ای رحیم ای کریم عمر بھر
تیری راہ مین جہاد کیا کس بلا مین آکر پھنسا ارے یارو یہان کوئی زندان بان بھی ہو مجھ ایسے قیدی کا
نگہبان بھی ہو ارے نگہبان آواز سناؤ یہ طائر وحشی گرفتار ہے بیتاب بیقرار انسان یا حیوان کی آواز کا
جویا ہو ایسا اندھیرا کبھی نہ دیکھا تھا ای قمر آفتاب کبھی یہان کا ہیکو گذرا ہوگا شمع و چراغ کیسا ای داغ دل
تو ہی روشن ہو جا ای آہ دل روشنی دکھا ای حرارت قلب شعلہ چمکا ہائے کیا کرون گھر سے زیادہ تنگ و

تاریک ہی گور سیہ دوست مثال نخیک ہی کسقدر عمرو نے پاچنین ماما رکے رویا سر سے خون جاری ہوا آخر
کو غش آگیا عرصہ دراز تک بیہوش رہا نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا آخر نگاہ قایم ہوئی
آنکھین پھاڑ کر دیکھنے لگا موافق مضمون اس مطلع کے عمرو کا یہ حال تھا مطلع آنکھ جسپر پڑ گئی دیوانہ
بیباک تھا ؛ پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا ؛ اب جو عمرو کی نگاہ قایم ہوئی دیکھا اس قیدخانے
مین سناٹا ہے قفس اور لٹک رہے ہین ایک قفس کلان مین ایک جدار نحیف وضعیف چہرے سے فر
شوکت و دبدبہ ظاہر تاج سر پہ ٹوٹا ہوا بال الجھے ہوئے رگین جسم کی نکلی ہوئی کمر مین خم پریشان ومضطر سر
جھکائے ہوئے قفس مین بیٹھا ہی اوسکے پہلو مین دوسرا قفس اوسمین ایک جوان عناصر مثال چہرہ آفتاب تابان جیسے
وقت زوال آفتاب کا رنگ زرد ہوتا ہی بال سر کے وبال جان آنکھون مین حلقے چہرے پر زردی ساغر چشم
اشکون سے لبریز صورت سے ثابت ہوتا ہی کہ بادشاہ جلیل خ دوست مونس ذکیل لباس پارہ پارہ حیران
مضطر رگین جسم کی جال نگین سر خم بھوک پیاس سے بیدم تیسرے قفس مین ایک مہ جبین غنچہ دہن سیمتن رشک چمن
کمسن بال پریشان ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان جس طرح وقت خزان ہوا گرم سے پھول
کمھلاتا ہی اس طرح چہرہ زرد آہ سرد دل پر درد سے کھینچتی ہے اوس مہ جبین اوس جوان سے کہا صاحب ذرا
آنکھین کھولو بات کرو دل گھبراتا ہی آج اس زمان مصیبت مین اور کوئی گنہگار آکر قید ہوا اسکے صدمے
سے دل ٹکڑے ہوتا ہی ہر ایک کی مصیبت پر دل روتا ہی اپنا حال موافق ان اشعار کے ہی نظم

جنون پھر ہمکو ایام بہاری کی خبر دیگا	مبارکباد گل پہلے گریبان تار دیگا
پھرا قاصد وہ لیکر ہوئی صبح اب جلال اپنا	جو خود ہی بیخبر ہے وہ کسے پھر کیا خبر دیگا

اس درد سے اوس مہ جبین نے یہ اشعار مصیبت خیز پڑھے اوس جوان نے
بمشکل سر اوٹھایا ایک آہ کی کہ زمین تھرا گئی جواب دیا اے صاحب کیا جواب دین کیا منھ سے بولین کس مصیبت
مین فلک نے گرفتار کیا حال دل کس سے کہین تمکو کیا کہکر سمجھائین تمکو کیونکر تسکین دین اس قفس کے طائر وحشی ہیکر
کیونکر تمکو دلاسا دین اپنی مصیبت تمھاری حسرت آنکھ پھر فلک کلیجہ مصیبت سے شق ہی جاتا ہی اس قفس مین
تنگ آکر جان دین دم نہین نکلتا روح قفس جسم مین گھبراتی ہی نہین معلوم کہ وہ کونسی ساعت تھی کہ دل
تمھارا لے اوڑا ہم تمھارے دام گیسو مین گرفتار ہوے ایک دن فلک نے چین لینے دیا راتین ہجر
کی ہزارون کاٹین روز وصال آج تک نصیب ہوا قفس لیکر اس قفس مین آئی ہے زندہ نکلنا
دشوار ہے جب روح قفس جسم خاکی سے نکلیگی تب اس قفس اصلی سے بھی ہاتھ پانو نکلے جنازہ

ہمارا کون اوٹھائیگا ہرچند کہ صاحب تم بخوبی واقف ہو پروردگار نے اس غم زندان مین پیدا کیا کہ تمام دنیا کے لوگ بیراہ حل مشکلات اس دولت پر حاضر ہوئے ہمارے بزرگون نے جسکو جس مصیبت مین جہان پایا اوسیکو مصیبت سے چھوڑایا اس گرفتار مصیبت کی خبر لینے کوئی نہ آیا ہمارے نوشتہ تقدیر کو کسینے نہ پڑھا منشی تقدیر نے خط شکست مین ہمارا انجام لکھا کوئی اس نوشتہ تقدیر کو مٹا سکا ع وای بر ما و گرفتاری ما۔ عمرو بگوش ہوش یہ کلمات دونون عاشق و معشوق کے سن رہا ہے دونون سر نگون ہین کلام سے ثابت ہے کہ دونون آپس مین عاشق شیدا ہین مبتلا ہین ایک کو ایک سے رغبت ہے ایک ایک نگاہ محبت سے دیکھکر سر نگون ہو جاتا ہے اوس نازنین نے اس جوان حسین کا جواب مصیبت خیز سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا صاحب اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

مجنون ترا خانہ بہ ویرانۂ عشق است
گر محرم رازست کہ بیگانۂ عشق است
تسکین نمی‌دہ آب حرارت کش می را
در پردہ نہان بلبل و پروانۂ عشق است
از سینہ برون آرو تہ خاک لرزگلن

ہر جا کہ وطن ساخت جنون خانۂ عشق است
گر زہر ہلاہل خورد آن آب حیات است
این شعلۂ جانسوز ز خمخانۂ عشق است
در انجمن شوق نیاید رہ مقصود
مخفی دل افسردہ کہ بیگانۂ عشق است

ہر کس سخن تکلم لب از پے بکشادہ
آنرا کہ بدل نشۂ پیمانۂ عشق است
ہر ذرہ کہ موجود کہ در ملک وجود است
دیوانہ صفت ہر کہ بویرانۂ عشق است
یہ اشعار پڑھکر وہ نازنین نہ جبین

گرفتار دام مصیبت پابند سلسلہ مودت سر نگون ہوکر خوب روئی اور کہا اے شہریار ذرا سر اوٹھا کر ملاحظہ فرمایئے آج ایک قفس اور کسی مصیبت زدہ کا اس قید خانے مین آیا ہے وہ نوجوان مضطر و پریشان طرف قفس عمرو کے پلٹا پوچھا ای شخص تونے کیا خطا کی جو اس زندان مصیبت مین آکر پابند ہوا یہانکے حاکم کا واسطے ملازم ہے کچھ بے اعتدالی ہوئی کہ زراعت عیش و راحت معرض پامالی ہوئی لیکن جو قیدی قید ہوگا اسکے واسطے ایک میعاد ہے ہماری میعاد تا قید حیات تیرے دوست احباب سفارش کرینگے اس زندان مصیبت مین نرہنے دینگے لیکن اے گرفتار دام مصیبت اے پابند سلسلہ غم و محنت ہم مصیبت زدون پر بھی کچھ احسان کرنا خدا انجام بخیر کریگا دامن تیرا گوہر مراد سے بھر دیگا اگر رہائی پانا ایسا نشان بنا دین کہ فوراً وہان پہونچ جائیگا ہمارے عزیز اقارب بھائی فرزند اس قعر زندان سے نکالینگے کرد آرزو تیرا بھر جائیگا پھر کبھی ہوس دنیا نہوگی یقین تو ہے کہ جس وقت تو اوس باغ لشکر مین پہونچیگا ہزارون آدمی تیرے جمال کے مشتاق ہو کر دوڑینگے پردہائے چشم مین جگہ دینگے جسوقت ہمارے بزرگون کو حال معلوم ہوگا کہ ہمارے فرزند کی خبر لایا ہے خلق سے پیش آئینگے بارگاہ سلیمانی مین اپنے ساتھ لیجائینگے

ہمارے قبلہ وکعبہ لرزہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان سخر کن بحر و بر سر کوب
دیوان قاتل کا فران یقین ہو ملک تجھکو جہانگیرین دین قوت بازو ہمارا برادر بجان برابر شبر شبیہ فرنگستان
صاحب علم و نشان ہزبر دشت جرات نہنگ دریا ہمت رستم پلیتن کشندہ قویل ہندی قاتل
کپتیان فرنگی خبر دریافت کرکے اوسیوقت جستجو مین نکلین بحجشیم ہمارا آفتاب عالمتاب شب کو فرقت لیا
ماہ برج آسمان جلالت شاہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سپاہ صاحب عز و جاہ سنتے ہی اس
ہوس مین نکلے کہ اپنے عم نامدار کو جاکر رہا کرون دشمنون کو مٹا دون نور نظر پارہ جگر ہمارا گل گلنار
خلیل الرحمان نور دیدہ مومنان و مسلمانان برہم زن لشکر زمرہ بے ایمان شاہزادہ نور الدہر فورا
قبضے پر ہاتھ ڈالے جوش و خروش مین آکر ملک توسن حصار مین قیامت برپا کردے اگر شاید یہ لوگ بعد
جانکر رک جائین تو ای شخص تو ایک کام کرنا روح لشکر جان لشکر کو دریافت کرنا ایک ایک سے پوچھنا کہ
آفتاب عالمتاب اوج عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار ہمارے عم عالی وقار
کو دریافت کرنا اونکا دامن بتھام کر کہنا کہ عمرو نامدار آپکا غلام زندانخانہ توسن حصار مین مرتا ہے افسوس ہے
کہ آپنے بھی اوسکی خبر لی یہ کہکر وہ نوجوان قفس مین سر پٹکنے لگا اور کہا کہ اے شخص وہ نیکا مقام ہے دنیا
مقام عبرت ہے نہ جائے عشرت جسکے ایسے خرد و بزرگ جہانگیر صاحبان تدبیر جرات مین بے نظیر سیف شکن
تیغزن سخر کن بحر و بر ہون وہ اپنے گم گشتہ وادی حرمان کی خبر نہ لین تقدیر مین ہمارے یہ مصیبت لکھی تھی
افسوس ہے کسی نے اتنا خیال نہ کیا کہ ایک نالائق غائب ہوگیا اوسکو تلاش کرین ای شخص برائے
خدا اگر ان سب صاحبون میں سے کوئی صاحب قصد نکرین تو قلعہ فرد الامان حصار دریافت کرکے اُس در
دولت پر حاضر ہونا مجلدار سے عرض کرنا کہ ملکہ گردیا بانو صاحبہ سے عرض کرو کہ آپکے غلام کی قید کی
خبر لیکر ایک شخص آیا ہے دریائے مہر مادری جوش مارے گا یقین ہے کہ نقاب ڈالکر محل سے نکل آئیں تجھسے حال
مصیبت پوچھکر صاحب جرات ولیاقت مین تلاش مین خود نکلین اسطرح جوادس نوجوان نے بیان کیا
عمرو کا قلب لٹ گیا غم سے کلیجہ پھٹ گیا کہا ای نوجوان ای پابند مصیبت گرفتار دام محنت اب تیرے
کلمات حسرت آیات کے سننے کی قلب مین طاقت نہیں ہے برائے خدا جلد آگاہ کر نام نامی ظاہر کردے کہ دل کو
تسکین ہو یہ حور شمائل کیون تیرے ساتھ قید ہوئی تو کیونکر اسی زنجیر ان پر آفت مین آیا ان سب صاحبون
سے کیا رشتہ ہے نگاہ میری بھی کسیقدر تیری صورت سے آشنا ہے لیکن یہان اس قدر اندھیرا ہے لشکر تاریکی و ظلمت

نے گھیرا ہی کہ اچھی طرح نگاہ نہیں جمتی یہ آواز بھی کبھی سنی ہی مجھ بدنصیب کا نام تو اپنے بزرگوں کے ضمن
مین لیگیا مگر جلد نام ظاہر کر تیری مصیبت دیکھکر اپنی حسرت کو بھی بھول گیا دل داغدار ہوا قلب بیقرار
ہوا عمرو نے چلاکر جو کلام کیا اوس جوان نے بلک کر کہا ای عم عالی وقار آپ شاید خواجہ عمرو نامدار ہین
افسوس گو دیوان مین بالا شوکت و لیاقت عطا کی ہمارا یہ حال ہی کہ آپکو ہمارا پہچاننا محال ہی یہ تو
مفصل کہہ دیجیے کہ حقیقت مین تینے آواز کو پہچانا آپ قوت بازوے صاحبقران سر بریدہ جادوگران
باج ستانندہ ریش کافران قلعہ گیر بے جنگ خواجہ عمرو نامدار ہین مجھ بدنصیب کا نام مقام افسوس ہی
کہ آپ دریافت کرین نشو و نما آپکی تمنا مین پائی عزت و آبرو مرحمت فرمائی بدیع الزمان میرا نام ہی
یہ مہ جبین مصیبت نصیب عیش و راحت سے دور غم و الم سے قریب ملکہ تصویر دختر شہزادہ حاکم
صحرا طلسمی ہے آپکے سامنے تالاب سے نکل کر از در اوٹھا لایا تھا لشکر اسلام مین آپنے ایک ایک ضعیف حقدار کی
مدد کی لیکن اپنے غلام کی خبر نہ لی یہ سنکر عمرو نے ایک آہ کی کہ دھوان منہ سے نکلنے لگا سوز غم و الم سے
ہر ایک استخوان جلنے لگا کہا ہای بیٹا بدیع الزمان تو اس قیدخانے مین قید ہی ای تصویر تیرا کیا نقشہ
ہوا تیری باتون نے کلیجے کے ٹکڑے کر دیے ای نور نظر ای آرام جان ای فرزند بدیع الزمان بیٹا تم کیا
حکایت و شکایت کرتے ہو یہ نالائق جب تمھارے ساتھ سے ملیا اور لشکر اسلام مین پہونچا حال مصیبت ناک
تمھارا بیان کیا باپ تمھارے سر ٹکراتے تھے بھائی جان دینے پر آمادہ تھے بیٹا تمھارا صاحب شوکت
و لیاقت نور الدہر چاہتا تھا اپنا گلا کاٹ ڈالون آخر بعد ہنگامہ بسیار یعنی دو پہر تک کسیکے ہوش
درست نہ تھے آخر فرزندان بزرجمہر کو تمھارے باپنے طلب کیا اون ستارہ شناسان کامل نے حکم لگایا کہ
بدیع الزمان قید ہوکر طرف طلسم ہوشربا کے گئے اب وہ بعد عرصہ دراز رہا ہونگے فتح طلسم نام پر
اسد غازی کے نکلتی ہے تم تو فراغ سے اوس دیوانی کے آگاہ ہو تمھارا ہمشیرزادہ اوسیوقت عمل مین
گیا اپنی مان ملکہ زبیدہ شیرگیر سے رخصت ہو کہا مامونجان کی رہائی کو جاتا ہون تمھاری بہن نے جو دیا
فرزند نے تمکو اپنے بھائی پر نثار کیا جب ایسی آئی نا مگر بھائی کو ساتھ لیکر آنا ورنہ مجھے منہ نہ دکھانا
وہ شیر بیشہ جرات اپنے قزاقون کو ساتھ لیکر چل نکلا خواجہ زادون نے کہا بلخ عیار بہ امداد اسد نامدار
جائین اے نور نظر مینے اپنے ساتھ مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل و جہتر قران کو
ہمراہ لیا جستجوے طلسم ہوشربا مین نکلا اسد نامدار شہر نا پرسان مین پہونچا راہ مین اوسکے قزاق اور

اٹھارہ امیرزادے کسی مقام پر قید ہوگئے اونے جاکر شہر زار رسان مین کھلبلی ڈالدی کوتوال شہر کو
مارا حیرت جادو زوجۂ شہنشاہ طلسم کو اوس شہر کی تھی اونسے فولادی تیلا بھیجکر اسد کو گرفتار کرا منگایا
صحرای حیرت مین اس شیر کو قید کیا کیا اے فرزند ایسا ہو سکتا تھا کہ تم اس مصیبت مین پھنسو اور کوئی
خبر نہ لے بوجہ طلسمیت مجبور ناچار ہوی یہ بھی تم بخوبی آگاہ ہو کہ صاحبقران ہمیشہ سے فکر قتل
لقا مین مصروف ہین لقا کو سلیمان عنبرین موے کوہی خراج گذار افراسیاب نے دامن پناہ یا اور افراسیاب
کو نامہ لکھہ بھیجا ہوشربا سے ساحر گئے صاحبقران انکے مقابلے مین پھنسے اسد پر مہ جبین الماس پوش
دختر افراسیاب عاشق ہوئی صندل اجل دو حاکم صحرای حیرت کو قتل کرایا دوسر مٹایا اسد کو لے بھاگی
مین بھی لڑتا بھڑتا راہ مین عیاریان کرتا ہوا العنایت پروردگار سرحد طلسم ہوشربا مین قریب شہر حمون یاقوت
پہونچا ملکہ مہرخ سحر چشم نانی مہ جبین کی ادل مین آکر شریک ہوئی قریب پشتہ رنگین حصار اس لشکر
قبیل کو لیکر مین فروکش ہوا افراسیاب کو خبر پہونچی اونسے ساحر بھیجا شروع کیے بعنایت پروردگار جار
سرداران افراسیاب عیاری کرکے شریک کرلیے اسد نامدار کو افراسیاب نے مع مہ جبین گنبد نور
پر قید کیا سات برس وہ شیر قید رہا مین لڑتا رہا بعد سات برس کے اسد کو گنبد نور سے چھوڑایا تلاش
لوح طلسمی مین مصروف ہوا جاکر باغ سیماب فتح کیا گلدستوں سے اسد نے چاہا کہ لوح کو لے افراسیاب
بادشاہ قاہر و جابر بڑا زبردست ساحر ہے لوح کو اوٹھا کر لیگیا میں اسی غصے مین اسد کو کلمات سخت
و سست کہے وہ جان دینے پر آمادہ ہو قریب شہر داؤدیہ پہونچا خدا کی عنایت سے اسد نوجوان نظر کردہ
بزرگان صاحب اقبال حسین و جمیل دختر داؤد جادو ملکہ لالان خونقبا اوٹھا کر اسکو اپنے باغ مین لیگئی
مین ڈھونڈھتا ہوا سرحد داؤدیہ مین پہونچا داؤد جادو خداوند طلسم ہوشربا تھا اوسکی صورت بنکر
لوح لی راہ مین کئی شہر فتح کیے ای نور نظر پھر لوح قبضے سے نکل گئی مینے حیرت جادو کی شکل بنکر افراسیاب سے
حال لوح دریافت کیا معلوم ہوا دربند مہر و ماہ پر لوح ہے ای فرزند لڑتا ہوا اسد کو زنبیل مین ڈالکر طلسم صندل
پر پہونچا اسکو بھی فتح کیا اس جاکا ہی سے اسد نے لوح پائی دربند مہر و ماہ فتح ہوا لیکن وہ لوح چند ساعت پاس اسد
کے رہی مکار جادو ملازم افراسیاب اسد کو دھوکا دیکر لوح لیگیا اسد کو افراسیاب نے پکڑوا بلایا باغ ملکہ
زعفران مین جاکر مصروف جنگ ہوا حجرہ سے بالا کھلے مشعل نے اپنی روشنی دکھائی اس ملعون کو بھی جا
تار ریاست شعل کش مرا افراسیاب کی دم خوار ساحرہ غدار تھی اسکو بھی قتل کیا اہالیان طلسم نورافشان کو

سنے ملالیا کوکب و شغفہ بادشاہ طلسم نورافشان اسکی دختر بران شمشیر زن خوب لڑی و دریای خون
روان کو مٹایا مجرہ بلا بھی عنایت سے پروردگار کی تمام ہوئی الحال معراج بن گرداب آدم خوار وزیر شہنشاہ
ظلم کوہ نیلم سے اوترا سنے برق و ضرغام سے جا کر اوس ہیجا کو شب مین مع لشکر قتل کیا طوفان
قہر نگاہ وزیر معراج مجھکو لشکر سے پکڑ لایا کوہ نیلم پر میری قید ہوئی اوس ہیجا نے مجھکو قید کرکے یہان آن
کر دیا ای نور نظر اسوقت روح کو راحت و قلب کو سرور ہوا کہ مین قید ہو کر تیرے پاس پہونچا آج بعد مدت دراز
تجھکو دیکھا ای فرزند تیری جستجو مین بارہ سال گذرے مگر ای شیر بیشہ جرات والدنا مدار تمہارے قوت بازو
تمہارے بھائی وغیرہ فرزند دلبند تمہارا سب مجبور رہا چاہ مین طلسم ہوشربا مین نہین آسکتے تھے اسمین وہ
مقامات دیکھے بڑے بڑے درندہ سبع بیچ مین حائل ہین لاکھون ساحران شہر و نمین تباہی کوہ عقیق سے
ہوا کا آنا بھی دشوار ہے ورنہ ابتک یا نجز اربلیغ سی پچپن سردار سب طلسم ہوشربا مین ہوتے ای نور نظر یہ تیسرا
قفس کس مرد مصیبت زدہ کا ہے اوسکا بھی حال سننا چاہتا ہون یہ سنکر وہ بادشاہ بینظیر چیخ مار کر رویا کہا
ای شہنشاہ فوج عیاری مجھ بدبخت کا نام و نشان نہ پوچھو آپنے درمیان مین ذکر تو کیا مین اپنا نام کیا عرض کرون
اپنی زندگی سے بیزار ہون نہایت مجبور ہو رہا ہون حسب مضمون ان اشعار آبدار حال مصیبت مآل ظاہر ہوگا نظم

مین بوئی اعقوبت قاتل سے دل اچاٹ
قاتل سوا تیرے باطل سے دل اچاٹ
کیونکر کشتگی بعد عدم کی شکستگیں
کیونکر ہو کوئی تیر مقابل سے دل اچاٹ
حسرت مری گلوی بریدہ کی کم نہین
عاشق ہے کیون تو دورا قاتل سے دل اچاٹ
سکن کیا نگاہ ز رخسار صاف سے
ہو کیون اوسی کے عاشق کے دل اچاٹ
لذت ہوا اس قید مجھے گھر کے نشان سے
ہو نیلگا ہجوم عنادل سے دل اچاٹ
کسکو دماغ ہے جو سنے شکوہ بلبل

ہو جسطرح کوئی کسی مشکل سے دل اچاٹ
وقتین مجھکو آتش بیدود ہی چمن
ہونے لگا نشاط منزل سے دل اچاٹ
باہم ہے ہو قصہ رونگا ہونگی لطف سے من
قاتل ذرا سنو ابھی بسمل سے دل اچاٹ
اب ہم نہ آئینگے کبھی مثل شرار شمع
کیونکہ ہو تجھسے جو رشمائل سے دل اچاٹ
جاؤن کہان کہ صنعت سے اب تو چاہ ہے
ہو دیوانہ خانہ ہائے سلاسل سے دل اچاٹ
ہر باتمین ہین بے ادبی ہزار ڈھنگ
کیونکر نہو حاشیہ عنادل سے دل اچاٹ

دی سخت جانیون نے اجازت ذبح کی
تو ہو نغمہ ہائے عنادل سے دل اچاٹ
جب جامنی ہوا آئینہ حسن اوسپر ہی
افسردہ ہین مزاج ہو دل سے دل اچاٹ
تسبیح پارہ ہائے جگر جا ہے اوکہین
جلتے ہین ہو فاتری محفل سے دل اچاٹ
کیا دانہ ہائے اشک سی جز غم ہے فائدہ
راہی ہو جیسے بعد منازل سے دل اچاٹ
نازک دماغ ہون سخن بحر بر ہرجا و گل
ہو کسطرح نہ صحبت جاہل سے دل اچاٹ
مشتاق مرگ تن مجھی سے وبال وحش

پھرتا ہو نہیں تو قتل قاتل سے دل اچاٹ
خدنگ سنگلذاریون مین کمی کونسی ہوئی
او شمع وہ ہوا تری محفل سے دل اچاٹ

پروانہ نثار اور کہین دل جلا بجھے
کس سے ہوا عاشق بیدل سے دل اچاٹ

او شمع وہ ہوا تری محفل سے دل اچاٹ
ہے جب جان صبح اشرف نسیم کے

اس درد سے یہ اشعار اوس شہنشاہ عالی جاہ نے پڑھے عمرو بیقرار ہو کر رونے لگا کہا اے بزرگ تیری باتین تیر ہو کر دل پر پڑتی ہین مینے خداوند جمشید شکرد و باتین افراسیاب سے پوچھین کبھی ہمیا مفصل نہ کہتا تھا یہی مشہور کیا تھا کہ بدیع الزمان و تصویر کو قتل کیا بادشاہ طلسم ہوشربا شہنشاہ لاجین کو بھی مار ڈالا مگر رازونیاز مین مجھسے حرامزادے نے کہدیا کہ لوح طلسم ہوشربا شکم زمہریرین ہے وہ دریائے نیل مین رہتا ہے بدیع الزمان اور تصویر کو بھی کہدو چھپا کہ بدیع و تصویر و لاجین زندان مین قید ہین اے مرد بزرگ مین اس شہنشاہ عالیجاہ کی زیارت کا مشتاق ہون بڈھا چیخ مار کر رویا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری وہ بدنصیب آفت کا مارا صحرائے مصیبت کا آوارہ قیدی زندان مصیبت مبتلائے بلا و محنت یہی حقیر پرتقصیر ہے تمام وزیران سلطنت مشیران ابستاس نمکحرام افراسیاب بدانجام کے شریک ہوئے طلسم ہوشربا پر قبضہ کرلیا اس توسن پرفن نے سوتے مین مجھکو گرفتار کیا اے ماہ آسمان عیاری جب ہوشربا میرے قبضے سے نکل گیا مین بھاگ کر قلم کوہ پر آیا سترہ برس یہان رہا جب جھلا کر نکل آتا تھا ہر چند کہ بیدست دیا تھا کوئی تحفہ میرے پاس باقی رہا تھا نیلم جادو جسکا نام ہے اوس بچیا کو شہنشاہ طلسم خطاب ملا اسنے خزانہ کا تمام کل تحفہ جات طلسمی افراسیاب کو دیدیے تھے جب نوہ کرتا تھا کہ ذکر حرام سنم شہنشاہ لاجین سب بھاگتے تھے خیمے لوٹ لاتا تھا غلہ بہم پہونچاتا تھا آخرش قلعہ قلم کوہ کے کہان جاؤن قلعہ بند ہوتا تھا اوسکے پاس فوج بیحساب پھر لشکر کشی کرکے قلعہ کو گھیر لیتا تھا اس توسن بیحیا نے شب کو مجھکو اور میری زوجہ کو گرفتار کیا اوس صاحب عصمت عفت کو نہین معلوم کہان قید کیا مین اس مقام پر مقید ہوا اول تو مصیبت فراق محبوب مطلوب کا تس پے دم نکلتا ہے نظم

دل سے تنگ آگئے ہین ہم جوش جنون کا کیسا
دیکھ ہی لیتے تو پھر ہوش مین آنا کیسا
اپنے بیمار کو جب شکل دکھا کر دہ چلین
لیکے مجمع کو وہ نکلیگا اکیلا کیسا

یون گریبان نہین کیا پھاڑ لے دکھا
کوہ پر حضرت فرہاد کا جانا کیسا
پوچھے کوئی کہ تمنے اوسے دیکھا کیسا
انکو جین سے رہتے تھے پا گھر مین ہم

کیسی ہے ہو گی نظر یار کا جلوہ کیسا
سر کی چوٹ انکو ادھر لگی ہے دکیسا
حشر مین سینے کے دیکھے دل بیتاب کا تیر
جب جگانے ٹھٹھکے دروازہ کا پردا کیسا

اپنا ہاتھ اپنی چھری اپنا گلا ہی اکدن
گھر بھی میدان ہوا جاتا ہے صحرا کیسا
دیکھو رہ جاؤ گے دم توڑ کے دیکھو مجھے
دور آ پہنچے ہین اب ٹھکانا کیسا
کسنے یون سینا دھارا ہے خبر مجھکو نہین
جب مین گھبراتا ہون سمجھاتے ہین کیسا کیسا

خنجر و بازو قاتل کا بھروسا کیسا
اُسنے دیدی ہے زبان آج دہن مین کسکے
جانبر کھیلنے والیکا تماشا کیسا
روکتی اپنی طبیعت کو ہم اس فکر مین تھے
اوٹھا جوش ہے مردست تمنا کیسا

سرکو ٹکراؤ زمین پر ارے وحشت دل
منھ کو رہ رہ کے یہ آتا ہے کلیجا کیسا
آ ہی جی کھولکے کھینچینگے سر بزم ہم آج
لو وہ آ ہی گئے آپکا ارادہ کیسا
بار نہوگا کا احسان بھی دیگا جلاد

ملکہ بلقیس ثانی اپنی زوجہ کا نام لیکر لاچین بہت رویا کہا خواجہ کاشکے ہم دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ معزول کردہ سلطنت گرفتار دام محنت و مصیبت ایک ہی مقام پر قید ہوتے وہ ہمکو سمجھاتین ہم اونکو بہلاتے بقول شاعر شعر قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو ۔ یہ بھی ہماری تقدیر مین نہ تھا اتنا بڑا فراق کہ جسکا انجام ممکن نہین مگر اے شہنشاہ اوج عیاری اب نصف طلسم کی سیر کر چکے تا بدربند مہر و ماہ گئے طلسم صندل فتح کیا باغ سیماب کی سیر کی سحاب جادو کو کشتہ کیا کہین یہ بھی سنا کہ زوجہ بادشاہ سابق طلسم یہان قید ہے عمرو نے کہا اے لاچین بخدا مین ایسے ایسے مقامات پر گیا کہ اونکا ذکر اگر کرون تو سالہا سال گذر جائین غرض خلاصہ بیان کیا بارہ برس مین ایسے ایسے ساحرون سے مقابلہ پڑا کہ جنکا عدیل و نظیر اب ممکن نہوگا افراسیاب کی کمر توڑ چکا ہون نہین معلوم اسمین کیا مصلحت ہے راز و نیاز پروردگار کا کون جانتا ہے کہ مجھکو طوفان یہان پکڑ لایا اس قیدخانہ مین قید ہوا کہ جہانسے امید رہائی نہیں لاچین نے کہا خواجہ آپنے یہ بھی سنا کہ افراسیاب مجھسے کیون باغی ہوا بڑا باعث یہ ہوا کہ مین مقدمہ مذہب مین ہمیشہ غور کرتا تھا خود ساحر ہون حالات سامری و جمشید سے بخوبی ماہر ہون سمجھتا تھا کہ سامری جمشید بھی انسان تھے زور سحر خدا بن بیٹھے ایکدن بیخبر منھ سے سر دربار نکل گیا کہ ہمارا مذہب بہت ضعیف ہے خود بخود دلکو اعتقاد ہوا کہ بیکار کی تشکیک ہے دین یزدان پرستی ٹھیک ہے یہ جو مینے سر دربار کہا یہ سب بھیا میرے دشمن ہوگئے افراسیاب نے ہر ایک کو یہ کہکر ملایا کہ یارو مذہب جدید دبا جاتا ہے سب نامرد اوسکے شریک ہو جب ملک و مال سے قبضے سے نکل گیا اور مین اس زندان طلسم مین آکر قید ہوا زوجہ بھی جدا ہوئی تب مینے پروردگار حقیقی کو یاد کیا یہ کہکر التجا کی کہ اے صانع ازل دل بکل ہی کچھ ایسا ظہیر ہو کہ قالب کو اس قید خانہ مین سرور

اب اوس معبود حقیقی کا شکر کرتا ہون کہ بزرگان دین میرے خواب مین آئے تسکین دی یہ مژدہ خوشخبری
سنایا کہ جب عمرو آکر یہان قید ہوگا تب ای لاچین تو بھی رہائی پائیگا لیکن نئی بات ہی بموجب مضمون
مقام مطلع جو طبیب بنا تھا دل وسکا کسی بیمار ہی ؛ مژدہ باد ای مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہی ؛ آپ خود
قید ہوکر آئے مجھے کیونکر چھوڑائینگے اس زندان مصیبت سے کیونکر امان پائینگے عمرو نے کہا ای شہنشاہ
لاچین وہ مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ایسا پیدا کریگا رہائی حاصل ہوگی انشاء اللہ تسکین دل ہوگی
یہ مجھکو بڑا افسوس ہی اگر قوسن جادو اک بات کے واسطے مجھکو اپنے قلعہ مین قید کرتا مین عیاری
کرکے نکل جاتا لیکن ارشاد بزرگان دین خالی از لطف مشیت الہی نہین ہی انشاء اللہ انجام اسکا بخیر
ہوگا کوئی تدبیر وہ پروردگار نکالیگا قدم ما بدولت کا اس قیدخانے مین آیا اب زندان طلسم شکست
تمھاری رہائی کا بندوبست ہوگا کوئی صورت تو پروردگار کریگا بشارت بزرگان مین ضرور کوئی بھید ہے
ای لاچین رہائی کی امید ہی اوس زندان خانہ مین لاچین و بدیع و تصویر کا کلام حسرت انجام کرنا
کبھی رو رہے ہین کبھی حسرت پر اشکون سے منھ دھوتے ہین کبھی قفس آہنی مین سر ٹپکتے ہین مثل طائر
نو گرفتار اوس قفس آہنی مین پھڑکتے ہین سب سے زیادہ تصویر کی بیقراری لیکن حالات ہوشربا سنکر
شہنشاہ لاچین دنگ ہوگیا بقدمہ بربادی حجرہ ہفت بلا کی مرتبہ مکرر پوچھا کیون خواجہ تاریک
شکل کش کیونکر قتل ہوئی کسی جام حجرہ بلا نے مجھکو بھی پوچھا عمرو نے کہا زبانی زال جادو کے اتنا
دریافت ہوا تھا جب حجرہ اول پر افراسیاب پہونچا اور اپنے معشوق کو ذبح کرکے خون پلایا تو مشعل
نے پوچھا تھا کہ شہنشاہ لاچین کیا ہوا زال نے کہدیا اوسنے انتقال کیا لاچین نے کہا یہ افراسیاب
ہی کا کام تھا ہم اگر لیتے جاتے کیا مجال تھی کہ یہ قواعد ہمارے سامنے صرف کرتا انتہا یہ کہ بھوگ دیتے ایک
آدمی غلام خریدا ہوا حوالے کرتے نہ کہ معشوق افراسیاب جلاد ہی جب تو ہماری گرفتاری مین اسکو
افسوس ہوا اتنا بڑا اہتمام کر بیٹھا مینے اسکو گودیون مین پالا سحر سکھایا گھر بار کا اختیار دیا جب آیا
بھیجا مجھکو گرفتار کرکے لیجا اپنے حقوق اپنے یاد دلانے اس بیحیا جلاد طبیعت میمون خصلت نے منھ
پھیر لیا جواب بھی نہ دیا خواجہ عمرو نے ذکر قتل مشعل جو کیا لاچین وجد کر رہا ہے بدیع الزمان
کہتے ہین کہ ای لاچین بلکہ تصویر ہم پر طعن و تشنیع کرتی تھین کہ تمھارے عزیز بڑے بڑے جلیل رتبہ
تھے کسی نے خبر نہ لی آپنے سنا کہ جس دن سے ہم قید ہوئے افراسیاب آرام سے بیٹھتے نہین

دیا اگر ہفت دربند درمیان مین نہوتے تو فرزند میرا نور الدہر فتاح طلسمات عالم ہی گیارہ برس کے
سن مین اوسنے بہت بڑا طلسم گوہر بار سلیمانی مکلل خان جادو کو مطیع کر لیا ہزارون ساحر قتل کیے علاوہ
اوس فرزند کے شاہزادہ ملک قاسم بھتیجا میرا کہ ساتھ میرے دعوی ہمچشمی کرتا ہی اگر دریاے آتش ہوتا
وہ نذر کرتا بھائی رستم پیلتن علم شاہ نوجوان والد نامدار صاحبقران زمان یہ سب مین طلسم ہوش ربا
ہلا دیتے آسمانکو زمین سے ملا دیتے یہ بھی اونکو خیال ہو کہ فتاح طلسم تو جا چکا قاتل افراسیاب اسد
نامدار ہو اے لاچین یہ بھی ایک ستم ہے جسکے نام پر فتاحی طلسم لکھی ہو علاوہ اوسکے اگر کوئی جاتا ہے
مبتلاے بلا ہوتا ہی اسوجہ اور کوئی نہ اسکا دربند بھی حایل ہین راہ نے بھی مجھکو مجبور کیا لیکن انشاء اللہ
اے لاچین افراسیاب آرام نہ پائیگا ہاتھ سے اسد کے مارا جائیگا اسد نوجوان میرا بھانجہ ہی مین بھی
حیران تھا کہ سب جا بجا پہنچے میری محبت سے ہاتھ اوٹھایا لاچین نے کہا آج خواجہ کے آنے سے عید
ہو گئی جبدن سے مطیع الاسلام ہوا اور اس بلا مین پھنسا آپکی زیارت کا مشتاق تھا عمرو نے کہا
خدا نکرے تمھاری طرح کوئی مشتاق ہو آپ ہی کا اشتیاق مجھے قید خانے مین لایا تصویر قفس مین بھی
رہی ہی کہ قفس سے نکلکر کیونکر خواجہ کے گرد پھرون حال عیاری خواجہ سے واقف بھی ہو چکی ہو ناظرین
کو خیال ہوگا کہ جلد دل مین پہلی ہی داستان ہی بدیع الزمان کا سر کاٹا جاتا ہے شکارگاہ سے
واپس آتا ہے خواجہ جا کر شرارہ جادو کو مارتے ہین بدیع الزمان کو رہا کر کے نکلتے ہین ملکہ تصویر کا
باغ راہ مین تھا اوسی باغ مین آ کر یہ آفتین برپا ہوئین تھین اول عفریت طلسم تالاب سے نکلا تیر و کمان
سے اوسکو مارا جب تصویر کو ساتھ لیکر باغ سے نکلے تب اژدر طلسمی تالاب سے پیدا ہوا وہ تصویر بدیع الزمان
کو نگل گیا ظاہر ایک وہ کوئی ساحر تھا ہوشربا مین لیکر آیا پکار کر وہ اژدہا کہہ بھی گیا تھا کہ اے عمرو تو تو
انکے سامنے سے غائب ہو گیا بدیع الزمان کو لیے جاتا ہون اب تا روز قیامت انسے ملاقات
نہ ہوگی پھر بھلا مجھکو کب آرام آتا تصویر باغ باغ ہو آج دل کو غم سے فراغ ہو سکتی ہو کیون اے شہنشاہ
لاچین ہمارے وارثونکو دیکھا ہر چند کہ ہم قید مین لیکن افراسیاب کی جان پر بنی ہو ہم سنتے کہتے
تھے کہ اور کوئی جاے نہ آئے خواجہ عمرو ضرور جانبازی کرینگے سنا تھے کہ افراسیاب کا
زوال دولت قریب ہی ہمارے نانا جان نے کیا کیا عیاریان کین حال تباہی حجرہ بلا سنکر لاچین
عالم وجد مین ہے عمرو نے کہا اے شہنشاہ مین اپنی زبان سے اپنا حال مفصل نہین بیان

کرنا خدا افضل کریگا زندان طلسم سے چھوٹو گے منشی احمد حسین قمر نے بڑی شد و مد سے لکھا ہے
مقامات چھڑو بلا پڑھکر ہوش درست نہ رہینگے پڑھنے والے آفرین آفرین کہینگے ایسی ایسی عیاریان مین
کرا افراسیاب جسکے نام سے کانپتا ہی مجبور ہوگیا کہ میرا آقا اس طلسم مین نہ آسکا اسد کے پاس کوئی
تحفہ نہین ساحران غدار سے مقابلہ ایک ایک ہی زمانے کا سامری و جمشید اتنا بڑا ساحر ہو کہ کوئی
اوسکو جواب نہین دیسکتا جس دن سے اوسکے مقابلے مین آئے دن کو مرے رات کو بھرتی آدھے
افراسیاب نے چاہ زمرد پر میلا کیا تھا کھڑے کھڑے لشکر اسلام کو شکست دی سب سردارون کو
دیوانہ کرکے بلالیا صرصر و بہار الامان الامان کرتی ہوئی لشکر سے نکل گئین افراسیاب کے سامنے
جاکر حاضر ہوئین ان سبکو افراسیاب نے قید کرلیا مجھے تلاش کرنے لگا اس وزیر نے خدا وند لقا بنکر
عیاری کی سب سردارون کو اونسنے چھوڑایا میلے کو لوٹ لیا افراسیاب جب آیا اور میلے کو پامال
دیکھا اپنے سردارون کا وہ حال دیکھا اے شہنشاہ لاچین ادس دن کا غصہ افراسیاب کا مجھکو
یاد آتا ہے سات شبانہ روز ہم بھاگتے پھرتے تھے افراسیاب اگر شکست دیتا تھا ساتوین دن
آخر ایک مقام پر جھر عیاری کی افراسیاب کو دم دیکر بٹھایا جہان بارگاہ تھی وہین لاکر اتار دیا
اوس جھمیلے مین بڑی مشکل سے جان بچی صدہا مرتبہ ایسے ہی معاملے در پیش ہوے ہر مقام پر جان
کے لیوا پیش ہوے اوس حافظ حقیقی نے ہر جگہ بچایا انشاء اللہ اب تمکو بھی لیچلین گے اکیلے نہ جائینگے
لیکن کیون اے لاچین اس قیدخانے مین کوئی آب و دانہ بھی پہونچانے آتا ہے کچھ تدبیر کرینگے
لاچین نے کہا ای خواجہ یہان کا بند و بست بہت سخت ہی خود ہی توس اس قیدخانے مین آتا ہے
کلام بھی نہین کرتا عیاری کیسے کروگے آب و دانہ معرفت یوذینہ ابلق سوار کے پہونچتا ہی وہ بھیا
سنگدل کھڑے کھڑے آبا فی کس دو دو روٹیان ایک ایک آبخورہ پانی کا قفس مین رکھکر چلا جاتا ہے
کیسے عیاری کیجیے گا خواجہ بیان دال گلنا دشوار ہے عمرو نے کہا خیر انشاء اللہ اب تو قدم ہمارا آیا
بربادی توس حصار ضرور ہوگی یہ غیر ممکن ہے کہ ہمارا قدم آئے اور یہ ملک آباد رہجائے بلکہ تصویر
آج بارہ برس کے بعد ہنسی خواجہ کے تسکین دینے سے مثل عندلیب خوشنوا پھولکر قفس مین بیٹھی یہ اشعار
نواب فدا حسین خان صاحب کے پڑھنے لگی اشعار موافق مضمون مقام

نظم

ہو چکی دور خزان فصل بہار آئی ہی	بہر نظارۂ گل بلبل زار آئی ہی
	پھر صبا باغ مین ہر سو پہ پکار آئی ہی

اشور بلبل ہے فدا فصل بہار آئی ہے	غنچل سر سبز ہے پھولوں سے بھرا ہے گلشن	بلبلو تمکو مبارک ہو بہار آئی ہے

خواجہ کے سامنے ملکہ تصویر کے پیچھے مصیبت میں قید ہونے قہقہے زیادہ سبکے دل لگنے کا باعث ہے خواجہ نے ابتداے طلسم ہوشربا شروع کر دیا اپنی عیاریاں برق کی مکاریاں چالاک کی چالاکیاں ضرغام کی بیباکیاں مہتر قران کی سرہنگی سرداران کے سحر عشق اسد بعید شدہ داستان داستان بیان کر رہے ہین جس مقام پر چھوڑ دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہے لاچین کہتا ہے خواجہ اشتیاق مین نیند نہ آئیگی یہ جلد تو ضرور بیان کر دیجیے خواجہ فرماتے ہین یہ پل پریزادن کی داستان ہے اسمین خلعت ملنا چاہیے لاچین عرض کرتا ہے بیان تو تحسین و آفرین حاضر ہے خواجہ فرماتے ہین اسے میرا پیٹ نہین بھرتا کچھ نقد دلوایے لاچین نے عرض کی کہ اے شہنشاہ عیاریان اگر خدا نے اس قید سے رہا کر دیا متعلق اسی قیدخانے کے ایک خزانہ کثیر ہے چالیس کوٹھے جواہر کے اسمین ہین سب آپکو دونگا خزانے زلیخل کے گھر اکر دونگا عمرو نے جواب دیا ہے آپکو سلطنت طلسم ہوشربا دیدی ہفت اقلیم کا بادشاہ کیا اب تو آپ امنی ہو لاچین جواب دیتا ہے خواجہ ہنستے گھر لٹتے ہین بڑی قید کی تکلیفین اوٹھا چکے ہر رنج کے بعد راحت ہے اوسکی عنایت پر دلکو توت ہے اسوقت تو قصہ کہانی ہے پروردگار آنکھوں نے دکھا دیگا حقیقت مین یہ خزانہ آپکی خدمت مین حاضر کرونگا خواجہ و لاچین و تصویر و بدیع الزمان زندان طلسم مین انھین باتون مین مصروف ہین ان سبکو اس حال مین چھوڑیے انشاء اللہ صورت رہائی تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی فراق خواجہ مین بیقرار ہو کر براے شکار جانا اور قید ہو کر تا بہ توسن حصار پہونچنا و ذکر رہائی خواجہ و لاچین و بدیع و تصویر و دیگر حالات عیاری چالاک بسر شہنشاہ نیلم حمزہ

تماشا دیکھنے کیواسطے ہر سو نکلتے ہین		پری پیکر سنواری شام کو گیسو نکلتے ہین
سر بازار بن ٹھن کر جوان خوشرو نکلتے ہین		کسون کیا من کہ جی دینے کو سو پہلو نکلتے ہین

تڑپ جاتا ہے دل بے ساختہ آنسو نکلتے ہین

	جو عاشق ہے وہی کچھ خوب اسکو پرکھ جاتا ہے	حیا و شرم کر پردے مین جلوہ انکی ظاہر ہے

اگر ناز و ادا پر کام اپنے دل کا آخر ہے
حجاب یار بھی اک شعبدہ عاشق کی خاطر ہے
کبھی تو ہاتھ پردے پے کبھی بازو نکلتے ہین

چمک مضمون بیتی جیسی کہ لعل ہے دغلطان مین
سمندر سے نہین ہی فرق اصلا کچھ دیوان مین
شرف جو طبع مین ہے کب بھلا ہی ابر نیسان مین
مسلسل ہو غزل کیونکر نہ یا دسلک دندان مین
ہزارون اس مین کے شعر مین پہلو نکلتے ہین

رہین اس باغ مین ہم بابن بلبل کے نہین یارا
تلاش عارض گلگون مین اب ہو بین آوارا
گریبان جیب کل کیطرح ہو صد چاک اپیارا
تمھاری دیدبازی کی تمنائے ہین ہم ما
مگر ہم اس چمن سے اب برنگ بو نکلتے ہین

جگر پر یاد مژگان کی ہر اک دم تیر لگتا ہے
تڑپتا ہے جگر شوق شہادت دل مین پیدا ہے
نہین مین جھوٹھ یہ کہتا کہ یہ خنجر آگے کعبہ ہے
تمھاری راہ مین سر گشتہ ہونیکی تمنا ہے
ہتھیلی پر دھرے سر عاشق ابرو نکلتے ہین

سحر کیا آفتاب خم کو وقت شام دے ساقی
طبیعت کو ہی بے کیفیتی آرام دے ساقی
نشے پھر زنگ نشے کا مے گلفام دے ساقی
برائے ساقی کوثر مجھے اک جام دے ساقی
جماہی آرہی ہے آنکھ سے آنسو نکلتے ہین

جو غافل ہی اوسے کب اعتبار بزم دنیا ہے
یہان راحت کا عالم خواب ہی عشرت تماشا ہے
خیال آغاز مین انجام کا کچھ خوب ہوتا ہے
نہ خوش ہو اسقدر انجام غم شادی کا ہوتا ہے
ہنسی آتی جہان افراط سے آنسو نکلتے ہین

نہین ممکن کہ حاصل ہو کبھی جوش سودا کو
تلاش یار مین جنگلون مین چلکر سارے دنیا کو
لگولے یاد دلواتے ہین اوسکے قد بالا کو
جو یاد زلف و چشم یار مین جاتا ہون صحرا کو
تو لیکر مشکنا فے نذر کو آہو نکلتے ہین

ہر اکدم گیسوئے حمدار پر افشان چمکتی ہے
مجھے حیرت ہے روی یار پر افشان چمکتی ہے
تصور سے در و دیوار پر افشان چمکتی ہے
تماشا ہے کہ زلف یار پر افشان چمکتی ہے
گھٹا آتی ہے جب برسات مین جگنو نکلتے ہین

پریشان خاطر و آوارہ کیا کیا ایسا ہو نہین
نہین ممکن کہ دام رنج و ایذا سے رہا ہون مین
ستم مین مبتلا افسوس ہے بعد از فنا ہو نہین
کسیکے لیٹے لپٹے گیسوؤن پر مر گیا ہون مین
جو بعد مرگ تربت پر گل شبو نکلتے ہین

ہمیشہ یاد مین اوس رخ کی ہون آئینہ سان ششدر
پس از مردن بھی کہتا ہے یہی اپنا دل مضطر
نہین آرام کیصورت ہے کوئی خاک کے اندر
تمھاری زلف و ابرو نے غضب نازل کیا مجھپر
کبھی تو سانپ مرقد مین کبھی بچھو نکلتے ہین

کوئی جھوٹا جو سوتی ہو اوسے کیا خاک زیبا ہے
تمھارا قول کیا آباد کو دلسے خوش آیا ہے
جو سچا ہے سو سچا ہے جو جھوٹا ہے سو جھوٹا ہے
بناوٹ سے پسینہ بھی نہین آنکھون نہین آتا ہے
جو دل مین درد ہوتا ہے تو فوراً آنسو نکلتے ہین

چہرہ نگار کنندگان طایر مضامین داستان رنگین و شہسواران سمند تیز گام قصص فصاحت آیین شایان بیان بلند پرواز کلک صحراے بر فضاے بیان مین آمادہ شکار ہے۔ نظم

کہ ہو طایر فکر دم مین اسیر
چلون سوے صحرا برسم شکار
قمر آہوے فکر ہے تیز رو
بتائید خلاق لیل و نہار
عقاب قلم یون ہوا اوج گیر
سمند قلم ہے مراد در رو

جب عمرو بن امیہ ضمری کو طوفان قہر نگاہ لشکر سے اوٹھا کر لیگیا تمام اہالیان لشکر کو ایک داغ تازہ دیگیا مہرخ و بہار وغیرہ تو یہ کہکر روئین کہ فتح طلسم ہوشربا ذات پر خواجہ عمرو کے موقوف ہے اونکا نہونا باعث بربادی لشکر ہوگا اب قلعہ طلسم کیونکر سر ہوگا مہ جبین الماس پوش بھی انتہا کی بیقرار ہوئی شب کو اسد نامدار جو بارگاہ مہ جبین مین تشریف لائے دیکھا کہ کنیزین بیچ مین ملکہ مہ جبین بیٹھی رو رہی ہین اسد نے آکر تسکین دی کہا ملکہ خیر تو ہے مہ جبین نے کہا اے شہریار خدا خدا کرکے یہ دن نصیب ہوا کہ حجرہ ہاے بلا یاقوت خونخوار خون تھوک کر مری ظلمہ عفریت خونخوار ہوئی اب قصد ہوا تھا کہ سمت دریاے نیل کوچ ہوگا حضور کو لوح ملیگی یہان اوسکا بدلا یہ ہوا کہ خواجہ عمرو کو طوفان اوٹھا کر لیگیا صدہا ساحر واسطے خبر کے گئے ہر ایک نے آکر یہی جواب دیا کہ طوفان خواجہ کو لیکر شہر نیلم حصار مین گیا ہوگا اب وہان تک پہونچنا دشوار ہے اسوجہ سے طبیعت انتہا کی بیقرار ہے ہر وقت مجھکو یہی خیال ہے کہ آپکو خدا دشمنون سے بچائے کوئی افتاد نہ پڑجائے افراسیاب ظالم اظلم آٹھ پہر آپکی گرفتاری کی تدبیر مین حیرت سی

فقرہ مین مصروف کہ جو کوئی اسد کو گرفتار کر لائیگا انعام و اکرام پائیگا کئی مرتبہ مین نے سنا صرصر و
صبا رفتار وغیرہ فقیر بنکر آٹھ پہر لشکر مین پھرتی ہین خدا اونکے شر سے محفوظ رکھے حساب برآئے
خدا آپ سوائے بارگاہ کے کہین تشریف نہ لیجائین آٹھ پہر ہول کھاتی ہون اسی خیال مین پسی جاتی ہون
کئی مرتبہ صرصر نے عیاری کی مددگار اونکا افراسیاب اگر کسی بڑے ساحر کو اونکے ساتھ کر دے وہ
دشمنونکو لیجا پھر مین کدھر جاؤنگی تڑپ تڑپ کر مر جاؤنگی خواجہ عمرو کے ہونے سے بڑا اطمینان تھا دین
یہی گمان تھا جو کوئی ہمکو قید کریگا خواجہ عمرو جاکر چھوڑا لائینگے ہمکو کون قید کرسکیگا اونکا نہونا بڑی مصیبت
ہی سر پہ تازہ آفت ہی اس طرح بیقرار ہو کر ملکہ مہ جبین سے کہا کہ اسد تڑپ گیا کہا ملکہ نہ گھبراؤ انشاءاللہ
مین اپنے نانا جان کو خود تلاش کرونگا مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا ای شہریار ایسا نفرمایے
اپنے کو نگاہ دشمن سے بچایے ساحر وغیر ساحر سب آپکی فکر مین ہین دشمن اسی ذکر مین ہین کہ طلسم کشا
کو پائین دشمنونکو خاک مین ملائین ہر چند مہ جبین نے سمجھایا اسد نے رنج مین خاصہ نوش نہ کیا شب بھر
آہ آہ کرکے سحر کی صبح کو سب سردار برسم ملازمت حاضر ہوے بہار و باغبان نے جو دیکھا کہ گل سا
چہرہ اسد کا کملایا ہوا ہتھیار لگائے ہوے بیٹھے ہین تیور پہ چہرے سے رنج و ملال ظاہر آنکھون مین آنسو بھر
ہوے بہار نے آتے ہی اسد کی بلائین لین پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہی آج آئینہ رخسار پہ گرد ملال
ہی کیا خیال ہی باغبان نے دلدہی کرکے پوچھا دل تو اسد کا بھرا ہوا تھا آنکھون نے آنسو ٹپکا دیے
سب سردار گھبرا گئے کہا کیون شہریار خیر تو ہی آج بہت آپکو مکدر پاتے ہین ملکہ مہرخ سمجھین شاید ملکہ مہ جبین
سے کچھ تکرار ہوئی دست بستہ عرض کی اس کنیز بے تمیز کی باتون پر خیال نکیا کیجیے یہ کہکر مہ جبین کو
بہ نگاہ قہر دیکھا کیون بی بی وارث کی زندگی کو غنیمت نہین جانتی ہو ابھی تک تمھاری آنکھین
نہین سات برس گنبد نور مین قید رہین مزاج کی آئی نہین گئی مہ جبین رونے لگی کہا نانی اماں مین
تو آٹھ پہر انکی سلامتی کی نذر و نیاز کرتی ہون ہر وقت یہی خیال ہی انکو کوئی ملال نہو رات سے خاصہ نہین
نوش فرمایا فرماتے ہین ہم خواجہ عمرو کی تلاش مین جائینگے یہ سنکر سب سردار گھبرا گئے کہا ای شہریار برائے
خدا یہ ارادہ نکیجیے وہ خواجہ کو تا بہ کوہ نیلم لیگیا ہوگا مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار جنید
سردار اوٹھے کہا ائے شہریار ہم چارون سردار برائے تلاش عمرو نامدار جاتے ہین ادھر سے بھی واقف ہین
تا بہ کوہ نیلم جائینگے خواجہ کا پتہ لگائینگے لڑائی پڑیگی لڑینگے باغبان اوٹھا کہا ای ملکہ بہار ای رعد

وبرق وبرق لامع ہم بھی چلینگے اسد سے کہا آپ تکلیف نکرین ہم پانچون لشکر کے خواص خستہ ہین
اوس راستے کو اکثر طے بھی کیا ہے یہ رستہ بہت خراب ہی بڑے بڑے ساحران غدار رہتے ہین ملکہ فیروزہ
فیروزہ پوش و دخان سیہ وغیرہ حاکمان دربند کی عملداری ہی انشاء اللہ تابہ توسن حصار
جائینگے جس مقام پر پتہ پائینگے آپکے نمکخوار خواجہ کو تلاش کرینگے یہ کہکر اوسیوقت یہ پانچون سرداران
سلطو طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر اسد و مہ جبین وغیرہ سے رخصت ہوکے تلاش مین خواجہ عمرو کی
روانہ ہوگئے مہرخ نے اسد سے کہا اب تو آپ کو تسکین ہوئی یہ پانچون سرداران لشکر آپکے نامی افسر
واقفکار بھی ہین سحر مین بھی زبردست رسم وراہ سے بھی واقف تابہ توسن حصار تلاش کرینگے شاید
کسی دربند پر قید کیا ہو اور کوئی تلاش نہین کر سکتا اب آپ دربار مین تشریف لے چلیں صبح سے بارگاہ
مین سناٹا ہے اسد نے کہا اے ملکہ مہرخ بڑے افسوس کی بات ہی کہ خواجہ نے ہمارے واسطے اپنے
معشوق نانا جان کا فراق گوارا کیا آٹھ پہر ہماری حفاظت مین مصروف ہین اوپر افتاد پڑے ہمسے کچھ
نہو سکے چاہیے یہ ہے کہ اونکے واسطے کوہ و دشت و بیابان کی خاک چھانین لڑین بھڑین جان نثار کرین
اونکو تلاش کرکے لائین اونکو بھی ثابت ہو کہ ہماری مصیبت مین ہمارا فرزند کام آیا دیکھیے چالاک
گیا واپس آیا وہ ضرور چالاک کوئی کام کریگا یہی فرمائینگے فرزند اپنا کام آیا اسد سے کچھ نہو سکا شرم کی
بات ہے اب سردارون نے آپسمین صلاح کی یہ بات ٹھہری کہ یہ ضدی پہلوان ہی جو کہیگا فی الفور ہی کریگا
شکار کے نام سے انکو جانے دو ضرغام کو سمجھاؤ کہ دور نہ جانے دے پہر دو پہر شکار کھلا کر واپس لائے ضرغام
کو مہرخ نے اشارون مین سمجھایا ضرغام نے کہا بہت مناسب ہے پہرے مین آگے نہ بڑھنے دونگا ہنوز
سامان شکار تیار ہوا اسد نامدار و ضرغام عیار چند سوار ہمراہ لیکر بہر شکار چلا صندلان صندلی پوش
خیمہ سے نکل آیا رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا شہریار غلام ضرور ساتھ چلیگا اسد نے کہا تمہارے ساتھ تو جھگڑا
ہی گوہر جادو تمہاری عاشق صادق ہی تم چلوگے وہ بھی ساتھ ہوگی مجھکو ساحرون کا ساتھ رہنا
بہت ناگوار ہوتا ہے صندلان نے کہا اے شہریار کیا مین ملکہ گوہر کا تابعدار ہون حضور کے نام پہ
نثار ہون مین اونکو منع کردونگا شکار مین عورتون کا کیا کام ہے یہ کہکر صندلان سوار ہوا چند
صندلی پوش ہمراہ لیے گوہر جادو تڑپ کر نکل آئی صندلان نے کہا ملکہ شکار مین تمہارا کیا کام ہے
شام کو ہم شاہزادے کے ساتھ واپس آئینگے شب کا خاصہ یہین کھائینگے گوہر خاموش ہو رہی

اسد نامدار بصد شوکت و دبدبہ سمت صحرا برائے شکار چلے ضرغام ہمراہ رکاب سعادت انتساب حاضر
ہی لعل سخندان نے قصد کیا تھا عرض کریگا حوصلہ نہ پڑا مہرخ نے کہا گوہر جادو کے مقدمہ میں
وہ پہلے ہی اعتراض کر چلے ہیں تمھارے کہنے سے اور آزردہ ہونگے کسیکا کچھ زور نہ چلا کنارہ کیے
لشکر کے سب سردار پلٹ آئے اسد غازی صحرا میں پہونچے فرمایا اے صندلان لشکر ساحران
میں آکر سب شغل ترک ہوئے صحرا میں آکر فرصت حاصل ہوئی شکار کا لطف ملیگا ساحر جانوروں پر
سحر کرتے ہیں تیر اندازی کا لطف بھی جاتا رہتا ہے یہ کہکر اشارہ کیا باز بحری وغیرہ چھوٹے شکار بازیان
پرند ہونے لگا جب دن زیادہ چڑھا اسد نے فرمایا اے ضرغام کوئی آہو دستیاب ہوا ضرغام نے
کہا بیٹے ہرکارے روانہ کیے ہیں خبر آیا چاہتی ہے یہ ذکر تھا کہ ایک گنوار نے آکر عرض کی حضور دو
کوس پر دھانوں کا کھیت ہے چند آہوان صحرا وہاں چرتے ہیں مصروف ہیں اسد نے مرکب اٹھایا
صندلان وغیرہ ہمراہ دور سے دیکھا حقیقت میں چند مادہ آہو بیچ میں ایک آہوے کلان دھانوں
کے کھیت میں چرانے میں مصروف ہیں اسد نے کہا اور سب آہوؤں کا سب صاحبوں کو اختیار ہے بیچ
میں جو آہوے کلان ہے اوسکو ہم شکار کرینگے یہ کہکر گھوڑے بڑھائے ان وحشیوں نے جو صیاد دیکھے
جست کرکے بھاگے اسد نے اوس آہوے کلان پر گھوڑا ڈالا ضرغام بھی تعاقب میں جاتا ہے لیکن کب
صبا دم تیز رو وہ کنوتیان بدلے ہوئے طرارے بھرتا ہوا جاتا ہے اکثر پیچھا آہو کا وہ تھمنے کب
بے بل جاتا ہے اسد چاہتے ہیں نیزے سے شکار کروں کر چھال بھرکے آہو نکلجاتا ہے آخر تھک کر ضرغام
بھی بگیا لیکن نشان کو گرد کے دیکھتا ہوا جاتا ہے تنہائی پر اپنے آقا کی گھبراتا ہے پیچھے قراول
بھی افتان وخیزان چلے آتے ہیں اسد نے پانچ کوس پیروی کی آہو پر غصہ ہے ایک مقام پر نہر
تھی وہاں آہو ٹھہرا چوکڑی بھولا اسد نے تیر مارا پٹھے کو توڑ کر پار گذرا آہو گرا اسد گھوڑے سے کودے
قرولی نکالی آہو کو ذبح کیا ضرغام بھی قریب آیا دور سے اونے دیکھا آقا مشغول ہے ہیں اسد مشتاق
ہیں کہ کوئی ساتھ والا آئے آہو کو شکار بندے باندھکر لیچلیں عقب میں صندلان صندلی پوش بھی
جستجو میں اپنے آقا کی آتا ہے ضرغام قریب پہونچ چکا ہے کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا اسد شیردل کو اوٹھا
لیگیا ضرغام دوڑا صندلان صندلی پوش گھوڑے سے کود پڑا آنکھوں سے دیکھا اسد نامدار تو
غائب ہے گھوڑا کوتل پھر رہا ہے آہو اوسی مقام پر پڑا ہے صندلان نے گریبان پھاڑ ڈالا ضرغام بھی پھاڑ رہا

کھانے لگا بیلچے تو اول اسی مقام پر جمع ہوئے ضرغام تمام جنگل میں ڈھونڈتا پھرا دو دو تین تین کوس گیا
کہیں نشان اپنے آقا کا نہ پایا آخر سبکی صلاح یہ ہوئی لشکر میں چلو ملکہ مہرخ سے اطلاع کرو یہاں جنگل
میں مارے مارے پھرنے سے کیا فائدہ ہوگا روتے پیٹتے خاک اوڑاتے پلٹے یہاں ملکہ مہ جبین وغیرہ
انتظار میں ہیں کہ لشکر میں رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی مہ جبین نے گھبرا کر پوچھا یار و خیر تو ہے
کیا قیامت برپا ہوئی ضرغام و صندلان روتے پیٹتے بارگاہ میں آئے تمام کیفیت شکارگاہ کی عرض
کی اپنے آقائے نامدار سے چھوٹ آنکھوں کے سامنے سے کوئی اوٹھا کر لیگیا ہمسے کچھ نہ ہو سکا آخر ناچار واپس آئے
ملکہ مہ جبین نے تاج سر سے مار کہا صاحبو اسی وقت سے میرا کلیجہ دھڑک رہا تھا دل کہتا تھا کہ انکا لشکر سے نکلنا
بہتر نہیں ہے ہائے میرا کہنا نمانا تمام لشکر میں شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر خرد و کلان دردمند ہوا سرکار سے
چلے بہت سے سادہ بہر جستجو باز و عقاب بنکر گئے قضائے کار ملکہ بران نے اپنی کنیز کو واسطے خبر کے بھیجا
تھا کہ لشکر اسلام کی خبر لاوے وہ کنیز آشنو ہوئی کہ لشکر میں قیامت برپا تھی مہ جبین زمین پر تھی اشعار زبان پر جاری نظم

گره زکار چو بکشا د بیقراری ما
بہ پنجۂ عجبے داد بیقراری ما
جو بار بار شود یار ما دیگر
گرفت مصلحت وقت تنگاری ما

وگرچہ سود دلا از فغان وزاری ما
گل مراد بباغ امید ہا نشگفت
چہ احتیاج بود یار را بیاری ما

ببیقراری ما سوز دل قرار گرفت
قرار یاب بہ پاس این امیدوار اے ما
مکن تلاش ہائی ز قید غم مخفی

کنیز بران نے گھبرا کر عرض کی کیوں حضور خیر تو ہے ملکہ مہ جبین نے
کہا فلک نے ہمکو لوٹ لیا دو ہفتے گذرے خواجہ کو طوفان قہر نگاہ لشکر سے اٹھا لیگیا کسی سے کچھ نہ ہو سکا آج طلسم کشا
صاحب واسطے شکار کے گئے تھے کوئی دشمن لگا ہوا تھا اوٹھا کر لیگیا کس سے فریاد کریں ملکہ بران سے
کہنا ابکی فتح کی شکست ہوئی اب ہمکو امید فتاحی طلسم ہوشربا نہیں ہے خواجہ عمرو کو بھی دشمنوں نے
قبضے میں کیا طلسم کشا کو بھی لیگیا اب کون صورت فتح کی ہے اپنی تو یہ کیفیت ہے شعر جو عاشق ہو تو کچھ
سمجھے یہ نکتہ بیجانی کا ٭ ملا ہے حکم کیوں سجدے میں ہمکو جبہ سائی کا نظم دیگر

حیا بڑھنے نہیں دیتی ارادہ ہے جوانی کا
ذرا محفل میں تیر لگیا میری کہانی کا
نگاہوں سے سکتی ان سکی پی جا کیوں ظالم
قسیم اب تک کوئی عالم ہے انکی ترزبانی کا

اشارہ ہو کے رہجاتا ہے ہمپر مہربانی کا
خیال عذر ہے اب کہ آنکھیں بند کیا ہونگی
لبوں لگا ہوا ایسا مزا دیتا ہے پانی کا

نہیں سنتا الٹے لب دل لگا کر کوئی غربت کا
نجا لیگا لگا ہونے تعلق پاسبانی کا
خیال عدو دیکھا کو تسلی بخش ہے لیکن

صاحبو ہم رات سے سب صاحبوں سے یہی کہتے تھے انکو لشکر سے نہ نکلنے دو

کسینے ہمارا کہنا نہ مانا شکار کے حیلے سے وہ نکل گئے کسی ساحر کو بھی ساتھ نہ لیا اب کون جستجو کرے باغ جہان وبہار میلے ہی جا چکے یہ کیفیت مصیبت سنکر کنیز بران روتی ہوئی بھاگی یہان ملکہ بران باغ نگارین مین جلوہ فرما تھین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ اب لشکر کسی طرف دریائے نیل کے ہوگی نہین معلوم مواج نے کیا کیا نے کنیز کو بھیجا ہے خدا کرے خوشخبری لیکر آئے ہمارا لشکر بھی تیار ہی دریائے نیل پر چلکر لڑائی پڑے راہ مین طلسم ہفت رنگ ضرور روکیگا اول کوہ ہفت رنگ فتح ہو دریائے ہفت تنگ و قصر ہفت تنگ پر اگر قبضہ کیا پھر دریائے نیل کا لینا کیا مشکل ہی لیکن دریائے نیل کا افراسیاب بڑا انتظام کریگا وہان ساحر کا نام نہوگا تیر و تلوار کی لڑائی پڑیگی طلسم کشا کی جرات کا امتحان ہوگا شگوفہ نے عرض کی حضور اسد شیر دل جرات مین حیدر سے شوکت مین جوان سنید ہی بڑے لطف سے لڑیگا لاکھون پر اکیلا جا پڑیگا سینہ سپر کردیگا خون کے دریا بہینگے بران نے کہا اے شگوفہ اگر بادشاہ جمجاہ بھی مع اپنے سردارون کے طلسم مین آجاتے تو دریائے نیل کی لڑائی کا لطف ملتا دوسری بات تو زبان سے کہہ نہین سکتی لاکھون نہین لڑنا صفون کو درہم برہم کرنا اس نوجوان کا کام ہے اگر وہ اگر اسد کے شریک ہوجاتے چشم زدن مین فتح پاتے اب تو مدت گذری ہمکو بالکل احوال دریافت نہوا کہ ادہر کیا گذری طرف طلسم ہوشربا کے قصد کیا تھا جنگلون مین حیران پھرتے ہونگے راہ طلسم ہوشربا ملنا دشوار ہی راہ مین بڑے بڑے ساحر ہین ہم اسی فکر مین رہتے ہین خبر بھی اب نہین ملتی کسکو بھیجین کون اون تک جاسکتا ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی بقول مخفی نظم

غم از حد گذشت آہ سحر افراختن دارد
سیاہ نالۂ آہم ہوائے تاختن دارد
اگر پروانہ را سوزد پر و بال عجب نبود
زہر استخوان یکبار دیگر یافتن دارد

زہر آلودہ تیر نالہ انداختن دارد
دل افسردہ ام تا کی درون سینہ ام باشد
در آن آتش سراپا شمع جان بگداختن دارد
ترا صرف غم دنیا تمامی عمر شد مخفی

ستمگاران سپاہ غم کہ غارت کند امشب
چو گل تر مردہ شد از دست خود انداختن دارد
بہ بر داد او دل ای فلک من غداری کرد
بکار آخرت ہم عمر را پرداختن دارد

اس طرح کی باتین کرکے بران بہت دیکھین شگوفہ سمجھانے لگی کہا حضور اونکا خدا حافظ ہی جس ملک مین قدم رکھینگے بہادر بےنظیر ہین فتح پا جائینگے لڑتے بھڑتے یہان بھی آئینگے یہ ذکر تھا کہ کنیز بران روتی ہوئی سامنے آئی بران ملول و غمگین ہوئی تھی کنیز کو جو بیقرار دیکھا گھبرا گئی کہا کیون جلد بیان کر کیا ہوا کنیز نے تمام کیفیت لشکر مواج بیان کی کہ خواجہ عمرو نے ایک رات مین چالیس لاکھ کا لشکر برباد کردیا طوفان قہر نگاہ آکر خواجہ کو گرفتار کر لیا آج اسد نامدار شکار مین غائب ہے لشکر اسلام مین تلاطم ہے ہوش و حواس ہر ایک کے

گم مہ جبین کے کلمات مصیبت آیات سے نہین جاتے، روزی پر اونکے کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہے خواجہ کے نہ ہونے
سے اور زیادہ انتشار ہے ملکہ مہرخ نے دست بستہ عرض کی ہر کہ بی بی طلسم کشا اور عمر کی خبر لینا یا عیاران
بہار رعد و برق و برق لامع و محمود بھی گئین ہین تا بہ توسن حصار یہ لوگ جاوینگے جہانتک ہو سکیگا
پتہ لگاوینگے مہ جبین نے کہا لو صاحبو غضب ہوا کیا فکر تھی کیا ہوا قصد یہ تھا کہ لوح کی خبر ملے لوح کیلئے
واسطے تلاش کیجائے طلسم کشا کو کوئی لیگیا اگر خدانخواستہ افراسیاب کے قبضے مین گئے دشمن کے کان ہو سے فوراً
قتل کریگا اگر اور کوئی لیگیا ہے پتہ ملجائیگا ملکہ مہرخ و مہ جبین کے فرمانے پر کیا موقوف ہے میرا جان و مال اسی
مین حاضر ہے خواجہ عمرو کو مین اپنا والد نامدار جانتی ہون سحر جاتی مین تمام عالم موجود تھا خشاق جادو
کو اونھون نے جاکر مارا کوئی وہان نہ ہو بچا مردیکو زندہ کیا مین اونکے واسطے کوئی کوشش نہ اوٹھا رکھونگی
فوراً جاونگی یہ کہکے اپنے مقام سے اوٹھی اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا مجلس نے کہا مین بھی ساتھ چلونگی تیران
کی آنکھون سے دریا اشکون کا جاری ہے بجلی لگی ہوئی ہے بات منھ سے نہین نکلتی کہا بیٹا مختار ہے مجلس بھی
تیار ہوئی ملکہ بران و مجلس اسیوقت طرف توسن حصار کے چلین انکا بھی ذکر وقت پر تحریر ہوگا حال [illegible]
اسد نامدار تحریر ہوتا ہے جب وہ خیمہ کمر مین پڑا اور تکیہ بلند ہوا متوجہ ہوا سے آنکھ بند ہوگئی بعد چند ساعت کے اوس
سیر بیشہ جرات شوکت و لیاقت کی آنکھ کھلی دیکھا مین ایک صحرا مین بیٹھا ہون ایک دیو مہیب بشکل عجیب بیٹھا
منھ پھاڑ کر بیٹھا ہوا ہنس رہا ہے کہتا ہے آج بعد مدت مدید و عہد بعید خداوند شیطان نے ایک لقمہ معقول بہم پہنچایا
ایجوان مجھکو حال پر تیرے رحم آیا مین منھ پھیلا کر بیٹھا ہون میرے دہن مین کود پڑ دانت نہ لگاونگا تجھکو ثابت
نگل جاونگا اگر اسکے خلاف کریگا ہڈیان چبا چبا کر کھاونگا اسد تو ہم سردار و ہم عیار ہین بے اختیار ہنس پڑے
کہا تجھ سے زیادہ ہمارا کون دوست ہے منھ پھیلا کر بیٹھے ہم پھاند پڑین آپ نگل جائیے ہڈیان نہ چبائیے دیو خوش
ہو گیا کہ یہ آدمی بڑا معقول ہے سمجھانے آنکھین بند کرلین منھ مثل قبر پلا کھولدیا اسد نے پہاڑ سے ایک سو من
کا پتھر اوٹھا کر دہن مین دیو خود و سر کے پھینک مارا دو دانت اوسکے ٹوٹے پتھر حلق مین سنگدل کے پھنسا
گھبرا کر آنکھ کھولدی کہا لقمہ الانسان کا بہت سخت ہے اسد کو جو سامنے کھڑے دیکھا سمجھا کہ دو دانت بھی
ٹوٹے خون منھ سے جاری چلو مین لیکر اپنا خون پینے لگا چیخ مار کر اپنے مقام سے اوٹھا آواز دی او
آدم زاد غضب کیا میرے دو دانت بھی توڑے اب تجھکو توڑ مروڑ کے کھاونگا یہ کہکر اسد پر چنگل مارا
اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک گھونسا مارا دیو چیخنے لگا غل مچاتا تھا او آدمی چھوڑ دے مین تیرے

کھانے سے باز آیا یہ کہکر لپٹ گیا اسد سے کشتی ہونے لگی اسد نے کولے پر لاد کے مارا لگھے کا لگھا زمین
پر گرا کود کر اسد چھاتی پر سوار ہوا کہا کیوں بھیا شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے دیو نے گھبرا کے کہا اے
جوان تیرا کیا نام ہے اسد نے کہا نبیرۂ کوہ کن سلیمان یہ سنکر دیو نے ایک چیخ ماری کہا ارے او ظالم
تیرے نانا کے ہاتھ سے شکست کھا کر پردہ قاف سے بھاگا اس صحرا میں آکر سکن کیا میں اپنے خداوند کو
تجھ سے چھوڑونگا اسد غصے میں اوٹھا شل شیر غضبناک ایک پانوں دونوں پاؤن پر دبایا ایک پانوں دونوں ہاتھوں
سے تھام کر زور کیا دیو خود سر کو چیر کر پھینک دیا جب اسد نے دیو کو مارا اب جو دیکھا تو وہ صحرا سنسان کف دست
میدان نہ انسان نہ حیوان اسد نہایت گھبرایا معلوم ہوا یہ دیو مجھکو دور اوٹھا لایا نہیں معلوم یہ کونسی سرزمین ہے
آخر مجھو سلاح ذات پر آراستہ ہیں تیغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا توکلت علی اللہ ایک جانب چل نکلے پیدل چلنے کی عادت
نہیں لشکر سے جدا تھے فراق محبوب ہر ایک کا خیال یہ اشعار حسرت آمیز زیب النسا ور دزبان کیے نظم

رہ بوادی جنون با دل پر خون رفتم
تشنہ لب آخر کار از لب جیحون رفتم
نالۂ زار دلم چون بانگ کار نساخت
سالہا بر اثر بخت ہمایون رفتم
باش بختی تو در بن خانہ کہ از آتش دلم

تا امید از در امید چو مجنون رفتم
ناخن سعی چو نکشاد گرہ از کارم
ہمچو فرہاد دل آزردہ مجنون رفتم
بر نیایم من از اندیشہ این کار برون
من چو فانوس ہم صبح بہ بیرون رفتم

دیدہ از اشک تہی گشت و دلم پارہ شد
صد گرہ در دل زین سلسلہ بیرون رفتم
بر نیامد ز لبم دہ رخ فال مراد
کز پی سیر چہاندا چنین چون رفتم
بیقرار و اشکبار تنہائی بادیہ پیمائی

نہ دوست مونس غمگسار تلووں میں آبلے پڑے خار صحرا پانوں میں گڑے تھے حضرت عشق نے یہ صحرای دشت
دہشت ناک دکھایا شکر ہے بھائی مجنون کا ورثہ پایا عشق میں پیروی حضرت مجنون کی جب ولازم ہے دیکھیے
منزل مراد کیونکر دستیاب ہو کاش تا بوادی نجد پہونچ جاؤں قبر مجنون پر جاکر فاتحہ پڑھیں روح کو اوستاد
نا دشاد کی شاد کریں انکی دشت پیمائی کو یاد کریں جب راستہ طے نہ ہوا جہانتک نگاہ کام کرتی تھی ہی دی دشت خون
حسرت انگیز آخروہ سرو بوستان صباحت قرائی نخل کے سایہ میں آکر ٹھہر رو رو کر یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار

فراق یار میں کیا زندگی جلا دیگی ہم کو
جگر کی پھانس ہے ہمدرد لگا گھا ہمدم
مری فریاد نے دونوں جہان تہ و بالا
ہے تا حشر جسکے زخم آلہ یہ وہ مرہم ہے

تپاں ہو صبح تا بسمل دم خنجر ہی جوہر ہے
فراق یار روز کی بلا تا تونکا ہی باعث
جہان تاثیر رہتی ہی وہ کوئی ورد عالم ہے
کشیدہ ہیں وہ تیغ ناز مجھپر کس طرح کھینچیں

ہم ہو چکے ہیں عمخوار کیا کیا عشق میں ہمنے
مرا بخت سیہ ہے اور پہلو ی شب غم ہے
ستم ہے عذر کرنا دل پہ خنجر مار کر ظالم
مقدر تو نہیں ہے حاسر تسلیم گو خم ہے

وصال یار مین تباہی یاں می کی کیفیت
گنہگار آرزو دل کی دل سوزاں جہنم ہے
مے سیلون مین جہنی ملے کیا کرتے ہو سرگوشی
بتا دو مجھکو تم آئینہ کسکی چشم پرنم ہے
جلال اس باغ مین عندلیب نوحہ گر مین ہون

جو دل خوش ہو تو مئی کا پیالہ ساغر جم ہے
دکھا کر اک جھلک شام جوانی ہو گئی ختم
ذرا مین مٹی سی ہوئی شوخی کیسا یہ ماتم ہے
کہ جسپر آشیان ہے نام اوسکا نخل ماتم ہے
کہ جسپر آشیان ہے نام اوسکا نخل ماتم ہے

دکھائی ہر تماشا کا عذاب دہر تری الفت
قیامت اس بیوفا کا وصل کی شب بھی محرم ہے
حقیقت کیا کہون شمع کی دل صدچاک ہے
وہ گیسو ہوگیا ہر دم پراگندہ دل جو برہم ہے
اسقدر شاہزادہ بیقرار و اشکبار ہے

قصد ہے کہ گلا کاٹ ڈالون اے اسد کدھر جاؤن اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ لون اس فکر مین کھڑا تھا کہ صحرا سے گرد
اڑتی دیکھا آگے آگے دس علم نشان دس ہزار سواران جرار کا ایک بادشاہ پر تخت پر سوار تاج شہریاری سر پر
لباس فاخرہ زیب جسم ناگاہ اوسکی نگاہ جمال اسد نامدار پر پڑی کہ سایہ نخل مین ایک جوان مثل ماہ تابان سرو قد
سہی بالا بحر حسن و خوبی کا دُر یکتا زیر سایہ نخل مسلح استادہ ہے اس بادشاہ نے شاطر سے کہا دیکھو تو یہ جوان زیر نخل کون
کھڑا ہے اس حوالی کا رہنے والا شاطر بڑھا قریب اسد غازی آیا فر و شوکت دیکھکر خاموش کھڑا ہے کلام نہین کر سکتا
سراپا کو حیرت دیکھتا ہے اسد نے خود پوچھا اے شاطر کسکی تلاش مین ہے شاطر نے دست بستہ عرض کی کہ
ہمارا بادشاہ عالیجاہ ملک مراد شاہ حاکم قلعہ کوہ برآمد شکار نکلا ہے آپکا نام نامی دریافت کرنا چاہتا ہے اسد نے
جواب دیا اے شاطر جا کر کہدے کہ نام سے ہمارے سرزمین طلسم ہوشربا کے ذرے بھی آگاہ ہین سنکر جسے بیچاں ہین
تو نے ذکر سنا ہوگا شہسوار عرصہ یکتازی اسد بن کرب غازی بندۂ حقیر رب الارباب سر کوب افراسیاب
مشہور طلسم کشا اتفاق سے اس صحرا ہولناک مین گذر ہوا ایک ہوا دیوانہ آیا عنایت پروردگار کی اوسکو مار
اہالیان لشکر مہرخ و بہار وغیرہ تلاش کرتے ہونگے جا کر اپنے بادشاہ سے کہدے یہ سنکر وہ شاطر بھاگا
مراد شاہ سے تمام کیفیت بیان کی یہ سنکر مراد شاہ نے کہا بار وحشت سنا یہ وہ جوان ہے جسکی تلاش مین ساحر ہوشربا
افراسیاب کے ملک قبضے مین کر لیا افراسیاب نوبت بجان کار دیکھو تو قدرت لات و منات ہے کہ یہ جوان یکہ و
تنہا ملجاؤ اقبال افراسیاب کہکر فوج کو اشارہ کیا چار طرف سے گھیر کر اسی جوان کو گرفتار کر لو یہ جو مراد شاہ
نے کہا ایک سوار گھوڑے کو کڑکا کر صف سے نکلا کہا اے بادشاہ ایک حقیر پیدل مسافرانہ جنگل مین کھڑا ہے اسکے
واسطے فوج کی کیا ضرورت ہے اگر حکم ہو تو جا کر سنان نیزہ پر اوٹھا لون مراد شاہ کے منہ سے نکلا اے خیرخواہ یہ
جوان نبیرۂ صاحبقران ہے بارہ برس سے افراسیاب سے لڑ رہا ہے یون یکا یک مار جائیگا اگر کل فوج ملکر
گرفتار کرلے تو میرے نزدیک یہی بات ہے اس جوان کی جرات عین کرامات ہے اوس نے نمانا تو پھر فوج

تھا نیزہ ہلاتا ہوا چلا قریب اسد آیا پکار کر آواز دی او جوان چل تجھکو ہمارے بادشاہ عالیجاہ ملک مراد شاہ خراج گزار افراسیاب طلب فرماتے ہیں اسد تو غصے میں کفر اتھا جواب دیا کہ ہم کیا تمھارے بادشاہ کے نوکر ہیں وہ خود نہیں میرے قدمبوسی آتا بڑا مغرور ہو جا کر اوس سے کہدو کہ اگر قدمبوسی میں حاضر ہو ورنہ سزا پائیگا یہ سنکر اوس نے اس نیزے کو نکالا اور چاہتا تھا کہ سینے بے کینہ اسد نامدار پر نیزہ مارا اسکندر شان کو بچا کر گلو گاہ پر ہاتھ ڈالدیا اس طرح اوسکے ہاتھ سے نشکر جیسے ہیں نیزہ لیکر پھینکدیا اوس نے ہاتھ تلوار کا مارا اسکندر بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک جھٹکا دیا سوار سمند کے بل زمین پر آیا اسد جست کرکے پشت مرکب سوار ہوا نعرہ کرکے خود لشکر مراد شاہ پر جا پڑا صفونکو درہم و برہم کر دیا جسکے ہاتھ مارا اوسکے دو ٹکڑے تمام افسرونکو چشم زدن میں قتل کیا پروں میں تہلکہ پڑ گیا سوار و پیدل درہم و برہم اسد نامدار شیرانہ نہنگانہ لڑتا ہوا قریب بادشاہ کے پہونچا مراد شاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے تلوار چھینکر مراد شاہ کی پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈالکر آسانی اوٹھا لیا چاہا چرخ دیکر مارے مراد شاہ نے آواز دی ای شہریار الامان اسکندر کہا اے مراد شاہ امان بشرط ایمان اسد نے اوسی طرح تخت پر رکھدیا مراد شاہ اس خلق و مروت کو دیکھکر تخت سے کودا قدموں پر اسکے لیٹ گیا عاشق جمال محو دیدار تھا شوکت و جرات پر بیقرار تھا خوش ہو کر کہا کلمہ طیبہ ارشاد فرمائیے اپنا غلام حلقہ بگوش سمجھئے اسد نے کلمہ پڑھایا مراد شاہ بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی حضور نے اس خارستان کو قدوم میمنت لزوم سے کیونکر منور و رشک فرمایا بائیس لاکھ فوج کے آپ حاکم بڑے بڑے سرداران عالیجاہ شہزادے بادشاہ آپکے تابعدار ہیں یوں یکہ و تنہا ایسے مقامات پر آنا اے شہریار اگر کوئی ساحر ملجاتا تو کیا ہو کوئی کنیز غلام ساتھ آیا اسد نے ہنسکر جواب دیا ای ملک مراد شاہ میں ساحر و غیر ساحر کا خوف نہیں کرتا اپنے پیدا کرنے والے پر تکیہ رکھتا ہوں وہ نگہبان ہر وقت ساتھ ہے لیکن اتفاق سے میں صحرا میں بہر شکار آیا ایک دیو خونخوار اس جنگل میں رہتا تھا مجھکو شکارگاہ سے اوٹھا لایا بحکم پروردگار اوسکی موت قریب تھی میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا ساتھ والے ڈھونڈھتے پھرتے ہونگے مراد شاہ نے بخواہش عرض کی یہاں سے تین کوس پر میرا شہر ہے قلم کوہ اوسکا نام ہے امیدوار ہوں قلعہ میں تشریف لے چلیے میں حضور کے خود ہمراہ جاؤنگا وہاں چلکر مہرخ وغیرہ سے بھی قدمبوس ہونگا بخیر و عافیت بندگان عالی کو لشکر ظفر اثر میں پہونچا دونگا اسد مراد شاہ کے ہمراہ ہوئے ساتھ والو نے کہا اے شہریار حقیقت میں آپ نے بڑی بلا دفع کی اس صحرا میں جو کوئی بھٹک کر آجاتا تھا وہ دیو خونخوار کھا جاتا تھا آپنے اوسکو مارا صحرا پاک ہوا یہ باتیں کرتے ہوئے عجب بیابان ملک مراد شاہ دم محبت ...

نامدار بھرتے ہوئے داخل قلعہ تمام کوہ ہوئے دیکھا شہر وسیع ملک آباد رعایا دل شاد بازار مزین آراستہ و پیراستہ شہر میں
مشہور ہوا ملک مراد شاہ طلسم کشائے عالیجاہ کو لیکر آتے ہیں تمام اہالیان شہر کے زیارت اسد نامدار بازاروں
میں جمع ہوئے اسد نامدار کے دونوں ہاتھ دونوں جانب چلے جانے میں ہر ایک کو جواب سلام دیتا خلق و مروت
تمام رئیسوں سے ملتے ہوئے داخل دار الامارہ شاہی ہوئے مراد شاہ نے دست بستہ عرض کی تخت پر قدم رنجہ فرمائیے
اسد نے فرمایا اے ملک بادشاہ پروردگار نے ہمکو تاج بخش بنایا ہے تاج گیر نہیں ہیں یہ کہکر مراد شاہ کو تخت پر بٹھایا
اہالیان دربار جمع ہوئے سب سے ملاقات ہوئی تمام اہالیان شہر خلق و جرات اسد نامدار دیکھکر وجد کرتے ہیں
ملک مراد شاہ نے سامان عیش و نشاط مہیا کیا ناچ سامنے ہو رہا ہے جام ہوا ارغوانی گردش میں صدائے شاہو نوش
نوشا نوش بلند ہے نازنینان مہ جبین شوخ و طناز غزلیں گا رہی ہیں ایک یک حسین پروانہ شمع جمال اسد نامدار
ہیں گرمی صحبت ہے اسد نامدار نے جو پلٹ کر دیکھا ملک مراد شاہ بیقرار اشکبار اس طرح رو رہا ہے رومال پر رومال
تر ہو ہوکے لگی ہوئی اسد نے طائفوں کو منع کیا ناچ گانا موقوف ہوا اسد نے پلٹ کر ملک مراد شاہ کو گلے سے
لگایا فرمایا کیوں اے بادشاہ عالیجاہ کیا باعث ہے ہمارا صحبت میں مجھے نا شاق ہوا اس قدر رونے کا کیا سبب ہے
حجاب نکرو ہمسے صاف صاف کہو ملک مراد شاہ اور زیادہ رویا عرض کی اے شہریار آپ معروف عیش و نشاط رہیے
مجھ بدنصیب کے حال مصیبت مآل کو نہ پوچھیے اسد نامدار نے قسم کھا کر کہا اے ملک مراد شاہ جبتک مفصل
حال نکہو گے مجھ پر آب و دانہ حرام ہے ہم خود درد مند ہیں سالہا سال گذرے والدین سے جدا ہو طرح طرح کے رنج
موجود ہیں جنکے سایہ دامن دولت میں پرورش پائی اونسے یوں جدا ہوئے فلک نے سنگ تفرقہ پھینکا دیکھیے زندگی
میں پھر دیدار فرحت آثار والدین نصیب ہے یا عدم میں ملاقات ہو پس حال بنا ہمسے ضرور کہو مراد شاہ نے اشک
حسرت پاک کیے ضبط کرکے کہا اے شہریار میں اس شہر کا بادشاہ تھا عدالت و انصاف سے بسر کرتا تھا جب
افراسیاب نے لاچین کے ملک و مال پر قبضہ کیا لاچین بیچارہ شکست کھا کر اس قلعہ میں آیا آپنے سنا
ہوگا وزیر اس نے گرفتار کرکے افراسیاب کو دیا زن و شوہر کو اوسنے الگ الگ قید کیا اب افراسیاب
کو یہ منظور ہوا کہ ستر و برس برابر لاچین اس قلعہ میں رہا ایسا نہو کچھ فساد برپا ہو یہاں کوئی ساحر رہے تمام
ساحروں کو یہاں سے نکال لیا مجھکو بلا کر اس ملک میں بسایا حکم دیدیا کہ سوا غیر ساحر کے ساحر یہاں نرہے غلام
یہ مجبوری اس کوہستان خارستان میں بسر کرتا تھا پروردگار نے مجھکو ایک فرزند عطا کیا عصائے ضعیفی و جمعیت
صاحب شوکت و لیاقت جری بہادر صف شکن تیغ زن ایسا بہادر تھا جس طرف نکل گیا لوگ اوسکے نام سے

ہتراتے تھے سلطنت قلم کوہ کو اوسکی جرات سے زور ہوا چند کس جہان بستے تھے اوسنے شہر کوہی آباد کیا
لیکن گردش فلک کجرفتار دیکھا اسنے پانچ کوس پر ایک صحرائے سبزہ زار ہے اوس سبزہ زار مین ایک باغ نمبر ہے
مشہور ہے کہ وہ باغ بھی جنت نظیر ہے بوقت سحر اٹھارہ امیرزادے جری بہادر شاہزادے معلوم ہوتے ہین کم سن
جلالت و صولت انکے چہرون سے آشکار دیوار باغ کے قریب کھڑے ہوتے ہین دیوار زیادہ بلند نہین ہے بارہ
ہزار جوان اون اٹھارہ افسرونکی پشت پر سب ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے صحرا کو دیکھکر روتے ہین اگر کوئی
راہگیر نکلا پکار پکار کر آوازین دیتے ہین ای آیند و روند اگر تم مین سے کسیکا گذر خدمت مین آقائے نامدار
سوکا قدر شناس کے ہو عرض کرنا آپکے رفیق غلامان نمکخوار مدت سے یہان گرفتار ہین افسوس حضور نے ہماری
خبر نہ لی بیان پر اون جوانون کے کلیجہ پھٹتا ہی اگر کوئی مسافر بڑھ گیا اندر سے باغ کے ایک سنہرا پنجا نکل آتا
ہے اور راہگیر کو بھی اوٹھا لیجاتا ہے کمینے میرے بیٹے شمشاد قلم کوہی سے خبر کردی وہ جوان صاحب شوکت
و لیاقت بہادر اونکے قید کا حال سنکر نہایت پریشان ہوا اس صحرا مین گیا اون جوانون نے زیادی کی جب
طاقت و قوت زور بازو کے ناز پر جا پڑا دہی تیلا بلاے روزگار باغ سے نکلا کمر مین پنجہ دیکر اوٹھا لیگیا دو ماہ
دو سال کا گذرا اوسکے فراق مین مان روتے روتے نابینا ہوگئی اسوقت حضور جو دربار مین باشوکت و شان
جلوہ فرما ہوے آپکے غلام کا نقشہ آنکھونکے نیچے پھر گیا دل بیقرار ہوا یاد آیا کہ اگر آپکا غلام موجود ہوتا آپکو دیکھکر
باغ باغ ہوجاتا ملکہ نے جاروب کشی کرتا بہادر کے نام کا عاشق تھا یہ سنکر اسد نامدار چیخ مارکر رو دیا کہا ای ملک
مرادشاہ اسوقت میرا کلیجہ نکل گیا یہ نشان میرے رفیقان جانباز کا ہے اٹھارہ امیرزادے بارہ ہزار تراق ہمراہ
ساتھ چلے تھے ایک باغ مین آکر یہ بھول کھلائے چہرے پریزادونکے ان سبکو اوٹھا کر لے گئے بارہ سال گذرے
کہ مین طلسم ہوشربا مین آیا بڑے بڑے مقامات پر پھرا آتا یہ باغ سیماب شہر داود یہ طلسم صندل و دربند مہر و ماہ
پہونچا لیکن مین اپنے رفیقونکا کسی مقام پر نشان نپایا تمہارے بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ میرے یاران ہمدم
رفیقان قدیم اوسی باغ مین قید ہین رفیق کیسے میرے ناناجان کے جانشین لندھور و مالک انکے اٹھارہ
سردارون کے یہ فرزند صاحبان حسب و نسب میرے ساتھ پیدا ہوے بچپن سے ساتھ پرورش پائی میرے ہی
ساتھ رہے مجھکو اپنا آقا جانا میرے بزرگون کا ساتھ نہ دیا اگر کبھی انکے بزرگون نے کہا بھی کہ ہمارا ساتھ
دو انھون نے جواب صاف دیا کہ ہمارا زندہ مردہ اسد نامدار کے ساتھ ہے اپنے بزرگونکا ساتھ چھوڑا میری رفاقت
مین سرگرم رہے میرے ہی محبت مین قید ہوے ہاے مینے آج تک انکی خبر نہ لی آج تمہاری زبان سے

اتنا نشان معلوم ہوا ہے ای خدا مقام چل کر مجھکو دکھاؤ یا تو مین اپنی جان دون یا ان شیرون کو چھڑا کر لاؤن ملکہ دلشاد
نے کہا ای شہریار مین تمکو گرفتار کر کے شرمندہ ہوا اسد نے کہا علاوہ اپنے سردارون کے تمہارے فرزند کا بھی
خیال ہے ایسا شیر دلیر قید ہوا اُسکی فکر بھی واجب و لازم ہے آج بارہ برس کے بعد مین نے اپنے رفیقان شفیق کا
نشان پایا یہ رات مجھپر پہاڑ ہو گئی چاہتا ہون اسیوقت پر پرواز پیدا کرون دوڑ کے انکا حال پریشان تو دیکھون حال
دل اپنا ظاہر کرون انکی کیفیت پوچھون ہائے وہ جوان اپنے دلون مین کیا کہتے ہونگے کہ آقا ہمارے نامدار
نے ہماری خبر نہ لی ان شیرون نے جان آبرو اپنی میرے نام پر نثار کی مجھ کمبخت سے کچھ نہ ہو سکا اب دربار
مین اسوقت شور گریہ و زاری بلند ہے بلکہ سب سرداران مراد شاہ مراد شاہ کو برا کہتے ہین کہ ایسے شیر کے
سامنے بیٹے کا یون ذکر کیا اب وہ شیر بھی اب ضرور رہ جائیگا وہان ہم لوگ کے سامنے بڑے بڑے پہلوان طاقت
وار عقیل فہیم صاحبان علم وفضل گئے کچھ نہ ہو سکا وہی پتلا اٹھا کر لیجاتا ہے بہر حال ابھی یہ نہین دریافت ہوا کہ انکا
قتل کیا یا زندہ قید ہوا بڑے افسوس کی بات ہے خدا طلسم کشا کو اس پتلے کے ہاتھ سے بچائے شب بھر
دربار مین یہی چرچا رہا بوقت سحر اسد نامدار نے ہتھیار لگائے کمر مراد شاہ سے کہا وہ مقام چلکر ہم کو بتادو
انشاء اللہ تعالے اس پتلے کو چیر کر پھینک دونگا تمہارے فرزند کو چھڑا لاؤنگا مراد شاہ نے ہر چند کہا اے
شہریار برائے خدا یہ قصد نہ کیجیے وہان کیسا زور مین چلتا وہ پتلا قیامت کا پرکالا ہے ہم مدت سے دیکھتے
ہین مین نے اپنے فرزند کے واسطے بڑی بڑی پیروی کی جس نے جا کر وہان کی سبزی پر قدم رکھا وہ سبزہ
بیگانہ ہے پتلا نکل کر آتا ہو وہ جوان منع بھی کرتے ہین کہ لے آنیوالے اس طرف نہ آ لیکن جا کر واپس آتا کون

سنین اسد نے کہا انشاء اللہ اب دیکھ لینا بس ظالم نے یہ دام مکر پھیلایا ہے کوئی ساحر شعبدہ باز ہوگا
بندگان خدا کو بلا مین پھنساتا ہے ایسے ظالم کی خبر لینا باعث ہو بندگان خدا راہ گیر اس مصیبت سے
نجات پائینگے ہم ضرور جائینگے ناگاہ ایک ناظر خواجہ سرا دوڑتا ہوا آیا نہایت بیقرار اشکبار کہا ای شہریار گیتی حسن
جمال کے تعریف جرات کی توصیف کی خبر محلات مین پہونچی والدہ اس سیدہ شاہزادہ شمشاد کی روتے روتے
نابینا ہو گئی ہین ارشاد فرمایا ہے اس شیر بیشہ جرات کو ذرا یہانتک لاؤ کہ مین اس شیر کو بھی دیکھون کہ ہم نامشاد و
نامراد ہوئے فرزند نوجوان کو کھو کر برباد ہوئے تیرے ماں باپ کا کلیجہ ٹھنڈا رہے ہم بیکسون کی دستگیری
بھی بہتر ہین ہے مراد شاہ رونیلگا کہا اے شہریار ذرا محل مین چلیے انکی ماں ناشاد و مراد آپ کے آفتاب
جمال کو دیکھکر آنکھین اپنی روشن کرے اسد نامدار محل مین تشریف لائے دیکھا اک شاہزادی کی آنکھین [illegible]

سفید ہو گئی ہین کنیزین چار جانب سے گھیرے ہوئے دروازۂ محل کے انتظار مین کھڑی ہے اسد نے تو سر
جھکا لیا وہ مصیبت زدہ بیقرار ہو کر اسد سے لپٹ کے بلائین لین کہا اے شیر بیشۂ **صاحبقرانی** جو مصیبت
مین مبتلا ہو دام رنج و الم مین پھنسا ہو اسکی دستگیری کرنا ازل سے تمھاری والدین کا کچھ گویا تمھارا ہے اسے
اپنی والدین کے نور نظر ہمارے حال پر رحم کر اس ملک کو اپنے نور قدم سے روشن رکھو تاج و تخت اپنے قبضے
مین کرو ہم بڑھیا بیٹھے ایک گوشے مین بیٹھکر عبادت پروردگار کرین تمھین دعا دین اسد بہت رو دیا کہا اے والدہ
ماجدہ بس اب نہ کچھ فرمائیے میرا کلیجہ پھٹا ہے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے فرزند کو لاکر ملا دون آپ کی دعا سے مین
بھی دیدار سے اپنی والدہ ماجدہ کے مشرف ہون بارہ سال گذرے کہ والدین سے جدا ہو اس **طلسم ہوشربا**
مین مارا پھرتا ہون اسوقت آپ کو دیکھکر دل مین ناسور پڑ گیا کہ یہی حال ہماری والدہ ماجدہ کا بھی ہو گا آٹھ پہر روتی
ہونگی گوشہ نشین شہر سے نکال نہ سکتی ہونگی کہ میرا فرزند کہین گیا اور جان ہمارے شاہزادہ **بدیع الزمان**
اس طلسم مین قید مین انکی والدہ اپنے فرزند کے غم مین جلتی ہونگی زوجہ **مراد شاہ** بہت چند مین کہ بیٹا آج تم نے داغ
فرزند کو تازہ کر دیا خانہ دل کو غم و الم سے بھر دیا ہم زن و شوہر کو قتل کر کے جاتے ہو جسطرح پشت دکھائی اسیطرح
پھر تمھارا روے زیبا دیکھین اب جب تک تم واپس نہ ہوگے ہم اسی دروازے پر بیٹھے ہوئے انتظار کرینگے **مراد شاہ**
نے کہا صاحب ہم پیشتر کہ ملک مین آئینگے اگر یہ کوئی افتاد پڑی اہل شہر کو کیا منہ دکھائینگے رعیان شہر امیران سلطنت
وزیران امرا سب ہمکو برا کہتے ہین کہ انکے سامنے اپنے فرزند کا کیون ذکر کیا علاوہ میرے تمام اہل شہر کو
انکا جانا ناگوار ہے اسد روتے ہوئے محل سے نکلے زوجہ مراد شاہ کلیجہ تھام کر بیٹھ گئی محل محل ماتم تھا ہر
خرد و کلان کو اسد کے جانیکا غم تھا اسد اور عید شوکت و وقار مراد شاہ کو ساتھ لیکر قلعہ سے نکلے ہزارون
اہالیان شہر ساتھ ہین اسد نے قلعہ سے باہر نکل کر رعیان شہر سے کہا آپ سب صاحب رخصت ہون
گھرون مین جاکر ہمارے واسطے دعا کیجیے اہالیان شہر نے کہا اے بہادر تیری خلق مروت نے ہم سب کو بندہ
بے زر بنایا پہلی سعادت تو یہ ہے کہ ہمکو راہ ضلالت سے نکالا چشمۂ ہدایت پر پہنچایا تمھاری ہدایت سے اہل
پیدا کرنیوالے کو پہچانا آپ کے آفتاب جمال کی حرارت سے شہر مین روشنی تھی ہمارا چھٹنے کو جی نہین چاہتا اس
صحراے نامبارک تک ہم بھی ساتھ چلین گے اسد ناچار ہوا ملک مراد شاہ نے اہالیان شہر کے ہمراہ جب
پانچ کوس راستہ طے کیا دیکھا سامنے ایک صحراے سبزہ زار نہایت سرسبز و شاداب طائر درختون پر زمزمہ طرازی
کر رہے ہین نہرین آب شفاف سے مملو درخت پر ثمر قمریون کی کوکو سے صحراے پر فضا مین ایک باغ

دروازہ باغ کا مثل آغوش کھلا ہوا اور باغ پر تو سناٹا لیکن دیوار کے اس پار چونکہ دیوار چھوٹی ہے انسان
جو کھڑا ہو تو ظاہر ہوتا ہے اٹھارہ جوان ماہ طلعت حسین جمیل نوجوان خوبصورت گرفتار دام مصیبت و محنت
پشت پر بارہ ہزار جوان ہم سن ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوئے طوق آہنی گلوں میں ڈالے ہاتھ کھڑے ہوئے رو رہے ہیں
پیچھے ہی اسد نامدار نے گھوڑا بڑھایا ان اٹھارہ جوانوں نے آواز دی لے آئیو لے ای شہسوار لے جوان
نامدار لے خدا اس بے سے پچھتائے قدم زن امرت کا مزا نہ چکھنا اس مقام پر خوف ہے ہزار دشمن ہیں ذرا یہاں
قدم رکھتا تو بے سمجھ ہوا یہاں کی سانپ کی لہر ہے نخل شمشیر آبدار ہیں بچھے سناٹے ہیں بھی کھیتوں پر پامال
یہاں کے انگارے تخچے چنگاریاں لیکن لے جوان نامدار لے شہسوار پلٹ جا ایک پیام ہمارا ہے یہی لے خدا
اس پیام کو ہمارا ہو اگر آقا حمزہ نامدار کو پہنچائیگا ثواب عظیم پائیگا اگر تیرا گذر ہو خدمت میں ہمارے آقا حمزہ نامدار رسول
قدرشناس فلک اساس خیر بر دست بد ذات گیتی ستان میدان بالات سرکوب کافران جوان مجاہد غازی کی خدمت میں
غازی اُنسے عرض کرنا آپ کے غلام جو باغ میں آپ سے جدا ہوئے تھے مبتلائے دام مصیبت ہیں چنگ
و آفت میں آپ کی ذات و لیاقت سے بہت بعید ہے کہ ان غلاموں کی خبر نہ لی اس قید سخت میں بیکس کے
جال کے مشتاق ہیں گرفتار دام فراق ہیں

نظم

بیا کہ با دلم آن بے کسنہ پریشانی
کہ بے تو مردم کم چنین بہ آسانی
زنے نہ کند سن بر دلم گو نی
نگاہ گرم تو تکلیف نا مسلمانی
لب تو عربدہ با دہ ول آشوبی
بہار عشوہ بریزد بہ جوش پوشانی

کہ مژدہ نو نمرود است با مسلمانی
کسیکہ تشنہ لب ناز تست سیدم
کہ دور زمانہ برست بتو زندانی
متاع حسن تو سرمایہ تہیدستی
نسیم نوشتانہ کش طرہ نی ساانی

ز دیدہ رفتی و کردم ہمان نفس نزع
کہ ہیچ آب حیات ست پنہانی
زہے وفا سے تو بہانہ پشیمانی
خیال زلف تو مجموعہ پریشانی
گل کرشمہ نہ خندد دیدہ چشم باز کنی

ہے یہی عرض کرنا کہ آپکے بزرگوں نے اور آپنے ہر مقام پر اسیروں
کی قسمتوں کی دستگیری کی غلامان خاص کو گذشتہ خاطر سے فراموش کیا لیکن ہمیں یقین کہ ہمارے آقا کو
نامدار نے جستجو کی ہوگی ہمارے تقدیر میں جو ز انتقید کا قرار داد ہے وقت پر رہا ہونگے آپ ہمت بیان
کار و بر اخوان صدمات زندان مصیبت ہیں اٹھتے آپ وارث ہو نصرت ہمراہ ہو فوراً اس ظالم کی قید میں ہیں کر
عائے حال پر رحم ہیں آتا اُٹھ پھر ہنگامہ میں اب وہ دوا کی سخت نہ ہو انہیں کی یہ رحمی ایسے کلمات جوانوں نے
کے اسد نامدار رحم آیا کہا اے بھائیو میں تم کی بہت شرمندہ ہوں تمہاری رفاقت کا بندہ ہوں میں

ہون جسکو یاد کرتے ہین ہم روز سے تمسے بچھڑا دام مصیبت مین پھنسا کئی مہینے صحراے حیرت مین قید رہا سات برس گنبد نور مین مصیبت اٹھائی خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے گنبد نور سے مجھکو نکالا بھائیو تمہاری تلاش مین نشکر آیا ہون اسد نے بخوبی پہچانا کہ میرے سردار اٹھارہ امیرزادے لندھاور بن لندھور ابراہیم بن مالک علقمہ بن جمہور وغیرہ ان مین حاوی پشت پر بارہ ہزار قزاق بچپن کے رفیق یاران شفیق انہنے بھی اسد نامدار کو بخوبی پہچانا اسد نامدار گھوڑے کو جگا کر چلا ساتھ والے تو دور ٹھہرے ہین اب جو اسد نعرہ کر کے بڑھا ابراہیم وغیرہ بلبلانے لگے کہتے تھے اے شہریار برای پروردگار آگے قدم نہ بڑھایے یہ صحرا پر آفت ہے جو آیا بلا مین پھنسا اسد نے کہا ای بھائیو میری جرأت و شوکت پر لعنت ہے کہ تم ایسے یاران ہمدم کو اس مصیبت عظیم مین مبتلا دیکھون تمہارے پاس نہ آؤن جہان تم اسیر ہو وہین بالاتفاق آکر تمسے ملاقی ہون تمہارے فراق مین ایسے صدمے اٹھائے چند اشعار معنی حسب حال مین اشعار

بسکہ شد ہجران بگور زندگانی فوت من	بر مزارم بعد مردن گر زمین تابوت من	اقتباس نور از نور کی کند این ماہتاب
تا نہ بر خورشید دارد پرتو یاقوت من	بعد مردن غم موزخم کی کرد آئین عشق	بلبل و پروانہ گیرد پایہ تابوت من

انشاء اللہ ابھی بھائیو آکر ہزار دن میں نے تمکو اس مصیبت مین گرفتار کیا اگر کسی بلا مین پھنسون تمہاری صحبت مین پہونچون یہ قید خانہ مجھکو باغ سے بہتر ہوگا رفیقون کی صحبت مین افسر ہوگا ابراہیم وغیرہ چیخ رہے ہین اسد بڑھتا ہوا بڑھا جب مرکب نے سبزے پر قدم رکھا حقیقت مین سبزہ بیگانہ تھا یا سبزہ خوابیدہ تھا بیدار ہوا بل سے مرکب زہر مار ہوا بدلگامی کرنے لگا تڑپنے پھرنے لگا کبھی الف ہوکر چاہتا ہے سوار کو پشت سے گرا دے دو لاتون سے نکل جاؤن اسد نے مرکب کو رانون مین مسلا پسلیان مرکب کی کڑکنے لگین پر مشکل مقام پر تھا معلوم ہوا زمین مین گڑ گیا اب قدم نہین اٹھتا اسد نے کئی تڑپے مارے ایدھر یاران ہمدم کا فراق آگ ہوا جاتا ہے جلد جا کر ان سے ملون گھوڑا قدم نہین بڑھاتا مثل نقش قدم جم گیا ایک ہی مقام پر تھم گیا اسد نامدار نے دیکھا گھوڑا نہین بڑھتا غصے مین گھوڑے سے کود پڑا قبضے پر ہاتھ ڈالا پیدل راہ کو طے کرتا ہوا چلا بارہ ہزار قزاق اٹھارہ امیرزادے غل مچاتے ہین شہریار پلٹ جایئے اسد نے کہا بھائیو مجھکو نہ سمجھاؤ یاران شہر نے بہت سمجھایا اب تمہاری مصیبت دیکھکر رک جاؤنگا واخلاص پسندی کیا اسلیے ہو مین فوراً آتا ہون مراق مصرعہ

نظم

پاک رہے لذت عشرت سے نہان نقطہ	پھر بلا آئے کبھی سو یکجان و اخط	ہم نفس باغ جنان گھر ہو گنہگار کا

ڈھونڈھے وہ دہن میں کہیں جائے مقام گفتگو
خود فراموش ہے گیا اور کو سمجھائیگا
قدم گشتہ ہے گویا کمانِ دراغلط

قدرت رندِ قدح نوش میں بے ادبی
راست بازی سرکجی پر ہے گمان غلط

تی میں ہر کا ہے واشتون سے زبان وا گفتگو
کیون خود تیرا اشارات سے عالم مجروح

نے بچا ہو مجھکو سمجھانا بیکار ہے سودا تمہاری ملاقات کا سر پر سواری اسد

نے کسیقدر راستہ طے کیا تھا اندر سے باغ کے بجلی چمکی ایک پتلا فولادی پکارتا ہوا باغ سے نکلا او آنیوالے کمان آنکر کیون اپنی جان مٹاتا ہی اپنا آپ دشمن ہوا اس راہ میں آکر اپنا آپ رہزن ہوا اگر لاکھو جان لیکر آئیگا یہان سے زندہ بچ کر نجائیگا اسد اس پتلے کو دیکھکر ٹھہر گیا اُسنے جھپٹ کر اسد کی کمر میں ہاتھ دیا چاہا کشان کشان لیجاؤن اسد کے بازو پر اکڑ دیا ہوا ملکہ لعل سمندان کا موجود ہے اُسکی کمر میں ہاتھ ڈالا اسد نے اسکی گردن پکڑی پتلے نے چیخ ماری چاہتا ہی چھوڑ کر بھاگ جاؤن لیکر شیر کے پنجے سے کب چھوٹتا ہی اسد نے پتلے کو اٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھا شل کر یا اس کمنہ فولادی پتلے کو چیر کر پھینک دیا اندھیرا ہو گیا اسد غازی پتلے کو مارکر تیغہ کھینچے ہوے بڑھا مراد شاہ وزیر وغیرہ نے یہ معرکہ دیکھا تمام رفیقان شہر کہتے ہین یار و بیشک یہ جوان جرأت مین یکتا ہے حقیقت مین طلسم کشا ہی کسی سے آجتک یہ پتلا مارا نگیا تھا بیشک جاکر باغیون کو مارے گا جرأت دکھائیگا ہمارے شاہزادی کو بھی رہا کرکے لائیگا قریب ان کے فزاقون کے تمشاد بیٹا مراد شاہ کا کھڑا دیکھ رہا ہے بصورت اپنے باپ کو دیکھا باپ نے دورسے بیٹے پر نگاہ کی بے اختیار آہ کی پکارا ای نور نظر کیا تمہارے پاؤن قابو مین نہین ہے زنجیرین توڑ کر لغ سے نکل آؤ گلشن صاحبقرانی کا ساتھ دو تمشاد نے آواز دی آے والد نامدار ہاتھ پاؤن ہمارے قابو مین نہین ہین تابی شیر نے بڑا کام کیا لیکن اس باغ مین ہزار دن آفتین ہین خدا اس شیر کو بچائے ہم تک پہونچا ؤ بڑے غضب کی یہان جادوگر رہتے ہین خدا اس بلونہ کو غارت کرے آنکھ پھر ہم زمین پر دہشت ہی قیدیان بلا تڑپ تڑپ کر مر جاتے ہین اپنے کو بر آئی سے بچاتی ہے کہ میرا قتل کر اظاہر ہو کبھی آب دروانہ بند کیا کبھی شمشیر زبان سے زخمی کرتی ہے پیچھے پر ناسور ہین مگر اے والد نامدار بہت مجبور ہین اسد نے پتلے کو مار کر نعرہ شیرانہ کیا ابھی دروازہ باغ کا دور ہے کہ اندر سے ایک زنگی سیاہ رو تیرو در دن تیغہ کھینچے ہوے للکارتا ہوا نکلا او جوان خبر دار ہوشیار ہوجا باغ مین آنے کا قصد نکر نا یہ کہتا ہوا قریب اسد پہونچا ابراہیم وغیرہ دیکھ رہے ہین کہ اس زنگی نے بھی جاکر تیغہ مارا اسد نے بڑھ کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ زنگی لپٹ پڑا کچھ مہرہ آتا جاتا ہے کبھی سامری و جمشید کو پکارتا ہے لیکن کچھ کام نہین آتا ہو مجھ ایسی بے حیا کے بند ہوے جاتے ہین پیرون کو پکارتا ہو وہ بھی مدد کو نہین آتے ہین جب وہ لپٹ پڑا اسد

نے گردن پر ہاتھ رکھکر ایک جھٹکا مارا کہ سر زنگی کا زمین سے مل گیا ساری سرکشی بھول گیا اس افسر نے دونون
مونڈھے اُسکے تھامے ریل کرنے دوڑا اس قدم پر لاکر جھٹکا مارا دونون گھٹنے زنگی کے آشنا زمین ہوئے اسد نے
کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور نعرہ دیکر زمین پر مارا اچھل کر چھاتی پر چڑھکر اسکو بھی چیر ڈالون وہ زنگی تڑپ کر بھاگا
ایک چیخ ماری سب نے دیکھا شانون پر اس زنگی کے پر پیدا ہوئے اُڑکر آسمان مین ڈوبا نظرون سے سب کی
غائب ہوگیا اندر سے باغ کے دس زنگی تلوارین کھینچے ہوئے نکلے اسد پر آپڑے وار کرنے لگے اسد
اُن زنگیون مین شیر خشمناک جا پڑے جسکے سر پہ ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے جسکی کمرگاہ پہ ہاتھ مارا مثل خیار تر
قلم کیا کوئی پٹ گیا اسکی گردن کھینچ لی لیکن جو لاشہ زنگی کا زمین پر گرا ایک کے دو بکر تیار ہوے اسد
نے پانچ مارے پانچ کے دس ہوئے اب یہ بے بس ہیچ ہے جیون قتل کرتے ہین وہ بڑھتے جاتے ہین بر آسیم
دزنیرو سر پیٹ رہے ہین اسد بیباک زنگان شیرانہ لڑ رہا ہے کہ اسد کا بازو مثل ستارۂ سحری چمکتا ہے
جس زنگی پر عکس پڑا ایک پھیکی اور سے ہاتھ پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوے پہر پہر کامل اسد نے شمشیر زنی کی
اب تو زنگیون سے وہ میدان بھر گیا اسد پر قابو نہین پاتے نکل جاتے ہین دو کلہ داستان قلعہ توسن
حصار کے تحریر ہوتے ہین کہ توسن پُرفن عمرو کو قیدخانے مین مجبور کر دربار مین آیا سردارون سے کہا کہ
یارو افراسیاب نے بُرا کیا کہ قید کو عمرو کی یہان بھیجا ہے مین نے قید تو اسکو کیا آج رات کو خواب پریشان
دیکھے اس خواب کی مُراد یہ ہے کہ مذہب سامری پر زوال ہے الایان توسن حصار کا گردون پُر آسیاب
کی وبال ہے یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان سے آواز رونگی آئی دیکھا سب نے اک طائر سیاہ رو بازون پر پرواز بعید
سوز و گداز آواز دیتا ہوا اے شہنشاہ توسن مدد کر قریب باغ زہربار اسد نامدار آگیا ہمارے افسر کو مارا ساتھ والون
نے میرے روکا ہے ہم آپ کو خبر کرنے آئے ہین وہ شیر کسی کے روکے نہین رکتا زنگیان شیر دل کو روباہ جانتا ہے یہ سنکر
توسن نے سر پیٹ لیا کہا تو یارو غضب ہوا میری سرحد مین طلسم کشا آگیا نام اس جوان کا سنکر گھبرایا
زمین تو ضرور سے کر خفی ہوا توسن جادو تاج کو کج کرکے اٹھا اسم سحر پڑھکر بلند ہوا ایکدم زدن مین آکر
قریب باغ پہونچا دور سے دیکھا سب زنگی اسد کو گھیرے ہین کوئی قریب نہین جا سکتا اسد مثل شیر غضبناک
اُن روباہ صفتون سے لڑ رہا ہے چاہتا ہے اگر ان کو ہٹاؤن باغ مین گھس جاؤن توسن پُرفن اُترا زنگیون
پہ نعرہ مارا او نامرد ایک شخص کو گرفتار نہین کر سکتے اُن سب نے پلٹ کر جواب دیا اے حاکم ہم آپ کے
گنہگار ہین اس شیر دلیر کے سامنے ہم بالکل ناچار ہین ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا زبان مین لکنت ہے یہ سنکر

توسن نے ایک دستک دی ایک زنگی پیر باغ سے نکلا توسن نے پوچھا کیا سبب ہے کہ تیرے
غلاموں کا سحر تاثیر نہیں کرتا کیا طلسم کشا لوٹ آگیا کل تک خبر پائی ہے کہ دریاے نیل کا وہی جوش و خروش
ہے کنارے دریاے نیل کے ابھی طلسم کشا نہیں پہونچا مفصل بیان کر اس زنگی نے سر جھکایا آنکھ بند کر کے ہوا
بعد تھوڑے رہنے کے آنکھ کھولی کہا اے شہنشاہ توسن میں نے دریافت کیا ملکہ لعل سخندان شاہزادی
بہرہ تہمتن نے اپنا آکر اسکے بازو چپا ندھ دیا ہر وہی آکے دستگیری کرے باہر وہ آکے سمرے عملو طلسم کشا کا قوت بازو ہر
توسن نے کہا جا آکے چھین لے میں گرفتار کیے لیتا ہوں ابھی جا کر قتل کرون گا میں مثل افراسیاب کے
دیوانہ نہیں ہوں طلسم کشا کو لیجا کر قید کرون پہونچتے ہی قتل کرون گا مین مثل افراسیاب کے روانہ کر دونگا
یہ سنکر وہ زنگی جھومتا ہوا بڑھا ان زنگیوں کو للکارا کہا او نامرد و ہٹ جاؤ اس لڑائی میں دخل نہ دو وہ سب
زنگی ہٹ گئے یہ ملعون نیرنگ باز شعبدہ ساز غم مارکر سامنے اسد کے آیا للکارا اسد جا پڑا اس بے حیا نے
تھپکر پایا گردن میں ہاتھ ڈالے اسد نے ایک طمانچہ مارا اس زنگی نے بازو پر ہاتھ ڈال کر اکے توڑ لیا طرف
توسن کے پھینکا توسن نے اس لٹکے کو ہاتھ میں لیا پھینکر مثل شیر اسد کی کمر میں پہونچا اب کون دستگیری کرے
اسد کو لے اڑا چشم زدن میں آنکھوں سے سب کی ناپدید ہوا ملک مرادشاہ نے گریبان اپنا پھاڑ ڈالا چلتے
چلتے توسن یہ آواز دیگیا خبردار آج سے یہ تیدی ہوا کہانے کو نہ ملیں گی مکان تاریک میں بند میں تڑپ
تڑپ کر مر جائیں ابراہیم وغیرہ غم میں اپنے آقا کے رو رہے تھے کہتے ہیں لو یارو ہمارے واسطے آقا نے اپنے
کو گرفتار کیا بعد بارہ برس کے اپنے آقا کو دیکھا افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے سامنے مبتلا بلا ہوے

اب ہمکو کون رہا کرے گا بقول مولف مخمسہ

اے ہوس اب کیا کہوں تجھ میں ہاں بیکار ہے	عندلیب گلشن حیرت لب اظہار ہے
چارہ بر مایوس بے مایہ رونا چار ہے	جو طبیب اپنا تھا دل اسکا کسی پہ زار ہے

مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

روتے پیٹتے اسی باغ میں غائب ہوے مرادشاہ نے دور سے دیکھا مثل بوے گل اسی چمن میں چھپ گئے
دروازہ باغ کا بند ہوگیا ملک مرادشاہ نے رفیقان شہر سے کہا اب شہر میں جاؤنگا باہر سے رفیقوں سے
صورت فقیرانہ بنا کر لباس تجردی زیب جسم دامن میں اس صحرا کے قریب آکر بیٹھا اسد کے لیے روتا تھا اسکو
تنہا چھوڑتا تھا ہی قرار تھا کیا سعید میں نے اس گوہر بے بہا کو ہاتھ سے کھویا جسکا مثل و نظیر عالم میں نہیں ہر گز عزیز

ہوتے اس صاحب شوکت سے کہ ناخن پا پر نثار کرنا فلک نے جھکو لوٹ لیا رعیان شہر روتے پیٹتے طرف شہر کے
گئے مراد شاہ فقیر بنکر یا واسد مین بیٹھا لیکن توسن جادو جو دربار سے اٹھا اہالیان دربار وزرا امرا ایران
آپس مین کہتے ہین کہ ان معرکہ عظیم درپیش ہوا کہ شہنشاہ کو اسقدر پس وپیش ہوا خود تکلیف فرمائی نہین معلوم
کہان گئے ہملوگ اسقدر ملازم موجود تھے کسیکو روانہ نہ کیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا توسن
جادو پسینے پسینے بدحواس اک جوان شیر اندام کو بچے مین دبائے ہوے آکر پہونچا سب اٹھ کھڑے ہوے
پوچھا اے شہریار یہ جوان کون ہے چہرے سے فر وشوکت آشکار کوئی بادشاہ عالی وقار ہے توسن نے
کہا یارو یہ جوان ہے کہ جسکے ہاتھ سے افراسیاب نوبت بجان دکار برا ستخوان حیران وپریشان ومضطر
پھرتا ہے نیکنامی ہمارے نام پر لکھی تھی مین نے جاکر اسکو گرفتار کیا اسد شیردل اسیکا نام ہے فتح طلسم شہرہ
لقب نبیرۂ صاحبقران سب کتابون مین صاف صاف تحریر ہے کہ اسد غازی قاتل افراسیاب جادو
ہے آج مین نے اسکو بھین پکڑا اسیر افراسیاب سے ملک الموت کو ہٹا دیا جان افراسیاب
کی بچالی کل اہالیان ہوش ربا کا مین جان بخش ہوں مصاحبون نے عرض کی بہت بجا ارشاد ہوتا ہے
آپ ہمیشہ سے نگہبان طلسم ہوش ربا ہین اگر شہنشاہ لامیین کو آپ نہ مقید کرتے کسکی مجال تھی کہ اسی طرح
نگہبانی کرتا آج تک ہوا کو بھی نہین خبر ہونے پائی توسن گھبرایا ہوا ہے کہتا ہے جلدی جنگردن کو بلا کر
اسکو مسلسل کرین جلاد کو حکم دو یارو بہت جلد اسکو قتل کرین اگر یہ نوجوان زندہ بچ گیا کوئی ساحر ہوش ربا
کا ایسا نہ ہوگا جس کو آزار نہ پہونچے اور یہ جو تاجداران جلیل ہین افراسیاب کے خلیل جان نثار سرفروش ہین
سے تو ایک بھی نہ بچیگا یارو ایک خیال رکھنا اگر مین تامل بھی کرون تو بہ مقدمہ قتل طلسم کشا میرا کہنا نہ ماننا حکم
اول مین قتل کیا جاے یہ ذکر تھا مصاحبون نے اسد کو مسلسل و مطوق کرایا توسن نے سحر اتارا اسد کی آنکھ
کھلی اس دربار کفر مدار کو دیکھا اپنے کو پابند زنجیر آہنی پایا کیے کو قید ہوے بل کرکے شاہزادہ والا خانہ
زنجیر مین تحمل ہوا اسد نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی تمام اہالیان دربار گھبرا گئے تو یہ تو بکر کیگا
کہ اے شہنشاہ ہمارے سامنے خداے نادیدہ کا نام لیتا ہے پھر کفارہ واجب ہوا توسن نے کہا کہ
وہ شخص آفتاب لب بام ہے چراغ سحری ہو رہا ہے مردے کی بات کا برا ماننا بیکار ہے یہ کہکر حکم دیا جلاد کا طلب ہو
جلاد آکر حاضر ہوا توسن نے حکم دیا اسد نوجوان کو جلد قتل کر جلاد نے سر زنجیر کو پکڑ کر کھینچا چبوترہ ریت کا بنایا
بوریہ فلاکت اسپر ڈالدیا بقول شاعر فرد نظم یہ انگند در بوریگ ریخت + دیو ردیوانگیش مے گریخت

اسد کو اسیر تھا یا تیغہ کھینچا گردن پر کوسے کا خط دیا جلاد نے آواز دی اے شہنشاہ توسن حصار حکم ادل ہے
مجکو حکم دیجیے گا بموجب مضمون فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد نیست ۔ مرغ را دانہ بلا شد لقمہ بر صیاد نیست
تجھ بازو دار بازو قوت قتل کرنیکا مجکو اختیار ہے انسان کے جلانے مین یہ حقیر مجبور و لاچار ہی توسن نے
کہا ہزار حکمون کا ایک حکم دیا جلد قتل کرو دیر کریگا تو تیرے قتل کا حکم دونگا اسوقت دربار مین ایک ہنگامہ جلاد
برپا ہوا اور رئیسان شہر نے جو خبر سُنی طلسم کشا قید ہو کر آیا ہو زیارت کے مشتاق ہو کر دوڑے جس نے
دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو اس قیدی کا نخل جو قلم ہو کیا صورت زیبا ہے
کیا طلعت جہان آرا ہے اس نوجوان کے والدین کے کلیجے پر منعم ہاتھ رکھین کہ انکے قلب پر کیا گذر رہی ہوگی
افسوس کیا ماہتاباں غروب ہوتا ہے لیکن اسکے مقدمے مین کون شفاعت کرے سنتے مین آگر بیچ جائیگا
تمام اہالیان طلسم ہوش ربا کو قتل کرے گا جو کوئی بچاے اپنے خون سے ہاتھ دھوے دل یہی چاہتا ہے
کہ اسکو لیجا کر اپنے مکان مین چھپائین اس یار کو غروب ہونے سے بچائین بعض نے بڑھکر عرض بھی کی کہ
شہنشاہ عالیمقدار جو کچھ آپ کہتے ہین اسکی صورت پر وہ زیب نہین دیتا یہ کیا **افراسیاب** کو قتل کریگا
مور ضعیف مشت استخوان **افراسیاب** پیل دمان اگر گھُرک دے تو انکا دم نکل جاے ہمارے
نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ اس جوان کو سامری پرستی پر ترغیب دیجیے اگر **سامری جمشید** کو سجدہ کرے
اپنے مصاحبون مین مقرر کیجیے زینت محفل ہے آسمان حسن و خوبی کا ماہ کامل ہے یہ بیچارہ کیا کسی کو قتل کریگا
اسکی کیا حقیقت ہی **توسن** نے کہا یارو اسکو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھو یہ وہ شیر ژیان ہے کہ جسکے نام سے اٹھارہ ہم
ملک نامدار کانپتے ہین بڑے بڑے دلیر مارے گئے بڑے بڑے پہلوانون کو اُسنے زیر کیا ہے میرے سامنے تو یہ
معرکہ مین گذرا لیکن اخبار سے بہرہ پہنچے ابتداے آمد سے اس جوان کے حال نہج مین بڑے بڑے مجھ
پڑے سات برس گنبد نور پر قید رہا اسکی رہائی کے دن ہزارون جادوگر قتل ہوے ابھی **شہر نیلم**
حصار سے **مواج بن گرداب** آدم خوار چالیس لاکھ فوج لیکر اترا تھا گویا اسی نے قتل کیا تین عیارون
نے چالیس لاکھ کا لشکر مٹا دیا اتنے بڑے وزیر اعظم کو خاک مین ملا دیا تم سب صاحب اسکو بہ نگاہ حقارت
دیکھتے ہو مناسب یہ ہے کہ مجکو ترغیب دو کہ جلد اسکو قتل کرین تمام شہر مین جو مشہور ہوا کہ **طلسم کشا** قید ہو کر آیا
خود شہنشاہ **توسن** نے تکلیف کی کئی سے کوس گئے بڑے زور و شور سے گرفتار کرکے لائے ہین زیر تیغ بٹھایا نا بینا
سیتن دختر **توسن** پریزن نہایت ساحرہ زبردست ہے ایک اکیلی دختر بلند اختر صاحب جوہر کنیزون نے

بھی خبر دی ایک لونڈی دوڑی ہوئی آئی آسنے کہا حضور آج آپ کے والد نامدار جلادون کا کام کر رہے ہین ایک
جوان آفتاب جمال رستم جلال فرخندہ فال ماہ آسمان کمال اسکو کہین سے کرکے لائے ہین شمع حسن سے
اسکے تمام بارگاہ منور و روشن ہے گلہائے ایمان شہر کف افسوس مل رہے ہین آپ کے والد نامدار کو ترس نہین
آتا جلاد کو بلا کر حکم دیا ہے وہ اس بچارے کو قتل کیا چاہتا ہے یہ سنکر ناہید سمتن اپنے مقام سے مثل طاؤس
مع از بعید کرشمہ و ناز مع چند کنیزان ہمراز و مصاحبان دمساز ہمراہ ہوئین یہ کہتی ہوئی چلی کہ یہ بازاری عورتین ننگ
پھرتی ہین خوبصورت مردون کو دیکھا کرتی ہین اسوقت اس لونڈی نے اسطرح مردوے کی تعریف کی کہ گویا
عاشق ہو گئی کبھی تو یہ کہتی ہے کہ بڑا خوبصورت ہے کبھی کہا نیک سیرت ہے اس نگوڑی کی باتون نے مجھے
بھی دل پر تاثیر کی بے اختیار دل چاہتا ہے کہ ایسے شخص کی صورت دیکھون لیکن یہ بھی سنا ہے کہ وہ طلسم کشا
ہے کئی شاہزادیان اسپر مرتی ہین ہے مہجبین نے گر افراسیاب کا پھوڑا ہی لالان خونقبا نے خدائی
خدائی سے منھ موڑا اور جگہ جگہ قدرت کملاتی تھین اب کوئی اس آواز سے نام نہین لیتا بیٹھے بیٹھے اپنے کرتوتا
عقل سے سراسر بعید ہے اپنے بزرگون پر ظلم شدید ہے یہ باتین کرتی ہوئی قریب بارگاہ توسن پہونچی دیکھا
اجماع عالم انبوہ خلائق ہے پوچھا کیا ہنگامہ ہے لوگون نے کہا طلسم کشا قتل کیا جاتا ہے ناہید نے کنیز سے کہا
بڑھکر جلاد کو منع کر جب ہم نہ آلین قتل نہ کرے اسکے بارے مین ہم بھی حکم دینگے کنیز نے بڑھکر منع کیا جلاد
رکا مصاحبون نے پوچھا کیا ہے لوگون نے کہا شہنشاہ کی دختر بلند اختر ناہید سمتن تشریف لاتی ہین انہون
نے منع کیا جس روز سے اسکو خبر پہونچی کہ چچاجان متواج مارے گئے آنسو بھر دیا آنکھون سے بہاتی ہین
توسن نے کہا اچھا ٹھہر جاؤ حقیقت مین متواج کو اس سے بڑی محبت تھی تحفہ جات وغیرہ کرہ نیلم
بھیجا کرتا تھا ناگاہ ملکہ ناہید سمتن قریب آکر پہونچی کنیزون نے لوگون کو ہٹایا جمال جہان آرائے اسد
نامدار پر ناہید کی نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان آفتاب طلعت رستم صولت سکندر شان دارا دربان انجم سپاہ
آسمان حسن کا ماہ مہجبین حسن نمکین یوسف دوران شہنشاہ سینان غضنفر ابر جوان خوش خو نظم

به آبرو تیغ بازی کرد تعلیم
لبش میداد تعلیم خموشی
دهانش قند بر گرد حسن تاب
با آئینہ کرد عشرشد پیدار

چه باشد عاشقان را غیر تسلیم
سیاه غمزه در تاراج دین بود
خریداران جو سیما بند و بیتاب

بمژگان گفتش خنجر فروشی
زچین جبهه چین زیر نگین بود
نگاه غیرش زود دل را ز

باہر ہوا ملکہ تشریف لائین اسد نے سر اٹھاکر دیکھا ایک ماہ پیکر رشک منظر

زہرہ جبین رشک شیرین لیلائ عصر سلمائ دہر سرو گلزار خوبی زنگ بوی بوستان محبوبی سمن عذار ماہ رخسار نظم

سمن پیکر لب دل آرام بود
ہمیشہ از و گرم بازار حسن
ز موشیر پاسان شدہ یا دا زد
ز گوشش گل اندر چمن سینہ چاک
خم و پیچ رفتار موج حیات
بلا بر سر تیغ و خنجر بدست
چنین نور ہین جبین صبح نور
نوشت از ازل آفرین آفرین
بلا بر بلا قامت بے درنگ
حیا بندۂ نرگس مست او
لبش شیر و شکر بروں میگند
دے گرچہ دم از عدم میزنے
صنعت دست کردگار ست این

دو چشمش بعینہ چو بادام بود
مسلسل دو زنجیر از بہر دل
ز مویش بہاران شدہ یاد ازد
نہال ارم از قدر او خجل
چو غنچہ لبش ریزد آب حیات
ز مژگان برگشتہ برگشتہ بخت
کہ نور از علی نور گردد و خور
انار بہشتی دو پستان او
بہر نقش پا آفت بے درنگ
بہر گردش چشم صد انقلاب
تبسم بہ بیگر و خون میکند
رخش سورۃ الشمس والیل موے
بارک اللہ چہ کار زار است این

نہال قدش سرو جو بار حسن
ز زلفین خود داشت بر روے گل
ز رخسار او ماہ خور تاب ناک
از و ماندہ شیر شدہ چین چگل
ز مسطوری نرگسش فتنہ مست
دل از دین و دنیا برون کرد رخت
بہ پیشانی از دست صنع آفرین
خوشا کوکب بر پستان او
حنا دست پروردۂ دست او
دل و جان عاشق کباب نزاے
تکلم ز اعجاز دم میزدے
تعالی قدش سرو بالاے جے
اسد نے آہ کی اس پری جبین نے

واہ کی اسد بیقرار ناہید آشکار آنکھیں چار ہوگئیں جانبین سے تیر مژگان چلے دونوں کے تودہ دل پر پڑے کلیجے زخمدار دونوں کے سینے فگار ناہید قریب تخت توسن پہونچ چکی تھی اسطرح تھرائی جیسے بحری لہراتی ہے تھرا کر گود مین اپنے باپ کے گری بیہوش ہوگئی دانت بیٹھ گئے ایڑیان رگڑنے لگی توسن گھبرا گیا اہالیان دربار کو پسینہ آگیا کنیزین دوڑین شیشہ ہاے گلاب لائین چہرے پر ابر شکیب چھڑکے چھڑکا صدمہ دلا ز ہوش آیا مگر مبہوس لب پر مہر سکوت مثل تصویر خاموش دل مین محبت کا جوش توسن نے گھبرا کر پوچھا کیون بیٹا خیر تو ہے کنیزون نے کہا حضور آپ نے غضب کیا ہے پروردۂ صد ناز و نعم اس قیدی کو جو اس رنج و غم مین دیکھا کہ زنجیرون مین جکڑا ہوا زیر تیغ بیٹھا ہے ہمیشہ سے تام خدا رحم دل مین نقش ہوگیا آپنے پہلے سے پوچھا کہ قیدی کو بٹھا دیجے ملکا اس حال ہے اسکو ملاحظہ فرمائین ناہید کو پہلو سے کلام ملا حیلہ ہاتھ آیا کہا ای والد نامدار اسوقت مجھکو اپنے غم حالی دختار کا خیال آگیا کہ اس کی وجہ سے ایسا شغل

ساحر گنتے کی موت مارا گیا عزیز و اقارب یاد آئے کہ اسی کی وجہ سے بڑے بڑے ساحران نامی نامداران
گرامی قتل ہوئے آپ اسکو کہان سے گرفتار کرکے لائے **توسن** نے کہا بیٹا تمنے سنا ہوگا بعد قتل ہونے
چچا کے طوفان قہر نگاہ عمرو عیار کو پکڑ کے لایا مین نے مقام محفوظ پر کیا نہین معلوم یہ کس طرح کا باغ بہارین
پہونچا مسعود با غلام ملا **سہیل** سیاہ رو کے اِسکے ہاتھ سے مارے گئے وہان جادو نے مجھکو آکر خبر کی
اِسکے بازو پر اک **لعل سخندان** کا بندھا ہوا تھا اس وجہ سے اسپر سحر تاثیر نکرتا تھا مین جاکر پہونچا سحر کرکے
اکو لیا اسکو گرفتار کرکے لایا مین جانتا ہون کہ گنبد نور سے یہ چھوٹا بڑے بڑے ساحرون کو مارا مین نے حکم
قتل دیا **ناہید** نے پوچھا **لعل سخندان** نے اسکو اپنا اکو کیون دیا **توسن** نے کہا اے نور نظر ان
شاہزادیون نے طلسم ہوش ربا کو برباد کیا اول بی **مہ جبین** باعث بربادی طلسم ہوشربا ہوئین وہ اس پر عاشق
ہوئین اسکو لیکر بھاگ گئین انکی محبت مین بی **مہرخ** صاحب شریک ہوئین پھر بی **بہار** رکو ہوا لگی سیکڑون ساحر
افراسیاب کے دیوانے کرکے مارے شہر داوریہ مین بی **لالان** خونقبا نے عاشق ہوکر اپنے باپ
کی خدائی کو مٹایا اسیطرح بی **لعل سخندان** نے عاشق ہوکر اپنی بہن کا ساتھ چھوڑا اِسکے لشکر کی شریک
ہولین ہو تحفہ ان کے پاس تھا اس جوان کو جوش محبت مین دیدیا اسی وجہ سے باغ بہارین پر سحر تاثیر نہوتا تھا
مین بمشقت گرفتار کرکے لایا پس اسکے قتل مین تامل مناسب نہین ہے ناہید نے کہا اوالدا ناسداز میرے
دل کو یہ قلق ہے کہ عمرو مارا اس حسرت سے قتل ہون اور ہزارون ساحرون کا یہ شخص قاتل اور یون آسانی
سے قتل ہوجاے جی چاہتا ہے چھری کٹاریون سے اسکو زخمی کرین اوپر سے نمک مرچ چھڑکین یہ خود موت کا
طالب ہو فریاد کرے واسطے دے کہ میرا سر کاٹو اور ہم اسکو قتل نکرین دس بیس آدمی اسکے گرد ہون کوئی
چھری سے زخمی کرے کوئی کٹاری مارے کوئی نیزے کے وار کرے آٹھ پہر چوپہر اس طرح تڑپے تب اسکا
سر قلم کیا جاوے اس طرح کے قتل کرنے مین قید مصیبت سے رہائی پاؤ ہر بار اس شخص نے سر اٹھایا کل اہالیان
طلسم ہوش ربا کو سنایا یہ کہکر پکارکر آواز دی کہ کیون اے وزیران سلطنت و اے صلاح کاران ریاست یہ بات معلوم
ہوا سین اسوقت ایک تلوار کا ہاتھ مارنا سر جدا ہوگیا کشاکش سے چھوٹا یہ کیا سزا ملکی کمال ہے کہ مقدمے
مین **ناہید** جیسے کے دخل دے **توسن** کی لاڈلی بیٹی صاحب اختیار ساحرہ زبردست سب نے
باتکلف کیا ملکہ عالم نے کیا معقول تجویز کی ایسے شخص پر یہی مناسب ہے کہ عذاب شدید اٹھاکر مرے اس
قتل کرنے سے کچھ نفع نہین ہے ناہید نے کہا بابا جان جلاد کو منع کیجیے اس ظالم جلاد صاحب بیداد کو میرے

چہرہ فرمائیے میں اپنے باغ میں لیجاؤن میری حبشنین ترکنین دن بھر عذاب کرین طرح طرح عرض کرچکی نذر و
تیرے زوال کرین نمک مرچ اور برے پھڑکین بوقت سحر مین اپنے ہاتھ سے قتل کرکے سر خدمت
مین روانہ کرون لاشہ جنگل مین پھنکوادون کہ وہ طعمۂ گرگ و پلنگ ہو سر کو خدمت مین افراسیاب کے
روانہ کیجیے گا کہ شہنشاہ مہرخ و بہار کے گروہ کو سر دکھائین کہ وہ لوگ تڑپین پھڑکین اپنے سردار کا سر دیکھکر
جان دین تب یہان سے مجھکو حکم دیجیے مین لشکرکشی کرکے جاؤن اُس حالت مین طبل جنگی بجواؤن
ایک ایک کو للکار کے قتل کرون ایک دن مین لڑائی فتح ہوجاوے اُنکی عاشقانہ باتین سنکر مہجبین
لعل لب خندان سرنیچا کرکے رنگین خون لگ گے اُسکے چہرے رنگین کرین تنہا ہو دل و جان سے عاشق ہین
بڑے بڑے چاہنے والے دہان موجود مین سرنیچا کیا خبر سنکر جان دیگی یہ بات بہتر ہے کہ ہینس ہے
سب نے کہا کیا خوب فرمایا لڑائی فتح ہونے کی حضور یہی صورت ہے کیا ملکہ عالم کے ذہن مین جو دست ہے
توسن تو بہی پرجان دیتا ہے ملکہ عاشق زار ہے شباب جو دردن پر ہے دل مین کہا کرتا ہون مین نے
کس نازو نعم سے پالا یہ غیر کے قبضے مین چلا گئے ایک دن اپنے عالمون سے مسئلہ بھی پوچھا کہ کیون صاحبو اگر کوئی
شخص رخصت ہوئے اسمین بھول نے ہونے والا کہا سے یا نکھا نے اُن عالمون نے کہدیا حضور کیون نکاح
اس نکرین بھی یہ معلوم ہوتا ہوکہ عالم تو حکم دے چکے تنہائی مین اسیر دست انداز ہون باتون پر ناہید
سیمین تن کے ہنس پڑا کہا ای فرزند جو تمہاری خوشی ملک و مال کا تمکو اختیار ہے قیدی کو لے جاؤ مگر خیال
رہے کا اسکے معین و مددگار بہت ہین ایسا نہو کوئی اتفاق پڑے ناہید نے کہا اتفاق تو جب پڑے کہ مین
غفلت کرون شب بھر جاگون گی یہی کمال ہے گا بوقت سحر سرکاٹ کر خدمت مین روانہ کرونگی میرے
باغ مین ہامی کا گذر نہین ہے بزرا اگر مین اسپر دست کرین گی تڑپ تڑپ کر مرے اسکو بھی تو ثابت ہو
کہ ہمنے بڑے بڑے ظلم کیے لاکھون گھر ویران کیے اسکا یہ پھل ملا یہ کہکر ناہید سیمتن اپنے مقام سے اُٹھی
کنیزون سے اشارہ کیا اس قیدی کو کشان کشان ہمارے باغ مین لے چلو خبردار راہ مین بھی اسکو آرام
نہ ملے ناہید دربار سے توسن کے اُٹھی کنیزون نے سرزنجیر کو تھام لیا دیکھا توسن نے کنیزون نے اسکو
گھیر لیا چانون کرتی ہوئی بیچ مین یہ ماہتاب گرہجوم سیارگان حقیقت مین ناہید پرعجب عالم ہے
حسن مین بے مثال چہرہ بدر آسمان کمال ماہ رخسار تازہ و غمزہ و جلوہ خرامان خرامان روانہ ہوئی بعد اسکے جادو گرنی نے
کہا دیکھو صاحبو صاحبزادی کو طلسم کشا پر بڑا غصہ ہے مین بر آمد ہا مہرخ وغیرہ اسکو نہین جانے دونگا

خود جا کر لڑائی ختم کرو نگا حقیقت مین جب سب کے مرنے کی خبر مہرخ وغیرہ سنین گی جو اس جا جنگی
عالم مین جو لشکر کشی ہوگی بیشک وہ لوگ گھبرا جائینگے ایک ہی دن مین شکست کھائین گے سب نے کہا حضور
صاحبزادی آپکی بہت عقیل و فہیم ہین سحر و ساحری مین بھی آپکی ہمسر ہم سبھون کی افسر یہان تو یہ ذکر ہو
لیکن ناہید اسد کو راہ مین تو گلستان گلستان لیکر چلی دل بیقرار آنکھون مین آنسو بھرے ہوے یہی خیال ہے
کہ افسوس یہ ماہتابان مبتلاے طوق و زنجیر ہے باغ مین پہونچی اسد غازی نے دیکھا باغ نہایت سرسبز
و شاداب ہواے خوش چلی ہے طائر درختون پر زمزمہ سرا ایک ایک کنیز حسین و جمیل صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ باغ بہشت مین حورون کا مجمع ہے بزم مین ماہتابان کے ستارون کا مرقع ہے جب بارہ دری مین پہونچی فرمایا
بچھونا بیربان اسد کی کاٹ دین کنیزون کو اشارہ کیا دروازہ بند کرو کوئی در انداز نہ آنے پائے کنیزون
کو بھی بچایا ایک ایک کو دولت دنیا سے نہال کیا اسی وقت اسد غازی کو غسل کرایا لباس فاخرہ پہنایا
مسند پر آکر شاہزادہ جلوہ فرما ہوا صحبت عیش آراستہ ہوئی روی زیبا کو دیکھا تھا کہ زرد ہو رہا ہی در باغ پرجو
اسد زنے سے جسم پر زخمون کے لگے ہوے ریزہ ریزہ تمام خون سے معمور اپنے ہاتھ سے خون
پاک کیا اسد خود دل و جان سے مائل ہوے تھے گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے مصاحبون سے ناہید
نے کہا دیکھو صاحبو کوئی اس بات کا ذکر نہ کرے مین نے تم سبھون کی جان بخشی سب ساحری قوت ہین
سب کتابون مین سامری جمشید لکھ گئے کہ یہ جوان طلسم کشا ہے پھر کیونکر قتل ہو سکتا ہے یہ بھی کتاب
مین لکھا ہے جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا جو دشمنی کریگا ذلیل ہو کر مارا جائے اپنی جان کی
حفاظت واجب و لازم ہے بیچارہ مخمور افراسیاب نے کیا کیا دمبدم اسکا اوج بڑھ رہا ہے کسیکو امید
تھی کہ جھرے فتح ہونگے پانچون ساحر نامی و نامور عالی صاحبان اختیار کس ذلت و رسوائی سے قتل ہوے ایک
شب مین لشکر متواج پر طوفان آیا سب غرق دریاے ذلت ہوے متواج کو بڑا ارمان تھا نا نصیب ہوا
دل کی حسرت دل ہی مین لیگئے علاوہ اسکے سب نے نمکحرامی کی ہے اسکا یہی انجام ہوگا سب نمکحرام
سزا پائینگے گنتی کی موت مارے جائینگے کنیزون کو بھی کو دریاے جواہر مین غوطہ مارا اور شب
اول پہر بارہ دری مین آئی اسد غازی رعب حسن و جمال سے بڑے تعظیم اٹھے یہ ماہتابان پہلو مین
اس مہر درخشان کے آکر جلوہ فرما ہوئی مسند پر قران السعدین اجتماع نیرین کنیزین دونون کو بلائین لیتی تھین
ترقی جاہ و جلال کی دعائین دیتی تھین کنیز نے جام مئے ارغوانی لبریز کر کے ملکہ کو دیا کہا حضور مہمان کی خاطر ضرور ہے

ہم سب کے قلب کو سرور ہے خدا نے یہ دن دکھایا قریب شمع جمال پروانے کو پایا اس گل کے چہرے کے واسطے بلبل شر درا کی شرکت نگر ناسزا سر عقل کا تصور ہے ملکہ نے وہ جام آفتاب خورشید نما پر لیکر سامنے اسکے پیش کیا اسد نے جام پر ہاتھ رکھکر دیا ملکہ کی آنکھوں مین آنسو بھر آئے کہا ای شہریار مین خوب سمجھتی ہون آپکے اعتقاد صادق نے قسم لی ہوگی کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا مجھے صرف آپ کی جان کی حفاظت منظور تھی مین عشق و عاشقی کی طالب نہین ہون جام کو تہ کیجیے دل شکنی ہو آیندہ آپ کو اختیار ہے اسد نے فرمایا ای ملکہ ہمارا یہ طریقہ نہین ہے کہ ہم کیسی قسم کرانین تنے حقیقت مین ہماری جان بخشی کی قید شدید رہا کیا ہمارے تمہارے اعتقاد مین فرق ہے اگر مجھے محبت سامری جمشید پر لعنت کرو وحدہٗ لاشریک خدا جانو جس نے ایک کلمہ کن مین زمین و آسمان کو پیدا کیا یہ سامری جمشید وغیرہ ساحران زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست تھے دام مکر پھیلا گئے بندگان خدا کو پھنسا گئے مبتلائے رنج و غم ہو گئے کندۂ جہنم ہو گئے اسطرح اسد نے اوصاف رب اکبر و مذمت ساحران خودسر بیان کی کہ ناہید کے قلب کو سرور ہوا آئینۂ قلب سے زنگ کفر دور ہوا اسکو کر جواب دیا مین تو آپ کی خوشی منظور ہے بلکہ یہ قول ہے فرد کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست + اگر کلمہ پڑھون گی تاثیر سحر زبان سے جاتی رہیگی تصدیق قلب بہ اقرار زبان اطاعت دین اسلام کی شاید کسی وقت کام آئی تمام کنیزین مع ملکہ بخوشی مطیع اسلام ہوئین اب جام شراب ارغوانی گردش مین آیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز سامنے حاضر ہوا صدائے ہو شا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی بڑے لطف سے جلسۂ باغ مین ملکہ ناہید کے آراستہ مسند پر عاشق و معشوق جلوہ فرما فراش بلجابان نے فرش چاندنی باغ مین بچھایا ہے جب اسد کا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا جوش جرات مین قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای ملکہ عالم تنے تو احسان کیا ایسے وقت مین مجھے دل لگایا کہ مہر آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے ہین ہمارے معین و مددگار خواجہ عمرو نامدار کو طوفان قہر نگاہ قید کرکے لیگیا اب تک انکا نشان نہ ملا پس میرا خوش ہوکر اس مقام پر بیٹھنا معروف شہر اہزاری ہو تا مردت و جرات سے بعید ہے مین بوقت سحر دربار نوسن مین جاکر جان دونگا انشاءاللہ یا تو تخت الٹ دیا اگر قضا لیکر آئی ہے جان دونگا کیا چارہ ہے علاوہ ازین تمام لشکر مین قیامت برپا ہی ملکہ مہرخ دہہارہ کو روتا پیٹتا چھوڑ کر نکلا چند سردار بھی برآمد ہوئے نکلے نظم

چشم کجا ست کہ آتش شرر اودست
خورشید جان زرہ از خاک بر اوست
پروانہ کہ از آتش فانوس بسوزد

از دو ختر صد شمع نہان زیر پر اوست	محمل بکشند غم بہ بیابان رہ مقصود	تا چند بہ سودائے جنون راہ بر اوست
آزردہ مشو از غم یار کہ از تاز	پیدا او دو آئین محبت ہنر اوست	یک سوز میان آتش بہ غم پیش پا نہ
عرسیت کہ دست ہوس و دیگر اوست	از خون نہ چکید اشک ز چشم تر عشقی	تا خنجر زہر بس زخم ہم و در جگر اوست

ملکہ چین اپنا حال زار کیا کہون کس مصیبت مین مبتلا ہون ظاہر مین آباد باطن مین گرفتار دام محبت
و مصیبت ملکہ خیال تو کرو ہم بیان آکر مصروف عیش و نشاط ہوئے سردار ہمارے ہماری واسطے کیسی منتظر اور ہو کر
کچھ سردار تلاش مین نکلے ہین لہذا سیر اوس اسمین کھینچنا مناسب نہین ہے یہ سنکر ناہید رنگی کنیز دان
کیطرف متوجہ ہو کر کہا افسوس وہ دن ہوتے ہین توسن جادو کے باغ مین توسن سحر مین مہر افراسیاب ایک
ایک ساحر اسکی صحبت مین لاجواب انکے واسطے اسکا انعام بھی کافی ہے مین بھی ہر نام ہر بادگی اہالیان
دربار توسن کیا کہینگے مشہور ہوگا ناہید نے طلسم کشا کو چھوڑ دیا انسے نکلنا دشوار ہوگا اور خواجہ عمرو
کا جواب سنے ذکر کیا رہ ہمارے ملک مین آکر قید ہوئے طوفان قہر نگاہ یہان لیکر آیا اسی قید خانے مین
شہنشاہ لاچین و فرزند حمزہ صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان و دختر شہزادہ ملکہ تصویر سب ایک ہی
مقام پر قید ہین یہ سنکر اسد نے آہ کی کہا ای ملکہ عالم اب دربار توسن مین جانا واجب و لازم ہوا خواجہ
عمرو بھی اسی مقام پر قید ہین ماموں جان کے واسطے مین آوارہ ہو کر نکلا تمام طلسم کی خاک چھانی خداوند
جمشید بکر خواجہ نے افراسیاب سے پوچھا تھا جب اسنے قید لاچین کا نشان دیا مجھے تو اپنے
ماموں کا بڑا خیال ہے ملکہ تم نے گھبرا کر جب تیغ برق مثال کھینچا سب ساحر بھاگ گئے مین نے اپنے
کانون سے سنا تھا نے بیان کیا کہ خواجہ عمرو زندان توسن حصار مین قید ہین مین انکی رہائی کو نجات
کیسی نامردی ہے اپنے دل مین کیا فرماتے ہونگے کہ اسد نے بھی بھکر فراموش کیا بھول قوت آلہی و بہ فیض
شہنشاہی تخت توسن الٹ دونگا جان بڑی چیز ہے خود قید خانے سے بیکر ملوا دیگا جسوقت مین ماموں
جان کو رہا کرون جانون کہ دولت کونین حاصل ہوئی ناہید نے کہا صاحب کوئی راستہ زندان طلسمی کا نہین
جانتا سوائے توسن کے کوئی وہان جا نہین سکتا اتنے دل کنیز کا کہتا ہو آپ کا فراق ناگوار مین جا کر اپنی
والدہ ماجدہ سے راستہ طلسم کا پوچھون گی جہانتک ہو سکیگا تدبیر رہائی خواجہ و لاچین و بدیع و تصویر
کرون گی اس راہ مین اگر جان بھی جائے تو کچھ گوارا ہے مینے سبب اس سے نکلنے کا ارادہ کیا یہ بھی
و نیز آزردگی کہ توسن نے اسد سے اگر چھین کر لیا گیا وہ بھی اگر دستیاب ہو تو بھی نکلنا مناسب نہین توسن نے

آخر سحر کرکے کرنا آپ سے چھین لیا کیا زور چلا ملکہ نے جو اسطرح سمجھایا کنیزون نے بھی تبرکات کی ہر ایک نے یہی
کہا جو ملکہ فراق مین لے شہریار اسی تدبیر پر کاربند ہوجیے اسد نے کہا خیر ملکہ ایک شب یا دو شب تمہاری
جستجو کا انتظار کرونگا مین جو کہتا ہون اسکے خلاف نہوگا مین ضرور دربار مین توسن کے تلوار کھینچکر جاونگا اپنے
نانا جانکو لاونگا ماہید بے اختیار رونے لگی کنیزون کی طرف متوجہ ہوکر کہا صاحبو اس عشق کی ہم یہ افتادہ نہ تھے
تے براے خدا تم سب صاحب ان کو سمجھاؤ ہماری تو اب یہ کیفیت ہے موافق مضمون

نظم

زہ شعلے ہین ہجوم آہ آتشناک سے پیدا
ہزارون آسمان ہین ایک مشت خاک سے پیدا
لگا اٹھنے نہ اسکو قصد گستاخی نظر سے
کہ ہو تم آرزو ہے حلقہ فتراک سے پیدا
ہوا ہے دولت غم سینہ بے خاکسار کو
جو خزانہ ہو ہماری چشم نمناک سے پیدا
ذرا رو انکا رہے دیکھو ابھی ہر ذرۂ پر سوزان
یہ دانہ خال کا ہو یارکس تریاک سے پیدا
نسیم اب سینے سے نکلا فرخندہ دانہ مینا کا

صدائے الحذر ہر گنبد افلاک سے پیدا
جھلکے شیشہ گلگون آغوش سیاہ غوث زنگی
تمنا ہو زبان ریشہ مسواک سے پیدا
بس اب مردون جو دیکھا دل ادا فرزانگی
کہ ہر دم تازہ خلعت ہر لباس خاک سے پیدا
نہ پھر نکہت گل برق کو سوزن پھر گئی
تو ہون کچھ اور تکلیفین دل بیباک سے پیدا
کٹے صبح قیامت سن مین نور بیضین ملتا
طلوع مہر ہو صبح گریبان چاک سے پیدا

ہوے مضمون عالی میری طبع پاک سے پیدا
آنکھ متوجہ ہو آفتاب افلاک سے پیدا
بچا آنکھ کو دیکھو خلاف داب عصمت
دبی پھر خاک مین آیا ہوا جو خاک سے پیدا
کیون جلوہ پا تو ہو دیکھ مضمون مین
رہ تیری ہے تمہارے توسن چالاک سے پیدا
الگ کی رو تیرے آنکھون مین کیفیت نشے کی ہے
کہ ساحل ہو سکتا کسی تیراک سے پیدا

یہ اشعار پڑھ کر ملکہ بے اختیار روئی
کنیزین سمجھانے لگین اسد نے دامن سے اشک پاک سے کہا ملکہ جو تمہاری خوشی ہوگی وہی کرونگا لیکن انصاف
کرو ماموں جان اور نانا جان کے قید کا حال سنون اور مین مصروف عیش رہون یہ مناسب ہے
یہ آوارہ دشت ادبار جان دینے کا اسیوجہ سے طالب ہو ماہید نے کہا مین ابھی جاکر ان سے پوچھتی ہون
کہ راستہ زندان طلسمی کا کیونکر ہے اگر والدہ ماجدہ کو معلوم ہوگا بوجہ مہر مادری ضرور بتلا دینگی یہ کہکر اک طاؤس
زرین بال پر سوار ہوئی چلتے چلتے کنیزون سے کہگئی صاحبو اک کام کرو کسی گنوار کو گرفتار کرکے لاؤ سحر
سے اسکو شہریار کی شکل بناؤ اسکا سر کاٹ کے دربار مین توسن جادو کے سپرد کرو اور زبانی بھی کہدینا
کہ ماہ چہر مین طلسم کشا کو بڑی بڑی تکلیفین پہنچائین تیغ و تبر سے خوب زخمی کیا زخمون پر نمک پاشی کی لاش
جنگل مین پھکوا دی سر اُس اختر کا حاضر ہے کنیزین اسیوقت اک گنوار کو گرفتار کرکے لائین سحر سے اسکو
اسد غازی کی صورت بنایا اُسکا سر کاٹ کر خوان مین رکھا چند کنیزین خوان لیکر دربار توسن مین پہنچین

توسن جادو تخت پر بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ ابھی طلسم کشا کا سر یہین آیا کنیزین اگر یہ کہتین توسن نے
کہا صاحبو میری بیٹی مجھسے زیادہ اہل اسلام کی دشمن ہے کنیزون نے بھی عرض کی حضور بڑی تکلیف دیکر
طلسم کشا کو قتل کیا زیادہ کرنا تھا کہ جلد سر اسکا کاٹ لو توسن نے اسیوقت طائر جادو سے کہا طلسم کشا کا خدمت
مین شہنشاہ طلسم ہوش ربا کے لیجاؤ لیکن باغ مین جا عرض کرنا لیجیے لڑائی فتح کر دی خداوند سامری جمشید
جھوٹے ہوے جابجا لگ گئے تھے کہ اسد جوان لاجواب قاتل افراسیاب ہے طائر جادو سر لے کر چلا طرف باغ
سیب کے روانہ ہوا اس سر کو پھر ظاہر کرونگا لیکن یہان ناہید اپنی مان ملکہ بادبان جادو کے پاس آئی
بادبان جادو محل مین مسند پر بیٹھی ہے گرد اسکے جلیسین دائیان آئین حاضر ہین کنیزون نے خبر دی ملکہ خانم آتی ہین
بادبان نے کہا چھوکری کھیل سے فرصت نہین ملتی آٹھ پہر شغل ہے گل بوٹے مین بنتی ہے ساتھ دائیان
سب نوجوان کھیل کود مین مصروف رہتی ہین یہ ذکر تھا کہ ناہید سامنے سے مثل طاؤس بناز نشہ بادہ عشق کر
چور مینائے گردن شراب حسن سے معمور سامنے آکر پہونچی واسطے تسلیم کے خم ہوئی بادبان نے سر چھاتی سے
لگایا ناہید نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا اماجان آپ نے سنا مین نے طلسم کشا کو عذاب الیم سے قتل
کیا ٹھہر ٹھہر خوب ستایا تڑپ تڑپ کے موت مانگتا تھا آپ کے گھر سے تھا جی ٹھنڈی ہوئی فتح حاصل ہوئی ساحرون
کو تسکین دل ہوئی بادبان نے بلائین لین کہا بلی بڑا کام کیا سلطنت ہوش ربا تمھارے گھر مین ہے
ناہید نے کہا اماجان ایک بات مین مجکو بڑا تردد ہے اگر کوئی قصد کرے کہ زندان خانہ طلسمی مین جائے
اور لاجین و مریع و تصویر و عمرو کو چھوڑا دے اسکی کیا تدبیر ہے یہ سنتے ہی بادبان غصے مین کانپنے
لگی ایک طمانچہ ناہید کو مارا کہا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ کیا اپنے باپ کی جان لینے کا قصد رکھتی ہے یہ وہ
راز و نیاز کی بات ہے کہ بجز افراسیاب نے تیرے باپ کو راستہ تعلیم نہین کیا ایسی بات پوچھتی ہے
کہ جس سے خوف جان و ایمان ہے یہ کس نے تجکو بتایا ناہید کے طمانچہ جو پڑا پروردہ ناز و نعم ذرا سا کوئی کہتا
تو ناگوار ہوتا یہ تو طمانچہ منہ پر پڑا اسے کہ زمین مین گر پڑی بال نوچ ڈالے ایڑیان رگڑنے لگی کنیزین ہان ہان
کر کے دوڑین بادبان نے کہا رونے دو خبردار اسمین کوئی دخل نہ دے اس معاملے مین مین کسی کا پاس
نہ کرونگی ناہید تو سر پیٹ رہی ہے کہتی ہے مین اپنی جان دونگی مادر مہربان نے مجکو دشمن جانا راز
چھپایا مین نے تو اس مرتبہ مین پوچھا اب زندگی بیکار ہے محل مین غل ہوا قضائے کار توسن جادو دربار سے برخاست
کرکے محل مین آیا دیکھا تو محل مین ہنگامہ ہے ناہید زمین مین لوٹ رہی ہے بادبان کو نزا لیکر

ابھی سے کنیزون نے یاوبان کو روکا کتنی ہین کہ مین کیا چھوکری کو مار ڈالون گا توسن نے جو حال ناہید
کا ابتر دیکھا بیقرار ہوگیا دوڑ کر گود مین اٹھا لیا کہا صاحب یہ کیا ماجرا ہے لڑکی نے کیا خطا کی یاوبان نے
کہا صاحب سنو عجیب طرح کی بات اس نے آج پوچھی زندان طلسمی کا راستہ پوچھتی ہے بیشک طمانچہ مارا اور ترت
رہائی لاچین و تصویر و بدیع و عمرو پوچھتی ہے ناہید نے توسن کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے
کہا بابا جان مین دشمن ہون مجھسے راز چھپایا مین نے آدمزن مین پوچھا تھا مجھے طمانچہ کیون مارا مین ابھی
جان دیتی ہون توسن نے گلے سے لگایا کہا بی بی تمھاری ان کو سودا ہوگیا ہے تم شب کو میرے پاس آنا
مین بتلا دونگا مجھو بی سمجھا دونگا یاوبان نے کہا دیکھو صاحب اس قدمے مین دلار نکرو بلکہ اس سے یہ پوچھو کہ تجھسے
کسنے پوچھا توسن تو اور بھی فکر مین تھا اشارہ کرکے کہا اب تو تم اپنے باغ مین جاؤ شب کو تنہائی مین آنا
کنیزون نے بھی ملکہ کو ہٹا دیا ناہید اسی حال سے آنکھین سرخ گال پر طمانچے کا نشان حیران و پریشان
باغ مین آئی اسد غازی مشتاق تھے کہ شاید کچھ نشان دریافت ہو ناہید نے تمام کیفیت بیان کی کہا
آج شب کو توسن کے پاس جاؤنگی صاحب اس مقدمے مین بڑی احتیاط ہے نام زندانخانہ طلسمی سنکر
ماور مہ بان بیقرار ہوگئین کبھی اسطرح مجھپر ہاتھ نہ اٹھایا تھا اسد نے کہا ملکہ تم مجھکو جانے دو جب توسن پر
مصیبت پڑے گی خود ہاتھ کرکے آئیگا ناہید نے کہا صاحب آپ کو سودا ہے توسن تک جانا ہی دشوار ہے
آج کی شب اور تامل فرمایئے کل پھر آپ کو اختیار ہے جب شام ہوئی ناہید نے اپنے کو مثل عروس شب اول
آراستہ کیا اسد سے رخصت ہوکر بعد خروج نازنین دربار توسن کے محل پہان توسن نے بوعدۂ آرزوے
وصل ناہید بارگاہ مین تخلیہ کر رکھا ہے شراب و کباب ہے روبرو تنہا تخت پر بیٹھا ہے پہلو بدل رہا ہے تصور
ناہید آنکھون کے سامنے جل رہی ہے کہ آسمان پر برق یک دیکھا ناہید مثل ستارہ بھری چمکتی ہوئی لباس
فاخرہ زیب جسم دلہن بنی ہوئی زیور پھولون کا پہنے ہوے سامنے توسن کے آکر اتری توسن نے کلیجے
پر ہاتھ رکھ لیا کہا بی بی مشتاق بیٹھا تھا ناہید نے ابا جان کر گلے مین ہاتھ ڈال دیے بے اختیار
رونے لگی کہا کیون ابا جان ہم آپ کی جان کے دشمن ہین اور مہ بان نے ہمکو غیر سمجھا ہم نے طلسم کشا
کو قتل کیا مین اپنے ہاتھ سے گلا کاٹون گی ورنہ رو کے جان دونگی اگر آپ کو میری زندگی منظور ہے مفصل
صورت رہائی لاچین و راہ زندانخانہ طلسمی بتلاؤ ورنہ میری زندگی بیکار ہے دشمن کا زندہ رکھنا کیا
ضرور ہے توسن نے کہا بی بی نہ گھبراؤ اطمینان سے بیٹھو شراب پیو کباب کھاؤ تم دشمنی کرو گی تو دو دن

کون ہوگا ان تمھاری ہمیشہ سے بدمزاج ہین ان کے کہنے کا خیال کر دای فرزند حقیقت مین یہ مقدمہ
ایسا ہی نازک ہے اگر کہین لاچین رہائی پا جاے پہلے تلاش کرکے مجھکو ماریگا شہنشاہ نیلم وفیروزہ
فیروزہ پوش سیاہ روز مہر ریہی سب دشمن کامل ہین صراط ہفت رنگ نیرو ساحری ہے لیکن
وہ بھی گرفتاری لاچین مین شریک ہے اب تو کوہ ہفت رنگ کی سلطنت لی اٹھارہ سو قریات
کا مالک ہے وہی اسکی فوج ہے اگر افراسیاب بگڑ جاے افراسیاب اسکا کچھ نہ کرسکے دیہات سرکار آتی ہے زمین الٹ
ہو اگر پچاس لاکھ کا لشکر کوئی لیکر آئے ایک حملے مین وہ گنوار اُس فوج کو پامال کرین یہ خیرخواہ مین نے ہمیشہ
لاچین نے دبا ڈالا کر سات ہے ملک پر قبضہ کر لیا میری سلطنت افراسیاب کو ناگوار ہے مگر میرا کچھ کر نہین سکتا
یہی اسکو خوف ہے کہتا ہے کہ ایسا نہو شہنشاہ لاچین کو قید سے چھوڑ دے زمین طلسم ہوشربا تھرا جاے نام
لاچین سنکر افراسیاب کو غش آجاے ناہید نے کہا یہ قصے کہانی تو آپ بیان نہ کیجیے آپ صاف صاف بات
بتا دیجیے ابھی مین اپنے کو ہلاک کرون توس نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای فرزند تیری باتون سے
ظاہر ہوتا ہے کہ میری جان کی درپے ہے ناہید نے کہا مین تو عرض کرچکی کہ دشمن کا زندہ رہنا کیا ضرور ہے
یہ کہکر خنجر ہلالی کھینچا ملکہ نے گلے پر رکھنے کا قصد کیا توس نے ہان ہان کہکر ہاتھ تھام لیا پیشانی پر بوسہ
دیا توس کے گلے سے لگا لیا پہلو مین جگہ دی کہا ای نور نظر اپنی موت کا مقام بتلاتا ہون تمھاری
نسبت ذرہ بھی گمان کیا نہین گوارا ہے کہ تمکو صدمہ پہونچے اگر کوئی شخص قصد کرے کہ شہنشاہ لاچین کی رہائی کی
صورت ہو اول مجھکو بیہوش کرے زندان طلسمی کی میرے جوڑے مین کنجی ہے اسکو اپنے پاس رکھے جس تخت پر مین
بیٹھا ہون اس تخت کو اٹھاے چالیس پہلوان زبردست اس تخت کو جنبش دیتے ہین ایسا زبردست کون ہے کہ اس
تخت کو ہلاے فرش ہٹاے اک تختہ سنگ نصیب ہے وہ سنگ مہرہ نقب ہے پتھر کو دین نقب ہے دور کرے کئی
سونے کی پیڑھی آراستہ و پیراستہ ہین ان مین اتر جاے جب زینے تمام ہون آخر مین ایک دروازہ دیکھے گا اسکو کھول کر
باہر جاے ایک صحرا ملیگا ویران سنسان اسکے آگے سامنے مکان سیاہ رنگ کا بنا ہوا ہے اے ناہید
یہی زندان طلسمی ہے پہلو مین اسکے بوزینہ ابلق سوار ساٹھ ہزار ساحرون سے زرد کش ہے جو کلید میرے
جوڑے مین ہے اسی سے قفل در زندان کھلیگا اے نور نظر اندر اس مکان کے چار قفس لٹکے ہین قفس
شہنشاہ لاچین و ربیع و تصویر و عمر و دیگرون مین قید ہین بیرون زندان خانہ طلسمی متعلق اسی قصر حالی حاکمین
کے کئی سو مکان مختصر آراستہ ہین ان مین بارہ سو شاہزادی و کنیزان و اسے جن لوگون نے ساتھ چھوڑ دیا الا

کا ترک نہ کیا وہ ان مکانون مین قید مین اگر بھی ہار ہی خود نکل کر لاہعین ان کو رہا کریگا یہ کہکر ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای نور نظر مین نے اپنے موت کا میلا بتلا دیا دیکھو دل دھڑکنے لگا یہ کہکر چاہا گریبان ہاتھ ڈالون ناہید نے سر جھکا لیا سوچی کہ اس سے بہتر کوئی وقت نہ ملے گا یہ بیحیا بے شرم ہر مرتبہ دست اندازی کرنے کا قصد کرتا ہے ناہید کہتی ہے ای والد نامدار ذرا ہوش مین آئیے اک جام شراب تو پی لیجیے توسن خوش ہوا دل مین کہتا ہو کہ یہ مجھسے راضی ہے حالمان مذہب سامری حکم دے چکے اب خوف کیا ہی لیکن ناہید نے شراب پلانا شروع کی جام پر جام دے رہی ہے اسقدر شراب پلائی کہ توسن بہوت ہوا بقول شخصے توسن نے مین چڑھا بد لگامی کرنے کا قصد کیا لیٹ پڑا رون ناہید نے کہا والد نامدار ابتو آپ بدلگام ہوے ہم مفت مین بدنام ہوے یہ تو بتلایے کہ آگے جو طلسم کشا سے چھپا وہ کیا کیا توسن کے منہ سے نکل گیا پشت پر تخت کے جو صندوق ہے اسمین بند کر دیا ہے ناہید نے اور اک جام دیا ابکی تو گھبرا کے توسن اٹھا ڈرا ہوا اتنہ تو خوب ہو چکا تھا ناہید نے چپکے چپکے بھر کیا توسن گر کر بیہوش ہوا ناہید نے اوپر بیہوشی کی دوا نے پڑھا صندوق کھول کر اکو نکال پر پرواز پیدا کر کے طرف باغ کے چلے بیان اسد نامدار یہ مین ہر ولیمنزان اتھیا زار ہے مین ملکہ ناہید نے ہماری بات کا اعتبار نہین کیا ہم بوقت سحر ضرور رہا ہونگے کل تخت توسن آ لیجے جاتے تھے ملکہ سے ملاقات آخری ہو جاتی یہ تو ہمین یقین ہے کہ دربار توسن سے وہ جنازہ ہمارا اٹھا مینگی لیکن ملاقات بھی ہونی ضرور تھی ہماری جانب سے یہ پیغام ملکہ عالم کو پہنچا دینا اور یہ اشعار نواب محمد علی خان عرف منجھے صاحب تخلص میسر خلف نواب افتخار الدولہ رئیس باتوقیر شاگرد رشید منشی مظفر علی اسیر زبانی ہمارے پڑھکر سنانا

نظم

جراحت بام پیراہن کسیکا
ارادہ ہے سوے گلشن کسی کا
پس مردن نہ کرنی تھی عداوت
بلا سے جل گیا خرمن کسی کا
صبا لادے چمن سے نکہت گل
بجھا دے گا ای دامن کسے کا

کفن ہوتا پس مردن کسی کا
گلون کی جیب مین خوشبوے گلشن
نگاڑا کیون صبا مدفن کسی کا
نہ دو ڈر ڈانسے تنازاے کرگ
بنے گا آج پیراہن کسی کا
نجانے کو ہے نیر جو دیکھا

نظارے سے بلبل دل کو ہمارک
تو یاد آتا ہے پیراہن کسی کا
چمکنے سے تجھے اے برق مطلب
میان راہ ہے مدفن ہے کسیکا
چراغ زندگی کا کیا بھروسہ
پس پردہ چراغ روشن کسی کا

یہ اشعار اسد نامدار نے اس حسرت سے پڑھے اور یہ فرمایا کہ ہم خوب جانتے ہین کہ یہ اشعار ہماری

زندگی مین باقی ہے ہم کل نذر گین ہوگئے با تیغ برہنہ بوقت سحر و سار توسن مین ہوں ہو گئے یہ ذکر تھا کہ ماہ طلعت
مثل ستارہ سحری ناہید پیدا ہوئی جو اس گھبرائی ہوئی دوپٹہ ڈھلکا ہوا آتی ہے اسد کو سلام کیا شہریار نے بالائے
مین نے توسن کو بیہوش کیا اب حال صورت رہائی لاچین دریافت کیا کس طرح زنبیل تھا بڑی
شکل سے بتایا یہ ابھی حاضر ہے اسد کا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا آکر بانو پر باندھا تخت پر سوار کر کے اسد
کو لے اڑی راہ مین سب نے نشیب و فراز سمجھاتی جاتی ہے کہتی ہے اے شہریار مین نے تو اپنا کام کیا اب
آپ کی جرات و قوت کا امتحان ہے تخت آہنی اسقدر بھاری ہے چالیس پہلوان مل کر جسکو جنبش دیتے ہیں لیکن
یہ بھی عرض کرتی ہوں کہ جسقدر توسن نے بیان کیا اسکو دل مین قبول کرتی کچھ اپنے چھپایا اسد نے کہا
ملکہ خضر راہ پروردگار ہے کہ دغدغہ تو باطل پکارا ہے مین یہانتک پہونچنے کی کب امید تھی پروردگار نے یہہ ری
کی یہانتک پہونچا اسی بے نیاز نے تمکو مہربان کر دیا اگر بارگاہ مین یہ باتین کرتے ہوئے پہونچے دیکھا توسن
بیہوش پڑا ہے ناہید مثل بید کانپ رہی ہے اسد نے بسم اللہ کہکر تخت آہنی کو اٹھایا ناہید نے
فرش بنایا تختہ سنگ کو اٹھا کر اسد نے پھینک دیا نقب تیرہ و تار ناہید نے فتیلہ سحر روشن کیا زینے
سے اترتے ہوئے چلے ایک مقام پر دیکھا کوچہ سا معلوم ہوتا ہے اسد نے جھانک کر دیکھا ایک دیو سیہ بیٹھا
شراب خواری کر رہا ہے اسد کی پرچھائین دیکھ کر آواز دی اے کون اسد نامدار نعرہ اسد غازی کہکر کود پڑے
ناہید سحر کر کے بلند ہوئی دیو نے واشتاد واسد نامدار کو لگائی اس سردار نے دار پہ ہاتھ ڈال دیا دیو
پست پڑا اسد نے اکڑ کر مارا ادھم دھم سے نیچے کا لٹا گرا توسن نے یہ حال نہ کہا تھا اس خیال سے کہ اگر
کوئی جا پڑا لا جائیگا اگر دس ہزار ہوں گے تو دیو چیر پھاڑ کر پھینک دیگا خاتم توسن کا نوکر ہے جب دیو گرا اسد
جست کر کے چھاتی پر آیا کما شناخت مین پروردگار کے کیا کتا ہر دیو نے ایک چیخ ماری آواز دی اے ملکہ بلال سحر طراز
طلسم کشا آ پہونچا اسد نے اتنے عرصہ مین سر کے نیچے ہاتھ لگا کر سر دیو کا کھینچ کر پھینک دیا ادھر تو دیو مرا
دیوار اس مکان کی شق ہوئی اک ساحرہ سیب نکلی لاشہ دیو کا دیکھ کر اک چیخ ماری میرے معشوق کو اے ظالم تو نے
مارا اسد تیغہ پکڑ کر اس ساحرہ پر جا پڑا آکے بازو پر بندھا تھا اس نے سحر کیا سحر باطل ہوا اسد نے تیغہ مارا ہلال
سحر طراز کا سر زخمی ہوا اس نے اپنے کو زمین پر گرا دیا جھک کر الگ ہوئے سر کا خون چلو مین لیا آواز دی کیا
باعث ہے کہ سحر اس جوان پر اثر نہین کرتا پیر نے آواز دی بازو پر اسکے ہے اسکو جدا کر تب سحر تاثیر
کرے گا یہ سنکر جادوگر نے کے یا سامری کہکر زمین پر دو قدم مارا اک برق چمکی بازو سے اسد کے اکر ٹوٹ

گرز نگاہ سے اشارہ کیا اسد کے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہی تڑپا بھاگا کر ہلال سحر طراز دوڑی سپر تیغ ہوئی کہا ارے
طلسم کشا کہاں تک گئے پہونچا یا اسد تو بیکار ہوے اک آگ پڑا ہو یا زن زمین نے تمام پیر بہر سے
بہر سے پسینہ بہاری رنگین جمہر کی ماران سیاہ شگلیں بے زبان جانور لگین ہلال یہ کہیکر دوڑی ناہید
زوبہانہ ہے یہ معرکہ دیکھا کلیجہ پھٹ گیا سحر پر بڑا غضب ہوا ان سے کہا توسن نے ورد کیا تو ابھی بھیانے جلد مین
ہلال کہو دیا جاتا تھا راہ مین انہین زن جادو نے پھینک دیا ای طلسم کشا قتل ہوتا ہے لے ناہید
تو زندہ بچ کر کہان جائیگی توسن ڈھونڈھ کر ماریگا یہ سوچ کر خنجر کمر سے نکالا کون اپنا ڈال کرنے کو خوب
تیز کیا شش برق کڑک آسمان سے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار کیا کرتی ہو نم ملکہ ناہید تیغ مین اس زد سے
گری ہلال کی پلک جھپکی پہ کے نیچے آیا۔ ہلال سحر طراز کے دو ٹکڑے دوڑ کر ناہید نے کہا ای شہریار
توسن نے بڑا دھوکا دیا راہ مین خدا خیر کرے ابھی رات دور روانہ ہے اس حفاظت پر ہمکو آنا ہے آگے
بڑھے تھے دروازہ اس مکان کا کھولا دیکھا اس مکان بیچ آگے اور مکان ہے ایک جادوگر بیٹھا شراب
پی رہا ہے ناہید آگے بڑھی اسد کو پشت پر لیا جیسے ہی اس جادوگر نے ناہید کو آتے دیکھا للکارا کہ تم
مہر جادو کیون ہو ناہید ہلال سحر طراز کو ساتھ کیا کیا وہ تجھکو نہ کھا گیا ناہید نے گولا مارا اس نے جام شراب
پھینکا گولا پھٹا اسی گولے سے برق چمکی زنجیر طلائی گلے مین ناہید کے پڑ گئی ناہید زمین پر گری مہر جادو
چمک کر اٹھا چاہا سر کاٹ لون کہ پہلو سے نعرہ شیر کی آواز آئی او بے حیا خبردار نم شہسوار عرصہ گہ غازی
اسد بن کرب غازی مہر جادو پر ملک الموت سر پر پہونچ چکا تھا مہر نے تیر رسول مارا اسد نے تیغ
برق تاب سے رسول کو قلم کیا خبردار کہکر ہاتھ مارا مہر زانو پر گرا زہ دمین سر کو بڑھا دیا کہ دیکھون او جوان تیری تلوار
مین کتنا کاٹ ہو مہر جادو دو ٹکڑے ہو جاتا تھا تلوار مچھر کا کام نہ کر گی یہان بازو پر اک بندھا تھا تیغ کے تیز
لگا مہر کے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام مین مہر جادو ہون ناہید ہو سے چھوٹی جھپٹ کر اسد
کی کمر مین بچھو دیا گھبرا کے اڑی کئی مکان طے کر کے اک قصر ویران مین اتری اب نشان ٹھیک پایا
کہ بعد اس قصر ویران کے انجام کے دروازہ ملیگا ناہید نے بڑھکر دروازہ کھولا حقیقت مین صحرا ے
ویران سنسان دور سے اک مکان سیاہ معلوم ہوتا ہو ناہید نے کہا حضور وہ سامنے زندانخانہ طلسمی ہے
جلد اپنے کو پہونچانا ہے صبح ہو چکی آفتاب ظاہر ہوا چاہتا ہے اسد غازی مردانہ وار خون کی چھینٹین جسم پر
پڑی ہوئی عقب مین ناہید ہو اس دوڑی آتی ہے جب قریب دروازہ زندان خانہ طلسمی پہونچی دیکھا

پھاٹک آہنی قفل برابر ان نقش کے لگا ہے گرد اس مکان کلان کے چھوٹے چھوٹے قفس ہین انمین بیچارے
قیدی بال بڑھے ہوئی داڑھیان دراز کٹہرون سے منہہ نکالے دیکھ رہے ہین اسد کو دیکھکر پکارنے لگے
اے طلسم کشا خدا نے تجھکو یہانتک پہونچایا شب کو خواب بزرگان دین نے تسکین دی تھی کہ نہ گھبراؤ
میعاد قید تمہاری پوری ہوئی صبح کو آکر طلسم کشا رہا کریگا اب غلامون کے ہاتھ پاؤن مین طاقت باقی
نہین ہے اسد نے جواب دیا مت گھبراؤ پہلے تمہارے آقا کو رہا کرون تم تک بھی آتا ہون عنایات سے خدا
کے کوئی باقی نرہیگا وقت رہائی آگیا اسد نے قفل کھولا یہان وہ وقت ہے کہ لاچین جو آج بیدار ہوا خوش
ہے کہہ رہا ہے ای شہنشاہ اوج عیاری ابھی مین نے خواب مین دیکھا کہ اک جوان آفتاب تمثال آیا اُس کے
شعلے جمال سے یہ قصر سیاہ روشن ہوگیا وہ تمکو رہا کرتا ہے عمرو نے کہا یہ سراپا اسد نامدار کا بیان کیا تو
بیچارہ یہانتک کیونکر پہونچے گا بدیع و تصویر نے کہا ہمنے بھی یہی خواب دیکھا یکایک دروازہ کھلا لاچین
اور عمرو نے دیکھا آفتاب عالمتاب آسمان جرأت ماہ برج جلالت صاحب جاہ و وقار اسد نامدار روئین تن
خون مین نہایا ہوا اندر قید خانے کے آیا ایک نازنین جادوگرنی قتیلہ سر روشن کئے ہوئے ساتھ ساتھ ہمراہ
ہے جیسے ہی عمرو نے اسد کو دیکھا آواز دی سلے نور نظر تمہارے ماموں جان بدیع الزمان گرفتار شکنجہ
عمانی تمہاری ملکہ تصویر قفس ہائے آہنی مین قید ہین سامنے قفس مین لاچین جادو بادشاہ سابق طلسم ہے
یہ حقیر بھی ہتھکڑیان بیڑیان پہنے بیٹھا ہے اسد نے ناہید سے اشارہ کیا کھینچکر صندلی رکھی اسد نامدار
صندلی پر چڑھا پہلے قفس خواجہ کا اوتارا لاچین بہ نگاہ حسرت اسد کی صورت دیکھ رہا ہے عمرو کا قفس
ناہید کو دیا ساتھ قفس بدیع الزمان بڑھے بدیع نے کہا ای نور نظر مروت شرط ہے یہ بادشاہ عالیجاہ
بائیس سال سے قید مین ایسا نہو پھڑک کے دم نکل جاوے اسی پہلے سب سے رہا کرو بیچارہ پیرزمین گیر
صاحب اعتقاد مطیع اسلام ہوچکا ہے اسد نے قفس لاچین اتارا خواجہ کو ناہید نے قفس سے نکالا
ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین خواجہ رہا ہوتے ہین زندان طلسم مین دوڑنے لگے جس مکان مین ملا
اسباب پایا جال مار کر کھینچ لیا جب اسد نے زبان سے لاچین کے سوزن نکالا آہ کرکے بیہوش
ہوگیا بدیع و تصویر کی جو ہتھکڑیان بیڑیان کاٹنے لگے خار دار لوہے کے زخم پڑگئے تھے ملکہ تصویر نے آہ
کی بدیع الزمان بیقرار ہوکر دوڑ پڑے اسقدر نحیف و ضعیف ہین کہ قدم اٹھانا دشوار بدیع نے سر تصویر
زانو پر رکھ لیا لاچین کو جو ہوش آیا کہا ای ناہید بیرون میدان خانہ طلسم نیزہ باز سوار نگہبان ہو رہے

ہوش وحواس درست نہین ہین رفقا میرے مکان ہاے مختصر مین قید ہین یہ سانحہ بوزرینہ آپڑے
ناہید نے کہا طلسم کشا کا اقبال ہے کروہ رات سحر واسطے شکار کے چلا گیا اگر موجود ہوتا قفل نہ کھولنے دیتا
لاچین نے کہا افسوس ہے بائیس برس گذرے سب سحر فنیلے سو نگل گئے کوئی تحفہ طلسمی پاس نہ تھا
کہ کام کرتا افسوس ہے سحر وساحری تو زیر پنجہ ہے دل مین خوف آیا کہ ایسا نہ ہو بوزرینہ آ کر گھیرلے مین ایک
بچنے کے واسطے خدمت سے جدا ہو جاؤنگا سحر تیار کرکے اڑ نکا جا بجا میری رفیق وشفیق بھی قید مین انکو
بھی چھوڑ دون واسطے طلسم کشا کے بارگاہ وغیرہ کی تدبیر کرون خواجہ نے کہا ای لاچین ابھی تامل کرو
ساتھ والے تمہارے رہا ہولین تب کہین جانیکا ارادہ کرنا لاچین یہ سنتے ہی باہر نکلا وہ سب قیدی
غل مچا رہے ہین او شہنشاہ خدا نے یہ دن دکھایا طلسم کشا کا قدم آیا عمر اسی قید خانے مین گذری بائیس
برس کی جفا اٹھائی شکر ہے نہایت قدم کرے محبت رہبر زرگان زمین نے عالم مین خواب دولت عقبی بخشی
اسوقت لاچین بازو کر مین تم تھا صاف ظاہر ہے کہ جوان ہو گیا چہرے پر کالی گالون لالی دوڑا دوڑتا
پھرتا ہے اپنے رفیقون کو خوشی خوشی رہا کر رہا ہے یا تو وہ سب مبتلا ہے مجلس حسرت و یاس تھے امید
رہائی نہ تھی خدا نے دفعتہ یہ سامان دکھایا مکانون سے اسیر بھی نکلے ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ کر
ہین خواجہ ان سبکو اٹھا کر زنبیل مین رکھ لیتے ہین لاچین سے فرماتے ہین اس قید خانے کے متعلق خزانہ
نہین تھا ناہید نے کہا فلان قصر جواہرات سی مملو ہے خواجہ نے کہا ای نور نظر چل کر دیکھو وہان تو خاک
اڑ رہی ہے اسد نے پلٹ کر دیکھا کہا نانا جان ذرا نمازیون کا بھی خیال رکھا کیجیے عمرو نے کہا اے
لاچین یہ دیوانہ بڑا بیقید ہے سب صندوق خالی پڑے ہین ناہید سے لیکر خزانہ نکلوا لیا ہوگا انکو ابھی
نمازیون کا بڑا خیال ہے وہ سب تھان پر بندھے ہین پہر بھر کے عرصے مین بارہ ہزار قیدی رہا ہوے یہ سب
لازمان قدیم شہنشاہ لاچین تھے پھرتے ہی خدمت اسد مین حاضر ہوے ناہید کہتی ہے یہان سے
جلد نکل چلیے اب صبح ہوئی تو مین بیدار ہوگا یہ بھی خدا کی قدرت تھی کہ بوزرینہ ہلے شکار گیا ہوا ہے
ورنہ اسی مقام پر لڑائی پڑتی خدا نے تمہیں بچا لیا جلد نکل چلو لاچین نے کہا اے ناہید مین بالکل
نکما ہون تم طلسم کشا اور اس فوج کو ساتھ لیکر چلو مین بھی جاتا ہون کہ جدا ہوتا میرا شہر نہین ہے گر تو
اپنا تیار کر لاؤن ایک مدت لے قید مین گذری افراسیاب سے دغہ مت کی کوئی تحفہ پاس نہ تھا
بہ تفصیل تمام ناہید کو تخت پر سوار کیا اسد سپہ سالاری دی بارہ ہزار ہمراہ ان قیدیون کے ان پچاس

ہمراہ ہوئے نقارہ پر چوب پڑی مقام زندان خانہ کو چھوڑا کوچ کرکے چلے ناہید گستی ہو یا رو پرواز پیدا
کروا کر اس سرحد سے نکل چلو یہ لوگ تو اسطرح جاتے ہین لاکن ناہید جلدی کرتی ہو لیکن ساتھ والے
بھی مجبور ہو ناچار ہین اپنا سحر یاد کرتے ہین مگر یاد ہی نہین آتا لاچین پر پرواز پیدا کرکے چلا گیا یہ کہہ گیا کہ جا بجا
جو میرے ساتھ والے قید ہین انکو رہا کرونگا ساحر کو تازہ کرون سامان سلطنت آراستہ کرکے آؤنگا
لیکن بوقت سحر ملکہ باد بان جادو محل مین پہنچے گھبرائی ناظر سے کہا جا کر دیکھو شب کو شہنشاہ محل مین نہین
نہین آئے کیا باعث ہوا انکو دربار مین گئے یا کچھ سامان لشکر کشی ہین کوئی بھی طور دربارگاہ پر یا دیکھا سب زرد و وحشت
پر مجمع ہین یکایک نوبت بند سردار آوازین دیتے رہتے ہین کہتے ہین آج شہنشاہ صبح کا دربار نہ کرین گے ناظر نے
جا کر باد بان سے کہا آج نئی طرح کی بات ہے شہنشاہ دروازہ بند کرکے بیٹھے ہین سردار پکارتے ہین
جواب نہین دیتے باد بان یہ کہکر اٹھی کہ سامری جمشید خیر کرین بلند ہوئی بارگاہ پر آکر تھرائی سحر کرکے
قصر مین اتری دیکھا شہنشاہ دونو مٹے پڑے ہین بیہوشی کی دماغ پر تخت ایک جانب پڑا ہے فرش بچھا ہوا
مہرہ نقب کا کھلا ہوا باد بان نے دیکھا یہ کیا ماجرا ہے کشتی انتظام مین طوفان آیا اسی جوش مین توسن
کی پشت پر ایک دو تھپڑ مار اکہا ای شہنشاہ اٹھیے یہی بیہوشی کی آتاری جب دو چار چھینٹے پانی کے دیئے توسن
آنکھین ملتا ہوا اٹھا پکارتا ہوا ای ناہید میرے گلے مین ہاتھ ڈالے تمام سردار اندر آئے دیکھا شہنشاہ
ناہید ناہید کر رہے ہین باد بان نے بال کھول دیے کہا دیکھو صاحب یہی کو ڈھونڈھتا ہے اس کی
نیت نے اسکو خراب کیا قریب آکر کہا اے ناہید کہان ہے او بدبخت لٹت سرنگون پڑا ہے عمرو نقب کا
کھولا اب توسن کو ہوش آیا کہا صاحب ناہید نے آکر مجھکو اسقدر شراب پلائی کہ مین بیہوش ہوگیا
سب قید خانے کا حال مجھسے پوچھا باد بان نے کہا او بے حیا تیری نیت پر لعنت ہے یہی پر نگاہ ڈالی زرد
پوری عفو کی ہم تو روز اول ہی سمجھے تھے جب اسنے ہمسے پوچھا تھا ہمنے نہ بتلایا بلکہ سزا دی تو یہی بیٹی لیکر اٹھا
لایا جیسا ارادہ کیا ویسا مزا پایا صاف ظاہر ہے کہ زندان خانہ لوٹا لاچین چھوٹا توسن نے ساحرون کو
بھیجا چند ساحر گئے چشم زدون مین واپس آئے دیکھا جا بجا جادوگر مرے پڑے ہین دروازے سب کھلے
ہوئے زندان خانہ سنسان خاک اڑاتے ہوئے آئے عرض کی حضور بلا ناہید نے جا کر زندانیون کو رہا
دیو قتل ہوا قفل قید خانے کا ٹوٹا پڑا ہے تمام مکانات خالی پڑے ہین خبر پائی طلسم کشا کوچ کرکے نکل گیا توسن
نے کہا کہان جائینگے اسیوقت اسنے نامے اپنا دربند کو لکھے ساحرون کو روانہ کیا ہر ایک نامہ مین

یہی تاکید تھی طلسم کشا لاچین کو لیکر جاتا ہے جلد اپنے مقام سے کوچ کر و راہ مین کوہ دولت بھی آتی ہین
بعد نامہ روانہ کرنے کے لشکر کی تیاری کا حکم دیا کہ تیرہ لاکھ فوج ساحران وغیرہ ساحران تیار کی بادبان
کو تخت پر سوار کیا توسن مرکب صبا رفتار پر سوار ہوا اس کروفر سے فوج دریا موج لے کر جستجوے اسد
غازی چلا اسد نامدار بارہ ہزار قیدیون کو ساتھ لیے ہوے جاتے ہین پانچ کوس بھی مسافت طے کیا تھا کہ صحرا کے
گرد اڑتی دیکھا سبب یہ ہے بوزینہ ابلق سوار ساٹھ ہزار ساحران غدار کو ساتھ لیے ہوے شکارگاہ سے پلٹا
شکارگاہ مین اسکو ساحرون نے خبر دی تھی کہ آپ تو یہان چلے آئے طلسم کشا نے لاچین کو قید
سے چھوڑا لیا ہر ایک کو یہ تردد ہے کہ طلسم کشا تو مارا گیا یہ طلسم کشا کہان سے آیا توسن نے بھی بادبان
یہی کہا ارے طلسم کشا آگیا اسکا توسن ہی نے خدمت مین افراسیاب کے روانہ کر دیا نامید نے
جا کر لاچین کو رہا کیا مجھکو یہ بھی خبر تھی کہ باغ نامید کا خالی پڑا ہے سب کنیزین بھی نکل گئین جب توسن نے
یہ کہا کہ مین طلسم کشا کو قتل کر چکا اب طلسم کشا کہان بادبان نے کہا اور مورکھ بیوقوف یہ اس فتنہ انگیز
کا چرتر تھا عاشق ہو کر طلسم کشا کو لیگئی تڑکا بھاگنی اور کوئی نے بصورت طلسم کشا بنا کر سر روانہ کر دیا
تو اس سرے ابتک اگاہ ہوا فسر نجار بیٹھا سر اسر حماقت ہی بقول شخصے تریا چرتر جانے ناکو مار خصم مارکے
ستی ہوے اس فتنہ انگیز نے تجھ ایسے گرگ باران دیدہ کو دھوکا دیا نام تیرا توسن ہے مگر تجھسے بیلون
کی مور توسن تو اسقدر شرمندہ ہوا کہ کسی سے آنکھ سیتن چار کرتا لشکر لیے ہوے جاتا ہے ان ملکہ نامید نے
دیکھا کہ بوزینہ ابلق سوار شکارگاہ سے چلا دیکھا نامید تخت پر سوار چلی آتی ہین سب قیدی بھی ہمراہ
ہین ایک جوان ماہ طلعت بہمرہ سپہ سالاری دیکھتے ہی بوزینہ نے آواز دی ان سب گنہگارون کو گرفتار
کر لو خود بھی اتر کے کود پڑا جیسٹ کر گولا مارا نامید نے گولا کا اسد نعرہ کر کے لشکر بوزینہ پر جا پڑا اسکا
کھیلنے لگا بڑے ساحرون کے دم و ہم سحر تو لہیب گئے تاثیر تیغ کرامت اثر کو ہاتھ لگایا
اسکے دو ہو چکے ہوے جب کسی نے سحر کیا اسد کا آگ شعلہ تا۔ وہ سحری ہیکل وہ دور ہے پلٹ کر اسی پر پڑا
کیکا سر پھٹ گیا کیلا ہاتھ ٹوٹا نامید بھی جھپٹ کر گری کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری قرین ترتیب
گرگرنے لگین کئی سو ساحران کے سر اڑ گئے اس برق جہندہ نے خرمن حیات ساحران کو جلایا ہزارون
کو خاک مین ملایا ہمراہیان اسد جو بیچارے ابھی رہا ہوے سحر فراموش حیرت عبرت کا جوش حیران و مضطر
جیداری کی تلوارین کھینچکر ساحرون پر جا پڑے پہلے ہی حملے مین ہزار دو ہزار کو قتل کیا جب

جب ساحر سنبھلے اُن کے سحر نے پامال کیا ناہید یمین سحر کر رہی ہے پلٹ پلٹ کے بار ان سحر برساتی ہے
ان بیچاروں کو بھی بچاتی ہے اسد نامدار نے دریای خون بہا دیا شیر کے سامنے روباہ نہین آتی بھاگتے
پھرتی ہین جب اسد نے للکارا یا خوف سے منہ کے بل گرتے ہین سحر جو اسد پر تاثیر نہین کرتا سامری و
جمشید کو برا کہتے ہین مفت قتل ہو رہے ہین اسد نامدار کا بڑھے ہین کب مار لگیا اسد غازی نے لی
جنگ کر رہی ہے بوزینہ صفون مین اچکتا ہوا دوڑ کے اُسنے دیکھا کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین ہوتا بلوہ کرنے
ساحرون نے مرکب کو مارا اب پیدل اسیطرح جنگ کر رہا ہے صدہا گولے ترنج نارنج پڑ رہے ہین جب
اسد بڑھتا ہے سحر اُلٹے پڑتے ہین ساحرون کے گلے کٹتے ہین ناہید نے بھی سحر سے زمین بلا دی ہے
سحر کر رہی ہے بجلی پھینک ماری کہ برق چمکی کبھی مینہ برستا ژالہ باری یا موتی ٹوٹے آبرودار ساحر مارے گئے
بوزینہ اچکتا ہوا سامنے ناہید کے پہونچا دوچار سحر ناہید بوزینہ کے چلے سحر آخرین سے ناہید زخمی
ہوا ہر چند زخمدار ہوئی اسپر بھی جانبازی کر رہی ہے اب بوزینہ طرف اسد کے متوجہ ہوا چیخ مارکر آواز دی
اے سامری اب ہمارے ہوش اُڑتے ہین لے طائر سامری ہمکو خبر دے کہ کیا باعث ہے اس جوان پر
سحر تاثیر نہین کرتا دیکھا سب نے اک طائر اُڑتا ہوا قریب بوزینہ آیا آواز دی اے اسکے بازو پر اک بندھا
ہوا ہے اسوجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا چلے اُسکے کا انتظام کر غالب آئیگا ورنہ اس شیر دلیر کے ہاتھ سے مارا
جائیگا بوزینہ قہقہہ مارکر ہنسا طائر سے متوجہ ہو کر کہا اے طائر سامری طائر کڑک کر طرف اسد کے
چلا نعرہ سرائی کرتا ہوا قریب سر اسد آیا ناہید نے جو دور سے دیکھا کہ طائر سحر قریب سر اسد غازی چرخ
مار رہا ہے بیقرار ہو کے جھپٹی اس عرصہ مین طائر کڑک کے بازو پر اسد کے گرا منقار ماری بیچ مین کے
کو لیا بلند ہونے لگا ناہید نے ایک موتی کا دانہ مارا طائر کے سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا طائر نے
آہ کا نعرہ کیا زمین پر گر کے قتل گیا ناہید نے چاہا جھپٹ کر اُٹھا لون بوزینہ نے سحر کیا ناہید لڑکھڑا کر
گری گھٹنے زمین پر ٹیک دیے اسد غازی نے چاہا مین اُٹھا لون بوزینہ نے دوسرا سحر کیا اسد غازی بھی
زمین پر گرا اُسوقت ساحرون کا بلوہ ہوا کنیزان ناہید نے اُسوقت بڑی جانبازی کی ہزارون گرد رہین
فوج بوزینہ سے جان دیکر لڑین چند کنیزین گرد ناہید آگئین منہ نے برابر اسد سینہ سپر کیا غرض ساحر اسطرح
مقام پر مارا گیا کئی سو کنیزان ناہید قتل ہوئین بوزینہ نے دیکھا کنیزان ناہید بچا نہین چھوڑتین ادھکے
پر کسیکا قبضہ نہین ہوتا طلسم کشا پر بھی زوال نہین آنے دیتین ناہید بچا رہی ہین آواز دی ارے

تم سب کو بھی یہ دیانت ہوئی کہ میرے گنہگار کو بچانی ہو ہٹ جاؤ ورنہ ایک کو زندہ چھوڑ دون گا یہ کہکر
کرنا مارا وہ گولا پھٹا اُس مین سے دھوان نکلا اُس دھوئین کی تاثیر سے کنیزین نابینا ہو گئین مُنہ کے بھل زمین
پر گرین اب بوزینہ بے اطمینان تمام بڑھا قتل اسد عالی وقار جھومتا ہوا چلا اُس وقت ناہید کا کلیجا لرزنے
لگا تڑپتا ناہید پکاری الٰہی اے مالک بے نیاز اے خالق کارساز مین نے تیرا مذہب جدید اختیار کیا اور مسلمان
قتل ہوا ہی بلکہ جو ناہید نے دعا کی غیبی چھپا ہے نئے ساہر بھی جو تھے ہی آفت مین پھنسے وہ بہت بیقرار کی
سے دعا کر رہے ہین بوزینہ چاہتا ہی کہ قریب اسد پہونچون اُنکو اٹھا لون اُسکو قتل کر دون کہ پیچھے سے
آواز آئی اے خیر خواہ دولت کیا کرتا سلطنت توسن حصار مجھکو دونگا توسن بہت نالائق بے انتظام
قیدخانہ سحر سے نکالی نے اُسکی بغاوت کی اسی وجہ سے تجھے سلطنت بخشدوں گی اب توسن پر سواری کا گھمنڈ
دیا نقارہ دولت مین دیا بدنگاہی سحر نے پایا برا افسوس ہے بوزینہ نے جو پلٹ کر دیکھا باغ باغ ہو گیا
شہنشاہ طلسم ہوش ربا افراسیاب جادو تیغ سر برہنہ کھینچا ہوا ہاتھ مین معلوم ہوتا ہی ابھی آسمان سے اُتر کر
آیا ہو سینہ پیشانی کا پوچھ رہا ہے بوزینہ نے جھک کر سلام کیا افراسیاب نے کہا اے اسی تلوار سے سر کاٹ
لے ما بدولت کو تاب نہ آئی باغ سیب مین بیٹھے ہوئے یہ کیفیت دیکھی تھی تیرے ہم آئی تھی بوزینہ حضور
خداوند کہتا ہوا قریب آیا کہا حضور نے کیون تکلیف فرمائی غلام نے اک بازو سے جدا کر دیا ناہید کو پکار
کیا طلسم کشا بڑا ترپ سا ہے جو زمین مین تھا کنیزون کو اندھا کیا مین گرمی جنگ مین دیکھ بھال کر رہ گیا
افراسیاب نے کہا تو نے سب کچھ کیا لاچین کہا حضور وہ تو بھاگ کر نکل گیا اب رفیقون کو رہا کرنے گیا ہو
اسکو بھی تلاش کرکے لاؤنگا حضور کی عنایت سے کار سلطنت توسن حصار خوب انجام ہوگا حضور کا طلسم
مین نام ہوگا افراسیاب نے کہا وہ لاچین آپہونچا بڑھکر گولا دے بوزینہ اپنا تیغہ برق تاب تو کھینچا
ہوا ہاتھ مین موجود تھا کرگاہ پر ہاتھ رکھا بوزینہ ابلق سوار کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا میرا نام بوزینہ
بوزینہ اندھیرے مین نعرہ عمرو کی آواز آئی نعرہ عمرو کہ زان شادمان عالم سراپا دانش و عقل مجسم
بلاغ دین زکر ش آبیاری ہو جہان سرہنگ و خنجر گذاری ہو ہر کشتہ بلا بیجان کھا سا عمرو آتش عیار آگیا
بوزینہ کا مرنا ناہید اٹھی اُٹھا کر بازو پر اسد کے باندھا کنیزون نے آنکھین کھولین سنکر بوزینہ پر جا پہنچی
ناہید نے بلند ہوکر آواز دی کیون تجھے ہو قدر ہون کو طلسم کشا کے بوسہ دو وقت پر فتح طلسم ہوش ربا آگیا
شہنشاہ جان نے رہائی پائی اب کوئی زندہ بچیگا تمام ساحرون نے الامان کی آواز دی شیخ الاسلام

ہوئے مالک نام ہمیدے دیکھا بارہ ہزار ساحر نامدار شریک ہوئے نامید عمرو سے لپٹ گئی کہا قبلہ و کعبہ نے
بڑا کام کیا یہ بڑا ساحر زبردست تھا خدا کی قدرت سے مارا گیا توسن نے اسکو نگہبان قرار دیا تھا کیا خوب
سبب پیدا ہوا اگرچہ تسخیر کونہ جانا بارہا دشوار تھی لیکن اب جلدی کیجیے بیابان کی سرحد سے نکل چلیے اسد نے
حکم دیا شب کو اس مقام پر اترو دو ہزار بندگان خدا زخمی ہیں انکی مرہم دوزی کرنا واجب و لازم ہے عمرو نے
بھی مجبور و ناچار ہو کر حکم دیا بوزنیہ جو اپنے ساتھ بارگاہ لایا تھا وہی بارگاہ استادہ ہوئی اسد نامدار مع ملکہ
و خواجہ بختیار ظفر داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے ملازمان بوزنیہ نے سامان عیش و نشاط مہیا کیا اسد
غازی تو مصروف عیش و نشاط ہوئے دو کلمہ داستان **افراسیاب** خانہ خراب بیان ہوتے ہیں کہ باغ
سیب میں بیٹھا ہوا ہے حاکمان درہند کو نامے روانہ کر رہا ہے مضمون یہ ہے کہ بڑے زور و شور سے لشکر کشی کرو سب
حاکم جمع ہو جائیں شتر سوار و ساحران غدار فرمان **افراسیاب** لیکر روانہ ہوئے **افراسیاب** منتظر بیٹھا ہے
اسکو یہ حکم ملکہ **طلسم کشا** شکار گاہ میں آوارہ ہوا **صرصر** نے خبر سنائی کہ صندلان صندلی
پوش ہوا بیٹا داخل لشکر ہوا **افراسیاب** خوشیاں کرنے لگا کہا ای صرصر اسد اس سرحد میں غالب ہوا اسے
درہند گرفتار کرکے مار ڈالیں اب **طلسم کشا** زندہ بچیگا صرصر نے کہا حضور لشکر میں لازم ہے قیامت برپا ہے
نیا جستجو کرتے پھرتے ہیں **قران** بھی گم ہے لیکن بے سر و پا بھی برائے جستجو جائیں **افراسیاب** نے کہا اس
حوالی میں اسے علم ہوا ہے کہ جہان انسان کا نام و نشان نہیں دو والی ہفت درہند ہیں **ملکہ فیروزہ فیروزہ**
پوش و دو خان **سیاہ** رو زبردان زرشیم و غیرہ نہایت بیدار مغز ہیں اگر پھر اُن کے ساحر پھرا کرتے ہیں
جب غیر شخص کو پائینگے گرفتار کرکے لیجائینگے ہر کس و ناکس پہچانتا ہو سابق میں اشارہ سے تصویر میں آ
کی ایک دن میں لکھوا لیں کل شاہان **طلسم** کے پاس موجود ہیں پہچان کر فوراً قتل کرینگے جب روز رہائی اسد
نامدار شاہان درہند نے ہر ایک بادشاہ یہی شکایت کرتا تھا ایسے دشمن کو آپ نے قید کیوں رکھا قتل کیوں
نہ کیا بدولت شرمندہ ہوئے وہ لوگ فوراً قتل کرینگے دشمن کے خون سے ہاتھ بھر لینگے اُن سبکو زندگی طلسم کشا
کی شاق ہے ہر ایک بادشاہ درہند **طلسم کشا** کے مٹا دینے کا مشتاق ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
دیکھا ایک ساحر کشتی ہاتھ میں لیے ہوئے اگر اترا ہوا گلنار پہنا ہوا کہا شہنشاہ تاج لوشان کر دیجیے دامن
مدعا گل آرزو سے بھر دیجیے وہ مژدہ لایا ہوں جس سے گل اہالیان **طلسم ہوش ربا** کی جان بچی صرصر
بھی موجود ہے **افراسیاب** نے کہا جلد بیان کر نامہ **توسن** جادو اس ساحر نے پیش کیا کشتی سے تودہ پوش

ہلایا افراسیاب نے دیکھا سر اسد نامدار رگہای بریدہ سے خون تازہ جاری زلفین جلیلی عارض نور پر
پٹی ہوئی آنکھین حسرت آلودہ وا چہرہ رشک آفتاب زرد ہونٹون پر خشکی نگاہون سے حسرت افراسیاب
دیکھتے ہی خوش ہوا بند قبا ٹوٹ گئی کہا کہ ای صرصر اس بد دولت کے فرمانے کو دیکھا ہزار شاہ و فرمایا تھا قول جاز
کرسی نشین ہو تمام کو اس بد دولت سلطنت کرتے ہین لطف سلطنت در سب صاحبون کے واسطے مقرر ہوا
توسن وغیرہ کو بڑا قلق تھا گرفتار کرتے ہین توسن نے مارا ایک شب تامل تھا لیکن یہ نوجوان بڑا سرکش
تھا گرفتار ہو کر آتا یہ باغ ملکہ سہیل سیاہ و سب بچا کی غلام دربان مارے گئے توسن تو بہر قوت بازو ونیت حیلہ گر
اسنے آ ہی رکہ بھی چھین لیا گرفتار کرکے لیگیا قتل کر ڈالا افراسیاب نے جو نامہ لفظاً لفظاً پڑھا اور سر
نامدار ملکہ صرصر نے دیکھا شاہ آکیا قلب تڑپ گیا آنکھون مین آنسو بھر آئے منھ پھیر کر اشک حسرت پاک کرکے
جی مین کہتی ہے کہ ای صرصر بڑا غضب ہوا اچھیا ان سب کا عروج ہوا ویسا ہم زدون مین زوال مین آگیا
عمرو کو بھی کسی نے مار ڈالا ہوگا اگر قبضے مین شاہان ہفت ور بند کے گیا تو یقین کامل ہے وہ زندہ
نچھوڑین گے وہ لوگ بڑے سخت مزاج ہین انکو یہ بھی تو خوف ہے کہ اگر شہنشاہ لاچین سا ہوگا پہلے
شاہان ہفت ور بند کو قتل کریگا لیکن اے صرصر نیک مرادون کا انجام نیک ہوا جنھون نے باغ
لاچین بنایا وہ اسی طرح ہو رہے تھے عیال صاحب مال شان و شوکت زر و لیاقت اب اور زیادہ سلطنت
کو زور ہوگا لاچین کو بھی افراسیاب ضرور قتل کریگا صرصر کو انتہا کا قلق ہوا جی چاہتا ہو اسد و عمرو کا
نام لیکر چیخین مار مار کر رؤون یہ سوچتی ہوئی پیچھے ہٹی کہ صحرا مین جا کر دل کو غم سے خالی کرون افراسیاب
نے کہا ای صرصر عیار سر اسد کو کنگرہ باغ سیب پر رکھوا دو اور تم نامہ لیکر حیرت جادو کو اس خبر سے مفصل آگاہ
کرنا لیکن یہ خبر ختنہ شور نے پائے یہ کہکر سر تو کنگرہ باغ سیب پر رکھوا دیا نامہ اپنے ہاتھ سے براے حیرت تحریر
کیا مہر اپنی کرکے صرصر کو حوالے کر دیا تاکید کر دی کہ یہ خبر مشہور نہونے پائے صرصر نامہ لیکر چلی راہ مین آکر
خوب چیخین مار کر روئی یہ تو خوب ظاہر ہے کہ عمرو پر صرصر عاشق تھا روتے روتے خیال آیا کہ اے صرصر
جتنی کتابین ہین سامری جمشید کی تصنیف کردہ ان سب مین یہی تحریر ہے کہ اسد نامدار فتاح
طلسم ہوشربا عمرو کو ساحر کے ہاتھ سے موت نہین بہرہ کیا ہوا اور جسقدر علامتین تحریر کر گئے تھے ستارہ
شناسان فلکی نے اسقدر زور مارا اگر کسی مقام پر یہ نہین لکھا کہ طلسم کشا توسن حصار پر قتل ہو جائیگا لیکن
آنکھ جھپکنے مین ابنا پیدا ہوتی سر افسر کا اپنی آنکھون سے نہ دیکھی ای عمرو کی خبر کس سے دریافت

کرون اگر خدانخواستہ عمرو پر بھی زوال آیا مہرخ و بہار کہان جائین اطاعت افراسیاب کی کرین یا
زہر کھا کے مر جائینگی افسوس اس گرفتار پر یون خزان آئی روتی ہوئی صرصر لشکر حیرت مین پہونچی خیمہ
جادو اپنی بارگاہ مین مع مصور و صورت نگار وغیرہ بنہایت تکلف سحر و ریا آراستہ برق فرنگی جس
روز سے خواجہ غائب ہوئے اسد بر ادہ نکار گئے ہر وقت لشکر حیرت مین رہتا ہی اس خیال سے کہ
کچھ خبر دریافت ہو حیرت کی بارگاہ مین بشکل کنیز موجود ہے قریب سر اگالدان لیے کھڑا ہے کہ صرصر پردہ
اٹھا کر آئی محزون و مکدر غبار چہرے پر پڑا ہوا بال پریشان آنکھون مین اشک حیرت آئینہ رخسار
پر گرد کلفت حیرت نے گھبرا کر پوچھا صرصر خیر تو ہے صرصر نے کہا حضور سنا کہ ہر دو دشمنون کا اب خاتمہ
ہو جائیگا معاونہ خون مواج مین شاہان ہفت ور ند نے لشکر آراستہ کیے آیا چاہتے مین گاؤ زمین
بار نہ اٹھا سکیگی یہی خوشخبری سنانے حاضر ہوئی زبانی کہانتک عرض کرون یہ نامہ شہنشاہ حاضر ہے اسکو
ملاحظہ فرمائیے اسمین سب بالتصریح لکھا ہے آنکھون سے تو صرصر کے آنسو ٹپک پڑے نامہ حیرت
کے ہاتھ مین دیا حیرت نے نامہ ہاتھ مین لیکر کہا صرصر تو کیون گھبرائی ہوئی ہے مین تجھکو بہت اداس
پاتی ہون تیری پریشانی پر گھبراتی ہون صرصر نے کہا مین راستہ چل کر آئی ہون صبح سے پھرتی رہی خدمت
شہنشاہ مین حاضر تھی آپ نامہ ملاحظہ فرمائیے برق تو پریشانی صرصر دیکھکر تڑپ گیا اپنے کو نگاہ صرصر
سے بچایا حیرت نے نامہ کھولا پڑھنے لگی یہ کیا جانے کہ تحتیہ بھی پڑی پشت پر موجود ہے برق
بھی پڑھتا جاتا ہو افراسیاب نے تو صاف صاف لکھ دیا ہے کہ اسد کو شہنشاہ توسن نے قتل کیا
سر بادولت کے پاس آگیا اس خبر کو چھپانا چاہیے مین سب ظاہر ہو جائیگا توسن خود لشکر کشی کر کے
آئیگا ہر چند کہ حیرت نے نامہ چھپکر چاک کیا اگالدان مین ڈال دیا برق فرنگی بارگاہ سے کترا کر نکل گیا
صرصر نے دیکھا بھی مگر ٹال گئی جی مین کہتی ہے کہ اے صرصر اب تو آئی پھر آئی کیا ضرور ہو جب آفتاب لب بام
چراغ سحری ہو رہی مین برق فرنگی جاتا ہو جاتا ہے ہمارے دو آنکھ مین آنسو بھر سے بھری باہر نکلی ادھر جو صبا رفتار
کمند اندازی تھی آنسو جو صرصر کو باحال پریشان دیکھا دوڑ کر لپٹ گئی پوچھا استاذی کیا مزاج ہو صرصر کا
دل بھر آیا تھا دلدہی کر کے پوچھا صرصر بے اختیار رونے لگی ٹھنڈی سانس بھر کر کہا نظم

یہ اشک حسرت جو گر رہا ہو تمہارے آگے ابھی پلک سے	اسی تو آنکھون مین صبح کر دون بہت سی باتین کہی ہین کہکے
طلوع خورشید ہمکو دکھا دیا ہے پردے نے سرک کر	تڑپ گو مو پڑے تھے فرش مین یہ دھوپ نکلی ہی آن کر

فراق دلبر میں چین کیسا خیال جاناں میں خواب کیسا
بیان کرتا ہے مجھ سے قاصد کہ ایک اک نقطہ تھا وہ گوشہ
بیاں بھی دکھلا دیں ہم تماشا فراق کی بیقراریوں کا
حواس ایسے ہیں یہ کہ جائیں تو خبر تک بھی نہ آئیں
انھیں جو اٹھتے ہیں دل سے شعلے تو تختہ سینے میں نقش تحریر
ہماری آوارگی کا عالم نہ دن میں دیکھا نہیں ہوا نے
وہ وحشت ہوں میری خاک سے بھی غبار نکلیگی اسکی ہستی
تڑپ کے دل میں تو وصل کی شب کہاں ہے صبح فراق جانا
نہ اختیاری کچھ ایسی مشکل نہ کار دشوار نہ تو تقاضائی
صبا جو گلشن سے آج آئی وہ راہ نکہت کو بتائی
بہار فرقت کی گردش مقدر چلے جو بہر تلاش دلبر

ستم کیا قلب نے پھڑک کر غضب کیا آنکھ نے جھپک کر
گلہ جو لکھا تھا منہ کو انکا وہ پڑھ سکے خط اٹک اٹک کر
جو اہل محشر فساد اتنا کھڑی ہوں جیسے سرک سرک کر
رقیب کیا جانے ہوش کھونا کمان گئی بیخودی بہک کر
خلیل کو آتش محبت بہار دکھلاتی ہے بھڑک کر
اگر پھرے اپنی ساتھ اکدن تو گر پڑے آسمان جھک کر
ابھی کرے امتحان ساقی لحد پہ ٹپکی تپک پھڑک کر
اب آنکھ کا رنگ دیکھتے ہیں کہ رخ دیتی ہے کیا بھڑک کر
کمال تو ہر مژہ کا یہ ہے کہ اب پیکان کریں ٹپک کر
کہ ایک گھر کی نئی نکالی قفس میں بلبل نے چہک کر
بٹھا دیا ایک اک قدم پر جلال کئے ہیں جو چمک کر

یہ اشعار پڑھ کر صرصر اسقدر روئی کہ صبا رفتار کا کلیجہ پھٹ گیا کہا استانی صاف صاف کہو تمھارے کلمات نے کلیجہ کو مشبک کر دیا کیا ماجرا گذرا صرصر نے کہا اے صبا رفتار کیا کہوں منہ سے نہیں نکلتا کلیجہ منہ کو نکل آیا ہے میں سوزش غم والم سے استخوان جل رہے ہیں ابھی میں نامہ لیکر آئی ہوں میں نے آنکھوں سے سرا دیکھا توسن عیار پر وہ جوان رعنا مارا گیا عمرو کا کچھ حال نہیں معلوم ہوتا اگر عمرو زندہ ہو تو میں عیار کی خاک بیاد فنا اڑا دونگا میاں توسن کے منہ زوری کچھ کام نہ آئیگی تھا کج تر ہیں دو شہسوار اسپ عیاری ہوئے تاز میدان مکاری اگر اسپر بھی کوئی افتاد پڑی تو دنیا کا خاتمہ ہوا صبا رفتار کا بھی رنگ زرد متغیر ہو گیا کہا استانی جو کوئی عمرو کو قتل کریگا وہ زندہ نہ بچیگا اسکا شاگرد رشید ہر بر دشت جرات یکتا میدان جلالت ماہ آسمان شوکت آفتاب عالمتاب سپہر ہمت وسخاوت مدعا عظیم الشان مقترقران لشکر اسکو ارجاسف کی صفیں پامال کریگا سامری وجمشید انکے پھندے سے بچا نہیں استانی مجھ قتل اسد کا بھی یقین نہیں آتا صرصر نے کہا میں تو قائل نہیں سر پیر سے سامنے آیا صبا رفتار نے کہا ساربان زادی ذکر کی خالی نہ گئی ہو صرصر نے کہا ذرا زبان تو سنبھالو وہ صاحبقران زمان کا بھائی ہو یا نہ ہو صاحبقران عیار لاثانی اگر اسکا قدم ہوتا صاحبقران نہ ہر استقام رکن یوش پہنچتے یہاں تو خبر پیمائی کا حکم ہے

بھوریا کنیز بنا کر اٹھا کیا عجب ہے نامہ اُسنے پڑھ لیا ہو ابھی تڑپ کر گیا ہو صبا رفتار نے کہا مین ہر اسے خبر
جاتی ہون بیان بارگاہ مہرخ مین سب سردار جمع ہین ملکہ مہ جبین سریر جہانبانی پر ذکر اسد و عمرو
ہو رہا ہے کہ لشکر مین رونے کی صدا بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے لوگون نے کہا برق
کچھ خبر وحشت اثر لیکر آیا ہے جس طرف سے گذرتا ہے شور گریہ وزاری بلند ہوتا ہے خود بھی روتا ہوا آتا ہے ملکہ مہرخ
نے کہا خدا خیر کرے مہ جبین گھبرا گئین کہ برق بارگاہ مین پہونچا گریبان چاک چہرے پر خاک خراش
ناخن غم جابجا اپنے کو بارگاہ مین گرا دیا پکار کر آواز دی یارو آفتاب عالمتاب تیغ صاحبقرانی غروب
ہوا چراغ بزم جابجا کرب نوجوان کو خاموش ہوا کوئی مقام ہے قلعہ توسن حصار وہان کا حاکم توسن جادو
ہوا اُسنے ہمارے آقاے نامدار کو قتل کیا افراسیاب نے حیرت کو راز دنیا مین تحریر کیا مین نے بھی
اس نامہ کو پڑھا تھا مہ جبین نے اپنے تخت سے گرا دیا لالان خونقبا بارگاہ سے سر برہنہ نکل پڑین
لعل سخندان نے پچھاڑین کھائین ہر سردار بیقرار مہ جبین کے بین کلیجا پھٹا جاتی ہے آہ میرا سہاگ لٹ گیا

ظلم غم دیا داغ دیا اور درد دیا کیا مزا	ایک دن آپ نے لیکر دل تنہا دیا ‖ دین و ایمان و دل و جان لٹا کر بیٹھے
یون لٹا کر گئے تم نے یہ نہ کیا مزا	اسطرح گریہ وزاری کرتی ہو سننے والون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین بارگاہ

مین شور گریہ وزاری بلند تھا کہ معشر قران یہ خبر سنکر آئے دیکھا بارگاہ مین قیامت برپا ہے قران نے
آکے مہ جبین کو گود مین اٹھایا ملکہ لالان خونقبا کو منع کیا سردارون کو بھی سمجھایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ حال تو
تو سننے دو قران کے سمجھانے سے شور گریہ وزاری کم ہوا تب برق نے حال قتل اسد کا بیان کیا
قران نے سر جھکا لیا اور کہا کیونکر میرا دل نہین قبول کرتا انھین ملکون مین خواجہ بھی قید ہوکر گئے
اسد کو توسن نے کیونکر قتل کیا ای ملکہ مہرخ آپ عقیل و فہیم ہین ذرا قلب پر ہاتھ رکھیے دل پر غم
غم والم نہین ہے آپ لوگون نے تو آپ خبر سے سنا فقط اسد کی خیاری کی تھا کر سامنے آکی والدہ کی
شادی ہوئی اسد کیسے بزرگون کی گودیون مین پالا جا ہے تھا کہ ہمارا کلیجہ پھٹ جا تا مجھ اول مین تم سب کے
تم لوگون کو لیکر آ دونگا خدانخواستہ اگر یہ مقدمہ فرماتین مین خود اسی اقلیم کی طرف جاتا ہون مدد آجائے گا تو خبر
لیکر آؤنگا خدانخواستہ اگر یہ مقدمہ حقیقت مین ہے تو قلعہ توسن حصار مین آگ لگا دونگا توسن حصار کو
اُلٹ دونگا آپ سن لیجئے کہ کیا ہوا صاف ظاہر ہے کہ استاد نے کچھ عیاری کی اب جو قران نے اسطرح
سے سمجھایا ہر کس کے منہ سے یہی نکلا کہ ای معشر قران عجب طرح کی بات کہی دل پر وفور غم والم نہین ہے

لالان خونقبا نے مقتبر قران کو گلے سے لگا لیا کہا اے مقتبر قران اوہ نظر کردہ بزرگان حقیقت
مین ال پہنچایا ہے ویسا صدمہ نہین ہے کہ جو برق کے قلب پر لٹ گیا سب صاحبون نے قران کے کلام
کو قبول کیا اسیوقت قران بانی عیاری سے آراستہ ہوکر سامنے مہ جبین کے آیا بزرگانہ کلمات فرمانے
برق سے بھی کہا اے برق جا فکر کر جس مقام پر کوئی خبر ملے لشکر مین پہونچا وہ کہکر قران واد
ہو گو سابق مین تحریر کرچکا ہون کہ بہارہ وہ باغبان ورعد و برق لامع ومعمار قدرت
جو جنبہ سردار تلاش عمرو مین گئے واقع رہے ناظرین والا مقام ہو ایک صورت تو یہ ہے کہ تلاش عمرو
مین گئے دوسری صورت یہ ہے کہ خبر وحشت اثر سنکر اب یہ سب سردار گئے بہر ان اور مجلس بھی اب انہین
کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا وہ کلمہ داستان چالاک بن عمرو کے تحریر ہوتے ہین کہ اپنے والد نامدار کے
واسطے بیتاب دیوانہ وار کوہ و دشت بیان کو طے کرتا ہوا جاتا ہے راہ مین خیال آیا کہ جس مقام پر گم گشتہ زبون
ہوا اور نواح مارا گیا اُس مقام پر تو چل کر دیکھین شاید کوئی خبر دریافت ہوجائے یہ سوچ کر اہالیان قریہ کو
دریافت کیا مقام کا ذکر سنکر چالاک اس طرف متوجہ ہوے جاتا ہے کیا تدبیر کرون کہ پہنچے
قبلہ و کعبہ تک پہونچون طوفان قہرگاہ غضب گرگیا بھیا اوہ مین بھی کہین نہ ٹھہرا یہ باتین دل سے کرتا ہوا
اس مقام پہونچا دور سے دیکھا صدہا نیچے پڑے ہین ہزارہا لاشہ ورند گرفتہ بھی مرے دون پرندہ نہین
اُڑتے بڑے غضب کا رن پڑا چالاک ہر طرف دیکھتا پھرتا اور دل سے یہ کہتا تھا کہ قبلہ و کعبہ کا شیوہ ہے اس
بڑے لشکر کو ایک شب مین تباہ کر دیا دامن صحرا لاشہ ہاے ساحران سے بھر دیا کیا کمال کیا چالاک
جابجا دیکھتا پھرتا ہے ایک طرف سے کان مین رونے کی آواز آئی پلٹ کے چالاک نے دیکھا
ایک لاشہ کسی ساحر کا پڑا ہے اس لاش کے پہلو مین ایک نازنین مہ جبین خوش آواز سن مین دوازدہ
سالہ بال کھولے ہوے اُس لاش پر رو رہی ہے چالاک حیران ہوا کہ یہ مہ جبین کون ہے دل سے
باتین کرتا ہوا آگے چالاک کیون کر دریافت کرون جلدی سے رنگ روغن عیاری کا نکالا
صرصر کی شکل بنکر بیانات عیاری جسم پر آراستہ کرکے جھپٹ کر اسی طرف چلا اس نازنین نے
جو صرصر کو آتے دیکھا خود ہی پکارا ہی صرصر کہان پھر رہی ہو ذرا ہمارے پاس آؤ چالاک
قریب پاس مہ جبین نے کہا ای صرصر تجھے مجکو نہین پایا چالاک نے کہا اسوقت مجھے نام نہین ورنہ
مہ جبین نے رو رو کر کہا اے صرصر لاطہ غوطہ زن سراج کی نواسی تھین لوگون کی شکل بنا کر عیار نے

ایک شب مین لشکر تباہ ہوا میری دائی امان مرغابی سحر اس ہنگامے سے مجھکو لیکر بھاگین کئی دن رو کو
مین چھپی رہی آج مین نے نانا جان کی لاش کو دیکھا تھی سو رہی ہوئی دائی امان جنگل مین گئی ہین کچھ کھانے پینے
کی فکر مین اب مجھکو شہر ظلم مین لیجائینگی یہان تو سب عزیز و اقارب مارے گئے دائی امان سحر کرکے بچاتی
تاکہ عیار مجھکو قتل نہ کر ڈالین کیا کہون برا حشر ہو شب ہوا تاک عیاران عمرو پیام ک درہ کوہ مین چھپی
تھی وہ نگوڑے جلاد سب کو مارتے پھرتے تھے کبھی اندھیرا کبھی روشنی تھی خوف سے مجھ کمبخت کی جان پر بنی تھی
دائی امان تو بڑی ہوشیار ہین درہ کوہ مین بند کیا اپنی چھاتی کے نیچے مجھکو چھپایا کئی دن نکلنے نہ دیا چالاک
نے یہ جو سنا کہ یہ نازنین نواسی سواج بن گرداب آدم خوار کی ہے اور شہر ظلم حصار مین جائیگی پوچھا
کیون بی بی کبھی محل مین شہنشاہ ظلم کے بھی جانا ہوتا ہے بط غوطہ زن نے کہا سارا محل ہمارے محل کے
قریب ہے ہم کھیلتے ہوئے محل مین جاتے ہین اکثر شہنشاہ بھی بلاتے ہین اب جب ہم جاوینگے تو شہنشاہ ہمارا
کی خیر پوچھینگے تو ضرور ہمکو بلائینگے ہمارے سب عزیز و اقارب مارے گئے ذرارات کی تنخواہ کھیلی پہرے بی امام
تنخواہ آئیگی عزیزان قریب مین سوا اسے مجھ سوختہ بخت کے کوئی باقی نہین رہا امان گھر ویران پڑا ہوگا اب
دائی امان آکر ہمکو لیجائینگی چالاک نے فوراً ہنسکر کہا بی بی تمہارا منہ سوکھا ہوا ہے کیا پیاسی ہو پانی تمہارے
واسطے لاؤن بط غوطہ زن رونے لگی کہا ہان بی صرصر آج کئی دن گذرے آب و دانہ کیا زندگی دوبھر ہوگئی
چالاک نے دوڑ کر چشمے سے پانی بھر لا کر بط غوطہ زن کو پلایا پیتے ہی وہ بیہوش ہوئی چالاک نے
اسکو تو گود مین اٹھا کر درہ کوہ مین ڈال دیا آپ بط غوطہ زن کی شکل بنکر قریب لاش بیٹھ رہا یہ تو
یقین کامل ہوا کہ اب تا بہ شہر ظلم حصار پہنچ جاوینگے اپنے قبلہ و کعبہ کا نشان پائینگے یہ دل سے باتین
کر رہا تھا کہ مرغابی سحر اسباب سحر لیکر آئی پکار کر آواز دی چھوکری کہا تک روئیگی بس بی بی اب
صبر کرو مرغابی سحر نے آکر بط غوطہ زن کو گلے سے لگایا فوراً تخت سحر تیار کیا چالاک بصورت بط
غوطہ زن مرغابی سحر کے ساتھ سوار ہوا تخت اڑتا ہوا چلا مرغابی سحر تخت کو گذارتی ہوئی
راہ مین بڑے بڑے جنگل پہاڑ بلند و مرتفع خارستان کوہستان جن مین کتنا ہو کر لے چالاک پر دور دگانے
یہ سبب پیدا کیا ان راستون مین تڑپ تڑپ کر مرتے راہ بھول کوہستان کو کیونکر طے کرتے دل سے باتین
کرتا ہوا مرغابی سحر سے تتلا تتلا کے باتین کر رہا ہو دن قلیل باقی تھا کہ ایک طرف روشنی معلوم ہوئی چالاک نے
گھبرا کر پوچھا کیون دائی امان یہ روشنی کیسی ہے مرغابی سحر نے کہا بی بی جو اگلین شہر ظلم حصار کے پاس آگئے

شعلۂ آفتاب سے چمک رہا ہی عنایت سے سامری کی آ پہونچا اب تھوڑی دیر مین داخل شہر ہونگے یہ کہکے تخت
کو اور بلند کیا شہر نیلم حصار مین تخت داخل ہوا چالاک نے دیکھا بڑا شہر وسیع ہی بارہ کوس کے گرد مین
دیوار شہر پناہ محلے آباد گھرون مین اپنے اپنے جادوگر جادوگرنیان ٹھہری ہین سحر ہو رہے ہین ہر مکان سے
دھوان نکل رہا ہی بازار کھلی ہوئی دوکاندار بیع و شرا پر تلے ہوے کھورہ جابجا اکھڑ رہا ہی گرم بازاریان
مشتری کی خریداریان جوہری بیچے سرخ و سبز زرد کیا سی پگڑیان باندھے ہوے دوکانون پر بیٹھے ہین چالاک
مقامات کو دیکھتا ہوا چلا ایک طرف ایک قصر بہت بلند دیکھا صد ہا عمارتین اسکے متعلق مرغابی سحر سے پوچھا یہ قصر
عالی کسکا ہی اُس نے جواب دیا بی بی تم تو بالکل بھول گئین یہ قصر عالی شہنشاہ نیلم کے رہنے کا ہی اسی کو
سامری محل کہتے ہین شہنشاہ نیلم اسی مین رہتے ہین چالاک نے سب راز و نیاز مرغابی سحر سے دریافت
کیا اپنے مکان مین آکر تخت مرغابی نے اتارا جیسے ہی مکان مین داخل ہوئین دیکھا مکان نہایت عمدہ بنا ہی
زمین جلسہ مین دوڑین غل مچاتی ہوئی بی بی سامری جمشید نے تمکو بچایا بط غوطہ زن کو سب نے گلے سے
لگایا مرغابی سحر سبکو پرسا دیتی ہی معواج کا نام لیکر سب عورتین خوب روئین محلے مین ہلڑ ہوا معواج کی نوکری
بط غوطہ زن کو لیکر مرغابی سحر والی اسکی آئی ہی ڈولیان اترنے لگین محل والی چلی آتی ہین جو آتی ہی منھ
ڈھانکا مرغابی سحر ایک ایک کو تسکین دیتی ہی حال بیان کرتی ہی تمام محلے بھر مین ہلڑ ہو گیا لیکن چالاک
بشکل بط غوطہ زن ایک ایک سے لپٹ لپٹ کے روتا ہی تمام رات رونے پیٹنے مین گذری لیکن شہنشاہ
نیلم اپنے قصر سامری مین داخل ہی کچھ لوگ بھاگ بھاگ کر لشکر معواج سے آئے یہ تو سب نے کہا کہ ایک شب
مین لشکر تباہ ہو گیا عیارون نے معواج کو مار ڈالا لڑائی نہین ہونے پائی نیلم کو آج تک یہ تردد ہی کہ حال
مفصل ظاہر ہو کہ میرے وزیر اعظم نے کس بات پر دھوکا کھایا کیا ایک دام عیاری مین پھنس گیا اپنے
محل مین بیٹھا ہی کہ کچھ کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی شہنشاہ کل شب کو بط غوطہ زن نواسی معواج کی ہمراہ
مرغابی سحر اپنی دائی کے گھر مین آکر پہونچی رات سے شور گریہ و زاری بلند ہی پرسا دینے کو عورتین چلی جاتی
ہین جو کچھ معرکہ شب بھر مین گذرا بط غوطہ زن لفظاً لفظاً بیان کرتی ہی سب کچھ اسنے اپنی آنکھون سے دیکھا
مرغابی سحر اسکو بچا کر نکال لائی یہ سنکر شہنشاہ نیلم بہت مشتاق ہوا چوبدار کو حکم دیا جا کر مرغابی سحر سے
کہو لڑکی کو ساتھ لیکر آوے ہم احوال مفصل دریافت کرینگے ابدولت کو بڑا اشتیاق ہی اتنا بڑا وزیر اعظم
ایک شب مین مارا گیا چالیس لاکھ کا لشکر تباہ ہو حیرت کی بات ہی عیارون کی عیاری کیا گویا کرامات ہی

ہر ایک سمجھی سُنا کہ عیاروں نے آکر مار ڈالا سب جادوگروں کے ہاتھوں میں مہندی لگی تھی سر جھکائے بیٹھے تھے کہ آ کر
ہمکو قتل کر گیا کسی نے سحر نکیا مواج کی بحر طبیعت نے جوش نہ مارا دریائے سحر تیار نہ کیا بڑا تعجب ہے کنیزوں نے کہا وہ
چھوکری خوب تتلا تتلا کے بیان کرتی ہے چوبدار نے جا کر مرغابی سحر کو حکم سنایا کہ شہنشاہ نے بط غوطہ زن کو مع مرغابی
کے یاد فرمایا ہے مرغابی سحر نے کہا لو بی بی کل شہنشاہ کے سامنے چلنا ہوگا تو چالاک بہت خوش ہوا کہا دائی امّاں ہمارا
زیور نکال دو مرغابی سحر نے بھاری جوڑا نکالا چالاک نے دریائے جواہر میں غوطہ مارا مثل عروس شب اول بنکر تیار
ہوا مرغابی سحر اس دولھن کو اپنے ساتھ لیکر محافے میں سوار ہوئی اور طرف شہنشاہ نیلم کے چلی چالاک کے ناز و کرشمے
کتنا ہوا دائی امّاں دیکھو میرا کلیجہ دھڑکتا ہے میں غیر مرد سے کیونکر بات کر سکونگی تم میرے پاس بیٹھی رہنا
جو کچھ وہ مجھسے پوچھیگا میں تمسے کہدونگی تم اُس سے بیان کردینا مرغابی سحر کہتی ہے بی بی میں تو تمہارے
پاس رہونگی اب نام خدا تمہارا بارہ برس کا سن ہوا بچپن سے محل میں شہنشاہ کے جاتی ہوا کثر شہنشاہ نے
گودیوں میں کھلایا ہے مثل مواج کے وہ بھی تمہارے نانا ہیں اُنسے حجاب کیا زلفوں کو پیچ و تاب کیا
گھبراؤ نہیں بی بی امّیں اور بھی ایک مطلب ہے شہنشاہ نیلم کے بہت سے محل ہیں بادۂ سلطنت سے مست ہے
ہمیشہ سے حسن پرست ہے آج کل تم پر جوبن ہے دیکھتے ہی مرجائیگا اگر اُس نے محل کر لیا سابق میں گھر ہی کی وزارت
تھی اب سلطنت گھر میں آجائیگی چالاک کہتا ہے در گور اس نگوڑے کے ساتھ میری شادی ہو بوڑھا جھڑوس
دیوث وہ تو میرا نانا دادا معلوم ہوتا ہے دائی نے کہا بی بی بادشاہوں کا سن نہیں دیکھا جاتا اسوقت میں بھی
بڑے بڑے شاہان جلیل کو ہوس ہے کہ شہنشاہ نیلم پیغام کریں تو اپنی دختر بلند اختر کو دولھن بنا کر بطور ڈولا
حاضر کریں چالاک خاموش ہو رہا راہ میں بھی کئی چوبدار آئے کہ شہنشاہ نے تخلیہ کیا ہے کہاروں پر تاکید کی
جلد سواری لیچلو شہنشاہ انتظار کر رہے ہیں کہاروں نے سواری کو بڑھایا دردولت شہنشاہ نیلم پر آکر
سواری پہونچی مرغابی سحر نے کہا بی بی چلو وہ دیکھو سامنے شہنشاہ تخت پر بیٹھے ہیں چالاک گھونگھٹ نکالے
ہوئے محافے سے اترا حجاب سے پاؤں کانپتے ہوئے مثل عروس شب اول آراستہ و پیراستہ نیلم نے تخلیہ کرا دیا
ہے خود دیکھو تنہا تخت پر بیٹھا ہے مرغابی سحر نے بڑھ کر سلام کیا بط غوطہ زن کو سنبھالے ہوئے کہا بی بی بڑھ کر
نانا جان کو سلام کرو چالاک نے سلیقے سے گھونگھٹ ہٹایا کانپتا ہوا آگے بڑھا پایۂ تخت کو بوسہ دیا مثل
ہلال شب اول بہر تسلیم خم ہوا گھونگھٹ بھی طریقے سے ہٹا دیا نیلم کی سراپا پر بط غوطہ زن کے نگاہ
پڑی دیکھا آنکھیں رشک دیدۂ غزال پلکیں مائل خونریزی خنجر ابرو میں تیزی یا ابروئے خمدار کو ہلال

یا محراب سجدہ گاہ عاشقان جبین ماہتابان سینے پر ابھار جوبن پر بہار نور کی خوبی ناز و کرشمے مین محبوبی سراپا سے
ظاہر دلربائی رعنائی زیبائی عشوہ غمزہ خانہ زاد ابرو مائل بیداد یا خنجر فولاد کہون آنکھون کو دیدہ غزال سے
مثال ندون وہ جانور صحرائی ان آنکھون کے اشارون مین دلربائی **نظم**

چشم انصاف سے دیکھین جو تمھاری آنکھین
ڈھونڈھتی پھرتی ہین اس گل کو ہماری آنکھین
مار ڈالا جدھر اک ترچھی نظر کی تمنے
خون نکل کر ہوئین اس سیل مین جاری آنکھین
شرم کو اب نہین ملتی کسی گوشے مین بھی جا
دیکھ لین پردہ نشینون کی سواری آنکھین
دیکھتے دیکھتے سامان شکست دل کے
گردش بخت دکھاتی ہین تمھاری آنکھین
آبلے پڑ گئے ہین کچھ دل سوزان مین جلال
سیکڑون انگڑ ہو مین تھین یہی ساری آنکھین
باغ باغ انکے اشارون سے ہوا جاتا ہے دل
دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین
تیرا جلوہ نظر آئے جو بتون کو دیکھون
قبضۂ شوخ نگاہی مین ہین ساری آنکھین
جس جگہ جا ہو رہو آکے گھر اپنا کر لو
ٹوٹ نکلی کسی روز ہماری آنکھین
شادی وصل ہو یا دیکھیے رنج فرقت
آبلے پھوٹ کے روتی ہین ہماری آنکھین
چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت مین
چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین
قلزم اشک حیا ہونسے جو خالی دیکھا
ہے وہی مین بھلے ہی ابر بہاری آنکھین
وہ محافے مین کوئی حور لقا آتا ہے
دل ہی تمسے ہمین پیارا ہے نہ پیاری آنکھین
یہ جو پھر جاتی ہین پھر جاتی ہے جیسے اک خلق
آجکل رو دونون پھرتی ہین ہماری آنکھین

سراپا دیکھکر نیلم نے کلیجے پر ہاتھ کو لیا بیقرار ہو گیا ہاتھ تھام لیا کہا بی بی بیٹھو چالاک شرمایا ہوا سر جھکائے ہوے آنکھین چمکاتا جاتا ہے ناز و کرشمے دکھلاتا ہے دام زلف عنبرین مین اسکے دل کو پھنسایا دام رعنائی پھیلایا نیلم نے پوچھا کیون بی بی نانا تمھارے کسطرح مارے گئے آجتک سیکڑون آدمی وہان سے آئے کسی نے مفصل حال ظاہر نکیا ہمکو حقیقت سے ماہر نہ کیا معواج وہ شخص تھا سارے شہر نیلم حصار مین اسکا نام تھا میری سلطنت مین اسی کا انتظام تھا کوئی فوج لشکر لیکر آیا لڑائی پڑی کیا ہوا کسطرح گذرا چالاک نے سر جھکا کر کہا بڑے نانا جان فوج لشکر کا کہین نام بھی نہ تھا لشکر حمزہ سے کئی منزل کا فاصلہ تھا اول مین صبا رفتار یاقوت وزیرزادی کو لیکر آئی نانا جان نے بوتیمار کو روانہ کیا کہا صبا رفتار کو قید کر کے لیجاؤ ملکہ حیرت سے کہو نہی عیار بچیون کو کچھ نشانی دیجیے کہ جس نشانی سے ہم آپ کی عیار بچیون کو پہچانین بعد تھوڑے عرصے کے بی صبا رفتار بوتیمار آئے رات کو ایک گویا آیا دو پہر رات گئے تک جشن رہا یکایک کان مین آواز آئی کشتی ہر نام من معواج بن گرداب آدم خوار بود پھر تو قیامت برپا تھی واہی امان مجھکو لیکر بھاگین درہ کوہ سے مین دیکھ رہی تھی عیار قتل کرتے پھرتے تھے صبح کو دریاے خون جاری تھا نہ فوج نہ لشکر نہ سپاہی نہ افسر نہ تاج نہ تخت تین دن بوندی بھوکی پیاسی درہ کوہ مین

چھپی رہی سامری جمشید دائی اماں کو سلامت رکھیں انھون نے میری بڑی حفاظت کی ایسے برے وقت مین کفالت کی میرے پاس سے نہ ہٹین مین صبح کو نانا جان کی لاش پر جا بیٹھی بلک بلک کے روتی تھی یہی خیال تھا اس ویران جنگل مین کہان جاؤن دائی اماں مجھکو تخت پر بٹھا کر اٹھا لائین جو کچھ لونڈی نے کیا تھا سامنے حضور کے بیان کیا مرغابی سحر کلام ابط غوطہ زن کی تائید کر رہی تھی کہتی تھی اے شہنشاہ حقیقت مین وہ شب قیامت تھی بات کرنا مشکل ہو گئی عیارون نے دریاے خون بہایا مین نے چھوکری کو کلیجے کے نیچے چھپایا عیارون نے ضعیف جوان کمسن جو ملا اسے قتل کیا یہ سواج کی نواسی بچ گئی ساری رات روتے پیٹتے گذری ہے محلے والے چلے آتے ہین حضور بیان کرتے کرتے زبان دکھو گئی کس کس سے بیان کرون مرغابی سحر و ابط غوطہ زن تو باتین کرتی ہین نیلم عشق مین بیقرار چالاک بھی نگاہ لڑا رہا ہے ناز و کرشمہ دکھا رہا ہے شہنشاہ نیلم نے کہا اے مرغابی سحر اب تم صاحبزادی کو گھر لیجاؤ ہم کسیکو تمھارے پاس بھیجین گے جواب باصواب دینا خلعت منگوا کر مرغابی سحر کو دیا ابط غوطہ زن کے ساتھ میوہ مٹھائی بہت سی کر دی دروازے تک پہونچانے آیا مرغابی سحر ابط غوطہ زن کو گود مین لیکر سوار ہوئی مکان مین آکے اتری اسی طرح عورتون کا مجمع ہے اک کنیز نے آکر مرغابی سحر کو خبر دی مصاحب شہنشاہ نیلم کا دروازے پر آیا ہے کچھ تم سے کہیگا مرغابی نے پردہ کر کے مصاحب کو اندر بلا لیا مصاحب نے کہا دائی جی صاحب لونگ کرو سلطنت تمھارے گھر مین آئی شہنشاہ نے سواج کی نواسی کو پسند کیا کہتے ہین ہمارے ساتھ شادی کر دو مرغابی سحر نے کہا بھلا ہم غریبون سے اور شہنشاہ نیلم سے کیونکر بنے چھوکری کمسن روکے روئی مانگتی ہے نانا اسکا مارا گیا اگر شہنشاہ کو یہ منظور ہے سہرا باندھ کر میرے گھر پر آئین یہ کنیز حاضر ہے بیاہ کے بیجا مین مصاحب نے جا کر نیلم سے کہا نیلم یاد مین ابط غوطہ زن کے یہ اشعار آبدار پڑھتا تھا

اشعار موافق مضمون مقام نظم

رونق افزا بزم تن مین ہو جیسے دل کی طرح
بیٹھئے بستی مین اگر صدر محفل کی طرح

یاد ابرو مین سسکتا ہون مین بسمل کی طرح
کھینچ رہا ہے دم رگون سے تیغ قاتل کی طرح

کوچۂ قاتل مین بھی حسرت نہ نکلی قتل کی
رہ گئی دل مین تڑپ کر جان بسمل کی طرح

منتظر ہون تو پہونچ جائین گے کوے یار تک
بیٹھتے اٹھتے ہوے ہم گرد منزل کی طرح

وہ قمر بھی میرے گھر آئے کسی شب اے فلک
وصل کا وعدہ ہو پورا ماہ کامل کی طرح

جان بھاری ہے ترے دیوانۂ رنجور کو — توڑتا ہے آج دم طوق سلاسل کی طرح
ناتوان وہ ہوں کہ کھینچی پوشش غم سے آہ جب — رنگینی اگر لبوں پر سوج ساحل کی طرح
خون کی پیاسی نظر آتی ہے تیغ اُس ترک کی — گھورتے ہیں مجھکو جوہر تیغ قاتل کی طرح
خال عارض کے تصور کو جگہ دیتے ہیں ہم — دل میں مانند سویدا آنکھ میں تل کی طرح
میرے نالوں سے زمین شق ہوتی ہے مثل جگر — عرش ہلجاتا ہے میری آہ سے دل کی طرح
ہم سمجھتے ہیں تمھارے امتحان میں یار رقیب — آزما لو ادعاے حق و باطل کی طرح
انجمن ہے اپنی بے رونق بغیر اُس ماہ کے — جل رہی ہے شمع محفل میں بجھے دل کی طرح
گھر گلوں کے دل میں کرنا چاہیے تھا اے جلال — آشیان گلشن میں باندھا کیا عنادل کی طرح

مثل مرغ بسمل شہنشاہ نیلم تڑپ رہا ہے کسی پہلو چین نہیں مصاحبوں سے پوچھا کیا پیغام لاتا اُسنے عرض کی حضور
انکو سامری جمشید نے خداوند روے زمین بنایا ہے شاہان ہفت اقلیم آپ سے رشتے کی آرزو رکھتے ہیں لیکن
مرغالی سحرزن جہاندیدہ ہے اُسنے یہ کہا کہ شہنشاہ سہرا باندھکر میرے گھر پر آئیں لیکن ڈولے کے اندر تک سہرا
باندھکر جانا آپ کی شان کے خلاف ہے جواب دیدیجیے کہ ہم سہرا باندھکر نہ آئینگے آپ ہی ڈولا دینا قبول
کریں نیلم نے کہا یہ قول نہیں مانتا شب ہجر کا بھی سامنا نہیں ہوا دیکھیے رات کیونکر کٹے عجب نازنین حسین و جمیل ہے
اسکی باتوں میں عجب لطف پایا جاتا ہے بموجب اشعار آبدار نواب سبتے صاحب موافق مضمون مقام نظم

گھر پہ آنے نہ تڑپ ہجر میں جلنے دیتے — کوئی ارمان تو وہ دل کا نکلنے دیتے — غم داندوہ نے اب ایسی لگائی ہے بھیڑ
کوئی ارمان نہیں دل سے نکلنے دیتے — درد دل درد جگر دونوں ٹھہر کر شب ہجر — بھکو کروٹ تو کسی پہلو بدلنے دیتے
کاٹ دیتے ہیں سخن غیر حضور جانان — حرف مطلب نہیں منھ سے نکلنے دیتے — تارے گنتا ہوں تو ابر کے چھپا لیتے ہیں
شب فرقت بھی نہیں انکو بہلنے دیتے — رنج و غم کاہش جان درد فراق جانان — ان بلاؤں کو نہیں پاس سے ٹلنے دیتے
نزع میں سنتے ہیں جسدم وہ چلے آتے تھے — روح بھی تن سے نہیں آہ نکلنے دیتے — وعدہ پورا کیا مگر آکے مرے فرمایا
دلکو کیونکر ترے ہم ہجر میں جلنے دیتے

مصاحب نے عرض کی پھر حضور قبول کرلیں وہ بھی وزیر کی نواسی ہے
حسین و جمیل رتبہ بھی جلیل نیلم نے کہا جاکر کہو بدولت انکا پیغام زعفرانی جوڑا بھیجو مرغالی سحر نے عزیزداروں
کو نامے لکھے سبکو جمع کیا بڑی دھوم سے مانجھے کا جوڑا بھیجا نیلم نے خوشی کے مارے وہ جوڑا زیب جسم کیا زرد
پہنکر تخت پر بیٹھا کنگنا ہاتھ میں باندھا شہر میں مشہور ہوا شہنشاہ نیلم کی معراج کی نواسی سے شادی ہے یارو

دنیا کیا بڑا سقام ہی سواج کا چالیسواں بھی نہین ہونے پایا شہنشاہ نے خوب قدر دانی کی نواسی نے خوب
سوگ رکھا بعض نے کہا چھوکری کی دائی کو اختیار ہی اُس بڑھیا نے بڑا وار لاب شہنشاہ کی ساس کہلائیگی
اسکی خوب بن پڑی عزیزون کو سرکار مین بھر دیگی اندر باہر اُنہین کا دخل ہوگا ملکہ مرغابی سحر خوب شناوری
کرینگی دریاے خزانے مین غوطہ ماریگی شہر مین یہی ذکر ہوتے ہین چالاک حجلۂ عروسی مین بیٹھے روتے ہین
دل مین تو خوش ہی شان و شوکت نیلم کی سنکر گھبراتا ہی اس مقام پر قبلہ و کعبہ کا کام تھا باپ کا حال جو دریافت
کیا یہ ثابت ہو چکا کہ انکی قید طوفان قہر نگاہ طرف تو سن حصار کے لیگیا یہان قید نہین رہی یہی خیال ہی
کہ شہنشاہ نیلم کو مارو کوئی صورت رہائی کی نکل آئیگی سیاہ نمک تو خدا نے بہونچایا مگر اس طرح کے کام قبلہ و کعبہ
کے کرنے کے تھے انھین کا کلیجہ تھا ایک شب مین چالیس لاکھ کا لشکر تباہ کر دیا اتنے بڑے وزیر اعظم کو
کس جاہ و حشم سے مارا پروردگار دل مین قوت دے کہ یہ کام مجھسے بوجہ احسن ہو جائے قبلہ و کعبہ کو رہا کرون
صحبت حنا بندی روز ساچق وغیرہ گذرا شہنشاہ نیلم نے بڑی دھوم سے تیاری کی شہنشاہ نے آتشبازی
جا بجا گڑوا دی روشنی ہوئی رئیس طلب ہوے بڑی محفل اعلٰے قرار پائی جلو دار امرا گرد دست ابھی پر شہنشاہ نیلم
بھاری سہرا باندھ کر تیار ہوا گرد وزیران سلطنت "شیران اسبت" رہا کے آتشبازی جا بجا چھٹ رہے ہین
اس دھوم سے دلہن کے مکان کی جانب برات چلی دلہن کے مکان پر مہمان جمع ہین رؤسا کمر باندھے ہوے حاضر
حالات محفل عیش کے ناظر سبکو یہ بڑا خیال ہی کہ سواج کی نواسی کی شادی ہی شریک ہو کر اسکی روح کو شاد کرین
سمدھنین جمع ہین حجلۂ عروسی مین دلہن رشک چمن پھولون کے دریا مین غوطہ مارے ہوے گا مذار خیال
گرد مصاحبین جمع ہین خبر جو ہوئی کہ برات آگئی کنیزین واسطے اہتمام کے دوڑین بی مرغابی سحر ٹوکے کرتی
پھرتی ہین پھولی نہین سماتی باہر نکل کر فیلبان کو آواز دی ٹھہر جا ابھی ہاتھی نہ بڑھا تا اندر دوڑی ہوئی
گئی پانی کا طشت بھرا ہوا لائی ہاتھی کے پیٹ کے نیچے پھینک دیا مراد یہ تھی کہ دولھا ہمیشہ پانی بھرتا رہے
نیلم چونکہ عاشق زار ہی جو جسنے کہا سب قبول کیا خضاب لگا کر آئے ہین دولھا بنے ہوے ساتھ والون
نے بنا لیا سامری یا جمشید کی صدائین بلند مغرور و خود پسند اکڑا کڑ اترے جو رسم سامری پرستون
اور جمشید پرستون کی تھی پنڈت برہمن جمع ہوے رسمین ادا کین محل مین غل ہوا لڑکا اندر آتا ہی نیلم
بھول گیا جی مین کہتا ہی سسرال مین آئے لڑکے تو کہلائے قریب حجلۂ عروسی پہونچا دلہن کو گود مین اٹھایا
باغ باغ ہو گیا چالاک سر جھکائے ہوے چھپر کھٹ پر رو رہے ہین جس سے لپٹا اسقدر رویا کہ جل تھل بھر گئے

نیلم سمجھا رہا ہی کہ صاحب کیا میکا چھوٹ جائیگا دو دن سسرال مین رہو پھر میکے مین مہینون رہنے کا اختیار ہی دلہن
کو لا کر محافے مین سوار کیا بڑی دھوم سے برات لیکر چلا چالاک محافے مین سوار مرغابی سحر دائی بنے گود مین
لیے ہوئے محافے مین بیٹھی ہی دلہن بی شہنشاہ کو راضی کرنا عنایت سامری و جمشید ہوئی وزارت گھر سے
گئی سلطنت گھر مین آئی محل کو نام خدا اولاد ہوگی اسکو تاج و تخت ملیگا بہت سے محل شاہ نیلم کے مین سب
نگوڑیان نکھٹوٹیان شیطان کی لنگوٹیان جمع ہین خراب خستہ نہایت بد ہین اسی وجہ سے لاولد ہین شہنشاہ
نیلم کو اولاد کی بڑی حسرت ہی مین دائیون کو ڈھونڈھکر علاج کرونگی تمھارے بطن سے داد ہو پھر سے گھر
آباد ہو یہ دائی پالنے والی سمجھا رہی ہی کہ شاد ہو اب زیادہ زر و بلور د مصاحب ساتھ ہو اٹھ سکتی ہی
دیکھو جس دن سے لونڈیا نے مانجھا چنا آدھی رہگئی نہ پیڑی کھائی نہ دودھ پیا رو رو کے تیتی جان
دیتی ہی نانا کا مرنا سیارک ہوا شہنشاہ کی جورو کہلائین شہنشاہ نیلم اشارے کر رہا ہی برات بڑھائے
چلو بہت خوش ہی ابط غوطہ زن کی جھیل آنکھون کے آگے پھر رہی ہی ایک ہفتہ تڑپ تڑپ کر گذرا سامری
محل مین آکر برات اتری تمام شاہزادیان وزیرزادیان در دولت پر حاضر تھین نیلم نے عز و اکرام سے
میان چالاک کو اتارا تھا کی شرم ہی سر جھکائے ہوئے گھونگھٹ گھٹنون تک لٹکا ہوا لاکر ایک قصر عالی
مین پہونچایا شاہزادیون نے گھیر لیا مرغابی سحر دائی قریب بیٹھا عروس شب نے گیسوے مشکین کھولے
نوشاہ ماہتاب ان مع ثابت و سیارگان برات لیکر قصر فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا ستارون کی افشان عروس
شب نے ماتھے پر چنی جب پہر رات گذر گئی شہنشاہ نیلم بیتاب بیقرار تھا لپکا ایک محل مین ادھر ہوا دولہا
آتا ہی چالاک نے دیکھا ہر کام کے چیلے سے ساتھ والیان ہٹنے لگین چالاک نے جب دیکھا دائی بھی
چلی دامن تھام لیا مرغابی سحر نے کہا بی بی اب دولہا حجلۂ عروسی مین آتا ہی دیکھو خبردار ہماری باتون
کو یاد رکھنا سات سو ملک کا بادشاہ راز دار طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا قوت بازوے
افراسیاب افراسیاب اسکی رائے پر کار بند ہی بی حیرت بھی تمسے جھک کر ملین گی شادی کی خبر سنکر
ایک چالا افراسیاب کے یہان ہوگا بخوبی سمجھا کر مرغابی سحر نے بھی غوطہ مارا اب چالاک یکہ و تنہا رہگیا
شہنشاہ نیلم جوش اشتیاق مین پہلو سے پہلو ملا کر بیٹھا اپنا اشتیاق بیان کر رہا ہی جوش محبت مین ٹھنڈی
سانسین بھر رہا ہی گھونگھٹ ہٹایا چالاک نے طمانچہ مارا نیلم گال سہلا کر رہگیا ایک ہنسنے سے عشق مین بیقرار
تھا اٹھنے لگا چالاک نے شراب کا اشارہ کیا نیلم نے بہ تعجیل گلابی کھینچی جام لبریز کیا چالاک نے

بیہوشی کی پڑیا گھائی سے ملائی جھوٹا کرکے جام شہنشاہ نیلم کو دیا مگر قلب کانپ رہا ہی سترہ لاکھ فوج سلطان
غدار کی اس ملک مین موجود ہی چار سو سرداران نامی و نامدار ایک ایک سامری و جمشید زمانے کا خوف
ہی کہ اے چالاک اگر خدانخواستہ عیاری خالی گئی یا کسی وجہ مین حال کھل گیا جلا کر خاک کر دینگے لیکن اب
جو کچھ ہو سو ہو کلیجہ تھپکا کر لیا ہاتھ بڑھا کر جام دیا نیلم نے بے اندیشہ جام لیکر پیا چالاک زہر مار زہر مار کہہ
رہا ہی نیلم نے کچھ ان لفظون کا بھی خیال نکیا پیتے ہی گھبرا گیا اُف اُف کرتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا طرف
چھپرکھٹ کے چلا چالاک نے وہ بیہوشی پلائی ہی اگر حبہ ماشہ دریا مین ڈال دین مچھلیاں بلبلا کر نکل
آئین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی پلنگ تک نہ پہونچ سکا لڑکھڑا کر گرا چالاک نے نعرہ کیا خنجر نکالکے چاہا کہ قتل
کر دون پھر دھڑکا سوچا کہ اے چالاک غضب ہو جائیگا لاکھون جادوگر و قصر جمع ہین نکلنا دشوار ہوگا
اتنا بڑا ساحر زبردست جو مرے گا علامت اسکے مرنے کی ظاہر ہوگی تمام ساحر گھس آئینگے جلا کر خاک
کر دینگے دوسری مصیبت یہ ہی کہ ابھی تک قیدخانے کا پتہ نہین ملا کہ قبلہ و کعبہ کہان قید ہین انھین کی
رہائی کے واسطے یہ سب تدبیرین ہین خلل کرنا مناسب نہین ہی اسکی شکل بنکر بیٹھو شہر نیلم حصار کا انتظام کرو
صبح کو جب سرداران زبردست و وزیران خودپرست آئین گے تب حال قید قبلہ و کعبہ دریافت کرکے اول
انکو رہا کرین بعد اسکے جناب قبلہ و کعبہ کی رائے مین جیسا آئیگا وہی کیا جائیگا اس رائے کو بخوبی دل مین
قائم کرکے چالاک نے نیلم کی زبان مین سوزن دیا پھر بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی ایک صندوق کلان
مین نیلم کو بند کرکے قفل لگا کنجی اتار کر بند مین باندھی رنگ روغن عیاری کا نکالا آئینہ سامنے رکھ کر
شہنشاہ نیلم کی صورت بنکر تیار ہوا اب چھپرکھٹ پر آکر بیٹھا ہے اطمینان سو یا اب بھی یہی فکر ہی قبلہ
و کعبہ نیلم حصار مین ہونگے انکی رہائی کی تدبیر بوجہ احسن ہو جائیگی یہ کام کر تو گذرا مگر تڑپ رہا ہی کہ اے چالاک
بہت بڑے بڑے جادوگر یہان جمع ہین لیا ہو کوئی پہچان لے تو جان بچنا دشوار ہوگی شہر وسیع نہ کوئی مونس
نہ غمگسار کہان بھاگ کر چھپو گے تڑپ تڑپ کر چالاک نے شب بسر کی جبکہ جواہر زواہر آفتاب عالمتاب گنجینہ
مغرب سے بازار فلک نیلی مین رکھا گیا خریداران ضیا و شعاع موجود ہوئے نگاہ خریداری مجتمع چالاک
ابن عمرو تیغہ ہاتھ مین لئے برون پرپیل جائزہ وہی سے نکلا دروازے مین قفل لگایا آج تمیس جلیسین شاہ برزبان
حاضر ہین کہ شہنشاہ وصل سے کامیاب ہوکر برآمد ہونگے سبکو خلعت سرفرازی حاصل ہوگا جیسے ہی شہنشاہ
برآمد ہوئے سب سے پہلے غالب سحر نے بڑھکر بلائین لین پوچھا شہنشاہ لونڈی ایکی کیا کر رہی ہی قفل

کیون بند کیا یہ سنتے ہی نیلم نقلی نے کنیزون کو اشارہ کیا اس بیچاری کے جھونٹے پکڑ کے کھینچتے ہوے ہمارے
سامنے سے لیجاؤ یہ بیچاری ہماری معشوقہ کا حال پوچھتی ہے ہم اپنی معشوقہ کی صورت کسیکو نہ دکھائینگے غرض کنیزون
پر مار پڑنے لگی اشارے کی دیر تھی کشان کشان کرکے اسکو نکال دیا ایک شاہزادی نے بڑھکر پوچھا شہنشاہ
یہ قفل بند رہیگا بند ہلبت کا کیا باعث ہے چالاک نے ہاتھ تلوار کا مارا اس شاہزادی کے دو ٹکڑے ہوے
پانچ چھ جادوگرنیان جو چالاک نے محل مین قتل کین ہنگامہ ہوگیا ایک نے ایک سے کہا شہنشاہ آج بہت
بدمزاج ہو رہے ہین کوئی کلام نہ کرے جس نے سلام کیا اسکو اس جرم پر قتل کیا کہ ہمین کیون سلام کیا
جسنے نہ سلام کیا اسپر یہ جرم ہوا کہ کیا سلام نہ کی بود ولی محل مین ہنگامہ عظیم برپا ہوا تو کنیزین مہ جبین کونون
مین چھپنے لگین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ شہنشاہ دیوانہ ہوگیا بعض نے کہا بوانہ کلام کرو یہ چلا جاوے تو
مشیر وزیر آئینگے سحری دیوانے کا علاج کرینگے چالاک وہی تیغ خون آلود لیے ہوے محل سے نکلا
غرض بجلی نے عرض کی اسبار ہم جو سرداران شاہی تھے مین چالاک نے ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے
دیکھا سب نے شہنشاہ کے منھ سے کف جاری فرماتے ہین مجھسے کلام نکرو یہ لوگ کیا جانین جو مجھپر غم
والم ہے افراسیاب کی سلطنت مٹ رہی ہے ہمین تمہارا خیال ہے اگر طلسم کشا دم تا بھر تا ہمارے ملک پر
آجاے تو کیسی خرابی ہو یہ لوگ کلام کر کے ہمکو برہم کرتے ہین وزرا امرا نے جو خبر پائی کہ آج شہنشاہ نیلم
نے محل مین بھی دس بیس جادوگرنیون کو قتل کیا دروازے پر بھی کئی جادوگرون کو تہ تیغ مارا ہے بادی طلسم
ہوشربا کا غم ہے وزرا امرا نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا اتنے بڑے بادشاہ جلیل ہین نام سب مین مشہور ہے عمرو
وغیرہ انھین کی فکر کرتی ہوگی نیلم کوہ پر ضرور لشکر کشی ہوگی چلکر شہنشاہ کو تسکین دین آپس مین صلاح
کرتے ستر و سو سردار وزیران نامدار ایک ساحر بے نظیر سب کے آگے طوفان قہر نگاہ پرانا خیرخواہ آکر حاضر
ہوے دیکھا شہنشاہ نے دروازے پر کئی ساحرون کو قتل کیا ہے لاشے انکے پڑے ہین ایک ہاتھ
مین تیغ ایک ہاتھ مین فولاد کا گولا اگر کسی نے نگاہ ڈالی گولے کو چرخ دیا فرمایا سحر کرو ان زمین فلک الٹ
دون اس گولے کی تاثیر سارے شہر مین پہونچیگی سب اندھے ہو جائینگے ساحر کانپ جاتے ہین کہتے ہین کیا
مجال جو حضور کے سامنے سحر کرین ہم آپ کے ملازمان جانباز ہین ہماری یہ مجال ہے کہ شہنشاہ سے آنکھ ملائین
یا سحر کرین یہ کہکر خاموش ہوے چالاک نے اسطرح ڈرا دیا کئی ساحر قتل کیے کہ سامنے وزیران سلطنت
مشیران ابت قدیم خیرخواہ طوفان قہر نگاہ آکر حاضر ہوا چار جانب سے شہنشاہ کو گھیر لیا دست بستہ

عرض کی حضور باعث ملال خاطر ارشاد ہو غلام اُسکی تدبیر کرے چالاک نے کہا اس ساربان زادے کو
ہمارے سامنے حاضر لاؤ جسنے طلسم ہوشربا مین یہ آفت برپا کی طوفان نے بڑھ کر عرض کی حضور نے بجا ارشاد
فرمایا آپکے حکم سے اُس مفتری کو توسن حصار پر لیگیا آپ کے بھائی صاحب نے اُسکو زندان طلسم مین قید کیا
کئی مہینے کا زمانہ گذرا لیقین ہو تڑپ تڑپ کر مرگیا ہو یہ حضور بخوبی واقف ہین کہ وہان کا قیدی تا قید
حیات رہائی نہین پاتا شہنشاہ لاچین فرزند صاحبقران دختر شرارہ کئی سال سے اُسی مقام پر قید ہین
آج تک کوئی وہان کے حال سے آگاہ نہین ہوا یہ سنکر طائر ہوش چالاک قفس جسم خاکی مین تڑپنے لگا
بہت گھبرایا غصے مین حکم دیا اے سرداران نامی اس بحیا کو ابھی قتل کرو مابدولت نے حکم نہین دیا عمرو ایسے
شخص کو توسن حصار پر کیون پہونچایا تمام عالم مین مشہور ہو کہ عمرو جہان قید ہوتا ہو اُس ملک والون کی
جان پر بنتی ہو ایسا نہو قلعہ توسن حصار مین کچھ قیامت برپا کرے طوفان قہر نگاہ کو ساحر پٹ گئے یہ چیخ
فریاد کرتا ہو شہنشاہ میری کیا خطا ہو اشارہ کر دیا خبردار ہمارے حکم مین تامل نہو اس زبان دراز کو قتل کرو
جلادنے فوراً طوفان قہر نگاہ کو قتل کیا اتو تمام وزرا امرا گھبرا گئے کہ آج شہنشاہ کو بطور غصہ ہو سامری شید
خیر کرین چالاک طوفان قہر نگاہ کو قتل کرکے تخت پر آکے بیٹھا دل مین سوچتا ہو کہ مین کیا کر گذرا اسکا انجام
کیا ہوگا افسوس ہو کہ قبلہ و کعبہ دستیاب نہوے اس ملک مین پہونچے کہ جہان کی خبر بھی ملنا دشوار ہو سوچ
سوچکر حکم دیا کل فوج آراستہ ہو سامان سفر تیار کیا جاے مابدولت بذات خود باغیون پر لشکر کشی کرینگے
سزاے بغاوت دینگے صاف ظاہر ہوا کہ افراسیاب سے انتظام طلسم ہوشربا نہین ہوسکتا پس انتظام واجب
ولازم ہو ساتھ والون نے عرض کی کہ اے شہنشاہ گیتی ستان صرخ و بہار و باغبان آپ سے کیا لڑ سکتے
ہین چلتے ہی قیامتین برپا کردینگے کوہ و دشت و بیابان لاشہاے دشمنان سے بھر دینگے استادان
سخنور نے تحریر فرمایا ہو سترہ لاکھ فوج دریا موج تیار ہوئی علم ہاے زنگاری کے پھر پرے کھلے صندوق شہنشاہ
نیلم کو چالاک نے ایک چھکڑے پر بار کرالیا کہدیا کہ سحر نایاب ہمارا اسمین بند ہو جس مقام پر فروکش
ہون جس خیمے مین تشریف رکھین قریب ہمارے چھپر کھٹ کے یہ صندوق رکھا جاے کوئی اسکو ہاتھ
نہ لگاے جو اسکے قریب جائیگا شعلہاے آتش پیدا ہوکر اُسکو جلا دینگے ایسے بہت خوف چالاک نے
ساتھ والون کو دلاے چالاک بہ عیاری تو کر گذرا لیکن ہوش نہین درست ہین کلیجے پر پتھر رکھ کر تخت پر
سوار ہوا چار سو سرداران زبردست ساحران سامری عہد گرد تخت چالاک بن عمرو جب انکو دیکھتا ہو ہوش

اڑجانے مین دل سے کہتا ہی ای چالاک بن عمرو اگر یہ واقف ہوجائین کہ ہمارا آقا نہین ہی فرزند عمرو بصورت نیلم تخت پر سوار ہی کیا حال کرین وہ حافظ حقیقی مالک ہی بہر نوع اس گرد و فراس جاہ وحشم سے لشکر گران لیکر چالاک بن عمرو بصورت شہنشاہ نیلم منزل بمنزل چلا کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اسد نامدار و مقابلہ توسن جادو کہ آج لشکر ساطان جل چکا ہی و آمدا لیان ور بندہ و جنگ عظیم واقع ہونا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ مصنف

ساقی اب جنگ کا ہی سامان
رندون کے لیے ہی صاف خنجر
جھنڈا جرأت کا گڑ گیا ہی
ظاہر ہی کہ جنگ کا بیان ہی
سطرین ہین ورق پہ یا کہ فوجین
کام آئیگی یہ زبان درازی
میخانے مین ہو رہی تقریر
میخانے مین وخت رز لڑی ہی
حاصل کیا جنگ کے بیان سے
مضمون کسی سے کیا اڑینگے

ہی موج شراب تیغ براں
ہی جنگ مین فکر بادہ نوشی
مضمون کسی سے لڑ گیا ہی
لشکر مضمون کے آرہے ہین
یا بحر جہاد کی ہین موجین
تحریر ہون سحر تو بصد شوق
ہی موج شراب یا کہ شمشیر
تو جنگ کا ذکر آگیا ہی
رکھ جھڑکے نکل چلو بیان سے
مہر ساقی ہوئی قمر پہ

گردش مین ہین نہین ہین آج ساغر
رندون کو ہی جوش سرفروشی
ای کلک یہ وقت امتحان ہی
فوجون کے پرے جما رہے ہین
کرتا ہی قلم بھی نیزہ بازی
ہوا بر فسون کو ابر پہ فوق
رندون کو بھی آج گدبڑی ہی
ساغر آنکھین لڑا رہا ہی
اس لطف سے مصرعے پڑھینگے
ہی سایۂ آفتاب سر پر

غزل

یون شرقا رون کے خزانے کا جو ہاتھ لگے
غیر ممکن ہی کہ لا کہ بت کی کمر ہاتھ لگے
بے اثر ہوگئی نالہ روز دن ہمارے
بعد مدت کے مجھے یہ گل تر ہاتھ لگے
زہر جز جائے ہر اک عضو مین ناگن کاٹے
ذبح کر ڈالون اگر مرغ سحر ہاتھ لگے
للہ الحمد کہ اب آگیا سینے پہ ابھار

ہی دعا میری کہ وہ رشک قمر ہاتھ لگے
دست گستاخ بڑھایا تو خفا ہو کے کہا
سول ہین جائے اگر مجھکو نظر ہاتھ لگے
اپنے جھوکون سے آرا لا کیسے میرا دماغ
غیر کا گیسوے جانان مین اگر ہاتھ لگے
بجھتا جاتا ہی بلبل کو پھنسانے صیاد
خنجر قامت جانان کو شرما ہاتھ لگے

چاہے انسان تو عنقا کا بھی پر ہاتھ لگے
اب خبردار نہ یون یار دگر ہاتھ لگے
بوے اُس گل نے لیے جو لے رخسار لگے
بوے گیسو جو تجھے باد سحر ہاتھ لگے
وصل کی رات پہ پہلے ہی سے بول اٹھتا ہی
شرط بدتا ہون اگر ایک بھی پر ہاتھ لگے
دل تو تم لے چلے پھر جان کو کیون چھوڑ چلے

لیتے جاؤ نہ اسے رشک قمر ہاتھ لگے	جام مے اسکا بنانا تو مغرور ساقی	کسی میخوار کا گر کاسۂ سر ہاتھ لگے
ہو دعا تو خدا سے یہی ہر دم میری	دولت دین طلب دنیا مین زر ہاتھ لگے	چہرہ گوہر آبدار سخن کو زیب گوش

سامعان ذی ہوش کرتے ہین شعر تخلص خوانان بزم خوش بیانی و خریداران کالائے معانی واہل داستان
حیرت بیان کو بصد رشد و مد تحریر فرماتے ہین کہ لشکر شہسوار عرصۂ یکتا زی اسد دین کریب غازی بعد قتل
بوزینۂ ابلق سوار شب کو اسی مقام پر فروکش ہوا خواجہ عمرو موجود ہین لیکن یہ صلاح ہو رہی ہے کہ یہ
خبر لشکر مین پہونچ جائے اہالیان لشکر بیتاب ہونگے خواجہ عمرو کو طوفان قہر لگا اٹھا لایا اسد نامدار
آوارۂ دشت ادبار ہوئے اہالیان لشکر نہایت پریشان و حیران ہونگے اسد نامدار نے بھی اس صلاح
کو پسند کیا اپنے دست حق پرست سے نامہ لکھا تمام کیفیت درج کی یہ بھی لکھ دیا کہ فلان صحرا مین بفتح و
ظفر فروکش ہین تردد و انتشار نکرنا اگر پروردگار اپنا فضل کرتا ہے تو فتح و فیروزی ہمسے آکر ملتے ہین اگر
مناسب ہو تو تم اپنے کو ہم تک پہونچا دو چند فقرات تسکین آیات تحریر فرما کر کسی ساحر کو دیئے وہ ساحر
چاہتا ہے کہ نامہ لیکر چلے پہر دن باقی ہے کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا سب نے آگے آگے سترہ سو علم سیاہ
نشان سترہ لاکھ فوج کا پشت پر پرے ساحرون کے بندھے ہوئے ناہید نے پچھا تخت پر ملکہ بادبان
جادو مرکب باد رفتار پر توسن سوار پشت پر سترہ لاکھ ساحران خونخوار دوڑے جو لشکر اسد نامدار کو
دیکھا جل گیا دیکھا بارگاہ مین استادہ ہین ایک جانب کھیت پڑا ہے لاشہ بوزینۂ ابلق سوار تڑپ رہا ہے
ساتھ والے اسکے جسقدر مارے گئے لاشے انکے بھی پڑے ہین لشکر اسد نہایت لطف سے آراستہ
ہمراہیان بوزینۂ ابلق سوار جو جابجا بھاگ کر چھپے تھے وہ بھی دررہائے کوہ سے نکل کر سامنے توسن
کے آئے چیخین مار کر روتے تھے عرض کی اے شہنشاہ آپکی صاحبزادی نے ہمارے عزیزون کو قتل
کیا شہنشاہ طلسم ہوش ربا نے اگر ہمارے افسر کو مارا ہم نے آنکھون سے دیکھا افسر ہمارا کسی بات
مین کم نہ تھا ساحر زبردست جری بہادر بی ناہید کو بھی زخمی کیا طلسم کشا کے بازو پر کوئی تحفہ تھا
وہ بھی لے لیا طلسم کشا بھی گر چکا تھا سر کاٹ لینا صرف باقی تھا یکایک ہمنے دیکھا شہنشاہ طلسم منور کا
تشریف لائے کچھ کلام کیا نہین معلوم کیا خطا ہوئی ہاتھ تلوار کا مار دیا پھر فوج بے سردار کیا
لڑ سکتی تھی کچھ شریک ہو گئے ہمکو نام مسلمانان سے نفرت تھی ہونے کو خداؤن سے محبت تھی
بھاگ کر دررہائے کوہ مین چھپے حضور کو دیکھکر چلے آئے حاضر ہوئے یعنی ساری آگ آپکی صاحبزادی

نے لگائی شہنشاہ لاچین اس لشکر میں نہیں ہی یہ خبر سنکر توسن اور زیادہ چلایا کہا ناہید کی بیرے
ہاتھ سے قضا ہی وہ پیرزن گیر کہیں بھاگ گیا تلاش کرکے مارونگا اس بڈھے کو اب سلطنت نصیب
ہوگی یہ کہکر حکم دیا لشکر فروکش ہوا بارگاہ استادہ ہوئی تمام جنگل مجمع ساحران سے بھر گیا توسن
ہلکرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا عمرو نے جو اس فوج دریا موج کو دیکھا ہوش اڑ گئے جی میں کہتا ہی اس
فوج کا کون بار سنبھالے گا ناہید بھی پریشان عمرو نے دیکھا رنگ روے ناہید متغیر کہہ رہی ہی
کہ خواجہ بوزنیہ ابلق سوار کو تو مارا اس لشکر کا بار کون اٹھائیگا عمرو ٹھنڈی سانس بھر کر کہا جس
بے نیاز نے اس زندان تنگ و تاریک سے چھوڑایا وہی اس بلا سے بھی نجات دیگا ہی ناہید یہ لشکر کیا
ہی جب ہم ابتدا میں لشتہ رنگین حصار پر گئے صرف مالکہ مہرخ ساٹھ ہزار فوج سے ہمارے شریک ہوئی
تھیں یہ تو خراج گزار افراسیاب ہی ہمتو مقابلہ افراسیاب میں اترے تھے ہر مقام پر پروردگار نے
غالب کیا وہی یہاں بھی نجات دیگا بارگاہ میں تو یہ ذکر ہی الامان لشکر کو بھاگنے کی فکر ہی ہر مقام پر
یہی چرچا ہی کہ ملکہ ناہید نے برا کیا توسن جادو ایسے بادشاہ سے بگڑی صبح کو قیامت برپا کریگا طلسم کشا
کو قتل کریگا بی ناہید کیا عذر کریگی سحر میں اسپر غالب ہو سکیں گی آخر ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرینگی ناگاہ شب
تیز گام ماہتاب ان میدان چرخ نیلی میں فرار سے بھرنے لگا اپنے جلوہ رخسار سے تمام عالم کو روشن کیا توسن
جادو نے غصے میں حکم دیا ہمارے لشکر میں طبل جنگی بجے فوراً نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر
ساتھے اسد نامدار کے دعاے جان درازی شہریار عالم کی عمر دراز رہے دوست شاد دشمن پامال ترقی
پر جاہ و جلال ہو توسن جادو نے بہ قہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہی کہ سرکار سے مقابلہ کر
بہت لاف و گزاف کر رہا ہی ناہید تو خاموش لیکن اسد غازی نے فرمایا حکم دو ہمارے لشکر میں بھی بہ
عنایت ربانی و بہ تائید ایزدی طبل جنگی بجے وہ بے نیاز مالک ہی دونون لشکرون میں تیاریان ہونے
لگیں توسن جادو نہایت غصے میں سرداروں سے کہہ رہا ہی جو کچھ خرابی ہوئی ذات سے بوزنیہ ابلق سوار کے ہوئی وہ
بیچا قیدخانے کو تنہا چھوڑ کر چلا گیا اسی رات بھر میں دشمنوں نے اپنا کام کر لیا اگر وہ در زندانخانے پر موجود ہوتا
کیب ناہید سب کو قتل کر ڈالتی تو سنا کہ اسنے طلسم کشا کو بھی بیکار کیا ناہید زخمی ہوئی یہ سقدر حیرت خیز وحشت
انگیز ہی کہ شہنشاہ نے آکر بوزنیہ ابلق سوار کو مار شریک جنگ ہوئے سب نے کہا بوزنیہ کے مرتے ہی غائب
ہوگئے پھر پتا نہ لگا مگر سب چہار جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے تھے کوئی افسر سرپرست نہ تھا آخر کس کے

سحر دستے پر اُڑتے مجبور ہو کر فرار پر قرار کیا توسن جادو کو نام افراسیاب سے حیرت ہی کہتا ہی یارو سمجھو کے
کسو کوئی اپنے گھر کو آپ برباد کرتا ہی کوئی افسر ہوگا تم اُسکو افراسیاب سمجھے سرداروں نے عرض کی خداوند
نعمت بڑی حیرت کی جگہ ہی جیسے کمگوار اسکو ہم نہیں پہچانتے زیر سایۂ دامن دولت افراسیاب پرورش
پائی لشکروں میں ساتھ رہے آج تک ہمنے صورت نہیں پہچانی کیا بالکل اندھے ہیں توسن کو بڑا تردد ہی بہرام
شیر گیر سحر طراز وزیر اعظم توسن بولا سُنئے شہنشاہ کچھ ہوگا لڑائی میں افراسیاب کی پاپوش کو کیا غرض پڑی
تھی کہ آتا اگر اصل میں آیا کوئی تو امر ملوز نیہ لبق سواسے خلاف ہوا فتح کی شکست کرا کے چلا گیا آپ نامہ
لکھیں گے احوال کھل جائیگا اب سکا تردد کیا ہی پہلے صبح کو لڑائی فتح کیجیے اسد کا سر روانہ ہوا وراسی
نامے میں شکایت بھی تحریر ہوگی وہ سب لکھ بھیجیں گے یا دہاں جادو تخت پر خاموش بیٹھی ہی بیٹی کے
واسطے بیقرار توسن کہتا ہی بوٹیاں کاٹ کے پھینک دونگا اب یہ سوچتی ہی جا کو بیٹی کے شریک ہو جاؤں
اسکو لیکر بھاگوں جان کمبخت کی بچاؤں توسن کو کیا محبت ہی ہمنے تو نو مہینے پیٹ میں رکھا بارہ برس
جفائیں اُٹھائیں اب یہ دن نصیب ہوا ہے صبح کو وہ قتل ہو جائیگی اس تردد میں یاد بان بیٹھی ہی یہاں
ناہید سر خم خوف سے باپ کے لبوں پر دم اسد نامدار تسکین دے رہے ہیں خواجہ خاموش بیٹھے ہیں کہ دو
بارہ ہرکارے آئے عرض کی ای شہریار دربار میں توسن کے یہی ذکر ہی کہ بوزنیہ کو افراسیاب نے آکر مارا
سبکو نہایت حیرت ہی یہ سنتے ہی عمرو اپنے مقام سے اُٹھا ناہید کو گلے سے لگایا کہا بی بی نہ گھبراؤ اگر
پروردگار فضل کرتا ہی تو میں سر توسن لا کر حاضر کرتا ہوں انشاء اللہ صبح ہونے پائیگی یہ سنکر ناہید
مثل گل کے شگفتہ ہو گئی کہا جد عالی تبار سحر کی لڑائی میں کوئی توسن پر غالب نہ آئیگا نہایت سحر میں زبردست
ہی یہی مجھکو تردد ہی اپنی جان تو میں نے شہریار پر نثار کی انکو خدا دشمنوں سے بچائے عمرو تسکین دیکر بارگاہ
سے نکلا یہاں توسن کے پہلو میں بہرام شیر گیر سحر طراز بلبلا رہا ہی کہتا ہی ای شہنشاہ آپ دخل نہ دیجیے بی
ناہید کو جھونٹے پکڑ کے کھینچتا ہوا لاؤنگا اب آپکی وہ بیٹی نہیں ہی سراسر دشمنی کی کل الٰہیاں ہوشربا
کی دشمن ہو گئیں یہ نہ خیال آیا کہ ماں باپ قتل ہو جائینگے میں خود قید ناہید و سر اسد لیکر خدمت میں
افراسیاب کے جاؤنگا سبب قتل بوزنیہ پوچھونگا وہ بادشاہ عادل ہی سبب دریافت ہوئیگا تب تردد حضور کا
نہ کا لیکن بدون سر اسد جانا مناسب نہیں ہی کل غلام سر میدان مقابلہ کریگا اب ناہید و طلسم کشا کو مجھسے بچے
بی ناہید وہی صاحبزادی ہیں کہ جنکو گود میں کھلایا سحر سکھایا ہمارے سامنے کیا زبان کھولینگی

جاتے ہی گرفتار کر لونگا اب غلام نے سحر کرنے پر کمر باندھی ہے اب بغیر کھلے بیچ سکتا لڑائی کا طبل نہو سنے دونگا کل ہی خاتمہ کیجیے وزیر توسن بلا رہا ہو کہ لشکر میں شہرہ ہوا شہنشاہ نامدار تشریف لاتے ہیں وہ تخت ہویدا ہوا توسن نے سر اٹھا کے دیکھا افراسیاب بصد جاہ و جلال تخت پر سوار چلا آتا ہے توسن مع امرا و وزرا برائے تعظیم کھڑا ہوگیا پرا باندھ کر سب نے سلام کیا تخت افراسیاب گوشۂ بارگاہ میں اترا افراسیاب نے کچھ اشارہ کیا تخت تو غائب ہوگیا افراسیاب اس تخت پر آکر بیٹھا توسن کرسی پر متمکن ہوا بیٹھتے ہی توسن نے پوچھا اے شہنشاہ اسوقت کہان تکلیف فرمائی افراسیاب نے کہا اے توسن مجھکو آرام کہان آٹھ پہر اسیطرح پھرتا ہون آفتاب طلسم غروب ہوا چاہتا ہے برام قریب تھا بول اٹھا کیون اے شہنشاہ بوزینہ الملک لوح نے آپکی کیا خطا کی تھی جو قتل کیا اور آپ نے لڑائی فتح نہ کی بوزینہ کو مار کر چلے گئے اہالیان لشکر اسکے ظلم کرتے ہیں یہ سنکر افراسیاب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کیون او بیحیا اسوقت مملکت شہنشاہی میں دخل دیتا ہے تو کیا جانے کہ ہمنے کیون قتل کیا ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ وہ نمک حرام ناہید پر نگاہ ڈالتا تھا اور ہاتھ باندھے رہا تھا منت کرتا تھا میرا وصل قبول کر یا تو میں بڑے قتل اسد آیا تھا اسی کو ہاتھ باندھا یا بوزینہ کی وہ خطا میں اول خطا یہ کہ نگہبان تھا شکار کو کیون گیا دوسری خطائے فاش یہ کہ مرشدزادی پر نگاہ ڈالی یہ تو مجھکو یقین تھا کہ میرا قوت بازو ساحر برفن شہنشاہ توسن اپنی سرحد سے طلسم کشا کو نہ نکلنے دیگا دم بھر میں قتل کریگا اسی وجہ سے بوزینہ کو قتل کرکے چلا گیا کہ اسکے ساتھ والے شکست کھا ئین ہاتھ سے باغیون کے لے جائین توسن قدمون سے لپٹ گیا کہا شہنشاہ آپنے خوب کیا نامرد نے یہ قصد کیا تھا افراسیاب نے کہا جو کچھ مین نے آنکھون سے دیکھا اسکو کیا بیان کرون تمکو ملال ہو گا سب اہالیان دربار خوش ہوگئے کہ شہنشاہ کو اپنے ملازمون کی آبرو کا بڑا پاس ہے افراسیاب نے کہا اے توسن اسوقت تشریف لانے کا مایۂ دولت کے یہ باعث ہوا کہ مین نے کتب طلسمی مین دیکھا کہ توسن و ہمراہیان توسن کا پیمانۂ عمر لبریز ہوا گھبرا کر باغ سامری مین گیا کتاب سے نقش جمشیدی نکالکر لایا جلد شراب منگاؤ حروف نقش جمشید کی اسمین دھو دیے جائین ایک ایک جام سب صاحب پئین کتاب مین صاف لکھا ہے جو اسطرح کی شراب پیے گا پانچ سو برس تک نہ مریگا یہ سنکر تمام اہالیان دربار قدمون سے لپٹ گئے کہا شہنشاہ آپکی پرورش کے قربان توسن نے کہا ہم جو ایسے قدردان پر جان نثار کرین کہ جسکو آٹھ پہر ہماری جان اور آبرو کا خیال ہو فوراً شراب کا منگایا سامنے تخت افراسیاب کے

رکھا افراسیاب نے کمر سے نقش جمشیدی نکالا پرچہ کاغذ شراب مین ڈال دیا نقش پر آب تھا پانی ہوگیا
افراسیاب سنا ول اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیا کہا پہلے مین اپنے بھائی کو پلاؤن اپنے قوت بازو کی عمر
بڑھاؤن بہرام گر گزارش کر رہا ہو شہنشاہ مین نے بھی خواب اسے پریشان دیکھے ہین مجھکو بھی پلا دیجے افراسیاب
نے کہا پہلے مین اپنے بھائی کو پلاؤنگا یہ کہکر جام سامنے توسن کے پیش کیا توسن نے بھی سلام کرکے جام لیا
انجام سے تو جام کے آگاہ نہین ہو بدون رد و قدح جا اگرچہ مین ملحوظ خاطر رہے کہ بہرام شیر گیر سحر طراز قریب
تخت افراسیاب کے گزارش کرتا ہو منتین کرتا ہو میری خطا معاف فرمایئے وہ جام مجھکو مرحمت ہو لیکن توسن
نے قصد کیا کہ جام پیون جیسے ہی قریب منھ کے لایا سنہرا تیلی بازو پر بندھا تھا گویا قوت بازو تھا بے اختیار
پکار اٹھا اے شہنشاہ توسن شراب نہ پیئے گا اگر ایک قطرہ حلق سے اتر گیا تمام اعضا پانی ہوکر بہ جاینگے
یہ افراسیاب نہین ہو عمرو عیار بڑا مکار و غدار ہو شراب تو شعلہ نکلکر اڑ گئی جام ٹوٹا توسن ارے کہکے بابا
عمرو نے دیکھا کار از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ عیاری سے بنائی فلک نے گردش دکھائی توسن نعرے
لگاکر جھپٹا عمرو نے شیرانہ نعرہ کیا قصد ہوا جست کرکے نکل جاؤن بہرام قریب تھا عمرو نے خنجر کو کہ بہرام
کے مارا شکم چاک قصہ پاک یہ بچیا تو گر مرنے سے ساحر کے تاریکی ہوئی ہو اندھیرے مین عمرو نے سر توسن
سے تاج لیا اک لات ماری آواز دی نعرہ عمرو دست عمرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم ؛ رنگ از رخ خاقان بخنجر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی ؛ تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ؛ توسن تو منھ کے بل گرا عمرو شیرانہ نعرہ
کرکے نکلا الغیا الغیا کا بلوا ہوا عمرو نے فوراً گلیم اوڑھ لی بیان بعد عرصہ ورا آواز آئی کشتی مرا نام من بہرام
شیر گیر سحر طراز بود جادو گرد و رہے توسن کو اٹھایا دیکھا شہنشاہ سر برہنہ منھ کے بل گرے دانتون سے
خون جاری آہ آہ کر رہا ہو ساحرون پر جھلایا کہا تم لوگون نے گرفتار نہ کر لیا مصاحبون نے کہا حضور کے
سر سے تاج اتار لے بھاگا تو نہ پکڑ لیا برق جہندہ کو کون گرفتار کرے جست کرتے ہی غائب ہوگیا لشکر والے
ڈھونڈھتے پھرتے ہین ایسا بھی ایک چست و چالاک عیار غلاسون کی نگاہ سے نہین گذرا اب ثابت ہوا
یوزنیہ اسیطرح مارا گیا عمرو نے بصورت افراسیاب اس ساحر لاجواب کو سر میدان مارا حضور حفاظت کیجیے
ایسا نہو پھر کسیکی صورت پر گھس آئے توسن نے اسیوقت ہوشیار ہوکر گرد لشکر حصار سحر کیا آگ روشن
کردی بیان ملکہ ناہید طلایہ دے رہی ہو کہ لشکر توسن مین ہنگامہ ہوا الغیا کی آواز آئی ناہید بھی
لشکر توسن شبخون لاتا ہو آگے بڑھی دیکھا خواجہ بھاگے ہوئے آتے ہین دوڑ کر لپٹ گئی کہا کیون نانا جان

خیر تو ہے عمرو نے کہا بیٹا توسن کی رسی دراز ہے میں نے چاہا اسکو قتل کروں لیکن برا ہو ناہید ارغوان پوش پل سکا
بیر نے اُسکے تدبیر بتادی ناہید نے کہا آپ نے غضب کیا وہ ساحر بڑا زبردست ہے بڑے بڑے ساحروں کو یاد
ہیں خدا نے اُنکی جان بچائی عمرو نے کہا ہمارا بڑا نقصان ہوا ایک صندوقچہ کمر میں تھا بھاگتے میں گر گیا اسعد
بھی ہنگامہ لشکر باہر نکل آئے ہرکارے نے اسد کو خبر دی خواجہ نے جاکر عیاری کی آج توسن نیا سہرام
شیر گیر کو قتل کیا خدا نے انکی جان بچائی اسد نے دیکھا خواجہ ناہید کے ہیں میری کمر سے صندوقچہ
جواہرات کا گر گیا اسد نے کہا صندوقچہ تو گرا آج توسن بھی تو بیا عمرو نے پلٹ کر کہا او دیوانے تو کیوں
جل دیتا ہے اسد نے کہا لشکر میں خزانہ نہیں ہے آپکو تو ہر وقت خواہش ہے مال ملنے کی کاہش ہے عمرو نے
کہا تمکو میسر کیا ہے تمنے کبھی کوئی ٹکا دیا یہ باتیں تھیں کہ شہنشاہ توسن سوار فلک نیلی آفتاب جہان گرد
بعد عظم و شان میدان فلک چہارم میں مصروف گشت ہوا ستارہ سحری چمکا فوجیں میدان کارزار
میں جانے لگیں عمرو و ناہید کو تخت پر سوار کیا اسد پشت مرکب باد رفتار پر شاہزادہ بدیع الزمان گرد
لشکر شکن بیرون بارگاہ تشریف لائے ملکہ تصویر بارگاہ عالی استادہ ہے دردولت ملکہ تصویر پر حاضر
چوبدار یساول حاجب دربان بڑا سامان اسد روزنامے پر ملکہ تصویر کے گیا ہے بدیع الزمان نے اسد
کو گلے سے لگایا دعا دے جان دراز دی یہ بھی پشت مرکب پر سوار ہوئے اسد نامدار نے چاہا ماموں جانکے عہدہ
سپہ سالاری آگے بڑھاؤں بدیع الزمان نے فرمایا اے فرزند سعادتمند تم یہاں کے سردار و افسر ہو
طلسم کشائی تمہارے نام قرار پائی ہمارے واسطے یہی فخر ہے تمہارے لشکر کے ہم سپہ سالار ہیں مقام
صاحبقرانی تمہارا عہدہ ہے یہ فرماکر اسد کو آگے بڑھایا ناہید نے قریب آکر بدیع الزمان کو سلام کیا
بدیع الزمان نے برخوردار کہکر سر ناہید سینے سے لگایا ناہید نے اپنے گلے سے موتیوں کا مالا اُتار کر
زیب گلوئے بدیع الزمان کیا کہا ماموں جان ہر ایک ساحر کا سحر تو آپ پر تاثیر نکریگا مقابلہ لشکر ساحران
ہے حفاظت رہے بدیع الزمان نے سر جھکا لیا پایۂ تخت پر ناہید کے ہاتھ رکھا کنیزان ناہید گرد آگئیں اس
جاہ و حشم سے لشکر طرف میدان کارزار کے چلا خواجہ لشکر سے نکل گئے ہیں صورت بدلے ہوئے بشکل ساحر
ایک گوشے میں کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کہ توسن لشکر قیامت اثر ہمراہ لیکر بڑے جاہ و جلال سے
وارد میدان کارزار ہوا با دبان زوجہ توسن تخت پر پشت پر سترہ لاکھ ساحران غدار دونوں لشکر
میدان کارزار میں بچھے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کرکا کہکر بجے توسن

پلٹ کر طرف ساحرون کے دیکھا عقلاے جادو واژدر پر سوار پہلو مین حاضر تھا اژدر آتش فشان کو بڑھایا توسن کو سلام کرکے کہا ابھی جا کر سب کے سر لاتا ہون ارشاد ہو تو طلسم کشا کو تو کون پہلے افسر کا سر قلم کرون توسن نے کہا تمکو سامری و جمشید کے سپرد کیا عقلاے جادو میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہان ہے طلسم کشا میدان کارزار مین آے تو احوال معلوم ہو ناہید کو منظور یہ تھا کہ اسد نامدار میدان کارزار مین نہ نکلیں لیکن یہ شیر بیشہ ہیجا جعفرانی جرأت مین لا ثانی فوراً مرکب کو صف سے نکالا ناہید سے رخصت ہوے ناہید بیقرار ہو گئی عرض کی حضور کنیز جان دینے کو حاضر ہی یہ مقدمہ خود ساحری ہو اگر کوئی پہلوان ہو تا حضور میدان کارزار مین جاتے یہ توسن جادو کا مصاحب ہی اسد نے کہا ملکہ ممکن نہین کہ ہمارا نام لیکر پکارے اور ہم اسکے مقابلے مین نجائین ناچار ہو کر ناہید نے عرض کی خدا کے سپرد کیا اسد نے بدیع الزمان کو بھی سلام کیا کہا یہ غلام رخصت ہوتا ہی بدیع الزمان نے کہا بابا یہ مقام تعجب ہی ہمارے سامنے تم میدان کارزار مین جاؤ اسد نے عرض کی غلام کا نام لیکر پکارتا ہی بدیع الزمان نے بازو پر ہاتھ رکھ کر دعاے فتح و ظفر پڑھی فرمایا بسم اللہ آب اسد نے سپری جائی نیزے کو گردش دی مرکب صبا رفتار نے کنوتیان بدلین طرارے بھرتا ہوا چلا توسن نے نگاہ اٹھا کے دیکھا کس شوکت و شان سے اسد نامدار مرکب کو اڑاتے ہوے آتا ہی مرکب صبا دم طرارے بھرتا ہی چاہتا ہی سبزۂ چرخ اخضری کو پامال کرون سرحد دنیا سے نکل جاؤن نظم

زشوخی نیست او را یک زمان تاب
کند در پرواز باشد ہمچو بسمل
زشوخی ہاے او در تاب فتراک
زمیخ نعل وار دخسار رود ر پا

بجاے آب گوئی خوردہ سیماب
کند از بسکہ شوخی در شتالش
گریبان کردہ نعل از دست و چاک

بعنبر داندہ ہیچ کس گل
نیاید بر زمین پاے رکابش
چو صرصر سیر دریا آنکہ صد جا

مرکب بادرفتار سوار ساہر خسار مرکب دور دو سوار ہین خوبیاں سوجود

مرکب بلند پرواز سوار ہزارون مین سرفراز الیاں فوج توسن شان و شوکت اسد نامدار دیکھ کر دنگ ہو گئے عقلاے جادو نے جو شاہزادہ والا قدر کو آتے ہوے دیکھا اسم سحر پڑھ کر گولا گولہ ٹھیکر زمین پر گرا عقلاے جادو نے ترنج مارا کر چکا وہ ترنج اُلٹا پلٹا عقلاے جادو کے اژدہے کے سر پر پڑا اژدر ہی کا سر پھٹ گیا عقلاے جادو زمین پر گرا اسد نامدار قریب پہونچا کوئی حربہ ہاے سحر اسکے رد ہو چکے بڑھ کر نیزہ مارا عقلاے جادو نے اپنے سحر کے زور مین سینہ سپر کر دیا نیزہ سینہ پر کینہ پر اُس بھیا کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا اسد نے نکال دیکر اُس بھیا کو بلند کرکے چرخ دیا زمین پر مارا استخوان اُسکے چور چور ہو صدا

آئی کشتی مرا نام من عقلاے جادو ولبو وشدید بلند آواز طرف سے توسن کے جا پڑا توسن نے کہا ہو شیار
پہلوانون کے اس جوان سے مقابلہ کرونگا ہم ساحران قدیم سب طرح کے طریقے پر قادر ہین یہ کہکر قریب اسد
پہونچا لگا ورزنان ہوا سات قدم گینڈہ شدید کا تین قدم مرکب اس نامدار ہٹا خبردار کہکے اُسنے ہاتھ تلوار کا
مارا چلتے چلتے سحر بھی کرتا جاتا ہو اسد نے تلوار کو تلوار پر لگا تھا سحر نے تو بچا کے تاثیر نہ کی اسد نے تیغہ برق زا
کو چمکایا اُس روسیاہ نے سپر سحر کو اُٹھایا تیغہ جو تڑپ کر گرا سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے پاک کر تلوار گری مع گینڈے
شدید کے چار ٹکڑے ہوئے جیسے ضرب شدید پڑی آواز آئی کشتی مرا نام من شدید بلند آواز بود لکھا ہی
اسیطرح بارہ سردار ساحران غدار توسن نے برائے مقابلہ اسد نامدار فرد فرد بھیجے دست حق پرست
طلسم کشا سے سب واصل جہنم ہوئے توسن جھنجلایا اہالیان فوج نے بھی عرض کی حضور کوئی فرد فرد اس
شیر سے نہین لڑسکتا ہی سحر تاثیر نہین کرتا ساحر بیچارہ کیا کرے جرأت و فنون سپاہ گری مین طلسم کشا کا کون
ہم نبرد ہی یکہ و تنہا لاکھون مین لڑے ایسے سے ساحر کیونکر لڑ سکین کل فوج کو حکم دیجیے بلوہ کرکے جا پڑین
مغلوب کرکے گرفتار کر لین یہ سنتے ہی توسن نے سترہ لاکھ فوج کو اشارہ کیا دریاے فوج ساحران
مین تلاطم ہوا بدیع الزمان نے جو دیکھا گھٹا کفر کی ہمارے چاند پر آتی ہی بیتاب ہوکر گھوڑا بڑھایا شیرانہ
نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان سے بدیع الزمانم کہ در روز کین ❊ تو انم کشم آسمان بر زمین ❊ نہ تیغم سبے
ملک سلام شدہ ❊ کہ سر فتنہ باخر تمام شدہ ❊ تیغہ برق مثال کھینچکر جا پڑے ناہید تخت سے اُٹھی
جوش دریاے لشکر دیکھکر گھبرا گئی کہتی ہی صاحبو لشکر بیحساب ہی دیکھیے اس مغلوبہ مین کیا ہوتا ہی بارہ
ہزار کنیزون کو لیکر جا پڑی چمک چمک کر سحر کرنے لگی جسپر گولا مارا اُسکا سر پھٹ گیا کسی پر برق چمکائی
کبھی آگ برسائی لیکن توسن پُرفن جو مجمع ساحران پر آ کر گرا اُسکے سحر کو کوئی نہین روک سکتا پرے کے
پرے درہم و برہم کر دیے جب گولا مارا دس بیس سر پھٹ گئے کبھی تلوار برسائی صدہا کے سر کٹ گئے چاہتا ہی
ناہید پر جا پڑے ان اسکو چیر کر پھینک دون لیکن با دبان جادو و بوجہ بہادری ہر مرتبہ رک جاتی ہی
کنیزون کو بھی ناہید کے نہین قتل کیا بہ نگاہ حسرت جرأت طلسم کشا کو دیکھ رہی ہی کہ جس غول پر اسد
جا پڑے افسرون کو نوک نوک کے مار رسالے کو شکست دی پلٹن کو بھگایا ساتھ والیون سے کہتی ہی
صاحبو ناہید بڑی جوہر شناس ہی کیا نگینہ پرکھ کے قبضے مین کیا انصاف کرو صورت مین بے نظیر جلالت
شعار تہور آثار دریاے جرأت کا گوہر بے بہا شوکت و لیاقت مین جوان یکتا دیکھو کس زور شور سے

فرہادی دریا سے لشکر کر جمیل ہماہی شیر ہو رہا ہون پرشہ کا کیل ہاہی کوئی منہ پر نہین پڑھتا مقابلہ کرنے کو آگے نہین بڑھتا
کنیزین کہہ رہی ہین حضور نے بہت درست ارشاد فرمایا حقیقت مین اپنے زمانے کا یوسف ہی ملکہ ناہید نے بہت جھگڑ
صحبت کی جرأت مین بھی کوئی مقابل نہین ہی بادبان کنیزون سے کہتی ہی اس بدنصیب پر کیونکر ہاتھ اٹھاؤن
اسے جی چاہتا ہی سینہ سپر کرون ساحرون سے بچاؤن دیکھو تو کمبخت کیسی نڈر ہی باپ سے چار آنکھین
کرتی ہی جان کو نہین ڈرتی ایسا نہو توسن کوئی کر دے ہاتھ پاؤن بیکار ہون ساحر ایل کر قتل کر ڈالین
کس مصیبت سے مین نے پالا عمر بھر کی کمائی برباد ہوتی ہی صاحبو مین آج لٹتی ہون اپنے نور نظر سے چھٹتی
ہون بادبان یہ کہہ رہی تھی کہ توسن کی نگاہ پڑی کہ ناہید نے صدہا جادوگرون کو مارا شل برق
چمک رہی ہی خرمن فوج مین آگ لگا دی صدہا کو مارا غصے مین کانپنے لگا مرکب سے بلند ہوا اڑ کر جاپا
ناہید نے اک بڑے جادوگر کو مارا ہی اندھیرے مین کھڑی لاش کے دانے پھینک رہی ہی توسن
تڑپ کے گرا منہ سے شعلہ چھوڑا ناہید کی پلک جھپکی اتنے عرصے مین توسن نے ناہید کی کمر مین پنجہ دیا
نعرہ کر کے لے اڑا بال پکڑ لیے اس بیچاری نے شل چھپکلی کے لٹکا لیا دوپٹہ سر سے گر گیا پائنچے ہوا
سے اڑتے ہوئے چہرہ خوف سے زرد عالم یاس ہر چند چاہتی ہی پنجہ بدعت سے اپنے نکالون توسن
ہوا پر لیگیا دو طمانچے بھی تڑاق تڑاق مارے پھول سے عارض سرخ ہو گئے بادبان نے جو تخت
سے یہ معرکہ دیکھا کہ توسن کو بیٹی کی ذلت کا بھی خیال نہ اس ذلت سے لیے جاتا ہی کہتا ہی تجھے چیر کر
پھینک دونگا اسوقت ناہید کا گڑگڑانا اس جلاد کے آگے ہاتھ جوڑنا پریشانی مین منہ سے یہ نکلا ای
باپ مین بے خطا ہون صرف مطیع الاسلام ہوئی یہ وجہ بدنام ہوئی میری خطا معاف کر اب کبھی ایسی خطا
نہو گی بادبان کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا وقت وہ ہی کہ سب کنیزین ناہید کی قتل
ہو چکین کوئی اس لائق نہین کہ ناہید کو پنجہ بدعت توسن سے بچائے اور اسکا تڑپنا پھڑکنا فریاد و بکا
مہر مادری نے جوش مارا تاب نہ باقی رہی تخت سے ہاے میری بچی کہکر اٹھی برق بنکر چمکی نعرہ کیا او بیحیا
میری بیٹی جھٹا ہی چھوڑ دے ورنہ سر میدان اپنی جان دونگی تجھ ایسا نامرد اگر سر پہ ہو گا از صدقہ
پاپوش اب مجھکو بھی یقین کامل ہوا کہ دین طلسم کشا برحق ہی افراسیاب نمک حرام کا ساتھ چھوڑا
اطاعت مذہب طلسم کشا کی توسن نے جو زوجہ کو آتے دیکھا گھرک دیا دور ہو کیون شامت آئی ہی
اسکو قتل کر یون تو تجھکو بھی سزا دون دیکھنے والے کہین کہ ان بیٹیون کی ایک جگہ لاش ہی بادبان تو

دل مین بخوبی سمجھ چکی گولہ فولادی تاک کر توسن کے ہاتھ پر مارا بقدرت پروردگار گولا آہن کلائی وسر
توسن کے پڑا کلائی تو نہ ٹوٹی کہ ساحر زبردست ہی آبلہ کلائی پر پڑگیا ناہید کے ہاتھ سے چھوٹی توسن ایک
مقام پہ جا کر گرا رانے کو بمشکل سنبھالا ناہید کو بادبان نے گود مین لیا تیغ ہولے سے بیہوش ہوگئی تھی لیکن
زمین پر اتارا پانی کا چھینٹا دیا ناہید ہوشیار ہوئی اپنی مادر مہربان کو قریب پایا لپٹ کے رونے لگی
کہا اے مادر مہربان اسوقت اگر آپ نے مجھکو بچایا تو اب میرا ساتھ دیجیے تصور فرمایئے مذہب یزدان پرستی
دین حق ہی ہونے دو سو خداؤن کی خدائی باطل باطل اسوجہ سے کہ سامری جمشید مثل ہمارے
آپ کے انسان تھے سحر و ساحری سے عجائب و غرائب صورات تیار کیے اسمین تاثیر ہوئی لاکھون بندگان
خدا برگشتہ ہوے آخر کہان گئے کیسے خدا تھے کہ مر گئے اہل اسلام کا یہ قول ہی کہ ہمارا پروردگار ہمیشہ
سے ہی اور ہمیشہ رہیگا اُسکی ذات قدس کو زوال نہین اسطرح کے جو کلمات ناہید نے سامنے بادبان
کے کیے تاثیر حقیقت تو قلب پر ہو چکی تھی مٹی کو گلے سے لگا لیا کہا اے نور نظر مین جہان وہان سے تمہاری
شریک ہون یہ کہکر بادبان بھی سحر کرنے لگی توسن نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا جل گیا بادبان کی طرف
چلا کئی سحر ایسے کیے کہ بادبان کی کشتی حیات طوفانی ہونے کو ہوئی ناخدائے عالم نے بچایا مگر زخمی ہوا
کبھی ناہید مجاہدہ کرتی کبھی بادبان نے سحر کیا اسد نامدار قتل ساحران مین مصروف ہی جو قبل سے ساتھ تھے
وہ تو سیار گلشن جنان ہوے لیکن بادبان کے شریک ہونے سے کئی ہزار ساحر کنیزان ہمدم بادبان
بھی شریک ہوئین پھر گرم لڑائی ہونے لگی لیکن فوج توسن بحساب خود سحر مین لاجواب ہنگامہ گیر و دار بلند ہی
مصاحبون نے توسن سے کہا حضور ملکہ ناہید کیا آپ سے رشتے مین زوجہ بھی آپکی آپ پر غالب
نہ آئین گی انتظام طلسم کشا کیجیے اُس شیر نے لشکر کو درہم و برہم کردیا ساحران نامی و پہلوانان
زبردست اُسی کے ہاتھ سے قتل ہوے یہ کیا سبب ہی کہ اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر قتل ہوے
توسن سمجھا کہ سچ کہتے ہین کنارے آکر سحر کیا ایک شعلہ چمکا مثل طائر کے شعلے نے آواز دی اے شہنشاہ
توسن خلاف وقت کیون غلام کو طلب کیا توسن نے پوچھا اے مئوکل سحر سامری یہ کیا ہنگامہ ہی
طلسم کشا پر سحر کیون تاثیر نہین کرتا طائر نے آواز دی بازو پر اس جوان خوشخو کے اک لعل سخنان کا دیا
ہوا بندھا ہی اسوجہ سے ہم قریب نہین جاسکتے یہ سنکر توسن ہنسا کہا صاحبو تمنے سنا طائر نے کیا کہا کیا
مذہب سامری پر زوال ہی ملک اخضر گوہر پوش پہلو نشین سامری و جمشید تھا مجرم نجم کا حاکم جادو یہ تھا

اسکی بیٹی شریک طلسم کشا ہو بڑی غیرت کی بات ہے مذہب سامری و جمشید ذلیل ہوا جاتا ہے عین طلسم کشا کا کفیل ہوا ابھی اڑا لیتا ہون یہ کہکر توسن جلا سحر کرتا ہوا طلسم کشا پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا حقیقت مین تیغہ سحر تھا ہزاروں شعلہا سے آتش ماران سرکش طلسم کشا پر گرے ایک شعلہ بازو سے لپٹ گیا ڈورا کے کا جا اگر تو زمین پر گرا ہاتھ اسد کا جا سر توسن زخمی ہوا اب توسن نے سحر کیا اسد نامدار کے ہاتھ سے تیغہ نکل گیا زمین نے پانون تھام لیے توسن نے چاہا قتل کرون اُسوقت لشکر مین غریو ناہید نے بڑھ کر گرز ہو کیے توسن نے نہ مانا اور آگے بڑھا باد بان بھی جان دیکر جا پڑی ان دونون نے منع تو کیا کہ توسن کو اسد غازی کے قریب نہ آنے دیا کئی سو ساحر توسن نے اُس مقام پر قتل کیے کل اہل اسلام بیتاب ہوے کہ آسمان سے پھولون کی لپٹین آئین سب نے سر اٹھا کے دیکھا ملکہ بہار گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار عقب مین ملکہ مخمور سرخ چشم لیکن بہار تڑپ کر گری گرتے ہی گلدستہ رہا ہوا سے سرو چلی نخل وجد مین آئے عندلیبان خوشنوا نے زمزمہ سرائی کی اور یہ غزل بہار یہ گائی

غزل

ہوا سرسبز پھر گلشن بہار آئی بہار آئی
ہوئے ہیں باغبان بدظن بہار آئی بہار آئی
جنون میں آتش گل کا سمان ہے خلق تن میں
پکار اٹھے یہ مرد و زن بہار آئی بہار آئی
چمن میں بلبلیں ہیں گرد پھرتی شکل پروانہ
جلا واب و بستہ گلشن بہار آئی بہار آئی
کھلے ہیں گل ہزار رنگ کیا اسکی قدر ہے
فدا ہے سرخ خون سے رن بہار آئی بہار آئی

بھرے پھولون سے پیراہن بہار آئی بہار آئی
گیا جب سیر کو وہ گل پکار اٹھی یہی بلبل
ہوا وہ خوش دل روشن بہار آئی بہار آئی
لی سی جو بلبلین لب پر ہو گیا ظاہر
چراغ گل ہے پر روشن بہار آئی بہار آئی
دکھایا باغ کا عالم سراپا حسن نے آنکے
بھرا ہے دشت کا دامن بہار آئی بہار آئی

عروس گل پہ ہے جوبن بہار آئی بہار آئی
دعا یا غیرت گلشن بہار آئی بہار آئی
جو دیکھا یار و دوستون کے باغ جوانی کو
کھلا ہے تختہ سوسن بہار آئی بہار آئی
بہار لالہ و گل آج گل ہے دیدہ کے قابل
کیا زیور جو زیب تن بہار آئی بہار آئی
بہار لالہ و گل کا گمان ہے سکے گشتون پر

دو ہزار سالار زمان توسن دیوانے ہو گئے خاک منہ پر ملنے لگے گریبان چاک کیے بہار نے اشارہ کیا توسن کا سر کاٹ لو بہار نے جھپٹ کے اٹھا یا بازو پر اسد کے باندھا ناہید و بادبان کو بھی بچایا توسن نے ناچار ہو کر ان دو ہزار کو قتل کیا مخمور و بہار اڑ رہی ہین کہ زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا ایک چیخ ماری کئی ہزار جوان چیخ کھا کر گرے ان اسکی برق جادو بیٹی کی آواز کی مشتاق رہتی ہے کڑک کر گری ان سب کے سر کاٹ کر چمکی اب تو توسن گھبرایا مجمع فوج کو رعد و برق و بہار و مخمور نے متفرق کر دیا پھر نعرہ ہوا سنم ملکہ برق لامع آتی ہے آتشی تیر جمع کرنے لگی استادان

سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ تمام دن اُسی ہنگامے مین بسر ہوا جلاد آسمان نے خنجر ماہ ہاتھ مین لیا بہ جمعیت فوج ثابت و سیارگان مصروف کارزار ہوا پردۂ شب حائل ہوا لیکن لڑنے والون کا پردہ نہ رہا اسی طرح لشکر لیے ہوئے ہین توسن جب زیادہ گھبرایا صحراسے گرد اُڑی سب نے دیکھا کبود اژدر چشم مالک دربند سوم طلسم ہوشربا سات لاکھ فوج سے برائے مدد توسن پہونچا آتے ہی شریک جنگ ہوا اب توسن کی کمر پھر مضبوط ہوئی کبود نے آتے ہی زمین تلے اوپر کر دی بہار لشکر کبود پر جا پڑی کبود نے بہار کو پہچانا کہا اگر یہ بڑے غضب کی بات ہی تم ملکہ حیرت جادو کی بہن فخر حیات والاشان شریک لشکر باغیان ہو تین مجھے تمکو قتل کرتے ہوئے افسوس آتا ہی شہنشاہ حیات کو کیا جواب دونگا افراسیاب تمھارا عاشق زار تھے کیون ساتھ چھوڑا بہار نے جواب دیا او خار بیابان ذلت وائے نمک پروردہ خوان حماقت تجھے ان امورات سے کیا کام یہ میدان کارزار ہی مقام گیرودار ہی بحر کبود نے گولا اُٹھا کر مارا بہار نے گولہ کاٹا اُس سے برق چمکی سر بہار زخمی ہوا یہ نشان خونریزی ہی بہار نے وہی خون گلدستے پر ڈالا سفید پھولون کو رنگین کیا اسم سحر پڑھ کر گلدستہ مارا کبود اژدر چشم جھوما پکار اُٹھا مین تو غلام ہون گلچین گلشن جمال عاشق باکمال یہ کہتا ہوا پڑھا تھا کہ بہار نے اشارہ کیا توسن کا سر کاٹ لے جب اس گلشن مین قدم دھرنا ہمکو بدنام کرنا تھا اب باغی کون ہی کبود سیاہ رو مسکراتا ہی دورسے باہمین سے رہا ہی ہونٹھ خشک چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین درد پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم نظم

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
سچی منت مگر اُٹھا نہ سکا
بجل دیکھو تو میری تربت پر
مجھکو پہلو مین وہ بٹھا نہ سکا
حسن تیرا وہ ماہتاب ان تھا
کوئی اپنا قدم جما نہ سکا
جانتا تھا پڑے ہنگے دہن
ایسے بگڑے کہ پھر منا نہ سکا
کس طرح عرض مدعا کرتا
وہ ستم ہون کہ یار کھا نہ سکا
مرکے شنڈا کہین ہو جائے
ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا
تھا جو اشک عزیز خاطر مین
ابر گیسو جسے چھپا نہ سکا
نہ ملا کوئی وقت تنہائی
اسلیے یار گھر بتا نہ سکا
دیکھکر بدنما غیاں انکی
غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا
اسقدر ضعف تھا کہ تیر اناز
اسلیے وہ مجھے جلا نہ سکا
اُٹھو نہ جائے رقیب محفل سے
دیدۂ تر نجھے بہا نہ سکا
دار فانی مقام لغزش ہی
حال دل یار کو سنا نہ سکا
نہ سنا لڑکے وہ بہت چاہا
نامہ بر خط مرا پڑھا نہ سکا
آرزو بستہ رہ گیا مجنون

میرے آگے فروغ پا نہ سکا
کیا ندامت ہوئی ہی قاتل سے
مین شگاف جگر دکھا نہ سکا

آئینہ شوق رقیب تھا ای دوست
تا زخنجر گلو اٹھا نہ سکا
ناتوان تھا نسیم ہی درجہ

کر طبیعت سے تیری جا نہ سکا
خوف تھا غش انھین نہ آجائے
کروہ زنجیر پا ہلا نہ سکا

شعر پڑھتا ہوا توسن پر جا پڑا رات قلیل باقی ہی کہ صحرا سے پھر قرنا کی آواز آئی وقت وہ ہی کہ کبود اژدر چشم فوج توسن کو پامال کر رہا ہی کئی ہزار نقارہ بجا قرنا پھکی آمد فوج ساحران ظاہر ہوئی دیکھا سب نے دخان سیاہ رو نمولا کو فوج سے حاکم دربند چہارم بڑے زور و شور سے آتا ہی توسن نے بڑھکر وار کیا ای قوت بازو دیکھو کبود اژدر چشم نے کیا قیامت برپا کی ہی دخان سیاہ رو نے جو دور سے کبود اژدر چشم کو اشعار عاشقانہ پڑھتے دیکھا پکار کر آواز دی ای برادر یہ وقت جنگ و جدل ہی عشق و عاشقی کیسی توسن تمہارا بادشاہ ہی اُسکی فوج کو قتل کرتے ہو تمھین غیرت نہین آتی ہم سبھون نے ملکر بڑے بھائی کو افسر بنایا تو کلمات سخت کہتا ہی کبود اژدر چشم نے جواب دیا او مردود تجھے کیا دخل ہی ہم بہار جادو پر مائل ہوئے اُسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوئے توسن بچہ اُسیکا دشمن ہی ہم اسکا سر کاٹ لینگے اسکے ساتھ اپنی شادی کرینگے کبود نے بڑھ کر گولا مارا دخان سیاہ رو نے دفع کیا آخر کبود تلوار کھینچکر دخان سیاہ رو پر جھپٹ بہار مین جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی بہار نے آواز دی مرحبا صد مرحبا گوشت خوردان سگ دخان سیاہ رو آتش خو شعلہ مزاج گرمایا ہوا غصے مین آکر خون اپنا دم تیغ پر لگایا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا اُسکے بہار نے پھول برسائے کبود اژدر چشم اور زیادہ مدہوش ہوا جوش مین جا پڑا دخان سیاہ رو نے سحر کرکے سر کو تبا کر گالہ پر ہاتھ مارا کبود اژدر چشم کے دو ٹکڑے ہوئے آگ برسنے لگی آواز آئی لستی مرا نام مین کبود اژدر چشم بود توسن جادو نے سینے پر ہاتھ رکھ لیا آواز دی ای دخان یہ کیا غضب کیا ایک دربند ویران ہوگیا دخان سیاہ رو نے کہا بدولت کو بہت ناگوار گذرا آپ کو ہم اپنا بزرگ جانتے ہین مراتب آپ کے بخوبی پہچانتے ہین اسی غصے مین اسکو قتل کیا ہم اسکے دربند پر قبضہ کرینگے کیا مجال انتظام مین فرق آئے یہ کہکر لڑنے لگا حقیقت مین دخان سیاہ رو نے دھوئین اڑا دیے جتنے زمین کے ہلا دیے چار پہر رات یہی بسر ہوئی پھر شب نے سیر طلسم کشائے کئی شاہ زرین آفتاب نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغ مہر
مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا نظم

روز دیگر کین جہان پُر غرور | یافت از سر چشمۂ خورشید نور
ترک روز آخر باین زرین سپر | ہندوی شب را بہ تیغ افگند سر

احوال روشن ہوا اسیطرح فوجین ملی ہوئی ہین سحر چل رہے ہین نخل ہائے صحرا مثل شمع کافوری جل رہے ہین توسن جادو بڑے زور و شور سے لڑ مخمور و بہار کے بھی بار کو سینہ دالا ہر ایک کو جواب دیتا ہی برق لامع زخم وار رعد و برق بیقرار بہار نے خوب پھول برسائے رنگ باغ سحر دکھائے لیکن کس کس کو جواب دے توسن و خان سیہ رو دونون ملے ہوئے سحر کر رہے ہین کہ آسمان سے لگا بر فیروزی ظاہر ہوا توسن نے دیکھا کہ فیروزہ فیروزہ پوش بصد جوش و خروش مع تین لاکھ جادوگران کے بڑے زور شور سے آگر سو پچی کرتے لڑتے مصروف سحر ہوئی توسن سے کہا بھائی صاحب نہ گھبرائیے گا فیروزہ نے تو آگ زمین کو گلنار کر دیا برق لامع سے بڑ بڑ لڑی مخمور و بہار پر جا پڑی اب تین ساحران زبردست ہوا ایک مقام پر ہوئے ناہید و بہار وغیرہ زخمدار ہو چلی ہین فوج بیاب فیروزہ و خان سیاہ و توسن ایک ایک ساحر لاجواب ہی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ تین شبانہ روز یہ جنگ اسیطرح رہی تنا برا کھیت پڑا ستر یون تک صحرا گلنار ہو گیا درختون کے تھانے خون سے لبریز ہوا اس جنگل کی موجۂ شمشیر بران سے تیز ساحران توسن نے نسبت جان ڑائی اس طرف بہار نے سیکڑون کے قالب لٹ دیے مخمور کو کئی مرتبہ توسن نے سحر سے بیہوش کر دیا بہار نے بڑھ کر آب دیدۂ سحر چھڑک کے ہوشیار کر لیا چوتھے دن خنجر بران مہر آفتاب عالمتاب علم ہو چکا ہی نیزہ ہائے شعاع تنے ہوئے آسمان سے آگ برس رہی ہی غازیون نے گھٹنے ٹیک دیے توسن جادو گھبرایا فیروزہ و خان مصروف جنگ ہین جرات و بہار و مخمور سے بہ تنگ ہین کہ آسمان پر سب نے دیکھا دن کو ماہتاب چرخ مارتا ہوا بر آمد ہوا بصد رشد و مد لشکرون پر آگر چمکا اک ناٹے کی آواز آئی جابجا دو ٹکڑے ہوے ساندرے چاند کے مہر درخشان آسمان جرات انجم سپہر شوکت ماہ آسمان جلالت صفدر صف شکن ماہ بران شمشیر زن ہنس پہ سوار سیلو مین مجلس جادو یہ ہنگامہ عظیم جو دیکھا بڑی خوشی کی بات ہی کہ اسد نامدار کو مرکب پر پایا مشہور ہوا تھا کہ اسد قتل ہوئے گل باغ صاحبقرانی کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا نعرۂ بران نیم دختر کوکب ذیو قار ۔ نیم صف شکن زبختم نامدار ۔ نہال جوانمرد شکار شکن ۔ ملقب گشت بران شمشیر زن ۔ مجلس بھی نعرہ کر کے گری سحر مجلس سے زمین کانپی گرتے گرتے آگیا کونا ٹانگین پکڑ کے چھڑا مارا کے دو ٹکڑے ہوئے کئی سو سنہرے پنجے ظاہر ہو کر ساحرون کو لپٹ گئے کئی سو کی ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا کئی سو جادوگر مارا گیا بران شمشیر زن کا اخر موار ید جادو ۔ دو چار جادو کے سینے کو توڑ کر پار گذر گیا

مثل ستارہ سحری جو ٹوٹ کے نکلتا ہے جب پھینک مارا گویا توپ کے منہ سے گولہ چلتا ہوا ایک بُران تڑاق سے چھوٹی
سامنے دخان سیاہ رو کے پہونچیں دخان نے جو ملکہ بُران کو آتے دیکھا کئی گولے مارے ایک بُران نے
اختر مراد اسید کو سامنے کر دیا جس پر ضو پڑی وہ سحر باطل ہو کر زمین پر گرا جب کئی سحر دخان کے باطل ہوئے
گھبرا گیا چاہا بھاگوں مجلس جادو گر کے سر پر گری سر اسکا زخمی ہوا مجلس پر سحر کیا مجلس زمین پر گری
دخان نے چاہا پڑھ کر سر کاٹ لوں بُران کا قلب تھرایا جھپٹ کر نعرہ کیا اور وہ دکیار تا ہی مجلس بھی سنبھلی
کار و سحر پھینک ماری شانے پر دخان سیاہ رو کے پڑی شانہ نشانہ ہوا بچایا کہ موت کا بہانہ ہوا بُران نے
اختر مراد اسید مار دیا سینے پر دخان کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا دخان کے مرنے سے آگ برسنے لگی سیاہ دھوئیں
دھواں دھار ساحروں کی پکار آواز آئی کشتی مرا نام تھا دخان سیاہ رو اب توسن گھبرایا فیروزہ نے
جو دو بھائیوں کا لاشہ دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا بہار جادو پر جا پڑی بہار نے گلدستہ مارا فیروزہ
جھومی قریب تھا کہ اشعار عاشقانہ پڑھے توسن گھوڑے کو ٹھکرا کر چاہا باران سحر برسایا فیروزہ کو ہوش
آگیا پھر سحر کرنے لگی ادھر سے اُڑتا پھرتا شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی آتا تھا توسن پر جا پڑا ادب
پہونچ گئے سپروں کی اوجھڑ چلی توسن تے تھمتے تھمتے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اسد کو ناہید کا خیال ہوا کہ اگر یہ
قتل ہو گیا بیقرار ہو کر رونے گی جان دیکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈالکر
توسن کو گھوڑے سے اٹھا لیا ناہید محبت میں باپ کی دوڑ پڑی بادبان نے بھی آواز دی ای توسن
اطاعت کر شہریار مروت شرط ہی اسد نے توسن کو ہاتھ سے رکھ دیا یہ فرمایا کہ ای توسن مسلمان ہو اطاعت
دین اسلام اب بھی قبول کر توسن نے پلٹ کر گولہ سحر کا بادبان پہ مارا دھوکا ناہید پر تیغ اسد پر تین وار
کیے اسد نے ہر چند اپنے کو بچایا شانہ زخمی ہوا سر ناہید و بادبان کا بھی زخمی ہوا جست کر کے فوج میں
جا رہا زمین پر ایک دو تھپڑ مارا زمین شق ہوئی دو جوان ایک صندوق سر پر لیے ہوئے نکلے وہ صندوق
سامنے توسن کے رکھ دیا اور زمین میں توسن کے کنجی بندھی تھی قفل صندوق کا کھولا کئی سو تیلے فولادی
سپر شمشیر ہاتھ میں لیکر نکلے توسن نے اشارہ کیا اخوان ادبی ران کا کاٹ کر اپنے جوہر کا سلام ہوتا تھا جیسے کہ
لڑکے دس دس برس کے کالی کالی صورتیں چہرے ہیبت ناک سفاک ہیبت دیا لال لشکر اسد پر جا پڑے
ہر چند اکثر ساحر سحر کرتے ہیں ہوئے جسم انکا زمین میں دھنسا ہوتا جسکے ہاتھ مارتے ہیں دو ٹکڑے ساحر وغیر ساحر
دونوں انکے سامنے یکساں ہیں جسکے قریب پہونچے ہاتھ مار دیا پرے کے پرے درہم برہم ہوئے بُران

وبیار مخمور وغیرہ نے آگ بھی برسائی دریائے سحر بنائے پر بجیا تیلے نہ جلے نہ ڈوبے اسیطرح اُڑ رہے ہین چاہتے ہین سرداران نامی کو قتل کرین توسن وفیروزہ نے دبا وڈالا آگ برسنے لگی لشکر کے پانون اُٹھے اس غازی نے قدم گاڑ دیا ایسطرف سے اُڑتے ہوئے بدیع الزمان پہونچے علم فوج توسن قلم کیا علمدار کو مارا لیکن اپنی فوج اب نمین ٹھہرتی سرداران مذکور نے سینے سپر کردیے تیلے پیچھے ہٹاتے چلے آتے ہین ناہید و بادبان شفاعت کرکے بہت شرمندہ ہوئین بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگین ای معبود بے نیاز خالق کارساز اس مصیبت سے بچا لے ان تیلون پر کیونکر فتح حاصل ہوگی بیقرار ہوکر جو سب نے دعا کی تیر دعا ہدف اثر پر پہونچا سب نے دیکھا ابر رحمت آسمان پر نمایان ہوا توسن تیلون کو زور دے رہا تھا ابر سفید کو دیکھکر گھبرایا فیروزہ سے کہنے لگا وہ پیر زمین گیر آپہونچا لیکن تڑ بازٹ پا کے مارونگا وہ ابر شق ہوا دیکھا شہنشاہ لاچین خوش آئین صاحب جاہ وتمکین تخت یاقوت نگار پر سوار تاج مرصع کار سر پر لباس فاخرہ زیب جسم انور پشت پر بارہ ہزار جوانان زرین پوش غلامان ذیہوش علم ہاے سرخ کے پھر ہرے کھلے ہوئے بدبخت توسن کو دیکھکر وہین سے نعرہ کیا نعرہ شہنشاہ لاچین

منم حاکم مالک افسون گری | بنامم شدہ سکۂ ساحری
منم صف شکن شیر دل نامور | شہنشاہ لاچین فرخ سیر

للکارا او نمک حرام بدانجام مین آپہونچا ہمارے غلامون کو تو نے بلا کر اُڑا دیا ہا لیان فوج توسن آئینہ وار حیران شوکت وجمال لاچین صد ہا رئیس وامیر رعب و دبدبہ دیکھکر غل مچانے لگے ای شہنشاہ فریاد ہی توسن نے زبردستی ہمکو اپنے ساتھ لیا سحر مین کم زور تھے اس نمک حرام کے شریک ہوے ای شہنشاہ باقبال از خردان خطا واز بزرگان عطا لاچین نے کچھ جواب نہ دیا اُترتے اُترتے جو ڑبیسے ایک ڈبیا نکالی اسمین سے ایک طائر ہفت رنگ چہچہ زن خوشنوا چہکارے مارتا ہوا نکلا لاچین نے آواز دی ای طائر سحر دشمنون کے ہوش اُڑادے نمک حرامون کو خاک مین ملادے دشمنی کا مزا چکھادے ان غلامون کو پہچانا کہ نہین طائر نے سر ہلایا زمزمہ سرائی مین آواز دی حضور خوب پہچانتا ہون انکا مقام سکونت جانتا ہون یہ کہکر طائر اُڑا تیلے طائر کو دیکھ کر بھاگے طائر نے آواز دی کہان جاتے ہو صحرا لے افسون گری کا سیلاب ہون او بجیا تمھارا طائر ارواح ہون اسوقت ملک الموت بنکر آیا ہون یہ کہکر جسکے سر پر بیٹھ گیا تیلے نے آہ کی منہ سے شعلہ نکلا مثل ہیزم خشک جل کر خاک ہوا ہر چند تیلون نے چاہا بھاگ کر نکل جائین طائر نے بجیا نچھوڑا جو تیلہ جہان بھاگ کر گیا طائر مثل ملک الموت سر پر پہونچا کسی کو پنجہ مار کر ہلاک کیا کسی پر ضرب ساڑ ڈال دیا

کسی پر پارہ یا چالیس پتلے چشم زدن مین ہلاک ہوے توسن گھبرایا قصد ہوا کہ بھاگ کر نکل جاؤن فیروزہ
جی داری کرکے جا پڑی لاچین پر سحر کیا طار تیاون کو جلا کر ملیا لاچین کے کاندھے پر بیٹھ کر زمزمہ سرائی کرنے
آواز دیتا تھا ای ساکنان قلعہ توسن حصار حق بر حق دار سیر سد شہنشاہ لاچین نے رہائی پائی اگر قدمبوسی
سے مشرف ہو جو شریک ہوگا جان بچیگی ورنہ ذلیل ورسوا ہوکر مارا جائیگا سزا نمک حرامی کی پائیگا فیروزہ
نے جو بڑھ کر سحر کیا لاچین نے سحر کا تو خیال بھی نہ کیا کلائی پر ہاتھ ڈال کے فیروزہ کے ایک طمانچہ لگا سر مثل
خود سر کا چنبر گردن سے اڑ گیا اندھیرا ہوا توسن نے دیکھا فیروزہ بھی داخل جہنم ہوئی توسن اب بدحواس
ہوگیا اسد نامدار ایک مقام پر کھڑا ہوا مقابلہ کر رہا تھا طرف لاچین کے تو جانے کا حوصلہ نہ پڑا سمجھا
کہ لاچین زندہ نہ چھوڑے گا اسد نامدار مرد جلیل ہے مطیع اسلام ہونے دے گا کفیل ہے ہاتھ رومال
سے باندھ کر فریاد کرتا ہوا طرف اسد غازی کے دوڑا یہی شعر ورد زبان تھا فردوس رکاب پیش تو از خجل آمدہ ایم ؛ سایہ رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ایم ؛ قدمون پر اسد کے گر پڑا پکارتا تھا ای شہریار الامان الحذر رہا پاؤن
اسد نامدار کے تر کر دیے کبھی ہاتھ باندھتا ہے کبھی ناہید سے اشارے کبھی زوجہ کی طرف گڑگڑا یا پکارتا ہے جانجہ
میری شفاعت کر مین بڑا گنہگار ہون ای شہریار حقیقت مین شہنشاہ لاچین کے ساتھ بڑی بے ادبی
کی گرفتار کرکے افراسیاب کو حوالہ کیا حقیقت مین منعم حقیقی کو فراموش کیا اسد نامدار نے جو توسن کو
انتہا کا بیقرار پایا برادر کہکر گلے سے لگا لیا کہا ای توسن کیون گھبراتا ہے رحمت پروردگار کا دامن بہت وسیع ہے
ہر ایک حقیر و ذلیل و گنہگار اسکی رحمت سے سرفراز ہے اگر گناہ تیرے مثل ذرہ ہاے ریگ بیابان ہون رحمت
اسکی قطرہ ہاے باران سے زیادہ ہے مین نے بخوشی خطا تیری معاف کی ناہید و بادبان اشارے کرتی
ہین ای شہریار آپ یہ کیا فرماتے ہین شہنشاہ لاچین اسکی خطا نہ معاف کریگا اس ظالم نے غضب کیا سوتے
مین لاچین کو بیہوش کیا بیہوشی مین زبان مین سوزن دیا افراسیاب کو حوالے کیا وہ کیونکر اسکی
خطا معاف کریگا توسن نے یہ تو پکار کر آواز دی خبردار اب کوئی جنگ نکرے مین نے طلسم کشا کی بدل و
جان اطاعت کی پردہ غفلت آنکھون سے اٹھے تمام ساحر رک گئے لڑائی موقوف ہوئی لاچین نے
جو دور سے یہ معاملہ دیکھا کہ توسن دست بستہ سامنے اسد کے کھڑا ہے بادبان و ناہید کے رنگ سے
متغیر اشارے کر رہی ہین اسکو امان نہ دیجیے اسد نے توسن کو گلے سے لگا لیا فرماتے ہین ای
توسن کیا منظور ہے توسن عرض کرتا ہے مین نے دل وجان سے اطاعت دین اسلام قبول کی

سعادت دارین حصول کی لاچین کے ہوش پراگندہ ہوگئے کہ یہ کیا غضب ہوا مثل فیروزہ اس ملعون کو
بھی قتل کرتا اسنے بڑے نمک حرام کو گلے سے لگاتے ہین کلمات عنایت فرماتے ہین یہ کیا ہوا شاید توسن
کو بچا نا منظور ہین جا کر حال ظاہر کرودن کہ یہ چھپا میرا دشمن بخت ہی باعث بربادی تاج و تخت ہی یہ سوچتا
ہوا جھپٹ کے قریب آیا اسد نے دست حق پرست پشت پر توسن کے رکھا یہ کلمہ فرمایا ہی کہ لاچین بھی
تمھاری خطا معاف کرینگے توسن یہ سنکر باغ باغ ہوا لاچین کو انتہا کا ملال ہی کہ شاہزادے نے اسکو کیون
امن پناہ دیا جب سامنے لاچین کے آئے اسد نوجوان نے فرمایا اے شہنشاہ لاچین توسن کو گلے لگاؤ
خطا اسکی معاف کرو لاچین نے سر جھکا لیا پاس ادب سے جواب نہ دے سکا چہرے سے تغیر ظاہر تھا کنے
اسد کے گلے بھی لگا لیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ لاچین و اسد نے توسن کی خطا معاف کی ہین سردارون کو
خیال تھا کہ ہمنے لاچین سے مقابلہ کیا ہماری خطا نہ معاف ہوگی اب سبکو حوصلہ ہوا یا تو بھاگے جاتے تھے
پلٹ پڑے کوئی آکر قدمون پر گرا کوئی گرد پھرا کوئی تصدق و نثار ہوا ہر ایک یہی عرض کرتا ہی شہریار نے
صرف از اسباب کا ساتھ دیا شہنشاہ لاچین کی گرفتاری مین شریک نہ تھے مثل توسن شہنشاہ
دست انداز مین ہوئے نوکری پیشہ تھے جبکا نمک کھاتے نمک کا روز گار کیا ہزار ہا سردار صدہا رئیسان نامدار آکر
قدمبوس ہوئے جب سے کہا مین نے اطاعت کی اسد نے سب کی خطا معاف کی لاچین کو نہایت شاق ہوا ہی
سب کی خطا معاف کی سبز کیا لیکن توسن ملعون لائق معافی خطا نہ تھا بادبان و ناہید کا انتہا کا شاق ہی
ہر خرد و کلان اسکے قتل کا مشتاق ہی جب دارالامارہ شاہی مین آکر سب پہنچے اسد نامدار نے شہنشاہ لاچین
سے اشارہ کیا بسم اللہ اسی طرح ایک دن تاج و تخت سلطنت طلسم ہوشربا بھی ملیگا عنایت سے باغبان
قضا و قدر کی غنچہ آرزو کھلیگا لاچین تخت پر نہ بیٹھتا تھا اسد نامدار نے سر کی قسم دلائی جب لاچین سریر جہانبانی
پر جلوہ فرما ہو چکے فرمایا اے شہنشاہ لاچین بگوش سماعت کرو ہمارے نانا جان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان نے
جب شہر عدن کو تسخیر کیا نوشیروان کو شکست دی ملک پر قبضہ ہوا قارن عدنی جو وہان کا بادشاہ
تھا اسنے ہمارے نانا جان کو بہ مکر زخمی کیا تھا آمادہ قتل ہوا حافظ حقیقی نے نانا جان کو بچایا انہیں کے
دست حق پرست نے اس مکار کو قتل کرایا جب شہر مین آئے ارشاد ہوا وارث سلطنت کو تلاش کرو فارن
عدنی کا بیٹا فرامرز بن قارن عدنی سات برس کا تھا ماں نے اسکی بوجہ خوف محل مین چھپایا صاحبقران نے
خبر سنکر طلب فرمایا ماں اسکی بیقرار ہوئی کہ شاید میرے فرزند کو بھی نہ قتل کرین بجوش محبت مادری

برتیغ اور ہو کر فرامرز کا ہاتھ تھاما سامنے صاحبقران کے لاکر قدمون پر گر پڑی کہ باپ نے اسکے خدائے ناش
کی سزا پائی یہ معصوم بے خطا خدمت مین حاضر ہے رونے لگی صاحبقران کو رحم آگیا باعزاز واکرام اسے کن
مین بھیجا فرامرز کو پسر خواندہ کیا تاج وتخت مرحمت ہوا فنون سپاہگری تعلیم فرمائے اہلیان شہر سے
تاکید کی کہ اگر اسکو کوئی ستائیگا سزائے کامل پائیگا اپنا فرزند ہمنے اسکو قرار دیا ایسی تاکید فرما کر تعاقب نوشیروان
مین چلے گئے بعد عرصہ دراز جب قباد شہریار کا سر مہتر کلیم گوش نے کاٹا ملکہ مہر نگار نے اسی غم مین جان
دی صاحبقران زمان فقیر ہوکر قبر قباد و مہر نگار پر جا بیٹھے کل لشکر کو رخصت کر دیا عمرو کو بھی اپنے
سے جدا کر دیا بطور فقرا قبر قباد و مہر نگار پر بسر کرنے لگے آٹھو پہر فراق محبوب وغم فرزند مین روتے تھے
یہ بھیا فرامرز بن قارن عدی جسکو بیٹا کیا تاج وتخت دیا اسنے جب قوت پائی مرتد ہوا باغی ہوکر دین لات پرستی
اختیار کیا عالم فقر مین صاحبقران کو گرفتار کرکے لیگیا پنجرے مین بند کیا نو مہینے پنجرے مین قید رکھا بڑی
بڑی بدعتین کین بعد نو مہینے کے سرداران صاحبقران جمع ہوئے قفس سے چھوٹے فرامرز کو رستم پیلتن علم شاہ
نوجوان نے گرفتار کیا سامنے صاحبقران کے لائے یہ بھیا مکر سے قدمون پر لپٹ گیا کہا میری خطا معاف
کیجیے چند نالائقون نے بہکا کر مجھسے یہ حرکت کرائی اب کبھی ایسی خطا نہوگی ہمارے نانا جان نے فرامرز بن قارن
عدی کی خطا معاف کی کیون ای شہنشاہ لاجین سوائے نانا جان کے کسکی طاقت تھی کہ ایسے گنہگار کی
خطا معاف کرے مین انکا نواسہ ہون ملکوتیت کہدر ہا ہون دل سے توسن کی خطا معاف کروا اگر اسنے
بغاوت کرکے سلطنت توسن حصار نہ لی ہوتی تو اسی مقام کی سلطنت اسکو دیتا اب اور ملک کی سلطنت دیجائیگی
تم کہدر ہو بادبان و ناہید نے تنہائی مین خواجہ سے کہا حضور توسن بدمکار ہے اسکی اطاعت کا کیا اعتبار
ہے عمرو نے بھی مکرر اسد سے کہا کہ اسکی پیشانی سیاہ ہے بیشک یہ تمھارا بدخواہ ہے اسد نے خواجہ کو بھی یہی
جواب دیا کہ حضور شرع ظاہر پر ہے باطن کا حال پروردگار جانتا ہے لاجین خاموش ہو رہا ناہید بادبان
و لاجین کو طرف سے توسن کے کھٹکا رہا توسن بھیا بھی مکر سے مطیع ہوا ہے آٹھو پہر اسی فکر مین ہے کہ کسی
تدبیر سے طلسم کشا کو مٹاؤن خدمت مین افراسیاب کی جاؤن

دو کلمے داستان افراسیاب کے بیان کیے جاتے ہین

افراسیاب جادو لشکر حیرت مین آیا ہے خبر سنی کہ بہار وغیرہ جتنے اسد سے ملنے گئی مین افراسیاب نے
کہا ای حیرت مردے کی خبر لینے سب گئے ہین اب یہ سب تباہ ہوجائینگے اطاعت کی درخواست کرینگے عمرو و اسد

دونون مارے گئے یہ ذکر تھا کہ رونے پیٹنے کی صدا لشکر مین بلند ہوئی افراسیاب نے کہا یارو دیکھو خیر تو ہے خبر ہوئی کہ
ہزار ون ساحر زخم دار بیقرار آئے ہین افراسیاب نے کہا سامنے بلاؤ جادوگر روتے پیٹتے آئے افراسیاب نے پوچھا
کہان سے آتے ہو عرض کی اے شہنشاہ توسن حصار فتح ہوا توسن مسلمان ہوگیا نا ہید نے قیامتین برپا کین
اسد کو نا بہ زندان طلسمی پہونچایا شہنشاہ لاچین نے رہائی پائی بوزنیہ ابلق سوار نگہبان زندان خانہ مارا گیا
شہنشاہ توسن سے چار شبانہ روز تلوار چلی آخرالامر یان دربند مدد کو آئے یہان سے بہار وغیرہ پہونچین
بران کا داخلہ ہوا فیروزہ فیروزہ پوش رودخان سیاہ رو وکبود اژدر چشم وغیرہ کل الیان دربند مارے گئے
توسن کو آکر لاچین نے گرفتار کیا بخوف جان وہ مطیع الاسلام ہوا اب لشکر گران لیکر اسد نامدار حدتوسن
حصار مین فروکش ہین خبر رہائی لاچین سنکر بڑے بڑے ناظم شہرون کے حاکم بلا طلب چلے آتے ہین
توسن کی خطا معاف ہونے سے سبکو حوصلہ ہوا کہ شہنشاہ لاچین کسیکو سزا نہ دے سکیگا جو مطیع الاسلام ہوا
اسد نے اسکو لاچین سے ملوایا اب خطا و عدم خطا کی باز پرس نہین ہے یہ حال پرملال سنکر افراسیاب کا
چہرہ زرد ہوگیا حیرت پیٹنے لگی افراسیاب نے کہا کیون بدحواس ہوتی ہو مین ابھی انتظام کرتا ہون مصور کو
بلایا کہا مرشدزادے اب تکلیف فرمایئے لاچین کے مقابلے مین جایئے آپ نبیرۂ سامری شہنشاہ ملک
افسون گری ہین سحر جو آپ کے باپ دادا نے بنائے وہ صرف کیجیے انکا کون جواب دیسکیگا آپ کے بزرگون
کے وقت مین ایک نقاش صندوق تصویر لیکر آتا تھا اُس سے وہ سحر کرتے تھے کوئی اُسکا رد نکر سکتا تھا وہی
سحر جا کر سامنے لاچین کے صرف کیجیے دوسرا انتظام یہ ہے قریب دریاے ہفت رنگ جا کر مبیران جادو کی
فوج ہمراہ لیجیے بارہ ہزار مبیرے دریاے ہفت رنگ مین رہتے ہین سردار انکا مبیران جادو ہے وہ نکل کر
چشم زدن مین سبکو مشادینگے لشکرون مین آگ لگادینگے سربریدہ کے مقام سے ان مبیرونکے شعلۂ آتش نکلتے ہین
حریف چشم زدن مین جلتے ہین رد کرنا اسکا لاچین کو نہین معلوم ہے مصور نے کہا مین بخوبی سمجھ گیا اسیوقت تخت
پر سوار ہوا بارہ لاکھ فوج مصور کے ساتھ مصور بے مقابلۂ شہنشاہ لاچین بڑے کروفر سے روانہ ہوا بعد
مصور افراسیاب نے سرماوا بریق کو فوج بیحساب دیکر روانہ کیا یہ انتظام کر کے بیٹھا تھا کہ آسمان پر برق چمکی
ایک ساحر نے آکر افراسیاب کو نامہ دیا اُس نے کھولا افراسیاب نے پڑھا طرف سے آفات عیار دست کے مرقوم
تھا اے نور نظر مین نے تباہی توسن حصار کی خبر سنی لیکن نہ گھبرانا تیرے دادا اپنے پہلونشین نیرنگ جادو
مصاحب سامری کو مین نے روانہ کیا راہ مین قلعہ جات فتح کرتا ہوا آتا ہے حیرت جادو کو روانہ کرده

بعہدۂ سپہ سالاری رہے حیرت کو تخت پر سوار کرکے اُڑتا بھرتا تا بہ لشکر مہرخ پہونچیگا ان سبکا خاتمہ کرکے لاچین کی بھی گردن لیگا طلسم کشا کو گرفتار کریگا ایک ہفتے مین لڑائی فتح ہوجائیگی یہ سنکر افراسیاب خوش ہوگیا کہا تو حیرت جادو جادو نیرنگ سے کوئی مقابلہ نہ کرسکیگا لاچین اسکے سامنے طفل کتب ہے لشکر مہرخ مین کوئی اُسکا ہم نبرد نہین اور مابدولت بھی وقت پر آئینگے ایک انتظام اور افراسیاب نے مقرر کیا چونکہ خبر بربادی ہفت دربند سن چکا خوف ہوا کہ ایسا نہو کوہ عقیق سے صاحبقران بھی اُڑتے بھرتے چلے آئین ایک جادوگر نہایت زبردست کو بارہ لاکھ فوج سے حکم دیا کہ تم جاکر درمیان مین ممالک ہفت دربند کے فروکش رہو کوہ عقیق سے اگر خداوند تشریف لائین استقبال کرنا خود سنگزاری مین مصروف ہونا اگر لشکر حمزہ آنے کا قصد کرے ایکدن مین سبکو مٹا دینا اس طرف نہ آنے دینا وہ جادوگر موسوم بہ کلنگ آشتخوار فوج گران لیکر مقام مذکور پر جاکر مقیم ہوتا ہے اسکا حال بروقت آمد صاحبقران تحریر ہوگا ملکہ حیرت جادو فوج قاہرہ ساتھ لیکر اسیوقت طرف نیرنگ جادو کے روانہ ہوگئی افراسیاب جادو نے مطمئن کردیا کہ حیرت نہ گھبرانا وقت پر مین بھی آونگا افراسیاب طرف باغ سب کے گیا لیکن ملکہ مہرخ ملول و غمگین باد مین خواجہ عمرو و اسد کے بیقرار بیٹھی ہین سر جبین رو رہی ہین فراق مین اُنکے اور مہربان شہریار کا کچھ حال نہ معلوم ہوا بہار وغیرہ گئین وہ بھی واپس نہ آئین اپنا تو اب یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے کوئی خبر معقول لیکر نہ آیا نظم

صاف لکھ بھیجا جواب نے مری تحریر کا
آئیگا روز شرف کب کوکب تقدیر کا
زیب ہے کیسے وہم رنگین کلام یار اگر
سو رچہ کہتا نہ خرمن وانہ زنجیر کا
میری رسوائی اگر میدان محشر مین ہوئی
نخل قد مین پھل لگا سفاک کی شمشیر کا
راہ کاٹی دیکھکر افتادہ اس گلگوش نے
بحر وصف تیر مژگان جب قلم ہے تیر کا

تو لفافہ کھل گیا سارا خط تقدیر کا
کٹ گئی عمر اس قمر کے عشق ابرو مین تمام
آشیان کنج دہن ہے طائر تقریر کا
بے لیاقت مدعی پہونچا سکیگا کیا ضرر
فائدہ کیا اسمین ہوگا کاتب تقدیر کا
کشور وحشت مین اک پہلو نشین دیوانہ تھا
نسک ہو مجنون ناتوان پر خار دامنگیر کا

ای نجم وصل ہوگا کسدن اُس یار سے
برج عقرب مین ہے کیا کوکب ہی تقدیر کا
پانون سے مجبور وحشی لاغری کے گیسوئی نہین
کار گر کیا نیش ہوگا عقرب تصویر کا
یار رو رانیا نہال جان نثاری ہو گیا
قیس لنگر کیا اُٹھا سکتا تری زنجیر کا
تب مرا یاس کمان ابرو کا سوز دل ہو قلق

ملکہ مہرخ نے گلے سے لگایا کہا حضور کیا کہکر دل کو صبر دون وارث کی یہ خبر وحشت اثر مشہور ہے دشمنون کے قلب کو سرور ہے عیار دن مین چالاک گیا نہ پلٹا سردار ہمارے گئے وہ بھی نہ واپس آئے بقول مصحفی دل اپنا قابو مین نہین ہے نظم

چو طبل و رنغان ایم چو بیم بوستانش را
بہ خیز مرا ز سر این رہ بگیرم تا عنانش را
اگر گفتم من کہ مرغ دل گرفتار قفس گردد
قفس را چند انگری چو بینم یا بم آشیانش را
بلبل بادہ ارزانی گل گلشن کہ من گشتی

چو گل خندان شوم ہر جا کہ بینم باغبانش را
چو بند د پاسبانش در بر و بیم رو نگردانم
چو خواہی کرد آخر شعلۂ آہ نہانش را
بزیر آب اگر دشمن چو پائے آستان گیرد
بہار زندگانی دیدہ ام فصل خزانش را

صبا از بوے پیراہن اگر دو چشم یار روشن
کشم جاروب از مژگان فضائے آستانش را
اگر شد عاقبت عنقا گر از گردون دون ہمت
بسوزد شعلۂ آہ من آخر آشیانش را
رونے سے مہ جبین کے بارگاہ میں

شور گریہ و زاری بلند ہوا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر گلگون پوش بصد جوش آکر بارگاہ میں اترا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا مہ جبین نے ملکہ مہرخ سے کہا اسے پڑھیے زبانی پوچھا اے قاصد خوش خرام سعادت انجام کہان سے آتا ہے قاصد نے عرض کی نظم

جلوہ گر شد مہ نو فال مبارک باشد
ہفتہ و روز و مہ و سال مبارک باشد

بخت فیروزی و اقبال مبارک باشد
یا رب چو آفتاب بہر جا قدم زنی

راہ نو مبشیر و قافلہ امید است
گرد رہت چو صبح کند آشکار فتح

اے ملکہ عالم مین لشکر اسلام سے آتا ہون مبارک ہو بشیر مشیہ صاحبقران نے قلعہ توسن حصار فتح کیا توسن مطیع اسلام ہوا ہفت در بند والے قتل ہوئے شہنشاہ لاچین و بدیع دلقصویر و خواجہ نے رہائی پائی اقلیم توسن حصار پر قبضہ ہوا ملکہ مہ جبین یہ خبر فرحت اثر سنکر مالامال ہوگئیں خوشی کے نقارے بجنے لگے خط مین بھی یہی مضمون لکھا تھا بہار وغیرہ نے آخر مین لکھ دیا کہ ہم لڑائی فتح کرکے حاضر خدمت ہوتے ہین انشاء اللہ آپکو ہمراہ لیکر طلسم کشا سے ملین گے غنچہ ہاے آرزو کھلین گے قاصد کو توخلعت فاخرہ سے مخلع کیا سرداروں نے اسقدر لال دیا کہ غنی ہوگیا ملکہ مہ جبین نے فرمایا نانی اماں جلد سامان سفر تیار ہو چلکر لشکر طلسم کشا سے ملین کیوں اے قاصد یہ سر کٹنے کا کیا باعث ہوا تھا قاصد نے کہا جب قیدی سامنے توسن جادو کے پہونچا اُسنے چاہا قتل کرے بیٹی اسکی ناہید عاشق ہوکر بیچ مین لیگئی اُنکی صورت کا آدمی بناکر سحر سے سر کاٹ کے دے دیا انکو تہ بہ قیدخانہ پہونچایا اُسنے جانبازی کرکے لاچین وغیرہ کو چھوڑایا آپ کی مہمانی اماں ملکہ تصویر کیا عاشق صادق ہین آپ کے ماموں جان بدیع الزمان کے ساتھ قید رہیں فریاد نہین کی فراقی بھین یہ قید رہائی سے بہتر ہے میں اپنے وارث کے ساتھ قید ہوں نام ناہید سنکر کسی قدر ملکہ مہرخ رنجیدہ ہوئین مہ جبین نے کہا نانی اماں مین ایسی سوت پر سے اپنی جان نثار کروں میرے وارث کی جان بچائی اب لشکر تیار کیجیے تاب فراق باقی نہین ہے جملہ سردار خیرخواہان دولت شیران سلطنت وزیران اُمبت تلوارین ٹیک ٹیک کر

اُسکے روز عید سے وہ وقت بہتر تھا اسقدر زر و جواہر تصدق ہوا ایک ایک فقیر غنی ہوگیا لشکر میں گدا کی
صدا نہ تھی قاصد کو تو رخصت کیا تیاری ہونے لگی کہ طرف دریاے ہفت رنگ کے کوچ کریں کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے دست بستہ عرض کی مبارک ہو ملکہ بہار گلعذار صاحب شوکت و لیاقت و باغبان قدرت
و رعد و برق و برق لامع و صفدر و صف شکن ملکہ بران شمشیر زن سب صاحب بخیر و عافیت تشریف لاتے
ہین ملکہ مہ جبین براے استقبال اُٹھین خوشی مین ملکہ لالان خونقبا بھی بارگاہ سے نکل آئین گرد نازنینان
مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین چوبداریان طلماقنیان زرکنین جیشن مصاحبان سیتمن نیسان غنچہ دہن ہمراہ
ملکہ بہار و رعد و برق وغیرہ آکر سوچنین مژدۂ رہائی شہنشاہ لاچین وغیرہ سنایا تمام کیفیت مفصل سامنے
ملکہ مہ جبین کے ظاہر کی مہ جبین نے دیکھا سب سردار زخمدار آئے ہین ملکہ بہار کا گل سا چہرہ کھلایا ہوا
تمازت و حرارت آفتاب سے رنگ روے مخمور متغیر مگر نہال ہین سب بحال ہین ان سب نے ذکر جنگ توسن
ظاہر کیا باغبان نے کہا ایک باعث خرابی ہو کہ توسن جادو کر سے مطیع اسلام ہوا ضرور فتور برپا کریگا ملکہ
بہار کے آتے ہی تیاری سفر کی ہونے لگی ہر ایک کو یہی جوش ہو کہ خدمت مین اپنے آقاے نامدار کی سوچنین
ملاقات لاچین سے مشرف ہون باغبان قدرت آمادہ ہو کہ آتالا بارگاہ شہنشاہی کا لیکر آگے بڑھون
ممالک فتح کرتا ہوا جاؤن رعد و برق و برق لامع کہتے ہین انشاء اللہ دریاے ہفت رنگ مین آگ
لگا دینگے حضرات ہفت رنگ کی آبرو لینگے وہ نبیرہ سامری و جمشید ہو اٹھارہ سو قریات کا حاکم دریاے
ہفت رنگ کا ناظم قصر ہفت رنگ اسی کے قبضے مین ہو جا بجا لڑائیان پڑینگی یہ ذکر تھا کہ چند و پند ہرکارے
حاضر ہوے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے نظم

ای نازل بقامت شمشیر نصرت	ہمچون غلاف آمدہ چسپان قباے فتح آمد ز بحر لطف الٰہی بدر گست
چون موج سوے ساحل و فتح ز قفاے فتح	ابھی غلاموں کو خبر دریافت ہوئی کہ ملکہ حیرت جادو لشکر لیکر طرف

کوہ زبرجدی کے گئی ادھر نیرنگ شوہر آفات آتا ہو قلعہ کی تسخیر کا قصد ہو دعوی کر کے کوہ زبرجدی
سے اترا ہو ساحر یکتا ہو ایک لاکھ فوج افراسیاب نے مصور کے ساتھ کر کے روانہ کیا کہ جا کر شہنشاہ
لاچین سے مقابلہ کرو ایک طرف سے سرماد ابریق گئے ہین انکے ساتھ بھی فوج بےحساب و بےشمار ہو ملکہ
مہرخ نے چاہا اس مقدمے مین کچھ کلام کرین باغبان و بہار و مخمور نے دست بستہ عرض کی حضور کچھ
حکم نفرمائین اسوجہ سے کہ ہم ان ترددات مین نہ پھنسینگے خدمت مین اپنے آقاے نامدار کی جانا ضرور ہو

اس راہ مین جو کوئی روکے گا اُس سے مقابلہ کرینگے ہم چاہتے ہین اور کسی سے ہمسے مقابلہ بھی نہو اپنے آقا کی
خدمت مین پہونچ جائین اس راہ مین اگر بہرام فلک بھی روکے گا نہ رکین جان اپنی سُناوین کیسے افسوس کی
بات ہو کہ آقا اُس مقام پر ہم دست و پا شکستہ ہیان وہان چل کر لاچین کو تخت پر بٹھاوین ملازمان جانبار
سرفروشی کرتے ہوے تابہ دریاے ہفت رنگ پہونچین سبطرح کے جھگڑے اُسی مقام سے پیدا
ہونگے اگر دریاے ہفت رنگ کو فتح کیا ادھر ہی سے زائندہ دریاے نیل کا ہو لوح کی بھی فکر امتحان
اقبال طلسم کشا کا بھی ذکر قریب دریاے نیل ہوگا وہان سے فکر لوح بھی ہوگی سب سردارون نے
اس رائے کو پسند کیا کہ باغبان بہت جاے کہتا ہے اپنے آقا سے مل جانا بہت مناسب وقت ہے
لشکر تیار ہونے لگا کمر بندیان ہو رہی ہین باغبان نے فوراً بارگاہ کو لدوا دیا سامان روانگی سفر مین
مصروف ہے ملکہ سرخ موے کاکل کشا وغیرہ طاؤسان زرین بال پر سوار ہوکر جاتی ہین کہ رستے مین
سامنے سے اک شتر سوار پیدا ہوا آتے ہی ملکہ سرخ مو کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا ملکہ نے اسکو کھولکر
پڑھا حاکم قلعہ سرخ مویان ملکہ نرگس جادو زوجہ شاہزادہ گلریز نے تحریر فرمایا ہے کہ ہمشیرہ صاحبہ نیرنگ
جادو شوہر آفات چہار دست ساحر زبردست فوج بے انتہا ساتھ لیکر بڑے کروفر سے قلعہ جات
فتح کرتا ہوا آتا ہے بار لشکر اسکا اُٹھانا بہت دشوار ہے ہمشیرہ تم آگاہ ہو کہ میرے پاس فوج قلیل ہے
بہنوئی صاحب تمھارے شاہزادہ گلریز آمادہ مرگ ہوکر بجمعیت ساٹھ ہزار فوج کے بیرون قلعہ
نکل آئے ہین بمشکل ایک ہفتے کی مہلت لی ہے اگر اس درمیان مین آپ نے ہماری مدد کی تو بہتر ورنہ
دیدار ہمارا اور تمھارا قیامت پر گیا ملکہ سرخ مو نے وہ نامہ تو مہرخ کو دیا اور کہا حضور کنیز نہین کہہ سکتی
شہر سرخ مویان لٹ جائیگا بہن بہنوئی قتل ہونگے نیرنگ شوہر آفات چہار دست صاحب جادوگری
مشہور ہے جہاندیدہ و کارآزمودہ ہر ایک اُس سے مقابلہ نہین کر سکتا لہذا کنیز تو جاتی ہے حضور اُسکا
انتظام ضرور کرین یہ کہکر ملکہ سرخ موے کاکل کشا مع ملکہ بلبل سحر افگن دس بارہ ہزار ساحرون
کو لیکر سمت شہر سرخ مویان روانہ ہوئی ملکہ مہرخ اسی مقام پہ اُتر پڑین اب کیونکر طرف اسد کے کوچ
کرین یہی دل مین خیال ہے کہ اتنا بڑا ساحر زبردست آتا ہے دیکھیے کس طور سے مقابلہ پڑے خدا اہالیان
قلعہ کی عزت و آبرو بچائے جسوقت ہمکو خبر خرابی قلعہ سرخ مویان پہونچے یہان سے سردار واسطے
مدد کے جائین شاید فتح حاصل ہو تسکین دل ہو

دو کلمہ داستان شوکت بیان مصیبت عنوان آمد نیرنگ جادو و شوہر آفات چہار دست بدست قلعہ سرخ مویان پر مقابلہ ہاے جلیل و آمد شاہزادہ ارکان دحشتی مالک حجرۂ بلاے طلسم نور افشان و آمد ملکہ مشتری ستارۂ طلعت نانی کوکب کی عجب داستان مصیبت خیز و آفت انگیز ہو و دیگر حالات متعلق داستان

ہذا۔ ساقی نامہ

ساقیا وقت سر کشتی آیا
رند میخانے سے نہ لپٹ رہون
رند ہون او رستم و سام
خم کو یون اونڈ پلتے دیکھون
نمکین دانہ گزگ ہون چنے
نشہ مو کرے ہر ایک سے زور
پہلوانی پہ ہو قلم کو گھمنڈ
حرف قرطاس پر پچھڑتے ہین
بلبلین گل کی نال اُٹھاتی ہین
نخل جھک جھک کے پلتے ہین ڈنڈ
قوت تن صبا دکھاتی ہو
بلبلا منگلین لگاتا ہو
پاے گل باد نے اُکھاڑ دیا
داؤن کشتی کے ہو رہے ہین پیچ
تنکے چلتے ہین جب لنگوٹ کسے
زور والے پہ آزمانے ہین
ایک گر کر زمین پکڑتا ہو
اپنی کشتی کے فن دکھاتے ہین

جنگ نیرنگ کا سمان دکھلا
جنگ مین ہو کبھی تو فتح و ظفر
سب کرین ہاے کاٹپے کا ملاگم
شیشے مگدر کی جوڑیان ہو جائین
نال دستار شیخ جی کے بنے
جام صہبا کو خاک پر پٹکے
وقت تحریر پیلتا ہو ڈنڈ
فصل گل نے نشان گاڑے ہین
نیز مین شاخ کی ہلاتی ہین
لاگ دیتی ہین قمریان ہکا
مگدر اشجار کے ہلاتی ہو
بلبلین بڑھ بڑھ کے اپنے تھالون سے
سبزۂ باغ کو پچھاڑ دیا
پہلوان اپنے اپنے دنگل کے
داؤن کشتی کے ہین لون ہین بیچ
ڈنڈ کو جھکتے ہین ٹھونک کے خم
دوسرے کا قدم اکھڑتا ہو
ایک عالم ہو بہر سیر دُنا

ایسا ساغر پلا کہ مست رہون
نشے مین کاٹ یون عدو کا سر
جھکو صہبا اُنڈ پلتے دیکھون
نقل کھاڑے کی ریوڑیان ہو جائین
لگتے تاب و توان رند کا شور
خم مو کو اُٹھائے دور چکے
نئے مضمون کشتی لڑتے ہین
چمنون مین کھتے اکھاڑے ہین
سرو کو اپنے زور پہ ہو گھمنڈ
نہین اُٹھتا ہو سرو کا اُن کا
ٹھکرین آپ جو لڑاتا ہے
کشتیان لڑتی ہین نہالون سے
عشق پیچان دکھا رہا ہو پیچ
شیر مین آدمی کے جنگل کے
جا کے دنگل مین نال اُٹھاتے ہین
شور کرتی ہو جنبش لیزم
ہمی اُستاد وقت پاتے ہین
ہر جگہ ہو رہا ہو ہاے پٹا

سب پریان کی چال چلتے ہین	دمبدم پیترے بدلتے ہین	رنگ دکھلاتے ہین علی مد کا
لیے ہاتھون مین ہین چھری گدکا	مل کے آپس مین جھوٹ لڑتے ہین	ہاتھ ہر اک کے مل کے اُٹھتے ہین
ہین صدا کین یہ اشترا یہ کمر	پیرکرک پہ انی یہ چہرہ پہ سپر	بانے استاد فن ہلاتے ہین
دیکھنے والے خطا اُٹھاتے ہین	مختصر کر افق یہ قصۂ طول	اب زیادہ ہی قیل و قال فضول

چہرہ نیرنگ بازان محکمۂ فسون سازی و سحر سازان ہوم خانۂ شعبدہ بازی اس داستان حیرت بیان کو
باافسونگری کلک جواہر سلک یون زیب قرطاس فرماتے ہین شعر صفوف آرائے جنگ خوش بیانی ہنر معروف
جادو قصہ خوانی ۔ اس داستان شوکت بیان کو استادان سخنور نے بصد کر و فر یون تحریر فرمایا ہی کہ
نیرنگ جادو و شوہر آفات بد خو تین لاکھ ساحران زبردست ہمراہ لیکر کوہ زبرجدی سے اُترا آفات
نے بھی وعدہ کیا کہ وقت پر محل موقع ہوگا تو مین بھی آؤن گی تم اس طور سے جنگ کرنا کہ ہمراہ تابہ لشکر
مہرخ نجا تاراہ مین جو قلعہ جات ملین انکو فتح کرنا خلج و باج تام کا افراسیاب کے مقرر ہو مہرخ نے
یہ غضب کیا ہی کہ جن شہرون پر انکا قبضہ ہوا گزو سکۂ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام کا جاری کیا ہی
نیرنگ اس جنگ سے یہ مراد ہی کہ ممالک مقبوضہ مہرخ قبضے مین افراسیاب کے آجائین نیرنگ
نے کہا ایسا ہی ہوگا مجھے تو تا بہ لاچین جانا ہی توسن حصار پر بھی قبضہ کراؤن مشہور ہی کہ توسن
مطیع اسلام ہوا اتنا شاہ جادوگر ازوار ساحری و جمشید مذہب سے منحرف ہو دل کو یقین نہین آتا ہی
اُس کے قبضے مین ملک کرا کے مہرخ وغیرہ سے سمجھون گا ایک مہینے مین سب انتظام کرونگا ایسے لاف
گذاف کرکے مع لشکر چلا لیکن آمد حیرت کا اشتیاق تیسری منزل تھی کہ ہرکارون نے خبر دی خاتون
محل شہنشاہ تشریف لاتی ہین نیرنگ واسطے استقبال کے اُٹھا کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرا آمد لشکر
حیرت شروع ہوئی علمدار وغیرہ نکل گئے نیرنگ کی نگاہ پڑی حیرت جادو تخت یاقوت نگار پر
سوار گرد ہزارہا نازنینان مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے زلفین با ہر خسار پہ بل
کر رہی ہین عالم شباب زلفون کو پیچ و تاب شیرین گفتار کبک رفتار حور پیکر سمن بر سرو باغ رعنائی
غنچہ نودمیدہ گلزار دلربائی نیرنگ صورت زیبا دیکھ کر بیقرار ہو گیا حیرت نے جو خیال کر کے دیکھا نیرنگ
اپنے آپ سے باہر ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی جانتا ہی لپٹ جاؤن حیرت جادو نے ہاتھ چھوڑا یا حکم دیا
بارگاہ ہماری الگ استادہ ہو نیرنگ نے کہا ملکہ عالم الگ بارگاہ کی کیا ضرورت ہی بارگاہ زربفتی حیر ساتھ ہی

سب سامان آپکے واسطے آراستہ کیا ہی کئی ہزار کنیزین بھی براے خدمتگزاری حضور ساتھ لایا ہون کچھ
کوئی تکلیف نہوگی مین تو غلام تابعدار آپ کا جان نثار تمھارے ہی شوق مین اپنا عیش وآرام چھوڑا
آفات چہاردست ایسی محبوبہ سے منھ موڑا آپ بخوبی آگاہ ہین ملکہ آفات دم بھر جدائی میری
گوارا نہین کرتین حیرت جادو حیران کہ مین کس بلا مین پھنسی اس بیحیا سے کیونکر آبرو بچیگی چونکہ عقلمند تھی
اچھا اچھا کہکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوئی نیرنگ بھی ساتھ آیا پہلوے تخت حیرت مین اپنا ڈنگل بچھایا
کبھی ران پر ہاتھ رکھ دیتا ہی کبھی جام شراب لیکر بہ عجز و منت حیرت کو پلاتا ہی حیرت بد مزاج ہو رہی
ہی صرصر شمشیر زن بھی آئی ہوئی ہی حیرت نے صرصر سے اشارہ کیا ای صرصر تو اس بدبخت کی کیفیت
کو دیکھتی ہی یہ اپنے آپسے باہر ہی کیا کرون کسی طرح اسکو ٹال یہ بیحیا اپنی بارگاہ مین جاے صرصر نے
آتے ہی نیرنگ کا ہاتھ تھام لیا کہا شہنشاہ مین کچھ عرض کرونگی نیرنگ سمجھا حیرت راضی ہوئی صرصر کو
پیام وصل دونگا صرصر نے کنارے لاکر کہا ای شہنشاہ ملکہ کو بھی آپ سے محبت ہی افراسیاب جادو
آنے کو ہی ابھی تامل فرمایئے اسقدر نہ گھبرایئے بعد فتح جنگ صبح مطلب دل آپ کا حاصل ہوگا ملکہ
تو اکثر آپ کی تعریفین کیا کرتی ہین نیرنگ پھول گیا خوشی خوشی اپنی بارگاہ مین آیا صبح کو لشکر تیار
ہوے نیرنگ خوشی خوشی ساتھ حیرت جادو کے چلا صرصر نے خبر دی آج کی منزل پر قلعہ سرخ مو یان ملیگا
ملکہ نرگس و شاہزادہ گلنار طرف سے ملکہ سرخ مو کے حاکم ہین وہ لوگ بے لڑے بھڑے قلعہ خالی کرینگے
نیرنگ نے اسی وقت ایک نامہ لکھکر ساحر کو دیا حکم ہوا جاکر نرگس کو دینا کہ حکم نیرنگ جادو ہی خدمت
مین بادولت کی آکر حاضر ہو ورنہ سرسواری قلعہ لونگا قتل عام کرونگا ساحر نے نامہ لاکر ملکہ نرگس کو
دیا نرگس نے جواب صاف لکھا جو تجھ سے ہو سکے اسمین قصور نکرنا نامہ دار پلٹا ملکہ نرگس نے
افسران فوج کو بلاکر حکم دیا جلد لشکر تیار ہو آمادہ حرب و پیکار ہو شاہزادہ گلنار لشکر ساتھ ہزار
فوج سے بیرون قلعہ نکلا لشکر اترا ہی تھا کہ آمد فوج نیرنگ ہوئی نیرنگ نے دیکھا لشکر اترا ہی بازار بن
درست ہو رہی ہین بارگاہ مین استادہ ہو گئین یہ سامان دیکھکر جل گیا ملکہ حیرت سے کہا سامری کی
کی قدرت ہی ایسے ذلیل و حقیر بادولت کے مقابلے مین آئے ہین کل مرے ٹکڑے ان سبکو شکست
دونگا کل اسی قلعہ مین جاکر دعوت نوش فرمایئے یہ کہکر اتر پڑا بلبلاتا ہوا بارگاہ مین آیا نہ ٹھہرتے ہی طبل جنگی
بجوادیا نرگس کو خبر ملی اس نے بھی طبل جنگی بجوایا ایک مقدمہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ جب توسن جادو

مطیع اسلام ہوا لاچین نے انتظام کامل کیا تب خواجہ عمرو نے لاچین سے کہا یہاں جدا رہنا لشکر مہرخ
سے مناسب نہین ہی اب یہ خبرین افراسیاب کو پہونچین گی لشکر مہرخ پر دباو ڈالیگا پس خواجہ عمر عالم
کو بخوبی سمجھا کر اسد سے رخصت ہوے طرف لشکر مہرخ کے روانہ ہو گئے بعد جانے خواجہ کے لاچین نے
بھی تیاری لشکر کا حکم دیا لیکن بادشاہ عقیل و فہیم جانتا ہی کہ ہمارا ابھی پہونچنا لشکر مہرخ دشوار ہی
دو کوس سے زیادہ لشکر نہین چل سکتا اس وجہ سے ناچار ہی خواجہ تو راہ مین لوٹتے مارتے چلے آتے
ہین یہان صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آکر جمے نیرنگ خود میدان مین نکلا شاہزادہ کلاہ زر
نے جا کر مقابلہ کیا خوب خوب آپس مین سحر ہوے نیرنگ بارے روزگار ساحر جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ
آخر کے سحر مین نگار نیز انتہا کا زخمی ہوا نیرنگ نے چاہا سر کاٹ لون نرگس کی آنکھون مین خون اترا جوش
محبت مین شوہر کے جا پڑی کئی گولے نیرنگ کو مارے شوہر کو بچایا آخر یہ بھی زخمی ہوئی نیرنگ
کا سحر نہین رکتا تھا الیان فوج نے جو نرگس کو زخمی دیکھا بلوہ کر کے جا پڑے دونون لشکر مل گئے
فوج نیرنگ بھی بسا حیرت بھی جا پڑی نرگس و نگار نیز زخمدار ہین ہٹتے چلے آتے ہین نیرنگ چاہتا ہی
قلعہ لیا ون دونون زن و شوہر جانبازی کر رہے ہین ہر مرتبہ فوج کے قدم ہٹتے ہین زن و شوہر
سینہ سپر کر کے بڑھتے ہین نیرنگ چاہتا ہی قلعہ مین جا پڑون خندق لاشہ ہاے لرزان نرگس سے
بھر دون مگر جانباز قدم نہین ہٹاتے قریب تھا کہ نگار نیز نرگس گرفتار ہو جائین کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ
ظاہر ہوا دفعۃً ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا و ہلال سحر افگن آکر پہونچین یہ ہنگامہ دیکھ کر سحر کرتی ہوئی
شریک لشکر نرگس ہوئین سرخ مو و حیرت کا مقابلہ پڑا کئی سحر حیرت نے کیے سرخ مو نے جواب دیا حیرت
نے غصے مین زمین پر دو تھپڑ مارا برق چمکی سر سرخ مو زخمی ہوا ہلال چمک کر حیرت پر گری نیرنگ نے تیغ ادھر
ہلال سحر افگن کا شانہ بھول پڑا اجارہ دن افسر زخمی نیرنگ نے فوج کو اشارہ کیا بڑھ بڑھ کر حیرت پر
سینہ سپر کرتا ہی عرض کرتا ہی ملکہ عالم آپ تکلیف نفرمایئے مین ابھی ان سبھون کا خاتمہ کرتا ہون حیرت
کہتی ہی دادا جان اب آمد فوج مہرخ شروع ہو گئی ایک کے بعد ایک آئیگا اسی قلعہ پر جان لڑاوینگے قدم
جما دینگے سر بھی کٹے گا قدم نہ ہٹاینگے نیرنگ کہتا ہی مین جلد خاتمہ کرونگا یہ کہکر جیسا عقاب فوج پر گرا دل
سردارون کے ہلا دیے پرے کے پرے خاک مین ملا دیے پہرون پچھلا باقی ہی سحر ہو رہے ہین میدان مین
دریاے خون جاری ہی آسمان سے آگ برس رہی ہی نقیب آواز مین پکار رہے ہین لڑنے والونکے دل بڑھا رہے

ہین نیرنگ جب سحر کرتا ہی آگ آسمان سے برستی ہی ہزار دو ہزار جلے سو دو سو کے سر سحر سے اُڑ گئے کبھی تلاطم
بنا کر گرا تا ہی تلوارین برساتا ہی ساحر اسم باسمے نیرنگ جادو نام ہی نیرنگ سازی سحر سے کام ہی قریب تھا
سرخ مو وغیرہ شکست کھا کر قلعہ چھوڑ دین کہ آسمان سے برق چمکی باغبان قدرت بصد شوکت و لیاقت
مع ساٹھ ہزار جوانان تیغ زن کے آکر پہونچا نرگس دگلریز و ہلال و سرخ مو کو زخمی پایا لشکر پامال
فوج کا عجیب حال نیرنگ و حیرت کی فوج بیحساب سب جانباز گھر گئے ہین لیکن قدم نہین ہٹاتے
باغبان قدرت نے نعرہ کیا او نیرنگ کہان جاتا ہی حیرت نے بڑھ کر کہا او داجان آپ نے دیکھا
آمد ساحران شروع ہوئی لشکر مہرخ کل آئیگا ایک ایک سردار اپنے کو شل نقش قدم مٹائیگا اول مین جب
باقی جمع ہوے پہلے ہی قلعہ قبضے مین آیا تھا ہی مقام شیشۂ رنگین حصار ہی بارہ برس سب اہل اسلام رہی
مقام پر لڑے بڑے بڑے معرکے پڑے لیکن قلعہ نہین چھوڑا مہرخ سے کبھی پڑاو نہین چھوٹا نیرنگ نے کہا
سبکو بھگاؤنگا یہ سب میرے سامنے طفلان مکتب ہین باغبان جو ساٹھ ہزار فوج سے آکر گرا تہلکہ ڈال دیا
گنبد جلنے لگے پھول برسے ساحران نیرنگ شدت تشنگی سے تڑپے باغبان نے صحرا کو گرم کیا آگ کی آتشبازی
دفع کی انبار نگ سحر جمایا اُترتا مٹتا قریب نیرنگ پہونچا نیرنگ سے تلوار چلی نیرنگ بلاے روزگار
شوہر آفات ناہنجار کئی وار ڈسکے باغبان نے روکے ایک مقام پر ہاتھ مار مٹھی سے ایک جانور کو
بھی چھوڑا جانور نے چیخ ماری جل کر خاک ہوا وہی خاک سر پر نیرنگ کے گری نیرنگ کی ذرا پلک
جھپکی باغبان نے اُس حالت مین تیغہ سحر والا نیرنگ نے خون اپنا چلو مین لیکر پھینکنا شروع کیا
جسپر قطرہ پڑا جل گیا دن بہت کم باقی ہی کہ آسمان سے بوے خوش آئی حیرت نے گھبرا کر کہا او غضب
ہوا بہار آتی ہین دیکھا سب نے بہار رو گلعذار طاوس زرین بال پر سوار گہنے مین پھولون کے لدی
ہوئی شل بوے گل پھولون مین بسی ہوئی باغبان کو جو زخمی دیکھا گلدستہ مارا حیرت سینہ سپر کرکے
جا پڑی جیسے ہی حیرت نے سحر کیا بہار مسکرائی سحر کیا ہنسی تھی فوراً برق چمکی حیرت کا سر زخمی ہوا نیرنگ
نے جو دیکھا کہ حیرت زخمی ہو کر بھی بہار نے باغبان کو سنبھالا باغبان بھی بہار کو دیکھکر پھر لڑنے لگا
سحر بہار دیکھکر سبکا دل باغ باغ ہو گیا گلدستے بہار نے ایسے مارے خوشبو سے پھولون کی ہزار دن
دیوانے ہوے سر دیدے مارتے تھے ہاے بہار ہاے بہار کہکے پکارتے تھے ہر طرف یہ شور تھا نظم

نشان گل ہی نہ صوت ہزار باقی ہی	خزان کا دور ہی نام بہار باقی ہی	فراق یار مین سحا مین ہون قریب گ

بدن میں نام کو اب جان زار باقی ہے
گھٹا میں جھوم کے اٹھی ہیں مے پلا ساقی
ابھی تو حسن جوانی یار باقی ہے
ہزاروں کھلتے ہیں گل زرد باغ عالم میں
ابھی تو باغ میں فصل بہار باقی ہے
ابھی نہ سلسلۂ جام ترک کر ساقی
ہماری بست سے دل میں غبار باقی ہے
اٹھا کے آئینہ تو دیکھ کچھ خبر بھی ہے
بہار باغ دل داغدار باقی ہے
رہیگی یوں ہی زمانے میں ہائے عدے خدا

جوانی ہو چکی آیا زمانہ پیری کا
ابھی تو موسم ابر بہار باقی ہے
ملایا خاک میں شاہوں کو موت نے ایسا
بہار قدرت پروردگار باقی ہے
جو لوگ صاحب شوکت تھے مٹ گئے وہ
بہار دور نے خوشگوار باقی ہے
اتر گیا ہے امیروں کا نشۂ دولت
کہاں وہ حسن ترا اے نگار باقی ہے
بقا نہیں ہے کسیکو بھی باغ عالم میں
ہے حسن عشق تو یہ گیر و دار باقی ہے

خزاں کی بھی کوئی دن میں بہار باقی ہے
کروں میں ترک ملاقات اے صنم اے وا
نہ اب میں وہ نہ نشان مزار باقی ہے
پلا دے جام مے لالہ رنگ اے ساقی
کسیکا بھی نہیں عز و وقار باقی ہے
ہوئی ہے خاک صفائی اس آئینہ رو سے
مگر کسی قدر اب بھی غبار باقی ہے
خزاں کا دور ہے گلشن میں اے ہزار تو کیا
ہمیشہ ذات تری کردگار باقی ہے
ہزاروں نے اپنے گلے کاٹے

نیرنگ یہ سحر نیرنگ دیکھ کر گھبرایا چاہا بہار پر چلائے پروں حیرت نے گھبرا کر طبل امان بجوا دیا اہل اسلام کو بہت غنیمت ہوا شکست فاش بھاگنے کی تلاش ہو چکی تھی بہار نے آکر لشکر کو سنبھال لیا نیرنگ کو بہت ناگوار ہوا حیرت سے کہا اے ملکہ عالم تمنے یہ کیا کیا میں بدون فتح ہرگز نہ واپس ہوتا دس دن تک اسی طور سے لڑتا حیرت نے کہا دادا جان یہی غنیمت ہے کہ شکست فاش نہیں ہوئی کل تک لشکر ماہرخ بھی آجائیگا سب آئین نگوڑا تا نیتا نہ آئے نیرنگ نے کہا وہ کون ہے حیرت نے کہا اسکا نام لینا مناسب نہیں ہے نام لیتے ہی پہونچتا ہے ہرچند نیرنگ نے پوچھا حیرت نے خواجہ کا نام نہ بتایا یہی کہا کہ ہوشیار رہیے نیرنگ جادو لشکر کو ساتھ لیکر پلٹا ہے لیکن حیرت پر ٹوٹا پڑتا ہے یہاں باغبان و بہار لشکر کو لیکر واپس ہوئے باغبان نے زخمیوں کو اٹھوایا کشتوں کو دفن کرایا یہاں نیرنگ تہر و غضب میں حیرت سے باتیں کرتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا بیٹھے بیٹھے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کل ان سب کو قتل کرونگا صدائے نقارۂ رزمی بلند ہوئی ہرکاروں نے آکر باغبان و بہار کو خبر دی کہ نیرنگ نے طبل جنگی بجوایا نہایت بیحیا کو غصہ ہے حیرت پر خفا ہوتا ہے کہ کیوں طبل بازگشت بجوایا ملکہ بہار نے فرمایا اس بیحیا کو بڑا غرور ہے اسی وقت قوازش طبل کو حکم دیا دو نامے اپنے ہاتھ سے لکھے ایک طلسم نورافشان کے پاس کوکب کے روانہ کیا ایک خدمت میں ملکہ ماہرخ کی جن کنیزوں کو روانہ

کیا تاکید کردی کہ زبانی بھی ظاہر کرنا کہ نیرنگ جادو سے مقابلہ ہے جو آنکھون سے دیکھا ہے سب بیان کرنا
کنیزان بہار دونون نامے لیکر چلین دو کلمہ داستان کوکب روشن ضمیر و برّان باتوقیر تحریر ہوتے ہین
ملکہ برّان شمشیرزن مبتلاے دام محن ہر وقت یاد مین اسد نوجوان کی آٹھ پہر بیقرار رہتی ہین جسوقت سے
توسن حصار سے پلٹ کر آئین یہی فکر ہے کہ لشکر اسلام کی کیونکر خبر منگائین اسی رنج و ملال مین قصد
ہوا کہ قصر جمشیدی مین چلون تخت زرین پر سوار ہو کر قصر جمشیدی مین آئین دیکھا شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر پریشان بیٹھے ہین خورشید روشن راے سے فرما رہے ہین دیکھین اب فلک کجرفتار
گردون غدار کیا دکھاتا ہے بڑا ساحر جلیل مقابلہ اہل اسلام مین آتا ہے برہمن روئین تن پر ایسی افتاد
پڑی حالات آیندہ و گذشتہ کس سے دریافت کرین جب کبھی براے عبادت جاتا ہون اُسی آفت
مین مبتلا پاتا ہون سحر تاریک شکل کش سے کلیجہ جل گیا اُٹھنا بیٹھنا دشوار ہے کلام کس سے کرین
بطور خود جو خیال کیا صاف ثابت ہوا کہ نیرنگ جادو کی سرداران فرخ کے ہاتھ سے قضا نہین
ہے آج بھی طائران سحر نے خبر دی کہ ہزارہا بندگان خدا کو اُسنے قتل کیا برّان نے آکر سلام کیا کوکب
نے تمام معرکہ نیرنگ کی لڑائی کا برّان سے بیان کیا برّان نے کہا قبلہ و کعبہ براے مدد بہار وغیرہ
جانا ضرور ہے کوکب نے کہا بیٹیا مین اس فکر مین بیٹھا ہون کتب ستارہ شناسی کو دیکھا ثابت ہوا
اُسکی موت تمھارے ہاتھ سے نہین ہے اہالیان لشکر فرخ پر بھی غالب آئیگا یہ تو میرے دل کو
گوارا نہین ہے کہ مدد کو نہ جاؤن لشکر فرخ کی خبر نہ لون لیکن انجام بخیر ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
ملکہ مشتری ستارہ طلعت آکر پہونچین کوکب وغیرہ سب براے تعظیم اُٹھے مشتری نے کوکب کی بلائین
لین فرمایا کیون نور نظر خیر تو ہے کوکب نے تمام کیفیت آمد نیرنگ جادو اور مجبوری اپنی سامنے ملکہ
مشتری کی ظاہر کی ملکہ مشتری نے سنکر فرمایا اے فرزند نہ گھبراؤ مین جاکر شاہزادہ ارکان وحشی کو روانہ
کیے دیتی ہون وہ جاتے ہی زمین ہلا دیگا نیرنگ کو دیوانہ بناکر ماریگا اگر افراسیاب کا بھی سامنا ہوگا
ہر چند کہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے ساحر یکتا ہے مگر قلب اُلٹ جائیگا اگر ارکان وحشی نے قصد کیا
کسی کیا حقیقت ہے افراسیاب اپنا گلا کاٹ لے یہ فرماکر ملکہ مشتری اُسیوقت طرف قصر حجرہ کے
روانہ ہوئین جب قریب پہونچین ملکہ جیحون کو خبر ہوئی کہ ملکہ مشتری تشریف لاتی ہین براے
استقبال آئین ملکہ مشتری کو لاکر تخت پر بٹھایا پوچھا کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ مشتری نے

تمام کیفیت آمد نیرنگ جادو بیان کی چیچون نے کہا آپ کا پرورش کردہ آپ کے گھر کا بردہ صاحب شوکت ولیاقت شاہزادہ ارکان وحشی اسکی قوم بھر کو کافی ہی جب مین لڑائی سے پلٹ کر آئی ہر چند کہ جوان دیوانہ مزاج ہی مردون کے سر کا تاج ہی مجھسے پوچھتا تھا کہ محبوب کاکل کشا نے اپنی جان دی اس لڑائی مین آپ نے ہمکو ہمراہ نہ لیا آرزو رکھتا ہی کہ افراسیاب سے سامنا کرون یہ کہکر چیچون اُٹھین در باغ پر آواز دی ای شاہزادہ شیر صولت ای رستم شوکت مادر مہربان تمھاری تشریف لائی ہین تمھین یاد فرمائی ہین سب نے دیکھا ایک جوان خود زرین سر پر زرہ یاقوتی زیب جسم انور ماہ رخسار ابر نقاب مین پنہان شوکت وشان دبدبہ وجاہ اندر سے نقاب کے عیان صاف ظاہر ہو کہ مہر عالمتاب حجاب ابر مین مخفی ہی تیغہ ہلالی ہاتھ مین بارہ ہزار جوان ہمسن باغ سے برآمد ہوے چیچون نے آمد مشتری کی خبر دی اشتیاق مین دوڑا آکر قدمون سے لپٹ گیا مادر مہربان کہکر گلے مین ہاتھ ڈال دیے ملکہ مشتری نے اس ارکان وحشی کو بچپن سے پرورش کیا ہی کوکب سے زیادہ محبت کرتی ہین فرزند کہکر چھاتی سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا ای فرزند برای جنگ نیرنگ چلوگے ارکان نے قبضے پر ہاتھ ڈال کر کہا اگر مادر مہربان کا حکم ہو بہرام فلک پر جا پڑون اگر رستم ہو تو اسکو بھی چیر کر پھینکدون نیرنگ جیا کون ہی مجھے تو ہوس مقابلہ افراسیاب ہی مدت سے سنتا ہون میرے بھائی کوکب کو بہت ستایا بھائی صاحب نے اپنے غلام کو کیون نہ بلایا اب آپ نے ارشاد فرمایا مین بدل وجان حاضر ہون یہ کہکر سلاح خانے مین گھس گیا ہتھیار لگا کے اکڑتا ہوا سامنے آیا لیکن حرکتین دیوانہ وار مزاج وحشی مثال خود کو کج کرتا ہی تیرے بدل رہا ہی آواز دی مرکب ہمارا جلد لاؤ ارکان وحشی جو آراستہ ہوا بارہ ہزار جوان اسکے ہمسن سلاح جنگ سے آراستہ ہوکر صفین جمانے لگے مرکب ہاے باد رفتار سائیس لیکر آئے ارکان وحشی نے خانہ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن کیا بارہ ہزار جوان فوراً سوار ہوے ملکہ مشتری کو جھک کر سلام کیا کہا مادر مہربان غلام رخصت ہوتا ہی ملکہ مشتری نے اُٹھ کر بلائین لین ترقی عمر کی دعائین دین اسوقت ایک نامہ کوکب کو لکھا کہ بطور چہار دست کو برای رہبری ارکان وحشی فلان منزل پر مقرر کرو وہان اس سے ملاقات کرے ہمراہ اسکو لیکر مہرخ کی مدد کو پہونچے مین بھی وقت پر آؤنگی میرے دل کو قرار نہ پڑیگا یہ جاتے ہی لڑیگا اگر افراسیاب بھی سامنے آجائیگا یہی کیفیت اسکی بھی ہوگی اپنے قتل پر خود آمادہ ہوگا ادھر سے تو ارکان وحشی نے کوچ کیا نامہ کوکب کو پہونچا کوکب نے فوج تیار کرکے

بلور کو روانہ کیا تو انشے پر طلسم نور افشان کے بلور نے آکر ارکان وحشی کو لیا منزل بمنزل طی کرتا ہوا
تماشے کوہ و دشت و بیابان کے دیکھتا ہوا جاتا ہو کہ انکا ذکر وقت پر آئیگا یہان نیرنگ جادو نے
دوبارہ طبل جنگی بجوایا ملکہ بہار و باغبان نے بھی حکم دیا تیاریان ہوئین بوقت سحر دونون لشکر بڑے
زور و شور سے آکر میدان کارزار مین جمے نیرنگ آگے بڑھا ہوا دریاے سحر مین غوطہ مارے ہوے آکر
پہونچا لطور قاعدۂ قدیم صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئی نیرنگ حیرت سے کہ رہا ہو ملکہ عالم خبردار آج
طبل بازگشت نہ بجوانا اگر دس دن بھی گذرجائینگے مین بدون فتح واپس نہونگا اگر روک ٹوک مین لشکر مہرخ
کے مہینون گذرین تا بہ لشکر لاچین جانے مین سالہا سال چاہیین اس غفلت مین لشکر لاچین زور پکڑیگا
یہ بھی خبر مشہور ہو کہ لاچین کے رہا ہوتے ہی اکثر شاہان جلیل بدون طلب جاکر لشکر طلسم کشا سے ملے
عہدے تقسیم ہوئے پس وہان تک جانا بدولت کو بیت پر ضرور ہو عرصہ کرنا عقل کا قصور ہو کہ نقیبون
نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا لشکرون پر سناٹا آیا صداے طبل و بوق موقوف ہوئی نیرنگ جادو
کہ آج دریاے سحر مین غوطہ مارکے آیا ہوا اژدر آتش فشان پر سوار اژدر سے کود کر سامنے حیرت جادو
کے آیا کہا ملکہ عالم اجازت میدان دو حیرت نے سر جھکا کر کہا دادا جان آپکو خداوند لقا کے سپرد
کیا نیرنگ پشت اژدر پر بیدرنگ سوار ہوا میدان کارزار مین آیا آتے ہی آواز دی ای بہار
و باغبان اپنے شباب پر رحم کرو رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت حیرت ہو ورنہ بہت پچھتاوگی
میرے ہاتھ سے سب مارے جاوگے کسی کا حوصلہ نہین پڑتا کہ مقابلہ نیرنگ مین جائے ملکہ نرگس و گلریز
و سرخ مو و ہلال و باغبان کل کی لڑائی مین نہتا کے زخمی ہوئے افسران اعلے مارے گئے صرف ملکہ بہار
سینہ سپر کیے کھڑی ہو قصد ہوا کہ جاپڑون نرگس تخت سے کود پڑی کہا ای ملکہ بہار تمھاری وجہ سے باغ
اسلام مین رونق ہو نام سے تمھارے بچیا جلتا ہو آج کنیز کو رخصت دیجیے انشاء اللہ آپ کے اقبال سے
وہ بھی دیکھے کہ نرگس کیسی لڑی کس کس پر نگاہ قہر پڑی بہار نے کہا ای نرگس تمنے بڑا کارنمایان
کیا اتنے بڑے ساحر کو مع حیرت پہر بھر کامل روکا انتہا کی زخمی ہوئین اگر خدا نے فضل کیا اور گلدستہ
سحر چل گیا تو دیوانہ کرکے اس بچیا کو بھی تنکے نہ چنوادیے نہین تو بہار جادو نہ کہنا اور یہ تو ظاہر ہو کہ ساحر
زبردست شوہر آفات جبار دست بادۂ کبر و نخوت سے مست بچیا سامری پرست پروردگار حافظ
ہو ای نرگس ہم تم کو نہ جانے دیگے میدان کارزار کے جلنے مین جو عرصہ ہوا نیرنگ نے پکار آواز دی

آج کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا ما بدولت خود تکلیف کرین مطلوبہ کو حکم دین ملکہ بہار نے نرگس سے
دامن چھوڑا یا فرمایا ہمشیرہ اُسکا غرور بڑھتا ہی نرگس و سرخ مو وغیرہ بے اختیار رونے لگین گلرخ نے
کہا مقام افسوس ہی نامہ لکھ کر بھیجا تھا اُسکا کچھ ظہور نہوا شہنشاہ کوکب بھی نامہ پڑھکر خاموش ہوے
اُستاد والا نژاد ہمارے شہنشاہ اوج عیاری لشکر مہرخ مین نہین ہین اگر وہ ہوتے اس سرکش کو عیاری
کر کے قتل کرتے پروردگار سرپرست ہی یہ تو سردارون نے بیقرار ہو کر کہا ہر ایک دعا کرنے لگا اے پروردگار
ہماری مدد کر اس بلاے مقابلے کے لائق ہم نہین ہین اے کارساز عالم اے حکیم و علیم اے کریم و رحیم ہر مقام پر
تو نے مدد کی یارو یاد کرو سوچو تو اول پشتہ رنگین حصار پر کیا کیا مرکے پڑے کس آن بان سے سرداران
نامی لڑے چند کس ادھر اُدھر ساحران بحر و بر رونا دل خواجہ عمرو پاس ملکہ مہرخ کے پہونچے مگر ملکہ
کہتی تھین یہ عیار بیچارے کیا لڑینگے چشم زدن مین گرفتار ہو جائینگے دمبدم یہی ذکر تھا کیسے کیسے ساحر دارِ فن
سے افراسیاب کے آئے خدا سلامت رکھے خواجہ عمرو نے جا جا کر عیاریان کین صبح کو انکو جاگتے رات
نہ ملتا تھا کبھی عیاری ہوئی کبھی سردارون نے جانبازی کی بڑے بڑے ساحر نامی گرامی مارے گئے
عشاق سبزہ رنگ نے بڑا زور دکھایا ملکہ بُران کو قتل کیا اپنے اُستاد کے قربان اتنے بڑے ساحر کہ
ہو نچے حیرت کی صورت بنے گھس کر ظالم کو مارا آج بھی پروردگار مدد کریگا ہر چند کہ یہ مردود دریاے
سحر مین غوطہ مار کے آیا ہی مگر جو اژدر سحر سے بنایا ہی دو دو سو کو یہ نگل جائیگا اسکا دفعیہ کون کریگا مشہور
کہ اژدر سحر نیرنگ قیامت کا پتلہ ہی میدان کارزار مین ضرور زہر اُگلیگا سب نے جو بیتاب ہو کر دعا کی
لکہ ہاے ابر گلنار و فیروزی و سیمابی آسمان پر نمایان ہوے سب دیکھنے لگے وہ ابر ہاے متعدد زرق برق ہوے
سب نے دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم بصد قہر و خشم سریر جہانبانی پر پہلو مین ملکہ مہ جبین کے ہر چار سو سرداران
نامی تخت کو گھیرے ہوے کئی سو علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے نوبت و نقارے بجتے ہوے
ملکہ مہرخ کا لشکر ہو نچا ہرکارون نے عرض کی اے ملکہ عالم آج میدان داری ہی کل نیرنگ کے
ہاتھ سے ہزار ہا بندگان خدا سیار گلشن جنان ہوے اسوقت میدان مین آیا ہی کوئی لائق مقابلہ
اُسکے بہ سبب زخمداری کے نہین ہی بہار نے قصد کیا ہی سب سردار اپنی غیرت پر رو رہے ہین
یہ سنکر ملکہ مہرخ نے طرف دست راست کے دیکھا ملکہ لعل سخندان طاؤس زرین بال پر سوار
موجود تھین فوراً پایۂ تخت مہ جبین کو بوسہ دیا عرض کی شہنشاہ گیتی ستان اجازت میدان کی دیجیے

ملکہ مہ جبین نے سر جھکایا لعل سخندان سلام کر کے طاؤس کو اڑا کر میدان کارزار مین آئین للکارا او
بدانجام تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی نمک خواران طلسم کشا پر دباؤ ڈالتا ہی دیکھون تو کیسا ساحر ہی نیرنگ
نے سر اٹھا کر جو جمال بیمثال لعل سخندان کو دیکھا ایک معشوق پری پیکر سیمبر عارض ماہتابان دہن غنچہ
گلعذار خوبی جبین انور آفتاب عالمتاب چرخ محبوبی خال عارض نجم درخشان برج دلربائی باتون مین مسیحائی
سرو قد خورشید خد بصد رشد و مد میدان کارزار مین مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی نیرنگ نے بے اختیار
آہ کی کہا ای ملکہ عالم آپ پر سحر کرنا بڑی بے ادبی ہی آپ کے والد نامدار مصاحب سامری و جمشید
مشہور تھے آپکو خداوندون نے پسند کیا آپکو نہین مناسب ہی کہ باغیون کا ساتھ دیجیے آپکے یہان
کتابون مین مابدولت کا نام بھی مرقوم ہی تمام طلسم ہوش ربا مین میرے اثر در سحر کی دھوم ہی اگر اشارہ
کرون تمام عالم کو کھا جاے نعرہ کرون حریف کو غش آئے آپ اس طرف چلی آئیے اپنے لشکر کا بادشاہ
کرون عمر بھر خدمتگزاری مین مصروف رہون جی چاہتا ہی تصدق و نثار ہون مین تو پروانہ شمع رخسار ہون
یہان فرد فرد کے اجزاے حیات منتشر ہونگے عبارت راحت کا نام نہوگا اب بخیر انجام نہوگا اُن لوگون کی
زندگی پر حرف آیا یہ بھی ایک نکتہ ہی سب کے سر قطع ہونگے رباعی اربع عناصر کی تقطیع ہوگی ارکان
سحر و ساحری متزلزل و متحرک ہونگے آج تک مابدولت نے قصد نہ کیا ہمارے جاننے والے ہمکو پہچانتے
ہین ہمیشہ خدمت سامری و جمشید مین مشرف رہے کوئی تقریب برادری ایسی نہوتی تھی کہ بے ہمارے
حاضر ہوے خداوند کوئی تقریب کرین ہمیشہ صلاح کار رہے باغی بیکار رہے اب قصد کیا مقام
کوہ زبرجدی چھوڑا ابتک عیش و راحت کے پابند رہے اپنے کمال مین خود پسند رہے اب خالی ایسی
نہونگے ہمارے واسطے بدنامی ہی خانۂ دل مین آپکو جگہ دینگے پردۂ چشم مین چھپائینگے پلکون سے
جاروب کشی کرین آنکھین بچھائین آپ ایسی معشوقہ پر کیونکر سحر کرین ہمین پاس کرنا واجب و لازم ہی
آپ کے والد نامدار ملک اخضر گوہر پوش اگر اس مقام پر ہوتے غلام کے کہنے کا حضور کو اعتقاد
ہوتا وہ بھی مصاحبت مین رہے بڑے بڑے عجائب و غرائب دیکھے حضور ہمکو شرمندہ نکرین ایسا نہو
کچھ بے ادبی ہوجاے ہر چند کہ معشوقون کو ہمیشہ عاشق سے نفرت ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی **غزل**

کسیکا دل کبھی بھولے سے تم اگر لینا	ہماری مہر و وفا کو بھی یاد کر لینا	حنا لگے نہ اگر تمکو وقت آرائش
ہمارے خون مین تم اپنے ہاتھ بھر لینا	چھپانہ عالم فانی مین قتل بندون کے	عدو کے سامنے سفاکی تو نگر لینا

تمھارے کوچے سے جاتی ہے لاش عاشق کی
ہزاروں کروٹین بستر پہ رات بھر لینا
وہ خوب بیدار ہے بوسے کو دیکے وصل کی شب
اروں نشے مین جو ساقی مری خبر لینا
جو دفن کے چلے دوست مجھکو مین نے کہا
پھڑکون دام مین ابکی تو پر کتر لینا
سوار ہو کے چلو ساتھ میری میت کے
جہان وہ مل گئے وہ دو کلام کر لینا
ہوئے جہان مین ہین بیحد گناہ تیرے سے

شریک ہو لو جنازے کے پھر سنور لینا
ستم اٹھائے نہ صاحب کہ جب کوئی عاشق
حیا سے آنکھون پہ ہاتھون کو اپنے دھر لینا
عدم کے کوچ مین افسوس خالی ہاتھ چلے
کبھی کبھی تو خدا کے لیے خبر لینا
یقین مرگ تھا اُنسے مین نے شب کو کہا
لحد قریب رہے جب تو تم اُتر لینا
ہماری لاش پہ رونا نہ اپنی آنکھون سے
حسین حشر کے دن اُسکی تم خبر لینا

ترے فراق مین عاشق کو تیرے کام یہ ہے
تو اس گھڑی مین بھولے سے یاد کر لینا
یہ دور بزم ہے ساقی رہے خیال ذرا
نہ ہمکو یاد رہا توشۂ سفر لینا
خدا کے واسطے مجھکو نہ ذبح کر صیاد
سحر کو آکے مسیحا مری خبر لینا
نہ ہمکو طور کی حاجت نہ عرش اعلے کی
کسی رقیب سے دم بھر کو چشم تر لینا

غصے سے ملکہ لعل کا چہرہ سرخ
ہو گیا کہا او نامرد ارے یہ میدان کارزار ہے تجھکو ہمارے مرنے سے کیا کام ہے اب ہنسے سامری جمشید
پہ لعنت کی شکر ہے راہ ضلالت سے نکلے سیر گلستان دین حق مین مصروف ہین کیا تیری طرح بیوقوف ہین
مجبور ہین کہ ہمارے وارث نے پیشدستی کا حکم نہین دیا ورنہ زبان درازی کا لطف ملتا سحر کرو ورنہ
خلاف قاعدۂ صاحبقران اگر پیش قدمی کرین نخل لاف کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دین وہ تمھاری
جاگتی جوت کا خداوند طلسم کشا کے بزرگون کے ہاتھ سے دربدر خاک بسر مارا مارا پھرتا ہے کیا خوب تمھارا
مذہب ہے شرم نہین آتی جب وقت کشاکش نفس آئیگا سارا حال کھل جائیگا داخل جہنم ہوگا طعمہ اژدر
شعلہ ہاے آتش دوزخ ہوگا بہت پچھتائیگا سردار لشکر ابلیس پرستان مشہور رہا سامری پرستون
کی عقل کا قصور رہا غصے مین جو غنچہ دہن کو وا کیا نیرنگ دنگ ہو گیا فصاحت و بلاغت کو دیکھ کر
حیران تھا مار آتشین کا تازیانہ سر اژدر پر مار کر آواز دی لو ملکہ عالم سنبھلو اس آگ سے بچو سب نے دیکھا
اژدہے نے اسقدر آگ منھ سے چھوڑی کہ ایک گنبد آتش بنکر تیار ہوا ملکہ لعل سخندان اسمین چھپ گئی
شعلہ ہاے آتش نے تا بآسمان سر کھینچا لشکرون مین شور ہوا نیرنگ نے ملکہ لعل سخندان کو قلعۂ آتش
مین گرفتار کیا نکلنا دشوار ہے نیرنگ بھی بلبلا کے پکار اٹھا ہاے اس محبوب جانی نے میرے کہنے کو نہ
مانا اپنے کو بلا مین پھنسایا ہڈیان تک جل جائینگی یہ خاص آتش سحر سامری ہے ایک ایک شعلہ
کرۂ نار افسونگری ہے سب نے دیکھا اس گنبد آتشین کے اندر سے ایک برق جہان سوز چمکی برق

تڑپ کر بلند ہوئی لکہ ابر آسمان پر آیا کڑکڑا کے برسا ملکہ لعل سخندان اُس گنبد آتش نشان سے
باران سحر برساتی ہوئی نکلین سارا گنبد پانی ہو کر بہ گیا لعل سخندان کا یہ سحر دیکھ کر سب گھبرائے نیرنگ نے
اژدر پر دوہتڑ مارا اژدر نے دم کھینچا ملکہ لعل خادمون سے گرین سب نے دیکھا طرف دہن اژدر کے
کھنچی جاتی ہین اپنے کو روکتی ہین نہین رک سکتین اسوقت ایک غریو تھا کہ نیرنگ ساحر قدیم ہی
رکن اعظم طلسم ہوش ربا ملکہ آفات کا ندیم ہے دیکھو کیا قیامت کا سحر کیا اب اژدر نگل جائیگا لیکن جب
ملکہ لعل سخندان قریب دہن اژدر ہو گئین گھٹنے ٹیک کر اپنے کو سنبھالا وہ پنجہ نگارین خورشید گلگون
مین اژدر کے ڈال کر ایک نعرہ مارا نیرنگ کود کر بھاگا الامان کہتا ہوا دور جا کر ٹھہرا ملکہ لعل سخندان
نے اژدر کو چیر کر پھینک دیا تمام جسم پر خون کی چھینٹین پڑین وہ زور کیا کہ چہرہ سرخ ہو گیا اسوقت
لشکر مین ایک غریو تھا ہر طرف سے احسنت و آفرین کی صدائین آتی تھین نیرنگ تیغہ کھینچکر
جا پڑا اس ماہتابان نے بھی کمر سے نیمچہ ہلالی کھینچا نیرنگ نے کئی وار کیے ملکہ نے اُسی نیمچہ برق
تاب پر تیغہ کو اُس نامرد کے کاٹا سب نے دیکھا لڑتے لڑتے ملکہ لعل سخندان مسکرائین دہن سے
ایک شعلہ نکلا آنکھون کے سامنے نیرنگ کے چمکا نیرنگ کی پلک جھپکی ملکہ نے خبردار کہکر نیمچہ مارا سر
نیرنگ زخمی ہوا حیرت کے ہوش اُڑے پکار کر آواز دی ارے یار دبربادکن خانمان ساحران
عالم کو گھیر کر مارلو خود بھی کڑک کر جا پڑی ملکہ لعل پر سحر کیے فوج بیشمار جو پشت پر حیرت کے تھی
وہ ملازمان نیرنگ بیدرنگ آمادہ جنگ ہوے حربہ ہاے سحر ہاتھ مین لیکر جا پڑے ادھر سے
ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و برق لامع و خورشید زرین سحر و ساحر بیدیل شاہزادہ
شکیل وغیرہ لینا لینا کہکر جا پڑے ادھر سے بہار بڑھین نرگس تخت سے کودی گلریز نے
بڑھ کر سحر کیا دونون لشکر آپس مین مل گئے وہ سحر ہوے آسمان سے آگ برس رہی ہے دریاے
سحر جوش مار رہا ہے ہزارون بندگان خدا ڈوبے لیکن نیرنگ سر کے زخمی ہونے سے بہت
شرمندہ ہوا سب نے دیکھا ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہو کر کچھ اسم سحر پڑھا ایک ساحرہ سیاہ رو تیرہ
درون زمین سے پیدا ہوئی وہ تو یہ کہتی ہوئی نکلی ستم ظلمات کنیز آفات لیکن نیرنگ نے اُسکو
ایک ہاتھ تلوار کا مارا سر کٹ کر اُسکا زمین پر گرا اس بیحیا نے خون اُسکا ایک جام مین لیا اس خون
سے سر کا علاج کیا پٹی بنا کر چڑھائی زخم فوراً بھر آیا اُسی خون سے منھ دھویا تمام جسم پر چھینٹے

دیے ساحر خونخوار سنگر جیسا لاشہ کنیز کا تڑپکر جل گیا اُس خاک کو بھی لیکر نیرنگ نے اُڑا دیا اُس غبار سے
یہ تاثیر پیدا ہوئی ہزارہا لاماز مان مہرخ نابینا ہوکر گرے اُس عالم مین اُس بجیا نے اُن اندھون کو
قتل کیا برق لامع چمک کر بلند ہوئی آڑی ترچھی گرنے لگی کئی ہزار کے سر اُڑا دیے رعد چینی یا ر رہا
تھا ان اسکی برق جب کڑک کر گری سو دو سو کے سر کاٹ کر چمکی لیکن نیرنگ جادو نے جسوقت کہ
وہ خون چہرے پر ملا ساحر غدار نابکار بدکردار تھا اب خونخوار ہوا کسیکا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا جس نے
سحر کیا اُسے دستک دی وہ سحر اُسی پر اُلٹا خاک اُڑ رہی ہے خاک سے ہزارون کے دل پر غبار آیا نازنینان
نرگسی چشم نابینا ہوئین اس حال مین اکثر کو قتل کیا اُس بجیا نے بہار کو تو کا بہار نے کئی گلدستے
مارے رنگ سحر بہار نہ جما باغ سحر بہار پر خزان آتی ہوا بگڑ گئی گلدستے سے ایک برق چمک کر سر پر
گری بہار زخمدار چہرہ گلنار اُسی حال مین مخمور سامنے آگئی خنجر سے مخمور کو زخمی کیا برق پر دستک
دی برق لامع پر بھی بجلی گری برق لامع نے کئی زخم کھائے رعد کی آواز مین فرق آیا برق
کا چمکنا موقوف ہوا گولا اُٹھا کر اُس نے مارا تخت مہ جبین ٹوٹا اب لشکر اسلام پر شکست فاش
واقع ہوئی یا تو سرداران مہرخ نے آتے ہی لشکر نیرنگ کے پانون اُٹھا دیے کئی لاکھ ساحر مارے گئے
لیکن جب سے نیرنگ نے سحر مذکور نئے رنگ سے کیا کوئی تاب نہین لا سکتا فریاد کی صدا بلند ہوئی
دو راتین اسی ہنگامے مین گذری مین ایکی مرتبہ حیرت نے قصد کیا طبل بازگشت بجوا کے پلٹ جاؤن
نیرنگ نے کہا کہ ای ملکہ عالم یہ مناسب نہین ہے مین عہد کر چکا ہون بغیر فتح جنگ نہ پلٹونگا جان لڑا دونگا
ان سبکی کیا حقیقت ہے یہ کہکر فوج کو بڑھایا نقیبون کو اشارہ کیا نقیبون نے آوازین لگائین ای
نمک خواران افراسیاب ای ساحران لاجواب فرد روز جنگ ہست جنگ باید کرد کوشش نام و
ننگ باید کرد دیگر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا تمھارے سر پر
افراسیاب لاجواب بادشاہ جلیل و فہیم و عقیل سامری پرستون کا کفیل فرقہ خدا پرستان خوار و ذلیل انکا
مالک اس ملک مین نہین ہے کیا جانبازی کر رہے ہین تم بھی قدم جماؤ دشمن کو سامنے سے ہٹاؤ بہ
میدان کارزار ہے قدم ہٹانا مرد کے واسطے ننگ و عار ہے اس طرح کے اشعار و الفاظ عبرت انگیز و حیرت
خیز جو نقیبون سے سنے کہ حیرت کے ساتھ والے بھاگے ہوئے پلٹ پڑے تو بجیاؤن نے پیتے سپر
کر دیے مہرخ نے ہر چند کد و کاوش کی لڑائی مین جان لڑائی کوشش کی کچھ سود مند نہوا اسوقت

کوئی نہین سنتا بھاگو بھاگو کی صدا ہی لیکن سرداران مہرخ نے ملکہ مہرخ و مہ جبین کو ہوادار پر سوار
فوراً کرلیا اپنے مالک کا ساتھ نہین چھوڑتے عالم شکست مین جانبازی سے منھ نہین موڑتے ملکہ مہرخ
نے جو سر اٹھایا دیکھا سب سردار زخمی ہین لعل سخندان نے کئی زخم کھائے اپنے کو علم سحر سے بہت بہت
بچایا سامنے نیرنگ سے کوئی علم کام نہ آیا لشکر بھاگا شتابی کوس ہنگر پڑا ڈیرے لپیٹے آگئے نیرنگ نے
تعاقب چھوڑا پڑاؤ پر بھی بلوہ کرکے آپڑا خیمے بارگاہین لٹنے لگین نیرنگ نے ہزارہا خیمہ جلادیا لاش
پر لاش گرادی سحر کرکے زمین ہلادی اسوقت مہرخ کی بدحواسی حیرانی پریشانی چہار جانب اٹھاکر
دیکھتی ہی سب سردار تو مہرخ کی رائے کے پابند ہین مہرخ انتہا کی دردمند ہین فرمایا افسوس مین نے
تاج افسری ناحق قبول کیا لڑنے والے لڑتے ہین معرکہ ہائے عظیم پڑتے ہین مشہور یہی ہوتا ہی
مین بدنصیب کیا کرون حقیقت مین سب کی افسر ہون وقت پر کون میرا کہنا مانتا ہی ہر کس وناکس
یہی کہتا ہی کہ بڑا غضب ہوا بدنامی کی بات ہی ملکہ مہرخ نے شکست کھائی لہذا مجھکو جان دینا مناسب
ہی یہ کہکر آگے بڑھین سردارون سے کہا یارو بعد ہمارے تمکو اختیار ہی خواہ لڑو خواہ بھاگو مجھے
اب تاب ضبط نہین ہی دل نہایت اندوہگین ہی یہ کہکر نیرنگ کا سامنا کیا کئی گولے ایسے مارے ہر
گولے کی ضرب مین دو دو ہزار جادوگر مرے لیکن نیرنگ کا کچھ نقصان نہوا یہ بچایا نیرنگ کا بڑھ کر
مہرخ پر گولا مارا مہرخ نے گولا کاٹا تلوار نکل کر گولے سے سر مہرخ پر پڑی سراسر مہرخ کا زخمی ہوا
جرأت مین فرق نہ آیا اس حال مین بھی زخم باندھ کر چاہا نیرنگ پر جا پڑون بہار و مخمور و باغبان
لپٹ گئے کہا اے ملکہ یہ کیا سحر کیا سحر آپ کا اسکو جواب دیتا ہی ایک پر ایک کو غالب خدا نے پیدا کیا ہی
زبردستی جان دینا اپنا خون اپنی گردن پر لینا کام عقلمندون کا نہین ہی جب مہرخ نے نہ مانا باغبان
وغیرہ نے زخمداری مین مہرخ کو ہوادار پر سوار کیا پیچھے ہٹے پیر اٹھ گئے اب قلعہ پر بلوہ ہی اسوقت
مہرخ نے گھبراکر باغبان سے کہا تمہاری صلاح ہی کہ طبل امان بجواؤ دن مین شبانہ روز ایک حالت اندیشناک
مین بسر ہوئے لڑنے والے کہا تک لڑین جوانان تیغ زن تھک گئے دیکھو گھٹنے ٹیک دیتے سپرون
پر تکیہ کیے جھوم رہے ہین جوش جرأت مین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین باغبان کہتین احسان کرو
خواجہ عمرو کو ڈھونڈھ نکالو اگر وہ آجاتے رائے نیک بتاتے پہلو سے ایک کنیز نے آواز دی
حضور مین خواجہ عمرو کو بلا لون ذرا مجھ سے آنکھ ملائیے اسقدر نہ گھبرائیے ملکہ مہرخ نے پلٹ کر دیکھا

خواجہ عمرو ایک کنیز کی شکل بنے کھڑے ہین فرمارہے ہین ای مہرخ بقول سعدی فرد زہر جاے مرکب
توان تاختن ؛ کہ جا ہا سپر باید انداختن ۔ تم سب صاحبون نے خوب جانبازی کی فوج دلدہی نہین
کرتی نیرنگ بھی ساحر زبردست ہی بس طبل ماں بجواؤ اپنی جان بچاؤ صبح ہوتے ہوتے مین آسکی
مشکین باندھ لاؤنگا مارے کوڑون کے کھال گراد ونگا ملکہ مہرخ خواجہ عمرو کو دیکھکر باغ باغ ہوگئین
روح کو راحت آنکھون مین بصارت قلب کو قوت حاصل ہوئی فوراً طبل ماں پر چوب پڑی لشکر جدا
ہوے حیرت نے اپنا ہاتھ روکا نیرنگ نہ مانتا تھا حیرت سے کہا ملکہ اب مسلمانون کو امان ندونگی
تدبیر سے لڑائی فتح کرونگا حیرت نے کہا واہ واجان آپ بجا ارشاد فرماتے ہین صدہا سال سے یہ قاعدہ
مقرر ہی کہ جب طبل ماں بجتا ہی لشکر کے لوگ پلٹ جاتے ہین یہانتک قانون مین درج ہی کہ اگر حریف
حریف کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا ہو خنجر گلے پر رکھدیا ہو مناسب ہی اپنے دشمن کو قتل نکرے اگر ہم بھی
طبل ماں بجواتے ہین سرداران مہرخ پلٹ جاتے ہین آج انھون نے طبل ماں بجوایا ہم نہ قبول کرین
قاعدے کے سراسر خلاف ہی کیا رات بھر مین دس گز کے ہو جاینگے کچھ بڑھ جاینگے گھیر کر مار لینگے حجت
باقی نرہے نیرنگ خاموش ہو رہا فتح و فیروزی لشکر کو لیکر پلٹا آدھر ملکہ مہرخ و سرداران مذکور بقدر
مقدار ساتھ لیکر پلٹین بارگاہ مین آئین خواجہ عمرو بھی ہمراہ ہین زخم و زیان کرائین لیکن نہایت
منتشار ہی بیان نیرنگ جو پلٹ کر آیا اشتیاق وصل حیرت مین پھر بیقرار ہی چاہتا ہی جلد لڑائی فتح
کرون وصل حاصل ہو آتے ہی تخت پر بیٹھا دو چار جام شراب کے پیے بلبلا کر حکم دیا طبل جنگی بجے جو
لشکر ظفر اثر کی خبر لیکر بھاگے تھے بارگاہ مہرخ مین آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا بادشاہی بجا لائے نظم

الٰہی مطلب احباب حاصل درجہان گردد	جوان بخت و جوان دولت جوان سال	الٰہی درجہان باشی بہ اقبال
شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن پامال دوست سرفراز ہو نیرنگ نے		یکان جام مے یار بکام دوران گردد

طبل جنگی بجوا دیا پلٹنا اسکو نہایت ناگوار ہوا حیرت پر غصہ کرتا تھا لڑنے پر مرتا تھا اب کہتا ہی یہ
بی واپس نہونگا ملکہ مہرخ نے فرمایا بتائید رب اکبر یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی
بجا یا جب طبل جنگی بج چکا تو مہ جبین نے گڑگڑا کر خواجہ سے کہا اب آپ کچھ تدبیر کرین سرداران ہمارے
سب زخمی ہو چکے ہین کوئی لڑنے کے لائق نہین ہی سحر نیرنگ پر فائق نہین ہی عمرو نے کہا مجھسے
کیا ہو سکتا ہی بموجب مضمون مصرعہ ع پراگندہ روزی پراگندہ دل شعر کیا بنے کیا خاک کوئی ردسکے

جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے ؎ قرضدار و رپا آزار بارگاہ سے نکل بھی نہین سکتے صہرغ نے کہا خواجہ آپنے کہکر طبل امان بجوایا اب آپ اس طرح فرماتے ہین عمرو نے کہا مین نے برا کیا اب کبھی ایسی خطا نہو گی یہ سنکر باغبان قدرت نہایت صاحب لیاقت ہو پکار کر آواز دی صاحبو ہمارے اُستاد کے قرضہ ادا کرنے کی تدبیر کرو نیرنگ کی بھی تدبیر ہو جائیگی کسی نے دو ہزار کسی نے چار ہزار کسی نے زیور بنگاکر سامنے خواجہ کے جمع کیا جب مبلغ خطیر جمع ہوے تو باغبان نے کہا اُستاد یہ قلیل تو حاضر ہی سود تو ادا کیجیے اصل کی بھی تدبیر ہو جائیگی خواجہ ہنسے فرمایا باغبان اب آپ بڑی ظریف ہو گئے ہین روپے دیکر میری جان لیتے ہین سبطرح مشکل اگر لون تو جان جاے نہ لون تو قرضدار کہین گے تو نے ملتا ہوا چھوڑ دیا ہمارا قرضہ ادا نکیا مجھے جان دینا منظور ہی تم سبھون کا برا خیال رہتا ہی یہ کہکر اُٹھے کہ روپیہ قبضے مین کرون باغبان نے کہا اُستاد یہ روپیہ ابھی نہین ملیگا ایک خیمے مین رہیگا جب آپ نیرنگ کو پکڑ لائینگے تب یہ رقم پائینگے خواجہ نے طرف باغبان کے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کہا بہت اچھا ہم جاتے ہین اپنے کو شل نقش پا سُناتے ہین زبردستی کمبخت ہماری جان لیتے ہین بڑ بڑاتے ہوے بارگاہ سے نکلے صورت بدل کر طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوے لیکن نیرنگ جادو عاشق جمال حیرت بیقرار و پریشان طبل جنگی بجوا کر نیز کو خدمت مین حیرت کے بھیجا کہ ملکہ عالم مین نے طبل جنگی بجوا دیا گھڑی دو گھڑی یہان آکر بیٹھے حیرت نے جواب صاف کہلا بھیجا کہ مین تمھاری بارگاہ مین نہ آؤن گی نیرنگ نشے مین شراب کے بیٹھا تھا لڑکھڑاتا ہوا تخت سے اٹھا آنکھون کے سامنے تصویر حیرت دل پر داغ مصیبت چہرہ کھٹ پر آکر گرا کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی کبھی فلک کج رفتار کا شکوہ کرتا ہی ہاے اُس محبوب مطلوب کو کیونکر پاؤن جان اپنی قدمون پر نثار کرون رو رو کر یاد حیرت مین یہ اشعار پڑھنے لگا

اشعار موافق مضمون مقام نظم

یار تھا پردہ نشین آنکھون مین کیونکر پھرتا
ساتھ دو چار قدم ڈھونڈھی ٹھوکر پھرتا
بیٹھ رہتا تھا کہین چھوڑ ہی مجھے ٹوٹ کے پانون
نیت پہنچتی نہ چھری چلتی نہ خنجر پھرتا

دل کے اندر تھی جگہ جسکی وہ باہر پھرتا
خبر یار کو دل جا کے مقرر پھرتا
یون نہین تھا یہ مری گردش کا مقدر پھرتا
ڈھونڈھتا اسکو تصور مین مین گر مجھے

مین جو رکھے ہوے ہاتھ اپنے جگر پر پھرتا
کبھی پھرتا بھی جو کمبخت تو مضطر پھرتا
سیر کرتی نگہ یاس وہ قاتل دم تیغ
دور کیا تھا کہ مرے ساتھ گر پھرتا

لاکہ تو پھیرے کوئی تجھسے یکایک بت عرنا
نظر آجاے جو کوئی کہین مضطر پھرتا
خاک کو نیرنگ کر نہ دکھاتے آنسو
جستجو مین تری پہاڑون مین کیونکر پھرتا
داد کو اپنی بھی پہونچا کوئی فریادی عشق
کبھی مین گرد کبھی میرا مقدر پھرتا
ساتھ ساتھ اپنے تصور کبھو آتا وہ بھی
غیر کا ہاتھ نہ وہ ہاتھ مین لیکر پھرتا

گر سکیگا نہین طعن ناصح خود سر پھرتا
کو دکھاتا نہ فلک ساقی محفل کا سمان
ابر رو پر تری پانی مژۂ تر پھرتا
کوچۂ یار کا قاصد ہی لگاتے جو پتا
پوچھتے اس سے جو ہنگامۂ محشر پھرتا
خون عاشق کا نہ گر چلتی جو وہ تیغ نگاہ
دل کے اندر کوئی پھرتا کوئی باہر پھرتا

جا بجا جلوہ گہ یار اسی کو قاصد
چشم و دل مین تو کوئی شیشہ و ساغر پھرتا
دو زبان آنکھین تو تجھے چار طرف ڈھونڈھ چکین
یون بھٹکتا ہوا کیون خضر پیمبر پھرتا
سر افتادہ کو میرے جو وہ ٹھکرا دیتے
سو بل آیا ہوا پھر کیون کوئی خنجر پھرتا
دل جلا آل اپنا جو پامال ہوا خوب ہوا

جب نیرنگ بہت بیقرار ہوا مصاحبون نے آکر سمجھانا شروع کیا

کہا حضور حیرت تو خود آپ پر جان دیتی ہے فتح جنگ کا وعدہ ہے وہ کل پورا ہو جائیگا بدون فتح واپس نہونگے ہم وعدہ کرتے ہین کل حیرت کو آپ کے پہلو مین سلا دینگے یہ باتین سنتین نیرنگ جب بہت گھبرایا بارگاہ سے اپنی باہر آیا ٹہلتا ہوا طرف بارگاہ حیرت کے جاتا ہے ایک نخل کے سایے مین روشنی سی معلوم ہوئی نیرنگ نے پلٹ کر دیکھا زیر نخل پر حیرت جادو سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے نیرنگ جھپٹ قریب آیا دیکھا حقیقت مین حیرت جادو معلوم ہوتی ہے ابھی آکر ٹھہری ہے مگر یکہ و تنہا نیرنگ تو بیقرار ہو رہا تھا گرد پھرنے لگا کہا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی کیون اسوقت مزاج اقدس کیسا ہے حیرت نے نیرنگ کے پٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہا او بیحیا شعبدہ باز تونے کیا کر دیا کہ میرا دل نہین لگتا شوق اپنے ساتھ والیون کو دم دیکر نکل آئی یہی خیال تھا کہ دادا جان کو دیکھ آؤن تونے کیا کوئی منتر پڑھ دی نیرنگ طمانچہ کھا کر قدمون پر گر پڑا کہا ملکہ مین غلام ہون جان میری حاضر ہے عمر بھر غلامی کرونگا حیرت نے کہا ارے او بدبخت اس مقام پر تجھسے باتین کرتا ہے صرصر کو افراسیاب نے میرے اوپر مقرر کیا ابھی جو آجاے تو غضب ہو تو اپنے خیمے مین جا مین پشت پر سے آؤنگی ارے خبردار کسی سے ذکر نہ کرنا مین بدنام ہو جاؤنگی افراسیاب تجھکو زندہ نہ چھوڑے گا لیکن تیرے واسطے زہر و نگی آخر دل کو کیا کہکر سمجھاؤن دل سے اپنے ہر شخص ناچار ہے سلطنت طلسم ہوشربا چھوڑ کر تیرے سودے مین مبتلا ہون جلد جاکر بارگاہ مین تخلیہ کر سبکو ہٹا دے مین دو باتین تجھسے کرکے چلی آؤنگی نیرنگ جادو بھاگا بارگاہ مین آتے ہی مصاحبون سے کہا یارو باہر جاؤ مصاحبون نے

جو سبب پوچھا کہا یار و کچھ نہ پوچھو وقت فرصت کمدو نکا سب مصاحب وغیرہ باہر آئے پشت پر سے
سر اپکے چاک ہوا دیکھا حیرت جادو منھ لپیٹے ہوے کانپتی ہوئی رنگ رو متغیر اندر بارگاہ کے آئی
نیرنگ کا یہ حال ہو ملال محبت عرض کی آئیے سرفراز کیجے حیرت آکر مسند پر بیٹھی بیٹھتے ہی رونے
لگی نیرنگ نے سبب پوچھا حیرت نے کہا ای نیرنگ یہ معاملہ کیونکر چھپیگا جس دن افراسیاب کو
خبر ہوگی تمھارا تو کچھ نکر سکیگا مجھے آتش قہر و غضب مین جلا دیگا نیرنگ نے کہا ملکہ عالم اسکی کیا مجال
ہی مین ایسے اسم پڑھونگا اسکی زبان بند ہوجائیگی کبھی کچھ نہ کر سکیگا مین مخفی ہوکر آیا کرونگا برسون
یہ راز نہ کھلیگا حیرت نے کہا بس مین جاتی ہون مین نے تجھکو دیکھ لیا تسکین ہوگئی نیرنگ قدمون
پر گر پڑا لپٹنے لگا حیرت نے دو طمانچے مارے کہا بےادب قاعدے سے بیٹھ بزرگون نے سچ کہا ہی
کہ ذلیل کا منھ لگانا اچھا نہین ہی ذرا ہمنے توجہ کی اپنے آپ سے باہر ہوگیا کوئی گلابی شراب کی
بھی تجھکو ممکن ہی نیرنگ دوڑکر میز پر سے گلابی اٹھالایا حیرت نے گلابی ہاتھ سے نیرنگ کے
لیلی گھائی سے پڑیہ بیہوشی کی شراب مین ملائی خیال ہوا ای عمرو ایسا نہو بازو پر اسکے پتلے نہر سے
بندھے ہین کوئی در انداز بول اٹھین جام تو لبریز کیا مگر کہا کیون ای نیرنگ یہ پتلے کیسے بازو پر
بندھے ہین بازو پر بہت برے معلوم ہوتے ہین انکو کھول کے رکھدے نیرنگ نے کہا ملکہ عالم یہ
میرے نگہبان ہین پس حیرت نقلی نے غصے مین جام شراب زمین پر پھینک دیا دامن جھاڑکر
اٹھی کہا او بیحیا سنگدل ہمکو دشمن جانتا ہی ہمنے محبت افراسیاب سے منھ موڑا تیرے پاس
بلا تکلف چلے آئے تجھکو ابتک دوستی مین دشمنی کا خیال ہی ایسی نامرد سے ملاقات کی آبرو بھی
جائیگا تو مین خبر نہ لونگی یہ کہتی ہوئی حیرت چلی نیرنگ دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا ملکہ واسطے
سامری جمشید کے میری خطا معاف فرمایئے آپ دشمنی کرینگی تو دوستی کون کریگا لحمہ بھر ادس
ٹھہر جایئے ایک جام نوش کیجیے ابتو عمرو نے خوب پاؤن پھیلا سے نیرنگ نے سب پتلے اٹھاکر
پھینک دیے عمرو نے کہا مجھے خود تیری شراب پیتے خوف آتا ہی کہ اس مین زہر نملا ہو نیرنگ
بہ منت خوشامد سمجھا کے تا بمسند لایا خواجہ نے جام لبریز کرکے رکھدیا کہا لے او بدست شراب پی لے
تو مین رخصت ہون نیرنگ بہت ہو رہا ہی ہوش درست نہین جام کو اٹھاکر بیخوف پی گیا او جو
تو اسنے شراب پی خواجہ عمرو منھ بناکر اٹھے کہا لے مین جاتی ہون خبردار مجھسے بات نکرنا یہ کہکر

عمرو چلا ہیرنگ گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تو تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا عمرو نے جست کر کے زبان میں سوزن دیا حلقہ اسے کمند سے مشکیں باندھیں چادر عیاری میں پشتارہ باندھا سراپچہ چاک کر کے سے نکلا رات بہت قلیل باقی ہے ستارہ سحری چمک چکا ہے صدائے مرغ سحر آرہی ہے حیرت جادو دربارے اُٹھی صرصر حاضر ہے کہا جاؤ دیکھو ہیرنگ اُٹھا یا سو رہا ہے صرصر چلی یہاں جب عرصہ ہوا مصاحب و خادم و خدمتگزار جو دروازے پر حاضر تھے انھوں نے آواز دی اے شہنشاہ صبح قریب ہے کمر بندیکو حکم دیا جائے کچھ آواز نہ آئی مصاحب اندر گھس آئے دیکھا چوگرے چنگیر زان عطردان پاندان وغیرہ اشیاء مدارات اسباب تحرمسند پر پڑا ہے سراپچہ چاک ہیرنگ کا نشان نہیں روتے پیٹتے طرف بارگاہ کے چلے راہ میں صرصر ملی پوچھا اُسنے یارو خیر تو ہے سب نے کہا شہنشاہ کا نشان نہیں اتنا صرصر نے ان سبھوں کو پھیرا خود اُسی بارگاہ میں آئی عمرو کے پیرے کا نشان پہچانا کہا صاحبو عمرو آکر لیگیا مصاحبوں کو ساتھ لیکر دربار حیرت میں آئی کہا حضور ہیرنگ کو عمرو گرفتار کرکے لیگیا انہیں معلوم کیا وہ کا دیا یقین ہے کہ آپ کے نام پر گرفتار ہوا حیرت نے کہا اے صرصر جیسا اُس بچہ کو خیال تھا اُسکے آگے آیا لیکن افراسیاب مجھکو اور تجھکو دونوں کو قتل کروا دیگا بروقت رخصت میں نے اُسسے کہا تھا کہ ہیرنگ کو عیاروں سے بچانا غفلت نکرنا صرصر بہت گھبرائی حیرت نے کہا میں ابھی لشکرکشی کرکے باقی ہون یا جان دونگی یا اُسکو چھوڑاؤنگی سرداران مہرخ نے اُسکے ہاتھ سے شکست کھائی ہے سب اُس سے جلے ہوئے ہیں فوراً قتل کروا دینگے لمحہ بھر توقف نکرینگے یہ کہکے حیرت تخت پر سوار ہوئی لشکر تیار ہوا صرصر گھبرائی کہا اے ملکہ عالم اتنا توقف فرمائیے کہ کنیز خبر لے آوے تو آپکو اختیار ہے لیجا ہو سب سرداران مہرخ مل کر آپکو گرفتار کریں تو میں شہنشاہ کو کیا منہ دکھاؤنگی یہ کہکر صرصر بانا سے عیاری سے آراستہ ہو کر بصورت بدل طرف لشکر مہرخ کے روانہ ہوئی یہاں مہرخ وغیرہ کو رات بھر انتظار رہا اہل سرداروں کو انتشار سحر ہوتے ہی سب نے آہ کی کہا او صاحبو صبح ہوگئی معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ کا نتیجہ نامقبول نہیں ہوا پڑا ہا جادو گرچھا ندیدہ کار آزمودہ ہیں بالنشین آفات پرستار لات و منات دام انکا نہ پڑا یہ ذکر تھا کہ لشکر میں غل ہوا خواجہ پشتارہ بدوش آتے ہیں چرند و پرند تک بڑھ کر بخوشی دعا دی اشعار بموجب مضمون مقام ہذا

نظم

تا صبح نو عروس زمرد حجاب را — ہر روز جلوہ از طبق خاوران دہد

باد از عروس نکہت تراز فتنہ کرد چرخ

بر سیاہ عنش بر وے ناصد جہان وہد | حضور کا اقبال یاور ہی خواجہ عمرو نیرنگ کو پکڑ لائے بہار
وتیمور نے کہا ای ملکۂ عالم جلد جلادون کو بلوائیے آتے ہی اسکو قتل کیجیے کیدان رسالدار بارگاہ
مین جمع ہوگئے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ دیر نہ کیجیے گا خواجہ نے آکر دیکھا دربار مین مجمع عام تخت
پر ملکہ مہ جبین گرد تمام سردار عمرو نے آواز دی ای ملکۂ عالم اس ملعون کو لایا مگر بڑی جانکاہی ہوئی
میان باغبان صاحب وہ روپیہ میرا لائیے باغبان نے کہا خیمے مین سب رکھا ہی خواجہ تو پشتارہ
پھینک کر واسطے اپنے روپے کے سمت خیمے کے چلے یہان مہرخ نے اشارہ کیا زبان مین نیرنگ کے
سوزن ہی کمندہاے ریشمی سے مشکین بندھی ہوئی چرند و پرند نے ہوشیار کیا نیرنگ چہار جانب
دیکھنے لگا ملکہ مہرخ نے آواز دی او نامِ قدرت پروردگار کو دیکھا ہمارے استاد تیری مشکین باندھی
مناسب ہی کہ اطاعت دین اسلام قبول کر یہ سنکر اس بیحیا نے آنکھین نکالین ہاتھ سے اشارہ کرتا ہی اگر سوزن
زبان سے نکل جائے تو مزا چکھادون جلاد جلاد کا جو اہر ہوا پرے مین سے ایک جلاد تیغ کھینچے ہوئے
حاضر حاضر کہتا ہوا نکلا ملکہ مہرخ سے آنکھ ملا کر کہا حضور اسکو قتل کرون مہ جبین نے کہا بسم اللہ وہ جلاد جھپٹکر
قریب نیرنگ آیا ظاہر مین تو کان پکڑا چلا کر کہا او عیار جبکا حکم قتل ہو چکا ساغر عمر تیرا لبریز ہوا
چپکے سے کہا ای شہنشاہ ہوشیار رہو بیٹے ہم ملکہ صرصر شمشیر زن مین سوزن نکالتی ہون ہوشیار
ہو جائیے نیرنگ نے اشارہ کیا قتل کے حیلے سے صرصر نے زبان سے نیرنگ کے سوزن لیا
نیرنگ بل کر کے اٹھا سنگریزے اٹھائے یا سامری کہکر پھینک مارے صرصر تو کود کر بھاگی بارگاہ
مہرخ مین پتھر برسنے لگے کئی سو کے سر پھٹے یہان خواجہ نے جال مار کر وہ مال خیمے مین کیا خوشی خوشی
خیمے سے نکلے تھے کہ دیکھا لشکر پر پتھر برس رہے ہین صدائے گیر و دار بلند اہالیان لشکر مہرخ دردمند
عمرو گھبرا گیا پوچھا کیا ہوا دیکھا اہالیان لشکر بھاگے جاتے ہین قیامت کبرا برپا ہی عمرو نے بڑھکر
دیکھا نیرنگ مثل فیل مست اڑ رہا ہی کئی ہزار لاشہ زمین پر پھڑک رہا ہی نیرنگ مثل شعلۂ جوالہ بھڑک
رہا ہی قیامت برپا کر دی بیچ بارگاہ مین ہزار صدہا سردار بے لطفی سے زخمی ہوئے بھاگنے کی کس بیچارے
مہلت نہ دی زمین ہل رہی ہا ہی عمرو گھبرا گیا جی مین کہتا ہی اب شکست فاش ہوئی خدا اپنا فضل کرے یہ خیر
یہ ذکر تھا کہ حیرت جادو کا بھی نعرہ ہوا مع لشکر گران بصد شوکت و شان آگری اہل اسلام گھبرائے
ہوئے تھے حیرت نے قیامت برپا کر دی پہلے ہی حملے مین کئی سردار نامی کئی ہزار اہالیان فوج عیار گلشن

جنان ہوے اِن ساحروں کے مرنے کی صدا جو بلند ہوئی ہر چند مہرخ رو کتی ہی بڑھ بڑھ کے گولے ابر برق
لامع کڑکی مخمور نے خوب سحر کیے لیکن نیرنگ پر کسی کے سحر کی تاثیر نہین ہوتی شعلۂ جوالہ ہی جسپر جا پڑا جلا دیا
صدہا بندگان خدا کو اُس ناری نے پھونکا اب مہرخ کا قدم اُٹھ گیا پڑاؤ لٹا بارگاہین چھوٹین حیرت نے
آکر پڑاؤ پر قبضہ کیا ملکہ مہرخ مع سرداران نامی اپنے سرداروں کو بچاتی ہوئین دو کوس ہٹ آئین اب
آگے صحراے خارستان مقام کوہستان ہی سرداروں نے گھبرا کر کہا حضور اب بھاگ کر کہان جائین بہتر
یہ ہی کہ اُٹھ بڑھ کر مرین مہرخ نے کہا اپنے بے نیاز سے دعا کرو وہ اس مشکل کو حل کریگا سب سرداروں
نے دست دعا بدرگاہ بے نیاز بلند کیے بقرار ہو کر دعائین کرنے لگے کہ ای عیب پوش عالم تیرے
بندگان خاص کو شکست فاش ہوتی ہی جانگنی کی تلاش ہوتی ہی ہزارہا بندگان خدا اس ظالم کے
ہاتھ سے سپار گلشن جنان ہوے کیسے ماہتابان و مہر درخشان پردۂ خاک مین نہان ہوے اب
یہ جو باقی ہین انکو بچالے بقرار ہو کر جوان سب نے دعا کی غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار
وقت بیکسی و بے بسی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا بدعت بھی نیرنگ
کی حد سے پہونچ چکی ہی آج اسی امر پر آمادہ ہی کہ سبکو مٹا دوں بڑے بڑے سردار بھی مارے گئے فوراً
دعا قبول ہوئی صحراے گرد آڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی لکہ ہاے ابر سرخ و سفید نمایان
ہوے مہرخ وغیرہ دیکھنے لگین دیکھا سب نے ساٹھ ہزار علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے
بطور چہار دست اہتمام فوج مین مصروف تخت پر ملکہ جیحون سبز پوش زبان دراز پایۂ تخت کو تھامے
ایک جوان وحشی شمائل چہرۂ زیبا پر نقاب آفتاب رخ ابروان حجاب مین مخفی نشست مرکب باد رفتار پر
سوار بارہ ہزار جوانان زرہ پوش چلتہ پوش دوش بدوش لشت پر اُس جوان کے پرے جماے ہوے
علاوہ اُن بارہ ہزار جوانون کے اسی ہزار ساحر اژدہاے آتش فشان پر سوار بصد شوکت و لیاقت
حربہ ہاے سحر ہاتھ مین روارَوی کرتے ہوے آتے ہین جیسے ہی تباہی لشکر ملکہ مہرخ کی جیحون نے دیکھی
آواز دی ای شاہزادۂ ارکان وحشی سزنون مین ہمکو دیر ہوئی لشکر مہرخ پامال ہو رہا ہی جلد جا کر شرکت
کرو نیرنگ شوہر آفات چہار دست بادۂ کبر و نخوت سے مست خاص ملکہ مشتری ستارۂ طلعت نے
اُسی نامرد بیحیا کی سرکوبی کے واسطے تمکو تکلیف دی اس فصل مین کہ طائر بھی آشیانون سے نہین نکلتے
پیک نگاہ کے پر جلتے ہین وہی زمانہ ہی کہ صحرا کرۂ نار ہی مرغابی دریا مین بیقرار پناہ پانی دشوار نہنگان

آبرو دارشہ آب پنہان ہین ہواے گرم سے شعلے عیان ہین مچھلیان جسم سمندر مین نہان ہین خاصی ملکہ
مہرخ کا بھی نیرنگ دشمن ہی برائے رہروان جادۂ اسلام راہ زن ہی بسم اللہ شمشیر خارا شگاف
کھینچیے نعرون سے تمھارے میدان کارزار تھرا جائین دشمنون کو غش آجائین وہ نہنگ دریاے ہمت
شیر بیشۂ صولت وجلالت اپنے مقام سے بڑھا مرکب باد رفتار نے طرارہ بھرا نعرہ کیا یا شیدای ملازمان نیرنگ
اب آگے بڑھنے کا ارادہ نکرنا آگے نہ بڑھنا ہم شاہزادۂ ارکان وحشی مالک بجرۂ بابائے طلسم نور افشان
پلٹ کر نیرنگ وحیرت نے دیکھا ایک جوان شیر صولت آفتاب جمال ہر چند کہ چہرۂ انور زیر نقاب
پنہان ہی تو نور کی چہرے سے نکل رہی ہی مرکب صبا رفتار کلانیان بارتا ہوا آدم سے چھوڑ کر اس
شوکت سے آتا ہی اشعار بیان مضمون مقام نظم

زشوخی دادہ بتاراج تمکین
چراغ دودمان برق روشن
زبس نرمی کرا ورا ورشتاب است
گر شیده از سمی سم زبر دستش

از و بر باد رفتہ خانۂ زین
زمانے نیست آرامش بیکجا
بصد زرین او مخمل بر خوب بست

بود از تندی آن طرفہ توسن
ہمیشہ گرچہ وار و در حنا پا
ز نعل آہن گشتہ پاے آتش

نیمچہ ہلالی زیب کمر سپر قرص آفتاب عالمتاب پشت پر جانان دلجو ب

ستے تلوارین کھینچین ارکان وحشی جا پڑا بارہ ہزار برق شمشیر ایک مرتبہ چمکی بارہ ہزار جوان پہلے ہی
وار مین واصل جہنم ہوے پرے درہم وبرہم ہوے ارکان نے نیرنگ کو تاکا اسی جانب ڑ ابھرتا چلا
نیرنگ کو اپنے عجائب وغرائب کا گھمنڈ ہی لشکر ارکان پر جا پڑا گولے مارنا شروع کیے ملکہ جیحون
سبز پوش زبان دراز بھی تخت سے کودین لشکر حیرت پر جا پڑین دریاے سحر نے جوش مارا ملازمان حیرت
جادو اڑتے ایک جانب بطور چار دست تلوار کھینچکر جا پڑا شیرانہ رستمانہ لڑ رہا ہی آتے ہی شکست لشکر
کو رد کا دشمن کی فوج کو تہ وبالا کیا ابھی تک کسی کو یہ دریافت نہین ہوا کہ ارکان وحشی مین کیا کمال ہی
یہ سمجھے کہ ساحر ہی لیکن مرد سپاہی بذریعہ سپر شمشیر جنگ کرتا ہی تیغہ سحر کسکے ہاتھ مین ہوگا نیمچہ ہلالی سپر
قرص رخشان ہر مقام پر اسی سے کام لیتا ہی ارکان نے ابتک نقاب چہرے سے جدا نہین کی نیرنگ
کی فکر مین ہی لڑتا بھڑتا سامنے نیرنگ کے پہونچا للکارا او نامرد کہان جاتا ہی بندگان خدا کو بیجا قتل کیا
جیسے آنکھ چار کر سحر کا وار کر نیرنگ جادو بلبلا یا ہوا جس دن سے آکر لڑا ہر روز غالب ہوا فوجون کو
بھی درہم وبرہم کیا ہاتھ مین تیغہ سحر کھینچے ہوے لڑ رہا تھا سحر بھی کرتا جاتا ہی جیسے ہی شاہزادہ ارکان

نے للکارا جوش جرأت مین جا پڑا حیرت بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی غرق دریاے حیرت حیران و پریشان ارکان و نیرنگ سے مقابلہ پڑا اب ارکان گھوڑے سے کودا نیرنگ نے گولا مارا ارکان نے خیال بھی نہ کیا نیمچہ برق مثال چمکا کر گولے کو دفع کر دیا گولا دور جا کر پھٹا یہ بھی حیرت نے دیکھا دس پانچ ملازمان نیرنگ اُسی گولے سے زخمی ہوے حیرت نے پکار کر آواز دی دادا جان ذرا ہوشیار ہو جائیے اسوقت غور فرمائیے مین نے زبانی شہنشاہ کے سنا ہی کہ ارکان وحشی بے مثل و بے نظیر ہی حسن و جمال مین بھی رشک ماہ منیر ہی کوکب کا قوت بازو ملکہ مشتری کا زینت پہلو خاص آپ کے مقابلے کے واسطے اسکو بھیجا کچھ تو سمجھ لیا ہی یقین ہی مشتری بھی اس بازار مین ضرور آئے بازار جنگ کی خریدار ہی صاحب جاہ و وقار ہی نیرنگ نے پلٹ کر جواب دیا کہ ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای سرو نو خاستہ باغ محبوبی جان و مال تیرے نام پر نثار ہی اب دل تر دو منزل بہت بیقرار ہی اسکا سر تیرے سامنے لاتا ہون سب سرکشی چشم زدن مین مٹاتا ہون اب ارکان نیرنگ کے قریب پہونچ گیا نیرنگ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ارکان نے چہرہ بے نظیر سے نقاب الٹی بفصاحت و بلاغت آواز دی مصرع برس نگر برس نگر شاید کہ شناسی مرا۔ نیرنگ نے جمال بے مثال ارکان کو دیکھا آفتاب جمال خورشید جلال آنکھین رشک غزال چہرہ ماہ آسمان کمال سب نے دیکھا یا تو نیرنگ نئے رنگ سے سحر کر رہا تھا تلوار تو ہاتھ سے پھینک دی دام سودائے زلف عنبرین ارکان مین پھنسا پروانہ شمع جمال ہوا بیچارہ سرکش کا عجب حال ہوا پہلے تو ایک قہقہہ مارا خوب ہنسا لوگ حیران ہین کہ لڑائی مین ہنسی کیسی وقت جانبازی ہی یا ہنسی دل لگی نیرنگ جب خوب ہنس چکا چیخین مار کر رونے لگا بیقراری مین یہ اشعار آبدار پڑھنے لگا

نظم

سرخ ہی رنگ یار جانی کا
عہدہ دلوایا پاسبانی کا
مجھکو اٹھنے نہ دے جہانسے بھی
یہ بھی پہلو ہی مہربانی کا
ہمکو افشان دکھاؤ ماتھے کی
کیا علاج ایسی ناگہانی کا

جوش ہی بادۂ جوانی کا
خضر دو دن کی زیست کیا کم ہی
جب مقر ہون مین ناتوانی کا
صبح ہوتے ہی پھر کہان شب وصل
پھر فرہاد دیکھو جانفشانی کا
حال دل کیا سنائین دل ہی نہین

نالۂ شب نے کوے جانان مین
روگ ہی عمر جاودانی کا
خاص ہمپر وہ ظلم کرتے ہین
عود ہونا نہین جوانی کا
آگیا دل حضور پر گئی آنکھ
گم وہ دفتر ہوا کہانی کا

عشق کہتا ہو آبرو سے گذر
داغ سجدہ یار کی نشانی کا
جھیلنا کیا ذرا سے پانی کا
دل گیا تو گیا پر شمین جلال

سب حیران ہین کہ نیرنگ کو کیا ہوا دیوانہ وار وحشی مثال گریبان اپنے ہاتھ سے چاک کیا خاک اٹھا کر منھ پر ملی ارکان وحشی آگے بڑھا صرف ایک مرتبہ چہرہ دکھا کر وہ مصرعہ پڑھا اتنے ہی مین مطلب حاصل ہوگیا یہی چہرے پر اسکے طلسم بندھا ہی کہ جو اُس صورت کو دیکھے گا یہی نقشہ ہو گا جسطرح نیرنگ اپنے آپ سے باہر ہوگیا سارے سحر و ساحری بھولا سر ٹکراتا ہی چار سو جوان نیرنگ کی پشت پر تھے وہ بھی سب سڑی ہوگئے بعض نے اپنے ہاتھ سے اپنے گلے کاٹے بعض نے شکم مین خنجر مار لیے بعض اُس وحشت مین کہ ہوش و حواس پراگندہ ہین نرگسی کے عاشق صادق ہین نرگسی کے یار موافق ہین سحر نے قلب اُلٹ دیا اُس جوش مین یہ اشعار آبدار پڑھ رہے ہین نظم

جلوہ فرما گھر پہ پیکر وہ قمر ہونے کو ہی
دل سپر کی طرح سے سینہ سپر ہونے کو ہی
بھیجنے والے ہین اُس رشک سلیمانکو خبر
اب رو کو ہمکو جانے دو سحر ہونے کو ہی

نیّر اقبال میرا اوج پر ہونے کو ہی
لکھنے والے ہین وہ سرخی مے سے خط کا جواب
ہد ہد بلقیس اپنا نامہ بر ہونے کو ہی
دو ہی دن کے ہجر مین بیتاب نیّر ہوگئے

اب کشیدہ یار کی تیغ نظر ہونے کو ہی
آج تیرا خون مرغ نامہ بر ہونے کو ہی
پردہ شکو غنیمت جان کرتے ہین وہ
زندگی فرقت کے صدمے سے بسر ہونے کو ہی

ارکان صاحب طاقت بھی ہی ہنستا ہوا نیرنگ کے قریب پہونچا تصدق و نثار ہونے لگا جوش سودا مین چیخین مارے رونے لگا ارکان نے بڑھ کر نیرنگ کی گردن لی سحر تو بالکل نیرنگ کو فراموش ہوگیا ہی سر نہ ہلایا چاہا قدمون پر گردن پروانہ وار گرد شمع جمال پھرون ارکان نے کمر مین ہاتھ ڈیکر اٹھا لیا زمین پر دے مارا دونون پانون پکڑ کر نیرنگ کو چیر کر پھینکے بارہ ہزار جوان ہمراہی مین ہین اُنھون نے بھی بارہ ہزار دیوانون کو مارا نیرنگ کا کام تمام ہو صحرا آتش بہار ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین آندھی سیاہ اٹھی ہزار ہا درخت گر گئے شور قیامت برپا تھا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام مین نیرنگ جادو بد حیرت جادو گھبرا گئی سرداران ہمرخ نے بھی دباؤ ڈالا لڑتے ہوئے بڑھے لیکن کمال یہ ہی کہ یہ شیر بیشہ جرات ارکان بالیاقت جہان مجمع عام دیکھا اُس مجمع مین گھس گیا نقاب چہرے سے اٹھائی مصرعہ مذکور پڑھا دو ہزار دیوانے ہوئے ساتھ والون نے انکو قتل کیا لشکر نیرنگ و حیرت پامال ہوا حیرت نے تو منھ پھیر لیا ہی اُس جانب نگاہ نہین کرتی ہو جب مثل پشت دکھائی گویا لڑائی سے منھ پھیرا حیرت کو لشکر حیرت نے گھبرا بھاگی جاتی ہی

بنت وکھاتی ہی لشکر مین عجب تلاطم ہی ارکان نقاب الٹتا پھرتا ہی وہ مصرع باواز بلند پڑھ دیتا ہی کوئی تو ہنس ہنس کے مرا کسی نے رو رو کے جان دی کسی نے ہاے کہکر بیخ نخل پر سر مارا کسی نے گلا اپنا کاٹ لیا کسی نے خنجر سے اپنے کو ہلاک کیا عجب طرح کا لشکر حیرت مین تلاطم ہی عیارون نے ہزارون آدمیون کو دریا مین ڈبو دیا جب ارکان رک جاتا ہی جیون ترغیب دیتی ہی کہ اے نورنگاہ ملکہ محترمہ مشتری کی بھی استقامت نہین ہوا لشکر مہرخ کے لاکھون بجنگ مارے گئے بنیا اسی طرح لڑتے ہوے تابہ کوہ ہفت رنگ و تا بہ دریاے نیل چلے چلو بدون فتح واپس نہو یہ آواز سنکر ارکان کسی غول پر جا پڑتا ہی نقاب الٹ دی مصرع پڑھا وہان کے لوگ دیوانے ہوے ساتھ والون نے قتل کیے جو لوگ سپہ سالاران لشکر اور زبردست تھے انھین کو ارکان نے چیر چیر کر پھینک دیا حیرت منھ پھیرے ہوے سحر کر رہی ہی کچھ بن نہین پڑتا مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ نے بھی زمین ہلا دی لشکر حیرت پر شکست فاش سب کو بھاگنے کی تلاش سرداران حیرت پلٹ پلٹ کر ارکان پر سحر کرتے ہین کسی کا سحر اسپر تاثیر نہین کرتا ہنس ہنس کے سحر کو دفع کرتا ہی صدہا کو چیر کر پھینک دیا باغبان نے اب اطمینان سے سحر کرنا شروع کیا جیون کی راے عمرو کو بھی پسند آئی یعنے اسی طرح لڑتے ہوے تا بہ دریاے نیل چلو لوح طلسمی حاصل ہو تب تسکین دل ہو جیون نے کہا خواجہ جہان آپ کا حکم ہو یہ شیر مین جائے چشم زدن مین دشمنون کو مٹا دے آج تک کوکب نے اسکو بہ حفاظت رکھا حجرے سے باہر نہین نکالا اب وقت آگیا دیکھیے یہ کیا کرتا ہی فوج حیرت کو شکست دیگا تا بہ دریاے نیل چلیے لوح حاصل کیجیے چلکر لشکر طلسم کشا سے لیکن سب لشکر ایک مقام پر ہو جاے پروردگار سامان لوح مہیا کرے تب یقین کامل ہو کہ طلسم فتح ہوگا سرداران مہرخ خوش و خرم ملازمان حیرت کا لبون پر دم علمدارون کے ہاتھ سے علم چھوٹ کر زمین پر گرے علم رنج والم گرا ہمراہیان حیرت قفس رنج و محن مین ہین علم جو زمین پر گرے ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مردے کفن مین ہین حیرت بہت گھبرائی منھ پھیرے ہوے بھاگی جاتی ہی صرصر بھی بدحواس حیرت کہتی ہی اے صرصر کیا کرون سردارون کے مرنے کی آواز آرہی ہی سرداران مہرخ کی خوب بن پڑی سب جم جم کے لڑ رہے ہین بڑے زور شور سے سحر کر رہے ہین سرداران فوج بھاگ کر خدمت مین حیرت کی آئے کہا اے ملکہ عالم آپ فرماتی ہین ہم بجون سے عقل مین بہتر ہین ارکان پر ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا دیکھیے نصف لشکر کا خاتمہ ہو چکا جو اسکی صورت دیکھتا ہی دیوانہ

ہوجاتا ہی ساتھ والے اُسکے سب جوانان زبردست قتل بھی کرتے ہین چیر کر پھینک بھی دیتے ہین بڑے
بڑے افسرون کو ارکان وحشی نے چیر کر پھینک دیا اُسکے سامنے کسی کا زور نہین چلتا تھا بہت صاحب
شوکت و لیاقت ہی نام تو وحشی لیکن بڑی طاقت ہی صاحب جاہ و وقار نام وحشی بکار خود ہوشیار
حیرت نے گھبرا گیا صاحبو مین کیا بتاؤن شہنشاہ نے تو مجھکو تیل ماش بنایا ہر مقام پر بھیج دیتے ہین
خبر بھی نہین لیتے اتنا بڑا ساحر زبردست مارا گیا انکو خبر نہوئی چند افسر جا کر اطلاع کرو صاف صاف
کہو کہ شبرنگ ہاتھ سے ارکان وحشی کے مارا گیا اب ہمراہیان مہرخ نے دریاے نیل کا قصد کیا ہی وہ
شہنشاہ ہین اگر کچھ تدبیر کرینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ افراسیاب جادو بڑے
زور شور سے آکر پہونچا آواز دی ای حیرت نہ گھبرا نام شہنشاہ طلسم ہوشربا کون نابدولت سے مقابلہ
کر سکتا ہی شبرنگ بیچارا اپنے غرور مین مارا گیا اب آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر جل کرتا ہوا
آگے بڑھا سنگریزے اٹھا کر پھینکے لشکر مہرخ پر پتھر برسنے لگے ہزارہا ملازمان مہرخ پامال ہوے ہزارہا
کے سر پھٹے ملکہ بہجون نے ارکان وحشی کو اشارہ کیا بڑھکر کہا افراسیاب خانہ خراب کو لینا ارکان
طرف افراسیاب خانہ خراب کے چلا افراسیاب اپنے کمال کے زور مین اُڑتا ہوا چلا آتا ہی کسی کو اٹھا کر
چیر ڈالا کسی کو پتھر مارا کسی کو تلوار چمکا کر دکھلا دی کہین آگ لگا دی کہین پانی برسایا اس جوش وخروش
مین آتا ہی ادھر سے ارکان وحشی بڑھا ادھر سے افراسیاب پہونچا قلب لشکر مین مقابلہ پڑا اب
افراسیاب نے چاہا ہاتھ تلوار کا مارون ارکان نے نقاب چہرے سے اُلٹی آواز دی او بیچا مصرع
بر من نگر بر من نگر شاید کہ نشناسی مرا جیسے ہی افراسیاب نے روے زیباے ارکان وحشی کو دیکھا
قہقہہ مار کر ہنسا گریبان اپنا پھاڑ ڈالا چیخین مار مار کر روتا تھا اشکون سے منہ کو دھوتا تھا حیرت جادو
پیٹنے لگی سردار حیران کہ اب کسکا بھروسا کرین مصرع مژدہ باد ای مرگ عیسٰے آپ ہی بیمار ہی ہوا اتنا بڑا
بادشاہ جلیل کیا حرکتین کر رہا ہی بہجون نے بڑھکر زور دیا للکاری ای شاہزادہ ارکان بس بچا کو
لینا بہار و باغبان نے آواز دی ای ملکہ بہجون بھلا اشارہ کرو افراسیاب طلسم بند ہی ساحر خود
پسند ہی اسکا مرنا دست حق پرست طلسم کشا پر موقوف ہی ستارہ شناسون کو بخوبی وقوف ہی بہجون
نے کہا اگر نہ مریگا سیاہی پھیر ہی ارکان وحشی ہاتھ پاؤن بیکار کر دیگا افراسیاب گوشے مین جا کر بیٹھے گا
باغبان و بہار خاموش ہوے افراسیاب جو دیوانہ ہوا شمع جمال ارکان کا پروانہ ہوا حرکات نو کرنے لگا

گریبان بھی اپنا پھاڑ تاج زمین پر دے مارا ارکان نے چاہا چلکر اس عالم مین افراسیاب کی گردن
یون بن پڑے تو چیر کر پھینک دون یکایک آسمان پر برق چمکی پنجہ کمر مین افراسیاب کے
پڑا دستگیری کر کے افراسیاب کو لیگیا حیرت بھی ماہیان زمرد پوش نے مدد کی اچھے وقت پر
اُٹھا کر لیگئی ورنہ تھا کہ الٰہی ایسا ہو افراسیاب پتھرون سے سر ٹکرائے دیوانے پن مین جان گنوائے یا تو
حیرت ٹھہر گئی تھی سرداران لشکر بھی تمام جیسے اشیاے سحر لیکر آگے بڑھے تھے یا پھر لاعلم ہوا ارکان
نے بڑھکر شکست دی حیرت نے تو اپنے نزدیک یہ بہت کی کہ مُنھ پھیرے ہوے سحر کر رہی ہی لشکر کا
قدم نہین تھمتا سرداران زبردست مارے گئے ارکان کے ہاتھ سے نہین بچتے لیکن پنجے نے افراسیاب
کو مکان دیگر اُٹھایا کہ بلند ہوتے ہوتے بیہوش ہو گیا آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک پہاڑ پر پایا ماہیان زمرد پوش
بیقرار بدحواس دریاے اسباب سحر مین غوطہ مارے ہوے سامنے کھڑی ہی افراسیاب کچھ اشعار پڑھتا
ہوا اُٹھا ماہیان نے جھول سے شیشۂ آب دیدۂ سحر نکالا چلو مین پانی لیکر افراسیاب کے منھ پر
چھینٹا دیا افراسیاب کو ہوش آیا کہا نانی اماں تمنے سنا کیا آفت آئی نیرنگ جادو مارا گیا ارکان
وحشی نام سنتا تھا آج اُس ظالم کو دیکھا میرا دل چاہتا تھا اپنا گلا کاٹ ڈالون پہاڑون سے سر
ٹکرا کر مر دن مین جاتا ہون ایسا ہو حیرت کو گھیر کر مار ڈالین میری معشوقہ پر چہار جانب سے
بلوہ ہوگا سب سرداران مہرخ اُسکے دشمن مین ہی بہار آٹھو پہر یہی چاہتی ہین حیرت کو گرفتار
کرکے لیجاوین مطیع اسلام ہو لشکر کا بادشاہ کرین ایسا ہو اُسکے دشمنون پر کوئی آفت آئے یہ سُنکر
ماہیان نے کہا ای افراسیاب خبردار ارکان کے سامنے نہ جانا اُسکی صورت پر طلسم بندھا ہی جو
اُسکی صورت پر نگاہ ڈالے گا سودائی دیوانہ ہو کر مریگا اگر مین ظاہر ہوتی تو یہی حال میرا بھی ہوتا تو
چلکر مقابلہ کر لیکن طرف سے ارکان کے منھ پھیرے رہنا ظالم کو روے سیاہ نہ دکھانا اپنی جان
عابرو بچانا مین اندر سے زمین کے آتی ہون یا نون لشکر مہرخ کے نہ جنے دونگی صورت اپنی مین
نہ دکھاونگی طبقۂ زمین پر مخفی رہونگی افراسیاب جادو تو گڑگڑا کر چلا اُسوقت آکر پہونچا لشکر
حیرت پر شکست ہی بھاگنے کا بندوبست ہی علم فوج سرنگون سحر ارکان سے ہزارون مجنون
سر ٹکرا رہے ہین یکا افراسیاب جادو نعرہ کرکے گرا لیکن منھ پھیر کر کھڑا ہوا اور صفون پر جابجا
کبھی بہار پر سحر کیا کبھی مخمور سے لڑا باغبان کے گیند تلے برق لامع کو زخمی کر دیا رعد جب لڑا

سحر سے اسکے ہزارون کے سر پھٹ گئے ان اسکی برق جادو نے ہزارہا سر قلم کیئے افراسیاب نے رعد کو
بھی زخمی کیا برق تڑپ کر یہی جدھر رخ کرتا ہے ملازمان مہرخ بھاگتے نظر آتے ہین اس ظالم کے سحر سے
اپنی جان بچاتے ہین ملکہ حیرت نے دیکھا لاکھون جادوگرون کا کھیت ہوا بار سحر افراسیاب کو
کون سنبھالے دوسری مصیبت یہ ہے کہ زمین سے برق تڑپ کر نکلتی ہے ہزارہا کے پانون قلم کیے
ملکہ مہرخ گھبراتی ہین کہ ای پروردگار یہ کیا معرکہ ہے فوج کے پانون اکھڑے جاتے ہین زمین سے ایک
برق ہر مرتبہ چمکتی ہے کبھی دس کے پانون قلم ہوتے کبھی ہزار دو ہزار بیدم ہوئے ایک طرف سے
بدعت سحر افراسیاب حیرت جادو بھی اس کے واسطے پریشان رہی ہے اس ہنگامے مین صرصر بھی قریب
افراسیاب جادو کے آئی افراسیاب نے کہا ای صرصر دیکھ تو قیامت ہے مجھسے کچھ نہین ہو سکتا ایک ارکان
وحشی کے سبب سے سارے لشکر پر تباہی ہے مین کنارے کنارے اڑا ہون غول مین خوف سے ارکان
وحشی کے نہین جاتا ایک دفعہ دیوانہ ہو چکا ہون وہ ہی خیال ہے خداوند لقا نے بڑی خیر کی کوئی ہتھیار
میرے ہاتھ مین نہین تھا ورنہ اپنا گلا کاٹ لیتا صرصر بہت خوب کہا الگ ہوئی ایک نخل کے سایہ مین
کھڑی ہو کر سوچنے لگی محفوظ خاطر ناظرین ہو جس روز سے خواجہ طلسم ہوش ربا مین آئے خواجہ کا صرصر سے
عشق ہوا صرصر نے اکثر جن کتب خانون مین وہ کتابین کہ جسمین مورخین نے حال صاحبقران و
عیاری ہائے عمرو لکھا ہے دیکھ پائین انکو ضرور پڑھا اسوقت صرصر کو یاد آیا کہ ملک فرعونیہ مین عمرو
نے بمقابلہ فرعون شاہ نقابدار آئینہ پوش نیکر مقابلہ کیا تھا فرعون شاہ کے یہان چار شخص تھے
کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن نہ تھا نقابدار خندان و نقابدار گریان ان دونو مین یہ صفت تھی کہ حریف
جب انکے مقابلے مین آتا تھا نقاب اپنے چہرہ کے سے ہٹاتے تھے صورت منحوس دکھاتے تھے
جس نقابدار کا خندان لقب تھا اسکی صورت دیکھکر ہنستا تھا ہنستے ہنستے بیہوش ہو جاتا تھا
نقابدار شکمین باندھکر اس شخص کو لیجاتا تھا گریان کی صفت خندان کے برعکس یعنے روتے روتے
بیہوش ہوتا تھا تیسرا نقابدار زرد پوش نقرہ زن یعنی ہاتھ مین کوڑا رہتا تھا جسکو کوڑا مار دیتا
تھا حریف بیہوش ہو جاتا تھا چوتھا نریمان شیر افگن اسمین یہ صفت تھی زور و طاقت مین
بے نظیر جب حریف مقابلہ کرتا تھا بعد چار پہر کے ہاتھ بھر قد بڑھ جاتا تھا آٹھ پہر کے بعد ترقی
درازی قد ہوئی تھی آخر حریف کو زیر کر لیتا تھا جب لشکر صاحبقران تباہ ہوا یعنے نقابدار

روکے پکڑ لیا تب خواجہ سنے عیاری کی کہ تمام جسم میں اپنے آئینے باندھے مرکب کو بھی آئینہ پوش کیا یعنی نقابدار آئینہ پوش بنکر میدان میں سامنے نقابدار خندان کے آئے اُسکی صورت پر بھی طلسم بند تھا اپنی صورت کو دیکھا آپ سقدر ہنسا کہ بیہوش ہوگیا گریان نے مقابلہ کیا روتے روتے بیہوش ہوگیا ایک کو ہنسا کر ایک کو رولا کر پکڑ لائے نقرہ زن کے سامنے ایک سوار کی صورت بنکر گیے جب بیچارا گھوڑا مارون پہ بھاگے جنگل میں ایک مقام پر کنوان کھدوایا تھا آسمنے خس پوش کر دیا تھا وہان پر لاکے نقرہ زن کو گرایا زندہ در گور کیا زمیان شیر افگن کو عیاری کرکے مہتر قران نے مار صرصر کو یہ معاملہ یاد آیا خیال مین گذرا ارکان کی بھی وہی کیفیت ہے اُسکی صورت پر طلسم بند معلوم ہوتا ہے یہ سوچکر جستہ رنگ سے عن عیاری کا نکال کر عمرو کی شکل بنکر ایک درخت کی آڑ پکڑ کر ٹھہری ارکان وحشی آزمایا ہوا سفر آیا صرصر نے شکل عمرو آواز دی بیٹیا اسطرف آ ارکان قریب پہنچا صرصر نے بغل سے نکال کر آئینہ ارکان کو دکھایا صرصر جو سوچی تھی وہی ہوا ارکان نے جو اپنی صورت دیکھی حقیقت مین یہی سحر تھا قہقہہ مار کر ہنسا پھر چیخ مار کر رویا حرکات لغو کرنے لگا دیوانون کی طرح گلا کاٹنے پر آمادہ ہوا صرصر نے افراسیاب کو خبر دی کہ حضور جو صاحب سب کو دیوانہ کرتے تھے مین نے انکو بھی بنایا اسوقت مین لشکر حمزہ کو تباہ کر دیجیے میدان لاشہ ہاے باغیان سے بھر دیجیے ارکان اپنا گلا کاٹ ڈالے گا حقیقت مین ارکان عجیب حرکتین کر رہا ہے ہنستے ہنستے لوٹ گیا تھی جان دینا گویا ہنسی تھی قصد کیا اپنا گلا کاٹ ڈالے جیحون سبز پوش زبان دراز دوڑی قریب کر ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون اے شیر بیشہ جرات خیر تو ہے ارکان اسقدر بدحواس تھا وہی خنجر جیحون کو مارا جیحون نے اپنے کو بچایا در نہ دو ٹکڑے ہوتے جیحون کو زخمی کرکے وہی خنجر چمکا کر قصد کیا اپنے گلے پر پھیرون جان دون اسوقت لشکر مین ایک تلاطم ہوا ہر طرف یہی غلغلہ ہے ارکان کیا کرتا ہے جیحون نے کہا اب اس سے کلام کرنا بیکار ہے سٹری ہو گیا اپنی جان دینے پر آمادہ ہے سب نے دعا کی آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ مشتری ستارہ طلعت بصد صولت و شوکت آ پہونچی وہین سے للکارا اے ارکان کیا کرتا ہے کیا تجھپر مصیبت پڑی جو اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہے یہ کہتی ہوئی قریب آئی ہاتھ مروڑ کے خنجر چھین لیا جھولی سے آب میدہ نکالا منھ پر چھینٹا دیا ارکان ہوشیار ہوا چیخین مار کر رونے لگا کہا اے ان جان مجھے افراسیاب نے بہت ذلیل کیا دیکھیے لشکر کے قدم نہین جمتے زمین سے اک برق چمکتی ہوئی نکلتی ہے پانون ہلا یان

فوج کے کٹ رہے ہین ہزارون بیکار پڑے تڑپتے ہین ملکہ مشتری نے کمرے ہوکر اُس برق جہندہ کو دیکھا فرمایا یہ افراسیاب کی نانی کا سحر ہی بڑی مکارہ ہی یہ کہکر گولا جھولی سے نکالا پیشانی پر نشتر مارا خون سے گولے کو رنگین کیا گولا ہاتھ مین لیکر آواز دی او ماہیان یہ کیا سحر تونے ایجاد کیا ہی مثل چورون کے اُڑتی ہی زمین سے نکل آ ورنہ پھونک دونگی ماہیان نے زمین سے جواب نہ دیا سوچی کہ مشتری میرا کیا کر سکے گی ملکہ مشتری نے وہ گولا زمین پر مارا دہانے کی آواز پیدا ہوئی زمین سے شعلے نکلنے لگے اسقدر زمین گرم ہوئی کہ ماہیان کے جسم مین آبلے پڑ گئے تڑپ کے زمین سے نکلی بدحواس عالم یاس بدن پر آبلے آہ آہ کرتی ہوئی افراسیاب نے پوچھا نانی اماں خیر تو ہی کہا تجھے کیا بتاؤن آج مشتری نے غضب کیا مین اندر سے زمین کے اُڑ رہی تھی اُسنے گولا مارا تمام جسم مین آبلے پڑ گئے نانی نواسے باتین کر رہے تھے کہ مشتری ارکان کے ساتھ ہین اب ارکان وحشی بڑے زور شور سے اُڑ رہا ہی کسی سو کو سامنے ملکہ مشتری کے جیر کر پھینکتا یا وہی جوش وہی خروش وہی جرأت وہی شوکت وہی لیاقت مشتری نے جو دیکھا ماہیان و افراسیاب ایک مقام پر ہین کچھ سرگوشی ہو رہی ہی ارکان کو اشارہ کیا ارکان جھومتا ہوا چلا ماہیان نے کہا ارے افراسیاب بھاگ ارکان وحشی آتا ہی یہ کہکر تڑپی آسمان مین ڈوب گئی پردۂ ظلمات مین پہونچی خاک قبر جمشید لائی لتنے عرصے مین یہان قیامت ہوگئی افراسیاب حیرت کا ہاتھ تھام کر بھاگا ارکان کے سامنے کچھ نہ بن پڑا ابت لقا پرست مارے گئے ارکان چاہتا ہی افراسیاب و حیرت کے سامنے پہونچون نقاب اُلٹ کر دیوانہ بناؤن زن و شوہر کو قتل کرون یہ ہٹتا جاتا ہی مشتری نے بھی سحر کیے بازار رزم گاہ مین ہنگامہ الدیا نرخ جان ارزان دلال زلزل درکار ملک الموت بیکار ایک کی قبض روح نہین کرتے پاتا دو سو اور مر گرتے ہین خواہش ہی ملک الموت کو کچھ کارندے مقرر کرون ایسے مقام کا تنہا انتظام نہو سکے گا اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی بارہ لاکھ جادوگر افراسیاب کا مارا گیا پانچ کوس تک زن و شوہر بھاگتے ہوئے آئے ارکان پ بادہ کرکے چاہتا ہی افراسیاب و حیرت کو نون یہ زن و شوہر پشت دکھا چلے منہ پھیرے ہوے سحر کر رہے ہین قریب ہی کہ افراسیاب شکست کھا کر بھاگ جائے سوزش ارکان سے ہوش و حواس پراگندہ ہین جب افراسیاب کو کچھ نہ بن پڑا تب لقا کو گالیان دینے لگا کہتا ہی یا سامری جمشید میری تعلیم سے مین بھگوڑے کو

نکلو جب سے میری سرحد مین آیا کیا کیا آفتین برپا ہوتی ہین یہ نوبت آئی کہ ایک حقیر کے سامنے سے
بھاگنا پڑا نیرنگ ایسا ساحر مارا گیا نہین معلوم بیٹھے بیٹھے بھیجا گیا تقدیرین کیا کرتا ہی نام پر خدائی
کے مرتا ہی اپنی پشت کی بھی خبر نہین جانتا ہی الیان باختر نے خداوند بنادیا اگر جاگتی جوت کا خداوند ہی
تو اسوقت میری مدد کرے نہین نام پر اسکے جوتیان مارونگا سلیمان عنبر مین سوے کوہی کو لکھ
بھیجونگا کہ اسکو اپنے ملک سے نکالدو نہین تو اسوقت میری مدد کو آوے ہاتھ سے اس ظالم کے
بچاوے حیرت نے منھ پر ہاتھ رکھدیا کہا اے شہنشاہ بس برا ہی خواہ بھلا اپنا خداوند ہی وہ کیا مدد
کرے خود بیچارہ دردمند ہی آج تک تم سے یہ نہ ہو سکا کہ ملازمت مین جاتے تو خبر کرتا یہ باختر پہونچاتے
یہ سنتے ہی افراسیاب نے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگا ایسے گدھے کو کیا صورت دکھاؤنگا وہان سے بیٹھے
بیٹھے الٹی الٹی تقدیرین کرتا ہی ہزارہا ساحران زبردست میرا اسکی محبت مین مارا گیا اسی کی تقدیر کی یہ
تاثیرین ہین ہوشربا کے مٹانے کی تدبیرین ہین یہ کہکر افراسیاب بہت چیخا چلایا الغرض ہوا کہ ارکان آپہونچا
یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے ماہیان زمرد پوش بعد جوش و خروش زمین پر آکر گری
افراسیاب سے کہا مین نے تیرے واسطے اپنی جان مٹادی خاک ہوم خانہ جمشیدی لائی اسی سے
ارکان کو جلاتی ہون نگوڑے کو خاک مین ملاتی ہون ایک نخل کی پشت پر کھڑی ہوئی ارکان غافل
از شعبدہ بازی فلک تلوار کھینچے ہوے آتا ہی ماہیان نے ایک سردار کو اشارہ کیا وہ ساحر نعرہ کرکے
ارکان کے سامنے آیا ارکان نے اس ساحر کو دیکھکر نقاب چہرے سے الٹی وہ دیوانہ ہوا قہقہے لگانے
لگا ماہیان نے جو اتنی مہلت پائی خاک کی پڑیہ ارکان وحشی پر پھینک ماری وہ خاک جو سر
ارکان پر پڑی معلوم ہوتا تھا تو وہ بارود مین کسی نے چنگاری آگ کی ڈالدی ارکان نے ایک
چیخ ماری ہر سر مو در ہر بن مو سے چنگاریان آگ کی نکلین مثل سرو چراغان جلنے لگا ہر اعضا سے
شعلہ آتش نکلنے لگا دورے جو ملکہ مشتری نے یہ حال پرملال دیکھا گودیون مین پالا آنکھون کے نیچے
اندھیرا آگیا جھپٹ کر باران سحر برسایا چاہتی ہی آگ کو بجھاؤن وہ آتش سحر نہین بجھتی بھڑکتی جاتی
ہی ارکان کے منھ سے جو آہ آہ نکلی مشتری کے قلب کو تاب نہ رہی فرزند کہکر لپٹ گئی اس آگ نے
انکو بھی جلایا ارکان کے ساتھ مشتری بھی جلنے لگین اس حال مین ماہیان نے قریب آکر مشتری
کے خنجر مارا آگ بجھانے مین معروف تھین اپنے کو بھی بچاتی تھین خنجر ماہیان کو کمر پر پڑا ملکہ مشتری

اُکھڑ اکر زمین پر گرین اُدھر ارکان جلکر خاک ہوا شام میدان مین اندھیرا چھا گیا آوازین دردناک آنے لگین بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ارکان وحشی بود کشتی مرا نام من ملکہ مشتری ستارہ طلعت بود و و گھڑی کا ل آگ برسی اُسی اندھیرے مین ماہیان افراسیاب لشکر چہرخ پر آگرے پڑنے فوج کے درہم برہم کر دیے علم ہاے فوج قلم کیے افراسیاب و ماہیان چاہتے ہین چہرخ و بہار وغیرہ کو گرفتار کر لین یہ لوگ جانبازی مین مصروف ہین ماہیان نے ہزارون کو جلا دیا آج تو بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہو افراسیاب کو بھی ترغیب دیتی ہو کہ اے افراسیاب آج واپس نہ ہونا ان باغیون کے نخل حیات قلم کر بہار و خزان کا خیال بیکار ہی یہ سب تیری جان کے دشمن ہین ماہیان قلب فوج مین گھس پڑی بہار بیچاری بھاگی مخمور بھی الگ ہوئی باغبان نے کئی سحر کیے ماہیان نے جھپٹ کر باغبان کو زخمی کیا چہرخ پر بھی ایک گولا مارا اہل اسلام مین صداے یا ربا یا مستغیثا اے عیب پوش عالم اے خالق زمین و زمان اے کارساز دو جہان اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے بلاے آسمانی سے نجات دے تیرے گنہگار ہین مجبور و ناچار ہین سواے تیرے کس سے التجا کرین ایہ بخوبی ثابت ہی سواے تیرے کوئی پیدا کرنیوالا نہین ہو پھر کس سے فریاد کرین اس بیکسی مین کسی کو یاد کرین بیقرار ہو کر جو سب نے دعا کی آسمان پر برق چمکی آواز آئی او ملعونہ کیا کرتی ہو منم آفتاب عالمتاب سپہر نور افشان صاحب عز و شان ساحر لاجواب خاص سرکوب افراسیاب فخرہ کوکب روشن ضمیر

منم مالکِ ملکِ افسونگری
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر
قوی دست و بازو و رستم شیم

منم تاج سرکیہ ساحری
منم گوہر بحر جاہ و جلال
ملقب بہ القاب روشن ضمیر

منم صاحب شوکت و عز و جاہ
منم آفتاب سپہر کمال
جلالت شعار و فریدون حشم

لیکن سب نے دیکھا آج کوکب نامدار بصد غرور و وقار چہرہ سے

گلنار ہاتھ مین تیغہ آبدار جوہر دار مثل آفتاب عالمتاب دوسرے ہاتھ مین سپر فولادی فراخ دامن نعرے کرتا ہوا آنکھون سے اشک حسرت جاری لاشہ جو ملکہ مشتری کا دیکھا ایک سمت لاشہ شاہزادہ ارکان وحشی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب بھر آگیا اس زور و شور سے ماہیان زمرد پوش پر آگرا ماہیان گھبرا گئی پلٹ کر گولا کوکب پر مارا کوکب نے تیغہ برق تاب سے گولے کو کاٹ قریب آکے پینترا بدلکر تیغہ مارا ماہیان نے سپر تر کو چہرے کی پناہ کیا یہ تیغہ بے پناہ ہی وہ سپر خود

روسیاہ ہوگیا رونق گلگی فرار ہوئے اُڑتے پھول مرجھائے دامن سپہر کا پھولون سے خالی ہوا خزان نے پیام
حیات مین آئی ماہیان کو یہ ثابت ہوا شب بسر کی ہرچند مثال شب فراق تھی یہ بدنصیبی واسطے قیس و
فرہاد کے تھی تیغہ آفتاب مثال نے اُس شب تیرہ وتار کو مٹایا ہرچند ماہیان نے اپنے سر کو بچایا مگر سر خود
سر کا زخمی ہوا چہرہ خون سے لال ماہیان کا عجب حال قلب پر ہجوم غم و ملال ترقی پر کوکب کا جاہ و جلال
ماہیان نے ایک منہ کی تہ سے شعلہ نکلکر طرف کوکب کے چلا کوکب نے ہاتھ ہلایا انگلیون سے نہر سحر نکلی شعلے
کو بجھایا پھر ماہیان کو خاک مین ملایا قریب تو پہونچ چکا تھا جھپٹا پکڑ کے ایک طمانچہ مارا پھر ماہیان نے
بھی سحر کیا عارض پر تو عارضہ ہوا کوکب کے بھی ہاتھ مین ایک آبلہ پڑ گیا اتنی جو مہلت ماہیان نے
پائی تڑپکر غرق زمین ہوئی افراسیاب جادو کوکب پہ جا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی اسقدر شعلے
دونون کے سحرون سے بھڑکے ہزارہا بندگان خدا جلے جب کوکب نے ہاتھ مارا شعلۂ آتش بھڑک کر افراسیاب
پر گرے افراسیاب نے تو اپنے کو بچایا مگر لشکریان فوج جلے جب افراسیاب نے تیغہ مارا برق کی طرح کوکب پر
گرین کوکب آتشخو نے اُف اُف کر کے اپنے کو بچایا لشکر مہرخ کے کئی ہزار ساحر ٹھنڈے ہوئے لیکن آج کوکب
و افراسیاب سے وہ سحر ہوئے کہ دیکھنے والے الامان الامان کر رہے ہین کبھی آگ برسی کبھی دریاے
آب پیدا ہوا کوکب و افراسیاب نہنگ اور گھڑیال بن بن کر دریاے سحر مین شناوری کرتے تھے
پھر اُبھرتے تھے شعلہ ہاے آتش مین مثل برق چمکے کبھی تلوار سے لڑے کبھی خنجر کھینچے افراسیاب بھی گھبرا گیا
کوکب نے زچ کر دیا جب افراسیاب نے دیکھا کسی طرح سحر کوکب سے امان نہین ملتی گھبرا کر آواز
دی ارے کیا طلسم ہوشربا فتح ہو گیا طلسم کشا نے لوح پائی رکن طلسم ہوشربا گر گئے اتنا جو
افراسیاب نے پکار کر کہا ایک نازنین نور کے کپڑے پہنے ہوئے آسمان سے ظاہر ہوئی آواز دی کہ حضور
ساحر ہو افراسیاب نے کہا تاج طلسمی جلد لاؤ نازنین چمک کر آسمان مین ڈوبی چشم زدن مین ایک
پر نیا دھمک کر آئی تاج سر پر افراسیاب کے رکھا چہرہ افراسیاب کا مثل آفتاب روشن ہو گیا کوکب
پہ جو تاج کا عکس پڑا زبان مین لکنت آئی طبیعت گھبرائی اس حال مین افراسیاب نے ہاتھ تلوار کا
مارا کوکب چاہتا ہے کہ لپٹ پڑے دون دانتون سے بوٹیان کاٹ کے پھینک دون اس عالم اضطرار
مین سر کوکب زخمی ہوا افراسیاب نے سائے مین تلوار کے کوکب کو لیا کوکب روشن ضمیر خونخوار
سر سے خون جاری تیغہ ہلالی چمکاتا ہوا پیچھے ہٹا افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا قریب ہے کہ افراسیاب

ہاتھ مارے کوکب نے بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا اور بعد ملاحظہ پکار اٹھا رباعی

تو آن رفیع مکانے کہ سالکان فلک
بہ آستان تو دارند سیل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

موت آنکھوں کے سامنے پھر گئی حسرت عیش و نشاط نگاہوں سے گر گئی کہ پہلو سے نعرہ ہوا ای افراسیاب کیا کرتا ہی مین آپہونچی افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا ماہیان زمرد پوش گرز فولادی ہاتھ مین پہلو سے نخلستان سے پیدا ہوئی پکارتی ہوئی آج یہ ظالم پنجے مین نے صدمۂ عظیم اٹھایا۔ حقیقت مین گال بھی ماہیان کا سوجا ہوا ہی سر زخمی خون بہ رہا ہی اب افراسیاب ماہیان کو دیکھکر خوش ہوگیا ماہیان جست کرکے قریب افراسیاب پہونچی کہا دیکھ سرداران ظلمات بھی آگئے افراسیاب نے ادھر منھ پھیرا نعرہ ہوا دیکھا کہان جاتا ہی برابر سے حلقہ ہاے کمند مارے آواز دی نعرۂ عمرو

کز ان استاد عیاران عالم
سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین ز نکرش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گذاری
بہر کشور بلائے جان کفار
عمرو آن شاہ عیاران عیار

حلقہ ہاے کمند گلے مین افراسیاب کے پڑے ارے لکر پلٹا عمرو نے حباب بیہوشی مارا افراسیاب چیخ کھا کے زمین پر گرا کوکب نے چاہا سر کاٹ لون پنجۂ فولادی زمین سے پیدا ہوا امان کرتا ہوا اکبر افراسیاب کو لے بھاگا جرئت جادو بھی بھاگ کر نکل گئی بڑے بڑے سردار بھاگے جو اہالیان لشکر رہگئے انکو گھیر کر کوکب نے مار لیا پھر کوکب روتا پیٹتا خاک اڑاتا ہوا لاش پر مشتری کی گر پڑا یاران جمشید اگر پہونچے ہر چند کوکب کو سنبھالتے تھے کبھی کوکب نام ارکان لیکر روتا ہی کبھی برائے مشتری اشکون سے منھ دھوتا ہی خواجہ عمرو نے دونون لاشے بہ تعجیل اٹھوائے باغبان وغیرہ نے کاندھا دیا کوکب سر برہنہ پا پیادہ لاش کے ہمراہ عمرو سمجھاتا ہوا کہ ای کوکب صبر کرو دنیا کا یہی حال ہی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم سخن گستر زیر خنجر حسرت و یاس لیکر دنیا سے گئے اس دنیا سے فانی نے کسکے ساتھ وفا کی سراز شب کو آکے صبح کو روانہ ہوے ملکہ مشتری کا بڑا مرتبہ ہوا ہا تھ سے الیسی ملعونہ کے قتل ہو مین قریب قصر جمشیدی لاکر ملکہ مشتری و ارکان کو دفن کیا کوکب کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی بہار آن نے خواجہ سے کہا ابھی آپ تشریف نہ لیجائیے تا بہ قصر جمشید کی چلیے ربع مین والدہ تاجدار آپ و طعام ترک کرینگے جو طریقہ آپ کے مذہب کا ہی انکی سب کو ملاحظہ فرمائیے خواجہ عمرو

کوکب کے ساتھ قصر جمشیدی مین آئے حسب طریقۂ عرب دسترخوان بچھوایا کوکب کو لاکر بٹھایا زبردستی
سر مین کوکب کے ٹانکے دیے کوکب نے کہا خواجہ میرے سر مین ٹانکے نہ دو اب میرے حال پر مجھکو
چھوڑو نہین معلوم میرے دل مین کیا ہی عمرو نے کہا ای برادر اگر جان بھی دوگے مسافران ملک عدم
سے نہ ملوگے موافق مضمون رباعی ۔ رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری	کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری	ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس
کس سے پوچھین کہ جیتے کیا کیا گذری	ای کوکب نامدار رباعی	جب خاک مین ہستی کا چمن ملتا ہی
یاران وطن چھوڑ وطن ملتا ہی	اسباب جہان کے دیکھ لے ای غافل	مٹی ملتی ہی یا کفن ملتا ہی

تردد کیا تمھین ای ساکنان ملک ہستی ہی ۔ فرد ۔ عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی

عجب مقام ہی ای کوکب بزرگان دین بھی حیران رہے کوئی اس راز کو نہ سمجھا کہ بعد مرنے کے انسان
کہان جاتا ہی جب رشتۂ حیات قطع ہوا اہالیان دنیا سے مطلب نہ رہا لباس زندگی اتارا خاک کا پیوند ہوا
بس اب صبر کرو حاضری کھاؤ یہ طریقۂ عرب ہی اگر تم آب و دانہ ترک کروگے بران و جمشید تڑپ تڑپ کر
جان دینگے عمرو کے کہنے سے کوکب نے ہاتھ بڑھایا ایک نوالہ تو عمرو نے اپنے ہاتھ سے منہ مین کوکب
کے دیا کہنے سے خواجہ کے کوکب کھانے لگا ابکائیان چلی آتی ہین جبراً قہراً کہنے سے خواجہ کے دو چار
نوالے کھائے ہر لقمے پر پانی کا گھونٹ پیا تب نوالہ حلق سے اترا لیکن عمرو نے بنگاہ غور دیکھا کہ
کوکب نے بائین ہاتھ سے کھانا کھایا عمرو خاموش ہو رہا دسترخوان اٹھوایا مہرخ و بہار سے
خواجہ نے کہا آپ لوگ سفر کرین طرف قوس حصار کے چلین اسد نامدار سے ملاقات کرنا واجب
و لازم ہی مین بھی آتا ہون وقت پر پہونچ جاؤنگا جیسی صلاح ہوگی یا طرف دریائے ہفت رنگ
کے یا طرف دریائے نیل کے روانگی ہوگی مہرخ وغیرہ لشکر کو لیکر طرف ملک قوس حصار کے
چلین یہان خواجہ عمرو ٹھہر گئے کوکب نے کئی مرتبہ کہا خواجہ صاحب مین آپکا حکم بجالایا آپکے
کہنے سے کھانا کھایا اب آپ بھی رخصت ہون عمرو نہ گیا شب کو عمرو نے کوکب سے کہا ای برادر
تمنے اس ذرۂ ناچیز کا مرتبہ بڑھایا اپنا بھائی بنایا بس راز دل مجھسے نہ چھپاؤ جو دل مین ہی
مفصل بیان کرو مینے آنکھون سے دیکھا تمنے داہنے ہاتھ سے کھانا نہین کھایا مین خدمتگار
صاحبقران زمان ہون دل کی بات سمجھتا ہون یہ جو عمرو نے سمجھا کر کہا قسم دیکر حال دل پوچھا

کوکب زار زار مثل ابر بہار رویا کہا بھائی صاحب بڑے شرم کی بات ہے کہ ملکہ مشتری اس حسرت سے
قتل ہون مجھ ایسا غلام اُنکا زندہ رہے دعوی خون نہ کر سکے مین نے تو بہت تدبیر کی کہ ماہیان کو
زندہ نہ جانے دون اُس ملعونہ کی رسی دراز ہے قسم کھا چکا کہ بدون قتل ماہیان داہنے ہاتھ سے کھانا
نہ کھاؤنگا یونہین لڑتا ہوا تا بہ پردۂ ظلمات جاؤنگا عمرو نے کہا اے کوکب ایسی بات نہ کہو مین ایک
ہفتے کا وعدہ کرتا ہون اگر معاوضہ خون مشتری مین ماہیان کو نہ قتل کیا سر لاکر تمھاری خدمت مین
نہ حاضر کیا عمرو عیار نہ کہنا لیکن بھائی تدبیر شرط ہے ماہیان حاکم پردۂ ظلمات ہے اتنی مدد کا تم سے طالب
ہونگا مقام سکونت اُسکا بتلا دو جسطرح سے بنے گا وہان تک جاؤنگا یا جان دونگا یا سر لاؤنگا یہ سنکر
کوکب نے کہا خواجہ قول مردان جان دارد وگفتن مردان اعتبار مین قسم کھا چکا بستر نرم پر آرام نہ کرونگا طعام
گرم نہ کھاؤنگا اب تمنے حال پوچھ لیا تمھارے ساتھ ہی جاؤنگا مین چاہتا تھا آپ تشریف لیجائین تو
جاؤن اب اسی وقت جاؤنگا یہ کہکر کوکب نے سلاح جنگ جسم پر آراستہ کیے ملکہ براق وجمشید دامن کوکب
کا تھام کر رونے لگے لگا دیا اس سے طرف خواجہ کے دیکھتے ہین خواجہ بھی فرمارہے ہین کہ اے شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر اے بہادر بے نظیر مین مطلب دلی کو تمھارے سمجھ گیا صرف ایک ہفتے کی مہلت طلب کرتا ہون
انشاء اللہ اگر سر ماہیان نہ لایا میرا روے سیاہ نہ دیکھنا قاتل مشتری کا سر مجھے لیجیے صرف مقام
اُسکا مجھے تعلیم فرمایئے کوکب نے کہا خواجہ میرے ارادے مین فرق پڑتا ہے میرا قصد یہ تھا کہ مین قصر
جمشیدی مین نہ آؤن صورت کسی کو نہ دکھاؤن مین نامرد کہلاؤنگا مردان عالم سے آنکھ چار نہ کر سکونگا
براق وجمشید سے کہا اے نور نظر اے پارۂ جگر مین خوب جانتا ہون کہ تمکو میری جدائی شاق ہے لیکن کسی کا
میرے ہمراہ جانا مناسب وقت نہین ہے مین یکہ و تنہا اس معرکہ مین جاؤنگا مین اُس ظالم کا سر لیکر
آؤنگا براق نے عرض کی کنیز کا ساتھ رہنا واجب ولازم ہے آپکے سامنے اُس سے لڑونگی اگر پلک
جھپک جائے سزا دیجیے آپ کے اقبال سے کبھی افراسیاب سے منہ نہین موڑا کوکب نے براق کو
گلے سے لگایا فرمایا تم ایسی ہی جری بہادر ہو مگر اس سفر مین تنہا ہی جاؤنگا مین عہد کر چکا قسم
کھا لی اگر تم سب صاحبون کو یہ منظور ہے بے آب ودانہ تڑپ کے مرجاؤن تو مجھکو روکو مین قسم
کھا چکا اپنے دل سے عہد کیا اب عمرو بھی ناچار ہوا براق سے کہا بیٹا اب نہ روکو کوکب نے
کہا خواجہ آپ اپنے لشکر مین جایئے عمرو نے کہا مین تمھارے ساتھ چلونگا اس سفر مین ساتھ

نہ چھوڑا نگار ہر چند کوکب سنے کہا عمرو نے نہ مانا کوکب نے کہا آپ میرا ساتھ کیونکر دینگے عمرو نے کہا بسم اللہ سوار ہو جیے کوکب روشن ضمیر مرکب پر مع پر سوار ہوا کوکب نے دیکھا خواجہ بھی قصر جمشیدی سے کود سے پائے شاطری مار کر ایک جانب روانہ ہوے چشم زدن مین آنکھون سے مخفی ہوے کوکب نے انگلیون پر کچھ شمار کیا بطور ستارہ شناسی راہ کو خیال کر کے تلاش مین ملکہ ماہیان زمرد پوش کے بصد جوش و خروش کوکب روشن ضمیر بھی روانہ ہوے انکو راہ مین چھوڑیے عمرو و کوکب کا حال پھر بیان ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان و لشکر زمرد شاہ باختری طرف سے افراسیاب جادو کے جانا مکار سحر طراز کا بطور عیاری مقابلہ و عیاری جواہر بن عمرو وغیرہ و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ

کدھر اے ساقی غنچہ دہان ہے
جلائین سب چراغ آلسیمین گلی کے
لگن بہر چراغ خانہ طور
ہر اک روزن ہے چشم ماہ کا داغ
چراغون سے منور گھر ہین سارے
دکھا ہولی کے سجانے کا سامان
نظیر قمقمہ ہر جام بنجا ہے
بنین پچکاریان صہبا کی رنگین
جو ساقی ہو شراب آتشین کی
گلال اپنی نظر مین بالیقین ہو
جما ہر رنگ ہولی کا جہان مین
زمین جو ہے وہ سیندور بن بنا ہے
اچھلتا ہے ہر اک سو اوس کا رنگ
ہر اک فوارہ پچکاری لیے ہے
گلال انگور کے منہ پر لگا ہے

بہار بزم کا سامان عیان ہے
بنے ہر قیف شیرینی کا دونا
مثال خانہاے چشم پر نور
ہلال آسمان محراب گھر ہے
فلک پر جس طرح روشن ہین تارے
شرابی خم سے جب صہبا انڈیلین
سبو مستی گلفام بنجائے
مے گلگون کسم کا رنگ ہوجائے
بنے کھیل ہولی ساری جہین کی
ملائین رند لب ساغر کے لب سے
بہار ست آگئی بوستان مین
بہم مین بوستان کے سب حواشی
بنے ہر نخل گھٹتے دف و چنگ
نظیر قمقمہ گل بن رہے ہین
رخ گل پر عبیر زر لگا ہے

سنائین رند خوشیان جام پی کے
ہر اک ساغر ہو شکر کا کھلونا
نظیر باغ ابراہیم ہین باغ
نظیر برج مہ ہر ایک گھر ہے
مرے پیر مغان مین تجھ پہ قربان
سبو و جام رنگ آلسیمین کھیلین
عروس مے کو لین ساغر بغل مین
حنائی باغ برگ تاک ہوجائے
جو سرخی شراب آتشین ہو
سبو ہولی کھیلین بنت العنب سے
نظیر برج ہر گلشن بنا ہے
گھٹائین کر رہی ہین رنگ پاشی
ہر اک گل بادۂ شبنم پیے ہے
شرابی کبک بلبل بن رہے ہین
گل و بلبل مین گاڑھی چھن رہی ہے

کبیر آواز طوطی بن رہی ہو
ہر اک گل لالۂ احمر بنا ہو
کسم بستر مین دوپہری نسترن ہی
چمن مین جو نہال بارور ہی
ہی دامن خم کا پھولون کا دامان
گلے ملتی ہی شبنم جزو کل سے
تلاش ہم مین فکر ننگ مین ہی
گلگل آرایش روے جہان ہی
زمرد شکل مرجان بن گئے ہین
غبارہ مین ہی سیندور کا رنگ
ستارہ حسن کا چمکا رہا ہی
ہوا روشن قمر بنکر فلک پر
وہ اک کندن کی رخشان ہو کے چمکی
چمک ذرہ کی دکھلائی زمین پر
چمک مین ہین یہ مہر آسمان سے
اٹھین آنکھین نسبت دو ان سے سیج
ہوئی عقل ابر دریا بار کی دنگ
لباس جزو کل رنگین ہوے ہین
شرابین پی کے ہولی کھیلتے ہین
کنول ہر ایک دل کا کھل رہا ہی
کمانین تیر سے خنجر سپر سے

ہر اک شے مین نئی خوبی ہوئی ہی
جو نیلوفر تھا وہ کیسر بنا ہی
گل سوسن جو تھے شبو بنے ہین
عقیق سرخ کا گویا شجر ہی
سوا نارنج سے ہر اک ثمر ہی
صبا سے گل نسیم صبح گل سے
عبلائی مہر نور افشان نے ہولی
عبیر افشان سیاہ سے بتان ہی
شفق ہی عکس خورشید لب بام
ہوا گلگون سر پر نور کا رنگ
ہوا پرچا کے شکل برق چمکا
گرائی برق کو نرسے نے چمک پر
کیا چہرہ چمک کر دھوپ کا زرد
کواکب بنگیا عرش برین پر
بعینہ ماہ صبح نو زمین پر
کہون گر اختر گردون تو سچ ہی
ڈبویا رنگ مین ہر نازنین کو
عمامے مثل گل رنگین ہوے ہین
کبیر آوازے کستے ہین جہان پر
جسے دیکھو وہ باہم مل رہا ہی
کہان تک ذکر ہولی کا قسم ہو

سراسر رنگ مین ڈوبی ہوئی ہی
چنبیلی زعفران پر طعنہ زن ہی
نظیر تار زر گیسو بنے ہین
ہر اک ڈالی بنی ہی شاخ مرجان
شک انگور چمن کا سیب پر ہی
زمانہ مست اپنے رنگ مین ہی
سنائی بلبل بستان نے ہولی
گہر لعل بدخشان بن گئے ہین
سپیدہ صبح کا ہی سرخی شام
عبیر اپنی چمک دکھلا رہا ہی
سحر کو نکلے مہر شرق چمکا
چمک جگنو کی تابان ہو کے چمکی
قمر کی روشنی تابش تنے کی گرد
صفت ہر قمقمون کی کس زبان سے
نظیر ساغر بلور ہین یہ
وہ کی پچکاریون نے بارش رنگ
بنایا قلزم احمر زمین کو
سب اپنے اپنے بار پر بیٹھے ہین
ہزارون گالیان ہین ہر زبان پر
ہوائین جولی ملتی ہین شجر سے
کہان تک نغمہ زن مرغ قلم ہو

چہرہ طے کنندگان منازل خارستان عیاری و رہروان جادۂ کوہستان خنجر گذاری راہ خیر طلسمات سحر و عیاری کو مسافر کلک یون طے کرتا ہی کہ

منور کن بزم شیرین مقال | چنین می نگارد ز کلک خیال
کجائی تو ای ہمدم داستان | کہ باز آمدم بر سر داستان

اشہب تیز گام زبان کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین کہ جب
افراسیاب خانہ خراب کو جنگ کوکب سے تبلہ اٹھا کر باغ سیب مین لایا اول یہ ذکر واجب و لازم ہے
کہ ماہیان زمرد پوش گھبرائی ہوئی پاس افراسیاب کے آئی کہا اے افراسیاب تیرے واسطے
مین نے سر ہتھیلی پر رکھا مشتری کو قتل کر کے موت کا مزا چکھا طالع کا ستارہ گردش مین ہے کوکب تیرے
قتل کی کوشش مین ہے طائران سحر نے مجھکو خبر دی کہ کوکب میری فکر مین قصر جمشیدی سے چل چکا
مین نے یہ تدبیر کی ہے کہ اپنے باغ ظلمات سے تا مہ کوہستان و خارستان ہفت دربند سحر تیار کرون
اپنے مصاحبان عالی مقام و ساحران خوش انجام کو ان دربندون پر مقرر کرون چند کنیزان سامری
اپنی خدمت مین مقرر کی ہین کہ شاید وہ ساربان زادہ کچھ عیاری کرے یا مجھ تک اپنے کو پہونچائے
جو صورت بنکر آئے کنیزین بتلادین نقشہ ہاے ستارہ شناسی نہایت طولانی تیار کیے ہین آٹھو
آٹھ پہر ملاحظہ کرونگی اے افراسیاب اگر یہ چالیس دن بخیر و خوبی کٹ گئے ہزار سال تک پھر
میری قضا نہین ہے اگر طرف آسمان کے دیکھتی ہون چرخ کج رفتار ستارون سے آنکھین نکالتا ہے
ثابت و سیارگان چھوٹے اور گولیان مین زمین سے غبار اٹھتا ہے ہر اک غار دہن اژدر ہر سنگریزہ
ہوجاتیکا تیر دوست دشمن معلوم ہوتے ہین خیر خواہان دولت راہ مین تخم بدی بوتے ہین سوائے
ہفت دربند تیار کرنے کے اور کوئی تدبیر نہین ہے تو بھی آٹھ پہر یہی خیال رکھنا ملاحظہ اوراق
جمشیدی مین مصروف رہنا کوکب ان دربندون پر ضرور آئیگا اگر مین اور تو ملکر مقابلہ کرونگی
فتح نہ پائیگا ساحر دربندون پر ایسے کامل مقرر کیے ہین کہ جنکا عدیل و نظیر نہین ہے مدت کے
تعلیم کردہ ایک ایک اپنے وقت کے سامری و جمشید اپنے مقام سے آگے نہ بڑھنے دینگے اور اے
فرزند ایک دربند تو ایسا تیار ہو گیا ہے کہ جسکی فتاحی بالکل ناممکن ہے اس ساحر ہمدان سے
دل تردد منزل بخوبی مطمئن ہے افراسیاب جادو نے کہا مین ہر وقت اسی فکر مین رہونگا اوراق
جمشیدی دیکھونگا کوکب کی یہ حقیقت نہین ہے کہ دربندہاے سحر پر آپ کے دست انداز ہو سکے
جن ساحرون کو آپ نے تجویز کیا ہے وہ سب کامل و اکمل ہین آپ جا کر باغ ظلمات مین آرام فرمائے
مین فوراً بعد پہونچونگا ماہیان زمرد پوش تو افراسیاب سے بخوبی کہکر گئی افراسیاب جادو

اور اوس لیکر بیٹھیا صاحبون سے کہ رہا ہو حقیقت مین کو کب چل نکلا کچھ احوال لاچین کا نہ معلوم ہوا
مرشدزادے نے جا کر روکا ہوگا اگر میرے کہنے پر مرشدزادے نے عمل کیا دریاے ہفت رنگ سے
فوج بے سرانت کو ہمراہ لے لیا لاچین اُسکا توڑ نہ کرسکیگا یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر نے لاکر نامہ لقا کا دیا اُسکو
افراسیاب نے پڑھا وہی جملات مرقوم تھے کہ ای افراسیاب قدمبوسی کو نہ آیا اگر تو نہین آسکتا کسی
ساحر کو براے مدد بادولت روانہ کر ورنہ طلسم ہوشربا کو برباد کردونگا عمرو ہمارا بندۂ خاص الخاص ہو
قاتل ساحران اُسکو لقب دیا اُسپر کوئی غالب نہوگا افراسیاب نے نامہ ہاتھ سے زمین پر ڈال دیا
کہا صاحبو فتح جنگ کی کون صورت خداوند لقا ناراض ہین یہان کے ساحرون کو اغماض ہین جو جیا
اُسنے غرور کیا عیارون کے ہاتھ سے مارا گیا یہ کہکر سوچنے لگا ساحرون سے حکم دیا جلد جاؤ مکار سحرطراز
کو بلا کر لاؤ وہ ہم سردار ہم عیار ہو مکر و غدر مین بے نظیر سحر و ساحری مین بے مثل وہ کسی تدبیر سے
خاتمہ کردیگا قدرت کو تا بہ باختر پہونچائیگا ساحر گئے چند ساعت نہ گذرے تھے کہ ایک ساحر سیاہ رو
تیرہ سے مکاری و غداری آشکار مع بارہ ہزار فوج کے آیا افراسیاب نے کہا ای مکار سحرطراز
ہم جانتے ہین تجھکو خدمتگزاری خدمت خداوند لقا سے سرفراز کرین جا کر قدرت کی مدد کرو خبردار غرور
نہ کرنا فرزندان عمرو سے بچنا ایک لاکھ چوراسی ہزار پانسچے شاگردان عمرو و فرزندان نامور وہان
موجود مین اگر عیارون سے اپنے کو بچایا کوئی تیر غالب نہو سکیگا لشکر حمزہ مین کوئی ساحر نہین ہو کہو
غدر سحر سے بالکل نابلد ہو قدرت تمکو اپنے ساتھ باختر مین لیجائینگے مشیر قدرت لقب دینگے مکار نے
عرض کی ای شہنشاہ مین بخوبی سمجھ گیا ایسی تدبیر کرون کہ عیار تڑپ تڑپ کے مرین مجھ تک آنکین
مخفی مخفی ایک ایک مقام پر اُترونگا راتکو جا کر سرداران زبردست کو پکڑ بلاؤنگا جب سردار سب قبضے
مین آجائینگے ایک دن طبل جنگی بجوا کر کل اہالیان لشکر کو پھونک دونگا قدرت کو تا بہ قبطول پہونچاؤنگا
افراسیاب بہت خوش ہوا کہا ای برادر مین نے اسی واسطے تمکو بلایا افراسیاب نے سفارش نامہ
دیا مکار سحرطراز اُسی وقت تخت سحر پر سوار ہو کر مع بارہ ہزار ساحران غدار سمت کوہ عقیق
کار ساز سلیمانی روانہ ہوا مقامات ورشند دیکھتا ہوا جاتا ہو جو مقام کہ آباد تھے وہ سب
ویران پڑے مین افسوس کرتا ہوا عقب کوہ عقیق پہونچا لشکر کو اسی مقام پر اُتارا ایک نامہ
بطور عرضی واسطے لقا کے تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند طرف سے افراسیاب کے

براے خدمتگذاری حاضر ہوا ہون سنا ہی کہ یہان عیار لشکر دشمن مین بہت ہین اُس خوف سے اُسی
مقام پر ٹھہرا ہون کسی واقف کار کو روانہ فرمایئے نام سرداران نامی کے مجھکو بتلا دے حالات لشکر
اسلام سمجھا دے مین رات کو جا کر سب کو گرفتار کر کے لے آؤن پھر قدرت کو تا بہ باختر پہونچا دون یہ نامہ
ایک ساحر کو دیا کہ قدرت کو یہ نامہ دیکر چلے آنا وہ ساحر لشکر لقا مین آیا تا بہ دربارگاہ جہان نما پہونچا
درگہ سالار سے کہکر اندر آیا لقا کو تخت نخوت پر پایا صورت منحوس دیکھکر حیران ہوگیا دل سے
کہتا ہی یہی خداوند ہین مجبوراً سجدہ کیا فرمان افراسیاب و نامۂ مکار لاجواب پیش کیا لقا نے
وہ نامہ بختیارک کو دیا بختیارک نامہ پڑھکر اُچھل پڑا کہا یا خداوند مین جانتا ہون یہ بڑا معقول ساحر
آیا ہی بہت معقول تدبیر ہی تحریر بھی دلپذیر ہی اپنے خچرے پر سوار ہو کر چلا کہ جا کر بخوبی سمجھا دون ادھر
قضاے کار شعبان خنجر گذار عیار طرار فرزند عمرو نامدار خبر لشکر لقا کو آیا تھا اُسنے ایک ساحر کو آتے ہوے
دیکھا تھا بختیارک کو دیکھا خچرے پر سوار ہوکے چلا شعبان سوچا شاید کوئی ساحر آیا ہی بختیارک
براے استقبال جاتا ہی یہ بھی عقب مین چلا پانچ کوس راستہ طے کرکے شعبان نے دیکھا لشکر ساحران
فرودکش ہی شعبان اک جھاڑی مین چھپ رہا بختیارک لشکر ساحران مین جا کر داخل ہوا مکار سحر طراز
کو خبر ہوئی شیطان درگاہ خداوندی تشریف لاتے ہین مکار بارگاہ سے نکل آیا بختیارک کی صورت
دیکھکر بہت ہنسا استقبال کر کے بارگاہ مین لایا مقام صدر پر جگہ دی دعوت شراب کی بختیارک
نے مزاج پوچھا دونون مکار و غدار آپسمین باتین کرنے لگے مکار نے کہا ملک جی مین اسواسطے
بیابان ٹھہر گیا کہ میرے حال سے کوئی آگاہ نہو آپ سرداران حمزہ کے نام مجھکو لکھ دیجیے دو چار
کو روز بوقت شب گرفتار کر کے لے آیا کرونگا جب سردار قبضے مین آجاینگے لشکر بے سردار کو ایک
دن مین تباہ کردونگا بختیارک نے راے کو مکار کی بہت پسند کیا کہا اے قوت بازوے شہنشاہ طلسم
ہوش ربا راے تو تمھاری بہت صحیح ہی کیا معقول بات تجویز کی لیکن فرزندان عمرو براے
عیاری بلاے روزگار ہین خبر پاتے ہی تمھارے لشکر مین ہو نچینگے اپنی تدبیر سے غافل نہ رہنا
یہ کہکر جیب سے فہرست نام سرداران نکال کر مکار کو حوالے کی کہا یہی پانچہزار پانچسو چھبیس سردار
ہین خداوند لقا تمھاری تدبیر کو راست لائین مکار نے کہا ایک ہفتے مین ملاحظہ فرمایئے گا
مین لڑائی کو ختم کر کے تا بہ ملک باختر پہونچا دونگا قدرت سے جا کر وعدہ کیجیے اگر قدرت کو بلا کے

قبطول پہونچا دون طرۂ پیغمبری حاصل ہو بختیارک سے کہا پہلے چند مسلمانون کو گرفتار کرو ہم بھی
تو دیکھیں کہ تمھاری رائے کیسی ہے قدرت ضرور طرۂ پیغمبری دینگے بختیارک تو یہ کہکر بارگاہ سے
نکلا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا شعبان نے جب دیکھا بختیارک جا چکا جھاڑی سے نکلا سوچنے لگا
عقل سے معلوم ہوا کہ بختیارک کچھ سمجھانے آیا تھا یہ ساحر بڑی تدبیر سے لڑیگا اسیوقت رنگ روغن
عیاری کا نکال کر بختیارک کی شکل بنکر تیار ہوا چار شاگرد بطور خدمتگار اپنے ہمراہ لیے لشکر مکار
مین آیا مکار کو ہرکارون نے خبر دی ملک جی پھر آتے ہین دو خدمتگار دو مصاحب ساتھ ہین
مکار سحر طراز برائے استقبال پھر اُٹھا لیکن یہ کہتا ہوا چلا کہ شیطان صاحب دوبارہ کیون پلٹ
آئے مصاحبون نے کہا کوئی ضرورت باقی رہگئی ہوگی مکار نے کہا مقام خوف ہے یہان علداری عیار
سرحد مکاران ہر وقت اپنے بیگانے سے خوف مناسب ہے خیر تشریف لائے ہین تو سرفراز کرین یہ کہتا
بیرون بارگاہ آیا شعبان خنجر گذار عیار طرار فرزند عمرو نامدار جیسے ہی سامنے ہوا تیور کو مکار کے
دیکھا سوچا کہ تیور اسکے بد ہین خدا خیر کرے اور بزجعفر کہا ای قوت بازو شہنشاہ ہوشربا مین
راہ مین سے پلٹ پڑا تمکو مناسب یہ ہے کہ چل کر قدرت کی قدمبوسی کرلو دامن مدعا در مراد سے
بھر لو جو مراد ہو مانگو عمر بڑھواؤ صرف یہ تاکید ہے کہ غرور نہ کرو مکار نے کہا ملک جی صاحب مین
خوب سمجھ گیا بارگاہ مین تشریف لے چلیے دوبارہ آپ نے تکلیف فرمائی چاہتا ہون چند ساعت
اور خدمتگذاری کرون آپ کی زیارت سے سب مرادین حاصل ہوئین جب آپ ہماری خداوند
سے سفارش کیجیے گا قدرت ضرور سرفراز کرینگے اسطرح خوشامد سے اپنے باتین کین شعبان
کے دل مین جو خیال خام تھا کہ شاید دوبارہ آنے مین کچھ یہ سوچ گیا وہ بالکل دل سے نکل گیا
ساتھ والون سے اشارے کرنے لگا خود دعوت کرنے کو کہتا ہے چل کر دن دہاڑے اسکو مار لو شاگرد
بھی باتین بناتے ہوے چلے مکار نے شعبان کو لاکر داخل بارگاہ کیا مسند پر جگہ دی ملازمون
سے کہا ملک جی تشریف لائے ہین شراب وکباب مہیا کرو خدمتگذاری مین شیطان صاحب کی
مصروف رہو مین سن چکا ہون کہ یہ کلید عقل خداوند ہین شیطان درگاہ خداوندی لقب ہمیشہ
سے خود پسند ہین ملازم نے لاکر گلابی شراب کی آگے رکھی مکار نے کہا نوش فرمائیے اپنے دست بخش
سے غلام کو پلائیے شعبان کو اور زیادہ اطمینان ہوا گلابی اٹھائی جام لبریز کیا کھائی سے پرچہ پیچ

ن ملائی مکار نے خود کہا چلے اپنے غلام کو سرفراز کیجیے شعبان نے جام طرف مکار کے بڑھا دیا مکار
نے جام ہاتھ مین لیا کہا ملکہجی مین پی جاؤن میرے لیے کچھ نقصان تو نہین ہے اب شعبان
نے غور کیا دیکھا تو مکار کے ہونٹون پر جنبش ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سحر کرنے کی کوشش ہے اب زانو
بدلنے لگا شاگردون سے بھی اشارہ کیا اشارے سے مراد یہ تھی کہ یارو یہ پہچان گیا غرض آخر کرے
شعبان نے چاہا اپنے مقام سے اٹھون ثابت ہوا کہ زمین پاؤن تھامے ہوے ہے مکار نے
جام ہاتھ مین لیکر بہ قہر و غضب شعبان پر نگاہ ڈال کہا او دغاباز جعلساز میرے ساتھ عیاری مین
پہلے ہی سمجھ گیا تھا یہ کہکر اسطرح نگاہ قہر ڈالی کہ رنگ روغن عیاری کا چہرے سے پانؤن کے اڑ گیا
بصورت اصلی ہو گئے سحر تو یہ پہلے ہی کر چکا تھا کہ اپنے مقام سے اٹھ نہ سکے جب رنگ روغن عیاری
کا چہرے سے پانؤن کے اڑ گیا جام شراب اس بدانجام نے پھینک دیا خدمتگارون سے
کہا انکی مشکین باندھو او ظالم بتلا تیرا کیا نام ہے شعبان نے سر جھکا کر کہا مجکو شعبان خنجر گذار
کہتے ہین کہا کیون آیا تھا کہا تیرے قتل کرنے کو اور کیا تو بچے گا بھائی سند میرے اگر مجکو رہا کر سکے
یہ دن کاٹنا تجکو دشوار ہوگا ساتھ والے مکار کے گھبرا گئے کہتے ہین اے قافلہ سالار مکاران آپ کو
کیونکر دریافت ہوا مکار نے کہا مین جو سنتا تھا کہ فرزندان عمرو بڑے غضب کے عیار ہین وہ
خبرین سب بیکار ہین یہ بھونڈی عیاری کہ ابھی بختیارک گیا راہ مین اسنے دیکھا ہوگا انکی شکل
بنکر چلا آیا کوئی نادان ایسی عیاری کا دھوکا کھائیگا یہ کہکر شعبان کو قید کیا کہا ایک ہی مرتبہ
سب کو قتل کرونگا مکار نے دن تو بسر کیا شب کو اسباب سحر ذات پر آراستہ کرکے بختیارک سے
نام و نشان دریافت کر چکا ہے طرف لشکر صاحبقران کے چلا پہر رات گئے لشکر مین آیا جواہر بن
عمرو کو توال چبوترے مین بیٹھا ہے ابو الفتح اصفہانی و عمران خطائی وغیرہ حاضر ہین اسنے
پوچھا ہے کہ آج صبح سے ہمارا بھائی شعبان پلٹ کے نہین آیا ابو الفتح نے کہا چار عیار اور بھی
ساتھ مین جواہر نے کہا گلباد نے مجکو خبر دی تھی کہ کوئی جادوگر بارگاہ لقا مین آیا تھا
بختیارک انکے ساتھ گیا بعد عرصہ دراز وہان سے پلٹ کے آیا ظاہر ا معلوم ہوتا ہے کوئی آیا
اسنے دام مکر پھیلایا برادر ابو الفتح اسکی تلاش کرو اب ابو الفتح نے کہا انشاء اللہ کل انکی تلاش
کرینگے احوال معلوم ہو جائیگا یہ باتین کرکے عیار اپنے اپنے مقام سے اٹھے کاروبار مین مصروف ہوے

بوقت سحر صاحبقران زمان دربار مین آئے سب سردار بھی حاضر ہوے ناگاہ داراب گلبرگی روتا ہوا
آیا عرض کی داراے ہند بارگاہ سے غائب ہو گئے ای شہریار نہ سراپچہ چاک ہوا نہ نشان نقب ہی کا طرح
غائب ہونا بڑا غضب ہی صاحبقران نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف جواہر کے دیکھا کہا یہ کیا معرکہ ہی
لندھور کو کون لے گیا ہمارے یار وفادار کے ہونے سے بڑی بڑی خرابیاں درپیش ہین
ہکو بڑے لیس و پیش ہین سردار لشکر سے غائب ہوا اسکو خبر نہین تو صاحب یہ افسر ہین عیارون
کے جنکو خبر بھی ملتی نہین ناسیان و تومیان نے عرض کی کہ حضور کل سے شعبان خنجر گذار اور چار
شاگردان عمرو نامدار لشکر سے غائب ہین انکا بھی نشان نہین ملتا ہی صاحبقران نے فرمایا
یہ انتظام خوب ہوا بموجب مصرع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ❊ میان جواہر بن عمرو کا بھائی
قوت بازو غائب ہو گیا سردار کی کون خبر لے جواہر بن عمرو غصے مین کہتا اٹھا کہ غلام ابھی دریافت
کرتا ہی سب پیک بچے نوجوان مثل ابوالفتح و عمران وغیرہ جواہر کے ساتھ ہین بیرون بارگاہ آئے
کہا مرشدزادے آپ تکلیف نہ کرین ہم براے جستجو جاتے ہین جواہر نے کہا یارو عزت عیاری کی جاتی ہی
دیکھو آج صاحبقران نے کیا فرمایا عمرو کا ذکر آیا وہ ہوتے تو کیا کرتے کیا اُنکے سامنے افتاد نہین
پڑی مثل مشہور ہی نامی دوکاندار کما کھائے نامی چور مارا جائے بات انکی بنی ہوئی ہی انھین کا
ذکر آتا ہی جا کر لشکر لقا مین دریافت کرو دیکھو لندھور کو کون لے گیا شعبان پر کیا معرکہ گذرا
چالیس پیک بچے گئے چند ساعت مین واپس آئے کہا ای جواہر سارے لشکر لقا کو چھان ڈالا
وسواس و خناس نے بختیارک کو خبر دی کہ لشکر سے لندھور اور پانچ عیار غائب ہوے وہ لشکر
خود حیرت مین تھا لشکر لقا مین نشان نہین ہی دن بھر یہی جستجو رہی کچھ پتا نہ ملا جواہر بن عمرو
کے دل کو لگی ہی جسوقت سے صاحبقران نے جھڑکا ہی بارگاہ سلیمانی مین نہین آیا شب کو کنارے
پر لشکر کے آکر بیٹھا پہر رات گذری تھی کہ اسنے آسمان پر دیکھا اک شعلہ چمکا جواہر نے بہ نگاہ غور
دیکھا ایک ساحر اترا ہوا آتا ہی جواہر دیکھتا ہوا چلا وہ ساحر قریب بارگاہ علمشاہ آیا اک
تخت تھا اسپر ٹھہرا اشلوک سحر کرنے لگا اہالیان طلایاے بارگاہ رستم تاثیر ہواے سحر سے بیہوش
ہو گئے مکار تخت سے اترا جواہر گوشے سے دیکھ رہا ہی کہ وہ جادوگر پردہ اٹھا کر اندر بارگاہ علمشاہ
کے گیا بقچہ کمر مین دیکر رستم کو لے اڑا ساحر اڑا ہوا جاتا ہی جواہر بھی تعاقب مین چلا آتا ہی جب وہ

لشکر کے قریب پہونچا ساقہ دار نے خنجر کھڑے تھے حضور حضور کہکر دوڑے پوچھا آج حضور کسکو لائے مکار
جادو نے کہا کلیجے پر حمزہ کے چھری پھیر دی انکے فرزند علمشاہ کو لایا جواہر نے یہ سنا فقیر بنا ہوا لشکر
مین آیا جس خیمے مین شعبان و لندھور قید تھے وہین لاکر علمشاہ کو بھی قید کیا شمیم کو مع چالیس
ساحرون کے نگہبان مقرر کیا کہا ای شمیم ہوشیار رہنا مین اپنا سحر اتارتا ہون تم اپنا سحر قائم کرو شمیم نے
علمشاہ و لندھور پر اپنا سحر قائم کیا قید خانے مین ڈالدیا مکار طرف اپنی بارگاہ کے گیا جواہر نے
یہ سب معرکہ آنکھون سے دیکھا شمیم کرسی پر بیٹھا ہے مع چالیس جادوگرون کے شراب خواری کر رہا ہے
جواہر بن عمرو بیرون لشکر آیا بھٹی پر سے شراب کی ایک تپلہ خریدا ایک مزدور کے سر پر لدوایا آپ لقا
کے چوبدار کی شکل بنکر لشکر مکار مین آیا قید خانے کے قریب پہونچا شمیم نے دیکھا چوبدار خداوند کا ساتھ
ہے مزدور کے سر پر تپلہ رکھا ہے شمیم کھڑا ہو گیا جواہر نے کہا خداوند نے یہ شراب تم لوگون کے واسطے
بھیجی ہے قدرت کو بہ علوم غیب دانی ثابت ہوا کہ ہمارا بندۂ خاص ہمارے دشمنون کی نگہبانی کر رہا ہے
حکم ہوا یہ شراب پہونچا آؤ شمیم نے تپلہ اتروا لیا ساحر ایجاب شراب پینے والے بہ تعجیل تپلے کو کھولا آپسمین
شراب تقسیم ہوئی جواہر ان کے سامنے سے رخصت ہو گیا ایک گل کی آڑ کرکے ٹھہرا ان سبھون نے وہ شراب
پی بیہوش ہو ہو کے گرے جواہر گوشے سے نکلا خنجر پکڑے چلا کہ شمیم کو قتل کرون دونون سردار پانچون عیار
ہوشیار ہون انکو لے نکلون خیال مین آیا ہر طرف علامت برپا ہوگی ابھی ہنگامہ ہو جائیگا پھر کیا تدبیر کرون
ہرچند سردارون کو جگاتا ہے انکو ہوش نہین آتا عیار بھی بیکار ہین گھبرا کے قید خانے سے نکلا دیکھا
ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی و عنبر بادہ پیما بنے ساحرون کی شکل بنے ہوئے لشکر مکار مین
آ پہونچے تھے جواہر نے انکو پہچانا ابوالفتح سے کہا سردارون کے پشتارے دوش پر لگاؤ پانچون عیارون
کو اٹھاؤ شمیم کے سحر مین یہ سب مبتلا ہین اسکا بھی پشتارہ باندھو صحرا مین چلکر اسکو قتل کرینگے ان سبکو
ہوش آجائیگا عیارون نے سردارون و عیارون کو اٹھا لیا جواہر نے شمیم کا پشتارہ باندھا لشکر سے
مکار کے نکلے جب صحرا مین دو کوس پر پہونچے جواہر نے شمیم کو قتل کیا علمشاہ و لندھور و
پانچون عیار ہوشیار ہوئے جواہر نے کہا کل چلو بارہ بجے دونون سردار چلے مکار بستر خواب
پر تڑپے بڑے گھبرایا پہر رات رہے بیرون بارگاہ آیا قید خانے کے قریب پہونچا دیکھا سب
جادوگر بیہوش پڑے ہین قید خانہ خالی شمیم غائب دغدغے مین پر پرواز پیدا کرکے چلا جواہر بن عمرو

لندھور و علمشاہ سے کہتا ہو پاتون بڑھائے ہوے چلیے لندھور و علمشاہ کہتے ہین ہمسے پیدل نہین
چلا جاتا راہ خارستان و کوہستان کہین نشیب کہین فراز جواہر سب سے آگے بڑھا ہوا کہ آسمان سے
برق تجلی مکار نے آواز دی خبردار ای عیار رو کہان جاتے ہو شعبان تو جست کرکے ایک غار مین جارہا
مکار نے گرتے گرتے سحر کیا دونون سردار بارھون عیار بیہوش ہو کے گرے مکار نے کھڑے ہو کر
چہار جانب دیکھا کسی کو نہ پایا سمجھا یہی لوگ تھے ایک تخت سحر تیار کیا عیاران مذکور و سرداران
مسطور کو تخت پر ڈالا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا جواہر بن عمرو دیکھا کیا پھر طرف لشکر مکار کے چلا
راہ مین دیکھا غار سے شعبان بھی نکلا دونون نے آپسمین صلاح کی جواہر نے کہا کہ ای برادر تمنے دیکھا
یہ بچیا ہماری آنکھون کے سامنے سے سردارون اور عیارون کو لیگیا شعبان نے کہا ای برادر چلکر
صاحبقران کو خبر کرو جواہر نے کہا ہم تو بدون قتل مکار آقاے نامدار کو منھ نہ دکھائینگے شعبان نے کہا
چلو آپسمین صلاحین کرتے ہوے پھر طرف لشکر مکار کے چلے یہان مکار سحر طراز سردارون کو لیکر لشکر
مین آیا لشکر مین بھی اُٹھے اک ہنگامہ ہو عیار مسلمانون کے بڑے قیامت کے ہین شمیم کو لیجا کر جنگل مین مار
ہمارے آقاے نامدار تلاش مین گئے مین دیکھا تو مکار مع تخت سحر آکر پہونچا ان سب کو لاکر پھر ایک
خیمے مین قید لیا نعیم جادو بھائی کو شمیم کے بلا یا کہا خبردار کسی غیر کو اپنے لشکر مین نہ آنے دینا مین
راہ سے جاکر ان سب کو گرفتار کر لایا بقول کجبیتارک ملک الموت گھر دیکھ گیا اب حمزہ کو دریافت
ہوگا کہ مکار جادو طلسم ہوش ربا سے آیا ہو یقین ہو صاحبقران بھی لشکر کشی کرین اب یہان ٹھہرینگے
کیا ضرورت ہو لشکر خداوندی مین جلو صبح بھی ہو چکی تھی سردارون اور عیارون کو ایک ارابے پر سوار
کیا لشکر کو ساتھ لیکر سمت فوج لقا روانہ ہوا پہر دن رہے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا لشکر اُترنے کا
حکم دیا مکار کنارے پر لشکر کے ٹہل رہا ہو اپنے دیکھا آہوے وحشی نخلستان سے بھاگا ہوا نکلا پشت پر
دیکھا آہو کے ایک جوان چالاک و چست تیر و کمان ہاتھ مین صاف ظاہر ہو کہ آہو کی جستجو مین دور سے
آتا ہو آہو اپنی جان بچائے ہوے چاہتا ہو نکل جاؤن مگر وہ جوان چست و چالاک چاہتا ہو کمند و لند
مین گرفتار کرون ایک مقام پر آہو رُکا اُس جوان نے جھپٹ کر حلقہ ہاے کمند مارے حلقے کمند کے
شاخہاے آہو مین نہ پڑے گلے مین پہونچے آہو گرا جوان نے چاہا جست کرکے سینے پر سوار ہون آہو
ذبح کرون آہو نے سر ہلایا شاخ اُسکی ران پر جوان کے پڑی زخم کاری آیا جوان خوشرو زمین پر گرا

آہوے حلقہ ہاے کمند جست وخیز کرتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا وہ شیر بیشۂ شکار جوان نامدار اژدریان
رگڑ کے بیہوش ہوا آنکھین الٹ گئین کمان کیانی دوش سے گری سپر ایک جانب نیچا ایک جانب پڑا ہے
وہ آفتاب جمال اژدریان رگڑ رہا ہے ران سے خون کا فوارہ جاری مکار سحر طراز گھبرا کر دوڑا ساتھ والون کو
بھی حکم دیا یار و اس جوان کو اٹھاؤ زخم دوزی کرو کوئی رئیس زادہ سپاہی وضع شکار دوست جستجوے
شکار مین یہانتک آیا شاخ آہوے زخمی ہوا ہے اس رئیس کو رئیس کا پاس ضرور ہے اسکا حال زار دیکھکر قلب پاش پاش
ہے ملازمان مکار جھپٹ کے پہونچے دیکھا اُس جوان کا منکہ ڈھلا ہوا چہرہ زرد دریاے خون مین نہایا ہوا
سب نے مل کر اٹھایا مکار کف افسوس ملتا ہوا لیکر اپنی بارگاہ مین آیا مسند پر لٹا دیا یہ کیفیت زخم دوزی کی
پٹی مرہم کی چڑھائی بعد عرصہ دراز اسکو ہوش آیا مکار نے پوچھا اے شیر بیشۂ جرأت اے صاحب شوکت و لیاقت
نام نامی و اسم گرامی کیا ہے فن شکار مین بڑا کمال حاصل کیا آہوے وحشی کو حلقہ ہاے کمند سے گرفتار کرتا
تھا تو نے جو سوچا وہی کیا لیکن دھوکا ہوا شاخ آہوے زخمی ہو گیا ہم اٹھا لائے اُس جوان نے
ٹھنڈی سانس کھینچی کہا آپ نے احسان کیا حسین نوجوان میرا نام ہے شکار کھیلنا میرا کام ہے یہانسے
قریب ایک مقام ہے کہ اسکو قلعۂ کوہستان کہتے مین باپ میرا حاکم و ناظم ہمیشہ اسی طرح شکار کھیلا ہون
صحرا کو حلقہ ہاے کمند زلف مین گرفتار کیا تیغہ برق تاب سے شیر کا شکار کیا آج گردش فلکی سے یہ انقلاب
ہوا آپ اب چلکر کلبۂ احزان کو اس حقیر کے نور قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمایئے آپ تو جان بخش
مین مکار نے کہا اے شاہزادۂ نامدار آج کی شب تو مین آپکو جانے بھی نہ دونگا جب زخم اندمال پائے مین
اپنے ملازم ہمراہ کرون بہ اعزاز و اکرام تمام تمھارے قلعہ مین تمکو پہونچا دون اس حیلے سے ملاقات
ہوئی نہایت سامری اب اس حوالی مین ہم رہینگے براے مقابلہ صاحبقران جاتے ہین مقابلے
پڑینگے چند سردار چند عیار میرے پاس قید مین انکو بھی جاکر قتل کرونگا جب لڑائی فتح کرکے پلٹونگا تمھارے
قلعہ مین ضرور آؤنگا دو چار روز صحبت عیش مہیا رہیگی تمھارے باپ سے بھی ملاقات ہوگی اب تو
دو چار دن ہمین سرفراز کرو بدون اصلاح زخم نہ جانے دینگے جوان خاموش ہوا بہت شکریہ ادا کیا
باتین کر رہا ہے مکار نے دیکھا نہایت فصیح و بلیغ عقیل و فہیم باتون مین لطف حکایات جا بجا کے
بیان کرتا ہے مکار کا دل لگ گیا حکم دیا ناچ ہو جب طائفہ ناچنے لگا غزلین وغیرہ گائین مکار
کہ رہا ہے اے حسین نوجوان یہ گائن طلسم ہوشربا کی رہنے والی ہین بہت کچھ صرف کرکے ساتھ لایا ہون

یگانگانا آتی ہی حسین نوجوان کچھ جواب نہین دیتے منھ پھلائے بیٹھے ہین مکار نے کہا کیون اے حسین نوجوان کیا گانا اسکا تمکو پسند نہین آیا حسین نے ہنسکر کہا بالکل بے سُری ہی بڑا عیب فاش ہی یہ گانا گانا کیا جائے کچھ غزل ٹھمری گالیتی ہی اُس کسبی نے جو یہ سنا جھلا کر کہا میان صاحبزادے یہ علم موسیقی ہی شکار کھیلنا نہین ہی تیر اٹھا کر مار دیا جانور پر کبھی پڑا کبھی نہ پڑا ہمارا نشانہ کبھی خالی نہین جاتا ہنستی ابرو مین ہزارون شکار ہوے تیر مژگان صدہا کے دلون کے پار ہوے حسین نے ہنسکر کہا بی بائی صاحب سچ کہتی ہو ناز و کرشمہ اور چیز ہی لیکے گانے کا نام نہ لو غزل ٹھمری گاؤ اگلے کالون کا نام نہ بدنام کرو رنڈی اور زیادہ بگڑی کہا میان شہزادے صاحب کچھ گاکے سنائیے تو ہم جانین طبلے نے بھی طلمن کیا سارنگی بجانے والے نے بھی باتون کا تار لگا دیا مکار نے دیکھا حسین نوجوان بگڑا غصے مین اشارہ کیا ساز ملاؤ جب ساز ملکر تیار ہوے کہا اچھا تو تم کسبی ہو غریب عطائی کا خیال رکھنا تمھاری آس ہی اب جو حسین نوجوان نے تانین مارنا شروع کین زمین تھرائی کسبی گھبرائی حسین نوجوان شہزادہ والاقدر آسمان جلالت کا بدر فصیح و بلیغ یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

وصل کی ہو گئی کچھ دلکو خبر آپ سے آپ
در میخانے پہ جھلکتا ہی جو سر آپسے آپ
یہ دل عربدہ جو ہی مرے پہلو مین اگر
ہو الگ دہن الگا نہ کر آپ سے آپ
گو کسی اور کو تاکا ہی مگر تیر اُسکا
جسمین پیدا ہو نہ کچھ رنگ اثر آپسے آپ
مہربانی نری اے گرمی آہ سوزان
سیدھی ہو جائیگی عاشق سے نظر آپسے آپ
ورنہ تمنا ہی کہین ہو دھگار آپسے آپ
آسمان اسکو یہ قصد نہین کرتا شب سوز
وصل کی شب بھی اُٹھیگا کوئی شر آپسے آپ
بے طلب جیسے گیا انجمن یار مین مین
سر اشتیاق ہی آئیگا ادھر آپسے آپ
سعی کرتے مین بہت سی مرد انجم آسمین
سوکھ جائینگے مرے دیدۂ تر آپسے آپ
پوچھے دلسے کہ اُٹھا کوئی پہلو سے جلال
مسجد و تیغ بھی زیادہ ہی کہ آنکی حرمت
گرد پھرتے ہین ترے شمس و قمر آپسے آپ
کھو دیا اسکو خوشی نے نزاکت نے آکے
یو نہین اے جذب دل ہوے گذر آپسے آپ
آہ کیون کرتی ہی کوشش دو جہت کیسی
کیا شب ہجر کی ہوتی ہی سحر آپسے آپ
کجروی تجھسے زمانے نے وزا کی سیکھین
وہ تو تھا ہوش مین باہر تھے اگر آپسے آپ

ابتو وہ نازنین حسین نوجوان کے گرد پھرنے لگی قدمون کو بوسہ دیتی ہی بلائین لیتی ہی سب گوئے گرد بیٹھے ہین تعریفین کر رہے ہین مکار سحر طراز مبہوت ہو رہا ہی اشعار عاشقانہ سنکر سنکے رو رہا ہی خود بھی نوجوان عاشق مزاج مرد تماشبین مزیدار نوجوانون کی صحبت اُٹھائے ہوے کلیجہ پکڑ لیا حسین نوجوان کی بلائین لینے لگا کہا اے شہزادہ والاقدر اے ذی کمال صاحب جاہ و جلال سپاہگری تمھاری وہ دیکھی سرکار

شکار کمند سے کرتے ہوے نہ دیکھا تھا وہ دیکھا علم موسیقی مین تمھارا مثل نہین حسین نوجوان نے سر جھکالیا
کہا آپ قدردانی فرماتے ہین ابھی آپ نے کیا کمال دیکھا خزانہ سلطنت کا حصول کمال مین صرف کیا کاملین
کی جوتیان سیدھی کین چلیین بھرین سب کچھ آئین بائین شائین آگیا ایک کمال البتہ بڑی مشکل مین آیا
وہ علم ساقی گری ہر مکار سحر طراز نے کہا ساقی گری کیا مشکل ہر شراب کا انڈیلنا اشعار پڑھکر پلا دینا یہی
ساقی کا کام ہر اسمین کیا نیک انجام ہر حسین نوجوان ہنسے کہا حضور ساقی گری ایسی مشکل ہر تمام عالم مین
ایک شخص اس فن کو جانتا ہر وہ ساقی گری یہ ہر کہ پاؤن سے ناچے ہاتھ سے بتائے منھ سے گائے سر سے
لاکر شراب پلائے سوائے عمرو عیار کے اس فن کو کوئی نہین جانتا وہ اس کمال کو بارگاہ مین بادشاہون
کی صرف کرتا ہر اکیلا لاکھون کو بیہوش کرے چشم زدن مین لاکھون کو سلا دے اُٹھکر نکل جائے مین نے
اسکو کسی حیلے سے طلب کیا اس فن کو اُس دشمن جان وایمان سے حاصل کیا ملاحظہ پر موقوف ہر ایک
بات کی مشکل ہر کہ جب ہم ساقی ہوتے مین کسی کو باقی نہین چھوڑتے لہذا آپ کا صرف بہت ہوگا بارہ ہزار کا
لشکر آپکے ساتھ ہر ہمارے قلعہ مین تشریف لیچلیے وہان جلسہ آراستہ ہو پورا میخانہ صرف ہوگا مکار نے کہا
میخانے کی کیا حقیقت ہر اس کمال کے سامنے زر وجواہر کی کیا لیاقت ہر کیون صاحبزادے جام سر پر رکھا
جائیگا قطرہ شراب کا نگریگا حسین نوجوان نے کہا اگر قطرہ گرے سر کاٹ لیجیے تمام کاملین بول اُٹھے
جام کا انجام ہونا دشوار ہر حسین نوجوان نے کہا ابھی آپ لشکر لیکر میرے قلعہ مین چلیے مین ساقی گری کرکے
سب صاحبون کو دکھاؤن مکار سحر طراز نے کہا یہان سب کچھ حاضر ہر آپ کیون تکلیف کرین ہمارے مال کو
اپنا جانیے مشقت بھی تو آپ کو انتہا کی ہوگی حسین نوجوان نے کہا سالہا سال کثرت مین خزانے صرف ہوے
تب اس کمال مین سواد ہوا آپ شراب منگائیے کلید میخانہ ہمکو دیجیے مکار نے کلید میخانہ حسین نوجوان
کے سامنے حاضر کی داروغہ کو حکم دیا شاہزادے کو میخانے کا اختیار ہر جسطرح چاہین صرف کرین تم سپرد کرکے
چلے آؤ حسین کنجی لیکر اندر میخانے کے آیا شراب کو خوب خراب کیا پکار کر آواز دی دس دس آدمی ایک
ایک قرابہ لیجائین سو جوانون مین ایک تہلکہ لشکر مین پڑا ہوا مفت کی شراب تقسیم ہو رہی ہر شاہزادہ حسین
نوجوان ساقی گری کریگا حکم ہر کوئی باقی نہ رہیگا لینے والے دوڑے حسین نوجوان نے تھیلے قرابے
کے تمام اہالیان لشکر کو تقسیم کیے دو کشتیان عمدہ آبگینہ کنٹر الماس نگار بادہ گلنار سے معمور رکھے رہے
انکے تمامی سے باندھے اس سلیقے سے حسین نوجوان کشتیان شراب کی محفل مین لیکر آیا دیکھنے والون

کی حال ٹھپک بڑی مکار تڑپ گیا کہا دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لیکر آیا جی چاہتا ہے کہ آج شراب خوب پیجیے اب حسین نوجوان نے پشواز زیب جسم کی بھاری جوڑا اپنا چوراسی گھنگرو پاؤن مین باندھے اس سج دھج سے حسین گت ناچنے کھڑا ہوا ناز و ادا کو دیکھکر نازنینان مہ جبین بیقرار ہو گئین جلسی بیخبر اس جوان خوشرو کے گرد پھرین مال کیا مال ہے جان نثار کرین سازندے گت شروع ہوئی اس لطف سے گت ناچا دیکھنے والون کی بری گت ہوئی

اشعار

اہل محفل نے کیا اسپہ بچھا در توڑا
سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل

جسکے جانب بتا کے سسکی لی
ماہتابان یہ چھپ گیا بادل

ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا
جان انسنے سسک سسک کر دی
گت ناچتے ناچتے یہ اشعار شروع کیے نظم

حشر مین روؤن جب بارش رحمت ہوگی
جان دونگا یہ مجھے یار سے خفت ہوگی
گورکن کا نہ اٹھائینگے کبھی ہم احسان
دم نکل جائیگا جب پھر تو نہ وحشت ہوگی
ای نکیرین ذرا قبر مین دم لینے دو
مین اگر شب کو نہ سونگا مری حسرت ہوگی
گریہ ثابت نہ ہوا لیکن دل کو دہ لگا دو
ملک الموت کے ہاتھون تو اذیت ہوگی
دل مین روز قیامت نظر آئیگا جلال

کیون سکینہ ہے زاہد کو یہ حسرت ہوگی
کون سنتا ہے جو پرسش ہوئی روز محشر
آپ گر جائینگے ہم کچھ بھی جو غیرت ہوگی
ساتھ کیون اسی دل نالا انکو لحد مین لاگے
کچھ تبادینگے ٹھکانے جو طبیعت ہوگی
ستم یار کو اللہ سلامت رکھے
آنکھ سے آنکی ندامت کو ندامت ہوگی
دل ہمارا ابھی ہے واللہ بت نازک طبع
اور بدتر ہے جو صبح شب فرقت ہوگی

باعث نالہ اگر درد کی شدت ہوگی
دیکھنے ہی سے ترے ہمکو نہ فرصت ہوگی
نشتر اک ابکی رگ جان پہ لگا ناقصا
ہم یہ کیا جانتے تھے روز قیامت ہوگی
اور جا کر ترے کوچے مین کوئی کیون رونا
ابھی کیا کیا نہ غریبون پہ عنایت ہوگی
آپ خود دیکھیے گا قبض مری روح اگر
حال کھل جائیگا جب آپ سے صحبت ہوگی
اسی ڈھنگ سے یہ غزل گائی تمام

اہل محفل دنگ مکار سحر طراز اسقدر رویا دامن و گریبان تر ہو گیا اب سب نے دیکھا حسین نے جھک کر جام لبریز کیا سر پر رکھا ہر ایک کا یہی قول تھا اب بد انجام ہوگا جام شراب سر سے گر یگا لیکن حسین نوجوان نے اسطرح جسم کو سادھا کیا مجال کہ ایک قطرہ تو گرے سامنے آکر مکار جادو کے سر جھکایا دھن مین یہ شعر گایا
فرد نوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند * چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند * مکار سحر طراز اٹھ کھڑا ہوا بڑی خوشی سے جام لیا لبون سے لگا کر بے اندیشہ انجام پی گیا اب تو حسین نے دور شروع کیا جسکے سامنے جام لیکر پہونچا اسنے بلا تامل جام پی لیا لشکر مین جو شراب سبنے پی نمک سرکاری نے تاثیر کی کوئی بہاگا تا ہے کوئی دوڑ کر کنوئین مین گرا کوئی پہاڑ سے سر ٹکراتا تھا کسی نے جامہ وزیر جامہ اتار کر پھینکدیا

بعض نے خوب ضبط کیا جام بیکر اٹھے خیال مین آیا اپنے گھر چلو سر جھکائے ہوئے جانے لگے تھے سوچتے
سمان کی فکر نہ لگے اس سوچ مین سر جھکایا منھ کے بھل جا رہے بعضون مین جوتی بیزار ہو رہی ہے کسی نے
کسی کا گریبان لیا کسی کے پیچھے کسی کے ہاتھ مین سخرا پن بات بات مین یہان مکار غش غش کر رہا ہے پکارتا ہے
ای حسین کیا کہنا کیا کمال کیا نشے مین بلبلا کے اپنے مقام سے اُٹھا ساتھ والے حضور حضور کہتے ہوئے اُٹھے
مکار نے آواز دی ای جان جہان ای حسین نوجوان مثل جان کے آغوش مین لون ایک بوسہ لون گا
حسین نے مسکرا کر کہا ای چچا جان کیا تمسے انکار ہے صف مژگان کو جنبش ہوئی اہالیان دربار کے سینے
فگار یک انار وصد بیمار سب سراپا کی تعریفین کر رہے ہین مکار نے کہا تم لوگ کیون اٹھے نعیم جادو
سپہ سالار کلان اُسنے جواب دیا ہم اپنے معشوق کے پاس جاتے ہین آپ اپنے کو عاشق بناتے ہین مکار
نے کہا تیری شامت آئی ہے نعیم نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا دونون جھومتے ہوئے چلے دو دو قدم بڑھے تھے
کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا دونون گرے سب سردار لینا لینا کہکر دوڑے جو جہان سے اٹھا چشم زدن مین سب
گر کر بیہوش ہوے نعرہ ہوا باش ای مکار و غدار منم جواہر بن عمرو نامدار خنجر کھینچکر مکار کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا
مکار کا سر کاٹ ڈالا نام ہوا لاشہ مکار سحر طراز کا تڑپا اب جواہر نے خنجر کھینچکر قتل کرنا شروع کیا بارگاہ کو مذبح
قصابان بنا دیا نعیم کو جھٹ کر قتل کیا چاہتا تھا اُسی کے سحر مین سردار و عیار سب مبتلا ہین نعیم کے
قتل ہوتے ہی لندھور و علمشاہ و بارھون عیار قید خانے سے نکلے جواہر نے عیارون سے اشارہ کیا
سب اہالیان فوج کو قتل کرو لندھور و علمشاہ کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہین عیارون نے
ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا بارگاہ کے سردار قتل ہوئے بیرون بارگاہ غل ہے ہزار دو ہزار ساحرون
کو قتل کیا علامت مرنے کی جادوگرون کے بلند ہے جب جواہر نے مکار کو مارا آواز آئی کشتی مرا نام من
قلماق جادو بود اُن دونون کے مرنے سے آوازین آئی ہین کشتی مرا نام من فلان نام من فلان بود صدائے
گیرو دار بلند سارے لشکر مین اندھیرا علمشاہ و لندھور نے دو گھوڑے لیے عیارون نے ترغیب
دی آپ نکل جائیے ہم ان سب کا خاتمہ کرکے آتے ہین یکایک آسمان پر برق چمکی آواز آئی منم مکار
سحر طراز باشید ای عیاران مکار و ای مکاران غدار میرے ہاتھ سے کہان جاتے ہو مین جانتا تھا
کہ یہان عیاری ضرور ہوگی قلماق جادو اپنے غلام کو اپنی صورت پر مقرر کیا آپ درہ کوہ مین جا کر
چھپا تھا اب جو صدائے گیرو دار سنی آنکھ کھلی پیدا ہوا جواہر کے ہوش اڑ گئے چاہا تڑپ کر نکلین ادھر

مکار نے آتے ہی ایک گولہ مارا علمشاہ و لندھور بھی گھوڑون سے گرے بارہ عیارون کے پیر زمین نے تھام لیے جواہر بھی گرا مکار زمین پر آیا آتے ہی باران سحر برسایا دیکھا بارگاہ مین تمام لاشے پھڑک رہے ہین سرداران نامی سے کوئی باقی نہین بیرون بارگاہ بھی ہزار دو ہزار لاشے پڑے ہین ایک ایک کی لاش پر خوب رویا چیخین مارتا تھا دربار مین بختیارک بیٹھے بیٹھے گھبرایا لقا سے کہا جا کر مکار کی خبر لون یقین ہی عیار ضرور سپو بچے ہونگے مکار نے کہا دیکھون تو کن کن سردارون کو گرفتار کیا آنکو جا کر قتل کراؤن نجرے پر سوار چند غلام ہمراہ یہان مکاران سبکو گرفتار کرکے بارگاہ مین آیا جواہر سے بہ عتاب خطاب کیا کیون او فرزند عمرو دیکھ عیاری اسکا نام ہی کس لطف سے مین نے اپنے کو بچایا جسدن سے آیا دم لینا مشکل کر دیا مین نے اپنے غلام کو اپنی شکل پر بٹھلا دیا تھا وہ کون مین جا کر سو رہا جو کچھ افراسیاب نے کہا تھا بخوبی ظاہر ہوا جواہر نے کہا او بیجا کیا بکتا ہی مین ایک لاکھ چوراسی ہزار بھائیون کا بھائی ہون ہمارے گرفتار ہونے سے کیا ہوتا ہی قید ہونا پکڑے جانا ہمارا شرف ہی اب ہمارے بھائی بند بختیارک کی صورت پر یا بصورت لقا و مردے وچوبدار و حاجب و دربان بنکر آئینگے تجھکو مثل نقش قدم ستائینگے ہماری تقدیر مین نیکنامی نہ تھی تیرے دام مکر مین پھنس گئے ایک ایک بھائی ہمارا قیامتین برپا کریگا ورنہ ہمکو رہا کر دے ابھی بلا نازل ہوا چاہتی ہی ہماری تقدیر مین مایوس ہونا تھا اپنا حال پر اشعار

نخل الفت کو فلک چھو لنے پھلنے نہ دیا
اپنے بیمار کو عیسےٰ نے سنبھلنے نہ دیا
کھبے روٹھے بھی خفا بھی ہو آزردہ بھی
دھوکا وہ کون تھا جسکو کہ اجل نے نہ دیا
جیتے جی سمجھا انھین جان کے برابر بیشک

کوئی ارمان بھی دل کا نکلنے نہ دیا
نالے نکلے کبھی منھ سے تو کبھی آہ و فغان
پر انھین پہنچنے بری راہ پہ چلنے نہ دیا
اے فلک تونے ملایا نہ کسی گلرو سے
دل سے ارمان کوئی ہیچ نکلنے نہ دیا

دل کسی شغل مین افسوس بہلنے نہ دیا
ہنسنے پر حرف شکایت کو نکلنے نہ دیا
جان لیکر انھین چھوڑا جو بیت سے مزور
نخل امید میرا پھولنے پھلنے نہ دیا

لندھور و علمشاہ ایک جانب مسلسل بیٹھے ہین جواہر بن عمرو بخوف کلام کر رہا ہی کہتا ہی او بیجا اسوقت بچ گیا اگلی مرتبہ نہ بچیگا ہمارے بھائی بند آتے ہین یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر نے بڑھکر خبر دی حضور ملک جی صاحب آتے ہین جواہر قہقہا مار کر سنا ساتھ والون سے کہا لو ہمارے بھائی بند آپہونچے بختیارک کی شکل پر شعبان خنجر گذار ہوگا ابو الفتح اصفہانی و عمران خطائی و گلباد عراقی وغیرہ بشکل ملازمان ہمراہ ہونگے مین اپنے بھائی کے تصدق سنتے ہی خبر دوڑ پڑا ابے قیامت کا عیار ہی لاکھون مین عیاری کرتا ہی نائب

خواجہ کا وہ میرا پیشدست ہی بڑا عیار زبردست ہی مکار سحر طراز کے کان کھڑے ہوئے جواہر یہ بھی کہا ہا
شعبان کے ساتھ دس عیار آئے ہونگے بختیارک کی صورت خوب بنتا ہی ساتھ والے کہ رہے مین بجا
درست مرشدنا دے آپ بھی تو انکی مدد کو جاتے ہین ابھی ہفتہ نہین گذرا لشکر مین لقا کے میان شعبان
قید ہوے تھے آپ خداوند لقا کی صورت بنکر پہونچے ایسے تم نہوتے تو عہد خواجہ عمرو کا کیون ملتا تم دونون
عیار بےنظیر خوش تقریر ساری حرکتین خواجہ کی تم مین ہین مکار نے کہا دیکھو تو بختیارک کے ساتھ کے
ملازم ہین جو ہمارے باہر نکل کر دیکھا کہا حضور حقیقت مین دس ملازم ہمراہ ہین بڑی جلدی مین آتے ہین
بیشک ملک جی کی ویسی صورت نہین ہی لشکر مین کھڑے پوچھ رہے ہین کون کون عیار پکڑا گیا مکار کیونکر
بچا سردارون مین کون کون قید ہوا مکار نے کہا آنے تو دو باجی کی گردن لیتا ہون مجھکو نادان سمجھا ہی
جواہر کہنے لگا یارو کوئی جا کر میرے بھائی سے کہدو کہ بھائی پلٹ جاؤ اور کسی عیاری پر اکڑنا اسوقت
نہ آؤ اپنی جان بچاؤ لیکن بختیارک بلاتکلف مع دس ملازمون کے اندر بارگاہ کے آیا جواہر نے
دیکھتے ہی کہا بھائی بھاگو بھاگو میان حرجا ہو چکا مجھ بیوقوف کے منھ سے نکل گیا مکار نے کہا ملک جی صاحب
آئیے دیکھیے مین نے دو سردار تیرہ عیار گرفتار کیے ہین قتل انکا آپکی رائے پر موقوف ہی جواہر کی باتون پر
بختیارک گھبرایا دو قدم پیچھے ہٹا کہ یہ کیا معرکہ ہی جواہر یہی کہتا ہی بھائی بھاگ جا یہ بھی عیاری خالی گئی
مکار نے دیکھا کہ بختیارک پیچھے ہٹا چند دانے ماش کے جھولی سے نکالے آواز دی او شعبان کہان
جاتا ہی بختیارک نے گھبرا کر کہا شعبان و رمضان کیسا مین بختیارک شیطان درگاہ خداوندی ہون
مکار نے دیکھا یہ بھاگ کر نکلی جاتا ہی ماش کے دانے پھینک مارے فوراً بختیارک زمین پر گرا دسون ملازم بھی
گھبرائے بھاگنے کا قصد کیا مکار نے ایک دو پتھر زمین پر مارا یہ بھی دسون گرے ساحرون سے آواز دی جلدی
مشکین باندھو لو بختیارک بچا اسے مکار کیا کرتا ہی دیکھ سب بچھا لیگا جادوگرون نے بختیارک کی مروڑ کے مشکین
باندھین جواہر یہی کہے جاتا ہی بھائی جلدی کیون کی عیارون مین سرفراز ہو بڑے جلد باز ہو اور عیارون سے
بھی کہدیا اب تم بھی قید ہوے بہتر یہ کہ خطائی آئیگا وہ تمکو تمکو چھڑائیگا یہ بچھیا اسوقت بصورت اصلی ہی
درہ کوہ مین چھپ رہتا ہی مکار سحر طراز کوڑا لیکر اٹھا بختیارک پر جوتیان پڑنے لگین یہ دوہائی دے رہا ہی
اے مکار کیا کرتا ہی اگر مجھکو قتل کریگا خداوند لقا تجھکو سنگ سیاہ بنا دینگے زندہ بچکر نکلنا دشوار ہوگا کمین
شامت آئی ہی ارے مین تیرے پاس پہلے بھی آیا تھا جواہر جواب دیتا ہی بھائی اگلی پچھلی باتین قبول ہی

عیاری کا کام ہے تم تو بڑے کچے ہو پہر دو پہر کی تکلیف نہین اُٹھا سکتے جب عیاری کرے تو لات جوتی کا کیا خوف
یہ تو ہمارا زیور ہے ہمارے قبلہ وکعبہ کا قول ہے کہ جب ہم قید ہوے دشمنون کو مارا یہ تو آرزو رکھتے ہین کہ کوئی
ہمکو قید کرے بختیارک فریاد کر رہا ہے اے مکار دیکھ بہت پچھتائیگا ساحر چلے ہوے کہ اُنکے بھائی بند مارے گئے
کسی نے لات ماری کسی نے جوتی لگائے ہین ارے بھیا تجھکو خوف نہ آیا عیارون کے قید ہوتے ہی دوڑ پڑا
بارگاہ مین عجب ہنگامہ ہے جادوگرون نے بختیارک کے کپڑے پھاڑ ڈالے مین جوتیان پڑ رہی ہین یہ بچے
قستان بتاتا ہے مکار اور زیادہ جھلاتا ہے ملحوظ خاطر ناظرین ہو اب مکار حیران ہے کہ مین کیا کرون جواہر کہتا ہے
یہ میرا بھائی ہے وہ کہتا ہے مین شیطان درگاہ خداوندی ہون عجب مصیبت مین جان پڑی اگر قتل کرون اور اصل
مین شیطان ہے قدرت دستگیر ہون میرے واسطے کچھ تقدیر الٹی کردین یہ بھی سن چکا ہون کہ قدرت نازک مزاج
مین جو دل مین آتا ہے تقدیر کر دیتے ہین بندون پر مہربانی کم مسلمانون کے دوست بندگان خاص کے دشمن ہین
کے رہزن ایسے خداوند سے ڈرنا چاہیے ساتھ والون سے کہتا ہے یار مین اب کیا کرون کوئی کہتا ہے گرفتار
کرکے سامنے خداوند لقا کے بھیجو کوئی کہتا ہے قتل ہی کرو مکار حیران ہے ملحوظ خاطر ناظرین ہو پہلو پر بارگاہ
کے اک نخل کلان واقع ہوا ہے کہ ایک نخل سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی نعرہ ہوا اے قوت بازوای زینت پہلوے
افراسیاب کیون گھبراتا ہے ہم فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوشربا ہے دیکھا نخل سے ایک ساحر مہیب شکل عجیب
وغریب فرمان مُہری افراسیاب ہاتھ مین سحر بات باتمین بیچ بارگاہ مین دھم سے کودا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ
آسمان سے اتر کر آیا ہے اترتے ہی وہ فرمان بلا تکلف مکار کے ہاتھ مین دیا کہا اے مکار سحر طراز شہنشاہ باغ سیب
مین جلوہ فرما ہین اوراق سامری مین تمہارا حال دیکھا تشبیہ فیض سے تمکو بلایا کہا اے تہمتن جادو جلد جاؤ
ہمارے مصاحب کو عیارون نے گھیرا ہے راہ دور و دراز سحر کرتے کرتے منہ دیکھ گیا شکر خداوند سامری و جمشید کہ
وقت پر پہونچا نامہ پڑھو موجب اسکے کاربند ہونا واجب ولازم ہے بختیارک تو گھبرا گیا کہتا ہے اسمین افراسیاب نے
میرا حال لکھدیا ہوگا جواہر بھی جواب دیتا ہے ہان سچ ہے وہ بادشاہ عالیجاہ ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر اسنے
سب کچھ لکھا ہوگا بھائی نہ گھبراؤ سب حال کھل جائیگا اب نامہ شہنشاہ آگیا اب کیا خوف ہے ہم بھی یہی
چاہتے ہین انصاف کیا جاے افراسیاب ہمارے قبلہ وکعبہ کی بڑی قدر کرتا ہے جب کبھی عیاری کرکے
بیہوش کیا خلعتہاے فاخرہ مرحمت فرماتے ہین عزت عیاری کی بڑھاتے ہین مکار سحر طراز نے نامہ کھولا
اسمین لکھا ہے کہ تہمتن جادو کو ہمنے روانہ کیا اے مکار تمنے خوب اپنے کو بچایا معرفت تہمتن ہمنے اک

روانہ کیا ہی تنہائی مین وہ سحر اپنے قبضے مین کرنا کبھی تیر کوئی عیاری وکر سکیگا سب مسلمانون پر غالب
آؤگے خداوند لقا کو تابہ باختر پہونچاؤگے مکار نے سر اٹھا کر کہا بھائی تہمتن شہنشاہ نے کوئی سحر دیا ہی
تہمتن نے کہا کنارے چلو بختیارک کے تو ہوش اُڑگئے اسقدر مار پڑی ہی کہ منھ سے بولنا دشوار
ساحر جوتیان لیے سر پر کھڑے ہین جواہر مثل عندلیب خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے ہین ساحرون کی بات کا
جواب مکار پر عتاب فقرے چست مزاج درست قہقہے مار رہے ہین تہمتن نے مکار کا ہاتھ تھاما کہا جلد
کنارے چلو سحر اپنے قبضے مین کرلو مین جلد اپنے کو بتیسے قفص مین پہونچاؤن میرا مقام خالی پڑا ہوگا شہنشاہ
کو جا کر جواب دون جب مکار تہمتن کے ساتھ چلا بختیارک بول اٹھا اے مکار ان میان ساحر صاحب کو
کو بخوبی جانتے ہو مہر و خط شہنشاہ کا بخوبی پہچان لیا تہمتن نے پلٹ کر بختیارک کے منھ پر ایک گھونسا
مارا کہا ابے کیا ہم بھی عیار ہین تیری طرح مکار و غدار مین اور اشارہ کرکے کہا تم شعبان خنجر گذار
ملک جی بولوگے تو ایک خنجر ماردونگا پڑے جوتی خورے ہو جوتیان کھا چکے اپنی باتون سے باز نہین
آتے ہو آج میرا بجائی تیمور ہے پہلے ایک خنجر تجھین کو ماردونگا مین جست و خیز کرکے نکل جاؤنگا میرا کوئی کیا
کریگا بختیارک نے سر جھکا لیا کہا میان مکار صاحب مین نے تہمتن کو پہچانا یا اور بھی ایک مرتبہ نامہ
افراسیاب کا لیکر آئے تھے یہ تو نامی ساحر ہین انکو سب اہالیان ہوشربا پہچانتے ہین مکار نے کہا یہ
شیطان بڑا جعلساز ہی بات کا بچیا کی قیام نہین کبھی کچھ کہتا ہی کبھی دشمن بنتا ہی کبھی دوست ہوتا ہی
تہمتن نے مکار کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا بھائی کنارے چلو شیطان کو بکنے دو جلدی کام ہوجاے تمھارا
بھی نام ہوجاے ہمراہ چلتے چلتے تھک گئے مکار خلوے مین آیا تہمتن نے کہا تھوڑی آگ منگاؤ ہم تسخیر
کرینگے طائر سحر ساری پیدا ہوگا سب کچھ نیک و بد تعلیم کردیگا سب عیارون مکارون کا حال کھلجائیگا
وہ بات کرو کہ تمھارا کام ہو ہمارا نام ہو مکار دوڑ کر آگ لایا انگیٹھی مین سلگائی میان تہمتن نے جیب سے لوبان
نکالا ہاتھ مین مکار کے دیا کہا اسکو آگ پر ڈالو سامری جمشید کا نام پڑھتے جاؤ دھوئین سے سارا مطلب
حاصل ہوگا جیسے ہی مکار نے لوبان آگ پر ڈالا دھوان نکلا دماغ پر پہونچا ارے کہکر دھم سے گرا شعبان
نے لپٹ کر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک یہان عیارون نے رہائی پائی اٹھتے ہی حقہ ہاے آتشبازی کا نا شروع
کیے بختیارک چھوٹتے ہی بھاگا ملکشاہ ولندھور نعرے کرکے اٹھے شعبان مکار کا سر لیے ہوے بیرون
بارگاہ آیا عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی ہاے دھوان دھار کر دیا صحرا تاریک ہورہا ہی اسی اندھیرے

مین عیارون نے ساحران روسیاہ کو خوب قتل کیا لندھور و علمشاہ نے دو گھوڑے لیے ایک ایک
تلوار ہاتھ مین اٹھائی لڑتے بھڑتے چلے فوج ساحران بدحواس حیران ہر کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی تہمتن
فرستادہ افراسیاب نے آتے ہی رستی دکھائی اتنے بڑے لشکر کی برہمی ہوئی بمشکل لاشہ مکار کا اٹھایا
روتے پیٹتے طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے لیکن بختیارک جوتیان کھا کر جو چھوٹا خچرے پر سوار ہوا طرف
لشکر لقا کے چلا پلٹ پلٹ کے دیکھتا جاتا ہر کہ لشکر ساحران درہم و برہم ہزار دو ہزار جو بچے وہ لاشہ فت
کا لیکر بھاگے دور سے بختیارک نے دیکھا لندھور و علمشاہ اُس صحراے ہولناک مین گھوڑے بڑھائے ہوے
جاتے ہین ساتھ والون سے بختیارک نے کہا اگر اسوقت لشکر سلیمان عنبرین مو کے کوہ مین خبر ہو جاتی
سلیمان فوج کو یہان لیکر آ پڑتا لندھور و علمشاہ کو بلود کرکے پکڑ لیجاتا حمزہ کا کلیجہ داغدار ہوتا ملازمون
نے عرض کی میان شیطان صاحب اتنی جوتیان کھائین مسلمانون کی دشمنی سے ہاتھ نہین اٹھاتے پھر
اُلٹے تدبیر بتاتے ہو بھاگ کے نکل چلو عیار آتے ہونگے بہت پریشان کرینگے چلے ہوے ہین ایسا نہ ہو ہمین باندھ
لیجائین بختیارک کہتا ہے مجھسے زیادہ کون مسلمانون کا دشمن ہر اگر قابو پاؤن فرزندان عمرو کی بوٹیان
کاٹ کے کھاؤن میان مکار بڑا دعوی کرکے آئے تھے جن کے خوف سے چھپ کے اُترے انھین کے ہاتھ
سے مارے گئے لشکر خداوند مین آتا طبل جنگی بجوا کے لڑتا دو چار دن جھیل جھیل رستی بیجا کتے کی موت مارا گیا
ہاے کیا کرون لندھور و علمشاہ دو سامنے جاتے ہین دو ہزار جوان بھی ہمراہ ہوتے گرفتار کرا کے لیجاتا جب
قلب کو تسکین ہوتی یہ سوچتا ہوا جاتا ہر کہ دیکھا صحراے گرد اٹھی بختیارک دیکھنے لگا رافع کوہی مع
بیس ہزار فوج کے براے مدد لقا جاتا ہر بختیارک نے جو دریافت کیا خچرے کو بڑھا کر سامنے رافع کے
آیا شاطر نے رافع کو خبر دی شیطان درگاہ خداوندی تشریف لاتے ہین رافع گینڈے سے کودا ملک جی کو
سلام کیا پوچھا ای شیطان درگاہ خداوندی کہان سے آنے کا اتفاق ہوتا ہر بختیارک نے کہا اے پہلوان
دوران ای گرشاسپ جہان قدرت تمھارے نام پہ بہت مہربان ہین سلیمان نے اکثر ذکر کیا کہ حیدن رافع
آئیگا مسلمانون کو جان بچانا مشکل ہوگی لیکن تم جو سامنے خداوند کے جاؤگے نذر کیا دوگے تحفہ ایک
تدبیر کی ہر جانشین حمزہ دو فرزند حمزہ یعنی لندھور و علمشاہ و چند عیار ساحرون کو مار کر جاتے ہین
لندھور و علمشاہ ابھی کوس بھر نہ پہونچے ہونگے جا کے گھیر لو دونون کے سر کاٹو براے نذر خداوند لیچلو
پہونچتے ہی غنچہ آرزو کھلیگا طرہ یہ ہر کہ طرہ پیغمبری ملیگا شیر قدرت کہلاؤگے مرتبہ اعلی پاؤگے

اسطرح بختیارک نے رافع کو سمجھایا ہر چند بجوش جرات پہلے اُسنے یہ جواب دیا کہ راکہ جی شرم کی
بات ہو کہ دو کس پر بیس ہزار فوج سے جا پڑے دل از روے بلوے کے لڑون پہلوان زبردست
ہنسین گے جرات پر ما بدولت کی آوازے کسین گے مگر بختیارک نے یہ چرب زبانی جواب دیا اے
رافع ان سلمانون پر کوئی غالب نہین آیا ہنوز طاقت مین یگانۂ آفاق فن جرات مین طاق ہوگئے
ہوگئے انپر غالب آنا دشوار ہو رافع کو ہی ناچار ہوا فوج لیکر تعاقب مین علمشاہ و لندھور کے چلا یہ دونو
شیر آپسمین باتین کرتے ہوے جاتے ہین کہ پشت سے گرد اٹھی بیس ہزار کوہی ایک پہلوان
للکارتے ہوے او سپر حمزہ او ہندی بے ادب خبردار کہان جاتے ہو غضب خداوندی مین گرفتار
ہوگئے شیرون کو جوٹو کا بھر گئے تلوارین پکڑ کر پلٹ پڑے لندھور نے کہا اے رستم توج کو بیان آگی کی
گیا لڑنے کا ارادہ ہو علمشاہ نے کہا اے عم نامدار بختیارک نے جا کر فوج کو بھیجا شیر کو شکار طلب مدوبن
شکار واپس ہوا کیا یہ کہکر مرکب کو بڑھایا نعرہ کیا نعرۂ علمشاہ

ارشد اولاد امیر عرب

کیست علمشاہ جو رستم لقب | علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ برگشت مرزوق انگلندہ شور

لندھور نے بھی مرکب بادرفتار بڑھایا نعرہ کیا نعرۂ لندھور سے

منم صاحب شوہ و جاین حمزہ در گردن
شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان | فلک شد بار گاہ تخم سیہ خورشید تاج من
الفرد امم بود سہ صد ہزار و ملک ہندوستان

نعرہ کرکے لندھور اٹھنے لگے لندھور و علمشاہ یہ دونون شیر دریاے فوج مین غوطہ زن ہوے خون
کے دریا بہا دیئے علمشاہ نے بڑھکر رسالدار کو مارا لندھور نے میدان کو لیا رستم اپنے بھرتے قریب
رافع کو ہی کے پہونچے نعرہ کیا او نامرد فرد سیاہ پنجہ داری زمردی نشان ۔ کمان کیانی و گرز گران +
فوج کا کیا بھروسا کرتا ہو خود سامنے آ او کر مردان عالم سے آنکھ چار کر رافع کو بھی اپنے زور بازو پر
ناز ہو صف کو میان مین سر زاہر غیرت مین آگر جا پڑا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا علمشاہ نے تلوار کو تلوار
پر کاٹا تھا سلاح جنگی جسم پر نہین زرہ وغیرہ ندارد سوتے مین مکار قید کر لایا تھا بجز تلوار کے سپر بھی پشت
حق پرست مین نہتی سر رستم زخمی ہوا زخم کھا کر ہاتھ مارا رافع نے گینڈہ ہٹا لیا تو تختی پر گینڈے کی پیلا
پڑا گینڈے کا منھ کٹا بیقرار ہوکر اُسنے طرار دیا رافع کو دکر الگ ہوا فوج کو ہیان سے رستم کو گھیر لیا
رافع دوسرے گینڈے پر سوار ہوا لندھور بن سعدان نے جو دور سے دیکھا رستم نے زخم کاری کھایا
مگر کہیون سے جنگ کر رہے مین پشت مرکب پر اب سنبھلا نہین جاتا لندھور نہایت بیقرار ہو سے لڑتے ہو

اُسی جانب چلے کہ جا کر رافع کوہی کو ماروں رافع تو الگ ہو گیا چہار جانب سے علمشاہ پر یلوہ ہی
لندھور نے اس بادیہ میں اگر شمشیر زنی کی مجمع کو بیابان متفرق ہوا لیکن رستم پیلتن و پیلان پشت
مرکب پر ہجوم رہے مین لندھور کا کلیجہ منہ کو آگیا اُدھر کو قریب ہو کے بازو تھام فرمایا اے شاہزادہ
والا قدر ماشاء اللہ حقیقت مین اپنے زمانے کے رستم ہو تمسے کون مقابلہ کر سکتا ہے اب تمنے زخمکاری کھایا
لڑتے ہوئے نکل جاؤ کوہی نامرد کیا روک سکین گے مین ان نامردون کے جی چھڑا دو نگا رافع کو جا کر قتل
کرتا ہون علمشاہ نے کہا تم نامدار مجھسے نہو سکیگا کہ مین آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤن بارگاہ سلیمانی مین قبلہ
و کعبہ کو جا کر کیا روسیاہ دکھاؤن اگر قضا لیکر آئی ہے مجبور و ناچار جو مرضی پروردگار فرد سر نہ پیچم ز شمشیر
حبایب * ہر چہ آید بر سرمن یا نصیب * اگر قضا نہین ہے تو کوئی کیا کر سکتا ہے بیت اگر تیغ عالم بجنبد
ز جائے * نبرد رگے تا نخواہد خدائے * وہ حافظ حقیقی پشت و پناہ ہے کیا خوف ہے اگر زخم سے حالت تباہ ہے
وہ قوت توانائی عطا فرمائیگا اس لڑائی سے جان بچائیگا رافع کوہی اہالیان فوج کو ترغیب دے رہا ہے کہ
یارو فرزند حمزہ کو مین نے زخمی کیا چہار جانب سے یلوہ کر کے گرفتار کرلو ساتھ والے کہتے ہین آپ خود نہین
جاتے ہمکو تلاش کرتے ہین وہ اپنے زمانے کا رستم ہے دیکھو زخم کھا کر کس جوش و خروش مین لڑ رہا ہے آج
دست اندازی مشکل ہے لندھور نے اپنے کو سامنے رافع کوہی کے پہونچایا خبردار کہکر جا پڑے
رافع کوہی نے جلدی ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے بھی تلوار کو روکا لیکن گھوڑے نے جو طرارہ بھرا ایک
کوہی نے نیزہ مارا لندھور کا شانہ نشانہ ہوا اوپر سے رافع نے بھی ہاتھ مارا سر بھی لندھور کا زخمی ہوا لندھور کو
غش آنے لگا کوہیون نے چہار جانب سے یلوہ کیا علمشاہ و لندھور کے مرکب مارے گئے دونون جوان
کوتل لڑ رہے ہین رافع کوہی گھبرایا عیار اسکا محیل کوہی ہمراہ رکاب حاضر ہے اشارہ کیا او محیل دیکھ رہا ہے
کمند اندازون کو ساتھ لیکر دونون کو گرفتار کرے محیل کوہی چالیس پیک بچون کو لیکر چلا لیکن شعبان
و جواہر وغیرہ مع ساحران متفرق کر کے چلے تھے اسوقت اگر پہونچے دور سے دیکھا لندھور و علمشاہ
زخمدار کوہیون کا یلوہ ہے بیقرار ہو گئے سوچے کہ چلکر صاحبقران زمان کو خبر کرین طرف لشکر اسلام کے
بھاگے یہان صاحبقران زمان نے جب صبح کو خبر سنی کہ علمشاہ کو بھی کوئی چرا لے گیا اے فرزند کہکر
کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا فرمایا جواہر بن عمرو کو لاؤ شاگردون نے عرض کی دو دن سے جواہر و شعبان
لشکر سرداران مین گئے ہین ابھی تک واپس نہین آئے صاحبقران زمان بیقرار ہو کر لشیب مرکب پر سوار

ہوے فرمایا مین اپنے فرزند کو تلاش کرنے خود جاؤنگا بادشاہ کو خبر ہوئی بارگاہ سے نکل آئے صاحبقران
نے عرض کی ای حضرت سوار جواہر بن عمرو خاص براے دریافت احوال لندھور و علمشاہ گیا ہی چند ساعت
مین واپس آئیگا امیر نے دامن تحمل اپنا یا دمین فرزند کی بیقرار مین اشقر کو بڑھا کر چلے ہمراہ دیدہ بعقب
مین صاحبقران کے چلے آتے مین امیر کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی صاحبقران
نے دیکھا جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گذار اور دس عیار ساتھ مین بھاگا ہوا آتا ہی جیسے ہی صاحبقران
نے جواہر کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی ای یادگار مہتر مہتران ای سردار خنجر گذاران خیر تو ہی جواہر
نے پکار کر آواز دی ای شہریار جلد تشریف لیچلیے آپ کے اقبال سے حضور کے غلامون نے ساحر کو تو مارا
لیکن تو مکار آیا تھا مگر قتل ہوا راہ مین ایک کوہی نے آکر رستم و لندھور کو گھیر لیا ہی دونون شیرون
نے ہتھیار چھوڑ کر آنے مین یہ سنتے ہی صاحبقران نے اشقر دیوزاد پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کر چلا عیار
لشکر مین پہونچے جابہ سردارون نے یہ خبر وحشت اثر سنی سب سے پہلے لشکر ہندوستان ہمراہیان لندھور بن
سعدان تیار ہوے جوانان ہندی عیش پسند صف شکن تیغ زن یا تو گردون پر رنڈیون کے میٹھے مجرے سن
رہے تھے اتنی جو آواز کان مین پہونچی کہ ہمارے آقا گھر گئے وہ ٹیڑھی تیغین بغل مین دبائی اور چلے خود و زرہ کو
سیب جانتے مین رنگین ڈوپٹہ گلے مین ڈالا کلا مین سنبھالین تلوار بغل مین دبائی سپر کو ہاتھ مین لینا
عیوب جانتے مین بانکے ترچھے اڑے بھڑے خانہ جنگیان اڑے ہوے چہرون پر زخم پڑے ہوے روز ہی
لڑا جلتی ہی منھ پر تلوارین کھاتے مین جس معرکے مین گئے جم جاتے مین لینا لینا کہتے ہوے چلے پلٹنون مین
کہی رسالون مین قرنا جینا مرنا ایک صورت ہی ایک ایک صاحب شوکت ہی عادل شیر دل و فاضل شیر دل
پہلوان اور رنگ و پہلوان گورنگ و گوجر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی دونون فرزند لندھور
شاہزادہ ارشیون پریزاد و فرادخان یک عربی جسنے سنا اپنے مقام سے چلا ایک طرف سے لشکر علمشاہ
جوان الاگرد فرنگی و مالاگرد فرنگی کپتی ارزال و کپتی زلزال و سا قط شاہ و درسندی و ہنگ بچہ دریائی
بھور گرد آیا پلٹنین گورون کی تیار ہوئین سب قواعددان مرکبون پر سوار ہو کر چلے سب سے آگے
صاحبقران زمان جس سردار نے سنا کہ صحرا مین لڑائی پڑ گئی روانہ ہوا یہان علمشاہ و لندھور لڑتے لڑتے
تھاکے زخمی ہوے عیار رافع کوہی کا حیل صبا رفتار آخر اسنے دونون شیرون کو کمندون مین گرفتار
کر لیا ازروے بلا کے شیران دشت نبرد گرفتار دام مکر و غدر ہوے ہتھیار رکھ دو دیکھے یہ سامان دیکھا کیا

جب رافع کوہی دریاے خون مین نہایا ہوا ان دونون جوانون کو گرفتار کرکے پلٹا بختیارک نے کہا ای شیر بیشۂ جرأت گیا کہنا اپنے شمار جو کیا چالیس سردار نامی دو سو سوار سیدل ان شیرون کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے کہا ای شیطان درگاہ خداوندی یہ دونون جوان بہت عاجز و لاچار ہو چلے تھے سلاح جنگ بھی انکے جسم پر نہ تھے اسپر لشکر کا یہ حال کیا جب یہ مسلح ہو کر میدان کارزار مین آتے ہونگے حقیقت مین صف دشمن مین تہلکے پڑجاتے ہونگے واے برحال خداوند کہ ایسے لوگون سے لڑ رہے ہین بختیارک نے کہا ای رافع کوہی ابھی تمنے کیا دیکھا یہ دونون جوان ایک ساحر کے لشکر مین قید ہوے تھے وہان سے چھوٹے ہوے آتے تھے دو شبانہ روز آب و دانہ بند رہا عیارون نے عیاری کرکے رہا کیا وہ جو مینے کہا تھا قول ہمارا کسی تسلیم ہوا ان لوگون پر کبھی کوئی بہ جرأت غالب نہین ہوا از باختر تا کوہ عقیق بڑے بڑے پہلوان آے ان لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے تمہارے بھائی صاحب سلیمان عنبرین ہوے کوہی ہم ہمیشہ انکو بچاکے لڑواتے ہین جسدن کسی شیر صاحبقرانی کا سامنا پڑجائیگا جان بچانا مشکل ہوگی وہ ہمیشہ مبتلا تھے ہین ہم انکی جان بچاتے ہین بختیارک سے باتین کرتا ہوا رافع کوہی جاتا ہی ان دونون جوانون کو مسلسل و مطوق کرکے اراب پر ڈال لیا طرف لشکر لقا کے چلا کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی شیر کے غرے کی صدا آئی بختیارک نے کہا ای رافع کوہی غضب ہوا شیر بیشۂ لہتان صاحبقران زمان آپہونچے ای رافع کوہی ان دونون جوانون کو ابھی قتل کر ڈالو یہ بات زبان سے نکلنے نہ پائی تھی کہ نعرہ ہوا نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
بہ تیغ عقرب بلے ذوالحجام

بحکم خدا بستہ شمشیر جبار
بن کافران از جہان پاک کرد

بیک تیغ صمصام وقمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

صاحبقران تلوار کھینچکر لشکر رافع کوہی پر آپہونچے آتے ہی لشکر کو تہ و بالا کردیا لشکر ہند وستان بھی آپہونچا ہندیون نے آتے ہی غدر اوکردیا لشکر علمشاہ بھی آکے مصروف جنگ ہوا بختیارک تو سر پر پانون رکھکر بھاگا سرداران نامی کا دمبدم نعرہ ہو رہا ہی بہرام نعرہ کرکے پہونچے اور مالک پہونچے سندویل اصفہانی و جمایل جنگ عراقی و شہنشاہ عراقی و دنیا مان بن لنتظر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رودباری و سیف زر والیدین و طوق حران گرد و بوالمحجن گرد علمداران لشکر اسلام طوق حران کے ہاتھ مین علم اژدہا پیکر ابوالمحجن تلوار کھینچے ہوے بھائی کے ساتھ طوق نے آتے ہی علم اژدہا پیکر وسط لشکر مین نصب کیا سرداران صف شکن نے جو نشان اپنے لشکر کا دیکھا تلوارین کھینچکر سایے مین علم کے لگے

نشان بڑھتا جاتا ہے سردار لڑتے ہوے جاتے ہیں پھریرا علم کا گلنار ہوگیا چھینٹوں سے خون کی تہور شعار تیغ
شمشیرزن جرأت مین لاثانی سائے مین اپنے لشکر کے علم کے لڑ رہے ہین دونون علمدار صف شکن
نامدار علم کو ہر مرتبہ گردش دیتے ہین مراد اس سے یہ ہے کہ سرداران نامور کو معلوم ہو کہ ہمارے لشکر
کی فتح ہے علم فتح و ظفر کو جنبش ہے مردان عالم کو فتح کرنے کی کوشش ہے اُسی نشان پر لڑ رہے ہین
علم فوج کفار سرنگون ہوا کوہیون کا خوف سے کلیجہ خون ہوا کس جوش مین صاحبقران لڑ رہے ہین
کیا عجب ہے کہ زبان تیر و کارد نمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو فرد ترک خنجر دار گردون ہر دم از
چرخ برین ٭ رزم او می دید و میگفت آفرین صد آفرین ٭ علم سرو قد برائے تعظیم اُٹھے نقارے سر پیٹنے لگے
قرنا بیدم علمون پر الم دریاے خون جاری ہزارہا سپرین لشت مردان عالم سے زمین پر گرین صاف
ظاہر ہوتا ہے کہ دریاے خون مین کچھوے شناوری کر رہے ہین تلوارین جو گرین یہ ماہیت ہے ماہیان دریا کی
کیفیت ہے دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات کو ہیان طوفانی نامردون کی آبرو یہی اُس دریاے خون
مین غوطے کھا رہے مین جا بجا ہین جان بچا کے نکل جائین جوانان ہندوستانی کب نکلنے دیتے ہین تلوار کے
دھنی شیوہ اُنکا صف شکنی صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب رافع کوہی پہونچے رافع نے سطوت و صولت
دیکھکر قبضے پر ہاتھ ڈالا لیکن حیران جمال و محو دیدار چہرۂ زیبا دیکھکر دنگ ہوگیا سامنے رافع کے صاحبقران
نے کئی پہلوان بصد شوکت و جرأت قتل کیے جس کوہی نے بڑھکر ہاتھ مارا امیر کی لڑائی کا یہی طور ہے کلائی پہ
ہاتھ ڈال کر پہلے دشمن کی تلوار چھین پھینک دی کر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھایا چو رنگ ہوا قلم کیا کسی کو
تیغ برق تاب سے قتل کیا کسی کو تیرے مارا کسی کی گرگاہ پر ہاتھ مار دیا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوے
رافع کوہی مثل آئینہ دنگ اپنی زندگی سے تنگ لشکر کشی کرکے پچھتایا دل سے کہتا ہے اے مین کیون آیا
اس شیر کے ہاتھ سے کیونکر بچون گا ناچار و مجبور تلوار کھینچکر جا پڑا بمجبوری ہاتھ مارا صاحبقران نے
پشت تیغ سے اُسکی تلوار کو شکست کیا قبضہ اُسکے ہاتھ مین رہگیا نخل نعض سے پھل نکلا ناچار ہوا قبضے پر
بھی قبضہ نہ رہا قبضہ بھی پھینک مارا صاحبقران نے خالی دیا ہاتھ تلوار کا مارا اُس روسیاہ نے سپر کو جہت
جان پناہ کیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے رافع کوہی نے اپنے کو ہٹایا گینڈے کی گردن قلم ہوئی رافع گرا امیر نے
رافع کو سائے مین تلوار کے لیا رافع چوٹرون کے بھل زمین پر گرا سپر بھی ہاتھ مین نہ رہی خائف و ترسان
ہوکر دانت نکال دیے صاحبقران زمان نے ہاتھ روک لیا فرمایا رافع کوہی اُٹھ اور تلوار سپر لا نتھے پر

ہم وار نہین کرتے یہ سنکر رافع کوہی قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ای شہریار زہے شرف جو آپ کی
رفاقت کرے عجب نامرد ہے جو آپ سے لڑے میرے تو آپ جان بخش ہین اگر ہاتھ مار دیتے سر اڑجاتا کون
ایسے مقام پر حریف کو چھوڑتا ہے اپنے دشمن کے قتل سے کوئی منھ موڑتا ہے ہاتھ اٹھاکر کوسون کو آواز دی خنجر
تلوارین نیام مین کرو مین نے بدل و جان اطاعت کی لقا کھگوڑے پر لعنت کی تخت پر بیٹھے بیٹھے تقریر
بگھارتا ہے صاحبقران نے بمحبت گلے سے لگایا سب سردارون سے ملوایا بادشاہ لشکر اسلام بھی آپہنچے
تھے سب سردار بخلق و محبت رافع کوہی سے ملے صاحبقران بفتح و فیروزی پلٹے بختیارک روتا پیٹتا
بھاگا لقا سے اکر سب کیفیت بیان کی لقا نے برہم ہوکر حکم دیا واسطے افراسیاب کے نامہ تیار کر
بھیجا ایسے نامردون کو بھیجتا ہے اسکی برائی سے رافع کوہی کو بھی مسلمان کرادیا اس دربار کے
لائق نہ تھا نامہ لقا کا طرف ہوشربا کے چلا صاحبقران بفتح و فیروزی داخل بارگاہ ہین ان
دونون لشکرون کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر اسد نامدار و شہنشاہ لاچین باوقار مقابلہ لشکر مصور دبیر
جادو برادر زمرد و گرفتاری اسد در باغ سہیل سیاہر و جہان رفیقان اسد قید ہین
عشق گلنار گلنار پوش و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ

ای ساقی مہربان کدھر ہے | کچھ تجھکو بسنت کی خبر ہے | عالم مین بسنت کی رت آئی
بدلی کی طرح بہار چھائی | ساغر مین شراب زرد بھر دے | مہتاب کو آفتاب کر دے
بھر جام شراب ارغوان کا | اک پھول ہو کشت زعفران کا | گل دوحۂ آرزو مین پھولے
سرسون چشم سبو مین پھولے | گلزار سنگار کر رہے ہین | جوبن کا نکھار کر رہے ہین
قد سرو ہے کاکلین ہین سنبل | کوپل ماتھا ہے کان ہین گل | ابرو شاخ گل چمن ہے
مژگان ہے جو برگ یاسمن ہے | نرگس آنکھین انار ہین گال | ہر تخم ثمر عذار کا خال
انگور ہین لب کلی دہن ہے | کہتے ہین جسے یہی ذقن ہے | سبزہ نہین سبزہ زار کا
سبزہ ہے خط عذار کا یہ | نرگس کاجل لگا رہی ہے | زلفین سنبل بنا رہی ہے
ہر گل کے لبون پہ سرخی پان | ملتے یہ چنی ہے زر کی افشان | فوارے کھڑے نہا رہے ہین
مالی مہندی لگا رہے ہین | سوسن مسی لگا رہی ہے | ہونٹھون پہ دھڑی بنا رہے

قدرت نے دیے ہر اک کو گہنے
زیور ہین گلوے بوستان کے
ہر زینت کبک جامۂ ناز
چڑیا پے محرم چمن ہر
سبزوار کی طرح جھومتے ہین
رشک سے زرد ہو گئی بنگ
چاندی سونا لگا دمین ہر
پہنے ہین لباس گل بسنتی
ٹیسو کے درخت بن مین پھولے
ہمشکل مریض مضمحل ہر
سکہ چاندی کا اشرفی ہر
محراب مکان کی ہر سر عید
آندھی اٹھی ہر بن مین پیلی
ہر حسن پرست زرد رو ہر
عاشق ہر عروس چرخ نیلی
پیتل وہ ہر پہلے پھول جو تھا
طاؤس بسنت گا رہے ہین
ہر لال بجا رہا ہر طنبور
کیا لکھے افق بسنت کا ذکر
سرسون پہ ہتھیلی پر جمائے

قمری ہر گلے مین طوق پہنے
پہنے ہوے پات ڈالیان ہین
پہنے ہر ہر ایک مور پیشواز
شبنم نے گل چمن کیے مست
لب ساغر گل کو چومتے ہین
پیلے سونے سے سر جبین ہین
خورشید کا رنگ ماہ مین ہر
تختہ نرگس کا بوستان ہر
صد برگ ہر اک چمن مین پھولے
یرقان سے بھی لطف اٹھاتی ہر آنکھ
ہلدی کی گرہ کلی بنی ہر
لیمون نارنج بوستان ہر
پوشاک ہر ہر بدن مین پیلی
کوپل ورق طلا بنی ہر
آنکھین کرتا ہر لال پیلی
نرگس گل نسترن بنا ہر
دف برگ شجر بجا رہے ہین
ہر کبک ہر مور نکلے رقصان
عجلت مین ہوئی ہر نار سا فکر

جگنو نہین باغ بیخزان کے
کانون مین شجر کے بالیان ہین
طائر جو قفس مین نغمہ زن ہر
اشجار ہوے ہین بے پیے مست
ہر چیز کا زرد زرد ہر رنگ
نوشاہ یہ طعنہ زن حسین ہین
ہر جامۂ جزو کل بسنتی
جو باغ ہر کشت زعفران ہر
جو برگ ہر چہرہ خجل ہر
نرگس پلکون مین پانی ہر آنکھ
ہر شعلۂ شمع بزم خورشید
زردے کا پلاو پر گمان ہر
پانی سونے کا آب جو ہر
نوشہ کا لباس چاندنی ہر
ہر شعلہ شمع پھول جو تھا
صد برگ گل سمن بنا ہر
سارنگی چھیڑتا ہر زنبور
ہر مور چکور نکلے رقصان
فرصت جو ذرا سی ہاتھ آئے

چہرہ مصوران تصویر دلپذیر مرقع خیال و نقاشان نقوش صفحات کتب قیل و قال نقشہ میدان کارزار ہوے قلم کلک جواہر سلک سے قرطاس خفیہ اقتباس پر بصد رنگینی و بصد نگینی یون کھینچتے مین اشعار مصنفت راقمان نقوش سحر طراز کاتبان بیان راز و نیاز تصویر خیال قصہ خوانی کھینچتے مین بہ لطف خوش بیانی

سابق مین تحریر ہوا کہ شہنشاہ لاچین والا تمکین و اسد نامدار عالیوقار لڑائی سے توسن کی فراغت
حاصل کرکے بفتح و فیروزی اُترے بیرون قلعہ توسن حصار لشکر اُترا ہوا ہے ارادہ ہے کہ ملکہ مہرخ سحرچشم
بھی آجائین تو طرف دریاے ہفت رنگ کے کوچ کرین بہار و مخمور وغیرہ آئین اُٹھ کر چلی گئین
سب سے زیادہ خواجہ کا انتظار ہے سر رحیا بنائی پر شہنشاہ لاچین ملکہ ناہید ایک جانب اسد
نامدار دنگل شوکت پر ملکہ بادبان کرسی وزارت پر لیکن توسن ملعون مکر سے مطیع ہوا ہے اسی فکر
مین ہے کہ کسی طرح اسد کو ستاؤن لاچین کو گرفتار کرکے خدمت مین افراسیاب کی لیجاؤن اُس وقت
بیرون بارگاہ سائبان زربفتی کھنچا شاہزادہ انجم گروہ بدیع الزمان گرد لشکر شکل انتظام لشکر مین
مصروف ہین ہر چند اسد نامدار بتعظیم و تکریم پیش آتے مین عرض کرتے مین آپکے قدم سے لشکر مین برکت ہے
آپ دم بھر تکلیف نہ فرمائین صرف بارگاہ مین تشریف رکھین خدمتگزاری مین بجا لاؤن ہر وقت انتظام
کرون معبد بہ نیابت کام کرون بدیع الزمان فرماتے مین ای فرزند یہ مقام فخر و افتخار ہے کہ ہمارا فرزند سردار
نامدار ہے یہان کی طلسم کشائی تمھاری ذات پر موقوف ہے یہ حقیر انتظام لشکر مین مصروف ہے شہنشاہ لاچین
خوش ہین خیمے مین بہت لشکر جمع ہو چکا ہے کئی بادشاہ خبر رہائی شہنشاہ لاچین سنکر بہ کیفیت اگر حاضر
ہوسے اطاعت مین مصروف ہین کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی روے آفتاب چھپ گیا آگے تین سو
علم نشان تین لاکھ فوج ساحران غدار کا علمون پر تعریف ساحری و جمشید مرقوم ایک ساحر قوی و جسیم
لئیم و شمیم تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار صدا نوبت نقارے کی بلند شہنشاہ لاچین نے توسن
سے پوچھا مین نے اسکو نہین پہچانا یہ کون ساحر ہے توسن نے دست بستہ عرض کی حضور نے اسکو
نہین پہچانا انکرام کامل ساحر بد خو بیران جادو ذلیل و حقیر برادر زمہریر ہے یہ بھیا ہے خبر سنکر چل نکلا
براے مقابلہ حضور آیا ہے کچھ حضور تامل نہ فرمائین مین اس سے مقابلہ کرونگا آٹھ پہر یہ بھیا خوشامد
مین مصروف رہتا ہے مین نے بھی سنا ہے افراسیاب نے آپکی رہائی کی خبر سنکر نامان طلسم ہوشربا کو
نامے لکھے یہ پیشتر پہونچا لاچین نے فرمایا انکو احمق سمجھا جائیگا مجھکو بھی خبر ہوئی ہے یہان صورہی بھی
اپنے مقام سے چلے ہین قریب دریاے ہفت رنگ بڑے معرکے پڑینگے سب انکرام لڑینگے بیران جادو نے
جو فوج دریا موج طلسم کشا کو دیکھا بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا چار سو افسران نامی انکے ساتھ تھے
دور شراب شروع ہوا نشے مین حکم ہوا طبل جنگی بجے کل سرداران لاچین کی مشکین باندھون گا

طلسم کشا کو گرفتار کرکے لیجاؤ انکا قطع نسل مین مین نے بہت تکلیفین اٹھائین ہرکارے جو لشکر اسلام
کے حاضر تھے خبرین لیکر چلے دربار دربار مین شہنشاہ لاچین کے حاضر ہوئے ہاتھ اٹھاکر دعاے دولت

بادشاہی بجالائے اشعار

گل اقبال تو دائم شگفتہ
ہمہ روز او عید نو روز باد

الٰہی تخت تو بیدار بادا
بچشم دشمنانت خار بادا

دگر

ترا دولت ہمیشہ یار بادا
ہمیشہ چو خور گیتی افروز باد

شہنشاہ کی عمر دراز ہو میران بے ایمان نے طبل جنگی بجوایا ارادہ ہی
کہ بندگان شہنشاہی سے مقابلہ کرے یہ سنکر شہنشاہ لاچین خوش آئین نے فرمایا ای ملکہ بادبان ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین صداے طبل جنگ بلند ہوئی
میران کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی شام سے جاکر ہوم خانے مین داخل ہوا سحر تیار کر رہا ہی مصاحبون سے
کہتا ہی بڑے شخص سے مقابلہ پڑے گا لاچین بادشاہ سابق طلسم خوب لڑیگا مین نے بھی قیامت کے
سحر تیار کیے ہین لشکر طلسم کشا کو پھونک دونگا آگ برساؤنگا لشکر اسلام کو قطرۂ آب کو ترساؤن گا
چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی ہی مرزا آفتاب عالمتاب جیسے مغرب سے نکلکر میدان فلک چہارم مین
براے شکار برآمد ہوا انجوان ثابت وسیارگان کو شکار کیا شہنشاہ لاچین سلاح جنگ جسم پر آراستہ
کرکے در دولت اسد غازی پر آے آمد طلسم کشا کے سب مشتاق ہین اول ملکہ بادیان جادو برآمد
ہوئی خبر دی طلسم کشا حمام خانے مین تشریف رکھتے ہین کشتی سلاح کی حاضر ہوئی ہی توسن بھی ایک
جانب خاموش کھڑا ہی ملکہ ناہید جو برآمد ہوئین کئی ہزار کنیزین ہمراہ ہین شہنشاہ لاچین نے قصد کیا
ملکہ ناہید کو تخت پر سوار کرین ملکہ ناہید نے عذر کیا آپکے سامنے میری کیا مجال ہی کہ تخت پر سوار ہون
یہ ذکر تھا کہ طلسم کشا بارگاہ آسمان جاہ سے برآمد ہوے دریاے آہن مین غوطہ مارے ہوے لاچین نے
اسد غازی سے عرض کی کہ حضور مین تو اب تارک دنیاے فانی ہون ملکہ ناہید کو تخت نشین کیجیے جب
لشکر مہ جبین سے یہ لشکر ملجائیگا جو انتظام خواجہ عمر نے کیا ہی یعنی سلطنت براے مہ جبین زیبندہ ہی ہم تو
ملکہ ناہید کے ممنون ومشکور ہین چاہتے ہین کہ تخت وسلطنت اسی کو ملے اسد نامدار نے فرمایا سلطنت تمھارا
حق ہی مہ جبین الماس پوش دختر افراسیاب بھی تمھارے سامنے تخت پر سوار نہونگی ملکہ ناہید کے
سب مشکور ہین ملکہ ناہید کا یہ مرتبہ جو توسن نے دیکھا جل گیا یہ سوچ رہا ہی کیا تدبیر کرون دختر و
زوجہ کو شاؤن لیکن ظاہر مین ایک ایک سے تخلق ملتا ہی اسد نامدار عالی تبار کے قدمون کو بوسہ دیا

لاچین تخت پر سوار ہوے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ای شہریار چکر سے سرکاری غلے کے آتے تھے فرہاد کو ہ پیکر نام
ایک پہلوان چالیس ہزار جوانان کو دبیکر لیکر اپنے مقام سے چلا ہی وہ جا بتا ہی رسد کو روک لون پل پر اپنا قبضہ
کرون یہ بھی اُس بیحیا نے اپنے مقام پر کہا کہ مین ساحر نہین ہون اگر اسد کو دعوی جرات ہی پل پر آکر روکین
غلہ اپنا لیجائین اگر ساحر آیا تو کیا کمال ہوا مین جو باے فنون جرات ہوکر آیا ہون یہ سنتے ہی شہنشاہ
لاچین نے فرمایا ای شہریار بڑا غضب ہوجائیگا اگر پل پر اُسکا قبضہ ہوا لشکر مین غلہ آنا بالکل
موقوف ہوگا یہ سنکر مشیران سلطنت و وزیران اُمہت نے دست بستہ عرض کی براہ خیر خواہی نمکخواران
شاہی گذارش کرتے ہین کہ یہ مقدمہ آب و آذوقہ ہی خدا نخواستہ اگر ایک شب اِسکے انتظام مین فرق پڑے
فتح کی شکست ہو بہتر یہی ہی کہ بوجہ احسن بند و بست ہو کہ قبل از لڑائی یہ انتظام واجب و لازم ہی اگر حکم ہو
تو توسن و باد بان کو روانہ کر دین یہ کلمہ پورا زبان سے خیر خواہان دولت کے پورا نہوا تھا کہ شاہزادہ
انجم گروہ رستم شکوہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن فرزند خسرو تیغزن مرکب کو صف سے بڑھا کر سامنے شہنشاہ
لاچین کے آئے فرمایا یہ خدمت ہمارے سپرد ہو دیکھین تو فرہاد پل پر کیونکر قبضہ کرتا ہی وہ بیحیا غلّی مردم
بازاری جو فروش گندم نما ہمارے لشکر کا غلہ روکے گا یہ بھی ہرکارون نے بیان کیا کہ اُسنے طلسم کشا پر طعن
کی ہرچند اسد نامدار نے فرمایا کہ ای موبخان حیران جادو با لشکر گران بارگاہ سے نکل چکا ہی فرمایا ای نور نظر
و ای لخت جگر ہم کیا بیٹھے ہوے اہالیان فوج کا شمار کیا کرین آج اہالیان لشکر تمہارے بزرگون کی بھی جرأت
دیکھین جب اُسکی مدد کو حیران جاے تب ادھر سے بھی ساحر آئین اگر وہ کسی ساحر کو نہ بھیجے دور سے
تماشا دیکھو دیکھین تو فرہاد کوہکن کیسی سنگدلی دکھاتا ہی ہرکارون کی زبانی سُنا کہ بہت بلبلاتا ہی کیا مین
لشکر ساحران نہوتا کچھ جرأت و شوکت نمائی کرتے خدا اُنکو با اقبال رکھے جرأت مین دھبا لگتا ہی اُدھر سے
پہلوان آے اِدھر سے ساحر جائین ضرور وہ طعن و تشنیع کرے گا خبر شگا نافوراً لشکر لیکر نہ آنا جو قاعدے
نراز لزات ثانی سلیمان قبلہ و کعبہ نے لشکر ظفر اثر مین جاری کرادیے ہین جنگ مین اُنکی پابندی سلطیان
مذہب اسلام پر واجب و لازم ہی یہ حقیر اِس جنگ کا عازم ہی اب جو شہنشاہ لاچین والا تمکین نے
ملاحظہ فرمایا کہ دس ہزار جوانون سے زیادہ غیر ساحر لشکر مین نہین ہین وہ سب قبضون پر ہاتھ ڈالے ہوے
عقب بدیع الزمان جم گئے ہرچند شہنشاہ لاچین والا تمکین و اسد نامدار نے منع کیا لیکن بدیع الزمان
گرد لشکر شکن مع دس ہزار جوانان تیغزن نیزہ ہلاتے ہوے مرکب چمکاتے ہوے طرف پل کے تشریف

لیجیے اسد بن کرب غازی نے عقب مین ہرکارے روانہ کیے کہ ہمکو دمبدم کی خبر پہونچاتا کچھ ہرکارے تعاقب
بدیع الزمان مین چلے چند لشکر ہیران مین پہونچے یہان ہیران بھی بارگاہ سے نکلا ہی ہرکارون نے
خبر دی کہ حضور نے جو آب ودانہ بند کرنے کا قصد کیا تھا فرہاد کوہ پیکر مع ساٹھ ہزار جوانون کے
قریب پل پہونچ چکا ہی لشکر شہنشاہ لاچین سے بدیع الزمان فرزند صاحبقران برائے انتظام
دریا گئے یہ سنکر ہیران جادو نے پلٹ کر دیکھا افعی سیاہ رو ساحر زبردست پہلو مین حاضر ہی اشارہ کیا
راہ مین جاکر قریب پل پسر صاحبقران کو گرفتار کرے پل تک نجانے دینا افعی سیاہ رو پیچ وتاب کھاکر
بیس ہزار ساحرون کو لیکر چلا ہرکارے یہ کیفیت دیکھکر بھاگے شہنشاہ لاچین خوش آئین جلوخانے سے
برآمد ہوے مین اسد غازی متردد کہ ہرکارون نے آکر خبر دی حضور افعی سیاہ رو کو ہیران جادو نے
واسطے روکنے آپ کے ماموجان کے بیس ہزار ساحرون سے روانہ کیا ہی اسد نامدار بیقرار ہوگئے ملکہ نا
نے طاوس زرین بال کو بڑھایا عرض کی کہ جاکر افعی سیاہ رو کو روکے گی اسد نامدار خوش ہوگئے
پانچ ہزار کنیزون کو اپنے ہمراہ لیکر برائے مقابلہ افعی سیاہ رو چلی ہرکارون نے یہ خبر جاکر ہیران جادو
کو پہونچائی کہ حضور افعی سیاہ رو راہ مین روک لیا جائیگا ملکہ ناہید معشوقہ طلسم کشا فوج ساحران لیکر
گئی ہیران جادو نے یہ سنتے ہی ہژبر اژدر سوار اپنے بھائی کو حکم دیا تو جاکر ملکہ ناہید کو راہ مین روک
لے ہژبر اژدر سوار پچیس ہزار ساحرون سے چلا کہ جاکر ملکہ ناہید کو روکون یہ خبر ہرکارون نے فوراً شہنشاہ
لاچین کو پہونچائی شہنشاہ لاچین طرف بادبان کے متوجہ ہوکے کہا ملکہ بادبان تم جاکر ہژبر اژدر
سوار کو روکو ملکہ بادبان طاوس سے کودی دس ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر واسطے روکنے ہژبر اژدر سوار
کے بڑھی ساحرون نے جاکر ہیران کو پھر خبر دی ہیران جادو نے کہا مسلمانون کی شامت آئی ہی یہ کہکر خود
لنڈھے پر سوار ہوا مع فوج قاہرہ طرف پل کے چلا ہرکارے یہ خبر وحشت اثر لیکر بھاگے آکر اسد نامدار سے
عرض کی حضور ہیران خود گیا راہ مین قیامت کی لڑائی ہوگی پل تک کوئی نہ پہونچ سکے گا یہ سنتے ہی
اسد نامدار نے مرکب باد رفتار کو بڑھایا کہا مین خود جاؤنگا شہنشاہ لاچین نے بھی تخت اپنا بڑھایا
دونون جانب سے گردین بلند ہوئین لکہ ہائے ابر آسمان پر ظاہر باجون کی آواز نے گوش گردون
کر کئین آگ برسی کہین دریائے آب نے جوش مارا کسی نے لکہ ابر خونی بنایا آدلان اول بدیع الزمان
مرد لشکر شکن مع دس ہزار جوانان تیغزن قریب پل پہونچے دیکھا داروغہ ہماری طرف کا بابہ ہزار

چکر ڈے غلے کے لیے ہوے پل پر پہونچ چکا ہو کہ پشت سے نعرہ ہوا تم فرہاد کوہ پیکر او داروغہ بھٹہ جا
چکر ڈون کو آگے نہ بڑھا ورنہ خون کا دریا پل پر بہادونگا یہ سنتے ہی بدیع الزمان نے گھوڑے پر کوڑا کیا
مرکب باد رفتار طرارہ بھرکے پل پر آیا پل پر بدیع الزمان پہونچے ہین کہ طرف سے میران کے افعی سیاہرو
بیس ہزار ساحرون سے آکر پہونچا قصد کیا کہ بدیع الزمان پر سحر کرون کہ ابر مروارید ہی چکا دیکھا افعی
سیاہرو نے ملکہ ناہید مع پانچ ہزار جادوگرنیون کے آسمان سے آکر اتری طاؤس کو بڑھا کر نعرہ کیا خبردار
او افعی سیاہرو آگے نہ بڑھنا اگر زہر اگلا مارا جائیگا طلسم کشا کے ماموبخان غیر ساحر مین فرہاد سے
سمجھ لین گے افعی سیاہرو رُکا کہ دوسرا ابر سیاہ پیدا ہوا ہزبر اژدر سوار مع چالیس ہزار ساحران
غدار کے پہونچا ملکہ ناہید کی فوج کم دیکھکر قصد کیا کہ جا پڑون ملکہ بادبان بارہ ہزار ساحرون سے
نعرہ کرکے گری گولہ ہاتھ مین لیکر قریب پل کے آگئی ہزبر بھی رُکا کہ ایک گرد عظیم بلند ہوئی سب نے دیکھا میران
جادو مع چھ لاکھ فوج کے پہونچا اُسنے دیکھا افعی سیاہرو کے روکنے کو ملکہ ناہید بڑھی ہو بادبان نے
ہزبر کی فوج پر تیور ڈالے میران نے چاہا ان دونون پر جا پڑون کہ نقارہ رزمی پر چوب پڑی علمہا
زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے اسد کے نعرے کی آواز آئی کہ زمین تھرائی قرنا بجی طبل و بوق بجے
شہنشاہ لاچین خوش آئین عقب مین طلسم کشا کے بافوج قاہرہ پہونچے میران پر شہنشاہ لاچین نے
نگاہ ڈالی نعرہ کیا او میران اگر کسی ساحر نے پل پر قدم رکھا آتش سحر سے جلادونگا خبردار او نمکحرام
آگے نہ بڑھنا میران بھی رُکا اُدھر سے فرہاد کوہ پیکر مع ساحران دیکھتا ہوا وسط پل پر پہونچا چالیس
ہزار جوان بڑے بڑے قد کے نیزے ہاتھ مین عقب مین اسکے ڈٹے ہوے آتے ہین کہ چکر ڈے غلے کے
روکین بدیع الزمان نے دمین سے نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان سے سہ بج خوبی شد الجبین
بدیع الزمان گرد لشکر شکن وسط پل پر آکر گھوڑے کو آڑا کیا نیزہ ہلاتے لگے فرہاد کو للکارا فرمایا
داروغہ بیچارے کی جانب کیا جاتا ہو جب ہم سے فیصلہ کر لینا تب گلے پر قبضہ کرنا فرہاد گینڈہ جھکا کر
بڑھا بدیع الزمان بیچ پل پر ڈٹے ہوے کھڑے ہین ملحوظ خاطر ناظرین ہو اس پار پل کے فوج
ساحران مذکور بھی ہوئی ہو شہنشاہ لاچین و میران سے آنکھ مل رہی ہو ناہید مع افعی سیاہرو
کو تاکے ہوے ہو بادبان نے ہزبر اژدر سوار کو بڑھکر روکا ہو کوئی ساحر قدم نہین بڑھا سکتا ہو طبل و
بوق بج رہا ہو زمین و زمان گرج رہا ہو زمین کو جنبش لگ رہا ہے ابر سیاہ آسمان پر چھائے ہوے دل لے

سحر جوش مار رہے ہین آگ برسا چاہتی ہے اپنے اپنے حریف کو سب دیکھ رہے ہین فرہاد ہٹو ہٹو کہکر بڑھا
بدیع الزمان سے نگاورزن ہوا اسد تاجدار کی نگاہ لڑی ہوئی فرماتے ہین آج ماموبخان سے دیو کا
سامنا ہے لاچین کہتا ہے ای شہریار حقیقت مین فرہاد نہایت زبردست ہے آپ دیکھتے مین گویا فیل مست ہے
اسد نامدار نے جواب دیا ای شہنشاہ لاچین خوش آئین ماموبخان سرغنۂ ملک سنجان ہو یا خرمین
بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلہ پڑا لشکر لقا کہ دریاے قہار تھا ایک کرور چوراسی لاکھ سوار کی جھاونی
زیر قیطول لقا تھی اس لشکر قیامت اثر پر جاکر گرتے تھے ہر روز پہلوان نامی کو قتل کیا اور نکل گئے یہ دیو
پیکر کیا ہے یہ شیر ہین وہ روباہ وہ بزدلا یہ ہزبر دشت جرأت وشوکت وہ فیل بلند قامت یہ شیر دلیر میدان
ہمت وشجاعت وہ کیا اسے مقابلہ کریگا دیکھیے اظہار فنون سپاہگری مین حال کھلجائیگا وہ دیکھو تگاور
چلی ماموبخان کا گھوڑا تین قدم ہٹا اسکا گینڈہ پانچ قدم پست پا ہوا غالب ومغلوب کا نشان ہوا
فرہاد کوہ پیکر نے نیزہ اٹھایا پیچ وتاب دے کر سینۂ بے کینۂ شاہزادہ بدیع الزمان پر لگایا انکا نیزہ
سر تیز سنان نیزہ وش سنان افعی ڈانڈ بشکل ناگن لپکتی ہوئی نیزہ آپسمین جلنے لگا دیکھنے والے
دیکھ رہے ہین گھوڑا اور گینڈہ اشارے پر کام کر رہے ہین پوروے ہاتھ سے چھوڑ دیے گشت سے مرکبون
کی برج خاکی بنکر تیار ہوا اس برج خاکی سے سنانہاے نیزہ وش تارہ دن کے چمک جاتی ہین فرو دو نیزہ
دو بازو دو مرد دلیر ۔ تو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر ۔ پیران جادو وشہنشاہ لاچین کی ہم نگاہین
لڑی ہوئی ہین پھر پھر کاوانیزہ چلا صفوف ساحران سے صداے احسنت وآفرین بلند اسد نامدار طرز
پر نیزے کی اچھل پڑتے ہین فرماتے ہین ای شہنشاہ لاچین ماموبخان نے کیا بند کھولا انشاء اللہ
غالب آیا چاہتے ہین گھوڑا اگبد معریان کرہ باہم طرارے بھر رہا ہے پھر رہے ہوا مین اڑ رہے ہین
عرصہ دراز تک نیزہ چلا آپسمین بند وبست ہو رہے ہین ایک مقام پر شاہزادہ بدیع الزمان نے
نعرۂ تکبیر کیا اسد نامدار نے کہا ماموبخان نیزہ اسکا ہوائی کیا چاہتے ہین شہنشاہ لاچین نے کہا
حضور وہ بھی بلاے بے درمان آفت روزگار ہے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکلنا بہت دشوار ہے یہان
بدیع الزمان نے نیزہ اسکا کانٹھا گھوڑے کو اڑاکر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے فرہاد کوہ پیکر کے نکل گیا
فرہاد کی جان شیرین پر بنی بغلین جھانکنے لگا منہ پر ہوائیان تھین پھر آب خجالت مین غرق ہوا چلاکر
آواز دی اوجوان نیزہ بازی مردان عالم کا کھیل ہے ناز نکر یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا یہ تیغۂ بید ریغ

حلال ہمارا مردان عالم ہو اسکے سامنے دیو بھی بیدم ہو اگر پہاڑ پر ماروں تا بہ پیچ کاٹوں تیغہ لنگر دار جو ہر دار فرہاد نے کھینچا اسد بیتاب ہوگیا لاچین نے بھی کہا ای شہریار خدا شاہزادے کو بچائے اگر خلاف مزاج نہو تو میں سحر کروں تلوار کو اسکی بیدم کردوں نیام سے کھینچ نہ سکے قبضے پر ہاتھ نہ ڈالے اسد غازی نے کہا ای شہنشاہ ایسا نہ کیجیے گا ماسوبجان کو بہت ناگوار ہو دیکھو شیرانہ ننگا نہ لڑتے ہیں فرہاد کوہ پیکر نے قبوار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شہزادہ بدیع الزمان نے سپر کو پھینک دیا تلوار کو تلوار پر کاٹا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا شہزادہ بدیع الزمان نے الجھا دے سے ہاتھ نکال کر نعرہ کیا فرد

تو ضرب بے زدی ضرب سن نوش کن — ہمہ شادی از دل فراموش کن
ہر گرانجر دز نوبت او دست — دگر دور مجنون گذشت نوبت ہست

نعرۂ شیرانہ کرکے مرکب باد رفتار کو اشارہ کیا مرکب بھی کوہ پیکر کوہ کفل چالاک و چست صبا رفتار برق کردار اشعار آبدار موافق مقام ہذا نظم

زبس در پویہ دارد بیقراری — اگر بر صفحہ نقشش می نگاری — چو مرغان می پرد از برق آئین
کہ دارد بال و پر از دامن زین — کمر را تنگ از آن از کینہ بستہ — بجود از نعل جبار آئینہ بستہ
عجب دارم ز کار چرخ مکار — کہ چون آمد بچشم آن باد رفتار

تڑپ کر گھوڑے نے دونوں ہاتھ سنگ پر رکھدیئے ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کئے خود کاٹ کر تیغہ سر پر چلا تھا فرہاد جہاندیدہ ہو اسنے اپنے کو بچایا کفل کرگدن پر جار ہا تیغہ جھک کر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی فرہاد کوہ پیکر کود کر الگ ہوا چاہا جیسٹ کر گھوڑا بدیع الزمان کا پڑ کر دن جب بدیع الزمان نے نعرہ کیا او بیحیا بے زبان نے کیا لیا ہی یہ کہکر گھوڑے سے کود پڑے پیدل جوانے شیر بیشۂ صاحبقرانی کو پایا اپنے قد و قامت برابر نہ ہی تلوار پھینک کر لپٹ پڑا شہنشاہ لاچین نے کہا ای شہریار یاب غضب ہوا تلوار چلنے میں یہ امید تھی کہ کمزور و شہزور سب برابر ہوجاتے ہیں قد و قامت اسکا بڑا ہی کشتی میں مشکل پڑ گئی اسد نامدار نے کہا ای شہنشاہ لاچین خوش آئین کشتی گیر ماسوبجان کا لقب ہی بارہ برس میں سات سو ملک سے ماسوبجان نے خطا نشور حاصل کیا بڑے بڑے پہلوانوں سے لڑے جس ملک میں پہونچے مہر کرائی ارشاد یہ تھا اگر کوئی زبردست ہو مجھ سے مقابلہ کرے ورنہ ہارے کا غذ پر مہر کردے بعد بارہ برس کے فنون کشتی گیری میں شہرۂ آفاق ہوئے دیکھو اب کیا رنگ ہوتا ہی پیچ بند ہونے لگے دستیان ساتھ زبردستی کے چل رہی ہیں شیر سر ٹکرانے لگے فرہاد نے جو پیچ باندھا بدیع الزمان نے توڑ کیا

سنے جوڑ کرکے سینے کو بچایا انھون نے بند کو صرف کیا یہ بند وابستکیا پیچ سے اُس بدمست کو لپیٹ کیا
شہنشاہ لاچین خوش آئین نے کہا ای شہریار یہ امید مجھکو نہ تھی ماشاء اللہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن
فن کشتی مین بے مثل و بے نظیر ہین کبھی ایسا معرکہ ہماری نگاہ سے نہ گذرا تھا چار پہرون اسی ہنگامے مین
بسر ہوا آفتاب خالصا بلرزان و ترسان بخوف مردان عالم برنگ زر دبادل پرپر درد طرف آشیانۂ مغرب
کے چلا لاچین نے دیکھا بدیع الزمان مثل برق تڑپنے لگے دونون مونڈھے تھام کرکے دو دو ڈھائی
بارہ قدم ریل کر لائے ہرچند فرہاد کوہ پیکر چاہتا ہے گر کون بلکہ بازو کا ٹوٹتا ہے فرہاد تھم نہین سکتا
دل مین اپنے حیران ہے ساری کوہ کنی بھولا بقول شاعر شعر فرہاد جنون پیشہ برسنگ بند تیشہ + بیگفتن اینش
سنگ آمد و سخت آمد + چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہین مین پیچھے ہٹتا چلا آتا ہے وہ بڑا وقت ہے کہ زمین پانو
کے نیچے سے نکلی جاتی ہے طبیعت گھبراتی ہے بدیع الزمان نے بکہ مارا دونون گھٹنے فرہاد کے زمین
سے آشنا ہوے چابالنگر قائم کر دن بدیع الزمان نے کمر بنجر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا اُس خود سر کو
سر سے بلند کیا چرخ دے کر زمین پر مارا فرہاد نے چاہا مونڈھے کی کھا کر سنبھلون شیر نے جھپٹ کر ٹھوکر
ری چار دان شانے چت کو دکر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی ای لئیم
فوج فرہاد دوڑے کہ اپنے آقا کو بچائین فرہاد کوہ پیکر نے اقبال اسلام نکیا شاہزادہ بدیع الزمان
نے مثل کرپاس کہنہ فرہاد سنگدل کو چیر کر پھینک دیا فوج فرہاد نے بلوہ کیا بدیع الزمان فرہاد کو
مار کر جھوم کے اُٹھے سپر و شمشیر پر ہاتھ ڈالا بتعجیل اشہب مرکب پر سوار ہوے نعرۂ شیرانہ کرکے فوج
فرہاد پر جا پڑے نعرۂ بدیع الزمان سہ بدیع الزمانم کہ در روز کین + تو انم کشم آسمان بر زمین +
ز تیغم لبے ملک اسلام شد + کہ سر رفتہ باختر نام شد + اسد نامدار نے جو دیکھا ماہ اوج صاحبقرانی پر
کثا فوج کی چھائی بیتاب ہو کر مرکب بڑھایا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران

بہ رزم دل شیر و چرم پلنگ
چو تیغ یلی برکشم از غلاف

شہنشاہ نام آور و کامران
تزلزل فتد در میان مصاف

دو شیر تلوارین کھینچکر ان بزدلون
کی فوج پر جا پڑے بدیع الزمان نے بڑھکر علم فوج کو قلم کیا اسد غازی نے افسرون کو مارا افعی
سیاہرو بل کرنے لگا قصد کیا بدیع الزمان پر جا پڑون ملکہ ناہید نے للکارا خبردار آگے نہ بڑھنا
افعی سیاہرو نے گرز مارا ملکہ ناہید اسکی فوج پر جا پڑی ہزار اژدر سوار بڑھا ملکہ بادبان جادو

نے بڑھکر ریعکا بیران نا بھی بڑھا فوج کو اشارہ کیا لشکر قاہرہ جلادریاے فوج مین جنبش ہوئی شہنشاہ
لاچین نے نعرہ کیا او نکحرام بد انجام خرس بادیۂ ضلالت آگے نہ بڑھنا شاہزادہ والاقدر کو تنہا
سمجھا ہی لاکھون ساحران ناری لکھر ے مین اب سلطنت افراسیاب کو زوال ہی آفتاب عالمتاب اقبال
اسد نامدار کا جلال ہی بیران ڈرا لاچین کی للکار سے گرا ملکہ ناہید دریا و بان نے گرتے گرتے ہزارون کو
مارا لاچین نے طبقہ زمین کا ہلادیا جب گولہ مارا دو دو سو کے سینے کو پارکے نکل گیا بادبان
بھی کشتی حیات ساحران کو طوفانی کر رہی ہی ہواے سحر بادبان ہندسی ہوئی ہی بحر فوج مین تلاطم
ڈال دیا مگر اوتوسن ملعون چھپ چھپکر طلازمان لاچین کو قتل کرتا ہی کئی مرتبہ قصد ہوا کہ اسد غازی
کو مارے بھاگون حوصلہ نہ پڑا کہ بازو پر سحر کش موجود ہی بدیع الزمان کے گلے مین موتیون کا مالا یہ دو دو
شیر دریاے فوج مین شناوری کر رہے ہین جسکو جھپٹ کر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے بدیع الزمان نے
ہمراہیان فرہاد کو اٹھکر بھگایا علم فوج گرایا اسد ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ بیران پر جا پڑون لیکن
بیران بے ایمان برق بنا ہوا کبھی زمین مین کبھی آسمان مین اسلیے سحر پر نگاہ نہین ٹھہرتی لاچین
فرماتے ہین او نامرد تھم کر اٹھ جم کر سحر کر نام تو بیران ایسا بزدلا ہماری خطا ہی ایسے نالائقون کے
عہدے بڑھاے سحر کامل سکھاے اُسی کا یہ انجام ہی بقول سعدی شعر کس نیاموخت علم تیر از من کہ
مرا عاقبت نشانہ نکرد ۔ جو شاہان جلیل شریک لاچین ہوے وہ بھی گرج رہے ہین بیران کو آواز
دیتے ہین ارے نمکحرام تجھکو خوف نہین آتا خدا سے نہین ڈرتا ولی نعمت سے یہ نمکحرامی باوجود یکہ ہوتی ہی
سخت کلامی گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط جو گذرا وہ گذرا اتوسن ایسے خطاوار کی خطا معاف
ہوئی طلسم کشا مرد جلیل بندگان خدا کا کفیل اتنے بڑے باغی کی خطا معاف ہوئی کہ اورون کو
حوصلہ بڑے خدمت مین ایسے رحیم وکریم کی معروف ہو کر ناصیہ فرسائی کرین جسنے بادشاہ عالیجاہ کی
مشکین باندھکر دشمن کے حوالے کیا اُسکو عمدۂ جلیل ملا طلسم کشا کو بڑی فکر ہی کہ کوئی ملک
کلاہ اوتوسن کو دونون عالم بالاستقلال کرون بیران جواب بھی نہین دیتا اپنا خون کاٹ کاٹ کے
سحر کر رہا ہی آگ برسائی ہواے گرم چل رہی ہی کشتی حیات ساحران جل رہی ہی ہر چند کہ سحر اسکا فروغ
نہین پاتا لاچین مدت مدید قید رہے کوئی تحفہ پاس نہین جرأت سے لڑ رہے ہین سحر تیار نہ کیا
دو ہفتے کی مہلت نہ ملی لڑائی پڑگئی عین گرمی جنگ مین ایک مقام پر بیران نے جھولی مین ہاتھ ڈال کر

خنجر فولادی نکالا ران پر مارا خون چلو مین لیکر طرف آسمان کے پھینکا کچھ ماش کے آٹے کے پتلے بنائے انکو خون سے نہلایا تلوارین اُن پتلون کے ہاتھ مین دین وہ پتلے تیغے لیکر چلے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ایک پتلا جست کرتا ہوا قریب شاہزادۂ بدیع الزمان پہونچا بار تو ڑکے پھینک دیا نگاہ سے کچھ اشارہ کیا بدیع الزمان لڑتے لڑتے رک گئے ایک لاچین کے سامنے پہونچا لاچین نے اُسپر ہاتھ مارا اُس پتلے کے دو ٹکڑے ہوے جسم سے اُسکے خون کا فوارہ نکلا قطرہ ہاے خون جسم لاچین پر پڑے بہوت ہوکے لاچین کھڑا ہو گیا یہی حال ناہید و بادبان کا بھی ہوا صرف اسد نامدار باقی ہین اسد سب کو بچا رہے ہین گرد ان سب کے پھر رہے ہین بیران کو قریب نہین آنے دیتے بیران نے فوج کو اشارہ کیا بلوہ کرکے جلدی سے طلسم کشا کو اب گرفتار کرلو دو لاکھ ساحرون نے چار جانب سے گھیرا ہی تیر و تبر و شمشیر اسد غازی پر پڑرہے ہین یہ شیر اُس مجمع عام مین بجرأت و شوکت لڑرہا ہی بیران جادو چلا کہ جاکر لاچین کا سر کاٹ لون اُسوقت اک غل ہوا بلند اس حال پر ملال مین بھی لاچین کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا کبھی مُنھ سے شعلہ نکلا جو قریب آیا اُسکو جلا دیا کبھی ہاتھ ہلا دیا برق چمکائی سو جادو گر اس حال مین بھی مارے زمین نے قدم تھامے ہین سحر بیران کا غلبہ توسن کا قصد ہی کہ مین بھی بیران کے شریک ہو جاؤن بیران سے اشارے کر رہا ہی کہ برادر مین بہ مجبوری شریک ہوا ہون قوت بازو مارے گئے فیروزہ فیروزہ پوش ایسی مین دخان سیاہ روا ایسا بھائی تقدیر نے یہ خرابی دکھائی کہ آنکھون کے سامنے قتل ہوئے آخر کچھ نہ بن پڑا اپنی جان بچائی بیران کہتا ہی ادھر چلے آؤ اب مین نے لڑائی کا خاتمہ کیا طلسم کشا پر بھی سحر کرتا ہون یہان تو یہ ہنگامہ ہی دو کلمہ داستان صاحب لعبہ گران مہتر قران بیان نجومین یہ جو تلاش مین اُستاد کی چلے تھے قریب صحراے قلم کوہ پہونچے دیکھا ایک بادشاہ عالیجاہ مع بارہ ہزار جوانون کے فقیر بنا بیٹھا ہوا ہی بیقرار ہوکر روتا ہی اُسکی بیقراری سے دل سنگ آب ہوتا ہی مہتر قران نے آکر اس بادشاہ سے ملاقات کی کیفیت پوچھی اُس بادشاہ نے بیقرار ہوکر آہ کی کہا اے جوان کیا حال زار اپنا بتاؤن پروردگار نے اک فرزند دیا تھا شمشاد کو ہی جری بہادر وہ جا کر اس باغ مین غائب ہوا اس حوالی مین گل گلشن صاحبقرانی زینت اورنگ جہانبانی رستم میدان کارزار یعنے اسد نامدار کا یہان گذر ہوا مجھکو دولت کونین عطا کی یعنی مذہب حق تعلیم فرمایا راہ ضلالت سے

نکالا قریب چشمۂ ہدایت پہونچا یا میرے بیٹے کا حال سنکر اُس شیر کو تاب نہ آئی قریب باغ جاکر شیرانہ
لڑے کئی چیتے اور کئی زنگی مارے آخر ایک ساحر آیا اُس شیر کو اُٹھا کر لے گیا اُسی کے فراق مین روتا ہون
ہر چند منع کیا میرا کہنا نہ مانا اِس ضعیفی مین مجھکو یہ داغ دیا شوکت اُس شیر کی آنکھون کے سامنے
پھرتی ہے کچھ تاجرون سے خبرین سنین کہ توسن حصار پر جاکر رہائی پائی بڑے بڑے سورمے
پڑے ہین ہمارے دیدۂ مشتاق نہ روشن ہوے نام مجھ بدبخت کا ملک مراد شاہ ہے فراق
فرزند نوجوان مین رویا ایسے گوہر بے بہا کو ہاتھ سے کھویا سلطنت خاک ہے لطف زندگی نہ رہا
مہتر قران نے اپنے کو ظاہر کیا ایک شب یہان رہے نشان توسن حصار پوچھکر روانہ ہوے
ضرغام نے بھی یہین سے نشان پایا طرف توسن حصار کے یہ بھی چلا یہان ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے
لاچین و باد بان اِسی بلا مین مبتلا ہین بیران جادو نمکحرام بہ اشارۂ توسن بدانجام
تیغ کھینچکر طرف شہنشاہ لاچین کے چلا اُسوقت ایک غلغلہ برپا ہے بیران سحر کرتا ہوا آتا ہے بجائے
صد ہا بے گناہ قتل کیے ہزارون کو جلا دیا اپنے ولی نعمت کے قتل کرنے کو جاتا ہے باد بان و تمام
بقید ابتلاے سحر بیران نابکار بیران چاہتا ہے جا پڑون جب لاچین نے نمکحرام کہکر ڈانٹا منھ پھیر کر
ہٹ جاتا ہے دل کانپ رہا ہے حوصلہ نہین پڑتا کہ شہنشاہ لاچین پر جا پڑے دل کو پتھر کیے بڑھا سحر
بھی بہت سے کیے گرد شہنشاہ لاچین شعلہ ہاے آتش بھڑکے اب لاچین مبہوت ہو رہا ہے بیران
چاہتا ہے جا پڑون کہ صحراے گرد اُڑی آواز آئی او بیران بے ایمان کیا کرتا ہے دیکھ تو شہنشاہ کا کیا حکم ہے
پلٹ کر بیران نے دیکھا الساحر شیر سوار الصمد جاہ و وقار ہاتھ مین نامۂ افراسیاب نعرے کرتا ہوا آتا ہے
چند کلمات سخت بھی کہے کہ او بیحیا خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ تمام لشکر کو پھونک دونگا بیران نے دیکھا
شیر صحرائی ٹھیلے بھرتا ہوا قریب بیران پہونچا وہ ساحر آتے ہی کود پڑا نامہ بیران کے ہاتھ مین دیا
آپ پہلو پر آیا بیران نے نامہ کھولا کاغذ سے دھوان نکلا ناری ارے ارے کہکر اُٹھ کھڑا ہوا نعرہ ہوا
نعرہ قران ساحر کش السیر چون باد بہاری + جہان سر سنگ در خنجر گذاری + بمیدان اژدر آتش فشانم
ستم مہتر قران شیر ژیانم + نعرہ کرکے بغدہ مارا بغدہ اُلٹا پڑا بیران کا سر پھٹ گیا اندھیرا ہوا نا امید
و باد بان تڑپ تڑپ کے گرے آواز آئی کشتی مرا نام من بیران جادو بود بیرون چڑھا تھا جب
یہ ملعون مارا گیا توسن کے جی چھوٹ گئے اب یہ بھی فوج بیران کو قتل کرنے لگا سمجھ گیا کہ عیار نے

اگر یار! اسد نامدار نے مہتر قران سے ملاقات کی تمام کیفیت لشکر پوچھی مہتر قران نے کہا کہ ہنگامۂ عظیم
برپا ہی حجرۂ کوکب تباہ ہوا چالاک کا ابتک پتا نہین ملتا استاد یقین ہی کہ لشکر مہرخ مین ہون لشکر
مہرخ بھی چل بچکا یقین ہی آپ ہو نچین لاچین چھوٹتے ہی فوج ہیران پر جا پڑے کچھ لڑ رہے ہین
کچھ فریاد کر رہے ہین ابھی لڑائی سے مہلت حاصل نہین ہوئی پڑاؤ ہیران کا لوٹ لیا بارگاہین جلا دین
ناگاہ صحرا سے گرد اڑی آواز نوبت نقارے کی آئی سب دیکھ رہے ہین کہ ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا زیر ابر
مصور جادو جو دعوے کر کے برائے جنگ لاچین چلا تھا وہ اسوقت آگر پہونچا بارہ لاکھ ساحر
ساتھ ہین صورت نگاہ تخت پر مصور مرکب پر سوار آگے بڑھا ہوا مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش
مصاحبان مصور فوجون کو روکے ہوے آگر پہونچے ادھر لاچین کی نگاہ جو مصور پر پڑی دہین سے
للکار املازمان ہیران بھی بھاگ کر لشکر مین مصور کے پہونچے دہائی دیتے تھے مصور نے گھوڑے کو
بڑھایا گھوڑے سے اُترا فوج کو اشارہ کر دیا فوج تو لڑنے لگی مصور صحرا مین سر برہنہ کر کے
پکارنے لگا نانا جان دادا جان میری مدد کو آئے مسلمانون نے حقیر کیا لاچین کا سامنا ہی یہ
جو کہکر مصور چیخا آسمان پر برق چمکی دو جوان ایک صندوق سر پر رکھے ہوے آگر پہونچے
سامنے مصور کے وہ صندوق رکھدیا کنجی مصور کے ہاتھ مین دی کہا مرشدزادے یہ تحفہ آپ کے
بزرگون کا حاضر ہی لیکن واضح ہے کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہو چلی ہی سحر کیجیے انجام سمجھ لیجیے
دریاے ہفت رنگ قریب ہی غراٹے کی آواز آتی ہی ہماری طبیعت گھبراتی ہی آپ کے حکم سے
چلے آئے مصور نے اُن دونون کو جھڑک دیا کہا تمکو مقدمات بادولت مین کیا دخل ہی تم تحفہ جات
سامری و جمشید کے وارث ہین وراثت مین پایا ہے یہ کہکر قفل کھولا ایک تختہ کاغذ کا
اُسپر تصویرین ہزارون کھینچی ہوئین ایک مقراض مصور نے صندوق مین سے نکالی تصویرون
کے سر کاٹنے لگی ہزار ملازمان لاچین کے سر کٹ کر گر پڑے پھر صندوق پر ایک دو تھپڑ
مارا چالیس پتلے فولاد کے باشمشیر برہنہ اُس صندوق سے نکلے صف باندھ کر سامنے مصور
کے کھڑے ہوے مصور نے اشارہ کیا اے غلامان سامری سب کے سر کاٹ لو چالیسون
پتلے سبت خوب کہکر بڑھے چالیسون پتلے بیباک چست و چالاک ہزارون گولے ترنج اُن پر
پڑ رہے ہین کچھ انکا نقصان نہین ہوتا گولے جسم پر پڑکر پھٹ گئے اُنمین سے شعلہ اٹھے

آتش نکلے جب شعلہ بڑا اجل گیا خشم زدن مین فوج لاچین مین صدائے فریاد بلند ہوئی لاچین نے
بڑھ بڑھ کے گولے مارے کچھ تاثیر نہوئی دیکھا وہ پتلے چالیسون بہ اشارۂ مصور طرف بدیع و
اسد کے چلے مصور کے ہاتھ مین وہ تختۂ کاغذ تصویر جب مقراض سے سر کاٹے رشتۂ حیات ساحران
قطع ہوا ایک جانب یہ کیفیت ایک سمت پتلون کی بدعت ناہید و بادبان نے اُن پتلون پر قین
گرائین گولے مارے ماش کے دانے پھینکے اُنپر تاثیر نہوئی اب سب کو خوف ہوا کہ طلسم کشا اور
بدیع کو پکڑ لیجائینگے لاچین نے فوج کے بڑے باندھے آواز دی طلسم کشا پر سینہ سپر ہوئین
انجام اس سحر کا سمجھ گیا دفع ہونے کی تدبیر کرتا ہون اگر غفلت کروگے طلسم کشا کو پکڑ لیجائینگے
اے ناہید و بادبان دو گھڑی اس بلا کو جھیلو جان پر کھیلو مین ابھی آتا ہون فوج بیسران
کو تسخیر کرکے لاتا ہون مصور سے نامرد کو بھگاتا ہون یا اسکی قضا لیکر آئی ہے آج تو لشکر قیامت
کا سحر کیا ناہید و بادبان فوجین لیکر بڑھین طلسم کشا کو قلب فوج مین کر لیا سینے سپر کر دیے
شہنشاہ لاچین والا تمکین تیغۂ برق تاب کھینچے ہوے طرف دریائے ہفت رنگ کے چلا کوہ ہفت
رنگ و قصر ہفت رنگ یہان سے دور ہے مہتر قران و ضرغام ایک بلندی پر آئے کہ دیکھین لاچین
کیا کرتا ہے مہتر قران نے دیکھا کہ لاچین دوڑتا ہوا قریب دریاے ہفت رنگ پہونچا نہایت
جوش و خروش مین تھا دریاے ہفت رنگ کے سات رنگ مین ساڑھے تین رنگ پر تو علداری
کوکب کی ساڑھے تین رنگ پر قبضۂ افراسیاب جس رنگ مین خیر سپید بہ رہا ہے اس آبرو دار
نے دریا دلی دکھائی لڑائی کی موج مین قران نے دیکھا لاچین رنگ شیر مین بچا ندہ پڑا اشنا وری
کرتا ہوا ابھرا ایک نہنگ نے دریاسے منھ نکالا لاچین نے آواز دی اے نہنگ خونخوار جا کر
بیسران کو خبر دے کہ شہنشاہ لاچین نے زندان خانہ طلسمی سے رہائی پائی وقت جنگ
قریب آیا جلد آکر حاضر ہو سعادت حاصل کرو یہ کہکے لاچین اس رنگ شیر مین نہایا ہوا
کنارے دریا کے آیا دستگین دے رہا ہے نام بیسران لے رہا ہے ہر مرتبہ آواز دیتا ہے اے بیسران
جادو مع فوج حاضر ہو بعد تھوڑے عرصے کے وہ نہنگ سامنے لاچین کے آیا قدم کو
چوما گردپھرا عرض کی اے شہنشاہ لاچین بیسران جادو واسطے شکار کے گیا ہے فوج کو عذر ہے
کہ بدون سردار کیونکر حاضر ہون لاچین نے اُس نہنگ کو پکڑ کر چیر ڈالا ماہیت ظاہر ہوئی ایک

مچھلی شکم سے سنگ کے نکلی حال کماہی واضح ہوا لوز جمال ماہی سے از ماہ تا بماہی روشنی ظاہر ہوئی اس
مچھلی نے تڑپ کر آواز دی ای شہنشاہ کیا حکم ہے افسری فوج میسران کنیز کو مرحمت فرمائیے
فوج میسران کو لیکر حاضر ہون لاچین نے تاج اتار اسر پاس مچھلی کے رکھدیا مچھلی تڑپ کر
زمین پر گری اب مہتر قران نے دیکھا ایک پریزاد دُرّ در گوش مرصع پوش تاج لاچین سر پر
دست بستہ کھڑی ہے لاچین نے اشارہ کیا ای ماہی دریا نوش تجھکو افسر فوج میسران کیا جلد
فوج کو لیکر آ خبردار عرصہ نکرنا وہ مچھلی رقص کرتی ہوئی دریا کے کنارے پر پہونچی آواز دی ای فوج
میسران جادو جلد حاضر ہو مہتر قران نے دیکھا دریا سے روشنی ظاہر ہوئی ہزارہا شعلہ بھڑکا
ایک مرکب دریا سے طرارہ بھر کے نکلا اسپر وہ پریزاد سوار ہوئی مرکب بگدھریان کرنے لگا یہان
لاچین سر برہنہ کھڑا ہوا دستک دے رہا ہے یکایک ایک چاپ ہوئی مہتر قران وضرغام کی آنکھ بند
ہوگئی اب دیکھا کہ وہ ماہی دریا نوش مثل افسر آگے مرکب پر سوار ہے پشت پر چار سو جوانان بے سر
ظاہر ہوتا ہے ابھی کسی نے انکے سر کاٹے ہین رگہاے بریدہ سے بجاے خون شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین
وہ چار سو جوان اسطرح نکلے ایک کا ہاتھ ایک تھامے ہوے چار سو جوانان بیسر دورہ باندھے ہوے
چیخین مارتے ہین گلوے بریدہ سے شعلے نکلتے ہین نہین معلوم اسمین کیا سر ہے اس تکلف سے
لاچین آگے بڑھا اتنے عرصے مین تیلون نے مصور کے فوج اسد غازی کو شکست دی ہزارون
کو قتل کیا اسد نامدار بسبب انکے جھپٹ جھپٹ کر تیلون پر ہاتھ مارتا ہے تیغۂ برق شمال
اُچٹ جاتا ہے خطا بھی نہین پڑتا تیلون کا ارادہ ہے کہ یہ اشارہ مصور طلسم کشا کے لپٹ جائین
کہ صداے نعرۂ لاچین آئی نعرۂ لاچین سے منم ساحر نامی و نامور شہنشاہ لاچین فرخ سیر
سر سروران رستم ذی حشم منم مالک تاج وتخت وعلم یہ نعرہ کرکے آواز دی ای ماہی دریا نوش
فوج میسران کو حکم دے کہ ان غلامان سامری کو چیر پھاڑ کر جلادین ان سرکشون کو خاک مین
ملادین تو جاکر مصور کا نقشہ نگار جن تصویرون کے سر کاٹ رہا ہے اس صفحۂ بے سود کو چاک
کرکے پھینکدے بہت خوب کہکر وہ پریزاد مرکب سے کودی طرف مصور کے دوڑی فوج میسران پر
نعرہ مارا کہ ہان ای پہلوانان صف شکن ای ساکنان دریا وای ساحران پرفن ان غلامان سامری
کو لینا یا تو وہ بے سرے بے سروسامان حیران وپریشان ہاتھ سے ہاتھ پکڑے ہوے چرخ

مار رہے تھے ایک نے ایک کا ہاتھ چھوڑا اطراف پتلے ہائے مصور کے جھپٹے یا تو وہ پتلے مثل شعلہ جوالہ
بھڑک رہے تھے ان بے سرون کو دیکھ کر مرجھائے گھبرائے مگر یہ بے سرے جس پتلے کے قریب
پہونچے ٹانگیں پکڑ کے جھر آٹا مارا چیر کر پھینکدیا رگ رگ بدن سے شعلہ نکلا اُس شعلے نے لاشوں کو
جلا کر خاک کر دیا وہ پریزاد قریب مصور پہونچی آواز دی کیون مرشد زادے تمنے نام سامری و جمشید
خوب برباد کیا عمر بھر مین یہی اک سحر یاد کیا ہے آگاہ نہ تھے یہ کہکے پہلے اُس صندوق پر ہاتھ
مارا جسمین سے پتلے نکلے تھے اور مصور نے تصویرین نکال کے مقراض سے سر تصویرون
کے قلم کیے تھے سر لشکر اسد کٹ کر گرتے تھے وہ صندوق جلا جل کر خاک ہوا مصور نے یہ ماجرا
دیکھکر بہ نگاہ قہر طرف پریزاد کے دیکھا کہا کیون ای ماہی دریا نوش مجھکو نہین پہچانتی پریزاد
نے جواب دیا ہم افسر فوج میسران مین ہمارا بھی سر و سامان ہے تمکو نہین معلوم کیا گمان ہے
یہ کہکے کاغذ ہاتھ سے مصور کے چھین لیا اُسمین سے شعلہ نکلا وہ کاغذ بھی جل کر خاک ہوا مصور
نے جان جہان کہکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا پریزاد نے مسکرا کر مصور کو ایک طمانچہ مارا عارض پر
مصور کے عارضہ ہوا گال اُس بدمآل کا سرخ ہو گیا چخین مارتا ہوا بھاگا پریزاد نے آواز دی
ای عاشق صادق کہان جاتے ہو مین خدمتگزاری کو حاضر ہون مصور کا پرند تھا میسرون
نے چشم زدن مین پتلون کو چیر پھاڑ کر پھینکدیا فوج مصور پر آگرے لاکھون کا کام تمام کیا جس
غول مین پہونچے درہم و برہم کر دیا پریزاد نے جا کر تخت صورت نگار کو شکست کیا صورت نگار
بھی تخت سے کود کر بھاگی لاچین کھڑا ہوا ہنس رہا ہے آواز دیتا ہے ای مرشد زادے کہان
جاتے ہو اب تصویر نہ کھینچ گے یہ کیا فتنہ ہوا ای سحر کے بھر دسے پر لشکر کشی کی اپنے دل لعنت
سے سرکشی کی مصور نہ ٹھہر سکا صورت نگار کا ہاتھ تھام کے طرف صحرائے ویران کے بھاگا ہر چند
ساتھ والے کہتے ہین ای مرشد زادے ذرا ٹھہر جائیے فوج بے سردار کس بھروسے پر لڑے آپ نبیرہ
سامری و جمشید ہین جسطرح لاچین نے آپ کے سحر کو دفع کیا آپ بھی کچھ فکر کیجیے مصور نے
کسی کو جواب نہ دیا نہ جسنے کہا ای صورت نگار رہنے عہدہ اپنے بزرگون کا چھوڑا یہی باعث
بربادی ہوا جہان جا کر بیٹھ رہین گے پوری کچوری کھائینگے مزے اڑائینگے سلطنت سے باز آئے
یہ زن و شوہر تو تباہ ہو کر ایک جانب نکل گئے مصاحبان مصور مانی و بہزاد و نقاش قلم کش

ہاتھ سے شہنشاہ لاچین کے واصل جہنم ہوے اب مصور و صورت نگار کے ساتھ صرف دو چار
کنیزین دو چار خدمتگار قدیم رہگئے فقیرون کی شکل بناکر دروازے پر قریہ کے بیٹھا ہی اسکا ذکر
کسی مقام پر بتحریر ہوگا لیکن شہنشاہ لاچین بفتح وظفر اسد نامور و بدیع الزمان گرد
لشکر شکن و ناہید و بادبان والیس ہوے توسن کو بھی اس لڑائی مین کچھ نہ بن پڑا کئی مرتبہ
قصد کیا مصور کے شریک ہوجاؤن چھپ چھپ کر بھیانے سحر بھی کیے مکاری سے دس بیس
ساحران اسد قتل کیے یہ فتح اسپر بہت شاق ہوئی لیکن ناچار و مجبور ہمراہ لاچین چلا آتا ہی
اس فتح کی بڑی خوشی ہوئی جب لاچین قریب بارگاہ پہونچے ماہی دریانوش نے عرض کی کنیز
کو کیا حکم ہوتا ہی یہ فوج ہمراہ رہے لاچین نے حکم دیا ای ماہی دریانوش تمکو انکا افسر کیا اپنے
مقام پر جاکر سکونت پذیر ہو بوقت ضرورت طلب کرینگے تم سب کو عہدہ ہاے جلیل ملین گے لیکن
جاکر کنارے دریاے ہفت رنگ کے افسر قدیم بھیران جادو کو تلاش کرو ورنہ تمھاری افسری
ہیگی ماہی دریانوش نے عرض کی ابھی کنیز اُس نمکحرام کو تلاش کرکے لاتی ہی یہ کہکے ماہی دریانوش
فوج بھیران کا پتا لگا کر چلی لکھا ہی کہ مصور جب صحرا مین پہونچا بھیران جادو شکار سے پلٹا ہوا آتا تھا
مصور کا جو یہ نقشہ دیکھا گھبرا گیا پوچھا شہزادے خیر تو ہی یہ حضور کا کیا حال ہی مصور نے کہا ای بھیران
تمنے غفلت کی فوج کو تمھاری لاچین نے تسخیر کیا ہے سحر کو شایا بارہ لاکھ فوج لیکر آیا تھا بے سرون نے
سب کو پھونک دیا ماہی دریانوش کنیز کو لاچین نے تمھاری فوج کا افسر کیا اُسنے نمک حرامی پر کمر باندھی
ما بدولت کو طمانچہ مارا اب دماغ مین سلطنت نہ رہا فقیر بنکر بسر کرینگے بھیران نے کہا مین ابھی جاکر سر
ماہی دریانوش لاتا ہون لاچین کو بھی بھگاتا ہون مصور نے کہا اگر تمنے ماہی دریانوش کو مارا
اور لاچین کو بھی نکالا ما بدولت پلٹ پڑینگے مدتون سلطنت کرینگے بھیران شل شعلہ جوالہ مرکب باد رفتار
کو بڑھا کر چلا یہان وہ دشت ہی کہ ماہی دریانوش فوج بھیران لیے ہوے کنارے دریاے
ہفت رنگ کے پہونچی ہی ساتھ والون سے کہ رہی ہی ای نمک خواران شہنشاہ گیتی ستان جسدن سردار
ہفت رنگ قتل کیا جائیگا اُس دن عہدہ ہاے جلیل ملینگے لیکن افسر قدیم کو ڈھونڈھ کر مارو
وہ دشمن شہنشاہ لاچین خوش آئین ہی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اٹھی بھیران جادو پشت
مرکب پر سوار ماہی دریانوش کو گالیان دیتا ہوا گولہ ہاتھ مین سامنے سے ظاہر ہوا جیسے ہی

ماہی دریانوش نے دیکھا فوج میسران پر نرغہ کیا لو بار دنمک حرام آہیو بچا ہمکو کلمات سخت و سست کہتا ہی
چیر پھاڑکر پھینکدو چار سو جوان دوڑے میسران جادو کو مثل چیونٹون کے لپٹ گئے چیر پھاڑکر
پھینکدیا تمام صحرا تاریک ہوگیا لاچین ابھی بارگاہ مین داخل نہوے تھے کہ کان مین صدا آئی
کشتی مرا نامم من میسران جادو بود لاچین نے سجدۂ شکر پروردگار کیا کہ بڑا دشمن سخت مارا گیا
اب آکر داخل بارگاہ ہوے محفل عیش ونشاط آراستہ ہوئی ضرغام وقران سے تمام کیفیت لشکر
پوچھی عرض کی حضور مریخ وغیرہ آیا چاہتی ہین افراسیاب نے بڑے سامان کیے ہین سنا ہی کہ کوئی
نقابدار سیہ پوش ہی جو مدت سے مشتاق وصل آفات چہار دست ہی اُسکو نامہ لکھا ہی مشہور ہی
اُسکے ساتھ چالیس ہزار چیلے رہتے ہین تن خود بھی ساحر ہی فن اُسپر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا لاچین نے کہا
حقیقت مین وہ ایسا ہی ہی ابھی بڑے بڑے مقدمات درپیش ہین فکر لوح واجب ولازم ہی مگر مقام
افسوس ہی کہ تابہ دریاے ہفت رنگ سیر کچھ آجتک احوال نہ معلوم ہوا کہ افراسیاب نے ہماری زوجہ
ملکہ بلقیس ثانی کو کہان قید کیا نہین معلوم اُس پاکدامن پر کیا گذری یہ ذکر تھا کہ خبر پہونچی ملک
مرادشاہ قلم کوہی فراق اسد مین فقیر بنا بیٹھا تھا اُسنے خبر و ورود لشکر ظفر اثر پائی مع بارہ ہزار
جوانون کے آتا ہی اسد غازی نے ناہید وبادبان وتوسن کو براے استقبال بھیجا ملک مرادشاہ
آکر اسد نامدار سے قدمبوس ہوا مگر اسد کو مرادشاہ سے حجاب ہی کہ افسوس مین نے اُسکے بیٹے کو زیر کیا
لاچین سے تمام کیفیت بیان کی لاچین نے کہا حضور اُس باغ کی سہیل سیاہ ہی وہ مالک ہی یقین ہی
آپ کے رفقا اُسی مقام پر قید ہون آراستگی لشکر کو حکم دیا بدیع الزمان نے اُٹھالا بارگاہ اسد نامدار
کا لدوایا سست قلوقلم کو و لشکر ظفر پیکر شہنشاہ لاچین چلا دو کوس سے زیادہ لشکر نہین چل سکتا
توسن مثل چاکران کمترین حاضر ہی گریہ سکین بظاہر مین خدمتگاری کرتا ہی ہروقت اسی فکر مین ہی
کہ لاچین واسد کو مشاق قابو نہین ملتا قلعہ توسن حصار سے کوچ کیا دو منزل لیکن طرح کی ہین شب کو
اسد نامدار نے دربار برخاست کیا اپنی بارگاہ مین تشریف لائے چھپرکھٹ پر بیٹھے ہین ملکہ مہ جبین
کی یاد مین کبھی نالان کبھی گریان کبھی فراق مہ جبین کا خیال ضرغام شیردل حاضر ہوا شاہزادے
کو ملول دیکھکر پوچھا عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان ای نبیرۂ صاحبقران آج پروردگار نے بڑا
فضل کیا اتنی بڑی فتح نصیب ہوئی مصور ایسا دشمن فقیر بنکر نکل گیا اُس بچیا کو سلطنت نہ ملی سنا

کہین فقیر ہو کر بیٹھا جسدن قبلہ و کعبہ کو خبر ملیگی دمین جا کر مار ینگے اُنہی نے انکو بڑے ملال ہو پہنچا ئے مین
اسد نے کہا اے ضرغام ایک سر ہزار سودے سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین کا خیال ہے فراق لالان خونفشا
کا ملال ہے آج بہت دل بیتاب ہے دل چاہتا ہے یکہ و تنہا نکل جائین اپنے گو یا اس ملکہ مہ جبین سے ہو پہنچائین
یقین کامل ہے کہ اسوقت انکو بھی ہماری یاد ہو آب و دانہ ترک کر دیا ہوگا ہر چند کہ ملکہ مہرخ دلدہی کرتی ہونگی

ہمارا تو یہ حال ہے — نظم
در پہ کسے بلا کر دکھاؤن حال مضطر
آئے نہ پر لگا کر بچے لگاتے ہین
اس قاعدے سے شاید چلا دکھانا قیامت
کیا کیا نگاہ دور سے لگاتے ہین
رہتا ہے وصل مین بھی شب بھر لگا کر انجم
خنجر ابرو نے سرے کانٹے لگاتے ہین
لیتے ہین ہمسے بدلا یہ ضبط کا ہمارے
کیا کیا جلال جلوہ دکھلا کے لگاتے ہین

شکوہ تو کب جنون کا منہ سے نکالتے ہین
وہ جھانکنے مین آنکھون تجربے نکالتے ہین
فرقت کی شب فلک پر داغ سیاہ جگر
حسرت بھی کشتنی کی سیلے نکالتے ہین
اے آرزو نکل جا پیکان کے ساتھ تو بھی
ناحق کے حضرت دل جھگڑے نکالتے ہین
کچھ بانٹ کر ہے لازم بزم بتان سے اٹھنا
کیا کیا نکھار دل کا نئے نکالتے ہین

واعد آہ بھی ڈرتے ڈرتے نکالتے ہین
زلفین تمہارے مین رشک پری نہ کھینچ
جھیر تمام اختر ویسے نکالتے ہین
آنکھون سے دل مین جانا آنکھون سے دل مین آنا
ناوک وہ تیر دل سے بیٹھے نکالتے ہین
سودا سبزہ رنگان صحرا مین رنگ لایا
جیب قبا دل کے ٹکڑے نکالتے ہین
ہر شعر مین ہمارے اظہار درد دل ہے

اسد نے اسطرح یہ اشعار پڑھے ضرغام تصدق ہوا تسکین دینے لگا

اسد نے فرمایا اے ضرغام کیا کہکر دل کو بہلاؤن مدت مدید گذری والدین سے چھوٹے غیر اقلیم کے اندر آپہنچے
کوئی صورت فتح کی ظاہر نہین ہوئی اسد کو سمجھا کر ضرغام شیر دل باہر گیا اسد نے چاہا کہ پلنگ پر لیٹون کہ
ضرغام پھر آیا لیکن گھبرایا ہوا عرض کی اے حضور ابھی ارام نہین فرمایا اسوقت مین نے اک خبر وحشت اثر
سنی ہے اس خبر کو سنکر مین پلٹ آیا ملکہ ناہید طلایا لشکر کا دوسے رہی ہین مجھکو بھی انکی خدمت مین رہنا
واجب و لازم ہے یہ بھی ضرغام نے خبر سنی کہ افراسیاب نے عیار بچیون کو روانہ کیا ہے کہ جس سردار کو
جہان پاؤ گرفتار کر لاؤ لیس خدمت مین ناہید کی رہنا واجب تھا مگر ملکہ نے مجھکو خبر دی کہ مقصود
شکست کھا کر بھاگا لیکن ساحر شدید بازیحر و ساحری مین جانباز ہے اگر آپکے بازو کا بدلا لے گیا ہے
ملکہ ناہید نے مجھسے کہا جا کر دیکھو تو اکہ موجود ہے یا کچھ آفت پڑی اسد نے کہا اکہ میرے بازو
پر بندھا ہے وہ اکہ قوت بازو ہے وہ عطیہ ملکہ لعل سخندان خوشنحو ہے مین دم بھر اس سے غافل
نہین رہتا ہون اُسی کی وجہ سے مقصور دست انداز ہو سکا ضرغام نے کہا کیا نقصان ہے ذرا

بازو سے کھولیے غلام دیکھ لے احتیاطاً ضرور ہی خبر وحشت اثر سے دل ناصبور ہی اسد نے اُسکے بازو سے کھولا اپنا رفیق جانکر ضرغام کے ہاتھ مین بلا تکلف دیا ضرغام قہقہہ مار کر ہٹ گیا کہا او طلسم کشا مجھکو تو نے پہچانا سنو ملکہ سہیل سیاہ رو ہون جسدن سے تجھکو تو مین گرفتار کرکے لے گیا اسی سے فکر مین تھی اس لیے کے تمکو آجتک بچا یاد رکھا کیونکر دھوکا دیکر لے لیا اسد قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھنے لگے اُسنے اشارہ کیا تلوار تبضے سے نکل گئی لڑکھڑا کے گر پڑے سہیل نے بخوبی کمر مین دبالیا اُسکو اپنی جھولی مین رکھا سوچی اگر اُڑ جاؤنگی راہ مین ناہید و بادبان روکین گی لاچین کو بھی خبر ہوگی نکلنا مشکل ہوگا یہ سوچکر دونون پانون زمین مین مارے نقب ہو دے کر نکل گئی معہ بخیر و رازا انکو کھلی اپنے کو ایک قید خانے مین پایا گرد رفیقان جانباز ابراہیم بن مالک لندھور بن سعدان و لندھور علقمہ بن جمہور قبیل بن مقبل و عادان بن عادی اٹھارہ ہزار امیرزادے گرد بیٹھے ہین ایک جانب بارہ ہزار قزاق قیدیون سے رفقا لپٹے ہوے رو رہے ہین ابراہیم کہ رہا ہی

نظم

دل جلا ہی اسقدر اپنا کسی کی یاد مین
زندگی جسکی بسر ہو خانۂ صیاد مین
کیا خبر کسدن خزان آئی کب فصل گل
خار غم ہر دم کھٹکتے ہین دل ناشاد مین

آگ کے شعلے نکلتے ہین مری فریاد مین
انکو پورا ہوتے ہوتے ایک مدت ہوچکی
آنکھین کھولین ہمنے آکر خانۂ صیاد مین
جب تلک آباد تھا شہر یہ شہر لکھنؤ

ہم صفیر و اسکی حسرت کا نہ پوچھو حال کچھ
سیکڑون ارمان ہین اپنے دامن فریاد مین
مین وہ بلبل ہون کیا پنجرے جسدن سے رہا
لطف مجھے جنت کے گویا اصل را یاد مین

سب سردار وجد مین کوئی اشعار پڑھتا ہی کوئی روتا ہی کوئی کہتا ہی یار و آقا سے خانۂ زنجیر مین ملاقات ہوئی اسکے کیونکر قید ہوے سابق مین آپ ہمارے رہا کرنے کو آئے تھے اور بھی چند قیدی موجود ہین گے شاہزادہ شمشاد قلم کو بھی فرزند مراد شاہ کہ رہا ہی ای شہریار آپ کیونکر یہان قید ہوکر آئے اسد نے شمشاد کا نام جو دریافت کیا کہا ای برادر تمھارے فراق مین تمھارے باپ کا عجیب حال ہی اُس پیر زمین گیر کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی ہر چند کہ قید ہوے مگر اپنے رفیقان قدیم سے ملے ای ابراہیم و غیرہ بخدا تیرہ برس گذرے طلسم ہوشربا مین آئے ہوے سات برس گنبد نور مین قید رہے اس تیرہ برس مین جیسے جیسے سورما گذرے جب کسی پہلوان سے مقابلہ پڑا تم سب صاحبون کو رد و کد کیا سب کیا یہ غم و کم ہی اگر تمھارے ساتھ قتل ہوے مرگ انبوہ جشنے دارد یا انشاء اللہ وقت رہائی قریب آیا یہ ذکر تھا کہ ہنگامہ ہوا چند زنگیان سیاہ رو آکر موجود ہوے کہا سہیل سیاہ رو

نے سب قیدیون کو طلب کیا ہر ایک قیدیان بلا چلنے ہی قدمون پر گرتا ورنہ جلاد بھی آچکے مین سب کو
قتل کرینگی ایک زندہ نہ بچےگا یہ کہکر زنگیون نے سر زنجیر اسد کو تھاما سب سردارون کو لیا کشان
کشان لیکر چلے سہیل بیابرو بارہ دری مین بیٹھی ہے گرد ساحران غدار جادوگرنیان جمع ہین یہی
ذکر ہو رہا ہے کہ ملکہ عالم آپ نے بڑا کام کیا طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائین لیکن فوراً قتل کیجیے تامل
بہتر نہین ہے یہ وہ جوان ہے جسکے ہاتھ سے افراسیاب بدحواس اہالیان طلسم ہوش ربا کو اپنی
زندگی سے یاس اگر آپ نے اسکو قتل کیا کل اہالیان طلسم ہوش ربا کی جان بخشی کی کہ اسد
نامدار سامنے آکر پہونچا اک ساحرہ مکار عذارہ کو دیکھا تخت پر بیٹھی ہے کالی صورت بدہیئت ناز کر رہی ہے
اسد نے بطریق اسلام سلام کیا سہیل نے آواز دی او طلسم کشا مجھکو افراسیاب تصور نہ کرنا وہ دیوانہ
تھا کہ سات برس کامل گنبد نور پر قید کیا تمکو غلامون نے رہا کر لیا مین تمھارے قتل کا سامان کر چکی
یہ کہکر جلاد کو اشارہ کیا اٹھارہ امیر زادے زنجیرین ہلا رہے ہین پکارتے ہین او بیحیا قدیم گنہگار
ہم ہین پہلے ہمکو قتل کر آقا کے قتل کا ارادہ نہ کر بارہ ہزار قزاق بھی غل مچا رہے ہین او سیاہ رو تیرہ
درون ہم غلامون کو پہلے قتل کر آقاے نامدار بے خطا ہین سہیل کہتی ہے آج تم مین سے ایک بچیگا
کیون گھبراتے ہو یہ کہکے جلاد کو اشارہ کیا جلاد تلوار کھینچکر قریب سر اسد نامدار آیا کہا ای جوان
خوش رو اسد ان کی خبر نہ تھی جو کھانا ہو کھا لے اگر تشنہ ہے آب دم شمشیر سے سیراب کرین اگر کسی کے
دیکھنے کی ہوس ہو نام بیان کر بلوا دین اسد نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے کھانے سے دل سیر پانی سے
سیراب اپنے یاران قدیم کو پایا انھین کے دیکھنے کی ہوس تھی قافلہ سالار ہین پہلے ہمارا ہی بڑھنا
بہتر ہے آگے آگے افسر عقب مین رفیقان نامور ابراہیم پکارتا ہے آقا ہم مقدمۃ الجیش ہین لشکر ظفر اثر
کے پہلے بارگاہ شہنشاہی لیکر منزل اول پر ہم پہونچین سامان مہیا کرین کہ حضور آرام پائین اسد
نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا ای سرداران نامی ای رفیقان گرامی یہ سفر ملک عدم ہے کوئی کسی کا
ساتھ نہین دے سکتا ہے بارگاہ کیسی خیمہ کیسا سامان یہ کہ جسم نحیف و زار ہے درود معہد ناز و نعم بار گناہ
سر پر توشہ راہ ندارد نشان منزل معدوم نہ زاد ہے نہ خادم نہ خدمتگار یہ شعر حسب حال ہے شعر
زمین قبر اک کو یہ دے رہی ہے صدا + چراغ لائیو وان سے یہان اندھیرا ہے + کیا غفلت
ہوئی منزل اول پر سامان عیش و نشاط نہ بھیجا گوشۂ قبر تنگ و تاریک اہالیان دنیا سے

جدائی کیسی رعنائی کیسی زیبائی ہو چکنے ہی پرسش اعمال سامنا ان لوگون کا جنکے مزاج سے بالکل ناواقف
کیا جواب دینگے دنیا مین اگر کیا کار نیک کیا حصول دنیا مین مشغول رہے دست و پا جرم کی گواہی دینگے
اعضا ہے جسمی دشمن بنجاینگے اس جسم نازک کو کیڑے کھاینگے پوچھنے والے کیا سوال کرینگے جواب باصواب
بھی نہ دے سکینگے قہار و جبار کا سامنا مگر اسم مبارک اسکا رحیم و کریم ہی اگر رحمت اسکی شریک نہو کیا
جواب دے سکتا ہی اسکی رحمت ہمارے گناہون سے زیادہ ہی مشت خاک سے کیا سعادت ہو لیگا اس
مقام سے پروردگار کل بندگان مومن کو بجائے بھائیو موجب ع رحمت شاہ و گدا زیر زمین یکسان ست
نہ بوریا سے فقر درویش نہ تاج شہنشاہ جفا کیش ساتھ ہوگا قبر کی تنہائی سے اسی کی رحمت بچائیگی شعر
تردد کیا تمھین ای ساکنان ملک ہستی ہی + عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی + دو گز ابر رحمت
اگر نہین ای برق + بیکسی گور پہ برستی ہی + بعد مرنے کے یہ کھلا ہمپر + خاک کے نیچے خوب بستی ہی +
افسوس یہی ہی اس بستی کا شہر خموشان نام ہی ہمسایہ والا جواب نہین دیتا ایک کی ایک خبر نہین لیتا
اپنے اپنے حال مین ہر کس مبتلا تنہائی کا سامنا خدا محفوظ رکھے اسطرح کے کلام حسرت انجام اسد
نامدار نے فرمائے اٹھارہ امیرزادے بارہ ہزار قزاق زنجیرون سے سر ٹکرانے لگے کہا ای شہریار آپ کے
کلام ہدایت نظام نے دل بیقرار کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا حقیقت مین دنیا ناپائدار ہی اسکا
عیش و آرام بالکل بیکار ہی آپ ایسا جلیل یون یکہ و تنہا قتل ہو اگر کسی لڑائی مین یہ غلامان جانباز
لڑتے انتہا کے ہو کے پڑتے ایک ایک غلام آپکا سو سو کو مار کر مرتا جرأت مین نام کرتا ایسے مقام پر موت
آتی لاشون کو دفن کفن بھی نہ ملے گا گوشت ہمارا طعمۂ زاغ و زغن ہوگا چادر خاک بجائے کفن گوشۂ
قبر کہان کون لاشہ اٹھائے گا کون نشان قبر بنائیگا سیل سیاہ رو بھی کلام ان شیران دشت
نبرد کے سنکر مسن ہوگئی کہتی ہی زہا ہو یہ گو درست ہی کہتے ہین دنیا حباب لب دریا سے بھی کمتر ہی
اسکا طالب ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہی دشمنون کے ہاتھ سے بدبخت ہوتا ہی طلسم کشا نہایت فصیح
و بلیغ ہی اگر یہ سامری و جمشید کو سجدہ کرے بیجا کر قدمون پر مین افراسیاب سے گرادون خطا معاف
کرا دون افراسیاب کو بڑی خوشی حاصل ہو ساکنان طلسم ہوشربا کو تسکین دل ہو کہ اسد
نامدار سامری پرست ہوا افراسیاب عہدۂ سلطنت دیگا اپنا سپہ سالار بنائیگا اسد نے کہا سامری
پرستون پر لعنت ہی کیا بیہودہ بکتی ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہر چند کہ کلام فصاحت نظام اسد سے

دنگ ہو رہی تھی اسد نے مذہب کو جو بڑا کہا جلاد سے اشارہ کیا جلد سر کاٹ لے اب دیر نہ کر جلاد نے آواز دی ای ملکہ عالم یہ طلسم کشا ہی جرات و شجاعت مین یکتا ہی مختار حکم دیجیے ہزارون ساحران نامی اسکے خون کے دعوے دار مین یہان باغ مین تو یہ ہنگامہ ہی وہان بوقت سحر لاچین نامور کو خبر ہوئی کہ طلسم کشا بستر خواب سے غائب مین قیامت برپا ہو گئی نامید نے گریبان پھاڑ ڈالا بادبان نے اکثر گرتی کو سنبھالا نامید کہتی ہی ای مادر مہربان محبت مین اُس شیر کی مین نے تمام عالم کو اپنا دشمن کیا تقدیر نے انکے قدمون سے جدا کرا یا جی چاہتا ہی اپنے کو ہلاک کرون گریبان پھاڑ کر کہین نکل جاون **نظم**

اشک گرتے تہ دامن سے ٹپک کر باہر
گھٹتے گھٹتے نکل آیا دم خنجر باہر
خلعت مرگ مین بھی تنگ دلی ای قاتل
نکل آیا ہی کرے تری خنجر باہر
خاک پیوند لحد کے لیے لائی ہی ہوا
کہ نہو جائے قفس سے بھی کوئی پر باہر
گر نہین منزلکا یارا ہی تو ہان بسم اللہ
وحشت دل سے برابر ہی ہمین گھر باہر
قید دریا سے نکل آئے شنا ور باہر
چشم دزدیدہ بھی وا ہی مرے نظارے کو
پاؤن ڈھلکے بھی کفن نے تو رہا باہر
منھ نقطہ اتنے لیے وہ نہین دکھلاتے ہین
کارسازی کے سب اسباب ہین باہر باہر
نہ ملا حضرت دل کا تو پتا وقت تلاش
چھوڑ پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر
خوف آوارہ مزاجی ہمین آتا ہی نسیم
اسقدر جوش محبت سے گلون نے کھینچا
سینۂ تیغ سے ہر دیدۂ جوہر باہر
جذبۂ مشتاق شہادت کو نظر کر ظالم
رہیے آغوش تصور سے بھی باہر باہر
کانپتا ہی مرا اس خوف سے بازو سپر
نکل آئے نہ مرے پہلو سے لخت جگر باہر
کم نہین ایک گھڑی مشغلہ پیشانی
طفل اشک آنکھ سے رہنے لگے اکثر باہر

بیقراری پہ نامید کی لاچین گھبرایا کہا ای گل باغ خوبی ای منظور نظر اسد نامدار ای شاہزادی عالیوقار مین ابھی پتا لگاتا ہون طبقات زمین طلسم ہوشربا ہلا دونگا کسکی مجال ہی کہ میرے آقائے نامدار کو رکھ سکے لیکن برائے خدا لشکر سے ہوشیار رہنا یہ کہکے بادبان سے اشارہ کیا اس توسن لعون کا مجھکو بڑا خوف ہی ایسا نہو میرے بعد کوئی فساد برپا کرے بادبان نے کہا اُس نامرد کی کیا مجال ہی مین بھی تلاش مین نکلتی لشکر کی تنہائی کا بڑا خیال ہی یہ کہکر لاچین خوش آئین طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر برائے تلاش اسد نامدار روانہ ہوے اکثر ساحرون نے قصد کیا لاچین نے کسی کو ساتھ نہ لیا یکہ و تنہا ہی گیا لیکن بادبان دیکھتی ہی آج توسن بہت خوش ہی ظاہر مین سوتا ہی اشکون سے منھ دھوتا ہی دل مین بہت بحال ہی یہ ملعون کو خیال ہی کہ خبر قتل طلسم کشا پاؤن تو باغی ہو جاؤن نامید و بادبان کی کیا حقیقت ہی مجھسے کیا لڑ سکین گی ایک سحر مین بھاگتی پھرینگی بادبان انتظام لشکر مین

مصروف وہان وہ وقت ہی سہیل حکم قتل اسد نامدار دے چکی ہی جلاد دوسرے حکم کا مشتاق ہی کہ آسمان پہ برق چمکی سہیل نے اپنی نواسی ملکہ گلنار گلنار پوش کو دیکھا کہ تخت پر سوار تخت کو اڑاتی ہوئی مع چند کنیزون کے اکر اتری اسد نامدار کی نگاہ پڑی ایک معشوقۂ طناز سراپا کرشمہ و ناز زلفین رشک سنبل دونون عارض مثل گل سرو قامت سہی قد حسین و جمیل ماہ کامل آسمان خوبی سرو خرامان چمن محبوبی آنکھین نرگس شہلا جبین ماہ آسمان صدق و صفا سینے پر انجار باغ حسن پر بہار بوٹا سا قد سراپا مین دلبری ہونٹھون مین مسیحائی سوے کمر کی خبر عدم ہی آنکھون مین جادوگری ماہ آسمان جاہ و حشم وہ رعنائی و زیبائی اسد نامدار نے دیکھی بیساختہ آہ زبان سے نکل گئی اس گلعذار نے سہیل سیاہرو کو جھککر سلام کیا اور مسکرا کر کہا نانی اماں آج باغ مین کا نٹون کا کیا جاؤ ہی یہ سب گنہگار کیون بلائے گئے سہیل نے کہا بی سامری و جمشید نے کیا احسان کیا اب ہمیشہ بی حیرت نہ دیگی افراسیاب جادو اپنا محسن کہیگا مین اپنی جان دے کر گئی لشکر آہن مین پہونچی عیاری کی ضرغام کی صورت بنکر باس طلسم کشا کے گئی جاہ و جلال اس ظالم کا دیکھکر قلب تھراتا تھا بی لعل بخندان نے اکر اسکے بازو پر عاشق ہوکر باندھ دیا ہی عیاری کر کے وہ اگر لیا شیر پر ہاتھ نہ ڈال سکتی تھی مین نے گرفتار کیا کچھ خوف نہ آیا لقب سحر دیکر لائی دیکھو سامنے بیٹھا ہی یہ سب اسی کے رفقا بیٹھے ہین گلنار گلنار پوش یہ سنکر پلٹی نگاہ جمال جہان آرائے ماہ صاحبقران پر پڑی دیکھا ایک جوان شیر صولت رستم ہیبت حسن مین لاثانی یوسف ثانی جاہ و جلال چہرۂ زیبا سے ظاہر جرأت ٹپک رہی ہی غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری زلفین خلیلی تا بہ دوش عارض انور پر لہرا رہی ہین چشمۂ خورشید مین ماران سیاہ کا کیونکر گذر ہوا شہر حلب مین مشک ختن کا اثر ہوا نگاہون سے شوکت آشکار جوان شیر دل عالیوقار خوبصورت نیک سیرت صاحب لیاقت و جلالت آنکھین چار ہوئین جانبین سے تیر مژگان چلے دونون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے اسد نامدار نے سر زنجیر پر سر رکھ دیا لیکن طائر ہوش گلنار گلنار پوش کے اڑ گئے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل ہر بت سنگ عشق سے ٹوٹا سلطان عشق کی مزرعۂ دل پر چڑھائی عقل و ہوش گم بیتابی نے خانۂ دل اپنا عمل کیا فرار پر فراز ہوا مثل بید کانپی نہ تھم سکی غش کھا کر سہیل سیاہرو کی گود مین گری ایر

رگڑنے لگی محفل سہیل مین ہلڑ ہوا ہاے ملکۂ عالم کو کیا ہوا جو کنیزین ساتھ آئی تھین تلوے
سہلانے لگین کوئی گرد پھرتی تھی کوئی کہتی تھی مین نے اکثر منع کیا واری آپ انتہا کی نازک
اندام مین دوڑ کے نہ چلیے دل سنسنا گیا آخر کو غش آگیا گلاب کیوڑہ چھڑکا بعد عرصۂ دراز ملکہ گلنار
گلنار پوش کو ہوش آیا گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگی دیکھا اسد نامدار سر جھکائے بیٹھا ہے ٹھنڈی
سانسین کھینچ رہا ہے عاشق و معشوق مین اشارے ہوے اسکو کون سمجھتا تھا اشارے سے
گلنار کے ظاہر ہوتا ہے کہ کاش یہ ہتھکڑیان میرے ہاتھ مین ہوتین سلسلۂ عشق کامل ہو جاتا ایسے
شیر کے گلے مین طوق گلوگیر پیدا کرنے والا بچائے دشمنون کو قضا آئے سہیل نے بلائین لیکر پوچھا
کیون بی بی مزاج کیسا ہے رنگ رو متغیر ہے یہ کیا حال ہوا غش کیون آیا کسی نے آنکھ دکھائی ہے اسکو
نابینا کرون مجھسے مفصل کہو کیون پریشان ہو ناحق کو آئینہ وار کیون حیران ہو ملکہ کو کچھ بن نہین پڑتا
ایک کنیز بول اٹھی واری آپ نے انکو مہد ناز و نعم مین پرورش کیا کبھی صورت رنج و ملال نہین دیکھی
آج قیدی کو اسطرح مسلسل و مطوق زیر تیغ بیٹھے دیکھا قلب نازک پر صدمہ ہو گیا اسی سبب سے
غش آیا کنیز کو تو یہی ثابت ہوتا ہے ملکہ کو سہلو مل کیا کہا نانی اماں آپ کے مزاج مین نہایت ظلم و
بدعت ہے اس بیچارے نے کیا کیا خطا کی جو اسطرح آپ قتل کرتی ہین سہیل نے کہا بی بی
ساری کہانی تجھسے بیان کی تم تو تمام خدا پرستی لکھی ہوئی ہے طلسم کشا بانی ظلم و جفا مشہور ہے کہ قاتل
افراسیاب ہے اگر یہ شخص زندہ رہیگا گویا افراسیاب کی جان کی دشمن ہوئی اگر اسکو قتل
کیا اہالیان ہوش ربا کی جان بچائی سات برس یہ شخص گنبد نور پر قید رہا تبھی شد و مد سے
وہان سے رہائی پائی لاکھون ساحر اسکے ہاتھ قتل ہوا اسکا قتل کرنا واجب و لازم ہے گلنار کو سہلو ملا
نانی اماں کیا افراسیاب کو اختیار نہ تھا کہ جس روز گرفتار کیا تھا اُسی روز قتل کر ڈالتا سات
برس کیون قید رکھا لیس آپ کو مناسب نہین ہے کہ بدون حکم افراسیاب اس شخص کو قتل کرین اگر
آپ نے قتل کیا اور افراسیاب دامن گیر ہوا کہ تمنے کیون قتل کیا تو آپ زندہ کرنے پر قادر نہین
ہین زندہ کو مردہ کر سکتی ہین مردے کا زندہ کرنا کسی کا کام نہین ہے لہذا دو چار مہینے اسکو قید رکھیے
افراسیاب کو نامہ لکھیے اگر وہ لکھین کہ زندہ بھیجو زندہ روانہ کر دیجیے قتل کا حکم دے قتل کیجیے
اسطرح سمجھا کر ملکہ گلنار گلنار پوش نے کہا سہیل بیاہ ہو کے ذہن مین آیا کہ سچ کہتی ہے کہا

بی بی پڑھی لکھی ہو تمنے بہت معقول کہا حقیقت مین افراسیاب دامنگیر ہو تو عجب نہین یہ کہکر حکم دیا کہ فلان کرے مین لیجا کر طلسم کشا کو قید کرو قیدیان قدیم کو زندانخانے مین لیجاؤ اسد کو جس مقام پر قید کیا سیل اٹھی گرد اسد کے آگ روشن کردی کہ جسکی حرارت سے چہرہ شہزادے کا زرد دل مین درد لب پہ آہ سرد زمین دہک رہی ہو یہ سحر کرکے اس ماہرو نے دروازہ بند کیا قفل اپنے ہاتھ سے لگایا نامہ برائے افراسیاب لکھا یہی مضمون تھا کہ طلسم کشا کو مین نے قید کیا ہو زندہ روانہ کردن یا سر بھیجون گلنار گلنار پوش حیران و پریشان اٹھی اپنے باغ مین آئی دل داغدار باغ کی بہار کیا خوش آئے گل سا چہرہ کمھلایا ہوا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نسترن وزیرزادی نے اٹھکر بلائین لین پوچھا کیون واری مزاج کیسا ہو جب سے حضور اپنی نانی مان کے پاس سے آئین آئینہ رخسار پر گرد ملال ہو کیا خیال ہو ہمسے دل کا حال کہیے نسترن نے اتنا جو پوچھا دل تو بھرا ہوا تھا بیقرار ہو کر رو دی کہا کیا کہون

نظم

در محبت شربت راحت مرا لب سیر بود
رشتۂ زنار را تسبیح ہندو کردہ است
گاہ فریادم بکوہ و گاہ مجنونم بدشت

باز مرغ دل گل آشفتگی بو کردہ است
عاشق آن باشد کہ باز ہر بلا خو کردہ است
وا نشد از ناخن سعیم گرہ از کار بخت
بخود دم مختفی چنین آن چشم جادو کردہ است

مردم چشمم ز گریہ کار دریا کردہ است
زاہد خلوت نشین تا طرۂ زلفش تو دید
تا گرہ از کار من آن چین ابرو کردہ است

نسترن بیقرار ہو گئی عرض کی واری گل کلام حضور سے بوے گل عشق آتی ہو صاف صاف فرمایئے لونڈی اسکی فکر کرے ہماری عزت و آبرو راحت و آرام حضور کے دم سے وابستہ ہو ملکہ نے کہا ای نسترن یہ جوان شیر صولت رستم ہیبت جرأت و شوکت مین یکتا یعنی طلسم کشا جو آکر قید ہوا جسوقت سے اسکو دیکھا دل بیقرار ہو مین نے فقرہ کرکے بچایا گویا عذاب الیم مین پھنسایا اُس آتشخو نے گرد اُس گل باغ خوبی کے افسوس ہو کہ آگ روشن کردی مین نے دیکھا کہ وہ جوان رعنا ٹھنڈھی ٹھنڈھی سانسین بھرتا تھا گل سا چہرہ زرد ہو گیا سر ٹپکتا تھا ہتھکڑیان بیڑیان شعلۂ جوالہ بن گئی مین دیکھو لیلاے شب نے اُسکے غم مین زلف مشکین کو کھولا ہو پھول کا رنگ متغیر نرگس متحیر سنبل نے غم و الم سے بال پریشان کیے نہرون کو غم کا جوش یہ حباب نہین ہین چشمون کی آنکھین سوجی ہین جی چاہتا ہو مین جا کر اُس قید خانے مین بیٹھون وہ ہتھکڑیان میرے ہاتھ مین ہون وحشت سے سلسلہ کامل ہو جاے طوق گلوگیر میرا گلا دباے نسترن نے کہا حضور ہمین تو آپ کی زندگی سے کام ہو آپ کی نانی صاحب

استاکی شراب خوار مین قرابے کے قرابے پیتی ہین وہ تو خواب خرگوش مین مبتلا ہونگی چلکر رہا کر لائین
آپکے پہلو مین بٹھائین نسترن نے جو یہ بات کہی ملکہ مثل گل شگفتہ ہوگئی اسباب سحر ذات پر آراستہ
کرنے لگی چند کنیزین تیار ہوئین کہا نسترن ایسی صلاح بتلائی دل تردد منزل نے تسکین پائی نسترن
نے کہا حضور طلسم کشا کے پاس کوئی تحفہ بھی تھا سابق مین باغ پر آپ کی نانی کے اگر لڑا کئی چیلے
انکے ہاتھ سے مارے گئے تو سن آکر گرفتار کرکے لیگیا تھا وہان بھی جا کر فتیا ستین بر باکین نازان
ہفت ورنبد قتل ہوئے پی سیل عیاری کرکے لائین گلنار نے کہا نانی امان سے بیان کیا تھا
کہ ملکہ لعل سخندان اسیر عاشق ہر اُسنے اپنے بازو کا اکہ دیدیا اسی وجہ سے اسیر سحر تاثیر نہ کرتا تھا
وہ نانی امان نے اپنی جھولی مین رکھا ہر اسکا دستیاب ہونا دشوار ہر قید خانہ اُنکے مقام سے
الگ ہر لیکن اب چلتے مین ای نسترن ایک اعتقاد اور کردیہ جوان سامری وجمشید کو بُرا کہتا ہر
خدائے نادیدہ کا پرستار ہر ہماری بھی عقل کو اقرار ہر کہ سامری وجمشید مثل ہمارے تمھارے
ساحر تھے مثل انسانون کے مرے دعوی خدائی بھی کیا اہل اسلام کا یہ قول ہر کہ ہمارا خدا
تنہا ہر اسوقت مین خدائے نادیدہ سے دعا کرتی ہون کہ ای خدائے نادیدہ اگر تیری خدائی
برحق ہر طلسم کشا کو رہا کرون میری جان اور آبرو پر حرف نہ آئے دل سے اطاعت کرتی ہون
سب نے عرض کی واری یہ اعتقاد ہمکو بھی پسند آیا سامری وجمشید کو ہمارے بزرگون نے
دیکھا تھا بوڑھے بوڑھے جادوگر مصاحبان سامری کہلاتے ہین گلنار نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی
چالیس کنیزین جو ہمدم وغمخوار ہین آمین کر رہی ہین دعا مانگکر گلنار گلنار پوش
بصد جوش وخروش طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی مثل ستارہ سحری چمکی چالیس کنیزون کو
ساتھ لیکر باغ سنبل مین آئی دیکھا سنبل سیاہرو بارہ دری مین پڑی سو رہی ہر سامنے وہ کرہ ہر جسمین آب
نار کی قید ہر دروازے پر چند کنیزین جو نگہبان ہین گولے ہاتھ مین لیے ٹہل رہی ہین گلنار نے
دور سے سحر کیا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی وہ کنیزین سو گئین نسترن نے بڑھکر قفل کاٹا دروازہ کھولا دیکھا
اسد نامدار حدت آتش سے بیہوش پڑا ہر چہرہ زرد ہر چنگاریان دھک رہی ہین گلنار
نے بڑھکر سحر کیا جوش مین باران سحر برسایا آتش سحر گل ہوئی عالم غشی مین اسد کو اُٹھا کر تخت
پر ڈالا ستارہ سحری چمک چکا ہر نسترن نے عرض کی حضور جلدی نکل چلیے گریبان سحر چاک ہوا چاہتا ہر

گلنار نے اسد کو تخت پر سوار کیا نشترن نے قصد کیا تخت اڑاؤن گلنار ٹہل رہی ہے قریب
بارہ دری کے سفاک جادو سہیل کے مقام پر پہرہ دے رہا ہے اُسکی نگاہ پڑی چند عورتین
قریب قید خانہ اسد کھڑی ہین سفاک نے آواز دی خبردار کون ہے اُس کمرے کے پاس کوئی
نجائے شہنشاہ کا گنہگار قید ہے گلنار نے دیکھا سفاک نے جھپٹ کر گولہ مارا نشترن نے
تو کہا حضور جلد نکل چلیے اس بجیا کے سحر کا جواب بھی نہ دیجیے لیکن گولہ سفاک کا گرا کئی کنیزون
کے سر پھٹے سر پر گلنار کے بھی زخم آیا غصے مین کارد سحر جھولی سے نکالی سفاک پر پھینک ماری
سفاک کے سینے کو توڑ کر پار نکل گئی سفاک لڑکھڑا کے گرا ساحر کے مرنے کی علامت برپا ہوئی پریون
نے غل مچایا آواز آئی کشتی مرا نام من سفاک جادو بود غلغلہ جو ہوا سہیل کی آنکھ کھل گئی
فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا اٹھ کر دوڑی بالکل صبح ہو چلی ہے دیکھا لاشہ سفاک پھڑک رہا ہے قیدخانے
کا دروازہ کھلا ہوا آتش سحر ندارد طلسم کشا تخت پر ہے نشترن پائے تخت کو تھامے ہوئے جاتی ہے
پر پرواز پیدا کرکے اڑگون گلنار اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے ٹہل رہی ہے کنیزین گھبرا کہتی ہین
حضور جلد چلیے صبح ہو گئی یہ دیکھتے ہی سہیل سیاہ رو نے للکارا او ننگ خاندان یہ تو نے کیا غضب
کیا طلسم کشا کو رہا کر لیا میری جان کی دشمن ہوئی مین کل ہی سمجھ گئی تھی غش آنا مجھ بڑھیا کے
سامنے باتین بنانا جسطرح مہ جبین نے صحرائے حیرت سے اُس نبد موے کو نکالا اور سر مٹایا
صندل جادو کو قتل کرایا تو نے بھی وہی حرکت کی مجھکو مثل افراسیاب کے نجانتا ایسی محبت
کو آگ لگے تو کل کا ایمان طلسم ہوش ربا کی دشمن ہوئی بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگی اسی دن کے
لیے تجھے سحر سکھایا کچھ ہمارا خوف نہ آیا گلنار نے دیکھا سہیل سیاہ رو بقہر و غضب آتی ہے سوچی
کار از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ گولہ مارا کنیزون نے بھی سحر کی بوچھار کی سہیل سیاہ رو
ان سحرون کو کب مانتی ہے ساحرہ جہاندیدہ کارآزمودہ ایک اشارے مین سب کے سحر دفع کر دیے
سحر تو اسد پر سے اتر چکا تھا بسبب صدمۂ قید کے غش طاری تھا ہنگامۂ گیرودار جو بلند ہوا آنکھ
کھل گئی دیکھا وہی معشوقہ خوشخو گلعذار ماہ رخسار گرد کنیزین سہیل سے سحر چل رہا ہے اسد بھی
نعرہ کرکے اٹھا چاہا سہیل پر جا پڑون گلنار نے کہا اے شہریار آپ کہان جاتے ہین ہم لوگ تو بیکار
مین اپنی جان سے بیزار ہین آپ کے واسطے جان دینے آئے سہیل نے جو دیکھا طلسم کشا اٹھا ہے

سے اشارہ کیا آواز گیر دی زمین نے اسد کے پاؤن تھام لیے لڑکھڑا کے گرے گلنار گرد پھرنے لگی اے یاسمین عاشق و معشوق کے اشارے گلنار گلنار پوش کا مایوس ہونا اپنی حسرت پر تڑپ تڑپ کر رونا اب جو ہنگامہ ہوا گوشہ ہاے باغ سے بارہ ہزار ساحر لینا لینا کہکر دوڑ پڑے گلنار گرد شمع جمال اسد نامدار پروانہ وار پھر رہی ہے جسنے جو سحر کیا اپنا سینہ سپر کر دیا زخم کھاتی ہے اسد نامدار کو نیزہ و تیر و شمشیر سے بچاتی ہے کنیزین و لشتران وزیرزادی ساحرون کو بڑھ بڑھکے روک رہی ہین ہنگامہ گیرو دار بلند مرنے کی ساحرون کے صدا آرہی ہے زمین باغ تھرا رہی ہے چمنہاے باغ پامال عندلیبین خوشنوا کو اس گلعذار کا ملال قمریان کوکو بھولین سر پیٹ رہی ہین طائران نغمہ سرا زمزمہ سرائی بھول گئے چمنستان مین خاک اڑ رہی ہے اور ساحرون کو تو گلنار نے روک لیا کئی سو کو قتل کیا لیکن سہیل سیاہ رو بدخو گلنار کے سحر کو نہین مانتی زمین باغ ہلا دی کنیزون کو بیہوش کیا لشتران پر جا پڑی لشتران وزیرزادی خوب خوب لڑی لاشہ ہاے ساحران پھڑک رہے ہین اسد مبتلاے سحر سہیل تنہائی پر گلنار کے بیقراری مین عرض کرتے ہین پروردگار گلنار کو اس ظالمہ کے ہاتھ سے بچانا سہیل نے جو دیکھا گلنار جان دینے پر آمادہ ہے اسد کے پاس سے نہین ہٹتی زخم کھاے لڑتے لڑتے گھٹنے ٹیک دیے زخم سر سے خون جاری عالم بیقراری کبھی اسد نامدار سے عرض کرتی ہے اے شہریار کنیز رخصت ہوتی ہے اس ملعونہ کے ہاتھ سے دیکھیگی یہ بلاے روزگار ہے دیکھا آپ نے زمین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین نخل باغ جل رہے ہین ہمنے آپ کے مذہب کی اطاعت کی آپ کے نام پر جان دی اگر ہو سکیگا کاہے گاہے مزار غریبان پر آنے کا ظلم

زگریہ کاسہ چشم لبالب پر زخون گشتہ
چو مجنون سر زمین وادی از آن دیوانہ سرگردم
کہ کاہ غم مرا بر دل چو کوہ بے ستون گشتہ

نہ پنداری کہ در ہجرت بہ بیجا شدم خونین
کہ قلاب سر زلف تو زنجیر جنون گشتہ

ز السن و ہجرانت غم و دردم فزون گشتہ
بہ رب کعبہ سوگند کہ درد من فزون گشتہ
چنان از درد و مجبوری ضعیف و ناتوان گشتہ

ایسے کلمات حسرت آمیز جنون خیز گلنار نے کہے اسد کا کلیجہ منہ کو آگیا

فرمایا اے گلنار ہماری زندگی کی کون صورت معلوم ہوا ہماری قضا ہی لیکر اس باغ مین آئی تھی یہ گلشن ہمارا مدفن ہے افسوس یہ ہے کہ اس مقام پر کوئی خبر کو بھی نہ آئیگا دفن و کفن کا سامان کون کریگا لشکر مہرخ ادھر تباہ ہوا ہمین قضا لیکر یہان آئی فلک کو بربادی منظور ہوئی خیر جو مرضی پروردگار کیا اختیار بندہ مجبور رونا جاری ہے یہ کہکر اسد نے تہ دل سے دعا کی سہیل سیاہ رو

تیغہ کھینچکر چلی ایک دو تھپڑ مارا گلنار لہرا کر زمین پر گری سہیل ساہرو دوڑی کہ جاکر اسد و گلنار کا سر کاٹ لون کنیزون کا بلکنا اسد کا تڑپنا گلنار سر دے دے مار رہی ہر قریب تھا کہ اسد و گلنار کو سہیل قتل کرے خون سے بیگناہون کے ہاتھ بھرے کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم شہنشاہ لاچین خوش آئین او سہیل کیا کرتی ہر سہیل کی نگاہ پڑی دیکھا شہنشاہ لاچین طاؤس زرین بال پر سوار تیغہ برق تاب ہاتھ مین تاج یاقوتی برسر لباس فاخرہ زیب جسم انور لاچین نے گرتے گرتے سحر کیا کہ گلنار کے ہوش درست ہوئے اسد نامدار بھی چالاک و چست ہوئے پانی کے قطرے برسے جسپر قطرہ پڑا سحر اُتر گیا کنیزین ساحرون پر جا پڑین گلنار نے پڑھکر سحر کیا آگ برسنے لگی کنیزون نے بھی جانبازی کی گلنار نے زمین ہلادی سعین پشت پر آیا قلب مین طاقت ہوئی روح کو راحت ہوئی لاچین سحر کرتے ہوے قریب سہیل پہونچے سہیل نے آگ برسادی خنجر گرائے تلوارین بازین چھریان کٹاریان گرین لاچین نے صرف ہاتھ ہلا ہلا کر سب سحر دفع کر دیے تلوارین توڑین سپرون کو شکست کیا بوجہ احسن لڑائی کا بند و بست کیا صدہا جادوگرون کو خاک مین ملایا جسنے جو سحر کیا وہ اُسی پر پلٹا گئی سو جادوگر گرے سہیل نے جب دیکھا میرے سحر کو لاچین نہین مانتا زمین پر تڑپ کر گری پرپرواز پیدا کیے قصد کیا عقاب بنکر نکل جاؤن چند قدم بلند ہوئی تھی لاچین بکہ دے کر بلند ہوے سہیل کی گردن لی چاہا نکل جاؤن پنجہ اخبرسے رہائی غیر ممکن بصورت اصلی ہوکر پنجہ مارا لاچین نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر پنجہ چھین لیا اُسی تلوار سے اُسے قتل کیا سہیل ساہرو کا سوہی واصل جہنم ہوئی تمام باغ آتش بہار ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من سہیل ساہرو بود جادوگرون نے امان مانگی جادر ہلائی سب نے اطاعت قبول کی جو ساحرین رسیدہ تھے لاچین کے قدمون سے لپٹ گئے شکر پروردگار بجالائے عرض کی پروردگار نے جال جہان آرا حضور کا دکھایا نمک حرامون نے عذر کیا تھا شکر ہر کہ حق بحقدار رسید اسد نے قید خانے مین اگر اٹھارہ امیرزادون کو اپنے رہا کیا بارہ ہزار قزاق چھوٹے اپنے افسر سے قدمبوس ہوئے لاچین تخت پر سوار ہوئے ملکہ گلنار گلنار پوش طاؤس زرین بال پر اسد نامدار کے واسطے مرکب بادرفتار حکم کیا اس باغ مین مال و خزانہ بہت تھا آرابون پر لدوایا اس کروفر سے جاہ و حشم سے اپنے لشکر مین آئے بادبان و ناہید نے استقبال کیا ملکہ گلنار گلنار پوش کے سب مصاحب

شہنشاہ لاچین نے فوراً حکم دیا لشکر ظفر اثر تیار ہو طرف کوہ ہفت رنگ کے اٹھالا بارگاہ آسمان جاہ
کا چلا لیکن ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو یہ خبرین سب جو عرض کر گیا شمشاد کو ہی بھی دید تھا حسب تقت
مراد شاہ سے ملا اس ہجران دیدہ کا غنچہ آرزو کھلا اسد نامدار کو دعائین دین یہ بھی مع فرزند ہمراہ
ہوا فوج ساحران وفیر ساحران بجد و بجساب یہ سب خبرین افراسیاب کو پہونچین قہر و غضب مین
آکر صرصر وغیرہ کو حکم دیا اے خیر خواہان دولت تم اپنے کو لشکر مہرخ و لشکر لاچین مین پہونچاؤ
جسبر تجہ قابض ہو اُس قیدی کو لیکر صحراے ریگستان مین جانا مقام گوشہ دریاے نیل ہو وہان
ایک قصر عالی بنا ہو اُسکو برآمدہ سحر و ساحری کہتے ہین افلاک اوج سحر وہان کا حاکم و ناظم ہو وہ قصر
سحر بندہی افلاک اوج سحر سے کہنا یہ قیدی گنہگار شہنشاہ حاضر ہو وہ بوجہ مناسب برآمدہ سحر پر قید کریگا
وہان سے کوئی رہا نہ کر سکیگا عیار بحیان بموجب حکم افراسیاب چلین شمیمہ نقب زن کو صرصر نے
ساتھ لیا طرف لشکر لاچین کے رخ کیا صبا رفتار سمت لشکر مہرخ چلی اول دو کلمہ داستان لشکر
مہرخ کے گزارش ہوتے ہین کوکب روشن ضمیر سے یہ سب رخصت ہو کر منزل بمنزل جاتے مین ملکہ
مہ جبین کو جلدی ہو کہ تا بہ لشکر اسد پہونچین شاہزادے سے ملین غنچہ ہاے ناشگفتہ آرزو کھلین
دو منزل سہ منزل کرتا ہوا لشکر آتا ہو باغبان قدرت مقدمۃ الجیش اٹھالا بارگاہ لیے ہوے بہار
و مخمور منتظم لشکر سب کو یہی خوشی ہو کہ بخیر و خوبی اپنے کو پہونچائین اشتیاق ملاقات شہنشاہ لاچین
آرزوے دیدار اسد رستم آئین ایک منزل پر آکر لشکر فرو کش ہوا صبا رفتار ایک پہاڑ پر پہونچی
اُسکے سامنے لشکر اُترا فکر ہوئی کہ مہ جبین پر دست اندازی کرون بادشاہ لشکر کو دیکھون ایک فقیرنی
کی شکل بنکر پھرتی ہوئی لشکر مین آئی دیکھا بارگاہ ملکہ مہ جبین استادہ ہو رہی ہو ہزارہا نازنینان
مہ جبین کنیزان پری وش در دولت پر ٹہل رہی ہین اسوقت کا ہنگام رقص تین گھڑی ہوئی ہین
سردار دور باش کی صدا دے رہے ہین ایک کنیز کسی کام کو کنارے آئی گل اندام اُسکا نام تھا
صبا رفتار نے بڑھکر سوال کیا گل اندام نے جواب دیا بوا سواری بادشاہ کی اُتر لے سب فقیرون
کو سرکار سے رحمت ہوگا کنارے جا کر بیٹھو یہ کنجی کی سرکار ہو معشوقہ اسد نامدار ہو کوئی محروم نہ رہیگا
صبا رفتار نے کہا حضور دیکھیے فقیر ہٹائے جاتے ہین گل اندام اُدھر ہٹی صبا رفتار نے حلقے
کمند کے گلے مین گل اندام کے ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا اسکو کنارے ڈال دیا اسکی شکل بنکر

در دولت پر پہونچی ملکہ مہ جبین محافے سے اُتریں کنیزون مین ملکر گل اندام بھی داخل ہوئی دن بھر تو
اُسنے بسر کی عیارون سے آج کل لشکر خالی ہے رات کو پردہ اُٹھا کر اندر بارگاہ کے آئی کھانے مین پانی مین بیہوشی
ملا کر چوکی پہرے والیون کو بیہوش کر چکی تھی بہ اطمینان ملکہ مہ جبین کو بیہوش کیا سراچہ چاک کرکے
نکلی کہتا افراسیاب کا یاد آیا کہ اسکو پاس افلاک اوج سحر کے پہونچاؤن وہان سے رہائی غیر ممکن ہے
یکہ و تنہا صحرا کا سناٹا گھبرائی ہوئی قریب برآمدہ سحر پہونچی دیکھا ایک مکان عالیشان کئی درجے کا بلند و
صحرائے ریگستان مین بنا ہے انسان و حیوان کا اُس مقام پر نام نہین افراسیاب نے تعلیم کر دیا تھا داروغہ
صاحب لکہکر آواز دی صحرائے گرد اُٹھی افلاک اوج سحر آ کر پہونچا کہا کون ہے صبا رفتار نے اپنا نام بتلایا
افراسیاب کا حکم پہونچایا افلاک اوج سحر نے سامنے صبا رفتار کے ملکہ مہ جبین کو ایک قفس آہنی مین
بند کیا خود لیکر اُڑا اُسی مکان مین جا کر قفس لٹکا دیا صبا رفتار کو رسید دیکر رخصت کیا کہا شہنشاہ
سے کہدینا یہان کا قیدی تا قید حیات رہائی نہ پائیگا کوئی یہان تک آسکیگا جو کوئی ساحر آ کر سحر کریگا
سایہ قصر مین جائیگا مبتلائے بلا ہوگا یہ مکان برآمدہ سحر سامری مشہور ہے یہ کہکر افلاک اوج سحر چلا گیا
صبا رفتار خدمت مین حیرت کے پہنچی تمام کیفیت عرض کی حیرت نے صبا رفتار کو خلعت دیا کہا صرصر
کا کچھ احوال ابھی نہین معلوم ہوا صبا رفتار نے کہا وہ طرف لشکر لاچین کے گئی ہین بدون گرفتاری
لاچین واپس نہونگی طلسم حضور کا برباد ہوتا ہے جو لوگ جسکو جہان پائینگے گرفتار کرکے برآمدہ سحر پر
پہونچا دینگے یہ کہکر صبا رفتار پھر بھاگی یہان صبح کو لشکر ملکہ مہرخ مین برائے مہ جبین قیامت
برپا ہوئی بہار بیقرار باغبان سے کہا بڑا غضب ہوا بہت سے جادوگر برائے تلاش نکلے ملکہ مہرخ
نے کہا اب کیا منہ لیکر برائے ملاقات اسد جائینگے گوہر بے بہا کو ہاتھ سے کھو کر کیا روئے سیاہ
دکھائینگے ہر سمت ہرکارے تلاش کے واسطے چلے مہرخ تو اس انتظار مین اسی صحرا مین فرو کش ہم
واسطے مہ جبین کے مشوش ہے لیکن صرصر شمشیر زن مع شمیمہ نقب زن قریب لشکر شہنشاہ لاچین
پہونچی اسنے دریافت کیا کہ عمرو آج کل لشکر مین نہین ہے دونون عیار پہچان صورتین تبدیل کرکے
صرصر کو ایک گھوڑے کی شکل بنی شمیمہ کو طفل کم سن بنا کر گاتی ہوئی لشکر مین آئین دیکھا اسنے دو منزل
کے گرد مین لشکر اسد فرو کش ہے قلب لشکر مین بارگاہ اسد نامدار سب کے آگے خیمے مین لاچین عالیوقار
قلب فوج مین دربار ہوتا ہے سب سردار آ کر جمع ہوتے مین ایک سمت بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ تصویر مشغول

بدیع الزمان شہنشاہ لاچین دربار سے اسد کے پلٹے ہوئے آتے ہین دیکھا بازار مین ایک طفل ماہ طلعت
بیٹھا ہوا نا مین ماررہا ہے تمام لشکر کا اسی مقام پر جاؤ ہے صرصر نے لاچین کو آتے ہوئے دیکھا ساز اُسکے ہاتھ
مین شمیمہ گا رہی ہے اور زیادہ اسنے ساز کو زور دیا شمیمہ نے دو چار تانین ایسی گائین لاچین بیقرار
ہو گئے چوبدار سے اشارہ کیا ان دونون گویون کو لیتے آؤ اپنے خیمے مین آکر بیٹھے ساتھ چوبدار کے
یہ دونون حاضر ہوئین صرصر نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی لاچین نے اشارہ کیا صرصر جھکر خوب گائی
لاچین نے صرصر سے نام پوچھا کہا غلام کو نیرنگ کہتے ہین یہ لڑکا میرا پوتا ہے تان تورخان کا فرزند
دلبند انقلاب فلک نے یہ کیفیت دکھلائی ہماری قدر تو حضور کی سلطنت کے زمانے مین بھی بزرگ
سب ملازم رہے لاچین نے حکم دیا میان نیرنگ کو جگہ رہنے کی دو صبح کو خدمت مین طلسم کشا کی
پہونچائینگے تسکین دے کر فرمایا طلسم کشا نہایت قدرشناس ہے تمکو ملازم کر لیگا صرصر نے دعائین دین
سرکار سے شب کو کھانا ملا جب لاچین نے آرام کیا صرصر دلکو سخت کر کے اُٹھی شمیمہ سے کہا بڑی دور
تک لشکر فرودکش ہے لاچین کو لیکر نکلنا مشکل ہوگا ناہید و بادبان و توسن طلایہ دے رہے ہین
آٹھ پہر توسن اسی فکر مین ہے کہ جا کر افراسیاب سے لون تابو پرستی کر کے یہ مطیع ہوا ہے لیکن ابھی سے
کلام نہین کر سکتے شاید محبت دختر وزیر سے مین ہمکو گرفتار کرے اب تو لاچین کو لینا چاہیے سراپچہ
چاک کیا صرصر چھپٹ کے قریب لاچین آئی دوشالہ چہرے سے ہٹایا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ بیہوش
کرون شمیمہ نے کہا اُستانی ٹھہرو مین بیہوش کرتی ہون شمیمہ نے زنوطری سی نکالی حباب بیہوشی
رکھکر دماغ پر مارا لاچین بیہوش ہوا صرصر نے پشتارہ باندھا شمیمہ سے کہا نقب دے کر
نکلو ورنہ گرفتار ہو جائینگے جا بجا خادم خدمتگزار پیدل سوار موجود ہین شمیمہ نے جوڑی خنجر کی پکڑکر
نقب کھودی ایک تخت کے سایہ مین دونون نکلین جنگل کا راستہ لیا بھاگا بھاگ آتے آتے صحرا سے
ریگستان مین پہونچین رات قلیل باقی تھی شمیمہ نے زنبیل بجائی صرصر نے دارو غہ صاحب کہکر
آواز دی فوراً افلاک آوج سحر آیا صرصر نے پشتارہ لاچین کا افلاک کو دیا کہا یہ دشمن کامل
افراسیاب ہے خبردار سب لطف سے اسکی حفاظت کرنا افلاک نے کہا اے صرصر یہ وہ مکان ہے خضر
خود نگہبان ہے میری جانب سے بھی قصور نہوگا ظاہر مین یہان نگہبان وغیرہ نہین ہین سامری کے
واسطے گنہگارون کے یہ قصر بنایا مین آٹھ پہر گوش بر آواز رہتا ہون رات کو کئی مرتبہ آکر دیکھ جاتا ہون

اس بجیا نے زبان مین لاچین کے سوزن دیا اپنا سحر کرکے دہن پہ قفل مار انگشتین چڑھایا اُس عقاب
اوج سلطنت کو قفس مین بند کیا صرصر نے دیکھا خود قفس لیکر بلند ہوا ابر بلکہ مہ جبین کے قفس لاچین
بھی لٹکایا آپ فوا اتر کر ایک جانب روانہ ہوا صرصر و شمیمہ رسید لیکر مژدہ خوشخبری ملکہ حیرت کو سنانے چلین
قضاے کار برآمدہ سحر سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعہ حدادیہ کہتے مین وہان کا حاکم ناظم طرف سے
افراسیاب کے جلاد جادو ہے افلاک نے جلاد کو نامہ لکھا ای برادر طلسم ہوش ربا مرض زوال مین ہے
مہرخ وغیرہ نے بڑے جادوگر مہرخ و بہار و مخمور وغیرہ سب دشمن ہوکر طلسم کشا سے ملگئین لاچین نے
زندانخانہ طلسمی سے رہائی پائی طلسم کشا طرف دریاے نیل کے جاتا ہے مہرخ وغیرہ فلان صحرا مین مع خیمہ
معشوقہ طلسم کشا و لاچین اگر برآمدہ سحر پر قید ہوے تم بھی آج کل تکلیف کرو خواہ مع فوج خواہ تنہا
تلاش مین دشمنون کے نکلو جسکو جہان پاؤ قید کرو شہنشاہ کو اطلاع دو قتل کا اسکو اختیار ہے مقامات
لشکر سے بھی ہمنے تمکو آگاہ کیا جلاد یہ سنکر بہت جھلایا شیرون سے کہا یارو ہمنے سنا مہرخ وغیرہ
کی لڑائی کو ہم بہت حقیر سمجھے تھے رفتہ رفتہ ان سبھون نے زور پکڑا اجرہ ہفت بلا شادہ ساحر مارے گئے
جنکا عدیل و نظیر ممکن نہ تھا شاہزادیون نے ممالک تباہ کیے دختر افراسیاب طلسم کشا کے ساتھ نکل گئی
دختر خداوند داؤد نے اسد پر عاشق ہوکر خدائی سامری داؤد سے جان دی بی نامیہ دختر توسن بھی
اسد پر مائل ہوئین انھون نے بڑا غضب کیا لاچین کو زندانخانہ طلسمی سے رہا کرایا طلسم کشا کو تابہ
زندانخانہ پہونچایا آج کل ہمارے شہنشاہ بڑے تردد مین ہین اب مین فکر مین نکلتا ہون جسکو پاؤنگا
گرفتار کر لاؤنگا میرا قلعہ قریب گوشہ دریاے نیل ہے کون یہان آسکیگا یہ کہکر جلاد دکیر و تنہا ایک اژدر سیاہ
پہ سوار ہوکر طرف لشکر مہرخ کے چلا یہان لشکر مہرخ مین بہار و مخمور چوری جانے سے مہ جبین کے
بہت گھبرا گئین شب کو بہار اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہوئی فراق بادشاہ اسلام مین رو رہی تھی ادھر سے
مخمور کا گذر ہوا براے ملاقات ملکہ بہار آئین دیکھا ملکہ بہار زار زار رو رہی ہے ملکہ مخمور لپٹ گئین
کہا کیون ملکہ بہار تمھارا مزاج کیسا ہے ملکہ بہار نے ٹھنڈی سانس دل پر درد سے کھینچی کہا اے مخمور
رنجور دیکھو فلک کجرفتار گردون غدار کیا کیا کجروی دکھاتا ہے ادھر تو مبتلاے دام فراق اسد نامدار
عالیوقار کی قدمبوسی کا اشتیاق منزلین طے کرتے ہوے جاتے تھے اُس شاہزادی کا گرفتار ہونا ہم لوگون
پر بہت شاق ہوا افلاک نے سنگ تفرقہ پھینکا خواجہ عمرو جب سے ساتھ کو کب کے گئے واپس نہ آئے

مہ جبین کو کوئی چرا لیگیا اب کیسی بدنصیبی ہے ملکہ مہرخ بسبب حجاب اسی مقام پہ ٹھہر گئین کوتی ہین
بدون ہمراہی مہ جبین اسد کو کیا منھ دکھائین ہماری راے سے انکی راے موافق ہے جی چاہتا ہے
گلا کاٹ کے مرجائین کہان اُس شاہزادی کو تلاش کرین مین وقت پر یہ مصیبت درپیش
ہوئی اسد نامدار وہان بیقرار ہونگے وہ مہ جبین کے عاشق صادق ہین راتون کو خواب پریشان
دیکھتے ہونگے دل کو دل سے راہ ہے ہمارا دل اس رنج و ملال سے بخوبی آگاہ ہے مخمور نے بہار
کو گلے سے لگایا کہا اے بہار ہم تم حسرت و یاس لیکر دنیا سے جائینگے اب تو یہ کیفیت ہے بقول شاعر اشعار

دل نہ ہجر مین یون وصل کے ارمان سے تنگ
مرنے والا کوئی بیٹھا ہے کہین جان سے تنگ
انکے صحراے جنون کی کوئی وسعت دیکھے
ہم ہوا خود اس دشت کے بیچ بیابان سے تنگ
جبر سے صحرا مین کبھی سرگردان آنکلے
گبر سے گبر مسلمان مسلمان سے تنگ
جسکا خواہان کوئی اشوق ہو جو تو نہ جلال

اسقدر بھی کوئی ہوتا نہین امکان سے تنگ
دیر ایسا کرتی ہے کیون دست درازی تیری
دلکیا تجھکو ہون جو حشر کے میدان سے تنگ
انکو دنیا کے بکھیڑون سے غرض کیا اے عشق
قیس آیا ہو اگر اپنے بیابان سے تنگ
دل جو گھلتا ہے تو گیسو ہی سے [illegible]
گیسو و [illegible] دل کیون ہون [illegible]

امتحان [illegible] لینے پہ نہین کچھ خیال
اللہ و وحشت دل ہم مین گریبان سے تنگ
سفت دیتے ہین اگر وہ بت کافر لے
جنکو شوریدہ سری رکھتی ہے سامان سے تنگ
کوئی عشق بت کافر مین کسی سے نہین خوش
کہین تجھ سے ہین پریشان پریشان سے تنگ
مخمور و بہار نے رو رو کر جی جل

پھر سے دونون عاشقان صادق ہجران دیدہ آفت کشیدہ آخر یہ صلاح ہوئی کہ چلکر ملکہ مہ جبین کو
تلاش کرین یا تو ڈھونڈھ کے لائین یا اپنی جان دین مقام افسوس ہے اس صحراے پر آشوب مین اترے
ہین کئی دن گذر چلے اب تک دو چار منزلین طے کرتے اپنے آقاے نامدار سے ملتے شہنشاہ والا جاہ سے
قدمبوس ہوتے بادشاہ سابق طلسم ہوش ربا کی فیاض جری بہادر دریاے سخا کا بے بہا در اُسکی ملاقات سے
دیدۂ و دل روشن ہوتے تقدیر سے نہین چاہا غم مین ان دونون کے دل بیقرار ہے آخر لوقت سحر ملکہ بہار
گلعذار و مخمور مجبور آپسمین صلاح کرکے طاؤسان رنگین بال پر سوار ہوئین جستجو مین ملکہ مہ جبین کے
چلین مثل ستارۂ سحری چمکتی ہوئی جاتی ہین شرق و غرب جنوب و شمال زیر قدم مزاج دونون
شاہزادیون کے برہم قصد ہے جس مقام پر دیکھ پائین اگر تاحد ہو تو اُسمین آگ لگا دین دریا سے
فوج ہو تو غوطہ مارین اپنے آقاے نامدار کی معشوقہ کو چھڑائین جنگ کرنے سے قدم نہ ہٹائین دو دو
عاشق تن مبتلاے دام حسرت و محن جس مقام پر کوئی صحراے سبزہ زار ملا ٹھہر گئین گل خودرو دیکھے [illegible]

محبوب مین اشک حسرت آنکھون سے بہاتے اٹھکر ہونٹون دیکھکر انتظار قد دلجوے معشوق مین سرگردان
جلتے جلتے مین تاثیر آہ آتش فشان سے کلیجے جلتے مین لیکن شغل یاد رہائی مہ جبین مین ایسی مصروف ہین
کبھی صحرا مین ٹھہرین کبھی اٹھائی کسی کوہ فلک شکوہ پر گذر ہوا گھڑی دو گھڑی ٹھہرین پھر وہان سے
چلین روز و شبانہ روز اسی طرح ان آفتاب جمالون کو گردش رہی رہائی کی ملکہ مہ جبین کی کوشش
رہی تیسرے دن وقت آخر روز ایک صحرا مین آکر دونون ٹھہرین مخمور نے کہا اے ملکہ بہار یارے جستجو
کوتاہ ہوے لشکر سے نکل کر اس سودے مین تباہ ہوے بے ٹھکانہ کہان جائین ملکہ عالم کو کہان تلاش
کرین مجنون وار تلاش مین اُس لیلی سلطنت کے کوہ و دشت طے کیے تقدیر مین نکلنا ہی نہین ہے چلو اب
پلٹ چلین بہار نے کہا اے مخمور اب یہ زیادہ بدنامی ہے ملکہ مہرخ نے یہ سوچا ہوگا کہ دونون شہزادیان
فراق مین اپنے معشوقون کے طرف کو عقیق نگار سلیمانی کے گئین یہان اپنا یہ حال ہے کہ آب و دانہ بھی
ترک ہوا بڑے بڑے دریا طے کیے جنگلون مین پھرے گوہر مراد دستیاب نہوا اب کیا منھ لیکر جائین
اہالیان لشکر کیا کہینگے کون یقین مانےگا کہ ملکہ مہ جبین کے واسطے کوشش کی کاشکے لشکر سے
نکلے تھے لشکر حیرت پر جا پڑتے اُسی سے لڑتے ایسا نہ تھا کہ یکایک کوئی ہمکو گرفتار کر لیتا نہین معلوم
آج کل لشکر حیرت کہان ہے ایسی باتین کرکے اپنی حسرت پر دونون خوب روئین سرو خرامان باغ
خوبی گل حدیقۂ محبوبی دھوپ مین صحرا کی اٹھائی چہرے زرد رخ انور پر گرد حیران و مضطر متردد و
متحیر اُس صحرا سے ہولناک مین کھڑی چہار جانب دیکھ رہی ہین قضا سے کار جلاد جادو مالک
قلعہ عدادیہ جو اپنے قلعہ سے بتلاش سرداران نکلا ہے طاؤس پر اڑا ہوا جاتا تھا ان دونون شہزادیون
پر اُس بے حیا کی نگاہ پڑی دل مین خوش ہو گیا حالات سے تو بخوبی آگاہ ہے کہ بہار و مخمور
معشوقان افراسیاب ہین افراسیاب کو انکے نکل جانے کا بڑا قلق ہوا ہے بڑی کد و کاوش
کی اُسپر بھی قابض نہین ہوا اگر جلاد انکو گرفتار کیا افراسیاب بہت خوش ہوگا یہ سوچ کر لیکن
یہ بھی جانتا ہے کہ یہ دونون سحر مین کامل و اکمل اپنے سحر مین غالب آنا مشکل ہے ادھر کے قریات سب
اسکی عملداری مین ہین ایک قریہ مین آیا وہان کے حاکم کو آواز دی بیابان جادو اُس قریہ کا
حاکم اپنے مکان سے نکل آیا اپنے بادشاہ کو دیکھکر گھبرا گیا کہا کیون حضور آج تشریف لانے کا کیا
باعث ہوا جلاد نے کہا تمھارے یہان جسقدر فوج جنگی ہو جلد تیار کر دو بیابان نے آواز دی اور فوج

جادوگر مسلح ہوکر آئے اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے اب جلاد نے حال ظاہر کیا کہا ای بیابان بہار
و مخمور معشوقان افراسیاب نہین معلوم کہان جاتی ہین یا کسی مہم سے آتی ہین صحرا مین ٹھہری ہوئی ہین
بڑھکر تم چہار جانب سے گھیر لو ماہدولت بھی آتے ہین لیکن یکایک سحر ہاے کامل کرنا دونون شعلہ جوالہ
ہین قیامت کی پرکالہ ہین تعلیم کردہ افراسیاب سحر و ساحری مین انتخاب اپنے کو بچانا بلوہ کرکے
پکڑ لو بیابان جادو فوج لیکر چلا یہ دونون شاہزادیان کھڑی ہین کہ لینا لینا کا غل ہوا دونون
نے پلٹ کے دیکھا گنوارون کی فوج دریاے سحر کی موج آگئے ایک افسر آتے ہی سب نے سحر کیے کسی نے
گولہ مارا کسی نے ترنج پھینکا کسی نے ماش کے دانے پھینکے کچھ بیکان کے رائی کے دانے مٹر کے دانے
سرسون کالی رائی چہار جانب سے بوچھار ہوگئی بہار و مخمور نے جو یہ قیامت دیکھی مخمور نے کہا لو
ملکہ یہ آفت کہان سے آئی دونون ماہ رخسارون نے تیغ ہاے ہلالی کھینچے چشم زدن مین اشارے کرکے
سحر باطل کیے ادھر چوک چوک کے گرین گنوارون کے جی چھڑوا دیے ایک طرف سے ملکہ بہار کے تیور
بڑے مخمور نے صف مژگان کو جنبش دی چھریان کٹاریان چلنے لگین جسم سے تاریون کے چنگاریان
آگ کی نکلنے لگین کئی ہزار ایک ہی حملے مین واصل جہنم ہوے بیابان جادو نے بہار پر سحر کیا بہار
ہنسی آواز دی او بے حیا کیون شامت آئی ہے یہ کہکر تبھی پھولون کی پھینک ماری پھول برسے بیابان
جادو مبہوت ہوا ہاتھ جوڑے کہا ملکہ بہار کیا حکم ہوتا ہے بہار نے کہا تو نے کیون آکے ہمکو گھیرا بیابان
جادو نے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ خوبی ای ماہ آسمان محبوبی مین تو تابعدار ہون ایک بھیجا
جلاد جادو حاکم قلعہ جلاد یہ دوڑا ہوا آیا ہم سب سے کہا ملکہ بہار جادو کو چلکر گرفتار کرو تو غلام
نام نامی سے آگاہ نہ تھا فوج لیکر آیا اب جو حکم دیجیے بجا لاؤن ملکہ بہار نے کہا جلاد جادو کی مشکین
باندھ کر لاؤ ہمارے سامنے اسکو قتل کرو بیابان نے کہا بسر و چشم یہ کہکر اٹھا سامنے سے جلاد جادو
آتا تھا سبھون نے پکار کر کہا حضور وہ نمک حرام آتا ہے اسی نے ترغیب دیکر ہمکو آپ سے لڑوایا ہم
نے خطا کی جلاد نے دیکھا تین ہزار جادوگر تو چشم زدن مین سب نے اڑوا لے سات ہزار ساحر گونے
لیکر میری جانب چلے گالیان دیتے ہوے جلاد بھاگا ساری جلادی بھولا بیابان جادو نے تیغ
کھینچکر دوڑا پکارتا ہے کہ او نامرد کہان جاتا ہے غضب کیا ہمکو باغی بنایا ملکہ بہار سے لڑوایا مخمور کا
دشمن بنایا زمانے مین بدنام ہوے پیر مغان ہماری صورت سے نفرت کریگا ساقی دہر جام زہر پلانے کا

نشہ اتر جائیگا جلاد ہر چند للکارتا ہی ارے کیون دیوانہ ہوا ہی تو تو ہمیشہ سے میرا خراج گزار ہی تابعدار ہی
آج تجھے کیا ہوا بہار کو دیکھکر ایسا پھولا ہمارے مرتبے کو بھولا یہ کہکر سحر کرنے لگا ہر چند سحر کرتا ہی وہ سحر
بہار مین مبتلا ہین ہوش مین نہین آتے جوش عشق بہار بڑھتا جاتا ہی آخر اسنے گھبرا کر ران پر خنجر مارا
چلو مین لیکر خون طرف آسمان کے پھینکا ابر خونی تیار ہوا ان سبھون پر برسا جسپر قطرہ پڑا ہوش
مین نہ آیا زمین پر گر کر بیہوش ہوا ہر چند جلاد سحر کرتا ہی کہ یہ ہوشیار ہوکر بہار و مخمور پر جا پڑین
وہ اپنے مقام سے نہین اٹھتے اتنا کمال کیا کہ اپنے کو انکی بدعت سے بچایا مخمور و بہار تیغ کھینچکر
قریب جلاد پہونچین للکارین کیون او نامرد انھین کے بھروسے پر آیا تھا یہ جب ہوشیار ہونگے سر تیرا کاٹ
لے جان دینگے انکا بیہوش رہنا بہتر ہی یہ عمر بھر ہوش مین نہ آئینگے اسنے تجھکو امید مدد ہی ایک طرف
سے بہار چلی ایک طرف سے مخمور اب جلاد گھبرایا کہ ان دو ظالمون کے ہاتھ سے کیونکر بچون بھاگ
کے کہان جاؤن جنکے بھروسے پر آیا تھا وہ سب بیکار ہوے بیابان جادو سر ٹپک رہا ہی ابر
خونی کا جو قطرہ پڑا اور زیادہ بیہوش ہوا چاہتا ہی پتھرون سے سر ٹکراؤن جوش عشق بہار مین
جان دیدون جلاد بد حواس عالم یاس اس بے حیا کو اس تردد مین یاد آیا کہ میری جھولی مین ڈبیا
خاک قبر جمشید کی موجود ہی بجز اس سحر کے یہ دونون زیر نہونگی لشکر افراسیاب کو انھون نے تہ و
بالا کیا بڑے بڑے معرکون مین لڑین افراسیاب سے نہ دبین یہی سحر نایاب ہی گھبرا کر اس نامرد نے
ڈبیا خاک قبر جمشید کی جھولی سے نکالی جیسے ہی یہ دونون قریب پہونچین ڈبیا کھولکر اسنے خاک
اڑادی یہ سحر تو منتخب و نایاب ہی اگر کوئی افراسیاب کے سامنے اس خاک کو اڑا دے خاک نظام
نہ بن پڑے براے چند ساعت ضرور بیہوش ہو جائیگا خاک اڑاتے ہی دونون معشوقون کے دل
پر غبار غم و الم چھایا لہرا کے گرین دونون بحران دیدہ آفت کشیدہ بیہوش ہوئین جلاد نے
ان دونون کی زبان مین سوزن دیا تخت سحر بنایا جب دونون کو اس تخت پر سوار کیا بیابان
جادو باہوش ہو کر رہا ہی چیختا ہوا دوڑا او جلاد صاحب بیداد کیا کرتا ہی میری معشوقہ پر کیا بدعت کی
یہ کہتا ہوا قریب جلاد پہونچا نئی بات ہی جلاد کے لیے جلاد ہوا ہر چند جلاد نے ڈانٹا اسنے نہ مانا ہاتھ
تلوار کا مارا جلاد نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا بیابان کے دو ٹکڑے ہوے اب تخت
کو لیکر طرف قلعہ جلادیہ کے روانہ ہوا راہ مین افلاک اوج سحر سے ملاقات ہوئی کہا کہ ای وار

برآمدہ سحر تنے لاچین و مہ جبین کو قید کیا مین لشکر مہرخ مین گھس گیا خوب لڑا کئی ہزار جادوگر
مارے باعنبان وغیرہ کو زخمی کیا ان دونون کو پکڑ لایا افلاک اوج سحر نے کہا اے جلاد بڑا کام
کیا لشکر مہرخ مین بڑے بڑے ساحر ہین وہان جاکر اگر تونے ایسا کام کیا بڑا نام کیا لاؤ انکو بھی
برآمدہ سحر پر قید کرون جلاد نے کہا اے برادر مین اپنے قلعہ مین لیجاؤنگا کیونکہ میرا قلعہ ایس ویرانے
مین واقع ہے کبھی کسی کا اُسطرف گذر نہوگا جاکر شہنشاہ کو اطلاع دونگا اگر انکا حکم آگیا فوراً قتل
کرونگا ورنہ زندہ روانہ کردونگا بدون حکم افراسیاب اُنپر دست اندازی کرون غیر ممکن ہے
افلاک اوج سحر سے رخصت ہوکر جلاد اپنے قلعہ مین آیا مخمور و بہار کو قید کیا اُسی وقت
ایک نامہ تحریر کیا بعد القاب شاہانہ تحریر تھا کہ اے شہنشاہ طلسم ہوشربا اس کمترین نے مخمور
و بہار کو گرفتار کیا چار پانچ ہزار جادوگر میرے قتل ہوے بیابان جادو کو کہ وہ میرا افسر تھا مینے
اپنے ہاتھ سے قتل کیا غلام نے صدمہ عظیم اُٹھایا یہ نامہ ایک ساحر کو دیا وہ لیکر طرف افراسیاب
جادو کے چلا یہ حقیر پرتقصیر جلد ششم اس مقام پر ختم کرتا ہے بلحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے
کہ ملکہ مہ جبین و شہنشاہ لاچین برآمدہ سحر پر قید ہین ملکہ مخمور و بہار قبضے مین جلاد جادو
کے لشکر مہرخ ایک صحرائے سبزہ زار مین فروکش ہے مہ جبین و بہار و مخمور کی تلاش مین ساحر
جابجا برائے خبر روانہ کیے ہین لشکر اسد نامدار قلعۂ قلم کوہ مین فروکش ہے لاچین کا غائب ہونا
اسد نامدار کو نہایت شاق ہوا ضرغام و قران سے کہا شہنشاہ لاچین کو تلاش کرو ضرغام
نے عرض کی مین قدمون سے حضور کے جدا ہونگا قبلۂ و کعبہ کے خلاف ہوگا بارگاہ مین جاکر یہ تو
مینے دیکھا برزہ و صرصر کا موجود ہے عیاری کرکے وہ لے گئی ساحرون کو روانہ کیجیے ظاہر مین توسن
رو یا بطور خوشامد اسد نامدار سے عرض کی غلام نے سرکار سے روانہ کیے ہین جس مقام پر شہنشاہ
کی خبر ملیگی حضور سے اطلاع کرونگا مین خود جاکر لڑونگا لیکن مہتر قران نے کہا اے ضرغام تمھاری
رائے مجکو بہت پسند آئی تم برائے حفاظت اسد نامدار لشکر مین رہو ہم برائے تلاش لاچین جاتے ہین
خدا چاہے گا تو خبر لے کر آئینگے اے ضرغام یہ خیال رکھنا توسن بچپا دل سے مطیع نہین ہوا آٹھ پہر
اسی فکر مین ہے کہ طلسم کشا کو برباد کرون خبردار دھوکا نہ کھانا اسوقت انجمن مشاورت منعقد ہے
توسن صحبت مین نہ تھا اپنے تھان پر رہتا ہے منہ زوریان کیا کرتا ہے بادبان و ناہید نے عرض کی

ای شہریار اپنے کو اسکے مکر سے بچائیے گا بطور خوشامد یہ بیجا خدمت کرتا ہی جسوقت قابو پائیگا کینۂ دیرینہ
اپنا دکھائیگا اسد نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ یہ فرمایا کہ آپ سب صاحبون کو توسن سے کد و کاوش ہی
ہماری شریعت کا معاملہ ظاہر پر دل کے حال سے خدا ماہر ہی بموجب مضمون مصرع مصرع حال نہیں
کس نے دانا بجز پروردگار + جیسا کریگا ویسا پائیگا مگر اسی کے سامنے آئے گا بعنایت پروردگار
آئینۂ دل مین غبار نہین ہی دوسرا انشان بھی ناظرین کو دون کہ کوکب نامدار فکر مین ماہیان
زمرد پوش کے روانہ ہوا ہی ماہیان نے ہفت دربند تیار کیے مین ستارہ بخت اسکا گردش
مین ہی اسی کوشش مین ہی کہ چالیس دن تک مقابلہ و مجادلہ نہو بعد گذرنے چالیس دن کے
کوئی مجھپر غالب نہ اسکے گا افراسیاب اوراق جمشیدی مین مصروف نگاہداشت حال ماہیان
زمرد پوش ہی باغ سیب مین حیرت جادو سے آگے پھر یہی ذکر ہی کہ نانی امان کو سامری و جمشید
ہاتھ سے کوکب کے بچائین وہ عہد واثق کر کے چلا ہی مصنف بھی عرض کر چکا ہی کہ کوکب نے قسم کھائی ہی
کہ بدون قتل ماہیان زمرد پوش داہنے ہاتھ سے کھانا نہ کھاؤنگا یہ بھی تحریر کر چکا ہون کہ حضرت
خواجہ عمرو کو منع کیا کہ اس سفر دور و دراز مین میرا ساتھ نہ دیجیے بدا بدی خواجہ نے جواب
دیا کہ ای شہنشاہ اس سفر مین ساتھ نہ چھوڑونگا کوکب روشن ضمیر مرکب پرند پر سوار ہو کر آگے
بڑھا طائران سحر سے خبر منگائی یہ بھی ظاہر ہوا کہ ماہیان زمرد پوش نے ہفت دربند تیار
کرلیے اپنی حفاظت کرتی ہی باغ ظلمات مین چھپی بیٹھی ہی پانچ سلیمان سنہری کنیزان سامری
قریب ماہیان زمرد پوش ہر وقت حاضر رہتی ہین خبر آئندہ و گذشتہ سے آگاہ کرتی ہین انکے
احکام پر ماہیان کاربند ہی یہ جو ثابت ہو چکا ہی کہ ستارہ گردش مین ہی چالیس دن سخت
ہین اس خیال مین بہت دردمند ہی لیکن مغرور سیاہ خود پسند یہ بھی کہتی ہی کہ بعد چالیس دن کے
سب کو قتل کرونگی یہان تک کوکب نہ آسکے گا ایسے ایسے ساحران زبردست دربند پر مقرر
کیے مین انکے مقامات سے گذرنا کوکب کو دشوار ہوگا وہ ساحر خود کوکب کو گرفتار کرکے ہمارے
پاس روانہ کر دینگے ماہیان زمرد پوش اس غرور مین داخل باغ ظلمات سترہ لاکھ ساحر
برائے حفاظت مقرر مین علاوہ ہفت دربند اسقدر ساحرون کو گرد باغ کے فرو کش کیا ہی
اُنپر حکم ناطق ہی جب دور سے کوکب کو دیکھنا سحر کرتے ہوئے جا پڑنا کمند ہائے سحر مین گرفتار

کر لینا ماہیان تو اس غرور مین کوکب بغیظ و غضب تمام آتا ہر خواجہ بھی مخفی ہوکر چلے ہین
یہ سب مقدمات و حالات ملحوظ خاطر ناظرین رہین جلد ہفتم مین انشاءاللہ یہ سب کیفیتین تحریر ہونگی وقت
پر جابہ حالات بیان ہونگے یہ داستانہاے رنگین و فصاحت آگین ناظرین والاتمکین ملاحظہ
فرمائینگے تو بہت خوش ہونگے والسلام

تمت

خلاصہ مضمون جلد ہفتم و تاریخہاے مصنف و دیگر شاعران سخنور

واضح راے ناظرین والامقام ہو کہ آغاز جلد ہفتم مین یہ مضمون واقع ہوگا اول کوکب روشن ضمیر
کی لڑائیا ہفت دربند ساختہ ماہیان پر اور عیاریان خواجہ کی کہ اب تک ایسی عیاریان کسی جلد
مین واقع نہین ہوئین شوکت کوکب بھی ان ہفت دربند سے ظاہر ہوگی راہ مین ایک دربند عشق
کوکب ملکہ رضوان جادو ہمشیرہ افراسیاب سے اور افراسیاب کا یہ خبر وحشت اثر سنکر جانا
اور کوکب سے مقابلہ تا بہ باغ ظلمات پہونچنا کوکب کا و حالات شکست دربند عجب داستانہاے
سحرآگین جلالت تمکین واقع ہونگی بعد اسکے حالات شکست برآمدہ سحر و ذکر قتل افلاک اوج سحر
بیاری مہتر قمران و پہونچنا اسد نامدار کا تا بہ دریاے نیل و مقدمہ حصول لوح و کیفیت
آمد حیات جادو و مدد ملکہ حیرت و جمع ہونا کا لشکر طلسمی کا و صلاح کرنا اور نجومیون کا حکم لگانا
کہ اگر شہنشاہ بذات خود لڑتے بھڑتے تا بہ قصر جمشیدی جائین پہلوے قصر جمشیدی پر ایک قصر
سیاہ آہنی ہے اسکو شہنشاہ اپنے دست زبردست سے فتح کرین ایسا کوئی تحفہ نکلیگا کہ جس سے
کوکب مارا جائیگا طلسم نورافشان برباد ہوگا کوکب کو اپنی جان بچانا دشوار ہوگی اس ہدایت
پر جانا افراسیاب کا مقابلہ کوکب و افراسیاب و بارے مدد پہونچنا لاچین وغیرہ کا طلسم
باندھنا لاچین کا آہنی کھینچنا افراسیاب کا و خبر قتل افراسیاب خلاف مشہور ہونا اس
پردے مین افراسیاب کا طلسم قلعہ آہنی کو فتح کرنا دائی خورشید روشن ضمیر برادر
کوکب اور مقابلے اسکے کوکب اور لاچین سے و عیاریان خواجہ کی لطرز نو خورشید پر
پھر پکڑ کر خورشید کا بدیع الزمان کو اپنے طلسم خورشید نگار مین لیجانا و کیفیت شکست طلسم

مذکور از دست حق پرست بدیع الزمان و پہونچنا بدیع کا برائے مدد اسد عین دریاے
نیل پر و حالات جنگ مغلوبہ دریاے نیل و کیفیت حصول لوح طلسم ہوشربا و مقدمات
طلسم باطن مصنف نے طلسم باطن کے عجائبات مین بہت جانکاہی کی ہر مرحلہ جات پر دو عجائب
و غرائب کہ جو کبھی کسی طلسم مین واقع نہین ہوے اسد نامدار کو پیش آئینگے و عشق اسد از دختر
حکیم طلسم و رسائی تا بحجرہ بلاے ہفتم کہ جسکا حاکم ہفت سر جادو ہے لوح کا سیاہ ہونا بہ عبادت
اسد روشن ہونا لوح کا و رہائی ملکہ بلقیس ثانی زوجہ شہنشاہ لاچین و آمد اسد بمقابلہ
افراسیاب با فوج تا بہ گنبد سحر بنانا افراسیاب کا بطور قلعہ بند اُسمین چھپنا ساحرون کو مارنا
و آمد ملکہ جہاندار شاہ جادو و بادشاہ بیابان گلریز اور مارا جانا ہاتھ سے افراسیاب
کے و جانا افراسیاب کا مجبور ہوکر بر سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی ایک سحر مین لشکر صاحبقران
کو مٹانا اسم اعظم بند کردینا وہان سے آکر مصروف جنگ اسد ہونا و آمد لقا بدار سیاہ پوشش
و آفات چہار دست و عیاری قران و ذکر قتل افراسیاب و آمد صاحبقران مع لشکر ظفر اثر
و کیفیت جنگ مغلوبہ بہنگام قتل افراسیاب و اظہار عشق بران و ایرج و فساد کوکب از خواجہ
عمرو و کیفیت ایرج نوجوان بہ عشق بران و حالات جنگ بر مرحلہ جات طلسم نور افشان و
عیاری خواجہ عمرو و ذکر خدائی خداوند خورشید روشن تن و بہ آخر داستان قیامت اثر بمقابلہ
ایرج و ناہید مرصع پوش زوجہ کوکب و حفاظت کرنا خواجہ عمرو کا آبرو کوکب کی و صورت
صفائی کوکب و ایرج سے بہ تدابیر خواجہ عمرو و دیگر حالات متعلق جلد مذکور انشاء اللہ تحریر
ہونگے ناظرین والا مقام انشاء اللہ اس جلد کو دیکھکر کل طلسم ہوشربا کو بھول جائینگے بہت
ذوق و شوق سے ملاحظہ فرماکے مصنف کو بھی بہ دعاے خیر یاد فرمائینگے اور خلعت تحسین و آفرین
دے کر آبرو کو اس حقیر کی بڑھائینگے عجب مضامین صاف و پاکیزہ سے یہ تصنیف ہوئی داستانہاے
فصاحت آگین سحر طراز جادو تسطیر مین خوبیان اسکی ملاحظہ سے ظاہر مین

التماس بخدمت ناظرین وشائقین منظوم

ہزار شکر خلاق رب انام — چھٹی جلد کا بھی ہوا اختتام — بفضل خدا ہو گئی یہ تمام
یہ خواہش یہ کاوش ہوا انتظام — اشاعت ذہانت کے در پے — نہ فرصت ملی سخت عاجز رہے
کیت قلم کو یہی جوشش ہے — رہ جلد ہشتم بھی کرنا ہے طے — دست بستہ عرض پیرا ہون کہ

اس حقیر پر تقصیر نے اس کوچۂ داستان سرائی مین بمجبوری قدم رکھا بزرگون کے کاروبار عہد شاہی مین
عہدہ ہائے نظامت انتظام علاقہ جات تھے وہ سب ترک ہوئے غدر مین دست فوج سرکاری سے دو بھائی
جلالت ولیاقت مین بے نظیر صاحب تحریر وتقریر بسیار گلشن جنان ہوئے یہ حقیر عرصۂ دراز تک تباہ وبرباد
رہا اسی پریشانی مین تا از ان یاد کیا وجوہات چند در چند سے سند نہ حاصل ہوئی اسی پریشانی مین دل
بہلانے کو یہ شغل کیا کہ جسکا یہ انجام ہوا کہ رئیسان والا مقام وشاہزادگان فلک احتشام نے پسند فرمایا
اسی صلے سے جناب معلی القاب قدر دان جناب منشی نولکشور صاحب سی-آئی-ای- دام اقبالہ
وزاد اجلالہ نے اس حقیر کو بقدر دانی طلب فرمایا یہ جلدین لکھین شکر ہے کہ مقبول خاطر ناظرین ہوئین لیکن
کتابین دفاتر نوشیروان نامہ تصنیف ملا فیضی کی بہ جستجوے کمال حاصل ہوئین بلکہ جناب فیضمآب
شہنشاہ طہران ناصر الدین شاہ بہادر خلد اللہ ملکہ نے معرفت تاجران ہندوستان کے ہفت دفتر
طلب کیے اپنے ہان کے شاعران کامل واکمل اہل زبان سے ترتیب کرائے دو جلدون مین ساتون دفتر
بفصاحت وبلاغت بزبان فارسی تحریر ہوے ساٹھ ساٹھ روپیہ کو ایک ایک جلد طبع ہو کر فروخت ہوئی وہ
دونون جلدین بھی عنایت خداے حقیر کو بہم پہنچین کہ جسکا نشان شہر لکھنؤ مین کسی کے پاس نہین ہے
ابتک یہ دفاتر ہر دو گلستان مین ہین بادشاہ موصوف نے ترتیب کرائے انکی صفت کیا تحریر ہو علاوہ ان
دفاتر کے اور کتبہائے قصہ جات بھی موجود ہین کہ جنکے نام سے بھی کوئی واقف نہین ہے مثل ابا مسلم و
مختار نامہ وسیف نامہ وغیرہ ممکن ہین اور تحریر ہوش ربا مین بھی جو حصلہ رہ گیا اول کی ہر چہار جلد
ہاتھ سے حقیر کے نہین لکھی گئین صدہا داستانین میری تصنیف کردہ جو شائع نہین ہوئین اور چوری
ہونے سے بچ گئین وہ موجود ہین علاوہ ازین طلسم نور افشان کے مدارج وحالات سلطنت شہنشاہ
لاچین وبغاوت افراسیاب بھی یہ حقیر لکھتا تو شائقین قدر دانی سے خلعت تحسین وآفرین عنایت
فرمانے دفاتر نوشیروان نامہ کو یک باختر وبالا باختر وایرج نامہ ونیز صندلی نامہ وتورج نامہ ولعل نامہ

یہ سب دفاتر بزبان فصیح ترتیب کردہ حقیر شل ہوش ربا موجود ہین جو رئیس بہ قدردانی خواہش فرمائین خواہش پر طالب کی بطور مختصر بھی ترتیب کر سکتا ہون ہر چند یہ حقیر جاہل و بیکار ہے لیکن طول و مختصر کا بھی اختیار ہے جن قدردانان و رئیسان و تاجران وغیرہ کو خواہش ہو اطلاع دین سکونت حقیر متصل درگاہ جناب حضرت عباس علیہ السلام ہے ہر خرد و کلان از پیر تا جوان ادنےٰ اعلےٰ اس ذرۂ خاکسار کو بخوبی جانتا ہے شہر لکھنؤ کا ہر سنگ ریزہ بھی اس حقیر پر تقصیر کو پہچانتا ہے

قطعات تواریخ طبع سابق

تاریخ طبعزاد منشی اشتیاق حسین متخلص بہ سہیل خلف الصدق منشی احمد حسین قمر مصنف جلد ہذا

جلد ششم لکھی جو ہے والد نامدار نے
قصۂ بے مثال ہے لفظ ہر ایک دلپذیر

ہے یہ کتاب لاجواب حرف ہین اسکے انتخاب
کاف ہے صاف کہکشان الف ہے رشک تیر

نظم مین سال طبع کے فکر سہیل نے جو کی
وصف رقم ہو سکا کلک سے کی بھی دار و گیر

کرکے قلم سر بلا مصرعہ سال لکھدیا
ہوش ربا و دل ربا ہے یہ طلسم بے نظیر

تاریخ طبعزاد حقیر منشی احمد حسین قمر مصنف جلد ہذا در صنعت توشیح ہر مصرعے کے شروع کا ایک ایک حرف لین تاریخ ظاہر ہوگی

قمر بلبل گلشن فکر سن
بباغ مضامین شود نغمہ زن

عیان کرد این نغمۂ دلنواز
کہ ای ناظم قصۂ سوز و ساز

چہ جلد ششم گوہر بے بہا
رقم کردۂ تو بہ لطف و عطا

رقم گشت اوصاف باغ و بہار
ز بوئیش عیان صنعت کردگار

عروسان حرفش بصد امتیاز
سطورش مسلسل چو زلف دراز

ورق غیرت عارض مہوشان
منور مضامین انجم نشان

منور جلالت عیان از کتاب
چہ تحریر شد نسخۂ لاجواب

قمر سال ہجری رقم کردہ ام
ز ہر مصرعہ حرف کم کردہ ام

الٰہی دعایم شود مستجاب
کہ مقبول دلہا شود این کتاب

تاریخ طبعزاد دیگر از مصنف بطریقۂ قدیم مصرعۂ سالم در سنہ عیسوی

مہر خاور سے قمر روشن ہے مضمون کتاب	جس طرح سہراب رستم کی جہان مین دھاک ہے
ساقیان حور وش کے ہر جگہ مین وصف نظم	میکشان جام الفت کو اسی کی تاک ہے
بحر مضمون خیالی ہر جگہ ہے موج زن	کلک گوہر سلک بحر فکر کا پیراک ہے
باغبان فکر نے تاریخ کی کی جستجو	باغ مضمون مین نہ ہے قحط خس و خاشاک ہے
عندلیب فکر نے یہ مصرعہ رنگین پڑھا	یہ گلستان قمر جور خزان سے پاک ہے ۱۳۰۹

قطعہ تاریخ شاعر بیمثال جناب سید حسن عباس صاحب متخلص بہ خیال خلف اکبر جناب میر علی عباس صاحب شوق لکھنوی شاگرد و نیز برادر زادہ جناب حضرت حکیم سید ضامن علی صاحب جلال باکمال لکھنوی مدظلہ العالی

دلچسپ لکھا خوب فسانہ یہ قمر نے	تقریر قیامت کی ہے تحریر بلا کی
جو فقرہ ہے اس نثر کا ہے نظم سے بہتر	دیکھا اسے یا جسنے سنا مدح و ثنا کی
خوبان مضامین کا مرقع ہے یہ دفتر	معنی مین کہ تصویرین ہین سب ناز و ادا کی
کیا خوب بلاغت ہے فصاحت ہے بیان مین	کیا طرز ادا ہی ہے زبان فصحا کی
ہاتھ آئی خیال اسکی عجب طبع کی تاریخ	کیا جلد لکھی جلد ششم ہوش ربا کی ۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ دوست صادق شفیق بندہ سرور دل و قلب فرح بخش شیخ احمد بخش متخلص بہ غیر شاگرد جناب منشی محمد باقر علی صاحب متخلص بہ ہمسر لکھنوی

جلد ششم لکھی جو قمر نے بصد خوشی	تاریخ کہنے کا ہوا غیر یہی سبب
مضمون رقص کے جو رقم ہین کتاب مین	ہے دنگ مشتری فلک بھی بصد ادب
تاریخ کی جو فکر رخ شن سے ہوئی	آیا خیال یہ کہ یہ ہے نغمہ طرب ۱۳۰۹

قطعات تاریخ دوست صادق و محب واثق فلک اساس جناب سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی

لکھی جلد ششم ہوش ربا کی جو قمر	یاس نے دل سے تاریخ نکالا آخر
کہدیا اسنے خریداروں سے مژدہ ہو تمھین	لو چھپی جلد چھپی ہوش ربا کی نادر ۱۳۰۹

دیگر ایضا

واہ چھپی جلد پھر ہوش ربا کی چھپی	چار طرف خلق مین شور یہی مچ گیا

یاس بے سال طبع لکھدے یہ مصراع تو — لکھکے قمر نے عجب ہوش ربا کر دیا

قطعۂ تاریخ محب بے ریا دوست باصفا مہربان انتخاب جناب علی نواب صاحب جاہ و حشم متخلص بہ تبسم رئیس شہر عظیم آباد

اے تبسم کیا لکھوں ممدوح دوران کی ثنا — خوش بیان خوش فکر خوش اخلاق یکتا انتخاب

اسم اشرف خلق میں مشہور ہے احمد حسین — اور تخلص ہے قمر روشن مثال آفتاب

نثر لکھنے میں عدیم المثل اور تلمیذ برق — انکی ہر تصنیف پر شیدا ہے طلب شیخ و شباب

داستان حضرت حمزہ کا یون لکھا طلسم — شرم کے مارے ہوئین سب داستانین آب آب

مصرع تاریخ یون ہمنے بھی لکھا فکر سے — خوب ہی کیا ہر جزو کل داستان بیلا جواب

خاتمۃ الطبع از طرف مصنف کتاب

طالب کو وصل کے لیے رات بھر خواب
اے شام ہجر صبح کو ہی مختصر جواب
وصف رخ صبیح کے احوال میں رقم
موسی کو کیا ملا ہے سر طور پر جواب

دیگا ترے سوال کا مرغ سحر جواب
طول شب فراق جو میں نے بیان کیا
اس فرد کا تو دے یہ بیاض سحر جواب
وہ ماہ اوج حسن اگر امتحان لے

کرتی ہے ہمسری سر زلف دراز سے
فرمایا ہنس کے بات کا دے مختصر جواب
طالب ہوے تجھے دیکھ غش کھا کے گر پڑے
دیوان انوری کا لکھوں اے قمر جواب

اس حقیر بیچمدان کی داستان سرائی و نثر خوانی مصائب آل عبا شہر میں زبان زد خاص و عام ہو رہی ہے تمام رئیسان عظام و شاہزادگان والا مقام بعنایت رب انام بہ تعریف تمام ماہر ہیں اس نیاز مند نے بعنایت رب اکبر بعبارت سلیس و اشعار نفیس بہ انشا پردازی اس جلد ششم کو تمام کیا امیدوار ہوں کہ جہاں کہیں سہو بشری سے قلم کو لغزش ہوئی ہو دامن لطف سے چھپائیں اور جس مقام پر خوبی عبارت اور حسن بندش اور ربط مضامین سے مثل بیان وصال مطلوب یا فراق محبوب یا سامان رزم یا طریقۂ بزم وغیرہ کے مسرور ہوں احقر کو دعائے خیر سے محروم نہ فرمائیں کیونکہ داستانوں کا ربط و ضبط و عنوان آئینہ تمثال ہوش ربا سے چشم حیران ہے نمونہ ارژنگ چین ہر ایک فقرہ داستان ہے

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

پس از حمد و نعت قدر دانان دیار و امصار کو مژدۂ طرب افزا اور رنگین مزاجان عالی وقار کو نوید مسرت اشتمال کہ جس
نامورۂ دلفریب کا ایک عالم مشتاق تھا اُسنے حجاب ناز سے سر باہر نکالا ہے دیکھیں کون کون مشتاق جمال
پیشقدمی کرتا ہے اور نقد دل رونمائی مین لاتا ہے یعنی داستان امیر حمزۂ صاحبقران جسکی تعریف و توصیف مین تمام
زمانہ یکزبان ہے کہ مثل اسکے کوئی قصہ و افسانہ از ابتدائے عالم تا ایندم نہوا ہے اور نہ آیندہ ہوگا - واقع مین اس داستان
عظیم الشان کی اصول فارسی کے مصنف ہمہ دان شیخ ابو الفیض فیضی نے کس وسعت بیانی اور نازک خیالی کو کام
فرمایا ہے اور کیا خون جگر کھا کے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہندوستان کے تصنیف کیا ہے ایسی
داستان ضخیم کا جسکے آٹھ دفتر ہین اور ہر دفتر کی کئی کئی جلدین اور بعض جلد بوجہ ضخامت کثیرہ کے دو حصون پر
منقسم ہے بار عظیم ترجمہ و طبع کا جناب معلی القاب ہمت و جلالت مآب جناب منشی نولکشور لازال بالفرح والسرور نے
محض برائے خوشنودی قدر دانان اپنے ذمے لیا اور بصرف زر کثیر اتنے بڑے اہم کام کو نہایت عمدگی کے ساتھ انجام
کو پہونچا دیا اور بڑے بڑے نامی و نامآور نثاران داستانگوے اسکا ترجمہ کرا کے شائع کیا چنانچہ اس داستان کے دفتر
اول نوشیروان نامہ کی ہر دو جلد اور دفتر دوم کوچک باختر اور دفتر سوم بالا باختر اور دفتر چہارم ایرج نامہ کی
ہر دو جلد کا ترجمہ شیرین زبان رنگین بیان شیخ تصدق حسین صاحب داستانگو نے بفرمایش مطبع نہایت عمدگی اور
خوبی سے کیا گویا بہتے دریا کو کوزہ مین بھر دیا اور یہ کل دفتر طبع بھی ہو گئے اور دفتر پنجم طلسم ہوشربا جو کل داستان
کی جان ہے اور جسکی سات بڑی بڑی جلدین ہین اور اسی کی جلد پنجم بوجہ ضخامت کثیرہ بڑے بڑے دو حصون پر
منقسم ہے اسکی اول چار جلدون کا ترجمہ گلگزار فصاحت طوطی شکرستان بلاغت منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم نے اور
آخری تین جلدون کا ترجمہ سرآمد سخنوران صاحب فضل و ہنر منشی احمد حسین صاحب قمر سلمہ نے از جانب مطبع
فرمایا - ان لائق مترجمون کی ذہانت و لیاقت قابل داد و صاد ہے کہ رنگینی عبارت کو عبارت فسانۂ عجائب کا
کش کر دیا یہانتک یہ جلدین قدر دانون نے پسند فرمائین کہ تھوڑے ہی عرصہ مین ہاتھون ہاتھ فروخت
ہو گئین اور نوبت طبع مکرر کی آگئی - چنانچہ خدا کے فضل و کرم سے طلسم ہوشربا کی یہ جلد ششم ماہ دسمبر ۱۸۹۳ع
بار دوم مطبع نامی منشی نولکشور صاحب سی - آئی - ای - واقع کانپور مین طبع ہو کر بزم افروز شبستان مشتاقان ہوئی -
باقی اس داستان کے تین دفتر یعنی صندلی نامہ - تورج نامہ - لعل نامہ کا بھی انصرام ترجمہ و طبع ہو رہا ہے -